اس واقعہ پر یُوں تبصرہ کیا ہے :۔

" مسٹر جناح نے بے حد دانش و تدبیر سے کام لیا کہ مولوی عبدالحامد بدایونی کی اِس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جس کا منشاء یہ تھا کہ احمدیوں کو مُسلم لیگ کا ممبر نہ بنایا جائے ہمیں اِس مسئلہ کے متعلق مسٹر جناح کے مسلک کی نسبت کچھ بھی شبہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کشمیر کی پریس کانفرنس میں صاف صاف فرمایا تھا کہ فرقوں کی بحث نہ اٹھاؤ ہر مُسلمان مسلم لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے ..... قرارداد کو رد کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسٹر جناح اس قسم کی تفریق آمیز تجاویز کو ملت کے مقاصد کے لئے نقصان رساں سمجھتے رہے ہیں "

(انقلاب لاہور ۱۳۔ اگست ۴۴ء)

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

اللہ تعالیٰ جو انسان پر فضل و احسان کرتا ہے اور نعمتیں اُسے دیتا ہے انہیں کوئی گِن نہیں سکتا۔ ناشکرا انسان شائد اسے مبالغہ سمجھے مگر قرآن کریم تو مبالغہ سے پاک ہے۔ وہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ، ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیم ۱۴-۳۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ " اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں گن نہ سکو گے۔ یقیناً انسان (اپنے نفس پر) بڑا ظالم اور بڑا ہی ناشکرگزار ہے " اللہ تعالیٰ جو ظاہری نعمتیں دیتا ہے اُنہی کو گننا ناممکن ہے۔ باطنی نعمتیں ان سے بھی بڑھ کر اور لا انتہا ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑی نعمت وہ رُوح ہے جو اُس نے صرف انسان میں پھونکی ہے اور کسی اور مخلوق کو نہیں دی۔ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین (سورۃ الحجر ۱۵-۲۹)

یعنے سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک بنا لوں اور اپنی رُوح میں سے اس میں پھونکوں تو تم اس کی فرمانبرداری میں گر پڑنا " اور چونکہ فرشتے تمام کائنات کی طاقتوں پر مقرر ہیں اس لئے اُن کی فرمانبرداری تمام کائنات کی فرمانبرداری کے مترادف ہے۔

تو اس رُوح کی وجہ سے انسان نہ صرف زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنا بلکہ اسی رُوح کی وجہ سے وہ اخلاق الٰہی اور صفات الٰہی کو اپنے اندر پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب دن بدن حاصل کرتے ہوئے آخر لقاءِ الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے جو کہ انسان کی زندگی اور اس کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اور اسی لئے رسُول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تخلقوا باخلاق اللہ (یعنے اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) اور قرآن کریم خود فرماتا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ز ونحن لہ عٰبدون ٥ (البقرۃ ۲- ۱۳۸) " اور اللہ کا رنگ، اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اسی کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں "۔ اللہ کے رنگ میں رنگین ہونا اُسی کی صفات میں رنگین ہونا ہے۔ اور اللہ کا رنگ اُسی کی فرمانبرداری سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے جو احکام دیئے ہیں وہ بھی انسان میں اپنی صفات اور خوبیاں پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اگر وہ سُبحان یعنے بے عیب ہے تو انسان کو بھی تقوٰے کے احکام دے کر بے عیب کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ تمام تعریفوں یعنے اعلیٰ صفات اور خوبیوں کا مالک ہے تو ان کو بھی قرآن حکیم میں بالتفصیل بیان فرما کر انسان کو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی انہیں حاصل کرے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ میں رحم ہے تو انسان کو بھی بار بار دوسروں پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے کا حکم ہے اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا :۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء

یعنے جو زمین میں ہیں اُن پر تم رحم کرو تو جو آسمان میں ہے (یعنے اللہ تعالیٰ) وہ تم پر رحم کرے گا "

(اقتباس از خطبہ جمعہ جناب نصیر احمد فاروقی)

جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

آج ۱۶/۷/۸۲ کو مسجد مبارک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کا ایک ہنگامی اجلاس بعد از نماز جمعہ زیر صدارت محترم میاں شریف احمد صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مکرم میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے مورخہ ۱۴/۷/۸۲ نماز تراویح میں یہ افسوسناک خبر سنائی کہ شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآبادی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ اجلاس محترم شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد کی ناگہانی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ وہ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنی جوارِ رحمت میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔ اور ان کے اعزہ و اقارب کو یہ نقصان عظیم برداشت کرنے اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

یہ اجلاس ان کی بیگم صاحبہ صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور اُن کے بھائیوں سے دِلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اُن کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو اور اُن کو شیخ صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخ صاحب مرحوم صاف گوئی سے کام لیتے تھے۔ ان کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ اُن کے قول اور فعل میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور انہوں نے احمدیت کے ساتھ ہمیشہ گرمجوشی سے ساتھ دیا۔ سلسلہ کے ساتھ انہیں والہانہ عقیدت تھی۔ ان کی زندگی نہ صرف تقوٰی و طہارت اور اخلاص سے معمور تھی بلکہ وہ خدمتِ دین کا بے پایاں جذبہ رکھتے تھے۔ وہ انجمن کے لئے خصوصیت سے ایک سرکردہ رُکن کی حیثیت سے ہمیشہ تقویت کا موجب تھے۔ ان کی وفات انجمن اور جماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہے۔

قرار پایا کہ اس کی نقول بیگم صاحبہ عزیز احمد مرحوم، محترم شیخ نثار احمد صاحب، شیخ غلام احمد صاحب، شیخ ممتاز احمد صاحب اور ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی جائیں۔

والسلام

خاکسار خواجہ محمد نصیر اللہ، آنریری سکرٹری جماعت راولپنڈی

شکرانہ

چند ہفتے پیشتر سیالکوٹ چھاؤنی کے نہایت محترم بھائی مرحوم شیخ عبدالمجید کے بیٹے ڈاکٹر شیخ شاہد حمید کو راولپنڈی سے سیالکوٹ بذریعہ کار آتے ہوئے کھاریاں کے قریب حادثہ پیش آیا۔ جس میں ان کی ایک ٹانگ کو شدید چوٹ آئی۔ ان کی ہمشیرہ طاہرہ پرویز، ایک بھانجی اور کار میں سوار دیگر افراد کو بھی زخم آئے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حادثہ کی سنگینی کے باوجود جانیں محفوظ رہیں۔ شکرانہ کے طور پر طاہرہ پرویز نے ۲۰/- روپیہ اور ڈاکٹر شاہد حمید نے ۱۰/- روپیہ عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں۔ خدا ان نیک بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

پاک وجود کا علم ہو تک مجھے جسکے حضور حاضر ہو کر یہ عظیم الشان فائدہ اٹھا رہا ہوں جس نے نہ [illegible] نہیں الکمو بلکہ دنیا کے سارے مال و متاع سے مجھے مستغنی کر دیا ہے

میں نے یہ باتیں اسلیے نہیں کی ہیں کہ میں تمھیں یہ بتاؤں کہ [illegible] میرا کیسا تعلق ہے انما الاعمال بالنیات میری غرض فقط یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو خصوصاً ان دوستوں کو جو مجھ پر حسن ظن رکھتے ہیں ان فوائد سے اطلاع دوں جو

مجھے یہاں رہ کر حاصل ہوئے ہیں اور جنھوں نے دنیا کی ساری دولت کو میرے سامنے ہیچ کر دیا ہے۔

تم بھی یہاں رہ کر وہ بات حاصل کریں جو حضرت امام کے آنے کی اصل غرض ہے۔ اس امر کے اظہار سے میری یہ بھی ایک غرض ہے کہ ان کو کو ابتلاء سے بچاؤں جو کبھی کبھی بدظنی کر بیٹھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو حقیر سمجھ کر بلانے پر فاویان کر با ہر نہیں جاتا۔

تم جو یہاں موجود ہو یاد رکھو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہاں اپنے ہی فضل سے مجھے اس راہ کی ہدایت فرمائی ہے کہ الٰہی فیوض و برکات کے حصول کا اصل ذریعہ ایمان باللہ اور تقویٰ ہی ہے

مگر ایمان باللہ اور تقوی اللہ کی حقیقت اور کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ صادق کی صحبت میں نہ رہے اور مجھے اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے اسکی قدر معلوم ہوئی ہے اسلیے میں کھولکر کہتا ہوں کہ اگر چاہتے ہو کہ وہ انوار سماوی اور روحانی برکات حاصل کرو جو روح کے تقاضوں کی انتہا ہیں تو سنو! یہاں آؤ اور صادق کی صحبت میں رہو اور اس سے وہ فیض لو جو وہ لیکر آیا ہے

ایڈیٹر۔ لاریب اگر ہر شخص اُس حقیقت کی تہ تک پہونچ جاتا جہاں حکیم الامۃ نے قدم رکھا ہے تو امام الزمان سلمہ الرحمن یہ نہ فرماتا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

کے مرتبہ اعلیٰ
یعنی جو زمین [illegible]

جو نور الدین کو اس روشنی کے منارہ پر لے گئی ہے اور وہ نور یقین ہے
خدا کرے ہم سب میں یہ نور پیدا ہو
اور ہمکو اسی راہ پر چلنے کی توفیق ملے آمین

غرض

مامورین اللہ اور صادق کی صحبت اور معیت ضروری ہے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی انسان اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ہی ذات پر بھروسہ کرکے اور اپنی تجویزوں اور تدبیروں سے اعلیٰ کامیابی تک پہونچے۔ اور اس امر کی پروا نہ کرے کہ مامور من اللہ اور صادق کی صحبت میں رہنے سے اسے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ بیوقوف ہے اپنا دشمن ہے دیکھو خیر القرون میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تھا خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کی بارش کا وقت تھا۔ لیکن کل عرب و عجم نہیں ساری دنیا میں سے مکہ کو جو ام القریٰ ہے منتخب فرمایا اور سارے مکہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور پھر عبد اللہ اور آمنہ کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دنیا کو ان انوار و برکات سے بہرہ ور کرے پھر خیر القرون میں صحابہ نے اور تابعین اور تبع تابعین نے کیسی ترقی کی؟ انھوں نے اپنے سلوک کے منازل کو طے کرنے کے واسطے کیا اختیار کی؟ کیا یہ کہ آپ کا اقرار کر لیا آپکو صادق تسلیم کر لیا اور پھر آپ کے پاس آکر نہ بیٹھے۔ اپنے گھروں میں جا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر روپیہ کمانے کی فکر میں ہو گئے۔ اور پاس نہ رہنے کے لیے دنیا اور اُسکے مخمصوں کا عذر کر دیا؟ سوچو! اور پھر سوچکر بتاؤ۔ میں خود ہی اس سوال کا جواب دیدیتا ہوں صحابہ نے جس قدر ترقیاں کیں جو جو مدارج عالیہ انھوں نے حاصل کیے ان سبکا اصل سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور معیت ہی تھی جس نے ان کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت اسقدر کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ جس کے مقابلہ میں انھوں نے وطن آبرو عزت راحت دولت آسایش عزیز و اقربا غرض دنیا کی کسی چیز اور کسی تعلق کی پروا نہیں کی اور تو اور انھوں نے اپنی جانوں تک کی پروا نہیں کی اپنے خون پانی کی طرح بہا دیے! وہ بات جس نے انہیں یہ قوۃ یہ شجاعت و استقامت اور ایثار نفس پیدا کر دیا محض یہی تھی کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے اور آپ کے ساتھ تعلق کو اتنا شدید کیا اور ایسے وابستہ ہوئے کہ وہ سکینت اور اطمینان جو خدا کیطرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی جسنے آپکا شرح صدر فرمایا اُس تعلق اور محبت کی نالی کے ذریعہ صحابہ کے دل میں بھی اترتی تھی اور ان کے شرح صدر کرکے نور یقین سے بھرتے جاتے تھے۔ باقی آیندہ

حضرت فاضل امروہی کی تحریر

انتخاب و اقتباس از رسالہ الفرقان

قولہٗ ملخصاً۔ مرزا خدا بخش صاحب عسل مصفی کو اس کی فکر ہوئی چونکہ مہدی کے لیے ضرور ہے کہ قریشی ہو اور مرزا صاحب مغل ہیں قریشی نہیں کسی ترکیب سے مرزا صاحب کو قریشی بنانا چاہیے۔

اقول۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کتاب عسل مصفی تخمیناً ۸۵۰ صفحہ کی کتاب ہے جسمیں صدہا ادلہ شرعیہ عقلیہ سے حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا ثابت کیا گیا ہے کسی مخالف ذی علم کو آجتک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اُس پر حملہ کرے پھر یہ چار ورق کا رسالہ جس کی لیاقت اور علوم ہو چکی کیا حملہ کر سکتا ہے مگر چونکہ یہ بات بہت ہی سچ ہے جو شاعر کہہ گیا ہے کہ ؎

مرد جاہل در سخن باشد دلیر
زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر

پس یہ حملہ مقتضائے نادانی و بیخبری مؤلف ہی ہے کہ ایسی ضخیم و مبرہن کتاب پر حملہ کر کے بقول شخصے انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل ہو گیا ہے کہ [illegible] رسالہ کیا جانے کہ خصم کے جواب دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک جواب و استدلال تحقیقی ہوا کرتا ہے اور قسم دوسری جواب و استدلال کی الزامی جواب و استدلال ہوتا ہے جو بموجب مسلمات خصم کا ہو جاتا ہے اس قسم کا استدلال یعنی مسلمات خصم کے قرآن مجید میں بہت کثرۃ سے واقع ہوا ہے چونکہ ہمارے مخالفین ہمارے الزامی جوابوں پر ہمیشہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ دیکھو انھوں نے عیسیٰ بن مریم کی کیسی تحقیر و توہین کی حضرۃ علی کی کسقدر تحقیر کی ہے وکذا وکذا لہذا ہم ایسے استدلال الزامی کی نظیر قرآن مجید سے لکھتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کا وہ مناظرہ مذکور فرمایا گیا ہے جو ان کی قوم ستارہ پرست کے ساتھ واقع ہوا تھا اولاً ماسبق آیات میں اصنام پرستی کا رد فرمایا ہے اور یہاں پر ستاروں کی ربوبیت اور معبودیت کا رد فرماتے ہیں اسطرح پر کہ اولاً جبکہ اندھیری رات ہو گئی تو زہرہ یا مشتری کی نسبت اور ستاروں کے بہت روشن دیکھ کر حضرت ابراہیم نے بموجب اعتقاد خصم کے اُسکی ربوبیت کو ارخاء العنان للخصم تسلیم کر لیا کہ ھٰذَا رَبِّی لیکن جبکہ یہ ستارے غائب ہو گئے اور ان کا نور جاتا رہا فرمایا کہ ان میں تو نقصان عدمیت نور بعد الظہور لازم ہے یہ تو اس قابل نہیں ہیں کہ انکیطرف میل کیا جاوے چہ جائیکہ الٰہ یا معبود گردانے جاویں یا اپنے حوائج ان کے روبرو پیش کیے جاویں یا ان کو قاضی الحاجات سمجھا جاوے بقول شاعر کہ ؎

عمر چیزے رگ جاں را اجنبا شد
کہ گاہے باشد و گاہے نباشد

پھر جبکہ ان ستاروں سے زیادہ روشن قمر کو دیکھا کہ طلوع ہو رہا ہے تو پھر اُن کے عقائد کے ساتھ ارخاء العنان للخصم موافقت کر کے یہی قول کیا کہ ھٰذَا رَبِّی لیکن جبکہ وہ بھی چھپ گیا اور نور اسکا جاتا رہا تو پھر الزام دیکر ان سے کہا کہ یہ قمر بھی باوجود عظمت شان نورانیت کے کیونکر الٰہ قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ الوہیت کے لیے تو ایسی ذات کا ہونا ضروری ہے جس میں عظمت مطلقہ اور کاملہ ہو کہ کسیوقت بھی اُس کے کمال اور عظمۃ میں کبھی نقصان واقع نہ ہو ورنہ ایسی ناقص چیز کو معبود قرار دینا جو کبھی نقصان سے کمال کی طرف اور کبھی کمال سے نقصان کیطرف راجع ہو بڑی گمراہی ہے پھر جبکہ روز روشن ہوا اور آفتاب کو انتہا درجہ کا روشن دیکھا تو پھر اُن کے ساتھ متفق ہو گئے اور کہنے لگے کہ ھٰذَا رَبِّی ھٰذَا اَکْبَرُ اور وہ قوم بھی پرستش آفتاب کی نسبت اور ستاروں کے زیادہ کرتی ہوگی اور شمس کو الٰہ اکبر قرار دے رکھا ہوگا لہذا حضرت ابراہیم نے اس قول میں اپنی قوم کے ساتھ یہانتک ملائمت کی کہ شمس کو ایسا عظیم الشان قرار دیا کہ ھٰذِہٖ کی جگہ ھٰذَا اَکْبَرُ فرما دیا اور کُبْرٰی کی جگہ اَکْبَر ارشاد کیا اگرچہ شمس عرب کے نزدیک مؤنث ہے اسی واسطے بَازِغَۃ اور اَفَلَتْ صیغہ مؤنث کے کلام الٰہی میں اُس کے لیے ارشاد فرمائے گئے ہیں لیکن حضرت ابراہیم نے اپنے قول میں واسطے موافقت اپنی قوم کے اُسکو مذکر ہی ذکر کیا کہ ھٰذَا رَبِّی ھٰذَا اَکْبَرُ اور دناءت التونث کی بھی اُس کے لیے جائز نہ رکھی پھر جبکہ آفتاب بھی غروب ہو گیا اور اُس کا نور دنیا میں باقی نہ رہا تو فرمانے لگے کہ یہ تو ہرگز ہرگز رب اکبر نہیں ہے اس میں بھی نقص اور دناءت افول کی موجود ہے بلکہ یہ اس لائق بھی نہیں ہے جو اکبر مطلق کے ساتھ کسی صفت ربوبیت میں شریک بھی کیا جاوے اور فرمایا کہ باوجود ہلال کے کسی طرف صفت ربوبیت کا نظاہر اسناد کرنا بھی داخل شرک ہے لہذا میں ایسے شرک سے بری ہوں قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ۔

یہاں پر ناظرین انصاف فرماویں کہ اس مناظرہ ابراہیمی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم [illegible]

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

ضرورۃ امام

امام کی ضرورت ایک ایسی ضرورۃ ہے کہ اس سے کوئی سلیم الفطرۃ تو انکار نہیں کر سکتا جو انکار کرتا ہے وہ اپنے آپکو کیسا ہی دانشمند ہوشیار اور زیرک سمجھتا ہو لیکن میں اُسکو سب سے بڑھ کر بیوقوف ناواقف اور خطاکار قرار دونگا کیونکہ وہ بدیہی باتوں سے انکار کرتا ہے درخت کی مثال سے میں بتا چکا ہوں کہ کسطرح ٹہنیوں کو سرسبز و شاداب رہنے اور باردار ہونے کے لیے درخت کے ساتھ حقیقی پیوند ضروری ہے۔ اپنی نظر کو ذرا اور وسیع کرو اور ریل گاڑی کی مثال دیکھو ایک ٹرین جس میں سٹیم انجن نہ لگا ہو اس میں خواہ کیسی ہی مصفا اور شاندار گاڑیاں لگی ہوئی ہوں لیکن سٹیم انجن کے نہ ہونے کے سبب ان میں کوئی حس و حرکت نہیں ہوگی اور وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیں گی۔ حیوانات پر غور کرو۔ مرغی کے بچے اگر الگ کر دیے جاویں تو خواہ انکو کیسی ہی غذا دو لیکن اگر وہ مرغی کے پروں کے نیچے اُسکی حرارت سے حصہ نہیں لیتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ انکو چیلیں اور دوسرے جانور ہی کھا جائیں گے۔

غرض

یہ ہے کہ مادہ نشو و نما پاتا ہے لیکن تعلق کے ساتھ۔ اسی طرح جب دنیا دار قوم میں جب کوئی انجمن یا سوسائٹی بناتی ہیں اور ملکر کوئی کام کرتی ہیں اُس وقت باوجودیکہ کثرت رائے پر فیصلہ ہوتا ہے لیکن اسپر بھی انکو اپنا ایک سرگروہ یا پریسیڈنٹ منتخب کرنا پڑتا ہے جس کا فیصلہ قطعی اور آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ ان ہی سلطنتوں کو بھی پریسیڈنٹ کی احتیاج ہوتی ہے باوجودیکہ وہ بڑے آزاد اور آزادی پسند ہوتے ہیں پھر جب عام نظارۂ قدرت اور موجودات میں وحدۃ ارادی کے ہونے کی ضرورۃ ایک عام ضرورۃ سمجھی جاتی ہے اور انسان کی مادی ترقیات کی تہ میں بھی وحدۃ ارادی کی روح کام کر رہی ہے پھر کیسا افسوس اور قابل تعجب ہے وہ انسان جو علوم روحانی امور میں اسکی ضرورۃ نہیں سمجھتا۔

وحدۃ کا نظارہ

میں نے اس مسئلہ پر گھنٹوں اور منٹوں سے نہیں بلکہ دنوں اور ہفتوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک غور کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ جس قدر میں اس مضمون پر سوچتا گیا ہوں خاص ذوق اور سرور کے ساتھ اس کی باریک باتیں مجھ پر کھلتی گئیں یہاں تک کہ اس وحدۃ کے نظارہ میں میں اوپر چڑھتا گیا اور میں نے دیکھا کہ خدا لاشریک خدا کے لیے وحدۃ کا نظارہ ضروری ہے خدا جو اسماء حسنیٰ کا مرکز ہے اگر اسکی صفات پراگندہ ہوتیں تو خدائی ہی نہ چلتی۔ اسیطرح جیسے وہ جامع جمیع صفات کاملہ ہستی چاہتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کا جو مجموعی طور پر ہیں اتحاد ہو۔

کشش

یہی وجہ ہے کہ کشش اتصال کا وجود اس نے رکھا ہے جو ذرات متفرقہ کو باہم ملاتی ہے۔ انفرادی حالت میں فیوض و برکات کا نزول نہیں ہوتا بلکہ اس میں بھی توسط کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ کشش قابل جوہروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو ان منافع اور برکات کا وارث ٹھہراتی ہے جو اتحاد سے پیدا ہوتی ہیں۔ جس طرح امور مادی میں میں نے یہ ضرورۃ دکھائی ہے اسیطرح روحانی معاملات میں بھی ایک صاحب کشش انسان کی ضرورۃ ہوتی ہے۔ وہ اپنی کشش سے پاک فطرۃ اور سعیدروحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر اس تعلق سے جو ان میں پیدا ہوتا ہے اس قوت اور طاقت کو نشو و نما دیتا ہے جو فیوض الٰہی کے جذب کرنیکا ذریعہ

فیضان الٰہی کا نزول

[illegible] ہوتی ہے۔ یہ وہ سلسلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ

قالوا ربنا اللّٰہ کی کیفیت

قالوا ربنا اللّٰہ کی حالت اور کیفیت مجرد زبان سے کہنے سے پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ ایک کیفیت ہے کہ اسکا ظہور اور نمود نہیں ہوتا جبتک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی صحبت میں رہنے کا موقع حاصل نہ ہو اور اسکے ساتھ ہی سچا پیوند اور تعلق قائم نہ ہو۔ یہ مسئلہ چونکہ ایک باریک مسئلہ ہے اسلیے میں نے پہلے عام نظارہ قدرت کی مثالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحدۃ ارادی فیوض کا وارث بناتی ہے لیکن یہ بیان کرنا کہ برکات اور فیوض جو خدا تعالیٰ کے مامورو اور صادقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ملتے ہیں وہ کسطرح نازل ہوتے ہیں یا ایک کیفیت ہے جسکو بیان کرنا مشکل ہے۔ اسی لیے میں نے بتایا ہے کہ جسطرح مرغی اپنے انڈوں کو پروں کے نیچے لیکر بیٹھتی ہے اور اپنی گرمی پہنچاتی ہے اور اس گرمی سے اس مادہ میں جو انڈوں کے اندر نشو و نما پانیکی قابلیت رکھتا ہے ایک خاص قسم کی حرارت جو زندگی کی روح رکھتی ہے پیدا ہونے لگتی ہے اور معلوم نہیں ہوسکتا کہ وہ روح کدھر سے آئی اور کس وقت۔ اسیطرح جب انسان ایک مامور کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے تو اندر ہی اندر اسکی پاک تاثیریں عقدہمت دعائیں اس تعلق پیدا کرنے والے انسان میں ایک نیا نفخ روح کرتی جاتی ہیں اور اس میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں اسکی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک **نیا ایمان** پیدا ہونے لگتا ہے جو اس ایمان پر اسے اپنا جان و مال تک نثار کر دینے کی قوت بخشتا ہے۔ وہ ایمان اسکو استقامۃ کی قوت دیتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے اور اسطرح خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کا چشمہ اُسکی طرف جاری ہوتا ہے اور ملائکہ کا نزول اُسپر ہونے لگ جاتا ہے۔

غرض

میں اس کیفیت کی گواہی تجربۃ دے سکتا ہوں جو انسان کو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ تعلق پیدا کرکے ہاں سچا تعلق پیدا کرکے حاصل ہوسکتی ہے۔ حضرۃ **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کیفیت کا ایک مرتبہ اسطرح پر اظہار کیا تھا کہ جیسے پانی کی ایک بڑی نالی ہوتی ہے مامور من اللہ اس نالی کی مانند ہوتا ہے اور سچے ارادتمندوں کا اُس نالی کے ساتھ اس طرح پر تعلق ہوتا ہے جیسے چھوٹی چھوٹی نالیاں ایک بڑے لوہے کے نل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہیں اور جب پانی کے چشمہ سے اس بڑے نل میں پانی آتا ہے تو ان چھوٹی نالیوں میں بھی انکے ظرف کے موافق اور استعداد کے مطابق وہ پانی گرتا جاتا ہے۔ پس چونکہ **امام** خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کو براہ راست حاصل کرتا ہے اسلیے اس سے سچی تعلق رکھنے والے ان برکات کو اس میں ہوکر حاصل کرتے ہیں میں اس سلسلہ میں دور چلا گیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسماء حسنیٰ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ تقاضا کرتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کو مجتمع کرے اسلیے اجتماع لازمی ہے۔ ساری گاڑیاں اگرچہ اپنے پہیوں سے چلتی ہیں مگر سٹیم انجن کے بدون وہ پہیے بیکار محض اور رکے ہیں اسی طرح ہمارے اندر بھی جو قرب کی فطری قوتیں اور طاقتیں ہیں وہ سب کی سب بیکار اور نکمی ہیں اگر کسی سٹیم انجن کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو کوئی شاخ ثمرات نہیں ہوسکتی جبتک اصل درخت کے ساتھ اسکا تعلق نہ ہو کوئی بچہ نشو و نما نہیں پاسکتا جبتک ماں کی گود میں نہ ہو۔ اسی اصل اور بنا پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

یعنی ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کی راہ یہ ہے کہ صادقوں کی صحبت میں رہو۔ مجھے اپنے طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ یاد ہے جب میں ہندوستان میں تعلیم پاتا تھا تو میرے ایک مہربان تھے جو بڑے [illegible] صالح آدمی تھے اُن کا نام **شاہ عبد الرزاق** تھا اور [illegible] میں رہتے تھے اور سید احمد بریلوی کے معتقد تھے میں [illegible] واسطے جایا کرتا تھا اور ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کئی دن تک مجھکو خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا۔ اس غیر حاضری کے بعد جب میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم اتنے دنوں تک کیوں نہیں آئے میں نے عرض کی کہ یونہی آنا نہیں ہوسکا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ تم کبھی قصاب کی دکان پر بھی ہیں گئے ہو۔ دو تین مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس سے آپکا کیا مطلب ہے اور میری غیر حاضری اور حاضری کو اس سے کیا تعلق آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ سمجھایا کہ دیکھو قصاب تھوڑی دیر کے بعد اپنی دونوں چھریوں کو کسطرح باہم رگڑ لیتا ہے حالانکہ ظاہر اسکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہیے کہ دنیا کے دھندوں اور تعلقات میں انسان کے قلب پر ایک قسم کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگتی ہے جس کے واسطے ضروری ہے کہ انسان ہمیشہ صادقوں کی صحبت میں رہ کر اس زنگ کو دور کرتا رہے اور ان کی نیک صحبت سے اس تیزی اور جلا کو قائم رکھے۔

قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں بیشمار کتابوں کے پڑھنے نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جس قدر خدا تعالیٰ کے **صادق بندوں** کی صحبت نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے

اور اب میں سالہا سال سے تجربہ کر رہا ہوں کہ قادیان میں جس قدر فائدہ میں نے اُٹھایا ہے اپنی ساری عمر میں نہیں اُٹھایا جو قادیان سے باہر بسر کی ہے

اور چونکہ انسان کی فطرۃ میں یہ امر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کہ وہ نفع رساں اشیاء کو لیتا جاتا ہے اور مضر اور نقصان رساں سے بھاگتا ہے اسی لیے میں قادیان سے باہر ایک دم گذرانا بھی موت کی [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible]

ما زینت اپنے اعتقاد کے بموجب فرمایا تھا وذ بالله من هذا الزعم الفاسد

اب ہم مسئلہ ماتحن فیہ کیطرف متوجہ ہوتے ہیں عسل مصفی میں جو حضرت مرزا صاحب کو ایک ہے تو باعتبار نسل اور اصل کے والدین کی بلکہ بموجب حدیث کے قریش میں سے گردانا ہے تو صرف و اسلئے الزام خصم کے ہے نہ بموجب اعتقاد کے کیونکہ اسی مقام کی چار پانچ سطر عسل مصفی میں حضرت مرزا صاحب کو فارسی الاصل نسل لکھا گیا ہے پھر فرماتے کہ نسب اور نسل کے اعتبار سے کیونکر حضرت مرزا صاحب قریشی النسب النسل ہو سکتے ہیں ہاں صرف باعتبار تائید اسلام کے بموجب حدیث کے قریش ہو گئے ولولا الاعتبار لبطلت الحكمة جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کو ایک اعتبار سے سلمان منا اهل البيت فرمایا اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من اسلم من فارس فهو من قريش هم اخواننا وعصبتنا ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ لحاظ نسل اور نسب کے نہیں ہے مؤلف رسالہ اس اعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاویل رکیک و فاسد کہے انکا اختیار ہے مگر یہ اعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمکو واجب التسلیم ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامے دارد کلام فصیح میں بہت سے اعتبارات ہوا کرتے ہیں کہ لولا الاعتبارات لبطلت الحكمة ایک ایسا قضیہ ہے جو علماء محققین میں مسلم ہے بیان اس اعتبار کا یہ ہے کہ قرآن مجید میں دو خاندانوں کی مدح آئی ہے اول بنی اسماعیل قریش ہیں جو زمانہ اول بعثت محمدیہ میں ایمان لائے ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ ہوئی چنانچہ سورہ جمعہ میں باعتبار قریش بنی اسماعیل پر منت بعثت فرمائی هو الذي بعث في الامين رسولا منهم آخر آیت تک بنی اسحاق فارس ہیں جو بموجب متفق علیہ حدیث کے وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم کا مصداق ہے دیکھو رسالہ مؤلف کو چونکہ خاندان فارس بنی اسحاق کا فخر باعتبار آخر زمانہ کے تھا جسپر لفظ آخرین دلالة کر رہا ہے اگرچہ آخر کے معنی استعمال میں دیگر بھی کے ہیں مگر چونکہ اصل میں وہ صیغہ افعل التفضیل کا ہے لہذا باعتبار اس معنی کے زمانہ آخر ہی کیطرف ہوتا ہے اور یہ فخر بعثت بہ مسیح موعود کے سبب آخر زمانہ میں انکو حاصل ہونا تھا یہ نہ جیسا اوائل مسلمین فارس کو اس فخر سے کوئی حصہ ملنا مقدر نہیں تھا کیونکہ مسیح موعود کا زمانہ آخری تھا اسی سبب سے اوائل مسلمین فارس کے جو بڑے بڑے اکابر اسلام گذرے ہیں اس مسیح موعود اور مہدی مسعود کے انتظار ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل مسلمین فارس کو بھی اپنے خاندان قریش میں اسلئے بموجب حدیث من اسلم من فارس فهو من قريش کے داخل کر لیا یہ حسرت باقی نہ رہے کہ ہمکو باوجود اخوان اور

عصبہ ہونے کے نہ تو فخر بعثت نبی کریم کا ہے کیونکہ وہ بنی اسماعیل قریش میں ہوکر اور نہ فخر بعثت مسیح موعود کا ہم میں ملا کیونکہ اسکی بعثت آخر زمانہ میں ہوگی لہذا رحمۃ للعالمین نے اوائل مسلمین فارس اکا بہلوا رہے کہ وہ بنی اسحاق ہیں اخواننا فرقہ قریش بنی اسماعیل کے فخر میں داخل ہیں ایک لطیف پیشین گوئی ہے کہ فارسی بھی افراد اسلام میں متبوع اور مقتدا ہونگے اللہ نے دونوں خاندانوں پر سورہ جمعہ میں اپنی رحمت خلاصہ کلام یہ کہ بنی اسحاق فارسی باعتبار نسل کے بنی اسماعیل قریش نہیں ہیں بسطرح پر قریش دین اسلام میں متبوع اور رہبر ہے ہیں اسی طرح پر اکابر محدثین فارسی بھی متبوع اور اہل دین اسلام کے ٹھیرے ہیں نہ کتب احادیث کا آغاز تصنیف اکابر امام فارسی النسل سے ہی ہوا ہے لہذا اس امر میں ملحوظ بالتعیین ہو گئے پھر جسطرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ اوائل بعثت میں قریش کا حال نہ مکذب رسالت رہے تھے اسیطرح پر اب بعثت مسیح موعود بنی اسحاق فارس کا حال ہے ابھی تک مکذب ہیں مگر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ فتح مکہ کی طرح يدخلون في دين الله افواجا کا مصداق واقع ہوگا جس کا آغاز شروع ہو چلا ہے اور مستانا نان الہام مندرجہ براہین احمدیہ پورا ہو چکا اب بقیہ الہام عسی ان تشنأ وهو خير لكم بھی انشاء اللہ وقوع میں آنے والا ہے۔ اور ایک اعتبار سے حضرت مرزا صاحب فاطمی ہیں کہ انکی بعض امہات میں دادیاں سید تھیں دیکھو تریاق القلوب وغیرہ امر اللہ تعالیٰ نے نسب میں مقدر فرما دیا کہ باپ کیطرف سے قریشی یا فاطمی نہیں ہیں۔

قوله صکہ مرزا صاحب اُکے مرید صاحب عسل مصفی کی ان دونوں عبارتوں سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اسطرح صاحب فرماتے ہیں کہ مہدی قریش میں سے نہیں مہدی معہود قریشی نہیں ہوگا اور صاحب عسل مصفی فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب قریش میں سے ہیں یا ہے کہ مہدی معہود قریش سے ہوگا۔ الی آخرہ

الجواب بیان سابق سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہے کہ قول اول حضرت مرزا صاحب کا نہایت صحیح ہے کہ باعتبار نسب کے باپ اور ماں کی طرف سے قریشی نہیں ہوں اور قول دوم بھی نہایت درست ہے کہ مہدی معہود مصداق لا المهدي الا عيسى بن مريم کا ہے وہ بھی والدین کیطرف سے قریشی النسب نہیں ہوگا اور صاحب عسل مصفی کا قول اول بھی صحیح ہے کہ باعتبار حدیث من اسلم من فارس فهو من قريش کے حضرت اقدس بھی قریش ہیں

یعنی آئندہ کو اب جو کوئی امام یا خلیفہ یا اہل اسلام ہو ویں گے ان کے آپ متبوع و مقتدا ہیں مثل قریش کے اور جو کوئی آپ کے قدم پر نہ ہوگا وہ امام یا خلیفہ یا موید اسلام ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ اسمیں شرک عیسائیت کا موجود ہے وابن الشرك من توحيد الاسلام اسی لیے دلائل شرعیہ یقینیہ اپنے محل پر آپ کا خاتم الخلفاء ہونا ہمنے ثابت کر دیا ہے۔ اور قول دوم بھی درست ہے کہ مہدی معہود چونکہ خاتم الخلفاء ہے یعنی آئندہ آئمہ اور خلفاء کا وہ متبوع اور مقتدا ہے تو وہ بموجب حدیث من اسلم من فارس فهو من قريش کے قریشی ہوا یعنی مثل قریش کے متبوع ہوا اور مؤلف نے بحث تناقض چھیڑ کر جو اپنی لیاقت منطقی ظاہر کی ہے اس سے ادنیٰ طلبہ نے بھی سمجھ لیا ہوگا کہ سوائے لفظ تناقض کے حقیقۃ تناقض کو مؤلف نے مس تک نہیں کیا اگر یہ دو شعر بھی مؤلف کو یاد ہوتے تو ہرگز ہرگز اس مقام میں تناقض کا نام بھی نہ لیتا

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یعنی اگر (موضوع محمول مکان زمان شرط اضافت جزو کل، قوت و فعل میں) اتحاد اور وحدت نہ ہو تو پھر ہرگز تناقض متحقق نہ ہوگا یہاں ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو تناقض کی شرائط ہشت گانہ مثال دیکر سمجھا دیویں اور پڑھا دیویں۔

مثال اتحاد و اختلاف موضوع حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور مولوی نور الدین صاحب وغیرہ مسیح موعود نہیں ہیں ان دونوں قضیوں میں چونکہ موضوع متحد نہیں ہے لہذا تناقض بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف محمول حضرت اقدس مرزا صاحب عیسی محمدی ہیں اور حضرت مرزا صاحب عیسی موسوی نہیں ہیں چونکہ ان قضیوں میں وحدت محمول نہیں ہے لہذا تناقض بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف مکان حضرت مرزا صاحب قادیان میں ہیں اور حضرت مرزا صاحب دہلی میں نہیں ہیں۔ ان میں چونکہ وحدت مکان نہیں لہذا تناقض بھی نہیں۔

مثال اتحاد و اختلاف شرط حضرت مرزا صاحب قریشی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ تائید اسلام کر رہے ہیں اور حضرت مرزا صاحب قریشی نہیں ہیں یعنی شرط نسب والدین کی رو سے ان دونوں قضیوں میں تناقض نہیں ہے کیونکہ وحدت شرط کی موجود نہیں ہے

مثال اتحاد زمان حضرت مرزا صاحب چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور حضرت مرزا صاحب تیرھویں صدی کے مجدد نہیں ہیں ان میں بھی تناقض نہیں ہے کیونکہ وحدت زمان کی موجود نہیں۔

مثال اتحاد جزو و کل حضرت مرزا صاحب نبی ظلی یعنی جزوی نبی ہیں جو شارع الاحکام نہیں ہیں اور حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے کلی نبی نہیں جو شارع احکام ہوں۔

مثال اتحاد قوت و فعل حضرت مرزا صاحب کا کوئی بیٹا مجدد ہے یعنی بالقوہ اور حضرت مرزا صاحب کا کوئی بیٹا مجدد نہیں یعنی بالفعل۔

مثال وحدت اضافت حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ کے مصنف ہیں اور حضرت مرزا صاحب تصدیق براہین احمدیہ کے مصنف نہیں ہیں ان قضایا میں بھی تناقض نہیں ہے کیونکہ اتحاد جزو کل، قوت و فعل و اضافت موجود نہیں اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ تناقض میں ایسا اختلاف ہونا چاہیے کہ اگر ایک کا تحقق ہو جاوے تو بالضرور دوسرے کا ارتفاع لازم آجاوے یا برعکس اگرچہ شرائط تناقض میں سے اختلاف کمیت و کیفیت اور جہت کا بھی ضروری ہے لیکن جب مؤلف اسقدر تحریر ہمارا کو یاد کر لیوے گا تب ہم بقیہ شرائط تناقض کی بھی سمجھا دیویں گے بقول شخصے یار باقی صحبت باقی

قوله صکہ مہدی معہود قریش میں سے ہوگا مرزا صاحب قریش میں سے نہیں اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے الخ

الجواب اول تو یہ استفسار ہے کہ یہ کونسی شکل منطق کی ہے جس کو کونسی ضرب ہے جس کا نتیجہ ظاہر آپ نے حاصل کیا ہے بینوا توجروا۔

ثانیاً یہ گذارش ہے کہ مہدی معہود کا قریشی النسب والدین کی طرف سے ہونا بقیہ متنازعہ باطل کر چکے ہیں یاد کرو نسلت قریش ملکہا وغیرہ کو۔

ثالثاً ہم نے تسلیم کیا کہ کوئی مہدی قریش میں بھی ہوگا مگر ہم کہتے ہیں کہ مہدی متعدد ہیں جن میں سے بعض قریشی بھی ہوتے ہیں چنانچہ تلخیص التواریخ میں لکھا ہے جو مطبوعہ نو دس ۱۸۹۶ء مطبع العلوم مراد آباد کی ہے صفحہ ۱۹۶ - اور مہدی چند ہیں اور اول قرن کے لیے حاجت نہیں ہو دوسرے کے لیے ذکر کا تکرار اول المهدی محمد عباسی ہیں ابن منصور جو سیاہ نیز دل سے خراسان میں اٹھے جنہوں نے آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی آپکے خاندان کو کمال امن و خوبی سے رکھا اور منصور بوجعفر اپنی بیٹی مہدی اول موعود کا مقدمۃ الجیش تھا جس کا ذکر احادیث صحیحہ ابن ماجہ وغیرہ میں ہے جسکو لیل اسلام مہدی آخر الزمان کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں کی نسبت ہے وہ معلوم دار رہے کہ عباس کی نسل حسب روایت جعفر و عثمان اور حضرت علی ایک مہدی ہوگا کیونکہ شوکت عباسیہ اسلام میں ترقی ہوئی اب حال میں مہدی جسکا انتظار ہے موجود ہے جو عباسیہ سے ہے اور ہی موضع الحاجت

۔۔۔ کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ شریف میں اس مہدی کی نسبت ایک تو یہ حدیث ہے

عَنْ علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ رواہ ابوداؤد

یعنی روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گا ایک شخص یعنی مہدی پیچھے نہر کے یعنی ان شہروں میں سے کہ پیچھے نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاوے گا اسکو حارث حراث یعنی کھیتی کرنے والا اس کے لشکر کے اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا کہ کہا جاوے گا اسکو منصور یعنی نصرت کیا گیا جگہ دے گا یا ٹھکانا دیگا وہ واسطے آل محمد کے جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اس کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اس کا [illegible] اس کی یہ ابو داؤد کرتے ۔

واضح ہو کہ یہ عبارت ہمنے الخاتم للخصم سے نقل کی ہے ۔۔۔ اس حدیث کا مضمون حضرت اقدس پر بھی صادق ہے کیونکہ آپ کی بستی **قادیان** ایک نہر عظیمہ کے ماوراء میں واقع ہے اور آپ اور آپکے آبا باعتبار ایک [illegible] زمیندار ہونے کے کہ اسامیوں سے کاشت کراتے تھے حارث کے مصداق بھی ہیں اور آپ کی جماعت کے مقدمہ میں جو خاص علماء [illegible] وہ منجانب اللہ منصور بھی ہیں اور آل محمد جو محمدی المذہب احمدی مسلمان ہیں انکی امداد بھی فرمارہے ہیں بہر دو صورت یہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] ہوگئی اب اس کا انتظار بیسود ہے

دوسری حدیث اسی پیشین گوئی کے متعلق یہ ہے

وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی رواہ احمد والبیھقی فی دلائل النبوۃ

روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت دیکھو تم نشان سیاہ کہ آئے جانب خراسان سے پس حاضر ہو ان میں اس لیے کہ اس میں خلیفہ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ۔

اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو تمہارے نزدیک جبکہ پہلی حدیث سے تعلق ہے تو پھر حضرت اقدس سے اس سے کیا تعلق ہوسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ مراد سیاہ نیزوں سے قلم ہیں کیونکہ سب کام قلم کے سیاہی سے ہی ہوا کرتے ہیں

شعر

صف دشمن کو کیا ہمنے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خراسان ملک فارس میں داخل ہے اور حضرت اقدس فارسی النسل بھی ہیں غرضکہ ہمارے نزدیک تو یہ پیشین گوئی مندرجہ ہر دو حدیث مذکورہ واقع ہوچکی لیکن مخالف اس اعتراض کا جواب کیا دیسکتے ہیں کہ انکی مہدی خیالی کا ظہور تو حرمین شریفین سے ہوگا اور ان حدیثوں میں اسکا ظہور وخروج وراء النہر سے جو بخارا اور سمرقند یا خراسان سے ثابت ہوتا ہے پس ان کے نزدیک تعارض کیونکر رفع ہوسکتا ہے بینوا توجروا۔

پھر اب یہ بھی فرمایئے کہ یہ مہدی بموجب کتاب تلخیص التواریخ کے قریشی ہوا یا غیر قریشی۔ اور پھر اسی کتاب تلخیص التواریخ مطبوعہ فردی ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **دوسرے مہدی** ابو القاسم محمد عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسے بعض روایت میں ہے کہ قرن شمس راس تیسری صدی میں مغرب سے نکلے گا اور بعض روایت میں ہے کہ تین صدی بعد مہدی ہوگا وہ مہدی حسینی ہیں جن کی نسبت اولاد امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ہونا حدیث میں وارد ہے کہ بڑی شوکت والے باتدبیر ہوے انتہی موضع الحاجۃ ۔

میں کہتا ہوں کہ روایات مہدی میں جو فساد تعارض کا لازم آتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ متعدد اور مختلف حدیثوں کا مصداق لوگوں نے ایک واحد شخص کو قرار دے رکھا ہے اگر سوائے مہدی آخر الزمان کے جو خاتم الخلفاء ہے اور لا المہدی الا عیسی بن مریم کا مصداق ہے وسط امت میں مہدی متعدد مانے جاویں جیسا کہ حدیث

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین

وغیرہ کا منطوق ہے تو پھر فساد تعارض کا رفع ہوجاوے گا کما ھو ۔

پھر اسی کتاب تلخیص التواریخ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **تیسرے مہدی** جناب غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ مہدی ہیں اور ان کی نسبت وارد ہے کہ کیسے ہلاک ہووے وہ امت جسکے اول میں ہوں اور وسط میں مہدی اور آخر میں مسیح موضع الحاجۃ ۔

چونکہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ از روئے نسب کے حسنی ہیں لہذا تعارض اور حسینی ہونے کا بھی ان تو رفع ہوگیا عقیدہ بھی یہ تھا ہے کہ آپ مہدی ہوں مگر وہ مخالفین جو مہدی اور عیسی کا زمانہ متحد قرار دیتے ہیں حتی کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے وہ اس کا کیا جواب دیویں گے حالانکہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں موجود ہے ۔

اگر کوئی کہے کہ انھوں نے مہدی ہونیکا دعوی نہیں کیا تو میں سائل سے دریافت کرتا ہوں کہ ان کا یہ دعوی بالتواتر ثابت ہے کہ **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** دیکھو بہجت الاسرار وغیرہ تو پھر مہدی کے سر کیا سینگ بھی ہونگے جو سائل ایسا اعتراض کرتا ہے اس دعوے **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** سے بڑھکر اتنا دعوی ہوسکتا ہے کیا جو مومن الی **قدمی ھذہ علی** رقبۃ **ولی اللہ** کا ہووے وہ مہدی اور ہادی یافتہ منجانب اللہ نہ ہوگا یہ عبارات تلخیص التواریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ء کو بیان پر مینے اسلئے بھی لکھی ہیں کہ مؤلف اس کتاب کے مولوی محمد حسن صاحب ابتک امروہہ میں ہیں اور وہ اس سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ چونکہ مجکو انکے سابقہ اوراق کے تعلقات ہیں لہذا اتماماً للحجۃ علی غیرہ من موافقیہ یہ عبارات نقل کی ہیں۔

اور انسے اور احادیث مشکوٰۃ شریف کی ہیں جیسا کہ حدیث ذیل ہے

عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ ابوداؤد

یعنی روایت ام سلمہ سے کہ کہا اس نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی میری نسل سے ہے اولاد فاطمہ سے نقل کی یہ ابوداؤد نے اور جیسا کہ یہ حدیث ہے

عن ابی اسحاق قال قال علی ونظر الی ابنہ الحسن وقال ان ابنی ھذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل یسمی باسم نبیکم یشبھہ فی الخلق ولا یشبھہ فی الخلق رواہ ابوداؤد

یعنی روایت ہے ابی اسحاق سے کہ کہا اس نے کہا علی نے اس حال میں کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہے جیسا کہ نام رکھا اس کا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قریب ہے کہ پیدا ہوگا اس کی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاوے گا ساتھ نام نبی ہمارے کے یعنی **محی الدین** زندہ کرنے والا دین کا جس کی تفسیر یہ فرمائی کہ مشابہ ہوگا آنحضرت کے خلق اور عادات میں اور نہیں مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری میں چونکہ ان حدیثوں میں ایک مہدی کا حسنی ہونا ثابت ہوتا ہے پس چونکہ سید عبد القادر جیلانی حسنی النسب ہیں لہذا وہ ان حدیثوں کے ضرور مصداق ہوکر بین بیہ تعارض بھی نہ رہا ۔

اب ہم یہاں پر کتاب تلخیص التواریخ سے ایک ایسی عبارت مستند نقل کرتے ہیں جس سے حضرت مولوی محمد حسن صاحب مفسر پر پورے طور سے اتمام حجت ہوجاوے ۔ مولوی صاحب آخری مہدی کی نسبت جسکو انھوں نے **چوتھا مہدی آخر الزمان** قرار دیا ہے صفحہ ۱۶۱ سے لکھتے ہیں وھو ھذا

[illegible] سنہ میں ایک ستارہ میں روشنی عام ہوئی یعنی سنہ ۱۲۸۹ھ ماہ ذی الحجہ میں وہ (یعنی مہدی) شکم مادر میں تشریف لائے کیونکہ [illegible] عیسی بن مریم کے عدد بسط ترفع حم عسق [illegible] تیرہ سو شمسی کو پہونچتے ہیں اور نزول [illegible] دو سال قبل ہجرۃ کے ہے کہ [illegible] عیسی بن [illegible] بعد تشریف آور ہوچکے ہیں اگر تیرہ صدی کہیں کسی مہدی کی نسبت اشارہ حدیث [illegible] سنہ نبوۃ سے تیرہ سو سال بعد روشنی [illegible] ثابت انتہی بلفظہ ۔ اور اسی صفحہ [illegible] بر حاشیہ یہ لکھا ہے اور روشنی [illegible] کا [illegible] جو جانب شمال میں کبھی نہیں ہوجایا [illegible] روشنی عامہ دو مرتبہ ثابت ہے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بحوالہ قاضی عیاض وبخاری وغیرہ سے مسموع اور یہ جیسے زبور میں نشان لکھا تھا ویسی روشنی سال مذکور میں مشاہدہ ہوئی ۔ منہ انتہی بلفظہ

اب بخدمت مولوی صاحب اور نیز جو صاحب ان کے ہم مسلک ہوں انکی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ یہ حساب آپ کا بحق حضرۃ اقدس ہی ٹھیک بیٹھتا ہے کا عذر مگر آپ پر یہ ضرور ہے کہ بجائے شکم مادر میں قرار پانے کے وقت بعثت مہدی کو اخذ کریں نہ وقت شکم میں آنے کو کیونکہ **اول** تو اس کی کوئی دلیل آپکے نہیں لکھی **ثانیاً** نزول انوار الہام کا وقت بعثت سے ہے معتدبہ ہوتا ہے ۔

باقی آئندہ

جس میں بموجب مسلمات مولوی صاحب کے تیرہویں صدی کے بعد مسیح موعود کی بعثت ضروری ثابت کی گئی ہے ۔

حضرت مسیح موعود اور پایونیر

(توجہ طلب گورنمنٹ)

نمبر اول

پایونیر کے روزانہ اخبار پایونیر میں حضرت حجۃ اللہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پادری گرسیفولڈ لاہوری کے رسالہ "مرزا غلام احمد قادیانی" کی بنا پر ایک آرٹیکل چھاپا گیا جسکو بعض اردو اخبارات نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے شائع کیا ہے ۔ چونکہ اس مضمون میں جو لاہوری پادری کے رسالہ کو ماخذ قرار دیکر لکھا گیا ہے بعض امور اس قسم کے ہیں جن سے نہ صرف گورنمنٹ ہی کو مغالطہ ہوتا ہے بلکہ عام پبلک بھی گمراہ ہو سکتی ہے ۔ اس لیے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پایونیر کے اس مضمون پر ایک مبسوط بحث ادا ہم کے لیے کریں اور گورنمنٹ اور پبلک کو بتائیں کہ وہ لوگ جو ملک کی بہتری اور قوم کی بھلائی کے مدعی اور گورنمنٹ اور رعایا کے سفیر کہلاتے ہیں بعض اوقات اپنی کم دقتی کی وجہ سے نہ صرف خود ٹھوکر کھا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔

ہمیں پایونیر کے لائق اور تجربہ کار ایڈیٹر پر افسوس ہے کہ اس نے بلا غور کافی ڈاکٹر گرسیفولڈ کے رسالہ کو بالکل صحیح قرار دیکر جو چاہا کہدیا یا کسی کو پایونیر میں اپنے ریمارک کے بدون لکھنے کی اجازت دی ۔ پایونیر کا ایک معزز اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے فرض ہے کہ جو غلط فہمیاں ان غلط بیانوں سے ہوئی ہیں جو اسکے مندرجہ آرٹیکل میں ہیں اور جنکو ہم واضح کرتے ہیں انکو ہمارے اس آرٹیکل کے اندراج سے دور کرے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برا ہو ۔

پایونیر اپنے اڈیٹوریل ریمارک میں ایک حیرت انگیز بات لکھتا ہے جسکو پڑھ کر کل مذہبی دنیا کو اور ایک عیسائی کی حیثیت سے خود پایونیر کو بھی چونک پڑنا چاہیے اور وہ یہ ہے

"گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جاوے تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر فرانس کی رعایا کی طرح یہاں کے لوگ بھی لاپروا یا بے غرض ہوتے یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بھس میں چنگاری ۔"

اس فقرہ کے بجز اس کے کیا معنے ہیں کہ لامذہبی اور الحاد جناب ایڈیٹر صاحب پایونیر کی رائے میں ہندوستان کے حسب حال ہے اور کوئی مذہبی تحریک یا پابندی مذہب کا خیال امن کے خرمن کو تباہ کرنے والی آگ ہے ۔ اور فرانس کی طرح یہی ہندوستان کی رعایا میں ہونی چاہیے

دانشمند ایڈیٹر یا اس کے نامہ نگار کی اس رائے پر تعجب ہی نہیں بلکہ افسوس بھی آتا ہے ۔ اگرچہ وہ انگریز ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی رائے گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے کہانتک خلاف ہے ۔ لیکن اگر یہی رائے کسی ہندوستانی کے قلم سے نکل جاتی تو ہمارے دقیقہ رس پایونیر بہادر اس پر کیا کچھ اور کسقدر طویل آرٹیکل لکھتے ۔ کہ فرانس کی جمہوری سلطنت کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے اور لوگوں کو الحاد اور بیدینی کا شوق دلا کر انکو جرائم کے خطرناک نتائج سے بیخطر کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ ۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اڈیٹر صاحب کے قلم سے یہ فقرے کسطرح تراوش کر گئے ہیں ۔ کیا الحاد اور بیدینی کبھی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ انسان کے اندر پیدا کر سکتی ہے ؟ کبھی نہیں ۔ تمام اخلاق فاضلہ کی جان سچے مذہب ہی کی پابندی ہو سکتی ہے اور اخلاق فاضلہ ایک ایسی چیز ہیں کہ اگر قوم میں یہ عام ہو جائیں تو گورنمنٹ کو جرائم کی تعداد کے بڑھنے کا کبھی افسوس نہ کرنا پڑے اور اس قدر محکمہ جات پولیس نہ فوج کے بڑھانے کی ضرورت محسوس نہ ہو ۔ ملک میں سچا امن حقیقی ہمدردی بنی نوع انسان کے ساتھ پیدا ہو جاوے ۔ جرائم کے وقوع اور ان کے انسداد کے فلسفہ پر اگر بحث کی جاوے تو یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ کھل سکتا ہے اور دنیا کے تمام مدبروں اور دانشمندوں کو اسپر اتفاق کرنا پڑے گا کہ

سچی خوشحالی کی اصل جڑ سچے مذہب کی پابندی ہے ۔ اور سچے مذہب کو چھوڑ کر انسان جو کچھ بھی چاہے کر گذرتا ہے ۔ اگر ملکی اور قومی قوانین میں وہ زبردست قوت ہوتی جو سچے مذہب میں ہے تو بے شک الحاد اور بیدینی خطرناک چیزیں نہ ہو سکتیں لیکن قوانین جاریہ کے ہوتے بھی ملک میں انکی خلاف ورزی اور جرائم کا ہونا اس امر کی فوری دلیل ہے کہ وہ تنہا کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے ۔ ان قوانین کی اطاعت بھی اگر کسی دل میں حقیقی طور پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ بھی

مذہبی پابندی ہے

پس پایونیر کا فرانس کی رعایا کیطرح ہندوستانی رعایا کے ہو جانے کی خواہش کرنا **خطرناک غلطی** ہے ۔ اگر رعایا مذہب سے ویسی ہی آزاد اور لاپروا ہو جاوے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو پھر حضرت پایونیر کو یہ بھی اُمید کرنی پڑیگی کہ انڈیا کی گورنمنٹ بھی فرانس کیطرح **جمہوری** ہو گی ۔ اور جو حال فرانس کی ملکی اور اخلاقی حالت کا اسوقت ہو رہا ہے اس کا نمونہ ہندوستان میں بھی دکھائی دے گا ۔

غرض

یہ نیا فلسفہ ہے جسکی ایجاد کا فخر ایڈیٹر پایونیر کو ہونا چاہیے کہ مذہب سے لاپروائی بھی کوئی عمدہ چیز ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ پایونیر اسپر مزید غور کریگا تو اسے اپنی غلطی اور ضعف رائے کے اعتراف میں کوئی شرم نہ ہوگی ۔ اور اسے اس امر پر غور دینا پڑیگا

کہ واقعی بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں کی رعایا فرانس کی رعایا کی طرح مذہب سے لاپروا نہیں ہے اور حقیقی مذہب ہی ہے جو ملک میں امن قائم کر سکتا ہے اور جس سے گورنمنٹ کی بنیادیں مستحکم ہو سکتی ہیں ۔ اور جب یہ امر ذہن نشین ہو جاوے تو پایونیر کے اس سوال کا جواب کہ

"کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اور نبی کی ضرورت تھی ؟"

اثبات میں دینا پڑے گا کہ واقعی اگر ہندوستان اس امر کی ضرورت ہے کہ ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے ؟ اور گورنمنٹ کے ساتھ **وفاداری** اور **اخلاص** کے تعلقات مضبوط ہوں ؟

تو اس کے لیے ایک نبی ہی کی ضرورت تھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی توضیح بنا پر کرے اور پھر ان حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کا طریق بتلائے ۔ اور اپنے پاک نمونہ سے اسپر چلنے کی تحریک کرے ۔

پایونیر اس بارے میں ہمارے ساتھ ضرور متفق ہو گا کہ ملک میں امن کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے وہ تسلیم کرے گا کہ رعایا کے وفادارانہ خیالات میں ترقی ہو ۔ اور ہم اس کی ایک ہی راہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی مذہب کی پوری پابندی ہو اور اسکی ایک ہی راہ ہے کہ **خدا تعالیٰ کسی شخص کو مامور کرے جو اپنے پاک نمونہ سے ہدایت کرے** ۔

یہی وجہ ہے

کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے کہ وہ دنیا کو **رشد** اور **سعادت** کی راہیں بتلائے اور طرز عمل سے سکھلائے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیسے **مخلصانہ** تعلقات رکھنے چاہییں ۔ اور کسطرح نیکیوں پر عمل کر کے گورنمنٹ کے قوانین کی عزت اور اسکو ان مخصوصوں سے نجات دیجاوے جو کثرت جرائم کی وجہ سے اسے ہوتے ہیں ۔ یہ **ہمارا دعوے** ہے اور اسکا **ثبوت واقعات** ہیں

مسیح موعود کی تعلیم کو ابتدا سے پڑھ جاؤ تمہیں معلوم ہو جاوے گا کہ وہ دنیا کو کیا سکھانا چاہتا ہے اگر کل دنیا اس تعلیم کو جو وہ پیش کرتا ہے مان لے اور اسپر عمل کرے تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ دنیا میں **ایک بہشت کا نظارہ** ہو کیونکہ پھر کوئی جھگڑا ہو نہ فساد ہو ۔ اتلاف حقوق ہو نہ خون ناحق ہو ۔ غرضکہ کوئی بھی جرم واقع نہ ہو ۔ گورنمنٹ کے ہمدرد [illegible]

ہمیشہ اسپر زور دیتے رہتے ہیں اور سررشتہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ طالب علموں کی اخلاقی حالت کے درست کرنے کے واسطے اخلاقی کتابوں کے کورس طیار ہونے چاہییں کوئی کہتا ہے کہ مذہبی کتابوں کے انتخاب ہوں غرض اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی ہماری سنے تو ہم بڑے زور کے ساتھ یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم کو تعلیمی کورسوں میں داخل کر دیا جاوے تو وہ **اصلاح نفس** اور **تہذیب اخلاق** کے لیے اکسیر کا کام دے سکتی ہے مگر افسوس کہ بیجا تعصب ہمارے فائدہ اُٹھانے سے محروم رکھتا ہے ۔

فی الجملہ

پایونیر کی یہ غلطی ہے جو وہ ہندوستان کی رعایا کو لاپروا بنانا چاہتا ہے اور ہندوستان کی **اخلاقی حالت** کے گر جانے کا اسے یونہ ہوتا اور وہ دنیا کی تاریخ پر نظر کر لیتے تو اس نتیجہ پر پہونچتا کہ یہ بیدینی اور الحاد ہی ساری دنیا کی بداخلاقیوں کی جڑ ہے اور اسکی اصلاح کے لیے خدا تعالیٰ کا قانون جاری ہے کہ وہ ایک مامور دنیا میں بھیجا کرتا ہے ۔ پھر اسے ہرگز تعجبات میں داخل نہ کرتا ۔

ہماری حیرانی اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ پایونیر کا لائق ایڈیٹر آج سے [illegible] برس پہلے

دنیا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہی ہے بلکہ خدا کا بیٹا بھی اور معاً ابن آدم بھی !!!

اگر اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک **معجون مرکب** خدا و انسان کی ضرورت تھی جبکہ بہانہ عالم و فاضل انکے احبار اور فقیہ موجود تھے اور خدا کی شریعت توریت موجود تھی تو آج صرف ایک انسان کی جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ ہے ہو کیوں ضرورت نہیں تھا ۔ ایک وہ معجون مرکب صرف دنیا میں مصلوب ہونے ہی کے لیے آیا تھا اور اسکی زندگی کا مشن اتنا ہی تھا کہ صلیب کی لعنت کو اُٹھا لے اور اس سے ہی وہ دنیا کو نجات دینے کا مدعی تھا جس کا کوئی تعلق **نجات** کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور آج دنیا میں اس نجات کا کوئی اثر نظر آتا ہے کیونکہ یورپ کی اخلاقی حالت اسکی مظہر ہے نہ تاں جو اس تعلیم دنیا کو دیتا تھا جس سے مذہب سے لاپروائی پھیلی عادات اور گناہ کثرت سے ہوا اور جسپر نہ خود عمل کر سکا تھا اور نہ کسی زمانہ میں اسپر عمل ہو سکتا ہے یہانتک کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی باوجود مذہبی حیثیت سے عیسائی ہونے کے اسپر عمل کی ضرورت نہیں رہتی

قم

پھر اس زمانہ میں کیوں ایسے انسان کی ضرورت نہیں جو **دنیا کو گناہ کی زندگی سے چھڑانا چاہتا ہے** اور اس کے لیے وہ کوئی ایسا طریق پیش نہیں کرتا جس سے کسی **ابن آدم** کی جان جائے اور گناہ کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے بلکہ وہ وہ تعلیم دیتا ہے جس پر ہر وقت اور ہر زمانہ کے لوگ عمل کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کے ملکی قوانین کی حرمت اور عزت بھی اسی سے قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہم اس مضمون میں واقعات کی رو سے دکھا ئیں گے (ان شاء اللہ)

غرض

پایونیر کا استعجاب ایک پنجابی نبی کی بعثت پر اسی رنگ اور قماش کا ہے جیسے بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والے **ابن اللہ** پر شام کے یہودیوں کو ہوا تھا

پھر

اسکی پیرگراف میں پایونیر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ **ہندوستان میں مذہبی تحریک جس میں چنگاری کا اثر رکھتی ہے** ہم نہیں جانتے کہ فاضل اڈیٹر پایونیر کا ایسی فقرہ کے لکھنے سے کیا مقصود تھا۔ جو ہندوستان کی کل مذہبی سوسائیٹیوں اور مجلسوں پر خطرناک **پولیٹیکل** حملہ ہے + حالانکہ ان کی وفاداری اور امن پذیری کا کئی بار ثبوت مل چکا ہے۔ ہم اسوقت دوسری مذہبی تحریکوں کی طرف سے ڈیفنس کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے اسلیے ان سے **قطع نظر** کر کے ہم اپنے سلسلہ اور تحریک مذہبی کے **متعلق** اسپر نوٹس لینا چاہتے ہیں

اگر ہندوستان میں مذہبی تحریک بقول حضرت **پایونیر** ایسی ہی خطرناک اور جس میں چنگاری کی **مصداق** ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ پایونیر بہادر **کو** یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ ان مذہبی **تحریکوں** کی پہلی بنیاد ہندوستان میں خود پادری **صاحبان** اور عیسوی مذہب کی مشنریوں نے رکھی ہے یہی وہ **قوم** ہے جسنے ہندوستان کے مختلف پیروؤں کو انکے مذہب کے لیڈروں اور رہنماؤں پر ذاتی حملے کر کے برافروختہ کیا اور اپنے اپنے مذہب کی حمایت پر آمادہ کیا ہے خود پادری صاحبان اپنی تحریروں اور لیکچروں میں اسبات پر ناز کیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ہم نے ہی **آ کر بیدار کیا ہے** اور مذہب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر یہ سچ ہے؟ تو پھر اس جس میں چنگاری ڈالنے والے **مشنری صاحبان** ہی ٹھیرتے ہیں اور ہمیں افسوس ہے کہ پایونیر نے مشنریوں کو ذرا بھی تنبیہ نہیں کی اور نہ گورنمنٹ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مشن کا کل کام یک لخت بند کر دیا جاوے اور اگر ایسا نہیں تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ انکو دوسرے مذاہب پر حملے کرنے سے حکماً روکا جاوے مگر جہانتک ہمارا تجربہ ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتے ہیں

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کبھی پایونیر نے ایسی تحریک گورنمنٹ کی توجہ کے لیے نہیں پیش کی اور اگر وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم اسپر ہی زور دیا ہوتا کہ سالانہ ۴۵ لاکھ روپیہ جو خزانہ ہند سے مشنریوں کو دیا جاتا ہے اسے ہی بند کیا جاوے اور اسطرح پر ہندو مسلمان اور دوسرے مذہب والوں کے روپیہ سے پرورش پا کر یہ بزرگ مشنری ان کے ہی مذہب پر حملہ تو نہ کرتے۔

پایونیر اس سوال کو نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ حل کرنے کے قابل ہو سکے گا اگر وہ ان کتابوں رسالوں اور اخباروں اور معمولی اشتہاروں اور ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت ہی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے جو عیسائی مذہب کی طرف سے عیسائی مذہب کی تحریک کو ہندوستان اور اسکے نواح میں پھیلانے کے متعلق اور مختلف قوموں اور فرقوں کو مذاہب کے رد میں شائع کیے جاتے ہیں

یسوع مسیح کی بھیڑوں کے نگران چرواہان یا عیسائی مشنری مذہبی تحریک میں جو جو طریق اختیار کرتے ہیں اور بسا اوقات عیسائی دین کی اشاعت و تعلیم کے شوق میں۔ ریورنڈ صاحبان اپنی جانوں کو بھی مشکلات میں ڈالدیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کا امن عامہ بھی بعض صورتوں میں خطرناک حالت اختیار کر لیتا ہے + اسوقت یورپ کے مدبروں کو بھی جو عیسائی ہوتے ہیں اسبات کے تسلیم کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ مشنری صاحبان ہی کی بدولت یہ فساد یا شورش پیدا ہوئی ہے اس مضمون میں ہم لارڈ سالسبری اور دوسرے مدبران یورپ کی رائیں پیش کریں گے جو فسادات چین وغیرہ کے موقع پر انھوں نے ان بزرگوں کی نسبت ظاہر کی ہیں + اور شاید پایونیر کے کالموں میں بھی ان رایوں کا اقتباس شائع ہوا ہو۔

جب حالت ایسی واقع ہوئی ہے تو پھر ہندوستان میں مذہبی تحریک جسکو پایونیر جس میں چنگاری کہتا ہے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک سمجھی جاوے گی۔ اور جو کچھ نتائج بد اس تحریک سے ہو سکتے ہیں یا ہوئے ہیں جن کو پایونیر دکھانا چاہتا ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر انکو گورنمنٹ (اقتباس) دیکر بتائیں گے اسکے ذمہ وار پادری صاحبان اور عیسائی مشنری ہونے چاہئیں نہ کوئی اور۔

بالخصوص ان مذہبی تحریکوں کے بداثر کو مسلمانوں سے منسوب کرنا پایونیر کی اور بھی خطرناک غلطی ہے اس مضمون کو لکھنے سے پہلے یا کم از کم شائع ہونے سے پہلے اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنی وسیع واقفیت اور تجربہ کی بنا پر اسکے سارے پہلوؤں پر غور کر لیتا۔ اور اگر وہ اسکے شائع کرنے پر مجبور تھا تب بھی اسکا فرض تھا کہ وہ علیحدہ نوٹ کے ذریعہ ان مقامات کو صاف کر دیتا۔

باقی دوسرے نمبر میں۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

پیسہ اخبار کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امریکہ کی ایک فوٹوگرافر کمپنی نے ایک اشتہار دیا ہے جو رسالہ کی صورت میں ہے اور اُس کا نام

محمد اینڈ دی مونٹین یعنی محمد اور پہاڑ ہے۔ اس رسالہ میں نہ صرف فرضی اور موضوع قصے ہی درج ہیں جنکا اسلامی تاریخ صحیح میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ اسی رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطرناک گالیاں بھی ہیں جنکو ہم اس مقام پر نقل کرنا بھی کفر سمجھتے ہیں گو پیسہ اخبار نقل کفر کفر نباشد کہکر ایک فقرہ درج کرتا ہے اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ انگریزی زبان میں چند عمدہ اسلامی تصنیفات کی ضرورت ہے۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ تو متفق ہیں لیکن ہم یہ ماننے کے واسطے ہرگز طیار نہیں کہ یہ کام انجمن حمایت اسلام یا ایجوکیشنل کانفرنس کر سکتی ہے؟ علیگڈہ سکول آف تھاٹ کے مذہبی نمونے اس قابل نہیں ہیں کہ وہ یورپ کے ملحدوں کے سامنے اسلام کے حقائق پیش کر سکیں۔

اب جبکہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ تصنیفوں اور اشتہاروں کے ذریعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک اسلام پر حملے کرنے سے نہیں چوکتے تو کیا یہ وہ وقت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے اسلام کا ناصر اور محافظ ہو۔ اور ؎

مردے از غیب بروں آید و کاری بکند

حقیقت میں عیسائیوں کی بدزبانیاں اور گستاخیاں حد سے گذر چکی تھیں۔ اب زمین و آسمان ان کلمات کفر اور گالیوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے جو ایس سید المعصومین کی شان میں روا رکھے گئے تھے۔ خود مسلمانوں نے آپ کی بزرگی اور برترشان کو نہیں سمجھا تو غیروں پر کیا افسوس! اس قسم کی ضرورتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے **محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور عیسویت کے بت کو اپنے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ساتھ پاش پاش کرے۔** یہ تمام ضرورتیں جو اسکے نزول کی داعی تھیں اسکے لیے کہہ رہی ہیں

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

امریکہ میں خودکشی کی ترقی

اخبارات سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں چھوٹے بچوں نے ایک خودکشی کا کلب قائم کیا ہے ان لڑکوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اس لیے ہمیں زہر کی مدد سے اسکا خاتمہ کر دینا چاہیے؟ یہ حالت ہے ان ملکوں کی جہاں سویلزیشن کا آفتاب لوگ کہتے ہیں سمت الراس پر ہے اور یہ یورپ و امریکہ ہے + یورپ و امریکہ میں **خودکشی کی اموات** کی تعداد بڑھ رہی ہے کیوں؟ اسلیے کہ ان میں وہ مذہب نہیں جو انسان کو ہر رنج و راحت اور زندگی کی ہر حالت میں مطمئن اور شاداں رکھ سکتا ہے + اور سچ تو یہ ہے کہ جس مذہب کی نجات کا سہارا **ایک لعنتی خودکشی** پر ہوا اس سے اگر دنیا میں خودکشی کا رواج نہ ہو تو کیا ہو؟ صرف صرف اسلام ہی ایک پاک مذہب ہے جسنے **لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ** کہکر خودکشی سے منع فرمایا ہے اور **أَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ** کہکر درازی عمر کا نسخہ بتایا اور پھر **اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** کا ارشاد فرما کر زندگی کو راحت بخش بنانے کی تجویز بتا دی ہے۔ خدا کرے کہ ہم اور ہمارے پڑھنے والے ان سنہری اصولوں سے متمتع ہوں۔ **آمین۔**

ہر کسی بخیال خویش خبطی دارد

سوئٹزرلینڈ سے ایک جرمن سالومنس صاحب لنڈن تشریف لا کر لوگوں میں اپنا یہ مذہب یا مقصد پیش کرتے ہیں کہ انسان کو نمک اور پانی کے استعمال سے علیحدہ کر کے اپنی عمر دراز کریں۔ سالومنس صاحب کی تعلیم ہے کہ نمک ہی سب برائیوں کی جڑ ہے اور ہر قسم کا عرق مع پانی کے انسانی بناوٹ کے لیے ایک غیر ضروری بوجھ ہے۔۔ ان کے مسلک میں بہت سے زن و مرد ان کے ہمخیال ہو گئے ہیں جو نمک اور پانی سے توپرہیز کرتے ہیں مگر سب ننگے کام کرتے ہیں ایک دوسرے سے علیحدگی کے واسطے درمیان میں لکڑی کا تختہ لگا لیتے ہیں اور جب موسم سخت نہیں ہوتا تو برہنگی کی حالت میں ہی زمین پر سوتے ہیں + یہ حالت ہو رہی ہے مغربی دنیا کی۔ مذہب اور اسکی حقیقت سے وہ اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ اسکا سمجھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں کی ایسی وحشیانہ زندگی ہی اس امر کا نتیجہ دے رہی ہے کہ اسوقت ایک ایسے وجود پاک کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت اپنے ساتھ لیکر آئے اور دنیا کو **باخدا دنیا** بنا سکے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ **آنے والا آگیا** جسکی آنکھیں ہوں دیکھے۔ سننے والا سنے۔

اسلام کے نادان دوستوں سے بچاؤ

علیگڈھ منتھلی کے اکتوبر سنہ گذشتہ کے اشو میں ایک مضمون وہاں کے ایک لائق گریجویٹ کے قلم سے نکلا ہے جس کا عنوان ہے "ہم اسلام کو موجودہ خیالات کے موافق کہانتک کر سکتے ہیں" اس مضمون میں صاحب مضمون نے اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا ہو کر اس میں اصلاح اور ریفارم کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے اور وہ اصلاح ایسی بھونڈی اور بدنما ہے کہ اس اصلاح کا نام تحریف یا ترک اسلام ہی ہو سکتا ہے گریجویٹ صاحب نے اس مضمون میں جہانتک یا جو کچھ خیالات ظاہر کیے ہیں ہم اُن پر الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ریویو کرینگے اور اس وقت اگر خدا نے چاہا تو ہم دکھائینگے کہ مسلمانوں کی ذریت کیا کرنا چاہتی ہے آہ! ان نئی روشنی کے دلدادوں کے لیے کسی نے اچھا کہا ہے

ننگ یورپ سے خاک لائینگے
اپنا کعبہ الگ بنائینگے

مسلمانوں کی اندرونی حالت کی ایسی خرابی کا وقت تھا۔ اسلام کو بھی ہاتھ سے دینے کے لیے طیار ہو رہے ہیں اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اندرونی بیدینی اور باہمی تفرقہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

رنگون سے طلاق

رنگون کی خبروں میں بیان ہوا ہے کہ عبد الکریم نامی ایک مدراسی نے غصہ کیحالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی لیکن جب اس کا غصہ فرو ہوا۔ تو اُس نے اس طلاق کے رفع دفع کے واسطے ایک مولوی سے چارہ جوئی کی جس نے پہلے کچھ روپئے طلب کیے اور اسکے بعد طلاق دینے والے شخص سے کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں ہے اور تیرا نکاح کسی طرح نہیں ٹوٹا جب یہ شخص خوش خوش اپنے مکان کو واپس گیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپ کا یہ فتوی کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ مولوی نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہل کندہ ناتراش ہے جو کسی طرح حرف ط کے تلفظ سے واقف نہیں ہو سکتا پس ضرور ہے کہ اس نے جو طلاق دی ہوگی وہ حرف ت کی تلاق ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ اس سے قطع نظر کہ طلاق ہوتی ہے یا نہیں یہ حالت ہے ہمارے علما کی جو قوم کا دماغ سمجھے جاتے ہیں اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مامور کی **ضرورت نہیں**؟ قوم! تو اپنے خواب غفلت میں کب تک سوئیگی اور عدم ضرورت مامور کے خواب کب تک دیکھیگی؟ کیا تیرے سننے میں ابھی کوئی کلام ہے۔؟

حرمت جہاد کے فتوے کو کثرت سے پھیلاؤ

اجمیر سے خبر آئی ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی جہالت سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ایک ملازم انگریز پر حملہ کیا جبکہ وہ بائسکل پر جا رہا تھا ملزم نے گرفتار ہونے پر بیان کیا کہ ابھی میرا ارادہ اور بھی دو تین صاحب لوگوں کو مارنے کا تھا۔ ملزم کے اس بیان اور اس جاہلانہ حملہ سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں حضرت مسیح موعود کے اُس فتوے کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے جو آپ نے جہاد کی حرمت کے لیے شائع کیا ہے۔ مسلمانوں کے دل میں سچی وفاداری کے خیالات کو پیدا کرنے کے واسطے حضرت **مسیح موعودؑ** کی تعلیم کی اشاعت کی بہت ضرورت ہے۔ وہ مسلمان جو اس امر میں ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ انگریزوں اور دوسرے مذاہب والوں سے مذہب کے نام سے تلوار اُٹھانا حرام ہے اور یہ اشاعت مذہب کا ذریعہ نہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے مدرسوں میں حرمت جہاد کا فتوی تعلیمی کورسوں میں داخل کریں۔ بلکہ سررشتۂ تعلیم پنجاب کو بھی مصالح ملکی کے لحاظ سے اس فتوے کو جو نظم میں لکھا گیا ہے مدرسوں میں داخل کر دینے کی از بس ضرورت ہے ہمارے کالج **تعلیم الاسلام** میں یہ فتوی اور دیگر اُردو نظموں کے ضمن میں **داخل کورس** ہے آیندہ کے لیے اگر یہ فتوی حفظ کرایا جاوے تو اور بھی مفید اور موزون ہوگا کیا دیگر انجمنیں بھی اسپر غور کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور نہیں تو علیگڈھ کالج ہی سہی۔

ہندو اور اُن کا مذہب

لارڈ امپتھل صاحب گورنر مدراس نے راج مندری میں وہاں کے اہل ہنود کے ایڈریس کے جواب میں ہندو مذہب کی موجودہ حالت کو خطرناک بتایا ہے اور کہا کہ ہندو اپنے مذہب کی تعلیم سے غافل ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ مغربی تہذیب نے لامذہبی پھیلادی ہے۔ اور آج کل کے ہندو شش و پنج میں ہیں کہ انکا اصل مذہب کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

کل ملل کی مذہبی کتابوں اور اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرنا آجکل آزادی سے ہو رہی ہے اور یہ نشان ٹھیرایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے نزول کا کیونکہ اس کے کاموں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہے کہ دوسرے ملل پر اسلام کو غالب ثابت کرے اور یہ اُسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب کے معتقدات اور مذہبی کتابیں عام ہو جائیں۔ اور یہ آجکل ہو رہا ہے + یہ ایک زبردست زمینی شہادت حضرت مسیح موعود کے وجود پر ہے اسلیے وہ کہتا ہے

شعر

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی اور زندہ مذہب وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اسکی سچائی اور حقیقت کے زندہ نمونے موجود ہوں۔ اور جب تک کوئی **زندہ** نمونہ موجود نہ ہو اس مذہب اور اس کی کتاب اور اُسکے خوارق و معجزات کی قیمت ایک کوڑی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ کوئی پاکدل اور بیدار **کانشنس** کبھی اُسکی بات کو قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اُس کی سچائی اور صداقت کی چمکیں اور اسکی حقیقت کے نشانات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور ان **ہدایتوں** کے بھیجنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لیے مہر لگ چکی ہے بجز ایسے انسان کے جس کا **کانشنس** مسخ ہو اور جسکا دل و دماغ تاریک خیالات سے پراگندہ ہو جو ایمان کی حقیقت اور مذہب کی جان سے واقف نہ ہو وہ ایسا خیال کرے تو کرے لیکن ایک سلیم الفطرت جو خدا تعالے کی طلب کے لیے سچی بھوک اور پیاس رکھتا ہو وہ تو اسی امر کے لیے تڑپتا ہے کہ **زندہ خدا** کے **زندہ نمونے** اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور تازہ بتازہ نظر آئیں تا وہ اپنے ایمان کو ظنون اور اوہام کے تاریک غار سے نکال کر **یقین** اور **حق الیقین** کے منارے پر پہونچائے۔ یہی **حقیقی مذہب** کا نشان ہے اور یہی **خدا پرستی** اور گناہ سوز فطرت کے اصول کا سچا ذریعہ ہے

حقیقی اور زندہ مذہب کا نشان جبکہ اُسکے خوارق اور کرامات کی **زندگی** اور زندہ خدا کے زندہ نمونوں کی **چمکار** ہے تو کیا اس **حقیقی معیار** پر آج دنیا کا کوئی مذہب اس قابل ہے کہ اپنے امتحان کے لیے آمادہ ہو۔ اور کوئی **اہل مذہب** اپنے مذہب کی تعلیم پر چلکر اُسکے پاک ثمرات اور نجات بخش نتائج کا **عملی ثبوت دینے کا حوصلہ کرسکتا ہے**؟ یہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لیے ہمکو ویدمت کے **حامیوں** اور **پرچارکوں** عیسائی مذہب کے **واعظوں** اور مناظروں برہمو ازم کے پیروؤں اور تھیاسوفسٹوں کی طرف دیکھنا چاہیے؟ کہ ان سے کیا آواز نکلتی ہے؟ سنو اور کان لگا کر سنو لیکن بجز حیرانی اور خاموشی کے کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس معیار پر ایک اور صرف ایک ہی مذہب زندہ اور حقیقی مذہب کامل العیار ثابت ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے اور وہ ہے **اسلام** جس کی پاک اور کامل تعلیم اور اسکے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی ذات ہے جو علیٰ رؤس الاشہاد کہتا ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مردہ پرستوں کے اخبار نور افشاں پر **آفتاب صداقت** یسوع کو لکھا جاتا ہے بجا ہے جس قدر تاریکی اور فسق و فجور کی **لعنت** اس شخص کے ذریعہ دنیا میں پھیلی ہے جسنے اپنے آپ کو خدا اور ابن اللہ کہا اسقدر ظلمت اور ضلالت تو شاید وام مارگ کے ماننے والوں سے بھی نہ پھیلی ہو بعض مسلمانوں کو غلطی لگی ہے جو وہ **یسوع** اور عیسی ابن مریم میں فرق نہیں کرتے۔ قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی اس یسوع کا ذکر نہیں جو خدائی کا دعوی کرتا تھا اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنے والا ٹھیرتا ہے قرآن شریف صرف اُس عیسی ابن مریم کا ذکر کرتا ہے جو ایک عاجز انسان اور خدا کا سچا نبی اور مکرم بندہ تھا جس نے ہمیشہ اپنی عبودیت کا اعتراف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان بشارت دی + جو فی الحقیقت **حقیقی نور تھا** اور وہی آفتاب صداقت تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پاکر فی الواقع وہ **روشنی** عطا کی کہ شب تار کو روز روشن بنا دیا +

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک و سلم

پس مسلمانوں کو اپنے مناظرہ کے طریق کو فی الفور بدل دینا چاہیے وہ **یسوع انجیلی** اور عیسی ابن مریم نبی اللہ میں تفریق اور امتیاز کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کے لیے ایک مقام پر نصیحت کرتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لیے" اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو۔ اور تمام بنی نوع کی بھلائی اختیار کرو۔ اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اصل

تہذیب یہی ہے اور عفو اور درگذر کرو اور کینہ ور اور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو"

مبارک وہ جو اس پاک تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق پاتے ہیں اے خدا ہمکو بھی توفیق دے آمین

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کیوں قائم کیا ہے؟ اس کا جواب بارہا الحکم کے کالموں میں شائع ہوا ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں تفصیل کے ساتھ اسپر لکھا گیا اور خود حضرت حجۃ اللہ کے پاک ارشادات اس بارے میں لکھے گئے ہیں ازدیاد ایمان کے لیے ملفوظات حضرت مسیح موعود سے یہاں لکھنا پھر خالی از فائدہ نہ ہوگا

"خدا تعالےٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انھیں اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انھیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیساکہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزار ہا صادقین کو اسمیں داخل کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ خود اسکی آب پاشی کرے گا اور اسکو نشو و نما دے گا۔ یہانتک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے نمونہ ٹھیرینگے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہینگے جنکو قبولیت اور نصرت دیجاوے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے فالحمد للہ اولًا و آخرًا و ظاہرًا و باطنًا اسلمنا لہ ھو مولٰنا فی الدنیا والاٰخرۃ نعم المولیٰ و نعم النصیر"

غور سے پڑھو ان سطروں کو جو اس سلسلہ کے متعلق خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھی تھیں۔ اور آج چودہ سال دس ماہ اور ۶ دن کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فضا پر سوچو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ راس کماری سے لے کر کشمیر تک اور رنگون (برما) سے لے کر کابل اور خراسان تک۔ امریکہ میں ہے تو اسٹریلیا میں اسکی صدائیں گونج رہی ہیں۔ عرب میں ہے تو شام میں یصلون علیك ابدال الشام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ مصر میں مسیح موعود کی تبلیغ کا پرچم اڑ رہا ہے تو افریقہ کے ریگستان اور بربرا (سمالی لینڈ) کے میدان کارزار میں بھی مسیح موعود کی طرف سے ممانعت جہاد کے فتوے کے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ کیا یہ کوئی چھوٹی سی پیشگوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے؟ مخالفو! سوچو!! نہیں نہیں سعید الفطرت لوگو! غور کرو کہ اس میں تمھارے لیے ایک نشان ہے جو ہدایت اور سعادت کی راہ نمائی کرتا ہے اگرچہ اسوقت تھوڑے ہیں جو سوچتے ہیں اور بہت ہی تھوڑے ہیں جو فائدہ اٹھاتے ہیں مگر یقینًا یقینًا وہ وقت آتا ہے کہ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا کا عام نظارہ نظر آئے گا۔

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتًا فوقتًا اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دل پر اثر کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم و البدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۱/ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جاسکتی ہے قیمت بلا جلد ۲/ مع جلد ۳/ ہے۔ پارہ دوم کی قیمت ۱۲/ عم کے پارہ کی قیمت ۲/

المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال پنجاب۔

تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی آنی چاہییں۔ یہ تفسیر القرآن الحکم والی تفسیر نہیں ہے۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

چونکہ سال رواں کے شروع سے الحکم کا حجم اور تقطیع خاص طور پر بڑھا دیا گیا ہے اور اس سے اصل غرض یہ ہے کہ خدا چاہے تو الحکم ہر پہلو سے قوم کے لیے مفید اور دلچسپ آرگن ہو سکے اور قوم کی اگر ساری ضرورتیں نہیں تو کم از کم بہت سی ضرورتوں کو جو اخبار کے وجود سے ان کے متعلق ہیں پورا کرنے کے قابل ہو جاوے۔ ان عام ضرورتوں میں سے عام اخباری معاملات پر رائے زنی کی بھی ایک ضرورت ہے جو قوم کو کسی دوسرے ملکی مذاق کے اخبار کی خریداری کی ضرورت باقی رہنے دیتی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اس ضرورت کو اگر من کل الوجوہ نہیں تو ایک حد تک پورا کرنے کی سعی کریں۔ اور خدا تعالےٰ سے اسکے اتمام کی توفیق چاہیں عام اخباری معاملات کے لیے الحکم کا ایک حصہ مختص کرنے سے ہماری ایک غرض الحکم کی پاپولرٹی کو پیدا کرنا بھی ہے۔ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اخباری مذاق رکھتے ہیں ان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مذاق پیدا کرنا بھی ہمارے اغراض و مقاصد میں داخل ہے۔ اسلیے بھی یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ آیندہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس حصہ کا التزام رکھا جاوے۔ یہ طریق اگر خدا چاہے نہ صرف اخبار بینوں میں سلسلہ عالیہ کا مذاق پیدا کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے بلکہ الحکم کی توسیع اشاعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی بعض قومی اور ملکی ضرورتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اور اپنے سلسلہ کے بھائیوں کو عام انفرمیشن پہونچانے کا باعث بھی ہوگا۔ یہ وجہ ہے جو ہم اس آرٹکل کو لکھنا چاہتے ہیں یا عام معاملات اور واقعات پر عند الضرورت رائے زنی کرینگے یا مختصر خبروں کو الحکم کے کالموں میں لیں گے اور اصل تو یہ ہے کہ ساری توفیق اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

نمبر اول

یوں تو قریبًا ساری دنیا میں سال کا آخری ہفتہ اور پہلا ہفتہ کسی نہ کسی قسم کی مصروفیتوں اور تفریح و تماشہ کا ہفتہ ہوتا ہے لیکن ہم ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف ہندوستان کی وسیع فضا میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہاں آسمان کے نیچے اس آخری ہفتہ میں

کیا ہو رہا ہے

دسمبر کے آخری ہفتہ کا نام اخباری دنیا میں کہیں کرسمس ویک اور کہیں کانفرنسوں اور کانگرسوں کا ہفتہ رکھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈالیوں کا ہفتہ بھی کرسمس ویک نام کی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس ہفتہ میں عیسائیوں کے معتقدات کے موافق ۲۵ دسمبر کا وہ دن ہے جبکہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں یوسف نجار کے گھر میں یسوع نام ایک بچہ پیدا ہوا جسکی بابت عیسائی باستثناء بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ باوجودیکہ معمولی بچوں کی طرح پیدا ہوا تھا۔ اور پورے نو مہینے تک اپنی ضعیفہ والدہ کے پیٹ میں معمول کے موافق خون حیض سے پرورش پاتا رہا اور عام بچوں کی طرح پیشاب ہی کی راہ سے پیدا ہوا لیکن اسپر بھی وہ آدم زاد ہی نہ تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا نعوذ باللہ من ذلک

تکاد السمٰوٰت یتفطرن الآیۃ

اور اسدن کو یسوع یا بلکہ خدا کا میلادی دن سمجھکر بڑی عظمت اور شان کا دن قرار دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں وہ بڑا دن مشہور ہو گیا ہے۔ حالانکہ عام طور پر وہ بڑا دن نہیں ہوتا بلکہ ۲۱ دسمبر کی رات بڑی سے بڑی رات ہوتی ہے اور سب سے بڑا دن ۲۱ جون کو ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک دجل ہے اور نصرانی ہتھکنڈوں کا شمہ کہ عام لوگوں میں اس دن کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اسدن کا نام بڑا دن رکھدیا ہے۔ اور اب بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ ۲۵ دسمبر کو بڑا دن ہے

اگر یہ بات سچ ہے کہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ جس کا نام یسوع رکھا گیا تھا اسکی یادگار اور عظمت کے لیے اسدن جلسے کیے جاتے ہیں اور اسدن کو مقدس اور مبارک کہا جاتا ہے تو

لا ریب

یہ خطرناک غلطی اور جہالت ہے جو ملک اور دنیا میں پھیل رہی ہے اور وہ وقت قریب ہونا چاہیے اور ہمارا ایمان تو ہے کہ وہ وقت آگیا کہ جب اس مردہ پرستی اور مردم پرستی کے اعتقادوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور

دنیا میں ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش ہوگی اور مردہ

وہ مردہ پرست قوموں اور لوگوں کے مذہب گمنام سمجھے جائیں گے

حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی درد کا مقام نہیں ہو سکتا کہ ایک عاجز آدم زاد کو جو پیشاب و پاخانہ کی معمولی ضرورتوں کا اسی حد تک محتاج ہے جیسے دوسرے انسان اور عام حیوان) خدا یا پسر خدا بنایا جاوے اور ایک **مشت خاک** کو جسکو ساری عمر سر دھرنے کی لیے بھی جگہ نہ ملی ہو اور جو لومڑ اور ہوائی پرندوں کے بسیروں پر رشک کرتا رہا ہو رب العالمین سمجھا جاوے۔

وہ دن بڑا ہی **منحوس اور تاریک** سمجھا جانا چاہیے جسدن کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جو دنیا میں اپنی عبودیت کے مقام کو چھوڑ کر **حیّ و قیوم** خدا کے عرش پر بیٹھنے کا مدعی ہو۔

چونکہ **مردم پرستی نہیں بلکہ مردہ پرستی** جو موجودہ اعتقاد کے لحاظ سے) ساری ریکیوں) اور بھلائیوں کا مجموعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب رکھنے اور نجات کی حقیقی راہ سے دور پھینکدینے کا باعث ہے

پس

حیثیت اور لحاظ سے ۲۵ر دسمبر کا دن گو کتنا ہی بڑا دن اور مبارک قرار دیا جاوے لیکن نفس الامر میں یہ دن بہت ہی **منحوس** اور قوم اور ملک کے لیے تاریک دن ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دن جلسے منانے اور خوشیاں کرنے کے لیے کیوں مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس قوم کی بدنصیبی اور **کم فہمی پر رونا چاہیے** جو اتم کے **مقام** پر خوشی کا اظہار کرے۔ یہ دن تو رونے اور نوحہ خوانی کا دن ہونا چاہیے تھا اور کوشش متفقہ ہونی چاہیے تھی کہ اس دن کو بھلا دیا جاتا اور کوئی جاننے والا نہ رہتا کہ اسدن عاجز دنیا تو ان ابن آدم ہو کر خدا بننے والا پیدا ہوا تھا۔

مگر

افسوس اور رنج کی جگہ ہے کہ ایک قوم ہے جو اپنے ماتم کدہ میں ہنستی ہے اور اپنی جہالت کو دانشمندی اور گمراہی کو ہدایت تصور کرتی ہے وہ روحانی طور پر مر چکی ہے مگر اپنا شمار زندوں میں کرتی ہے۔ قعر ضلالت میں گری ہوئی ہے اور سمجھتی ہے کہ روشنی کے بلند **مینار** پر کھڑی ہوں حق و حکمت سے محض ناواقف اور فلاسفر اور روشن دماغ ہونے کی مدعی ہے۔

آہ! آہ!! آہ!!!

لیکن اے سننے والو! سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو! اور یاد رکھو کہ **حق** ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا اور حقیقی **نور** ہے وہ **چمکے گا** - اور آخر اس **ظلم عظیم** کا نام مٹ جاوے گا جو ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کی صورت میں روا رکھا گیا ہے۔

یا در ہو کہ

انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور ایک ناچیز **قطرہ** خدا تعالیٰ کے ارادوں کو رد کرنیکی قوت نہیں رکھتا۔ فانی آدم زاد کے منصوبے انکی تدبیریں اور حیلے **الٰہی تجلیات** کے سامنے ایک طرفۃ العین کے لیے بھی نہیں ٹھیر سکتے۔

ہاں

تو **کرسمس ویک** کا پہلا دن ۲۵ر دسمبر سے شروع ہوتا ہے اور کانفرنسوں یا کانگرسوں کا ہفتہ بھی اسی وجہ سے مشہور ہوا ہے کہ اس تقریب پر ایک ہفتہ یا کم و بیش عشرہ کی تعطیل ہوتی ہے اور اس تعطیل سے ملک کے بہی خواہ کہلانے کے خواہشمند اور قومی درد سے متاثر دل رکھنے کے مدعی اپنی قومی اور ملکی حالتوں پر نوحہ خوانی کرنے اور یا **رفتگان** کے لیے اس ہفتہ کو مختلف مقامات پر اجتماع اور جلسے کرتے ہیں اور چونکہ یہ جلسے کثرت سے ہوتے ہیں اس لیے یہ ہفتہ کانفرنس کے ہفتہ کے نام سے بھی مشہور ہو گیا ہے۔ ہم کوشش کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے ناظرین کو ہندوستان کے بڑے بڑے قومی اور ملکی مجمعوں اور مذہبی اور دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں لے جائیں گے اور انہیں دکھائیں گے کہ **ریفارمیشن کی سٹیج** (میدان و تیر اصلاح) پر کیا کیا تماشے ہو رہے ہیں اور **اہل نظر** ان سے کیا سبق سیکھتے ہیں۔ ہمارا کام صرف ان نظاروں کا دکھا دینا ہے اور ان سے سبق لینا یا مفید نتائج اخذ کرنا یہ پبلک اور دیکھنے والوں کا کام ہوگا۔ ہاں ہم ان جلسوں اور مجمعوں سے کیا سیکھتے اور سمجھتے ہیں اس کو ہم اپنی جگہ ظاہر کر دیں گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کوئی ان سے متفق ہو یا مخالف کیونکہ وہ ہماری ذاتی رائے ہے جس کے لیے **ہم آپ** ذمہ وار ہیں۔

ان قومی یا ملکی مجمعوں اور جلسوں میں ناظرین کو لے جانے سے پیشتر مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم انکو ان مجمعوں اور جلسوں میں لے جائیں جو خصوصیت کے ساتھ ان ایام کے ساتھ مختص ہیں یا یہ کہ جن کے لیے مذہبی پابندیوں اور ہدایتوں کی بنا پر یہ دن مخصوص ہیں

معزز ناظرین!

ان جلسوں کے دیکھنے کے لیے آپکو کسی **گرجا یا مشن کمپونڈ** کا نظارہ کرنا چاہیے اور **یسوع پرستی** کی ہیکلوں میں جانا ہوگا۔ اس قوم کے در و دیوار ساز و سامان اور انکے اخبارات پر ایک نظر کرنی ہوگی جو عیسائی یا مسیحی کہلاتے ہیں اور جن کا موزوں نام **یسوعی** ہونا چاہیے

چونکہ یہ سیر اخبار کی سیر بین کے ذریعہ سے ہو اس لیے ہم پہلے ان یسوعی قوموں کے اخبارات ہی کو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور سامنے سے اس سال کے پرانے اخبار نور افشاں (جس کا مرادی نام نار افشاں ہونا چاہیے) کو لیتے ہیں اس کا پہلا صفحہ بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا ہے اور ایک چرنی کی سی تصویر کے دو گوشوں سے آفتاب کا طلوع دکھایا گیا ہے جس کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے لے کر اسکے غروب تک خداوند کا نام ممدوح ہوگا زبور ۱۱۳: ۳ اور اس کے بیچ میں ایک ارضی دائرہ میں

> ۲۵ر دسمبر
>
> **"آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے"**
>
> (لوقا ۲)

اور اس دائرہ کے نیچے ایک طرف کھجور کا درخت بنا کر اس کے اوپر یہ لکھا ہے۔

تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب صداقت طلوع ہوگا اور اسکے پنکھوں میں شفا ہوگی (ملاکی ۴: ۲)

اور دوسری طرف کھجور کے اوپر "ان لوگوں نے جو بڑے اندھیرے میں بیٹھے تھے بڑی روشنی دیکھی اور انپر جو موت کے ملک کے سایہ میں بیٹھے تھے نور چمکا (متی ۴: ۱۶) لکھا ہے اور پھر ان کھجوروں کے درمیان کرسمس ڈے کی مبارک باد کے نیچے

دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی (یسعیاہ ۷: ۱۴)

اور ایسا ہوا کہ جب وے بیت اللحم میں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی۔

(لوقا ۲: ۶، ۷)

یہ آیات اور فقرے بائبل سے کوٹ کر کے لکھے ہیں۔ ہم ان آیات اور فقرات پر ایک ریویو کرنا چاہتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ان آیات اور نشانات کا کیا مفہوم ہے اور یہ کس حد تک معقول اور درست ہیں

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شریف مکہ کی سخت گیریوں اور دست درازیوں پر ہندوستان کے بعض اخبارات میں طویل طویل مضامین لکھے گئے تھے اور اب انہیں اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی اخبارات کی تقسیم شریف مکہ نے مکہ معظمہ میں محض اس وجہ سے بند کر دی ہے کہ انہیں انکی دست درازیوں کی شکایت جیسی ہمتی ہیں یہ کسقدر اخلاقی جرأت کی کمزوری ہے کہ شریف مکہ کو اپنے معاملات کو روز روشن میں لانے کی برداشت نہیں۔

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

جان من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمھارے فرحت بخش خط میں اتنک تکدر معلوم ہوتا ہے۔ میں تمھارا دعاگو آگے عذر کر چکا ہوں۔ مگر میری بدقسمتی سے پذیرا نہ ہوا۔ اچھا اب سہی۔ فصل الخطاب کو ایکبار اچھی طرح پڑھ لو۔ اور قرآن کریم بہت پڑھو اور نماز باجماعت ادا کیا کرو تاکید ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینے تک قادیان بیعت کے واسطے جاؤں گا۔ تیرا سچا دعاگو نور الدین ۲۱ ماگھ یکم فروری ۱۸۸۹ء

عزیز من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمھارے دوست و محب نے لودھیانہ میں دوسری شادی کر لی مبارک ہو۔

حضرت مرزا صاحب قادیان سے یہاں میں لودھیانہ رونق افروز ہیں۔ اور ۲۰ مارچ کے جلسہ بیعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خاکسار بھی شریک ہوگا۔ کل حضرت امام الوقت مرزا صاحب کو عرضی لکھدی ہے جواب پر مفصل عرض ہوگا۔ ۱۰ر مارچ ۱۸۸۹ء

ارشدار جمند حفظک اللہ وسلم۔ بھلا خفگی کی کوئی وجہ بھی۔ بھلا اسقدر فراموشی آپ کے اور میرے للہی محبت کے درمیان جائز ہے۔ پیارے عزیز۔ میرا اور آپ کا تعلق روحانی ہے قابل انقطاع نہیں۔ آگے تم جانو۔ سنا اشاعت قرآن شریف اور حدیث میں اب آپ کسقدر ساعی ہیں۔ والسلام

ارشدار جمند حفظک اللہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت کے بعد تمھارا فرحت نامہ مہجور دور کو پہنچا۔ پیارے سفر بھی کوئی عذر ہے۔ کیا ڈاک سفر میں بند ہو گئی ہے۔ ایسا نہ کرو۔ گاہے گاہے اپنے حالات سے خوشنود رکھا کرو۔ پیارے صدیق حفظہ اللہ وسلم اور عزیزہ خدیجہ کا صدمہ تشخیصاً سب کو نصیحت تھی۔ انکو واجب ہے کہ نواہی الٰہی پر دھیان کریں۔ آیندہ معاصی سے اجتناب رہے کبھی کبھی مسائل کی چھیڑ چھاڑ خطوں میں ضرور ہوا کرے اس میں دینی مسائل محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام ۲۲۔ اپریل از جموں

خاری ترم کہ تازہ زباغی بریدہ اند
محروم بوستانم مرد و دانشتم

عزیز ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم گویم۔ یا راحت جان و آرام روح و روان ہو نسیم بہتر است کہ برائے آیندہ اخی فی اللہ و حبی

... ہاشم
... بیوی کی ہمشیرہ نے صحت
پائی۔ اللھم بارک فیہا آمین۔
شیطان کے بارے میں حدیث شریف
میں آیا ہے یجری من الانسان
مجری الدم یعنی جیسے خون بدن
میں چلتا ہے۔ ویسا ہی شیطان بھی۔
اور شیطان کو باری تعالے نے فرمایا ہے
کان من الجن۔ پس جن کا جسم انسانی
میں حلول کرنا ثابت ہوگیا۔ اب رہی یہ
بات کہ جن کیا چیز ہے یہ علیحدہ مسئلہ ہے
اگر پوچھیں گے لکھوں گا۔ اعمال سے جن
قبضہ میں آتے ہیں یا نہیں۔ جس چیز کا نام
جن شرع میں ہے وہ قابو میں آسکتے ہیں
سلیمان علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف
میں دیکھو ومن الشیطین من
یغوصون لہ۔
وطن کے واسطے دل تڑپتا ہے۔ آلا
شامت اعمال ہماری سرکار نے لاچار کردیا
حیران ہوں۔ کشمیر کا سفر معلوم نہیں ہوتا
محمد صدیق محمد ظہور الدین کو السلام علیکم
حافظ کے واسطے عنقریب تدبیر کرتا ہوں
بخدمت میاں غلام حسین صاحب وحافظ
رحمہ یار صاحب السلام علیکم۔
۔ ۲ جون از جموں۔

بنام حافظ اسد یار صاحب

احمد اسد جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یاتی
من بعدی اسمہ احمد سے مراد
ہمارے سید ومولی ہادی کامل خاتم النبین
رسول رب العالمین محمد مصطفی احمد مجتبیٰ
صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی امر سچ ہے
کہ فضل الدین صاحب نے اگر اس کے
خلاف کہا ہے تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے۔
ہاں اگر ایک احمد علیہ الصلوۃ والسلام کا
خادم اپنی خدمت کے لحاظ سے اور غلامی کی
راہ سے فرماوے کہ میں بلحاظ کامل محبت اور
سچی خدمت کے فنا فی احمد ہوں۔ بلکہ
اس کا مولے اور خالق جل شانہ ارشاد
فرماوے کہ تو تو احمد ہے تو یہ امر دیگر
ہے۔ اسی کارڈ کے اوپر جو شعر لکھا ہے
اس پر غور کرو حضرت مرزا جی کا فرمایا ہوا
ہے۔

نوٹ حافظ صاحب کے اس سوال کے جواب میں
کہ اس آیت میں احمد سے مراد جناب رسول
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یا اس سے صرف
جناب امام صادق مہدی زمان علیہ الصلوۃ
والسلام مراد ہیں یہ جواب حضرت حکیم الامۃ
سلمہ ربہ کی جانب سے دیا گیا تھا۔
عاجز اللہ داد۔ کلرک شاہ پور

برادرم حفظک اللہ۔ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قبلہ کی طرف پاؤں
پھیلا کر سونا تعظیم کے خلاف ہے۔ اور
قرآن شریف میں وارد ہے ومن یعظم
شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
اور بیت اللہ سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی جو
شعائر اللہ میں داخل ہو۔
پس خوردہ عورت اجنبیہ کا مرد اجنبی کو
اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو کھانا
جائز ہے۔ اس جب تک کوئی دلیل
نہیں ہے۔ تو اباحت اصلیہ اسکے جواز
کی دلیل ہے۔
الحمد شریف بدستور سابق غور سے
بہت پڑھا کرو۔ ان شاء اللہ تعالے
بہت فائدہ ہوگا۔ اور جو وصیت تم نے
لکھی ہے۔ بہت ٹھیک ہے۔ اس میں کوئی
بات خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی۔ یہی
وصیت لکھکر ہمیشہ اپنے پاس رکھنی چاہئے
حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔
اور میرے صدمہ کی بابت آپ نے
سنا ہوگا۔ دعا کیجیے آیندہ کے واسطے
خداوند تعالے رحم فرمائے۔ آمین
اور میرے بھائیوں کو جنت الفردوس میں
جگہ دے آمین

امیر کابل ملاؤں کا محکوم ہے

اخوندزادہ حضرت مولانا مولوی سید عبد اللطیف
شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لکھتے وقت
ہم نے امیر کابل کو ملاؤں کا محکوم امیر لکھا
تھا۔ امیر کے ملاؤں کے محکوم ہونے کی ایک
اور تازہ خبر پہونچی ہے جو پایونیر اور دوسرے
اخبارات میں شائع ہوگئی ہے کہ امیر حبیب اللہ
خان نے اپنے پایۂ تخت میں جو بیت العلوم
مغربی علوم کی تعلیم کے لیے جاری کرنا چاہا تھا
اور جس کے واسطے انجمن حمایت الاسلام لاہور
کے توسط سے پروفیسر بہم پہونچائے گئے
تھے اس بیت العلوم کا ارادہ ترک کردیا گیا
ہے۔ وجہ وہی ملاؤں کی حکومت جھوٹے مسلمانوں نے
کفار کی زبان کے نہ سیکھنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس قسم
کے واقعات صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے وقوعہ
پر پوری روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور ملاؤں کے وسیع اثر کا
اظہار کر رہے ہیں جو امیر پر انکا ہے اور جہاد کے متعلق
جو پالیسی وہاں کے ملاؤں کی ہے اس پہلو کو واضح کرتے
ہیں۔ ہم تفصیلی طور پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔
اگر ضرورت ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالے۔

یک نشد دو شد

لاہور کے آریہ گزٹ نے
جنوری ۱۹۰۴ء میں بحوالہ سماچار لکھا ہے کہ کابل کی یہ خبر ہے
مرزا قادیانی کے دو مرید جنکو بڑی اذیت سے ہلاک کیا گیا ہے
اخباروں میں عام ہو رہی ہر جگہ پنجاب سماچار کا سعدی نامہ نگار
اس سے بڑھ کر یہ افسوسناک خبر سناتا ہے کہ ۲ جنگل امیر صاحب

حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات

۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو مولانا موصوف نے
ایک مختصر مگر نہایت ہی ضروری خطبہ پڑھا
جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر بطور حاصل
بالمطلب درج کرتے ہیں۔
(ایڈیٹر)

واعظ موت

اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں سب سے
زیادہ تاکید تقوے کے لیے کی ہے۔ اللہ
کا خوف رکھنا اور ہر وقت اللہ تعالے کو اپنی
آنکھوں کے سامنے رکھنا اسی کو اپنی ڈھال
(سپر) بنانا تقوے کے معنے ہیں
ہر حال میں اللہ تعالے ہی کو مدنظر رکھنا
قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور غرض
ہے قرآن شریف کے ۳۰ سیپاروں میں جس
قدر تاکید تقوی اللہ کے متعلق کی گئی ہے
اور کسی چیز کے لیے نہیں اور حقیقت میں جیسا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقوی ہی ساری
نیکیوں کی کلید ہے۔ سب نیکیوں کی جڑ
اور مفتاح یہی تقویٰ ہے۔ جس میں تقوی
نہیں وہ جو چاہے سو کرے۔ لیکن ایک
خوف خدا سے ساری نیکیاں ہو سکتی ہیں
اور انسان بدیوں سے بچ جاتا ہے پس
سنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تقوی اختیار
کرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے
واسطے کیا آگے بھیجا ہے۔ ایک شخص نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جامع بات پوچھی
آپ نے فرمایا کہ موت کو یاد رکھو مگر
اس شخص نے سمجھا کہ یہ تو معمولی سی بات ہے
شاید میرے پوچھنے کو کوئی اور بات بتائیں
چنانچہ اُسنے پھر پوچھا اور آپ نے پھر وہی
جواب دیا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ وہ
پوچھتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ موت کو
یاد رکھو۔
حقیقت میں جس شخص کو موت نصیحت دینے
والی نہیں ہے اُس کو کوئی ہادی بھی ہدایت
نہیں کر سکتا۔ آج موت کا بازار خوب گرم
ہے اور ایسا گرم ہے کہ ایسی عام موت کبھی
نہیں ہوئی۔ اور ضروری ہی تھا کہ موت
اسی طرح واقع ہوتی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کی تمام
کتابوں میں اور کل نبیوں اور راستبازوں
کی زبانوں پر مسیح موعود کے زمانہ کا یہ
نشان رکھا گیا تھا کہ جب دنیا اس حد تک تغیر
کر جائے گی اور فسق وفجور اور محرمات کی طرف
دنیا میلان کر جاوے گی اس آخری زمانہ میں
جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا مری یا طاعون
پھیلے گی خدا تعالے کی کتاب مجید میں بھی ایسا
ہی پایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاک ملفوظات میں بھی ایسا ہی ہے۔
اور تمام نبی توراۃ میں یہی پیشگوئی کرتے
چلے آئے ہیں کہ آخری زمانہ میں طاعون کے
ذریعہ موت پھیلے گی۔
اب دیکھلو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی ہے
سیکڑوں گاؤں اس سے ہلاک ہو چکے ہیں اور
ابھی تک کسی مادی آدمی اور ڈاکٹر کو اس کے
علاج میں کامیابی نہیں ہوئی اور نہ کوئی کہہ
سکتا ہے کہ اس کا دورہ کب ختم ہوگا۔ تمام
ڈاکٹروں نے اپنے ہتھیار پھینکدیے ہیں
گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا مگر آخر
الگ ہونا پڑا۔ کئی لاکھ روپے کے خرچ سے
ٹیکہ کے لیے ڈاکٹر بلائے۔ آخر اعتراف کرنا پڑا
کہ کوئی علاج نہیں ہے۔ بیشک اس کا علاج
کیسے ہو جبکہ یہ رجزاً من السماء ہے یعنی
جو چیز قہر الٰہی کی صورت میں آئی ہو زمینی
علاجوں سے کیا ہو سکتا ہے؟ اس وقت
بڑا ہی سنگدل اور شقی ہے وہ شخص جو
اس نذیر سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ یہ
بالکل سچ ہے جس کے لیے موت ہادی اور
واعظ نہیں ہے اور کوئی چیز اسے ڈانٹنے والی
نہیں ہو سکتی۔ دیکھا گیا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ
طاعون کا حملہ ہوا۔ بار دیگر پھر وہاں اس کا
حملہ ہوا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا حملہ
کب تک رہے مگر خدا تعالے کی وحی میں صاف لکھا ہے

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی
یغیروا ما بانفسھم

یعنی اللہ تعالے اس طاعون کو نہیں اٹھائے گا
جب تک کہ دنیا اپنی حالت کی اصلاح نہ کریگی
بہت سے سنگدل اور ملکوں میں اس نظارہ کو
دیکھتے ہیں کہ دنیا ہلاک ہو رہی ہے مگر وہ اس
نظارہ سے کوئی عبرت نہیں لیتے اور نہیں
ڈرتے کہ یہ ان کے لیے نذیر ہے۔ شاید وہ اس
بات کا انتظار کرتے ہیں کہ خود ہی اس کا لقمہ بن جاویں
مگر یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کی اس بولنے
والی کتاب سے عبرت نہیں پکڑتا اور سبق نہیں
لیتا وہ خود دوسروں کے واسطے نمونہ کیا ہوگا۔
پس تقوے اختیار کرو یعنی اللہ تعالے کی
صفات کا حیا کرو۔ اگر ایک شخص اس بات پر ایمان
لاتا ہے کہ اللہ تعالے آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے
اور دل کی نہاں در نہاں خیانتوں کو جانتا
ہے اگر وہ اللہ تعالے کی علیم خبیر لطیف صفت
پر ایمان لاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اسکے
سامنے کھلی بیباکیاں کرتا ہے اس طرح سے

... تو صفت پر ایمان ہے اور ... رزقکم فی ... پر ایمان لاتا ہے تو کیوں رشوت اور ... ناجائز ذریعوں سے رزق کے حاصل ... کی کوشش کرتا ہے؟ غرض خدا تعالیٰ کی ... معاملہ کو مان کر ان سے حیا کرنی چاہیے ... اصل تقویٰ ہے۔ اور یہی تقوے کی تعریف ... متقی کے لیے خدا تعالیٰ کی کتاب میں عجیب ... وعدے ہیں یحب المتقین اور ... ولی المتقین اس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ... کا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ متقی کیلیے ... ہے من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ... بنتا ہے اگر وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو ... خواہ کیسی ہی راہ اور رو بند ہو مگر اللہ تعالیٰ ... کے لیے راہ بنا دیتا ہے اور اسکے لیے آنحضرت ... اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ تمام فاسق ... دشمنوں کے مقابلہ میں امام المتقین اور اسوۃ المتقین کو اللہ تعالیٰ نے بچا کر دکھایا ... خوفناک گھڑی جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ ... وسلم کا احاطہ کر لیا کیسی خوفناک گھڑی ... اور کوئی راہ نکلنے کی بظاہر موجود نہ تھی اس وقت کوئی حشم و خدم ساتھ نہ تھے جو دشمن کا مقابلہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے امام المتقین کو کیسے بچایا کہ دشمنوں کو اندھا کر کے نکل گئے + اسی ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو ... کی پاک شریعت کے خادم آپ ہی کے غلام ... علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں ... کھڑے ہوئے۔ جان اور مال اور آبرو کے ... مقدمے بنائے گئے دشمنوں نے کیا کیا منصوبے اور مکید کر اسکے خلاف کیے۔ آریوں۔ سکھوں ... برہموں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں نے ... جدا جدا اور مل ملکر اسکے استیصال کی کوشش کی مگر آخر خدا تعالیٰ نے انکو اپنے منصوبوں میں نا ... کیا آج بھی دشمن اسکے خلاف بنے ہوئے ہیں ... انجام بتا دے گا کہ خدا کی نصرت کس کے ساتھ ہے

غرض

ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ متقی ہے کیونکہ تمام نصرتیں اور تائیدیں متقی ہی کو ملتی ہیں اسی چاہیے کہ وہ شہداء علی الناس ہو اور اپنے پاک نمونہ ... دوسروں پر حجت قائم کرے۔ دیکھو منکروں کا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر ماننے والوں پر حجت پوری ہو چکی ہے انھوں نے نشان دیکھے ہیں اور اب بھی اگر وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کوئی بدکاری کرتے ہیں ... خدا سے استہزا کرتے ہیں پس اس سے ڈرو ہمیشہ موت کو سامنے رکھکر خدا سے حیا ... ہو۔ تاکہ تم دنیا کے لیے نمونہ اور شہداء ... الناس ہو جاؤ۔

ضرورت نکاح

... شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر جگر کوٹ ضلع کوہاٹ کی صاحبزادی ... حافظ محمد قاری صاحب جہلمی کی دختر ... ہو گئی ہے اور اب سید صاحب اپنی لڑکی کی دوسری ... کرنی چاہتے ہیں بابو صاحب کا لڑکا حیدر شاہ ... پوسٹ ماسٹر ہے خوش خلق جوان انٹرنس پاس ... جو صاحب ایسا نعلق پیدا کرنیکے خواہشمند ہوں بابو صاحب ... سے خط و کتابت کریں یا ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعداء نزلہ اور زکام کی وجہ سے ناساز رہی جمعہ کو آپ نے بعد نماز جمعہ بعض نئے آئے ہوئے خدام سے ملاقات فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ اس ملاقات کا شرف ہمارے محترم مخدوم عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے بڑے بھائی جناب نواب احسن علیخان صاحب اور ریاست کوٹلہ کے مشیر اعلیٰ میر محمد یمین صاحب کو حاصل ہوا۔ نواب صاحب اور میر صاحب نے حضرت حجۃ اللہ سے کیا باتیں کیں اور اعلیحضرت نے کیا فرمایا اسکے لیے ناظرین کسی دوسری اشاعت کا انتظار کریں

۲- بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور فاضل سیالکوٹی اور فاضل امروہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اور خدمت دین میں مصروف اول الذکر بزرگان رسالہ ترک اسلام کے جواب کے مسودوں اور کاپیوں اور پروفوں کی اصلاح و نظر ثانی میں علاوہ دیگر مستقل خدمات دین کے لگے ہوئے ہیں فاضل امروہی نے سر الشہادتین ایک چھوٹا سا لطیف رسالہ لکھا ہے جو الحکم میں بہت جلد طبع ہوگا صاحبزادہ صاحب پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا رسالہ طیار ہے وفات مسیح پر نئی بحث ہے جو دیکھنے کے قابل ہے قیمت ۱؎ علاوہ محصول پیر صاحب سے طلب کرنا چاہیے۔

۳- علاقہ تاپر۔ کریام۔ راہوں۔ مونگیر اور کئی دیگر مقامات سے خدام آکر بہرہ اندوز سعادت ہو رہے ہیں

۴- کسی قدر بارش ہو گئی ہے جسکی وجہ سے موسم میں زیادہ سردی کی چمک پیدا ہو گئی ہے

دارالامان کی مقامی ضرورتیں

الحمد للہ ڈاک خانہ کا انتظام ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کے متعلق خاطر خواہ ہو گیا ہے لیکن ہمکو یہ شکایت ضرور ہے کہ مقررہ وقت پر جو ظاہر کیا گیا ہے ڈاک قادیان پہنچتی نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈاک کی روانگی میں بھی دیر کا ہو جانا قرین قیاس ہے۔

امید ہے کہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس فرو گذاشت کے رفع کرنے میں سعی فرمائینگے علاوہ بریں ابھی تک ایک نقص اور باقی ہے کہ ایل ۲۰ کے نام تھیلی طیار ہونے کی وجہ سے صبح تک ڈاک کو بٹالہ انتظار کرنا پڑتا ہے + اور یہ نقص رفع نہیں ہو سکتا جبتک کہ تھیلی بٹالہ کے نام نہ بنائے جاویں اور ... میں ڈاک نہ جائے۔ غالباً اس ضرورت اور تکلیف کو صاحب سپرنٹنڈنٹ جیسا بیدار مغز آدمی پہلے ہی سے محسوس کر چکا ہو گا۔ اگر ابھی تک خیال نہیں آیا تو اب خیال فرما کر اسکو رفع کرے۔

وہی قادیان کی سڑک کا جھگڑا

۷ر جنوری ۱۹۰۴ء کو جناب لالہ موتی رام صاحب تحصیلدار بٹالہ۔ قادیان تشریف لائے اور ۸ر جنوری کو آگے تشریف لے گئے۔ آپکو قادیان کی صفائی وغیرہ ضروریات پر خصوصیت کے ساتھ توجہ ہے چنانچہ آپ نے پھر قادیان کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دینے کے متعلق تحریک کرنی چاہی ہے اور قادیان اور بٹالہ والی سڑک کے متعلق بھی آپ نے مناسب ایکشن لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اگر صاحب موصوف اس امر پر زیادہ توجہ کریں تو یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ یہ سڑک خصوصاً وہ حصہ جو سڑک سے الگ ہو کر قادیان تک آتا ہے نہایت ہی خطرناک حالت میں ہے۔ راہ میں زمینداروں نے بند مار مار کر اسکو اور بھی مخدوش بنا دیا ہوا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے یکہ بانوں کے بیانات بھی اس کے متعلق لیے ہیں اور پوری توجہ کرنی چاہی ہے جس سے ہمکو امید ہو چلی ہے کہ اب ہماری شنوائی ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ قادیان میں جن صاحبوں کی روڑیاں ملحق بہ شہر پڑی ہیں انکو اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے بصورت ثانی ان کے مناسب تدارک کا حکم ہے + غرض تحصیلدار صاحب کو اپنے علاقہ کی ہر طرح بہتری اور بھلائی کا خیال ہے۔ چونکہ آپ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور محنت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کسی قسم کا ذاتی یا مذہبی تعصب آپ میں نہیں اسلیے ہندو اور مسلمان دونوں آپ کو عزت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک برہما انسپکٹر پولیس اور مرزا صاحب قادیانی

پنجہ فولاد میں مندرجہ ذیل مراسلت عنوان بالا سے چھپی ہے جو مولوی عبد السلام رفیقی حال وارد رنگون نے اخبار مذکور کو بھیجی ہے

وہو ہذا

میں سیر کو جا رہا تھا کہ ایک برہما انسپکٹر پولیس اتفاقیہ ملاقی ہوئے اگرچہ میں برہما زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ مگر وہ انسپکٹر صاحب کچھ اردو جانتے تھے اور انگریزی اعلیٰ درجہ کی۔ میں انکے برعکس اردو اچھی جانتا ہوں اور انگریزی کم۔ خیر حسب طرح ... نے آپس میں گفتگو شروع کی۔ انسپکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے بھی آبا و اجداد اصل میں ... کے رہنے والے ہیں۔ یہاں آکر انھوں نے شادی کیں ہم پیدا ہوئے اور ہم بوجہ ... اپنے ... کے برہما کے برہما ہے۔ میرے مختلف سوالات کے جواب میں انھوں نے ذیل کی باتیں ذکر کیں۔ اگر ہم اس لباس (برہما) کو چھوڑ دیں اور اپنا نام اس پر نہ رکھیں۔ تو ہمکو اس لائق نہیں لیا جاتا۔

میں مرزا صاحب قادیانی کے خیالات کو بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے انکی بعض تصانیف دیکھی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضرور کوئی چیز ہے۔

میں نے اب پنشن لے لی ہے لڑکوں کو جو ... ہیں آرام سے ہیں۔ ایک کے لیے خیال ہے کہ اُسے ولایت بھیجا جائے۔ اس کے خرچ ... جب میں اس کام سے فارغ ہونگا تو ضرور ... مرتبہ قادیان جاؤں گا۔ اور مرزا صاحب کی زیارت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ

عبد السلام رفیقی حال وارد رنگون۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
زجام دہر کل من علیہا فان

الحکم کے یوم اجراء کے خریداروں میں سے ہمارے مکرم مخدوم منشی محمد خان صاحب ... بگی خانہ کپورتھلہ بھی تھے جنھوں نے سال رواں کے پہلے ہی ہفتہ میں اس جہان فانی سے دار البقا کو کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منشی محمد خان صاحب مرحوم کی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص عشق کا رنگ اختیار کر چکا تھا۔

خانصاحب موصوف کے متعلق ہمکو اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے متعلق ایک موقع پر لکھا ہے

"حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں نہایت درجے کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق پسند ہیں اور جس قدر انھیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت و نیک ظن ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں ہے کہ ان کی اس قدر ارادت میں کبھی کچھ خلل پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے وہ سچے وفادار اور جان نثار اور مستقیم الاحوال ہیں خدا ان کے ساتھ ہو آمین ثم آمین۔"

وہ سارٹیفکیٹ ہے جو خانصاحب ممدوح کو خدا تعالےٰ نے برگزیدہ جری اللہ فی حُلل الانبیاء نے دیا ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ آخری دم تک انہوں نے اپنے آپ کو اسکا مستحق ثابت کیا۔

خان صاحب کئی مہینے سے بیمار تھے اور دن بدن ان کا مرض الموت ثابت ہوتا جاتا تھا آخر آخری پیام آپہونچا اور خانصاحب صالحین کی موت رخصت ہوے۔ اس میں شک نہیں کہ خانصاحب مرحوم کی موت آخر بشری تقاضوں کے لحاظ سے انکے خاندان انکو دوست و احباب اور ہمارے سلسلہ کے لیے ایک رنجیدہ خبر ہے لیکن یہ معلوم کرکے رنج جاتا رہتا ہے کہ ان کا **خاتمہ ایمان پر ہوا**۔ اور انکی موت مبارک موت تھی۔ خانصاحب ممدوح اپنی امتحان میں پورے اُترے اور ہم ابھی جو اس کشتی میں سوار ہیں اپنی جگہ لرزاں اور ترساں ہیں۔ خدا کرے کہ اسی ایمان پر خاتمہ ہو۔

خانصاحب ممدوح کے آخری الفاظ یہ بتلائے گئے ہیں

کرگسند۔ تقدیر۔ میں برداشت کرونگا۔ ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

خان صاحب کی وفات سے ان کے خاندان کو بیشک صدمہ پہونچا ہے لیکن جبکہ خان صاحب نے مرنے سے پہلے خود فرمایا کہ **خدا متقی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا** ہمیں اس برتر و مقتدر ہستی سے امید ہے کہ وہ ان کے خاندان کی خود ہی حفاظت اور پرورش فرمائے گا اور بجز اس کے ہے ہی کون جو اس کے عاجز بندوں کی دستگیری کرسکے

ہم منشی **عبد المجید خان صاحب** خانصاحب کے بڑے صاحبزادہ اور آپکے بھائی منشی سردار خان صاحب کو صبر اور ضبط کرنے کی مزید ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خدا کا شکر ہے وہ سب کے سب رضا بقضا پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جسطرح انکا نیک باپ اور بھائی رکھتا تھا اور وہ سب کے سب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالےٰ پر پورا ایمان رکھنے والے ہیں۔ ہم قوم کی طرف سے تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود انکی جزا ہو۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے ۸ر جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو خان صاحب کا جنازہ اپنی جماعت کو لیکر بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا اور دیر تک آپ دعا فرماتے رہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہماری احمدی جماعت جہاں جہاں ہے اپنے مغفور بھائی کا جنازہ پڑھے گی ✦

اس کے بعد دو چار الفاظ ریاست کپورتھلہ کے ذمہ وار عہدہ داروں اور رنگی خانہ کے اعلیٰ افسر کی خدمت میں بھی ہم عرض کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ خان صاحب ممدوح نے جس دیانت داری اور جفاکشی کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ان کے خاندان کے جائز حقوق کی حفاظت فرمائی جاوے۔ ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ رنگی خانہ کے اعلیٰ افسر اور ریاست کے چیف سکرٹری صاحب نے منشی عبد المجید خان کے سرپر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ مہا رانی صاحبہ نے خانصاحب کے جنازہ کے لیے ایک قیمتی دوشالہ بھی بھیجا ✦ ان کے جنازہ کے ساتھ ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ بتائی جاتی ہے غرض مرنے والا مرگیا اور اپنی بہت سی خوبیوں کو یادگار چھوڑ گیا ✦

الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا اب بظاہر الحکم ان کے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور **اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاویگا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا**

منشی عبد المجید خان اور ان کے چچا منشی سردار خان صاحب سے بھی ایک درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ وہ محترم مرحوم کی یادگار اور ان کے روح کو ایصال ثواب کے لیے تعلیم الاسلام کالج کے لیے **محمد خان سکالرشپ** کے نام سے کوئی مستقل وظیفہ جو کسی مسکین یا یتیم کی تعلیم کے مصرف میں آسکے۔ دین

ایک مشنری انگریز قادیان میں

۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کی صبحکو گورے رنگ بھوری داڑھی اور نیلی آنکھوں والا ایک سادھو گیروے کپڑے پہنے ہوے سر پر گیروی پگڑی باندھے ہوے ننگے پاؤں پر موٹا دیسی جوتا پہنے ہوے آنکھوں پر عینک چڑھائے ہوے بائسکل پر سوار معہ ایک اور ساتھی جو لباس میں اُسکا ہمرنگ اور دوسری بائسکل پر سوار تھا قادیان میں آوارد ہوا۔ اور بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں۔ لوگ اُسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے مکانات کی طرف لے آئے جہاں ہیڈ ماسٹر مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب نے اُسکی شکل اور لب و لہجہ سے معلوم کرکے کہ یہ ایک انگریز دیسی لباس میں ہے فوراً اُس کے واسطے خاطر داری کے ساتھ آرام کی جگہ طیار کرکے اُسے اُتارا اور حالات دریافت کیے۔ معلوم ہوا کہ یہ صاحب ڈاکٹر پنل ہیں جو انگلستان کے باشندہ اور چرچ آف انگلینڈ کے مشنری ڈاکٹر ہیں گیارہ سال سے بنوں میں کام کرتے ہیں پشتو اور اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور اب فقیرانہ لباس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بزرگوں سے ملاقات کے ارادہ کے لیے اور جابجا وعظ کرنے کی نیت سے بنوں سے اپنا نکلنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار ماہ کے عرصہ میں کلکتہ تک پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہاں تک بائسکل پر آئے ہیں اور آئندہ سفر بھی بائسکل پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ساتھی ایک نوجوان لڑکا تھا جسکو ڈاکٹر صاحب اپنا متبنیٰ بیٹا کہتے تھے اور ظاہر کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر وہ تمام امور میں بظاہر ڈاکٹر صاحب کے رنگ میں رنگین تھا۔

خاکسار ایڈیٹر اور دوسرے احباب نے جن کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی ان کی خدمت میں بہت اصرار کیا کہ جب ڈاکٹر صاحب مختلف مقامات میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کو دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں تو یہ مقام سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیریں کیونکہ بلحاظ دعوے کے اور اس کے ظاہری نتائج کے اس جگہ ایک ایسا شخص اور ایک ایسا سلسلہ اور ایک ایسا فرقہ مذہب موجود ہے کہ بلحاظ عظمت و شان کے اس کا مقابل اسوقت تمام دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب پہلے سے ٹھان چکے تھے کہ ایک دن سے زیادہ نہ ٹھیرینگے اس لیے وہ اپنے پروگرام کو نہ توڑ سکے اور بسبب اس کے کہ حضرت اقدس کی طبیعت علیل تھی۔ آنحضرت کی ملاقات کے بغیر ہی ڈاکٹر صاحب دوسری صبحکو واپس چلے گئے۔

تاہم اس تھوڑے سے عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس پاک سلسلہ کے حالات کے متعلق مختلف احباب سے بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ہم ذیل میں مختصر وہ چند باتیں تحریر کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس حدیث میں اور مفتی محمد صادق صاحب کی زبانی ڈاکٹر صاحب نے سنیں۔ ڈاکٹر صاحب ان سب باتوں کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور عموماً تسلیم ہلاتے رہے۔ اور ہاں ہاں کرتے رہے لیکن کہیں کہیں اگر ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں کوئی کلام یا سوال کیا تو وہ بھی ہم اسجگہ درج کردینگے۔

ڈاکٹر صاحب کے تھوڑی دیر کے پہنچنے کے بعد مفتی صاحب انکو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی نشست گاہ میں لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے مطابق درس حدیث جو طلباء کا روزانہ سبق تھا شروع ہوا جس میں پہلے حضرت مولانا موصوف نے اس بات پر چند کلمات فرمائے کہ احادیث میں راویوں کے نام ذکر کرنا اور درجہ بدرجہ ایک روایت کو نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ اصل متکلم تک پہونچانا یہ پاک طریق صرف اسلامی کتب میں پایا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے تمام مذاہب کی روایات خواہ انکا راوی اصل متکلم سے کتنے ہی بعد پر ہو بغیر کسی سند کے یوں ہی ذکر کردی جاتی ہیں جس سے انکی صداقت پر بہت کچھ شبہ پڑتا ہے۔ پھر احادیث میں طلباء نے یہ ذکر پڑھا کہ ہر رکعت میں قرآن شریف کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ اسپر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ قرآن شریف اصل بیان اور عبارت میں محفوظ رہے چنانچہ اس وقت سے قرآن شریف کی پوری حفاظت سینہ بسینہ ہو رہی ہے قرآن شریف کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ ایسا پڑ نہیں سکتا جیسا کہ توریت اور انا جیل کی عبارتیں بہت سی شکوک و شبہات کے نیچے دب گئی ہیں بلکہ اکثر محقق عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت سا حصہ جعلی اور ان لوگوں کا نہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اصل زبان اناجیل کی تو بالکل دنیا سے مفقود ہی ہو گئی ہے ✦ اسی سبق میں طلباء نے کئی جگہ پڑھا کہ اُس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ سورت پڑھی اور اس مقام پر وہ سورت پڑھی اسپر حضرت مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی آیات اور سورتوں کی ترتیب سب اُس مقدس رسول کے زمانہ سے چلی آتی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ بعد میں کسی نے آیات اور سورتوں کی ترتیب وغیرہ کی ہے۔

باقی آئندہ

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت
سالانہ عام سے ۵
خواص رہنماؤں سے ۵
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع کو

نمبر ۲ — دار الامان قادیان مورخہ [illegible] جنوری سنہ ۱۹۰۴ء — جلد ۸

صدائے عاجزانہ

از حضرۃ سید حامد شاہ صاحب

ذرا جاگو تو اے اہل زمانہ — خوشی کا گاؤ ملکر سب ترانہ
ہوا خواب غفلت سے ہو بیدار — کہ ہشیار ہوکا آیا ہے زمانہ
ہوا پورا خدا نے جو وعدہ کہ سچا — مہدی آیا زمن مقتبس مع بھولجانا
کھلا وہ راز سربستہ عزیزو — کہ جو اب تک کہا تھا مخفیانہ
جو تھا اک آنیوالا آگیا آیا — ہوئی بروقت اصلاح زمانہ
جو تھا اسلام کی نصرت کا وعدہ — ظہور اسکا تھا حفظ لازمانہ
نظیر آیا ہے دنیا میں وہ دیکھو — رہی آگاہ بیگانہ یگانہ
جو تھا اک آنیوالا وہ پہنچے — ہی بدقسمت وہی جس نے نہ مانا
مسیحا کے مثیل آئے وہ آئے — کیا دعویٰ انھوں نے ملہمانہ
مبارک ہو مبارک ہو مبارک — سمجھو یہ صدائے عاشقانہ
خدا نے انکو بخشی تیغ براں — نہ خنزیر رہیں گا اب نہ ٹھکانہ
دلائل حجت قاطع ہیں جتنے — صلیبوں کا ہے لازم ٹوٹ جانا
یہاں ہر یاں ہو کی فتح اسلام — ترقی ہوگی اسکی غائبانہ
حقائق دین حقہ اب کھلینگے — دبیں گے سب کلام باطلانہ
خدا اپنی حکمت دکھلائیگا اب — وہ پھیلائیگا نور کا ملانہ
ٹل جائیگی ظلمت اب جہاں سے — مٹیں گے اعتقاد مشرکانہ
یہودی خصلتیں پھیلی جہاں میں — یہ آیا ابن مریم کا زمانہ
امام ایسے کی تھی اب انتظاری — جو خصلت رکھے ایک مریمانہ
دیا وعدہ رسول حق نے جس کا — امام اپنا وہ آیا ہم نے مانا
مسیحا مہدی لو اہل دین کو — کہ پایا تم حیات جاودانہ
زمانے وقت پر ہمکو سنبھالا — کہ کھلا یہ الٰہی کارخانہ
ہے لازم اب قدر عزت کی ہمیں — بڑھاؤ اب قدم تم مخلصانہ
نصیحت ہے نصیحت ہے نصیحت — نہ لاؤ ہمیں کچھ عذر و بہانہ
یہی تسلیم کرلو مان لو تم — کہ جو کہنا ہے نکتہ مشفقانہ
کوئی طعنے زمانے خوش ہی ہو — فقیر دیکھی صلہ ہے عاجزانہ

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

(علیہا الصلاۃ والتحیۃ)

بقیہ تقریر ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر اول جلد ۸

جب انسان ایک راست باز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راست بازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے اسی لیے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے + اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سنکر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی انہیں میں ہی گا

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی اُن میں ہی شریک ہوتا ہے اسلیے کسقدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ **حدیث شریف** میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص اُن میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی اُن میں ہی ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کسقدر فائدے ہیں سخت بد نصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے۔

غرض

نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ **اطمینان یافتہ** لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں + امارہ والے میں نفس امارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوامہ والے میں لوامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اُسے بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے +

مطمئنہ والے کو پہلی نعمت یہ دیجاتی ہے کہ وہ خدا سے آرام پاتا ہے جیسے فرمایا ہے

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

یعنی اے خدا تعالیٰ میں آرام یافتہ نفس اپنے رب کی طرف آجا وہ تجھسے راضی اور تو اس سے راضی"

اس میں ایک باریک نکتہ معرفت ہے جو یہ کہا کہ خدا تجھ سے راضی تو خدا سے راضی بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس درجہ تک نہیں پہنچتا اور لوامہ کی حالت میں ہوتا ہے اسوقت تک خدا تعالیٰ سے ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے یعنی کبھی کبھی وہ نفس کی تحریک سے نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جب مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو اس جنگ کا خاتمہ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ سے صلح ہوجاتی ہے اُسوقت وہ خدا سے راضی ہوتا ہے اور خدا اُس سے راضی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ لڑائی جھگڑائی بالکل جاتی رہتی ہے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ ہر شخص خدا تعالےٰ سے لڑائی رکھتا ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے اور بہت سی امانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دعائیں نہیں سنی جاتی ہیں یا خلاف امید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے خدا تعالیٰ پر بدظنی اور اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے لیکن صالحین اور **عباد الرحمٰن** کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ وہ **رضا بالقضاء** کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ **حقیقی ایمان** اسوقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا کی مرضی اُسکی مرضی ہوجاوے دل میں کوئی کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اُسکی ہر تقدیر اور قضا کے ماننے کو طیار رہو۔

یہ آیت بھی راضیۃ مرضیۃ کا لفظ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے جہاں کوئی ابتلا باقی نہیں رہتا دوسرے جس قدر مقامات ہیں وہاں ابتلا کا اندیشہ رہتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے اس وقت **محبت ذاتی** پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے **محبت ذاتی** پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے اس **ذاتی محبت** کو دعا سے حاصل کرنا چاہیئے جب تک یہ محبت پیدا نہ ہو انسان نفس امارہ کے نیچے رہتا ہے اور اس کے پنجہ میں گرفتار رہتا ہے اور ایسے لوگ جو نفس امارہ کے نیچے ہیں ان کا قول ہے کہ

رابہ جہان مٹھا نوا گلا کن ڈٹھا

یہ لوگ بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں اور **لوامہ** والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں ان کا ایک رنگ نہیں رہتا کیونکہ ان کی لڑائی نفس کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لوگ محل مدح میں ہوتے ہیں کیونکہ ان سے نیکیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوف خدا بھی انکے دل میں ہوتا ہے لیکن نفس **مطمئنۃ** والے بالکل فتحمند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور خوفوں سے نکلکر امن کی جگہ میں جا پہونچتے ہیں وہ اس دارالامان میں ہوتے ہیں جہاں شیطان نہیں پہونچ سکتا۔ لوامہ والا جیسا کہ میں نے کہا ہے دارالامان کی ڈیوڑھی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی دشمن بھی اپنا وار کر جاتا ہے اور کوئی لاٹھی مار جاتا ہے اسلیے مطمئنہ والے کو کہا ہے **فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی**۔ یہ آواز اسوقت آتی ہے جب وہ اپنے تقوے کو انتہائی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے تقوے کے دو درجے ہیں بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا یہ دوسرا مرتبہ **محسنین** کا ہے اس درجہ کے حصول کے بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے **فضل** کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا +

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لیے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسکی دستگیری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دارالامان میں پہنچا دیتا ہے اور **فادخلی فی عبادی** کی آواز اسے آجاتی ہے۔ یعنی تیری جنگ ختم ہو چکی اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے اب آ میرے بندوں میں داخل ہو جو صراط الذین انعمت علیہم کے مصداق ہیں۔

اور روحانی وراثت سے جنکو حصہ ملتا ہے۔ میری بہشت میں داخل ہو جا + یہ آیت جیسا کہ ظاہر بین سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد یہ آواز آتی ہے آخرت پر ہی موقوف نہیں بلکہ اسی دنیا میں اسی زندگی میں یہ آواز آتی ہے۔ اہل سلوک کے مراتب رکھے ہوئے ہیں + انکے سلوک کا انتہائی نقطہ یہی مقام ہے جہاں انکا سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ مقام یہی **نفس مطمئنہ** کا مقام ہے اہل سلوک کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ اٹھا دیتا ہے اور انکو **صالحین** میں داخل کر دیتا ہے جیسا فرمایا **والذین امنوا وعملوا الصلحت لندخلنھم فی الصلحین** یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کیے ہم انکو ضرور ضرور صالحین میں داخل کر دیتے ہیں

دفع وہم اور صلاحیت کے اقسام

اسپر بعض اعتراض کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ کرنیوالے صالحین ہوتے ہیں پھر انکو صالحین میں داخل کرنے سے کیا مراد ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ اس میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو بیان فرماتا ہے کہ صلاحیت کی دو قسم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان تکالیف شاقہ اٹھا کر نیکیوں کا بوجھ اٹھاتا ہے نیکیاں کرتا ہے لیکن ان کے کرنے میں اسے تکلیف اور بوجھ معلوم ہوتا ہے اور اندر نفس کے کشاکش موجود ہوتی ہے اور جب وہ نفس کی مخالفت کرتا ہے تو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن جب وہ اعمال صالحہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جیسا کہ اس آیۃ کا منشا ہے اسوقت وہ تکالیف شاقہ اور محنتیں جو خود نیکیوں کے لیے برداشت کرتا ہے اٹھ جاتی ہیں اور طبعی طور پر وہ صلاحیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ تکالیف تکالیف نہیں رہتی ہیں اور نیکیوں کو ایک ذوق اور لذت سے کرتا ہے اور ان دونوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ پہلا نیکی کرتا ہے مگر تکلیف اور تکلف سے اور دوسرا ذوق اور لذت سے۔ وہ نیکی اسکی غذا ہو جاتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

باقی آیندہ

ضرورت نکاح

بابو نظام شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر چکوٹہ ضلع کوہاٹ کے صاحبزادہ کی اہلیہ جو حافظ محمد قاری صاحب کی دختر نیک اختر تھیں فوت ہو چکی ہیں اور اب سید صاحب اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرنی چاہتے ہیں۔ بابو صاحب کا لڑکا سید رشاہ ... آجکل جہلم میں سب پوسٹ ماسٹر ہے ... خوش خلق۔ جوان۔ انٹرنس پاس ہے۔ جو صاحب ایسا تعلق کرنا چاہیں بابو صاحب یا ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کریں۔ ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نزلہ اور زکام کی وجہ سے کسی قدر ناساز رہی۔ ۱۲ جنوری کو اعلیٰ حضرت ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کی تاریخ مقدمہ کے لیے براہ بٹالہ گورداسپور کو روانہ ہوئے اور تین ساڑھے تین بجے کے قریب گورداسپور پہونچ گئے۔ رات کو بہت سے احباب مختلف مقامات سے حاضر ہو گئے۔ سفر کی کوفت اور بارش اور سرد ہوا کی تیزی سے اعلیٰ حضرۃ کو تکلیف بڑھ گئی۔ اسی رات آپ نے ایک رؤیا دیکھی

رؤیا

شب درمیان ۱۲-۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

مولوی محمد علی صاحب نے مجھسے کہا کہ آپ چلے جائیں۔ میں قادیان کو چلا گیا ہوں۔ اور میں ٹھہر رہا ہوں اور فکر میں ہوں کہ ہم کیوں چلے آئے۔ مجلکہ دیا ہوا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب سے مشورہ کر لیتے۔

۱۳ جنوری کو آپ باوجود ناسازی طبع تشریف لے گئے طبیعت کی ناسازی بڑھ جانے اور بخار ہو جانے کے باعث دوسرے روز ۱۴ جنوری کو آپ عدالت میں تشریف نہ لے جاسکے اور ڈاکٹر کے سرٹیفکٹ پر حاضری عدالت سے ایک ماہ کی اجازت ملی

۱۴ جنوری کو حضرت اقدس نے فرمایا کہ چند روز ہوئے ہمنے دیکھا کہ اس اوڑی پر جو گلی کے سرے پر ہے ایک کوٹھا ہے اس کوٹھے نے دعا کی اور جس کوٹھے میں ہم رہتے ہیں اس کوٹھے نے آمین کہی۔ دعا برکات وغیرہ کے لیے تھی۔

شب درمیان ۱۳-۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

گورداسپور

قریباً دو بجے رات کے الہام ہوا **اردت ان تستفتح** یعنی مجاہدہ کے ساتھ دعا کرو رہا اور فرمایا ہم ایک جگہ جا رہے ہیں۔ ایک ہاتھی دیکھا اس سے بھاگے اور ایک اور کوچہ میں چلے گئے۔ لوگ بھی بھاگے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ہاتھی کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کسی اور کوچہ میں چلا گیا ہے ہمارے نزدیک نہیں آیا۔ پھر نظارہ بدل گیا۔ گویا گھر میں بیٹھے ہیں۔ قلم پر دو لوگ لگائے ہیں جو ولایت سے آئے ہیں پھر میں کہتا ہوں یہ بھی نامرد ہی نکلا۔ اس کے بعد الہام ہوا **ان اللہ عزیز ذو انتقام**۔

۱۴ کی شام آپ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کی طرف روانہ ہوئے ۱۴ کی رات کو بٹالہ قیام فرمایا اور ۱۵ کو دس بجے کے قریب بٹالہ سے رخصت ہو کر بعد دوپہر قادیان آپہونچے۔

آپ کی طبیعت گو کسی قدر ناساز ہے مگر الحمدللہ پہلے کی نسبت آرام ہے۔

۲۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں اعلیٰ حضرت کے اس سفر میں صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد بھی ہمراہ تھے۔

۳۔ بزرگان ملت خدمت دین میں بدستور مصروف اور خدا کے فضل سے تندرست ہیں فاضل امروہی امرتسر تشریف لے گئے ہیں شاید وہاں سے موقع ملے تو امروہے جائیں یا واپس دارالامان تشریف لائیں۔

۴۔ بارش خاطر خواہ ہو گئی ہے جس سے سردی خوب چمک اٹھی ہے۔

ہمارے مقدمات

۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو سب سے پہلے خواجہ صاحب نے مجسٹریٹ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے پچھلی پیشی پر وعدہ فرمایا تھا ۴۲۰ کا فیصلہ سنہ کو سنا دوں گا۔ آپ اگر وہ فیصلہ پہلے سنا دیں تو تقریروں میں بہت ہی اختصار ہو جائے گا کیونکہ اہم امور پر آپ کی رائے سے فیصلہ ہو چکے گا۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ میں فیصلہ بھول آیا ہوں ساتھ نہیں لا سکا۔ کل سنا دوں گا +

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کی طرف سے تحریری بیان (جسکا پہلے سرسری بیان میں اقرار تھا اور مجسٹریٹ نے بھی زبانی تسلیم کر لیا تھا کہ تحریری بیان دیدیں) جو سہولت کے لیے چھپوا لیا گیا تھا۔ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہوا نیڈ نوٹ بھی تھا جو حکیم فضل الدین صاحب کی طرف سے تھا۔ مجسٹریٹ نے اولاً اسے لے لیا لیکن فریق ثانی کے وکیل کو بھی اطلاع دی کہ یہ تحریری بیان ہے اس نے عذر کیا کہ یہ نہیں لیا جا سکتا اس سوال کو غیر فیصل قرار دیکر چھوڑ دیا اور کہا کہ پہلے تقریر ہونی چاہیئے۔ چنانچہ وکیل مستغیث اور خود کرم دین نے اپنی اپنی باری اور موقعہ پر تقریر کی۔ چونکہ وقت بہت ہو چکا تھا خواجہ صاحب نے تقریر نہ ہوئی

اور پھر اس بیان تحریری کے متعلق عرض کیا جسکو عدالت نے لینا نامنظور کیا کہ یہ تنقیح ہونے پر لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ دوران مقدمہ میں بعض امور اس قسم کے واقع ہوئے جن سے ہمکو مقدمات کے اس عدالت سے منتقل کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لیے ۱۴ جنوری کو مقدمات کے انتقال کے لیے چیف کورٹ

ہیں درخواست نہ دینے کی بنا پر التواء مقدمات کی درخواست مجسٹریٹ صاحب کی خدمت میں پیش کی + جسکو انہوں نے کسی قدر تامل اور غور کے بعد منظور کر لیا - اور مقدمات کو ۱۴ر فروری ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا + مقدمات کے التوا کے بعد مجسٹریٹ نے فیصلہ کے لیے فرمایا کہ وہ میں نکالنے آیا ہوں سنا دیتا ہوں چنانچہ آپ نے فیصلہ نکالنے سے پہلے ہی زبانی فرمایا کہ

مینے فیصلہ کر دیا ہے کہ سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء اور خطوط اسی کے ہیں

لیکن جرم ثابت نہیں ہے

پھر فیصلہ نکالکر آپ نے سنانا شروع کیا اور کچھ حصہ سنا دیا اور فرمایا کہ ایسا ہی لکھا ہے چونکہ مقدمہ ۳۰ ہم فیصل ہو گیا ہے اس لیے اس مقدمہ کے متعلق ہم رائے زنی کر سکتے ہیں اور اسی لیے کسی دوسری جگہ اسپر تفصیل سے لکھا ہے +

کھلی چٹھی

مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اندراج الحکم مولوی محمد صادق حسین صاحب اٹاوی بھیجتے ہیں جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ایڈیٹر

جناب مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری کے نام ایک کھلی چٹھی

مکرمی ! السلام علی من اتبع الہدیٰ - سُنی مذہب کے رد میں آپکے دو رسالے مینے دیکھے ان دونوں رسالوں کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ "خلفاء ثلاثہ برحق نہ تھے - خدا اور رسول نے خلیفہ بلا فصل حضرت علی کو مقرر فرمایا تھا اور دوازدہ امام معصوم اور مفترض الطاعۃ تھے - بعد رسول ان کے سوائے کسی کا قول و فعل حجت نہیں" سنیوں نے شیعوں کا نام ہٹ دھرمی سے رافضی رکھا ہے"

جناب من ! چونکہ میرے نزدیک آپکے یہ عقاید قرآن کریم و احادیث نبوی و ارشادات ائمہ و اقوال ائمہ اثنا عشرکے مخالف ہیں اور غلط ہیں - اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند سطور خدمتعالی میں پیش کروں

جناب والا ! شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھکر قرآن و حدیث کا سمجھنے والا اور کون ہو سکتا ہے - اس لیے میں اول آئمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر آئمہ کے اقوال کیطرف آپکو توجہ دلاتا ہوں تاکہ آپ اپنے عقاید کی غلطی و بے بنیادی پر مطلع ہوں

شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ سے ملتا ہے کہ جب حضرت علی خلیفہ ہوئے اور امیر معاویہ ملک شام کے گورنر نے اُن سے بیعت نہیں کی تو آپ نے امیر معاویہ کو یہ خط لکھا فان بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار اذا اجتمعوا علی رجل فسموہ اماما کان ذالک للہ رضی - میری بیعت مدینہ میں تجھپر لازم ہو گئی باوجودیکہ تو شام میں ہے - کیونکہ مجھ سے اُن لوگوں نے اُس امر پر بیعت کی ہے جنھوں نے جس امر پر ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تھی تو اب نہ حاضر کو کچھ اختیار ہے اور نہ غائب رد کر سکتا ہے -

مشورہ صرف مہاجرین اور انصار کا ہے - جب وہ شخص پر مجتمع ہو جائیں اور امام بنا لیں وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

مولانا ! اگر آپ انصاف فرمائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ تحریر شیعہ اور سُنی کے مقدمہ میں ایک قطعی فیصلہ دیتی ہے - تحریر محولہ بالا سے ذیل کے نتائج اخذ ہو سکتے ہیں

(۱) مہاجرین و انصار مشورہ و اجماع سے جو کام کریں وہ خدا اور تدکریم کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

(۲) مہاجرین و انصار نے مشورہ و اجماع سے جس کو امام بنا لیا وہ امام منصوص من اللہ ہے -

(۳) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کو مہاجرین و انصار نے مشورہ و اجماع سے امام بنایا تھا - اس لیے وہ امام منصوص من اللہ تھے -

(۴) جن امور پر ابوبکر و عثمان و عمر نے مہاجرین و انصار سے بیعت لی تھی انھیں امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اُن سے بیعت لی تھی

۵ جب مہاجرین و انصار اجماع سے کسی کو امام بنا لیں تو پھر کسی مسلمان کو اسکی امامت و خلافت میں چون وچرا کرنے کی مجال نہیں -

(۶) ابوبکر و عمر و عثمان کی امامت و خلافت میں کسی مسلمان کو چون وچرا کرنے کی مجال نہیں -

(۷) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کی امامت و خلافت خدا اور تدکریم کے نزدیک پسندیدہ تھی - اس لیے یہ عقیدہ کہ خدا و رسول کے نزدیک حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں غلط ہے -

(۸) امامت و خلافت کے لیے عصمت شرط نہیں - کیونکہ ابوبکر و عمر و عثمان معصوم نہ تھے - حالانکہ وہ بقول حضرت علی علیہ السلام خلیفہ و امام تھے

(۹) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان امام تھے اسلیے اُن کی اطاعت لازم ہے

(۱۰) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کی اطاعت بھی لازمی ثابت ہوئی - اس لیے شیعوں کا یہ عقیدہ کہ آئمہ اہل بیت کے سوا کسی کا قول و فعل حجت نہیں غلط ہے -

تلک عشرۃ کاملۃ

پھر اسی نہج البلاغت میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ مقولہ درج ہے -

لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا امن من ذلک فی فعلی

حق بات اور درست مشورہ سے تم باز نہ رہو - کیونکہ خطا سے میں برتر نہیں ہوں اور نہ میں اپنے فعل میں خطا سے مامون ہوں -

اس قول سے چند باتیں ثابت ہوئیں

(۱) اول یہ کہ حضرت علی خطا سے محفوظ و معصوم نہ تھے -

(۲) جو معصوم نہ ہو وہ عقلاً مفترض الطاعت نہیں ہو سکتا

(۳) اس لیے حضرت علی مفترض الطاعۃ نہیں تھے -

(۴) چونکہ حضرت علی معصوم و مفترض الطاعت نہ تھے - اس لیے دیگر آئمہ بھی معصوم و مفترض الطاعت نہ تھے -

(۵) پس شیعوں کا یہ عقیدہ کہ دوازدہ امام معصوم و مفترض الطاعت تھے غلط ہے -

اصحاب آئمہ کی جماعت کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ملا مجلسی حق الیقین ۱۸۶ میں لکھتے ہیں -

"از احادیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار آئمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعان اعتقاد بعصمت ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را علمائے نیکو کار می دانستہ اند چنانچہ از رجال کشی ظاہر میشود و مع ذلک آئمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ عدالت ایشان میکردہ اند"

مولانا ! اب آپ انصاف فرمائیں کہ اگر آئمہ اثنا عشر معصوم و مفترض الطاعۃ ہوتے تو جو اصحاب آئمہ کو معصوم و مفترض الطاعت نہیں جانتے تھے بلکہ صرف علمائے نیکوکار جانتے تھے آئمہ اُن کو مومن و عادل کیوں فرماتے - پھر مجالس المومنین میں لکھا ہے -

"در کتاب مختار از سعید منقول است کہ گفت روزے در خدمت امام جعفر علیہ السلام بودم کہ کسی در مجلس اذن دخول طلبید - و آن حضرت ایشان را اذن کرد - چون بنشستند یکے از ایشان از اہل مجلس پرسید کہ آیا در شما امام مفترض الطاعۃ ہست ؟ آن حضرت فرمودند کہ چنین کسے درمیان خود نمی شناسیم - او گفت در کوفہ قومے ہستند کہ زعم ایشان آنست مرد میان شما امام مفترض الطاعت موجود است وایشان دروغ نمیگو نیند نیز اکہ صاحب ورع واجتہاد اند - واز جملہ ایشان عبداللہ یعفور و فلاں و فلاں اند - پس آنحضرت فرمودند کہ من ایشان را باین اعتقاد امر نکردہ ام - گناہ من دراں چیست"

دیکھیے امام جعفر علیہ السلام امام مفترض الطاعۃ ہونے سے خود انکار فرماتے ہیں - اس سے بڑھ کر اور ثبوت آپ کیا چاہتے ہیں ؟

اب ایک امر اور تحقیق طلب باقی رہ گیا کہ وہ مشہور خطاب "یعنی رافضی" آپکو سنیوں نے دے رکھا ہے یا یہ خطاب آپکو من جانب اللہ عطا ہوا ہے - اسکی نسبت ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے - کافی کی کتاب الروضہ سے ایک حدیث پیش کیے دیتے ہیں -

سلیمان نے امام جعفر صادق سے شکایت کی کہ مخالفین نے ہمارا نام بہت سخت رکھا ہے

فقال ابو عبداللہ علیہ السلام الرافضۃ قال نعم فقال لا واللہ ما سموکم بل اللہ سماکم

تو فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے رافضی ؟ تو مینے کہا کہ ہاں امام نے فرمایا کہ واللہ یہ نام تمھارا مخالفوں نے نہیں رکھا بلکہ اللہ نے تمھارا یہ نام رکھا ہے -

مولانا صاحب ! اس مختصر تحریر سے آپکو اپنے عقائد کی حقیقت معلوم ہو گئی ہوگی اور اُمید ہے کہ آپ اپنی غلطی کا اعتراف کرینگے با ایں ہمہ اگر آپ کو اپنے عقائد کی صحت پر اصرار ہو تو میری گذارش ہے کہ براہ مہربانی آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ بلا فصل اور آئمہ اثنا عشر کے معصوم و مفترض الطاعت ہونے کے ثبوت میں کوئی آیۃ قطعیۃ الدلالۃ یا حدیث صحیح مرفوع متصل غیر معارض بآیات و احادیث صحیحہ پیش کریں - اگر آپ ایسی آیۃ یا حدیث صحیح پیش کرینگے تو آپ کی خدمت میں فی آیت یا حدیث ایک روپیہ نذر کیا جائیگا -

راقم خاکسار صادق حسین مختار عدالت
سابق ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار
اظہار الحق و رسالہ صبح صادق اٹاوہ
۱۸ر دسمبر ۱۹۰۳ء

تفسیر القرآن کا ماہواری نمبر

جنوری ۱۹۰۴ء سے ان شاء اللہ العزیز باقاعدہ شائع ہونا شروع ہوتا ہے - جو الحکم کے چوتھے نمبر کے ساتھ روانہ ہو سکیگا - یہ جلد ۲ کا پہلا نمبر قرار دیا جائیگا -

مختصر نوٹ اور نکات

سخن گفتنی و رسفتنی

۹ رجنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو قادیان سے دو معزز مہمان رخصت ہونے والے تھے وہ حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں بھی بغرض حصول ملاقات حاضر ہوئے اور ایک صاحب نے فرمایا کہ

"آپ کی باتیں بھی بہت ہی دلچسپ اور مزہ دار ہیں"

یہ ایک جملہ کا حاصل مطلب تھا۔ اسپر حکیم الامۃ نے جو کچھ فرمایا وہ اس قابل نہیں کہ آب زر سے اُسے لکھا جاوے بلکہ اس قابل ہے کہ اُسپر عمل کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا۔

میں قوّال کی نسبت فعّال کو پسند کرتا ہوں

یعنی بہت کہنے والے کے مقابلہ میں کرنے والیکو ترجیح دیتا ہوں۔ حقیقت میں حکیم الامۃ کا یہ جملہ "سخن گفتنی و در سفتنی" کا مصداق ہے خدا کرے ہم اسپر نرے غور کرنے والے نہ ہوں بلکہ اسپر عمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

تائید دین کی انتہا کیا سمجھی جاتی ہے؟

عام طور پر مسلمانوں نے یہ تو سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کی عام حالت گری ہوئی ہے اور ان کی مذہب کی طرف سے بے پروائی اور بھی ان کی ذلت کا موجب ہو رہی ہے۔ باوجود یکہ مسلمانوں کی کبت اور خستہ حالی کا اظہر (مشخص) ہو گیا ہے لیکن اس کا علاج اور تائید دین کی اعلیٰ صورت اسوقت کیا قرار دی گئی ہے؟ مدرسے کھولنا اور انجمنوں کا قائم کرنا ہی تائید دین کا اصلی ذریعہ سمجھا گیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ دین کیا چیز ہے؟ اور انسانی ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور ان کے حصول کا کیا طریق؟

جب سرے سے دین اور اسکی تائید کی صورتوں سے ہی ناواقفی ہے پھر تائید کے کیا معنی؟ مسلمانو! غور کرو یہ تو آسمانی علوم ہیں جو زمینی تجویزوں سے حاصل نہیں ہو سکتے!!!

ان انجمنوں سے کیا سیکھو گے؟

مدرسوں اور انجمنوں کے قیام سے ہمیں کوئی شک نہیں کہ ترقیات کے زینہ پر انسان چڑھنے لگتا ہے لیکن وہ **اصل غرض جو تائید دین** کے مفہوم میں موجود ہے حاصل نہیں ہو سکتی اور آخری کامیابی ان تدبیروں سے ممکن نہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش ہوں تو ہوں لیکن اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعتوں میں پرفنی کی عادت اثر کر جاوے اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کا اثر پیدا ہو یا زیادہ سے زیادہ کوئی خطاب اور ڈپلوما مل جاوے لیکن اگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا تو کیا؟ سالہا سال کا تجربہ اور مشاہدہ بتا رہا ہے کہ مدارس کی کثرت اور انجمنوں کی کوشش نے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے؟ تعلیمی رپورٹوں اور نقشوں کا معائنہ کرو۔ اور پھر دینی حالت کا اندازہ۔ اور اسکے ساتھ ہی جیل کی رپورٹوں اور جرائم کی فہرستوں کو بغور مطالعہ کرو۔ پھر معلوم ہو گا کہ کیا اثر ہوا ہے کہاں تک اخلاق فاضلہ میں ترقی ہوئی مذہبی شعار کی عظمت نے کتنے دلوں میں جگہ لیکر انکو عمل پر آمادہ کیا؟ یہ باتیں پھینکدینے کے قابل نہیں غور کرنے کے لائق ہیں جو تمہیں اس نتیجہ پر پہنچائیں گی کہ پھر اصلاح کا کیا طریق ہے؟

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

جبکہ صحیح اور یقینی بات ہے تو پھر رسمی علوم فنون کو حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دے لینا یا ان کی اشاعت ہی میں تمام کوششوں کو صرف کر دینا تائید دین سمجھ لینا خام خیالی ہے۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی اُمیدوں کا تمام دار و مدار اور انحصار رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ فلاح عاقبت کے لیے اس **آسمانی نور** کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا ہے اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعۃ کی طرف کھینچتا ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ وہ کامل یقین اور معرفت جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر **حقیقی نجاۃ** تک لے جا سکتی ہے انسانی تجویزوں اور تدبیروں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور انسانی فلسفہ اسجگہ کوئی مدد نہیں دیسکتا بلکہ یہ یقین یہ معرفت اور نور ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص اور برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے ظلمۃ کے وقت آسمان سے نازل کرتا ہے آج بھی یہ

نور آسمان سے اُترا ہے

یہ وہی نور ہے جو ایک صالح بندہ کو دکھایا گیا تھا کہ **قادیان میں اُترا ہے اور اس سے اُس کی اولاد محروم رہی** سوچنے والے سوچتے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں لیکن **مبارک** وہی ہیں جو اس **نور** سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ افسوس اُن پر جو محروم اور بد قسمت ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور متکلمین کی تقریروں کا فرق

چہ نسبت خاک را با عالم پاک اسی محل اور موقع کے لیے زیادہ موزون اور مناسب ہے۔ متکلمین لیکچراروں کو اپنے لیکچروں سے کیا غرض ہوتی ہے؟ ان کی غرض صرف اظہار لیاقت اور سننے والوں سے تحسین و واہ وا کی صداؤں کا سُننا چیز لینا اپنی خیالی منطق سے اپنے مفید مطلب قفیے جما کر نتائج نکالنا۔

برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام کی غرض ہوتی ہے **بنی نوع انسان کی حقیقی بھلائی** اور اسی غرض کو مدنظر رکھکر وہ تقریر کرتے ہیں ان کی تقریروں میں پیچ در پیچ جملے معترضے اور معلق قضیے نہ پائیں گے بلکہ ان کے کلام میں ایک **سادگی** ہوتی ہے جو اس تقریر کا **حسن ظاہری** کہلاتی ہے جو کچھ ان کے دل میں اُبلتا ہے وہ دوسروں کے دلپر ڈالنے اور اسی لیے

ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کے مصداق ان کی تقریریں ہوتی ہیں۔ انکی تقریر کا **موضوع** اور مادہ کیا ہوتا ہے وہی لوگ جو ان کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ان کے امراض روحانی کا علم اور علاج اسی لیے ان کے کلمات قدسیہ عین محل الحاجۃ کے وقت پر ہوتے ہیں

ان کی غرض سُننے والوں کو کہانی سنا کر ہنسانا یا بہلانا نہیں ہوتی بلکہ وہ اُنکو بیمار پاکر اُن کے درد و اسقام سے مطلع ہو کر تیر بہدف نسخے بتلاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی کلام خیر الکلام ما قل و دل کے مصداق ہوتی ہے اس میں لفظ کم اور معانی بہت ہوتے ہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام کو دیکھو اور خود لبیک کا نغمہ سنو تو اس کی راہ ہم بتاتے ہیں مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور آؤ اسکی پاک مجلس میں بیٹھو تمہیں خود معلوم ہو جائیگا کہ

نبی کسطرح کلام کیا کرتے ہیں؟

کامیابی ہی اعلیٰ معجزہ ہے

نبیوں اور رسولوں کی کامیابی جو اُن کو اپنے فرض منصبی میں ہوتی ہے اُن کا زبردست معجزہ وہی ہوتی ہے گو اور خوارق اور نشانات بھی اُنسے سرزد ہوتے ہیں مگر ان نشانات کی غرض و غایت جماعت کے ایمان کی تقویت اور انکو مدارج سلوک کے طے کرانے ہوتے ہیں۔ اس معجزہ کی عظمۃ اور شوکت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب وہ کامیابی اس اصلاح اور فلاح میں ہو جو اس نبی کی بعثت کی غرض ہوتی ہے۔

اسی معیار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی دنیا کی تاریخ میں **لا نظیر** کامیابی ہے اور اس لیے ہم اسکو **عظیم الشان معجزہ** یقین کرتے ہیں جسکی نظیر ان منکروں اور نکتہ چینوں کا رو سے ملتی ہیں جو آپ کے معجزات یا رسالۃ کا انکار کرتے ہیں۔ جو جماعۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی اور آپ نے اپنے انفاس طیبہ کی برکت و تاثیر سے جو اصلاح اُس جماعت کی کی کیا کہیں اسکی نظیر ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن عمران کو ایک جماعت دیگئی تھی لیکن قرآن شریف کو پڑھنے والے نہیں نہیں بلکہ بائبل اور یہودیوں کی عام تاریخ کو پڑھنے والے بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہ قوم کیسی متمرد اور سرکش تھی اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے کسقدر دور اور مہجور تھی۔ اپنے سید و مولیٰ امام کے لیے ان میں حسن ظن اور اخلاص کس درجہ کا تھا؟

برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماعت ملی اُسکو دیکھو کہ اسنے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے ٹھیک ٹھیک عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی ظاہر و باطن میں انوار نبوۃ ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھیں۔ پس اس سے بڑھکر کوئی کیا ہوگا؟ اور اس سے بڑھکر پاک تبدیلی کسی نبی کی صحبت میں کب ہوئی کہ بخش اور بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دُنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا شدید تعلق پیدا کر بیٹھے کہ اُسکی راہ میں جانوں کے دینے سے دریغ نہ کیا۔

دنیا میں اصلاح کے لیے ریفارمر آئے اور پاک لوگوں کے آنے والوں میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا کوئی نمونہ دکھاؤ۔ عیسائیو! اپنے خدا کی بھیڑوں اور یسوع کے بروں میں جو ناصرہ کی گلیوں اور گلیل کے کوچوں میں طیار ہوئے تھے کیا ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا اثر دکھا سکتے ہو؟ وادعوا شهداء كم ان كنتم صدقين وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين۔

اس قدر عظیم الشان انسان دنیا میں اصلاح کے لیے آیا اور یہ فخر اسے حاصل ہوا؟ پھر نادان کہتے ہیں کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی پر شرف نہیں شرم! شرم!! شرم!!!

ایک مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا

رنگ لایا ہے ہمارا خون مگر مدت کے بعد
گل کھلیں گے اور بھی ہے گو ابھی مہندی کا رنگ

ہمارے ناظرین نہایت ہی شوق و بیقراری کے ساتھ ان مقدمات کے فیصلہ سننے کے منتظر ہیں جو گورداسپور میں ہماری جانب سے یا ہم پر دائر ہیں۔ لیکن ابھی انکو قریباً ہندو کی مانند بھی دنیا کو کم از کم کل مقدمات کا فیصلہ سننے کے واسطے ایک عرصہ تک انتظار کرنا پڑے گا۔

مقدمات کے دائر کرنے کے وجوہات اس مقدمہ بازی کا پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات اسوقت ہم بیان کرنے کے لیے وقت اور موقع نہیں پاتے اور اپنے وقت پر اسپر مفصل لکھا جاوے گا ان شاء اللہ۔ اسوقت ہم صرف ایک مقدمہ کے متعلق جسکا فیصلہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۴ء کو رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور نے سنایا ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں اور اس مختصر مضمون میں کل مقدمہ کا خاکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یہ مقدمہ وہ مقدمہ ہے جو الحکم میں مقدمہ دغا زیر دفعہ ۴۲۰ کے نام سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے۔

ناظرین کو اسکے حالات اور کوائف پر پوری اطلاع پانے کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ	یہ مقدمہ کب دائر ہوا اور کیونکر؟

اعجاز المسیح جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصنیف ہے جو ۷۰ دن کے اندر باوجودیکہ چار جزو کا وعدہ تھا ساڑھے بارہ جزو پر شائع ہوگئی اور ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پیر گولڑوی کو بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف ستان ستر دن کے اندر چار جزو اور ساڑھے بارہ جزو تو کجا ایک آدھ صفحہ بھی اعجازی عربی تفسیر کا شائع نہ ہوا۔ اور الہام منعہ مانع من السماء پورا ہوگیا پیر گولڑوی کی علمیت۔ عربی دانی اور قرآن دانی کا راز طشت از بام ہوگیا۔ پیر صاحب نے اپنی اس ندامت کو دور کرنے کے لیے بڑی جد و جہد کی اور آخر محمد حسن فیضی کے نوٹوں کو جو اُسنے اعجاز المسیح پر لکھے تھے حاصل کرکے اعجاز المسیح کے رد میں سیف چشتیائی کا ایک حصہ مخصوص کرکے شائع کردیا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اعجاز المسیح سرقہ ہے اور اسطرح خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشان کی بیحرمتی کی۔ محمد حسن فیضی نے اعجاز المسیح کے رد کا ارادہ کیا تھا اور ابھی نوٹ ہی لکھنے پایا تھا کہ فوت ہوگیا اور خدا نے اُسکو اپنے اس ارادہ میں نامراد رکھا مگر پیر گولڑوی نے اس کتاب کو شائع کردیا اور ساری کتاب میں کہیں ذکر نہ کیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس سحر کو پاش پاش کردیا اور راز سربستہ کھولدیا۔

مولوی کرم دین ساکن بھیں اور شہاب الدین شاگرد مولوی کرم دین وغیرہ نے اپنے خطوط کے ذریعہ اطلاع دی کہ پیر گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی بجائے خود فیضی کا سرقہ ہے اور ان اصلی نوٹوں کے دکھلانے کا وعدہ کیا جسپر حکیم فضل الدین صاحب بھیں گئے اور ان نوٹوں کو چندروپے دیکر خرید لیا۔

ان سب خطوط کی بنا پر الحکم مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون پیر گولڑوی کی کی اس چوری پر شائع ہوا جسنے گولڑوی کی جماعت میں ایک اضطراب اور زلزلہ پیدا کیا۔ مولوی کرم دین چونکہ گولڑوی کی جماعت کو ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا اور اپنا نام مخفی رکھنا چاہتا تھا اور ہمنے قرآن شریف کے احکام کے ماتحت اسکی پروانہ کی اس کا نام ظاہر کردیا جس سے برافروختہ ہوکر اس نے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون طبع کرایا کہ یہ فیضی کے نوٹ نہیں ہیں اور پیر گولڑوی نے سرقہ نہیں کیا وغیرہ وغیرہ مرزا صاحب سے ہماری خط و کتابت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر اس کے فیصلہ کے لیے بجز اسکے اور کوئی راہ نہ تھا کہ بذریعہ عدالت فیصلہ ہو کہ آیا یہ نوٹ واقعی محمد حسن فیضی کے ہیں یا نہیں پیر گولڑوی نے ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے یا نہیں پیر صاحب نے اپنی کتاب میں حوالہ دیا ہے یا نہیں۔ اور سیف چشتیائی کا وہ حصہ جو اعجاز المسیح کی تردید میں ہے اسطرح سرقہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۲ء کو یہ استغاثہ لالہ گنگا رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ اور ایک لمبی دوڑ کے بعد ۱۴ جنوری ۱۹۰۴ء کو پورے چودہ مہینے کے بعد اس کا فیصلہ سنایا گیا۔

مقدمہ کے دوران میں کیا کیا کارروائی ہوئی۔ جب مفصل روئداد مقدمہ کی شائع ہوگی ہر وقت ظاہر ہوگی۔ پیر مہر علی شاہ کو بطور گواہ طلب کیا گیا اور کسطرح اسنے اس پیالہ شہادت کے پینے سے بچنا چاہا یہ سب باتیں تفصیل طلب ہیں اور اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

غرض

کہ مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا کہ وہ خطوط جو حکیم فضل الدین صاحب کی طرف سے عدالت میں پیش ہوئے تھے کہ وہ کرم دین یا اُس کے شاگرد شہاب الدین کے لکھے ہوئے ہیں اور مرزا صاحب یا اُن کی جماعت کے افراد کے نام ہیں اور جو مضمون سراج الاخبار ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں کرم دین کے نام سے چھپا تھا جنمیں ہر دو یعنی خطوط اور مضمون سراج الاخبار سے کرم الدین علاقہ میں انکاری تھا اور کہتا تھا کہ یہ خطوط وغیرہ میرے نہیں ہیں وہ سب اسی کے ثابت ہوکر لیکن کرم دین پر بقول مجسٹریٹ جرم دغا زیر دفعہ ۴۲۰ ثابت نہ ہوا۔ بیچارے گولڑوی کا اب کیا حال ہوگا جبکہ عدالت کے جوڈیشل فیصلہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ وہ تمام خطوط مولوی کرم دین کے ہی لکھے ہوئے ہیں جن میں سے ایک خط ہیں وہ پیر گولڑوی کو یہ سارٹیفکٹ عطا کرتا ہے۔

میاں شہاب الدین کو خاکسار نے ہی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ **پیر صاحب** کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے ان نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھسے منگوائی تھیں **اب واپس آگئی ہیں اور مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ باصلہ درج کتاب پائے گئے۔ یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کرلیے اور اُس کا نام تک نہ لیا**

اور پھر اسی خط میں لکھا ہے

جس میں اُنھوں نے اعتراف کیا کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ اُنھوں نے چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے۔

اس خط اور دوسرے خطوط کو جو کرم دین کے نام سے شائع ہوئے ہیں مجسٹریٹ صاحب نے کرم دین ہی کے قرار دیے ہیں جنکو اس نے اپنے حلفی بیان کے نیچے کہا تھا کہ میرے نہیں ہیں اور سراج الاخبار جہلم میں لکھا تھا کہ میری خط و کتابت نہیں

اب عدالت نے تو اس پردہ کو کھول دیا ہے پیر صاحب بھی اس راز کو ظاہر کردیں اور پبلک کو زیادہ انتظار میں نہ رکھیں کیا واقعی انھوں نے جیسا کہ کرم دین نے لکھا ہے **سارقانہ کارروائی کی ہے اور محمد حسن کے نوٹ چرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے؟** یا کرم دین اس خط کے مضمون میں جھوٹ بولتا ہے۔ اُمید ہے کہ پیر صاحب اب زیادہ عرصہ تک پبلک کو منتظر نہ رکھیں گے۔ اور بہت جلد بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے اس معاملہ پر قلم اُٹھائیں گے (بشرطیکہ ان کی صحت درست ہو اور ڈاکٹروں کے علاج سے اُنکو مخلصی ہوگئی ہو اور خدا کرے کہ ہوگئی ہو) پیر صاحب کے مخلص اور وفادار مریدوں سے خصوصاً التماس ہے کہ وہ پیر صاحب کی اپنی تحریر اس معاملہ کے متعلق شائع کرادیں گے ورنہ پبلک کا حق ہے کہ وہ یہی سمجھے کہ **بے شک پیر صاحب نے مضمون چرایا ہے** جیسا کہ کرم دین لکھتا ہے اور یہ نتیجہ کہ جب سراج الاخبار والا مضمون بھی کرم دین کا ہے اور خطوط بھی کرم دین کے اور پھر ایک دوسرے کی تردید ہے اور اپنے حلفی بیان میں وہ خطوں سے انکاری ہے اور سراج الاخبار کے مضمون سے بھی انکاری ہے سراج الاخبار کا لائق ایڈیٹر بطور محاکمہ کے شائع کرنا اپنا فرض سمجھے کہ **ان بیانات میں سے سچا کون اور جھوٹا کون؟** بلکہ انجمن نعمانیہ لاہور کا بھی فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر کچھ لکھے اور ان والاشان معززین کو جن کے خطوط مقدمہ میں پیش کیے گئے ہیں یہ دونوں مضمون غور سے پڑھ کر قول فیصل لکھنا چاہیے اس نادر موقعہ کو پیسہ اخبار کے لائق ایڈیٹر بھی ہاتھ سے نہ دیں کیونکہ پیسہ اخبار میں امداد کرم دین کے لیے اپیل شائع ہوا تھا اب اچھا موقعہ ہے کہ اس معاملہ پر روشنی ڈالی جاوے۔ کرم دین کے سچ جھوٹ پر اگر موقع ابھی نہیں ہے تو کم از کم پیر گولڑوی کی سیف چشتیائی کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ وہ کرم دین کے خط کے موافق **سارقانہ کارروائی ہے یا نہیں۔**

ہمکو

بیچارے پیر صاحب کی حالت پر بہت افسوس ہے دوران مقدمہ میں انکو بڑی کشمکش رہی اور ان کی حالت صحت بھی بگڑتی رہی مگر آخری فیصلہ ان کے حق میں **مفید ثابت نہیں ہوا۔** اور پبلک کو حق ہوگیا ہے کہ وہ یہ کہے کہ پیر صاحب نے واقعی

سارقانہ کارروائی کی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کرلیے اور اُس کا نام تک نہ لیا
(بخط مولوی کرم دین)

ہم اسپر ابھی اور تفصیل سے لکھیں گے ورنہ پیر صاحب کا انتظار کریں۔ روئداد مقدمہ جو سراج الاخبار چھاپ رہا تھا جبکہ پہلا نمبر شائع کیا تھا جسمیں اس معاملہ پر انصاف اور دیانتداری سے روشنی ڈالی جانی چاہیے۔

فی الجملہ

ایک مقدمہ کا خاتمہ اسطرح پر ہوگیا ہے۔ گورداسپور

کی پبلک کو ان مقدمات سے اچھی دلچسپی رہی یہاں تک کہ بعض مجسٹریٹ بھی دلچسپی سے حالات سنتے تھے حضوصاً جناب مرزا اعظم بیگ خان صاحب کو بہت دلچسپی تھی۔ حضرت اقدس کی شہادت جب اس مقدمہ میں ہوئی تھی تو کئی مجسٹریٹ سننے کو موجود تھے۔

اس امر کا ذکر کرنا بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ گورداسپور میں ہمارے مخالف یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ ہمکو کوئی مکان رہنے کے لیے نہ ملے اور اس کوشش میں بڑے بڑے آدمیوں نے حصہ لیا جنکا حصہ لینا ہر طرح سے نامناسب تھا۔ مگر خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ اس منصوبہ میں کامیاب نہیں ہوئے۔

اس عدالت میں اس مقدمہ کا خاتمہ ہوگیا اب آئندہ دیکھنا کیا ہوتا ہے

لیکن

یہ زمانہ میں یادگار رہیگا کہ عدالت کے فیصلہ کے موافق **پیر مہر علی شاہ نے سرقہ مضمون فیضی کا کیا ہے** کیونکہ کرم دین نے اپنے خطوط میں جو فیصلہ عدالت سے اسی کے ہیں اس امر کا اظہار کیا ہے

اسلیے

اس مقدمہ کا نتیجہ پیر گولڑی کے حق میں تو اسی قدر ہوا کہ انکی کتاب **فیضی کا سرقہ ثابت ہوئی**

اور

مولوی کرم دین صاحب دبیر ابو الفضل کے لیے اسقدر کہ انھوں نے پہلے خط لکھے اور پیر کو **سارق مضمون قرار دیا بعد میں اس کی پردہ پوشی کے لیے سراج الاخبار میں لکھدیا کہ کوئی خط نہیں لکھا اور نوٹ خام نویس لڑکے سے لکھوائے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور حلفی بیان کے ماتحت کہا کہ مضمون لکھا اور نہ خط لکھا۔** اب نتیجہ جو کچھ ہو وہ خود ہی بیان کریں تو اچھا ہے۔ آیندہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جاوے گا +

باقی مقدمات میں حکیم فضل الدین صاحب نے اور ایڈیٹر الحکم نے اس بنا پر درخواستیں دیں کہ وہ ان مقدمات کا انتقال چیف کورٹ سے کسی دوسری عدالت میں کرانا چاہتے ہیں بالفعل کل مقدمات ایک ماہ کے لیے ملتوی ہوگئے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

وفات مسیح پر کافی بحث۔ قیمت ۱ر علاوہ محصولڈاک۔ خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرو۔ از قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

لاہور میں عظیم الشان مذہبی جلسہ

کسی دوسری جگہ ہم نے انجمن فرقانیہ لاہور کے واجب الاحترام سکرٹری کی ایک چٹھی شائع کی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین غور سے پڑھیں گے یہ جلسہ جس شان اور عظمت کا ہوگا اس کا اندازہ قبل از وقت ہے لیکن اس جلسہ کی حیثیت کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے کہ

خدا کا مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام

اس موقع پر اپنا پیام لاہور جیسے مختلف مذاہب کے مرکز میں اہل ملل کو پہونچائیگا جلسہ کے اہتمام اور انصرام کے لیے جس قدر سعی اور کوشش کی ضرورت ہے لاہور کی انجمن فرقانیہ کے سرگرم ممبروں سے پوری اُمید ہے تاہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ لاہور کی جماعت کو ہر طرح سے اس قابل بنانے کے لیے طیار رہے کہ وہ اس عظیم الشان جلسہ کا پورا انتظام کرسکیں۔ انجمن فرقانیہ لاہور کے قابل اور تجربہ کار سکرٹری صاحب کی خدمت میں اسقدر عرض کردینا غالباً بے محل نہ ہوگا کہ وہ **محکمہ ریلوے سے خط وکتابت کرکے رعایتی کرایہ کی منظوری حاصل کریں** تو دور دراز کے احباب کو بھی شمولیت کا موقع مل سکے گا + جلسہ کی تاریخوں کے انعقاد کے متعلق جب صحیح فیصلہ ہوجائے گا اُسوقت اطلاع دیجائے گی +

مفتری کیسے ذلیل ہوتا ہے

وہ شخص بھی بڑا ہی مفتری ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مفتری کو مہلت ملجاتی ہے + الحکم کے ناظرین مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی کے نام سے خوب واقف ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جسکو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت مقابلہ کی تھی الحکم کے کالموں میں ڈاکٹر ڈوئی کا تذکرہ پہلے پہل ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے الحکم صفحہ ۱۲ کالم ۳ میں کیا گیا ہے۔ ناظرین الحکم کے ایمان کو تازہ کرنیکے لیے ہم اس نوٹ کو جو الحکم نمبر اول جلد ۵ میں شائع ہوا ہے یہاں درج کرتے ہیں۔

اور وہ یہ ہے

بیگناہ شہر

امریکہ میں جو آج کل ایجادات کے لحاظ سے نئی دنیا ہے ڈاکٹر ڈوئی صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک شہر آباد کر رہے ہیں جسکو وہ بیگناہ شہر کے نام سے پکارنا چاہتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ کوئی شخص گنہگاری کی زندگی بسر کرنے والا اس میں آباد نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب کوڑی تو دور کی لاتے ہیں مگر ہمکو یہ خیال دامنگیر ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود عیسائی رہ کر عیسائی دنیا میں عیسویت کے اصول کو مدنظر رکھکر اس قسم کا شہر آباد کریں!!! عیسائی مائی تہالوجی نے کفارہ کی کل ٹھیک بٹھانے کے لیے یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ کوئی شخص بے گناہ قرار دیدیا جائے تو عیسائیت کا سارا تار و پود کھل جاتا ہے اور یسوع کی صلیب بر داری (خواہ اُسکو ملعون بناکر خدا سے قطع تعلق ہی کیوں نہ کرادے) ایک بے سود بات ہو جاتی ہے غرض ڈاکٹر صاحب عیسویت یا لوسویت کی بنا پر ایسا شہر آباد نہیں کرسکتے اور اگر ما یہ ریلون اور کیتھولک فادر زنی اس مسئلہ پر غور کی تو ڈاکٹر صاحب کی سخت مخالفت کرینگے کیونکہ جب گنہگار رہی نہ رہے تو مسیحی قربانی کس مرض کی دوا ٹھیرے گی اور کیتھولک کے یہاں اقرار گناہ کی آمدنی کا صیغہ موقوف ہوجائے گا۔ جب تک کفارہ کا مسئلہ اور صلیب پرستی ہے اُسوقت تک ڈاکٹر صاحب کو ایسی کامیابی نہیں ہوسکتی کیونکہ امریکہ کی ثروت اُسپر آزادی خیالات اور اُسپر کفارہ کا اصول سمند ناز پر ایک اور تازیانہ ہو الامعاملہ ہے۔ اور یہی وہ راز ہے جو ان ممالک کے فسق وفجور کی زندگی کی تہ میں کام کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اگر واقعی ایسا شہر آباد کرنا چاہتے ہیں تو اسلامی اصول کی بنا پر اور مسیح موعود میں زندہ ایمان اور گناہ سوز فطرت پیدا کرنے والا ایمان لیکر کسر صلیب کے لیے عزم بالجزم کرکے اس شہر کی بنیادی اینٹ بسم اللہ پڑھ کر رکھیں تو کامیابی کی ایک راہ نکل سکتی ہے۔ ورنہ صلیب کے سایہ میں ایسا شہر!

این خیال ست ومحال ست وجنوں

صلیب پرستی نے انسانی قویٰ کو جو اخلاق فاضلہ میں برباد کردیا ہے۔

یہ نوٹ

آج سے تین سال پیشتر الحکم میں نکلا تھا۔ وہ شہر آباد کیا گیا۔ اور اسمیں جو کچھ دجّالی رنگ پھیلایا گیا وہ ہمارے ناظرین عنقریب ایک مبسوط آرٹکل میں ان شاء اللہ پڑھینگے جو مسیح موعود اور مفتری الیاس کے عنوان سے شائع ہوئے والا ہے۔ حال میں یہ شہر چار ہزار روپے کے باعث قرق ہوا ہے جس کی نالشیں نیو یارک میں ہوئی ہیں ڈوئی نے اپنے اخبارات میں بھی اس خبر کی تصدیق کردی ہے جو ۹ جولائی ۱۸ سنہ ۱۹۰۴ء کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوئی تھی۔ ڈوئی صاحب کی بیوی اور بیٹا تو اس سے ناراض ہوکر انگلنڈ کو چلدیے ہیں اور خود ڈوئی صاحب بھی مانند دوئی ڈوئی اور بوریا بدھنا باندھ کر عنقریب اس شہر کو

در و دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

کہتے ہوئے چھوڑنے والے ہیں اگرچہ آپ رحلت کی وجہ سیر بتاتے ہیں مگر دنیا پر کھل جائے گا کہ کیا معاملہ ہے؟

ڈوئی صاحب مدراس بھی آنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں۔

ڈوئی کا باپ اصلی باپ نہیں

امریکہ کے اخبارات نے ڈوئی کے اپنے اور اُسکے باپ کے بیان سے ظاہر کیا ہے کہ اسکا معروف باپ اسکا اصلی باپ نہیں ہے پھر ڈوئی کا باپ کون ہے؟

آریہ گزٹ + ست دھرم پرچارک

آریہ گزٹ اور پرچارک کے درمیان ✕ ضرب کی علامت دی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آجکل ان دونوں اخبارات میں باہم قلمی جنگ ہورہی ہے اسپر سناتن دھرم گزٹ رقمطراز ہے کہ "ناظرین یہ دونوں اخبار ماس اور گھاس پارٹیوں کے ہیں آجکل ان اخبارات کے ذریعہ سوامی دیانند کو قبر سے کھودا جارہا ہے اور آپس میں وہ جوت پیزار چل رہی ہے کہ اگر سناتن دھرم گزٹ وہی جواب دیتا جو یہ اپنے نمبروں میں ایک دوسرے کے برخلاف لکھ رہے ہیں تو شاید انکے حوصلہ کا نزلہ ایک دوسرے کو جانب کا غذکی طرح جذب نہ کرسکتا۔ مگر چونکہ یہاں سناتن دھرم گزٹ سے بالا نہیں اسلیے بہتر ہے کہ دو رہی دو سے انکی بد اندیش تحریروں کا جائزہ لیں۔"

اگرچہ یہ قلمی جنگ جو دونو اخبار کے درمیان ہو رہی ہے ایک ناگوار رنگ اختیار کیے ہوئی ہے لیکن پبلک کو اس سے فائدہ پہونچنے کی اُمید ہے + اسلیے بہتر ہے کہ دونو اخبارات واقعات کو پیش کرکے پبلک کو فائدہ پہونچائیں۔

گرنتھ کا انگریزی ترجمہ

مسٹر مکالف کا ترجمہ ختم ہوگیا ہے اب وہ ولایت جانے والے ہیں یہ وہ بزرگ ہیں جنھوں نے ثابت کیا ہے کہ سکھوں کے مذہب کے موافق گائے کے گوشت کی کہیں ممانعت نہیں ہے۔

مکالف صاحب کی اس تجدید سے سکھ ازم میں اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور گاؤکشی کا جھگڑا ہمیشہ کیلیے طے ہوسکتا ہے۔ اگر سکھ صاحبان غور کریں۔

اطلاع - انگریزی میگزین کی چھپوائی میں بید فوں کے ڈاک میں گم ہوجانیکے باعث چار پانچ یوم کا توقف ہوگیا ہے - خریداران انتظار کریں - مینجر

حضرت مسیح موعود اور پائونیر

نمبر ۲ دوم

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۱ جلد ۵

خصوصیت کے ساتھ جبکہ اس مضمون میں پائونیر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رقمطراز ہے اور اسکا منشا در اصل مذہبی تحریک کو خطرناک بنانے سے یہ ہے کہ اس پاک تحریک کو جو دنیا میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہو رہی ہے خطرناک بنائے۔ لیکن ہم ابھی آگے چلکر بتائیں گے کہ یہ پاک تحریک بنی نوع انسان کے لیے عامۃً اور گورنمنٹ کے لیے خاصۃً بہت ہی مفید ہے اور نافع۔ **امن اور صلحکاری** کی بنیاد ڈالنے والی ہے اور دنیا میں ایک بہشت کا نمونہ قائم کرنا اسکے عام نتائج میں سے ہے

ہاں

ہم یہ اعتراف کرتے ہیں اور اسکے ماننے میں ہمکو کوئی شرم دامنگیر نہیں ہوتی کہ یہ تحریک اور سلسلہ عیسائی مذہب کی ہیکل کو گرا دینے کا **موجب** ضرور ہے اور **صلیب پرستی** اور **مردہ پرستی** کی لعنت سے دنیا کو چھڑانے اور رستگاری کا سچا ذریعہ ہوگا۔ اس سلسلہ کا یہی **احسان عام** نہ ہوگا کہ دنیا ایک **مردار پرستی** سے نجات پا جائیگی اور **حقیقی حی و قیوم** خدا کی پرستش دنیا میں قائم ہوگی بلکہ یہ احسان خاص **ناصرت کے مسیح پر** ہوگا کہ اُسکی رسالت ثابت ہوگی اور وہ اللہ تعالے کا ایک برگزیدہ بندہ ٹھیرایا جاویگا اور اسکو اس لعنت سے بچا لیا جاوے گا اور اسے بری ثابت کیا جاوے گا جو مسیح کے نادان دوستوں نے اس کے واسطے روا رکھی ہے۔

ہم عیسائیوں کی اس نادانی اور سادہ لوحی پر سخت حیران ہیں کہ ایکطرف تو وہ مسیح جیسے انسان کے لیے جسکو انجیل میں **نور** مانتے ہیں اور پھر نور ہی نہیں بلکہ خدا کا بیٹا اور اُسکا بیٹا اور خود خدا (**نعوذ باللہ من ذالک**)

اور باوجود اس کے اپنے خدا اور خدا زادہ کی یہ توقیر اور عظمت کہ وہ **ملعون** بھی ہے حالانکہ **لعنۃ** ایک ایسی خطرناک کیفیت ہے جس سے انسان کا دل خدا تعالی سے بکلی برگشتہ ہوکر دور اور مہجور ہوتا ہے اور ایسا ناپاک اور گندہ ہو جاتا ہے جسطرح جذام سے جسم گندہ اور کٹ جاتا ہے اور عربی اور عبرانی کے تمام اہل زبان متفق اللفظ ہوکر اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اُسی حالت میں کسیکو کہا جاتا ہے جبکہ اُسکا دل اللہ تعالے سے تمام تعلقات محبت اور معرفت عبودیت کو توڑ تاڑ کر شیطان کا بندہ اور غلام ہو جاتا ہے اور بجائے نور کا فرزند کہلانے کے شیطان کا فرزند ہو جاتا ہے اور خدا اُس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ **لعین شیطان** کا نام ہے پس یہی نام حضرت مسیح کے لیے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو شیطان کے **تاریک دل سے** مشابہت دینا اور وہ جو بقول انکے **خدا سے نکلا** ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان سے ہے اور وہ جو علم کا دروازہ ہے اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اُسی کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ **ملعون** ہو گیا اور خدا سے مردود ہوکر خدا کا دشمن ہوکر اور سیاہ دل ہوکر اور خدا سے برگشتہ ہوکر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہوکر **شیطان کا وارث بنگیا**۔ اس اعتقاد کے سُننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی اور خطرناک **سوء ادبی** ہے جو عیسائی قوم نے باوجودیکہ مسیح کو خدا بنایا ہے اُسکے لیے روا رکھی ہے۔

پس اس **غلطی** اور **سوء ادبی** سے عیسائی قوم کو چھڑانا بے شک

اس پاک سلسلہ کی غرض ہے

اگر اس صورت میں یہ تحریک خطرناک ہو سکتی ہے تو پھر ہمکو **پائونیر** کی دانشمندی پر اور بھی افسوس کرنا چاہیے۔ عیسائیوں کا عیسائی ہونیکی حیثیت سے یہ پہلا فرض ہونا چاہیے کہ وہ

مسیح کو لعنت سے چھڑائیں

جو ہم کرنا چاہتے ہیں اور ہمکو ہر قسم کی جائز امداد دینی چاہیے کیونکہ ان کے خدا پر سے یہ الزام دور کیا جاتا ہے

پس

اس تحریک میں اگر کوئی بات خطرناک ہے تو یہی ہے کہ یہ سلسلہ اس بات کو روا نہیں رکھ سکتا کہ وہ خدا تعالے کے ایک برگزیدہ کی نسبت **ملعون** کا لفظ جو قریباً دو ہزار برس سے اُسکی نسبت روا رکھا گیا ہے اور اُسکی **لعنۃ** پر ایک نادان قوم نے اپنی نجات کا انحصار رکھا ہے۔

کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے آگ

مسیح بیچارہ تو ملعون ہو اور ایک قوم اُسکی لعنت سے فائدہ اُٹھائے اور اُسکو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھکر جو جی میں آئے کر گذرے۔

اس **پاک تحریک** کی یہ بھی غرض ہے کہ کل دنیا کے سامنے **حقیقی خدا** پیش کرے اور اللہ تعالی کی ہمہ قدرت ہمہ قدرت ذات پر بھروسا کرنا اور اس سے سچا پیوند پیدا کرنا سکھلائے۔ اور یورپ اور تمام عیسائی دنیا کو جو **حقیقی خدا** کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور عاجز انسان بھی وہ جو مر چکا ہے اس **مردہ پرستی** کے گڑھے سے نکالے اگر اس صلیب پرستی کی لعنت اور **مردہ پرستی** کی ذلت سے نکالنے کی تحریک کوئی **خطرناک تحریک ہے** تو پھر ان لوگوں کی حالت اور بھی **واجب الرحم** ہے جو اپنے **مربی اور محسن** کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور نافع اور مُفید وجود کو مضر قرار دیتے ہیں۔

ہم پائونیر کو اور بھی اصلاحیں بتلانے والے ہیں جو اس پاک سلسلہ کے ذریعہ نوع انسان میں کی جا رہی ہیں لیکن جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ہمنے وعدہ کیا تھا۔ فی الحال ہم پائونیر کو اُس کے پرانے فائل دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں تاکہ اسے معلوم ہو جاوے کہ مشنریوں کی تحریک پر خود پائونیر کا اُلٹا سفیر کیا بول رہا ہے چنانچہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو اُس نے مندرجہ ذیل آرٹیکل شائع کیا ہے۔

۲۹ جولائی کے پائنیر میں اسحاق جیکسن کی لیورپول کے جوش و عزوش کی نسبت ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام خونریزیاں جو اس وقت چین میں ہو رہی ہیں انکی بانی مبانی پادری ہی ہیں ان کا مذہبی جنون حد سے تجاوز کر گیا ہے اور وہ اپنے تعصب مذہبی میں ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ لاکھوں بندگان خدا کا خون اُن کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیکسن صاحب تحریر کرتے ہیں۔

اور عیسائیت کی ظالمانہ روح میں ہمیشہ سے جنون کی آمیزش رہی ہے اس کی تہ میں خام خیالیاں پوشیدہ ہیں اور خونریزیوں کی دولت بہت ہو رہی ہے وہ مذہبی معاملات کی اشاعت میں مخلوق خدا پر خرابی اور آفتوں کے سامان پیدا کرتی ہے۔ تمام تاریخی دفتر اس کے شاہد ہیں اور یہ جنگ جو چین میں ہو رہی ہے اسکی تہ میں عیسائیوں کی ظالمانہ روح چھپی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پادری اپنے خداوند مسیح کے قول پر عمل کر رہے ہیں جہاں خداوند فرماتا ہے "یہ مت سمجھو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں میں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔"

یہ کل آفتیں اسی قول سے اُٹھی ہیں اور یہ خونریزیاں سب اسی وجہ سے ہو رہی ہیں

اخبار ڈیلی کرانکل مطبوعہ ۲۰ جون (لندن) میں لارڈ سالسبری کی اسپیچ پر جو اُنھوں نے پادریوں کو مخاطب کرکے دی تھی حسب ذیل رائے چھپی ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے "کل ہمیں پادریوں کے مسئلہ کی جانب توجہ کرنی پڑی اس لیے کہ چین میں عام طور پر آجکل اسی مسئلہ پر زور شور دکھایا جا رہا ہے۔

ایک وہ وقت تھا کہ پادری صرف اپنے بوتے پر دور دراز کا سفر اشاعت دین مسیحی کے لیے کرتے تھے۔ اور انکا کوئی معاون نہ ہوتا تھا لیکن اب یہ بات نہیں ہے بلکہ غیر سلطنت میں جاکر پادری اپنی گورنمنٹ کی طرف امداد کے لیے نظر کرتے ہیں کہ کوئی آگن بوٹ روانہ کیا جائے جہاں جنگی جہازوں کی امداد پہنچی دیکھنے والوں کو پورا یقین ہو گیا کہ اس ظالمانہ کاروائی کے بانی پادری ہیں۔

لارڈ سالسبری نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا "اے پادریو تم ایسے مذہب سے سابقہ ڈالتے ہو جو نہایت خاص ہے اگرچہ اُس میں اغلاط موجود ہیں تاہم ایک وسیع مخلوق کا مذہب ہے تم انھیں کبھی عیسائی نہ بنا سکو گے اور اگر تم انہیں کامیاب بھی ہو گئے ہو تو تمھاری کامیابی اس خطرہ عظیم کے مقابلہ میں ہیچ ہے جو اس سے بعد ازاں پیدا ہوا ہے اور جس سے خطرناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اُس سے خونریزی ہوتی ہے اور اس خونریزی کی وجہ سے عیسائیت کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور وہ خیال کہ اس کی عام طور پر منادی کی جائے مایوسی سے بدل جاتا ہے انگلستان کے جلیل القدر مدبر کے یہ الفاظ بہت ہی اہم ہیں ایسا مدبر جو پچاس برس سے ہے جس نے اپنی رائے صاف طور پر بیان کردی کہ مشرقی ممالک میں عیسائیت کی کامیابی عظیم خونریزی کے آگے جو اُسکی وجہ سے ہوتی ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ فی اصل ایک تجویز ہے جو پادریوں کو بہت ہی توجہ کرنی چاہیے۔ (باقی آئندہ)

اطلاع

منشی محمد خان صاحب مرحوم کے نام سے جاری رہنے والا پرچہ حافظ عظیم بخش صاحب کے نام بمقام پٹیالہ جاری ہو گیا ہے۔ اور کوئی صاحب درخواست نہ کریں (ایڈیٹر)

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر دوم

آج ہمارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے۔ یہ فقرہ ہے جو ایک اُردو کے اندر نور افشاں نے عیسائی اخبار سے ہمنے گذشتہ اشاعت میں نقل کر کے دکھایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس فقرہ کے مفہوم اور حقیقت پر غور کریں۔

صفات الٰہی کا مسئلہ ایسا عظیم الشان مسئلہ ہے جس میں ساری دنیا کی قوموں نے کسی نہ کسی پیرایہ میں غلطی کھائی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے تو اقوام عالم میں وجود باری تعالیٰ تو غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے۔ لیکن جس امر میں دنیا نے نہ سنبھلنے کے قابل ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ **مسئلہ صفات** ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ خدا ہے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ وہ کیسی ذات ہے اسکو یعنی اس کی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا مناسبت کیسا تعلق واقع ہوا ہے۔ انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسان کے فطرتی کے تقاضاؤں اور میلانوں ہیئت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف ایک یہی راہ ہے جس پر دنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اسے اور بھی دھندلا کیا ہے۔ عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا ہے کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسی ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا ہے اور مشبہہ کی تاریک راہ اختیار کر کے لاکھوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے اس عظیم الشان سٹری (راز) مسئلہ صفات الٰہی کو اگر کھولا ہے تو اس مبین کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع۔ خالق۔ رازق۔ رب۔ قادر۔ رحمٰن۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اسپر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور محتمل شبہوں کے مٹانے کو فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ

غرض

اس فقرہ پر جو **نور افشاں** نے لکھا ہے غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی وہ معنی پیش کرتے ہیں جسکو خداوند کہا گیا ہے جس سے تشبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اسکو **خداوند** کہنا سراسر غلطی اور **کفر** ہے۔ خدا کا ہمتا اور مثیل کوئی نہیں ہو سکتا ہے لیکن نصرانیوں کو یہ عقیدت تو حقیقت کی تخیل کے ذریعہ کہاں مل سکتی ہے

جس میں جابجا خداوند خداوند پائے ہیں یہی وجہ ہے جو ہم نے اوپر کہا ہے کہ اس مذہب نے صفات الٰہی کے مسئلہ میں سنبھلنے کے ناقابل ٹھوکر کھائی ہے۔ ایک عاجز انسان کو جو بشریت کے لوازمات سے بڑھ کر کچھ بھی اپنے اندر قوت اور حقیقت نہیں رکھتا جسکو یہودیوں نے پکڑ کر طمانچے مار کر منہ پر تھوک کر صلیب پر چڑھا دیا جہاں اُسنے

ایلی ایلی لما سبقتانی

کہتے ہوئے جان دی اُسکو **خداوند** کہنا قریب ہے کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں اور پہاڑ پاش پاش ہو جائیں اور زمین پھٹ جاوے اس **ظلم عظیم** پر

یسوع ناصری کے متبعین اس استحقاق کو ثابت کریں جو یسوع کو وہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ خدا کی ہمتائی کے قابل بناتا ہے +

ہم نے یسوع ناصری کی لائف کو پڑھا ہے اُس کے کارناموں کو جو انجیل میں پائے جاتے ہیں غور سے دیکھا ہے خدائی عظیم الشان اور لا نظیر مقام ہے (جو ایک ہی ذات پاک کو جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی مصداق حاصل ہے) نبوت کا مقام بھی اس گلیل کی گلیوں میں پھرنے والے یسوع کو ملتا دکھائی نہیں دیتا۔ اور پھر نبوت تو انسانوں میں سے فرد کامل کا حصہ ہوتا ہے انجیل اسے کوئی اعلیٰ درجہ کا انسان بھی ثابت نہیں کرتی جس کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو۔ اور عبودیت کے مقام اور مراتب سے جو آشنا اور واقف ہو

اگر کسی کو ہمارے اس دعوی میں شک ہو تو ہم اسپر مفصل بحث کرنے کو خوشی سے طیار ہیں

یسوع کے مرید اور ماننے والے اسکو خداوند تو کہتے ہیں مگر کیا خدا تعالیٰ کی یہی صفت ہے کہ وہ ایک عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہو پھر کس قدر شرم کی بات ہے کہ یوسف نجار کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ جس پر اس زمانہ کے یہودیوں کے ایک دو نہیں ہزاروں الزام اور اعتراض ہیں خداوند کہا جاوے اس قوم کی بدقسمتی اور نامرادی پر ماتم کرنا چاہیے جو اپنا ایسا خدا مانتی ہے۔ اس سے اس کے خیالات میں عظمت اسکے اخلاق و عمل میں بلند پروازی اس کی روح میں عبودیت کا اعتراف کیونکر پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی ستایش اور حمد کے لیے روح میں کامل جوش اور تضرع کیونکر حرکت کرے جب وہ اپنے سامنے **ہمہ ضعف۔ ہمہ ناتوانی۔ اور ہمہ ناکامی و ناتوانی و نامرادی** کو دیکھتی ہے اور یقین کرتی ہے کہ یہی خدا ہے۔ اور پھر اسے نجات دینے والا سمجھتی ہے +

ایک معمولی عقل کا انسان بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ امور انسانی ترقی کے لیے سخت مانع ہیں اور اس سے قوی انسانی کی تمام تاب بجز منتی ہے مگر یسوع کے پیرو اور انکی بھیڑیں نہیں سمجھتی ہیں + ایسا شخص جو انسانیت کے شرف کو چھوڑ کر وہ مقام حاصل کرنا چاہے جسکی اسے قدرت ہی نہیں اور جو کسی انسان اور آدم زاد کو مل ہی نہیں سکتا یہ نتیجہ ہے کہ وہ انسانیت کے مقام سے بھی گر جاتا ہے پھر اس سے یہ توقع کرنا کہ وہ دنیا کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوگا یا ہو سکتا ہے اول درجہ کی حماقت ہے۔

اگر یسوع کی لائف کو پڑھا جاوے اور اس قوم کے حالات پر جو خود اُس نے اپنے ہاتھوں سے دکھایا کہ جسکو اسکی معذوری کا شرف تاڑ نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہ شخص جو نامرادیوں کا مجسمہ لاغر ہے **خداوند** کہلانے کا کبھی بھی مستحق نہیں ہے۔

یہ امر بڑی توجہ کے قابل ہے کہ کیا کبھی یہودیوں کو جو توراۃ کے وارث تھے اور جن میں متواتر انبیاء و رسل آتے رہے اس بات کی بھی تعلیم دی گئی تھی کہ ان میں کوئی خدا آنیوالا ہے اگر کوئی ایسی پیشگوئی یہودیوں کو اپنے بزرگوں اور نبیوں سے ملی ہوتی تو اگرچہ یہ تو ناممکن ہے کہ وہ یسوع کو خداوند مانتے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہودیوں کے سارے فرقے یکسر ایسی پیشگوئی کے منکر ہو جاتے کہ خدا بھی آنے والا ہے۔

یہ معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں بلکہ عیسائیوں کی حقیقت اس سے طشت از بام ہوتی ہے اور جن پیشگوئیوں پر یسوع کی خدائی کی عمارت بنائے ہیں وہ بنیاد سے ہی فاسد ہے یہ صرف ان کی خانہ ساز بات ہے کہ بیوجہ **ایک انسان کے بچہ کو خدا بنا دیا** ہے افسوس اسوقت پر اور اس شخص پر جسنے یہ عقیدہ قائم کیا + یہی وجہ ہے کہ پہلی ہی صدی سے ان میں ایک فرقہ موحدین چلا آتا ہے جو یسوع کو صرف ایک انسان سمجھتا ہے لیکن اس سے بڑھکر ایک خوشی کی بات ہے کہ آج یورپ اور امریکہ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں اور کرہ ارض کے دوسرے حصوں سے یہ صدائیں آرہی ہیں جو یسوع کو انسانیت کے اعلیٰ مقام سے بھی گرا ہوا قرار دیتے ہیں اور مغرب میں بائبل کا صفایا ہو رہا ہے۔ خاص لاہور میں پادریوں کے بڑے بھاری مجمع میں پادری بیپ ورتھ صاحب نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں وہ اور بھی حیرت انگیز ہیں اور عیسائی مذہب کی ہیکل کو گرانے والے ہیں۔

غرض

عیسائیوں کے گھر میں بھی یسوع کی خدائی پر اتفاق نہیں ہے اور جب اس نااتفاقی کے ساتھ یہودیوں کی سخت مخالفت کو دیکھا جاوے جو وہ اس عقیدہ میں یسوع کے متبعین کے ساتھ رکھتے ہیں تو عیسائی اس چور کی طرح پکڑے جاتے ہیں جو عین چوری کے وقت پکڑا جاوے کیونکہ اگر کسی انسانی خدا کے آنے کی پیشگوئی توریت یا نبیوں کے دوسرے صحائف میں ہوتی تو یہودی اسکے انتظار اور آمد کو دوسرے وقت پر تو ڈال سکتے تھے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجیں۔ کیونکہ توریت کی تعلیم سے یہودی کہاں بھاگ سکتے تھے + افسوس عیسائیوں نے ایک مردہ کو خداوند اور خدا بنایا اور اس مردہ پرستی کے اثر کے نیچے اپنی ذہنی اور علمی قوتوں کو ہی نہیں کھو بیٹھے بلکہ اُن کا کانشنس اور نور قلب بھی مر گیا ہے اور اب خدا اور انسان میں تمیز کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔

جہاں تک اس مسئلہ پر غور کی جاوے اس کی حقیقت یہی کھلتی جاوے گی کہ یہ عقیدہ حماقت سے گھڑا گیا ہے

پس

۲۵ دسمبر کا دن کیسے مبارک دن ہو سکتا ہے جبکہ ایسا انسان پیدا ہو جو دنیا کو ہلاک اور تباہ کر دے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یسوع کی خدائی کا سارا مدار اس شخص کی گردن پر ہے جو عیسائیوں میں پولوس رسول کے نام سے مشہور ہے اور سردار کاہن کی لڑکی کے عشق میں نامراد رہ کر ایک خواب کے ذریعہ عیسائیوں کا جمعدار ہو گیا اور نہ صرف یہودیوں کو خراب کیا بلکہ عیسائیوں کے بنا رہی ایسے اصولوں پر رکھدی جو اس ملت کی ہلاکت کے لیے کافی ہیں

اس قدر بیان کے بعد اب ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ **سچے مذہب** نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ایسا ناتوان اور حقیر خدا نہیں جو نامرادی کی مجسم تصویر ہو۔ بلکہ وہ وہ خدا ہے جسکا وجود ان لوگوں پر بھی حجت ہوتا ہے جو عقل رکھتے ہیں مگر ان کو کتاب نہیں ملی ہوتی اس خدا میں کسی زبردستی اور بناوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی + اور یہ مسلم بات ہے کہ یہ عظمت اس خدا میں ہے جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اسوقت دنیا کے کل مذاہب نے یا تو بالکل اصل خدا ہی کو چھوڑ دیا ہے اور اسکی جگہ کوئی مصنوعی خدا بنا لیا ہے جسکو ان کے اپنے ہاتھوں یا خیالات نے تراشا ہے جیسے عیسائیوں نے اور یا واجب صفات سے ان کو علیحدہ کر دیا ہے جیسا کہ مشرکین ہند آریہ مگر اسلام کا خدا وہ حقیقی خدا ہے جو آئینہ **قانون قدرت** اور **صحیفہ فطرۃ** میں نظر آرہا ہے۔ جو مردہ نہیں بلکہ ابدالآباد کے لیے زندہ اور **حی و قیوم** خدا ہے +

(باقی وارد)

فاضل امروہی کی تحریر

بقیہ مضمون از رسالہ الفرقان

ثالثاً خود آپ نے سنین نبوی کا شمار ۱۲۸۹ھ کو ترک کر کر سن نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اعتبار کیا ہے کہ ۱۲۸۹ھ کی جگہ سن ۱۳۰۲ نبوتی قائم کیے ہیں لہذا مہدی کے لیے بھی اسکی بعثت کا وہی وقت جو نزول انوار الہام کا زمانہ ہے معتبر رکھنا ضروری ہے اور ۱۲۸۹ھ میں جو آپ برعایت ابتدائے بعثت نبی کریم صلعم کے ۱۳ سال اور زیادہ کر کر مطابق سنہ ۱۳۰۲ نبوت کے گردانتے ہیں یہ ہمکو کچھ مضر نہیں بلکہ مفید ہے ہماری مراد تو یہ ہے کہ روشنی عامہ کا ظہور ۱۲۸۹ھ ہجری کیا ہوا جو مطابق سنہ ۱۳۰۲ نبوت کے آپ کے نزدیک ہے۔ اور ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کے ہیں اور اس ۱۸۷۲ء میں عمر حضرت اقدس کی قریب ۳۲ سال کے تھی کیونکہ سنہ پیدائش آپ کا ۱۸۳۹ء ہے اور اسی ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں جو آپ کے نزدیک سنہ ۱۳۰۲ نبوتی ہوتے ہیں انوار الہام کا نزول شروع ہوگیا تھا دیکھو الہام پیشینگوئی نمبر ۱۲ اور مندرجہ نزول المسیح واقعہ ۱۸۶۸ء کو بلکہ ایسے الہامات کثرت سے ہیں جو ۱۸۶۸ء سے پیشتر ہوئے ہیں پس ۱۸۷۲ء میں نزول روشنی کا بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور اس عمر ۳۰ یا ۳۲ سالہ میں حضرت اقدس کے الہامات ہونے میں یہ سرّ اور حکمت ہے کہ مشابہت بین المسیح المہدی وبین المسیح الموسوی ثابت ہو جاوے کیونکہ مسیح موسوی کا سنہ بعثت بھی یہی ہے اور آپ تو صرف حدیث سے سنہ ۱۳۰۲ کے بعد اس کا اشارہ نکالنا چاہتے ہیں لیکن ہم تو قرآن اور حدیث دونوں سے امام آخر الزمان کے نور کے ظہور کا کامل وقت سنہ ۱۳۰۲ کے بعد آپ کو بتائے دیتے ہیں قرآن مجید میں تو وہی **آیت استخلاف** موجود ہے جس میں لفظ

کما استخلف الذین من قبلھم

موجود ہے آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چودھویں صدی میں حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے لہذا **مسیح موعود محمدی** کا بھی چودھویں صدی میں بلحاظ لفظ **کما** کے مبعوث ہونا لازم ہوا تاکہ مشابہت بین السلسلتین متحقق ہو جاوے۔ اور حدیث تو خود باآواز بلند اس وقت میں پکار کر کہہ رہی ہے کہ چودھویں صدی کے راس پر ہی بعثت مجدد کی ضروری ہے اور مجدد بھی وہی مصلح موعود کو لفظ **کما** مقتضی ہے۔ اب چونکہ اس جگہ پر آپ کے دو اقرار موجود ہیں اول تو مہدی کے ظہور نور کے لیے تیرھویں صدی دوسرے یہ کہ اگر تیرہ صدی کا کہیں اشارہ مہدی کے لیے حدیث سے نکلے تو بے شبہ سنہ نبوۃ سے تیرہ سو سال بعد روشنی کا ظہور ثابت ہوگا لہذا آپ کو اب تسلیم کرنا اس روشنی روحانی کا بے شک وشبہ واجب اور فرض ہوگیا کیونکہ اب تو قرآن اور حدیث دونوں نے میقات اس نور کے ظہور کے لیے شہادت دیدی کہ ظہور اس کا سنہ ۱۳۰۲ نبوۃ کے بعد مطابق ۱۲۸۹ھ میں ہونا ضروری ہے

تیسرا اقرار آپ کا یہ ہے کہ یہ روشنی عامہ صرف دو مرتبہ ہوئی ہے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرے مہدی کے لیے جو آپ کو مشاہد ہو چکی اور مسئلہ بروزیہ **محمدی** ہونے کا مہدی کے لیے آپکو مسلم ہے لہذا اس مسیح موعود کا بروز محمدی ہونا بھی آپ کو تسلیم کرنا ضروری ہوا کہ الشیٔ اذا ثبت ثبت بلوازمہ قضیہ مسلمہ ہے۔ اگر آپ کہیں کہ سورہ شمس سے جو ہنے وقت اور سن مہدی کا استخراج کیا ہے وہ سن ۱۳۰۰ شمسی ہیں نہ سنہ ۱۳۰۲ قمری تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ تعلیم جملہ مسائل اسلامیہ مثل حج وصیام رمضان المبارک وعیدین وغیرہا میں سنین قمریہ کو شمسیہ گردانا یا برعکس جس میں مسائل اسلامیہ کے درمیان تقدیم وتاخیر لازم آتی ہے منع فرمایا ہے حتی کہ فرمایا گیا کہ **انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا** یعنی سوائے اسکے نہیں کہ آگے پیچھے کر لینا زیادتی ہے بیچ کفر کے گمراہ کیے جاتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ جو کافر ہوئے آخر آیت تک اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سخت زجر وتوبیخ کی ہے اس امر پر کہ مسائل اسلامیہ میں شمسی قمری کے خلط ملط کرنے سے اگر تقدیم وتاخیر کی جاوے لہذا اس اسلامی مسئلہ اہم مسیح موعود ومہدی مسعود میں سنین شمسیہ کا خلط قمریہ میں نہیں کیا جا سکتا اور تاریخ بعثت ماموریں الٰہی کے لیے مکلفین کے علم میں کوئی نص قطعی نہیں ہوا کرتی جبر میں ایک دو سال کا فرق نہ ہو جاوے ہاں علم الٰہی میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا ہے بلکہ اہل عرب تو بڑے بڑے حسابوں میں کسرات کو بھی قصداً شمار نہیں کیا کرتے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کو مرض الموت میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ برس کے نصف ۶۰ میں قرار دیا حالانکہ آپ کی عمر ۶۰ سے زائد یعنی ۶۳ برس کی ہوئی ہے پس جبکہ آپ کے نزدیک سنہ مہدی کا وقت موجود ہے وفات عیسیٰ بن مریم کے آپ معتقد ہیں جو کثرت وفتح یاجوج وماجوج کی جو مسیح کے وقت میں ہونیوالی تھی وہ آپ کو مسلم ہے پیشینگوئیوں میں تشبیہ ومجاز واستعارات کے واقع ہونیکی آپ قائل ہیں حمار اقمر سواری دجال آپ ریل کو کہتے ہیں۔ مسیح موعود کا دولت اسلامی میں بطور روحانی کے آپ مقدمہ تفسیر غایت البرہان میں لکھ چکے ہیں۔ مسئلہ بروز آپ کو مسلم ہے۔ کشوف وخسوف کے آپ قائل ہیں وکذا وکذا آپ کیواسطے حوالہ دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ **بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ**۔ اگر فرضاً کوئی امر آپ کے خیال کے مطابق ابھی تک موجود نہیں ہوا ہے تو بمقابلہ واقعات اور مشاہدات کے امر خیالی اور ظنی آپ کا کیونکر اُن کا معارض ہو سکتا ہے اور کیونکر عذر عدم تسلیم کا قرار پا سکتا ہے **کما قال تعالےٰ ولو القیٰ معاذیرہ**

آپکو لازم ہے اپنے متشابہات اور ظنیات کو واقعات اور محکمات کی طرف رجوع کیجئے ورنہ

رباعی

کیا شک ہی ماننے میں تھیں اُس مسیح کے
جسکی صداقتوں کو تھیں نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تمنے مسیحا بنا دیا

اور اگر آپ یہ کہیں جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ہی کہا کرتے ہیں کہ میری ہی کتابوں کو دیکھکر حضرت مرزا صاحب نے دعوی مہدیت اور مسیحائی کا کیا ہے یعنی یہ دعوی اُن کا جھوٹا ہے اسکے جواب میں **اول** تو یہ گذارش ہے کہ مفتری علی اللہ کے لیے اس قدر نشانات آسمانی اور زمینی کا جمع ہو جانا اور خود اُسکی ذات میں ہزاروں نشانوں اور پیشینگوئیوں کا مجتمع ہونا اور روز افزوں اُس کے سلسلہ کی ترقی کا ہوتا جانا اور پھر اُن کے خود لکھے ہوئے مسلمہ نشانات کا بھی مجتمع ہو جانا کیا مفتری علی اللہ کے لیے آپ کے نزدیک جائز ہے اندریں صورت تو کارخانہ نبوۃ انبیاء سے بھی امن جاتا رہے گا۔ اور **ثانیاً** یہ عرض ہے کہ جو مہدی یا مسیح آپ کے نشانات وعلامات مندرجہ آپ کی کتب مؤلفہ کے مطابق آویگا آپ یا آپ کے ہم مشرب اُس سے بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ ان کتابوں کو دیکھکر تم نے دعوی کیا ہے پھر یہ اعتراض غلط اُن کا تو اُسوقت بھی قائم ہو سکتا ہے کہ جب اصلی خیالی مہدی آپ کا آوے گا **فاین المفر** غرضکہ ایسے عذرات واہیہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسی مہدی اور مسیح کی تصدیق ہرگز نصیب نہ ہووے گی کیونکہ اگر ان کے نشانات مقررہ مندرجہ کتب مخالف ہوگا تب بسبب مخالفت کے تصدیق سے آپ محروم رہیں گے لہذا بہرحال ہر دو شکل سوائے تکذیب کے اور علاوہ یہ کہ اُس کی تکذیب میں خود آپ کی کتابوں کی تکذیب ہوئی جاتی ہے۔ ونعم ما قیل

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

اور فاطمی النسب ہونا جو آپ شرط مہدویت گردانتے ہیں اول تو ہم نے سابق اسی رسالہ میں اس شرط کو بموجب ادلۂ شرعیہ کتاب وسنت کے مہدی آخر الزمان کے واسطے باطل کر دیا ہے۔ ثانیاً حضرت اقدس کی نسب میں ایسی اُمہات بھی آگئی ہیں جو سیدانیاں بھی تھیں دیکھو تریاق القلوب وغیرہ کو اور نسب کا اعتبار ماں کی طرف سے بھی معتبر ہونا اغلب کہ آپ تسلیم کرتے ہونگے جیسا کہ مؤلف رسالہ البرہان نے بھی تسلیم کیا ہے تو اس اعتبار سے بھی حضرت مرزا صاحب فاطمی النسب بھی ہوگئے پھر اب کیا عذر ہے **بینوا توجروا**

اگر اس کل بیان کو بغور سمجھا جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ نزول مسیح سے مراد جو احادیث **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واماکم منکم** وارد ہوا ہے یہی ہے کہ خلافت وامامت جو قریش بنی اسمٰعیل میں چلی آتی ہیں وہ منتقل ہو کر پھر بنی اسرائیل میں چلی جاوے گی کیونکہ مسیح بن مریم خاتم انبیاء بنی اسرائیل تھے کہ اُنکے بعد خلافت وامامت بنی اسمٰعیل میں منتقل ہوگئی تھی کہ بنی اسرائیل میں سے پھر کوئی شخص امام الدنیا نہ ہوا لیکن جبکہ پھر ایک مدت کے بعد اُسی خاتم بنی اسرائیل کا نزول بیان فرمایا گیا تو یہ ایک استعارہ لطیفہ ہوا جس سے مراد یہ ہے کہ وہ خلافت پھر بنی اسرائیل میں آجاوے گی لیکن رہے گی ابراہیم کی ذریت میں کما قال اللہ تعالیٰ **انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظلمین**

خلاصہ یہ کہ نزول مسیح استعارہ ہے **تسلب من قریش ملکہا** کے لیے۔

اب میں پھر اصل کلام کیطرف رجوع کر کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں اللہ تعالیٰ نے اصل اور نسب کے رو سے تو فارسی الاصل گردانا اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے **من اسلم من فارس فہو من قریش ھم اخواننا وعصبتنا** فرما کر ایک اعتبار کر قریش کے ساتھ ملحق فرمایا۔ اور حکمت الٰہیہ نے اُن کی اُمہات میں سیدانیاں بھی داخل کر دیں تاکہ ماں کی طرف سے بھی قریش کے ساتھ اُن کا تعلق ہو جاوے یہ تمام اوصاف اُن میں کیوں جمع ہوئے یہ اسی لیے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُس کی مخلوق کے لیے جو خیالات اور طبائع مختلف رکھتی ہے اُنپر ایک حجت بطور نشان کے بعد می ہو جاوے اور اُن کو دھوکہ نہ لگے کے لیے ایک بہانہ ملجاوے

۳ اور الہامات پیشگوئی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ مندرجہ نزول المسیح واقعہ ۱۸۶۸ء

جس کا یہ خیال ہو کہ مہدی آخرالزمان اور مسیح موعود من الرحمٰن کا قریشی نہ ہونا چاہیے اُسپر بھی اتمام حجت کیا جاوے کہ آپ والدین کی طرف سے قریشی الاصل و النسب نہیں ہیں اور جس کا یہ خیال ہو کہ مسیح و مہدی آخرالزمان کا قریشی ہونا چاہیے تو اُسپر بھی اتمام حجت اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو جاوے کہ بہ اعتبار امہات کے یا بہ اعتبار حدیث مذکورہ کے ان میں ایک طرح کی قریشیت بھی ہے تب بھی اُن کی تصدیق ایسے خیال والے پر ضروری ہے اور نیز بدیں لحاظ کمیل مماثلت کے ساتھ عیسیٰ ابن مریم کے بھی ہو گئی کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی باپ دادا کی طرف سے بنی اسرائیل میں نہیں تھے کیونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے ہاں بلحاظ والدہ حضرت مریم کے وہ بنی اسرائیل میں سے ضرور تھے کیونکہ حضرت مریم صدیقہ بنی اسرائیل میں سے تھیں فتمت المشابہت و کملت المناسبت وبس اور مؤلف رسالہ نے حضرت اقدس کے الہام عربی پر بھی ایراد کرنا چاہا ہے مگر ابھی تک کوئی اعتراض نہیں کیا جب ظاہر کرے گا تب اُس کے جھگڑا تار و پود ان شاء اللہ تعالیٰ اُدھیڑا جاوے گا آگے اس کے جو رسالہ احسن البیان لکھا ہے وہ کل کا کل بعثت مہدی و مسیح موعود کے لیے ایک علۃ موجبہ ہے اور مضمون رسالہ کو ہم بھی احسن البیان ہی سمجھتے ہیں چند مقام کسی قدر اصلاح طلب اور ترمیم کے قابل ہیں جنکی اصلاح ہم مختصر طور پر کیے دیتے ہیں

قولہ صہ سطر ۔ اس کشمکش میں وہ کیونکر طریق حق حاصل کر سکتے ہیں۔

الجواب اس کشمکش فتن ضلالت میں اُمت پر فرض ہے کہ اس صدی کے مجدد کی طرف رجوع کریں جس کی مجددیت کی تصدیق کے لیے ہزارہا ادلہ شرعیہ نقلیہ اور نیز براہین عقلیہ شہادت صاف دے رہی ہیں **وماذا بعد الحق الا الضلال**۔

قولہ صہ سطر ۲۱ یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ موجودہ رائے سے کام لیں۔

الجواب فی الحقیقت درست ہے بلکہ رجوع کرنا اُس مصلح کی طرف ضروری ہے جس کا اس صدی کے راس پر مبعوث ہونا بسبب ہونے حشر فتن ضلالۃ کے ضروری تھا اور ابتو صدی میں سے ۲۱ سال بھی گزر چکے ہیں۔

قولہ صہ سطر ۔ ہر شخص اپنی رائے پر نازاں اور دوسرے کی نہیں سنتا تو قیامت کا انتظار کر

الجواب لہذا اس زمانہ فتن ضلالۃ میں رجوع کرنا اُس مہدی و ہادی کی طرف ضروری ہوا۔ جس کا آنا اس صدی میں قبل قیامت کے ضروری ہے۔

قولہ صہ سطر اور اپنی سمجھ پر نازاں ہوکر تمام سلف صالحین و کتب متقدمین سے قطع نظر کر لیں

الجواب چونکہ ان کتب میں بحکم **ثم یفشوا الکذب** کے خلط ملط روایات موضوعہ کا بھی ہو گیا ہے لہذا اُس مجدد کی طرف رجوع کرنا واجب ہو گیا جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی طرف دعوۃ کرتا ہے اُس سے اعراض کرنا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اب زمانہ **ظهر الفساد فی البر والبحر** کا ہے جس کے تم خود مقر ہو۔

قولہ صہ سطر ۔ اسی طرح درجہ بدرجہ اپنے سے نیچے درجہ کے علماء کو خیال فرمائیے۔

الجواب چونکہ اس قرن میں بحکم **فطال علیهم الامد فقست قلوبهم** کے سلف صالح کے عقاید اور اخلاق و اعمال پر عملدرآمد نہیں رہا جیسا کہ تم خود مقر ہو اور یہی اسباب یعنی شرور و فتن آخرالزمان بحکم **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** کے مقتضی بلکہ علۃ موجبہ اس مہدی آخرالزمان کی بعثت کے لیے ہو گئے ہیں لہذا اُسی کی طرف رجوع کرنا تمام اُمت کے واسطے ضروری ہوا۔

قولہ صہ سطر نواب اپنے اوپر لازم کر لیں کہ کسی مذہبی تحریر کو بغیر سند علماء معتبرین کے ملاحظہ نہ فرماویں۔ الخ

الجواب اب چونکہ مہدی آخرالزمان تمام علماء امت کا بھی مصلح ہے کیونکہ علماء تو مصداق **علماءهم شر من تحت السماء** کے ہو گئے ہیں لہذا بغیر سارٹیفکٹ اُسی مہدی موعود کے جو صدی کے راس پر آ چکا ہے کسی تحریر مذہبی کو معتبر سمجھ کر ملاحظہ نہ کرنا چاہیے

قولہ صہ سطر اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو۔

الجواب جبکہ علماء زمن شر من تحت السماء کے مصداق ہو گئے ہیں تو اب اہل ذکر صرف وہی مصلح ربانی ہو سکتا ہے لا غیر کیونکہ علماء بھی تو اُمت ہی میں داخل ہیں مگر وہ مصلح ربانی جو مہدی موعود اور مسیح محمدی ہے وہ اُمت کا افسر ہے اور وہی اُمت کی اصلاح کے لیے آیا ہے خواہ علماء ہوں یا غیر علماء کیونکہ **حدیث ان الله یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة من یجدد لها دینها** میں علماء امت کا استثناء موجود نہیں ہے جو وہ مجدد علماء اُمت کی اصلاح کے لیے مبعوث نہ ہوا ہو پس علماء اُمت کو بھی ضرور ہے کہ اُسی کی طرف رجوع کریں زمانۂ شور و شر میں جس کے آپ قائل ہیں رجوع کریں۔

قولہ صہ سطر ۱۸ لیکن انکا یہ طرز بتلا رہا ہے کہ اُنھوں نے ضرور مشکوٰۃ نبوۃ سے اقتباس کر کے بیان فرمائی ہو گی۔

الجواب ہاں ضرور مسلم ہے مگر **ثم یفشوا الکذب** کا کیا علاج جس کے سبب بعض روایات اسرائیلی کتب اسلام میں داخل ہو گئیں ہیں سو انکی تصدیق یا تکذیب کے لیے قرآن مجید یا حدیث صحیح پر عرض کرنا ضروری ہے جو یہ مہدی ربانی اپنا عملدرآمد اُسپر کر رہا ہے اور یہی طریقہ صحابہ کرام کا تھا

قولہ صہ سطر ۱۹ جھوٹی روایات بیان کرنے کے معنے یہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف طمع دنیاوی سے کسی بات کو منسوب کر دینا

الجواب ہاں مسلم ہے صحابہ میں تو یہ صفت مذموم نہیں تھا مگر بعد قرون خیر کے بحکم **ثم یفشوا الکذب** کے یہ عدل اور عدالت موجود نہیں رہا ہی اسی وجہ سے کتب اسلامیہ میں خلط ملط روایات موضوعہ کا ہو گیا ہے جس کی تنقید اور تنقیح ضروری ہے اور اس قرن میں یہ منصب تنقید و تنقیح ایسی روایات کا سوائے اس حکم موعود کے اور کون بجا لا سکتا ہے پس ایسی روایات کی تنقید اور تنقیح کرنے میں بھی اس حکم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوا کیونکہ وہی اللہ اور رسول کی طرف سے حکم ہو کر آیا ہے جیسے **حدیث حکما عدلا** نص صریح ہے

قولہ صہ سطر ۱ ۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ سلف صالحین کے قدم بقدم چلنا چاہیے

الجواب سلف صالحین کے بعد **ثم یفشوا الکذب** کا کیا علاج لہذا فرض ہوا کہ اس قرن پرفتن میں اُسی مہدی اور مسیح کی طرف رجوع کیا جاوے جو حکم ہو کر آیا ہے۔

قولہ صہ سطر ۲۲ مفسرین اور محدثین کا علوم میں عالی مرتبہ اور بلند مقام واقفین پر مخفی نہیں۔

الجواب لیکن اُن کے خیالات اور آراء مقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے کیونکر قابل قبول ہو سکتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ **اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله** یہ تو شیوہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا تھا نہ صحابہ کرام کا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

باقی آئندہ

ایک مشنری انگریز قادیان میں

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

ایسا ہی ایک حدیث شریف میں پڑھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں تشریف لانے میں کسی ضروری دینی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس خوف سے کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کر کے نماز شروع کر دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آگے کھڑے ہوکر جماعت کرائی - پھر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا اور ہنسنا اسواسطے تھا کہ آپ نے اپنی جماعت میں اس یگانگت اور وحدۃ اسلامی کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جس کے واسطے آپ مبعوث ہوئے تھے قوم نے حضرت ابوبکر کو باوجودیکہ وہ اقوام عرب کی رسومات کے برخلاف اپنا امام بنا کر اسبات کو ثابت کر دیا کہ آنحضرت کے انفاس پاک کی تاثیر سے اُنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے نفس کے شیطان کو کچل دیا تھا اور **ان اکرمکم عند الله اتقاکم** یعنی اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے اس حکم قرآنی پر پورا پورا عمل کیا - در اصل یہی کامیابی اپنے مقاصد میں جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ایسی کسی نبی کو نہیں ہوئی - کیونکہ اول تو آپ سے **اکملت لکم دینکم** یعنی میں نے تمہارا دین کامل کر دیا - کی صدا خدا سے علیم و خبیر سے سُنکر اپنے مدعا کے انتہا کو پا لیا اور نبی عیسیٰ کیطرح آپکو یہ نہیں کہنا پڑا کہ ابھی میرے بہت سی باتیں کہنی تھیں مگر تم برداشت نہیں کر سکتے (انجیل) ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پورا جاں نثار فرماں بردار دیکھ لیا جیسا کہ آپ کا جی چاہتا اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا تھا - پس ہر طرح سے کامیاب اور فتحیاب ہو کر اپنا کام پورا کر کے آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے - ایسی ہی اور کئی ایک باتیں ہوئیں جن سے ثبوت حقانیت اسلام اور بطلان مذاہب غیر کی نزمانہ ہوتا تھا - اور مشنری صاحب ان سب باتوں کو چپ چاپ سنتے رہے

اور عموماً ہاں ہاں کرتے رہے

مفتی محمد صادق صاحب سے ڈاکٹر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی اُس پیشگوئی کے متعلق دریافت کیا جو حضرت مرزا صاحب نے پگٹ اور ڈوئی کے متعلق کی ہے اس پر مفتی صاحب نے ایک لمبے بیان میں ڈاکٹر صاحب کے سامنے ان پیشگوئیوں کے منشاء۔ مواقع ضرورت اور نتائج پر ایک گفتگو کی جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور جہاں جہاں درمیان میں ڈاکٹر صاحب بولے یا سوال کیا ہے وہ بھی ہم درج کرتے ہیں۔

ایمان ایک بڑی دولت ہے اور ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ دنیا میں جس قدر راستباز پہلے انبیا اولیا اور اُن کے مخلص دوست اور پیرو سب ایمان کی قوت سے فتح پاتے رہے اور دنیا میں اپنا سکہ جملتے رہے۔ ایمان ہی کی طاقت تھی جسنے حضرت موسیٰ کے لیے سمندر خشک کر دیا اور ایمان ہی تھا جسنے حضرت ابراہیم کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور ایمان ہی تھا اور ایمان ہی تھا جسنے حضرت مسیح کو صلیب کی لعنتی موت سے بچایا۔ ایمان وہ شے ہے جس کی نسبت حضرت مسیح اپنے حواریوں کو انجیل میں فرماتے ہیں کہ اگر تجھ میں رائی کی برابر ایمان ہے تو اگر پہاڑ کو کہے کہ یہاں سے اُٹھکر وہاں چلا جا تو وہ چلا جانے لگا۔ جب کبھی دنیا سے یہ ایمان اُٹھ جاتا ہے اور لوگ پست ہمت اور بے یقین ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالےٰ دنیا میں کوئی ایسا آدمی مبعوث کرتا ہے جو اُس ایمان گم شدہ کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دے اور اپنی قوت ایمانی سے معجزات اور خوارق دکھلا کر دنیا کو اُس اعلیٰ اور برتر ہستی کی قوت تام اور رحمت تام قدرت تام اور اُسکے ازلی ابدی ہونے پر لوگوں کو یقین دلا دے۔ اُس شخص کے یقین توجہ اور ہمت میں ایسی خداداد طاقت ہوتی ہے کہ مخلوق الٰہی اُسکی صحبت سے اور اُسکے پاک انفاس کی برکت سے بدی پر ایک غلبہ پاتی ہے اور اپنے شیطان کو فنا کرکے اور اپنی بد کاریوں کو چھوڑ کر خدائے واحد لاشریک کی محبت اور عبادت اور فرمانبرداری میں یگانہ و یکطرفہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت یورپ اور امریکہ کی ممالک میں جس قدر بے ایمانی اور کلام الٰہی کی بے ادبی اور معجزات و خوارق کا انکار اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بے عزتی بیباکی کے ساتھ ہو رہی ہے وہ سب اس امر کا نتیجہ ہے کہ اُن ممالک کے عیسائیوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں رہا جو اُس درجہ کی قوت ایمانی اپنے اندر رکھتا ہو جس کا ذکر خود حضرت مسیح نے کیا تھا کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کی برابر ایمان ہو تو تم پہاڑ کو ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ پھینک سکتے ہو یعنی نہایت ہی مشکل اور سخت کام بھی تمھارے آگے آسان ہو جایا کرینگے۔ چنانچہ ہم اُن کتب اور رسالجات اور اخبارات اور ذاتی خطوط میں جو برابر یورپ اور امریکہ سے ہمارے پاس آتے ہیں

اور ہم روز پڑھتے ہیں کہ اُن ممالک کے فاضل اور علماء بائبل کو محرف مبدل۔ جعلی۔ غلط۔ مجہول۔ افسانہ اور لغو کلام جانتے ہیں اور یہ باتیں نہ صرف اُنھیں ممالک تک محدود ہیں بلکہ خود ہندوستان میں بھی پچھلے سال کلکتہ میں اور اس سال لاہور میں عین پادریوں کے جلسوں میں بعض پادریوں نے اپنے لکچروں میں یہ باتیں بیان کیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے بھی سنی ہونگی

ڈاکٹر صاحب۔ میں اُس لاہور والے لکچر میں خود موجود تھا۔

مفتی صاحب پھر جہاں سب پادری موجود تھے اور بائبل پر ایسے سخت حملے کیے گئے تھے کیا کسی نے جواب نہ دیا۔

ڈاکٹر صاحب ہاں بعض نے اعتراض کیے تھے۔

مفتی صاحب۔ مگر سول اخبار نے وہ لکچر تو چھاپا تھا۔ لیکن اُس وقت کے اعتراض نہیں چھاپے۔ یہ کیا سبب ہے۔

ڈاکٹر صاحب سول اخبار نے اُس وقت کے اعتراضات تو نہیں چھاپے لیکن بعد میں پادری ٹائڈل نے جو تردید اُسکی کی تھی وہ چھاپ دی تھی

مفتی صاحب لیکن اُس تردید کا جواب بھی سول نے چھاپ دیا تھا اور پھر جواب الجواب کے چھاپنے سے انکار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید سول اخبار مذہب عیسوی دوسرے فاضل اور عالم محقق عیسائیوں کا سا ہو گا۔

ڈاکٹر صاحب شاید ایسا ہی ہو۔

مفتی صاحب وہ پادری صاحب جن کا یہ لکچر پادریوں کے بھرے جلسے میں ہوا تھا کہ بائبل اکثر حصہ میں بے اعتبار اور جھوٹی روایتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور اُسکے مشمولہ معجزات بالکل ناقابل اعتبار قصے ہیں۔ یہ صاحب کون ہیں اور کیا کام کرتے ہیں

ڈاکٹر صاحب۔ یہ لکچرار پادری ہیپ ورتھ صاحب ہیں۔ جو لاہور کے اُس بڑے گرجے کے پیش امام ہیں جو ریل کے ملازم انگریزوں کی خاطر بنایا گیا ہے۔

مفتی صاحب۔ خوب۔ جب پیش امام کا یہ مذہب ہے تو بیچارے مقتدی لوگوں کا کیا حال ہوگا اچھا جب یورپ کے علماء فضلاء کا یہ حال ہے کہ وہ خود بائبل کو سچا نہیں مانتے تو اُن کی مذہب کا نام عیسائیت نہیں رکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر صاحب۔ میرے نزدیک تو یہ لوگ دہریت تک پہنچ گئے ہیں۔

مفتی صاحب تو پھر آپ یہاں آنے کے بجائے اُسجگہ یورپ اور امریکہ میں اپنی مشنری کیوں نہیں پھیلاتے کہ اُنکو درست کریں۔

ڈاکٹر صاحب اُسجگہ بھی مشنری کام کرتے ہیں لیکن لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں بے ایمانی بہت پھیل جائے گی۔ یہ محققین معجزات کا بالکل

انکار کر رہے ہیں آپ کی اِن کے متعلق کیا رائے ہے

مفتی صاحب میں اسبات کو بیان کرتا تھا۔ اول تو ہمارے قرآن شریف کی ابتدا ہی سے خدا تعالیٰ نے ایسی حفاظت کی ہے کہ سینہ بسینہ قرآن شریف حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک صحیح الفاظ میں ایسا محفوظ چلا آتا ہے کہ ہزارہا لاکھوں حافظ ہر زمانہ میں قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے ایک دوسرے کو نمازوں میں سناتے رہتے ہیں اور کسی غلطی کا احتمال ممکن ہی نہیں۔ پس کبھی ایسا اعتراض تو کوئی کر ہی نہیں سکتا کہ قرآن شریف کا کوئی حصہ غلط یا جعلی یا غیر اصلی ہے یا اس میں کوئی تحریف و تبدیل ہوئی ہے جیساکہ اناجیل کے متعلق کہا گیا ہے اور بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اناجیل اپنی اصلی زبان میں کہیں نہیں ملتیں اور ترجمہ مترجم کا خیال ہے جیسا اُس نے سمجھا ویسا ہی شائع کر دیا اور پھر دنیا میں اُس مترجم کے خیالات کی اشاعت ہوتی ہے نہ کہ اصل کلام کی اور پھر اس میں بھی ہزاروں شبہات پڑ گئے ہیں کہ یہ کلمات کس نے لکھے اور کس نے نہ لکھے اور لکھنے والے کہاں تک معتبر تھے وغیرہ۔

ہمارے پاس یورپ کے بڑے بڑے فاضلوں کے لکھے ہوئے مجموعے کتاب انسکلو پیڈیا بیبلیکا چار جلدوں میں اور کتاب انسکلو پیڈیا برٹنی کا ۳۵ جلدوں میں اور دیگر کئی ایک کتابیں بڑے بڑے فاضلوں کی لکھی ہوئی موجود ہیں جو یورپ میں شائع ہوئی ہیں اور بڑے بڑے فاضل محقق پادریوں پروفیسروں اور ڈاکٹروں کی تصانیف اور تالیف وہ سب بائبل کے متعلق یہی عقائد رکھتے ہیں۔ وفات مسیح کے قائل ہیں اور مسیح کو صرف ایک انسان مانتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ نے یہ کتابیں دیکھی ہوں گی۔ ایسا ہی ہمارے پاس کئی ایک یورپ امریکہ کے بزرگوں کے خطوط آتے ہیں چنانچہ اگلے دن بھی امریکہ کے ایک فاضل کا میرے پاس خط آیا جس کا نام مسٹر ہاروی ہے وہ اپنے خط میں صاف لکھتا ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ انسان اس ممالک میں اس امر کا قائل نہیں کہ مسیح خدا تھا یا خدا کا شریک تھا یا غیر فانی تھا یا بے گناہ تھا بلکہ مثل دوسرے انسانوں کے گناہ کرتا تھا اور فوت شدوں میں داخل ہے۔

دوسری وہی بات جس کا میں پہلے ذکر کر رہا تھا یورپ اور امریکہ میں اس انکار معجزات کی اصل اور باعث یہ ہے کہ اُن کے درمیان مقربین کا کوئی نمونہ اور معجزات و خوارق کی کوئی مثال موجود نہیں رہی اور گذشتہ باتیں بہت پرانی ہو کر افسانوں کے رنگ میں ناقابل اعتبار ہیں لیکن اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اسمیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ اس قسم کے آدمی خدا کیطرف سے پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اسلام کی صداقت کے ثبوت کے لیے دنیا کو

معجزات و خوارق عادات دکھاتے رہے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا ایک آدمی پیدا کیا ہے اور وہ پاک انسان

حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں

جن کی زندگی نے دنیا کو بہت سے معجزات اور خوارق دکھلائے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر مثلاً حق کی تلاش والا ول لیکر نہ تماش بینی کے طور پر کیونکہ تماشا بین کو خدا حق نہیں دکھاتا صرف سچے مذہب کا پیاسا بنکر اگر آ کر کم از کم چالیس روز تک یہاں ٹھیرے تو اللہ تعالےٰ ضرور اسکو کوئی نہ کوئی نشان دکھائے گا۔ اور یہ بات تمام راستباز انسانوں کے ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ بھی چاہیں تو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور معجزات کے متعلق آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ان سائنس والوں کا اعتراض در اصل ہم پر وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ کوئی بات خلاف نیچر نہیں ہو سکتی اس واسطے معجزات ناممکن

لیکن ہم معجزات کو خلاف نیچر نہیں سمجھتے اور نہ ان کو سلسلہ علت معلول سے باہر گردانتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک تمام باتیں نیچر کے قانون کے مطابق ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی اپنے خاص بندہ کے واسطے بعض خواص نیچر اور قوانین فطرۃ ظاہر کرتا ہے کہ دوسرے تمام انسان اُس سے عاجز ہو جاتے ہیں کہ ویسا کر سکیں یا کر سکنے کی کوشش کر سکیں۔ در اصل خدا تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے اور قانون خدا کا ہے نہ کہ خدا قانون کا۔ ہر ایک حکم جو اُسکی مشیت سے سرزد ہوتا ہے وہ ایک قانون ہے اور ہم خدا کو ایسا نہیں مانتے کہ جسمکے ڈنڈے کی طرح چاروں طرف سے بیشمار رسوں سے جکڑا ہوا ہے ممکن نہیں کہ بالکل ہل جُل سکے۔ بلکہ ہم خدا تعالےٰ کو ایسا مانتے ہیں کہ وہ ایک قادر مطلق ہستی ہے اور تمام کارخانہ عالم کل کی طرح اُسکے قبضۂ قدرت میں ہے اور کوئی پتہ بغیر اُس کی اجازت کے ہل نہیں سکتا وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور سب پر احاطہ کیے ہوئے ہے ہم پر کوئی نہیں جو اُس پر احاطہ کرے۔ بس وہ اپنے برگزیدوں کی خاطر ایسے نشانات دکھاتا ہے جس سے انسان عاجز آ جائیں یہی معنی معجزہ کے ہیں یعنی عاجز کر دینے والا۔

حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر ملک مصر سے نکلے تو فرعون اپنے جرار لشکر کو ساتھ لیکر اُنکو ملیامیٹ کر ڈالنے کے ارادہ سے پیچھے دوڑا۔ اور اگر اُس کا بیشمار لشکر معدود التعداد اسرائیلیوں کو پکڑ لیتا تو جو حال اُنکا کرتا وہ عیاں تھا۔ لیکن خدا نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت موسیٰ اور اُنکی قوم کو ایسے رنگ سے بچایا کہ جس سمندر سے وہ بچکر نکل گئے اُسی دریا میں فرعون عاجز کر اپنے لشکر کے ساتھ ہی غرق ہو گیا۔ اب خواہ اس کا موجب یہ ہو کہ سمندر کے جوار بھاٹے نے حضرت موسیٰ کو وہ وقت دیا ہو جب پانی خشک تھا اور فرعون کو عین پانی کے چڑھنے کا

وقت دیا ہوا کوئی اور کارخانہ قدرت کا فی نا بینا ۔ اس امر کا باعث سمجھو، بہر حال نشان تو اس میں ہے حضرت موسیٰ بچکر نکل گئے اور فرعون ان کے دیکھتے دیکھتے باوجود تمام سامانوں اور اسباب کے ڈوب گیا۔ ایسا ہی تمام انبیاء و رسل کی زندگی بجائے خود ایک نشان اور معجزہ ہوتا ہے۔ اول تو خود یہ لوگ عین بعثت کے ابتدائی وقت میں ایک بڑے عظیم الشان معجزہ کی بنیاد رکھدیتے ہیں کیونکہ ایک غریب کس مپرس انسان جس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تمام قوم کو للکار کر کہہ دیتا ہے کہ اے لوگو میں تمہیں ڈرانے اور خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں کہ جو کوئی تم میں سے احکام الٰہی کو مانے گا وہ کامیاب ہوگا اور اپنی مراد کو پا لیگا۔ پر جو کوئی میرا انکار کرے گا اور ان احکام کو نہ مانے گا وہ ہلاک ہوگا۔ سو اسکے بعد باوجود بیکسی اور بے بسی کے خدا اسکو عزت دیتا اور اسکے دشمنوں کو ذلیل کرتا اور اس کے مخالف باوجود دولتوں عزتوں طاقتوں کے اس کے مقابلہ سے عاجز آجاتے ہیں پس یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہوتا ہے جو کہ وہ دکھاتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ کیا نبوۃ کا اور عرب کو توحید کی طرف دعوۃ کی اور انکو کہا کہ اگر تم لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لاؤ تو عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ گے۔ ورنہ تم میں سے جو میرا مقابلہ کرے گا وہ ہلاک ہو جاویگا۔ اسوقت کس کی سمجھ میں آ سکتا تھا کہ یہ باتیں اسی طرح سے ہو جائیں گی جسطرح کہ یہ شخص کہتا ہے مگر آخر سب عاجز آ گئے اور وہی ہو کر رہا جو خدائے پاک نے فرمایا تھا۔ ایسا ہی آج سے قریباً ۲۲ سال پہلے کی براہین احمدیہ چھپی ہوئی موجود ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام اس سے بھی پہلے کا شائع ہوا تھا کہ تیرے پاس دور دراز سے لوگ آویں گے اور ایسا ہی یہ مدت کا الہام شائع ہو چکا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہوں گے۔ اُس وقت ان باتوں کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ کوئی آدمی باہر سے نہ آتا تھا بلکہ خود قادیان کے لوگ بھی حضرت مرزا صاحب سے کم ہی واقف تھے وہ باتیں آج ۲۵۔۳۰ سال کے بعد بڑے زور شور کے ساتھ باوجود مخالفوں کی سر توڑ مخالفتوں کے روز روشن کی طرح پورے ہو رہے ہیں کیا یہ انسان کا کام ہے۔ اگر دنیا کے سارے انسان بھی ملکر ان الہامات کو پورا ہونے سے روکنے کی ایسی ہی جان توڑ کوششوں میں مصروف ہو جائیں جیسا کہ بعض اب تک لگ رہے ہیں اور لگے ہوئے ہیں تب بھی وہ سب کے سب عاجز ہو جائیں گے اور یہ معجزہ ظاہر ہو رہا ہے اور آئندہ زور شور سے ہو کر رہے گا۔ ایسا ہی بہت سے مخالف عیسائیوں اور آریوں اور غیر مذاہب کے لوگوں نے ملکر حضرت مرزا صاحب پر اقدام قتل کا جرم لگانا چاہا اور بڑا مقدمہ کھڑا کیا اور ایک لڑکے کی شہادت بھی دی اور اسکی شہادت دو مجسٹریٹوں کے سامنے حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف ہو گئی اور ظاہر بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی مگر اس واقعہ سے اور اس سے بریت سے کتنی مدت پہلے حضرت کو اطلاع ہو چکی تھی جو کہ ہم سب سن چکے تھے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ خدا نے مجسٹریٹ مسٹر ڈگلس کے دل کو انصاف و راستی پر قائم کر دیا اور حضرت صاحب بچ گئے اور تمام مخالف ہو گئے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہ تھا ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہم رات دن حضرت اقدس کی صحبت میں رہ کر دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک یہاں رہنے والا دیکھ سکتا ہے منجملہ ان معجزات کے جو ان لوگوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوا کرتے ہیں ایک معجزہ قبولیت دعا کا بھی ہے خدا تعالےٰ اپنے ان برگزیدوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی نظیریں پہلے انبیا اور اولیاء سب کی لائف میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب ایک بڑی مصیبت وارد ہوئی کہ دشمنوں نے اُن کیلیے صلیب پر چڑھانے (یعنی لعنتی موت سے مارنے کا ارادہ کیا) تو حضرت عیسیٰ نے ساری رات رو رو کر اور خدا کے آگے گڑ گڑا کر دعا کی کہ یہ پیالہ اُن سے ٹل جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ نہ میری مرضی کے لیے بلکہ تیری مرضی کے لیے۔ پس خدا تعالےٰ نے اُن کی دعا کو سنا اور انکو اس لعنتی موت سے نجات دی (جیسا کہ عبرانیوں کے خط سے بھی ظاہر ہے کہ اُن کے تقوےٰ کے سبب اُن کی دعا سُنی گئی)

ڈاکٹر صاحب یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ باوجود نبی ہونے کے وہ موت سے ڈر گئے حالانکہ مولوی عبد اللطیف باوجود نبی نہ ہونے کے موت سے نہیں ڈرے

مفتی صاحب - یہ صحیح ہے انبیاء موت سے نہیں ڈرا کرتے اور نہ اُن کے ساتھی ایسے مصائب سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ لیکن انبیا کے اس طرح قتل ہو جانے سے اُن کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور حق شبہ و شک میں پڑ جاتا ہے اور کام ادھورا رہ جاتا ہے اور اُن کی لائف بجائے ہدایت کے مخلوق الٰہی کے لیے گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے (اور نیز توریت کے مطابق صلیب پر مرنا لعنت کی موت تھی اور صلیب پر مرجانے سے وہ یہود کی شریعت کے مطابق ایک مفتری اور فاسق قرار دیے جاتے ہیں نہ کہ راستباز اس واسطے ضرور تھا کہ وہ اس قسم کی موت سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پناہ مانگتے۔ ایڈیٹر) اور حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کا شہید ہو جانا بہت بڑی مصلحت اور برکات اور اس سلسلہ کی ایک بھاری خدمت کا موجب ہوا۔ چنانچہ ایک بات یہ ہے کہ اسوقت تمام دنیا میں بذریعہ ڈاک تار وغیرہ کے حضرت اقدس کے اشتہارات اور دین کی تبلیغ پہونچائی جا سکتی ہے لیکن افغانستان ایک ایسا علاقہ ہے کہ کوئی کتاب یا اشتہار یا واعظ بھی نہیں جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کا منشا تھا کہ اُس ملک میں بھی اس اپنے رسول کی تبلیغ اور اسکی آمد کی خبر اور نیز مسیح کے مرجانے کی تحقیقات پہونچ جائے اس واسطے اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے اُس ملک میں خون کا اشتہار شائع کیا جسکے فوائد عظیم الشان ہیں عنقریب ساری دنیا آگاہ ہو جائے گی لیکن اسوقت بھی دنیا میں ہمارے درمیان ایک نبی موجود ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے وعدہ دیا ہے کہ اسکی عمر اسی سال کے قریب ہوگی نیز اگرچہ مخالف مولوی عبد اللطیف کے قتل پر قادر ہوئے جس میں بڑی مصلحت تھی تاہم کوئی قادر نہ ہوگا کہ اس نبی کو قتل کر سکے جسکو اللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا گیا۔

پس سمجھنا چاہیے کہ ایسا ہی اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا اور ایک بیہوشی کی سی حالت میں وہ صلیب سے اُتارے گئے اور ایک غار کی مانند قبر میں رکھے گئے۔ چنانچہ یہ ایک طبی مسئلہ ہے کہ زمین کی گرمی بعض بیہوشیوں کے دور کرنے کے واسطے انسان کے بدن کے لیے بہت ہی مفید ہوتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مسیح کا اتنی تھوڑی دیر صلیب پر رہنا خود اس امر کی بڑی شہادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی موت سے بچا لیا۔ ہم نے بعض بڑے یہودی مورخ کے اقوال پڑھے ہیں کہ اُس زمانہ کی صلیبوں پر سے تین روز کے لٹکائے ہوئے بعض مجرم جب اُتارے گئے تو اُن میں ہنوز رمق جان باقی تھی اور تھوڑے سے علاج کے ساتھ وہ تندرست ہو گئے۔ پس مسیح کا صلیب سے چند گھنٹے کے بعد زندہ آنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ تعجب تو اس میں ہوگا کہ وہ اتنی تھوڑی سی دیر میں مرجائے اور پھر جب وہ تندرست ہوا تو کچھ دن وہاں رہ کر مشرقی ممالک کو چلا آیا اور ملک کشمیر میں آکر اپنی باقی عمر گذاری جو کہ اسوقت یہودیوں سے آباد تھا۔ چنانچہ اسکی قبر کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یہ اُس یسوع ناصری کی قبر ہے

ڈاکٹر صاحب لیکن حواری شہادت دیتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا تھا۔

مفتی صاحب آپکو یہ سوچنا چاہیے کہ اس زمانہ میں اگر گورنمنٹ کسیکو پھانسی کا حکم دے اور وہ اتفاق سے بچ جائے تو کیا اُسکے دوست لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کریں گے کہ وہ پھانسی سے بچ گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اس معاملہ کو مخفی رکھیں گے تا ایسا نہ ہو کہ اُن کا دوست پھر پکڑا جائے اور پھانسی دیا جائے۔ ایسا ہی مصلحت نہ تھی کہ حواری اس ملکی راز کو کسی کے ساتھ ظاہر کرکے یسوع مسیح کی جان کو دوبارہ خطرہ میں ڈالتے اور آپ بھی ہلاک ہوتے۔ بلکہ انھوں نے مل جلکر یہی بہتر سمجھا کہ مسیح کسی دوسرے ملک میں چلا جائے اور وہ اسکو رخصت کرنیکے واسطے ایک پہاڑ کے دامن تک اُس کے ساتھ گئے اور جب وہ انکو الوداع کرکے پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ نیچے دیکھتے رہ گئے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں پر بادل نیچے اُترا کرتے ہیں۔ پس وہ ایک بادل میں چھپ گیا اور حواریوں نے اس واقعہ کو استعارۃً یوں بیان کیا کہ وہ بادل میں گھر کر آسمان کی طرف یعنی اوپر کی طرف چڑھ گیا۔ اور ضرور تھا کہ وہ ایسا ہی کرتے۔

اب میں اپنے اصلی مضمون کی طرف عود کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی دعائیں سنا کرتا ہے۔ چنانچہ اُس نے مسیح کی دعا بھی سُنی۔ اور قبولیت دعا بھی انہی لوگوں کا ایک معجزہ اور نشان ہوا کرتا ہے اس واسطے حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ کے جھوٹے مدعی یعنی پگٹ اور ڈوئی کو اپنے مقابلہ میں قبولیت دعا کا نشان دکھلانے کے لیے بلایا ہے۔ کیونکہ جو سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے ضرور ہے کہ خدا اپنے فضل و کرم سے اُسکی دعا کو سنے اور اُسکے مخالف کو ذلیل کرے پس پگٹ اور ڈوئی کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کے لیے ایک بڑا نشان ہے اور یہ نشان پورا ہو رہا ہے اور ہوگا۔ خواہ پگٹ اور ڈوئی اس اشتہار کا جواب دیں یا نہ دیں۔

تتمہ تبصرہ رسالہ الفرقان

فاضل امروہی

واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ نزول مسیح ابن مریم جو احادیث صحاح میں وارد ہوا ہے وہ خود ایک استعارہ ہے اس مسئلہ کے لیے کہ خلافت و امامت جو اوائل زمانہ سے لیکر آنحضرت تک قریش بنی اسماعیل میں چلی آئی وہ منتقل ہو کر پھر بنی اسرائیل میں چلی جاوے گی کیونکہ مسیح بن مریم خاتم انبیاء بنی اسرائیل کے تھے کہ انکے بعد وہ خلافت اور امامت بنی اسرائیل میں باقی نہ رہی بلکہ بنی اسماعیل میں منتقل ہو گئی اور بنی اسرائیل میں سے ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کما قال اللہ تعالےٰ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کی مندرجہ قرآن مجید ہے ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - یوحنا انجیل میں بھی موجود ہے پس جسطرح پیران ورسل میں یوحنا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سے مراد استعارۃً یہ ہے کہ عہد امامت اب بنی اسرائیل میں نہیں رہے گا بلکہ بنی اسماعیل میں آجاوے گا اسی طرح پھر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نزول مسیح خاتم انبیاء بنی اسرائیل کے لیے بشارۃ ارشاد فرمائی تو اس سے بھی یہ استعارہ ہے کہ اس وقت عہد امامت قریش میں باقی نہ رہے گا چنانچہ اس استعارہ کو بہ تصریحات یوں بھی بیان فرما دیا کہ تُسْلَبُ قریش مُلکُہا اور یہ بھی فرما دیا فیتزوج ویولد لہ اس سے مراد استعارۃً یہی ہے کہ اس مسیح کی نسل میں یہ عہد امامت منتقل ہو جاوے گا اگر اس کلام سے یہ مراد نہ ہو تو ظاہر ہے کہ ایک کلام نبوۃ لغو ہو جائیگا کیونکہ تزوج اور تولد کا ہونا کوئی بڑا نشان نہیں ہے کہ تزوج بھی سب کیا کرتے ہیں اور تولد بھی سب کے یہاں ہوا کرتا ہے الا ماشاء اللہ لہذا اس کلام نبوۃ کے لیے محل صحیح بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مراد اس سے یہ ہو کہ اس مسیح موعود کے تزوج اور تولد سے ایک نسل امامت قائم ہوگی کہ آئمہ اس کی نسل میں ایک مدت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور اسی استعارہ کی تصریح یہ حدیث ہے کہ لا المہدی الا عیسیٰ بن مریم یعنی پھر کوئی مہدی قریش میں سے نہ ہوگا بجز عیسیٰ بن مریم کے یعنی اسی کی نسل میں امامت و مہدویت قریش کی منتقل ہو جاویگی

اور حضرت اقدس کے الہامات ذیل جو مدت دراز سے شائع ہو چکے ہیں یعنی ترٰی نسلاً بعیدًا - خلق آدم فاکرمہ - اردت ان استخلف فخلقت آدم - وہ بھی انھیں احادیث اور نزول مسیح ابن مریم کے استعارہ کی تشریح کرتے ہیں کیونکہ اگر کوئی نسل بعید ایسی ہو جس میں آئمہ دین پیدا نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس نسل کی قدر و قیمت ایک مرے ہوئے کیڑے کی برابر بھی نہیں ہو سکتی ہے پس ایسی نسل کے لیے الہام میں اللہ تبارک وتعالےٰ کیطرف سے امتنان فرمانا اور احسان جتلانا کیونکر خیال میں آسکتا ہے اور پھر اگر عہد امامت بنی اسماعیل سے منتقل ہو کر اس مسیح موعود سے اُسکی ابتدا نہیں ہوتی تو پھر خلق آدم الہام کے کیا معنی ہیں اور نیز الہام قل انی اُمرتُ وانا اول المؤمنین بھی اسی انتقال عہد امامت از قریش بطرف مسیح موعود اور اُسکی نسل کے ناظر ہے اور نیز الہام ینقطع آباءک ویبدء منک اور نیز الہام وانت منی بمنزلۃ الامر اسی مسئلہ کی طرف مصرح ہے اور نیز الہام الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب بھی اسی طرف مشیر ہے کیونکہ اگر اس صھر و نسب میں عہد امامت منتقل ہو کر نہیں آیا تو پھر فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ کونسی نعمت کے ساتھ امتنان فرماتا ہے جس پر بڑے اہتمام سے الحمد للہ بھی تلاوت کیا گیا - اور پھر الہام انا اخرجنا لک زروعًا یا ابراہیم نے بھی اسی مسئلہ کی تصریح کی ہے اور پھر اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم کا کونسی دلیل معارضہ کر سکتی ہے جو دال ہے اسپر کہ حضرت خاتم النبین صلعم کی تعلیم کتاب و حکمۃ اور تزکیہ و تلاوت آیات کی قریش سے منتقل ہو کر دوسری قوم آخرین میں چلی جاوے گی اور بموجب حدیث صحیح کے جو متفق علیہ ہے اور ہم اُسکے مضمون کو اعلام الناس کے دوسرے حصہ میں نظم کر کر لکھ چکے ہیں یہ حدیث با آواز بلند پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ آخرین یقینا فارسی النسل سے ہیں پس جبکہ ایک مسئلہ پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ خصوصًا احادیث متفق علیہا اور الہامات متواترہ موجود ہیں اور اس انتقال عہد امامت پر صریح دال ہیں تو اب بڑی شقاوت ہے کہ اس مسئلہ کی تصدیق نہ کی جاوے و نعوذ باللہ منہ ۵ دسمبر ۱۹۰۳ء

تکملہ

آج بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۰۴ء ہماری نظر سے البرہان نمبر ۲ و ۳ بھی گذرا جو البدر کے یہاں آیا ہوا تھا اُسکو مطالعہ کر کر ہم کو اپنے احباب کی نصیحت یاد آگئی وہ یہ کہ مؤلف البرہان آپ کے خطاب کے لائق ہرگز ہرگز نہیں ہے آپ خود اُسکو مخاطب نہ کریں کوئی صاحب آپ کے تلامذہ میں سے اسکا جواب لکھدیوے گا - لیکن ہمارا یہ خیال تھا کہ جب تمام مخالفین علماء کے ہلاک اور تباہ ہو جانے کے بعد اس شخص نے ماہوار رسالہ نکالنا شروع کیا ہے اور اپنی ہلاکت کے سامان و اسباب کو خود مہیا کرنا چاہتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ تو اغلب کہ مثل محمد حسین وغیرہ ہلاک شدہ علماء کے یہ بھی ہوگا لہذا رسالہ الفرقان دو سہ روز میں لکھکر بہ درخواست محبی محمد علیخان صاحب شاہ جہان پوری واسطے طبع کرانے کے نزدیک محبی الموصوف ملازم بہم لائنسر راولپنڈی کے روانہ کر دیا اور کچھ انتخاب اس رسالہ کا الحکم نے بھی ہم سے لیکر شائع کر دیا ہے لیکن مطالعہ نمبر ۲ و ۳ البرہان سے بخوبی منکشف ہو گیا کہ مؤلف البرہان ہرگز ہرگز ہمارا مخاطب صحیح نہیں ہو سکتا ہے لہذا ناظرین کے لیے ان چند سطور میں ہمکو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ مؤلف رسالہ علوم آلیہ سے محض ناواقف اور ناملد ہے لہذا نمبر ۲ سے ایک علمی نکتہ چینی اُس کے معہ جواب کے لکھے دیتے ہیں تاکہ اُسکے علم کی پردہ دری ہو کر اس کوچہ علمیہ سے اُسکا نا بلد ہونا ناظرین پر واضح اور لائح ہو جاوے

قولہ ملخصًا صفحہ ۳۲ مرزا صاحب کا ایک الہام اور خوش فہمی تبارک الذی من علم وتعلم تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۲ - اول تو اس الہام میں ایک لفظ من زائد ہے اور علم اور تعلم دونوں صلہ الذی کے ہیں اور پھر موصول وصلہ ملکر فاعل تبارک کا ہوا ہے پس جو شخص الذی کا مصداق ہے اسی کے لیے ہر دو مفہوم علم و تعلم کے ثابت ہونگے چونکہ مرزا صاحب کی شرح میں لفظ مَن سے مراد معلم ہے جو رسول کریم صلعم ہیں اور متعلم سے مراد خود ذات شریف ہیں لہذا الہام بھی غلط ہوا اور شرح بھی اُسکی غلط پھر اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ الہام کیونکر ہو سکتا ہے - انتہی ملخصًا

الجواب یہ ہے۔ اس نکتہ چینی مؤلف کو بطور تلخیص کے لکھدیا ہے جو مؤلف سے بایں خوش اسلوبی بیان نہیں ہو سکی واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ اصل الہام حضرت اقدس کا یہ ہے جو براہین کے حصہ سوم صفحہ ۲۳۹ حاشیہ نمبر ایک سطر ۲۰ - میں لکھا ہوا ہے اور نیز براہین سے دیگر متفرد رسائل میں بھی نقل کیا گیا ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم مؤلف رسالہ جو لفظ مَن کے ساتھ الذی کو بھی شامل کرتا ہے اُسکو دھوکا تحفہ گولڑویہ کو دیکھکر واقع ہوا ہے جو سہو کاتب سے الذی زائد لکھا گیا ہے اگر مؤلف کو تحقیق حق منظور تھی جیسا کہ اُس کا دعویٰ ہے تو اُسپر فرض اور واجب تھا کہ تصحیح اسکی اصل کتاب براہین احمدیہ اور دیگر کتب حضرت اقدس سے کر لیتا یا اولاً ہم لوگوں سے دریافت اور تحقیق کر لیتا بعد تحقیق کے اگر اُسکو یہ ثابت ہوتا کہ لفظ مَن کے ساتھ الذی بھی اس الہام میں موجود ہے تب اپنی زبان یا قلم سے کلام الٰہی میں زائد لفظ کہدینے کی جرأت کرتا مگر اُس نے ایسا کچھ نہیں کیا تو مجھکو مؤلف سے خوف ہے کہ کسی نسخہ قرآن مجید میں جو اکثر سہو کاتب سے غلطی ہو جایا کرتی ہے اُس غلطی کو دیکھکر قرآن مجید کا بھی منکر اور مکذب ہو جاوے گا کہ اس میں یہ غلطی واقع ہو گئی کلام مجید کلام الٰہی نہیں رہا و نعوذ باللہ من ھذا القول مثل البول۔

دوسری نکتہ چینی سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ مؤلف نے مختصر معانی اور مطول کا مطالعہ کبھی نہیں کیا چہ جائیکہ دوسری اس فن کی کتابوں کو دیکھا ہو بالفعل ہم کتاب مطول ہی سے جو صنعت معنوی ان الفاظ الہام میں موجود ہے بیان کرتے ہیں بلکہ مخاطب کو ترجمہ کر کر پڑھائے دیتے ہیں واضح ہو کہ اس الہام میں صنعت استخدام ہے ومنہ ای من المعنوی الاستخدام وھو ان یراد بلفظ لہ معنیان احدھما ای احد المعنیین ثم یراد بضمیرہ ای بالضمیر الراجع الی ذلک اللفظ معناہ الآخر او یراد باحد ضمیریہ ای ضمیری ذلک اللفظ احدھما ای احد المعنیین ثم یراد بالآخر ای بالضمیر الآخر معناہ الآخر ترجمہ یعنی صنائع بدائع معنویہ میں سے ایک صنعت استخدام بھی ہے اُسکی تعریف یہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنوں میں سے ایک معنی مراد لیے جاویں اور جب اسی لفظ کی طرف کوئی ضمیر راجع ہو تو اُس سے دوسرے معنے مراد لیے جاویں یہ تو قسم اول صنعت استخدام کی ہوئی اور دوسری قسم صنعت استخدام کی یہ ہے کہ جبکہ دو ضمیریں ایک لفظ ذو معنیین کیطرف راجع ہوں تو ایک

ضمیر سے تو ایک معنی مراد لیے جاویں اور دوسری ضمیر سے دوسرے معنے ارادہ کیے جاویں
اتنی مطول وغیرہ میں ان دونوں صنعتوں کے لیے شعراء عرب کے اشعار بھی پیش کیے ہیں چونکہ ابھی تک مخاطب ہمارا محض مبتدی ہے لہذا ہم صرف کتاب مطول سے ایک شعر لکھتے ہیں۔

کقولہ ای قول البحتری **شعر**

فسقی الغضاء والساکنیہ وان ھم
سبوہ بین جوانح وضلوع

یعنی پس سیراب کرے اللہ تعالے غضا اور اُسکے رہنے والوں کو اگرچہ اُنھوں نے جلایا ہے اُس غضا کی آگ کو میرے پہلوؤں اور پسلیوں کے درمیان۔ **ف** اس بیت میں متعلق قسم دوم صنعت استخدام کی دو ضمیریں ہیں اول ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے جو الساکنیہ میں ہے اور یہ ضمیر بنظر غضا کے راجع ہے اور یہاں پر معنی مراد غضا سے وہ مکان ہے جس میں درخت غضا کے ہوں کیونکہ معنی غضا کے کلام عرب میں اُس مکان کے بھی آتے ہیں جس میں درخت غضا کا ہو اور سبّوہ میں بھی ایک ضمیر منصوب ہے جو راجع ہے اُسی غضا کی طرف اور یہاں پر معنے غضا کے آگ کے ہیں جو اُسی درخت کی لکڑیوں سے حاصل ہوتی ہے کما فے المطول وحواشیہ پس اس شعر میں لفظ غضا تو ایک ہی ہے جسکے دو معنی مراد ہیں ایک معنی مکان کے ہیں جسکے اعتبار سے اول ضمیر کا رجوع غضا کی طرف ہوا اور دوسرے معنی آگ کے ہیں جس کے لحاظ سے دوسری ضمیر اُسی غضا کیطرف راجع ہوئی۔ اور تخصیص آگ غضا کی اس لیے کہ شاعر نے کی ہے کہ اس درخت کی آگ اگر راکھ میں دبائی جاوے تو ایک ماہ تک وہ آگ باقی رہ سکتی ہے اور نیز اُسکی آگ تیز بھی بہت ہوتی ہے الحاصل اس لحاظ سے اس بیت میں دوسری قسم صنعت ہو سکتا ہے کیونکہ فسقی الغضا میں غضا سے مراد درخت غضا ہے اور والساکنیہ کی ضمیر جو غضا کی طرف سے راجع ہے اُس سے مراد وہ مکان ہے جس میں درخت غضا ہو پس اس شعر میں ہر دو قسم صنعتوں کی مثال موجود ہے اور اس بیت ہذا میں بجائے ضلوع کے قلوب بھی روایت کیا گیا ہے ہطرحیر ۹

فسقی الغضا والساکنیہ وان ھم
سبوہ بین جوانح وقلوب

اب مخاطب کو الفاظ الہام کے معنی بموجب اس صنعت استخدام کے ہم سمجھائے دیتے ہیں۔

واضح ہو کہ لفظ مَنْ اسم موصول ہے جو باتفاق نحویین الفاظ عموم سے ہے اور جو باعتبار اپنے مصادیق کے کثیر المعنی اور کثیر الافراد ہے تنگے اسکے دو صلے واقع ہوئے ہیں جس میں دو ضمیریں لفظ مَن کی طرف موجود ہیں صیغہ عَلّمَ میں جو ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے وہ راجع ہے لفظ مَن کی طرف جس کے معنی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو معلم ہیں اور صیغہ تعلّم میں جو دوسری ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے وہ بھی اُسی مَن کی طرف راجع ہے مگر وہ لفظ مَن ہے کے معنی مراد حضرت اقدس مسیح موعود ہیں جو متعلم ہیں لفظ مَن میں وجہ اس تکثیر موضوع لہ کے یہ ہے کہ اسماء موصولات کی وضع عام ہے اور موضوع لہ اس کے خاص خاص کثیر ہیں دیکھو شرح جامی کو کیونکہ اس الہام میں اگر یہ صنعت استخدام نہ ہوتی تو کلام الٰہی انتہائی مرتبہ فصاحت اور بلاغت سے نازل ہو جاتا علاوہ اس کے اس صنعت کے اختیار کرنے کے ایک لطیف وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا بروز محمدی ہونا چونکہ دلائل قاطعہ سے اپنے محل پر ثابت ہو گیا ہے لہذا اس صنعت استخدام کے اختیار کرنے سے مسئلہ بروز محمدی کیطرف بھی اشارہ لطیفہ ہو گیا کیونکہ اکثر اس صنعت استخدام کا استعمال اُسی جگہ پر بموجب تقاضائے علم معانی کے کیا جاتا ہے جہاں پر دونوں معنوں مراد ہیں ایک قسم کا اتحاد ہووے اور دونوں معنے باہم از قسم لازم وملزوم ہوں دیکھو کتب فن معانی کو اگر اس الہام کے الفاظ بموجب زعم فاسد مخالفین کے یوں ہوتے کہ **فتبارک من علم ومن تعلّم** تو الفاظ الہام فصاحت اور بلاغت معنویہ سے بھی پست ہو جاتے اور مسئلہ بروز کیطرف بھی اشارہ لطیفہ نہ ہوتا

ولنعم ما قیل

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اے کم نصیب مخالفو تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالے سے محاربہ کر رہے ہو یاد رکھو کہ تم ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہو گے تمھاری نکتہ چینیاں جس قدر کلام الٰہی پر ہونگی تمھارے ہی علم کی پردہ دری ہوگی

یاد رکھو الہام

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

اور

اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ

شعر

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

شعر

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

قومی امرسلین

از دفتر انجمن فرقانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا جلسہ لاہور میں

مکرمی اخویم جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کو بھی یاد ہو گا۔ کہ گذشتہ سال جبکہ حضرت حجۃ اللہ امام علیہ السلام جہلم والے مقدمہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو یہاں پر بھی ایک روز کے لیے قیام کا اتفاق ہو گیا تھا رات کے وقت جبکہ بہت سے حاضرین زیارت کے لیے جمع تھے تو حضرت اقدس نے ایک نہایت ہی مؤثر تقریر فرمائی تھی۔ دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا

کہ ہمارا ارادہ ہے کہ کسی وقت لاہور میں چند روز ٹھیر کر اتمام حجۃ کیلیے تمام مخالفین اسلام کو بذریعہ ایک عام اعلان کے مدعو تبلیغ کی جاوے اور نیز جو بدگمانیاں ہماری نسبت ہمارے کم فہم مخالفوں نے عوام الناس کے دلوں میں بٹھا رکھی ہیں ان کے دور کرنے کے لیے کوشش کی جائے تاکہ یہ لوگ غلطی میں رہ کر جاہلانہ موت نہ مریں۔

یہ خوشخبری سنکر سب دوست خوش ہوئے اور آجتک اس مبارک روز کی انتظار کرتے رہے خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ دن بہت قریب آگیا ہے **حضور علیہ السلام** نے محض فضل ورحم سے جو آپ کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کے واسطے بھرا ہوا ہے اظہار فرمایا ہے کہ آپ ضرور ضرور خدا تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ موسم بہار میں یعنی **اخیر مارچ ۱۹۰۴ء** تک یہاں تشریف لاوینگے اس مبارک تقریب پر جس قدر اظہار مسرت کیا جائے تھوڑا ہے کیونکہ یہ وہ **خاتم** الخلفائے ہے جس کے انتظار میں ہزارہا بزرگان دین اس مبارک ومنور چہرہ کے دیدار کو ترستے ہوئے اس دار فانی سے رحلت کر گئے چنانچہ ۹ رجنوری ۱۹۰۴ء کو لاہور میں بھی برادران کا ایک **خاص جلسہ** گمٹی والی مسجد میں منعقد ہوا جس کے **صدر** باتفاق رائے حاضرین ہمارے مخدوم ومحترم جناب **شیخ رحمۃ اللہ** صاحب مالک بمبئی ہوس قرار پائے اور کارروائی شروع ہوئی۔ شروع میں ہمارے قدیمی واعظ جناب حافظ **فضل احمد** صاحب نے قرآن کریم سے وعظ فرمایا۔ بعد ازاں ہمارے مکرم ومعظم بھائی جناب ڈاکٹر **میرزا یعقوب بیگ صاحب** ایل ایم ایس پروفیسر میڈیکل کالج لاہور نے افتتاحی تقریر ایسی پُر تاثیر الفاظ میں فرمائی جس نے حاضرین کے دلوں پر بہت نیک اثر پیدا کیا۔ تقریر کے ختم ہونے پر مفصلہ ذیل تجاویز پاس ہوئیں

۱۔ جلسہ کے اخراجات کا ([illegible]) رف اندازہ کر کے مبلغ **دو ہزار روپے** کا موازنہ کیا گیا اور یہ رقم بذریعہ چندہ جمع کی جائے۔

۲۔ جلسہ کے متعلق انتظامی امور کے طے کرنے کے لیے چیدہ احباب کی ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جسکی وساطت سے تمام امور طے ہوا کرینگے

پہلی تجویز کے مطابق چندہ کی فہرست کھولی گئی ہر ایک بھائی نے جو اسوقت حاضر تھا بڑ انشراح سے اپنا اپنا چندہ لکھایا۔ ایکہزار روپیہ فوراً لکھا گیا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ چندہ کے دینے میں ہر ایک نے مستعدی ظاہر کی۔ چندہ دہندگان کے نام مع رقوم چندہ بعد میں ارسال کروں گا۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ برخاست ہوا یہ روئداد جناب کو اس لیے بھیجتا ہوں کہ آپ اسکو سب سے پہلے اشو میں درج فرما کر **برادران بیرونجات کو اس مبارک خوشخبری سے مطلع کریں تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر شمولیت کے لیے آمادہ ہوں۔**

دیگر جو جو امور قابل اشاعت ہوا کرینگے وہ آپ کو وقتاً فوقتاً بھیجتے رہا کرینگے والسلام

خاکسار تاج الدین سکرٹری
از لاہور ۱۰ رجنوری ۱۹۰۴ء

ہر شہر کی احمدی جماعتیں اپنا فرض سمجھ لیں کہ وہ اپنے ہاں کے ضروری اور قومی واقعات اندراج کے لیے دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ اگر باقاعدہ انجمن ہو اور اس کا ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہو تو چاہیے کہ ہفتہ وار جلسوں کی روئداد بھیجا کریں۔

الحکم کی موجودہ حیثیت سے اشاعت پر جو مبارکباد اور خوشنودی کے خطوط آتے ہیں اُن سب کے لیے یکجائی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جزاہم احسن الجزاء۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

جلسۃ الوداع کی تقریب پر موعظ

سلسلہ کے لیے دیکھو الحکم نمبر اول جلد ۵۰

وہ محبت اور اخلاص جو صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا اس کے مقابلہ میں انھوں نے نہ وطن کی پرواکی اور نہ عزت و آبرو و راحت و آرام کو مدنظر رکھا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فنا فی الرسول کے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے اس میں پورے کامیاب ہوئے۔

عرب جیسے اکھڑ اور آزاد خود رائے قوم تھی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئے تو ان کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مجلس میں انکو دیکھتا تو اسے صرف بت نظر آتے ہر ایک اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھا ہے اور اتنا حوصلہ اور جرات نہیں کرتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر پیش دستی کرے اور بولنے لگے۔ کیوں؟ اسلیے

آداب الرسول | کہ انھیں حکم ہوچکا تھا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ الرَّسُولِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات بڑھ کر نہ کرو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں اتنی بڑی جماعت کو یہ حکم ہوتا ہے کہ تم کچھ نہیں بول سکتے ہمارے بھیجے ہوئے رسول کی اتباع کرو۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

یعنی یاد رکھو تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو بلکہ تم اس کے ماتحت رہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر مجلس اور محفل کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان آداب اور مجلس سے قطع نظر کی جاوے اور پروا نہ ہو تو انسان بجائے اس کے کہ اس مجلس سے فائدہ اٹھاوے اور اس میں کوئی عزت حاصل کرے وہ اس سے نکالا جاتا ہے اور یا ان فوائد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو اس مجلس میں بیٹھنے والوں کو ہوتے ہیں۔ دنیا کے حاکموں اور عہدہ داروں کے درباروں میں جاؤ تو تمھیں آگاہ کیا جاوے گا کہ وہاں کسطرح بیٹھنا ہے اور کسطرح بولنا ہے مکارم اخلاق کی کتابوں میں آداب مجلس اور آداب گفتگو وغیرہ وغیرہ جدا جدا باب مقرر کیے ہیں۔

اس لیے کہ اخلاق فاضلہ کے حصول کیواسطے آداب و قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ پھر صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک مجلس سے سعادت اندوزی کے لیے کیا پابندی آداب کی ضرورت نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ صحابہ کی کامیابیوں اور روحانی مدارج کی ترقیوں اور منازل سلوک کے طے کرنے کا اصل راز یہی تھا کہ انھوں نے فنا فی الرسول ہونے کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور وہ ایک دم کے واسطے بھی آپکی اطاعت سے قدم باہر نکالنا نہیں چاہتے تھے اور انھوں نے قدم باہر نہیں رکھا۔

اخلاص اور صواب | اعمال صالحہ کی حقیقت اسی لیے یہ بتائی گئی ہے کہ کوئی عمل عمل صالح نہیں کہلاتا جب تک کہ اس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔

اول یہ کہ وہ اللہ تعالے کے حکم اور فرمان کے موافق اور ماتحت ہو

دوم وہ اس طریق پر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے۔ پہلی شرط کا نام اخلاص ہے اور دوسری کو صواب کہتے ہیں صحابہ نے اس راز کا پتہ لگا لیا تھا اسواسطے وہ وہی کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور اتباع کا رنگ رکھتا ہو کیونکہ انھوں نے یہ آداب الرسول کی آیتیں سنی ہوئی تھیں وہاں انھوں نے کلام الٰہی کو پھر یہ بھی سنا تھا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ +

یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اطاعت کرو اللہ تعالے تمکو دوست رکھے گا +

پس چونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالی کے محبوب بننے کی ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی کلید اور وہ ہے اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

صحابہ کرام کو جو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اور محبوب الٰہی بننے کا جو یہ گر ان کو بتایا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علحدہ علحدہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور نہ ترقی کرنے کا یہ اصول ہے کہ انفرادی طور پر ترقی کریں بلکہ انبیاء و رسل کے ماتحت ترقی کرنے کا اصل الاصول یہی ہے کہ سب کے سب اکھٹے ہو کر اس کی اطاعت اور نقش قدم پر چلنے میں ایسے فنا ہوں کہ اسی کا عکس اور نمونہ بننا چاہیں۔ اور اسکے سایہ میں اسطرح جمع ہو جائیں جیسے مرغی کے پروں کے نیچے بچے جمع ہو جاتے ہیں۔

انبیاء سے فیض کسطرح ملتا ہے | جو لوگ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ اور پاک لائف کو پڑھتے ہیں جو قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی پر نظر کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ آپ مجموعی طور پر کل نبیوں کی صفات اور کمالات کو لے کر آئے تھے اور جہاں ایک طرف آپ نوع انسان کے اکمل افراد میں سب سے اعلی تھے اور سب کی خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے وہاں کل دنیا کی اصلاح اور ہمیشہ تک کے لیے مصلح اور ہادی ہو کر آئے تھے۔ اس واسطے جسقدر نبی دنیا میں گذرے ہیں یا جسقدر خوبیاں اور کمالات انسان میں انتہائی درجہ تک ہو سکتے ہیں وہ سب آپ میں موجود تھیں۔ اسلیے آپ ہی کی لائف پر غور کرنا کل نبیوں کی سیرت کو پڑھ لینا ہے۔

مگر

مجھے اس مقام پر پہونچکر دل پر ایک ٹھوکر لگی ہے اور سخت درد محسوس ہوتا ہے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور لائف پڑھنے والے اور اسکو اسوہ بنانے والے بہت ہی کم ہیں۔

مسلمانوں کا فرض تھا کہ آپ کی سیرۃ کو تدبر سے پڑھتے مگر انھوں نے نہیں پڑھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن کریم ہے اور قرآن کریم کیطرف جو کچھ مسلمانوں کو ہے اس کے لیے یہ آیت بالکل صحیح ہے۔

رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا +

قرآن شریف ہی آپ کی پاک سیرۃ ہے اور اسی کی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں باوجودیکہ وہ بہت ہی ذلیل حالت تک پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی تک بھی وہ بیدار نہیں ہوئے + اور اصل باعث جو ان کی تباہی اور ذلت کا ہے اسکو نظر انداز کرکے یورپ کی اتباع سے اور مغربی فلسفہ کو اسوہ بنا کر مسلمان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے؟ ترقی کی ایک ہی راہ ہے اور وہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختیار کی تھی اور وہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ بنانا

کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ہی کو اسوہ حسنہ ٹھیرایا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بات کچھ اور تھی اور میں اس سلسلہ میں ادھر چلا گیا ہوں میں نے ایسا عمدًا اور ارادۃً نہیں کیا یہ میرے دل میں ایک درد تھا اور ہے

کہ مسلمان پابندی سے گرے ہیں اور پھر ابھرنے اور گڑھے سے نکلنے کے لیے گھاس پھوس کو ہاتھ مارتے ہیں + اور اس مضبوط رسی کو جس کی بابت کہا گیا تھا

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسکی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔

غرض

انبیاء علیہم السلام سے فیض ملنے کی ایک ہی راہ ہوتی ہے اور وہ وہی راہ ہے جسکو قرآن شریف میں کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ جب خدا تعالی کا کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو وہ ایک مشین یا کل کی طرح ہوتا ہے جسقدر لوگ اسکے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ انفرادی طور پر ترقی نہیں کرتے بلکہ ان کا فرض ہونا چاہیے کہ اس سے ملے رہیں اگر وہ اس سے ملے نہیں رہتے تو وہ ترقی نہیں کر سکتے اور اس فیض کو جو اس سے ملتا ہے نہیں پا سکتے + جسقدر لوگ محبوب الٰہی بننا چاہتے ہیں انکو چاہیے کہ اس کا ساتھ دیں اور اسکی سچی اتباع کریں

ازالہ وہم | بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پوچھتے ہیں کہ مامور کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ہمکو کیا ضرورت ہے؟ ہم تو خود حقائق سے واقف ہیں اور اعمال صالحہ کی حقیقت سے آگاہ ہیں اور ان کے پابند ہیں۔ مگر یہ ان کا دعوی ہی دعوی ہوتا ہے اگر وہ اس سے واقف اور آگاہ ہوتے تو انکار ہی نہ کرتے؟ اعمال صالحہ کی حقیقت میں رسول کی سچی اتباع ضروری جزو ہے پھر اعمال صالحہ سے وہ واقف اور ان کے پابند کیسے ہو سکتے ہیں

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ بعض امور اصولی طور پر معلوم ہوتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنا یا سچا اور حقیقی ایمان پیدا ہوتا اور گناہ سے نفرت کرنا اور بچنا یہ باتیں صرف ایک رسمی یا خیالی علم سے نہیں ہو سکتیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کفار کو مخاطب کرکے فرمایا مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ یعنی جب ان سے پوچھا جاوے کہ خالق السموات والارض کون ہے تو صاف کہدیتے ہیں کہ اللہ ہی ہے اور اپنی بت پرستی کے متعلق بھی وہ یہی سمجھتے اور کہتے تھے یقربون الی اللہ زلفی یعنی خدا تعالی کے قرب میں پہونچاتے ہیں پھر قرآن شریف کا ایک سطر میں توحید کی دعوت کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں پھر ایسا کون مذہب ہوگا جو بچے دینے کے اچھا بنانا ہے

یا عام اخلاق کی ضرورت محسوس نہ کرتا ہو اور تو اور بدکار سے بدکار آدمی بھی بدکاری کو بُرا سمجھتا ہے لیکن یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس سے باز بھی رہے اور بدی کو چھوڑ کر نیکی اختیار کرے پس انبیاء علیہم السلام نرا علم دینے کے لیے نہیں آتے ہیں بلکہ وہ اپنے اندر ایک کشش اور **جذب کی قوت** رکھتے ہیں جس سے دنیا کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور پھر اپنی **قوت قدسی** کا اثر اُن پر ڈالتے ہیں اور وہ لوگ جو انکی پاک صحبت میں رہتے ہیں اُن کے پاک اور کامل نمونہ سے فائدہ اُٹھا کر اپنے اندر بدیوں کو دور کرنے اور ان سے بچنے اور فضائل کے حاصل کرنے کی قوت پاتے ہیں۔

مگر

یہ **قوت اور طاقت** اور توفیق کب ملتی ہے اُس وقت جبکہ وہ اُس کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوں اور اسکی مجالس کے آداب کی نگہداشت کریں اور انمیں ایسی وحدت ارادی ہو کہ سارے کے سارے ایک کل کے نیچے کام کرتے ہوں۔ اور سب کے سب **حبل اللہ** کو مضبوط پکڑے رہیں اور ان کی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ ہوں یہ ہے وہ اصل جس سے انسان **روحانی کمالات کو ماموریہ کی صحبت میں حاصل کرتا ہے** اور صحابہ نے اسی اصل کو مضبوط پکڑ کر سب منازل سلوک طے کیں۔

یاد رکھو

قوم قوم نہیں بنتی اور انعام نازل نہیں ہو سکتی جب تک وہ ایک شیرازہ میں جمع نہ ہو۔ جبتک وہ متفرق اور منفرد حالت میں رہے گی اسکی طاقت کمزور ہوگی اور وہ ان فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ایک ہی سرگروہ ایک ہی مرکز اور ایک ہی چشمہ ہو۔

مینے ایک چھوٹی سی کتاب میں ایک کہانی پڑھی تھی۔ کہ ایک بار انسانی جسم کے اعضا نے باہم مشورہ کیا۔ پاؤں نے کہا کہ مجھے روزی کمانے کے لیے سفر کی کیا ضرورت ہے کھاتو پیٹ لیتا ہے۔ ایسا ہی ہاتھوں نے کہا کہ مجھے کمانے کی کیا حاجت۔ آنکھوں نے دیکھنے کانوں نے سننے سے غرض ہر ایک عضو نے اپنے اپنے فرض منصبی سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ **پیٹ** میں جب کچھ نہ گیا تو آخر کل طاقتیں اور قوتیں سلب ہونے لگیں اور جب ہر ایک پر اس کا اثر ہوا تو پھر سب پکار اُٹھے کہ یہ ہماری غلطی ہے۔ پیٹ ہی کے لیے مفید نہ تھا بلکہ ہم سب کی زندگی کا اصل راز بھی یہی **اتفاق تھا**۔

اس کہانی سے سبق یہ ملتا ہے کہ **جب تک وحدت ارادی پیدا نہ ہو زندگی پیدا نہیں ہو سکتی**۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس راز کو سمجھ لیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دین و دنیا میں مظفر و منصور ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ نے یہ بات کیسے حاصل کی اور کسطرح لوگ پورا کیا اس کا ایک نمونہ ان کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اثنائے بیان میں آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ ابن مسعود ایک گلی میں آ رہے تھے وہاں ہی یہ آواز اُن کے کان میں آئی اور معاً وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے فرمایا کہ اندر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اس حکم کی تعمیل ضروری تھی اور یہ معلوم نہیں کہ مسجد تک جانے میں مجھے یہ موقع ملے یا نہ ملے اسواسطے میں یہیں بیٹھ گیا کہ تعمیل ارشاد ہو جاوے۔

یہ ہے نمونہ صحابہ کی اطاعت اور تعمیل حکم کا۔ اور جبتک یہی روح اور رنگ مسلمانوں میں پیدا نہ ہو یقیناً سمجھو کہ کوئی ترقی اور کامیابی نہیں ہو سکتی اور ہرگز نہیں ہو سکتی **خواہ یورپ کے فلسفہ اور ایجاد کو اپنا قبلہ بھی بنا لیں**۔

اسطرح پر

تم سمجھ سکتے ہو کہ وحدت کی کیسی ضرورت ہے انسان انسانی کمالات میں ترقی کرنی چاہتا ہے۔ جمادات اور نباتات بھی اپنے رنگ میں ایک ترقی کرتے ہیں لیکن ان کی تہ میں بھی یہ راز **وحدت** کام کر رہا ہے۔ اگر وہ اعضا کسی مرکز کے متبع نہ ہوں تو مردہ اور بیکار ہو جاتے ہیں اگر یہ اعضا انسانی دوران دم قلب میں شریک نہیں ہوتے تو تھوڑی ہی دیر میں ان کا نتیجہ عام طور پر نظر آ سکتا ہے کہ وہ قوی بیکار ہو جاویں۔

پس وحدۃ کی ضرورۃ ہے وحدۃ پیدا کرو اور اسکے لیے ایک ہی راہ ہے کہ اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہو۔

یہ خیال کرنا اور سمجھ لینا ضروری بات ہے کہ جو مامور آتا ہے وہ کوئی نئی بات ہی لاوے یہ حماقت عظیم ہے انبیاء علیہم السلام تو اس صداقت کی نشو و نما کے لیے آتے ہیں جو فطرۃ قانون قدرت اور جستہ جستہ فقرات کتاب میں موجود ہوتی ہے اور انکی غرض اسکے ذریعہ سے سچا ایمان پیدا کرنا اور گناہ کی موت سے بچا نیکی تدابیر کا بتانا اور ایک وحدت پیدا کرنا ہوتی ہے اس مسئلہ کو حضرات صحابہؓ باریک نظر سے دیکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ کوئی امر بدون کسی جمعیت کے ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ نادان قوم نے صحابہ کی باریک نظر کو نہیں پہچانا اور بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس پر اعتراض کر دیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معاً کچھ لوگوں کو خلافت کی فکر پڑی وہ اعتراض کرنے کو تو اعتراض کرتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ صحابہ اس اصل کو مانتے اور اسپر ایمان لاتے تھے جیسے بعضوں نے پہلے **امام** کا اقرار ضروری سمجھا کیونکہ اگر امام نہیں تو یہ کسطرح معلوم ہوتا کہ کہاں غور کرنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ مختلف الرائے اور مختلفۃ الخیال کے آدمی موجود تھے۔ کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ لیکن جب ایک امام ہو گیا اور اسکو قوم نے تسلیم کر لیا پھر کوئی امر متنازعہ باقی نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باقی آئندہ

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ

ارشادات حضرت اقدس علیہ السلام

کی یاد دہانی میں

پرچہ میگزین کے متعلق

التماس ضروری

حضرت اقدس کے اُس تاکیدی ارشاد کے بعد جسمیں اس رسالہ کے اجرا و شیوع کے اصل اغراض و مقاصد ظاہر کر کے اسلام کو حملہ مخالفین کے مہلک حملوں کی بادصرصر سے بچانے اور اسکے قالب مردہ میں روح حیات ڈالنے اور اہل اسلام میں دوبارہ روحانیت پیدا کرنے اور عوام الناس کو ضلالت وجہالت کے خطرناک گڑھے میں گرنے اور مخالفین کے دام تزویر سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا تھا۔ اب اس کے قیام و استحکام کے بارہ میں اعانت اشاعت رسالہ کی تحریک کی غرض سے لمبے چوڑے الفاظ میں کچھ زیادہ قلم فرسائی کرنا ہمارے نزدیک غیر ضروری اور محض تحصیل حاصل ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے اس ارشاد میں جس قدر تاکید فرمائی ہے اور حد سے بڑھے ہوئے پرزور الفاظ میں اپنے مخلصین کو اسکی خریداری کی جانب متوجہ کرنا چاہا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی تاکید نہیں ہو سکتی۔ کیا اپنی جماعت کے مخلص پرجوش باہمت احباب کے لیے حضرۃ اقدس کی جانب سے یہ کچھ کم تاکیدی الفاظ تھے۔ کہ "میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلصین جو ہمدرد کو اسطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہانتک اُن سے ممکن ہے اپنی ہمت کو دکھلاویں جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میرے منشا کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔" حضرت اقدس نے صرف انہیں الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس رسالہ کی خریداری و مالی اعانت کے واسطے مکرر الفاظ ذیل میں تاکید فرمائی ہے کہ "ہمیں معلوم نہیں کہ اسوقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے۔ واقعی وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جاوے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس خدمت میں جان توڑ کوشش کرو۔"

یہ تو اس ارشاد حضرۃ اقدس میں سے چند کلمات بغرض آگاہی مخلص احباب کے نقل کیے جاتے ہیں ورنہ دیسے تو اس ارشاد کا ہر ایک لفظ تاکید مجسم ہے۔ اپنی جماعت کو اس رسالہ کی اعانت کے لیے سخت تاکید فرماتے ہوئے اُس ارشاد کے آخری سطور میں ظاہر فرمایا ہے کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اگرچہ حضرت اقدس کے اُس تاکیدی ارشاد کے نکلنے پر ابتدائی تازہ جوش میں اپنی جماعت کے ہر طبقہ کے احباب نے حسب استطاعت اسکی مالی امداد اور اشاعت میں حتی الوسع بہت سعی فرمائی۔ اور اپنی اخلاص مندی و ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ دکھلایا اور اسی کوشش کا ثمرہ ہے کہ تعداد خریداری ۹ سو سے ۸ سو یعنی دو چند تک پہنچ گئی ہے۔ مگر با ایں حال بعد ازاں اپنے مخلص احباب کی اس نگاہ پوری سبیل اللہ کی رفتار میں بھی بہ نسبت سابق کے نرمی سی دکھائی دی ہے حالانکہ ابھی رسالہ کی خریداری کو اس تعداد تک پہنچنے میں بہت کمی ہے جس تعداد تک پہنچانا نبی اللہ امام صادقؑ نے اپنے ارشاد مبارک میں ارادہ ظاہر فرمایا ہے اس دھیما پن کا بجز اس کے کوئی اور باعث نہیں کہ تاحال اپنی جماعت کے جملہ افراد کے کانوں تک اس ارشاد حضرت اقدس کے پرزور تاکیدی الفاظ کی آواز نہیں پہنچی ورنہ کہاں اس پاک جماعت کے مخلص احباب کے پرجوش دل اور اپنے پیارے امام کے ارشاد پر قربان ہونیوالی روحیں۔ اور کہاں ایسے تاکیدی حکم کی تعمیل میں اسقدر کم التفاتی۔ اس دلاکھ سے بھی زیادہ احمدیہ جماعت کے احباب اگر پانچ فیصدی ایسے مخلص نکل آویں جو کم از کم فی کس ایک ایک نسخہ کے خریدار بنیں تاہم تعداد خریداری دس ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔

حضرت اقدس کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل اور رسالہ کے مفاد اس امر کے مقتضی ہیں کہ احمدیہ جماعت کا کوئی فرد خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس رسالہ کی خریداری سے محروم نہ رہے۔ تمام ممالک غیر امریکہ و یورپ وغیرہ میں اس رسالہ کے مضامین نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے جس سے مخالفوں کے دلوں میں بھی تلاش حق کی تحریک پیدا ہو گئی ہے حال ہی میں آسٹریلیا سے ایک یورپین کی چٹھی آئی ہے جسمیں وہ اس رسالہ کے مضامین کی دلچسپی کو ایک بلا اشتعال تحریر ظاہر کر کے کہتا ہے کہ "اسکے پر حقائق دلچسپ مضامین میں متلاشی حق کے لیے صداقت کی ایک کھلی راہ ہے امید ہے کہ اسکی بقا کی اثر سے اور بھی بہت لوگ ضرور متاثر ہونگے" کیوں نہ ہو پیارے امام صادق کی تحریرات سے سعید فطرۃ و سعادۃ کیش روحیں کبھی بھی بے اثر نہیں رہ سکتیں چہ جائیکہ اپنی جماعت کے مخلص احباب کے دلوں میں اسکی احکام کی بجا آوری کا خیال و عزم پیدا نہ ہو مشیت ایزدی میں جو کام ہونا ہے اور جس خیر کے لیے اسکا مامور آیا ہے وہ سب ہو کر ہی رہیگی۔ یہ تو صرف ہمارے مخلصوں کو نوشتہ غیبی حاصل کرنیکا ایک موقعہ حسنہ ہے لیتا دہر قال

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

حسنات دارین حاصل کرنیکا عین وقت ہے اللہ تعالیٰ جماعت احباب کو کار خیر میں ہاتھ بٹانے کی توفیق بخشے تاکہ اپنے امام کے احکام پر عمل کر کے سابق بالخیرات بنیں۔ آمین ثم آمین۔

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

سبحان اللہ والحمد للہ
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

چہ گویم با تو کز آبی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت
سالانہ عام سے ...
خواص و معاونین سے ...
ہندوستان سے باہر کے
غیر مذاہب والوں سے ...
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع
گروں سے ......

نمبر ۳ دارالامان قادیان مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء جلد ۸

یہ عجیب بات ہے کہ جب شہنشاہ عالمگیر کی تلوار ... کا خاتمہ ... کے ساتھ بند کیا گیا ... جو شخص کا ... تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ

رواکہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند
ردم طلب کنند کہ اعجاز آں کجا است
صد درد و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند
وریم و از کماں تغافل بچشم ما
آں روئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند
بینیم کہ ہر یکے بہ غم نفس مبتلا است
کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند
بسے شنیدہ ام کہ شدہ ہیچ کارواں معین
ایں بو سعی کہ ہیچ کسش کارواں نماند
با ہم کباب شد ز غم ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند
دوش از دلی مراجیا لے شکیب بود
امشب ہمیں حال کہ تاب دلتواں نماند
اے سید الوریٰ مدد ے وقت نصرت است
در بوستاں سرائے نوکس اعیاں نماند
صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند
بر رنج و دردمی گزرانیم روزگار
یارب ترحمے کہ دگر مہرباں نماند
سے خواجہ ہیچ روز بود لطف زندگی
کس از پے مدام دریں خاکداں نماند
افروز گر دلے از پے فرقاں بسوز دت
جذبے دگر ترا بجناب یگاں نماند
گم شد ز ورد مثنوی و ہم غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماند
در خانماں نشینی و صد نازمے کنی
آنرا کہ سید است کس از خانماں نماند
خلق از برائے شوکت دنیا چہا کنند
در داکہ مہر کعبہ چو مہر بتاں نماند
اے بیخبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

تتمہ تقریر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور وہ تکلف اور تکلیف جو پہلے ہوتی تھی اب ذوق و شوق اور لذت سے بدل جاتی ہے یہ مقام ہوتا ہے صالحین کا جنکے لیے فرمایا

لَنُدۡخِلَنَّہُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ

اس مقام پر پہونچکر کوئی فتنہ اور رخنہ مومن کے اندر نہیں رہتا نفس کی شرارتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے جذبات پر فتح پاکر مطمئن ہو کر دارالامان میں داخل ہو جاتا ہے ۔ اور اس سے آگے فرمایا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ

اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبانی تو ایمان کے دعوے کرتے ہیں اور مومن ہونے کی لاف و گزاف مارتے رہتے ہیں مگر جب معرض امتحان و ابتلا میں آتے ہیں تو ان کی حقیقت کھل جاتی ہے اس فتنہ و ابتلا کے وقت ان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ویسا نہیں رہتا بلکہ شکایت کرنے لگتے ہیں ۔ اسے عذاب الٰہی قرار دیتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جنکو صالحین کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہی تو وہ مقام ہے جہاں انسان ایمانی مدارج کے ثمرات کو مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ذات پر ان کا اثر پاتا ہے اور نئی زندگی اسے ملتی ہے لیکن یہ زندگی پہلے ایک موت کو چاہتی ہے ۔ اور یہ انعام و برکات امتحان و ابتلا کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں ۔ یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلا سے آتی ہے اور ابتلا مومن کے لیے شرط ہے جیسے

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۔

یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ اتنے ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاویں کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں ۔ ایمان کے امتحان کے لیے مومن کو ایک خطرناک آگ میں پڑنا پڑتا ہے مگر اس کا ایمان اس آگ میں سے اسکو صحیح سلامت نکال لاتا ہے اور وہ آگ اس پر گلزار ہو جاتی ہے ۔ مومن ہو کر ابتلا سے کبھی بے فکر نہیں ہونا چاہیے ابتلا میں ثابت قدم رکھلانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور حقیقت میں جو سچا مومن ہے ابتلا میں اس کے ایمان کی حلاوت اور لذت اور بھی بڑھ جاتی ہے اللہ کی قدرتوں اور اس کے عجائبات پر اس کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا کی طرف توجہ کرتا اور دعاؤں سے فتحیابی چاہتا ہے ۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور ان تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لیے ضروری ہیں ۔

یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے اس کے بغیر ایمان ایمان کامل ہوتا ہی نہیں اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلا ملتی ہی نہیں ہے دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے کہ دنیوی آسایشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنیکے لیے قسم قسم کی مشکلات اور رنج و تعب اٹھانے پڑتے ہیں طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے ۔

پھر

خدا تعالیٰ جیسی نعمت عظمیٰ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں یہ بدون امتحان کیسے میسر آسکے ۔

پس

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہیے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لیے طیار ہو جاوے ۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے جیسا کہ

اس وقت اُس نے اس **سلسلہ** کو قائم کیا ہے تو جو لوگ اس میں اولاً داخل ہوتے ہیں ان کو قسم قسم کی تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں ہر طرف سے گالیاں اور دھمکیاں سُننی پڑتی ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ یہاں تک کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم تم کو یہاں سے نکال دینگے یا اگر ملازم ہے تو اُس کے موقوف کرانے کے منصوبے ہوتے ہیں جس طرح ممکن ہوتا ہے تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں اور اگر ممکن ہو تو جان لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا ایسے وقت میں جو لوگ ان دھمکیوں کی پرواہ کرتے ہیں اور امتحان کے ڈر سے کمزوری ظاہر کرتے ہیں

یاد رکھو

خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے

کیونکہ وہ ابتلا کے وقت خدا سے نہیں انسان سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کی پرواہ نہیں کرتا وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دشمنی کو اس کے مقابلہ میں وقعت دیتا اور ایمان چھوڑنے کو طیار ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صالحین میں داخل ہونے سے محروم ہو جاتا ہے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے اس آیت کا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا فَاِذَا اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک وہ **بزدلی** کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اُٹھانے کے لیے طیار نہ رہے گی وہ **صالحین** میں داخل نہیں ہو سکتی + تم نے اسوقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تم دکھ دیے جاؤ - تم کو ستایا جائے گالیاں سُننی پڑتی ہیں - قوم اور برادری سے خارج کرنے کی دھمکیاں ملتی ہیں جو جو تکالیف مخالفوں کے خیال میں آ سکتی ہیں اُسکی دینے کو وہ موقع ہاتھ سے نہیں دیتے - لیکن اگر تم نے ان تکالیف اور مشکلات اور ان موذیوں کو خدا نہیں بنایا بلکہ **اللہ تعالیٰ** کو خدا مانا ہے تو ان تکالیف کو برداشت کرنے پر آمادہ رہو اور ہر ابتلا اور امتحان میں پورے اُترنے کے لیے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اسکی توفیق اور مدد چاہو تو میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ تم **صالحین** میں داخل ہو کر **خدا جیسی عظیم الشان نعمت کو پاؤ گے** - اور ان تمام مشکلات پر فتح پاکر دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے -

صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لیے **اُسوہ حسنہ** ہے تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُسنے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے - اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا - دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اُسکو بزدل نہیں بنایا

اُسنے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔

عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مرگیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مریگا

اگرچہ اُسکو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا - لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اُس نے عظیم الشان فائدہ اُٹھایا + اُسکو قسم قسم کے لالچ دیے گئے کہ اسکا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہیگا مگر اُس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی انکو ہیچ سمجھا یہانتک کہ جان جیسی عزیز شے کو جو انسانکو ہوتی ہے اُس نے مقدم نہیں کیا بلکہ **دین کو مقدم کیا** جس کا اُسنے **خدا کے سامنے** عہد کیا تھا کہ **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا** -

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو - کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ **براہین احمدیہ** میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی - وہاں صاف لکھا ہے

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

کیا اُسوقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد **عبد الرحمن** اور **عبد اللطیف** افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جاکر **شہید ہوں گے**۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے -

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے - اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہو گیا

اس سے پہلے عبد الرحمن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا سابق امیر نے قتل کرایا محض اسوجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبد الرحمن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا - اور اب اس امیر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کرا دیا - یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لیے ہے - اس پیشگوئی کے معنی اب مخالفوں سے پوچھو - کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ میں نہیں ہے ؟ اور کیا اب یہ پوری نہیں ہوگئی ہے ؟

کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسیکو بے گناہ ذبح نہیں کرتا ہے

اس لیے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا - اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اُسکو پکڑ سکے - بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے - پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی - اس لیے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے پورا کرنے کے لیے **کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا**

اور آخر ۲۴ سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جسطرح پہلے فرمایا گیا تھا - اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **عسیٰ ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم** - یہ ایک قسم کی تسلی ہے یعنی جب ایسا معاملہ ہو تو غم نہیں کرنا چاہیے - کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکو تم پسند کرتے ہو اور وہ اچھی نہیں ہوتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جنکو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ درحقیقت تمہارے لیے مفید ہوتی ہیں + یہ خدا تعالیٰ کا ارشاد بالکل سچ ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وقت آنے والا ہے کہ اس کی شہادت کی حکمت نکلنے والی ہے اور میں نے سُنا ہے کہ اسوقت **چودہ آدمی** قید کیے گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عبد اللطیف کو ناحق شہید کرایا گیا ہے اور یہ **ظلم** ہوا ہے - وہ **حق** پر تھا - اسپر امیر نے ان آدمیوں کو قید کر دیا ہے اور ان کے وارثوں کو کہا ہے کہ وہ انکو سمجھا کر ایسے خیالات سے وہ باز آجائیں مگر وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور اس یقینی بات کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے + اگر عبد اللطیف شہید نہ ہوا ہوتا تو یہ اثر کسطرح پیدا ہوتا - اور یہ رُعب کسطرح پڑتا -

یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے کسی بڑی چیز کا ارادہ کیا ہے اور اسکی بنیاد عبد اللطیف کی شہادت سے پڑی ہے - اگر مولوی عبد اللطیف زندہ رہتے تو دس بیس برس تک زندہ رہتے آخر موت آجاتی - اور موت آنی ہے اس سے تو آدمی بچ نہیں سکتا - مگر یہ موت موت نہیں یہ **زندگی ہے** اور اس سے مفید نتیجے پیدا ہونے والے ہیں اور یہ مبارک بات ہے - دشمن بھی اگر خبیث نہ ہو تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی کو پڑھ کر اور ان کے اس طرح پورا ہونے کو دیکھکر اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اگر یہ افترا ہے اور رات کو جھوٹا الہام بناکر سنا دیتا ہے تو یہ اثر استقامت کیوں ہوا اور ۲۳ یا ۲۴ سال کے بعد ایک بات جو بطور پیشگوئی شائع کی گئی تھی کیوں پوری ہو جاتی ہے ؟ اس قدر عرصہ دراز تک تو انسان کو اپنی زندگی کی بھی اُمید نہیں ہو سکتی + اور پھر اسکے ملنے والوں میں اس قدر استقامت اور قوت ہے کہ بیوی بچوں تک کی پرواہ نہیں کرتا - مال اور جان کا خیال تک بھی نہیں کرتا

ایمان جیسی دولت پر سب کچھ قربان کرنے کو طیار ہو جاتا ہے ایک اہل بصیرت اس سے نتیجہ نکالنے میں غلطی نہیں کریگا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکے منشاء کے ماتحت ہے ایک سلسلہ جو خود اُس نے قائم کیا ہے اور آپ جسنے ایک نشان دیا ہے - اسنے ہی وہ قوت اور استقامت اُس شہید کو عطا کی تا کہ اُسکی شہادت اس سلسلہ کی سچائی پر ہر بزرگ دلیل اور گواہ ہو - چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے اب یہ نشان ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لیے ہدایت اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا اور خدا چاہے تو اس کے آثار ابھی سے نظر آنے لگے ہیں -

الاستقامۃ فوق الکرامۃ مشہور بات ہے عبد اللطیف کے اس استقلال اور استقامت سے بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کا ہوگا جو اس واقعہ پر غور کرینگے - چونکہ یہ موت بہت سی زندگیوں کا موجب ہونے والی ہے اسلیے

یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اسپر قربان ہیں

پھر اس پیشگوئی میں **كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ** جو فرمایا ہے یہ دشمنوں کے لیے ہے کہ تمہیں بھی کبھی مرنا ہی ہے موت تو کسیکو نہیں چھوڑے گی - پھر عبد اللطیف کی موت پر جو موت نہیں بلکہ زندگی ہے تم کیوں خوش ہوتے ہو آخر تمہیں بھی مرنا ہے عبد اللطیف کی موت تو بہتوں کی زندگی کا باعث ہوگی مگر تمہاری جان اکارت جائے گی اور کسی ٹھکانے نہ لگے گی -

مولوی عبد اللطیف کی شہادت اور استقامت کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوا کہ ۲۳ یا ۲۴ برس کی ایک پیشگوئی براہین میں موجود تھی جو پوری ہوگئی - اور یہ ہماری جماعت کے ایمان کو ترقی دینے کا موجب ہوگی اور سوا اب یہ **خون اثر** دکھانے لگا ہے اور اسکا اثر پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے جو ایک جماعت کو پیدا کرکے رہیگا -

ایک مولوی کی کرتوت

ایڈیٹر نور افشاں کے نام خط

مسلمانوں کے لیے رونے کا مقام

نئے سال کا تحفہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ آپکو نئے سال کے کئی تحفے آئے ہونگے مگر میں جو تحفہ خدمت عالیہ میں ابلاغ کرتا ہوں۔ یہ نہ صرف آپکے لیے بلکہ تمام مسیحی دنیا کے لیے کارآمد ہے۔ آپ کے خداوند یسوع مسیح کی شان جسکو ہم لوگ حضرت عیسی کہتے ہیں۔ اس کا کچھ تذکرہ مسلمانوں کے فرقہ ناجیہ (جنکو نجات کا سرٹیفکٹ مل چکا ہے) کے ایک پرجوش عالم فاضل ممبر نے اپنے رسالہ شہادۃ القرآن میں بیان کیا ہے آپ نے حضرت عیسی کے متعلق جو عقیدہ ظاہر کیا ہے چونکہ ان کے بیان کے موافق ان کا ماخذ تفاسیر میں اس لیے وہی عقیدہ غالباً تمام اہل سنت کو سمجھنا چاہیے کیونکہ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتے وہ فرقہ ناجیہ سے نکل گیا اور گمراہ ہوگیا اس کتاب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدا و پیشوا اور افضل الانبیاء کہتے تو ضرور ہیں مگر اللہ تعالی نے جو جو خوبیاں اور اوصاف حضرت عیسی میں جمع کر دی تھیں وہ کسی دوسرے میں نہیں۔ بلکہ وہ ایک اعلی اور فوق العادت ہستی تھی جو انسانی لباس میں ظاہر ہوئی۔ آپ گو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں مگر بعض باتیں ان کے متعلق ایسی بیان کرتی ہیں جو ان کی خدائی کی شان میں کچھ شک سا پیدا کر دیتی ہیں مثلاً واقعۂ صلیب کہ یہودیوں کے ہاتھ سے آپ کے جسم مطہر و مقدس کو ایذا پہونچی۔ مولوی صاحب بلکہ فرقہ ناجیہ کے کل ممبر اتنی سی بات بھی گوارہ نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسی روح اللہ اور صلیب پر آپ کا جسم مبارک چڑھایا جائے

* یہ خط ایک مولوی صاحب کا لکھا ہوا ہے ہم خوش ہیں کہ ہمارے محمدی بھائی اب یہاں تک پہونچ گئے ہیں کہ بائبل کو خدا کی کلام اور خداوند مسیح کو محمد صاحب سے افضل ماننے لگے ہیں ہمیں امید ہوتی ہے کہ وہ ایک قدم اور آگے بڑھکر مسیح کو نجات دہندہ قبول کرینگے۔ ایڈیٹر نور افشاں

توبہ نستغفر اللہ۔ اگر حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو کیا ہوا اگر حضرت یوسف قید رہے تو کچھ پروا نہیں اگر دو تین پیغمبر قتل ہوگئے تو مضائقہ نہیں اگر ہمارے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا دندان مبارک جنگ میں شہید ہوا تو خیر۔ کیونکہ یہ سب بشر رسول تھے مگر حضرت عیسی جو ملائکہ میں سے ایک فرد ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۰ شہادۃ القرآن) ان کیطرف صلب کی نسبت بھی کفر ہے چنانچہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں یہود کے ملعون ہونے کا سبب قولہم انا قتلنا المسیح فرمایا ہے کہ محض صلیب و قتل کی نسبت بھی منع ہے اور مسلمانوں میں جو ایسا اعتقاد رکھے اُسکا بھی یہی حکم ہے (دیکھو صفحہ ۶۴ - ۶۵) پھر حضرت عیسی کی شان میں آیا ہے ومن المقربین اور عیسی مقربوں میں سے ایک تھے غالباً مسیحی اور اکثر اہل اسلام بھی مقرب کا لفظ عام سمجھتے ہونگے مگر مقربون محض ملائکہ سے خاص ہے اور مراد ان مقربین سے ملائکہ مقربین ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۰) پس چونکہ ان کا قرب حسی۔ سماوی جسمی۔ ملحوظ ہے اس لیے حضرت عیسی بھی چونکہ ملائکہ میں سے ایک فرد ہوے اسلیے اُن کا آسمان پر اللہ کے پاس جسدہ ہونا ثابت ہوگیا (صفحہ ۱۳۰) لیجیے جناب اس سے یہ ثبوت بھی مل سکتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلعم بھی مقربین سے نہیں تھے ورنہ وہ بھی آسمان پر جاتے ایک اور لفظ ہے وہ بھی حضرت عیسی سے ہی خاص ہے چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں قرآن شریف میں خبر سعادت اثر و ایدناہ بروح القدس آپ ہی سے مخصوص ہے اور یہی تائیر روح القدس ہی احیاء موتی اور دیگر معجزات کا باعث ہوئی" (صفحہ ۱۲۴) آپ بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اگر روح القدس اسلام کے رسول کو بھی ہوتی تو وہ بھی یہ معجزات دکھاتے اور آسمان کو اپنا مستقر بناتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہم لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو "اکمل و افضل" صرف زبان سے کہنے لگے کیونکہ ان کے دین اور خود ان کی رسالت کی تکمیل کا بہت کچھ اعتقاد حضرت عیسی پر ہے چنانچہ ہر رسول کے لیے چار اوصاف کا ہونا ضروری ہے (دیکھو صفحہ ۱۳۱) ایک تو یہ ہے کہ اُس کے آنے کی کسی رسول نے پیشگوئی کی ہو چنانچہ حضرت عیسی کی آمد کی پیشگوئی تمام انبیا نے کی اور ہمارے رسول کریم کی جیساکہ قرآن مجید میں آیا ہے حضرت عیسی نے کی۔ دوسری صفت یہ ہے کہ وہ پہلی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کرے یہ دو باتیں ہیں جو رسول عربی صلعم میں موجود نہیں ایک تو یہ کہ اس نے کسی اور آنیوالے نبی کی پیشگوئی کی ہو اور دوسری یہ کہ آپ رسول کی کوئی اور نبی آکر تصدیق کرے کہ واقعی وہ سچا رسول تھا۔ اب جبتک کہ حضرت عیسے دوبارہ آسمان سے نہ آئیں ہمارے رسول کے ان اوصاف کی تکمیل نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کو اپنی رسالت ثابت کرنے کیلیے حضرت عیسی کی تصدیق کی ضرورت ہے اور دین اسلام کا پھیلنا بھی آپ ہی کی آمد پر منحصر ہے اور آنجناب کی آمد بھی کوئی معمولی آمد نہ ہوگی فرشتوں کے بازووں پر حضور معلی نزول اجلال فرماوینگے اور بانی اسلام سے تو ساری عمر میں لاکھ دو لاکھ مسلمان ہوے مگر آپ تمام دنیا کو ایک دین پر جمع کر دینگے۔ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف شہادت دی تو غضب ہی ہو جائیگا مسیحی تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت صلیب پر واقعہ ہوگئی مگر فرقہ ناجیہ رد کر دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا پہلے خیال پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ مرجانا خدائی کے خلاف ہے اسلیے غالباً آخر الذکر کا یہ عقیدہ ہے امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب انکو اس حکمت الہی (صلیب موت بر صلیب) سے آگاہ فرمادینگے۔ پھر حضرت عیسے چونکہ آپکا مادہ فطرتی روح قدس کا تھا اس لیے آپ کو آسمان پر جگہ دیگئی اور آپ "فوق اہل الارض" کہلائے (دیکھو صفحہ ۱۰۱ مائی افسوس اہل ارض میں ہمارے رسول اللہ صلعم بھی شامل ہیں) کیونکہ آپکا جسم مدینہ میں مدفون ہے پس فوقیت عیسی علیہ السلام کا ثبوت مسیحی دوستوں کو ملگیا اور مولوی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ آپ کے حق میں آیۃ کا لفظ جو بولا گیا فرمایا ولنجعلہ آیۃ للناس تاہم اسے مسیح کو تمام لوگوں کے لیے آیۃ (نشان) بنائیں پس آپ کا وجود مبارک از سر تا پا ایک آیۃ ہونا چاہیے اور اسکی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے بطور خرق عادت بے باپ پیدا ہوے اور پیدائش کے ساتھ ہی نطق و بیان بلیغ پھر ان مریضوں کو شفا جنکے علاج سے اطبا عاجز ہوں (اندھے کو آنکھیں اور کوڑھی کو اچھا کر دینا) معجزہ اعادۂ حیات (زندہ کو واپس لانا) خلق (زندگی کو پیدا کر لینا) صعود الی السماء (آسمان پر چڑھ جانا) پھر مسئلہ نزول جس میں باوجود مرور زمانہ و گردش زمان کے متغیر و مستحیل ہونے سے آپکا محفوظ رہنا ثابت ہوتا ہے یہ چھ باتیں ہیں (دیکھو صفحہ) آپ سوال کر سکتے ہیں کیا قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں کسی اور نبی میں بھی جمع ہوئیں کیا مسلمانوں کے رسول (صلعم) میں بھی! جواب نفی میں ملیگا۔ پس میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ یہ مذکورہ بالا اسلام مسیحیت کے بہت ہی نزدیک ہے اور دنیا میں کسی مذہب کے پیشوا حتی کہ آپ کہہ سکتی ہیں خود اسلام کے مقتدا کو بھی یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ دنیا کے کسی مشہور اور اعلی مذہب کے لوگ اسکی نسبت اسکے اپنے تابعدار ولسی بڑھکر اعتقاد رکھتے ہوں۔ افضلیت کا مسئلہ حل ہو چکا گویہ گو اپنی زبان سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی کو افضل

ٹھہرائیں مگر یہ بیان بالا اسکی تردید کر رہا ہے اب صرف اتنا فرق رہ گیا ہے کہ مولویصاحب کے ہمخیال مسلمان حضرت محمد کو رسول مانتے ہیں اور مسیحی نہیں مانتے اور بس۔

اب دیکھیے کون غالب آتا ہے۔ آپ کو شاید یہ شکوہ بھی اُٹھ جائے اخیر میں اتنا ایزاد کرنا چاہتا ہوں کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کا فخر بھی محض حضرت عیسی ہی کو حاصل ہے اور آپ ہی کی والدہ ایسی عورت ہیں جسکے بارہ میں اللہ نے کہا تمہیں تمام جن و انس کی عورتوں پر فضیلت دی ایا کیا کسی اور نبی کو بھی یہ فخر حاصل ہے۔ حضرت عیسی بیان مندرجہ بالا کے مطابق بشریت سے تو نکل ہی چکے ہیں۔ اور خالق حیات۔ زندہ کرنیوالا۔ باوجود اسقدر زمانہ کے گھٹنے بڑھنے سے علحدہ۔ عالم الغیب۔ زندہ رہنے والا۔ یہ سب اوصاف تو ثابت ہو چکے خدا جانے خدائی میں کیا تامل ہے آپ مہربانی سے حضرت مریم کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے اور صلیب پر موت کے وقوع کی حکمت بالغہ سے ان لوگوں کو اطلاع دیدیں پھر کامل اتحاد ہو جائیگا ایک اور قابل توجہ امر کہ ابتک بعض مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں کہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلے انبیا پر احسان ہے کہ انکی نبوۃ کی صداقت کی شہادۃ دی اور خاصکر حضرت عیسے کو ان الزامات سے پاک کیا جو یہودیوں وغیرہ نے آپکی ولادت و معجزات وفات کے متعلق کیے تھے مولوی صاحب مصنف شہادت القرآن نے اس پردہ کو بھی اُٹھا دیا ہے اور یہ لاینحل مسئلہ حل کر دیا ہے دیکھو صفحہ ۱۰۱ (تفسیر ومطہرک من الذین کفروا) اگر کوئی کہے کہ یہ تطہیر بطعن رسول اللہ صلعم کی معرفت قرآن شریف میں کی گئی ہے اسلیے یہ عقیدہ درست ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی کوئی مستقل طور پر برات ذکر نہیں کیگئی جو کچھ ہے وہ صرف حضرت عیسی علیہ السلام کے کلمات کو نقل کیا گیا ہے (گویا قرآن شریف نقل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا راقم) لہذا اصل خود عیسی علیہ السلام کی زبانی اس وعدہ سے ہو چکی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی نقل بالاستقلال ناقل اور معیار کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کیا وہ اس میں اپنے پہلے کے تابع ہوتا ہے (گویا اسلام یا بانی اسلام حضرت عیسی کے تابع ہیں راقم) اس عبارت سے بہت سی باتوں کا فیصلہ ہو گیا ہے اور اب کسی مسلمان کا منہ نہیں کہ مسیحیوں پر اپنے رسول صلعم کا فخر جتلا سکے۔ پس اے مسیحیو تم خوش ہو اور آپس میں ایکدوسرے کو مبارکبادیں دو۔ کیونکہ سب ارُدو میں ہے اس لیے کسی مسلمان کو آپکے خداوند پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ رہے گی +

راقم ہمی نوع انسان کا خیرخواہ +

ایڈیٹر الحکم ہم اسپر اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ ریمارک کرینگے۔

نوٹ عے۔ غالباً مسیح کے خلق حیات کے معنی قائل نہیں یعنی مٹی کے پرندے بنا کر ان میں جان پیدا کرنا۔ ایڈیٹر نور افشاں۔

عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہے

عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہے اس فقرہ کو سنکر میرے ناظرین چونک اٹھیں گے۔ کیا وہ عیسائی مذہب جسکے پھیلانے کیلیے دنیا میں اسوقت لاکھوں آدمی کام کر رہے ہیں اور اربوں روپیہ سال میں ٹھیکہ یو نیطرح خرچ کیا جاتا ہے کیا وہ عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہوسکتا ہے؟ لیکن ان ظاہری آڈمبروں کے اندر ایک سپرٹ کام کر رہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کچھ دنوں کا ہی مہمان ہے ہمعصر ایڈوکیٹ لکھنؤ کے کالموں میں لنڈن کے نامہ نگار کا خط مطبوعہ اخبار ۱۴ جنوری قابل غور ہے نامہ نگار لکھتا ہے " مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ نہ صرف عیسیٰ کی پیدائش کے مسئلہ کی نسبت ہی بلکہ اُس کی پیدائش اور موت کے مسئلہ کی نسبت رفتہ رفتہ خیالات کی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ کٹر عیسائی چرچوں پر اثر کا رد زیادہ اور زیادہ سے زیادہ ہو رہا ہے۔" اس کے بعد یہ نگار کرکے کہ عام بازاری آدمی مسیح کی شخصیت اور اُس کی قربانی اور اس کی کنواری سے پیدائش اور موت سے اُٹھنے وغیرہ کے مسئلوں کو باریک بینی سے نہیں دیکھتا کیونکہ اُس کے لیے اُسے فرصت نہیں ہے لیکن جبکہ اُسکے مذہبی لیڈر اور معلم خود ان مسئلوں سے کنارہ کر رہے ہیں جبکہ اُنکا اعتقاد ہی نہ تھا تو بیچارہ نیک نیت عیسائی کیا کرے۔" پچھلے دنوں میں شہر ورسیسٹر کا ایک معزز پادری اسلیے اپنا استعفا بھیجدینے پر مجبور کیا گیا کہ اُسنے ایک طرح مسیح کی کنواری سے پیدائش کے مسئلہ کے برخلاف وعظ کیا تھا لیکن یہ امر زیادہ تر قابل غور ہے کہ جس معاملہ کی طرف میںنے اشارہ کیا ہے اُس میں پبلک کی ہمدردی عام طور پر علیحدہ کیے ہوئے پادری کے ساتھ ہے جس لوگوں میں کہ وہ کام کرتا تھا وہاں کے بہت سے ذی اقتدار آدمیوں کی طرف سے اسے دعوت دی گئی ہے کہ وہ ایک آزاد کرسچین چرچ میں اپنا وعظ جاری کرے۔ جو اُسکے دوست اُس کے لیے طیار کر دینے پر رضامند ہیں"۔ اس کے بعد نامہ نگار ظاہر کرتا ہے کہ ڈاکٹر مارٹن ڈاکٹر کلفرڈ اور ریورینڈ آر جے کیمبل سے مشہور واعظ بھی برابر مسیح کی کنواری سے پیدائش کے مسئلہ کی مخالفت کرتے ہیں اور بجائے اُسکو خدا بیٹا ظاہر کرنے کے اُسکی انسانیت پر زیادہ تر زور دیتے ہیں اور جا بجا اپنی رائے دیتا ہے کہ جس طرح کہ بہاؤ کا پرچار مسیح کرنا چاہتا تھا باوجود ایسے ایسے بعید از قیاس مسئلوں کو ماننے کے بھی دو ہزار برس گذرنے پر اس میں اثری بہاؤ کا ویسا ہی بہاؤ چلا آتا ہے یورپ میں اسوقت جو ہلچل عیسائیت کے خیالات کی تبدیلی کے متعلق پیدا ہو رہی ہے اسپر دو چار کرنا ہر ایک دو چار مثل انسان کا فرض ہے۔ میں مانتا ہوں کہ جس کوٹ پتلون اور طرز معاشرت اور علم ادب کا تعلق اسوقت عیسائی دنیا کے ساتھ ہے اُسکے رواج کو ترقی ہو رہی ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ عیسائیت یعنی عیسائی مذہب کے بنیادی خیالات مضبوط ہو رہے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ ظاہری عیسائی پادریوں کو غفلت کی نیند سلا کر عیسائی مذہب کے اصلی خیالات کا خاتمہ کر دیگی اسوقت ہندوستان میں بھی پچاس فیصدی کے قریب یورپین دل سے ناسک ہیں۔ لیکن جب دسمبر کے مہینہ میں کرسمس کی تعطیل ہوتی ہے سب کے سب ملکر جشن منانے میں مشغول ہو جاتے ہیں، کیا ان سب کو اسلیے عیسائی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اُسکو مسیح کی پیدائش کا دن سمجھکر جشن مناتے ہیں؟ ہرگز نہیں یہی حالات آجکل ہندوازم کی بھی ہو رہی ہے ہندو لوگ اپنے قومی تہواروں کو ترقی دیکر سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہندوازم کو زندہ کر رہے ہیں لیکن سچائی کو دبانیکی طاقت کس میں ہے۔ (پیر مارک)

اب دنیا پکار اُٹھی ہے کہ عیسائی مذہب ہلاک ہو رہا ہے یہ مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ہے

(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰحضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعلان پر سنور کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے۔ خاندان رسالت میں ہر طرح سے خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔

۲- بندگان ملت خیریت سے ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔

حضرت حکیم الامۃ کا جواب ترک اسلام ختم ہوچکا ہے پریس میں ... طبع ہونا باقی ہے۔

۳- فاضل امروہی کا جدید رسالہ سر الشہادتین بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر نے چھاپا ہے اور ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجا ہے۔ اس رسالہ میں سورۂ یٰسین سے اخوندزادہ حضرت مولوی عبداللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ثابت کیا ہے۔ اسکے لیے اتنا ہی لکھدینا کافی ہے کہ فاضل امروہی نے یہ رسالہ لکھا ہے ارزانیت پر بابو محمد افضل صاحب سے ملیگا۔

۴- ایک اور رسالہ القول الصحیح جو ۲۰ صفحہ پر شائع کیا گیا ہے ہمارے پرانے لاہوری پنجابی شاعر شیخ ہدایت اللہ صاحب کی تصنیف ہے جو اردو نظم میں حضرت اقدسؑ کے متعلق ہے بابو صاحب موصوف سے ارزانیت پر ملیگا۔ ایک روپیہ کے خریدار کو ۲۰ نسخہ۔

یاد دہانی

سالگذشتہ کے آخری نمبر میں تعلیم الاسلام کالج کے متعلق تحریک کرتے ہوئے سو روپیہ ماہوار کے ۲۵ وظائف کی درخواست کی تھی اور ایک وظیفہ خود پیش کیا ہے اسمیں خصوصیت کے ساتھ جناب نواب محمد علیخان صاحب کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے التماس کی گئی تھی کہ وہ مکرر توجہ فرماویں مگر تعجب ہوا کہ ابھی تک اسپر توجہ نہیں ہوئی۔ کالج اور مدرسہ کے سٹاف سے کم از کم دو وظیفے تو ملنے چاہئیں اور نواب صاحب کے پرسنل سٹاف میں سے تو تین چار وظائف مل سکتے ہیں۔ اگر کوشش کی جاوے۔

ہمارا مقدمہ اور ہمارے ہمعصر

مقدمہ ۲۰۴ کے فیصلہ کے متعلق ہم کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ بعض ننگ تکار اور جلد باز ہمعصروں خصوصاً پیسہ اخبار نے جو اسپر لکھا ہے اُسپر کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ہم بہت ہی مختصر سا نوٹس لینا چاہتے ہیں اور وہ بھی محض اسلیے کہ کسی سعادتمند کو فائدہ پہونچے ورنہ تاریکی کے فرزند ہمیشہ روشنی اور نور کے فرشتوں سے عداوت کرتے ہی رہتے ہیں اور اُنکی تیرہ و تار نظر میں حُسن بھی بدنما ہی معلوم ہوتا ہے۔ پیسہ اخبار اگر لکھنا چاہتا تھا تو وہ منہاج نبوۃ کو مدنظر رکھکر مقدمہ کی اصلیت پر غور کرتا اور زیر بحث فیصلہ پڑھتا۔ پھر اسے معلوم ہو جاتا کہ کیا سیف چشتیائی عدالت کے اس فیصلہ پر کہ خطوط مندرجہ الحکم کرم دین کے ہیں کرم دین ہی کے بیان کے موافق (جو ان خطوط میں ہے) فیضی کے نوٹوں کا سرقہ نہیں ہے اور کیا کرم دین اپنے حلفی بیان میں ان خطوط کا منکر اور مجسٹریٹ کا فیصلہ اسکے خلاف نہیں ہے؟ ہم جب اس مقدمہ کی روئداد شائع کرینگے اُسوقت ان شاء اللہ ان امور پر بڑی تفصیلی بحث کرینگے۔ اور فیصلہ بھی جلد شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ کرم الدین اسکے گواہان کی صفائی کے بیانات میں سے فرداً فرداً حصے درج کرینگے فی الحال پیسہ اخبار ہماری گذشتہ تحریروں کے موافق ذرا غور کرکے تو کچھ کہے۔

کیا مشرق الاقصیٰ صحیح نہیں

پیسہ اخبار اپنے ۴ مئی کی اشاعت میں "کیا مشرق الاقصیٰ صحیح نہیں ہے؟" کے عنوان سے قریباً پورا کالم اخبار کا سیاہ کرتا ہے۔ اور ریاض الاخبار کے اعتراض پر بہت کچھ جھنجھلاتا ہے جسنے لکھا ہے کہ یہ صحیح ترکیب نہیں ہے اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں لیکن میں صاف کہتا ہوں کہ یہ اسکی عربی سے ناواقفیت کی دلیل ہے اگر وہ کچھ بھی عربی جانتا یا عربی تراکیب سے اسکے کان آشنا ہوتے تو وہ مشرق الاقصیٰ ایسی عربی اور پاکیزہ لفظ کو دیکھکر کبھی نہ چونکتا خاص قرآن شریف میں یہ ترکیب جا بجا استعمال کی گئی ہے سورۂ انفال میں ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی۔ کیا مشرق الاقصیٰ یا عدوۃ القصوی کی ترکیب میں کوئی فرق ہے مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اسکو بھی نہ سمجھے گا کاش وہ سلیم الافضی ہی کا خیال کرتا جو ہندوستان کے مسلمان بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔

کاش پیسہ اخبار کا لائق عربی دان ایڈیٹر منشی محبوب عالم اس سوال کا جواب ہی نہ دیتا تو اسکی عربی دانی مصر و شام کی سیاحت کی عربی بول چال کے مصنف ہونے کی حیثیت سے وقعت قائم رہتی مگر اب مشرق الاقصیٰ کی ترکیب کو صحیح قرار دیکر یہ ... لازم ہوگیا کہ اگرچہ آپنے مصر کی سیر بھی کی مگر

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

کے مفہوم کے موافق آپ عربی سے ویسے ہی کورے ہیں جیسے تھے۔ اور تعجب ہے کہ اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن کریم کی تراکیب و اسالیب کے عالم ہونے کا بھی آپ کو ادعا ہے اور ایک آیۃ اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرتے ہیں جو افسوس ہے کہ ان کے مفید مطلب نہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھولکر پڑھیں کہ العدوۃ القصوی شاید آپ نے قرآن شریف کی اصلاح کی فکر کی ہوگی؟ ایک مشکل اور ہے کہ پیسہ اخبار کے سٹاف میں بہت سے ایڈیٹر (بقول پیسہ اخبار) عربی انگریزی دان ہندو مسلمان وغیرہ کام کرتے ہیں معلوم نہیں یہ نوٹ خود بدولت منشی محبوب عالم صاحب نے لکھا ہے یا کسی عربی دان ایڈیٹر نے پیسہ اخبار لکھدیگا کہ محبوب عالم نے نہیں لکھا مشرق الاقصیٰ کی ترکیب بالکل غلط ہے اور اگر پیسہ اخبار چاہے گا تو ہم اسپر مفصل لکھدینگے بالفعل اتنا ہی پوچھتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں مشرق الاقصیٰ بطور ترکیب اضافی استعمال ہوتا یا بطور ترکیب توصیفی؟ اگر ترکیب اضافی ہے تو یہ عجیب ترکیب ہے اگر توصیفی تو کسی طرح پر غلط ہے۔ شاید پیسہ اخبار اسکے ماننے کو طیار نہ ہو اور اسکے بعد میں ہمکو بھی اسی لب و لہجہ سے مخاطب کرے جس ... وطع کوم ...

غلطی ... ماننا ... نہیں ... کیا ... پیسہ کی ... دیکھنا چاہیے ہیں کہ کیا وہ ... غلطی کا اعتراف کرتا ہے ... [illegible]

... پیسہ اخبار ... ہندوستان یا پنجاب کے بچہ بچہ کی زبان ہو ... [illegible]

... شائع ہوتا ہے ... زبان ... اور ... [illegible]

حضرت حجۃ اللہ امام الملت کے مکتوبات

مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کے نام

یہ خط اُن دنوں مولوی صاحب کے نام لکھا گیا تھا جب وہ اس سلسلہ عالیہ کیطرف توجہ رکھتے تھے اور حضرت حجۃ اللہ کے دعاوی کے خلاف انھوں نے زبان نہ کھولی تھی اور پوری یکسوئی بھی نہیں کی تھی۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم مولوی احمد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کہ مجھے دہلی واپس آنے کے وقت آپ سے ملاقات کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہرچند ارادہ تو تھا کہ چند روز آپ کی ملاقات کے لیے امرتسر میں ٹھہر جاؤں مگر اہل و عیال میرے ساتھ تھے اور میں بوجہ مرض خارش مجبور تھا اسوجہ سے ٹھہر نہ سکا۔ اور اسجگہ آکر بیماری خارش اسقدر ترقی کر گئی کہ ابھی سفر کرنے سے بکلی مجبور ہوں باایں ہمہ آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے اور تمنائے قلبی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو کر بعض امور واجب الاظہار آپکی خدمت میں عرض کیے جائیں لیکن بوجہ سخت مجبوری بیماری مذکورہ کے امرتسر میں جا نہیں سکتا اور چونکہ خارش امراض مزمنہ میں سے ہے اس لیے معلوم نہیں کہ کب تک اس سے شفا حاصل ہو۔

آج غلبۂ شوق ملاقات کی وجہ سے اور نیز بنظر محبت و اخلاص آنمکرم کے یہ خیال آیا کہ اگر آنمکرم کو اسی جگہ آنے کی تکلیف دوں تو اُمید توی ہے کہ تشریف آوری سے دریغ نفرمائینگے لہٰذا مکلف ہوں کہ براہ مہربانی صرف تین چار روز کے لیے ضرور تشریف لاویں آپ کی آمد و رفت کا خرچ میرے ذمہ ہوگا محض مصلحت دینی کی وجہ سے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیونکہ دیکھتا ہوں کہ تقویٰ جو راس الخیرات ہے آنمکرم میں پایا جاتا ہے اور ہر ایک امر دینی فہم اور فراست اور درایت کا تقویٰ پہ موقوف ہے اگر کسی انسان میں تقویٰ موجود نہ ہو تو اگرچہ وہ اتنی کتابوں سے لدا ہوا ہو کہ جسقدر ریل گاڑی میں لکڑی وغیرہ لدی ہوئی ہوتی ہے تب بھی وہ کتابیں بغیر تقویٰ کے اُسکو کچھ مفید نہیں ہو سکتیں جیسا کہ یہودیوں میں بہت سے علما ایسے تھے کہ توریت کی آیت آیت انکو حفظ کی طرح تھیں لیکن چونکہ اُن میں تقویٰ نہیں تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن کا نام علماء ربانی نہیں رکھا بلکہ اُن کو اس لائق بھی قرار نہیں دیا کہ انسان کے نام سے موسوم کیے جائیں غرض بجز کمال جوہر تقویٰ کے صرف علم رسمی کسی کام نہیں آتی۔

آجکل اکثر لوگوں کی آنکھوں پر جسقدر تاریکی و بدظنی و بدگمانی چھا گئی ہے اگر غور کر کے دیکھا جاوے تو اُسکا باعث بجز ترک تقویٰ اور کوئی چیز نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسیکو چوری کرتے ہوئے دیکھا تھا اُسکو کہا کہ کیا تو چوری کرتا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میں چوری نہیں کرتا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا اور تیری تصدیق کی۔ سو اُنھوں نے چور کو چوری کرتے ہوئے دیکھکر پھر صرف اُسکے قسم کھانے پر کیوں اُسکو محل سرقہ سے بری قرار دیا اُس کا یہی سبب تھا کہ اُس نبی معصوم کی آنکھیں تقویٰ کے کحل الجواہر سے مکحل تھیں سو اُس نے نہ چاہا کہ ایک شخص کو اللہ جل شانہ کی قسم کھاتے دیکھکر پھر اُس قسم کو ذلت اور خواری کی نظر سے دیکھے لیکن اسجگہ اس عاجز نے ان موجودہ علماء کے مقابل پر جو اس عاجز کو ایک عمر سے تائید اور خدمت اسلام میں مشغول اور فدا شدہ دیکھتے ہیں کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ میں کسی نبوۃ کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ معجزات کا منکر ہوں اور نہ لیلۃ القدر اور معراج اور ملائکہ کے وجود کا انکاری اور نہ کسی دوسرے عقیدہ اسلام سے برگشتہ ہوں مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آتے انکی آنکھوں میں اس عاجز کی اُس چور جتنی بھی قدر نہیں جو مسیح علیہ السلام کی آنکھوں میں تھا اس کا انصاف روز القیامت ہوگا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم مگر ان لوگوں نے بغیر اسکے کہ میرے حالات کا ان کو پورا علم ہوتا یونہی کافر کافر کا شور مچا دیا اور ہرچند میں نے ہزارہا دفعہ ان کے روبرو شہادت دی کہ میں کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور مقر ہوں اور ان سب باتوں پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ و مرفوعہ متصلہ میں درج ہیں اور قبلہ کیطرف نماز پڑھتا ہوں۔ لیکن ان علماء نے میرے اس بیان کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اگر میری کسی تالیف میں کچھ ایسا کلمہ ہے جو آپ لوگوں نے عقیدہ حقہ اسلام کے مخالف سمجھ لیا ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میری تالیف کا منشا وہی ہے جو میں نے اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر چکا ہوں اور اگر کوئی آدمیت اور اہلیت سے میری کتاب کے مواضع معترض علیہا میرے سامنے پیش کرے تو میں چند منٹ میں اُسکو مطمئن کر سکتا ہوں میری تالیفات میں کوئی امر مخالف اسلام نہیں بلکہ ہر ایک جگہ اصل عقیدہ اسلام کو مسلم رکھکر نکات کشفیہ اور معارف روحانیہ کا بیان ہے لیکن افسوس کہ یہ علماء میرے یہ تمام بیانات سنکر صرف یہی ایک جواب دیتے ہیں کہ تمھارے دل میں تو کفر ہے اور زبان پر ایمان گویا اُنھوں نے دلکو چیر کر دیکھ لیا ہے۔

بعض یہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ہم بمؤمنین

اور نہیں جانتے کہ یہ تو منجانب اللہ بذریعہ وحی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بعض پنہانی کفار کی خبر دی گئی تھی مگر ان مولویوں پر تو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اُن کو تو یہ آیت یاد رکھنی چاہیے جس میں لست مؤمنا ہے غرض ان امور کی بخوبی اطلاع دینے کے لیے اور نیز بعض خاص مسائل متعلقہ اپنے پر مطلع کرنے کے لیے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیونکہ میں دلی یقین سے خیال کرتا ہوں کہ جن امور کو آنمکرم بانشراح صدر سمجھ لیں گے اُن کا دوسرے لوگوں کے دلوں پر ڈالنے کے لیے پوری پوری کوشش عمل میں لائیں گے سو آپ خالصاً للہ یہ سفر چند روز کے لیے اختیار فرماویں اللہ

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین
از قادیان ۱۲ نومبر ۱۸۹۱ء

سید محمد عسکری صاحب کے نام

میری زندگی صرف احیاء دین کے لیے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اُس سے بکلی منہ نہ پھیر لیں ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت و رنج گذرنے والی چیزیں ہیں اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے تو اُس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت انھیں کی وراثت ہے کہ جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اور لذات اور عیش و عشرت دنیوی کے لیے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں جب کو آخرت کی خوشحالی کی خواہش ہے۔ اُسکے لیے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بانشراح صدر اُٹھالے۔ اور اس ناکارہ گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا بڑا دھوکا دینے والا مقام ہے جسکو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس کے غم سے اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام
۸ فروری ۱۸۹۸ء

مولوی احمد الدین صاحب کے نام

از عاجز عائذ باللہ الصمد احمد۔ بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ مخلص رسید واضح باد کہ فتح باب رحمت الٰہی بیک طریقہ نیست کسی را بروزہ و نماز مے کشند و دیگرے را بصدقہ و خیرات یا بعلمی دیگر راہ میدہند غرض وسائل قبولیت بحضرت احدیت مختلف افتادہ اند۔ و ایں احقر بتائید دین و قلع و قمع مذاہب شیاطین ماموراست وہمدریں کار و خدمت لذت و کشایش می یابد وہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست میدارد و میخواہد کہ از زمانیکہ گوتہ بین کہ بدلق خود سرو کار میدارند و از عریقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند و از بہر اعلاء کلمہ اسلام جان و مال و عزت و آسایش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادات است۔ بفکر خود مبتلا ماندن و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نا اہلی ہست۔ پس مذہب ما ہمیں است کہ ذکر یافت وہم بدیں مامور یم و خورسندیم و ہر کہ براہ ما قدم زدن اشتیاقی دارد بر او مخفی نماند کہ ما راہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و بدبنیان حجت الٰہی باتمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے ندارد گو زاہدی باشد یا عابدے یا گوشہ نشینی یا چلہ کشے او با ما مناسبتے ندارد و از ما نیست وکل حزب بما لدیہم فرحون و من ینصر اللہ ینصرہ۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۸ء

مولانا نور الدین صاحب کے نام

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ہے اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ

مختصر نوٹ اور نکات

انیس الجلیس کے حوالہ سے روزانہ پیسہ لکھتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی تب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہر ایک خاندان کی اصلاح نہ ہو اور خاندان کی اصلاح تب تک نہیں ہو سکتی جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں اور عورتوں کی تعلیم تب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ خاوند اپنی بیویوں کو باپ اپنی بیٹیوں کو بھائی اپنی بہنوں کو تعلیم نہ دیں۔

تعلیم نفس الامر میں ایک عمدہ شے ہے لیکن وہ بہ قاعدہ کلیہ کے وہ موجب اصلاح نہیں ہو سکتی + یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب مجید اصلاح کا طریق مدرسوں کا اجرا یا مستورات کی تعلیم قرار نہیں دیتی ہے بلکہ بام ترقی پر چڑھنے کے جو اسباب قرآن کریم نے پیش کیے ہیں اور جنکو عمل میں لاکر مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہ کر تجربہ کر لیا تھا کہ فی الحقیقت ان سے بہتر کوئی نسخہ کامیابی کا نہیں ہے انکی طرف افسوس ہے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو توجہ نہیں ہے اور جب توجہ دلائی جاتی ہے تو اسپر ہنسی اور ٹھٹھے کرتے ہیں

يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ

کہکر خاموش ہو رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ قوم کو اپنے درد کی شناخت کی توفیق دے اور وہ اس کے حقیقی علاج کی طرف متوجہ ہو۔

قرآن کریم قوم کی ترقی کی جڑ تقویٰ بتاتا ہے اور کسی قوم کے تنزل و ترقی کی تہ میں ایک ہی اصل کام کرتی ہے جو ان پاک الفاظ میں ادا ہوئی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اور پھر اس کی تفصیل مختلف مقامات میں مختلف طرز پر ہوئی ہے۔ تبدیلی قوم کا دوسری رنگ خدا تعالےٰ کیطرف سے آتا ہے جس قسم کا وہ خود اختیار کرتی ہے یعنی اگر قوم اسباب تنزل سے پنجہ مارتی ہے تو ادبار قومی نصیب ہوتا ہے اور اگر طریق تقویٰ سے تمسک کرتی ہے تو وہ اسکی ترقی کا زینہ ٹھہرتا ہے۔ پس ترقی یا تنزل کی تہ میں اصل تبدیلی کام کرتی ہے۔ اسلیے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ پاک تبدیلی نہ کرے پاک تبدیلی نہیں ہو سکتی جب تک ان میں کوئی صاحب کشش اور صاحب قوت قدسی وجود موجود نہ ہو + جو اپنی پاک صحبت کی تاثیروں اپنی دعاؤں اور عقد ہمت اپنے پاک نمونہ سے حیرت انگیز تبدیلی کر دیتا ہے۔ یہ ہے اصلاح کا کامل طریق جسکو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے تجویز فرمایا ہے۔

جبکہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جبتک کہ وہ پاک تبدیلی نہ کرے اور پاک تبدیلی نہیں ہو سکتی جبتک صاحب کشش وجود نہ ہو جو خدا تعالےٰ سے سچا تعلق رکھتا ہو اور اسی کیطرف سے اصلاح کے لیے مامور ہوا ہو تعلق نہ ہو؟ تو پھر اُسوقت اصلاح کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور یہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ سے سچا تعلق ہو۔

اور جب قوم ترقی کرے گی تو اسی ایک راہ سے کیونکہ یہی وہ راہ ہے جسکو خدا نے پسند فرمایا ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو خطاب کرکے فرماتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے! اور زمین ضرورۃ ضرورۃ بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بد بخت قوم! اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بعزت کیا گیا وہ جھوٹھوں میں شمار کیا گیا وہ ناپاکوں میں لکھا گیا

تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی

اب سمجھ

کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو انا الموجود کی آواز آئے۔

ایک مرتبہ ہمارے ایک مخالف نے ہمسے کہا کہ تمہارے اور عام مسلمانوں کے درمیان اتنا فرق ہی کافی ہے کہ عام مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کو بھی نبی مانتے ہو۔ اسپر ہمنے کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اصل یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور تم مسیح ابن مریم کو۔ کیونکہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ نبوۃ کے حقیقی معنوں کے روسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا اور قرآن شریف ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت اور مستقل نبوت کے دروازے کلی بند ہیں لیکن خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر یہ مانتے ہیں کہ نہیں! مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کے لیے ایک کھڑکی کھلی ہے۔ جب انکا یہ اعتقاد ہے تو جواب دو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد حقیقی نبی آگیا اور خاتم الکتب قرآن کے بعد مستقل وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو ختم نبوت کیونکر ہوا؟ کیا نبی کی وحی وحی نبوۃ ہو گی یا کچھ اور۔ یا مسیح منصب نبوت سے معزول ہو کر آئے گا؟ اس سوال پر ہمارے مخالف کو تو کوئی جواب نہیں آیا + سلیم الفطرت ناظرین بھی غور کریں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین احمدی قوم مانتی ہے یا بدنصیب مخالف!!!

ہمارے ایک محسن مخدوم کے ہاں ایک ریاست کے مشیر اعلیٰ مہمان تھے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اثنائے بیان میں ایک احمدی نے فرمایا کہ جناب مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے میں یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ سے انکار کرنا پڑے گا اور یا یہ کہ مسیح ابن مریم کو منصب نبوت سے معزول ماننا ہو گا۔ اسپر مشیر اعلیٰ نے نہایت متانت اور بخیال خویش پر معنی الفاظ میں فرمایا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی اگر نبی ہی رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہو جاوے تو اس سے اس کی کوئی کسر شان نہیں!

ممکن ہے مشیر اعلیٰ صاحب کے نزدیک کوئی حرج نہ ہو کہ ایک نبی منصب نبوۃ سے معزول ہو جاوے

لیکن

اس بات سے ایک خاص امر کا پتا لگتا ہے۔ مسلمانوں میں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسٰےؑ جب آوینگے تو وہ امتی ہوں گے۔ اور وعظ خوان اس امر کو بڑے زور سے بیان کیا کرتے ہیں اور فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھتے ہیں حقیقت میں یہ بات تو صحیح تھی، مگر افسوس کہ دنیا نے اسکو نہ سمجھا حقیقت یہی تھی کہ آنے والا مسیح اسی اُمت کا ایک فرد ہو گا اور اس اُمت میں سے ہی ایک کا مسیح ہو جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان کو ظاہر کرتا ہے لیکن مغز و حقیقت سے ناآشنا لوگوں نے غلطی کھائی اور دو ہزار برس سے مردہ کو (عام اصطلاح کے موافق) قبر سے نکال لائی اور منصب نبوۃ سے معزول کرکے لا بٹھایا

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ایمان کے تازہ رکھنے اور قوۃ معرفۃ و یقین کے بڑھنے کے واسطے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ یہ فیض اور فضل امۃ محمدیہ صلعم کو حاصل ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور فیض سے اپنے ظرف و استعداد کے موافق حصہ لیتا ہے + جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی سچائی کا زبردست نشان ٹھیرتا ہے + یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک وجود کو حجت ٹھیرایا ہے + جسطرز پر آپ اسلام کو ادیان باطلہ و ملل کاذبہ پر غالب کر رہے ہیں تیرہ سو برس کے اندر اسکی نظیر کم ملے گی + یہ ہم بیشک مانتے ہیں کہ اسلام کے زندہ برکات ہر زمانہ میں رہے ہیں لیکن اسی شان اور شوکت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا ظہور نہیں ہوا۔ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اسلام کی زندگی کو تسلیم نہیں کرتا

مجرد الہامات کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے اور نرے الفاظ و فقرات کوئی معرفت اور بصیرت کی نہیں بخش سکتے انکی نسبت یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے کہ وہ الہامات ربانی ہیں یا القاء خیالی۔ اسلیے اللہ تعالیٰ نے سچے ملہمات کا یہ نشان رکھا ہوا ہے کہ اسکے ساتھ اقتداری قوت کے نشانات ہوتے ہیں ان میں پیشگوئیاں اور تحدیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات واقعی خدا کیطرف سے ہیں کیونکہ وہ غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ساتھ زبردست نشان ہوتے ہیں جو مفتری کو نہیں دیئے جاتے۔ اگر کوئی خالی الذہن ہو کر غور کرے تو اس اصل سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر غور کرنے والوں کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کی حقانیت معلوم کرنے کے واسطے وہ معیار اور محک استعمال کریں جو سلسلہ نبوۃ کی صداقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے پس جو شخص منہاج نبوت کو چھوڑ کر کسی اور طریق اور راہ سے اسکو پرکھنا چاہے گا وہ ناکام رہیگا، اور کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکے گا۔

قرآن کریم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فرمایا وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَ

الیوم الآخر۔ حقیقت میں یہ آنحضرت صلعم کی عظمت و شان کا اظہار ہے ۔ زندگی کی مختلف حالتوں اور صورتوں میں آپکا نمونہ ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور وہ نمونہ بھی کامل نمونہ بہترین نمونہ۔

لاریب آپؐ کی زندگی انسان کی شگفتہ اور نشو و نما یافتہ اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونہ بہم پہونچاتی ہے ایک مصلح (ریفارمر) ایک قوم بنانے والا ایک ملٹری کمانڈر (جنگی سپہ سالار) ایک غیر قوموں سے برتنے کے آداب کی معرفت کا عارف۔ ایک شوہر ایک باپ۔ ایک عظیم الشان دوست۔ ایک لیکچرار۔ ایک محب وطن۔ ایک بنی نوع انسان کا سچا خیر خواہ۔ ایک فیاض و جواد انسان۔ ایک قادر علی الانتقام ہوکر عفو کر دینے والا۔ ایک سلطان ذی شان۔ ایک منقطع الی اللہ درویش۔ غرض تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور انك لعلى خلق عظيم کا سچا مصداق ہے۔ اللھم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم

ہمارے

مخدوم و محترم واجب العزت حضرت **حکیم الامۃ** فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **لائف** پر بہت غور کرنا چاہیے۔ اور اسے بہت پڑھا کرو۔ لیکن کیا یہ ہماری **التجا** نا واجب ہو سکتی ہے اگر ہم حضرت حکیم الامۃ سے چاہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف شعبوں پر مختلف اوقات میں اپنی **وسیع واقفیت** اور **نکتہ رس** جواد طبیعت سے ہمیں اور ہمارے ناظرین کو کوئی گرانقدر ہدیہ عطا کریں۔

تاریخی نام کی ضرورت

ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب سمالی لینڈ بربرا سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے وہ اسکا نام تاریخی ۱۳۵۳ھ اور ۱۹۳۴ء رکھنا چاہتے ہیں نام ان کے نام کی طرز پر ہو۔ اُمید ہے کہ ہمارے بھائی فن تاریخ سے مذاق رکھنے والے مندرجہ بالا شرائط کا لحاظ رکھکر بہت جلد تاریخی نام سے اطلاع دینگے۔

اطلاع

منشی محمد خان صاحب مرحوم کے نام کا اخبار جاری ہو چکا ہے اب کوئی درخواست نہیں آنی چاہیے۔

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ و جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے تو صحابہ کی اولو العزمی انکی فراست صحیحہ اور وحدۃ و یک جہتی کی خواہش صادقہ کا پتا ملتا ہے اور یہ فعل انکا قابل تعریف ثابت ہوتا ہے مگر نادان معترض اسکو بھی اعتراض سے خالی نہیں چھوڑتا۔ سچ ہے۔ ؏

عیب نماید ہنرش در نظر

کا معاملہ ہے

پھر قرآن شریف چونکہ حکیم خدا کی کتاب ہے اور وہ انسانی قوی اور انسانی ضرورتوں کے علم پر حاوی ہے اس لیے وہ ایک اصل کو تو قائم رکھتا ہے ضمنی امور کو اس حد تک جہاں تک انسان کی جائز ضروریات کا تعلق ہے چھوڑ دیتا ہے یا یہ کہو کہ وہ کوئی حکم ایسا پیش نہیں کرتا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور وہ اسکی تعمیل ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ صاف فرمایا لا يكلف الله نفسا الا وسعها

مجھے اس موقعہ پر قرآن کریم کی عظمت اور کمال کے سامنے روحمیں ایک وجد محسوس ہوتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے پر یہ ہی زبردست دلیل نظر آتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی ایک بڑی قوم جو آج اپنی دانش اور سمجھ پر اتراتی ہے اپنی ایجادوں اور صنعتوں پر ناز کرتی ہے اپنی ہدایت نامہ کو بکلی چھوڑ بیٹھے ہیں محض اس لیے کہ اسکی تعلیم ناممکن العمل ہے۔ اور وہ ایسی تعلیم ہے جس کے معلم کی نسبت تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ **انسانی قوی** کی حقیقت سے بالکل ناواقف اور ناآشنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے کسی حصہ اور شعبہ کے لیے انجیل کی ہدایت نہیں مل سکتی۔

ایک شوہر۔ ایک باپ۔ ایک کمانڈر انچیف ایک قاضی اور جج۔ ایک سلطان جلیل القدر۔ ایک منتبل الی اللہ درویش۔ ایک مقنن۔ ایک جواد انسان تاؤ انجیل سے کیا ہدایتیں لے سکتا ہے ہماری گورنمنٹ مذہبا عیسائی ہے لیکن اگر وہ انجیل کے موافق عملدرآمد کرنا چاہے تو آج پولیس اور فوج کو الگ کرے۔ اور کوئی ہندوستان مانگے تو یہ دوسرے حصے سلطنت کے دینے کو طیار ہو جاوے۔ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے پر عمل شروع ہو تو آج انگلستان کا صفایا ہو جاوے۔ ملک کا امن چین خطرناک حالت میں پڑ جاوے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اسپر عمل نہیں اور عملی طور پر

یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ انجیل ہدایت نامہ نہیں ہے

اور وہ انسانی زندگی کی ضروریات سے ناواقف شخص کے خیالات ہیں +

غرض

یہ ذکر تو ذوق بیان کی وجہ سے درمیان آ گیا میں یہ بیان کرنا چاہتا تھا کہ قرآن شریف چونکہ اللہ علیم و حکیم کی کتاب ہے اس لیے وہ انسانی ضرورتوں اور انکی مجبوریوں کا پورا علم اور فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے اور انسان چونکہ متمدن ہے بعض اوقات اسکو مشکلات پیش آ جاتے ہیں اور وہ ہر دم اس سرکار میں حاضر رہنے سے معذور ہو سکتا ہے۔ اس لیے معمولی دوری کو انقطاع کلی کا موجب نہیں ہونے دینا چاہیے۔ جس قدر دور ہوتا جاتا ہے اُسی قدر سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور کثرت استغفار نہ ہو۔ اس لیے انقطاع کلی سے بچانے کے لیے حکم دیا ہے۔

ما كان لاهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله الآیۃ

یعنی اہل مدینہ اور اس کے اردگرد رہنے والوں کا یہ کبھی حال نہ ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص کام میں توجہ کریں تو یہ اپنی جگہ سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کے خلاف ورزی نہ کریں۔

انبیاء و مرسلین کے کام اللہ تعالیٰ کے اشارے اور ایما کے ماتحت ہوتی	انسان سمجھ نہیں

ہیں اور ان میں باریک در باریک اسرار اور غوامض ہوتے ہیں موٹی عقل سے دیکھنے والوں کی نظر میں ممکن ہے کہ ایک فعل مفید معلوم نہ ہو لیکن دراصل اس میں مآل کار قوم اور ملک کے لیے ہزاروں ہزار مفاد اور بہتریاں ہوتی ہیں تو یہ اسکی حماقت ہوگی اگر اسپر اعتراض کر دے۔

نادان انسان ہر فعل کی علت غائی اور ضرورت کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ اسکے لیے ضروری ہے کہ یہ ہر ایک فعل کی علت غائی ہی سوچتا رہے۔ ایک کیکر کے درخت کو جو اس قدر کانٹے لگائے۔ اور شیشم یا آم کے درخت کو ایک بھی کانٹا نہ لگایا۔ اب اگر ایک احمق اعتراض کرے کہ یہ کیا کیا کیکر کے درخت کو کانٹے کیوں لگائے اور دوسرے کو کیوں نہ لگائے یہ اسکی نادانی ہوگی یا نہیں؟ اسکی مصلحت اور ضرورت کو تو وہی خدا سمجھتا ہے جسنے کیکر اور آم کو بنایا ہے دوسرا کیونکر اسے سمجھے + اسی طرح پر انبیاء ؑ کے افعال و حرکات جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اللہ تعالیٰ کے خفی و جلی احکام اور اشارات کے ماتحت ہوتے ہیں بعض اوقات ان کے افعال عام نظر میں ایسے دکھائی دیتے جاتے ہیں جو دوسروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ مگر درحقیقت درست اور صحیح وہی ہوتا ہے اب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ بدر کے جنگ میں تین آدمی مخالفوں کی طرف سے نکلے ہیں اور تین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکلے ہیں کوئی کہے کہ تین مقابلہ میں ڈیڑھ کافی تھا آپ نے تین کیوں بھیجے یہ جھ کے لیے کافی تھے؟ مگر وہ بڑا ہی احمق اور نادان ہوگا جو یہ کہے کہ یہ کارروائی غلط تھی۔

یاد رکھو

خدا تعالیٰ کی مرسل مخلوق کو اپنی فراست پر قیاس نہیں کر لینا چاہیے۔ اسی لیے فرمایا کہ خیر القرون کی مخلوق کو تخلف جائز نہیں ہے۔ خواہ اس میں مصائب اور مشکلات ہی پیدا ہوں اور ہوتے ہیں مگر جب وہ اپنا کام اسپر مقدم نہ کریں گے تو کیا یہ تکالیف اور مصائب اکارت جائیں گے؟ کبھی نہیں! سنو!

ذلك بانهم لا يصيبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة فى سبيل الله ولا يطئون موطئا يغيظ الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين +

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سفر میں پیاس لگتی ہے موقع پر پانی نہیں ملتا۔ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے تکان یا تکالیف ہوتی ہے ایسا ہی سفر میں ممکن ہے کہ روٹی نہ ملے یا ملے تو وقت پر نہ ملے اس قسم کی صدہا قسم کی تکلیف ہوتی ہے اس قسم کی تکالیف اور مشکلات اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں اور یا دشمن سے کوئی فائدہ حاصل کرے ۔ غرض حضور الٰہی میں انکا ثمرہ ضرور ہوتا ہے اور انکو ذمہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ خدا چونکہ شکور خدا ہے وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

باقی آئندہ

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر ۳

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۹

ڈاکٹر آر۔ اے۔ کسٹ۔ ایل۔ ایل۔ ڈی نے برٹش انجمن میں بمقام ایسوچ پادریوں کو مخاطب بنا کے یہ بیان کیا تھا ’’اگر غیر ممالک کے لوگ انگلستان میں چلے آئیں اور عرب مسلمان ویسٹ منسٹر کے پاس ایک حصہ زمین پر قبضہ کر کے ایک مسجد بنا لیں اور بڑے بڑے مینار بنا کے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کریں تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں آیا اہل لندن کی کیا کیفیت ہو گی اور وہ انہیں کس نظر سے دیکھیں گے۔ لوگ دوڑ پڑینگے پولیس دست اندازی کرے گی کہ مہذب سرزمین میں یہ کیا غل مچا رکھا ہے اور ان بیچاروں کا دم بھر میں نیا پانچا کر دینگے۔ پھر اس انگریز کا کیا علاج ہے جو چین میں جاتا ہے عیسائیت کے پھیلانے کی تدبیر کرتا ہے تو وہیں ایک بلند مقام پر ایک گرجا بناتا ہے اور اس مقدس زمین کو جسکو چینی پرستش کرتے ہیں اسطرح ناپاک کرتا ہے۔ اگر چینی وقتاً فوقتاً فساد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی شیطانوں سے سخت خطرناک طریقہ سے انتقام لیں تو کیونکر نازیبا ہو سکتا ہے وہ دول خارجہ کے لوگوں کی موجودگی نہیں چاہتے اور غیر مہذب غیر ملکیوں کو اپنے درمیان رہنے دینے کی انھیں مطلق ضرورت نہیں ہے۔‘‘

مسٹر ن۔ جے اسکاٹ نے ۱۵ر جولائی کے پایونیر میں ان لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت پر مذکورہ بالا اعتراض کرتے ہیں اور لکھا تھا کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ تمدن اور تہذیب نے ترقی کی ہے۔ انجیل مقدس ہی نے رومۃ الکبریٰ کو بچا دیا ہے اور یورپ میں اسی سے زندگی پیدا ہوئی ہے‘‘ اسحاق جیکسن صاحب تحریر فرماتے ہیں جس شخص نے فاضل مصنف گبن کی تاریخ ’’ ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر‘‘ اور موشیم صاحب کی تاریخ عیسائیت کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ پادری صاحب مذکور فرماتے ہیں غلط ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جب رومۃ الکبریٰ میں عیسائیت قائم ہو کے یورپ میں آئی ہے اسوقت اس کی کیا کیفیت تھی۔ زاہدوں اور راہبوں نے تمام جنگلوں کو اپنے غلیظ صومعوں سے بھر دیا تھا یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور انکے بدن پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے ہزاروں بلکہ لاکھوں راہب کتوں کی طرح گھومتے پھرتے تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بادشاہت کی بشارتیں دیتے تھے اور انکو برباد کر رکھا تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ خداوند مسیح کے سچے پیرو موجود تھے اور ان کے پاس انجیل مقدس بھی انھوں نے تمام دنیا کو درہم برہم لت پت کر دیا۔ تثلیث کے بلچا بلکے لیے لاکھوں آدمیوں کا صفایا ہو گیا۔ وہ لاکھوں آدمی شہید ہوئے جو بیچارے یہی نہیں جانتے تھے کہ خداوند مسیح کون ہے اور آسمانی بادشاہت کہتے کسے ہیں۔ اسی کم بخت عیسائیت نے یورپ کے چار لاکھ عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا اور انپر جادوگرنی کا الزام لگایا گیا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے ’’جادوگرنیوں کو زندہ نہ چھوڑ۔‘‘ اب ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیے کہ موجودہ مسیحی مورخ عیسائیت کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کیپتن ٹیلر اسلام کی نسبت جیسے لارڈ سالیسبری ایک خالص مگر الوہیت میں مغالطہ رکھنے والا مذہب پر یہ رائے دیتا ہے۔ جبکہ اسکو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے بت پرستی۔ جنات پرستی مخلوق پرستی یعنی جاندار اور غیر جاندار چیزوں کی پرستش۔ مردم خوری۔ انسانی قربانی اطفال کشی۔ جادوگری فوراً دور ہو جاتی ہیں باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں نجاست کی جگہ صفائی ہو جاتی ہے۔ اور وہ ذاتی شرف اور سلف رسپکٹ حاصل کر لیتی ہیں مہمان نوازی ایک مذہبی فرض ہو جاتا ہے اور شراب خوری بہت کم رہجاتی ہے اور جوا متروک ہو جاتا ہے۔ بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کے ناجائز میل جول بند ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کی پاکدامنی نیک خصلت خیال کیجاتی ہے۔ محنت کاہلی کی جگہ حاصل کر لیتی ہے ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کر لیتا ہے انتظام اور پرہیزگاری پھیل جاتی ہے۔ خاندانی خصومتیں اور جانوروں اور غلاموں پر بیرحمی کا امتناع ہو جاتا ہے۔ انسانیت اور مہربانی اور یگانگی کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور بندہ گری ٹھیک طور سے ترتیب دیجاتی ہے۔ اور ان کی برائیاں کم کی جاتی ہیں۔ کل دنیا میں اسلام سب سے زیادہ قوی گروہ شراب نہ پینے والوں کا ہے اور **بمقابلہ اسکے یورپ کی ترقی سے گویا شراب خوری اور گنہگاری کا پھیلاؤ اور اسکی جگہ قوم کا تنزل مراد ہے** حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جس میں پڑھنے اور لکھنے کا علم۔ عمدہ لباس پہننا۔ ذاتی صفائی۔ راستگوئی اور سلف رسپکٹ (شرف ذاتی) شامل ہیں اُسکی برائی زدگی اور تہذیب پھیلانے کے اثر عجیب ہیں۔

پھر سر ہنری بارڈ بمقام شوستری بابت یہ لکھتے ہیں۔ یہ شہر ایران کا ہے اور اسلامی تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے نہایت خوش و خورم اور صاف رہتے ہیں اسکے لکھنے کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک جملہ لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ’’ چونکہ **یہاں عیسائیت نہیں ہے اسلیے یہ ساری سرسبزی اور صفائی** دکھائی دیتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں شراب کی دکانیں نہیں اگر عیسائیت ہوتی تو **ضرور مے فروشی ہوتی جب مے فروشی ہوتی تو اس خوشنما شہر کے باشندوں کی سرسبزی مٹ جاتی**

افسوس ہم انگریز نہ صرف اپنے ملک ولایت کو برباد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں بربادی بخش عرق منشی کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں یا رک کا متوفی آرک بشپ لکھتا ہے

ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کو بے یار و مددگار بچوں کے آگے بربادی کا ایک پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا ہے۔ انگلستان کا جن اقوام سے سابقہ پڑا ہے انھیں اسنے قعر ذلت میں پھنسا دیا ہے اور سبکو شراب کا عادی بنا دیا ہے ہم اس قومی بربادی کے الزام سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے۔

مسٹر چارلس واٹس کہتے ہیں کہ اس سے ہم نہیں انکار کر سکتے کہ پادریوں کی کوشش کے پیچھے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ نیکی بھی ہے اصل میں انکا منشا زیادہ تر عیسائی بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا منشا کچھ اور **ہے اور وہ صرف جہانداری کا سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔**

کلیفورنیا ایک عمدہ یادگار پادریوں کی فتوحات کی موجود ہے تمام یورپ کے پادریوں کی مشنوں کو میں **تعصب و سراسر دھوکا اور جہل مرکب سے بھرا ہوا** سمجھتا ہوں **انکی تاریخ انسانی خونریزیوں سے بھری ہوئی ہے** اور ساتھ ہی سراسر بدمعاشیوں سے پُر ہے۔ انھوں نے ہمیشہ قومی ترقی کے انہدام میں کوشش پیدا کر دیا ہے اور خدا کی مخلوق کے لیے ان پادریوں کی مشن زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہے۔

یہ انتخاب پایونیر کا ایک ہی مہینہ کے بعض پرچوں کا ہے اور اگر پایونیر کا مکمل فائل ٹٹولا جاوے اور ہمیں آزاد منش اور اہل الرائے یورپین اہل قلم کے ان مضامین کی پڑتال کی جاوے جو انھوں نے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریکوں اور ان کی کارستانیوں کے متعلق لکھے ہیں تو شاید صفحوں کے صفحے نکل آئیں۔ اور ان رسالوں اور کتابوں کو بھی اگر جمع کر لیا جاوے جو یورپ کے آزاد خیال لوگوں نے مشنریوں کے متعلق لکھے ہیں تو ہم بلامبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ کئی سال تک انکا انتخاب الحکم کے سارے صفحوں میں ہفتہ وار دینے سے بھی ختم نہ ہو۔

تاہم اس انتخاب میں جو ہم نے پایونیر سے دیا ہے اور خود اس کے کالموں میں یہ فقرات موجود ہیں صاف طور پر ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ اگر کوئی مذہبی تحریک خطرناک اور بری ہو سکتی ہے تو وہ صرف صرف عیسائیوں کی مذہبی تحریک ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پایونیر خود عیسائی ہے اور وہ اسے خطرناک نہیں کہہ سکتا! پھر بھی اگر مذہبی تحریک نفس الامر میں بری شے ہے تو ہماری پایونیر کی واجب الرحم حالت پر افسوس آتا ہے مذہب حقہ کی تحریک کبھی بری نہیں ہو سکتی بابا۔ وہ تو بنی نوع انسان کے لیے ایک رحمت اور سراسر برکت ہوتی ہے۔ اور جس قدر زور سے وہ تحریک پھیلے اسیقدر ملک میں امن اور تہذیب پھیلتی ہے۔

اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہی غرض اور غایت ہے کہ وہ دنیا کو اس مذہب کے نیچے لانا چاہتا ہے جو وحشیوں کو انسان اور پھر مہذب اور با اخلاق انسان اور پھر اس سے باخدا انسان بنا سکتا ہے۔ اگر یہ تحریک خطرناک ہو تو پھر یاد رکھو کہ

دنیا میں کوئی تحریک مفید نہیں

اسقدر ذکر تو مذہبی تحریک کے متعلق تھا اور یہ پایونیر کو معلوم کرا دیا گیا ہے کہ مشنریوں کی مذہبی تحریک سے بڑھ کر کوئی خطرناک تحریک نہیں پس اس کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان مشنریوں کے سلسلوں کو بند کرائے اور اگر گورنمنٹ یا پایونیر اس میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتے اور نہیں کر سکتے تو اسکی ایک اور بھی راہ ہے۔ پایونیر خاموشی کے ساتھ دیکھتا رہے کہ عیسائی مذہب کا تنزل اگر نیکو ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ یورپ کی مہذب دنیا بڑی نیاز مندی کے ساتھ اسلام کی مقدس ہدایتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والی ہے اور عیسائیت کے اصولوں اور عقائد سے متنفر۔

اور جب مغرب میں یہ انقلاب ہو گیا تو پھر سارے درازریش پادریوں اور مشنریوں کو اپنی صف خود لپیٹنی پڑے گی۔ اور ضرور لپیٹنی پڑے گی۔

باقی آئندہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کی موت

گورکل کے لالہ منشی رام نے اپنے اخبار مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲ پر ایک عجیب بات لکھی ہے جو حقیقت میں واقعات پر مبنی ہے اور جس سے ہم وہ عظیم الشان نتیجہ نکالتے ہیں جو اس نوٹ کے عنوان میں دیا ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ مسٹر ہربرٹ سپنسر کی موت کا حال لکھتے ہوئے لالہ صاحب رقمطراز ہیں کہ ایک ہندوستانی شریف نے مسٹر سپنسر کی تعلیم کے لیے انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک ہزار پونڈ ان کی یادگار میں ایک خاص لیکچروں کا سلسلہ جاری کرنے کے لیے نذر کیے۔ اب ہم عصر ایڈووکیٹ لکھنؤ کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ وہ شریف ہندوستانی پنڈت شیام جی کرشن ورما تھے اور آگے چلکر کہا ہے کہ کہاں وہ زمانہ کہ شری سوامی جی دیانند جی مہاراج کی کرپا سے پنڈت شیام جی کرشن معمولی حالت سے سنسکرت کے فاضل بنے ولایت جاتے ہوئے اپنے گرو سے رخصت ہونے آئے اور کہاں یہ زمانہ ہے کہ پنڈت شیام جی آریہ سماج کے لیے بیگانہ اجنبی بن گئے۔ ... واقعہ آریوں کی خاص توجہ کے لائق ہے

میری رائے میں اصلی باعث ایسے وقوعات کا یہ ہے کہ آریہ سماج کے اندر مقناطیسی طاقت سے اپنی طرف اعلیٰ دماغ آدمیوں کو اپنی طرف کھینچنے والی کوئی زبردست آتمک (روحانی) شخصیت موجود نہیں۔

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے یہ خاص توجہ کے قابل ہیں۔ کیا اس فقرہ سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ آریہ سماج میں **روحانی کشش** والا جزو موجود نہیں ہے؟ یقیناً صاف لفظوں میں اسکے یہی معنی ہیں۔ اور جب کوئی صاحب کشش موجود نہیں پھر آریہ سماج کی موت میں کیا شبہ باقی ہے کسی قوم اور مذہب کی زندگی کی اصل روح وہی **پاک وجود** ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے ایک **جذب** اور **کشش** کی قوت لیکر آتا ہے وہ اپنی مقناطیسی قوت اور کشش سے سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے پھر اپنے پاک انفاس سے ان میں قوت قدسی کی سٹیم پیدا کرتا ہے جس سے ان میں سعادت اور رشد کی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں۔ اسوقت دنیا کے تمام مذاہب اس اصل زندگی کی بنا پر مر چکے ہیں بجز **اسلام** جس میں خدا کا برگزیدہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی **روحانی کشش** کے اعلیٰ نمونے دکھلانے کو موجود ہے جسنے صرف صرف اسی ایک پہلو سے (علاوہ دلائل و براہین ساطعہ) کل ملتوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اسلام کو سب ادیان پر غالب کر دکھایا ہے اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلہ کے لیے آسمانی امداد و برکات اور اپنے مذہب کے زندہ نشانات کا ثبوت دینے کو نکلے۔ پس اے **احمدی قوم!** تجھے مبارک ہو کہ تیرا **امام** وہ **لانظیر** ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کی ساری ملتیں ہلاک ہوگئی ہیں اور خود اب تو وہ پکار اٹھی ہیں کہ ہم میں کوئی روحانی کشش والا پاک وجود نہیں۔ کیا اب بھی کوئی منکر رہے گا کہ

مسیح موعود کے پاک وجود نے اسلام کو کل دینوں پر غالب کر دیا ہے؟

اللھم ایّد الاسلام بالامام الحکم العادل

بلبلا مژدہ بہار بیار

فرانس میں ایک مسودہ پیش ہے یعنی ایک قانون طیار ہونے والا ہے کہ کسی مذہبی جماعت کو کسی قسم کی مذہبی تعلیم کی اجازت نہ ہوگی ان واقعات سے کیا سبق ملتا ہے؟ یورپ کی حالت کا کیسا پتہ لگتا ہے؟ یورپ جو بخیال (فاسد) خویش تہذیب اور شائستگی کا سرچشمہ بنا بیٹھا ہے اسکی یہ حالت ہو رہی ہے کہ مذہبی تعلیم کو قانوناً روکنے کے واسطے فرانس کی سلطنت کوشش کر رہی ہے کیسا زمانہ ہے مذہب کی اشاعت مذہبی اصولوں کی پابندی بجائیکہ انسانیت کو پیدا کرنے والی اور تہذیب و شائستگی کے پھیلانے والی ہے قانوناً روکی جا رہی ہے۔ جب دنیا کی حالت اسدرجہ پر پہونچ چکی ہے تو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ مغربی قوموں میں حق کی اشاعت کے لیے اور اسلام کی خوبیاں ذہن نشین کرنیکے لیے **خدا کا مامور** دنیا میں آتا؟ ضرور تھا کہ وہ آتا اور وہ **مسیح موعود ہی ہوتا** کیونکہ اس کی روحانیت اسوقت جوش میں ہے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے لیے کیسی خوش کن اور مبارک خبر ہے کہ جیسے دجّال کے پگھل جانے کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کیا اب وہ وقت نہیں آگیا کہ اسطرح دجال پگھل جاوے۔ یہ مسیح موعود کی توجہ کاملہ کا اثر ہے کہ ممالک یورپ کے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں عیسویت کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ **ایسے قوانین کی ضرورت** دراصل عیسائی مذہب ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ اس سے انسان کی اخلاقی اور روحانی اور ذہنی ترقیاں مسدود ہوتی ہیں۔ پھر اگر اس طرح پر مذہبی تعلیم کو نہ روکا جاوے تو کیا کیا جاوے۔ یہ ساری باتیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کامیابی کی بشارتیں ہیں جو مغرب سے آرہی ہیں اور اب وہ وقت قریب ہے کہ **آفتاب مغرب سے طلوع** ہو اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے۔

الامراض تشاع و النفوس تضاع۔

خدا کے جری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے یہ وحی ہو چکی ہے اور اس کا ثبوت دنیا کے مختلف حصوں کے حالات سے اطلاع رکھنے پر کافی مل رہا ہے حال میں شکاگو کے ایک تھیٹر میں تماشے کے موقع پر آگ لگی ۱۳۰۰ کے قریب تماشائی تھے جو اس رستخیز میں بیتابانہ دروازہ کیطرف دوڑے اور لڑ بھڑ کر نکلنے کی کوشش میں پامال ہوگئے۔ عجیب افراتفری پڑی ہوئی تھی الامان! ۵۷۴ اموات اور ۵۰ مجروحین کا اندازہ ہوا جنمیں سے بیشتر جاں بلب تھے عورتیں اور بچے بہت ضائع ہوئے سیڑھیوں کے نیچے لاشوں کا انبار لگ گیا اوپر تلے ۱۲-۱۲ نعشوں کے ڈھیر لگے دیکھے گئے شور و غل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی آگ سے بدرجہا زیادہ نقصان بھاگ دوڑ سے پہونچا۔ امداد کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ مقتولین آتش زدگی کی تدفین تین دن تک ہوتی رہی۔ شہر بھر ماتم زدہ سیاہ پوش ہے تمام پبلک مقامات اور دوکانیں بند ہیں مجلس تحقیقات آتش زدگی کی رپورٹ پر ۱۹ تماشہ گھر بند کر دیے گئے۔ **وقنا ربنا عذاب النار**

مختون آریہ اور مختون عیسائی

لودھیانہ میں ایک مختون عیسائی نے مختون آریہ سنت شدہ برہمچاری عبد الغفور بی اے کے متعلق مندرجہ ذیل تحریر شائع کی ہے جس میں بالآخر اس سے خواہش کی ہے کہ وہ عیسائیوں سے ملکر اپنی تسلی کرے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیحیوں کے پاس تسلی کی کیا راہ ہے **ملعون** کے ساتھ ملکر **لعنت** کے سوا کیا مل سکتا ہے؟ ہاں اگر عیسائی باش و ہرچہ خواہی کن کا سبز باغ اسے دکھانا ہے تو یہ جدا امر ہے۔ مختون آریہ نے **نیوگ** کے متعلق جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں اسکو اسٹڈی کر رہا ہوں کیا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ تجربہ کر رہے ہیں یا سرے سے نیوگ کے متعلق کوئی رائے ہی قائم نہیں کی خوب! آریہ بننے کو تو بہت جلد طیار ہو گئے مگر ابھی مسائل سے پوری واقفیت کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ چہ خوش!

وہ مراسلت یہ ہے۔

اس مختون آریہ نے ۱۱۶ اعتراض قرآن کی تعلیم پر کیے ہیں۔ سو اُن کا جواب مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ سنا ہے کہ مولوی نور الدین بھیروی لکھ رہے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس کا جواب ترک اسلام شائع کر دیا ہے جسکی قیمت ۲ روپے ہے) مجھے صرف ایک بات انکی نسبت کہنی ہے جو کہ دیباچہ کے صفحہ ۹ میں لکھی ہے یہ مختون برہمچاری تحریر فرماتے ہیں "کہ میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجہ میں پایا۔ بائبل اور عیسائیت کو اس سے اوپر اور کئی درجہ اوپر اور بہتر پایا۔ میں عیسائیت کو قبول کر لیتا۔ اگر عیسائیت کی دو تلثیں معہ چند دیگر واہیات کے میرے راستے میں روک نہ بنتیں"۔

لاریب تثلیث کا مسئلہ ایک سخت ابدی چٹان ہے تاہم کروڑہا لوگ مانتے ہیں جنکی آنکھیں خدا نے کھولی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ بلاتحقیق و تفتیش مختون برہمچاری نے اُسکو رد کیا۔ محققوں کا کام نہ تھا کیا انھوں نے کسی مسیحی مشنری یا کسی ایسے مسیحی سے جو محمدیوں سے مسیحی ہوا ہے اسکی بابت دریافت کیا۔ سخت افسوس ہے کہ بلاتحقیق انھوں نے اسلام کو چھوڑا ایسے زود باش شخص پر نامختون آریوں کو فخر ہو تو ہو۔ کیونکہ ملاقات کے وقت جب میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ تناسخ اور نیوگ کی بابت آپ کی کیا رائے ہے تو جواب دیا۔ کہ ابھی میں اسکی اسٹڈی کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کی۔ کہ پھر تو بہت دانائی آپ نے نہیں کی۔ کہ بغیر کامل تسلی کے آپ نے اسلام کو خیرباد کہکر آریہ دھرم قبول کیا۔ اسلام میں کیا نقص پایا۔ جواب دیا کہ گوشت خوری۔ ان کی لیاقت پر مجھے ایک **لطیفہ** یاد آیا جو ناظرین کے مذاق کی خاطر لکھتا ہوں۔ جو حسب حال مختون برہمچاری سکے ہے

لطیفہ ایک جولاہا رات کو کسی ساہوکار کے گھر چوری کو گیا اسباب کی گٹھڑی باندھ کر دیوار پر جو کودنے لگا تو گٹھڑی اندر گر گئی اور آپ دیوار کے باہر گر گیا اور بھاگ گیا۔ صبحکو پولیس اور لوگ اکٹھے ہوگئے کسیکو پتہ نہ لگے کہ چور کس راستہ آیا اور کیوں کر گٹھڑی چھوڑ کر چلا گیا۔ چور جولاہے نے دیکھا کہ لوگ کس قدر حیران ہیں تو کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چور اس راستہ سے اندر کودا اور اسباب نکالکر باہر صحن میں گٹھڑی باندھی۔ اور اس راستہ دیوار پر چڑھا جوں باہر کودنے لگا تو گٹھڑی اندر اور میں باہر۔ بعینہ یہی حال اس مختون آریہ برہمچاری کا ہے مجھے تو ان کے حال پر سخت افسوس ہے کہ گڑھے سے نکلکر کنوئیں میں گر گیا۔ کاش کہ اب بھی مسیحیوں سے ملکر اپنی تسلی کرے۔ اگر تسلی نہ ہو سکے تو پھر وہ بری الذمہ ہوں گے۔ تحقیق تو فرض ہے

تفسیر القرآن

کا ماہواری نمبر جنوری ۱۹۰۱ء سے ان شاء اللہ العزیز شائع ہونا شروع ہو کر جو الحکم کے ۴ نمبر کے ساتھ روانہ ہوگا۔ اور جلد ۲ کا پہلا نمبر قرار دیا جائیگا

ہم اور ہمارے ناظرین

اس عنوان کے نیچے ہم اپنے ناظرین کے متعلق اہم اور قابل اشاعت امور کا تذکرہ کیا کرینگے - ایڈیٹر

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

ایک قابل قدر دوست اُٹھ گیا

ہمارے ناظرین نواب عماد الملک فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ سابق ہوم سکرٹری حیدر آباد دکن کے نام سے عموماً واقف ہونگے آج ہم آپ کے انتقال کی افسوسناک خبر ناظرین الحکم کو سناتے ہیں جو ۱۳ر جنوری ۱۹۰۶ء بمقام لکھنؤ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نواب صاحب موصوف کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے پورا تعلق اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی محبت تھی۔ آپ دسمبر ۱۹۰۰ء میں کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہونے سے پہلے دارالامان تشریف لائے تھے اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کو شرف نیاز کا پہلا موقع ملا + نواب صاحب جیسے انسان کا جس نے اس زمانہ کی مہذب سوسائٹی میں نشو و نما پایا ہو اور انگریزی طرز معاشرت اور طریق بود و باش اختیار کر رکھا ہو- قادیان جیسے مقام پر سفر کی صعوبتیں اور کوفتیں اُٹھا کر پہونچے بجز زبردست کشش اور اخلاص کے نہیں ہو سکتا + جن دنوں نواب صاحب آئے بارش کیوجہ سے راستہ اور بھی خراب ہو گیا تھا غرض ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۰ء کو حضرت حجۃ اللہ سے آپ ملے اور حضرت اقدس نے ان کے حسب حال ایک زندگی بخش تقریر فرمائی جو الحکم نمبر ۴ جلد ۵ میں شائع ہوئی ہے ہم چاہتے تھے کہ مرحوم و مغفور کے اس تذکرہ کے ساتھ ہی تقریر کو درج کریں مگر فی الحال ہم اسے ملتوی کرتے ہیں

نواب صاحب کو حضرت حجۃ اللہ کی شناخت کی توفیق کیسے ملی؟ یہ ایک عجیب راز ہے جس سے ہم اپنے ناظرین کو واقف کرنا ضروری سمجھتے ہیں

نواب صاحب موصوف سے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو جب بمقام قادیان گفتگو کا موقع ملا اور آپ سے یہاں آنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے فرمایا کہ **پایونیر** میں جب **بشپ صاحب لاہور** کے نام ایک چٹھی شائع ہوئی اور اسکو میں نے پڑھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ کوئی **معمولی اور زمینی انسان** نہیں ہو سکتا۔ جو اس قسم کی تحدی کر رہا ہے اور فوق العادت دعوت کر رہا ہے - اس نے **اسلام کے کمال حسن** کے اظہار کا وہ طریق اختیار کیا ہے جسکو کوئی آدمی خواہ کتنا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو اختیار نہیں کر سکتا مگر وہ جسکو براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق شدید ہو + پھر یہ معلوم کرکے انکی ایمانی قوۃ اور بھی بڑھی کہ جس شخص کے متبعین میں بڑے بڑے جلیل القدر فاضلوں اور لائق تعلیم یافتوں کے نام ہیں وہ صاحب کشش **انسان** ہو سکتا ہے - یہ باتیں انکو اس سلسلہ کی طرف متوجہ کر رہی تھیں کہ اتفاق سے انکو **سیرۃ مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام مرتبہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

نواب صاحب فرماتے تھے کہ اس کتاب کو **پڑھ کر میں ایسے شخص کے دیکھنے کے واسطے بیاختیار ہی تو ہو گیا**۔ اور اندر ہی اندر یہ جوش پیدا ہوتا گیا کہ اس **پاک وجود** کی زیارت سے ضرور مستفید ہونا چاہیے حقیقت میں یہ شخص مفتری اور کاذب نہیں کوئی بات اگر ہماری سمجھ میں نہ آوے تو یہ جدا امر ہے لیکن اس کے سچے ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا غرض سیرۃ مسیح موعود پڑھ کر انھوں نے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے خط و کتابت کی اور لکھنؤ میں جہاں وہ پریکٹس کرتے تھے حضرت اقدس کے کسی مرید کا پتہ پوچھا - اور اس تقریب سے ان کو حافظ ڈاکٹر خلیفہ **رشید الدین صاحب** اسسٹنٹ سرجن سے جو لاہور کے مشہور و معروف خاندان کے ایک درخشندہ گوہر ہیں ملاقات ہوئی - ڈاکٹر صاحب کے اخلاق پسندیدہ اور اطوار حمیدہ نے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اور بھی گرویدہ کر دیا۔ اور پھر انکو الحکم کے پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہا جو ان کے اس شوق کو بڑھاتا رہا - اور وہ کسی موقعہ کی تلاش میں رہے اور آخر دسمبر ۱۹۰۰ء کو دارالامان آئے اور جو کچھ اُنھوں نے سنا یا پڑھا تھا اور اس سے جسقدر جوش اور محبت پیدا ہوئی تھی اُس سے کہیں زیادہ یہاں پہونچکر فائدہ اُٹھایا - ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۰ء کی تقریر کے بعد آپ کو کوئی شبہ باقی نہیں رہا تھا۔

سید عبد اللہ صاحب بغدادی اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب سے انکی ملاقات ہوئی تو وہ سید عبد اللہ صاحب سے یہ سنکر بہت خوش ہوئے کہ مذہب شیعہ ترک کرکے احمدی مذہب اختیار کیا - پیر سراج الحق صاحب کہتے ہیں کہ سید عبد اللہ صاحب نے نواب صاحب مرحوم سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت اقدس کو کیسا پایا تو نواب صاحب نے عربی زبان میں کہا کہ یہ نبیوں جیسا اور اس کا کلام نبیوں جیسا ہے اور بیشک و شبہ صادق ہے - راست باز ہے۔

چونکہ کانفرنس میں شریک ہونا تھا اس لیے جلد تشریف لے گئے - اور پھر دارالامان آنے کے واسطے تڑپتے رہے اور بار با تلاش موقع میں رہے مگر افسوس کہ وہ یہ آرزو دل ہی میں لے گئے +

نواب صاحب موصوف کی ارادت اور عقیدت سلسلہ کے ساتھ بہت بڑھ گئی تھی دارالامان کی قومی ضرورتوں میں باضابطہ حصہ لیتے تھے الحکم کے ساتھ ان کو محبت تھی اور تفسیر القرآن مرتبہ خاکسار ایڈیٹر کے ساتھ تو انکو بڑا عشق تھا - تفسیر القرآن کے متعلق ان کے عجیب عجیب شوق سے بھرے ہوئے خطوط آتے تھے اور انھوں نے اپنے صوبہ کے ایک درجن سے زیادہ معززین اور رسوخ لوگوں میں الحکم اور تفسیر القرآن کی اشاعت کی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

غرض

مرنے والا اس سلسلہ کی محبت اور عقیدت میں فوت ہوا - آپ کی بیماری کے دنوں میں بھی دعا کے لیے خط پہونچا - مسٹر مہدی حسن صاحب نے بھی لکھا لیکن اُن کا وقت آپہونچا تھا اور وہ رخصت ہوئے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ **امام الزمان** کی شناخت کرکے مرے + چونکہ سب کے لیے یہ راہ درپیش ہے اس لیے اس سے کوئی چارہ نہیں اب مہدی حسن کے انتقال سے کچھ شک نہیں کہ ان کے دوستوں کا قابل قدر دوست اُٹھ گیا ان کے خاندان کا گرامی قدر ممبر جاتا رہا مسز مہدی حسن بیوہ ہو گئیں لیکن خدا کی مشیت یہی تھی اور ایسے وقت مشیۃ اللہ سے راضی ہو جانے والے اللہ تعالے کے فضل و کرم کے مستحق ہو جاتے ہیں - پس بجز اسکے اور ہمیں کیا مناسب ہو کہ رضا بالقضا کا نمونہ دکھائیں۔ ہم مسز مہدی حسن اور ان کے خاندان کے دوسرے ممبروں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ وہ بھی اس پاک سلسلہ سے اپنا پیوند جوڑ کر اپنی روحانی بہتری اور دائمی خوشحالی کی فکر کریں۔ اور جو تکمیل نواب صاحب مرحوم و مغفور نہیں کر سکے وہ پوری کریں - کیونکہ ان کو موقع اور وقت ہے - آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

پایونیر میں مندرجہ ذیل نوٹ مرحوم کے متعلق شائع ہوا ہے۔

نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ صاحب کے انتقال پر ملال جو ۱۳ر تاریخ مقام لکھنؤ میں ہوا جسقدر بھی افسوس کیا جائے تھوڑا ہے آپ صرف تین ہفتے بیمار رہے تھے - اور مرض خون میں زہریلے مادہ کا زیادہ ہونا تشخیص کیا گیا تھا - نواب صاحب مرحوم اپنے حیدر آباد کے تعلقات کی وجہ سے جہاں انھوں نے سر سالار جنگ ثانی کے پر آشوب زمانہ کے بعد نہایت حسن لیاقت سے کام انجام دیا ہمیشہ یادگار رہیں گے حیدر آباد میں سب سے اول آپ چیف جسٹس مقرر ہوئے جس کے لیے کیا بلحاظ اپنی انگریزی قابلیت اور کیا بلحاظ قانونی واقفیت وہ نہایت ہی مناسب تھے - جس زمانہ میں مرحوم چیف جسٹس تھے سردار عبد الحق کی برخاستگی کا جھگڑا پیدا ہو گیا - جس میں شمال و مغربی جماعت نے حیدر آباد میں وزیر اعظم سر آسمان جاہ کو اپنا موافق بنا رکھا تھا - اس جماعت کے گروہ مہدی علی (نواب محسن الملک) مشتاق حسین اور مہدی حسن تھے - اور اس جماعت کی کامیابی پر چیف جسٹس مہدی حسن مرحوم ہوم سکرٹری مقرر ہو گئے مگر اس کے بعد جب نواب سرور جنگ کا زمانہ آیا اور انھوں نے نظام دکن کے مزاج میں پورا رسوخ پیدا کر لیا - تو نواب مہدی حسن کی حالت [illegible] نواب فتح نواز جنگ مرحوم نے سرور جنگ کے مقابلہ کی کوششوں میں خود بھی نقصان اٹھایا اور نواب سرور جنگ کی علیحدگی کے ساتھ ہی ریاست سے علیحدہ کر دیے گئے ریاست سے علیحدگی کے بعد مرحوم نے اپنے دوست محسن الملک کی طرح اپنے وطن میں پرائیویٹ زندگی بسر کرنی شروع کر دی - مگر اس زندگی میں بھی ہمیشہ پبلک کاموں میں اپنا دلچسپی ظاہر کرتے رہے - اور اکثر بذریعہ انگریزی اخبارات مثل پانیر اور ٹائمز کے اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے۔

لارڈ سٹینلے عرف عبد الرحمٰن

لارڈ سٹینلے آف الڈرلی عرف عبد الرحمٰن جن کی وفات پر تمام ہندوستان اور انگلستان کے اخبارات متاسف پائے جاتے ہیں - دنیا میں پہلے مسلمان پئیر (PEER) یعنی خاندانی نواب تھے یہ صاحب گو اپنے دوسرے رشتہ داروں کی طرح رومن کیتھلک چرچ کے پیرو تھے مگر قسطنطنیہ میں چند روزہ بود و باش سے مسلمان سوسائٹی کے ساتھ تعلق رکھنے سے ان پر اسلام کا ایسا عمدہ اثر پڑا کہ وہیں عیسائیت کو ترک کرکے مذہب اسلام قبول کیا جس کے بعد ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا گیا - لنڈن کا اخبار مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ مرحوم گو مسلمان تھا لیکن اسکی فیاضی ایسی وسیع دامن تھی کہ پادری صاحبان جو بارہا اسکی اراضیات سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں - اُسے عرصہ دراز تک شکر گذاری کے ساتھ یاد رکھیں گے - جو بات لارڈ مرحوم مسلمانوں کے علاوہ جمیع ہندوستانیوں کی نظر میں بھی وقیع اور معزز ٹھہراتی ہے - وہ اسکی ہمدردی اور دلسوزی ہے کہ جو وہ ہمیشہ ہوس آف لارڈز

... وستانی معاملات میں ظاہر کیا کرتے تھے ... نے قحط فنڈ ہند میں لارڈ کرزن کی وساطت ... ایک معقول رقم عطا فرمائی ۔ اور ایک ... پاس پونڈ کا چیک ایک دوست کی معرفت ... غرض سے روانہ فرمایا کہ اس کا دو تہائی حصہ ... مظلوم کانسٹبل ترسنگ سنگ کو جو مقدمہ جنڑا ... میں پھنسا ہوا تھا ۔ اور باقی ایک تہائی اولٹنبیو ... رفاہ عام کام میں دیا جائے ۔ محمڈن یونیورسٹی کے فنڈ میں بھی چندہ دیا تھا ۔ ... میں پین اسلامک سوسائٹی کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن ۔ اور ایم ۔ اے ۔ او ۔ سی ایسوسی ایشن نے اس واجب التعظیم شخص کی وفات پر اظہار ہمدردی کے تار لیڈی سینٹلے کے نام بھیجے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء بروز منگل ۸ بجے صبح رضا آفندی امام سفارت ٹرکی نے حمید بے ترکی سفیر کی موجودگی میں رسوم تجہیز وتکفین ٹھیک شرائع اسلام کے مطابق ادا کیں ۔ جیسا کہ لارڈ مرحوم نے اپنے آخری ... میں خاص طور پر خواہش ظاہر کی تھی ۔ پین اسلامک سوسائٹی کے ممبر رسوم تجہیز وتکفین میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر چونکہ صاحب سکرٹری کو تدفین کی اطلاع بعد از وقت لگی تھی ... چند مسلمان ممبر جمع ہوئے ۔ اور غائبانہ ...

عیسائی بھیڑیوں کی کرتوت

تناولی میں چند مشنریوں نے ایک گڈریے کی ۱۲ سالہ دختر کو جبراً چھین لیا غریب گڈریا انصاف کا خواہاں بہت عرصہ تک عدالتوں میں مارا مارا پھرتا رہا مگر کسی نے اسکی داد فریاد نہ سنی آخر اُسنے تنگ آکر خود زبردستی سے لڑکی کو مشنریوں کے بیرحم پنجوں سے چھڑا لیا ۔ جسپر تمام مشنری آمادۂ فساد ہوگئے اور جب غریب گڈریے نے اپنے ڈیفنس میں ہاتھ اُٹھائے تو اسکو بطور ایک مجرم کے جیل خانہ کا منہ دیکھنا پڑا ۔ گو ہائیکورٹ سے وہ رہا ہوگیا مگر یہ رہائی ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے مقابلہ میں جو اُسے برداشت کرنی پڑیں ہیچ ہے ۔

(ایڈیٹر ۔ شاباش ! یسوع ناصری کے پیارو شاباش ! ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دینے کے وعظ کی منادی کرنے والو ! شاباش !! عیسائی ضرور بنایا جاوے خواہ انصاف تہذیب اور قوانین مذہب وملک کی کتنی ہی بے حرمتی کیوں نہ ہو ؟)

البشیر ایک چونکا دینے والی خبر دیتا ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلبا دیر ... چرچ مشن کا بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے ... طلباء سے بپتسمہ گوائے جاتے ہیں اگر نواب محسن الملک بہادر نے انتظام نہ کیا تو آئندہ ہفتہ تک ... حال کھول دینگے ۔ !

(ایڈیٹر ۔ اس راز کا افشا تو از بس ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ علیگڈھ کالج میں کیا ہو رہا ہے ۔)

ایک بشپ کی درگت

ولمیٹ صاحب جو چھوٹا ناگپور کے بشپ ہیں حال ہی میں چار عیسائیوں کو لیکر ایک گاؤں میں وعظ کرنے گئے ۔ مگر عیسائیوں نے دیہاتیوں کی ناراضگی دیکھکر بائیسکل پر سوار ہوکر گاؤں سے باہر ہوجانے لگے کہ چند باشندگان نے بشپ صاحب کو بائیسکل پر سے گرا کر لاٹھیوں سے خوب مارا سر اور بازوؤں پر سخت زخم آئے ۔

(ایڈیٹر ۔ دیہاتیوں کا سر تو پھرا نہیں تھا آخر کوئی امر اشتعال انگیز پیش آیا ہی ہوگا یا اُنھوں نے تجربہ کرنا چاہا ہوگا کہ یسوع کی تعلیم پر کہانتک عمل کرتے ہیں ۔)

دنیاء اسلام کی خبریں

جرائد کا انتخاب

مستعفی وزیر اعظم ایران کے خلاف جو فتوی مجتہدان ایران کی طرف سے کفر کا لگایا گیا ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ ان کا تعلق شاید فرقہ بابی کے ساتھ ہے ۔ قطع نظر اس کے کہ ایسا وزیر خطیر ایران کو ملنا محال ہے یہ لائق وزیر یورپ کی چالبازیوں کو خوب سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دولت ایران اور دولت عثمانیہ میں اتفاق قائم رہے اسکی علحدگی ایران کے حق میں نہایت مضر ہے اگر ایران بہت جلد اسکو واپس نہ لے تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا ۔ افسوس کہ ہر جگہ مذہبی مقتدا ہی کام خراب کرتے ہیں ۔ (روزنامہ پیسہ بحوالہ الراوی)

(اس خبر کا آخری حصہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ کل ممالک اسلامیہ کے مقتداؤں کی حالت بگڑ رہی ہے پھر ایسی حالت میں یہ کہنا کہ کسی ایسے امام کی ضرورت نہیں جو خدا سے تائید پاکر آئے سخت غلطی اور نادانی ہے ۔ ایڈیٹر)

مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد عبدہ کی واپسی یورپ پر بہت سے قصائد تہنیت کے لکھے گئے مگر خصوصاً شیخ عبدالحلیم ازہری کا قصیدہ قابل تعریف ہے اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے

وما المجد الا الاتباع لشرعنا
وما الشرع الا انه الناس تهتدی

واقعی انسان کے لیے سب سے بڑی فضیلت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ مذہب حقہ کا پابند ہو اور مذہب حقہ کی فضیلت یہ ہے کہ لوگ ہدایت پائیں

(ایڈیٹر ۔ اسلام کے کمالات اور خوبیوں کے اظہار کا اسوقت اکیلا ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی کی پاک ذات ہے کیونکہ ذکاء کا نمونہ اسلام کی پاک ہدایتوں کی اتباع کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج اس سے افضل انسان دنیا میں نہیں ہے ۔)

کابل میں اس خبر کو تازہ کیا گیا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان ہندوستان تشریف لائینگے لیکن ہز ہائینس نے اس امر کا اپنے کسی دربار میں بھی ذکر نہیں کیا اور اس خبر کی تصدیق سرکاری طور پر بھی نہیں ہوئی جبتک اس قسم کی خبریں موصول نہوں کہ سامان باربرداری وغیرہ کابل سے ڈاکہ کو آرہا ہے اسوقت تک امیر صاحب کے ہندوستان آنے کا یقین نہیں ہے ۔

مصری مسلمان جس قدر روپیہ سیونگ بنک میں جمع کراتے ہیں اُسپر سود نہیں لیتے اسلیے گورنمنٹ مصر نے خدیو معظم کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ سیونگ بنک کی امانتی رقوم کو تجارت میں لگا دیا جاوے اور ہر سال جسقدر منافع ہو وہ شرکا پر تقسیم کیا جاوے تو پھر غالباً کسیکو اس منافع لینے میں انکار نہ ہوگا ۔ مگر خدیو معظم اس سے کوئی بہتر عمل تجویز سوچنے کی فکر میں ہیں

نواح کابل سے گرانی غلہ کی شکایت آئی ہے امیر صاحب نے کوتوال کے نام حکم جاری کیا ہے کہ جسطرح ہو غربا کی مدد کریں ۔

(یہ دوسری آفت ہے جو اخوند زادہ عبد اللطیف کی شہادت کے بعد کابل پر آنے والی ہے ۔ ایڈیٹر)

ابو العلاء اور عمر خیام

عرب کا مشہور فلاسفر اور شاعر "ابو العلا" جس کا نام ابھی تک گمنامی کی حالت میں تھا ۔ اب اسے روشنی پر لایا گیا ہے ۔ ابو العلا سے تھوڑی ہی مدت بعد "عمر خیام" مشہور فارسی شاعر پیدا ہوا جس نے اپنے اشعار میں ابو العلا کا ڈھنگ اختیار کیا ۔ اور اُس نے ایسی شہرت حاصل کی کہ یورپ اس کی باتوں کو از حد قیمتی جانتا ہے اور کئی زبانوں میں اس کے اشعار کا ترجمہ کیا گیا ۔ حال میں ملک شام کے ایک مشہور ادیب اور شاعر امین آفندی جو آجکل ممالک متحدہ امریکہ میں اقامت پذیر ہے یہ محسوس کرکے کہ جو عزت آجکل یورپ میں عمر خیام کی ہو رہی ہے ۔ اس کا اصلی مستحق "ابو العلا" ہے کیونکہ عمر خیام نے فقط اس کے خیالات کو عربی سے فارسی میں ادا کیا ہے ورنہ ساری فضیلت ابو العلاء کو ہے ۔ ابو العلا کے اشعار کو انگریزی نظم میں ترجمہ کرنا شروع کیا ہے ۔ چنانچہ ایک حصہ کا ترجمہ چھپ بھی گیا ہے ۔ جسے دیکھکر مترجم کی اعلیٰ لیاقت اور قابلیت کی داد بیساختہ دینی پڑتی ہے کہ اس نے کسطرح سے عربی نظم کو انگریزی نظم میں ادا کیا ہے ۔ معانی اور مضامین ذرا بھی فرق نہ آنے دیا ۔ بلکہ اکثر مقامات پر ترتیب بھی وہی رہی ہے ۔ بطور نمونہ اجگہ ناظرین کی تفریح کے لیے اس عربی کی ایک رباعی معہ ترجمہ انگریزی ذیل میں درج کی جاتی ہے جس سے باقی کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے

والحمد والکبر ضدان اتفا قهما
مثل اتفاق فتاء السن والکبر
یجن تناقض هذا من ترابه فذا
واللیل ان طال غال الیوم بالقصر

Virtue and pride cannot each other greet.
As youth and age themselves can never meet.
When this one grows, the other shrinks and when,
The night is long, the day is not complete.

ایسے بیسیوں جواہرات عربی کے خزانوں میں ہیں کہ جن سے آج دنیا واقف نہیں ۔ مسز اینی بیسنٹ کی یہ نصیحت قابل قدر ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے ۔ ایسی عربی کتب کو انگریزی میں ترجمہ کردیں ۔ (پیسہ)

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال محنت اور عرق ریزی کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً اسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ ہے ۔ شیریں بیان ہے ۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں ۔ دلوں پر اثر کرنیوالی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہوچکی ہے ۔

خریداران الحکم والبدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۲ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جاسکتی ہے قیمت بلا جلد ۸ مع جلد ۸ پارہ دوم کی قیمت ۸ عم کے پارہ کی قیمت ۲

المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال ۔

درخواست خریداری بمقام تراوڑی آنی چاہییں ۔

خطبۂ عید الفطر

از حضرت حکیم الامۃ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

یہ رکوع جس کا میں نے ابتدا پڑھا ہے اُس رکوع کے بعد ہے جس میں رمضان اور روزہ کا تذکرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو نیک اعمال کے بجا لانے کی کیسی محبت تھی اور کلام اور اُسکے عجائبات پر آگاہی پانے کا کس قدر شوق تھا

روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بنتا ہے

اس سے پیشتر کے رکوعیں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی۔ شخصی ضرورت جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لیے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آجکل تو دن چھوٹے ہیں سردیکا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گذرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے اور جوانوں کو اسبات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی بیویوں کی کسقدر ضرورت پیش آتی ہے سخت گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ۔ برف۔ مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ داران کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اسلیے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہیں کہ انکو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ۔ پلاؤ قلیہ۔ قورمہ۔ فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے طیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ داران کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا کیوں؟ صرف اسلیے کہ اسکے مولا کریم کی اجازت نہیں۔

شہوت کے زور سے پٹھے پھٹے جاتے ہیں اور اسکی طبیعت میں سخت اضطراب جماع کا ہوتا ہے بیوی بھی حسین نوجوان اور صحیح القوی موجود ہے مگر روزہ دار اسکے نزدیک نہیں جاتا کیوں صرف اسلیے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالےٰ ناراض ہو گا۔ اسکی عدول حکمی ہوگی ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اسکی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولا کی رضا کے لیے وہ حسب تقاضا نفس اُن کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیا اسکو میسر نہیں اُن کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورت کیوں نہ ہو مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضا مندی کے لیے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور انکی پروا نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔

روزہ تمہارے لیے اس واسطے ہے کہ تقوےٰ سیکھنے کی تمکو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لیے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جنکو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے۔ صرف اس لیے کہ اس وقت میرے مولا کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔ تقوی کے لیے ایک جزئی بیان کی ہے آپس میں ایکدوسرے کا مال مت کھایا کرو۔

حرامخوری کے اقسام

حرامخوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے مگر وہ اپنا کام سُستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے اُسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اسی طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اُسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اُسے پسند کرے گا ہرگز نہیں۔ جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لیے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اسکے کاروبار میں ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت۔ دھوکا۔ فریب۔) سے اُسسے لینا چاہتا ہے تو یہ مال بھی مال بالباطل لیتا ہے۔ ایک طبیب ہے۔ اسکے پاس مریض آتا ہے

اور محنت اور مشقت سے جو اُس نے کمائی کی ہے اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار سے وہ دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اسکی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لیے اُسکا دل نہیں تڑپتا۔ اور عطار عمدہ دوا نہیں دیتا اور جو کچھ اُسے نقد ملگیا اُسے غنیمت خیال کرتا ہے یا پُرانی دوائیں دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہو گئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانیوالے ہیں غرضکہ سب پیشہ ور حتی کہ جوڑے چمار بھی سوچیں کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ انکی ضرورتوں پر انکو دھوکا دیا جاوے اگر وہ پسند نہیں کرتے تو پھر دوسرے کے ساتھ خود وہی ناجائز حرکت کیوں کرتے ہیں روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام بری عادتوں اور خیالوں سے انسان کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے اور تقوی حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مد نظر رکھکر مال لیوے اور اُنہی کے مطابق اُسکو شے دیوے۔

روزہ سے قرب الٰہی ہوتا ہے

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے اسی لیے اللہ تعالےٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن انکو چاہیے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے لعلھم یرشدون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اسکا ذریعہ خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ کی شان نزول۔

جب صحابہ نے دیکھا کہ ایک ماہ رمضان کی یہ عظمت اور شان ہے اور اس میں قرب الٰہی کے حصول کے بڑے ذرائع موجود ہیں تو انکے دل میں خیال گذرا کہ ممکن ہے کہ دوسرے چاندوں (مہینوں) میں بھی کوئی ایسے ہی اسرار مخفیہ اور قرب الٰہی کے ذرائع موجود ہوں وہ معلوم ہو جاویں اور ہر ایک ماہ کے الگ الگ احکام کا علم ہو جاوے اسلیے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دوسرے چاندوں کے احکام اور عبادات خاصہ بھی بتا دیے جاویں۔

ہلال و قمر کا تفاوت

یہاں لفظ اَھِلَّۃ کا استعمال ہوا ہے جو کہ ہلال کی جمع ہے بعض کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسری کے چاند کو اور بعض کے نزدیک ساتویں کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا

مہدی کی علامت

وہاں چاند کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ تاریخ کو ہوتا ہے اور اسکے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر ہیں اس سے کم زیادہ نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی سورج گرہن کے لیے بھی ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہے غرضکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں کے رو سے مہدی کی علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تصرف کرنے وہاں قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈالدیا ہے اور یہ اُن کی غلطی ہے۔

ہر ایک نیا چاند انسانی زندگی کی مثال میں ایک سبق دیتا ہے

صحابہ کرام کے اس سوال پر کہ اور چاندوں کے برکات و انوار سے ہم کو اطلاع دیجاوے اللہ جلشانہ نے یہ جواب دیا قل ھی مواقیت للناس والحج یعنی جیسے ماہ رمضان تقوےٰ سکھانے کی ایک شے ہے ویسے ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کے لیے ہی آتا ہے انسان کو چاہیے کہ نئے چاند کو دیکھکر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آیندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں اس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجا لانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اسکا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لیے اسکے تاجر کو بڑی ہشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اسکی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے کہ برف کی مثال ہے کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اسکا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے ۶۴۔ ۶۵ سال جب گذر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو وہ گویا سب کے سب گھاٹے میں گئے ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے تم انکو دفن کرکے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کی شناخت کرنے کی ہے اور نیا چاند تمہیں سمجھاتا ہے کہ وقت گذر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے۔ اب بھی کچھ کر لو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے ایک رواج ہو گیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے ایک لفظ ہی کافی ہے کسی نے نیکی کی طرف اشارہ کرکے

کہا ہے۔

شعر

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ توبس است

پس ان روزانہ موت کے نظاروں سے جو تمھاری آنکھوں کے سامنے اور تمھارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو۔ مطالعہ کرو اور خوب کرو کہ بچہ سے لیکر جوان اور بوڑھے تک اور بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ جسقدر جاندار چیزیں ہیں سب مرنے ہیں اور تمنے بھی ایکدن مرناہے بس وہ کیا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وقت کی کیسی قدر کرتے تھے کہ جب انکو ماہ رمضان کے فضائل معلوم ہوئے تو معًا دوسرے مہینوں کیلیے سوال کیا کہ قرب الٰہی کے اگر اور ذرائع بھی ہیں تو معلوم ہو جاویں۔

روح کا علاج ضروری ہے اور اسکا ایک ہی نسخہ ہے

میرے پاس بیمار آتے ہیں انکی اور انکی حالت پر حیران ہوا کرتا ہوں کہ جسم جسم کے آرام کے لیے یہ اسقدر تکلیف برداشت کرتے اور اخراجات اور مصائب سفر کے زیر بار ہو کر میرے پاس آتے ہیں انسے یہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو برسوں ضرور چھوڑ دینگے لیکن پھر بھی تھوڑے دنوں کے آرام پانے کے لیے ترک وطن کرتے ہیں عزیز و اقارب کو چھوڑتے ہیں اور انکی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جسطرح ہو تپ جلدی ٹوٹ جاوے لیکن روح کی بیماری کی کسیکو فکر نہیں ہے اسکے واسطے نہ کوئی تڑپ نہ رنج نہ الم۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد اعمال کے جواب دہ ہونگے اور یہاں بھی برابر ہوتے رہتے ہیں۔ آتشک والے مریض کو اسکے اعمال کی جو پاداش ملتی ہے وہی اُسے خوب جانتا ہے اسی طرح بد نظری اور بدکاری کی عادتیں جو پڑتی ہیں پھر انسان ہزار جتن کرے انکا دور ہونا بغیر خاص فضل الٰہی کے بہت مشکل ہوتا ہے اور اسکے بڑے بڑے دکھ دینے والے نتیجے اسے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور جسم کی ادنیٰ ادنیٰ سی ایذا کی تمام فکر ہے تو روح کا کیوں فکر نہیں کرتے۔ روح کی بیماریوں کی علاج کا ایک ہی نسخہ ہے جس کا نام قرآن شریف ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بدکار لوگ کہیں گے

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

کہ اگر ہم خدا کے فرستادوں کی باتوں کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے یہ حسرت انکو کیوں ہوگی صرف اسلیے کہ وقت اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب پھر ہاتھ نہیں آسکتا۔ بس روح کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ وقت کو ہاتھ سے نہ کھووے اور اس نور اور شفا کتاب قرآن شریف پر عملدرآمد کرے اپنے حال اور قال اور حرکت اور سکون میں اُسے دستور العمل بناوے۔

واعظوں اور سامعین کے مدارج۔

عبرت پکڑنے میں دو مرحلے اوپر بیان کر آیا ہوں **تیسرا مرحلہ** یہ ہے کہ واعظ کا وعظ انسان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں ہوتا آج سے کئی سو برس پیشتر ایک تجربہ کار کہتا ہے **شعر**

مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

میری طرح بہت سے واعظ کھڑے ہوتے ہیں بہت سے ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی نیت روپیہ بٹورنے کی ہوتی ہے بہت سے ایسے کہ لوگ ان کے وعظ اور تقریر کی تعریف کریں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہونگے جو کہ محض خدا کے واسطے وعظ کرتے ہوں۔

اسی طرح سننے والوں کا حال ہے میں طبیب ہوں اسلیے بعض لوگ صرف اسی لحاظ سے وعظ سنتے ہونگے کہ انکا علاج اچھی طرح کروں اور کسی کی کچھ اور کسی کی کچھ غرض ہوگی اور بعض ایسے بھی ہونگے کہ محض خدا کے لیے سنتے ہوں۔ غرض وعظوں کے سننے اور سنانے والے مختلف اغراض لیے ہوتے ہیں جو خدا کے لیے سنتے اور سناتے ہیں انکو چھوڑ کر باقیوں کے لیے یہ علم بڑی مشکلات کا موجب ہوتا ہے اور وبال جان ہوتا ہے کیونکہ اسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوتی ہے اور انسان سن یا سنا کر خود ہی اس میں پھنس جاتا ہے۔ عالموں سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم خود اپنے عمل پر عامل تھے کہ نہیں تم تکبر کا وعظ کرتے تھے لیکن خود تکبر سے خالی نہ تھے۔ تم بغض اور کینہ سے بچنے کی نصیحت لوگوں کو کرتے تھے مگر خود نہیں بچتے تھے۔ تم ریاکاری سے لوگوں کو روکتے تھے مگر خود نہیں رُکتے تھے۔ یہ روحانی بیماریاں ہیں جن کا علاج انسان کے لیے ضروری ہے۔ چاہیے کہ علم کے مطابق ٹھیک ٹھیک عمل ہو۔

ایک مزکی النفس انسان سے مستفید ہونے کی راہ

لوگوں کے اندر کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اسلیے خدا کی رحمت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ان کے لیے ایک مزکی نفس انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اپنے نفس اور خواہش سے کچھ نہیں کرتا خدا کے بلائے بولتا ہے اسکی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے یا خدا کی زبان اسکی زبان ہوتی ہے اسکی آنکھیں خدا کی آنکھیں یا خدا کی آنکھیں اسکی آنکھیں ہوتی ہیں اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ یا خدا کے ہاتھ اسکے ہاتھ ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے آتا ہے اور ایک نقطہ طبیعی وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے تاکہ لوگ اُس کے ساتھ تعلق پیدا کرکے اپنے اپنے نفوس کا تزکیہ کریں اور یہ تعلق ایسا مضبوط ہو جیسے ایک درخت کی شاخ پورے طور پر اپنے تنہ سے پیوستہ ہوتی ہے۔ ایسا ہی یہ بھی صدق و صفا اور اخلاص اور پوری اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ پیوستہ ہو تو تزکیہ کی اس روح سے جو مزکی کے اندر ہوتی ہے فائدہ اُٹھا سکیگا ورنہ اس کا نشو و نما ہرگز ممکن نہیں۔

ماہ شوال نبوۃ کا چاند ہے

پس وقت کی قدر کرو اور یہ ایک چاند جو تمھاری روح کے لیے ایک وقت اور فرصت لاتا ہے اس سے نصیحت سیکھو جو چاند تم نے کل دیکھا ہے وہ گویا نبوۃ کے اول سال کا چاند ہے کیونکہ قرآن شریف کا نزول اسی ماہ شوال کے ماقبل رمضان میں شروع ہوا اسلیے یہ چاند اور اس کے پہلے کا چاند ہر ایک مومن کے لیے خیر و برکت کا موجب ہے حدیث شریف میں دعا آتی ہے کہ انسان چاند دیکھے تو کہے

ھلال خیر و رشد ھلال خیر و رشد اللھم اھلہ علینا بالامن والامان والسلامۃ والاسلام

پس چاہیے کہ روحانی پرورش کے لیے ہم سچا تعلق مزکی کے ساتھ پیدا کریں وہ اب موجود ہے جس کی انتظار ۱۳۰۰ سو برس سے ہو رہی تھی

حقیقت حج و جماعۃ

والحج پھر فرمایا کہ چاند حج کے وقت کی بھی خبر دیتا ہے حج اسلام کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ باوجود اسکے کہ نوٹس اور اشتہاروں کی کثرت ہو رہی ہے اور ہر جگہ مجلسیں اور سوسائٹیاں جوش و خروش سے قائم ہو رہی ہیں مگر پھر بھی دنیا میں کوئی مجلس ایسی دید و شنید میں نہیں آئی جس کے ممبر وقت جمع ہوتے ہوں مگر جناب الٰہی نے اطاعت اور طہارت کے ساتھ وقت جمع ہونے اور ملکر اسکی عظمت و جبروت کو بیان کرنا مسلمانوں کا فرض کر دیا ہے کوئی شہر اور قصبہ نہ دیکھو گے جس کے ہر محلہ میں اسلام کی پنجگانہ کمیٹی نہ ہوتی ہو لیکن اس روزانہ پانچو وقت کے اجتماع میں اگر تمام باشندگان شہر کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا جاتا تو یہ ایک تکلیف مالایطاق ہوتی اسلیے تمام شہر کے رہنے والے مسلمانوں کے اجتماع کے لیے ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا مقرر ہوا پھر اسی طرح قصبات اور دیہات کے لوگوں کے اجتماع کے لیے عید کی نماز تجویز ہوئی۔ اور چونکہ یہ ایک بڑا اجتماع تھا اسلیے عید کا جلسہ شہر کے باہر میدان میں تجویز ہوا لیکن اس سے پھر بھی کل دنیا کے مسلمان میل ملاپ سے محروم رہتے تھے اسلیے کل اہل اسلام کے اجتماع کے لیے ایک بڑے صدر مقام کی ضرورت تھی تاکہ مختلف بلاد کے بھائی اسلامی رشتہ کے سلسلہ میں یکجا باہم مل جاویں لیکن اس کے لیے چونکہ ہر فرد و بشر مسلمان اور امیر اور فقیر کا شامل ہونا محال تھا اسلیے صرف صاحب استطاعت منتخب ہوئے تاکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر تبادلہ خیالات کریں اور مختلف خیالات و واعظوں کا ایک اجتماع ہو اور سب کے سب ملکر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو بیان کریں۔ حج میں ایک کلمہ کہا جاتا ہے **لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک** جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مولا تیرے حکموں کی اطاعت کے لیے اور تیری کامل فرمانبرداری کے لیے میں تیرے دروازہ پر حاضر ہوں۔ تیرے احکام اور تیری تعظیم میں کسیکو شریک نہیں کرتا۔ غرضکہ یہ حقیقت ہے مذہب اسلام کی جسکو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے پھر دن میں پانچ دفعہ کل مسلمانوں کو **اللہ اکبر** کے لفظ سے بلایا جاتا ہے۔ کوئی نادان اسلام پر کیسے ہی اعتراض کرے کہ ان کا خدا ایسا ہے ویسا ہے مگر وہ خدا تعالیٰ کے لیے **اکبر** سے بڑھ کر لفظ وضع نہیں کر سکتا۔ نماز کے لیے بلاتے ہیں تو **اللہ اکبر** سے شروع کرتے اور ختم کرتے ہیں تو **رحمۃ اللہ** پر۔

حج کے برکات میں سے ایک یہ تعلیم ہے جو کہ اس کے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ انسان سادگی اختیار کرے اور تکلفات کو چھوڑ دے اس کے ارکان کبر و بڑائی کے بڑے دشمن ہیں دور و دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے اپنے اور اقارب چھوٹتے ہیں سستی اور نفس پروری کا استیصال ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ ہزاروں ہزار سال سے ایک معاہدہ چلا آتا ہے وہ یہ کہ جناب الٰہی کے حضور حاضر ہو کر منظور کرتا ہے اور بہت سی دعائیں مانگتا ہے

محدود عقل اور خواہش کے محدود نتائج

ولبس البر انسان کو ایک زبردست طاقت کا خیال ہمیشہ رہتا ہے اور یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ ہر ایک مذہب میں جناب الٰہی کی عظمت وجبروت ضرور مانا جاتا ہے جو لوگ اس سے منکر ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ ایک عظیم الشان طاقت ضرور ہے جس کے ذریعہ سے یہ نظام عالم قائم ہے اس کے قرب کے حاصل کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ جسمانی سامان حاصل کرکے جسمانی آرام حاصل کیا جاوے جیسے ایک دوکاندار کی بڑی غرض دنیا یہ ہوتی ہے کہ اس کا گاہک واپس نہ جاوے ایک اہل کسب ایک دو روپیہ کما کر پھولا نہیں سماتا لیکن ایسے لوگ انجام کار کوئی خوشحالی نہیں پاتے وجہ یہ ہے کہ ان کی خواہش محدود ہوتی ہے اسلیے محدود نتائج اُٹھاتے ہیں اور محدود خیالات کا نتیجہ

پاتے ہیں۔ بعض اس سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور ان پر خواب اور کشف کا دروازہ کھلتا ہے اس قسم کے لوگوں میں بھلائی اور اخلاق سے پیش آنے کا خیال و ارادہ بھی ہوتا ہے مگر چونکہ ان کی عقل بھی محدود ہوتی ہے اس لیے ان کی راہ بھی محدود ہوتی ہے۔ ایک خدا کے اندر اندر رہتے ہیں اور ان کا مستیر بھی محدود الفطرة ہوتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ کہ کوئی بھلائی انکی نظر میں بھلی اور برائی بری کسی محدود خیال سے نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر وسیع اور اثبات پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات وراء الورا ہے کوئی عقل اور علم اُسے محیط نہیں بلکہ کل دنیا اسکی محاط ہے اسکی رضامندی کی راہوں کو کوئی نہیں جان سکتا بجز اس کے کہ وہ خود کسی پر ظاہر کرے۔ یہ نظر انبیاء اور رسل اور اُن کے خلفاء راشدین کی ہوتی ہے وہ نہ خود تجویز کرتے ہیں اور نہ دوسرے کی تراشیدہ تجاویز مانتے ہیں بلکہ خدا کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں۔ عرب کے نادانوں کو خیال تھا کہ جب وہ گھر سے حج کے لیے نکلیں اور پھر کسی ضرورت کے لیے انکو واپس گھر آنا پڑے تو گھروں کے دروازہ میں سے داخل ہونا وہ معصیت خیال کرتے تھے اور پیچھے سے چھتوں پر سے ٹاپ کر آیا کرتے تھے اور اسے ان لوگوں نے نیکی خیال کر رکھا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ باتیں نیکی میں داخل نہیں بلکہ نیکی کا وارث تو متقی ہے تم اپنے گھروں میں دروازہ کی راہ سے داخل ہوا کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس روح کو ابد الآباد ضرورتیں ہیں جنکی کسیکو خبر نہیں اور مر کر جس ملک میں لوگ جاتے ہیں جہاں سے مر کر آج تک کوئی نہیں آیا جو یہ بتلاوے کہ وہاں کے لیے کس قسم کے سامان کی ضرورت ہے کھانے پینے لباس اور آسایش کے واسطے کیا کیا انسان ساتھ لیجاوے۔ گذشتہ زمانہ کی نسبت تو لوگوں کے بڑے بڑے دعوے ہیں اور بعض مذہب اپنی قدامت پر بڑا فخر و ناز کرتے ہیں آریہ کہتے ہیں کہ ہم ہزارہا برس سے ہیں اور جین مت والے ان سے بھی زیادہ قدامت میں قدم مار رہے ہیں اور زرتشت کے ماننے والوں نے تو حد ہی کر دی کہ مہا سنکھ کے پہلے سترہ صفر بڑھا دیے۔

غرضیکہ گذشتہ تاریخ کے دیکھنے میں انسانوں نے بڑی دعوے کیے ہیں ایسے ہی اسٹرالوجی علم نجوم میں دور دور کے ستاروں کی تحقیق کی گئی ہے اور عجیب عجیب خواص اور ہیئت انکی دریافت کی ہے فلاسفہ میں دماغ تک اور دوربینی میں یہاں تک نوبت پہنچائی ہے نیچے کیطرف جیالوجی والوں نے زمین کے اندر بڑے بڑے غوطے لگائے مگر ایک سکنڈ کے بعد کیا ہونیوالا ہے کوئی نہیں بتاتا۔ اور جب ایک سکنڈ کے بعد کی خبر نہیں بتلائی جاتی تو مر کر کیا ہوتا ہے اور کیا مرحلے پیش آتے ہیں اسکی خبر کون دیوے خدا کی ہی ایک ذات ہے جو اسکی خبر دے سکتی ہے اور کوئی نہیں وہی بتلاتا ہے مرنے کے بعد تمکو فلاں فلاں امور کی ضرورت

اور ہم کو اس وقت نہیں ہو وہ باتیں کے لیے فلاں قسم کا سامان درکار ہے۔ یہ خبر انبیاء اور خدا کے مامور وں کے ذریعہ ملتی ہے اور جو کچھ وہ بتلاتے ہیں وہ خدا سے خبر پا کر بتاتے ہیں ورنہ ذات خود غیب دان کوئی نہیں ہوتے۔

رضاء الٰہی کی وہی راہ ہوتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ کی معرفت بیان کرے اور بڑی قسمتی سے ہمارا امام ان سب سے واقف ہو اور وہ بتلا سکتا ہے کہ تم اسطرح خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہو لیکن جو شخص اپنی طرف سے کوئی راہ تجویز کرتا ہے اور بلا کسی الٰہی سند کے کہتا ہے کہ اس سے خدا راضی ہوگا وہ نفس دھوکا دیتا ہے خدا کی راہ کا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تمکو علم عطا کرے گا جس سے تم اسکی رضامندی کی راہ پر چل جاؤ گے تقویٰ یہی ہے کہ انسان بالکل خدا کا ہو جاوے اسکا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا ہر ایک حرکت و سکون خدا کے لیے ہو۔ جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لیے بنا دیگا تو پھر خدا کی اس کا بنجاویگا مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

یہ وقت قابل قدر ہے

میں نے اوپر ذکر کیا تھا کہ چاندوں کے ذریعہ سے انسان کو وقت کی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ اسکی گذشتہ اور آیندہ عمر کا سبق دیتے ہیں اسی طرح ہر ایک بات کا ایک وقت مقررہ ہوتا ہے وہ جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پھر ہاتھ نہیں آیا کرتا دیکھو کل شام تک ایک وقت تھا اور اسکے دن میں تندرست اور مقیم کیلیے کھانا پینا حرام تھا لیکن جب وہ وقت ختم ہو گیا تو اسکے احکام اور برکات بھی ختم ہو گئے۔ آج ایک وقت ہے کہ اسکا حکم کل سے بالکل منقضا ہے اگر کل تندرست اور مقیم کے لیے کھانا پینا دن میں حرام تھا تو آج اس کے واسطے نہ کھانا حرام ہے نہ پینا۔ ہماری آنکھ کان ناک دست و پا سب کچھ وہی ہیں جو کل تھے لیکن تقویٰ اطاعت اور حکم برداری کی ہے کل اور آج میں کسقدر تفرقہ ہے۔ اسیطرح خدا نے حج عید نماز کھانے پینے سونے جاگنے وغیرہ کیلیے وقت مقرر کیے ہیں اور جب وقت پر انکا حسب رضاء الٰہی بجا لایا جاتا ہے تو وہ فضل اور برکات کا موجب ہوتا ہے۔ کل روزہ رکھنے کا ثواب تھا اور آج عذاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت دراصل اطاعت کا نام ہے اگر اسمیں اطاعت الٰہی کی اطاعت نہو تو وہی عبادت حرام اور قبیح ہو جاتی ہے اس سے ایک یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہر ایک بات کے لیے ایک وقت ہوتا ہے ایسے ہی کامل متقی بننے کے لیے ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وقت ہوتا ہے جب خدا کیطرف سے کوئی انسان دنیا میں آیا ہو سو یہ بھی وہی وقت ہے جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہاتھ نہیں آتا۔ مدت کا دروازہ تو کسی انسان کے لیے بند نہیں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل خاتم الانبیاء ہیں جن لوگوں نے آپکا زمانہ پایا وہ آپ پر ایمان لائے اور متقی بنے

لیکن آخر آپ فوت ہوئے اور ہمیشہ کے لیے ان لوگوں میں نہ رہے۔ ہاں آپکے انفاس طیبہ دیر تک رہے اور رہینگے اور یہ ہر ایک نبی اور مامور کے ساتھ خدا کا فضل ہوتا ہے کہ انکے انفاس طیبہ بہت دیر تک رہتے ہیں لیکن تھوڑی دیر تک۔ لیکن وہ بذات خود انہیں نہیں رہتے۔ دیکھو مسیح کو دو ہزار برس سے زندہ کہتے تھے آخر وہ بھی مردہ ثابت ہوا انکے بچاریوں نے اُسے آسمان پر زندہ کہا مگر زمین نے مردہ ثابت کیا اور اُسکے انفاس بھی مر گئے تعلیم کا یہ حال ہوا کہ خدا کا بیٹا بنا یا گیا۔ اسی لیے ہماری تعلیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ عبدہٗ و رسولہٗ کا لفظ ایزاد ہوا کہ کہیں سابقہ قوموں کی طرح گمراہ ہو کر متبوع کو خدا نہ بنا بیٹھیں۔ اور جب خدا کی توحید کا بیان کریں تو ساتھ ہی ساتھ آپکی عبودیت کا بھی ذکر کیا جاوے۔ اگر ایسی تعلیم عیسائیوں کے ہاتھ ہوتی تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ میں وقت کا ذکر کر رہا تھا پس تمکو چاہیے کہ وقت کا خیال رکھو۔ یہ آج عید الفطر ہے پھر جو زندہ رہے تو دوسرے سال اسے پاوے گا امام کے ماننے کا یہی وقت ہے جبکہ وہ زندہ موجود ہے اگر اسوقت نہ مانا تو پھر پچھتاؤ گے

مومنوں پر تین وقت

ہر ایک مامور کے ماننے والوں پر تین وقت ہوا کرتے ہیں اور صحابہ پر بھی وہ وقت تھے ایک تو مکہ کا جبکہ آنحضرتؐ کو ہر طرف سے دُکھ دیا جاتا تھا جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور اسوقت آپکو بعض لوگوں نے مانا۔ دوسرا وہ جبکہ آنحضرتؐ مدینہ میں پہلے آئے اور بعض لوگ آپ پر ایمان لائے تیسرا وہ وقت جبکہ صحابہ دنیا کے فاتح ہو رہے تھے اور ملک پر ملک آپکے قبضہ میں آ رہا تھا اب سوچو کہ ان تین وقتوں میں جن جن لوگوں نے مانا اور خرچ کیا۔ کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے خرچ کیا تھا انکی نسبت خود آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب جو لوگ احد کے پہاڑ کی برابر سونا خرچ کریں تو انکی وہ قدر نہیں ہو سکتی جو فتح مکہ سے اول ایک جو کی مٹھی ہو سکتی ہے۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنیکے مقام اور انکا وقت

خالد بن ولید جیسے فاتح کے سامنے یہ فقرہ کہا تھا کہ تمہاری خدمات اور تقویٰ ان لوگوں کے ہم پلہ ہرگز نہیں ہو سکیں جو کہ فتح مکہ سے پیشتر ایمان لائے اور نہ انکی ان کے سامنے کچھ قدر ہے پس یاد رکھو کہ امام کے ماننے کا ایک وقت ہوتا ہے جو ہاتھ سے کھونا دانی ہے اور اسکے ساتھ ہو کر خرچ کرنے میں بڑی برکات ہوتی ہیں اور اس خرچ کا یہی وقت ہے اگر تم کرو گے تو خدا اسکا اجر اپنے ذمہ رکھیگا اسکے لیے خدا نے ہر ایک سلیم فطرۃ میں ایک نظیر رکھدی ہے کہ جب کوئی کسی سے سلوک کرے یا نیکی کرے تو ایک سلیم الفطرت انسان کبھی گوارا نہیں کرتا کہ اُسے بدلا نہ دیا جاوے اور دل میں اسکی عظمت گھر نہ کرے تو اب سوچو جسنے فطرۃ میں یہ بات رکھدی ہے وہ آپ کیسے گوارا کریگا کہ کسیکی نیکی کا بدلا نہ دے وہ بڑا

غنی ہے اسکی راہ میں اسکی رضامندی کیلیے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ ضرور بدلا دیتا ہے۔ اب لمبے وعظ و نصیحت میں کیا کروں۔ میں مجدد ملہم مامور یا مسیح نہیں ہوں جو ہوا سے کشتی نوح بنا کر تمہارے آگے رکھدی ہے وہ جدھر بلانا چاہتا ہے اُدھر جانا تو درکنار رہا تو تم بھی اسطرف نہیں آتے وہ کہتا ہے کہ مجکو بڑی بڑی خاردار دار جنگل میں لوہے کے کانٹے ہیں اور دشوار گذار راہیں طے کرنی ہیں نازک پاؤں والے میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ پھر تم اُسے یہ بھی کہتے سُنا ہے کہ جس چشمہ پر میں تمکو بلانا چاہتا ہوں ابھی تمہیں سے کسی نے پانی نہیں پیا اور اسنے یہ بھی کہا ہے کہ بہت سی باتیں کہنے کے لائق ہیں مگر تم میں انکی قبولیت اور برداشت کا مادہ نہیں پاتا اسلیے نہیں کہتا پس اگر یہ سب باتیں تمہارے کام نہیں آئیں اور تمکو نفع نہیں بخشتیں تو میرا کوئی بیان کیا فائدہ دیسکتا ہے اسلیے تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس وقت کی قدر کرو۔ اگر یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہزاروں برس کے انتظار کے بعد بھی نہ ملیگا خرچ کرنیکا اور نفس کے تزکیہ حاصل کرنیکا یہی وقت ہے نفس کا تزکیہ امام کے ساتھ ہو کر مال خرچ کرنے سے بھی ہوا کرتا ہے وہ اب موجود ہے اور اسکے ہو نہ ہونیکا موقع ہے اگر یہ چلا گیا تو میرے جیسے واعظ تو کیا ہے ۱۳۰۰ برس سے وعظ ہوتے ہی آئے ہیں دعا کرو اور وقت کا مطالعہ کرو اور رضائے الٰہی طلب کرو کہ وہ ان باتوں کی توفیق عطا کرے۔

مثلاً خرچ کرنیکے یہاں بڑے موقع ہیں مہمان خانہ ہے۔ لنگر خانہ ہے۔ کالج ہے۔ پھر بعض لوگ آتے ہیں لیکن وہ بے خرچ ہوتے ہیں انکو خرچ کی ضرورۃ پڑتی ہے بعض دولتمند بھی آتے ہیں اور میں نے اکثر دفعہ لوگوں کو کہا ہے کہ وہ اگر اپنا سامان وغیرہ میرے حوالہ کر کے رسید لیلیا کریں کہ گم نہ ہوا کرے مگر وہ ایسا نہیں کرتے اور انکا سامان گم ہو جاتا ہے اور امداد کی ضرورۃ انکو آ پڑتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ یہاں رہتے ہیں پھر دو اخبار بھی ہیں اگرچہ انکے مہتمم اپنے فرائض کو کما حقہ بجا نہیں لاتے مگر تاہم انکا ہونا غنیمت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ تو ان سب اخراجات کو مدنظر رکھنا اور ان موقعوں پر خرچ کرنا چاہیے جو اہم امور ہیں وہاں اہم اور جو اس سے کم ہیں وہاں کم درجہ بدرجہ ہر ایک کا خیال رکھو۔

اسوقت اور خرچ کی یہ مثال ہے جیسے ایک کسان تھوڑے سے دانے بو کر اور کھیت کو خدا کے سپرد کر کے چلا آتا ہے اور اگرچہ ان میں سے کچھ ضائع ہوتے ہیں پرندے کھاتے ہیں لیکن پھر بھی منوں غلہ ان سے پیدا ہوتا ہے مگر ہاں وقت بیج بونے سے وہ پیدا وار محال ہے جو وقت پر بیج بونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

غرضکہ ہر ایک چاند کو غنیمت جانو اور اپنی بہتری کنبہ کی بہتری خلق اللہ کی بہتری کو ہر وقت مد نظر رکھو اور نیک سلوک سے سب سے پیش آؤ اسوقت جو مراتب تمکو مل سکتے ہیں پھر نہیں ملینگے۔ اب ایک پیسہ سے جو کام نکلتا ہے وہ پھر ہزار روپے خرچ سے نہ نکلیگا خدا سے توفیق مانگو کہ وہ نیکی کرنیکی اور بدی کو ترک کرنیکی توفیق دیوے جسقدر بچے یہاں بورڈنگ میں رہتے ہیں وہ سب ہمارے بچے ہیں انکے لیے دعا کرو کہ یہ بچے علم میں ترقی کریں اور نیک بنیں۔

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور مکاشفہ ایسی قوت سمجھانے والی چیز ہے اور جو اہل کشف و تاویل ہیں وہ اسپنے معارف علوم اور قوت ہائے باطن کی وجہ سے دیکھنے والے ایک حجت اور گواہ ہوتا ہے پھر کشفی نظارہ کے بعد - اب ظاہری نظارہ کیطرف نظر کرنیکا حکم فرماتا ہے - اور ہڈیوں کیطرف نظر کر کسطرح ہم اُنکو بڑھاتے ہیں پھر ہم اُن کو گوشت پہناتے ہیں یہ حکم تو وحی متلو میں تھا اور عموماً ہر ایک وحی متلو کے ساتھ جو غیب کے متعلق ہو ایک کشفی نظارہ ہوتا ہے جس سے اُسکی حقیقت پورے طور پر روشن ہو جاتی ہے (فلمّا تبیّن لہ) یعنی جب ان مکاشفات اور ان الہامات کے بعد اُن کو حقائق پر اطلاع ہوئی تب کہنے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے - خواب میں حواس ظاہری چیزوں کی طرف سے منقطع ہو جاتے ہیں اسی لیے قرآن مجید خواب کو بھی ایک قسم کی موت قرار دیتا ہے ایسا ہی کشف میں تمام قوی خاص نظاروں کی طرف سے ایسے کھینچ جاتے ہیں کہ موجودہ اور قریبی چیزوں کی طرف سے گویا مردہ ہو گئے ہیں اسی واسطے سو سالہ مکاشفہ کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے کہ اللہ نے سو سال اُسکو مردہ رکھا اہل کشف کے لیے یہ ایک عام مشاہدہ کی بات ہے مگر ظاہر پرستوں کے نزدیک نہایت ہی حیرت انگیز ہے جسکی وجہ سے بعض مفسرین نے ایک عجیب و غریب قصہ ایجاد کیا کہ جب یرمیاہ کو بیت المقدس کی ویرانی پر افسوس ہوا - اور حیران ہوئے کہ اب اللہ اسکو کیسے آباد کرے گا اسپر اللہ نے اُنکو مار دیا اور سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا مرنے سے پہلے اُنھوں نے روٹی بھگویا اور شیرہ انگور کا برتن درخت سے لٹکا دیا تھا - جب زندہ ہوئے تو وہ ویسے کے ویسے موجود تھے سڑے بسے نہ تھے مگر گدھا جو درخت سے بندھا تھا اُس کی ہڈیاں رہ گئی تھیں جب خدا نے یرمیاہ سے پوچھا کہ تو کتنی مدت رہا - اُنھوں نے جواب دیا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ان کے خیال کی بنا یہ تھی کہ آپ صبح کے وقت سوئے تھے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے اسلیے اُن کو ایک ہی دن کا خیال تھا خدا نے فرمایا نہیں تو سو برس پڑا رہا ہے گدھے کو دیکھ کہ وہ سفید ہڈیاں ہو گیا ہے مگر تیری روٹیاں اور شیرہ نہیں سڑے بسے پھر خدا نے یرمیاہ کے روبرو گدھے کو زندہ کیا اور اُسکی ہڈیاں جوڑ کر اُنپر گوشت چڑھایا -

اس قصہ پر ہمارے چند اعتراضات ہیں

(۱) اول تو خلاف سنۃ اللہ جو واقعات ہوں اُن کے ماننے کے واسطے قطعی ثبوت اور یقینی شہادتوں کا ہونا ضروری ہے مگر اسکے واسطے کوئی بھی سند نہیں - قاضی بیضاوی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو زندہ ہوا تھا یا تو عزیر تھے یا خضر تھے یا کوئی کافر منکر بعثت تھا - جب صاحب قصہ کے نام کا ہی پتہ نہیں تو پھر خلاف سنت اور واقعات کو کیسے تسلیم کیا جائے -

(۲) دوم ایک نبی کا سو سال تک مردہ رکھنا تقدس باری تعالے اور شان نبی کے خلاف کیونکہ نبی کی روح جو منصب تبلیغ لیکر آیا ہے ایک دن بھی مردہ نہیں رہ سکتی بلکہ ہر وقت علوم اور معارف میں ترقی کرتی رہتی ہے

(۳) سوم نبی کی روح جسم سے علحدہ ہوتے ہی عالم قدس میں پہونچ کر مقربین رب العلمین میں شامل ہو جاتی ہے -

(۴) چہارم اسجگہ پر ایک شہر ویران شدہ کی آبادی کا سوال تھا کہ یہ کیسے آباد ہوگا اس کے واسطے تاریخی مثالیں کافی ہو سکتی تھیں یہ کوئی بڑے ادق سوالات میں سے نہ تھا کہ اسکے سمجھانے کے واسطے خداوند کریم کو ایک نبی کو سو سال مردہ رکھنا اور پھر زندہ کرنا پڑا اور گدھے کو مار کر اُس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھانا پڑا - کیا نبی کے اطمینان کے واسطے ایک معمولی بات میں خدا کا وعدہ کافی نہیں ہو سکتا تھا

(۵) پنجم - آثار زمانہ نے گدھے کو گلا سڑا کر صاف ہڈیاں نکالدیں مگر روٹیاں اور شیرہ ویسے ہی پڑے رہے قرآن مجید نے اس کی کوئی تفریق و تخصیص نہیں بیان کی -

(۶) ششم (وانظر الی حمارک) فرمایا ہے اگر سفید ہڈیاں رہ گئی تھیں تو یہ کہنا چاہیے تھا (وانظر الی عظام حمارک)

(۷) ہفتم قصہ میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ یرمیا نبی صبح کے وقت سوئے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے تھے اسی خیال سے اُنھوں نے ایک دن کہا مگر سو برس میں تو در و دیوار حجر و شجر اور نشیب و فراز سب بدل جاتے ہیں جب بیدار ہوئے نہ تو وہ در و دیوار ہونگے نہ وہ حجر و شجر اور نہ وہ نشیب و فراز پھر اُنکے نظارہ سے کچھ نہ سمجھے بلکہ خدا کو سمجھانا پڑا کہ تو سو سال مردہ رہا -

(۸) ہشتم ایسی لاعلمی سے ثابت ہوتا ہے کہ موت نے اُنکے قوی کو بیکار بنا دیا تھا ورنہ عالم قدس سے ہزارہا معارف اور لیکر واپس آتے -

(۹) نہم اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تجکو ہم لوگوں کے واسطے نشان بنانا چاہتے ہیں مگر جو سو سال مردہ پڑا رہا - اور اپنے مرنے کی خود اسکو خبر نہیں تو وہ اوروں کے واسطے کیا نشان و حجت و گواہ ہو سکتا ہے

(۱۰) دہم گدھے کی ہڈیوں کو از سر نو جڑتے ہوئے اور اُنپر گوشت چڑھتے ہوئے خود یرمیا نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا تو یہ بھی دوسروں کے واسطے کیا حجت ہو سکتا ہے -

(۱۱) یازدہم - یہ بھی احتمال ہے کہ سو سال کے بعد پہلے لوگ نہ رہے ہوں اور ان جدید لوگوں میں یرمیا نبی اجنبی ہو گئے ہوں - تو جو حجت معروف شخص ہونے میں ہو سکتی تھی وہ اب اجنبی رہنے میں نہ رہی بلکہ اُنکا یہ ظاہر کرنا کہ میں سو سال مردہ رہا میرا گدھا میرے سامنے زندہ کیا گیا ایک ابتلا کا موجب ہو گیا ایسی خلاف بات سمجھانے کے واسطے بھی ایسا ہی اور معجزہ ان جدید لوگوں کو دکھانا چاہیے -

(۱۲) دوازدہم - قرآن مجید میں ان امور میں سے کسیکی بھی تصریح نہیں موت کا لفظ ویرانی پر خواب پر روحانی قوی کے معطل ہونے پر کفر اور بد دینی پر غشی پر آیا ہے پس یہ قطعی طور سے کہاں ثابت ہوا کہ یہاں پر موت کے حقیقی معنے مراد ہیں بلکہ سیاق و سباق اسکے منافی ہے اور نیز خداوند کریم نے جو سورہ مومنون میں فرمایا ہے کہ حقیقی موت کے بعد اٹھانا ہے یوم قیامت تک چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (ومن وراۂهم برزخ الی یوم یبعثون) جس کا بیان ہو چکا ہے یہ آیۃ قطعی قرینہ صارفہ و بینہ قویہ ہے اس امر پر کہ یہاں پر موت سے حقیقی معنے مراد نہیں ہیں - ورنہ تخلف وعدہ لازم آوے گا - خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور پوری ہوں گی - زمین و آسمان ٹل جائیں گے لیکن خدا کی باتیں نہیں ٹلیں گی - والنظر الی العظام عام ہے - اُس گدھے کا نام - الف لام اُس تخصیص کیطرف اشارہ کرتا ہے جو ہڈیاں حالت نشو و نما میں ہوتی ہیں سو یہ معروف بات ہے -

(۱۳) سیزدہم - حقیقی موت کے بعد زندہ ہونا اسی عالم میں قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا جہاں احیاء موتی کا بطور اعجاز کے ذکر ہے وہاں روحانی مردے مراد ہیں جنکے اصلاح پذیر ہونے کی کوئی امید باقی نہ تھی چنانچہ اسکو اسکے موقعہ پر ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالے اگر واقعی طور پر مردے زندہ ہوتے تو بشر کی مجال نہ تھی کہ مسیح کی ایسی سخت مخالفت کرتا پھر اُن کے حواریین میں کسی مردہ کا داخل ہونا مذکور نہیں جو عذاب قبر اور سزا اعمال دیکھ چکے ہوں اُنکو تو بدرجہ اولی تابع اور محافظ ہونا چاہیے تھا - اور اُن کی زبانی تاریخ عالم میں عذاب قبر اور حالات بعد الموت بڑے ذوق شوق اور دھوم دھام کے ساتھ درج ہونے چاہییں تھے مگر کسی معتبر تاریخ میں ایک فقرہ بھی اُن کی زبان سے درج نہیں ہوا یہ واقعات تو سلطنتوں کے عروج و زوال سے بھی زیادہ عظیم اور قابل توجہ مورخین تھے

(۱۴) چہاردہم جبکہ ان آیات سے مشاہدات کشفی کا بیان صاف صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات میں ایک عظیم الشان حقیقت ہے پھر اُس کو پلٹ کر غیر فطرت اور مخالف سنۃ اللہ کی طرف لیجانا کیسے جائز اور صحیح ہو سکتا ہے -

(۱۵) پنجدہم - ایسے لغو اور بے بنیاد قصہ قرآن مجید کیطرف منسوب کرنے سے بڑا حرج ہے اور (لا تلبسوا الحق بالباطل) کے خلاف عمل کرنا ہے محققین علماء و حکماء اور مورخوں کی نظر میں قرآن مجید کو حقیر کرنا ہے -

(۱۶) شانزدہم - ایسے کرشموں کی ضرورت عام منکرین کو ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کو

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

کیا انبیاء عام ہوشیاروں کی برابر بھی نہ رہے کہ اُن کے اطمینان کے واسطے قوانین مستمرہ کو توڑنا پڑا -

بعض محققین کا قول ہے کہ یہ کشف نہیں ایک خواب تھا جو اللہ تعالی نے اپنے نبی کو دکھلایا - اور اسکی تائید توریت کتاب حزقیل نبی سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷ - آیت ۱ میں لکھا ہے خداوند کا ہاتھ مجھپر تھا اور اُس نے مجھے خداوند کی روح میں اُٹھا لیا - اور اُس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اُتار دیا - اور باب ۱۱ آیت ۲۴ سے اسکی اور بھی وضاحت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے - انجام کار روح نے مجھے اُٹھایا اور خدا کی روح نے رویا میں مجھے پھر کسدیوں کے ملک میں اسیروں پاس پہنچا دیا سو وہ رویاء جو میں نے دیکھی مجھ سے اوپر اُٹھ گئی پس جب یہ خواب ثابت ہو گئی تو اب ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہیں خوب غور سے سنو - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے وہ حزقیل نبی تھے جو ایک غیر آباد قریہ کے پاس سے گذرے - اور اُسکے آس پاس بہت سی ہڈیاں پڑی ہوئی دیکھیں تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان کو اللہ کیسے زندہ کر سکتا ہے تب اللہ تعالی نے ان کی تسلی کے لیے اُنپر خواب طاری کی اور خواب میں اُن ہڈیوں وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے ہوئے دکھایا یعنی خواب میں یہ معلوم ہوا کہ میں سو سال تک زندہ رہا - اور میرے سامنے وہ آباد ہوا - کیا وہ انسان جو دہلی میں بحالت خواب پڑا ہے اور خواب میں وہ دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ میں سیر کر رہا ہوں - سو ظاہر ہے کہ اُسکا کلکتہ میں سیر کرنا عالم خواب میں ہے نہ اس عالم میں - سو ایسا ہی اُسکو خیال کرنا چاہیے کہ خواب میں یہ دیکھنا کہ یروشلم سو برس میں آباد ہوا اور سو برس تک میں زندہ - یہ قیام - اور مکث اور ٹھہرنا عالم خواب میں تھا نہ اس عالم میں - جیسا کہ کلکتہ کی سیر کرنا عالم خواب میں تھا نہ اس عالم میں پھر جب خواب سے بیدار ہوئے تو اللہ تعالی نے اپنے نبی سے دریافت کیا کہ تم اس عالم خواب میں کتنی دیر تک رہے - اُنھوں نے بظاہر عالم کون و فساد کا سوال سمجھا - یعنی یہ اُنھوں نے سمجھا کہ اصلی مدت قیام کی نسبت یہ سوال ہے اسی لیے اُنھوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ اس حالت میں رہا اللہ تعالی نے فرمایا کہ سو سال تک اس نظارہ کو دیکھتا تھا - اور یہ بات عالم مثال

کے متعلق تھی پھر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا میں سو سال تک سویا رہا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع شک کے لیے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی تھی یعنی عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہیں تھے کیونکہ تم اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ اس پر سال نہیں گذرا اپنے گدھے کو دیکھو وہ صحیح تندرست کھڑا ہے وہ مرا نہیں اور نہ دبلا ہوا - ہم نے تو تمہارے لیے لوگوں میں ایک نشان دکھانا چاہا ہے وہ نشان یہ ہے کہ تو ان ہڈیوں کی طرف دیکھ ان پر ہم کیسے گوشت و پوست چڑھاتے ہیں جب یہ ظاہر ہوا تو کہا میں جانتا ہوں کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے یعنی اب خوب مجھ پر واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سرسبز کر دیتا ہے۔

الحاصل یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیشگوئی کرائی گئی کہ یروشلم سو سال کے اندر آباد ہوگا چنانچہ اس پیشگوئی کا حزقیل کی کتاب باب ۳۷ - ورس ۱۲ سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اس لیے تو نبوت کر یعنی پیشگوئی سنا دے اور ان سے کہو کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا - اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا - اس پیشگوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۳۶ میں کوریش کیقباد جسکو قرآن شریف میں ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے - دیکھو کتاب یرمیاہ نبی باب ۱۲ - ورس ۲۵ - اور مفصل حال تلخیص التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی میں لکھا ہے - چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تھا - اور قوم بنی اسرائیل جنگلوں اور بیابانوں میں ماری ماری پھرتی رہی جسکی وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی اور قرآن شریف میں ان کو ہڈیوں سے نامزد کیا گیا ہے یعنی ان کے گوشت و پوست بالکل نہیں رہے اور صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں یعنی وہ شریعت حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے آخر کیقباد بادشاہ نے یروشلم کو از سر نو آباد کیا - اور ان کو انسان بنایا۔

چوتھی آیت یہ ہے -

الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ٭

ترجمہ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے ہزاروں ہزار موت کے خوف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انکو کہا کہ جاؤ تم جہالت کی موت مر جاؤ - پھر ان کو زندہ کیا یعنی ان کو شریعت سکھلائی اور وہ اس لیے کہ اللہ لوگوں پر فضل ہی کرنے والا ہے لیکن بہت لوگ ناشکری کرتے ہیں -

تم لغت عرب میں معلوم کر چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے بھی ہیں یہاں اس آیت میں وہی معنی مراد ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قوم کے مقابل میں لڑائی کے لیے حکم دیا تھا - تو انھوں نے انکار کر دیا تھا جس پر حضرت موسیٰ نے ان کے حق میں بددعا کی تھی جسکی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کو جنگلوں میں نکال دیا تھا اور وہ مدتوں تک حیران اور سرگردان رہے اور وہ ایک موت سے بھاگے تھے مگر جہالت کی موت میں جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے - جنگلوں میں کہاں علم - اور کون ان کو سنانے والا تھا انکا مفصل حال سورۃ مائدہ رکوع تیسرے میں ہے لہذا اس رکوع کا ترجمہ ہم یہاں لکھتے ہیں تاکہ خوب واضح ہو جاوے ٭

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان نعمتوں کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر کی ہیں - کیا یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم میں نبی بنائے گئے اور تم میں بادشاہ بنائے گئے اور تم کو وہ کچھ دیا کہ آج تک جہان میں کسی کو نہیں دیا گیا اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنی شام کو چلو جس کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر کے بجا لانے سے پیٹھ نہ دکھاؤ - ورنہ تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے - انھوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ وہاں تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم نہیں جائیں گے - اگر وہ نکل جائیں تو بیشک ہم داخل ہوں گے ان خائفین میں سے دو آدمیوں نے جنپر اللہ تعالیٰ کا انعام تھا کہا کہ اے لوگو تم دروازہ میں داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو جاؤ گے اور جبکہ تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو - انھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اے موسیٰ کہ جب تک وہ لوگ اس میں ہیں ہم تو کبھی بھی نہیں جائیں گے تو اور تیرا رب ہی چلے اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں (انا لن ندخلھا ابدا ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون) تب موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی کا مالک نہیں اس فاسق قوم اور ہم میں جدائی ڈالدے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس قوم پر چالیس برس تک ارض مقدس و پاک زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہ مارے مارے پھریں گے پس ان بد عہد لوگوں پر افسوس مت کر (قال فانھا

محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفسقین)

ان آیات سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے رسول کی عدول حکمی سے وہ معتوب ہوئے ان کو چالیس سال کے لیے جلا وطن کیا گیا اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے ان میں علم رہا اور نہ تہذیبی معلومات رہی ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے اس زندگی کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ نے لفظ موتوا سے تعبیر کیا ہے چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انپر رحم کیا اور یوشع بن نون کو ان میں رسول مقرر کر کے ان کو اس وحشیانہ زندگی سے نکالا - اور شریعت کے احکام سکھلا کر از سر نو زندہ کیا - دیکھو توریت کتاب یشوع نبی - باب اول لغایت ۔

یہ کوئی انوکھی بات نہیں تمام انبیاء حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے زمانہ کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں گرفتار تھے نور شریعت سے منور کر کے ایک نئی اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق فرمائی

یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ والرسول اذا دعاکم لما یحییکم

یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں تمہارے زندہ کرنے کے لیے طلب کریں تو مان لیا کرو - اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مومن مرے ہوئے تھے جنکو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا نہیں نہیں انکا جسم تو مرا ہوا نہیں تھا بلکہ ان کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مری ہوئی تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سنانا اور ان پر عملدرآمد کرنا انکی روح کی زندگی کا موجب تھا -

قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی اسی قسم کی موت اور حیات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر میں آ گئی تھی اور انکو ایک بہت دور دراز عرصہ تک آبادی سے دور پھینکا گیا تھا - اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے جس سے انکی روح پر موت واقع ہو گئی تھی بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت پاکر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے

پانچویں آیت یہ ہے

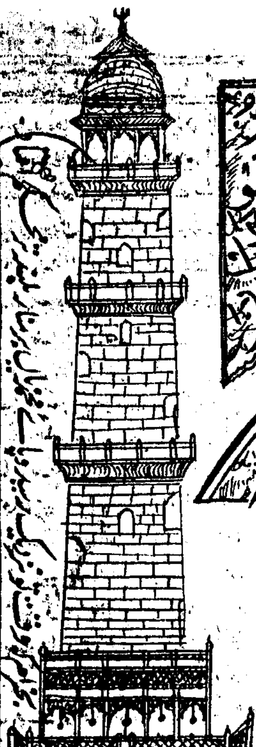
واذ قتلتم نفسا فادارءتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون ٭ فقلنا اضربوہ ببعضھا کذلک یحیی اللہ الموتی ویریکم ایتہ لعلکم تعقلون ٭

اور جب تم نے ایک نفس کو مارا پس اس نفس کشی میں تم نے نزاع حاصل کیا - اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پوشیدہ کمالات کو ظاہر کرنے والا اگر پس ہم نے حکم دیا کہ اسکی بعض باتوں کو بعض کے ساتھ مارو اور اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنے نشان دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عقلمندی اختیار کرو -

اور اس آیت سے پہلے یہ ہے **واذ قال موسی لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ قالوا اتتخذنا ھزوا** اور اسوقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو انھوں نے جواب دیا کہ تو ہم سے کیا مخول اور تمسخر کرتا ہے -

اب ان آیات کی شرح اور مطلب غور سے سنو - چونکہ اس قوم میں حماقت اور جہالت اور سرکشی وہ بہیمی گوسالہ پرستی اور گاؤ پرستی سخت درجہ کی تھی اس لیے موسیٰ کے اس کہنے پر کہ اللہ نے تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے بے ایمانوں جاہلوں کی طرح حجت پیش کرنے لگے پہلے تو اس صادق کے قول کو مخول اور ٹھٹھا تصور کیا یہ کیسی حماقت تھی کہ موسیٰ اولوالعزم نبی جس کی صحبت میں برسوں رہے ہزارہا نشانات دیکھے پھر جب وہی نبی ایک حکم خدا کا سناوے اور اللہ کا نام لے کر سناوے اور وہ یہ کہیں کہ کیا تو ہم سے مخول کرتا ہے اللہ کے نام سے حکم پہونچانے میں مخول کو مد نظر رکھنا کسی جاہل ہی کا کام ہو سکتا ہے پھر اسکی ماہیت رنگت اور خصوصیت کی بابت سوال کرتے رہے پھر ان کی گستاخیوں اور بیہودہ سوالات کی وجہ سے آخر اس صحیح و سالم زرد رنگ بیداغ گائے کا پتہ دیا گیا جس سے وہ کوئی کام نہ لیتے تھے بلکہ پرستش کیطرح عزت کرتے تھے اس وجہ سے گائے کی پرستش اور جھوٹی بیجا تعظیم کا دور کرنا مد نظر تھا گائے کے ذبح کرنے میں یہ ایک خاص مصلحت ہے کہ گائے پرست قوموں کو ہمیشہ کے واسطے نظارہ دکھلایا جاوے کہ گائے خدا نہیں ہے خدا ہوتی تو اس کے ذبح کرنے والے ہلاک ہو جاتے بلکہ کسی کا ناخن تک نہ کاٹ سکتی مگر جو لوگ بیعقلی کے ساتھ اسی بدبخت پرستش میں پڑے ہیں انکی سمجھ میں نہیں آتی جاتی کہ کوئی انسان کو خدا بنا لیتا ہے کوئی قبروں کو کوئی پتھروں کو کوئی چاند سورج اور ستاروں کو کوئی پہاڑ اور دریا یا سمندر کو الغرض بہت سی کج بحثیوں کے بعد آخر انھوں نے گائے ذبح کی مگر اس بیہودگی اور جھگڑے کے باعث جس کا عدم و وجود برابر تھا - (باقی آئندہ)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ۔ دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام ۔۔۔ ۳؎
خواص و معاونین سے ۵؎
ہندوستان سے باہر ۵؎
غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲؎

نمبر ۴ ۔ دار الامان قادیان ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۴ع ۔ جلد ۸

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارے طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

میرا کام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر روز از دل و جان وصف یار خود بکنم
من آں نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم
ہمہ زمان بدلم این ہوس ہمی جوشد
کہ ہر چہ ہست نثار نگار خود بکنم
اگر چہ در رہ جاناں چو خاک گردیدم
دلم نتپد کہ فدا ایش غبار خود بکنم
روم بگلشن دلدادگاں کز ان باغم
چرا بکوچہ غیرے فرار خود بکنم
رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم
تعلقات دلارام خویش بنمایم
ہمائے اوج سعادت شکار خود بکنم
بگوش ہوش شنو از من اے مکفر من
کہ من گواہ بدیں کردگار خود بکنم
نہ فکر نفر نہ بازم آ باشتی پروا ازنہ
ذکر نہ گر یہ برغم گسار خود بکنم
عمارت دوناں خراب خواہم ساخت
اگر نہ چشم رواں آبشار خود بکنم
مقیم بر سر راہے نشستہ ام ہر دم
کہ تا گذارش عرضے بیار خود بکنم
بروئے یار کہ از بہر قوم مے سوزم
نگر دلش جو دلِ ریش ذرہ خود بکنم

کلماتِ طیبات یا ملفوظات امام الزمان حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

تتمہ تقریر ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ع

یہ خون کبھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے مصالح اور حکمتوں کو خوب جانتا ہے لیکن جہاں تک پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرتا ہوں اس میں عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ایک ہی بڑی تسلی اور اطمینان کی بات ہے کہ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس خون کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے ہیں میں جانتا ہوں اور اس پر افسوس بھی کرتا ہوں کہ جس قسم کا نمونہ صدق اور وفا کا عبد اللطیف نے دکھلایا ہے اس قسم کے ایمان کے لیے میرا کانشنس فتویٰ نہیں دیتا کہ ایسے لوگ میری جماعت میں بہت ہیں اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سبکو اس قسم کا اخلاص اور صدق عطا کرے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو عزیز نہ سمجھیں میں ابھی جماعت میں بزدلی کو دیکھتا ہوں اور جب تک یہ بزدلی دور نہ ہو اور عبد اللطیف کا سا ایمان پیدا نہ ہو یقیناً یاد رکھو کہ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ میں داخل ہے۔ مومنوں میں وہ اسوقت داخل ہوں گے جب وہ اپنی نسبت یقین کر لیں گے کہ ہم مر گئے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب دشمنوں کے مقابلہ پر جاتے تھے وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا گھوڑوں پر مُردے سوار ہیں۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کو موت ہی اس میدان سے الگ کرے گی۔

اللہ تعالیٰ لاف و گزاف کو پسند نہیں کرتا وہ دل کی اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ اسمیں ایمان کا کیا رنگ ہے جب ایمان قوی ہو تو استقامت اور استقلال پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان اپنی جان و مال کو ہرگز اس ایمان کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھ سکتا۔ اور استقامت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ لیکن جب استقامت ہوتی ہے تو پھر انعامات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں مکالمات الٰہیہ کا شرف بھی دیا جاتا ہے یہانتک کہ استقامت والے سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے

ظاہری حالت اگر اپنی جگہ کوئی چیز ہوتی اور اسکی قدر و قیمت ہوتی تو ظاہرداری میں تو سب کے سب شریک ہیں۔ عام مسلمان نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک شرف اور بزرگی اندرونہ سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی ظاہری نماز اور اعمال سے نہیں ہے بلکہ اسکی فضیلت اور بزرگی اُس چیز سے ہے جو اسکے دل میں ہے۔ حقیقت میں یہ بات بالکل سچی ہے کہ شرف اور علوِ دل ہی کی بات سے ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کے دو خدمتگار ہوں اور ان میں سے ایک خدمتگار تو ایسا ہو جو ہر وقت حاضر رہے اور بڑی جانفشانی سے ہر ایک خدمت کے کرنے کو حاضر اور طیار رہے اور دوسرا ایسا ہے کہ کبھی کبھی آ جاتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے جو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے آقا کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ محض ایک مزدور ہے جو دن پورے ہو جانے پر تنخواہ لینے والا ہے اور اسی کیلیے کام کرتا ہے اب صاف ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک قدر و قیمت اور محبت اسی سے ہو گی جو محنت اور جانفشانی سے کام کرتا ہے نہ کہ اس مزدور سے۔

یہی یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر و قیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھا دیتی ہے وہ اسکا اخلاص اور وفاداری ہے۔ جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے ورنہ مجاہدات خشک سے کیا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ بھی مجاہدات کرتے تھے جو چھت سے رسہ باندھ کر اپنے آپکو ساری ساری رات جاگنے کے لیے لٹکا رکھتے تھے لیکن کیا وہ ان مجاہدات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔

نامرد۔ بزدل۔ بیوفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے اسکی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے ساری قیمت اور قدر وفا سے ہوتی ہے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔ بمبئی

جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس بنا پر ملا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے **ابراھیم الذی وفّیٰ**۔ ابراہیم وہ ہے جس نے پورے صدق و وفاداری کا نمونہ دکھلایا۔ وہ آگ میں ڈالے گئے مگر انھوں نے اسکو منظور نہ کیا کہ وہ ان کافروں کو کہہ دیتے کہ تمھارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے لیے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انھوں نے فی الفور اسکو قبول کر لیا۔ ہر ایک ابتلا کو انھوں نے اسطرح پر قبول کر لیا کہ گویا **عاشق** **صادق تھا**۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض **نہ تھی** اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلا پیش آئے۔ خویش و اقارب نے ملکر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت **چاہتے ہیں** تو ہم دینے کو طیار ہیں اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو طیار ہیں اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت **بیویاں** دینے کو موجود ہیں۔ مگر آپ کا جواب **یہی تھا کہ مجھے** اللہ تعالیٰ نے تمھاری شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے۔ مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو۔ میں اس سے رک نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ کام جب خدا نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھکو اس سے ہٹا نہیں سکتا۔ آپ جب طائف کے لوگوں کو تبلیغ کرنے گئے تو ان خبیثوں نے آپ کے پتھر مارے جس سے آپ دوڑتے دوڑتے گر جاتے تھے۔ لیکن ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں نے آپ کو اپنے کام سے نہیں روکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کے لیے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور کیسی مشکل گھڑیاں ان پر آتی ہیں۔ مگر یا چند مشکلات کے ان کی قدر شناسی کا بھی ایک دن مقرر ہوتا ہے اسوقت ان کا صدق روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے اور ایک دنیا انکی طرف دوڑتی ہے۔

عبد اللطیف کے لیے وہ دن جو اسکی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا وہ ایک میدان میں سنگسار کرنے کے لیے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی۔ مگر وہ دن اپنی جگہ کسقدر قدر و قیمت رکھتا ہے اگر اس کی باقی ساری زندگی ایکطرف ہو اور وہ دن ایک طرف تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔ زندگی کے یہ دن بہر حال گذر ہی جاتے ہیں، اور اکثر بہائم کی زندگی کی طرح گذرتے ہیں۔ لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت و وفا میں گذرے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لیے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لیے حاضر رہتے ہیں مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذتیں اور آرام ہمیشہ کے لیے ہیں ہرگز نہیں انکا انجام آخر فنا ہے۔

مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اسکی استقامت اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو۔ خدا تعالےٰ نامرد کو نہیں چاہتا اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں **وفا نہ ہو** تو انکی کچھ بھی قیمت نہیں کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا۔ اسوقت تک اسکی نمازیں بھی جہنم ہی کو لیجانے والی ہوتی ہیں جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے۔ لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اسوقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دور ہو جاتا ہے۔

اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے + تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے یہ آخری زمانہ ہے اللہ تعالےٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔

اسوقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لیے صدق اور **خدمت**

کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہوگا بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے

نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا ئیں مانگو کہ وہ تمھیں **صادق** بنا دے۔ اسمیں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لیے کوشش کرو۔ اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے عبد اللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ اس سے کسطرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں کسطرح ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمھارے لئے پیش کیا ہے۔

ہمیشہ رہتے رہو یہ دنیا چند روزہ ہے ایکدن آنا ہے کہ نہ ہم ہونگے نہ تم

اور نہ کوئی اور اور یہ سب جنگل ویرانہ ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہو گئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے پس اس تبدیلی کو مد نظر رکھو۔ اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور یہی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنیوالی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اسکا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واعظات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچتا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اسنے ایک مسجد کا بہانہ کر کے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اسکے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کر اسکو چندہ میں دیدی مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جاوے اسنے فی الفور دوسری پازیب بھی اتار کر آگے دیدی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اسکا اسپر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ انکی عورت روتی ہے اور اسنے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دیدیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا دیتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا

غرض

ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچا ہے ہماری جماعت کو ایسے باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم ایسے نہ بنو چاہیے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تمکو ملتا ہے وہ تمھارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمھارے اخلاق عادات۔ استقامت پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمھارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے بس ان باتوں کو یاد رکھو

تم کلامہ المبارک۔

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور بعد ادائے نماز عصر گھر کو تشریف لے آئے۔ (ایڈیٹر)

دلائل الخیرات اور دیگر وظایف کی نسبت امام الوقت کی رائے

جناب قاضی آل احمد صاحب رئیس امروہہ نے دریافت کیا کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفہ کی ہے اگر اسے پڑھا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی ہے اور اسمیں آنحضرت ہی کی جا بجا تعریف ہے۔

فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو کہ دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مد و حی کی ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملایا گیا وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو۔ وہ محدثات میں داخل ہوگی رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگا وے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اسکے نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چلکر اور قسم کا پھول چنتا ہے پس چاہیے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کسکی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے اگر سورہ یٰس پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں

قرآن شریف سے اعراض کی صورتیں

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک صوری اور ایک معنوی صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

امام جعفرؑ کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اسقدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

یہ ہر زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیے چڑھائے ہوئے ہیں۔ شیعوں نے سنیوں سے الگ۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں تبرا نہیں بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارۃ اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسلام میں کفر بدعۃ زندقہ الحاد وغیرہ اسیطرح آئے ہیں۔ ایک شخص واحد کے کلام کو اسقدر عظمت دیگئی جسقدر کلام الٰہی کو عظمت دی جانی چاہیے تھی۔ صحابہ کرام اسی لیے احادیث کو قرآن سے کم درجہ پر جانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بڑھیا عورت نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ اگر ایسی باتوں کو جنکے ساتھ وحی کی کوئی مدد نہیں وہی عظمت دیجاوے تو پھر کیا تھا۔ مسیح کی حیات کی نسبت جو اقوال ہیں انکو بھی صحیح مان لیا جاوے حالانکہ وہ شریعت کے بالکل مخالف ہیں۔

مسیح موعود کی ندا مغربی دنیا میں

ایک انگریزی اشتہار مغربی دنیا میں حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک نشان کے ذریعہ اتمام حجت کی خاطر شائع کیا گیا تھا۔ انڈیا میں اس کی ایک بھی کاپی شائع نہیں ہوئی۔ اس کا وہ حصہ جو عام ہے رفاہ عام کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جماعۃ کے ایمان بڑھانے کا موجب ہو۔ ایڈیٹر

زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہو جاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرۃ انسان اپنی ذات سے پاک تعلق بخشکر اور اپنے مکالمہ سے اسکو مشرف کرکے اور اپنی محبت میں اسکو انتہا تک پہونچاکر اسکے ذریعہ سے دوبارہ زمین پاک و صاف کرے۔ انسان خدا تو نہیں ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اُس سے پیدا کرلیتا ہے جب وہ بالکل خدا کے لیے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا اور ایک [illegible] صفا آئینہ کیطرح بنجاتا ہے تب اُس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بنجاتا ہے اور کبھی اُس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں کیونکہ انکے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے۔ اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں کیونکہ وہ بشر ہے۔ اور ایسے انسان کو دیکھنے والے کبھی دھوکا کھاکر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھکر انکو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آئی ہے اور صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہیں مگر ہمارے اس زمانہ میں جس قدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اس دھوکہ میں مبتلا ہے اسقدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے جیسے راجہ رامچندر۔ راجہ کرشن۔ گوتم بدھ ہمارے اس زمانہ میں اُن کے پیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں کہ یہ اُن کی غلطیاں تھیں۔ مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی کا خطاب انکو دے رہے ہیں اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی

مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے دور بیٹھے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ بھی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے تو انھوں نے اپنی معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی ان میں سے الیاس بنگیا اور کسی نے کہا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں اور میں ہی خدا ہوں اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ **لنڈن** میں مسٹر **پگٹ** نے خدائی اور مسیحیت کا دعوی کیا اور **امریکہ** میں **مسٹر ڈوئی** الیاس بن بیٹھے اور پیشگوئی کردی کہ مسیح ابن مریم پچیس برس تک دنیا میں آجائیگا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا۔ اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بنگیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا دعوی کیا۔ اب لنڈن والوں کو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اُترا ہوا ہے مگر میں نے سُنا ہے کہ لنڈن میں کچھ **یہودی** بھی رہتے ہیں اس لیے بیشک یہ اندیشہ ہے کہ انکو طبعاً یہ خیال ہوا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ زندہ اُتارا گیا اور پھر موقعہ پاکر شرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اب ایسے طور سے اسکو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجاوے کہ **پہلا کفارہ پرانا** اور بوداہو چکا ہے اور عشاء ربانی اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کردیا ہے کہ اس کفارہ کی **تاثیر** جاتی رہی اس لیے اب ایک **نئے خون** کی ضرورت ہے۔ سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان سے چوکس رہنا چاہیے۔

الغرض ان دنوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کیے گئے ہیں اس لیے خدا نے جس کے کام عجیب ہیں **مجھکو** پنجاب کی سرزمین میں پیدا کیا۔ اور میں **جیسا کہ خدا نے مجھے فرمایا**

وہ سچا مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا

اور میں صرف اپنے منہ سے نہیں کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جسنے زمین و آسمان بنایا میری **گواہی** دیتا ہے اُس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لیے صدہا نشان میرے لیے ظاہر کیے اور کر رہا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اُس مسیح سے کہیں زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اسکا چہرہ اس سے زیادہ وسیع ہوکر منعکس ہوا ہے جو اُسکے آئینہ میں ہوا تھا۔ اگر میں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر وہ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا میرے لیے اسکی ہزارہا گواہیاں ہیں جنکو میں شمار نہیں کر سکتا

اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں سے ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر کہ **پگٹ** اور **ڈوئی** کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کردے کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہو کر تجھ سے بہت دور جا پڑے ہیں سو اے ہمارے **پیارے خدا** انکو اس مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لیے تیرے تمام نبیوں نے کیے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے ان زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے انکو سیراب کر کیونکہ سب نجات تیری معرفۃ اور تیری محبت میں ہے **کسی انسان کے خون میں نجات نہیں**

اے رحیم کریم خدا ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب ان پر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھولدے۔

اے قادر اور رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش اور **صلیب اور خون** کے **خیالات** سے انکو بچالے۔

اے قادر کریم خدا ان کے لیے میری دعائیں سُن اور آسمان سے ان کے دلوں میں ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دینگے اور تیری آواز سُنیں گے۔ پر اے خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے تو نوح کے دنوں کی طرح **انکو ہلاک مت کر** کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ ان پر رحم کر اور ان کے دلونکو سچائی کے قبول کرنے کے لیے کھولدے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے۔ جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے۔ سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی **وحی** سے مجھے تو نے **وعدے** دیے ہیں ان وعدونکو تو پورا کرے گا ضرور کرے گا کیونکہ تو ہمارا صادق خدا ہے۔

اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی کر نجات پا جائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کردے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بیخبر ہیں

اے قادر کریم میری سُن لے کہ تمام طاقتیں تجکو ہیں۔

آمین ثم آمین

ہم اور ہمارے ناظرین

ہم مفصلہ ذیل بزرگوں کے شکر گذار ہیں جنھوں نے دفتر الحکم کے ایک حصے کے گرجانے پر خصوصیت سے مدد دی تھی۔ اگرچہ انھوں نے وہ امداد تعمیر دفتر الحکم کے فنڈ میں دی تھی مگر ہم انکی اس امداد سے انکی علمی خیرات کے صیغہ کو وسیع کر دیتے ہیں۔

منشی عبد العزیز صاحب نے میرٹھ سے ۵ روپیہ اور منشی محمد اسماعیل صاحب نے منشی عبد العزیز صاحب کی تحریک پر ۵ میرٹھ سے روانہ کیے تھے۔ ہم ان ۱۰ کے بالعوض صاحبان مدوح کی طرف سے ۵ - ۳ - اخبار ایسے لوگوں کے نام جاری کرینگے جو دو روپیہ پیشگی قیمت بھیجدیں پس یہ نادر موقع الحکم کے ان عاشقان زار کے لیے ہے جو اس کی پوری قیمت پر اسے خرید نہیں سکتے تھے۔ مگر یاد رہے کہ صرف فی الحال ایک سال کے لیے دو روپیہ سالانہ قیمت پر انکے نام اخبار جاری ہوگا اللہ تعالیٰ ہمارے ایسے معاونین کو نیک کاموں میں بہت کچھ مدد دینے کی توفیق عطا فرماوے آمین

جناب بابو محمد **افضل خان** صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان۔ جناب بابو نذیر الدین صاحب بہامو اور جناب ابو سعید صاحب عرب بجا چوہدری محمد سرفراز خان صاحب رئیس [illegible] خصوصیت سے شکر کے قابل ہیں جو الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ خصوصاً ابو سعید صاحب عرب جو آج تک الحکم کو بارہ تیرہ خریدار دے چکے ہیں انھوں نے الحکم کو برھما اور آسام کے علاوہ ملیبار اور پینانگ تک پہونچا دیا ہے۔

الحکم کہاں کہاں جاتا ہے؟ ناظرین الحکم کے لیے یہ ذکر امر ہے۔ کل مقامات کی فہرست طویل ہے۔ مختصراً کشمیر سے لے کر راس کماری تک اور پشاور اور سرحد افغانستان سے لے کر برھما اور آسام تک ہے اس کے علاوہ سیلون۔ ملایا۔ پینانگ۔ سٹریٹ سٹلیمنٹ۔ مصر۔ سمالی لینڈ۔ مشرقی افریقہ تک جاتا ہے

ڈاکٹر رحمت علی مرحوم

ناظرین الحکم ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کے نام نامی سے خوب واقف ہیں ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ میں ایک عالی ہمت اور مستعد نوجوان تھے افریقہ میں رہ کر انھوں نے اپنے قابل فخر نمونہ سے بہت لوگونکو فائدہ پہونچایا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی راہ میں ہزاروں روپیہ فراہم کرکے بھیجے۔

ڈاکٹر صاحب اب صومالی لینڈ گئے ہوئے تھے اور دیوانہ ملا سومالی لینڈ سے جو معرکہ ہو رہا ہے اس معرکہ میں انکی خدمات لی گئی تھیں۔ ۲۰ جنوری ۱۹۰۴ء کے روزانہ پیسہ اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھائے کی ضرب سے اس جنگ میں کام آئے ہیں اگرچہ ابھی تک تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے کہ یہ وہی ڈاکٹر رحمت علی احمدی ہیں یا کوئی اور ہیں۔ جہانتک پتا چلا ہے یہ نام ہمارے ہی مخدوم ڈاکٹر صاحب کا بتایا جاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس وفاداری اور فرمان پذیری کا کامل نمونہ دکھلایا ہے جو انکو انکے امام و پیشوا کی طرف سے گورنمنٹ کے لیے سکھائی جاتی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی موت ہمارے لیے اور ڈاکٹر صاحب کے رشتہ داروں اور احباب کے لیے بشری تقاضا کے موافق سوگوار ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ انھوں نے اپنی گورنمنٹ کی اطاعت میں اور وفاداری میں اپنی جان دی ہے جو ہر طرح سے قابل قدر موت ہوئی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اپنی جاودانی اور لازوال برکات سے بہرہ ور کرکے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کرے اور آپ کے پس ماندوں دوستوں اور عزیزوں کو صبر جمیل۔ آمین۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خاتمہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے تھوڑے سے عرصہ میں قابل رشک روحانی ترقی کی تھی۔

ناظرین الحکم میں سے جسکے پاس ڈاکٹر صاحب کا فوٹو ہو وہ دفتر الحکم میں بھیجدے اور ڈاکٹر صاحب کے واقفکار احباب خصوصاً ڈاکٹر فضل احمد صاحب سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مختصر لائف ہمکو دے سکیں گے

مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ

الحکم کے معزز ناظرین آج کے الحکم میں مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سلسلہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلسلہ عالیہ کے امام و پیشوا کی تصویر ملاحظہ کرینگے۔ اور امید ہے کہ وہ اس سلسلہ کو دیکھکر از بس محظوظ ہونگے۔ آیندہ کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے چاہا ہے کہ اس سلسلہ میں مشاہیر سلسلہ کے فوٹو اور انکی مختصر سی سوانح عمریاں درج کریں اور اسطرح پر اگر خدا کو منظور ہو تو اس آخرین منہم کی مصداق قوم مشاہیر کی زندگیوں کا ایک مجموعہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار چھوڑ جائیں۔

آج علم التصویر کے ذریعہ بڑے بڑے مطالب اور مقاصد پورے کیے جاتے ہیں اور اس سے کام نہ لینا خدا تعالیٰ کی ایک نعمت کی ناشکری ہے جو اُسنے آج ہمارے لیے مہیا کی ہے۔ اسلیے ہم جہانتک ہمسے ممکن ہوگا اس سے کام لینگے۔ اور محض خدا کے لیے ہم اس ارشاد رب کریم ربنا ما خلقت ھذا باطلا کام لینا چاہتے ہیں۔

مشاہیر سلسلہ کی لائف کا سلسلہ کوئی نیا خیال یا امر نہیں ہے جو ہمارے دل میں آج پیدا ہوا ہے یا کسی صاحب کی تحریک و تقلید سے بلکہ یہ ہماری پرانی آرزو اور ایک دیرینہ محسوس شدہ ضرورت ہے چنانچہ الحکم نمبر ۔ جلد اول مورخہ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس خیال کو قوم کے سامنے ہمنے پیش کیا تھا اور پھر کسی امر کو "ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا" کے عنوان سے الحکم نمبر ۔ جلد ۲ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء میں بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ جس کے انٹروڈکٹری نوٹ کو ہم یہاں بھی دینا چاہتے ہیں

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدیٰ جناب مسیح الزمان سلمہ الرحمٰن نے شائع کیا تھا اُس میں بالقا و رب جلیل سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ بروح منہ نے مبایعین کی فہرست اسما و معہ کوائف ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سیدنا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بجنسہ درج کرکے ہیں اور اسکی تکمیل کے طریق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کرکے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر پیشمت ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اس لیے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کرکے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لیے ہمکو آسانی ہو۔

وہ نقشہ یہ ہے۔

نام	ولدیت	اصل سکونت	سکونت حال	تاریخ بیعت	بعض ضروری کوائف

(ایڈیٹر)

اُسوقت ہمنے اس کتاب کو مرتب کرنا چاہا تھا بہت سے خطوط مبایعین کے اس نقشہ کی خانہ پری ہوکر ہمارے پاس آگئے تھے مگر بوجوہ چند در چند کام ملتوی ہوا لیکن اسپر بھی یہ ضرورت ہر وقت ہمکو محسوس ہوتی رہی۔ اور اب اس صورت میں اسکے ادا کرنے کا ارادہ ہمنے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے کیا ہے وہ چاہے تو ہم اسکے سامان مہیا ہوکر دیکھ سکتے ہیں۔

جماعت کی تعداد بفضلہ تعالیٰ روز بروز بڑھ رہی ہے یہ ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے کہ ہر ایک بیعت کرنے والے کے حالات اور تصاویر ہم الحکم میں دے سکیں یا جن کے حالات شائع کرینگے وہ ایسے بزرگ ہونگے جو قوم میں حسلم الثبوت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور جو کسی نہ کسی رنگ میں مشاہیر کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم علحدہ مطبوعہ خطوط کے ذریعہ ان بزرگوں سے انکے فوٹو اور حالات منگائینگے۔ اور اس سلسلہ کے متعلق خریداران الحکم کے اہل الرائے لوگوں کے مفید مشوروں سے بھی فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرینگے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ محنت استقلال کے علاوہ اخراجات کے بڑھ جانے کا بھی موجب ہے۔ کیونکہ پہلے ہی الحکم کی موجودہ صورت کے تبدیل کرنے سے الحکم کے اخراجات قریباً ڈیوڑھے سے زیادہ ہوگئے ہیں۔ اور سلسلہ مشاہیر کی اور بھی اخراجات کے بڑھا دینے کا موجب ہوگا مگر ہم توکلاً علی اللہ اس کام کو کرنا چاہتے ہیں۔ قوم اسکی ضرورت سمجھتی ہے تو ہمیں مدد دے اور اگر نہیں تو اسکی خاموشی خود ہمیں خاموش رہنے کا سبق دیگی۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہوگا ہم کرنے کی کوشش کرینگے۔ اس کے واسطے قوم سے کوئی الگ چندہ نہیں مانگا جاتا صرف قوم کی اتنی توجہ درکار ہے کہ وہ اخبار کے لیے جس قدر خریدار ہم پہنچانے کی کوشش کرے۔ اگر کم از کم تین ہزار پانچ روپیہ سالانہ قیمت دینے والے خریدار الحکم کے لیے ہم پہنچ جاویں تو الحکم انکے لیے بہت ہی مفید آرگن ہو سکتا ہے۔ لیکن کمی سرمایہ ہماری راہ میں بہت سی روکیں ڈالدیتا ہے تاہم خدا جسطرح چاہتا ہے یہ کام ہو رہا ہے۔ ہم اپنی محنت کی یہ جزا بھی کم نہیں پاتے کہ علی العموم قوم الحکم کی شکرگذار ہے اور وہ اسکو نہایت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور قوم حسن ظن کے طور پر اپنے خادم ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے اور اُسے کسی حد تک اس قابل سمجھتی ہے کہ وہ الحکم کا ایڈیٹر ہو یہ اُسکا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

بہرحال

ہم اس سلسلہ کو آج کی اشاعت سے شروع کرتے ہیں اور جیسا جیسا مناسب اور مصلحت وقت ہوگا ہفتہ وار یا مہینہ میں دو بار یہ تصویریں اور حالات شائع ہوتے رہیں گے۔

ایکبات اور بھی قابل ذکر ہے کہ ان خریداران الحکم کے حالات اور فوٹو بھی اس سلسلہ کے مشاہیر کے علاوہ ہم شائع کرینگے جو باقاعدہ تین سال تک کے خریدار رہیں۔ یا جنھوں نے کم از کم پانچ خریدار الحکم کے لیے ہم پہنچائے ہیں یا پہنچا دینگے۔ مشاہیر سلسلہ کے الگ نمبر بھی مل سکینگے جو ایک روپیہ چار آنے فی درجن کے حساب سے دیے جائینگے اور ایک درجن سے کم باہر نہ بھیجے جائینگے۔ ایک کاپی کے لیے ۲ (آنے) دینے پڑینگے اور محصول علاوہ۔

حضرت حکیم الامۃ کا مکتوب

السلام علیکم۔ قیدیان جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں اب بھی چار قسم میں اول وہ جو شرارت کے سبب سے قابل ہی نہیں رہتے کہ امن عام کے سخت دشمن ہوں ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے چنانچہ اب بھی کورٹ مارشل میں ایسا ہی ہوتا ہے ایسے موذیوں کا زندہ رکھنا ایک ایسے دانت کی مثال ہے جسکے ضرر سے دوسرے دانتوں کو تکلیف پہونچتی ہے اگر نکالا نہ جاوے تو سارے دانتوں پر اُسکا برا اثر پڑکر سکو تباہ کر دیتا ہے دوسرے وہ قیدی جنکے بدلے روپیہ دیکر یا دوسرے قیدیکو چھڑانیکا فائدہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے واقتلوھم حیث ثقفتموھم اور اما فداء میں ہے سوم وہ جنکا مفت چھڑانا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے جنکا ذکر اما منا بعد و اما فداء میں آیا ہے چہارم وہ جنکا واپس کرنا یا انکا بدلا لینا یا قتل کرنا مناسب نہیں ہوتا ایسے قیدی اب بھی مہذب گورنمنٹوں میں موجود ہیں اور پورٹ بلیر وغیرہ انہیں سے آباد ہیں۔ ایسے قیدیوں کی اگر شادیاں بیاہ روکدیے جاویں تو ان کے فطری قوی پر کیسا برا اثر پڑتا ہے۔ میرے ایک انگریزی خواں دوست نے ایسا اعتراض کیا تو مینے اُسکو قیدیوں کی چاروں مثالوں سے سمجھایا تھا۔ اول بیمار دانت کو باندھا جاتا ہے اسکی منجنوں سے مالش کیجاتی پھر کاٹا جاتا پھر اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے یہی حال ہے قیدیان جنگ کا۔ پس جو قیدی دائم الحبس ہوں انکو بیاہ سے روکنا تو جائز نہیں پس مرد ہوں یا عورتیں سکو نکاح کی اجازت ہے۔ ہاں لونڈی کی تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اسواسطے شریعت اسلام نے یہ تجویز کیا کہ گھر میں بچوں کی طرح انکی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اسکے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے من ادبہا حسن تادیبہا اور عبید کم خولکم وغیرہ وغیرہ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعایتیں رکھی ہیں

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔

ہاں جس شخص کو لونڈی سے بیاہ کرنا ہو اُسکو لیے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں جیسے ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں اور تجربہ سے بھی ثابت ہوا کہ شاہان اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔

ہاں آپ کے ہاں جیلوں میں جیسا ہم انگریز خرید جانتے ہیں وہ تو لونڈیاں میں داخل معلوم نہیں ہوتیں۔ والسلام ۲۲ جنوری ۱۹۰۴ء

نور الدین

نوٹ۔ تفسیر القرآن کا نمبر اگر خاکسار ایڈیٹر کو لاہور ایک ضروری کام کیلئے جانا نہ پڑتا تو بہت کچھ طیار ہو جاتا تاہم بہت جلد وہ نمبر انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی ہفتہ کے اندر شائع ہو جائیگا (ایڈیٹر)

نیوگ اور طلاق

زیر بالا عنوان پولاہور کی آریہ سماج اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے بعض ممبران لاہور کے مابین عام جلسوں مین تقریری پر ایک قسم کا مباحثہ ہوتا رہا اور آخر اشتہاروں پر نوبت آپہنچی۔ انجمن فرقانیہ لاہور کی طرف سے آریہ سماج پر ہر طرح سے اتمام حجت کی گئی۔ اور چار مختلف اشتہار اس سلسلے مین نکلے۔

حال مین پانچوان نمبر ہمارے پاس بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے جو اس عنوان سے شائع ہوا ہے "نیوگ اور طلاق پر تشتی اور فیصلہ کن بحث اور نیوگ کے متعلق صاحب مجسٹریٹ پشاور کا فیصلہ" چونکہ اس پمفلٹ کی عام اشاعت کی غرض سے یہ ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اس لئے ہم اس کے محفوظ رکھنے اور عام اشاعت کے اصول کو مدنظر رکھکر ذیل مین درج کرتے ہین۔ اور اس سے یکجائی لطف حاصل کرنے کیلئے اسے بعض دوسرے مضامین کو ملتوی رکھکر ایک دفعہ ہی شائع کر دیتے ہین۔ (اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا کی حرص و آز مین کیا کچھ نہ کرتے ہین
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھین تو مرتے ہین

زر سے پیار کرتے ہین اور دل لگاتے ہین
ہوتے ہین زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہین

جب اپنے دلبرون کو نہ جلدی سی پاتے ہین
کیا کیا نہ انکے ہجر مین آنسو بہاتے ہین

پران کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہین
آنکھیں نہین ہین کان نہیں دل مین ڈر نہین

اُن کے طریق دہرم مین گو لاکھ ہون فساد
کیسا ہی ہو عیان کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد

پرتب بھی مانتے ہین اُسی کو ہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہی غضب

دل مین مگر یہی ہے کہ مرنا نہین کبھی
ترک اس خیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلان وفا نکند این سرائے خام
دنیائے دون نماند و نماند بکس مدام

ہمارے ایک دوست نے آریہ صاحبان کا وہ اشتہار ہمین دیا جس کو انہون نے ہمارے اشتہارات نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے آخری جواب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ہم تو اپنے اشتہارات چھپتے ہی سب سے پہلے آریہ صاحبان کے گھرون اور مجلسون مین بھیجدیا کرتے ہین۔ مگر افسوس کہ ہمارے مہربان دوست آریہ اپنے اشتہارون کو آپ ہی کچھ ایسا خلاف تہذیب خیال کرتے ہین۔ کہ ان کو ہمین پہنچانے سے شرمندہ ہوتے ہین یا بخل کیوجہ سے نہین پہنچاتے لیکن یون چھپانے سے یہ بات تو چھپ نہین سکتی بصارت اور انصاف رکھنے والے اصحاب اس بات کو خود محسوس کرکے افسوس ظاہر کر رہے ہین۔ کہ آریہ نے ہمارے کسی اشتہار کا کوئی جواب نہین دیا۔ بلکہ صرف ہمین اور ہمارے مخدوم و سردار حضرت شمس الضحیٰ کہف الوریٰ فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلعم اور ہمارے محترم امام ہمام مہدی و مسیح مجدد الوقت جری اللہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اور اہل اسلام سمیت تمام نیرون کے بزرگ اور رشتہ داراور غلاب یافتہ علماء و فضلاء و ائمہ کو بیکمال کمینہ پن وصراحت سے تو ہین کے مشتعل کرنے والے ترشح اور نمبر ۱ اور خلاف واقعہ باتین لکھکر ہماری دل آزاری کرنی چاہی ہے۔ لیکن ہم اُن کی نادانی اور بیہودگی پر صبر کرتے ہین۔ ہمین ان کا آخری خطاب دیکھکر سخت افسوس پیدا ہوا ہے۔ کہ رسم ورواج و قوم وعیال اور دنیا کی محبت نے اُن کو ایسا سرگشتہ اور گرفتار کر لیا ہوا ہے کہ ان کی محبت کے مقابلہ مین اپنی نا بستہ شدہ ناش ملائک کو ترک کرنے اور اسلام کی حق اور روشن صداقتون کو قبول کرنے کیلئے نیک دلی سے آمادہ نہیں ہوتے۔ اور سستی سے پیار کا دعوے صرف زبانی ہی زبانی کرتے مین عملاً نہیں۔ ان کے اس آخری جواب کے بعد ہم نہیں سمجھتے کہ اون کی طرف سے کوئی اور اشتہار نکلیگا اور کسی طرح سے وہ تحقیق حق کے لئے ضروریات کو ہم پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ خیر اندر اور جبر سے حق منوانا تو اسلام میں جائز نہیں ہے۔ یہ بات ہم انہین پر چھوڑتے ہین۔ البتہ اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ چونکہ ہر ایک کے سر پر موت کھڑی ہے۔ اسلئے اس چند روزہ زندگی کیلئے اتنی ہیبت کہ دین اور صدق سے الٹے رہنا اور اسی کی پاسداری مین ہٹ دہرمی پر تلے رکھ حیلون اور غلط بیانیون سے حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا اپنی ہی جانون پر ظلم کرنا ہے۔ ہماری نسبت غلط بیانی کرنا کہ ہم کو پہلے ہی تو فکر تھی کہ جب آپ لوگون سے کوئی معقول جواب ہمارے اعتراضات کا بن نہین پڑیگا تو آپ گالی گلوچ اور بدتہذیب اور ناشائستگی سے گری ہوئی تقریر اور تحریر پر اتر آئینگے بخود آریون کو ہی ملزم ٹھیرانا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر ہم نے انکو گالیان نکالی ہین تو یہ وہی گالیان ہین جن کے کھانے کی توقع اور یقین سے انہون نے ہمکو اشتہارات اور چٹھیات کے ذریعے باوجود ہمارے بار بار کے انکار اور ٹال کے اصرار کے ساتھ مباحثہ کیلئے بلایا۔ اور جس نتیجہ کو پہلے ہی یقینی توقع رکھکر انہون نے ہمین مخاطب کیا تھا پھر اس سے رنج اور غصہ کہان بجا ہوسکتا ہے۔ اس کے تو وہ خود ہی ذمہ وار ہین۔ لیکن ان کی یہ باتین ہم پر سراسر تہمت ہین۔ ان لوگون کے ہاتھ مین سچائی تو ہے نہین جس کی تائید کیلئے کوئی دلائل قطعیہ ان کے ہاتھ مین ہون۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک جھوٹ کے نباہنے کیلئے کئی اور جھوٹ اور دھوکہ بازیون کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ پس اب بھی حسب عادت طرح طرح کے لوگون کو دھوکہ دینے کیلئے ہم پر بہتان باندھنا اور تہمتین لگانا اور خلاف بیانی کرنا شیوہ بنا لیا ہے اسی خیال سے تو ہم نے تحریری مباحثہ کیلئے ان کو عرض کیا تھا کیونکہ زبانی مباحثات مین یہ لوگ اپنی مستمرہ عادت خلاف گوئی سے فائدہ اٹھا کر لوگون کو دھوکہ مین ڈال سکینگے۔ اور تحریری مین یہ قابو آجائینگے۔ ناظرین آپ ہی غور کرسکتے ہین۔ کہ ابھی اون کے دو جلسون مین ہی ہم ان کے اصرار سے حاضر ہوئے۔ اور ہماری طرف سے مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کے سٹیج پر کھڑے ہوکر اعلےٰ درجہ کی مہذب اور شائستہ زبان مین اُن کے مکروہ مسائل کی قلعی کھولی اور ان کے اپنے پریسیڈنٹ مسٹر روشن لعل صاحب بیرسٹر اور پبلک نے صراحت اور کنایہ سے انکی شکست پر گواہی دی۔ اور جو وہ اہونین اس بات کا پرزور الفاظ مین ان کے پریسیڈنٹون کی زبان سے شکریہ ادا کیا گیا کہ احمدی جماعت کی طرف سی نہایت تہذیب اور محبت اور امن سے کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کوئی تقریری موقعہ ہم سے مقابلہ کا انہیں نہیں ہوا۔ تو پھر ان لوگون کا یہ لکھنا کہ گویا ہم نے اپنی تقریر مین انہین گالیان نکالی ہین۔ ان کی چالبازی اور خلاف بیانی اور خود ساختہ بات نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے پاس تو انکی چٹھیات موجود ہین۔ جن مین ان دونون جلسون کے بعد بھی بڑے اصرار سے ہمکو بلایا ان کے اشتہارات موجود ہین۔ انہون نے اپنے جلسون مین ہماری غیر حاضری مین ہمکو مخاطب کیا۔ اگر بفرض محال ہم پہلے گالیان نکال چکے تھے توکس عقل اور ہوش سے ہم کو اسکے بعد التجائین کرتے رہے۔ اب تو ہمکو گالیون کی تہمت لگائی۔ اور اگر ہم انکار نہ کرتے اور ان کے طلب کرنے پر بھروسہ کرکے جلسون مین متواتر حاضر ہوتے رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی اور سخت طرہ تہمت ہمکو لگا دیتے۔ ہم موقع اور ضرورت پر ان کی چٹھیات بھی شائع کرینگے جن مین منت اور سماجت اور التجاؤن سے گھر پر بلاتے رہے ہمارے امن اور مہذب اور شائستہ طور پر کارروائی کرنے پر زور الفاظ مین اسوقت شکریہ ادا کرنے اور اسکے بعد بھی ہمکو بلاتے رہنے اور ہمارے انکار کرنے (جو انکار صرف اسلئے تھا کہ ان کی نیتون مین حق جوئی معلوم نہ ہوتی تھی) کے بہت عرصہ بعد اب یہ کہنا کہ ہم نے ان کو گالیان نکالی تھین خوب ست کا وچار ہے۔

اب رہا یہ امر کہ گویا ہم نے اپنی تحریرون مین ان کو گالیان نکالی ہین سو ہم نے تو کوئی گالی اپنے کسی اشتہار مین نہین نکالی۔ گالی کی تعریف تو کسی شخص کے حق مین ایسے توہین اور حقارت آمیز کلمات بیان کرنیکے ہین جو اسکی نسبت خلاف واقعہ ہون۔ اگر کسی شخص مین کوئی واقعی نقص موجود ہو تو بنظر اصلاح اس نقص کے بیان کرنیکو گالی نہین کہا جاسکتا بلکہ وہ تو واقعہ اور اصلیت کا اظہار ہے۔ سچی بات کو صاف الفاظ مین بیان کرنیکو گالی کے مترادف اور ہم معنے سمجھ لینا نادانی اور حماقت کی دلیل ہے اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے حقوق طلب کرے تو اُس کے اس امر کو بھی گالیان سمجھنا ظلم ہے۔ اور ہم اس بات کو ناظرین پر چھوڑتے ہین۔ کہ وہ خود ہماری اور آریہ صاحبان کی تحریرات پڑھکر انصاف کرلین ہم ذیل مین چند امور لکھکر دکھاتے ہین۔ کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ نیکدلی اور سچی ہمدردی سے لکھا ہے۔ کیا وہ گالیان ہین۔

ا۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ آریون کے نامی مسافر اور دہرم کے اور پیشوا جناب پنڈت لیکھرام صاحب کا آریہ ست کیطرف سے مسلم وکیل منتخب ہوکر ہمارے امام مہدی و مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کو مقابلہ پر دونون مذہبون اسلام اور آریہ دہرم کے منجانب اللہ اور حق اور باطل ہونے کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے پیش ہونا اور آخیر مین پنڈت صاحب کی درخواست پر فریقین کا ایک دوسرے کی موت کے متعلق پیشگوئیون کو حق اور باطل کے فیصلے کیلئے اسطرح سے قطعی معیار مقرر کرنا کہ جس شخص کی پیشگوئی سچی نکلے اسی کا دین اور مذہب منجانب اللہ اور حق پر ہوگا۔ اور پیشگوئی جھوٹی نکلنے والے فریق کے مذہب پر قطعی ڈگری حاصل ہوگی۔ اور فریق مغلوب کے مذہب کا باطل اور شیطانی ہونا اسی سے فیصلہ پا جائیگا۔ اس پر پنڈت لیکھرام صاحب کا پیشگوئی کرنا کہ مجھکو میرے پرمیشر نے خبر دی ہے۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بمرض ہیضہ تین سال کے اندر مر جائینگے اور اس پیشگوئی کا سراسر جھوٹا نکلنا اور حضرت مخدوم کا تا ہنوز زندہ ہونا اور پنڈت لیکھرام کا ہمارے مخدوم و مولے حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی پیشگوئی کے مطابق باوجود قوی ہیکل اور مضبوط جوان ہونے کے احکم الحاکمین خدا کی سچی اور انتہائی عدالت کے حکم سے مقررہ وقت و یوم و ماہ و سال و طریق سے ہلاک ہوکر اسلام کے قطعی غلبہ اور صداقت اور منجانب اللہ ہونے اور آریہ دہرم کے باطل ہونے پر آسمانی مہر کے لگ جانے اور قطعی اور مستقل ڈگری حاصل ہونے کے بعد بجز ہٹ دہرمی اور ضد اور سینہ زوری کے کونسی معقول وجہ ان کے ہاتھون مین ایسی باقی رہگئی ہے جس کے حوصلہ پر آریہ دہرم کو خدا اور مخلوق کے سامنے سچا بیان کرسکتے ہین۔ اس عظیم الشان آسمانی فیصلہ سی ایمانی فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا۔ اور ہم آریہ دہرم پر فتحمند اور منصور ڈگری دار ہونے کی حیثیت مین اپنے فیصلہ اور ثابت شدہ حق کا آریون سے مطالبہ کرتے ہین۔ کہ تمام مباحثات سے پہلے وہ اس سے فائدہ اٹھائین اور اس کا جواب دین۔ کہ کیون اسکو ٹال مٹول مین رکھ رہے ہین۔ کیا انصاف کی رو سے اسلام پر اس فیصلے کے مطابق ایمان لانے اور آریہ دہرم کو باطل سمجھنے سے گریز کی کوئی وجہ ہوسکتی ہے؟ کیا جس بات کو خدا نے جھوٹا ثابت کر دیا ہے اُس پر اڑے رہنا ست سے پیار ہوسکتا ہے؟ اب ناظرین انصاف کرین کہ ہم نے تو یہ امر حق پیش کرکے اپنا حق طلب کیا ہے کیا اس کا نام گالی ہوسکتا ہے؟

۲۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ آجتک ہمکو یہی معلوم ہوسکا ہے کہ جناب سوامی دیانند جی مہاراج اور پنڈت لیکھرام جی مہاراج اور آریہ دہرم کے دوسرے مسلم پیشوا اور ناری اور برادر شریمان مہان پرش اور شریمتیون نے باوجود نیوگی ضروریات پیش رہنے کے نیوگ کرنے کرانے کے عملی نمونے نہین دکھلائے۔ جو اس بات پر گواہی ہے کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے سے فطرتاً پشیمان اور شرمسار تھے۔ سوامی جی مہاراج گرہست کے تعلقات سے الگ رہے۔ اسلئے انہین اُس غیرت اور شرم و حیا اور ضرورت عفت کا جو ہمارے اہل گرہست کیلئے ضروری ہوتا ہے کچھ ذاتی تجربہ کبھی حاصل نہ ہوا۔ اسی محرومی کیوجہ سے انہون نے اس ناپاک مسئلہ کو اپنی کتاب مین لکھکر اوراق کو ناپاک کر دیا۔ ہمارے ایمان مین یہ ایک نہایت ناپاک مسئلہ ہے۔ اور اس کا سرچشمہ بھی ناپاک ہے کیونکہ روشنی

بھر چشمہ سے تاریکی نہیں پیدا ہوسکتی۔ اگر آریوں کو ان باتوں سے اتفاق نہیں تو مہربانی کرکے وہ ثابت کر کہا ہیں کہ (۱) جناب سوامی جی مہاراج نے اپنی مصلحانہ زندگی میں کسی وقت کم بہت اختیار کیا تہا؟ (۲) ان کو باپ اور باعزت خاندانوں کی ضروریات غیرت وغیرہ کے ذاتی تجربہ سے حس حاصل ہوگئی تہی؟ (۳) انہوں نے خود یا اُن کی اجہیا اور ہدایت سے اُن کے خاندان میں کسی نے نیوگ کیا کرایا تہا؟ (۴) اُن سے ان کا نیوگی یادگار ونکا سلسلہ چلا اور ابتک یا اُن کے کسی وقت بعد تک ان کے سلسلہ حسب ونسب میں ہونے کا فخر رکہنے والے موجود ہیں؟ (۵) یہ مسلم بات ہے کہ لیکہرام جی مہاراج کو بوجہ اولاد نرینہ نہونے کے اپنے گہر میں نیوگ کرانیکی ضرورت تہی سو باوجود ضرورت انہوں نے کبہی اپنے گہر میں نیوگ کرایا یا خود ہی کہیں کیا اور اسی سے اُن کا سلسلہ اولاد نرینہ چلا؟ (۶) یا زمانہ حال کے نامی آریہ لیڈروں میں سے ہی کسی نے اس پر عمل کیا یا کرایا ہو؟ لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہے آریہ صاحبان ان باتوں کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ پہر ہماری بات کو کس عقل سے گالی قرار دیتے ہیں۔ خود اپنے پیشواؤں کی نسبت خلاف واقعہ ایمان رکہتے اور ساتہ ان باتوں کا منہم کرنا چاہتے ہیں جو اُن میں نہیں۔ یہی گالیاں ہیں جو آپ اپنے بزرگوں کو دے رہے ہیں۔ ہم تو کسی کے بزرگ کو گالی دینا گناہ سمجہتے ہیں۔

اصل میں نیوگ دو لفظوں نے یا نیو اور وگ سے مشتق ہے نے اور نیو اُس محبت اور یارانہ کو کہتے ہیں جو محبت کا مقدر ہوتی ہے۔ اور وگ گایوں کے گلے کو کہتے ہیں پس نیوگ کے معنے گایوں کے آپس میں نر و مادہ کے تعلق صحبت کے ہوئے۔ لہٰذا زبان کی عزت بہی تو جب ہی بحال رہ سکتی ہے کہ وہ اپنے اکثر الفاظ کی وجہ تسمیہ پیش کر سکے۔ نیوگ کی وجہ تسمیہ میں یہ بات بین طور پر پڑی ہوئی ہے کہ یہ وہ رسم ہے۔ جسمیں گئو والے اچہے سانڈوں سے بچے حاصل کرنے کیلئے گایوں کو اُن کے پاس لیجاتے ہیں۔ اور گئو ڈہانپنے کے عوض میں سانڈ ہونکو پرورش کرتے کہلاتے اور پلاتے ہیں۔ یہ ایک حیوانی رسم ہے۔ انسانوں کیلئے نہیں۔ ہم وید کے مصنفوں کو اس قدر بیعقل نہیں مان سکتے کہ اُن کی اس رسم کو درج کرنے سے یہ مراد ہے کہ گویا یہ انسانوں کے لئے ہے جیسے سوامی جی نے اسکو غلط سمجہا ہوگا کیونکہ اگر فی الواقعہ ویدوں میں اسطرح لکہا ہے تو بجائے اسکے کہ ان کی کچہ عزت کی جائے ان کو تو جہالت اور فحش کا تو وہ ماننا پڑتا ہے مان آریوں کے قدیم آبا و اجداد مال و ندلوگ تہے یعنے اُن کی گذران گایوں پر تہی۔ اور بعضے کچہ کچہ کہیتی باڑی بہی کرلیا کرتے تہے۔ گایوں کے وگ (گلے) ان کی عزت اور ان کا فخر انہیں کی پرورش اور پالنا کرنا ان کا ہنر و تمدن انہیں کی صحبت میں جنگلوں میں انکا بسیرا۔ انہیں کی پیداوار ان پر انکا گذارہ تہا۔ چنانچہ کرشن جی کا نام گئو پال مشہور ہے۔ حال جیسے مویشی پرور جنگلی لوگوں کی زندگی ان آریوں کی

بود و باش کا خفیف سا خاکہ یاد کراتی ہے۔ ان لوگوں میں کوئی تمدن نہ تہا قانون نہ تہا۔ اس لئے سب ذرا ترقی کی تو اپنے حسب مذاق وید تصنیف کئے۔ اور اسمیں وہی حیوانیت کی باتیں لکہیں۔ جو گایوں کی صحبت میں رہنے سے ان میں بہی داخل ہوگئی تہیں۔ گئو کی معبودانہ عزت اور گئو پالن میں فخر کا اصول اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ وید کی سندر جہ دعائیں اور آرزوئیں بہی تمام گایوں میں ترقی اور بہتری کے متعلق ہی ہیں۔ ممکن ہے کہ نیوگ کے مسئلے پر یہ گائے پرور قوم عمل کرتی ہو۔ گو یہ بات بہی ثابت نہیں۔ لیکن اگر یہ بات ثابت بہی ہو تو بہی وہ خود ایک جنگلی اور غیر متمدن قوم تہی۔ اُس جاہلیت اور گئو پالن کے زمانہ کی بن باسی رسوم کو اس تہذیب اور تمدن کے زمانہ میں پیش کرنا جہالت میں داخل ہے۔ گائے کو گئو ماتا کہا جاتا ہے لیکن یہ اس لئے نہیں کہ اُس کو حقیقی ماں سمجہا جائے اور اس کی عادات اور رسوم اور فطرت کو وراثت سمجہکر اپنے لئے قاعدہ بنالیا جائے۔

سوامی جی مہاراج خود اکثر بن باس خلوت اور تنہائی میں برہمچاری غور و بچار کرتے رہے۔ اور اس نئے زمانہ کی تہذیب اور شائستگی اور ترقی سے انکی اخلاق و معاشرت پر کچہ اثر نہو سکا کثرت سے ویدونکی مطالعہ میں مستغرق رہنے کی وجہ سے ان کے دل پر بہی اسی قدیم آریہ گئو پالن زندگی کا نقشہ گہرا جم گیا اور اسی کے آثار کی لوگونکو تعلیم کرنا شروع کردی۔

۴۔ ہم نے لکہا تہا کہ تمام دیسی اقوام جن میں ہم اور آریہ شامل ہیں ایک دوسرے کی اعضاء اور ہمسایہ ہیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہوتے ایک دوسرے کی شادی و غمی کے کاج و کام سنوارتے ہیں۔ ہمارے سامنے اور شرکت سے کئی آریہ بیاہ ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ بیاہ کیطرح نیوگ بہی علے الاعلان ہونا ضروری ہے۔ الا وہ ناجائز متصور ہوتا ہے مخفی طور پر نیوگ نہیں ہو سکتا۔ وہ تو سوامی کے اصول سے ہی حرامکاری ٹہیرتی ہے آج تک ہمنے کسی آریہ گہرانے میں کسی کو نیوگ کرنے کرانے کا انتظام کرتے نہ دیکہا اور نہ سنا ہے۔ ہماری مخالفت نیوگ سے صرف اس لئے ہے کہ یہ ایک مکروہ بدکاری خیز رسم ہے۔ اور اس کے اعتقاد اور ارتکاب سے انسان فواحش کا مرتکب ہوتا ہے۔ ہم تو اپنے ہموطن اور ہمسایہ آریونکو ایسے گند میں غرق ہوتا دیکہہ نہیں سکتے۔ ہمیں سچی ہمدردی اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم آریونکو اس سے روکیں لیکن یہ دیکہکر کہ آریہ فی الواقعہ میں نیوگ پر عمل نہیں۔ ہمکو بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہیں۔ کہ جس مراد کے لئے ہم سچائی کو کہ رپورٹ پیش کرتے ہیں وہ مراد ہماری حاصل ہے اور ان کی اپنی فطرتیں ہی ہماری تائید میں اُن کو نیوگ سے بسلامت باز رکہہ رہی ہیں۔

یہ تو ظاہر حال ہے۔ لیکن امتحان عالم الغیب نہیں ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی رکیک تاویل سے ہمسایہ قوم سے شرم کے مارے آریوں نے مخفی نیوگ کو جائز بنالیا ہو۔ کیونکہ اُن کا اپنا اختیار ہے۔ اور خفیہ طور سے نیوگ کرتے کراتے ہوں اسلئے اسکی اصلیت دریافت کرنیکی غرض سے ہم نے آریہ صاحبان کی خدمت میں ادب اور عاجزی سے درخواست کی تہی اور اب بہی با ادب زور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہم پر اسقدر مہربانی کریں کہ ایک ایسی فہرست مرتب کرکے شایع کریں جسمیں دو تین سو معزز لیڈرنگ آریوں کے گرامی نام مع مفصل پتہ کے لکہے ہوں جنہوں نے آپ یا اپنے گہروں میں نیوگ کیا یا کرایا ہو۔ کس کس کے ساتہ نیوگ کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اسی طرح مفصل پتہ کے ساتہ دو تین سو ایسے بہاگوان بیویوں کے نام بہی اس فہرست میں درج کریں جو اپنی پس جو تہا ور علمی اور اخلاقی رسم سے فیضیاب ہوئیں اور ان کی فیضیابی کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور ساتہ ہی اس کے تین چار سو نیوگ زادہ بچوں کے نام بہی لکہہ دیں۔ ناظرین انصاف کریں کہ کیا ایسی درخواست کرنا گالی ہے؟

۴۔ مشاہدہ اور تجربہ ہی ایک شے ہے جس کے ذریعہ سے انسان کسی امر کے یقینی نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے خشک خیال اور لاف گزاف بالکل بے سود ہوتے ہیں۔ اسوقت تک اور آیندہ اسوقت تک جب تک کہ مذکورہ بالا فہرستیں شایع نہ کریں ہم یہی سمجہتے ہیں کہ نیوگ کے متعلق آریونکو خود کچہ تجربہ اور مشاہدہ حاصل نہیں صرف طبع آزمائی کی غرض سے یا نادانی سے خیالی لاف گزاف کر رہے ہیں۔ جائے غور ہے کہ جس نیوگ کے متعلق اپنا اور اپنی قوم کے اکابر کا کوئی تجربہ اور مشاہدہ پیش نہیں کرتے اور جس کے عمل ارتکاب کے خود ہی قایل نہیں۔ اور کوئی نمونہ اور نتیجہ نہیں دکہلا اور جس کا کوئی عملی وجود ہی ثابت نہیں کرتے اسی کے قابل عمل ہونے پر مباحثہ کرنے کیلئے ہم کو اور دوسرے لوگوں کو بلانا کس راستبازی اور عقلمندی اور حق شناسی پر مبنی ہو سکتا ہے سوائے دوانچ زبان کے اُن کے وجود کی کہیتی کے تمام جوارح اور ممبر اور اعضاء تو ہماری تائید کا ثبوت دے رہے ہیں یہ تو مسلم بات ہے کہ نیوگی ضروریات تو ہمیشہ آریہ گہروں میں رہتی ہیں اور شاید ہی اُن کا کوئی خاندان نیوگ کی کسی نہ کسی ضرورت سے کسی وقت خالی ہو۔ تو باوجود ضروریات میں محیط ہونیکے نیوگ کو عملاً کرنیسے گریز کرنا اور اس سے فائدہ نہ اٹہانا ہمارے ہاتہ میں انکی شکست کی ایک زبردست دستاویز ہے۔

پیارو! خود تو تمہاری نیچر اسکو گندہ اور ناپاک اور مجرمانہ کام سمجہکر اس پر عمل کرنے سے شرمندہ ہے۔ اور تم کسطرح سے اپنی قوم میں عملی رواج ثابت نہیں کرتے تو انکے تو بہی

معنے ہیں کہ نادان لوگوں کو دام تزویر میں لاکر مذہبی آڑ میں بے قید عیاشی کا لائسنس حاصل کرلیا جائے۔ اور اسی کی طفیل کفایت شعاری سے مزے اڑانا نصیب ہو۔ اگرچہ ممکن ہے کہ چند عقلمند عیش پسند جوانوں کا نیوگ کو مسئلہ کا ایڈوکیٹ بنکر اسکی ترویج کیلئے کوشش کرنا کسی ایسی غرض کیلئے ہی ہو لیکن ہم ان پر اسقدر بدظنی کرنا نہیں چاہتے۔ اتنا ضرور سمجہتے ہیں کہ در اصل نیوگ کو خود ہی ایسا گند جانتے ہیں کہ اول تو کرتے نہیں اور اگر کرتے بہی ہیں تو بہی آپ اسکو ایسا گندہ سمجہتے ہیں کہ ہمارے سامنے عملی گواہی پیش کرنے سے نادم ہیں۔ کیونکہ اگر فی الحقیقت اس کو درست سمجہتے ہیں۔ اور اسپر عمل نہیں کرتے تو آریہ نیم کے رو سے دہرم سے دور اور است کرنے والے ٹہیرتے ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ ہر کام سے پہلے آریہ صاحبان ہماری مطلوبہ فہرستیں شایع کریں۔ تاکہ ہمکو بہی ان کے عملی نتایج اور فوائد اور نقصانات کے موازنہ کرنے کا موقعہ میسر ہو۔ زبانی لاف گزاف پر تو آپ لوگ بہی مباحثہ کرنا بیعقلی سمجہتے ہونگے اس پر بحث ہو ہی کیسے سکتی ہے۔ اب عرصہ قیل و قال میں بہت گذر چکا ہے۔ اسلئے ہم آریہ اصحاب کو ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر اس عرصہ میں آریوں نے یہ فہرستیں مکمل اور مستند طور پر شایع نکیں تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ وہ جہوٹے ہیں۔ اور ہماری فتح کی ڈگری اور ایک اُن پر ہوجائیگی۔ اور پہر ہمکو حق حاصل ہوگا۔ کہ اس کو آریوں پر حجت پیش کریں۔ اور پبلک کو اس سے مطلع کریں۔ اس کے فیصلہ ہو جانیکے بعد ہم بیانک بہی طیار ہونگے۔ کہ اگر آریہ صاحبان اسقدر ثابت کردیں۔ کہ آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور کے ممبروں نے ذاتی طور پر نیوگ کا تجربہ کرلیا ہے اور جن عورتوں کا جن مردوں سے نیوگی سنجوگ ہوا اُن کا مفصل نام و پتہ و اولاد وغیرہ ایک مستند فہرست میں شایع کریں۔ تو پہر بعد تحقیقات ہم اپنے خیالات اور نتیجہ تحقیقات کو نیک نیتی سے عرض کردینگے۔ لیکن اگر اس سے بہی گریز کریں تو پہر انصاف نہیں سمجہ سکتا کہ دنیا میں کونسا گوشہ انکو جگہہ دے گا۔ اور کس منہ سے نیوگ اور آریہ دہرم کا نام لینگے۔ ناظرین غور کرو! کیا یہ گالیاں ہیں یا واقعات کا اظہار؟

۵۔ کتاب ماننے والی قومیں اتنا تو جانتی ہیں کہ عورت اور مرد میں بیاہ کا وہی سنجوگ جائز ہوتا ہے جو مسئلہ کتاب کے مطابق کیا جائے آریہ بیاہ بہی وہی جائز ہو سکتے ہیں۔ جو اُن کے ویدونکے مطابق ہوں۔ جو تعلقات ویدونکے مطابق نہیں وہ اور اُنکے تمام نتایج اور اولاد وغیرہ بہی ناجائز ہی ہوتے ہیں۔ آریہ صاحبان نیوگ کے عملی ثبوت کے مطالبہ کے جواب میں یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ زمانہ حال کے آریہ بیاہ ویدوں کے مطابق نہیں ہوتے۔ اور اسلئے

جاتا۔ آریون کی یہ ایک ایسی نامعقول دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام آریہ گویا ہیں۔ اور ان کی تمام اولاد ناجائز ہے ان لوگون کی عقلون پر کچھ ایسے پردے کہ اپنی قوم کا بھی حیا نہین کیا۔ ہر حیثیت ہین کے انسان اُن مین موجود ہین بڑے معزز اور شریف بھی ہین۔ اُن سب کی نسبت ہمین کہہ دی ہین جن کا بیان اعادہ کرتے ہوے شرم آتی ہے۔ ہمین تو گالیان دی ہی تہین اپنی قوم کو بھی دہر دبایا۔ ناظرین غور کرین کہ گالیان نکالنے کے مُرِدہ الزام کا کون ملزم ہوتا ہے۔ ہم یا آریہ صاحبان؟

۶ - اشتہار ع۳ مین جسقدر حوالہ جات ہمنے درج کئے ہین۔ وہ اسی کتاب ستیارتھ پرکاش سے ہین جس پر "مستند" لکھا ہوا ہے۔ آریون نے چالاکی اور دہوکہ دہی سے یہ لکھا ہے۔ کہ گویا ہمنے حوالون مین تصرف کیا ہے سو! اے ناظرین باانصاف مستند ستیارتھ پرکاش کو لیکر ہمارے اشتہار کی عبارتونکو اُس سے مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ اگر ہمنے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے ملایا ہو یا ہمنے مطلب بگاڑ کر ہون تو بیشک ہم ملزم ہیں۔ ہان البتہ اس قدر تو ہر ایک انسان جانتا ہے۔ کہ حوالہ دینے کیلئے ساری کتاب کی نقل نہین لکہی جاتی۔ نفس مضمون کے متعلق جسقدر ضروری ہوتا ہے ایسے طریق مین کہ مصنف کا منشا فوت نہو اقتباس کرکے لکہنا دیانتداری کا کام ہے سیطرح ہمنے مصنف کے منشا کو رعائت رکہکر مضمون کے متعلق جتنا ضروری تہا لکہہ دیا تہا ستیارتھ صاحب یہ ثابت کر سکتے ہین۔ کہ ہمنے حوالون مین اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا ہو! بار کہتے ہین۔ کہ اُن عبارتون مین جو ہمنے کے لئے نقل کی ہیں اپنی طرف سے ایک حرف بہی کم اور زیادہ نہین کیا۔ ہان اگر اس مستند کتاب کے سوا کوئی اور کتاب مستند ستیارتھ پرکاش آریہ صاحبان کے پاس ہے تو مہربانی کرکے یا تو اس مین سے وہی عبارتین نقل کرکے شائع کردین جو ہم نے لکہی ہین یا وہ کتاب ہمارے پاس بہیجدین ہم اسی سے عبارات نقل کرکے دوبارہ شائع کردینگے۔ اور اس کے لئے آٹھ روز کی میعاد مقرر کیجاتی ہے۔ اگر آٹھ روز مین دونون باتون میں سے آریہ صاحبان نے کوئی بات نہ کی تو ناظرین انصاف کرین! کیا یہ گالی ہے؟

۷ - یہ بات عام طور پر مشہور ہو چکی ہے۔ کہ آریہ صاحبان نے نرملی اور ابراہیم جیسے چند بازاری تنخواہ دارون کو ساتھ ملاکر طرح طرح کی باریک اور مخفی چالاکیون سے مسلمانون کے تمام فرقون کے معزز اور مسلم علماء اور فضلاء اور انجمنون کی توہین کی۔ اور مقدس اور مطہر اسلام کے برخلاف شرارت کی نیت سے منصوبے بنائے۔ کہین ان سے جہوٹے اشتہار نکلوائے اور کہین انکو شہ دیکر اپنی مجلسون مین معزز اور خطاب یافتہ مسلمانون کو ان سے گالیان دلوائین۔ کہین ایک مسماۃ سائل پیشہ ہیلم کو مولوی اور وکیل اسلام کے خانہ یافتہ خطابات دیکر مسلمانون کا دل دکہایا۔ آریہ لوگ ایسی حرکتین تمام مسلمانونکی توہین کی نیت سے کر رہے ہین۔ اور اس بیہودگی پر اسقدر مُصر ہین کہ اب تک بہی ان باتون سے باز نہین آتے۔ باوجودیکہ مسلمانون کے تمام معزز فرقون سُنّی، شیعہ، غیر مقلد وغیرہ کے مسلم اور مستند علماء اور لاہور کی تمام مسلم اور مستند انجمنون نے صاف لفظون مین لکہہ دیا ہے کہ ابراہیم کسی فرقہ یا انجمن کیطرف سے وکیل اسلام نہین۔ لیکن پہر بہی آریون نے اپنے اشتہار مین لکہا ہے۔ کہ اب تک وہ ابراہیم کو وکیل اسلام ہی تسلیم کرتے ہین۔ اس منصوبہ کو تقویت دینے کے لئے انہیں تنخواہدار مسلمان نام کی ایک انجمن بنوالی ہے جس کا نام حامی اسلام رکہہ لیا ہے۔ لاہور مین کوئی مستند انجمن حامی اسلام مسلمانون کے کسی فرقہ کی موجود نہیں۔ اور یہ منصوبہ بہی ہمارے اشتہار ع۳ کے بعد بنایا ہوا ہے۔

ہم تو حیران ہین۔ کہ ان پڑہے لکہے آریونکو کیا ہوا کیون خدا سے مقابلہ کی ٹہان لی ہے۔ ان کی عقلین کہان گئین۔ صداقت ایسی شرارتون سے تو حاصل نہین ہو سکتی۔ ناظرین ذرا غور سے آریہ صاحبان کے پہلے اشتہار کی سطر ۲۴ و ۲۵ پڑہکر دیکہیں کہ اس مین صاف لفظون مین لکہا ہے کہ آپ کا یہ ظاہر کرنا کہ آپ تمام اہل اسلام کے وکیل بن کر ہم سے مباحثہ کرنا چاہتے ہین۔ ہم ماننے کیلئے ہرگز تیار نہین جب تک کہ اہل اسلام کی کم سے کم دو چار مستند انجمنون کی طرف سے اس امر کے ثبوت مین آپ تحریرات شائع نہ کراوین"۔ اسمین آریون نے آپ ہی ایک اصول قائم کیا ہے کہ ان کے نزدیک وکیل اسلام وہ شخص ہی تسلیم ہو سکتا ہے۔ جس کی وکالت کے ثبوت مین دو چار مستند انجمنون نے پہلے سے تحریرات شائع کردی ہون۔ یہی ایک ضروری اور اقل معیار اسلامی وکالت کے لئے انہون نے خود مقرر کیا ہے تو اب اگر ان صاحبان مین کچھ بہی غیرت اور حیا اور حق پروری کا خیال ہے تو وہ ثابت کرین۔ کہ انہون نے ابراہیم کو وکیل اسلام اسلئے تسلیم کیا ہے کہ اسکی وکالت کے ثبوت مین دو چار مستند انجمنون کیطرف سے ان کے تسلیم کرنے سے پہلے ایسی تحریرات شائع ہو گئیں تہین کہ گویا انہون نے ابراہیم کو اسلام کی طرف سے ان کے ساتھ مباحثہ کرنیکے لئے وکیل منتخب اور منظور کیا ہے۔ اور ہم یقیناً کہتے ہین کہ لاہور کی ایک بہی مستند انجمن کیطرف سے کوئی ایسی تحریر شائع نہین ہوئی تو باوجود اسبات کے پہر بہی انکا ابراہیم کو وکیل اسلام اور مولوی لکہنا کس ایمانداری اور حق پروری پر مبنی ہو سکتا ہے۔ ہم اسوقت آریونکو چیلنج کرتے ہین کہ وہ دو چار مستند انجمنون کی طرف سے ایسی تحریرات شائع شدہ پیش کرین اور اگر وہ پیش نہ کرینگے اور ہرگز وہ پیش نہ کر سکینگے تو اے اہل انصاف! یا درکہو کہ ان لوگون کی نیتون مین مفسدہ پردازی اور شر انگیزی کے سوا اور کیا ہے۔ اور اُن پر اور ان کے طریق

ودہرم پر منصوبہ بازی اور باطل ہونے کی ایک اور مہر لگ گئی ہے۔ کیا کوئی آریہ ہے جو ایسی تحریر پیش کرکے اس سیاہی کو چہرے سے دور کرسکے! ہم کو آریون کی اس دستاویز نے حق دیدیا ہے۔ کہ ہم انکو خلاف گو کہین۔ اے آریہ دوستو! سوچو! کیا یہ حق جو ئی کی ہے؟ - حق سے مقابلہ کرنے سے آپ کو یہ خفت اور شرم اٹہانا پڑی۔ اب بہی باز آؤ اور حق سے فائدہ اٹہاؤ۔

۸ - جو لوگ علے الاعلان فواحش اور زناکاری کرتے ہین۔ اُن سے کون عقلمند تعارض کرتا ہے۔ آریہ صاحبان اگر یہ دکہلا دین کہ وہ علے الاعلان نیوگ کرتے ہین۔ تو ہم بہی انکو کیونکر تعارض کرینگے کیونکہ نیوگ ہمارے ایمان مین زناکاری ہی ہے۔ خلافت اور وراثت انسانی خاصہ ہے۔ جس کے لئے اس کو دوسرے حیوانون سے امتیاز حاصل ہے۔ اسی لئے تحقیق وحفاظت نطفہ فطرتاً لازمی ٹہیرکر انسانی حقوق کے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور اسی لئے اس کی خلاف ورزی سخت ظالمانہ حق تلفی ہونیکی وجہ سے زناکاری نام رکہاتی ہے۔ اور حکومت اور قوم کی طرف سے سخت عقوبتون سے قابل سزا ٹہیرتی ہے۔ نیوگ مین تحقیق وحفظ نطفہ کے اصول قایم نہیں رہتے اور اسی لئے یہ زناکاری ہے۔ قانون سرکاری کے رو سے بہی بیاہی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی مین اُس کے سوا کسی غیر سے کسی حالت میں ہم بستری کرنا زناکاری ہے۔ اسی کے متعلق صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے بمقدمہ مہر چند بنام گنگا بشن وغیرہ مورخہ دسمبر ۱۹۰۰ء کے فیصلہ مین لکہا ہے "استغاثہ یہ بہی بیان کرتا ہے۔ کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۰۰ پر لکہا ہے کہ دیانند کے پیرو زناکار ہین۔ اور چونکہ مستغیث بہی دیانند کا ایک مرید ہے۔ اس لئے اس بیان سے اسکی بہی توہین ہوئی ہے۔ اصل کتاب کی عبارت یہ ہے "اب اس فن زناکاری کے استاد (دیانندجی) کی تحریری ہدایات کے مطابق یہ دیانند کے پیرو زنا کرین اور کرائینگے"۔ اسبات سے انکار نہین ہو سکتا کہ دیانندجی کی خاص مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش مین ہمبستری کے متعلق ہدایات درج ہین۔ اور مستغیث بہی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اُس کا اس مسئلہ پر ایمان ہے۔ جسمین ایک بیاہی عورت اپنے خاوند کی زندگی مین اسکے سوا غیر بیاہے مردوں سے ہمبستری کر سکتی ہے۔

یہ رسم بیشک زناکاری ہے

ملزم نے نیک نیتی کے ساتھ صحیح واقعہ بیان کردیا ہے کہ دیانندجی کے پیرو فن نے مذکورہ مسائل پر ایمان لاکر اب زناکاری شروع کردی ہے۔ اور اگر وہ اسی ایمان پر قائم رہے تو زیادہ زور سے زناکاری کا ارتکاب کرنے لگ جائینگے۔ پس نیوگ تو زناکاری ہے۔ اور جس کتاب مین اس کی ہدایات درج ہین وہ کتاب بہی فحش آموز ہے۔ آریون نے ہم پر گالی نکالنے کی جہوٹی تہمت لگاتے ہوئے ذرا شرم نہین کی کہ گالیان تو نیوگ کا نام پبلک کے سامنے لینا ہے۔ زناکاری کے حامی خود زنا کرتے کراتے رہین تو خیر ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے لوگون پر طرح طرح کی اغوا آمیز تعریفون سے اس کا اثر ڈالین اور ان کو اور اُن کی عورتون کو اس کے مرتکب ہونے کی ترغیب یا نصیحت کنایۃً یا صراحتاً کردین تو وہ اغوا اور توہین اور بدچلنی اور بداخلاقی پہیلانے کے مرتکب ہونے کے مجرم ہیں۔ یہی حال آریون کا ہے۔ کہ نیوگ کے زناکاری مین مبتلا کرنے کیلئے مختلف قسم کے حیلون سے لوگون کو اغوا کر رہے ہین۔ زناکاری کے حامی اور مرتکب اخلاقی دنیا مین کسی شرافت اور حیثیت کا دعوےٰ نہین کر سکتے۔

ناظرین غور کرین۔ کہ یہ لوگ جو تمام ہندوؤنکو زناکار بنانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ گالیان نہیں ہین۔

۹ - اسبات کو تو ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ انسان کا ابتدائی نام نطفہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جنین پہر بچہ وغیرہ نام رکہاتا ہوا اپنے عمر کے سب مرحلے طے کرتا ہے۔ اور اس بات سے بہی اکثر لوگ واقف ہونگے۔ کہ تشخیص وتعزیر جرایم میں سیاسی طور پر ہر ایک جرم کی عظمت اور خفت کی رعائت بہی بجا سمجہی گئی ہے۔ ایک پیسہ چوری کرنے والا بہی چور ہے اور لاکہہ روپیہ چوری کرنیوالا بہی چور کہلاتا اور سنگینی جرم کے لحاظ سے مساوی سزا پاتا ہے۔ انسان فروشی کے جرم مین نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کا خرید وفروخت کرنا انصافاً شامل ہین۔ اور اسی اصول پر برٹش گورنمنٹ نے بہی نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کی حفاظت کے لئے قوانین نافذ کئے ہوئے ہین۔ اسی معقول گورنمنٹ نے اسقاط حمل اور قتل کا قانونی انسداد بہی اسی واسطے کیا ہوا ہے۔ نیوگ توفی الواقعہ انسان فروشی ہی ہے۔ اس مین ایک جوان تہوڑی سی مٹہائی یا روپیہ یا لذت کے عوض مین اپنا پیارا لخت جگر جس کا ابہی نطفہ نام ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتھ اس کی بیوی سے ہمبستری کرکے فروخت کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی قطعی بیع ہوتی ہے۔ کہ پہر ایک دوسرے یعنے حقیقی والد ومولود کا باہمی کوئی تعلق نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور دونون ایک دوسرے کی راحتون اور خوشیون اور فائدون سے ہمیشہ کیلئے منقطع اور محروم کردئیے جاتے ہیں۔ دونون کے حقیقی حقوق پر ایک غاصبانہ اور ظالمانہ حملہ ہوتا ہے اسلئے نیوگ جسکا دوسرا نام **انسان فروشی** صحیح ہے۔ انسان کو حقیقی حقوق سے ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر محروم کرنیکا ذریعہ ہے۔ اور تہذیب اور انسانی شرافت

اور لچ اور ہٹ اور غیرت اور عقل اور اصول تمدن جمہور اور حق شناسی اور حقیقت اور سچائی کے سراسر خلاف ہے +

۱۰ نیوگ جبکہ اپنی کیفیات کے لحاظ سے زناکاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کی ہمشکل ہے۔ اگر اس کو صرف اولاد لینے کے بہانے سے جائز قرار دیا جائے۔ تو پھر ہر قسم جرائم اور بداعمالی اور بداخلاقیوں اور ظلموں کو مختلف قسم کے حیلوں اور بہانوں کی بناپر جائز ٹھیرانا اور رواج دینا پڑے گا۔ اور اس لئے اس ایک جرم کا رواج ہزارہا جرائم کا دروازہ کھول دیگا۔ اور اس کثرت سے ملک میں جرائم شروع ہو جائینگے جن کا انسداد مشکل ہو جاویگا۔ اور ملک میں بدامنی اور فساد پھیل جائیگا۔ اور تہذیب سے گر کر ملک وحشت اور جہالت میں غرق ہو جائیگا۔ اور اسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی گئو پالن زندگی کی طرف تنزل کر جائیگا۔

۱۱۔ نیوگ کرانے والوں کو سخت مکروہ دھوکہ بازی کا بھی مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اصل مقصود اس سے اولاد حاصل کرنا ہے تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی ضروری خواہش ہوتی ہے کہ اولاد مضبوط تندرست اور خوبصورت حاصل ہو۔ اور اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے کسی تنومند اور خوبصورت قوی الجثہ جوان کو تلاش کیا جائے۔ پھر اگر کوئی ایسا جوان دستیاب بھی ہو جائے اور اس کا نیوگ کرنے کا خیال نہ ہو اور ادھر اوسی سے خاص ہمبستری مدنظر ہو تو چونکہ جوانی میں لوگ عموماً مغلوب الشہوت ہوتے ہیں اسکو نیوگ کی خواہشمند نازنین اپنے حسن کی آراستگی اور طرح طرح کے ناز و انداز سے فریفتہ کر کے دھوکہ سے نیوگ کرا سکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے بعض شریر لوگ گاٹ کے خوشنما زیوروں کو سڑکوں پر ڈال کر نادان لوگوں کو لوٹ لیا کرتے ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تمام آریہ ایسے ہی کرتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ ایسی صورت کا پیش آنا ممکن ہے +

۱۲۔ یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ مباحثہ تحریری قومی اور قطعی ہوگا۔ اور یہ انتظام قرار دیا گیا تھا کہ فریقین اپنے اپنے مذہب کے حامیوں کو شریک کرینگے۔ چنانچہ اسی قرارداد کے مطابق اسلام کے حامیوں کو شریک کرنے کیلئے ہم نے اشتہار ۲ شائع کر کے ان کو درخواست کر دی تھی۔ کہ مسئلہ نیوگ پر اپنے اپنے اعتراضات لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں۔ تاکہ حسب قرارداد اُن کو منتخب اور مرتب اور شائع کر کے آریوں کے پاس جواب کیلئے بھیجدیا جائے۔ اور آریہ صاحبان کو صاف لفظوں میں بار بار بذریعہ اشتہارات کہا گیا تھا کہ اسی قرارداد کے موافق آپ بھی آریہ مت کے حامیوں کو اشتہارات دیکر درخواست کرو۔ کہ مسئلہ طلاق پر اپنے اعتراضات آپ کے پاس بھیجدیں۔ پھر ان کو اسیطرح شائع کر کے آپ ہمارے پاس بھیجدیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ صاحبان نے ہمارے اشتہار ۲ کی درخواست اور شرائط قرارداد کے مطابق کوئی اشتہار نہ دیا بلکہ آج تک نہیں دیا چونکہ یہی ایک طریق قومی فیصلہ کیلئے سب سے ضروری تھا۔ اس سے آریوں نے پہلوتہی کر کے ثابت کر دیا کہ در حقیقت مباحثہ تحریری سے وہ گریز اور فرار کر گئے۔ آریوں نے اب کوئی ماہ گذرنے کے بعد لوگوں کی سخت ملامت اور شرمندہ کرنے سے تنگ آکر اپنا داغ مٹانے کیلئے یہ اشتہار شائع کیا ہے۔ اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ ورنہ اگر ان میں سچی جرأت ہے۔ اور ان کا یہ اشتہار سچا ہے اور وہ خود سچ کا بھرم رکھتے ہیں۔ اور سچ اور جھوٹ کا نکھیڑا چاہتے ہیں۔ تو **ہماری مطلوبہ باتیں پوری کردیں** اور پھر ہمیں اپنا جواب سنائیں۔ اور ہم سے سنیں۔ اگر ہماری اس بات میں بھی آریہ صاحبان لوگوں کو مغالطہ دینا چاہیں تو ہم انکو اسی قسم وگرہ میں کرتے ہیں جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ پاک اور معزز ہے۔ کہ وہ اپنا وہ اشتہار پیش کریں جو انہوں نے ہمارے اشتہار ۲ کی درخواست کے مطابق شائع کیا ہو جسمیں اپنی قوم کے حامیوں سے طلاق پر اعتراضات جمع کرنیکا انہوں نے انتظام کیا ہے۔ اس بات کو انصاف پسند ناظرین خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اگر آریہ صاحبان کوئی ایسا اشتہار پیش نہ کر سکیں۔ اور یقیناً وہ پیش نہ کر سکینگے تو یہ بات ان کے گریز اور اسلام کی فتح پر بین شہادت کا حکم رکھنے والی قرار پا جائیگی۔ ہم اس بات کو دوبارہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری یہی اصولی شرط تھی جس کی بنا پر تحریری مباحثہ منظور کیا تھا تاکہ یہ ایک قومی مباحثہ ہو اور ایک دفعہ کامل تیاری کے ساتھ ان مسائل کا فیصلہ ہو جائے فرداً فرداً قوم و ملک کا وقت ضائع نہ ہو اور ناحق کے جھگڑوں سے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاوے۔ لیکن جس بات کیلئے آریہ صاحبان گریز کرتے تھے آخر مجبوراً انہوں نے وہ اپنے اس اشتہار میں اب لکھ ہی دی ہے کہ آریہ سماج میں ہر ایک شخص اپنے ساختہ پرداختہ کا خود ذمہ وار ہے اور یہی آپ میں اور ایک آریہ سماج میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ آریہ سماجی اندھا دھند کسی شخص پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ گو آریہ صاحبان نے بڑے فخر سے یہ کلمات لکھے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ شرمناک کلمات ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ ان سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی آریہ آپس میں اعتبار کے قابل نہیں۔ جب باہم اُن کو ایک دوسرے پر اعتبار نہیں تو ہمارا اعتبار کا کیا حق ہو سکتا ہے۔ ان کا مذہب ان میں قومی تمدن اور تمسک اور قومیت اور حمیت اور اخوت قائم نہیں کر سکا۔ نفسا نفسی اور تفرقہ ہی تفرقہ ان میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ان میں یہی باتیں تھیں تو ان کو ابتدا میں ہم سے مخفی رکھ کر ہم کو اس دھوکہ میں رکھا کہ ان میں قومیت کا سلسلہ ہے۔ پھر جب بہت روپیہ اور کوشش اور وقت ہمارا خرچ ہو چکا تو اس کے بعد اس راز کو کھولا۔ ہمارے اشتہار ۲ کو دیکھو ہم تو قومی اور قطعی مباحثہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر ایک ایک سے ساتھ کون مباحثہ کر سکتا ہے۔ یہ بات تو ہم کو اب ہی معلوم ہوئی ہے۔ کہ یہ صاحبان ویدوں کو الہامی بھی نہیں مانتے۔ کیونکہ اس امر کی تصدیق کرنے والے گواہوں اور ویدوں کے لانیوالوں پر بھی ان کا اعتبار نہیں ہو سکتا تو یہ کیسے الہامی ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ہم کو اب معلوم ہوا ہے۔ کہ سوامی صاحب پر بھی انہیں اعتبار نہیں۔ اور وہ اپنے ساختہ پرداختہ کے خود ذمہ وار تھے اُن کی تعلیم سے اِن کا کوئی واسطہ نہیں وغیرہ وغیرہ ہم کو تو سخت افسوس ہوتا ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس ساری کارروائی کی ذمہ واری کا بوجھ بھی صرف بیچارے مسٹر دھرم چند پر ڈالکر سب الگ ہو گئے۔ اور وہی ہمارے مخاطب ٹھیرائے ہیں۔ کیا یہی حقیقت تھی جس کے حوصلہ پر ہمارے صادق و مصدوق امام حضرت

میرزا غلام احمد صاحب

کے ساتھ مباحثہ کرنا چاہتے تھے۔ اس واسطے اب یہ ضرورت بہت زور سے پیش آگئی ہے کہ آپ تمام آریوں کیطرف سے مصدقہ مختارنامہ حاصل کریں۔ یا اس شخص کو ہمارے مقابل پر پیش کریں جس کے پاس تمام آریوں کی طرف سے مختارنامہ موجود ہو۔ کیونکہ جدا جدا ایک ایک سے مباحثہ تو ہماری دس عمروں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ آریہ صاحبان مختارنامہ حاصل کرنے بغیر ایک حرف بھی بول نہیں سکتے اور نہ لکھ ہی سکتے ہیں +

۱۳۔ ناظرین جانتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان نے ہم سے بحیثیت احمدی جماعت ہونے کے مباحثہ کرنا منظور کیا تھا۔ چنانچہ ان کے پہلے اشتہار میں یہ عبارت ہے "آپ کو ایک محدود احمدی جماعت کی حیثیت میں سمجھتے ہوئے ہی ہم آپ سے مباحثہ کرنے کیلئے بخوشی تیار ہیں" اور اس کے لئے اُن کو جبر نہیں کیا گیا تھا بلکہ خود اپنی خوشی سے انہوں نے ہمیں کہا تھا۔ اس نئے اشتہار میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ گویا ہم پر کفر کے فتوے لگے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان کو اس امر کے اشتہار میں بیان کرنیکی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اُن کے نزدیک کفر کے فتووں کے دینے سے ہماری اس حیثیت میں اب تغیر اور فرق آگیا ہے جس کو مباحثہ کرنے کیوقت انہوں نے تسلیم کیا تھا۔ کیا مباحثہ منظور کرنے سے پیشتر کی حالت کا اب [illegible] بیان کرنا تو اُسوقت بجا اور عقلمندی کا کام ہو سکتا تھا۔ جسوقت ہمکو مباحثہ کیلئے بلایا تھا اور پھر جسوقت ہم سے تحریری مباحثہ طے کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی مسلم بات ہے کہ کسی غیر کے کافر کہنے سے انسان کافر نہیں ہو سکتا۔ آریہ صاحبان خود ہی غور کریں کہ سناتن دھرمی اور دوسروں نے اُن پر کیسے فتوے دیئے انہیں بےحیثیت اور وحشی وغیرہ کہا تو کیا ان کے فتووں سے فی الحقیقت آریہ صاحبان ویسے ہو گئے ہیں؟ اگرچہ ہم باآواز بلند کہتے ہیں۔ کہ منظوری مباحثہ کے وقت پیشتر کا بھی کوئی فتویٰ ایسا نہیں جسکے رو سے ہماری اس حیثیت میں فرق ڈالنے والے کلمات ہوں۔ بلکہ کوئی فتوےٰ ہی نہیں لیکن ہم اسوقت آریوں سے یہ عرض کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے وہ فتوے پیش کریں جو کسی جماعت علماء کی طرف سے ہمارے احمدی جماعت میں ہونے کی حیثیت کے تغیر اور تکفیر کے متعلق شائع ہوا ہو۔ اور اگر پیش نہ کر سکے تو اپنے جھوٹے ہونے پر ایک مہر لگا دینگے۔ ایسی غیر متعلق باتوں کو آریہ صاحبان صرف ہمیں گالیاں دینے کیلئے لکھتے ہیں۔

۱۴۔ سچائی اور انصاف اور معقولیت سے بیزار اور ہر طرف سے ناکام اور محصور ہو کر جھنجلاہٹ سے آریوں کا ہمارے گلے پڑ جانا اور ذاتیات پر اُتر آنے اور ہمیں اور ہمارے سردار فخر موجودات سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مقدس اور پاک امام مہدی و مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء کو صراحت اور کنایت سے برا بھلا کہنے کا جواب ہم اسوقت تو نہیں دیتے۔ ہم اس پر صبر کرتے ہیں +

۱۵۔ آریہ صاحبان نے لکھا ہے "ہمارا ارادہ آپ کے اشتہارات کا جواب دینے کا نہ تھا۔ اور ہم آپکے اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لیوینگے اور کوئی جواب نہ دیا جائیگا" آریوں کا اصل منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کے اس زبردست پنجے سے بچا ہی چھڑالیں اور بات بھی بنی رہے۔ کیونکہ انہوں نے خود ہی تو پہلے یہ سلسلہ چھیڑا تھا۔ اور خود ہی کلب قائم کیا۔ لوگوں کو مباحثہ کے لئے مدعو کیا۔ اشتہارات شائع کئے۔ ہمیں بھی خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا۔ اور ہم سے جواب اور سوال طلب کئے۔ ہم نے بدین مصلحت پہلے انکار ہی کیا کہ مباحثوں سے چنداں نیک نتیجہ پیدا نہیں ہوتا اور ہمارا زبانی مباحثات کرنیکا اصول نہیں فضول لفاظی کو ہم بیہودہ اور لغو سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی متواتر التجاؤں اور پر اصرار درخواستوں سے ان سے مباحثہ منظور کیا ہم کو یہ خیال تھا کہ [illegible] پنڈت لیکھرام کی موت کے بعد سچائی کے فائدہ اٹھانے کیلئے مستعد ہو گئے ہونگے اور سناتن دھرمی اور عورتوں کی طرح طعن و تشنیع اور دوسروں کو ترغیب دینے اور بھڑکانے سے باز آگئے ہونگے لیکن اسکے خلاف ثابت ہوا ہے۔ اب جبکہ انکو اپنی کمزوری یہانتک معلوم ہو گئی ہے کہ ہر چہ حال و قال سے اپنی عاجزی اور شکست کو تسلیم کر رہے ہیں تو پھر بھی کچھ نادم نہیں ہوتے اگر انکی یہی حالت ہے تو ہم بھی کہاں انکو مجبور کر سکتے ہیں یہ تو رضامندی کا کام ہے۔ خیر اپنے گھر سلامت رہیں ہم نیوگ کو چھوڑ دیں اور از روئے انصاف وہ پابند ہیں کہ اسکو عمل اور ایمان سے خارج کر دیں۔

ہمیں پوری نیک نیتی اور خیر خواہی اور سچی ہمدردی سے ان باتوں کو لکھا ہے ہم نہ اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان نصیحت کی باتیں قبول کریں اور ضد نہ کرینگے جو تمام مطلوبہ امور کا جو ہم نے بیان کیا ہے [illegible] اس معاہدہ [illegible] تسلیم ہوگا اصل مطلب [illegible] ان باتوں میں ٹالنے کی کوشش کرنا فضول اور بے مطلب غیر متعلق بات ہوگی۔ پس ہمارے دوست آریہ مردمیدان بنیں اور ہمت سے کام لیں۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ

الملتمس — آریوں کو بھی نصیحت کرنیوالا خاکسار [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ایک قوم بنانے اور وحدۃ کی روح پھونکنے کے واسطے آیا ہے قوم کو قوم بنانے کے واسطے جہاں اور بہت سی باتوں کی ضرورت ہے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ان کے رشتے ناطے باہم اپنی ہی قوم میں ہوں۔ یعنے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اتفاق رکھنے والے غیروں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی سعی نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور ۷ جون ۱۸۹۸ء کو ایک خاص اشتہار اسی غرض کے لئے شائع کیا تھا۔ جس کے دو تین جملے یہ ہیں۔

"باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لیے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے واسطے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے تابع اور ثنا خوان ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علٰحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔"

ان فقرات کو پڑھو اور سوچو کہ کہاں تک یہ پاک وجود قوم کو قوم بنانے کی فکر میں ہے اور کس طرح پھر قوم کے تزکیہ اور تصفیہ کے لیے درد مند ہے۔

بسا اوقات یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کبھی کبھی کوئی پیراگراف یا حیلہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا بزرگان ملت کی تصانیف سے لیکر درج کرتے ہیں ایسا اعتراض کرنے والے یاد رکھیں کہ ہمارا کام یاد دہانی کر اور اخبار کے ذریعہ قوم میں ان تحریکوں کو اور پاک اغراض کو پھیلانا مقصود ہے جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی علت غائی ہیں پھر ان کے بار بار ذکر سے ہم اخبار کے کالم تکرار سے سیاہ نہیں کرتے بلکہ اصل غرض پوری کرتے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا فرمایا ہے کہ میں اپنی تصانیف میں ایک ہی مسئلہ کو بار بار اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی مقام پر تو پڑھنے والے پر اثر پڑے گا۔ اور وہ بیدار ہو کر بیٹھے گا۔ دراصل انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام سے ناواقف لوگوں کو ایسا خیال ہو سکتا ہے کہ ان کے کلام میں تکرار کیوں ہوتا ہو؟ انبیاء علیہم السلام اپنے مقاصد اور اغراض کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اس لیے جہاں موقع پاتے ہیں اس کا ذکر ضرور کر دیتے ہیں۔ وہ تکرار سفید اور قند مکرر کا مزہ دیتا ہے فضول نہیں ہوتا

حضرت حکیم الامۃ کی یہ بات کیسی لطیف اور نکتۂ معرفت ہے کہ میں انبیاء علیہم السلام کے استقلال پر بھی قربان ہوتا ہوں ہمارے امام کی سچائی کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ کوئی بات ہو کوئی مضمون ہو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ ضرور کرینگے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسر صلیب کے لئے مامور ہو کر آئے ہیں

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو رد مخالفین کے لیے طرز کلام ایجاد کیا ہے اس نے کل ملتوں کو جو باطل ہیں ہلاک کر دیا ہے یعنی یہ کہ ہر ایک آسمانی کتاب کا یہ فرض ہے کہ دعویٰ بھی آپ ہی کرے اور اس دعوے کی سچائی کی دلیل بھی آپ ہی دے۔ نہ یہ کہ دلایل کے لیے بیرونجات سے حاشیہ چڑھائے جائیں اور اسکو آسمانی مان کر پھر اپنی دلایل کا اُسے محتاج قرار دیا جاوے۔ اس اصل سے دنیا کی کل ملتوں سے مقابلہ کرو سب یقیناً عاجز ہیں۔ صلیب کے پرستاروں سے پوچھو کہ انجیل میں مسیح کا دعویٰ کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں اولاً دکھاؤ پھر اس کے دلائل انجیل ہی سے پیش کرو۔ وہ اس سوال سے ہلاک ہوتے ہیں ویدکے ماننے والوں سے ان کے اعتقادی امور کے لیے پوچھو کہ وید میں ان کا دعویٰ اور دلائل دکھاؤ وہ یقیناً شرمندہ ہوں گے۔ غرض یہ ایسا زبردست اصل ہے کہ اسکو ماتھ میں لیکر اسلام ہی غالب ہو سکتا ہے اور کوئی مذہب ٹھیر نہیں سکتا اور اس جدید علم کلام کا فخر صرف حضرت مسیح موعود کو ہے اللھم

صل علی محمد و علی آل محمد

ایک اور حربہ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے وہ زندہ برکات اور خارق عادت نشانات ہیں کسی مذہب کا پیرو آج فخر سے بیان نہیں کر سکتا کہ اسکے مذہب کی سچائی کی دلیل وہ نشانات اور ثمرات ہیں جو ایک سچے مذہب کے پرستار میں ہونے چاہییں۔ یہ فخر بھی معرکہ عالم پر حضرت مسیح موعود کو آج دیا گیا ہے جو اسلام کی عظمت اور سچائی کا زبردست نشان ہے۔

مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لیے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں خدا کے لیے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو اور میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ کر ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اُس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لیے اُترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو

تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لیے متواتر سعی اور مجاہدات کی ضرورت ہے مجاہدات سے مراد شیوہ مردم آزاری نہیں ہے بلکہ مجاہدات سے مراد نفسانی جذبات اور خواہشوں کے خلاف جنگ کرنا ہے تزکیہ نفس کے لیے اس دھوبی سے سبق لینا چاہیے جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیے جاتا ہے یہانتک کہ آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہونچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کر کے بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھا انکا جزو بن گیا تھا کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونا شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی ترکیب ہے اور تمہاری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے

حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں ایک ہی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمّی تھے حقیقی اور کامل مہدی حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے کیونکہ انھوں نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام تھے کیونکہ انھوں نے توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام پڑھے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان سے کچھ نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی نے پڑھا جو پڑھا اسی لیے عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ قرآن شریف میں آیا ہے + مسیح موعود کا نام بھی مہدی اسی لیے رکھا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اور خاص خدا تعالیٰ ہی سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اس سے حاصل کرنے والا اور ان علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بےخبر ہو گئے ہیں کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دنیا میں لا دے اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے یہ بھی ہے کہ وہ ثریا سے ایمان لانے والا ہے۔

ابن یمین خلف امیر الدین طغرائی جنکا اصل نام امیر محمود تھا اپنے زمانہ کے فاضل اجل ہونے کے علاوہ خوش اخلاق اور نیک صفات تھے پیشہ زراعت سے تحصیل معاش کر کے ہمیشہ بڑے بڑے فاضلوں اور فقیہوں کی دعوتیں کیا کرتے تھے آپ نے مقطعات میں اچھے اچھے مضامین لکھے ہیں چنانچہ ذیل کے اشعار قابل غور ہیں

چون جامہ چرمیں شمرم صحبت نادان
زیرا کہ گران باشد و تن گرم ندارد
از صحبت نادان بتر نیز بگویم
خویشے کہ تو انگر شد و آزرم ندارد
زیں ہر دو بتر دان تو شہی را کہ در اقلیم
با خنجر خونریز دل نرم ندارد
زیں ہر سہ بتر نیز بشنو تا تو بگویم
پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

رسالہ سراج الحق

دیکھنے پڑھنے سُننے کے قابل۔ وفات مسیح علیہ السلام میں نئی طرز کی بحث ہے صحابہ اور اہلبیت کا اسمیں اجماع وفات پر مسیح کی ثابت کیا گیا ہے۔ قادیان سے باہر ہم رسالوں سے کم نہیں جائینگے۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ محصول علاوہ۔ ملنے کا پتہ خاکسار سراج الحق نعمانی کے پاس قادیان آنی چاہییں۔

ایک خط

گزشتہ اشاعت سے آگے

مفسرین نے اس ذبیحہ کے متعلق ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قوم بنی اسرائیل میں سے ورثہ کے لالچ سے اپنے ایک عزیز کو قتل کر کے چوراہے میں ڈال دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہو کر اسی نے شکایت کی کہ میرے عزیز کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے حضرت موسیٰ نے قاتل کی تحقیقات کی تو کچھ پتا نہ چلا تب بنی اسرائیل نے التجا کی کہ آپ اپنے رب سے اس کا حال دریافت کریں تب انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اسوقت وحی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تمکو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے اس امر کو پہلے بنی اسرائیل نے مسخرا پن تصور کیا پھر اسکی ماہیت رنگت اور خاص علامات کی بابت سوال کرتے رہے آخرکار اسکو ذبح کیا مگر بہلی اور چیدہ پری سے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک عضو لیکر مقتول کی نعش پر مارو۔ وہ زندہ ہو کر خود بتلائے گا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مقتول زندہ ہو گیا تب اُس نے قاتل کا نام بتلا دیا اور وہی قاتل ثابت ہوا جو شکایت لیکر آیا تھا خدا کی قدرت سے ایسا ہونا کچھ بعید نہیں اور انسان کی مجال ہے کہ اُسکے منشا یا امر کی نسبت یہ سوال کرے کہ اُسنے ایسا اسطرح کیا اور کیوں کیا۔ اُس کی قدرت کی یہ شان ہے (اِنَّمَا اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔) (لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ہُمْ یُسْئَلُوْنَ) مگر ترتیب اور الفاظ قرآنی سے اس قصہ کی تصدیق نہیں ہوتی۔

اوّل تو ذبح گائے کا قصہ پہلے ہے اور قتل نفس بعد میں۔

دوم (وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے اور (وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے دونوں بیانوں پر اِذْ کا وارد ہونا ثابت کرتا ہے کہ دونوں قصے ایکدوسرے سے علیحدہ ہیں۔

سوم (وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ) میں (مُخْرِجٌ) کا لفظ استقبال کے واسطے ہے اور ایک دوامی قاعدہ کی طرف دلالت کرتا ہے چہارم (کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ) سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھپانے والے بہت سے لوگ تھے مگر اس قصہ سے محض ایک قاتل ہی چھپانے والا تھا۔

پنجم (کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی) سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے زندہ ہونے کا کلیہ قاعدہ بیان فرماتا ہے کہ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے مگر سب دیکھتے ہیں کہ گائے کا عضو مقتول پر مارنے سے وہ زندہ نہیں ہو جاتے۔

ششم مثال اور ممثل لہ دونوں غیر ہونے ہیں یہاں اگر مردہ زندہ کیا گیا۔ تو یہ عین احیاء موتی ہے نہ مثال احیاء موتی جیسا کہ خیال کرو سورہ اعراف میں آیا ہے۔ (فَاَنْزَلْنَا بِہِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِہٖ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی)

ہفتم موتی کا لفظ جمع ہے اور یہ قصہ ظاہر کرتا ہے کہ شخص زندہ کیا گیا صرف ایک مقتول تھا۔

ہشتم (نَفْسًا) کا لفظ جمع ہے اور وہ مقتول ایک تھا۔

نہم (یُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ) سے نشانات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو نشانات دکھلاتا ہے مگر اُس مقتول کا نشان وہ تھا اور آیات جمع ہے۔

دہم (یُرِیْکُمْ) فرمایا ہے یعنی دکھلاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو بنی اسرائیل تھے اُنکو کہاں وہ آیات اور نشانات دکھلائے گئے اُن سے تو فقط بیان ہی کیا گیا تھا۔

یازدہم (یُرِیْ) صیغہ مضارع کا ہے جو حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے ماضی پر نہیں اور مقتول کا قصہ پہلے زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے بیان تو ہر وقت ہو سکتا ہے مگر دکھلانا اُسی وقت ہی پر ہو سکتا ہے

دوازدہم مضارع کے صیغے قرآن مجید میں عموماً ایسے قواعد پر دلالت کرتے ہیں جو کلیہ طور پر ہمیشہ کے واسطے جاری ہوں۔

سیزدہم (لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ) سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اس قسم کا ہے کہ اُس میں ہم عقل دوڑا سکیں اور سمجھ سکیں مگر ایسے گذشتہ قصوں میں جو عام مشاہدات کے خلاف ہوں کوئی عقل کیسے دوڑا سکتا ہے بلکہ عام لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ جیسے مداری لوگ جانوروں کے ٹکڑے کر کے زندہ دکھا دیا کرتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ایک تماشا ہوگا۔

چہاردہم (مَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ) تمام مکتومات کو شامل ہے پھر ایک خاص کے ساتھ محدود کیا جاوے۔

پانزدہم قرآن مجید سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ گائے کا ٹکڑا مارنے سے وہ مقتول زندہ بھی ہوا۔ بلکہ ایک کلیہ قاعدے کے طور پر ارشاد ہے (کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی)

شانزدہم اگر (کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی) سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس دلیل سے حشر و نشر کا قائل بنانا چاہتا ہے تو یہ دلیل بے موقع ہے کیونکہ بنی اسرائیل حشر و نشر کے قائل تھے اور انھوں نے کوئی سوال ثبوت قیامت کی بابت نہیں کیا کم از کم اس موقع پر اُن کی طرف سے ایسے سوال کا پیش ہونا۔ ثابت کیا جائے۔

ہفدہم۔ دنیا ایمان بالغیب کی جگہ ہے اس میں ایسے کھلے کھلے نشانات نہیں دکھلائے جاتے ورنہ ایمان بالغیب کی حکمت تلف ہو جائے گی۔

اب ہم اپنے ترجمہ کی تشریح کرتے ہیں۔ انسان کے اندر نیکی بدی کے لحاظ سے تین نفس ہیں۔ اول نفس امارہ جو بدی کی طرف حکم کرتا ہے مثلاً حرص ظلم۔ شہوت۔ شرارت۔ بخل۔ ترک صلوٰۃ ترک زکوٰۃ۔ ترک خیرات۔ سرکشی۔ اور نافرمانی (اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ) دوم نفس لوامہ جو بدی کے بعد انسان کو ملامت کرتا ہے اور نفس امارہ کے خلاف نیک باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔ مثلاً قناعت۔ عدل۔ عفت احسان سخاوت۔ ادائے نماز۔ زکوٰۃ وصدقات۔ خدمت و اطاعت وغیرہ کیطرف۔ رغبت دلاتا رہتا ہے اسی طرح نفس لوامہ اپنی نیک تعلیموں سے نفس امارہ کی بدیوں کو مارتا رہتا ہے اسی کا نام نفس کشی ہے جو انسان نفس کشی اختیار کرتا ہے تو فوراً خدا کیطرف سے اُسکو ایک نور حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّہُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ہُمْ مُّبْصِرُوْنَ)۔ ترجمہ۔ بالتحقیق جو لوگ خدا ترس ہیں جب اُنکو شیطان کی طرف کا کوئی وسوسہ مس کرے تو وہ فوراً خدا کو یاد کرتے ہیں۔ پھر فوراً اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اسیطرح ہر نفس کشی سے انسان کو نور حاصل ہوتا ہے اور وہ ترقیات کرتا جاتا ہے اور اُسکے اندر عجیب عجیب تغیرات پیدا ہوتے اور روحانی طاقتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اُسکی باتیں اور اُسکے افعال دوسروں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا) اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے فرقان بنا دیگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں خداوند کریم ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے دیکھو ہم مردہ روحوں کو ایک پاک زندگی بخشتے ہیں۔ (لَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً)

سوم نفس مطمئنہ ہے جو نفس امارہ کے بالکل نیست ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے جبکہ انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے (لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ) اور وہ نفس مرضیہ بنجاتا ہے یعنی وہ خدا کو خوش کرنے والا اور خدا کیطرف سے خوش کیا گیا اسی مضمون کو جس کی تشریحات سے تمام قرآن مجید بھرا ہوا ہے نہایت مختصر الفاظ میں اسجگہ پر اسطرح بیان فرمایا گیا ہے کہ جب تم نفس کشی کرتے ہو اُسوقت معاً اُس نفس کشی سے ایک روایت یعنی نور حاصل کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ بہت سے عجیب عجیب انسانی کمالات اور قوی کو ظاہر کرنے والا ہے جو پہلے چھپے ہوئے تھے یعنی تمام انسانی کمالات خدا کے فضل سے ہی ظاہر ہوتے ہیں پس ہمنے حکم دیا کہ نفس امارہ کو نفس لوامہ سے مارو مثلاً حرص کو قناعت سے ظلم کو عدالت سے شہوت کو عفت سے شرارت کو نیکی سے بخل کو سخاوت سے سستی اعمال کو مستعدی سے سرکشی کو طاعت سے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ روحوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنی آیات دکھلایا کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (اِذَا تَرَاءٰی) اُسی مادہ سے ہے جس سے (دُرِّیٌّ) ہے اور قرآن مجید میں (کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ) یعنی ستارہ درخشندہ آیا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ لفظ موتی روحانی مردوں کے معنوں میں آیا ہے مثلاً ان آیات میں (اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی) (وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ) اس تمام مسئلہ کو ایک اور آیت میں یکجائی طور پر خداوند کریم نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے (اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْہَا) کیا ایک شخص جو مردہ تھا پس ہمنے اسکو زندہ کیا یعنی اُسکو ایک نور دیا جس کے ذریعے سے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے وہ اُس شخص کی مثل یا برابر ہو سکتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور وہاں سے نکلنے والا نہیں پس جب ان آیات کے ظاہر طور پر ایسے معنی ہو سکتے ہیں جو تمام قرآنی محکمات کے مطابق ہوں جو زندہ صداقتوں کی شاخیں اور روحانی اصلاحوں کی بنیاد اور نفسانی ظلمتوں کا علاج ہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ زبانی قصوں کی بنا پر ایسے معانی تجویز کئے جاویں جو ظاہری الفاظ کے خلاف ہوں اور معقولیت کے خلاف اور قرآن کے خلاف

سنۃ اللہ کے خلاف - دین قیم سے خارج اور نیز خاص آیت زیر بحث کے - الفاظ کے عین منشا و منتا قض ہوں جب بغیر تاویلات کے صاف صاف معنی ہو سکیں پھر کیا ضرورت ہے کہ ظاہر الفاظ اور قرآنی محکمات و عقل سلیم کے خلاف معنی تجویز کرکے اس میں تاویلات سے مصنوعی اطمینان کی پرورش کی جاوے پس ثابت ہو گیا کہ یہ آیات بھی کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانہ کی نسبت نہیں بلکہ زندہ صداقتوں کا بیان ہیں جن کے مشاہدات سے کوئی خدا پرست انکار کیا اور کوئی عام انسان بھی [illegible]

اب اگر کوئی [illegible] یہ دریافت کرے کہ اگر ایسے عقائد باطل ہیں اور مشرکانہ خیالات - تو ان آیات قرآنیہ کے صحیح معنی کیا ہیں

(انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ)

تو جواب اس کا یہ ہے چونکہ قرآن شریف کی یہ آیات [illegible] ہیں کہ [illegible] خدا [illegible] استعارات [illegible] ان آیات کے روحانی [illegible] آدمی کی [illegible] اور نادان آدمی مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ نے [illegible] [illegible] کی صورت کا [illegible] روح [illegible] الٰہی [illegible] ہو گئے [illegible] وہ [illegible] انسان بن گئے جیسا کہ حدیث میں بعض صحابہ کی [illegible] مثلاً جعفر طیار - طین سے مراد [illegible] انسان ہے جیسا کہ قرآن شریف [illegible] (خلقتنی من نار و خلقتہ من طین) اور خلق معنی تجویز ہے جیسا کہ [illegible] آیا ہے

(ھو اللہ الخالق البارئ المصور)

جیسا کہ معالم وغیرہ تفاسیر میں ہے (الخالق المقدر والمقلب الشئ بالتدبیر الی غیرہ البارئ المنشئ للاعیان من العدم الی الوجود - المصور الممثل للمخلوقات بالعلامات التی یتمیز بعضہا عن بعض) احیاء موتیٰ سے مراد ہے بد سے نیک اور غافل سے خدا پرست بنانا - جیسا کہ قرآن مجید کے مقامات ذیل سے ثابت ہے -

یاایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

(معجزہ) [illegible] یہاں پر مخالفین [illegible] سوال ہے کہ کیا وہ مومن مرے ہوئے تھے جن کو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا - نہیں نہیں ان کا جسم تو مرا نہیں تھا بلکہ انکی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مری ہوئی تھی [illegible] شریعت کے احکام کو سننا اور [illegible] کرنا - ان کی روحانی زندگی کا موجب تھا اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ روحانی مردوں کا زندہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک [illegible] معجزہ تھا - اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

جو کوئی اچھے عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم ضرور ایک پاک حیات سے [illegible] زندہ کریں گے -

اور ایسا ہی انجیل کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے - [illegible] حیات کا ان معنوں کے لحاظ سے نہایت کثرت کے ساتھ [illegible] انجیل میں محاورہ مستعمل ہوا ہے چنانچہ [illegible] آیات [illegible] جیسا کہ [illegible] میرے حکموں پر عمل کرو کہ جو کوئی ان پر عمل کرے تو وہ ان سے جیے گا - [illegible] اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھے گا [illegible] انسان [illegible] خدا کی بات سے جیتا ہے [illegible] تم ان سب راہوں پر جن کی بابت خداوند تمہارے خدا نے تمہیں فرمایا ہے چلے چلو تاکہ تم زندہ رہو [illegible] اور اپنے [illegible] دو کہ وہ دھیان رکھ کے اس شریعت کی ساری باتوں پر عمل کریں کہ یہ ایسی [illegible] بے سود نہیں - بلکہ یہ تمہاری زندگانی ہے -

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ معنی مجازی کے لیے کوئی قرینہ صارفہ قویہ موجود ہے اور سیاق و سباق میں بھی موجود ہے [illegible] اور الفاظ [illegible] کے اندر یہ دونو لفظ موجود ہیں اور اسپر دال ہیں کہ [illegible] سے معنی تجویز کیے ہیں -

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ احیی الموتیٰ کے جو معنی مجازی لیے جاتے ہیں انکے لیے کونسا قرینہ صارفہ ہے تو ایک جواب اس کا یہ ہے کہ تعذر معنی حقیقی یہ بھی امارات و علامات مجاز سے ہے اور تعذر ظاہر ہے کئی وجوہ سے - ایک تو اس صورت میں جبکہ معنی حقیقی اختیار کیے جاویں تو تخلف وعدہ کا وقوع بالنص کلام باری میں لازم آتا ہے

ومن ورائہم برزخ الیٰ یوم یبعثون

[illegible] (ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون)

[illegible] [illegible] باتفاق کلام باری [illegible] لازم آتا ہے [illegible] اور خداوند کریم سبوح قدوس ہے - اور دوسری وجہ تعذر یہ ہے کہ اگر احیا حقیقی کسی بشر کو دیا جاوے تو لازم آئیگا کہ وہ بشر صفت احیاء میں جو خاصہ الوہیت ہے شریک ہے [illegible] اور شریک باری تعالیٰ ممتنع ہے اور ایسے معانی بیان کرنا ان آیات کے جو مخالفین کرتے ہیں اسکی صفات وحدانیت و تقدس کمال کے منافی ہیں - اور معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر اپنے رسول کی صداقت ظاہر کرنے کیلیے اور اس کے مخالفین کے عجز اور [illegible] کی غرض سے اپنی ارادہ خاص سے یا اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اسکی صفت وحدانیت اور تقدس اور کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی [illegible] اور کارسازی کا دخل نہ ہو - اب ہر ایک سمجھدار انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ یہ [illegible] ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالیٰ [illegible] ہر ایک شخص کو اجازت اور اذن دیدے کہ مٹی کے پرندے بنا کر [illegible] تک مارا کرو وہ حقیقت میں [illegible] اور [illegible] اور [illegible] تمام اعضاء [illegible] اسی طرح اعضاء [illegible] میں بھی کوئی اسکا وکیل نہیں - اگر خداتعالیٰ نے پرندوں کے پیدا کرنے میں اور احیاء موتیٰ میں کسی کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے تو اس صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں شریک ہونا لازم ہوگا - الغرض اعجاز کی صورت نہیں یہ تو خدائی میں حصہ دار بنانا ہے -

بعض لوگ [illegible] دانشمند ہیں شرک سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے تھوڑی دور تک پرواز کرکے گر جاتے تھے چنانچہ معالم میں بصفحہ ۱۵۹ کہا ہے (قال وھب کان یطیر مادام الناس ینظرون الیہ فاذا غاب عن اعینہم سقط میتا لیتمیز فعل الخلق من فعل اللہ ولیعلم ان الکمال للہ عزوجل)

یہ عذر بالکل فضول ہے اور صرف اس حالت میں ماننے کے لائق ہے کہ جب یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور مصنوعی حیات

تھی جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے - ایک [illegible] کی طرح [illegible] نمودار ہو جاتی [illegible] اگر ایسی حیات ہے تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے پھونک کی ہوا میں وہ قوت پیدا ہو جائے جو اس دخان میں پیدا ہوتی ہے جس کی تحریک سے غبارہ [illegible] چڑھ جاتا ہے - صانع فطرت نے انسان میں بہت کچھ خواص مخفی رکھے ہیں ایک شریک صفات باری تعالیٰ ہونا ممکن نہیں اور کونسی صفت ہے جو غیر ممکن ہے - بلا شک یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز طریق عمل الترب سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں کیونکہ عمل الترب میں جسکو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں کامل مشق رکھنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیز [illegible] ڈال کر ان کو زندہ چیز کی مانند حرکت کرتی دکھلاتے ہیں - انسان کی روح میں ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی گرمی ایک جماد [illegible] ڈال سکتی ہے تب جماد سے وہ حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں

اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ انھوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھکر ایسا اسے اپنی حیوانی روح سے گرم کیا کہ اس نے چار پایوں کی طرح حرکت شروع کر دی اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اسپر سوار ہوئے اور اسکی تیزی و حرکت میں کچھ کمی نہیں ہوئی - سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مہارت رکھنے والا ہو اور وہ مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اسکو پرواز کرتا ہوا بھی دکھلا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے اور جبکہ ہم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانور کی طرح چلنے پھرنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو کیا بعید ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اسکو پہنچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ [illegible] بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اسکو جنبش میں لاتی ہے [illegible] یاد رکھنا چاہیے کہ [illegible] یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالدینا حقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے [illegible] امراض کرتے ہیں اور مفلوج [illegible] مجذوم وغیرہ انکی توجہ سے اچھے [illegible]

عیسائیوں کی کرتوت

اہل ہند کے لیے روزگار کا میدان

مخدومی مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زاد سلمہ۔ ماہ رمضان میں بسبب کم فرصتی صرف آج ہی لکھنے کا موقع ملا ہے معاف فرماویں۔ آئندہ تمام مشرقی مقامات اور نیز براعظم امریکہ سے مسلسل لکھتا رہوں گا۔ اور یکے بعد دیگرے تمام اہل مشرق کے عادات اور ارادات اور حالات مفصل طور سے قلم بند کرکے برائے آگاہی قوم دفتر پیسہ اخبار کو بھیجتا رہوں گا۔ اور انہی تمام مشرق کے مسلمانوں کے حالات سے اہل قوم کو پوری واقفیت بہم پہونچاؤں گا۔ اس خط میں جزائر فلپائن کے تاریخی واقعات کا خلاصہ لکھنا چاہتا ہوں اور آئندہ یہاں کی تجارت اور حکومت اور اہل سپین کی کارروائیوں کا مفصل ذکر کروں گا۔

ان جزائر میں اہل ہسپانیہ نے تین سو برس تک حکومت کی جنھیں سنہ ۱۸۹۹ء میں اہل امریکہ نے آکر سبکدوش کیا۔

سب سے پہلے اہل عرب نے ان جزائر کو دریافت کیا تھا جنھوں نے تمام باشندوں کو (جو جنگلی وحشی اور ننگے مادر زاد تھے) وحدانیت کا سبق پڑھایا۔ اور تمدن کا راستہ بتایا۔ وہ اپنا فرض اس قدر سمجھ کر واپس چلے گئے۔ اور اہل فلپائن کو آزادی کی حالت میں چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کوئی سو برس پیچھے اہل سپین نے آکر جزائر کے شمال پر قبضہ کر لیا۔ اور باشندوں کو بزور شمشیر عیسائی بنانا شروع کیا۔ چنانچہ آخرکار یہ لوگ وحدانیت چھوڑ کر تثلیث کے پیرو بن گئے۔

لیکن جزیرہ مینڈاناؤ جنھیں تا ہنوز دین اسلام جاری ہے۔ اور جو فلپائن کا جنوبی حصہ ہے ان سے تین سو برس میں فتح نہیں ہو سکا۔

وہاں تا ہنوز مسلمان رئیس (جنکو داتو یا سلطان کہتے ہیں) حکمراں ہیں۔ تین سو برس کے عرصہ میں اہل ہسپانیہ نے جزیرہ مذکور کے صرف چند بندرگاہوں پر قبضہ کیا۔ اور بس۔ لیکن لڑائی ہمیشہ جاری رکھی۔ اور دوران جنگ میں جو مسلمان قیدی ان کے ہاتھ لگے۔ ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیے۔ انکو شمالی فلپائن میں لاکر زبردستی عیسائی بناتے تھے۔ انکو سیدھے طور سے عیسائی بنانے میں اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ جبتک کہ انکے منہ میں سور کا گوشت نہ ڈالتے تھے۔ غرضیکہ بہت لوگ سور کھانے سے انکار کرکے بندوق کا نشانہ بن گئے۔ معلوم نہیں سور کھلانے کا یہ طریقہ عیسائیوں نے کب سے سیکھا اور کہاں سے اخذ کیا ہے۔

انگریز۔ جرمن۔ فرانس۔ روس وغیرہ اقوام کے کونسل یہاں موجود تھے۔ اور یہ سب کارروائیاں بنات خود دیکھتے تھے۔ لیکن ہسپانیہ کو نہیں روکا۔ افسوس کہ وہ لوگ جو معمدان ملبار یہ اور مقدونیہ کی حمایت میں سرگرم تھا۔ انھوں نے ان بیکسوں اور بے بسوں کو بالکل پس پشت ڈال دیا تھا۔

اس عرصہ دراز میں جو جو وحشیانہ اور درندوں کی سی کارروائیاں عیسی کی خنزیر خور امت نے ان مظلوموں کے ساتھ کی ہیں۔ ان کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک مسلمان کو یہ حالت لکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

یہ ناقابل شنود وحشیانہ کارروائی سنہ ۱۸۹۸ء تک برابر جاری رہی۔ جبکہ امریکہ نے آکر اس بے تمیزی کے طوفان کو للکارا۔ سنہ ۱۸۹۸ء سے ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت ہے۔ جو انگریزی سلطنت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ملائم ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ غربا کے حق میں باعث رحمت اٹھی ہے۔

میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اہل امریکہ سے بڑھ کر اور کوئی قوم غریبوں کی خیر خواہ نہیں ہے۔ یہاں کے قوانین غربا کی آسائش اور آرام کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ یہاں پر ایک قلی کو اس قدر مزدوری ملتی ہے کہ ایک آدمی کی کمائی سے تمام کنبہ راحت سے زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر ایک شخص جو امریکن سیٹزن ہے امریکہ میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں پولیس کانسٹیبل کو دو سو پچیس روپیہ ماہوار ملتا ہے اور فوجی سپاہی کو ۴۸ روپیہ ماہوار اور خوراک ملتی ہے۔ علاوہ ازیں ۱۰۰ روپیہ سالانہ کپڑوں کا الاؤنس ملتا ہے۔ اور تیس سال کے بعد تیس پونڈ یعنی چار سو پچاس روپیہ یکمشت انعام ملتا ہے۔ کلارک کو دو سو چالیس روپیہ ماہوار سے چار سو پچاس روپیہ ماہوار تک ملتا ہے۔ ہاں افسروں کی تنخواہ بہ نسبت انگریزی عہدہ داران کے کم ہے۔ یعنی کرنل کو سات سو روپیہ اور جنرل کو تیرہ یا چودہ سو روپیہ۔ اسی طرح گورنر فلپائن کو صرف پچھتر ہزار روپیہ سالانہ اور پریزیڈنٹ صاحب اضلاع متحدہ امریکہ کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ غرضیکہ اس سلطنت میں نہایت اعتدال کے ساتھ غریبوں اور امیروں سے سلوک کیا جاتا ہے۔ بخلاف ہندوستان کے جہاں مزدور بیچارے تمام دن سڑکوں پر کام کرتے ہیں اور ۸ روپیہ ماہوار میں فوجی کی حیثیت سے اپنی جان کو لوگوں کے سامنے لے جاتے ہیں۔ گو یہ سلطنت اہل ہند کے لیے ابر رحمت ہے۔ لیکن افسوس کہ وسیع براعظم ہند سے صرف پنجاب کے سکھ تارک الوطنی پر کمر باندھتے ہیں جو پہرہ دینے کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتے۔ یہاں پر پنجاب کے سکھ اور مسلمان سب کے سب واچمین چوکیدار ہیں جنہیں ایک بھی صاحب ہنر و پیشہ نہیں ہے۔ امریکن لوگ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستانیوں کو کیا ہوا کریں۔ کیونکہ وہ واچمین کے سوائے اور کچھ نہیں جانتے۔ سات سکھ اور مسلمان سرکاری واچمین ہیں۔ جنکو آٹھ آٹھ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے۔ باقی سب کمپنیوں میں واچمین ہیں۔ جہاں انکو پانچ پونڈ سے لیکر آٹھ پونڈ تک تنخواہ ملتی ہے لیکن کھانا نہیں ملتا۔ یہاں پر قلی کو چھ روپیہ روزانہ مزدوری اور خوراک ملتی ہے۔ اگر رڑکی کالج کے سرٹیفکیٹ یافتہ اور مکینیکل انجینیرز اور معمار یہاں آجائیں۔ تو بے انتہا روپیہ کما سکتے ہیں۔ لیکن اہل ہند بھوک سے مرتے دیکھے گئے ہیں مگر سفر کے عازم نہیں۔ درزی اور لوہار اور نجار کمہار اور سنگ تراش یہاں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ لیکن دلیر کے مربیان اتنے دلیر بنیں گے۔

ایک یورپین طرز کا حجامت جاننے والا حجام یہاں بیس روپیہ روزانہ کما سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں دو روپیہ ایک حجامت کے دیے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں پانچ روپیہ ماہوار کی نوکری ڈھونڈتے ڈھونڈتے عمر گذر جاتی ہے۔ لیکن سفر کی تکلیف نہیں اٹھاتے۔ اگر ہندوستان کے ہندو مہاجن جن کا کئی ارب اندوختہ روپیہ بالکل بیکار پڑا ہے۔ کمر ہمت باندھ کر اہل چین اور جاپان کے موافق غیر ممالک میں تجارت اور معاملات کرتے۔ تو بے انتہا روپیہ کماتے۔ اور ہندوستان کے نام کو عزت دیتے۔ اور لاکھوں ہندوستانی غریب اور بے کفاف ان کے سایہ میں پلتے اور ان کے لیے کام کرتے۔

کسی چینی یا جاپانی غریب کو ممالک غیر میں اقوام کا دست نگر ہونا نہیں پڑتا۔ کیونکہ انکے ملک کے بڑے بڑے سوداگر ہر جگہ موجود ہیں جو اپنے اہل ملک غریبوں کو اپنے کاروبار میں لگا دیتے ہیں۔ ہر طرح سے ان پر اعتبار رکھتے ہیں۔ اور معقول تنخواہیں دیتے ہیں لیکن غریب ہندوستانی تارک الوطنوں کی کوئی قومی سوداگری کمپنی یا کارخانہ ممالک غیر میں نہ ہونے کے سبب یہ ہمیشہ اقوام غیر یعنی اہل چین۔ جاپان اور اہل یورپ کے دست نگر رہتے ہیں۔ اور انھیں ذلت کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں سے نہ کوئی سوداگر باہر نکلنا چاہتا ہے۔ اور نہ صاحب ہنر و پیشہ۔ صرف پنجاب کے سکھ جو بجائے نیکنامی کے اپنے ملک کو اور بھی بدنام کرتے ہیں۔ کیونکہ واچمینی کے سوائے اور کوئی کام ان سے نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کے ۳۰ کروڑ باشندوں سے ایک صاحب ہنر بھی یہاں نہیں پہونچا۔ تمام ہندوستان سے ایک فیروزپور کا ہندو آیا ہے۔ جو نقشہ نویسی کا کام جانتا ہے۔ جسکو پندرہ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے میں دنیا کی تمام اقوام کو جو ہندوستانیوں سے زیادہ متمول اور آسودہ ہیں دنیا کے راہ طلب میں پویاں اور دواں اور ہر طرح سرگرم دیکھکر نہایت متاسف ہوتا ہوں کہ اہل ہند باایں ہمہ افلاس کیوں بے غم بیٹھے ہیں اور کیوں ذلت سے نفرت نہیں ہوتی۔ میں فی الحال اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ باقی پھر لکھوں گا۔ لیکن آخر میں واضح ہو کہ اگر کوئی ہندوستانی انجینیر یا دوسرا اعلی پیشہ والا شخص یہاں آنا چاہے۔ یا یہاں کے حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو مجھ سے بواہ پیسہ اخبار خط و کتابت کر سکتا ہے۔

الراقم آپ کا تابعدار ایک افغان۔

روزانہ پیسہ اخبار

آریہ سماج اور مذہب اسلام پر حملے

حاجی محمد مسیلی خان صاحب رئیس دتاولی تحریر فرماتے ہیں کہ ۳۰ دسمبر کو جو ایک انوٹیشن پوسٹ کارڈ سکرٹری آریہ سماج علیگڈہ کی جانب سے واسطے شرکت سالانہ جلسہ کے میرے پاس آیا۔ وہ بجنسہ اور نقل جواب جو میں نے دیا ہے شامل ملفوف ارسال خدمت ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے گرانمایہ اخبار کے مفید ہو۔ چونکہ حاجی صاحب کے جواب میں ایک بہت ضروری امر کا اظہار کیا گیا ہے اس لیے اسے بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"بخدمت جناب سکرٹری صاحب آریہ سماج علیگڈہ۔ جناب من آپ کا کارڈ یعنی لیٹر شرکت سالانہ جلسہ آریہ سماج میرے پاس آیا۔ اس بابت آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بوجوہات چند شرکت سے مجبور ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کے آریہ سماج کے نیک مقاصد کے ساتھ بھی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں ساتھ ہی اسکے یہ بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں جو آپکو توجہ دلاؤں۔ کہ بالعموم آریہ سماجوں کی طرف سے مذہب اسلام پر سخت حملے کیے جاتے ہیں۔ یہ بعید بعید از اخلاق ہے ہر ایک مذہب والے کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہب کی تعریف کرکے ترقی کرے۔ نہ کہ دوسرے مذہب کو برا کہے۔ اور میرے خیال میں کوئی مذہب کسی دوسرے کی توہین ہرگز گوارا نہیں کرتا ہے جس سے فریق خلاف کی دلشکنی منظور ہو۔ بس ضرورت ہے کہ آپ لوگ اس اصلاح کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور اس قلیل تحریر کو بہت کافی خیال فرمائیں۔

میرے خیال میں آریہ سماج کے مذہب اسلام پر حملے کرنے سے سوائے آپس کی نزاع اور کشیدگی بڑھنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسلیے اسوقت آریہ سماج کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اس سماج کے متنازعہ مسئلہ کا فیصلہ کر دیں کہ سوائے اپنی بہبودی کی کوشش کے دیگر مذاہب خصوصاً اسلام کی چھیڑ چھاڑ کو ترک کر دیا جائے ورنہ ان کے اس میلان کا نتیجہ ملک کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا۔"

(روزانہ پیسہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ❊ دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۵ ❊ دار الامان قادیان ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء ❊ جلد



مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے ❊

پیشگی قیمت

سالانہ عام سے ۔ ۵ر
خواص و معاونین سے ۔ ۱۰ر
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع دس روپیہ کر آئیں تو ۱۲ر

مرثیہ بر تفرقہ حالت اسلام

می سزد گر خون بیارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشند عیبہا در ذات خیر المرسلیں
آنکہ در رندان ناپاکی ست محبوس و اسیر
ہست در شان امام پاکبازاں نکتہ چیں
تیر بر معصوم می بارد خبیث بد گہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرور تہائے دیں
ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت
طرف دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں ہست
دیں چنیں ابتر شما در عیش دنیا رہیں
کار دنیا را چہ استحکام در چشم شما ہست
باگمان دل بروں کردید موت اولیں

دور موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید
دور مے تا کے بخوابان لطیف و مہ جبیں
نفس خود را بستۂ دنیا مدارا اے ہوشمند
ورنہ تلخی ہا بہ بینی وقت انفاس پسیں
دل مدہ اِلّا بدلدارے کہ حسنش دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنیں
آن خردمندے کہ او دیوانہ راہش بود
ہوشیارے آنکہ مست روئے آں یار حسیں
ہست جام عشق او آب حیات لازوال
ہر کہ نوشید است او ہرگز نمیرد بعد ازیں
اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دوں
زہر خوں ریز ہست در ہر قطرۂ ایں انگبیں
تا توانی جہد کن از بہر دیں با جان و مال
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفریں
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان ہست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں بگزیں
یاد ایامیکہ ایں دیں مرجع ہر کیش بود
عالمے را وار ہانید از رہ دیو لعیں
بر زمیں گسترد ظل تربیت از نور علم
پائے قدرے زد ز عز و جاہ بر چرخ بریں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ جہّال الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں
صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بردند رخت
صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکریں
بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں رہ اوفتاد
کز پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

گر بگرد عالمے از راہ دین مصطفےٰ
از رہ غیرت نمی جنبد ہم شل جبیں
فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
مال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں
ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشاں صدرشاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں
باخرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
نفرت از ارباب دیں با مے پرستاں ہمنشیں
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
چوں نہ دید اندر دل ایں قوم صدق المخلصیں
آں زمان دولت و اقبال ایشاں در گذشت
شوے اعمال شاں آورد ایامی چنیں
از رہ دیں پرورے آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں
یا الٰہی باز کے آید نو وقت مدد
باز کے بینیم آں فرخندہ ایام حسیں
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
ایخدا زود آ و برما آب نصرتہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں
کاروبار صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ علیہ السلام و التحیۃ

۲ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو بعد نماز جمعہ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمارے محسن و مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے برادر معظم اور جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیر کوٹلہ کی (جو اپنے کسی ضروری کام کے لیے آئے تھے) ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

فرمایا

گلستان میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔

گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے اسقدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا اور اسقدر دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔ جبتک یہ دونوں اسدرجہ پر نہ ہوں اُسوقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کرتا اور پورا متقی نہیں بنتا۔ اگر صرف دعا کرتا ہے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان

[illegible] کرتا ہے بہت گناہ ہے اسد تعالیٰ کا امتحان نہیں
کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک
زمیندار اپنی زمین میں تردد تو نہیں کرتا اور نہ بیج
بوتا ہے مگر دعا کرتا ہے کہ اس میں غلہ پیدا ہو جاوے
وہ حق تدبیر کو چھوڑتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا امتحان
کرتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسی
طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ہے اور اسی پر
بھروسہ کرتا اور خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا
وہ ملحد ہے

تدبیر اور دعا کا باہم تعلق

جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ہے اور
تدبیر نہیں کرتا وہ خطا کار ہے اسطرح پر
یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے
وہ ملحد ہے مگر تدبیر اور دعا دونوں
باہم ملا دینا اسلام ہے اسی واسطے میں
کہتا ہوں کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے
لیے اسقدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے
اور اسقدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔
اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ
فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھکر
فرمایا ہے **ایاک نعبد و ایاک نستعین**
ایاک نعبد اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور
مقدم اسکو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب
اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اسکے ساتھ ہی
دعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ
ہی اسکو مدنظر رکھے۔ مومن جب **ایاک نعبد**
کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً
اس کے دل میں گذرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں
جو اسد تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اسکا
فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لیے وہ معاً کہتا ہے
ایاک نستعین مدد بھی تجھ ہی سے
چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جسکو بجز
اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔
اسلام ہی نے اسکو سمجھا ہے۔ عیسائی مذہب کا
تو ایسا حال ہے کہ اس نے ایک عاجز انسان کے
خون پر بھروسہ کر لیا اور انسان کو خدا بنا رکھا
ہے۔ ان میں دعا کے لیے وہ جوش اور اضطراب
ہی کب پیدا ہو سکتا ہے جو دعا کے ضروری
اجزا ہیں وہ تو ان شاء اللہ کہنا بھی گناہ
سمجھتے ہیں۔ لیکن **مومن** کی روح ایک لحظہ
کے لیے بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ کوئی بات کرے
اور **ان شاء اللہ** ساتھ نہ کہے۔ پس اسلام
کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اسمیں داخل ہونے
والا اس اصل کو مضبوط پکڑ لے۔ تدبیر بھی کرے
اور مشکلات کے لیے دعا بھی کرے اور اگر
اگر ان دونوں پہلوؤں میں سے کوئی ایک ٹوٹ جاتا
تو کام نہیں چلتا ہے۔ اس لیے ہر ایک مومن
کے واسطے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ مگر میں
زمانہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی
ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے
غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اسقدر
بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا ہی کو خدا بنا لیا گیا ہے
اور دعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اس کو ایک
فضول شے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ

کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو
دنیا میں پھیل رہا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے
کہ اس زہر کو دور کرے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض

چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لیے
قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا کی معرفت ہو

اور دعا کی حقیقت اور اسکے اثر سے اطلاع ملے
بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو دعا ہر روز
بھی کرتے ہیں مگر اسکے فیوض اور ثمرات سے
بے بہرہ رہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ
آداب الدعاء سے ناواقف ہوتے
ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لیے بہت
جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے
ہیں۔ حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ سب
کچھ تو یہی ہے کہ زمانہ کے اثر اور رنگ سے
اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت
عام ہو گئی خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔
تکیہ کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اور کچھ
ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے
کہ حق کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ کر اور
اور طریقے اور راہ ایجاد کر لیے گئے ہیں جنکی
وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اور کامیاب
نہیں ہوتے

ابرار اخیار ملت اور اسد تعالیٰ

سب سے پہلے یہ ضروری
ہے کہ جس سے دعا
کرتا ہے اس پر کامل
ایمان ہو اسکو موجود سمیع بصیر، خبیر، علیم
متصرف، قادر سمجھے اور اسکی ہستی پر ایمان
رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا
ہے۔
مگر کیا کروں۔ کسکو سناؤں اب اسلام میں
مشکلات ہیں اور آپڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ
سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں
اور خدا کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے
ہیں۔ حاجت روا اور مشکلکشا صرف اسد
تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو
وہ حاجت روا ٹھیرائی گئی ہے۔ میں اس حالت
کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے
مگر کیا کہیں کسکو جا کر سنائیں۔ دیکھو قبر پر
اگر ایک شخص بیس برس بھی بیٹھا ہوا پکارتا
رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آوے
گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے اور انسے
مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر
خواہ کسکی بھی ہو اس سے کوئی مراد نہیں بر
آسکتی۔ حاجت روا اور مشکلکشا تو صرف
اسد تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور کوئی اس صفت
کا موصوف نہیں۔ قبر سے کسی آواز کی امید
مت رکھو۔ برخلاف اسکے اگر اسد تعالیٰ کو
اخلاص اور ایمان کے ساتھ [illegible]

تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ
ہے کہ وہ دس دفع ہی آواز سنتا
اور دس ہی دفع جواب دیتا ہے
لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اسطرح جو پکارنے
کا حق ہے۔
ہم سب انبیاء اولیاء امت کی عزت کرتے ہیں
اور ان سے محبت رکھتے ہیں لیکن انکی محبت
اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم انکو خدا
بنا لیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ کی ہیں
ہیں ان میں تقسیم کرلیں۔ میں بڑے
دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ
ہماری آواز نہیں سنتے اور اس
کا جواب نہیں دیتے ۔ دیکھو حضرت
امام حسین رضی اسد عنہ ایک گھنٹہ میں ۷۲
آدمی آپ کے شہید ہو گئے اسوقت آپ
سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا
کانشنس گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت
جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے
تھے اپنے لیے اسد تعالیٰ سے دعا کرتے ہونگے
کہ اس مشکل سے نجات مل جاوے لیکن وہ دعا
اسوقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضا
و قدر اس کے مخالف تھے اسلیے وہ اسی
جگہ شہید ہو گئے۔ اگر ان کے قبضہ و اختیار
میں کوئی بات ہوتی تو انھوں نے کونسا
دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا مگر
کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ قضاء و قدر کا سارا معاملہ اور
تصرف تام اسد تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے
جو اسقدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور
حی و قیوم ہے اسکو چھوڑ کر جو مردوں
اور عاجز بندوں کی قبروں پر جا کر ان سے
مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بد نصیب
کون ہو سکتا ہے؟ انسان کے سینہ میں
دو دل نہیں ہوتے ایک ہی دل ہے وہ
دو جگہ محبت نہیں کر سکتا۔ اسلیے اگر کوئی
زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا
ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا اور یہ مشہور
بات ہے۔
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی
خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور
انسان کو انسان کا مرتبہ دو اس سے آگے
مت بڑھاؤ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا
ہوں کہ حفظ مراتب نہیں کیا جاتا زندہ اور
مردہ کی تفریق ہی نہیں رہی بلکہ انسان عاجز
اور خدائے قادر میں بھی کوئی فرق اس زمانہ
میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر

ظاہر کیا ہے صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں
پہچانا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت
عاجز بندوں اور بے قدر چیزوں کو دیگئی۔
مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو مسلمان
کہلاتے ہیں لیکن باوجود مسلمان کہلانے کے
خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اسکی صفات میں
خدا تعالیٰ کو شریک کرتے ہیں جیسا کہ میں دیکھتا
ہوں کہ مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان
تھا۔ اور اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت
صلے اسد علیہ وسلم مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو
انکی رسالت کبھی ثابت نہ ہوتی بلکہ انجیل سے تو
وہ کوئی اعلیٰ اخلاق کا آدمی بھی ثابت نہیں
ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر
مسلمان بھی انکو خدائی درجہ دینے میں پیچھے نہیں
رہے کیونکہ جیسا کہ وہ صاف مانتے ہیں کہ وہ
اب تک حی و قیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اس پر
نہیں ہوا۔ آسمان پر موجود ہے۔ مردوں کو زندہ
کیا کرتا تھا۔ جانور پیدا کرتا تھا۔ غیب
جاننے والا تھا۔ پھر اسکے خدا بنانے میں اور
کیا باقی رہا۔ افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی
جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مردہ
کو خدا سمجھتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار نہیں
جو مردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے
ہوئے ہیں ایسی حالت اور صورت میں خدا تعالیٰ
کی **غیرت** نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی
خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملا یا جاوے اور
زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کر کے
دنیا کو **حقیقی خدا** کے سامنے سجدہ کرایا جاوے

اسی غرض کیلئے اس نے مجھے بھیجا ہے

اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے

اور دیکھو انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور
رتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انھوں
نے **حقیقی خدا** کو پہچانا اور اسکی فرمانبرداری کی۔
اسی **ایک ذات** کے حضور انھوں نے
اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان
کیا کسی مردہ اور مزار پر بیٹھکر انھوں نے
مرادیں نہیں مانگی ہیں۔
دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے
عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور
ان کا کتنا بڑا درجہ اور رتبہ تھا۔ اب اگر
آنحضرت صلے اسد علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ
کے حضور کرنے کے ابراہیم کی پوجا کرتے
تو کیا ہوتا؟ کیا آپکو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب
مل سکتے جو اب ملے ہیں؟ کبھی نہیں پھر
جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے
اور آپ نے انکی قبر پر جا کر یا بیٹھکر ان سے کچھ نہیں
مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جا کر آپ نے اپنی
کوئی حاجت پیش کی تو یہ کسقدر بیہودگی اور
بیدینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جا کر
ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور انکی پوجا کرتے ہیں

اگر قبر والوں سے کچھ مل سکتا تو آنحضرت کے لیے حضرت
پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے
[illegible]
فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ بجز خدا تعالیٰ کے
اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں ہے جس کی طرف
انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمانہ کے عاشق
زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا
میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی
اس قدر محبت تھی کہ تمام لوگ آپ کی نسبت کہا کرتے

کہ **عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ** یعنی محمد

اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔
حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو جو [illegible]
اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ آج [illegible]
اگر کوئی پا سکتا ہے تو اسکا ایک راستہ
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ بھی
پروا نہ کی خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری
دنیا جانتی ہے جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے
اسی مکہ میں ایک شاہنشاہ کی شان اور حیثیت
سے داخل ہوئے۔ قوم اور برادری نے اپنی
طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں
چھوڑا لیکن جب خدا ساتھ تھا وہ کچھ بھی
بگاڑ نہ سکے + میں یقیناً جانتا ہوں اور نیک
اور پسندیدوں کی زندگی اسپر گواہ ہے کہ وہ چونکہ
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اسلیے وہ
نہیں مرتے جب تک کہ انکی مرادیں پوری نہ
ہو جائیں اور وہ اپنے مقصدوں کا میاب نہ
ہو لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں
دنیا کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ کی دعائیں یہ تھیں
کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی
توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم میں دیکھلو
کہ جہاں ہزاروں بت پوجے جاتے تھے وہاں
ایک خدا کی پرستش ہو + پھر تم خود ہی عرب
اور مکہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بت
پرستی کا اسقدر زور تھا کہ ہر ایک گھر میں بت
رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ
مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں
ہی نے انکو توڑا اور انکی مذمت کی۔ یہ
حیرت انگیز کامیابی یہ عظیم الشان انقلاب
کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا۔ یہ
کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی
اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا
ایک وقت وہ تھا کہ آپ مکہ کی گلیوں میں تنہا
پھرا کرتے تھے اور کوئی آپ کی بات نہ سنتا
تھا اور پھر ایک وقت وہ تھا کہ جب آپ کے
انقطاع کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپکو دکھلایا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ فوج در
فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں
جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا کہ اس
سے وفات کی بو آتی ہے کیونکہ وہ کام جو
میں چاہتا تھا وہ تو ہو گیا ہے۔
اصل قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام
اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں جب تک
وہ کام جس کے لیے وہ بھیجے جاتے ہیں پورا
نہیں ہوتا وہ کام ہو چکتا ہے تو انکی رحلت کا
زمانہ آ جاتا ہے۔ جیسے بندوبست والوں کا
جب کام ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس ضلع سے
رخصت ہو جاتے ہیں
اسی طرح جب یہ آیہ شریفہ **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ**
نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جنپر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے
اس آیت کو سنکر رونے لگے۔ صحابہ میں سے
ایک نے کہا کہ اے بڈھے تجھے کس چیز نے رلایا
آج تو مومنوں کے لیے بڑی خوشی کا دن ہے
تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نہیں
جانتا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کی بو آتی ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت اچھی ہے
حسب معمول آپ سیر کو بھی نکلنے لگے ہیں۔ اگرچہ
کسیقدر کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے
(۲) بزرگان ملت خدا کے فضل سے بخیریت
ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب
امروہہ تشریف لے گئے ہیں۔
(۳) ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ترشح ہوا
ہے جو فصل ربیع کے لیے مفید ثابت ہو رہا
ہے۔ موسم میں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگے ہیں

ہمارے مقدمات

خاکسار ایڈیٹر کو مقدمات کے متعلق ۱۴ جنوری
سے قریباً ۷ فروری تک دار الامان سے
باہر رہنا پڑا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ
مقدمات ۱۴ فروری تک ملتوی ہو چکے
ہیں اس بنا پر کہ عدالت بابو چندو لال صاحب
سے انکے انتقال کر دینے کی درخواست دی گئی
چنانچہ ۹ فروری ۱۹۰۴ء کو صاحب ڈپٹی کمشنر
مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت
میں یہ درخواستیں بغرض انتقال پیش کی
گئی ہیں صاحب موصوف نے فیصلہ کے لیے
۱۲ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کیے ہیں اس تاریخ پر
بمقام علیوال مقصل بٹالہ دورہ میں
پیش ہوگا [illegible]

استفسارات اور ان کے جواب

حل مسائل

گوجرانوالہ سے کچھ مسائل ایک احمدی دوست نے دریافت
کیے ہیں حضرت حکیم الامۃ مولانا نور الدین صاحب
سے استفسار کر کے انکا جواب درج کیا جاتا ہے
سوال (۱) کیا جماعت احمدیہ کو اہل ہنود کے ہاتھ کی
مٹھائی وغیرہ اشیا کھانی جائز ہیں۔ **جواب**
قادیان میں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
عملدرآمد یہی رہا ہے کہ ہنود کے ہاتھ کی مٹھائی
وغیرہ آپ بلا تکلف استعمال کرتے ہیں۔ شربت کا
[illegible] ہندو حلوائی
کے ہاتھ کا بنایا ہے اور دوسری اشیاء بھی۔
(۲) اہل ہنود اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ
ایک آسمانی کتاب کے مدعی ہیں اور انکا وجود قبل از
بعثت رسالتمآب صلعم چلا آ رہا ہے۔
بعض ہندو آریہ سناتن دھرم وید کو کلام الٰہی
مانتے ہیں وہ اہل کتاب معلوم ہوتے ہیں اسی طرح
پارسی بھی اہل کتاب ہیں ہاں سکھ نہیں ہو سکتے۔
جین بھی [illegible] اکثر کتاب کے قائل ہیں۔
سوال (۲) کیا فوت شدہ شخص کو قرآن مجید
پڑھکر پہونچایا جاتا ہے؟ کیا متوفی کے لیے کھانا
پکا کر کھلانا جائز ہے؟ **جواب** دونوں
صورتوں میں ثواب میت کو پہنچتا ہے۔
سوال (۳) یا رسول اللہ کہنے پر وہابی اعتراض
کرتے ہیں کیونکہ یا حاضر اشخاص کے لیے ہے
جواب کیا جب اللہ تعالیٰ کو یا کہکر پکارا
جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے جسمی طور پر
تو اسکا ثبوت نہیں۔ اب رہی صفات کی بات
کہ وہ صفات سے حاضر ہوتا ہے تو اپنی صفات
کی رو سے جو مطالعہ کرنیوالوں پر صاحب صفات ذہن
میں سامنے آ جاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم سامنے آ جاتے ہیں اور ہر زمانہ میں موجود
ہیں۔ حضرت میرزا صاحب بھی انکی موجودگی کا
ثبوت ہیں پھر قرآن شریف میں ہے یا حسرۃ
علی العباد کیا حسرت سامنے موجود ہوتی ہے
یا وہ سب عباد ہوتے ہیں جو مخاطب ہوتے ہیں۔ جواب
(۲) فرط محبت یا فرط غم میں نظر میں غائب کو
ندا کی جاتی ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی
کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت
کا یہ ایک طریق ہے۔ نوٹ

حضرت عیسیٰ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا ثبوت

گوجرانوالہ گجرات سے ذیل کا سوال آیا

سوال عیسیٰ علیہ السلام کے موسوی خلیفہ ہونے کو
صاحب شرع رسول نہ ہونیکا کیا ثبوت ہے اور فقرہ
لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الخ کا کیا جواب

جواب (۱) سورہ مزمل میں اللہ فرماتا ہے انا ارسلنا
الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون
رسولا۔ یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا ہی ایک
رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف بھیجا تھا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم صاحب شریعت نبی ثابت ہوتے ہیں ویسے
ہی حضرت موسیٰ بھی تھے جنسے آپکو تشبیہ دی گئی
اگر آنحضرت اور موسیٰ کے درمیانی زمانہ میں کوئی
اور بھی صاحب شریعت نبی ہوتا تو اس کا حوالہ
دیا جاتا اور کیوں فرمایا کمثال عیسیٰ۔
(۲) قرآن شریف میں ہے ومن قبلہ کتٰب موسٰی
اماما ورحمۃ پ ۱۲ ع ۲۔ یعنی اس قرآن سے
پہلے حضرت موسیٰ ہی کی کتاب ہے جو کہ امام اور رحمت
ہے یعنی شریعت ہے جس پر کما حقہ عمل کر کے انسان
قرب اللہ کے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے پس
اگر قرآن شریف اور توریت کے درمیان کوئی
اور کتاب بھی شریعت ہوتی یا نبی صاحب
شریعت ہوتا تو اسکی کتاب کو امام اور رحمت
کہا جاتا اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ
صاحب شریعت نہ تھے
(۳) انجیل کے معنے خود بشارت یا خوشخبری کے
ہیں اور اس قسم کی بشارتیں عموماً خدا کے برگزیدہ
پر نازل ہوا کرتی ہیں اسمیں کوئی خصوصیت
مسیح علیہ السلام کی نہیں ہے۔ اور نہ اس میں
کوئی شریعت ہے اور نہ انجیل کا خود دعویٰ
صاحب شریعت ہونے کا ہے۔ خود مسیح کا قول
ہے کہ میں توریت سے کوئی نقطہ ادھر ادھر کرنے
نہیں آیا یعنی اُسے برقرار رکھتا ہوں اس
سے بھی ثابت ہے کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے
(۴) اسوقت عیسائی اقوام کا عملدرآمد
بھی ایک بڑا ثبوت ہے کہ انجیل شریعت
نہیں ہے اور نہ مسیح صاحب شریعت کیونکہ
ان کو تمدنی اور سیاسی زندگی کے لیے خود
قوانین وضع کرنے پڑتے ہیں۔
(۵) سورہ احقاف آخری رکوع میں ہے کہ
نفرا من الجن نے اپنی قوم سے جاکر کہا انا
سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ
مصدقا لما بین یدیہ کہ ہم ایک کتاب
سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے
اگر درمیانی زمانہ میں انجیل شریعت اور مسیح
صاحب شریعت ہوتے تو وہ کہتا کہ جو عیسیٰ کے بعد
نازل ہوئی۔
(۶) آل عمران میں مسیح کی نسبت اللہ فرماتا ہے کہ یعلمہ
الکتٰب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل
جس سے ظاہر ہے کہ کتاب توریت کی تعلیم مسیح کو دی گئی
تھی اور انجیل صرف حکمت اور دانائی کی باتیں تھیں
نہ کہ شریعت۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ ثابت ہے کہ
سب سے بڑھ چڑھ کر ہے کہ آپ نے کسی سابقہ کتاب کی تعلیم
نہیں دیکھی خدا تعالیٰ نے خود آپکو بلا واسطہ تعلیم اور
شریعت دی۔ افسوس ان مولویوں پر جو حضرت مسیح کا
درجہ آنحضرت سے بڑھ کر مانتے ہیں اور پھر آپکو
مسلمان سمجھتے ہیں + (السید)

نوٹ۔ میری موجودگی میں حضرت اقدس علیہ السلام سے ایک شخص نے اسی بارہ میں سوال کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ [illegible] بلکہ اسپر نصارٰی نے [illegible] یا ایھا النبی ہمیشہ [illegible] جاتا ہے [illegible] اعتراض [illegible] (مہدی حسین مہاجر)

حضرت حکیم الامتہ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

محسنین کے معنے

مولا کریم چونکہ شکور ہے اور علیم وخبیر ہے اس لیے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا محسن کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرئیل نے صحابہ کی تعلیم کے لیے پوچھی ہے آپنے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کو دیکھتا ہے یا کم از کم یہ کہ یہ یقین کرلے کہ اللہ تعالے تجھکو دیکھتا ہے

یہ ایک ایسا مرتبہ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور بڑے بڑے معراج اللہ تعالے کے حضور پا لیتا ہے۔ ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں اور بلند پروازیوں کی جان اللہ تعالے پر ایمان ہے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ کو حاصل ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالے پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ والا ہو سکتا ہے + کوئی چیز اُسکو گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتی - نیکی کا کوئی سچا مفہوم اُسکی سمجھ میں نہیں آ سکتا - پھر وہ نیکی کیسے کرے اور گناہوں سے کیونکر بچے اُس کی ساری عمر نا اُمیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلہ کے پیچ در پیچ تعلقات میں ہی منہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے میں نے دہریہ

دہریہ اور مومن

اور ایمان والے دونوں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے اور دونوں کی موت میں زمین و آسمان کا فرق پایا ہے + میں سچ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں اور پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور **حقیقی خوشی صرف صرف ایمان باللہ** سے ملتی ہے - یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خودکشی کا نہیں پایا جاتا **مومن** کی اُمید اپنے اللہ پر بہت وسیع ہوتی ہے وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت اُن پر ایسا آیا ہے کہ زمین اُن پر تنگ ہو گئی ہے لیکن اس شدت ابتلاء میں بھی وہ ویسے ہی خوش و خرم رہا جیسے اس ابتلا کے دور سے پہلے - وہ کیا بات ہے جو اُن کو اس موت کی سی حالت میں بھی خوش و خرم اور زندہ رکھتی ہے فقط اللہ پر ایمان -

محسن کا پہلا اور پچھلا درجہ

غرض **محسنین** کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر **مشکل کشا** ہے - پہلا درجہ جو **محسن** کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے بعد میں حاصل ہوتا ہے اسکا ابتدائی درجہ یہی ہے کہ وہ یہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول وہر فعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سنتا ہے -

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا نور قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچا لے گا - اور رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ خدا تعالے کو دیکھ لے گا - اور یہ وہ **مقام** ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں **لِقا** کا مقام کہلاتا ہے -

پس

جب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر تھوڑا ہو یا بہت اللہ تعالے اسکے بہتر بدلے دیتا ہے - یہ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں - کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں -

مہاجرین میں خلافت کا راز

میں دنیا کی تاریخ میں جس سے مراد میں انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کر سکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو طیار ہوں - مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں - میں ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی بلکہ **خلافت** کے اول وارث مہاجر ہوئے اور مہاجرین میں سے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ حالانکہ انصار میں سب نے بڑی ہمت کی اور ان کی اسوقت کی امداد ہی نے ان کو **انصار** کا پاک خطاب دیا لیکن اس کا کیا سبب ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا انکو حصہ نہ ملا - اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا - پھر دوسرا تیسرا جو تھا بھی یہاں تک کہ عباسیوں تک قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے بنو سقیفہ میں کوشش کی گئی کہ ایک خلیفہ **انصار میں سے** ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر یہ تجویز پاس نہیں ہوئی اور کسی نے نہ مانا + آخر مجھ پر اس کا سر یہ کھلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اپنا کام کر رہی تھی

انصار نے کیا چھوڑا تھا جو ان کو ملتا مہاجرین نے ملک چھوڑا - وطن چھوڑا - گھر بار چھوڑا مال و اسباب - غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا اور سب سے بڑھ کر ابو بکر صدیق رض نے اسلیے جنھوں نے جو کچھ چھوڑا تھا اُس سے کہیں بڑھ کر پایا + زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگہ ہوگی جو انھوں نے خدا کے لیے چھوڑی مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگھ دی؟ اس کا حساب ہی کچھ نہیں -

پس یہ سچی بات ہے کہ جسقدر قربانی خدا کے لیے کرتا ہے اسی قدر **فیض** انسان اللہ کے حضور سے پاتا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی پھر اس کا پھل دیکھو کسقدر ملا - اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بنا پر جس کی تاویل ہو سکتی تھی حضرت ابراہیم نے اپنے خلوص کے اظہار کے لیے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کر لیا - پھر خدا نے اُسکی نسل کو کسقدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آ سکتی - اسی نسل میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کر کے بھیجا - جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھیرا - جسکی اُمت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے یہانتک کہ **مسیح موعود** جو **خاتم الخلفاء** ٹھیرایا گیا ہے وہ بھی اسی اُمت میں پیدا ہوا - اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اُسے پایا اور اُسکی شناخت کا موقع ہمکو دیا گیا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

یہ بدلا یہ جزا کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اُس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی - واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ ابراہیم کی عمر جب کہ سو برس کے قریب پہونچی اسوقت قوی بشری رکھنے والا کیا اُمید اولاد کی رکھ سکتا ہے پھر تیرہ برس کی عمر کا نوجوان لڑکا جو ۸۴ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو اُسکے ذبح کرنے کا اپنے ہاتھ سے ارادہ کر لینا معمولی سی بات نہیں ہے جس کے لیے ہر شخص طیار ہو سکے غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام ہیں اور قبر قریب ہو - پھر کیا باقی رہ سکتا ہے نہ مکان رہا نہ عزت وجبروت - مگر اے ابراہیم تجھپر خدا کا سلام! تو نے خدا تعالے کے ایک اشارہ اور ایما پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں خواہشوں کو قربان کر دیا اور اس کے بدلے میں تو نے وہ پایا جو کسی نے نہیں پایا - خاتم النبیین اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا اور خاتم الخلفاء بھی خاتم النبیین کی اُمت میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ اے ابراہیم تو فرمانبردار ہو جا عرض کیا حضور میں تو فرمانبردار ہو چکا - اسلم نہیں کہا اسلمت کہا یعنی اپنا ارادہ رکھا ہی نہیں معاً حکم الٰہی کے ساتھ ہی تعمیل ہو گئی - پھر اس اخلاص سے کیا بدلا پایا یہی کہ **ابو الملۃ** ٹھیرا - جو کچھ چھوڑا اُس سے بڑھ کر ملا -

اسی طرح سیّد الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے حالات پر غور کرو - اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجھکو بادشاہ بنانے کے واسطے طیار ہیں - اگر تجھے دولتمند بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں اگر حسین عورت چاہتا ہے تو تامل و مضائقہ نہیں یہ کیا چیزیں تھیں مگر دنیا پرست کی نظر ان سے پرے نہیں جا سکتی تھی اسلیے اسی کو پیش کیا آپنے اسکا کیا جواب دیا؟ یہی کہ اگر سورج اور چاند کو میرے دائیں بائیں رکھدو تو بھی میں اس اشاعت اور تبلیغ سے رک نہیں سکتا + اللہ! اللہ! کسقدر اخلاص ہے اللہ تعالے پر کتنا بڑا ایمان ہے - قوم کی مخالفت ان دکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپکو ڈالدینے کے واسطے رہیں کسقدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں - ان تمام مفاد اور منافع پر ٹھوکر دینے کے لیے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیادار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ کو راضی رکھکر اسکو مالک اسکے احکام کی عزت و عظمت کو مدنظر رکھکر اس قربانی کا بدلا آپنے کیا پایا؟ وہ پایا جو دنیا میں **کسی ہادی کو نہیں ملا اور نہ ملے گا**

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

کی صدا کسکو آئی؟ اور کسنے ہر چیز میں آپکو وہ کوثر عطا کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی؟ سوچو! اور غور کرو!!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں انکے ہادیوں اور بانیوں کے حالات کو پڑھا ہے اسلیے دعوی سے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے ہادی کے لیے ہر وقت دعائیں نہیں مانگتی ہے مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم کی دعا آپکے لیے کر رہے ہیں جس سے آپکے اور مراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں - یہ خیالی اور خوش کن بات نہیں واقعی اسی طرح ہے دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت انکی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے مقررہ نمازوں کے علاوہ نوافل پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے - اور درود شریف بطور وظائف کے پڑھنے والے بھی کثرت سے - اسطرح آپکے مراتب مدارج کا اندازہ اور خیال بھی ناممکن ہے - یہ عزت یہ فخر کسی اور ہادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا ہے +

باقی آئندہ

مختصر نوٹ اور نکات

اسلامی دنیا اسوقت چلا اٹھی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر یہ دن بہت سختی کے ہیں۔ اور مسلمانوں اور اسلام کے سنبھالنے کا یہی وقت ہے۔ اخبارات میں اس قسم کے مضامین کو پڑھ کر ہمیں حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ جس حال میں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے سرے تک بالاتفاق یک زبان ہو کر مسلمان پکار رہے ہیں کہ اسلام اور مسلمان نازک حالت میں ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نازک حالت سے بچانے والے کی تلاش انہیں جنون کے درجہ تک کیوں نہیں پہنچاتی۔ اللوا کے لائق اور فاضل ایڈیٹر مصطفےٰ کامل نے پیرس سے ایک مشہور اخبار میں ایک مضمون لکھا اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اسوقت اسلام پر نہایت سختی کے دن ہیں اور مصر کے ایک مشہور اخبار الظاہر نے سلطان المعظم سے خطاب کر کے لکھا ہے کہ یہی وقت اسلام اور مسلمانوں کے سنبھالنے کا ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں اس امر کی داعی نہیں ہیں کہ انا لہ لحافظون کا وعدہ اب پورا ہو؟

مصر کے اخبارات مسلمانوں کی اس نازک حالت کو محسوس کر کے سلطان ترکی سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان کی حالت کو سنبھالنے مگر وہ نہیں جانتے کہ ... ہمارے آسمانی مذاہب اور سماوی قضا و قدر کے روکنے کیلئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں ہے مگر افسوس کہ اسکی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں دلائی جاتی اور جو **توجہ دلانے والا ہے** اس کی بدگوئی اور اس ... بدظنی پھیلانے کو اسلام کی ترقی کا راز سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے شاہانہ جاہ و حشم کے باعث کبھی ترقی نہیں کی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حقیقی اسلام نے سچے مسلمانوں کو بادشاہ بنا دیا۔ پس اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ کسی بادشاہ یا سلطان کو قرار دینا خطرناک غلطی ہے۔ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی فارغ البالی کا راز ہمیشہ وہ وجود رہا ہے جو خدا تعالےٰ سے فرستادہ ہو کر دنیا میں آتا ہے اور اپنی قوت قدسی ... عظیم الشان انقلاب دنیا کی روحانی حالت میں کر دیتا ہے پھر وہی روحانی انقلاب مسلمانوں کی اصلاح حالت کا باعث ٹھہرتا ہے۔ ... پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ مسلمانوں کو کبھی بھول نہیں سکتا پھر اسوقت کسی سلطان ... سے اسلام باقی تھا؟ اسلام کا محافظ ... رحیم ہے اور اسکا مظہر وہ وجود ... تائید یافتہ ہے۔ بس اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی حالت کی بحالی کا ...

راز اسی کے دم عیسوی میں ہوتا ہے۔ اسلئے جو چاہتے ہیں کہ اسلام کا بول بالا ہو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت سنبھلے انہیں اس طبیب حاذق کیطرف رجوع کرنا چاہیئے ورنہ اسے چھوڑ کر ساری دنیا کی تدابیر و تہا دیر کر کے دیکھ لیں کامیابی کی صورت ناممکن اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا مقولہ صادق آئیگا۔

لاہور کی بائیل بک سوسائٹی نے ایک رسالہ ہمیں بغرض ریویو دیا ہے جسکا نام انہوں نے ابطال مرزا رکھا ہے اور اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے مسیح کا آخری خطاب دجال سے۔ مجھ کو میری تاتبہ کی ایک مار کہا تا ہے۔ اور تو اس سے بچ کے نہیں جا سکتا۔ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس رسالہ پر ریمارک کریں۔

لیکن ٹائٹل پیج کا یہ فقرہ ہمکو بہت ہی پسند آیا، حقیقت میں یہ بالکل سچ ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی حربہ اور ضرب سے **مسیح الدجال** کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں اس پر آ کر ختم ہو جاتی ہیں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہ مسلم عقیدہ ہو گیا ہے کہ دجال کی آخری اور فیصلہ کن شکست مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہاتھ سے ہونے والی ہے۔ اور اب عیسائی دنیا یورپ اور امریکہ میں چلا اٹھی ہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد نے موجودہ نصرانیت کے مذہبی عقائد اور اصولوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ آپ کی تحریروں کو پڑھ لینے کے بعد کوئی دانشمند عیسائی نہیں رہ سکتا۔ یورپ کے اہل الرائے عیسائی اس فکر میں ہیں کہ یورپ کو عیسائی رکھنے کے لئے ان کا قومی اور ملکی فرض ہو گیا ہے کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کے نیزہ قلم سے عیسائی ذریت کو بچائیں۔

ان دیسی عیسائیوں کو ابھی معلوم نہیں (یا معلوم ہے مگر یہ اس تیر لگنے والے جانور کیطرح کہہ رہے ہیں کہ ابھی چوٹ ہے) کہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا میں دجال پاش پاش ہو رہا ہے اور صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ بائیل بک سوسائٹی کو ریویو کیلئے انتظار کرنا چاہیئے

بائیں رسالہ جو بغرض ریویو ہمیں دیا گیا ہے اس کے دوسرے صفحہ پر ایک نوٹس لکھا گیا ہے کہ اس رسالہ پر حضرت اقدس کا کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اور لکھا ہے کہ اگر تم پیش از وقت بولوگے تو ہم آئندہ تم سے مخاطب ہوں گے اس بات کو خوب یاد رکھنا۔ سچ ہے صلیب کے پرستار اور مردہ بچوں کے پجاری راستی اور صداقت سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ ان میں انصاف اور دیانت سے کام لینا جائز نہیں سمجھا گیا کیوں حضرت ایک طرف رسالہ بغرض ریویو پیش کرنا اور دوسری طرف قدم اٹھانے سے روکنا

یہ خالی چالاکی ہے ... ویدا رہے ... کی۔ پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر حق اور حقیقت سے غرض ہے تو پھر اس کے کیا معنے کہ کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اس **بزدلی** اور کمزوری کی بھی داد دینی چاہیئے۔ لیکن بائیل بک سوسائٹی کے ممبر یاد رکھیں کہ جب اس رسالہ پر ریویو ہوگا تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ واقعی **مسیح موعود**

کو اس دجال کی ہلاک کرنیکا ایک ہی حربہ کافی ہے

ضرورت امام پر بحث کرتے ہوئے فاضل سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ نظام ظاہری کے قیام و بقا کے لئے حکیم خالق نے ایسا ہی کیا ہے اور انسانی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ کوئی کتنا ہی اپنے تئیں دور کھینچے کتنی ہی آزادی چاہے پھر بھی اسکو ایک حکمران یا سرپرست سے چارہ نہیں ہر کوئی کمیٹی کوئی مجلس کوئی کونسل کوئی پارلیمنٹ ایسی نظر نہیں پڑتی جسمیں ایک میر مجلس یا پریسیڈنٹ نہ ہو کوئی گھر نہیں جس کا انتظام طبعًا والا زمًا اس امر کا مقتضی نہیں ہوتا کہ کوئی ذی اختیار و ذی اقتدار آدمی اس میں سرپرست ہو جو سب کو ایک جتھے میں قائم رکھے اور مختلف خیالات و جذبات کو ایک نظام کرا کے ایک سلسلہ انتظامیہ میں منسلک کر دے۔ غرضیکہ انسانی فطرت کے مطالعہ سے صاف ثابت ہے کہ جسطرح انسان کو انتظام ظاہری کے لئے اس سے بے نیازی نہیں کہ وہ ایک خاص حکمران یا سرپرست اپنے لئے مقرر کرے جو متفرق خیالات کو جمع کرے مختلف جذبات کو متحد کرے اس کل کو عمدہ اسلوب اور احسن نظام پر چلائے اسی طرح روحانی حکومت اور باطنی نظام کے لئے بھی ایک خاص فرد ہونا لازمی اور ضروری ہے جسکو ظاہری حاکم یعنے بادشاہ کے مقابل امام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

ہمارے عزیز بھائی رحمت علی
ہاسپٹل اسسٹنٹ شہید ہوگئے
اللّٰھم یا ارحم الراحمین ارض عنہ وارضہ

کئی دنوں سے پیسہ اخبار میں اس خبر کے اشتہار نے شہید مذکور کے دوستوں اور رشتہ داروں کو سخت پریشان کر رکھا تھا اور وہ امید و بیم کی حالت میں اس خبر کے صدق و کذب کی تحقیق میں مصروف تھے مگر عادتًا امید کی طرف زیادہ تر میلان تھا۔

آج ہمارے عزیز دوست سید جلال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ نے ... کی

بر برا سالی لینڈ کے خط سے سید کی کمر بالکل ٹوٹ گئی اور ہمارے دلوں کو اس بات پر یقین کرنے کا ناگوار اور تلخ پیالہ پینا پڑا ہے کہ اس بوم شوم کی دی ہوئی خبر درست تھی۔

سید جلال صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کافر سنت سنگل درویش کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ جب کہ اس کے زخموں کو ڈریس کر رہے تھے۔ مفصل کیفیت جو ہمیں تفصیل طلب قلوب کی پیاس کو بجھا سکتی سید صاحب ممدوح خبروں کے مطلع کی تاریکی یا شدت اضطرار سے پیدا ہونے والی جلدی کے سبب تحریر نہیں کر سکے۔ امید ہے کہ ہمارے عزیز سید صاحب جسقدر ممکن ہو سکیگا۔ ہمارے اس انتظار اور قلق کے رفع کرنے کیلئے تا بمقدور کوشش کرینگے۔

شہید کی زندگی اگرچہ اسقدر مختصر ہو کہ طفولیت اور اٹھتی ہوئی جوانی کے جوشوں کے وقت کو اگر اس میں سے منہا کر دیا جائے تو بہت ہی کم وہ حصہ رہ جاتا ہے جسے دنیا کے پر آشوب اور پرفتن اور پر امتحان میدان میں تگا پو کرنیکا وقت کہا جاتا ہے۔ مگر ۲۷۔ یا ۲۸۔ برس کی تھوڑی سی زندگی میں ان سے وہ کام ظہور میں آئے جو بڑی لمبی عمر اور دراز مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد بھی بہت ہی تھوڑے لوگوں کے ہاتھوں سے نکلا کرتے ہیں۔ مرحوم مغفور بڑے درجے کے متقی تھے۔ انہیں جمعیت باطن۔ سکینت اور ورع اسدرجہ کی حاصل تھی کہ ان سے گہری واقفیت رکھنے والے ان کی ولایت کے مستقل طور پر قائل تھے۔

عین آغاز شباب میں جو جذبات اور شہوات کے خوفناک جوشوں کا زمانہ ہوتا ہے وہ مشرقی افریقہ میں کئی سال تک رہے۔ تنخواہ معقول پہلا کی آزادی۔ نہ بزرگوں کا سایہ سر پر۔ نہ اقرباء کی رعب ناک تصویر آنکھوں کے سامنے۔ ایسے اوقات اور ایسے میدانوں میں جہاں بہتوں نے جان اور ایمان کے کیسے خالی کر دیئے۔ جہاں اکثر آب آتشین کی پرزور رو کے آگے بہ نکل کر عدم کے سمندر میں جا پہنچے اور بہتیرے دوسرے رنگوں کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر نقد جان و ایمان کھو بیٹھے وہاں ہمارے پیارے اور ناسوف رحمت علی نے۔ زہد۔ ورع۔ تقویٰ۔ طہارت اور ایمان باللہ کا وہ نمونہ دکھایا جو ہم سلسلہ احمدیہ کے بزرگ اور مشہور و ممتاز دن اور گذشتہ پاکباز دن کے سوا کسی مذہب اور مشرب کے پیرا یہ پیرو میں نہیں پاسکتے ان کی پاک اور متقیانہ زندگی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں وہ رہے محض ان کی چال چلن کو دیکھکر بہت سے لوگوں نے خدا تعالےٰ کے بھیجے خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو شناخت کر لیا۔ یہ بالکل صحیح اور حق بات ہے کہ رحمت علی مصداقًا آئینہ تھے حضرت مرسل اللہ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے دیدار کیلئے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

حضرة علیؓ کو کہ ایک دل بھی تیرے ذریعہ سے ہدایت پا جائے تو تجھے سرخ اونٹوں سے بہتر خیال کرنا چاہیئے۔ مغفور رحمت علی کے ذریعہ سے بہت سی جانیں اس لعنت ابدی سے بچ گئیں۔ جو مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کے انکار اور بغض کے سبب نازل ہوتی ہے۔ میری طرف کئی دوستوں نے خطوط میں لکھا ہے کہ رحمت علی کے طفیل سے اللہ تعالےٰ کی یہ رحمت نصیب ہوئی کہ ہم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

یہ بات صحیح ہے کہ بعض فطرتوں میں اللہ کیطرف سے وہ مادہ جذب رکھا ہوتا ہے جو انبیاء و مامورین کی جبلت میں مفطور ہوتا ہے۔ وہ جہاں ہوتے ہیں۔ اکیلے اور مہجور نہیں رہ سکتے۔ وہ ضرور ایک جماعت بنا لیتے ہیں۔ وہ اس قندیل کیطرح ہوتے ہیں جو موسم برسات میں روشن کیجیے ہزاروں پروانے اور ہر ادھر سے اسکے گرد جمع ہو جاتے ہیں ہمارے عزیز مرحوم رحمت علی ایسے لوگوں میں سے ایک تھے۔ ایسی قوت جذب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھی۔ اس مقدس جماعت نے دلوں کو اپنے تقوے کے جذب سے مسخر کیا عجیب بات ہے کہ جس قوم کی سرزمین پر ان کی قاہر اور منصور و مظفر تلوار چلی اور ان کے تختوں کو انہوں نے تختہ کر دیا وہی قومیں ان کی راست بازی کی شرم صدر سے قائل اور گرویدہ ہوگئیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ دنیا کی دوسرے فاتح قوموں کی تاریخ میں نہ جب اس کی نظیر موجود تھی نہ اب ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور ہمارے سلسلہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے کی بینظیر دلیل ہے کہ اسطرح کی قوت قدسی ہماری جماعت کے اکثر احباب میں پائی جاتی ہے بہتوں نے ان کے ہاتھوں پر ان کے سیرت کے مطالعہ کے بعد اپنی ناپاک زندگی سے توبہ کی اور سچے تائب اور متقی بن گئے۔

خدا تعالےٰ جس قوم کو ترقی دینا چاہتا ہے ان میں ترقی اور ابدی زندگی کے موجبات اور اسباب پیدا کر دیتا ہے بڑا قوی سبب اور موجب جو درحقیقت تمام مختلف اسباب کا مجموعہ ہے تقوےٰ ہے۔ اسکی پہلی برگزیدہ جماعت کو جسے خدا نے دنیا کیلئے اسوہ بنانا تھا اپنی بزرگ کتاب میں بار بار یہی فرمایا کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ تمام قرآن شریف تقوی کی تاکید سے بھرا ہوا ہے۔ آخرکار وہ تقوی ہی کی بدولت ان تمام دشمنوں پر غالب آ گئے جو اپنی بدکاریوں اور ریاکاریوں کی بدولت خدا تعالےٰ کی نظر میں مقہور اور مغضوب ہو چکے تھے۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے مرسل اور نبی کو صلوات اللہ علیہ وسلامہ یہی وحی ہوئی ہے کہ اپنی جماعت کو تقوےٰ ... بلا اور تقوےٰ کی تاکید کر اس لئے کہ میرا مبارک وعدہ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تقوی کی شرط سے مشروط ہے۔

ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے ڈاکٹر رحمت علی شہید زندہ سبق چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ منہ کی چالاکیوں اور لفاظیوں کا شیدا و شیفتہ نہیں ہوتا اس کی لطیف نگاہ دلوں کی تہ تک جاتی ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اس کا دل اس جان گداز فکر سے خالی نہ ہو کہ اب تک اس نے تقوےٰ طہارت سے کہاں تک حصّہ لیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس کے انفاس کو کہاں تک قوۃ قدسی اور پاک جذب سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ وہ اس غم سے پگھلتے رہیں کہ کب وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے شہداء علی الناس اور خیر امت ہونے کے مستحق ہوں گے اور کب وہ وقت ہوگا کہ اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی شیریں آواز سن لیں گے مومن جوانمرد عالی ہمت ہوتا ہے۔ چھلکے پر قناعت کرنا اور محض خشک لفظوں پر ناز کرنا پست ہمت مجہولوں کا کام ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ پیارے رحمت علی کا آخری خط جو میرے نام آیا شائع کروں اس سے ان کے اخلاص اور توجہ کا ثبوت ملتا ہے جو انہیں خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی شاخوں کی طرف تھی اور نیز یہ خط ان کی آخری یادگار کی حیثیت میں فرقت زدہ دلوں کی تسکین کا موجب ہوگا اس کے بعد دوسرا خط سید جلال صاحب کا ہے جس میں وہ شہید کی طرز شہادۃ اور سیرت پر گفتگو کرتے اور چاہتے ہیں کہ انہیں خدا تعالےٰ حضرت شہید کی سیرت سے حصّہ بخشے میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوان سید صاحب کی دعا اور آرزو کو سنے اور آرزو کو پورا کرے۔

آخر میں میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ رحمت علی کی والدہ ضعیفہ اور ان کی بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(آمین) عاجز عبدالکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم مکرم بندہ حضرت مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل الحکم کے ذریعہ مدرسہ کے متعلق حضرۃ رسالت مآب کا حکم عالی پہنچا جس کے پڑھنے سے بدن کانپ اٹھا۔ میں بھی ان بدبختوں میں سے ہوں جو بسبب چند مشکلات (جن کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو یہاں آکر دیکھے) اپنا مقررکردہ ماہوار چندہ برابر نہیں بھیجتا۔ اس لئے حضور کی خدمت عالی میں یہی عرض ہے کہ جناب اس نابکار کو براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ سکول و کالج میں سنہ ۱۹۰۲ء و سنہ ۱۹۰۳ء میں میری طرف سے کس قدر روپیہ پہنچا ہے تاکہ جو کمی اسمیں ہو وہ جس وقت موقعہ ملے پوری کر سکوں۔ میری طرف سے پانچ روپیہ ماہوار کے حساب سے دو سال میں ایک سو بیس روپیہ ہونے چاہئیں۔ میں وقتاً فوقتاً کچھ روپیہ بھیجتا رہا ہوں جس کا حساب میرے پاس نہیں اس لئے آپ اگر حساب سے اطلاع بخش سکیں تو ایک سو بیس میں سے جو کمی ہو وہ پوری کر دی جاوے۔

آخر دسمبر میں پھر لڑائی پر جانا ہے اس دفعہ ایک سخت فیصلہ کن جنگ کی امید ہے ملا یہاں سے نزدیک قریباً کئی ہزار تن کے ہمراہ پڑا ہے۔

خاکسار رحمت علی ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

مذکورہ بالا خط مرحوم کیطرف سے مولوی عبدالکریم صاحب کے نام تھا۔

ذیل کا خط سید جلال صاحب کیطرف سے مولوی صاحب موصوف کے نام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مے تائیوں کے نشان کیسے کیسے

مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس جان گداز جگر پاش واقعہ کو تحریر میں لاکر قلم آگے تحریر کو یاری نہیں دیتی ہر لفظ پر قلم رکتی ہے۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہیں وہ خبر یہ ہے کہ...... ڈاکٹروں نے تحریر فرمایا ہے کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب خدا مغفرۃ کرے۔ مورخہ ۱۰ جنوری کی لڑائی میں جبکہ وہ دشمنوں کے زخموں کو بطور ہمدردی ڈریس کر رہے تھے۔ ایک ظالم مجروح نے ایک بھالہ ان کی چھاتی میں گھسو دیا اور اس طرح سے ہمسے نونہال احمدی اور مولیٰ کو ہم سے جدائی ڈالدی۔ ڈاکٹر رحمت علی کو شاید جماعت احمدی کے کل بھائی جانتے ہیں۔ چنانچہ جماعت افریقہ تو ان کو ماں باپ کے تعلق سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔ کیونکہ اس دور خطہ میں انہوں نے ہی پہلے ہماری احمدی جماعت کا بیج بویا۔ یہاں پر انہی کی طفیل سے جماعت احمدی کھڑی ہوئی ان کی بردباری حلیم مزاجی۔ خشیت اللہ روزبد ہر ایک ان سے ملنے آدمیوں کے لئے ایک نمونہ تھی۔ باوجود اتنی تکالیف لڑائی کے وہ اپنے آقا کے حکم پہونچانے اور خطوط کا جواب دینے اور اپنے حکم خدا کے بجالانے میں کبھی طبیعت میں کسل نہ لاتے تھے۔

وہ شخص خدا سے توم تھا اور اس کے دل میں تمنا تھی کہ کوئی دفت اسلام کا بول بالا دیکھے جس کا بیج بذریعہ بیگڑیں اب بویا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور تمام امیدیں سینہ میں رہ گئے۔ خدا ان کو غریق رحمت فرما دے اور ان کے عزیز و اقربا اور جماعت احمدی کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ یہ بھی شہزادہ عبداللطیف کی طرح شہید ہوئے کیونکہ دشمن کے زخموں کو بطور ہمدردی اسلامی ڈریس کرنے لگے اور مارے گئے۔

میں کل جماعت احمدی کی خدمتیں عموماً اور حضور اقدس اپنے آقا مہدی و مسیح عم کی خدمت میں خصوصاً ملتمس ہوں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے یہاں پر ہم پڑھ ہیں گے اور دعا کریں گے۔

میں اپنے آقا سے ملتمس ہوں۔ کہ کوئی دعا فرماویں کہ ظالم ملا کا خاتمہ ہو جس نے ایسی قیمتی جان کو تلف کیا ہے۔

نیز ان کے جملہ اسباب و صندوق میرے پاس ہیں۔ اور کتب بھی میرے پاس موجود ہیں۔ براہ مہربانی ان کے بھائی صاحب اور ان کے ورثا سے دریافت کیا جائے کہ ان کی بابت کیا کروں میں انشاء اللہ تعالےٰ بشرط زندگی ایک سال بعد واپس آؤں گا۔ اگر کہیں تو ہمراہ لے آؤں۔ یا کچھ اور بندوبست کروں۔ ملتمس ہوں کہ بذریعہ اخبار البدر و الحکم مطلع کیا جاوے۔ کل خط و کتابت بندہ کو نام پر ہو۔

کراحقر سید جلال ہاسپیٹل اسسٹنٹ سول ہسپتال بربرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مکرمی معظمی جناب اخویم محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بھائی رحمت علی مرحوم کی وفات کی منوحش جان گداز خبر نہایت رنج و الم کی حالت میں آپ کو سناتا ہوں۔ کاش کہ اس کی بجائے اور خبر سنانی نصیب ہوتا۔ وہ نوجوان واقعی نور قلب سے معمور دین کا سخت دلسوز اور جان توڑ کوشش کرنیوالا تھا۔ ان کے حسن اکرام کو کہاں تک بیان کروں کسی کے قرضہ میں بطور ہمدردی ہاتھ بٹانے میں شریک تھے کسی کے نام اخبار جاری کرانے۔ کتب دینے کسی کو نقد روپے دینے میں۔ کسی سے جوانمردانہ بحث کرنے میں اور جس جگہ گئے ہر دلعزیزی پیدا کی یہاں تک ان کا اندرونی تقوے مشہور تھا۔ کہ سالہا اکثر نماز کے پابند ہیں لیکن ان کو آوازہ دعنی ملاء کا لقب.... انکی ان لڑائی کی تکالیف میں نماز کی پابندی کی وجہ سے دیکھا تھا اور رہ سالہا میں اسی نام سے مشہور تھے ایک دفعہ ان کے افسر کپتان ڈاکٹر نا سکلے نے ایک دفعہ ان کو کہا کہ اگر ہم اتنی عبادت کریں تو بہشت میں جانے کیلئے خدا کی اجازت بھی نہ مانگیں وہ اکثر صاحب کشف بھی تھے عموماً پہلے سے انکو سچی خوابیں آجاتی تھیں بسا اوقات انہوں نے پہلے سے کہدیا تھا کہ یہ امر مجھکو خواب میں ایسا دکھایا گیا۔ وہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ ابھی قریب کا ذکر ہے شاید ان کی وفات سے کوئی ۱۵ یوم پہلے کہ مجھکو لکھا کہ تھا سے گھر میں میں نے خواب میں لڑکی کو محمود میں کھلایا ہے چنانچہ اس کے چند یوم بعد ایسا ہی ہوا کہ محمد عمر

۳ جنوری کو میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور میں نے ان کو خبر بھی بھیجی لیکن مجھکو معلوم نہیں کہ وہ خط ان کو ملا یا نہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت ۵ دار جنوری کو ہوئی۔

ماشاء اللہ مرنے کے پہلے ہی خلق اللہ سے ہمدردی کا ثبوت دے گئے کہ دشمن یعنی ملا کو زخموں کو ڈریس کرنے لگے اسی مردود مجروح نے اپنا بھالا ان کو زور سے مارا کہ فوراً شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے۔ اور ظالم کو جزائے بد دے۔ یہاں کل افریقہ میں جماعت احمدی کی انہوں نے ہی تخم ریزی کی ہے وہ ہمارے سر کی تلیل جماعت کا سرتاج اب ہم بے سر رہ گئے۔

زیادہ تحریر کرنے میں دل منہ کو آتا ہے میں نہیں جانتا کہ آپ لوگوں کو اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو اور ان کی بیوہ شدہ کو کیا رنج پہونچیگا۔ اور کس طرح سے اس صدمہ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ سب کو بذریعہ اخبار ملاقات تسلی دیں۔ میں نے قبل ازیں ایک خط مختصر جلدی میں اطلاعی طور پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو لکھا ہے۔ ان کا تمام اسباب [illegible] کتابیں وغیرہ سب میرے پاس پڑی ہیں بذریعہ اخبار مشتہر فرماویں کہ میں ان کے جملہ اسباب کی بابت کیا تجویز کروں سب خط وکتابت میرے نام پر ہو۔ حضرت اقدس کی خدمت میں یہ التماس عرض فرماویں کہ دعا فرماویں کہ ہم سے کوئی صاحب اس قابل ہو جاوے کہ ان کیطرح دوسروں کیلئے زندہ نمونہ ہو سکے۔ بندہ سخت گنہگار ہے اور خواہاں ہے کہ خاص توجہ سے بندہ کے حق میں دعا فرماویں ابھی تک نماز بھی [illegible] نہیں پڑھی۔

ان مذہبی دلسوزی کا مادہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ نجات ابدی کے واسطے بجز اس کے یہ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بہرکیف مجھکو اپنی عافیت کے بخیر ہونے کیلئے حضرت اقدس مسیح و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی ازحد ضرورت ہے۔

میں اپنے گناہوں کی شرم کے سبب خود خط نہیں لکھ سکتا۔ آپ خود مہربانی کر کے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے ذکر فرماویں کہ کسی طرح بندہ مرحوم کیطرح نور قلب سے ملو ہو جاوے۔

سب اصحاب احمدی کی خدمت میں سلام اور باقی اصحاب احمدی جو لڑائی میں شامل ہیں ان کی خیر و عافیت کے لئے دعا کیجاوے۔

احقر سید جلال احمدی ہاسپٹل اسسٹنٹ انچارج ڈسپنسری بربرا سمالی لینڈ بربرا۔

(از البدر)

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(نمبر ۱۴)

گذشتہ نمبروں میں ہم نے ثابت کر دکھایا ہے کہ پاینیر کا یہ کہنا کہ یہاں ذرا سی بھی مذہبی تحریک ایسی ہے جیسے بس میں چنگاری بالکل عیسائی مشنریوں کے حسب حال ہے اور اس کے سچے مصداق بھی یسوعی لیلے ہیں ہم نے واقعات کی بنا پر عیسائی مصنفوں کی تحریروں اور سب سے بڑھ کر خود پاینیر ہی کے کالموں سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد پاینیر لکھتا ہے۔

کہ یہ بات صرف سرآوردہ یا خاص لوگوں ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ عام ہے سوڈان سمالی۔ اور سرحدی فرقوں کی زندہ مثالیں موجود ہیں پاینیر اس فقرہ سے بھی یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہبی تحریک ہی ان شورشوں اور شورہ پشتیوں کا باعث ہوتی ہے جو آئے دن سرحد پر ہوتے رہتے ہیں یا سوڈان یا سمالی لینڈ میں جنکا ظہور ہوا ہے۔

ہم اس بات کے ماننے کے واسطے طیار نہیں ہیں کہ حقیقی مذہب کی تحریک سے ایسا ہوتا ہے بلکہ ایک غلط فہمی اور غلط کاری ہے جو ان شورشوں کی تہ میں کام کرتی ہے اور جہانتک ہمارا خیال ہے ہم اس کے بانی اور باعث بھی ان مشنریوں کو ہی سمجھتے ہیں اور ہم کو اس امر کے اعتراف سے بھی کوئی شرم نہیں کہ بعض نادان اور خام خیال ملاؤں نے بھی اصول مذہب کی ناواقفی کی وجہ سے جہاد کو صحیح اور جائز قرار دے رکھا ہے۔ یہ ایک غلطی ہے جو عام مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اسی کی اصلاح کیلئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آیا ہے تاکہ وہ امن اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ سرحد پر خیالات خام جہاد کے پھیلے ہوئے ہیں اور وہ مذہب کی آڑ میں خون ناحق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر ہر خون ناحق کے بعض نادان مولوی اور مفتری مشنری ذمہ وار ہیں + جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجھا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انھوں نے تو جہاد کا مفہوم غلط سمجھا۔ برخلاف اس کے پادریوں نے سرحدی جاہلوں اور تند خو لوگونکو برافروختہ کر دیا۔ کیونکہ انھوں نے جہاں ایکطرف فارسی و اردو اور پشتو میں ہزاروں کتابیں رسالے اور اشتہار اسلام کے خلاف شائع کیے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور قرآن کریم پر حملے کیے وہاں انھوں نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے انھیں رسالوں میں جو پنجاب و ہندوستان اور سرحدی علاقوں میں شائع کیے گئے) یہ بھی شائع کیا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے ہی کا نام اسلام ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرحدی شوریدہ پشت دیوانوں نے جہاد کی دو گواہیاں پالیں۔ I مولویوں کی غلط فہمی اور پادریوں کا افترا اور اس سے ان کے جوش بڑھ گئے اور ان سے وہ حرکات سرزد ہوئیں جو اب اسلام پر بدنما داغ لگانے کے لیے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان غلط خیالات کی اشاعت سے سرحد کے پر جوش دیوانوں پر بڑا اثر پڑا ہے اور بارہا ملک کی حالت امن مخدوش حالت ہونے کے قریب پہنچی ہے۔ لیکن ہم یہ ماننے کو طیار نہیں ہیں کہ مذہبی تحریک اس کی محرک ہے بلکہ اس کے ذمہ وار

یا تو مبد ملا ہیں اور یا مفتری مشنری

اور ملک میں امن اور صلاحیت کے خیال کو پھیلانے کے لیے گورنمنٹ کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ پادریوں کی ان تمام اور ناپاک اور بیہودہ اور مبالغہ تصنیفات کے ذخیرہ کو تلف کر دے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے اور پاینیر کو جو چاہیے تھا کہ مذہبی تحریک کو اسکا ذمہ دار قرار دے مشنریوں کو اسکا ذمہ دار قرار دے اور اسکو پُر زور آرٹکلوں میں گورنمنٹ کو متوجہ کرنا چاہیے کہ یہی لوگ ہیں جو غلط اور بیہودہ اعتراض کر کے مسلمانوں کے دلوں کو رنج پہونچاتے اور انکو جہاد کی یاددہانی کرتے کراتے ہیں۔

یہ ہمارا اپنا ہی خیال اور رائے نہیں ہے بلکہ اس رائے کو ہندوؤں کے علاوہ بعض متین عیسائیوں نے بھی قبول کیا ہے چنانچہ ذیل میں ہم بعض معزز ہندو سکھ اور عیسائی اخبار ونکی رائیں پادریوں کی بعض تصنیفات پر درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے لائق پاینیر بہادر کے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں اور وہ یہ ہیں

رائے ہندو پرکاش امرتسر و آفتاب پنجاب لاہور کہ ان دونوں اخبارو کے مالک اہل ہنود ہیں۔

چونکہ پادری عماد الدین صاحب امرتسر میں پادری کا کام کرتے ہیں وہیں کے اخبار ہندو پرکاش جلد ۲ نمبر ۴ مطبوعہ ۱۲ر اکتوبر ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں جو امرتسر کے اہل ہنود کیطرف سے جاری ہے لکھا ہے کہ پادری عماد الدین امرتسری کی تصنیفات تاریخ محمدی وغیرہ (وغیرہ سے مراد ہدایت المسلمین) کچھ اُس کتاب سے شورش انگیزی میں کمتر نہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے صدہا سالہ اتفاق اور محبت کو نفاق اور عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو یک لخت ہلاکت کا منہ دکھا دیا تھا۔ پادری صاحب کی تصانیف یعنی تاریخ محمدی۔ اور ہدایت المسلمین اور تفسیر مکاشفات امن عامہ کے خلل اندازی میں کس لیے ناکام رہیں پنجابی مسلمان مفلس کم ہمت اور اکثر جاہل ہیں یا وہ انکو سمجھتے نہیں ورنہ صرف مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پھاڑنے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں اگر بالفرض محال وہ سارے الزامات سچے بھی سمجھے جائیں تاہم بیچارے پادری صاحب کے کام تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۴ کے اعتراض سے محفوظ نہیں کیونکہ اسمیں ہر ایسے فعل کا رفاہ عام کی بابت سے ہونا مستثنی کے لیے شرط ہے۔ مندرجہ بالا فقرے ہم نے اخبار آفتاب پنجاب جلد ۲ نمبر ۲۹ سے انتخاب کیے ہیں جس بنا پر اخبار مذکور کے اڈیٹر صاحب نے وہ تمام مضمون لکھا ہے ہم اُس سے صرف مقتبس فقروں کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور جو شکایت صاحب موصوف پادری عماد الدین کی تصنیفات کے بارہ میں کرتے ہیں بلحاظ ملکی مصلحتوں کے ہم اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ انکی تصانیف ہی جسکا حوالہ اوپر درج ہے بلا شبہ امن میں خلل پڑ سکتا ہے اور وہ کچھ عجیب ڈھنگ سے مرتب ہوئے ہیں کہ جنکو فی الجملہ شرارت انگیز بلکہ شرر خیز کہنا ذرا بھی بغیر حق بات نہیں

ایسے ایسے ملکی شور و شر کے حق میں جو ان قسم کی کتابوں سے پیدا ہوتا ہے بقول وقائع نگار موصوف کے سرکار کیطرف سے مناسب انتظام لابد ہے۔ ہم بتلا سکتے ہیں کہ دانشمند گورنمنٹ نے اسطرح کے معاملات میں دخل دیا ہے چنانچہ ہی ہندوستان کے اندر لارڈ ولزلی صاحب سابق گورنر جنرل نے [illegible] میں ہندوؤں کی رسم جل پرواہ کو حکماً بند کر دیا اور [illegible] کے اندر لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل نے ستی کی قدیم رسم کو قانون مرتب کر کے موقوف کروا دیا۔ گورنمنٹ اس بات کو معلوم کرلے کہ کیوں ہندوستان کے مسیحی مصنفوں میں سے تمام لوگ پادری عماد الدین کو ہی انگشت نما کرتے ہیں اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری تالیفات سے

عام لوگ مذہبی ولولہ میں آکر اور حرارت سے مغلوب ہو کر بے ادائیاں کریں اور سرکار میں مفسد شمار ہو جاویں۔ ہم نے سُنا ہے کہ پنجاب ٹریکٹ سوسائٹی کی پبلشنگ کمیٹی نے شورش انگیز کتاب کے روکھے حصہ کو اسی وجہ سے

... شکل کیا ہے کہ اس میں پہلے حصے سے زیادہ ... کون باتیں دیتی ہیں اگر یہ بات سچ ہے تو ... نے خوب کہا" انتہیٰ تمام ہوئی عبارت ... ندو پرکاش کی -

... صاحبوں کے شمس الاخبار لکھنؤ

... مرکن مشن پریس ۵- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ... جلد ۷ باہتمام پادری کریون صاحب ... ۹ میں لکھا ہے کہ نیاز نامہ جس کے ... صفدر علی صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع ساگر ملک متوسط ہند ہیں عماد الدین کی تصنیفات کی مانند لغو ... ہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور

اگر سنہ ۱۸۵۷ء کے مانند پھر غدر ہوا ... ہی شخص کی بدزبانیوں او ... بیہودگیوں سے ہوگا۔ جب ...

... یا ہر پندرہ روپے کو بھی کوئی نہ پوچھے اور ... میں ۷۰ ستر روپے ماہواری اور کوٹھی ... میں کے احاطہ کے اندر چاہیں تو تیل نکالنے ... کو ملو بھی بنالیں۔ ایسے لالچیوں کو کیا کہنا چاہیے - انتہیٰ- (باقی آئندہ)

مسئلہ جہاد پر گفتگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود و امام زمان علیہ السلام کی مخالفت جو اکثر نافہم مسلمان کر رہے ہیں اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدس ان کے خیالی جہاد کی مخالفت میں اپنی تعلیم بیان کرتے ہیں - حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں گورنمنٹ محسنہ برطانیہ کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جبکہ انھوں نے جہاد کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علما کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی تعلیم اور شرائط بیعت میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ سے **جہاد کا خیال** بھی ایک ناقابل عفو **گناہ** ہے اور ہم اپنے ہادی کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کو اولوالامر میں داخل کرتے ہیں اور اطیعوا اولوالامر کی اطاعت بھی خدا کا حکم سمجھکر کرتے ہیں - بیشک یہ

گورنمنٹ اسی قابل ہے کہ اسکو ہم بجائے مہربان والدہ کے خیال کریں - ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کردی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کرسکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارا خون حلال جانتے ہیں اور ہمارے مال و اسباب تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں - میں آج جہاد پر گفتگو کروں گا کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ اس غلط فہمی کو جو اکثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے ہمیشہ دور کرتا رہوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیر خواہی لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤں میں جہاد پر پوری بحث کروں گا جس سے معلوم ہوجائے گا کہ ہرگز ہرگز گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے

اے مسلمانو تم گورنمنٹ برطانیہ سے کیوں جہاد کرو ؟ کیا اولوالامر اور مہربان ماں سے بھی جہاد جائز ہے ؟ کیا تم خدا کے ان احسانوں کو بھی بھول گئے جو اس نے گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے تم پر کیے ہیں ؟ پنجاب کی کیا حالت تھی وہاں کے مسلمانوں کو خدا نے کس کے ذریعہ سے آزادی دلوائی ؟ مرہٹوں کی سختی اور ظلم سے کسکے ذریعہ چھٹکارا ملا- یہ موجودہ مذہبی آزادی تمھیں کس سے ملی؟ کیا تم ان احسانوں کو اتنا جلد بھول جاؤ گے! افسوس ایسی حالت میں جہاد کا خیال شرم! شرم!! شرم!!! اور مسیح موعود کو تو ایسے وقت میں آنا ہی تھا کہ جہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ ہو وے - جب ہی تو ایسی گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں ہم مسلمانوں کو پیدا کیا اور یہیں مسیح موعود بھی مبعوث ہوے

میرے مخالفو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ مسیح موعود جہاد کیوں نہیں کرتا ؟ وہ جہاد کرے تو کس سے کرے ؟ میں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ جس سے مسیح موعود کو کسی سے عموماً اور گورنمنٹ برطانیہ سے خصوصاً جہاد کرنا ضروری ہو - بلکہ اگر وہ جہاد کرنے کا خیال بھی کریں تو وہ گنہگار ہوں گے کیونکہ حدیث میں ان کے لیے یضع الحرب وغیرہ وغیرہ آچکا ہے - کیا یہ ضروری ہے کہ مامور من اللہ وحشیوں کی طرح بغیر وجہ لڑتا پھرے اور آخر مارا جائے یا فتحمند ہو ؟ بھائیو! اسلامی جہاد کا حکم بلاوجہ نہیں ہوا بلکہ جب ہزاروں طرح کی تکلیفیں آنحضرت کو اور مسلمانوں کو پہونچ چکی تھیں تو محض امن قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کا حکم ہوا تھا تو کیا اس گورنمنٹ برطانیہ نے امن قائم رکھنے میں کسی طرح کی کسر باقی رکھی ہے جو مسیح موعود یا کسی مسلمان کو جہاد کا اعلان دینے کی ضرورت پیش آتی ہے؟

ہرگز نہیں ہرگز نہیں - اس گورنمنٹ نے امن کا وہ نمونہ دکھلایا ہے کہ جسکی مثال ابتدائے دنیا سے آجتک ملنا مشکل ہے اور نہ اس سے بڑھ کر امن کی حالت عقل تجویز کرسکتی ہے - تو پھر کوئی دیوانہ ہوا ہے جو جہاد کرنے کے لیے اٹھے -

اور اگر یہ کہو کہ اسلام پھیلانے کے لیے تو یہ ناجائز ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اسلام میں بزور شمشیر مذہب منوایا جاتا ہے اور یہ محض جھوٹا الزام ہے - اور ہمکو ایسی باتوں سے بچنا چاہیے - اسلام میں ہرگز ہرگز زبردستی مذہب پھیلانے کا حکم نہیں ہے - سنو! اور غور سے سنو-

(۱) اگر اسلام میں بزور شمشیر زبردستی مذہب منوانے کا حکم ہوتا تو خدا یہ فرماتا کہ "دین میں زبردستی نہیں" اور یہ کہ "تو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فروں پر جبر کرنے والا نہیں" اور یہ کہ "خدا کے راستہ پر حکمت اور وعظ اور اچھی نصیحت سے بلا" یہ نہیں کہ زبردستی بزور شمشیر اور یہ کہ" تو ان پر کڑوڑا نہیں" اور "تجکو سوا حکم کے پہونچا دینے کے اور کوئی کام نہیں"- اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام میں زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں - اگر حکم ہوتا تو خدا اسکے خلاف کیوں فرماتا - اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ مکہ میں مصلحت وقت کے لیے حکم ہوا تھا لیکن جب آپ مدینہ میں آئے تو یہ حکم جاتا رہا اور قتال کا حکم آیا - اس سے بڑھ کر اسلام پر اتہام نہیں ہوسکتا - خدا کا حکم نہ ہوا کسی دھوکہ باز گورنمنٹ کی پالیسی ہوئی یا تمھارے جیسے کجرو کے دل کا کھوٹ کہ جب مکہ میں کمزوری دیکھی تو یہ پٹی پڑھائی کہ نہیں میں لڑائی نہیں چاہتا میں صلح کے ذریعہ سے اسلام پھیلاتا ہوں اور اسلام میں زبردستی نہیں (اور دل میں یہ تھا کہ اچھا یارو ذرا مدینہ تو جانے دو پھر دیکھنا میں تمھاری کیسی خبر لیتا ہوں) اور جب مدینہ آئے تو سارے قول و قرار بھول گئے اور لگے مار دھاڑ کرنے کہ مسلمان ہوجاؤ نہیں تو تمھاری جان اور عزت کی خیر نہیں - خیر اس کا بھی جواب دیتا ہوں دیکھو اور غور کرو-

اول تو یہ کہ انھیں سورتوں میں سے جن کی آیتوں کا ترجمہ میں نے لکھا ہے سورۂ نور اور سورہ بقرہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوبی قوت ہوگئی تھی - انھیں سورتوں میں حکم ہے "وما علی الرسول الا البلاغ المبین" ترجمہ اور پیغمبر پر حکم کھول کر صاف پہونچا دینے کے سوا اور کچھ

بھی نہیں (سورۂ نور) اور لا اکراہ فی الدین دین کے بارے میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (سورۂ بقرہ) اور لگے ہاتھ اسکا شان نزول بھی دیکھلو-

شام سے ایک عیسائی پادری مدینہ میں آیا اور ایک صحابی کے دو لڑکے اس کی صحبت میں آنے جانے لگے آخر وہ عیسائی دونوں لڑکوں کو بہکا کر شام کو لیکیا اس صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ اگر حکم ہو تو میں ان لڑکوں کو زبردستی واپس لے آؤں تو یہ آیت اتری لا اکراہ فی الدین - اب کہو اس سے بڑھ کر اور کیا آزادی مذہب کی دلیل ہوگی کہ مسلمانوں کے لڑکے عیسائی ہوجائیں اور اس کا باپ انکو لانے کی اجازت چاہے اور خدا فرماوے کہ لا اکراہ فی الدین-

مخالفو! دیکھو اسکو بھی اپنے منافقانہ خیال سے پالیسی نہ بنا دینا واتقوا اللہ

دوسرے یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوے ہیں وہ جگہ کی تبدیل یا قوت اور ضعف کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوسکتے - خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی کسیکو مسلمان نہیں کیا جاسکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اسوقت بھی کوئی شخص زبردستی مسلمان نہیں ہوسکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لیے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے تھیں جنکو ہم آگے چلکر بتفصیل بیان کریں گے۔

اور علاوہ اس کے کسی کا یہ کہنا کہ یہ سب اسوقت کا حکم ہے جبکہ مسلمان کمزور تھے مگر پھر جب قوت ہوگئی تو آیت قتال زبردستی مذہب قبول کرانے کے لیے نازل ہوئی - تو اس سے قرآن مجید میں مخالفت لازم آتی ہے خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا تو کیا یہ قرآن کے مطالب میں غور نہیں کرتے کہ کہیں سرمو فرق نہیں اور اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے - اختلاف بتانا گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے - انھیں اندھوں کے لیے یتدبرون القرآن آیا ہے -

باقی آئندہ

اقتباس

جزائر فلپائن کے حالات

فلپائن میں ہسپانی پادریوں کے شیطانی کام

مخدومی و مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام اخبار زاد عنایتکم پہلے خط میں فلپائن کے تاریخی حالات سے بہت سے ضروری واقعات رہ گئے تھے۔ اس لئے اب وہ لکھنا چاہتا ہوں۔

جب اہل سپین نے شمالی فلپائن کے باشندوں کو بزور شمشیر مشرک اور خنزیر خور بنایا۔ اور زمانہ گزرے پرانی پشتوں نے کیتھولک مذہب کو اپنا موروثی مذہب خیال کیا۔ اور قدرتی محبت پیدا ہوئی۔ تو پادری صاحبان نے عیسائی مذہب کے خفیہ راز اور اسرار بتانے پر کمر باندھی۔ گناہوں کی قیمتیں مقرر کیں۔ اور ایک محکمہ روحانی ٹیکس کا بنایا۔ سب سے بڑے گنہگار کے تمام گناہ ساٹھ ڈالر ادا کرنے پر معاف کئے جاتے تھے۔ اور بہشت کی راہداری ملجاتی تھی۔

اس ٹیکس کا نام سپینش زبان میں

تلفظ: ریسا گرے گوریانہ سیپتا پیوس پارا ازال سلبولاس آلس (ترجمہ) دعائے مقبول ساٹھ ڈالر ہے۔ واسطے بھیجنے بہشت میں ارواح کو۔ جو مالدار یہ ٹیکس ادا کرسکتے تھے۔ اُن کو کسی گناہ کے کرنے میں ڈر نہیں تھا۔ پادری صاحبان ساٹھ ڈالر کے بہشت کی رسید حوالے کراتے تھے۔ حضرت عیسٰے کے ایجنٹوں کی حیثیت سے یہ صاحبان تین سو برس سے زیادہ عرصے تک یہ ٹیکس وصول کرتے رہے۔ ہر سال لاکھوں آدمی یہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔ اور یہ لغایت ۱۹۰۸ء تک برابر جاری رہا۔ جس کا نتیجہ آج میں بچشم خود دیکھ رہا ہوں کہ فلپائن کا زرخیز رقبہ اور شہروں کے عالی اور مفید مکانات پادریوں کے پاس ہیں۔

گزشتہ سال آنریبل ولیم ٹافٹ گورنر جزائر فلپائن شہر روم (اٹلی) کو گیا تھا۔ تاکہ پوپ صاحب روم سے وہ جائداد وغیرہ منقولہ۔ جو باشندگان فلپائن نے ان جزائر میں پوپ صاحب کے نام کر دی تھی۔ خرید لے۔ لیکن پوپ صاحب نے منظور نہیں کیا۔

جب کوئی مرتا تھا۔ تو اُس کے پسماندگان گرجا کے ٹیکس ادا کئے بغیر اُس کو دفن نہیں کرسکتے تھے۔ اور جب کبھی کسی نے انکار کیا۔ تو وہ اُسی وقت گورنمنٹ سے پکڑوا کر بندوق کا نشانہ بنایا گیا۔

بہت سے آدمی جبر ملتے ہیں جنکو والدین مردوں کے ٹیکس ادا کرنے کے جرم میں نشانہ بندوق بنائے گئے ہیں۔

یہ پادری صاحبان بیس بیس اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ عورتوں کو بغیر نکاح اور کسی عہد و پیمان کے استعمال کرتے تھے۔ جس کے ثبوت میں تمام فلپائن کی گواہی کے علاوہ میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ ہزاروں دوغلے بے پدر پھرتے نظر آتے ہیں۔ جن سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمہارا باپ کون تھا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ (اسپانیول فرائیلے) یعنی ہسپانیہ کا پادری۔ پادری صاحبان نے اس کثرت سے تخم ریزی کی ہے کہ جن کو اب جہازوں کے اسباب اتارنے اور چڑھانے کے سوا کوئی اور وجہ معاش حاصل نہیں۔

پادری صاحبان نے جو عیش ان جزائر میں کیا۔ وہ نہ تو کسی دولتمند نے کیا ہوگا۔ اور نہ صاحب تخت و سلطنت نے شادی کرنے سے پہلے جب تک جوان عورت کو دو تین رات گرجے کے پُراسرار کمروں میں روحانی تعلیم نہ دی جاتی تھی شادی ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ کوئی ان قواعد پر اعتراض نہیں کرسکتا تھا۔ اور جب کبھی کسی نے کیا۔ تو وہ اُسی وقت عدم کو روانہ کیا گیا۔

زمانہ سلطنت سپین کو چھوڑکر ایک تازہ واقعہ عہد امریکہ کا بیان کرتا ہوں۔ جس کو کہ ابھی دو برس پورے نہیں ہوئے۔ البوائے جزائر مذا میں ایک شہر ہے۔ وہاں کے ایک گرجے میں اتوار کے دن ایک خوبصورت جوان عورت پادری صاحب کی نگاہ پڑی۔ تمام مردوں اور عورتوں سے روحانی اور اکساتی راز پوچھتے پوچھتے جب اس جوان عورت کی باری آئی۔ تو پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے بابت میں روح القدس کا منتظر ہوں کیونکہ تمہارے نصیب میں کچھ بھید کی نظر آتی ہے ذرا صبر کرو۔ غرضیکہ تمام لوگ رخصت ہوسکا اور مذکورہ بالا عورت پادری صاحب کے اشارے کے مطابق پیچھے رہ گئی۔ گرجہ خالی ہوتے ہی پادری صاحب نے عورت کو پاس بلاکر کہا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارے پیٹ میں کیا ہے؟ عورت بولی "نہیں"۔ پادری صاحب نے کہا کہ مجھکو روح القدس کی قوت سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیٹ میں ایک لڑکی ہے جس کے کان نہیں ہیں۔ اور جب وہ پیدا ہوگی۔ تو بغیر کان کے ہوگی بیوقوف عورت نہایت پریشان ہوئی اور رونے لگی کہ میری لڑکی نوبت بدصورت معلوم ہوتی ہوگی۔ پادری صاحب نے کہا اس میں کیا شک ہے۔ لیکن مجھکو اسکا علاج معلوم ہے۔ یہ کمی عیسٰے مسیح کے خون سے پوری ہوسکتی ہے۔ جو تمہارے پیٹ کے اندر پہنچایا جائے۔ عورت بولی مسیح کا خون کسطرح ملے گا اور کس طرح میرے پیٹ کے اندر پہنچایا جائیگا۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ عیسٰی مسیح کا خون اُنہوں نے مجھکو بخشا ہے۔ اور میں تمکو دینا چاہتا ہوں۔ عورت نے منت و زاری شروع کی کہ جس طرح ہوسکے۔ مجھکو تھوڑا خون دے دو۔ پادری صاحب نے کہا کہ مسیح کا خون تو میں کسیطرح بھی دینا نہیں چاہتا۔ لیکن غریبوں کی امداد کی بھی بائبل میں تاکید ہوئی ہے اس لئے میں ازراہ غریب نوازی تھوڑا سا خون تمہارے اندر پہنچاؤں گا۔ جس پر جوان عورت نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پادری صاحب اپنے پُراسرار اور روح القدس سے بھرے ہوئے کمرے میں اس خوبصورت جوان عورت کو لے گئے۔ اور کمبخت نے بجائے عیسٰی کے خون کے اپنی شہوت کا شکار بنایا۔ اور فارغ ہوکر عورت کو نہایت تسلی دے دی کہ اب کان ٹھیک ہو جائینگے۔ اور جب تم دوسرے اتوار کو آؤ۔ تو میں پھر تھوڑا سا خون ڈال دونگا۔ اور پھر تم بالکل بے فکر ہو۔ پادری صاحب کی اس گفتگو پر عورت تسلی پاکر گھر چلی گئی۔ لیکن سادہ مزاج عورت نے بالکل پردہ نہیں رکھا۔ اور جب شوہر گھر آیا۔ تو گرجا کے اسرار اور پادری صاحب کی کرامات کا قصہ مفصل کہہ سنایا جوں ہی شوہر نے سنا آگ ہوگیا اور ایک بڑی چھری لے کر گرجا پہنچا اور اسی آن پادری صاحب کا کام تمام کیا۔ پولیس نے گرفتار کیا۔ اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ لیکن امریکن جج نے پہلی ہی پیشی میں شوہر کو بالکل بری کر دیا۔

پادری صاحبان نے حتی الوسع اہل فلپائن کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ جس سے وہ نیک و بد میں تمیز کرسکیں یا کچھ زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو جائیں چنانچہ ان لوگوں کو جغرافیہ تاریخ وغیرہ علوم سے بالکل خبر نہیں ہے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ جزائر فلپائن ایک بہت وسیع براعظم ہے اور جزائر فلپائن اور چین کے سوا باقی تمام دنیا کو یورپ سمجھتے ہیں ہسپانیہ کے پادریوں نے تین سو برس تک ان بیچاروں کو ایسے خیالات کا بنائے رکھا۔ جو کہ وہ اپنی مطلب براری کے واسطے کافی سمجھتے تھے۔ ان دوران تاریکی میں بہت سے نوجوان برائے تحصیل علم ہسپانیہ (یورپ) چلے گئے۔ لیکن ان کو وہاں بھی تیلی کا بیل بنا دیا گیا۔ اور مذہبی تعلیم کے سوا کچھ نہیں پڑھایا گیا۔ ان میں سے معدودے چند جو دیگر بلاد یورپ میں تعلیم پائی۔ تو کچھ بصیرت کی آنکھیں ہوگئیں اور واپس فلپائن آکر پادری صاحبان کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کرنے لگے جن کو یکے بعد دیگرے راہی ظلمات عدم کیا گیا۔

پادری صاحبان کی کرامات اور مکاشفات کی داستانیں اتنی ہیں کہ ایک بڑی کتاب میں بھی ختم نہیں ہوسکتیں۔ پھر اس مختصر رقعہ میں کسطرح بیان کیجا سکتی ہیں۔ لیکن جو کچھ لکھا گیا۔ اُس کو مشتے نمونہ از خروارے سمجھ کر اندازہ لگانا چاہیے۔

اگر کسی کو میری اس تحریر میں کچھ مبالغہ یا افترا معلوم ہوتا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر ہوسے رسال کی کتاب جو سپینش زبان میں ہے اور انگریزی میں بھی اسکا ترجمہ ہوا ہے۔ مطالعہ کرے اس کتاب کا نام [illegible]

اور انگریزی میں بھی یہی نام ہے۔ یہ کتاب جزائر فلپائن کے شہر منیلا اور ایلوایلو میں امریکن بک سیلرز سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۵ ڈالر یا [illegible] ہے۔

ڈاکٹر ہوسے رسال جزائر فلپائن کا باشندہ تھا جس نے فرانس اور جرمنی میں تعلیم پائی تھی۔ اور میڈیکل علوم میں بہت لیاقت رکھتا تھا۔ مدت دراز کے بعد جب واپس فلپائن پہنچا تو پادریوں کی کارروائیوں کی تفصیل میں یہ کتاب لکھی۔ ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ مجھکو بحیثیت ایک ڈاکٹر ہونے کے بہت سے پادری صاحبان کے علاج کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر پادری صاحبان کے آلات تناسل میں فرق آگیا ہے۔ اور نیچرل ساخت میں بہت تغیر واقع ہوا ہے۔ جس کی وجہ پادری صاحبان کا وحشی (یعنی فلپائن کے باشندوں کی نوجوان باکرہ لڑکیوں سے کثرت جماع ہے کیونکہ ہر ایک گرجا کے پادری صاحب کو سال میں سیکڑوں خوبصورت باکرہ وحشی عورتوں کا نکاح کروانا ہوتا ہے۔ اور شادی سے پہلے کئی راتیں عورت کو گرجا کے تنہا اور پراسرار کمروں میں روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور اس روحانی تعلیم کے ساتھ پادری صاحب کچھ جسمانی تعلیم بھی دیتا ہے۔ جس کے ثبوت میں بیشمار لڑکیوں کی شہادتیں ہیں۔ اپنا ڈاکٹری مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ اس قسم کی سیکڑوں باتیں بتائیں اور ہر ایک کو یا یہ ثبوت تک پہنچایا یہ کتاب گورنمنٹ کے خلاف نہیں تھی۔ صرف پادریوں کے خلاف تھی۔ پادریوں نے سپینش گورنمنٹ سے ڈاکٹر مذکور کو پکڑوا کر اس نکتہ چینی کے پاداش میں ۳۰ دسمبر ۱۸۹۶ء کو بندوق کا نشانہ بنوا دیا۔ ڈاکٹر مذکور کی موت قوم کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ دوسرے سال سچ میں امریکہ نے آکر اُن کو اہل سپین کے جور و ستم سے سبکدوش کیا۔ اب ڈاکٹر مذکور کے میموریل منیلا میں کئی لین تیار ہوئے ہیں۔ اور اس کی موت کی تاریخ کو سرکاری طور پر تعطیل کا روز مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کا فوٹو امریکن گورنمنٹ نے نوٹ پر چھپوایا ہے۔

پادری صاحبان کے علاوہ باقی اہل سپین کا آرڈر اسطرح تھا کہ کوئی باشندہ فلپائن یورپی لباس نہ پہنے اور نہ یورپین دستور اور بودوباش اختیار کرے۔ جب کبھی کسی دیسی نے بوٹ اور کالر وغیرہ پہنے۔ تو اس کی خوب گت بنائی۔ اور کہا کہ تم یورپین ہو۔ جو یہ لباس پہنتے ہو۔ وہ بیچارہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرا مذہب تو پہلے ایشیائی تھا۔ تو پھر کیوں آپ لوگوں نے جبراً چھوڑا دیا۔ اور یورپی مذاہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ غرضیکہ عیسٰے کے وارثوں نے جو کچھ ان جزائر میں کیا ہے۔ وہ عیسائی بزرگی اور عیسائی تعلیم کی برکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے بتاتا ہے امید ہے کہ آپ اپنے نامی اخبار کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو یہاں کی عیسائی اقوام کی کرتوت اور عیسائی خانقاہوں کے اسرار سے۔ جو اس خط میں لکھے گئے ہیں۔ واقف کریں گے۔

یہ ہے ہسپانی عیسائی مذہب اور یہ ہیں اوس کی پوشیدہ رازیں اور یہی ہے اوسکی حقیقت اور انجام۔ میں اپنے آئندہ خطوط میں جزائر فلپائن اور ایشیا

کی تجارت اور پیداوار کے بارے مین ایک مفصل بیان لکھونگا۔ اور ظاہر کرونگا کہ اہل ہندوستان کو ان جزائر مین کیا کرنا چاہئے۔ اور وہ اس جزائر میں کسطرح پیسہ کما سکتے ہیں۔ سوداگری ملازمت اور صنعت وحرفت وغیرہ کے باب میں پوری آگاہی دونگا اور اسیطرح امریکا اور دیگر بلاد مشرق اور مغرب سی سلسل لکہتا رہونگا۔

چونکہ میں افغان اور افغانستان کا باشندہ ہون اسلئے مجہکو اردو تحریر میں دسترس نہیں ہے لیکن مجہے امید ہے کہ آپ عبارت کو خود درست کرکے شایع کرتے رہیں گے اور مجہے معذور سمجہینگے۔

میں موسم بہار میں غنگہائی اور پیکن سے ہوتا ہوا بلاڈی پوسٹک جاؤنگا۔ اور پہر وہاں سے براہ جاپان اضلاع متحدہ امریکہ مذکورہ بالا مقامات کے تمام عجیب اور مفید حالات سی اہل قوم کو آگاہی دیتا رہونگا۔

راقم افغان۔ نامہ نگار از فلپائن

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

او آرام دل وجان۔ مخ روح وروان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت آپکی بیماری کا حال لاہور سے۔ اور بہیرہ میں پہونچکر دوسرے روز مسہل لینا۔ اور مسہل سے دوسرے روز آرام پانا۔ اور حکیم شیخ احمد صاحب کے توجہ علاج میں اور آپکی ضعف ونقاہت کا حال میرے واسطے ایک عجیب بہار وخزان کا موجب ہے۔ مولا مالک جلد تر صحت وقوت مرحمت فرماکر راقم الحروف کو طمانیت بخشے۔ میرے بہت ہی پیارے۔ کوملین کا کہانا۔ دودہ کا پینا بہت ہی مناسب ہے۔

جناب حکیم صاحب "بندہ ام تا زندہ ام" کے معنے اب کہان گئے۔ شاید منسوخ الحکم آیات میں معدود ہوئے۔ راقم تو قرآن شریف میں ایک بھی نسخ کا قائل نہیں تہا۔ یہاں کیوں جلد تر قائل ہوگیا۔

بخدمت مجمع اخلاق شیخ فضل الٰہی صاحب۔ السلام علیکم۔ سفر کشمیر جلدی جلدی آتا جاتا ہے۔ خداوند نے میرے واسطے آرام کی تدبیر بنا دی اب آپ فرمائیے کیا ارادہ ہے۔ آپکی ہمراہی یاد ہے۔ بخدمت جمیع حال پرسان سلام باد جب۔

از جموں ۷ر کاتک

السلام علیکم۔ خاکسار نے شنید خبر انتقال مہاراجہ جموں پونچہ سے جموں پہونچا۔ کوہستان کے راستہ آنا ہوا۔ اگر آپ فرماویں۔ آپ کے لئے بہت دعائیں کروں۔ الٰہ پیارے بار یتعالٰے کی جناب میں آپ خود کیوں نہیں گڑگڑاتے۔ اے میرے محسن مینے گناہ بر گناہ کیا۔ اور تو نے ہمیشہ عفو فرمایا۔ اور پردہ پوشی کی اے ارحم الراحمین۔

میرے فلان فلان غموم میں تو محض اپنے کرم سے دستگیری کر۔ مین تیری بارگاہ میں تیرا ہی نام تیرا ہی کرم

شفیع کرتا ہون۔

شادی کے معاملہ مین "اَنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ" یاد رہے اور میں ہرطرح حاضر ہون۔ جب وقت کہو۔

موزی کا جلانا ممنوع ہے۔ دلیل "لا یعذب بالنار الا رب النار" حدیث میں وارد ہے (۱) اکبر اکل حلال ہے یعنے اوس کا جز وحرام نہیں مگر دم مسفوح دلیل "ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ" سے کل اشیاء کی حلت ثابت ہے۔ پہر میتہ اور ما اہل لغیر اللہ۔ دم موقوذۃ متردیۃ النطیحۃ ما اکل السبع کی حرمت قرآن سے اور سباع وغیرہ محرمات کی تخصیص حدیث سے ثابت ہے۔ باقی کل اشیاء اباحت اصلی پر ہیں (۲) سری بریان کرنے سے مکروہ نہیں ہوتی۔ دلیل بالا دیکہو جراب لفافہ اجل۔ ضیاء اور قاموس میں ہے۔ پس سوتی جراب اور چمڑے کے موزہ کو عام ہے چمڑے کی تخصیص نہیں۔ صاحب مجمع البحار نے تخصیص کی اور دلیل نہیں دی۔

۲۷ر ستمبر ۱۸۸۵ء

عاجز ہمہ عجز۔ نورالدین عفا اللہ عنہ۔

اپنے نہایت پیارے دوست الہ دین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض کرتا ہے۔ شافی اپنے رحم سے محمد صدیق کو جلد تر شفا بخشے۔ یہاں سرکار کی طبیعت علیل ہے۔ اگر نوکری چھوڑتا ہوں۔ تو یہ صحیح کہ نمک حرام کہلاتا ہوں۔ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ دیکہو آرام کے وقت حرام خوری کرتا رہا۔ اب علالت کے وقت ترک تعلق کرکے چلا گیا۔ والا آپکی تار پر میرا یہی ارادہ تہا کہ اگر رخصت نہ ملی استعفا دیدونگا۔ یہاں کے احباب صلاح نہیں دیتے۔ حیران ہوں۔ اور ایسا نازک موقعہ ہے کہ رخصت مانگنا ہی آدمیت اور نمک خواری کے خلاف ہے۔ محمد صدیق سے جو آپکا تعلق ہے۔ وہی یا اس سے زیادہ میرا ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپکا اور میرا تعلق کچہ ایسا ہے۔ جس کا بیان لاحاصل ہے۔ آپکو معلوم مجہے معلوم۔ اور حکیم صاحب کو معلوم۔ افسوس کچہ ایسے کشمکش میں ہوں۔ کہ الٰہی توبہ۔ خداوند کریم اس سب تکلیف کے بدلے صدیق کو شفا بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔ مین نہین کہتا کہ مجہو اپنی لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں۔ وہ خوشی قدرتی یا فطرتی ہے۔ الا صدیق کی بیماری ایسی حالت میں "سیر در ملوا" سے کچہ کم نہیں آپکی رنج وآرام کو میں بالکل اپنا رنج وآرام جانتا ہوں۔ تقدیری معاملات کے آگے انسانی چارہ گری محض لاشی ہوا کرتی ہے۔ پیارے۔ میرے جیسا آزاد اس محبت تعلق مین جسطرح خوش وخرم ہوگا۔ آپ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آپ کی سردردی کہاں تک کروں۔ اصل مطلب یہ مشرقی وایشیائی عادات ورسومات کا داغ نہ لگے۔

جواب کرسنامہ تحریر کرتا ہون . . . .

میں بہی مکرر رخصت کی تدبیر کرتا ہون . . . .

شیخ صاحب بہی سب رنج وآرام ومصائب وتکالیف کا باعث ہمارے گناہ ہیں۔ اور استغفار سب سے عمدہ علاج ہے۔

آپ معاصی سے توبہ پہر بہی توبہ فرمائیو۔ انشاء اللہ تعالٰے خداوند کریم رحم کریگا۔ والسلام۔ خط پہ تاریخ ضرور لکہا کرو۔

۶ر اسوج ۲۱ر نومبر۔ از جموں۔

پیارے عزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ لوگ مجہے برا کہیں۔ کہیں کافر کہیں۔ کہیں زانی وفاسق وفاجر کہین کہیں . . . . مجہے یقین ہے۔ تم میرے لڑکپن کے دوست۔ اگرچہ میں ایسا ہی ہون۔ تب بہی ہرگز ہرگز ایسا یقین کیا۔ گمان ہی نہ کروگے۔ وہم بہی نہ کروگے تم نے کیوں خط وکتابت کو ترک کیا۔ سبب تو کہو کیا تمہارے متعلقات اس امر کے ساتہہ منحصر تہے جسکے ایفا کو قدرت نے نہ تمہاری کوشش نے روکدیا۔ نہیں نہیں نہیں۔ لو میں ہی ابتدا کرتا ہوں تم کو اپنی محبت کی قسم دیتا۔ الا کیا کروں شرک ہے بہلا یہ تو لکہو اب جواب لکہوگے۔

نورالدین از پونچہ ریاست ڈاکخانہ کہوٹہ ضلع راولپنڈی

۷ر ستمبر ۱۸۸۵ء

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منافق کے تین نشان ہیں۔ ایک یہ کہ بات کہے۔ اور جہوٹہ بولے۔ میں اس وقت ان دو بالا فقرون پر اکتفا کرتا ہون السلام علیکم بہی نہیں لکہہ سکتا۔ میری ہوش سے پہلے کے تم میرے پیارے اور عزیز۔ اور سچ کہتا ہون۔ دلدار ہو۔ مینے آجتک تمہاری طرح کا عزیز دنیا میں نہ کہا۔ اور ابتک تم سے وہی محبت ہے۔ خدا گواہ ہے۔ اور اس سے زیادہ کون گواہ ہوگا۔ اگر تم جانو۔ تم از یاد رفتہ نہیں۔ تم کسی زمانہ کے دوست ہو اور اب بہی دوست ہو۔ پیارے میں کیا پہنسا سنو بدگمانی شرع میں ممنوع ہے میں نے بہیرہ کی پیارے راحت جان کو خط لکہا۔ راولپنڈی میں حکیم شیخ احمد نے کہا۔ کہ تمہارا دوست سخت ناخوش ہے۔ کیونکہ تم نے اوسے کوئی وعدہ کیا۔ اور ایفا چور آگئے۔ مینے کہا سچ ہے۔ مگر میرا دوست شکوہ نہ کریگا۔ تب میں سنجیدگی سے خاموش رہا۔ ان دنوں ایک سخت نقصان ہے جس کا بیان اسوقت مناسب نہیں زیر بار تہا۔ مینے چاہا زیر باری سے اللہ تعالٰی نجات دے۔ الا ابہی مبتلا تہا۔ آپکا کارڈ پہونچا اور حکیم کا قول سچ یقین کیا۔ شیخ امام الدین رخصت پر ہے۔ امروز فردا آنیوالا ہے۔ جس وقت آیا ہے ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ میں کون ہوں نام نہیں لکہتا۔

از کشمیر ۲۳ر ساون۔ ۸ر اگست ۱۸۸۶ء

تمہاری شکایت سچ اور بالکل سچ ہے۔ اور میں یا میرا عذر عزیز من۔ بالکل لغو اور بیہودہ ہے عزیز اگر تم مجہے تہوڑی دیر کے لئے سچا جانو۔ تو میرے اس فقرہ پر یقین کرو۔ من بد تر از کافر ستم من بد تر

از کافر فرنگ ہستم۔ میری حالت رحم کے قابل ہے اور ملامت کے قابل نہیں۔ میں بہت جلد بہیرہ میں آنیوالا ہون۔ دیکہوگے تو حیران ہوگے۔ تمہارا سچا عاشق نزار۔ بالکل نزار ونزار ہے۔ اچہا ملاقات پر شکوہ کر لینا۔ . . . . پہر عرض ہے اس تباہ کار پر رحم ہو۔ والسلام۔

از جموں ۶ر اسوج ۲۲ر ستمبر ۱۸۸۵ء

السلام علیکم۔ کیوں جی کوئی خفگی ہے۔ کوئی ناراضی ہے وجہہ سخ معلوم نہیں۔ پہلا وہی لکہہ بہیجی۔ بہلا کیا کہ نہ سلام۔ نہ خیریت۔ اچہا آپکی مرضی ہو چکی۔ اب خاکسار کی مرضی پر خط لکہہ دیجئے۔

خاکسار نورالدین ۸ر کاتک از جموں ۲۱ر اکتوبر ۱۸۸۵ء

پیارے عزیز۔ السلام علیکم۔ تم کہتے ہوگے۔ ایک نا آشنا سے وفا سے سابقہ پڑا۔ انا للہ۔ پیارے اور سچے پیارے مجہے وہ محبت ایسی نہ تہی۔ جو عفو کے قابل ہوتی میں کشمیر سے آکر بیمار ہوگیا۔ پانچ مہینہ کا عرصہ گذرتا ہے۔ تپ وکہانسی درد عارض رہا۔ بچنے کی امید مفقود تہی اب آرام ہے۔ بالغرض تبدیلی آب وہوا کشمیر جاتا ہون۔ آپ کو اللہ کا نام یاد دلاتا ہون مجہپر عفو کرکے جواب ضرور دیجئے۔ پتہ ہمارا کیمپ مہاراجہ جموں کشمیر نورالدین کو پہونچے۔ یا جموں نورالدین۔

۲۳ر مارچ ۱۸۸۶ء

عزیز من۔ راحت من۔ السلام علیکم۔ آپکا بہیرہ دوست مدت کا بہولا ہوا آپکے بہیرہ میں موجود ہے۔ کیا ممکن ہے آپ کی ملاقات سے مشرف ہوسکے۔ ہمارے مولینا واستاد مولوی عبدالکریم صاحب اگر تشریف لاویں اونکو بہی تکلیف دیجائے۔

۷ر اپریل ۱۸۸۸ء از مقام بہیرہ۔

اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔

برادر عزیز حفظک اللہ وسلم۔ ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج اتفاقاً مجہے جموں جانیکا اتفاق پڑ گیا کونسل نومبر میں جموں جائیگی۔ کیونکہ ویسرائے نے ۲۶ر اکتوبر سری نگر ملک کشمیر میں آنا ہے۔ ابتک ثابت نہیں ہوسکا کہ یہ خاکسار بہی کشمیر میں آئیگا۔ یا نہیں۔ آپکی دونوں فرمائشیں انشاء اللہ تعالٰے پہونچ جاوینگی۔ والسلام

نورالدین۔ ۱۱ر ستمبر ۱۸۹۰ء۔

عزیز من جان من۔ السلام علیکم۔ خاکسار عنقریب بہیرہ میں آنیوالا ہے۔ انشاء اللہ تعالٰے جلد تر پہونچتا ہون جس معاملہ پر آپ نے مجہے تاکیدا رقام فرمائی اسمیں بالمواجہ جسقدر مجہسے ہوسکتا ہے (اور کوئی بڑی بات نہیں) میں ہرطرح حاضر ہوں۔ اور دستانہ اور مہر شمس الدین صاحب کے واسطے کشمیر لکہا ہوا ہے۔ جسوقت دونوں چیزیں آگئیں۔ ہمراہ لاتا ہون۔ ولوال کا معاملہ بہت اچہا ہے۔ زیادہ کشش نہ کیجئے۔ اور اسکی انجام کا فکر فرمائیے۔ والسلام

تمہارا دعا گو نورالدین عفا اللہ عنہ۔ ۱۵ر جنوری ۱۸۸۹ء

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی و مسئلہ جہاد

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

یوں تو ہمیشہ سے متعصب عیسائی اور دوسری غیر مسلم قومیں اسلامی جہاد کو نہایت خطرناک پیرایہ میں پیش کرتی رہی ہیں۔ مگر پہلی صلیبی جنگ کے بعد سے آج تک تنگ خیال و متعصب مصنفین اور خصوصًا اہل گرجا نے جہاد کو ایک خون آشام دیوتا ثابت کرنے میں ضمیر فروشی سے بھی دریغ نہ کیا اور ہر فرد یورپ کے دل میں ایسے زہریلے خیالات پیدا کر دیئے کہ وہ باوجود علم و آزادی خیالات اسلام کو مرادف سفاک سمجھ رہے ہیں۔ گو خاک یورپ نے گبن کارلائل ڈیون پورٹ ولبان وغیرہ منصف مزاج مورخ و محقق پیدا کئے مگر ان بیچاروں کی صدائی حقہ اہل گرجا کی اوہام اور شور و شغب کے آگے ہمیشہ نقارہ خانہ میں طوطی کی آواز بنی رہی مصنفین انسائکلوپیڈیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کئی وجوہ سے عیسائیت کا شفاف چشمہ گدلا گیا منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ پولیٹیکل خیالات طمع دنیا و تعصب مذہب کے پردہ میں داخل ہو کر اور و نحو تکلیف پہونچانے لگیں۔ غالبًا یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی واعظ سے کام پڑتا ہے تو تنگ خیال عیسائی واعظ و مناظر اپنے دین کی خوبیاں پیش کرنے کے بدلے جناب بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی اور بے نظیر اصول اسلام پر بیجا خردہ گیری کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب کسی اسلامی دولت سے سابقہ ہوتا ہے۔ تو عیسائی مسئلہ جہاد کو نہایت کریہ شکل میں پیش کر کے اپنے ہم مذہبوں کی آتش غضب کو مشتعل کر دیتے ہیں اس عام ہر بونگ کے آگے منصف مزاج اخباروں کی تحریرات اور راستباز معزز کے خطبے چنداں مفید نہیں ہوتے۔ اسوقت جبکہ بغاوت مقدونیہ طول کھینچ رہی تھی اور دولت عثمانی نے مفسدین کی سرکوبی کیلئے فوجیں متعین کر دی ہیں تو متعصب عیسائی خصوصًا اہل گرجا نے غل مچا رکھا کہ ظالم ترکوں نے بیچارے عیسائیوں کا قتل عام کر دیا۔ گو سفیر عثمانی نے بارہا ان خرافات کی تکذیب کر دی اور یورپین سلطنتوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ ساری بلگیری خانہ ساز کہانیاں ہیں جو ترکی مظالم کے نام سے مشتہر کیجاتی ہیں۔ علاوہ اس کے روس و آسٹریا اور خصوصًا جرمن ان فرضی ترکی مظالم کو قابل التفات سمجھتے ہی نہیں مگر ہمیں افسوس آمیز تعجب ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں چار انگلش آرچ بشپوں نے اپنی گورنمنٹ کو اس امر پر اکسایا ہے کہ وہ معاملہ مقدونیہ میں ترکی کے ساتھ سختی کا پہلو اختیار کرے۔ مگر غیور گورنمنٹ ایسے اوچھے حرکات کیوں کرنے چلی تھی وہ اسوقت گلاڈسٹونی اور سکالی کی چال میں نہیں پھنس چکی ہے لہذا اوس نے اپنے جنگی جہازات روانہ کرنے میں کسیقدر تامل سے کام لیا۔ مگر متعصب فتنہ انگیزوں کو کیسے چین آتا۔ انہوں نے اخبارات میں ترکوں اور اسلامی جہاد کی مذمت شروع کر دی تاکہ عام خیالات میں ہیجان پیدا ہو اور عیسائی طبائع میں کروسیڈ کا سا مذہبی جوش لہریں لینے لگے اور ہر مسیحی ظالم ترکوں کے خون کا پیاسا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ میں ایسے حق جو عیسائی بھی موجود ہیں جو اخلاق حق میں ثابت قدم رہا کرتے ہیں۔ ایک صاحب ڈبلیو۔ بی۔ کے۔ لنڈن ڈیلی نیوز مورخہ ۲۲ ستمبر میں مظہر ہیں آرچ ڈیکن آف لنڈن نے ڈیلی نیوز میں یہ تحریر شائع کروائی ہے کہ ”یہ عین مذہب ترکی ہے کہ بذریعہ شمشیر اپنے عقائد کی اشاعت کرے“ اور ایسے اظہار کو دو فیصدی عیسائی اور مسٹر جی کے چسٹرٹن (جیساکہ ان کے مضمون ہفتہ گزشتہ سے ظاہر ہے) صحیح جانتے ہیں اور کس عیسائی کو اسلام کے ظلم مجسم جہاد اور کافر کشتوں کے ساتھ لڑکر شہید ہونیوالے بہادران اسلام کے وسیع عظیم الشان بہشت اور بے حساب حوریں منتظر رہنے کی کہانیاں یاد نہیں جو اس نے زمانہ طالبعلمی میں سنی نہیں؟ بہرحال محرر مضمون کو آرچ بشپ ڈیکن کی تحریر سے تشفی نہ ہوئی کیونکہ انہیں موہوم سا خیال تھا۔ کہ قرآن شریف مثل پنج صحائف موسوی اعلےٰ خوبیاں رکھتا ہے۔ اور جہاد اسلامی تحریرات میں سفیہانہ سفاکی نہیں دکھلایا گیا ہے۔ بلکہ وہ اسطرح کی دفاعی جنگ ہے۔ جیسے ہین صاحب کی کتاب پلگرمس پراگرس میں عیسائیوں کی لڑائی ظاہر کی گئی ہے اور یہ کہ اس مسئلہ پر اسلامی خیال سے ہنوز بہت کچھ سننے کی گنجائش باقی ہے مگر ان میں یہ مشکل پیش آئی کہ ”اسلامی خیال“ آئے کہاں سے؟ لنڈن میں کوئی اسلامی مسجد نہیں اور انسز آف کورٹ کے قانونی طلباء سے یہ امید نہیں رکھی جاسکتی کہ ان کی رائے مستند ہو مگر صاحب مضمون کہتے ہیں کہ خوش قسمتی سے مس سیانگ متعلقہ انڈین نیشنل ایسوسیشن انہیں مشکل وقت کی دوست مل گئیں مس صاحبہ نے انہیں بتلا دیا کہ وہ اپر نارووڈ جائیں۔ وہاں ایک فاضل مسلمان پروفیسر سید علی بلگرامی رہتے ہیں۔ جو کیمبرج یونیورسٹی میں زبان مرہٹی کے لکچرار ہیں اور انہوں نے وہاں پروفیسر عربی کا کام بھی انجام دیا ہے۔ البتہ وہ جہاد کی حقیقت اسطرح بیان کر سکینگے کہ قابل سماعت ہو حق جو مضمون نگار کیسی جلد پہونچکر ایسے مکان میں داخل ہوئے جسکی دیواریں اسلامی زیارت گاہوں کے نقشوں کی سجی ہوئی تھیں مع قرآن شریف۔ تفاسیر عربی اور ایسی جدید جرمن و انگلش تصانیف جو ان سے متعلق تھیں رکھی پائیں۔

پروفیسر صاحب کا سلسلہ نسب بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے فی الحقیقت ایسے فرد فرید ہیں جو اپنے امور مذہب کو اچھی طرح بیان کر سکیں۔ محرر مضمون کو بلگرامی فاضل نے یقین دلایا کہ دعوت اسلام بزور شمشیر محض بے اصل خیال ہے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا جائے الیٰ ایسے میں صاحب مضمون کی نظر قرآن شریف پر پڑی اور انہوں نے دریافت کیا کہ سنتالیسویں باب میں یہ جو لکھا ہے جب تمہیں کفار سے سابقہ پڑے تو ان کے سر اوڑا دو اور ان کا قتل عام کرنا سے کیا مراد ہے۔ جوابًا فاضل سید صاحب نے کہا کہ بیشک یہ قرآن میں مسطور ہے مگر بلحاظ شان نزول اس کے مطلب کو سمجھنا چاہیئے جیسے انجیل مقدس کے باب میں کہا کرتے ہیں۔ ایسی خونی باتیں توریت و زبوری گیتوں میں موجود ہیں جو ہر روز انہ گرجوں میں گائی جاتی ہیں اور مسلمان عیسائیت کو ایک خونخوار مذہب ہونے کا الزام نہیں لگاتے۔ فاضل پروفیسر نے پھر تو حالات جنگ مستفسر کو کہہ سنائے کیونکہ انہیں ایام میں یہ آیہ کریمہ زبان رسالت آب سے مسموع ہوئی تھی کہا بمقام مکہ عالم شباب میں جناب رسول عربی اپنی راستبازی اور اخلاق حمیدہ کے لئے مشہور تھے اور امین کہلاتے تھے اور آپ کے خویش واقارب اس مقدس قوم سے تھے جنہیں نگہداشت خانہ کعبہ سپرد تھی جو عربوں کی بت پرستی کا مرکز تھا آنحضرت نے بت پرستی قوم کی مخالفت شروع کر دی اور دعوت لا الٰہ الا اللہ کرنے لگے۔ اسکا یہ فطری نتیجہ ہوا کہ آپ کی مجاور قوم آپ سے برگشتہ ہو گئی مگر بیرونی مطوفین کعبہ میں آپ کے کچھ معاون مل گئے لہذا آپ مدینہ ہجرت کر گئے۔ اور وہاں پر باوجود دشواریوں اور مزاحمتوں کے بتوں کی مذمت اور اشاعت توحید کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو مدافعتی جنگ کا سامان کرنا پڑا۔

انہیں ایام میں جب کہ مشرکین عرب آپ کو علی التسلسل ایذائیں پہونچا رہے تھے اس قسم کے جنگی الفاظ ظاہر کئے گئے تھے۔

فاضل پروفیسر نے مستفسر سے کہا کہ ہمارے مفسر اس آیت کو منسوخ یا دوسری آیتوں کو اسکی ناسخ بتلاتے ہیں۔ لہذا یہ عقائد اسلام میں اسیطرح قابل استناد نہیں جیسے توریت میں بعض منسوخ آیتوں کی حالت ہے۔ اسی آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ خاتمہ جنگ کے بعد اسیران جنگ کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے یا ان سے خفیف فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ جنگ اپنی حفاظت کیلئے تہا اور لغایت درجہ عقیدہ و رشمنوں کے ساتھ حسن سلوک مقصود تھا۔ (محمد زکریا) (دار الامان)

دارالامان کی پبلک ضرورتین

ہسپتال کا سوال

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے سامنے ضلع گورداسپور میں ایک جدید ڈسپنسری کے کھولے جانیکا سوال درپیش ہے۔ اور کاہنووان کے باشندے چاہتے ہیں کہ وہ ڈسپنسری وہاں کھولی جاوے۔ لیکن ہم اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ قادیان میں ایک ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کاہنوان کی آبادی ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے شائد ۲۹۱۰ آدمیوں کی ہے جس میں قریبًا تین یا چار سو کے قریب کمی واقع ہو گئی ہے۔ کیونکہ کاہنوان میں پلیگ کا بہت زور رہا ہے۔ اور قادیان کی آبادی گزشتہ تین سال کے اندر میں چار سو کے قریب بڑہی ہے۔ کیونکہ یہاں ایک کالج اور ہائی سکول کھولا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے۔ اور علاوہ ازیں تین مختلف پریس اور دو ہفتہ وار اخبار دن اور دو تین ماہواری رسالوں کے دفتر اور ان کے سٹاف ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے طفیل سے لوگ مستقل طور پر اپنی سکونت قادیان کو بنا رہے ہیں۔ کاہنوان کے قریب گورداسپور کا ہسپتال ہے۔ لیکن قادیان کے متصل آٹھ نو کوس سے کم فاصلے پر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب نے ایک بڑا شفاخانہ خیراتی اپنے خرچ سے جاری کر رکھا ہے۔ جس میں دو تین ڈاکٹر دوائیاں دینے والے اور علاج کرنے والے آپ کے شاگرد بھی کام کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بھی آپ کے پاس اس کثرت سے مریض آتے ہیں کہ صبح سے شام تک آپ بہت کم فارغ رہ سکتے ہیں۔ بحالیکہ مدرسے کے متعلق ایک علیحدہ ڈسپنسری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسپر بھی بعض اوقات ضروری سرجیکل اپریشن کیلئے اور انگریزی ضروری ادویات کی نہ ملنے کی باعث مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اسلئے اگر کاہنوان کے بجائے قادیان میں وہ مجوزہ ہسپتال کھولا جاوے تو اس سے یہی نہیں کہ قادیان اور اسکے نواح کی پبلک کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ کاہنوان کے لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہم جناب سول سرجن صاحب بہادر کی ذات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کو بڑے غور اور فکر سے حل کریں گے۔ اچھا ہو اگر صاحب بہادر قادیان اور کاہنوان دونوں جگہوں کو معاینہ کریں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قادیان میں اس جدید ہسپتال کے کھلنے پر کاہنوان کے مقابلہ میں اخراجات میں بھی کمی ہو گی

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۳)

سلسلے کیلئے دیکھو ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء

ہم نے دو گذشتہ نمبروں میں دکھایا ہے کہ عیسائی مذہب نے اس دن کو جس غرض سے اور جنا پر مبارک یا بڑا دن کہا ہے وہ بہت ہی منحوس اور تاریکی بخش دن ہے۔ کیونکہ اس روز ایک ایسا انسان دنیا میں بقول عیسائی صاحبان آیا جو خدا تھا۔ اور جس کے اس اعتقاد کو تسلیم کرکے دنیا کا اخلاقی طور پر اور روحانی طور پر خون ہو گیا ہے۔ یورپ اور عیسائی دنیا کی حالت کو بغور دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ وہی قومیں ہیں جنپر ہمارے دیسی سادہ اور بھولے بھالے (؟) ناز کیا کرتے ہیں کہ سارا یورپ عیسائی ہے۔ فلاں شہنشاہ عیسائی ہے۔ مگر انکو شرم آجانی چاہیئے جب وہ ان لوگوں کی حالت پر نظر کریں۔ یورپ کی اخلاقی تصویر دیکھیے کہ کوئی شخص صاحب حیا جرأت نہیں کر سکتا۔ اور آخر کار وہاں کے آزاد خیال مصنفوں اور اخبار نویسوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عیسائی جہاں جاتے ہیں وہاں شراب خواری وغیرہ لعنتیں بھی اُن کے ساتھ جاتی ہیں۔

غرض

نور افشاں نے اس دن کی یادگار یا خوشی میں جو سنہری اور رنگین بیل بوٹوں سے مزین کرکے اخبار شائع کیا ہے۔ اس میں پہلا فقرہ جو گول دائرے کے اندر لکھا ہے۔ یہ ہے کہ آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے۔

اب ہم اس پہلے فقرہ پر ریمارک کرنا چاہتے ہیں اس فقرہ میں سب سے پہلا جھوٹ یہ ہے کہ آج مسیح پیدا ہوا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی دانشمند اور صاحب عقل انسان اس امر کے ماننے کو کبھی طیار نہیں ہو سکتا کہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱ء کو مسیح پیدا ہوا۔ یہ ایک جدا امر ہے کہ مسیح کی ولادت کی تاریخ ۲۵ دسمبر ہو۔ لیکن یہ کہنا جو اوپر کے فقرہ میں لکھا گیا ہے کسی حال میں صحیح نہیں ہے۔

اس جھوٹ کو بھی عیسائی جھوٹ قرار دیکر ہم باقی فقرہ کو اپنے لانسر (؟) کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس میں کسقدر صداقت کی روشنی ہے۔

اس فقرہ میں ہم کو دو باتوں پر غور کرنی چاہئیے اول یہ کہ نجات کیا ہے؟ اور دوم یہ کہ عیسائیوں نے اس نجات کو کس حد تک حاصل کیا ہے؟ کیونکہ جب تک حقیقی نجات کا ہی پتہ نہ ہو ہم نہیں معلوم کر سکتے ہیں کہ عیسائی قوم واقعی نجات یافتہ قوم ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہمکو یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ حقیقی نجات کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟ اور عیسائیوں نے نجات کا کیا طریق مقرر کیا ہے؟

یہ چار امور تنقیح طلب ہیں۔ جو اس فقرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر اگر مبسوط اور مفصل بحث کیجائے تو غالباً ہمارے اخبار کے آخر سال تک یہ مضمون ختم نہ ہو۔ لیکن ہم اس کو بہت مختصر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی نہیں کہ ہمکو صرف عیسائیوں کے بڑے دن کی حالت ہی اپنے ناظرین کو نہیں دکھانی ہے۔ بلکہ ہم انکو اس مضمون کے ضمن میں نیشنل کانگرس کے پنڈال میں ندوۃ العلماء اور علیگڈھ کالج کی کانفرنس میں بھی لے جانا چاہتے ہیں اور سیر بالآخر ہم ان کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک مجلس کی بھی سیر کرانا چاہتے ہیں اور بسا اوقات اہم اور ضروری مضامین کیوجہ سے یا اور وجوہات کی بنا پر ہر ہفتہ اس مضمون کو جاری نہیں رکھ سکتے اور ناظرین باقی آئندہ باقی آئندہ سے گھبرا اٹھتے ہیں۔ اسلئے ہر چہ گیرید مختصر گیرید پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

پس سب سے پہلے اس فقرہ کی تنقید میں اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ

حقیقی نجات کیا ہے؟

نجات کی حقیقت اور فلاسفی مختصر الفاظ میں اسیقدر ہے کہ انسان گناہ کی موت سے بچ جاوے کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خدا تعالےٰ کی اطاعت اور اسکی پر جوش محبت اور محبانہ یاد سے محروم اور بے نصیب ہو اور جسطرح کہ جب ایک درخت زمین سے اکھڑ جاوے اور وہ پانی چوسنے کے قابل نہ رہے جو جڑوں کے ذریعہ چوستا ہے۔ اور جو اس کے نشو و نما کا موجب ہوتا ہے اسیطرح جب انسان کا دل خدا تعالےٰ کی محبت سے اکھڑ جاتا ہے اسپر گناہ غلبہ پاتا ہے اور اس کی خشکی اور تیرگی دل کو سیاہ کرکے خدا تعالےٰ سے دور پھینک دیتی ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کی اس حالت سے نکل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ایک شدید اور مستحکم تعلق پیدا کرتا ہے تو پھر اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں جنکے ذریعہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل کے پانی کو جذب کرتا ہے اور زہریلے مواد نکالنے کی قوت حاصل کرتا ہے اور بڑی آسانی سے ان زہریلے مواد کو دفع کرکے خدا تعالےٰ میں ہو کر ایک نیا نشو و نما پاتا ہے اور بہت پھلتا اور خوشنما سبزی دکھاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ یہانتک کہ اس میں وہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے اور وہ **لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون** کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی کو استقامت۔ اسلام۔ اور نجات وغیرہ الفاظ اور ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ غرض نجات سے مراد عام طور پر یہی ہے کہ انسان کی نفسانی اور گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے اور وہ نیکیوں اور خداشناسی اور خداپرستی کے مقامات اور مدارج میں ترقی کرتا ہوا اس بصیرت اور معرفت کو پالے جو گویا خدا کو اس نے دیکھ لیا ہے اور خدا کی آواز کو اس نے سن لیا ہے۔ جب تک یہ حالت انسان میں متحقق نہیں ہوتی وہ نجات کی حقیقت سے ویسا ہی بے خبر ہے جیسا کہ اس کے حصول سے لیکن **نجات یافتہ** شخص اس پاک زندگی کو حاصل کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالےٰ کی روح اس کے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی تجلیات کے مظہر کہلاتے ہیں انسے خوارق کا صدور ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور غیب کی خبریں پیش از وقت انپر ظاہر کرتا ہے اور اُن کی تائید کرتا ہے۔

اب اس معیار نجات سے ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یسوع نے جو عیسائیوں کے قول اور عقیدہ کے موافق نجات دہندہ ہے قوم کو کیا نجات بخشی کہاں تک انکو گناہ کی موت سے رہائی دی اور اُن پر اخلاقی اور روحانی اثر کیا کیا؟

لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان نتائج اور ثمرات پر نظر کریں جو عیسائی نجات کے ہیں پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ عیسائیوں نے نجات کا طریق کیا مقرر کیا ہے؟ کیونکہ اگر اس طریق کو ہی طبعی طور پر نجات سے کوئی تعلق اور واسطہ نہو تو ثمرات اور نتائج کے دیکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہوگی۔

یہانتک عیسائیوں کے علم الٰہیات اور انکی اعتقادات کی کتابوں کو پڑھنے اور عیسائی واعظوں سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ نجات کا طریق ان کے ہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کو گناہ سے نجات دینے کیلئے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنا اکلوتا بیٹا یسوع دنیا میں بھیجا تاکہ وہ کافروں بے ایمانوں نافرمانوں اور بدکاروں کے گناہوں کی گٹھری کو اٹھالے۔ چنانچہ وہ گناہوں کا بوجھ اٹھا کر صلیب پر چڑھ کر لعنتی ہوا۔

اور اس لعنت کے بدلے اس نے گنہگاروں کو چھڑا دیا۔ یہ اصول ہے جو عیسائیوں نے نجات کیلئے مقرر کیا ہے

(باقی دارد)

عیسائی مشنریوں کی ایک اور کرتوت

گو عیسائی ظلم و تعدی کا وہ تاریک زمانہ جبکہ دوران حکومت میں مذہب کے نام پر بیگناہ انسانوں کے سر قلم کئے جاتے تھے اور انکے خون سے ہاتھ رنگے گئے عیسائی پادری تشفی پاتے تھے اب انصاف اور علم کی روشنی کیساتھ بدل گیا ہے اور عیسائی پادری اپنی جابرانہ حرکتوں اور خونریزیوں میں خائب و خاسر رہ گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کسی شخص کیلئے یہ کہنا کہ ان ظالم پادریوں کی بیرحمی اور سنگدلی کا خاتمہ ہو گیا ہے ایک ناممکن امر ہے۔

آئے دن عیسائی پادریوں کے جو ظالمانہ کارنامے ہم اپنے ملکی اخبارات میں درج پاتے ہیں ان کے مطالعہ کرنے اور ان مصیبت زدوں کی مصیبت کا اپنی آنکھوں کے سامنے نظارہ کھینچنے کے بعد عیسائی مشنریوں نے اپنا ہاتھ صاف کیا ہوا ہے ہمارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ الحکم کے ایک گذشتہ نمبر میں تنا دلی کے ایک چمار کی ایک دردناک واقعہ جس میں معصوم لڑکی کو چند مشنری لیڈیاں بہکا کر لے گئی تھیں۔ ہم ناظرین کو گوش گذار کر چکے ہیں اب ایک تازہ واقعہ ہم مشنری کارستانیوں اور ہتھکنڈوں کے متعلق ذیل میں درج کرتے ہیں جو پہلے واقعہ سے شاید کم افسوسناک نہیں ہے اور لو بیری کے موضع اوس گنیمی (؟) میں ایک برہمنی بیوہ لڑکی کو جبکہ اسکا باپ گھر میں موجود نہیں تھا ایک مشنری لیڈی نے بہلاتے ہوئے۔ اسکو اکیلا گھر میں دیکھ پایا اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اسنے جھٹ اسکو ورغلانا شروع کیا اور اپنے دائرہ میں لاکر آخر کار وہ اسکو وارداتوں کرکے بہکا کر اپنے ساتھ لے گئی۔ جب اس بدنصیب لڑکی کا والد گھر پہنچا اور یہ واقعہ معلوم ہوا تو نہایت ہی پریشان ہو کر بمعہ اپنے چند رشتہ داروں اور ہمسایوں کے وہ ریلوے اسٹیشن پہنچا۔ جہاں خوش قسمتی سے اسنے لباس مشنری لیڈی کے پاس جو اسکی لڑکی کو غائب کرنے کیلئے اسٹیشن پر پہنچی ہوئی تھی اسنے اپنی لڑکی کو دیکھ لیا اور پھر بڑی مشکل سے اپنے رشتہ داروں وغیرہ کی مدد کر کے اسکو لیڈی کے پنجوں سے چھڑا کر اپنے گھر واپس لایا۔ اسکے بعد حکام ریلوے اور پولیس نے اس واقعہ کے متعلق جو کارروائی کی اسکو ہم اخبار عام کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

گو حکام ریلوے نے فوراً اسٹیشن ماسٹر کو جھٹ معطل کر دیا اسلئے کہ جب برہمن کو دوستوں کی مدد کو چھڑانے اور چھینے آئے تھے تو اسٹیشن ماسٹر نے مشنری لیڈی کی مدد کیوں نہ کی۔ اسکو چاہیئے تھا کہ ان لوگوں کو نکالتے اور لیڈی کو بچاتے۔ چنانچہ اسٹیشن ماسٹر اس نہایت عجیب الزام کی مصیبت بھگت رہا ہے۔ مزید لطف یہ ہے کہ مشنری پادری اور لیڈی نے سپرنٹنڈنٹ کو تحریک کی۔ چنانچہ پولیس نے بعض عہدہ دار پولیس اہلکاروں میں مدد کیلئے اس گاؤں میں گئے جہاں وہ برہمن رہتا تھا اور وہ بیوہ لڑکی زبردستی مشنریوں کو واپس لا دی۔ اسلئے کہ لوگ مار کر اسکو چھین لائے تھے!!! اس پر وہاں کے لوگوں پر کیا گذرتی ہوگی کہ لڑکی اسطرح سرکاری پولیس کی مداخلت سے اپنے جائز ورثا و محافظوں کی تحویل سے مشنری پادریوں کو واپس دلائی گئی اسکو ہم لکھتے ہیں کہ ایک سرکاری ملکی افسر پاس بیٹھے ہوئے لڑکی کو رکھا والدین نے اسکے دوست و آشنا جو اسکی جدائی میں نالاں تھے بطور سپیشل کانسٹیبلان کے تعینات کئے گئے ہیں تاکہ امن میں خلل نہ ہو جبکہ وہ خود ہی مجبور ہوتے لوگوں کو فساد کرنے کیلئے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ مشنری پادریوں کی ایسی حرکات میں سرکاری پولیس نے کیوں دخل دیا۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ سرکار کی غیر جانبداری کا خیال کرکے اور غرض و غایت کا لحاظ کرکے ایسا طریق نہ اختیار کرتے۔ کیا عجیب نہیں ہے کہ اس قسم کی حرکات سے مشنری لوگ اپنی ہر دلعزیزی کا ستیاناس کر لینگے اور اسطرح عام رعایا میں انکی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ ہر ایک اخبار پڑھ سکتا ہے۔

بر نظر وہ تمام مذاہب ہوتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں اور اُس کے طرز بیان میں ایک اور بھی خوبی ہے کہ وہ ہر دعویٰ کی دلیل خود ہی بیان فرماتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آریوں کے اس اعتقاد کی تردید فرمائی ہے جو اُنھوں نے فلاسفروں کی تقلید سے بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی موجودات میں سے کسی کا بھی خالق نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائیوں کے اس عقیدہ کو باطل کیا ہے کہ مسیح بھی خالق ہے اُس نے چڑیاں بنائی تھیں ان دونوں باتوں کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں **هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً** یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ ہی نے نہ کسی اور نے تمھارے فائدہ کی خاطر پیدا کیا ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں جو کچھ موجود ہے یہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے نہ کسی دوسرے کی اب وہ نادان بتلائیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی مٹی کے پرندے اور چڑیاں بنایا کرتے تھے کہ وہ مسیح کے بنائے ہوئے پرندے کہاں ہیں۔ اب آگے جو دلیل **وهو بکل شیءٍ علیم** بیان فرمائی۔ یہ دلیل بدیہہ شکل اوّل کے جو بدیہی الانتاج ہے اسطرح پر قائم ہوتی ہے۔ صغریٰ اُسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل عالم ہے۔ کبریٰ یہ ہے اور جو تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل اور پورا پورا عالم ہے وہی تمام اشیا کا خالق ہے۔ پس نتیجہ یہ حاصل ہوا اللہ ہی تمام موجودات کا خالق ہے۔ اسلام فریقین ہے۔ ماکبریٰ۔ اُس کا ... یہ ہے کہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شے کے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ اسی لیے مقولہ ہے کہ جب علم اپنے حد کمال تک پہنچ تو عین عمل ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا ... ہوتی ہے اُس کا کامل اور پورا علم ... کو ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر ... کوئی دوسری ہستی اُسکو نہیں ... نہ اُس دوسری ہستی کو ان چیزوں کا ... ہے۔ پس آریہ صاحبان کا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو ... باطل ہو گیا۔ اگر اپنے گمان میں ... سمجھتے ہیں تو یہ ثابت کریں کہ اسکے ... موافق علم تام کیونکر ہو سکتا ہے اس اعتقاد سے تو معاذ اللہ علم تام باری تعالیٰ کی نفی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے۔ اور مسلمان صاحبان جو کہتے ہیں کہ مسیح خالق طیور ہے وہ ثابت کریں کہ علم کامل اور پورا پورا علم جو صفت مخصوصہ جناب باری ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دیدیا تھا حالانکہ یہ مسلم فریقین ہے کہ یہ صفت علم کامل کسی مخلوق میں نہ ذاتی طور پر ہے نہ مستعار طور پر ہو سکتی ہے۔

اگر کہو کہ علم تام صناع لوگوں کو ہوتا ہے

تو لازم آئے گا کہ قدرتی اور مصنوعی چیزوں میں امتیاز نہ ہو۔ حالانکہ یہ مسلم بات ہے کہ قدرتی چیزیں کبھی مصنوعی نہیں ہو سکتیں اور مصنوعی چیزیں کبھی قدرتی نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ ایک گھاس کا تنکا یا گندم کا دانہ قدرتی ہیں یہ کبھی مصنوعی نہ ہوں گے۔ کوئی انسان کیسا ہی دانشمند ہو اور مدبر اور موجد کیوں نہ ہو۔ اُسکو نہ بنا سکے گا۔ اسی طرح پر کپڑا یا روٹی مصنوعی چیزیں ہیں مگر خدا تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے کہ روٹی کے بجائے کپڑا پیدا کرے یا گندم کے دانہ کے بجائے روٹیاں اگائے۔

اب یہ صداقت شدہ اور ثابت شدہ صداقت ہے۔ اسی معیار پر اس مسئلہ کو پرکھنا چاہیے یہ ہی معیار خود فیصلہ کر دے گا۔

الراقم خاکسار عبد الرحیم ساکن میر ٹھہ عفا عنہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عالم اخبارات

عصر جدید جو میرٹھ سے ماہوار تمدنی اصلاح قومی ترقی اور پالیٹکس پر نکلتا ہے جنوری ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں اخیر نذر ادد مولوی عبد اللطیف شہید کے متعلق پیسہ اخبار کی رائے پر حسب ذیل ریمارک کرتا ہے۔

قتل مذہبی روزانہ پیسہ اخبار جو چند ماہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ جاری ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کا ایک ہی روزانہ اخبار ہے ۷ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں ملا عبد اللطیف کے قتل کے بارہ میں ایک مضمون لکھتا ہے جس میں ایک حد تک غریب صاحبزادہ کے قتل کی حمایت کی گئی ہے اور اس کی مثال یورپ کے قومی تعصب و مذہبی غداری سے دیگئی ہے ✦

لائق ایڈیٹر کی اس رائے سے ہمکو قطعی اختلاف ہے کوئی شخص لمحہ کے لیے ہمکو قادیانی میرزا کا معتقد نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے۔ مگر ہم عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے۔ کوئی ملک کوئی قوم علم یا تقوی میں ترقی نہیں کر سکتی جو اپنی مسلمہ عقاید کے خلاف بات سُننے سے اسقدر کارہ ہو کہ غیر مقلد کو آگ یا تلوار یا پتھر سے سزا دیوے یہ تعصب دنیا میں سچ کے پھیلنے کو روکتا ہے اور قوموں کو سخت جہالت اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔

ہم خدا سے بڑھ کر نہیں ہیں اور رسول سے زیادہ دین کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ جب خدا خلقت کے اختلاف کو نہیں مٹانا چاہتا اور رسول کو کہہ دیا گیا کہ تو انسانوں پر گماشتہ نہیں ہے تو کابل کے ملا کس شمار میں ہیں۔ اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاویں اور دنیا کا نظم و نسق اُنکی رائے کے موافق ہو تو دنیا کا کارخانہ کیسے چل سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک سخت سے سخت سزا جو ایک مخالف اعتقاد شخص کو مصلحتاً دیجا سکتی وہ جلا وطنی ہے۔ زندگی کا معاوضہ انسان نہیں کر سکتا اسلیے سوائے اُس صورت کے جب کہ سلطنت کے امن میں خلل کا یقین واثق ہو اور قتل سے کمتر کوئی سزا دینی نہ ہو۔ یا اُس صورت میں جبکہ کسی شخص نے قتل کر دیا ہو ان صورتوں کے سوا کوئی تیسری صورت ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں موت کی سزا دیجاوے۔ بہرحال مسلمانوں میں زیادہ وسیع الخیالی کی ضرورت ہے اور ہرگز کسی مخالف فرقہ کے قتل سے خوش نہ ہونا چاہیے۔ ؎

ایہ دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی یہ رائے "ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے" ہمارے نزدیک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریروں سے ناواقفیت کو ظاہر کر رہی ہے، حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مسلمانوں کے دل سے ان قابل نفرت خیالات کو دور کرنا چاہتے ہیں جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے اعتقاد کے رنگ میں انکے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور جہانتک ہمارا خیال ہے عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی تحریر سے بھی یہی ترشح ہو رہا ہے کہ "وہ عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے" پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ عصر جدید کیوں اس کوشش کو پسند نہیں کرتا جو جہاد کے خیالات کے دور کرنے میں کی جاتی ہے یہ کوشش تو ایسی مبارک کوشش ہے کہ جسمیں ہر امن پسند اور نیک خیال انسان کو شریک ہونا چاہیے سید احمد خان صاحب بالقابہ نے بھی اپنی موت سے چند روز پیشتر حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ۲۴ جولائی ۱۸۹۸ء کے تہذیب الاخلاق میں جو مضمون شائع کیا تھا وہ اسی کی تائید اور حمایت میں تھا پھر تعجب ہے کہ عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کو یہ کوشش ناپسند کیوں ہے بہرحال خواہ حضرت اقدس کی کوشش کو کتنا ہی ناپسند کرے حضرت اقدس اپنے فرض منصبی سے غافل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جہاد کے بیہودہ خیالات کو مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا ہی چاہتے ہیں۔

عصر جدید کے اس ریمارک سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ پیسہ اخبار نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے قتل کی بیجا حمایت کی ہے مگر پیسہ اخبار کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کیونکر کرنے والا ہوگا

احیاء السنۃ لاہور جو چکڑالوی کی مذہب کی اصلاح کے لیے لاہور سے شائع ہونے لگا ہے ہمکو ان تحریروں پر نوٹس لینے کے لیے متوجہ کرتا ہے جو وقتاً فوقتاً چکڑالوی مشن کے رسالہ اشاعۃ القرآن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ہوتی ہیں۔ ہم اس یاد دہانی کے لیے معاصر موصوف کے شکر گزار ہیں۔ اور انشاء اللہ عند الضرورت چکڑالوی کے زہریلے خیالات پر توجہ کی جائیگی

مذہبی دنیا پہ سرسری نظر

ایک جھوٹا مہدی کاذب پھانسی دیا گیا

نادان کہتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو مہلت دیجاتی ہے اور وہ ایک عرصہ دراز تک زمانہ پاتا ہے یہاں تک کہ اتنا زمانہ جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو پا لیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض افترا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک اور سچی رسالت پر خطرناک حملہ ہے اور آیت شریفہ **لو تقول علینا بعض الاقاویل** کے صریح خلاف ہے اور اسکی نظیریں آئے دن نظر آتی رہتی ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک نیا مہدی کاذب محمد الامین سوڈان میں گرفتار ہو کر پھانسی دیا گیا ہے ✦ اور اسطرح پر اس کے مفتریانہ دعوی کا خاتمہ ہو گیا ہے اسکے متعلق مختصر حالات اسطرح پر شائع ہوئے ہیں کہ سوڈان کے ڈپٹی گورنر جنرل کرنل ماہن نے انگلستان کو جاتے ہوئے خرطوم میں سنا کہ ایک شخص محمد الامین نامی نے جنوبی کردفان میں اپنے آپ کو مہدی مشہور کر رکھا ہے چونکہ اس حرکت سے بڑے بھاری مفسدہ کا اندیشہ تھا اُسنے اسیوقت دو سو سواروں کی فوج اگبوٹ میں سوار کر کے نیل سفید کی جانب روانہ کر دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ دو سو سپاہیوں کی پیادہ فوج معہ دو مکسیم توپوں کے میرے رسالے کے ساتھ مقام تگالا آملے فوج کو دو سو میل کا لمبا اور دشوار گذار سفر صحرائی ملک میں بہت جلد طے کرنا پڑا جو بوجہ بارش کے اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا جب فوج کو پتا لگا کہ مہدی ایک گاؤں میں ہے انھوں نے ایک لمبا کوچ کر کے دن نکلتے ہی اُسکو آدبایا۔ کچھ خفیف سی گولہ باری ہوئی اور مہدی نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی اور قید ہو کر العبید بھیجا گیا۔ بعد ازاں اس پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اسے پھانسی دیگئی اسطرح پر اس مفتری کا خاتمہ ہوا۔ پھانسی پر اسکی لاش صاف کہہ رہی تھی ؎ مصرعہ

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر بفضل خدا شائع ہوا

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں بعض افراد نقشبندی وسہروردی وغیرہ نے بھی ان شغلوں کی طرف بہت توجہ کی تھی شیخ محی الدین ابن عربی کو اس میں کامل مہارت تھی۔ بعض لوگ اس شبہ میں غلطاں وپیچاں رہتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی جماد جاندار بنجائے تو اس میں کونسا شرک ہے ایسے لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ ہر جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے وہ فعل الٰہی ہوتا ہے نبی کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نبی خواہ دعا کرنے کے بعد فوت ہو جائے نبی کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن اس جگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتے رہتے تھے وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے اور پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتے تھے بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے کام اقتداری طور پر یعنی بغیر دعا کے دکھاتا۔ اقتداری کے یہ معنی نہیں کہ بغیر اذن الٰہی کے ایسے کام دکھاتا تھا۔ کیونکہ پارہ ۲۴ سورہ مومن کے آخر میں ہے وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشان مگر حکم سے اللہ کے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ سب کام عمل الترب کے ذریعہ سے کیے جاتے تھے تو ایسے معانی کے لیے قرائن سیاق وسباق موجود ہیں اس اجمال کی تفہیم کے لیے ایک مختصر تمہید بیان کی جاتی ہے۔

عزیزو سنو! کہ انبیا کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنمیں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے رسول اکرم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے اسے ظاہر فرمایا تھا (۲) دوسرے معجزات عقلی ہیں وہ اس خارق عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب اے مخالفو! سیاق آیت دیکھو و یعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اور نیز دیکھو وانبئکم بما تاکلون۔ اور نیز دوسری جگہ مائدہ میں بھی یہ آیات بصیغہ خطاب آئی ہیں۔ ان کا سیاق دیکھو واذ علمتک الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل اور نیز اس سے اوپر یہ بھی آیا ہے واذ ایدتک بروح القدس ہیں سیاق وسباق آیات سے ظاہر ہوا کہ یہ معجزہ عقلی وعلمی معجزہ ہے۔ یعنی حضرت مسیح کو ایک بالاتر عقل عطا فرمائی گئی جس سے انھوں نے سمجھ لیا کہ انسان کی روح میں یہ خاصیات ہیں جن کے ذریعہ سے عجائبات مذکورہ بالا ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو یہ سمجھ یہ عقل حاصل نہ تھی یہ عقل جو خارق عادت تھی الہام الٰہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ اذن کے معنے آگاہی دادن بھی صاحب صراح نے لکھے ہیں اور لفظ اذان بھی اسی معنی میں مستعمل ہوا اور آیۃ فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ میں یہی معنی ہیں۔ وہ لفظ اذن بھی اس معنی پر شاہد قوی ہے اب اگر مخالف یہ کہیں کہ پھر احیی الموتیٰ کے کیا معنی ہونگے تو جواب اس کا یہ ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے جو قریب الموت تھے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باعتبار مآل کے انکو موتی کہا گیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے من قتل قتیلا فلہ سلبہ یہ معنی ہمارے مذاق کے طور پر نہیں ہم جو روحانی بیان کرتے ہیں وہ آگے عنقریب بیان کریں گے۔ اگر مخالفین یہ اعتراض کریں کہ جائز ہے کہ مسیح کو خدا نے خلق طیور کی طاقت عطا فرما دی ہو۔ اول تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خالقیت ورزاقیت واحیاء واماتت وغیرہ صفات خاصہ الوہیت سے ہیں اور خاصہ کی تعریف میں یہ امر داخل ہے کہ وہ غیر میں نہیں پایا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ آخر سورہ حج میں فرماتا ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز۔

یعنی جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی انکی چیز چھینکر لے جائے تو انھیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے وہ چیز واپس لے سکیں انکے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ کیسا ہونا چاہیے

اگر ہمارے مخالف یہ کہیں کہ بلاشک خلق اشیاء عباد سے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر اور اسی طرح احیاء موتی انسان سے بموجب آیۃ سورہ فرقان ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا کے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ علم منطق میں ثابت ہو چکا ہے کہ ممتنع اور واجب بالذات اور بالغیر ہوتے ہیں مگر ممکن بالغیر نہیں ہوتا۔ اگر مخالف لوگ یہ فرماویں کہ احیی الموتی صاف صریح موجود ہے اسکا ثبوت دو کہ روحانی مردے مراد ہیں اور موتی کا اطلاق روحانی مردوں پر بھی آیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ دیکھو پارہ ۲۰ سورہ نمل انک لا تسمع الموتی۔ اگر مخالف لوگ یہ کہیں کہ بلاشک یہاں روحانی مردے مراد ہیں لفظ موتی سے مگر آیت زیر بحث میں موتی سے مراد حقیقی مردے مراد ہیں کیونکہ لفظ احیاء اسکے ساتھ موجود ہے تو ایحضرات مخالفین آپ لوگ ذرہ متوجہ ہوکر سمجھ جائیں اور اس قادر سے مدد چاہیں جو سینوں کو کھولتا اور دلوں میں سچائی کا نور نازل کرتا ہے۔

ایحضرات مخالفین خدا کے واسطے آپ لوگ خوب سوچکر اور دلوں کو تھام کر بہت صبر وقرار اور طمانیت اور سکینت کے ساتھ خیال فرماویں۔ دیکھو یہ ہی آیات بصیغہ خطابات اخیر سورہ مائدہ میں اسطرح واقع ہیں واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فیکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص واذ تخرج الموتی باذنی یعنی اور یاد کر جب تو میری وحی اور الہام سے انسانی مادوں سے پرندوں جیسے (بلند پرواز انسان) تجویز کرتا تھا اور ان میں ہدایت کی روح پھونکتا تھا تب وہ میری وحی کی برکت اور ہدایت سے پرواز کرنے لگے اور میری وحی سے روحانی اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتا تھا اور اسوقت کو یاد کر جب تو میری وحی سے ان روحانی مردوں کو جن کے اصلاح پذیر ہونیکی کوئی امید نہ تھی انکی ظلمانی حالت سے نورانی وعرفانی حالت کی طرف نکال دیتا تھا۔

اب اے مخالفو! دیکھو! خود قرآن کریم ہی نے یہ بتا دیا کہ احیی الموتی سے اخرج الموتی مراد ہے۔ کسی اور نے تفسیر نہیں کی خود قرآن شریف ہی نے تفسیر کر دی اب بھی تمہاری قساوت قلبی نہ جاوے تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے اور آیت اذ ایدتک بروح القدس اس معنی کی اور بھی تائید کر رہی ہے

بعض مخالفین اس مقام پر ایک اور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ نبی کا فعل بعینہ خدا کا فعل ہے یعنی مسیح کا طیور کو پیدا کرنا اور احیاء موتی یہ انکا فعل نہیں خدا کا فعل ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ فتشابہ الخلق علیہم کا مجاب واقع ہو گیا امتیاز کی صورت کیا ہے دوم ہم دریافت کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کے ساتھ عینیت ہے تو یہ باطل ہے کہ مسیح عاجز اور عبد تھے اور اگر غیریت ہے تو کیوں ان کا فعل خدا کا فعل شمار کیا گیا۔ اگر کہو عینیت و غیریت دونوں تھی تو یہ وہی قول ہوا کہ دو دو بھی ہیں اور دونوں ایک بھی ہیں۔

اور نیز نصاری تو فقط توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہوئے اور تمہارے نزدیک تو توحید فی التربیع وتربیع فی التوحید وغیرہ بہت دور تک یہ سلسلہ جائز رہا پھر نصاری پر تم کیوں الزام لگاتے ہو اور کیوں انکو برا جانتے ہو اور رما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی پر جو لوگوں نے خیال کیا ہے یہ انکی غلط فہمی ہے یہاں پر نفی اعتبارًا اور ثبوت رمی اور اسناد رمی اللہ کی طرف مجازًا واعتبارًا ہے نہ حقیقۃً جواب کے پہلو میں اسناد خلق اللہ کیطرف حقیقۃً ہے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے دیکھو حواشی مختصر معانی ومطول وغیرہ کو۔ اللہ کیطرف اسناد رمی کو کل علمائے معانی مجاز عقلی مانتے ہیں۔ نہ اسناد حقیقی اور تم جو جواب دیتے ہو مجاز عقلی وہاں کہاں ہے اپنے جواب کو تم خود آپ ہی نہیں سمجھتے۔

اصل امر یہ ہے کہ اگر تم میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو محکمات قرآنیہ کے آگے اسقدر چون وچرا اور رد وانکار پر نہ کھڑے ہو جاتے اور خوف خدا کرتے۔ تمکو تو تمھارے خیالی عقاید پیارے ہیں آیات قرآنی سے تم کو عداوت ہے۔

اور ہمارے مخالف لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو ذاتی طاقت احیاء موتی کی نہیں ہے ہاں خدا کی طرف سے مسیح مالک ان افعال کے ہیں۔ اول تو جواب اسکا ہم یہی دیتے ہیں کہ

… دئے بنانے سورۂ فرقان میں صاف فرمایا ہے کہ کوئی شخص موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

الذی له ملك السموٰت والارض ولم یتخذ ولداً ولم یکن له شریك فی الملك وخلق کل شیء فقدره تقدیرا واتخذوا من دونه اٰلهة لا یخلقون شیئاً وهم یخلقون ولا یملکون لانفسهم ضرًا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا

یعنی وہ خدا وہ خدا ہے جو تمام زمین و آسمان کا اکیلا مالک ہے کوئی اُس کا حصہ دار نہیں اُس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ اُس کے ملک میں کوئی اُسکا شریک اور اُسی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر ایک حد تک اُس کے جسم اور اُس کی طاقتوں اور اُسکی عمر کو محدود کر دیا اور مشرکوں نے بجز اُس خدائے حقیقی کے اور ایسے ایسے خدا مقرر کر رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ اور مخلوق ہیں اپنے ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ موت اور زندگی اور جی اٹھنے کے مالک ہیں اب دیکھو خدا تعالیٰ نے صاف صاف طور پر فرمایا ہے کہ بجز میرے کوئی خالق نہیں بلکہ ایک دوسری جگہ سورۂ حج میں یہ فرمایا ہے کہ تمام مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور صاف طور پر فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت و حیات کا مالک نہیں ہے۔ اسجگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی مخلوق کو موت وحیات کا مالک بنا دینا اور اپنی صفات میں شریک کر دینا اُسکی عادت میں داخل ہوتا تو بطور استثناء ایسے لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا۔

پھر اسپر بھی بعض مخالفین باز نہ آئیں اور یوں کہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ بالاستقلال ذاتی طور سے مسیح احیاء موتی نہیں کرتے تھے۔ احتمال ہے کہ خدا کیطرف سے تو یہ اختیار حاصل ہوا ہو اور خدا کیطرف سے وہ مالک ہوئے احیاء موتی کے۔ اس کا بہت سا جواب تو یہ ہے کہ احتمالات پر عقائد ایمانیات کی بنا نہیں ہوتی ہے دلائل قطعیہ پر ان کی بنا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس احتمال کی بھی میں جڑ کاٹے دیتا ہوں خداوند کریم خود سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے کہ میری طرف سے بھی کوئی مسیح مالک احیاء موتی وغیرہ کا نہیں لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم قل فمن یملك من الله شیئاً ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم وامه دیکھو معالم نے اسکی تفسیر فمن یملك من الله شیئاً میں لکھا ہے من یقدر ان یدفع من امر الله شیئاً اذا قضاه تم لوگ پہلے سمجھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسپر موت کا حکم صادر ہوگیا۔ یعنی مرگیا اسپر میرا یہ حکم صادر ہوگیا کہ وہ پھر قبل قیامت کے اسی عالم میں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ پھر اے مخالفو! تم ہوش میں آجاؤ۔ اگر تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے دفع امر اور رد قضا کا مسیح کو مالک بنا دیا ہے تو یہ سخت خطرناک عقیدہ ہے۔ اس آیت سے تو صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مدافعت حکم کا مالک نہیں بنایا۔ پھر تم کیسے خلاف اس کے معتقد ہو جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مالک بنا دیا ہے کہ وہ خدا کے احکام نافذ شدہ کو ٹالا کرے۔ اے دانشمندو خدا تعالیٰ نے تو یہ حکم نافذ فرما دیا کہ مردہ قبل قیامت اس عالم میں زندہ نہ کیا جائے گا پھر کیا تم یہ تجویز کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ حیلہ تراشا ہے کہ مسیح کو اس حکم کے ٹالنے کا مختار بنا دیا ہے۔

ایک فرقہ نصاریٰ میں سے ایسا ہی ہے جس کا اعتقاد تمہارے اعتقاد کے مثل ہے۔ اے میرے مخالفو! خدا سے ڈرو۔ تم ایک انسان کی مخالفت میں جھلا کر اور جھنجھلا کر کیوں خدائے تعالیٰ اور اُسکے کلام کے اور اُسکے رسول کے مخالف بنے جاتے ہو۔ کہیں ضد اور اصرار بیجا کے جوش میں یا معاصرت کی اکڑ فوں کے نزاروں میں آکر ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔

اے جناب ماسٹر نذیر الدین صاحب آپ کو لازم ہے کہ اس عقیدہ کی تحقیق کر کے رد و انکار پر کمر بستہ ہونا ورنہ آپ اس آیت

لا تقف ما لیس لك به علم

کے مخالف ٹھیرینگے۔

جناب ماسٹر صاحب! ذرا انصاف فرما کر اور حق طلبی اور صداقت کی روح لیکر پچیسویں پارہ سورہ شوریٰ کی آیات مرقومۃ الذیل پر غور کرو

ام اتخذوا من دونه اولیاء فالله هو الولی وهو یحیی الموتیٰ وهو علیٰ کل شیء قدیر۔

دیکھو مترجموں نے کبھی سکا ترجمہ یہ بھی لکھا ہے۔ سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مُردے۔ دیکھو قواعد معانی بلاغت کے رو سے بھی یہاں پر هو ضمیر فصل کا لانا مفید معنی حصر ہے اور یہ جبکہ غیر ذات باری بھی اسمیں شریک ہو سکتا، عام ہے کہ یہ شرکت باذن ہو یا بغیر اذن ہو دونوں صورتوں میں۔ حصر منقوض ہوتا ہے۔ اسپر اسطرح تو ہمنے شروع میں بھی کہا تھا کہ یہ اوصاف مخصوصہ الوہیت ہیں اور خاصہ کی تعریف ہی یہ ہے ما یوجد فیه لا یوجد فی غیره۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح غیر اللہ میں داخل ہیں عین ذات باری تعالیٰ نہیں ہیں کل اہل اسلام اس کو مانتے ہیں اور پھر جب کہ صفات باری تعالیٰ کو بھی علمائے متکلمین نے لا عین کہا ہے تو اور دیگر مخلوقات ممکنات کیونکر لا عین نہ ہونگے۔ افسوس ہے کہ مخالف الرائے مولوی صاحبان ان مخالفت میں خاصہ کی تعریف کو بھی کافور کر گئے اور اسی طرح سے سورہ جاثیہ کی اس آیت پر غور کرو

واذا تتلیٰ علیهم اٰیاتنا ما کان حجتهم الا ان قالوا ائتوا باٰبائنا ان کنتم صادقین قل الله یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الیٰ یوم القیامة لا ریب فیه ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

دیکھو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی نے مردے زندہ نہیں کیے اگر ایسا سابق میں ہوا ہوتا یا مسیح سے یا حال میں رسول اکرم سے احیاء موتی کا امکان ثابت کرنا منظور ہوتا تو جناب باری جواب میں ان کافروں کے جن کا مقولہ یہ تھا وما یهلکنا الا الدهر بھلا ایسے دہریے لوگوں کو بنا بر واقعات اور مشاہدات زمانہ سابقہ تاریخیہ کے یہ جواب دینا کافی اور مسکت تھا۔ کہ تم کیسے احیاء آباء اجداد کی تمنا کرتے ہو۔ پہلے بھی مسیح نے مردوں کو زندہ کیا جیسا کہ یہ مردوں کا زندہ کرنا لوگوں کے مشاہدہ میں آچکا ہے تم کیسے لوگ جاہل اور ہٹ دھرم ہو کہ مشاہدات کا بھی انکار کرتے ہو حالانکہ برخلاف اس کے خداوند کریم نے جواب مذکور الصدر کا قرآن میں ذکر بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اے اللہ ہی تم کو جلاتا ہے پھر تمکو مارے گا پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

بس اس جواب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں مسیح نے مردے زندہ کیے ہیں وہ لا یعلمون میں داخل ہیں۔ اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ وہ لوگ اکثر ہیں اسواسطے توجہ عالم ما کان وما یکون کا ہے اُس نے فرمایا ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور یہ جملہ ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع الیٰ یوم القیامۃ کے منکر تھے اور ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع قبل یوم القیامۃ کے قائل ہیں۔ افسوس ہے یہ لوگ آپ ہی تو یہ سنایا کرتے ہیں کہ السکوت فی معرض البیان بیان اور آپ ہی اس قضیہ مسلمہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور آپ بڑے بڑے جلسوں میں ایک بڑے زور و شور کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ ہرگز حضرت شیخ عبدالقادر نے مردے زندہ نہیں کیے۔ مردے قبل یوم بعث زندہ ہو ہی نہیں سکتے ہیں خدا خود وعدہ فرما چکا ہے

ومن ورائهم برزخ الیٰ یوم یبعثون

وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ان الله لا یخلف المیعاد ایسا اگر ہو تو نعلیت کذب باری لازم آتی ہے جو مستلزم ہے ابطال آیت ان الله لا یخلف المیعاد کو ہے اب نہیں معلوم یہ لوگ کیونکر ان باتوں کو فراموش کر گئے اور عمداً آیات پر پانی پھیرتے چلے جاتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ الٰہی ضد اور عناد سے بچاؤ۔

اور نیز ان آیات شریفہ کے مطالب پر بھی غور کرو جو پارہ اول کے تیسرے رکوع کے آخر میں موجود ہیں کیف تکفرون بالله وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون یعنی تم اللہ تعالیٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو تم مردہ تھے اُس نے ہی تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو موت دیگا پھر زندہ کرے گا آخر وہی مرجع و مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی پر ایک لطیف دلیل پیش کی ہے اسطور پر کہ کیا تم اللہ کا انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو محض عدم سے زندہ بنایا نطفہ کی حالت میں مردہ تھے زندگی بخشی۔ جاہل تھے عالم بنایا۔ کچھ نہ تھے سب کچھ کیا۔ انسان کیا۔ انسان اپنی حالت پر اگر غور کرے تو وجود باری تعالیٰ کے لیے اسے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اسی لیے اس دلیل کو اللہ تعالیٰ نے کیف سے شروع فرمایا جو تعجب کے لیے آتا ہے یعنی ہستی الٰہی ایسی کھلی ہستی ہے کہ اُس کا انکار موجب تعجب ہے۔ ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احیاء اموات اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فعل ہے اور اس نوع احیاء میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے۔ اب وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح نے مُردوں کو زندہ کیا جیسے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل خاص ہے اور اُسکی ہستی کے لیے دلیل ہے پس اس رنگ میں اگر مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تو نقض الدلیل لازم آوے گا۔ جو دلیل اور مستدل کی شان پر داغ نقص و عیب لگاتا ہے پھر اسی سلسلہ دلیل ہستی باری تعالیٰ پر فرمایا

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استویٰ الی السماء فسوّٰهن سبع سمٰوٰت وهو بکل شیء علیم

اللہ وہ اللہ ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لیے پیدا کیا ہے اور اُس نے سب مخلوق کو تمہارے ہی لیے پیدا کیا ہے پھر آسمان کی طرف توجہ کیا اور اُسکو ٹھیک ٹھاک کیا اور اسپر دلیل ہر شے کا عالم کامل ہے۔ قرآن کریم … فرماتا ہے وہ واقعات کی …

ہم اور ہمارے ناظرین

ہمارے مکرم جناب ابو سعید عرب صاحب رنگون میں الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں از بس مصروف ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ عرب صاحب ہر ہفتہ دو تین خریدار بھیج رہتے ہیں۔ انھوں نے الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اور اشاعت کے سوال کو خوب سمجھا ہے۔ الحکم کو ایسے مربیوں کی کثیر تعداد مطلوب ہے۔

تاریخی نام ۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر علیخان صاحب کے بچہ کا تاریخی نام پوچھا گیا جس کے جواب میں بہت سے خطوط دفتر میں پہونچے ہیں۔ اور ان میں نعمت علی خان بچہ کا تاریخی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس نام کے متعلق ہمارے ایک کرمفرمانے مندرجہ ذیل رویا بھی لکھی ہے جسکی بنا پر اس نام کو اور بھی مبارک و نعمت الٰہی سمجھا جاتا ہے وہ رویا یہ ہے

بنومبری کو آنیوالی رات کا ذکر ہے کہ مینے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جسنے مجھے ایک قطعہ دیا جس پر لکھا ہوا تھا **نعمت علیخان** اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں اسکی تعبیر سوچتا رہا مجھے بغیر اس کے کچھ معلوم نہیں کہ کوئی نعمت ملنے والی ہے آج جنوری کو آپکا پرچہ میری نظر سے گذرا تو معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈاکٹر محمد علیخان تاریخی نام کے خواستگار ہیں مجھے خیال آیا کہ دیکھوں نعمت علیخان سے تاریخ تو نہیں نکلتی حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک ٹھیک ۱۳۲۱ھ نکلتے ہیں یہ معلوم کرکے مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ بغیر تعارف اور کسی قسم کے فکر کے یہ نام کیسے معلوم ہو گیا"

غرض الحکم اپنے مکرم بھائی کو اسوقت مولود مسعود کی مبارک باد دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ یہ مولود قوم اور ملک کے لیے واقعی نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو آمین۔

ایک مولوی کی کرتوت ۔ کے عنوان سے جو خط الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چھپا ہے اس عنوان راقم کے خط کے متعلق نہیں بلکہ شہادۃ القرآن کے اس مصنف کے متعلق ہے جسنے مولوی کہلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح ابن مریم کو فضیلت دی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل الدین صاحب نے الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت کو محسوس کرکے چھ کاپیاں الحکم کی خرید کرکے اپنے ان احباب اور دوستداروں کے نام جاری کرائی ہیں جنکو ابھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں عجب کہ الحکم ان کے لیے موجب ہدایت ہو اور اسطرح حکیم صاحب کی اصل غرض پورا کرنے کا سچا ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو اس کارخیر کی جزا دے اور ہمارے دوسرے احباب کو اسکی تقلید کی توفیق بخشے۔

الحکم کی قیمت ۔ الحکم کی عام قیمت سالانہ پانچ روپیہ ہے اس سے کم نہیں لی جاتی عام شرح جو رکھی ہے وہ محض اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں کو فائدہ پہونچانے کے لیے اور نیز غیر مذاہب میں اسکی اشاعت کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ورنہ الحکم جیسا اخبار جو ۲۲ + ۲۹ کے اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے عام میں ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ اور اصل اخراجات بھی اس قیمت سے بڑھ کر ہیں۔ جسقدر تعداد پانچ روپیہ اور دس روپیہ سالانہ پر دینے والے احباب کی بڑھے گی اسیقدر گنجائش کم قیمت دینے کی نکلتی رہے گی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوئی موقع الحکم کو ہر ایک احمدی کے ہاتھ تک پہونچانے کے لیے ہاتھ سے نہیں دیتے چنانچہ پچھلے ہفتہ دو روپیہ سالانہ پر بھی ۳۵۔ اخبار دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو منشی عبد العزیز صاحب اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے۔ اسطرح اگر تین سو آدمی دس روپیہ سالانہ قیمت دینے والے ہوں تو ہم چھ سو آدمیوں کے نام فقط دو روپیہ سالانہ میں الحکم جاری کر سکتے ہیں اب الحکم کی کثرت اشاعت اور اسکا مفید بنانا **قوم کے ہاتھ میں ہے** ۔ جو صاحب عام سالانہ قیمت کے لیے درخواست کرتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو خوف خدا کو مدنظر رکھکر دیکھ لیا کریں۔ عام اصل اخراجات سے بھی کم ہیں۔

قوم کے اولوالعزموں کی یادگاروں کو قائم رکھنا قوم کی زندگی کی دلیل ہے اور ہم بہت خوش ہیں کہ ہماری قوم میں یہ روح نفخ ہو رہی ہے ہمارے مکرم مخدوم بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کے جنگ سمالی لینڈ میں اپنی گورنمنٹ کی وفاداری میں جان نثار کرنے کی خبر لکھی جا چکی ہے اور اب اس کی تصدیق سمالی لینڈ سے آئے ہوئے خطوط نے بھی کر دی ہے۔

سمالی لینڈ سے ہمارے مکرم بھائی الحکم کے غیور معاون ڈاکٹر سید جلال صاحب نے ایک خط کے ذریعہ ہمکو اطلاع دی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی ایک یادگار رکھنا چاہتے ہیں ہم ان کے خط کو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سید جلال کیطرح اور بھی اولوالعزم بزرگ اپنی جماعت میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قومی کاموں کے امدادی سلسلوں کو انکے نام سے قائم رکھنے کی فکر کرینگے۔

الحکم جو ڈاکٹر صاحب کے جیب سے جاری تھا اسے سید جلال اپنے خرچ سے کسی مسکین کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی معرفت آنے پر کسی مستحق مسکین کے نام جاری کر دیا جاوے گا ڈاکٹر صاحب مرحوم نے الحکم کا ایک پرچہ اپنی جیب سے ایک مستحق اخبار کے قدردان مگر مسکین عالم کے نام جاری کرا رکھا تھا جو بظاہر اسوقت بند ہو جانا چاہیے۔ مگر ہم اسکو اپنے خرچ سے صاحب موصوف کے نام مرحوم کی یادگار پر جاری رکھتے ہیں۔

سید جلال صاحب کا خط یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ براہ مہربانی یہ چند سطور اپنے گرامی اخبار میں درج فرماکر مشکور فرمادیں۔ بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کے واسطے بندہ اس کام کے لیے طیار ہے کہ انکا نام ونمبر الحکم میں جاری رکھا جائے اور وہ پرچہ کسی مسکین کے نام پر کسی رعایتی قیمت پر جاری رکھیں بندہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ قیمت ادا کریگا۔

مرحوم نے جو ۱۰ نمبر انگریزی میگزین اور ۵ نمبر اردو میگزین اپنے نام سے جاری کیے تھے ان میں سے ۵ نمبر انگریزی میگزین بندہ اپنے نام پر ان کے یادگار کے طور پر ان کی طرف سے لکھاتا ہے جس کی قیمت ہر ماہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہمراہ دیگر قیمت میگزین یعنی مبلغ للعہ ماہواری پر اضافہ کرکے ارسال کیا کرے گا۔ مجکو امید ہے کہ دیگر احباب احمدی خصوصاً اہل بربرا سمالی لینڈ اس نیک کام میں شریک ہو کر باقی نمبروں کی کمی کو پورا کرینگے۔ اور اپنے بھائی کے ساتھ حقیقی محبت کا سچا ثبوت دینگے

د) بندہ نے جو مبلغ للعہ ماہوار کالج دینیات کے واسطے اپنے ذمہ لیے ہیں اور جنکو بندہ تاحال ماہواری ادا کرتا رہا ہے وہ ایک وظیفہ کی صورت میں بندہ کی طرف سے کسی سید یتیم بچہ کو بالتخصیص دیا جاوے درصورت عدم موجودگی جناب ڈاکٹر صاحب بہادر کالج جناب نواب محمد علیخان صاحب جس کے لیے تجویز فرماویں۔ بندہ کو بہر صورت بسر وچشم منظور ہے۔

یہ عرض کر دینا بھی بعید از قیاس نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا ارقام کا اجرا بندہ کے یہاں کی سروس میں موجودگی و عدم موجودگی پر منحصر ہوگا۔ شاید اگر بندہ انڈیا واپس چلا جائے گا تو بسبب قلیل تنخواہ ان ارقام میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن بندہ کا اغلب ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کے سروس کو بشرط زندگی اختیار کرونگا۔ اور بعد ایک سال کے انڈین ملٹری سروس سے ڈسچارج لونگا کیونکہ اجنٹ بندہ کا ابھی ایک سال باقی ہے اور شاید یہ انتظام رخصت پر جانے سے پہلے کر لونگا آگے جو خدا کو منظور ہے وہی ہوگا

الراقم سید جلال احمدی انچارج ڈسپنسری

جلسہ لاہور کے متعلق بہت خطوط آتے ہیں کہ کونسی تاریخ مقرر ہے جواب کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ تاریخ مقرر ہونے پر اطلاع دی جائے گی۔

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت متعلقہ اخبار میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی اور مطبوعہ اسکا جواب دہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دینے میں اسبات کا لحاظ رہے کہ رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷ نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے

ضروری اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تصویر کے پچھلے الحکم میں شائع ہونیکا اعلان کیا گیا ہے وہ تصویر چھپ چکی تھی اور بالکل طیار ہو کر روانگی کا انتظام شروع تھا کہ ایک مبصر نے مصور کا کوئی نقص دکھا دیا جسکی وجہ سے اسکی اشاعت کسی قریب وقت پر ملتوی کرنی پڑی

بدمزاج پادریوں کو نکالدو کلکتہ میں ایک عجیب مذہبی مقدمہ شروع ہوا ہے جو مسٹر بریٹ نے ریورنڈ مکان کی پر تین ہزار ہرجانہ کا کیا ہے بناء دعوی یہ ہے کہ آخر الذکر نے مدعی کو پادری بنانے سے انکار کیا تھا اور وجہ انکار یہ تھی کہ مدعی بدمزاج اور بول چال میں ناعاقبت اندیش ہے۔ یہ مقدمہ بڑا ہی دلچسپ ہے کیونکہ اگر فیصلہ ہو گیا کہ بدمزاجی وغیرہ نا قابلیتوں کے باعث ایک شخص کو مذہبی وعظ کا منصب نہیں دیا جاسکتا۔ تو ان بیشمار پادریوں اور پنڈتوں سے اس ملک کو مخلصی مل جاوے گی جو یہی نہیں کہ دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور بانیوں کو گالیاں دینے ہی اپنے واعظ کی غرض سمجھتے ہیں بلکہ جواب دندان شکن ملنے پر اپنے مخالف کو عدالت تک بیجانے کی دھمکی دیا کرتے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مسیح کی وفات میں اس طرز کا رسالہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ قیمت ۴ر علاوہ محصول باہم چار رسالوں سے کم روانہ نہ ہونگے۔

خاکسار سراج الحق نعمانی قادیان دار الامان

رجسٹرڈ ایل ۴



بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انی مع الرسول اقوم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم
انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو کر آئی چہار در قادیاں بینی | دوا ہم شفا ہم عرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

یضع الحرب
مسیح موعود کا سچا نشان کالوا

از بسکہ انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ہر
خواص و معاونین سے عہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ہے
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲ ار

نمبر ۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بردلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدہ استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار
ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن
اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ

زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رخِ من برفروز
ویں شبِ تارم مبدل کن بروز
چشم بکشا ایں جہانِ کور را
اے شدید البطش بنما زور را
ز آسماں نورِ نشانِ خود نما
یک گلے از بوستانِ خود نما
ایں جہاں بینم پُر از فسق و فساد
غافلاں را نیست وقتِ موت یاد
از حقائق غافل و بیگانہ اند
ہمچو طفلاں مائلِ افسانہ اند
سرد شد دلہا ز مہرِ روئے دوست
روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست
سیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کرم ما آفتابے را برآر

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت آج بفضل خدا بہت تندرست رہی اور آپ نے بعد نماز مغرب عشاء کی نماز تک مجلس فرمائی۔

طاعون کا ذکر ہوتا رہا کہ اب فروری کا مہینہ آگیا ہے اس کا زور ہوگا۔ چنانچہ مختلف مقامات سے اسکی خبریں آنی شروع ہوگئی ہیں

خدا شناسی اور سچے ایمان کی ضرورت

فرمایا کہ ضروری بات خدا شناسی ہے کہ خدا کی قدرت اور جزا سزا پر ایمان ہو اسی کی کمی ہے دنیا میں فسق و فجور ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ دنیا کیطرف اور گناہوں کی طرف بہت ہے دن اور رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں دولت۔ وجاہت۔ عزت ملے جس قدر کوشش ہے خواہ کسی پیرایہ میں ہی ہو مگر وہ دنیا کے لیے ہے خدا کے لیے ہرگز نہیں۔

دین کا اصل لب اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا پر سچا ایمان ہو مگر اب مولوی وعظ کرتے ہیں تو ان کے وعظ کی بھی علت غائی یہ ہوتی ہے

کہ ان سے چاول پیسے مل جائیں جیسے ایک بیوپاری ایک دستار یا کپڑے بیچنے کے لیے کرتا ہے ویسے ہی یہ لوگ کرتے ہیں ایسی حالت میں بجز اسکے کہ عذاب الٰہی نازل ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ایک اعتراض ہم پر یہ ہوتا ہے کہ اپنی تعریف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مطہر و برگزیدہ قرار دیتے ہیں۔ اب لوگوں سے کوئی پوچھے کہ خدا تعالیٰ جو امر ہمیں فرماتا ہے کیا ہم اسکی نافرمانی کریں اگر ان باتوں کا اظہار نہ کریں تو معصیت میں داخل ہو۔

قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کیا الفاظ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمائے ہیں ان لوگوں کے خیال کے مطابق تو وہ بھی خود ستائی ہوگی۔

خود ستائی کرنے والا حق سے دور ہوتا ہے مگر جب خدا تعالیٰ فرمائے تو پھر کیا کیا جائے یہ اعتراض ان نادانوں کا صرف مجھ پر ہی نہیں ہے بلکہ آدم سے لے کر جس قدر نبی رسول اولیا اور مامور گذرے ہیں سب پر ہے۔ ذرا غور کرنے سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ جسے خدا مامور کرتا ہے ضرور ہے کہ اسکے لیے اجتبا اور اصطفا ہو اور کچھ نہ کچھ اس میں ضرور خصوصیت چاہیے کہ خدا تعالیٰ کل مخلوق میں سے اسے برگزیدہ کرے خدا کی نظر خطا جانے والی نہیں ہوتی پس جب وہ کسیکو منتخب کرتا ہے وہ معمولی آدمی نہیں ہوتا قرآن شریف میں بھی اسی کیطرف اشارہ ہے واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ اس سوال کا آخر ماحصل یہ ہے کہ وہ

ہمیں مفتری کہیں گے ۔ مگر پھر ان پر سوال ہوتا ہے کہ عجب خدا ہے کہ اسقدر عرصہ دراز سے ایسے افترا کا موقعہ دیئے چلا جاتا ہے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی وقوع میں آتا ہے اگر مفتری ہوں تو کیا مفتری کے ساتھ خدا کے یہ سلوک ہیں اور اسطرح سے ان کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے جیسے کہ ہماری ۔ تو پھر کل انبیا کو بھی انھیں مفتری قرار دینا پڑے گا ۔ وہی علامات اور براہین جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کی صداقت کے نشان اور دلیل تھے وہی اب بھی موجود ہیں ۔ جسے خدا تعالے منتخب کرے اگر وہ اسکی تعریف نہ کرے تو کیا گندا کہے اس سے خدا پر حرف آتا ہے کہ اس کا انتخاب گندا ٹھیرتا ہے۔

اگر دنیا کے مجازی حکام اعلیٰ کو بھی دیکھو تو وہ بھی حتی الوسع کمشنری ۔ لفٹنٹی ۔ ڈپٹی کمشنری وغیرہ کے عہدوں کے لیے انھیں کو انتخاب کرتے ہیں جو کہ ان کی نظر میں لائق ہوتے ہیں اگر وہ حکام اعلیٰ کی نظر میں نالائق اور روزمرہ امور کی بجا آوری کے ناقابل ہوں تو انتخاب نہیں کیے جاتے ۔ بس اسی طرح مامورین وغیرہ خدا تعالے کی نظروں میں نالائق اور نکمے اور اشقیا ہوں تو پھر لوگوں کو مزکی بنانے کی خدمت ان سے کیسے لی جاوے ۔

یہ ایک نکتہ ہے کہ ان کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ صرف پیغمبری ذات پر نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے کہ آدم سے لے کر جس قدر نبی اسوقت تک گذرے ہیں سب اس میں شامل ہوتے ہیں بھلا وہ ایک اعتراض کر کے تو دکھلاویں جو سابقہ انبیاء پر بھی [illegible] ہو ۔ اصل بات یہ ہے کہ ایمان کے لوازم تمام اسوقت روکی ہو گئے تھے ۔ دل حلاوت ایمان سے خالی ہیں دنیا کی زیب و زینت کے خیال نے دلوں پر تصرف کر لیا ہے ایک گہرے ظلمات میں لوگ پڑے ہوئے ہیں ۔ اسوقت بڑی ضرورت اور احتیاج اس امر کی ہے کہ وہ تقویٰ جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور کتاب اللہ نازل ہوئی حاصل ہو ۔ ایک مردہ ایمان لوگوں کے پاس ہے اسلیے اس ایمان کی کوئی نشانی بھی ان میں نہیں ہے اور اسی باعث سے یہ وبال ان لوگوں پر ہے پھر کہتے ہیں کہ کیا ہم نماز ادا نہیں کرتے روزہ نہیں رکھتے کلمہ نہیں پڑھتے ان کم بختوں کو اتنی خبر نہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو یہودی بھی تو عبادتیں کرتے تھے پھر وہ کیوں مغضوب ہوئے ۔

ان کی نہایت بدقسمتی اور شقاوت ہے کہ بھلا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے دین کیا ہے کب کہا جاتا ہے کہ فلاں متقی ہے ۔ فلاں مومن ہے ۔ صرف چھلکے اور پوست پر نازاں ہیں اور مغز کو ہاتھ سے کھو دیا ہے جو کہ دین کی اصل روح ہے اب خدا چاہتا ہے کہ وہ روح دوبارہ پیدا کرے اگر ان لوگوں میں تقویٰ اور معرفت ہو تو یہ اعتراض کر کے خود ہی نادم ہوں ۔

سواد اعظم کیا شے ہے

ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سواد اعظم حیات مسیح کا قائل ہے اگر سواد اعظم کے یہ معنی ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو تو اسکی بات سچی ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہود و عیسائی قوم کا بھی سواد اعظم تھا وہ اہل کتاب ہی تھے ۔ بڑے بڑے عالم فاضل عابد ان میں موجود تھے ان کے معیار سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انکی شہادت معتبر مان لینی چاہیے اصل سواد اعظم وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر اللہ کو مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے اور ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے بھلا سوچکر دیکھو کہ جس راہ میں بچھو ۔ سانپ اور درندے وغیرہ ہوں ۔ کیا دس ہزار اندھے اس کی نسبت کہیں کہ یہ راہ اختیار کرو تو کوئی انکی بات مانے گا ۔ اور جو ان کے پیچھے چلیں گے وہ سب مرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں اگرچہ آپ ایک فرد واحد تھے لیکن آپ کے مقابل ہزارہا منکرین کی بات قابل اعتبار نہ تھی جو آپ کی مخالفت کرتے تھے اب اس وقت ایک سواد اعظم نہیں ہے بلکہ کئی سواد اعظم ہیں ۔ افیونیوں ۔ بھنگیوں چرسیوں ۔ شرابیوں وغیرہ کا بھی ایک سواد اعظم ہے ۔ [illegible] کا بھی ایک سواد اعظم ہے تو کیا ان لوگوں کے اقوال کو سند پکڑا جاوے ۔ خدا تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے قلیل من عبادی الشکور کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہیں جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انکو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کیا ہے

وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سواد اعظم ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اُمۃ کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے مگر سواد اعظم کے حکم میں تھے ۔

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ شرارتوں مفسدیوں اور حیلہ بازیوں میں رہتے ہیں ان کا علم ایک بالشت بھی آسمان پر جا سکے اور وہ ان نیک بندوں کے برابر ہوں جنکی عظمت خدا کی نظر میں ہے ۔ عبداللطیف کی ہی ایک نظیر دیکھو کہ بار بار موقعہ ملا کہ بچ جاوے مگر اس نے یہی کہا کہ میں نے حق کو پا لیا اس کے آگے جان کیا شے ہے سوچکر دیکھو کیا جھوٹ کے واسطے دیدہ و دانستہ کوئی جان جیسی عزیز شے دے سکتا ہے

ایک بدنصیبی ان لوگوں کی یہ ہے کہ آکر صحبت حاصل نہیں کرتے اور دور دور رہتے ہیں ان کے اسلام کی مثال ایک تصویر کی مثال ہے کہ اس میں نہ ہڈی نہ گوشت نہ پوست نہ خون نہ روح اور پھر اُسے انسان کہا جاتا ہے ۔ اپنی کثرت پر ناز کرتے ہیں ۔ کتاب اللہ کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اس کثرت پر آنحضرتؐ نے لعنۃ کی ہے ۔ آپ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک مسیح موعود کا اور درمیانی زمانہ کو جس میں انکی تعداد کروڑوں تک پہونچی اور کثرت ہوئی فیج اعوج کہا ہے ۔ پھر اصل میں یہ کثرت بھی نہیں ہے خود ان میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے ہر ایک کا الگ الگ مذہب ہے ایک دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہ آوے گا ۔ خود انھیں میں سے ہیں جو مانتے چلے آئے ہیں کہ مسیح اسی اُمت میں سے ہوگا حدیثوں میں اماکم منکم موجود ہے سورہ نور میں **منکم** ہے ؛

معراج میں آپؐ نے اسرائیلی مسیح کا حلیہ اور دیکھا اور آنے والے اپنے مسیح کا اور حلیہ بتلایا ۔ پھر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر سب انبیاء فوت ہو چکے ہیں ان تمام ثبوتوں کے بعد اور ان کو کیا چاہیے ؛

۳۱ر جنوری ۱۹۰۴ء

سیر

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۔ یہ اسی زمانہ کے لیے ہے کیونکہ اس میں ہلاکت اور عذاب مختلف پیرایوں میں ہے ۔ کہیں طوفان سے کہیں زلزلوں سے کہیں آگ کے لگنے سے اگرچہ اس سے پیشتر بھی یہ سب باتیں دنیا میں ہوتی رہی ہیں مگر آجکل ان کی کثرت خارق عادت کے طور پر ہو رہی ہے جسکی وجہ سے یہ ایک نشان ہے اس آیت میں طاعون کا نام نہیں ہے صرف ہلاکت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو ۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قوت اور پوری توجہ سے لوگوں نے دنیا اور اسکے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت الٰہی کو دلوں سے اٹھا دیا ہے اب صرف وعظوں کا کام نہیں ہے کہ اسکا علاج کر سکیں عذاب الٰہی کی ضرورت ہے ۔

بابو شاہ دین صاحب نے عرض کیا کہ حضور عذابوں سے بھی لوگ عبرت نہیں پکڑتے کہتے ہیں کہ ہمیشہ بیماریاں وغیرہ ہوا ہی کرتی ہیں فرمایا قرآن شریف میں طوفان نوح کا ذکر ہے بجلی کا ذکر ہے اور یہ سب حادثات دنیا میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں کیا ان کے نزدیک یہ عذاب الٰہی نہ تھے جنکا ذکر خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ان سب کا ہمیشہ دنیا میں وجود رہتا ہے مگر جب کثرت ہو اور ہولناک صورت سے ظاہر ہوں اور ایک دنیا میں تہلکہ پڑ جاوے تب یہ نشان ہیں وحی بھی اسی طرح سے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ لوگوں کو سچے خواب آتے ہیں تو پھر انبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی خصوصیت ہمیشہ کثرت اور درجہ کمال سے ہوتی ہے ۔ اب اسوقت جو ہلاکت مختلف طور سے ہو رہی ہے اسکی نظیر یہ دکھلا دیں ۔

گذشتہ دنوں میں عالیجناب احسان علیخان صاحب برادر نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے تھے انھوں نے حضرت اقدس سے نیاز بھی حاصل کی تھی اور آپ نے ایک جامع تقریر بھی اُسوقت فرمائی تھی جس سے اُن کے اکثر شبہات و شکوک کا قلع قمع ہوا تھا اس کا ذکر ہوتا رہا ۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراض بھی پیش ہوا کہ اُن کے ایک مصاحب نے کہا ہے کہ ابھی مہدی و مسیح کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں ۔

اسپر آپؐ نے فرمایا کہ عام طور پر دلوں میں دہریت گھر کر گئی ہے لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں صلیبی فتنہ بڑھ رہا ہے اگر ابھی بھی ضرورت نہیں تو کیا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے اسکی تو وہی مثال ہے کہ ایک میت موجود ہو اس میں روح کا نام و نشان نہ ہو اور صرف اُس کے آنکھ کان ناک وغیرہ اعضا دیکھکر کہا جاوے کہ [illegible] اگر نہیں ہے تو اور چار دن [illegible] سڑے گا اور بدبو پھیلیگی تو خود [illegible] اور روح کا نام و نشان نہیں صرف پوست ہی پوست ہے ابھی کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں ۔

اہل شیعہ کو جو محبت حضرت امام حسین سے ہے اور آپ کے اور آپ کے واقعہ شہادت کو سنکر جسطرح ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہیں اس میں سے تکلف اور تصنع کو دور کر کے باقی ان لوگوں کے حق میں جو دلی خلوص سے امام صاحب سے محبت رکھتے ہیں اور انکی شان میں ہر ایک قسم کے غلو کو معیوب قرار دیتے ہیں فرمایا کہ اس سے ہم منع نہیں کرتے کہ کوئی کسی بزرگ کی محبت یا جدائی میں آنسوؤں سے روئے

فرمایا

کہ ہدایت کے تین طریق ہیں ۔ بعض لوگ تو کلمات طیبات سنکر ہدایت پاتے ہیں ۔ بعض تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں ۔ بعض کو آسمانی نشانات اور تائید نظر آجاتی ہے کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اب اسوقت جو خدا دکھلا رہا ہے وہ چشمدید ہے دوسرے نقول ہیں ۔

یکم فروری ۱۹۰۴ء

سیر

اتمام حجت کی تکمیل

فرمایا کہ قویٰ خواہ کتنے ہی قوی ہوں اور عمر کس قدر ہی اوائل میں کیوں نہ ہو مگر تاہم عمر کا اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم کہ کس وقت موت آجاوے اس لیے میرا ارادہ ہے کہ اگرچہ اپنے فرض کا ایک حصہ بذریعہ تحریروں کے ہم نے پورا کر دیا ہے مگر تاہم ایک بڑا ضروری حصہ باقی ہے کہ عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہونچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں کا جو تعصب اور تکبر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں جو کچھ یہ مولوی کہہ دیتے ہیں اُسے آمنّا و صدّقنا کہکر مان لیتے ہیں۔ ہماری طرف کی باتوں اور ہمارے دعووں اور دلیلوں سے محض ناآشنا ہوتے ہیں اس لیے ارادہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں جاکر بذریعہ تقریر کے لوگوں پر اتمام حجت کی جاوے اور انکو بتلایا جاوے کہ ہمارے مامور ہونے کی غرض کیا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں

خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر ایمان

فرمایا کہ عمر کی نسبت اگرچہ مجھے الہام بھی ہوا ہے اور خواب بھی آئے ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر نظر پڑتی ہے تو مجھے اپنی عمر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے پھر مجھے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ انکو کوئی عمر کا وعدہ بھی نہیں ملا ہوا مگر پھر بھی وہ ایسے عمل کرتے ہیں جیسے کہ موت مطلق آنی ہی نہیں ہے۔ سعادت یہ ہے کہ انسان کو فکر ہو جاوے تو سب کام خود بخود درست ہو جاویں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بہت سے آثار بتلائے مگر تاہم ذرا سخت آندھی چلتی یا بارش ہوتی تو آپ گھبرا جاتے اور خیال کرتے کہ کیا قیامت تو نہیں آگئی۔ اُس وقت آپ کی نظر خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر ہوتی تھی جنگ بدر میں فتح کا وعدہ تھا مگر تاہم رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ فتح کا وعدہ تو ہے مگر شاید کوئی شرط اس میں ایسی پنہاں ہو جس کا مجھے علم نہیں تو پھر فتح نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا وعدے تھے مگر قوم کی لغزش کی وجہ سے چالیس برس میں کھپ گئی اسکی وجہ یہ تھی کہ الٰہی وعدے جن شرائط کے ساتھ مشروط تھے اُن کے برعکس قوم نے کارروائی کی۔ بد عملی کی شامت اعمال کا اثر ان پر پڑا تھا۔ جنگ احد میں ایک طائفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا تو آپکو کس قدر تکلیف ہوئی کفار نے حملہ کر کے آپ کو زخمی کیا اور دانت مبارک شہید ہوا اور خود کا حلقہ سر میں دھنس گئی کہ صحابہ زور لگا کر اُسے نکالتے اور نہ نکلتی۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے آگے کس کی پیش جا سکتی ہے۔

مرحوم رحمت علی شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ذکر پر فرمایا کہ یہ اس کی پاکیزہ فطرت کی نشانی ہے کہ افریقہ میں غائبانہ طور پر ہمیں قبول کیا اور اس چھوٹی سی عمر میں ترقی اخلاص میں بھی کی۔ اس سال میں اور بھی ہمارے مخلص فوت ہوئے ہیں۔

شہد

شہد کے تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ دوسری تمام شیرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنے والی لکھا ہے مگر یہ ان میں سے نہیں ہے آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربہ کیے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوئے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک دفعہ انڈے پر تجربہ کیا تو تعجب ہوا کہ اسکی زردی تو ویسی ہی تھی مگر سفیدی انجماد پاکر مثل پتھر کے سخت ہو گئی جیسے پتھر نہیں ٹوٹتا وہ کبھی نہیں ٹوٹتی تھی۔

خدا تعالیٰ نے اسے شفاء للناس کہا ہے واقعی عجیب اور مفید شے ہے جو کہا گیا ہے یہی تعریف قرآن شریف کی فرمائی ہے ریاضت کش اور مجاہدہ کرنے والے لوگ اکثر اسے استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جگر وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے

اس میں ال جو ناس کے اوپر لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکے اپنے یعنی خدا تعالیٰ کے ناس (بندے) ہیں اور اُسکے قرب کے لیے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہیں اُن کے لیے شفاء ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے عوام سے اُسے کیا کام۔

تناسخ کی اصل

فرمایا کوئی عمدہ آدمی فوت ہو تو صدمہ ضرور ہوتا ہے لیکن دنیا ایسی جگہ ہے کہ اسمیں پھر ویسے امثال پیدا ہو جاتے ہیں نیکوں کے بھی بدوں کے بھی۔ اسی لیے بعض نے دنیا کو دوری لکھا ہے کہ جن صفات کے لوگ اس کے ایک دور میں گذر جاتے ہیں پھر اُسی قسم کے لوگ وہی سیرتیں اور صورتیں لیکر دوسرے دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ حضور یہیں سے ٹھوکر کھا کر لوگ تناسخ کے قائل ہو گئے ہیں

۵-۶ فروری سنہ ۱۹۰۵ء

مداہنہ

سرسید کے ذکر پر فرمایا دوسری قوم کے رعب میں آ کر اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے آخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ اب آخری ایام میں خلیفتہ کے ماننے والوں کو بھی نجات یافتہ قرار دیا گیا۔ مداہنہ کی انتہا یہی ہوا کرتی ہے کہ آخر اُسی قوم کا انسان کو بننا پڑتا ہے قرآن شریف میں اسی لیے ہے لن ترضی عنک الیہود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتہم دوسرے کو راضی کرنے کے لیے انسان کو اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے اسی لیے مداہنہ سے مومن کو پرہیز کرنا چاہیے

فرمایا کہ مجھے بھی یہ الہام ہوا ہے جیسے کہ براہین میں درج ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت ان لوگوں (یعنے مخالفوں) میں سے شاذ و نادر ہی ہوگا جو ہم سے راضی ہو اور ہمارے ساتھ اخلاق سے پیش آنا چاہتا ہو ہاں اگر شخصی طور پر کسی کی ذات میں اخلاق ہو تو وہ شاید ہم سے اخلاق سے پیش آجاوے ورنہ قومی طور پر ہم سے ہرگز اخلاق سے پیش آنا نہیں چاہتے۔

اجتہادی غلطی

کسی صاحب نے لدھیانہ سے حضرت صاحب کو مخالفین کا یہ اعتراض لکھا کہ شاتان تذبحان کا الہام جو اب شہزادہ عبد اللطیف شہید کے بارہ میں لکھا گیا ہے وہ قبل ازیں کسی تصنیف میں مرزا احمد بیگ اور اُس کے داماد پر چسپاں ہو چکا ہے اس پر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو حرج کیا ہے۔ اجتہاد اور شے ہے اور تفہیم الٰہی اور شے۔ اگر ہم نے ایک معنی اپنی رائے اور فکر سے کر دیے تو آخر اپنے وقت پر خدا تعالیٰ نے اصل اور حقیقی معنے بتلا دیے۔ اس الہام میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو کرہ لکم۔ اب دیکھنا چاہیے کہ احمد بیگ جیسے منکرین کی زندگی ہماری محبوبات سے تھی یا مکروہات سے۔

اگر ہماری کوئی غلطی ہو تو اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی غلطیاں انبیاء سے ہوتی رہی ہیں کہ نہیں۔ جیسے کہ خواب میں ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انگور کا خوشہ دیا تو آپ نے اسکے یہ معنے کیے کہ ابوجہل کسی وقت مسلمان ہو جاوے گا لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا آخر عکرمہ اسکا بیٹا جب مسلمان ہوا تو خواب کے معنے پورے طور پر سمجھ میں آئے

ایک مفتری کی زندگی حباب کی طرح ہوتی ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں سچائی کی خوشبو ہے کہ نہ دو لاکھ ہیں (نہ کانفرنسیں جو مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں) نہ لیکچرار ہیں لیکن ہماری صداقت خود بخود لوگوں کے دلوں میں پڑتی جاتی ہے لوگوں نے بہتیرا واویلا کیا اور روکتے رہے اور اب بھی کرتے اور روکتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

اب ایک نظر سے غور سے دیکھو تو ہمارا سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور یہی نشانی ہے اس بات کی کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے مخالف آجتک کب کے کامیاب ہو جاتے۔ ہم یہاں چپ چاپ بیٹھے ہیں کسی تدبیر اور طاقت سے کام نہیں لیتے کہ اثر انداز ہو نہ دورے لگا رہے ہیں نہ کچھ مگر تاہم ایک حرکت شروع ہے۔ روزمرہ ڈاک آتی ہے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن ہو تو ہو ورنہ ہر روز بلا ناغہ بیعت کے خطوط آتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا کہ اسمیں کوئی نہ کوئی بیعت کے لیے طیار ہی نہ کرتا ہو۔

تین قسم کے لوگ

فرمایا کہ اسوقت تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں انکی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔

دوسرے وہ جو اسطرف رجوع کرتے ہیں انکی تعداد ترقی پر ہے

تیسرے وہ جو خاموش ہیں نہ ادھر ہیں نہ اُدھر انکی تعداد کثیر ہے وہ ملانوں کے زیر اثر نہیں ہیں ورنہ ان کے ساتھ مل کر سب و شتم کرتے لیکن اس لیے وہ ہماری مد میں ہیں

فرقہ معاندین غنیمت ہے

یہ فرقہ جو معاندین کا ہے اگر نہ ہوتا تو چپ رہنے والے اہل میں کوئی شے نہیں ہے انہیں کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے وہ شور ڈالتے ہیں ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں انکی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لیے تناقض ہوتا ہے خدا تعالیٰ کچھ فرماتا ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں یہ قال کچھ ہے حال کچھ ہے آخر شور شرابا سنکر بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہماری طرف ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔

معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے آخر تنقید پسند طبائع ان باتوں سے فائدہ اُٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا برسوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے لوگ آگے ہی منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے اور انکی آنکھیں اسطرف لگی ہوئی ہیں کہ آنے والا آوے۔ جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود حق کو پا لیتے ہیں۔

افغانستان اور مسیح موعود

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے اب افغانستان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے زیر اثر کر دیا ہے اور آپکی شہادت سے ہمارے تعلقات افغانستان سے بہت کچھ وابستہ ہو گئے ہیں اس لیے وہاں کی آمدہ خبروں سے ہمیں اور ہمارے احباب کو ایک خاص دلچسپی ہونی چاہیے کہ ایک سرزمین جسکے خمیر میں خونریزی کا بیج بو یا گیا ہے اور جان کو ہتھیلی پر رکھکر چلنا پھرنا اس کے باشندوں کا کام ہے اور جنھوں نے اپنی نجات کا مدار صرف اسبات کو سمجھ رکھا ہے کہ ایک کافر کو تیغ بیدریغ سے ناحق قتل کر دیا جاوے جب ایسی سرزمین حضرت موعود کے زیر اثر ہو کر ان تمام ظالمانہ خونریزی کے خیال سے پاک و صاف ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق پر اسکی شفقت اور رحم بڑھ جاوے اور بلا امتیاز مذہب بنی نوع انسان پر ہمدردی کی روح ان میں پھونکی جاوے تو یہ تغیر و تبدل منجملہ عظیم الشان معجزات کے ہوگا اور سمجھا سکے کہ لاکھوں روپیہ صرف کرکے مدرسہ اور مکتب وہاں قائم ہوں اور ہزاروں حیلوں سے رفتہ رفتہ ان اقوام سے اسلحہ لیے جائیں اور انکی قوتوں کو کمزور کیا جاوے۔ حضرت مسیح موعود کے پاک انفاس کی برکت اور تاثیر سے یہ مطلب شفقت علیٰ خلق اللہ کا حاصل ہو جاوے تو امن پسند حکام اور سلاطین کے لیے یہ کسقدر شکریہ کا مقام ہو سکتا ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف تو شہید ہو کر خون کا اشتہار اس سرزمین میں دے گئے۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر مہر لگا گئے اور آپکے دعاوی اور تعلیم کی تخم ریزی کر گئے لیکن اب یہ خونی اشتہار دفعتاً فوقتاً کن رنگوں میں جلوہ دکھلاتا ہے۔ یہ ایک عجیب نظارۂ قدرت ہے جو کہ ایمان کو تازگی اور دلکو سرور بخشتا ہے۔

سنا گیا ہے کہ علاقہ ترکستان میں ایک مزار ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار کہلاتا ہے وہاں سے ایک مجذوب کابل میں آیا اور اسنے مختلف مقامات پر کھڑے ہو کر آواز بلند کہا ہے کہ سید عبداللطیف بڑے ظلم کے ساتھ مارے گئے ہیں اور میں دیکھتا ہوں لیکن یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ اُس کا پیر کابل میں موجود ہے اور نزدیک ہے کہ کابل اپنے کیے کی سزا پاوے عوام الناس کا چونکہ ایسے مجذوبوں پر حسن اعتقاد ہوتا ہے اسلیے کابل میں بہت کھلبلی مچی ہوئی ہے ایسے مجذوب جو کہ مامورین میں سے نہیں ہوتے اگرچہ انکی کلام بحیثیت ایک خدایانہ پیشگوئی کے نہیں تسلیم کی جا سکتی مگر چونکہ انقطاع دنیا پر وہ اہل اللہ اور مامورین سے مناسبت رکھتے ہیں اس وجہ سے بعض غیبی اخبار پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم اس مجذوب کی اس پیشگوئی پر چنداں یقین نہیں کرتے لیکن ہاں خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل چکا ہے کہ یہ ایک عظیم ظلم ہوا ہے جسکی سزا کابل بھگتے گا وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور عبداللطیف صاحب شہید کا وہاں شہید ہونا اور احمدی عقائد کا وہاں رواج پانا خود حضرت مسیح موعود کا وہاں جانا ہے۔

(صاحبزادہ محمد سعید صاحب)

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ کا نام محمد سعید ہے عمر آپکی ۲۵-یا ۳۰ سال کے درمیان ہے مگر قد و قامت کے لحاظ سے آپ ۴۰ سالہ نوجوان معلوم ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے قدم بہ قدم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب آپکے والد عبداللطیف صاحب شہید کیے گئے اور انکو کابل میں طلب کیا گیا تو بعض کمزور دل لوگوں نے مشورہ دیا کہ اپنے والد کیطرح اپنے آپکو مرزا صاحب پر راسخ الاعتقاد ظاہر کر کے عزیز جان کو نہ تلف کرو۔ اسپر صاحبزادہ محمد سعید صاحب نے انکو جواب دیا تھا کہ جو کچھ انکا عقیدہ تھا وہی میرا عقیدہ ہے اگر وہ مارے گئے اور میں مر جاؤں تو کیا حرج ہے آخر میں اُسی باپ کا فرزند ہوں

سنا گیا ہے کہ امیر صاحب کابل بھی اب اپنے کیے پر پشیمان ہیں اور انکی اولاد کو اب امیر صاحب نے تین ہزار جریب زمین علاقہ ترکستان کی طرف عطا کی ہے کابل کی جریب یہاں کی جریب سے طول میں سہ گونہ ہوتی ہے اور جن قاضیوں نے مولوی صاحب شہید کے قتل پر فتویٰ دیا تھا کچھ انکی ناجائز کارروائیوں کا انکشاف بھی ہوا ہے جس سے ان قاضیوں کی وقعت امیر صاحب کے دل سے کم ہو گئی ہے

کابل میں قحط سے پریشانی پھیل رہی ہے اور امیر صاحب نے باہر سے غلہ منگوانے کو کوچی لوگوں سے ۱۰ ہزار اونٹ حاصل کیے ہیں اور انکے لیے ساٹھ ہزار جانور بار برداری سرکاری بھی جا رہے ہیں خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں۔ اور ایک جیا [illegible] آسمان و زمین نے سرزمین کابل میں مہر لگائی ہے جیسے سر الشہادتین میں فاضل مرحوم نے بیان کیا ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس قوم پر عذاب الٰہی ضرور نازل ہوگا ہے جیسا کہ لکھا ہے وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون الخ یہ قحط منجملہ اسی عذاب کے ہے کاش اہل کابل عبرت پکڑیں۔

شہید مرحوم کے بفضلہ ۵ فرزند اور ۵ دختر ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور کسی نہ کسی قدر ناساز رہتی ہے۔ دعا رہے تو آپ کو قدرتی طور پر بطور پیشگوئی شامل حال رہتے ہیں جنکا کبھی کبھی دورہ ہو جاتا ہے یعنی دوران سر وغیرہ۔ اور گذشتہ تین ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک عارضہ کھانسی بیمار رہنے کی وجہ سے ضعف ہو گیا ہے تاہم یہ جناب کی عادی سنت ہے کہ جب ذرا بھی افاقہ ہو تو مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں ہو باقی ممبران خاندان خدا کے فضل سے بخیریت ہیں

۲- بزرگان ملت بھی بفضلہ بخیریت ہیں

۳- موسم کا رنگ تبدیل ہو چلا ہے مگر گلابی جاڑوں کے رنگ میں سردی بدل گئی ہے۔

ہمارے مقدمات

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کے حضور جو درخواست بغرض انتقال مقدمہ فوجداری گئی تھی اور جسکی پیشی ۱۲- فروری ۱۹۰۴ء مقرر تھی ۱۲ فروری کو بمقام علی وال جو دریا سے بیت پیش ہوئی۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ممدوح نے درخواست مذکور کو نا منظور فرمایا + اور مقدمہ بدستور لالہ چندو لال صاحب کی عدالت میں رہنے دیا گیا + درخواست انتقال ان امور کی بنا پر تھی جو عدالت کی بعض کارروائیوں سے ہمکو بحیثیت مستغیث انصاف کی راہ میں روک نظر آتی تھی + بہرحال صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنا یہی فیصلہ دیا + جس کے متعلق عدالت عالیہ چیف کورٹ میں درخواست انتقال مقدمہ دیگئی ہے جسکے لیے ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء مقرر ہے

مقدمہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی عدالت سے واپس لالہ چندو لال کی عدالت میں جا کر ۱۶ فروری کو پیش ہوا۔ اعلیٰحضرت کی طبیعت معزز سخت ناساز ہو گئی اور آپ سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے ہی سرٹیفکٹ کیوجہ سے اُسروز واپس چلے آئے + ۱۶ کو ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ گذرے مقدمہ عدالت میں پیش ہوا عدالت میں جانے سے پہلے گورداسپور کا اپنا شہر ہماری خطرناک مخالفت کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ اور مقدمات کے متعلق عجیب عجیب افواہیں اُڑائی جا رہی تھیں مجسٹریٹ صاحب نے جس اسلوب اور طریق پر آجکی کارروائی کی وہ کسی دوسرے وقت پر مفصل ہدیہ ناظرین کرینگے بہت سی ردوکد کے بعد مجسٹریٹ نے ایک ہفتہ کی مزید مہلت چیف کورٹ سے حکم لانے کیواسطے دی + اور ۲۳ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کی

حصول نقول کے متعلق ہمکو حسبقدر گورداسپور کے متعلق وراثت میں پریشانی اٹھانی پڑی وہ بھی کچھ کم نہ تھی۔ بہرحال کسی کے کچھ بنائے نہیں بنتا جو چاہتا ہے کرتا ہے قوی نصر من عند اللہ کا ثبوت کسطرح پر نظر آسکتا ہے جبکہ سب اسباب موافق ہوں۔

۱۴- ۱۵- کی درمیانی شب میں اعلیٰحضرت علیہ السلام نے رویا میں دیکھا کہ دریا ازہ میں اور پھر آپکو ایک کوٹھا پیاروں کا دکھایا گیا مگر اس کوٹھے کو نیچے ایسی لات ماری ہے کہ وہ اندر ہی اندر غرق ہو گیا اور ایک الہام ہوا

لعلی آتیکم منہا بقبس او اجد علی النار ھدے

اعلیٰحضرت اُسی روز دارالامان آ پہونچے + ہم گو متعلقین مقدمہ اپنے وکلا کے ساتھ لاہور چلے گئے + اب ۲۲ فروری کو چیف کورٹ میں اور ۲۳ فروری کو گورداسپور میں مقدمہ کی بنا ہر پیشی دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے

جاپان اور روس کی جنگ

جاپان اور روس کی خطرناک جنگ شروع ہو گئی ہے + ہم اس جنگ کو یاجوج ماجوج کی لڑائی قرار دیتے ہیں یہ ہماری ذاتی رائے ہو ممکن ہے اس سے کسیکو اختلاف ہو اور وہ اختلاف وجوہات قویہ پر مبنی ہو لیکن ہم اسکے وجوہات پھر کسیوقت عرض کرینگے۔ ہمارے ناظرین بھی عام لوگوں کی طرح روس اور جاپان کی جنگ کی خبریں سننے کے خواہشمند ہونگے اسلیے ہم اگلی اشاعت سے آغاز جنگ سے لیکر اسوقت تک کی کل خبریں شائع کرینگے اور ساتھ ہی جاپان اور روس کی لڑائی کا نقشہ بھی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اُمید ہے ہمارے ناظرین اسکو دلچسپی سے دیکھیں گے

ہمنے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ الحکم کا مذاق دوسرے لوگوں میں پیدا کرنے کے لیے اور اپنے ناظرین کو بعض ضروری ملکی معاملات سے آگاہ کرنیکے لیے الحکم کا کچھ حصہ عام ملکی معاملات کے متعلق جدا کر دینا چاہتے ہیں اور اس تجویز پر مارچ کے ابتدائی پرچہ سے ہم عملدرآمد کرینگے۔ الحکم پہلے ۴۸ کالموں پر شائع ہوتا تھا اور وہ کالم موجودہ کالموں کے بالمقابل ڈیڑھ کی نسبت رکھتے ہیں اسلیے ہم ۱۰ صفحہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مضامین کے لیے جدا رکھیں گے اور باقی ۲ صفحہ عام ملکی معاملات اور خبروں کے لیے۔ اسطرح پر ہم اُمید کرتے ہیں کہ الحکم کی خدمت کا سلسلہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ہفتہ زیر اشاعت میں توسیع اشاعت کے سلسلہ میں سعی کرنیوالے احباب کے نام نامی و اسماء گرامی کے اندراج سے ہم قاصر ہیں اخبار کا بہت بڑا حصہ ہماری غیر حاضری میں مرتب ہوا ہے

صبح کی سیر

۱۰ر فروری ۱۹۰۴ء

آج ہمارے محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے حضرت اقدس نے باہر تشریف لاتے ہی ڈاکٹر صاحب سے اپنی ناسازی طبیعت کا ذکر فرمایا اور اسی سلسلہ میں فرمایا

انسان کا اصل طبیب اللہ تعالیٰ ہی ہے جسنے اسکو بنایا ہے

ضعف دماغ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری کمزوری کا سر یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کیا ہوا تھا کہ اسوقت **جہاد** کے خیالات کو دور کیا جاوے اور ہمکو اس سے الگ رکھنا تھا اس لیے اُسنے عوارض اور کمزوری کو بھیجا۔ اور یہ بھی کہ اپنی کسی کارروائی پر گھمنڈ نہ ہو بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کے خواستگار رہیں۔

نزول کے لفظ میں بھی یہی سر ہے گویا آسمان سے اُترا ہے یعنی سب کام خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں اس میں انسانی دخل نہیں ہے اور جب انسانی ارادوں اور منصوبوں سے الگ ہوئے تو وہ سب امور **خارق عادت** ٹھیرے۔ عام طور پر بھی کہا کرتے ہیں کہ خدا اُتر کر لڑا ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالفوں نے سب باتوں کو جسمانی بنا لیا ہے۔ ادھر یہ مان لیا ہے کہ وہ دو زرد چادریں پہنے ہوئے اُترے گا معلوم نہیں ان بھگوے کپڑوں کے پہننے سے اس کی کیا غرض ہوگی۔ یہ چادریں شاید حضرت ادریس نے سیکر دی ہوں گی۔ پھر تعجب ہے کہ وہ کبھی میلی نہ ہوں گی اور نہ وہ کبھی اُنکو اُتاریں گے اور نہ وہ پھٹیں گی۔ یہ کیسی عجیب باتیں ہیں جنکو سُنکر ہنسی آتی ہے۔ ادھر یہ لباس تجویز کیا اور خدمت یہ تجویز کی کہ وہ جنگلوں میں خنزیر مارتا پھرے۔

پردہ حضرت ام المؤمنین کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورةً فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں اس پر اعلیحضرت نے فرمایا کہ دراصل ہم تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لیجایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنیوالے کی پروا نہیں کرتا **حدیث شریف** میں بھی آیا ہے کہ بہار کی ہوا کھاؤ۔ گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے۔ جنگلوں میں حضرت عائشہؓ ساتھ ہوتی تھیں۔

پردہ کے متعلق بڑی **افراط تفریط** ہوئی ہے **یورپ** والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض **نیچری** بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض **مسلمان** افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنیکی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں

۸ر فروری ۰۴ء

حسب معمول حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لیے تشریف لائے۔ سلسلہ کلام مقدمات کے متعلق شروع ہوا۔ اور چند منٹ کے بعد سلسلہ کلام کا رخ بدل گیا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر مرتب کرکے لکھتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

آخری فتح دعا سے ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ زمانہ اس قسم کا آگیا ہے کہ انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیا جاتا اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جن کے واسطے دلایل مفید ہو سکتے ہیں۔ ورنہ دلایل کی پروا ہی نہیں کی جاتی اور قلم کام نہیں دیتا ہم ایک کتاب یا رسالہ لکھتے ہیں مخالف اس کے جواب میں لکھنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ **دعا** سے آخری فتح ہوگی اور انبیاء علیہم السلام کا یہی طریق رہا ہے۔ کہ جب دلائل اور حجج کام نہیں دیتے تو اُن کا آخری **حربہ** دعا ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا **واستفتحوا وخاب کل جبار عنید** یعنی جب ایسا وقت آجاتا ہے کہ انبیاء و رسل کی بات لوگ نہیں مانتے تو پھر دعا کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے مخالف متکبر و سرکش آخر نامراد اور ناکام ہو جاتے ہیں ایسا ہی **مسیح موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق جو یہ آیا ہے **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا** اس سے بھی مسیح موعود کی دعاؤں کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ نزول از آسمان کے یہی معنے ہیں کہ جب کوئی امر آسمان سے پیدا ہوتا ہے تو کوئی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اُسے رد نہیں کرسکتا آخری زمانہ میں شیطان کی ذریت بہت جمع ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ شیطان کا آخری جنگ ہے مگر مسیح موعود کی دعائیں اسکو ہلاک کر دیں گی۔

نوح کے زمانہ سے مناسبت اسی طرح نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت **نوحؑ** تبلیغ کرتے کرتے تھک گئے تو آخر اُنھوں نے دعا کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طوفان آیا جسنے شریروں کو ہلاک کر دیا اور اسطرح پر فیصلہ ہو گیا۔ آخر اُن کی کشتی ایک پہاڑ پر جا ٹھیری جسکو اب ارارات کہتے ہیں ارارات کی اصل یہ ہے ارا آرات یعنی میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں۔ اُنھوں نے ایک پہاڑ کا سرا دیکھکر کہا تھا اور اب اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ اور بگڑ کر ارارات بن گیا

یہ زمانہ بھی نوح علیہ السلام کے زمانہ سے مشابہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وہی الہام جو کشتی کا نوحؑ کو ہوا تھا یہاں بھی ہوا ہے۔

اسی طرح پر اب خدا تعالیٰ نے فیصلہ کرنا چاہا ہے اور حقیقت میں اگر ایسا نہ ہوتا تو ساری دنیا دہریہ ہو جاتی۔ **اقبال** اور کثرت نے دنیا کو اندھا کر دیا ہے

اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ جو کہا گیا ہے بالکل سچ ہے انسان جب سلطنت اور حکومت کو دیکھتا ہے تو اُس کے خوش کرنے کے لیے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کے واسطے وہی رنگ اختیار کرنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسوقت عیسائیوں کی کثرت انکی قومی ثروت اور اقبال نے لوگوں کو خیرہ کر دیا ہے اور ان وجوہات سے بہت سے لوگوں کو ادھر توجہ ہو گئی ہے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کا خاتمہ ہو جاوے اور اسکے لیے **دعا** کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ عیسائی خود بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ ان کے مذہب کو ہلاک کر دے گا۔

دلرا بدل رہیست دل کو دل سے راہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ پادری جسقدر ہماری جماعت کو برا سمجھتے ہیں اور اس سے دشمنی کرتے ہیں وہ دوسرے مسلمانوں کو اسقدر برا نہیں سمجھتے۔ جہاں کہیں ہمارا ذکر ہو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی فطرت خود تسلیم کرتی ہے کہ یہ سلسلہ انکو ہلاک کر دینے والا ہے۔ جیسے بلا کا مُنہ جب چوہا دیکھتا ہے حالانکہ اُسنے پہلے کبھی اُس پر حملہ نہ بھی کیا ہو فوراً ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ میری دشمن ہے۔ بکری نے کبھی شیر کو دیکھا بھی نہ ہو لیکن جونہی اُسے نظر آجاوے وہ گھبرا کر کھانا پینا چھوڑ دے گی۔ اسی طرح پر عیسائی ہمارے سلسلہ کے کسی آدمی کو دیکھکر ہی اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان سے کوئی اُمید انکو نہیں ہے۔ انکی فطرت ہی انکو بتا دیتی ہے۔

فطرت کے معنے فطر کے معنے پھاڑنے کے ہیں اور فطرت سے یہ مراد ہے کہ انسان خاص طور پر پھاڑا گیا ہے جب آسمان سے قوت آتی ہے تو نیک قوتیں پھٹنی شروع کرتی ہیں۔

امتیاز خبیث وطیب فرمایا براھین احمدیہ میں جو یہ الہام ہے بڑا ہی پُر رعب اور مبشر ہے۔

وما كان الله ليتركك حتى يميز الخبيث من الطيب یعنی خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جبتک پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھاوے۔ یہ الہام بڑا ہی مبشر ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ عظیم الشان فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔

عیسائیوں کی کثرت اور مسلمانوں کی ہمت اگرچہ یہ سچی بات ہے کہ جب سے عیسائیوں کا قدم آیا ہے مسلمانوں نے اپنی طرف سے کمی نہیں کی اور کسی نہ کسی حد تک ان کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور کتابیں اور رسالے لکھتے ہی رہے ہیں لیکن باوجود اسکے بھی انکی جماعت بڑھتی ہی گئی ہے یہانتک کہ شاید تیس لاکھ کے قریب مرتد ہو چکے ہیں۔ اسلیے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ **کسر صلیب** جانکا دعاؤں پر موقوف ہے دعا میں ایسی قوت ہے کہ جیسے آسمان صاف ہو اور لوگ تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعا کریں تو آسمان پر بدلیاں ہی نمودار ہو جاتی ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے اسیطرح میں خوب جانتا ہوں کہ **دعا** اس باطل کو ہلاک کر دیگی۔ اور لوگوں کو تو کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ دین کے لیے دعا کریں مگر میرے نزدیک بڑا حربہ **دعا** ہی ہے اور یہ بڑا خطرناک جنگ ہے جس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے

ونعم ما قیل

اندریں وقت مصیبت چارہ ہائے بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

پھر ان دعاؤں کے لیے گوشہ نشینی کی بھی ضرورت ہے کئی دفعہ یہ بھی خیال آیا ہے کہ باغ میں کوئی الگ مکان دعاؤں کے واسطے بنالیں

غرض

یہ تو میں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ محض قلم سے کچھ نہیں بنتا۔ اغراض نفسانی نے انسان کو دبا یا ہوا ہے بہت سے لوگ نوکری کی غرض سے عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض اور نفسانی غرض کیوجہ سے اور بعض لوگ گورنمنٹ کے تعلقات کیوجہ سے

آسایش کی حقیقی راہ اسطریق پر سچی راحت اور آسایش نہیں مل سکتی مومن کو حقیقی راحت اور آسایش کے لیے خدا ہی کا ہونا چاہیے۔ جو مومن آسایش کی زندگی چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اُسکے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں ورنہ یہ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا کو چھوڑکر دوسروں پر بھروسہ کرنے والے اچھا خیرخواہ نہ پائیں گے

مسیح اول و مسیح آخر کی دعا مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت مسیح نے جب دیکھا کہ صلیب کا

واقعہ ٹلنے والا نہیں تو اُن کو اس امر کا بہت ہی خیال ہوا کہ یہ موت لعنتی موت ہوگی پس اس موت سے بچنے کے لیے اُنھوں نے بڑی دعا کی + دل بریاں اور چشم گریاں سے اُنھوں نے دعا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آخر وہ دعا قبول ہوگئی چنانچہ لکھا ہے فَسُمِعَ لِتَقْوٰہٗ ہم کہتے ہیں کہ جیسے پہلے مسیح کی دعا سُنی گئی ہماری بھی سُنی جاوے گی۔ مگر ہماری دعا اور مسیح کی دعا میں فرق ہے۔ اُسکی دعا اپنی موت سے بچنے کے لیے تھی اور ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لیے (ایدٗہ اللہ بنصرہٖ)

ہماری غرض اس دعا سے اعلاء کلمۃ الاسلام ہے + احادیث میں بھی آیا ہے کہ آخر مسیح ہی کی دعا سے فیصلہ ہوگا۔

دلائل سے بھی کام لو — اگرچہ فیصلہ دعاؤں ہی سے ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیے اور قلم کو رکنا نہیں چاہیے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لیے اولو الایدی والابصار کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے جہاں تک بیان اور لسان سے کام ہے سکو کام لیے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لیے سمجھ میں آتی جاویں انھیں پیش کیے جاؤ وہ کسی نہ کسیکو فائدہ پہونچا ئینگی۔

میری غرض — میری غرض اور نیت بھی یہی ہے کہ جب وہ وقت آوے تو اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام کے لیے بھی رکھا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تبتل تام اور انقطاع کلی سے دعا کرے تو ایسے ایسے خارق عادت اور سماوی امور کھلتے ہیں اور سوجھتے ہیں کہ وہ دنیا پر حجت ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس دعا کے وقت جو کچھ خدا تعالیٰ ان کے استعمال کے ہتھیار میں ڈالے وہ سب پیش کیا جاوے۔

فرمایا کہ کھانسی

انبیاء کا خوف اللہ کی غناء ذاتی سے اور مسیح موعود کے لیے بشارۃ — جب شدت سے ہوتی ہے تو بعض وقت دم رکنے لگتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جان کندن کیسی حالت ہے چنانچہ اس شدت کھانسی میں مجھے اللہ تعالیٰ کی غنا ذاتی کا خیال گذرا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ اب گویا موت کا وقت قریب ہے۔ اُسوقت

الہام ہوا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا اس کے یہ معنے سمجھائے گئے کہ ایسا خیال اسوقت غلط ہے بلکہ اُسوقت جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کا نظارہ دیکھلو۔ اُسوقت تو کوچ ضروری ہے جاتا ہے

سب کے لیے یہی اصول ہے کہ جب وہ کام کہ جس کے لیے اسکو بھیجا جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ رخصت ہوتا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

تو سچ ہے مگر سب آدمی اپنے اپنے کام اور غرض سے جس کے لیے وہ آئے ہیں واقف نہیں ہوتے بعض کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ چوپایوں کیطرح کھاپی لینا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنا گوشت کھانا ہے اسقدر کپڑا پہننا ہے وغیرہ اور کسی بات کی اُن کو پروا اور فکر ہی نہیں ہوتی ایسے آدمی جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر یکدفعہ ہی اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

لیکن جو لوگ **خدمت دین** میں مصروف ہیں اُنکے ساتھ نرمی کی جاتی ہے اُسوقت تک کہ جب تک وہ اس کام اور خدمت کو پورا نہ کرلیں۔

درازی عمر کا نسخہ — انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے۔ تو اُسکو چاہیے کہ جہانتک ہوسکے خالص دین کیواسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دغا دیتا ہے وہ اسکی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جبتک زندگی بڑھانیکو اس کے خلوص اور وفاداری کا کوئی ذریعہ نہ دیکھا جاوے کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ **دین** کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ وار نہیں ہے۔ یونہی چلی جاتی ہے۔

ایک **صحابی** کا ذکر ہے کہ اُسکے ایک تیر لگا اور اُس سے خون جاری ہوگیا اُسنے دعا کی کہ اے اللہ عمر کی تو مجھکو کوئی غرض نہیں ہے۔ البتہ میں یہود کا انتقام دیکھنا چاہتا تھا جنھوں نے اسقدر اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں۔ لکھا ہے کہ اُسی وقت اُسکا خون بند ہوگیا جبتک کہ وہ یہود ہلاک نہ ہوے۔ اور جب وہ ہلاک ہوگئے تو خون جاری ہوگیا اور اُسکا انتقال ہوگیا۔ حقیقت میں سب امراض اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں کوئی مرض اُسکے حکم کے بغیر پیش دستی نہیں کرسکتا + اسلیے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرے یہی اقبال کی راہ ہے مگر افسوس ہے جن راہوں سے اقبال آتا ہے اُن کو انسان بدظنی کی نظر سے دیکھتا ہے اور نحوست کی راہوں کو پسند کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آخر گر جاتا ہے۔

اعلیٰحضرت امام الملۃ مسیح موعود کے مکتوبات

مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے نام

محترم ناظرین!

یہ خطوط جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جہانتک ہمارا علم ہے کبھی شائع نہیں ہوے۔ مولوی محمد حسین صاحب جب اول اول آمادۂ مخالفت ہوے ہیں اُسوقت کے یہ مکتوبات ہیں + اور ۱۸۹۳ء کا یہ معاملہ ہے۔ ان خطوط کو پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وجہ مخالفت کیا ہوئی ہے؟ اور اعلیٰحضرت حجۃ اللہ کو اپنے مولیٰ کریم کی **وحی** پر کسقدر انشراح صدر سے البصیرۃ یقین کامل ہے۔ کسیکی مخالفت اور اعتراض کی کچھ پروا نہیں۔ دنیا کی خیالی ذلت اور عزت سے کچھ سروکار نہیں۔ اصل غرض اعلاء کلمۃ الاسلام ہے ہمیں خواہ کوئی ناراض ہو یا خوش۔ بہرحال ہمیں اُمید ہے کہ یہ ہماری قوم کی ایمانی ترقی کا باعث ہوں گے

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا اشتہارات "تلاش کرکے اور بعض مہمانوں کے کرارسال خدمت ہیں بباعث بیماری وجع الاذن حاضر نہیں ہو سکا کیونکہ مجھکو دردگوش سے بشدت تکلیف ہے اور اندیشہ تپ بھی ہے اعتراض احباب دربارہ کتب مؤلفہ ایں احقر معلوم نہیں کس صورت سے ہے؟ اگر توقف طبع کتاب پر ہے تو یہ امر قضاء و قدر حضرت حکیم مطلق سے واقع ہوگیا ہے شاید اسمیں یہ مصلحت ہوگی کہ جو کچھ درمیانی کارروائیاں آجتک ہوئی ہیں اُنکا وقوع میں آجانا قبل از طبع کتاب ضروری تھا مگر یہ بات پر کبھی راضی نہیں ہوا اور نہ اب ہوں کہ کام طبع کتاب میں توقف ہو لیکن یہ تمام توقفات قادر مطلق کے انواع اقسام کی روکوں سے واقع ہوگئی ہیں الوہیت کی زور اور قدرتیں بشریت کے ارادوں کو متفرق اور کالعدم کر دیتے ہیں اور پھر جب خوب غور سے سوچیں تو اصل خیر بھی اُنھیں میں ہوتی ہے انسان اپنی فطرت سے مستعجل اور زود پسند ہے اور یہی چاہتا ہے کہ جو کل ہونا ہے وہ آج ہی ہو جائے لیکن عادۃ اللہ تانی اور توقف ہے جیسا کہ مدۃ نزول قرآن شریف سے ظاہر ہے

غرض میرے ساتھ معاملہ حضرۃ عزۃ جل شانہٗ کچھ ایسا ہے کہ میں مردہ بدست زندہ ہوں اور اُسکی مصلحت میری مصلحت پر مقدم ہے جاتی ہے وہ لوگوں کے لعن طعن کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا کیونکہ قادر ہے کہ انجام کار لوگوں کو خوش کرے اور جس بات کے لیے میرا سینہ کھولدیا ہے اُسکے لیے اُنکا سینہ بھی کھولدے وھو علیٰ کل شیٔ قدیر

اور اگر اس عاجز کی کتابوں پر اس صورت سے اعتراض ہو کہ اُن میں بعض جگہ سخت لفظ استعمال کیے گئے ہیں تو میں منطقیوں کیطرح اُن سے جھگڑا نہیں چاہتا بلکہ میں سادہ طور پر بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ حکیم مطلق نے میرے اجتہاد کو اسی طرف رجوع دیا اور میرے دل میں یہ نقش کر دیا کہ گو بظاہر ایسی تقریریں موجب اشتعال ہونگی مگر ایک عجیب اثر ان میں یہ ہوگا کہ مخالفین کو خواب خرگوش سے بیداری حاصل ہوگی اور گو وہ کیسی ہی بدتہذیبی سے پیش آئیں مگر ان نا لیاقت کیطرف خواہ رد ہی کی نیت کیوں نہ ہو رجوع ہو جائے گا اور اس رجوع کا انجام نہایت مفید ہوگا سو جس بات پر میری رائے قائم کی گئی سو اگرچہ ابھی اُسکے اخیر نتیجہ کا وقت نہیں آیا مگر میں دیکھتا ہوں کہ صدہا ہندو رد کی نیت سے میری کتاب کو پڑھتے ہیں اور صدہا ہندوؤں کے خیالات پر اثر ہوگیا ہے اور باایں ہمہ اس عاجز کی تقریر میں وہ سختی نہیں جس سختی کو ہندوؤں نے ابتدا سے استعمال کیا۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ یہ طرز تحریر جسکے اختیار کرنے کے لیے حال تک میرا سینہ کھولدیا گیا تھا اگرچہ وہ کسی معترض کی نظر میں صحیح ہو یا غیر صحیح مگر یہ وہ شے ہے جس پر میرا اجتہاد قائم کیا گیا اور اب میں نے جسقدر درشت الفاظ کو استعمال کیا اُسی قدر کو کافی سمجھا ہے اور آیندہ میں نے بھی قصد کیا ہے کہ مرا کتنا حلم اور رفق سے بیان کیجائے۔ اور اسی پر خدا تعالیٰ نے میرے دلکو قائم کر دیا ہے سو میں جانتا ہوں کہ اسمیں بھی ایک حکمت تھی اور اسمیں ایک حکمت ہے۔

اور جو آنمخدوم نے پہلے خط میں ذکر فرمایا تھا کہ پیشگوئی فرزند کو رسالہ میں درج کرنا مناسب نہیں تھا ابتک آپکی خدمت میں اسوجہ سے اُسکا جواب نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں میری رائے کو آپکی رائے سے متفق نہیں کیا انا للہ وانا الیہ راجعون مجکو بھی اس بارہ میں اعلان واشاعت کا حکم ہے اور جیسا کہ میرے آقا محسن نے مجھے ارشاد فرمایا ہے میں وہی کام کرنے کے لیے مجبور ہوں مجھے اس سے کچھ کام نہیں کہ دنیوی مصلحت کا کیا تقاضا ہے اور نہ مجھے دنیا کی عزت و ذلت سے کچھ سروکار ہے اور نہ اسکی کچھ پروا اور نہ اُسکا کچھ اندیشہ ہے میں جانتا ہوں کہ جن باتوں کے شائع کرنے کے لیے میں مامور ہوں ہر چند یہ بدظنی سے بھرا ہوا زمانہ اُنکو کیسی ہی تحقیر کی نگاہ سے دیکھے لیکن آنیوالا زمانہ اُس سے بہت سا فائدہ اُٹھائیگا۔

بعض احباب مجھپر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا خرچ ہے جو دو دو سو تین تین سو روپے ماہواری کا ہوجاتا ہے اور اسی خرچ نے طبع کتاب میں دقتیں ڈالیں اور اشاعت کا انبار تعمیر کا سر پر ہو گیا اس کے جواب میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض اللّٰہ ہے اور ہمیں بھی بار ہا تواضع اور اکرام ضیف کے لیے حکم ہوا ہے بتخفیف مصارف کے لیے تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جہانتک طاقت تھی حسب توفیق خداداد ان کی خدمت کی گئی سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ جل شانہ کو اپنے افعال میں مصالح ہیں اور میں اُسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی یا جماعت کی پیروی نہیں کرسکتا اور نہ وہ اس کاروبار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں جس قدر میر پر فرضاً ادائے حقوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان گراں باروں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ الٰہی قوت مجھے سبکدوش کرے گی اس فوق الطاقۃ کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جاسکتی مگر وہ ایک ہی حقیقی دوست ہے جو ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہے والسلام

۸ ستمبر ۱۸۸۶ء

ولہ ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ - بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہونچا - میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میری نسبت سوءظن مسلمان بھائیوں کا کسی معقول وجہ پر مبنی نہیں ہے میں ایسے مسلمانوں کی فتح بیع پر راضی ہوں جن کا ظن کسی طور سے درست ہوئے میں نہیں آتا - یہ تو سچ بات ہے کہ مہمان نوازی کی نیت سے اور خود اپنے ذاتی ضروریات کی وجہ سے بہت کچھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے لیکن یہ خیال کہ اکثر حصہ روپیہ کا وہی رقوم ہیں جو قیمت کتاب میں وصول ہوئیں یہ ایک ضعیف خیال ہے جو واقعہ سے مطابقت نہیں رکھتا واقعی حقیقت یہی ہے کہ جیسے مصارف زیادہ ہوتے گئے اللہ جل شانہ محض اپنے فضل و کرم سے انکو انجام دیتا گیا غایت مافی الباب یہ کہ عندالضرورۃ قیمت کتابوں میں سے بھی کچھ قدر قلیل خرچ ہوتا رہا ہے اور کچھ اونہیں درمیانی کاروائیوں میں خرچ ہوا جو کتاب کے متعلق بعض خیر سالمین اور معترضین کچھ سمجھیں اور کچھ خیال کرلیں لیکن مجھے خوب یقین حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ایسی حالت میں موت نہیں دے گا کہ ان بدظنیوں کا۔

میرے پر کوئی اعتراض اس قسم کا باقی رہ جائے کہ جو کچھ اصلیت رکھتا ہو الحمد تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر۔

طفل نوزاد کی نسبت میں نے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہارات میں مندرج ہیں ہاں کئی دفعہ گمان ہوا ہے کہ وہ یہی ہے کیونکہ یہی لڑکا **تین کو چار کرنے والا ہوا** - حضرت مسیح کی روز پیدائش میں پیدا ہوا (۳) سنا گیا ہے کہ اسی ماہ میں تارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیسا کہ نور افشاں میں درج ہے

(۴) اس کے روز پیدائش میں یعنی بعد تولد یہ الہامات ہوئے

انا ارسلناہ شاھدا و مبشرا و نذیرا۔ کل شئ تحت قدمیہ کصیّب من السماء فیہ ظلمات ورعد و برق۔

سو میرے نزدیک اب تک یہ الہامات ذوالوجوہ ہیں و دیگر علامات بھی واللہ اعلم بالصواب

والسلام ۱۶ ستمبر ۱۸۸۶ء

ولہ ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہونچا - میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے کسی حرف سے اتفاق نہیں کرسکتا اور جیسا کہ بظاہر سمجھا جاتا ہے آپ بھی میری رائے سے اتفاق نہیں کرسکتے تو پھر میری دانست میں خط و کتابت کی بات تو خاتمہ کو پہونچ گئی اب میری طرف سے تو یہ تحریر وداعی اور آخری خط ہی سمجھیے اور آپ کو اختیار ہے کہ جس رائے پر آپ قائم ہیں اُسکو اپنی طاقت قلمی سے بخوبی ظاہر کریں میں بجز اُس زمانہ اور وقت کے کہ حضرت مقلب القلوب اور ہادی مطلق آپ کو آپ کے قول سے رجوع دلا کر میری رائے سے متفق کرے آیندہ کوئی خط آپ کی طرف لکھنا نہیں چاہتا اور نہ اپنے اختیار اور مرضی سے بغیر کسی امر جدید پیش آنے کے جس کا اب مجھے علم نہیں لکھونگا ہاں آپ کے اس خط کی نسبت جسکو میں نے عزت کے ساتھ اپنے صندوق میں رکھ لیا ہے اگر مناسب سمجھا سراج منیر یا کسی دوسرے رسالہ میں بغرض ازالۂ وساوس کچھ لکھوں گا اور وہ بھی اس حالت میں کہ آپ کا یہ خط یا ایسا ہی کوئی اور مضمون آپ کے رسالہ یا کسی اور پرچہ میں شائع ہو جائے یا زبانی طور پر مختلف فرقوں میں شیوع پا جائے سو مناسب ہے کہ اب آپ بھی میری طرف خطوط بھیجنے سے مستریح رہیں اور بذریعہ تحریرات مطبوعہ اپنے بخارات نکالیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ - خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۵ اکتوبر ۱۸۸۶ء

حضرت حکیم الامت کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گزشتہ اشاعت سے آگے

حضرت **یوسف** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض خدا تعالےٰ کے خوف سے ایک عورۃ کے ساتھ بدکاری کرنے سے پرہیز کیا - ورنہ ایک عام آدمی بھی جس کی نگاہ بہت ہی چھوٹی اور پست ہو کہہ سکتا ہے کہ اس تعلق سے وہ اُس عزت سے جو اُسوقت اُنکی تھی زیادہ معزز اور آسودہ حال ہوتے اگرچہ یہ خیال ایک دنی الطبع آدمی کا ہو سکتا ہے مومن کبھی وہم بھی نہیں کرسکتا کہ کسی بدی اور بدکاری میں کوئی آرام آسودگی کی عزت مل سکتی ہے سچی عزت اور راحت مل سکتی ہے کیونکہ ارشاد الٰہی اسطرح پر ہے کہ ساری عزتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور پھر معزز ہونا رسول اور مومنین کے لیے لازمی ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو - کمینہ فطرت کم حوصلہ انسان عاقبت اندیش سے حصہ نہ رکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ انکو آرام ملتا ہے مگر حضرت **یوسف** نے اس عزت اور آرام اور دولت کو لات ماری اور خدا تعالےٰ کے احکام کی عزت کی - قید قبول کی مگر حکم الٰہی کو نہ توڑا - نتیجہ کیا تھا وہی **یوسف** اسی مصر میں اسی شخص کے سامنے اس عورت کے اقرار کے موافق معزز اور راست باز ثابت ہوا - وہ **امین** ٹھیرایا گیا اور جس مرتبہ پر پہونچا تم میں سے کوئی اس سے ناواقف نہیں - یوسف علیہ السلام کا یہ سارا تذکرہ بیان کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَذَالِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْن

یعنی عادت اللہ اور سنت اللہ اسی طرح پر واقعہ ہوئی ہے کہ کوئی محسن ہو - کبھی ہو اسکو اسطرح پر جزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔

غرض

انسان **محسن** بنے پھر خدا اُسکے ساتھ ہے اور اُسے مراتب اعلیٰ ملتے ہیں خدا کی راہ میں تھوڑا ہو یا بہت جو کچھ خرچ کرتا ہے اور خدا کے لیے اگر کوئی وطن اور مال اور دولت یا عزت کو چھوڑتا ہے وہ بے وطن نہیں ہوتا اسکو بہترین وطن دیا جاتا ہے وہ بے قوم و بے یار و مددگار نہیں رہتا اسکو بہترین قوم بہترین احباب و دوست دیے جاتے ہیں جو چھوڑتا ہے اُس سے بہتر

پاتا ہے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر خرچ جو اللہ کی راہ میں ہوا اوقات ہوتے ہیں **مامور من اللہ** جب آتا ہے اُسکے زمانہ میں اسکی اعانت و نصرت کی عند اللہ قدر اور عزت ہوتی ہے وہ وقت ایسا ہے کہ ایک مٹھی بھر جو بھی خدا کی راہ میں کرنا بہت قیمت اور قدر رکھتے ہیں مگر ایک زمانہ اس ماموریت کا مدا بیون کا آجاتا - اُسوقت سونے کے پہاڑ خرچ کرے - بھی اس قدر قیمت نہیں ہوگی - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند تھیں مسلمان ہونے والوں کو وہ اذیتیں اور تکلیفیں دی جاتی تھیں جو آج خدا کے محض فضل سے

اس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمارے مخالف ہمکو نہیں پہنچا سکتے

اُسوقت آپ نے فرمایا کہ ایک مٹھی جو کی آج جو قدر ہے وہ ایک وقت آنے والا ہے اُحد پہاڑ کے برابر سونا دینے کی وہ قدر نہ ہوگی - حقیقت میں یہ کیسی سچی بات ہے جب مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ بہت وسیع ہو گیا اگر عباسیوں کے زمانہ میں ہارون رشید یا مامون رشید اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک مٹھی جو کی دیتے تو اُنکے لیے شرم اور عار کا باعث ہوتا - مگر یہ خوب یاد رکھو جس جس نے بڑے ہو کر سلطنت پائی اور قیصر و کسریٰ کے خزانے اُن کے پاؤں میں ڈالے گئے وہ ایک مٹھی جو ہی تھی جو لہلہاتی کھیتی بن گئی - اس سے بھی صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور پھر مامور کی ابتدائی بعثت کے ایام میں خرچ کرنا بہت ہی بڑا قدر و قیمت رکھتا ہے ✣ یہ تو ہے انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت

اب ایک اور امر ہے

تقا اور صحبت صادق

جو قرآن شریف نے ثابت کیا ہے

جس کی طرف بڑی توجہ دلائی گئی ہے وہ کیا ہے ؟ متقی بننا اور صادقوں کا ساتھ دینا ہے ✣ حقیقت میں تقویٰ کی اصل روح انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ صادقوں کی صحبت میں نہ رہے - صادق کی پاک صحبت اندر ہی اندر ایک خاص اثر انسان کی روح پر کرتی ہے اور اس کے امراض روحانی کا مداوا اسکی پاک توجہ - عقد ہمت - دعا - اور موثر وعظ و نصائح جو وہ وقتاً فوقتاً درد دل سے کرتا ہے - اور وہ نشانات و خوارق جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالےٰ اسکی تائید اور نصرت کے لیے نازل فرماتا ہے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور جب ایمان کامل ہونے لگتا ہے تو گناہ کی زندگی پر موت آکر ایک نئی زندگی اسے

... ہے جس میں تقوے کے خواص اور ... نے جاتے ہیں - لیکن انسان کی ضروریتں ... کمزوریاں انعامات الٰہیہ کی وسعت سے ... اس کی ذاتی کمزوریاں اور بشری ... بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ ہر وقت ... ون کی صحبت میں نہیں رہ سکتا - ... فیض اور فضل جو انؑ کی پاک صحبت ... ملتا ہے وہ اسے ان شرائط اور لوازمات ... جو خاص صحبت ہی سے مختص ہیں ... پا سکتا اس لیے ایک اور ضرورت پیش ... وہ ضرورت ہے

تفقہ فی الدین

...ہ فی الدین	پھر یہ حکم صادر ہوا کہ

کی - تفقہ فی الدین کے لیے

... ما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلو لا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون -

یعنی چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے اور نہ مناسب ہی ہے کہ سب کے سب مسلمان یکدفعہ ہی نکل جاویں اس لیے کیوں ہر گروہ سے ایک جماعت اس مقصد اور غرض کے لیے نہ نکلے کہ وہ تفقہ فی الدین کرے اور جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں - تاکہ وہ قوم بری باتوں سے بچے -

اس آیت سے پہلی آیت میں **انفاق** کے فضائل بیان ہوئے ہیں اسواسطے کہ اس آیۃ میں جو ابھی میں نے پڑھی ہے **انفاق** کی ایک ضرورت بھی پیش ہوئی ہے اس سے پہلی آیت یہ ہے -

ولا ینفقون نفقۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یقطعون وادیا الا کتب لھم لیجزیھم اللہ احسن ما کانوا یعملون -

یعنی اور وہ اللہ کی راہ میں کوئی تھوڑا سا یا بہت مال خرچ کریں گے اور نہ کوئی میدان طے کرینگے مگر یہ کہ ان کے واسطے اس خرچ اور سفر کی جزا لکھی جاوے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان اچھے کام کا بدلا دے جو وہ کرتے تھے -

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مامورین کے وقت سفروں کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اور خدا کے لیے کوئی نہ کوئی سفر قوم کے بعض یا کل افراد کو کرنا پڑتا ہے ... وہ سفر بجائے خود اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جزا کا موجب اور باعث ہوتا ہے - غرض اس میں انفاق کی فضیلت بیان کرکے ... دوسری آیت میں جو تفقہ فی الدین کے لیے ایک جماعت کے نکلنے کی ہدایت کرتی ہے انفاق کی ضرورت بیان کی گئی -

باقی آئندہ

نوٹ اڈیٹر

اس مقام پر ہم اپنی قوم کو ایک اہم ضرورت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں - اگرچہ اسپر حضرت مولانا ومخترمنا حکیم الامۃ عم فیضہ نے بھی اپنی جگہ مناسب الفاظ میں توجہ دلائی ہے لیکن ہم بھی چند سطریں بطور حاشیہ کے لکھنا ضروری سمجھتے ہیں -

ہم نے ۱۹۱۰ء کی پہلی سہ ماہی میں دارالامان کی دینی ضرورتیں اور ہمارے احباب کی توجہ کی ضرورت کے عنوان سے ایک لیڈر لکھا تھا نمبر ... کیا تھا اور اس میں ۱۰ اپریل ۱۹۱۰ء کی اشاعت میں جو لیڈر لکھا ہوا تھا اسکو یہاں مکرر درج کرتے ہیں تاکہ اس نوٹ کا اصل مدعا جو ہم یہاں لکھنا چاہتے ہیں پورا ہو - اس لیڈر کو پڑھ کر اب قریباً چار سال بعد بھی وہ ضرورت جو شاخ دینیات کے متعلق ہماری رائے میں بدستور موجود ہے گو مدرسہ تعلیم الاسلام کی صورت میں اب بہت کچھ تغیر وتبدل ہو گیا ہے مدرسہ تعلیم الاسلام اب **تعلیم الاسلام کالج** ہوا ایک بڑے وسیع پیمانہ پر خدا کے فضل سے چل رہا ہے اور جس کے واسطے قوم کی بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے - خصوصاً ان ایام میں کہ وہ زیر بار اخراجات ہو رہا ہے اور اسکی بہت سی ضرورتیں **توسیع عمارت** اور آلات سائنس وغیرہ کی باقی ہیں جس کے لیے **عیدین کے ڈوپٹن** کافی نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے واسطے **ماہوار مستقل چندوں** کی ضرورت ہے جسکی اہمیت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے اعلان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی - ڈائرکٹر صاحب قوم کی سعی کے شکر گذار ہیں کہ قوم نے اپنے فرض کو سوچا ہے اور انکا ہاتھ بٹایا ہے لیکن ابھی اس امر کی شکایت بیشک باقی ہے کہ اس اعلان کے منشاء کے موافق جو حضرت حجۃ اللہ نے شائع فرمایا ہے ماہوار مستقل چندوں کی طرف

توجہ نہیں ہوئی اسلیے باقاعدہ ماہوار چندوں کا ہونا چاہیے

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا - ہماری اصل غرض شاخ دینیات کے متعلق قوم کو توجہ دلانے کی ہے اس لیے ہم وہ لیڈر جو ۱۰ اپریل ۱۹۱۰ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے یہاں دیتے ہیں اور یہ ذکر ضروری سمجھتے ہیں کہ ڈسپنسری تو مدرسہ کے متعلق کھل چکی ہے مدرسہ کا ایک الگ کتب خانہ بھی ہے

وہ لیڈر یہ ہے

گذشتہ نمبر میں ہم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اسکی ضروریات پر ضروری بحث کی ہے اور ہمکو امید ہے کہ قوم اسپر پوری توجہ کرے گی - یہ معلوم کرکے ہمکو اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے محسن ومخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کی تحریک پر جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے پانسو روپیہ اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے ایک سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے بھیجدیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء - امید ہے دوسرے احباب بھی توجہ کرینگے چونکہ ابھی مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کی بحث ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس نمبر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق **دینیات کی شاخ** پر بحث کریں -

دینیات کی شاخ کے متعلق ہم نے الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں یہ اطلاع دیدی ہے کہ مجلس منتظمہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق جدا شاخ دینیات کی کھولنے کی تجویز کرلی ہے مگر اس سے پیشتر کہ وہ شاخ کھولی جاوے ہم چند ضروری امور مجلس منتظمہ اور قوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان میں جس قدر مناسب حصہ ہوگا اسپر ہماری قوم اور مجلس منتظمہ غور کرنے کی ضرورت سمجھے گی

اس شاخ کی ضرورت ہے	اس میں شک نہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں

اس شاخ کی بیحد ضرورت تھی اور سچ پوچھو تو تعلیم الاسلام کے نام کا منشاء یہی تھا اور ہے اور ہماری شروع سے یہی آرزو تھی کہ مدرسہ کے متعلق ایک ایسی برانچ کھولی جاوے جس میں علوم عربیہ اور قرآن کریم اور احادیث پڑھائے جاویں اور عربی زبان میں مضامین لکھنا تقریر کرنا طلبہ کو سکھایا جاوے اور اگر ممکن ہو تو اسکے ساتھ صرف انگریزی زبان بھی سکھائی جاوے - بہر حال ہم کسی لمبی تقریر میں اسکی ضرورت ثابت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک مسلم اور ثابت شدہ امر ہے کہ دارالامان کے مامور علیہ الصلوۃ والسلام کا پاک وجود احیاء دین کے لیے ہے اسکی ساری کوشش اسی ایک بات میں خرچ ہو رہی ہے کہ مسلمان مسلمان بنیں اور اسلام اور قرآن کا بول بالا ہو مگر ہمکو جس امر پر غور کرنا باقی ہے - وہ صرف یہ ہے کہ اس شاخ کا انتظام کسطرح پر اور کیونکر ہو اور کیسے اسکو چلایا جاوے

کیا تعلیم ہو

اس شاخ میں کیا تعلیم ہو	دینیات کی شاخ کا نام خود بتلا رہا ہے

کہ اس میں دینی علوم پڑھائے جاوینگے مگر ہم اپنے خیال میں اس شاخ کا جو منشاء سمجھے ہوئے ہیں اسکو ذرا کھول کر بیان کر دینا چاہتے ہیں اصل غرض اس شاخ کے اجراء سے یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالے لوگوں کی ایک پاکیزہ باعمل جماعت پیدا ہو جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو زبانی بیان کر سکے اور اپنے عمل سے کرکے دکھاوے اور موجودہ واعظوں کی اصلاح کرے پس ضروری ہے کہ اس کے لیے ایک ایسی سکیم طیار کیا جاوے جو پرانے زمانہ کی بھدی سکیمو کے موافق نہ ہو - بلکہ صرف ونحو کی ضروری تعلیم جس سے انسان غلط بیانی اور غلط نویسی سے بچ سکے اور قواعد ضروریہ کا لحاظ رکھ سکے - البتہ علم ادب خوب پڑھایا جاوے کیونکہ جس قدر عربی علم ادب کی باریکیوں پر انسان پہنچ جاوے گا اسی قدر قرآن کریم کی عظمت دلپر قائم ہوگی - غرض قرآن کریم - احادیث - علم ادب جس میں تاریخ لغت اور ضروری علوم متعلقہ ادب شامل ہیں - اور پھر عربی زبان میں تقریر کرنا مضامین لکھنا - اور اسبات کے لیے کہ وہ لوگ جو اس تعلیم الاسلام سے طیار ہوں نرے ملاں ہی نہ ہوں اور مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنیکے عادی نہ ہو سکیں ضروری ہو کہ انکو علم طب پڑھایا جاوے - تاکہ وہ العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان کے موافق تعلیم پائیں - اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں کون لوگ داخل ہوں

شاخ دینیات کے طالبعلم کون ہوں	اگر ابجد خوان بچوں کا مکتب بنایا جاوے تو اس سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی جو ہماری مجلس

منتظمہ کی اصل غرض ہونی چاہیے اس لیے ضروری ہے کہ اس شاخ میں داخل ہونے والے طلبہ کے لیے ایک آسان سا امتحان داخلہ مقرر کیا جاوے اور سر دست ایک خاص تعداد ان طالب علموں کی رکھی جاوے + جو اس غرض کے لیے آنا چاہیں - اس کے متعلق اور ضروری امور دوسرے وقت پر پیش ہو سکتے ہیں

اب ایک تیسرا امر باقی ہے کہ اسکے چلانے کا انتظام کیا ہو یعنی اخراجات کہاں سے آویں اس کے متعلق ہم ایک عمدہ تجویز پیش کرتے ہیں جو ہماری قوم کے متعلق ہے

دینیات کی شاخ کے اخراجات کیونکر ادا ہوں	یہی سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے جسپر ہماری قوم کو توجہ کرنی

ضروری ہے + چونکہ ہر ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس امر پر مکلف ہے کہ وہ امر **بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** کرے - مگر اس حکم کی وسیع صورت چونکہ قریباً ممکن نہیں - اس لیے خود خدا تعالیٰ نے ایک ایسی صورت بتلائی ہے کہ جس سے ہر ایک مسلمان اس حکم پر پورے طور پر عمل ہو سکے اور وہی ثواب لے سکے جو ایک حقیقی واعظ لے سکتا ہے وہ کیا ؟

خدا تعالیٰ نے سورۂ براءت کے آخری حصہ میں فرمایا ہے

وماکان المؤمنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین و لینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون یعنی چونکہ یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں اس لیے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر اُن کو حقائق دین سے آگاہ کرے۔ تاکہ اُن میں خوف و خشیت پیدا ہو پس قرآن کریم نے جب ایک بہترین راہ ہمارے لیے کھول دی ہے پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ہی دستور العمل بنایا جاوے؟

ہمارے خیال میں دینیات کی شاخ میں کل اخراجات اسطرح پر ادا کیے جاویں کہ جہاں جہاں حضرت اقدس امام الزمان علیہ الرحمٰن کی جماعت کے لوگ بکثرت ہیں یعنی ہر بڑے بڑے شہر میں سے ایک ذہین فہیم با ایں نیک بخت شخص ایسا منتخب کیا جاوے جو یہاں دارالامان میں رہکر علوم دینیہ حاصل کرے اور پھر اپنی قوم ملک شہر میں واپس جا کر واعظ کا کام کرے اور اُسکے اخراجات کی ذمہ داری اُن لوگوں پر ہو جو اُسکو یہاں بھیجیں۔ اور وہ شخص اپنی زندگی اس طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرے اشاعت اسلام اپنا فرض قرار دے لے۔ ایسے طالب علموں کے جملہ اخراجات۔ کتابیں۔ خوراک پوشاک۔ بورڈنگ کی فیس اور ضروری اخراجات اُس مجلس کے ذمہ ہوں جو اُس کو بھیجے۔ اور یہ ایک ایسا امر ضروری ہے جسپر ساری قوم کی توجہ درکار ہے۔ اور یہی ہماری اصل غرض و غایت ہے۔ عید الضحیٰ کے جلسہ پر ہمارے بہت سے احباب جمع ہوں گے ہم چاہتے ہیں کہ **دارالامان** میں ایک عام جلسہ ان ضروری امور پر غور کرنے کے لیے بھی کیا جاوے اور اس **شاخ** کے چلانے کی تجویز پر بحث ہو اور مدت تعلیم جہاں تک ہو تھوڑی رکھی جاوے۔ اسطرح پر اس شاخ کا چلانا بالکل آسان اور سہل ہو گا۔ اب ہمکو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس شاخ کے متعلق اور کیا کیا ضروری اخراجات ہیں۔ اور اس کے متعلق جو اساتذہ ہوں وہ کیسے ہوں؟

شاخ کی ضروریات اور اساتذہ	مدرسہ دینیات کی ضرورتوں میں سب سے پہلی اور بڑی ضرورت

مکان مدرسہ اور بورڈنگ کی ہے جسکے اخراجات کا سردست ہم کوئی تخمینہ پیش نہیں کر سکتے۔ پھر بڑی بھاری ضرورت ہے لائبریری اور ڈسپنسری کی۔ لائبریری کی ضرورت تو عام ہے ایک بڑی حد تک ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی **نور الدین** صاحب کا کتب خانہ اس ضرورت کو پورا کرے گا مگر ڈسپنسری کی ضرورت ایسی عظیم الشان ضرورت ہے کہ اور باتوں سے مقدم اسکا فکر ہونا چاہیے چونکہ مضمون لمبا ہوتا جاتا ہے اس لیے اس کے متعلق ہم کوئی طویل بحث اب نہیں کر سکتے۔ اب مختصر طور پر اساتذہ کے متعلق ہم کو کہنا باقی ہے اس سے پیشتر ہماری رائے یہاں کے مدرسین کے متعلق بجائے خود اور ہی کچھ تھی مگر بعد فکر بسیار ہماری رائے یہ قرار پائی ہے کہ اور کوئی اُستاد مقرر ہوں۔ مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہی جو علم فن مناظرہ میں ایک خصوصیت رکھتے ہیں اس مدرسہ کے متعلق اگر اُن کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کیجاوے تو بہت بہتر ہو گا بہرحال شاخ دینیات کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اسپر سیر کن بحث کریں مگر طوالت مانع ہے ہم اخیر میں امید کرتے ہیں کہ اس میں جو امور قوم کی توجہ طلب ہیں وہ اُنپر بشرطیکہ نہایت اور ضروری ہوں غور کرے گی اور جو ہماری مجلس منتظمہ کے متعلق ہوں وہ اُنپر غور کریگی۔

اخیر میں ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس شاخ نو کو سرسبز کرے اور اسکے پھلوں کو اکلها دائم کا مصداق کرے۔ آمین۔

مسئلہ جہاد پر گفتگو
گذشتہ اشاعت سے آگے

(۲) صلح اور معاہدہ کے حکم سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کو زبردستی منوانا مراد نہیں۔ کیونکہ اسکا ماحصل یہ ہے کہ کافروں کے مذہب میں کچھ دست اندازی نہ کی جائے وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں، صرف مسلمانوں کو ایذا نہ دیں۔ اُن سے لڑیں نہیں اور اُن کے دشمنوں کی مدد نہ کریں۔ اور ان معاہدات پر قائم رہنے کی نہایت تاکید کی۔ اور معاہدہ کرنے والوں سے جو اپنے معاہدہ پر قائم رہیں لڑنے کی ممانعت فرمائی۔ پس معاہدہ کی اجازت بھی صاف دلیل اس بات کی ہے کہ مذہب کی آزادی میں خلل ڈالنا مقصود نہ تھا۔ اور نہ لڑائی سے کسیکو زبردستی ہتھیار کے زور سے مسلمان کرنا مقصود نہ تھا۔ بلکہ صرف امن کا قائم رکھنا مقصود تھا۔ علی ہذا اسے دلکے اندھو! اگر زبردستی ہی مسلمان کرنا ضروری تھا تو پھر معاہدہ کر کے اُن کو اپنے مذہب ہی پر چھوڑ دینا چہ معنی دارد؟ خدا تعالیٰ سورہ نحل میں فرماتا ہے اوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدها وقد جعلتم الله علیکم کفیلا ان الله یعلم ما تفعلون۔ پورا کرو عہد اللہ کا (یعنی جو خدا کو درمیان دیکر عہد کیا ہے) جبکہ تم نے عہد کیا ہو اور نہ توڑو اپنی قسموں کو اُنکے مضبوط کرنے کے بعد اور بیشک تم نے اللہ کو کیا ہے ضامن اپنا بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

خود سورۂ توبہ میں جس میں نہایت خفگی سے لڑائی کا حکم ہے حتٰی فرمایا ہے الا الذین عاهدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا و لم یظاهروا علیکم احدا۔ فاتموا الیهم عهدهم الی مدتهم ان الله یحب المتقین۔ جن مشرکوں سے تمنے عہد کیا ہے اور پھر اُنھوں نے اُس کے بعد پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمھارے برخلاف کسیکی مدد کی تو تم پورا کرو اُن کے ساتھ عہد میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

پھر اسی سورہ میں فرماتا ہے الا الذین عاهدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان الله یحب المتقین جن مشرکوں سے مسجد حرام کے پاس تم نے عہد کیا تھا پھر جب تک کہ وہ تمھارے لیے عہد پر قائم رہیں تو تم بھی اُنکے لیے عہد پر قائم رہو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو (یعنی عہد پر قائم رہنے والوں کو)

معاہد کفار اور مشرکین سے ایسی رعایت کی گئی ہے کہ اُن کا اور مسلمانوں کا حق برابر کر دیا اور ذرا بھی کمی نہ کی۔ زبردستی مسلمان بنانے کے کیا یہی طور ہوتے ہیں؟ سنو۔ وماکان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ و من قتل مومنا خطأ فتحریر رقبة مؤمنة و دیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم و هو مؤمن فتحریر رقبة مؤمنة و ان کان من قوم بینکم و بینهم میثاق فدیة مسلمة الی اهله وتحریر رقبة مؤمنة فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین توبة من الله وکان الله علیما حکیما۔ ترجمہ۔ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان دھوکے سے مارا جائے تو قاتل کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقدور نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھنے چاہییں۔ اور اُسکے سوا مقتول کی دیت (خون بہا) اُسکے کنبے کو دی جائے۔ پھر اگر وہ مقتول ایک ایسی قوم کا ہے جسکے اور مسلمانوں سے دشمنی ہو اور وہ مقتول مسلمان ہے تو قاتل کو صرف مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ہو گا اور اگر مقتول ایسی قوم کا ہے کہ اُس قوم سے اور مسلمانوں سے معاہدہ ہے تو قاتل کو غلام بھی آزاد کرنا ہو گا اور مقتول کی دیت اُسکے کنبے کو بھی دینی ہو گی۔

بس اس سے بڑھ کر اور معاہد کی کیا رعایت ہو سکتی ہے۔ پھر جبکہ معاہدہ کرنا اور معاہدہ کا پابند رہنا اور معاہد کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ کرنے کا حکم ہے تو پھر اسلام بزور شمشیر منوانا کس جانور کا نام ہے؟ کیا زبردستی مسلمان بنانے کے یہی معنی ہیں کہ قوموں سے معاہدہ کر کے اُنکو مذہبی آزادی دی جائے اور اُن سے دوستانہ برتاؤ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ خدا کا یہ حکم ہے کہ اگر عین لڑائی میں بھی کوئی مشرک یا کافر پناہ مانگے تو اُسکو پناہ دو اور پھر اُسکو خدا کا کلام سناؤ اور اگر وہ قبول کرے تو اُسکے امن کی جگہ میں پہنچا دو جیسا کہ خدا فرماتا ہے و ان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ذالک بانهم قوم لا یعلمون۔ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو تو اسکو پناہ دے جب تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اُسکو جہاں وہ نڈر ہو۔ یہ اسواسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے۔

کہو مخالفو! کیا اسکو زبردستی اسلام منوانا کہتے ہیں کہ ہاتھ آئے ہوئے شکار کو چھوڑ دیا جائے

(۴) جزیہ خود اسبات کی دلیل ہے کہ مذہب اسلام میں زبردستی اسلام قبول کروانے کا حکم نہیں سنو۔ مفصّلہ سنو۔ جزیہ کا حکم یہی ہے کہ جب کسی ملک سے بوجہ اُن کی شرارت کے یا شرارت کے خوف کے لڑائی ہو اور وہ ملک فتح ہو جائے تو جو لوگ نصیحت کے بعد مسلمان نہ ہو جاویں وہ ایک ہلکا سا ٹیکس اپنی جانی و مالی حفاظت کے عوض میں ادا کریں اور وہ فوجی خدمت سے آزاد رہیں کیونکہ جو قومیں اکثر فوجی خدمت ادا کرتی رہیں وہ جزیہ سے بری ہو گئیں۔ چنانچہ مولانا **محمد شبلی نعمانی** اپنی کتاب الجزیہ میں لکھتے ہیں کہ "لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کے ماتحت تھے اور جن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی اُنکو فوجی خدمت پر مجبور کرنیکا اسلام کو کوئی حق نہ تھا نہ وہ ایسے پُرخطر خدمت کے لیے راضی ہو سکتے تھے۔ اسلیے ضرور تھا کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے کوئی ٹیکس ادا کریں اسی ٹیکس کا نام جزیہ تھا ...... لیکن اگر کسی موقعہ پر غیر قوموں نے فوج میں شریک ہونا یا شرکت کے لیے آمادہ ہونا گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کیے گئے" پھر کہتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والیے ایلہ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا تھا اُسمیں یہ الفاظ مندرج فرمائے یحفظوا و یمنعوا یعنی ان لوگوں کی حفاظت کی جائے اور دشمنوں سے بچائے جائیں (دیکھو فتوح البلدان بلاذری

صفحہ ۹۹
کیا جزیہ لینے کے حکم ہی سے ثابت ہے کہ اسلام کا زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں سمجھو۔ فرض کرو کہ ایک کافر کے پاس ہم ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور انکو اور قسم کی آمدنیاں تجارت وغیرہ سے بھی ہیں اور ایک مسلمان کے پاس بھی چالیس ہزار نقد موجود ہے اور اس کے پاس تجارت وغیرہ سے کوئی آمدنی نہیں ہے۔ تو سال بھر میں اگر ... روپیہ ... کی آنے اور ... اگر ... جسکی پرورش اُسکے ... سے اُسی قدر دینا ... طریقہ پر ۳۰ - ۴۰ ... سے زیادہ نہیں ہو سکتی مگر مسلمان کو ... کے خزانہ سے ایکہزار نقد نکالکر دینا ہوگا اور اُسپر بھی ۲۰ برس سے کم اور پچاس سے زیادہ عمر والے مرد۔ عورتیں مفلوج - معطل العقل - نابینا - مجنون اور مفلس یعنی جنکے پاس دوسو درہم سے کم ہو عموماً جزیہ سے بری ہیں - تو اس سے صاف ثابت ہے کہ دین میں زبردستی نہیں کیونکہ جزیہ کا طریق ہی صاف بتا رہا ہے کہ جو شخص اپنے دلی رغبت سے مسلمان نہ ہو تو وہ اپنا دنیاوی فائدہ کافر رہنے ہی میں سمجھے گا مانا کہ تم نے بزور شمشیر مذہب پھیلانے کے لیے جہاد بھی کیا اور فتحیاب بھی ہوے لیکن جب آپنے جزیہ یا اسلام پیش کیا تو اب بتاؤ کہ وہ کیا قبول کرینگے ؟ ضرور جزیہ قبول کرینگے۔ پھر آپ کی ساری کوشش بیکار گئی یا نہیں کہ دین کو بزور شمشیر پھیلانے کا حکم نہیں بلکہ وعظ ونصیحت اور حقائق و دقائق اسلام سے ہے جسکا موقع ہمکو ہماری مہربان گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے وہ عمدہ ملا ہے کہ کسیکو کہیں نہیں ملا ہوگا اور اس موقعہ سے حضرت اقدس بہت کچھ فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور اُٹھائیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ اسلام حقائق و دقائق کے ذریعہ سے کیونکر پھیلتا ہے۔

اب میں بیان کرتا ہوں کہ کن کن لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے جس سے صاف ثابت ہوگا کہ حضرت اقدس کو جہاد کرنیکی ضرورت نہیں۔ سنو! ہاں سنو! جہاد جیساکہ میں بیان کرچکا ہوں گورنمنٹ برطانیہ کے عہد میں وہ امن ہے کہ جس سے بڑھ کر عقل تجویز ہی نہیں کر سکتی - تو پھر جہاد کیا ؟ اور کس سے اور کیوں ؟ ہاں ہاں جہاد صرف امن قائم کرنے کے لیے ہے کیونکہ :-

(ا) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں سے لڑیں - اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے فاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم و لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین - یعنی لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو (بغیر لڑے مت لڑو) بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو - اور دوسری جگہ فرماتا ہے فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین - یعنی اگر وہ لڑنا موقوف کردیں تو دست درازی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دست درازی صرف ظالموں پر کرنی ہے اور ایک اور جگہ فرماتا ہے فمن اعتدے علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدے علیکم و اتقوا اللہ و اعلموا ان اللہ مع المتقین - یعنی جو کوئی تمپر زیادتی کرے اُسپر تم زیادتی کرو جتنی کہ اُسنے تمپر زیادتی کی ہے اور خدا سے ڈرو اور جانو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے یعنی اُسکے ساتھ ہے جو زیادتی سے پرہیز کرتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ حرم کعبہ کے پاس جدال و قتال نہیں کرتے تھے اُسکی نسبت فرمایا واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل یعنی لڑنے کی حالت میں اُنکو جہاں پاؤ (حرم کے اندر یا باہر) قتل کرو اور اُنکو نکالو جہاں سے اُنھوں نے تمکو نکالا کیونکہ فساد کرنا قتل سے بھی زیادہ سخت ہے - مگر اس حکم میں بھی احتیاط کا حکم فرمایا فلا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکفرین یعنی مسجد حرام کے پاس اُنکو مت مارو جبتک کہ وہ تم کو نہ ماریں اگر وہاں تمکو ماریں تو تم بھی اُنکو مارو یونہی سزا ہے کافروں کی - پھر اسکے بعد فرمایا فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم یعنی اگر وہ باز رہیں یعنی لڑنا موقوف کریں تو بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے اور مہربان - یعنی تم بھی اُنکو معاف کرو اور لڑنا موقوف کرو۔

کہو مخالفو! اب زبردستی ہی دین منوانا تھا تو اُنکی لڑائی پھر طائی پر لڑائی پھر لڑائی اور اُن کے باز رہنے پر باز رہنا کیسا!

سورہ نحل میں فرمایا ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین - یعنی اگر تم کافروں کے ایذا پہونچانے کا بدلہ لینا چاہو تو اُسی قدر ایذا کا بدلا لو کہ جسقدر تمکو ایذا پہونچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور سورہ حج میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی اُن لوگوں کو لڑنے کا اذن دیا گیا ہے جنسے کفار مکہ لڑتے ہیں اسلیے کہ کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلمان مظلوم ہوے ہیں - اُنھوں نے مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے اُن کے گھروں سے نکال دیا ہے صرف اس لیے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

اے میرے مخالف بداندیشو! دیکھو تو کہ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ لڑنے والوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے یہ کہاں ہے کہ زبردستی دین اسلام منوانے کے لیے حکم دیا گیا ہے

حضرات! ذرا ادھر تو دیکھو کہ تم سے کون قوم لڑتی ہے اور کس قوم نے تمھیں اپنے گھروں سے نکالدیا ہے جس سے تم مسیح موعود کو لڑنے کے لیے کہتے ہو ؟ اور اگر ایسا موقعہ ہو بھی تو ہمارا تمھارا بدلہ لینے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کیا کم ہے جو مسیح موعود کو جہاد کرنے کی ضرورت پڑے۔

سورہ نساء میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا - یعنی مگر جو لوگ اُس قوم سے جا ملیں کہ جن میں اور تم میں معاہدہ ہے یا تمھارے پاس آجائیں اُس حال میں کہ وہ تمھارے ساتھ لڑنے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے جی ہار چکے ہیں (تو اُن سے تعارض مت کرو) اور اگر اللہ چاہتا تو اُنکو تمپر غالب کردیتا تو وہ تم سے لڑائی کرتے - پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے لڑیں نہیں اور تمھاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے بھی تمھارے لیے اُنپر کوئی راہ نہیں نکالی۔

پھر اُس کے بعد فرمایا ستجدون اخرین یریدون ان یامنوکم و یامنوا قومھم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا فان لم یعتزلوکم و یلقوا الیکم السلم و یکفوا ایدیھم فخذوھم واقتلوھم حیث ثقفتموھم واولئکم جعلنا لکم علیھم سلطانا مبینا یعنی عنقریب اور لوگ بھی پاؤگے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں جب وہ فساد کے لیے بلائے جاتے ہیں تو اُسمیں جھٹ کود پڑتے ہیں پس اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور پیغام صلح نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھوں کو (تمھارے ساتھ لڑنے سے) نہ روکیں تو پکڑو اُن کو اور جہاں کہیں پاؤ اُنھیں مار ڈالو ان لوگوں کی بابت ہم نے صریح حجت دیدی ہے۔

سورہ ممتحنہ میں نہایت صفائی سے بطور قاعدہ کلیہ کے بیان فرمایا ہے کہ کافروں سے کسطرح پیش آنا چاہیے سو یہ فرمایا ہے ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین - انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون - یعنی جو لوگ تم سے دین پر لڑتے نہیں اور نہ اُنھوں نے تمھیں تمھارے گھروں سے یعنی وطنوں سے نکالا خدا اُن (کفار) سے نیکی کرنے اور احسان کرنے سے نہیں روکتا - خدا کو سلوک کرنے والے لوگ پسند آتے ہیں خدا تو تمھیں اُنھیں لوگوں سے دوستی کرنے کو منع کرتا ہے جو تم سے دین پر لڑتے ہیں اور تمکو تمھارے وطن سے نکالدیا اور تمھارے نکالنے پر ایک دوسرے کی معاونت کی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے سو یہ لوگ ستمگار ہیں۔

ان تمام آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لڑائی کا حکم کسیکو زبردستی اسلام قبول کرانیکے لیے نہیں ہے بلکہ جو لوگ مسلمانونکو قتل کرنا اور اُن سے لڑنا چاہتے تھے اُن سے محفوظ رہنے کے لیے لڑنے کا حکم ہوا ہے - اور لڑائی کے موقوف ہو جانے اور امن قائم ہوجانے پر کسی مذہب سے کسی قسم کا تعرض مقصود نہیں تو پھر بتاؤ کہ اسوقت کے ایسا امن تمھیں کبھی نصیب بھی ہوا یا گورنمنٹ برطانیہ سے بڑھکر امن کا انتظام تم کر سکتے ہو جو مسیح موعود کو جہاد کرنے کے لیے کہتے عجب بیوقوف ہو!

(۲) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنھوں نے دغا بازی کی ہو اور معاہدہ کو توڑ دیا ہو - سورہ توبہ میں فرمایا ہے وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون - یعنی اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسم توڑ دیں تو جو کفر کے سردار ہیں اُن سے لڑو - کیونکہ اُن کی قسم کچھ نہیں۔

اور ایک جگہ اسطرح فرمایا الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ یعنی کیوں نہ لڑو ایسی قوم سے کہ توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں ہیں کہ رسول کو نکالدیں اور اُنھوں نے پہلے چھیڑ کی۔

اور پھر سورہ انفال میں فرمایا الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون - فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون - یعنی جن لوگوں سے تو نے عہد کیا ہے پھر اُنھوں نے ہر دفع اپنا عہد توڑا ہے اور پرہیزگاری نہیں کرتے (یعنی عہد شکنی سے نہیں بچتے) اگر تو اُن کو لڑائی میں پاوے تو اُن کو ایسا مار کہ اُن کے پیچھے جو لوگ ہیں متفرق ہوجائیں - پس معاہدہ توڑنے کے بعد اُن سے لڑنا امن قائم رکھنے کے لیے بہتر طریقہ کو گورنمنٹ برطانیہ نہیں برتتی تا جو مسیح موعود کو جہاد کرنا پڑے ؟ گورنمنٹ سے جو عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑے جیسا کہ معاہدہ کرنا تو کیا امن قائم رکھنے کے۔

تو ہم تو خود کہ ہمارے احسان ہمارے نشانات ہوگی گورنمنٹ برطانیہ نے ہمکو ہمیں مذہبی آزادی بخشی ہے۔ ہم لوگوں کو جہاد کی کیا ضرورت ہے ہم کو تو ہمیں انکو اس گورنمنٹ برطانیہ کی دل سے اطاعت کرنا فرض ہے اور لازم ہے۔

(۳) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنھوں نے مسلمانوں کو اُن کے بچوں اور عورتوں کو عذاب اور تکلیف میں ڈال رکھا ہے اور اُس کا ذکر سورہ نساء میں ہے **وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔** یعنی کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے بچانے کے لیے مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اور کر ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔

تو مخالفو! ایسی حالت تو مجھے کہیں نظر نہیں آتی اور اگر ہیں ہو تو اس مہربان گورنمنٹ برطانیہ سے عرض کرو وہ تمہارے شکایت کو بحسن وخوبی مٹا دے گی اور اُن مسلمان بچوں۔ عورتوں۔ مردوں کو ظالموں کے ظلموں سے آزادی دلوا دے گی کیونکہ خدائے کریم نے اس گورنمنٹ برطانیہ کی فطرت میں رحم انسانی کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اور اگر یہ گورنمنٹ برطانیہ کسی موقع پر تم ہی سے کام لینا چاہے تو ہمکو اُس کے حکموں پر لڑنے مرنے کے لیے طیار ہو جانا چاہیے کیونکہ یہ اولوالامر ہے اور اولوالامر کے حکموں کو ماننا فرض ہے۔

ہاں تو جناب مخالف صاحبان! خدا تو یہ فرماوے کہ دین کے بارے میں زبردستی نہیں تو کافروں پر دین کے لیے جبر کرنے والا نہیں تو اُن پر کروڑا نہیں۔ تیرا کام سوائے حکم کے پہونچانے کے کچھ نہیں۔ ایک صحابی کے لڑکوں کو ایک عیسائی بہکا کر لے جائے اور جب اُن کا باپ واپس لانے کا قصد کرے تو وحی اُترے کہ **لا اکراہ فی الدین**۔ خدا صلح اور معاہدہ کرنے کو کہے اور معاہد کو بڑے بڑے حقوق دے۔ پھر مفتوحہ ملک کے کافروں سے ایک ہلکا سا ٹیکس جزیہ لیکر اُن کے جان و مال و مذہب کی حفاظت اپنے ذمہ لینے کو کہے اور وہ ٹیکس بھی اس لیے کہ مسلمان ملک کی حفاظت کے لیے فوجی خدمت پر مجبور ہیں اور تاکہ وہ ایک ہلکا سا ٹیکس دیکر بری ہو جائیں گرجا بناویں مندر بناویں مذہبی رسوم دھوم دھام سے کریں۔ پھر جو شخص عین لڑائی میں پناہ چاہے تو پناہ دیا اور مسلمان ہونے کے لیے قرآن سے نصیحت کریں پھر اگر وہ مسلمان نہ ہو تو اُسکو اُسکے امن کی جگہ پہونچا دیں۔ اور لڑائی کا حکم صرف امن قائم رہنے کے لیے ہو یعنی ان

لوگوں سے جو مسلمانوں سے لڑیں اور اُن لوگوں سے جو عہدشکنی کریں۔ اور اُن لوگوں سے جو مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو ستاویں پھر اُس میں نہایت ہی احتیاط کرنیکا حکم فرماوے کہ لڑائی میں زیادتی مت کرو تو پھر تم کیونکر کہہ سکتے ہو کہ اسلام میں حکم ہے کہ دین کو زبردستی شمشیر پھیلاؤ کسی طرح کسی پہلو نہیں مت کرو لغو باتوں کو تمیز کرو۔ اتقوا اللہ! اتقوا اللہ!!

بعض مخالف کہہ اُٹھتے ہیں میرزا غلام احمد (علیہ السلام) جہاد کے حکم کو منسوخ بتاتے ہیں۔ اُن مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ السلام منسوخ کیوں بتانے لگے تمہارے خیالی جہاد کا حکم ہی نہیں ہوا ہے کہ زبردستی اسلام بزور شمشیر منواؤ۔ یا بلا وجہ یونہیں وحشیوں کی طرح لڑتے پھرو یا علاوہ رہنے دوسرے علاجوں کے یوں ہی مار دھاڑ کرو اور کٹ مرو۔ تو پھر میرے پیارے مخالفو! منسوخ کسکو کہتے ہیں جب حکم ہی نہیں ہوا تو منسوخ کیسا! ہاں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے بہت ستایا یہاں تک کہ حضرت اور مہاجرین کو گھر بار چھوڑنا پڑا اور آپنے مدینہ میں آکر پناہ لی اور کفار آپ کے اور مسلمانوں کے استیصال کے فکر میں لگ رہے تب کوئی علاج نہ رہنے کے بعد اور برداشت کے اپنی حد تک پہونچ جانے کے بعد مجبوراً یہ حکم نازل ہوا کہ مسلمان اپنی حفاظت کے لیے اور نیز مکہ کے مظلوم مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی آزادی کے لیے تلوار اُٹھائیں جسکو تم کسی دھوکے باز گورنمنٹ کی پولیسی کے طرح بتاتے ہو۔ سنو میں اسکو صراحت کے ساتھ بتلاتا ہوں۔

یہ ظاہر ہے اور اُسکے صراحت کرنے کی ضرورت نہیں کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے کفار کیسی عداوت رکھتے تھے اور کیسی کیسی تکلیفیں اور اذیتیں اُن کے ہاتھ سے آنحضرت اور صحابہ کو پہونچیں اور بار بار اُنھوں نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور حبشہ تک مہاجرین کے تعاقب میں گئے پھر یہاں تک کہ آنحضرت کو مدینہ ہجرت کرنے پڑی اول تمام حالات سے جو عداوت کہ قریش مکہ کو مسلمانوں سے ہو گئی تھی اور ہر طرح اُنکو معدوم کرنے اور ایذا پہونچانے کی تدبیریں کرتے تھے بخوبی ظاہر ہے کہ قریش مکہ کو مدینہ کے لوگوں سے بھی جو مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا ویسی ہی عداوت تھی جیسی کہ مکہ کے مہاجرین سے تھی۔ اور خود اُن کو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو وہ آنحضرت اور اُنکے صحابہ کے ساتھ مکہ میں کرتے رہتے تھے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ اگر آنحضرت کے صحابی زیادہ قوی ہو جائیں گے تو مکہ پر حملہ کرینگے اور حقیقت میں آنحضرت کے سوا اگر اور کوئی ہوتا تو وہ ضرور ایسا ہی کرتا۔ یہی وجہ تھی کہ قریش مکہ

مدینہ پر ہمیشہ چڑھائی کرنے کا خیال رکھتے تھے چنانچہ قرآن مجید میں اسی بات کیطرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے **وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔** یعنی اہل مکہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمکو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں۔ مدینہ والے بھی قریش مکہ کے حملہ سے مطمئن نہیں رہتے تھے اسلیے کہ مدینہ کے اُن لوگوں میں جو ایمان نہیں لائے تھے اور آنحضرت کے مدینہ تشریف لانے کو پسند نہیں کرتے تھے اور مدینہ کے اُن لوگوں سے جنھوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا نہایت ناراض تھے اور چند معزز لوگ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے تھے اور قریش مکہ سے جا ملے تھے۔

اب دیکھنا چاہیے ایسی حالت میں آنحضرت و مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و امان قائم کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تھا اور اُس مقصد کے حصول کے لیے چار امر لازمی تھے کہ بغیر اُنکے امن و حفاظت مطلوبہ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی تھی۔

(۱) اس بات کی خبر رکھنی کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبہ میں ہیں۔

(۲) جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینہ کے گرد رہتے تھیں اُن سے امن کا اور قریش مکہ کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کرنا۔ لیکن عہدشکنی کی حالت میں اُن سے مقابلہ کرنا اس منصوبہ کے لیے ایسا ہی ضرور تھا جیسا کہ اُن کا معاہدہ کرنا کیونکہ اگر عہدشکنی کی مکافات قائم نہ کیجائے تو کوئی معاہد اپنے عہد پر قائم نہیں رہتا اور امن مطلوبہ حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۳) جو مسلمان مکہ میں بمجبوری رہ گئے تھے اور موقع پاکر وہاں سے بھاگ آنا چاہتے تھے اُن کے بھاگ آنے پر جس قدر ہو سکے اُن کی اعانت کرنا کیونکہ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا ہمیشہ احتمال ہوتا تھا کہ شاید اُسکے ساتھ بہانہ کرکے کوئی مسلمان مدینہ میں بھاگ آنیکے لیے نکلا ہو۔

(۴) جو گروہ قریش مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پھر آنے والا ہے ہتھیاروں سے اُنکا مقابلہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُسی امن کے قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

ان چاروں باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں کہ جس کی نسبت کہا جاوے کہ اُس سے زبردستی بزور شمشیر اسلام منوانا مقصود ہے بلکہ یہ حفاظت کے لیے ہے اور ان کے سوا اور دو امر ہیں جو امن و حفاظت کے لیے ہتھیاروں کے اُٹھانے کا باعث ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کافر اُن مسلمانوں کو جو اُن کے قبضہ میں ہوں تکلیف اور ایذا دیتے ہوں اُنکی مخلصی کے لیے یا اُنکو نجات دلوانے کے لیے لڑائی کی جاوے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین الخ۔**

(۲) یہ کہ کافر مسلمانوں کو اُن کے احکام مذہبی ادا کرنے کے لیے مانع ہوں بشرطیکہ اُنکی علاقہ میں نہ رہتے ہوں کیونکہ اُس صورت میں اُن کے لیے ہجرت لازم ہے نہ لڑائی (ایسی آفت سے پنجاب کے مسلمانوں کو گورنمنٹ برطانیہ نے چھڑایا جس میں سکھوں کے ہاتھوں گرفتار تھے جس کا کل مسلمانوں کو احسان مند ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے۔)

اگرچہ اس لڑائی کی بنیاد ایک مذہبی امر ہے لیکن اُس کا مقصود اپنی مذہبی آزادی حاصل کرنی ہے۔ (جو آجکل بہر صورت حاصل ہے) نہ کہ تلوار سے مذہب قبول کروانا۔

اور ایک اور امر ہے جو انھیں لڑائیوں کا ضمیمہ ہے یعنی جس ملک یا قوم سے انھیں امور کے سبب مخالفت ہے اور لڑائی انھیں امور کے سبب مشتہر ہو چکی ہے اُس ملک یا قوم پر چھاپا مارنا یا اُن کا اسباب اور اُنکی رسد اور اُنکے ہتھیار وغیرہ لوٹنا۔

پس آنحضرت کے وقت میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ سب انھیں قسموں میں سے تھیں جو اُسکو حفاظتی و دفاعی کہیں گے تو اور کیا کہیں گے جس کے دماغ میں خدا نے ذرا بھی قوۃ سیاست اور انتظام ملکی دی ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے کہ کل امور جو میں نے اوپر لکھے ہیں حفاظت اور دفع پر مبنی ہیں اور اُس میں سے کوئی امر ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ زبردستی مذہب منوانا منظور تھا یا بغیر سوچے سمجھے وحشیوں کیطرح مار دھاڑ کرنا اور صرف کٹ مرنا تھا بلکہ نہایت مجبوری کی حالت میں حفاظت اور دفع کے لیے تلوار اُٹھانا تھا۔

خلفاء کے عہد کے وقت جو کچھ جنگ ہوئی وہ کسریٰ شہنشاہ ایران اور قیصر شہنشاہ قسطنطنیہ سے ہوئی اور جو اردگرد چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں وہ انھیں دونوں کی باجگذار تھیں۔ پس ان ریاستوں سے جو جھگڑے ہوئے وہ گویا انھیں دونوں سے ہوئے بلکہ زیادہ تر ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے صلح ہی ہو گئی جیسا کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے

ان دونوں سلطنتوں سے جو جہادیں ہوئیں اُن کی بنا بھی آنحضرت ہی کے وقت سے شروع ہوئی۔ ہرقل سے تو اس سے جہاد کی گئی کہ آنحضرت نے حارث بن عمرو ازدی کو ہرقل کے نام ایک خط دیکر بھیجا تو جب وہ موتہ میں پہونچے تو مار ڈالے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فالتوں کی بنزادہی کے ...
تیس ہزار فوج دیکر بھیجا آخر لڑائی ہوئی۔
اس لڑائی میں خاص ہرقل کی شاہی فوج بھی
شامل تھی اور اس کے بعد جنگ تبوک بھی
ہرقل کی حملہ آوری کی خبر کی وجہ سے کی گئی تھی
اور پھر لڑائی چھڑ گئی۔

اور ایران سے اس لیے ہوئی کہ اُس کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص عداوت
تھی چنانچہ جب اُسکو آنحضرت نے دعوۃ کی اور
نامہ دعوت اسلام بھیجا تو اُس نے غصہ میں آکر
آنحضرت کی گرفتاری کے لیے دو سپاہی بھیجے۔
پس اُس کی عداوت میں کیا کسر باقی رہ گئی۔
پھر اسلامی سرحد اور اُسکی سرحد ملگئی تو بہت
پیچیدگیاں واقع ہو گئیں جسکی وجہ سے حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ضرور ہوا کہ حفظ
ما تقدم کے خیال سے پہلے ہی پیشقدمی کرتے
مصر بھی ہرقل کے ماتحت تھا اس لیے اُس پر
بھی جہاد کرنی ہوئی اور جب لڑائی شروع
ہو گئی تو جہاں حملہ کرنا مناسب سمجھا گیا کیا گیا
اور علاوہ اس کے جب اسلام دنیا میں ظاہر ہوا
تو اس وقت اُسکے اردگرد ایسی جماعتیں
تھیں کہ جو اُسکو ہرگز نہیں چاہتی تھیں۔ بہت
سی ایسی تجاویز ہر روز سوچی جاتی تھی کہ جس
سے یہ جدید طاقت بالکل دور ہو جاوے ایسے
وقت میں اسلام کا فرض تھا کہ اپنا بچاؤ جس
طرح چاہے کرے۔ اور اپنی قوت کو بڑھا کر
اپنے رہنے کی جگہ کرے اور چونکہ اسلام کو
اپنی صداقت اور استقامت کا اظہار منظور
تھا اسواسطے اُس نے ہر ایک حملہ کا جواب دفعیہ کیا
تو پیارے مخالفو! اسوقت جو سب سے بڑا
حملہ جیز ادیان کا اسلام پر ہے کتابی حملہ ہے اسکے
دفعیہ میں حضرت اقدس کا ساتھ کیوں نہیں دیتے
اور اگر تم نہیں دوگے تو کچھ حرج نہیں خدا
اپنے مرسل کا ضرور ساتھ دے گا اور بڑے
زوروں سے اسلام کی اور اُسکی صداقت کو
ظاہر کر دے گا ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔

ہاں سنو! غور سے سنو!! تواریخی
واقعات سے آزادی مذہب کی مثالیں بیان
کرتا ہوں

النجوم الزاہرہ واقعات [illegible] میں لکھا
ہے کہ جب ہارون رشید بادشاہ قیصر روم
کی بغاوت سے نہایت ہی برہم ہوا تو عیسائیوں
کی طرف سے اُسکے خیالات بہت کچھ بدل گئے
اور غالباً اسی کا اثر تھا کہ اُس نے قاضی یوسف
صاحب سے جو مذہب حنیفہ کے افسر کل تھے
پوچھا کہ عیسائیوں کے گرجے اسلام میں کیوں
محفوظ رہے اور آج یہ اُن کو کیوں اجازت
حاصل ہے کہ وہ علانیہ صلیب نکالتے ہیں تو
اس کا جو قاضی صاحب نے جواب لکھا اُسکے
الفاظ یہ ہیں۔

انما کان الصلح جزی بین المسلمین
واهل الذمة فی اداء الجزیة وفتحت
المدن علی ان لا نهدم بیعهم
ولا کنائسهم اهل المدینة و
خارجها وعلی ان یقاتلوا من ناواهم
من عدوهم وعلی ان یخرجوا
الصلیبان فی اعیادهم فافتحت
الشام کلها والحیرة الا اقلها علی
هذا فلذالک ترکت بیع والکنائس

یعنی مسلمان اور ذمیوں سے جزیہ کی بناپر جو
صلح ہوتی تھی اس شرط پر ہوتی تھی کہ اُنکی
خانقاہیں اور گرجے شہر کے اندر ہوں یا باہر
برباد نہ کیے جائیں۔ اور یہ کہ اُن کا کوئی دشمن
اُن پر چڑھ آوے تو اُنکی طرف سے مقابلہ کیا جائے
گا اور یہ کہ تہواروں میں صلیب نکالنے کے
مجاز ہیں۔ چنانچہ تمام شام اور حیرہ سوای
تھوڑے کے انھیں شرائط پر فتح ہوئی اور
یہی وجہ ہے کہ خانقاہیں اور گرجے اسی طرح
چھوڑ دیے گئے اور برباد نہیں کیے گئے۔

مخالفو! اسلام بزور شمشیر پھیلانا
اسی کو کہتے ہیں کہ اُن کے جان و مال کی حفاظت
کی جائے اُنکو مذہب کی آزادی دیجاوے
اُن کے گرجے وغیرہ قائم رکھے جائیں۔ اُنکے
ممالک میں بڑی دھوم دھام سے صلیب نکالے
ناقوس اور گھنٹہ کی آواز ہو اور اُن لوگوں
کے بچاؤ کے لیے ہر کسی سے چاہے مسلمان ہو
لڑائی کی جاوے۔؟

خلیفہ ہادی کے وقت میں مصر کے کئی گرجے
منہدم کر دیے گئے تھے۔ خلیفہ ہارون کے وقت
میں مصر کے حاکم موسیٰ نے علماء سے اس بارہ
میں استفتا لیا تو علامہ لیث بن سعد نے جو
تمام علماء مصر کے پیشوا اور بہت بڑے
محدث تھے سب گرجوں کو از سر نو بنوا لینے کا فتویٰ
دیا اور سرکاری خزانہ سے تعمیر کرایا گیا چنانچہ
علامہ مقریزی نے تاریخ مصر میں اس واقعہ کو
ان الفاظ میں لکھا ہے فبنیت کلها بمشورة

اللیث بن سعد بن لهیعة وقال هو
من عمارة البلاد واحتجا بان
الکنائس التی بمصر لم تبن الا فی
الاسلام فی زمن الصحابة والتابعین

کہو مخالفو! صحابہ اور تابعین کے وقت
میں تو گرجے وغیرہ بنے اور آج آپ مسیح موعود
سے بزور شمشیر اسلام پھیلوانا چاہتے ہیں؟
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجرانیوں کے
پادری کے معاہدہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پادری
وغیرہ اپنے منصب پر بحال رہیں گے اور
مذہب سے کچھ تعرض نہ کیا جائے گا۔ یہ خاص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں۔

کہیے حضرات! اگر مذہب میں زبردستی ہوتی
تو پادریوں کو اپنے منصب پر بحال رکھکر
کیوں غیر مذہب کو مضبوط کرتے۔ کیا قلیل
مقدار جزیہ کا لیکر مذہب کو زبردستی نہ
قبول کروانا اس بات کی صاف دلیل نہیں ہے کہ زبر
دستی تھی ہی نہیں؟ سوچو! اور غور کرو
ہاں خوب غور کرو۔

طبری میں لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک عورت نے
مسلمانوں کی ہجو کی اشعار گائے تو ایک افسر
نے اس جرم پر اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالے تو
حضرت ابوبکر نے اس افسر کو خود کہا کہ اگر وہ
مسلمان تھی تو معمولی سزا دینی چاہیے تھی
اور اگر ذمی تھی تو جب ہم نے اُسکے شرک وکفر
سے درگذر کی تو ہجو شرک وکفر سے ہر
حال کم ہے۔

حضرت خالدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ
میں جب حیرت پر فتح حاصل کی تو یہ معاہدہ
لکھا

لا یهدم لهم بیعة ولا کنیسة ولا
یمنعون من ضرب النواقیس ولا من
اخراج الصلبان فی یوم عیدهم۔

یعنی اُن کے گرجے برباد نہ کیے جائیں گے
نہ اُنکو ناقوس بجانے سے منع کیا جائے گا نہ
عید کے دن صلیب نکالنے سے روکا جائیگا
(کتاب الخراج صفحہ ۸۰)

اور ایسے ہی اور صلح نامے خالدؓ نے کیے تھے
قاضی یوسف صاحب نے کتاب الخراج
میں ان تمام احکام کو نقل کر کے لکھا ہے
کہ خالد کے ان معاہدوں پر حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی
کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اس پر کل صحابہ
علیہم السلام کا اجماع ہو گیا۔ یاد رہے کہ
ایسے ایسے معاہدے زبردستی اسلام
پھیلانے کے حکم کے بعد ناممکن تھے۔

سنو پیارے مخالفو! جو کچھ میں نے لکھا ہے
وہ محض انصاف اور راستی سے لکھا ہے
اور مجکو قوی اُمید ہے کہ جو تم میں سچ کا پیارا
کرنے والا ہوگا اُس پر یہ بات اظہر من الشمس
ہو جائے گی کہ اس موجودہ حالت میں کسی طرح
سے کسی کے ساتھ جہاد جائز نہیں ہے۔

اور خدا ایسے ہی دن ہمیشہ رکھے اور گورنمنٹ
برطانیہ تو محض ایک رحمت مسلمانوں کے لیے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جسکی فرمانبرداری اور اطاعت
ہمکو دل وجان سے خدا کا حکم سمجھکر کرنی چاہیے
بیشک گورنمنٹ برطانیہ ہمارے لیے بجائے
ماں کے ہے اور جو کچھ ہمکو ضرورت ہو اور
جو کچھ غرض ہو اُس سے عرض کرنا چاہیے
اور اگر کوئی غرض ہماری قبول نہ ہو تو ناامید
نہ ہونا چاہیے کیونکہ

اور ملکت خویش خسرواں دانند

اور ماں بھی تو بچہ کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی
اگر بچہ آگ یا سانپ لینا چاہے تو ماں نہیں
لینے دیتی تو یہ گورنمنٹ بھی تو بجائے
مہربان ماں کے ہے وہ ہماری ضرورتوں کو خود
سمجھتی ہے اگر آج نہ بھی تو کل سمجھے گی بہ ضرور
سمجھے گی اور ضرور سمجھنا چاہیے ہم نادان
بچے اپنا ناز کیوں چھوڑیں وہ ناز گردا اگر
کرے ہی گی اور ضرور کرے گی۔ کیا اُسکو بھی
بھولی بھالی رعیت کا کچھ خیال نہیں ہے ضرور
ہے اور ہوگا اور کیوں نہیں ہوگا

رعیت چو بیخ است سلطاں درخت

خدا سے دعا مانگو کہ اس سلطنت کو ہمیشہ ہمارے
سروں پر قائم رکھے اور ہمیشہ نور ہدایت کا بھی اس
سلطنت کو پاوے اور جیسا اس دنیا میں
ہمارے انگلستان کے بھائی خوش ہیں آخرت
میں بھی خوش ہوں۔

ہاں اور جو تم یہ کہتے ہو کہ مسیح موعود کے
بارے میں تو حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ لڑے گا
اور تلوار چلائے گا۔ تو سنو یہ تمکو دھوکا لگا
ہے۔ ہاں غور سے سنو! صحیح حدیث میں
مسیح موعود کے بارے میں صاف آیا ہے کہ

یضع الحرب

یعنی مسیح موعود جنگ وجدال کو موقوف کرینگے
تو دیکھو یہاں سے صاف ثابت ہے کہ اُنکو جنگ
وجدال وآلات حرب کی ضرورت نہیں ہوگی
پس جن حدیثوں میں مسیح موعود کے لڑنے کا
ذکر ہے اُن کے معنے سوائے اسکے اور کیا ہیں
ہیں کہ وہ دلائل وبراہین کی تلوار سے فریق مخالف کو
اور اُن کے منہ سے وہ حقائق ومعارف نکلیں گے
کہ کافر دم نہ مار سکیں گے گویا مر جائیں گے۔
اور یہی بات انجیل سے بھی ثابت ہوتی ہے
کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ آنے والا مسیح منہ
کی دو دھاری تلوار سے لڑے گا اور آیت

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

کے نیچے اگر اسکا فیصلہ ہو جاتا ہے اور یہ بات
تم مسیح موعود میں ملاحظہ کر رہے ہو۔
دوسری روایت دیگر آیا ہے کہ یضع
الجزیة یعنی جزیہ کو موقوف کرینگے جس کا
آپ لوگ یہ معنی لگاتے ہیں کہ جزیہ کے حکم کو منسوخ
کر دینگے اور سوائے اسلام کے کافروں سے کچھ قبول نہ کرینگے
لیکن یہ بیہودہ معنی ہے۔ نادانو! اکمل الکتاب قرآن شریف میں جب
آچکا ہے حتی یعطوا الجزیة تو پھر وہ بدلنے والے کون؟
یاد رکھو کہ قرآن شریف کا لفظ ایک لفظ بھی
نہیں تبدیل ہو سکتا ہے جس کے بارہ میں خدا
نے فرمایا ہے ما یبدل القول لدی
اور الیوم اکملت لکم دینکم
جب قرآن شریف کا ایک حکم بھی بدلا تو وہ
خاتم الکتب کتاب نہ ہوئی اور جب وہ خاتم
الکتب نہ ہوئی تو اُس کا لانے والا بھی خاتم
النبیین نہ ہوا (معاذ اللہ)

(باقی آئندہ)

ضرورۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری جماعت کے اہل قلم ضرورۃ امام پر مضامین لکھیں۔ میں ان مضامین کو سنوں گا اور دیکھوں گا کہ انھوں نے کس طرح میرے وجود کی ضرورت کو سمجھا ہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت سے مضامین لکھے گئے اور وہ اعلیٰ حضرت کے حضور سنائے گئے۔ بعض مضامین خود مضمون نویسوں نے سنائے کچھ ہمارے مکرم بھائی منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے سنائے اور آخر اس خدمت کو خاکسار نے سرانجام دیا۔

ان مضامین کا مجموعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا مضمون ہمکو نہیں ملا تھا۔ اس سے پہلے اس سلسلہ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہے سیٹھ عبدالرحمن صاحب کا بھی طبع ہو چکا ہے۔ آج سے ہم صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا مضمون شروع کرتے ہیں جو اپنے رنگ کا ایک ہی مضمون ہے اعلیحضرۃ نے بھی اسکو بہت پسند فرمایا تھا چونکہ صاحبزادہ صاحب سلسلہ مشائخ کے اسرار سے خوب واقف ہیں اسلیے یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے مرے اللہ ادھر آجا مرے پیارے
چوں بوئے گل دل میں سما جا مرے پیارے
کب ہمکو ترے حسن کے شعلہ کی خبر تھی
یہ آگ لگائی تو بجھا جا مرے پیارے

تمام عالم کے حالات تجربوں اور چشم دید اور اخباروں رسالوں اشتہاروں اور مذہبی فتنوں اور فسادوں اور دنیوی شرارتوں پر نگہ جائی یا علیحدہ علیحدہ طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ قسم قسم کے فساد رنگ برنگ کی شوخیاں اور بیباکیاں طرح طرح کے بغض و حسد و کینہ و عداوت دشمنی بیجا اور بخل اور گونا گون قصے کہانیات و ناول و افسانے نے ہر ایک ملت و مذہب کے پیرو اور متبع کو حق و سداد و صداقت و راستی سے دور ڈال دیا ہے دیکھو انانیت میں غرق جسپر نظر ڈالو بادیگرے فیست میں محو ہے۔

دنیا نے اپنا اپنا رنگ ورد بدلا اور ایک عالم اپنا سارا الحبیس و بہروپیا بنا ہوا ہے حقیقت مروت۔ فتوت۔ غیرت۔ حمیت۔ صدق وصفا۔ تقویٰ۔ تزکیہ۔ تصفیہ۔ خشیۃ اللہ یک قلم مفقود ہے۔ امرا کو دیکھو تو عجیب حال ہے غربا کی نئی چال ہے پیروں فقیروں میں اور بھی نئی و نرالی ادا ہے ایک دوسرے پر حرکات میں سکنات میں قول میں فعل میں ہر ایک وضع اور تراش و خراش میں سبقت لیگیا ہے۔ جدھر نظر دیکھو ایک عجیب عالم نظر آتا ہے جہاں جہاں نظر ڈالو کچھ اور کا اور ہی نظارہ پیش نظر ہوتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

بحر و بر مفاسد سے بگڑ گئے خشک و تر کوئی مقام دارالامن نہیں ملتا اہل کتاب و غیر اہل کتاب خراب ہو گئے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں یہ ہستی پھیل گئی نہ ان میں کوئی فرق اور نہ ان میں کوئی تمیز ایک سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر الامان مفاسد و فتن کا کوئی ٹھکانا نہیں اگر پورے پورے لکھے جائیں تو قلم گھس جائیں دواتیں ختم ہو جائیں اور قطرہ جائیں قومیں کی قومیں ایکدوسرے کی مدد کریں تب یہ ختم نہ ہوں۔

میں دور کیوں جاؤں اور دوسروں کے حالات و مقالات پر کیا افسوس کروں میں اپنے اس گروہ پر روؤں اور کیا عجیب ہے کہ آنکھوں سے بجائے آنسوؤں کے اشک خون بہاؤں کہ جو گروہ صوفیہ صافیہ کے نام سے مشہور اور اپنے اعمال و اوراد و وظائف و رفتار و کردار و اشغال و رسم و رواج پر مغرور اور ہمہ دانی و ہمہ بیانی میں مسرور ہے اور باایں ہمہ اپنے آپ کو علوم روحانیہ کا منبع اور معارف و خداوانی کا سرچشمہ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان والغفران کا وارث بننے میں مشہور ہے۔ اور خوارق عادات اور نشانات و کرامات اور کشوف و رویا و الہامات قادرانہ و مقتدرانہ و نیز متصرفانہ کا مدعی اور اہل اللہ و واصل باللہ اور مقرب الرحمن اور مستجاب الدعوات ہونے کا مفتخر اور اطفال اللہ و متخلق باخلاق اللہ میں داخل ہونے کا تاج اپنے سر پر اور انا الحق کی دلق زیب کمر کرنے والا بلکہ اس سے بھی ایک دو بالشت زیادہ مصرعہ

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

پر بڑے جوش و خروش سے قدم مارنیوالا ہے۔ وہی تمام نعماء الٰہیہ و اسرار ربانیہ سے دور و مہجور ہے وہ علوم روحانیہ سے محض ناواقف انبیاء علیہم السلام کے طریق سے بیخبر سنت اللہ و سنت الانبیاء و الاولیاء سے سراسر نادان و ناسمجھ اور نااہل۔ کرامتوں و خوارق اور کشوف اور اسرار و رویاء اور حقیقت الہامات و وحی الٰہیہ سے نابلد و ناآشنا۔ بجائے ترک ماسوی اللہ کے ترک اللہ اور بجائے فنافی اللہ کے فنا فی الرسوم والدنیا اور بجائے رجوع الی اللہ کے رجوع بالخلق والخلائق و تسخیر الدراہم والاجنۃ میں ہیں۔

مجھے بات دن کے برتاؤ اور آٹھوں پہر کی نشست و برخاست اور ہر وقت کی خلا ملا اور رسم بیاہ بہم نوالہ رہنے سے خوب ثابت ہوا کہ جس قدر یہ فرقہ پستی میں ہے اور حقیقی یہ گروہ ناقص حالت ہے اسکی نظیر دوسرے فرقوں میں کم ہے کیونکہ دعوی کچھ اور افعال کچھ۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وہ پاک مذہب اسلام اور وہ مصفا طریق خداتعالیٰ کی رضا اور وصل الٰہی حاصل کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے لائے اور اپنے صحابہ کو دیا وہ اب اس سلسلہ میں کہاں۔ توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ ان سے ایسی گئی کہ جس کا پتا نہیں لگتا۔ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ اور خداشناسی اور معرفت الٰہی اور قرآن شریف کی سمجھ اور اسکی پابندی اور وہ تعلیم سب کچھ مفقود ہے سنن انبیاء سے محض ناآشنا غرضکہ ہر ایک حسن اور حسن طریقہ سے منحرف ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس گروہ کے اقوال اور افعال اگر یکساں ہوتے اور جو کچھ زبان سے کہتے ہیں کرکے بھی دکھلاتے تو کیوں اسقدر فتنے اور فساد کے دروازے دنیا میں کھلتے۔ اسی فرقہ کا نااہل اور ناملہم ہونا دنیا کی خرابی کا زیادہ تر باعث ہوا۔ اسی فرقہ نے سب سے پہلے اپنا بدنمونہ دکھلایا یہی وہ طائفہ ہے کہ جس کا سب سے پہلے قدم پھسلا عقائد میں توحید میں تقویٰ میں طہارۃ میں اعمال میں افعال میں لباس میں رفتار و گفتار میں معرفت الٰہی میں عبادت میں ہدایت میں غرضکہ ہر ایک طریقہ حسنہ میں گیا گذرا ثابت ہوا ہے۔

نماز جو ذریعہ نجات اور خدا سے ملنے اور ہمکلام ہونے کا اور معراج مومن ہے وہ تو ان میں کچھ قدر و منزلت ہی نہیں رکھتی وہ تو اسطور سے ادا کی جاتی ہے جیسے مرغ دس پانچ دانوں کو جلدی سے چن کر کسی اور طرف رخ کر لیتا ہے۔ ان کا قول ہے کہ نماز سے خدا نہیں ملتا وصال الٰہی بہر حاصل نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک حکم ہے جسکو جس تس طرح جلد جلد ادا کر لینا چاہیے نماز کو سنوار کر یا آہستہ آہستہ پڑھنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔

افسوس یہ لوگ نماز سے ایسے بیخبر ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ اور سعادۃ کبریٰ سے ایسے محروم ہوئے۔ نماز وہ شے ہے جس سے خدا ملتا ہے جنت ملتا ہے بلکہ یہی نجات ملتی ہے جس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے

ایک صوفی درویش نے ایک روز مجھسے پوچھا کہ وصول الی اللہ تنویر قلب کا طریق آپکے مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا بتایا ہے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا اور اس کے احکام کی پابندی اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے پرہیز اور نماز سنوار کر اور دل لگا کر پڑھنا اور نماز میں ہی دعائیں کرنا جیسے قومہ ہے قیام ہے جلسہ ہے رکوع ہے سجدہ ہے بعد تلاوت قرآن کریم یا ادعیہ ماثورہ یا تسبیح مقررہ اپنی زبان میں تب اس بزرگ نے یہ بات سنکر نہایت حقارت کے الفاظ میں فرمایا کہ یہ تو مزاملانوں کا طرز ہے قرآن سے یا نماز سے خدا نہیں ملتا اور نہ یہ راہ خدا تک پہونچنے کی ہے پھر میں نے کہا کہ آپ کونسی راہ بتلاتے ہیں انھوں نے کہا کہ توجہ دینا اور مراقبوں کے اندر مرشد کا تصور کرنا اور اسکو حاضر سمجھنا نفی و اثبات کی ضربیں لگانا میں نے کہا کہ یہ راہ تو ہندوؤں کی راہ ہے مسلمان صوفیوں نے بعض فقرا ہنود اور جوگیوں سے یہ فعل لیے ہیں اسلام میں انکا نام و نشان نہیں۔

الغرض جہانتک دیکھا جاتا ہے اس فرقہ میں اعمال افعال عبادات اسلامی کو چھوڑکر صدہا طرح کی بدعتیں اور طرق عبادت وغیرہ اپنی طرف سے ایسے ایجاد کیے کہ گویا شریعت اور طریقت کو انھوں نے الگ الگ بنا دیا۔

صوفیوں میں ایک ہزار فرقہ سے کم فرقے نہیں ہیں اور سب فرقے ایک دوسرے سے علیحدہ راہ اپنی رکھتا ہے اور مشہور و معروف ان میں چار خاندان اور چودہ خانوادے ہیں۔

سب سے پہلے انھوں نے توحید باری تعالیٰ عز اسمہ میں ٹھوکر کھائی ہے اور وحدۃ الوجود کا ایک بے بنیاد مسئلہ اپنی طرف سے ایجاد کیا پھر اس میں کوئی حلولی ہے کوئی اتحادی ہے کوئی اس کے بین بین ہے۔ نہ اس وحدۃ الوجود کی بحث قرآن میں ہے نہ احادیث میں اور نہ آئمہ اربعہ میں اس کی کچھ بحث ہوئی یہ بھی ہندوؤں کا یا بعض ایسے لوگوں کا ایجاد کیا ہوا ہے کہ جو خدا کی راہ سے اور اسکی رضامندی کے طریق سے دور پڑے ہوئے تھے اسی لفظ کا ترجمہ ہمہ اوست ہے قرآن شریف کی آیات محکمات و بینات کو چھوڑکر بعض آیات متشابہات سے توڑ مروڑ کر وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان کرتے ہیں مگر وہ بھی بے اصل اور بے حقیقت ہے اگر یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہوتا جیسا کہ انھوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کل دارومدار خداشناسی اللہ تعالیٰ [illegible] کا اسی پر ہے تو ضرور تھا قرآن شریف میں اس کی کافی بحث ہوتی اور کوئی سورۃ منجملہ [illegible] قرآنیہ کے ضرور اس میں ہوتی بلکہ اسکا [illegible] احادیث کی کتابوں میں کوئی باب بیان ہوا [illegible]

مختصر نوٹ و نکات

(۱) خصلتان فریضتان علیٰ کل ذی ایمان طلب العلم و طلب الکسب یطلب علم لصلاح دینه و طلب الکسب لصلاح دنیاه فمن یطلب العلم و لم طلب الکسب جاء یوم القیمة مفلسًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو خصلتیں ہر صاحب ایمان پر فرض ہیں ایک طلب علم اور اس کی تحصیل دوم طلب کسب و تجارت تحصیل علم اپنے دین کی صلاح و بہتری اور تجارت اور کسب اپنی دنیا کی صلاح اور بہبود کے لیے جو شخص علم حاصل کرے مگر کسب تجارۃ میں سعی نہ کرے وہ قیامت کے دن مفلسوں کی سی حالت میں حاضر ہوگا۔

(۲) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان یہ ہے نہیں ہے وہ شخص ہم میں سے جو امور آخرت میں منہمک رہنے کے لیے معاملات دنیا سے دست بردار ہو جاوے۔

(۳) فرمان نبوی ہے اُس شخص میں نیکی و خیر نہیں ہے جو وجہ حلال سے مال جمع کرنے کو دوست نہ رکھتا ہو۔

(۴) شرافت و نجابت کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ الشرف بالفضل والادب و لا بالاصل والنسب انسان کے لیے بزرگی و فضیلت اخلاق فاضلہ سے ہے نہ اونچے حسب و نسب سے۔

مہذب کون ہے؟ المؤید نے ایک دلچسپ اور سبق آموز آرٹیکل "مہذب کون ہے" کے عنوان سے لکھا ہے جسکا ماحصل یہ ہے "مسلمان جب تک اپنی زبان میں ترقی نہ کریں ممکن نہیں کہ وہ عام اور مجموعی حیثیت سے ترقی و تہذیب حاصل کر سکیں ہم یہ نہیں کہتے کہ انھیں دیگر زبانیں سیکھنی نہ چاہییں۔ نہیں سیکھیں ضرور سیکھیں انگلش۔ فرنچ جرمن روسی غرضیکہ مہذب و ترقی یافتہ اقوام عالم کی ساری ہی زبانیں شوق سے حاصل کریں۔ مگر اس نیت سے کہ ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے قومی علم و ادب عربی کو ترقی دیں۔ مگر افسوس کہ آج کل تو مسلمانوں کی حالت اس کے برعکس ہے وہ غیر قوموں کی زبانوں سے تو پھر بھی کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے اور پیدا کرتے ہیں۔ مگر عربی کی ذرا پروا نہیں کرتے جو ان کی نہ صرف قومی بلکہ مذہبی زبان بھی ہے۔ ان ہی علوم متنوعہ کو جو آج یورپ کی متعدد زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور انھی کے ذریعہ ہم سیکھتے ہیں کیا اپنی پیاری عربی زبان میں حاصل نہیں کر سکتے؟ اگر یہ عذر ہو کہ عربی میں بحالت موجودہ علوم جدیدہ ہیں ہی نہیں پھر کوئی اس میں انکی تحصیل کرے تو کیونکر؟ کیا یہ ہمارا اپنا ہی قصور نہیں؟ بلا شبہ ہم مسلمانوں کا ہی قصور ہے اور لاریب ہماری ہی غفلت ہے کہ ہم عربی کو جدید علوم و فنون کے ذخائر و خزائن سے مالا مال کرنے میں ساعی نہیں ہوتے اگر بذریعہ تراجم یہ تمام علوم عربی لٹریچر میں آجائیں تو پھر مسلمان شائقین کو علوم مذکورہ عربی کے ذریعہ سیکھنے میں کیا عذر و تامل ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس کہ عربی میں اس درجہ کی قابلیت اور دستگاہ پیدا کرنے کا خیال کسے ہے؟ حالانکہ اعلیٰ درجہ کی عربی جاننے سے مسلمانوں کو کئی قسم کے فوائد و برکات مقصود ہیں۔

اول تو مسلمان نوجوانوں پر لا مذہبی کا جو الزام لگایا جاتا ہے اور جو ان پر ایک حد تک فی الواقع عائد بھی ہوتا ہے وہ دور ہو گا۔ کیونکہ عربی کی اعلیٰ تحصیل سے انھیں کتب دینیہ اور بالخصوص قرآن کریم کے فہم مطالب کا اچھا موقع ملے گا۔

دوسرے اسلامی تاریخ سے کما حقہ آگاہی پیدا ہوگی۔

تیسرے ہمارے قومی لٹریچر کے وقار و وقعت میں اضافہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں عربی علم ادب کی توسیع و ترقی قدرتًا اور ضرورتًا ہوگی مگر حیف صد حیف کہ مسلمان اس زبان کی سرپرستی چھوڑتے جاتے ہیں اور دانایان فرنگ اسکی حفاظت اور اس سے استفادہ کرنے میں مشغول ہیں۔ پھر جائے غور ہے کہ جیسی مہذب یہ اقوام مغربی ہیں ویسی شائستہ قوم ہم اپنے تئیں بھی سمجھیں تو کس منہ سے؟ جو ہمارا فرض تھا اُسے تو وہ لوگ ادا کر رہے ہیں۔ پھر اگر ہم غافل و نادان کہلائیں کے مستوجب نہوں تو کیا ہیں؟ مسلمان جب تک انھیں کھو لکر اپنی زبان عربی کی دستگیری نہ کریں جب تک اسکی ترقی و توسیع استحکام اور قیام و بقا میں کوشاں نہ ہوں انھیں اپنی حالت پر شرمانا چاہیے۔ ہمعصر المؤید نے بلاد اسلامیہ کے مسلمانوں کی بے توجہی کا یہ دکھڑا رویا ہے پھر مسلمانان ہند کا تو ذکر ہی کیا انھیں عربی کو علوم جدیدہ سے مالا مال کرنے کی توفیق و ہمت تو کیا ہوگی وہ پہلے اسکی تحصیل سے ہی عہدہ برآ ہولیں یہاں ایک فیصدی بھی مسلمان شاید ہی ایسے ہوں جو عربی اور پھر جدید عربی بخوبی لکھ پڑھ سکتے ہوں فہم قرآن کے لحاظ سے ہماری اور بھی بدتر حالت ہے خدا جانے ہمارا کیا حشر ہوگا۔

ماوصفیکہ ہم صدق دل سے اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ **نبوۃ** کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **خاتم النبیین** ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی صاحب شریعت جدیدہ نہیں آ سکتا۔ قرآن کریم ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کے رو سے اللہ کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا مرسل کے لفظ سے پکارے کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں **رسولُ رسولِ اللّٰہِ** آیا ہے عرب کے لوگ تو ایک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مُرسَل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں **فقالوا انا الیکم مرسلون** بھی یاد نہیں رہا؟!

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ کے کمالات اور خوارق میں سے آپ کی علمی اور عملی تکمیل ہے۔ کیونکہ آپ کی تکمیل علمی اور عملی بلا واسطہ کسی استاد کے ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکا نام **مہدی** بھی ہے اور **عبد** بھی۔ کون نہیں جانتا کہ آپ کی علمی تکمیل کسی استاد کے ذریعہ نہیں ہوئی اور یہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ آپ کی علمی طاقتیں کسی مہذب مجلس کی صحبت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ یہی خالص مہدویت کے لحاظ سے آپکو بہت سے اسرار اور معارف اور کلم جامعہ بخشے گئے یہاں تک کہ قرآن شریف میں اسقدر معارف اور نکات اور علوم حکمیہ الٰہیہ اور دلائل عقلیہ فلسفیہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت کے ساتھ بیان فرمائے گئے کہ وہ ان تمام معارف اور بلاغت کاملہ کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کا علمی معجزہ ٹھہر گیا جس کی نظیر پیش کرنا تمام جن و انس کی طاقت سے باہر ہے۔ پس آپ کے اعلیٰ درجہ کا کمال جس سے آپکی خصوصیت ہے **مہدویت** اور **عبودیت** ہے۔

مہدویت سے مراد وہ انتہائی معارف الٰہیہ اور علوم حکمیہ اور عملی برکات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر واسطہ کسی انسان کے علم دین کے متعلق سکھلائے گئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں اول درجہ کا معجزہ ہے جس کے ذریعہ سے بیشمار انسان ایمانی اور عملی قوی کی تکمیل کر کے معرفت تامہ کے بلند مینار تک پہنچ گئے اور عارف کامل ہو گئے اور **عبودیت** سے مراد وہ حالت انقیاد اور موافقت تامہ اور رضا اور وفا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کی طرح جو صاف کیا جاتا اور سیدھا کیا جاتا ہے ہو گئے۔

یسوع مسیح کا شیطان اُسپر ایمان نہ لایا بلکہ اسکو پکڑ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور اسکے گمراہ کرنا چاہا پس یسوع کا شیطان کے ساتھ چلے جانا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتی شاید عقدہ تثلیث کی طرح کوئی سر مخفی ہو جو بجز عیسائیوں کے اور کسیکو معلوم نہیں ہو سکتا۔ بالمقابل **محمد رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے** یسوع کی لائف پڑھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر نظر کرنے والے کم از کم اس ایک امر کو بغور سوچیں!!!

یورپین فلاسفر تو شیطان کے وجود ہی کے قائل نہیں پھر معلوم نہیں کہ وہ اس انجیلی واقعہ کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں۔ شاید نور افشاں کے ایڈیٹر کو یہ راز معلوم ہو۔

مسیح کے آخری الفاظ جو انجیل سے ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں **ایلی ایلی لما سبقتانی** یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موت کا پیالہ ٹلنے اور موت سے بچنے کے واسطے ساری رات دعا کرتا رہا۔ اور اوروں کو بھی دعا کے واسطے کہا گویا اس چند روزہ فانی زندگی سے اسنے ایسا پیار کیا کہ ساری رات زندہ رہنے کے لیے اور موت کا پیالہ ٹل جانے کے واسطے دعائیں مانگتا رہا۔ برخلاف اس کے کہ ہمارے سید و مولیٰ **نبی آخر الزمان** صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ دنیا سے جانے کے واسطے دعا کی **اللّٰھم الحقنی بالرفیق الاعلیٰ** جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **حضور** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشا تھا کہ گویا اب میں اسجگہ رہنا نہیں چاہتا۔ میں اپنے خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں اب مسیح کے آخری الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کا موازنہ کرو!!! اول الذکر خدا کا شکوہ کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حضور جانے کا آرزومند ہے۔

اطلاع

میں ۱۵ فروری سے ۱۸ تک قادیان سے باہر رہا ہوں اسلیے اخبار دیر سے شائع ہوا ہے

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری جماعت کے اہل قلم فرقہ امام پر مضامین لکھیں۔ میں ان مضامین کو سنوں گا اور دیکھوں گا کہ انھوں نے کس سطح میرے وجود کی ضرورت کو سمجھا ہے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت سے مضامین لکھے گئے اور وہ اعلیٰ حضرت کے حضور سنائے گئے۔ بعض مضامین خود مضمون نویسوں نے سنائے کچھ ہمارے مکرم بھائی منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے سنائے اور آخر اسخدمت کو خاکسار نے سرانجام دیا۔ ان مضامین کا مجموعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا مضمون ہمکو نہیں ملا تھا۔ اس سے پہلے اس سلسلہ پر جناب مرزا محمد شاہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہے سیٹھ عبد الرحمن صاحب کا بھی طبع ہو چکا ہے۔ آج سے ہم صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا مضمون شروع کرتے ہیں جو اپنے رنگ کا ایک ہی مضمون ہے اعلیٰحضرۃ نے بھی اسکو بہت پسند فرمایا تھا چونکہ صاحبزادہ صاحب سلسلہ مشائخ کے اسرار سے خوب واقف ہیں اسلیے یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جاویگا (ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ادھر بھی اللہ ادھر آجا میرے پیارے
چوں بوئے گل اجل میں سما جا مرے پیارے
کب ہمکو ترے حسن کے شعلہ کی خبر تھی
یہ آگ لگائی تو بجھا جا مرے پیارے

تمام عالم کے حالات تجربوں اور چشم دید اور اخباروں رسالوں اشتہاروں اور مذہبی فتنوں اور فسادوں اور دنیوی شرارتوں پر یک جائی یا علیحدہ علیحدہ طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ قسم قسم کے فساد رنگ برنگ کی شوخیاں اور بیباکیاں طرح طرح کے بغض و حسد و کینہ و عداوت دشمنی بیجا اور بخل اور گونا گون قصہ کہانیات و ناول و افسانے نے ہر ایک ملت و مذہب کے پیرو اور متبع کو حق و سلوک صداقت و راستی سے دور ڈال دیا ہے دیکھو انانیت میں غرق جسپر نظر ڈالو مادیگر نے نیست میں محو ہے۔

دنیا نے اپنا اپنا رنگ و روپ اور ایک عالم بنا یا الاکیمیس و بہروپیہ بدلا ہوا ہے حقیقت مروت۔ فتوت۔ غیرت۔ حمیت۔ صدق

و صفا۔ تقویٰ۔ تزکیہ۔ تصفیہ۔ خشیۃ اللہ یک قلم مفقود ہے۔ امراء کو دیکھو تو عجیب حال ہے غرباء کی نئی چال ہے پیروں فقیروں میں اور بھی نئی و نرالی ادا ہے ایک دوسرے پر حرکات میں سکنات میں قول میں فعل میں ہر ایک وضع اور تراش و خراش میں سبقت لیگیا ہے۔ جدھر ندھر دیکھو ایک عجیب عالم نظر آتا ہے جہاں تہاں نظر ڈالو کچھ اور کا اور یہی نظارہ پیش نظر ہوتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

بحر و بر مفاسد سے بگڑ گئے خشک و تر کوئی مقام دار الامن نہیں ملتا اہل کتاب و غیر اہل کتاب خراب ہو گئے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں یہ امتی پھیل گئی نہ ان میں کوئی فرق اور نہ انمیں کوئی تمیز ایک سے ایک دوسرے سے میسرا بڑھ چڑھ کر الامان مفاسد و فتن کا کوئی ٹھکانا ہے اگر پورے پورے لکھے جائیں تو قلم گھس جائیں دواتیں ختم ہو جائیں تا مقدرہ جائیں قومیں کی قومیں ایک دوسرے کی مدد کریں تب یہ ختم نہ ہوں۔

میں دور کیوں جاؤں اور دوسروں کے حالات و مقالات پر کیا افسوس کروں کیا اپنے اس گروہ پیرزادوں اور کیا عجیب ہے کہ آنکھوں سے بجائے آنسوؤں کے لہو بہاؤں کہ جو گروہ صوفیہ صافیہ کے نام سے مشہور اور اپنے اعمال و اوراد و اقوال و رفتار و کردار و اشغال و رسم و رواج پر مغرور اور ہمہ دانی و ہمہ بانی میں مسرور ہے اور با ایںہمہ اپنے آپ کو علوم روحانیہ کا منبع اور معارف و خداوانی کا سرچشمہ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان والغفران کا وارث بننے میں مخمور ہے۔ اور خوارق عادات اور نشانات و کرامات اور کشوف و رؤیا و الہامات نادرانہ و مفتخرانہ و نیز منفرد جانے کا مدعی اور اہل اللہ و واصل باللہ اور مقرب الرحمن اور مستجاب الدعوات ہونے کا مفتخر اور اطفال اللہ و متخلق باخلاق اللہ میں داخل ہونے کا تاج اپنے سر پر اور انا الحق کی دلق زیب کمر کرنے والا بلکہ اس سے بھی ایک دو بالشت زیادہ مصرعہ

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

پر بڑے جوش و خروش سے قدم مارنیوالا ہے۔ وہی تمام نعماء الٰہیہ و اسرار ربانیہ سے دور و مہجور ہے وہ علوم روحانیہ سے محض ناواقف انبیاء علیہم السلام کے طریق سے بیخبر سنت اللہ و سنت الانبیاء والاولیاء سے سراسر نادان دنیا سمجھ اور نااہل۔ کرامتوں و خوارق اور کشوف اور اسرار رؤیا اور حقیقۃ الہامات وحی الہیہ سے بلکہ دنا آشنا۔ بجائے ترک ماسوی اللہ کے ترک اللہ اور بجائے فنا فی اللہ کے

فنا فی الرسوم والدنیا اور بجائے رجوع الی اللہ کے رجوع بالخلق والخلائق و تسخیر الدراہم والاجنۃ ہے۔

مجھے بات دن کے بتاؤ اور آٹھوں پہر کی نشست و برخاست اور ہر وقت کی ملا ملا اور رسم و پیالہ ہم نوالہ رہنے سے خوب ثابت ہوا کہ جس قدر یہ فرقہ پستی میں ہے اور جیسی یہ گروہ نا دفتر حالت ہے اسکی نظیر دوسرے فرقوں میں کم ہے کیونکہ دعویٰ کچھ اور افعال کچھ۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وہ پاک مذہب اسلام اور وہ مصفا طریق خدا تعالیٰ کی رضا اور وصل الٰہی حاصل کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لاکے اور اپنے صحابہ کو دیا وہ اب اس سلسلہ میں کہاں۔ توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ ان سے ایسی گئی کہ جس کا پتا نہیں لگتا۔ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ اور خداشناسی اور معرفت الٰہی اور قرآن شریف کی سمجھ اور اسکی پابندی اور وہ تعلیم سب کچھ مفقود ہے سنن انبیاء سے مخفی نا آشنا غرضکہ ہر ایک حسن اور حسن طریقہ سے مخالفت ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس گروہ کے اقوال اور افعال اگر یکساں ہوتے اور جو کچھ زبان سے کہتے ہیں کرکے بھی دکھلاتے تو کیوں اسقدر فتنے اور فساد کے دروازے دنیا میں کھلتے۔ اسی فرقہ کا نااہل اور ناملہم ہونا دنیا کی خرابی کا زیادہ تر باعث ہوا۔ اسی فرقہ نے سب سے پہلے اپنا بد نمونہ دکھلایا یہی وہ طائفہ ہے کہ جس کا سب سے پہلے قدم پھسلا عقائد میں توحید میں تقوی میں طہارۃ میں اعمال میں افعال میں لباس میں رفتار و گفتار میں معرفت الٰہی میں عبادت میں ہدایت میں غرضکہ ہر ایک طریقہ حسنہ میں گیا گذرا ثابت ہوا ہے۔

نماز جو ذریعہ نجات اور خدا سے ملنے اور ہمکلام ہونے کا اور معراج مومن ہے وہ تو ان میں کچھ قدر و منزلت ہی نہیں رکھتی وہ تو اسطور سے ادا کی جاتی ہے جیسے مرغ دس پانچ دانوں کو جلدی سے چن کر کسی اور طرف رخ کر لیتا ہے۔ ان کا قول ہے کہ نماز سے خدا نہیں ملتا وصال الٰہی میسر حاصل نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک حکم ہے جسکو جس تس طرح جلد جلد ادا کر لینا چاہیے نماز کو سنوار کر یا آہستہ آہستہ پڑھنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔

افسوس یہ لوگ نماز سے ایسے بیخبر ہیں اور اس نعمت عظمی اور سعادۃ کبریٰ سے ایسے محروم ہیں۔ نماز وہ شئے جس سے خدا ملتا ہے جس کے بخشا ہوا نکہ یہ نجات ہوتی ہے جس سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے

ایک صوفی درویش نے ایک روز مجھسے پوچھا کہ وصول الی اللہ و تنویر قلب کا طریق آپکے مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیا بتلاتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا اور اسکے احکام کی پابندی اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے پرہیز اور نماز سنوار کر اور دل لگا کر پڑھنا اور نماز میں ہی دعائیں کرنا جیسے قومہ میں قیام میں جلسہ میں رکوع میں سجدہ میں بعد تلاوت قرآن کریم یا ادعیہ ماثورہ یا تسبیح و تحمید اپنی زبان میں تب اس بزرگ نے یہ بات سنکر نہایت حقارت کے الفاظ میں فرمایا کہ یہ تو مرزا صاحب کا طریق ہے قرآن سے یا نماز سے خدا نہیں ملتا اور نہ یہ راہ خدا تک پہونچنے کی ہے پھر میں نے کہا کہ آپ کون سی راہ بتلاتے ہیں انھوں نے کہا کہ توجہ دینا اور مراقبوں کے اندر مرشد کا تصور کرنا اور اسکو حاضر سمجھنا نفی و اثبات کی ضربیں لگانا میں نے کہا کہ یہ راہ تو ہندوؤں کی راہ ہے مسلمان صوفیوں نے بعض فقرا ہنود اور جوگیوں سے یہ فعل لیے ہیں اسلام میں انکا نام و نشان نہیں۔

الغرض جہانتک دیکھا جاتا ہے اس فرقہ میں اعمال افعال عبادات اسلامی کو چھوڑ کر صدہا طرح کی بدعتیں اور طریق عبادت وغیرہ اپنی طرف سے ایسے ایجاد کیے کہ گویا شریعت اور طریقت کو انھوں نے الگ کیا۔

صوفیوں میں ایک سو سے زیادہ فرقہ ہے کم فرقے نہیں ہیں اور سب فرقے ایک دوسرے سے علیحدہ راہ اپنی رکھتا ہے اور مشہور و معروف ان میں چار خاندان اور چودہ خانوادے ہیں۔

سب سے پہلے انھوں نے توحید باری تعالیٰ عز اسمہ میں ٹھوکر کھائی ہے اور وحدۃ الوجود کا ایک نیا مسئلہ اپنی طرف سے ایجاد کیا پھر اس میں کوئی حلول ہے کوئی اتحاد ہے کوئی اس کے بین بین ہے۔ نہ اس وحدۃ الوجود کی بحث قرآن میں ہے نہ احادیث میں اور نہ آئمہ اربعہ میں اس کی کچھ بحث ہوئی یہ بھی ہندوؤں کا یا بعض ایسے لوگوں کا ایجاد کیا ہوا ہے کہ جو خدا کی راہ سے اور اسکی رضا مندی کے طریق سے دور پڑے ہوئے تھے اسی لفظ کا ترجمہ ہمہ اوست ہے قرآن شریف کی آیات محکمات و بینات کو چھوڑ کر بعض آیات متشابہات سے توڑ مروڑ کر وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان کرتے ہیں بلکہ وہ بھی بے اصل ہے حقیقت اگر یہ مسئلہ ایسا ہی مہتم بالشان ہوتا جیسا کہ صوفیوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کل ذات ہی خدا شناسی اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن شریف میں [illegible] کوئی سورۃ منجملہ [illegible] ہو جاتا [illegible]
[illegible]

ان کی اصطلاحیں عجیب ان کے طریقے ایسے ایجاد جن کا اسلام میں نام و نشان نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں جب ۱۸۹۲ ہجری میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوا تو اس زمانہ میں مجھے وحدۃ الوجود کے مسائل میں بڑی مشق تھی کیونکہ ہمارا یہی عقیدہ اور یہی مذہب تھا اور یہی ہماری دینی تعلیم تھی اور یہی خدا دانی و خدا شناسی اور معرفت الٰہی سمجھتے تھے پہلے حضرت اقدس سے یہی سوال کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسلام سے اسکو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ سب چیزیں خدا کی عین ہیں اور خدا تعالیٰ سکو غیر بتلاتا ہے محی الدین ابن عربی نے اسمیں سخت ٹھوکر کھائی اگر سب چیزیں خدا کی عین ہوتیں تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ الحمد للہ رب العالمین بلکہ اسکی جگہ یہ فرماتا کہ الحمد للہ عین العالمین۔ بس حضرت اقدس کا اتنا فرمانا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میرے تمام عقیدہ اور مسائل وجودیہ پر پانی پھر گیا اور جو کچھ حقیقت اس مسئلہ کی تھی وہ سب منکشف و ظاہر ہو گئی اور میں خوب سمجھ گیا اور اسکی اصل حقیقت تک پہونچ گیا اور کما حقہ یہ سر مجھپر ظاہر ہو گیا۔

اس گروہ میں صدہا مختلف فرقے ہیں خیر القرون کے بعد کچھ عجیب و غریب شر القرون ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا جو بطور امر مستقبل یعنی بطریق پیشگوئی تھا وہ کیسا سچا ہوا جو فرمایا تھا کہ خیر القرون کے بعد یفشوا الکذب ہے۔ یعنی میرا زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کے سوا درمیانی زمانہ فیج اعوج اور یفشوا الکذب کا ہے۔ سو اب تو مجھے ان فرقوں کے نام بھی یاد نہیں مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ کوئی اکہتر کے قریب قریب یہ فرقے ہیں

چار خاندان اور چودہ خانوادے تو مشہور ہیں مگر انکی شاخیں اور شعب جو اب وہ مستقل خاندان بن گئے ہیں وہ اکہتر کے قریب ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ۔

چار خاندان میں تو گفتن نماز و روزہ وغیرہ خیر کچھ ہیں مگر ان کے علاوہ اور تو نماز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ جسکا بیان میری طاقت سے باہر ہے۔ ان کے اوراد و وظائف و اشغال و مراقبات ایکدوسرے سے نہیں ملتے اور کچھ اور کے اور ایجاد کر رکھے ہیں۔ انکے عقائد اور اعمال کا کیا حال بیان کروں خدا کی کلام و کتاب مجید سے کوسوں دور ہے قرآن شریف اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اسکے نزول کی غلت غائی ان کے ہاں بس یہی ہے کہ بزرگوں کی روح تک پڑھ کر اسکا ثواب پہونچا دیا جائے یا دسویں بیسویں چالیسویں اور تیجا اور برسی میں اسکو پڑھ کر نہیں نہیں کچھ آیات چیدہ چیدہ پڑھ کر ارواح کو خوش کر دیا جائے جس سے مردوں کے گناہ بخشے جائیں خواہ انھوں نے

دنیا میں خلاف خدا اور رسول عمل کیے ہوں یا نہ کیے ہوں اور چاہے وہ ساری عمر اسلام پر قائم اور کار بند رہے ہوں یا منکر اسلام کافر ہی رہے ہوں کوئی کمی ان کی ہو۔

الغرض

قرآن شریف کی ان لوگوں نے بے قدری کی اور کلام الٰہی کی یہ عزت ان کے دلوں میں ہے اور جس مطلب پر قرآن شریف نازل ہوا اسکو بالکل انھوں نے بھلا دیا۔

ای بسا آرزو کہ خاک شدہ

اولیاء اللہ کو جو فوت ہو گئے اور واصل بحق ہو گئے ہیں (نہ زندوں کو) خدائی میں شریک ٹھیراتے ہیں بجز ان کے خدا کی خدائی چل نہیں سکتی ان کی نذر و نیاز چڑھاوے دیئے جائیں تو حل مشکلات و آسانی ہوجاتی ہے گویا بزرگوں کو بھی رشوت کی ضرورت ہے جس قبہ خانے و دنگل کر لو جس قبہ خانے سے وہ چھوڑ گئے اعلیٰ علیین اور قرب الٰہی کی جگہ جنت میں پہونچے ان کا مزار سے انکا پیٹ نہ بھرا پھر بھی ان کی دنیا کی چیزوں میں انکا دل اٹکا رہا اور گدڑی کی ریوڑیوں پر رال ٹپکتی رہی۔ دنیا میں جس لباس کو انھوں نے پسند نہیں کیا انکے وصال کے بعد وہی مکروہ ناپسندیدہ کپڑے ان کی قبروں پر ڈالے گئے۔

اور پھر یہ بھی اعتقاد ہے کہ قطب ولی اور غوث اور فرد اور قطب العالم تبتل اسی دنیا میں رہتے ہیں اور دنیا کا نظم و نسق اور انتظام انھیں کے ہاتھ میں ہے یہ جب چاہتے ہیں خدا سے اوپر ہو کر کر گذرتے ہیں اور رات کو سب جمع ہو کر تمام انتظام دنیا کا کرتے ہیں۔ مجھے ایک بزرگ کا جو اب وہ فوت ہو گئے واقعہ یاد ہے کہ جب کوئی حاجتی اور اہل غرض حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے انکے پاس جاتا تو وہ کہتے کہ ہاں میں نظام الدین اولیاء یا فلاں بزرگ سے تمہارا حال کہونگا جیسا وہاں سے حکم ہوگا وہ میں تمہیں سنا دونگا اور ان کا توشہ اور غلاف کے لیے سامان طیار کر لو۔

غرض یہ بزرگ جو چاہیں کر گذریں کوئی پرسان نہیں ہوتا۔ پھر یہ عیسائیوں کے کفارہ کی طرح اپنے اپنے بزرگوں کا کفارہ بنائے بیٹھے ہیں عیسائی تو ایک ہی کفارہ پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں یہاں صدہا اور ہزارہا کفاروں کو تکیہ بنا یا ہوا ہے کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے واسطے سب کچھ کر گئے اب ہمیں عبادت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور نیکی کی اور نہ نماز روزہ کی پروا اور جو ان میں کچھ کرتے بھی ہیں تو صرف رسمی طور اور رواجی طریق پر۔

ایک صاحب سجادہ کا ذکر ہے کہ بعض لوگوں نے اُنپر طعن کیا کہ یہ شراب پیتے ہیں فسق و فجور اور ہمہ دم مجالس غرف اور ارباب نشاط کے جلسوں اور رقص و سرود میں مشغول رہتے ہیں

کسی نے اُن کے مریدوں اور ارادت مندوں میں سے جو وہ بھی اسی قماش کا آدمی تھا جواب دیا کہ آپ لوگوں کو ان کے قرب و منزلت اور قبولیت کی خبر نہیں ہے میں نے ایک دفعہ انپر اسی قسم کا اعتراض کیا تھا معاً مجھے ایک روز کرامت سے متنبہ کیا کہ دیکھو ایک عظیم الشان بزرگ کے سجادہ اور ان کے وہ حال اور افعال ایسے تھے تو میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ بزرگ جن کے یہ سجادہ اور گدی پر بیٹھے ہیں وہ دریا میں گندے اور ناپاک چرک آلودہ کپڑے دھو رہے ہیں میں نے عرض کی کہ حضور یہ کیا کرتے ہیں فرمایا میرا پوتا میرا سجادہ خراب موجود ہے اسکی ناپاکیاں اور گندگیاں اور خبث دھو رہا ہوں میں کیا کروں جو وہ کرتا ہے سب مجھے کرنا پڑتا ہے کیونکہ اپنے بزرگوں کی لاج ہمیں ہی رکھنی پڑتی ہے ہم ہی خبر نہ لیں تو پھر کون خبر لے وہ کرتا ہے میں دھوتا ہوں بس میں اس خواب سے جاگا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب اعتراضات کو یک قلم دل سے اٹھا کے مرید ہو گیا اور سمجھا کہ جنپر یہ بزرگوں کی مہربانی اور خاص نظر ہے وہ جو کریں سو تھوڑا ہے اب میں نے عہد کر لیا ہے کہ بزرگوں کی اولاد پر میں کبھی کوئی بدظنی نہ کروں گا۔

اب صوفیوں اور مشائخ کا یہی کمال سمجھا جاتا ہے کہ اپنے آباء و اجداد کی کرامتیں بیان کرنا۔ اور بزرگوں کے مزارات پر جانا اور اُن سے حاجات طلب کرنا اور کروانا نذر و نیاز غلاف قبول کرنا اور خود ایسے باتیں کرنا کہ گویا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب ابھی ابھی عرش سے پرے ہو کے آتے ہیں۔ انکو یہ خبر ہی نہیں کہ نری بزرگوں کی کرامتیں بیان کرنا جب تک کہ خود کچھ نہ ہو فضول ہے اسلام تو وہ پاک اور زندہ اور ہمیشہ تازہ بتازہ و معطر مذہب ہے کہ اپنے پیروؤں کو دائمی حیات اور ہمیشگی کی زندگی بخشتا ہے اسکے پابند ہمیشگی زندگی پاتے ہیں وہ مُردوں اور رخصت شدہ لوگوں تک اپنے انوار اور برکات کا دروازہ بند نہیں رکھتا وہ خود منور اور دوسروں کو منور کرتا ہے نہ وہ خود تاریک ہے اور نہ دوسروں کو تاریکی میں چھوڑتا ہے۔ اسلام تو یہ سکھاتا اور تعلیم دیتا ہے کہ جو تقویٰ اور جس طہارت اور اعمال حسنہ کو بجا لا کر دوسرے بزرگ خدا کے پیارے بنے تم بھی وہی تقویٰ اور طہارت اور اعمال و افعال بجا لا کر ویسے ہی بلکہ اُن سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو جاؤ۔ اگر دوسروں کی بڑائی اور باسی کرامتیں ہی بیان کرنا ہے تو پھر تمہارے بھائی دوسرے مذہب والے ان باتوں میں کیا کچھ کم ہیں وہ تم سے کہیں زیادہ صدہا درجہ کرامتیں اپنے بزرگوں کی سنا دیتے ہیں پھر تم میں اور ان میں فرق کیا رہا؟ کچھ بھی نہیں۔ عیسائیوں ہی کو دیکھو کہ وہ یسوع کی کیا کیا کرامتیں اور خوارق و معجزات بیان کرتے ہیں

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یسوع نے وہ کام کیے کہ زمین آسمان میں نہ سما سکیں۔ اور مرد سے اسقدر زندہ کیے کہ جو شمار میں نہ آسکیں اتنے معجزات دکھلائے کہ کوڑھیوں کانوں مادر زاد اندھوں لولوں لنگڑوں کو تندرست اور چنگا بھلا کیا۔ بھلا اب بتلاؤ تو سہی کہ سید عبد القادر جیلانی نے ایک کشتی ڈوبی ہوئی نکالی جس میں چند شخص تھے اور یسوع نے اسقدر مُردے اُن کی آن میں زندہ کیے کہ شمار سے باہر ہوں وغیرہ وغیرہ پھر اس میں تمہاری کیا حقیقت اور سچائی رہی ہندوؤں کی کہانیں سنو تو اسسے بھی عجیب ہوں۔ تمہاری تو اسی میں نیکی ہے اور خصوصیت کہ تم خود کچھ دکھلاؤ اور وہ دکھلاؤ کہ عیسائی اور ہندو تمہارے مقابلہ میں دم نہ مار سکیں۔

یہ نامراد مُردہ پرست قوم عیسائی اپنی تمام آرزوؤں اور مرادوں کو مسیح کے ذمہ لگا کر بے فکر ہو بیٹھے۔ یہ صوفی یہ درویش یہ قبر پرست سجادہ نشین اگر راہ راست پر ہوتے اور صراط مستقیم کی پابندی ان میں ہوتی اور سچا تقویٰ اور حقیقی طہارت اور خشیت اللہ ان میں پایا جاتا اور واقعی صاحب کرامت و خرق عادت ہوتے اور معرفت الٰہی کی خوشبو سے معطر ہوتے تو کیوں آج غیر قوموں کو اسلام جیسے پاک و شستہ و مصفٰی و معطر و موثر و منور مذہب پر ہاتھ ڈالنے اور ہنسی ٹھٹھا اڑانے کا موقع ملتا ان کے بد عقیدہ انکی بری حالتوں اور خراب کرتوتوں نے عیسائیوں برہموؤں جینیوں وغیرہم کو اعتراض کرنے کا موقع ملتا۔ ان کا یہ خیال کہ کرامت کو ایسا چھپاؤ جیسے عورت اپنے حیض کو مخفی کرتی ہے کسقدر دور از عقل اور بیہودہ بات ہے۔ بھلا خدا تعالیٰ ایک نعمت عطا کرے اور یہ اس نعمت کی بیقدری کریں تب ہی تو لازم اس بیقدری کے بدلے وہ نعمتیں و عطیات الٰہیہ واپس لے لی گئیں ایسے ناقدروں سے لے لینا ہی بہتر ہے۔

یہ بات سچ ہے کہ برہموؤں نے جو الہام اور مکالمات الٰہیہ اور خوارق و معجزات سے انکار کیا اور خدا تعالیٰ کو بیکار اور معطل چھوڑا یہ انہی بزرگواروں کی بدولت۔ یہ کرامتیں دکھلاتے انبیاء اور اولیاء کی گدی کے مالک کہلا کر انکی طرح خوارق و کرامات اور کشوف و رؤیا کو ظاہر کرتے خدا کی ہستی کا نشان دیتے تو کیوں اسلام پر آج چاروں طرف سے طعنوں کے تیر و تبر کے وار چلتے۔ عیسائیوں کی مجال تھی کہ وہ علی الاعلان کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ کوئی معجزہ ثابت نہیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو بگاڑا بلکہ اسلام کو بد نما ان کے دھبے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی کرائی۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محب قدیم سید محمد علی صاحب - بعد دعائے فقیرانہ وسلام مسنونہ واضح رہے کہ میں نے آپکا خط غور سے پڑھا - معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میری ایک مدت دراز کی صحبت اور نیز ایک لمبے عرصہ کی ارادت سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا -

عزیز سید! میں نے قادیان میں اپنا کیا نقصان کیا اور کیا خسارہ اٹھایا - کیا خدانخواستہ کوئی میرا ہاتھ جاتا رہا یا آنکھ ناک کان میں فرق آگیا یا کوئی اور عضو گر گیا - یا معاذ اللہ میں نے دین اسلام سے ارتداد اختیار کیا یا انبیا اولیا اور خدا کے برگزیدوں اور مقبولوں سے روگردان وبرگشتہ ہوگیا وہ کون سی ایسی بات ہے جو میرے لیے باعث نقصان اور موجب خسران ہوئی ایک تو لکھی ہوتی ایک تو بتلائی ہوتی - بندۂ خدا! بے تحقیق اور بغیر سوچے منہ آلال کر بات کہ دینا اچھی نہیں یہاں تو وہی نماز وہی زکوٰۃ وہی روزہ وہی حج وہی کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہی اوامر وہی نواہی وہی احکام وہی طرز عبادت وہی طریق اتقا ہے جو دین اسلام میں ہے - ہاں اگر نہیں ہے تو ایک فقط حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام نہیں ہے - وہ کیوں نہیں؟ اسلیے نہیں کہ اس شرک مجسم اور کفر اعظم حیات مسیح ابن مریم سے اسلام کوسوں دور ہے قرآن کریم اس سے منکر ہے رسول اس سے منکر صحابہ اس سے منکر تابعین اور تبع تابعین اس سے منکر آئمہ واکابر واولیا اس سے منکر پھر بڑی بات یہ کہ میرے آبا واجداد اس سے منکر پھر بتلاؤ کہ اس میں نفع ہے یا نقصان - اگر قرآن میں مسیح کی حیات کا ذکر ہوتا یا احادیث وآثار میں یا اکابر اسلام وآئمہ عظام واولیاء کرام اور اہل ولایت کے تذکرہ میں یہ ذکر پایا جاتا تو تو میں مورد طعن اور مصدر تشنیع ہو سکتا تھا -

سید صاحب! سوچو! اور غور کرو! چند ایک روایات ضعیفہ نہیں نہیں موضوعہ ناقصہ کاسدہ اور لغو اور بیہودہ وبے ہودہ اور با تراجم مفسدہ وغیر صحیحہ کی بنا پر - تم یا کوئی اور مجھے ملامت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں - کیا تمہارے والد تم سے کہہ گئے اور مجھ سے پوشیدہ رکھ گئے؟ بالکل نہیں؟ یا میرے کسی آبائی سلسلہ کی کسی تصنیف میں دکھا سکتے ہو کہ انھوں نے مسیح کی حیات کے بارہ میں ایک لفظ بھی لکھا ہو؟ قطعاً نہیں - خدا کے لیے سوچو! اور خوف خدا کو دل میں جگہ دو - تم کیا میرے بزرگوں میں بہتوں نے مجھے لکھا ہے اور تم سے بھی کہا ہے اسی واسطے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں آیات سے احادیث سے اور صحابہ کے اجماع سے تابعین وتبع کے اقوال سے اور نیز حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے لے کر نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن سلسلہ وار نام بنام میں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ حبیب الرحمن رضی اللہ عنہم تک کتب معتبرہ سے ثابت کیا ہے کہ یہ سب بزرگ یکے بعد دیگرے وفات مسیح کے قائل تھے - اور حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانسوی جو حضرت امام اعظم سے گیارہویں پشت میں ہیں اور مجھ سے اٹھارہویں پشت میں ہیں اور آپ کے شہر میں انکی خانقاہ ہے جسکی زیارت کے لیے آپ صبح صبح ہر روز جایا کرتے ہیں اور نماز قضا ہو جائے مگر وہاں کا جانا ترک نہ ہو انھوں نے وفات مسیح کو کھول کر بتا دیا ہے کہ وہ فوت ہو گئے اور آنے والا مسیح اور ہے اور نزدیک جو وفات پا گیا اور جو مسیح آنے والا ہے وہ اسی امت سے ہے اور اسپر انھوں نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ جیسے رمضان کا مہینہ ایک چلا جاتا ہے اور دوسرا رمضان اسکی جگہ آتا ہے مگر وہ اس رمضان کا غیر ہوتا ہے جو گذر گیا اور ہوتا ہے رمضان ہی - پس اس رسالہ کے دیکھنے سے ثابت ہو جائے گا کہ نقصان تم نے اٹھایا ہے یا اس خاکسار نے - اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ یہ عاجز کس بصیرۂ تامہ اور انکشاف صحیحہ وصریحہ بینہ پر قادیان میں آیا ہے اور خدا کے فضل اور رحمت اور الہی نشان کو پایا ہے اور کس مظہر اللہ کے قدوم میں جگہ لی ہے -

افسوس صد حسرت وافسوس طرح طرح کی رسومات اور قسم قسم کی بدعات واہیات نے آپ کے دل میں جگہ رکھی ہے جس سے آپکو صاف اور سیدھی راہ ٹیڑھی اور پر خار نظر آتی ہے - آنکھیں کھولو - کس برتے پر مجھے کہتے ہو کہ آپ نے اپنا بڑا نقصان کیا پیارے سید میں نے نقصان کیا یا تم نے؟ نقصان اپنا کیا یہ تمھارا کہنا کہ حضور اپنے اہل وعیال کو وطن لے جایئے اور آپ یہاں تشریف لے آیئے تو ہم سب ویسے ہی دست بستہ حضور کے غلام حاضر ہیں - استغفر اللہ ثم استغفر اللہ کیا مجھے اب بعد بصیرۂ صحیحہ حاصل کرنے کے پھر بے بصیرتی میں ڈالتے ہو - کیا پھر مجھے ڈھولک وستار اور چنگ ورباب اور جھوٹے حال وقال میں اور بدبودار بدعات ورسومات اور میلوں ٹھیلوں میں پھنسانا چاہتے ہو جن امور شنیعہ کو ان بزرگوں نے بھی منع فرمایا جن کے مزارات پر یہ کام کیے جاتے ہیں چنانچہ حضرت محبوب الہی شیخ نظام الدین اولیاء نے تذکرۃ میں لکھا ہے - کتاب سیر الاولیاء ملاحظہ ہو - کہ شخصی آمد وگفت کہ یاران شما در فلان موضع جمعیتی کردند ومزامیر درمیان بود خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بزبان مبارک راندہ کہ ہرچہ کردہ اند نیکو نکردہ اند آن بارہا منع کردہ ام کہ سماع مزامیر ومحرمات نباشد - الخ -

اور اخبار الاخیار میں یہ لکھا ہے کہ روزے بعضی از مریدان شیخ نظام الدین اولیاء مجلسی داشتند وازدف وزنان سرودے می شنیدند شیخ نصیر الدین محمود در مجلس بود برخاست تا برآید یاران تکلیف نشستن کردند گفت خلاف سنت است گفتند از سماع منکر شدی واز مشرب پیر برگشتی گفت حجت نمی شود دلیل از کتاب وحدیث می باید بعضی از غرض گویان این سخن بخدمت شیخ رسانیدند کہ شیخ محمود چنین میگوید شیخ را صدق معاملہ او معلوم بود فرمود راست میگوید حق آن است کہ او میگوید و در سیر الاولیاء می نویسد کہ در مجلس شیخ نظام الدین مزامیر نبودی وتصفیق نکردندے -

میر صاحب! جسکو خود اہل طریقت ایک امر منع فرماویں تم اسمیں پھر ملوث کرنا چاہتے ہو اور گھر گھری رنڈیوں کی طرف کھینچتے ہو - کیا تم اس فقیرنی جیسا کرتے ہو کہ کسی بادشاہ نے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا وہ کچھ فکر اور غم سے ملول رہتی - بادشاہ نے اس ملالت اور غم کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے حسب منشا کھانا نہیں ملتا بادشاہ نے کہا کہ جسطرح چاہو وہ انتظام کیا جاوے اس نے عرض کیا کہ یہ چاہتی ہوں کہ کھانا میرے مکان میں جب لایا جائے تو میں اکیلی کھاؤں اور میرے پاس کوئی نہ ہو - پس بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو فقیرنی نے دروازے مکان کے بند کر کے اور کھانوں کو طاقوں میں رکھدیا اور پھر ایک ایک طاق پر جاتی اور سوال کرتی اور دو دو چار چار لقمے لیکر کھاتی - تب اسکا وہ ہیچ در ہیچ بادشاہ نے یہ حال معلوم کر کے اسکو اپنے محل سے دفع کیا سید صاحب! مجھے آپ ایسا ہی دیکھکر خوش ہونا چاہتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک -

دیکھو ہمارے جد امجد حضرت قطب جمال الدین احمد نے جب فرید الدین گنجشکر سے بیعت کی تو تمام آمدنی دیہات وخطابت کو ترک کر دیا تھا اور مرشد کی صحبت کو اسپر ترجیح دی - مرشد جیسی نعمت بھی کوئی دنیا میں ہے یا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں - اخبار الاخیار وغیرہ میں لکھا ہے کہ شیخ جمال الدین احمد ہانسوی الخطیب انتساب او با امام اعظم ابو حنیفہ کوفی ست از اعاظم خلفائے شیخ فرید الدین گنجشکر است جامع کمالات ظاہر وباطن بود روزے شخصی از ہانسی بخدمت گنجشکر آمد از وی پرسید کہ حال ما چگونہ است عرض کرد کہ مخدوم از آن روز کہ بخدمت پیوستہ ترک کردہ است مواضع واسباب وشغل خطابت کلی ترک دادہ است وگرسنگیہا وبلاہای سخت میکشد شیخ فرید الدین خوشحال شد وفرمود الحمد للہ خوش حال شد - علی ہذا القیاس ایسا ہی میں نے بھی کیا تو کیا برا کیا کہ خدا کی رضا اور مرشد کی صحبت کے لیے اپنی آمدنی کثیر اور جاگیر اور عہدۂ پیری وصاحبزادگی کو الوداع کیا اور پیر بھی وہ پیر کہ سب پیروں کا پیر اور مرشد بھی وہ مرشد کہ سچا اور صادق اور خدا کا فرستادہ مرشد مسیح موعود مہدی معہود جس کے انتظار میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں راسخ علماء صادق اولیا اس جہان سے گذر گئے اور گویا یہ کہتے ہوئے اسی شوق میں رخصت ہو گئے -

وہ بھی دن ہو گا کبھی شاہ امم میرے گھر تک آپکے آئیں قدم
میں پکاروں شوق سے یہ دمبدم من مری دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

وہ تمام بزرگ اگر اسوقت زندہ ہوتے تو سر منڈا کر ہاتھوں کے بل چلکر آتے اور اس مرسل یزدانی کے قدموں کی خاک پاک کو سرمہ بناتے اور اس فرستادہ الہی کی بیعت سے شرف حاصل کر کے اسکی بارگاہ معلی میں دست بستہ یہ گذارش کرتے

خمسہ

ہو تیرا الاحسن کا عالم ترے تیر کا کس کس آن پر کوئی مرے
دین ودل نذر جان دیکھا کیا کرے من ندیدم چون تو ہرگز دیگرے
مہدی وعیسی وہادی توئے

اور یہ بات آپکی سراسر ناواقفیت پر اشارہ کر رہی ہے کہ اس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نہ کوئی عالم ہے نہ فاضل ہے نہ کوئی صوفی نہ مشائخ - لوگ ہی بیہودہ اعتراض کرتے ہیں اور صادق اور سعید الفطرۃ لوگ اور عالم بھی اور فاضل بھی اور مشائخ بھی اور صوفی بھی ہزار در ہزار اس سلسلہ الٰہیہ میں داخل ہوتے رہیں گے - آپ جیسے معترضین کے منہ بند کرنے کے لیے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اسمیں علماء وفضلا اور مشائخ کی فہرست معہ پتہ ونشان دوں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ایک میں ہی نہیں بلکہ بیشمار سعید اور ہزارہا عالم وفاضل اس سلسلہ پاک میں داخل ہو چکے ہیں اور داخل ہوتے جاتے ہیں

خمسہ

بیکڑوں بسمل پڑے ہوں در پر ترے اور ہزاروں قیس وش بنکر پھرے
کوئی بیخود کوئی واویلا کرے من ندیدم چون تو ہرگز دیگرے
مہدی وعیسی الخ

کہہ کے بسم اللہ رکھتے ہیں قدم تیرے کوچہ میں نہیں کچھ بیم غم
جان کے جانیکا ہو باک کسکو غم من مری دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

وہ تجلی ہے تمھاری بے حجاب دونو عالم جیسے کر ڈالے خراب
آدمی ہو کسطرح لائے نہ تاب ورزمین یہاں ہما آفتاب
گر برآئی با مداد از منظرے

عشق صادق انجیل نوجوان میرے بچپن ہی سے ہو جو ہیں عیاں
در دیا طوق کے یہ ہوتے ہیں نشاں ہر کہ دیدار چشم خسروخون نشاں
گشتہ ہر مو بر تن او نشترے

عزیز سید! ایک دفعہ یہاں آؤ اور خدا تعالیٰ کی اس تجلی کے ظہور کا نظارہ کرو تو معلوم ہو کہ خسران مبین میں آپ مبتلا ہیں نہ کہ یہ عاجز فقیر

خاکسار سراج الحق نعمانی عفی عنہ
یکم جنوری ۱۹۰۴ء

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ومالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

رجسٹرڈ ایل ۴۸

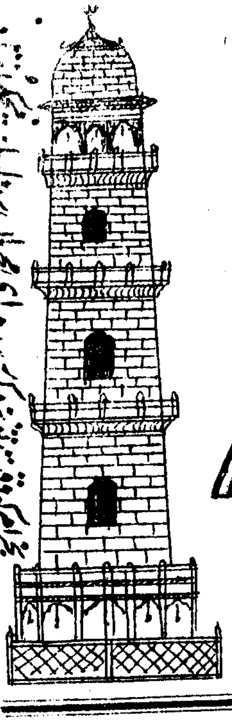
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ...... ۳ ؎
خواص و ماذون سے ...... عہ
ہندوستان سے باہر ...... ۵ ؎
غیر مذہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲

نمبر ۸ — دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹ ء — جلد



مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمار طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیا میں یہی طریق قاعدہ ہے کہ جب مثلاً محکمہ بندوبست ایک جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے اسی طرح پر انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آتے ہیں اُن کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں۔

لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھکر کوئی خوش قسمت اور قابل فخر ثابت نہیں ہوتا + کیونکہ جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی۔

آپ ایسے زمانہ میں آئے کہ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ مجذوم کیطرح بگڑی ہوئی تھی اور آپ اُسوقت رخصت ہوئے جب اپنے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا۔ اور توحید پر قائم کر دیا آپ کی قوت قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی نبی کی قوت قدسی نہیں کر سکتی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی منت سے طیار کئے تھے جن کو رات دن ان کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا۔ وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیح کو انکے ایمان اور اخلاص پر شک ہی رہا۔ یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت اور مشکلات کا وقت تھا وہ حواری انکو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔

حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ اور وہ ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے۔ اور اُن کے بعد اُن کا خلیفہ اور جانشین اُسکا فاتح ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے۔ اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جسکی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ آپ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اُسکو پورا نہ کر لیا آپ رخصت نہیں ہوئے آپ کی روحانیت کا تعلق سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ اُس سرزمین میں جو بتوں سے بھری ہوئی تھی ہمیشہ کے لیے بُت پرستی دور ہو کر ایک خدا کی پرستش قائم ہو گئی۔ آپ کی نبوۃ کے سارے ہی پہلو اسقدر روشن ہیں کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔

آپ ایک خطرناک تاریکی کے وقت میں آئے اور اُسوقت گئے جب اس تاریکی کو دنیا کو روشن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی قدسی قوۃ کے کمالات کا یہ بھی ایک اثر اور نمونہ ہے کہ وہ کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ نظر آتے ہیں اور کبھی وہ دفعہ یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق اور اعجاز اب نہیں ہیں۔ پیچھے ہی رہ گئے ہیں مگر یہ ان کی بدقسمتی اور محرومی ہے وہ خود چونکہ ان کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتی ہیں محروم ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تاثیریں اور برکات پہلے ہوا کرتی تھیں اب نہیں۔

ایسے بیہودہ اعتقاد سے یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے اسوقت جبکہ مسلمانوں میں یہ زہر پھیل گئی تھی اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے پیدا ہو گئے تھے

مجھے بھیجا ہے تاکہ میں دکھاؤں کہ اسلام کے برکات اور خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔

اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انھوں نے ان برکات کو مشاہدہ کیا ہے۔ اور صدہا ایسے ہیں جنھوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے۔

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایسا بیّن اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا

جو میں دکھا سکتا ہوں

جسطرح یہ قاعدہ ہے کہ وہی طبیب حاذق اور دانا سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مریض اچھے کرے اسی طرح انبیا علیہم السلام سے وہی افضل ہوگا جو روحانی انقلاب سب سے بڑھکر کرنے والا ہوا اور جس کی تاثیرات کا سلسلہ ابدی ہو۔

اب اس محک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اور مسیح کی کامیابی کو دیکھو۔ ایک موقع مسیح پر مشکلات کا آتا ہے وہ قوم اور جماعت جو اُس نے طیار کی تھی وہ اپنا کیا نمونہ دکھاتی ہے۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ خاص شاگرد جو حواری کہلاتے تھے اسکو چھوڑ بیٹھے اور جو اُن میں بھی خاص تھے ایک تیس روپے کے لالچ سے اسکو گرفتار کرانے والا ٹھہرا اور دوسرا جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں وہ سامنے لعنت بھیجتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

قوم کو کیا تکلیف نہیں؟ مگر وہ اُس قوم کو کچھ وقعت
نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بات
بات پر اعتراض کرنے والے اور انکار کرنے والی قوم
تھی۔ یہاں تک کہ کہدیا اذهب انت وربك
فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ مگر اسکے
بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو
دیکھو کہ انھوں نے بکریوں کی طرح اپنا خون بہا
دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں
ایسے گم ہوگئے تھے کہ وہ اسکے لیے ہر ایک تکلیف
اور مصیبت کو اُٹھانے کو ہر وقت طیار تھے
اُنھوں نے یہانتک ترقی کی کہ رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ اُنکو دیا گیا
پس صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوئے
اور وہ آپ کی راہ میں جان دینے میں بھی دریغ کرتے
تھے بلکہ دریغ نہیں کیا اُن کی نسبت آیا ہے
منهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر

یعنی بعض اپنا حق ادا کر چکے اور بعض منتظر ہیں کہ ہم
بھی اس راہ میں مارے جاویں۔ اس سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر و عظمت معلوم ہوتی
ہے۔ مگر یہاں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے روشن
ثبوت ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان ثبوتوں کو تلف
کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ
کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔ پس وہی شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی قدر کر سکتا ہے جو صحابہ کرام کی
قدر کرتا ہے۔ جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا وہ
ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں
کرتا۔ وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے اگر کہے
کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا
ہوں کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے محبت ہو اور پھر صحابہ سے دشمنی۔
جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کو بُرا سمجھتے ہیں اور اُن سے
دشمنی کرتے ہیں وہ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی نبوۃ کے
روشن دلائل کو توڑتے ہیں + جب ایک ٹانگ
ٹوٹ جاوے تو باقی کیا رہ جاتا ہے اگر آپ کے
سارے زمانہ رسالت میں دو چار آدمی بھی
معاذ اللہ ایسے طیار نہیں کر سکے جو اعلیٰ درجہ
کے باخدا انسان ہوں اور جنھوں نے اعلیٰ
درجہ کی روحانی تبدیلی کرلی ہو تو پھر آپکی قوت
قدسی کا کیا ثبوت رہ جاوے گا پھر اگر دوسرے
لوگوں کے اعتراضوں کو دیکھا جاوے جو وہ
اُن پر کرتے ہیں تو پھر تو معاذ اللہ ایک بھی
راستباز آپ کی تعلیم سے ثابت نہیں ہوتا۔
ناصبیہ (خوارج) حضرت علی کو معاذ اللہ
مرتد کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا پر ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرلیا حالانکہ
اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع بھی
فرمایا تھا۔ اس اعتراض کا جواب شیعہ کیا دے سکتے
ہیں۔ اسی طرح پر ناصبیہ کے اعتراض ایسے ہیں
کہ انکو سنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے + ادھر شیعہ ہیں
کہ وہ شیخین کی ذات پاک پر شوخی کے ساتھ
اعتراضات جمع کرتے ہیں + لیکن اگر یہ دونوں
فریق خدا ترسی اور روحانیت سے کام لیتے
تو ایسا نہ کرتے وہ دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایک جسم کیطرح ہیں اور صحابہ کرام آپکے
اعضا ہیں۔ جب اعضا کاٹ دیے جاویں
تو پھر باقی کیا رہ گیا۔ جسم ناقص رہ جاتا ہے
اور خوبصورتی بھی باقی نہیں رہتی
ان باتوں کو سُن سُنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور
اور مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ
اپنی اس قسم کی کارروائیوں سے بھی دشمنوں کو
اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع دیتے ہیں
اور ان کی زبانیں کھلتی ہیں بلکہ وہ اپنے
ہاتھ سے اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور
نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی اندرونی کمزوریاں
اور خرابیوں نے یہ ضرورت پیدا کی کہ خدا تعالیٰ
اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لیے ایک
سلسلہ قائم کردیتا جو ان غلط فہمیوں کو دلوں
سے دور کردیتا۔

یہی غرض ہے میرے آنے کی

جو سعید الفطرت ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھکر
اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں + میں یہ کہتا
ہوں کہ یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے کہ یہ لوگ
جو مسلمان کہلا کر صحابہ کی ذات پر حملہ کرتے
ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
پاک پر حملہ کرتے ہیں اور قرآن شریف کی عزت
پر حملہ کرتے ہیں غیر قوموں خصوصاً عیسائیوں
کے بالمقابل ہمارا یہی زبردست دعویٰ ہے
کہ آپ کی پاک تعلیم اور صحبت نے ایسے اعلیٰ
درجہ کے روحانیت پیدا کی۔ اور بالمقابل
مسیح کے ۱۲ حواری بھی درست نہ رہ سکے
لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ بجز ایک یا دو کے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں
کسیکی بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر ہم کو
منہ دکھانے کی بھی جگہ نہیں رہتی۔ اس
صورت میں ہم ان کے سامنے کیا پیش کرسکتے
ہیں؟
قرآن شریف کی اس سے کیا عزت رہی ایکطرف
تو ہم یہ مانتے اور پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم
خاتم الکتب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خاتم الانبیاء اور نبوت ختم ہو چکی
دوسری طرف اسکی تاثیرات کو یہانتک ظاہر
کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے سوا کوئی درست
نہ ہو سکا [illegible] اعتراضات کو جمع
کیا جاوے جو مخالف کرتے ہیں تو پھر نتیجہ
نکلتا ہے کہ ایک بھی درست نہیں ہوا۔ بلکہ
سارے [illegible] اس عقیدہ کی اشاعت
کو [illegible] کہ اسکا اثر اسلام پر
کیا پڑتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو
یہ یوں مخالف ہوئے۔ اور قرآن شریف
کے برخلاف اسطرح ہیں کہ کہتے ہیں اصل
قرآن شریف نہیں رہا جو اب موجود ہے وہ
محرف مبدل ہوگیا ہے اور اصل قرآن بھی
کسی غار میں لیکر چھپا ہوا ہے اب تک نہیں
نکلتا۔ دنیا گمراہ ہو رہی ہے اور اسلام پر
حملے ہو رہے ہیں مخالف ہنسی کرتے ہیں
اور خطرناک توہین کر رہے ہیں اور مسلمانوں
کے ہاتھ میں بقول ان کے قرآن شریف
بھی نہیں ہے اور مہدی ایسا ہے کہ وہ غار
سے ہی نہیں نکلتا۔ کوئی سمجھدار آدمی خدا
سے ڈرکر ہمیں بتائے کہ کیا یہ بھی دین ہوسکتا
ہے؟ اور اس سے کوئی آدمی روحانی ترقی
کرسکتا ہے۔ یہ محض افسانے اور خیالی باتیں
ہیں۔ حقیقت اور سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ
کی روحانی قوت اور تاثیر کے ساتھ بھیجا تھا
جس کا اثر ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو خدمت
اسلام کی کی ہے اور جسطرح انھوں نے
اپنے خون سے شائع کی آبپاشی کی ہے
اُسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملے گی
ان کی خدمات اسلام کے لیے نہایت ہی
قابل قدر اور اعلیٰ درجہ کی ہیں اور جب
خدا تعالیٰ کے دین میں سستی واقع ہونے
لگتی ہے اور کمی فہم یا مرور زمانہ کیوجہ سے
غلط فہمیاں پیدا ہو کر یہ پاک دین بگڑنے
لگتا ہے

اُس وقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مامور کرکے بھیجتا ہے جو اُسکے بلائے بولتا ہے اور روح القدس کی تائید اُسکے ساتھ ہوتی ہے۔

وہ ان غلط فہمیوں اور خرابیوں کو دور کرتا ہے
جو علمی طور پر دین میں پیدا ہو جاتی ہیں اور اپنے
عملی نمونہ اور قدسی قوت کے ساتھ ایک نیا
ایمان دنیا کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر بخشتا ہے۔
(باقی آئندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام
کی طبیعت اب پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ خدا تعالیٰ
کا شکر ہے۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر خدا کے
کے فضل سے تندرست ہیں۔
۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے بہمہ
وجوہ تندرست اور خدمت دین میں مصروف
ہیں
۳۔
حضرت حکیم الامۃ کا رسالہ ترک اسلام کا جواب ختم ہوگیا
اُسکا نام

نور الدین

رکھا گیا ہے۔ آپ توجہ کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی
توفیق رفیق ...... حال ہو تو ستیارتھ پرکاش
کا جواب بھی لکھا جاوے اللہ تعالیٰ حضرت حکیم
الامۃ کی روح القدس سے مدد فرماوے۔ اور
جلد اس خدمت دین کی توفیق آپ کو دے
آمین۔
حضرت حکیم الامۃ کا ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون
مذاہب عالم پر ریویو اور نہایت مختصر الفاظ
میں الحکم کی اسی اشاعت میں شائع ہوتا ہے
اور آئندہ بھی اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو الحکم میں
وقتاً فوقتاً آپ کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین
شائع ہوں گے۔
حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک
خط شیعہ مذہب پر لکھنا شروع کیا تھا اور
وہ اگر خط ہی رہتا تو الحکم کی اسی اشاعت میں
شائع ہو جاتا مگر خدا نے آپ کے سینہ کو کھولدیا
اور ایک معمولی خط کے بجائے ایک رسالہ ہوگیا
ہے، اسلیے علیحدہ طبع ہوگا۔
فاضل امروہی نے اپنے وطن سے ابھی تک
مراجعت نہیں فرمائی۔
۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ہمیشہ جاری
رہتا ہے۔ اس ہفتہ میں منجملہ اور معزز مہمانوں
کے ہمارے مکرم سید تفضل حسین صاحب پنشنر
تحصیلدار اٹاوہ سے تشریف لائے۔

ہمارے مقدمات

مقدمات کے انتقال کی درخواست جو چیف
کورٹ میں ۲۲ فروری ۱۹۰۴ء کو گذری وہ بھی
نامنظور ہوئی۔ ۲۳ کو مقدمات گورداسپور
میں بعدالت چندو لال صاحب پیش ہوئے

علیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وکلاء نے ریر بیری (؟) حکیم فضل الدین صاحب اور ایڈیٹر الحکم کی طرف سے آخر الذکر وکلا پیش ہوئے۔

مگر پہلے مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم دین پیش ہوا۔ خواجہ صاحب نے تقریر کی کہ ملزمان پر فرد جرم لگایا جاوے۔ اسکے بعد فریق ثانی نے اپنی بحث شروع کی اور ختم کی۔

۲۴ فروری کو پہلے مسٹر اوگارمن صاحب نے اعلیٰحضرت کی طرف سے ایک درخواست مع تحریری بیان پیش کی کہ یہ بیان شامل مثل کیا جاوے۔ جو ۲۵ کو فیصلہ کے لیے رکھی گئی جس کا فیصلہ ۲۵ کو نہیں ہوا۔ اور آخر وہ بیان مسٹر صاحب موصوف نے بطور تقریر تحریری پیش کر دیا جو شامل ریکارڈ کیا۔ مستغیث کو عدالت نے دیدیا۔

۲۴ کو خواجہ صاحب نے کرم دین کے مقدمہ میں جوابی تقریر شروع کی جو ابھی ختم نہیں ہوئی۔

۲۵ کو کرم دین نے بذریعہ ایک درخواست کے استدعا کی کہ مجھے تقریر کے لیے موقع دیا جائے کیونکہ شیخ نبی بخش صاحب نے مولوی فقیر محمد کی طرف سے تقریر کی تھی۔ اسپر خواجہ صاحب نے کہا کہ جہانتک میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ فقیر محمد ان مضامین کو جو سراج الاخبار میں چھپے ہیں کرم دین کے باور کرتا ہے اور شیخ نبی بخش صاحب اپنی بحث میں انکار کرتے ہیں یہ تقریر پھر اسکی طرف سے کیونکر ہو سکتی ہے۔

مگر عدالت نے ملزم کرم دین کو موقع دیا اور اسنے تقریر کی بالآخر خواجہ صاحب نے شیخ نبی بخش اور کرم دین کی تقریروں پر جوابی تقریر ۱۲ بجے تک کی (؟) [illegible] ۸ مارچ پر ملتوی ہوا

احمدی جماعت کی خدمت میں ایک دعا کی درخواست

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ ایکسال سے میں ایک دینی امر کی نسبت سخت فکر میں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں اُس فکر کی وجہ سے میری جان گداز نہیں ہوتی۔ چونکہ جماعت کی دعا میں برکت ہوتی ہے۔ اسلیے ملتمس ہوں کہ سب بھائی اکیلے نمازوں میں میرے لیے ضرور دعا فرماویں

تم السلام علیکم۔

خاکسار یار محمد بی۔او۔ایل اورینٹل کالج ایم۔او۔ایل کلاس لاہور

اعلان

مدرسہ تعلیم الاسلام سے امتحان مڈل میں امسال ۱۲ طالب علم بھیجے گئے تھے۔ جن میں سے ۹ طالب علم بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس سال بسبب کثرت بارش اور بیماری اور بعض دیگر وجوہات کے مدرسہ بہت عرصہ تک بند رہا۔ اور تعلیم کا انتظام خاطر خواہ نہ ہو سکا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نتیجہ بہت عمدہ رہا ہے۔ سال گذشتہ میں اس مدرسہ سے چھ طالب علم امتحان مڈل میں بھیجے گئے تھے اور چھ ہی پاس ہو گئے۔ امسال پاس ہونے والوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مرزا **عزیز احمد** ولد خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب ای۔اے۔سی۔

(۲) **عبد الغفار خان** احمدی وابن خان صاحب مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی۔

(۳) **اقبال علی غنی** احمدی برادر فیض علی صابر صاحب۔

(۴) **سمیع اللہ خان** احمدی ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور

(۵) **راجہ محمد اسحاق** احمدی ہمشیرزاد مرزا خدابخش صاحب۔

(۶) **عبد الحق** ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر۔

(۷) **عبد العزیز احمدی**۔ فیض اللہ چک

(۸) قاضی عبد الصمد احمدی ساکن ضلع گورداسپور

(۹) **عبد الغنی** احمدی ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر

جماعت چہارم ہائی ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو کھولی جائے گی۔ تمام طلباء کو چاہیے کہ حتی الوسع تاریخ مقررہ پر پہنچ جاویں۔ تاکہ کسی پڑھائی میں حرج نہ ہو۔ جو طلباء غیر مدارس سے آنا چاہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مدرسہ سے اپنا ڈسچارج سارٹیفکیٹ ساتھ لیکر آویں کیونکہ یہ مدرسہ صاحب انسپکٹر محکمہ تعلیم کے معائنہ اور ملاحظہ کے لیے کھولا جا چکا ہے اور اس واسطے انٹر سکول رولس یعنی قواعد باہمی معاہدہ درمیان مدارس پنجاب زیر نگرانی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم کی پابندی ضروری ہے۔

صاحب انسپکٹر صاحب بہادر مدارس نے اس مدرسہ کے متعلق اپنی رائے بہت عمدہ ظاہر فرمائی ہے جو کہ عنقریب اخبار میں شائع کی جاوے گی والسلام۔

محمد صادق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۹۰۴ء

دارالامان میں ڈسپنسری کی ضرورت اور سول سرجن صاحب بہادر

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان میں ایک ڈسپنسری کے کھولے جانے کے متعلق جو آرٹیکل ہم نے لکھا تھا۔ اور وہ اس بنا پر تھا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ صاحب سول سرجن بہادر کے سامنے کالوان میں کسی ڈسپنسری کے کھولے جانے کا سوال ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں قادیان کو ہم ترجیح دیتے ہیں اور جو وجوہات ترجیح بھی ہم نے بتا دیے تھے اس آرٹیکل پر صاحب ممدوح نے خصوصیت سے توجہ فرمائی ہے جو چٹھی صاحب ممدوح کے دفتر سے ہمیں جواباً پہنچی ہے وہ یہ ہے

حکم ہوا کہ

جواباً لکھا جاوے کہ بالفعل کوئی تجویز قصبہ کاہنووان یا دیگر جگہ جدید ہسپتال کھولنے کی درپیش نہیں ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب ایسی تجویز ہو صاحب ممدوح قادیان کا لحاظ ضرور رکھنے کی کوشش فرماویںگے۔

یاد رفتگاں

ہمارے بعض مرحوم ہم جماعتوں کا نوحہ ایک ہم جماعت نے لکھا ہے۔ اس میں مرحوم مغفور **ایوب صادق** کا بھی ذکر کیا ہے جسکو پڑھ کر مرحوم یاد آگیا۔ چونکہ اس ذکر میں مرحوم کی پاک سیرت کا تذکرہ ایک ایسے قلم سے ہوا ہے جسکو اس سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسلیے وہ زیادہ وزن دار اور مؤثر ہے۔ ہم کو ذیل میں درج کرتے ہیں

وہ یہ ہے

ہم نہیں بھولے تہجد خوانیاں ایوب کی
اسکی طبعی کا بھی بیچ بیچ تھا وہ نیدا کرن
اسقدر صبر اور استقلال وہ زہد ورع
تھا جوانوں کے لیے ضرب المثل اسکا چلن

نکاح کی ضرورت

ہم نے اس سے پہلے بھی ایک دو مرتبہ **سردار فضل حق صاحب** کے متعلق ضرورت نکاح کا اعلان کیا تھا۔ اور آپ ہندوؤں نے شادی بھی کر لی تھی مگر محض **سلسلہ عالیہ** سے تعلق کی وجہ سے انکو طلاق دینا پڑا کیونکہ لڑکی کے والدین سخت متعصب تھے انھوں نے سلسلہ مبارک سے الگ ہونا گوارا نہیں کیا آپ نے بیوی کو چھوڑ دینا زیادہ آسان سمجھا۔ **سردار صاحب** کے متعلق ہمکو کچھ زیادہ لکھنے اور کہنے کی ضرورت نہیں **حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** حضرت **حکیم الامۃ** عم فیضہ کو ایک خط میں **سردار صاحب** کی نسبت یہ فقرات لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لڑکیوں کی تلاش میں والدین کو بڑی دقتیں واقع ہوتی ہیں لائق لڑکا ملتا نہیں اور آپکو معلوم ہے کہ **سردار فضل حق** صاحب بہت نیک چلن آدمی ہیں اور صاحب جائداد و زمین ہیں اور والد صاحب اُنکے گیارہ سو روپیہ سالانہ جاگیر رکھتے ہیں اور **سردار فضل حق** صاحب کی لائلپور میں بھی زمین ہے اور جمعیت معاش بہرصورت عمدہ رکھتے ہیں اور جوان اور خوش شکل آدمی اور لائق ہیں ایسا لائق ساتھ پھر میسر ہو۔

والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

غرض جو صاحب سردار صاحب کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم صاحب** سے خط وکتابت کریں۔

ارشادات القرآن ونفائس القصص والحکایات

مولوی **فتح محمد خان** صاحب جالندھری نے قرآن مجید میں سے احکام وہدایات الگ اور قصص وحکایات الگ اُردو زبان میں جمع کر دیے ہیں۔ ارشادات القرآن میں احکام ہیں اور وہ پہلا حصہ ہے دوسرے حصہ میں وہ قصے نہایت فصیح اردو میں لکھے گئے ہیں جن کا قرآن شریف میں تذکرہ ہے ان کتابوں کی ایک ایک جلد ہر ایک مسلمان کے گھر میں رہنی چاہیے۔

قیمت حصہ اول یعنی ارشادات القرآن فی جلد
قیمت حصہ دوم نفائس القصص والحکایات

عورتوں اور بچوں کو یہ کتابیں پڑھانے کے قابل ہیں

دفتر الحکم سے طلب کرو

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

جلسۃ الوداع کی تقریب

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۶ جلد ۵

عام طور پر کل انسان ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے ملک کی طبعی تقسیم اور پھر کل دنیا کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے۔ اس عام نظام قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو اور ہر وقت حاضر رہو قریباً تکلیف مالا یطاق ہو جاتی جو اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی۔ یہ فخر عیسائیوں کو بے شک ہے کہ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انکو ایسی شریعت ملی ہے جسکو کوئی انسان بجا لا سکتا ہی نہیں۔ اگرچہ تعجب ہے کہ پھر وہ شریعت کا نزول ہی کیوں مانتے ہیں سرے سے کہدیتے شریعت آئی ہی نہیں اور نہ اسکی کوئی ضرورت تھی کیونکہ انسان اسکی بجا آوری اور تعمیل سے قاصر ہے۔ لیکن اسلام ہاں پاک و بے عیب اسلام ایسی شرمناک اور قابل مضحکہ بات کو روا نہیں رکھتا وہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کی پاک ہدایت دیتا ہے پھر میں کیوں ایک طرفۃ العین کے لیے بھی یہ روا رکھوں کہ اسلام میں کوئی حکم ایسا بھی ہے جسکی تعمیل نا ممکن ہے۔ یہ خوبی اور عظمت اسلام کی ہی ہے کہ اسکے جمیع احکام اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک انسان اپنی اپنی استطاعت و طاقت کے موافق اپنی حالت اور حیثیت کے لحاظ سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ بیمار ہے اٹھکر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھکر حتی کہ اشاروں سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس کا ثواب ایک مستعد تندرست آدمی کی نماز سے کم نہیں ہوگا اور نہ اس نماز میں کوئی سقم واقع ہو سکتا ہے ایک شخص استطاعت حج کی نہیں رکھتا حج نہ کرنے سے اسپر گناہ نہیں ہوگا اسی طرح پر تفقہ فی الدین کی بھی مختلف صورتیں ہیں ہر شخص اتنا وقت اور فراغت نہیں رکھتا کہ وہ اس کام میں لگا رہے۔ دنیا میں **تقسیم محنت** کا اصول صاف طور پر ہدایت کرتا ہے کہ مختلف اشخاص مختلف کام کریں انسان کی تمدنی زندگی کی ضروریات کا تکفل ہو سکتا ہے۔ اسی اصول کی بنا پر حکم ہوا کہ

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ

یعنی یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں اسلیے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ اور گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جاکر انکو حقائق دین سے آگاہ کرے تاکہ ان میں خوف و خشیت پیدا ہو۔

میں افسوس اور درد دل کے ساتھ کہتا ہوں کہ عملی رنگ میں اس آیت کو منسوخ کر دیا گیا ہے حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہے۔

علم کی غرض و غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا ہو جس خوف سے خدا تعالیٰ کی معرفت بڑھتی ہے اور انسان گناہوں اور بدیوں سے بچتا ہے۔ یہ بات خیالی نہیں یقینی اور نیچرل ہے ۔ دیکھو تم کیوں خون کرنے سے ڈرتے ہو؟ صرف اسلیے کہ تعزیرات ہند ڈراتی ہے اور اسکی سزا سمجھاتی ہے۔ دلپر ایک خاص اثر ڈالکر ایسی حرکات سے بچاتی ہے۔ یہ طبقے دراصل بدیوں سے بچنے کے عارضی اور ظنی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قانون مجریہ وقت کے ہوتے ہوئے بھی باوجود دیکہ مجرموں کو سزا ملتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں من کل الوجوہ جرائم کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اور اسکی وجہ یہی ہے کہ حقیقی طور پر یہ دروازہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے بند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء ربانی اور ماموروں کی زندگی میں یہ نمونہ بدیوں کا نہ ملے گا بلکہ انکی زندگی پاک اور بے لوث ہوگی؟ وہ اسلیے بدیوں سے نہیں بچتے کہ وہ تعزیرات ملک سے ڈرتے ہیں بلکہ وہ تعزیرات خدا سے ڈرتے ہیں اور وہ خوف ان کے نفسانی قوی پر غلبہ پاکر اس مادہ کو بھسم کر دیتا ہے جو بے اعتدالی کا جوش نفس سے پیدا ہو سکتا ہے۔ پس حقیقی طور سے گناہ سے بچنے کا طریق خوف خدا کا دلپر مستولی ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راہ ہے جس سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حسن پر اطلاع ہے۔ جب پوری معرفت اور بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جمال کو دیکھتا ہے تو اس حسن کے بالمقابل تمام لذات اسے ہیچ اور فانی نظر آتی ہیں اور ساری خوشیوں اور راحتوں کو اسی صاحب الحسن کی اطاعت میں پاتا ہے یہ مقام اعلیٰ درجہ کے انسانوں کا ہوتا ہے مگر ایک طبقہ انسانوں کا ایسا بھی ہے جو خوف الٰہی بھی ان کو گناہوں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ خوف **علوم حقہ** میں تفقہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے اسی لیے علماء ربانی کی شان میں کہا گیا ہے

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

مگر آج اس زمانہ میں **عالم** کے یہ معنی سمجھے گئے ہیں کہ کج بحثیاں کرنے میں طاق ہو کبھی کسی بات کے ماننے کے لیے طیار نہ ہو جو منہ سے نکل جاوے خواہ وہ کیسا ہی بیہودہ اور لغو ہو اسکی تائید میں قرآن شریف میں تحریف کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنے سے بھی نہ ڈرے۔ خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے بھائیوں کو ایسے علم سے بچالے۔ آمین۔

حضرت امام نے ایک الہامی قصیدہ لکھا ہے اس میں کا یہ شعر کیسا سچا ہے

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نہ خرم

تم علم پڑھو لیکن اگر اس علم سے خدا کا خوف اور خشیت پیدا نہیں ہوتی تو استغفار اور لاحول پڑھو کہ وہ علم حجاب اکبر ہو کر ہلاکت کا موجب نہ ہو جاوے میں نے بڑے بڑے مولوی اور عالم کہلانے والے دیکھے ہیں اسوقت موجود ہیں اور تم میں سے اکثر اس سے ناواقف نہیں کہ وہ چیز جو انکی راہ میں امام وقت کی اطاعت میں ٹھوکر کا باعث ہوئی وہ وہی ان کا علمی نازاور گھمنڈ تھا۔ اگر وہ حقیقی علوم کے وارث ہوتے تو ان میں خشیت اور خوف پیدا ہوتا ان کے دل یہ سنکر ڈر جاتے کہ سنانے والا کہتا ہے۔

میں خدا کا مامور ہوں

یہ چھوٹی سی بات نہ تھی خدا کے بھیجے ہوئے سے مقابلہ !!! میں سچ کہتا ہوں کہ خدا کا فضل ہے مجھکو میں بیان کرتا ہوں کہ میرا دل اس تصور سے بھی کانپ جاتا ہے کہ انکار کے لیے کیوں جرأت کرتے ہیں؟ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ **علم** نور فراست ساتھ ہی نہ رکھتا اس سے بہتر تھا کہ وہ جاہل ہوتے ایک اور بات قابل غور ہے کہ **عالم ربانی** بننے کے لیے شرط ہے **تقویٰ** اللہ کی بدوں اسکے **علوم** حقہ کی کلید مل سکتی ہی نہیں کیونکہ خود خدا تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اصل معلم علوم حقہ کا تو خدا تعالیٰ ہی ہے اور اسکی راہ ہے تقویٰ اللہ۔

جب اس طریق پر انسان تقویٰ اختیار کرے تو **علوم حقہ** کے دروازے اسپر کھلیں گے اور وہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا میں داخل ہوگا۔

غرض **عالم ربانی** کے لیے ضرورت ہے کہ تقویٰ سے کام لے اور تقویٰ کی حقیقت اس وقت تک کھل نہیں سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے صادق اور مامور بندہ کی صحبت میں نہ رہے جیسا فرمایا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

اس سے **صحبت** صادق کی بہت بڑی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت ضرورت ہے لیکن چونکہ ساری قوم ایک ہی وقت اپنے امام کے گرد نہیں رہ سکتی اور اگر ہر فرد قوم کا حاضر بھی ہو تو ہر ایک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ طبیعتیں جدا جدا ہیں اور مذاق الگ الگ اور تقسیم محنت کا اصول الگ اسکی مخالفت کرتا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا

کہ ایک گروہ حصول تعلیم دین کے لیے حاضر ہو اور وہ واپس جاکر قوم کو سکھائے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اس آیت اور اسکے اصل مفہوم پر غور کرو۔ اسکے الفاظ کو سوچو کہ ان کے اندر اصول تعلیم کے لیے کیسا کھلا اور واضح قانون رکھا ہے اصل غرض **تفقہ فی الدین** ہے۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ طوطہ کی طرح چند کتابیں رٹ لے اور دستار فضیلت باندھ کر یا ایک کاغذ سند کے طور پر ہاتھ میں لیکر قوم پر ایک بوجھ بنکر مالیہ وصول کرتا پھرے۔ نہیں بلکہ اسکی روحانی اور اخلاقی حالت ایسی نکتہ رسی اور معرفت الٰہی ہو اور اسکے کلام میں وہ تاثیر اور برکت ہو کہ لوگوں پر خوف الٰہی مستولی ہو کر ان کو گناہوں سے بچانے کا باعث ہو۔ وہ ایک نمونہ ہو جس سے قوم پر اثر پڑ سکے۔ مگر بتاؤ اور وسیع نظر کرکے دیکھلو کہ کتنے ہیں جو اسکے صحیح مصداق ہیں۔ اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے **مرزا صاحب** کو **امام** مانا صادق سمجھا بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ **امام** کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اسکا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کے مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہے پھر اسکے معلوم کرنیکو تو خود اسکے منہ سے کچھ سننا چاہیے۔ اور یہ اس کی صحبت سے معلوم ہوگا۔

تم نے مولویوں کو ناراض کیا سجادہ نشینوں کو چھوڑا اور اکثروں کو یہ مشکلات بھی پیش آئیں کہ انکو اپنے بعض رشتہ داروں یا عزیزوں سے قطع تعلق کرنا پڑا۔

سے پہلے پوسٹ ماسٹر جنرل نے ساری دنیا کے کام اپنے ذمہ لے رکھے تھے بلکہ ان کے ہاتھ میں صیغہ [illegible] [illegible] کے تمام کام تھا وہ اپیلوں پر خود نظر کرتے [illegible] کر [illegible] فیصلہ کرتے اور حکم دیتے تھے [illegible] بلکہ ان لوٹوں کی بنا پر [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اسٹر جنرل [illegible] کی [illegible] ایک یا چند آدمیوں کے [illegible] ہونے کو رکھدی گئی ہے [illegible] ہیں کہ پوسٹ ماسٹر جنرل یا ڈائرکٹر جنرل [illegible] کوشش کرتے ہیں کہ انصاف ہو لیکن جب انکو ان واقعات کی بنا پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو ان کو [illegible] ظاہر کیے جاتے ہیں تو وہ ہر ظلم و ستم سے صاف بری ہیں جو لاعلمی اور محض ناواقفیت کی بنا پر انکے نام سے کرایا جاتا ہے اور پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب کو ہم [illegible] نہیں کہ انھوں نے [illegible] کام کا بوجھ اپنے ذمہ رکھا [illegible] کہ ان [illegible] کی [illegible] انکو فرصت اور کافی وقت [illegible] نہیں [illegible] ایک اچھا کام کرنیوالا مستعد [illegible] انسان پوری مصروفیت [illegible] گھنٹے کام کر سکتا ہے اب اگر پی ایم جی صاحب کے کام اور انکی مصروفیت کو دیکھا جاوے تو ایک عام عقل کا آدمی بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک کاغذ دیکھنے کے لیے [illegible] فرصت [illegible] ہے۔

[illegible] پر [illegible] دستخط کرنے بیٹھتے ہیں کی [illegible] اگر دیکھی جاوے اور اس وقت کا اندازہ کیا جاوے [illegible] کم [illegible] تو [illegible] بہت ہی کم وقت انکو [illegible] کا [illegible] اگر [illegible] کرایا جاوے کہ وہ ان [illegible] دستخط کرتے ہیں [illegible] کوئی حکم [illegible] نہیں اور اپنی ذمہ داری کا کوئی [illegible] نظر ثانی کرنے ہیں [illegible] اپیل پڑھ سکتے ہیں۔

روزانہ [illegible] اپیل کی تعداد اگر کم [illegible] اڑھائی سو بھی رکھی جاوے جو [illegible] سرحد جیسے وسیع علاقہ میں بہت ہی کم ہے تو [illegible] ایک اپیل کے لیے وہ چند منٹ سے زیادہ نہیں دے سکیں گے اب کوئی بتائے کہ وہ چند منٹ میں ایک اپیل پر کسقدر [illegible] کر سکتے ہیں؟ مگر نہیں ہم یقیناً [illegible] کہ نہ تو وہ سارا وقت صرف اس کام کے [illegible] اور نہ ہر اپیل پر [illegible] دینے کی انکو فرصت - پھر ایسی حالت میں ماتحت ملازموں پر ظلم نہ ہو جاوے کا رفع کسطرح کیونکر ہو سکتا ہے؟ [illegible] صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کس طرح [illegible] کسقدر لوگوں پر روز پی ایم کے دفتر سے ہوتے ہیں - باقی دوسرے نمبر میں

پوسٹل کمیشن کی ضرورۃ

[illegible] لارڈ کرزن [illegible] کمیشنوں کا عہد [illegible] [illegible] [illegible] کے متعلق [illegible]

پبلک کے عام خیالات ان کے متعلق معلوم کرنیکی کوشش کی ہے یہ امر [illegible] ہے کہ ان کمیشنوں کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟ یا کیا امید آئندہ ہو سکتی ہے لیکن ابھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اس سے کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ عام حالت کا اندازہ لارڈ ممدوح کو ہو چکا ہے۔ مگر تعجب اور بعید [illegible] ہے کہ [illegible] ڈاک جو اتنا بڑا عظیم الشان اور ضروری محکمہ ہے جسکے ہاتھ میں ملکی اور تجارتی امور کی کلید [illegible] متعلق کوئی کمیشن [illegible] قائم کر کے ان شکایات کا اندازہ کرنیکی کوشش نہیں کی [illegible] محکمہ ڈاک کی ملازمت [illegible] محکمہ ڈاک کے ملازم بھی تو [illegible] خود گورنمنٹ کی رعایا ہیں وہ ان قواعد و قوانین کے اسیطرح ماتحت اور پابند ہیں جیسے دوسرے افراد رعایا تابع فرمان ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی [illegible] تکالیف و مشکلات کو معلوم کر کے دور کرنیکی کوشش نکیجاوے بیمار جانوروں اور وحشی [illegible] کیلیے خاص قوانین [illegible] ممالک [illegible] بعض [illegible] ان [illegible] کی [illegible] تکالیف جیوانات کی [illegible] ایک [illegible]

ز [illegible] انسانوں کا [illegible] کیا انکی قسمت میں یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی انجمن یا سوسائٹی ہو وہ بھی انکی ہی شکایات کا دفتر کھولنے [illegible] محکمہ ڈاک کے خلاف [illegible] یا خواہ [illegible] قاعدہ [illegible] پابندی ہی کیوں نکی ہو [illegible] شکایت [illegible] اور شکایت بھی خطرناک الفاظ میں۔ اور اسپر محکمہ ڈاک کی طرف سے تفتیش شروع [illegible] نتیجہ [illegible] ہوا کہ شکایت [illegible] محکمہ ہی کی شکایت [illegible] سے کچھ نہیں [illegible] کی [illegible] ہوا [illegible] تعداد [illegible] محکمہ ڈاک کے [illegible] حیثیت [illegible] آ [illegible] بیچارے [illegible] جالنے لگتے ہیں۔

اگر یہی حال رہا اور اسپر [illegible] تو یہ طوفان بے تمیزی [illegible] پھیلنے والا ہے [illegible] کلرکوں اور ماتحت [illegible] حالت کا [illegible] ہو جائیگی کہ [illegible] کی زبان [illegible] صورت [illegible] ضرورت ہے کہ ایک کمیشن عام طور پر [illegible] حالات اور انکے کام کا اندازہ کرنیکے لیے قائم ہو۔ اگر لارڈ کرزن توجہ کریں [illegible] کوئی بڑی بات نہیں [illegible] مختصر لکھا ہے [illegible] ہم مفصل بتائیں گے کہ اس کمیشن کی [illegible] ضرورۃ ہے؟

تازہ تار کی خبریں

لندن ۲۱ فروری - جنیوہ - تمام فرنچ اخبارات نے روسی مجروحین اور بیماروں کے لیے چندہ کی فہرست کھولدی ہے - روسی آگنبوٹ موسومہ [illegible] نے بندر شنگھائی چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے - چینی حکومت اسے وہاں سے نکالنے کے لیے اب اپنا جنگی [illegible] بھیجنے والی ہے۔

انگریزی جہاز کا تعاقب انگریزی کمپنی پی اوکا ڈاک کا جہاز منگولیا آسٹریلیا کی ڈاک لیجاتا ہوا بحیرہ قلزم سے گذر رہا تھا کہ ایک روسی ہوائی جہاز اور چار تارپیڈو شکن جہازات نے اسے دیکھکر اسکو روکنے کی کوشش کی - کل بیڑہ نے تعاقب کیا - مگر جہاز تک نہ پہنچ سکے - جسپر جہاز کو ٹھہر جانے کا اشارہ کیا گیا (دکا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اگر [illegible] تو گولا باری کیجاوے گی [illegible] [illegible] کیا - اور ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز [illegible] اور چلے

اطمینان ہو گیا کہ یہ واقعی انگریزی ہی جہاز ہے (کسی جاپانی [illegible] نے انگریزی روپ نہیں بدلا ہوا - وطن) تو آگے جانیکی اجازت دیدی اور اسکے کپتان سے معافی مانگی۔

[illegible] فرنچ اخبار فگارو کو روس سے خبر ملی ہے کہ اگر روس، جرمنی، فرانس اور روس کا نیا معاہدہ اتحاد [illegible] تو جرمنی اس معاملہ میں اسی [illegible] پوری امداد دینے کو تیار ہے - اور کہ اس کے بڑے سینٹ پیٹرزبرگ [illegible] گفتگو اور [illegible] مباحثہ ہو رہا ہے اور [illegible] کی دلی خواہش ہے کہ یہ تجویز عمل میں آ جاوے (اس کل [illegible] کا [illegible] یہ ہے کہ روس - روس و فرانس کے اتحاد میں جرمنی کو بھی شامل کرنا چاہتا ہے اور کہ جرمنی بھی اسپر رضامند ہے مگر قیاس اس بیان کے دوسرے حصہ کی تصدیق نہیں کرتا وطن) دوسری خبر اسی ذریعہ سے ملی ہے کہ روس نے انگلستان کو مطلع کیا تھا کہ یا تو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی بے تعلقی اور غیر جانبداری کا اعلان کرو (ورنہ مجھے اپنا بھی دشمن سمجھو - وطن) انگلستان نے [illegible] کے اندر ہی مطالبہ پر اعلان کر دیا - روس فرنچ اخبارات کو [illegible] بطور رشوت روپیہ بھیج رہا ہے کہ وہ فرنچ قوم کو روس کی ہمدردی پر اکسائیں خبر [illegible] کہ اس کا [illegible] روائی کے اغلب نتائج کے لحاظ سے فرنچ حکومت کو اس معاملہ کیطرف توجہ ہو گئی اور اسے تشویش لاحق ہوتی جاتی ہے کہ کہیں قوم روس کی حمایت میں جنگ کرنے پر زور دینا شروع نہ کرے

سویڈن کے بندرگاہ گوتنہ [illegible] میں جو روسی جہاز پکڑے گئے تھے وہ چھوٹے ہیں اور غالبا میدان جنگ کو نہیں بھیجے گئے۔

روسی آگنبوٹ مندجور مقیم شنگھائی نے اپنے [illegible] وغیرہ اتار دیے ہیں یعنی جہاز کو سمندر میں چلنے کے قابل نہیں رکھا - اور اقرار کیا ہے کہ وہ اختتام جنگ تک بندرگاہ میں رہے گا اس سے باہر نہیں نکلیگا۔ دیے [illegible] تعلق [illegible] کہ بندر میں فریقین کا جہاز [illegible] ۲۴ گھنٹوں سے زائد رہ سکتا ہے جبکہ وہ فورا کھلے سمندر میں جانے سے ناقابل کر دیا گیا ہو۔ اور یہ اقرار کیا جاوے کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں بے تعلق سلطنت کی پناہ سے وہ یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا کہ اچانک حملہ آور ہو کر غنیم کے کسی جہاز کو نقصان نہ پہنچائے۔ اسی کے متعلق تیسری خبر ہے کہ آگنبوٹ مذکور کے ملاحوں اور [illegible] وغیرہ کو تنخواہ دیکر رخصت کر دیا گیا ہے یعنی اب وہ دوران جنگ میں شنگھائی میں بیکار تو وہ کیطرح پڑا رہیگا۔ البتہ یہ خیال ہوگا کہ جاپان اسے وہاں کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکے گا۔

سنگاپور ۲۲ فروری چلفو کے معرکہ کی روسی زخمی اور دوسرے ملاح صرف فرنچ جہاز [illegible] پر پناہ گزین نہ ہوئے تھے بلکہ انگریزی و جرمن جہازات پر بھی۔ انگریزی جہاز ٹالبیٹ نے دو سو روسی زخمی شنگھائی پہونچائے جہاں سے وہ دوسرے جہاز پر ہانگ کانگ پہونچائے گئے - چالیس جو زیادہ زخمی تھے وہیں کے فوجی ہسپتال میں بھیجے گئے باقی کل کولمبو بھیجے جائیں گے فرنچ جہاز پسکل پر پناہ لینے والے روسی ملاح اور زخمی فرنچ مقبوضہ انام کے بندر سیگون کو۔ انگریزی واطالین جہازات پر بھیجے گئے ہیں جاپانی [illegible] کا سامان کولمبو میں ۱۰ دن ٹھیرکر

جنوبی افریقہ کے بندر ڈربن کو گیا ہے جاتے ایک ناجرنے اسکا تجارتی مال خرید لیا ہے

بقیہ جاپان و روس کے وسائل کا موازنہ

میدان جنگ میں حسب ذیل لائنیں موجود ہیں - کوریا میں [illegible] فوسان سے ٹیکو تک اور چیلفو سے سیول تک یہ جاپانی ہیں [illegible] میں خاباروسی و لاڈی وسٹاک تک و لاڈی وسٹاک سے ہاربین تک اور ہاربین سے براہ مکدین پورٹ آرتھر تک یہ روسی ہیں۔

معدنی پیداوار جاپان کی کانوں سے ہر سال ۱۰ لاکھ ہزار ٹن کوئلہ اور ۲۴ ہزار ۳ سو ۸ ٹن لوہا اور فولاد نکلتا ہے اور روس کی کانوں سے ایک کروڑ ۹۷ لاکھ ۱۲ ہزار [illegible] ٹن کوئلہ اور ۲۹ لاکھ ۲ ہزار ٹن فولاد۔

جاپان کے حسب ذیل مقامات پر بحری اسلحہ کے کارخانے اور مرمت جہازات کے حوض ہیں۔ ٹوکاسو کا میں بحری اسلحہ کے کارخانے و حوض۔ کورے میں کارخانہ اسلحہ۔ حوض اور جہاز [illegible] کا کارخانہ۔ ساسی بو میں کارخانہ اسلحہ [illegible] میں حوض مرمت۔ نگاساکی میں تین حوض۔ کوبی میں تارپیڈو کشتیوں کی مرمت کا کارخانہ۔ [illegible] میں جہازوں کے بالائی سامان کا کارخانہ۔ ساوی ناگو میں چھوٹے جہاز [illegible] جائے پناہ۔ [illegible] میں حوض۔ ان سب میں کوئلے کے ذخیرہ بھی ہیں۔

روس کی مقبوضات مشرق میں ایسے تین مقام ہیں۔ ولاڈی وسٹاک میں لنگرگاہ۔ کارخانہ اسلحہ حوض و مخزن و غال۔ ڈالنی میں لنگرگاہ و بالائی سامان کا کارخانہ اور کوئلہ کا مخزن۔ پورٹ آرتھر میں چند حوض۔ کوئلہ کا گودام اور بالائی سامان کا کارخانہ۔ (باقی آئندہ)

لنڈن ۲۲ فروری۔ دوسری طاقتوں کا اندیشہ ہمارے جاپان [illegible] روس کو کسی دوسری طاقت کو [illegible] - - - - - - - - - - اپنے اپنے ہمسایہ کی فکر لاحق ہو رہی ہے۔

[illegible] فوج جمع اور سواحل کو مورچہ بند کر رہا ہے۔ ہسپانیہ کناری کو (جو مراکو کے مغرب میں ہے) معقول فوج بھیج رہا ہے۔ اور پرتگال نے اگے جنگی جہاز واسکوڈی گاما [illegible] کو بھیجا ہے اور بری فوج بھی جمع کرنے والا ہے۔ واسکوڈی گاما زرہ پوش کروزر ہے ۱۸۷۶ء میں بنا - زرہ گیارہ انچہ وزن ۲۴۲۰ ٹن ہے، رفتار ۱۳ میل - وطن) روس نے جلد بازی سے زار نے جنرل ادالوف کو ترکستان بھیجا ہے سینٹ پیٹرزبرگ میں مشہور ہے کہ پامیر (سرحد چترال) پر روس جرار فوج جمع کرنیوالا ہے - ایک روسی باربرداری کا جہاز موسومہ [illegible] راستے سے روسکو پلٹ گیا ہے - جاپان نے فوسان سیول ریلوے کے لیے امریکہ سے انجن خریدے جو روانہ ہو چکے ہیں - بارہ [illegible] ہفتہ ہو گئے - کچھ بحر الکاہل کے راستہ اور کچھ نہر سویز کے راستہ [illegible] سیول کا بیان ہے کہ ۹ فروری کے معرکہ چیلفو میں ایک جاپانی تارپیڈو شکن غرق ہوا اور جاپانی کروزر [illegible] کو اتنا نقصان پہونچا کہ اسے خود اسکے کپتان نے ڈبو دیا۔ اس جہاز کا وزن وغیرہ پہلے لکھا جا چکا ہے

بمقام کولمبو روسی اور [illegible] کی کمپنیوں نے [illegible] لیے ہیں کہ جنوبی روس کے بندر اوڈیسہ سے مشرق [illegible] حرب و رسد پہونچائیں داگر یہ ٹھیک ہے تو کیا یہ جہاز جاپان وغیرہ میں جاپانی بیڑہ سے بچکر منزل مقصود تک پہونچ سکیں گے وطن) چونکہ جاپان نے روسی تجارتی جہاز [illegible] اپنے

[illegible] پہلے [illegible] ہے ہو [illegible] جو جاپانی چیلفو [illegible] کی کانوں [illegible] سے کوئی [illegible] لیے گئے - مسنوخ کر دیے ہیں۔

مذاہب عالم پر ریویو

حضرت حکیم الامت کے قلم سے
پرانی یادداشتوں سے

عام پر

(۱) مذہب صحیح وہ ہے جسکی صحت عملاً ثابت ہو۔ پھر وہ جس کی حقیقت اور نفس الامریہ دلائل واضحہ اور حجج نیرہ سے ثابت ہو۔ پھر وہ جو آخر مقابلہ میں مظفر ہو۔

میں نے بارہا سوفسطائیہ اور وجودیہ کو اس پہلی دلیل سے جیتا ہے۔ ایک بار سوفسطائیہ کو کہا کہ عمل میں تم اپنے مذہب کو لا کر دیکھو۔ جو کوئی تم میں سے بھوکا ہوتا ہے روٹی کھاتا ہے پیاسا ہو پانی پیتا ہے۔ کچہری میں ملازم ہو وقت پر اسے کچہری میں جانا۔ اپنے اپنے فرض منصبی احتیاط سے ادا کرتا ہے۔ پھر ان نظریات کا ثمرہ کیا ہے جنکو تم بحث میں لاتے ہو۔

ایسا ہی قائل وحدت الوجود عام ہندو کیطرح اعمال عبودیت سے کامیاب ہے۔ پھر اس دعوی الوہیت کا نتیجہ کیا۔ کفارہ کے [illegible] کا عملی فائدہ بجز بیباکی کے کیا ہے۔ تثلیث سے کیا جدید علمی مفاد حاصل ہوتے ہیں۔ ابوبکر کی انکار خلافت سے اب کیا حاصل کیا اب [illegible] اسکو مل سکتی ہے جس سے تمہارے زعم میں لڑائی۔ غرض تمام بطلان پر یہ تلوار چلتی ہے۔

۲۔ کامل کتاب وہ ہے جو اپنے دعاوی کے صحیح دلائل پر اور اپنے مخالف کی تکذیب اور تکذیب کے دلائل نیرہ پر حاوی ہو۔ یہ بات توریت موجودہ اور ہمارے مطالعہ کردہ بائبل میں نہیں اور نہ اناجیل وگرنتھ میں اور نہ اس وید میں جو ہم نے سنا ہے۔ نہ ژند و ستا میں اور نہ ساکنوں اور بدھوں کی مقدسہ کتب میں۔

اور نیچریوں برہموں کے یہاں جو کتاب صحیفہ فطرت ہے اسمیں وہ اسرار سربستہ ہیں۔ کہ تریاق از عراق نہ آید و مارگزیدہ میرد۔

مسیحی

۱۔ علما توریت کے حلال و حرام۔ اور احکام سے سروکار رہی نہیں۔ اور راشنہ میں پہ مہ زندہ لگاتے ہیں کہ اب ہون روپیہ پانی کیطرح اس کام میں لگا دیا۔ عجب اور بہت تعجب۔

۲۔ تحقیق در تحقیق کی فکر اور انجیل مسیح کی کھو بیٹھے ہیں۔ اُس کا نام و نشان نہیں مگر ایک فقرہ (ایلی ایلی لما سبقتانی)

۳۔ نیچر کے دلدادہ میں اور غور نہیں کرتے کہ [illegible] کا بچہ شیر اور اسکے لوازمات اپنے باپ [illegible] مگر مسیح میں الٰہی لوازمات کہاں۔

۴۔ زانی کو آتشک عارض ہو اور خاص سوزاک ہوتا، اور پھر بھی اعتقاد کہ مسیح کفارہ ہے۔ کیا گناہ کا اثر جسم پر نہیں پڑتا۔ پڑتا ہے اسی واسطے آدمی ماتھے کے پسینہ سے روٹی کماتا ہے۔ اور حوا درزہ سے جنتی ہے پہلے سے آدم فرزند انسان معاً بپتسمہ سے شفایاب کیوں نہیں ہوتا۔

۵۔ تثلیث و کفارہ میں دعوی ہے کہ اسمیں عقل کو دخل مت دو اور نہیں سمجھتے کہ اگر عقل کو دخل نہ دیا جائے۔ تو کسی غلط مذہب پر بھی کوئی اعتراض نہیں آ سکتا۔

۶۔ ایک مسیحی اور اسکا چیلہ کہتا ہے کہ تثلیث کا باریک مسئلہ اب تک مسلمان سمجھے ہی نہیں۔ پروفیسر کہتا ہے کہ ایشیائی دماغ اس دقیق بات تک پہونچتا ہی نہیں۔ اسپر کہا گیا کہ مسیح خود ایشیائی اور اسکے نادان چیلے سب ایشیائی تھے کیونکر سمجھے۔ یا یہ مسئلہ یورپ کا ایجاد ہے۔

بسفندر اعتراضات ان لوگوں نے اسلام پر کیے بڑھ چڑھ کر ان لوگوں پر عائد ہوتے ہیں۔ اور اپنے دعوے کو مدلل نہیں کر سکتے اور نہ اپنے اعتراضات کو مبرہن۔ مثلاً جہاد اور غلامی کثرت ازدواج اور طلاق ان کے معرکۃ الآرا اعتراضات ہیں۔

لاکن قومی جہادوں میں دنیا میں بے نظیر۔ اور مجرموں۔ مخالفوں کے غلام بنانے میں یہاں تک ہے کہ غلاموں کے لیے جو مکانات ہیں وسکو جیل خانہ نام رکھتے ہیں اور ہم وہاں رکھتے ہیں جہاں ہمارا ہی باپ بھائی فرزند۔ کثرت ازدواجی کے منکر مگر عملی طور پر جو تفوق ہے وہ ظاہر کہ کتنیاں کیبوں میں ضرور ہیں۔ بازاروں میں وہ حالت کہ الامان الامان۔ ظاہر ہے کہ ایک مرد اپنا بیج بہت جگہ رکھ سکتا ہے مگر ایک عورت [illegible] کا بیج پرورش نہیں کر سکتی۔

طلاق کی مشکلات اور جنپر وہ مبنی ہے اسکو دیکھتے ہیں کہ فطری خواہش اولاد کی ہوتی ہے اور بعض عورتیں بانجھ ہیں عورتیں [illegible] بعض عوارض سے مرد کے پاس نہیں جا سکتیں یا ان کا رکھنا مالی اور روحانی نقصانات کا باعث ہوتا ہے اور عملی رنگ میں ناجائز طور پر قضائے شہوات کرتی ہیں تب انہیں پڑتی کہ طلاق کو جائز کردیں۔

علی الشیعہ

۱۔ قرآن کریم کے متعلق جیسے تفسیر میں لکھا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ اسکی ترتیب کو عمداً بگاڑ گیا۔ اور اس میں کمی کی گئی۔ پھر ایسی کتاب کیونکر قابل تمسک ہو سکتی ہے۔

(پھر حدیث ثقلین میں یہ پہلی بات ہی غیر مفید ہوئی) اسی واسطے صاحب مجمع البیان طبرسی افسوس کرتا ہے کہ تفسیر خاصہ (شیعہ) میں نہیں یا کم ہے۔

۲۔ حدیث کے پہلے مبلغ انکے نزدیک (اعاذنا اللہ) منافق۔ غاصب۔ مرتد۔ اور بےدین تھے۔ یا تقیہ باز۔ پس وہ کیونکر مثبت کسی امر دینی ہو سکتے ہیں۔

۳۔ فقہ و اصول فقہ قرآن و حدیث پر مبنی ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فرع کہاں۔

۴۔ تاریخ میں چاہی واقعات صحیحہ کا بیان ہو۔ یہ لوگ صحابہ کے بیان میں کوئی خوبی ابوبکر و عمر کی۔ اور کوئی نقص اہل بیت کا بیان نہیں کر سکتے ہیں۔ کاش قالت الیہود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیہود علی شیء پر تدبر کرتے۔

۵۔ تبرے کی ضرورت نے اخلاق و زہد کو پاس بھی نہیں آنے دیا

۶۔ علم کلام ان امور بالا پر موقوف ہے اور تقیہ کے باعث ذہنی قومی مردہ یا پژمردہ ہو جاتے ہیں

۷۔ بڑے بڑے الفاظ میں کسی معصوم کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر عملی فائدہ نہیں دکھا سکتے۔ کہ وہ معصوم کہاں اور اس سے فوائد وغیرہ کب معصوم [illegible]

(۱) [illegible] ایک بار بمقام مالیر کوٹلہ مولوی شیخ احمد صاحب مجتہد سے عرض کیا تھا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا سے معلوم ہوتا ہے کہ افواج در افواج لوگ دین الٰہی میں داخل ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے۔ مجھے ایک مومن کے دس بیس نام سنا دو۔ آپ نے اسکا جواب دیا کہ پہلے اذا کی تحقیق نقلی طور پر کلام الٰہی سے ہونی چاہیے کہ آیا زمانہ حادث ہے یا قدیم۔ پاک ہے یا نجس مفصل ہے یا منفصل وغیرہ وغیرہ۔ میں عرض کیا کہ اسے لکھ دیجیے

پھر ایک دفعہ نے ایک بار کہ نور امام علیہ السلام پیش کیا تو فرمایا آپ تو دور چلے گئے۔ الحمد للہ کا لفظ کفایت کرتا ہے کیونکہ اپنے اندر باہر دائیں بائیں سب منافق ہی منافق تھے تو بجائے الحمد کے قرآن اور آپ کا کلام لاحول ولا قوۃ سے شروع ہوتا۔ الحمد للہ کا مقام تھا۔

(۲) یہ لوگ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا پر غور کرتے تو حواشا یہ کہہ سکتے تھے کہ اسد اللہ [illegible] ۲۳ برس کی محنت اور دعاؤں کا نتیجہ عام انکار ہے

گویا کہ کوئی ان کے ہاتھ پر مزکی و مطہر ہوا۔ تزکیہم کہاں گیا۔ لیستخلفنہم فی الارض کیا ہوا۔ منافق کے بارے میں تو ارشاد ہے وھموا بما لم ینالوا۔ پس صحابہ کرام کیوں کامیاب ہوئے۔

(۳) واقعات صحیحہ۔ نفس الامریہ سے ان کو تعلق نہیں۔

[illegible] اگر امام صاحب امام حسین کی ہے تو قبل از شہادت کیوں۔ پھر اسکا بروز شہادۃ تورڑ نا کیوں۔ اگر ان کے ہاتھ نہیں۔ تو یہ تعظیم کس بنا پر۔

(۴) امام حسین شہادۃ پا چکے۔ اور شہید کیلیے نص ہے۔ یرزقون فرحین۔ پھر جسکو فرح عطا ہوئی اسپر گریہ یعنی چہ

(۵) سوزخوان۔ محرم کی آمد پر خوش۔ اجتماع پر خوش۔ داد پر خوش۔ صدر نشینی پر خوش و خرم اور اظہار کرتا ہے رنج کا۔ غم و الم کا۔

دنیا طلبی اصل غرض ہے اور تھی۔ اسکو دھرکی آڑ میں ہزاروں ہزار مطاعن اور قدح امور کے ذریعہ کام لیا گیا۔ اور امارت بنو امیہ کے ہاتھ آگئی۔ پھر دوسری کوشش میں عباسی بازی لے گئے۔ آخری سعی۔ علقمی اور طوسی کی ہوئی اور سلطنت کو مغل لے گئے۔

نیز اگر فرض کرلیں کہ مولی مرتضی خلیفہ بلا فصل بن جاتے۔ تو خلفاء راشدین کے علاوہ کیا تعلیم فرماتے۔

نکاح

نکاح کا شخصی فائدہ حفظ صحت بعض بیماریوں میں۔ دفع مزاحمت جو ایک بے تمیزی ہے۔ بے حیائی۔ بے مروتی ہے۔

نوعی فائدہ۔ حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ بے تحقیق نطفہ کی کون فکر کرے

اس لیے

جسمی طاقت۔ مالی وسعت۔ یہ ارشاد ہے ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ فہو اغض للبصر واحصن للفرج۔ لتسکنوا الیہا

اولاد صالح۔ نساءکم حرث لکم۔ وتزوجوا الولود الودود

جب۔ ہے تو عورت طلاق لے۔ مرد طلاق دے۔ خلع یا فسخ ہو اگر فوائد باطل ہوں

مرد	عورت
"	۱۔ نفسانی ضرورتیں پوری نہ ہوں
"	قابل ولادت نہ ہو
"	معاشرہ کے نقص ہوں
نان و نفقہ نہ دے سکے	جائز شرائط کو پورا نہ کرے

طلاق

جیتی ہو جو اغراض نکاح کے منافی ہے - عورت بدزبان اور خاوند غیر صابر ہو - جبکہ عورت کے حقوق ادا نہ ہوں - اور وہ عفیفہ نہ ہو -

وجوب طلاق جب حکم تجویز کرتے ہیں - ایلا پر بعد چار ماہ کے - عدم اتفاق اور صنیر اکبر ۔۔۔ بتدریج - فہمایش - تسامل جبکہ حکام - شروط طلاق کے توڑنے میں - فوری - لعان - ہم بستری سے پہلے - خلع میں -

---

۔۔۔ اور اوہام پرستی پر گفتگو ہوئی تو ایک سکھ نے کہا ہمارا مذہب ایسا ہے جس میں صرف حمد و ثنا الٰہی ہے تمام مذاہب میں شبہات ہیں سب سے عیب اور ۔۔۔ ہے - میں نے کہا آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں - کہا مذہب سکھ کا کمال - میں نے کہا کیا آپ اپنی ماں سے یا بیٹی سے شادی کر سکتے ہیں - کہا نہیں - میں نے کہا کیوں کیا آپ کی کامل کتاب میں ۔۔۔ ممنوع ہے - ۔۔۔ مسئلہ ہندو یا مسلمان مذہب سے لیں گے - میں نے کہا افسوس اس کامل کتاب پر - جو دوسرے کا محتاج کرے -

---

دہریہ

۔۔۔ یا ۔۔۔ اور ۔۔۔ کہ ہے ۔۔۔ فائدہ کر ۔۔۔ ہے - ایک دہریہ نے ہستی باری تعالیٰ پر مجھ سے پوچھا اور کہا کوئی علمی دلیل نہیں یا ۔۔۔ میری ۔۔۔ اور اسکے بعد یوں کلام شروع کیا کہ آپ اسطرح ۔۔۔ تشریف لائے - ۔۔۔ کہا کہ میں نے سنا تھا آپ بڑے ۔۔۔ اور فلسفی ہیں - میں نے کہا آپکو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ۔۔۔ بولا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ ۔۔۔ میں ۔۔۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کس ۔۔۔ پر ۔۔۔ تو آپ ۔۔۔ کا خیال آگیا کہ اس نے سنا ہے ۔۔۔ (۔۔۔) تو حیران ہو کر خاموش ہو گیا کیونکہ ان تمام امور میں ۔۔۔ علمی دلائل سے کام لیا بلکہ باپ کے بیٹا ۔۔۔ نہیں بھی -

میں جب بچہ تھا میری بڑی بھاوج مجھے ۔۔۔ اور کہا ۔۔۔ رحمہا اللّٰہ اور انت الہادی انت الحق کہتی جاتی تھی - جب مجھے ذرا ہوش آیا تو ماں کے حضور قرآن کریم سنتا تھا - ۔۔۔ انت الہادی انت الحق کی تصحیح کرتا تھا - چنانچہ والد صاحب کے حضور بیٹھا تو وہی صدا آئی اور سنا انت الہادی انت الحق صحیح ہے - مدرسہ میں بیٹھا تو اسکی تصدیق پائی - اب سکھ ہندو - مسلمان - یہود اور عیسائیوں سے بھی اسکی تصدیق ہوئی اور یقین ہوا جب مجھے جیالوجی ۔۔۔ کے سفروں کا اتفاق ہوا مگر بھاوج مرحوم کا قول ہر جگہ صحیح پایا -

سفر میں ایک بادشاہ کی مجلس میں بڑے طویل و عریض مقام پر سفید چاندنی بچھی تھی ۔۔۔ نرم نرم ہوا کے باعث ۔۔۔ بیٹھنا متموج ہوتا تھا مجھے وہ تموج بھلا معلوم ہوتا تھا - اور اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسی حال میں وہ بادشاہ اپنے وزیر سے جو دہریہ مزاج تھا ہستی باری پر شوقیہ بحث کر رہا تھا - بادشاہ نے مجھے فرمایا کہ ہستی باری کی کوئی دلیل بیان کرو - میں نے عرض کیا کہ یہ دلربا تموج چاندنی کا - بادشاہ نے جب اس دلربا تموج کو دیکھا تو اُسے بہت ہی مرغوب آیا اور مجھے فرمایا کہ کیونکر - میں نے عرض کیا کہ اس تموج کا باعث چاندنی کا ارادہ نہیں - اس میں طبعی خواہش ہے تو وزیر نے کہا کہ یہ تموج ہوا کی خاص رفتار کے باعث ہے ورنہ چاندنی بے ارادہ ہے - میں نے عرض کیا اسطرح کی رفتار اس وقت ہوا کی طبعی خاصیت سے ہے تو اس نے کہا کہ ایک خاص انقباض کے باعث ہوا یہ خاص رفتار ہے - میں نے کہا کہ یہ انقباض بلا ارادہ ہے اور مجھے یقین تھا ۔۔۔ سے زیادہ نہیں چلے گا ۔۔۔ تو اس نے کہا کہ غیر معلوم ۔۔۔ انقباض ۔۔۔ میں نے عرض کیا کہ وہ غیر معلوم سبب ارادہ رکھتا ہے کہ نہیں - اسپر بدلا کہ ایک ترتیب یا وسیع انتظام کا موجب ہے - اسپر میں نے اور بادشاہ نے ۔۔۔ کہا کہ یہ اصطلاحی لفظ ہے رسول اللہ ۔۔۔ گا ڈ - جو چاہو کہو تب اس نے کہا کہ میں منکر نہیں بلکہ طالب دلیل ہوں -

اور ایک عظیم الشان شاہزادہ کے حضور ایسا اتفاق ہوا کہ ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے تھے اور نیچے دری بچھی تھی - منکر ہستی باری تھا اثناء گفتگو میں اس نے ایک ڈاکٹر کو اپنا معاون بنایا - میں نے کہا کہ اسے طلب فرمادیں وہ بلایا گیا - میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ یہ سیاہ تاگا دری میں ہے اس میں فطری خواہش ہے کہ وہ سیدھا اس مقام تک ہے - اور پھر یہاں دو تاگے جا رہے ڈاکٹر بولا - مولوی صاحب! ایک دری بافت کے ارادہ نے اسکو سیدھا یا ٹیڑھا کیا مگر میں نے اس دری بافت کو دیکھا ہے اور تمھارے صانع کو ہم نے نہیں دیکھا - میں نے کہا ڈاکٹر! سوچکر کہو سوچکر کہو کیا تم نے اس دری کے دری باف کو دیکھا ہے کیا یہ سچ ہے تو کہا کہ اسکے مثل کو دیکھا ہے - میں نے کہا کہ کیا اسکے اور مثل ہے تو بولا اصل بات یہ ہے کہ میں بچہ تھا جب میں نے مولوی صاحب کو دیکھا - اسلیے میں اسوقت بحث میں دب گیا ہوں -

---

محکمہ ڈاک اور اسکے مظلوم

یہ عنوان ہے جو مستقل طور پر الحکم کے دو صفحوں میں مختلف مضامین لیے ہوئے شائع ہوا کرے گا اسپر فی الحال کسی بحث یا ریمارک کی ضرورت نہیں بجز اسکے کہ یہ صیغہ الحکم کی وسعت اشاعت ہی کا موجب نہ ہوگا بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سے سعید لوگوں کو اس روحانی اور الٰہی سلسلہ کیطرف متوجہ کرے گا جو اسوقت زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے - اور الحکم کے پڑھنے کا مذاق ایک محدود اور خاص حلقہ سے نکلکر عام ہو سکے گا - اگر خدا تعالیٰ نے چاہا ان دو صفحوں کے الگ کرنے سے ہم ناظرین الحکم کا کوئی حق وحصہ نہیں لیتے جسکو وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں - اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آج سے تین ماہ بعد کم از کم اس سلسلہ جدیدہ کے اجرا کے مفاد و ۔۔۔ ناظرین اور ہی خواہان الحکم کو دکھا سکیں گے -

(ایڈیٹر)

محکمہ ڈاک کا مقتل یعنی نوٹ سسٹم

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا؟

قلم کی چھری سے بعض اوقات جسقدر قتل ہوتے ہیں ان کی تعداد خونریز جنگوں کے مقتولوں سے کبھی بڑھ جاتی ہے - اور پھر قلم کے مقتول ساری عمر سسکتے رہتے اور نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کے مصداق ہو کر سر دھنتے رہتے ہیں برخلاف اس کے تلوار کے مقتول چند ہی سکینڈ یا غایت کار چند منٹوں میں اس فانی عالم سے کوچ کر جاتے اور دنیا اور اسکی کلفتوں سے رہائی پا لیتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ ہم نے محکمہ ڈاک کا مقتل آج کا عنوان تجویز کیا ہے اور جیسا کہ ہم ابھی آگے چلکر ظاہر کریں گے شمشیر قلم کے ذریعہ بہت سے ناکردہ گناہوں کو ہمیشہ کے لیے ذبح کر دیا جاتا ہے اور وہ اسی حالت اضطراری میں تڑپتے رہتے ہیں اور دیکھنے والوں کو اُن پر رحم نہیں آتا بلکہ وہ ایک قلم اور چلا کر انکی حرکات مذبوحی کا تماشا دیکھتے ہیں - اگر اس قسم کے مقتولوں کی آوازیں متواتر ہمارے کانوں میں نہ آتیں اور اس فرض وہمدردی کا واسطہ دیکر جو پبلک کی نظر میں ہمارے دل میں یا دوش پر ہونی چاہیے - ہمکو مجبور نہ کیا جاتا تو ان چیخنے چلانے والوں کی کراہنے کی آوازیں بھی ایسا ہی غافل اور مدہوش رکھتیں لیکن جبکہ نوع انسان کی ہمدردی ہر انسان کا مذہبی فرض ہے اور ایک اخبار نویس مذہبی حیثیت سے نکل کر اخلاقی ذمہ داریوں کے ماتحت اس فرض کو اٹھانے کا مدعی ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ان مظلوموں کی حالت زار پر توجہ نہ کرے -

اسوقت دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت خطرناک طور پر بگڑ چکی ہے اور کوئی کام بجز اغراض ذاتی اور مفاد شخصی کے سوا نہیں کیا جاتا اور ہر قسم کے جائز اور ناجائز طریقوں سے مطلب براری کا نام پالیسی رکھا جاتا ہے - اسلیے ہمپر ہر قسم کے الزام دیے جائیں گے کہ یہ سلسلہ بھی کسی گہری سازش یا ذاتی مفاد کی غرض سے شروع کیا ہے اور بالمقابل وہ فریق جسکے جور قلم سے ہم دیرینہ کی زبان ہو کر نالاں ہیں ہر طرح سے کوشش کرے گا کہ ہماری زبان بند کرے مگر وہ یاد رکھیں کہ اس زبان کے بند کرنے کا ایک اور صرف ایک ہی طریق ہے کہ اس خنجر قلم کو توڑ ڈالا جاوے جو بیگناہوں کے ذبح کرنے کے واسطے ہر وقت ہاتھ میں رہتا ہے - اس شور وشیون اور آہ و بکا پر غور کیا جاوے جو ان کے ہاتھوں بیجا بے سر کی ۔۔۔ پیدا ہو رہا ہے اس قدر انٹرو ڈکٹری نوٹ کے بعد اب اصل مطلب کیطرف توجہ کیجاتی ہے -

نوٹ سسٹم سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص اپنے افسران بالادست کے پاس کوئی درخواست کرتا ہے تو خلاصہ اسکا یا امور ضروری متعلق اہلکار اس پر لکھدیتے ہیں اور افسر کو اصل درخواست کے پڑھنے یا سننے کا موقع نہیں رہتا -

اس طریق کو دراصل اس لیے ایجاد کیا گیا تھا کہ اعلیٰ افسروں کا قیمتی وقت بچ جاوے اور اصل مطلب کی بات انکو پہنچ جاوے - یہ طریق جیسا ہمارا خیال ہے قریباً ہر محکمہ اور صیغہ میں ہے لیکن اس کے خطرناک ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا - کیونکہ جن لوگوں کے ہاتھوں یہ کام ہوتا ہے بیچارے ماتحتوں کی قسمتوں کا فیصلہ انکی قلم میں دیدیا جاتا ہے چونکہ اصل درخواست یا عرضداشت تو پڑھی نہیں جاتی اسکے نوٹ محولہ پر لحاظ کیا جاتا ہے اس لیے کم از کم یہ امکان تو ضرور ہے کہ اگر نوٹ نویس کو کسی شخص کے ساتھ کوئی دشمنی یا پرخاش ہے تو وہ اُسکا خلاصہ صحیح یا اصلی پیش کرنے کے بجائے اسپر ایسے ریمارک کردے جو بالادست افسر کو اسکے خلاف بھڑکانے میں تیل کا کام دے - یا ایسے الفاظ میں پیش کردے جو گستاخانہ طریق تحریر ثابت کرے -

غرض اس طریق سے بہت کچھ نقصان محکمہ ڈاک کے غریب کلرکوں اور ماتحت عہدہ داروں کو پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے اور افسوس کی بات ہے کہ کوئی اسکی شنوائی نہیں کرتا - بعض اوقات ایک کلرک نے کئی کئی درخواستیں عرضیاں اور اپیلیں اپنے حقوق کے متعلق کی ہیں اور انکی شنوائی نہیں ہوئی بلکہ ہر اپیل اسکے خلاف ایک مصالح جمع کردینے میں کارآمد ثابت ہوا -

اسطریق سے ان لوگوں کو تو بےشک فائدہ ہو سکتا ہے جو نوٹ نویسوں سے کسی قسم کا ذاتی تعلق قرابت داری یا کسی اور نوع کا رکھتے ہیں لیکن سب کے سب کسی کے آوردہ یا سفارشی تو نہیں ہوتے - پھر جن لوگوں کا کوئی سفارش کرنے والا یا قرابت دار محکمہ میں نہ ہو ان بیچاروں کی اُمیدوں پر تو پانی پھر گیا وہ ساری عمر کولھو کے بیل کی طرح ایک ہی حلقہ کے اندر چکر لگاتے رہیں -

غالباً اس امر کا ذکر کرنا بھی بےمحل نہ ہوگا کہ مسٹر ۔۔۔ سے پیشتر یہ ذبح کن طریق محکمہ ڈاک میں ایجاد نہیں ہوا تھا - اسکی وجہ یہ تھی کہ مسٹر ۔۔۔

سب کچھ ہے صحیح لیکن اگر اس غرض کو معلوم نہ کیا جس کے لیے گھر چھوڑا ہے تو کیا فائدہ! آپ نے اپنے آپ کو مشکلات میں تو ڈال لیا مگر غور تو کرو کس قدر ہیں جو یہاں رہ کر قرآن شریف کی علمی اور عملی تفسیر کا یہاں کے سوا کہیں موقع نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا مامور یہاں موجود ہے۔ میں سچ کہتا ہوں میرے دل میں یہ تڑپ اور جوش ہے اور رہتا ہے کہ میرے بھائی سمجھدار اور ذہین یہاں رہیں اور قرآن شریف کے علوم حقہ کو سیکھیں اسی طرح جس طرح صحابہ مدینہ میں رہ رہ کر سیکھتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کو تبلیغ کرتے اور ان کی اشاعت میں مصروف رہتے۔

(باقی آئندہ)

+فٹ نوٹ۔ مولانا! آپ کی تڑپ و اضطراب محض خدا تعالیٰ کے لیے ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے امید کی جاتی ہے کہ یہ مراد کبھی نہ کبھی وقت پوری ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ قوم کے دل میں اس ضرورت کی اہمیت کو القا کرے گا۔ لیکن میں اپنی آرزو اور تمنا کے موافق الحکم ہی کے ذریعہ آپ سے التماس کرتا ہوں! اس کام کے لیے ضرورت ہے آپ کی متواتر تحریک اور تحریری اہم ضرورۃ مسئلہ سے قوم کو آگاہ کریں کہ وہ ایک شاخ دینیات اس التزام کے ساتھ قائم کرے جس کا ذکر میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کیا ہے یا اگر اس سے کوئی بہتر صورت [illegible] میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی دو تین تحریریں اس ضرورت پر نکلیں تو قوم میں ایک حرکت پیدا ہو جاوے۔ اس امر کی لاریب بڑی ضرورت ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو جو علوم حقہ حاصل کریں اور پھر واپس جا کر اپنے شہروں اور ملکوں میں وہ تبلیغ کا باعث ہوں۔ اگر الحکم کے ناظرین میں سے بیس شخص بھی پانچ پانچ روپے ماہوار کے وظائف اپنے کا اس دینی کام کے لیے عزم بالجزم کریں تو وہ ہمیشہ کے لیے اپنے واسطے نیکیوں کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں؟

کیا کوئی ہے جو اس ضرورۃ کو محسوس کرے اور بارشاد الٰہی فاستبقوا الخیرات میں قدم آگے بڑھائے

خریداروں کو اطلاع

جو صاحب نمبر چٹ کے حوالہ سے خط نہیں لکھتے وہ ہم کو بے قصور معذور سمجھیں اور اپنا قصور تصور فرما دیں کیونکہ کئی مرتبہ اعلان ہو چکا ہے مگر نمبر چٹ اکثر نہیں لکھا جاتا۔

ایڈیٹر

تار کی خبریں

لندن ۱۶ فروری۔ واشنگٹن پایہ تخت صوبجات متحدہ امریکہ میں خبر پہنچی ہے کہ ۲۰ ہزار جاپانی فوج ۱۴ فروری کو کوریا کے بندر چیلفو میں اتری۔ جاپان اپنی بری فوج کو بطریق احسن جمع کر رہا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ملک کی حفاظت کے لیے کافی فوج پیچھے رکھ کر وہ تین لاکھ سپاہ میدان جنگ کو بھیج سکتا ہے۔ افواج کے اجتماع و نقل و حرکت میں سخت اخفا سے کام لیا جا رہا ہے۔ فوجیں رات کے وقت روانہ کی جاتی ہیں۔

پورٹ آرتھر میں بقول روسیان ۱۴ فروری کو کوئی نئی بات وقوع میں نہیں آئی۔

ہر دو جدید خرید کردہ جاپانی کروزر موسومہ کسوگا و نشین جو اٹلی کے شہر جینوا سے پچھلے مہینے انگریز افسروں اور ملاحوں کی نگرانی و اہتمام میں روانہ ہوئے تھے بخیریت جاپانی بندرگاہ یوکو سوکا میں پہنچ گئے ہیں۔

فرانس۔ روسی حکومت نے پانچ کروڑ روبل کی مالیت کے کریڈٹ نوٹ جاری کیے ہیں اور روبل روسی سکہ ہے جو [illegible] کے برابر ہے۔

سنگاپور کے اخبارات کو تار آئے ہیں کہ جاپانیوں نے روسی سائبیریا اور مانچوریا ریلوے کے متعلق جو روسی سیکرٹری چینی بندر شنگھائی اور [illegible] مسافر سے جا [illegible] پکڑ لیے ہیں۔

چار انگریزی مصالحی جہاز موسومہ [illegible] جو امیر البحر کا جہاز ہے اور [illegible] وغیرہ ۱۱ فروری کو بندر چیلفو میں پہنچ گئے۔ [illegible] کا وزن ساڑھے دس ہزار ٹن ہے۔ باقی دو اس سے زیادہ وزنی اور [illegible] ہیں۔ (وطن)

جاپان نے بھی [illegible] نوٹ جاری کیے ہیں جو خریداروں کو پانچ فیصدی سالانہ سود دے گی۔ اور ایک سو کے نوٹ کو ۹۰ میں بیچے گی اس کا روپیہ سرکار پانچ سال گذرنے پر ادا کرے گی۔ [illegible] کی طرح بازار میں بک سکیں گے۔ جاپانی سکہ ین [illegible] کے برابر ہے۔

ایک انگریز تجارتی جہاز موسومہ آفریدی پر پندرہ سو جاپانی جو روسی بندر ولاڈی ووسٹاک میں کاروبار کرتے تھے شمالی جاپان کے بندر ہاکوڈیٹ میں پچھلے دنوں پہنچے۔

جاپانی سرکاری نوٹوں کا بھاؤ بھی اوائل جنوری میں بہت گر گیا تھا جن سے ہنڈیوں کی منڈی یعنی سرکاری کاغذات و تمسکات کی خرید و فروخت کے بازار کے بہت سے دلال تقریباً دیوالیہ ہو گئے اور بے اطمینانی کے ابھی جلد دور ہونے کی توقع نہیں۔

چین و جاپان۔ ملکہ چین نے ظاہر کیا ہے کہ چین اس جنگ میں روس کے برخلاف جاپان کا ساتھ دے گا اور مانچوریا کی سلامتی کے لیے جو چین کا صوبہ ہے بلا تامل جنگ کرے گا۔ اس اچانک اعلان پر [illegible] کے بازاروں میں لوگوں کے جھمگھٹے لگ رہے ہیں اور عام حیرانی ظاہر کی جا رہی ہے۔ چینی محکمہ جنگ کے عہدہ دار سارا دن ملکہ کی خدمت میں حاضر رہ کر باہم صلاح و مشورہ کرتے رہے اور سیکڑوں اردلی ایک دفتر سے دوسرے دفتر کو دوڑتے رہے۔ عام خیال ہے کہ چین بہت جلد عملی کارروائی کرنے والا ہے۔

ایک روسی جہاز آج کولمبو پہنچا اور یہ سنکر کہ لڑائی چھڑ گئی ہے آنے جانے سے رک گیا ہے۔ وہ تا احکام ثانی وہیں رہیگا۔

روسی بیڑہ جہازات موسومہ بیڑہ کے مصافی جہازات آسلی ابیا [illegible] اور چند تارپیڈو کشتیوں کو تا احکام ثانی بندر جبوتی میں رہنے کا حکم ملا ہے (یہ وہی جہازات ہیں جو ایک ہفتہ معرض اخفا میں رہے۔ ممکن ہے یہ خبر بھی جزیرہ [illegible] وغیرہ کی خبروں کی طرح منگھڑت یا محض قیاسی ہی ہو۔ جبوتی مشرقی افریقہ کے وسط میں انگریزی سومالی لینڈ اور اطالین علاقہ حبش اور خاص حبش کے درمیان ایک فرنچ بندرگاہ ہے۔ وہ آبنائے باب المندب کے جنوب میں ہے اور عدن شمال مشرق میں۔ عدن اور جبوتی میں ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ ہے۔ انگریزی بندر زیلع بالکل جبوتی کے قریب ہے۔ فرانس اسے فوجی استحکامات [illegible] سامان حرب [illegible] جہازات کے لحاظ سے عدن ثانی بنانے کی [illegible] رہا ہے۔ وطن)

سینٹ پیٹرزبرگ (پایہ تخت روس) میں خبر چاہئے کہ جاپانی افواج کی معقول جمعیت (باربرداری کے جہازوں پر سوار) جو جاپانی کروزروں کی حفاظت میں خلیج لاؤ تنگ کو جا رہی ہے کہ خشکی پر اتر کر پورٹ آرتھر کے قریب روسی انچوریا ریلوے لائن کو توڑ دے (خلیج لاؤ تنگ نقشہ میں دکھا دی گئی ہے۔ وہ پورٹ آرتھر کے مغرب اور خلیج پچلی کے شمال میں ہے۔ وطن)

جاپانی نقصان۔ جنوبی جاپان کے بندر ناگاساکی میں افواہ ہے کہ روسیوں نے ایک جاپانی ٹرانسپورٹ (باربرداری کا جہاز) جس پر ۱۸ سو بری سپاہ سوار تھی غرق کر دیا ہے۔

بدبختی۔ چینی بندر چیفو سے ایک تار برقی آیا ہے کہ پورٹ آرتھر کے قلعوں کے روسی گولندازوں نے تین روسی تارپیڈو کشتیوں کو جاپانی بیڑہ کا قلعہ تصور کر کے گولوں کی تابڑ توڑ بارش سے غرق کر دیا۔

افواہ۔ کولمبو کے اخبار کے ذریعہ کلکتہ میں شب گذشتہ یہ خبر پہنچی۔ ہانکو چین کے اندرونی حصہ کے شہر سے ۱۵ فروری کو ساڑھے پانچ بجے یہ تار بھیجا گیا ۱۳ ماہ حال کی رات کو روسیوں نے چھ جاپانی جنگی جہاز غرق کیے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ جاپانیوں نے خلیج کن چو کے ساحل پر تیس ہزار فوج اتاری وہاں اڑھائی سو روسی کاسک (سوار) موجود تھے۔ جو تلوار سے قیمہ قیمہ کر دیے گئے۔ روسی اخبارات نے لڑائی کی موجودہ رفتار پر ابھی کوئی قابل ذکر ریمارک نہیں کیا۔ جاپانیوں کی نقل و حرکت سے پایا جاتا ہے کہ وہ خشکی پر بھی بجمعیت کثیر دشمن پر حملہ کرنے کی فکر میں ہیں۔

روسی وسطی مانچوریا کے شہر نوچینگ کو قلعہ بند کر رہے ہیں۔ اور بحری و بری دستوں کو از سر نو مرتب کر رہے ہیں۔

جو جاپانی باشندے ولاڈی ووسٹاک سے ٹوکیو آئے ہیں انکا بیان ہے کہ وہاں حملہ کے روکنے کے لیے کچھ تیاری نہیں کی گئی۔ نہ روسیوں نے زمانہ پر کوئی تارپیڈو سمندر میں رکھے ہیں نہ سرنگیں بنائی ہیں۔ اور جو دس تارپیڈو کشتیاں وہاں ہیں وہ سمندر کے منجمد ہونے کی وجہ سے ایک جگہ جکڑی ہوئی ہیں۔

روسی دریا یالو کے شمالی کنارہ پر فوج جمع کر رہے ہیں انکو خیال ہے کہ جاپانی زور حملہ اسی موقع پر کریں گے تاکہ ریلوے لائن کو توڑ کر پورٹ آرتھر اور ولاڈی ووسٹاک کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ منقطع کر دیں۔

دو جاپانی تارپیڈو شکن جہازوں نے ۱۴ فروری کو روسی جہازات مقیم پورٹ آرتھر پر تارپیڈو چلانے کے لیے حملہ کیا۔ مگر سخت برف باری کے طوفان نے جس سے تاریکی چھا رہی تھی ان کی کوشش کو بیکار کر دیا اور وہ واپس ہٹ گئے۔ تاہم وہ تارپیڈو چلا گئے۔ جو خیال ہے کہ ایک روسی جہاز کو جا لگے۔

علاقہ قاف کے شہر باکو میں ارمنی لوگ زار کی فتحیابی کی دعا گرجا میں مانگ رہے تھے کہ کسی نے ایک بمب کا گولہ پادری پر پھینک دیا کئی شخص زخمی اور دو ہلاک ہوئے (ناظرین وطن کو معلوم ہے کہ ارمنی رعایا روس کے جدید احکام اور خاصکر مذہبی معاملات اور جائدادوں کے متعلق روسی حکومت کی مداخلت سے سخت ناراض ہو رہے ہیں۔ یہ گولہ انہی میں سے کسی نے پادری پر چلایا ہوگا۔ کہ ان ظالموں کی فتحمندی کی دعا مانگنے کے لیے کیوں اپنی جماعت کو جمع کیا۔ وطن)

افواہ ہے کہ زار نے ترکستان کے گورنر کو حکم دیا ہے کہ اگر انگلستان تبت میں یا کسی اور طرف کچھ بھی پیشدستی کرے تو فوراً افغانستان پر حملہ کر دے۔

جنگ جاپان و روس

آغاز جنگ

(از لنڈن ۹ فروری صبح کے دس بجے) روسی امیر البحر الیکسف گورنر مانچوریا وغیرہ نے اپنی حکومت کو تار دیا ہے۔ کہ جاپانی تارپیڈو کشتیوں نے ۸ و ۹ فروری کے درمیانی رات کو بوقت نصف شب ان روسی جنگی جہازوں پر جو بندر آرتھر سے باہر کھلے سمندر میں لنگر زن تھے۔ حملہ کیا۔ جس میں ہمارے دو مصافی جہاز "رٹ وزن" اور "زار وچ" اور ایک کروزر جہاز "پلاڈا" کو نقصان پہنچا۔ جنگی جہازوں کی بلحاظ جسامت و ساخت و عمل چند قسمیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ مصافی جہاز ہیں۔ جس کو سمندر کے قلعے کہنا چاہیئے۔ یہ عموماً دس بارہ ہزار سے لیکر اٹھارہ بیس ہزار ٹن وزن کے ہوتے ہیں ان کی رفتار بوجہ گران وزنی زیادہ نہیں ہوتی۔ اوسط رفتار ۱۵ میل فی گھنٹہ ہے ان پر چھوٹی توپوں کے علاوہ چار پانچ کے قریب کلاں ترین توپیں ۱۲ انچ قطر کی نال کی ہوتی ہیں اور عموماً ڈیڑھ دو فٹ موٹی فولادی زرہ سے سب طرفوں سے محفوظ ہوتی ہیں یہ جہاز محض لڑائی کے لئے مقصود ہوتے ہیں۔ ایک مصافی جہاز پر بالاوسط ۵-۶ کروڑ روپیہ خرچ آتا ہے۔ اور خواہ کتنی جلدی کی جائے۔ ڈیڑھ دو سال سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا۔ دوسری قسم کروزر یعنی گشت کنندہ کہلاتی ہے۔ یہ بھی عموماً زرہ پوش ہوتے ہیں اور اعلےٰ درجہ کے کروزر جہاز کا وزن بالاوسط ۸-۹ ہزار ٹن ہوتا ہے اور عموماً چند بھاری توپیں بھی ان پر ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے مصافی جہاز ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ مصافی جہاز سست رفتار ہوتا ہے اور کروزر تیز رو۔ اور اس وجہ سے دشمن کے تعاقب طلایہ رسانی اور تمام ایسے کام جن میں تیز روی درکار ہو۔ اس سے لئے جاتے ہیں۔ بالفاظ مختصر ان دونوں میں وہی فرق ہے۔ جو بری فوج کے قلعہ شکن توپخانہ (فیلڈ بیٹری) اور اسپی توپخانہ میں ہے [illegible] بلحاظ جسامت و ساخت پھر چند درجوں [illegible] ہے اترکر آگن بوٹ ہیں جو عموماً [illegible] ہزار ٹن کے ہوتے ہیں۔ بڑی لڑائی [illegible] مصافی جہاز یکہ وکروزر۔ آگن بوٹ سب اپنی اپنی [illegible] کام [illegible] دیتے ہیں۔ جس طرح بری معرکہ میں پیدل [illegible] توپخانہ اور [illegible] پیدل۔ مگر فرداً فرداً وہ زیادہ

غنیم کے تجارتی جہازوں کو تاخت وتاراج کرنے کا ہی کام دے سکتے ہیں۔ چھوٹی قسم کے بحری آلات و جہازات میں سب سے خطرناک شئے تارپیڈو کشتی ہے۔ اس کا وزن ۱۰۰-۲۰۰ ٹن سے زیادہ نہیں ہوتا مگر وزنی سے وزنی مصافی جہاز کو بھی چشم زدن میں تہ و بالا کر دیتی ہے اور اس کے حق میں وہی حکم رکھتی ہے جو خشکی کے قلعہ کے لئے سرنگ پہلے تارپیڈو کشتی کو تارپیڈو چلانے کیلئے جہاز کے قریب لانا پڑتا تہا۔ اب تارپیڈو یا بحری بان ایسا ایجاد ہوگیا ہے۔ کہ کشتی کو جہاز سے دو ہزار گز کی مسافت پر رکھ کر اگر اسے جہاز پر پھینکا جائے۔ تو بھی جہاز کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ تارپیڈو کشتی بوجہ کم وزنی و ساخت خاص ۳۰ میل فی گھنٹہ بھی چل سکتی ہے اس بلائے مبرم کے دفعیہ کے لئے تارپیڈو شکن جہاز ایجاد ہوئے ہیں۔ جن کا وزن ۳-۴ سو ٹن کا ہوتا ہے اور ان پر نہایت تیز چلنے والی توپیں رکھی جاتی ہیں۔ تاکہ تارپیڈو کشتی کو دیکھتے ہی جبکہ وہ ابھی ۳-۴ میل کے فاصلہ پر ہو۔ اس پر تابڑ توڑ گولوں کی بارش کرکے اسے اتنا قریب آنے سے پہلے ہی جہاں سے وہ موثر طور پر تارپیڈو چلاسکے فنا کر دیا جائے تیسری قسم سطح کے نیچے چلنے والی کشتی کی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ پانی کے اندر سطح کے نیچے نیچے بے معلوم طور پر بڑھ کے آکر غنیم کے جہازوں کو تارپیڈو لگاکر اڑا دے یہ تازہ ایجاد ہے اور ابھی اس کے اثر کا عملی امتحان نہیں ہوا۔ موجودہ جنگ میں اس کا حسن و قبح ظاہر ہو جائیگا۔ مصافی جہاز زار وچ روسی بیڑہ مقیم مشرق اقصیٰ کا بہترین جہاز تھا وزن ۱۳ ہزار ٹن تھا اور اس کے انجن ۱۶ ہزار تین سو گھوڑوں کی طاقت کے ہیں۔ زرہ ۱۱ ر سات انچ دبیز ہے اور رفتار ۱۸ میل فی گھنٹہ۔ اس پر ۴-۱۲ انچ قطر کی ۶ انچی اور دس ۳ انچی توپیں تہیں جن سب کی ایک باڑھ کے گولوں کا وزن ۴۴ من ہوتا ہے۔ جہاز رٹ وزن تقریباً اس کے برابر ہے۔ کروزر پلاڈا کا وزن ۶ ہزار ۱ سو ٹن تھا۔ رفتار ۲۰ میل اور اس پر ۸ چھ انچی قطر کی توپیں تہیں۔ (وطن) زار نے ماسکو جاکر دعا مانگنے کا عزم ملتوی کر دیا ہے جاپان کا ایک بیڑہ کوریا کے بندر چلفو کو روانہ ہوا ہے۔ قیصر جرمنی نے جنگ کی وجہ سے بحیرہ روم کا مجوزہ دورہ ترک کر دیا ہے۔ روسی جنگی جہاز پچھلے ہفتہ اسلئے پورٹ آرتھر سے گئے تھے کہ ان جہازوں کو جن پر روسی فوج کا ایک پورا ڈویژن سوار تہا بحفاظت دریا یالو تک پہنچا آئیں۔ جاپان کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو اس کا پیمانہ صبر چھلک گیا۔ اور اس نے جنگی کارروائی شروع کرکے تین روسی تجارتی جہاز جنپر کوئلہ و رسد بارتھی پکڑ لئے۔ خبر ہے کہ تاسی بو کے قریب دو اور روسی تجارتی جہاز پکڑ لئے گئے دریا یالو کوریا اور مانچوریا کے درمیان بہتا ہے ایک ڈویژن میں بالاوسط دس بارہ ہزار سپاہ (پیدل و سوار و توپخانہ) ہوتی ہے۔ تاسی بو جنوبی جاپان میں اہم بحری مرکز ہے۔ (وطن) فرانس و روس۔ روسی چینی مقام شانہائی کوان کو جاپانی کینگ

ہیں اور فرانس کو اس کا قبضہ دے گئے ہیں۔ فرنچ مقبوضہ ٹانکن سے ایک فرنچ پلٹن مقام مذکور کے قلعوں پر قبضہ کرنے کیلئے پہنچا چاہتی ہے۔ سردست صرف ایک فرنچ سنتری وہاں فرنچ جھنڈے کی حفاظت کر رہا ہے مقام مذکور میں انگلستان کی طرف سے جو شخص مامور ہے۔ اس نے اعتراض کیا ہے کہ فرانس اس پر قبضہ نہیں کر سکتا انگریزی سپاہ مقیم علاقہ پیکن کا اعلیٰ افسر جنرل ونٹرلس بھی وہاں گیا ہے (شانہائی کوان۔ مانچوریا۔ پیکن لائن ریلوے لائن کا اہم سٹیشن ہے اور پورٹ آرتھر سے بجانب مغرب عین ساحل پر واقع ہے۔ وطن) ٹائمز کا بیان ہے کہ جاپان نے آخری مراسلہ میں روس سے صرف یہ چاہا تہا کہ وہ چین کی سلامتی کا تحریری عہد لکھدے۔ جاپان نے اتنی نرمی برتی تہی کہ اس نے مانچوریا سے روسی سپاہ میں سے ایک سپاہی تک کے واپس بلائے جانے کا بھی مطالبہ نہ کیا تہا۔ نہ یہ تقاضا کیا تہا کہ روس مانچوریا میں جو دخل حاصل کرچکا ہے اس کو کچھ بھی کم کر دے۔ **جاپان** نے اعلان کیا ہے کہ اس نے چھ درخواستیں بغرض جواب پیش کی تہیں۔ مگر کسی کی روس نے پرواہ نہ کی اس سے ثابت ہوگیا کہ اسکی نیت بخیر نہیں۔ اور زیادہ توقف کرنا جاپان کے حق میں سم قاتل تہا۔ جاپانیوں نے روسیوں کا ایک ڈاک کا جہاز بھی جو اتوار کو تنگہا سے چلا تہا پکڑ لیا ہے **چینی** جنگ شروع ہو جانے سے مشوش ہو کر پیکن میں فوج جمع کر رہے ہیں۔ مقام لوچینگ کو (جو مانچوریا میں پورٹ آرتھر سے دو سو میل کے فاصلہ پر اور ساحل سے ۴۴ چار میل اندر ریلوے لائن پر واقع ہے۔ وطن) یورپین باشندے چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ۸۵ ہزار جاپانی فوج جو ہر طرح سے لیس ہے جاپان سے عنقریب براہ سمندر کوریا میں داخل ہونیوالی ہے۔ پیکن کے سفارتخانوں کی محافظ فوجیں بڑھا دیگئی ہیں۔ **افواہ** ہے کہ چین نے کوریا کو مطلع کیا ہے کہ ہم بظاہر جاپان کے طرفدار ہیں لیکن درباطن روس سے معاہدہ کر چکے ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ جب روس اور جاپان دونوں جنگ سے کمزور ہو جائیں۔ تو دونوں سے اپنا بدلہ لیں کوریا بھی یہی انداز اختیار کرے۔ یہ اندازہ غلط ہے کہ روس نے پورٹ آرتھر میں دو لاکھ سپاہ کیلئے دو برس کی خوراک جمع کر رکھی ہے۔ موجودہ ذخیرہ چھ ماہ کیلئے بھی کافی نہیں۔ اور اگر جاپانیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس نے طول کھینچا تو شہر کی صفائی کا انتظام ناقص ہونے کی وجہ سے باشندوں کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ ان نقصوں کے ظاہر ہونے پر ایڈمرل الیکسف نے کئی اہلکاروں کو برطرف کر دیا ہے۔ اور چند کو سزا بھی دی ہے جھیل بیکال کے کنارہ پر بہت سی ٹرینیں ہر وقت تیار کھڑی رہتی ہیں۔ تاکہ بصورت جنگ ایک لاکھ فوج مانچوریا پہنچ جائے۔ دریہ جھیل سائبریا کے وسط میں کوریا سے ۱۲ سو میل بجانب غرب اور سینٹ پیٹرسبرگ سے تین ہزار میل بجانب شرق ہے۔ یہ اس وقت منجمد ہے روسی اسکی سطح پر بھی لائن بچھا رہے ہیں موسم گرما میں

اس پر جہاز چلتے ہیں دونوں طرف ریلوے لائن ہے۔ وطن) آہنی بیڑہ جہازات مقیم مشرق اقصیٰ کے لئے سامان رسد وغیرہ کا مخزن کھینی ہتھدر کیا شو کی بجائے جسپر جرمنی قابض ہے ٹا دیا صدر مقام جاوامین بنایا گیا ہے۔

از لنڈن ۹ فروری وقت ۸ بجے شام

روس نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں جاپانی و روسی نامہ پیام کا خلاصہ دیکر بتایا گیا ہے کہ روس کا منشا جنگ کا نہ تہا۔ جاپان نے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دی ہے **جاپانی** تارپیڈو کشتیوں کے شبخونی حملہ میں روسی جہاز پلاڈا تو بالکل ہی ڈوب گیا۔ اور زار وچ اور رٹ وزن کو بہت نقصان پہنچا۔ جاپانی حملہ آور بیڑہ میں ۱۶ زرہ پوش جہاز تھے **امریکہ** نے دول یورپ کو تحریک کی ہے کہ سب ملکر جاپان و روس کو لکہیں۔ کہ جنگ کے دوران میں اور اسکے بعد بھی چین کی سلامتی و سیادت مدنظر رکھیں۔ اس میں ہرگز کسی طرح کا خلل ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ امریکن بیڑہ جہازات مقیم جزائر فلپائن جنگ کے حالات سے مطلع رہنے کے لئے بحیرہ چین کو گیا ہے۔ **روسی** رعایا مقیم جاپان کی حفاظت کا ذمہ جو دوسرے ملک میں ہو۔ ہر فریق کے دوستدار سلطنت لے لیتی ہے۔ کیونکہ خود متخاصم فریق مقابل کے ملک میں اپنا کوئی سفیر یا قونصل رہ جانے سے اپنی رعایا کے حقوق کی کچھ نگرانی نہیں کر سکتا ذمہ لینے والا ملک اپنے سفیر اور قونصلوں کی وساطت سے یہ کام سرانجام دیتا ہے۔ وطن) **جاپانی** حکومت نے اپنی کل قلمرو میں جنگی قانون نافذ کر دیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنی رعایا سے اسے کسی طرح کا خطرہ ہے **جاپان** میں قومی حکومت ہے یعنی بادشاہ و رعایا ایک ہی قوم اور مذہب کے ہیں۔ اس قانون کے نفاذ کا یہ مطلب ہے کہ جنگی اغراض و مصالح اس کے مقتضی ہیں کہ اپنا یا بیگانہ فوجی نقل و حرکت اور عساکر اور تجاویز سے آگاہ نہ ہونے پائے۔ تاکہ اس کے ذریعہ دانستہ یا نادانستہ غنیم کو اطلاع نہ پہنچ جائے ان معاملات کے اخفا کے لئے جنگی قانون نافذ کر دیا جاتا ہے۔ کہ جو شخص کسی راز کو معلوم کرنا چاہے یا کسی اور بیجا حرکت کا مرتکب ہو وہ فوراً پکڑ لیا جائے اور سرسری تجویز کے بعد کیفر کردار کو پہنچا دیا جائے وطن) **روس** کے پایۂ تخت میں رعایا نے تعلقات منقطع ہونے پر جوش حب الوطنی کے اظہار میں کل ۸ فروری کو دھوم دھام سے جلسے کئے۔ مگر آج ۹ فروری کو جب پورٹ آرتھر کے واقعہ کی اطلاع آئی۔ تو کل روسی غنیم کی اس مستعدی اور جسارت و کامیابی پر ششدر رہ گئے۔ روسی اس پر بڑے متعجب ہیں کہ جاپان نے بلا اعلان جنگ لڑائی شروع سینٹ پیٹرسبرگ کے کوچہ و بازار میں جوش میں بھرے ہوئے باشندوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ رہے ہیں آج رات شاہی محل میں محفل رقص ہونے کو تھی۔ اب نہیں ہوگی

لنڈن ۱۰ فروری۔ دوسرا حملہ۔

بقول ایڈمرل الیکسف پندرہ جاپانی مصافی جہاز

جہازون نے ۹ فروری کو پورٹ آرتہر پر گولہ باری کی۔ اور دو ان کے روسی جہازون پر بہی۔ روسی مسافی جہاز پالشوا۔ اور کروزر جہازات ڈائینا۔ اسکولڈ اور نووک کو نقصان پہنچا۔ (مسافی جہاز پالشوا کا وزن ۱۱ ہزار ٹن ہے۔ اور رفتار ۱۹ میل یہ جہاز نسبتاً نیا ہے۔ کروزر ڈائینا کا وزن ۶۳۰۰ ٹن اور رفتار ۲۵ میل ہے۔ وہ تیز ترین کروزر تہا۔ وطن) شبخون مین جن دو روسی مسافی جہازون کو نقصان پہنچا تہا۔ وہ کنارے سے لگا دیئے گئے ہیں۔ گہرے پانی میں رکھنے کی صورت مین ان کے ڈوب جانے کا اندیشہ تہا۔ ان دونون جہازون کی وجہ سے پورٹ آرتہر کے بندر کا دہانہ رک گیا ہے۔ ۹ فروری کو بحری معرکہ میں یالی امیر البحر ٹوگو بہی موجود تہا۔ جاپانی بیڑہ مین چہ مسافی جہاز تہے مفصل حالات یہ ہیں۔ شبخون کے بعد جاپانی بیڑہ واپس چلا گیا۔ دوسرے دن دس بجے چار جاپانی کروزر پورٹ آرتہر کے قریب آئے روسی جہازات نے (ان کو حلوائے بے دودہ سمجہ کر) تعاقب کیا۔ کچہہ دور گئے تہے کہ جاپانی بیڑہ کا بڑا حصہ لڑائی پر تیار پایا گیا۔ اور دونون بیڑون میں لڑائی شروع ہوگئی۔ پورٹ آرتہر کے روسی قلعون سے بہی جاپانی بیڑہ پر گولہ باری لگیگی۔ کچہہ دیر لڑائی کر کے جس مین متذکرہ روسی جہازون کو نقصان پہنچا۔ جاپانی بیڑہ واپس چلا گیا۔ بظاہر حالات اس کے کسی جہاز کو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔

تیسرا معرکہ اسی دن ۹ فروری کو جاپانی بیڑہ کا کچہہ حصہ کوریا کے بندرگاہ چلفو میں پہنچا۔ تان دو روسی جنگی جہاز کروزر وریاگ و کروزر کوریٹز موجود تہے۔

آخر الذکر جاپانی گولون سے غرق ہوگیا اور وریاگ جل اٹہا۔ اور بالکل نکارہ ہوگیا۔ اس کے کچہہ ملاح خشکی پر پہنچ گئے۔ جن کو جاپانیون نے پکڑ لیا۔ باقی غرق ہوگئے۔ جاپانی بیڑہ کا خفیف نقصان ہوا۔ اس بیڑہ کی پناہ میں معمولی جہازون پر چند ہزار جاپانی فوج بہی گئی تہی۔ جو بندر میں اتار دیگئی خبر ہے کہ اسی دن مغربی وجنوبی کوریا کے کئی دیگر موقعون پر بہی جاپانی فوج اتاری گئی (کروزر وریاگ کا وزن ۶ ہزار سو ٹن تہا۔ اور رفتار ۲۵ میل پچہلے سال یہ جہاز خلیج فارس اور کراچی ہوتا ہوا خلیج فارس کی طرف گیا تہا اور بیان کیا گیا تہا کہ اس عظیم الشان جہاز کو دیکہہ کر باشندگان سواحل خلیج فارس روس کی طاقتوری کے اور بہی قائل ہوگئے تہے جاپانی طاقت نے جس کا نام بہی شاید ادہر کے اکثر لوگ نہ جانتے ہون گے۔ اس عظیم الشان نشان کو چشم زدن میں نابود کر دیا۔

چنانچہ وریاگ کی کلان کا خیال دور کرنے کیلئے انگریزی حکومت نے انہی دنون دو طاقتور جہاز وہاں بہیجے تہے اور لارڈ کرزن بہی زیادہ تر اسی خیال کو بالکل محو کرنے کے لئے جہازی بیڑہ طاقتور جہازون کا ہمراہ لے گئے تہے۔ وطن) امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ بالکل الگ تہلگ رہیگی۔ جاپانی حکومت نے

بہی نامہ و پیام کے متعلق طویل بیان شائع کر کے لکہا ہے کہ جاپان نے کیون جنگ شروع کی **متذکرہ بالا واقعات** کی وجہ سے یورپ کی منڈیون میں روسی ہنڈیونکا بہاؤ ڈیڑہ فیصدی گر گیا۔ اور جاپان کی ہنڈیون کا ۱½ فیصدی بڑہ گیا۔ تمام دنیا کے اخبار جاپانیون کو اس شاندار ابتدا پر مبارکباد دے رہے ہیں حتی کہ جرمن اخبار بہی۔ جو پہلے جاپانیون پر تمسخر اڑاتے تہے۔ اب اس کے برعکس روسیون پر قہقہہ لگا رہے ہیں جو جاپان کو بلا اعلان حملہ کرنے پر ملزم بتا رہے ہیں۔ زار نے آج منشور شاہی صادر کیا ہے جو جنگ کے اعلان کے مرادف ہے فوجی اور بحری ماہران فن نے یہ اندازہ لگایا تہا کہ جاپانی اعلے قابلیت رکہتے ہیں۔ وہ اپنے قیاس کی صحت پر خوش ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پورٹ آرتہر والے حملہ تارپیڈو دان نے ہمارے قیاس کو حرف بحرف صحیح ثابت کر دکہایا ہے ایک اعلے افسر بحری کا بیان ہے کہ جاپانی ملاح دنیا بہر میں بہترین ہیں۔ پندرہ دن کی تربیت کے بعد وہ بڑے سے بڑے جہاز کو چلانے کے قابل ہوجاتے ہیں نیز بہی مبصرون کی رائے ہے کہ جاپانی سپاہی بہی اپنے بحری بہائیوں کیطرح دنیا کو اپنے کارنامون سے حیران کر دیں گے۔

لندن ۱۱ فروری۔ بحری افسرون کی کمی کی وجہ سے روسی بحری فوج کے تمام اٹنسائیون کو اعلے عہدے لفٹنٹ وغیرہ کے دیئے گئے ہیں (انسائیں بحری فوج مین سب سے چہوٹا عہدہ دار ہوتا ہے جسے مڈل زار کے مشابہ سمجہنا چاہیئے۔ وطن) زار نے ان کو بوقت ترقی ان الفاظ سے مخاطب کیا دو ایک دغا باز دشمن نے رات کی تاریکی مین بلا کسی اشتعال اور وجہ موجہ کے ہمارے قلعہ اور بیڑہ پر حملہ کیا ہے" ایک کورسپنڈنٹ جاپانی سفیر سینٹ پیٹرز برگ سے روانہ ہوگیا ہے **پورٹ** آرتہر کے سمجہوتے سے یورپ کے اخبارات کا انداز بدل گیا ہے۔ (ایشیا) پایہ تخت آسٹریا کے کئی اخبارات جاپانیون کے نمایان کارنامون کے بے انتہا تعریف کر رہے ہین۔ اور برلن کے لوگ بہی بالعموم جاپانیون کے حامی دیکہے جاتے ہیں۔ چلفو کے روسی جہاز وریاگ اور کوریٹز کے تباہ ہونے پر ان کے ملاحون وغیرہ نے فرنچ جہاز پیسکل پر پناہ لی۔ بقول روسیا پورٹ آرتہر کے معرکون میں ۲۰ روسی ہلاک اور بہت زخمی ہوئے۔ انگلستان نے بہی منتحاصمین سے الگ تہلگ رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ تمام انگریزی بیڑا کو حکم پہنچ گیا ہے کہ فریقین کے جہازون کو کوئلہ خرید نا چاہیں صرف اسی قدر دیا جائے جس سے وہ اپنے ملک کے قریب ترین بندر تک پہنچنے کے قابل ہو جائیں۔ فرنچ وزیر خارجہ ایم ڈولکاسی نے فرنچ پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ ان کے شان ہیکوان پر فرنچ فوج کے قابض ہونے کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی مانچوریا میں روسی ریلوے کا ایک پل (غالباً کسی جاپانی انجینیر وغیرہ نے) کسی نے توڑ ڈالا ہے قلیون کے بہیس میں لائن پر پہلے ہی سے

ہیں۔ وطن) اڑا دیا ہے۔ اس حادثہ میں ۲۰۰ روسی ہلاک ہوئے۔ کوریا کے مقامات ہے۔ چنگ سیگان اور تاسی جیو کے درمیان ٹاکوؤن نے تار کاٹ دیا ہے۔ **جاپان** کے شہر کوبی اور چین کے بندر سنگہائی میں جاپانی فتوحات پر بڑی خوشیان منائی جارہی ہیں۔ **روسی فوج** دمانچوریا کی طرف سے دریا یالو کو عبور کر کے کوریا مین داخل ہوگئی ہے اور جنوب رویہ بڑہتی آرہی ہے۔ **انگلستان** امریکہ کی مندرجہ بالا تجاویز کا موید رہے گا۔ تمام مبصرین کا اتفاق ہے کہ ابتدائی بحری فتوحات سے جاپانی بری فوج کو جہان چاہے اتارنے اور پہنچانے کی قابل ہوگیا ہے **جاپانی** اور روسی افواج کے ہمراہ انگلستان کیطرف سے چند فوجی افسر رہیں گے (ایک معصر نے لکہا ہے یہ افسر اسلئے ساتہہ رہین گے کہ فریقین کی نگرانی کرتے رہیں اور اس کا خیال رکہیں کہ وہ راہ راست سے تجاوز نہ کرنے پائیں یہ غلط ہے انگلستان یا کسی اور طاقت کو محتسب بننے کا منصب حاصل نہیں۔ ہر سلطنت جس کے فریقین سے سفارتی تعلق ہون۔ بموقعہ جنگ اپنے بحری اور بری افسر مقابل افواج کے ساتہہ رہنے کو بہیج سکتی ہے۔ جس سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکہون سے واقعات کو مشاہدہ کر کے طریق معرکہ آرائی وغیرہ کے متعلق اپنے تجربہ اور علم کو بڑہائیں اور جو بات مفید نظر آئے۔ اس کو اپنی فوج میں بہی رائج کرنے کیلئے نوٹ کر لیں۔ اور کل مشاہدات کا لب لباب اپنے محکمہ جنگ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اگر وہ کسی امر کو پسند کرے تو اپنے افسرون اور فوج کو اس سے آگاہ کرے۔ چنانچہ جنگ ہسپانیہ و امریکہ و محاربہ ٹرانسوال میں ترکی افسر بہی اسی غرض سے بہیجے گئے تہے اور یقیناً محاربہ جاپان و روس میں بہی انگلستان کے علاوہ ترکی اور دیگر سلطنتیں بہی اپنے افسر فریقین کی مختلف رسلون کے ساتہہ مامور کردیں گی۔ وطن) ہندوستان سے بہی غالباً انگریزی حکومت چند فوجی افسر اس کام کیلئے منتخب کریگی۔

بقول ٹائمز مانچوریا میں روسی فوج کی جمعیت کا جو اندازہ کیا جاتا رہا ہے۔ وہ مبالغہ آمیز تہا درحقیقت اتنی فوج نہیں۔ ایک باخبر چینی تاجر کا خیال ہے کہ جاپانی و انجوری قلی مانچوریا ریلوے کے اکثر حصون کو مسمار کر دیں گے۔ **موکٹان** کار تمبرے کہ میدہ جاپانی کروزر جہازون نے ۲۰ [illegible] روسی فوجی جہاز جن پر دو ہزار بری سپاہ سوار تہی پکڑ لئے ہیں۔ یہ روسی سپاہ اب ان کے ہاتہہ میں بطور اسیران جنگ موجود ہے۔ ابتدا۔ انگریزی گورنمنٹ کا بیان ہے کہ جنگ کی ابتدا روس کی طرف سے ہوئی۔ سب سے پہلا فوجی مقام چلفو کہ روسی جہاز نے چلایا۔ اس کے بعد جاپانیون نے بحری شبخون ماری۔ محولہ بالا گرفتار شدہ روسی جہازون میں ایک جہاز مسمی کنا ریلو سلیو بحیرہ اسود کے روسی والنٹیر بیڑہ کا تہا جو نہایت شاندار اور مستحکم جہاز ہے۔ اور غیر جنگی جہازون کا

کام دیسکتا ہے۔

جاپانیون نے ایک اور روسی جہاز ڈاک بنام سونگولیہ غرق کر دیا ہے۔

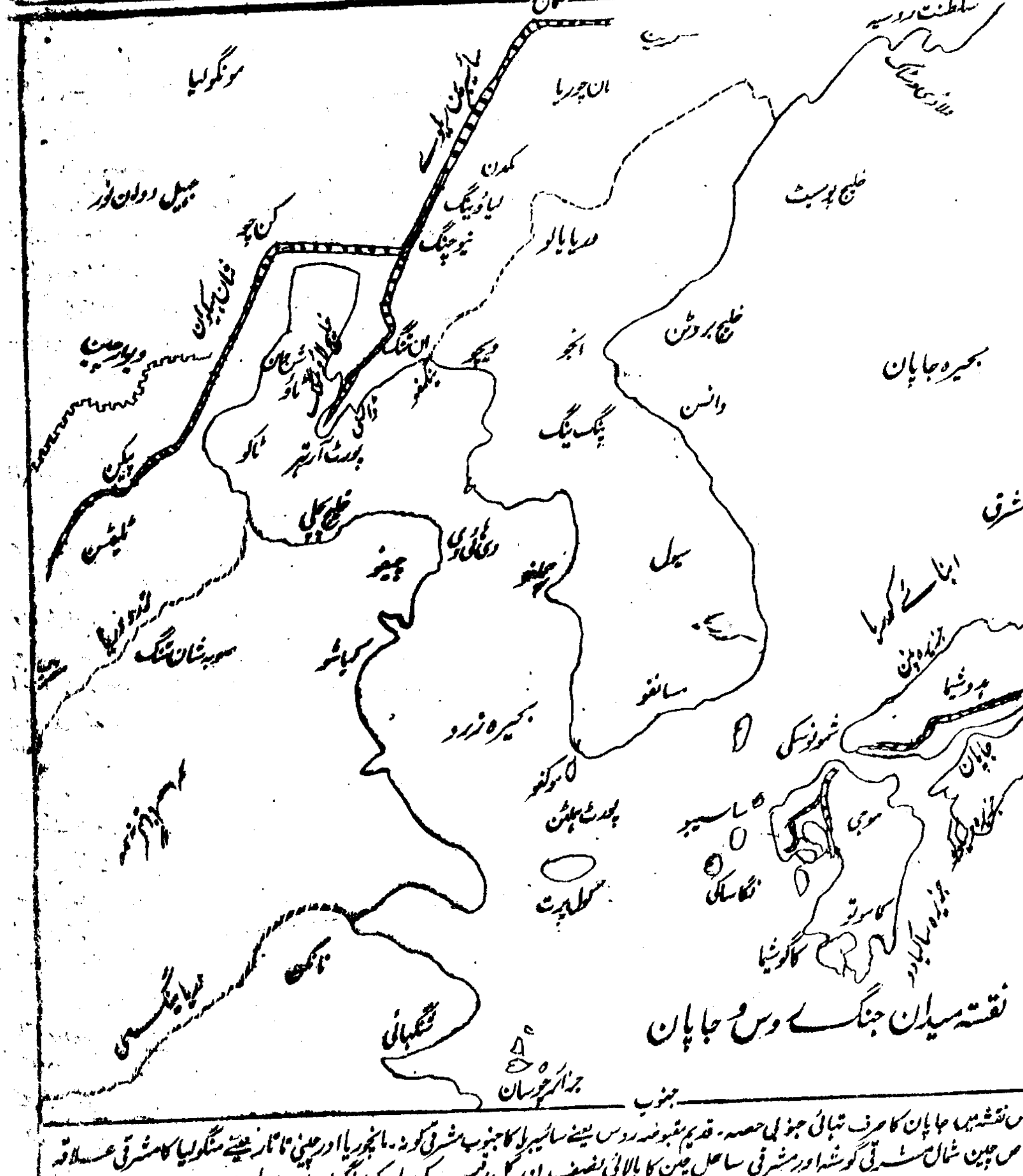
روس کا انداز روسی ان نقصانات اور شکستون کو صبر و حوصلہ کے ساتہہ برداشت کر رہے ہین ان کو بہروسہ ہے کہ خشکی پر ہم ان شکستون کا بدلہ لین گے **واپسی** ایک روسی بیڑہ جس مین مسافی جہاز اوسلیا بیا۔ دو درجہ دوم کے کروزر ارورا اور دمتری ڈونسکوئی اور دو تارپیڈو شکن جہاز ہین۔ راستہ سے پلٹ گیا ہے۔ یہ بیڑہ یورپ کی طرف سے مشرق اقصے کیطرف آرہا تہا۔ اور نہر سوئز سے گذر چکا تہا۔ وہ ابہی کولمبو کے قریب پہنچا تہا۔ اسے واپس بلا لینے میں روس نے عقلمندی کا کام لیا ہے۔ غالباً وہ روس واپس نہیں جائے گا بلکہ بہر سوئز کے قریب لنگر زن ہوگا۔ جہاں پہلے سے چند اور روسی جہاز موجود ہیں اور شاید اس بیڑہ کو ہمراہ لیکر پہر مشرق اقصے کو بڑہیں یا ابہی اور جہازون کے یورپ سے آنے کا انتظار کریں۔ وطن) روس نے وینڈ سے کوئلہ خریدنے کی جو فرمائشیں کر رکہی تہیں ان کو بہی منسوخ کر رہا ہے۔

فرانس لندن مین حیرانی ہے کہ فرنچ لوگ خلاف معمول اس پر آشوب موقعہ پر قابل تعریف ضبط و وقار سے کام لے رہے ہیں جاپان کی فتح اور اپنے دوست روس کے نقصانات پر کسیطرح کا اندیشہ و تردد ظاہر نہیں کیا۔ **انگریزی** حکومت نے سر ولیم نکلسن اور کرنل جیمز ہلڈین کو جاپانی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی رہنے کیلئے منتخب کیا ہے۔ وہ دونون ولایت سے روانہ ہوگئے ہیں۔ جہیل بیکال کے منجمد سطح پر عارضی ریل بچہانیکے علاوہ اس پر پختہ پل بہی تیار ہورہا ہے روسی ٹہیکہ دارون نے ذمہ لیا ہے کہ وہ ۲۸ فروری تک یا اس سے بہی پہلے اسے مکمل کر دین گے۔ روسی حکومت نے ان لوگون کو جن کے پاس روسی سرکاری ہنڈیان اور پراسیسری نوٹ ہیں مطلع کیا ہے کہ وہ اس اندیشہ سے کہ کہیں انکا نرخ اور نہ گر جائے انکو اونے پونے دامون پر فروخت کر کے خسارہ نہ اٹہائیں۔ روس کی مالی حالت نہایت مستحکم اور عمدہ ہے یہ عارضی مشکلات ہیں جلد صورت بدل جائیگی۔ یہ اعلان بتاتا ہے کہ کل روس میں کیسی تشویش اور گہبراہٹ پہیل رہی ہے۔ فرانس کے شمالی ساحل کے بندر بریسٹ اور جنوبی ساحل کے بندر ٹولون میں متعدد کروزر اور تارپیڈو شکن جہاز مشرق اقصی کی طرف جانے کو تیار ہو رہے ہیں اور کوئلہ کی مقدار عظیم بسرعت تمام سیگون (مشرقی فرنچ مقبوضات کے بندرگاہ) کو بہیجی گئی ہے۔

۱۲ فروری آج ایک جاپانی دخانی جہاز کولمبو سلامت پہنچا۔ وہ لندن سے آیا ہے اسکے سلامت پہنچنے کی مطلق امید نہ تہی۔ خیال تہا کہ روس کا جنگی بیڑہ انہین سوئز و کولمبو کے درمیان ہے وہ اسے گرفتار کر لے گا۔ یا غرق کر دے گا۔ جاپانی جہاز کے کپتان کا بیان ہے کہ اس نے جہاز کا رنگ بدل دیا۔ پورٹ سعید پہنچکر پہر اصلی ہیئت پر لایا گیا۔ سوئز میں اس نے ایک روسی مسافی جہاز اور ۲ تارپیڈو گشتیاں

لنگر انداز کئے ہیں۔ غالباً اس روسی بیڑہ کا جو پچھلے دنوں چند یوم شمالی افریقہ کے فرنچ بندرگاہ بزرطہ میں مقیم رہا۔ آخری حصّہ ... سے روانہ ہونے کے وقت سے کولمبو پہنچنے تک کوئی روسی جہاز نظر نہ آیا۔ عام خیال ہے کہ محولا بالا روسی بیڑہ جسے بوجہ آسانی شناخت ... بزرطہ کے نام سے موسوم کر لیا گیا ہے جزیرہ ستی کوئی میں لنگر انداز ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ جنوبی ہندوستان سے بجانب غرب ۳۰۰ میل کی مسافت پر جزائر لکادیب در جزائر مالدیپ کے مابین واقع ہے۔ (وطن)

جو روسی بار برداری کے جہاز یورپ سے بندر ولاڈی وو شاک کو جا رہے ہیں وہ راستہ جلد طے کرنے کی نیت سے کولمبو کیطرف نہیں آئے۔ روادری آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ دیہ نہیں بتایا گیا کہ ان پر کیا ہے سامان یا فوج۔ ناظرین شاید متعجب ہوں گے کہ جب روس کے جنگی جہاز اب جاپانی بیڑہ کے خوف سے سیلون سے آگے بڑھنے اور بحیرہ چین میں داخل ہونے کی جرات نہیں کر سکتے۔ تو غیر جنگی بار برداری کے جہاز جو دو گوروں سے تحت الفریقی پہنچ جاتے ہیں اور اپنا بچاؤ کسی طرح نہیں کر سکتے۔ ان کو روس نے راستہ میں کیوں نہیں روک لیا۔ اسکا جواب سہل ہے۔ اسموقعہ پر وقت کا ایک لمحہ اور سامان و رسد کا ایک ایک ذرہ غیر معمولی قیمت رکھتا ہے جاپانی جن کے جہاز تمام سطح سمندر پر نہیں پھیلے ہوئے۔ ان سے نظر بچا کر خطرہ کے موقعہ سے نکل جانا محال نہیں اگر یہ جہاز جاپانی سٹیمر کیطرح منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ تو ایک معقول ذخیرہ روسی افواج مقیم مانچوریا وغیرہ کیلئے ... وہ اسوقت وہ چند قیمت رکھتا ہے جاپانیا۔ اور اگر جاپانی بیڑہ سے ... اور اس ... ان کو غرق کر دیا۔ یا پکڑ لیا تو صرف ... مالیت کا نقصان ہوا جو ... زیادہ نہیں کیونکہ معمولی سٹیمر ۵۰۰۰ ... سے زیادہ قیمت نہیں رکھتے اور زیادہ سے زیادہ اس مالیت کا سامان اس پر بار ہوگا۔ یہ رقم اتنی بڑی نہیں کہ اسے ایسے موقعہ پر جو کہ ہم میں ... کی جرات نہ کی جا سکتی ہو۔ اس کے برعکس ایک مصافی جہاز پر ۵-۶ کروڑ روپیہ لاگت آتی ہے۔ اور ... اتنا روپیہ خرچ کرکے ڈیڑھ دو سال سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا ایسی قیمتی شئے کو خاص کر ایسی صورت میں جبکہ اس کے پہنچ جانے سے اب طاقت ... افسوس اضافہ نہ ہو سکتا ہو۔ اور دشمن ... اور حوصلہ بڑھے ہوئے ہوں جو کہ ہم ... ہرگز جرات نہیں ہو سکتی۔ (وطن) ایک ... سٹیمر (رو خالی جہاز) چند ہزار ٹن کوئلہ لئے ... کو جاتا ہوا یورپ سے کولمبو پہنچا۔ ... معلوم نہیں کہ کوئلہ جاپان کیلئے ہے یا روس کیلئے راستہ حکم ملتا کہ ... پورٹ آرتھر ... جاپانی ... روسی پورٹ آرتھر ... سامان ... جاتے ہیں ... فوج ... ان کی حکومت ... سے ...



اس نقشہ میں جاپان کا صرف تہائی جنوبی حصہ۔ قدیم مقبوضہ روس یعنے سائیبریا کا جنوب مشرقی کونہ۔ مانچوریا در چینی تاتار یعنے منگولیا کا مشرقی علاقہ خاص چین شمال مشرقی گوشہ اور مشرقی ساحل چین کا بالائی نصف اور کل رقبہ کوریا دکھایا گیا ہے۔ (وطن)

وہ کوئی ہنڈی جاپان بنک پر نہ کریں۔ ایک روسی سٹیمر مسافر لیکر جاپانی بندر ناگاسکی سے روسی بندر ڈالنے کو جاتا ہوا چیلفو کے قریب ایک جاپانی جنگی جہاز سے دو چار ہوا۔ جنگی جہاز نے توپ کا منہ اونچا کرکے تین گولے اس کے مستولوں پر چلائے۔ مسافروں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور ان کی آہ و بکا پر کپتان جہاز کو روکنے ہی لگا تھا کہ مسافروں کو کشتیوں پر بٹھا کر خشکی پہنچا دے کہ جاپانی جہاز نہ معلوم کس وجہ سے تمام ٹیکر اس کا تعاقب چھوڑ دیا۔ افواہ ہے کہ روس نے اپنے علاقہ سے اجناس خوردنی کے باہر جانے کی ممانعت کر دی ہے جس کی وجہ سے ... بنک نے شرح سود بڑھا کر ایسے قرضوں کیلئے جو سرکاری پراپیسری نوٹ کی کفالت پر دیئے جائیں ۷ روپیہ فیصدی کر دی ہے۔ جاپانی فوج ... پایۂ تخت سیول پر قابض

ہو گئی ہے۔ پورٹ آرتھر کے دوسرے معرکہ میں جاپانی بیڑہ کے چھ جہازوں کو صرف خفیف سا نقصان پہنچا۔ شبخون کے متعلق جاپانیوں کا بیان ہے کہ روسی بیڑہ اپنے خشکی کے قلعوں کی پناہ میں جنگی ترتیب سے صف آرا تھا۔ ہمارے بیڑہ نے اوس پر گولہ باری شروع کی۔ اور جب باہم گولہ باری خوب زور سے ہو رہی تھی۔ ہماری تارپیڈو کشتیاں پہلو سے ہو کر چپ چاپ آگے بڑھ گئیں اور جو روسی جہاز سب سے پیچھے خشکی کی طرف تھے ان کے قریب پہنچ کر تین کو غرق کر دیا جس سے بندر کا دہانہ رک گیا۔ اور باقی روسی جہازوں کے لئے اندر نہ جا سکنے کا راستہ نہ رہ گیا۔ رات کی لڑائی اس پر ختم ہو گئی۔ جسے دوسرے دن پھر شروع کیا گیا۔

بقول ایڈمرل الیکسف زخم خوردہ روسی مصافی جہازوں کو اس قدر نقصان پہونچا ہے

کہ یہ اندازہ لگا سکنا ابھی مشکل ہے کہ وہ کب تک درست ہو سکینگے۔ باقی زخم خوردہ جہاز ... دن سے لیکر پندرہ دن تک بالکل درست ہو جائینگے روسی کروزر ... کی نسبت محقق نہیں ہوا کہ آیا جب وہ ناکارہ ہو گیا تو اسے اس کے کپتان نے فوراً اڑا دیا۔ یا جاپانی بیڑہ اسے بطور غنیمت پکڑ کر لے گیا۔ پورٹ آرتھر کی جنگوں میں جاپانی تارپیڈوؤں کے چلنے پر ان کے ... نائٹ قسم کے بارود سے جو زہریلی ہوا ... ہوئیں۔ ان سے قلعہ کی روسی سپاہ کے کئی آدمی بیمار ہو گئے۔ مگر سب روبصحت ہیں۔ میلی نائٹ ڈائنامیٹ سے بھی زیادہ خطرناک اور زور دار بارود ہے۔ روسی بندر ولاڈی وو شاک اور جاپانی بندر ناگاسکی کا درمیانی بحری تار۔ اور سیول و بندر سانفو و مقام ... کے ... سلسلہ لمبے تار کٹ گئے ہیں کس نے کاٹے

یہ نہیں بتا یا گیا۔ روس میں جاپانیوں کی متواتر فتوحات سے ایسی .... گھبراہٹ پھیل گئی ہے کہ جن کے پاس روسی سرکاری نوٹ ہیں وہ بڑے خسارہ پر ان کو بیچتے جا رہے ہیں اور کئی روسی بنک دیوالہ کے قریب پہونچ گئے ہیں۔ جاپانی کوریا کے مختلف موقعوں پر لگاتار فوج اتار رہے ہیں۔ روسی سفیر پاولوف مع عملہ سیول سے چین کو روانہ ہو گیا ہے۔ جہاز وریاگ بھی غرق ہی ہوا تھا۔ اس جہاز کو ریز اور باربرداری کے جہاز سنگری کے جن روسی ملاحوں نے فرنچ۔ اطالین۔ اور انگریزی جنگی جہازوں پر پناہ لی تھی۔ ان کی نسبت جاپان نے منظور کر لیا ہے کہ انہیں پناہ دہندہ جہازوں کے کپتان تا اختتام محاربہ جنگ میں شریک نہ ہونے اور مجوزہ مقام نظربندی سے بھاگ نہ جانے کا عہد لے کر چینی بندر شانگہائی کو بھیج سکتے ہیں چند روسی جنگی جہاز بنرالہ بیڑہ کے ۲۲ جنوری کو مشرقی افریقہ کے فرنچ بندرگاہ جیبوتل میں پہونچے۔ جہاں انہوں نے کوئلہ لیا۔ اور ۱۸ ماہ حال تک مسافر جہاز آوسلی ابیا۔ باربرداری کے جہاز ساتوف۔ تین تارپیڈو شکن اور چند تارپیڈو کشتیوں کے انتظار میں جو سوئز سے روانہ ہو چکے ہیں وہیں رہینگے اس کے علاوہ کئی اور روسی تارپیڈو کشتیاں اور جہازات باربرداری بھی نہر سوئز سے گذر رہے ہیں۔ یہ بھی بیڑہ کو جیبوتل جا ملیں گے۔ (اگر یہ خبر صحیح ہے تو جزیرہ مسی کوئی والا خیال صحیح نہوا۔ وطن)

* ٹائمز جاپانیوں کی مستعدی پھرتی، دلاوری۔ باقاعدگی و حسن نظام کی تعریف کر کے قیاس ظاہر کرتا ہے کہ خشکی کی لڑائی میں بھی وہ ویسے ہی صفائی کے ہاتھ دکھائیں گے جیسے کہ بحری معرکوں میں دکھا چکے ہیں۔

جاپانی بندر کی مسماری ۔ خبر ہے کہ روسی جنگی جہازوں نے جاپان کے بندر ہاکوڈیٹ پر گولہ باری کر کے اسے تودہ خاکستر بنا دیا ہے ہاکوڈیٹ جاپان کے شمال مغربی ساحل کا ایک نہایت آباد اور بارونق بندرگاہ ہے۔ وہ روسی بندر ولاڈی ووسٹاک کے محاذ اس سے تین چار سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

پورٹ آرتھر اور چیلفو سے جہاں پہلے معرکہ ہوئے ہاکوڈیٹ بخط مستقیم علی الترتیب پندرہ سو اور بارہ سو میل کی مسافت پر ہے کوریا میں لڑائی جا رہی ہے کس سے اور کن کی؟ یہ نہیں بتا یا گیا۔ وطن)

۱۰ فروری کو جاپان نے بھی باضابطہ جنگ کا اعلان کر دیا۔ افواہ ہے کہ جاپانیوں نے دو روسی کروزر بھی پکڑ لئے ہیں۔ ایک انگریزی سٹیمر کپتان نے جو آج کولمبو پہونچا ہے۔ بیان کیا کہ روسی بحر ہند بیڑہ کے دو بڑے کروزر اور چار تارپیڈو کشتیاں بندرجیبوتل میں داخل ہوئے اور

کوئلہ لیکر فوراً روانہ ہو گئے تھے۔ اس پُراسرار بیڑہ کی نقل و حرکت کے متعلق یہ آخری مصدقہ خبر ہے۔ فرنچ بندر جیبوتل سے کولمبو سات دن کا راستہ ہے یعنے عدن کی نسبت قریب تر ہے۔ ایسے اخفا کے ساتھ روسی بیڑہ کے نقل و حرکت کرنے سے کولمبو (انگریزی جزیرہ سیلون یا لنکا کے صدر مقام) میں عجیب عجیب و غریب افواہیں اڑ رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے سرکاری خزانہ احتیاطاً یہاں سے جزیرہ کے اندرونی قصبہ کانڈی کو بھیج دیا جائیگا روسی کولمبو پر دھاوا کرنے اور اسے لوٹنے کا قصد رکھتے ہیں۔ کولمبو میں گو اس وقت کوئی انگریزی جنگی جہاز نہیں۔ تاہم سات باتریاں کلاں توپوں کی وہاں کے قلعوں میں موجود ہیں۔

یورپ سے جس قدر تجارتی سٹیمر مشرق اقصےٰ کو جاتے ہوئے کولمبو وارد ہوتے ہیں۔ جاپانی قونصل ان کو تاطلاع ثانی احتیاطاً وہیں ٹھیرالیتا ہے۔ نو وارد جاپانی جہازوں کے ملاح کولمبو آ کر جب اپنے ملک کی فتوحات کی خبریں سنتے ہیں تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور بے اختیار اچھلنے کودنے لگ جاتے ہیں۔

جاپانی بندر ہاکوڈیٹ پر جن روسی جہازوں نے گولہ باری کی وہ ولاڈی ووسٹاک سے گئے تھے (عام خیال تھا کہ ولاڈی ووسٹاک کے قریب سطح برف سے منجمد ہو رہی ہے اس لئے اس بندر میں جو روسی جہاز موجود ہیں وہ برف کے پگھلنے تک باہر نہ نکل سکینگے۔ شائد اکثر یہ معلوم نہ تھا کہ وہاں روس کے پاس ایک جہاز برف توڑنے والا موجود ہے جو ایک حرکت میں سو فیٹ کی طوالت اور آٹھ فٹ کے عرض میں کئی فٹ موٹی تہ برف کی ہٹا دیتا ہے یعنے اس حساب سے وہ چند گھنٹوں میں جہازوں کیلئے راستہ بنا سکتا ہے۔ وطن)

لنڈن ۱۴ فروری ۔ روسی جہاز ابھی پورٹ آرتھر میں۔ ایک تارپیڈو سرنگ سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو گیا۔ چار افسر اور ۹۲ ملاح ہلاک ہوئے چار روسی جنگی جہازوں نے جو غالباً ولاڈی ووسٹاک سے آئے تھے۔ جاپانی صوبہ ہر وشیمہ کے ساحل کے قریب دو جاپانی تجارتی جہازوں پر گولہ باری کی۔ ایک غرق ہو گیا۔ دوسرا بچ کر بندر فوکو یاسہ میں پہونچ گیا۔ مگر ناکارہ ہو گیا (فوکو یاسہ بندرگاہ سانی کے متصل ہے۔ وطن) ایک روسی تارپیڈو شکن اور ایک آشروی تجارتی جہاز جس پر روس کے لئے کوئلہ بار تھا پورٹ سعید (مصر) میں لنگر زن تھے۔ مصری حکومت نے ان کو فوراً چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ روس نے ایک تارپیڈو جہاز کو سوئز کے بندر میں رکھنے کی اجازت چاہی تھی۔ مصری حکومت نے انکار کر دیا کیونکہ ایسی اجازت دینا قانون ملل کے رو سے جائز نہیں۔ یہ قانون چاہتا ہے کہ جو ملک لڑائی سے الگ تھلگ رہیں وہ کسی

فریق کو پناہ نہ دیں۔ جو پناہ دے یا کسی طرح کی آسانی بہم پہنچائے۔ فریق ثانی اسے بھی اپنا دشمن تصور کر سکتا ہے۔ اور بشرطا سکان اگر بدلے تو اس پر الزام عاید نہیں ہوتا۔ وطن

روس بحری ہزیمتوں سے شکستہ دل نہیں ہوئے وہ اپنی حکومت کا حوصلہ بڑھانے کے لئے پایہ تخت میں بڑے بڑے جلوس نکال رہے ہیں اور گاتے بجاتے نعرے لگاتے جاتے ہیں اور زار کی درازی عمر کی دعائیں مانگتے ہیں۔ بقول جاپان امیرالبحر توگو پورٹ آرتھر کی شبخون میں چار جاپانی قتل اور پچاس زخمی ہوئے۔

جرمنی اور چین نے بھی الگ تھلگ رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ روسی سفیر مقیم جاپان وہاں سے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔

۱۴ فروری ۔ جاپان نے بھی چین کو الگ رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ تاکہ میدان جنگ کا رقبہ اور جنگ کے مصائب کا دائرہ حتی الامکان محدود رہے۔ جاپان نے چین کو یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ وہ سرحد پر کافی فوج جمع کر دے اور متخاصمین میں سے کسیکو سرحد سے تجاوز نہ کرنے دے۔ چیلفو کے بحری معرکہ میں روسیوں کے ۵ افسر اور ۲۸۴ ملاح ضائع ہوئے۔ چین کی حیاتی (علیحدگی) کی حرمت کرنے کی امریکن تجویز کو انگلستان نے قبول کر لیا ہے۔ غالباً روس بھی اتفاق کرے گا۔ دس ہزار چینی فوج حفاظت سرحد اور کسی فریق کو خاص چین کی حد میں نہ آنے دینے کے لئے شان ہیکوان بھیجی گئی ہے۔ تین فرنچ کروزر فرانس سے مشرق اقصےٰ کو جا نیوالے ہیں۔ خبر ہے کہ پورٹ آرتھر کے گرداگرد سب طرف قلعے موجود ہیں مگر توپیں نصف پر ہیں۔ اسلئے روسیوں کو اس کی حفاظت کیلئے بندر ڈالنی پر بھی متصرف رہنا ضروری ہوگا مگر ان کو خطرہ ہے کہ کہیں چین بھی جاپان کے ساتھ نہ مل جائے۔ الکسیو اور روسی بحری افسر مشرق اقصےٰ کو گئے ہیں۔ فرانس نے (روس کی طرف سے) چین کو یقین دلایا ہے کہ روس اب بھی مانچوریا کو خالی کر دیگا بشرطیکہ چین روس کو یہ تحریری معاہدہ لکھدے کہ وہ مانچوریا کو روسی حمایت و حفاظت میں رکھیگا۔ اور اس کا کوئی حصہ کسی اور سلطنت کو نہ دیگا۔ نہ کسی کو وہاں تجارت کا حق عطا کرے گا۔ چینی کروزر مقیم شنگھائی جنگی خدمت کیلئے تیار ہو رہے اور سامان حرب و رسد بار کر رہے ہیں۔ لارڈ لینسڈون وزیر خارجیہ انگلستان نے اس افواہ کی تردید کی ہے کہ انگلستان جاپان کو اجازت دیدے گا کہ وہ چینی بندر وی ہائی وی مقبوضہ انگلستان کو اپنا مرکز اور مخزن بنائے۔ اور پھر کہا کہ ہم نے بذریعہ تار وی ہائی وی سے دریافت کیا ہے کہ کیا کوئی ایسی کارروائی ہوئی ہے جسکی بنا پر اس مضمون کی افواہ مشہور ہو سکتی تھی۔

مریض عشق کے سوال کا جواب

یہ ایک خط ہے جو کہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ایما سے مفتی فضل الرحمان صاحب نے ایک شخص کیطرف لکھا جس نے یہ لکھا تھا کہ میں ایک شخص پر عاشق ہوں اگر وہ ملجاوے تو مرزا صاحب کا مرید ہو جاؤں

قادیان ۷ فروری ۱۹۰۴ء

جناب من۔ ہم تمہیں ایک نصیحت کرتے ہیں کہ جب کوئی انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے اگر کسی آدمی تھانہ دار یا تحصیلدار یا مجسٹریٹ یا کسی اور آدمی سے جب کوئی تعلق ہو جاتا ہے۔ تو اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس تعلق والے شخص کی وہ بھی خوشی چاہتا ہے۔ پس جب فطرۃً بشری اس امر کی مقتضی ہے کہ اپنے آدمی کی خوشی اپنے تعلق والے کی رضامندی مقصود ہوتی ہے تو کیا وہ مولا کریم اور رب العالمین ارحم الراحمین ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ ضرور کرتا ہے اسی لئے فرمایا **من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ** جو شخص خدا کا بنے خدا اس کا بن جاتا ہے۔ اور جس کا خدا ہو جاوے اس کو دنیا اور ما فیہا کی کیا پروا ہو اور ہو سکتی ہے۔

تم غور کرو کہ اگر تم بھی تہ دل سے خدا سے دل لگاؤ کہ تجھے دانا بینا رحمٰن رحیم خدا جب مانگیں گے اگر تو ہماری یہ شرط پوری کرا دے۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے شرط لگاؤ کہ ہم تمہیں شفیع تب مانینگے اگر تم ہمارا یہ کام پورا کرا دو۔ تو پھر اس کا انجام شائد کیا ہو۔

مرزا صاحب کو مرید بنانیکا شوق نہیں ہے جہاں تک میں جانتا ہوں مرزا صاحب کو مرید بنانے کا شوق ہرگز نہیں ہزاروں یا کم سے کم سینکڑوں مرید ایسے بھی ہوں گے کہ اگر وہ سامنے آویں تو وہ ان کو پہچان بھی نہ سکیں بلکہ مخاطب بھی نہ کریں۔ میرا اپنا ذاتی اعتقاد یہ ہے کہ نہ مرزا صاحب خدا کے ایجنٹ ہیں اور نہ دوکاندار ہیں۔ اگر اسطرح قاضی الحاجات ہو کر لوگوں کو مرید بناویں تو پھر تو دنیا کے کاروبار بند ہو جاویں اور لوگ انہی کے مرید بنتے جاویں حالانکہ دہریوں کا کام بھی چلتے ہیں۔

خدا تعالےٰ سے سچا معاملہ کرو جب اس سے تعلق ہو جاویگا تو وہ خود یا تو تمہارے کام تمہاری مرضی کے مطابق پورا کرے گا۔ اور اگر ان میں تمہاری بھلائی نہوگی تو تمہارے دلکو ان سے بدلا دیگا۔ اور تمہاری تسلی و تسکین ہوگی۔

غرض سب دل اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ عاشقوں کے دل بھی اور معشوقوں کے دل بھی اور وہ قالب نہ مرد متصرف ہے آپ وہ راہ اختیار کریں جو کامیابی کی حقیقی راہ ہو۔ شیطان کی راہ خطرناک ہو!

(البدر)

[illegible]

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۸ - ۱۷ فروری

جہاں کسی درویش یا صوفی کے رسم بیس یا سو دو سو مرید ہو گئے تو آپے سے نکل جاتا ہے۔ اور جو کچھ زیادہ مریدوں کی تعداد بڑھی تو خدا کی پناہ اور زیادہ دام تزویر میں پھنسانے کی سوجھتی ہے۔ ایک شراب خوار شراب پیکر اور بھنگ پینے والا بھنگ پیکر علی ہذالقیاس ایک بدکار اور فاسق بدکاری اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر دنیا کو دھوکا نہیں دیسکتا کیونکہ وہ جیسا کرتا ہے ویسا ہی زبان سے کہتا ہے مگر اس فرقہ کے پابند جنکا میں نے ذکر چھیڑا ہے ظاہر کچھ اور باطن میں کچھ مخلوق الٰہی کے سد راہ طریقہ اور صراط مستقیم ہوتے ہیں

شعر

وحب الھویٰ واللہ صل مدمر

کلمس افعیٰ نا عم فی الناظر

ترجمہ

اللہ کی قسم ہوا و ہوس کی محبت زہریلا اور ہلاک کرنیوالے سانپ کی طرح ہے جو بظاہر سانپ کے اوپر کی کھال نرم معلوم ہوتی ہے اور اندر زہر بھرا ہوا ہے۔ آپ بھی خدا کی پسندیدہ راہ بھولے اور دوسروں کو بھی اُس راہ سے روکتے ہیں۔ جب آپ ہی اُس راہ اور مقصد کو نہ پایا تو دوسروں کو کب منزل مقصود پر پہونچا سکتے ہیں۔ انکا یہ حال ہے کہ جیسے ایک گپی اور شیخی کا حال ہے ایک گپی نے گپ ماری کہ ہمارے باپ دادا کے ہاں ایک اونٹنی تھی وہ اسقدر لمبی تھی کہ شرق و غرب تک کا گھاس وہ چگ لیا کرتی تھی شیخی نے کہا کہ ہاں ہمارے ہاں بھی ایک ہمارے دادا کا اسقدر لمبا نیزہ تھا کہ اُسکی بھال آسمان تک پہونچتی تھی اور جب کبھی بارش کی ضرورت ہوتی تو اُس نیزہ سے بادلوں کو جمع کرکے برسا لیا کرتے تھے۔ اگر اسی طرح گپوں شیخیوں سے باپ دادا کی کرامتیں سنانا ہی خداشناسی ہے تو ہندوؤں میں بھی کروڑوں کرامتیں ہیں۔

ایک نئے بزرگ جو آجکل حصار کیطرف ہیں اُن کا قول ہے کہ ہمیں کسی حلال یا حرام سے کیا مطلب اور ہمیں کسی مذہب اور غیر مذہب سے کیا علاقہ اور ہمیں کفر و اسلام سے کیا سروکار ہمیں تو مرید ہمارا بنکر نذرانہ دے خدمت کرے دعوتیں ہوں مٹھائیوں کے ٹوکرے آویں۔

اللہ اللہ کیا زمانہ کا حال ہے کیا زمانہ کی نئی چال ہے یہ بزرگی ہے جسپر ان کو فخر ہے کہ ہم ہی خدا والے اور راہنما ہیں۔

قطعہ

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اُلٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدح شراب اُلٹا
یہ عجب ہے رسم اُلٹی کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا
چلے تھے حرم کو رہ میں ہوئے اک صنم کے عاشق
نہ ہوا ثواب حاصل یہ ہوا عذاب اُلٹا

جب پیشوایان قوم اور راہنمایان گم گشتگاں کی یہ حالت خراب ہوئی جنھوں نے خدا تعالیٰ کا بیڑا اُٹھایا ہے تو دوسروں پر کیا افسوس مولوی اور عالم بھی جو ان کے پیرو تھے وہ بھی ان کے ساتھ تہ و بالا ہوئے اور پیروں کے ساتھ گھن پسنے لگا انھوں دیکھا کہ جو صاحب کرامت ہی نہیں ہیں اور انکی آن یہ کرامت ہیں تو ہم کیوں اپنا حلوہ منڈا گنوا دیں انھوں نے بھی یہاں دیکھا نہ مکھی نگلے داہنیں بائیں ہاتھ مارنے ان کا بوجھ بھی ان حضرات صوفیہ کی گردن پر ہے خدا میں ہو کر خدا کے کہلا کر اور خدا کی معرفت کا دم بھرکر لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق بنے اللہ اللہ! کبر مقتا عند اللہ۔

یا تو ان میں قرآن فاتحہ میں ختم ہوتا ہے یا تعویذ گنڈوں و عزائم رشتوں میں برتا جاتا ہے کتے کی ہڈیوں پر گدھے کی کھالوں پر اور مرغ کے دم مسدودہ سے آیات قرآنی لکھی جاتی ہیں۔

وہ خدا جو رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک۔ مرید۔ قدیر۔ سمیع۔ بصیر علیم ہے اسکو انھوں نے گویا اپنے قبضہ قدرت میں لیا ہوا ہے ایک شخص آتا ہے کہ میں آپ کو اس قدر روپیہ دونگا اور یہ نذرانہ آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا مجھے کوئی ایسا تعویذ عنایت ہو کہ دو شخصوں میں عداوت و بغض پیدا ہو جائے اور فلاں عورت یا مرد میرے قبضہ میں آجائے اور مجھپر عاشق و شیدا و فریفتہ ہو جائے یا میرے حسب منشا مقدمہ ہو جائے تو پھر کیا تھا پیر صاحب جھٹ پٹ زانو بدلکر طیار ہو جاتے ہیں کہ ہاں ہمارے پاس ایک ایسا عمل مجرب اور تعویذ تیر بہدف موجود ہے کہ اُسی اُسی وقت یا اسقدر عرصہ قلیل میں جو چاہو وہی ہو سکتا ہے ہمارے بزرگوں سے اُسکی اجازت اور تاثیر سینہ بسینہ چلی آتی ادھر کھا یا کیا اور اُدھر مراد بر آئی۔ خدا تعالیٰ ان کے نزدیک نے علم ہے بصیر اور سمیع بھی نہیں ہو گویا خدا کچھ نہیں جانتا اور پیر صاحب ہر ایک شئے کی حقیقت و ماہیت سے واقف ہیں اور خدا تعالیٰ کو محض ایک لاشئے بت کی طرح تصور کر رکھا ہے کہ جو پیر صاحب کی مرضی وہی اُسکی مرضی انکا طریق اسلام سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔

قرآن شریف پر عملدرآمد کرنے کے بجائے۔ مصنوعی اور فرضی دعائیں بنا رکھی ہیں کوئی دعا سیفی۔ کوئی سیف الرحمٰن۔ کوئی دو نیم لفظی کوئی طرمیت وغیرہ جن کا اسلام میں نام اور نشان تک کہیں سنا ہوا ہے دعائیں اور انکی عبادت اور پوجا اور کہیں ملائکہ سے دعا اور انکی پوجا اور حاجات کے وقت موکل اور ملائکہ اور اجنہ کو پکارنا اور اُنسے حاجات اور امداد طلب کرنا اور اُن کے نام کے کھانے پکانا اور بکرے مرغ وغیرہ ذبح کرنا اور مسلکا کسنا جاتا بر عرج اور موکلات اور ملائکہ کے اسماء کی تسبیح پڑھنا اور ان کے لیے بخورات لگانا اور فرضی ملائکہ اور فرضی موکلات کے ناموں کا وظیفہ پڑھنا اور اڑی وقت اُن کو پکارنا اور انکی حمد و ثنا لیل کو ورد کے طور پڑھنا اور بزرگ اولیاء کے ناموں کو پڑھنا اور وظیفہ کرنا۔ فرضی عملیات کو ورد زبان رکھنا۔ اور جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو راگ رنگ اور رباب و چنگ کا شغل رہتا ہے نماز قضا ہو جائے لیکن یہ مجالس رقص و سرود میں شامل ہونا قضا نہ ہو۔ اور کہتے ہیں کہ بزرگ ان امور سے خوش ہوتے ہیں قبروں کا طواف کرنا غلاف چڑھانا پھول چڑھانا ڈوری اور تاگے منت کے قبروں پر باندھنا کہ انسے بزرگوں کو یاد رہے نقار و نکی جوڑیاں منت کی چڑھانا قبروں کا بناؤ سنگار کرنا اور گرمی کے انگ اور پردے کے غلاف برسات کی موسم کے غلاف قبروں پر ڈالنا عرضیاں لکھکر قبروں کے کٹہروں پر ٹانگنا گوٹے سرخ و سفید زرد و سبز رنگ برنگ کے لٹکانا چھت بند دیوار گیریاں اگر سوز انگیٹھیاں صندل پھولوں کی طشتریاں سنہری کہیں روپہری اور منت کے لیے آٹے اور گھی کے چراغ جلانا۔ رنڈیاں میراسی ہیجڑے نقال مے خوار سب وہاں جاتے اور ہجوم کرتے اور ناچتے اور گاتے ہیں۔ ارباب نشاط قبروں اور گنبدوں کے سامنے گانے اور رقص کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جنہیں حضور میں مجرا کرکے کچھ سنا آویں کہ حضرت کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے۔

اور جو ان واصلان الٰہی کی گدیوں پر ہیں انکی بات بنتی ہے نذر و نیاز لیتے ہیں مکروہ حرام کا کچھ خیال نہیں کوئی رنڈی کنجری تسخیر و حب کے لیے تعویذ مانگے تو بخوشی خاطر لکھدیتے ہیں کہ زنا اور بشتی اور اور روزی کشادہ رہے اُنکو تسخیر کے وظائف بھی بتلائے جاتے ہیں۔

کبوتر بازوں اور بٹیر اور مرغبازوں کو اور ریل اور بٹیر لڑانے والوں کو بھی تعویذ لیے جاتے ہیں کہ فتح ہو۔ پتنگ کنکوے تکل کی بازی کے ہار جیت کے بھی تعویذ ہوتے ہیں

ہم نے ایک درویش صوفی ہندی زبان میں جیسے بلھے شاہ کی کافیاں پنجاب میں مشہور ہیں ٹپے اور ٹھمریاں جو بولے ہر ایک منتر کی راگ راگنی میں تصنیف کیا کرتے تھے جس میں اسلام کی ہتک اور کفر کی عظمت و شوکت ہوتی تھی اور اپنے تمام مریدوں کو سکھلایا اور گوایا کرتے تھے ڈھولک ستار تنبورا طاؤس طبلہ سارنگی دو تارہ مجیرے دُور دو اکتارہ خنجری گھرے بجوایا کرتے تھے جسکے وجہ سے اور لوگوں میں بھی وہاں یہ رواج عام ہے اور میلان اسکو سنت پیر و مشرب مرشد سمجھکر عام طور سے یہانتک کہ ہندوؤں کی ہوری میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ لڑکوں کو زنانہ کپڑے پہنکے جایا کرتے تھے۔ ایک لڑکے پر وہ بزرگ درویش عاشق ہوگئے جب وہ انکے دام میں نہ پھنسا تو اسکی جگہ ایک سور باندھا اور ایک مرید کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ ہر روز لوگوں کے گھروں میں کانے کے لیے جایا کرے اور اس سور کے لیے پاخانہ لایا کرے مریدوں کو حکم تھا کہ جب وہ دورہ کرنے کے لیے مریدوں میں جائیں تو مرید انکی پالکی اٹھایا کریں چنانچہ ہمیشہ ان کے مرید پالکی اٹھایا کرتے تھے۔ انکا ایک مرید جسکو وہ خلافت دینا اور اپنے قائم مقام کرنا چاہتے تھے کئی سال تک اُس سے گداگری کرائی ٹکڑے گھر گھر منگوائے اپنی پالکی میں بجائے کہار کے اُسکو لگاتے۔ جسپر انکی مہربانی ہوتی یا توجہ کا پر تو پڑتا اُسکو سجاتے اور زنانے کپڑے پہناتے اور اس امر کو اصل الاصول خداشناسی کا بتلاتے۔ اب اُن کے وہ گیت جو کفر و اسلام میں تفرقہ نہیں کرتے گائے جاتے ہیں اور کتابوں میں مدون و مکتوب ہیں اُن گیتوں کی کتابوں کی عظمت قرآن سے بھی زیادہ کی جاتی ہے۔

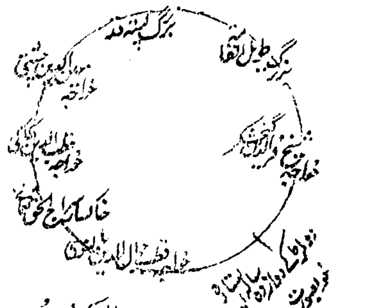
صوفیوں پیرزادوں میں جفر اور رمل اور نجوم وغیرہ کا بھی چرچا ہے اسکو بڑے شوق سے سیکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جفر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایجاد ہے امام جعفر نے اسکی تفسیر و تشریح اور اشاعت کی اور امام مہدی اسکے کامل مصدر و مورد ہیں اور واقف ہوں گے اور اُن کے تمام کاروبار اور فتح و نصرت اسی کے ذریعہ ہوگی۔ جفر کے دو حصے ہیں ایک حصہ کو آثار کہتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخبار ہے اخبار کے حصہ سے غیب کی خبریں نکالتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے پیشگوئیاں کرتے ہیں اور پہلے حصہ سے تعویذ نقش عزائم افسوں۔ قسمتیں اور موکلات کے نام استخراج کرتے ہیں اور حب اور بغض اور تسخیر اور کشائش رزق اور فتوح اور حل مشکلات اور ادعیہ وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک سراب محض اور یقینی لاشئے ہے۔

مجھکو بھی ایک دفع ان نالائق صحبتوں سے یہ خبط سوجھا تھا کہ میں نے جفر میں یہانتک ترقی کی تھی کہ شاید مجھسے زیادہ جاننے والا کوئی ہو مجھے تو خدا نے ایک کشف اور نیز ایک مبارک رویا صادقہ سے بچا لیا

میرا ایک کشف

اور اسدرجہ تک مجکو غلو تھا کہ نجوم کا جو عملی حصہ ہے اُسکو بھی میں سیکھنے لگا تو ایک روز رات کو عشا کی نماز پڑھ کر میں بیٹھا تھا کہ یکایک میرے کان میں غیب سے آواز آئی کھڑا ہو جا میں چونک پڑا اور چاروں طرف دیکھنے لگا کہ

یہ آواز کہاں سے آئی اور کسنے دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جلسہ بزرگوں کا میرے نظر کے سامنے ہوا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی اور حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی اور حضرت خواجہ شیخ فرید الدین گنجشکر اور دو بزرگ اور جنکو میں نہیں پہچانتا تھا ان دو بزرگوں میں ایک سانولے رنگ اور پستہ قد تھے اور دوسرے طویل القامۃ فربہ اور سیاہ رنگ اور چہرہ پر بڑے بڑے گہرے داغ چیچک کے تھے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت قطب جمال الدین کے بیچ میں میں بیٹھا تھا اور یہ جلسہ اولیاء کا اسطرح سے تھا گول دائرہ کی شکل پر



ہیں دو لڑکے خوبصورت آئے اور ایک کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے اور ان لڑکوں نے وہ کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مبارک ہاتھ میں دیدی خواجہ صاحب نے اُس کتاب کو لیکر فرمایا کہ یہ کتاب ہے کہ جس میں نجوم اور نجومیوں کی برائی بسط سے درج ہے میں اسکو پڑھ کر سناتا ہوں اور میری طرف غصہ سے نظر اُٹھا کر دیکھا پس میں نے سمجھا کہ یہ کتاب میری ہی تنبیہ کے لیے آئی ہے اور مجھ ہی کو سنانا چاہتے ہیں کانپ گیا اور ڈر گیا۔ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی نے اُس کتاب کو کھولا اور پڑھ کر سنانے کا ارادہ کیا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے عرض کیا کہ میں آپ کا خادم ہوں مجھکو عنایت ہو میں اس کتاب کو پڑھ کر سناؤں گا خواجہ بزرگ نے وہ کتاب انکو دیدی جب انھوں نے پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت فرید الدین گنجشکر نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کا بھی خادم ہوں مجھکو یہ کتاب مرحمت ہو میں اسکو پڑھ کر سناؤنگا انھوں نے حضرت گنجشکر کو وہ کتاب دیدی جب آپ نے وہ کتاب لیکر پڑھکر سنانے کا ارادہ کیا تو بزرگ نامعلوم الاسم طویل القامۃ نے عرض کیا کہ مجکو یہ کتاب دیجیے میں اسکو پڑھ کر سناؤں گا اور میں آپ کا خادم ہوں جب انھوں نے وہ کتاب لی تو اُس دوسرے بزرگ نے حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سے التماس کی کہ میں سب کا خادم ہوں مجکو حکم ہو میں اس کتاب کو پڑھ کر سناؤں۔ اس بزرگ کے اس کہنے پر پھر اُس بزرگ طویل القامۃ نے فرمایا کہ تم اس کتاب کو اچھی طرح نہیں پڑھ

میں خوب پڑھنی جانتا ہوں اور میں اس کتاب کو جیساکہ اسکے پڑھنے کا حق ہے پڑھ سکتا ہوں۔ یہ کہکر اس کتاب کو اس بزرگ طویل القامۃ نے پڑھنا شروع کیا کہ وہ منجم جو کہ محتاج ہیں اور سب اشیاء کے محتاج ہیں اولا خدا جو کہ واحد مقتدر اور مالک ہے اُس کا نام کسی ستارہ اور برج کا تابع نہیں اُسی کے لیے حمد اور ستائش ہے تمام ستارے اور تمام اشیاء اُسی کے نام پاک کے تابع ہیں جو لوگ نجوم سیکھتے ہیں اور نجوم کے تابع اسماء حسنی الٰہیہ کو تابع کرتے ہیں وہ دوزخی اور جہنمی ہیں۔ ان جہنمیوں کے سر بڑے پہاڑ کی مانند ہوجاویں گے اور فرشتے سونگریوں سے انکا سر کوٹیں گے یہ کہکر اُس بزرگ نے اپنا سر ویسا ہی پہاڑ جیسا لمبا کرلیا اور پڑھنا شروع کیا کہ ان دوزخیوں کا پیٹ بھی مثل پہاڑ کے لمبا چوڑا ہوجائیگا اور ان کے پیٹ میں سانپ اور بچھو ہوجائینگے اور کیڑے اور بچھو اور سانپ ڈسیں گے۔ اُس بزرگ نے اپنا پیٹ بھی ویسا ہی لمبا چوڑا کرکے دکھایا جس میں سانپ اور بچھو اور کیڑے اور پیپ وغیرہ بھرا ہوا تھا۔ پھر پڑھا کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلیں گے اور پیپ اور کچ لہو اور کھولتا ہوا پانی پلایا جاوے گا اُس بزرگ نے اپنا منہ ویسا ہی مطابق اسکے کرکے دکھایا جس عضو کا ذکر وہ کرتے تھے ویسا ہی کرکے دکھاتے تھے الامان۔

اعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اور یہ تمام بزرگ میری طرف اس خاکسار اس نظارہ کو دیکھتے تھے اور میری طرف بھی نظر کرتے جاتے تھے آخر میں اس کتاب کے یہ عبارت تھی کہ نجومیوں جیسا کافر اور مشرک کوئی نہیں۔ جب وہ کتاب ختم ہوچکی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ صاحبزادہ کو (یعنی اس خاکسار کو) یہ کیا شوق لگ گیا۔ خدا کا نام سیکھنا اور خدا کی رضا کا طالب ہوتا یہ جفر و نجوم ناپاک علم کے پیچھے کیوں پڑگیا۔ اس دہشت اور خطرناک نظارہ سے میری حالت متغیر ہوگئی اور کشفی حالت جاتی رہی۔ میں اُٹھا اور توبہ کی اور استغفار کیا اور تہجد کی نماز پڑھی اور درود شریف میں مشغول ہوگیا۔

اس کے بعد جب کوئی میرے پاس آتا تھا میں اسکو اپنا یہ کشف سنا دیا کرتا تھا افسوس میرے اس بیان پر کسی نے توجہ نہ کی۔

میں نے اوائل زمانہ میں جبکہ میرا امام ہمام مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعارف یا تعلق نہیں ہوا تھا دو سو سے زیادہ کتابیں عجیب عجیب کتابیں جفر کی پیدا کی تھیں اور بہت کچھ اس میں معلومات کی وسعت بڑھ گئی تھی۔ ایک کتاب جواہر خمسہ جو محمد غوث گوالیاری کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ بڑی کتاب مبسوط ومشرح آثار جفر اور ستارہ

پرستی برج پرستی شمس وقمر پرستی عجیب و غریب عملیات تسخیر اجنہ و ملائکہ اور قواعد استخراج عزائم و افسون وادعیہ و نقوش و کتابیں رزق و حل مشکلات گویا خدا اور خدائی کے قبضہ میں لانے کی مشابہ و ممدو دستہ ہے اس کتاب نے بہت سے لوگوں کی پلید کرڈی ہے اور ہزاروں کا راستہ ستیاناس ہوا اور اسپر عمل کرکے اور اسکے پابند ہوکے تو زق وسلول ہوے اور قبر میں جا پڑے۔

مجھے اگر اس زمانہ میں حضرت اقدس کا تعارف نہ ہوتا تو خدا ہی جانے میرا کیا حال ہوتا۔ یا تو میں دہریہ ہوجاتا یا اسی حالت میں پھنسکر دق اور سل ہوتی اور قبر میں جا پڑتا اور قبر بھی پیچھا نہ چھوڑتا خدا جانے قبر کیا ظہور برپا ہوتا جنتی اور فاتے کھڑے ہوتے اور اطلس و سندس اور کمخواب کے غلاف پڑتے اور رات دن چراغوں کی روشنی اور رقص وسرود کے جلسے رہتے۔ اور قبر میں طرح طرح عذاب ہوتے اور خدا تعالی کا قہر نازل ہوتا۔

اس روشنی اور قندیل وکنول اور رقص وسرود کے متعلق میں ایک بزرگ درویش کا بیان ایک اشتہار عبرت کے لیے اور نیز اپنے صداقت بیان کی شہادت میں درج کرتا ہوں اور وہ اشتہار یہ ہے۔

اشتہار

بیا در بارگاہے بادشاہ ملک عرفانے
خلیل کعبہ جانے حبیب خاص حمانے
میں دست برار اینجا بگراز حال زار اینجا
کہ پیر گرد مزار اینجا تراد ستے ودامانے

مژدہ ہو کہ پھر وہی زمانہ عاشقوں کا مراد بخش عرس شریف حضرت .... رحمۃ اللہ علیہ قریب آیا کہ جو عاشقان خواجگان چشت اور مریدان خوش عقیدہ اور نیک سرشت کے لیے باعث ترقی ذوق وشوق اور موجب ازدیاد برکات وحسنات اور سبب حصول سعادات ومرادات ودافع صعوبات و مشکلات کا ہوتا ہے مجھے اُمید ہے کہ آپ مختصر سے صرف اور کچھ تکلیف سفر کے عوض ایسی جنس گرانمایہ کے جان ودل سے خریدکرنے میں محروم نہ رہیں گے۔

اُس پیر کے قرباں ہو جو سادہ کو لبھائے
اُس آنکھ کے صدقے ہو جو سادہ کو دکھلائے
اُس روضۂ اقدس پہ فدا کیوں نہو عشاق
دیکھیو جو اُنھیں لطف خدا بینی کا ملجائے
سودائے جزا انکو ہے عرس کا سودا
دنیا ہی میں اس سینے سے داغوں کو جو جلجائے

کیا جانیے سال آیندہ پھر یہ عرس نصیب ہویا نہو پچھلے سال جو ہمارے معتقد پیر بھائی شامل عرس تھے بعض ان میں سے اب نہ ہوں گے

وہ دنیا سے چل بسے دیکھا چاہیے کہ پارسال کون ہو اور کون نہ ہو + دنیا کے کام نہیں تا زیست چلے جائیں گے اور تا لب گور کسی طرح فرصت نہ دینگے مگر یہ وقت ہاتھ نہ آئیگا۔

ہمصفیرو پھر کوئی دیکھے دوروں تجھے
ایاہیں اُڑ جائینگی سونا چمن رہجائیگا

جو دم ہم تم زندہ ہیں غنیمت ہیں پھر کہاں ہم کہاں تم یہ دنیا زندگی کا میلہ ہے آؤ پھر جیتے جی اپنے مرشد رح کا عرس دیکھکر مزار پاک کی زیارت کرلیں اور اپنے پیر بھائیوں سے مصافحہ ومعانقہ کرلیں۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

دیکھو یہ فقیر تمھاری تشریف آوری کے شوق و اشتیاق میں کس کس محنت اور جانفشانی سے تمھارے خیر مقدم اور مہمانداری اور خدمت گذاری کے لیے سامان مہیا کرکے یہ دعا کیا کرتا ہے۔

وہ دن خدا کرے کہ مرے دوست آملیں
دیکھیں وہ بزم عرس مع الخیر پھر چلیں
پھر آئے وہ زمانہ کہ پھر آئیں میرے دوست
سامان عرس ہم بھی مہیا کریں

دیکھو یہ وہی تو عرس ہے کہ تمھاری اولوالعزمی اور نام آوری کا باغ دنیا میں ایک نیا خوشنما پودہ قائم ہوا ہے جس سے دین و دنیا ہے۔ تمھارا باغ مراد ہرا بھرا ہوکر پھل پھول رہا ہے دیکھو وہ عالیشان عمارت بے مثل و بے نظیر وعرس دلپذیر + وہ اُس کا زور شور + وہ مجمع فقراء و بادہ نوشوں کا دور + وہ اُس کے بازاروں کی رونق وانتظام + وہ ہجوم خلق کی دھوم دھام + وہ دوکانوں کا باغ میں لگنا + وہ بھینی بھینی ہوا کا چلنا + وہ پھولوں کی مہکار + وہ گلاوں کے گل بوٹیاں کی بہار + وہ زرق برق دوکانوں کا لگاؤ + وہ چاء گرم کی صدا لالاؤ + وہ بسکٹوں کے مزے + وہ ایام سردی اور دور چاء کے پے بہ پے + وہ قسما قسم کے کباب چٹپٹے + وہ پلاؤ اور فرنی بامزے + وہ تازہ تازہ نان وحلوا + وہ گرما گرم قورمہ وقلیا + وہ قسم قسم کی روشنی کا جلوہ عروسانہ + وہ

بزم رقص وسرود کا تجمل معشوقانہ +

وہ قوالی کی دھوم دھام + وہ صوفیوں کا ازدحام + وہ اللہ ہو کا ترانہ + وہ صوفیوں کا اشک خون بہانا + وہ علماے دین کا وعظ وپند + وہ مشائخ کا نعرۂ اللہ ہو بلند + وہ توجہ مشائخ کا زور + وہ گریہ وزاری کا شور + وہ میلاد خوانوں کی آواز عاشقانہ + وہ سامعین کا اردگرد سے حاضر ہونا + وہ اکھاڑہ دنگل کا جمنا + وہ آتشبازی کا چلنا + وہ ڈیرے اور خیموں کا جنگل میں قرینہ سے نصب ہونا + وہ شامیانوں کا ابر رحمت کی طرح تناؤ +

وہ مجالس فقر کا بنانا + وہ مہمانوں کا ہجوم + وہ ذکر الٰہی کی دھوم + وہ ایک کا دوسرے کے گلے لگ کر ملنا + وہ ان کی خوشبو سے شخص کا ... کھلنا + وہ مزار پر انوار ... پروردگار + وہ ... کا تجمل مستور ... + وہ ... + وہ اس کے ... مہمان ... + وہ ... سروں پر ... + وہ آپس کے ... رنگا ہونا + وہ قسم قسم کے باجوں کا بجنا + وہ انکا ڈھولوں کا ہمراہ چلنا + وہ ... کا وجد کرنا + وہ ... کا بلند ہونا + وہ روشنی ... کا نور + وہ در و دیوار کی تجلی شمع نور + وہ بہشت سراپا نور کیا نزدیک کیا دور + وہ شب برات + وہ روز رمضان عرفات +

نظارگیاں ست را ہنگام تماشا ...

ہر شب ہر شب قدر است ہر روز ...

وہ لنگا ... + وہ الھیری کی پرچ + وہ ... سما + ... کے دل فدا + وہ اذانوں کا ہونا + وہ نمازوں کا پڑھنا + وہ ... کا ہونا + غرضیکہ اس عرس کا جوبن + اور اسکی دلکشا پھبن + گویا سراپا نور ذوالمنن +

یہ سب سامان والا شان تمھاری ہی تو اس نیک کمائی کا ظہور ہے جو تم نے صدق دل سے صرف کی ہے۔ جیسا کہ ... تم نے دامن پھیر لیا ہے اس سے زیادہ ... میں اس کا لطف معلوم ہوگا۔

اپنے اس صرف کا اور ہمت عالی کا مزا دیکھنا روز قیامت ابھی دیکھا کیا ہے

فقیر نے بھی تمھارے اس زر خلوص یعنی نیک کمائی سے ... بڑی نیک نیتی سے تمھارے ... تخم سعادت بنا کر بو دیا ہے کہ تمیں ... عقبیٰ تیار ہے۔ آؤ۔ اور اسکے دیدے اپنی چشم مشتاق کو روشن کرو اور میری محنت و امانت و جانفشانی کی داد دو۔ اگر میری اور تمھاری ... ارادت و نیت میں کچھ بل ہوتا تو ایسی عمارت کا جواب پنجسالہ کے عرصہ میں ہرگز طیار نہ ہوتی اور نہ یہ عرس اور بہت سے دنیا کے عرسوں پر فوقیت پاتا۔

شاید اس ہوائے بد قحط نے تمھارے شگفتہ دل کے پھولوں کو کملا دیا ہوگا مگر منقا ... آپ شوق و عقیدت کے اسکی کچھ حقیقت نہیں کیا تمھاری حمیت عالی اور جوش غیرت ... اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہے کہ کسی ... کو قحط نے شامل نہ ہونے دیا۔ نہیں ہس تکلیف قحط کے رفع ہونے کے لیے حاضری عرس کو ایک ذریعہ خاص سمجھو

سر کے بل اس عرس میں اب تم کو آنا چاہیے
خطرۂ ناقص نہ اپنے دل میں لانا چاہیے
رہتا ہے اب عطا فیض جمالی کا کھلا
دامن مقصود تم کو بھر کے جانا چاہیے

یہ اشتہار تو اپنے مریدوں اور پیر بھائیوں کی نسبت تھا۔ اب یہ فقیر ... امام علیہ السلام کی ... ارادت مندوں کی خدمت میں جو ... التماس کرتا ہے ...

... میر ... جو ... عرس کو ... آپ ... اپنا ... ساتھ میری دلی تمنا ہے کہ آپ اس عرس شریف میں مہمان ہوں اور یہ فقیر آپ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کرے اور آپ ثواب اندوز ... ہوں +

... الاشتہار ...

اس اشتہار کو پڑھ کر حق و ... کے متلاشی معلوم کر سکتے ہیں ... کسی ... امام کی کیسی ...

ظہر الفساد فی البر و البحر

مسلمان کہاں تک ... اور راہ ... خدا ... کو چھوڑ کر ... اختیار کرنے لگے مردہ ... کے نام پڑھتے ہیں اور کالی دیوی ... دیوی اور ... جگی ... کے ناموں کا بھی وظیفہ ... اور اپنے ... میں ... پڑھ کر ... مرغ پکڑ ... ساری ساری رات ... ایک ٹانگ پر کھڑے ... اپنا ... کے ناموں کی ... تسبیح پھیرتے ہیں ... قرآن ... لوگوں کو کھلاتے ہیں

شیعوں کو ... سے بڑی ... حضرت ... شیعوں کا آچا ہے وہ ... یا علی یا علی کے نعرے لگانے لگے یہ بھی یا علی یا علی کے نعرے مارنے لگے۔ دراصل شیعوں کے زیادہ بگڑنے اور ان کے غلو کرنے میں یہی ذریعہ بنے یہ صوفی اپنے سلسلہ حضرت علی تک ختم کرکے رہ گئے اور وہ صحابہ کہ جو خاص وارث علوم رسول تھے اور جنہوں نے حضرت علی سے زیادہ رسول کی صحبت اٹھائی اور جن کے ہاتھ پر نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ وقتاً فوقتاً بیعت کی۔

شیعوں نے جو دیکھا کہ تمام صوفی ہماری طرح دم پنجتن اور یا علی یا علی پکارتے ہیں ان کے گھی کے چراغ جل گئے۔ اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

کسی شیعہ نے ہارا ایک مشرکانہ ... کرکے جناب علی کے ... شان میں ... کرکے ...

نازل کیا۔ صوفیوں نے بھی سوچے اور بغیر ... علی کا نام ... قصہ یعنی ناد علی کے وظیفہ ... والصلوٰۃ اللہ تعالیٰ ... شرک کا ... جو ناد علی کرکے مشہور ہے یہ ہے

نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ
تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ
كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِي
بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

وہابی جو ذرا سخت مزاج تھے اور جنہوں نے سنیت کا ... سکو اس کمبخت شرک کو چھوڑا تو نہیں مگر کچھ الفاظ اپنی طرف سے اور بڑھا لیے اور وہ ترمیم و تبدیل شدہ الفاظ کل ہم و غم سینجلی کے بعد یہ ہیں۔

بِعَظَمَتِكَ يَا اللهُ وَبِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ وَبِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ تین بار

ایک ... اور ساری رات ... ایک ہی ... بعض درویش اسکو چاندی کی تختی پر کندہ کرا کر گلے میں لٹکائے ہوئے پھرتے ہیں۔

افسوس یہ اگر اس شرک کے بجائے توحید خالص سورہ مبارکہ یعنی سورہ اخلاص کو لکھکر سونے چاندی یا زمرد یا ہیرے یا لعل وغیرہ پر بڑے موٹے اور جلی قلم اور خوشخط سے لکھوا کر گلے میں ڈالتے وہ سورہ ... یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

... وہ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز کسی کی احتیاج نہیں رکھتا

وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا وہ کیا ... بے ہمتا ... نظیر اور اپنی ذات و صفات میں ایک ہے۔

دجال کی ہلاکت کا ہی ایک زبردست زہر کا بجھا ہوا تیز اور چمکدار بھالا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

کہتے ہیں کہ ذو الفقار بھی آسمان سے نازل ہوئی تھی اس جھوٹ کا ٹھکانا ہے؟ کوئی نہیں۔

ایک دفعہ حضرت امام موعود مصلح موعود مجدد اعظم مسیح موعود علیہ السلام من اللہ الودود لدھیانہ تشریف ... مسیحیت کے دعوے کا پہلا وقت تھا۔ قحط کی شدت اور بارش کی کمی اور خشک اور تیز ہواؤں کی زیادتی اور ساتھ ہی ہیضہ کا زور۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کا شور اور شیخ بٹالوی کے خلقتنی من نار وخلقته من طين کے نعرے زمین و آسمان میں گونج رہے تھے لدھیانہ کے صوفی مشرب پیر پرستوں نے کالا منہ کرکے اور متعدد بانسوں کے ٹکڑے جن پر لال سبز سرخ کپڑے کے پھریرے اڑتے تھے کچھ راکھ مٹی بدن پر مل ہوئے اور ہاتھ میں جھنڈے پکڑ کر زور زور سے یا پیر یا دستگیر یا پیر یا دستگیر یا پیر یا دستگیر کے نعرے مارتے تھے اور کبھی کبھی لا الہ الا اللہ اور کبھی کسی اور بزرگ معتقد علیہم کا نام لیتے تھے وہ شہر میں گشت لگاتے ہوئے اور ... چھلتے کودتے ہوئے جس مقام پر یہ نور خدا ظلمت کو دور اور شرک کو کافور اور اسلام کو منور اور توحید سے زمین کو معمور کرنے کے لیے جلوہ فرما ہوا ہے وہ آنکلے اور یہی بیہودہ اور مشرکانہ الفاظ زبان سے نکالتے ہوئے آگئے۔ اس کفر شکن اور صلیب کش انسان کامل نے فرمایا کہ دیکھو یہ لوگ کیسے بیباک ہیں خدا تعالیٰ کو جو قاضی الحاجات رافع الدرجات مجیب الدعوات ہے اسکو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور پیشاب میں عطر ملاتے ہیں۔

پس ان کے اس ناکردنی اور بدافعالیوں نے غضب الٰہی کو بھڑکایا اور ... کو چھوڑ کر ظلمت سے پیار کیا۔ ... سے ... قحط ... نعرے ... مشرکانہ نعرے ... نتیجہ فرمایا امام کامل نے

قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صد ہا درجہ زیادہ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری کرنا انسان کو صاحب کرامت بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ہیں اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں!

اے نادانو تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مردار کھانے میں کیا لذت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق پاوے تو قبول کر لیوے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ایک مردہ **کفن میں لپیٹا ہوا** ۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک۔ کیا یہ مردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا

جلت وصایا نا ھدی لکلھا
کلبرت علیک ولیتھا لم تکبر

میری وصیتیں ہدایت کی رو سے بڑی بزرگ ہیں۔ لیکن تجھ پر گراں ہیں کاش تو انکو لیتا اور افسوس تجھ پر گراں نہ گذرتیں یا سنیں بھی نہیں۔

تم کلامہ الشریف

پہلے ہی تو میں کہتا ہوں کہ لوگوں کو مردہ پرستی میں کیا مزہ آتا ہے مسیح کی پرستش کی تب ویسی اور پیر دستگیر کی پرستش تب ویسی اور کسی صنم اور بُت کی پوجا کی تب ویسی زندہ خدا حی وقیوم خدا مستجاب الدعوات خدا افسوس ان کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا ما قدروا اللہ حق قدرہ

اور فرمایا

اطع ربک الجبار اھل الاوامر

وخف قہرہ واترک طریق التجاسر

اپنے خدائے جبار اور احکام والے کی اطاعت کر اور اُس سے ڈر اور دلیری کی راہ اختیار مت کر۔

فلا تتخذوا الطغوی فان الٰھنا
غیور علی حرماتہ غیر فاصر

حد سے گذرنا خدا کی حد بندیوں کو توڑنا اختیار نہ کرو کس لیے کہ ہمارا معبود محبوب مقصود اپنی حدود اور حرام کی ہوئی چیزوں پر غیرت مند ہے وہ مجرموں کو ہرگز نہیں چھوڑے گا۔

ولا تقعدن یا ابن الکرام بمقعد
فترجم من حب الشریر کخاسر

اے بزرگوں کی اولاد اور اے بزرگوں کے گدی نشینو مفسد کی ساتھ نشست و برخاست مت کر۔ شریروں کی محبت اور اُنکی مجالست سے ٹوٹا اور خسارہ ہی پاوے گا۔ اور آخر کار لعنتی دور ہونا پڑیگا

ولا تحسبن ذنبا صغیرا کھین
فان وداد اللمم احدی الکبائر

اور چھوٹے اور صغیر گناہ کو آسان نہ سمجھ کیونکہ صغیرہ گناہوں کو پسند کرنے اور ہلکا جاننے سے بڑے اور کبیرہ گناہ ہو جاتے ہیں۔

واخر نصحی توبة ثم توبة
وموت الفتی خیر لہ من مناکر

اور میری نصیحت تو آخر کار یہی ہے کہ غیر خدا کو چھوڑنا اور اوامر الٰہی کو قبول کرنا اور اُسکی نواہی سے اُسکی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے اور اسی میں خیر ہے کہ معاصی اور ارتکاب منکرات سے پہلے ہی مر جاوے۔

بہت سے لوگ اس میں سنی بھی شیعہ بھی عادت رکھتے ہیں کہ جب کبھی شامت اعمال سے معاصی و منکرات کے ارتکاب سے فسق و فجور کے شیوع سے خدا کی طرف سے تنبیہ کے لیے وبا ہیضہ یا قحط یا کوئی اور بلا نازل ہوتی ہے تو یہ شعر دروازوں پر چوراہوں میں تختیوں اور جبینوں پر لکھوا کر کندہ کر کر لٹکاتے ہیں وہ شعر یہ ہے

لی خمسة اطفی بھا حر الوباء الحاطمة
المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمة

خدا جانے کس رافضی کی شامت اعمال کی وجہ سے یہ شعر تصنیف ہوا اور کس کمبخت نابینا صوفی نے اسکو قبول کر کے دنیا کو شرک کی بدبو دار نجاست میں ڈالا۔ یہی امور اور انشاء ضرورتیں چاہتی ہیں کہ کوئی مصلح آوے اور اس اندرونی شرک کی جڑ پر تبر توحید رکھے۔

نادان اس شعر کا وظیفہ پڑھتے ہیں اور حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتے اور نہ آگاہ ہونا

چاہتے ہیں۔ ناصح کو دشمن اور مصلح کو مفسد قرار دیتے ہیں۔

کوئی ہفت بند کاشی کا وظیفہ پڑھتا ہے کوئی دیویوں کے نام کی مالا جپتا ہے کوئی یا علی اور یا حسین پکارتا ہے کوئی یا خواجہ یا فرید یا پیری طبیعت کے نعرے لگاتا ہے غرضیکہ ہر ایک نے خلاف مقصود راہ کو اختیار کر رکھا ہے سچ ہے

ظھر الفساد فی البحر والبر

ربنا المسیح پکارنے والوں نے مسیح جیسے ایک عاجز انسان اور مشت خاک اور بے پر بے زر بیکس کو خدا اور قاضی الحاجات ٹھہرایا اور ربنا الحسین کہنے والوں نے ایک مسکین اور عاجز نادار انسان کو مجیب الدعوات اور قاضی الحاجات مانا۔

ان دونوں میں کوئی فرق بتائے کہ یہ کتنے پانی میں اور وہ کتنے پانی میں ایک گروہ نے مسیح کے خون سے نجات کا ذریعہ قبول کیا اور دوسرے گروہ نے حسین کے خون کو نجات کا وسیلہ تسلیم کیا۔ ان دونوں گروہ میں کوئی تمیز کر کے بتلاوے کہ اتبارہ میں کس کا قدم آگے نکلا ہوا ہے۔ کسی شخص نے کسی شخص سے پوچھا کہ پہاڑ پر چڑھنا بہتر ہے یا اُترنا اُس نے جواب دیا کہ چڑھنے اور اُترنے دونوں پر لعنت ہے۔

یہ اُسوہ مصلح اور امام نے جس کی بعثت کی اس زمانہ میں وقت ضرورت تھی بتلایا کہ میں اور مسیح نہ کسی کا کفارہ نہ فدیہ اگر کسی کا فدیہ یا کفارہ ہونا ہی تھا تو عیسائیوں کو مسیح کا کفارہ ہونا چاہیے تھا اور حسین کا فدیہ یا کفارہ شیعوں کو یا ننا یہ ہے کہ کفارہ اور فدیہ یا قربانی کا لفظ بتلاتا ہے کہ اعلیٰ شے پر ادنیٰ چیز قربان ہونی چاہیے نہ ادنیٰ پر اعلیٰ۔

ہم بات قول الٰہی اور روز مرہ کے برتاؤ اور تجربہ میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ادنیٰ چیزیں اعلیٰ چیزوں پر قربان ہوتی ہیں گائے بیل بکری بھیڑ جیسے پرند حیوان پتھر پانی کپڑے کوٹھے نباتات جمادات سب اشیاء انسان کے استعمال میں آتی ہیں انسان انکو کھاتا ہے اسکو پہنتا ہے اور انہیں سے اپنے آرام کے لیے سامان تیار کرتا ہے کسی پر سوار ہوتا ہے کسی شے سے مکان بناتا ہے یہ سب چیزیں انسان سے ادنیٰ ہیں اور انسان اشرف المخلوقات ہے سب انسان کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اور جب انسان ایک آبخورہ یا ایک گلاس پانی کا نوش کرتا ہے تو آج کل کی تحقیقات کے نزدیک جو ایک قطرہ میں ہزار کیڑے ثابت کرتے ہیں کس قدر بے حد و بیشمار کیڑے پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا تمام چیزیں جو زمین میں ہیں وہ سب تمہارے لیے ہیں

نہ تم اُن کے لیے۔ لیکن قدر افسوس ہے شیعوں اور عیسائیوں پر کہ اپنے سے بہتر یعنی حسین اور مسیح کو قربان کرتے ہیں اور مسیح و حسین کی ایک بھیڑ بکری یا ایک پانی کے نامعلوم کیڑے بے حقیقت کی برابر بھی قدر اور عزت نہیں سمجھی خدا کی مار ایسے فہم پر اور خدا کی پھٹکار ایسی سمجھ بوجھ پر

یہ ادنیٰ اور ناپاک اعلیٰ اور پاک کو اپنے اوپر قربان کریں اپنے بدلہ میں فدیہ دیں۔ خدا کی پناہ بدمعاشوں اور فاسقوں اور فاجروں کے بدلے میں مسیح و حسین جیسے راستباز اور مقبول خدا اور محبوب الٰہی مارے جائیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ ان راستبازوں اور مقدسوں کے بدلے میں یہ خبیث و شریر قربان کیے جاتے تاکہ دنیا ہر قسم کی پلیدی اور خباثت سے پاک ہوتی اور مفسدوں اور اشرار کے وجود نا بود سے دنیا منور اور پاک اور منزہ رہتی۔

لو اور سنو۔ عیسائیوں کو دیکھو انہوں نے یہیں تک بس نہیں کی کہ مسیح کو کفارہ میں لاکر اپنے اوپر سے قربان کر دیا۔ بلکہ اُسکو لعنتی اور اُس لعنتی قربانی کو نجات۔ یہ خوب بات ہوئی۔ ایک عیسائی کی بیوی زنا کر کے اُسکے گھر کے لائق نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ ناپاک اور خبیث ہو گئی مگر یسوع ملعون یعنی ناپاک اور خبیث بنکر معاذ اللہ اُنکا رب بنت اور وسیلہ نجات ہے

ملعون کس کو کہتے ہیں۔ ملعون شیطان کو کہتے ہیں۔ جب کسی پر لعنت پڑے گی یا لعنۃ اللہ علیہ کہیں گے تو سمجھا جائے گا کہ وہ اول درجہ کا شریر اور سیاہ دل اور بدباطن اور سیاہ رو اور واقعی شیطان بن گیا اور جو صفات شیطان کے ہیں وہ تمام اُن شیطانی اوصاف سے متصف ہو گیا۔ لعنت کا مفہوم یہی ہے کہ جس پر خدا کی لعنت پڑے وہ شیطان اور خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن۔ اُس کا خدا سے بالکل قطع تعلق خدا کا اُس سے وہی قطع تعلق اور خدا کا منکر ہے۔ اور لکھا ہے کہ اللعین الشیطان۔ صدہا اور ہزارہا عیسائیوں پادریوں سے سوال کیا گیا کہ کیا یسوع خدا سے منحرف اور روگرداں اور منکر اور سیاہ دل ہو گیا تھا اور خدا اُس سے منحرف ہو گیا تھا اور وہ خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن ہو گیا تھا اور دہریت اور تمام شیطانی صفات اُس میں داخل اور سرایت کر گئی تھیں اور کوئی ایسا بھی زمانہ اُس پر آیا ہے خواہ ایک ہی منٹ کے لیے ہو کہ والدیت اور مولودیت کا قطع تعلق ہو گیا کہ نہ وہ اُس کا باپ اور نہ وہ اُس کا بیٹا اور کیا ان میں باہمی عداوت اور بغض اور شحنا پیدا ہو گئی تھی جیسے کہ یہود کو مسیح سے اور تم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کوئی پادری چون و چرا نہیں کر سکتا۔ یہ مانا اور تمام کارخانہ درہم برہم

باقی آئندہ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم بانو گرانی چہادر دبان بہی — دو ہیی — دارالامان بہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ؏
خواص و معاونین سے ؏ہ
ہندوستان سے باہر ؏
غیر مذاہب والوں سے ؏ ۱۲ر
ایسے طالب علم غیر مستطیع لوگوں سے ؏ ۱۲ر

جلد — دارالامان قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء — نمبر ۸

پیام ناصر

ازحضرت میر ناصر نواب سلمہ اللہ الوہاب

یہاں آیا ہے اک بندہ خدا کا
وہ نائب ہے محمد مصطفٰے کا
اسے کہتے ہیں اب یہ لوگ دجال
ہوا ہے اہل دنیا کا عجب حال
مسلماں ہوگئے خود اس کے دشمن
بنے ہیں مولوی بھی اس کے رہزن
سناؤں تم کو کیا غم کی کہانی
ہوے ہیں دشمن جاں یار جانی
مگر اللہ ہے ان کا مددگار
لگا لیں زور جتنا چاہیں اشرار
اخیری فتح ہے یاں متقی کی
وہ کھڑ جائے گی آخر جڑ بدی کی
بدوں کو ہوگی آخر کاریاں ہار
وہ پہنیں گے گلے میں لعنتی ہار
زمانہ آگیا نصرت کا نزدیک
مگر معلوم ہے اللہ کو ٹھیک
ابھی باقی ہے کتنے روز کی ڈھیل
خدا کے ہاتھ ہے تاخیر و تعجیل
صبوری سے مدد مانگو خدا سے
گذارو زندگی تم اتقا سے
کرو نیکی کو کہ نیک انجام پاؤ
اگر لینا ہے کچھ ایمان لاؤ
جماعت میں ہو اس مہدی کی شامل
ملو کامل سے تا ہو جاؤ کامل
ادھر آؤ ہدایت لٹ رہی ہے
پھر وگے بھٹکتے گمراہ تا کے
پیو اگر محبت کا پیالا
عداوت سے کرو تم منہ کو کالا
ملو مہدی سے تم پاؤ ہدایت
کرو اسلام کی آکر حمایت
چلو عیسیٰ کی خدمت میں چلو تم
حیات جاودانی آن سے لو تم
دل مردہ کو دیتے ہیں جلا وہ
عجب کرتے ہیں شیشہ کو جلا وہ
سنو لوگو نہ تم بیہودہ باتیں
گذارو قادیاں میں چند راتیں
یہاں اخلاص سے تم چل کے آؤ
کہ آنے کا یہاں کچھ پھل بھی پاؤ
کرو تحقیق یاں آکر ہر اک بات
نہ تم کو تہ کرو تحقیق سے مات
پرے بیٹھے نہ تم باتیں بناؤ
تم اس مرد خدا کے پاس آؤ
کرو ہر بات کی تحقیق تم خود
خدا نے تمکو دی ہے عقل اور بُد
بہانہ بازیوں کو چھوڑ دو تم
مہاریں اسطرف کو موڑ دو تم
رضاء حق کرو یاں آکے تحصیل
کرو حالات میں کچھ اپنے تبدیل
خدا کے فضل سے لو آسکے
عداوت کا کرو تم پاک قصہ
خیال خام تم دل میں نہ لاؤ
کسی بدگو کے دھوکے میں نہ آؤ
خدا کے قہر سے ہردم ڈرو تم
نہ اس مردار دنیا پر مرو تم
یہاں آکر کرو ایمان تازہ
کہ حاصل ہو تمھیں اک جان تازہ
پرانے وسوسے دل سے مٹاؤ
کلام اللہ پر ایمان لاؤ
رسول اللہ کے اقوال دیکھو
اور اس مہدی کے تم اعمال دیکھو
نمونہ ہے یہ احمد مجتبٰے کا
یہ نائب ہے محمد مصطفٰے کا
امام وقت و مہدی زماں ہے
تمھارا دھیان اے لوگو کہاں ہے
محبت سے تم اس کو آکے دیکھو
کہ تا اس کی صداقت تم پہ وا ہو
غرض سے پاک ہے یہ عرض میری
قسم کھاتا ہوں میں اسپر خدا کی
نصیحت اور محبت سے کہا ہے
یہ سچی بات ہے شاہد خدا ہے

قیمۃ رسالہ سراج الحق محصولڈاک

وفات مسیح میں نرالی اور اچھوتی بحث ہے رسالہ نے کم باہر نہیں جاسکتا۔ قریب ہے کہ خریدار و نکو بار دوم کے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے سراج الحق نعمانی از قادیان

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور شعائر اللہ کی پروا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اس شخص اور ایسی قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ چغتائی سلطنت نے جب دین سے غافل ہوکر بہائم کی سی سیرت اختیار کرلی۔ تو پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ سلطنت جو صدیوں سے چلی آتی تھی اُسکا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ایک مشاعرہ پر اُسکا خاتمہ ہوگیا۔ پس انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کھلی اور چھپی ہوئی بدکاریاں آخر انسان پر وہ گھڑی لے آتی ہیں جس کا اُسے آسایش کے ایام میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اسلیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت دل پر رہے اور اُس کی عظمت و جبروت سے ڈرتا رہے اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا رہے اور پھر دعا کے ساتھ اُسکی توفیق مانگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے

استفسار الفقریرا اعلیٰ حضرت نے فرمائی تھی کہ مشیر اعلیٰ صاحب نے بڑے شفاعت سے ذیل کا سوال آپ کو پوچھا - ایڈیٹر

سوال - آپ کی طرف سے نبی یا رسول ہونے کے کلمات شائع ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں اور اور بھی تحقیر کے کلمات بعض اوقات ہوتے ہیں جن پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت اقدس - ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا میں ان باتوں کا خواہشمند نہیں تھا کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا - لیکن میں کیا کروں جب خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا - یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے - اللہ تعالیٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اسکا کلام سنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پروا کروں یا اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنا اور اسکے کلام سے سرگردانی کرنا اسکو بہت ہی برا سمجھتا ہوں اور میں اسکو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا - اگر ساری دنیا میری مخالف ہو جاوے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو

پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کرسکتا دنیا اور اس کی ساری شان و شوکت اس **جلیل کلام** اور **خطاب** کے سامنے ہیچ اور مردار ہیں میں انکی کبھی پروا نہیں کرتا۔ پس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے میں

خدا تعالیٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

(ایڈیٹر)
اسی مضمون کو اعلیٰحضرت نے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے

حکم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اور یہ بالکل غلط ہے کہ میں انبیاء و رسل یا صلحاء امت کی تحقیر کرتا ہوں - جیسے میں ابرار و اخیار کا ذکر [illegible] ہوں اور ان کے مقام و قرب کا جتنا [illegible] کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا کیونکہ [illegible] اسی گروہ سے ہیں اور **الجنس مع الجنس** [illegible]

[illegible] اصل مقام اور [illegible] نہیں

کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اسطرح دوسرے لوگ خواہ امام حسین کی پرستش کریں مگر وہ ان کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں۔

اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بناویں مگر وہ ان کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بیخبر ہیں - اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے۔

مشیر اعلیٰ - عیسائی خواہ خدا بناویں لیکن مسلمان تو نبی سمجھتے ہیں اس صورت میں ایک نبی کی تحقیر ہوتی ہے۔

حضرت اقدس - ہم تو حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہیں اور سچے نبی کی تحقیر کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں - اسیطرح حضرت امام حسین کی بھی جائز عزت کرتے ہیں لیکن جب عیسائیوں سے مباحثہ کیا جاوے وہ راضی نہیں ہوتے جب تک حضرت عیسیٰ کو اللہ یا ابن اللہ نہ کہا جاوے - اسلیے جو کچھ انکی کتاب پیش کرتی ہے وہ دکھانا پڑتا ہے - تاکہ ایک کفر عظیم کو شکست ہو۔

مشیر اعلیٰ - ان کے مقابلہ میں اگر انکی تردید کی جاوے یہ تو اچھی بات ہے مگر اصول صحیح کو تو انکی خاطر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

حضرت اقدس - اصول صحیح وہ ہوسکتا ہے جسپر اللہ تعالیٰ قائم کرے ہم ان اصولوں پر چلتے ہیں جن پر ہمکو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے اگر کوئی اس وقت ان باتوں کو استہزا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یقین نہیں لاتا

تو مرنیکے بعد اسکی حقیقت کھل جائیگی

اور خود دیکھ لیگا کہ کون **حق** پر ہے۔

میرے اس دعوے پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے۔

مشیر اعلیٰ - پھر آپ کے نزدیک کیا ہے۔

حضرت اقدس - خدا تعالیٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں **افضل ہوں** - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسیطرح آنے والا محمدی مسیح - گذری مسیح سے افضل ہے - اسوقت آپ انکار کریا توکریں لیکن مرنے کے بعد تو سب کچھ ظاہر ہو جائیگا اور پتہ لگ جاوے گا کہ کون افضل اور حق پر ہے۔

میں اگر اپنی طرف سے شیخی جتلاتا ہوں تو مجھ سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں لیکن اگر کوئی میرے **صدق** کے نشانات دیکھکر بھی جھٹلاتا ہے تو پھر اس کا [illegible] ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا [illegible] اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ جو کچھ [illegible] ہیں بطور **مقلد** کے کہتے ہیں ذاتی بصیرت [illegible] نہیں ہے لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں بطور **محقق** کے کہتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے بصیرت پاکر کہتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کے مکالمات سنتا ہوں ہر روز اس سے مخاطبات ہوتے ہیں پھر میں ایک نابینا مقلد کی پیروی کسطرح کروں۔

ہاں

اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے **افضل یقین** کرتا ہے اور اسکا کوئی الگ خدا ہے تو پھر

میں دیکھلوں گا کہ وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے۔ اگر کوئی نشان نہیں دکھا سکتا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں دکھا سکتا تو پھر سب کے لیے جو تحقیق کی راہ کھلی ہے اسکا انکار نامناسب ہے

یہ نری کہنے ہی کی باتیں نہیں ہیں میری زندگی کا کون ذمہ وار ہوسکتا ہے جبکہ میں براہ راست خدا تعالیٰ سے سنتا ہوں۔

خواہ مجھے دوزخ میں ڈالدیا جاوے یا ٹکڑے ٹکڑے کردیا جاوے میں اس کی بالکل پروا نہیں کرتا۔

میں کبھی اس امر حق کو نہیں چھوڑ سکتا - میں نے ان نشانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے جن نشانوں کے ساتھ **آدم - نوح - موسیٰ - ابراہیم** علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا تھا میں اب اس دامن کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں - اس دروازہ کو چھوڑ کر اور کس جگہ میں کیونکر جا سکتا ہوں۔

براہین احمدیہ چوبیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے وہ شیعوں کے پاس بھی ہے گورنمنٹ کے پاس بھی کاپی ہے اسکو کھولکر پڑھو کہ کسقدر نشان اس میں دیے گئے تھے - اور وہ اسوقت دیے گئے تھے کہ جب کسی کے وہم وگمان میں بھی وہ باتیں نہ آسکتی تھیں کہ ایسا ہوجاوے گا - مثلاً اس میں لکھا ہے کہ آج تو اکیلا ہے لیکن ایکوقت آتا ہے کہ فوج در فوج لوگ تیرے ساتھ ہونگے - دنیا دار مقابلہ کرینگے مگر وہ اس مقابلہ میں ناکام رہینگے اور میں تجھے کامیاب کروں گا - اب کوئی مخالف اس کا جواب دے کہ کیا اسیطرح نہیں ہوا۔

جب **براہین احمدیہ** شائع ہوئی ہے تو سارے ملک میں کوئی آدمی نہیں تھا جو مجھے جانتا ہو قادیان سے باہر کسیکو کچھ پتہ نہ تھا - لیکن اب دیکھو کہ کسقدر رجوع دنیا کا ہو رہا ہے اور اس ملک سے نکلکر امریکہ آسٹریلیا اور یورپ تک اس سلسلہ کی شہرت ہو گئی ہے - کیا لوگوں کو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے اور روکنے کے واسطے کوششیں نہیں کی گئی ہیں - کفر کے فتوے دیے گئے - قتل کے مقدمے بنائے گئے جسطرح جس کسی کا بس چلا اس نے لوگوں کو باز رکھنا چاہا - لیکن جس قدر مخالفت کی گئی اسی قدر زور وشور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اسکا نام پہونچگیا اسی کے موافق جو خدا نے پہلے فرمایا تھا - اب تمہیں کوئی جواب دے کہ کیا یہ انسانی کلام ہوسکتا ہے کہ چوبیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرے اور پھر وہ حرفاً حرفاً پوری ہو جاوے اور وہ پیشگوئی ایسی حالت میں کی جاوے کہ اس وقت کوئی آدمی جاننے والا بھی موجود نہ ہو اگر یہ انسانی کلام ہے تو پھر ایسا دعویٰ کرنے والے کو چاہیے کہ اسکی نظیر پیش کرے - پھر اسی براہین میں درج ہے

یاتون من کل فج عمیق
و یاتیک من کل فج عمیق

اگر اس نشان کو دیکھا جاوے تو اپنی جگہ یہ کوئی ۱۰ لاکھ نشان ہوگا - ہر آدمی نیا آنے والا مہمان اس نشان کو پورا کرتا ہے - اور مختلف دیار و امصار سے خطوط آرہے ہیں تحائف آرہے ہیں جس کے واسطے ڈاکخانہ اور محکمہ ریل کی کتابیں بھی گواہ ہیں - پھر کیا یہ معمولی نظر سے دیکھے جانے کے قابل باتیں ہیں ایسے ایسے صدہا نہیں ہزارہا نشان ہیں ان نشانوں کے ہوتے ہوئے

میں خدا تعالیٰ کا انکار کروں اور اسکی باتوں کو چھوڑ دوں !!! یہ کبھی نہیں ہوسکتا خواہ میری جان بھی چلی جاوے۔

پھر ان نشانات کو الگ رکھو میں تو اپنے اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین رکھتا ہوں اور اسکا وعدہ ہے کہ اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی نشان دیکھ لے گا۔

ہماری جماعت اسبات کی گواہ ہے اور ان میں شاید ایک بھی ایسا آدمی نہ نکلے گا جس نے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو پھر آپ ہی بتائیں

کہ خدا کی راہ کو چھوڑ کر میں کس کی بات سن سکوں اسکے مقابل میں جلتی ہوئی آگ میں کودپڑنا میرے لیے آسان ہے

مگر اس کو چھوڑنا مشکل ہے۔

دیکھو وہ لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں انکی روحیں ان برکات کو محسوس کرتی ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے ان کو ملی ہیں + مگر وہ لوگ جو امام حسین کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے چال چلن کو اختیار نہیں کرتے اور انکا اتباع نہیں کرتے وہ یاد رکھیں کہ قیامت کو امام حسین سے الگ ہٹائے جائیں گے اور اُنسے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

نواب صاحب (شیعہ ہیں) ہم تو حضرت امام حسین کو سجدہ نہیں کرتے البتہ نواسہ رسول سمجھکر مانتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ حضرت امام حسین کے نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا شہید ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ اور اسی حد تک ان کو ماننا کسی خرابی کا باعث نہیں ہوا بلکہ انکی شان* میں بہت بڑا غلو کیا گیا ہے میرے ایک اُستاد بھی شیعہ تھے جو آپ کے ہاں بھی جایا کرتے تھے مجھے بہت سا موقع ملا ہے کہ میں اس غلو کا اندازہ کروں جو وہ امام حسین کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی ہرگز نہیں مانتے کہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے یا شہید ہوئے بلکہ وہ حاجت روا اور مشکل کشا مانتے ہیں لیکن آپ یاد رکھیں کہ جب تک وہ طریق اختیار نہ کیا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور جس پر حضرت علی اور حضرت حسین نے قدم مارا تھا کچھ بھی نہیں بن سکتا تعزیے بنانا اور نوحہ خوانی کرنا کوئی نجات کا ذریعہ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے کا طریقہ نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی ساری عمر سیاپا مارتا رہے۔

سچی پیروی الگ چیز ہے اور محض مبالغہ ایک الگ امر ہے۔ جبتک انسان انبیاء علیہم السلام اور صلحا کے رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا انکی محبت اور ارادت کا دعویٰ محض ایک ایسا امر ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(ایڈیٹر) دنعم ما قیل

از عمل ثابت کن آں نور کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفی را راہ کنعان اگر بیں

علیہم السلام کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے نمونہ کو اختیار کریں اور اسی رنگ میں رنگین ہو کر اُن کے ساتھ سچی محبت کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اُن کے نقش قدم پر چلیں اور اگر یہ بات نہیں تو سارے دعوے ہیچ ہیں انبیاء علیہم السلام کی ایسی ہی مثال ہے جیسے گورنمنٹ مختلف قسم کی صنعتیں وغیرہ یہاں بھیجتی ہے اور لوگوں کو دکھاتی ہے اس سے اس کی یہ غرض تو نہیں ہوتی کہ لوگ ان صنعتوں کو لیکر اسکی پوجا کریں بلکہ وہ تو یہ چاہتی ہے کہ یہاں کے لوگ بھی ان نمونوں کو دیکھکر انکی تقلید کریں اور ایسے نمونے خود بنایا کریں + جو بنایا کرتے ہیں

وہ فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن جو توجہ نہیں کرتے انکو کوئی فائدہ ان نمونوں سے نہیں ہو سکتا

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی جو لوگ سچی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کو اپنے لیے ایک نمونہ قرار دیکر اسی کے موافق اپنا چال چلن اور عمل درآمد کر لیتے ہیں خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا ہے۔ اور اُنپر بھی اسی رنگ کے برکات اور فیوض کا دروازہ کھولا جاتا ہے جس قسم کے برکات انبیاء علیہم السلام کو دیئے جاتے ہیں۔ اور جو انکی اتباع نہیں کرتے وہ نامراد رہتے ہیں۔ یہ نمونہ جب سے انبیاء علیہم السلام آتے ہیں برابر چلا آیا ہے اور ہر زمانہ میں اس کا تجربہ اور مشاہدہ ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا بجز اُس آدمی کے جسکو خدا پر بھی ایمان اور یقین نہ ہو۔

نُورالدین پر ریویو

نمبر اوّل

مقدمہ نورالدین پر ریویو لکھنا تو اس قلب و دماغ کا کام ہو سکتا ہے جو اس روشنی سے سینہ منور رکھتا ہو جسکی نسبت یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیٔ ولو لم تمسسه النار آیا ہے۔ پھر ہم جو اپنی علمی اور عملی قابلیت کا پبلک سے زیادہ علم رکھتے ہیں اس کتاب پر ریویو لکھنے کا کیونکر حوصلہ کر سکتے ہیں؟ ہمدردی اور رہبری کی تہ میں ایک بات ہے جو کشاں کشاں ہمکو لائی ہے اور ہم اسکا اظہار کسی خاص وجہ سے کرنا نہیں چاہتے الا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمکو توفیق دی اور ہم اپنے مدعا میں کسی حد تک بھی کامیاب ہوگئے پھر انشاء اللہ اس راز کو بیان کرینگے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

نورالدین پر ریویو لکھنے سے پہلے چند ضروری امور بیان کرنے کے قابل ہیں جنپر یہ ریویو مشتمل ہوگا تاکہ ناظرین الحکم ہمارے اس ریویو کی غرض و غایت ہوتی ہے پس

اولاً۔ ریویو کی حقیقت جس کے ضمن میں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور ریویو سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا؟ نیز تصنیفات پر ریویو لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے

ثانیاً۔ نورالدین کے مصنف و مولف حکیم الامة حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مختصر تذکرہ۔

ثالثاً۔ نورالدین کی (ریویو) پر مصنف کا اپنا ... خیر الکلام ما قل ودل

یاد رہے کہ مندرجہ حاشیہ امور پر اس ریویو میں ہم بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امور عشرہ جو ہمارے زیر بحث ہونگے ہر مخالف و موافق کے نزدیک ایسے دلچسپ اور مفید ہیں کہ اگر انپر پوری پوری بحث کی جاوے تو غالباً **نورالدین** کے برابر ایک جلد طیار ہو جاوے کیونکہ یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے لیکن ہم اس توسیع خیال کے سلسلہ کو چھوڑ کر اس ریویو میں حتی الوسع بہت ہی اختصار سے کام لینگے

(خلاصہ)

رابعاً۔ نورالدین مصنف کی نظر سے زمانہ حال کو کس قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے

خامساً۔ نورالدین مصنف کی نظر میں زمانہ حال کی ضرورت کے واسطے کون کون سی کتابیں موجود ہیں۔

سادساً نورالدین کے مضامین کی تلخیص اور نورالدین کی خصوصیات اور انپر ریویو۔

سابعاً اسمیں کچھ کچھ انتخاب اور اقتباس نمونہ کیطور پر

ثامناً نورالدین اور اسی مضمون کی دوسری کتابوں میں امتیاز

تاسعاً نورالدین پر ہمارے معاصر اور اہل الرائے بزرگ اور قوم کی توجہ

عاشراً آریہ سماج اور اسلام کے مباحثین

کے حکیمانہ ارشاد پر عمل ہو جاوے۔

اور ہمارے بعض ناظرین بھی جو ایسی باتوں سے شاید مذاق نہ رکھتے ہوں گھبرا نہ جائیں +

امر اوّل

ریویو لاطینی زبان کا لفظ ہے جو انگریزی اور یورپ کی دوسری زبانوں کے رگ و ریشہ میں مخلوط ہو چکا ہے۔ ریویو کا لفظ اب ہماری زبان اردو میں بھی منتقل ہو گیا ہے اور اخبارات اور ماہواری رسالوں میں مختلف عنوانوں کے تحت اس سے کام لیا جاتا ہے مگر حقیقت الحال یہ ہے کہ بڑی بے لطفی اور بے مزگی کے ساتھ اور اصل اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈالکر ہمارے یہاں ریویو کی غرض و غایت اسی قدر سمجھی جاتی ہے کہ زیر ریویو چیز کی جس قدر ثنا و صفت ہو سکے کی جاوے برخلاف اس کے یورپ و امریکہ کے **ریویونگار** جو ریویو کرتے ہیں وہ فی نفسہا ایک جداگانہ تصنیف ہوتی ہے جسمیں ملک اور قوم کو ایک علمی فائدہ پہونچایا جاتا ہے۔

کیونکہ تعلیم یافتہ موجودہ زمانہ کے ترقی یافتہ (ترقی سے مراد مادی ترقی سمجھنی چاہیے) ممالک کے محققوں کی رائے میں ریویو وہ ہوتا ہے جو ان مراتب کے لیے (جو اصلی مقصود ہیں) ایسا بیان ہو (عام اس سے کہ اسکے نقصوں کا آئینہ ہو یا اسکے مفید ہونیکی کسوٹی) جو مصنف سے بڑھ کر ہو۔ مگر ہم ریویو کو صرف تقریظ ہی کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں جس سے فائدہ مراد نہیں ہے۔ ریویو نویسی دراصل عرب کے فاضلوں اور فلاسفروں کی ایجاد ہے اور انکی شاگردی میں اہل یورپ نے اس فن کو سیکھکر اپنے رنگ پر ڈھالا ہے۔ اہل عرب (جہانتک ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتی ہے) ریویو کو **النظر** بھی کہتے ہیں اور **القات** بھی اسکا نام رکھتے ہیں۔

ہمارا یہ بیان کہ **اہل عرب** اس شریف اور معزز فن کے بانی مبانی اور موجد ہیں محض خوش اعتقادی یا تعصب پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت ہی یونہی ہے ہم جو اپنے اسلاف کے دوسرے کمالات علمی سے ناواقف ہیں اسکو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ اور ہر خوبی اور علمی ترقی کو یورپ سے آتا ہوا دیکھتے ہیں اسلیے یورپ ہی کو ہر کمال کا موجد اور بانی سمجھنے لگے ہیں یقصور فہم ہر فیکٹ سے۔ اس فن ریویو نویسی کے عرب کیسے موجد ہوئے اور انکے اسکو اوج پر پہونچانے کا حال اس شخص پر واضح ہو سکتا ہے جو انکی نادر و نایاب علوم اور شریف و اعلیٰ درجہ کے فنون سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر ہو۔

ریویو کی بنیاد عرب میں کیسے پڑی اور اس سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا

اول اول اسلام میں فلسفہ گھسا ہوا نہ تھا لیکن جب **فضلاء عرب** نے یونانی علوم کو لیکر اپنی زبان میں ترجمہ کیا تو انکے سامنے ہی یونانیوں کا فلسفہ بھی نہیں گھسا اور یا وجودیکہ یونانی فلسفی کی کمزوریاں بھی

ظاہر ہو چکی ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہمارے درسوں اور مکتبوں میں ابھی تک وہی کورس چلے جاتے ہیں + غرض جب فلسفہ یونان اسلام میں داخل ہوا تو وقت کے **عقلمندوں** نے دیکھا کہ اصول مذہب سے دور نکل جانیکے سامان پیدا ہو چلے ہیں تو انہوں نے اسپر **نظر ثانی** یا **القات** لکھنی شروع کر دیے۔ جو ریویو کا اصل منشا ہے۔ چنانچہ یہی ریویو نویسی ایک اعلیٰ درجہ کے مفید اور کارگر **علم کلام** کے پیدا ہونے کا موجب ہو گئی۔

اس امر کے ماننے میں غالباً کسیکو کلام نہ ہوگا کہ یہ معزز فن علم کلام قوم عرب ہی کا خاصہ ہے اور کسی اور قوم میں (جہانتک ہمارا علم ہے) نہیں وہ علم کلام سے مراد اس طریق بیان کو لیتے ہیں جسمیں مسلمہ عقائد کو عقلی اور فلسفی دلائل سے ثابت کیا جاوے۔ غرض اس ریویو نگاری کی بدولت عربوں کو وہ خزانہ ملا جو کسی اور کو نہیں ملا۔ البتہ دوسری قوموں نے اسکی نقل اُتاری ہے اور اسپر ازدیاد کرنیکی سعی کی ہے مگر ہم ہیں (عام مسلمان) جو اسطرف توجہ نہیں کرتے۔ **مگر** خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور تقاضائے زمانہ سے ایک **روحانی متکلم** ہم میں بھیجا ہے جس نے آکر **حقیقی علم کلام** کی بنیاد رکھدی ہے۔ اور **نورالدین** کے مصنف نے جیسا کہ ہم دکھلانے کی انشاء اللہ کوشش کرینگے لیتے ایک عزیز اور قابل قدر ہمعصر (خلافت راشدہ کے مصنف) کی طرح اس بنیاد پر عمارت شروع کر دی ہے جزاھما اللہ خیر الجزاء

غرض

یہیں ریویو کے معنی اور اسطریق پر اس سے علم کلام پیدا ہوا۔ اب ہم اس امر اول کے خاتمہ پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کسی تصنیف پر رائے لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ تخم تاثیر صحبت کا اثر ایک عام نقول ہے اسکے جزو اول کے متعلق گو بعض اہل الرائے متفق نہیں اور اسکو صحیح نہیں سمجھتے لیکن دوسرا جزو عام طور پر مسلّم ہے۔ اور ہمکو اسوقت یہی ملحوظ نظر ہے۔ ہر فرقہ ہر ملک اور ہر طبقہ کے دانشمندوں اور مدبروں کا اسپر اتفاق ہے کہ صحبت سے بڑھ کر (عام اس سے کہ کھلی ہو یا بری) کوئی چیز موثر نہیں اسکے موثر ہونیکا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کا ارشاد الٰہی اس کامل کتاب میں موجود ہے۔ جیسے انسانی صحبت اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے اسیطرح مختلف تصانیف اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتیں ہمارے زمانہ کا ربانی عالم اور قرآنی فلاسفر یہی وجہ ہے کہ ناولوں کو مخرب اخلاق فسانوں اور رومانوں کو بھی سحر میں شامل کرتا اور اسکے چھوٹ جانے کا باعث قرار دیتا ہے۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ایشیا کے مصنفوں نے اس کتابی اثر صحبت کی بھی پرواہ نہیں کی اور نہ ملک کی ریفارمروں نے اس ضرورت کو کبھی محسوس کیا اور نہ وہ اس اثر کے شناسا ہوئے + اگرچہ عدم علم عدم شئی کو مستلزم نہیں لیکن اپنی اتنی سالہ زندگی میں یہ صدا بجز مستذکرہ بالا فلاسفر کے منہ سے ہمنے کبھی نہیں سنی؟ اسکا عام ثبوت یہ بھی ہے کہ ملک کا موجودہ لٹریچر دیکھو اور جو تصانیف اور کتب ملتی ہیں انکو پڑھو۔ پھر معلوم ہوگا کہ کیا ہے؟ ملک کے بگڑے ہوئے مذاق کتب بینی نے ملک کی اخلاقی حالت پر جو اثر کیا ہے اسکے واسطے حاضر شہروں کو دیکھو جو تعلیم اور تہذیب کے مرکز سمجھے جاتے ہیں یہ ایک ضمنی بات تھی جو درد دل کی وجہ سے آگئی ورنہ اصل غرض ہماری وہی مضمون ہے کہ **تاثیر صحبت** کے رنگ میں کتابوں کے ذریعہ بہت بڑی بداخلاقی پھیلی ہے۔ اور اسکے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو **اہل قلم** ہیں (اس سے ہماری مراد ریویو نگار ہیں) اگر وہ اپنے قلم کے ہنر اور تازیانہ سے ایسی مصنفوں کو درست کرتے تو آیندہ تصنیفات کے سلسلہ میں اصلاح ہو جاتی۔ اور جنت۔ ریویو نگاری کو رجیبۃ العصر اور ماہر لوگ ہاتھ میں لینگے یہ اخلاق بگاڑنے والا لٹریچر بڑھا جاوے گا غرض کسی تصنیف پر ریویو لکھنے سے بڑے فائدے ہوتے ہیں اگر وہ کتاب عمدہ ہو تو ہمسایہ اسکے ناظرین کو فائدہ حاصل کرنیکا موقعہ بڑھتا ہے اگر وہ کتاب بری ہو تو اس سے احتراز کا سبق ملتا ہے۔ کوئی نقص یا کمی رہ گئی ہو تو اسکی اصلاح اور تکمیل ہو جاتی ہے پس انہی امور کو مدنظر رکھکر ہم اسپر ریویو کرنا چاہتے ہیں

باقی آیندہ

---

* نوٹ۔ حضرت نواب صاحب نے ... امام حسین ... مولوی سید علی حائری کا رسالہ وسیلہ دیکھیں جس میں ... انبیاء کی نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بھی امام حسین ہی کو قرار دیا گیا ہے (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامتہ کا وعظ الوداع وجلسہ کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو انوار شریعت اور مغز قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟ یہاں نہ رہنے ہی کی وجہ سے آداب النبی کے خلاف بعض اوقات ہمارے بھائی حضرت اقدس سے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔

۹۹ فیصدی ایسے خطوط دعا کے لیے آتے ہیں جنکو دعا کرانے کی حقیقت سے خبر نہیں ہے اگر ان کو اس راز پر اطلاع ہو تو انکا قلم کانپ جاوے اور کبھی ایسی درخواستیں کرنے کی جرأت نہ کریں۔ کیا دنیادار کے رنگ میں کوئی شخص بطور خود یہ تجویز ملکہ معظمہ کو کر سکتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ کا گورنر یا عہدہ دار بنا دیں؟ ایسے آدمی کو نادان نہ کہا جاوے گا؟

دعا ایک عجیب برکت اپنے ساتھ لاتی ہے اور اس سے بڑے بڑے عقدے حل ہوتے ہیں مگر **دعا** دعا ہو جب تک اس میں وہ زینت اور خوبصورتی پیدا نہ ہو جو اس کے لوازمات ہیں اسکا کوئی اثر نہیں۔ سچا اضطراب ہو۔ کامل تبدیلی کی جاوے۔ رعایت آداب الدعا ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام کے لیے دعا کی جاوے۔ پھر باب اجابت اس کے لیے جلد کھولا جاتا ہے اور دنیوی برکات بھی اسکے ساتھ ہی آتی ہیں۔

صحابہ کی خصوصیت | میں نے صحابہ کی سیرۃ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور مجھے یاد نہیں کسی اولوالعزم صحابی کی پاک زندگی میں یہ پایا جاتا ہو کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیوی اغراض کے لیے یہ عرض کی ہو کہ حضور دعا کریں مجھے فلاں سلطنت مل جاوے یا میرے بیٹا ہو جاوے جو میری جائیداد کا وارث ہو۔ اس سے صحابہ کی عظمت اور انکی پاک باطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھو انھوں نے گو دنیا کے لیے کوئی دعا نہیں کرائی لیکن کیا وہ دنیا سے محروم رہے؟ دنیا خود ان کے پاس آگئی۔ وہ بادشاہ بنا دیے گئے۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانے انکے پاؤں میں ڈالے گئے

ہے کوئی مقابلہ کرے دوسرے بادشاہوں کا جو دنیا میں ہوئے ہیں لیکن کیا وہ صحابہ جیسے بادشاہ ہوئے۔ پس تم بھی دنیا کے لیے دعائیں نہ کرو۔ اور نہ منگواؤ بلکہ دین کی عظمت اور اسکے اعلاء کے لیے خود بھی کرو۔ اور امام سے بھی کراؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کے لیے ہونگی انکی اجابت یقینی ہے پھر اس کے ثمرات بھی لازمی طور پر آئینگے۔

دعاؤں سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے ان کے نتائج عرصہ دراز کے بعد بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں لیکن مومن کبھی تھکتا نہیں۔ قرآن شریف میں دعاؤں کے نمونے موجود ہیں ان میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے وہ اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے ہیں

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

اس دعا پر غور کرو حضرت ابراہیم کی دعا روحانی خواہشوں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کے تعلقات بنی نوع کی بھلائی کے جذبات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے وہ دعا مانگتے نہیں کہ میری اولاد کو بادشاہ بنا دے۔ مگر دیکھو کیا کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب میری اولاد میں انہیں میں کا ایک رسول مبعوث فرما۔ اس کا کام کیا ہو وہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور اسقدر قوت قدسی رکھتا ہو کہ وہ انکو پاک ومطہر کرے اور انکو کتاب اللہ کے حقائق ومعارف سکھلائے اور حکمت سے آگاہ کرے اسرار شریعت ان پر کھولے۔

یہ ایسی عظیم الشان **دعا** ہے کوئی دعا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ابتدائے آفرینش سے جن لوگوں کے حالات زندگی ہمیں مل سکتے ہیں کسی کی زندگی میں یہ دعا پائی نہیں جاتی حضرت ابراہیم کی عالی ہمتی کا اس سے خوب پتہ ملتا ہے۔ پھر اس دعا کا نتیجہ کیا ہوا اور کب ہوا۔ عرصہ دراز کے بعد اس دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان پیدا ہوا۔ اور وہ دنیا کے لیے ہادی اور مصلح ٹھیرا قیامت تک رسول ہوا۔ اور پھر وہ کتاب لایا جس کا نام قرآن ہے اور جس سے بڑھ کر کوئی رشد۔ نور اور شفا نہیں ہے۔

یہ دعاؤں کے برکات اور ثمرات ہیں۔ پھر اس دعا سے کسقدر ثمرات حضرت ابراہیم کی اولاد کو ملے تم خود سوچ سکتے ہو۔

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ بنجاتا ہے اور اسکی ساری نفسانی خواہشیں پر موت آجاتی ہے اور ساری غرض وغایت اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اور اسکے دین کا پھیلانا ظاہر کرنا اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اسکی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اسکے اسباب خود اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کی راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی۔ اور عمل کے لیے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بجز تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور اسکے واسطے مجاہدہ شرط ہے۔ اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ تفقہ فی الدین کے لیے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کریں تاکہ ان میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

بار ہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن تمہاری کتاب ہے مگر یہ فخر جائز اسوقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو۔ اور پھر ایکبار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کر لو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس دفعہ مشکلات باقی رہ جائیں انکو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جاوے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کریگا لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عملدرآمد کی ہے۔ ایکمرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے وہ کیا بات تھی جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا؟ یہ حکم تھا

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

یعنی جب تک تو اور تیرے ساتھ والے تقویٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیابیاں نہیں دیکھ سکتے اس لیے تو سیدھا ہو جا جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح پھر یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے اقوام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے جبتک امتحان نہ ہوے کوئی سارٹیفکیٹ کامیابی کا مل نہیں سکتا۔

خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز دی

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاوینگے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہونے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج۔ کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص وفادار۔ بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلا کی خار دار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔ ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں وہ پہلے سے زیادہ تیز چلنے اور (خدا کی) راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ بلائیں وہ تکالیف و مصائب و شدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر ابتلاؤں کا تختہ مشق نہ ہو تو کسی کامیابی کی کیا امید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھا ایک ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے۔ بی۔ سی شروع کرنے کے زمانہ سے لیکر ایم اے کے امتحان تک کسقدر امتحانوں کے نیچے آنا پڑتا ہے۔ کسقدر روپیہ اس کے واسطے خرچ کرتا ہے اور کیا کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ باوجود اسکے بھی یہ یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہونچ جاتی ہے اور ڈپلوما اور پیام موت ایک ہی وقت آ پہونچا ہے اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی تیاری روپیہ کے صرف سے اسنے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اسکے بالمقابل اللہ تعالیٰ کیلیے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوا کہ وہ کامیاب نہ ہوا ہو اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور انکے حالات پڑھو جنپر خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونیکی وجہ سے کوئی ابتلا آیا اور انھوں نے ثبات قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوئے ہوں۔ ایسی ایک بھی نظیر نہ ملے گی

(باقی آئندہ)

دربار شام

۲۷ فروری ۱۹۰۶ء

آج اعلیحضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کے بالائی حصہ پر نماز مغرب ادا کی اور بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ چند مہمانوں نے اجازت روانگی حاصل کی + بعض احباب خصوصاً **سید تفضل حسین** صاحب اٹاوی (جو گیارہ سال کے بعد آئے تھے) کو خطاب کر کے پیار سے فرمایا کہ آمدن بارادت رفتن باجازت آپ تو سمجھتے ہی ہیں کہ کب تک آپ کو ٹھہرنا چاہیے۔ ہر سے پایا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ احباب عرصہ تک رہ کر آپکی پاک صحبت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اسی ضمن میں طاعون کی شدت کا ذکر ہو گیا۔ اسپر آپ نے سلسلہ کلام یوں شروع فرمایا

من کان للہ کان اللہ لہ

حقیقت میں سچے مسلمان بننے کا اب وقت آیا ہے + یقین بڑی چیز ہے اللہ تعالےٰ پر جس قسم کا یقین انسان کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے پس ضروری امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف کر دے تا وہ بھی تم پر رحم کرے کیونکہ سچ یہی ہے من کان للہ کان اللہ لہ۔

طاعون اور صحابہ کی شہادت

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ بھی طاعون سے فوت ہوئے لیکن اُنکے لیے وہ شہادت تھی۔ مومن کے واسطے یہ شہادت ہے پہلی اُمتوں پر رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ تھی۔ صحابہ کسقدر اعلیٰ درجہ رکھتے تھے لیکن اُن میں سے بھی اسکا نشانہ ہو گئے اس سے اُن کے مومن ہونے میں کوئی شبہ نہیں ابو عبیدہ بن الجراح جیسے صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے ہی عزیز تھے طاعون ہی سے شہید ہوئے تھے۔ طاعون سے مرنا عام مومنوں کے لیے تو کوئی حرج نہیں البتہ جہاں انتظام الٰہی میں فرق آتا ہے وہاں خدا تعالےٰ ایسا معاملہ نہیں کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور و مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالےٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے

پس انبیاء و رسل اور خدا کے مامور ان امراض سے بچائے جاتے ہیں اور یہی نشان ہوتا ہے

صحابہ کی تعلیمین پر ضمنی تذکرہ

حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ جو ہوئے ایک بھی سبھی شہرہ نہ تھا۔ اسپر امام الملت نے فرمایا کہ چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہ اُسے سنیں اور روایت کر کے دوسروں تک پہنچائیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس انتظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہ کو اس بہرہ پن کر محفوظ رکھا + ایسے وقت اگر کوئی ہو تو کام ہو سکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا ان حقائق و معارف کو جو نبی یا مرسل لے کر آتا ہے سُننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے

پہلے کلام کی طرف رجوع

غرض یہ مقام ڈرنیکا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے نفاق کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم

بعض وقت انسان موجودہ حالت اپنی پر بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ امن میں زندگی گذارتا ہوں مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں اسواسطے مومن کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بیخوف نہ ہو اور ہر وقت **توبہ** اور **استغفار** کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گذشتہ بدیوں کے بُرے نتائج سے بھی خدا کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

سچی توبہ کرنے والا **معصوم** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو **معاف** ہو جاتے ہیں پھر آیندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح پر خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جاویگا اور پھر اُسپر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۰

(ولی اللہ)

خدا تعالیٰ نے اُنکو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے اُس کو کسی کی حاجت نہیں اسلیے یہ شنا ایک شرط کے ساتھ ہے **ولم یکن ولی من الذل** - یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالےٰ مفلس کر کسیکو ولی نہیں بناتا بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے اُسکو کسیکی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اُسی کو پہنچتا ہے۔

ہزاروں ہزار فوائد اجر اور ہوتے ہیں جو اُس کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے اور نہ صرف اُنکی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اُس کے اہل و عیال اُسکے احباب کے لیے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دیجاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور اُن زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور اُن کپڑوں میں برکت دیجاتی ہے جنمیں وہ ہوتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ **ولی اللہ** بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ

وہ خدا کا ولی ہے

انسان انسان کے ساتھ خوشامد ہر رواری میں خوشامد کر سکتا ہے اور اُسکو خوش کر سکتا ہے خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیر خواہ کہہ سکتے ہیں مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیر خواہ ہے یا کیا ہے لیکن اللہ تعالےٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے پس اللہ تعالےٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا کوئی اُسکو دھوکا نہیں دیسکتا۔ جب تک سچی اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالےٰ کا اجتبا اور اصطفا **فطرتی** جوہر سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ سے اسکا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخشدیتا ہے۔ اور پھر اسکو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرۃ میں۔ یہ کسقدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایکدفعہ درگذر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اُس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا اُسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔

برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی **صفائی** کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ دلپر نظر ڈالے تو اُسکے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو جب یہ حالت ہو۔ تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

مومن کے لیے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہیے جیسے **ابراہیم** علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا یا بسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلت نہیں اُٹھاتا۔ اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ اسپر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو

خدا تعالیٰ سے سچا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اُسکی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے اُسے نامراد نہیں رکھتا۔

(اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں قادر اور کریم کا مفہوم)

اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بڑی قابل غور ہیں اور ان صفات پر ایمان لانے سے بھی اُمید وسیع ہوتی اور مومن کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صفات اس کے قادر اور کریم ہونیکی ہیں۔ جب تک یہ دونوں باتیں نہ ہوں کوئی فیض نہیں ملتا ہے + دیکھو اگر کوئی شخص کریم تو ہو اور اسکے پاس ہو تو ہزاروں روپیہ دیدینے میں بھی اسے تامل اور دریغ نہ ہو لیکن اس کے گھر میں کچھ بھی نہ ہو تو اسکی صفت **کریمی** کا کیا فائدہ۔ یا اسکے پاس روپیہ تو بہت ہو مگر کریم نہ ہو۔ پھر اس سے کیا حاصل؟ مگر خدا تعالےٰ میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ وہ **قادر** ہے اور کریم بھی ہے اور ان دونوں صفتوں میں بھی وہ **واحد لاشریک** ہے۔

پس جب ایسی قادر اور کریم ذات کے ساتھ کوئی کامل تعلق پیدا کرے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا۔؟ بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسکا فیصلہ کرے سرمد نے کیا اچھا کہا ہے۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے یار می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

حقیقت ہوتی ہے اس لیے سچ کہا ہے بیمار اگر طبیب کی پوری اطاعت نہیں کرتا ہے تو اس سے کیا فائدہ؟ ایک عارضہ نہیں تو دوسرا اسکو لگ جاوے گا اور وہ اسطرح تباہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ دنیا میں اسقدر آفتوں سے انسان گھرا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو اور اس کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو تو پھر سخت خطرہ کی حالت ہے۔

پنجابی میں بھی ایک مصرعہ مشہور ہے ع

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

یہ من کان للہ کان اللہ لہ ہی کا ترجمہ ہے

جب انسان خداتعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر کچھ شک نہیں ساری دنیا اسکی ہو جاتی ہے ہمارا اسوقت بڑے بڑے مشکلات آ کر پڑتے ہیں لوگ ہمارے سلسلہ کی مخالفت کے لیے کیا کیا کوشش نہیں کرتے اسکی عدم ضرورت کے واسطے کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ہم نماز اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ آخر بے نصیب رہ جاتے ہیں

برکات نماز کسطرح ملتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ایسے تو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خداتعالیٰ نماز پڑھاوے۔ ورنہ وہ نماز نہیں ایک پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے اسکو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح **کلمہ** بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خداتعالیٰ کلمہ پڑھاوے جبتک **نماز کلمہ** پڑھنے میں **آسمانی چشمہ** سے کچھ حصہ نہ ملے تو کیا فائدہ؟ وہ **نماز** جس میں **حلاوت** اور **ذوق** ہو اور انسان [illegible] سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیازمندی اور خشوع کا نمونہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جسکو پڑھنے والا خود محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو چند سال پہلے تھا۔

ابدال

جب یہ تبدیلی اسی کی حالت میں واقع ہوتی ہے اسوقت اسکا نام **ابدال** ہوتا ہے۔

حدیث میں جو ابدال آیا ہے اس سے یہی مراد لگتی ہے کہ کامل انقطاع اور تبتل کے ساتھ جو خداتعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی حالت میں تبدیلی کر لے۔

جیسے قیامت میں بہشتیوں میں تبدیلیاں ہونگی کہ وہ چاند یا ستاروں کی مانند ہوں گے اسی طرح اسی دنیا میں بھی ان کے اندر تبدیلی ضروری ہے تاکہ وہ اس تبدیلی پر شہادت ہو اسی لیے

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

یعنی اسی دنیا میں بھی ایک بہشت ہے جو مومن کو دیا جاتا ہے اسکے موافق کچھ تبدیلی بھی پیدا ہوتی ہے + اسکو ایک خاص قسم کا رعب دیا جاتا ہے جو الٰہی تجلیات کے پرتو سے ملتا ہے نفس امارہ کے جذبات سے اسکو روک دیا جاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی سکینت اور اطمینان اس کو ملتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا۔

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم

اسی طرح اس کے لیے کہا جاتا ہے **یا نار کونی بردا و سلاما**۔ اس آواز پر اسکے سارے جوشوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ خداتعالیٰ میں ایک راحت اور اطمینان پا لیتا ہے اور ایک تبدیلی اس میں پیدا ہو جاتی ہے جب تک یہ تبدیلی نہ ہو۔ نماز۔ روزہ کلمہ زکوٰۃ وغیرہ ارکان محض رسمی اور نمائشی طور پر ہیں ان میں کوئی روح اور قوت نہیں ہے اور ایسا انسان خطرہ کی حالت سے نکل کر امن میں آ جاتا ہے۔

یاد رکھو

جب انسان کا وجود خدا کی محبت میں گم ہو جاتا ہے اسوقت وہ جانتا ہے کہ خدا بھی محبت رکھتا ہے کیونکہ دل را بدل رہیست مشہور ہے

اہل و عیال کا تہیہ

بہت سے لوگ ہیں جو اہل و عیال کا تہیہ کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں + کہ ان کی اولاد ان کے بعد انکے مال و اسباب اور جائداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان کی خواہش اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے اسکو اس سے کیا فائدہ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اسکی جائداد کا کون مالک ہوا ہے اور اس سے اسکو کیا آرام پہونچے گا۔ مرکر تو قصہ پاک ہو چکا۔ اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لیے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے واپس نہ آنے کے دو وعدے ہیں ایک جہنمیوں کے لیے۔ جیسے فرمایا

حرام علی قریۃ اہلکنٰہا انہم لا یرجعون

اہلکنٰہا عذاب پر بھی آتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ خراب زندگی کے لوگ پھر واپس نہیں آئیں گے۔ اور ایسا ہی بہشتیوں کے لیے بھی آیا ہے

لا یبغون عنہا حولا

مسیح کا عدم رجوع

دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور دونوں کا عدم رجوع ثابت ہے پر معلوم نہیں کہ مسیح کو کسطرح پھر واپس لاتے ہیں۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا پھر آنا فضول ہے۔ اور جو شخص قرآن کریم کی اس شہادت اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو منظور نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مردوں میں یحییٰ کے پاس دیکھ آئے ہیں اسپر بھی جو انکار کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

غرض

جبکہ یہ ثابت ہے کہ پھر اس دنیا میں واپس آنا نہیں ہے اور یہاں سے سب قصہ تمام کر کے جائیں گے اور پھر دنیا سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔ تو املاک و اسباب کا خیال کرنا کہ اس کا وارث کوئی ہو۔ شرکا کے قبضہ میں نہ چلے جاویں فضول اور دیوانگی ہے ایسے خیالات کے ساتھ دین جمع نہیں ہو سکتا۔

مال

یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کر کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہو گی۔ اور خداتعالیٰ کے حکم کے نیچے ہو گا۔ جیسے فرمایا ہے۔

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا

اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بیدست و پا ہو جاتے ہیں۔ اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح **اولاد** جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اسکی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرے تو وہ گویا **یتیم** ہی ہے پس اسکی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہو گا۔ اور **بیوی** اسیر کیطرح ہے اگر یہ **عاشروھن بالمعروف** پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جسکی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھو اور انکی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے

بلکہ **واجعلنا للمتقین اماما** کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی **خادم** ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہونگے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بیخبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں۔ اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر اُنکی جائداد کا مالک نہ بنجاوے مگر یاد رکھو کہ اسطرح دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ **دین کی خادم** ہو۔

اسی طرح بیوی کرے تاکہ اُس سے کثرت سے **اولاد پیدا ہو** اور وہ اولاد دین کی سچی خدمتگذار ہو۔ اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اسکے سوا جسقدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ **رحم** اور **تقویٰ** مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔

اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر **گناہ** ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے "**تاریکی میں ایمان**" رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لیے ہو جاوے تو **ایمان روشن** ہو جاتا ہے + اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیے۔ کہ ہر کام میں اسکے خدا ہی مدنظر ہو۔ کھانے پینے عمارت بنانے دوست دشمن کے معاملات غرض ہر کام میں خداتعالیٰ ملحوظ ہو تو سب کاروبار **عبادت** ہو جاتا ہے لیکن جب مقصود **متفرق** ہوں پھر وہ **شرک** کہلاتا ہے۔

مگر مومن دیکھے کہ خدا کیطرف نظر ہے یا اور قصد ہے اگر اور طرف ہے تو سمجھے کہ دور ہو گیا ہے

صید نزدیک است دور انداختہ

بات مختصر ہوتی ہے مگر اپنی بدقسمتی سے لمبی بنا کر محروم ہو جاتا ہے۔

خداتعالیٰ کی طرف **تبتل** کرنا اور اسکو مقصود بنانا اہل و عیال کی خدمت اسی لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے اسطرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ اس میں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اسطرح پر خدا کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔

اولاد تو نیکوکاروں اور ماموروں کی بھی ہوتی ہے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بھی دیکھو کسقدر کثرت سے ہوئی کہ کوئی گن نہیں سکتا مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکا خیال اور طرف تھا بلکہ ہر حال میں خدا ہی کیطرف رجوع تھا۔

اصل اسلام اسی کا نام ہے جو ابراہیم کو بھی کہا کہ اسلم جب ایسے رنگ میں ہو جاوے تو وہ شیطان اور جذبات نفس سے الگ ہو جاتا ہے + یہانتک کہ وہ خدا کی راہ میں جان تک کے دینے میں بھی دریغ نہ کرے اگر جان نثاری سے دریغ کرتا ہے تو خوب جان لے کہ وہ سچا مسلم نہیں ہے۔ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ بجز اطاعت ہو۔ اور پوری عبودیت کا نمونہ دکھاوے یہانتک کہ آخری امانت جان

ملہ ان حضرات میں [illegible] تعلق [illegible] مقصد تھا۔

بھی دیدے اگر بخل کرتا ہے تو پھر سچا مومن اور مسلم کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانبازی کرنے والا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا اور محبوب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر آ ہی ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے یہی کیا۔ انھوں نے اپنی جان کی پروا نہ کی اور اپنے خون بہا دیئے شہید بھی وہی ہوتا ہے جو جان دینے کا قصد کرتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ یہ جتنے ناگہانی آفات سے بچنے اور سچا مسلم بننے کے لیے ہیں۔ اور اگر انسان اس پر عمل کرے تو طاعون سے بچانے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہیں۔

یاد رکھو قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا وہ سخت چیز ہے جن جن قوموں پر جب نازل ہوا ہے تو وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے ناقص ایمان بچا نہیں سکتا۔ بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اور ادعونی استجب لکم خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہوتا کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسکا فرمان ہے۔

بس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے ایک تو یہ چاہیے کہ دعائیں کرتے رہیں دوسرے صغائر کبائر سے جہانتک ممکن ہو بچتے رہیں تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اسکا مزہ اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہ سے راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر سکینت نازل کریگا اور گناہوں سے بچائے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ تعالیٰ اُسکے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اُسکے دل میں غیب سے ایک بات پڑ جاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس حالت کے پیدا ہونے کے لیے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

جو مانگتا ہے اُسکو ضرور دیا جاتا ہے اسی لیے میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو کہ بعض خرگدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں اُنکو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے جب یہ اڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں ؟

قبول دعا کا راز	یہ قاعدہ یاد رکھو کہ جب بلا سے باز نہیں آتا اور اس میں

لگا رہتا ہے تو آخر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ باقی ہر قسم کی دعائیں طفیلی ہیں اصل دعائیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کرنی چاہییں۔ باقی دعائیں خود بخود قبول ہو جائیں گی۔ کیونکہ گناہ کے دور ہونے سے برکات آتی ہیں۔ یوں دعا قبول نہیں ہوتی جو نری دنیا ہی کے واسطے ہو۔ اس لیے پہلے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دعائیں کرے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر دعا

اِھدِنا الصِّراطَ المُستَقِیمَ

ہے جب یہ دعا کرتا رہے گا تو وہ مُنعَم علیہم کی جماعت میں داخل ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے زمرہ میں جو منعم علیہم ہیں داخل ہو کر یہ وہ انعامات الٰہی حاصل کرے گا جیسی عادت اللہ ان سے جاری ہے۔ یہ کبھی کسی نے نہیں سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک راستباز متقی کو رزق کی مار دے بلکہ وہ تو سات پشت تک بھی رحم کرتا ہے قرآن شریف میں خضر و موسیٰ کا قصہ درج ہے کہ انھوں نے ایک خزانہ نکالا۔ اسکی بابت کہا گیا کہ ابوھما صالحا اس آیت میں ان کے والدین کا ذکر تو ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ لڑکے خود کیسے تھے باپ کے طفیل سے اس خزانہ کو محفوظ رکھا تھا اور اس لیے اُن پر رحم کیا گیا۔ لڑکوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ستاری سے کام لیا۔

توریت اور ساری آسمانی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ متقی کو ضائع نہیں کرتا اس لیے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہییں جتنے نفس امارہ نفس مطمئنہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے بس اھدنا الصراط المستقیم کی دعائیں مانگو کیونکہ اسکے قبول ہونے پر جو یہ خود مانگتا ہے خدا تعالیٰ خود دیتا ہے سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان سچی توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے یہ دیتا ہے آخر کہتے ہیں کہ بیوی بھی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات وہ اپنے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ سب بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ خود متعہد ہو جاتا ہے۔

اس کے موافق میرا بھی ایک الہام ہے

ہر چہ باید نوعروسی را ہماں ساماں کنم

غرض جب متولی اور متکفل خدا ہو تو پھر کیا ہی مزہ آتا ہے۔

اس کے بعد چند سوال بعض باہر سے آئے ہوئے حاضرین نے پوچھے جو استفسار اور انکے جوابات ہم نے درج کیے ہیں

دربار شام

۲۰ فروری ۱۹۰۴ء

الخبیثات للخبیثین	انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت

کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گناہوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ یہی نہیں کہ اسکو پاک کر دے گا بلکہ وہ اُسکا متکفل اور متولی بھی ہو جائے گا۔ اور ایسی خبیثات سے بچائے گا۔ الخبیثات للخبیثین کے یہی معنے ہیں۔ اندرونی معصیت۔ ریاکاری۔ عُجب۔ تکبر۔ خوشامد۔ خود پسندی۔ بدظنی۔ اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خباثتوں سے بچنا چاہیے اگر اپنے آپکو ان خباثتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو پاک و مطہر کر دے گا۔

تقویٰ کیا ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے ؟	مگر ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل

ہوتا ہے ؟ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے۔ اور اسکے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہونچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اُسکا حق ہے کہ گداز ہو جاوے بیٹھ کر۔ سجدہ میں رکوع میں قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا ہے وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ لیکن مومن اور سچے مسلمان کا یہ شیوہ نہیں وہ تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتا ہے

پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے چنانچہ فرمایا ہے

اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ

جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا ہے وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور انکی بےحرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو کنجروں کے ہاں جاتا ہے اور اسی بدصحبت میں اپنا دن رات بسر کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے گناہ سے بچا۔ ایسا شوخ انسان خدا تعالیٰ سے مسخری کرتا ہے اور اپنی جان پر ظلم۔ اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور آخر یہ خیال کر کے کہ میری دعا سُنی نہیں گئی وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔

جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے پھر نفس کی کشاکش کے لیے دعا کرتا رہے اسی کے واسطے کہا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے تدابیر میں بھی خدا کو نہ چھوڑے دوسری طرف فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ پس اگر انسان پورے تقویٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے دونوں کو جو بجا لانے کا حق ہے۔ بجا لائے۔ تو ایسی حالت میں خدا اسپر رحم کرے گا۔ لیکن اگر ایک کریگا اور دوسرے کو چھوڑے گا تو محروم رہے گا۔

تقویٰ کی حقیقت	انسان ایسی طریق سے تقوے پر قائم ہوتا ہے اور تقویٰ ایسی نیکی ہے کہ عمل کی جڑ ہے جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔ تقوے سے نیک اعمال پیدا ہوتے ہیں اور اسکے ذریعہ

اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بنتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

ان اولیاءہ الا المتقون

مجاہدہ۔ موت قبل الموت	کامل طور پر جب تقویٰ کی مرحلہ باقی نہ رہے تو

پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل ذریعہ پر ایک موت ہے۔ کیونکہ جب نفس کے شرارے

پہلو دں سے مخالفت کرے گا تو نفس مر جاوے گا ۔ اسی لیے کہا گیا ہے

موتوا قبل ان تموتوا

نفس اُس گھوڑے کی طرح ہوتا ہے اور جو لذت تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہے اس سے بالکل ناآشنا ہوتا ہے جب اُس پر موت آجاوے گی تو چونکہ خلا محال ہے اس لیے دوسری لذات جو تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہیں شروع ہوجائیں گی ۔

یہی وہ بات ہے جسکی ہماری ساری جماعت کو ہر وقت مشق کرنی چاہیے ۔ جیسے بچے جب تختی پر بار بار لکھتے ہیں تو آخر خوش نویس ہوجاتے ہیں ۔

والذین جاھدوا دنیا میں مجاہدہ سے مراد یہی مشق ہے کہ ایک طرف و مالکر ہی دوسری طرف مخالف ہو ا ہے آخر اللہ تم کا فضل آجاتا ہے اور نفس کا جوش و خروش دب جاتا اور ٹھنڈا ہوجاتا ہے اور اس پر ایسی حالت ہوجاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے جہت سے انسان ہیں جو نفس امارہ ہی میں مبتلا ہیں ۔

جماعت کی اندرونی اصلاح

میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہوجاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے ۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کرلے تو کیا حرج ہے ۔

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے ۔ خدا کا نام ستار ہے پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا ۔ چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اُسکی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے ۔

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے ۔ کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا ۔ ایک مُلا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے بادشاہ نے اُس وقت اُس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اسکو کاٹ دیا جاوے گا ۔ جب وہ چلا گیا تو اُس دائرہ کو کاٹ دیا ۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ کیوں کیا تو اُس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اُسوقت دائرہ کھینچ دیا کہ اُسکی دلجوئی ہوجاوے ۔

یہ بڑی رعونت کی جڑ بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیدیا جاوے ۔ ایسے امور سے نفس خراب ہوجاتا ہے اس پرہیز کرنا چاہیے ۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں ۔ اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی

تقویٰ کا حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں ۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے خدا ان کا پردہ پوش ہوجاتا ہے ۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں ۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے فائدہ ہو بھی تو کسطرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی ہا اگر وہی جوش ۔ رعونت ۔ تکبر ۔ عجب ریاکاری ۔ سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے ؟ سعید اگر ایک بھی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے ۔ نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اُس میں ایک ربانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ با خدا ہے ۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے ۔ اور یہی طریق نیک بننے کا ہے ۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اسوقت خدا تعالیٰ نے

آخری نمونہ آپکے اخلاق کا قائم کیا ہے ۔

اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو سخت افسوس اور کم نصیبی ہے ۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ ۔ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہوجاتا ہے اگر وہ عیب اُس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اسکا معاملہ پھر خدا سے ہے ۔ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معًا ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو ۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچاؤ ۔ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو ۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو ۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو ۔ اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ

یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے

ضروری ! ضروری !! ضروری !!!

اطلاع خریداران الحکم کے لیے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط وکتابت کرنے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہوسکیگی اور مطلع اسکا ہرگز جواب وہ نہیں ہے ۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے چیٹ کا نمبر دینے میں اہانت کا خیال رکھا جاوے کہ رجسٹرڈ ایل ۷۷ نہ لکھا جاوے یہ نمبر والحکم کا ہے جو احباب کی خبر ۔۔۔ لیے ۔۔

دربار شام

۲۱ فروری ۱۹۰۴ء

موسمی بلاؤں اور وباؤں کے تذکرہ پر فرمایا

وبائیں اور بلائیں کب آتی ہیں جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے تو یہ وبائیں دنیا میں آتی ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے لاپروا ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اُن کی پروا نہیں کرتا ۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی ان شوخیوں اور شرارتوں میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ باوجودیکہ **طاعون** ایک کھا جانے والی آگ کیطرح بھڑک رہی ہے ۔ لیکن وہی مکر و فریب اور بدکاری کے بازار گرم ہیں بلکہ ان میں زیادتی ہی نظر آتی ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کیا مرضی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے تھکتا نہیں پہلے زمانہ میں بھی جب لوگ گناہ سے باز نہیں آئے تو زمین کے تختے اُلٹ دیئے گئے ہیں اور شہروں کے نام و نشان مٹا دیئے گئے ہیں ۔ جب **طاعون** پہلے پہل پھیلا ہے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ یونہی ایک اتفاقی بیماری ہے بہت جلد نابود ہوجائے گی لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے اُسوقت جبکہ ابھی اس کا نام و نشان بھی نہ تھا مجھے اطلاع دی تھی کہ یہ **وبا** آنے والی ہے ویسے ہی ابھی یہ خوفناک عذاب **بمبئی** ہی میں پھیلا ہوا تھا جو مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ یہ وبا سارے **پنجاب** میں پھیل جاوے گی ۔ اُسپر عاقبت اندیش لوگوں نے ہنسی اور ٹھٹھا اُڑایا ۔ مگر اب دیکھلو کوئی **جگہ** ایسی نہیں جو اس سے خالی ہو اور اگر کوئی جگہ ایسی ہے بھی تو اُسکے اردگرد آگ لگی ہوئی ہے اس کے محفوظ رہنے کا کوئی معاہدہ نہیں ہوچکا ۔ حقیقت میں یہ بڑے ہی اندیشہ اور فکر کی بات ہے جبکہ کوئی **علاج** بھی اسکا کارگر **نہیں ہوا** ۔ اور زمینی تدابیر میں ناکامی ہوئی ہے تو پھر اس قدر ضروری ہے کہ لوگ سوچیں کہ یہ **بلا** کیوں آئی ہے اور اسکا **علاج کیا ہے ؟**

اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے **خبر دی ہے** جب تک لوگ **سچی توبہ اور رجوع الی اللہ** نہیں کرتے اور ان شوخیوں اور **شرارتوں** سے باز نہیں آتے جو خدا کی باتوں سے کی جاتی ہیں یہ **عذاب** پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا ۔ لیکن جب انسان **توبہ اور استغفار** کرتا ہے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا نمونہ دکھاتا ہے

تو پھر خدا بھی رجوع برحمت کرتا ہے ۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسی طرح فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور قسم قسم کے گناہ اس زمین پر ہو رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عذاب الٰہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں ۔ پہلی کتابوں میں بھی اس وبا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ قیامت کے قریب عام مری پڑے گی ۔ سو اب وہ دن قریب آگئے ہیں اور مری پڑ رہی ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانہ کا آخر ہے ۔

اسبات کو مکرر یاد رکھو کہ جب بخل و حسد اور فسق و فجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہوجاتی ہے اور جسطرح اللہ تعالیٰ سے ہراساں و ترساں ہونا چاہیے ۔ وہ نہیں رہتا ۔ یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے اسوقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اُسمیں مبتلا ہوجاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں اُن کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ صحت درست نہیں رہتی ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہوکر پیدا ہوجاتی ہیں ۔ اسی طرح جب گناہ کی وبا پھیلتی ہے تو بعض تو اس میں بالکل ہلاک ہوجاتے ہیں اور جو بچ رہتے ہیں اُنکی بھی روحانی صحت میں فرق آجاتا ہے سو یہی حال اب ہو رہا ہے اکثر ہیں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ تقویٰ اور خدا ترسی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں اور جو رسمی طور پر دیندار کہلاتے ہیں اُنکی یہ حالت ہے کہ کتاب و سنت سے الگ ہو رہے ہیں اپنے خیال اور رائے سے جو جی میں آتا ہے کر گذرتے ہیں اور حقیقت اور مغز کو چھوڑ کر پوست اور ہڈیوں کو لیے بیٹھے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک عذاب بھیجا ہے کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں کہ زندگی قیامت کا نمونہ ہوجاتی ہے ۔ اور اب یہ وہی دن ہیں ۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے سچائی محبت کے بغض کیا جاتا ہے اور عملی حالتیں خراب ہوچکی ہیں غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے کہ حد اعتدال سے بہت تجاوز ہوگیا ہے اور اسحالت پر پہنچ گیا ہے جسکو اعتدا کہتے ہیں ۔ ساری قوموں کو دیکھو کہ تیرہ سو برس سے بالکل خاموش اور چُپ چاپ تھے اگرچہ اسلام کے ساتھ انکی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں مگر وہ شوخیاں اور شرارتیں جو اب اسلام کے استیصال اور نابود کرنے کے واسطے کیجاتی ہیں نہیں کی جاتی تھیں اور وہ مذہبی زہر نہ تھا جو آج ہے ۔ پچاس برس پہلے اگر ان کتابوں کو تلاش کریں جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں تو شاید ایک بھی نہ ملے ۔ لیکن اب اسقدر کتابیں اخبارات اور رسالے ۔ اشتہارات نکلتے ہیں کہ اگر انکو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ بنجاوے

بعض بہیجے عیسائیوں کے کئی کئی لاکھ طبع ہوتے ہیں جن میں ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے۔ ایسا مجدد مصلح اور پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ایسے وقت آیا جبکہ دنیا نجاست سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت آپ نے دنیا کو پاک صاف کیا اور اس مردہ عالم کو زندہ کیا اسکی پاک شان میں وہ فحش گالیاں دیجاتی ہیں جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے کبھی کسی کو نہیں دیجئیں۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ ان کم بختوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو نشانہ بنایا ہے۔

ایک عاجز ابن آدم کو خدا بنایا جاتا ہے اور بدعملی کو بیحیائی اور جرأت سے کیا جاتا ہے۔ ام الخبائث (شراب) پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ مگر اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پاک ومطہر انسان کی پاک ذات پر حملے کرنے کے لیے زبان کشائی کرتے ہیں۔ ان کے ملکوں میں جاکر اگر کوئی عفت اور پارسائی کا نمونہ دیکھنا چاہے تو اسے معلوم ہوگا کہ کفارہ کے کیا کیا برکات انپر نازل ہوئے ہیں۔ جو بڑے مہذب کہلاتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ تن دنیا ہی کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ایسے سرنگوں دنیا کے سامنے ہوئے ہیں کہ انھوں نے دنیا ہی کو خدا سمجھ لیا ہے ان کے نزدیک ان شاء اللہ کہنا بھی ہنسی کی بات ہے اور ان کے اثر سے ہزاروں لاکھوں انسان تباہ ہورہے ہیں۔ اور توجہ الی اللہ اور خدا تعالے پر بھروسہ کرنا خطرناک غلطی اور حماقت ہے باوجودیکہ یہ حالت ان لوگوں کی ہوچکی ہے لیکن اسلام کے استیصال کے لیے وہ لاکھوں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہارہے ہیں مگر یاد رکھو کہ

اسلام ان کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا اسکا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے

اب اسلام کی اندرونی حالت دیکھو۔ بعض کا جو منبع علماء تھے مگر انکی حالت ایسی قابل رحم ہوگئی ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بھی شرم آجاتی ہے۔ جس غلطی پر کوئی اڑ گیا ہے یا جو کچھ اسکے منہ سے نکل گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ اس غلطی کو جسنے ظاہر کیا جھٹ پٹ اسے کافر اور دجال کا خطاب ملگیا حالانکہ صادق اور راستباز کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں اسے کسی اپنی غلطی کا پتہ لگا وہیں چھوڑ دیتا ہے اسے ضد اور اپنی غلطی پر نہیں ہوتا۔ مختلف فرقہ بنا۔ باہمی تکفیر فرقات اور اسلام سے ہی مخالف طور پر انکی حالت کو بتارہی ہے تمہیں صرف دنیا تک ہیں انکی سزا اور اثر بھی دنیا ہی تک محدود ہے مگر جو امور عاقبت کے متعلق ہیں۔ اُن میں اگر سستی اور بے پروائی کی جاوے تو اسکا نتیجہ جہنم ہوتا ہے۔

میں بعض وقت ان لوگوں کی حالت دیکھکر سخت حیران ہوجاتا ہوں اور خیال گذرتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالے پر یقین نہیں ورنہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ آیات ونشانات دیکھتے ہیں ہم دلائل پیش کرتے ہیں مگر انپر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مومن کے سامنے اگر اللہ تعالے کا کلام پیش کیا جاوے وہ فوراً ڈر جاتا ہے اور جرأت سے اسکی تکذیب پر لب کشائی نہیں کرتا مگر انکی عجب حالت ہے کہ ہم اپنی تائید میں سب سے اول تو یہ پیش کرتے ہیں کہ

خدا نے مجھے مامور کیا ہے

اور پھر اپنی تائید دعوے میں ہم آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پیش کرتے ہیں اس سے بھی ترساں ہوجاتے مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ خدا تعالی کے نشان دیکھتے ہیں مگر تکذیب کرتے ہیں عقلی دلائل کا اثر نہیں غرض جو طریق ایک راستباز کی شناخت کے ہوسکتے ہیں وہ سب پیش کیے جاتے ہیں لیکن ایک بھی نہیں مانتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک وقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بھاگے جاتے تھے کسی نے پوچھا کیوں بھاگے جاتے ہو کہ انھوں نے کہا کہ جاہلوں سے بھاگتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ انپر وہ اسم اعظم کیوں نہیں پھونکتے انھوں نے کہا کہ وہ اسم اعظم بھی انپر اثر نہیں کرتا۔

حقیقت میں جہالت بھی ایک خطرناک موت ہے مگر یہاں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسا جہل ہے قرآن پڑھتے ہیں تفسیر کرتے ہیں حدیث کی سند رکھتے ہیں۔ مگر جب ہم پیش کرتے ہیں تو انکار کرجاتے ہیں یہ نہ خود مانتے ہیں اور نہ اوروں کو ماننے دیتے ہیں۔

یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ انسان کی ہستی کی غرض وغایت کو بالکل بھلا دیا گیا ہے خود خدا انسانی خلقت کی غرض تو یہ بتاتا ہے۔

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

مگر آج عبودیت سے نکلکر نادان انسان خود خدا بننا چاہتا ہے اور وہ صدق و وفا راستی اور تقوی جسکو خدا چاہتا ہے بازار میں کھڑے ہوکر اگر نظر کی جاوے تو صدہا آدمی ادھر سے آتے اُدھر چلے جاتے ہیں لیکن انکی غرض اور مقصد محض دنیا ہے

خدا تعالے اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے مگر بات یہ ہے

رفع وہم

کہ دنیا کے لیے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے تو وہ موجب برکات ہوجاتا ہے مثلاً خدا تعالے خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو عاشروهن بالمعروف لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکم الہی کے واسطے ہے تو موجب برکات۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے واجعلنا للمتقین اماما پر نظر کرکے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جاوے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالے قادر ہے کہ ذکریا کیطرح اولاد دیدے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اسکو نہ لے جاوے + مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مرگیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں + میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہوجاوے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہوجاوے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اسکی نیت دین ہی کی ہوتی ہے۔ لباس خوراک اس کا پہننا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ وہ خوراک کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں بلکہ اسطرح جیسے یکہ بان کچھ دور جاکر اپنے ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تاکہ وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے طیار ہوجاوے اور دم نہ نکل جاوے۔ مومن کی غرض بھی خوراک سے یہی ہوتی ہے۔ کیونکہ نفس کا بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل وعیال کا بھی۔ اور پھر خدا تعالے کا حق الگ ہے اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ جائیگا اور یہ جرم ہے پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش ہر قول وفعل حرکت وسکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقع ہو مگر در اصل عبادت ہوتی ہے + بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہوجاتی ہے مومنوں کو کلوا واشربوا کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے نماز نہیں پڑھتے انکو

ویل للمصلین فرمایا

کلوا ایک امر ہے جب مومن اسکو امر سمجھکر بجالاوے تو اس کا ثواب ہوگا اسی طرح عاشروهن بالمعروف امر کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریاکاری سے نماز بھی ادا کرے تو پھر اسکے لیے ویل ہے۔

اسوقت اسلام جس چیز کا نام ہے اسمیں فرق آگیا ہے تمام اخلاق ذمیمہ بھرگئے ہیں اور وہ اخلاص جس کا ذکر مخلصین له الدین میں ہوا ہے آسمان پر اُٹھ گیا ہے

خدا کے ساتھ صدق وفاداری اخلاص محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہوگئے ہیں اب خدا تعالی نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سر سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو ہمیشہ یحیی الارض بعد موتہا کرتا رہا ہے اس نے ارادہ کیا ہے اور اسکے لیے کئی راہیں اختیار کی گئی ہیں ایک طرف مامور کو بھیجا ہے جو نرم الفاظ میں دعوت کرے اور لوگوں کو ہدایت کرے دوسری طرف علوم وفنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے اب وہ وحشیانہ حالت سکھوں کے زمانہ کی نہیں رہی اور لوگ سمجھنے لگے ہیں۔

ایک طرف اتمام حجت کے لیے آسمان نشان ظاہر کررہا ہے چنانچہ کتاب نزول المسیح چھپکر شائع ہوگی اُسوقت سبکو پتہ لگ جائیگا کیونکہ اسمیں ڈیڑھ سو کے قریب ایسے نشانات لکھے ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں گواہ موجود ہیں۔ اب پھر قہری نشانات کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے جنمیں سے طاعون کا بھی ایک نشان ہے جو اب جو اس شدت سے پھیل رہی ہے کہ کبھی گذشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور آیات سے فائدہ اُٹھارہے ہیں کوئی دن نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر ہوکر داخل بیعت نہیں ہوتے اگرچہ دنیا میں فسق وفجور اور شوخی وآزادی خود روی بہت بڑھ گئی ہوئی ہے تاہم یہ لوگ جو ہمارے سلسلہ میں آتے ہیں یہ بھی اسی جماعت میں سے نکل کر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انھیں میں ملے ہوئے ہیں + خدا تعالے ان لوگوں کو نکال لے گا اور ان کو سمجھ دے گا۔ اور کچھ طاعون کا نشانہ ہوجائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا انجام ہوگا۔ اور اتمام حجت ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ اور پایونیر

(نمبر ۵)

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء)

جب کہ بعض عیسائی مولفوں اور مصنفوں کی تحریریں ایسی پائی جاتی ہیں۔ تو پھر یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ہم ان ساری خطرناک تحریکوں کے ذمہ دار اور جواب دہ عیسائی واعظوں کو ہی قرار دیتے ہیں اور واقعات کی رو سے خود پایونیر کے اپنے کالموں سے ان عیسائی مذہب کے لیڈروں اور عیسائی پالٹیشنوں کے حوالے پھر پایونیر رقمطراز ہے کہ "ایک خطرہ ملک میں پیدا ہوا ہے کہ مذہبی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیوں سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے"

اس فقرہ پر ہم کو زیادہ کرائی سنرم کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم پہلے بحث کر آئے ہیں کہ یہ خیال غلط اور محض غلط ہے کہ حقیقی مذہب سے کسی قسم کا خوف و خطر ہے۔

البتہ اس پر ہم اتنا ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ جس مذہب میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا گیا یا جو مذہب ان حقوق کی تشریح سے عاری اور جو بانی مذہب اپنے نمونہ کامل سے تہیدست محض ہے البتہ اس سے خطرہ ہو سکتا ہے لیکن جو مذہب کامل طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تفریق کر لیتا ہے۔ اور جو اپنے اندر زندہ نمونہ عمل درآمد کا رکھتا ہے وہ تو موید امن عامہ ہے اب پولٹیکل نگاہ سے اس سوال پر غور کرنا بیتک گورنمنٹ کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ امور دنیا سے اسقدر فرصت اور فراغت نہیں رکھتی کہ وہ اس سوال پر غور کر سکے۔

ہم پایونیر کے ساتھ اس بات میں کبھی متفق نہیں ہو سکتے کہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیوں سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے۔ بہت کچھ کا لفظ اس فقرہ میں قابل غور ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کسی حد تک گورنمنٹ میں مذہبی تعصب ہے لیکن ہم افسوس سے اسکو تسلیم نہیں کر سکتے۔ بلکہ یقین ہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی نسبت کبھی بدظن نہیں کہ اس میں مذہبی تعصب کا کوئی بھی شائبہ ہے ہم ہر وقت تسلیم کرنے کو طیار ہیں کہ گورنمنٹ کا مذہب بہ حیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اس میں بالکل تعصب نہیں ہے۔

گورنمنٹ نے محض اس خیال سے مذہبی آزادی نہیں دی کہ وہ ہندوؤں یا مسلمانوں سے ڈرتی ہے۔ نہیں بلکہ فیاضی کیساتھ وہ سمجھتی ہے کہ مذہب کے معاملہ میں انسان فطرتاً آزاد ہے زور یا دباؤ کے ساتھ وہ کسی مذہب کو قبول نہیں کر سکتا نہ مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور علاوہ بریں ہم اس امر کے کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کرتے کہ گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی میں تعصب نہ ہونا سنرلی از سبے چادری کا مصداق ہی ہے۔ عملی طور پر عیسائی مذہب گورنمنٹ کہ گورنمنٹ رکھ سکتا ہی نہیں کیا اگر گورنمنٹ انجیل پر عمل کرے تو اسے ملٹری ڈیپارٹمنٹ توڑنا نہ پڑے گا؟ خزانوں کی کنجیاں اوروں کے حوالہ کرنی پڑیں! اور کوئی انگلستان مانگے تو اسے ہندوستان بھی اس کے سپرد نہ کر دینا چاہیئے؟ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری نہ پھیر دینی چاہیئے؟ وغیرہ وغیرہ انجیلی تعلیم نظم ممالک کی روح اپنے اندر رکھتی ہی نہیں اور وہ سیاسی قوانین سے عاری ہے اسلئے گورنمنٹ اگر تعصب مذہبی کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہو؟ گورنمنٹ کا مذہبی تعصب نہ کرنا اور مذہبی پالیسی میں نیوٹرل رہنا ہی اسکے لئے سیاسی اصولوں کے ماتحت مبارک ہے ورنہ انجیل پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ ٭

اس لئے گورنمنٹ کے لئے ضروری یہی ہے کہ مذہبی تعصب سے باز رہے۔ ورنہ دنیا میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو جاوے۔ اور ساری حکمتوں کا خاتمہ ہو جاوے۔

ایک خطرناک اور خونی منظر سامنے پیدا ہو۔ ایک نابکار خونی آئے جنے ایک قتل عمد اور خون ناحق کیا ہے۔ وہ ایک گرجا میں جاوے جہاں ایک مشنری صاحب سیاہ جبہ اور لبادہ پہنے بیٹھے ہیں۔ وہ اس کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خداوند یسوع پر ایمان لایا اور اپنے گناہوں کی گٹھڑی اس پر لادتا ہوں وہاں وہ بپتسمہ لیکر کرسچنیٹی کا سرٹیفکٹ لاتا ہے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتا ہے مجسٹریٹ عیسائیت کی روح اپنے اندر رکھکر حکم دیتا ہے کہ جب خدا نے اس کو معاف کیا تو میں اس کو کیونکر سزا دے سکتا ہوں جاؤ بری۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک ڈاکوؤں کا گروہ آتا ہے جن کی سفاکیوں اور جفا کاریوں سے ایک عالم نالاں ہوتا ہے وہ ایک رومن کیتھولک چرچ میں جاتے ہیں اور وہاں سے بہشت کے لئے راہداری کا پٹہ لیکر نکلتے ہیں جو کہ سامنے لاتے اور پروانہ پیش کرکے کہتے ہیں کہ مقدس باپ (رومن کیتھولکوں کی اصطلاح) نے ہمارے گناہ بخشدیئے اور پروانہ راہداری عطا کیا ہے جج حیران ہو کہ اب اس سے بڑھکر شہادت صفائی کیا ہے ان کو چھوڑ دیتا ہے۔

غرض اسی طرح خونی۔ قطاع الطریق حرامکار اور قسم قسم کے جرائم کرنے والے کفارہ کا آسرا لیکر آتے اور رہائی پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف دنیا میں انکے ہاتھ ذبح کئے ہوئے لاشے اور ان کے ورثاء علس کئے ہوئے بچے اور عورتیں۔ چیخ رہی ہیں گر عیسائی مذہب اصولی طور پر عملی طریق سے چھوڑتا ہے تو بتاؤ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ ایک میدان محشر قائم ہو جاوے۔ یہ کہہ دینا آسان ہے کہ ہم عیسائی مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کے اصولوں کی باریکیوں اور ان کے اسرار کو نہیں سمجھتے مگر سچ یہی ہے کہ ان باتوں کا جواب کچھ نہیں ہے

غرض

ایسی صورت اور حالت میں گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی ضرور رہی ہونی چاہیئے جو ہے۔ اور وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔ اور جب کہ گورنمنٹ عملی طور پر اس طریق کو اختیار کر رہی ہے جو دنیا میں امن اور سلامتی کی روح پھونکنے والا ہے پھر اس پر نکتہ چینی فضول ہے۔

ہم کہیں گے اور ضرور کہیں گے کہ عیسائی مذہب کی اشاعت کا طریق ہی ایک خطرناک طریق ہے اور اس سے الگ ہو کر بہت کچھ مفاد اور منافع بنی نوع کو پہونچ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی ملکوں میں بہت ہی کم لوگ عیسائی ہیں۔ ورنہ اکثر ان میں سے دہریہ اور میٹریلسٹ ہیں۔

پس

گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی عیسائی مذہب کی اپنی کمزوری کی زبردست دلیل ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے لوگ اپنے مذہب پر قائم نہ رہیں اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہ سمجھیں۔ لیکن ہم یہ قبول کرنے کو ہر وقت طیار ہیں۔

کہ اگر کوئی مذہب یا ہادی مذہب دوسرے لوگوں پر ظلم کرنے یا ان کے حقوق تلف کرنے کی ہدایت کرتا ہے محض اس بنا پر کہ وہ اس کے ہم مذہب نہیں ہیں وہ مذہب ضرور خطرناک ہے۔

اور جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کسی مذہبی تحریک کو خطرناک کہنا خطرناک غلطی ہے۔ اسقدر انٹروڈکٹری نوٹ کے بعد خصوصیت کے ساتھ پایونیر بہادر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یوں رقمطراز ہیں۔

"آپ بتائیں کہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام میں جو دو بڑی تحریک یا رخنہ اندازیاں ہوئیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ کل ہندوستان میں چار نئے گروہ پیدا ہوئے ہیں ممالک متحدہ اور بنگال میں علیگڈھ والے اور برہم سماجی دو گروہ ترقی کر رہے ہیں۔

یہ دونوں فرقے آزاد منش بے تعصب قدرت کے قائل اور گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں جو لوگ ہندوستان کی بہبودی چاہتے ہیں ان کے پرسان حال نہیں ہوتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں ہیں مدت ہوئی کہ آریہ سماج اصلاح کے لئے بمبئی میں قائم کیا گیا تھا مگر اب وہ پنجاب میں ترقی کر رہا ہے اور اپنے کمال عروج پر ہے ہم اسوقت اس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے"

ان سطور میں جو پایونیر کے کالموں میں چھپی ہیں بعض فقرے اس قابل ہیں کہ ان پر خوبی غور کیا جاوے اور ان کی حقیقت پر نظر ڈالی جاوے۔

پایونیر پوچھتا ہے کہ "پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے"

ہم حیران ہیں کہ اس کا جواب ہم دیں یا خود پایونیر کا لائق ایڈیٹر۔ لیکن چونکہ پایونیر خاموش ہے اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس مہر سکوت کو ہم ہی توڑ ڈالیں۔

اس سوال کا جواب ہم انشاء اللہ کئی پیرایوں اور رنگوں میں دینے کی کوشش کریں گے۔ پایونیر کا منشاء اس سے یہ ہے کہ اس تحریک کا بہت ہی کم علم دوسرے صوبوں میں پنجاب کے سوا ہے۔ حالانکہ اس کا علم ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ مذہب اسلام کی دو بڑی تحریکوں یا رخنہ اندازیوں میں سے اسکو ایک قرار دیتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مذہب اسلام میں ایک رخنہ اندازی کہنا تو سلسلہ عالیہ کی خطرناک لائبل ہے۔ جو پایونیر کے کالموں میں ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس سوال کو فی الحال چھوڑ کر پہلے اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ پایونیر کی مراد اگر اس تحریک کا علم گورنمنٹ کو نہیں ہے تو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ موجودہ وائسرائے ہند سر الگن (؟) اور دیگر حکام سلسلہ عالیہ احمدیہ سے آگاہ نہ ہوں یہ امر واقعہ ہے۔ (باقی چھٹے نمبر میں)

لطیفہ

٭ ہم حیران ہیں کہ نیشنل کانگرس اور دوسری پولیٹکل انجمنیں اسقدر روپیہ ضائع کرتی ہیں اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا وہ کیوں مشنریوں سے انجیل کی تعلیم پر عمل کرانے کی درخواست نہیں کرتیں اور انجیل کے یہ مقامات پیش کر کے ان سے مطالبہ نہیں کرتیں۔ (ایڈیٹر)

بعض ملکی اور قومی معاملات پر رائیں

گورنمنٹ محتاط رہے

روزانہ پیسہ اخبار ۱۴ جنوری کی اشاعت میں اللوا کے ایک نوٹ کو بسطر جلی نقل کرتا ہے۔ انگریزوں کو چاہیے کہ ہر ایک امر میں اس بات کا خیال رکھیں کہ انکی رعایا

ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان

ہر وقت سلطان المعظم کی تابعدار ہیں

ان کو مقدونیہ کے معاملات میں ہرگز ترکی کے برخلاف کوئی کارروائی نہ کرنی چاہیے"

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار کے اس نوٹ کے شائع کرنے سے کیا مقصد ہے؟ کیا صراحتاً یہ گورنمنٹ انگلشیہ کو دھمکی نہیں ہے؟ جلی لکھا ہوا فقرہ کل ہندوستان کے مسلمانوں کی وفاداری اور فرمان پذیری کی بابت صریح **لائبل** ہے اور یا ہندوستان کے [illegible] پیسہ اخبار کی ذمہ واری پر یہی حالت ہو [illegible] ہندوستان میں رہ کر ایک **عادل** [illegible] جو گورنمنٹ کے ماتحت رہ کر آزادی [illegible] تجارت [illegible] حاصل کر [illegible] والی بات ہے۔ [illegible] پیسہ اخبار کی [illegible] کا پتہ لگ سکتا ہے جو وہ گورنمنٹ کی نسبت رکھتا ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ آئندہ مسلمانوں میں ایسے بے تکے خیالات کی اشاعت سے پرہیز کرے۔

اگرچہ افسوس ہے کہ ہمکو اس نوٹ کے لکھنے پر بہت کچھ سننا پڑے جسکی ہم پروا نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حق کی لازمی وراثت اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سلطنت ترکی کے متعلق ایک اشتہار شائع کیا تھا اور گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہا تھا تو ہر طرف سے بداندیش کاٹ کھانے کو دوڑے تھے اور ایسا ہی اب بھی ہو تو تعجب نہیں۔

تجارت بذریعہ اشتہارات

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اشتہارات تجارت کی جان ہیں مگر اس زمانہ میں جہاں تجارت کا بازار گرم ہے اشتہارات کی رنگ آمیزیوں نے پبلک کو حیران کر رکھا ہے۔

اور اس فریق سے ملک کو بہت بڑا نقصان پہونچ رہا ہے۔ اخبار جو پبلک کو اپنا موضوع رکھتے ہیں وہ ان اشتہاروں کی ترقی اشاعت کا باعث ہیں اور اس کا باعث صاف ظاہر ہے کہ مشتہرین سے معقول معاوضہ ملتے ہیں لیکن اگر اپنے ذاتی نفع کا نام پبلک کو دے تو بہتر ہے اخبارات آئندہ اپنی غرض کو ملحوظ رکھنا اپنا فرض ظاہر کریں اور اس دوستانہ پیرایہ میں ملک کے ساتھ دشمنی کرنے سے باز رہیں۔

ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ چاہا ہے کہ اخبارات اس سوال پر غور کریں مگر مطلب کی بات کو خلاف کون کرے۔ افسوس!!!

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو

عید اضحی کی تقریب پر معمول کے موافق ہماری قوم اپنے قومی درسگاہ یعنے تعلیم الاسلام کالج کو نہیں بھولی ہوگی۔ عید فنڈ کے واسطے ہر شہر کی انجمن کے سیکرٹری اور سرگرم ممبر اپنی جگہ پوری سعی سے کام کرینگے اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ مدرسہ کے مساکین فنڈ کی امداد کے واسطے بھیجنے میں سرگرمی سے کام لینگے

اس یاددہانی کے ساتھ اگر ہم یہ عرض کریں تو بیجا نہ ہوگا کہ یہ ڈونیشن فنڈ بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے تو کچھ شک نہیں بہت مفید اور موثر ہوتے ہیں لیکن کالج کے مستقل اخراجات اور مستقل ضرورتوں کے پورا کرنے کو کفیل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اس کی ایک صورت ہے کہ قوم ایسی تقریبوں پر اپنے سر فرد سے فی کس ایک روپیہ لیکر داخل کرے تو ایک مستقل سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوتا اس لئے بار بار قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے آسان راہ یہی ہے کہ ہر **احمدی** اپنے ذمہ جیسا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کا ارشاد ہے ماہوار چندہ دینا لازم کی طرح کر لیں۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد اور حکم کے بعد اور کونسے الفاظ اور تحریک کی صورت ہے۔ امید ہے احمدی قوم اس ضروری حکم کی تعمیل حسب معمول اپنی سعادت کا موجب قرار دیگی

مذہبی دنیا

آریہ سماج میں یہ دونوں مہاتما نامی ہیں لالہ ہنسراج جی نے اپنی زندگی کالج پارٹی کے لئے وقف کر رکھی ہے اور لالہ منشی رام جی نے دوسری پارٹی کے لئے۔ اور اب گروکل کے انتظام میں اپنے وطن جالندھر کو چھوڑ کانگڑی کیطرف پہنچے ہیں۔ ان دونوں لیڈران آریہ سماج کے عجیب راز ایک دوسرے کے ذریعہ کھل رہے ہیں منشی رام پارٹی کا اخبار امرتسر سے ہتکاری نام کا نکلتا ہے جو لالہ آتمارام جی نکالتے ہیں اس کی ایک تحریر کی نسبت ہنسراج پارٹی کا اخبار آریہ گزٹ مندرجہ ذیل نوٹ لکھتا ہے جس سے دونوں مہاشیوں کے حالات پر کسیقدر روشنی پڑتی ہے۔ آریہ گزٹ مورخہ ۱۱ فروری کے مطابق ہے کہ: بقول لالہ آتمارام (جیسے کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے) جس پر کار لالہ ہنسراج جی کا اپنے دوستوں یا سماجک بھائیوں سے اپنی بیٹی کی شادی کے موقعہ پر کسی قسم کی مدد قبول کرنا قابل اعتراض امر نہیں ہے ویسے ہی لالہ منشی رام کے قرضہ کو ادا کرنے میں چند اشخاص کا کمیٹی وغیرہ کھولکر انکی سہایتا کرتے ہوئے ان لوگوں وغیرہ کے الزامات سے بری ثابت کرنے کی کوشش کرنا بھی قابل اعتراض نہیں ہونا چاہیے آپکی اس نرالی منطق میں شاید ہمارے لئے جائے کلام نہ ہو سکتا۔ اگر آپ نے ہماری اس نوٹ کو جسکی بنا پر آپنے یہ منطق چھانٹی ہے غور سے پڑھ لیا ہوتا یا تجاہل عارفانہ سے کام نہ لیتے۔ ہم حیران ہیں کہ کس طرح آپنے ہماری اس نوٹ سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ ہم ان اشخاص کی کوششوں کا اعتراف کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جنہوں نے بحیثیت لالہ منشی رام کے ایک دوست ہونے کے آپکی شخصی سہایتا کی۔ [illegible] ان کو سبکدوش کرنے کیلئے انکی خاص طور پر مدد کی ہے گویا ایک ایسا فرشتہ ہے جسکا [illegible] کیسا ہی کچھ ہی ہمیں پسند نہیں [illegible] ہم آپکے ساتھ اس بارہ میں متفق الرائے ہیں۔ اور آپکو اپنی طرف سے کلی اطمینان دلاتے ہیں کہ: واقعی لالہ منشی رام کے دوستوں کا مختلف طریقوں سے مختلف مہاتما فنڈوں کا روپیہ ان کی واپسی کی کوشش کرنا ایک قابل التعریف عمل تھا۔ اور اسکے لئے وہ خاص طور پر پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں جسکا خون نچوڑ کر [illegible] تیاروں کے لئے یہ روپیہ اکٹھا کیا گیا تھا۔ اگر ہتکاری اخبار کی اس محبت کو لالہ ہنسراج جی ذرا ایک خاص تعبیر پر اپنے دوستوں کی مدد حاصل کرنے کا فائدہ اٹھایا ہے تھوڑی عرصہ کیلئے فرض کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا لالہ ہنسراج جی کا اپنے دوستوں کی کسی قسم کی مدد حاصل کرنا اور ایک شخص کا بے ایمانی سے پبلک کے روپیہ کو خورد برد کرکے اس کا ڈکار تک نہ لینا ایک معاملہ ہو سکتا ہے؟ اور اگر دیانتدار کسی فنڈ میں کے روپیہ کو یا دوسرے الفاظ میں پبلک کے روپیہ کو بیجا طور پر اپنے ذاتی استعمال میں لانیوالے شخص کو پبلک کی نوٹس میں لانا اس شخص کے لئے ایک ذاتی حملہ تصور کیا جا سکتا ہے تو پھر ان لوگوں کو جو دن دہاڑے ڈاکہ ڈال کر یا دیگر کسی قسم کی بے ایمانیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں گورنمنٹ انکو سزا دینے سے کیوں مداخلت نہیں کرتی اور ایسے لوگوں کی بازپرس کیا جانا کیوں انکے لئے ذاتی حملہ نہیں سمجھا جاتا؟ گویا بالفاظ آریہ گزٹ کی آریہ سماج کی ایک پارٹی میں ڈاکہ زنی اور بے ایمانی کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ آریہ بھائی باہم جو کچھ کہیں مناسب ہے ہماری مجال کیا ہے؟

آریہ سماج کا باہمی دنگل

الحمد للہ کہ اس آریہ سماج کا باہمی دنگل روز بروز ترقی پکڑ رہا ہے۔ الحمد للہ کا لفظ ہمنے آریہ سماج کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے اسلئے استعمال کیا ہے کہ اسمیں اب منشی عبداللہ کے سے مہاتما اپدیشک بنائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی برکت آریہ سماج پر نازل ہے۔ آریہ سماج کی گھاس پارٹی میں ایک [illegible] صاحب ہیں جو مہاتما جینی جی کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ بھی ایک اخبار سنسدھارک نامی اپنی جائے مقام ملتان میں نکالتے ہیں۔ انہوں نے اس اخبار میں کالج پارٹی کے خلاف اور مہاتما منشی رام جی کی تائید میں ایک مضمون لکھا تھا جو ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن دوسری پارٹی کی اخبار آریہ گزٹ کی تند جواب اسکا دیا ہے۔ اسی سے اصل مضمون کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ آریہ گزٹ مہاتما جینی جی ایڈیٹر ملتان کی تحریر کے جواب میں لکھتا ہے کہ: انتہا تحریر میں آپنے جو الفاظ لالہ ہنسراج جی کیلئے بحیثیت ایڈیٹر آریہ گزٹ طنزاً ارشاد فرمائے ہیں انکا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور نہ ہم آپکی طرح تیزی میں آکر آپکو یہ کہنے کیلئے تیار ہیں کہ آپ اپنے موکلوں کی بھی ایسی ہی وکالت کرتے ہونگے جیسی کہ گرکل کی آپنے اپنے اخباروں کے کالموں میں کی ہے۔ باقی رہی آپکی دھمکی جو آپ ہمیں سب سے پہلی الفاظ میں دیتے ہوئے متنبہ فرماتے ہیں کہ "ہم کالج پارٹی کو مطلع کرتے ہیں کہ اس چھیڑ چھاڑ سے باز آکر اپنے کام کو کرتے جاویں ورنہ لاچار ہو کر ہم کو بھی اسی سماج کی اندرونی حالت کا فوٹو پبلک کے سامنے پیش کرنے کیلئے مجبور ہونگے"۔ مہاشے صاحب منشی آتمارام جینی اور دیگر آپکی پارٹی کے لوگوں نے پہلے کونسی کوشش اس امر میں اٹھا رکھی تھی جسکو پورا کرنے کی آپ ہمیں دھمکی دیتے ہوئے ڈرایا چاہتے ہیں؟ جناب! اس سے بہتر ہوتا کہ آپ ہمیں یہ دھمکی دیتے ہوئے اپنی جالندھر اور لاہور کے ان واقعات پر نظر ڈال لیتے جبکہ آپ بعہدہ ہیڈ ماسٹر معمور تھے تو پھر جو کچھ فرمایا آپکو منظور خاطر تھا بڑی خوشی سے اسکے لئے لب کشائی یا خامہ فرسائی کی ہمکو دھمکی دیتے نیز جناب من روز ہے انکو جنہیں شکل مومناں کرتوت کافراں کی مثل صادق آتی ہے جو باوجود کئی طرح کے عیبوں کے معیوب ہونیکے اپنی کمزوریوں کا اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اور جو گوتم اور کنادھینی اور ویاس سے اپنے تئیں کم درجہ کا نہیں سمجھتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ مہاتما جینی جی نے اپنی [illegible] میں کیا کچھ لکھا تھا جسکا اشارہ آریہ گزٹ دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آریہ سماج میں شکل مومناں کرتوت کافراں والے کون سے صاحب ہیں۔ آریہ سماجیوں کے حالات آریہ لوگ ہی جانیں۔ ہماری وہاں تک رسائی کہاں؟

(سناتن دھرم گزٹ)

استفسار اور انکے جواب

سوال اول۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ ہرگز نہیں یہہ توحید کے برخلاف ہے

سوال ۲۔ جبکہ غائب اور حاضر دونوں کو خطاب کر لیتے ہیں پہر اسی مین کیا حرج ہے

جواب۔ دیکہو بٹالہ مین لوگ زندہ موجود ہین اگر ان کو یہان سے آواز دو تو کیا وہ کوئی جواب دیتا ہے۔ پہر بغداد مین سید عبدالقادر جیلانی کی قبر پر جا کر آواز دو تو کوئی جواب نہین آ ئے گا۔ خدا تعالیٰ تو جواب دیتا ہے جیسا فرمایا۔ ادعونی استجب لکم مگر قبرون والون مین سے کون جواب دیتا ہے پہر کیون ایسا فعل کرے جو توحید کے خلاف ہو۔

سوال ۳۔ جب کہ یہ لوگ زندہ ہین پہر ان کو مردہ تو نہیں کہہ سکتے۔

جواب زندگی ایک الگ امر ہے اسسے یہہ لازم نہین آتا کہ ہماری آوازیں بہی سن لین۔ یہ ہم مانتے ہین کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک زندہ ہین۔ مگر ہم نہین مان سکتے کہ ان کو سماع کی قوت بہی ہے۔ حاضر ناظر ہونا ایک الگ صفت ہو جو خدا ہی کو حاصل ہے۔ دیکہو ہم بہی زندہ ہین مگر لاہور یا امرتسر کی آوازین نہین سن سکتے۔

خدا تعالیٰ کے شہیدا اور اولیاء اللہ بے شک خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہین مگر ان کو حاضر ناظر نہین کہہ سکتے۔

دعاؤن کے سننے والا اور قدرت رکہنے والا خدا ہی ہے اس کو یقین کرنا ہی اسلام ہے جو اسکو چہوڑتا ہے وہ اسلام کو چہوڑتا ہے۔ پہر کسقدر قابل شرم یہ امر ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی تو کہتے ہین۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر یا عمر نہین کہتے۔ البتہ یا علی کہنے والے اُن کے بہائی موجود ہین۔ یہ شرک ہو کہ ایک تخصیص بلا وجہ کیجائے۔ جب خدا کے سوا کسی چیز کی محبت بڑہ جاتی ہے تو پہر انسان صم وبکم ہو جاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔

اسلام توحید کے لیے آیا ہے۔ جب توحید کے خلاف چلے تو پہر مسلمان کیسا۔ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگون کو یہ خدا کا حصہ دار بناتے ہیں خود ان کو بہی یہ مقام توحید ہی کے ماننے سے ملا تہا۔ اگر وہ بہی ایسے یا کہنے والے ہوتے تو اُن کو یہ مقام ہرگز نہ ملتا۔ بلکہ انہون نے خدا تعالےٰ کی اطاعت اختیار کی تب یہ رتبہ اُن کو ملا۔ یہ لوگ شیعون اور عیسائیون کی طرح ایک قسم کا شرک کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۳ فروری۔ ایڈمرل الکسیف مع تمام اسٹاف کے پورٹ آرتہر سے روانہ ہوکر جنکشن سٹیشن (ہاربین) مین پہونچ گیا ہو (اگر یہ صحیح ہے تو کل کی یہ خبر غلط نکلی کہ اسے ایڈمرل ماکاروف کے آنے تک پورٹ آرتہر ہی رہنے کا حکم ملا ہے۔ وطن)

روس اور جاپان نے امریکہ کی تجویز کے جواب مین لکہا ہے کہ ہم مانچوریا کی حدود سے باہر چین کی حیاد اور بے تعلقی کو نگاہ رکہنے اور اسمیں خلل انداز نہ ہونیکو تیار ہیں۔ صوبہ مانچوریا چونکہ میدان جنگ ہے۔ وہ مستثنےٰ رہیگا۔ پورٹ آرتہر سے جو لوگ نکال گئے ہیں۔ اور چیفو بندر پر پہنچے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ وہان اب صرف بیس آدمی غیر روسی رہ گئے ہین۔ تاجر اپنا مال و متاع اونے پونے دامون بیچ رہے ہیں۔ تاکہ جلد یہان سے نکلین۔ اسوقت جسقدر اجنبی آدمی وہان موجود ہین وہ یا تو حراست مین ہین یا اونکی سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ پورٹ آرتہر اب از سرتا پا جنگی قلعہ بن رہا ہے اوسکی تمام مورچون پر بحری توپچی اور گولہ انداز مامور ہین۔

بندر ولاڈی ووسٹاک سے تمام غیر فوجیون کو نکل جانے کا حکم ملا ہے۔ کیونکہ خوراک کا سامان کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ جو کچہہ ملتا ہے روسی حکام فوج کے لیے فوراً خرید لیتے ہین۔

جاپانی بندر ناگاساکی سے خبر آئی ہے کہ جاپانی بیڑہ نے بندر آرتہر مین روسیون کے چار تارپیڈو شکن جہاز پکڑ لیے۔ روسی اگن بوٹ منجور مقیم شنگہائی کی نسبت تازہ خبر ہے کہ جاپانی قونصل مقیم شنگہائی نے پہلے یہ مان لیا تہا کہ اگر روسی جہاز کا کپتان اسکو مستول وغیرہ آتارے اور اسے ناقابل سفر کردے تو اُسے بیشک شنگہائی مین رہنے دیا جاوے چینی حکومت نے کپتان کو کہا اور اُس نے تعمیل کردی تعمیل ہو چکی تو اب جاپانی قونصل کہتا ہو کہ نہیں چین کی بے تعلقی تب ہی قایم رہسکتی ہے کہ اس روسی جہاز کو باہر نکال دیا جائے۔ خواہ وہ کس حالت مین ہو۔

جاپان و فرانس۔ جاپان نے فرانس کو ایک پر تمکنت مراسلہ بہیجکر اُس مین افسوس ظاہر کیا ہے کہ فرانس نے قانون ملل کے صحیح معنے نہیں سمجہے۔ ورنہ وہ روسی بیڑہ کو جبوتل میں ڈیرہ نہ ڈالنے دیتا۔ اور روس کو اجازت نہ دیتا کہ وہ جبوتل کو ایک طرح سے روسی بحری مرکز اور قاعدۃ الحبش بنالے۔

ٹائمز کا نامہ نگار روس سے لکہتا ہے کہ روس کہین وزمستون مین جا کر مشرق اقصی مین اسقدر فوج جمع کرسکیگا۔ جو جاپان پر غالب آنیکے لیے کافی ہو سکے۔

جاپانی قونصل مقیم بمبئی کو تار آیا ہے کہ ولاڈی ووسٹاک کے روسی بیڑہ نے جہاز ناکانوں مار گرا

ہاروکو جزیرہ جاپان کے شمالی حصہ مین اہلٹ تاکرو کے قریب غرق کیا تہا۔ اُس کے تمام ملاح اور مسافر سوائے دو کے روسی جہازون نے غرق ہونیسے بچا لئے تہے۔ اور اُن کو ولاڈی ووسٹاک لیگئے تہے جہان سے وہ ایک جرمن سٹیمر پر ۱۹ فروری کو نگاساکی پہنچ گئے۔

جدید خرید کردہ جنگی جہازات کسوگا اور نشین کے انگریز کپتانون کو شاہ جاپان نے خاص باریابی کی عزت بخشی۔ اور دیگر بیش قیمت تحائف کے علاوہ ان کو طبقہ خورشید طالع کے نشان عطا فرمائے۔ یہ دونون جہاز اٹلی کے بندرگاہ جینوا سے انگریز افسرون اور ملاحون نے جاپان پہنچائے چند جاپانی بحری افسر بہی جو لنڈن کے جاپانی سفارت خانہ سے اٹلی بہیج گئے تہے۔ ان پر موجود تہے۔ مگر جہازون کا کل اہتمام انگریزون کے ہی ہاتہہ رہا تہا۔ وطن)

روس نے کل طاقتون کو مراسلہ بہیجکر اسمین جاپان پر الزام لگا ہے۔ کہ اُس نے چیلفو اور پورٹ آرتہر کے معرکون میں قانون ملل کی بالکل خلاف ورزی کی ہے قانون ملل یا قانون بین الاقوام سے جسے انگریزی مین انٹرنیشنل لا کہتے ہیں۔ وہ ضوابط و قواعد مراد ہیں جن کو دنیا کے تمام مہذب ممالک کے اعلےٰ مقنن امن اور جنگ دونون صورتون مین سلطنتون اور قومون کے باہمی سلوک اور برتاؤ کے متعلق بکثرت رائے وضع کر چکے ہیں اگر کوئی سلطنت ان کی خلاف ورزی کرے تو اسے معمولی مجرم کی طرح تو کوئی سزا نہین دیسکتا۔ مگر دوسری سلطنتین چاہیں تو اس کا اظہار ملامت کرسکتی ہین۔ اور جو طاقتین خلاف ورزی کرنے والے فریق سے پہلے ہی کچہہ کینہ رکہتی ہون۔ وہ ایسی خلاف ورزی کو جنگ کا بہانہ بہی بنا سکتی ہیں۔ وطن)

اس خبر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو جو فرنچ بندر جبوتل مین مقیم تہا۔ اور ایڈمرل وائرن نوس کے زیر کمان ہے یورپ واپس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ جاپانی فوج۔ ٹائمز کا نامہ نگار وی ہائی وی سے تار دیتا ہے کہ تین جاپانی ڈویژن چلغو مین اتر چکے ہین۔ یہ فوج ایسے سلیقہ اور حسن انتظام کے ساتہہ جہازون سے خشکی پر اتری کہ انگریز افسر بہی عش عش کرتے تہے۔ دریائے یالو اور پنگ یانگ کا درمیانی علاقہ جنگی لحاظ سے نہایت اہمیت رکہتا ہے اور دونون فریق اس امر سے خوب آگاہ ہین۔ خیال ہو کہ یہ ڈویژن چلغو سے شمال رویہ بڑہ رہی ہین (جہازون پر فوج کو مع لوازمات وحیوانات سوار کرنا اور پہر اتارنا آسان کام نہین اس میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ اور عموماً بہت سے جانور اور سامان ضائع ہو جاتے ہین۔ وطن)

نوٹ۔ سویڈن ہسپانیہ اور پرتگال کی فوجی تیاریون کی کل والی خبر سے یہ نتیجہ نکالنا غیر موزون نہ ہوگا کہ یورپ کو عالمگیر جنگ کا خوف ہو رہا ہے۔ سویڈن روس کا ہمسایہ ہو۔ اور اسکی تشویش بیشک کسیقدر حق بجانب ہو سکتی ہے۔ مگر ہسپانیہ بیچارے کا کیا دخل۔ اور جزائر

کناری کا مشرق اقصیٰ سے کیا واسطہ۔ اسی طرح پرتگال کا حقیر جہاز واسکوڈی گاما پہر کیا کرسکتا ہو وہ بیشک پرتگال کا کلان ترین جہاز ہے مگر درحقیقت ایک معمولی اگن بوٹ زیادہ وقعت نہیں رکہتا۔ پندرہ ہزار ٹن کے جہازون کی جہان ٹکر ہو۔ وہان اس کی کیا بساط اور کیا اثر ہو سکتا ہے۔ وطن)

بمبئی۔ ۲۴ فروری بمبئی مین تار پہنچا ہے کہ ایک روسی کروزر اور تین تارپیڈو کشتیان جنوب روجبوتل کی طرف جاتے ہوئے جزیرہ پیرم (مقبوضہ انگلستان ہے متصل جبوتل بنائے باب المندب کو افریقی ساحل کے قریب واقع ہے۔ وطن) کے پاس سے گذرے جبوتل مین اس وقت حسب ذیل روسی جہاز ہیں ۹۔ ایک مصافی جہاز تین کروزر۔ ایک تارپیڈو اگن بوٹ۔ گیارہ تارپیڈو شکن ایک بار برداری کا جہاز جسپر ۲۷ سو بحری سپاہ ہے۔ اور ایک کوئلہ کے ذخیرہ کا جہاز ہے۔

(خواہ مخواہ) جنوبی امریکہ کی ریاست وینی زویلا کی ساتہہ انگلستان فرانس جرمنی وغیرہ کا جو تنازعہ قرضون کے متعلق پچہلے دنون ہوا تہا۔ وہ ثالثی کے لئے ہالینڈ (واقعہ ہالنڈ) کی مجلس ثالثان عالم کے سپرد ہوا تہا اس مجلس مین تمام مہذب سلطنتون کے نائب شامل ہیں۔ روسی وزیر خارجیہ کونٹ مورا ویف اسکا صدر انجمن ہے۔ (صدارت میعادی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ وطن) اُس نے بحیثیت پریزیڈنٹ اس تنازعہ کا جو فیصلہ دیا ہے۔ اُس مین خواہ مخواہ جاپان کے دعاوی دربارہ مانچوریا وغیرہ کا بہی بصراحت تمام ذکر کیا ہے جاپانی نائب نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وینزویلا سے اس معاملہ کا کیا تعلق۔ ان الفاظ کو نکال دینا چاہیے۔ نائب نے اپنی حکومت سے بہی استصواب کیا ہے۔

انگریزی حکومت نے جنرل نکلسن اور کرنیل ہلڈین کے علاوہ جو روسی فوج کے ہمراہ بطور اٹاشی رہینگے بارہ اور افسر ہر قسم کی فوج کے منتخب کرکے جاپانی فوج کے مختلف دستون کے ہمراہ رہنے کیلئے بہیجے ہیں۔ یہ سب افسر جنرل نکلسن کے ماتحت رہین گے۔ اور ان کی حسب ہدایات کاربند ہون گے (ایسے اٹاشیون کے بہیجنے کی غرض و غایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وطن)

روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو حکم ملا ہے کہ وہ بار برداری کے جہازات کو بہی جنپر فوج سوار تہی۔ اور وہ بہی ابہی راستہ میں ہی بحیرہ قلزم کے قریب تہے۔ یورپ مین روس کو واپس ساتہہ لیتا آوے۔ انگریزی جہاز مقیم چلیفو پر سوا تین سو روسی ملاح پناہ گزین ہوئے تہے۔ وہ جزیرہ سیلون بہیجے گئے ہین۔ اور مقام دیات لاور مین کہو جالمین گے۔ (جہان بوئر قیدیون کا کیمپ تہا)

جاپانی افسرون کو پہانسی۔ شمالی مانچوریا کے دریا سنگری کے ریلوے پل کو اُڑانے کے اقدام میں جو تین جاپانی قلیون کے بہیس مین گرفتار ہوئے تہے کورٹ مارشل میں ان کی نسبت ثابت ہوا کہ ان مین ایک جاپانی دستہ انجنیران کا کرنیل تہا۔ ایک بحری فوج کے تارپیڈو بیڑہ مین لفٹنٹ اور دوسرا فوج سفر مینا مین لفٹنٹ کا درجہ رکہتا تہا۔ ان کو اسی وقت مع ایک چینی کے پہانسی پر لٹکا دیا گیا۔ دیگر ممالک کے قونصل کوشش کر رہے ہیں کہ جنوبی مانچوریا کے مقام نوچنگ کو میدان جنگ سے

باہر کیا جائے۔ وہاں کوئی فریق مورچہ بندانہ ہو۔ روس نے اُس مراسلہ میں جو دیگر طاقتوں کو بھیجا ہے اور اس میں جاپان پر قانون ملکی کی خلاف ورزی کا الزام لگایا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جاپان نے کوریا پر قابض ہو کر اس حیثیت سے وہاں جس قدر احکام جاری کئے ہیں۔ وہ سب قانوناً ناجائز ہیں۔

مکرر حملہ ۔ روسی سرکاری خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۴ فروری کی رات کو پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ اُسے پسپا کر دیا گیا۔ اور چار جاپانی مصافی جہاز اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے۔

جاپانی شکست کی تصدیق

چینی بندر چیفو کا فرنچ قونصل جاپانی حملہ کی تصدیق کر کے یہ بیان کرتا ہے کہ چار جاپانی جہاز ساحل پر بیکار پڑے ہیں۔ لیکن ابھی دنیا کو اس پر اعتبار نہیں آیا۔ خاصکر بدیں وجہ کہ کوئی تفصیلی حالات نہیں بتلائے گئے۔

خبر ہے کہ کونٹ لمسڈورف روسی وزیر خارجہ مستعفی ہو گئے۔ اور اس کی جگہ ایم۔ ڈی ویٹ (سابق وزیر مال) مقرر ہوگا۔

تحقیق ہوا ہے جس قدر جاپانی چینی بندر چیفو میں آئے ہیں ان سب کا بیان ہے کہ روسیوں نے ان پر ناگفتہ بہ ظلم کئے۔ اور کہ جاپان سے سو گنا بدلہ لینے کی دھمکی کو جو زار نے دی تھی۔ وہ ایسے مظالم سے پورا کر رہے ہیں۔ جاپان دارالخلافہ ٹوکیو میں خیال ہے کہ چونکہ امیر البحر الیکسف نے مسیف ابنخاربن کو اپنا صدر مقام بنایا ہے۔ اسلئے بری معرکہ آرائی میں غالباً کچھ دنوں کا اور توقف ہوگا۔ پیکن کی خبر ہے کہ چینی حکومت کو یورپ سے اطلاع آئی ہے کہ روس چینی ترکستان میں ہزار فوج سواران بھیجنے کی تیاری کر رہا ہے۔ روسی بندر ولاڈی ووسٹاک اور جنوبی جاپان کے بندر ناگاساکی کے درمیان جو بحری تار ہے۔ اُسے روسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ جس سے جاپان آئندہ اس تار پر کوئی پیغام نہیں بھیج سکیگا۔ اور یورپ نامہ و پیام کیلئے اُسے چینی بندر شنگھائی اور ہندوستان یا جزائر فلپائن کے بندر مقام مثلاً اور صوبجات متحدہ کے مغربی ساحل کے بندر سان فرانسسکو کے راستہ تا بھیجنے پڑینگے۔ جاپانی سوداگران مقیم نیویارک (امریکہ) پندرہ لاکھ روپیہ اپنے مجروح سپاہیوں کے فنڈ کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں روسی ایڈمرل شاک مجبور نظر بند ہے۔ اگر وہ جہاز لیکر پورٹ آرتھر کے بندر سے باہر نکلتا ہے تو یقینی موت سامنے ہے۔ جاپانی بیڑہ فوراً ان کا کچومر نکال دے۔ اگر خشکی کے قلعوں کی توپوں کی پناہ لئے ہوئے بندر میں ٹھیرا رہتا ہے۔ تو بھی اس بیڑہ کا عدم وجود اس کے ملک کیلئے برابر ہوتا ہے۔ دو انگریزی کروزر موسومہ فارماڈا ایبل ورسل کو کوریا جانے کا حکم ہوا ہے۔ فارماڈا ایبل کا وزن پندرہ ہزار ٹن ہے رفتار ۱۸ میل زرہ بارہ انچہ و بیز رسل کا وزن ۱۴ ہزار ٹن رفتار ۱۹ میل زرہ گیارہ انچہ دبیز ہے۔ دونو پر دیگر توپوں کے علاوہ چار چار بارہ انچہ قطر کی نال کی توپیں ہیں۔ (وطن)

ہندوستان کی فوج سے ابھی کوئی افسر فریقین کی افواج کے ہمراہ بطور تماشائی رہنے کیلئے نہیں بھیجا جائیگا۔

امیر کابل لڑائی کے حالات روزمرہ سنتے ہیں اور اس کی رفتار کو بتوجہ زیر نظر رکھتے ہیں۔ انگریزی روزانہ اخبار یومیہ انکو پشاور سے کابل بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ تازہ خبروں کا برابر علم ہوتا رہے۔ (پشاور کا عملہ امیر صاحب اگر ہفتہ وار کے علاوہ روزانہ وطن کو بھی باقاعدہ امیر صاحب کی خدمت میں بھیجتا رہے۔ تو یقیناً انگریزی اخبارات سے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں یومیہ تار خبروں کا صرف ترجمہ ہی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کی مناسب تشریح و توضیح بھی کر دی جاتی ہے اور یہ فخر اسی ضمیمہ کو حاصل ہے کہ جاپان سے لیکر انگلستان تک کل ایشیا و یورپ کا نقشہ بھی اب تک صرف اسی نے شائع کیا ہے۔ وطن)

جاپانی جہازات کے نام۔ رفتار اور وزن وغیرہ

ہستوس۔ اساہی۔ شکشما۔ ہر ایک ۱۵۰۰۰ ہزار ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ مکاسا ۱۵۲۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ یاشما۔ فوجی ہر ایک ۱۲۳۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ ٹوکیو اساما ہر ایک ۹۷۵۰ ٹن رفتار ½ ۲۱ میل۔ یکومو ۹۸۵۰ ٹن ۲۰ میل + آزومہ ۹۴۳۶ ٹن ۲۱ میل + اوزردمو۔ ایواٹے ہر ایک ۹۸۰۰ ٹن ½ ۲۴ میل + کسوگا ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل + نشین ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل۔ نکاسکو ۴۳۰۰ ٹن ۲۴ میل + کساگی چیتوزی ہر ایک ۴۸۴۴ ٹن ½ ۲۲ میل + اکتسوکیشما۔ ہشیدیت۔ متسوشما ہر ۴۲۷۷ ٹن ½ ۱۶ میل + یوشینو ۴۱۸۰ ٹن ۲۳ میل نیوا ینکاچیلیو ہر ایک ۲۷۲۳ ٹن ۱۷ میل + التسوشما ۳۱۵۰ ٹن ۱۹ میل + تاکانہ شا ہر ایک ۳۷۰۰ ٹن ۱۸ میل + سوما اکاشی ہر ایک ۲۷۰۰ ٹن رفتار ۲۰ میل

مکرر جاپانی حملہ۔ متضاد بیانات۔ لندن ۲۵ فروری۔ سرکاری خبر ہے کہ ایڈمرل الیکسف نے حسب ذیل تار دیا۔ جاپانیوں نے ۲۴ فروری کو پونے ۳ بجے پورٹ آرتھر پر تارپیڈو کشتیوں سے پھر حملہ کیا۔ اور بندر کے دہانہ میں ۴ سٹیمر جن پر آتش پذیر مصالحہ اور مواد بار تھا۔ غرق کر دینے سے دہانہ کو بند کر دینے کی کوشش کی۔ ہمارے جہاز ریٹوزان اور قلعوں کے توپخانہ نے دو سٹیمروں کو دہانہ کے قریب غرق کر دیا۔ اور پو پھٹنے تک غنیم کی تارپیڈو کشتیوں پر گولہ باری کی۔ دن کی روشنی ہونے پر معلوم ہوا کہ غنیم کے چاروں سٹیمر تباہ ہو گئے ہیں۔ اور کہ اس کی آٹھ تارپیڈو کشتیاں واپس جا رہی ہیں۔ سٹیمروں کے اکثر ملاح کشتیوں پر سوار ہو گئے۔ کچھ ڈوبے بھی۔ بندر کا دہانہ بالکل صاف ہے۔ غنیم کے جنگی جہازات دو ڈویژنوں میں منقسم ہو کر پیچھے ہٹنے۔ تین روسی کروزروں نے تعاقب کیا۔ اور پھر واپس آ گئے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ (یہ تار بتا رہا ہے کہ جاپانیوں کے چار جنگی جہاز نہیں بلکہ معمولی سٹیمر اور خالی جہاز روسی لوگوں سے تباہ ہوئے۔ جن کو خود جاپانی بھی غرق کر دینے کی غرض سے ہی لیگئے تھے۔ فرق یہ رہا کہ وہ انکو دہانہ میں غرق کرنا چاہتے تھے تاکہ راستہ بند ہو جائے۔ اور اگر کوئی جہاز ادہر سے گذرے تو بارود سے اڑ جائے۔ مگر روسی لوگوں نے انکو جبکہ وہ ابھی پڑے ہی تھے غرق کر دیا۔ وطن)

لندن ۲۴ فروری۔ سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر ہے کہ آج رات کے حملہ پورٹ آرتھر میں جاپانیوں کے ۲ مصافی اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے (یہ اور نیز مندرجہ ذیل خبر مندرجہ بالا خبر سے پہلے کی ہیں۔ جن کو ۲۵ فروری کی خبر نے منسوخ کر دیا ہے۔ وطن)

سنگاپور ۔ ۲۵ فروری۔ چینی بندر شنگھائی کی خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ منگل کی رات کو پورٹ آرتھر کے حملہ میں پسپا ہوا۔ روسیوں کا بیان ہے کہ چار جاپانی جنگی جہاز ضائع ہوئے۔

کوریا و جاپان۔ جاپان نے کوریا پر اپنا عمل دخل کر کے مارکوئیس ٹاکو کاواکو وہاں کا وائسرائے مقرر کیا ہے۔ کوریا کا شاہی دربار پایہ تخت سیول میں سخت متوحش ہو رہا ہے۔ جاپانیوں نے شاہی محل پر پہرہ بٹھا دیا ہے کہ شاہ کوریا بھاگ نہ جائے۔

پورٹ آرتھر پر پانچواں بحری حملہ

لندن ۲۵ فروری۔ وقت شب۔ روسیوں کا بیان ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۵ فروری کی صبح کو رات کے ایک اور ساڑھے تین بجے کے درمیان پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر سب موقعوں پر پسپا کر دیا گیا۔

روسی قیدی۔ جاپان نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ معرکہ چلیفو کے جو روسی ملاح انگریزی جہاز پر پناہ گزین ہوئے اور اس وقت جزیرہ سیلون کو چلے آ رہے ہیں۔ انگریزی حکومت ان سے جنگ میں پھر شریک نہ ہونے کا عہد لیکر انہیں اپنے وطن روس کو بھیج سکتی ہے۔ انگریزی حکومت اسکے متعلق روس سے نامہ و پیام کر رہی ہے۔

مشرقی سائبیریا کی جھیل بیکال کے منجمد سطح پر ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے اور اب اس پر سے ٹرینیں گذر رہی ہیں۔

الہ آباد ۲۶ فروری۔ پاؤنیر کو بتاریخ ۲۵ فروری خاص طور پر لندن سے خبر آئی ہے۔ ایڈمرل الیکسف نے ایک اعلان شائع کر کے اس میں چین کی اعلان بے تعلقی و حیادت کے بیہودہ ہے۔ اسکے عنقریب اعلان جنگ کر دینے کی خبریں قیاسی ہی نہیں۔ (وطن)

اس مندرجہ بالا تار سے جس میں ۲۴ فروری کے حملہ جاپانیان کے حالات ایڈمرل الیکسف نے بتائے ہیں۔ واضح ہو رہا ہے کہ روسی اپنے مصافی جہاز ریٹوزان کو جو سب سے پہلے حملہ مورخہ ۸ جنوری میں تارپیڈو سے زخمی ہوا۔ پھر تیرا لینے اور ایک حد تک قابل کار بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ فروری۔ جنرل این ہملٹن مشرق کو جاتے ہوئے بروز بدھ ۲۴ فروری کو کولمبو پہنچے۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے اپنی تقرری کی خبر عدن میں ملی میں جنگ سے پہلا کا انگلستان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مجھے چونکہ کچھ عرصہ کیلئے فرصت تھی۔ اور جاپانی افواج کے بغرض جنگ جمع ہونے کی امیدیں لگی ہی تھیں میں نے یہی فیصلہ کیا کہ رخصت کے دن مشرق کی سیر میں بسر کروں تقرری کی خبر کے علاوہ اور کوئی حکم مجھے ابتک نہیں ملا اور اگر شنگھائی پہنچنے تک بھی کوئی ہدایت اپنی حکومت کی طرف سے مجھے نہ ملی۔ تو وہاں اتر جاؤنگا۔ جنرل ہملٹن انگلستان کے ایک ممتاز فوجی افسر ہیں۔ جنوبی افریقہ کی جنگ میں بہت ناموری حاصل کی۔ محکومہ چترال میں بھی شامل تھے۔ اس وقت تک افواج برطانیہ کے کوارٹر ماسٹر جنرل ہے آجکل چونکہ کمانڈوں کی تقسیم اور جدید ترتیب ہو رہی اور یہ آسامی توڑ دی گئی ہے آپ نے بغرض آرام رخصت لیلی ہے تقرری سے آپکی مراد بلاشبہ مشرق اقصیٰ میں جاپان یا روسی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی مقرر ہونے سے ہے۔ کیونکہ یہ کام بھی کچھ کم ذمہ واری کا نہیں چنانچہ جنرل نکلسن جن کی تقرری بطور اتاشی کی خبر پچھلے ہفتہ شائع ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک ممتاز افسر انگریزی فوج کے ہیں۔ وطن)

روسی سپاہی کی نظامی تعریف اور در پردہ توہین

جنرل موصوف نے دوران گفتگو روسی سپاہیوں کی بہت ہی تعریف کی۔ آپنے فرمایا۔ کاسک (بیقاعدہ سوار) اول درجہ کے سوار ہیں۔ اور جنوبی افریقہ کے بوئروں کی طرح گھوڑے چڑھے پیدلوں کا کام نہایت عمدگی سے دیں گے۔ روسی سپاہی کو نہایت احتیاط سے مشق و قواعد اور فوجی تربیت سکھائی جاتی ہے۔ ان امور میں دنیا کی کوئی فوج اُن سے بہتر نہیں۔ پیدل سپاہی اپنے افسروں کے از حد اور یہاں تک مطیع ہیں کہ اگر وہ اُن کو حکم دیدیں کہ دشمن کی آتشباری اور بارشوں کے سامنے کھڑے رہو۔ تو وہ دل و جان سے اسکی تعمیل کرینگے۔ خواہ سب ہی ہلاک کیوں نہ ہو جائیں (اس سے آگے در پردہ توہین یا اعتراض شروع ہوتا ہے۔ وطن) جنرل موصوف نے اس کے ساتھ ہی بیان کیا کہ فن و سامان جنگ کی جدید ترقیات خاصکر نئی رائفل اور بے دود بارود نے طرز جدال و قتال کو بہت کچھ بدل دیا ہے۔ اور آج کل کے زمانہ میں ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر لڑائی کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے (اس جملہ میں ایک طرح روسی سپاہ پر طنز کی گئی ہے جو ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر حملہ آور ہونے کی عادی ہے یا کم از کم محاربہ روم میں اُس نے ایسا ہی کیا تھا۔ مگر یہ اعتراض صرف روسیوں پر ہی وارد نہیں ہوتا۔ جنوبی افریقہ کے محاربہ تک تمام دنیا کی افواج کی یہی کیفیت تھی اس طریق کے نقص بوئروں نے دنیا پر ظاہر کئے اور اس وقت سے ہی ماہران جنگ کو کھلی صفوں میں بکھر کر لڑنے اور حملہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس سے طریق کو ضرور روسی فوج میں بھی رائج کر دیا ہوگا۔ کاسک روس کے تاتاری النسل مختلف قبیلے ہیں۔ جن میں سے اکثر عیسائی اور کچھ مسلمان ہیں۔ ان کو فوجی خدمت کے معاوضہ میں زمینیں ملی ہوئی ہیں۔ گھوڑے خود کاسک بہم پہنچاتے ہیں۔ سرکار صرف وردی اسلحہ اور راشن دیتی ہے۔ ہر کاسک مرد پر یہ خدمت لازمی ہے۔ مگر امن کے وقت کل تعداد کا کچھ حصہ برسرکار ہوتا ہے۔ سلطان المعظم نے اسی روسی فوج کے نمونہ پر کرد اور عرب قبائل سے حمیدیہ رسالے مرتب کر کے اپنی فوج سواران میں ساٹھ ستر ہزار جانباز و بانخواہ سواروں کا اضافہ فرمایا ہے۔ ماؤنٹڈ انفنٹری یعنی گھوڑ چڑھے پیدل اور کیولری یعنی باضابطہ سوار میں یہ فرق ہے کہ آخر الذکر کا گھوڑا ہر دم رفیق و دمساز ہوتا ہے اسے تمام مشق و قواعد شروع ہی سے گھوڑے پر سکھائی جاتی ہے۔ اور وہ

تردید۔ ۹ مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں جو بابو چندولال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے معطل ہو جانے کی صحیح خبر کو بے بنیاد کہا ہے خود بے بنیاد ہے یہ خبر بالکل سچ ہے احکام بھی غالباً نافذ ہو چکے ہیں ۱۵ مارچ کے بعد یہ بات عملی طور پر معلوم ہو جاویگی کہ وہ معطل ہو گئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سپاہی شاذ و نادر ہی گھوڑے پر ہی سوار رہ کر معرکہ آرا ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اول الذکر در حقیقت پیدل فوج کے سپاہی ہوتے ہیں۔ اور پیدل فوج کی سی ہی مشق و قواعد جانتے ہیں۔ ان کو گھوڑوں پر اسلئے سوار کیا جاتا ہے کہ وہ جلد مقام مقصود تک پہنچ جائیں۔ جہاں پہونچکر وہ عموماً گھوڑوں سے نیچے اتر کر دشمن پر آتش باری کرتے اور اس سے لڑتے ہیں گھوڑے چڑھے ہونے کی وجہ کر وہ بصورت ناکامی پسپا بھی نسبتاً بہت جلد اور آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ وطن) آخر میں جنرل ہملٹن نے بیان کیا کہ یہ رائے قائم کرنا سہل و مضمون کا کام نہیں کہ کون فریق غالب آئے گا۔ اس کے لئے بہت سے امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

چینی گپیں - پیکن میں مشہور ہے کہ چینی حکومت دو اعلیٰ افسروں کو مانچوریا بھیجنے والی ہے۔ باکسر وہی لوگ ہیں جنہوں نے سنہ ۱۹۰۰ء میں اجنبیوں کا قتل عام شروع کر کے دول کو پیکن پر حملہ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ ایک نیم مخفی جماعت کے افراد ہیں جو اجنبیوں کو چین سے بیدخل کرنے کی مشترک غرض رکھتے ہیں اور چینی سلطنت کے ہی ایما سے ان کی بنا قائم اور کارروائی شروع ہوئی تھی۔ وطن)

جاپانی کوریا میں بہت سے موقعوں پر فوج جمع کر رہے ہیں جہاں سے پیشقدمی کر کے وہ اُن روسی بنادر پر جو دریا یالو کے کنارہ میں حملہ کریں گے جاپانی حکومت نے اپنی فوج کے پہلے آرمی کور کی کمان پر جنرل بیرن کوروکی کو مقرر کیا ہے۔

لندن - ۲۶ - جنوری۔ روسی مانچوریا ریلوے لائن کی حفاظت بڑی احتیاط سے کر رہے ہیں۔ میل میل کے فاصلہ پر ایک بلند مینار بنا ہوا ہے اور ہر ایک میں ۵۰ کاسک مامور ہیں۔

روسی پسپائی۔ کوریا میں اس وقت کلیۃً ایک بڑا روسی سپاہ ہے جوں جوں جاپانی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے۔ توں توں روسی دریا یالو کو پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ جاپانیوں کا بیان ہے کہ مانچوریا لائن کے پل سنگری پر تین جاپانی افسروں کو پھانسی ملنے کی خبر غلط ہے کیونکہ روسیوں نے ان کے جو نام مشتہر کئے ہیں وہ جاپانی افسران صیغہ سٹاف میں کسی افسر کے نہیں۔

خبر ہے کہ ایک جاپانی بیڑہ جنگی جہازوں کا روسی بندر لاڈی واسٹاک کو بھیجا گیا ہے۔ جاپانیوں نے [illegible] پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔

سنگاپور ۲۶ - فروری - **امریکن قونصل پر** [illegible] - جنرل مانچوریا کے بندر نوچوانگ کے امریکن قونصل کو [illegible] روسی سوار نے [illegible] قونصلوں اور [illegible] امریکن حکومت نے معافی [illegible] ۔ وطن)

لندن ۲۷ - فروری [illegible] تارپیڈو کشتی [illegible]

اور ایک روسی افسر نے جہاز پر جا کر تحقیقات کی کہ آیا یہ واقعی انگریزی جہاز ہے +

جاپانی سفیر مقیم لندن کو ٹوکیو سے سرکاری طور پر خبر آئی ہے کہ ۲۴ - فروری کی رات کو جس غرض سے جاپانی بیڑہ نے پورٹ آرتھر پر حملہ کیا وہ پوری ہو گئی۔ اُس نے بندر کے دہانہ میں (معمولی جہاز غرق کر کے) اُسے بند کر دیا ہے۔ یہ خبر ایڈمرل ٹوگو کی طرف سے نہیں آئی۔ مگر اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ (اگر یہ سچ ہے تو جب تک روسی غرق شدہ جہازوں کو بارود سے اڑا کر دہانہ صاف نہ کریں گے۔ ان کا بیڑہ بندر میں مقید رہیگا غرق شدہ جہاز کو اڑا کر راستہ صاف کرنا سہل کام نہ ہوگا کم از کم پانچ چھ دن لے گا جس عرصہ میں جاپانی بیفکر ہو کر بار برداری کے جہازوں پر لگاتار فوج خلیج لاؤٹنگ کو بھیج سکیں گے۔ وطن)

مشرق اقصیٰ کے انگریزی بیڑہ کے سپہ سالار نے جو روسی پناہ گزین یا اسیران جنگ جزیرہ سیلون کو بھیجے ہیں۔ وہ ۸ مارچ کو وہاں پہنچیں گے ان کی تعداد حسب ذیل ہے۔ چھ اعلیٰ افسر دو ادنیٰ افسر ۲۶۷ معمولی ملاح و گولہ انداز۔ جس جہاز پر وہ بھیجے گئے ہیں۔ اُس پر تین انگریز افسر اور ۵۰ بحری سپاہی بطور حفاظت سوار ہیں۔ ایک روسی سٹیمر ۴ - فروری کو ولاڈی ووسٹاک سے بحیرہ اسود کے بندر اڈیسہ کو روانہ ہوا تھا۔ اُسے اب تک وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا مگر اس کا کچھ پتہ نہیں

بلقان - ۲۶ - فروری۔ ترکی اور بلگیریا میں قیام امن کے متعلق جو نامہ و پیام ہو رہا ہے اس کا انداز طمانیت بخش ہے۔ فریقین نے ایک دوسرے کی بہت سی باتیں مان لی ہیں۔ اور اب اس تجویز پر غور ہو رہا ہے کہ ترکی اور بلگیریا دونوں ایک ہی وقت سرحد پر جمع شدہ افواج کو واپس کرنا شروع کر دیں۔

موجودہ انگریزی وزرا کی حالت نازک ہوتی جاتی ہے۔ ۲۲ - فروری کو پارلیمنٹ میں ایک معاملہ میں دو میں لگیئیں۔ اگرچہ گورنمنٹ ہی کے حق میں فیصلہ ہوا لیکن صرف ۱۴ رایوں کی کثرت سے +

نیویارک (امریکہ) [illegible] بڑے شہر کا آباد ترین حصہ [illegible] جل رہا ہے۔ کئی بڑے بڑے مکان آگ کو پھیلنے سے روکنے کے لیے بارود سے اڑائے جا رہے ہیں۔ بعد کی خبر کل میں ایکڑ رقبہ پر مکان جلے۔

لندن ۲۷ - فروری۔ [illegible] بحری حملہ [illegible] روسی حکومت نے سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیوں نے ۲۵ - فروری کو [illegible] بمقام پورٹ آرتھر [illegible] کروزروں پر حملہ کیا۔ فریقین کے بیڑوں اور خشکی کے قلعوں کی باہم آدھ گھنٹہ تک گولہ باری [illegible]

جاپانیوں کا خیال [illegible] پورٹ آرتھر کا کچھ دہانہ رک گیا ہے (جاپانی جن جہازوں کو وہاں غرق کرنے کیلئے لے گئے تھے۔ بقول روسیاں وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی روسی گولوں سے غرق ہو گئے۔

وہ پرانے اور ناکارہ تھے۔ وطن)

کوریا نے اپنے بندر ویجو میں ممالک غیر کو تجارت کی اجازت دیدی ہے (یہ خبر چھ سات دن ہوئے پہلے بھی آچکی ہے۔ رائٹر شاید اسوقت پینگ میں تھا اور اسے یاد نہ رہا کہ پہلے بھی یہ خبر بھیج چکا ہوں۔ وطن) کوریا جاپان کے ساتھ مل گئی ہے۔ کوری سپاہ جاپانی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ میں روسیوں کا مقابلہ کرے گی۔

جاپانیوں کے جوش حب الوطنی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جاپانی حکومت کو مصارف جنگ کیلئے چاروں طرف سے لگاتار روپیہ چلا آ رہا ہے۔ جاپانی مرد و زن نشہ حب وطن میں سرشار ہیں۔ وہ صرف زبانی جوش و خروش نہیں دکھاتے۔ بلکہ عملی حب الوطنی عورتیں بلا تمیز امیر و غریب اپنے زیورات چندہ میں دے رہی ہیں اور امرا جن کے ہاں جاگیرداری کے زمانہ کے دفینے اور خزینے چلے آتے ہیں۔ قوم کی ضرورت کے لئے ان کو نکال کر بلا تامل سرکار کے حوالہ کر رہے ہیں۔

جاپانیوں نے ۲۴ - فروری کے حملہ میں چند جہاز غرق کر کے پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بند کرنے کی جو کوشش کی۔ وہ بعینہ اس کوشش کی نقل ہے جو سنہ ۹۶-۱۸۹۵ء محاربہ امریکہ و ہسپانیہ میں امریکن امیر البحر نے جزیرہ کیوبا کے مشہور مقام سنڈیاگو کے بندر میں ہسپانی بیڑہ کو محبوس کرنے کیلئے کی تھی۔

متضاد روایات - پورٹ آرتھر کے متعلق فریقین کے بیانات مجمل اور متناقض ہیں تاہم یہ صاف ہے کہ بندر کا دہانہ بند نہیں ہوا کیونکہ روسی کروزر اور تارپیڈو کشتیاں ۲۴ - فروری کے بعد بھی برابر بندر سے باہر آتی اور اندر جاتی دیکھی جا رہی ہیں۔ کل بمقام پورٹ آرتھر فریقین میں دو خفیف بحری معرکے ہوئے۔ آپس میں گتھے نہیں۔ دور سے زور شور سے گولہ باری ہوئی جسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ البتہ فریقین میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ اس نے دشمن کی ایک دو تارپیڈو کشتیاں غرق کر دیں۔ جاپان کا اس چھیڑ چھاڑ سے غالباً یہ مدعا ہے کہ روسی بیڑہ کو اسطرح مشغول رکھکر اپنے ٹرانسپورٹ جہازوں کو بعافیت مقامات مطلوبہ تک پہنچا دے۔

کوریا نے بروئے معاہدہ اپنے ملک کی حفاظت کا تمام انتظام جاپان کے سپرد کر دیا ہے اور کسی اور سلطنت سے معاہدہ نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ ایک روسی جنگی جہاز نے ایک دخانی جہاز بنام [illegible] کی بحیرہ قلزم میں تلاشی لی (روسیوں کی یہ کارروائی فضول اور بے وجہ نہیں کیونکہ جاپانی سٹیمر ابھی بحیرہ روم اور انگلستان کے بنادر پر موجود ہیں۔ انہوں نے چند روز ہوئے انگریزی حکومت سے التجا کی کہ انکو انگریزی جھنڈا نصب کرنے کی اجازت دیجائے جواب ملا کہ جب تک کوئی جہاز انگریزی رعایا کی ملکیت نہ ہو ایسی اجازت نہیں ملسکتی۔ وطن)

تازہ خبریں

جنگ روس و جاپان۔ (لندن ۴ مارچ)

روسی تارپیڈو کشتیوں کی واپسی :- روسی تارپیڈو کشتیاں جو پورٹ سعید سے جبوتی کو روانہ ہوئی تھیں موسم کے خراب ہونے کے سبب پورٹ سعید کو واپس آگئی ہیں۔ جاپانی بندر آرتھر سے چلے گئے :- بندر آرتھر کے ایک سرکاری پیغام تار مورخہ ۲ - ماہ حال سے واضح ہوتا ہے کہ ۲ - فروری سے جاپانی پورٹ آرتھر میں نہیں دیکھے گئے۔ روسی کروزروں اور تباہ کن جہازوں نے ساٹھ میل کے دایرہ میں ان کی تلاش کی ہے مگر ان کا کہیں نشان تک نہیں ملا۔

برٹش افواج کی حرکت :- بیان ہے کہ ۲۰۰۰ نفر رسالہ مارٹ کو جا رہے ہیں جو خیال کیا جاتا ہے بوقت ضرورت چین کو جائیں گے۔ پنگ یانگ پر جاپانیوں کا قبضہ :- جنرل [illegible] نے رپورٹ کی ہے کہ ۲ ماہ حال کو [illegible] جاپانیوں نے ۲۰۰ سواروں کو پنگ یانگ پر قبضہ کر لیا جو [illegible] شہر ہے۔ اور سمندر سے انہیں ہر روز کمک پہنچتی رہتی ہے جو [illegible] سے چنامپو کو آتی ہے۔ اسی تار میں یہ بھی لکھا ہے کہ ۲۵۰۰ جاپانی توپ خانہ کے بغیر چنجن (شمال مشرقی کوریا) میں اتارے گئے ہیں۔ اور خشکی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

انتنگ میں روسی تیاریاں :- رائٹر کا نامہ نگار سیول تار دیتا ہے کہ روسی جاپانیوں کو دریا یالو کو [illegible] روکنے کیلئے انتنگ میں ایک قلعہ اور وسیع ورکس تعمیر کر رہے ہیں۔ جاپانیوں کی حرکت بندر آرتھر کی طرف :- جاپانی [illegible] میں نہیں۔ بلکہ [illegible] (خلیج [illegible]) میں اتر رہے ہیں اور جنوبی [illegible] اور بندر آرتھر میں [illegible] بڑھ رہے ہیں۔ [illegible]

(لندن ۴ مارچ) جاپانی لیوٹنگ [illegible] اتار رہے ہیں تاکہ دو ہفتہ کے عرصہ میں خشکی پر بندر آرتھر کا محاصرہ کر لیں۔ نیویارک ہیرلڈ کا نامہ نگار پیرس ایک سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ہمارے جہاز ڈوبنے کے بعد دشمن بندر آرتھر سے چلا جائیگا۔

داخلہ بندر آرتھر کو بند کرنے کا اثر :- داخلہ بندر آرتھر کو بند کرنے سے سخت مصیبتیں اور تکلیفیں پیدا ہو گئی ہیں۔ [illegible] ولیڈیو اسٹاک میں غلہ وغیرہ کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں۔ اہل چیفو کی حالت بھی نہایت نازک ہو رہی ہے [illegible] فاقے اٹھانے والے پناہ گزین [illegible] کثرت سے جمع ہو رہے ہیں۔

ایک افواہ کی تردید :- (کلکتہ ۳ مارچ) کلکتہ کے اخبارات میں ذیل کا بیان شائع ہوا ہے۔ ہمیں ملٹری طور سے اطلاع ملی ہے کہ سنگاپور کی یہ تار خبر بالکل غلط ہے کہ روس نے چین کے [illegible] واقعہ ولیڈیو اسٹاک نے روپیہ کی ادائیگی ملتوی کر دی ہے۔

ایک طویل سفر :- (الہ آباد ۳ مارچ) بحری محقق اندازہ لگاتے ہیں کہ بالٹک کا بیڑہ جہازات چار ماہ کے پہلے بندر آرتھر میں نہیں پہنچ سکتا۔

جاپانی جہازوں کی مرمت :- (بمبئی ۳ مارچ) اخبار سٹریٹ ٹائمز کا ایک معتبر نامہ نگار تار دیتا ہے کہ جنگی فوجی اور [illegible] کروزر جنہوں نے بندر آرتھر کے ۹ فروری والے حملہ میں حصہ لیا تھا مرمت کیلئے سسیبو بھیجے گئے ہیں۔

مراسلت

ذیل میں ہم اپنے مکرم معظم بھائی مولوی **نذر علی صاحب پشاوری** کی ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو اُمید ہے **سید علی حائری** صاحب لاہوری کی توجہ اپنی طرف کرا سکے گی + **شیعہ** مذہب کی تردید سے مذاق رکھنے والے ان لطائف کو دلچسپی سے پڑھیں گے ۔ (ایڈیٹر)

رجعت شیعہ پر چند لطائف

اور

لاہوری مولوی سے استفسار

ریفارمر شیعہ لکھتا ہے۔

(۱) محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء دیگر اور حضرات آئمہ اور محض مومن اور محض کافر یوم الرجعت میں جسکو قیامت صغریٰ بھی کہتے ہیں زندہ ہوں گے اور اُس روز امام مہدی صاحب ظاہر ہوں گے (غایۃ المقصود جلد اوّل صفحہ ۱)

(۲) امام مہدی کے ظہور پر سب آئمہ زمانہ واحد پر نہ رجوع کرینگے بلکہ مقدم و مؤخر مطابق ترتیب امامت ظاہر ہوں گے ۔ **بانحصر رجعون بترتیب ایام امامتہم** یعنی پہلے علی مرتضیٰ پھر حسن پھر حسین علی ہذا آخر تک (غایۃ المقصود ص ۱۸۱ و ص ۱۸۹)

(۳) امام مہدی صاحب اپنے مرنے پر امام حسین علیہ السلام کو چارج دینگے اور اپنی مُہر بھی اور امام حسین انکو غسل اور کفن دینگے ۔ غایت ص ۱۹۹ و ۱۹۰ گویا علی مرتضیٰ اور امام حسن درمیان سے حذف اور رعایت ترتیب بھی ساقط ۔ کجا زمانہ واحد کجا قید ترتیب کجا یہ بے ترتیبی ۔ فتدبر۔

اب **سوال** یہ ہے کہ ہر سہ اقوال مختلفہ میں صحیح قول کونسا ہے اور مولوی صاحب نے حدیث کی سند سے ہر ایک قول کو امام معصوم سے منسوب کیا ہے ۔ پھر کیا اذا تعارضا تساقطا کے قاعدہ مسلمہ سے ہر سہ قول قابل رد نہیں ۔

مولانا صاحب اسی کمال اور بضاعۃ علمی کے گھمنڈ پر حضرت امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہیں ۔ جس مذہب کی احادیث اور رواۃ ثقات اور آئمہ علماء کے اقوال میں تعارض کا یہ عالم ہو جو مولوی صاحب کی دس سطر کی عبارۃ میں ظاہر ہے پھر ایسے علماء سے مخاطبہ تضیع اوقات ہے ۔ مولوی صاحب ! آپنے تو شیعوں کا تقایا تار و پود بھی ادھیڑ دیا ہے اور اپنے مذہب کے اپنے پردہ دری کرکے اُس پر خط نسخ کھینچ دیا ۔

شعر

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یہ شتے نمونہ خروارے ۔ عرض ہوا ۔ اب چند سوال باقی ہیں

چند سوال

سوال اوّل ۔ شیعوں کے امام مہدی صاحب امام زمان ہیں ۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء اور آئمہ اور مومنین رجعت میں زندہ ہوں گے تو امام زمان کی پیروی کرینگے یا رسول خدا کی یا علی مرتضیٰ کی مقتدا کون ہوگا

صورت اول

اگر کہو سب بزرگوار امام زمان مہدی صاحب ہی کی پیروی کرینگے اور احکام قضا یا اور حدود و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ مہدی کے متعلق ہوگا جیسا کہ ص ۱ غایۃ المقصود پر درج ہے + اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ یازدہ گانہ ماتحتی میں کام کرینگے تو یہ بدیہی البطلان ہے ۔ **اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم + وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ** (س النساء)

رسول کی موجودگی میں امام کے اتباع اور منیب کیے ہوتے نائب کی تابعداری خلاف شرع اور عقل ہے پھر رسول بھی وہ رسول جو امام الرسل ہو ۔ مطابق شیعہ کی تفاسیر کے اولوالامر کا درجہ تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے جو قابل اطاعت رسول ہے ایسا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین امام موجود تھے علی مرتضیٰ امام حسن امام حسین مگر امام الکل کے ہوتے کوئی مدعی امامت و خلافت نہ ہو سکا اور یہی تعریف ہمارے خصم کو بھی مسلم ہے (دیکھو ص ۵ و ۸ غایت جلد اول

صورت دوم

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام الکل موجود ہوں گے اور سب آئمہ مع امام مہدی صاحب انہیں کے تابع ہوں گے تو امام مہدی صاحب کو امام زمان تسلیم کرنا اور اُسکے ظہور کا اس قدر انتظار کرکے خوشی منانا فضول اور عبث ہے بلکہ شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام زمان تسلیم کریں اور انہیں کی آمد ثانی کے منتظر رہیں ایسے پیشوا اور مقتدا کے ہوتے کوئی امام کیا بلکہ کوئی نبی بھی قابل اقتدا نہیں ہو سکتا **فافہم** ۔

(۲) دوسرا نقص اور اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور رجعت میں تسلیم کیا جائے تو مولوی لاہوری کی وہ تعریف جو غایۃ المقصود ص ۸ پر زیر لفظ امام اُسنے کی ہے غلط ہوگی وہو ہذا ۔

(امامت عبارت است از خلافت شخصی از اشخاص از جناب خداوند متعال بہ نیابت رسول مختار از برائے بجا آوردن و قائم ساختن قواعد شریعت حفاظت حلقۂ ملت بنحویکہ اتباع و پیروی آں شخص و انقیاد وی بر تمام اُمت واجب باشد و امام در لغت بمعنی مقصود و مقتدا است و در شریعت عبارۃ است از ریاست عامہ تامہ من اللہ در عامۂ امور دین و دنیا الخ (ص ۸ غایۃ)

پس بموجودگی رسول اور امام الکل کسی اور امام کی اتباع واجب نہیں ۔ اور نہ وہ امام یا خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ الرسول کہلا سکتا ہے اور نہ وہ مقتدا ہو سکتا ہے

(۳) مطابق تعریف مولوی صاحب امام زمان کی پیروی اُمت پر واجب ہے تو جناب امیر اور باقی آئمہ یازدہ گانہ جو مفہوم اُمت میں شامل ہیں رجعت میں مہدی کے تابع ہونگے گویا امام مہدی صاحب اپنے جد اولیٰ اور اپنے دیگر آباء طاہرین کی بھی اولوالامر اور متبوع اور امام اور مقتداء ہوئے اور اسی کے ضمن میں مولوی صاحب کا وہ کلیہ فاضل اور مفضول کا ہے اُسکے اپنے قول سے باطل ہوا جسکے ذریعہ امام فخر الدین وغیرہ علماء پر اسنے خشک منطق کے رنگ میں جرح کی ہے ۔ **فتدبر**۔

(۴) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود رجعت میں موجود ہوں گے تو حدیث **من لم یعرف امام زمانہ** الخ کے کیا معنے ہونگے اور امام زمان کس درد کی دوا ہوگا اور امامت جو اصول دین شیعہ سے ہے بیہودہ اور عبث ثابت ہوگی ۔ کیونکہ وہ زمانہ پھر زمانہ نبوت ہوگا۔

(۵) والامامۃ خلافۃ اللہ عزوجل وخلافۃ الرسول ومقام امیر المومنین والامامۃ زمام الدین و نظام المسلمین وصلاح الدنیا وعز المومنین والامامۃ رأس الاسلام الخ (ص ۱ غایۃ)

الفصہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم خود موجود ہوے تو یہ تعریف بھی باطل ہوئی کیونکہ خلافت و نیابت رسول کی غیر حاضری میں یا اُس کے بعد ہوتی ہے نہ اُسکی موجودگی میں بلکہ اُس کی موجودگی میں خلیفۃ اللہ اور امام زمان اور مقتدا وہ خود ہی ہوتا ہے نہ اُسکا غیر ۔

پس امام زمان صاحب آپ کے نہ خلیفۃ اللہ ہوے اور نہ خلیفۃ الرسول نہ مقتدا اور نہ امام بلکہ وہم اور گمان

سوال دوم ۔ اگر قریب زمانہ ظہور امام میں ایک شیعہ مر گیا ہو اور اُسکا ورثہ بین الورثاء تقسیم ہو چکا ہو پھر وہی شخص یوم الرجعت میں زندہ کیا جاوے تو وارث منقسم کے نسبت شرع محمدی میں کیا حکم ہے کیا متوفی جو زندہ کیا گیا ورثا سے اپنا مال واپس لیگا اور اس قسم رد میراث کا حکم قرآن میں کسجگہ درج ہے ۔

سوال سوم ۔ اگر متوفی کی زوجہ سے کسی دوسرے شیعہ نے نکاح کر لیا ہو تو متوفی کی واپسی پر عورت کس کی ہوگی پہلے اصلی شوہر کی یا دوسرے کی مرافعہ شرعی پر قرآنی فیصلہ کیا ہے ۔

غرضکہ ایک بیہودہ مسئلہ کے ماننے پر جدید نفسانی موضوعات سے ہو منزار نقص میراث میں اولاد نکاح وغیرہ میں پیش آتے ہیں جن کا فیصلہ اس قرآن کریم اور فرقان حمید میں مذکور نہیں ۔ البتہ مصحف فاطمہ اور علی کے قرآن میں جو امام مہدی صاحب غار سر من رای میں ساتھ لے گئے ہیں لکھا ہو تو عجب نہیں ۔ ہاں یاد آگیا ایک اور صحیفہ بھی ہے وہی صحیفہ طولہا سبعون ذراعا فیہا جمیع ما یحتاج الیہ ولد آدم ۔ وتکون عندہ صحیفۃ فیہا اسماء واعداد ۔ اور وہ صحیفہ ستر گز لمبا اور ران شتر کی برابر موٹا ہے اور سترہ ہزار آیۃ والا قرآن اور جفر جامع ہے امام صاحب کے پاس ہیں (اصول کافی ص ۱۴۳) فقط

خاکسار نذر علی از پشاور۔

ہم اور ہمارے ناظرین

جو بزرگ الحکم کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کام کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے اور انکی ہمتوں میں برکت دے + آمین ۔ قومی کاموں میں جب تک قومی قوت کام نہ کرے کچھ نہیں ہوتا ۔ الحکم کی خدمات کے اعتراف یا اسکی ترتیب مضامین کی برجستگی وغیرہ کے متعلق جو بزرگ تحریر فرماتے ہیں ۔ میں اُن کے حسن ظن کا شکر گذار ہوں ۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ مجھے صرف ذاتی تعریف کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی اعتراف خدمات کا بہترین ذریعہ ہے

الحکم کی اشاعت میں سعی کرنا:

اگر آپ الحکم کو پسند کرتے ہیں تو کیا آپ نے ارشاد نبوی نہیں پڑھا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے" پھر کیا وجہ ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اسکی طرف توجہ نہیں دلاتے ؟

۱۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔اے۔ ڈیرہ غازیخان سے الحکم کی توسیع اشاعت کے لیے خریداروں کے نام بھیج رہے ہیں ۔

۲۔ منشی عبد الحکیم صاحب پُرینا سے الحکم کے لیے غیر معمولی کوشش سے کام کر رہے ہیں وہ ایک دس بارہ خریدار دیچکے ہیں اور ابھی انکی ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا

۳۔ جناب ابو سعید عرب صاحب نے رنگون میں بہت سے خریدار پیدا کیے ہیں ۔ عرب صاحب کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہے وہ قادیان کو باہر اب غالباً نہیں رہ سکتے ۔ انکے خطوط شوق سے بھرے ہوے آ رہے ہیں کہ وہ قادیان جس قدر جلد ممکن ہو آنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے انکو اپنے اس مبارک ارادہ کا پورا کرے ۔ آمین

الحکم کی اشاعت ایران میں بھی ہونے لگی ہے

چنانچہ الحکم خدا کے فضل سے مشہد میں جا پہونچا ہے۔ ایران میں الحکم کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ہمکو مزید فکر ہو رہی ہے +

الحکم میں جنگ روس و جاپان کی خبروں کا سلسلہ قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس سے الحکم کی اشاعت پر مفید اثر پڑ رہا ہے۔

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسی نہ کسی قدر ناساز چلی جاتی ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ضعف و مرض کا سارٹیفکٹ اپنی پیشگوئی میں دیچکے ہیں کہ وہ آنے والا موعود دو زرد رنگ کی چادروں میں آئیگا جس کے یہی معنی ہیں تاہم اعلیٰ حضرت کا معمول ہے کہ آپ باجماعت نماز میں حتی الوسع شریک ہونے سے نہیں رُکتے۔

خاندان رسالت کے تمام ممبر خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں اور ان کے قلم قرآن کریم کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے اظہار کے لیے آجکل خوب چل رہے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے شیعہ مذہب پر ایک چٹھی لکھی تھی جو الحکم میں طبع ہونیکو تھی مگر وہ چٹھی اچھا خاصہ کئی جزو کا رسالہ ہو گئی اسلیے الگ طبع ہونے کے لیے پریس میں جا چکی ہے اور مولوی صاحب ابھی لکھ رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ ستیارتھ پرکاش کے اُس حصہ پر قلم اُٹھانے والے ہیں جو آریہ سماج کے بانی دیانند نے اسلام کے خلاف لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح قدس سے تائید فرمائے

۳۔ عید اضحیٰ دار الامان میں ہفتہ کو ہوئی۔ مولانا نور الدین صاحب نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ بیرونجات سے بہت سے احباب شامل ہو گئے تھے

۴۔ اس ہفتہ دار الامان میں خوب بارش ہوئی۔ و ریلا

۵۔ ہولی بھی ہو چکی قادیان کی گلیوں میں بھی خاک دھول رنگ گلال اڑا اور وہ سوانگ بھی نکلتی رہی جنمیں بعض نوجوان لڑکے زنانہ صورت میں پبلک کے سامنے جلوہ گر ہو کر کسقدر شرم کی بات ہے کہ مردانہ عظمت کو چھوڑ کر عورتوں کا لباس اختیار کرتے ہیں اس زمانہ میں یہ معلوم نہیں کیا فائدہ۔

ہمارے مقدمات

۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو لالہ چندو لال صاحب کی عدالت میں پھر پیشی ہو کر پہلو مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور پیروکار منجانب حضرت اقدس علیہ السلام کے تار کے متعلق جو صاحب ممدوح نے لاہور سے بھیجا تھا ذکر ہوا۔ کہ صاحب ممدوح بوجہ بیمار ہونیکے حاضر نہیں ہو سکے اسلیے مقدمہ کا التوا ہوا۔ مگر عدالت نے باوجودیکہ خواجہ صاحب بھی پیروکار تھے مقدمہ کو شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لیے ارشاد فرمایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرۃ اقدس کی تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے پچھلی پیشی پر پڑھنے کیلیے لیا تھا اور آج کا فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جاوے یا نہ۔ عدالت نے اسکے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔ فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو اسلیے شامل مثل کیا گیا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی ۴ گھنٹے تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جسمیں انھوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنے بیانات اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کر کے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف چل نہیں سکتا۔ ۹ مارچ کو وہ اپنی اس تقریر کو ختم کر چکے اور آج شاید فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے۔ اسکے بعد مقدمہ بر خلاف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہو گی اور اسکے بعد مجسٹریٹ نے ہر دو مقدمات کا یکجائی فیصلہ سنانیکا وعدہ کیا ہے ۹ کی شام تک معلوم نہیں کہ وہ کس تاریخ پر سنائیں بعد میں اطلاع دیجائیگی

حضرت **حجۃ اللہ علیہ السلام کا تازہ الہام**
(میدان میں فتح تجھے دے گا)

الہام شب درمیانی ۲۸-۲۹ فروری ۱۹۰۴ء

طاعون زدہ گاؤں سے نکلنا

حضرۃ حکیم الامۃ سے بطور استفسار عرض کیا گیا کہ جس گاؤں میں طاعون پڑی ہوئی ہو اس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا میدانوں میں بطور علاج نکل جانا چاہیے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا کھلے میدانوں میں نکلنا ہرگز خلاف شرع نہیں ہے بلکہ ضروری ہے اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض استفسار اور اُن کے جواب

میاں کریم بخش صاحب نے جو ریاست نابھہ سے آئے ہوئے تھے اپنے گاؤں کے بعض لوگوں کے شبہات کو بطور سوال عرض کیا کہ مُردہ کو جو قُل کیے جاتے ہیں یا مردہ کو دفن کر کے بیٹھکر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس حکیم الامت نے فرمایا کہ انکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ یہ فضول باتیں ہیں۔ پھر پوچھا کہ مخالف کا جنازہ پڑھیں یا نہ اس سے بھی آپ نے منع فرمایا۔ پھر پوچھا کہ بعض عورتیں مہر نہیں بخشتیں۔ فرمایا کہ مہر ادا کرنا چاہیے۔ عورتیں مہر کے بخشنے واسطے مجبور نہیں ہو سکتیں یہ انکی شرافت ہے جو بخشدیتی ہیں۔ پھر عرض کیا کہ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ زیور دو خواہ سود پر قرض لو۔ آپ نے منع فرمایا کہ سود لینا اور دینا دونو حرام ہیں۔

محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق

(وہی نوٹ سسٹم)

گذشتہ اشاعت میں ہم نوٹ سسٹم کے متعلق کسی قدر بحث کر آئے ہیں اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ تو ناممکن ہے کہ نوٹ سسٹم کا طریق بالکل اڑا دیا جاوے کیونکہ اتنے بڑے عظیم الشان محکمہ کا انتظام کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اور نہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ ہر امر کے متعلق خود چھان بین کرتے پھریں۔ ایک پوسٹ مین کی شکایت ہو تو صاحب بہادر دورہ کریں آخر یہ انتظام تو اسی طرح چل سکتا ہے کہ ایک عملہ ماتحت اس کام کو کرتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو صاحب بہادر کے وقت کو جو بہت ہی قیمتی اور گرانقدر ہوتا ہے بچایا جاوے چھوٹے چھوٹے کاموں سے نکالکر اعلیٰ اور ضروری امور کے انصرام میں اسکو صرف کیا جاوے اس لیے کوئی صاحب ہماری تحریر سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم سرے سے ہی نوٹ سسٹم کے مخالف ہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ سراسر غلطی پر ہے نوٹ سسٹم رہے اور ضرور رہنا چاہیے مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس کی **اصلاح** ہو اور یہ خاص ہدایتوں اور احکام کے ماتحت کیا جاوے۔ موجودہ طریق نوٹ نویسی سے اگر بہت سی خرابیاں پیدا نہوں (جو اگرچہ پیدا ہوتی ہیں تو کم از کم پیدا ہونے کا احتمال تو یہ ہے) پھر اس احتمال کو بھی کیوں دور نہ کیا جاوے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل یا دیگر نیکدل ذمہ وار آفیسر حتی الوسع سعی کرتے ہیں کہ اسکے ماتحت اور زیر دست ملازموں اور کلرکوں کے حقوق کی حفاظت ہو اور انھوں نے جب انکو موقع ملا ہے یا صحیح واقعات تک پہونچے ہیں ہمیشہ ان امور پر توجہ کرنیکی سعی کی ہے جیسا کہ ہم دکھائینگے لیکن اگر انکو اطلاع ہی نہ ہو یا خدانخواستہ غلط اطلاع ہو جاوے تو پھر جس مظلوم کے حقوق پر چھری پھر جاوے اسکی تلافی اور تدارک کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ہم مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جسکو صحیح ہونیکا ہمکو یقین دلایا گیا ہے اور (اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ہم محکمہ ڈاکخانہ کی جائز اور صحیح اطلاع پر اسکی اصلاح کے لیے طیار ہیں) اگر اس واقعہ کے پورے حالات صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر تک پہونچتے تو ممکن نہیں تھا کہ ایسی غلط کارروائی ہوتی جو ہوئی ہے۔ اور جسکا اثر آخر صاحب موصوف کے انصاف پر ہوتا ہے حالانکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ صاحب موصوف کا اس میں کوئی قصور نہیں آپکے نزدیک سب لوگ برابر ہیں

دیوی دیال اور جلال الدین دو کلرک امرتسر ڈویژن میں تھے ان دونو کی تبدیلی ہیڈ آفس گورداسپور میں کی گئی جہاں اُن دونوں نے ہی جانے سے انکار کیا۔ اس حیرت پر ان دونو کو معطل کیا گیا یہاں تک ان کے ساتھ جو سلوک ہوا۔ وہ مساوی ہے لیکن اب آیندہ دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا جاتا ہے اور اس مساوی سلوک پر کم از کم کوئی اعتراض طرفداری یا دھڑے بندی کا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس تعطل کے بعد جب دونو نے اپیل کیا تو نتیجہ اپیل یہ ہوتا ہے کہ بابو جلال الدین ایام معطلی کی تنخواہ ڈیوٹی کے حساب سے لیں۔ اور منشی دیوی دیال معطلی کے دن رخصت بلا تنخواہ کے دن سمجھے جاویں اب یہ راز ہم پر یا پبلک پر نہیں کھلتا کہ جب دونو ایک ہی جرم کے نیچے سزا یاب ہوئے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کے ساتھ یہ رعایت اور دوسرے کے ساتھ وہ سلوک +

پھر اسی پر بس نہیں دیوی دیال اپنے اس تعطل کے متعلق اپیل کرتا ہے بجائے اس اپیل میں بجائے اسکے کہ اسکے متعلق نا فرشتہ احکام پر نظر ثانی کیجاتی اسکو صرف کے بجائے ۱۵ روپیہ پر کر دیا ہے اور یہ ابتک کسی پر نہیں کھلا کہ اپنا حق مانگنے یا کم از کم درخواست رحم پر یہ سلوک کس جرم کی پاداش ہے۔ ممکن ہے کہ اسکے بعض اس قابل ہوں کہ وہ اسکو صرف سے ۱۵ کا کلرک بنادیں لیکن نادان پبلک اس سے کسطرح آگاہ ہو۔ اسے حق ہے کہ وہ یہی کہے کہ یہ اس نوٹ سسٹم کی خرابی ہے۔ اسکے بعد کہا جاتا ہے کہ دیوی دیال اپیل پر گیا ہے لیکن کس حد تک پرسدکریگا چینتی

سُننے میں آیا ہے کہ سوپرنٹنڈنٹ اپیل پر بھی شنوائی نہیں ہوئی انتہی افسر بہادر تک کو رونڈ ریمارک میں انکے الفاظ میں تار دیا تو جیہ ممارت اب یہ اندیشہ ہمیں لاحق ہے کہ ہماری یہ تحریر بھی اسکے حق میں ہم قاتل نہ ہو اور اسی کو اس مضمون کا محرک سمجھکر اسپر نکتہ چینی نہ کیجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ دیوی دیال کو اس تحریر کا اسکی اشاعت تک بھی کوئی علم نہیں ہے اور شاید بعد میں بھی دیر کے بعد ہو۔ مگر کیا کیا جاوے معترض کب صبر کریگا اگر صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل ابھی اس کیس کو منگواکر من اولہٖ الیٰ آخرہٖ دیکھیں تو پتہ ملسکتا ہے کہ اسکی تہ میں کیا اصلیت ہے۔ صاحب بہادر انصاف اور حق پسندی سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑینگے جہاں ایک معمولی سی شکایت خلاف ڈاکخانہ کے متعلق وہ پوری توجہ اور سعی سے کام لیتے ہیں ڈاکخانے کے ملازموں کے حقوق کی حفاظت پر اور بھی توجہ کرینگے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آپکے دست و بازو ہیں تو آپکے لیے ممنون الاحسان کہیں گے۔ نوٹ سسٹم میں کیا خرابیاں ہوتی ہیں یہ ہم دوسرے نمبر میں بتائینگے انشاء اللہ تعالیٰ

قادیان کا ڈاکخانہ

ہم جناب خلیفہ شیخ محمد فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہماری تحریروں پر ہمیشہ توجہ کیا ہے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں ایک کیش اور سیر کی ضرورت بتائی گئی تھی آپنے توجہ فرماکر ہیٹ شنکر اور سیر کو کیش اور سیر کے عہدہ پر مقرر کر دیا ہے اب اُمید نہیں کہ کبھی قادیان کے ڈاکخانہ میں کوئی روپیہ کیوجہ سے کمی ہو تعجب نہیں خلیفہ صاحب کی انتظامی قابلیت اس ڈویژن میں بہت اصلاحیں کرا رہی ہے چنانچہ ایک انسپکٹر کے کام کو دو انسپکٹر اور ایک یا دو اوورسیر کے بجائے اب چار اور سیر کام کر رہے ہیں لیکن ہم یہ بتانا بہر کرنا چاہتے ہیں کہ قادیان کے ڈاکخانہ میں ایک ہرکارہ کو جو مقام حکیم الٰہ آباد اکو رہنا پڑتا ہے اسکے رہنے کیواسطے کوئی انتظام نہیں ہے اور جبتک کوئی ڈاک ہرکارہ کیلیے نہو اسکو سخت تکلیف رہتی ہے سامان ڈاک کی حفاظت ہونی چاہیے۔ اور اسکے سوا ان ہرکاروں کیلیے پانچ روپیہ بالکل ہی ناکافی تنخواہ ہے۔ کم از کم چھ روپیہ نہیں تو نے تو مزید ملا کر یہ چھ روپیہ اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پالیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس سوال کو نظر انداز نہ فرماوینگے۔

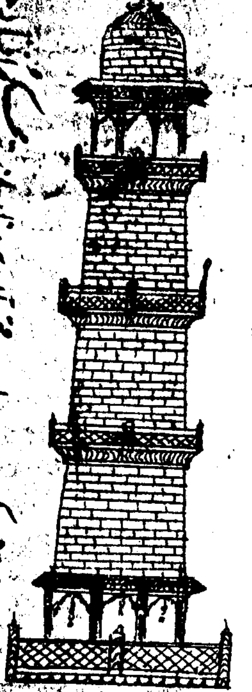
ڈاکخانہ قادیان کے سب پوسٹ ماسٹر بابو نذر الدین کی جگہ منشی اروڑا سب پوسٹ ماسٹر سری گوبند پور تبدیل ہو کر آئے ہیں جو پہلے بھی یہاں کام کر چکے ہیں بابو اروڑا جہاں رہے ہیں وہاں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں ہمیشہ افسران بالا دست اور پبلک کی تعریف کے مستحق رہے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے کام سے قادیان کی پبلک کو بہر شکر گذاری کی توجہ دینگے

ڈاکخانہ بھام ہرچووال میں ہو

ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اس طرف متوجہ کریں کہ بھام بجائے ڈاکخانہ کو ٹھی ہرچووال میں کیا جاوے اکثر حکام بھی ٹھہرتے ہیں اور وہاں ایک معروف جگہ ڈاکخانے کے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۲۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم — انہ اذی القریۃ

حضرت مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

ان سے اسلامی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جیسے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے	۵ؔ
خواص ومعاونین سے	۱۰ؔ
ہندوستان سے باہر	۷
غیر مذاہب والوں کو	۱۲؍
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے	۶ؔ ۱۲؍

چو کرم باز کردی جہاد رفاویاں بین — دوا بین شفا بین غرض دار الامان بین

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۸ — دار الامان قادیان ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء — نمبر ۹

دنیا میں پہلی طرز کا

قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دی جا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالے کے فضل پر بھروسہ کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں گے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے۔

اس نمونہ کے دو پارہ کا ہدیہ ۳ ہے یہ پارے بالکل تیار ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ بار

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن با تصویر ختم ہو گیا تھا۔ قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اسکا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اسکو ختم ہونے پر آئی تھیں ہم نے انکو محفوظ نہیں رکھا اسلیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیجیں گے انکی تعمیل سب سے پہلے ہو جائیگی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے قیمت وہی ۴ فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط پہلے دو مرتبہ چھپ چکا ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے قیمت وہی ۱؍

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ(۱) ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس طرز اور اسلوب کی کوئی تفسیر اُنھوں نے پڑھی ہو اور یہ محض نقل ہے تو بیشک واپس بھیجکر قیمت وصول کر لیں قیمت ۱۲

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۳ء جلسہ کی مکمل رپورٹ جس میں حضرت اقدس کی زبردست تقریر کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لکچر بھی

جس میں قرآن کریم کی عظمت وجلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے قیمت ۱۰

الانذار - صرف چند جلدیں رہ گئی ہیں طاعون کے مطابق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد - قیمت ۴

اصلاح النظر - آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا - اور آریوں کی طرف سے اب تک لاجواب ہے - قیمت ۲

تفسیر سورۃ تبت - فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں قیمت ۲

محمود کی آمین قیمت —

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے چھبیس برس پیشتر کے مضامین + مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط وکتابت مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث - اور وید اور قرآن کا مقابلہ - قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - دوسرا اڈیشن حضرت اقدس کے قلم کا کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ اور عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ قیمت ۴؍

النصح جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۲

مباحثہ حیات ووفات مسیح - مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱؍

اسلام پر لکچر - لکچر لاہور - مسیح ہندوستان میں
حقیقت کتاب اللہ عیسائیوں کا ردّ قیمت ۲؍
حقیقت المہدی حضرت اقدس کے قلم سے قیمت - ۲؍

ضروری اطلاع

اس سے پیشتر ہم نے الحکم میں کئی مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر وغیرہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیے۔ اور الحکم کے متعلق انکی عدم رسی یا کسی اور قسم کے متعلق شکایت سے براہ راست دفتر الحکم کو مطلع کرنا چاہیے۔ مگر بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے حضرت اقدس کو کوئی خط لکھتے ہیں تو انہیں اُن امور کا بھی جو الحکم سے متعلق ہیں حضرت حجۃ اللہ سے جواب چاہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ آپکی اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپکو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپکو کبھی علم نہیں الحکم کے خریداروں یا انکی قیمتوں کی وصول یا ترسیل وغیرہ سے کچھ تعلق نہیں بلکہ آپکو الحکم کے مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا جبکہ ایڈیٹر کی اپنی ذاتی تالیف ومرتب کئے ہوتے ہیں اور بعض ڈائری اخبار ہوتی ہیں اور حضرت اقدس سے کوئی استمزاج یا استصواب انکے متعلق نہیں کیا جاتا کیونکہ آپکے اوقات گرامی ہیں تو پھر کہاں یہ کس قدر غلطی ہے کہ آپکو تکلیف دیجاوے اسلیے ہم یہ ضروری نوٹ کر دیا جاوے کہ ہر قسم کی خط وکتابت جو الحکم کے متعلق ہو دفتر الحکم سے ہونی چاہیے

صوفی تھے

ہم کو انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب نکلتے رہتے ہیں تو نکلتے جاتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے جس کا ان کو علم بھی نہیں ہوتا اس لیے اس کی باریک درباریک قسموں سے بچنا چاہیے بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے کہ کہتا ہے یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیدانی تھی اسے پیاس لگی وہ دوسرے گھر میں جا کر کہنے لگی کہ امتی تو تو پانی پلا مگر پیالہ کو دھو لینا کیونکہ تم امتی ہو اور میں سیدانی ہوں آل رسول ہوں۔ بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اسکو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہونچانے سے روکتی ہیں ان سب سے بچنا چاہیے۔ مگر ان سب سے بچنا اک موت کو چاہتا ہے۔ جب تک اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالے کی برکت اس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا اس کا متکفل ہوتا ہے

ضرورت حقہ

ہمارے ایک احمدی بھائی سید محمد شاہ صاحب ساکن بن باجوہ کی بیوی بقضاء الٰہی فوت ہو گئی ہے چونکہ یہ صاحب احمدی ہیں ان کی برادری ان سے اسی وجہ سے بے تعلق ہے کہ وہ احمدی کیوں ہوئے یہ صاحب شالبافی کا کام کر کے اپنی وجہ کفاف بخوبی چلا سکتے ہیں اور گیلانی سید ہیں اگر کسی صاحب کو خدا تعالے کی توفیق یاوری دے اور ان سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو وہ محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ سے اس کے متعلق دریافت کر کے فیصلہ کریں ہماری جماعت بہت ہی خوش نصیب ہو اگر اپنے تعلقات میں احمدی بھائیوں کی کثرت ملحوظ رکھے اس حضرت اقدس بلکہ اللہ تعالے کی رضا مندی کا بھی یہ ایک بڑا ذریعہ ہے۔ خدا تعالے توفیق دے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز ہے چنانچہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۴ء کو جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور تشریف لائے اور انہوں نے آپ کی حالت صحت کے لحاظ سے چھ ہفتہ تک سفر کرنے کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا۔ اسلیے آپ ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو گورداسپور حاضر نہ ہو سکے

۲۔ بزرگان ملت خدا کے فضل سے خدمت دین میں مصروف ہیں ایدہم اللہ بنصرہٖ

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بارش ہوئی۔

مقدمات

بمقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم و کرم الدین فرد جرم سنایا گیا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے خلاف مقدمہ تھا وہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کے لیے ملتوی ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آ کر شہادت دیں کہ واقعی اعلیحضرت بیمار ہیں یا نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل نے عدالت کو توجہ دلائی کہ یہ شہادت ایکٹ شہادت کے ماتحت غیر متعلق ہے۔ اور اسکے علاوہ پیر مہر علی شاہ کے متعلق جب سرٹیفکیٹ پیش ہوئے ہیں تو عدالت نے کبھی یہ تجویز نہیں کیا کہ ڈاکٹر خود آ کر شہادت حلفی دے مگر مجسٹریٹ صاحب نے اپنا فیصلہ بحال رکھا اور ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت لی جنہوں نے اپنے سرٹیفکیٹ کی تصدیق کی۔ آخر عدالت نے اس مقدمہ کو ۱۰ اپریل پر ملتوی کیا۔

مقدمہ سرقہ میں ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کو حکم سنانے کا وعدہ فرمایا اور ۱۶ مارچ کو مقدمہ خارج کر دیا۔ اور کرم الدین ڈسچارج ہوا۔

اب صرف دو مقدمے باقی ہیں ایک برخلاف کرم الدین و فقیر محمد دوسرا برخلاف حکیم فضل الدین و حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

کمشنر صاحب بہادر گورداسپور میں

۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کے دوپہر کو جناب کمشنر صاحب بہادر لاہور۔ گورداسپور تشریف لائے۔ ریلوے سٹیشن مقامی حکام اور عمائد شہر آپکے استقبال کو موجود تھے۔ گاڑی سے اترتے ہی آپ نے مقامی حکام کا سلام لیا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر فروکش ہوئے شیخ علی احمد صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی گورداسپور نے شہر کے دیکھنے کے لیے عرض کیا صاحب موصوف نے فرمایا کہ کل ملاقات کا دروازہ بالکل بند ہے کوئی ملنے کے لیے نہ آئے۔ مجھے وقت نہیں ہے اسلیے میں شہر کو نہیں دیکھ سکتا۔ مختصر یہ کہ ۱۵ مارچ کو آپ نے خزانہ کا ملاحظہ فرمایا اور ۱۶ کی دوپہر کو واپس لاہور ہوئے

معذرت

میں ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کی شام کو واپس قادیان آیا ہوں۔ اس لیے ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء کا اخبار یہی نہیں کہ بعد از وقت شائع ہوتا ہے بلکہ وہ پورے صفحات پر بھی شائع نہیں ہو سکا اور صرف ۸ صفحہ پر شائع کیا جاتا ہے

انجمن حمایت اسلام لاہور کا قابل دید سالانہ جلسہ

۱۔ پہلے مشتہر ہو چکا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ یکم۔ دوم۔ سوم۔ اپریل کو منعقد ہوگا اور مشاہیر علماء و فضلا مختلف دیار و امصار سے تشریف لا کر جلسہ کی عزت افزائی کرینگے اور شرکاء جلسہ کو اپنے پاکیزہ کلاموں اور وسیع معلومات اور تجارب سے مستفیض فرماوینگے پس ہمدردان قوم و ملت اپنی شمولیت سے جلسہ کو بارونق اور کامیاب بنانے کی سعی کریں اور علما اور ناظموں کی تقریروں اور نظموں سے حظ وافی حاصل کریں

۲۔ ان صاحبوں کے قیام و طعام کا انتظام حسب دستور ممبران انجمن کے ذمہ ہے جو جلسہ میں تشریف لاویں اور انجمن کے مکان میں ٹھہرنا چاہیں بشرطیکہ وہ کم از کم ایک ہفتہ قبل از تاریخ جلسہ اپنے ارادہ سے اطلاع دیں۔

۳۔ صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے اور صاحب منیجر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے ازراہ عنایت منظور کر لیا ہے کہ ان لوگوں سے جو جلسہ میں شامل ہونگے جو ٹکٹ سے سفر کریں درجہ اول کے سوائے اور سب درجوں کا کرایہ نصف لیا جاوے گا یعنی وہ صرف ایکطرف کا پورا کرایہ دیکر واپس جا سکیں گے بشرطیکہ مسافت پچاس میل سے کم نہ ہو یہ رعایت بشمول ایام جلسہ صرف دس روز کے لیے ہوگی اور اس میعاد کے اندر اندر سفر کرنا ہوگا

۴۔ رعایتی شرح پر سکرٹری انجمن کے سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر ریلوے سٹیشن سے ٹکٹ مل سکیں گے پس جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً راقم سے سرٹیفکیٹ طلب کریں۔

۵۔ ریلوے سٹیشن لاہور پر چند والنٹیر مہمانوں کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے جو انہیں گاڑیوں پر سوار کر کے قیام گاہ تک پہونچاوینگے۔

۶۔ سٹیشن سے باہر مگر احاطہ ریلوے کے اندر ایک شامیانہ نصب کیا جاوے گا اور اس کے پاس ایک بلند جھنڈا بطور نشان گاڑا جاوے گا۔ ریل سے اتر کر اور سٹیشن سے نکلکر شریک جلسہ ہونے والے صاحب پہلے اس شامیانہ میں چند منٹ کے لیے ٹھہرینگے اور وہاں سے قیام گاہ کو روانہ ہونگے پس ان صاحبوں کی خدمت میں جو ممبران انجمن کے مکان میں ٹھہرنا چاہیں التماس ہے کہ وہ پہلے اس شامیانہ میں ٹھہریں اور حتی الوسع ایسی ٹرینوں میں سوار ہوں جو دن کے وقت لاہور پہنچتی ہیں

۷۔ جلسہ حسب معمول اسلامیہ کالج کے وسیع صحن میں ہوگا جو ریلوے سٹیشن کے قریب شیراں والہ دروازہ (خضری دروازہ) کے سامنے ہے سٹیشن سے نکلکر قلعہ والی سڑک کے رستہ شیرانوالہ دروازہ میں داخل ہوں یا لنڈا بازار میں سے ہو کر یکی دروازہ کے رستہ کالج میں آ جاویں مہمانوں کو اسی مکان میں ٹھہرایا جاوے گا جہاں جلسہ ہوگا۔

۸۔ جلسہ کی کارروائی یکم اپریل کو صبح کے سات بجے شروع ہوگی جس کے متعلق مکمل پروگرام بعد شائع کیا جاوے گا تا تعین جلسہ کا رکنان انجمن کے آرام و سہولت کے لیے یہی مناسب ہے کہ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ اسی امر کی کوشش کریں کہ جمعہ کی صبح کو لاہور پہونچ جاویں

۹۔ علاوہ ان بیرونی احباب کے جو لیکچر دینگے دیگر شرکاء جلسہ کے لیے بھی موقع بموقع وقت نکالنے کی کوشش کی جاوے گی جس میں وہ کچھ مختصراً اپنی تقریریں کر سکیں گے جو انجمن کی ترقی اور استحکام سے متعلق رکھتی ہوں اور انمیں ایسی تجاویز ہوں جن پر عمل کرنے سے وہ دقتیں رفع ہو جاویں جو اسکی ترقی اور استحکام کے سد راہ ہیں اور ہو سکتی ہیں۔

۱۰۔ جس مکان میں مہمان فروکش ہوں گے اس کا ایک کمرہ بطور سیشن روم کے مقرر کیا جاویگا اور یہاں سے ہر ایک صاحب کو ہر ایک قسم کی اطلاع جو وہ صاحب حاصل کرنا چاہتے مل سکے گی اور خطوط وغیرہ بھی جو ان کے نام آئے ہوں اسی جگہ سے ملیں گے۔

۱۱۔ مہمانوں کو ٹکٹ دیئے جاوینگے جن کے ذریعہ جلسہ کے کمرہ میں داخل ہونے کا حق انہیں حاصل ہوگا

الملتمس شمس الدین جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔

مسلمانوں کی فلاح کا اصلی ذریعہ

(عصر جدید، مشہور اہل الرائے اور ہم)

عصر جدید بابت فروری ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے کہ اس نے بعض مشہور اور لائق آدمیوں سے عصر جدید کے متعلق رائے پوچھی تھی اور یہ سوال ہی کیا تھا کہ "مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کیا تجویز کرنی چاہیئے۔"

اس سوال کا جواب ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب مولوی شبلی نعمانی اور مولوی عبد الحق صاحب شروانی بھیکن پور وغیرہ نے اپنے اپنے طرز پر دیا ہے۔ ہم وہ جوابات یہاں درج کرتے ہیں اور اس پر عصر جدید کے ایڈیٹر کی رائے بھی اور پھر اس پر اپنا ریمارک۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم یکجائی طور پر مندرجہ بالا اصحاب کی رائے درج کر سکتے ہیں اور نہ ان پر یکجائی ریمارک اس لئے آج صرف ڈپٹی نذیر احمد خان کی رائے درج کرتے ہیں۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے تینوں کی رائیں لکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ڈپٹی نذیر احمد صاحب کی رائے

"مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کی تدبیر اگر ہے تو تعلیم ہے اور خاص کر دینی تعلیم اور دینی تعلیم میں بھی خاص کر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولیٰ کی تعلیم اور اس کے لئے ضروری ہے کہ گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جاوے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے۔"

اس پر عصر جدید کا نوٹ

مسلمانوں کو **قرآن شریف** کی تعلیم دینا اور وہ بھی سمجھا کر تعلیم دینا ایسی دراصل ایسی زبردست تحریک اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کوششیں ناکارہ ہیں۔ جس قدر غور سے **قرآن شریف** کا مطالعہ کیا جاوے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشا یہی ہے کہ دنیا میں انسان "خدا ترس سنجیدہ اور کفایت شعار بنیں" قرآن اعتدال سے یا عدل سے گذرے۔ تو ہر جگہ ٹوکتا ہے۔ اور دنیا کو نیک عمل اور مشاہدہ قدرت کے لئے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم بھی اگر سچے طریقے سے نہ ہو۔ اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مزمنہ کی روشنی میں اس کو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جس کو ہر ایک شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام و غلط و پژمردہ تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے۔ **قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیئے۔**

رہا علماء کو مائل بہ اصلاح کرنا۔ یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر زمانہ آہستہ آہستہ اس کو بھی کرا جاتا ہے۔ یہ پست اور ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہوتا جائیگا نیز ویسے علماء بھی پیدا ہوتے جاتے ہیں جو ہماری طرح تعلیم یافتہ ہیں اور قومی ہمدردی کا خیال پھیلاتے ہیں۔ یقین ہے کہ علماء بھی اس میں آ کر شامل ہو جاویں گے موجودہ حالت میں علماء کا عجز تو ہماری طرف سے ہے اگر ہم اور علماء متوجہ ہو سکتا ہے جب وہ دیکھیں کہ ہم ہر اصل و ہر فرع میں ان کے ہم زبان ہیں۔ لیکن یہ ان کی خواہش ہی ہو سکتا ہے نہ ہماری کیا ہو سکتا ہے لو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ

اس رائے اور نوٹ پہ ہمارا ریمارک

اس سوال کے اتنے جواب سے تو ہم بالکل متفق ہیں کہ مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ لیکن اس تعلیم کی تکمیل کی جو صورت ڈپٹی **نذیر احمد خان صاحب** نے پیش کی ہے کہ "گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جاوے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے۔" یہ ایسی غیر معقول اور ناممکن العمل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ڈپٹی نذیر احمد صاحب ایسا مشہور آدمی اسے کیوں پیش کرتا ہے۔

ہم **عصر جدید** بھی اس تجویز رائے کی کمزوری کو تسلیم کرتا ہے اور اس کو بہت مشکل قرار دیتا ہے۔ وہ علماء کو مائل بہ اصلاح کرنے کا ایک ہی دقت یا ذریعہ سمجھتا ہے کہ یہ پست اور ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہو جاوے یا ناپید اور بے وقعت ہو جاوے۔ علماء کو جو خطاب عصر جدید نے دیا ہے وہ واقعی اس کے مستحق ہیں۔

غرض غور طلب بات نذیر احمد صاحب کی رائے اور عصر جدید کی تنقید میں یہ رہ جاتی ہے کہ **قرآن کریم** کی سچی تعلیم مسلمانوں کی اصلاح کا حقیقی ذریعہ تو ہے لیکن اس تعلیم کو سودمند اور مؤثر بنانے کے لئے کیا راہ اختیار کی جاوے؟

بات اصل میں یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم سے اگر یہ غرض ہے کہ اسکو طوطے کی طرح رٹ لیا جاوے یا ٹوٹا پھوٹا ترجمہ پڑھ لیا جاوے تو اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے **قرآن کریم عمل کیلئے ہے** اسلئے مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کا ذریعہ یہ بتانا چاہئے کہ **قرآن کریم پر عمل کیا جاوے** اور مسلمانوں میں عملی قوت پیدا ہو۔

عصر جدید تو یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم اگر سچے طریقے سے نہ ہو اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مزمنہ کی روشنی میں اس کو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جس کو ہر ایک شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام و غلط و پژمردہ خیال کو تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے۔" مگر اس کا علاج ایسا مبہم اور مشکوک سا بتاتا ہے جس کو ہر شخص شاید نہیں سمجھ سکتا اور وہ یہ ہے کہ "قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیئے۔"

ہماری رائے میں ایسے خیال کی کمزوری آج کو قریباً بارہ سال پیشتر ان تین شعروں میں خوب ظاہر کی گئی ہے۔ اور اگر عصر جدید کے لائق ایڈیٹر صاحب حق و حکمت کو حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے خوف کو نظر رکھ کر پوچھیں تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز
کیں سپہر بو العجائب چون تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوی حق
ہر کہ آید زآسمان او راز آن یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآن گمان باطل است
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

قرآن کریم کی تعلیم اور تعلیم کا مدار اگر محض عقلی بلند پروازی اور رسمی اور مروجہ علوم کی بنا پر ہے تو پھر وہ علماء جنکو عصر جدید پست ناکارہ اور متعصب گروہ قرار دیتا ہے ان میں شاید کم نہیں۔ لیکن قرآن کریم کی تعلیم اور تفہیم میں وہ محض تہیدست ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ علمی حالتیں بھی بہت ہی کمزور ہو چلی ہیں۔ اور اگر عقل اور علم کے نور سے مراد مغربی روشنی ہے تو پھر اسلام کا خاتمہ ہی سمجھئے مغربی فلسفہ اور یورپ کے علوم و ایجادات ان کے تمدن اور معاشرت کا جو قبیح اثر پڑا ہے وہ کسی سمجھدار آدمی پر مخفی نہیں۔ پس نہیں معلوم کہ یہ عقل اور علم کا نور عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں کیا چیز ہے؟

علم آن بود کہ نور فراست رفیق اوست
این علم تیرہ را بہ پشیزے نمی خرم

اور نور فراست سے مراد وہ نور ہے جو تقویٰ اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی کے لئے فرمایا

فانہ ینظر بنور اللہ

غرض

قرآن شریف کی تعلیم (جس سے ہماری مراد عملی تعلیم ہے) کا بہترین ذریعہ وہ نفس مطہر و مطہر ہو سکتا ہے جو

یتلوا علیہم ایٰتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب

کا مصداق ہو۔ اس کے سوا جو طریق بھی ہوگا وہ ایک حد تک اپنے ذاتی خیالات اور مقالات ہوں گے جن میں صاحب حال کا کوئی اثر یا قوی اثر موجود نہیں لیکن وہ جو خدا تعالیٰ سے فیض پا کر اور روح القدس کی تائید سے کہتا ہے وہ نری اٹکلیں اور خیالی بلند پروازیاں نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سن کر بولتا ہے

پس قرآن شریف کی تعلیم کیلئے ڈپٹی صاحب کی تجویز مانے تو کسی نوع اور نہج سے قابل لحاظ نہیں غالباً انہوں نے محض اسی خیال سے

قرآن شریف کا ترجمہ کرتے وقت بعض آیات کا ترجمہ محض کورانہ تقلید اور خیال تجارت کی بنا پر کر دیا ہے جن سے انکا دل غالباً متفق نہیں ہوگا

مثلاً آیات متعلقہ وفات مسیح وغیرہ۔

البتہ عصر جدید نے جو رائے علماء کے متعلق ان کے ساتھ ہماری مخالفت کے متعلق دی ہے۔ وہ **علماء کی حالت** کو خوب واضح کر رہی ہے۔ اور مسلمانوں کے غور کے قابل ہے۔

پس

اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کی عام اشاعت مسلمانوں کی اصلاح کا ہی ذریعہ ہے۔ لیکن قرآن فہمی اور عملی قوت کے پیدا کرنے کیواسطے خدا تعالیٰ کے مامور اور مزکی کی ضرورت ہے اس کے ماتحت جو قوم ہوتی ہے اس کی ساری نزاعوں اور جھگڑوں کا وہ حکم ہوتا ہے اور اسکا فیصلہ فیصلہ ناطق سمجھا جاتا ہے جس سے ایک وحدۃ قوم میں پیدا ہو جاتی ہے جسکی ضرورت کو عصر جدید کا لائق ایڈیٹر محسوس کرتا ہے۔ پس اس مصیبت سے بچنے کیلئے کہ قرآن کریم حبل المتین بننے کی بجائے الفاظ ہی کا مجموعہ نہ ہو جاوے جس کو ہر ایک طرح ہر شخص پھیلا سکے ایک ہی راہ ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا مامور خدا تعالیٰ سے علم و روشنی پانیوالا انسان اسکا معلم ہو۔ جب تک ایسے معلم کے زیر سایہ تعلیم پانیوالے نہ آئیں گے۔ خود رائی اور خود غرضی ضرور کام کرتی رہیگی اور وہ سچی غرض جو قرآن کریم کی تعلیم اور اسکے نزول سے ہے ہمیشہ مفقود رہیگی۔ ہمیں اس امر کے ثابت کرنیکے واسطے کسی منطقی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اسپر کسی لمبی چوڑی بحث کی حاجت **عربوں کی تاریخ** موجود ہے۔ اور مسلمان اور غیر قومیں بالاتفاق مانتی ہیں کہ قرآن کریم کے نزول سے پہلے انکی حالت کیسی خطرناک اور تاریک تھی۔ یہ وہ قوم تھی جو دنیا کی مہذب تاریخ میں کوئی جگہ پانے کی قابل نہ تھی۔ انکی معاشرت انکا تمدن انکی سیاست انکا اخلاق انکی روحانی حالت انکے عبادات غرض کل شیرازہ انکا منتشر تھا لیکن پاک اسلام کے رشتہ میں منسلک ہو کر قرآن کریم پر عمل کر کے دنیا کی بہترین متمدن قوم اگر تھی تو **عرب** دنیا کی بہترین ملکدار قوم اگر کہلائی تو عرب علوم و فنون میں ترقی کرنیوالے۔ سیاسی امور کی باریکیوں پر پہنچے پہنچانیوالے بھی عرب تھے۔ اس مشاہدہ سچے ہوتے ہوئے اور کسی دلیل کی حاجت ہے پس مسلمان اگر کبھی ترقی کر سکتے ہیں اور بیشک کر سکتے ہیں تو اسکی لئے ایک ہی راہ ہے کہ وہ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں اور اس جوئے کے رکھوانے کیلئے ایک ہی وجود ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آوے اور خدا کا فضل ہے کہ اسوقت خدا تعالیٰ کا مرسل ہم میں موجود ہے۔ جو مسیح موعود اور مہدی امین کے پاک نام سے آیا ہے۔ اس کے ساتھ سچا پیوند کرنے سے قرآن شریف کی عظمت و جلال کا سکہ دل پر بیٹھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا اقرار کر کے عمل کی توفیق ملتی ہے۔ (باقی پھر سہی)

مراسلت

رجعت شیعہ اور لاہوری مولوی کی تحقیقات

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۸ مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹ء

اب ہم لاہوری مولوی کے دلائل پر غور کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کی دلیل عقلی کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا قادر ہے جمیع اشیاء پر جیسا کہ تخلیق اول میں جمیع موجودات کو عدم سے وجود میں لایا پھر حشر کو زندہ کرکے اٹھائیگا اور اس خدا نے حضرت خلیل الرحمٰن کیلئے چار جانوروں کو جن کا قیمہ اور خمیر کیا گیا تھا از سر نو زندہ کر دیا۔ تو اگر رجعت میں زندہ کرنے میں کیا استبعاد عقلی ہے فرماتا ہے۔ (وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحی العظام وھی رمیم) دیکھو (غایت المقصود صفحہ ۷ جلد اول)

(اما الجواب)

اب اہل علم غور کریں اس بودی دلیل پر ہم کب کہتے ہیں کہ خدا قادر نہیں ایسی رجعت کرنے پر بلکہ خدا قادر ہے کہ اس وقت مولوی صاحب کا سکونتی مکان آسمان پر اٹھایا جاوے اور پھر واپس زمین پر لایا جاوے خدا قادر ہے کہ مولوی صاحب کے جد بزرگوار کو پھر اسی دنیا میں بھیجے مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ واقعی مولوی صاحب کا مکان آسمان پر اٹھایا ہی گیا یا ان کا مورث اعلیٰ دنیا میں واپس آہی گیا۔ ایسے ہزاروں واقعات بطور مثال پیش ہو سکتی ہیں جو الله تعالیٰ کے حیطۂ قدرت میں داخل ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر ارادہ و مشیت الٰہی وہ واقع ہی ہوئی یا [illegible] بحث واقعات صحیحہ اور امورات [illegible] بعیدہ اور ملفوظات رکیکہ پر [illegible] ہونا شے دیگر ہے اور ان کا وقوع اور ہے اور ہمارا مقصد اس امر کے وقوع کی [illegible] قدرت میں داخل ہونے۔ یہ ہم اگر [illegible] کہ مردوں کو زندہ کرکے [illegible] واپس نہ بھیجے پر بھی تو قادر ہے۔ خدا کی قدرت [illegible] اور ترک فعل دونوں طرف برابر ہے [illegible]

لما یرید۔ قادر مختار ہی [illegible] تک کسی طرح کا ثبوت [illegible] دلیل [illegible] تسلیم کیا جاوے اور ایسی [illegible] [illegible] قوانین فطرت [illegible] [illegible] بھی مخالف ہو [illegible] تجد لسنت الله تبدیلا۔

لن تجد لسنت الله تحویلا۔ درحقیقت یا نحن فیہ میں امورات تنقیح طلب یہ ہیں (۱) قرآن کریم میں یوم الرجعت شیعہ کا مذکور کہیں ہے (۲) جو آئمہ فوت ہوگئے اور قبر میں ان سے حساب و کتاب ہو چکا وہ پھر واپس اسی دنیا میں بسبعوثیت آوینگے یعنی کہ خداوند عالم ان کو دوبارہ [illegible] (۳) یہ واپسی کسی خاص دن پر ہوگی [illegible] جسکو شیعہ [illegible] صغرے سے تعبیر [illegible] (۴) رسول خدا صلی الله علیہ وسلم اور بارہ اماموں کا رجوع کرنا قرآن یا کہاں سے ثابت ہے اور یہ تخصیص کیا ہے۔ (۵) جبکہ بقول مولوی لاہوری محض مومن اور محض کافر رجوع کرینگے تو دشمنان اہل البیت بالخصوص اصحاب ثلاثہ جو بقول شیعہ منافق تھے نہ کافر ان کی واپسی کیونکر تسلیم کیجاتی ہے اور کہاں سے ثابت ہے کہ وہ بھی رجوع کرینگے اور اس تناقض اقوال کا جواب کیا ہے (۶) رجعت میں جو لوگ زندہ ہونگے وہ اپنی عمر پوری کر چکے [illegible] (۷) الرابع [illegible] ہدایۃ۔ (ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق) کی اثر کی [illegible] آیت۔ (ان ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا) حد تک ان پر طاری ہوگی۔ (۸) رجعت میں جو لوگ زندہ موجود ہوں [illegible] کرینگے۔ [illegible] [illegible] تو شر [illegible] [illegible]

کو بقول شیعہ کسی نے نہ سنا اب کون سنیگا۔ غایت الاسباب یہ کہ جسطرح شیعہ ایام محرم میں کسی کو امام حسین اور کسی کو عباس اور کسی کو فہم اور کسی کو سکینہ بناتا ہے [illegible] ان سے قسم قسم کی حرکات عمل میں لاتے ہیں [illegible] اسی قسم کا ایک تماشا [illegible] خیال کرینگے کہ شیعوں نے اپنی تسلی اور تشفی کیلئے یہ تماشا جدید ایجاد کیا ہے درحقیقت صحابہ ثلاثہ کو رجعت سے جبکہ ان کے جرائم اور گناہوں پر [illegible] اور دیگر لوگوں پر صداقت اور امر حقہ کا اظہار کرنا ہی مقصود بالذات ہے تو پہلے لوگ اس اظہار حقیقت سے واقف ہونگے وہ جزا دینے کے سزاوار ہیں کیونکہ ان کے خلافت کے معتقد تھے اور [illegible] ان کے مددگار رہے۔ پس امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین [illegible] وقت قوت انتظام [illegible] زیادہ [illegible] [illegible]

اہل تشیع ان کے لئے قیامت میں عذاب کے قائل ہیں۔ اور قرآن شہادت بھی یہی ہے (ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی) (۱۰) امم سابقہ میں ایسی کوئی نظیر رجعت کی موجود ہے اور وہ نظیر رجعت شیعہ کے وقوع پر دلیل ہو سکتی ہے۔ (۱۱) ارجاع امم سابقہ اور رجعت شیعہ میں کیا مناسبت اور مماثلت ہے تا مولوی لاہوری کی دلیل (مطابق النعل بالنعل الخ) پوری ہو۔ (۱۲) امم سابقہ کے ارجاع میں کسی قوم کو سزا اور تنبیہ دی گئی تھی۔ جیسا کہ شیعوں کو دو سے خدا امام مہدی صاحب دینگے۔

مولوی صاحب اب ہم خطاب کرکے ان سوالات کے جوابات کا ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور ان کو [illegible] [illegible] میں امتیاز کریں۔

یہ سب اعتراض مولوی صاحب کے [illegible] ہوتے ہیں جو ہم نے بطور [illegible] پیش کئے [illegible] آیات قرآن [illegible] بحث کرینگے [illegible] روشن ہوگا [illegible] [illegible] مولوی صاحب [illegible] آیات ذیل پڑھنا۔ (وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ) [illegible]

[illegible]

اور یہاں پر وہ شرط مفقود ہے پس مادہ بھی باطل ہوا **فات الشرط فات المشروط**۔ قاعدہ مسلمہ ہے ورنہ ثابت کریں کہ فلانے مجتہد کربلا کو حشر اور قیامت میں اشتباہ اور تعجب ہے تب ہی تو خدا رجعت کے ذریعہ اس کا تعجب رفع کرتا ہے پھر کیا وہ مجتہد صاحب رجعت تک زندہ ہی رہیں گے۔ وہ بہرات ان کی درازی عمر کی کہاں ہے۔ فتدبر۔

خاکسار نذر علی از پشاور۔

مظلومانِ پوسٹ آفس

(وہی نوٹ سسٹم)

نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کی وجہ سے جو جو خرابیاں ہوتی ہیں وہ کچھ ایسی نہیں ہیں کہ ایک دور اندیش انسان اُن سے واقف ہو سکے۔ منجملہ ان کے ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ نوٹ لکھنے والے کے ہاتھ میں [illegible] کا فیصلہ دیا جاتا ہے۔ وہ اگر چاہے تو ان [illegible] اور دلائل کو نظر انداز کر دے جو اس کے حق میں مفید اور موثر ہیں اور ان کمزور پوائنٹس کو نوٹ کرے جو اس کے حقوق کے موید نہیں ہیں یا ایسے طرز سے پیش کر دے کہ وہ کمزور ہو جائیں اور طرزِ تحریر گستاخانہ دکھائی دے ہم نے گذشتہ اشاعت میں ایک مثال دیوی دتامل اور جلال الدین دو کلرکوں کی دی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی [illegible] دو مختلف سزائیں دی گئی ہیں۔ اب غور طلب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ جب حال میں ایک ہی قسم کا جرم ہے پھر دو مختلف سزاؤں کے کیا معنے ؟ لیکن اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ اسی نوٹ سسٹم کا نتیجہ ہے۔ جلال الدین کا کوئی ہوا خواہ غالباً لاہور میں موجود تھا اور اس نے اپنی سعی سے اسے بچا لیا اور دیوی دتامل کا پرسانِ حال کوئی نہ ہوا وہ زیرِ عتاب ہو گیا۔

ہم **پوسٹماسٹر جنرل** صاحب بہادر سے با ادب التماس کرتے ہیں کہ جہاں وہ پبلک کی خاطر یہاں تک عزیز رکھتے ہیں کہ ایک ادنےٰ درجے کے آدمی کی معمولی شکایت خط کے دیر سے پہنچنے پر تحقیقات کا ایک بڑا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں اور متعلق کارندوں کو کافی تنبیہ کرتے ہیں کیا یہ ان کا فرض نہیں کہ ان لوگوں کے حالِ زار پر بھی رحم فرمائیں جن کی قسمت ان کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ وہ **جلال الدین** اور **دیوی دتامل** والے کیس کی خود مثلوں کو اوّل سے آخر تک پڑھ جائیں۔ پھر اُن کو [illegible] ہو جائیگا کہ اُن کے ماتحت چھوٹے اہلکاروں پر [illegible] رہی ہے اور کس طرح ان کے حقوق کا اتلاف ہے ہم جب تک ایک معاملہ کو کسی نکتہ میں ناپسند نہیں کرتے نوٹ سسٹم کی بد استعمالی میں ہم متعدد نہیں کثیر التعداد مثالیں پیش [illegible]

کریں گے اور پوسٹماسٹر جنرل کو دکھائیں گے کہ ان کے ماتحت اُن کی زمہ واری پر محکمہ ڈاکخانہ میں کیا ہو رہا ہے۔

ملازمانِ ڈاکخانہ کے کوارٹر

معزز واقف ہمعصر زمیندار نے اس مضمون پر ایک سمجھدار نامہ نگار کی تحریر شائع کی ہے جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

علاوہ اُن شکایات کے جو حوالۂ قلم ہو چکی ہیں اور ابھی بہت شکایتیں اور مضامین ہیں جن کی طرف حکام کی توجہ منعطف کرانا اور جن پر روشنی ڈالنا ضروری ہے منجملہ ان کے ملازمان ڈاکخانہ کی کوارٹر یعنے جائے قیام وسکونت کا معاملہ ہے۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ ملازمان ڈاکخانہ کے فرائض کچھ ایسے ہیں کہ جن پر وقت اور موسم بھی رحم نہیں کرتے۔ موسم گرما میں جبکہ آفتاب ۵ بجے نکلتا ہے اگر ان کی حاضری ۶ بجے ہے تو موسم سرما میں جبکہ نقیب فلک بھی بیدار ہوتا ہے ملازمانِ ڈاکخانہ بھی چھ بجے کی حاضری کے پابند ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ مزدور پیشہ لوگ اپنی گرم بستروں میں پڑے ہوئے میٹھے خواب نوشین کے مزے لوٹتے ہوتے ہیں لیکن ایک ایسا ہی خوش نصیب فرقہ ہے کہ جن کو اس وقت بہت تنگ [illegible] کر الفراق کا [illegible] ضرور ہی ہو [illegible] لمبے لمبے قدموں سے ڈاکخانہ کی طرف لپکے جاتے ہیں یہ گروہ وہی ملازمانِ ڈاکخانہ ہیں۔

اگر گرمیوں میں [illegible] آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور ملازمانِ ڈاکخانہ کو [illegible] گھروں کو چلے جانے ہوں [illegible] ۵ یا ۶ بجے [illegible] ہے جبکہ چار گھڑی رات گذر گئی ہوتی ہے اور [illegible] عالمتاب بھی چاند کی [illegible] سپرد کرنے [illegible] پیشتر [illegible] محنت [illegible] کوئی غریب ملازم ڈاکخانہ ہی ہے۔

پھیلی ہیں ان [illegible] میں اور بھی زیادہ [illegible] ہیں جو آبادی سے [illegible] سرکاری دفاتر کے پاس یا چھاونیوں [illegible] جہاں ان غریب ملازموں کو [illegible] کرایہ پر مکان ملتے ہیں اور نہ سرکاری طور پر [illegible] سرکاری طور پر بنی ہوئی [illegible] پوسٹماسٹروں کی حالت میں تو ان کے ملازموں اور [illegible] کافی نہیں ہوتیں اور [illegible] تو سوائے ادنیٰ ملازموں کے اوروں کے قابل [illegible] ہیں۔

غرض یہ ہے کہ کلرکوں [illegible] رسانوں کی جان سخت آفت میں ہے۔ علاوہ ازاں کہ علی الصباح۔ دوپہر اور شام۔ غرض دن میں چار چار پھیرے کریں اکثر اوقات دو دو ڈھائی ڈھائی میل کی مسافت کا طے کرنا ان کی ۱۰-۱۱ گھنٹہ کی سرکاری ڈیوٹی میں ۲-۳ گھنٹہ کا اور اضافہ کر دیتی ہے۔ دن کا تو کیا ذکر ہے۔ رات کو بھی کافی آرام نہیں ملتا۔ موسم سرما میں ان بیچاروں کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے شائد کوئی صاحب یقین کریں یا نہ کریں مگر یہ اصلی بات ہے کہ ایک شخص ایک ہفتہ تک اپنے لختِ جگر بچوں کی صورت نہ دیکھ سکا۔ صبح وہ خواب نوشین میں تھے کہ ان کا کوچ دفتر کا ہوا۔ بچے اٹھے تو مدرسہ کو چلے گئے۔ والد صاحب کھانے کیواسطے گھر گئے تو لڑکے مدرسہ میں تھے۔ یہ بیچارے جھٹ پٹ زہر مار کر کے دفتر کو واپس ہوئے۔ لڑکے آئے اور اپنا وقت گذار کر خوابِ استراحت میں گئے اب رات کو ۹ بجے والد صاحب بھی آکر دراز ہو گئے اور صبح کو پھر وہی معمولی دور شروع ہوا۔ غرض ہفتہ بھر گذر گیا۔ جب اتوار کو بچوں کو چھٹی ملی تو آرزو لے دل بر آئی۔ اگر افسران محکمہ ذرا دریا دلی کو کام فرما کر احاطہ ڈاکخانہ میں تمام ملازمین کیواسطے معمولی گذر کے قابل مکانات بنوا دیں تو خواہ وہ ان کا کرایہ مقامی شرح سے لیا کریں۔ پھر بھی ملازموں کیواسطے نہایت آرام اور اطمینان کا باعث ہوگا۔

وی پی سسٹم اور ڈاکخانہ

اس پہلے بھی کئی مرتبہ اس امر پر لکھنا پڑا ہے کہ وی پی سسٹم کے ذریعہ اگرچہ بہت بڑا فائدہ تجارت کو پہنچا ہے اور تاجروں اور خریداروں کو کئی قسم کے فائدہ ہوتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس ذریعہ سے نقصان بھی ہوا ہے خریداران کو بعض اوقات ناکام ملتی ہے [illegible] ہاتھ سے دوائی کی چیز دوروپیہ کو ملتی ہے جس کا تدارک بجز اس کے نہیں کہ خریدار عدالت میں جائے اور پھر جو مشکل فیصلہ سے ایسے دغا باز تاجر کو سزا دلائے لیکن اس کو بہت کم میں تو ٹی پہنچنا نہیں چاہتا شائد ایک فی ہزار بلکہ فی دس ہزار خریدار ہوتا ہوگا جو اپنے نقصان کی تلافی کیلئے عدالت پر پہنچے ورنہ تو درویش بر جان درویش خاموش ہو رہتے ہیں۔ اور اسطرح ایسے غدار لوگوں کے حوصلے بڑھتے رہتے ہیں۔ برخلاف اسکے تاجروں کو بھی اس طریق سے ایک قسم کا نقصان بعض اوقات پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص مال منگواتا ہے پھر کسی وجہ سے انکاری کر دیتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف اس مال پر محصول ڈاک دیا جاتا ہے وہ ہی تلف ہوتا ہے بلکہ منی آرڈر کمیشن جو وی پی پر پیشگی دیا جاتا ہے ضائع جاتا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ منی آرڈر کمیشن ڈاکخانہ کیوں لیتا ہے جبکہ وہ منی آرڈر فرستندہ کو بھیجا ہی نہیں ہوتا۔ وہ کمیشن تو اسی رقم کا معاوضہ ہے پہلے پہلے۔ یکم اپریل ۱۹۰۴ء سے اس قاعدہ میں کچھ ترمیم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیندہ وی پی فارموں پر منی آرڈر کمیشن کے ٹکٹ فرستندہ کو لگانے نہ پڑیں گے۔ بلکہ محکمہ ڈاکخانہ خود اسیقدر رقم اضافہ کر کے مکتوب الیہ سے وصول کیا کریگا مثلاً اگر پانچ روپیہ کا وی پی ہے تو اب اس کا وی پی کمیشن کا ٹکٹ اوپر لگایا جاتا ہے۔ لیکن اگر پانچ روپیہ کا وی پی کریں تو اسپر ۲/ کا ٹکٹ لگایا جاویگا اور یہ ۲/ ڈاکخانہ میں ہی جاویگی اور مکتوب الیہ کا نقصان ہوگا۔ ہم نے اسی وجہ سے اپنے اخبار کا وی پی کرنے میں پانچ کی بجائے پانچ روپیہ کا وی پی کرنا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس سے کارخانہ کو گرانبار کا سراسر نقصان ہوتا تھا مگر خریداروں کا ادنیٰ جاتا تھا لیکن اب آیندہ ڈاکخانہ خود ہی اضافہ کر کے وصول کر لیا کریگا۔ اس سے وی پی بھیجنے والوں کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ البتہ ڈاکخانہ کے پوسٹماسٹروں کا کمیشن ضرور کم ہو جائیگا اور انکو نقصان پہونچیگا اسلئے ان کے نقصان کی تلافی کیلئے کوئی تجویز افسرانِ ڈاکخانہ کو ملحوظ رکھنی چاہئیے جنکو ایک ایک وی پی کے لئے کئی مرتبہ اندراج کرنا پڑتا ہے ہم اس قاعدہ پر مفصل پھر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں فی الحال اسیقدر کافی ہے۔

سالی لینڈ کی ڈاک کہاں جاتی ہے!؟

جزیرہ۔ سالی لینڈ میں ہم جو اخبارات روانہ کرتے ہیں تعجب ہے کہ وہ وہاں ہی نہیں پہنچتے اور نہ وہ واپس دفتر میں آتے ہیں معلوم نہیں کہاں جاتے ہیں؟ امید ہے کہ اسپر توجہ کیجاویگی۔

ہرکاروں کی تنخواہ میں اضافہ کی ضرورت ہے

ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سپرنٹنڈنٹ صاحب امرتسر ڈویژن کو توجہ دلائی تھی کہ وہ بیچارے ہرکاروں کی ترقی تنخواہ کی طرف بھی توجہ فرماویں ابھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری اس تحریر پر کیا نوٹس لیا جاویگا لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ یہ فرقہ بہت ہی ہمدردی کے قابل ہے۔ پانچ روپیہ ماہوار پر گرمی کی سخت جلانے والی دھوپ اور لوئیں۔ [illegible] ہوائی پرندوں اور دوسرے حیوانات بھی آرام کرتے ہیں یہ بیچارے اپنا اپنا صرر توجہ اٹھائے ہوئے بھاگے جا رہے ہیں۔ نیچے سے زمین تپتی ہے اور پسینہ بہتا ہے بارش ہو یا کڑکڑاتا جاڑا انکو اپنے کام پر جانا ضروری ہے۔ اور پھر بڑی بھاری ذمہ داری ان کے سر ہے۔ ذرا مہر خراب ہو جاوے تو ان سے جواب طلب ہو۔ ڈاک ذرا دیر سے پہنچی تو ہرجانہ کے ذمہ وار۔

غرض عجیب کش مکش اور مشکلات میں ہیں اور انکی تنخواہ صرف پانچ روپیہ ماہوار۔ پس انکی حالت اور انکے کام کا موازنہ کر کے یہ ضروری ہے کہ اگر انکو آٹھ روپیہ ماہوار نہ دیئے جاویں تو کم از کم چھ روپیہ ہی دیئے جاویں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب اگر اس مضمون پر توجہ فرماویں گے تو وہ ہزاروں بلکہ ہرکاروں اور ان کے بال بچوں کی دعائیں لیں گے +

مراسلت

اگر حقیقت اسلام در جہان این است
ہزار خندہ کفر است بر مسلمانی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کابل کے ایک معزز عالم فاضل جناب مولوی عبداللطیف صاحب رئیس خوست جب قادیان میں آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف بیعت ہو کر واپس تشریف لے گئے تو وہاں کے نالائق مولویوں نے علامہ موصوف کو ظلماً و عناداً شہید کرا دیا۔ اس پر مولوی عبداللہ چکڑالوی کو فتویٰ لکھنے کی ضرورت لاہور میں بیٹھے بٹھائے پڑ گئی اور اپنے ماہواری رسالہ میں ایک طویل فتویٰ بدیں مضمون لکھا کہ مولوی عبداللطیف حرام موت سے مرا ہے نہ کہ شہید ہوا کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ دوسری آیت الا ان تتقوا منہم تقٰۃ ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اب ناظرین انصاف فرماویں کہ چکڑالوی صاحب نے کیسی فاش غلطی کی ہے اور آیات بیّنات کا کیسا اُلٹا نتیجہ نکالا ہے پہلی آیت میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جان بچانے کے لیے ایسا کر بیٹھے تو خدا تعالیٰ اُس پر چنداں گرفت نہیں کریگا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی مجبور کرے یا کچھ اندیشہ معلوم ہو تو جھٹ مرتد ہو جائے۔ دوسری آیت میں صرف کفار کے ساتھ تعلقات دوستانہ رکھنے کی اجازت ہے بشرطیکہ اندیشہ فساد نہ ہو۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ذرہ سے خوف کیوجہ سے فوراً مرتد ہو جانا چاہیے۔ ان آیات سے اگر کوئی یہ سمجھے جیسا کہ چکڑالوی اپنے رسالہ ماہ جنوری میں لکھتے ہیں کہ (مالک حقیقی کے ساتھ شرک کرنا اولاد کو قتل کرنا فواحش کے نزدیک جانا۔ جھوٹ۔ گوشت خنزیر۔ ناحق خون کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا۔ کیل و میزان پورا نہ کرنا۔ عدل نہ کرنا۔ مردار۔ نیاز غیر اللہ وغیرہ (یعنی والدہ سے بیٹی سے زنا کرنا خداوند تعالیٰ کو گالیاں دینا وغیرہ) تمام مجبوری کی حالت میں حلال ہو جاتے ہیں اور ایسی حالت میں جو شخص ان سے پرہیز کرے اور اپنی جان کو ہلاک کرے وہ بھاری گمراہ ہے۔ دیکھو صلہ اشاعۃ القرآن بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء) تو اسکی مثال کمثل الحمار یحمل اسفارا کی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مومنوں کو خاص طور پر ارشاد فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون۔ خدا تعالیٰ تو مصیبت اور خوف کے وقت صبر کرنیوالوں کو صلوٰۃ اور رحمت کا وعدہ دیتا ہے اور ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے مگر ملا چکڑالوی الیسوں کو کافر بناتے ہیں العجب ثم العجب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون۔ کیونجی یہ آیت قرآن شریف میں موجود ہے یا نہیں۔

[illegible] بیاید گریست

پھر خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے فلا تخشوہم واخشونی ولاتم نعمتی علیکم۔ پھر فرمایا ہے فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ دنیا کے لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب میں کچھ دہریت کی رگ بھی ہے جو خدا سے تو نہیں ڈرتے مگر لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں کہ ذرہ سے خوف کی وجہ سے مرتد ہونے کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔

آفرین [illegible] مرد [illegible]

چکڑالوی صاحب نے ان آیات سے غلط در غلط استدلال کرکے علامہ عبداللطیف شہید پر ناجائز فتویٰ کفر لگایا تھا مگر خدا کی عجیب شان کہ علامہ موصوف کی بریت تو قرآن شریف سے ثابت ہو گئی اور چکڑالوی خود ہی آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فیہ کے وعید کے نیچے آ گئے۔ مصرعہ

میں افسوس اپنے کرتا تھا قصور اپنا نکل آیا

شعر

کردۂ خویش آمد پیش

چند روز ہوئے کسی احمدی بھائی نے چکڑالوی سے پوچھا کہ اگر مولوی عبداللطیف حرام موت سے مر گئے ہیں تو بتاؤ کہ امام حسین جو کربلا میں قتل ہوئے انکی نسبت آپکا کیا فتویٰ ہے اس کے جواب میں چکڑالوی صاحب لکھتے ہیں تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ یہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کا کیا اُن کے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے جو کچھ وہ کر گذرے تم سے انکی پوچھ کچھ نہ ہوگی پس مرزائی جماعت کا یہ کوئی نیا سوال نہیں بلکہ قدیمی کافروں خصوصاً یہودی و نصاریٰ کے ہیں کہ ایسے ایسے سوال و اعتراض قرآن میں موجود ہیں اور ان کے جواب بھی ہم ادا کرتے ہیں کہ یہ صاحب آپ نے ان فرعونی سوالوں کے جواب دینے کی تو تکلیف نہ دیا کیجئے اور اس غرض سے قرآن ہی پر نگاہ ڈال لیا کیجئے کہ یہ سوال کن لوگوں کے مشابہ ہیں مسلمانوں کے یا کافروں کے انتہیٰ

جواب الجواب۔ مولوی صاحب! فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے یا کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امم سابقہ کی نسبت سوال کیا تھا چونکہ وہ ایک دور دراز زمانہ کے واقعات تھے نیز انکے لیے سوالات بے سود بھی تھے اسلیے انکو یہ جواب دیا گیا کہ تلک امۃ الخ مگر یہ تو آپ سے ہی اُمت کے ایک فرد کی نسبت سوال کرتے ہیں جو قرآن شریف کے احکام کے ماتحت تھا کہ آیا وہ شخص جس نے یزید کی بیعت سے انکار کرکے اپنے آپ کو اور ہمراہیوں کو کربلا کے میدان میں ہلاک کرایا کیا اُس کا یہ فعل قرآنی تعلیم کے مطابق تھا یا مخالف اور اس کی کارروائی سے خدا کے حسب تعلیم قرآن راضی ہوا یا ناراض دہل سے کیا فائدہ لا تلبسوا الحق بالباطل آپ بھول گئے۔ پھر تلک امۃ میں تو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب بھی داخل ہو گئے پھر آپنے انکی نسبت یہ ناجائز فتویٰ کیوں شائع کی کل کا مردہ آج قد خلت میں داخل ہے آپنے کس دلیل سے حضرت عبداللطیف کو مستثنیٰ کرایا ہے

چیستی لے کور کے فطرت سیاہ
طعنہ بر خوبان بدیں روے سیاہ

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر جو واقعات گذرے ہیں جو ایک ایک بیابجا بکری کیطرح ذبح کیے جاتے تھے انکی نسبت بھی آپ کا یہ فتویٰ ہوگا۔ خصوصاً امام حسینؑ کی نسبت تو آپ کا بھی اعتقاد وہ ہے جو عبداللطیف صاحب کی نسبت ہے مگر شیعہ و سنی کے خوف سے آپنے ہمارے احمدی بھائی کو صاف جواب نہیں دیا ہے یہ آپ کا عجیب فتویٰ ہے کہ عبداللطیف صاحب کی وفات سے پہلے جو لوگ قرآن شریف کے برخلاف کر گذرے انکو تو کچھ نہ کہو مگر عبداللطیف کو ضرور بُرا کہدو۔ یہ تو نادان سے نادان بھی جانتا ہے کہ جس روز سے قرآن شریف نازل ہوا ہے اُس روز سے لیکر زمانہ تک یہی ایک عام حکم ہے جو کوئی قرآن کے برخلاف چلیگا وہ گمراہ کہلائے گا جو اس کے ماتحت ہو کر چلیگا وہ مومن متقی کہلائے گا۔ آپ کی تخصیص آپ کی جہالت اور ضلالت پر گواہ ہے۔ اگر آپ واقعی طور پر اہل قرآن ہیں تو جواب صاف دیں قرآن شریف بزدلی اور نامردی کی تعلیم نہیں دیتا وہ تو بہادری اور شجاعت دکھلانے کی تعلیم دیتا ہے آیت تذہب ریحکم یاد کرو۔

اب ہم چکڑالوی کے مریدوں سے سوال کرتے ہیں کہ ایسا بہادر جو ذرہ سے خوف کیوجہ سے کل جرائم کا مرتکب ہونے والا ہو وہ بھی کبھی ہادی دین متین ہو سکتا ہے۔ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی نبی رسول ولی مجدد ایسا گذرا ہے جو لوگوں کے دھمکانے سے ڈر کر مرتد ہوا ہو۔ قرآن۔ توریت انجیل۔ احادیث۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب کبھی کسی بندۂ خدا کو کفار نے تکلیف دی ہے تو ہجرت کرلی ہے یا قید اختیار کی ہے یا موت قبول کی ہے مگر کسی جرم کے مرتکب ہرگز ہرگز کبھی نہیں ہوئے مگر افسوس تمہارے مرشد پر جو ذرہ سے خوف سے بھی کفر اور شرک کی ترغیب دیتا ہے اور سب بزرگان دین پر یہ ناجائز فتویٰ جو عبداللطیف شہید پر لگایا ہے آپکے اسلام اور قرآن دانی کی حقیقت معلوم شد۔

راقم محمد یمین ہزاروی حال وارد
قادیان ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی موجودہ تقطیع اور حجم کے باعث الحکم میں جقدر مضامین آجاتے ہیں جو ایک معمولی کتاب کے پانچ جزو تک سما جاتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ الحکم کسقدر ریڈنگ میٹر ہفتہ وار دے رہا ہے لیکن الحکم کو بہترین اور مفید تر اخبار بنانے کے لیے اسکی توسیع اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے جو قوم کی توجہ چاہتی ہے

اکثر خطوط میں الحکم کی موجودہ تقطیع اور حاشیہ کی اصلاح کے لیے توجہ دلائی جاتی ہے ہمارے ناظرین انشاء اللہ العزیز ۱۰ اپریل کے الحکم کو ان اصلاحوں کا عملی نمونہ پائیں گے۔ اور امید ہے اسے بہت ہی پسند کرینگے اس وقت انہیں اعتراف انشاء اللہ کرنا پڑیگا

کہ الحکم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پرانا ہی نہیں بلکہ سب سے بہتر اور سب سے بڑا اور سب سے ارزاں اخبار ہے

اور قوم کو حیرت ہوگی کہ اتنا بڑا اخبار اتنی قیمت میں کیونکر دیا جا سکتا ہے

الحکم کی اشاعت کی ایران تک پہنچنے کا ذکر ہے گذشتہ اشاعت میں کیا ہے آج کی ڈاک میں ہمارے مخدوم مولوی نذیر علی صاحب پشاوری رقمطراز ہیں کہ وہ مشہد میں الحکم کی وسعت اشاعت کے لیے خاص سعی کر رہے ہیں۔ وہ صرف یہی نہیں کہ توسیع اشاعت کے لیے فکر مند ہیں بلکہ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ فارسی مضامین لکھنے کے لیے بعض محقق ہوں گے جو الحکم کو مدد دینگے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ہمکو خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ الحکم کے ذریعہ سے خدمت کو کرنا چاہینگے تو گو بہت سی مشکلات کے بعد ہی ہو کامیابی ضرور ہوگی اور ایران کی خفتہ قوم میں بیداری کا اثر محسوس ہونے لگے گا۔

منشی فیض الحسن صاحب بریلی سے ہم کو دو معزز خریدار بھیجتے ہیں جنمیں سے ایک دس روپیہ سالانہ دیگا اور دوسرا پانچ روپے منشی صاحب نے جو کچھ کیا ہے اپنا فرض ادا کیا ہے اسکی جزا اللہ سے پائینگے لیکن ہم توسیع اشاعت کے خیال کو عام کرتے اور الحکم کا مذاق پیدا کرنے کیلئے ان دو پرچوں کے ساتھ دو پرچے دو غیر مستطیع طالب علموں کے نام صرف عہ سالانہ فی پرچہ کے حساب سے جاری کرنیکو آمادہ ہیں اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ۹۶ جزو کی کوئی کتاب ایک روپیہ میں دیجا سکتی ہے کیونکہ الحکم کی کتابی سائز سالانہ ۹۶ جزو کی ہے۔

انجمن حمایۃ الاسلام لاہور اپنا اشتہار جلسہ بغرض اندراج ہمارے پاس بھیجتی ہے اگرچہ ہمکو اس انجمن کی بہت سی کارروائیوں پر اعتراض ہے تاہم حق معاصرت کے لحاظ سے اس کا اشتہار دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

(لنڈن ۹ مارچ)

جاپانیون کی کامیابی پر امریکہ والون کی رائے
نیویارک کی سوسائٹی ونکوبسن میں ایک ضیافت کی تقریب پر جنرل وھیلر نے بیان کیا کہ جاپانی بحری کامیابیون سے انکی عظمت تسلیم کرنی پڑتی ہے اس پر حاضرین نے چیرز دئے۔

ایم کوچیڈا جاپانی قونصل جنرل بھی اس موقع پر موجود تھا اس نے بیان کیا کہ جاپان قومی زندگی کے لئے جدوجہد کر رہا ہے اور وہ انصاف اور معاملہ کی صفائی کا خواہان ہے اسکی تقریر کے اختتام پر حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے اور چند منٹ تک چیرز دیتے رہے۔

مسٹر ہارکورٹ اسسٹنٹ اٹرنی جنرل نے کہا کہ مجھے ایک پرائیویٹ شہری کی حیثیت سے امید ہے کہ جاپان اس لڑائی کو اسطرح جاری رکھیگا جس طرح اس نے شروع کی ہے

جاپانیون کا جزائر پر قبضہ:۔ جاپانیون نے جزائر [illegible] ۲۶ فروری کو قبضہ کر لیا۔ وہان انہون نے صرف رسد اور خبر پہونچانے کے علم پائے۔ روسی ۲۳ فروری کو جزائر چھوڑ کر چلے گئے تھے

ریلوے کی حفاظت:۔ چیفو کی خبر ہے کہ برٹش سفیر کے قول کے مطابق بہت سی چینی فوج ریلوے کی حفاظت کے لئے [illegible] ٹرینون میں [illegible] ہے۔

جاپانیون کا سمندر پر پورا تسلط:۔ جاپانیون کا بحرہ چین اور خلیج پیچلی پر پورا تسلط ہے۔ [illegible] جو سفر کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ جاپانی جنگی جہاز ہر ایک قسم کے دخانی جہازون کو روک کر اشیاء ممنوع جنگ کی تلاشی لیتے ہین۔

روسی قیدی:۔ چیمیلپو کی لڑائی مین جو روسی قیدی ہوئے تھے ان کی ایک اور جماعت کولمبو مین روس کی طرف جاتی ہوئی آنے والی ہے۔

جاپانیون کو غنیمت ملی:۔ جاپانیون کو ناگاساکی میں بہت سا گوشت جو کنسترون میں بند کرکے جہاز [illegible] امریکہ سے پورٹ آرتھر کیطرف بھیجا جا رہا تھا ہاتھ آیا۔

نیوچوانگ کی تیاریان:۔ روٹرز [illegible] سے تار (۹ مارچ) روسیون نے نیوچوانگ سٹیشن پر پانچ [illegible] محاصرہ کرنے والی توپین [illegible]

نیوٹرل جنگی جہازون کی روانگی:۔ نیوٹرل جنگی جہاز روانہ ہو [illegible]

روسیون کے ناکارہ جہاز:۔ روٹر کا نامہ نگار ٹوکیو بیان کرتا ہے کہ بندرگاہ پورٹ آرتھر کے اندر تیرہ روسی جہاز ناکارہ ہو گئے ہین۔ اور ایک قلعہ جاپانی بمب کے گولون سے بہم تباہ ہو گیا۔ روسی بیمارون کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے۔

تلنوان کے قلعون پر گولہ باری:۔ ۶ کی رات کو جاپانی جنگی جہازون نے تلنوان کے قلعون پر گولہ باری کی۔ اور پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔

اشیاء ممنوع جنگ:۔ ۲۱ فروری کا تار ہے کہ ٹوکیو مین سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ جاپانی گورنمنٹ اشیاء ممنوع جنگ کی دو اقسام قرار دیتی ہے۔ اول قسم میں جنگی آلات ہتھیار [illegible] والی اشیاء اور ان کے بنانے مین جو چیزین کام آئین شامل ہیں اور دیگر اشیاء جن کا صرف لڑائی مین استعمال کرنا مقصود ہو۔ دوسری قسم میں رسد۔ شراب۔ گھوڑے۔ ساز۔ چارہ۔ گاڑیان وغیرہ۔ کوئلہ۔ لکڑی۔ سکہ۔ سونا۔ چاندی۔ [illegible] اور تار ٹیلیفون۔ اور ریلوے بنانے کی اشیاء شامل ہیں۔ دوسری قسم کی اشیاء صرف اس وقت ممنوع خیال کی جائینگی جب ان کا دشمن کی بحری یا بری فوج مین پہنچانا مرکوز ہو۔

جاپانی عدالت انعامات:۔ ناگاساکی کے قریب مقام سیبو مین انعام کی ایک عدالت قائم ہوئی ہے اس کے فیصلون سے ٹوکیو کی سپریم کورٹ میں اپیل ہو سکیگی۔

امریکن قونصل کے تسلیم کرنے سے انکار:۔ روس نے مسٹر مارگن امریکن قونصل متعینہ ڈالنی کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ مسٹر ہیس کی رائے ہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ [illegible] اور نیوچوانگ [illegible] جو چین سے عہدنامہ [illegible] امریکہ کی رو سے مکڈن اور پورٹ آرتھر مین قونصل تعینات ہو چکے تھے۔ امریکن سفیر نہین۔ مسٹر ہیس کا یہ خیال اس بنا پر ہے کہ منچوریا چین کا ایک صوبہ ہے۔ اور کسی اور سلطنت کو دخل [illegible] کا استحقاق حاصل نہیں۔

جرم گرفتاری نہ کرنا:۔ جن [illegible] لوگ جو جنگ سے پہلے روسی افسرون کی نوکری کیا کرتے تھے۔ اور جن کی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ وہ جاپانی خفیہ [illegible] کے [illegible] روسی ریلون کے نواح مین [illegible] روسی فیلڈ کمانڈر کو حکم ملا ہے کہ وہ ان لوگون کے ساتھ سختی سے پیش آئیں

روسی آبادی جو ٹوکیو سے رخصت ہو چکی ہے
تمام روسی آبادی سوائے آرک بشپ کے ٹوکیو سے رخصت ہو گئی۔ ایس [illegible] نامی جہاز مین سوار ہوئی اور گذشتہ اتوار کو کوبے سے گذری۔

جاپان کے پولیس افسر روسی گرجا اور آرک بشپ کی حفاظت کر رہے ہین۔

محصورین پورٹ آرتھر کا مقابلہ:۔ آخری خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ پورٹ آرتھر بحری پہلو سے بند ہو گئی ہے۔ اور اغلب ہے کہ جاپانی اس پر قابض نہ ہو سکینگے۔ ان کی کوشش یہ ہو گی کہ محصورین کو فاقہ کشی کا عذاب پہنچا کر اطاعت پر مجبور کرین۔

روسی قیدی:۔ جاپانی ریڈکراس سوسائٹی اس وقت چلفو مین ۸۰ روسی مجروحین کی خدمت اور علاج معالجہ کر رہی ہے۔

پورٹ آرتھر کی حالت:۔ لنڈن سے جو پرائیوٹ خطوط آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ مین ۸ ہزار جوان ہیں لیکن ان کو امید نہین کہ اگر جاپانی خشکی و تری دونون طرفون سے ایک ساتھ حملہ کرین تو وہ ان کا مقابلہ کر سکینگے۔

پورٹ آرتھر میں اب بھی سخت بدانتظامی ہے جو چینی گورنمنٹ کے زمانہ مین تھی۔ اعلےٰ ملٹری اور بحری حکام ٹھیکہ دارون سے ان ٹھیکون کے کمیشن لینے کیلئے دست نگر بیان رہتے ہین۔ جو ان کو حکام مذکورہ کے رسوخ سے ملتے تھے۔

پورٹ آرتھر مین گولہ بارود کا سامان بہت کم ہے اس کے بندرگاہ کی حفاظت کے لئے کم از کم ۵ سو تارپیڈو کشتیان ضروری ہیں۔ مگر صرف ۲۵۰ موجود ہیں۔ اور ان مین سے پچاس بیکار ہیں۔

ولاڈیواسٹاک پر گولہ باری:۔ امیرالبحر الکسیف نے ولاڈیواسٹاک کی گولہ باری کے متعلق یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ۲۰۰ بمب کے گولے چلائے گئے تھے لیکن اس نے یہ بیان نہین کیا کہ وہ پھٹے نہیں۔ جاپانی بیڑہ تین مرتبہ دریا مین آگے پیچھے گیا۔ قلعے یا مورچون کا کچھ نقصان نہیں ہوا شہر اور حفاظتی تعمیرات کو دیگر حصون کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

بارٹرون کو آتش باری کے لئے تیار رکھنے کی کارروائی بہت انتظام کے ساتھ ہوئی ہے۔ پیر کے روز بیڑا ساحل کے قریب ہو کر گذرا مگر آتش باری نہ کی۔ اور جنوبی سمت مین غائب ہو گیا۔

بحیرہ قلزم کا تجربہ:۔ برٹش انڈین سٹیمر "مباسہ" نامی ۶ مارچ کو مدراس پہنچا۔ یہ وہی جہاز ہے جسے روسی جنگی جہازون نے غلطی سے بحیرہ قلزم میں گرفتار کر لیا تھا۔ اس گرفتاری کی کیفیت یون ہے کہ ۲۱ فروری ساڑھے دس بجے رات کو جب کہ مسافر اپنے اپنے کمرون میں سونے کی تیاریون میں تھے توپ چلنے کی آواز سنائی دی۔ اہل جہاز چونک اٹھے "مباسہ" فوراً روسی جہازون کی سمت میں روانہ ہوا تھا کہ اتنے مین دوسری توپ چلنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد دو روسی افسر ایک دخانی کشتی مین سوار ہو کر مباسہ کے تختہ پر آگئے اور کاغذات کی تلاشی لیتے رہے۔ مگر بے سود۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اس شور و شغب سے تمام مسافر جاگ اٹھے۔ اور ڈیک پر آ کھڑے ہوئے۔ روسی افسرون نے افسوس ظاہر کیا کہ مباسہ کو غلطی سے ٹھہرایا اور اسے بیجا تکلیف دی گئی۔

روسی شکستون کا اثر پولینڈ پر
(لنڈن ۹ مارچ) ٹائمز کا روسی نامہ نگار [illegible] کہ مشرق مین روسیون کو شکست ہونے سے اہل پولینڈ کے حوصلے بڑھ گئے ہین اور گورنمنٹ روس نے مجبوراً پولیس کی تعداد بڑھا دی ہے۔

روس کے جنگی جہاز:۔ روس کے تین نئے جنگی جہاز سلوا [illegible] سوار وف [illegible] اسال کے اختتام تک تیار نہ ہون گے۔ ان کے بہم پہنچانے مین مشکل پیش آئیگی۔ کیونکہ روسی چیدہ افسر مشرق بعید مین ہین۔

سائبیرین ریلوے:۔ چین کے جاسوسون نے سائبیریا ریلوے کی حالت بہت بری بیان کی ہے ہر جگہ بدانتظامی ہے۔ ریلوے بہت سے مقامات پر مسدود ہو رہی ہے اور اس کا شیرازہ نظام درہم برہم ہو رہا ہے حکام اپنے آپ لوگون پر ضبط نہیں کر سکتے۔

امریکہ مین قومی تعصب۔ (لنڈن ۹ مارچ)
ایک حبشی کو زندہ جلا دینے پر سپرنگ فیلڈ [illegible] مین قومی تعصب اور جوش کا دریا امڈ آیا۔ دو ہزار گورے [illegible] غریب حبشیون پر حملہ کیا۔ اور ان کے گھرون کو آگ لگا دی۔ بیس بستیان جل کر خاک سیاہ ہو گئی ہیں۔ ملیشیا کی آٹھ کمپنیان موقعہ پر روانہ کی گئی ہیں

آتشزدگی:۔ بیروت واقع شام کے قریب [illegible] تیل کے ۲۵ ہزار [illegible] جن مین ۵۰ ہزار من تیل تھا۔ آگ لگ گئی۔ جو تین چار روز تک جلتی رہی۔

پولیس مین اونٹون کا استعمال:۔ جنوبی افریقہ کے بعض حصون میں پولیس کے کام کے لئے اونٹون کا استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ایک مہینے مین چھ سات سو میل تک گشت کرتے ہیں اور اچھی حالت میں ہیں

مشرقی افریقہ اور یوگنڈا (لنڈن ۶ مارچ)
مسٹر [illegible] ممبر پارلیمنٹ نے مشرقی افریقہ اور یوگنڈا کے مضمون پر لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ اگر گورنمنٹ لوگون کو وہان کے مقامی حالات سے اچھی طرح مطلع کرے تو اس ملک اور جانے والون دونون کو فائدہ پہنچ سکتا ہے

فوجی تخمینے (لنڈن ۹ مارچ) فوجی تخمینون پر بحث کرتے ہوئے سر ہنری کیمبل بنرمین نے کہا کہ ہمارا ملک (برطانیہ) جو فتح و جنگ کی پالیسی سے تنگ آ گیا ہے فوجی اخراجات کی برداشت نہیں کر سکتا

مسٹر [illegible] نے لارڈ رابرٹس کی بہت تعریف کی۔

مسٹر بالفور نے سر ہنری بنرمین کے بیان کی تردید کی اور کہا کہ مشرق الاقصےٰ مین حالات کا میلان اس طرف ہے کہ ہمارا [illegible] ایک بڑی ایشیائی طاقت کا [illegible] اور بڑی فوجی طاقت کے ساتھ [illegible] حد بندی کر رہے ہیں۔

تبت مشن (پیاری جانگ ۹ مارچ)
ایک دو روز میں [illegible] سیلی گدی میں پہنچنے والے ہین۔ جنہین جسقدر ممکن ہو آگے بڑھا دیا جائیگا [illegible] دیہاتی آجکل تخم ریزی میں مصروف ہیں۔

عدن میں شورش (لنڈن ۹ مارچ)
ایک عرب سردار جسے ایک سو آدمیون کی جمعیت مین عدن آنے کی اجازت دی گئی تھی۔ بجائے ایک سو کے اڑھائی سو مسلح آدمی لے آیا۔ صاحب رزیڈنٹ نے منع کیا کہ اتنے آدمی [illegible] لیکن [illegible] آیا آخر جب [illegible] انفنٹری اور آرٹلری طلب کی گئی [illegible] کو آخری دفعہ سمجھایا گیا تو [illegible] لیا۔

ولاڈیوواسٹاک کی دیکھ بھال:- ٹوکیو میں جاپانیوں کی ولاڈیوواسٹاک کی گولہ باری کے متعلق ایک سرکاری رپورٹ شائع ہوئی مضمون یہ کہ یہ حملہ صرف دشمن کی دیکھ بھال کیلئے کیا گیا تھا - اور اس نے دشمن کا بہت نقصان کیا - قلعہ کی بیٹریوں نے جواب نہ دیا - بعد ازان جاپانی بیڑہ بڑ روس کی خلیجوں میں گشت کرتا رہا - مگر روسی بیڑہ نظر نہ آیا -

روسی تارپیڈو کشتی ضائع ہوگئی ہے

ایک روسی تارپیڈو کشتی بندر سعید اور کریٹ کے درمیان ضائع ہوگئی ہے - اس کے ملاح سب بچا لئے گئے -

ایک منچلی تجویز:- روس کا بحیرۂ بالٹک والا بیڑا غالباً جولائی میں شمال مشرقی راستہ سے جاپان کی طرف جائیگا -

افواہ ہی تھی:- اس افواہ کی تصدیق نہیں ہوئی کہ جاپانیوں نے بمقام ولاڈیوواسٹاک روسی بیڑہ پر حملہ کیا تھا -

زار روس کا مبارکبادی تار (لنڈن ۱۱ مارچ) زار روس نے ولاڈیوواسٹاک کے قلعہ کی فوج کو "آگ کے بپتسمہ ملنے پر" مبارکباد کا تار بھیجا - جیسے شناس روس کہتے ہیں - ہمیں یقین ہے - کہ روسی سپاہی اس قلعہ کو دشمن سے محفوظ رکھنے کیلئے اپنے جسموں کی فصیل بنا دیں گے -

جاپانیوں کی پیشقدمی:- چیفو سے واشنگٹن میں خبر پہونچی - کہ جاپانی افواج تنگ ننگ چنگ اور شاکوستان میں پہونچ گئی ہیں - گویا موکڈن میں روسیوں کے عقب پر چلی گئی ہیں - اور غالباً ریلوے کی آمد و رفت کو مسدود کر دیں گے -

روس کے بحری نقصانات:- ٹوکیو سے اس تار کی تصدیق ہوگئی ہے - کہ پورٹ آرتھر میں روس کے آٹھ جنگی جہاز شکستہ ہو کر ناکارہ پڑے ہیں -

خبریں حاصل کرنے میں دقت - آمد و رفت میں بہت مشکلات ہیں - اور جنگی حکام کی نکتہ چینی کی وجہ سے واقعات کی خال خال جھلک نظر آسکتی ہے اور ان وجوہات سے بیشمار رپورٹوں کی صحت کا یقین نہیں ہوسکتا - ان میں سے اکثر متناقض معلوم ہوتی ہیں -

پورٹ آرتھر پر از سر نو گولہ باری:- سینٹ پیٹرزبرگ میں ایک تار بدین غرض پہنچا کہ ۹ مارچ کی آدھی رات کو جاپانی بیڑہ نمودار ہوا - اور توقف کے ساتھ دوسرے صبح کے آٹھ بجے تک گولہ باری کرتا رہا -

ولاڈیوواسٹاک پر گولہ باری:- بمبئی میں جاپانی سفیر کو گورنمنٹ جاپان کا ایک تار بدین مضمون پہنچا - (۱۱ مارچ) امیر البحر کیمورا کی سرکاری رپورٹ ہے کہ ہم ولاڈیوواسٹاک کی شمال مشرقی جانب میں قلعہ کے قریب پہنچے - شام کو دو بجے بندرگاہ میں ... کی غرض سے گولہ باری شروع کی اور ... سے ... صبح کو ہم خلیج امریکن اور ... میں گشت کی لیکن کوئی خاص بات نظر نہ آئی - دو پہر کے قریب ہم پھر ولاڈیوواسٹاک کے قریب پہنچے لیکن روسی جنگی جہاز نہ ملے پھر ہم خلیج پوسٹ میں گئے - وہاں بھی کچھ نظر نہ آیا -

روس و امریکہ: امریکہ کی ایک نیوز ایجنسی روس کی حمایت پر آمادہ ہوگئی ہے - مدعا یہ ہے کہ امریکہ کی عام رائے پر اثر ڈالا جائے -

مالی پالیسی:- پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے یہ تحریک کی کہ غیر ممالک کی اشیاء پر محصول لگانے میں مختلف ملکوں کو ترجیح دینے کے متعلق جو تقریریں ہوا کرتی ہیں - ان کو روکا جائے - بہ اتفاق رائے اس کی تردید ہوئی -

پارلیمنٹ کی بحث میں وزارت اور اس کے مخالف فریق کی تقریروں سے پایا جاتا تھا کہ عنقریب پارلیمنٹ کا عام انتخاب ہوگا -

والڈ ولڈ میں فساد

طویل فسادات کی وجہ سے والڈ ولڈ (واقع روس) میں عوام اور فوج کے درمیان جھگڑا ہوا ہوئی اور اس میں بہت سے آدمی قتل ہوئے -

برطانیہ کے اور مقدونیہ کی اصلاحات

ارل پرسی نے انگلستان کے دارالعلوم میں کہا کہ جب مقدونیہ کی فوجی پولیس کا انتظام ... اس کا افسر اعلیٰ جنرل ... مقرر ہوگا ... وہاں پر ... گیارہ دن گذشتہ ... گئے -

جنگ روس و جاپان کی لغات

نوٹ خطوط وحدانی کے اندر جو نام ہیں وہ بعض مقامات کے دوسرے اور نیئے نام ہیں مثلاً کوریا کو بعض شہر ایسے ہیں کہ ... ان کا اصلی نام دوسرا چینی اور تیسرا جاپانی ہے -

آبنائے کوریا - جاپان اور کوریا کے درمیان واقع ہے بحری جنگ میں فائدہ اٹھانے کیلئے یہ موقع اچھا ہے -

ادزوما - جاپانی آہن پوش ہے اسکی وسعت دس ہزار ٹن اور ۱۵ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۲۰ء۴ ناٹ ہے اور چودہ توپیں اسکے میگزین میں رہتی ہیں یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا ہے -

ازورا - دوم درجہ کا روسی آہن پوش ہے جو بندر آرتھر پر مقیم رہتا ہے -

ازوما - جاپانی آہن پوش ہے جسکی باربرداری نو ہزار چار سو تریسٹھ ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ ہے - اسپر (۱۶) انچ موٹا لوہا چڑھا ہوا ہے اور سولہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اس میں دس توپیں رہتی ہیں - یہ تمام ایلسوک تیار کرایا گیا تھا -

آساما - یہ جاپانی آہن پوش ہے - اسکی باربرداری دس ہزار ٹن اور اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے رفتار ۲۱ ناٹ - یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا تھا -

اسکولڈ - یہ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے - اسکی باربرداری سات ہزار ٹن اور رفتار ۲۳ ناٹ ہے اسمیں ایک درجن توپیں رہتی ہیں اور بندر آرتھر پر مقیم رہتا ہے -

اسکلیابیا - ایک روسی جنگی جہاز ہے جو مشرق الاقصیٰ کے لئے مخصوص ہے اسکی وسعت بارہ ہزار ٹن - اسمیں دس توپیں اور آتشگیر ہتھیاروں کا بہت سا ذخیرہ رہتا ہے -

آسائی - جاپانی جنگی جہاز ہے جس میں پندرہ ہزار ٹن اسباب آتا ہے - اور پندرہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اس کی رفتار ۱۸ ناٹ ہے اس میں آتشگیر اسلحہ کا میگزین ہے اور یہ کلائیڈ میں تعمیر کیا گیا تھا -

المارز - روسی جنگی جہاز ہے جو نہر سویز سے روسی سکواڈرن میں شامل ہونے کے لئے بندر آرتھر تک آ جاتا ہے -

امنال - ایک دریا ہے جس کا دوسرا نام یلو ہے اسکی تشریح یلو کی تقطیع میں دیکھو -

امیر البحر الکسیف - سلطنت روس کا اقصائے مشرق میں نائب السلطنت ہے اسکا صدر مقام بندر آرتھر ہے اسکو جنگی اور انتظامی دونوں قسم کے اختیارات حاصل ہیں -

امیر البحر بیرن انوئی - جاپانی فوج میں اس کا ہیڈکوارٹر کی تعیناتی کوری پہ ہے جو بحر المینڈ پر واقع ہے جاپانی بحری اثبات بحیرہ اس کا درجہ دوسرا ہے -

امیر البحر بیرن یاماموتو - جاپان کے بحری صیغہ کا وزیر ہے -

امیر البحر ساسیتیا - یہ فوج جاپان کا کمانڈر انچیف ساسیبو پر متعین ہے -

امیر البحر سکروالف - روسی افواج میں بحر اسود کے بیڑے اور بندر شعلوں کا کمانڈر انچیف ہے اس کا خیال ہے کہ ... بری اور بحری دونوں جنگ میں فتح حاصل ہو سکتی ہے -

امیر البحر شباياما - جاپانی کمانڈر انچیف یکوسا کا پر تعینات ہے -

امیر البحر وائیکونٹ ایتو - یہ کمانڈر انچیف یاکوساگا پر متعین ہے اور جاپانی بحری اثباتِ بحیرہ کا پیشوا ہے اور جنگ چین و جاپان میں کیوقت جاپانی بحری فوج کا کمانڈر انچیف تھا -

انتنگ یا شنابو - یہ منچوریا کی سرحدی چوکی ہے اور یلو دریا کے شمال کی جانب ... کے قریب دیکھو بالکل واقع ہے جو بجانب جنوب ہے اور نیکمیو ہے بارہ میل فاصلہ پر ہے آجکل یہ بندر مسدود ہے کیونکہ چین نے اضلاع متحدہ کے ساتھ عہدنامہ کرکے اس کیلئے کھول دینے کا اقرار کرلیا ہے لہذا یہ تمام قوموں کیلئے کھولا ہوا ہے - مگر آجکل روسی فوج کی نگرانی ہے -

اوساکا - بحر المینڈ پر بڑا بندرگاہ ہے جس کو سلطنت جاپان کا دار الحرب کہتے ہیں - اس کی آبادی تیرہ لاکھ ہے یہ جاپان میں دوم درجہ کا شہر ہے اور قدیم دارالحکومت کیوٹو سے چند میل کے فاصلہ پر ہے -

ایگویٹ - جاپانی زرہ پوش ہے جس کے اندر اسلحہ خانہ رہتا ہے یہ اوزوما کا ہم پلہ ہے -

بایان - اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری آٹھ ہزار ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ اس میں دس توپیں رہتی ہیں - اور بندر آرتھر پر تعینات ہے -

بحر جاپان - یہ بحر الکاہل کا شمال و مغربی حصہ ملک جاپان اور بر اعظم ایشیا کے درمیان واقع ہے - اس کے ساحل پر کوریا اور ایشیائی روس کے بحری صوبجات واقع ہیں -

بلیکو ولیٹ چنگ - یہ دریائے امور پر روس کا بڑا تجارتی شہر ہے یہاں سنہ ۱۹۰۰ء میں روسیوں نے چینیوں کا بہت کشت و خون کیا تھا -

بندر آرتھر - پہلے چینیوں کا یہاں کی قلعہ پر قبضہ تھا اب روسیوں کے تصرف میں ہے - یہ جزیرہ نمائے لیاؤتنگ کی انتہائی سرحد ہے اس کو جاپان نے سنہ ۱۸۹۴ء میں فتح کیا تھا لیکن بعد کو واپس کر دیا سنہ ۱۸۹۸ء میں چین نے روس کو پٹہ لکھدیا - یہاں قلعہ کی فوج میں بیس ہزار سپاہی رہتے ہیں اور دو سال کے لئے سامان خوراک جمع رہتا ہے مشرق الاقصیٰ میں جنگی حکمت عملی کیلئے اس سے بہتر موقع نہیں ہے یہ بندر بہت بڑا ہے - روسی جہازوں کا بیڑا اس جگہ جمع ہوتا ہے لیکن محل بہت خراب ہے لیکن اس بندر کی گہرائی بہت زیادہ نہیں ہے یہاں کا ڈاک یارڈ اور مرمت کرنیوالے کارخانے محدود ہیں - ڈاک یارڈ کی وسعت صرف ۳۲۵ x ۸۴ x ۴۳ فٹ ہے -

بندر تا لنگ کاؤ - دریائے یلو کے دہانہ پر ایک بندر ہے اور عہدنامہ حال کی رو سے جاپان کیواسطے کھولا گیا ہے - اب اور قوموں کے جہازوں کی بھی آمد و رفت ممکن ہے -

بندر لازاریف - خلیج بروٹن پر کوریا کے مشرقی ساحل پر یہ بندرگاہ واقع ہے -

بندر ہملٹن - کوریا کے جنوب میں ... ساجزیرہ ہے جس کا بندرگاہ بہت خوشنما ہے - برطانیہ اعظم نے اسپر سنہ ۱۸۸۵ء میں قبضہ کیا تھا لیکن روس کو یہ وعدہ کرکے چھوڑ دیا کہ وہ کوریا میں کبھی تصرف نہ حاصل کرے -

بوائی ان - یہ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری تین ہزار ٹن اور رفتار ۲۲ ناٹ ہے اس کی میگزین میں چھ توپیں رہتی ہیں اور چمالپو پر تعینات ہے -

بوگاتر - روسی جنگی جہاز جسکی باربرداری چھ ہزار ٹن رفتار ۲۴ ناٹ ہے اس کی میگزین میں چھ توپیں رہتی ہیں اسکی تعیناتی ولاڈیوواسٹاک پر ہے -

بیرن یاماگوچی - یہ لفٹنٹ جنرل جاپانی فوج کی پانچویں ڈویژن کا کمانیر ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں پیکن پر مددگاروں کے ساتھ جاپانی فوج کا کمانیر تھا -

پیرو بلیڈا - یہ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن رفتار ۱۹ ناٹ اس کے اندر گیارہ توپیں رہتی ہیں اور بندر آرتھر پر تعینات ہے -

پریسویٹ - روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۸ ناٹ ہے - اسمیں بارہ توپیں رہتی ہیں -

پلاڈا - روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت سات ہزار ٹن اور رفتار انیس ناٹ ہے - اسمیں آٹھ توپیں رہتی ہیں -

پنگیانگ - علاقہ کوریا میں سمندر سے دور ہے سنہ ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے چینیوں کو اسی مقام پر فتح پائی تھی اس کی آبادی پچاس ہزار ہے -

پولٹیوا - روسی جنگی جہاز ہے جس کی وسعت گیارہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۷ ناٹ ہے اس میں بارہ توپیں رہتی ہیں -

پوسن - فوسن کا دوسرا نام ف کی تقطیع میں تلاش کرو -

تارپیڈو - روس اور جاپان کے جہازوں کے ساتھ بہت سی تارپیڈو کشتیاں اور تارپیڈو ڈسٹرائر کشتیاں جدید نمونہ کی موجود ہیں -

تائیشیکی - ٹشوشیما میں جاپان کا کولنگ سٹیشن اور بحری افواج کا بیس (چھاونی) ہے -

ٹشوشیما - آبنائے کوریا میں ایک جاپانی جزیرہ ہے جس کا

زادہ بہت مستحکم ہے اور جنگی حکمت عملی کیلئے بڑا اچھا موقعہ ہے اس کا طول ۱۵۳ میل ہے جو ا رہتا تا کیوقت اس جزیرہ کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔
ٹوکیو۔ جاپان کا دارالخلافت ہے اس کی آبادی ۱۵ لاکھ ہے۔
ٹوکیوا۔ جاپانی سیاحی جہاز اسکی وسعت دس ہزار اور اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے رفتار ۲۱ ناٹ اس کے اوپر چھ انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے اسلحہ خانہ میں دس توپیں رہتی ہیں۔ یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا ہے۔
ٹیاو۔ کوریا کا ایک شہر سمندر سے دو سیول فیوزن لائین پر واقع ہے۔
ٹیلنوان۔ ڈالنی کا دوسرا نام ہے (ڈ) کی تقطیع میں تلاش کرو اس نام کا ایک خلیج بھی ہے
جزیرہ کوئیلپارٹ۔ کوریا کی جنوبی ساحل پر واقع ہے یہاں بھی جہازوں کا لنگر گاہ ہے۔
جزیرہ نمالیا و ٹنگ۔ منچوریا کی علاقہ کی جنوبی حد ہے
جنچوان۔ چیلپو کا دوسرا نام ہے جسکی تشریح (چ) کی تقطیع میں تلاش کرو۔
جنرل آرتامیناف۔ یہ روسی فوج میں ۸ رجمنٹ کا کمانیر ہے جس میں ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ رجمنیں شامل ہیں اسکا ہیڈکوارٹر والدیو ورسک میں ہے۔
جنرل بیرن اگو۔ نامور جاپانی جنرل ہے جسنے جنگ جاپان وچین میں بڑی ناموری حاصل کی تھی
جنرل چیسیروسکی۔ وارسا کا ڈپٹی گورنر جنرل ہے اور روس کی بری افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔
جنرل بیرن ہاسیگاوا۔ یہ جاپانی فوج کے امپیریل گارڈز ڈویزن کا کمانیر ہے۔
جنرل ٹراچی۔ جاپانی وزیر جنگ ہے۔
جنرل کرفپٹکن۔ یہ روسی وزیر جنگ ہے مشرق الاقصے میں روسی افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔ اس نے وسط ایشیا میں بہت سی خدمات انجام دی ہیں اور کاشغر یا اسی کا فتح کیا ہوا ہے۔
جنرل کروکی۔ اس فوجی افسر نے جنگ جاپان کے زمانہ میں وی ہی ہلوی کے فتح کرنے میں بہت مدد دی اور جاپانی فوج میں کارگذار جنرل سمجھا جاتا ہے۔
جنرل گروڈکاف۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں جب روس نے منچوریا پر حملہ کیا تھا۔ تو یہ روسی فوج کا کمانیر تھا آجکل مشرق الاقصے میں تمام روسی افواج کا کمانڈر انچیف دادہ جنرل کرفپٹکن کی ماتحتی میں بڑی کمان پر سمجھا جاتا ہے۔
جنرل نوزو۔ (نوزو) یہ جاپان کا بڑا تجربہ کار اور جنرل ہے اسنے کوریا میں زبردست مقام پنگیانگ کو فتح کیا اور جنگ جاپان وچین میں جنگی حکمت دکھلائی فوج نے ایسی فتح حاصل کی کہ اسکی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔
جنرو۔ بااعلی رتبہ شہیرے شاہی یوی کونسل کے ممبر ہیں جنمیں اشخاص ذیل شامل ہیں مارکوئس آئیٹو مارکوئس یاماگاتا کونٹ مٹسوکاتا کونٹ انیوئی اور مارکوئس اویاما۔ سیروں کی یہ انجمن جاپانی قوانین اوضع واد میں دخل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ سیاہ ڈوکی براہ راست شہنشاہ میں اسوجہ سے تمام با اختیار ہیں۔
چینک وانگ داو۔ یہ تیان شان سرمائی بندر ہے
چیمپو۔ یہ بائی ٹانگ کی شمال جانب کوریا کی مغربی ساحل

بندر مصالحت ہے یہ پنگیانگ کا بندر ہے اور علاقہ کوریا میں درجہ دوم کا شہر ہے۔ یہ غیر ملکی تجارت کیلئے سنہ ۱۸۹۹ء میں کہولا گیا تھا
چیفو۔ یہ چینی صوبہ شانٹنگ کا ایک نامور شہر اور بندر مصالحت ہے۔ یہ بندر آرتھر کے مقابلہ میں واقع ہے۔ اس کا درمیانی فاصلہ ۱۷۰ میل ہے۔
چیملپو۔ (جنچوان) یہ بندر مصالحت کوریا کی مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور بندر سیول ۲۱ میل ہے دونوں کے درمیان ریلوے جاری ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے اور تجارت بڑھی ہوئی ہے خصوصاً چینی اسباب زیادہ روانہ ہوتا ہے یہ ننگا ساکی ۲۴۶ میل چیفو سے ۲۰۰ میل اور بندر آرتھر ۲۹۱ میل ہے۔ جوار بھاٹا کی وجہ سے یہاں جہاز رانی بہت کم ہوتی ہے جسکی شدت سات اٹھ میل تک رہتی ہے۔ علاقہ کوریا میں ایک انگریزی فرم صرف اس جگہ قائم ہے۔
خلیج بروٹن۔ کوریا کے شمال مشرق میں بحر جاپان پر واقع ہے اس کی خاص بندر لازارف اور وانسن ہیں جو خلیج ینگ ٹسنگ پر اس کے مرکز کی قریب واقع ہیں۔
خلیج پوسیٹ۔ یہ خلیج ایشیا کے روسی بحری صوبہ میں کوریا کی شمال مشرقی سرحد پر واقع ہے۔
خلیج لیاوٹنگ۔ کی وجہ تسمیہ جزیرہ نمالیاوٹنگ سے اس کو جیم کی تقطیع میں تلاش کرو۔
دریائے یلو (اسنک) منچوریا اور کوریا کی درمیان شمال ومغربی سرحد ہے سنہ ۱۸۹۶ء میں روس نے کوریا کی جنوب جانب جنگل کاٹنے کی رعایت حاصل کی تھی اور اسی بہانہ سے قبضہ کر بیٹھا سنہ ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے چینی بیڑے پر دریائے یلو کی شادہ بازوں پر فتح حاصل کی تھی۔ اور چینیوں کے چار جنگی جہاز ڈبو دئیے تھے
دریائے ٹیومن۔ روسی بحری صوبہ اور کوریا کے درمیان شرقی سرحد قائم کرتا ہے۔
ڈائنا۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری سات ہزار ٹن اور رفتار بیس ناٹ اسکی سیگزین میں ۸ توپیں رہتی ہیں۔ اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔
ڈالنی۔ (ٹالنوان) یہ ٹرانس سائبیرین ریلوے کا آخری مقام ہے اور سینٹ پیٹرسبرگ سے ۵۲۰۰ میل پر ہے اور جزیرہ نمالیاوٹنگ کے بالکل انتہا پر واقع ہے۔ روسیوں نے اسکو نیوچوانگ کی بجائے تجارتی مرکز بنانے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیابی نہیں ہوئی انہوں نے پلیس اکھڑ بوٹ سے زیادہ ڈاکس یارڈ اور گودام کی تعمیر میں صرف کیا خلیج ٹالنوان جس پر وہ واقع ہے بہت گہری اور نہایت محفوظ ہے۔
رورک۔ روسی سیاحی جہاز وسعت گیارہ ہزار ٹن رفتار تیرہ ناٹ ولیڈ ورسٹک پر تعینات ہے۔
روشیا۔ روسی سیاحی جہاز وسعت بارہ ہزار ٹن رفتار ۲۰ ناٹ اس میں ۱۶ توپیں میں یہ بڑا خطرناک ہے آجکل اسکی تعیناتی ولیڈ و وردسک پر ہے۔
ریٹویسان۔ روسی جنگی جہاز ہے وسعت ۱۲۷۰۰ ٹن رفتار ۱۸ ناٹ اس کے اندر بارہ توپیں رہتی ہیں امریکا کی ساخت ہے اسکی تعیناتی بندر آرتھر پر ہے۔
زاریوچ۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری تیرہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۸ ناٹ ہے اس کی سیگزین میں بارہ توپیں رہتی ہیں یہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تیار کرایا گیا تھا

اسکی تعیناتی بندر آرتھر پر ہے۔
ساسیبو (ساسیہو) یہ جاپان کا بہت بڑا ڈاک یارڈ ننگاساکی سے چند میل پر ہے یہاں کا اسلحہ خانہ بہت بڑا ہے۔
سانگ ڈو۔ کوریا کا سابق دارالحکومت اسکی آبادی پچاس ہزار ہے۔
سکواڈرن سٹینڈنگ۔ یہ جاپانی بحری افواج کے ایک حصہ کا سلسلہ ہے جس میں پہلے درجہ کے جنگی جہاز اور درجہ سیاحی جہاز شامل ہیں مگر آغاز جنگ سے یہ تفریق نہیں ہے۔
سوون۔ سیول فیوزن ریلوے کا سیول کیجانب دالاشیشن ہے۔
سیواسٹوپل۔ روسی جنگی جہاز وسعت گیارہ ہزار ٹن رفتار ۱۷ ناٹ (بحری میل) اس کے اسلحہ خانہ میں بارہ توپیں رہتی ہیں۔
سیول۔ کوریا کا دارالحکومت بندرگاہ چیملپو کو بذریعہ ریل ملتی ہے۔ اسکی آبادی دو لاکھ ہے۔ یہاں قلعہ کی حفاظت کو جاپانی فوج رہتی ہے اور تمام طاقتوں نے حال میں اپنے لیگیشن کی حفاظت کو تھوڑی تھوڑی فوج بھیجدی ہے۔ یہ شہر ریلوے وغیرہ کی لحاظ سے اہم معلوم ہوتا ہے۔
شانگچین۔ جنوب و مشرقی ساحل پر کوریا کا بندر مصالحت ہے۔ یہاں معقول بندر نہیں ہے اور لنگرگاہ بھی بہت ادنے حیثیت کا ہے۔
شنگ کنگ۔ منچوریا کے تین صوبوں میں سے سب سے زیادہ جنوبی صوبہ ہے۔
شیکشما۔ جاپانی جنگی جہاز جسکی وسعت پندرہ ہزار ٹن اور پندرہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۱۸ ناٹ اسلحہ (۱۴) انچہ۔ اس کے اندر چودہ توپیں رہتی ہیں۔ یہ دریائے ٹیمز پر تیار کیا گیا ہے۔
شیمونا سکی۔ جزیرہ ہانڈو (جاپان) میں ایک مقام ہے جہاں بڑا مستحکم قلعہ ہے چین وجاپان کی مابین عہدنامہ سنہ ۱۸۹۵ء میں اسی مقام پر ہوا تھا۔
شین ہیکوان۔ دیوار چین کے انتہائی مشرقی سرے پر ریلوے لائن پیکنگ سے نیوچوانگ تک واقع ہے
شینٹنگ۔ یہ چینی صوبہ بحر پیلو پر واقع ہے اسکا صدر مقام چیفو ہے اس صوبہ میں کیاؤ چاؤ کا پٹہ اہل جرمن کو لکھدیا گیا ہے۔
فارموسا۔ یہ بڑا جزیرہ جاپان نے چین سے لڑکر فتح کیا ہے جو چین کے جنوب میں واقع ہے۔
فوسن۔ (بوسن) جنوبی کوریا کا خاص بندر ہے یہاں ہی ایک مصالحت ہوئی تھی اسکی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ کوریوں کی آبادی پانچہزار اور جاپانیوں کی چھ ہزار ہے یہ شیمونا سکی (جاپان) سے ۲۲۵ میل ہے گرشتہ سرحد ابنائے کوریا سے ۷۰ میل ہے۔ جو جاپان کے تصرف میں رہا ہے یہ وہ مقام ہے جہان جاپانی کوریا کے پہلی حملہ کیوقت فروکش ہوئے تھے۔ ان کی بود و باش یہاں مدت سے ہے اس جگہ سے جاپان تک کیبل گرام (سمندری تار) جاری ہے۔ اور سیول فیوسن ریلوے لائن کا جنوبی ٹرمینس ہے جو گورنمنٹ جاپان کیطرف سے زیر تعمیر ہے۔ لائن مکور

فیوزان سے ٹیکو تک تعمیر ہو چکی ہے جو قریب بیس میل کے ہے اور آگے چلنے والی ہے۔
فیلڈ مارشل کونٹ اویاما۔ جاپانی فوج کے اسٹاف کا چیف ہے یہ تجربہ کار جنرل بہت مشہور افسر ہے اسکی عمر ۶۱ سال ہے جو چین کے خلاف دوسری فوج لگیا تھا منجملہ اور نمایاں فتوحات کے اس نے بندر آرتھر تیلنوان اور وی ہائی وے بھی لے لیا۔
فیلڈ مارشل مارکوئس یاماگاٹا۔ جاپان کا ایک نامور مشیر اور بہادر افسر ہے یہ جنگ جاپان وچین میں کمانڈر انچیف تھا۔ یہ جنرو پریوی کونسل کا ممبر ہے مارکوئس ایٹو کے بعد دوسرا معتمد یہ ہے۔
فیوجی۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری (۱۲۳۰۰) ٹن اور تیرہ ہزار گھوڑوں کی قوت کا ہے۔ اسکی رفتار (۱۸) ناٹ اس کے اوپر (۱۴) انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے سیگزین میں دس توپیں رہتی ہیں اور بلیک وال میں تیار کرایا گیا ہے۔
کساگا۔ یہ جاپانی آہن پوش ہے یہ ارجنٹائن ریپبلک کے جہازوں میں سے ہے جسکو جاپان نے قیمتاً خریدا ہے اسکی وسعت ۷۷۰۰ ٹن ہے۔
کساگی۔ یہ بھی ایک جاپانی آہن پوش ہے جسکی وسعت پانچہزار ٹن ہے اور پندرہ ہزار پانسو گھوڑوں کی طاقت کا ہے۔ اس کی رفتار (۲۲ ½) ناٹ اس کے اوپر ۸ انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے اندر دس توپیں رہتی ہیں۔ اور فیلڈ لفیا میں کریپ کے کارخانہ میں طیار کیا گیا تھا۔
کوبی۔ جاپان کا بندر مصالحت ہے جو بحر انلینڈ پر واقع ہے یہاں کی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے ڈاک یارڈ میں جہازوں کی مرمت ہوتی ہے آبادی ایک لاکھ اسی ہزار ہے۔
کونٹ کٹسورا۔ یہ جاپان کا وزیر اعظم ہے جس کو عہدہ جرنیلی کا نصف مشاہرہ ملتا ہے جنگ جاپان وچین میں جاپانی افواج کا سب سے بڑا کمانیر تھا جس پر اسکو بڑی نیک نامی حاصل ہوئی
کونٹ لیمسڈارف۔ روس کا وزیر خارجہ ہے کچھ عرصہ تک زار نے اسکو ناقابل اعتبار سمجھکر معطل کردیا تھا مگر اب چند روز سے دوبارہ تقرر عمل میں آیا ہے
کنسان۔ ایک بندر مصالحت ہے جو کوریا کی مغربی ساحل پر واقع ہے۔
کوان ٹنگ۔ جزیرہ نمالیاوٹنگ میں چھوٹا سا صوبہ ہے جسمیں وہ علاقہ شامل ہے جسکا پٹہ چین نے روس کو لکھدیا ہے۔ ڈالنی اور بندر آرتھر اسی صوبہ میں ہیں۔
کوریا یہ جزیرہ نما منچوریا سے جاپان کی طرف ۶۰۰ میل لمبا اور ۱۵۰ میل چوڑا ہے۔ اس کی ساحل کا سلسلہ بہت وسیع ہے جسکو برطانیہ اعظم سے ساحل کے ہمسر خیال کرنا چاہئیے۔ اس نے مختلف اوقات میں اور نیز ایک وقت میں چین اور جاپان کی اطاعت تسلیم کی ہے جنگ جاپان وچین کے بعد چین نے اپنا دعوے چھوڑ دیا اس وجہ سے جاپان کا تصرف بڑھ گیا لیکن کوریا کے باشندے جاپانیوں سے خوش نہیں ہیں جو کوریا میں قیام پذیری کے وقت

جاپان کے باشندوں کے ساتھہ خونخواری اور تکبر سے پیش آتے ہیں۔ یہان کے مردم شماری میں اختلاف ہے کوئی بارہ ملین بتلاتا ہے جسمین تیس ہزار جاپانی ہین جو کل ملک کی تجارت پر قابض ہیں۔ تجار کے ہاتھہ مین لگے ہوئے ہین پالیٹکل پوزیشن سے جاپان نے کوریا کی خود مختاری کو اپنی سلامتی کیلئے ہمیشہ سے ضروری خیال کیا ہے۔

کونٹ ناٹ سکاٹا۔ یہ جنرو (پریوی کونسل) مین جاپانی مشیر ہے سابق مین بحیثیت منسٹر بہت نامور رہچکا ہے۔

کھابارو کا (کھاباروسک) یہ مقام مشرق الاقصیٰ مین روسی گورنر جنرل کا پیشتر دارالحکومت تھا یہ شہر دریائے امور پر واقع ہے اس کی آبادی دس ہزار ہے۔

کیاؤچاؤ۔ شانٹنگ کے چینی صوبہ مین ایک بندر ہے جسکا پٹہ جرمنی کو لکہدیا گیا ہے۔

کیورے۔ یہ بحری بیس (مرکز چھاونی) بحر انلینڈ پر علاقہ جاپان مین ہیروشیما سے چند میل پر واقع ہے۔ یہان ڈاک یارڈ اسلحہ خانہ اور متعدد کارخانے ہیں۔ آجکل یاکوساگا کا ہم پلہ شمار ہوتا ہے۔

گروموبائے۔ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن اور رفتار بیس ناٹ اس کے سیکشن مین ۱۹ توپین رہتی ہین اور ولیڈیواسٹوک پر متعینات ہے۔

گرینڈ ڈیوک بورس۔ گرینڈ ڈیوک والڈیمر کا بیٹا ہے اور میدان جنگ مین شریک ہوگا۔

لفٹنٹ جنرل اسیکو۔ جاپانی فوج کی ساتوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹنٹ جنرل اکوبو۔ جاپانی فوج کے چھٹے ڈویژن کا کمانیر ہے

لفٹنٹ جنرل الوئی۔ یہ جاپانی فوج مین بارہوین ڈویژن کا کمانیر ہے جو جنگ جاپان وچین مین بھی شریک تھا۔

لفٹنٹ جنرل ایچ اوشیما۔ جاپانی فوج کے نوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹنٹ جنرل بیرن اوگاوا۔ جاپانی فوج کی چوتھی ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹنٹ جنرل بیرن کوامورا۔ جاپانی فوج کے دسوین ڈویژن کا کمانیر ہے اس نے جنگ جاپان وچین مین بہت ناموری حاصل کی تہی۔

لفٹنٹ جنرل بیرن کوداما۔ جاپان کے زمی اسٹاف سروس کا چیف اسسٹنٹ ہے اور علم جنگ سے خوب ماہر ہے۔ جنگ جاپان وچین کے زمانہ مین ہیروشیما پر بحیثیت وزیر جنگ متعین تہا۔

لفٹنٹ جنرل بیرن نیشی۔ جاپانی فوج کے دوم ڈویژن کا کمانیر ہے۔ جنگ جاپان وچین مین اس نے بہت نیکنامی حاصل کی تہی۔

لفٹنٹ جنرل پرنس فشمی۔ ایچ آئی ایچ جاپانی فوج کے فرسٹ ڈویژن کا کمانیر ہے اور جنگ چین وجاپان مین شریک رہا۔

لفٹنٹ جنرل ناکجیما۔ جاپانی افواج کی آٹھوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹنٹ جنرل دائی اوشیما۔ جاپانی فوج کے تیسرے ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لنشین۔ یہ جنگی جہاز جاپان نے ارجنٹائن ریپبلک سے خریدا تہا۔ اس کی وسعت (۷۷۰۰) ٹن ہے۔

لیاؤ ینگ۔ اس مقام پر روسی جمع ہو رہے ہین یہ جنگی حکمت کے اعتبار سے بہت اچھا ریلوے سٹیشن مکڈن اور بندر آرتہر کے درمیان واقع ہے۔

ماٹسو۔ جزیرہ ہانڈو علاقہ جاپان مین بحری ڈاک یارڈ ہے۔

مالٹوشیما۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جس کی وسعت ۴۲۷۸ ٹن ہے۔

مارکوئس اٹیٹو۔ یہ جاپان کا سب سے بڑا مشیر اور میکاڈو کا خاص صلاحکار ہے۔ جاپان کے آئین و قوانین وضع کرنے مین اس نے بہت کچھہ حصہ دے رکھا ہے اور انگلستان اور جاپان کے باہمی اتحاد مین اس نے بہت کچھہ کوشش کی تہی۔

موروران ہیکاڈو مین جاپان کا بحری سٹیشن ہے یہان ایک قلعہ ہے۔

مسانپو (ساسپو) یہ کوریا کا بندر مصالحت فیوزن کے قریب واقع ہے۔ اور ٹنگاساکی ودوسل کے فیصلہ سے روسی یہان کولنگ سٹیشن حاصل کرنیکی کوشش کی تہی لیکن جاپان نے اسکو روکدیا۔

میکاڈو متسوہیٹو۔ جاپان کا شہنشاہ ہے جو ۳ نومبر سنہ ۱۸۵۲ء کو پیدا ہوا تہا اور ۱۳ فروری سنہ ۱۸۶۷ء کو تخت نشین ہوا۔

مکڈن منچوریا کا دارالحکومت ہے۔ یہ منچو خاندان کا بحری مقام تہا۔ آجکل تخت چین پر متمکن ہے اسکی آبادی کو ڈیڑھ لاکہہ اور تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے جوا زقسم سمور اور پوستین ہے اس پر روسیون نے سنہ ۱۹۰۰ء مین قبضہ کیا تہا۔

منچوریا۔ اس مین چین کے تین صوبے شامل ہیں۔ یہ دیوار چین کے شمال جانب واقع ہے اس کی آبادی نو سے لاکہہ اور رقبہ تین لاکہہ تریسٹھہ ہزار میل مربع ہے۔ روس نے اس کے اوپر سنہ ۱۹۰۰ء میں اس بہانہ سے قبضہ کرلیا تہا کہ ہم باکسر (چینی) بغاوت کو فرو کیے دیتے ہیں اور اقرار نامہ کے بموجب سنہ ۱۹۰۳ء مین اسکو خالی کردینا مناسب تہا ایسا نہ کرنا موجودہ جنگ کی علت غائی ہے

موکپو۔ یہ بندر مصالحت کوریا کی جنوب ومغرب مین واقع ہے اور بہت خوشنما جگہہ ہے۔ یہان (۱۰۰) جاپانیون کی آبادی ہے جنگی کارروائی کے لئے یہ موقع بہت اچھا ہے۔

میزرو۔ جزیرہ ہانڈو مین جاپانیونکا بحری بندر ہے۔

میکاسا۔ نہایت زبردست جاپانی جنگی جہاز ہے۔ وسعت (۱۵۲۰۰) ٹن اور سولہ ہزار گھوڑون کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۱۸ ناٹ ہے اسمین ۴۴ توپیں رہتی ہیں۔ یہ مقام بیرو مین تیار کرایا گیا تہا۔

نائب امیرالبحر ٹوگو۔ جاپانی بیڑہ کا کمانیر ہے بڑا جنگ آور افسر ہے۔ جنگ جاپان وچین مین اس نے نمایان خدمت انجام دی ہین اس نے بحری تعلیم گرینچ کے نیول کالج مین انگریزی قاعدہ سے حاصل کی ہے۔

نکولس دوم زار روس۔ تمامی روسی مقبوضات کا خود مختار شہنشاہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا تہا اور یکم نومبر سنہ ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا۔

ناگاساکی۔ جنوبی جاپان مین اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ ہے اور ساسیبو بحری سٹیشن کے چند میل فاصلہ پر ہے۔ جاپانی بیڑہ کو موسم سرما کی یہ خاص جگہہ ہے یہان گودام مین کوئلہ اور دیگر اشیاء بکثرت جمع رہتی ہیں۔ مشرق الاقصیٰ مین اس سے زیادہ آسائش کا اور ڈاک یارڈ نہین ہے۔

نیوچوانگ۔ منچوریا کا بندر مصالحت ہے اسکی آبادی پچاس ہزار ہے یہ برٹش تجارت کا بڑا مرکز ہے جو روس کے قبضہ مین سنہ ۱۹۰۰ء مین آیا۔

والڈیوو سٹاک۔ مشرق الاقصیٰ مین روس کے دو بڑے بحری سٹیشنون میں سے ایک یہی ہے دوسرا بندر آرتھر ہے یہ ٹرانس سائبیرین ریلوے کا ٹرمینس (انتہائی) کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہ شاندار بندر ہے لیکن موسم سرما مین برف سے ڈہک جاتا ہے یہان کا ڈاک یارڈ بہت اچھا ہے اسکی آبادی بیس ہزار اور بندر آرتہر سے ۱۰۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

وانسن (جنسن ہیوین) کوریا کے شمال ومشرق مین ایک بندر مصالحت ہے۔ یہ بہت اچھا بندر ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے۔ اور جاپانی کثرت سے آباد ہین یہان سے سیول تک تار بہی لگا ہوا ہے۔

وجیو۔ دریائے یلو کے دہانہ کے قریب کوریا کے شمال ومشرقی حصہ مین واقع ہے یہان ایک ریلوے لائن وجیو سے سیول تک تیار ہونیوالی ہے۔

وی ہیوی۔ چین کے صوبہ شین ٹنگ کے شمالی ساحل پر ہے اس کا پٹہ برطانیہ اعظم نے چین سے کرایا تہا۔

ہاٹسیوس۔ اس جاپانی جنگی جہاز پر بڑا جہنڈا رہتا ہے وسعت ۱۵ ہزار ٹن اور پندرہ ہزار گہوڑون کی طاقت کا ہے رفتار ۱۸ ناٹ اس مین ۴۴ توپین رہتی ہین اور ایلسوک مین تیار کرایا گیا ہے

ہاربن۔ (کہاربن) منچوریا کا ریلوے مرکز ہے روسیون کی کوشش سے اسکو بہت سرسبزی حاصل ہوئی ہے اور اس وقت مکڈن کے ہم پلہ ہے یہ روسی فوج کا اقصائے مشرق مین ہیڈ کوارٹر ہے جہاں سپاہیون کے لئے بیشمار بارکین بنی ہوئی ہین۔

ہاکوڈیٹ۔ جزیرہ ہوکیڈو (ینیرو) پر بندر مصالحت اور بحری سٹیشن ہے اسکی حفاظت کو ایک قلعہ بنا ہوا ہے اسکی آبادی ۷۵ ہزار اور ولیڈیواسٹک کے بالکل مقابل واقع ہے دونون مقامات ۴۰۰ میل کا فاصلہ براہ سمندر ہے۔

ہانگ کانگ۔ ہانڈو کے مغربی ساحل پر سلطنت جاپان کا سب سے بڑا جزیرہ ہے [illegible] شہر بارہ گہنٹہ میں [illegible] حال مین بہت استحکام دیا گیا ہے [illegible] یہان

ایک سڑک جاتی ہے۔

ہسنمنشن (شنمنٹن) چائنیز نادرن ریلوے کا شمالی ٹرمینس ہے مکڈن سے تیس میل پر جانب غرب واقع ہے۔

ہیروشیما۔ یہ جاپانی شہر بحر انلینڈ مین واقع ہے یہان بہی ایک قلعہ ہے جنگ چین وجاپان کے زمانہ مین میکاڈو نے اپنی سکونت اسی جگہہ اختیار کی تہی اور یقین ہے کہ موجودہ جنگ مین بہی میکاڈو کا قیامگاہ یہین ہوگا۔

ہیلر۔ (کہیلر) یہ شمال منچوریا کا مغلون کے عہد مین دارالحکومت تہا۔ اب ٹرانس ایشین ریلوے کا بڑا اسٹیشن ہے۔

ہیم ہیونگ۔ علاقہ کوریا میں ایک شہر ہے جہان ایک چیف مجسٹریٹ رہتا ہے۔ جو خلیج براوٹن پر واقع ہے۔

ہنیانگ سیول کا کورین نام ہے جسکو مین کی تقطیع مین تلاش کرنا چاہیے۔

یاشیما۔ جاپانی جنگی جہاز ہے اس کی وسعت بارہ ہزار پانسو ٹن ہے اور فیوجی جہاز کا ہم پلہ ہے۔

یانگچیپو (یانگمپیو) دریائے یلو کے دہانہ پر ایک بندر ہے جسپر روسیون کا قبضہ ہوگیا ہے۔

یوان شیکائی۔ یہ چینی وائسرائے شمال مین چینی افواج کا کمانیر ہے اور صوبہ پیلنگ چہنگ [illegible] محافظ ہے۔

یوکوسا کا۔ جاپان کا ایک مشہور بحری سٹیشن ہے جہان ڈاک یارڈ اور اسلحہ خانہ ہے کسی زمانہ مین بڑا بحری مرکز تہا مگر اب اس کا مدمقابل کیورے ہے۔

یوکوہاما۔ جاپان کا بڑا بندر ہے اس کی آبادی دو لاکہہ ہے۔

یونسان۔ دانس کا دوسرا نام ہے اس کو وانسن کی تقطیع مین تلاش کرو۔

ضروری! ضروری!! ضروری!!!
اطلاع خریداران الحکم کیلئے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھہ لین کہ ہر قسم کی خط وکتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکہا کرین ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہو سکیگی اور مطبع اسکا ہرگز جواب دہ نہین ہے کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے چٹ کا نمبر جو مین ساتھ ہے اس کا لحاظ کیا جاوے کہ رجسٹر والے کے نہ لکہا جاوے یہ نمبر اخبار کا جو اخبار کی رجسٹری کیلئے ملا ہوا ہے اسکو خریدارون کی نمبر کیساتھ کچھہ تعلق نہیں ہے۔ ضرور خیال رہے۔ (ایڈیٹر)

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچھہ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہین دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجین گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی اپنے کو طیار رہین۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۴۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا الحکم

الحکم

سنہ ۲۲ ۶ ۱۳

چہ گو یم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔ ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



آج سے انسانی جہاد جو
تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص
کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے
کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار
کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب
میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی
جہاد نہیں ہماری طرف سے
امان اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۵
خواص و معاونین سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱۰ | دار الامان قادیان ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن کریم

قاعدہ یسّرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دی جا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے یسّرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو صاحب قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں گے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے۔ اس نمونہ کے دو پاروں کا ہدیہ ۲ ر ہے یہ بالکل طیار ہیں تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و منزلت اور

حضرت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اس کا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اس کے ختم ہونے پر آئی تھیں ہم نے انکو محفوظ نہیں رکھا اس لیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیجیں گے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہو جاوے گی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی کی گئی ہے قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ ر

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ ا ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز و اسلوب کی کوئی تفسیر نظر سے گزری ہے اور یہ محض کسی کی نقل ہے تو بیشک واپس بھیج کر قیمت وصول کر لیں۔ قیمت ... ۴ر
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء بہ تمام و کمال مکمل رپورٹ ہے جس میں حضرت اقدس کی زبردست

تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے فقط
الانذار صرف چند جلدیں ملتی ہیں طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئیداد قیمت ۴ر
اصلاح النظر آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا۔ یہ ایک لاجواب ہے قیمت ۲ر
تفسیر سورۂ تبّت فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں قیمت ۲ر
محمودی کی آمین قیمت ـ
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آج سے ۲۶ برس پیشتر کے مضامین مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط و کتابت۔ مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (دوسرا اڈیشن) حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ اور عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ قیمت ۱ر
النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں ہیں قیمت ۱ر
مباحثہ حیات و وفات مسیح مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱ر
اسلام پر لیکچر ڈاکٹر ایڈیٹر کا لیکچر قابل دید قیمت ایک آنہ

حقیقت کتاب اللہ عیسائیوں کا رد قیمت ۱ر
حقیقۃ المہدی حضرۃ اقدس کے قلم سے قیمت ۲ر

ضروری اطلاع

اس سے پیشتر ہم نے الحکم میں کئی مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر وغیرہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیے۔ اور الحکم کے متعلق اس کی عدم رسیدگی یا کسی اور قسم کے متعلق شکایت سے براہ راست دفتر الحکم کو اطلاع کرنا چاہیے مگر بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے حضرت اقدس کو خط لکھتے ہیں تو اس میں ان امور کا بھی جو الحکم سے متعلق ہیں حضرت سے جواب چاہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ آپ کی اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپ کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپ کو کوئی علم الحکم کے خریداروں یا ان کی قیمتوں کے وصول ہونے یا رد ان کی الحکم کے متعلق نہیں بلکہ آپ کو الحکم کے مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا جو ایڈیٹر کی اپنی ذاتی تالیف اور تصنیف ہوتے ہیں اور ذاتی رائیں ہوتی ہیں اور حضرت اقدس کو کوئی استمزاج یا استصواب اس کے متعلق نہیں کیا جاتا کیونکہ آپ کے اوقات گرامی میں اتنی فرصت کہاں یہ کس قدر غلطی ہے کہ آپ کو تکلیف دی جاوے پس آئندہ کے لیے یہ ضروری نوٹ کر لیا جاوے کہ ہر قسم کی خط و کتابت براہ راست دفتر الحکم ہونی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود اور پانیر

(نمبر ۶)

اور نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ متعدد مرتبہ عالی جناب وائسرائے کشور ہند کی خدمت میں گئی ایک میموریل بھیجکر یہ نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں اور ان خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیشوا اور امام یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب پیش کرتا ہے اور جو اس کے گرامی خاندان نے عین طوفان بے تمیزی یعنی ۱۸۵۷ء میں کی تھیں پھر پانیر کا یہ کہنا کہ پنجاب کے سوا دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدی تحریک ہو رہی ہے ۔ معلوم نہیں کیا معنی رکھتا ہے ؟ پانیر کی غرض یا اس کے نامہ نگار کا مقصد اور منشاء اس سے یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے معزز و مقدس امام کا تذکرہ ہو چکا ہے ۔ اور پانیر کوئی ایسا قلیل الاشاعت اخبار نہیں ہے کہ پنجاب یا غایت کار ممالک مغربی و شمالی کے باہر اسے کوئی نہ جانتا ہو بلکہ وہ ایک وسیع اور وسیع الاشاعت اخبار ہے جس کو نیم سرکاری کہا جاتا ہے اور ہماری رائے تو یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کے لیے مرغ باد نما ہے ۔ پھر جب پانیر تک متعدد مرتبہ ذکر ہوا ہے پھر پانیر کی غرض اس فقرہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایک خطرناک ملکی حملہ ہے جو اسے اپنی غلط فہمی یا کم واقفی سے نہیں بلکہ عمداً کیا ہے ۔

اور آگے چلکر خود اسی کے الفاظ میں اس فقرہ کی مزید تشریح ہو جاتی ہے جس کو ہم دکھائینگے ۔ پانیر کے اس آرٹیکل کو پڑھ کر اور ان رسالوں کو پڑھ کر جو وقتاً فوقتاً پانیر میں نکلے ہیں ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ یہ آرٹیکل پانیر کا اپنا نہیں بلکہ کسی متعصب عیسائی کے قلم سے نکلا ہے لیکن پانیر کی یہ بڑی بھاری غلطی یا فروگذاشت ہے کہ اس نے ان بے سروپا اور بیہودہ باتوں پر کوئی ریمارک نہیں کیا جو اس آرٹیکل میں پائی جاتی ہیں ۔

پھر آریہ سماج وغیرہ کے ذکر کو چھوڑ کر خصوصیت کے ساتھ فرقہ احمدیہ کا ذکر پانیر یا اس کا نامہ نگار اس طرح سے کرتا ہے ۔

"اسلام میں فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے یہ لوگ بالکل نئے عقائد کے پابند ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ملکی امن کے بدل خواہاں ہیں اور گلے کی طرح غریب اور حلیم الطبع ہیں مگر اسکی حرکتوں پر ایک دو مرتبہ گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑی ہے ہنوز اسکی تحریک پنجاب ہی تک محدود ہے اسکے پیرؤوں کی تعداد پر نظر ڈالنے کی سے پہلے ضرورت ہے گذشتہ مردم شماری کی رو سے گیارہ سو جوان مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں گویا دس ہزار کے قریب اس فرقہ کی مجموعی تعداد ہے جسطرح چالیس سال ہوئے وہابی بڑھ رہے تھے اسطرح آہستہ آہستہ یہ لوگ ترقی کر رہے ہیں ہمکا آرگن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار آدمی کا گروہ ہے ۔"

ان چند سطروں میں چند ایک غلط بیانیاں ہیں جنکو ہم یکے بعد دیگرے بیان کرتے ہیں ۔ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ اسلام میں فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے پہلی غلط بیانی ہے ۔ اسلام میں فرقہ احمدیہ یا کوئی اور کیا انقلاب پیدا کر سکتا ہے ۔ اسلام وہی اسلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اور جو تکمیل نعمت کیصورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کامل ہو چکا ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائیوں کی امیدوں پر فرقہ احمدیہ نے پانی پھیرا بلکہ اسکی جڑوں کو کاٹ دیا ہے اور یہی وہ درد ہے جو عیسائی مؤمنین اور مضمون نگار وغیرہ کو را تدن بیقرار اور نالاں کرتا ہے ۔ غالباً یہی وہ بات ہے جسکو راقم مضمون انقلاب دراسلام کہتا ہے ہم اس امر کے ماننے کو طیار ہیں بلکہ بڑے فخر و ناز سے اعتراف کرتے ہیں کہ جو غلط فہمیاں مسیح اور اس کی موت کے متعلق میں پیدا ہو گئی تھیں (جن کی بنا پر ہادی کامل مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لتتبعن سنن من کان قبلکم) انکا استیصال اور ملیا میٹ کرنا سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اصل منشاء ہے اور پھر اسی کے ساتھ توحید اور ایمان کو واپس لاکر دنیا میں قائم کرنا اسکی غرض ہے ۔ یہ ایک انقلاب ہے اگر یہی انقلاب ہے جو مراد مضمون نگار کی یہی انقلاب ہے تو لاریب ہم ناز کرتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسی انقلاب کا باعث اور اس کا مراد ہو گیا ہے ۔ کیا یہ انقلاب کم ہے کہ مذہبی دنیا میں اسنے پیدا کر دکھایا ہے ۔ کیا یہ انقلاب کم ہے کہ مریم کے صاحبزادہ کو خدائی کی کرسی سے اتار کر سری نگر (کشمیر) کے محلہ خانیار کی قبر میں سلا دیا ہے ۔ کیا یہ انقلاب کم ہے ؟ کہ اسنے ثابت کر دیا کہ وہ مذہب جسکی بنیاد صرف ایک لعنتی لکڑی پر تھی وہ ایک پتھر سے پارہ پارہ ریزہ ریزہ ہو گئی ہے ۔ درحقیقت یہی انقلاب ہے جسکو عیسائی محسوس کر رہے ہیں اور انھیں کرنا بھی چاہیئے ۔ انکے مذہب و ملت کی ترقی اسی لعنتی لکڑی کے ساتھ وابستہ تھی جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح ابن مریم جو خدا کا ایک برگزیدہ رسول تھا ہرگز ہرگز لعنتی موت نہیں مرا بلکہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور نہ زندہ آسمان پر گیا اور نہ کبھی اترے گا ۔ تو پھر عیسائیوں کے ہاتھ میں رہ کیا گیا ؟ وہی ڈھاک کے تین پات یہ وہ انقلاب ہے جسکو پنجاب و ہند ہی میں نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے عیسائی فلاسفروں اور فاضلوں بلکہ عیسائی انجمنوں نے اسکو محسوس کیا ہے اور وہ اب قوم اور ملک کے سامنے اپیل کر رہے ہیں کہ عیسائیوں کو عیسائی رکھنے کے واسطے اس درد کا درماں کرو ۔ چنانچہ ہمارے اخبار کے پڑھنے والے اس سے بیخبر نہیں ہیں وقتاً فوقتاً ہم نے یورپ اور امریکہ کے اخبارات کے کوٹیشن (اقتباس) ہمعامدبر پیش کیے ہیں ۔ اور ابھی ہمارے رسالہ ہماری ریویو آف ریلیجنز کے پچھلے نمبر میں (فروری) میں اخبار ٹیلیگراف اور ریکارڈ اور راک کے اقتباس شائع ہوئے ہیں جو پانیر کی مضمون نگار کی واقفیت کے لیے ہم یہاں دیتے ہیں تاکہ اسے معلوم ہو کہ فرقہ احمدیہ نے جو انقلاب عظیم پیدا کیا ہے اس کا اثر گنگا اور اٹک کی وادیوں سے نکلکر دریائے ٹیمز کے کناروں تک جا پہونچا ہے ۔

کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو کچھ کرنا چاہیئے

ولایت کا اخبار ٹیبلٹ ۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو کچھ کرنا چاہیے چنانچہ ذیل میں ہم اسکی عبارت کا ترجمہ دیتے ہیں ۔ "وہ مرزا غلام احمد صاحب نے انسائکلو پیڈیا بیبلیکا (یا بائبل کا دائرۃ المعارف) پڑھا ہے اور چونکہ یہ مشہور و معروف کتاب انگریزی کلیسیا کے ایک عظیم الشان عہدہ دار کی تصنیف ہے مرزا صاحب عیسائیت کی تردید میں اسکا حوالہ دیتے ہیں اور شاید ایسا کرنے میں وہ معذور ہیں ہندوستان کے اخبار ریویو آف ریلیجنز میں یہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ معتبر کتاب (جس میں اعلیٰ درجہ کے عیسائی محققین کے خیالات کا اظہار ہے اور جسکے لکھنے والے ایسے اشخاص ہیں جو عیسائی کہلاتے ہیں) انسائکلو پیڈیا ببلیکا ہے جسکی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ تمام انجیلوں میں یسوع کے متعلق صرف پانچ ایسے فقرے ہیں جو قابل اعتبار ہیں ۔ پروفیسر شمیڈل جو زیورچ کی یونیورسٹی میں انجیل کی تفسیر کا پروفیسر ہے (کیونکہ یہ عظیم الشان عہدہ دار اس مضمون کا لکھنے والا ہے) آگے لکھتا ہے کہ یہ فقرات جو یسوع کی علمی زندگی کے بنیادی پتھر کہے جا سکتے ہیں ۔ قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یسوع کی زندگی میں ہم ایک خاص انسانیت دیکھتے ہیں اور الوہیت کا اگر کوئی شائبہ اسمیں ہے تو صرف اسی قدر ہے جیسا اور انسانوں میں ہو سکتا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پادری صاحبان ان صداقتوں کا صاف اقرار کرینگے اور یسوع کی الوہیت کے فاسد عقیدہ پر آیندہ کے لیے لعنت بھیجیں گے ۔"

اخبار گارڈین کا ایک نامہ نگار مرزا صاحب کے اس فقرہ پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایک مسلمان قرآن شریف کی وحی اور صداقت کے لیے اس سے بڑھ کر دعویٰ کرے جو عیسائی بائبل کی نسبت کر رہے ہیں لیکن یہ امر کہ وہ اس بات کی تائید پر ایک ایسی کتاب سے پیش کرے جس کا بہت حصہ انگریزی کلیسیا کے ایک عہدہ دار اور پادری اور آکسفورڈ جیسی یونیورسٹی کے پروفیسر کا لکھا ہوا اور مرتب کیا ہوا ہے ہمارے لیے ایک ایسی شرم کی بات ہے کہ اسکا نشانہ ہمیں نہیں ہونا چاہیے ۔ اپنی پرائیویٹ حیثیت میں پروفیسر چین کو اختیار ہے جسطرح چاہے رائے لگا دے اور جو چاہے لکھے لیکن جب وہ اپنی پبلک حیثیت اور اثر کو ایسے عقیدوں کو پھیلانے میں استعمال کرتا ہے جو عیسائیت کے بنیادی اصولوں کو خاک میں ملا رہے ہیں تو وہ اس سارے کلیسیا کو جسکا وہ ممبر ہے اپنے ساتھ ملزم کرتا ہے اور ہر ایک پر ایک مہلک حملہ کرتا ہے جسکو کلیسیا بجا لانے کی کوشش کر رہی ہے ۔" اسی مضمون پر ایک اپیل اعتراض کی صورت میں آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں کی خدمت میں پیش کی گئی ہے ۔ لیکن جو نامہ نگار اخبار گارڈین کو لکھتا ہے اسکی رائے ہے کہ کلیسیا کے لاٹ پادریوں کو بھی اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہیئے وہ انکو وہ حلفی اقرارنامہ یاد دلاتا ہے جو سب چھوٹے اور بڑے پادری کر چکے ہیں کہ "کیا تم پوری دیانتداری اور ہوشیاری کے ساتھ تمام غلط اور نئے اصولوں کو جو خدا کے کلام کے خلاف ہیں دور کرنے اور رد کرنے کے لیے تیار ہوگے ۔"

اور پھر کہتا ہے کہ "ہمارے خداوند کی الوہیت کا انکار کوئی نیا اور عجیب عقیدہ تو نہیں ایک کم سے کم ہمارا یہ ایمان ہے کہ غلط اور خدا کے کلام کے خلاف ہے ۔ اگر کلیسیا کے عہدہ دار ہر ایک جھوٹے عقیدہ کو برا کہنے لگیں اور رد کرنے لگیں تو انگریزی کلیسیا کی وسعت کہاں جائیگی ۔" مگر ہم کہتے ہیں کہ کلیسیا کے عہدہ دار اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر کیا کر سکتے ہیں جسکو کلام الٰہی ماننا جھوٹ ثابت ہو چکا ہے تاہم ہم بھی ان اپیلوں کے نتائج کے منتظر ضرور رہیں ۔

متعلمین بائبل کا اتحاد اور اعلیٰ تنقید

اس عنوان کے نیچے ریکارڈ ایک ولایت کے دو اخبار نے ۳۰ اکتوبر کو کورف صاحب کی ایک چٹھی چھاپی ہے ۔ یہ وہی صاحب ہیں جنھوں نے آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے پاس ایک اپیل بھیجی تھی کہ اعلیٰ تنقید کے نتائج عیسائی عمارت کو گرا دینے والے ہیں وہ لکھتا ہے ۔

جناب من ! ممالک غیر میں انجیل کی اشاعت کنندہ مجلس نے اپنے سہ ماہی رسالہ میں ایک مضمون بعنوان "اعلیٰ تنقید مشنری کام کو مدد دینے والی ہے" درج کر کے گویا ایک چیلنج دیا ہے اور یہ بھی ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان سے یہ خطرناک اطلاع پہنچی ہے کہ اعلیٰ تنقید کے اصولوں پر اسجگہ اب کھلے طور پر بائبل کو قرآن شریف کیطرح مانا جاتا ہے چرچ مشنری سوسائٹی کے مالک سکول کا پرنسپل کرشن نگر (بنگال) سے اخبار ریکارڈ کو لکھتا ہے کہ پنجاب کا ریویو

آف ریلیجنز سے ہیں تنقید کی۔ اور اعلیٰ درجہ کی تنقید کی بنا پر کہتا ہے کہ بائیبل کی وہی قدر و قیمت ہے جو قرآن شریف اسے دیتا ہے۔ اور اسطرح مشنریوں کو روکے دیتا ہے کہ وہ بائیبل کی تعلیم کو خیر باد کہیں جو اسطرح باطل ثابت ہو چکی ہے۔ اور وہ اس امر کو تسلیم کرلیں کہ یسوع کی براے نام الوہیت دوسرے انسانوں سے کچھ بھی زیادہ نہیں اسطرح اس جدید تنقید کی زبردست رو کے سامنے بائیبل ایک تنکے کیطرح بہ گئی ہے" اور یہی اسکی قسمت میں تھا۔

دنیا بھر میں عیسائیت کی یہ شرمناک اور انجام بد کی دھمکی دینے والی حالت اس فوری اپیل کا موجب ہوئی۔ جو اس ملک میں کیمبرج اور اکسفورڈ کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں نے کی گئی۔ لہذا ان اسباب کی موجودگی میں مجلس اشاعت انجیل کی یہ سمجھی اگر اسکا فوری جواب نہ دیا گیا تمام ممالک غیر کے مشنری کام کو متزلزل کیے بغیر نہ رہیگی اسلیے اسکا جواب ضرور ہونا چاہیے۔ یہیر انجمن تعلیم عیسویت نے حالمیں ایک کتاب شائع کی ہے جس میں مندرجہ ذیل فقرات درج ہیں۔ "میری رائے میں تمام تاریخ عالم میں یسوع کی شخصیت یقیناً سب سے دوسرے درجہ پر ہے اگرچہ کہنے میں ہم اسکو موسیٰ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اسطرح مندرجہ بالا الفاظ میں (جو اسقف اعظم ولسن نے لکھے ہیں۔ اور زیر عنوان ایس۔ پی۔ سی۔ کے طبع ہوئے ہیں) ابراہیم۔ الیاس۔ داؤد۔ یسعیاہ۔ انجیل نویسوں اور حواریوں کنواری مریم اور پولوس رسول کا درجہ یسوع سے کم درجہ پر قرار دیا گیا ہے" مزید براں برٹش چرچ کانگرس میں ایک بشپ نے جسکو کینن ڈرایور اور کین کیطرح سالہائے دراز تک ایک اعلیٰ درجہ کا انگریز محقق ہونیکا فخر حاصل رہا ہے۔ انہیں قیاسات کا اعادہ کیا ہے جن کی بنا پر بائیبل کیصورت و صداقت کا انکار ہندوستان آسٹریلیا اور دیگر حصص دنیا میں مبنی ہے ایسی تمام تخریبوں کے جوابات خواہ وہ کسیکی طرف سے دیے گئے ہوں پہلے سے موجود ہیں کیونکہ گذشتہ چند سال کے اندر ایک کافی ذخیرہ ایسی کتابوں کا موجود ہو گیا ہے جو انگلستان اور جرمن کے پروفیسروں کی ماہرانہ تصنیفات ہیں نیز ان لوگوں کی تصنیفات ہیں جو بائیبل کی جدید تنقید کے ہر شعبہ کے ماہر ہیں ان کتابوں میں منقولی طور پر اعلیٰ درجہ کی محققو کی نکتہ چینیوں کی تردید کیگئی ہے اور اسطرح بائیبل کی صداقتوں کو مکرر قائم کیا ہے مجلس متعلمین بائیبل حال ہی میں انگلستان اور سکاٹلینڈ میں قائم کیگئی ہے۔ جسکا خصوصیت کے ساتھ یہ مطلب ہے کہ وہ اہل علم غیر ملک میں بائیبل پر حملوں کی مدافعت کے علم کی اشاعت کرے اور اسطرح ہر شخص کی وسعت کیموافق بائیبل کی معقول حفاظت کے اوزار اور مصالح کو بہم پہنچائے۔ اگر اس ملک کو عیسائی رکھنا ہے تو بائیبل کی کامل مدافعت یا حفاظت اس ملک کی قومی زندگی کا ایک ضروری جزو ہو گیا ہے اور ان زبردست کوششوں کو جو بچوں کو مدرسوں میں اور بائیبل کی جماعتوں میں اعلیٰ تنقید کے اصول سکھا کر انکو ان اصولوں پر قائم کرنیکے لیے کی جاتی ہیں۔ ملحوظ رکھکر یہ اور بھی زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے ÷ بالآخر یہ آخری تدبیر جو ان بربادکن محققوں نے پارہ پارہ شدہ بائیبل کے معاوضہ میں پیش کی ہے۔ یعنی "مسیح بذات خود اور اسکی تعلیم" ہے اور یہ دو او کینوسس سکول اور انشکلو پیڈیا بیلیکا کی متحد کوششوں سے برباد ہو گئی ہیں کیونکہ انھوں نے مسیح کو ایک ایسا معلم قرار دیا ہے جس سے صدور خطا ہوتا رہا۔ اور اسکو ایک معمولی انسان کے درجہ پر تنزل کیا ہے اسطرح کچھ بھی باقی نہیں رہا ہاں ٹھیک اسی طرح جیسے پہلے کہا گیا تھا۔ مجلس متعلمین بائیبل میں چند مشہور علماء عصر بھی شریک ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم میں نمایاں تبدیلی ہورہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیماری کی شکایت بھی ہے۔ قادیان کے اردگرد کے بعض دیہات میں طاعون زور کر رہی ہے۔

۲۔ پتنگ بازی کی یہاں بھی دن بدن کثرت ہو رہی ہے۔ ۴ بجے کے بعد کوٹھوں اور گلیوں اور باہر کے میدانوں میں اچھا خاصہ ہجوم چھوٹے لڑکوں اور نوجوانوں کا ہوتا ہے افسوس ہے کہ یہ مرض بھی طاعون کیطرح عالمگیر ہوتا جاتا ہے ÷ اسکا انسداد اگر ملکی ریفارمر نہیں کر سکتے تو کم از کم ان لوگوں کو گورنمنٹ ہی سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ اسکے انسداد کے لیے معمولی قواعد تجویز کردے۔ ورنہ اس بیماری کے بڑھنے کا نتیجہ یہی نہیں کہ کوٹھوں اور چھتوں سے لوگ گر گر ہلاک ہوتے ہیں یا ملک کا بہت سا روپیہ ایک فضول اور بیہودہ کام میں ضائع ہو رہا ہے بلکہ بعض اوقات اس سے خطرناک مخالفتوں کا بیج بھی بویا جاتا ہے۔

۳۔ لچھی کے ناپاک اور فحش گیت شہروں سے نکلکر دیہات میں بھی آ پہنچے ہم نے اخباروں میں پڑھا تھا کہ لاہور کی پولیس اسکے انسداد کی کوشش کر رہی ہے۔ اچھا ہو اگر ایسی باتوں کا انسداد گورنمنٹ کی طرف سے ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ملک کا مذاق بگڑ جانے کی وجہ سے اہل ملک خود فکر نہیں کرتے ÷ کیا وجہ ہے کہ جب قانوناً شارع عام پر ننگا ہونا جرم رکھا گیا ہے تو گالیاں دینا جرم نہ سمجھا جاوے ÷ اس قسم کی بیہودگیوں نے اور بیہودہ گیتوں نے بھی ملک کے نوجوانوں کے اخلاق بگاڑنے میں بہت حصہ لیا ہے ÷ ہمارے محسن و مخدوم حکیم الامۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کے الفاظ اور طرز بیان سے اسکے اخلاق اور چال چلن کا پتہ لگا لیتا کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ بالکل صحیح ہے ملک کے متعارف گیت اور ضرب الامثال اسکے اخلاق کا بہترین پیمانہ ہے۔

۴۔ آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں ہونیوالا ہے پولیس کا انتظام بھی غالباً سال گذشتہ کیطرح خاطر خواہ ہوگا۔ آریہ سماج قادیان کے لیڈروں کو مناسب ہو کہ وہ اپنے لیکچراروں اور اپدیشکوں کو بولنے سے پہلے ہدایت کردیں کہ وہ مشتعل اور دل آزار تقریروں سے جلسہ کی رونق بڑھانے کا خیال چھوڑ دیں بلکہ جہانتک انسے ممکن ہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں یا قومی ضرورتوں سے اپنے سماجی بھائیوں کو آگاہ کریں وہ مذہب کامل اور حقیقی مذہب نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد دوسروں کو برا کہنا ہو اور اپنے اندر بھلائی نہ رکھتا ہو ÷ امید ہے آریہ اپدیشک خود اس اصل سے واقف ہونگے اور سال گذشتہ کی طرح ضرورت نہ پڑیگی کہ پولیس عہدہ دار خود ان کے لیکچرار کو بند کرنے کی ہدایت کرے یا پریذیڈنٹ کا پہنچو ہاں یہ حیثیت میر مجلس اسکو اپنے لیکچر کی تیزی اور ناشائستگی سے روکے۔

متفرقات

نواب محسن الملک علی گڈھ کالج میں احیاء عربی کی تجویز کی خطرناک مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم قوم کے حق میں سراسر مضر ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب بھی ایک مضمون اسی کی تائید میں شائع ہوا ہے افسوس! وہ پاک زبان جو مسلمانوں کی قومی ہی نہیں **مذہبی اور علمی زبان ہے** اس کے احیا اور ترویج کو قوم کے لیے مضر سمجھا جاتا ہے اور مضر سمجھنے والے بھی کون؟ قوم کے بہی خواہ! قومی درد سے بیتاب دل رکھنے والے ریفارمر!!

بے پردگی اور آزاد روی کی کچھ ایسی ہوا چلی ہے کہ خالص اسلامی سلطنت روم میں سلطان المعظم کو اسکی روک تھام کی فکر لاحق ہوئی ہے انھوں نے اعلان کیا ہے کہ شرع شریف میں پردہ کے لیے حکم ہے جس کے مطابق مسلمان عورات کا لباس ازار اور کرتہ قرار پایا لیکن کچھ عرصہ سے ستر اسلام کے خلاف اس شرعی لباس میں تبدیلی واقعہ ہو رہی ہے۔ کرتہ کی آستین غارد اور جیب و گریبان کا پیمانہ بڑا دیا گیا ہے گویہ وضع عورتوں نے نئے فیشن کی تقلید کی وجہ سے اختیار کی ہے لیکن غور کرنے سے یہ طرز لباس بالکل ہی بیہودہ معلوم ہوتا ہے دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ ایسا واہیات ہو گیا ہے کہ عورتوں کے تمام بال کھلے رہتے ہیں حالانکہ ان کو چھپائے رکھنا ہی لازم ہے اکثر لوگ اپنی بیوی اور بیٹیوں کو باہر نکلنے کی اجازت دیتے ہیں اور وہ چھوٹی لڑکیوں کیطرح غیر موزون لباس میں بازاروں کی سیر کرتی پھرتی ہیں یہ سب باتیں دیکھکر سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ آئندہ سے کوئی عورت بے برقع بازار میں جانے نہ پائے عورتوں کے وارثوں کو ہدایت کی جاوے کہ وہ انہیں روکیں اور بصورت خلاف ورزی قانونی سزا بھی دیجا سکے گی۔

ایک شخص پیسہ اخبار میں طاعون کا مندرجہ ذیل علاج شائع کراتا ہے جسکو فائدہ عام کے لیے ہم یہاں دیتے ہیں شاید کسیکو فائدہ پہنچے اصل علاج طاعون کا وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سچی توبہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف کیا جاوے اور خدا تعالیٰ کی باتوں کو ہنسی میں نہ اڑایا جاوے۔ تدبیر کا سلسلہ بھی چھوڑنا چونکہ مناسب نہیں ہے اسلیے ہم وہ نسخہ درج کرتے ہیں۔ وہ نسخہ یہ ہے۔

(۱) جن مریضوں کو مسہل دیا گیا تقریباً اچھے رہے اور جن لوگوں نے اس فصل میں مسہل لیا وہ قطعاً بیمار نہ ہوئے

(۲) حالت بخار و سرسام میں۔ ٹانڈک ایسڈ ایکا ایمونیا الیٹس سوڈا بائی کارب قطرہ ۳ ۔ ۱ ڈرام
کمنٹیا سلفائی سورہ قلمی لعوبہ مکسچر ۱ ڈرام ۹ گرین
میں مکسچر کر کے تین تین ڈرام۔ تین تین گھنٹہ بعد دینے سے بہت جلد آرام ہوتا ہے

(۳) ترک غذا بہت مفید ہے

(۴) سر پر سفیدہ بیضہ مرغ۔ صندل سفید سرکہ خالص روغن گل کشنیز خشک کھا مفید ہے

(۵) بحالت سرسام لا نگریٹی کا پلستر مفید ہے

(۶) گلٹی پر بعد جونک لگانے کے خیدوار خطائی کچلہ مرغ۔ تخم گیہوں آیوڈین کا لیپ مفید ہے۔ اور خاکستر گولر کی لکڑی کی ٹکید گرم مفید

جوش طبع اور بچے۔ ہم اپنے بچوں کی عادات میں جوش طبع کو کہانتک بڑھائیں اور کس موقع پر روکدیں۔ مہذب لوگوں کے بیجا جوش اور دہقانیوں کی بد دماغی میں خیر الامور اوسطہا انتخاب کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ جسوقت ہم بیجا جوش کی طرف میلان طبع کو روکتے ہیں اسوقت ہم کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم جائز جوش کی بیخ کنی نہ کر بیٹھیں۔ جو بیغیرتی کی اصل بنیاد ہے۔

(ایمیراز جنرل)

مراسلات

مباحثہ مابین مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سوداگر تیماپور علاقہ دکن و پادری گولڈسمتھ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بمقام تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور علاقہ نظام سرکار عالی حیدرآباد دکن مین امسال پادریون کا جلسہ بتقریب عید کرسمس قرار پاکر کئی ایک پادری مدعو کئے گئے۔ بانی جلسہ نانیا پادری کے مکان مین ۹- جنوری ۱۹۰۴ء کو پادری گولڈسمتھ صاحب بہادر کا وعظ سننے کیلئے دعوتی رقعے تقسیم ہوئے منجملہ اُن کے ایک رقعہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب سوداگر تیماپوری کو بھی پہونچا۔ سات بجے رات کو پادری صاحب کا وعظ شروع ہوا۔ جسمین یسوع مسیح کا ابن اللہ ہونا اور سولی پر مرکر پھر زندہ ہونا بیان کرتے ہوئے بذریعہ قربانی یسوع۔ کفارہ کا نتیجہ نکالا گیا۔ وعظ ختم ہونے کے بعد یہ خوشخبری سنائی گئی کہ کسی اور صاحب بیان کرنا ہو تو کرے۔ اس اجازت سے جناب مولوی سید عبد الشکور صاحب مددگار مدرس مڈل سکول شوراپور نے اپنی تحریر جسمین خدائے پاک کی حمد وصفت لاولدیت اور رسول مقبول صلعم کا نبی ہونا محمد عبد اللہ صاحب کو یہ امید نہ تہی کہ اس جلسہ مین دوسرے لوگون کو بھی کہنے کی اجازت ہوگی۔ مگر سید صاحب موصوف تحریر پڑہنے سے ایک امید ہوگئی۔ بنابرین مولویصاحب موصوف نے بھی سٹیج پر کھڑے ہوکر تقریر ذیل سنائی

حضرات حاضرین جلسہ۔ اخاکسار کیلئے عمر بھر مین یہ پہلا موقعہ ہے۔ جو پبلک کے روبرو بولنے کے لئے کھڑا ہوا ہے ایسے بڑے بڑے جلسون مین جسمین ذی علم پادری صاحبان اور عہدہ داران سرکاری موجود ہون۔ اچھے اچھے مقرر بہی اپنی تقریر کیوقت ہچکچاتے ہون گے۔ اگر یہ **عاجز** بہی اپنی اس تقریر مین کہین رکے اور ہچکچائے۔ تو اسکی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کرکے چشم پوشی فرمائین۔ **صاحبو۔** دنیا مین ہر ایک انسان کی غرض **ابدی نجات** کا حاصل کرنا ہے۔ اسوقت مذہبی لحاظ سے دعوے کرنیوالے تین گروہ نظر آتے ہین۔ ایک تو **عیسائی** دوسرے ویدانتی تیسرے۔ **اہل اسلام**۔

تو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان ہر تین مذاہب مین نجات پانے کا کیا طریق ہیں۔

سامعین! عیسائیون کے ہان نجات کا یہ ذریعہ ہو چکا ہے کہ تمام لوگون کے گناہ کے عوض یسوع مسیح کی قربانی کیگئی۔ اب اس پر جو ایمان لاتا ہے وہ نجات پاتا ہے۔

صاحبو! ویدوالون کے ہان نجات کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے گناہ کے عوض **گائے بیل بہینس بکری** بنکر جنمتے رہے۔ وغیرہ کا جنم ہوتا ہے۔

حضرات! قرآن شریف کے رو سے اہل اسلام کے ہان نجات پانے کا یہ طریق ہے کہ پچھلے گناہ سے توبہ کیجائے اور آیندہ کیلئے خدائے کریم کی ذات حاضر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین حاصل کرکے اور امر الٰہی کے عامل ہوکر منہیات سے پرہیز کرتے ہوئے اس کے فضل کا امیدوار رہے وبس

منصفین ۔اب خاکسار ان ہر تین نجات کے طریقون کو مشرح و صحیح پبلک کے روبرو پیش کرکے فیصلہ کا امیدوار رہیگا۔

پہلا کفارہ سے نجات حاصل ہونے کا مسئلہ ایک ایسا بیہودہ مسئلہ ہے۔ کہ ایک تہوڑی سی عقل رکہنے والا آدمی بہی اس بات کا کبہی قائل نہوگا کہ گناہ تو کرین ہم اور مارا جائے **غریب بیچارہ یسوع مسیح !!!**

تثلیث پرستون کا مقولہ ہے۔ کہ خداوند کریم رحیم و عادل ہے۔ اگر بندون پر رحم کرکے چھوڑ دے۔ تو عدل کے خلاف ہے اگر عذاب کرے تو رحم کی شئی خراب ہے اس لئے اپنے **اکلوتے بیٹے** یسوع کو دنیا مین بہیجکر ساری دنیا کے گناہون کے بلاو بدتر کے صدقہ مین سولی دیا۔ تاکہ عدل و رحم دونون برقرار رہے۔

حضرات غور سے دیکہا جائے۔ تو اس بناء پر کفارہ سے رحم قایم رہتا ہے نہ عدل۔ کیونکہ ایک کے بدلہ مین دوسرے کو سزا دینا سراسر عدل کے خلاف ہے۔ گناہ کرین ہم اور قربان جائے یسوع !! رحم تو اس سے بڑہکر کیا ہوگا۔ کہ دوسرون کے گناہ کے عوض بیٹے کے گلے پر چھری پہیری جاتی ہے اگر غور سے بدلائل دیکہا جائے۔ تو انجیل ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ کفارہ کی عمارت ہی بے بنیاد ہے یسوع سولی پر ہرگز نہین مرا بلکہ وہ زندہ اترکر مفقود الخبر ہوگیا۔

ثانیاً ویدانتیون کے ہان بہی جو نجات کا طریق ہے وہ بہی ٹھیک نہین ہے۔ چونکہ دودہ۔ دہی۔ گہی۔ مسکہ۔ چھاچھ وغیرہ یہ ایسی عمدہ چیزین ہیں کہ وید مت یعنی اہل ہنود بہی دوکش منی متہ جیتہ تک نہین سمجھتے اگر ہزارہا طبیب ملکر ایک عرقیات ملاکر دودہ بنالین تو ہو نہین سکتا مگر یہ سب چیزین منی کس سے ہین! **گناہون** سے۔ کیونکہ جب ہم گناہ نہ کرین۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گائے بہینس وغیرہ پیدا نہونگی۔ پھر دودہ دہی وغیرہ کہان سے !!

تجربہ اس بات کی شہادت دیتا ہے۔ کہ گیہون گیہون اور جو سے جو اگتی ہے۔ مگر یہ عجیب تماشہ ہے کہ کالے دہتورے سے اجلا ساگودانہ اُگنے لگا۔

اب ہم وید کی رو سے کسطرح لوگون کو یہ کہہ سکتے ہین کہ گناہ کم کرو۔ کیونکہ اسکے معنے دوسرے لفظون مین یہ ہونگے کہ دودہ مت کہاؤ۔ گہی مت کہاؤ۔

ثالثاً ۔اب اسلام کی نجات کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے یہ تو معلوم ہے۔ کہ گناہ ایک مہلک بیماری ہے۔ بیمار کے لئے طبیب لوگ پہلے جلاب دیتے ہین۔ تاکہ پچھلا مواد فاسد سب نکل جائے۔ پھر عمدہ غذا جو اس کی طبیعت کے موافق ہو کہانے کیلئے کہکر اُن چیزون کا پرہیز بتاتے ہیں۔ جن سے بیماری عود کرنے یا بڑہنے کا خوف ہو۔ پھر دوا کا نسخہ بیماری کو زائل اور طاقت کو بحال رکہنیوالا تجویز کرتے ہین۔ ایسا ہی مذہب اسلام مین گناہ کی بیماری کے لئے توبہ بجائے جلاب کے ہے۔ اور گناہون سے بچنا بجائے پرہیز کے ہے۔ اور عبادت الٰہی بجائے غذائے لطیف کے اور آیندہ کے لئے تاکہ بیماری عود نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ کی ذات وصفات پر یقین رکہنا ہے۔ چونکہ انسان کو جو یقین سانپ کے زہر کی نسبت ہے۔ کبہی سانپ کی بل مین ہاتھ ڈالنے نہین دیتا۔ پھر خدا کے حاضر و ناظر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین گناہ مین کیونکر جانے دے گا اگر کسی باغ مین ہم جائین۔ دل مین یہ خیال ہو کہ اس کا مالک کہین ہوگا۔ تو اس کے میوے چرانے مین جرأت پیدا ہوگی۔ اگر یہ یقین ہو کہ باغ مین موجود ہے۔ اور دیکہتا ہے۔ اور چرانے والون کو سزا دیتا ہے۔ تو ہرگز نکی جاوے گی۔ ایسا ہی اکثر لوگون کا ایمان خدا ہوگا کرکے ہے۔ اگر ہے کرکے ہوتا تو کبہی گناہ کی طرف نہ جہکتے یہ وہ نسخہ ہے جو مذہب اسلام نے نجات کیلئے مقرر کر رکہا ہے۔ افسوس کہ اس نسخہ کے استعمال کرنیوالے بہت کم پائے جاتے ہین

حضرات! ان ہر تین نجات کے طریقون مین سے کونسا طریق عمدہ ہے۔ ہر ایک شخص بجائے خود فیصلہ کرلیسکتا ہے بشرطیکہ وہ **محقق** ہو نہ کہ **مقلد**

یہ تقریر ختم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے پادری گولڈسمتھ صاحب قصبہ تیماپور جو شوراپور سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مولویصاحب کی مسجد مین آپہونچے۔ اور یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی بحث چھیڑ دی۔

پادریصاحب: ابہی مولویصاحب کل آپنے لکچر مین حضرت یسوع کا سولی پر نہ مرنا بیان کیا ہے انجیل مین اسکا کیا ثبوت ہے؟

مولویصاحب ۔اگر آپ کو ثبوت درکار ہے تو ایک جلسہ عام قرار دیا جائے آپ یسوع کا سولی پر مرنا انجیل سے ثابت کرین۔ خاکسار کے خیال مین جو کچھ تردید اسکی نسبت ہے۔ پیش کیجائیگی۔

پادریصاحب ۔ کیا آپ کا انجیل پر ایمان ہے، اور کیا آپ اسکو منسوخ ماننے مین پاک کیا؟

مولویصاحب ۔میرا تو یہ ایمان ہے کہ جتنے کتب آسمانی ہیں وہ بالکل حکمی منسوخ نہیں ہین۔ مگر انکو ایسا منسوخ سمجہین۔ تو جو کچھ توحید توریت وغیرہ مین درج ہے کیا وہ بھی منسوخ ہے ہان منسوخیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک غلط بیانی دوسری موزونیت زمانی۔ غلط بیانی یہ ہے کہ پہلے ایک حکم دیا جاچکا ہے۔ بعدہ معلوم ہوا کہ وہ مفید مطلب نہین ہے اس سے بہتر دوسرا حکم تجویز کرکے جاری کیا جائے۔ خدا کے احکام مین ایسی منسوخیت ہو نہین سکتی کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ غلطی کیسی۔ دوسری منسوخیت زمانی یہ ہے۔ کہ ہم کو ایک مکان بنانا ہے۔ معمار نے مزدورون کو یہ حکم دیدیا۔ کہ اینٹ اور چونہ جلاؤ۔ چند دنون کے بعد دوسرا یہ حکم دیدیا کہ اب جلانا موقوف کردو۔ بنیاد کہودو۔ پہلا حکم موسم گرما کے لحاظ سے تہا دوسرا حکم موسم بارش و سرما کی لحاظ سے۔

ایسا ہی انجیلی احکام بلحاظ زمانہ اور خاص قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے نافذ ہوئے تہے۔ جو اسوقت وہی احکام موزون تہے مگر قرآن پاک ہمیشہ کیلئے اور کل دنیا کی اصلاح کیلئے نازل ہوا ہے۔ دیکہو انجیل و فرقان کے احکام کا مقابلہ انجیل کا یہ حکم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا گال بہی دیدے فرقان کا یہ حکم ہے۔ کہ معاف کرنیکا موقعہ ہے تو معاف کرو ورنہ بدلا لینے کا موقعہ ہے۔ تو برابر کا بدلا لے۔ ایسا ہی انجیل مین یہ حکم ہے کہ شراب نشہ لانے تک مست ہو۔ قرآن مین حکم ہے کہ ہرگز مست ہو۔ انجیل قسم کہانے سے بالکل منع کرتی ہے۔ قرآن بر سر موقعہ سچی بات پر قسم کہانے کی اجازت دیتا ہے۔ انجیل کہتی ہے کہ غیر عورتون کو شہوت کی نظر سے مت دیکہو۔ یعنے پاک نظر سے دیکہو۔

۳	۲	۱
متی ۵/۲۸	متی ۵/۳۹	متی ۵/۲۹

قرآن کہتا ہے کہ ہرگز مت دیکہو خواہ شہوت کی نظر سے ہو یا بغیر شہوت کے۔ انجیل کا یہ حکم ہے۔ کہ زنا کے سوائے ہر ایک بات کی پر عورت کو صبر کرے یعنی خواہ مرد عورت کسی غیر سے بوسہ لے یا بغلگیر ہو۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ پاک اور کہلی ہے غرض منسوخیت احکامات میں ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ واقعات مین تمہارا اعتراض واقعات کیمتعلق ہے۔ آیا مسیح کی موت واقع ہوئی ہے یا نہین! پھر اسکو منسوخیت سے کیا نسبت!

پادریصاحب ۔ وہ کون سے واقعات انجیل میں ہیں کہ جن سے مسیح کا سولی پر مرنا ثابت نہین ہوتا!

مولویصاحب ۔مدعی اور مدعا علیہ جب لڑتے ہین تو ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دعوی کی دلائل ہوتے ہیں اسی کی بھروسہ پر مقدمات کئے جاتے ہین مگر انصاف پسند حاکم یہ دیکہتے ہیں کہ کس کی دلائل قوی اور قرین قیاس ہین۔ ڈگری اسکی جانب دیجاتی ہے اگر آپ انصاف چاہتے ہو۔ تو دوسرا جلسہ مقرر کیجئے فریقین کے بیان سنکر منصف لوگ خود فیصلہ کرلینگے الحاصل چند فریقین کی رد و بدل کے یہ قرار پایا کہ ایک اور جلسہ کرین۔ پادریصاحب یسوع کی نسبت تین باتون کا ثبوت انجیل سے دین پہلا یسوع کا ابن اللہ۔ دوسرا سولی پر مرکر پھر زندہ ہونا۔ تیسرا مسیح کی موت کفارہ کا باعث ہونا۔ متی ۲۸

۱۱ جنوری سات بجے رات کو نانیا پادری کے مکان مین جلسہ قرار پایا۔ سامعین بوجہ شہرۂ مباحثہ جلد ہی کہ پہلی ہی سے مکان مباحثہ مین جمع ہونے لگے۔ عہدہ داران سرکاری و دکلاکر و مدرسین وغیرہ لوگون سے مکان بہر گیا۔ تخمیناً پانچ چھ سو آدمی کا مجمع ہوگا۔ لوگ بوجہ تنگی مکان چہت پر چڑہ گئے

تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ

(سررشتہ تعلیم پنجاب کے ایک ذمہ وار عہدہ دار کی رائے)

ہماری قوم ابھی تک اس امر سے غالباً ناواقف نہ ہوگی کہ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے اجراء کی پاک غرض علوم عالیہ اسلامیہ کی ترویج اور اشاعت تھا اور اس سکول کے ذریعہ ایسی قوم تیار کرنی چاہی گئی ہے جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کا نہ صرف رسمی اور دنیوی علوم میں نمونہ ہو بلکہ دینی روحانی اور اخلاقی پہلوؤں میں قابل رشک ہو۔ یہ اغراض قادیان جیسے مقام پر کس خوبی اور کمال کے ساتھ پوری ہوتی ہیں اسپر اسوقت بحث کی چندان ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

دنیوی تعلیم میں جس قابلیت سے ... [illegible] ... تو وہ ایک قومی ... [illegible] ... اشاعت میں ہمارے ناظرین مڈل سکول کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں ... [illegible] ... سورت میں ... [illegible] ... کا الحمو ... [illegible] ... آخر کامیاب ہونگے۔

روز ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء کو ... [illegible] ... انسپکٹر صاحب بہادر ... [illegible] ... تعلیم الاسلام کا پہلا معائنہ فرمایا ... [illegible] ... ہماری قوم کیلئے کسقدر خوشی ہوگی جب ... [illegible] ... گذشتہ سالوں تک معائنہ نہ ہونے والے سکول کا انتظام اس قابلیت سے چلایا گیا ہے کہ سررشتہ تعلیم کا ایک بیدار **مغز تجربہ کار** افسر بھی اقبال مسرت کرتا پڑا ہے۔ اگر اس عمدہ انتظام کیلئے قوم اپنے محسن و مخدوم جناب ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی شکر گذار ہے جو اپنے دست و بازو منشی ... [illegible] ... مفتی محمد صادق صاحب کی سعی اور محنت کی قدردان ہیں۔ لیکن قوم کی شکر گذاری اور قوم کی خوشی ان الفاظ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیئے خصوصاً وہ قوم جو **آخرین منہم** کی مصداق ہے جس میں خیالی اور زبانی باتوں کو چھوڑ کر عملی اور ایثار کی قوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نفخ ہوئی ہے۔ قوم چاہتی ہے کہ ہمارا سکول ہمارا کالج **عملی نمونہ** ہو اور وہ اپنے آپ کو مبارکباد دیتی ہے کہ اس غرض کے پورا کرنیکے واسطے **اسوۂ حسنہ** حضرت مسیح موعود اور بزرگان سلسلہ کا موجود ہے۔ لیکن پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس کی خوشی کیا بعض دلوں تک ہی رہیگی اور **خارج** اور **ملول** پیدا نہ کریگی؟ مدرسہ کی ضروریات ہر دن بدن بڑھنے والی ضروریات قوم کی توجہ کو اس طرف مبذول کرانا چاہتی ہیں اور اب خصوصیت کیساتھ قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر صاحب مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل سرکار سے مدد لیکر بھی پوری کر سکتے ہیں اور ... **قوم کی عزت** قوم کے جائز فخر کو قائم رکھنے کیواسطے یہی ضروری سمجھا گیا ہے کہ یہ سکول **قومی سرمایہ** **قومی تعاون** ہی سے چلے اور یہی اکیلا سکول ہو جو **قومی سکول** کہلانے کا حقیقی مستحق ہو۔ پھر کیا قوم اس **فخر** کو جو اسے مل چکا ہے اپنی معمولی سہل انکاری اور فروگذاشت سے کھونا چاہتی ہے؟ کبھی نہیں۔ پس ضرورت ہے کہ سکول کے سرمایہ کو مستحکم کیا جاوے اور سکول کی ضرورتوں کو ہر وقت محسوس کیا جاوے۔

بات کچھ اور تھی۔ سلسلہ کچھ اور تھا۔ ضمناً ہم یہ بحث لے بیٹھے۔ اصل مقصد جناب انسپکٹر صاحب کے معائنہ کا تذکرہ تھا۔

غرض ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء کو صاحب موصوف نے مدرسہ کا معائنہ کیا۔ آپ کے چہرہ پر **متانت و وقار** کے آثار نمایاں ہیں اور بے تعصبی کے ساتھ **بزرگانہ شمائل** اور بھی خوشنما ہیں۔ آپ کے نزدیک ... [illegible] ... مسلمانوں کا سوال ... [illegible] ... کا سوال ... **بانک آف دی ...** ... [illegible] ... آپ پرانے زمانہ کے بزرگانہ ... [illegible] ... ہندو مسلمانوں کو ایک ہی ... [illegible] ... ایسی ... ایک چیز ہوتی ہے جو مخالف مذہب کی عزت ... [illegible] ... اس اختلاف کیوجہ سے ظلم کرنا جائز سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے ... بخلاف۔

آپ تین گھنٹہ تک اپنے ماتحت رفقاء کے ساتھ نہایت غور و فکر اور پوری دیانتداری کے ساتھ مدرسہ کا معائنہ کرتے رہے اور اس عرصہ میں ہمارے مدرسہ کے ذمہ وار سپرنٹنڈنٹ مفتی محمد صادق صاحب آپ کے ساتھ رہے جس خوبی اور دیانتداری اور بے لوث پولیسی کے ساتھ آپ نے ہمارے سکول کا معائنہ کیا اور انہوں نے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے تاہم ... آپ کی مہربانی کے شکر گذار ہیں اب ہم قوم کو اپنے قومی سکول کو ... کرنیکیلئے وہ رائے دکھاتے ہیں جو صاحب موصوف نے نہایت نظر کیساتھ معائنہ کرنیکے بعد مدرسہ کی رائے بک میں لکھی ہے۔

مسٹر آنند کشور صاحب انسپکٹر مدارس کی رائے

میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء بمعیت بابو ... انسپکٹر مدارس کے اس غرض سے کیا کہ آیا یہ مدرسہ بحیثیت پبلک سکول ہونے کے منظور ہونے کے لائق ہے یا نہیں اور (۲) قابل ہے کہ اپنے طلبار کو یونیورسٹی کے امتحانوں میں بھیج سکے۔

اس سکول کی بنیاد ۱۸۹۸ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود نے ایک پرائمری سکول کی حیثیت میں ڈالی تھی۔ یہ سکول ۱۸۹۹ء میں مڈل کے درجہ تک ترقی کر گیا۔ ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول بن گیا اور ۱۹۰۳ء میں کالج کی پہلی جماعت کھولی گئی۔ جس میں کہ تین لڑکے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم کرنے کی بڑی غرض یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کی اولاد کو اور دوسروں کو دیجاوے۔ اکا دکا لڑکوں کا سکینڈری اور اکا دکا طلبار کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ میں ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس مدرسہ کی اس جگہ بہت ضرورت ہے۔ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۲۹۸۶ روپیہ تھا حالانکہ چندہ موعودہ کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ اور آئندہ ہر طرح سے امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہینگے کیونکہ اس مدرسہ کے حامی اور منیجر باثروت و قابل وثوق آدمی ہیں ... نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ بھی ہیں ... فیس سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور کل فیس سال گذشتہ کی ۵۲۶ روپے تھی۔ مگر معاف طلبا کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۵۴ فیصدی معاف ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلبار کو مفت تعلیم دینے کی طرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے لیکن ہیڈماسٹر صاحب نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ایسے طلبار کی تعداد قریباً سرکاری کوڈ کے قواعد کے مطابق کر دیجاویگی۔ عمارت کی بارہ کمرے ہیں جو کہ موجودہ تعداد کیلئے کافی گنجائش رکھتے ہیں اور ان میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کا سامان بھی عمدہ ہے۔ اسباب اور آلات بھی ضرورت کے مطابق کافی ہیں سوائے اسباب کے کہ سب استادوں کے آگے ایک ایک چھوٹا چھوٹا میز اس کو استعمال کیواسطے نہیں ہے۔ سائنس کے آلات صرف برائے نام ہیں۔ مدرسہ کے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے جو کہ عمدہ حالت میں ہے اور انتظام بھی خوب ہے۔ اسمیں ایک چھوٹی سی ڈسپنسری (شفاخانہ) بورڈروں کیواسطے ہے جنکی موجودہ تعداد ۹۶ ہے۔ رواجی تعلیم کی سکیم بھی قریباً سرکاری مدارس کی سی ہے اور مفصلہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ اور سائنس تعلیم جسمانی بھی دیجاتی ہے۔ لڑکوں کو ہر روز ڈرل کرایا جاتا ہے کرکٹ اور فٹ بال کھیلنے کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے۔

سٹاف مدرسین پندرہ آدمیوں کا ہے جس میں ایک گریجوایٹ اور دو انڈر گریجوایٹ ہیں اور باقیوں نے کوئی سرکاری امتحان پاس نہیں کیا ہوا لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ سب تجربہ کار استاد ہیں اور تعلیمی سلسلہ میں وہ گورنمنٹ ایڈڈ سکولوں میں کام کر چکے ہیں۔ وہ تمام مستعد ہیں اور بیسر گرم آدمی ہیں اور صرف حضرت مرزا صاحب کی قرب میں رہنے کی خاطر آئے ہوئے مریدین دینی اور دنیوی تعلیم دینے کیخاطر ... تمام تنخواہ ... اپریل ۱۹۱۲ء ہے انسپکشن سکول رولز کی پابندی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر رجسٹروں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قریباً سب لڑکوں کا داخلہ ایسا تھا کہ ان میں سے بعض کی وجہ نہیں بتلائی جا سکتی اور بعض کو بغیر سارٹیفکیٹ کے داخل کیا گیا ہے اور ایک لڑکو اعلےٰ جماعت میں داخل کر دیا گیا۔ آج ان تمام باتوں کیطرف میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو توجہ دلائی ہے اور ان کو کہدیا ہے کہ اگر انسپکشن سکول رولز کی پوری پابندی آج سے کیجاویگی اور مفت تعلیم سوائے غرباء کے کسی کو نہیں دیجاویگی تو مجھے اس سکول کو منظور کرنیکیلئے آئندہ اگست میں سفارش کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا کیونکہ مدارس کے منظور ہونیکے واسطے وہی وقت مقررہ ہے۔

(دستخط) آنند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر کیمپ بٹالہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۴ء

انسپکٹر صاحب کی رائے کو پڑھکر یقیناً ہر ایک احمدی خوش ہوگا لیکن ہم اپنے سکول کی ایسی **قابل تعریف** حالت سے خوش ہو بیٹھنے سے پہلے ... ہیں لیکن چند باتیں ہیں جنہوں نے ہمکو متوجہ کیا ہے کہ قوم انکو سرسری نظر سے نہ پڑھ جاوے اسلئے ہم خصوصیت کیساتھ انکو پیش کرتے ہیں۔

اول۔ انسپکٹر صاحب مدرسہ کی مالی حالت کے متعلق احمدی قوم پر ایک امید ظاہر کرتے ہیں ان الفاظ میں کہ کل خرچ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۲۹۸۶ روپیہ تھا حالانکہ چندہ موعودہ کی **تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور آئندہ ہر طرح سے امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے**۔ اس فقرہ میں جلی قلم سے جو فقرہ ہم نے لکھا ہے اسکی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ایک غیر احمدی احمدی قوم کے افراد پر بھروسہ کرتا ہے کہ وہ اپنے چندوں کو جو مدرسہ کیلئے دیتے ہیں باقاعدہ بھیجتے رہینگے۔ یہ قوم کیلئے قابل ناز امر ہے اور ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے کہ قوم اس ناز کو نباہیگی اور مدرسہ کی ضروریات سے غافل نہ رہیگی۔

دوم۔ انسپکٹر صاحب فیس مدرسہ کے متعلق یہ ریمارک کرتے ہیں کہ شرح فیس سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے۔ مگر معاف طلبار کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۵۴ فیصدی معاف ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلبار کو مفت تعلیم دینے کیطرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے اور آخر میں کہتے ہیں کہ اگر انسپکشن سکول رولز کی پوری طرح سے پابندی کیجاویگی اور **مفت تعلیم** سوائے غرباء کے کسی کو نہیں دیجاویگی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتک مدرسہ کی اصل غرض تعلیم کو عام اور ارزان کرنا تھا۔ اسلئے یہی نہیں کہ مدرسہ کی شرح فیس سرکاری سکولوں کی نصف کے قریب تھی اور اسمیں بھی ۵۴ فیصدی قریب معاف تھا لیکن اب مدرسہ کو منظور کرانیکیواسطے ان قواعد کی پابندی لازمی ہوگی جو اس کے متعلق ہیں۔ اور اس سے یقیناً معاف شدہ طالبعلموں کی تعداد کم ہو جاویگی جو ہماری غرض کیلئے کو نہ مضر ہوگی اسلئے ہمارا اپنا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کو یہ فکر دامنگیر ہوگا کہ وہ **وظائف** کی تعداد کو وسیع کریں اور اس رنگ سے ان مستحق مگر نادار طلبار کو فائدہ پہونچائیں۔ لیکن اس غرض کو پورا کرنیکیلئے پھر قوم ہی کیطرف دست سوال دراز کرنا پڑیگا۔ اس لئے اس سے پیشتر کہ ڈاکٹر صاحب قوم کو متوجہ کریں ہم توجہ دلاتے ہیں کہ قوم مدرسہ کی ان ضروریات کو ابھی سے محسوس کرکے ... کہ اس کریڈٹ کو قائم رکھنے کیلئے کہ مفت تعلیم دینے کیطرف ...

... زیادہ رغبت ہے مدرسہ کے سرمایہ کو وسیع کرے تاکہ خاطر خواہ وظائف نادار طلبار کو دینے کیلئے گنجائش نکل آوے۔ اور اسکی آسان راہ یہی ہے کہ ہر ایک احمدی مستقل چندہ دینے کا اسی طرح ... مقررہ ٹیوشن (عطیات) دیتے جاویں۔

جنگ جاپان و روس

جارحانہ پہلو۔ ایڈمرل ماکاروف نے بچاؤ کا پہلو چھوڑ کر اب جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے ۔۔۔ مارچ کو جنگی جہاز لیکر سمندر میں نکلا۔ اور دور تک دشمن کی تلاش میں گیا جب وہ کہیں نہ ملا تو سہ پہر کو واپس آگیا۔

روسیوں کے ارادے۔ جنرل کروپاٹکن وزیر جنگ مشرقی اقصیٰ میں سپہ سالاری کے فرائض ادا کرنے کیلئے اعلان کے مطابق آج ۱۲ مارچ کو سینٹ پیٹرزبرگ سے میدان جنگ کو روانہ ہو گیا وہ غالباً کسی خاص مقام یا قصبہ کو اپنا ہیڈکوارٹر (صدر مقام) نہیں بنائیگا بلکہ (جسطرح محاربہ ٹرانسوال میں لارڈ کچنر نے پشت توسن یا ریل گاڑی کو ہی اپنا صدر مقام بنایا۔ کسی خاص مقام پر جم کر بیٹھنا اور اسے اپنا مستقر بنانا پسند نہ کیا۔ بلکہ ہر وقت حرکت میں رہے۔ صبح اور رنج فری شٹینٹ پایہ تخت … میں ہے۔ تو شام کو پانسو میل شمال میں کریشوریا کے متصل ہوتا ہے مقابلہ کرنیوالی سپاہ کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ اسیطرح وطن) ریل گاڑی ہی میں رہ کر اپنی ماتحت افواج کی راہنمائی اور ان کی نگرانی کریگا۔ اسی کے ایک ایڈیکانگ (…) نے بوقت روانگی ایک اخبار کے رپورٹر سے بیان کیا کہ جنرل کروپاٹکن مشرق اقصیٰ پہونچکر پہلے تو اپنی اوس فوج کو جو کوریا کی حدود میں ہے وہاں سے منچوریا کو واپس ہٹا لیں گے۔ اور پھر چند ہفتوں میں اپنی جمعیت کو مضبوط کر کے مئی میں مقابلہ کرینگے ان کو یقین ہے کہ وہ تین مہینوں میں یعنے جولائی کے آخر تک جاپان کے بری افواج کا کام تمام کر دینگے۔ دیدہ باید۔

جاپانی و مصارف جنگ۔ جاپانی وزراء نے ملک کے سرکردہ اعیان کے مشورہ سے آج یہ فیصلہ کیا ہے کہ مصارف جنگ کیلئے سات کروڑ ین (ین جاپانی سکہ …) ملک پر ایک نیا ٹیکس جاری کر کے حاصل کئے جاویں اور مزید برآں پانچ کروڑ ین اسطرح سے کہ گورنمنٹ از جور قوم مختلف کاموں کیلئے منظور کر رکھی ہیں ان میں سے بعض کاموں کو ملتوی رکھکر ان میں اسقدر رقم جنگی میزان پانچ کروڑ ین ہو مصارف جنگ کی فنڈ کو منتقل کر دیجاتی ہیں۔

جاپانی بیڑہ پر حملہ۔ روسیوں کا بیان ہے کہ ۱۱ مارچ کو جب چاپ رہی۔ اور ایڈمرل ماکاروف کو دشمن کا کہیں پتہ نہ ملا۔ مگر لنڈن کا ایک تار جو کلکتہ کے اخبار انگلشمین کو موصول ہوا اس سے برعکس مضمون سناتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں "آج ۱۱ مارچ کو روسی تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ پورٹ آرتھر سے نکلکر جاپانی بیڑہ پر حملہ آور ہوا اور لڑائی میں ایک جاپانی تارپیڈو کشتی اور ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز غرق ہوگئے ان دونوں کے بعضوں کا کیا حشر ہوا یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ وطن کی رائے میں انگلشمین کے نامہ نگار کو تار بھیجنے میں مغالطہ ہو گیا ہے۔ اور اس نے ۱۰ مارچ کو ۱۱ مارچ تصور کر لیا ہے کیونکہ جو قصہ اس نے بیان کیا ہے وہ ۱۰ مارچ کے معرکہ کے حالات سے کلی مشابہت رکھتا ہے۔

لنڈن۔ ۱۴ مارچ ایڈمرل توگو ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ کے متعلق مزید رپورٹ کرتا ہے۔ کہ جاپانی تارپیڈو بیڑہ کو ہی نقصان پہنچا۔ گر خفیف بڑی جہازوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ فریقین کی تارپیڈو کشتیاں بالکل قریب ہو کر ۲۰ منٹ تک ان پر گولہ باری کرتے رہے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے جاپانی کشتیاں پورٹ آرتھر کے دہانہ کے قریب بحری سرنگیں بچھا دینے میں کامیاب ہوگئیں۔ وہ اس کام سے فارغ ہو چکی تھیں کہ روسی کشتیاں لڑائی کو آگے بڑھیں (لیکن اگر یہ بیان صحیح ہوتا تو ضرور اب تک کوئی نہ کوئی روسی جہاز کسی نہ کسی سرنگ سے ٹکرا کر نقصان اٹھا چکا ہوتا۔ مگر اس کی کوئی خبر نہیں آئی وطن)

خلیج ایچن میں ۲۵ فروری کو جو روسی جہاز تارپیڈو شکن غرق ہوا تھا اوس کا نام ولوشوٹیلنی تھا۔ (تارپیڈو شکن جہاز عموماً تین چار سو ٹن وزن کے ہوتے ہیں۔ ایک پر لاگت اسی نوے ہزار روپیہ آتی ہے۔ خلیج ایچن پورٹ آرتھر سے بجانب مغرب آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی کھاڑی ہے وطن) جاپان نے … ملک اور مصارف جنگ کیلئے دس کروڑ ین قرض لینے کا اشتہار دیا تھا۔ جاپانی شہروں کیطرف سے ۴۵ کروڑ ین دینے کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ روسی مصافی جہاز و ستری و دشکولی جس کی سوئز میں مرمت ہوئی تھی مصر کے شمالی ساحل پر گشت کر رہا ہے۔ اس نے ایک جرمن جہاز سنٹ گارڈ اور ایک انگریزی جہاز امٹ لیک کو روک کر تلاشی لی۔ انگریزی جہاز کو اس نے اوپر کے گولہ چلانے سے رکجانیکا حکم دیا روسی اگنبوٹ منجور مقیم چینی بندر شنگھائی کا تمام سامان حرب اور اس کے انجنوں کے بڑے بڑے پرزے چینی گودام میں داخل کر دیئے گئے ہیں (اس اگنبوٹ کا قصہ ناظرین کو مفصل معلوم ہے۔ نیز یہ کہ اس نے کیوں اپنا سامان حرب اتار دیا ہے۔ وطن)

جاپانی مدبر مارکوئیس ایٹو جاپان سے کوریا کو روانہ ہوگیا ہے۔

پورٹ آرتھر خالی کر دیا گیا۔ ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ وہ ۱۲ مارچ کو ایک جہاز پر چینی بندر چیفو سے پورٹ آرتھر اسقدر قریب ہو گیا۔ جہاں سے وہاں کے پہاڑی قلعوں کا معاینہ ہو سکتا تھا۔ ان کے بالائی حصے تقریباً مسمار نظر آتے اور شہر کی آبادی سے تین مرغولہ دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے مگر کسی جگہ کوئی روسی سپاہ یا جھنڈا یا آبادی کی کوئی اور علامت دکھائی نہ دی۔ نیوشوانگ، شنگھائی اور ٹوکیو میں جاپانیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ روسی جمعرات (۱۰ مارچ) سے پورٹ آرتھر کو ایکطرح سے خالی کر گئے ہیں (یہ محض گپ ہے۔ روسی پورٹ آرتھر کو کبھی خالی کرنا گوارہ نہیں کر سکتے۔ وہاں کی دس بیس ہزار بری سپاہ یا ساحل کی توپیں اسقدر قیمتی نہیں جسقدر کہ جہاز ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر روسی بیڑہ ساحلی قلعوں کی مدد سے محروم ہو جائے تو جاپانی بیڑہ اسے چند دنوں میں فنا کر دے۔ وطن)

روسی شکست۔ خبر ہے کہ جاپانی فوج بمقام ٹاٹنگ کان خشکی پر اتری ہے۔ وہاں جو روسی سپاہ موجود تھی۔ اسے جاپانی فوج نے پسپا کر دیا اور اس کے بعد وہ مقامات کالنسی اور انٹنگ پر بھی قابض ہوگئی (ٹاٹنگ کان دریا یالو کے … دہانہ پر ہے۔ انٹنگ اس سے چند میل کے فاصلہ پر ساحل سے پرے دریا کے مانچوری کنارہ پر ہے) پچھلے تین ہفتوں کی خبریں بھی شاہد ہیں کہ روسی انٹنگ اور اس کے متصلہ مقام کالنسی میں بمستعدی تمام مورچے بنا رہے ہیں۔ یا وہ خبریں غلط تھیں یا یہ روایت غلط ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ایسے مضبوط مورچوں کو دشمن سے جم کر لڑائی کرنے کے بغیر روسی چھوڑ گئے ہوں۔ اور اگر وہ جم کر لڑتے تو نتیجہ خواہ کچھ ہوتا۔ فریقین کے ہزارہا آدمی ضرور کھیت رہتے۔ وطن۔

۱۰ مارچ کے معرکہ میں روسی تارپیڈو کشتی سٹر گوچی کو خود اس کے کمانڈر نے اڑا دیا تھا تاکہ غنیم اسکو پکڑ نہ لے۔ جاپانی تارپیڈو بیڑہ نے آدھی رات کو جاکر روسی گولہ باری کے باوصف پورٹ آرتھر کے دہانہ کے متصل بحری سرنگیں رکھدی تھیں۔ روسی کشتیاں اس کے بعد مقابلہ کو باہر نکلیں۔ جاپانیوں کے کل بیس آدمی ضائع ہوئے۔ جاپانی بیڑہ نے بعد ازاں تالین وان کو قلعہ سام شان ٹن پر بھی گولہ باری کی۔

روسی کساکوں کی رجمنٹ دریا یالو کے مغربی کنارہ یعنے خاص چین کی حد میں گشت کر رہی ہے۔ (قصبہ نوچنگ اسی دریا کے کنارے پر ساحل بحر کے قریب آباد ہے۔ وطن)

روس نے ممالک غیر کے افسروں کو جواب دیا ہے کہ وہ وسط مارچ سے پہلے کسی کو اپنی افواج کے ہمراہ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مشرقی سائبیریا کی مقامی حکومت کا عملہ قلعہ ولاڈی ووسٹاک سے مقام خاباروسک کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ جو اول الذکر سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ساحل سے اندر دریا امور پر واقع ہے۔ وطن)

بقیہ تار خبریں۔ لنڈن ۱۴ مارچ۔ پورٹ آرتھر کو خالی کئے جانے کی خبر غلط تھی۔ جاپانیوں کا بیان ہے کہ ۱۰ مارچ کے معرکہ میں نہ ان کی کوئی تارپیڈو کشتی ضایع ہوئی۔ نہ کروزر تاکاساگو کو کچھ نقصان پہنچا۔ روسی کوریا سے مانچوریا کو ہٹ گئے ہیں دریا یالو عبور کرنے سے پہلے انہوں نے قصبہ ویجو کو آگ لگا دی۔ روسیوں نے کوریا کے قصبہ پنگ یانگ اور ساحلی مقام انجو کے درمیان تار کاٹ دیا ہے اڑہائی لاکھ روسی فوج مشرق اقصیٰ میں میدان جنگ کیلئے بدین تفصیل تیار ہو رہی ہے طلیعہ۔ دو رجمنٹ قادر بیدلرنگی ہر اول سولہ رجمنٹ قادر انداز پیدل ۹۶ جلد چلنے والی توپیں۔ تین بارتریاں جلد چلنے والی کوہی توپخانہ کی اور کچھ سوار قلب لشکر کے نامہ و پیام کیلئے تار کا سلسلہ ہوگا اور قلب و ریزرو فوج کے درمیان ٹیلیفون ریزرو دستہ کمک میں رہیگا۔ یورپین روس سے ڈرگون نسل کے سواروں کے رسالے بھی بھیج جاوینگے۔

لنڈن۔ ۱۵ مارچ۔ ۱۰ کے بحری معرکہ پورٹ آرتھر میں جن جاپانی کشتیوں کو صدمہ پہنچا وہ بقول جاپانیوں ایک ہفتہ میں درست کر لی جائینگی۔ ساسی بو کی جاپانی عدالت غنیمت نے گرفتار شدہ روسی سٹیمر مانچوریا کو جس پر زیادہ تر سیلون کی چاء بار تھی قابل ضبطی قرار دیا ہے۔ چینیوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ پورٹ آرتھر اور جینگ کے روسی افسر صاف تسلیم کر رہے ہیں کہ جب تک روس تین لاکھ سپاہ جمع نہ کرے وہ جاپانیوں سے مقابلہ نہ کریگا۔ پچھلی معرکہ کے زخم خوردہ روسی جہازات پلاڈا ریٹ وزن اور زارووچ ۶ ماہ سے پہلے مرمت اور کام دینے کے قابل نہ ہو سکینگے۔ ایک اعلیٰ جاپانی مدبر نے بیان کیا ہے کہ یورپ کا یہ وہم ہے کہ جاپان نے ملک گیری کی طمع سے جنگ شروع کی ہے۔ دنیا دیکھیگی کہ اگر جاپان غالب بھی رہا تو وہ سالہا سال اپنی طاقت اور وسائل سے اسطرح کام لیگا کہ دنیا کے امن میں کسیطرح کا فرق نہ پڑے۔

جاپانی دستہ کی شکست۔ روسیوں کا بیان ہے کہ کوریا کے قصبہ پنگ یانگ سے شمال مغرب میں دریا چونگ چنگ کے کنارہ پر جاپانی سواروں کے چار ہر اول دستے ملے۔ جن میں سے ایک روسیوں کی کمین گاہ میں پھنس گیا اور منتشر کر دیا گیا۔

پورٹ آرتھر سے ۹۰ فیصدی باشندے نکل چکے ہیں۔ چینی اور دیگر سوداگر جو اجناس و ذخائر چھوڑ گئے ہیں۔ اوس پر روسیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ روسی پورٹ آرتھر میں گندم اور آٹا پیسنے کی کلیں دہڑا دہڑ بھیج رہے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر کی روسی سپاہ دو سال تک غنیم کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ روسی بیڑہ کے زخمی جہازوں کی مرمت بسرعت تمام ہو رہی ہے۔ جہاز نووک مرمت کی حوض میں داخل ہو چکا ہے۔ لیکن ریٹ وزن اور زارووچ ابھی باہر ہیں۔ ڈالنی کا بندر جہازوں کیلئے برسوں تک خطرناک رہیگا کیونکہ اوس کے متصل جو بحری سرنگیں بچھائی گئی تھیں۔ وہ ادہر اودہر سرک گئی ہیں۔ امریکہ کا کارخانہ جاپان کے نئے ریلوے کے سات انجن بھیج رہا ہے وہ کوریا کی جاپانی ریلوے لائن فوسان تا سیول پر کام دینگے۔ ایک جاپانی نے سولہ لاکھ روپیہ کی مالیت کے نوادرات جاپانی مجروحین کے فنڈ میں بطور چندہ دیئے ہیں۔ ایڈمرل الیکسیف نے مانچوریا اور لیاؤتنگ کے چینی و مانچوری باشندوں کے نام اعلان شائع کیا ہے کہ روس تمہارا سچا دوست ہے اور ملک کی زرعی و تجارتی ترقی کے لئے ریلوے نہایت ضروری ہے۔ اوسکی حفاظت باحتیاط کرو

یہ اعلان جاپانی اشتہار دن کے جواب میں شائع کیا گیا ہے - جن میں جنگ کا الزام روس پر لگایا گیا تھا

مختلف عنوانین - روسی کوریا سے بالکل باہر نکل گئے ہیں - خبر ہے کہ جاپانی فوج روسی سپاہ کی بزور مدافعت کر با وصف مقام انٹنگ پر قابض ہو گئی ہے - یہ بھی افواہ ہے کہ جاپانیوں نے پورٹ آرتھر فتح کر لیا ہے - ایک خبر ہے کہ سیول میں جاپانی بری لڑائی کیلئے باخفائے تمام تیاریاں کر رہے ہیں - اور عنقریب بڑا دھاوا کرنیوالے ہیں -

ٹائمز جاپان کو مشورہ دیتا ہے کہ جب وہ پورٹ آرتھر اور ولاڈی ووسٹاک کو فتح کرے تو انہی پر قانع رہے - خاربین کیطرف مانچوریا میں آگے نہ بڑھے ان دونوں مقامات اور کوریا ہی جاپان کے قابض ہو جانے سے مشرق اقصے میں روسی اقتدار کا خاتمہ ہو جائیگا (مگر کیا روسی یہ مقام دیکر چپکے بیٹھ رہینگے - اور ان کو جاپانیوں سے پھر فتح کرنے کیلئے پورا زور نہ لگاوینگے وطن)

۱۰ مارچ کے معرکہ میں جاپانی بیڑہ صرف ۴ روسی ملاحوں کو پکڑ سکا - روسی کشتی سٹرگوچی کے ملاح یا تو مر چکے تھے یا سمندر میں کود گئے تھے - جنکو قلعون کی گولہ باری کیوجہ سے جاپانی ملاح نہ بچا کر پکڑ سکے

لنڈن ۱۶ مارچ - جاپانیوں کی نگرانی میں کوریا کے اندرونی انتظام کی از سر نو درستی و اصلاح ہو رہی ہے - رشوت کے انسداد کا سختی سے تدارک ہو رہا ہے -

اول بحری معرکہ - افواہ ہے کہ ۱۰ مارچ کے معرکہ کے بعد پورٹ آرتھر کے روسی بیڑہ نے ولاڈی ووسٹاک کے بیڑہ سے جاملنے کیلئے پورٹ آرتھر سے نکلنے کی کوشش کی - مگر جاپانی بیڑہ سے بتاریخ ۱۴ مارچ اوسکی مڈبھیڑ ہو گئی - فریقین نے بیس منٹ گولے چلائے تھے کہ روسی کروزر نوویک زخمی ہو گیا اور روسی بیڑہ واپس ہٹ گیا (اڑانیا کا وزن ۷ ہزار ٹن ہے - باقی مراتب کیلئے دیکھو فرہنگ - یہ قیاس غلط معلوم ہوتا ہے کہ روسی بیڑہ ولاڈی ووسٹاک جانے کی غرض سے باہر نکلا کیونکہ اگر وہ وہاں پہنچ جاتے تب بھی ہو جاتا - تو اس جگہ پورٹ آرتھر سے بہی اسکی حالت زیادہ نازک ہوتی - ولاڈی ووسٹاک کا بندر نہ پورٹ آرتھر اتنا وسیع ہے اور نہ محفوظ ہے - وطن)

امریکہ والے سخت ناراض ہیں کہ روس نے غیر ملکی اخبارات کو بھی ممنوع الداخلہ قرار دیا ہے - یہ کیوں شامل کیا ہے - روسی ایڈمرل [illegible] کروزر [illegible] [illegible] ۱۴ مارچ کو اطالین کروزر مارکو پولو کو بھی جو مشرق کو جا رہا تھا بحیرہ شمالی [illegible] ساحل کے قریب ... انگلو [illegible] چلا کر روکا - اور بعد میں معافی مانگی - اسی دن اور [illegible] ساحل پر تین میل کے فاصلہ پر ۱۱ راؤنڈ کی ایک سلامی [illegible] کا

جاپانیوں کی وفاداری - روایت ہے کہ ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ میں فریقین کے تارپیڈو جہاز ایک دوسرے کے ایسے قریب ہو کر بھڑے - کہ ایک جاپانی بحری چھلانگ مار کر ایک روسی کشتی میں پہنچ گیا - اور اس نے کپتان کا سر تلوار سے جدا کر کے زہر کی گولات مار کر سمندر میں گرا دیا - (یہ خبر یقیناً گپ ہے - وطن)

روسیوں نے ۲۰ جاپانی جو چینیوں کے بھیس میں تھے ساحل پر گرفتار کئے ہیں - وہ جاپانی بیڑہ کو جھنڈیوں کے ذریعہ خبریں دے رہے تھے -

جاپانی فوج - سٹینڈرڈ (انگریزی اخبار) کا نامہ نگار چینی بندر شنگہائی سے تار دیتا ہے کہ ایک جاپانی بڑی سپاہ مع سامان رسد اور میدانی توپخانہ لیکر جاپانی بندر ناگاساکی سے جہازوں پر سوار ہو کر کوریا کے بندر ادجینا کو جا چکی ہے اور اسی ہزار اور عنقریب جانیوالی ہے (ادجینا کے نام کا کوئی شہر یا بندر کوریا میں نہیں - ناجوانجو - ویجو میں سے غالباً کوئی ایک مراد ہے - وطن)

اسکا بیان ہے کہ روسی پورٹ آرتھر سے بیانگ پر پورا زور لگانے کیلئے ڈالنی کو خالی کر رہے ہیں - جہاں کی بجائے فوج پورٹ آرتھر کو اور کچھ دریا یالو کو بھیجی جارہی ہے دریا یالو پر اگر جاپانی فوج زیادہ مجتمع ہو گئی تو وہاں کی روسی فوج خاربین کو ہٹ جائیگی - روسیوں کا بیان ہے کہ ڈالنی کی بندرگاہ لنگر گاہ کی بحری دیوار اور ریلوے سٹیشن کے نیچے سرنگیں لگا دی گئی ہیں کہ جونہی جاپانی وہاں داخل ہوں ان سب عمارات کو اڑا دیا جائے - جزیرہ جاپان کے تمام بحری تارپیڈو کے سلسلے جاپانیوں کے تصرف میں ہیں - بیان ہے کہ تین سو روسی بحری انجینئر یورپین روس کے شہر بحیرہ [illegible] ودگوٹ سے زخمی جہازوں کی مرمت کیلئے پورٹ آرتھر کو گئے ہیں - جرمن جنرل کونٹ دو ونتزی کی رائے ہے کہ روس اپریل کے اختتام سے پہلے جاپان کے ساتھ بری لڑائی شروع نہیں کر سکیگا - اسکا خیال ہے کہ جاپانی بیانگ کو لے لینگے (روسی) بیانگ سپاہی اور توپخانہ ... سے مرتب ہو کر یانگ [illegible] کو [illegible] وحدا وطن کر دیا گیا ہے

روسی سفیر [illegible] [illegible] ... اسنے بہ [illegible] درخواست ... انگلستان اسکی مخالفت کا [illegible] ... گیا ہے جاپانی حکومت کی ان [illegible] ... ماننا ہوگا - بیانگ [illegible] جاپانی [illegible] بیڑہ ... سیول وائسرائے [illegible] ... جہازات [illegible] ان سے وہ واپس لے لئے ہیں - خبر ہے کہ ایک روسی وزیر دارالسلطنت پیکنگ کے قریب بمقام [illegible] گمنام ساکوئی موضع ہوگا - وطن) ایک جاپانی [illegible] ... قدر کرتا ہوا ... (ہے)

جاپانی نقصانات کی تصدیق - جرمن میل سٹیمر (ڈاک کا جہاز) ... جو ۱۸ مارچ کو مشرق اقصے سے کولمبو پہنچا - یہ خبر لایا ہے کہ اس سے بچ کر اس سٹیمر والوں نے اپنی آنکھوں سے جاپانی

بندر ناگاساکی میں کئی جاپانی جنگی جہاز مرمت ہوتے دیکھے - جن میں سے ایک کی حالت بہت ہی ردی تھی جو انگریز بحری جاپانی جہاز [illegible] کو جو اسی جاپان تک بہم پہنچانے کیلئے نوکر رکھے گئے تھے وہ اسی جرمن جہاز پر ولایت واپس جا رہے ہیں - انگریزی اگنیوٹ کلاؤ جو آسٹریلیا جاتا ہوا ۱۴ مارچ کو کولمبو پہنچا - اس کے کپتان کا بیان ہے کہ سویز کے متصل ایک روسی تارپیڈو کشتی کچھ دور اس کے پیچھے پیچھے آئی - اور کہ سویز سے ۵۰ میل ورے اس نے روسی مصافی جہازوں کا ایک بیڑہ دیکھا تھا جو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ارد گرد برقی روشنی ڈالتے تھے

جاپان کا اندازہ ہے کہ اوسے اختتام جنگ سے دسمبر ۱۹۰۴ء تک لڑائی پر ۲۵ کروڑ ۴۰ لاکھ ین (ین ۲ روپیہ) خرچ کرنے پڑینگے جو رقم تھوڑی سیاد کے میعادی نوٹوں کے اجرا اور خاص ٹیکس جنگ لگانے سے حاصل کیجائیگی - بندر نوچینگ میں ایک انگریزی جنگی جہاز اسپیگل موجود ہے - برف کے پگھلتے ہی وہ نوچینگ کے دریا لاؤ سے آ جائیگا - انگریزی حکومت نے سینٹ پیٹرزبرگ سے اسبات کا اطمینان حاصل کیا ہے کہ انگریز باشندگان نوچینگ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائیگا -

۱۰ مارچ کے معرکہ کے بعد بھاٹے کے موقعہ پر سمندر کا پانی اترنے پر پورٹ آرتھر کے متصل ایک غرق شدہ جاپانی تارپیڈو شکن جہاز صاف دکھائی دیا - پھر بھٹے ہوئے وہائٹ ہیڈ تارپیڈو گولے بھی وہاں سے ملے - (اس سے ثابت ہو گیا کہ روسیوں کا بیان صحیح تھا - وطن) فرانس اور انگلستان میں مصر - مراکو - سیام اور نیوفونڈلینڈ کے متعلق تمام مسائل متنازعہ پر باہم رضامندی سے قرارداد ہو گئی ہے - جس کے مطابق عنقریب ضابطہ معاہدہ ہونیوالا ہے -

لنڈن - ۱۷ مارچ - جاپانیوں نے کوریا کی اندرونی انتظام کی اصلاح کے کام کو مکمل کر لیا ہے - روسی حکومت نے ایڈمرل شارک کو مشرق اقصے کے روسی بیڑہ کی کمان سے یورپ واپس بلا لیا ہے - وجہ معزولی صاف ظاہر ہے مگر لفظاً حکم نامہ میں بیماری کو وجہ بتایا گیا ہے [illegible] زخمی مصافی جہاز رٹوزان کے کپتان [illegible] ... کا اعلان کیا ہے کہ اوس نے ۱۴ فروری کی جاپانی حملوں میں ان کی تارپیڈو ... دیا اور آتش پذیر مواد سے بھرے ہوئے جاپانی جہاز ... غرق ... بڑی دلاوری دکھائی (یہ جہاز گو زخمی ہو کر لنگر گاہ کے کنارے پر ٹکا ہوا ہے - مگر اس کی توپیں وغیرہ سب صحیح سالم ہیں اور ساکن جہاز پر بھی ان سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے - وطن) روسی حکومت نے بحیرہ بالٹک کے بیڑہ کو بحر منجمد شمالی کے راستہ مشرق اقصے کو بھیجنے کا بیکار خیال چھوڑ دیا ہے - پورٹ آرتھر کے روسی بیڑہ کی نسبت کچھ معلوم نہیں کہ آیا

وہ اس وقت وہیں ہے - یا وہاں سے نکل گیا ہے جاپانیوں کو کل اطلاع پہنچی تھی کہ سات روسی جنگی جہاز پورٹ لازارف کے پاس سے گذرتے دیکھے گئے تھے - مگر یہ نہیں بتلایا کہ وہ کسطرف کو جا رہے تھے (پورٹ لازارف کوریا کے مشرقی ساحل پر خلیج بروٹن کے کنارہ پر واقع ہے - وہ ولاڈی ووسٹاک سے ۳۳۰ میل بجانب جنوب اور کوریا کی بندر فوسان سے ۳۰۴ میل شمال میں ہے - وطن) جاپانیوں کا بیان ہے کہ روسی فوج مقیم پورٹ آرتھر عنقریب اوسے ختم کر کے چلی جائیگی - جو روسی زخمی جنگ کے جاپانی قومی شفاخانہ میں ہیں وہ خصوصی سلوک کے بڑے مداح ہیں روسی حکومت نے بھی اوسکے متعلق جاپان کا شکریہ ادا کیا ہے -

روسی بیڑوں نے کو یلہ سے لدے ہوئے چار جہاز فروری میں سویز کے قریب سوئن روک رکھے تھے ان میں سے ایک غرینک نامی کل کولمبو پہنچا - اسکے کپتان کا بیان ہے کہ روسیوں نے پہلے تو ان جہازوں کو غرق کر دینے کی دھمکی دی - مگر بذریعہ تار روسی حکومت سے استصواب کرنے پر حکم ملا کہ جہازوں کو ضبط کر لو غرق نہ کئے جائیں - دس دن بعد زار کا حکم آ گیا کہ بالکل چھوڑ دو اور آئندہ جاپان کے سوا کسی اور ملک کے تجارتی جہاز کو نہ پکڑا جائے - یہ جہاز جاپان کے لئے کوئلہ لیجا رہے ہیں - جاپان کا تجارتی جہاز بنگو مارو سنہری احکام لیکر لنڈن سے روانہ ہوا ہے وہ روسی جنگی جہازوں کی موجودگی کو علی الرغم بحیرہ روم اور قلزم کے رستہ گذریگا -

ایڈمرل شارک کے ساتھ ایڈمرل سوالس جو بحر شرق اقصے کو واپس پیٹرس برگ بلا لیا گیا ہے - روسی فوج کا بڑا حصہ دریا یالو عبور کر گیا ہے - کسطرف کو آیا ... کسطرف سے کوریا کے علاقہ کو - یا اس کے برعکس - یہ نہیں بتایا گیا - (وطن) تصدیق ہوئی ہے کہ اب تک بحری معرکوں میں جاپان کے چار کروزر اور پانچ تارپیڈو و کشتیاں غائب ہوئی ہیں -

لنڈن ۱۷ مارچ - سمندر دیوتا ابھی روسیوں پر خفا ہے ۱۶ مارچ کو ایک تارپیڈو شکن جہاز موسوم سوکوری بھی اپنی ہی بحری سرنگوں میں ایک ٹکرا کر پورٹ آرتھر میں داخل ہوتا ہوا غرق ہو گیا - اس جہاز میں صرف چار بچے - انگریزی جرنل ہلٹن جنکا ذکر جینڈن کیا گیا تھا ٹوکیو میں اور مارکوئس ایتو سیول پہنچ گئے ہیں - افسوس ہے کہ آپ کے بھی سابق سپہ سالار افواج برطانیہ آج ۱۷ مارچ کو فوت ہو گئے آپ ملکہ مرحومہ کے چچا یعنی شاہ معظم کے ڈیوک ... جہاں نے بھی ... ملکہ مرحومہ کی طرف ... وہ ... کو پیدا ہوئے - ... [illegible] سلطان کی تخت پر ... ۱۸۵۶ء میں ... ۱۸۹۵ء تک سپہ سالار رہے - وطن)

قیصر جرمنی کے نوجوان شاہ ہسپانیہ سے ملاقات کا [illegible] ... دیگو ... کی جو خاص ... کے شمال ... کنارہ پر ایک اہم بندرگاہ ہے - وطن)

ہم اور ہمارے ناظرین

ضروری اطلاع خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہو سکے گی اور مطبع اسکا ہرگز ہرگز جوابدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے چٹ کا نمبر دینے میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ جو نمبر ایل ٹی لکھا جائے وہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو ٹکٹ کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

بقایا دار جن خریداروں کے ذمہ مطبع کا کچھ بھی بقایا ہے یا جنھوں نے ابھی تک باوصفیکہ پہلی سہ ماہی ختم ہونے کو ہے زر چندہ ۱۹۰۳ء روانہ نہیں کیا اگر وہ اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب تک واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں۔ مطبع کی طرف سے یہ ضروری نوٹس ہے۔ اور اسکے بعد کسی اور اطلاع کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ایک اور بات سال گذشتہ میں میری اکثر غیر حاضری کی وجہ سے بعض رقوم آمدہ مطبع کا اندراج بالتفصیل نہیں ہو سکا یا یہ کہو کہ ضروری رجسٹروں میں کسی قدر فروگذاشت سے ہوا ہے۔ اس لیے جن احباب نے ۱۹۰۲ء یا ۱۹۰۳ء کی قیمت الحکم ادا کر دی ہے اور ان کا حساب صاف ہے ان کے سوا باقی بزرگ بقایا کے متعلق ہمیں خود اطلاع دیں تاکہ ان کے حساب کا مقابلہ کر لیا جاوے لیکن اگر اسپر توجہ نہ کی جاوے گی تو پھر مطبع کے رجسٹروں یا کاغذات کا اندراج صحیح تصور ہوگا اور کسی شکایت کی گنجائش نہیں ہوگی۔ ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار اپنے صفائی حساب کے لیے ہمیں مدد دینگے۔

ڈاکٹر عمتار علیخان صاحب اور بابو عبد الحمید صاحب سمالی لینڈ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے دو اخبار جاری کراتے ہیں ان اخبارونکی قیمت وصول ہو چکی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء اس پاک تحریک کے محرک ڈاکٹر سید جلال صاحب تھے۔ اسلیے الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق بطیر کر سید صاحب کو بھی اسکا ثواب ہوگا۔ اس طریق پر اگر یہ تحریک جاری ہو تو تعجب نہیں کہ صدہا جدید اخبار یادگار مرحومین جاری ہو کر انکی روح کے ایصال ثواب کے موجب ہوں۔ یہ تحریک ہے جس کا صرف اتنا ہی فائدہ نہیں بلکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ قوم کی زندگی کے آثار ہیں۔

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق ہمارے ایک دیرینہ کرمفرما اور الحکم کے سچے خیرخواہ چودھری محمد حسین صاحب گرداور کو یہ خیال پیدا ہوئے۔ قریباً ہر روزہ ڈاک میں انکی طرف سے ایک خریدار کے نام الحکم جاری ہوتا ہے چودھری صاحب کی اگر یہی توجہ رہی تو وہ الحکم کے لیے سب سے زیادہ خریدار بہم پہونچانے والے ٹھیر ینگے خدا تعالے انکی سعی کو مشکور فرماوے۔ آمین

مکندپور ضلع جالندھر شیخ نصیر الدین عرف شیخ نتھو ایک معمولی بساطی کی دوکان رکھنے والا احمدی ہے لیکن الحکم کے ساتھ اسکو کچھ ایسی محبت اور اسکی اشاعت کا ایسا جوش ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے بھی دو پرچے اپنی جیب سے خرید کر دو شخصوں کے نام جاری کراتا ہے۔ یہ جوش اشاعت صدق وحق کا بھی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی سچائی کی دلیل ہے۔ گو بادی النظر میں راہ حق میں انفاق مال مشکل معلوم ہوتا ہے مگر

رہ بذل مال در راہش کسے مفلس نمیگردد
خدا خود میستود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بالکل سچ ہے۔ شیخ صاحب کی مثال ہمارے اہل دول اصحاب کو الحکم کی توسیع اشاعت پر توجہ دلا سکتی ہے۔

لاہور سے ہمارے ایک مکرم جو الحکم کے بوم اجرا سے اس کے خریدار ہیں اور خوش معاملہ خریدار و نمیں ہیں محض اس بنا پر الحکم کو بند کرتے ہیں کہ اسمیں جنگ جاپان کی خبریں اور ڈاکخانہ کے متعلق مضامین بھی درج ہوتے ہیں۔ ہمکو اس بات سے تو بیشک افسوس ہے کہ الحکم کا ایک خریدار اور خوش معاملہ خریدار اس سے الگ ہوتا ہے مگر یہ بھی ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے جنگ جاپان ورو[illegible] یا محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کے سلسلہ کے اجرا کے وجوہات پر غور کی ہوتی تو شاید وہ اس قدر مخالفت نہ کرتے بہرحال ہم ان سے ناراض نہیں کیونکہ جبکہ ان کی [illegible] الحکم کا کارڈ ملا اسی روز [illegible] کارڈ کے ساتھ پہونچے [illegible] ثابت [illegible] کا مضمون صحیح ثابت ہوا۔

ہم نے ایکمرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع کھینچا جس میں اس امر کا بھی ذکر تھا کہ مختلف المذاق لوگوں کا مذاق ایک اخبار نویس ایک ہی اخبار میں پورا نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ عام مذاق کو جو مشترک ہوتا ہے لے لیتا ہے۔ اسلیے ہمارے ناظرین میں سے ہر واحد یہ کبھی توقع نہ رکھیں کہ ہم ہر ایک شخص کے ذاتی مذاق کے موافق الحکم کو ایڈٹ کر سکیں گے۔

مولوی محمد فضل صاحب چنگوی چکڑالوی کے متعلق باقاعدہ الحکم میں لکھنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں انکا اختیار ہے لکھیں الحکم کی جتنی الوسع ان کے مضامین کے اندراج میں کوئی عذر نہ ہوگا

بشرطیکہ وہ متین اور معقول ہونیکے علاوہ مناسب موقع بھی ہوں۔

ہمارے ایک مخدوم اور محسن بابو نذیر الدین صاحب بھاموے الحکم کے متعلق اسکی عمدہ چھپائی اور کتابت وغیرہ کی ضرورت کو اسقدر محسوس کرتے ہیں کہ الحکم کی بروقت اشاعت بھی اسپر قربان ہونی چاہیے حقیقت میں کچھ دنوں سے یہ نقص الحکم میں ہم خود محسوس کر رہے تھے اور اسکی اصلاح کی فکر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین۔

الحکم کے متعلق ایڈیٹر الحکم اور ناظرین الحکم کی خط و کتابت ہمیشہ اسی عنوان کے تحت اخبار ہی میں ہوا کریگی۔ اور کچھ دنوں سے یہ سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔

مظلومان پوسٹ آفس

وہی نوٹ سسٹم نوٹ سسٹم کی بداستعمالی کی خرابی ہم نے ایک مثال کے ذریعہ سے ظاہر کی ہے اگرچہ ہمارے پاس بہت سی مثالیں ان کشتوں کی موجود ہیں جو اس نوٹ سسٹم کی تیغ پر قربان ہوئے ہیں لیکن یہ اصل مطلب سے دور جا پڑنا ہوگا اگر ہم ایک پر بھی کافی توجہ نہ دلا سکیں اسلیے ہم سب سے پہلے اسی ایک کیس ولیوی وتامل اور جلال الدین کو بار بار پیش کرینگے اور صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر سے انصاف چاہیں گے کہ ایک ہی مقدمہ میں ایک ہی جرم کے دو ارتکاب کرنیوالوں کو دو مختلف سزائیں کس بنا پر دی جاتی ہیں یا دی گئی ہیں۔ اگر نوٹ سسٹم کی بداستعمالی کا نقص اسی مثال سے ثابت ہو گیا تو آیندہ جو مثالیں ہم اور پیش کرینگے وہ صاحب موصوف کی مزید توجہ کو خود بخود اپنی طرف منعطف کرنے والی ثابت ہونگی اور اگر اسکو چھوڑ کر اور ہم پیش کریں تو یہ ایک قسم کا خلط مبحث ہوگا۔ اس لیے ہم اس کے متعلق پھر صاحب موصوف کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ ولیوی وتامل اور جلال الدین کا کیس منگوا کر سارا مجا [illegible] پڑھیں۔ اور ولیوی وتامل کو اپنے سامنے بلا کر اس سے پوچھیں کہ اس نے کسقدر اپیل کیئے تھے اور انکا جواب اسے کیا دیا گیا ہے؟ ہم معزز ہمعصر زمیندار سے جو محکمہ ڈاکخانہ میں ایک عرصہ تک معزز اسامی پر رہ چکا ہے اور جو اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اس محکمہ کے مظلوموں کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے اس معاملہ میں اپنے ساتھ ملانے کی درخواست کرتے ہیں اور غالباً بہت جلد ہم انکی رائے سننے کے قابل ہو سکیں گے۔ (باقی دارد)

گارنٹی فنڈ ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ گارنٹی فنڈ جو محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق ہے جس میں ہر ملازم ہر ڈاکخانہ کی تنخواہ میں سے سالانہ ایک مقررہ رقم وضع ہوتی ہے افسران سررشتہ کی توجہ دلائیں کہ وہ روپیہ کہاں جاتا ہے؟ عنقریب ہم اسپر بحث کرینگے۔ فی الحال نوٹ سسٹم کی خرابیوں کو رفع کرنیکی کوشش میں ہم مصروف ہیں

وی پی سسٹم وی پی کے متعلق گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے ذکر کیا تھا کہ ٹکٹ نہ لگا کرینگے وہ خبر صحیح نہیں تھی بلکہ اسکے متعلق جو صحیح اطلاع ہمیں ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کی طرف سے ہمکو بصورت اعلان ملی ہے ہم اسکو بلا کم و کاست ذیل میں درج کرتے ہیں۔

موجودہ قواعد ڈاکخانہ کے مطابق فرستندگان قطعات قیمت طلب فارم میں جو قیمت طلب قطعات کے ہمراہ ڈاکخانہ میں پیش کیے جاتے ہیں وہ رقم درج کرتے ہیں جو مکتوب الیہ سے واجب الوصول ہوتی ہے۔ قطعات قیمت طلب رجسٹری شدہ کے لیے ڈاکخانہ رسید کی اس کل رقم میں سے جو مکتوب الیہ سے وصول کی جاتی ہے کمیشن منی آرڈر منہا کر کے باقی رقم فرستندہ قطعہ کو بھیج دیتا ہے اسوجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کمیشن منی آرڈر اس رقم سے جو فرستندہ کو ادا ہوتی ہے زیادہ رقم پر وضع کی جاتی ہے مثلاً ایک رجسٹری شدہ قطعہ پر پانچ روپیہ دو آنے معہ کمیشن مکتوب الیہ سے وصول کیے ہیں اور اگرچہ فرستندہ کو صرف پانچ روپیہ ہی تقسیم کیے جاوینگے لیکن کمیشن پوری رقم یعنی پانچ روپیہ دو آنہ پر مجرا کی جاتی ہے۔ اب یہ قرار پایا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۳ء سے فرستندہ قیمت طلب قطعہ فارم پر صرف وہ رقم ہی درج کیا کرے جو اسکو مکتوب الیہ سے ملنی ہے اور ڈاکخانہ فیس منی آرڈر کمیشن اس رقم کے ساتھ شامل کر کے مکتوب الیہ سے کل رقم وصول کریگا۔ چنانچہ اس حساب سے یکم اپریل سے اوپر کی مثال میں صرف پانچ روپیہ اور ایک آنہ ہی مکتوب الیہ سے وصول کیا جاوے گا۔

(۲) یکم اپریل ۱۹۰۳ء کو اور بعد اسکے نئے فارم جو قیمت طلب قطعات کے ساتھ ڈاکخانوں میں پیش کرنے چاہییں وہ درخواست کرنے پر ہر ڈاکخانہ سے مفت ملا کرینگے۔

کلکتہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۳ء

دستخط۔ ایچ۔ ایم۔ کش
قائممقام ڈائرکٹر جنرل
ڈاکخانجات ہند

رسالہ سراج الحق۔ خاص وفات مسیح میں نئی بحث دیکھنے کے قابل۔ باہر چار رسالے شائع کر چکا ہوں گے۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ علاوہ محصول خاکسار سراج الحق نعمانی جمالی سرساوی

ہمارے ناتمام آرٹکل

ہم نے اکثر مسلسل مضامین الحکم میں لکھنے شروع کیے تھے جو ہمارے نزدیک اہم اور ضروری تھے اور یہ قوم کا حسن ظن اور قدردانی ہے کہ اُس نے ان مضامین کو جہانتک وہ نکل چکے ہیں ایک لطف اور ذوق کے ساتھ پڑھا اور اکثر خطوط کے ذریعہ بار بار تقاضا کیا کہ انکو پورا کیا جاوے لیکن کچھ مقدمات کی مصروفیت اور بعض دیگر پیش آمدہ امورات کی وجہ سے وہ اب تک بھی ناتمام چلے جاتے ہیں ممکن ہے کہ وہ ہماری طول نویسی کی بدعادت کیوجہ سے ختم نہ ہوے ہوں یا ذوق طبیعت نے انکو فی الحقیقت لپیا کرنا ضروری سمجھا۔ بہرحال اس میں کلام نہیں کہ وہ ناتمام ہیں ضرور۔

اسوقت ہمکو کسی قدر فرصت اور گنجائش ان مضامین کی تکمیل کے واسطے معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ارادہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں کہ اگر توفیق ملجاوے تو انکو پورا کر دیا جاوے اور ان میں سے پہلا مضمون **اسلام میں عورتوں کی حالت** کے عنوان سے جو شروع کیا گیا تھا اسے ختم کرنیکی سعی کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولے و نعم النصیر

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۴

سلسلہ کیلیے دیکھو ۷ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

حقیقت میں یہ چھوٹی سی بات نہیں کہ ایسے وقت اور ایسی حالت میں جبکہ روے زمین پر عورۃ ذات کو حقیر اور ناتوان سمجھا گیا ہو اور اسکی کوئی قدر و قیمت نہ ہو۔ عورت کی جائز عزت اور وقعت اسکو دیجاوے اور اسپر عمل کرکے دکھا دیا جاوے۔ اسوقت ممکن ہے یہ بات معمولی نظر آوے۔ کیونکہ قائم ہو چکی ہے اور ہر گوشہ سے صدائیں آ رہی ہیں کہ ہم **عورت** ذات کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن اُسکی مثال امریکہ کی دریافت کی سی ہے کہ کولمبس نے جب نئی دنیا کو معلوم کر لیا تو اسکے ہمعصروں نے حسد کیوجہ سے کہدیا کہ کونسی مشکل بات تھی ہم خود بھی کر سکتے تھے۔

لیکن جب دربار شاہی میں وہ ایک معمولی انڈے کو میز پر کھڑا نہ کر سکے تو معلوم ہو گیا کہ یہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہیں اور یہ دعویٰ محض اس بنا پر تھا تا کولمبس کی جائز عزت اور قدر کو کم کریں۔ مگر ان باتوں سے دشمن کامیاب نہیں ہو سکتے اسی طرح پر آج متمدن قومیں کہہ سکتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم میں عورتوں کی جو عزت کیجاتی ہے وہ کسی دوسری قوم اور ملت میں نہیں۔ لیکن ہمنے کچھ حصہ اسکا دکھایا ہے اور باقی روز روشن میں لاوینگے + سب سے

پہلا انسان جسنے دنیا میں عورت کی عزت و وقعت کو قائم کیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور آپ کی عزت و وقعت جو اس حیثیت سے قائم ہوتی ہے اسوقت پورے طور پر نظر آے گی جب یہ دیکھا جاوے کہ یہ حکم کسوقت دیا گیا تھا دنیا کی اسوقت کیا حالت تھی؟ غور تو کرو کہ دنیا ایک ہی طریق پر چل رہی ہو۔ اور تمام دنیا اس مسئلہ عورت میں ایک ہی خیال اور مذہب پر قائم ہو۔ پھر ایک شخص دنیا کے ایک حصہ میں کھڑا ہو۔ جو کل دنیا سے الگ تھلگ ہو۔ اور وہ ان سب کی مخالفت کرے اور اس طرح پر کل دنیا سے لڑنے کے لیے طیار ہو جاوے اور اس دشوار کام میں بازی لیجاوے۔ فی الحقیقت یہ ایک نادر الوجود بات ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

اس مضمون میں جو ہم اسلام میں عورتوں کی حالت پر لکھ رہے ہیں اس بحث پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ زن و مرد کے حقوق کی مساوات کا مسئلہ جو پیش کیا جاتا ہے اس کا حقیقی مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کیونکہ ہم علانیہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ فطرۃ نے مرد و عورت کی بناوٹ میں ایک امتیاز صریح رکھا ہوا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ عورت مرد کی ایسی غلام ہو کہ بناتات جمادات کیطرح وہ کچھ بھی نہ کر سکے اور مرد جو چاہے اس سے سلوک کرے اور جو ظلم چاہے اسپر روا رکھے لیکن عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ لب کشائی کرے۔

اس سے پہلی بسط جسقدر ہمنے اختصار کر سکے یہ دکھایا ہے کہ عورت پر ہر قسم کے ستم روا رکھے جاتے تھے اور تمام عیبوں اور خطاکاریوں کی جان اسکو کہا جاتا تھا۔ اسیطرح اب ہم یہ بھی اختصار کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں وہ کونسا کام ہے جو عورت نے نہیں کیا + البتہ خدا تعالیٰ کی حکیم اور مجید کتاب سے اتنا تو پتہ ہمکو ملتا ہے کہ کوئی عورت کبھی نبیہ ہو کر مبعوث نہیں ہوئی قرآن شریف کی اس آیت شریفہ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم سے یہ استنباط کرتے ہیں اور ہم دعوے سے بیشک نہیں کہہ سکتے کہ ممکن نہ تھا کہ اگر کوئی عورت بھی کبھی نبیہ ہو کر دنیا میں آتی تو خدا کی مجید کتاب اسکا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر نہ کرتی۔

بہرحال ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ ایک نبوت کے منصب پر تو بیشک عورت ذات غالباً مامور نہیں ہوئی اور اس کے سوا دنیا میں ایسا کونسا کام ہے جو اُس نے نہیں کیا۔ سب سے بڑھ کر خطرناک جگہ **میدان جنگ** ہوتا ہے جہاں جانے سے بڑے بڑے دلیروں اور شیردلوں کا پتہ بھی پانی ہوتا ہے لیکن تاریخ عالم بتاتی ہے کہ تلواروں کے سایہ میں بھی یہ خدا کی مخلوق مردوں سے پیچھے نہیں رہی۔ اگرچہ اے مرداں بکوشید و جامہ زناں نہ پوشید کہنے والا فارسی فلاسفر عورت کو میدان جنگ کے ناقابل قرار دیتا ہے لیکن ہم اس کے متعلق یہی کہیں گے کہ اس تصویر کا مصور **آدمی** ہے ہم بہت سی نامور اور بہادر عورتوں کے نام لے سکتے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پڑھنے والے اس سے بیخبر نہیں ہیں پھر سیاست اور ملکداری بھی ایک عظیم الشان کام ہے ہم دیکھتے ہیں کہ عورت ذات نے اس میں بھی وہ حصہ لیا ہے کہ بعض اوقات مردوں کی سلطنت کو بھی اسپر رشک آیا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہماری **قیصرہ** ہند کی دانشمندی اور ملکداری کا ایک عالم میں شہرہ اور سکہ تھا۔ علوم و فنون کے حاصل کرنے اور ان میں دستگاہ اور مہارت پیدا کرنے میں بھی یہ پیچھے نہیں رہی تھیں۔ پھر سب سے بڑھ کر خدا ترسی اور دینداری کہ ایسی ایسی زاہدہ اور خدا پرست ولیہ عورتیں گذری ہیں جو اپنے زمانہ میں ایک قابل قدر نمونہ تھیں علوم دینیہ اور تفقہ فی الدین میں انھوں نے وہ کمالات دکھلائے ہیں کہ زمانہ نے ہمیشہ انکی ذہانت۔ عقل خداداد اور طباعی کی داد دی ہے۔ اور تحسین کی ہے۔ باوجودیکہ یہ ہر رنگ اور ہر حال میں انسان کے ساتھ ایک وفادار اور قابل قدر عنصر کیطرح رہی، لیکن پھر بھی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر حصہ عالم اور ہر طبقہ انسان میں اسپر ظلم روا رکھا گیا ہے۔ اور انسانی تکریم کے لیے اسکو ایک بدنما داغ تصور کیا گیا + باوجودیکہ بعض صفات اور اخلاق میں یہ مردوں سے بھی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے جیسے صبر اور رحم اور رقت قلب جو فطری طور پر عورت میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے وہ بہت جلد ایکبات سے متاثر ہو جاتی ہے اور وفاداری اور استقلال کے ساتھ نباہتی ہے۔ اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ محسن پرستی (جو انسانی سرشت کا بہت بڑا خاصہ ہے جس کے لیے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفت احسان کے کامل نمونوں کو بھی پیش کیا ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ انسانی فطرت محبت الٰہی میں ترقی کرے) میں بھی بہت بڑا پایہ ہے اور اسکی محسن پرستی قابل رشک ہے۔ اور جفاکشی میں بھی یہ مرد سے کم نہیں ہے مگر باوجود ان خوبیوں اور اخلاقی کمالات کے مرد ہمیشہ انکو بزدل کہتا ہے اسکی کمزوری ضرب المثل قرار دی گئی ہے۔ کودن اور بلید الطبع انکو قرار دیا جاتا ہے ہرچند کہ انکی عقلی اور ذہنی خوبیوں کے عملی نمونے موجود ہیں + کبھی انکی عصمت پر حملہ کیا جاتا ہے اور انکی ذراسی بات کو بھی ایک بتنگڑ بنا کر پیش کیا جاتا ہے + غرض مردونکے مقابلہ میں انکو نہایت ہی حقیر اور کمزور ثابت کیا ہی ہے ہمنے اس مضمون کے لکھنے سے پہلے اور اب بھی اس سوال پر غور کیا ہے کہ وہ کیا بات اور وجہ تھی جسنے اس ام الکائنات کو ایسا ذلیل اور حقیر بنا دیا + اور ایک ہی جرم کے ارتکاب پر کیوں مختلف نتائج نکالے گئے ہیں؟ ہمکو تو اسکی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ مرد نے قانون قدرت اور منشاء الٰہی کو توڑ کر یہ روا رکھا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے اسکا فیصلہ صاف صاف کیا ہے جیسا کہ اپنے محل پر آئے گا۔

ہر قوم ہرچند کہ اسکی عقل۔ طباعی اور معاملہ فہمی کی قائل ہے ہرچند کہ اسکے وفادار رقیق القلب ہونے کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کرتی ہے لیکن پھر تعجب ہی کہ ہر ایک قوم با ایں ہمہ سب سے بڑھ کر فتنہ پرداز دغاباز۔ مکار عورت ہی کو قرار دیتی ہے حالانکہ اگر مشاہدہ اور تجربہ سے کام لیا جاوے تو یہ فیصلہ جو عورت کے حق میں کیا جاتا ہے سراسر غلط اور بے دلیل نظر آئیگا۔ جاؤ جیل خانوں میں جا دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مردوں کی تعداد زیادہ ہے بمقابلہ قیدیوں کی اور پھر اگر منصفانہ نگاہ سے دیکھا جاوے تو یہ راز بھی بہت جلد کھل جائے گا کہ عورتیں جن جرائم میں سزا یافتہ ہیں انکے بانی مبانی اور محرک درحقیقت مرد ہی تھے اور یہ بیچاری انہی کی تحریک اور ترغیب سے اس روزبد کے دیکھنے والی ٹھہری ہیں اصل یہ ہے کہ مرد نے عورت کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے وہ خود ہی دیا ہے اور یہ وہی بات ہے کہ کسی تصویر میں شیر کو آدمی نے گرایا ہوا تھا اور شیر سے آدمی نے پوچھا کہ تم نے اس تصویر کو دیکھا تو شیر نے جواب دیا کہ یہ تصویر آدمی نے آپ ہی بنائی ہے بعینہ یہاں بھی وہی مثال صادق آتی ہے عورت کے متعلق مرد کا ذاتی فتویٰ اور اپنی رائے ہے جو اس نے آپ ہی مدعی بنکر تجویز کرلی ہے اور نہ یہ کہ کسی عادل منصف نے یہ فیصلہ دیا ہو

بلکہ

جب عادل منصف کے سامنے یہ سوال پیش ہوا ہے تو اُس نے اس سوال کو ایسے طریق پر حل کیا ہے۔

کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی

(باقی پانچویں نمبر میں)

مراسلت

مولوی عبداللہ چکڑالوی کی قرآن کریم میں غلط فہمی

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں بجواب اشاعۃ السنہ صفحہ ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں بیشک۔ میرا اعتقاد ہے کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چکڑالوی صاحب نے اپنے زعم میں تفسیر القرآن بالقرآن بھی لکھی ہے اگر اُن کو تفسیر القرآن بالقرآن کا علم ہوتا تو اتنی بڑی غلطی کے مرتکب نہ ہوتے۔ انھوں نے اس اعتقاد کا تمسک قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے کرکے ساتھ ہی ترجمہ بھی اپنے مذاق کا کھا کر

(۱) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

(۲) مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ

(۳) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

(۴) لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

چکڑالوی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کو لکھتے ہیں۔ کاشکے کوئی ایک ہی آیت آپکے از انتفاع اموات از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہوتی لیجیے مولوی صاحب اگر مولوی محمد حسین نے کوئی آیت پیش نہیں کی تو ہم پیش کر دیتے ہیں۔ لہٰذا معروض ہے کہ انسان کے کلام میں اختلافات و تناقض کے پیدا ہونے کا احتمال ہے مگر قرآن کریم چونکہ خداتعالےٰ کا کلام ہے اسلیے اس میں اختلافات و تناقض کا پیدا ہونا محال ہے۔ اگر آیات مذکورہ بالا جو مولوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہیں اگر یہ مراد لی جاوے کہ ایک انسان کو خواہ مردہ ہو یا زندہ اپنے عمل و کسب خیر و سعی کے سوا دوسرے انسان کے عمل خیر صدقہ۔ خیرات۔ دعا وغیرہ سے نفع یا بالفاظ دیگر راحت۔ آرام اجر۔ ثواب نہیں پہونچ سکتا تو قرآن کریم کی کئی اور آیات اور مشاہدات اور بعض ضروری مسلمات اسلام مولوی صاحب کے بیان بالا کے بالکل برعکس اور مخالف ہیں اسی طرح المنار کے اڈیٹر محمد رشید رضا ساکن بیروت ملک شام سے کسی نے سال گذشتہ میں یہی مسئلہ پوچھا ہے تو اُسنے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے تمسک سے المنار میں یہ جواب شائع کیا کہ صرف والدین کو اولاد کی خیرات و صدقات وادعیہ سے فائدہ یعنی ثواب پہونچ سکتا ہے کیونکہ اولاد والدین کی سعی میں ہی ہوتی ہے۔ اور باقی کسی کے صدقات و خیرات وادعیہ سے اسکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اب ہم جبکہ قرآن کریم کی بیشمار آیات بیّنات اور مشاہدات و تجربات کو روزمرہ دیکھتے ہیں تو ان دونوں صاحبان مذکورہ بالا کا بیان بالکل غلط معلوم ہوتا ہے انھوں نے آیات متذکرہ بالا کے معانی سمجھنے میں دھوکا کھایا ہے اور سخت غلطی کے مرتکب ہوے ہیں اپنے اعتقاد سے اسلام کے بہت سے اہم اور مسلمہ مسائل و اعتقادات کی بیخکنی اور رد قرآن کریم کی آیات سے اعراض واجب آتا ہے نعوذ باللہ من هذه الهفوات والالزامات۔

(۱) سنو! قال اللہ تعالیٰ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی اے پیغمبر مومنوں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کر بیشک خداتعالیٰ بخشنہار اور مہربان ہے اور ان کے لیے دعا کر بیشک تیری دعا اُن کے لیے موجب آرام و اطمینان ہے۔ کیا یہ آیات دوسرے انسان کے عمل سے انتفاع کی دلیل نہیں ہیں؟ اگر مردہ کو اپنے عمل خیر کے سوا کسی دوسرے انسان کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا تو پھر مردہ کا جنازہ کیوں پڑھا جاتا ہے اور اُس کے لیے دعا کیوں کیجاتی ہے جس عمل سے اُسے نفع نہ ہو اُسکا بجالانا عبث ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ صلوٰۃ القرآن میں جنازہ کے لیے قرآن کریم سے دعائیں اخذ کی ہیں جو عام مردہ اور زندہ مومنوں کیلیے کی جاتی ہیں اور اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ مولوی صاحب کے اس اعتقاد کے موجب اور اُس ترجمہ کی بنا پر جو انھوں نے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کا کیا ہے۔ مردہ۔ زندہ کسیکو کسی انسان کی دعا و جنازہ و صلوٰۃ وغیرہ سے کچھ فائدہ و ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چنانچہ چکڑالوی صاحب نے مذکورہ بالا آیات کے بالمقابل تشریح و تفسیر میں یہ الفاظ لکھے ہیں کسی زندہ یا مردہ کو کسی دوسرے کی عبادت یا صدقہ کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ تعجب ہے کہ چکڑالوی صاحب باوجود اس اعتقاد کے پھر مردہ کا جنازہ پڑھنا تحریر کرتے ہیں اُن کے مریدوں و معتقدوں کو چاہیے کہ اُن سے پوچھیں کہ جب لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے یہی معنے سمجھتے ہو کہ انسان کو کوئی بھلائی اور ثواب وراحت و آرام بجز اپنی سعی کے نہیں اور فائدہ اپنے عمل کے سوا نہیں پہونچ سکتا تو پھر آپ کا مردہ کے جنازہ کا اہتمام کرنا کس بنا پر ہے کیا اُس کے لیے دعا کرنا آپکے اعتقاد کے موجب عبث نہیں ہے کیا آپکے ترجمہ و تفسیر کے موجب دعا و صلوٰۃ الجنازہ عبث نہیں ہو جاتے۔ ایسا ہی محمد رشید رضا نے اگر اس آیت کے یہ معنی صحیح سمجھے ہیں تو اُسکو المنار میں شائع کرنا چاہیے کہ صرف اولاد اپنے والدین کا جنازہ پڑھے اور اُن کے لیے دعا کرے دوسروں کی دعا سے کسیکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگر کسی کے عمل کا ثواب کسیکو نہیں پہونچ سکتا اور ایک شخص دوسرے کی دعا و عبادت سے نفع نہیں اُٹھا سکتا تو بعض مومنوں اور فرشتوں کی دعائیں جو وہ زندہ و مردہ مومنوں کے حق میں کرتے رہتے ہیں خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُنکو ذکر کرکے ان کے اس فعل پر اپنی رضا کیوں ظاہر کی ہے بلکہ تاکیدی حکم ہے کہ ایسا ہی کریں۔ دعا ہے تو بدنی عبادت ہے جسکو دوسرے لفظوں میں صلوٰۃ کہا گیا ہے کیا صلوٰۃ الجنازہ میں سارا بدن دعا میں شامل نہیں کیا جاتا۔ کیا دعا بدن کے ٹکڑوں زبان اور دل وغیرہ سے صادر نہیں ہوتی ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا ساری عبادات کا مغز اور لب ہے۔ شاید آپ فرماوینگے کہ دوسرے کے حق میں دعا کرنا عبادت نہیں۔ سنو! دعا کے لیے بھی امر آچکا ہے اور اس امر کا بجالانا عبادت ہے وَ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اُن کے لیے طلب مغفرت کر۔ قل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا۔ یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما سارے قرآن کریم کی دعائیں جو جمع متکلم کے صیغہ اور جمع کی ضمیر پر آتی ہیں وہ بہت اجتماعی سارے مومنوں کی جانب سے ایک دوسرے کے حق میں ہیں اور بعض کا بعض سے فائدہ و نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہیں

(۲) ساری اجتماعی عبادات مثلاً پانچوں نمازوں اور جمعہ و عیدین و حج کو بہت سے مومنوں کا ایک ہی جگہ مقررہ وقت پر اکٹھے ہوکر ادا کرنا بعض انسانوں کا بعض انسانوں کے اعمال خیر و اخلاق فاضلہ و حسنہ سے نفع و فائدہ حاصل کرنے پر دلیل ہے۔

(۳) اگر ہم لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے یہ معنی سمجھیں کہ انسان کو اپنے کسب خیر و نیک کمائی کے سوا اور کچھ بھلا اور نفع و نیکی حاصل نہیں ہوسکتے تو بتاؤ کہ لاکھوں انسان جو روز مرہ دنیا میں عدم سے وجود میں آتے اور پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی زندگی کے بیش قیمت و انمول پونجی حاصل کرنے کے لیے کون سی نیکی بجا لاتے ہیں جس سے انکو اتنی زندگی کی اتنی بڑی مایہ دولت یا محنت و مشقت اور اپنے کسب و کمائی کے بغیر ملجاتی ہے هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا۔ اولا يذكر الانسان انا خلقناه من قبل ولم يك شيئا

(۴) خاک ہوا آگ پانی۔ درخت۔ سورج چاند۔ ادویہ۔ نباتات چرند۔ پرند وغیرہ بیشمار ارضی و سماوی اشیاء سے جو فوائد و راحت و آرام۔ سکھ چین ہر دم انسان کو پہونچ رہے ہیں انکی تحصیل کے لیے انسان نے کونسی کمائی کی ہے

(۵) اولاد کی محبت اور پیار کی کشش اور جذب اور اُن کے بعد پرورش و تربیت اور پرورش کا خیال جو والدین کے دلمیں ڈالا جاتا ہے ان سب امور کے حاصل کرنے کے لیے اولاد کیا کمائی کرتی ہے جو والدین کو اُنکی تربیت و پرورش کا خیال اُن کے پیچھے سرگردان کر دیتا ہے۔

(۶) اگر اس آیت سے یہ مراد ہوتی کہ انسان کو اپنی سعی و کسب خیر کے سوا کوئی نیکی اور بھلائی راحت و آرام نہیں مل سکتا تو پھر خداوند تعالیٰ کے اس کلام کے برخلاف کوئی مشاہدہ ظہور میں نہ آتا اور اُس کے کلام اور کام میں موافقت پائی جاتی اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے لیے بلا عوض کسی قسم کی نیکی اور بھلائی راحت و آرام کے اسباب کے ایجاد کرنے پر قادر نہ ہوسکتا۔ ایک انسانی ہمدردی کا خیال کسی انسان میں نہ پایا جاتا اور نہ اس کے برخلاف کچھ ظہور میں آتا کیونکہ کوئی شخص منفعت کو ایجاد نہیں کرسکتا حالانکہ ہم اس کے برعکس روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمکو اپنے عمل خیر اور کسب خیر کے سوا اوروں سے بہت سے بھلائیاں اور نیکیاں اور منافع راحت و آرام بلا عوض حاصل ہو رہے ہیں

(۷) اس آیت سے یہ مراد بھی ہرگز نہیں لے جاسکتے کہ انسان کو اپنے کسب خیر و کمائی کے سوا اور کچھ زیادہ ثواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مندرجہ ذیل آیات اس امر کی مخالفت کررہی ہیں من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُسکو دس نیکیوں کا بدلہ دیا جاوے گا انما یوفى الصابرون اجرهم بغیر حساب یعنی صابروں کو بے انت و بیشمار ثواب ملے گا۔ ان الله لا یظلم مثقال ذرة وان تك حسنة یضاعفها ویؤت من لدنه اجرا عظیما یعنی خداتعالیٰ نیکی کا بدلہ دینے میں ایک ذرہ بھر بھی کمی نہیں کرے گا۔ اگر کوئی شخص ایک نیکی کرے گا تو خداوند تعالیٰ اپنے پاس سے بڑھ کر اُسکا اجر دے گا۔ من جاء بالحسنة فله خیر منها ومن جاء بالسیئة فلا یجزى الذین عملوا السیئات الا ما كانوا یعملون۔ سورہ قصص جزو ۲۰

(۸) مکہ کے کفار و اشرار نے سراج العارفین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نابود کرنے کے لیے کیا کچھ جان توڑ کوششیں کی تھیں مگر اُن کی کوششوں اور کمائی کا صلہ و بدلہ اُنکو کیا ملا صرف یہی حبطت اعمالهم یعنی اُنکی کوششیں ضائع و کارت ہوگئیں وجہ یہی تھی کہ وہ بدی کی سعی میں تھے اور بدی کا بدلا و صلہ ایک ہی یعنی اکہرا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود ذی جود کی محافظت کے لیے جو بیشمار جنود ایزدی پہرہ میں رہتے تھے اُنکی سعی کا صلہ بے شمار تھا۔

(۹) کسان کو دیکھو کہ ایک دانہ بونے کے بدلے میں کتنے دانے حاصل کرلیتا ہے۔ آب و ہوا مٹی وغیرہ کی تحصیل کے لیے کسان کیا کمائی کرتا ہے جو اُسکے کھیت میں فصل پک کر اُسکے خرمن و انبار بھرے جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل فی كل

سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسع عليم۔ یعنی مثال اُن لوگوں کی جو اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مثل ایک دانہ کے ہے جسکے بونے سے سات خوشے پیدا ہوتے ہیں اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہوتا ہے اسطرح خدا تعالیٰ نیکوں کو اُن کی نیکی کا بدلا بڑھا کر دیتا ہے خدا تعالیٰ شنوا دانا ہے۔

(۱۰) ماکان الله ليعذبهم وانت فيهم یعنی خدا تعالیٰ نے اہل مکہ کو عذاب نہیں دینے کا جب تک تو اُن میں بیٹھا ہے۔ اب یہ نص صریح ہے دوسرے کے عمل وجود سے نفع حاصل کرنے پر۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکہ کے لوگوں سے خدا تعالیٰ کا عذاب ہٹا رہا جب تک نبی علیہ السلام مکہ میں رہے کفار و اشرار پر عذاب نہ آیا۔ جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تو کفار و اشرار پر عذاب الٰہی نازل ہونا شروع ہوگیا۔

(۱۱) اگر بالکل یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ انسان اپنے عملوں کے سوا نجات حاصل نہیں کر سکتا تو یہ اتکال علی العمل کا مشرک اور فضل ایزدی سے ناامیدی کی دلیل ہے و انه لا ييئس من روح الله الا القوم الكافرون یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت سے وہی ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ آریہ سماج کا یہی کنزدہ عقیدہ ہے ہاں اعمال صالحہ کے بجا لانے میں سعی کرنی چاہیئے لیکن اعمال صالحہ کی نیت و تکمیل عمل و صحت و عافیت۔ بدن و جان سب خدا تعالیٰ کی رحمت و فضل پر منحصر ہے اسی لیے کہا گیا ہے وان رحمته سبقت على غضبه یعنی خداوند تعالیٰ کی رحمت و مہر کا پلہ اُسکے غضب اور قہر سے گراں ہے اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اعمال صالحہ و حسنات کو چھوڑ کر بے قید اور آزاد ہو کر سیئات کا مرتکب ہوتا رہے اور پھر کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار ہوں بلکہ ایسا کام خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کے خلاف ورزی ہے اور اس خلاف ورزی کی پاداش سزا ہے۔

اب ہم ان آیات کی تفسیر قرآن کریم سے بیان کرتے ہیں جو چکڑالوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات و احیاء از صدقات و خیرات وغیرہ پیش کی ہیں۔ واضح ہو کہ یہود میں سے بعض مشائخ و سجادہ نشین دعویٰ کرتے تھے کہ جو ہماری تابعداری کرے گا ہم قیامت کو اپنے تابعداروں کے گناہ کا بوجھ اُٹھا لیں گے چنانچہ اُن کے اس دعویٰ کو حکایتہً خدا تعالیٰ نے ذکر کرکے قرآن کے متعدد مقامات میں رد فرمایا ہے قال الله تعالیٰ وقال الذين كفروا للذين امنوا اتبعوا سبيلنا ولنحمل خطايا كم وماهم بحاملين من خطاياهم من شئ انهم لكاذبون و ليحملن اثقالهم و اثقالا مع اثقالهم وليسئلن يوم القيمة عما كانوا يفترون۔

سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ ولا تزر وازرة وزر اخرى وان تدع مثقلة الى حملها لا يحمل منه شئ ولو كان ذا قربى سورہ فاطر۔ پارہ ۲۲۔ اور کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو کہ تم ہمارے تابعدار ہو جاؤ تو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ اُن کے گناہ ذرہ بھر بھی نہ اُٹھاویں گے وہ جھوٹے ہیں۔ ہاں البتہ ضرور اپنے گناہوں کا بوجھ اور اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ لوگوں کے گمراہ کرنے کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے جو ان کی اپنی ہی کمائی ہوگی اور ابھی اُن سے پوچھا جاتا ہے قیامت کے دن کی بابت جیسے وہ افترا کرتے ہیں۔ دوسری آیت۔ اور نہ اُٹھاوے گا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھ مرتا اپنا بوجھ اُٹھوانے کو کوئی نہ اُٹھاوے اسمیں سے کچھ اگرچہ رشتہ دار ہو۔

چنانچہ مندرجہ ذیل آیات بھی یہودی لاف زن اور مدعی سجادہ نشین سے اسی مسئلہ مذکورہ بالا کا ابطال یا ذلک رد فرمایا جاتا ہے اعنده علم الغيب فهو يرى ام لم ينبا بما فى صحف موسى وابراهيم الذى وفى الا تزر وازرة وزر اخرى وان ليس للانسان الا ما سعى وان سعيه سوف يرى ثم يجزاه الجزاء الاوفى سورہ نجم پارہ ۲۷ کیا اس لاف زن مدعی کو غیب کی خبر ہے جو دیکھ کر کہتا ہے کیا اُسکو اس علم کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ اور ابراہیم وفادار کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کو کوئی جی کسی جی کا بوجھ نہ اُٹھاوے گا اور نہیں ہے کسی انسان کے ذمہ کسی کے گناہوں کا بوجھ اُٹھانا مگر جو اُس نے خود کمائی کی وہ اُسکی کمائی ہوئی گناہوں کو دیکھ یہاں اُسکو پوری سزا ملے گی (نہ کسی دوسرے گناہوں کے بدلے کسی کو سزا دی جاوے گی کیونکہ یہ بات عدل اور انصاف سے بعید ہے) جیسا کہ اہل کسی یہودی نام نصرانی نے اس گندے عقیدے کفارہ کا اختراع کرکے عیسائیوں کے گناہوں کے بدلے ناحق عیسیٰ علیہ السلام کو تین دن دوزخ میں جلنا قرار دیکر بیشمار مخلوق کو وارد جہنم کر دیا وان ليس للانسان الا ما سعى میں صرف بدی کے بدلے کا ذکر ہے کیونکہ نیکی کا پاداش دس گنا زیادہ ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُسکو اُس نیکی سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا اور بدی کا بدلہ بدی کے برابر ملے گا چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها یعنی جو کوئی بگاڑ کرے اُسکو اُس بدی کا بدلہ اُسکے برابر ملیگا ليس للانسان الا ما سعى اور مندرجہ ذیل آیات آپس میں مطابق ہیں من جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اُسکو ایک بدی کی جزا ملے گی۔ من عمل سيئة فلا يجزى الا مثلها یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اُسکو اُسکے برابر بدلہ ملے گا۔ سورہ مومن ۲۴ من جاء بالسيئة فلا يجزى الذين عملوا السيئات الا ما كانوا يعملون سورہ قصص۔ پارہ ۲۰۔ یعنی جو کوئی برائی کرینگے اُنکو اُسی قدر بدیوں کی سزا ملے گی جسقدر اُنھوں نے بدیوں کا ارتکاب کیا دیکھو ما سعى اور ما كانوا يعملون مساوات کے معنوں میں آئے ہیں پس ليس للانسان الا ما سعى کا ترجمہ یہ ہوا کہ انسان کو انہیں گناہوں کا بوجھ اُٹھانا پڑے گا جو اُس نے خود کمائے۔ باقی آیات جو چکڑالوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات از صدقات و خیرات و ادعیہ وغیرہ پیش کی ہیں وہ صرف یہود کے غلط اعتقاد کے تردید میں آئے ہیں جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ عدم انتفاع از صدقات و خیرات کا تمسک ان سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ صدقات بھی حالیہ دعا میں شامل ہیں لا يرد البلاء الا الصدقة والدعاء۔

انی سا عود الی بعض دلالات چکڑالوی و ابنہ علیہا بواسطة هذه الجريدة المفيدة والسلام على تابعي الامام۔

راقم محمد فضل خان احمدی چنگا گوجرخان۔ ۱۷ مارچ ۱۹۱۴ء

ہماری سہ ماہی رپورٹ

الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں ہمارے احباب و سرپرست حصہ لیتے رہتے ہیں لیکن اسکی رفتار بہت ہی سُست ہے اور اگر سب کے سب پوری سعی اور توجہ سے کام لیں اور ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ اسکو کم از کم ایک خریدار ضرور ہی الحکم کے لیے بہم پہونچانا ہے تو یہ صیغہ بہت جلد الحکم کی ترقی اشاعت کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر جہانتک غور کرکے دیکھا گیا ہے ہمارے اکثر احباب یا تو اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور یا محسوس کرتے ہیں تو یہ حس ایک آنی حس ہوتی ہے جب تک وہ الحکم میں اس تحریک کو پڑھتے ہیں اس وقت تک وہ متاثر رہتے ہیں اور جہاں اُسکو ختم کیا اسکے ساتھ ہی وہ اثر جاتا رہا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر الحکم ان کے نزدیک کوئی قومی خدمت کر رہا ہے؟ اگر وہ اسکو عزیز رکھتے ہیں؟ تو کیوں اس کے قیام و بقا کے لیے جہانتک اسباب سے تعلق ہے کوشش نہیں کرتے؟ یہ سوال ہے جس کا جواب ہماری قوم کے ہر فرد پر واجب ہے۔

اور کم از کم خریداران الحکم کے ہر خریدار پر

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ سہ ماہی وار رپورٹ الحکم میں جدید خریداروں کی شائع کر دیا کریں اور ہفتہ وار اُن احباب کے نام تو ہم کبھی کسی رنگ میں شائع کرتے ہیں جو توسیع اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اگرچہ ابھی پوری سہ ماہی تو نہیں ہوئی تاہم ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تک خریداروں کی رپورٹ ہم شائع کرتے ہیں۔ جنوری ۱۹۱۴ء سے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تک ۱۰۵ جدید خریدار درج رجسٹر ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۲ بند ہو چکے ہیں اور اسطرح ۹۷ خریدار جدید سمجھے جاتے ہیں اگرچہ یہ تعداد دو لاکھ سے زیادہ کی جماعت میں دو ماہ اور ۱۴ دن کے اندر بہت ہی کم ہے لیکن کسی صورت میں اسکو غیر مطمئن بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے ایک بار الحکم کے متعلق ایک نوٹ لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ بعض احباب کمی قیمت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارزان فروشی بسیار میفروشی۔ ہم نے ان کے جواب میں لکھا تھا کہ ہمیشہ ارزاں فروشی بسیار فروشی کا باعث اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے۔ تاہم بعض موقعوں پر ہم نے کمی قیمت کا نمونہ دکھایا ہے اور غیر مستطیع یعنی دس روپے ماہوار آمدنی والوں کے نام ۳ سالانہ پر بھی الحکم کے جاری کرنیکا اعلان کیا ہے۔ اگر واقعی کمی قیمت بسیار فروشی کا جزو اعظم ہوتی ہے تو اس انداز سے الحکم جیسے بڑے اور پرانے اخبار کے ہزاروں خریدار ہونے چاہییں تھے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا وہ غلط نہ تھا۔

اصل بات ترقی اشاعت کی قوم کی باہمی کوشش ہے اور اسکے پیدا ہونے کے واسطے اخبار بینی کا صحیح مذاق ہونا چاہیے۔ جب تک وہ پیدا نہ ہو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اگلی رپورٹ جو ہم آخر جون پر شائع کریں گے انشاء اللہ بہت کچھ امید افزا ہوگی۔ وما توفيقي الا بالله هو نعم المولى ونعم النصير۔



+ قیامت میں گناہ کی پرسش نہ ہوگی بلکہ علامت سے مجرم کی گرفت ہوگی فيومئذ لا يسئل عن ذنبه۔

۳ انس و جان سے سوال نہ ہوگا۔ سورہ الرحمٰن۔

وکیل اور ہم

معزز ہمعصر وکیل نے ۱۹ فروری کی اشاعت میں مولوی بدرالدین صاحب احمدی ساکن قادرآباد کے طاعون سے مرجانے پر ایک نوٹ لکھا ہے اور اس میں الحکم کو یوں خطاب کیا ہے۔

”یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوے پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں کیا انکی جماعت کا آرگن اخبار الحکم قادیان اس کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتا ہے؟ ہم ممنون ہونگے اگر وہ اس عقدہ کو کماحقہ حل کر کے لوگوں کی حیرت کو دور کر دے گا۔ اور ہمیں اس دقت سے نجات دلائے گا کہ لوگ بار بار اس قسم کے سوالات پیش کرتے ہیں اور ہم کو مجبوراً سکوت اختیار کرنا پڑتا ہے۔“

ایڈیٹر صاحب نے خلوص نیت کے ساتھ جو نکتہ ہے جواب طلب کیا ہے اسلیے ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہماری سمجھ اور طاقت ہے اس سوال پر روشنی ڈالیں۔ اس کا تسلی بخش ہونا یا لوگوں کے لیے آئندہ کے واسطے اعتراضات کا سدباب کرنے والا ہونا یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جبکہ اللہ تعالیٰ جیسے عظیم الشان قادر، مقتدر، یگانہ منزہ ہستی پر اعتراض کرنے والے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر نکتہ چینی کرنے والے اعتراض کر رہے ہیں تو کسی اور کا اُن کے اعتراضوں سے بچنا محال ہے تاہم یہ قاعدہ ہے کہ حق کے اندر جو حقیقت کی روشنی ہوتی ہے وہ پاک دلوں پر اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ اسی بنا پر ہم اس سوال کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ شاید کوئی سعید الفطرت اس سے فائدہ اٹھاوے ہمکو لائق ایڈیٹر وکیل پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے باوجودیکہ قرآن شریف میں لا تقف ما لیس لک بہ علم پڑھا ہوگا پھر بھی اُنھوں نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر ذاتی تحقیق یہ لکھ دیا کہ

”یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوی پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں۔“

دانشمند اور منصف مزاج ایڈیٹر کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ پہلے اپنی جگہ دیکھ لیتے کہ کیا واقعی مرزا صاحب نے کوئی ایسا دعوی کیا بھی ہے کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے فوت نہیں ہوگا اگر یہ دعوی ہے کہیں اور کبھی نہیں کیا گیا تو پھر اعتراض بجائے خود بودا اور کمزور ہو جاتا ہے بلکہ رہتا ہی نہیں۔

اور پھر اس کے بعد ہمارے معزز ہمعصر اور دوسرے معترضین کو معلوم ہونا چاہیے کہ قوانین الٰہیہ میں تغیر یا تبدیل نہیں ہوتا۔ ان کے نتائج ہمیشہ یقینی اور صحیح ہوتے ہیں۔ قرآن شریف ایک دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے جو دنیا کو دیا گیا ہے اس میں بعض اوامر ہیں اور ان کے نتائج ہیں نواہی ہیں اور ان کے ثمرات ہیں۔ اوامر کی جو شخص اتباع کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو وہ اسکے مفید اور نیک نتائج سے ضرور بہرہ ور ہوتا ہے اور نواہی کو جو توڑتا ہے خواہ کوئی ہو ضرور ہے کہ اُسکے بد نتائج سے حصہ لے۔ یہ ایک اصل محکم ہے جسکو کسی صورت میں ہم توڑ نہیں سکتے۔

اب ہم سردست مولوی بدرالدین صاحب کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ آیا انھوں نے کسی ایسے قاعدہ کی بھی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں؟ قادرآباد کے تمام باشندے اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ مولوی بدرالدین صاحب اپنے ایک عزیز طاعون زدہ کے گھر دوسرے گاؤں میں جہاں طاعون پڑا ہوا تھا گئے اور خود انھوں نے اس طاعون زدہ کو غسل دیا یہ ایک واقعہ ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے پاک ارشاد کے موافق منع فرمایا ہے کہ جہاں طاعون زور سے پھیلا ہوا ہو وہاں مت جائو۔ انھوں نے اس حکم نبوی کی بھی خلاف ورزی کی پھر کیا ضروری نہ تھا کہ ان قواعد و احکام کو توڑنے کی وجہ سے اس بیماری میں اسباب عادیہ کے ماتحت مبتلا ہوتے۔ ہمکو ضرورت نہیں دیکھتے کہ رعایت اسباب پر بھی بحث کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل ایسا ناواقف نہیں ہوسکتا کہ وہ رعایت اسباب کی ضرورت سے ناآشنا ہو۔

غرض

مولوی بدرالدین صاحب کی وفات کے تو یہ اسباب ہیں اب ہم عام طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ

کیا کسی احمدی کے طاعون سے فوت ہو جانے سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟

اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس کے وجوہات کے لیے ہم اپنے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ کا ایک خط شائع کرتے ہیں جو اُنھوں نے اس قسم کے ایک سائل کے جواب میں ۱۴ مئی ۱۹۰۳ء کو لکھا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

طاعون سے کونسی قوم فائدہ اٹھا رہی ہے اور کس قوم کو سراسر خسارہ ہے

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل جو اپنی آزادمنشی کو قائم رکھنا چاہتا ہے ان دقتوں سے بچنے کے واسطے جو آئے دن اسکو ایسے سوالات کا جواب دینے میں پیش آتے ہیں اس جواب کو بلفظہ شائع کردیگا۔

مولوی غزنوی کا یا اور کسی کا احمدی جماعت کے فوت شدوں کی فہرست طیار کرنا محض حماقت کا کام ہے اور آخرکار ندامت اور ذلت کا موجب ہوگا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ طاعون کو ہمارے سلسلہ کی ترقی و تائید کے لیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں اور تمام دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ کئی ہزار آدمی طاعون کے خوف کے سبب سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ غور کرو کیا اس سے ہمارے مخالفوں کو دو خسارے حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ طاعون سے بکثرت مر رہے ہیں اور انشاء اللہ مرینگے دوم یہ کہ انکی ہی سے نکلکر ہزاروں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوچنے والے کے لیے یہ کتنا بڑا نشان ہے رہا یہ کہ ہماری جماعت سے بھی کچھ لوگ مرے ہیں اور شاید آئندہ بھی بعض مریں خدا تعالیٰ کی استمراری سنت کے مطابق ہے۔ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھلو جابجا خدا تعالیٰ نے مکی سورتوں میں کفار کو دھمکی دی کہ تم پر عذاب آنیوالا ہے اور فرمایا کہ تم تلوار سے ہلاک ہو جاؤ گے آخر جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو ہجرت کرکے مدینہ میں گئے تو خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا ہجرت کے ایک ہی سال کے بعد بدر کی لڑائی واقع ہوئی اس لڑائی کو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بڑے ناز اور ذوق سے الفرقان کہا ہے۔ حقیقت میں اس لڑائی سے جو بہت ہی مختصر تھی کفر اور اسلام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوگیا۔ صنادید کی شوکت کی تلوار کند ہوگئی۔ آئمۃ الکفر جو ریشہ دوانی اور منصوبہ بازی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مشارالیہ ہوتے تھے ہلاک ہوگئے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ کے عذاب کی باتیں احد میں اور خندق میں اور تبوک وغیرہ جنگوں میں پوری ہوئیں مگر ان لڑائیوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ بڑے بڑے جلیل الشان صحابی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور چچا اور رشتہ دار شہید ہوئے۔ جناب صدیق اکبر علیہ السلام کے مبارک عہد میں جھوٹے نبیوں کے فتنہ اور ارتداد کے فرو کرنے میں کسقدر بزرگ صحابہ نے جام شہادت پیا۔ حضرت عمر فاروق علیہ السلام کے عہد شریف میں عیسائیوں کی ساتھ لڑائی میں طاعون کے سبب سے قریب پچیس ہزار صحابہ کے شہید ہوئے۔

اب ان مولویوں سے غزنویوں سے لاہوریوں سے امرتسریوں سے بٹالویوں سے خواہ اور بھی چند شہروں یا تمام شہروں کے مولویوں سے اور صوفیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی عذاب نازل ہوا تھا۔ اسلیے کہ جب وہ کوئی ظاہری فرق نہیں دکھا سکیں گے اس لوہے کی تلوار کے کشتوں میں جو صحابہ اور انکے دشمنوں کو لگی اور اُس نے دونوں کو ایک ہی وضع سے قتل کیا تو اگر کوئی اور مایہ الامتیاز نہیں بتائیں گے یا مانیں گے تو محض صاف اعتراف کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ نے اولیاء اور اعداء اللہ کو بیدریغ بلا امتیاز راکھ کیا۔ جو توجیہ اور تاویل وہ وہاں کریں گے وہی ہمارے سلسلہ کے شہداء طاعون کے حق میں بدرجہ اولیٰ چسپاں اور موزون ہوگی اس سلسلہ کا دعوی ہے کہ اُس کا قدم منہاج نبوۃ پر ہے اسلیے ضروری ہے کہ اسکی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے فرق اتنا ہے کہ اُسوقت خدا تعالیٰ کی قہری اور جلالی اور انذاری پیشگوئیاں اعداء اللہ و الرسول کے حق میں سیف و سنان کی شکل میں پوری ہوئیں اور آج وہی پیشگوئیاں طاعون اور اسکی نظیروں کے رنگ میں پوری ہو رہی ہیں۔ سنت کو معیار ٹھیراکر کسقدر ضروری ہے کہ جیسے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنگوں میں اس تلوار سے شہید ہوئے جو اُن کے دشمنوں کی خانہ برانداز ی میں بڑی صفائی سے چلتی تھی۔ آج بھی کچھ اصحاب ہمارے سلسلہ کے طاعون سے شہید ہوں خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ دشمن جس امر کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے وہی خدا تعالیٰ کے سلسلہ حقہ کی تائید و تصدیق کا نشان بن جاتا ہے سوچو اور خدا تعالیٰ کے لیے فکر کرو کہ ہمارے سلسلہ کی بڑی فضیلت کس بات میں ہے۔ یہیں یہ سلسلہ کوئی الگ اور اپنی طرز کا نرالا سلسلہ ہو یا یہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کے قدم بقدم اور پورے معنوں میں ہمرنگ ہو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ انکی ساری باتیں بلا تفاوت وہی وہی ہیں۔ ابھی پہلے مہینے ایکدفعہ لاہور کے منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی بدزبانی کے جواب میں ایک رسالہ

کہا تھا جو الحکم میں شائع ہوا تھا اُس میں بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ جو اعتراض ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پاک پر کرتے ہیں میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں۔

میں نے بڑے غور و فکر کے بعد بھی کوئی فرق منشی صاحب موصوف کے دل و دماغ میں اور ان راستی کے دشمنوں میں نہیں دیکھا۔ اور میں نے اُس میں فرقان کے طور پر دعویٰ کیا تھا کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور ان کے دست و بازو منشی عبدالحق صاحب اپنے طومار لاطائل عصای موسیٰ سے کوئی بڑا اعتراض انتخاب کر کے شائع کریں وہی ہم میں اور ان میں آخری فیصلہ ہوگا اگر وہی اعتراض پہلے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کے حق میں پہلے سے وارد شدہ دکھا دیا تو وہ آئندہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اُس سے لڑنے کی جرأت نہ کریں اور اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو ہم سخت سے سخت شکست پڑے گی۔ مگر عجیب بات ہے کہ راستی کے دشمن اب تک ایسے ساکت ہیں کہ گویا زبان اُنکے منہ میں نہیں تھی اور قلم اُن کے ہاتھ میں نہ تھا جس جوش سے وہ اٹھے تھے اور اُسی کا اُبال اُنکی وہ ناپاک کتاب تھی جسے اب تک ہمارے مبارک کھیت کے حق میں کیا کھاد کا کام دیا ہے۔ اُن کا فرض تھا اور سب سے اوّل اُن کا یہ کام ہونا چاہیے تھا کہ وہ دلیر پہلوانوں کی طرح میدان میں آتے اور ایک گل سرسبد اعتراض پیش کرتے اور وہ دو فریقوں میں ابدی فارق ہو جاتا۔ مگر افسوس اُنھوں نے سخت کمزوری اور بزدلی دکھائی۔ اور یہ ہماری تحدی اُنہی کے مقابل نہیں۔ اس کا مخاطب ہر ایک مولوی اور صوفی ہے جو خدا تعالیٰ کے مظہر مسیح کا انکار کرتا ہے۔ غرض بعض آدمی اگر ہمارے سلسلہ کے طاعون سے مر گئے ہیں یا مریں بڑی بے ایمانی یا سادگی اور نادانی ہے کہ اس بات سے خدا کے سلسلہ پر اعتراض کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے مسیح نے ہر ایک تحریر میں یہی دعویٰ کیا ہے کہ طاعون اُس کے سلسلہ کے حق میں مفید ہوگی اور امن نسبتاً اُس کے خدام کی جانب ہوگا۔ کوئی ہے جو ہماری کسی تحریر سے دکھا سکے کہ ہم نے یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ ہماری جماعت سے ایک بھی نہیں مرے گا۔ اپنی طرف سے ایک بات بنا لینی اور پھر اُسے اعتراض کا ہدف بنا لینا پہلے درجہ کی بے ایمانی کا کام ہے۔

اگر ایسا دعویٰ کیا جاتا تو وہی دعوے کی ایک دلیل کافی ہو جاتی اس پر کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی گذشتہ نبوتوں کی منہاج پر نہیں کیونکہ مورد اور مجاہد اور غازی نبیوں کے بعض اصحاب اعدا کی کثیر باکل جماعت کے مقابل اگر شہید نہ ہوتے ہوتے تو ہمارے سلسلہ کو حق پہنچتا تھا کہ ایسا کرتا کہ اُس کا ایک فرد بھی طاعون سے نہ مرے گا۔ یہ طاعون سیف اللہ ہے جو مسیح موعود میں اور اُسکے اعدا میں حکم اور فارق ہو کر آئی ہے۔ اب مسیح موعود کی جماعت میں اور اعداء اللہ میں اس ہیئت میں جنگ ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سنۃ اللہ کے موافق ہمارے سپاہیوں سے بھی کچھ لوگ مریں لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ جنگ شروع ہے اور معلوم نہیں اس کا سلسلہ کہاں تک لمبا چلا جائے۔ اور نادان ناعاقبت اندیش معترض ابھی سے زبان درازی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم اور زندہ کتاب نے ان ہی مصالح کو مد نظر رکھ کر یہ سچا سبق دیا ہے کہ العاقبة للمتقین اسکے معنی بجز اسکے اور کیا ہیں کہ درمیانی چشم زخم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی جماعت کو بھی لگیں گے مگر انجام کار اعدائے قہار و منتقم کی نصرت و تائیدات ہی کے شامل حال ہوگی۔ اس امر کی تائید میں دوسری جگہ زندہ مبارک کتاب میں لکھا ہے ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثله وتلك الايام نداولها بين الناس یعنی اگر تمھیں احد کی لڑائی میں چشم زخم پہنچا ہے تو کوئی جائے شکایت نہیں اس لیے کہ اس سے قبل بدر کے جنگ میں تمھارے دشمنوں کو بھی تو دکھ پہنچا تھا اور ہماری عادت ہے کہ درمیانی موقعوں پر اعداء اللہ اور اولیاء اللہ دونوں فریقوں کو نوبت بنوبت ایسی تکلیفوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کچھ عرصہ کیلئے اعداء اللہ کو خوشی کرنے کا موقع ملے اور وہ اپنے چال چلیں یہی آخری ہلاکت اور مستاصل ہو جانے کیلئے اپنے ہاتھوں سے پورے سامان طیار کریں۔ پھر ایک اور مقام میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان تکونوا تألمون فانهم يألمون كما تألمون وترجون من الله ما لا يرجون یعنی اگر تمہیں کوئی درد پہنچا ہے تو تمہارے دشمنوں کو بھی تو درد پہنچا ہے مگر مابہ الامتیاز تم میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ تم خدا سے وہ بڑی بڑی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

یہ آیتیں قول فیصل ہیں ہم میں اور ہمارے نکتہ چینوں میں ان آیتوں سے صاف واضح ہو گیا کہ صحابہ کے مرنے پر ایک نے یا انہوں نے عدم علم یا کمزوری سے اعتراض کیا یا وسوسہ پیش کیا کہ آنحضرت کے صحابہ کیوں مارے جاتے ہیں اُن کے دلکی جناب سُنتے تو قبل از وقت اس امر کو فرض یا یقین کیا ہوگا کہ عذاب الٰہی پوری تمیز کے ساتھ اُنکے اعداء پر محصور و موقوف رہنا چاہیے مگر خدائے علیم کی غیر متبدل سنت نے اُنکے مفروضات کے برخلاف کام کیا۔ اس دلگداز بھیانک نظارہ کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دل قابو میں رہ جائے تو مجھے کہو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ اور محبوب چچا اور صادق مرید حضرت حمزہ علیہ السلام خاک و خون میں غلطاں اور بیجان پڑا ہے اور کلام لاشوں میں بلا امتیاز پڑا ہے۔ قریش کی کینہ پرور اور دلیر عورت نے اُسکے کان اور ناک کاٹ کر اور کانوں اور ناکوں کے ساتھ ایک ہار بنا کر گلے میں لٹکایا ہے اور اس گرامی مقتول کی ذلت اور بےحرمتی کو اپنے مذہب کی سچائی اور عزت کا قابل فخر نشان سمجھتی اور فخر کی باتوں اور اشاروں سے اپنے عزیزوں کو چلاتی ہے اور پھر اس دردانگیز وقت کا تصور کرو جبکہ رحیم کریم ہمدرد انسان یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیجان جسم پر کھڑے ہیں اور اُس غم انگیز نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور اس دردمند دلسے زبیر کو کہتے ہیں کہ اپنی ماں کو روک دو وہ یہاں نہ آئے وہ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھکر برداشت نہ کر سکے گی۔ اُس وقت ضرور ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرا ہوگا اور عادةً بعض نے یہ اعتراض بھی کیا ہوگا کہ خدا کے موعود عذاب میں مامور کے متعلقین بھی تو بلا تفاوت شامل ہوئے ہیں۔ اور کیا یہ بات بھولنے کے قابل ہے جو منافق اُسوقت نکالتے تھے کہ اگر ہمارے بھائی ہماری اُسوقت سُنتے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملکر ناحق جانیں نہ گنواتے۔

غرض ان ساری باتوں نے متفق ہو کر اپنی گواہی تو صاف صاف دیدی کہ خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کافر اور مومن یکساں حصہ لیتے تھے اور اُسوقت بھی کچھ معترض اس قسم کے اعتراض کرتے تھے جیسے اُسوقت ہمارے سلسلہ پر کرتے ہیں کہ طاعون سے احمدی کیوں مرتے ہیں۔

ہمیں ہرگز امید نہ تھی اور قرآن کریم کی واضح راہوں کے موجود ہوتے ہم کبھی گمان بھی کر سکتے تھے کہ اسلام کا دعویٰ کرنیوالے ہمارے سلسلہ پر اس قسم کا اعتراض کرینگے مگر حق یہ ہے کہ بغض اور حسد انسان کو اندھا کر دیتے ہیں اور ان امراض کے مریض ماموران خدا پر اعتراض کرنیکے سلسلہ ایجاد ہی اور صبر نہیں کرتے جبتک ایمان کی دولت پوری طرح اُنسے مسلوب نہ ہو جائے۔

غور کرو اگرچہ کافر اور مومن یکساں تلوار کی زد کے نیچے آئے مگر انجام کار نے کیا نظارہ دکھایا۔ اس آیت کو پڑھو اور سوچو کہ کس لطف کی کیفیت اور احساس کو پیش کرتی ہے اور وہ یہ ہے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین یعنی ظالم دشمنوں کی جڑ کٹ گئی اور اُسکے بعد خدا کی حمد یعنی حمد کرنیوالی قوم باقی رہ گئی۔ ان کینہ پرور دشمنوں کے مقابل جنکی جڑ کٹ جائے اگر چند آدمی فوت ہو جائیں اور اُنکی خوش نصیبی سے اُنکے یا فتنہ زدہ قوم کے توہمات کو کبھی آیا ہو جائے تو کیا کہا جائیگا کہ وہ کیوں کر دنیوی فاتحوں اور سلطنتوں کی جنگوں میں بھی خدا کی یہی سنت دیکھی جاتی ہے جس قوم کو آخر کار فتح ملجائے اور یہی معنی ہیں اُنکے دشمن نامراد ہو جائیں گو اس فاتح قوم کو بھی بالمقابل بجبر جانی مالی نقصان پہونچا ہو مگر اُنپر کوئی شماتت اور اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ کیوں اُنکے لوگ بھی مارے گئے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں اور خدا نے چاہا تو دنیا کو دکھا دینگے کہ ہندوستان اور پنجاب کی آبادی کو سمجھلو کہ معترضوں کی جماعتوں کا کسقدر حصہ روز بروز طاعون کے سبب اور بتحریک سے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو رہا ہے خدا کی پیشگوئیوں کی صداقت کے اظہار کیلئے ہم اُسکے جشن تکمیل کر رہے ہیں جو طاعون کے شیوع اور استقلال اور طاعون زدہ مقامات سے تمام کے سلسلہ میں شامل ہونیکی عزت حاصل کر رہے ہیں۔

جب یہ بات صاف ہے کہ طاعون ہمارے تیر کو وہم و گمان سے بڑھ کر ترقی دے رہی ہے اور عنقریب خدا کی تائید اُسکی امداد سے لاکھوں تک پہونچ جائیگی تو کسقدر حیرت کی بات ہے کہ پھر یہ اعتراض کیا جائے کہ فلاں فلاں آدمی ہماری جماعت کا کیوں مرا۔ طاعون کے خاتمہ پر حساب ہونا چاہیے کہ کن ظالموں کی جڑ کٹتی ہے اور کون شخص جوش شکر سے لبریز ہو کر الحمد لله رب العلمین کہتی ہے۔

نادان بدزبان معترضو! ایسے وقت کہ خدا کے نوشتوں کو غور سے پڑھو اور منہاج نبوت پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو اور وہ باتیں منہ سے نکالو اور وہ تمہارے دل میں فرو ہو جائیں آخرکار تمہارے حصہ میں ندامت اور رسوائی آئے۔ قطع نظر ان مصلحتوں اور حکمتوں کے جو ہم بیان ہو چکی ہیں اولیاء اللہ میں سے بعض افراد کی ہلاکت اور شہادت سے خدا کی ایک غرض ہوتی ہے کہ دین حقہ کی باتیں ایمانی اور غیبی رنگ میں رہیں اور اُنکے چہرہ سے سارا اور صاف نقاب نہ اٹھایا جاوے اس لیے کہ اگر آخر تک ہمارے سلسلہ کا ایک بھی فرد ہلاک نہ ہو اور غیروں پر بھیڑ بکری کی طرح مری پڑے تو زندگی کی لذت ضروری ہے کہ ہر کس و ناکس کو اس سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لے آئے اور ایک گونہ اکراہ و اجبار سے لوگ دین الٰہی میں داخل ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کے مقاصد و منشاء کے برخلاف ہے وہ دین میں امتحان اور ابتلا کا پہلو ضرور قائم رکھتا ہے اس لیے تا ایک جوہروں اور صافی فطرتوں اور غور و تدبر اور فراست سے حق پا لینے والوں اور مجاہدات کے راستی کے طالبوں میں اور جو کچے گندہ ہوں لا یعقل بہائم سیرت انسانوں میں فرق کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مامور کی راہ میں ابتلا پیش آئے ہیں اور قرآن کریم میں ان امتحانوں کو تمحیص کا موجب قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ آخری کامل نبوت یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کفار کی نگاہ میں کوئی موجب ابتلا امر ظاہر نہ ہونے دیتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے حق کو واضح بھی کر دیا مگر دوسرے پہلو سے مخفی بھی رکھا۔ وہی حال یہاں بھی ہے۔ بعض آدمی ہمارے سلسلہ سے مرے ہیں یا مریں گے اسلیے کہ خدا تعالیٰ کے امتحانوں کا دروازہ کھلا رہے مگر ہماری جماعت کی کثرت اور طاعون سے خصوصاً ہمارا مستفید ہونا سلیم الفطرتوں پر آشکارا کر دے گا کہ حق ہماری جانب ہے اور ہمیشہ سے حق اسی شکل میں جلوہ دکھایا کرتا ہے۔ بالفعل اتنا کافی ہے۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم۔

باقی داران وی پی کے وصول کرنے کے لئے طیار رہیں یا خاص وجہ سے مطلع فرمائیں (ایڈیٹر)

علمائے دنیا اور علمائے آخرت

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر

یہ صاف ظاہر ہے کہ خداوند کریم نے سلسلہ فطرت کی بنا اصول اتحاد پر قائم کی ہے میں پہلے صفحات میں لکھ چکا ہوں کہ مذہب اسلام کی بنا اصول فطرت پر رکھی گئی ہے اس لئے اصول اتحاد اسلامی شریعت کے لئے بھی ضروری سمجھی گئی ہے جیسے سلسلہ فطرت کے لئے سلف صالحین کے زمانہ میں ان اصول کی پابندی نہایت احتیاط کیساتھ کیجاتی تھی یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں اختلافات مذہب کی وہ کثرت نہ تھی جو بعد کی صدیوں میں ظاہر ہونے لگی اس کثرت اختلافات کی وجہ مختلف ملکوں میں منجملہ ان کے فلسفہ کی تعلیم ایک بڑی وجہ ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ کتاب اور سنت کو چھوڑ کر معتقدات اور عملیات کے بارے میں اپنی رائے اور قیاس پر اعتماد کرنے لگے اس وقت یوں سمجھنا چاہئے کہ اسلام کی وہ سادہ اور بے لاگ تعلیم جس کو حضور علیہ السلام نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت چھوڑا تھا آہستہ آہستہ بڑی بڑی مشکل اور پیچیدہ مسائل کی صورت میں لائی گئی اس روش کو اختیار کرنیوالے اہل سنت و جماعت کے مقابلہ پر معتزلہ فرقہ کے لوگ تھے اس فرقہ کو بڑے بڑے علماء انہیں کے اختلاف کے طے کرنے میں اپنی عمرین صرف کرتے رہے۔

چنانچہ علمائے اہل سنت کی ان کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں جواب علم کلام کی کتابیں کہلاتی ہیں۔

موجودہ زمانہ میں بھی علماء کو اسی قسم کے لوگوں سے پالا پڑا ہے کیونکہ فلسفہ جدیدہ کی تعلیم نے مسلمانوں کے دلوں میں ایسا سکہ جمایا ہے کہ وہ نصوص آیات واحادیث کو بھی عقلی دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ جس نسبت سے فلسفہ اور سائنس نے ترقی کی ہے اسی نسبت سے اختلافات مذہبی کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے ہر ایک شخص خواہ وہ قرآن و سنت سے مطلقاً بے بہرہ کیوں نہ ہو اپنے تئیں مجتہد خیال کرتا ہے۔ اور نہایت بیباکی اور گستاخی سے اصول احکام شریعت پر اعتراض کرنے کو اپنا فخر جانتا ہے اور بزرگان سلف کی روش سے اپنے تئیں علیحدہ رکھنا عین صواب خیال کرتا ہے اور باین ہمہ جہالت کی وجہ سے علماء دین پر طعن و تشنیع کرنا اپنا شعار بناتا ہے

ایسے نازک وقت میں علمائے دین کا فرض ہے کہ وہ سکوت اختیار نہ کریں کیونکہ حضور کی شریعت اور اسکی تبلیغ کا فرض انہیں لوگوں کا کام رہا ہے اور اب بھی یہ کام انہیں کے ذمہ ہے مگر افسوس کہ علماء کی حالت ناگفتہ بہ ہے

علماً ثنا مناً یرون عجائباً
وھم علیٰ ما یرون سکوت

میرا روئے سخن اس وقت صرف ان علمائے کرام کیطرف ہے جو واقعی علمائے باعمل ہیں اور جن کے دلوں میں حضور علیہ السلام اور آپکی پاک سنت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے گو ایسے بزرگان دین کی تعداد بہت کم ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ایسا ایک شخص بھی وہ کام کر سکتا ہے جسکا مقابلہ کوئی جماعت بھی نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آئندہ کسی نمبر میں انشاء اللہ ان بعض علماء پر بحث کرونگا اور دکھلاؤنگا کہ مسلمانوں کو خود سر کیا اور الزام صرف علمائے دین کی طرف عائد ہوسکتا ہے۔ اور اگر انکی مساوات نہیں کرتے اور قوم اگر انکی نہیں سنتی تو انہیں ان باتوں کی بہت پروا نہیں کرنا چاہئے۔ انبیاء کے طریق تبلیغ کو مد نظر رکھکر کہتا ہوں

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

[illegible] قرآن شریف [illegible] ناچاہئے اور [illegible] [illegible] [illegible] سامنے بطور نصیحت پیش کرے تو بھیں فان الذکریٰ تنفع المؤمنین ضرور ہی منفعت ہوتی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ تبلیغ احکام کی صورت کوئی خاص ہو بلکہ جس طرح جب جیسا نظر بحالات ممکن ہو اختیار کرنی چاہئے۔ افسوس ہے کہ اہل بدعت و زندقہ چاروں طرف کر دین میں فساد برپا کر رہے ہیں اور دلوں میں الحاد اور کفر کا بیج بو رہے ہیں۔ مگر پاک دین کی حمایت کیلئے کسی کو غیرت نہیں آئی۔ گویا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام آپکی رسول صلعم کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اہل عالم پر سب سے اعلیٰ اور افضل نعمت ایمان اسلام ہی سے نازل کر کے ہمیشہ کیلئے انہیں مستغنی کر دیا۔ فاحمد للہ علیٰ ذالک

مگر حق یہ ہے کہ فرض تبلیغ کا بجا لانا علمائے آخرت کا کام ہے جنہیں ہر دم یہ خیال رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب رسول اللہ صلعم سے خدا کے سامنے نادم ہونا پڑے وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ حضور امت کے حال پر راتوں رویا کئے اور بارگاہ جل و علا میں نہایت تضرع اور ابتہال سے دعائے مغفرت کیا کرتے ایسے ہی علمائے آخرت کا قول و فعل امت کیلئے حجت ٹھیر سکتا ہے ورنہ علمائے دنیا جو زر و مال کی دھن میں لگے ہیں اور انہیں کبھی سے بھی امت کے حال پر رونا نصیب نہیں ہوا۔ کچھ نہیں کر سکینگے بلکہ انہیں علماء کو خطاب سے مخاطب کرنا رسول اللہ صلعم کی سنت کی ہتک کرنا ہے علمائے آخرت کا ادنےٰ کام ہے کہ دنیا اور ما فیہا ان کی نظروں میں حقیر ہوتی ہے اور انہیں کسی امیر و بادشاہ کی پروا نہیں ہوتی ان کا کام نصح خلائق ہوتا ہے تقریراً و تحریراً۔ انہیں کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا۔ یوزن مداد العلماء یوم القیامۃ بدم الشہداء۔ ایک دوسری حدیث میں علمائے آخرت اور علمائے دین میں یوں فرق بتلایا ہے کہ لا تجلسوا عند کل عالم الا عالم یدعوکم من خمس من الشک الی الیقین ومن الریاء الی الاخلاص ومن الرغبۃ الی الزہد ومن الکبریاء الی التواضع ومن العداوۃ الی النصیحۃ

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ مجھے سلف کے اسناد کی یہ خبر ملی ہے کہ بہت برسوں کے قبل کی ابتدا علمائے دین تھوڑی ہونی چاہیئے حضرت مکحول فرماتے تھے کہ میرے پاس حضور علیہ السلام کے دس صحابہ نے یہ بیان کیا کہ ہم مسجد قبا میں قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ ناگاہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تم جو چاہو سیکھو مگر اللہ کے یہاں اس علم کا اجر ہرگز تم کو نہ ملیگا جب تک تعلیم کر کے یعنی باخلاص نیت بغرض حمایت دین اشاعت کروگے۔

حضرت مسیح علیہ السلام اپنے وعظ میں علمائے دنیا کو یوں خطاب کرتے ہیں کہ۔

اے علمائے دنیا تم محض دنیا کے طور پر نماز روزہ وغیرہ احکام کو بجا لاتے ہو اور جس بات کو تم دوسروں سے کہتے ہو اس پر عامل نہیں ہوتے۔ تمہاری دانش کیسی بری اور ناپاک ہے تم لوگ محض باتوں ہی باتوں میں پرہیزگار ہو حالانکہ تمہارے دل ہوس دنیا کی ہلاکت ہو رہے ہیں تم بالکل چھلنی کیطرح ہو جس کے اندر سے آٹا چھن کر صرف اس میں بھوسی باقی رہجاتی ہے کیونکہ تمہارے منہ سے حکمت و دانش کے کلمات نکلتے ہیں اور تمہارے دل بغض کینہ حسد لالچ وغیرہ سے پلید اور بے رونق ہو رہے ہیں۔ اے علماء دنیا! تم دنیا کی خدمتگار غلام ہوگئے ہو تمہیں آخرت سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ بھلا تم جیسا آدمی آخرت کو کیسے پا سکتا ہے۔ تمہارے دل تمہاری بد اعمالیوں سے دور رہے ہیں تم نے دنیا کو سر پر اور اعمال کو پاؤں کے نیچے رکھا ہوا ہے بخدا تم نے اپنی آخرت کو بگاڑ لیا ہے کیونکہ تم شب و روز صلاح آخرت کو چھوڑ کر صلاح دنیا کے پیچھے لگ گئے ہو تم سے بڑھکر دنیا میں کوئی شخص ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا خدا تمہارا برا کرے کب تک تم دوسروں کو رہنمائی کرتے رہوگے اور خود متحیر اور سراسیمہ ہو کر کھڑے رہوگے؟ کب تک تمہارے منہ سے نور خدا نکلتا رہیگا اور تمہارے پیٹ یعنی دل ظلمتکدہ بنے رہیں گے؟ اے علمائے دنیا! دنیا عنقریب تمہاری بیخ کنی کر کے تمہیں منہ کے بل گرا دیگی اس کے بعد تمہارے گلے میں رسی ڈالکر تمہیں ایک بڑے زبردست احکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائیگا جو تمہیں تمہاری بداعمالیوں کی پوری پوری سزا دیگا۔ مذکورہ بالا حوالہ ایک عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ جو بغرض مناسبت اس موقعہ پر لکھا گیا ہے مدنر کتب احادیث میں علمائے دنیا کے متعلق جو کچھ مذکور ہے وہی کافی حجت ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص علماء کیطرف سے یوں کہنے لگے کہ موجودہ زمانہ میں علماء کی معیشت کے اسباب مسدود ہو رہے ہیں اس لئے وہ ایک گونہ عذر قوی رکھتے ہیں۔ مگر میں اس عذر کا جواب صرف اسقدر کافی سمجھتا ہوں کہ علمائے آخرت کیطرف سے یہ عذر کبھی قابل سماعت ہے کیونکہ یہ خیال ضعف توحید پر دال ہے اور جو حقیقت توحید سے ناواقف ہے وہ عالم کہاں؟ ہاں علمائے دنیا کے حق میں صحیح اور درست ہے سو ہمیں ان سے کچھ امید نہیں۔ تاریخ اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ جن لوگوں نے دین کی خدمت کی ہے۔ وہ سب فقراء کا گروہ ہے میں یہ سطور نہ لکھتا با آنکہ مجھے یقین ہے کہ اکثر اصحاب برا منائینگے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلیں مذہبی پہلو میں کمزور ہو گئی ہیں اور ہو جائینگی اگر علمائے کرام تلقین و وعظ سے انہیں صراط مستقیم پر لانیکی کوشش کریں تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے مگر وہ کچھ نہیں کرتے۔ الا ماشاء اللہ الہدیٰ

---

[۱] ہمارے علماء ہم سے عجیب عجیب باتیں فاش بیت امر دیکھ رہے ہیں اور یا چھپا رہے ہیں وہ چپ ہیں۔

[۲] علماء کی سیاہی قیامت کے دن شہداء کے خون سے وزن کیجائیگی ۱۲ منہ۔

[۳] ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو ہاں اس عالم کے پاس بیٹھو جو تمہیں پانچ امور قبیحہ کی بجائے پانچ امور حسنہ کیطرف دعوت کرے۔ (۱) شک سے یقین کیطرف (۲) ریا سے اخلاص کیطرف (۳) ہوس دنیا سے زہد کیطرف (۴) تکبر سے تواضع کیطرف (۵) عداوت سے خیرخواہی کیطرف ۱۲

سلطنت روسیہ اور مسلمان

اس وقت روسیہ کی عریض اور وسیع سلطنت کی توہ خواب خرگوش میں پڑی خراٹے لے رہی ہے جبکہ اس کے جاہ و جلال کا طمطراق اس پر خود خندہ زنی کر رہی ہے۔ اس سلطنت کی غیر معمولی وسعت کی سب کا دل دہلا دیا تھا اور روسیہ کے نام سے جان نکلتی تھی مگر آج وہی روسیہ اور وہی اسکی سلطنت ہے کہ کمزور قومیں بھی اس سے دو دو ہاتھ کرنیکے لئے میدان جنگ میں اتر آئی ہیں یہانتک کہ ابھی بہائی بھی روسیہ کو کچھ مال نہیں سمجھتی اور اس کے لئے بلائے بے درمان بن رہے ہیں جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تو اے معبود برحق بہت بڑا قدرت والا ہے۔

ہم یہاں روسیہ کی عظیم سلطنت کی عظمت دکھلا کے اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی سلطنت کو کچھ آنچ نہیں آئی مگر ہاں بلکہ جلد نئے سے سلطنت کی ساکھ جاتی رہی لین دین بند ہو گئے لوگ سرکاری بنکوں سے اپنا روپیہ واپس طلب کر رہے ہیں۔ روسی سرکاری کاغذ کا بھاؤ گر پڑا اور بغاوت کے خیالات کل روسی رعایا میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اب سنئے اسکی سلطنت کی وسعت کہ وہ مشرقی یورپ اور شمالی ایشیا میں پھیلی ہوئی ہے

اور اس کا رقبہ ۰۰۰۰۰۵۸ (اٹھاون لاکھ) مربع میل ہے۔ یعنی کرہ زمین کے محیط دائرہ کے [illegible] حصہ کے برابر۔ آبادی بہت کم ہے مگر پھر بھی دنیا کی کل آبادی کا [illegible] حصہ روسیہ میں آباد ہے۔ یہ دیکھ کے ایک ہیبت سی معلوم ہوتی ہے مگر جاپان نے اسکی ہیبت کو دل سے بہت کم کر دیا ہے اور روز بروز اسکی ہوا [illegible] جاتی ہے۔

روسیہ نے مسلمانوں کو جو کچھ نقصان پہنچایا وہ واقعی بہت دل دکھانے والا ہے۔ وسط ایشیا جہاں مسلمانوں کی سلطنتیں پھیلی ہوئی تھیں [illegible] وغیرہ اور [illegible] رفتہ رفتہ غارت کر دیں اور پھر ان پر قابض ہو گیا۔ اسکے قانون میں آزادی نہیں ہے اگرچہ خاص سینٹ پیٹرسبرگ میں گیارہ عالیشان مسجد موجود ہیں لیکن مذہبی آزادی کے حقوق [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] [illegible] اگرچہ اس [illegible] اس پر بوسہ دیا جاتا ہے مگر [illegible] شان ایک [illegible] پرست شاہ کی تصویر رکھنے سے کیا علاقہ۔ اگر کوئی مسجد جدید بنانا چاہو جب تک تین سو مسلمانوں کے دستخط کی عرضی زار کو نہ دی جاوے اور وہ منظور نہ ہو جاوے مجال نہیں کہ مسجد بن سکے اگر کسی بستی میں مسجد کے پاس کوئی گرجا ہے تو اس گرجے سے بلند مسجد کبھی نہ بن سکیگی۔

ایک بار تو زار نے اس نے کوشش کی تھی کہ قرآن مجید سے جہاد کا بیان نکال ڈالا جائے مگر جب مسلمانوں کو آمادہ دیکھا اور یہ سمجھا کہ تمام اسلامی آبادی اٹھ کھڑی ہوگی بجائے قرآن کے ہدایہ میں کہ باب الجہاد نکال ڈالا گیا اور پھر کچھ فتنہ و فساد نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ کوئی مسلمان جب تک وہ ضمانت نہ دے حج کرنے نہیں جا سکتا۔

باین ہمہ روسیہ کی سلطنت میں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے اور وہ سب خونخوار مسلمان ہیں اور ان کا بڑا حصہ فوج میں داخل ہے۔ یہ مشہور ہے کہ روسیہ نے سپاہ سالاری کے عہدے مسلمانوں کو دے رکھے ہیں اگرچہ یہ بات غلط نہیں ہے لیکن ان سپاہ سالاروں کی تنخواہ تین سو چار سو روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ اور یہ سپاہ سالار وسط ایشیا میں زیادہ ہیں۔ اگرچہ وسط ایشیا کو اس نے مٹا کے خاک میں ملا دیا ہے لیکن اب بھی خوفناک ترکمانوں کی آبادی ہزار ہا میل تک پھیلی ہوئی ہے اس لئے اپنی حکمت عملی سے اس نے ترکمانی مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے دے رکھے ہیں۔ ایک زمانہ تھا بلکہ ابھی ۱۸۷۷ء کی جنگ روم و روس میں روسیہ کے فوجی مسلمان اسقدر وحشی تھے کہ یہ بھی نہ سمجھ سکتے تھے کہ اذان اور نماز کسے کہتے ہیں اور اسلام کیا چیز ہے مگر الحمد للہ اب ان میں اسلام کی روح پھونک گئی ہے اور وہ ایک خاص وقت کے منتظر ہیں اگر وہ وقت آگیا تو ان کا جوش شجاعت ضرور رنگ لائے گا۔

جب روسیہ نے دولت عثمانیہ پر اندھیر مچا رکھا ہے تو پہلے اپنی نصرانی فوجیں چڑھا کے لیگیا تھا ترک اگرچہ تین سال کی متواتر لڑائیوں سے کمزور ہو گئے تھے اور ایسے کمزور کہ ان کے پاس سوائے اسّی ہزار شائستہ فوج کے اور کچھ نہ رہا تھا لیکن تو بھی بلغاریا میں جس طرح انہوں نے روسی نصرانی فوجوں کو پے در پے ہزیمت [illegible] دی ہیں [illegible] ایک عالم تمام دنیا میں پڑ گیا تھا اور روسیہ کی بنیادیں ہل گئی تھیں آخر بہت سوچ بچار اور مشورہ کے بعد خود شہنشاہ روسیہ نے مسلمانوں کی خونخوار فوجیں لیکر [illegible] تھا اور ان مسلمان [illegible] فوجوں [illegible] ہوتا پر عثمان پاشا سے دو دو ہاتھ [illegible]۔ مگر یہ رنگ جہاں مسلم ہوتا روسیہ [illegible] مسلمان [illegible] ہو گئے ہیں اور ان [illegible] جو چھ سال [illegible] روسی گورنمنٹ [illegible] اشتہار ہے [illegible] وہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھ [illegible] جب کل مسلمانوں کی [illegible] [illegible] روسی مسلمان فوجوں کی [illegible] آگئی تھی ایک ڈاکٹر کا بیان ہے جسنے [illegible] کہا تھا اگر روسی فوجی مسلمان کہیں [illegible] مل جاتے تھے اور وہ یہ سمجھ لیتے تھے کہ یہ مسلمان ہیں تو وہ بہت تپاک اور محبت سے بغلگیر ہوتے تھے اگرچہ [illegible] ایک دوسرے کی بولی نہ سمجھ سکتے تھے۔ گواہوں سے دونوں کی حالت کی کیفیت معلوم ہو جاتی تھی۔ فرانسیسی سپاہیوں نے برلن اعظم کی دیسی فوج کے سپاہیوں کو چھیڑا اور انہیں قتل کیلئے پکارا لیکن روسی مسلمان سپاہیوں نے ایک حرف نہیں کہا اور جب ملے محبت سے ملے۔

اسی بنا پر امیر عبدالرحمن خان مرحوم نے کہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آناً فاناً میں تمام وسط ایشیا کو آمادہ بغاوت کر سکتا ہوں خود شہنشاہ روسیہ کو مسلمانوں پر اتنا بھروسہ ہے کہ زار کا باڈی گارڈ کل مسلمان سپاہیوں کا ہے اور اس پر زار کو بہت بڑا ناز ہے۔ باوجود اس قوت اور بھروسہ کے بھی روسیہ میں مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں ہے اور انہیں وہ حقوق نہیں دیئے گئے ہیں جو روسیہ کی نصرانی رعایا کو حاصل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمانی ممالک میں جو روسیہ کے قبضہ میں ہیں بڑی بڑی زبردست فوجوں کی چھاؤنیاں پڑی ہوئی ہیں طفلس پایہ تخت کوہ قاف میں شام کو اکیلے دوکیلے کی خیر نہیں ہے اور کوہ قافی مسلمان بعض اوقات خود گورنر طفلس کے محل پر بھی چھاپہ مارنے میں پہلو تہی نہیں کرتے کوہ قاف جس کو شیروں کا بن کہنا چاہیئے ڈیڑھ صدی تک روسیہ لڑتا رہا اور اتنی طولانی جنگوں کے بعد بمشکل اوپری قبضہ روسیہ کا ہوا ہے۔ اس وقت روسیہ کی پوری چالیس لاکھ فوج بیان کیجاتی ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن یہ ٹڈی دل فوجیں کبھی اور کسی حالت میں میدان جنگ کی صورت [illegible] سکتیں کیونکہ جہاں جہاں مسلمان آبادی میں جتنی فوجیں پڑی ہوئی ہیں ان میں کا ایک سپاہی بھی کم نہیں ہو سکتا آج کوہ قاف کی فوجیں نصف ہی کم کر دیجائیں تو کل ہی غدر ہو جاوے۔ محض مسلمان خونخوار آبادی کے خوف کو روسیہ نے اسقدر خرچ فوجوں کا برداشت کر لیا ہے۔ ورنہ یورپ کی کسی سلطنت کو اتنی فوج رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسے خوفناک عنصر اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔

مہاجرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور جب مسلمان [illegible] چلے جاتے ہیں تو وہ ہجرت کر کے ترکی میں چلے آتے ہیں گورنمنٹ روسیہ ہرچند چاہتی ہے کہ مسلمانوں کو ہجرت کرنے سے روکے لیکن کوئی تدبیر ایسی نہیں ہو سکتی کہ یہ روزمرہ کی ہجرت بند ہو۔ اگر ان مہاجرین کا سالانہ حساب لگایا جاوے تو کئی ہزار تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس ہجرت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان روسی حکومت میں خوش نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے متعدد دینی مدارس ہر شہر میں موجود ہیں اور [illegible] سرکاری مدارس میں بھی مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں لیکن پھر بھی بہ تعجب سے دیکھا جائیگا کہ کثیر التعداد روسی مسلمان ہر سال ہندوستان میں دینی علوم کی تحصیل کیلئے آتے ہیں۔ خاص سینٹ پیٹرسبرگ کی یونیورسٹی میں کئی پروفیسر مسلمان ہیں۔ جو قانون اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اور ہر مدرسہ میں کچھ نہ کچھ مسلمان طلبہ دکھائی دیتے ہیں لیکن مسلمانوں میں تعلیم کا عام رواج نہیں ہے اور مثل حکومت انگلشیہ کے وہاں کے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی طرف سے مدد نہیں دیجاتی ۱۸۹۴ء میں تمام ممالک روسیہ میں سات یونیورسٹیاں تھیں جن میں چھ سو پانچ پروفیسر اور دس ہزار پانسو اٹھائیس طلبہ تھے جن میں فقط دس پروفیسر تو مسلمان تھے باقی کل نصاریٰ اور طلبہ کی تعداد ایک سو دس تھی علاوہ ایشیا کے جہاں ہزار ہا میل تک صرف مسلمانوں کی آبادی چلی گئی ہے اور وسط ایشیا تو سارا مسلمانوں سے لبالب بھرا ہوا ہے خود روسی یورپ میں اس وقت چالیس لاکھ مسلمانوں کے قریب آباد ہیں۔ کریمیا میں بہت بڑی آبادی خونخوار مغلوں کی ہے یہ کل مغل ایک زمانہ میں سلطان ترکی کے زیر فرمان تھے۔ مگر ۱۸۵۴ء میں کریمیا کی مغلوں کو روسیہ نے دولت علیہ سے آزادی کرا دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ یہ آزادی برقرار رکھی جائیگی مگر رفتہ رفتہ ان پر قبضہ کر لیا اور ان کو برائے نام آزادی کا بہت جلد خاتمہ ہو گیا۔

روسیہ کے مظالم کی ایک طویل داستان ہے جو اس نے وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر کئے ہیں۔ یہ خوب سمجھ لیا جاوے کہ اگر دنیا میں کوئی سلطنت مسلمانوں کی دشمن ہے تو وہ روسیہ ہے ہمیں ان سلطنتوں کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں ہے جو روسیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئیں کیونکہ ان باتوں کو سب جانتا ہے مگر ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ [illegible] کا کیا تعلق ہے اور باہمی ربط و ضبط کیا [illegible] نے اپنی عمر بھر مسلمانوں سے ایسا کوئی معاہدہ [illegible] جسکو اس نے توڑ کر نہ ڈالا ہو۔ وہ چاہتا ہے اور اس کی دلی آرزو ہے کہ کسی طرح اسلام کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ دو صدی کے عرصہ میں اس نے ترکی کو بالکل اجاڑ کر دیا۔ ایک عظیم سلطنت ان سے چھین کے آزاد کرا دی۔ وسط ایشیا بالکل پامال کر چکا ہے۔ اب اس کا خیال تین سلطنتوں کی طرف ہے جن میں سے ایک [illegible] زندہ ہے ایک سسک رہی ہے اور ایک [illegible] تو ہے مگر کمزور ہے یعنی دولت علیہ عثمانیہ۔ دولت صفویہ اور دولت خداداد افغانستان۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ان کی زندگی منظور کی ہے روسیہ جاپان خدائی غضب کی طرح ٹوٹ پڑا ہے اور دونوں جمہوریتوں میں سارا کھایا پیا ناکوں سے نکلوا لیا۔ بات مسلم ہے اور تمام مدبرین مانتے ہیں کہ جسطرح ترکوں کی عملداری میں عیسائیوں کو آزادی ہے خود روسیہ میں نہیں ہے سوائے یونانی گرجے کے عیسائیوں کے کل عیسائی سوسائٹیاں ہیں مگر روسیہ چین نہیں لینے دیتا اور برابر سلطانی عملداری میں [illegible] کراتا رہتا ہے اس کے ہزار ہا مخبر تاجروں اور [illegible] کی صورت میں دولت علیہ عثمانیہ کے ہر گوشہ میں موجود ہیں جو یہاں عیسائی باشندوں کو ترکوں کے خلاف ابھارتے رہتے ہیں۔ عقل اسکی شہادت دیتی ہے کہ جب تک باہر سے امداد نہو کسی رعایا میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے مقابلہ کرے اور مدت تک جنگ جاری رکھے۔

مسلمانوں کو برباد کرنے کیلئے وہ روزمرہ طرح طرح کی تدبیریں کرتا رہتا ہے اور خود اس کے پایہ تخت میں ایسی کمیٹیاں قائم ہیں جن سے یہ ریشہ دوانی ہوتی رہتی ہے۔ سرویا میں اس نے غدر کرایا اور برسوں رکھا تا رہا۔ بلغاریا کو اس نے اکسایا انہی لوگوں اور ہرزیگوینا نے محض اسی کے اشارہ سے بغاوت کی غرض کیا کیا نہیں یا سب کچھ کیا اور یہاں تک کیا کہ انگلستان کے برابر ترکوں سے عملداری نکلوا دی اور اب بھی برابر کوشش کئے جاتا ہے کہ کسی طرح یورپ میں ایک تنکہ زمین بھی ترکوں کے قبضہ میں نہ رہے۔ ایران میں بھی اس کی سازشوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سلطنت پہلے سے نیم مردہ ہے اور سسک رہی ہے۔ روسیہ ایک ہی جھپٹے میں اس کا کام تمام ہو جائیگا۔ اب رہا افغانستان روسیہ نے اسکو بھی کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ امیر شیر علی کو بھرے پرچڑھا کے انگریزوں سے بھڑوا دیا اور آپ الگ ہو گیا۔ وہ تو کچھ خدا کی رحمت تھی کہ امیر عبدالرحمن خان جیسا ہوشیار اور مدبر تخت کابل پر بیٹھا اور اسنے کو روسیہ کی آفت سے بچا لیا مگر پھر ۱۸۸۵ء میں روسیہ نے نہایت بے ایمانی سے پنجدہ پر حملہ کر کے افغانیوں سے اس قلعہ کو لیلیا تھا لیکن اس کے بعد نہیں آگے بڑھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور وہ ٹھٹھک کے رہ گیا۔ مگر تھٹکنے سے وہ غافل نہیں ہے۔ ریلیں بنا رہا ہے جو بڑھتے بڑھتے ہرات کے قریب پہنچ گئی ہیں اور اس کا دانت افغانستان پر ضرور ہے مگر امیر عبدالرحمن خان

ایک ایسی آہنی دیوار کھڑی کر گئے ہیں کہ ایک تنکہ روسیہ اس کو نہیں پھلانگ سکتا۔

غازی عبد الحمید خان والی دولت عالیہ ایک شنفیر سلطان ہیں اس میں بالکل شبہ نہیں جب سے وہ تخت سلطنت پر متمکن ہیں اپنی علمداری کا بہت سا حصہ روسیون کی سازش کی نذر کر چکے ہیں۔ اور وہ نہ پاسے کرتے تو کیا کرتے ان کے ہاتھ سلطنت ایسی نیم مردہ حالت میں لگی کہ اس کی زندگی کو لالے پڑے ہوئے تھے جو کچھ اُن سے کہا گیا وقتاً فوقتاً طوعاً وکرہاً انہیں کرنا پڑا آخر جب انھوں نے دیکھا کہ روسیون کی سازشوں سے نجات اس وقت ہوگی کہ ایشیا اور یوروپ کو ریلوں کے ذریعہ سے ملا دیا جائے تو ان کی صورت نکل آئیگی۔ سلطان المعظم نے سوچ سمجھ کر جرمنی سے دوستی پیدا کی اندرونی اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے خود تو پایۂ تخت کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اسی لئے شہنشاہ جرمنی کو بلا یا وہ بیت المقدس تک خاطر آیا۔ اس سے ریلوے کے متعلق گفتگو ہوئی۔ مگر جب تک کل باتیں طے نہ ہوگئیں یہ معاملہ راز میں رکھا گیا جب کمپنی وغیرہ قایم ہوگئی تو یہ عقدہ کھلا پھر کیا تھا روس کے مرچین لگ گئیں وہ زور زور سے چیخنے لگا کہ یہ کیا غضب ہوا پھر میری ڈال کیونکر گلے گی اس نے اس ریل کی تعمیر کو روکنے کے لئے مقرر کیا اور سارے میں پریشان مارا مارا پھر کر ناکام ہوگئی۔ اور بغداد ریلوے بنتی شروع ہوگئی جو پانچ سال کے عرصہ میں قسطنطنیہ تک پہنچ جائیگی۔ جب زار پریشان ہوکے بیٹھ رہا اور کچھ نہ اس کا بس چلا تو اس نے اپنے وزیر خارجہ کو بلغاریا بھیج کے امیر فرڈی نینڈ کو اکسایا کہ یہ وقت ترکون پر حملہ کرنیکا بہت اچھا ہے۔ اور اس کے بعد مقدونیہ میں غدر کرا دیا۔ ادھر بلغاریا ترکون سے جنگ کرنیکے لئے تل گیا اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہوگیا کہ بلغاریا کے پیچھے روسیہ چھپا ہوا ہے یہ خیال غلط نہ تھا ترکون نے بھی مجبوراً جنگ کی تیاری کرلی تھی یہان یہ سامان ہو رہا تھا اور وہان روسیہ کی قسمت اس پر زہر خند کر رہی تھی کہ یکایک جاپانی بیڑے نے آدھی رات کو بندر آرتھر پر حملہ کر کے روس کے تمام منصوبون پر خاک ڈالدی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اب اسے اپنے جان کے لینے دینے پڑ گئے ہیں۔ نہ بغداد ریلوے کی مخالفت کا ہوش رہا اور نہ بلغاریا کی حمایت اور نہ مقدونیہ کے مفسدون کی بارود خشک کرانے کا یہ خیال ہی نہیں۔ اس کا جہازی بیڑہ بالکل غارت ہو چکا ہے اور اگر کچھ ٹوٹے ہوئے دو چار روسی جہاز موجود ہیں تو وہ عنقریب غرق ہو جائیں گے۔ بغداد ریلوے خوب دھڑلے سے بن رہی ہے۔ بلغاریہ مایل باشتی نظر آتا ہے۔ کیونکہ جس کھونٹے کے بل وہ کودتا تھا وہ کھونٹا ہی غارت ہو گیا ہے کیا خدا کی شان ہے

جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہیگا کرے گا
یہ بات حکومت کی اسی کو ہی سزا ہے

سوچنے کے قابل یہ عجیب بات ہوئی کہ کل سلطنت قائم ہوا لیس لاکھ جرار فوج موجود مگر ہوا ایسی بگڑی

کر سنبھلنا شبہ کو ہوگیا۔ ... ذہین وہن دین نقش آگیا اور کل سلطنت کی بنیاد دین چرچرا گئیں۔ دیکھیں آئندہ نمود کیا منظر رہتے ہیں غیب کا حال کوئی نہیں جانتا۔ فی الحال یہ بات تو ضرور ہوئی کہ مسلمانوں کا پیچھا بہت دن تک روس سے چھوٹ گیا۔ آگے جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا۔ اب تو روسیہ کو اپنی ٹوپی سنبھالنی مشکل پڑ گئی ہے۔ (کرزن گزٹ)

اسلام اور نسب

بعد از بعثت یہ امر ہمیشہ مرکوز خاطر اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رہا کہ تمام عرب نفظ قوم کے صحیح مفہوم میں ایک نیشن ہو جائے۔ مگر غرور نسب جو عربون کی جبلت میں داخل تھا۔ ایک مضبوط اور دشوار گذار روک قومیت کے راستہ میں حایل تھی جبتک یہ روک تمام دور نہ کیجاوے کامل اتحاد نہیں ہو سکتا تھا۔ سب سے زیادہ نسبی غرور کا مرض قریش میں تھا۔ اس مرض اخلاقی کے دفعیہ کیواسطے جناب والا نے اپنے خاندان میں زید کا نکاح کروا کے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کا عملی ثبوت دینے کیلئے جب سنہ ۶ھ میں مختلف ممالک میں قاصد روانہ کئے گئے تھے تو اسلامی ایلچی کو قوم غسان نے (جو عراق عجم میں رہتی اور مدت سے عیسائی ہوگئی تھی) مار ڈالا ان کی سرکوبی کیواسطے جو لشکر مہاجرین و انصار کا بھیجا گیا۔ اُن کا سپہ سالار زید بن حارث تھا۔ زید لڑائی میں شہید ہوا۔ جب سنہ ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور سلسلہ مہاجرت ختم ہو گیا کیونکہ عرب کا کوئی حصہ دار الحرب نہ رہا تھا اور سنہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد قریباً تمام عرب مسلمان ہو چکا تھا اب دوبارہ قوم غسان پر فوج کشی کا اعلان کیا گیا۔ اسامہ بن زید اُس لشکر کا جو تمام قبائل عرب سے تیار کیا گیا تھا۔ افسر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسامہ کے ماتحت ہی تھے یہ لشکر بوجہ علالت پیغمبر خدا ان کی زندگی میں روانہ نہ ہو سکا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے روانہ فرمایا اور خود پیادہ دو تین میل تک اسامہ کے ہمرکاب گئے۔ اسمیں حکمت یہ تھی کہ اسامہ اپنے باپ کا انتقام لینے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھیگا اور نیز یہ کہ تمام اہل عرب پر واضح ہو جائے کہ نسب فی الحقیقت خدا کے نزدیک کوئی ایسی چیز نہیں جس پر بیجا فخر و ناز کیا جائے۔ زید کی سپہ سالاری کیلئے مہاجرین و انصار کو چلایا۔ اور اسامہ کے افسر مقرر کرنے سے تمام عرب کو اس کا عملی ثبوت دیا کہ غلام اور غلام زادہ امیر زادہ کے برابر بلکہ بڑھکر ہے۔

یہ ہے اعلیٰ تعلیم اور یہ ہے اس کا عملی ثبوت۔ جسقدر زیادہ سمجھیں اور جسقدر غور کریں۔ اُسی قدر ہماری عقیدت ذات اقدس پر بڑھتی جاتی ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

تمام وہمی و خیالی کبر و نخوت جو عقاید باطلہ اور اوہام فاسدہ نے پیدا کر رکھے تھے۔ بتدریج دور کردیئے تھے۔ جو اصول بیان فرمائے ان کا اپنے طریق عمل سے ثبوت دیا۔ جہان سوز منافرت کے بجائے عالمگیر اخوت (یونیورسل برادرہڈ) قائم کی۔ اور آخرکار حیرت انگیز تاریخی واقعہ بیان کر کے اعمال صالحہ کو معیار شرافت قرار دیا۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ
اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ

حضرت نوحؑ نے فریاد کی کہ بار الہا تیرا وعدہ میرے اہل و عیال کو بچانے کا ہے میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا۔ ارشاد ہوا کہ وہ تیرا بیٹا نہیں اور تیرے عیال میں داخل ہے کیونکہ اس کے اچھے عمل نہیں ہیں۔

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود
پیمبر زادگی قدرش نیفزود

انسانیت کی خالص سونے پر جو صدیون سے نبی ملمع چڑھا ہوا تھا اخلاق فاضلہ کی کٹھالی میں تپایا۔ اور آخرکار خالص سونے کو الگ کر دیا یہی تھی وہ تعلیم جس سے حضرت علیؓ متاثر ہو کر یون فرماتے ہیں۔

انا ابن لنسبی کنیتی ادبی
او کان من عجم او من العربی
ان الفتی من یقال ہا انا ذا
لیس الفتی من قال کان ابی

مختصر یہ کہ جب وہ عوارض جو انسان کی غلط کاریون نے پیدا کر رکھے تھے اسلامی تعلیم کی برکت سے دور ہوگئے۔ تو جوہر انسانیت نے اپنا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اور ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک عالمگیر اخوت قائم ہوگئی۔ کہاں وہ زمانہ تھا کہ بھائی بھائی کا دشمن اور کہان یہ وقت کہ تمام ملک و قوم یک جان و دو قالب ہے اور عرب کے ہر ایک گوشہ سے یہ صدا آرہی ہے۔

آفتاب یک و یار دگو ہر یک معدنیم
آشنا ئیم باہم ہیچکس بیگانہ نیست

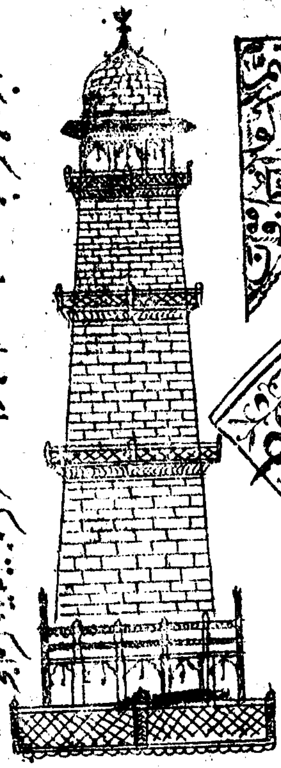
وائے بر حال ما۔ یہ اعلےٰ تعلیم اور یہ استخوان فروشی۔ فاعتبروا الخ۔

(خاکسار الف الدین) (وکیل)

مدرسۃ القادیان وبربرا فریقیا

لماکان غایۃ امرنا وقصوی شأننا ھذا اعلاء کلمۃ الاسلام وتائید الدین ومما نحتسبنا انہ ینفعنا فی ذالک ھو مدرسۃ القادیان رجاء منا بانہ عسی ان تدب فی نفوس اولادنا روح الحیات مرۃ اخری فھؤلاء الاولاد الذین یتعلمون یرضعون الآن وھم صغار لبان العلوم الدینیۃ ونرجوا من اللہ انھم ھم الذین سیصیرون رجال المستقبل وسیکون منھم العالم والواعظ والمتعظ ومتی استظھروا العلوم ودارسوا فعلا اتوا بالاعمال المفیدۃ للاسلام والمسلمین وکان ذلک الامر الذی حمل المسیح ابن المریم الموعود علیہ السلام علی ان حرض المومنین علی انفاقھم اموالھم فی ھذا السبیل ابتغاء لمرضات اللہ فشکر اللہ تعالیٰ علی ان القوم قاموا خاضعین اعناقھم لامر الامام فبذلوا اموالھم وجاھدوا بانفسھم ولا ینسا ان ندعوا الاخینا السید الدکتور جلال الدین الذی حملتہ الحمیۃ الاسلامیۃ علی ان احث کلمۃ اہل البربر ووحد وجھتھم فسلکوا ایہم مسالک الصلحاء وقدموا الدین علی الدنیا فارسلوا من اموالھم لمدرستنا ھذا بما تطھرت بہ قلوبھم من حب المال وانتفعت المدرسۃ بتبرعاتھم وخیرات ارضھم ونخص بالذکر الرجل الکبیر بابو ہری چند ومن معہ من اہل الہنود بما ظھرت منھم ھذہ السجیۃ الفاضلۃ مع کونھم من غیرنا ونخص بالذکر اخانا محمد قدار۔ واخانا احمد محمد ... واخانا حاجی لالجی ومحمد یوسف عیسیٰ وعاون حسن وعبد الحمید وغیرھم الذین قاموا لنصرت الدین القویم۔ فنسئل اللہ لنا ولھم العافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم بالو گر آئی چہ در قادیاں ہیں | زدواہیں شفا ہیں غرض دار الاماں ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے	۵
خواص و معاونین سے	۵
ہندوستان سے باہر	۶
غیر مذاہب والوں سے	۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے	۱۲

جلد ۸ — دار الامان قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء — نمبر ۱۰

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

(علیہ السلام والتحیۃ)

گذشتہ اشاعت سے آگے

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور سنت اللہ وں کی بھی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس طبقہ اور قسم کے لوگ تو بہت ہی کم ہوتے ہیں * دوسری قسم انسانوں کی وہ ہے جو دنیا کی خواہشوں پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور اور مہجور ہیں تمام ان کے سارے اغراض و مقاصد کا منتہیٰ اور انجام دنیا پر ختم ہو جاتا ہے وہ کبھی خیال بھی نہیں کرتے کہ انکو اس فانی دنیا سے ایک دن قطع تعلق کرنا ہوگا اور مرکر یہ سب کچھ یہاں چھوڑ جانا ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہوگا۔ وہ دنیا اور اسکے دھندوں میں کچھ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ کچھ اور سوچنا ہی نہیں … بہت ہی بڑی قسمت گروہ ہے اور اکثر حصہ … میں مبتلا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ انبیاء و رسل اور آئمہ کے آنے سے کیا غرض ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں اس لیے نہیں آتے کہ انکو اپنی پوجا کرانی ہوتی ہے وہ تو ایک خدا کی عبادت قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسی مطلب کے لئے آتے ہیں۔ اور اس واسطے کہ لوگ ان کے کامل نمونہ پر عمل کریں اور ان جیسے بننے کی کوشش کریں اور ایسی اتباع کریں کہ گویا وہی ہو جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ ان کے آنے کے اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں اس سے وہ آئمہ اور رسل خوش نہیں ہو سکتے کہ لوگ ان کی اس قدر عزت کرتے ہیں بلکہ نہیں وہ اسکو کوئی خوشی کا باعث قرار نہیں دیتے ان کی اصل خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ لوگ ان کی اتباع کریں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں کہ سچے خدا کی عبادت کرو اور توحید پر قائم ہو جاؤ اسپر قائم ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے رسول ان کو کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس اتباع کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کا طریق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی جاوے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام اور ہمارے ہادی اور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن انکو سجدہ کرنے اور حاجت روا قرار دینے کو تیار ہو جاتا ہے وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیکھ لیگا کہ مرنے کے بعد وہ امام اس سے بیزار ہوگا۔ ایسا ہی جو لوگ حضرت علی یا حضرت امام حسین کے درجہ کو بہت بڑھاتے ہیں گویا ان کی پرستش کرتے ہیں وہ امام حسین کے متبعین میں نہیں ہیں اور اس سے امام حسین خوش نہیں ہو سکتے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ پیروی کے لیے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ بدون پیروی کچھ بھی نہیں۔

میں ایک دم میں کیا سناؤں جو خیالات سالہا سال کے دل میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ دفعۃً دور نہیں ہو سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو وہ قادر ہے کہ فی الفور تبدیلی کر دے۔ خدا کی توفیق سے پرانے غلط خیالات کو چھوڑنا بہت سہل ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دعویٰ جھوٹھا نہیں ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اُس کی تائید میرے ساتھ ہے اگر میں اُس کی طرف سے مامور نہ ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا

اور میری ہلاکت ہی میرے کذب کی دلیل ٹھہر جاتی۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ میری تھوڑی مخالفت نہیں ہوئی + ہر طرف سے ہر مذہب والے نے میری مخالفت میں حصہ لیا اور بہت بڑا حصہ لیا۔ ہر قسم کے مشکلات اور روکیں میری راہ میں ڈالی جاتی ہیں اور ڈالی گئی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ان مشکلات سے صاف نکالا ہے اور ان روکوں کو دور کرکے وہ ایک جہان کو میری طرف لا رہا ہے اسی وعدہ کے موافق جو براہین احمدیہ میں کیا گیا تھا۔ اسپر بھی میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اگر ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی میں کامیاب ہو گیا تو میری سچائی میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں بلکہ شروع سے سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی راستباز اور خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے اسکی ہنسی کیجاتی ہے اُسے قسم قسم کے دکھ دیے جاتے ہیں۔ مگر آخر وہ غالب آتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام روکوں کو خود اٹھا دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے مشکلات پیش آئے ابن جریر نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نبوۃ کا دعویٰ کیا تو قریش اور چند اور لوگ بھڑکے اور مخالفت کیواسطے اٹھے انھوں نے یہ تجویز کی کہ ابوطالب کے پاس جاکر شکایت کریں چنانچہ ابوطالب کے پاس یہ لوگ گئے کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں اور معبودوں کو برا کہتا ہے اسکو روکنا چاہیے چونکہ ایک بڑی جماعت یہ شکایت لیکر گئی تھی اسلیے ابوطالب نے آنحضرت کو بلایا تاکہ اُن کے سامنے آپ سے دریافت کریں جہاں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ ایک چھوٹا دالان تھا اور ابوطالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ باقی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ چچا کے پاس بیٹھ جائیں مگر ابوجہل نے یہ دیکھ کر کہ آپ یہاں آکر بیٹھیں گے شرارت کی اور اپنی جگہ سے کود کر وہاں جا بیٹھا تاکہ جگہ نہ رہے اور ایسی ملکر ایسی شرارت کی کہ آپ کے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ رکھی آخر آپ دروازہ ہی میں بیٹھ گئے اس دردناک واقعہ سے انکی کیسی شرارت اور کم ظرفی ثابت ہوتی ہے۔ غرض جب آپ بیٹھ گئے تو ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو جانتا ہے کہ میں نے تجھکو کسواسطے بلایا ہے۔ مکہ کے رئیس کہتے ہیں کہ تو ان کے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے آنحضرت نے فرمایا اے چچا میں تو انکو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر تم یہ ایک بات مان لو تو عرب اور عجم سب تمہارا ہو جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ وہ کونسی ایک بات ہے تب آپ نے فرمایا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**

جب انھوں نے یہ کلمہ سنا تو سب کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور بھڑک اٹھے اور مکان سے نکل گئے اور پھر آپ کی راہ میں بڑی روکیں اور مشکلات ڈالی گئیں + تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے خدا کے راستبازوں اور ماموروں کے مقابلہ میں ہر قسم کی کوششیں انکو کمزور کرنے کے لیے کی جاتی ہیں لیکن خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ ساری کوششیں خاک میں ملجاتی ہیں۔ ایسے موقع پر بعض شریف الطبع اور سعید لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہدیتے ہیں

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

صادق کا **صدق** خود اُس کے لیے زبردست ثبوت اور دلیل ہوتا ہے اور کاذب کا کذب ہی اسکو ہلاک کر دیتا ہے پس ان لوگوں کو میری مخالفت سے پہلے کم از کم اتنا ہی سوچ لینا چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں یہ ایک راہ راست ازلی شناخت کی رکھی ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

کہ میں تیری جماعت اور تیرے گروہ کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا اور اُن میں ترقی اور عروج دوں گا۔ میں اس بات کا کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایکوقت آنیوالا ہے کہ **ملوک ملکدار تاجر** اور ہر قسم کے معزز لوگ بھی ہوں گے لوگوں کے نزدیک یہ انہونی بات ہے مگر میں یقیناً جانتا ہوں یہی ہوگا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلکہ مجھے وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے ہیں جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے۔ اب اسوقت کوئی اسکو باور نہیں کرسکتا لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہوگا۔ جب آنحضرتؐ نے کہا تھا کہ دین و دنیا انھیں ہی آجائیں گے اسوقت کسکو خیال ہو سکتا تھا کیونکہ اتنے آدمی صرف آپکے ساتھ تھے جو ایک چھوٹے حجرہ میں آجاتے تھے اور لوگ ایسی باتوں کو سنکر اور گھر جاکر استہزا کرتے تھے کہ گھر سے باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا اور یہ دعوے ہیں۔ آخر سب کو معلوم ہو گیا کہ جو فرمایا تھا وہ سچ تھا۔ مامور اپنی ابتدائی حالت میں ہلال کی طرح ہوتا ہے ہر ایک شخص اسکو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جو تیز نظر ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں اسی طرح سعید الفطرت مومن مامور کو اسکی ابتدائی حالت میں جبکہ وہ ابھی مخفی رہتا ہے شناخت کر لیتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے پہلے ماننے والوں کا نام سابقین رکھا ہے لیکن جب بہت سے مسلمان فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو انکا نام صرف ناس رکھا گیا جیسے فرمایا **اذا جاء نصر اللّٰه والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجا**۔ حقیقت یہی ہے کہ جب حق کھل جاتا ہے پھر انکار کی گنجایش نہیں رہتی جیسے جب دن چڑھا ہوا ہے تو پھر بجز شپرک کے کون انکار کریگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جن پر حق کھل جاتا ہے مگر دنیا کے تعلقات اور مجبوریوں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اس حق سے محروم رہتے ہیں پس ہمیشہ خدا سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ان ظلموں سے بچاتا رہے اور قبول حق کے لیے کوئی روک اس کے واسطے نہ ہو۔

نواب صاحب - آپ میرے لیے ایمان کی دعا کریں دنیا سے تو آخر ایک دن مرہی جانا ہے۔

حضرت اقدس - اچھا میں تو دعا کروں گا مگر آپ کو بھی ان آداب اور شرائط کا لحاظ رکھنا چاہیے جو دعا کے واسطے ضروری ہیں + میرے دعا کرنے سے کیا ہوگا جب آپ توجہ نہ کریں بیمار کو چاہیے کہ طبیب کی ہدایتوں اور پرہیز پر بھی تو عمل کرے پس دعا کرانے کے واسطے ضروری ہے کہ آدمی خود اپنی اصلاح بھی کرے۔

مشیر اعلیٰ کیا جناب کو یہ بھی اطلاع دیگئی ہے کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی۔

حضرت اقدس - ہاں عمر کے متعلق مجھے الہاماً یہ بتایا گیا تھا کہ وہ اسّی کے قریب ہوگی اور حال میں ایک رؤیا کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵ سال اور بڑھانے کے واسطے دعا کی ہے (اسپر حضرت اقدس نے رؤیا سنایا جو پہلے الحکم میں درج ہو چکا۔ ایڈیٹر)

مشیر اعلیٰ اب جناب کی عمر کیا ہوگی۔

حضرت اقدس ۶۵ یا ۶۶ سال۔

جب ایک عقیدہ پرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اُسپر رہتا ہے تو پھر اسے اسکے چھوڑنے میں بڑے مشکلات پیش آتے ہیں وہ اسکے خلاف نہیں سن سکتا بلکہ خلاف سننے پر وہ خون تک کرنے کو طیار ہو جاتا ہے کیونکہ پرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے اسلیے میں جو کچھ کہتا ہوں اسکی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک جھوٹے خیال کو یہ لوگ چھوڑنا نہیں چاہتے

مشیر اعلیٰ - اصل میں یہ کام جو آپ کر رہے ہیں یہ بھی عظیم الشان ہے

حضرت اقدس - یہ میرا کام نہیں ہے یہ تو خلافت الٰہی ہے جو میری مخالفت کرتا ہے وہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی اخلاقی اور عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس فسق و فجور کی آگ سے ایک جماعت کو بچاوے اور **مخلص** اور **متقی** گروہ میں شامل کرے۔

یہ انقلاب عظیم الشان جو مسلمانوں کی حالت میں ہونے والا ہے اگر یہ انقلاب ہوا تو سمجھلو کہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ جھوٹا ٹھیرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا

مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور یکسر الصلیب اسکا کام مقرر فرمایا ہے یہ اسلیے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہونچایا ہوگا۔ چنانچہ اب دیکھلو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور پھر ان مرتدین میں۔ شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ ہر قوم ہر طبقہ کے لوگ ہیں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔

کوئی شہر نہیں جہاں ان کی چھاونی نہ ہو۔ اور انہوں نے اپنا سکہ نہ جمایا ہو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنا یا جاوے اور اسکی پرستش ہو پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیگئیں۔ آپ کی شان پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور ہرزہ گوئیاں روا رکھی گئیں جنکو سنکر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان انکو سن ہی نہیں سکتا۔

جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کرسکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی ہے کہ یہ گالیاں اسی طرح برد دیجاویں اور اسلام کی دستگیری اور نصرت نہ ہو۔

حالانکہ اس نے آپ وعدہ فرمایا تھا **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ**۔ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ زمانہ کی یہ حالت ہو اور اللہ تعالیٰ باوجود اس وعدہ کے پھر خاموش رہے۔ بیان اور مفرح عیسائی قرآن شریف کی یہانتک بے ادبی کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ استنجے کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم قسم کے افترا باندھتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ ان میں زیادہ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے گھروں میں جنم لیا اور مسلمانوں کے گھروں میں پرورش پائی اور پھر مرتد ہو کر اسلام کی پاک تعلیم پر ٹھٹھا کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ یہ حالت بیرونی طور پر اسلام کی ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اسپر تیر اندازی ہو رہی ہے

ایڈیٹر۔ **ولنعم ما قیل**

تیر بر معصوم میبارد خبیث بد گہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
این زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں

تو کیا یہ وقت خدا تعالیٰ کی غیرت کو جو وہ اپنے پاک رسول کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھتا ہے جوش میں لانے والا نہ تھا؟ اسکی غیرت نے جوش مارا اور

مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ میں کیا تھا

(باقی آیندہ)

نصیحت بعد البیعت

۶ مارچ ۱۹۰۵ء کی شام کو اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر چند احباب نے بیعت کی۔ جسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

عمل و استقلال مطلوب ہے

تم لوگوں نے اسوقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہدینا اور اقرار کرلینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نباہنا اور اسپر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ نفس اور شیطان انسان کو دین سے لاپرواہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دنیا اور اسکے فوائد کو آسان اور قریب دکھلاتے ہیں لیکن قیامت کے معاملہ کو دور دکھاتا ہے جس سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر بن جاتا ہے۔ اسلیے یہ بہت ہی ضروری امر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو جہاں تک کوشش ہوسکے ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نباہنا چاہیے۔ اور گناہوں سے بچنے کے لیے کوشش کرتے رہو۔

گناہ کیا ہے

گناہ کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کرنا۔ اور ان ہدایتوں کو جو اپنے اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے۔ جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اسکو سمجھا دیا جاوے پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑیگا بلکہ اسی دنیا میں بھی اسکو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ کر بچ بھی سکتا ہے اور اسطرح بچا چھڑا سکتا ہے مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے۔ اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے جہاں تمکو پناہ ملجاوے۔ اسواسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اسکی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت ہی بری شے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اسطرح جاری ہے کہ اس جرات و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دکھ کی دو قسمیں

دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلی دیجاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے۔ فرشتے سکینت کے ساتھ اترتے ہیں اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلا آتے ہیں جیسا کہ اس نے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الآیہ میں فرمایا ہے۔ ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت انکو دیجاتی ہے۔ مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھو یا جاتا ہے اس میں نہ انسان مرتا ہے نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسکو خدا سے دور پھینک دے اور نفس اسکو دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے۔ لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے اگر انسان اس دھوکے میں آکر خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے۔ موت ہر وقت قریب ہے۔ اور یہی زندگی دار العمل ہے مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اور جسوقت یہ زندگی کے دم پورے ہو کر پھر کوئی قدرت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی۔ خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کرسکوگے۔ اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہیگا۔ اور اس بدعملی کا نتیجہ آخر بھگتنا پڑے گا۔

کون خوش قسمت ہے

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جسکو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بنجاوے۔ بلکہ خوش قسمت وہ ہے جسکو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپکو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اسطرح حاصل کریگا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہوسکتی اسکے لیے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمھیں توفیق اور قوت عطا فرماوے کہ تم گناہ آلود زندگی سے بچ جاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اسوقت تک ممکن نہیں جبتک اسکی توفیق شامل حال نہ ہو اور اسکا فضل عطا نہ ہو۔ اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے۔ اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہمکو ان تمام کاموں سے بچا جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایتوں کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ آمین۔ کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اسکو ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہیں وہ پاک نہیں ہوسکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جنکو یہ فکر لگی رہتی ہے۔

[illegible]

بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ انکی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا گناہ کسے کہتے ہیں عوام تو عوام بہت سے عالموں فاضلوں کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں گناہوں کا علم جب تک نہ ہو اور پھر انسان ان سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے۔ لیکن جب وہ ان گناہ پر اطلاع پالے اور اُن سے بچے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جبتک انسان محاسبہ نہ کرے اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا نہ رہے کیونکہ بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ۔ غضب۔ کینہ جوش۔ ریا۔ تکبر۔ حسد وغیرہ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہونچا دیتی ہیں بعض میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا یہ بھی ایک بدخلقی ہی تھی جیسے لکھا ہے اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ اور پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا وہ مردود خلائق ہو کر ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت سے ہیں جو اپنے غربا بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اسطرح بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب کبھی علم کے سبب اور کبھی حسن کے سبب کبھی نسب کے سبب غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہی محرومی ہے۔ اور اسی طرح پر بہت سے بدخلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا۔ اسلیے کہ وہ کبھی اسپر غور نہیں کرتا اور فکر کرتا ہے۔

باقی صفحہ ۱۰ پر دیکھو

حضرت حکیم الامت کا وعظ

جلسہ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیاوی علوم و فنون کی تحصیل کے لیے غور کرو کہ اس پر کس قدر خرچ ہوتا ہے [illegible] ڈگری کے لیے امتحان مقابلہ ڈالیاں دینے اور دوسرے اخراجات ضروریہ خرید کتب وغیرہ پر کسقدر محنت وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے اور ہم کرتے ہیں مگر اسکے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہمنے خرچ کیا ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں اگر اس کے واسطے ہم عشر عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھلجاتے مسلمانوں کے افلاس انکی تنگدستی اور فلاکت کے اسباب پر آئے دن انجمنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی اور بڑے بڑے لیکچرار اپنی طلاقت لسانی سے [illegible] اسباب بیان کرتے ہیں [illegible] لیکچروں کو پڑھا ہے اور مسلمانوں کے افلاس کے اسباب پر بھی [illegible] ہے

ان تمام ریزولیوشنوں اور لیکچراروں کا آخر پر اتفاق ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں ہائی ایجوکیشن نہیں ہے اس لیے بڑے بڑے عہدوں کے حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور یہی باعث ہے [illegible] ہائی ایجوکیشن کے اعزاز سے [illegible] مال کو [illegible] دیئے جاتے ہیں +

مسلمانوں کے افلاس کا باعث [illegible]

لیکن میں جب ان لیکچروں کو پڑھتا ہوں تو میری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے + کہ یہ مسلمانوں کو اور بھی مفلس بنا دینے کی ایک تدبیر ہے۔ میں ہائی ایجوکیشن کا مخالف نہیں ہوں مگر مجھے افسوس اس بات سے آتا ہے کہ مسلمانوں کو الٹی راہ پر ڈالا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے افلاس کی جو وجہ بیان فرمائی قرآن شریف نے صاف فیصلہ کیا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا [illegible]

(بقرۃ الفیل [illegible])

اور جب کہ یہ سب [illegible] کہ [illegible] اپنے [illegible] ان تنگ ہوگی اور ہم [illegible] اٹھا نہیں سکیگا۔

[illegible] دنیا افلاس کی تدبیر [illegible] کر [illegible] با [illegible] جب قرآن کریم اور ذکر اللہ [illegible] کا نتیجہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق [illegible] ہوگا۔ میں ان لیکچراروں اور ریفارمروں کے ساتھ اسباب افلاس پر متفق نہیں۔ ہائی ایجوکیشن کا نہ ہونا وجہ افلاس نہ ہوگا [illegible] اصلی باعث [illegible] [illegible] کوشش [illegible] دنیا ہی کا [illegible] [illegible] اسلامی دنیا [illegible] قرآن [illegible] [illegible] کسقدر [illegible] خرچ کیا ہے [illegible] پڑھا کر [illegible] یہ جواب دیا ہے کہ [illegible] کو قرآن شریف کے لیے [illegible] بھی خرچ کرنا ہم چاہتے [illegible] نادلوں اور افسانوں کے خریدنے میں صدہا روپیہ بھی خرچ کردیں تو مضائقہ نہیں آہ!

یا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ!!!

غرض انسان کو [illegible] قرآن کریم کی تعلیم [illegible] [illegible] عاقل [illegible] [illegible] ایک [illegible] قرآن [illegible] اور [illegible] زندہ [illegible] کے وقت [illegible] [illegible] خدا کا [illegible] ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کی تعلیم [illegible] اور وہ تعلیم حاصل کرکے [illegible] اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرے [illegible] میں دیکھتا ہوں کہ [illegible] بنایا ہے [illegible] دعا ہے کہ [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible] + غرض ایک [illegible] موقع ہے [illegible] راستباز اور مامور کے حضور [illegible] اصلاح [illegible] پاک نمونہ اور [illegible] صحبت [illegible] حاصل کرتا ہے اور عملی طور پر قرآن

+ **نوٹ** آجکل یہ مدرسہ بعنوان تعلیم الاسلام کالج کر [illegible] تاہم یہ اپنی امداد کے لیے قوم کی توجہ کا [illegible] زیادہ [illegible] ایڈیٹر

[illegible] اور مشاہدات سے آگاہی پاتا ہے اور [illegible] کر بھوک پیاس یا اور جو ابتلا [illegible] انکا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے [illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

[illegible] کا [illegible] کہ جو لوگ [illegible] فرشتے [illegible] مقابلہ کرے۔ پہلا کافر اسکا نفس ہے نفس ہمیشہ اور اسکی ہدایت [illegible] کرتا ہے اور [illegible] لیجاتا ہے جو خدا سے دور پھینک [illegible] جو شیطان کا تسلط [illegible] کوشش اور پہلا مقابلہ جو اپنے نفس [illegible] اسکے جذبات سے بچتا رہے [illegible] اور کسی قسم کا تعلق رکھنے [illegible] تعلق یا رشتہ محبت کا [illegible] مثلاً برادری یا قوم [illegible] وہ برادری یا قوم [illegible] کے ماتحت [illegible] کرنا چاہتے ہیں اسکا خدا تعالیٰ نے حکم [illegible] اسکے مخالف ہے [illegible] کہ وہ اسکا مقابلہ کرے اور [illegible] اسکا اثر اسکو ضلالت [illegible] کا موجب نہ ہو۔ پھر غیر قوموں [illegible] کسی اثر کے ذریعہ اسکو خدا سے دور کرنا چاہیں تو یہ اپنی ایمانی قوت [illegible] مقابلہ کرے کہ اشداء علی الکفار [illegible] کسی منکر کا اثر کوئی [illegible] چونکہ کام [illegible] اللہ تعالیٰ کے ایمان اور محبت [illegible] کی حکمت و [illegible] اسکے اور خدا کی رضا کے خلاف کوئی کام کرسکے غلظہ اور [illegible] جگہ [illegible] کے یہی معنی ہیں کہ مومن [illegible] ایسا قوی ہو کہ اسکو کسی بات [illegible] انسان کو یہ حالت [illegible] علم و دولت، جمعیت [illegible] [illegible] شیطان [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] بھروسہ [illegible] فخر کا کام نہیں [illegible] اصل بات جو انسان کو ہر حالت میں بچاتی اور اسکا ساتھ دیتی ہے وہ ایک ہی ہے جسکو تقویٰ کہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی معیت بڑی نعمت اور دولت اور بابرکت ہے وہ جسکو یہ نعمت ملے لیکن اسکے حاصل کرنیکی ایک ہی راہ ہے کہ انسان متقی بنجاوے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لیگئے اور کفار آپکی تلاش میں وہاں تک پہنچ گئے تو جناب صدیق نے عرض کیا آپ نے کیا فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اللہ ہمارے ساتھ ہے موسیٰ کی قوم جب فرعون کے لشکر اور دریا کے نظارہ کو دیکھکر گھبرائی

اور [illegible] کی [illegible] کیا کہتے ہیں کلا ان معی ربی سیھدین ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ بامراد کریگا۔ غرض خدا کی معیت تقویٰ سے ملتی ہے جس کے ذریعہ انسان دشمنوں پر فتحمند ہوتا ہے متقی کا خدا معلم ہوتا ہے اسکے یرزقہ من حیث لا یحتسب رزق دیا جاتا ہے متقی خدا کا محبوب اور ولی ہوتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ تم متقی بنو۔ اپنے ایمان کا تجزیہ کرو۔ اور کوئی ذرا سی بھی [illegible] اس میں پاؤ تو اسکو نکالنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر بہت سارے دودھ میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا ڈالدیا جاوے وہ سارا نجس ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی ذرا سی کمزوری اور غلطی بھی محسوس کرو تو اسکے چھوڑنے کی فکر کرو۔ ہر ذرا سی کمزوری کا مقابلہ کرو + راستبازی کا ساتھ دو۔ کوئی شاخ جو درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ پھلدار نہیں ہو سکتی جب تک درخت کے ساتھ پیوند نہ ہو گویا وہ اسی کا ایک حصہ یا جزو ہے۔ جب خدا کا مامور کسی کام کے لیے حکم دے تو پھر بھوک پیاس اور خرچ کا خیال مت کرو۔ تمھارے کام اس خدا کے لیے ہوں جو غفور۔ قدیر۔ اور علیم خدا ہے۔ وہ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ قرآن پڑھو مگر دستور العمل کے واسطے پڑھو اور قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تقاضے سے آیا ہے اسلیے وہاں آتا ہے جہاں کوئی **عبد الرحمن** ہو۔ اسکے پاس رہو تاکہ اسکے اپنے اطوار نشست و برخاست سے تم خدا تعالیٰ کے کلام کو سیکھو جو اسنے طرز عمل سے اسقدر سکھا دیا ہے جو برسوں میں بھی حاصل نہ ہو۔ پھر اپنی قوم کے لیے منذر بنو اسکو جاکر تبلیغ کرو۔ نذیر و بشیر ہو کر جاؤ + اور ان سب باتوں کے لیے آخر ایک ہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اور انکو جو یہاں یا تو نکو کسی اور ذریعہ سے سنیں اعمال صالحہ کی توفیق دے۔

آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کا یہ وعظ ختم ہو گیا ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر جو وعظ آپنے فرمایا وہ الحکم کی آیندہ اشاعت سے انشاء اللہ تعالیٰ شروع کیا جائیگا۔ ایڈیٹر

رسالہ سراج الحق

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں نئی طرز کا رسالہ اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ اور سواد اعظم بتایا گیا ہے کہ وفات مسیح پر ہے نصف سے زیادہ یہ رسالہ چلا گیا ہے اور لگاتار درخواستیں آرہی ہیں۔ شاید چندروز کے بعد دوبارہ طبع کرنیکی ضرورت پڑے۔ لینے والے جلد لیں۔ تاکہ اسکا دوسرا باب شروع کیا جاوے۔ ۴ رسالوں سے کم بانہیں جاسکتا۔ قیمت ۱؎

الراقم محمد سراج الحق نعمانی ازقادیان۔

+ **فٹ نوٹ** خوش قسمتی ہے [illegible] حضرت حکیم الامۃ [illegible] اتفاق [illegible] مسلمانوں کے

م اسباب تنزل پر [illegible] کا لیکچر [illegible] حضرت حکیم الامۃ [illegible] جس کا عنوان تھا [illegible] اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ [illegible] مسلمانوں کے تنزل کا اصل باعث ہجر قرآن کریم ہے۔ ایڈیٹر

بقیہ مضمون صفحہ ۳

منجملہ بداخلاقیوں میں سے ایک **غصہ**† بھی ہے جب انسان اس بداخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ اس کی نوبت کہاں تک پہنچ جاتی ہے وہ ایک دیوانہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گذرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اب دیکھو کہ اس ایک بداخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک **حسد** ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھکر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ اس کے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پھر ایک بداخلاقی **بخل** کی ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسکو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اسکو اسپر رحم نہیں آتا۔ مسلمانوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لیے نہیں رکھتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قوی اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہونچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا غرضیکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جنکو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ پھر زنا۔ چوری۔ خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

گناہ درست بتایا۔ تو ادنیٰ سی بات ہے اسلیے انسان کو چاہیے کہ گناہوں سے بچکر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے۔ جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اسکا دل برکت سے بھر جائے گا۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑہ کو پاخانہ لگا ہو تو اس کو صرف دھو ڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور میل نکالکر اسے سفید کرے اور پھر اسکو خوشبو لگا کر معطر کرے تا جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو۔ اسیطرح پر انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہ ہوکر گندگی سے ناپاک ہوتا ہے اور گھنونا اور متعفن ہو جاتا ہے پس پہلے تو چاہیے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کے بجائے **ذکر الٰہی** کرتا رہے اور اس سے اسکو مہکا ڈالے۔ اسطرح پر سلوک کامل ہو جاتا ہے اور یہاں تک اسکی یہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے۔ لیکن جبتک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق ردیہ و رذیلہ سے صاف کرکے خدا کی یاد کا عطر لگا دے اور اندر سے خوشبو آوے اسوقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے لیکن جب اپنی حالت اس قسم کی بنا لے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔

آجکل وبائے زمانہ ہے اس لیے لاپرواہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ تبدیلی کرنی چاہیے۔ بہت سے آدمی اعتراض کردیتے ہیں کہ فلاں شخص نے بیعت کی تھی وہ مرگیا۔ مگر یہ اعتراض فضول ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صحابہ بھی جنگوں میں شریک ہوکر شہید ہو جاتے تھے حالانکہ وہی جنگ مخالفوں کے لیے بطور عذاب تھی۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بیعت کے بعد اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بیعت کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے پھر اگر اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرتا تو سخت جوابدہ ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ سچے مسلمان بنو تاکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری کوئی قدر و قیمت ہو۔ جو چیز کارآمد ہوتی ہے اسی کی قدر کیجاتی ہے دیکھو اگر تمہارے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہو جس سے تمہارے بیوی بچے پرورش پاتے ہوں تو تم کبھی اسکو ذبح کرنے کے لیے طیار نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ کچھ بھی دودھ نہ دے بلکہ نری چارہ دانہ کی چٹی ہو تو تم فوراً اسکو ذبح کر لوگے۔ اسی طرح پر جو آدمی اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار نیک کام کرنے والا اور دوسروں کو نفع پہونچانے والا نہ ہو اسوقت تک خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہوتا ہے جو دودھ نہیں دیتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم اپنے آپ کو مفید ثابت کردو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے بندوں کو نفع پہونچاؤ۔

عمل کی ضرورت ہے

انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا استغفر اللہ کہہ دینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف گزاف کافی نہیں ہے۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ ہر روز تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے **طوطہ** نہیں بنایا یہ طوطہ کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اسکو سوچکر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطہ کیطرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے جبتک دل اسکے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لیے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضا کو بالکل بیکار چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضا اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول

ہوتا ہے اور اسپر عمل نہیں ہوتا۔

جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے۔ کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشا نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے۔ اگر کوئی ہر روز تعزیرات ہند کی تلاوت تو کرتا رہے مگر ان قوانین کی پابندی نہ کرے بلکہ ان جرائم کو کرتا رہے اور رشوت وغیرہ لیتا رہے تو ایسا شخص جس وقت پکڑا جاوے گا تو کیا اس کا یہ عذر قابل سماعت ہوگا کہ میں ہر روز تعزیرات کو پڑھا کرتا ہوں؟ اسکو زیادہ سزا ملے گی کہ تو نے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے اس لیے ایک سال کے بجائے چار سال کی سزا ہونی چاہیے۔

غرض

نری باتیں کام نہ آئیں گی۔ پس چاہیے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو مفید بناکر پھر دکھلائے تا خدا تعالیٰ کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی عمر بڑھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا اس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ بالکل سچ ہے۔ عام طور پر بھی یہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اسکو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہونچتا ہو کون ہے جو اسکو ذبح کر ڈالے۔ لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آ سکتا تو پھر اسکا آخری علاج یہی ذبح ہے۔ اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر ذبح کیا تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جاوے گی اور گوشت بھی کام آجاوے گا۔ اسی طرح پر جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی پرواہ نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اسکو ہلاک کر دیتا ہے۔ غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف و گزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کیے جاویں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیجکر صحابہ سے خدمت لی کیا انھوں نے صرف اسی قدر کافی سمجھا تھا کہ قرآن کو زبان سے پڑھ لیا یا اسپر عمل کرنا ضروری سمجھا تھا؟ انھوں نے تو یہاں تک اطاعت و وفاداری دکھائی کہ بکریوں کیطرح ذبح ہوگئے اور پھر انھوں نے جو کچھ پایا اور خدا تعالیٰ نے انکی جس قدر قدر کی وہ پوشیدہ بات نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کرکے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شے کی طرح تم پھینک دیے جاؤگے۔ کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینک دیتا ہے۔ بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کارآمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اسکو سب سے پہلے باہر پھینک دوگے۔ اسیطرح پر خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے انکی عمر

دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھدیتا ہے وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بعزتی کی موت نہیں مارتا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کی بیحرمتی کرتا ہے اسے خدا بھی اسکو تباہ کر دیتا ہے اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے تو اسکے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بنجاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اسکے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ انمیں اور ان کے غیروں کے درمیان ایک **فرقان** رکھدیتا ہے۔ یہی راز انسان کی برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے ایسا شخص جہاں رہے وہ قابل قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہونچتی ہے وہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے ہمسایوں پر رحم کرتا ہے شرارت نہیں کرتا جھوٹے مقدمات نہیں بناتا جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا۔ بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کیطرف مشغول ہوتا ہے۔ اور **خدا کا ولی کہلاتا ہے**

خدا کا ولی بننا آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے کیونکہ اسکے لیے بدیوں کا چھوڑنا برے ارادوں اور جذبات کو چھوڑنا ضروری ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے اخلاقی کمزوریوں اور بدیوں کو چھوڑنا بعض اوقات بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے ایک خونی خون کرنا چھوڑ سکتا ہے چور چوری کرنی چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک بداخلاق کو غصہ چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یا تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے پھر خود اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا بنا دے گا خدا تعالیٰ اسکو خود بڑا بنا دے گا۔ یہ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی بڑا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ کو چھوٹا نہ بنائے۔ یہ ایک ذریعہ ہے جس سے انسان کے دل پر ایک **نور** نازل ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جس قدر اولیاء اللہ دنیا میں گذرے ہیں اور آج لاکھوں انسان جنکی قدر و منزلت کرتے ہیں انھوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی سے بھی کمتر سمجھا۔ جسپر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور انکو وہ مدارج عطا کیے جسکے وہ مستحق تھے۔ تکبر۔ بخل۔ غرور وغیرہ بداخلاقیاں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصہ رکھتی ہیں۔ اسلیے ان بداخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے برخلاف اسکے عزبت و انکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔

تکبر کی قسمیں

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جب کہ یہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اسکا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو تا کہ خدا تعالیٰ کی

---

† اعلیٰ حضرت جب تقریر فرماتے فرماتے اس مقام پر پہونچے تو ایک صاحب ایسے کی بیماری کی بناء پر تقریر سے متاثر ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ وہ کچھ عرض کرنا چاہتا تھا مگر یہاں سے چلے گئے

خاموش ہو گئے جب حضرت تقریر کر چکے تو عرض کیا حضور مجھے بھی مصیبت ہے دعا کریں۔ فرمایا اچھا دعا کریں گے۔ ایڈیٹر

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۰ ۲ مارچ ۱۹۰۶ء

افتتاحی تقریر مولوی محمد سعید اللہ صاحب

حاضرین مجلس! انجیل میں یسوع مسیح کے تین دعوے پائے جاتے ہیں ایک خدا کا بیٹا ہونا دوسرا سولی پر مر کر پھر زندہ ہونا تیسرا یسوع کی موت گناہ کا کفارہ ہونا۔ ان ہر سہ دعوی کا ثبوت بدلائل انجیل سے دینے کیلئے پادری مسٹر گولڈ سمتھ صاحب کا [illegible] ہے اور ان کی تردید انجیل ہی سے کرنا خاکسار کے ذمے ہے امید ہے کہ سامعین فریقین کے بیانات سن کر خود فیصلہ کر لیں گے پہلے پادری صاحب یسوع کے ہر تین دعودن کے ثبوت میں جو کچھ دلائل ہیں بیان کریں گے اس کے بعد خاکسار بیان کریگا۔

تقریر مسٹر پادری گولڈ سمتھ صاحب

مولوی صاحب کو میں ان تین دعودں کے ثبوت میں ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین سو دلیلیں پیش کر سکتا ہوں مگر بخوف طوالت ہر ایک دعوے کی نسبت ایک ایک دلیل پیش کرتا ہوں۔ ان تین دلائل کی تردید کیجائے تو گویا تین سو دلائل کی تردید سمجھ لونگا۔

پہلی دعوی کی دلیل

(۱) آسمان سے ایک آواز یہی ہوئی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے
(۲) میں مارا جاؤں گا اور جی اٹھوں گا۔
(۳) ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے

تردید مولوی صاحب۔ حضرات! پادری صاحب پہلے دعوے کی نسبت یہ پیش کرتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔
دوسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤں گا اور جی اٹھوں گا حالانکہ یہی دعوی ہے دلیل نہیں۔
تیسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل ہے کہ یسوع اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دینے کیلئے آیا ہے ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ واقعی فدیہ ہوا ہے یا نہیں۔ پادری صاحب نے اس کے متعلق کوئی دلیل پیش نہیں کی خیر اب ہم ان تین دعودں کی تردید انجیل ہی سے کر دکھاتے ہیں۔ متی ۱۲ باب متی ۴۰
انجیل میں یسوع کے شاگرد نشان مانگتے ہیں تو یسوع یہ جواب دیتے ہیں کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دکھایا جائیگا جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔

حضرات! بنظر غور دیکھا جائے تو انجیل کی اس ایک ہی آیت کے اندر تینوں دعودں کی تردید ہو جاتی ہے چونکہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ چنانچہ پادری صاحب بھی اس کے قائل ہیں اسی آیت میں ابن آدم ہونے کا خود یسوع کا اقرار موجود ہے جب یہ دونوں باتیں یسوع کا ابن آدم ہونا اور اس کا زندہ قبر میں داخل ہو کے زندہ ہی رہنا خود یسوع کے ہی اقرار سے ثابت ہے تو کفارہ قربانی خود بخود قربان ہوا۔ اگر یسوع کا سولی پر مرنا تسلیم کریں تو مشابہت یونس علیہ السلام نبی کی غلط ٹھیرتی ہے اور زندہ اور مردے میں نسبت ہی کیا ہے۔ نیز یہ نشان کیا ہوا کہ نشان دکھاتے دکھاتے خود ہی صلیب کا نشانہ بن گئے۔
انجیل کی ایک آیت میں اللہ نے بنی اسرائیل کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے اور ایک جگہ داؤد و سلیمان علیہ السلام کو اپنا بیٹا فرمایا (متی [illegible] تواریخ [illegible])
ایک جگہ یسوع نے اسرائیل کو خود اپنے بیٹے کہا ہے۔ حالانکہ اولاد نہیں تھی اور ایک جگہ۔ نافرمانوں کو شیطان کے بیٹے۔ فرمانبرداروں کو خداوندکے بیٹے کہا ہے ان آیات انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی کتابوں میں باپ اور بیٹے کے محاورے مجازی طور پر برتے گئے ہیں اس سے حقیقی بیٹے مراد لینا سراسر نادانی ہے۔ اگر یسوع کو حقیقی بیٹا مانا جاوے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یسوع میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کے کیا کیا علامات ہیں۔ کمہار کا بیٹا ہانڈی بناتا ہے۔ بڑھئی کا بیٹا لکڑی تراشتا ہے اگر یسوع خدا کا بیٹا ہے تو بتاؤ کون سے آسمان کا کونہ بنایا یا زمین کا ٹکڑا آخر مچھر کا پر یا ٹانگ ہی سہی۔ بخلاف اس کے یسوع میں تمام انسانی لوازمات کھانا پینا سونا۔ کھنا [illegible] موتنا۔ دانتوں کے [illegible] بیماری و گرمی کی تکلیف [illegible] مار کھانا چھپتے پھرنا [illegible] وغیرہ کامل طور سے پائے جاتے ہیں [illegible] خدا کا بیٹا واہ واہ کیا خوب!!!
اگر یسوع کو بن باپ پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا کہتے ہو تو حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے ان کو تو خدا کا بڑا بیٹا ماننا چاہیئے۔ پادری صاحب نے پرسوں وعظ میں کہا تھا کہ وہ منی سے پیدا ہوئے تھے تو یہاں ہی منی کا خمیر موجود ہے خون حیض منی کے اناج سے ہی بنتا ہے۔ اسی کتابوں میں سینکڑوں جاندار کیڑے پیدا ہوتے ہیں کیا یہ سب خدا کے بیٹے ہیں۔ اخوان حیض تو پلسبت کھانے کے جو آگ سے پکا ہوتا ہے۔ جاندار چیز پیدا ہونے کا زیادہ احتمال رکھتا ہے پھر تعجب ہی کیا ہے اگر یہ کہو کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا تھا چونکہ مارنا اور جلانا اللہ ہی کا کام ہے اگر اس نے زندہ کیا تو خدا کے بیٹے ہونے میں کیا شک ہے مگر

صاحبو یہ دعوے ہی بے دلیل ہے۔ کون جی کر آیا کس نے محکمہ دار القضا میں جا کر اپنی پچھلی بیوی کا جو دوسرے کے نکاح میں جا چکی تھی دعوی کیا یا بھائی بندوں سے لڑ کر زندگی میں حصہ لیا۔ کھیتی باڑی بانٹ لی اور مرنے کے بعد کے حالات عالم ارواح کے کیا کیا بیان کئے کہ فلانے کا بیٹا ملا تھا وہ عذاب میں مبتلا ہے یا فلانا جنت میں تھا وہ سلام کہتا ہے۔
حضرات! بعض لوگ انجیل و قرآن میں جہاں مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اس کو حقیقی مردے سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے اس کی تشریح ضرور ہے انجیل کی ایک آیت میں بغیر عمل کے ایمان کو مردہ قرار دیا ہے اور دوسری جگہ ایک شخص نے اپنے باپ کو گاڑنے کی اجازت مانگی تو یسوع نے کہا جانے دے کہ مردے اپنے مردوں کو گاڑیں۔ اس سے واضح ہو کہ یسوع نے بے ایمانوں کو مردہ کہا ہے قرآن میں بھی کافروں کو انک لا تسمع الموتی کہکر مردوں میں شمار کیا ہے ایک جگہ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم فرماتا ہے اللہ تعالے۔ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہارے زندہ کرنے کیلئے طلب کریں مان لیا کرو۔
اس آیت میں بھی ایمان سے مردہ قرار دیکر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے پیغمبران خدا اپنی صحبت کی برکت سے ایسے مردوں میں ایمان [illegible] کی روح پھونکتے ہیں تو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے مردے یسوع نے تو بہت ہی کم زندہ کئے بعض [illegible] شاگرد تو مردے کے مردے ہی رہے [illegible] کسی نے انکار کیا۔ [illegible] حضرت رسول مقبول الخ درود شریف با آواز بلند پڑھا (حاضرین مجلس) صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] زندہ ہوئی اور اسلام کی راہ [illegible] ہمیشہ کی زندگی حاصل کی اگر ہم اس کو حقیقی مردوں کو زندہ ہونا مان لیں تو یومنون بالغیب کی شان کہاں۔ یہ تو با مشاہدہ ہوا [illegible] ہی کیا سب مردہ [illegible] اگر وہاں کے [illegible] حالات بیان کرتے [illegible] میں جو اولیاء کرام [illegible] زندہ کئے ہیں وہ بھی حقیقی مردے نہ تھے بعض امراض ایسی ہیں کہ ان کی روح جسم میں مخفی [illegible] ہوتی تھی [illegible] مرنے کا یقین کر لیتے تھے [illegible] دعا کی برکت سے اللہ تعالے نے [illegible] نئی زندگی بخشی چنانچہ انجیل میں [illegible] یسوع کے مردہ زندہ کرنے [illegible] یہاں ایک لڑکی مری تھی [illegible] سولی [illegible] کھڑی ہوئی [illegible]

از سر نو ہڈیاں پوست سے ہوئے کفن سے برہنہ ہو دیا بدبو اسی لیٹ پہر کا دفن کیا ہوا گر آیا ہے تو ثبوت دو کون آیا اور کہاں آیا۔
قرآن شریف میں ترکہ تقسیم ہونے کے مسائل بیان ہو چکے ہیں مگر کسی جگہ یہ نہیں بیان کیا کہ مردہ واپس آئے تو ترکہ یوں تقسیم ہونا چاہیئے ہماری شرع شریف کی کسی کتاب میں یہ باب لکھا ہوا نہیں پایا جاتا کہ مردہ واپس آنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے کا باب ہوتا کیونکہ جب ایسا واقعہ ہوا ہے تو ضرور ہونا چاہیئے تھا برخلاف اس کے خود اللہ تعالے فرماتا ہے۔
وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون
یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم مارتے ہیں پھر ان کا لوٹنا ہم نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں [illegible] کنز العمال میں حدیث شریف میں [illegible] (درود شریف) صلعم نے [illegible] فرمایا کہ اللہ تعالے نے تیرے باپ [illegible] انہوں نے اپنے رب [illegible] اللہ تعالے نے [illegible] قرآن شریف میں [illegible] حکم صادر کر چکا ہوں [illegible] لوٹائے جائیں گے جب یہ ثابت ہوا کہ مردے واپس نہیں آتے تو یسوع کی نسبت حقیقی مردے زندہ کرنیکا خیال سراسر غلط ہے اگر پادری صاحبان اسکو حقیقی مردے زندہ کرنیوالا ثابت کرتے ہیں تو اسکا فیصلہ انجیل سے [illegible] انجیل یوحنا میں یسوع کا قول ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں [illegible] ایمان لاتا ہے [illegible] جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا اور ان سے بھی بڑے کام کریگا اگر پادری صاحبوں میں ایمان ہے تو مردہ زندہ کر کے دکھائیں۔

سولی پر چڑھنے اور مسیح کے زندہ ہونے کی تردید
حضرات! انجیل میں [illegible] تو فرشتوں نے [illegible] زندہ ہے یہ نہیں کہا کہ وہ زندہ ہوا ہے مثلاً اگر کسی [illegible] کی شہرت ہو اور اسکے مرنے کی افواہ [illegible] ایسے وقت میں کوئی [illegible] کہ وہ زندہ ہے تو کیا اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر زندہ ہوا ہے۔ حضرات! ایسا ہی یسوع کے سولی پر [illegible] کی خبر مشہور [illegible] مرنے کی افواہ [illegible] خیال [illegible] فرشتوں نے کہا [illegible] زندہ ہے یعنی مرا ہی نہیں۔
[illegible] بعض لوگ خود یسوع کے مرنے پر شک کرتے ہیں چنانچہ انجیل میں [illegible] ایک [illegible] پسلی میں [illegible] نہیں [illegible] نکل آیا۔ کیا کہیں [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] سے جان گذشتہ [illegible] نہیں رہتا۔
[illegible] شریف میں یہ حکم ہے [illegible] مرا ہوا ہے [illegible] مر چکا ہوتا ہے۔ اور انجیل میں [illegible] عورات [illegible] سے ہو سکتا [illegible] انجیل میں [illegible]

دعا اللہ تعالیٰ نے کی یہاں سنی گئی یعنی قبول ہوئی موت کا پیالہ ٹلنے کی دعا جب قبول ہوئی تو اس کے یہی معنے ہوئے کہ وہ مرنے سے بچایا گیا۔

حضرات! جب تک یسوع کے سولی پر چڑھنے اور اترنے کی پوری کیفیت ظاہر نہ ہو تب تک سامعین کو خلاصہ اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی اس لئے خاکسار جو کچھ انجیل میں درج ہے مفصل طور سے بیان کرتا ہے تاکہ فیصلہ کیلئے آسانی ہو۔

صاحبو بائبل میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ سولی پر جو لٹکایا جاتا ہے وہ ملعون ہے۔ جب یہودیوں نے یسوع کے پیغمبر ہونے کے دعوے کو سن لیا تو انہوں نے کہا کہ ایلیا نبی یسوع کے پہلے آسمان سے اترنے کی پیشگوئی ہماری کتاب میں ہے۔ ابتک وہ آسمان سے نہیں اترا پھر تیرا دعوے کیونکر سچا مان لیں۔ تو یسوع نے کہا کہ زکریا کا بیٹا جو یوحنا آیا ہے وہ آسمانی ہے جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں یہودیوں نے یہ تاویل سنکر یوحنا سے جاکر پوچھا کہ کیا تو ایلیا ہے اوس نے انکار کیا اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ مسیح کے پہلے آنیوالا میں ہی ہوں اور جو میرے بعد آنیوالا تھا وہ یہی یسوع ہے مگر یہودیوں نے ظاہر نام خلاف ہونے کی وجہ سے انکار کر کے یہ مشورہ کیا کہ اس پر سرکار کی بغاوت کا مقدمہ ثابت کر کے سولی دیا جاوے تا لعنتی موت سے خود بخود اس کا دعوے جھوٹا ہوتا ہے اس لئے رومی گورنمنٹ میں یہ فریاد پیش کی کہ یہ شخص بادشاہ ہونیکا دعوے کرتا ہے اور ہم کو بغاوت پر ابھارتا ہے محصول دینے سے منع کرتا ہے حاکم پلاطوس کی اجلاس میں یہ مقدمہ پیش ہوا۔ یسوع کا اظہار لیا گیا تو اس سے یہودیوں کے بادشاہ ہونیکا اقبال کیا اور سبب سارے جبہ پوش مولویوں کی گواہی دی کہ بیشک یہ بادشاہ ہونے کا دعوے کرتا ہے (حقیقت یسوع کا روحانی بادشاہت کا دعوے تھا نہ جسمانی) تو حاکم نے تعجب کیا اور یہ یقیناً جان لیا کہ بیچارے غریب یسوع کو ناحق دشمنی کی وجہ سے مقدمہ کر کے پھنسا دیا ہے میں ہر چند اس کے بچانے کی حتی الوسع کوشش کرتا رہا۔ انہیں دنوں پلاطوس حاکم کی بیوی کو یسوع کے بچانے کیلئے خواب ہوا پھر اس نے [illegible] کی کہ تو اس راستباز کے بچانے کی کوشش کر [illegible] صاحبوں کو اس کا تجربہ ہوا ہے ان کو خوب معلوم ہے جب پلاطوس نے یہودیوں کو کہا کہ میں یسوع میں قتل کے لائق کوئی قصور نہیں پاتا تم نہیں کر سکتے جھوٹا ہوں۔ یہودیوں نے چلا کے کہا کہ صلیب یا صلیب دے۔ ورنہ تو قیصر کا خیرخواہ نہیں ہے اور یہودیوں کے ہاں یہ معمول تھا کہ عید فسح کی خوشی میں ایک قیدی کو چھوڑ دیا کرتے تھے صبح کو عید تھی پلاطوس نے یہودیوں سے پوچھا کہ کیا میں عید کی خوشی میں یسوع کو چھوڑ دوں تو وہ شور مچانے لگا اور اسکے چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے بلکہ دوسرے کو چھوڑ دیا آخر مجبوری پلاطوس نے یہودیوں کے حوالہ کیا

سے ہاتھ دھوکر یہ جتلایا کہ میں اس خون سے بری ہوں مگر یہودیوں کی شکایت کی ڈر اور انتظامی لحاظ سے فرد جرم قرار داد سنا کر یسوع کو چند کوڑے مارے (تاکہ طرفداری معلوم نہ ہو) اور سولی پر چڑھانے کا حکم دیا اور اندر ہی اندر اس کے بچانے کی تدابیر کرتا رہا۔

سامعین کو یہ بات معلوم ہونی ضروری ہے کہ سولی کی دو لکڑیاں ہوتی ہیں ایک آڑی اور ایک کھڑی (جیسا ہاتھوں سے وہ شکل بتائی) آڑی لکڑی پر ہاتھوں کو پھیلا کر میخیں مارتے ہیں اور کھڑی لکڑی سے باندھ کر تین روز تک لٹکاتے ہیں اس عرصہ میں وہ مصلوب بھوک اور دھوپ کی آگ سے مر جاوے تو بہتر ورنہ مرنے کے لئے تین روز بعد ہڈیاں توڑتے ہیں۔ یہود کے ہاں یہ بھی قاعدہ تھا کہ ہفتہ کے روز کسی کو سولی پر لٹکا ہوا نہیں چھوڑتے تھے اور جمعہ کی شام سے وہ عید کی تعظیم کا دن شمار کرتے تھے اور اسی خیال سے پلاطوس نے یسوع کو سولی دینے کیلئے جمعہ کا دن لعید فسح بھی مقرر کیا تاکہ تین دن تک سولی پر نہ رہے نیز اور دو چور دنکو اسی روز سولی دینے کی پیشی مقرر کی تاکہ ان کو سولی دینے میں زیادہ وقت صرف نہ ہو اور داروغہ صلیب مسیح کا شاگرد تھا غرض مسیح کو معہ دو چوروں کو صلیب پر لٹکایا گیا تین گھنٹے کچھ کم یا زیادہ سولی پر رہا اللہ جلشانہ نے یسوع کی دعا کو قبول کیا تھا اس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ آندھی بڑے زور سے چلی سورج تاریک ہوا اور زمین کو زلزلہ آیا یہود گھبرائے اور وہاں سے بھاگ گئے۔ اور ہر داروغہ صلیب نے جو یسوع کا معتقد تھا موقع پاکر تینوں کو صلیب سے اتار لیا اور دونوں چوروں کے مرنے کیلئے ہڈیاں توڑیں اور یسوع کی ہڈیاں نہ توڑیں اور پلاطوس کے ہاں رپورٹ کی کہ یسوع مر چکا ہے۔ اس لئے اسکی ہڈیاں نہ توڑی گئیں۔ رپورٹ پہنچنے پر پلاطوس نے تعجب کیا کہ ایسا جلد کیوں مر گیا باوجود تعجب کے دوبارہ تحقیقات نہیں کی کیوں کرتے کیونکہ یہ سب کچھ اس کے بچانے کی تدبیریں تھیں۔ سپاہیوں میں سے ایک شخص کو یسوع کے مرنے میں شبہ ہوا اس لئے اس نے بھالے سے یسوع کی پسلی کو چھیدا تو فوراً خون نکلا یہ خون نکلنا ہی خود اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ مرا نہیں تھا اسوقت ایک شخص یوسف نامی نے جو بڑا مالدار اور یسوع کا شاگرد تھا پلاطوس سے یسوع کی لاش کو مانگ لیا اور ایک خالی قبر جو پہلے سے باغ میں طیار کرائی گئی تھی یسوع کو اس میں رکھ کر ایک پتھر دراز قبر پر ڈھلکا دیا گیا۔ اور مٹی ڈال کر قبر بند نہیں کی گئی (کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ زندہ ہے) جب یسوع کو ہوش آئی۔ شاگردوں نے قبر سے پتھر ہٹا کر یسوع کو کسی اور طرف روانہ کیا صبح کو عورتیں قبر پر آئیں اور قبر میں داخل ہوئیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کیا تھی ایک خوب خاصہ حجرہ تھا) تو یسوع کو نہ پایا اسوقت [illegible] نے گواہی دی کہ وہ زندہ ہے یہودیوں نے پلاطوس

اس جا کر شور مچایا کہ یسوع کو شاگردوں نے چرا لیا مگر پلاطوس نے اس کی بھی کچھ تحقیقات نہیں کی (کیوں کرے یہ سب کچھ تو اسی کی چالاکی تھی) اس کے بعد یسوع قبر سے نکلکر چالیس روز تک اپنے شاگردوں سے جابجا ملتا رہا روٹی اور مچھلی کھاتا رہا۔ اپنے سولی کے زخم شاگردوں کو دکھاتا رہا۔

مرہم عیسیٰ جو طب کی قریباً ہزار کتابوں میں درج ہے

انہیں زخموں کے لئے حواریوں نے مرہم بنائی تھی

حضرات! میں نے جو کچھ واقعات بیان کئے ہیں یہ سب انجیل میں موجود ہیں۔ اگر پادری صاحب کو کسی کو کچھ شبہ ہے تو پیش کریں خاکسار انجیل کھولکر بتانے کیلئے طیار ہے۔

حضرات! یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی نسبت فقط ہماری ہی رائے نہیں بلکہ جرمن کے محقق انگریز بھی یسوع کا سولی پر نہ مرنا تسلیم کرتے ہیں (ان کی تحریریں پڑھی گئیں)

تردید کفارہ

حضرات! انجیل میں ابن اللہ کے محاورے اکثر پائے جاتے ہیں پھر ایک یسوع ہی کی کیا خصوصیت ہے نیز دلیل نسبی اس کا بیٹا یعنی حقیقی خدا کا بیٹا ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اور انجیل ہی کے واقعات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یسوع سولی پر نہیں مرا تو پھر کفارہ کی بنیاد خود بخود گر گئی یسوع کو آسمان پر اڑانے کیلئے یہ دو پر تھے دونوں پر ہی ٹوٹ گئے تو اڑنا کہاں سے پیران نمے پرند مریدان می پرانند۔

پادری صاحب۔ میں اس تقریر کا جواب تین منٹ میں دیتا ہوں۔ مولوی صاحب نے ابن اللہ کے محاورے جو انجیل سے بیان کئے ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ میری دوسری دلیل کو مولوی صاحب دعوے قرار دیتے ہیں ہمارے نزدیک انجیل میں جو کچھ ہے وہ سب دلیل ہے میری دلیل کی نسبت ایک جگہ انجیل میں ہے کہ فرشتوں نے گواہی دی کہ زندہ ہوا ہے۔ الخ

مولوی صاحب۔ حضرات! پادری صاحب ابن اللہ کے محاورہ ان کا انجیل میں ہونا خود بخود مان چکے ہیں۔ دوسرے یسوع کے دعوی کو دلیل قرار دیتے ہیں حالانکہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤں گا اور زندہ ہوں گا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے فرض کرو میں نے عدالت میں ایک کاغذ پیش کیا جس میں میرے والد نے یہ لکھا تھا کہ فلانے کو سو روپیہ دوں گا۔ اسی بنیاد پر روپے دلا پانے کے لئے دعوی داخل کروں اور ثبوت میں پھر کہوں کہ وہی نوشتہ ہی دلیل ہے کیا ڈگری حاصل ہوگی؟ —

اب رہا فرشتوں کی دوسری گواہی کہ وہ زندہ ہو ہے۔ البتہ یہ بات غور طلب ہے ایک ہی کتاب میں دو طرح کی گواہی ہو تو ہمکو واقعات کیطرف خیال کرنا چاہیے جو بات قرین قیاس ہو وہی سچی جاوے گی [illegible] شخصوں نے گواہی دی کہ ہم [illegible]

پر انہوں کو مکان کو جا رہے تھے فلانے مکان میں فلاں شہر کو نقب لگاتے ہم نے بچشم خود دیکھا ہے تو عدالت سے یہ سوال ہوا کیونکر رات کو اسکے چہرہ کی شناخت ہوئی ایک نے کہا کہ چاندنی رات تھی دوسرے نے کہا کہ براتیوں کی مشعل کا اجالا تھا۔ اب دونوں میں اختلاف ہوا گو کچھ ہی واقعات دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ۲۸ شوال کو چاندنی ہوتی ہے اگر نہیں تو مشعل والی ہی بات صحیح ہوگی۔ ایسا ہی یہاں اصل واقعات کیطرف دیکھا جاوے تو پلاطوس کا یسوع کو بے قصور کہنا اور اسکو تنبیہ کر کے چھوڑنے اور عید کی خوشی میں یسوع کو چھڑانے کی کوشش کرنا۔ بر سر اجلاس بیوی کی سفارش پہنچنا۔ اور پلاطوس کا پانی سے ہاتھ دھونا۔ جمعہ کا دن جو شام سے عید لگتی تھی سولی کیلئے مقرر کرنا اور دو چوروں کو بھی سولی دینے کیلئے حکم دینا۔ سولی کا داروغہ یسوع کے شاگرد کو مقرر کرنا خدا کیطرف سے آندھی کا آنا۔ زمین کا ہلنا۔ داروغہ کا یسوع کی ہڈیوں کو نہ توڑنا پھر یسوع کی پسلی سے خون کا نکلنا۔ حاکم کا یسوع کے مرنے کی رپورٹ سنکر تعجب کرنا یسوع کے شاگرد کو لاش کا سپرد کرنا امیر ہوشیار و خیرخواہ شاگرد کا ایک ہوادار قبر میں رکھکے تجہیز و تکفین نہ کرنا صبح کو یہودیوں کی فریاد پر اسکی تحقیقات نہ کرنا اور یسوع کا شاگردوں سے ملکر روٹی و مچھلی کھانا اور طبی تواریخ سے زخموں کیلئے مرہم کا استعمال کرنا یہ تمام واقعات بڑے زور سے شہادت دیتے ہیں کہ یسوع سولی پر نہیں مرا ہرگز نہیں مرا بلکہ اپنی طبعی موت سے مرکر روحانی رفع کا درجہ پایا۔

ہاں قربانی کرنا تو ہر ایک مذہب میں ثواب ہے چنانچہ ویدوالوں کے ہاں بھی اسکی رسم پائی جاتی ہے حال میں گرشنا ندی کے اوپر ویسٹ دریں جو سماں راجپتی کی گئی سنایا گیا ہے کہ وہاں بھی کئی ایک بکرے ذبح کئے گئے ہیں اس سے واضح ہے کہ قدیم سے یہ رسم ہر ایک مذہب میں برابر چلی آتی ہے مگر یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ اپنے پرائے کو قربان کریں۔ ڈھیر سارا غضب کرتے ہیں عیسائیوں کی گناہ کے عوض خدا کا بیٹا بھی ہو نیز نصاریٰ بے گناہ کی گھٹڑی سے سبکدوش ہونے کیلئے یسوع کو لعنتی موت سے مارتے ہیں حالانکہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ وہ خدا سے بیزار ہو یعنی خدا اس سے بیزار ہو۔ لعنت کا طوق ابلیس کے گلے میں پڑا ہے جو خدا کی درگاہ سے مردود ہوا کیا ایک برگزیدہ یسوع کو بھی لعنت کا طوق پہنایا۔ افسوس صد افسوس نادان دوست شرم [illegible]

ناظرین! بعض جگہ یسوع کی اصلی حقیقت [illegible] جو کچھ اصلی واقعات تھے بیان کئے گئے ہیں [illegible] **ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام** کی نسبت خیال کر کے بے ادبی پر حمل نہ کیا جاوے انجیلی یسوع **الگ ہے اور قرآن کی عیسیٰ الگ ہیں** [illegible] لوگ عیسیٰ علیہ السلام مرحوم کو ملعون مانیں گے [illegible] انجیلی یسوع کو نصاریٰ ہی ملعون مانتے ہیں نیز قرآن [illegible] نے اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونیکا دعوے کیا کیونکر کرتے یہ تو سراسر شرک اور کفر ہے مگر انجیلی یسوع نے سب کچھ کیا پھر دونوں ایک کیوں [illegible] دوست کو برا بولکر ایماندار رہ سکتا ہے [illegible] کہ تمام پیغمبر اللہ کے پیارے اور مقبول [illegible]

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل [illegible] وبارک [illegible]

بھات حسین کے نام کا کونڈا کیا کرتی ہیں جو سید کھلاتے ہیں وہ سب اُس حرام کی کمائی پر فاتحہ پڑھ کر اور تازہ بھی کھڑے ہو کر بڑی تعظیم سے کھاتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے ہاں کے سید میراسیوں سے ناراض ہو گئے اور محرم کا مہینہ آ گیا میراسیوں نے حسب دستور کونڈا کیا اور سید و کلو کہا گیا کہ چلیے سید آپ لوگ کونڈا حسینی کھاتے ہیں تو ہو چلو سید والوں نے بسبب ناراضی کے انکار کیا میراسیوں نے کہا کہ آپ کے بزرگوں اور باپ دادا کے نام کا کونڈا ہے کیا آج اسکی بے ادبی کرو گے اور نہیں کھاؤ گے تو ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے اسکا عذاب تمہاری گردن پر ہوگا وہ یہ سنکر چلنے کو تیار ہو گئے اور مجھے بھی بلایا جب میں گیا تو یہ حقیقت حال اُن میراسیوں سے مجھ سے بیان کیا میں نے کہا کہ میں تو ہرگز یہ حرام طعام نہیں کھا سکتا اور تم بھی ہرگز نہ کھاؤ یہ کھلا مسئلہ ہے کہ جو حرام چیز پر بسم اللہ پڑھے وہ کافر ہو جاتا ہے اور پھر اس میں کفر کی کئی وجہ ہیں۔

اول حرام کی کمائی۔

دوم شرک کیونکہ غیر اللہ ہے۔

سوم بسم اللہ کے سوا لا الہٰ کی اور بہت آیات اور سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔

چہارم یہ کہ کفر و شرک کو خود مدد دینا ہے۔

پنجم یہ کہ میراسیوں کو دلیر علی المعاصی والشرک کرنا ہے۔

ان سیدوں نے کہا کہ ہمارے دادا امام حسین کے نام کا کونڈا اور ہم ایسے چھوڑ دیں۔ اگر ہم نہ کھاویں گے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے۔ میں نے کہا کہ الخبیثات للخبیثین بہتر ہو کہ یہ کھانا کتوں کے یا سوروں کے آگے ڈال دیں یہ بات سنکر تمام سید میری بات پر راضی اور خوش ہوئے اور پڑھے اور سب نے قرآن پڑھا فاتحہ دی اور سب کھانا اسطرح رہے کھایا کہ برتن کو دھونے کی حاجت نہ رہی۔

تعزیہ داری کی رسم کو سب جانتے ہیں کہ کیا کیا شعائر بدعتیں اور کفر اور شرک کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔

تعزیوں پر کھانا چڑھاتے ہیں پیسے نقدی شیرینی ہر قسم کا لاتے ہیں فاتحہ پڑھتے ہیں اُن کے سامنے کھڑے ہو کر مرثیے پڑھتے ہیں اگر نماز کا وقت ہو تو کچھ پرواہ نہیں کرتے اور جب تعزیے اُٹھاتے ہیں تو اس میں تکرار فساد اور جنگ ہوتے ہیں اس بات پر کہ ہمارا تعزیہ آگے ہو اور دوسرے کا پیچھے ہو اسپر سر پھوٹ جاتے ہیں مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور پوری فرعون بے سامان ہوتے ہیں۔ پیک بنتے ہیں انکے ہاتھوں میں چوڑیاں ہوتی ہیں اور گھوڑے کی دم کے بالوں کے مورچھل ہوتے ہیں اور وہ مرثیے پڑھتے جاتے ہیں اور چوری اور مورچھل سے تعزیوں کی مکھیاں اُڑاتے ہیں۔

لطیفہ

ہمارے شہر میں ایک خانقاہ کے مجاور کچھ طبع نفسانی اور کچھ روٹی اور مٹھائی اور کھانے کی غرض سے تعزیہ ہر سال بنایا کرتے تھے ایک رات ایسا ہوا کہ سب مجاور تعزیہ کا حلوا و ملیدہ چورما ریوڑیاں اور مٹھائی وغیرہ وغیرہ کر کے چاروں طرف تعزیہ کے پڑے اور باہر دری اور کمل بچھا کر سو رہے کچھ چورما تعزیہ کے اندر رکھا رہ گیا آدھی رات کو دو بلیاں چورمے اور مٹھائی کے لالچ سے تعزیہ کے اندر گھس گئیں اور چورما شاید تھوڑا ہی ہوگا جب ختم ہو گیا تو وہ دونوں بلیاں لڑنے لگیں اور تعزیہ اُنکی لڑائی سے اور جھوٹے کے چھینا جھپٹی سے ہلنے لگا اور کھڑ کھڑ کی آواز آئی اچانک اس کھڑکے سے ایک شخص کی آنکھ کھل گئی اور اُسنے سمجھا کہ امام حضرت تعزیہ کے اندر تشریف لائے ہیں اُسنے چپکے سے دوسرے کو اشارہ سے جگایا کہ جلد اُٹھو امام صاحب تشریف لائے ہیں دوسرے نے تیسرے اور تیسرے نے چوتھے کو علیٰ ہذا القیاس ایک نے ایک جگایا اور ان کو یقین واثق اور اعتبار صادق ہو گیا کہ حضرت امام حسین تشریف لائے سب ادب و احترام سے چاروں طرف حلقہ وار کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اُٹھا کر کوئی عجز سے کوئی زاری سے دعائیں کرنے لگے کہ یا امام حسین جیسا حضور نے کرم کیا اور ہم عاجزوں پر مہربانی فرمائی اور ہمکو تشریف آوری کی اور رونق افروزی اور قدم رنجہ فرمانے سے عزت بخشی ہماری مرادیں بر لاؤ ہمارے مالوں اور جانوروں اور اولاد میں برکت بخشو ہم حضور کے خادم اور تعزیہ دار ہیں ہماری مشکلوں کو آسان کرو ہمارے دشمنوں کو پامال کرو ہمارے لڑکے دشمنوں کا کام آؤ۔ یہ دعائیں بڑی الحاح و زاری اور تضرع اور بیقراری سے کر رہے تھے جو وہ دونوں بلیاں چورمہ کے ختم ہونے اور مٹھائی وغیرہ کے نبڑ جانے پر آپس اور حسب خلاف واقعہ پر لڑنے لگیں اور میاؤں اور غرغش اور پھر چھلانگ کر کے لڑنے لگیں تو وہ سید کے سب نہایت شرمندہ ہوئے اور وہ سب تضرع و زاری بھول گئے اور شہر میں یہ شہرہ (اگرچہ بہت چھپایا اور مخفی کیا گیا) عام ہو گیا۔

کمبختوں نے دعا کرنے کے وقت یہ نہ سوچا کہ جو آپ ہی درماندہ اور مشکلات میں پھنسا وہ دوسروں کی بہبودی کیا دستگیری کرے گا اور جو شہید ہوتے ہیں وہ جنت میں داخل ہو کر بربزقون فرحین ہوا کرتے ہیں اور بہشتی رزق اور فرحت انکو ملتی ہے وہ بہشتی زندگی اور بہشتی رزق کو چھوڑ کر گندی ریوڑیوں اور شکر کی چوریوں کو کیوں پسند

کرنے لگے۔

کوٹ پونلی میں بھی بعینہ یہی واقعہ گذرا مگر بلیوں کے بجائے کتا نکلا۔

لوگ کیسے تو وہ طوفان جھوٹ کر کے جمع کرتے ہیں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی عشرہ محرم میں عاشورہ کے دن تعزیوں کی ممانعت میں وعظ فرما رہے تھے اور تعزیے یکے بعد دیگرے نکلے چلے جاتے تھے ایک تعزیہ چھوٹا اور مختصر سا جسپر سامان بھی تھوڑا سا تھا اور وہ تعزیہ غریب آدمیوں کا تھا حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے وعظ کو چھوڑ کر دوڑے اور اُس تعزیہ کو تھاما اور چند قدم تک اُٹھایا اور کندھا دیا۔ اور پھر وعظ میں مشغول ہو گئے بعد وعظ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت مولانا آپ تو تعزیوں کی مذمت اور برائی بیان کرتے تھے اور آپ ہی دوڑ کر کلام اللہ کے وعظ کو چھوڑ کر اُسی مذموم فعل میں آپ شامل ہو گئے اور اُسکو معزز کر دکھایا شاہ صاحب نے فرمایا لوگو میں کیا کروں اس تعزیہ میں حضرت امام حسین تشریف رکھتے تھے اور حضرت امام حسن رونق افروز تھے اور حضرت علی جلوہ فرما تھے اور ملائکہ کا ہجوم تھا فرشتوں نے کندھا دیا ہوا تھا۔ پھر عبدالعزیز کی مجال تھی کہ یہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہتا اور شامل ثواب دارین اور سعادت کونین نہ ہوتا۔

یہ تعزیہ داروں کے جھوٹ ہیں جو بزرگوں پر بہتان لگاتے ہیں حضرات اسلیے کہ تعزیہ داری معزز و مکرم رہے اور دنیا سے یہ اُٹھ نہ جائے۔

تعزیوں کے ساتھ شدے بھی نکلتے ہیں اور ہر رنگ برنگ کے کپڑے پھریرے اُڑتے ہوئے اور ہر چاندی یا تانبے کے کوئی ہاتھ کی شکل کوئی صراحی کی شکل وغیرہ ہوتی ہیں کوئی تعزیہ ابرق کا کوئی رنگین لکڑی کا کوئی رزی کا۔ کسی تعزیہ کی ماہی کی شکل کسی کی مصنوعی براق کی شکل کیسی گھوڑے سے بیل گاڑی وغیرہ کی شکل کوئی تعزیہ۔ چبوتروں کا کوئی مورچھ کا کسیکو ہر بار اُٹھائے ہوئے اور کسیکو حیرت۔ الامان انھوں نے ہندوؤں کو بھی بتوں کو بھی طاق میں بٹھا اور ان سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔

اور کہتے ہیں کہ حشر کے روز حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ننگے سر ایک مونڈھے پر سبز زہر آلود حسن کی پوشاک اور دوسرے مونڈھے پر حسین کی سرخ خون آلود پوشاک ڈالکر عرش کا پایہ پکڑ کر عرش کو ہلا دیں گی اور اپنے دونوں بیٹوں کے خون کی داد چاہیں گی اسی عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں گے اور کہیں گے کہ بیٹی! تمکو داد و فریاد کی سوجھ رہی ہے اور مجھے امت کی شفاعت کی پڑ رہی ہے پھر فاطمہ شرمندہ اور کھسیانی ہو کر داد و فریاد سے رجوع کر کے رب العالمین سے کہیں گی کہ اے جناب العالمین! میں نے داد و فریاد چھوڑی جو میرے ابا جان چاہیں وہی کر دے اور میرے ابا جان کی امت کو بخش دے۔

الله الله! جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے جھوٹی روایت بھی بنائی اور بنا تو آئی اگر یہ روایت تو فرضاً تسلیم بھی کر لیں اور سچی مان لیں تو پھر شیعوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا حشر کے روز جب خون بہا اور قصاص نہ رہا اور اُمت کی شفاعت ہو گئی تو یزید و شمر اور اُس کا لشکر جنھوں نے حضرت امام حسین کو کربلا کے میدان میں قتل کیا وہ بھی تو اُمت میں ہی ہیں۔ ابو بکر و عمر جنھوں نے علی کو ناک چنے چبائے بقول شیعوں کے خلافت چھینی تمام حقوق دبائے باغ فدک غصب کیا یہ سب ظالم وغیرہ بھی تو اُمت ہی میں ہیں۔ پھر انکی تبرا بازی تعزیہ داری وغیرہ کس کام کی۔

باغ فدک جس میں تیرہ درخت کھجور کے تھے دراصل پنجاب کی اصطلاح میں یہ باغ نہیں تھا جنگلی تھی اور بعض روایات میں پانچ یا سات درخت بھی آئے ہیں بہت شیعوں سے گفتگو کا موقع ملا وہ اور دلائل کے جو بینہ اور نیرہ و باہرہ ہیں اور خاص قرآن شریف نے ہی اسکا فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ بے داخل ہے اور اسکے وارث سنی ہی ہیں میں نے کہا کہ تیرہ سو برس کا عرصہ تمھیں روتے پیٹتے چلاتے ہائے ملسے کرتے نعوذ باللہ راستہ بازو ل صدیقوں پر دم لگے بے حیثیت درختوں کے لیے جسکی آمدنی شاید دس بارہ یا زیادہ سے زیادہ بیس روپے ہوگی اس کے اسقدر ہائے ہوئے اور رو رو کر ماتم اور اسقدر ڈھول اڑاتے ہیں کہ

زمیں تشنہ شد و آسماں گشت ہشت

یہی نامرادی یہ ناکامی یہ کنگال پن ہے اور ہماری ملک میں دو ہزار درخت کھجور کے موجود ہیں چلو وہ ہم تمہیں دیتے ہیں تمام شیعہ و سنت برادری قطع تعلقی تحریر کر اب ہم باغ فدک کا نام نہ لیں گے ایک جھگڑے کو تو ہم طے کرتے ہیں۔ اور ایک جھگڑا حشر کے روز طے ہو جائے گا کہ باپ بیٹی اُمت کی شفاعت کرا لیں گے۔

اور سب سے بڑے کفارہ حسین کے مسئلہ نے ثابت کر دیا کہ اُمت کی بخشش کے لیے حسین شہید ہوئے اُمت میں قاتلان حسین بھی تو شامل ہیں سب کی بخشش ہو جائے گی رہی یہ بات حضرت امام حسین کو تکلیف ہوئی اول تو یہ ہے کہ انکو تکلیف ہوئی ہی نہیں شہدا کی نسبت قرآن شریف میں فرحین موجود ہے

(باقی آئندہ)

جس نے شراب کا خیال کرنا چھوڑ دیا

انسان کی زندگی میں بہت سارے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات [illegible] آتے ہیں جو بظاہر دیکھا جائے [illegible] ہوتے ہیں مگر بعض اوقات [illegible] بہت [illegible] اثر [illegible] اپنے [illegible] اخلاق کی تہذیب [illegible] بہت [illegible] بعض واقعات [illegible] ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں [illegible] اس واقعہ کا جو اثر مجھ پر ہوا تھا [illegible] اسکا بیان پڑھنے سے کسی کے [illegible] بھی [illegible]

اس زمانہ میں [illegible] اسکول میں پڑھتا تھا [illegible] میری [illegible] وہ دلت تھے [illegible] طبیعت [illegible] کسی [illegible] قبول نہیں کرتی تھی [illegible] شراب [illegible] حالت میں کہ [illegible] اگر ایک شخص [illegible] کہ [illegible] حد سے گذر گئیں [illegible] ایک [illegible] شراب حرام [illegible] شرم نہیں آتی کہ [illegible]

[illegible] اصول سے تعلق [illegible] لوگوں [illegible] یقین [illegible] کوئی معقول وجہ نہ ہو [illegible] کہ شرع ناقص ہے [illegible] ناقص ہے ان کی اس فہمائش سے ایک گونہ تسکین تو ہوئی مگر پورا اطمینان نہیں ہوا

[illegible] ثابت کیا [illegible] شراب [illegible] جو [illegible] سے حاصل [illegible] کرنے [illegible] کا [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] ایک بار [illegible] شراب [illegible] چھوڑ [illegible] ثابت کیا [illegible] گوشت [illegible] ایک [illegible] دوسری [illegible] شراب [illegible]

[illegible] جب [illegible] دونوں شیشیاں ہمیں دکھلائیں تو وہ گوشت کا ٹکڑا جو پانی میں پڑا ہوا تھا اپنی اصلی حالت پر تھا مگر شراب میں ڈوبے ہوئے کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا۔ اور اسپر ایک قسم کی سفیدی اور غبار بھی چھایا ہوا تھا۔

دوسری دلیل دیتے ہوئے انھوں نے پہلے ہمیں یہ سمجھایا کہ خون کی بناوٹ کسطرح پر ہے اور اسکا خاصہ کیا ہے۔ خون ایک شفاف بے رنگ سیال ہے جس میں سرخ رنگ کے خوردبینی کرّے تیرتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمیں خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے یہ کرّ نہایت منتظم اور [illegible] مدور ہوتے ہیں اور خوردبین کے ذریعہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے سڈول تازے مٹر کے دانے لیکن اگر شرابخور کے خون کو خوردبین سے دیکھا جائے تو یہ کرّے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مرجھائے ہوئے مٹر کے دانے اور جن کے رنگ میں بھی ایک قسم کا بگھی پن پایا جاتا ہے جس کے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب نے ایک نقشہ بھی دکھلایا تھا۔ جسمیں شراب پینے والوں کے خون کے بھی کرّے اور شراب

[illegible] شراب کا نام [illegible] تو فوراً ان [illegible] خون کے [illegible] آنکھوں کے سامنے [illegible] شراب پینے پر [illegible] افسوس ہے کہ [illegible] اصول [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] مذہب [illegible] استعمال [illegible]

[illegible] سلمہم [illegible] معلوم [illegible] کرونگا۔

مسلمانوں کو ایک نہایت شمار [illegible] قوم [illegible] حالت [illegible] تعلیم ہے اور خاصکر دینی تعلیم [illegible] دینی تعلیم میں بھی خاصکر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولی کی تعلیم اور اسکے لیے ضرور ہے کہ گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جائے جنکے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی سمجھا کر تعلیم دینا اس سے در اصل ایسی زبردست تحریک اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کو [illegible] [illegible] ہیں جس غور سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا جائے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشاء یہی ہے کہ دنیا میں انسان خدا [illegible] اور کفایت شعار بنیں یہ قرآن اعتدال سے یا عدل سے گذرنے کو ہر جگہ [illegible] اور دنیا کو نیک عمل اور مشاہدہ [illegible] کے لیے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم اگر اچھے طریقہ سے نہ ہو۔ اعداد [illegible] پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مرجّحہ کی روشنی میں اسکو دیکھا جائے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونیکے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جسکو ربڑ کیطرح ہر شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام و غلط و پژمردہ تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیے۔

رہا علماء کو قائل یہ اصلاح کرنا۔ یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اسکو بھی کرتا جاتا ہے جب سست اور ناکارہ

اور [illegible] گروہ قوم میں کم ہوتا جائیگا تو ویسے علماء بھی [illegible] تیم جا ہو گئے [illegible] کا حال پھیلاتے رہیں۔ یقین ہے کہ علما بھی [illegible] میں آکر سمجھ جائیں گے۔

موجودہ صورت میں علماء کا جم غفیر تو ہماری طرف صرف اس صورت میں متوجہ ہو سکتا ہے جب وہ یہ سمجھ کر ہم ہر اصل [illegible] میں ان کے ہمزبان ہیں۔ لیکن یہ نہ انکی خواہش سے ہو سکتا ہے نہ ہمارے چاہنے سے لو شاء اللہ لکنتم امۃ واحدۃ۔

قومی نظم

از منشی [illegible] صاحب [illegible]

زمانہ اے نبی مشکور ہے تیری عنایت کا
دیا تونے سبق مخلوق کو خالق کی وحدت کا
تری بعثت سے پہلے یثرب و [illegible] کی حالت
کہ ہر سو [illegible] تھا خوب نقارہ جہالت کا
پرستش کے لیے [illegible] بت [illegible]
اندھیرا چھا رہا تھا چار [illegible] کفر و ضلالت کا
لڑائی ان میں چھڑتی تھی اگر [illegible]
تو ہو جاتی تھی وہ باعث قبیلوں کی شراکت کا
[illegible] بات پر چھڑتی تو برسوں طول کھنچتا تھا
[illegible] ہزاروں کی ہلاکت کا
[illegible] گئی جو کام وہ سب انکی جاری تھی
خیال آتا نہ تھا دل میں کبھی ہرگز صداقت کا
یکا یک اے محمد ہو گئی کایا پلٹ ساری
ستارہ جس گھڑی روشن ہوا تیری نبوت کا
سکھائے سیکڑوں تونے تہذیب و تمدن کے
ہوا اقبال [illegible] تیری امت کا
طبعی و ریاضی و ادب [illegible] بالکل
مسلمانوں میں تھا گویا خزانہ علم و حکمت کا
نباتات و کیمیا و علم اضطرلاب اور طب میں
زمانہ تھا مقر انکی لیاقت اور فضیلت کا
مہذب اب جو قومیں اب ہیں انکو کچھ بھی نہ آتا تھا
دیا پہلا سبق اہل عرب نے علم و حکمت کا
ہزار افسوس وہ حکمت کے جوہر اب نہیں ہم میں
مسلمانو نہیں حیرت [illegible] جہالت کا
[illegible] اب وقت دعا آیا
حوادث سے نہ ہو ایک بال بیکا تیری امت کا

تازہ الہام

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

نوٹ ضروری بسنہ [illegible] چھپ گیا ہے ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰[illegible]ء سمجھا جاوے۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۳۰ مارچ **خشکی پر لڑائی**۔ اہم معرکہ۔ جنرل کروپاٹکن خبر دیتے ہیں کہ بمقام چونگ جو کا سکون ... "سونمپاڈن" (سونمپاروی مین ... رسالہ کے ایک حصہ کو کہتے ہین یہ لفظ صرف کاسکون کے ترپ سے مخصوص ہے۔ وطن) اور جاپانی پیدل و سوار سپاہ مین اہم معرکہ آرائی ہوئی۔ حالانکہ روسی ایک بلند پہاڑی پر تہے۔ جاپانیون نے مردانہ وار مقابلہ کیا تاہم اگر ان کو مسلسل پیچھے سے کمک نہ پہونچتی رہتی تو جو جاپانی فوج ابتدا مقابلہ مین آئی۔ وہ یقیناً پامال ہو جاتی۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی جانگداز لڑائی کے بعد کاسک بترتیب کامل پیچھے ہٹ گئے۔ اور اپنے زخمیون کو بہی ساتھ لیتے گئے۔ جاپانی باوصف متواتر کمک کے اس لڑائی مین ایسے تہک گئے اور ان کا اسقدر نقصان ہوا کہ جس پہاڑی کو روسی خالی کر گئے وہ اس پر قبضہ کرنے کو آگے نہ بڑھ سکے۔ روسیون کے تین افسر اور بارہ سپاہی زخمی اور تین سپاہی ہلاک ہوئے (ناظرین لڑائی کی خبر نہیں بتائی گئی۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ اسی معرکہ کے حالات کسیقدر تفصیل سے بیان کئے گئے ہین جو ۲۳ مارچ کو فریقین مین ہوا تہا اور جسکی خبر سیول سے پہلے آئی۔ اور کل کے سدزانہ مین درج ہو چکی ہے

جاپانیون نے روسیون کے جسقدر سٹیمر گرفتار کئے تہے۔ جاپانی عدالت غنیمت نے ان کو مال غنیمت قرار دیا۔ ان پر جاپانی ملاح مقرر کر دیئے گئے ہین۔

انگریزی بیڑہ کے کمانڈر ایڈمرل برج نے جاپانی بندر بوکوہامہ کا بحری شفاخانہ جاپانی مجروحین کے لئے جاپانی حکومت کے حوالہ کر دیا ہے۔

ایڈمرل ٹوگو نے جو رپورٹ اپنی حکومت کو بہیجی ہے اس مین لکہتا ہے کہ ۲۷ مارچ کو ہمارے بحریون نے کمال دلاوری دکہلائی وہ گولون کی بارش مین آگے بڑہتے گئے۔ مگر افسوس جہاز ٹہیک موقعہ پر غرق نہ ہوئے روسی جہازون کیلئے اندر باہر جانیکا راستہ باقی رہا۔ ہمارے ۱۳ بحری و افسر ہلاک ہوئے ... رپورٹ سنانے کے بعد جاپانی ... مین بیان کیا کہ پورٹ آرتہر کے دہانہ کو بالکل مسدود کرنا بہت مشکل کام ہے ... بہت کچہ ہو رہا ہے۔

حد نظر ... معرکہ کی کیفیت بقول جاپانیان ... سو رچہ بند بلندی پر قابض تہے۔ جاپانیون نے یہ تعداد عظیم ان پر دہاوا کیا۔ روسی کچہ دیر مقابلہ کر کے پیچہے ہٹ گئے۔ اور جاپانی اپنے بادشاہ کی درازی عمر کے نعرے لگاتے ہوئے شہر مین داخل ہوگئے کلیم بلدہ جاپانی ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۷ مارچ کے بحری معرکہ مین بہی الٰہی جاپانی افسرون اور بحریون نے جہاز غرق کرنے کی کوشش کی جو ۴۳ فردری کو اس خدمت پر گئے تہے۔ ان کا لاہنا لفٹنٹ ہیروس تہا۔ جس کے ایک روسی گولے سے پرخچے اڑگئے جو جاپانی تارپیڈو کشتیان ہمراہ گئی تہین۔ انہون نے غرق کردہ یا غرق شدہ جہازات کے اکثر بحریون کو بچا لیا۔ روس نے فرانس کی معرفت پورٹ آرتہر کے ترقلینہ کیپ پر جاپانی گولہ باری کے متعلق ہیگ کے معاہدہ ہاگ جو اعتراض کیا تہا۔ اس کے جواب مین جاپان نے لکہا ہے کہ معاہدہ بحری گولہ باریون سے کچہ تعلق نہیں رکہتا۔

الہ آباد ۳۱ مارچ پائنیر کا بیان ہے کہ پورٹ آرتہر مین اسوقت کلیم صرف دس ہزار سپاہ ہے اور اس کے پاس فقط ایک ماہ کیلئے سامان رسد ہے۔

متفرق۔ بمبئی مین گو پہر فساد نہیں ہوا۔ لیکن بوہرہ قوم ابہی خائف ہے کہ کسی کسیوقت ان پر اچانک حملہ نہ کردین اس خوف سے ۲۲ مارچ کو بہی انہون نے اپنی اکثر دکانین بند رکہین۔ آدہی فوج اسلئے شہر سے رخصت کردیگئی احتیاطاً تمام شراب خانے تا حکم ثانی بند رہین گے۔ کمشنر پولیس نے ۲۲ کی صبح کو حکم دیا کہ تمام تعزئے گاڑے جائین۔ مگر یہ عرضداشت گذرنے پر کہ ان کی زیارت کی رسم شام کو ادا ہوگی۔ اسنے ۲۳ مارچ کی صبح تک میعاد بڑہادی۔

پارلیمنٹ مین تجویز پیش ہوئی کہ شاہ انگلستان کو اختیار دیا جائے کہ جنگی ضروریات کیلئے ایسے موقعہ پر جبکہ کسی طاقت سے جنگ ائل ہوگئی ہو باختیار خود بیس لاکہ پونڈ خرچ کی اجازت وزراکو دیدین۔ پارلیمنٹ سے پوچہنے کی ضرورت نہ رہے۔ مگر بکثرت رائے یہ تجویز نامنظور ہوئی۔

جرمنی وغیرہ کئی ممالک کے بادشاہون نے بنکون سے دریردہ یہ انتظام کر رکہا ہے کہ ضروریات جنگ کیلئے فوراً روپیہ کی ایک معین مقدار بادشاہ کو قرض دیدین انگریزی قوم کو بہی ایک نہ ایک دن اپنے بادشاہ کو یہ اختیار دینا پڑیگا۔ انگریزی پارلیمنٹ مین مسودہ قانون پیش ہوا ہے کہ ممالک غیر کے بدچلن مفلس بیمار اور مشتبہ چلن کے اشخاص کو برطانیہ مین داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر وہ پہلے سے موجود ہون تو حکومت ان کو نکال دینے کی مجاز ہوگی۔

لبرل فریق کے سرغنہ ممبر پارلیمنٹ سر ہنری کیمبل بینرمین نے ۲۹ مارچ کو مسٹر بلفور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ ملک اور قوم کو ان پر بہروسہ نہیں رہا۔ وہ مع دیگر وزرا مستعفی ہو جائین۔ مسٹر ممدوح نے جواب دیا کہ موجودہ وزارت نے جو اہم کام شروع کر رکہے ان کو ختم کرنے سے پہلے مستعفی نہیں ہوسکتی۔ خاصکر ایسی صورت مین جبکہ پارلیمنٹ مین اس کے طرفدار اور ہمرائے ممبر مخالفون سے تعداد مین زیادہ ہین (وطن)

جنگ موجودہ اور اسلام

ہمعصر اللوا لکہتا ہے:۔ موجودہ جنگ سے اقوام دنیا مین عجب کہلبلی پڑگئی ہے اور ہر قوم اپنے اپنے منافع و مصالح کی وجہ سے ان دو متحارب قومون مین سے کسی ایک کی ضرور طرفدار ہوگئی ہے۔ جرمنی کو دیکہو۔ جواب سے پہلے چینیون اور جاپانیون کا سخت دشمن بنا ہوا تہا اور بالخصوص جاپانیون کو دل یورپ کے حق مین بشدومد تمام خطرناک کہا رہا تہا۔ آج روس کے خلاف اسی کی حمایت و نصرت پر آمادہ ہے۔ اگر اس نصرت و حمایت کی وجہ دریافت کیجئے تو یہی ہے کہ اس کو روس سے سخت نفرت و عداوت ہے۔ یا یہ کہ روس اس کو وقتاً فوقتاً دہمکیان دیتا رہا ہے۔ اور اسکے دشمن فرانس کا حلیف و مددگار ہے۔ فرانس کو اگر دیکہا جائے۔ تو وہ اسوقت روس کا ہی طرفدار بنکر جاپان کا مخالف بنا ہوا ہے حالانکہ اس کا دعوٰے ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا طرفدار ہوگا۔ جو اپنے حقوق کی حفاظت اور بیجا دست درازی کی مدافعت کریگی۔ اسوقت فرانس اپنے صریح دعوے کے خلاف روس کے طرفدار رہنے پر اسلئے مجبور ہوا ہے کہ روس کی شکست سے فرانس کا عہد و پیمان بہی حقیر اور بے وقعت ہوا جاتا ہے اور فرانس کی بہت سی امیدون پر پانی پہر جانے کا احتمال ہے۔

مصر و ترکی بلکہ تمام مسلمان تو یہ دعائین مانگتے ہین کہ خدا کرے روس کو شکست ہو۔ کہ دولت علیہ اپنے اس پرانے دشمن کی بیجا دہمکیون سے چہوٹ جائے جو اس کا و مصر کا ہمیشہ دشمن رہا ہے اور جس نے مسلمانون کا مجدسو فیہ چہین لینے کے لئے جان توڑ کوششین کی ہین۔

مصر اس لئے جاپان کا طرفدار ہے کہ جاپان ہی وہ مشرقی سلطنت ہے کہ جس نے تہوڑے سے زمانہ مین ترقی کر کے بہت کچہ نام و نمود حاصل کیا ہے۔ اگرچہ بعض یورپین سلطنتون کا یہی خیال ہے کہ مصر اپنے حلیف انگریزون کی وجہ سے جاپان کا طرفدار ہے لیکن مصر کا یہ میل و رجحان محض انگریزون کی پیروی مین نہیں ہے۔ بلکہ وہ اسلام کا خیر خواہ ہو کر جاپان کی فتحمندی کی آرزو کرتا ہے۔ کیونکہ جاپان کا غلبہ گویا جنس اصفر (منگول) کا غلبہ ہے۔ جس سے چینی مسلمانون کو تمدن و ترقی مین آگے بڑہنے کا موقعہ ملجائیگا۔ اس کے علاوہ پہر مشرق ان دول یورپ کی نگاہون مین بہی بہت کچہ وقیر ہو جائیگا جنہون نے مشرق اہل مشرق کی قومون کو اپنے پیرون تلے روندا اور اپنی بیجا طمع سے کمزور کر دیا ہے۔

اسوقت ہمارا یہ کہنا کچہ بے محل اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ یہی موجودہ جنگ روس و انگلستان کے جنگ کا مقدمۃ الجیش ہے کیونکہ روس اگر جاپان کا ایک دفعہ دشمن ہے تو انگلستان کا دس دفعہ۔ بلکہ سیاسی دنیا کا خیال ہے کہ روس و انگلستان اسوقت بہی جنگ کی تدابیر مین مشغول ہین اور اپنے اپنے سرحدی مقامات پر مخالف کی دست برد سے روکنے کیلئے فوجین بہیج رہے ہین۔ چنانچہ روس ترکستان کے گورنر کو حکم دے چکا ہے کہ اگر انگلستان اس لڑائی مین جاپان کی مدد یا تبت مین مصالح روس کے برخلاف کوئی کام کرے تو بلا تامل ہندوستان پر بڑہ جائے۔ اب اس سے زیادہ باہمی مخالفت کا اور کیا بین ثبوت ہوگا۔

مذکورہ بالا تمام حالات و اسباب کو دیکہکر یقین ہوتا ہے کہ اس لڑائی کے اسلامی دنیا کی سیاسی حالت مین بہی بہت کچہ اثر ہوگا۔ اس کا ایک جزئی نتیجہ یہ بہی ہے کہ ترکی خاطر خواہ اور اپنی مصلحتون کے موافق بزور شمشیر مسائل مقدونیہ کا فیصلہ کرلیگی۔ اور جاپان کی فتح ہو یا شکست۔ دونون حالتون مین مسئلہ مشرق ایک نئے دور مین آجائیگا اور چین و کوریا مین نئی روح پہونکنے سے وہان کے مسلمانون کو ضرور کچہ نہ کچہ فائدہ ہو رہیگا کیونکہ مسلمانان چین بہادر ہین اور ان مین ترقی کی پوری صلاحیت و قابلیت ہے۔

اگر روس و انگلستان کی کشاکش یونہی روبہ ترقی رہی تو بہت جلد سیستان و عجم و افغانستان کا معاملہ ناپالنرا اور بنگلوان ملکون کی حالت مین بڑا تغیر و انقلاب پیدا کردیگا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ موقعہ و فرصت اور چیز ہے اور وقت فرصت کو غنیمت سمجہ کر اس سے کام لینا اور چیز۔ اکثر ایسے موقعہ آتے رہے ہین جو اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید و سودمند تہے لیکن مسلمانون نے اپنی غفلت سے وہ موقعے کہو دیئے۔ اور اپنے مفاد و مصالح کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اگر موجودہ وقت کو بہی یونہی رائیگان کہو دیا۔ تو پہر ایسے موقعہ کا مدتون انتظار کرنا ہوگا۔ کیونکہ جلدی سے ایسا وقت ملنا کوئی آسان بات نہین ہے اور کوئی عقلمند جائز نہین رکہتا کہ موجودہ فرصت کو ہاتہ سے گنوا کر آئندہ نادر الوجود فرصت کی امید پر اپنے کامون کو التوا رکہے۔

یہ ہم سب کچہ اس لئے لکہ رہے ہین کہ تقریباً کل دنیا اسلام چاہتی ہے کہ بہت جلد ترکی و بلغاریا کی قرار واقعی گوشمالی کردے اور یہ کہ عجم و افغانستان بچا سکے خود موجودہ جنگ سے پیدا ہونے والے خطرہ سے

ہوشیار ہو جائیں۔ تاکہ عالم اسلام میں حفاظت و مدافعت کے ساتھ سیاسی ترقی ہو۔ اور جیسا کہ مسلمانوں کو دین کی عظمت اور مردم شماری کی کثرت سے ہونا چاہئے۔ نفے المجلہ ویسے ہی ہو جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ بلغاریا روس کے بل بوتے پر کودتا تھا۔ ورنہ کیا بلغار اور کیا اس کی ہستی۔ اب روس جاپان سے جنگ شروع کر کے خود ایک منغطہ میں گرفتار ہو گیا۔ اور بلغاریا بے یار و مددگار رہ گیا۔ تو اس نے اپنا ضعف بالائے العین دیکھ لیا ہے اور دنیا کو بھی اس کا ضعف معلوم ہو گیا۔ اس لئے علے العموم دنیا نے سمجھ لیا ہے کہ بلغار اب بے یار و مددگار ہے ترک اس کی خبر لئے بغیر نہ رہیں گے اور ہر طرف سے آواز آ رہی ہے کہ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے۔

لیکن یہ ہیچ مکار اس لئے نہیں ہے کہ ترک واقعی اب پہلے سے زیادہ آمادہ جسارت ہیں بلکہ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اب بلغار کو پہلے سی بے جا جسارت کا حوصلہ نہیں رہا ہے اور بجائے خود سہما ہوا ہے اگر بلغاریہ نے پہلے بلقان کی شورش میں حصہ نہ لیا ہوتا۔ تو وہ آج ہرگز اس قدر خائف و ہراساں نہ ہوتا۔ لیکن تاہم دولت عثمانیہ کو بلغار سے جنگ کا مطلق فکر و خیال نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بلقان وغیرہ میں بھی جو شورشیں ہو رہی ہیں اور وہاں کا انتظام ایک ڈیٹ میں کافی طور پر ہو سکتا ہے۔ حکومت عثمانی سختی کا برتاؤ جائز نہیں سمجھتی اور نہ اس کو اس بات کی کچھ فکر ہے کہ ممالک از دست رفتہ کو پھر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بلکہ دولت علیہ کا مقصود محض ممالک محروسہ کی حفاظت ہی اور بس۔ اور اس حفاظت میں بھی وہ صلح کو جنگ پر ترجیح دیتی ہے۔ لیکن جب اس کو اپنے ملک میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا معلوم ہوتا ہے اور کسی دشمن کی طرف سے اس کے استقلال میں نقصان آتا ہے تو بے شک وہ جنگ سے بھی پہلو بچانا اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہے اور مردانہ وار قدم آگے بڑھاتی ہے اس لئے یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ روس کو جاپان کے ساتھ مشغول جنگ پا کر بلغار پر حملہ کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ اب تو بلغار سیدھے راستہ پر چل رہا ہے۔ پھر جنگ کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں اگر وہ اپنی پرانی عادت کے موافق حکومت علیہ کے ساتھ شرارتیں کرتا رہتا۔ اور بعض و فساد بلغاریوں کو حدود عثمانی میں شورش و فساد کے لئے بھیجتا رہتا۔ اور وہ ناکردنی حرکتیں کرتے رہتے۔ تو البتہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بلغار کی گوشمالی کے لئے اس پر حملہ ہو سکتا تھا۔ اور ترک حملہ پر کمر باندھ لیں تو پھر روس کسی سے جنگ کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو۔ دونوں برابر ہیں۔ بلکہ یہ بات تو ترکوں کی بہادری کے خلاف ہے کہ وہ دشمن پر دھوکہ سے جا پڑیں یا کبھی قابل ملامت فعل کے مرتکب ہوں تاریخ اسلام میں عموماً اور تاریخ عثمانی میں خصوصاً

تفسیر القرآن ۲

انشاء اللہ العزیز تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ ہی صرف اس مہینے میں مکمل کر کے نہیں بھیجا جاویگا بلکہ تفسیر القرآن کا تیسرا نمبر بھی شائع ہو جائیگا۔

نور الدین پر ریویو

نور الدین۔ پر ریویو کا دوسرا نمبر ۱۰ اپریل کے الحکم میں انشاء اللہ شائع ہوگا۔ اور امید ہے ناظرین اسے پڑھ کر محظوظ ہوں گے۔ کیونکہ اس میں علامہ نور الدین کا تذکرہ ہے۔

ص کوئی واقعہ ایسا نہ ملے گا جس میں عام مسلمانوں یا ترکوں نے غدر و خیانت سے لڑائی شروع کی ہو۔ ترکی اور روس کے جنگ میں روس کا ہر ایک پہلو غدر و حیلہ پر مبنی رہا لیکن ترکوں نے محض شجاعت اور صدق و صفا سے کام لیا۔ اہل جزائر بھی جب فرانس سے مدافعانہ لڑے تو ان کو اسلامی شجاعت نے اجازت نہ دی کہ فرانسیسیوں پر جبکہ فرانس جرمنی سے لڑ رہا تھا ناگاہ حملہ کر دیں۔ بلکہ انہوں نے پہلے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور جب وہ جنگ موقوف ہو گئی تو حصول استقلال کی کوشش کی۔ اگرچہ مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن دنائت کے مرتکب نہ ہوئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا محض شجاعت مردانہ سے کام لیا۔ یہاں تک کہ فرانسیسی بھی ان کی حق پسندی کو مان گئے۔ ترکوں کی شجاعت و شہامت کیا ایسی ہے۔ کہ وہ لوگ اس فکر میں رہیں کہ روس کسی دوسرے دشمن کی جنگ میں مشغول ہو۔ تو اس سے انتقام لیں۔ یا امارت بلغار پر چڑھائی کا موقع سمجھیں۔ جب تک کہ ترکوں کے استقلال میں کوئی صریح نقصان نہ ہوتا ہو۔ وہ صلح کو جنگ سے ہزار درجہ بہتر جاننے میں ہیں ہرگز نہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ سلطنت روم کو مشرقی اقصے میں مشغول جنگ دیکھ کر بلغار سے آمادہ جنگ ہوگی۔ ہاں اگر بلغار کی طرف سے ہی کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اس نے خود پیشقدمی کی اور جنگ سے کوئی مفر نہ رہا تو مجبوری ہے۔ خلاصۃ الباب یہ ہے کہ ترکوں کو اپنے ملک کی حفاظت اور ترقی تمدن کی فکر ہے نہ کہ جنگ کی۔ اور وہ ہرگز کسی سخت مجبوری کے بغیر جنگ کے خطرات میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔

(وطن) ─── (باقی آئندہ)

ہم اور ہمارے ناظرین

خریداران و سرپرستان الحکم اپنے واجب الادا حساب بے باق کرنے کی طرف توجہ فرماویں۔ مطبع کیطرف سے بقایا یا سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت کیلئے جن بزرگوں کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ وی پی وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماویں اور اپنے ذمہ کی حساب بے باق کریں۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر گوڑہ ضلع راولپنڈی ہمارے اخبار کے پرانے سرپرست اور بہی خواہ ہیں۔ الحکم میں متعدد مرتبہ آپ کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کو خدا تعالے نے ایک یہ خوبی عطا کی ہے کہ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں کسی نہ کسی شخص کو سلسلہ عالیہ کیطرف لانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں وہ اپنے عزیز الحکم کو کبھی نہیں بھولتے بلکہ ان کا مقولہ ہے کہ میں الحکم کی خریداری قومی نشان سمجھا کرتا ہوں۔ اور ہر نئے احمدی کو اسکی خریداری پر توجہ دلانا اپنا فرض۔ غرض الحکم کی توسیع اشاعت کے فرض سے وہ غافل نہیں رہتے۔ گزرے ماہ آپ الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شیخ کرم اللہ صاحب قلعہ لاہور سنگھ الحکم کیلئے ایک خریدار دیتے ہیں اور قیمت بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ شیخ صاحب ہمارے محسن و مخدوم اور ہماری قوم کے واجب التکریم بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب کے عزیز دوں میں سے ہیں اور ایک صالح نوجوان ہیں۔ جنکا عمدہ نمونہ بہت سے نوجوانوں پر عمدہ اثر ڈالنے والا معلوم ہوتا ہے +

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے الحکم کتابی صورت پر شائع کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہے اور یہ التزام ناظرین الحکم کے بے حد اصرار سے اسلئے کیا جاتا ہے کہ اسکی حاشیہ وغیرہ کا شیرازہ نہ بکھر سکے۔ یہ امر کبھی بھولنا نہیں چاہئے کہ الحکم اس سے پہلے ۱۷ × ۲۷ کے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا تھا اور اب ۲۲ × ۲۹ کے ۱۶ صفحوں پر شائع کیا جاتا ہے پہلے تین کالم تھے اب ۴ کالم فی صفحہ گویا پہلے کی نسبت ریڈنگ میٹر الحکم میں دوگنی سے زیادہ ہو گیا ہے کہاں اخبار کے ۴۲ کالم اور کہاں ۶۴ کالم اور وہی پہلی تقطیع سی رہی اس لحاظ سے ہم بجا طور سے کہتے ہیں کہ الحکم سے بڑا اور سستا کوئی اخبار اس وقت تمام ہندوستان بھر میں نہیں ہے اب کتابی صورت پر ہو جانے سے ناظرین کو پتہ لگے گا کہ سال میں کتنے جزو کی کتاب ناظرین کو دیجاتی ہے لیکن اس کتابی تقطیع پر شائع کرنے کی صورت میں شاید ہم ۲۸ صفحہ پر لے

شائع کریں۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اسکو رسالہ کی صورت میں سالانہ ناظرین کو بھیجا کریں۔ یہ ہمارا خیال اور ارادہ ہے اور اس میں کامیابی کا عطا کرنا اللہ تعالے کے فضل اور اسکی عنایت پر موقوف ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

الحکم کی توسیع اشاعت کا سلسلہ اس ہفتہ بہت شکست ہی سرپرستان الحکم توجہ کریں

ہم نے کبھی الحکم میں لکھا تھا کہ الحکم کے خریدار اور اس کا ایڈیٹر اور کارپرداز مل کر ایک کنبہ کا حکم رکھتے ہیں جو بفضلہ تعالے دن بدن بڑھ رہے ہیں (اللہم زد فزد آمین)

اتنے بڑے کنبہ میں جہاں ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی بڑھ جاتا ہے کوئی نہ کوئی ممبر میں سے بحکم خدا تعالے کے اذن دار دسے کے ماتحت ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت بھی ہو جاتا ہے۔ اس ہفتہ میاں جلال الدین صاحب مالگذار سیرکوٹ اور مولوی حکیم شیر محمد صاحب ہوجن ضلع شاہ پور کے انتقال کی خبریں پہونچی ہیں حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھا۔ اسی طرح مختلف جگہوں کی احمدی جماعتیں بھی ان کا جنازہ پڑھیں گی۔ الحکم کی برادری میں سے دو آدمی کم ہو گئے ہیں اس کمی کو پورا کرنا الحکم کے دوسرے خریداروں کا کام ہے۔ البتہ ہم یہ کرتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کو فراموش کرنا نہیں چاہتے اسلئے ایک سال تک بدستور انکے نام کا اخبار جاری رہیگا صرف ۲/۱۲ محصولڈاک اداکرنیوالوں سے نام کی یہ نقل کی طرف سے ہو۔ ہاں اگر ان کے ورثا اپنے طور پر اس ضرورت کو محسوس کریں تو وہ الگ اخبار جاری کرا سکتے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاہور تشریف لیجانے کی کوئی خبر نہیں۔ نکوئی تاریخ ابھی مقرر ہوئی ہے اور نہ فی الحال کوئی ایسا موقعہ نظر آتا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور خدمت دین میں سرگرم۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی تشریف لے آئے ہیں اور ایک نئی تصنیف فتنہ چکڑالوی کے استیصال کیلئے کر رہے ہیں جو انشاء اللہ ایک کافی اور لاجواب کتاب ہوگی۔

۳۔ نور الدین۔ میں سہو کاتب و چھاپہ کی سہل انگاری کیوجہ سے بعض غلطیاں رہ گئی تھیں اسلئے انکا غلط نامہ تیار کر کے چھاپ دیا گیا ہے جن لوگوں کے پاس نور الدین پہونچ گیا ہے وہ غلط نامہ حکیم فضل الدین صاحب سے منگا لیں۔

۴۔ مبائعین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اسکی ان لمبی فہرستوں کا اندراج ہمارے قابو سے باہر ہو رہا ہے۔

۵۔ ایک لڑکا پوٹاش کی ڈبیا لئے ہوئے ہاتھ سے اڑ دیا بیٹھا۔ جسم کو اور حصوں پر چھینٹے ... [illegible]

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۵

عورتوں پر جو مظالم اسلام سے پہلے ہوتے تھے اگر وہ سب کے سب بیان بھی کئے جائیں اور پھر ان کی تنقید کی جائے اور ساتھ ان [illegible] ایذیوں [illegible] جرائم جو مرد کرتے تھے ان پر تنقیح [illegible] نہیں کہ عورتوں کے جرائم [illegible] [illegible] گذشتہ [illegible] ثابت ہوں گی [illegible] [illegible] گی [illegible] ایک خون کی [illegible] ثابت ہوں۔

اصل بات جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں [illegible] چونکہ عورت کو ایک ذلیل اور ناچیز [illegible] سمجھا گیا تھا [illegible] ذاتی اغراض کی بنا پر مرد نے اپنے [illegible] کی اور عورتوں کی کمزوری کی [illegible] بہت بڑا دکھایا گیا۔ یہ قرینت بھی مرد کی بدکاری کو ایک معمولی سی بات سمجھا جاتا ہے اور عورت کی ذرا سی غلطی اور خطا کو [illegible] بے حد توجہ کی جاتی ہے اور اسکو شدت اور [illegible] کے خطرناک سزائیں اسکے لیے تجویز کی جاتی ہیں غرض عورت اس خطرناک حالت میں مبتلا تھی

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا رسول اللہ کی بعثت آپکا ظہور ایسی [illegible] اور ربع مسکون کے [illegible] اور رفع [illegible] کا باعث اور موجب [illegible] رحمۃ للعالمین ہوکر آئے تھے لیکن اس [illegible] اس تباہ شدہ ہستی اور مردہ عنصر کے لیے آپ حیات اور بقا کے دوام کا باعث ثابت ہوئے رسول صلعم کے احسانات پر غور کرنے کرنے انسان حیران رہ جاتا ہے اور اسکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کس پہلو سے آپ کی رسالت کی خوبیوں کا کمال ظاہر کرے جس پہلو جس انداز سے دیکھو وہ محیر ذنگیز اور لاالنظیر نظر آتا ہے لیکن اس مضمون میں چونکہ عورت کا مضمون خاص ہے اسلیے ہمکو اس پہلو کے کمال پر اکتفا کرنی ہوگی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور پر دو سلطنتیں آپ کی ہمسایہ تھیں اور دونوں ان ایام میں اپنے طرز اور طریق پر اور اُس زمانہ کے عرف اور اصطلاح کے موافق قوی سلطنتیں تھیں اور ان سلطنتوں کو مذہبی سلطنتیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک ان میں سے زردشتی مذہب کی حامی [illegible] سلطنت ایران تھی اور دوسری مشرقی عیسویت کی دارالخلافہ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی۔ اب ہمکو دیکھنا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں میں [illegible] حکومت اور سیاست ہی تک [illegible] بلکہ مذہب بھی ایک [illegible] جزو اعظم تھا [illegible] عورت کی [illegible]

حالت ہو؟ ایران کو کیا حقوق اسی مذہبی حیثیت سے دیے گئے ہیں۔ زردشتی مذہب کی سلطنت ایران میں تو عورتوں کے لیے کوئی قانون ان کی [illegible] نہ تھا اور نہ سلطنت کی طرف سے کوئی حق اسے دیا گیا تھا۔ شوہر کے گھر جاکر وہ اسکی [illegible] کی مالک تصور نہیں ہو سکتی تھی بلکہ جو مالک ہوتا وہی [illegible] کسطرح بھی جاتی تھی اور [illegible] اپنے لیے ہاتھ پیر والو [illegible] عورتوں کے کسی قسم کے حقوق قائم [illegible] ہوتا [illegible] آزادی کا [illegible] ہوتا [illegible]

[illegible]

اس وقت یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ ایک [illegible] [illegible] دیا گیا ہے اور آتش [illegible] کے [illegible] اسکے علاوہ ایک [illegible] [illegible] سے معلوم ہوتی تھی۔ اور آج [illegible] اسوقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] [illegible] اصلاح [illegible] اور آپ کے پاک اقدامات کی [illegible] [illegible] معاشرت کے اصولوں اور [illegible] کے بیان کرتے ہوئے [illegible] [illegible] کس خطرناک ظلم اور تاریکی میں مبتلا تھیں [illegible] بیان کرتے [illegible] طیار [illegible] اور پہلو انکے بیان کرتے ہم کبھی شرم آتی ہے لیکن [illegible] دکھاتا ہے ہمکو ان ناگفتنی اور شنیدنی باتوں کے لکھنے کی ضرورت پڑی۔ ایران کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ [illegible] ذات [illegible] اور شرم و حیا [illegible] فطرت کا ایک شریف جوہر ہے [illegible] حقیقی بہن اور بیٹی اور [illegible] [illegible] اور ایک شخص کے واسطے [illegible] دلیل [illegible] جائز قرار دیا [illegible] [illegible] اور اسکی پرورش کرتا ہے وہ اسکے پھل کھانے کا جائز حقدار ہے اور یہ رسم ایران میں ایسی عام ہوگئی تھی جسکی کوئی حد ہی نہیں [illegible] اسکو برا نہیں سمجھتا تھا [illegible] معمولی بات سمجھا جاتا تھا جس سے عورتوں کی ذلیل حالت اور بد ترین طرز و معاشرت کا پتہ ملتا ہے جب ہر قسم کے ناپاک اور حیاسوز تعلقات

قائم ہوں ایسی حالت میں یہ کون قیاس اور گمان کر سکتا ہے کہ اسطرح کے قبیح تعلقات کے ہوتے ہوئے جائز عزت اور تکریم عورتوں کی کوئی کر سکتا ہے جبکہ ایران کی حالت اس درجہ پر گر چکی تھی تو کون عقلمند یہ امید کر سکتا ہے کہ وہاں عورت کے حقوق کی جائز نگہداشت اور اسکی حرمت و تکریم مناسب حد تک کی جاتی ہوگی؟ ہرگز نہیں بلکہ بہت ہی بڑا [illegible] کے ساتھ

[illegible] عورت کی انتہائی [illegible] کا پتہ ملتا ہے۔ بعض تاریخیں [illegible] [illegible]

[illegible] ایمان نہیں ورنہ کبھی ایسا لفظ [illegible] [illegible] ہم دکھائیں گے کہ خدا تعالیٰ کی [illegible] اور حکیم کتاب [illegible] ان کل [illegible] کی تکمیل پر [illegible] ہے اور ان رشتوں اور تعلقات کو قائم کیا ہے۔ لیکن [illegible] محال اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ خیال ان کا صحیح ہے تو پھر قابل غور یہ امر ہوگا کہ [illegible] تمدن کس [illegible] واقع ہوگا۔ اخلاقی اور روحانی [illegible] اور نتائج پیدا ہونگی [illegible] عام حالت [illegible] کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا [illegible] انتقال جائداد۔ [illegible] حقوق کی حفاظت جو تمدن کے اجزاء اعلیٰ ہیں وہ کیونکر [illegible] رہیں گے [illegible] [illegible] کوئی صورت نہیں اور کوئی طریق [illegible] تمدن قائم رہ سکے۔ اور [illegible] تمدن ہی اُٹھ گیا تو خدا [illegible] اور [illegible] انتظام ہی نوع انسان کی بقا اور بہبودی کی قومی [illegible] اور ترقی [illegible] [illegible] دور ہوکر ہر ایک معاملہ میں [illegible] اور بقا [illegible] رہ جائیگی۔ پس اگر یہ تعلقات زن و شوہر اور ماں بہن کے انسان کے بھی [illegible] ہوئے قرار دیے جائیں تب بھی انکی [illegible] حرمت اور تکریم لازمی ہے بلکہ یہ انسان نے [illegible] خدا تعالیٰ نے ہی ان تعلقات کو قائم کیا ہے جیسا کہ آگے آئیگا اور قرآن شریف کے حوالہ سے ہم بتائینگے کہ جس صراحت کے ساتھ ان پاک رشتوں کا ذکر ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی اور بھی روشنی ڈالے گی کہ آپنے کیسے ساتھ تعلقات کے قائم رکھنے کو کس طرز پر دکھایا ہے۔ یہ حالت تو تھی ایران کی جو زردشتی مذہب کا پایۂ تخت تھا اسکے بالمقابل دوسری سلطنت جو عیسائیوں کی ہمسایہ مشرقی سلطنت

تھی وہ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی جسپر نصرانی قوم کا پرچم لہراتا تھا اور مذہب کا جو اُنکی قوم کی گردن پر تھا۔ آیا ہم ان لوگوں کی خانقاہوں اور صومعوں میں دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ یا وجہ دیکہ پادری [illegible] نہیں کرتے تھے اور مجرد رہنا اپنے مذہب کا جزو اعظم سمجھتے تھے اور اسی طرح ان خانقاہوں میں وہ عورتیں بھی رہتی تھیں جو کنواری مریم کے نقش قدم پر چلکر اپنی زندگی وقف کر رہی تھیں۔ اب ان خانقاہوں میں جہاں خداوند یسوع کی پرستش کی جاتی تھی۔ جہاں مقدس مریم کی بیت پوجا جاتا تھا [illegible] نہ کرنا [illegible] اس درجہ [illegible] کی کوئی حد ہی نہیں رہی تھی۔ ان خانقاہوں کے حجروں اور تہ خانوں [illegible] بچے دفن کیے گئے تھے جہاں ناجائز تعلق سے مقدس راہبوں کے نطفوں سے پیدا ہوئے تھے۔ اور [illegible] اسکے اخفا کے لیے کہ [illegible] انکی روحانی پاکیزگی کے راز کو طشت از بام نہ کریں دنیا کی ہوا لگنے سے پہلے زیر زمین پہنچا دیے جاتے تھے۔ چونکہ ان پادریوں اور مقدس راہبوں کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور [illegible] قوت برہی تھی ان کے [illegible] اور بہشت کی کنجیاں دی جا چکی تھیں اور مظلومہ ہم آہ! سخت مظلوم عورتیں بھی اپنی جان اور اپنے رشتہ داروں کی بربادی کے خوف سے اپنی عصمت کا گوہر ان سفاکوں کے حوالہ کر دینے [illegible] رضامند ہو جاتی تھیں اور آخر ان مجبور دل اور نہ خاتون میں جس کا ذکر ہو چکا ہے وہ ان مقدس راہبوں کی [illegible] کی جیل اور شہر میں اور بلبلاتے ہوئے معصوم بچوں کو ان جفاکار راہبوں کے حکم سے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا یا گلا گھونٹ کر دبا دیا جاتا تھا۔ اور [illegible] اس روح القدس کی برکت کی تکمیل ہوتی تھی جو تیسرے دن اس مقدس نادرت پر اترا کرتی تھی۔

یہ [illegible] ان جہاں مشرقی سلطنت کو رہنے والی عورتوں کی ہے بہت ہی دردناک [illegible] ہم اسکو بہت طول دینا نہیں چاہتے اور ہم [illegible] کہتے ہیں کہ اسکے بیان کرنے سے یہی نہیں کہ شرم آتی ہے بلکہ [illegible] حالت رہی ہے وہ [illegible] ہوتا ہے کہ ہم اسکو [illegible] نہیں سکتے اور سادہ سے سادہ الفاظ بھی [illegible] اس ستم کے بیان کرنے میں انتہا درجہ کا اثر دلپر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ غرض ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے رحمدل مدعی یہ کارستانیاں قسطنطنیہ کی مشرقی حکومت میں کر رہے تھے۔

ایک اور قابل غور امر یہ ہے کہ جبتک مشرقی حکومت میں حکومت کا طریق شخصی تھا اور پادریوں کی جمہوری سلطنت کا رنگ اختیار نہیں کیا گیا تھا اس وقت تک البتہ عام طور پر زیادہ عورتوں کو کچھ روک ٹوک تھی۔ لیکن جب پادریوں کی جمہوری حکومت کا رنگ اختیار کیا گیا۔ اسوقت سے یہ حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہوگئی ہے (باقی چھٹے نمبر میں)

(باقی چھٹے نمبر میں)

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سچے خیر خواہوں کے ساتھ ہمیشہ کیا سلوک ہوا

اللہ جلشانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون یعنی بندوں پر کیا ہی افسوس ہے کہ اُن کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ ناشکرے دنیا داروں کا یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ وہ اپنے سچے محسن اور سچے مخلص خیر خواہ کیساتھ خود بدسلوکی کیا کرتے ہیں۔ انبیاء اور رسولوں سے بڑھکر انسان کا خیر خواہ اور کون ہو سکتا ہے لیکن انبیاء اور رسل کے سوانح عمری پر غور کیا جاوے تو دل کو بڑا ہی صدمہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی گزرا کہ کسی کو اپنے لوگوں سے بار بار حیران اور دق کیا گیا اور جلاوطن کیا گیا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے زیادہ ستایا گیا اور یہ ساری ہی باتیں جانتے ہیں کیونکہ سب سے بڑھکر بنی انسان کا خیر خواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ یہاں صرف نبیوں کا ہی ذکر نہیں اولیاء کرام ہی خدا کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو بھی بہت دکھ دیا گیا ہے۔ اہل اسلام میں کوئی شاید ہی ایسا ولی اللہ گزرا ہوگا جس کو طرح طرح کی ایذا دی گئی ہو اور اہل اسلام ہی نے ستایا ہو۔ خلفاء راشدین میں حضرت عثمان و حضرت علی کو اہل اسلام نے ہی شہید کیا۔ حضرت امام حسین ... حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید کیا گیا اور قید خانہ ہی میں ... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو ... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ... اور امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے وطن بخارا سے نکالا گیا جب سمرقند پہنچے تو سمرقند والوں نے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں تو آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی کہ اے خداوندا دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی ہے تو اب مجھ کو اپنی طرف بلا لے۔ پس انہوں نے اسی سال میں انتقال فرمایا۔ قطب الاقطاب بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ کو شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالا گیا۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی (جنکو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تھا) تکفیر کی گئی۔ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی الجیلانی کو فقہائے کافر کہا۔ ابن جوزی نے ان کے خلاف میں ایک کتاب تصنیف کی۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں ان کو صرف کافر ہی نہیں کہا گیا بلکہ علماء نے یہاں تک فتوے دئے کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھکر ہے۔ مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی شریف ... شیخ فرید الدین عطار ... اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو ... کتاب احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت کو جلایا گیا اور ان کے حق میں کفر کے فتوے دئے گئے اور ایک شخص نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کرو اور جاہلوں کے طعن پر صبر کرو ... سچا خیر خواہ برا نہیں کہتا اور اہل اسلام کے اولیاء کرام کے ساتھ خود مسلمانوں نے جو سلوک کیا ہے اگر لکھا جاوے تو ایک بہت ہی بڑی کتاب تیار ہو جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خدا جلشانہ اپنے پاک اور مخلص بندوں کو ایسی تکالیف اور مصیبت میں کیوں ڈالتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جسقدر ستی اور پرہیزگار ہوتا ہے اسیقدر مقبول خلائق ہوتا ہے اور لوگ اس کی عزت کرتے ہیں ... دونوں عالم میں خوش اور باعزت رہتے ہیں۔ ... مصیبت اور بدنامی و ذلت ... اور اس کے ساتھ بے ایمانی ظلم شرک اور بدعت ہی عمدہ کام ہیں ... اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ جہان دار الامتحان ہے۔ اس عالم میں سب باتیں پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہیں اور چیزوں کی اصل حقیقت کا ظاہر ہونا دوسرا عالم ہے۔ یہاں کا کڑوا اس عالم میں میٹھا ہوگا اور یہاں کا میٹھا وہاں کڑوا ہوکر ظاہر ہوگا۔ یہاں سب چیزوں پر ایک قسم کا پردہ پڑا ہوا ہے ...

کا غلاف چڑھا رہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اس عالم میں اسقدر تیز ہیں کہ یہ وہ غلاف اسکے پار کریں۔ ... بدنصیب ہیں وہ جو شراب کی تجارت ... عالم میں شراب میں ... خدا کے پیارے بندے ستائے جاتے ہیں ... جیسے ہیرا ... کو وہ جو ... سونا آگ میں ڈالا جاتا ہے ... اسکی خوشبو کو وہ ... اور ظاہری ذلت میں آلودہ ہوتے ہیں لیکن اسطرح جیسے گیہوں کا ... دنیا داروں نے ان ... کھیتوں کی ... کل خدائی راہ پر چلنے والے بالاتفاق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ہر مصیبت اٹھانا دنیا داروں کا کام ہے ذلیل ہونا ناحق کافر کہلانا بہتان اور تہمتوں کا نشانہ بننا ان کو خدا سے قریب کرتا ہے ... رحمت الٰہی کو جوش میں لاتی ہیں ... یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ کہتے ہیں

آنچہ کفر است بر خلق بر ما دین است
تلخ و ترش ہمہ عالم بر ما شیرین است

ان پر یہ سمجھے کہ دنیا داروں نے اونہیں نہایت بیرحمی سے کوٹا ہے ... سرور نے اون کو ... وہ دار پر چڑھائے جاتے ہیں ان کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں ان کی زبان کاٹ ڈالی جاتی ہے لیکن وہ اپنے محبوب ازلی کی روحانی عنایتوں کو ... دیکھکر ہنستے ہیں اور ظالموں کے غصہ ... میں ۔ ظالم حیران ہوتے ہیں ... دیوانہ ... ایک کس کا دنیا کا نہیں خدا کا ۔ خدا وہ دیوانگی سب کو نصیب کرے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما

غرض ظاہری مصیبتیں بلائیں ذلتیں جو خدا کے برگزیدہ بندوں پر آتی ہیں وہ بجائے اس کے کہ ان کے جوش کو دبا دیں ان کی قوی ہمدردی دینی نوع انسان کی خیر خواہی کو دلوں کو مردہ کر دیں اور ہی اس جوش کو بڑھاتی اور ابھارتی ہیں۔ ان کا ایک ہر جوش وہ چراغ نہیں جو پھونک کے بجھ جائے بلکہ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جسکو مخالفت کی ہوا اور تیز و تند کرتی ہے ... مخالفین انہیں گندی گالیاں دیکر ان پر بہتان باندھکر ان کی تکفیر کرکے ان کو نکالنے ... اور دولت کو ...

گو یہ جو ایسا ذلیل کام کر رہے ہیں اپنی قوم کی اس ذلیل حالت کو دیکھکر ان کے دل ... ہے اور وہ خدا کے پاس ... ظالموں کیلئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں ... مقبول ہوتی ہیں ... نئی زندگی بخشتا ہے ... دوست بن جاتے ہیں ۔ اہل عرب کی حالت ... نہایت ہی قابل غور نظیر ہے۔ پیغمبران خدا اور مصلحان قوم روحانی حکیم و طبیب ہیں ... روحانی امراض ... بیماری ... کا علاج ... رحمت الٰہی ... درمیاں ... مقدس کہلاتے ہیں ... اس ہوا کا ... ظاہر کرتا ہے ... مصلحان قوم کا دل ... حالت ... سچے مصلحان قوم کے دلوں میں اللہ پاک نے ہمدردی کیطرح رحمت و شفقت علی الخلق رکھدیتا ہے ... خداوند قوم کیلئے ... پیغمبر ... ان پر ... نہایت ہی ... کیلئے روتی اور کلپتی ہے۔

ان پر یہ ہے کہ مصلحان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت ہی سخت الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں لیکن ان سخت الفاظ کے اندر بھی محبت و شفقت بھری رہتی ہے جیسا کہ والدین اپنی نالائق اولاد کو برا بھلا نہیں کہتے ... ان کو غیرت دلاتے اور دل دکھانیوالی باتیں ... اسی درد و فرزندی کی وجہ سے ان کے الفاظ تیز ہوتے ہیں ... بعض اوقات مصلحان قوم عمداً سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں ... بھی کسی مردہ میں جان آوے۔ بے غیرت میں غیرت پیدا ہو ... مسلمان ... گرم پانی کا چھینٹا ... ان کو گرم اور ... ہیں۔ مسلمان قوم میں ... الفاظ کے سرد چھینٹوں کو ... قوم کو زندہ کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ... ہیں ... جو ... پیغمبران خدا و مصلحان قوم ... اور بلائیں ... گروہ انسان کی ہدایت کیلئے ...

مراسلت

چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ صادقان برد

۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کے ضمیمہ شحنہ ہند میں مدنی شاہ وارثی کا ایک مضمون معہ ایک نوٹ ایڈیٹر [illegible] میری نظر سے گذرا۔ [illegible] یہ ایک بڑی حیرت کی بات ہے کہ [illegible] مرزا و حضرت احمدیت [illegible] اور صرف دنیا طلبی اوس کی [illegible] تو شیطان علیہ اللعن [illegible] اوس کو اسلام میں [illegible] اسلام کرنا [illegible] انعال [illegible]۔

مدنی شاہ نے اٹاوہ کے چند روزہ قیام میں جو [illegible] شہر بھر میں اپنے اعمال حسنہ کے بدولت حاصل کرلی تھی اوس کو منظر [illegible] آیا تھا اور زیر بحث معاملہ کو مٹی [illegible] کرنیکا ارادہ ملتوی کردیا تھا مگر [illegible] انہوں نے ایک راستباز پر طعنہ زنی کی اور [illegible] لعنت بھیجی اسلئے اس تحریر نے اونکی پردہ دری کا سامان خود اونہیں کے ہاتھون سے پیدا کرادیا ہے [illegible] ہم بھی اصل واقعات کے اظہار پر مجبور ہیں۔

مدنی شاہ جب اٹاوہ میں تشریف لائے تو [illegible] شاہجہان [illegible] کے یہان ٹھہرے [illegible] عرصہ تک مقیم رہے خوب [illegible] نذرانہ وصول کیا۔ ایک روز شاہجہان [illegible] نے مدنی شاہ سے دریافت کیا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ جناب مرزا صاحب [illegible] کیا کہتے ہیں۔ مدنی شاہ نے بیان کیا کہ ایکدفعہ حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی نے مرزا صاحب کی بابت حاجی صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ یعنی مرزا صاحب سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب تو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ وہ مسیح کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جب مدنی شاہ نے حاجی صاحب کا یہ مقولہ بیان کیا تو شاہجہان وغیرہ نے اس کا عام طور پر تذکرہ کیا جب میں نے یہ روایت سنی تو بغرض تحقیق مدنی شاہ کے پاس میں بھی گیا۔ سید محمود حسن صاحب عرف شہزادہ نواب حسن الملک کے پوتے میرے ساتھ تھے منشی باقر حسین صاحب فوٹو نویس کاتب البشیر بھی اتفاقاً آگئے تھے ان صاحبوں کے روبرو میں نے مدنی شاہ سے اوس تقریر کا اعادہ چاہا انہوں نے شاہجہان وغیرہ سے حسب روایت حافظ عبد القیوم و حاجی صاحب جناب مرزا صاحب کے متعلق کی تھی۔ تو مدنی شاہ نے جو شاہجہان سے بیان کیا تھا جسکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہیں وہ ہمارے سامنے بھی بیان کیا اور اپنا ذاتی خیال یہ ظاہر کیا کہ مرزا صاحب خدا کے نور سے بھر گئے ہیں۔ وہ اگر اپنا محمدؐ بھی کہیں تو ہم سب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جب ہم لوگ وہاں سے چلے آئے تو آپ نے عام طور پر لوگوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار ورئیس اٹاوہ کو بھی یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ دوسرے تیسرے روز مدنی شاہ کی زبان سے یہی باتین سننے کے لئے اون کے قیامگاہ پر خود تشریف لے گئے۔ میں بھی پہونچ گیا۔ مدنی شاہ سے ملاقات ہوئی۔ ابوالحسن شاہ صاحب وارثی برادر شیخ عنایت حسین صاحب مختار اور شیخ سعید احمد صاحب بقال بھی اوس وقت موجود تھے۔ ان سب لوگوں کے سامنے مدنی شاہ نے مرزا [illegible] کے دعاوی کی تصدیق کی۔ مولوی تفضل حسین صاحب رئیس نے مدنی شاہ صاحب سے [illegible] جو کچھ مرزا صاحب کی نسبت فرماتے [illegible] حاجی صاحب نے مرزا صاحب کی [illegible] تحریر فرما دیجئے۔ تو مدنی شاہ نے [illegible] کچھ فائدہ نہیں۔ جاہل مخالف میری تحریر کو کب مانیں گے۔ بات ٹال دی۔

پھر ایک مرتبہ مدنی شاہ نے [illegible] شاہ وارثی و مطلوب شاہ وارثی و ابوالحسن شاہ وارثی [illegible] کے سامنے حضرت مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] مجھسے اصرار کیا۔ میں نے مدنی شاہ کو حضرت مرزا صاحب کا فوٹو دکھلایا تو مدنی شاہ نے بغور دیکھا [illegible] کہ ان کو [illegible] نظر آتے ہیں [illegible] کا استغراق قلب کیطرف ہے مخالفوں کی [illegible] نہ مانیں۔

دوسری [illegible] ابوالحسن شاہ وغیرہ بھی موجود تھے۔ [illegible] مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] تو مدنی شاہ نے حضرت اقدس کے نسبت فرمایا کہ ایسے ولی اللہ دنیا میں اب بھی پڑے ہوئے ہیں۔

محلے اور لوگوں نے [illegible] محلہ والون نے یہ خواہش [illegible] مدنی شاہ کو ہمارے محلہ میں بلایا جاوے تو میں نے مدنی شاہ سے تحریک کی۔ آخر وہ تین روز [illegible] مدنی شاہ ابوالحسن شاہ [illegible] وارثی کے ساتھ [illegible] خانصاحب [illegible] یوسف علی صاحب مولوی تفضل حسین صاحب اسوقت موجود تھے اور ایک صاحب اور بھی جو مولوی تفضل حسین صاحب سے ملنے کو تشریف لائے تھے۔ اسوقت میرے مکان پر موجود تھے۔

مولوی صاحب نے شائد کتاب تریاق القلوب مدنی شاہ کو سنائی مدنی شاہ نے خود بھی وہ کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اوسوقت مدنی شاہ نے کہا کہ مرزا صاحب کے دعاوی کا معتقد ہون۔ مخالفون کا ذکر آیا تو مدنی شاہ نے کہا کہ جسطرح مخنث شہوت کے مزہ کو نہین جانتا اوسیطرح مخالفین مرزا صاحب کے مرتبہ کو نہین جانتے۔ چلتے وقت کہنے لگے کہ اس کتاب کی تحریر سے کئی باتین ایسی معلوم ہوئی ہیں جن کی وجہ سے مخالفین کا منہ بند کرسکتا ہون۔ پھر میں کچہری چلا گیا اور مولوی تفضل حسین صاحب مدنی شاہ اور ابوالحسن شاہ صاحب کو اپنے مکان پر لیگئے۔ سنا گیا کہ وہان پر ایک مجمع ہوگیا۔ مدنی شاہ نے مرزا صاحب کی پھر تصدیق کی اور تجمل حسین صاحب سے جو مولوی تفضل حسین صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور مرزا صاحب کے سخت مخالف رہ چکے ہیں ایک توبہ نامہ لکھوایا جسکی تصدیق مولوی تفضل حسین نے کی اور وہ توبہ نامہ مولوی صاحب موصوف کے پاس موجود ہے۔

اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مدنی شاہ میر عزیز حسن صاحب اثنا عشری رئیس آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ وہان انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل بیان کئے اور ان کو [illegible] ترجیح دینے میں بہت غلو کیا۔ [illegible] بیدم شاہ کو معلوم ہوئی [illegible] بیدم شاہ [illegible] مکان پر [illegible] مدنی شاہ اور بیدم شاہ سے جھگڑا [illegible] شاہ زادی کی تکلیف کی نوبت پہنچی [illegible] ایک خط دیوہ کو معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علیشاہ صاحب کے پاس بھیجا اور اس خط میں بیدم شاہ نے مدنی شاہ کے تمام حالات درج کرکے [illegible] صاحب وارثی نے بیان کئے تھے لکھا اون خط کے جواب میں حاجی صاحب کی طرف سے [illegible] شاہ کا لکھا ہوا مدنی شاہ کیلئے ایک عتاب نامہ آیا۔

جب یہانتک نوبت پہنچی تو مدنی شاہ نے شاید اگر وہ جانتا [illegible] تحریر آپ سے طلب کی تھی وہ انہوں نے دی نہین۔ [illegible] ہماری طرف سے ایک اشتہار [illegible] فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو شائع کیا گیا جسکی نقل مطابق اصل بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کیجاتی ہے۔

ہمارے اشتہار کے شائع ہونے پر مخالفین میں ایک کھلبلی مچ گئی اور حاجی صاحب کے بعض مریدوں نے اپنی بات گرتی ہوئی دیکھکر مدنی شاہ پر دباؤ ڈالا تو مدنی شاہ کی صداقت و دیانت رخصت ہوگئی ان تمام واقعات کو جنکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور جو شہر میں مشہور ہوگئے تھے صاف انکار کردیا اور آیۂ کریمہ لا تکتموا الشہادۃ [illegible] کا کچھ لحاظ نہ فرمایا۔

جب حاجی صاحب کے ان مریدوں نے دیکھا کہ مدنی شاہ ہمارے قابو میں آگئے تو چند لوگوں نے گھر سوکی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں مدنی شاہ کو بلایا۔ اوس وقت مدنی شاہ نے اپنی فقیری اور ایمانداری کے خوب جوہر دکھلائے خدا کے گھر میں انہوں نے صریحاً جھوٹ بولا اور ہم پر لعنت بھیجی۔ فالی اللّٰہ المشتکی۔

چونکہ لعنت غیر مستحق پر نہیں لگتی لامحالہ لاعن پر ہی پڑتی ہے اس لئے اس لعنت کا فوری اثر یہ ہوا کہ جو لوگ مدنی شاہ کی پہلی تقریر سن چکے تھے عام اس سے کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل تھے یا نہ تھے انہوں نے مدنی شاہ کو سب و شتم سے یاد کیا اور اسی روز سے اون کی وہ پہلی عزت کافور ہوگئی۔

دوسرا اثر اس لعنت کا اونپر یہ پڑا کہ وہ مذکورہ بالا جلسہ کے بعد ہی حاجی صاحب کی دربار سے جسکو وہ خدا کا دربار سمجھتے ہیں نکالے گئے لعنت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خدا سے دوری نصیب ہو یہ روایت عام طور پر اٹاوہ میں حاجی صاحب کے مریدوں کی زبانی مشہور ہوگئی۔

تیسرا اثر لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ جب وہ کٹرہ شہاب خان میں کسی شخص کے زنانہ مکان میں رہنے لگے تو وہان سے اون کو ناگفتہ بہ حالت کے ساتھ علیحدہ ہونا پڑا۔

یہ ایسے واقعات ہیں جو اٹاوہ میں عام طور پر مشہور ہیں اور کوئی ایماندار آدمی ان سے انکار نہیں کرسکتا جو تھا اثر لعنت کا مدنی شاہ کی ذات پر پڑا اور جو اوسے گویا ہلاک کرگیا وہ ہمارا دوسرا اشتہار ہے جو مدنی شاہ کے انکار پر ۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا تھا کیونکہ جب سے مدنی شاہ کو اٹاوہ میں منہ دکھانیکی جگہ نہ رہی۔ آخر وہ نہایت ذلت و ندامت کے ساتھ خفیہ طور پر اٹاوہ سے بھاگنا پڑا۔ مثل ہے کرتا کیا نہ کرتا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ اٹاوہ کے بعض شرارت پیشہ شیطنت مجسم مفسدہ پرداز و حیلہ ساز موسوسون نے انہیں شحنہ ہند کی جناب میں رجوع کرنیکی تحریک کی۔

انجنس میل الی الجنس۔ ایڈیٹر شحنہ ہند اونکی اعانت پر آمادہ ہوگئے اور صریحاً جھوٹا مراسلہ شائع کردیا مگر جس شخص کو خدا ذلیل کرنا چاہے اوسے انسانی یا شیطانی حمایت کیا عزت بخش سکتی ہے اسلئے مدنی شاہ پہلے تو صرف اٹاوہ میں ہی ذلیل ہوا تھا۔ اب اس مراسلہ کی بدولت دنیا بھر میں ذلیل ہوگیا اور خود تو ڈوبا ہی تھا ایڈیٹر شحنہ ہند کو اور اپنے ساتھ لے ڈوبا۔ فلعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

اگر مدنی شاہ میں کچھ بھی غیرت و حمیت و سچائی کی حرارت ہے تو وہ اٹاوہ میں آئے اور ہمارے اشتہار ۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کے مطابق جلسہ عام میں قرآن شریف کا حلف اٹھا کر بیان کرے کہ اوس نے مرزا صاحب کی دعاوی کی تصدیق کی ہے یا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اب وہ میدان میں آتا ہے یا نہیں یا شغال کیطرح دم دبا کر ایڈیٹر شحنہ ہند کی بغل میں پناہ لیتا ہے اس جلسہ میں وہ گواہ بھی بلائے جائینگے جنکے نام ہمارے دوسرے اشتہار میں درج ہیں۔

اب ہم دونوں اشتہاروں کی نقل درج ذیل کرنے سے پیشتر معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علی شاہ صاحب و حافظ عبد القیوم کے ان خطوط کا اقتباس بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کرتے ہیں جو مدنی شاہ کے متعلق دونوں صاحبوں نے ہمارے خطوط کے جواب میں بھیجے ہیں۔

معروف شاہ وارثی رئیس دیوہ کا خط ہمارے نام

از دیوہ شریف ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

عنایت فرمائے من تسلیم

عنایت نامہ دستیاب ہوا۔ جو آپ نے نگارش کی ہے جس بارہ میں آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اون کے ساتھ ایک خط اٹاوہ سے بیدم شاہ کا بھی میرے پاس آیا تھا کہ مدنی شاہ نے بیان حضرت صاحب قبلہ کے حوالہ سے ایسا ایسا بیان کیا اون کو میں نے جناب حضرت صاحب قبلہ سے صحت کر کے جواب لکھ دیا تھا کہ اوس کا بیان غلط ہے یہ مقولہ جناب حضرت صاحب کا فرمودہ نہیں ہے۔ لہذا اوس کے بیان سے توقف نظر ضروری ہے۔ وہ لغوگو ہے اُس کی بات کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اور وہ یہاں کا نہ مرید ہے نہ فقیر ہم کو اوس سے کچھ تعلق نہیں چند روز سے سکونت اوس کی دیوہ میں ضرور ہے اور سکونت تھا اوس کی اسطرح ہے کہ گویا اوس کا سب کوارٹر دیوہ میں ہے۔ باقی زیادہ تر وہ باہر رہتا ہے۔

راقم معروف شاہ وارثی

حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی کے خط مورخہ ۳ ذی الحجہ کا خلاصہ

شاہ صاحب مکرم بندہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ جن صاحب نے آپ سے درباره قادیانی یہ کہا ہے کہ جناب قبلہ عالم حاجی صاحب دام المتہ ہر کا ت یہ فرماتے ہیں ... غلط ہوتا کہا ہے بالکل غلط ہے ... اور مدنی شاہ صاحب کا نام مجھکو بھی معلوم ہونا چاہیئے وہ بالکل غلط کہتے ہیں ... مکرر التماس ہے کہ اب یہ فقیر دیوے شریف جاتا ہے۔ ماہ ذی الحجہ بہالا جاویگا۔ مدنی شاہ صاحب کے نام و حلیہ سے مطلع کیا جاؤں۔

محمد عبد القیوم وارثی از کرنال
درگاہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

ہم ان دونوں خطوں کو مع اپنے خطوں کے علیحدہ شائع کرانا چاہتے ہیں اس وقت دونوں خط حرف بحرف نقل کر کے شائع کیے جاینگے ان دونوں خطوں کے جواب میں جو خط ہم نے ۲۵ فروری کو روانہ کیا ہے اوس کا جواب ابتک ہمارے پاس نہیں آیا اس لیے ہم نے ان دونوں خطوں کا اقتباس کر کے جہاں تک اون کو مدنی شاہ سے تعلق تھا بالفعل شائع کر دیا۔ منہ۔

نقل

اشتہار واجب الاظہار

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ متوطن دیوہ شریف کے مریدوں کو ایک ضروری اطلاع

حسن اتفاق سے ایک بزرگ یعنی جناب مدنی شاہ صاحب جو حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب متوطن دیوہ شریف کے مرید مخلص ہیں آجکل اٹاوہ میں تشریف لائے ہیں۔ اونکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں جس میں حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی بھی موجود تھے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی بابت حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب سے دریافت کیا گیا تو حاجی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیے۔ اعتراض کیا گیا کہ مرزا صاحب قادیانی مسیح ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اسپر حاجی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے درجہ پہنچے ہوئے ہیں۔"

پس اب حضرت حاجی صاحب مدظلہ کے مریدوں کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی اس شہادت حقہ کو صدق دل سے قبول کر لینگے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجاوینگے بلکہ اس آسمانی نور سے جو کفر و ضلالت کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا ہے فائدہ اٹھانیکی کوشش کرینگے۔ اگر کسی صاحب کو میری تحریر میں شبہ ہو تو اون کو اختیار ہے کہ جناب مدنی شاہ صاحب سے خود علحدہ اس بارہ میں تحقیق فرمالیں یا براہ راست حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ سے دریافت کرلیں۔ میں اسموقعہ پر حضرت مدنی شاہ صاحب کی حق پسندی و برکت و استقامت کا بھی دل سے مداح و ممنون ہوں کہ اونہوں نے اظہار حق میں لومۃ لائم کا کچھ خیال نہ کیا اور اٹاوہ کے بہت سے معزز آدمیوں کے روبرو ایک سچی شہادت کو دلی انشراح کے ساتھ ادا کر دیا۔ خدا و ندکریم اون کی جزا دے۔

امید ہے کہ خدا ترس انصاف دوست حضرات حضرت حاجی صاحب کے اس ارشاد سے ضرور فائدہ اوٹھائینگے اور مولوی تجمل حسین صاحب وغیرہ کیطرح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدگوئی اور مخالفت سے توبہ کرینگے۔

المشتہر

سید صادق حسین مختار عدالت۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ - ۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

اعلان دافع البہتان

ہم نے جو اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو شائع کیا تھا اوس کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ چند مسلمانان اٹاوہ نے کٹرہ شہاب خان کی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں ملی شاہ صاحب بھی بلائے گئے تھے اور مدنی شاہ صاحب سے ہمارے اشتہار مورخہ ۸ فروری کے متعلق دریافت کیا گیا تو باختلاف روایت مدنی شاہ نے کہا کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" میں نے وہ الفاظ جو حاجی صاحب کی زبانی اشتہار واجب الاظہار میں لکھے ہیں بیان نہیں کئے نہ میرا وہ مفہوم تھا جو اشتہار میں لکھا ہے میں نے جو بیان کیا ہے لکھکر دونگا مدنی شاہ صاحب کی اس غلط بیانی نے بہت سے مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اشتہار واجب الاظہار جھوٹ وغیرہ اور خلاف واقعہ باتیں تحریر کیگئی ہیں۔ اس لئے اس الزام کو دفع کرنے کیلئے ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان شائع کریں لہذا جمیع مسلمانان اٹاوہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ جناب مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹری کی کوٹھی پر ایک عام جلسہ کیا جائے جس میں مدنی شاہ صاحب بلائے جائیں اور انہیں قرآن شریف کا حلف دیکر یہ دریافت کیا جائے کہ انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کی بابت حاجی صاحب کا ارشاد کیا بیان کیا ہے اور نیز خود مدنی شاہ نے حضرت مرزا صاحب کی بابت اپنا ذاتی خیال کیا ظاہر کیا تھا۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو ہمارے اشتہار کی صداقت تمام لوگوں پر ظاہر ہو جائیگی اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین کا مستحق کون ہے۔

ہماری تحریر کے گواہ صاحبان ذیل ہیں اگر ان سے حلفاً دریافت کیا جائیگا تو یہی ظاہر ہو جائیگا کہ جو کچھ ہم نے مدنی شاہ صاحب کا بیان اپنے اشتہار میں لکھا ہے وہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ مدنی شاہ صاحب اگر لوگوں سے ڈر کر اپنے بیان سے منکر ہو جائیں تو اوس کا وبال اونہیں پر ہے ہمارا دامن اوس سے پاک ہے نام ان گواہوں کے جنکے سامنے مدنی شاہ نے ہمارے اشتہار واجب الاظہار کے مطابق بیان کیا۔

(۱) ابو المحسن شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۲) بیدم شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۳) سید محمد حسین صاحب عرف شہزادہ صاحب رئیس
(۴) مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹر رئیس اٹاوہ
(۵) منشی سید حسان صاحب خلف اوسط مولوی صاحب موصوف
(۶) میر رحمت علی صاحب ساکن شکوہ آباد۔
(۷) امداد خانصاحب نابینا موذن مسجد محلہ چوبہا۔
(۸) شیخ سعید احمد پنجابی ساکن کٹرہ شہاب خان
(۹) مظفر علیخانصاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۱۰) شیخ باقر حسین صاحب کاپی نویس البشیر پریس اٹاوہ
(۱۱) مولوی تجمل حسین صاحب خلف اکبر مولوی تفضل حسین صاحب
(۱۲) شیخ ابن حسن صاحب زمیندار رئیس اٹاوہ
(۱۳) خانصاحب نذیر خان ساکن کٹرہ شہاب خان۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے گواہ ہیں جنکے نام طوالت کیوجہ سے ترک کئے گئے۔

المشتہر

خاکسار صادق حسین مختار۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ - ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

مسلمانوں کی حالت اور امام کی ضرورت

موضع تیما پور تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور حیدرآباد دکن میں ایکماہ کے عرصہ سے طاعون جاری ہے۔ دوم تعلقدار صاحب و ڈاکٹر صاحب و تحصیلدار صاحب بوجہ انتظام طاعون تعلقہ شوراپور سے جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لائے اور یہ احقر کی دوکان پر بیٹھ کر موضع کی صفائی کا انتظام فرمایا ہے۔ اسی اثنا میں ایک مسلمان صاحب جن کی دوکان قریب ہی واقع ہے آکر سرکار سے یہ عرض کی کہ سیندی والے تین دار و تین روز کی باسی سیندی بیچتا ہے ہم لوگوں کو پینے سے بیمار ہونیکا اندیشہ ہے اندنوں میں اسکا انتظام ضروری ہے۔ ڈاکٹر سکھنہ لال صاحب جو ہندو تھے انہوں نے کہا کہ تم تمام لوگ سیندی پینے والے ملکر آپس میں اتفاق کر کے دو چار روز سیندی پینا ہی چھوڑ دو تو وہ ہر روز تازی سیندی لاکر فروخت کریگا یہ سنکر وہ مسلمان صاحب کوئی جواب نہ دیسکا آخر کار ڈاکٹر صاحب اوسکی دوکانوں تک جا کے تمام سیندی آبادی سے چار سو قدم کے فاصلہ پر ہٹادی پھر اسکے تین چار روز بعد کل موضع تیما پور خالی کرنیکیلئے زمین عمدہ دار سرکاری بیاوڑی پر آکے سب موضع کی رعایا کو جمع کی اور بستی خالی کرنیکی فائدے حاضرین کو سنا کر مکانات خالی کرنیکی ترغیب دی۔ ایک مسلمان صاحب نے کہا کہ سرکار عالمیں سوچ کر بیٹھے ہوئے ہیں اب طاعون کا زور نہیں ہوگا سب بلا کی گئی گو بیند نایک صاحب تعلقدار نے جو برہمن تھے کہا کہ یہ بھائی خیالات ہیں اب اس سے کام نہیں چلتا۔

بہرحال ہم کو خاکسار کو لوگوں کی حالت جو بیلی گاڑی کا باہر ہر دیکھنے کیلئے گیا تو منفرق بھیڑ لگائے کھڑے تھے۔ ایک بکر قصاب ذبح کرنے چار پانچ مسلمان صاحبان سیدھ آئیں جاری تھی وہ بھی دیکھکر دیکھنے آئے۔ تو قصاب نے کہا کہ بکرا ذبح کرنا ہے آپ ذبح کر دیجئے۔ خاکسار اس خیال سے کہ شاید یہ بکر اللہ کا ہو چونکہ شندی پیسے کی دن بھی ہیں نیز اکثر لوگ طاعون کی وجہ سے بزرگوں کی ندر و نیاز بھی کرتے ہیں مجھے اون مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگوں سے ذبح کرالو تو قصاب نے جواب دیا کہ ذبح کرنے میں کوئی کسر ہے کہ مجھے ذبح کرنا آتا ہی نہیں کوئی کسی بات پر مجھے انگریز پر نظر نہیں آتا۔ تو خاکسار نے کہا کہ یہ آگ کر سکتے ہیں یہ مہینہ کوئی بڑی بات ہے۔ پھر قصاب نے ان سے دوبارہ ذبح کرنے پر اصرار کیا تو وہ انکاری کر گئے آخر قصاب نے یہ کہا کہ نیت پڑھ کر چھری پر دم کر دو میں ذبح کر لیتا ہوں۔ یہ کہنے ہی میں ... ایک شاہ اوس نے کہا کہ کسی کی ندر و نیاز کا بکرا تو نہیں ہے قصاب نے کہا نہیں صاحب میں قصاب ہوں دوکان لاتا ہوں گوشت فروخت کرنیکے لئے کاٹتا ہوں۔ میں اسکے ساتھ چلکر ذبح کرایا مجھے یہ یقین ہوا کہ بعض وقت ملا کن لوگ چھری پر نیت پڑھ دیتے ہونگے۔ اسلئے اونسے ایسا سوال کیا۔ یہ مسلمانوں کی حالت ہے۔ پھر اس بہ خیال ...

مظلومانِ پوسٹ آفس

اوورسیر اور انکی مشکلات

دیہاتی چٹھی رسانون اور ہرکارون کے کام کی نگرانی کیلئے ... ماہوار کے اوورسیر مقرر ہین جنکا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ دیہات مین گشت کرکے یہ دریافت کرین کہ آیا چٹھی رسان اپنے وقت پر آتا ہے یا نہین اور اگر آتا ہے تو لوگون سے ناجائز طور پر کچھ وصول تو نہین کرتا اور اسی قسم کے کام ان کے سپرد ہوتے ہین جن پر بحث کرنا اسوقت ہمارا کام نہین ہے بلکہ ہم اس نوٹ مین صرف افسران بالادست کو اس امر پر توجہ دلاتے ہین کہ بلحاظ ان کی ذمہ داری اور کثرت کام کے جو ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کافی نہین ہے اور اس کمی معاوضہ کیوجہ سے اور ان مشکلات کیوجہ سے جو روزانہ سفر کی وجہ سے ان کو پیش آتی ہین یا تو وہ اس امر پر مجبور ہوتے ہین کہ اپنی کارگذاری فرضی دکھائین ۔ چنانچہ کبھی کبھی افسران بالادست کے پاس اس قسم کی شکایتین بھی ہو جاتی ہین کہ فلان اوورسیر جھوٹی ڈائریان بناتا ہے ۔ لیکن اگر ایسی شکایات صحیح بھی ہون تو ہم پوچھتے ہین کہ اس قسم کی فرضی کارروائیان کرنے کی تحریک کیا خود اعلےٰ افسر نہین دیتے ؟ جبکہ وہ ان کے پاس اسقدر کام دیدیتے ہین جو وہ کر نہین سکتے اور روزانہ سفر اور بھی ان کی طاقت کو کمزور کردیتا ہے اور اوورسیر اپنے فرض منصبی کو پوری تندہی اور کمال دیانتداری سے اسوقت ادا کر سکتے ہین جبکہ ان کو ہارس الونس دیا جاوے اور ایک گھوڑا رکھنے کے واسطے ان کو تاکید کی جاوے ۔ سواری کی حالت مین روزانہ سفر ان کو ناگوار نہین معلوم ہوگا ۔ اور ان کو فرضی کارروائی کرنے کیواسطے کوئی موقعہ نہین رہیگا ۔ اگرچہ اسوقت ہم کسی پر یہ الزام نہین لگاتے کہ فلان شخص فرضی کارروائی کرتا ہے لیکن اس مین کوئی کلام نہین کہ موجودہ صورت مین سفر کی مشکلات انکو اس قسم کی تحریک ضرور کر سکتی ہین ۔ اس لئے ہم افسران بالادست کی خدمت مین التماس کرتے ہین کہ اس عہدہ کی حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنے کے خیال سے اور ان بیچارون کی حالت زار کا اندازہ کرکے ان کے لئے یا تو ہارس الونس تجویز کیا جائے اور یا اگر یہ فی الحال مناسب ہو تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ فی میل ۲ پیسے کے حساب سے سفر خرچ ملا کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر انکی تنخواہ ہی کم از کم بیس روپیہ ماہوار ہو ہم امید کرتے ہین کہ افسران بالادست اس سوال پر غور کرینگے

مدرسون مین ڈاکخانے

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی توجہ طلب

ڈاکخانے کی فوائد کے عام کرنے اور کثرت سے ڈاکخانے کھولنے کی ضرورت نے سررشتہ پوسٹ آفس کو ایک وقت مین اس تجویز کی طرف مائل کیا تہا کہ خفیف خفیف سا الونس مدرسون کو دیکر مدرسون مین ڈاکخانے کہولے گئے تھے ۔ چنانچہ اسوقت تک کثرت کے ساتھ ایسے ڈاکخانے موجود ہین جنکا تعلق مدرسون کے ساتھ ہے لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ کیا اس تجویز سے پبلک یا سرکار کو کوئی فائدہ پہونچتا ہے یا نہین ؟ ابتدا جب یہ تجویز کیگئی تہی ۔ تو ان مدرسون کے ڈاکخانون کی نگرانی اور انتظام سررشتہ تعلیم کے ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کے ہاتہ مین تہا ۔ اور ان کے ماتحت محکمہ ڈاکخانہ کی طرف سے ایک اوورسیر ہوتا تہا ۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کو اپنی تنخواہ کے علاوہ محکمہ ڈاکخانہ کیطرف سے بھی کچھ الونس ماہوار ملا کرتا تہا ۔ بحالیکہ انکا کام نگرانی ڈاکخانجات بہت ہی کم تہا ۔ اور وہ بھی عموماً وہ اوورسیر انکو دیا جاتا تہا دیکھا کرتا تہا ۔ یہ الونس اور فائدہ ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کے لئے ایک عمدہ تحریک کا باعث تہا ۔ کہ وہ ایسے ڈاکخانے کثرت کیساتہ جاری کرائین یا کم از کم یہ کہ مدرسون کے ساتہ ان کا تعلق ہو لیکن بعد مین محکمہ ڈاکخانہ نے اپنے فوائد کو ملحوظ رکھکر ڈسٹرکٹ انسپکٹرون سے اس نگرانی کو لیا اور اپنے انسپکٹر ہی ایسے ڈاکخانون کے دیکھنے کے واسطے بھی مجاز ٹھہرائے ۔

چنانچہ اب تک یہی عملدرآمد ہو رہا ہے ۔ اور اب قابل غور یہ امر ہے کہ آیا یہ تجویز سرکار اور پبلک کیلئے مفید ہے یا مضر ہے ہماری رائے مین اس تجویز سے نہ سرکار کا فائدہ ہے اور نہ رعایا کا بلکہ دونون کے واسطے مضر ہے جس کے دلائل ہم ذیل مین پیش کرتے ہین ۔

اول مدرسین چونکہ سررشتہ تعلیم کے ملازم حقیقی ہوتے ہین وہ افسران ڈاکخانہ کی کوئی حقیقت ہی نہین سمجھتے بلکہ جب سے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند نے یہ سرکلر جاری فرمایا ہے کہ انسپکٹر مدرسون مین جاکر نہ اترا کرین بعض مدرسون کو اور بھی دلیری اور جرأت ہوگئی ہے کہ وہ انسپکٹران ڈاکخانجات کی کوئی پرواہ نہ کرین ۔ ایک تو پہلے ہی سے ان بیچارون کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ڈاکخانے کو دیکھنے جاوین تو کوئی گاؤن کا چوکیدار یا نمبردار پوچھتا بھی نہین کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہے علاوہ ہر ایک چیز کی قیمت دیتے ہین لیکن پھر بھی برخلاف پولیس یا اور محکمے اولی چیڑاسیون تک کے مقابلہ مین بھی ان کی رسد رسانی اور ضروری امور مین مدد دینے کیلئے کوئی توجہ ہی نہین کرتا کیون؟ خود افسران ڈاکخانہ ان کی ایسی تحریرون پر اگر دور کرین تو جہ کرنے کو طیار نہین ۔ غرض مدرس ان کو اپنا افسر نہین سمجھتے ۔ اور اس کی ایک وجہ اور بھی ہے یہ لوگ براہ راست کسی مدرس کو جو ڈاکخانہ بھی رکھتا ہے ڈاکخانہ کا قصور کرنے پر سزا نہین دیسکتے جبکہ سپرنٹنڈنٹ اپنے ماتحتون کو سزا دیسکتے ہین ۔ اس بات نے ان لوگون کو بہت دلیر کردیا ہے اور وہ کچھ پرواہ نہین کرتے ۔ ہمین ایک سپرنٹنڈنٹ بہادر سے ملنے کا اتفاق ہوا جو ایک برانچ آفس متعلقہ مدرسہ مین کسی تحقیقات کیلئے تشریف لے گئے تہے تو اثنائے گفتگو مین سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ ایک معاملہ کے متعلق جب مین نے اس سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیون اطلاع نہین دی تو اس نے نہایت لاپرواہی سے کہا کہ مین تو جانتا بھی نہین کہ ڈاکخانہ کا سپرنٹنڈنٹ بھی کوئی ہوتا ہے ؟ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے لیکن اس مدرس نے یونہی کہدیا کہ مجھے علم ہی نہین اگر وہ سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اپنا افسر سمجھتا تو کوئی وجہ نہ تہی کہ وہ اسطرح جواب دیتا ۔ یہ اسکی شوخی تہی جو بات کو اسطرح ٹال دیا مختصر یہ کہ اپنا افسر صرف سررشتہ تعلیم کے محکمہ کو سمجھتے ہین ۔ جس سے انکو مستقل تنخواہ ملتی ہے اور افسران ڈاکخانہ کو افسر نہین سمجھتے ۔ اگر انسپکٹر صاحبان نیک نیتی کیساتھ اس معاملہ مین اپنی رائے ظاہر کرین اور وہ کسر شان نہ سمجھین تو وہ صاف طور پر کہہ سکتے ہین کہ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے ۔

دوم پبلک کو نقصان اسطرح پہونچتا ہے کہ مدرس چٹھیات عموماً لڑکون کی معرفت تقسیم کراتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات چٹھیات گم ہو جاتی ہین اور یا یہ کہ دیر سے پہونچتی ہین ۔ دیہاتی لوگ چونکہ شکایت کرنے کی عادی نہین ہوتے یا انکو علم نہین ہوتا اور اس کے علاوہ دیہاتی مدرس نمبردارون یا ذیلدارون کے ساتھ عموماً راہ و رسم رکھتے ہین اسلئے اگر کوئی شکایت کرنے پر آمادہ بھی ہو تو اسکو نمبردار کے ذریعہ درست کرا لیتے ہین اور اگر شکایت ہو بھی جائے تو پھر تفتیش پر اسکو غلط ثابت کرانے مین کامیاب ہو جاتے ہین ۔ غرض پبلک کو اسطرح نقصان پہونچتا ہے ۔ اور اس مین تو کوئی کلام ہی نہین ہو سکتا کہ وہ ڈاک کو اوقات تعلیم مین (بجز خاص صورتون کے جہان ڈاک اوقات تعلیم کے بعد جاتی ہو) کہولتے اور روانہ کرتے ہین جس سے تعلیمی اوقات مین ہرج ہوتا ہے ۔ پس محکمہ سررشتہ تعلیم کو لازم اور واجب ہے کہ حضرت ڈائرکٹر صاحب ایجوکیشن بھی یہ التماس کرتے ہین کہ وہ مدرسون کو فقط ڈاکخانے رکھنے کی ہدایت کرین اور ایسا ہی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ پبلک کے فائدہ اور سرکار کے نفع کو مدنظر رکھکر ایسے ڈاکخانے بجائے مدرسون کے دیگر دکانداروں یا اور لوگون کو جو اسکے اہل ہون دینا اور اگر وہ الونس مین تھوڑا سا اضافہ کرکے پانچ یا چھ روپیہ ماہوار ہر ایک برانچ آفس کا الونس مقرر کر دیوین تو کم از کم مڈل پاس مل سکتے ہین ہم اس مضمون پر کسیقدر وضاحت سے روشنی ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہین

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ

امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ کے متعلق اس سے پہلے ایک مرتبہ ہم نے ظاہر کیا تہا کہ امرتسر ڈویژن کیحالت زار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عرصہ تک کوئی سپرنٹنڈنٹ یہان نہین آتا بلکہ جب اسکی واقفیت اس ڈویژن کے متعلق بڑھتی ہے اور وہ ان نقائص کے دور کرنیکیطرف توجہ کرتا ہے جو اس ڈویژن مین پیدا ہوگئے ہین تو اسکو یہان سے چلا جانا پڑتا ہے ہمارے اس نوٹ پر گذشتہ ایام مین توجہ کیگئی تہی اور خلیفہ فضل حسین صاحب موجودہ سپرنٹنڈنٹ کو جو ان دنون لائل پور تبدیل فرمائے جانیوالے تہے یہان ہی رہنے دیا گیا تہا ۔ مگر اب ہمارے کانون مین یہ صدا پہنچی شروع ہوئی ہے کہ عنقریب خلیفہ صاحب اس عہدہ کا چارج کسی انگریز کو دینے والے ہین ہمارا یہ کام نہین ہے کہ حکام کی تغیر و تبدل مین دخل دین بلکہ ایسی صورت مین ہم پبلک و سرکار کی بناء پر عام خیالات کا اظہار کر سکتے ہین ۔ گو ابھی تک ہم وثوق سے نہین کہہ سکتے کہ یہ افواہ کہان تک سچ ہے لیکن اگر اسکو صحیح مان لیا جاوے تو ہم اتنا عرض کرینگے کہ خلیفہ صاحب نے امرتسر ڈویژن کی اصلاح طرف بہت توجہ کی ہے اور چونکہ وہ دیسی ہین اسلئے ہر ایک دیسی بلاتکلف انسے ملکر اپنا عرض حال کر سکتا ہے اور بوجہ ماتحتی ترقی کے وہ کل کام سے بخوبی واقف ہین اور کلرکون اور پوسٹماسٹرون وغیرہ کی مشکلات سے پورے آگاہ ہین ۔ امرتسر ڈویژن کی اصلاح کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جو شخص اس ڈویژن کے حالات سے پورا واقف اور آگاہ ہو اور جعلسازیون اور چالاکیون کا جو بعض اوقات اس ڈویژن مین ظہور پذیر ہوتی ہین انکا علم رکھتا ہو ۔ سو یہ باتین خلیفہ صاحب کو حاصل ہین اور انہون نے اس ڈویژن کی درستی کیطرف توجہ کی ہوئی ہے ۔ ہم امید کرتے ہین کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب اس ڈویژن کی اصلاح کے خیال سے اور خلیفہ صاحب کی قابلیت کو ملحوظ رکھکر فی الحال اس ڈویژن مین انہیں رہنے دینگے تاکہ جو جو نقص ابھی باقی ہین اور جنکی طرف وہ توجہ کر رہے ہین دور ہو جائین ۔ ہم کسی اگلے مضمون مین ان اصلاحون کی ایک تفصیل دینگے جو خلیفہ صاحب کے ہاتھ سے ہوئی ہین ۔ اور جو عرصہ سے چلی آتی ہین ۔ خلیفہ صاحب کی قابلیت اور وسیع واقفیت کے متعلق ہمکو کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ ابھی پہلا امتحان مین آپ ہندوستان بھر مین **اول** رہے ہین البتہ ہم یہ بھی چاہتے ہین کہ انکے دفتر کے متعلق جو شکایات وقتاً فوقتاً سنی جاتی ہین اسپر انکی توجہ بکار ہے اگرچہ اسوقت ان شکایتون مین بہت کچھ کمی ہوگئی ہے کیونکہ خلیفہ صاحب اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہین ۔ اور کلرکون پر کام کا انحصار نہین کرتے ۔ اور ماتحتون کو شکایتون کا زیادہ موقعہ اسوقت ملتا ہے جبکہ سپرنٹنڈنٹ خود توجہ نہ کرے اور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۱

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا
اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے
وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے
تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام
تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں
ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا
سفید جھنڈا بلند کیا گیا
ہے

مسیح موعود کا اعلان

قُل اللّٰہ ثُمّ ذَرھُم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَومٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنفُسِھِم

اِنّہٗ اٰوَی القَریَۃَ

الحکم

چو کوہم بانگ آئی چیا در قادیان بینی | روا ہمہ شفا بینی غرض دار الامان بینی

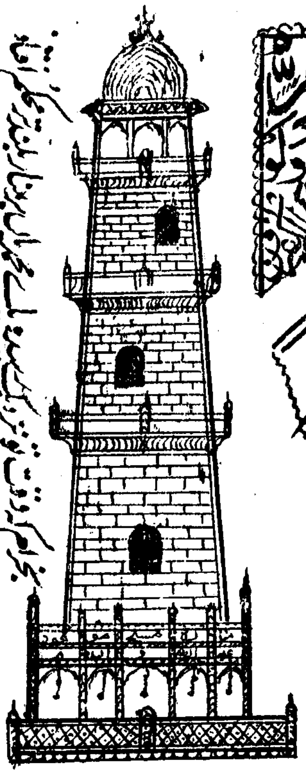
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے ... ... ۵ عہ
خواص و معاونین سے ... ۵ عہ
ہندوستان سے باہر ... ... ۷ عہ
غیر مذاہب والوں سے ... ۱۲ عہ

دینی جماعت کے بے مستطیع
لوگوں سے ... ... ۱۲ عہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد



نمبر ۱۴ و ۱۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ اپریل و ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء | جلد ۷

کلماتِ طیّباتِ احمدیّہ
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

۱۹۔ اپریل کی شام

"زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں" یہ الہام آج اعلیٰحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔ اسپر فرمایا کہ زندگی کی اصل غرض اور مقصود تو اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے مگر اسوقت میں دیکھتا ہوں کہ عام طور پر لوگوں نے اس غرض اور مقصود کو فراموش کر رکھا ہے اور کھانے پینے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے سوا اور کوئی مقصود نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ دنیا کو پھر اسکی زندگی کی غرض سے آگاہ کرے اور یہ فقرہ گویا پھر اسکو رجوع کرلے گا۔

اسلیے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اللہ تعالیٰ کا خوف اسکو بہت سی نیکیوں کا وارث بنادے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی اچھا ہے کیونکہ اس خوف کی وجہ سے اسکو ایک بصیرت ملتی ہے جس کے ذریعہ وہ گناہوں سے بچتا ہے۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعام اور اکرام پر غور کر کے شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اسکی نافرمانی اور خلاف ورزی سے بچتے ہیں لیکن ایک قسم لوگوں کی ایسی بھی ہے جو اسکے قہر سے ڈرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اچھا اور نیک تو وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کی برکت سے اچھا ہے۔ بہت لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم متقی ہیں مگر اصل میں متقی وہ ہیں جنکا نام اللہ تعالیٰ کے دفتر میں متقی ہو۔

اسوقت اللہ تعالیٰ کے اسم ستّار کی تجلی ہے لیکن قیامت کے دن جب پردہ دری کی تجلی ہوگی اسوقت تمام حقیقت کھل جائے گی۔ اس تجلی کے وقت بہت سے ایسے بھی ہونگے جو آج بڑے متقی اور پرہیزگار نظر آتے ہیں قیامت کے دن وہ بڑے فاسق فاجر نظر آئینگے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عمل صالحہ ہماری اپنی تجویز اور قرار داد سے نہیں ہو سکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی نوع کا کوئی فساد نہ ہو کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے جیسے غذا طیب اسوقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اسمیں کسی قسم کا کسل ہو نہ عجب ہو نہ ریا ہو نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریتِ احمر ہے۔

شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے اور اسکے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہانتک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے۔ ایک امامت کرانے والے کو بھی اس آفت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے پس اسکے حملے سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسکے حملے فاسقوں فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں وہ تو گویا اسکا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پاکر ان پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ریا اور عجب وغیرہ سے بچنے کے واسطے ایک ملامتی فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور سیئات کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ وہ اسطرح پر سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ جاتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی کامل نہیں ہیں۔ ان کے دل میں بھی غیر ہے اگر غیر نہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ انسان معرفت اور سلوک میں اُس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر ان کے دل میں نہ رہے اور یہ فرقہ انبیا علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کامل گروہ ہوتا ہے کہ اسکے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ غیر کے وجود کو کالعدم سمجھنا یہ بھی اختیاری نہیں ہے کیونکہ یہ حالت عشقیہ ہے جو از خود پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ اسکی جڑ محبت ذاتی ہے جب محبت ذاتی کے مقام پر انسان پہونچتا ہے تو یہ عشقیہ حالت پیدا ہو کر غیر کے وجود کو جلا دیتی ہے۔

کیا؟
الحکم کے متعلق آپکا کوئی فرض نہیں ہے؟ اگر ہے تو آپ سوچکر جواب دیں آپنے اسی کس حد تک ادا کیا ہے؟

بقیہ مضمون صفحہ اول

جب محبت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اُسوقت حالت عشقیہ پیدا ہوکر وجود غیر کو جلا دیتی ہے اور پھر کسی کے مدح و ذم یا عذاب و ثواب کی بھی پروا نہیں ہوتی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنی مدح بھی سن لیا کرتے تھے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ آپکو اس مدح کی پروا ہوتی تھی سخت غلطی ہے آپکو ان باتوں کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا اور کوئی اثر اس کا آپ پر نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک محل مدح ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کو ہلاک کر دیتا ہے لیکن آپکا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ تعلق اور رشتہ تھا کہ کسی دوسرے کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ پس آپ کسی انسان کی مدح سے کیا خوش ہو سکتے تھے۔ ایسا ہی ذم کا حال ہے۔ آپ تو اللہ تعالیٰ کی **محبت ذاتی** میں فنا ہو چکے تھے غیر کا احساس باقی ہی نہیں رہا تھا اسلیے ساری مقام ختم ہو چکے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے جو مقام امن کہلاتا ہے۔ زاہد خشک کی مدح کرنے والا اسکو ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس مدح سے خوش ہو کر اپنے **وجود** کو بھی کچھ شے سمجھنے لگتا ہے اور اپنے اعمال پر ایک ناز کرنے لگتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ مراتب بھی وہبی ہیں کوشش سے نہیں ملتے۔ اور انسان کامل اسی مقام پر ہوتا ہے **صوفی** کہتے ہیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو جاوے ایسی محبت کہ بہشت اور دوزخ پر بھی نظر نہ ہو اُسوقت تک کامل نہیں ہوتا اس سے پہلے اسکا خدا بہشت اور دوزخ ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اسکے لیے **اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ** کا حکم ہوتا ہے کیونکہ ان کی رضا خدا کی رضا ہوتی ہے جبتک یہ حال نہ ہو اندیشہ ہوتا ہے کہ نیکی ضائع نہ ہو جاوے۔ ذاتی محبت والے سے اگر اسکی غرض پوچھی جاوے کہ تو کیوں خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ کچھ بھی بتا نہیں سکتا کیونکہ اُسے کوئی ذاتی غرض محسوس ہی نہیں ہوتی بلکہ اگر اسکے لیے دوزخ کی **وعید** بھی ہو کہ تو اگر عبادت کرے گا تو دوزخ ملے گا تب بھی وہ رک نہیں سکتا کیونکہ اسکے رگ و ریشہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت اور محبت ہوتی ہے وہ بے اختیار ہو کر اسکی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ کیوں کھچا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ثواب و عذاب کی پروا کرتا ہے اور نہ مدح و ذم کا اثر اس پر ہوتا ہے۔ انبیاء و رسل اسی مقام پر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مخالفت اور خطرناک مصائب اور مشکلات انکو اپنے کام سے ہٹا نہیں سکتیں۔ میں **اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** میں اس مقام کو سمجھتا ہوں۔ یہ ایسا دار الامان ہے کہ شیطان اسجگہ نہیں آ سکتا۔ ایک زاہد بعض وقت مغضوب کے زمرہ میں آ سکتا ہے لیکن جو **اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** کے مقام پر پہونچ گیا وہ محفوظ ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ محبت ذاتی کی آگ غیر کے وجود کو مطلقاً جلا دیتی ہے اور اسکو امن میں داخل کر دیتی ہے **استجابت دعا** بھی اسی مقام پر ہوتا ہے۔ یہ ایسا ارفع اور اعلیٰ مقام ہے کہ اس کی تصریح بھی نہیں ہو سکتی یہ ایک کیفیت ہے جو دوسرے کو اچھی طرح سمجھا بھی نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ **انبیاء** علیہم السلام کے گلہ کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ چونکہ وہ ان تعلقات سے محض نا آشنا ہوتا ہے جو انبیاء و رسل اور اللہ تعالیٰ میں ہوتے ہیں اسلیے کسی ایسے امر کو جو ہماری سمجھ اور دانش سے بالاتر اور بالاتر ہے اپنی عقل کے پیمانہ سے ناپنا صریح حماقت ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام کا گلہ کرنے لگے کہ انھوں نے درخت ممنوع کا پھل کھایا۔ یا عَبَسَ وَتَوَلّٰی کہنے بیٹھے۔ ایسی حرکت آداب الرسل کے خلاف ہے اور کفر کی حد تک پہونچا دیتی ہے چونکہ خدا تعالیٰ اُن کا محبوب ہوتا ہے بعض اوقات وہ کسی بات پر گویا روٹھ جاتا ہے۔ وہ باتیں عام قانون جرائم و ذنوب سے الگ ہوتی ہیں۔ ۳۰ سال کے قریب کا عرصہ ہوتا ہے کہ ایک مقرب فرشتہ کو میں نے دیکھا جس نے مجھے ایک نوٹ کی چھڑی ماری۔ پھر میں نے اسکو دیکھا کہ کرسی پر بیٹھکر رونے لگا۔ یہ ایک نسبت بتائی ہے کہ جیسے بعض اوقات والدہ بچہ کو مارتی ہے پھر رقت سے خود ہی رونے لگتی ہے یہ ایک لطیف استعارہ ہے جو مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے۔

میری سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ ان تعلقات کو جو انبیاء رسل اور اللہ تعالیٰ میں ہوتے ہیں کسطرح ظاہر کیا جاوے یہ تعلقات ایسے شدید اور گہرے ہوتے ہیں کہ بجز کامل الایمان ہونے اور اس چیز سے آشنا ہونے کے انکی سمجھ آ ہی نہیں سکتے۔ اسلیے **صوفیوں** نے لکھا ہے کہ انکے افعال اور اعمال عام قانون جرائم و ذنوب سے الگ ہوتے ہیں انکو اپنے دل میں ذکر کرنا بھی سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے کیونکہ ان کا حساب تعلقات کا ہے ذات محمدی کی کیفیت اور کوئی کیا سمجھ سکتا ہے؟ عام طور پر عاشق و معشوق کے تعلقات کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اور یہ تعلقات تو اس سے لطیف تر ہیں۔

نہ حقیقت سے نا آشنا **استغفار** کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ جس قدر یہ لفظ پیارا ہے اسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی پاکیزگی کی دلیل ہے ہمارے وہم و گمان سے بھی پرے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عاشق رضا ہیں ہمیں بڑی بلند پروازی کے ساتھ ترقیاں کر رہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تصور کرتے ہیں اور اظہار شکر کر قاصر پاکر تدارک کرتے ہیں یہ ایک کیفیت ہم کسطرح ان عقل کے اندھوں اور مجذوم النفسوں کو سمجھائیں اپنے واسطے ہو تو وہ سمجھیں جب ایسی حالت ہوتی ہے احسانات الٰہیہ کی کثرت آ کر اپنا غلبہ کرتی ہے تو روح محبت سے پگھل جاتی ہے اور وہ اچھل اچھل کر استغفار کے ذریعہ اپنے قصور شکر کا تدارک کرتی ہے۔

یہ لوگ خشک منطقی کیطرح اتنا ہی نہیں جانتے کہ وہ قوی جن سے کوئی کمزوری یا غفلت صادر ہو سکتی ہے وہ ظاہر نہ ہوں۔ نہیں وہ ان قویٰ پر تو فتح حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تصور کرکے استغفار کرتے ہیں کہ شکر نہیں کر سکتے۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ مقام ہے جسکی حقیقت سے دوسرے لوگ نا آشنا ہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے عینا نت گدھے وغیرہ انسانیت کی حقیقت سے بے خبر اور نا واقف ہیں۔ اسیطرح انبیاء و رسل کے **تعلقات** اور انکے مقام کی حقیقت سے دوسرے لوگ کیا اطلاع رکھ سکتے ہیں۔ یہ بڑے ہی لطیف ہوتے ہیں اور جسقدر محبت ذاتی بڑھ جاتی ہے اسی قدر یہ اور بھی لطیف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یکہ و معشوق اوسفت صرف یہی کہا تھا کہ تم بادشاہ سے میرا ذکر کرنا صرف اتنی بات پر ایک عرصہ تک زندان میں رہنا پڑا حالانکہ عام نظر میں یہ ایک معمولی سی بات ہوتی ہے مگر نہیں ان **تعلقات محبت** کے منافی تھی۔ غرض یہ ایک لطیف سے جسپر ہر ایک مطلع نہیں ہو سکتا یہی ایک مقام ہے جسکی طلب ہر ایک کو کرنی چاہیے

بر کریماں کارہا دشوار نیست

۲۸ اپریل کی شام

ارشاداتِ عالیہ

ایک نوجوان نے اپنے کچھ رویا اور الہامات سنانے شروع کیے جب وہ سنا چکا تو آپ نے فرمایا **میں** تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو کہ ان خوابوں اور الہامات ہی پر نہ رہو بلکہ اعمال صالحہ میں لگے رہو بہت سے الہامات اور خواب **سنیرو** پیل کیطرح ہوتے ہیں جو کچھ دنوں کے بعد گر جاتے ہیں اور پھر کچھ باقی نہیں رہتا۔ اصل مقصد اور غرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور بے ریا تعلق۔ اخلاص اور وفاداری ہے جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ مگر **اللہ** سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے

جہانتک ہو سکے صدق و اخلاص ترک بیا و ترکہ منہیات میں ترقی کرنی چاہیے اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حد تک قائم ہو۔ اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دینگے بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے کہ ابتدائی سلوک میں جو رویا یا وحی ہو اس پر توجہ نہیں کرنی چاہیے وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہو جاتی ہے۔

انسان کی اپنی خوبی اسمیں تو کوئی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا **فعل** ہے جو وہ کسی کو کوئی اچھی خواب دکھا دے یا کوئی **الہام** کرے۔ اس نے کیا کیا۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا گیا کہ اس کو یہ الہام ہوا۔ یہ وحی ہوئی بلکہ ذکر اگر کیا ہے تو اس بات کا کیا کہ

اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى

وہ ابراہیم جس نے **وفاداری** کا کمال دکھایا یا یہ کہ یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا کذٰلک نجزی المحسنین۔

یہ بات ہی جو انسان کو حاصل کرنی چاہیے اگر یہ پیدا نہیں تو پھر رویا و الہام سے کیا فائدہ؟ مومن کی نظر ہمیشہ اعمال صالحہ پر ہوتی ہے اگر اعمال صالحہ نہیں ہیں۔ اگر اعمال صالحہ رکھتا ہے تو اندیشہ ہے کہ وہ مکر اللہ کے نیچے آ جاتا ہے۔ تمکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرو اور اس کے لیے ضرورت ہے اخلاص کی صدق و وفا کی نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے اور رویا اور وحی تو اللہ تعالیٰ سے پاک کر دیتا ہے اور انعامات اور الہام سے پایا جاتا ہے پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ رویا اور الہام پر ہی صلاحیت نہیں رکھنا چاہیے بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں کہ انکو رویا اور الہام ہوتے رہے لیکن انجام اچھا نہیں ہوا۔ جو اعمال صالحہ کی صلاحیت پر موقوف ہے۔ اس تنگ دروازہ سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے گذرنا آسان نہیں۔ ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے کہ رویا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہو رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا وہ تو فرماتا ہے **لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى** اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مجاہدہ کرے اور وہ کام کر کے دکھاوے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ صبح سے شام تک مکالمہ کرے تو یہ فخر کی بات نہیں ہوگی کیونکہ یہ تو اسکی عطا ہوگی۔ دھیان یہ ہوگا کہ خود ہم نے اسکے لیے کیا کیا؟ **بلعم** کتنا بڑا آدمی تھا مستجاب الدعوات تھا اسکو بھی الہام ہوتا تھا لیکن انجام کیسا خراب ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے کتے کی مثال دیتا ہے اسلیے **انجام** کے نیک ہونے کیلئے مجاہدہ اور دعا کرنی چاہیے اور ہر وقت لرزاں ترساں رہنا چاہیئے (باقی آئندہ)

ایڈیٹر کے اپنے مضامین

نورالدین پر ریویو

نمبر دوم

چہ خوش بودی اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودی اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

"نورالدین پر ریویو" کے پہلے نمبر میں ہمنے ریویو کی حقیقت پر بحث کی تھی اور ہمیں یہ بھی بتانا ہے کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور اس ریویو نویسی کے سلسلہ میں علم کلام پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس نمبر میں (جیسا کہ ہمنے پہلے اس مضمون کی تقسیم کی تھی) ہم نورالدین کے مصنف و مؤلف حکیم الامتہ شیخنا و مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مختصر تذکرہ لکھنا چاہتے ہیں۔

یہ تذکرہ اگر تذکرہ کے رنگ میں لکھا جاوے تو خواہ کتنا ہی اختصار بھی کیوں نہ کیا جاوے لیکن ایسے اخبار کے متعدد نمبروں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس مقام پر علامہ موصوف کے تذکرہ سے ہماری یہ غرض ہے کہ ہم آپ کی زندگی کے نشیب و فراز اور مختلف منازل اور طبقات عمر پر بحث کریں بلکہ اس ریویو میں حکیم الامتہ کے تذکرہ کی غرض جہانتک ہم نے ملحوظ رکھی ہے اور امید ہے کہ ہمارے بالغ نظر ناظرین ہمیں ہمارے ساتھ متفق ہونگے فقط یہ ہے کہ ہم دیکھیں اور دکھائیں کہ کیا نورالدین کا مصنف **قرآن کریم یا اسلام یا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر اعتراض کرنے والوں کو **جواب دینے کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں**؟ اور کیا اس کے پاس اس قدر کافی سامان کتب خانہ وغیرہ کا ہے جو وہ **قلم** اٹھائے؟ یا کیا وہ اس میدان کا مبارز ثابت ہو چکا ہے اور **قوم** اور **ملک** میں اسکی وسیع واقفیت اور اس کی فہم و فراست (**اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ** والی فراست) مسلم ہوئی ہے کہ وہ **ترک اسلام** یا اور اسی قسم کے رسائل کا جواب لکھے

المختصر

اس ریویو کے ضمن میں علامہ موصوف کے تذکرہ سے اگر کوئی غرض ہے تو فقط اسی قدر ہے اور اسی لیے ہم اس تذکرہ میں آپ کے منازل **زندگی** پر کوئی بحث نہ کرینگے بلکہ جیسا کہ ہمارا دیرینہ آرزو ہے اور جو خدا تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے پوری ہو سکتی ہے ان امور پر نورالدین (مراد حیات نورالدین) میں مفصل بحث کرینگے **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**۔

نورالدین کا مصنف اپنے سلسلہ نسب میں حضرت **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے جو آپ حیدا مجد کیطرح **غیرت اسلام** اور حمیت ملت خیر الانام کا خمیر اپنی فطرۃ میں رکھتا ہے۔

پس

آپ کی خاندانی وجاہت اور نسبی شرافت پر بحث کی کوئی حاجت نہیں حضرت فاروق کی لائف پڑھنے والے کیوں اور جنھوں نے نہیں بھی پڑھی وہ سماعی طور پر آپکے محاسن اور دینی غیرت سے خوب آگاہ ہیں۔ اسلیے فاروق اعظم سے خون کا تعلق رکھنے والا اگرچہ بعد یا ہی کیوں نہ گذر گئی ہوں پھر بھی اپنے خون میں وہ غیرت مذہب حقہ کے لیے ضرور رکھتا ہے۔ فاروق اعظم کی بابت سید المرسلین نے فرمایا ہے کہ شیطان اسکے سایہ سے بھاگتا ہے۔ پھر نورالدین کے ٹائٹل پیج پر

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون

پڑھنے والوں کو حیرت نہیں کرنی چاہیے ہم اپنے ناظرین کو نورالدین کا سرورق خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کی صلاح دیتے ہیں اس پر **نورالدین** کی لائف کا ایک خاص راز مرقوم ہے جو ہم اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ حل کرینگے لیکن کم از کم انکو پتہ لگ جاوے گا کہ **فاروقی رنگ** غیرت یہاں کام کر رہی ہے

غرض

نورالدین فطرتی طور پر **اسلام** کی حقانیت کے اظہار کا ایک جوش رکھتا ہے اسلیے وہ بہترین اہل ایسی کتاب لکھنے کا ہو سکتا ہے اور ہے

پھر

دوسرا قابل غور یہ امر ہے کہ کیا **نورالدین** آجکل کے مصنفوں کیطرح کتاب فروشی کو ذریعہ معاش سمجھتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے **نورالدین** خدا کے محض فضل و کرم سے استغنا حاصل ہے اور فیاض انسان ہے کہ اسنے بادشاہوں کی ہمنشینی کا فخر حاصل ہونے پر بھی اپنی بیش قرار تنخواہیں بنی نوع انسان کی خدمتگذاری اور اشاعت دین میں صرف کی ہیں اور یہ ایک ایسا امر واقعی (فیکٹ) ہے کہ اس پر اسوقت ہمارے مخالف بھی انکار نہیں کر سکتے **نورالدین** کی ضروریات زندگی کا دائرہ بہت ہی محدود ہے اسکی طبیعت میں نمایش تکلف تصنع نہیں وہ بلا مبالغہ **طور ردن** **برائے زیستن و ذکر کردن** است پر عمل کرتا ہے۔ جن لوگوں کو اسکی مجالس میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے اسکی طرز زندگی ایک ہی اصل پر چل رہی ہے اعلاء کلمۃ اسلام کے متعلق ہماری کیا اپنی رائے حکیم الامۃ کے حق میں نہایت کمزور اور سقیم ہو سکتی ہے اسلیے ہم اسکے متعلق اس **انسان کامل** کی شہادت پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے **مسیح موعود** کے نام سے بھیجا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لیے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام انکے نور اخلاص کی طرح **نور دین** ہے میں انکی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لیے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ انکے دل میں جو تائید دین کے لیے جوش بھرا ہے اسکے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو انکو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لیے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انھیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کیطرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ انکے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انھیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی **مولوی حکیم نورالدین** بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں

مولنا۔ مرشدنا۔ امامنا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عالیجناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کیلیے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔

حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ انکی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔

حضرت پیر و مرشد۔ نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جاوے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپکی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلیے طیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور انکی غمخواری اور جان نثاری جیسے انکے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر انکے حال سے انکی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کامل سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہانتک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں انکی روح محبت کے جوش اور مستی سے انکی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

اس رائے کو پڑھ کر صاف طور پر کھل جاتا ہے کہ **نورالدین** کا مصنف اعلاء کلمہ اسلام کا کیسا سچا جوش رکھتا ہے اور **اخلاص** کے ساتھ اپنا سارا مال و منال اس راہ میں لٹا دینے کے لیے ہمیشہ طیار رہتا ہے نہیں بلکہ کر دیا۔ ایسے انسان کے متعلق اس قسم کا وہم بھی خطرناک گناہ ہے

پس

یاد رہے کہ **نورالدین** کے مصنف نے **نورالدین** کو محض کتب فروشی کے طور پر شایع نہیں کیا بلکہ محض خدا کے لیے خدا کے دین کی عظمت و جلال کے اظہار کے لیے

نورالدین کا پبلشر اگر اپنی طرف سے اس کتاب پر کوئی دیباچہ لکھ دیتا تو بہت ہی موزون اور مناسب تھا لیکن نہیں افسوس ہے کہ یہ فروگذاشت کی گئی ہے تاہم ابھی تک غالباً بہت سے لوگوں کو یہ علم ہوگا کہ **نورالدین کے مصنف نے نورالدین کی اگر کچھ جلدیں لی ہیں تو وہ بھی خرید کر** اس سے بڑھ کر اس مخلصانہ خدمت دین کا اور کیا ثبوت چاہیے گا اور سب سے بڑھ کر اس کتاب کی قبولیت خدا ایک مہر کرے گی۔

بہرحال (باقیت)

فٹ نوٹ۔ یہ دعا صدق دل اور راستی سے کی گئی تھی قبول ہو گئی۔ ایڈیٹر

مکتوبات کریمیہ

اس عنوان کے تحت میں جب کبھی ہمیں موقع ملے گا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے مضامین یا خطوط درج کیا کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایڈیٹر)

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو عظیم الشان پہلو

یعنی

تکمیل دین اور تکمیل اشاعت دین

اس زمانہ میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و برکات کی بارش ہو رہی ہے اور وعدہ ہائے الٰہیہ کے موافق ہر قسم کے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے خدا کے برگزیدہ مامور اور موعود خلیفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کے ماتحت بہت سے نا عاقبت اندیش مختلف طرز و طرق پر اپنا کام کر رہے ہیں لیکن ایک لمبی دوڑ کے بعد فیصلہ ہو جاتا ہے کہ راست باز کون ہے؟

مخالفت کے اسی اثر کی وجہ سے ایک گروہ اپنا یہ کام بھی سمجھتا ہے کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور آپ کے الہامات کے متعلق غلط بیانیاں کر کے بد ظن نہیں بلکہ گمراہ کیا جاوے وقتاً فوقتاً ان غلط فہمیوں کے دور کرنے کی حتی الوسع ہم اور بزرگان ملت کوششیں کرتے رہتے ہیں اور سعید الفطرۃ لوگ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ مندرجہ بالا عنوان کے نیچے جو مضمون ہم درج کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ایک قسم کی غلط فہمی کے رفع کے لیے ہے یہ مضمون اصل ایک خط ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک ذیل کے نام لکھا ہے۔ جنہوں نے کسی طرح پر اس غلط بیانی کو سن لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیۂ کریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کا اصل مصداق بالذات اپنے آپ کو سمجھتے ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اسی غلط بیانی کا جواب مولانا ممدوح نے لکھا ہے اور آیت موصوف کی ایک لطیف تفسیر فرمائی ہے۔ جس سے نہ صرف یہی کہ اس اتہام کو دور کیا ہے بلکہ اس دعوی کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے جس سے قرآن کریم کی عظمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالۃ شان اور ابد الآباد تک احیاء کا پتا لگتا ہے حقیقت میں اگر یہ خلیفۃ اللہ نہ آیا ہوتا جیسا کہ مولانا ممدوح نے بتایا ہے تو قرآن کریم اور نبی رؤف رحیم اور خود رب کریم ایک مردہ ہستیاں سمجھی جاتیں مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے وقت پر دستگیری کی۔ ہمکو اس چٹھی کے متعلق کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں ناظرین اسے دیکھیں گے تو اپنے ایمان کی تازگی و شگفتگی کے لیے نعمت غیر مترقبہ پائیں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غرض اور مقصد کو پورا کرے جس کے لیے یہ چٹھی لکھی گئی ہے۔ آمین

(ایڈیٹر)

السلام علیکم سب سے پہلے اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کبھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کو صرف عن الظاہر کریں جب تک اس صرف کے لیے قرائن قویہ قائم نہ ہوں ورنہ باب الحاد کا واکرنا ہے اور اس صورت میں کسی کو حق نہیں پہنچے گا کہ غیر کے معنے پر حملہ کرے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہیں اور نہ وہ اس کے مصداق اول و اتم آپکی پاک ذات ہے۔ حضرت نے اپنی تصانیف میں جو کچھ لکھا اور جا بجا لکھا ہے یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کام تھے تکمیل دین اور تکمیل اشاعت دین۔ پہلا کام آپ کے ہاتھ سے بوجہ اکمل پورا ہوا قیامت تک کسی شخص کا اختیار نہیں ہوگا کہ قرآن کریم سے یا قرآن کریم پر یا مصطفوی شریعت حقہ کے متعلق زیادت یا نقص کر سکے۔ رہا دوسرا کام یعنی تکمیل اشاعت دین سو خدا تعالیٰ کی عادت جاریہ اور سنت مستمرہ اور قانون قدرت کے موافق آپ کے خلفاء برحق کے ہاتھ سے پورا ہوتا رہے گا اسلام کا دیار عرب سے نکل کر روئے زمین کے کونوں تک پھیلنا۔ ہزار ہا ممالک اسلام کے قبضہ میں آنا اور انواع و اقسام کی برکات و فتوحات کے ابواب کھلنا یہ سب باتیں ان وعدوں کے مطابق ہوئی ہیں جو قرآن کریم میں بزور و شور بیان ہوئے تھے کسریٰ کی شوکت خاک میں ملی اور قیصر کی لعنتی صلیبی اور ناپاک سلطنت پارہ پارہ ہوئی اور یہ سب باتیں ان زبردست پیشگوئیوں کے موافق ظہور میں آئیں جو کتاب حکیم میں بیان ہو چکی تھیں اور یہ سب وعدے اولاً اور بالذات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مگر ان کے پورا ہونے اور کرنے کے لیے آپ کے خلفاء جوارح اللہ بنائے گئے۔ تابع کی کارروائی متبوع کی کارروائی ہوتی ہے۔ جو کچھ خلفاء سے ظہور میں آیا اور آئے گا وہ سب دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ اس لیے کہ اس نقطہ پر تابع اور متبوع میں کوئی مغایرت نہیں ہوتی اسطرح منجملہ خلفائے محمدیہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حسب وعدہ کتب الٰہیہ ایک خلیفہ اور آخری اور عظیم الشان خلیفہ ہیں۔ اس خلیفہ کی بعثت کا مقصد یہی قتل خنزیر اور کسر صلیب ٹھہرایا گیا ہے جس سے مدعا یہ ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا جو صلیب پرستی یعنی شرک عظیم اور ظلم جسیم کا دور ہوگا اور دنیا ایمانی یا عملی طور پر علی العموم اسکے اثر کے نیچے آئی ہوئی ہوگی اور ہوا پرستی اور اتباع شہوات و جذبات اور تقلید فسق و فجور اور معاصی الٰہیہ میں خنزیر فطرت طبائع کی کثرت اور استیلا ہوگا یا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ ایمان ہر پہلو کے لحاظ سے آسمان پر اٹھ گیا ہوگا ایسی وقت میں وہ بار دیگر خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تائیدوں اور زندہ انفاس سے دین حق کو حیرت ان کاذب اور مدعیان نا قابل کی ناپاک کرتوتوں اور کمزوری ایمان کے سبب مر چکا ہوگا زندہ کرے گا اور خدا تعالیٰ کے پر حکمت ارادہ کی تائید سے زمانہ کی حالت اسوقت ایسی ہوگی کہ اسے اشاعت دین کی تکمیل کے اسباب و سامان ایسے میسر آئیں گے جو پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوئے۔ یہ ایسے امور ہیں کہ حضرت اقدس نے مختلف تحریروں میں نہایت دلچسپ باتیں لکھی ہیں جن کے پڑھنے سے ایک ذہین اور رشید طالب حق سرور اور بصیرۃ سے بھر جاتا ہے۔ غرض وہ زمانہ یہ ہے جسمیں ہم لوگ ہیں۔ واقعات حقہ کی سچائی سے انکار کرنا ایک کور دل ضدی کا کام ہوتا ہے واقعات بتا رہے ہیں کہ دین بیرونی حملوں اور بد تاثیروں اور اندرونی بدعملیوں اور بد اعتقادیوں سے مر چکا ہے اور خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے مطابق ضروری ہے کہ تعلیم اور کتاب کے ساتھ معلم اور مزکی اور اسوۂ حسنہ موجود ہو۔ ہدایت اور احیاء کی تکمیل کے لیے کتاب اور معلم کتاب لازم و ملزوم ہیں۔ تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ معلم و مزکی کے اٹھ جانے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں کتاب کو قوم نے چھوڑ دیا اور اسکے مقاصد کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی لیے تو ہر زمانہ میں ریفارمیشن یا تجدید کی ضرورت پڑی ہے۔ زندہ کتاب موجود اور ہزاروں ناپاک عقائد اور رسوم باطلہ مسلمانوں میں جاری اور ساری۔ کیا یہ مسلم اور مشہود امر نہیں کہ ہزاروں نکتہ چینیاں اور دور دراز والی اعتراض خدا کی زندہ کتاب اور زندہ رسول پر کیے گئے ہیں۔ اور کیا بینا تیرے زور سے درخواست نہیں کرتی کہ ایک ایسا پاک انفاس شخص ہو جو ایک طرف تو اس ناپاک اعتقادوں اور مجنونانہ رسموں کی بیخ کنی کرے جو قوم میں داخل ہو گئی ہیں اور اسکے ساتھ پوری قوت اور الٰہی تائید سے ان حملوں کی مدافعت کرے اور ساتھ زندہ کتاب کی خوبیاں جہان کو دکھلائے۔

یہ واقعات ہیں ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کیا کام کر رہے ہیں۔ یہی وہی کام جس کا نام ہے تکمیل اشاعت دین۔ قوم کے گندہ عقائد اور بیہودہ رسوم کی بیخ کنی اور دشمنان اسلام کے حملوں کی مدافعت کے ساتھ قرآن کریم اور نبی کریم کی صداقت کی حجت دنیا پر پوری کر رہے ہیں۔ اس لحاظ اور معنی سے بطور ظل و تبعیت وہ آیت شریف آپ کے حق میں بھی ہے جیسی کہ وہ آیت خلفائے راشدین کے حق میں بھی تھی۔ ہاں اسبات کے اعتراف سے چارہ نہیں اور اسکا اعتراف نہ کرنا واقعات حقہ سے انکار کرنا ہے کہ آپ اسوقت بلحاظ مناسبت وقت کے مظہر اتم اور مصداق اکمل ہیں اس مفہوم اور معنی کے جو اس آیت کا اصلی مقصد ہے۔ اسکو صاف لفظوں میں یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ آپکو اسباب تکمیل اشاعت دین خدا تعالیٰ کی حکمت کے اقتضا سے بہت زیادہ میسر آئے ہیں اور وقت اور زمانہ بھی یہی چاہتا ہے۔ پھر باینہمہ حضرت موعود کی کارگذاری وہی کارگذاری ہے جو قرآن کریم کی تعلیم اور حضرت حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن کے عمل نے کی۔ اور ساری خوبیوں اور محامد کے مستحق اولاً و اصلاً و بالذات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ لوگوں کو اس دعوی سے اضطراب کیوں ہوتا ہے۔ وہی شریعت اور اسکے شعائر اور وہی قرآن کریم۔ اسی کی حمایت اسی کیطرف سے مدافعت۔ یہی وہ حجت ہے جسے یہ دعوی کرنا بجا ہے اسلیے کہ آپکا عمل اور ۳۰ برس کا عمل اسکا ناطق گواہ ہے کہ میں شریعت اور قرآن کی باتیں پوری کرنے آیا ہوں۔ کہ دین مختص سچ سچ کہتا ہے ...

تک قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ یا کم نہیں ہوگا

یہ وہ باتیں کہ جن و دلائل کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی تصانیف میں جابجا ملتی اور دلوں کو ٹھنڈک اور آنکھوں کو نور بخشتی ہیں۔ جب یہ حال اور یہ عمل ہے تو کیونکر کوئی شخص اس گمان کرنے کا حق رکھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس کا یہ دعویٰ ہے کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ الآیہ پھر ہی حق میں ہے حضرت غلام احمد نے ازل سے احمد کی غلامی کی مہر اپنے حال اور قال کے سراپا پر لگا رکھی ہے۔ ان کا اپنا کچھ بھی نہیں جو کچھ ہے احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو کچھ وہ کر رہا ہے انہی کے لیے کر رہا ہے نواب اور افواج کی کارروائی جو تحت اثر سلطنت کی تقویت و تائید کے لیے ہو رہی ہے اس حقیقی بادشاہ کی کارروائی اور اسی کے لیے ہے جس کے زیر حکم وہ کام کر رہی ہیں۔

غرض آپ کا دعوے تکمیل اشاعت دین ہے نہ تکمیل دین۔ آپ کے نزدیک لعنتی ہے جو یہ دعوے کرے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نبی مستقل نیا ہو یا پرانا ہو سکتا ہے یا ہوگا اور قرآن کریم کے سوا کوئی اور کتاب پیروی کے قابل ہے یہ دعویٰ نرا دعوے ہی نہیں اس دعویٰ کے یعنی آپ کی عملی زندگی کو سالہا سال سے لاکھوں آدمیوں نے دیکھکر اقرار کیا ہے کہ آپ اپنے دعوے میں صادق ہیں۔

علاوہ بریں غور سے دیکھنا چاہیے اور مبارک ہے وہ دل جس میں حقائق اشیاء میں غور و فکر کا مادہ ودیعت کیا گیا ہو کہ اس وقت زمانہ کی حالت کیسی ہے۔ کفر اور شرک کو دیکھو کہ اس نے بنی آدم کے اغوا اور اضلال کے لیے کس کس قسم کے ہروپ بدلے اور کیسی حیرت انگیز ایجادیں کی ہیں۔ کیا کوئی گواہی دے سکتا ہے کہ ایسے تیز اور خیال سنانے والے اور سفاکانہ تیز تیز زبان اسکی طرف سے کبھی کسی زمانہ میں خدا تعالیٰ کی مقدس و مبارک کتاب اور برگزیدہ رسول پر کی گئیں۔ کیا کبھی اس قدر بے انتہا مخلوق نے اسکی شوکت اور سحر کے آگے اس نیازمندی اور خشوع و خضوع سے گردنیں جھکائیں۔ کیا اسکی سحر آفرینیاں ہزاروں رنگوں میں بنی آدم کے قلوب کی تسخیر کے لیے کوئی اپنا نظیر گذشتہ زمانہ میں پیش کر سکتی ہیں۔ آج اس زمانہ میں نبوت اور کتاب اللہ اور اسکے مسائل محض عبث اور اسکی اخلاقی تعلیمیں کیا وزن رکھ سکتی ہیں جبکہ نفس حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی پاک ذات پر ایمان لانا اور اسے جزئیات کا عالم ماننا اور اسکی نسبت اعتقاد رکھنا کہ وہ متصرف اور مدبر بالارادہ اور متکلم اور حی و قیوم ہے مضحکہ اور طفلانہ کھیل سمجھا جاتا ہے۔ اکثر بیباک ماننے والے بڑا احسان کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہاں ایک طاقت ہے مجموعہ ذرات کائنات پر اسے حاکم اور متصرف

ماننا دانشمندی کے خلاف کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں کیا ضروری نہیں تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے دین اور کتاب اور نبوت کاملہ کی حفاظت اور تائید کے لیے کفر کے بالمقابل اس سے بڑھ کر معارف اور حقائق پیدا کرتا کیسی ظلم یا نافہمی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل میں عجیب انگیز ایجادات کو دیکھا جاوے اور تسلیم کیا جاوے اور مان لیا جاوے کہ عقلیں شائستگی اور صنعت میں معراج کو پہونچ گئی ہیں اور باب وشواہد کہ اتنی تیز رفتار ترقی کے بعد صدیوں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کی جائیں۔ یہ ایسا قول ہے کہ ہزاروں نوجوان بڑی دلیری سے علانیہ منہ سے نکالتے اور بڑی بڑی انجمنوں کے سٹیجوں پر لیکچراروں کی شکل میں بڑے دلربا انگیز لہجے سے تقریروں میں بیان کرتے ہیں اور علما اور اہل ملت سنتے ہیں اور مہر سکوت توڑ نہیں سکتے۔ بڑے بڑے فخر قوم مانے گئے نوجوان جن کی دنیوی عظمت اور پوزیشن کو قارون بنی اسرائیل کیطرح رشک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسلامی شعائر کو فضول اور قوم کی ترقی کی راہ میں روک کہتے اور انگریزی اخباروں میں اپنے خیالات کو شائع کرتے ہیں۔

غرض ایک کالی گھٹا ہے جو اسلام کے آسمان پر چھا رہی ہے اور دل اور طبیعتیں چار و ناچار کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہو رہی ہیں۔ کیا کسی اہل دل کا ایمان پسند کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے زمانہ کے مقتضا کے موافق ایسے ہی زور و شور کی کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے حسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ قرآن کریم اور اسلام کی حفاظت اور تائید کے لیے وہ کفر شکن اسباب تیار کیے ہیں جو کسی زمانہ میں نہیں ہوئے تھے۔

علاوہ بریں یہ سنت اللہ ہے کہ انسانی عقلیں اور فہم رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں اسکے کام کیطرح ہر قسم کے حقائق و معارف کا سامان موجود اور مرکوز ہوتا ہے مگر حسب اقتضائے زمانہ ان دفائن و خزائن کا طلسم توڑا جاتا ہے اور وہ قیمتی چیزیں سالہا سال تاریکی میں محجوب رہنے کے بعد یکوقت روشن سطح پر آ جاتی ہیں۔ اس مرکز میں خدا تعالیٰ کا کلام اور کام یکساں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھکر آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے کہ اس وقت جن معارف اور حقائق قرآنی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا گیا ہے اور جسطرح کتابہ اور سواضح حجت مذاہب باطلہ پوری کی گئی ہے پہلے زمانوں میں نہ اسکی ضرورت تھی اور نہ وہ باتیں ظہور میں آئیں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے تو ہر قسم کے ممکن اعتراض کی پہلے ہی سے بیخکنی کر دی

جبکہ براہین احمدیہ میں ستوں پہلے آپکی نسبت یہ خدا کا کلام لکھا ہوا موجود ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم یعنی ہر برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات سے ہے سو پاک ہے وہ جو معلم ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ جس نے اس معلم سے سیکھا یعنی حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ خدا تعالیٰ کی اس وحی کو دیکھکر کوئی افترا پسند سنگدل ہی ہو جو یہ کہنا روا رکھے کہ حضرت اقدس کا کوئی مستقل دعوے ہے۔ آپ بار بار اور سترہ کتابوں میں رسالوں میں اشتہاروں میں اور تقریروں میں بیان فرما چکے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا اگر کوئی شخص بالاستقلال ولایت یا نبوت کے دعوے کا علم کھڑا کرے وہ مردود اور مخذول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس اسرائیلی مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آمد کو حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی شان کی ہتک اور اہانت سمجھتے ہیں۔ اور ان الفاظ کو جو خدا تعالیٰ نے آپ کی نسبت آپ کی وحیوں میں فرمائے ہیں جیسے نبی۔ رسول۔ جری۔ اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام آپ کو دیئے گئے ہیں عین راستی سمجھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کا موجب اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلیے کہ آپکا دعوے اور اس دعوے کا ثبوت اور شاہد آپ کا عمل ہے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور آپ کے دبستان کے شاگرد ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

مجھے امید ہے کہ سعید علم کے لیے آنا یہاں کافی ہوگا اور پاک اور زکیۃ النفس قلوب اس خط سے فائدہ اٹھائیں گے۔ خدا تعالیٰ آپ کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ان زہروں سے بچائے جو اس وقت بعض شہروں میں طاعون کیطرح لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

یاد دہانی

ہمارے خوش معاملہ خریدار جنہوں نے ذمہ حساب باقی رکھا ہے فکر کریں اس غرض کیلئے مطبع سے جو وی پی جاری ہو رہے ہیں انہیں وصول کر کے کارخانہ کی اعانت کریں (ایڈیٹر)

ہمارے بزرگ احباب اس طرف توجہ کریں

احمد نور کابلی کی نسبت میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے تذکرۃ الشہادتین میں احمد نور کو قوم کی اور قوم کو احمد نور سے معرفی کرا دیا ہے تو مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ میں اسکی تعریف میں خامہ فرسائی کروں اتنا بھی اور قوم کی توجہ کیلئے اس سے زیادہ تعریف کی ضرورت ہی نہیں کہ احمد نور حضرت عبد اللطیف شہید کا سچا عاشق شاگرد اور حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی عشق و محبت کا اپنی جماعت میں ایک نمونہ ہے۔ احمد نور مع اپنے بڑے عیال اور اس عیال کے ہجرت کر کے قادیان میں سکونت پذیر ہے مکان کی تنگی کی وجہ سے اب تک ان سر زمین میں رہنے والوں نے بہت تکلیف اٹھائی ہے اور آئندہ موسم گرما کی شدت کو زمین ناقابل برداشت بیت سلسلہ کا سامنا نظر آتا ہے۔ ان ملاحظات کی وجہ سے یہاں کے بعض گرامی قدر دوستوں نے ان مہاجرین کیلئے ایک مکان بنوانے کی تجویز سوچی ہے جس پر ۲ سو روپیہ صرف ہوگا جن لوگوں نے اس کار خیر میں چندہ دیا ہے ان کے اسمائے گرامی ذیل میں ہیں آپ سب مکرم بزرگ جس قدر جلد ممکن ہو جو کچھ دینا ہو جناب مولوی محمد علی صاحب کے نام ارسال کریں۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

حکیم فضل الدین صاحب	معہ
میاں غلام غوث صاحب	عہ
سید محمد علی شاہ صاحب	صہ
محمد علی صاحب	صہ
محمد صادق صاحب	عہ

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

اے ناظرین یہ ایک مشکل کام ہے کہ سارے جہان کے مسلمانوں کی روحانی حالت و ضرورت وغیرہ کا پورا پورا اندازہ کیا جا سکے ہم انہ باتون پر قادر ہو سکتے ہیں کہ اپنے چارون طرف جو حالت ہے اسکو غور سے دیکھیں اور اسکا کچھ اندازہ کر سکیں۔ اسلئے ہم یہاں پر ہندوستان کے مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت پر غور کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے اور ہماری کیا ضرورتیں ہیں۔ اسلام پر تیرہ سو برس سے زیادہ گذر چکے ہیں اس عرصے میں ہر طرح کی آفتیں اور مصیبتیں وقتاً فوقتاً مسلمانون پر آئی ہیں۔ کبھی کوئی اندرونی جھگڑے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ہزارون بلکہ لاکھون جانین تلف ہوگئی ہیں۔ کبھی کسی بیرونی دشمن نے آکر زمانہ کیا ہے اور ہزارون لاکھون مسلمانون کے گھرون اور خاندانون کو تباہ اور برباد کر ڈالا ہے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ دشمنون نے مسلمانون کے مفتوحہ ملکون کو چھین لیا اور انہیں اپنے گھرون سے نکال دیا اور جلاوطن کر دیا ہے۔ انکے سارے مال اور اسباب لوٹ لئے ہیں ہزارون لاکھون کو غلام بنایا ہے۔ زمانہ دراز تک مسلمان قیدیون کو غلامی کی ذلت و تکلیف اٹھانی پڑی ہے غرض اس تیرہ سو برس کے عرصے میں انواع و اقسام کی تکلیفین اور مصیبتیں مسلمانون پر آئی ہیں۔ جن سے مسلمانون کو سخت سے سخت مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے لیکن جو مصیبت و بلا آجکل ہندوستان کے چیدہ گروہ مسلمانون پر ہے اسکی نظیر ایک ہی نہیں ملتی ہے سابق میں جو بلا و مصیبت آئی تھی اسکا صدمہ صرف جان و مال پر ہوتا تھا۔ لیکن آج جان و مال نہایت امن و امان میں ہیں۔ مگر جان و مال سے بڑھ کر پیاری اور قابل قدر جو چیز ہے اس پر حملہ ہوتا ہے اگلے زمانہ میں لاکھون مر گئے۔ لیکن وہ مرکے شہید ہوکر۔ مرنا تو سب کو ایک دن ضرور ہے لیکن الحمدللہ وہ بہادر مرے۔ وہ اللہ کے عاشق مرے۔ وہ ایسا مرے کہ انکو مردہ کہنا حرام ہے۔ وہ ایسا مرے کہ اس مرنے کی ہر مسلمان ایماندار کو دلی تمنا ہے۔ وہ ایمان سلامت لے گئے۔ کیا جان و مال۔ عزت و آبرو۔ آرام و عیش ان سب سے بڑھکر پیارا سکو لائق چیز ایمان انکو سو اللہ ہی کی جگہ ہے اگلے زمانہ میں اگر جسمانی مصیبتیں مسلمانون پر پڑتین تو وہ صابر رہے اور صبر و الون کا بدلہ بے حساب ہے غرض اگلے زمانہ کے مسلمان گو ظاہر برباد و تباہ معلوم ہوتے تھے لیکن انکا ایک حبہ بھی برباد نہیں ہوتا تھا کیونکہ ان کی اصل چیز سلامت رہتی تھی۔

مسلمان غلام بنائے گئے لیکن ان کی ایمانی قوت بے انکا عزا قائم کو اللہ کا غلام بنا چھوڑا اسلئے حقیقت میں وہ مفتوح ہوکر بھی فاتح ہی رہے۔ سبحان اللہ مومن ہونا بھی کیا ہی نعمت ہے سچ پوچھو تو مومن کامل مفتوح ہوتا ہی نہیں۔ موتی کو اگر کیچڑ میں ڈالدو تو موتی ہی ہے لیکن ہم ہندوستان کے مسلمانون پر جو تباہی آئی ہے جس تباہی میں ہم گرفتار ہوئے ہیں اگر خدا ہی اپنی قدرت سے ہمیں بچانے تو بچا سکتا ہے ہمیں یہ لگتا ہوا نظر نہیں آتا۔ آئیے ہم پر وہ چو طرفہ طوفان آیا ہے کہ ہم سب کا ایمان ہی رخصت ہوتا نظر آتا ہے۔ ہمارا ایمان ایک محاصرہ کی حالت میں معلوم ہوتا ہے چارون طرف سے اس پر دشمن ٹوٹ پڑے ہیں۔ اب ہم مختصر طور پر ان متفرق دشمنون کا کچھ حال بیان کرتے ہیں۔

پہلا دشمن یورپین علوم و فلسفہ

جب یورپ میں علم کی روشنی پھیلی تو عیسائی مذہب کے بوسیدہ نامعقول عقیدے مثلاً خدا کا ایک بھی ہونا تین بھی ہونا سارے جہان کے لئے ایک معصوم شخص کا مر کر کفارہ ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی ذلیل عقاید سمجھدارون اور ذی علمون کو سراسر لغو معلوم ہوئے پادری صاحبون نے بچپن ہی سے اسلام کی طرف سے سکو بہت ورجہ کا بدظن کر رکھا تھا۔ بیچارے کرتے کیا ناچار سوچ بچار کر مذہب ہی کو ڈھل سمجھ لیا ڈاروِن۔ ہکسلی۔ ٹنڈل۔ سپنسر وغیرہ نے عقلی گھوڑے بہت کچھ دوڑائے لیکن جیسا کہ سلامتی کو دربار الٰہی سے ذلت اور ناکامیابی کا خلعت عنایت ہوتا ہے ویسا ہی ہوا۔ کوئی دہریہ ہوگیا کوئی شک کے اتھاہ کوئیں میں جا گرا کسی نے اپنے دل سے ایک مذہب گھڑ لیا۔ غرض عجب طوفان بے تمیزی پیدا ہوگیا سارے یورپ میں ایسے بیدین ایسے گمراہ ایک دو نہیں ہیں لاکھوں بلکہ کروڑون ہیں۔ ان گمراہون کی تصنیف کردہ کتابیں سارے جہان میں پھیلتی جاتی ہیں۔ ان لوگون نے ماہواری رسالے جاری کئے ہیں۔ جنمیں نہایت آزادی کیساتھ اپنی گھڑی ہوئے فلسفے کو پھیلاتے ہیں ایمان کی آن باقونیز جو اصل اصول ہیں سختی سے حملہ کرتے ہیں ان مردودون میں عجب طرح کی فرعونیت ہے۔ ہر ایک اپنے کو افلاطون وقت سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔ سارے جہان کے آدمیون کو نہایت نفرت و حقارت سے دیکھتا ہے۔ انکی تحریرون میں تلخی اور گھمنڈ بھری رہتی ہے اور یہاں ساتھیکی دھمکیاں آرہی۔ خدا کے ماننے والون کو تمسخر کی راہ سے بیوقوف بنا لیا ہے۔ بیوقوف بنا دینا ان کی روزانہ مشغلہ ہے۔ اسی قسم کے علم اکثر ہمارے کالجون میں تشریف فرما لکھتے ہیں۔ مسلمانون کی بچے ان سے تعلیم پاتے ہیں۔ جو قوم بر سر حکومت ہوتی ہے اسکی عظمت خواہ مخواہ محکوم کے دلون میں ہوتی ہے۔ پھر طالبعلم اپنے اوستاد کو کس وقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ظاہر ہے غرض ہماری قوم کے طالبعلم پڑھتے ہیں۔ ایف۔ اے۔ بی۔ اے لیکن حاصل کرتے ہیں بیدینی اور دہریت۔ اپنے اوستادون کے رنگ میں پورے رنگے جاتے ہیں۔ الیہ اللہ مسلمانون کی ہزارون بچے اسلام سے ایسا نکل گئے ہیں کہ ان کے دلون کو اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بھی تعلق ہی نہ تھا۔ اب علی العموم وہ جن لکھے پڑھے نوجوان معزز عہدون پر ممتاز ہوئے ہیں۔ کوئی منصف ہے کوئی ڈپٹی مجسٹریٹ ہے۔ کوئی مجسٹریٹ ہے کوئی جج ہے۔ کوئی ہائیکورٹ کا جج ہے۔ کوئی وکیل درجہ اعلےٰ ہے۔ کوئی بیرسٹر ہے۔ چھوٹے لڑکے جو ابھی مختلف کلاسون میں پڑھتے ہیں۔ ان اپنے بڑے بھائیون کو بر سر عزت دیکھ کر انکی دل سے عزت کرتے ہیں۔ عظمت بھری ہوئے دلمیں جو بات ڈالو وہ کھوٹ سے بیٹھ جاتی ہے۔ بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائیون کو اپنی عملی حالت سے انگریزیت کا نقال اور شرابی بناتے ہیں اور اپنی گفتگو اور فلسفیانہ تقریر سے دہریہ اور مسکر خدا اور رسول بناتے ہیں اور یہ سلسلہ بڑے زور شور سے جاری ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے کسی کو روکنے ٹوکنے کا کوئی مجاز نہیں۔ ایک بھلا آدمی کے گھر دو لڑکے ہوتے ہیں۔ ایک ذہین دوسرا کند ذہن۔ تو ضرور وہ ذہین کو کالج میں داخل کرتا ہے۔ اور کند ذہن کو کسی مدرسے میں علم دین سیکھنے کے شغل میں لگا دیتا ہے۔ ایک بھائی صاحب یورپ کا فلسفہ یورپ کی منطق پڑھ کر اچھے دہریہ پروفیسر کے رنگ میں رنگین نکلے۔ ادہر ہمارے مدرسون کی جیسی پڑھائی ہے معلوم۔ دوسرے بھائی عربی کی کتابون کی ورق گردانی تو کر گئے فضیلت کی پگڑی بھی بندھ گئی۔ لیکن مولوی صاحب کو نہ عقل ہے نہ سمجھ۔ اعتراضون کا معقول جواب سوجھتا ہی نہیں صرف غصے میں لال پیلا ہونا جانتے ہیں گردن کی رگون کو پیلا پیلا کر اٹھ کرینگے۔ زیادہ تنگ کرو۔ قائل کرنا چاہو۔ تو قد کفر کی گولی داغ ہی دینگے۔ مان وہ بھائیون کی تقریرون کو سنکر چھوٹے چھوٹے لڑکے جو اسکول کلاسون میں پڑھتے ہیں آپس میں کہتے ہیں ہمارے انگریزی دان ماموں یا چچا (غرض جو رشتہ ہو) کیسی نہایت معقول کہتے ہیں لیکن ہمارے مولوی ماموں یا چچا (غرض جو رشتہ ہو) صرف غصہ ہونا جانتے ہیں سمجھانے کی ایک بات بھی نہیں کہتے۔ ای ناظرین غور کا مقام ہے جو نقشہ زمانہ موجودہ کا ہم نے کھینچا ہے۔ صحیح ہے یا نہیں۔ فرمائیے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا یا کبھی دل میں کچھ بھی اسلام کی ہمدردی ہے تو دیکھو کس قدر ہیبتناک آفت کا نمونہ سامنا ہے یہ سلسلہ تعلیم کا جو کہ رک نہیں سکتا حاکم کی زبان سے دعا یا کی کمال عزت کی بات کو آگر سکتی ہے۔ یورپ کے فلسفہ کی ترکیب ابتری جاری آئندہ نسل پر جادو ہے تو ایسا ہے کہ باقی یہ تو رہ کر ہم گمان کرتے ہیں کہ پہلا آدمی جو اس کا شکار ہوا ایک بہت ہی تعلیم یافتہ نام کا مسلمان ہو۔ سن لیتا ہے کہ فلسفہ یورپ کے آگے اسلام ٹھیر نہیں سکتا ایک ستم کی بات ہے اگر کوئی عیسائی ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ان لوگون کے دل کو جا گیا ہے۔ اگر اپنا نام اپنے جھپٹ سے بدل لیتا ہے۔ اگر ہم مسلمانون میں کوئی ملکہ کا بندہ ایسا ملعون ہو جاتا ہے تو ہماری جماعت سے الگ ہی جاتا ہے لیکن اسکا اثر ہماری قوم پر کچھ نہیں پڑتا لیکن یورپ کی دہری فلسفے کی گرم جوشی میں پھنسا لیتا ہے تو وہ عجب غضب کا ستم ہو جاتا ہے وہ تو اعلیٰ درجہ کا مسلمان کہتا ہے اپنا نام جو رکھتا ہے آپکا احمد یا محمود یا علی حسین۔ ابھی نام مسلمانون میں اکثر سید کا لقب بھی لگا ہوا رہتا ہے اپ پوچھیئے حضرت آپکا مذہب کیا ہے تو جواب دینگے کہ میں محمدی ہون یعنی محمدی ہون۔ دریافت کیجئے عقیدہ انکا تو آپ کا وہ عقیدہ ہے کہ دجال سے آپ کا بھی نہ ہوگا۔ نہ ماننے کی حالت میں جو وہ پر جانی کر سکو بہر حال دشمن سے اتنا خوف نہیں ہوتا ہے جتنا گھر کے باغیون سے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مانا یورپ کا دہری فلسفہ آہستہ آہستہ رفتہ رفتہ پھیلتا ہوگا تو اس سے صرف ہندوستان کی چند مسلمان ہلاک ہوجائیں گے تو کیا مسلمان صرف ہندوستان ہی میں رہتے ہیں اور ممالک کے مسلمان تو دین و ایمان پر قائم ہیں بچے اللہ کی پرستش کر نیوالے جب تک دنیا خالی نہ ہو جائیگی۔ تو یہ جواب نہایت بودا جواب ہے۔ انشاءاللہ اگر ہمارے دل میں دین اسلام کی ذرہ بھر بھی ہمدردی باقی ہے تو ہم کسطرح اپنے بھائیون کو ابد الاباد کی تباہی میں دیکھ کر چین سے سو سکتے ہیں۔ کیا کل مسلمان ہمارے بھائی نہیں ہیں؟ کیا اپنے بھائیون کا برباد ہونا ہمارے دل پر صدمہ پیدا نہیں کرتا؟ اے خدا ہمارے دل کیسے پتھر ہو گئے ہیں کہ ہم اپنے بھائیون کو جیتے جی موت مرتے دیکھکر آبدیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اے خدا ہمارے دل کا پتھر سب پتھرون سے زیادہ سخت ہو گئی ہیں یہ سمجھنا کہ یورپ کے دہری فلسفے کا یہ اثر صرف ہندوستان ہی میں محدود رہیگا انہیں لوگون کا کام ہے جو زمانہ موجودہ کی چال پر غور سے نگاہ کرنیوالے نہیں ہیں۔ اس زمانہ میں جو کلیں ایجاد ہوگئی ہیں انکی بدولت دوری مرتی ہے۔ ہندوستان ہی میں دیکھو کلکتہ کو بمبئی جو وہ سیل ہے مگر صرف ہم گھنٹون کی راہ ہے کلکتہ سے آبھر رہا ہے سیل ہے مگر صرف ۱۵ گھنٹون کی راہ ہے بمبئی سے کلکتہ ۱۹۰۰ میل ہے مگر صرف ۱۵ گھنٹون کی راہ ہے۔ یہ حساب ہی ٹھیک نہیں ہے اسطرح سفر کہ سفر اب کئی مہینون کا سفر نہیں ہے بلکہ صرف کئی دن کا ہے کہاں لندن اور کہاں بمبئی؟ صرف ۱۸ دن میں آدمی پہونچ جاتا ہے۔ سفر کے وسائل آسان اور محفوظ ہوجانیکی وجہ سے ایک قوم دوسری سے ملتی ہے ایک کی خیالات دوسری میں پھیلتی ہیں چھاپہ خانہ کی ذریعہ کتابیں بہت جلد ایک سے لاکھ ہو جاتی ہیں جہاز اور ریل ایک کتاب کو دوسرے ملک میں پہونچاتی ہیں کتاب کی تجارت میں نفع کی صورت دیکھکر مترجم لوگ بھی مستعد کھڑے ہیں۔ غرض اس آزادی خاص اور ترقی علوم و فنون کی زمانہ میں یہ خیال کرنا کہ دہریت اور فلسفیت کا اثر ہمیں کسی خاص گھر میں محدود رہیگا سمجھدار کا کام نہیں ہے۔ ای پیارے ناظرین یورپ کا فلسفہ جس مستعدی کے ساتھ تمہارے ایمان کے قلعہ پر گولہ باری کر رہا ہے

+ مگر ہندوستان کے مسلمانون کی روحانی حالت کا پورا اندازہ ہو جائیگا۔ مگر ہندوستان میں جو روحانی امراض پھیلے ہیں انہیں ہم بخوبی سمجھ جائیں گے۔ تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہی حالت اور ملکون کی بھی ہوگی اگر نہیں ہے تو ہونیوالی ہے۔ کیونکہ اسٹیمر، ریل گاڑی، چھاپہ خانہ، ڈاکخانہ، تاربرقی، اخبار و رسالے وغیرہ سب کی توسل سے ہر قسم کی بیماریاں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جو پھیلتی ہیں تو ایک ملک دوسرے ملک سے بہت دور دراز ہو لیکن زمانہ موجودہ کی علوم و فنون کی برکت سے سب زمین ایک ہی سطح تختے پر جمع ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جو رنگ و ڈھنگ ایک قوم کا ہے وہ دوسری کا ضرور ہوجائیگا۔ ہر ایک میدان میں رہکر کب تک ایک دوسرے سے علحدہ حالت میں محفوظ رہ سکتے ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس قسم کی اصلاح کی ہمکو ضرورت ہے اسی قسم کی اسی رنگ و ڈھنگ کی ہر ملک کے اہل اسلام کی اصلاح ہوگی۔

مختصر نوٹ اور نکات

اسوقت مذاہب مختلفہ کی ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی ہے بعض ان میں سے اپنی جگہ اپنے مذہب کی حمایتوں کیلئے کوئی کتاب ہی پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ الہامی ہے۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اہل عالم اس سے بالکل بے خبر تھے کہ **الہامی کتاب** کی عظمت اور سچائی کے اظہار کا کیا طریق ہوتا ہے۔ اوروں کو چھوڑ کر خود مسلمان اپنے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کا کلام رکھتے ہوئے بھی ان دلایل سے ناآشنا محض تھے جو کسی کتاب کے منجانب اللہ ہونے [illegible] دلایل ہو سکتے ہیں لیکن مسیح موعود نے اکرکل ادیان و ملل کے گھر میں ماتم برپا کر دیا جب اپنے کہا کہ الہامی کتاب کا سب سے پہلا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے **دعویٰ** اور **دلیل** کو آپ ہی بیان کرتی ہے۔ اور یہ ایسا ثبوت تھا ایک پہلو سے آپ ہی دیتی ہے پس جسکو یہ دعویٰ ہے کہ وہ اپنے پاس کوئی الہامی کتاب رکھتا ہے وہ اس معیار میں ہمارے سامنے اگر اپنی کتاب کو پیش کرے۔ یہ ضدا ایک حربہ تھا مذہبی دنیا میں گونج رہی ہے مگر [illegible] آج تک کسی کا جواب نہ دے۔ ان لوگوں کیلئے جو [illegible] مذاہب والوں سے گفتگو کرنے کا موقع رکھتے ہیں یہ اصل خوب یاد رکھنا چاہیئے اور سب سے پہلے اسی اصل پر گفتگو کرنی چاہیئے یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ کوئی باطل اس کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنیوالی کتاب کی پہلی نشان علی **طاقت** ہی تو ہوتی ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک کتاب جو **الہامی** کتاب ہو اور انسان کی نجات کا کامل ہدایت نامہ ہو مگر باوجود الہامی ہونے اور منجانب اللہ کہلانے کے کسی سچائی کے بیان میں جو عقائد دینیہ کی ضروریات میں سے ہے قاصر ہو یا ایک انسانی کتاب کے مقابلہ پر تاریکی اور نقصان کے گڑھے میں گری ہوئی ہو بلکہ **آسمانی** کتاب کی سب سے پہلی **نشانی** یہ ہے کہ جس عقیدہ اور نبوت کی اس نے بنیاد رکھی ہوئی ہے اسکو معقولی طور پر ثابت کرتی ہے کیونکہ اگر وہ اپنے دعاوی کو ثابت نہیں کرتی بلکہ انسان کو گرداب حیرت میں ڈالتی ہے تو ایسی کتاب کو منوانا اکراہ اور جبر میں داخل ہوا۔ جو کتاب اللہ کی شان سے گری ہوئی بات ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ ہرگز ہرگز انسانوں کی طبیعت پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالتی کہ وہ بعید از فہم اور خلاف عقل باتوں کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوں یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جہاں **لا اکراہ فی الدین** کی تعلیم دی اور ساتھ ہی **لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا** فرمایا

پس غور کرکے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ہمارا قلب بڑے زور شور کے ساتھ یہی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی کتاب کے چہرہ کا حقیقی جلیبی ہے کہ وہ اپنی روشنی سے علمی و عملی طریقوں میں **حق الیقین** کا آپ راہ دکھاتی ہے اور پوری بصیرت بخش کر اسی جہان میں بہشتی زندگی کا نمونہ قائم کر دیتی ہے کیونکہ خدا کی کتاب کا **زندہ معجزہ** یہی ہے کہ وہ علم اور حکمت اور فلسفہ حقہ کی مشعل ہو اور جہانتک ایک سوچنے والے کیلئے روحانی حقایق کے سلسلہ کا پتہ لگ سکتا ہے وہ ان تمام حقایق کی جامع ہو۔ اور صرف یہی نہو بلکہ اپنے ہر ایک دعویٰ کو ایسی طرز سے ثابت کر سکے کہ پوری تسلی بخش دے اور جس تعمق اور امعان کے ساتھ اس پر نظر ڈالی جاوے صاف دکھلا دے کہ فی الواقعہ وہ ایسا ہی معجزہ اپنے اندر رکھتی ہے کہ دینی امور میں انسانی بصیرت کو ترقی دینے کیلئے اعلیٰ درجہ کی مددگار اور اپنے کاروبار کی آپ ہی وکیل ہے۔

یہ عظیم الشان اور بیّن نشان کتاب اللہ کی شناخت کا ہے۔ اسوقت جو کتابیں پیش کیجاتی ہیں کہ وہ منجانب اللہ ہیں ان کے حامیوں اور معلموں سے جب پوچھا جاوے کہ کیا تم اس معیار پر اپنی کتاب کو پیش کر سکتے ہو؟ تو جواب نہیں دیتے ہیں سنہ ۱۸۹۳ء میں بمقام **امرتسر** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عیسائیوں سے مناظرہ ہوا تھا سب سے پہلے حضرت اقدس نے یہی اصل پیش کی اور اس اصل پر انجیل کی حقیقت کو [illegible] انہوں سے پوچھا جاتا مگر انجیل جو چند متفرق اور بے مطلب قصوں کے سوا کچھ بھی نہیں اس معیار پر کہاں کامل المعیار اتر سکتی تھی۔ اس اصل کو سن کر عیسائی مناظرہ میں گھبرا اٹھے اور اس سے پہلے کہ کامل طور پر یہ اصل پیش کیا جاتا انہوں نے اس معیار کو چھوڑنے کی کوشش کی جو خطرناک شکست اور مایوسی کی دلیل تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے اخیر تک اس اصل کو نبایا۔ اور جو دعوے کیا قرآن شریف سے۔ اور جو دلیل دی قرآن شریف سے مگر عیسائی بدست و پا تھے۔ خیالی باتوں سے دل خوشی کرتے رہے۔ اب بھی اگر کسی عیسائی کو حوصلہ ہو تو انجیلی تعلیم اور حقایق (اگر کچھ ہو) کی حکمت اور فلسفہ کو بیان کرے اور انجیلی سچائیوں کا معقول ثبوت انجیل ہی سے پیش کرے مگر یہ ناممکن ہے۔ **کبھی بھی کوئی عیسائی ایسا نہیں کر سکتا**

ایک اور قوم جو آریہ کہلاتی ہے وہ اپنے پاس **وید نام** ایک کتاب رکھنے کی مدعی ہے لیکن جب اسکو اس اصل پر اپنی کتاب عرض کرنیکیلئے بلایا جاتا ہے تو وہ بھی سخت حیران ہوتی اور کبھی پیش نہیں کر سکتی۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کا یہ خاص **نشان** ہے جو اوروں کے نصیبوں میں نہیں پایا جاتا۔ اور یہ فخر صرف **قرآن کریم** کو حاصل ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

خدا تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور و مرسل ہو کر آتے ہیں انکی شناخت کا پہلا نشان یہ ہوتا ہے کہ وہ اسوقت مبعوث ہوتا ہے جبکہ اس قوم کی حالت دینداری جسکی طرف وہ مبعوث کیا گیا ہو۔ تباہ ہو چکی ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گئی ہو اس کے تمام معاملات۔ معتقدات عبادات میں خطرناک نقص واقع ہو چکا ہو۔

چنانچہ ہمارے سید و مولا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت دنیا میں آئے کہ **ظہر الفساد فی البر والبحر** کا وقت تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ کل دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت بگڑ چکی تھی۔ اور آپ اس وقت دنیا سے اٹھے جب کہ دین کامل ہو چکا اور اتمام نعمت ہو چکی۔

لیکن اگر اس معیار پر یسوع کی نبوت اور خدائی کی پڑتال کیجاوے تو وہ ایک مسکہ قلب سے زیادہ ثابت نہیں ہوگا کیونکہ انجیل کے مطالعہ اور یسوع کی لائف کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہود کو کوئی بھی الزام نہیں دیسکے جس سے ثابت ہوتا کہ انہوں نے اپنے اعتقادات بدل ڈالے ہیں اور وہ توریت کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کو ماننے لگے ہیں کوئی اس قسم کا الزام یہودیوں پر قائم نہیں کیا جو انکی ضرورت کا داعی ٹھہرتا بلکہ خود ان کی تصدیق کی کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اس حیثیت اور ضرورت کے لحاظ سے یسوع کی نبوت یا خدائی کی عدم ضرورت ثابت ہوتی ہے پھر دوسری دلیل سچے نبی کی سچائی پر یہ ہوتی ہے کہ وہ کامل اصلاح کا ایک بھاری نمونہ پیش کرتا ہے۔ لیکن جب اس معیار پر یسوع کی زندگی کو دیکھا جائے تو بجز نفی کے اور کوئی جواب ہی نہیں۔ عیسائی صاحب خود مہربانی کرکے ہمیں بتائیں کہ وہ یسوع کی لائف میں انکی اصلاح کا کامل نمونہ کیسے پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کیا اصلاح کی کتنے لاکھ یا ہزار آدمیوں نے انکے ہاتھ پر توبہ کی؟ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر اگر صرف خاص اشخاص بارہ حواریوں ہی کو دیکھا جاوے اور ان کے اعمال نامہ کی پڑتال کیجاوے تو دل کانپ اٹھتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیسے تھے کہ اسقدر اخلاص کا دعوے کرکے پھر ایسی ناپاکی دکھا دیں جسکی نظیر دنیا میں نہیں کیا تیس روپے لیکر ایک سچے نبی اور پیارے رہنما کو خونیوں کے حوالہ کر دینا حواری کہلانے کی یہی حقیقت تھی؟ کیا لازم تھا کہ پطرس جیسا حواریوں کا سردار اپنے مرشد کے سامنے کھڑا ہوکر اون پر لعنت بھیجے جہانتک اس امر پر غور کرتے جاؤ یہ پہلو اصلاح کا ایسا **کمزور** اور بودا ثابت ہوتا ہے کہ کسی طرح بھی مسیح کو اسکی الوہیت تو درکنار **نبوت** کے میدان میں بھی کھڑا نہیں کر سکتا اس پر تعجب ہے کہ یہ لوگ اسکو خدا مانتے ہیں۔ العجب! ثم العجب!!

ہم حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ نبی اور پاک رسول مانتے ہیں لیکن ہمارے ایمان **انجیل** کی بناء پر نہیں بلکہ اس بناء پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجید و حمید کتاب اسے اللہ تعالیٰ کا نبی قرار دیتی ہے۔ انجیلی یسوع کو مسیح ابن مریم کے ساتھ کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہے۔ ہم نہیں کہ سکتے کہ انجیل کسکا ذکر کرتی ہے وہ ایسے انسان کا ذکر کرتی ہے جس نے خدائی کا دعوے کیا۔ وہ ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے جسکے برخلاف اس کے بھائیوں نے جنون کی شکایت کی وہ ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے جسکے متعلق وہ بہت سے الزام قائم کرتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم مسیح ابن مریم کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور صادق ماموں ٹھہراتا ہے۔

صادقین کی صحبت انسان کیلئے ازبس ضروری اور لازمی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن اور حدیث کافی ہے ہمیں صحبت صادقین کی ضرورت نہیں۔ وہ قرآن کریم کی تعلیم کی بجائے خود مخالفت کرتے ہیں کیونکہ اسمیں تو بطور امر صاف لکھا ہے۔ **وکونوا مع الصادقین**۔ صادقوں کیساتھ ہو جاؤ۔ اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علے وجہ البصیرت شناخت کر لیا ہے اور پھر دل و جان سے اوس پر قائم ہو گئے ہیں اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ ساوی تائید شامل حال ہوکر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہونچا دے۔ پس اس معنوں کے لحاظ سے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کو اس جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس سے بطور اشارۃ النص یہ بھی پایا جاتا ہے کہ دنیا کبھی بھی **صادقوں** کے وجود سے خالی نہیں ہو سکتی کیونکہ دوام حکم **کونوا مع الصادقین** دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے۔ اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تا دنیا اس کی فیض صحبت سے فائدہ اٹھاوے۔

قرآن کریم

دنیا میں پہلا طریق

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ حسن سلیقہ اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا اسی قاعدہ کو دیباچہ جس میں قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے **یسرنا القرآن** کے مصنف کی کتابت کریم کی الگ قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو تقطیع ۱۸×۲۲ کے تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپ رہے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کیلئے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں تو یہ مشکل کام سہل ہو جاتا ہے بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جاتا آسان ہو اس نمونہ کے دو پاروں کا ہدیہ سے پہلے بالکل طیار ہیں تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہیئے

مراسلت

لاہوری ام[illegible] کے اجتہاد کا نمونہ

ناظرین با تمکین اپنے مولویصاحب کی بڑے حجم والی تفسیر کا [illegible] مطالعہ کیا ہے۔ ہر ایک سیپارہ [illegible] مولانا نذیر احمد صاحب کے ترجمۃ القرآن سے کم نہین گیا تیس سیپارہ کی تکمیل [illegible] کے مصداق ہوگی عموماً ناظرین اوس کے معارف تفسیر فصاحت بلاغت کی اعلیٰ [illegible] سے ناواقف ہونگے۔ اس لئے چند باتین بطور مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کرتا ہون

واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلاً جسداً لہ خوار۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہین۔ (دیکھو صفحہ [illegible] الجزء [illegible]) ([illegible])

جبرائیل جس گھوڑی پر سوار عرش سے اترے تھے وہ جنت کی گھوڑی مادہ ابلق رنگ تھی نام اوس کا **فرس الحیوٰۃ** تھا جسجگہ سم اور قدم رکھتی فوراً وہ زمین زندہ ہوجاتی اور اوس پر گل وریحان اور سبزی گوناگون اسیوقت اگتی۔

سامری نے اوس کو دیکھا شناخت کیا کہ واقعی بڑی بزرگ گھوڑی ہے اور اس کے پاؤن کی خاک سے ایک مٹھی اٹھا کر گوسالہ کے قالب مین ڈالدی اس لئے وہ عجل صاحب لحم اور ذی [illegible] ہوا اور اس گھوڑی کو آسمان یعنے جنت سے اترتے وقت خدا نے پر و بال لگا دیئے تھے جس کے ذریعہ وہ اڑکر آسمان سے آئی اور ممکن ہے کہ ایک ابر کی جبی ہوئی ٹکڑی پر سوار ہوکر وہ گھوڑی زمین پر اتری ہو۔ فقط

ناظرین یہ معارف قرآنی اور حق تفسیر والی مولانا صاحب کی [illegible] آپ داد دین گے۔

اب سوال یہ ہے کہ جبرائیل اور گھوڑی کا مذکور قرآن مین کہان ہے

فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتہا وکذٰلک سولت لی نفسی

(س ط)

اسمین نہ جبرائیل کا نام ہے نہ گھوڑے کا نہ اوس کے پر و بال ہونے یا ابر کی ٹکڑی پر اترنے کا (قبضت قبضۃ) مین قبضہ خاک کس شئ کا ترجمہ ہے (من اثر الرسول) مین گھوڑی کے پاؤن کی مٹی کس جملہ کا مفہوم ہے مولوی صاحب اپنے اثبات دعوے پر محاورہ عرب یا لغت عرب سے کوئی مثال پیش کرسکتے ہین ہم اون کی جواب کے منتظر ہین مولویصاحب سامری کو [illegible] کس طرح معلوم ہوا کہ گھوڑی کے پاؤن کی خاک مین یہ تاثیر ہے کہ اس [illegible] کیا سامری عالم الغیب تھا (الرسول) پر الف لام [illegible] جبرائیل کی گھوڑی [illegible] [illegible] ہوگی۔ ابتک آسمان گھوڑیون سے [illegible] سلسلہ توالد وتناسل بہی جاری ہوگا آپ کی کتب حدیث [illegible] ہین کہ آسمان پر [illegible] جگہ آسمان مین ملائکہ سے خالی نہین جہان کوئی نہ کوئی ملک راکع۔ ساجد۔ قائم نہ ہو۔ پہر ان گھوڑیون کے اصطبل اور [illegible] کا کیا انتظام ہے۔ اگر گھوڑی ابر کے ٹکڑے پر اترے تو عرش سے ابر کے ٹکڑے تک کسطرح پہونچے۔ ابر تو آسمان مین نہین بلکہ فضا مین ہے پانچ چہہ میل اونچا ہے۔ اس سے اوپر ابر نہین پہر جبرائیل گھوڑی پر اور گھوڑی ابر کے ٹکڑے پر سوار تہی۔ جبرائیل اصلی جسم سے سوار تہے یا تمثیلی جسم سے وہ گھوڑی پر یا ٹکڑی ابر پر کسطرح سما گئے۔ مولویصاحب یہی جواب دینگے کہ احادیث مین ایسا ہی وارد ہے۔ مگر کیا وہ اپنا قول جو اوسی صفحہ پر درج کرآئے ہین بہول گئے ہین۔

(در اخبار یکہ معارض ومنافی بر کلام محکم قرآن باشد موضوع ومختلق متروک العمل وجوبا است۔ ہرچند صحیح الاسناد باشد چہ متون آنہا فاسد و از احاد اند و اخبار احاد غیر حجت قاطعہ بل از باب الظنون مے باشد و تمسک وعمل بالظن جائز نیست (دیکھو صفحہ ۱۵۶ سطر ۵ و ۶)

مولانا صاحب نے آپنی تفسیر مین اس قول کے علاوہ کوئی رعایت مدنظر رکہی ہے۔ (لم تقولون ما لا تفعلون۔) کیا آپ کی تفسیر **تفسیر القول ما لا یرضی بہ قائلہ** کے مصداق نہین۔ کیا وہ تفسیر بالرائے نہین **من فسر بالرائ فلیتبوأ مقعدہ من النار**۔ کیا استدلال بالاحادیث مین اس قول رسول کو آپ نے مدنظر رکہا ہے **قال النبی۔ قد کثر علی الکذابون فما یروی لکم فاعرضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار واترکوہ**

(تفسیر لاہوری صفحہ ۲۵)

مولانا صاحب آپ کی یہہ تفسیر (متون آنہا فاسد) کے مصداق نہین ہو اس سے بڑہکر فاسد اور بیہودہ تحریر اور کونسی ہوسکتی ہے جسکی بیہودگی پر اُس کا لفظ لفظ شاہد ہے کیا لیاقت علمی اور منبع علم امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ امی) کے مقابلہ [illegible] جرأت [illegible] شرم [illegible] اسے [illegible] دیکہو اور غور کرو جو اسنے امام الزمان علیہ السلام کے آیت مذکورہ کی تفسیر [illegible] ہے جسمایہ کو [illegible] ایمان [illegible] سکتا۔

(مطلب) (جب موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے پوچہا تو اس نے یہ بات کہی سامری نے کہا [illegible] کیا کام کیا تو اس نے بتایا کہ مین [illegible] [illegible] آشنا ہون (قال بصرت بما لم یبصروا بہ) یعنے موسیٰ رسول کے [illegible] انا ہوا تہا۔ (فقبضت قبضۃ من اثر الرسول) اب مولوی مذہب کے آثار یعنے حصہ کو مین ترک کر بیٹہا ہون۔ (فنبذتہا) اور یہہ ترک کرنا میرے نفس امارہ نے مجہکو اچہا بناکر دکہلائی۔ (وکذٰلک سولت لی نفسی) یہ حقیقی مطلب اصل عبارت کا نہ اسمین گھوڑی ہے نہ جبرائیل ہے نہ ابر کا ٹکڑہ ہے اور نہ پر و بال کی ضرورت ہے صاف صاف الفاظ مین یہ مطلب موجود ہے درحقیقت یہودیوں کی روایتان اور قصون کو یونانی فلسفہ کے لگاری مین مفسرین نے ملاکر اپنی تفسیر ذکی عبارت کو لپٹ دیا اور یہہ زمانہ تفسیر نویسی کے بہار کا فیج اعوج کا زمانہ تہا جس کی خبر مخبر صادق نے دیدی تہی۔ اُنہی مفسرین کے آرار اور ان کی خشک وترکو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ہوکر صفت علماء نے اپنی تفاسیر مین جگہ دی اور بے شک وہ اپنے گذشتہ بہائیون سے برات تامہ رکہتے تہے تب ہی تو ایسی بیہودہ روایات اور ناروا قصے انکی تفاسیر کے گل سرسبد ہوئے اور انہی پر اون کو بڑا ناز اور فخر ہے۔ وہ مصداق آیہ کریمہ (لا یمسہ الا المطہرون) قرآن کے حقیقی معارف کیا جانین ان کو قرآن سے مناسبت ہی کیا ہے وہ تو اسکو بیاض عثمانی کہتے ہین نامکمل اور بے ترتیب مانتے ہین پہر ان کا اس قرآن مین واقعی کیا حق ہے اصلی قرآن امام منتظر وداغار سرمن رائی مین لیکر ہین چلے گئے ہین ہزار سال سے امام مفقود الخبر قرآن اصلی نادرد تمہید دعوے (تمسک کتاب اللہ اور عترت کا) ہائے افسوس صد افسوس عترت ہزار سال سے مفرور قرآن اصلی ندارد موجودہ کی نسبت یہ سوءظن پہرکس بیحیائی سے تمسک کتاب اللہ وعترت کا دعوے کرتے ہین۔ اوہام پرستی یہ مذہب کی بنا ہے

باقی آئندہ

خاکسار نذر علی از پشاور۔

فرقہ اہل حدیث

استفسار

اہل حدیث کا لفظ خود ظاہر کرتا ہے کہ جس شخص قوم کتاب یا اخبار کا یہ نام ہے اس کا کیا عقیدہ ہے۔ مختصراً تاریخی طور پر اتنا کہنا کافی ہوگا کہ جس قوم یا فرقہ نے احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سمجھ کے مطابق پیروی کو ہیاما اماموں مین سے کسی کی تقلید نہ کی اور اس پر عملدرآمد کرنے کا دعوے کیا وہ فرقہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتا ہے۔ لیکن یہ فرقہ اپنے [illegible] بزرگان دین کو برا کہنے مین مبالغہ [illegible] بدنام ہو چکا ہے۔ اس مین کچہ شک نہین کہ اس فرقہ مین بعض بزرگ جو تیرہوین صدی [illegible] عقائد اور فاسدانہ توہمات کی [illegible] مین [illegible] [illegible] مصروف رہے انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی خدا اون کو جزائے خیر دے لیکن بعد مین عموماً اس فرقہ کے [illegible] خود ایسے مبالغہ آمیز کاروائیون مین جا پڑے کہ خود ہی انکی حالت قابل اصلاح ہوگئی تہے اور ضروری تہا کہ ایسا ہوتا کیونکہ اگر کسی فرقہ اسلامی کے علماء اصلاح پر ہوتے تو پہر مجدد کی کیا ضرورت تہی۔

اگرچہ یہ ایک تعجب کی بات ہے کہ انہون نے حدیث کا درجہ کہین قرآن سے بڑہکر بنالیا لیکن اس پر ایک اور تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کیواسطے پہر احادیث کو بہی چہوڑ دیا چنانچہ کسوف خسوف در رمضان کے واقعہ پر اس حدیث کی صحیح ہونیکا ہی انکار کردیا حالانکہ اس حدیث کی سچائی پر خود آسمان نے چار دفعہ گواہی دی دو دفعہ مشرقی دنیا مین اور دو دفعہ مغربی دنیا مین اور مہدی ومسیح کے آنے کی احادیث جو خطبہ مین کہڑے ہوکر لوگون کو سنایا کرتے تہے اُن کو ذکر و اذکار سے ایسے خاموش ہوئے کہ گویا وہ باتین کہین کتابون مین موجود ہی نہ تہین۔ **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین۔** خیر اسوقت اس فرقہ کی ہسٹری لکہنا مقصود نہین ہے۔ اور ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین۔ پہلے پہل اہلحدیث کی طرف سے ایک رسالہ ماہواری **اشاعۃ السنہ** نام نکلا تہا جس کے ایڈیٹر مولوی محمد حسین صاحب کا لاہور کے ہیڈکوارٹر اہلحدیث یعنے مسجد چینیان سے بہت سال ہوئے قطع تعلق ہوا تہا یا کیا گیا تہا۔۔

یہ صاحب ابتک آپ کو لکہا گیا اپنا نام وکیل اہلحدیث کہتے ہین لیکن حالہین ایک نیا اخبار امرتسر سے نکلا ہے جو کہ اپنا نام اہل حدیث رکہکر سلسلہ حدیث نبوی کا ایک زندہ نمونہ ہونیکا گویا مدعی ہے۔ یہ اہل حدیث اپنے راویون یعنی نامہ نگارون کیطرف سے بار بار خبرین چہاپتا رہتا ہے جن مین سے دو خبرین بطور نمونہ کے ہم اس جگہ درج کرکے ان امور کا استفسار کرتے ہین (۱) جو نمونہ روایت اخبار کا ہمارے سامنے یہ اہل حدیث پیش کرتے ہین کیا اسی معیار پر سلسلہ روایت احادیث ابتدا سے مبنی چلا آتا ہے؟

(۲) کیا تمام فرقہ اہلحدیث اس کو اپنا نمونہ اور مثال مانتے ہین یا اشاعۃ السنہ کیطرح بعض کا اس سے بہی قطع تعلق ہے۔

وہ خبرین یہ ہین (اول) اہلحدیث مورخہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۸ مولوی شیر محمد ساکن ہجرا تحصیل بہیرہ .... **طاعون سے مع اہل و عیال** کے چل بسے۔

دوم۔ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۴ء قادیان مین آجکل سخت طاعون ہے مرزا صاحب اور مولوی نورالدین کے **تمام مرید** قادیان سے بہاگ گئے ہین۔ مولوی نورالدین کا خیمہ قادیان سے باہر ہے۔

خبر اول کے متعلق ہم مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے برادر حقیقی منشی غلام نبی صاحب کا بیان نیچے درج کرتا ہون۔ اور خبر دوم کے متعلق ہم قادیان کے رہنے والے ہر روز دیکہتے رہتے ہین کہ تمام مریدان حضرت جو کہ ہمیشہ قادیان مین سکونت پذیر ہین سب بدستور اسجگہ موجود ہین اور نمازون مین حضرت کے ساتہ بدستور شامل ہوتے ہین اور باہر سے بہی مہمانون کی آمد و رفت بدستور جاری ہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بدستور اپنے مکان مین جو متصل مسجد ہے مقیم ہین اور بدستور ہر روز طلباء کو پڑہاتے اور بیمارون کے دیکہنے مین اپنے مطب مین دن بہر موجود رہتے ہین اور شام کو درس قرآن شریف دیتے ہین

یہ خبرین اہلحدیث نے بالکل سیاہ جہوٹہ لکہی ہین۔ ممکن ہے کہ وہ بیان کرے کہ یہ جہوٹہ نامہ نگار کا ہے دروغ بر گردن راوی تو پہر ہمارا یہ سوال ہے جیسا ہم اوپر لکہہ چکے ہین کہ کیا احادیث کی خبر کرنے اور کتب مین درج کرنے اور راویون پر اعتبار کرنے کا یہی طریق اور یہی نمونہ ہے جو اہلحدیث نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے شاید ایسے ہی خادمان حدیث کی عملی حالت کو دیکہکر ان نیچریون اور چکڑالویون کا فرقہ پیدا ہوا ہے جو تمام احادیث کو سرے سے بے اعتبار قرار دیتے ہین۔ اب ہم منشی غلام نبی کا بیان درج کرتے ہین۔

بیان منشی غلام نبی صاحب

برادرم شیر محمد صاحب بعارضہ تپ ۱۰ دن بیمار رہ کر فوت ہوئے۔ اخیر تک ان کے ہوش و حواس بالکل قائم رہے کوئی علامت طاعون کی ان مین نہ تہی۔ تپ کی حالت مین وہ اندر باہر آنے جانے مین اور لوگون کو ملنے مین پہلے کیطرح باہوش اور باخبر تہے بیماری کی حالت مین وہ خود ہی فرماتے تہے کہ مجہے تپ ہے مگر یہ طاعون نہین ہے وہ خود حکیم تہے اور ان باتون کو خوب سمجہ سکتے تہے۔ نہ ان کو کوئی گلٹی تہی اور نہ اور کوئی نشان طاعون تہا۔ جس ڈاکٹر سے انہون نے اپنے علاج کا مشورہ کیا تہا جب مین نے اس سے دریافت کیا تو اوس کی بہی یہی رائے تہی کہ ان کو طاعون نہین ہے ان کی بیوی اور اولاد یعنی ایک لڑکی اور ایک لڑکا بفضل الہی اب تک زندہ اور تندرست ہین۔ یہ صریح کذب ہے کہ وہ مع عیال چل بسے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فوت ہونے سے کچہ دن پہلے انہون نے بطور وصیت اپنے بڑے بہائی صاحب کو خط لکہا تہا کہ میری زمین کا نصف حصہ حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کیلئے وقف ہے اور تادم آخر وہ اپنے ایمان پر ثابت اور قائم رہے اللہم اغفر لہ وارحمہ والسلام

غلام نبی بقلم خود

قادیان کے اور مولوی شیر محمد صاحب کے یہ واقعات ہین جن کو اہل حدیث نے کس پیرایہ مین بنا کر لکہا ہے۔ لیکن اگر در اصل مولوی شیر محمد صاحب طاعون سے فوت ہی ہو جاتے تو اس سے مخالفون کو کوئی نتیجہ نہین مل سکتا بلکہ اسطرح ثابت قدمی اور ایمان کے ساتہ فوت ہونیوالے مثل ان صحابہ کے ہین جو کفار کے مغلوب ہونے کے وقت حضرت رسول کریم کے دیکہتے دیکہتے شہید ہوئے

الذین تتوفٰہم الملٰئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون۔ نبی کریم کو تمام لڑائیون کے متعلق پہلے سے بشارتین اور فتح کے وعدے تہے اور مخالفون کیواسطے ہلاکت کے انذار سے پہلے سے ہی قرآن شریف بہرا ہوا تہا لیکن اگر کوئی نادان یہ اعتراض کرے کہ وہ پیشگوئیان پوری نہین ہوئین کیونکہ بہت سے مسلمان بہی ان جنگون مین مارے گئے۔ حالانکہ ہلاکت کی پیشگوئی صرف کفار کے واسطے ہی تو یہ اوس کی بیوقوفی ہوگی کیونکہ کسی امر کے نتائج کو بحیثیت مجموعی دیکہنا چاہیئے طاعون کے ذریعہ سے ہزارون آدمیون کا جماعت احمدیہ مین شامل ہونا۔ لاکہون مخالفون کا مرجانا۔ براہین احمدیہ سے لیکر اس وقت کی پیشگوئیون کا پورا ہونا یہ سب بین نشانات ہین۔ لیکن بدقسمتی کے واسطے ہر جگہ ٹہوکر کا موقعہ موجود ہے طاعون کا آنا مخالفین کے واسطے ایک عذاب ہے مومنین کیواسطے ایک امتیازی نشان ہے۔ طاعون اس سلسلہ کی خادم ہے۔ ہان ہر ایک نشان کے ساتہ سنت الہی کے مطابق کچہ غیوبیت اور ابتلا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم ظاہر نظارۂ قدرت مین بہی دیکہتے ہین کہ بارش کا پانی کہیتون کیواسطے ضروری ہے۔ لیکن جب بارش گرتی ہے تو شہر کی گلیون مین بہی کیچڑ کر دیتی ہے۔ شہریون کے واسطے کئی طرح کی تکالیف کا موجب ہوتا ہے

چونکہ اس مضمون پر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور ایڈیٹر صاحب پہلے کافی تحریر کر چکے ہین۔ اس وقت کچہ زیادہ لکہنے کی ضرورت نہین۔ طاعون کے ختم ہونے پر زمانہ دیکہ لے گا کہ طاعون کس کی خدمت کر گئی اور کس کو خاک مین ملا گئی۔

محمد صادق۔ از قادیان۔

طاعون اور ہمارے محسن [?]

گلزار ہند لاہور جو ہمارے سلسلہ کی مخالفت کرنے کا عادی ہے اپنے نمبر ۱۶ و ۱۷ مین طاعون اور پنجاب کے عنوان سے ایک نوٹ لکہتا ہے جس مین وہ سیگریگیشن کیمپ اور ٹیکا وغیرہ پر بحث کرتے ہوئے آخر لکہتا ہے

"یہ سب باتین ثابت کرتی ہین کہ خدا کے علم مین پنجاب کو ابہی اس وبا سے بہت کچہ نقصان پہونچنا تہا اور پہر آخر مین علاج طاعون کے متعلق لکہتا ہے طاعون کا اگر علاج ہے تو یہی ہے اور یہ عموماً ہر شہر کے باشندے کر رہے ہین کہ بد اعمال ترک کرکے سچے دل سے جناب باریتعالےٰ مین التجا کرین تا کہ اوس کا دریائے رحم جوش مین آکر اس قہر کی آگ کو بجہا دے"

ایڈیٹر ۱۸۹۸ء مین جب اس کے متعلق خدا کے مامور و مرسل نے پیشگوئی کی تہی تو اس پر ہنسی اڑائی جاتی تہی مگر آج وہی ہنسی اڑانے والے اسی علاج کو صحیح اور یقینی تصور کرتے ہین جو اسنے بتایا تہا کہ

بتشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاج نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے

اور ابہی دیکہیے کہ خدا کی باتین کیسی سچی ثابت ہوتی ہین

ہندو جاتی کا اپنے مُردون کے ساتہ کمینہ سلوک

اس عنوان سے لاہور کے مشہور مسلمان اخبار آبزرور [?] نے ایک نوٹ لکہا ہے جس کو ہم بجنسہ عبرت کیلئے یہان درج کرتے ہین اور اس پر اتنا ایزاد کرنا چاہتے ہین کہ ہم کو یہان قادیان مین بہی ایسی صورتین پیش آئین بعض مردے بہت دیر تک محض اس وجہ سے اندر پڑے رہے کہ اٹہانے والا کوئی نہ تہا۔ ایک مرتبہ ایک ہندو کو ہم نے خود ہندوون کو کوستا ہوا سنا وہ اجرت دیکر ایک مسلمان سے مردا اٹہوانا چاہتا تہا مگر اجرت کا فیصلہ نہ ہوا۔ وہ اس بات پر بہی طیار تہا کہ ہندوون کو غیرت دلانے کیواسطے چوہڑون سے اٹہوا لون۔ ایسا ہی ایک جمعدار کو ایک عورت کی نعش کے گہسیٹ کر لیجانے تک ہو جانے کی کوشش کی اور ہمارے برادر نکارہ کہ مدعی سماجی بہی اسکی مدد کرنے کی ہمت نہ کر سکے یہ مثالین واقعی عبرتناک اور افسوس افزا ہین۔

یہان کے مسلمانون نے جس ہمدردی اور اخلاقی جرات سے ایسے مردون کی تدفین و تکفین کی آخری اور اعلےٰ خدمت کو سر انجام دیا ہے وہ اکثر ہندوون کو اثر دلانے والی ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ ہمین معلوم ہوا کہ بعض مسلمانون نے ہندوون کی سر ترغیب ورنہ وہ لوگون سے کہا کہ اگر تم مردون کا انتظام نہین کر سکتے تو ہمین وہ مردے دو تو دفن کر دین۔ غرض ایسی خبرین تمام جگہون سے آرہی ہین۔

سوامی دیانند کی تصانیف پر عدالت کا صحیح فیصلہ

۱۸۹۲ء کے آغاز مین ایک سناتن دہرم اوپدیشک صاحب نے لاہور مین ایک رسالہ چہپوایا جسمین کہ نیوگ وغیرہ سوامی دیانند کے قائم کئے ہوئے اصولون پر مذاق اڑایا تہا۔ آریہ سماجی صاحبان اس قسم کے رسالہ سے بہت جل بہن گئے اور انہون نے مصنف رسالہ ہذا کے برخلاف جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب لاہور کی عدالت مین ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ بعد سماعت مقدمہ ہذا جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے پوری جانچ پڑتال کرکے آریہ سماجیون کا دعویٰ خارج کر دیا۔ مین ایسے دو فقرے جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے فیصلہ مین سے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔

فیصلہ "ان مسائل اور اصولون مین بعض اصول بیشک ایسے ہین کہ ایک عام فہم آدمی کے معیار اخلاق کے برخلاف ہین اور ایک ایسے آدمی کیلئے جو اپنے آپکو مذہبی یا (روحانی) رہنما ظاہر کرتا تہا ایسے مسائل اور اصولون کو ستیارتہ پرکاش جیسی دہرم پستک مین جگہ دینا بالکل نامناسب حرکت تہی۔" پہر آگے فیصلہ مین صاحب بہادر لکہتے ہین۔ "اس بات سے انکار نہین ہوسکتا کہ دیانند جی کی خاص دہرم پستک ستیارتہ پرکاش مین فن مجامعت کی تعلیم درج ہے۔ مدعی خود اسبات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ان اصولون پر جنمین ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنے خاوند کی جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتہ ہمبستری کی ہدایات ہے ایمان رکہتا ہے۔ یہ رسم بلاشبہ وحشیانہ زناکاری ہے۔ اسواسطے یہ ذکر کرتی ہوئی کہ دیانند کے چیلا اسکی سند رکہتے ہین۔ ان اصولون پر ایمان لانے والے اس رسم زناکاری کا تماشہ کر رہے ہین اور اگر ان اصولون پر ایمان رہا تو وہ اسے (زناکاری کو) زیادہ ترقی دین گے۔" راستبازی کی ایک پرزور حقیقت کو قلمبند کیا ہے۔ صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے فیصلہ کی اپیل آریہ سماجیون نے صاحب سشن جج کی عدالت مین دائر کی — اسجگہ مین صرف

ایک ہی فقرہ صاحب سشن جج کے فیصلہ مین سے درج کرتا ہون۔ **فیصلہ** "دیانند کے اصول اس قسم کے ہین کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کی حس اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہین افسوس کہ کتاب (ستیارتہ پرکاش) کے چند حصے خود ہی نہایت ہی فحش ہین" (سناتن دہرم گزٹ)

پایونیر اور حضرت مسیح موعودؑ
نمبر (۹)

پایونیر کا نامہ نگار مردم شماری کی رپورٹ کی بنا پر بھی غلطی کر رہا ہے جبکہ وہ صرف گیارہ سو جوان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر بتاتا ہے۔ پھر وہ ہماری کسی پرانی تحریر کی بنا پر کہتا ہے کہ

"اُس کا ارکن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار کا گروہ ہے"

اس کے متعلق ہمکو صرف اسیقدر کہنا ہے کہ اس وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متبعین کی تعداد زن و مرد اور بچے ملا کر تین لاکھ سے کم نہیں ہوگی۔

اسیقدر انٹروڈکٹری نوٹ کے بعد اس رسالہ کا ذکر شروع کیا ہے جسکی بنا پر یہ آرٹکل پایونیر میں لکھا گیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"حال میں ۲۰ صفحوں کا ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس کا نام "مرزا غلام احمد مہدی مسیح قادیانی" ہے اس کے مصنف لاہور کے پادری ایچ ڈی گریسوولڈ صاحب فلسفہ کے ڈاکٹر ہیں۔

اس رسالہ میں معمول سے زیادہ سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا گر جو کچھ لکھا ہے وہ بادی النظر میں صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے"

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے اس سے رسالہ مذکور کی طرز تحریر اور ادائے مطلب کا پتہ ملتا ہے اگرچہ راقم مضمون کا یہ منشا نہیں تہا کہ وہ اس رسالہ کے خلاف کوئی ریمارک کرے۔ لیکن راستی اپنی قوت سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔

پادری صاحب کے رسالہ کا معمول سے زیادہ سخت الفاظ میں ہونا راقم مضمون کیلئے تعجب انگیز ہو تو ہو لیکن ہمارے نزدیک کچھ بھی بات نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب پادری صاحب نے صرف **خداوند یسوع** کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے باوجودیکہ انجیل کا پہاڑی وعظ عیسائیوں کی ہاتہ میں بخیال شان ایک گوہر نایاب ہے لیکن اس پر بھی جب پہاڑی وعظ کے معلم کی اس گفتگو پر نظر کیجاتی ہے جو وہ یہودیوں کے فقیہوں اور فریسیوں سے کرتا تہا تو سمجھ میں آتا ہے کہ گفتن و کردن فاصلہ دارد کا [illegible] معاملہ ہے

لیس ہم ڈاکٹر گریسوولڈ کے رسالہ کو اگر [illegible] رالف کا نمونہ قرار دیں تو کیا بیجا ہے [illegible] یہ ہم نے فقط [illegible] اور [illegible] فریب [illegible] جس سے معلوم [illegible] رسالہ مذکور کے طرز [illegible] پر نکتہ چینی کرنے کی ہی در اصل ہی غرض تہی کہ ناظرین کو یہ ذہن نشین کرایا جاوے کہ یہ شرکی ہی بے تعصبی سے رائے زنی کی گئی ہے۔ لیکن ہمارے ناظرین کو پتہ لگ جائیگا کہ یہ راز مخفی نہیں رہ سکا۔ نامہ نگار نے مصنف رسالہ سے بھی بڑھکر بغض کا اظہار کیا ہے۔ اور فقرہ خط کشیدہ سے ایک پہلو سے پبلک کو گمراہ کرنا چاہا ہے اگر نامہ نگار صاحب غور اور فکر سے تنقید کرتے تو وہ اس رسالہ کی غلط بیانیوں کو ظاہر کرتے۔ نہ کہ انہیں صحیح قرار دیتے۔ پھر آگے چلکر کہتا ہے۔

"قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے وہاں پینسٹھ سالہ ایک آدمی رہتا ہے جسکی صورت بزرگوں کی سی اور چہرہ **مسخر القلوب** اور **عقل تیز** ہے۔ یہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان ہیں۔ اسیوجہ سے قادیانی کہلاتے ہیں۔ فرقہ احمدیہ کے بانی اور سردار ہیں ذات کے مغل ہیں۔ چار صدیاں گذریں بابر کے عہد سلطنت میں ان کے بڑے سمرقند سے آئے تہے۔ **موروثی پیشہ دوا فروشی ہے**"

مرزا صاحب کو اس رسالہ کے مصنف نے پبلک میں انٹروڈیوس کرتے وقت جس غلط کاری سے کام لیا ہے وہ ایک قسم کی **لائیبل** ہے اور صریح غلط۔

حضرت مرزا صاحب کے خاندان میں کبھی دوا فروشی پیشہ قرار نہیں دیا گیا نہ اسکی کوئی حاجت۔ اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کا مختصر سا تذکرہ ہم یہاں درج کر دیں جو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکہا ہے جس کے پڑہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان ایک مستقل اور خود مختار رہنماز حکمران خاندان تہا۔

واضح ہو کہ اون کاغذات اور پرانی تحریرات سے جو اکابر اس خاندان نے چھوڑ گئے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ **بابر بادشاہ** کے وقت میں کہ جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلے تہا بزرگ اجداد اس نیاز مند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا ہجرت اختیار کر کے **دھلی** میں پہنچے اور دراصل یہ بات ان کاغذات سے اچھی طرح واضح نہیں ہوتی کہ کیا وہ بابر کے ساتھ ہی ہندوستان میں داخل ہوئے تہے یا بعد اس کے بلا توقف اس ملک میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ امر اکثر کاغذات کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ گو وہ ساتھ پہونچے ہوں یا کچھ دن پیچھے سے آئے ہوں مگر انہیں شاہی خاندان سے کچھ ایسا تعلق تہا جسکی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ کی نظر میں [illegible] سردار ان میں شمار کئے گئے تہے چنانچہ [illegible] بادشاہ وقت سے پنجاب میں بہت سے دیہات [illegible] جاگیر کے طور پر انہیں ملے اور ایک بڑی زمینداری [illegible] وہ [illegible] ٹھہرائی گئے اور ان دیہات کے وسط میں ایک میدان میں انہوں نے قادیان کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام **اسلام پور قاضی** ماجھی رکہا یہی اسلام پور سے جواب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قصبہ کے گرد اگرد ایک فصیل تہی جسکی بلندی بیس فٹ کے قریب ہوگی اور عرض اسقدر تہا کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر اس پر چل سکتے تہے چار بڑے بڑے برج تہے جنمیں قریب آٹھ ہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تہی اور اسجگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تہا تو اسکی یہ وجہ تہی کہ ابتدا میں شاہان دہلی کیطرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تہی اور **منصب قضا یعنے رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا** انکی سپرد تہا اور یہ طرز حکومت اس وقت تک قائم و برقرار رہی کہ جس وقت تک پنجاب کا علاقہ دہلی کے تخت کا خراج گذار رہا لیکن بعد اس کے رفتہ رفتہ چغتائی گورنمنٹ میں باعث کاہلی و سستی و عیش پسندی و نالیاقتی تخت نشینوں کے بہت سا فتور آ گیا۔ اور کئی ملک ہاتہ سے نکل گئے انہیں دنوں میں اکثر حصہ پنجاب کا گورنمنٹ چغتائی سے منقطع ہو کر یہ ملک ایک ایسی بیوہ عورت کی طرح ہو گیا جسکو سر پر کوئی سرپرست نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی اسجگہ قدرت نے سکھوں کی قوم کو جو دہقان بے تمیز تہی ترقی دینا چاہا۔ چنانچہ اس کی ترقی اور تنزل کے دونوں زمانے پچاس برس کے اندر اندر ختم ہو کر ان کا قصہ بھی خواب خیال کیطرح ہو گیا۔ غرض اس زمانہ میں کہ جب چغتائی سلطنت نے اپنی نالیاقتی اور اپنی بدانتظامی سے پنجاب کے اس حصہ سے بکلی دست برداری اختیار کی تو ان دنوں میں بڑے بڑے زمیندار اس نواح کے خود مختار بنکر اپنے اقتدار کامل کا نقشہ جمانے لگے سو انہیں ایام میں بفضل و احسان الٰہی اس عاجز کے پردادا صاحب مرزا گل محمد مرحوم اپنے تعلقہ زمینداری کے ایک مستقل رئیس اور طوائف الملوک میں سے ہنکر ایک چھوٹے سے علاقہ کے جو صرف چوراسی یا پچاسی گاؤں رہگئی تہے کامل اقتدار کے ساتھ فرمانروا ہو گئے اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کر لیا اور دشمنوں کے حملے روکنے کیلئے کافی فوج اپنے پاس رکھلی اور تمام زندگی ان کی ایسی حالت میں گذری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہیں تہے اور نہ کسیکی خراج گذار بلکہ اپنی ریاست میں خود مختار حاکم تہے اور قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ انکی فوج تہی اور تین توپیں بھی تہیں اور تین چار سو آدمی عمدہ عمدہ عقلمندوں اور علمار دین میں سے ان کے مصاحب تہے اور پانسو کے قریب قرآن شریف کے حافظ وظیفہ خوار تہے جو اس جگہ قادیان میں رہا کرتے تہے اور تمام مسلمانوں کو سخت تقید سے صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور دین اسلام کے احکام پر چلنے کی تاکید تہی اور مسکرات شرعی کو اپنی حدود میں رائج ہونے نہیں دیتے تہے اور اگر کوئی مسلمان ہو کر خلاف شعار اسلام کوئی لباس یا وضع رکہتا تہا تو وہ سخت مورد عتاب ہوتا تہا اور سقیم الحال اور غربا اور مساکین کی خبر گیری اور پرورش کیلئے ایک خاص سرمایہ نقد اور جنس کا جمع رہتا تہا جو وقتاً فوقتاً ان کو تقسیم ہوتا تہا۔ ان تحریرات کا خلاصہ ہے جو اسوقت کی لکھی ہوئی ہم کو ملی ہیں جنکی زبانی طور پر بھی شہادتیں بطریق مسلسل اب تک پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان دنوں میں ایک [illegible] وزیر سلطنت مغلیہ کا **غیاث الدولہ** نام قادیان میں آیا اور مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے استقلال و حسن تدبیر و تقویٰ و طہارت و شجاعت و استقامت کو دیکہ کر چشم پر آب ہو گیا اور کہا کہ اگر مجھے پہلے سے خبر ہوتی کہ خاندان مغلیہ میں سے ایک ایسا مرد پنجاب کے ایک گوشہ میں موجود ہے تو میں کوشش کرتا تا دہلی میں تخت نشین ہو جاتا اور خاندان مغلیہ تباہ ہونے سے بچ جاتا غرض مرزا صاحب مرحوم ایک مرد اولی العزم اور متقی اور نہایت درجہ کے بیدار مغز اور اول درجہ کے بہادر تہے اگر اسوقت مشیت الٰہی مسلمانوں کے مخالفانہ ہوتی تو بہت امید تہی کہ ایسا بہادر اور اولی العزم آدمی سکھوں کی بلند شورش سے پنجاب کا دامن پاک کر کے ایک وسیع سلطنت اسلام کی اس ملک میں قائم کر دیتا جس حالت میں رنجیت سنگھ نے باوجود اپنی تہوڑی سی پدری ملکیت کے جو صرف نو گاؤں تہی تہوڑی ہی عرصہ میں اسقدر پہیلا لیا تہا کہ پشاور سے لدہانہ تک خالصہ ہی خالصہ نظر آتا تہا اور ہر جگہ ہزاریوں کیطرح سکہوں کی [illegible] فوجیں دکہائی دیتی تہیں تو کیا ایسے شخص کیلئے یہ فتوحات قیاس سے بعید تہیں جسکی گمشدہ ملکیت میں سے ابہی چوراسی یا پچاسی گاؤں باقی تہے اور ہزار کے قریب فوج کی جمعیت بھی تہی اور اپنی ذاتی شجاعت میں ایسے مشہور تہے کہ اسوقت کی شہادتوں سے بدایت ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک میں ان کا کوئی نظیر نہ تہا لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے یہی چاہا تہا کہ مسلمانوں پر انکی بیشمار غفلتوں کی وجہ سے تازیانہ نازل ہو اسلئے مرزا صاحب مرحوم اس ملک کے مسلمانوں کی ہمدردی میں کامیاب نہ ہو سکے اور مرزا صاحب مرحوم کے حالات عجیبہ میں سے ایک یہ ہے کہ مخالفین مذہب بھی انکی نسبت ولائیت کا گمان رکہتے تہے اور ان کے بعض خارق عادت امور عام طور پر دلوں میں نقش ہو گئے تہے یہ بات شاذ و نادر ہوتی ہے کہ کوئی مذہبی مخالف اپنے دشمن کی کرامات کا قائل ہو لیکن اس راقم نے مرزا صاحب مرحوم کے بعض خوارق عادت ان سکہوں کے منہ سے سنے ہیں جن کے باپ دادا مخالف گروہ میں شامل ہو کر لڑتے تہے اکثر آدمیوں کا بیان ہے کہ بسا اوقات مرزا صاحب مرحوم صرف اکیلے ہزار ہزار آدمیوں کے مقابل پر میدان جنگ میں نکلکر ان پر فتح پا لیتے تہے

باقی آئندہ

مجلس مولود اور حضرت مسیح موعودؑ

کسی شخص نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجلس مولود کے متعلق بذریعہ عریضہ استفسار کیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں جو کرامت نامہ لکھا ہے اسکا درج کرنا خالی از منفعت نہیں ہو گا۔ اسلیے ہم اُسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

میرا تو یہی مذہب ہے کہ مصالح اعلاء کلمہ اسلام و تذکرہ نبوی کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جائے کہ جسمیں سوانح مقدسہ نبویہ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور فصاحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنایا جائے کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کسطرح بہ بیسامانی کی حالت تمام دشمنوں کے جوش و جنون اٹھا کر بفضل الٰہی کامیاب ہو گئے اور کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنے اس مقبول بندہ کی دعا قبول کی اور تائیدیں کیں اور آخر کسطور سے اس دین کو مشارق و مغارب تک پھیلا دیا اور اس تقریر میں ہر ایک محل پر کچھ نظم بھی ہو اور پر درد اور موثر بیان ہو اور درمیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کی طرف سے ہو اور کوئی بدعت اور بدعت درمیان نہ ہو تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری رائے میں موجب ثواب عظیم ہے کیونکہ اسمیں یہ نیت کی گئی ہے کہ تا سوانح مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنا کر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھا دیجائے اور لوگوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرکت دیجائے اور تا معلوم ہو کہ وہ عظمت والا انسان کامل اور مرد ربانی جو اللہ کی طرف سے آیا تھا جس نے دنیا میں تنہا آ کر اور تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پا کر بڑی مردی سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہر ایک قوم میں توحید کی منادی کی اور ہر ایک کان تک لا الٰہ الا اللہ کی آواز پہونچا دی۔ غرض سوانح نبویہ کو خوش آواز سے لوگوں کو سنا نا ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ وہ مومن ہی کیا ہے کہ جس کے دل میں سوانح نبویہ کی عزت نہیں دوسرے لوگ ان علیحدہ ان سوانح کا نام مجلس مولود رکھتے ہیں جلسہ اظہار سوانح میں حقیقت بڑے بڑے فوائد ہیں ان سوانح کے سننے سے محبان رسول کا دل خوش ہوگا اور ہر ایک طالب جب ان سوانح کے ذریعہ سے ہمت اور صدق اور استقامت دین کا سنے گا تو اُسکو بھی ہمت اور صدق اور استقامت کیطرف شوق پڑیگا اور اُسکی طلب زیادہ ہو گی اور مسلمان کہلا کر جو کچھ دین کے راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتا ہے سوانح نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنکر خوش ہوگا اور اپنے اسلام پر افسوس کریگا اور خدا تعالیٰ سے چاہے گا کہ جس نبی کے اقتدا کا اُسکو دعویٰ ہے اُسکی سرگرمی اور اسکا عشق اور اسکی ہمدردی اُسکو بھی نصیب ہو اور جسطرح ایک شخص جو ایک جنگل میں اکیلا بیٹھا ہے اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈر رہا ہو اور ناگاہ اُسکو ایک قافلہ نظر آیا جس میں صدہا سپاہی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ وہ شخص اس قافلہ کو پا کر کسطرح قوی دل ہو جائے گا ایسا ہی سوانح طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں جنکے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے اور تخویفات شیطانی سے نجات ملتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کس قدر نازل ہو گی۔ ہاں اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہیے تا کہ بجائے ثواب کے گناہ پیدا نہ ہو صرف سوانح نبویہ کا ذکر ہو اور درود شریف اور تسبیح ہو اگر کسی قسم کا شرک یا کسی قسم کی بدعت درمیان ہو تو یہ ہرگز جائز نہیں۔ لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں ضروریات سے ہے۔

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ وحی ہے جو الحکم کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوئی ہے + عرش کے متعلق ۱۲ر اپریل کی شام کو فرمایا کہ عرش اللہ تعالیٰ کی جلالی و جمالی صفات کا مظہر اتم ہے عرش کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ اسکی تفصیل حوالہ بخدا کرنی چاہیے۔ جنہوں نے مخلوق کہا ہے انہوں نے بھی غلطی کھائی ہے کیونکہ پھر اس سے وہ محذور لازم آتا ہے۔ اور جو غیر مخلوق کہتے ہیں وہ توحید کے خلاف کہتے ہیں کیونکہ اللہ خالق کل شیءٍ اگر یہ غیر مخلوق ہے تو پھر اس سے باہر رہ جاتا ہے۔ مومن موحد اسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یہ ایک استعارہ ہے جیسے افطر واصوم یا اخطی واصیب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ استعارات کے ذریعہ کلام کرتا ہے ہم اسپر ایمان لاتے ہیں اور اسکی کیفیت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں + پس ہمارا مذہب عرش کے متعلق یہی ہے کہ اسکے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بحث میں دخل نہ دو۔ ہم اسپر ایمان لاتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کی جلالی و جمالی تجلیات کا مظہر ہے۔

اس ہست در مکانِ محبت سرائے

اس الہام کو سناتے وقت فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ محبت بھی ایک نار ہوتی ہے اور طاعون بھی ایک نار ہے اسلیے دو نار ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی ہیں اسی لیے معبرین نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص دیکھے کہ اسکے دل سے شعلہ نار بھڑکتا ہے وہ عاشق ہو جائے گا۔ عشق کو بھی نار کہتے ہیں۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی اور عشق پیدا ہو جاوے اور اُسکے ساتھ وفاداری اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو محفوظ کر لیگا۔

حضرت اقدس کی اچھوتی اور نرالی تحریریں

الحکم کا خاص امتیاز

خوبیہائی قرآن مجید

(۱) یہ کہ وہ بےمثل و مانند ہے۔

(۲) وہ جامع حکمت مع کمال ایجاز و اختصار ہے۔

(۳) وہ لاکھوں آدمیوں کو حفظ ہے اور حفظ کرنا اسکا ہماری شرع میں فرض کفایہ ہے۔

اس واسطے کوئی زمانہ حفاظ قرآن سے کبھی خالی نہ ہوا۔ اول میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا۔ پھر بعد اسکے حضرت علی اور اکثر صحابہ کو حفظ تھا اسی طرح سلسلہ وار اسکے حفظ کا نہر چلا آیا ہے یہانتک کہ ہم تک پہونچا

(۴) چہارم یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کوئی صفحہ کا ذکر اس سے خالی نہیں دوسری کتاب میں ہرگز یہ خوبی نہیں۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ باوجود ایسا ہونے کے کہ قرآن مجید ایک قانون دیوانی و فوجداری ہے پھر بھی اس میں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جس میں دو چار مرتبہ خدا کا نام نہیں ہے اول سے لیکر آخر تک اسم ہی اللہ بھرا ہوا ہے۔ اور ہر ایک کلمہ کا مرجع خدا ہے۔

(۵) پنجم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جسقدر نام پروردگار کا قرآن مجید میں ہے کسی کتاب میں نہیں اور بقول مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ اس کلام کا خدا سے علاقہ محبت ثابت ہوتا ہے اسواسطے اس تمام کلام میں اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ بہت مرتبہ نام لینا اپنے پروردگار کا یہ بھی ایک بندگی ہے اور یہ بندگی صرف بطفیل قرآن مجید حاصل ہوتی ہے۔

(۶) ششم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جس قدر ستایش اور تعریف خدا تعالیٰ کی بانواع محامد و بکثرت تکرار اس کتاب میں ہے دنیا میں اور کسی کتاب میں نہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کامل اور سب تعریفوں کا مالک اور اہل ہے اور بالذات اپنی تعریفوں کو چاہتا ہے اور اپنا عظمت و جلال ظاہر کرنا چاہتا ہے پس جس کتاب الٰہی میں بدرجہ غایت اس کے محامد مذکور ہیں وہی اسکی افضل کلام ہے۔ اور اس امر پر اگر کوئی مقابلہ کرے تو ہم اشتہار دے سکتے ہیں کہ جس قدر ستایش اور بزرگی حضرت باری کی قرآن مجید میں مذکور ہے اور کسی کتاب میں مذکور نہیں۔

(۷) ہفتم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔

اس آیت شریفہ سے یہ امر بھی متعلق ہے کہ تعلیم حقہ حکمت اور معانی میں کوئی انسانی تعلیم قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم باوا صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آپ کو قرآن مجید سے انکار ہے تو اس مضمون کی مثل کوئی دوسرا مضمون وید سے نقل کر کے پیش کرو

(ایڈیٹر) اس آخری خوبی کے آخری فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون ۱۸۸۶ء یا ۱۸۸۷ء کے قریب کا لکھا ہوا ہے جبکہ باوا نرائن سنگھ وکیل امرتسر سے بذریعہ اخبارات آپ کا مباحثہ ہو رہا تھا۔

چہ شیرین یاد ہست اے دل ستانم
چہ شیرین ذات یاد جانم
زبان بر داشتن دست از دو عالم
اگر آنی بدست اے جان جانم

دل کر رہے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کس کو کہیں کہ یار کو ہم سے ملائے آج

تا شود پیر کو دکے تاداں
پیرا خدگذشتہ این دو جہاں
این چنین رسم این جہاں افتاد
نفت یران کسل کردن یران بنہاد

فٹ نوٹ۔ اے ناظرین ہم با اہل عاشق قرآن مجید کی قدر نہیں کر سکی۔ دیکھیے اپنے مامور ہونے کے زمانے سے بھی پہلے اسکے دل میں اسکے قلم میں قرآن مجید کی عظمت و جلال کے اظہار کا کسقدر جوش ہے۔ ایڈیٹر۔

حضرت مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی منافقانہ فعل یا فون سے باہر ہو گیا جب تک اُسکو اپنا ایک حصہ سمجھو لیکن [illegible] شخص مکاری سے زندگی بسر [illegible] ہے عہد ہوں یا کسی قسم کے [illegible] کسی بھائی کو آزار [illegible] حرکات مخالف [illegible] اپنی بدعملی کی وجہ [illegible] باہر ہے اُسکی پروا مت کرو [illegible] تمہارے [illegible] اگر سچ و نظر [illegible] اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے تو حید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لیے سارے دکھ اُٹھاؤ و لا تموتن الا و انتم مسلمون۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ سے پنجہ مار کر بد گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ پر گالیاں نہ دیں وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہیے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا کے فیصلہ کیطرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسیکی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اسکی بدی کا بھی مواخذہ ہے مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لیے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُسکے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا اُنکو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُنکو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو مع اُسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ اُنکو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُن کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اُسکا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے اسی لیے لعین شیطان کا نام ہے اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بکلی دل بیزار ہے اور خدا اُس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت کر بچا لیا بلکہ اسکو ایک سو بیس برس تک زندہ رکھکر تمام دشمن یہودیوں کو اُسکے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پا کر ہندوستان کیطرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا کر آخرکار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار و یتبرک بہ۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر و منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کیطرح ساتھ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اُسکے لیے مدد نازل ہوتی ہے اور اسطرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد صلی اللہ علیہ و سلم کیسی کمزوری کی حالت میں مکہ معظمہ میں ظاہر ہوئے تھے اور اُن دنوں میں ابو جہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راست بازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی سو بھائیو! اُسپر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھلوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اُسکی جماعت ہو جنکو اُس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُسکے لب جھوٹ سے اور اُسکا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو تم نفاق اور دو رنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اُسکے لیے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھلو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہانتک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے۔ وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لیے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کیے جاتے اور اُنکو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور ٹھگ اور فریبی اُنکا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لیے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے تب یکدفعہ اُنکا دل دکھتا اور اُنکا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور اُنکی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کی دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہونچ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

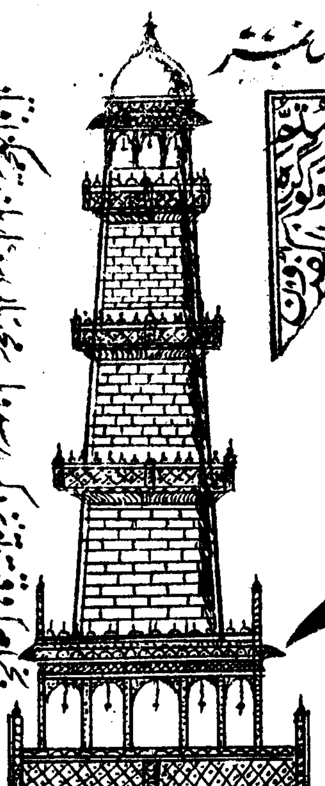
اے لوگو خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اُس سے صلح کر لو۔ اور سچی صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اُسکی یہ عجیب قدرتیں اُنہی پر کھلتی ہیں جو اُسکے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اُسکے لیے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُسکے آستانہ پر گرتے ہیں اور اُس قطرہ کیطرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے گھلکر اُسکی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں اُنکی خبر لیتا ہے۔ اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے اُنھیں بچا لیتا ہے اور بد کے مقاموں سے اُنھیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اُنکا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ اُن مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا اُنکی مدد کرتا ہے اور اُسکی فوجیں اُنکی حمایت کے لیے آتی ہیں کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دوگے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لیے اُسکی حدود کو توڑ دوگے۔ ہمارے لیے اُسکی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیاجاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے +

مسیح موعود کا اعلان



وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے .. .. صہ
خواص و معاونین سے .. .. عہ
ہندوستان سے باہر .. .. ے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ے
(اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے) .. .. (۱۲/عا)

جلد | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر ۱۷

مدرسہ تعلیم الاسلام کو خصوصًا اسوقت کیا ضرورت درپیش ہے

ہمارے مقامی اخبارات میں شائع ہوچکا اور قوم پڑھ چکی ہے کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا اور رلے بک میں لکھا کہ وہ اگست کے مہینہ میں ایک دفعہ پھر ملاحظہ کرینگے اور بعض نقصوں کی تلافی ہو جانیکے بعد جو رائے بک میں انکی طرف سے لکھی گئی ہیں مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرینگے ۔ من جملہ اُن نقصوں کے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے اور اُنکی تلافی پر زور دیا ہے جنکو کا زیادہ کرنا ہے اور یہ کہ ہر ایک اُستاد کے آگے ایک میز اور کرسی ہونی چاہیے ۔

وقت بہت تھوڑا اور کام بہت ہے اور کام بھی درحقیقت تھوڑا ہے اگر قوم کیطرف سے کان مدد جلد ملجاے ۔ اور قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مدد میں یا جلدی مدد کرنے میں سہل انگاری کی جاے تو کس قدر ضرر کا احتمال ہے ۔ سردست پانسو روپیہ کی ضرورت ہے اور یہ رقم بنئ اور زندہ قوم کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں ۔ اگر ایسا ہو کہ سیالکوٹ کی جماعت ایک سو اور لاہور کی جماعت ایک سو اور کپورتھلہ کی جماعت کم از کم پچاس اور گوجرانوالہ کی جماعت پچاس اور حیدرآباد دکن کی جماعت ایک سو بہم پہونچائیں اور اسی طرح دوسرے شہروں کی جماعت اپنی استطاعت کے موافق رقوم اکٹھی کریں تو بہت جلد عمدہ طور سے کام ہو جاتا ہے

اُمید ہے کہ ہمارے مکرم معظم دوست اور خدا تعالیٰ کے انعامات خاصہ کے مورد اصحاب جن کے اسماے گرامی ذیل میں ثبت ہوتے ہیں خصوصًا اسطرف توجہ مبذول فرمائیں گے ۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دینگے ۔

شیخ رحمت اللہ ۔ منشی تاج الدین صاحب ۔ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی ۔ شیخ نور محمد صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت ۔ منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات ۔ خواجہ جمال الدین صاحب ڈائرکٹر مدارس جموں خصوصًا ۔ منشی عبد العزیز صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ محمد اسمٰعیل صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ ۔ شیخ عطا محمد صاحب سب اورسیر ایبٹ آباد ہزارہ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد ہزارہ منشی عزیز بخش صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازی خان ۔ بابو غلام محمد صاحب گلگت بابو غلام احمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت +

اگر یہ بزرگ ناصران ملت معقول رقمیں عنایت کرینگے تو اُمید ہے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی گدائی کا دامن زیادہ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی + اُمید ہے کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہیں ہوسکے خدا تعالیٰ کی راہ میں قدم اُٹھانے سے کوتاہی نہیں کرینگے +

المعلن خاکسار عبد الکریم از قادیان

۱۷ مئی سنہ ۰۴ء

اظہار ارادت

ذیل میں ہم منشی محمد خان صاحب مرحوم افسر بگی خانہ کپورتھلہ کی ایک نظم درج کرتے ہیں جو ان کے کاغذات سے نکلی اس نظم کو نظم کی حیثیت سے درج نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے حسن ارادت کے اظہار کے لیے ۔

اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اسکو دلچسپی سے پڑھیں گے + (ایڈیٹر)

الٰہی یہ کے سب مقصد بر آئیں
یہ ہادی ہر شفیع المذنبیں ہے
ہزاروں بدعتیں آکر مٹائیں
جہاں روشن کیا ہے اسنے آکر
نشان دین کا تو ذکر کیا تھا
تری شکل و شمائل کیا بیاں ہو
کہیں تجکو مثیل اپنا بتایا
سنا ہے حضرت یوسف حسیں تھے
ولیکن تو تو مثل مصطفٰی ہے
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
دکھایا زور وہ تیرے قلم نے
فصاحت ہاتھ تیری جوہتی ہے
صداقت کے نشاں تیرے عیاں ہیں
تری امداد یاں اللہ نے کری
تو آیا ہے بعین انتظاری
زمین دل پڑی تھی مردہ ساری
بچا جسکے لیے تو نے دعا کی

الٰہی اسکی پوری ہوں دعائیں
یہ بیشک رحمۃ للعالمیں ہے
ہدایت کی ہمیں راہیں بتائیں
وہی بدر اتم مہر منور
جہاں سے نام تک بھی مٹ چکا تھا
بیاں ہو گر محمد کی زباں ہو
کہیں بالکل ہی اپنا سا بتایا
مگر مثل محمد وہ نہیں تھے
محمد خود ہی گویا آگیا ہے
شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جھکا ئے سر عرب نے اور عجم نے
بلاغت مست ہو منہ چومتی ہے
گواہ اسپر زمین و آسماں ہیں
رسول پاک نے تیری خبر دی
دلوں کو لگ رہی تھی بیقراری
تو آیا مثل باران بہاری
ہوا برباد جسکو بددعا دی

دعا ہے کیا تری حکم خدا ہے
نہیں ہے بددعا تیر قضا ہے

ضروری اطلاع

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں ۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوسکیگی اور مطبع اسکا جوابدہ نہ ہوگا ۔

کیونکہ خدا کے فضل سے تعداد خریداران ترقی پر ہے ضروری خیال رہے (منیجر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر گورداسپور رہے البتہ درمیان میں ۲۲ اور ۲۳ مئی ۱۹۰۴ء کو اتوار اور مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین وغیرہ کی وجہ سے وقفہ ملنے کے سبب دارالامان تشریف لائے اور ۲۳ کی صبح کو مع الخیر براہ راست گورداسپور تشریف لے گئے۔

گورداسپور میں ہمارے مکرم بھائی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن مع اپنے چند احباب کے حاضر ہوکر بہرہ اندوز سعادت ہوئے۔ اور احباب کو بیعت کراکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت حجۃ اللہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی رہی ہے۔

۲۔ بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت دو تین دن ناساز رہی مولوی سید محمد احسن صاحب اب بالکل تندرست ہیں اور حضرت اقدس کی ہمراہ گورداسپور میں ہیں۔

۳۔ تازہ الہامات* ۔ الدنالك الحمد یند۔ معنے دیگر نہ پسندیم ما۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی

یہ سب الہامات بمقام گورداسپور ہوئے ہیں۔

۴۔ قادیان میں اب بالکل امن ہے۔ ننگل باغبانان میں باپ بیٹوں کی باہمی لڑائی میں ایک بیٹا مارا گیا۔ اس کے بھائی پر الزام قتل لگایا جاتا ہے۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ یہ گاؤں طاعون سے تباہ ہو رہا تھا باوجود ایسی سرزنش اور تنبیہ کے ایسے سنگدل لوگ موجود ہیں۔ تعجب کی بات ہے۔ ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ موقع واردات پر پہونچا۔ مفصل حالات پھر۔

ایک تعلق کی ضرورت

ایک شریف آدمی غیر احمدی نے بعض احمدی افراد کے اخلاق کو دیکھکر اپنی ایک دوشیزہ بالغہ عمر ۱۶ سال خوش شکل حلیم الطبع صوم و صلوٰۃ کی پابند کا نکاح کا ارادہ احمدی جماعت کے کسی ایسے شخص کے ساتھ کیا ہے جو اوصاف ذیل سے موصوف ہو۔ (۱) قوم کا کشمیری ہو (۲) احمدی جماعت کا خادم ہو (۳) عمر ۲۵ و ۳۰ سال کے درمیان ہو (۴) وجہ معاش کم از کم ۲۰ روپیہ ماہوار رکھتا (۵) خوش شکل ہو اس کے متعلق خط و کتابت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب سنتہنیہ پلیگ ڈیوٹی گورداسپور سے کیجاوے۔

خاکسار عبد الحق احمدی پٹواری مرزا پور تحصیل گورداسپور

کلمات طیبات بالملفوظات احمدیہ

نماز میں حصول حضور کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء کو دو پہر کی گاڑی میں بمقام گورداسپور احاطہ کچہری میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکر دو تین احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ ان آنیوالے ارادتمندوں میں ایک شخص بالکل اجنبی تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ آپکا نام مولوی نظیر حسین سخا دہلوی ہے کسی وقت آپ جادرہ میں بر پنشن پروفیسر رہے ہوائے سیاحت در سر داد والا معاملہ ہوا اور وہان سے الگ ہو کر نکل کھڑے ہوئے اور سیاحت کیلئے پسند کیا کہ ایک تھیٹریکل کمپنی کے ساتھ بطور ڈراماٹسٹ تعلق پیدا کرکے مختلف شہروں میں پھرتے پھراتے امرتسر میں وارد ہوئے۔ اور حضرت اقدس کا نام عرصہ سے سنا ہوا تھا تمنائے زیارت باقی تھی اس لئے امرتسر سے صرف ایکدن کی رخصت لیکر حاضر ہوئے۔ آپکے چہرہ سے اخلاص اور سعادت کے آثار نظر آتے تھے کیا عجب اللہ تعالیٰ آپ کو مزید معرفت اور بصیرت عطا کرے اور وہ کسی عمدہ اور مفید کام میں اپنی زندگی بسر کر سکیں جو ملک اور قوم کیلئے مفید ہو۔ غرض انہوں نے احاطہ کچہری میں ہی بیٹھکر اپنی پاکٹ بک نکال کر اس پر ایک عریضہ لکھا اور خاکسار ایڈیٹر کو دیا کہ حضرت اقدس کے حضور پیش کر دے۔ خود وہ پاس ادب کیوجہ سے یہ جرأت نہ کر سکے۔ حضرت کی خدمت میں وہ پیش کر دیا گیا حضرت نے جو جواب اس پر لکھا وہ مع اصل عریضہ کے ہم ذیل میں دیتے ہیں۔ ایک .... امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ سخا صاحب نے حضرت اقدس کے گرامی نامہ کو نہایت احترام سے لیا اور عرض کیا کہ اس بارگاہ عالی میں میں وہ چیز مانگنے آیا ہوں جو اور جگہ نہیں مل سکتی۔ دنیا اور اسکی سامان بقدر ضرورت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مولا کریم نے عطا کر رکھے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ یہاں اس کا کوئی سوال کروں وہ دوسری جگہ ملسکتی ہے اور اس بارگاہ کو اس سے کیا واسطہ یہاں وہ چیز ملتی ہے جو ابدی ہے فانی نہیں۔ جب وہ یہہ عرض کر رہے تھے تو انکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے

خدا کرے کہ وہ اس ملاقات سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔ اب ہم وہ تحریریں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

قبلہ و کعبہ مدظلکم العالی

حضور کے پابوس کا از حد شوق تھا الحمد للہ کہ شرف زیارت حاصل ہوا۔ حاجت صرف یہ ہے کہ کچھ ہدایت فرمائی جاوے تاکہ حضوری حاصل ہو اور خدا کی طرف دل لگے۔ اگر اسی پر جواب سے سرفرازی ہو تو یہہ ارشاد یہ عزت ہمیشہ حرز جان رہیگی زیادہ حد آداب۔ فقط

عریضہ نظیر حسین سخا دہلوی۔

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

طریق یہی ہے کہ نمازوں میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہ ہوں بلکہ جہانتک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہ ہو تو پنجوقت ہر یک نماز میں خدا تعالےٰ کے حضور میں ہر ایک رکعت کے کھڑے ہوکر یہ دعا کریں کہ اے خدائے قادر و ذوالجلال میں گنہگار ہوں اور اسقدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں ہو سکتا تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تاکہ اوس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے اور یہہ دعا صرف قیام پر موقوف نہیں بلکہ رکوع میں اور سجود میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں اور اپنی زبان میں کریں اور اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہ ہوں اور تھک نہ جاویں بلکہ پورے صبر اور پوری استقامت سے اس دعا کو پنج وقت کی نماز میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کیونکہ گناہ کی باعث دل سخت ہو جاتا ہے ایسا کریں گے تو ایک وقت یہہ مراد حاصل ہو جائیگی۔ مگر چاہیئے کہ اپنی موت یاد رکھیں آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں یہی طریق حضور حاصل کرنیکا ہے۔ والسلام۔

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احاطہ کچہری میں رونق افروز تھے وقتاً فوقتاً جو کچھ آپ نے فرمایا ہدیہ ناظرین ہے۔ ایڈیٹر

دنیا کی تلخیوں اور عام ناکامیوں پر فرمایا کہ مثنوی میں لکھا ہے۔

دشت دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

فرمایا دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ یہ ایک دشت پر خار ہے اس میں سے گذرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے گذرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گذر جانا یہہ ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشے سمجھکر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں ورنہ انسان کی تلخیاں ہی اس قسم کی ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اسکو دیکھنی پڑتی ہے بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مر جاتا ہے تو صدمہ برداشت کرنا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو۔ تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے۔ جن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھکر اسکی رضا کیلئے اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں وہ بیشک آرام پاتے ہیں ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں۔

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا ہوا چلا جا رہا تھا راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مر گیا ہے اس نے جواب دیا کہ تجھکو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا مرنیوالے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟

دنیا عجیب مشکلات کا گھر ہے بیوی بچوں کے نہ ہونے سے بھی غم ہوتا ہے اور اگر ہوں تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں ان کے ضروریات کے پورا کرنیکیلئے بعض نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے اور صراط مستقیم سے ہٹ کر انکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مال بہم پہونچاتا ہے اور پھر ہزار مشکلات میں پھنستا ہے۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جسکے پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا خوش و خرم کہیں گاتا جا رہا تھا کسی سوار نے اس سے پوچھا کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ جسکی مرادیں حاصل ہو جائیں وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں۔ سوار نے کہا کہ تیری ساری مرادیں کسطرح پوری ہو گئی ہیں؟

اوس نے کہا کہ جب خواہشیں چھوڑ دیں تو مرادیں پوری ہو گئیں۔

بات بالکل ٹھیک ہے انسان دو طرح ہی خوش ہو سکتا ہے یا تو حصول مراد کے ساتھ یا ترک مراد کے ساتھ اور انہیں سے سہل طریق ترک مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب زندگی تلخ ہے بجز اس کے جو اس دنیا کی علاقوں سے الگ ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آکر خودکشی کر لی ہے۔

دنیا کی لذت خارش کیطرح ہے۔ ابتدا لذت آتی ہے پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر

* گورداسپور میں بھی الہامات ہوئے۔ (۱) لا تقبل منہم شہادۃ (۲) حسب بیان (۳) اور داسپور سے واپسی ... سنلقی فی قلوبہم الرعب۔

اس میں سے خون نکل آتا ہے یہانتک اس میں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کیطرح بہتا ہے اور اسمیں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائدار اور بے حقیقت ہے مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالے کسی مردے کو اختیار دیوے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے۔ تو وہ یقیناً توبہ کرا ہے کہ میں اس دنیا سے باز آیا خدا تعالے پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے کیونکہ وہ درد مندوں کی دعاؤں کو سن لیتا ہے مگر اس کیلئے یہ شرط ہے کہ دعا مانگنے سے انسان تھکے نہیں تو کامیاب ہوگا اور اگر تھک جاویگا تو نری ناکامی نہیں بلکہ ساتھ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالے سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھیگا۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کھود خزانہ نکلے گا مگر وہ دو چار ہاتھ کھودنے کے بعد اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہیں نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہیگا بلکہ بتانیوالے کو بھی گالیاں دیگا۔ حالانکہ یہ اسکی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اس نے پورے طور پر نہیں کھودا۔ اسیطرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو محمول نہیں کرتا بلکہ خدا تعالے پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے۔

جہاں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں سامنے ایک آم کا درخت تھا جسکو کچھ پھل لگے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر فرمایا۔

دیکھو اس آم کو پھل لگا ہوا ہے مگر یہ کچا پھل ہے اگر کوئی اس کو کھانے۔ جاوے اور اسکو ہی اصل مقصد سمجھے تو بجز اس کے کہ اس کو کھانسی یا سینبل وغیرہ نکل آوے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اسیطرح پر نیم ملاں خطرہ ایمان والی مثال سچ ہے۔ نارسیدہ منزل کا بھی پھل کیطرح ہوتا ہے۔ وہ جو کسی بات کو سنائیگا تو اسے گمراہ کریگا۔ اور اگر خود کریگا تو آپ گمراہ ہوگا خدا تعالیٰ کی راہ میں جبتک انسان بہت سی مشکلات اور امتحانات میں پورا نہ اترے وہ کامیابی کا سرٹیفکیٹ حاصل نہیں کر سکتا۔

اسی لئے فرمایا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالے محض اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہدیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ایسے لوگ جو اتنی بات پر اپنی کامیابی سمجھتے ہیں وہ یاد رکھیں انہیں کیلئے دوسری جگہ یہ ہے وما ھم بمؤمنین۔

اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا لا تقولوا امنا ولکن قولوا اسلمنا۔ یعنے تم یہ نہ کہو کہ ایماندار ہو گئے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے مقابلہ چھوڑ دیا ہے اور اطاعت اختیار کر لی ہے۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کامل ایماندار بننے کیلئے مجاہدات کی ضرورت ہے اور مختلف ابتلاؤں اور امتحانوں سے ہو کر نکلنا پڑتا ہے۔

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

منشی نظیر حسین صاحب نے سوال کیا کہ میں فوٹو کے ذریعہ تصویریں اتارا کرتا تھا اور دل میں ڈرتا تھا کہ کہیں یہ خلاف شرع نہ ہو لیکن جناب کی تصویر دیکھکر یہ وہم جاتا رہا

فرمایا انما الاعمال بالنیات ہم نے اپنی تصویر محض اس لحاظ سے اتروائی تھی کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویر بھیجدیں کیونکہ ان لوگوں کا عام مذاق اسی قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہیں ساتھ ہی اسکی تصویر دیتے ہیں جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں۔ مولوی لوگ جو میری تصویر پر اعتراض کرتے ہیں وہ خود اپنے پاس روپیہ پیسہ کیوں رکھتے ہیں کیا ان پر تصویریں نہیں ہوتی ہیں؟۔

اسلام ایک وسیع مذہب ہے اس میں اسلام کا مدار نیات پر رکھتا ہے۔ کسی لڑائی میں ایک شخص میدان جنگ میں نکلا جو اتر اتر کر چلتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بہت بری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تمش فی الارض مرحا مگر اسوقت یہ چال خدا تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے کیونکہ یہ اسکی راہ میں اپنی جان تک نثار کرتا ہے اور اسکی نیت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ غرض اگر نیت کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو بہت مشکل پڑتی ہے۔ اسیطرح پر ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبکا تہ بند نیچے ڈھلکتا ہے وہ دوزخ میں جاویگا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو پڑے کیونکہ ان کا تہ بند بھی ویسا تھا آپ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں ہے۔ غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اور حفظ مراتب ضروری شے ہے۔

منشی نظیر حسین صاحب۔ میں خود تصویر کشی کرتا ہوں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

فرمایا۔ اگر کفر اور بت پرستی کو مدد نہیں دیتے تو جائز ہے۔ آجکل نقوش و قیافہ کا علم بہت بڑھا ہوا ہے

باوجود اس کے کہ انسان اپنے نفس کے اندر اختیار اور قدرت کا ایک مادہ پاتا ہے مگر پھر بھی وہ الٰہی قدرت کے تصرفات سے باہر نہیں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام قوتوں اور قدرتوں کا سرچشمہ جو اللہ کریم کی ذات ہے وہ اوس سے قوت طلب کرے اس طلب کرنے میں ہی اسے خدا تعالے کے فضل کی خاص ضرورت ہے بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ایک ضرورت کو محسوس کرتا ہے جانتا ہے کہ اوس کے لئے دعا کرنی چاہئے لیکن باوجود اس علم اور قدرت کے وہ دعا نہیں کرتا اور اسے اس کے لئے انشراح صدر حاصل نہیں ہوتا بعض لوگ اس باریک سر اور تصرفات الٰہی کو مد نظر نہ رکھکر دعا پر اعتراض کرتے ہیں ان کے ایسے اعتراضات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر دعا اپنے اختیار میں ہوتی تو انسان جو چاہتا کر لیتا اسی لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ فلاں دوست یا رشتہ دار کے حق میں ضرور فلاں بات ہو ہی جاویگی بعض وقت باوجود سخت ضرورت محسوس کرنے کے دعا نہیں ہوتی اور دل سخت ہو جاتا ہے چونکہ اس کے سر سے لوگ واقف نہیں ہوتے اسلئے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اس پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر جف القلم والی (یعنی مسئلہ تقدیر جس رنگ میں سمجھا گیا ہے) بات ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے علم میں سب کچھ ضرور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالے اس بات پر قادر نہیں ہے کہ فلاں کام ضروری کر دیوے اگر ان لوگوں کا یہی اعتقاد ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ سب کچھ ہو چکا اور ہماری محنت اور کوشش بیہودہ ہے تو درد سر کیوقت علاج کیطرف کیوں رجوع کرتے ہیں۔ پیاس کیلئے ٹھنڈا پانی کیوں پیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ انسان کے تردد پر ہی کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ دعا عمدہ شے ہے اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہو جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالے مہربان ہو جاتا ہے۔ دعا کے نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑھتا ہے۔ پھر قساوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر خدا سے اجنبیت۔ پھر عداوت پھر نتیجہ سلب ایمان ہوتا ہے۔

سخت دل ہر ایک فاسق سے بدتر ہوتا ہے اور وہ خدا سے ابعد ہوتا ہے جو ٹیڑھی راہ اختیار کرتا ہے وہ بلا تلخی دیکھنے کے مرتا نہیں

ہماری خواہش یہ ہے کہ الٰہی تجلیات ظاہر ہوں جیسے کہ موسے نے رب ارنی کہا تھا ورنہ ہمیں تو بہشت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور شے کی

ایک رئیس کا یہ خیال سنکر کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ دعا سے مشکل حل ہوتی ہے انکو بہت ہی کمزور کرنیوالا ہے آپ نے فرمایا کہ جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔ صرف ایک دعا ہی ذریعہ خدا شناسی کا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکی ذات کو طوعاً و کرہاً مانا جاوے۔ اصل میں ہر جگہ دہریت ہے آجکل کی محفلوں کا یہ حال ہے کہ دعا۔ توکل اور انشاء اللہ کہنے پر تمسخر کرتے ہیں ان باتوں کو بیوقوفی کہا جاتا ہے۔ ورنہ اگر خدا سے انکو ذرا بھی انس ہوتا تو اس کے نام سے کیوں چڑتے جسکو جس سے محبت ہوتی ہے وہ پھر پھیر سے کسی نہ کسی طرح سے محبوب کا نام لے ہی لیتا ہے اگر ان کے نزدیک خدا کوئی شے نہیں ہے تو اب موت کا دروازہ کہلا ہے اسے ذرا بند کر سکے تو دکھا دیں تعجب ہے کہ میں جس قدر اس کے وجود پر امیدیں ہیں اسی قدر وہ دوسرا گروہ اس سے ناامید ہے اصل میں خدا کے فضل کی ضرورت ہے اگر وہ دل کے قفل نہ کھولے تو اور کون کھول سکتا ہے اگر وہ چاہے تو ایک کتے کو عقل دے سکتا ہے کہ وہ اسکی باتوں کو سمجھ لیوے اور انسان کو محروم رکھ سکتا ہے

طاعون کو سب و شتم کرنا منع ہے کیونکہ وہ تو مامور ہے ہاں خدا سے صلح کرنی چاہیئے کہ وہ اسے ہٹا لیوے۔

شام کیوقت جب مجلس منعقد ہوئی تو منی پور آسام سے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیاز حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب پہلے ہندو تھے عرصہ چوبیس سال سے مشرف باسلام ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جاں نثار ہیں۔ منی پور آسام میں آپ ہمارے بھائی احمدی حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین کے ہمراہ رہتے ہیں ڈاکٹر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں علاقہ بنگال وغیرہ کی طرف جہاں جہاں میں رہا ہوں مولوی صاحب جیسا خوش خصال اور فرخندہ حال اور پاکیزہ آدمی نہیں دیکھا۔

۲۔ آج دنکو مولوی محمد علی صاحب ایم اے منیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہو گئی اور درد سر اور بخار کے عوارض کو دیکھکر مولوی صاحب کو شبہ گذرا کہ شاید طاعون کے آثار ہیں جب اس بات کی خبر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو آپ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر انی احافظ کل من فی الدار کا الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھیرا۔ آپ نے نبض دیکھکر انکو یقین دلایا کہ ہرگز بخار نہیں ہے پھر تھرما میٹر لگا کر دکھایا کہ پارہ اس حد تک نہیں ہے کہ جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے اسکی کتابوں پر ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان دنوں لوگوں کو اور بعض جماعت کے آدمیوں کو بھی طرح طرح کے شکوک و شبہات پیش آ رہے ہیں اسلئے میرا ارادہ ہے کہ ایک رسالہ لکھکر اصل حقیقت بیعت اور الہامات سے اطلاع دیجاوے جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ بعض لوگ بیعت میں داخل ہو کر کیوں طاعون سے مرتے ہیں

۴۔ فرمایا کہ ان دنوں ایک دفعہ میری بغل میں ایک گلٹی نکل آئی میں نے اسے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کون ہے جو مجھے ضرر دے سکے اور خدا کے وعدے کو ٹال سکے تھوڑے عرصہ میں وہ خود بخود ہی بیٹھ گئی ✦

مسیح موعود کی تعلیم

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

اگرچہ شرعی طور پر اُن پر کچھ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لیے اسی قدر کافی تھا کہ شکی طور پر اُن کی نسبت شکایت ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راست بازی میں ایک روشن نمونہ دکھلاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص [illegible] بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت اُن لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راست بازی کی تلاش میں ہماری ہمسایگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اسکے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں اُن کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کرینگے۔

یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشانوں کو دیکھکر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے اور تا اُنکو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں نہ کاذب کا۔ اور تا وہ راست بازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور اُن کا پاک نمونہ دنیا میں چمکے۔ ان دنوں میں وہ چاروں طرف سے سُن رہے ہیں کہ ہر ایک طرف مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجکو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے اور قتل کرنے کے لیے فتوے لکھے جاتے ہیں۔ پس ان کو چاہیے کہ صبر کریں اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں اور اپنا نمونہ اچھا دکھاویں کیونکہ اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ اُن کے مقابل پر کی جاتی ہے تو پھر ان میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ اس لیے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگذر کی خصلت سب سے زیادہ اُن میں نہ پائی جائے۔ اگر مجھے گالیاں دی جاتی ہیں تو کیا یہ نئی بات ہے؟ کیا اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کو ایسا ہی نہیں کہا گیا؟ اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں تو کیا اس سے پہلے خدا کے رسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت موسیٰ پر یہ اعتراض نہیں ہوا کہ اُس نے دھوکا دیکر ناحق مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹھ بولا کہ ہم عبادت کے لیے جاتے ہیں اور جلد واپس آئیں گے اور عہد توڑا اور کئی شیر خوار بچوں کو قتل کیا۔ اور کیا حضرت داؤد کی نسبت نہیں کہا گیا کہ اس نے ایک بیگانہ عورت سے بدکاری کی اور فریب سے اوریا نام ایک سپہ سالار کو قتل کرایا۔ اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی؟ اور کیا ہارون کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اُس نے گوسالہ پرستی کرائی؟ اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے کہ یسوع مسیح نے دعویٰ کیا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی کہ اس نے اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹھی نکلے۔ یہودی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسیح نے کہا تھا کہ ابھی بعض لوگ زندہ موجود ہونگے کہ میں واپس آؤں گا۔ مگر یہ پیشگوئی بھی جھوٹھ نکلی اور وہ اب تک واپس نہ آیا۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مرتد ہو گئے تھے اور کیا ابتک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹھے الزام ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا اس لیے میں تمہیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں ہم میں پوری ہوں۔ ہاں یہ درست بات ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے جبکہ ہم دُکھ دیے جائیں اور ستائے جائیں اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جائے اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں اور اسکی جناب میں تضرعات کریں اور اُسکے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جسکی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں۔ سو اسی بنا پر یہ دعا کی ہے۔ مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں ربِّ اِنّی مغلوبٌ بغیر فانتصر کے۔ اور میری روح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سنے گا اور میرے لیے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کر دے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا۔ میں اس وقت کسی دشمن کے مقابلہ کے لیے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں بلکہ جیسا کہ میں تمام اُن لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے ایسا ہی میں عام اغراض کی بنا پر بغیر اسکے کہ زید یا بکر کا میرے دل میں تصور ہو خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو اور یہ فقط دعائیہ اشتہار ہے جو خدا تعالیٰ کی شہادت طلب کرنے کے لیے میں لکھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اُس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو اس تین برس کے عرصہ تک جو سنہ ۱۹۰۵ء تک ختم ہوں گے ایک ادنیٰ قسم کا نشان ظاہر نہیں ہوگا اور اس طرح پر میرا کذب ظاہر ہو جائے گا اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اُٹھ جائیں گے۔ میری یہ دعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنجوقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں دعا کرتے ہیں کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے **چار قسم کے نشان** چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں نبیوں کا کمال صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال صلحاء کا کمال۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اسکو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔ اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونیکی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اسکی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے۔ سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچوقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں۔ یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اسمیں ایمان بھی نہیں۔ ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنجوقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اس طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس بھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے۔

حضرت مسیح نے بھی مختصر لفظوں میں یہی سکھایا تھا دیکھو متی باب ۸ آیۃ ۹ پس تم اسی طرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھیراوے اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اُس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لیے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لیے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اُس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اُسکے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیے کہ میں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اُسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی لینا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اُسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اُسکو اُٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے* پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا۔ (باقیست)

---

* یہ باتیں [illegible] اپنی عزیز جماعت کے لیے بطور نصیحت کے ہیں۔ دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر اُن کا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کرے گا۔ منہ

حضرت اقدس کی چھوٹی اور پرانی تحریرین

(خاص الحکم کے کالمون مین شائع ہوتی ہین)

"عفو گناہ کی فلسفی"

گناہوں کی معافی کا فلسفہ یہ ہے کہ چونکہ انسان خدا کیلئے پیدا کیا گیا ہے اسلئے اسکی تمام آرام اور تمام خوشحالی صرف اسی مین ہے کہ خدا کا ہو جاوے کیونکہ جو سچی خوشحالیاں اس کی سرشت مین خدا کی طرف سے ودیعت ہین جو ظاہر نہین ہو سکتیں جب تک وہ اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہے اس قوت سے فعل مین نہ لاوے پھر جب انسان خدا سے منہ پھیرے تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی ان کھڑکیون کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف سامنے تہین اور کچھ شک نہین کہ انکے بند کرنے کے ساتھ ہی ساری کوٹھڑی مین اندھیرا پھیل جاویگا۔ اور وہ روشنی جو آفتاب سے ملی تھی یک لخت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جاویگی۔ اور یہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر کیجاتی ہے۔ کیونکہ تمام دکھون کی وہی جڑ ہے۔ اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیا جاوے تو کسی کو مصلوب کرنیکی حاجت نہین بلکہ وہی کھڑکیان کھول دینی چاہئیں جو ظلمت کا باعث ہوئی تہین کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم درحالیکہ کھڑکیون کو بند رکھنے پر اصرار کرین کسی روشنی کو پا سکتے ہین؟ ہرگز نہین۔ سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہین جسکا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو۔ اور یہ بھی نہین کہ یہ باتین محض بے حقیقت اور مجازی نافرمانیون اور مجازی قصور بخشی کے رنگ مین ہین بلکہ جب انسان خدا سے اعراض کرکے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا ہے۔ اور ادھر ادھر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور دلون پر نازل ہوتی ہے تب اس صورت موجودہ کا نام خدا کے کلام مین **جناح** ہے جسکو پادریون نے مبدل کرکے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جنح جو اس کا مصدر ہے اسکے معنے ہین میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا ہے۔ پس اسکا نام جناح یعنے گناہ اس لئے ہوا کہ انسان اعراض کرکے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے اور اس خاص مقام سے **دوسری طرف میل کرکے** ان انوار سے اپنے تئین دور ڈالتا ہے جو اس سمت **مقابل مین حاصل ہو سکتے ہین** اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ گم شدہ انوار کسی شخص کے مصلوب ہونے سے ہمین مل سکتے ہین یا ان کے حصول کیلئے قانون قدیم یہی ہے کہ ہم ان کھڑکیون کو کھولدین جو آفتاب کے سامنے ہین تب وہ کرنین اور شعاعین جو بند کرنے سے گم ہوگئی تہین یکدفعہ پھر پیدا ہو جائینگی سو اسمین کچھ شک نہین کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیون کو کھولا جائے تب ہم نہ صرف انوار کو پائینگے بلکہ اس **مبدء انوار** کو بھی دیکھ لینگے جسکا نام آفتاب ہے۔ جسمانی قانون قدرت بھی یہی ہے جو ہماری نظرون کے سامنے ہے تم مین سے ایسا شخص کون ہے کہ جب اپنی کوٹھری کے دروازہ کے بند ہونے کی حالت مین اندھیرے اور حبس سے دکھ پاوے وہ کسی کے مصلوب ہونے کا منتظر ہو اور یقین رکھتا ہو کہ یہ دروازے کسی کے سولی دیئے جانے سے کھلین گے۔ اور جب تک کوئی سولی نہ دیا جاوے اندھیرے مین بیٹھا رہے بلکہ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر وہ ہوا کے رکنے سے تنگ نہین ہوگا تاہم ایک خوفناک اندھیرے سے تنگ آکر اٹھے گا اور اپنے ہاتھون ساری کھڑکیان کھول دیگا۔ تب ساتھ ہی صورت موجودہ جاتی رہیگی۔ اور روشنی اور ٹھنڈی ہوا سے گھر بھر جائیگا۔ اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے اشارہ فرماکر کہا ہے۔

من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا ۔ یعنے جو شخص اس جہان مین اندھا ہو اس جہان مین بھی اندھا ہوگا یعنے خدا کو دیکھنے کی آنکھین جسکو اس جہان مین نہین ملین اس جہان مین بھی نہین ملین گی۔ راستباز جو قیامت کو خدا کو دیکھینگے وہ اسی جگہ سے خدا کو دیکھنے والے حواس ساتھ لیجائینگے اگرچہ اسجگہ اللہ تعالےٰ نے صرف آنکھ کا ذکر کیا ہے مگر اشارۃ النص سے کان بھی اسمین داخل ہین۔ یعنے جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہین سنے گا۔ اسجگہ بھی نہین سنے گا۔ خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا ہی تمام روشنیون کا مبدء ہے۔ لیکن جن لوگون کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت دکھ مصیبت جہالت وارد ہو جاتی ہے اور وہ بھی ملعون ہوکر سچی پاکیزگی اور الٰہی رحمت سے مردود ہو جاتا ہے اور لعنت کے مفہوم کے مطابق خدا اس سے بیزار ہو جاتا ہے کیا ایسے لوگون کے دلون پر سچے خدا کی معرفت کا ایک ذرہ بھی پڑا ہے اگر کہو کہ ہمارا مذہب نہین کہ یسوع کو ہم حقیقی طور پر بدکار اور خدا کی رحمت سے دور اور خدا کے غضب کا مورد اور اسکی نظر عنایت سے گرا ہوا سمجھین اور ایسا خیال کرین کہ سچ مچ خدا اس سے بیزار ہو گیا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تمام باتین لعنت کے مفہوم مین داخل ہین اور جس نے یہ جائز رکھا ہے کہ یسوع لعنتی ہوا اسکو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ لعنت کا تمام مفہوم اس پر صادق آیا۔ اور جس جس تک لعنت کے معنے لغت کی رو سے ثابت ہوتے ہین وہ تمام معنے اسمین پائے گئے سو لعنت کے معنے لغت کی رو سے وہی ہین جو ابھی ہم ذکر کر چکے ہین لعنت کا شیطان وارث ہے پس ہر ایک ملعون واقعی طور پر شیطان ہے پس اگر یسوع ملعون ہے تو ہمین معاف فرماوین کہ ضرور یہ کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ وہ شیطان ہے۔ ہم اسوقت اس بحث کو زیادہ لکھنا نہین چاہتے اپنے پہلے کلام کیطرف عود کرکے کہتے ہین کہ **سچی نجات کا چشمہ سچی خدا شناسی ہے**۔ اور سچا طریق گناہ کی معافی اس روشنی کے مرکز پر قائم ہو جانا ہے جس سے میل کرکے ادھر ادھر ہو گئے تہے۔ جہان اللہ عزّ و جلّ کی لغت مین بڑی لیاقت نے برکت رکھی ہے کہ اسکا ایک لفظ بھی بڑے بڑے جھگڑون کا فیصلہ کر دیتا ہے جس خدا نے گناہ کا نام جناح رکھا اس نے ابتدا سے اسی لفظ کے ذریعہ سمجھا دیا کہ گناہ کی حقیقت اصل مرکز سے ادھر ادھر میل کرنا ہے اور جناح کا ضد **توبہ** ہے کیونکہ وہ بھی ایک میل کا نام ہے۔ **نجات کا مفت ملنا اور اعمال سے فراغت رکھنا** یہ عیسائیون کی ایک غلطی ہے انکے یسوع خدا نے بھی چالیس روزے رکھے اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی کوہ سینا پر روزے رکھے تب خدا کی کتاب ملی کیا ان نمونون سے سمجھ نہین آتا کہ **دنیا محنت اور مجاہدہ کا مقام ہے**۔ جسقدر دنیا مین مفت خورے ہین حقیقت مین سب بدمعاش ہین مثلاً اول درجہ کے چور مفت خورے ہین پھر ڈاکو اور بٹمار اور امانت مین خیانت کرنیوالے اور رشوت لینے والے تمام نیکون کو راستبازی کی راہین عمل کے بعد ملتی رہی ہین۔

یہ بات غور کے قابل ہے اور عیسائی اسکو مانتے ہین کہ خدا بدی سے اسقدر بیزار ہے کہ ایک بدی کا عوض دائمی جہنم ہے۔ پھر جبکہ بدی سے وہ اسقدر بیزار ہے تو اس کے عدل کا تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ نیکی سے بھی اسیقدر راضی ہے یعنے اس نیکی کا عوض بھی دائمی جنت رکھا ہو۔ پس اس صورت مین تو **نیکی بدی کا کفارہ** ٹھہر گئی ہے نہ کسی اور کا مرنا کیا اگر کوئی شخص درد سر سے بیتاب ہو تو کوئی اور اپنا سر کسی پتھر سے پھوڑ لے تو اس سے اس کا درد سر جاتا رہیگا! کبھی نہین پس جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجا لاوے جسکا عوض دائمی جنت ہے تو ضرور یہ پہلی بات سوخت ہوکر دوسری بات قائم ہو جاویگی ورنہ خلاف عقل ہوگا۔ اسی کے مطابق خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یا دوسرے لفظون مین ہم یون بھی کہہ سکتے ہین کہ بدی مین خدا تعالیٰ نے ایک خاصیت رکھی ہے کہ وہ جہنم تک پہونچاتی ہے تو عدل کا ضرور یہ تقاضا چاہئے کہ نیکی مین بھی اسکی مقابل پر ایک خاصیت ہو سو وہ یہی ہے کہ وہ جنت تک پہونچاتی ہے مثلاً کھڑکیون کا بند کرنا ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ کوٹھڑی مین اندھیرا پھیل جاوے پھر اسکے مقابل پر نیکی یہی ہے کہ وہ گمشدہ پھر واپس آجاوے یا بتبدیل الفاظ یون کہہ سکتے ہین کہ **عذاب ایک سلبی چیز ہے** اور خوشحالی **ایک امر ایجابی** اور سلب اور ایجاب مین کوئی امر درمیانی نہین ہوتا۔ پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب بدن مجری طبعی پر نہ رہے سو جب انسان کی **روحانی حالت مجری طبعی سے ادھر اودھر کھسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے**۔ پس جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیر اپنے محل سے اتر جاوے اسیوقت درد شروع ہو جاتی ہے۔ اور یہ درد کہین باہر سے نہین آتی بلکہ اس عضو کے اترنیکو لازم پڑی ہوئی ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ وہ باہر سے نہین آتا اور گو وہ خدا کا فعل ہے جیسا کہ اگر کوئی سم الفار کھاوے خدا اسکو مار دیتا ہے اور اگر آتشک زدہ عورت کے پاس جاوے تو خدا اسکو آتشک کر دیتا ہے۔ اور جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ عذاب صرف ایک سلبی ہے یعنے جو سچی خوشحالی سے دور ہوکر ایک حالت پیدا ہوتی ہے وہی عذاب ہے۔ قرآن شریف سے بار بار اسی پہلو مین سے یہ ایک پہلو ہے جسکی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے۔

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنے عذاب جہنم خدا کی ایک آگ ہے جو دلون پر بھڑکتی یعنے اندر سے ہی نکلتی ہے **پس ایسی حالتین** کہ عذاب ایک سلبی امر ہے لازم آتا ہے کہ امر ایجابی پیدا ہونے سے وہ عذاب دور ہو جاوے کیونکہ قانون قدرت جو ہمارے نظر کے سامنے ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی سے دور ہو جاتا ہے اور کسی تیسری شی کی حاجت نہین پڑتی مثلاً کھڑکیون کو بند ہونے سے جو اندھیرا اور حبس ہو جاتا ہے اسکا علاج یہی کافی ہے کہ پھر کھڑکیون کو کھول دیا جاوے۔

اس صورت مین ہر ایک کو صاف سمجھ آ جائیگا کہ گناہ اور معافی گناہ کی فلاسفی کیا ہے گناہ ایک **امر سلبی** ہے یعنے وضع طبعی سے ادھر ادھر ہو جانا اور معافی گناہ **بطور استرداد صحت زائلہ** کے ہے یعنے کھوئی ہوئی صحت کو اپنی حالت پر لانا۔ اور کسکے ہوئے عضو کو ایسی جگہ پر رکھنا جہان سے وہ کھسک گیا تھا سو جسطرح **جناح کے معنے ہین** مرکز طبعی سے میل کرنا ایسا ہی اسکی مقابل پر توبہ کے یہ معنے ہین کہ **مرکز طبعی کی طرف میل کرنا** یہ دونون لفظ مقابل پر پڑے ہین اس تقابل کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ اور یہ دونون لفظ نہایت قابل قدر ہین کہ اصل حقیقت کو دکھلاتے ہین اور گناہ اور معافی گناہ کی سچی فلاسفی بتلاتے ہین۔ والحمد للہ علی ذالک +

نوٹ :- عیسائیون کے خیال مین یہ سمجھا ہے کہ عذاب الٰہی اس انسان کے عذاب کی مانند ہے جو نافرمانی سے چڑکر مارتا ہے اور جس نے اپنے نفس پر فرض کر رکھا ہے کہ کبھی قصور سے درگزر نہ کرے اور اس کی اس خصلت سے مخلصی حاصل کرنیکی بجز اسکے اور کوئی طریق نہین کہ اسی کا بیٹا گنہگارون کے گناہ معاف کرانے کیلئے اپنے تئین سولی پر چڑھا دے تا اسطرح کے باپ قصاب کی منتقمانہ عادت بھی پوری ہو جاوے اور دوسرے لوگ بچ جاوین اور کچھ شک نہین کہ قرآن کی اس تعلیم سے اختلاف کیا ہے اور صاف طور پر فرما دیا ہے کہ جسطرح بدی مین یہ خاصیت ہے کہ خدا سے دور ڈالتی ہے اسیطرح نیکی مین یہ خاصیت ہے کہ وہ پھر خدا کے پاس لے آتی ہے۔

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں قسم قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور حضور قلب حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کیا کیا جاوے؟ اس کا علاج بھی نماز ہی ہے کثرت کے ساتھ بے ذوقی اور بے حضوری سے بھی جب دعائیں ہوتی رہیں گی تو اسی بے حضوری سے حضور اور بے ذوقی سے ایک نئی ذوق پیدا ہو جائیگا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ گھبرانا نہیں چاہیئے اور تھک کر اس راہ کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ جو مطالب پیش کرتے ہو اور جو کچھ پڑھتے ہو فکر سمجھکر پڑھو پھر حضور پیدا ہونے لگے گا۔

نماز کے عجائبات میں سے اجتماع بھی ہے اس لئے مع الوسع نماز کو باجماعت ادا کرو۔ ہماری جماعت کیلئے ایک قسم کا ابتلا کا زمانہ ہے بعض کم فہم اور مساجد کے اغراض سے ناواقف لوگ ہماری مخالفت میں یہانتک بڑھ گئے ہیں کہ اپنی مسجدوں میں آنے سے روکتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کچھ عیسائی آئے تھے اور آپ نے اپنی مسجد میں انکو اپنے طریق پر گرجا کرنے سے منع نہیں فرمایا اور یہ زمانہ ہے کہ ذرا سے اختلاف کیوجہ سے مسجدوں سے نکال دیتے ہیں اور اس اخراج میں اسقدر غلو ہے کہ بعض وقت ان لوگوں نے مسجدوں کے فرش اکھیڑ دئے ہیں اور ان کو دھلوایا ہے مسلمانوں کی اس قسم کی حالت بتلاتی ہے کہ اس وقت ایک امام کی ضرورت ہے مگر یہ جاہل قوم اپنے دردمند طبیب اور شفیق غمگسار کو دشمن سمجھتی ہے اور اسطرح اس کے فیوض و برکات سے بے نصیب ہو رہی ہے آہ! یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔

غرض

نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اس کیلئے مسجدوں کا انتظام ہونا چاہیئے۔ میرے دوست میری اس عرض کو غور سے سنیں اور بدگمانی کی نظر سے نہ سنیں میں سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ درد دل سے کہتا ہوں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے پر ایمان رکھ سکتا ہوں بعض لوگوں کو جب کہا گیا ہے کہ تم اپنے شہر میں مسجد بنالو تو وہ کہتے ہیں کہ چندہ کرا دو تاکہ مسجد بنالیں۔

میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ مسجد کی بہت بڑی ضرورت ہے لیکن فی الحال یہ ضروری بات نہیں ہے۔ کہ کوئی عظیم الشان عمارت ہو تم سیدھی سادی کوئی عمارت اگر ممکن ہو بنالو۔ ورنہ چبوترہ ہی سہی اس پر چھپر ڈال لو۔ دیکھو ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا کام مدینہ طیبہ میں یہی مسجد کی بنا تھی مگر اس کیلئے کوئی بہت بڑا اہتمام اسوقت نہیں کیا گیا۔ معمولی کھجور کے تنوں کی چھت ڈال لی گئی یہانتک کہ بارش میں وہ مسجد اسقدر ٹپکتی کہ صحابہ کے کپڑے لت پت ہو جاتے۔

وہی مسجد گو آج عظیم الشان مسجد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنا تو ضروری سمجھی مگر اسکی عالیشان عمارت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اسیطرح بے آب و گیاہ کوہی زمین میں ایک عظیم الشان مسجد بنائی گئی جو اللہ تعالیٰ کا گھر کہلایا **بیت الحرام** اس کا نام رکھا گیا جو اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کا مصداق ہوا۔ ہاں جو خدا تعالیٰ کا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت قرآن کریم کی سچائی کا زبردست نشان ہے وہ مسجد جہاں روئے زمین کے مسلمان کھچے چلے جاتے ہیں۔ وہ مسجد کعبۃ اللہ کی مسجد ہے اب غور کرو کیا ان دونوں مسجدوں کے لئے بنانے والوں نے اس وقت چندوں کی فہرستیں کھولی تھیں؟ نہیں کعبہ کی بنا کے لئے خدا تعالیٰ کے دو برگزیدہ بندے باپ اور بیٹا خود ہی مستری معمار اور مزدور تھے۔ وہ سمان کیسا عجیب ہوگا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسمٰعیل اس مسجد کو بنا رہے تھے۔ جس اخلاص اور غرض کیلئے انہوں نے بنیادی پتھر رکھا ہوگا اس کا ثبوت اس قبولیت اور رجوع سے ملتا ہے جو اس مسجد کو حاصل ہوئی۔ اسی جگہ وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا۔ جو کل دنیا کے لئے "رحمۃ للعالمین" ہو کر آیا۔ جسکی رسالت کا دامن قیامت تک دراز اور جو خدا تعالیٰ کی کامل شریعت کا لانے والا ٹھیرا۔ اور وہ وادی غیر ذی زرع آخر **ام القریٰ** کہلائی اور دنیا کی ناف اسکو کہا گیا۔ اس میں اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ جب تک انسان تاریکی کے اندر رہتا ہے اور پیٹ میں ہوتا ہے ساری غذا اس کو ناف ہی کے ذریعہ سے پہنچتی ہے اور اس کی پرورش ہوتی ہے اور پھر آخر وہ ایک جدید راستہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایک عظیم الشان فضا کے نیچے آتا ہے۔ اسیطرح جب دنیا ایک خطرناک ظلمت میں مبتلا تھی اس وقت توحید کا دودھ مکہ کی ہی ناف سے نکلا ہے۔ اور جب تک انسان اس دودھ سے پرورش نہیں پاتا۔ وہ جنم لینے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

غرض وہ عظیم الشان مسجد تھی اس کا بنانا کوئی مشکل کام اس وقت نہیں سمجھا گیا باپ بیٹے نے مل کر اسکو بنا لیا۔ اور وہ دوسری مسجد جو اس کے لئے فرعی یعنے مسجد نبوی وہ بھی ایک معمولی سے باپ اور بیٹوں نے بنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امہات المومنین قرار دیا ہے اس حیثیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باپ تھے اور صحابہ آپ کے فرزند تھے۔ اس مسجد کو صحابہ کے ساتھ مل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنا لیا۔ اور ساری دنیا اسکی متوالی ہو گئی۔

اس زمانہ میں بھی میں اس قسم کی مسجد کا ایک نمونہ دکھاتا ہوں۔ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مسجد بنائی ہے زمین نہیں ملی تو اوپر چھت کے ہی بنالی ہے۔ بات کیا ہے جو چیز اللہ تعالیٰ کی رضا دکھیوا سطے ہوتی ہے وہ بابرکت ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو تو کچھ نہیں بنتا۔ تم خیال کر سکتے ہو کہ لاہور امرتسر میں کیسی بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ لاہور میں شاہی مسجد اور وزیر خان کی مسجد موجود ہے کیا وہ مسجدیں ایسا متوالا اور پروانہ بنا سکتی ہیں۔ جو مکہ اور مدینہ کی مسجد بنا سکتی ہے یا ہماری چھوٹی سی مسجد۔

غرض جس جس جگہ ہمارے بھائی رہتے ہیں تو سب سے مقدم اور ضروری کام کم از کم ایک چھوٹی سی مسجد ہے جیسی ممکن ہو بنالو۔ اگر سستی کرو گے تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ غرض پہلی بات **نماز** ہے نماز پانچ وقت احباب کو جمع کرتی ہے یہ تو اسکی ظاہری خوبی اور حسن ہے نماز ہی کی خوبی ہے کہ سارے گاؤں کے لوگ ایکدن جمع ہوتے ہیں اور نماز ہی کی خوبی ہے کہ کل روئے زمین کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ نماز ہی کی خوبی سمجھ کر تم آئے۔ یہاں آنے کی یہ غرض نہیں ہونی چاہئیے کہ آئیں گے تو ایسا جلسہ ہوگا تقریریں ہوں گی۔ یہ تو ایک قسم کے میلے کی ہی صورت ہے۔ نہیں بلکہ یہاں آنے کی غرض وہی ہو جو حق سبحانہ تعالیٰ کا منشا رہے۔ وحدت ہو۔ اخوت ترقی کرے اور اصلاح نفس ہو۔ ایک مرتبہ مجھے خیال آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا یہ نہیں فرمایا احبابًا اس میں کیا سر ہے وہ سر مجھے یوں سمجھ میں آیا۔ کہ محبوب میں رنج نہیں ہوتا۔ بھائیوں میں رنج بھی ہو جاتے ہیں۔ کبھی کسی قصور فہم سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ اور ناراض ہو گیا۔

اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ فضل الٰہی سے ہی اخوان بن سکتے ہیں اپنی کوشش اور محنت سے کچھ نہیں ہوتا پس اگر کسی سے کوئی غلطی یا کمزوری ہو جاوے تو اخوت ہی کے رنگ تک رکھو۔ یہاں آنے کی ایک بڑی غرض یہی رکھو کہ تمہارے تعلقات باہم مضبوط اور اعلیٰ ہوں اور خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں پر غور کرو۔ کہ انہیں کیا جا نا گیا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی مربع مل جاوے۔ نہیں بلکہ انکی ساری دعائیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی ہیں۔

غرض

یاد رکھو کہ اجتماع پر اللہ تعالیٰ کا فیضان نازل ہوتا ہے۔ اس وقت ایک تعارف پیدا ہوتا ہے۔ ایک خدمت کا شریک ہوتا ہے جتنا خرچ کیا۔ گھر چھوڑا آرام چھوڑا۔ اغراض کے یہ غرض ہی ہو سکتی ہے کہ ... میں صحابہ جدا ہوتے ہیں ... اغراض لوازمات کو جمع کرنے میں مشکلات بھی پیش آتی ہیں تو اس میں کوئی شبہ اور کلام نہیں ہو سکتا کہ جب ہم یہ سب کچھ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے برداشت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے مامور اور شکور خدا کی طرف سے قدر بڑھتی ہے۔ اور یہ ایک سفر دوری ہوتی ہے۔ جیسا عظیم الشان اجر ملنے والا ہوتا ہے اول دعاؤں کے حصہ ملتا ہے جو خدا تعالیٰ کا مامور خصوصیت کے ساتھ ایسے موقعہ پر مانگتا ہے کیونکہ وہ سب جو اسوقت موجود ہوتے ہیں ان دعاؤں میں شریک ہوتے ہیں۔

پس

ایسے موقعوں پر آنا چاہیئے۔ لیکن پاک اغراض اور رضاء الٰہی کے مقصد کو ملحوظ رکھ کر نہ کسی اور غرض اور خواہش سے + باقی آئندہ۔

جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ شکی ہے اور اس کی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعوےٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں۔

خدا بڑا رحیم کریم ہے اگر لوگ راتدن تضرع کریں خیرات اور صدقات دیں تو شاید وہ رحم کر کے اس عذاب سے ان کو نجات دے۔ اگر جماعت متفق ہو کر تضرع کیطرف متوجہ ہو تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارا آخری حصہ عمر کا ہے اور ہمیشہ تجربہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ ہی غالب ہوتا ہے وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ یوسف علیہ السلام کا قصہ ہی دیکھو کہ سب بھائی مصیبت زدہ ہو کر اسی کے سامنے پیش ہوئے لیکن اسے شناخت نہیں کر سکتے اگر یہ ہمارا مقدمہ ایک انسانی کاروبار ہوتا تو سب سے اول بیزار ہونیوالا اس سے میں ہوتا مگر جبکہ اس کے قدم قدم پر خدا کا الہام ہوتا ہے تو معلوم ہوا ہی اسی کی طرف سے ایک امر ہے۔

فرمایا ہمیں بھی کو اسیدن غم ہوتا جسدن خدا کی راہ میں انہیں کوئی غم نہ ہوتا۔ مومن کسی نہ کسی ابتلا میں ضرور رہتا ہے۔ ؎

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی

از ملفوظات

خطبہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں

پھر سب سے بڑا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق تھا۔ ان لوگوں کا تو ذکر ہی چھوڑ دو جو سرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی کے قائل نہ تھے میں ان لوگوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں انہیں میں ایک گروہ تو ایسا نکلا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت پر خود اضافہ کر لیا اور اپنی ایک جدید شریعت قائم کر لی گو زبان سے نہیں مگر عمل سے خود قسم قسم کے وظائف اور اوراد سیفیاں اور کیا کیا کچھ نکالے اور ان میں یہاں تک منہمک ہوئے کہ وہ اصل شریعت پس پشت ڈال دی گئی۔ عبادت کے طریقے بھی نئے نئے ایجاد کر لئے گئے اور یہ ترمیم تنسیخ عملی یہاں تک پہنچی کہ ایک نئی شریعت نظر آ رہی ہے جو میری اس بات کو مبالغہ اور خیالی سمجھتا ہے اسے چاہئے کہ سجادہ نشینوں اور گدی نشینوں اور دوسری قسم کے فقیروں سے ملکر دیکھے کہ ان کے معمول کیا ہیں۔ پھر ان لوگوں میں جو علماء کہلاتے ہیں ان کے باہمی اختلاف پر نظر کرکے اور بھی حیرت ہوتی ہے اور اصل شریعت کا پتہ لگانا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

ان باتوں کو چھوڑ کر ایک اور عظیم الشان غلطی کہو یا اوس کا نام کچھ اور رکھو پیدا ہو چکی تھی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق وہ لوگ جو آپ کو باوجودیکہ سچا نبی مانتے ہیں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ آپ معاذ اللہ مر گئے ہیں اور مردہ رسول ہیں اگر منہ سے نہیں کہتے تھے تو عمل سے بتاتے تھے کہ آپ مر چکے ہیں بلکہ میں درد دل سے کہتا ہوں اور یہ الفاظ کہتے ہوئے زہرہ گداز ہو جاتا ہے کہ وہ آپ کو عملی طور پر معاذ اللہ ابتر مانتے تھے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے فیوضات و برکات کا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہو گیا اور آئندہ نور نبوت سے کوئی حصہ لینے والا آپ کی تعلیم سے مزکی اور معلم ہونیوالا نہیں ہے۔ یہ کسقدر اندھیر اور ظلم کی بات ہے کہ وہ ہادی **کامل** اور کامل انسان جو دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا جسکو ہم شاہد سمجھا۔

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ وہ نبی جسکی نبوت کا دامن قیامت تک دراز ہو اس کے اعجاز و خوارق ایک محدود زمانہ تک آکر ختم ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ آئندہ کے لئے بند ہو گیا کیا کوئی عقل سلیم اس بات کو تسلیم کر لیگی اور اسے ماننے پر طیار ہو جائیگی۔

کوئی شخص ثبوت نہیں دیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اس معیار پر ثابت کرے حضرت عیسےٰ کو تو آسمان پر زندہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اس طرح پر آپکی زندگی اور نبوت پر خط تنسیخ کھینچ دیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل ہیں کوئی انصاف سے کہے کہ جب حضرت مسیح کا یہ قول ہو مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

اور ابھی تک وہ زندہ ہی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے جبتک حضرت عیسےٰ کی زندگی کا خاتمہ نہ ہو اسوقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت نہایت مشکوک نظر آتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ کامل انسان جس نے آکر اس راز سربستہ کو کھولدیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے روشن اور بین دلائل دنیا کے سامنے رکھدیئے۔ اور ثابت کر کے دکھایا کہ آپ زندہ نبی ہیں۔

جسطرح آپ کے وجود سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملا۔ اسیطرح آپ کے وجود ہی سے سلسلہ نبوت کی گواہی ملی اور خود آپ کی ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت کامل ٹھیری۔ آپ نے اپنے ذاتی تجربہ اور وجود سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی کامل تعلیم کا نمونہ یہ ہے کہ ہم دور اس تعلیم پر عمل کرنے سے یہ ثمرات اور نتائج ملتے ہیں حقیقت میں اس زمانہ کے لوگوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے تسلیم کرنے کیلئے کیا حجت اور دلیل ہو سکتی تھی اگر یہ نہ آیا ہوتا۔ نری دلیل بازی اور منطقی بحثیں اس کیلئے کافی نہیں۔ کیونکہ دوسرے مذاہب باطلہ والے بھی اپنے مفید مطلب بہت سی دلائل منطقی ڈھکوسلے پیش کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ پھر کیا گذشتہ معجزات اور خوارق کوئی اثر پیدا کر سکتے تھے؟ کبھی نہیں کیونکہ دوسرے لوگ ہندو اور عیسائی بھی اس امر میں پیچھے نہیں رہے ہوئے۔ ان کے ہاں بھی بہت سے معجزات اور خوارق کی داستانیں اور کہانیاں موجود ہیں اگر صرف روایت پڑھ کر سنا دینا ہے تو بتاؤ کہ ان کے رد کرنے کی دلیل کیا ہے؟

مگر نہیں اس خدا کی حجت و آیت نے رسالت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے داستانوں اور کہانیوں پر انحصار نہیں کیا اس نے تازہ بتازہ نشان اور آیات خدا تعالےٰ کی قدرت کے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور یہ قرار دیا کہ یہ آیات اور نشانات صرف صرف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے ملتے ہیں۔ اور اسطرح پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اور اسلام کا بول بالا کیا۔

کیا اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت اسلام کی سچائی۔ قرآن کریم کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ہو سکتا تھا اور اس تعلیم کے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ پیش کر دیا

اور دوسرے تمام مذاہب ملل کے ماننے والوں اور لیڈروں کو جو اسوقت موجود ہیں چیلنج کیا کہ اگر تم میں اپنی تعلیم کی سچائی اور خوبی کا کوئی ثبوت ہے تو اس کے ثمرات اور نتائج کو پیش کرو تاکہ دنیا پر کھل جاوے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے سے یہ نتائج حسنہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور وہ نتائج اور ثمرات آئندہ زندگی کے وعدوں اور سچائیوں پر گواہ ہوں اور کوئی اس کے مقابل نہیں آتا۔ کاش اگر مسلمانوں کو اس عشق اور محبت کی کیفیت پر اطلاع ہوتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے دل میں ہے اور جس کے لئے وہ رد کیا جاتا ہے تو آج اس کے خاک پا کو سرمہ دانیوں میں ڈال کر دور دراز میں لے جاتے۔

جب ہم اس غیرت اور جوش پر نظر کرتے ہیں جو وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھتا ہے اور اسکی اس تڑپ اور اضطراب کو دیکھتے ہیں جو اسلام کو غیروں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے اس کے دل میں ہے اور جو اپنے عمل سے دکھا رہا ہے اور پھر اس کے مقابل قوم کے سلوک پر خیال کرتے ہیں تو جگر خون ہو جاتا ہے کہ کیا یہ انسان اس قابل تھا کہ اس کو گالیاں دی جاتیں ہر طرح سے اسکو ستانے کے منصوبے کئے جاتے اسکی راہ میں سانپ اور بچھو چھوڑے جاتے اور پتھر ڈالے جاتے! اور پھر کس گناہ پر گناہ صرف یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق اور **خادم** ہے اور اسکی غلامی پر ناز اور فخر کرتا اور اپنی ساری کوشش اور ہمت اس کے لئے صرف کر رہا ہے کہ دنیا کو منوا دے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ** نبی ہیں۔

ناقدر شناس قوم! خدا سے ڈر تو نے کس پر ہتھیار باندھے ہیں ذرا سن رکھ وہ کیا کہتا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

ناعاقبت اندیش قوم! محبان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محبت میں یہاں ہزار داستان پر تو حملہ کرتی ہے دیکھو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا میں پھر پوچھتا ہوں کہ اے مخالفت کرنیوالو! بتاؤ تو سہی کہ کیا اس امر پر کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ ثابت کرتا ہے۔

اس کے ساتھ یہ سلوک ہونا چاہئے تھا۔ کیا مسیح کی موت سے اسکی جاید اد بڑھتی تھی؟ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور سب سے بڑھکر خدا تعالےٰ کی عزت و جلال کے لئے ضروری تھا کہ وہ ابن آدم جو خدا کے عرش پر بٹھایا گیا ہے **مارا جاتا اسکی موت اسلام کی زندگی ہے**۔ اگر تم اسلام کی زندگی سے خوش نہیں ہو سکتے تو نہ ہو۔ وہ اب مر چکا اور دنیا کے عقلمند اور آئندہ نسلیں اسکی زندگی کی قائل نہیں رہ سکتیں اور اسکی موت اور اسلام کے احیاء کا فخر اسی پہلوان کو ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں سچ کہتا ہوں کہ کتنی منت ہے اسکی مسلمانوں کی گردن پر کیونکہ اس نے زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب ثابت کر کے دکھا دی پس مبارک ہو تجھ کو اے **مسیح کہ تو کامیاب ہو گیا**۔

اس کے بعد **قرآن شریف** کا مسئلہ تھا مسلمان اس کو ایک کتاب مانتے تھے بلا تشبیہ اسی رنگ وحیثیت کی کتاب جیسے توریت انجیل اور وید بھاگوان کو ماننے والے مانتے ہیں۔ عام مسلمان۔ صوفی۔ متکلمین اس زمانہ میں اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی فرق نہیں بتا سکتے تھے اور کوئی امتیاز اس اور دوسری کتابوں میں نہیں دکھا سکتے تھے نری تقریروں اور لفاظیوں میں ہر ایک شخص اور ہر ایک اہل مذہب اپنی اپنی کتاب کے لئے بہت کچھ کہہ سکتا اور تقریریں کر سکتا تھا۔ مگر وہ عظمت اور شوکت جو کتاب اللہ کی ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کوئی ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ قرآن شریف کو دوسرے اہل ملل کیطرح اپنی تقریروں اور وکالتوں کا محتاج سمجھتے تھے اور خود قرآن کریم کو نقلی کتاب تصور کئے بیٹھے تھے لیکن اس خدا کے مسیح نے آکر یہ دکھایا کہ قرآن شریف ہمارے دلائل اور وکالت کا محتاج نہیں وہ ہر ایک امر میں خود ہی دعوےٰ پیش کرتا ہے اور خود ہی اس دعوےٰ کی دلیل پیش کرتا ہے وہ ہماری کسی تقریر یا دلیل کا محتاج نہیں وہ ہر ایک **ناطق کلام ہے**۔ اور پھر اوس نے دکھایا کہ قرآن شریف میں کیسے برکت ہے کہ یہ زندہ کتاب ہے اور اس پر چلکر خدا کی نصرت اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔

باقی آئندہ

مکر اللہ | مکر اللہ کے یہی معنے ہیں کہ انسان کی باریک در باریک تدابیر اور تجاویز پر آخر کار خدا کی تجاویز غالب آ جاویں اور انسان کو ناکامی ہو۔ اگر کوئی کتاب اللہ سے اس فلاسفی کو نہیں مانتا تو دنیا میں ہی اسکی نظیر موجود ہے اور اسکے اسرار یہاں ہی ہیں۔ مجرم کیسی باریک در باریک تدابیر کر کے بچنا چاہتا ہے اور اپنی حفاظت کرتا ہے لیکن گورنمنٹ کی تجاویز باریک در باریک اسکی گرفتاری کی رکھی ہیں اور وہ غالب آ جاتی ہیں تو خدا کیوں غالب آ وے۔ (از ملفوظات)

نظم

از جناب محمد ابراہیم بن محمد سلیم خان (کراچی)

اے دلت سنگ و نما تیرہ
مرد یکرنگ شو دو رنگی چیست
تا بکے محو حرف ہر واہی
ہر کرا نور چشم حق بین دید
ایک چشم تو خیرہ مے بیند
زانا خفاش راز ضعف بصر
کہ زان نور مہر کم تابد
ہوا سلاح بینش و مکن
شمع دانش کہ ولفروز بود
تو این شمع تیرہ سوز مساز
چیست خورشید با تو گویم فاش
یک جہان دل بنور او معمور
مشرقی است تا دیان جان
آفتاب است بر سپہر خوش است
من بخون جگر شناختمش
ذکر در بند خواب و خور باشی
زانکہ این از لوازم خاک است
تو و عصیان و او گنا و دست
غافلان را نئے سر وسطلق
در بناحق سر ستیز کشی
باکر دار ی سقا بلہ شدار
راہ عرفان حق گو سہل است
تشنید کہ آن زمو باریک
پس چنین دان تنا ماموش
عجز و زاری است طلب اینجا
چیست با شوخی غرور رحیم

اے بہ بحیرا دیوانہ دیشہ
دین احمد گزین فرنگی چیست
غافل از سر صبغۃ اللہی
صبغۃ اللہ رنگ این دین نہ
بہتر از صاف تیرہ بیند
ورخور افتادہ وقت شام و سحر
ظلمت و روشنی بہم تا بد
پس تماشا گر نور احمد کن
در خودی سخت تیرہ سوز بود
جز بخورشید نیمروز مناز
آنکہ پوشیدہ گشت بر خفاش
لیک جرمیم با تگل مستور
نہ کہ عین حمکنہ اے ناداں
برتر از اوج ماہ و مہر و حسن است
تا بجان قبلہ گاہ ساختمش
بہتر آن بہ کہ بخبر باشی
خاکیان را حجاب افلاک است
ہر کسے آن کند کہ لائق او ست
دعوئے فہم راز اہل حق
حلق خود را بہ تیغ تیز کشی
یا مسیحائے احمد مختار
ہر کہ سہلش شمر دنا اہل است
ہست و تیرہ تر از شب تاریک
تا نہ بینداری از خدا دورش
پائے بگذار در وبسر اینجا
سر سلیمی طبع ابراہیم

قدیم روسیوں کا مذہب اور ان کا عیسائی ہونا

زمانہ قدیم میں روسی بھی اس زمانے کی تمام آریا اقوام کی طرح بت پرست تھے اور بہت سے دیوتاؤں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کے لئے قربانیان کرتے اور بھینٹیں چڑھاتے تھے۔ ان کے دیوتاؤں میں چھ بہت مشہور و معتبر سمجھے جاتے تھے۔ پہلا – بیرون جو برق و باد و جنگ و صلح کا دیوتا تھا۔ دوسرا واجد بوگ تھا جسکو معبود الشمس کہنا چاہئے۔ تیسرا – ڈبڑلاد و یعنی رب النور – چوتھا۔ ڈوموکوئی – الہ الارض۔ پانچواں – ذویا نوئی – خداوند آب – چھٹا – کی شی جو برنج و مرنج کا مالک مانا جاتا تھا۔ سال کے بعض ایام مقرر تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ ان معبودوں کی پرستش ہوتی تھی اور یہی دن روسیوں کا تہوار سمجھے جاتے تھے۔ دسوین صدی عیسوی تک روسی اسی مذہب کے پابند رہے اور آخرکار اسی صدی میں تمام یورپ کے بعد روسی بھی نصرانی ہو گئے۔

جس زمانے میں کہ آفتاب اسلام چمک رہا تھا۔ اور اسکی فتوحات کی روشنی انتہائے ایشیا کے تاریک کونوں میں رہنے والوں کی آنکھیں خیرہ کر رہی تھی۔ روسی اور صقلبی دونوں بالکل وحشی اقوام تھین – جن کے افراد بطور غلاموں کے بغداد و بصرہ – دمشق وغیرہ بڑے بڑے شہروں کے بازاروں میں بکتے نظر آتے تھے۔ اور عام طور پر صقالبہ بروے کہلاتے تھے – یہی غلام خلفاء کے خادم بنتے – اور فوجوں میں بھرتی کئے جاتے تھے۔ انہیں میں بہت سے خواجہ سرا بھی ہوتے تھے اور حرم سراؤں میں معمولی خدمتیں کرتے تھے۔

اسلام کی برکت سے ان قوموں کے ہزاروں غلام آزادی پا کر خلفاء کے اعوان و انصار خاص بن گئے۔ اور اعلے مدارج ملکی و مالی تک پہونچے – اندلس کی حکومت بنی امیہ میں ان لوگوں کا شمار بہت کچھ بڑھ گیا تھا۔

نوین صدی عیسوی سے پہلے پہلے روسی قومین بالکل وحشیانہ زندگی بسر کرتی تھین – ان میں باقاعدہ ریاست و حکومت کا نام و نشان بھی نہ تھا – درانحالیکہ مسلمان اسوقت فضل و کمال حاصل کرنے کے بعد نہایت شان و شوکت سے حکومت کر رہے تھے۔ اور ان کی سلطنت تین براعظموں تک پھیل چکی تھی۔ اسی اثنا میں روسیوں نے اپنی حالت کچھ کچھ درست کی۔ مگر ان کے رئیس و سردار یورپ کے عام بادشاہوں کیطرح مسلمان امراء و خلفاء خصوصاً عبدالرحمان ناصر خلیفہ اندلس کے پاس وقتاً فوقتاً دفد مع تحائف بھیجتے رہے۔ اس باقبال خلیفہ کے دروازے پر ہمیشہ جرمنی – روس – فرانس – روم (بواد مجہول) کے ایلچی تحفے اور ہدیئے لئے ہوئے باریابی کے منتظر نظر آتے تھے – اور سلاطین فرنگستان اس کے رعب و جلال سے خائف و کبیدہ رہتے تھے۔ مگر مسلمان خلفاء نے کبھی دیگر اقوام کی مجبوری یا کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہا بلکہ وہ ان سفراء سے باخلاق پیش آتے تھے اور اپنے معتمد بھی سلاطین یورپ کے پاس بھیجتے رہے۔

جہانتک ہم کو علم ہے پہلا مسلمان ایلچی بادشاہ روس کے پاس خلیفہ مقتدر باللہ نے چوتھی صدی ہجری کے ابتدا میں احمد دین فضلان کو بھیجا۔

جب یہ ایلچی اپنے سفر سے واپس آیا تو جو سامان اس نے وہان دیکھے اور ان کے عقاید دریافت کئے تھے وہ ایک کتاب کی صورت میں لکھے۔ مسلمانوں میں غالباً وہی پہلا شخص تھا جسکو ان امور کے دریافت کرنے کا موقع ملا۔ آج ہم اسی کی تحریر سے اس زمانہ کے روسیوں کی عادات اور دینداری کا حال اقتباس کرتے ہیں۔

وہ لکھتا ہے کہ "دریائے ڈالگا پر میںنے ایک تجارت پیشہ روسی قوم کو دیکھا۔ اس سے پہلے ایسے قوی الجثہ مضبوط آدمی میری نظر سے نہیں گذرے تھے۔ ایک ایک ان میں سے بلا مبالغہ نظامی کے اس شعر کا مصداق تھا۔

سیاہے بہ کردار نخل بلند
ہراسان ازو دیدہ عقل بند

اگر کچھ فرق تھا تو اتنا تھا کہ ان لوگوں کا رنگ نہایت سرخ تھا – یہ لوگ نہ کرتے پہنتے ہیں نہ کوٹ بلکہ ہر ایک آدمی ایک اونی کمل کا تھیلا سا اپنے جسم میں ڈال لیتا ہے – جو فقط ایک ہاتھ کی طرف سے کسی قدر کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہاں سے ان کا ایک ہاتھ نکلا رہتا ہے۔ ان میں کوئی شخص تلوار اور چھرے سے خالی نہیں ہوتا – یہ ہتھیار فرانس کے بنے ہوئے اور بڑے کارآمد وآبدار ہوتے ہیں – اور ہر وقت ان کے گلے میں لٹکے رہتے ہیں – ہر ایک عورت کی چھاتیوں پر کٹوریان بندھی رہتی ہیں – اگر شوہر غریب ہے تو یہ کٹوریان لوہے اور تانبے کی ہونگی – اور صاحب مقدور ہونے کی حالت میں سونے اور چاندی کی – ہر ایک کٹوری میں ایک کڑی مع چھری کے لٹکی رہتی ہے اور گلے میں چاندی سونے کے ہار ہوتے ہیں – ان کا دستور ہے کہ جب کسی کے پاس دس ہزار درہم ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی بیوی کے لئے ایک ہار بنوا دیتا ہے – اور ہر دس ہزار کی زیادتی پر ایک ہار زیادہ ہوتا جاتا ہے – بعض بعض عورتوں کے گلے میں میں نے بہت سے ہار دیکھے۔ جن کو میں پہلی نظر میں شمار نہ کر سکا –

ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ زیور دریائی مہروں یعنے گھونگوں کا ہار ہے – وہ ایک ایک مہرہ ایک ایک درہم کو خریدتے ہیں – اور اپنی بیوی کے ہار بنواتے ہیں – یہ لوگ انتہا درجے کے پلید و ناپاک ہیں – آبدست تک نہیں لیتے پھر بھلا غسل جنابت پر آمادہ ہونا تو کجا ان حیوان بصورت انسان کی جماعتیں اپنے شہروں سے آکر والگا پر ایک جگہ لنگر انداز ہوتی ہیں اور پھوس پتی کے جھونپڑے بنا لیتے ہیں اور ایک ایک جھونپڑے میں کم و بیش دس دس بیس بیس شخص رہتے ہیں – ہر ایک کی چارپائی الگ الگ ہوتی ہے –

ان کی لونڈیاں اور سامان تجارت ان کے ساتھ ساتھ چلتا ہے – جب ان کی کشتیاں اس لنگرگاہ پر پہنچتی ہیں تو ہر ایک شخص کچھ روٹی اور گوشت و پیاز و شراب لیکر ایک انسان جیسے چوبی بت کے پاس جاتا ہے – اس بت کے ارد گرد اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی مورتین نصب ہیں – اور اس کے پیچھے ایک لمبی لکڑی زمین میں گڑی ہوئی ہے ان میں سے ہر ایک شخص اس بڑے بت کو بادب سجدہ کر کے بخضوع عرض کرتا ہے کہ "اے میرے معبود میں یہاں حاضر ہوا ہوں اور میرے ساتھ اسقدر لونڈیاں اور گھوڑے پوست ہرن اور دوسرا تجارتی سامان ہے – میں تیرے لئے یہ بھینٹ لایا ہوں جو بڑی عقیدت سے نذر کرتا ہوں – میری تمنا ہے کہ تو میرے پاس کسی گاہک کے پورے خریدار کو بھیجے کہ میرا مال منہ مانگے داموں پر خریدے اور مجھ سے تکرار نہ کرے"۔

اس قدر کہنے کے بعد یہ لوگ وہاں سے چلے آتے ہیں – اب اگر ان کی تجارتی اشیاء کی فروخت میں دیر ہوئی اور سودا حاطر خواہ نہ بکا تو پھر دوبارہ سہ بارہ مذکورہ بالا طریق پر ہدیہ لیکر اس بت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں – اور اگر پھر بھی آرزو پوری نہ ہو تو چھوٹے چھوٹے بتوں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں – اور ان سے شفاعت کے خواستگار ہوتے ہیں – کیونکہ ان چھوٹے بتوں کو وہ لوگ بڑے بت کے بیوی بچے سمجھتے ہیں غرض سودا نہ بکنے کی حالت میں باری باری ان چھوٹے بتوں سے سفارش و شفاعت کی التجا کرتے رہتے ہیں – یہاں تک کہ ان کا سامان فروخت ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے معبود نے ہمارا مطلب پورا کر دیا – اس کے شکریہ میں یہ تاجر آکر اس بڑے بت کے روبرو چند بیل بکریوں کی قربانی کرتے ہیں – اور تھوڑا سا گوشت صدقے کے طور پر تقسیم کر کے باقی ان چھوٹے بڑے بتوں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں – اور بیل بکروں کے سر اس طولانی لکڑی میں لٹکا دیتے ہیں جو بڑے بت کے پیچھے نصب ہوئی ہے – رات کو جب کتے آکر اس گوشت کو کھا جاتے ہیں تو یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خداوند نے ہمارا ہدیہ قبول کر لیا اور وہ ہم سے راضی ہے – یہ عقائد اگرچہ روسیوں کی نوین دسوین صدی عیسوی سے پہلے کے بتائے جاتے ہیں – لیکن ایکہزار برس گذر نے پر بھی ان میں بہت زیادہ فرق نہیں پڑا – دیہات کے لوگ اور شہری عورتوں کا بڑا حصہ اس قسم کے توہمات میں آجتک مبتلا ہے – گو بتوں کی جگہ حوارین کے گرجاؤں اور حضرت عیسٰے و حضرت مریم کی تصاویر نے لی ہے – دنیا کے فیلنگ کی خاطر زار روس بھی بعض ایسی رسوم ادا کرتے ہیں جو بالکل بے وقعت اور مضحکہ انگیز ہیں – ابھی وہ آغاز جنگ میں ایک سینٹ کی مزار پر دعا مانگنے جاتے تھے – در حقیقت روسیوں کے عقاید ان کے حریف جاپانیوں سے زیادہ کمزور اور جاہلانہ ہیں – جنکا اثر جنگ کے موقع پر اچھا نہیں پڑ سکتا۔

(وطن)

مختصر نوٹ اور نکات

جو دل ایمان نماز اور نیک کاموں سے حظ نہیں اٹھاتا وہ اپنا علاج کرے کیونکہ وہ بیمار ہے جیسے بیمار کو عمدہ سے عمدہ اشیاء بھی اچھی نہیں لگتی ہیں اسیطرح یہ وہ دل رد حالی بیماریوں میں مبتلا ہے

قرآن کریم میں اب تک ابدالآباد دو عظیم الشان نہریں جاری ہیں اور جاری رہیں گی۔ ایک دلائل عقلیہ کی نہر دوسری آسمانی نشانوں کی نہر۔ لیکن عیسائیوں کی انجیل ان دونوں سے ہمیشہ بے نصیب اور خشک رہی ہے اور ایسا ہی دیگر کتب بھی یہ مقام اور خصوصیت حاصل نہیں ہے ونعم ما قیل۔

گلے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود
پس گر بدیر روشان ہر کہ گریانے بود
آن خداوندے کہ نامش ہست بر ہر رگ ثبت
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

انجیل کے ماننے والے کہتے ہیں کہ گناہ کی مزدوری موت ہے لیکن اس پر بھی ہمیں تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کی خدائی کا اعتراف کرنے والے اور اپنے گناہوں کی گٹھڑی اس کی گردن پر رکھنے والے اسے ملعون قرار دیکر بھی مرتے ہیں معلوم نہیں یہ موت کس گناہ کا نتیجہ ہے؟ کیا عیسائی کوئی جواب دیسکتے ہیں؟

پٹھانکوٹ کے قیام پر ایک مرتبہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مقدمہ تھا ہم بیمار ہو گئے۔ تکلیف اور کرب بہت زیادہ تھا۔ ہمارے مخدوم و محسن حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نہایت شفقت اور ہمدردی کے ساتھ باوجود اپنی کمزوریوں کے خصوصاً تیمارداری کر رہے تھے۔ اس وقت ہماری گھبراہٹ کو دیکھ فرمایا کہ دیکھو سچے اخلاق فاضلہ کا امتحان اور اور ایمان کی آزمائش کا اصل وقت یہی بیماری اور غصہ ہوتا ہے اس وقت سب حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ اور اصل حقیقت کھل جاتی ہے مومن مصائب اور تکلیف میں گھبراتا نہیں قدم آگے بڑھاتا ہے میں جانتا ہوں کہ تمہیں تکلیف ہے لیکن اس کو اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھ کر خوشی کے ساتھ اسے برداشت کرنا چاہئیے"

حقیقت میں ایمان ایسی ہی حالتوں میں معرض امتحان میں آتا ہے اگر مصائب اور مشکلات ہمارے قدم کو آگے بڑھنے سے نہیں روکتے تو لاریب ہم خوش قسمت ہیں اور اگر قدم ڈگمگاتے ہیں تو ایمان خطرہ کی حالت میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے آمین

یہہ بالکل سچی بات ہے کہ سچائی سچائی ہے گو ساری دنیا اس سے انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو ایک عالم اس کا مصدق اور معترف ہو۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایک روز فرماتے تھے کہ میں امرھم شوری بینھم پر غور کرتے کرتے صحابہ کی پاک سیرۃ پر سوچنے لگا۔ جس سے مجھے نہ صرف ایک ذوق اور لطف ہی آیا بلکہ صحابہ کی عظمت کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور پاک فطرت کا بہت بڑا اثر ہوا جس نے ایسی پاک جماعت طیار کی۔ کیونکہ دنیا میں اس قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں جو اپنی کمزوریوں کو کسی سے سن کر صبر کرسکیں۔ اور ان کی اصلاح کریں بلکہ اگر کسی کو کسی کی غلطی یا نقص سے آگاہ کیا جاوے تو وہ خطرناک طور پر مقابلہ کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے لیکن امرھم شوری بینھم سے صحابہ کی پاک سیرۃ کا پتہ ملتا ہے کہ اگر ان کو کسی غلطی یا کمزوری پر مطلع کیا جاتا تو وہ نہایت ہی خوشی اور شکرگزاری سے اسکی بات کو سنتے۔"

حقیقت میں نصیحت کرنیوالے احباب و اصحاب کا میسر آنا بھی کوئی عام بات نہیں ہے بلکہ یہی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہوتی ہے جو ایسا دوست میسر آوے۔ ایسے دوست بجز اس مجلس کے ملنے قریباً محال ہیں جو خدا تعالیٰ کا مامور آکر قائم کرتا ہے +

اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی ابتدائی حالت میں اس لطیف در لطیف ذات اور نہاں در نہاں ہستی کو کامل شعور اور بصیرت سے شناخت نہیں کر سکتا اور یہ مامور و مرسل اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ اور بین ثبوت ہوتے ہیں اس لئے ان ماموروں کے وجود میں جو **خور دبین** کا حکم رکھتے ہیں خدا نظر آتا ہے یہی وجہ ہے جو خدا کا صادق بندہ اور برگزیدہ موعود (علیہ الصلاۃ والسلام) فرماتا ہے

آن خدائے کہ از و اہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایسی صاف اور سادی ہوتی ہے جو ہر طبقہ کے لوگ ادنیٰ اوسط اعلیٰ سب سمجھ سکتے ہیں عیسائیوں کی طرح راز کی باتیں اور گورکھ دھندے نہیں ہوتے جو کسی کی سمجھ ہی میں نہ آویں۔ میں نے ایک عیسائی سے پوچھا کہ کیا ہر ایک مذہب میں کوئی سر بھی ہوتا ہے اس نے جواب دیا ہاں! پھر میں نے کہا کہ سب مذہب سچے ہیں تمہارے اعتراض فضول اور لغو ہیں اس لئے کہ تم جو اعتراض کرتے ہو اس مذہب کا ماننے والا اسکو سر ہی مانتا ہے اس کا جواب کچھہ نہیں آیا۔

(ملفوظات حکیم الامۃ)

دنیا کی حالت مذہب اور خداشناسی کی لحاظ سے بہت ہی گری ہوئی ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ رقص میں ہر کس و ناکس کو بڑا ہی لطف حاصل ہوتا ہے اگر کوئی شخص کام کرتے کرتے تھک جاوے تو اسے چاہیئے کہ وہ ناچنے لگے اور جب کچھ طبیعت کسل مند ہو اس وقت بھی ناچنا چاہیئے کیونکہ ناچنا اس کا بہت بڑا علاج ہے +

یہ تجویز تو ہے مادہ پرست انسان کی جو حقیقی خوشحالی اور اطمینان قلب کو رقص کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اس کے بالمقابل اسلام انسان کو کیا سکھاتا ہے وہ اطمینان قلب کیلئے کیا ہدایت کرتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب غور کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و عظیم الشان فطرت پر کہ وہ کس مقام پر پہونچا ہے!

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

چلو چھٹی ہوئی لنڈن میں ایک طریق جاری ہوا ہے جسکی وجہ سے گرجا گھر جانیکی ضرورت ہی نہیں رہیگی **اسکرٹوفین** ایک نئی کل ایجاد ہوگئی ہے جسکی وجہ سے پادری صاحب کا وعظ گھر بیٹھے ہی سن لیا جایا کریگا۔ یورپ میں مذہب ایک کھیل سمجھا جاتا ہے اور محض قومیت کے رنگ میں مذہب مذہب سمجھا جاتا ہے ورنہ اسکی کوئی حقیقت اور اصلیت باقی نہیں رہی ہے اس لئے اب گرجا جانے سے جو طبیعتیں پہلے ہی متنفر تھیں انہیں اچھا خاصہ موقعہ مل گیا وہ تو نہایت شوق سے **اسکرٹوفین** کے موجد کے شکریہ کے گیت گاتے ہیں اور کہتے ہیں۔

قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

عیسویت سے شراب بڑھکر ہے عیسائیوں نے اپنی اس شور و پکار سے دنیا کے کان بہرے کر دیئے ہیں کہ عیسائیوں نے ہی دنیا میں تہذیب پھیلائی ہے ہم اس وقت ان منصف مزاج اور سعادت مند مصنفوں کا ذکر نہ کرینگے جنہوں نے نہایت فیاضی اور فراخدلی کے ساتھ تسلیم کرلیا ہے کہ **اہل عرب** سے انہوں نے کمالات شائستگی کو پایا۔ بلکہ اس وقت ہم ایک لطیفہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لنڈن کے ایک مشہور اخبار **سپیکٹیٹر** میں کچھ عرصہ گذرتا ہے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے کہ دنیا میں تہذیب پھیلانے کا کام **دین عیسوی نے نہیں کیا بلکہ شراب نے کیا ہے** وہ لکھتا ہے کہ دین عیسوی کو بھی اس لئے فروغ ہوا ہے کہ اس میں مسیح کی یادگار کو قائم رکھنے کیلئے بھی شراب ہی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ انسانوں کو جو کچھ قابل وقعت چیزیں ملی ہیں وہ انہیں قوموں سے جو شراب پینے والی تھیں وہ کہتا ہے کہ "شراب پینے والی قوموں نے نہ صرف دنیا کو فتح کیا بلکہ اسے با اخلاق بنا دیا یہودی شراب پینے والے تھے اور انہوں نے ہمیں دیوتا اور کوسچنی دی یونانی شراب پیتے تھے اور انہوں نے ہمیں علم و ادب دیا۔ اور ہنر دیئے۔ قدیم روما والے پیتے تھے۔ اور انہوں نے ہمیں قانون دیا ٹیوٹن بہت زیادہ پیتے تھے اور انہوں نے آزادی کی زبردست خواہش دی" خاتمہ پر کہتا ہے وہ دو قومیں جنہوں نے شراب سے پرہیز کیا یعنے ہند اور عرب انہوں نے کیا کیا؟"

اس آرٹیکل سے پتہ ملتا ہے کہ لنڈن کی اخلاقی حالت کس حد تک گر چکی ہے۔ عربوں نے کیا کیا ایک دنیا آگاہ اور واقف ہے **ام الجرائم** اور **ام الخبائث** کی بدولت دو قوموں کا کیا حال ہوا سپیکٹیٹر سے پوشیدہ نہیں۔ اسوقت اس رائے کے اظہار سے ہماری صرف اتنی غرض ہے کہ دکھائیں کہ **یورپ عیسائیت کی کیا قدر کرتا ہے؟** اس کی قیام و بقا کا ذریعہ شراب بتاتا ہے اور شراب کو تہذیب کا سرچشمہ! ایسی مہذب قوم پر خدا رحم کرے۔

آریہ سماج پر مقدمہ آجکل دہلی میں جینی صاحبان اور آریہ سماجی صاحبان کے مقدمہ کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جو کتاب آریہ سماجیوں نے جین مت سمیکشا تصنیف کی ہے وہ جینی صاحبان کے پنتھ کے بہت خلاف ہے۔ اور اسوقت دہلی کے جینی صاحبان کو بڑا جوش بھر رہا ہے۔ اور جوں جوں دن گذرتے جاتے ہیں وہ ولولے دونے ہوتے جاتے ہیں۔ جینی صاحبان نے عرصہ ہوا کئی ہزار روپیہ کا چندہ کرکے روپیہ جمع کرلیا اور گورنمنٹ پنجاب سے نالش کی منظوری بھی کرالی ہے اور اب دو تین صاحب وکیل پیروکار اس مقدمہ کیلئے اور تجویز کئے ہیں۔ جنکو روپیہ محنتانہ کا نصف دیدیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ اس ہفتہ میں یہ مقدمہ عدالت میں دائر ہو جاویگا اور یہ مقدمہ بڑے زور کے ساتھ چلیگا۔ دیکھیئے نتیجہ عدالت میں کیا نکلتا ہے + ایک نامہ نگار لکھتے ہیں کہ سراوگی لوگ جوش میں بھر رہے ہیں کہ آریہ سماجیوں پر نالش فوجداری کی دائر کریں جنہوں نے سراوگیوں کے مذہب کے خلاف یہ کتاب جین مت سمیکشا تصنیف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے کئی وکیل کئے گئے ہیں جو عنقریب یہ دعویٰ دائر ہونیوالا ہے۔ چنانچہ یہ دعویٰ سراوگیوں کا بتاریخ ۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو معرفت مسٹر کلارنس کرکپیٹرک صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور مسٹر راج (؟) صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور بابو گردھاری لال وکیل باجلاس جناب صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی بنام پنڈت شیو دت شرما و پنڈت جسنا داس و لالہ رام چند مالک مطبع پر دائر کیا گیا جو اسی روز عدالت سے پنڈت شیو دت شرما اور لالہ رام چند مالک مطبع کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور پنڈت جسنا داس کے نام سمن جاری ہوا۔ استغاثہ کی پیشی ۱۱ مئی سنہ حال مقرر ہوئی ہے۔

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

نمبر (۳)

تیسرا دشمن آریہ سماج ہے

ہندوں کو جب سے مسلمان فاتح ہند ہوئے ایک طرح کی نفرت و عداوت مسلمانوں سے تھی مسلمانوں کو جون (نفس پرست) بھرشٹ (تباہ شدہ) ملیچھ (ناپاک نجس) وغیرہ کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن چونکہ مسلمانوں نے ہندوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا حسن سلوک سے پیش آتے رہے اور ہندوستان میں بس گئے اور سو برس تک ایک زمانہ [illegible] ہوا بہت کچھ نفرت و عداوت کم ہوگئی تھی۔ لیکن انگریزی تعلیم نے اُس پرانی عداوت کو بڑے شور سے اُبھارا ہے۔ انگریزی مورخوں نے اس خیال سے کہ ہندوستان ایسے دور دراز ملک میں قیام سلطنت انگلشیہ اسی پر ہے کہ اس ملک کی دو بڑی قومیں یعنے ہندو و مسلمان میں میل و اتفاق نہ ہو اس طور سے تاریخ ہند تصنیف کی کہ مسلمان بادشاہوں کے حسن سلوک کا تذکرہ بہت کم کیا۔ لیکن مسلمانوں کے ظالم بادشاہوں کے ظلم کو ایسی آب و تاب سے لکھا کہ اُس کے پڑھنے کے شروع سے ہندوں کے بچوں کے دلوں میں مسلمانوں سے سخت عداوت پیدا ہو جاتی ہے خدا کی پناہ۔ یہ آگ اب بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور چند موذی طبع مفسد فطرت ہندو اڈیٹران اخبار نہایت زور شور سے اس آگ کو دہونک رہے ہیں خدا جانے اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت و دشمنی کے رنگ میں رنگا ہوا ایک شخص پنڈت دیانند سرسوتی نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ یہ فرقہ اب روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اپنے بانی مذہب کے نقلی اثر اور انگریزی تعلیم کے اثر سے خوب رنگین ہوکر آریہ سماج والے بھی اہل اسلام کے سخت دشمن ہوگئے ہیں ان کی کتابیں جو مسلمانوں کے خلاف میں چھپی ہیں۔ اُن میں دلائل عقلی سے اسلام کا مقابلہ بہت کم کیا گیا ہے۔ لیکن گالیوں کی بڑی بھرمار ہے۔ اس فرقہ کا پنجاب میں بہت زور شور ہے۔ لیکن اگر کوئی ناواقف مسلمان اُنکی کتابوں کو پڑھ جائے تو ایمان کو کمزور کرنے یعنی شیطانی وسوسہ پیدا کرنے کیلئے یہ بھی کافی ہیں۔

چوتھا دشمن برہمو سماج

اس جدید مذہب کا بانی راجہ رام موہن رائے ہے۔ یہ راجہ نہایت ذہین اور ہوشیار شخص ہندوستان میں گذرا ہے۔ لکھا ہے کہ اس شخص کے وجود پر فخر ہے اس شخص میں تحقیقات مذہبی کا بڑا شوق تھا۔ اس نے علم فارسی و عربی کو خوب اچھی طرح حاصل کیا۔ دین اسلام سے پورا واقف ہوگیا۔ اپنی باریک بین نظر سے اس قابل شخص نے دیکھ لیا تھا کہ انگریزی تعلیم و یورپین علوم کے آگے ہندو [illegible] قائم نہیں رہ سکتا۔ ہندوں کو جو مسلمانوں سے نفرت و عداوت ہے وہ دین اسلام کو قبول کرنے سے مانع ہے۔ پس اُس نے دین اسلام اور ہندوں کے وید و دھرم سے ملاکر ایک نیا مذہب قائم کیا جسکا نام برہمو سماج رکھا۔ اس سماج میں آگے چلکر ایک شخص داخل ہوا جس نے اپنی پرجوش تقریروں اور تحریروں سے ایک ہلچل مچادی۔ اس شخص کا نام بابو کیشب چندر سین تھا۔ اس شخص نے اپنی زیرکی سے دیکھ لیا کہ ہندو مذہب کا جوڑ ٹھیک نہیں ہے پس جس مذہب کو اُس نے رواج دیا وہ یورپین فلسفہ اور دین اسلام کا جوڑ ہے یعنی یوں سمجھئے کہ دین اسلام کو اگر باپ قرار دیں اور فلسفہ یورپ کو ماں تو ان دونوں کے توسل سے جو پولیٹیکل بچہ پیدا ہوا اُس کا نام ہے برہمو سماج۔ اس وقت سارے ہندوستان میں چار ہزار برہمو سماج کے ممبران ہوں گے۔ بابو کیشب چندر سین ایک نہایت پاک طینت اور محقق شخص گذرا ہے۔ اگر اس [illegible] خدا کو کسی کامل مسلمان کی صحبت نصیب ہوتی تو بہت ہی اعلیٰ درجے کا دیندار مسلمان اور ولی اللہ ہوتا۔ برہمو سماج والوں کے دماغ میں یہ کیڑا پیدا ہوا ہے کہ سارے جہان میں آخری مذہب برہمو سماج ہی ہوگا اس لئے یہ اپنے مذہبی عقائد کو مسلمانوں میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ بہتیرے وہ مسلمان نوجوان جو دین اسلام کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے ناواقف ہیں اُن کے فریب میں آجاتے ہیں اسوقت جہاں تک میرا علم ہے تیس چالیس نوجوان مسلمان برہمو سماج میں یا تو داخل ہوگئے ہیں یا اگر داخل نہیں ہیں تو دل سے داخل ہیں۔ برہمو سماج والے آپس ہی کی [illegible] اتفاقی سے کچھ ایسے [illegible] ہو رہے ہیں کہ اُن کی ہمت بالکل دلی ہوئی معلوم ہوتی ہے اس لئے اس دشمن سے لوگوں کو چنداں خوف نہیں ہے۔

پانچواں دشمن جو قلعہ کے اندر نقب

رکھنا چاہتا ہے نیچری مذہب ہے

اس کے بانی مسٹر سید احمد خان کے سی ایس آئی ہیں سید احمد خان کی تصانیف کو دیکھ کر سید صاحب کے لکچروں کو سنکر۔ سید صاحب سے خود بحث کرنے سے جو کچھ مجھکو اس مذہب جدید کے بارے میں معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سید صاحب پر یورپ کے فلسفے کا خوب گہرا اثر ہوا ہے۔ اُن کی روح اس فلسفہ جدید کو پوجتی ہے۔ سید صاحب کی سمجھ میں یہ بات غلط ہوگئی ہے کہ نہ صرف اسلام بلکہ ہر دینی مذہب انسانی ترقی کا مانع ہے پس اس کو مٹانا چاہئے لیکن یکبارگی چونکہ اسلام پر حملہ کرنے سے کچھ اثر نہ ہوگا اس لئے آہستہ آہستہ اسلام کی ایک ایک اینٹ کو اُکھاڑنا چاہتے اپنے زعم میں بہت کچھ اُکھاڑ چکے اب تھوڑی کسر باقی رہ گئی ہے بہت کچھ ہمت کرکے کہے جاتے ہیں۔ تہذیب الاخلاق میں یہاں تک کہہ گئے کہ سکار خدا ہی مسلمان ہے لیکن پھر بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہنے جاتے ہیں۔

سید احمد خان کو اس خاکسار کے ساتھ بڑے درجے کی نفرت و عداوت ہے وہ دیکھتے ہیں کہ یہ ناچیز انگریزی جانتا ہے اپیچ بھی کر لیتا ہے۔ اسپیچ و لکچر اسکا اثردار بھی ہوتا ہے اس کا انگریزی لکچر اس درجہ اور رتبہ کا ہوتا ہے کہ ایک بار گورنر مدراس بھی شریک ہوکر صدر جلسہ ہوئے ہیں۔ ایسے انگریزی دان کا طلبہ پر ضرور اثر ہوگا پھر افسوس یہ ہے کہ یہ کم بخت ناسمجھ خدا و رسول صلعم کی محبت ہی کا وعظ کہتا ہے پھر لوگوں کو دوزخ و بہشت کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے پھر یہ چاہتا ہے کہ مغربی فلسفے کی روشنی سے دماغ منور ہونے کی بجائے مسلمانوں کے نوجوان ایسے "غیر مہذب" ہو جائیں کہ لگیں اٹھا بیٹھی کرنے اور خدا کے پاس رونے میں پکار پکار کر سید صاحب سے کہتا ہی رہا کہ میں آپکے پیارے کالج کا دوست ہوں لیکن سید صاحب نے اس خاکسار کو باوجود باضابطہ ممبر ہونے کے بھی کانفرنس کے جلسے میں تقریر کرنے سے نہایت غیر موزوں طور پر روکدیا۔ یہ واقعہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۰ء الٰہ آباد کے کانفرنس میں ہوا۔

> کچھ مجکو دیکھ کے ساقی کہ یہ حواس ہیں
> شراب سیخ پہ ڈالی کباب بوتل میں

میری پگڑی اور جبہ وغیرہ "وحشیانہ اور غیر مہذب لباس" کو دیکھکر سید صاحب کی گھبراہٹ اور بدحواسی قابل یادگار رہی ۱۸۹۳ء کے ایجوکیشنل کانفرنس میں مجکو ایک دوست کی خاطر بیچیا بنکر شریک ہونا ہی پڑا۔ چاہا کہ کانفرنس میں زبان بند رکھوں لیکن مدرسۃ العلوم علیگڈہ کی مسجد میں کانفرنس کے خلاف وقت میں وعظ کروں لیکن سید صاحب کو جو یہ خبر پہونچی تو سانس اوپر نیچے آنے لگا مارے خوف کے بدحواس ہوگئے کہ اس شخص نے وعظ کہا اور نیچری طلسم توڑ دیگا فوراً مجھ پر حکمنامہ صادر ہوا کہ خبردار وعظ نہ کہنا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر خدا کی مسجد سے تو روکنے والا کون ہے۔ اس خیال کو میں نے پکار کر کہدیا چند نیچری صاحبان خصوصاً چند عاشقان سید نہایت برافروختہ ہوئے بلکہ میاں برکت علی خانصاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور لپک کر میری طرف بڑھے اگر وہ ایک بھلے مانس بیچ بچاؤ نہ کرتے تو وہ مجھ پر ضرور ہاتھ چھوڑ دیتے۔ یہ غیظ و غضب کیوں۔ صرف اس لئے کہ میں خدا کی مسجد میں خدا و رسول کے فرمودہ کا بیان کرنا چاہتا تھا۔ اے خدا میری قوم کی روحانی تباہی کس درجے کو پہونچ گئی ہے۔

اے پیارے ناظرین ذرا سوچو اور غور کرو سید صاحب کے عزت و درتبے کا آدمی اس غریب فقیر سے اسقدر کیوں ڈرتا ہے سید صاحب نے ایسا آزادی کا دم بھرنے والا کیوں اس عاجز اسلامی واعظ کے مونہہ میں لگام چڑھانا چاہتا ہے۔ سید صاحب ہیں رئیس و والے میں ہوں نہایت ہی مفلس و غریب۔ سید صاحب ہیں اہل زبان اور میں ہوں بنگالی۔ سید صاحب کو ہے عربی فارسی میں عمدہ لیاقت اور میں ہوں امی محض۔ سید صاحب ہیں نامی فلاسفر اور میں ہوں ایک نہایت معمولی سمجھ کا آدمی پھر کس چیز کا یہ خوف ہے میں سچ کہتا ہوں یاد رکھو

> ہیبت حق است این از خلق نیست
> ہیبت این مرد صاحب دل نیست۔

آج سید صاحب اللہ کی طرف سچا رجوع کرلیں تو واللہ وہ مجکو بہت پیار کرنے لگیں وہ مجھ سے سنیں کریں تو ضرور ایک دو ماہ کالج میں رہکر محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج کے طالبعلموں کو دینی لکچر انگریزی و اردو میں سنایا کرے۔ اے خدا تو سید صاحب کو بھی توبہ نصیب کر۔

اس نیچری مذہب سے بھی اسلام کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ سیکڑوں نوجوان اس جدید مذہب کے رنگ میں رنگین ہوکر اسلام سے دور جا پڑے ہیں۔ نہ اللہ کی عظمت اُن کے دل میں رہی نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت۔ نماز روزہ سے بالکل ناآشنا اس دنیا کے کیڑے اور انگریزوں کے نقال بن گئے۔ خدا رحم کرے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

غالباً ہمارے ناظرین اب اس سرکلر لیٹر سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں جو ہم نے اول دو سو خاص آدمیوں کے نام بذریعہ ڈاک کھلی چٹھی کے طور پر روانہ کی تھی اور بعد میں اس خیال سے کہ الحکم کے کل ناظرین کو بھی اس کا علم ہو جاوے ہم نے اسے الحکم میں چھاپ دیا تھا۔ اصل چٹھی کا نتیجہ ۱۰ مارچ کے الحکم میں چھپ جانا چاہیے تھا لیکن افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہم اس کے نتیجہ کو شائع کرنے کے قابل ہی نہیں ہو سکے تاہم ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء تک جس قدر خطوط اس کے متعلق ہمیں ہو پہنچے ہم ان کے خلاصہ ذیل میں دینا ضروری سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ عرض کرنا بھی اپنا فرض جانتے ہیں کہ ابھی تک ہم اس تحریک میں محض **ناکام** ہیں آیندہ کی خبر نہیں کہ یہ تحریک اپنا کوئی مناسب اثر پیدا کرے۔

الحکم کا تعلق اگر صرف ایڈیٹر ہی کی ذات سے ہے اور قوم کو اس کے قیام و بقا کی کوئی حاجت نہیں تو کھلے اور صاف الفاظ میں اس امر کو پیش کرنا چاہیے اور اگر موجودہ **ایڈیٹر** و مالک اس کے چلانے کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس بات کی بھی کوئی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ جماعت جس کا آرگن الحکم کہلاتا ہے۔ **آخرین منہم** کی مصداق جماعت ہے اس لئے اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سی عالی حوصلگی آزادی رائے مداہنہ اور خوشامد سے نفرت کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسا کر سکتی انشاء اللہ العزیز اس لئے جو لوگ **اہل الرائے** ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو بڑی **دیانتداری** اور **خدا ترسی** کو مدنظر رکھ کر الحکم کے کالموں میں چھیڑیں اور اس پر بحث کریں۔ اسباب کی کچھ بھی پروا نہیں ہونی چاہیے کہ اس پر مخالفین کو نکتہ چینی کا موقعہ ملے گا کیونکہ اس سے پہلے **مخالف** ہماری کس بات پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔ ناداں نکتہ چین کی پروا ایک اخلاص مند مومن نہیں کر سکتا۔ ہم اپنی قومی اور مذہبی **اغراض** پر بحث کرنے کیلئے اخبار کے سوا کونسا موقع رکھتے ہیں پھر ہمیں اپنی حالت کے اظہار کیلئے کیوں شرم کرنی چاہیے۔

یہ خاموشی اور زبان بندی اچھے نتایج پیدا نہیں کر سکتی۔ ہم **قوم** کی توجہ یا عدم توجہ کو الحکم کے لئے اسباب کے تعلق کی بنا پر **زندگی اور موت** کا سوال سمجھتے ہیں۔ اور ایک **قومی آرگن** کا بھی (جو قریباً آٹھ سال سے اپنی حیثیت و ہمت کے موافق خدمت قوم میں مصروف رہا ہے) اپنے قیام و بقا کیلئے مالی مشکلات سے محفوظ نہ ہو جانا قوم کی عالی ہمتی اور قدر دانی پر زبان حال نکتہ چینی کا موقع دیتا ہے پھر قوم بھی کوئی معمولی قوم نہیں وہ **قوم** جو انبیاء و رسل کی سیرۃ اور نقش قدم پر چلنے والی ہے جنہیں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ موجود ہے۔ وہ **قوم** جس میں **شکرگزاری** اور احسان شناسی کی روح نفخ ہو رہی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب ہمیں **قوم** کا شکوہ کرنیوالا ٹھہرائیں گے **قوم** کو بدنام کرنیوالا کہیں گے لیکن اگر قومی کمزوریوں پر اطلاع دینا قوم کو بدنام کرنا ہے اگر قوم کو اس کی ضرورتوں سے مطلع کرنا **شکوہ** قوم ہے تو پھر ہونے دو۔ ہم اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ان ضرورتوں کو جو ہمیں اس **خدمت** کی راہ میں پیش آتی ہیں پیش نہ کریں۔

اور **قوم** خود ہمیں بتائے کہ اگر ہم **قوم** کے سامنے اپنا دکھڑا نہ روئیں تو پھر کیا غیروں کے پاس روئیں؟ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہماری یہ **مشکلات** قومی مشکلات ہیں تو کوئی نہ کوئی اہل دل اور اہل درد ان کو محسوس کریگا اور اللہ تعالیٰ خود قوم کے دلوں میں القا کریگا۔ بہت دنوں کہ ہم صبر کئے بیٹھے تھے لیکن اب ہم صبر نہیں کر سکتے ہم میں برداشت کی طاقت نہیں رہی ہماری مالی مشکلات روز افزوں ہیں اور اس کی وجوہات میں سے ایک زبردست وجہ یہ ہے کہ **بقایا داروں** کی مہربانی ہے جس کی ایک فہرست ہم اس ہفتہ کے الحکم میں دیتے ہیں۔ ہم نے نہایت نرم الفاظ میں ان عالی ہمت بزرگوں سے **تقاضے** کئے خطوط لکھے اور وی پی بھیجے مگر ان کے دل نہ پسیجے تھے نہ پسیجے۔ اس لئے صرف یہی نہیں ہوا کہ ہم اولی **بقایا** کی وجہ سے زیر بار ہوئے بلکہ تقاضے کے خطوط اور وی پی کی واپسی نے اس زیر باری کو اور بھی بڑھا دیا۔ پھر ہم قوم سے اپیل نہ کریں تو کس سے کریں اس لئے ہم اس سوال کو نہیں چھوڑیں گے اور

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جاں رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

یہ عمل کریں گے۔ یا **قوم** الحکم کی مالی مشکلات میں اس کی دستگیری کرے۔ اور اسے اپنا **قومی** اخبار سمجھ کر اس کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتیں سمجھے یا اس امر کا فیصلہ کر دے کہ وہ اس کی **ضرورت** کو قومی ضرورت نہیں سمجھتی۔ اب ہم ذیل میں اس چٹھی کے متعلق آمدہ **خطوط کا خلاصہ** درج کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان **بزرگوں** سے معافی چاہتے ہیں جن کے نام بقایا داروں کی فہرست میں ہم دوسری جگہ درج کریں گے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ متعدد مرتبہ ان سے تقاضا کیا گیا وی پی بھیجے گئے لیکن انہوں نے پروا نہیں کی ہم کہیں گے کہ ان کی سہل انگاری سے ایڈیٹر یا مالک الحکم مشکلات میں نہیں پڑا بلکہ انہوں نے **اخلاقی اور قومی** خطا کی ہے۔ ہمارے حساب کے موافق جو ان کے ذمہ واجب الادا ہے ہم نے درج کر دیا ہے اور ہم نے اس سے پہلے صاف طور پر اعلان کر دیا تھا کہ جو صاحب ہمیں اپنے حساب کی اطلاع نہ دیں گے ان کو مطبع کے اندراجات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ لیکن اس پر بھی اگر وہ اپنے حساب میں کوئی غلطی دیکھیں تو اس کے مطابق خط و کتابت کر کے تصفیہ کر لیں۔ لیکن ان کا فرض ہوگا کہ جوابی کارڈ بھیجیں۔ اب ہم اپنی قوم کے پاس ان بقایا داروں کے لئے داد خواہ ہیں جو صاحب کسی سے وصول کرا سکتے ہوں وہ اس کار خیر میں ہمکو مدد دیں۔

خطوط کا خلاصہ

۱۔ چودھری رستم علی صاحب رقمطراز ہیں "میں آپ کی ان تحریکوں کے خلاف ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ایک مضمون لکھ کر بھیجدوں آپ اس کو اخبار میں شایع کر دیں اور عام خریداروں سے اسکا جواب لیا جاوے اور پھر کثرت رائے پر عمل کیا جاوے جو طریق آپ نے پیش کیا ہے مجھے بالکل پسند نہیں اس واسطے میں جو کچھ خود پسند نہیں کرتا اس کے واسطے دوسرے کو کیسے تحریک کروں۔"

ایڈیٹر۔ آپ شوق سے لکھئے میں بھی تو چاہتا ہوں کہ **عام رائے** کا مذاق قوم میں پیدا ہو اور قومی معاملات پر غور کرنے کی عادت نشوونما پائے۔

۲۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب لکھتے ہیں "انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے ختم ہونے پر اخبار کی قیمت حسب تحریر آپ کی دو چند کر دی جائیگی اور دیگر خریداران کی نسبت بھی حتی الوسع کوشش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔"

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ سے ایسی ہی امید تھی کی تو پوری توقع ہے مگر میں کیوں یہ نہ کہوں کہ یہ ایک نیکی کی تحریک ہے جو آپ میں پیدا ہوئی ہے۔ آپ اسے دوسرے وقت پر کیوں ملتوی کرتے ہیں۔ ایمان بالملائکہ کی فلاسفی حضرت حکیم الامت یہی فرمایا کرتے ہیں کہ جب کوئی ملکی تحریک پیدا ہو اس پر فوراً عمل کر لیا جاوے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسی سال سے عملدرآمد ہو۔

۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب جواب دیتے ہیں "میں آپکے اخبار کو دگنی قیمت پر خریدنے کا اقرار کرتا ہوں۔"

ایڈیٹر۔ میں آپ کی اس محبت اور قدر کیلئے جو الحکم کی آپ کے دل میں ہے زیادہ ہونیکی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے مگر **امر دوم** کا جواب باقی ہے یعنے **دس خریدار**

۴۔ مولوی ابو الحمید احمدی صاحب وکیل حیدرآباد دکن سے رقمطراز ہیں۔ "آپ کا مطبوعہ پرچہ دوسری سی کا ۹ مارچ کو مجھے ملا۔ الحکم کے ذریعہ جو مضامین اس کی خریداروں کو پڑھنے نصیب ہوتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے کہ جن کا شکریہ میں ہر ایک خریدار الحکم رطب اللسان نہ ہو۔ اور اس کے عوض میں اگر خریداران الحکم اپنی مقدرت سے زائد بھی قدر کریں تو بجا ہے میں بخوشی منظور کرتا ہوں کہ ابتدائے سنہ ۱۹۰۳ء سے دس روپیہ سالانہ الحکم کیلئے تیار کروں سنہ ۱۹۰۳ء کی پہلی ششماہی ختم ہونے پر پانچ روپیہ روانہ کر کے تکملہ سالانہ دس روپیہ کا کر دیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک خریدار بھی دیا جاویگا۔"

ایڈیٹر۔ آپ کا حوصلہ افزا گرامی نامہ میری محنت کا قابل قدر صلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ایسی روح قوم کے دوسرے افراد میں نفخ کرے اور آپ کو مہمات دینی میں خدمتگذاری کا سچا جوش بخشتا رہے۔

۵۔ شیخ امام بخش صاحب احمدی ڈلیانگ لکھتے ہیں "آنجناب کا حکم پہونچا ناچیز نام کا خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے وہی پاک پروردگار اگر کردے تو ہو۔ اب عاجز اسی کے بھروسہ پر اقرار کرتا ہے کہ اسی پانچ روپیہ سالانہ چندہ الحکم کے ساتھ اور پانچ روپیہ اداکار ہوں گا۔ اور نئے خریداروں کی فکر میں برابر رہتا ہوں۔"

ایڈیٹر۔ شیخ صاحب کا اخلاص اور محبت قابل رشک ہے۔ اور آپ کی عالی ہمتی قابل تقلید آپ کسی اعلیٰ عہدہ پر سرفراز نہیں با وجود اس کے خدمت دین کیلئے ایک سچا جوش موجود ہے۔ مختصر اور قلیل سی تنخواہ بھی میری درخواست کی قدر اس محبت کا پتہ دیتی ہے جو حضرت مسیح موعود سے آپ کو ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ الحکم کیلئے ایسے بہت سے ... توجہ دلائے۔ آپ کے زائد پانچ روپیہ بھی ... بھیجئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۶۔ مکرمی سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں "آج ۱۵ ارچ ہے یہ کارڈ آپکی میعاد مقررہ کے ختم سے پیشتر آپ کو ملنا چاہئے تھا مگر کم مائیگی تحریر جواب میں پس و پیش کرتی رہی مجھے آپ کی خدمت سلسلہ عالیہ کا اعتراف ہے اور آپ کی کاروائی کا ... شکر کرتا ہوں۔ اور غالب آرزو دل میں رہتی ہے کہ ہر ایک ارشاد کی تعمیل کیجاوے۔ میں خدا سے توفیق مانگتا ہوں کہ مجھے جلدی آپ کی خدمت کا موقعہ ملے۔ آپ بھی دعا کریں۔ از کریماں کارہا دشوار نیست والسلام التوفیق۔"

ایڈیٹر۔ شاہ صاحب مخدوم کا کارڈ میرے لئے نہایت ہی قابل فخر اور عزت افزا ہے۔ جس شکرگزاری کے ساتھ یہ لکھا گیا ہے وہ مجھے بہت ہی شرمندہ کرنیوالی اور خدا تعالیٰ کے احسانات کی شکر میں رطب اللسان ہونیکی محرک ہے۔ کیونکہ یہ اعتراف کسی معمولی انسان کے قلم سے نہیں بلکہ ایسے شخص کے قلم سے ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کی ذاتی رائے کے موافق انبیاء کی **سیرۃ** رکھنے والا ہے۔ شاہ صاحب **نیت المومن خیر من عملہ** کے موافق آپ اس کار خیر میں میرے شریک اور معاون ہو چکے اور توفیق کا رفیق حال ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ضرور توفیق دیگا کیونکہ

ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را
[ع خدا خودمے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا]

۷۔ ہمارے مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے رقمطراز ہیں۔

"آپ کا حسن ظن سے بھرا ہوا مطبوعہ گرامی نامہ

مین جس لائق ہون اس کے مطابق مجھے آپکی ہرطرح خدمت کرنے مین نہ آگے دریغ ہوا اور نہ انشاء اللہ اب ہوگا۔

یہہ جدا امر ہے کہ آپ کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اور نہ اسکی ضرورت۔ بہرحال انشاء اللہ آپکی بہتری کے لئے آئیندہ بھی ساعی رہونگا۔ میرے ناقص اور ناقابل خیال مین آپ جسقدر خریداروں کو اُبھارنے اور جوش پیدا کرنیکی کوشش فرماتے ہین ہے بے سود ہے یہہ ساری کوشش فقط آپکو اپنے کام مین دکھانی چاہئے۔ برکت خود خدا دیگا اور پہر ضرور دیگا۔ انسان کی اپنی گھڑی ہوئی تجویزین دیرپا اثر نہین رکھتین بہرحال خدا تعالیٰ ہم سب کا حامی ہو۔

ایڈیٹر۔ مین اتنا عرض کرنے کی جرأت کرنی چاہتا ہون کہ میری جو خدمت کیجاوے اس کا علم ہونا مجھی ضروری ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کے موافق مین اپنے محسن سے زیادہ محبت کرسکون۔ آپنے جو نصیحت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ آپکو اسکی جزا دے۔ مگر مجھے عرض کرنے دین کہ میری گذشتہ خدمات اور احسانات کا آپنے نہایت فیاضی سے سورۃ جمعہ چہاپنے وقت اعتراف کیا ہے اور مین اس اعتراف کا آپسے اعانت الحکم کے رنگ مین مطالبہ کرچکا ہون۔ اگر ان خدمات اور احسانات کی بنا پر میری مشکلات مین معمول سے زیادہ تو درکنار معمولی توجہ کا حقہ کی گئی ہے۔ تو مین غلطی پر ہون۔ لیکن مین دیکھتا ہون کہ یہہ مشکلات بدستور موجود ہین اور مجھے شکایت ہے کہ کافی توجہ نہین ہوئی۔ کم از کم گذشتہ تجربہ تو مجھ کو یہہ تو بتا سکتا ہے کہ خدا کے محض فضل و کرم سے یہہ عاجز کوئی خدمت کرسکتا ہے پہر مجھے کیون اپنی خدمتگذاری کا میدان وسیع اور محفوظ کرنے کیلئے قوم کیطرف سے خصوصاً آپ ایسے لوگون کیطرف سے ہمت افزائی نہین ہوتی۔

یہ سچ ہے کہ انسانی تجاویز دیرپا نہیں ہوتین لیکن مین نے خدا کی مجید کتاب مین پڑہا ہے۔ **لیس للانسان الا ما سعیٰ** مجھے اس پر عمل کرنے دین خدائے کریم نے ہی **ادعونی استجب لکم** فرمایا ہے اور ماں ہی اپنی ذاتی محبت کے باوجود تاوقتیکہ طفل سے جوش طلب پر ہی عمل کرتی ہے پہر مجھے تحریک کرنے سے کیون روکا جاتا ہے۔ آئندہ خدا تعالیٰ خود جو قوم کے دل مین نفع کریگا وہ بے شک دیرپا ہوگا۔ مین قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہون اور اسی پاک ارشاد کی بنا پر سمجھتا ہون اور آئندہ **تعاونوا علی البر والتقویٰ** پر عمل کرنے کی امید مجھی قوم سے ضرور ہے۔

۸۔ **الحکم** کی توسیع اشاعت کے میدان مین اسوقت کام کرنیوالے چوہدری محمد حسین خان صاحب ناصروال سے مطبوعہ چٹھی کا جواب بہر لکہنے کا وعدہ کرتے ہیں فی الحال اپنے معمول کے موافق ایک خریدار کا نام بہیجتے ہین۔ اور جسقدر خریدار آپ پہلی ذکر کی ہوئی اُدائیگی وصولی قیمت کی خود ذمہ دار ہوتے ہین تو الحکم کی اشاعت کی ضرورت کو جسطرز پر چوہدری صاحب نے محسوس کیا ہے خدا کرے کہ ہمارے بہت بزرگ محسوس کرین۔ الحکم کے خریدارون مین ایک سو محمد حسین پیدا ہو جاوین تو انشاء اللہ امید کیجاتی ہے کہ الحکم ایک ہفتہ کے اندر تین ہزار سے زائد چہپ سکتا ہے۔ مگر غالباً قوم کے اکثر **افراد** توسیع اشاعت کے کام کو **فرض کفایہ** سمجھکر چوہدری محمد حسین صاحب ہی کو اس کا ذمہ وار قرار دے بیٹھے ہین۔ دلسے مین انہین آگاہ کرتا ہون کہ توسیع اشاعت **الحکم قومی فرض** ہے جو خود ادا کرنے سے ادا ہوگا۔

۹۔ منشی ہاشم علیصاحب احمدی منصرم رقمطراز ہین کہ بتعمیل حکم چٹھی مطبوعہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۳ء ایک خریدار الحکم جناب کی خدمت مین پیش کرتا ہون۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ تعمیل کی تکمیل کی طرف توجہ دلاتا ہون۔

۱۰۔ بخشی عبدالرزاق صاحب نارس کے دو خریدار بہیجتے ہین جزاکم اللہ احسن الجزا۔ مین اپنی مطبوعہ چٹھی کی پوری تعمیل کی آپسے امید رکہنی چاہتا ہون۔

۱۱۔ **منشی** محمد علی صاحب مدرس ایک خریدار ششماہی سالانہ پر بہیجتے ہین۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔

۱۲۔ منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ سے **پانچ روپیہ** ایک خریدار کیلئے بہیجتے ہین جزاہ اللہ احسن الجزا۔ منشی صاحب کی مالی حالت سے ہمین کسیقدر اطلاع ہے اس پر انہین یہ جوش خدمت دین کا قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کا حامی اور رفیق ہو۔ آئیندہ۔

۱۳۔ **جناب** خان صاحب حکیم مولوی انور حسین خان صاحب شاہ آباد سے اطلاع دیتے ہین کہ "مین الحکم سے بوجہ پرہونے مضامین لطیف کلمات طیبات وغیرہ کے دلی انس رکہتا ہون اور اسکی اشاعت مین ساعی ہون۔

اور آپ کی شرائط پیش کردہ مین سے پہلی شرط کے واسطے طیار ہون یعنے صرر بطور امانت بالفعل ایک سال کیواسطے آئیندہ جیسا موقعہ ہو منظور کرتا ہون۔ یہہ پانچ روپیہ ۱۵ جون کے بعد بہیجونگا۔ دوسری شرط خریداران بہم پہونچانا میری ذاتی اہم امورات سے ہے مین دعا کرتا ہون کہ خداوند عالم ایسے با مضامین اخبار کو قائم رکہے۔"

ایڈیٹر۔ آپ کی اعانت فرمائی میری حوصلہ افزائی کا موجب اور اس محبت کا ثبوت ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات سے ہے۔ اخبار کے قیام و بقا کیلئے **قوم کی مجموعی طاقت** درکار ہے اور اس کو زیادہ عمدہ مفید اور دلچسپ بنانے کیواسطے مجھے اسکی مالی مشکلات سے نکالنا اور ضروری عملہ کا بڑہانا ضروری ہے جس کے لئے روپیہ درکار ہے اس لئے اہل قوم توجہ کرے اور پہر اللہ تعالیٰ سے دعائین کرے وہ اس کو عزیز و محبوب الحکم کو زیادہ بارآور اور خوشنما بنانیکی توفیق دے۔ آمین۔

۱۴۔ **حافظ** غلام رسول صاحب **توغ** سٹیشن سے اس عریضہ کا جواب یون دیتے ہین آپ اس عاجز کو بہی الحکم کے معاونین مین شامل فرماوین۔ ارادہ رکہتا ہون کہ مین آئندہ بجائے صرر روپیہ سالانہ کے دس روپیہ سالانہ پر خریدار رہونگا۔ مگر ساتہہ ہی ڈرتا بہی ہون کہ شاید مین اسقدر بوجہ نہ اٹہا سکون اور تہکا ماندہ ہوکر رہ جاؤن کیونکہ خدا کی جس عزیز و حکیم و مجید کتاب مین آیت مذکور ہے ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا۔ پس آپ میرے لئے دعا فرماتے رہین اور مین وعدہ کرتا ہون کہ جب تک مجھے اللہ تعالیٰ سے توفیق ملتی رہے مین مبلغ دس روپیہ سالانہ ادا کرنے مین دریغ نہ کرونگا خدا تعالیٰ کو سب توفیقین ہین۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اللھم زد فزد (آمین)

ایڈیٹر۔ لاریب ساری توفیقین اللہ تعالیٰ ہی سے تہہ مین ہین جو آیت آپ نے لکہی ہے میری رائے اور ایمان مین اسی مین **بسط رزق** کا راز موجود ہے۔ اور جو مین سمجہا ہون وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات **بصیر** اور **خبیر** پر ایمان لاکر جو شخص اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا اور گناہون کو پرہیز کرتا اور محض اسی کی رضامندی اور اعلاء کلمۃ الاسلام کیلئے قدم اٹہاتا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اس پر بسط رزق فرماتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہہ ارشاد بہی اسی کا موید ہے۔ ؎

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ (آمین)

ہمارے بقایا دار

ذیل مین ہم مختصر سی فہرست بقایا داران الحکم شائع کرتے ہین الحکم کے مربیون مین جو صاحب ان بزرگوارون کے چندہ وصول کرکے دفتر الحکم مین بہیجینگے وہ الحکم پر خاص احسان کرینگے ہم ان بقایا دارون سے معافی چاہتے ہین کہ ہمین بذریعہ اخبار انہین یاد دلانا پڑا اگر کسی کے حساب مین غلطی ہو تو بہتر ہے کہ وہ اپنے صحیح حساب سے ہمین شکر گذار فرمائین۔ (ایڈیٹر)

فہرست اول بقایا داران

۱۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرس لکہوکے ضلع فیروزپور

سنہ ۱۹۰۲ء سے جاری ۳۱ سنہ ۱۹۰۳ء جون کے آخر تک

۲۔ فیض قادر صاحب ڈرسٹرکٹ اسسٹنٹ کیمپ فایہ کیوبہا

۳۔ رکن الدین محرر معرفت صدر منصرم بند دلبستہ ریاست

۴۔ مولوی سید محمد سعید صاحب حساب سنہ ۱۹۰۲ء سے

۵۔ مرزا کریم بیگ صاحب ریسم سالہ آخیہ سنہ ۱۹۰۱ء

۶۔ حافظ محمد یوسف صاحب امرتسر

۷۔ خیر الدین ہاسپٹل اسسٹنٹ ڈیرہ نماز خان (یہ بزرگ یسوع مسیح کے مرید ہین)

۸۔ صوبجان کمسریٹ ایجنٹ پشاور بازار توپخانہ

۹۔ چوہدری فتح علیصاحب ذیلدار دہونکل

۱۰۔ راجہ سردار خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر تہانہ شیری تحصیل پانڈہ داؤد خان

۱۲۔ منشی امام بخش صاحب اہلمد نہر ستلج ملتان ڈویژن

۱۳۔ فقیر علی پٹواری کلانور

۱۴۔ سید بشیر حیدر صاحب سیالکوٹی

۱۵۔ محمد الدین خلف علی محمد سکنہ چاہ حیا محمد

۱۶۔ مولوی غلام جیلانی مختار عدالت نوشہرہ

۱۷۔ پیر خان محرر سارجنٹ تہالا لا موسیٰ (حسب الارشاد امام الدین کسوندرا)

۱۸۔ محمد یوسف خانصاحب فیسر در چنار کیور محلہ

۱۹۔ شیخ چراغ دین ٹہیکہ دار سیالکوٹ سنہ ۱۹۰۳ء تک

۲۰۔ سردار محمد جمیل اللہ خانصاحب ضلعدار نہر پیپر

۲۱۔ میران بخش معرفت سید سعدی شاہ متعلم مرزا ہائی سکول کیمبل پور

۲۲۔ محمد بادشاہ وکیل ہمتی آباد

۲۳۔ رانا احمد خانصاحب نائب تحصیلدار فاضلکا

۲۴۔ مستری غلام حسین محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ

۲۵۔ شیخ محمد حسین محرر دفتر پولیس

۲۶۔ قاضی غلام حسین ملازم احمد الدین و شہاب الدین ٹہیکہ داران کوہ مری بحوالہ خط بابو امام الدین

۲۷۔ منشی عبد القادر معرفت سید صفدر حسین صاحب

۲۸۔ شیخ عبد اللہ صاحب بی اے مختار عدالت لاہور سنہ ۱۹۰۲ء تک

۲۹۔ سید منور محمد صاحب ساکن ہیس آباد

۳۰۔ سید موسےٰ محمد صاحب حکیم ایضاً

۳۱۔ ولی محمد خان صاحب ہنگو

۳۲۔ مرزا اعظیم بیگ خانسامان باواکو ضلع راولپنڈی

۳۳۔ قاضی محمد حبیب اللہ صاحب چہاؤنی میانمیر

۳۴۔ سید خیر علیصاحب بی ایل بازار اعظم خان کرک

۳۵۔ مولوی سجاد حسین رئیس محلہ نیا بازار بہاگلپور

۳۶۔ منشی فضل کریم محلہ نیا بازار بہاگلپور

۳۷۔ منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ بقایا قیمت غلام قادر

۳۸۔ ڈاکٹر مراد بخش صاحب کرنال بلند گڑھ

نورالدین پر ریویو
نمبر (۳)

جہاں تک ہم کہہ سکتے ہیں اور واقعات نفس الامری کی بنا پر کہہ سکتے ہیں **نورالدین کے مصنف** کی غرض نورالدین کی تصنیف سے آجکل کے عام مصنفین کی طرح یہ کبھی نہیں ہوئی کہ وہ تالیف و تصنیف کو ذریعہ معاش قرار دے۔ اس سے ہماری یہ غرض نہیں کہ خدانخواستہ یہ شریف فن حرام ہے نہیں بلکہ اس کے اظہار سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ جب تالیف و تصنیف نرا پیشہ ہی ہو اسوقت کسی کتاب کو محنت اور فکر سے لکھنا زیر نظر نہیں ہوتا بلکہ مصنف کے ملحوظ خاطر چونکہ زرطلبی ہوتی ہے اس لئے وہ نہ تو اس امر کی پرواہ کرتا ہے کہ پبلک کی عام مذاق اور اخلاق پر اس کا کیا اثر پڑیگا نہ یہ سوچتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا جارہا ہے وہ کہاں تک پاک تحقیقات سے گرا ہوا ہے +

یہی وجہ ہے کہ آجکل مخرب اخلاق ناولوں۔ فسانوں اور کہانیوں نے ملک پر ایک آفت برپا کر رکھی ہے جس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ لوگ کا عام مذاق کتب بینی بگڑ گیا ہے بلکہ بھری نقصان ہوا کہ علمی کتابیں تصنیف نہیں ہوتیں اور پاکیزہ لٹریچر کا ذخیرہ نہیں بڑھتا اور پست ہمتی اور خود غرضی بڑھتی جاتی ہے جس کے ساتھ ہی بری کتابوں کا اثر اخلاق اور صحت پر بھی خطرناک پڑ رہا ہے۔ جس کا بہت بڑا ثبوت ان اشتہاروں کو مل رہا ہے جو آجکل شایع ہوتے ہیں۔

کیونکہ یہ عام قاعدہ کی بات ہے کہ ملک میں جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو اسی کی بکری کثرت سے ہوتی ہے اور ملک کی عام ضرورت کا پتہ ان اشتہارات سے چلتا ہے جو شایع کئے جاتے ہیں۔ پس آپ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھیں اس میں کثرت کے ساتھ اشتہارات دوائیوں کے ہوں گے اور ان میں سے بھی "فیصدی" خاص دوائیوں کے جو قوت متناسلہ سے متعلق ہیں پس یہ اشتہارات کی کثرت صاف ظاہر کرتی ہے کہ ملک میں ان ادویات کی ضرورت اور مانگ بہت بڑھ گئی ہے اور یہ کثرت مانگ ملک کی اخلاقی اور جسمانی صحت کا سب سے بہتر معیار ہے + یہ حالت بد کیوں ہے؟ اس کا ذمہ دار ہم اسی لٹریچر کو قرار دیتے ہیں جو ملک میں پھیلایا گیا ہے اگر ہمارے ملک کے مصنف اور مولف ملک کی حالت پر رحم کرتے اور اپنی تصنیفات کی غرض رفاہ عام سمجھتے تو کچھ شک نہیں وہ روپیہ بھی کما لیتے اور اپنے اہل ملک اور ابنائے جنس پر بہت بڑا احسان کرنے والے ہوتے۔

غرض

نورالدین کے مصنف کی غرض چونکہ محض اعلاء کلمۃ الاسلام اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غمخواری تھی اس لئے اس نے اس کتاب کو ملک اور قوم کیلئے مفید اور کارآمد بنانے کیلئے جہاں تک اس سے ممکن تھا محنت کی کتابوں کو پڑھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے کشود کار کی دعائیں کیں۔ اس لئے ہم نہ اس لحاظ سے کہ احمدی ہونے کی وجہ سے حکیم الامۃ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ خود آپ کے ساتھ ذاتی طور پر ہمیں تلمذ ہے + بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ یہ کتاب

محض خدا تعالیٰ کی رضا اور نوع انسان کی بھلائی کے لئے لکھی گئی ہے

اس کے بعد نورالدین کے تذکرہ کے ضمن میں دوسرا قابل غور یہ امر ہے کہ کیا اس سے پہلے مولانا موصوف معاصرین میں اسی **فن** پر کتابیں لکھنے کیلئے مشارالیہ ہو چکے ہیں؟ کیونکہ اگر یہ آپ کی پہلی ہی تصنیف ہو تو کم از کم ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ابھی آپ کا تجربہ اس راہ میں کامل نہیں اور اسکی تصنیف اول خواہ وہ محض رفاہ عام کی غرض سے ہی کیوں نہ لکھی گئی ہو ویسی مفید اور کارآمد نہیں ہوسکتی جیسا اس کی وہ تصنیف جو اس کے کہنہ مشق ہونے کے بعد شایع ہو۔

پس

اس **پہلو** کے لحاظ سے بھی ہمیں فخر اور ناز ہے کہ جس مصنف کی کتاب پر ہم ریویو لکھ رہے ہیں وہ اس **فن تصنیف** اور **خصوصیت** کے ساتھ مذہبی لٹریچر اور مذہبی لٹریچر میں سے بھی **فن مناظرہ** میں اہل عصر میں **سرمایہ ناز** سمجھا گیا ہے اور ہمیشہ مناظروں میں سے اہل وید کے ساتھ مناظرہ کرنے میں بھی قابل قدر نگاہوں سے دیکھا گیا ہے جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے۔ چنانچہ فاضل مصنف مندرجہ حاشیہ کتابوں کا مصنف ہے۔

۱۔ **فصل الخطاب** (امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق)
۲۔ فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب دو جلد
۳۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب
۴۔ تصدیق براہین احمدیہ۔
۵۔ رد تناسخ۔

انمیں سے پہلی کتاب فصل الخطاب ایک عظیم الشان مختلف فیہ مسئلہ پر ہے یعنے آیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ علامہ موصوف نے اس کتاب کو جس قابلیت کے ساتھ لکھا ہے اس کا پتہ اس کے پڑھنے سے لگ سکتا ہے۔

دوسری کتاب جو اسی نام سے لکھی گئی ہے یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ اس میں عیسائیوں کے قریباً تمام بڑے بڑے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں اور جن پر ان کے مشنریوں اور منادوں کو بہت بڑا ناز رہا ہے ان اعتراضوں کا جواب دیتے وقت علامہ موصوف نے دو پہلو اختیار کئے ہیں۔ پہلے الزامی جواب دیئے ہیں اور پھر **تحقیقی جوابات** بڑے مفصل اور مسکت لکھے ہیں ہمیں فصل الخطاب پر ریویو اسوقت مدنظر نہیں اس لئے ہم اسے چھوڑتے ہیں۔ یہ کتاب غالباً پندرہ سولہ سال سے لکھی ہوئی ہے لیکن آج تک ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا جواب عیسائی مشن کیطرف سے نہیں ہو سکا۔

تیسری کتاب بجائے خود کوئی مستقل کتاب نہیں بلکہ یہ ایک مضمون ہے جو اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ ایک عیسائی اسلام پر تین اعتراض کئے تھے اور وہ اعتراض قرآن شریف کی بنا پر تھے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے پاس بھیجے گئے تھے اس بات کا تو ہمیں علم نہیں کہ انجمن نے اور کسقدر اشخاص کے پاس یہ سوالات بغرض جواب بھیجے لیکن یہ ہم جانتے ہیں کہ انجمن نے جو رسالہ اس نام سے آخر طبع کیا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ مصنف نورالدین اور مولوی غلام نبی صاحب امرتسری کے تین مضمون جدا جدا ان سوالات پر شایع ہوئے ہیں۔ ان جوابات کی وقعت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ صوبہ پنجاب کے مسلمانوں کی ریپرزنٹیٹو انجمن کی طرف سے شایع ہوئے ہیں اور انجمن کی درخواست پر لکھے گئے ہیں۔

چوتھی کتاب **آریوں** کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یہ کتاب آریہ مذہب کے مشہور و معروف مصنفین کی کتابوں کے جو انہوں نے رد اسلام میں بزعم خود لکھی ہیں مجموعی طور پر جواب میں لکھی گئی ہے اگرچہ تکذیب براہین احمدیہ ایک خاص کتاب خصوصیت کے ساتھ زیر نظر ہے جو آریہ سماج کے سرمایہ ناز مولف کی کتاب ہے +

پانچویں کتاب تصدیق براہین احمدیہ جلد دوم کا ایک حصہ ہے جو ایک خاص مضمون **تناسخ** کی تردید میں ہے۔ تناسخ کے مسئلہ کی تردید کسی معمولی نظر کے آدمی کا کام نہیں کیونکہ بعض فلاسفروں کا بھی یہی مذہب تھا اس لئے ایک دقیق النظر اور وسیع الخیال فلسفی متکلم کا کام ہوسکتا ہے پھر جس خوبی سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام جوابات قرآن کریم سے دیئے ہیں جس سے قرآن کریم کی شان عظیم کو ظاہر کرنا مقصود ہے +

غرض

جو شخص **قوم** اور **ملک** میں **مذہبی لٹریچر** میں لکھنے کا مسلم مشارالیہ ثابت ہو چکا ہو اور مذہبی لٹریچر میں سے بھی **مناظرہ** کی شاخ میں خصوصیت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہو اور **آریہ سماج** کے ساتھ اس کی **فیصلہ کن تحریریں** شایع ہو چکی ہوں وہ بدرجہ اولیٰ حق رکھتا ہے کہ **آریہ سماج** کی کسی شایع کردہ کتاب کا جواب لکھے۔ پس **نورالدین** اسی **قلم اور دماغ** کا نتیجہ ہے +

ایک اور بات لکھ کر ہم اس حصہ ریویو کو ختم کرتے ہیں کہ یہ بات بھی کوئی مخفی امر نہیں کہ نورالدین کا مصنف ایک بیش قیمت **کتب خانہ** اپنے پاس رکھتا ہے۔ جس میں ہر علم و فن پر نادر و نادر کتابیں موجود ہیں۔ اب ہم چوتھے نمبر میں نورالدین کے مصنف کا اپنا ریویو اپنی کتاب پر انشاء اللہ العزیز دیں گے۔ (باقی چوتھے نمبر میں)

ایک افسوسناک خبر

ذیل میں تالیف و اشاعت سے ایک مضمون درج کرتے ہیں جو ضرورت امام کے مضمون کو صاف کر رہا ہے اس پر ہم پھر رائے لکھیں گے (ایڈیٹر)

سودا واپس یا عطائے شما بلقائے شما

مدت ہوئی کہ فرقہ محدثین نے فرقہ حنفیہ پر یہ الزام لگایا تھا کہ حنفی لوگوں نے اپنے اپنے اجتہادات کو دین بنایا ہوا ہے اور راصل مذہب اسلام جو ہے ذرا حادیث میں رچا ہوا ہے۔ اور وہابی کہا کرتے تھے کہ قرآن شریف سے حدیث مقدم ہے کیونکہ قرآن مختصر مجمل متن ہے اور احادیث اس کی مفصل شرح ہے اس خیال سے میں نے کتب احادیث کا ایک انبار خرید لیا۔

مگر اب مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا جو رسالہ اشاعۃ القرآن نمبر فلاں جلد فلاں بابت ماہ فلاں دیکھا تو جو کچھ اس رسالہ میں بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ کتب احادیث کی نسبت لکھا ہے اس کو دیکھکر تو فوراً دل میں خیال گذرتا ہے کہ دنیا میں جسقدر نسخے کتب احادیث کے ہیں سب کے سب دریا برد کئے جائیں۔ مگر چونکہ نہ تو مجھے سب نسخے مل سکتے ہیں اور نہ میرے مقدور میں ہے اور صرف اپنے خریدکردہ نسخے تلف کر دینا بھی کوئی فایدہ نہیں ہے اس لئے فرقہ اہلحدیث کی خدمت میں عرض ہے کہ یا تو مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے ان اعتراضات کا معقول جواب دیں اور یا جن کتب فروشوں اور محدثوں نے کتب احادیث کے خریدنے میں میرا روپیہ تلف کرایا ہے اپنی کتابیں واپس لے لیں اور میرا روپیہ مجھے واپس دیدیں ان احادیث کو پڑھ کر بجز آنحضرت صلے اللہ پر بدظنی کے اور کچھ فایدہ نہیں ہے۔ اگر ایک مہینے تک جواب نہ آیا تو میں وہ سب کتابیں بذریعہ وی پی تاجروں کو واپس بھیجکر اپنا روپیہ وصول کر لونگا۔ اگر کسی تاجر نے وی پی واپس کی تو پھر بذریعہ عدالت روپیہ لیلونگا۔ خود ساختہ زید بکر کی باتوں کو ان حضرت کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیکر ناحق لوگوں کا روپیہ محدثین ضایع کراتے ہیں عجیب انصاف ہے۔

راقم ایک حنفی وہابی

مسلمانونکی فلاح عصر جدید اور مشاہیر عصر

اس عنوان کے نیچے ہم حافظ نذیر احمد خان اور مولانا شبلی کی رائے پر ریمارک کر چکے ہین۔ آج مولوی حبیب الرحمن صاحب رئیس بھیکن پور کی رائے کی توزین کرتے ہین۔

چنانچہ مولوی حبیب الرحمن صاحب لکھتے ہین "کسی قوم کے شائستہ بنانیکی صرف ایک تدبیر ہے اور وہی مسلمانون کے واسطے ہی۔ کفایت شعاری اور سنجیدگی بھی شائستگی کا ایک جزو ہے۔ لہذا وہی علاج ان کے لئے کارگر ہوگا۔ وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ کچھ لوگ اپنی زندگی کو سچے دل سے اس کام کی نذر کردین اپنی آسائیش ذاتی نفع کو اس پر سے قربان کر دین۔ شب و روز اسی دھن مین رہین زبان سے۔ قلم سے۔ نظر سے غرض ان تمام وسایل سے کام لین جو اُن کا شوق سجہائے بدون اس کے تمام تدابیر ادہوری ہونگی"

اس پر عصر جدید مندرجہ ذیل ریمارک کرتا ہی۔ یہ رائے نہایت متین ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ کام کرنیوالے آدمی پیدا کرو اور یہ سب سے زیادہ ضرور اصلاح ہے اور خوشی کی بات ہی کہ کام کرنیوالون کا گروہ چند روز سے بڑہتا جاتا ہی۔

ہمکو اس معاملہ مین شروانی صاحب کسقدر اختلاف ہی کہ کسقدر کفایت شعاری اور سنجیدگی شائستگی کا جزو ہے کیونکہ عرفی معنے مین تہذیب سے اسراف اور اوچہا پن اور فن دروغ گوئی یا فن اشتہار مین ترقی ہوتی ہے" اسی وجہ سے ایک ہوشیار یورپین فلاسفر نے حال مین ایک مضمون لکہا تہا۔ اور اسمین بتایا تہا کہ کچھ عرصہ کے بعد ایشیا کی محنتی قومین جیسے چینی و جاپانی و ہندو اہل یورپ کو زک دیکر میدان تمدن سے ہٹا دینگی۔ وجہ اس نے یہ بتائی تہی کہ یورپ مین بوجہ شائستگی ضروریات زندگی بڑہتی جاتی ہین اور اس لئے مزدوری بہی زیادہ ہے۔ یہ قومین چونکہ ضرورتین کم رکہتی ہین اور کفایت شعار ہین لہذا یورپ کی تجارت کو انجام کار پامال کر دینگی مجھے اندیشہ ہے کہ تہذیب کی .... یہ رو اگر اسیطرح ترقی کرتی گئی تو مسلمان اس دور اندیش فلسفی کی پیشگوئی سے فائدہ نہ اٹہا سکینگے۔ بلکہ بوجہ اپنے اسراف اور بے اعتدالی سب سے پہلے دونون تہذیبون کی بیچ مین کچلے جائینگے۔ فتدبر

ہمارا ریمارک ـ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ لوگ جو مسلمانون کو ایک شائستہ متین اور کفایت شعار قوم بنانا چاہتے ہین اس کے لئے ایسی تجویزین کیون پیش کرتے ہین جنہین قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا ذکر تک بہی نہو۔ کیا اس سے یہ غرض ہی کہ مسلمان ان کو چھوڑ کر کوئی ترقی کر سکینگے۔ ہم کہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ تم ان کو کفایت شعار بنانیکی فکر کرو بہتر ہے کہ پہلے مسلمانون کو مسلمان بنالو۔ ایک مسلمان بنا دینا ہی ساری ترقیون اور شائستگیون اور اخلاقی خوبیون کا مجموعہ ان مین پیدا کر دینا ہی لیکن اگر مسلمان مسلمان ہی نہ رہینگے تو پہر خواہ کچھ ہی ہو کوئی فائدہ ان تجاویز سے نہین پیدا ہوگا۔

مولوی حبیب الرحمن صاحب کی یہ رائے کہ کچھ آدمی سچے دل سے اپنی زندگی کو اس کام کی نذر کرین جہانتک الفاظ کا تعلق ہے خوش کن ہو سکتی ہی۔ اگر ہر ایک شخص اللہ تعالٰی کے فضل اور تائید کی بدون اپنی زندگی دوسرون کی فائدہ کیلئے وقف کر سکتا ہی پہر اللہ تعالٰی نے جو مامورین و مرسلین کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رکہا ہی وہ بے ضرورت ثابت ہو جائیگا۔ کوئی شخص حقیقی سوز و گداز ملک اور قوم کی خدمت کیلئے انکی حقیقی بہی خواہی کیواسطے نہین رکہہ سکتا جبتک وہ اس منصب پر مامور نہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنی تجویز اور خیال پر جب نام کو اپنا معبود بنا کر اٹھے ہی تو اسکا وجود ملک اور قوم کے لئے نافع ثابت نہین ہوگا۔ پس اس امر کو کبہی بہولنا نہین چاہئے کہ مسلمانون کی بہبودی اور بہتری اسی مین ہی کہ ان کو مسلمان بنایا جاوے اور اسلام ان کی رگ و ریشہ مین عملی رنگ سے پیدا ہو۔ پہر ناممکن ہی کہ مسلمان ترقی نہ کرین یا مسلمان اعلٰی درجہ کے کفایت شعار اور متین نہ بن جاوین۔ ایک شخص جب ایمانی اور اعتقادی طور پر مبذرین کو اخوان الشیاطین سمجھیگا تو پہر ناممکن ہی کہ وہ عملی طور پر خود اس بلا مین مبتلا ہونا چاہے وہ شخص جو سچا مسلم بلٰی من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن کے ماتحت ہوتا ہی۔ ناممکن ہی کہ وہ بنی نوع کی ہمدردی اور شفقت علٰی خلق اللہ کو اپنا اصول قرار نہ دے اور مومن کہلا کر والذین ھم عن اللغو معرضون کا وصف اپنے اندر پیدا کرنیکے ساعی نہو۔

اس مین کوئی کلام نہین کہ مسلمانون مین اسلام کی روح نفخ کرنیکے واسطے ایک ایسی شخص کی ضرورت ہی جو انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر آئے اپنی تجویزون اور انسانی منصوبون سے زبان کی چالاکیون یا قلم کی تیزیون سے وہ اس منصب پر مامور نہو بلکہ اللہ تعالٰی اسے مامور کرے اور روح القدس سے اسکی تائید ہو اور ایک کامل اطمینان اور استقلال اسکو دیا جاوے اور کوئی امر اس کی لئے پشت شکن اور تہکا دینے والا ثابت نہو اس خدا شناسی اور خدا پرستی سے دور اور لامذہبی کے زمانہ مین ہمارا ایسا کہنا ایک دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ رکہیگا ہم اسے خوب سمجھتے ہین مگر سچ یہی ہے کہ مسلمانون کی فلاح اور اصلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو یہی ہے اس کے سوا ناممکن ہے **مسلمانونکی اصلاح**۔

اور ہم یہ بشارت دیتے ہین کہ خدا تعالٰی نے اسوقت جو مین ضرورت کا وقت تہا محض اپنے فضل سے اس قدیم شکستہ قوم کی سہارا اور آسرے کیلئے ایک مامور بہیجا ہی جو قوم مین دینی صلاحیت اور تقوےٰ پیدا کرنا چاہتا ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاص منشا اور مقصد تہا۔ اور اسی سلسلہ منہاج نبوت پر آیا ہی اور اسی رنگ اور شان سے اصلاح قوم کی فکر کر رہا ہی اگر قوم اس کی بات سنے اور اس کے ساتھ ہو جائے تو ہم یقیناً کہتے ہین کہ وہ کامیاب ہو جائیگی اور ہمارا ہمعصر عصر جدید مسلمانون مین جس قوت اور روح کے نفخ ہونے کی آرزو کرتا ہے وہ انمین پیدا ہو جائیگی لیکن بغیر اس کی ...... دامن سے وابستہ ہوئے اگر کوئی شخص قومی اصلاح اور فلاح کا مدعی ہو تو ہم زور سے کہتے ہین وہ کامیاب نہین ہو سکتا کیونکہ یہ ریفارمر (مصلح) خدا تعالٰی سے تائید یافتہ ہو کر اس کام کے لئے مبعوث ہوا ہے اور اس نے وہی طریق اختیار کیا ہی جو کامیابی کا سچا ذریعہ ہی۔ مسلمانون کو قرآن کریم کی ہدایتون پر عمل کرانا چاہتا ہے اور اسی کو فلاح کا ذریعہ قرار دیتا ہی۔ جو حقیقت ہے پہر قرآن کریم اور اسلام کو چہوڑ کر کوئی تجویز قوم کی بہتری اور بہلائی نہین ہی کبہی نہین کاش مسلمان سمجہین سوچین اور پہر عمل کرین۔

جنگ روس و جاپانکی خبرین

جاپانیونکا نقصان۔ روسیون کا ایک گروہ ماجود النی سے چیفو مین آیا ہی رپورٹ کرتا ہے کہ جاپانی جنگی جہاز شکیشما اور فوجی ۱۶۔ ماہ حال کو پورٹ آرتہر مین ڈوب گئے تہے۔ مگر یہ کہانی من گہڑت معلوم ہوتی ہے۔

امیر البحر ٹوگو رپورٹ کرتا ہے کہ ۱۵۔ ماہ حال کو جہاز کساگی کروزر یشینو کے ساتھ ٹکرایا۔ اور موخر الذکر جہاز ۳۰ منٹ کی اندر غرقاب ہوگیا صرف نوے اہل جہاز بچے۔ اسی روز جنگی جہاز ہتسو سی ایک روسی سرنگ کی ساتھ ٹکرا کر ڈوب گیا۔ ۳۰۰ آدمی بچ رہے +

امیر البحر ٹوگو کی ایک بعد کی تار خبر مظہر ہے کہ ہتسوسی پورٹ آرتہر کے بیرے فوجون کو اترتے ہوئے دیکہہ رہا تہا کہ بندرگاہ سے دس بحری میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق ایک سرنگ کی ساتھ ٹکرایا۔ اس نے امداد کیلئے اشارہ کیا۔ مگر فوراً ہی ایک اور سرنگ کی ساتھ ٹکرا کر نصف گہنٹہ کے اندر غرقاب ہوگیا +

سینٹ پیٹرزبرگ مین بیان کیا جاتا ہے کہ جہاز پیٹرو پولسک کی ڈوبنے کے بعد ایک تارپیڈو کشتی نے جاپانیون کو دیکہہ بہال کرنے کی زمین پر سرنگین لگا دین +

(لنڈن ۲۰ مئی) امیر البحر ٹوگو رپورٹ کرتا ہے کہ یہ ایک پر معنی امر ہے۔ کہ جہاز ہتسوسی کی غرقاب ہونے کے بعد سولہ روسی تارپیڈو ڈسٹرائر کر بندرگاہ سے باہر آئے۔ مگر جاپانی کروزرون نے انہین پسپا کر دیا۔ امیر البحر نشیبہ جو جہاز ہتسوسی پر تہا بچ گیا ہے۔ ۲۷ افسر اور وارنٹ افسر دو ضایع شدہ جہازون میں ہلاک ہو گئے۔

(بعد کی خبر) جاپانی جنگی جہاز ہتسوسی پر کل تعداد آدمیونکی ۷۴۱ ۔ اور یشینو پر ۳۶۰ تہی۔ اخبارات مذکورہ بالا دو جہازون کے ڈوبنے پر اظہار ہمدردی و افسوس کر رہے ہین

جاپانیون کی پسپائی ـ جاپانیون کی واپسی چینگ ہنگ کی تشریح ابہی تک نہین ہوئی نیوچوانگ کے ایک تار سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پسپائی ایک شکست فاش کے باعث سے تہی۔ لیکن اسکی تصدیق روسی وسایل سے نہین ہوئی۔

نیوچوانگ:۔ روسی جنگی جہاز ابیگل دیہولی سے نیوچوانگ کو روانہ ہوگیا ہے۔

روسیونکا عظیم الشان نقصان:۔ خبر ہے کہ جاپانیون نے ۱۴ ماہ حال کو کینگ پر قبضہ کر لیا۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار رشنشن سے مطلع کرتا ہے کہ ایک لڑائی مین دو ہزار روسی ہلاک اور ... مجروح ہوئے۔

جزیرہ نمائے لیاونگ: ۔ سلیامنگ مین ایک نہایت سخت چہوٹی لڑائی ہوئی ہے ہر دو جانبین کا بہت سا نقصان ہوا ہے۔

ایک جاپانی سرکاری پیغام مظہر ہے کہ جاپانی رسالون نے کل تحریک شن پر اترنا شروع کر دیا۔

کہلی بندرگاہین:۔ سینٹ پیٹرزبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ توقع ظاہر کیگئی ہی کہ روس عنقریب سائبیریا کی بندرگاہون کو جنمین ولاڈیوسٹک بہی شامل ہے تجارت کیلئے کہلی ہونیکا اعلان کریگا +

مختلف خبرین

امپیریل لائبریری کلکتہ ـ جس کا افتتاح لارڈ کرزن نے ۳۰ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو کیا تہا اسکی پہلی سالانہ رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۱ ماہ زیر رپورٹ مین ۱۲۱ مستقل ممبر پڑہنے والے تہے۔ اس عرصہ مین ۱۵۹۳ اشخاص برائے مطالعہ لائبریری مین داخل ہوئے۔

افغانستان مین ٹیکہ چیچک (الہ آباد ۲۰ مئی) ہر سال ٹیکہ لگانیکا مادہ کابل بہیجا جایا کریگا سرداران اور انکے کنبون مین ٹیکہ کو ہمیشہ اچہا سمجہا جاتا ہے۔ کچھ مقدار امیر عبد الرحمن خان مرحوم کے عہد حکومت مین پنجاب مین جایا کرتی تہی۔ غفلت سے کچھ عرصہ تک نہین بہیجی گئی +

مردہ پایا گیا:۔ ۲۰ مئی کو جو پنجاب میل پشاور سے دہلی کو آرہی تہی۔ اس مین سہل سرائے سٹیشن پر ایک یورپین درمیانہ درجہ کی کمرہ مین مردہ پایا گیا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا

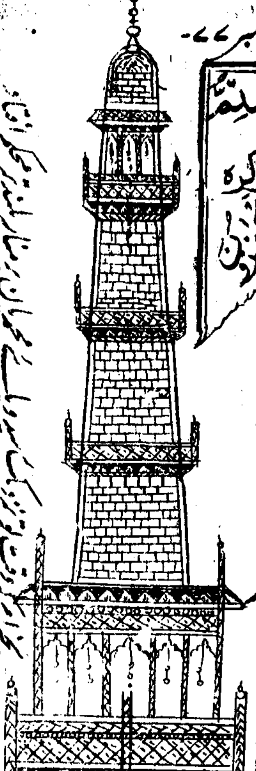
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷-

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ



الحکم

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوار

آج کو انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تہا خدا کے حکم کے ساتہہ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹہاتا ہے اور اپنا نام غازی رکہتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے ..	عٓ
ہندوستان سے باہر ..	ۓ
غیر مذاہب والون سے ..	ۓ/۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع (درس تدریس و طالب علم آمدنی والے لوگون سے)	عٓ/۱۲

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی ۔ دوا ہم بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۸ ۔ دار الامان قادیان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۴ء ۔ نمبر ۱۸

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اسوقت خصوصیت سے کیا ضرورت درپیش ہے

ہماری مقامی اخبارات مین شایع ہو چکا اور قوم پر ظاہر ہو چکی ہی کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکہا اور رائے بک مین لکہا کہ وہ اگست کے مہینہ مین ایک دفعہ پہر ملاحظہ کرینگے اور بعض نقصونکی تلافی ہو جانیکے بعد جو رائے بک مین انکی طرف سے لکہی گئی ہین مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرینگے منجملہ ان نقصونکے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے اور انکی تلافی پر زور دیا ہی چند کمرونکا زیادہ کرنا ہی اور یہہ کہ ہر ایک استاد کے آگے ایک میز اور ایک کرسی ہونی چاہیے وقت بہت تہوڑا اور کام بہت ہی اور کام بہی درحقیقت تہوڑا ہی اگر قوم کیطرف سے کافی مدد جلد ملجاوے ۔ اور قابل غور یہ امر ہی کہ اگر مدد مین با جلدی مدد کرنے مین سہل انکاری کیجائیگی تو کسقدر ضرر کا احتمال ہی ۔

سردست پانسو روپے کی ضرورت ہی اور یہہ رقم نئی اور زندہ قوم کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچہہ بہی نہین ۔ اگر ایسا ہو کہ سیالکوٹ کی جماعت ایکسو اور لاہور کی جماعت ایکسو اور کپورتھلہ کی جماعت کم از کم پچاس اور گوجرانوالہ کی جماعت پچاس اور حیدر آباد دکن کی جماعت ایک سو بہم پہونچا دین اور اسیطرح دوسرے شہرون کی جماعت اپنی استطاعت کے موافق رقوم اکٹھی کرین تو بہت جلد عمدہ طور پر کام ہو جاتا ہے امید ہی کہ ہمارے مکرم معظم دوست اور خدا تعالی کے انعامات خاصہ کے مورد اصحاب جن کی اسماء گرامی ذیل مین ثبت ہوئی ہین خصوصاً اسطرف توجہ مبذول فرمائینگے ۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دینگے ۔

شیخ رحمت اللہ ۔ منشی تاج الدین صاحب ۔ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی شیخ نور محمد صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت ۔ منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار تجارت خواجہ جمال الدین صاحب ڈائرکٹر مدارس جمون خصوصاً منشی عبد العزیز صاحب ماسٹر ہیڈ میرٹھ ۔ محمد اسمعیل صاحب ملٹری ٹیلر میرٹھ ۔ شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیر ایبٹ آباد ہزارہ ۔ شیخ نور احمد صاحب بلیڈر ایبٹ آباد ہزارہ منشی عزیز بخش صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان ۔ بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت ۔ اگر یہہ بزرگ ناصران ملت معقول رقمین عنایت کرینگے تو امید ہے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی گدائی کا دامن زیادہ پہیلانیکی ضرورت نہین پڑیگی ۔

امید ہی کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہین ہو سکے خدا تعالی کی راہ مین قدم اٹہانے سے کوتاہی نہین کرینگے ۔

المعلن خاکسار عبد الکریم از قادیان

احباب کیخدمت مین ضروری گذارش

کچہہ عرصہ ہوا کہ میان احمد نور صاحب نور رفیقان حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانیکے واسطے مخدومی و مکرمی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے تحریک کی تہی اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چہوٹی سی خدمت مین پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا ۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جائیگی تعمیر مکان کا کام شروع ہی کر دیا گیا تہا ۔ لیکن آجتک جو اس تحریک پر ایک ماہ سے زاید عرصہ گذر چکا ہی سوائے ان رقوم کے جنکا ذکر اس تحریک مین ہی کیا گیا تہا صرف ۳ کی رقم جسمین ہر ۲ حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب شیخ عطا محمد صاحب اوورسیر ایبٹ آباد کا ہی ۔ وصول ہوئی ہے جو بالکل ناکافی ہی ۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہی ۔ اسلئے ضروری ہی کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاوے ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہی اس کی بہی برباد ہونیکا اندیشہ ہی اسکے لئے ضرورت ہی اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر مین حصہ لینا چاہتے ہون بہت جلدی جسقدر ہو سکے روپیہ بہیجکر اس کام کے سر انجام دینے مین مدد دین اور رقم مطلوبہ کو جسکا اندازہ دو سو تک کیا گیا ہی پورا کر دین اسمین شک نہین کہ اس سلسلہ مین آئے دن دینی کامون کیلئے چندونکی تحریک ہوتی رہتی ہی اور ابہی اسکے ساتہہ ہی مین خود ایک اور تحریک پیش کرتا ہون لیکن یہ بہی سمجہہ لینا چاہیے کہ دینی خدمت کا یہی وقت ہی ۔ جو صاحب توفیق رکہتے ہون وہ ضرور اس کار خیر مین حصہ لین ۔

رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہین ۔ شیخ رحمت اللہ عٓ شیخ عطا محمد صاحب عٓ ۔ چندہ معرفت ماسٹر محبوب الرحمن صاحب از قادیان ۓ مفتی محمد صادق صاحب عہ مولوی شیر علی صاحب عہ ۔ میان لال الدین صاحب عہ سید محمد علیشاہ صاحب نے علاوہ صہ چندہ کے ایک کوٹہی کی چہت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہی ۔ مولوی امام الدین مدرس گولیکی عہ ۔ بابو شاہ دین گوگڑہ عہ ۔ میان خیر الدین محرر ڈ و عبد العزیز سوہات عہ ۔ منشی نذیر الدین بہاول صہ ۔

۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدؑ

(تتمہ ۱۷؍ مئی سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

رویت کا انکار کرنا کتنا بڑا ظلم ہے ہزاروں ہزار نشان خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کی تصدیق کے لئے ظاہر کئے اور ان کے دیکھنے والے موجود ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ ان کو رد کر دیا جاتا ہے اور جدید نشانوں کی خواہش کیجاتی ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اور نشانات دکھلاوے لیکن سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ ایسے اقتراح کرنیوالے اور اپنے ایمان کو مشروط کرنیوالے ہو کر رہا جاتے ہیں۔ پہلے نشانوں کو ترک کر کے آئندہ کیلئے سوال کرنا آیات اللہ کی بیحرمتی اور خدا تعالیٰ کے حضور سوء ادبی ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم میری نعمت کا شکر کروگے تو میں اسے بڑھاؤنگا اور یہ فرمایا یا بیان کفرتم ان عذابی لشدید اور اگر انکار اور کفر کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اب بتاؤ کہ ان آیات الٰہی کی تکذیب اور ان کو چھوڑ کر جدید کی طلب اور اقتراح یہ عذاب الٰہی کو مانگنا ہے یا کیا؟

دیکھو!

میں سچ کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی آیات کی بے ادبی مت کرو۔ اور انہیں حقیر سمجھ کر یہ مت کہو کہ کوئی نشان نہیں اور خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھرام خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان کے موافق مارا گیا۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں خود لیکھرام نے اسے شہرت دی وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا......... یہ نشان اسلام کی سچائی کیلئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کیلئے بطور معیار قایم کیا تھا آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون کی شہادت دیکر چلا گیا۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اسکی پرواہ نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے۔ پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو خود لیکھرام بننا ہے اور کیا۔

مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ جس حال میں خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا ہے کہ اس نے ہر قوم کے متعلق نشانات دکھائے جلالی اور جمالی ہر قسم کے نشان دیئے گئے پھر ان کو ردی کیطرح پھینک دینا یہ تو بڑی ہی بدبختی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بننا ہے۔ جو آیات اللہ کی پرواہ نہیں کرتا وہ یاد رکھے اللہ تعالیٰ بھی اسکی پرواہ نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ کیطرف سے جو نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک عقلمند خدا ترس ان کو شناخت کر لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن جو فراست نہیں رکھتا اور خدا کے خوف کو مدنظر رکھ کر اس پر غور نہیں کرتا وہ محروم رہ جاتا ہے کیونکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا دنیا ہی نہ رہے اور ایمان کی وہ کیفیت جو ایمان کے اندر موجود ہے نہ رہے۔ ایسا خدا تعالیٰ کبھی نہیں کرتا اگر ایسا ہوتا تو پھر دین کی کیا ضرورت پڑتی تھی کہ وہ حضرت مسیح کا انکار کرتے موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیوں ہوتا اور پھر سب سے بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر تکالیف کیوں برداشت کرنی پڑتیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں کہ وہ ایسے نشان ظاہر کرے جو ایمان بالغیب ہی اٹھ جاوے۔ ایک جاہل وحشی سنت اللہ سے ناواقف تو اسی چیز کو معجزہ اور نشان کہتا ہے جو ایمان بالغیب کی حد سے نکل جاوے۔ مگر خدا تعالیٰ ایسا کبھی نہیں کرتا۔

ہماری جماعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے کمی نہیں کی کوئی شخص کسی کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا جسقدر لوگ اس سلسلے میں داخل ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔

براہین احمدیہ کو پڑھو اور اس پر غور کرو اسمیں زمانہ کی ساری خبریں اس میں موجود ہیں۔ دوستوں کے متعلق بھی ہیں اور دشمنوں کے متعلق بھی۔

اب کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے کہ تیس برس پہلے جب ایک سلسلہ کا نام و نشان بھی نہیں اور خود اپنی زندگی کا بھی پتہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسقدر عرصہ تک رہونگا یا نہیں ایسی عظیم الشان خبریں دے اور پھر وہ پوری ہو جائیں نہ ایک نہ دو بلکہ ساری کی ساری۔ **براہین احمدیہ** لوگوں کے گھروں میں ہے عیسائیوں، آریوں اور گورنمنٹ تک کے پاس موجود ہے اور اگر خدا کا خوف اور سچ کی تلاش ہے تو میں کہتا ہوں کہ **براہین** کے نشانات پر ہی فیصلہ کر کر دیکھو اس وقت جب کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا بھی نہیں تھا ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ اس جماعت کی جو یہاں موجود ہے خبر دی اگر یہ پیشگوئی خیالی اور فرضی تھی تو پھر آج یہاں اتنی بڑی جماعت کیوں ہے اور جس شخص کو قادیان سے باہر ایک بھی نہیں جانتا تھا اور جس کے متعلق براہین میں کہا گیا تھا

فحان ان تعان وتعرف بین الناس

آج کیا وجہ ہے کہ وہ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب شام مصر سے نکل کر یورپ اور امریکہ تک دنیا اس کو شناخت کرتی ہے۔

اگر یہ خدا کا کلام نہیں تھا اور خدا کے منشاء کے خلاف ایک مفتری کا منصوبہ تھا تو خدا نے اسکی مدد کیوں کی ہے کیوں اس کے لئے ایسے سامان اور اسباب پیدا کر دیئے۔

کیا یہ سب میں نے خود بنا لئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اسیطرح پر کسی مفتری کی تائید کیا کرتا ہے۔ تو پھر **راستبازوں** کی سچائی کا معیار کیا ہے؟ تم خود ہی اس کا جواب دو۔

سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگے کیا یہ میری اپنی طاقت میں تھا کہ میں اپنے وقت میں کرلیتا اور جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچے **مہدی** کا نشان قرار دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس..... نشان کو میرے دعوے کے وقت پورا کر دیا۔ اگر میں اس کی طرف سے نہیں تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے خود دنیا کو گمراہ کیا؟۔ اس کا سوچ کر جواب دینا چاہئے کہ میرے انکار کا اثر کہاں تک پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پھر خدا تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسیطرح پر اسقدر نشانات ہیں کہ ان کی تعداد دو چار نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں تک ہے تم کس کس کا انکار کرتے جاؤگے۔ اسی براہین میں یہ بھی لکھا ہے۔

یأتون من کل فج عمیق اب تم خود آئے ہو۔ تم نے ایک نشان پورا کیا ہے اسکا بھی انکار کرو۔ اگر اس نشان کو جو تم نے اپنے آنے سے پورا کیا ہے مٹا سکتے ہو تو مٹاؤ۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ دیکھو آیات اللہ کی تکذیب اچھی نہیں ہوتی اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ میرے دل میں جو کچھ تھا میں نے کہدیا ہے اب ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں صادق ہوں اور اسی کیطرف سے آیا ہوں

۲۹؍ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کی شام

ایک شخص نومسلم جو کہ کالونی کے خیالات کا متبع آیا ہوا تھا اس نے نشان دیکھنا چاہا حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سوال کو طریق ادب و طلب کے خلاف پاکر اسے حکم دیا تھا کہ تم واپس چلے جاؤ اس پر اس نے ایک معافی نامہ پیش کیا۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔

یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے کہ کوئی بات کسی کو سمجھا دے۔ لیکن اسے سمجھ دیتا ہے جو ادب کے طریق پر سچا طالب ہو کر تلاش کرتا ہے **الطریقۃ کلّہا ادب** خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں وہ ان پر ہدایت و معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھولدیتے ہیں۔ ہم میں ہو کر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بنا پر خدا جوئی اپنا مقصد رکھ کر لیکن اگر کوئی استہزاء اور ٹھٹھے کے طریق پر آزمائش کرتا ہے وہ بدنصیب محروم رہ جاتا ہے۔

پس اسی پاک اصول کی بنا پر اگر تم سچے دل سے کوشش کرو اور دعا کرتے رہو تو وہ غفور الرحیم ہے۔ لیکن اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی پرواہ نہیں کرتا وہ بے نیاز ہے۔

دنیا فنا کا مقام ہے اسلئے ضروری ہے کہ انسان اس فانی مقام پر دلدادہ نہ ہو بلکہ آخرت کی فکر کرے جو ابدی ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاوے اور اسکی مرضی کو مقدم کر کے اسپر چلے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کو مقدم نہیں کرتا اور اسپر نہیں چلتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ جیسے ہزاروں لاکھوں کیڑے مرجاتے ہیں یہ بھی مرجاتا ہے اور اس کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتا ہے اور دعاؤں سے کام لیتا ہے اور تھکتا نہیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اسپر اپنی راہ کے دروازے کھول دیتا ہے یہی اصول یہاں بھی ہے۔

کیونکہ مجھے اس خدا نے مامور کر کے بھیجا ہے

پس اگر کوئی یہاں آتا ہے اسلئے کہ وہ شعبدہ بازی دیکھے اور پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے تو ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم پھونک مار کر **ولی** نہیں بناتے۔ جو شخص جلد بازی سے کام لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا تو پھر اسکی کیا پرواہ۔ اتنا ہی نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ خدا غفور الرحیم ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ماننا چاہئے کہ وہ غنی بھی ہے۔ اگر ساری دنیا اتقی قلب لیکر آوے تو اسکی الوہیت کی شان ایک ذرہ بھی بڑھ نہ جاویگی اور اگر اتقی نہ ہو تو اس کی کچھ کم نہ ہوگا اسلئے طالب صادق کا پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی بے نیاز ہے اسکو حاجت اس امر کی نہیں کہ میں اسکی طرف رجوع کروں بلکہ مجھے حاجت اور ضرورت ہے کہ اسکی طرف رجوع کروں اور اس کے آستانہ الوہیت پر گروں جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ خدا کو میری حاجت نہیں مجھے خدا کی حاجت ہے، تو اس میں ایک طلب صادق کا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ خدا کی طرف رجوع کرنے لگتا ہے پس اگر کوئی میرے پاس آتا ہے تو اسے یہی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ میرا کام تو صرف پہونچا دینا ہے منوا دینا میرا کام نہیں۔ اگر کوئی اپنی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے کہ ایک دن مرنا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے تو اس کا فرض ہونا چاہیے کہ صبر اور صدق کے ساتھ اس راہ کو تلاش کرے اور گھبرا نہ جاوے

اور تھکتے نہیں۔ لیکن جب کوئی حد سے زیادہ شرارت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ہنسی کرتا اور انہیں ٹھٹھے میں اڑانا چاہتا ہے تو اس کا علاج اس نے اور رکھا ہوا ہے۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے۔ اور یہ ہونے والا ہے۔ کتوں اور کیڑوں کی طرح لوگ مر رہے ہیں اور مریں گے۔

دیکھو دس روپیہ کا مقدمہ بھی ہو تو انسان اپنی عقل پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ دوسروں سے مشورہ لیتا ہے اور ان پر بھروسہ کرتا ہے پھر وکیل تلاش کرتا ہے وکیل بھی اعلیٰ درجہ کا پھر حکام پس لوگوں کی تلاش کرتا اور ان کی خوشامد کرتا اور جائز و ناجائز وسائل کے استعمال سے بھی نہیں چوکتا۔ جب ایک تھوڑی سی متاع کیلئے وہ اسقدر جدو جہد اور کوشش کرتا ہے۔ پھر اسکو شرم کرنی چاہیے کہ دین کیلئے اسکا دسواں حصہ بھی سعی نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسرار دین اسپر کھل جاویں اور وہ دم زدن میں ولی بنا دیا جاوے۔ جیسے کہ ایک شخص ہماری مجلس میں آکر بیٹھتا ہے اور باہر نکل کر فتویٰ دیتا ہے کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ یہ سب کچھ دوکانداری ہے۔ ہم ایسے فتووں اور ایسی رایوں کی کیا پروا کرینگے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام کی سچائی اپنی تائید میں جو روشن نشانوں اور دلائل کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ایسے بیہودہ رایوں اور فتووں کی کیا وقعت ہے۔ کیونکہ ایسی رائے دینے والوں کو مرنا ہے تب اسے پتا لگ جاویگا۔ ان کے فتووں کی کیا حقیقت ہے۔ اسوقت سارے پردے اٹھ جاوینگے اور حقیقت کھل جاویگی۔ میں دنیا کی حالت پر سخت تعجب اور افسوس کرتا ہوں کہ اگر کسی کو کہدیا جاوے کہ تجھے جذام کا اندیشہ ہے تو وہ طبیب تلاش کرتا ہے اور نسخہ پر نسخہ استعمال کرتا چلا جاتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی بیماری کیلئے تو یہ جد و جہد کیجاتی ہے پر اس کی مقابل میں دین کیلئے کوئی فکر اور کوشش نہیں کیجاتی۔ جوئندہ یابندہ ایک عام مثل ہے مگر اس کیلئے یہ بھی تو ضروری ہے کہ جو سچی تلاش اور طلب کا حق ہے وہ ادا کرے۔ یہ تو نہیں کہ ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مجھے کوئی نشان دکھا دو میں شام کو واپس جانا چاہتا ہوں۔ ایسی جلد بازی اور اقتراح خدا کو پسند نہیں ہے۔ دیکھو زمیندار کسقدر محنت کرتا ہے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر سخت سے سخت زمین میں ہل چلاتا ہے پھر تخم ریزی کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے اور حفاظت کرتا ہے تب جا کر کہیں پھل اٹھاتا ہے۔ یہ کوشش اور محنت دنیا کیلئے ..... تو ہے جو آج ہے کل نہ ہو گی مگر دین کیلئے کچھ بھی نہیں۔ چونکہ نفس میں خباثت ہوتی ہے اور تلاش حق مطلوب نہیں ہوتی اس لئے جلد فیصلہ کر لیتا ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے۔ یہ بے انصافی اور ظلم نہیں تو کیا ہے؟ مگر سچ ہے وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ایک شخص جو نشان کھو دینے لگا ہے وہ اگر دو چار ماتبہ کھو دکر شکایت کرے کہ پانی نہیں نکلا تو کیا اس کو احمق نہ کہا جاوے گا اور ملا ہوں گی کہ ابھی تو اس حد تک پہونچا ہی نہیں جہاں پانی نکلتا ہے ابھی سے شکایت کرتا ہے یہ تو تیرا اپنا ہی قصور اور نادانی ہے ہر ایک مرتبہ کی ایک قانون قدرت اور وقت ہے خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیوی۔ پھر دنیوی امور میں تو ان قوانین قدرت کو نگاہ رکھتا ہے لیکن دینی امور میں اگر عقل ماری جاتی ہے اور جلدی کر کے ایک دم میں سب کچھ چاہتا ہے۔ یہ جلد باز اور شتاب کار لوگ جب خدا تعالیٰ کے ماموروں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں بھی اس شتاب کاری سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ایک پھونک مار کر ان کو آسمان پر چڑھا دے۔ ایسے نشان مانگتے ہیں کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے۔ اگر کوئی شخص چاند یا سورج پر ایمان لاوے تو بتاؤ اس کو اس ایمان سے کیا فائدہ اور ثواب ہو گا۔ ایمان تو یہ ہوتا ہے کہ من وجہ محجوب ہو اور من وجہ منکشف اگر ایمان کی حد سے بڑھ کر ہو تو پھر ثواب ہی نہ ملتا ثواب کا وعدہ اسی صورت میں ہے کہ عقلمند آدمی عقل صحیح سے کام لیکر قرائن قویہ کو پا کر سمجھ لیتا ہے کہ یہ حق ہے۔ لیکن اگر اس طریق کو چھوڑ کر چاہتا ہے تو وہ پھر کسی ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا ہی حجاب اٹھ جاوے کہ آفتاب کیطرح ایک سے روشن ہو جاوے تو کون احمق ہو گا جو کہے کہ آفتاب نہیں اور دن چڑھا ہوا نہیں ہے۔ اگر ایسا انکشاف ہو تو پھر کافر اور مومن میں کیا فرق ہوا۔ مومن تو کہتے ہی اسی کو ہیں جو من وجہ محجوب پر ایمان لاتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی بات پر صدیق کہلائے۔

پس قانون قدرت یہی ہے جو شخص جلد بازی کرتا ہے اور صبر اور استقلال کے ساتھ کوشش نہیں کرتا اور حسن ظن سے کام نہیں لیتا۔ وہ ہمارا کیا بگاڑ لیگا اپنی ہی شقاوت کا نشانہ ہو گا۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک بیمار کسی طبیب کے پاس آوے اور طبیب اسکی مرض کی تشخیص کر کے کہے کہ تجھے دو مہینہ تک میرے پاس رہ کر علاج کرنا پڑیگا۔ مگر وہ کہے کہ نہیں دو مہینہ تک تو میں رہ نہیں سکتا تم ابھی کوئی قطرہ ایسا دو کہ یہ ساری مرض جاتی رہے۔ ایسا جلد باز مریض کیا خاک فائدہ اٹھائیگا۔ وہ تو اپنا ہی نقصان کریگا۔ اس کیلئے قانون قدرت تو بدل نہیں جاویگا۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

پس یہ بڑی بدبختی ہے کہ دنیا کی کاموں میں عقل سے کام لیتا ہے۔ لیکن دین کے کاموں میں عقل کو بیکار اور معطل کر دیتا ہے۔ یہ خطرناک مرض ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ کثرت سے استغفار کرتا رہے۔ نیک صحبت میں رہے اور دعاؤں میں لگا رہے اگر یہ نہیں کرتا تو وہ ہلاک ہو جاویگا۔ اللہ تعالیٰ اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا لیکن جو صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور اس راہ میں تھکتا اور گھبراتا نہیں دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ امید ہے کہ وہ ایک دن گوہر مقصود کو پا لے۔

۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور ہی میں تھے کہ مکرم خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج لاہور بھی شرف نیاز کیلئے آئے ہوئے تھے خلیفہ صاحب ایک روشن خیال اور ذی فہم آدمی ہیں وہ لاہور کے حالات ذکر کرتے رہے کہ وہاں کی مسلمانوں کی عجیب حالت ہو رہی ہے ہر اتوار کو زیارتیں نکالکر باہر لیجاتے ہیں۔ اور اس فعل کو دفعیہ طاعون کیلئے کافی سمجھتے ہیں مسلمانوں کی اس حالت پر خلیفہ صاحب افسوس کرتے رہے اور اپنے مختلف حالات سناتے رہے۔ آخر آپ نے عرض کیا۔

خلیفہ صاحب: طاعون میں بعض مقامات پر ہمارے احباب مرتے ہیں اور لوگ اعتراض کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیا جاوے

حضرت اقدس: اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مامور کو دنیا میں بھیجتا ہے تو سنت اللہ یہی ہے کہ تنبیہ کیلئے کوئی نہ کوئی عذاب بھی بھیجتا ہے اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب اسکی مخالفت حد سے بڑھ جاتی ہے اور شوخی و شرارت میں اہل دنیا بہت ترقی کر جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑتے ہیں وہ عذاب اگرچہ سرکش منکرین کیلئے ہوتا ہے۔ مگر سنت اللہ یہی ہے کہ مامور کی بعض متبعین بھی شہید ہو جاتے ہیں وہ عذاب اوروں کیلئے عذاب ہوتا ہے مگر ان کیلئے باعث شہادت۔ چنانچہ قرآن شریف صاف طور پر بتاتا ہے کہ کفار جو بار بار عذاب مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ تم پر عذاب بصورت جنگ نازل ہو گا آخر جب وہ سلسلہ عذاب کا شروع ہوا اور کفار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں ہونے لگیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان جنگوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ حالانکہ مسلم بات ہے کہ وہ تو کفار پر عذاب تھا اور خاص انہی کیلئے آیا تھا۔ مگر صحابہ کو بھی چشم زخم پہونچا۔ اور بعض جو علم الٰہی میں مقدر تھے شہید ہو گئے۔ جن کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جاویں انکو مردے مت کہو بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں اور اسی جگہ انکی نسبت فرمایا۔ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ۔ اب بتاؤ کہ وہ جنگ ایک ہی قسم کا تھا لیکن وہ کفار کیلئے عذاب تھا مگر صحابہ کیلئے باعث شہادت اسیطرح اب بھی حالت ہے لیکن انجام کار دیکھنا چاہیے کہ طاعون سے فائدہ کس کو رہتا ہے بکو یا ہمارے مخالفین کو اسوقت معلوم ہو گا کہ کون کم ہوئے اور کون بڑھے میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور اسکی وجہ طاعون ہی ہے بعض ایسے لوگوں کی درخواستیں بیعت کیلئے آتی ہیں جو طاعون میں مبتلا ہو کر لکھتے ہیں کہ اسوقت مجھ طاعون ہوا ہوا ہے اگر زندہ رہا تو پھر آ کر بھی بیعت کرونگا فی الحال تحریری کرتا ہوں۔ طاعون کے ذریعہ کئی ہزار آدمی اس سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں۔

خلیفہ صاحب۔ وہ جنگ تو اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے تھا

حضرت اقدس۔ یہ طاعون بھی اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے دو نشان مسیح موعود کی سچائی کیلئے زمینی اور آسمانی اور بہت سے نشانوں کے سوا مقرر کئے تھے آسمانی نشان تو کسوف و خسوف کا تھا جو رمضان کے مہینے میں واقع ہو گیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دوسرا زمینی نشان طاعون کا تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ ابھی طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا جب میں نے اسکی خبر دی تھی اسوقت شتاب کار لوگوں نے جلد بازی کی اور خدا تعالیٰ کے اس بزرگ نشان کو ہنسی میں اڑانا چاہا مگر اب گو وہ زبان سے اقرار نہ کریں مگر ان کے دلوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ پیشگوئی جو طاعون کے متعلق تھی پوری ہو گئی اس نشان سے اعلاء کلمۃ اللہ اسطرح پر ہو گا کہ لوگ آخر جب اسکو عذاب الٰہی سمجھکر اسکی موجبات پر غور کریں گے اور فسق و فجور اور شرارت و شوخی چھوڑ کر خدا تعالیٰ کیطرف آئیں گے اور سمجھیں گے کہ خدا کا حق ہے تو اس سے اعلاء کلمۃ اللہ ہو گا یا نہیں؟ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے یہ طاعون ..... کام کر رہی ہے اگر اس گروہ میں ایک شہید ہو جاتا ہے تو اس کے قائمقام ہزار آتے ہیں۔ یہ نادانوں کا شبہ فضول ہے کہ کیوں مرتے ہیں ہم کہتے ہیں صحابہ جنگ میں کیوں شہید ہوتے تھے؟ کسی مولوی سے پوچھو کہ وہ جنگ عذاب تھا یا نہیں؟ ہر ایک کو کہنا پڑیگا کہ عذاب تھی پھر ایسا اعتراض کیوں کرتے ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جا پڑتا ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ نشان مشتبہ ہو گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں نشان مشتبہ نہیں ہوا اسواسطے کہ انجام کار کفار کا ستیاناس ہو گیا اور انہیں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اور اسلام ہی اسلام نظر آتا تھا جیسا کہ کہتا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ نظر آ گیا اسیطرح طاعون کا حال ہے۔ اسوقت لوگوں کو تعجب معلوم ہوتا ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں لیکن ایک وقت آتا ہے جب طاعون اپنا کام کر کے چلی جائیگی اس وقت معلوم ہو گا کہ اس نے کسکو نفع پہونچایا اور کون خسارہ میں رہیگا۔ یہ اس زمانہ کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہے جسکا ذکر ساری نبیوں کی کتابوں میں ہے اور اس سے اسقدر جلدی لوگ حق کی طرف آ رہے ہیں کہ .....

خلیفہ صاحب۔ حضور کیا ایسے لوگ باسوقت شہید ہونگے؟

حضرت اقدس۔ اسمیں کیا شک ہے کہ وہ امن میں تو ہو گئی۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر انہیں کوئی ہی ..... پہونچ جاوے تو وہ شہادت ہو گی اور خدا کا سو ید ایمان لانیکا یہ فائدہ تو حاصل ہو گیا۔

میں نے جسقدر طاعون کے متعلق کھول کھولکر بیان کیا ہے کسی نے نہیں کیا متواتر میں اس پیشگوئی کو شائع کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں مختلف اوقات میں اسکو متعلق مجھ پر کھولا اور میں نے لوگوں کو سنایا یَا مَسِيْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا بہت پرانا الہام ہے

جو چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ پھر وہ سیاہ پودوں والی رویا اور ہاتھی والی رویا بھی ..... کہ طرف ..... مامور ہو کر آئی ہے ..... کر رہی ہے بعض لوگ شرارت سے کہتے ہیں کہ یہ طاعون انکی شامت اعمال سے آئی ہے یہ تو وہی بات ہے جیسے حضرت موسیٰ کو الزام دیا تھا۔ مگر کوئی انسے پوچھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ شامت اعمال سے تو بیماری آئی ہے۔ اور ہماری حفاظت کر خدا تعالیٰ ایک نشان قرار دیتا ہے جو مر رہے ہیں دوسرے۔ اسوقت آپ نے ایک خاص

مسیح موعودؑ کی تعلیم

مگر قبل اس کے کہ مین اس اشتہار* کا جواب لکھون اپنی جماعت کے لوگون کو نصیحتاً کہتا ہون کہ جو کچھ اس اشتہار کے لکھنے والون اور ان کی جماعت نے محض دل دکھانے اور توہین کی نیت سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بال خور اور ٹھگ اور کاذب اور ننگ حرام سے لفظ کو استعمال مین لائے ہین اور مجھے لوگون کا دغا بازی سے مال کھانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سور اور کتے اور مردار خوار اور گدھے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہین اور ملیچھ اُن کا نام رکھا ہے ان تمام دکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کرین اور مین اس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہون کہ جو انسان کو اس حالت مین پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ نہ صرف اس کو گالیان دی جاتی ہین بلکہ اوس کے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور سخت اور غضب پیدا کرنیوالی الفاظ سنائے جاتے ہین۔ لیکن مین کہتا ہون کہ اگر تم ان گالیون اور بدزبانیون پر صبر نہ کرو تو پھر تم مین اور دوسرے لوگون مین کیا فرق ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہین کہ تمہارے ساتھ ہوئی اور پہلے کسی سے نہین ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا مین قایم ہوا ضرور دنیا نے اس سے دشمنی کی ہے سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کرین سو خبردار رہو نفسانیت تمہیر غالب آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔ تمہین چاہئے کہ آریون کے رشیون اور بزرگون کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بھی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیان نہ دین کیونکہ ان کو معرفت نہین دیگئی اس لئے وہ نہین جانتے کہ کس کو گالیان دیتے ہین۔ یاد رکھو ہر ایک جو نفسانی جوشون کا تابع ہے ممکن نہین کہ اوس کے لبون سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اوس کا فساد کے کیڑون کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہین۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹون پر جاری ہون گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمرین بڑہائی جائین گے۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہاری کلام پر کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے حکمت کی باتین دلون کو فتح کرتی ہین لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتین فساد پھیلاتی ہین جہان تک ممکن ہو سچی باتون کو نرمی کے لباس مین بتاؤ تا سامعین کیلئے موجب ملال نہ ہون جو شخص حقیقت کو نہین سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہوکر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے اوس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہین ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے موہنہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہ مین تمہیں کہین تو نفسانی جوشون سے دور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثین مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہین اور وقت ضایع کرنا ہے بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور چاہئے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگون کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے کیونکہ مردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات موہنہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگون اور اوباشون کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پر حکمت جواب دو۔ تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھیرو۔

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہین ہے جبتک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر مین داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا تعالی کی کلام مین یہ وعدہ ہے اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے مین اوس کو بچاؤن گا اس جگہ یہ نہین سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہین جو میرے اس خاک وخشت کے گھر مین بود و باش رکھتے ہین بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہین میری روحانی گھر مین داخل ہین۔ پیروی کرنے کیلئے یہ باتین ہین کہ وہ یقین کرین کہ اونکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات مین ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اوس کا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑہنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات الگ الگ ہین انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور مین آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا مین بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہین کہ خدا مین کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کیطرف انسان کے تغیر ہوتے ہین تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور مین آتی ہے خدا تعالی کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہان خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرامون پر اور اس کے کل تعلقات پر اوس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ مین صدق و صفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزون پر اوس کو مقدم نہین رکھتی مگر تم اوس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کے جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت مین اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم مین اور اس مین کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی تمہاری خواہشین اسکی خواہشین ہو جائین اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی مین اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کروگے تو تم مین وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم مین ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کی تمام بندون پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بنجاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہین جو حلم ظاہر کرتے ہین مگر وہ اندر سے بھیڑئے ہین بہت ہین جو اوپر سے صاف ہین مگر اندر سے سانپ ہین سو تم اسکی جناب مین قبول نہین ہوسکتے جبتک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہوکر چھوٹون پر رحم کرو نہ اونکی تحقیر۔ اور عالم ہوکر نادانون کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے اُنکی تذلیل اور امیر ہوکر غریبون کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے انپر تکبر۔ ہلاکت کی راہون سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کیطرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتون سے مت ڈرو کہ وہ دھوئین کیطرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہین اور وہ دن کو رات نہین کرسکتین بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اسکی دونون جہانون مین بیخکنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئین بچا نہین سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اسکی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اوس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم مین باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دیگی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو مین تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہین ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتون کو لیکر اپنے تئین دھوکا دو کہ جو کچھ ہمنے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہین زندہ کریگا تم آپس مین جلد صلح کرو اور اپنے بھائیون کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہین وہ کاٹا جاویگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہوکر جھوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس مین سے ایک فربہ انسان داخل نہین ہو سکتا کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتون کو نہین مانتا جو خدا کے موہنہ سے نکلین اور مین نے بیان کین تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ مین سے دو بھائی۔ تم مین سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہین بخشتا سو اسکا مجھ مین حصہ نہین ہے۔

(باقی آیندہ)

* نوٹ قادیانی آریون کی اشتہار سے مراد ہے۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

خاص الحکم کے کالموں میں شائع ہوتی ہیں

ایں ہمہ وحی است از رب السما
کافرم گر ایں نبا شد از خدا
وحی حق است ایں بہ نوبہ ذات پاک
صاوقیم و بر سر کذاب خاک

(آئینہ کمالات اسلام، ضمیمہ)

شکر قیصرہ اس رحیم و کریم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے ہمیں زیر سایہ قیصرہ ہند پناہ دیکر یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کیلیے سچی ہمدردی کر سکیں اور ترقی کی ان راہوں پر چلنے سے ابدی جہان کے لیے سرمایہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف صاف لفظوں میں بیان فرماتا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض عیسائی توحید پر قائم تھے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ولو انھم اقاموا التورات والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم ساء ما یعملون الجزو نمبر ۶ سورۃ المائدہ
امت مقتصدہ وہی امت ہوتی ہے جو اپنی اعتقادی اور عملی طریقوں میں صراط مستقیم پر قائم ہو۔ سو یہود کا طریق اقتصاد کو چھوڑنا..... انکار انبیاء تھا اور عیسائیوں کا اقتصاد کو چھوڑنا مسیح کی شان میں غلو تھا۔

پھر دوسری آیت یہ ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ۔ الجزو ۲۸ سورۃ المجادلہ۔ یہ عیسائیوں کے حق میں ہے اسجگہ بھی فرمایا ہے کہ اے وے عیسائیو جو مومن ہو اور مسیح کو خدا کہکر کافر نہیں بنے تم اسلام لاؤ تا تمھیں دو حصے ثواب ملے پہلے اس سے اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اور اب فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ مومن انھیں کو ٹھیراتا ہے جو مسیح کو خدا نہیں سمجھتے۔ اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت دو فرقے تھے۔ ایسا ہی حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قیصر اور نجاشی کا گواہی دینا کہ مسیح کی شان اس سے زیادہ نہیں کہ وہ نبی اللہ تھا اب ظاہر ہے کہ اس فرقہ کی کوئی انجیل بھی ہوگی سو وہی انجیل ہے جسکی تصدیق قرآن میں پائی جاتی ہے۔

متی وغیرہ انجیلوں کے بیان اسوجہ سے بھی قابل اعتبار نہیں کہ ان میں جھوٹھ بہت لکھا ہے اور عمداً پیشگوئیوں کو مروڑنا چاہا ہے یا اپنی طرف سے جھوٹی پیشگوئیاں بنائی ہیں مثلاً تیسرے باب میں متی لکھتا ہے کہ وہ ناصری کہلائے گا حالانکہ نبیوں کی کتابوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں اور ناصرہ کے معنی کسی جگہ شاخ کے نہیں آئے بلکہ سرسبز مکان کو ناصرہ کہتے ہیں اور اگر بفرض محال ناصر شاخ کو بھی کہتے ہوں تو ناصرہ جو گاؤں تھا اُس سے اسکو کچھ تعلق نہیں کیونکہ یہ گاؤں ٹیلے پر تھا اور اُس کے ارد گرد سبزی بہت تھی اس لیے اسکو ناصرہ کہا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ وہ ایک شاخ تھی۔

دوسرے اس وجہ سے بھی متی وغیرہ کا بیان قابل اعتبار نہیں کہ انکی طرف سے الہام کا دعویٰ ثابت نہیں کہیں نہیں لکھا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔

تیسرے اسوجہ سے کہ وہ لوگ بے وقوف اور دغاباز تھے اُن کے دل میں پختہ یقین نہ تھا۔

انجیلوں میں صرف بیٹے کا لفظ آنا عیسائیوں کے لیے مفید نہیں کیونکہ یہودی لوگ نیک انسانوں پر بیٹے کا لفظ اطلاق کرتے تھے ہاں اگر کوئی معمولی انسان اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہے تو یہ کلمہ کفر سمجھتے تھے سو چونکہ وہ یسوع کو اچھا آدمی نہیں سمجھتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ یہ وہی ہے جسکو ہم جانتے ہیں یعنی اسکے چال چلن سے ہم واقف ہیں اسلیے وہ یسوع کے منہ سے ایسا کلمہ نکلنا کفر کا کلمہ سمجھتے تھے اور پھر حسد کے راہ سے اُسپر اور بھی حاشیے چڑھاتے تھے۔

حواری غبی اور بلید بھی تھے اور خدا کے کلام کو سمجھتے نہیں تھے اور اُن سے انجیلوں کے لکھنے سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئیں اور بڑے ناپاک مبالغے انکی تحریر میں آئے ہیں۔ اور خود انجیلوں سے ثابت ہے کہ وہ جھوٹھ بھی بولتے تھے۔

بن باپ ہونا خدا ہونے کی دلیل نہیں بموجب اقرار عیسائیوں کے ملک صدق سالم بھی بن باپ تھا اور دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔

مسیح کی خدائی پر کوئی عقلی دلیل قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل قواعد کلی کے ذریعہ سے بحث کرتی ہے جیسا کہ کہا جاے کہ کھجور خشک اور میٹھی ہے اور جو چیز خشک اور میٹھی ہو وہ گرم ہوتی ہے اور نیلوفر بھیگا اور ایک آبی بوٹی ہے اور جو بوٹی بھیگی اور آبی ہو وہ سرد ہوتی ہے پس جبکہ عقلی طور پر مسیح کی خدائی ثابت نہیں ہو سکتی تو اب صرف نقلی طور باقی رہا سو اس میں مقدم توریت ہے۔

اور ایک ذریعہ مسیح کے خدا بنانے کا یہ ہو سکتا ہے کہ اُس نے آپ خدائی کا دعویٰ کیا ہو مگر اپنا کلام اُس کا کوئی محفوظ نہیں بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ انجیلیں حواریوں کو الہام ہوئی ہیں گویا ان کلمات کو اُسوقت مسیح کا کلام مانا جائے گا کہ جب اول حواریوں کا الہام صحیح مانا جائے حواریوں نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ یہ کلمات ہمنے مسیح کی زبانی سُنے تھے بلکہ عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ یہ کلمات اُن کے الہامی ہیں اور انکی صحت الہام کی صحت پر موقوف ہے پس جبکہ الہام کی صحت میں سخت سخت شبہات ہیں تو کیونکر یہ کلمات صحیح ہو سکتے ہیں ہاں اگر الہام کا دعویٰ نہ ہوتا اور صرف یہ دعویٰ ہوتا کہ مسیح کے مُنہ سے یہ کلمات سُنے ہیں تو تاریخی طور پر تحقیقات کیجاتی گر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی تعلیم کو بھول چکے تھے پس کیوں نہ کہا جاے کہ یہ شیطانی خیالات ہیں۔

آجکل کی تحقیقاتوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ ستاروں میں بھی آبادی ہے پس اُس آبادی کیلیے بھی کسی ذریعہ نجات کی ضرورت ہے پس اگر کوئی ابن اللہ پہلے بھی مصلوب ہوا تھا تو یہ بات غلط ہے کیونکہ یسوع اکلوتا بیٹا کہلاتا ہے۔

عیسائیوں کو جب مباہلہ کے لیے کہا جاے تو کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت بھیجنا ضرورت نہیں سو یاد رہے کہ اسجگہ لعنت سے..... حقیقی لعنت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص ہم میں سے لعنتی ہے اُسپر اسی جہان میں آثار لعنت کے ظاہر ہو جائیں اور یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ ضرور عاقبت میں دوزخمیں پڑے کیونکہ عاقبت کا دوزخ ہنوز مخفی ہے کسی پر حجت نہیں اور ایک کاذب اخیر عمر تک توبہ کر سکتا ہے مگر اس جگہ آثار لعنت حجت ہیں اور وہ آثار توبہ کرنیوالوں کے لیے توبہ کا موقعہ دیتے ہیں سو وہ درحقیقت بیمار دل کے لیے اچھی ہیں اور وہ خداوند کریم سے کتاب الٰہی میں ایک آخری علاج ہے غرض وہ لعنت آخرت سے متعلق نہیں ماسوا اسکے یہ ہرگز نہیں کہ ہم کسی دوسرے معین اور مقرر انسان پر لعنت کرتے ہیں بلکہ لعنت جھوٹھ کے پیروی کرنے والے پر ہے کوئی ہو سو اُس کا مصداق ایک فریق نہیں بلکہ وہی مصداق ہے جسپر خدا کی لعنت ہو چکی ہے سو اس مباہلہ سے یہ غرض ہے کہ جسپر پہلے سے خدا کی لعنت ہو چکی ہے اُس لعنت کے آثار ظاہر ہوں تا تینوں طریق معقول اور منقول اور سماوی لعنت کے آثار سے فیصلہ ہو جاے سو قرآن نے یہ تینوں طریق عیسائیوں کے مقابل پر پیش کیے اور کسی فرقہ کے مقابل پر پیش نہیں کیے کہ یہی دکھلا کر تنگ

ناحاش یا نحاش کا لفظ جو توریت میں سانپ کے معنی پر آیا ہے اسجگہ یہ تعجب ہے کہ اس سے شیطان کے کیوں معنی لیے جاتے ہیں عبرانی میں تو صرف سانپ کے معنوں پر آیا ہے اور اگر سانپ ہی مراد ہے جیسا کہ لغت عبرانی میں صرف سانپ کے معنی ہیں تو یہ معنی فاسد ٹھیرتے ہیں کیونکہ انسان کے جان کے دشمن صرف سانپ ہی نہیں بلکہ بچھو بھی ہے ایسا ہی اور کئی حشرات الارض ہیں ماسوا اسکے طرح طرح کے درندے انسان کی جان کے دشمن ہیں جیسے شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ ایسا ہی کئی زہریلا انسان کی دشمن ہیں۔ مگر توریت میں یہ نہیں آیا کہ ان چیزوں سے بھی کوئی شرارت ہوئی تھی۔

توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپ آدم کے گناہ سے پہلے ہی لعنتی جانور تھا جس نے خدا کی مخالفت کی سو سوال یہ ہے کہ یہ آدم سے پہلے کیونکر لعنتی ہو گیا۔

توریت کا بیان ہے کہ سانپ نے حوا سے باتیں کیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں یہ بات داخل نہیں ہے کہ سانپ انسان سے باتیں کرے سو کچھ شک نہیں کہ سانپ سے مراد شیطان ہے گو نحاش کا لفظ عبرانی میں صرف سانپ پر اطلاق پاتا ہے مگر کچھ شک نہیں کہ جو ام الالسنہ (عربی) میں لفظ آیا ہے وہ خناس ہے اور خناس کو غیر مرتب طور پر مقلوب کرکے اور خا کا نقطہ اڑا کر اور اس طرح تبدیل کرکے ڈالکر نحاش بنا لیا گیا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ خدا کے قانون قدرت کے رو سے شیطان بھی انسان کے ساتھ باتیں نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان نے حوا سے خواب میں سانپ کی صورت پر باتیں کیں یا کشف میں جو بیداری کے مشابہ ہوتا ہے باتیں کیں اور تعبیر کی رو سے سانپ شیطان کا نام ہے اور سانپ سے باتیں کرنا یہ ہے کہ کوئی ظالم بادشاہ ظہور کرے جیسا کہ لکھا ہے ان رای انہ یکلم الحیۃ ظھر عدو من الاعدآء فاَ پس یہ بات قریب قیاس ہے کہ آدم کے خروج کا یہ باعث ہوا ہو کہ کوئی جابر بادشاہ اُس ملک میں آگیا ہو اور اُسنے آدم کو اُس ملک سے نکالدیا ہو کیونکہ یہ عادت اللہ میں داخل نہیں ہے کہ یوہنی خدا کے فرشتے دھکے دیکر نکالیں۔ سانپ کا حوا سے باتیں کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ ایک استعارہ ہے کیونکہ خدا کا قانون قدرت اسبات کی شہادت نہیں دیتا کہ حیوانات انسان سے باتیں کریں اور سلیمان سے طیور کا باتیں کرنا بھی بطریق کشف کے تھا نہ کہ ظاہری طور پر اسی لیے وہ معجزہ تھا اور اگر وہ نقل محض انسانی قویٰ کے ذریعہ سے ہوتا تو آجکل کچھ تو آدمی حیوانات سے گفتگو کر سکتے۔

استفسار اور اُن کے جواب

منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ سے کچھ سوالات بغرض جواب بھیجتے ہیں ہم نے ان سوالات کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر کے ان کا جواب حاصل کیا ہے اور فائدہ عام کیلئے درج کرتے ہیں۔

سوال - جس قوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و امام الوقت نے ناجائز قرار دیا ہے سر کے بال انکی مثل رکھنے جائز ہیں یا نہیں۔

جواب کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرنا تعلق کے بڑھانے کا ذریعہ ہے لیکن اسلام ہر ایک امر کو جائز قرار دیتا ہے نہ تو ایسی پابندی کرتا ہے جس سے عام مخلوق کو تکلیفات میں ڈال دے اور نہ ایسی آزادی دیتا ہے جو مذہب ہی کی پروا نہ رہنے دے اسلام سے پہلے آزادی نہیں دی جو مذہب علیہ السلام کو سکتے اور نہ ہر امر میں آزاد۔ سنت یا پابندی کی کہ ہندو بال رکھنے اور ہر ایک ہندو کی طرح سے اسلام کو اسی وسط میں رکھا ہے بالوں کے کٹوانے کا مسئلہ کا متعلق اسکی اصلیت خصوصیت کو بحار میں موجود ہے ابو داؤد میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بال کٹوا لیتے تھے۔ علاوہ بریں بعض بیماریوں اور ضرورتوں کے وقت ایسے معاملات پیش آ جاتے ہیں پس اگر کوئی انسان تشبہ کیلئے بال کٹواتا ہے وہ تشبہ میں ترقی کرتا ہے جو ضرور تاکٹواتا ہے اس کیلئے جائز ہے۔ انسان کیلئے ہمیشہ صلحاء کا طرز روحانی ترقی کا باعث ہوتا ہے اور ان کی طرز عمل سے جسقدر تشبہ کریگا اسیقدر ان کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا غیر صلحاء کا طرز اختیار کرنا کسی نہ کسی پہلو میں کمزوری پیدا کرتا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص مکھی مارنے کا فتویٰ پوچھنے آیا تھا تو آپ نے فتوے ہی سے پہچان لیا کہ یہ کوفہ کا باشندہ ہے اسکو کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا فتویٰ تو تمہارے لوگوں نے نہ پوچھا مگر مکھی مارنے کی فکر پڑی ہے اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ پر ایمان اور کتاب اللہ پر ایمان کی ضرورت ہے ایسی باتوں کی ضرورت نہیں۔

سوال دوم - ڈاڑھی کے کٹوانے کے متعلق کیا حکم ہے آیا استرے یا قینچی سے استرے کی طرح کٹوانی چاہئے۔

جواب دوم - ڈاڑھی کا رکھوانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت اور صحابہ کرام کا عمل درآمد تمام آئمہ دین اور اولیاء کرام کی مستمرہ عادت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کے منظور نظر لوگوں کا فعل ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ ڈاڑھی کے سخت کٹوانے یا منڈوانے والے لوگ اکثر اخلاق فاضلہ سے محروم ہوتے ہیں الا ما شاء اللہ صریح حکم اوفوا اللحا ڈاڑھی رکھوانے کو چاہتا ہے جو لوگ ڈاڑھی کے منڈوانے میں بے باک ہیں میں انکی نسبت عمدہ رائے نہیں رکھتا۔

سوال سوم - پیر گولڑی کا مرید اعتراض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام المومنین علیہا السلام کے پاس جائداد رہن رکھدی ہے رہن ناجائز ہے۔

جواب سوم - عدم جواز رہن کا فتویٰ میں امید نہیں کرتا کہ پیر گولڑی نے اپنے کسی مرید کو دیا ہو۔ کیونکہ پیر گولڑی دیدہ دانستہ قرآن شریف کی مخالفت کیونکر کر سکتا ہے حالانکہ اس میں تو صاف موجود ہے۔

وان لم تجدوا كاتبا فرهان مقبوضة

اور نہ مجھے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ناواقف ہوں ان کے مریدوں نے خود ہی تجویز کر لیا ہوگا کہ رہن ناجائز ہے۔ اگر وہ پیر صاحب سے ہی فیصلہ پوچھ لیتا تو شاید اعتراض نہ کرتا کیونکہ پیر صاحب آپ جانتے ہیں کہ رہن اور رہن کا قبضہ ایسی چیز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوت ہونے پر آپکی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو تھی۔ میں سمجھ ہی نہیں آتا کہ معترض نے یہ اعتراض کیوں کیا ہے کیونکہ اس کا ایسا اعتراض رہان مقبوضہ کے لحاظ سے اسی قرآن کا مخالف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و درآمد کے لحاظ سے آپ کے اتباع کا مخالف ہو پھر فقہ حنفی میں کتاب الرہن موجود ہے اسکا بھی مخالف۔ پھر میں یقین کرتا ہوں کہ صاحبزادگان نوشہ شریف کے پاس بھی زمینیں رہن ہیں۔ وہ ان سے ہی پوچھ لیتا۔

سوال چہارم - دعا قنوت جو وتر میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کیلئے کیا حکم ہے۔

جواب چہارم قنوت وتر میں ایسی چیز ہے کہ جس میں آئمہ کا اختلاف ہوا ہے اور قنوت اور وتر کے اوپر۔ بنسبت اختلاف آثار کے امام صاحب کا صحیح فتویٰ یہ ہے کہ جہاں ایسا ہی اختلاف ہو اور صریح احادیث صحیحہ سے ترجیح نہ ہو سکے تو فقہ حنفی کے موافق عمل درآمد کرنا چاہئے۔ یہ جناب الٰہی کو پسند بات ہے یہ بات میں نے اپنے کان سے سنی اور حضرت اقدس کو دیکھا۔ کسی اور شخص کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالیٰ ہم میں زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

سوال پنجم - قرآن کریم کی تحدی کی کیا حد ہے۔

جواب - قرآن کریم کی تحدی کی کوئی حد نہیں ہے البتہ سورہ ایک طرح حد ہے بات یہ ہے کہ بعض قرآن پر بھی صادق آتا ہے اصل بات یہ ہے کہ چونکہ انبیاء و رسل کی ترقی تدریجی ہوتی ہے اسواسطے ایک وقت عشر اور دوسرے وقت فاتوا بسورة من مثله فرمایا۔ ادنیٰ صورت میں تین آیات ہی ہیں۔ پس تین آیتیں تحدید ہو سکتی ہیں۔ باقی کیفیت نہیں بتائی کہ کس بارہ میں مثل ہے اس لئے یہ عموم اور یہی تحدی کی شان اور عظمت کو بڑھانیوالا ہے نور الدین میں بھی اسپر لکھا ہے۔

سوال ششم - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں قلم دوات مانگی تھی شیعہ کہتے ہیں کہ اسمیں خلافت علی رضی اللہ عنہ لکھنا مقصود تھا۔ مگر اب نور افشاں کی ذریعہ کسی عیسائی نے لکھا ہے کہ وہ **تثلیث** پر کاربند ہونیکی ہدایت کرنا چاہتے تھے۔

جواب اتنا بڑا عظیم الشان واقعہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قلم دوات طلب فرمائیں اور کسی نے شادی ہو۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان واقعہ تھا کہ اس کے بیان کرنیوالے بہت سارے لوگ ہوتے۔ لیکن کوئی روایت ایسی نہیں جس میں دس برس کی عمر والے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اسواسطے درایتاً یہ روایت بڑے جھمیلے میں ہے۔ نیز قرآن کریم کی نسبت علاوہ ان صفات کے جو اسکو نور اور ہدایت کہا گیا ہے یہ ارشاد ہوا ہے۔

اليوم اكملت لكم دينكم اور

ایسا ہی ارشاد ہوا اولم يكفهم انا انزلنا عليك الكتاب يتلى عليهم۔

پس تیئیس برس کی نبوت میں جو کچھ فرمایا گیا تھا وہ اکمال تھا اور کافی یہی جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس کلام میں ہے جو بتائی گئی ہے کہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حسبنا كتاب الله حسبنا بعینہ کفٰی کے معنے رکھتا ہے۔

پھر خود قرآن شریف فرماتا يبين الله لكم ان تضلوا اس کا بیان اسلئے ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور وہ کتابت بھی اسلئے تھی کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس یہ دونو مضمون بالکل قرآن کے مطابق ہیں آپ کو قرآن کی عمل درآمد کی تاکید کرنا مقصود تھا جو اسوقت بیان کیگئی یہ کہنا کہ تثلیث کا ارشاد فرماتے خدا تعالیٰ سے بعید ہے مگر جن کا خدا ایسا ہو کہ عورت کے پیشاب گاہ سے پیدا ہو کر یہودیوں سے مار کھاتا ہوا جان دے۔ وہ عظیم الشان خدا کو بھی اسی پر قیاس کر کے جو چاہیں کہیں مگر یاد رکھیں کہ خدا ہنسی میں نہیں اڑا دیا جاتا (اولڈ ٹسٹمنٹ)

ثامن بات یوں ہوئی کہ مریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی تھیں جنکو مسلمان ماریہ کہتے ہیں اور وہ مصری لارڈ بشپ کی بیٹی تھیں عیسائی صاحبان اگر کہیں اس کی روایت ڈھونڈ نکالیں تو بڑا عمدہ موقعہ تھا اور حرج بھی کیا تھا جیسے سکندریہ کے کتب خانہ کیلئے ایک روایت چھٹی صدی میں گھڑ لیگئی تھی۔ یا جیسے اس بیسویں صدی میں مسٹر ہارڈی نے حرا میں ایک کنواں ثابت کر دیا ہے کہ اسمیں ایک عیسائی کو دھکا دیا ہوا تھا۔ اور جہاں اسقدر انجیلیں گھڑی گئی ہیں ایک روایت کا گھڑ لینا ایسے لوگوں کیلئے کیا مشکل تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تثلیث کا جھگڑا تو صحت و عافیت ہی میں چکا چکے تھے۔ جبکہ فرما دیا تھا لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة۔ کیا کوئی عقلمند صحت و عافیت کے اس قطعی فیصلہ کے بعد یہ خیال کر سکتا ہے کہ مرض الموت میں آپ تثلیث بتانا چاہتے تھے۔ فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله

سوال ہفتم - برنباس کی انجیل میں کیونکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور وہ کیونکر گم ہوگئی۔

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انحصار انجیل برنباس یا کسی اور ایسی ہی کتاب پر نہیں۔ قرآن اور حدیث میں بھی برنباس کا نام نہیں آیا۔ اور نہ کسی متی مرقس لوقا کا نام آیا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ انجیل برنباس کا پتہ ہمیں عیسائیوں ہی کی کتابوں میں ملا ہے چنانچہ ہم ذیل میں اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ انجیل برنباس میں تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محمدؐ ہے درج ہے۔ اور اسکو ٹالنے کیلئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتاب برنباس میں درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی گویا مسلمان لوگ کسی بات کو اتفاق کر کے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برنباس کی انجیلوں میں جا بجا محمدؐ نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانوں میں اپنی طرف سے انجیل برنباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اس کی لکھکر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابیں ان کی کتب خانوں میں رکھ آئے لیکن ایک فاضل انگریز عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ میں اس تقریب کے بیان میں کہ انجیل برنباس میں پیشگوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں موجود ہے یہ قصہ تحریر کیا ہے کہ برنباس کی انجیل پوپ سیخم کے کتب خانہ میں تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا مدت سے اس انجیل کی تلاش میں تھا وہ پوپ کی الماری میں جبکہ پوپ سویا ہوا تھا اس انجیل کو پا کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور اس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا اور نام آنحضرتؐ کا یعنی محمد رسول اللہؐ کہلا کہلا انجیل میں لکھا ہوا دیکھکر

حوالہ: قرآن کریم کے کسی حصہ کو بھی قرآن ہی سمجھتے ہیں پس اگر قرآن کا لفظ ہے تو بعض ہ

مسلمان ہو گیا۔ پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتب پادریوں کی کتنی نوں چار دن انجیلوں میں شامل کر کے عزت کی نظر سے رکھی جاتی تھی تب ہی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے۔ پادری صاحبوں نے اب تک اپنی کتابوں میں جو ہندوستان میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جنکو معلوم ہو گا کہ عیسائیوں کے پاس ان چار انجیلوں کے علاوہ پانچویں انجیل بھی ہے جسکو پڑھ کر بڑے بڑے فاضل اور خدا ترس راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اب پادری صاحبوں نے اسقدر اسکی موجودگی کا اقرار کرنا شروع کر دیا ہے کہ محمد صاحب کا نام ہماری انجیل برناس میں لکھا ہوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھ دیا ہو گا یا بنا کر چھپا دی۔ **ٹھاکر داس** نے بھی اپنی اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۴۳ میں کسیقدر عبارت انجیل برناس کی جسمیں نام آنحضرت یعنے محمد رسول اللہ ایک جگہ کی حضرت مسیح میں لکھا ہوا ہے نقل کر کر آخر میں یہی ناکارہ اور فضول عذر پیش کر دیا ہے کہ یہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن اب تک عیسائی لوگ مسلمانوں کے ان سوالات کے مدعی ہیں کہ وہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کو دکھایا اور کیوں وہ جعلی کتابیں پوپوں کے متبرک کتب خانوں میں الہامی کتابوں کے ساتھ بعزت تمام رکھی گئیں اور کیوں بڑے بڑے راہب اور فاضل پادری ان کتابوں کو پڑھ کر اور فی الحقیقت سچ سمجھ کر دین اسلام قبول کرتے رہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است

* اس انگریز کا نام جارج سیل صاحب ہے جو اکابر علماء عیسائیوں کے ہے ان کا ترجمہ قرآن شریف جو ان کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لنڈن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اس کے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ عجیب تذکرہ کیا کہ ایک بزرگ راہب انجیل برناس پڑھ کر اور اسمیں پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارے میں اسقدر صاف طور پر پاکر مسلمان ہو گیا تھا اسطور سے جو لکھا جاتا ہے بیان کیا کہ **فرامیرنیو** جو ایک عیسائی راہب تھا بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھکو ایک تحریر ایرلنس صاحب کی جو ایک فاضل مسیحیوں میں سے ہے منجملہ اسکی اور تحریروں کے جن میں وہ **پولوس** کے برخلاف ہے نظر سے گذری اس تحریر میں **ایرنس صاحب** (جو پولوس عدو انکے الف ہیں) ایز بیان کو انجیل [illegible] کا حوالہ دیتے ہیں۔ تب میں [illegible] نہایت شائق ہوا کہ انجیل برناس کو میں بھی دیکھوں۔ اور اتفاقاً تقریب یہ نکل آئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوپ ہفتم کا مجھسے اتحاد دوستانہ کرا دیا۔ ایک روز جبکہ پوپ موصوف کے کتب خانہ میں ہم دونوں اکٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے میں نے دل بہلانے کو ان کی کتابوں کا ملاحظہ کرنا شروع کیا سو سب سے پہلی جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ وہی انجیل برناس تھی جسکا میں متلاشی تھا اس کے مل جانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی اور میں نے سوچا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھوں تب میں پوپ صاحب کے جاگنے پر ان سے رخصت ہو کر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لے گیا جس کے پڑھنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا۔ دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن شریف ۔ جارج سیل صاحب پھر صفحہ ۵۸ سطر ۲۴ ۔ اسی ترجمہ میں جارج سیل صاحب از عیسائی تعصب کے جوش سے یہ بے دلیل اور معمولی رائے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل برناس میں لفظ پیری قلیط (جس کا ترجمہ محمدی ہے) مسلمانوں نے داخل کر دیا ہو گا مگر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب اصل جعل مسلمانوں کا نہیں یعنی مسلمانوں نے اوسمیں صرف اسقدر جعل کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی بتصریح نام اسمیں لکھدی ہے اور جعل یہ اسلئے ٹھہرا کہ یہ پیشگوئی بصراحت اسمیں موجود ہے۔ جس کا ماننا حضرات عیسائیوں کو کسیطرح منظور نہیں اور لطف یہ کہ آپ ہی اقراری ہیں کہ اس پیشگوئی کو پڑھ کر بڑے بڑے نیک بخت اور فاضل راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں۔

باقی آئندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تشریف رکھتے ہیں۔ ۲۸ و ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بوجہ تعطیل اعلیٰ حضرت قادیان تشریف لے آئے تھے۔ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح کو واپس تشریف لیگئے۔ خاندان رسالت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہے۔

۲۔ بزرگان ملت حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا حکیم الامت دارالامان میں ہیں۔ فاضل امروہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ گورداسپور تشریف رکھتے ہیں۔

۳۔ موسم میں خاصی تبدیلی ہو چکی ہے ہر روز اندھیاں آتی ہیں کبھی کبھی ترشح بھی ہو جاتا ہے۔

حالات مقدمہ

مقدمہ کے حالات اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔ کہ بمقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین وغیرہ ۲۷ جون بغرض بقایا شہادت استغاثہ مقرر ہوئی ہے جسمیں حافظ محمد عبید القدوس صاحب قدسی اور بابو غلام حیدر خان صاحب صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخان کی شہادت ہو گی۔

اور بمقدمہ کرم الدین بنام حضرت اقدس و حکیم فضل الدین صاحب مولوی ثناء اللہ امرتسری پر جرح ہو رہی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہادت کے بعد ابھی دو گواہ اور استغاثہ کے باقی ہیں۔ مقدمہ عموماً ہر روز پیش ہوتا ہے ناظرین تفصیلی حالات کیلئے انتظار کریں۔

حالات متعلق ڈاک خانہ

افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ متواتر دو تین نمبروں میں ہم ڈاکخانہ کے متعلق مضامین نہیں لکھ سکے۔ آئندہ اشاعت سے وہ سلسلہ بدستور جاری رہیگا۔ انشاء اللہ العزیز

مذہبی مقدمہ

ناظرین کو یاد ہو گا کہ پچھلے کسی پرچہ میں آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کی لڑائی کے مقدمہ کی خبر درج ہو چکی ہے۔ ۲۰ مئی کو بمکان لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی دہلی کی ایک کمیٹی ہوئی جسمیں آریہ سماجیوں نے سناتن دھرم والوں سے معافی مانگی اور راضی نامہ تحریری کرا لیا اور فریقین کیطرف سے چند اشخاص مقرر ہوئے تھے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی کی کوٹھی پر جا کر عرض کریں کہ انکا راضی نامہ منظور کر لیا جاوے کیونکہ فریقین شریف آدمی ہیں۔ مگر کسی صاحب کا حوصلہ نہیں ہوا جو وہاں جا کر کچھ عرض کریں کہ ۲۴ مئی سنہ حال کو اس مقدمہ کی پیشی ہوئی ملزمان بھی حاضر عدالت تھے ملزمان کی جانب سے بڑے بڑے وکیل پیروکار مقدمہ تھے۔ بروقت پیشی مقدمہ کو فریقین کے وکلاء نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے عدالت میں عرض کیا کہ فریقین میں باہم سلوک اور اتفاق ہو گیا۔ اور لڑائی کا فیصلہ ہو چکا ہے اور بمکان لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی دہلی کے فریقین گلے مل چکے ہیں اب کوئی تنازعہ باہمی نہیں رہا ہے۔ فریقین کا راضی نامہ منظور کر لیا جاوے کیونکہ یہ شریف لوگ ہیں اور آپ کی اطمینان کیلئے لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی اور لالہ سلطان سنگھ صاحب اور مسٹر راج نرائن بیرسٹر ایٹ لاء رائے بہادر لالہ ایشری کرشن داس صاحب گوڑ والے ہیں جو اسپر عدالت نے ان کا راضی نامہ منظور کیا اور فریقین کو جرم سے بری کر دیا اور آئندہ کیلئے تنبیہ کی گئی۔ ایک اور تحریر سے معلوم ہوا کہ جینیوں نے بتاریخ ۶ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بنام پنڈت جمنا داس آریہ سماجی اور رامچند مالک مطبع پر دفعہ ۲۹۵ الف ۲۹۲ تعزیرات ہند بابت کتاب جین مت سمکھشا کی بہ اجلاس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے دعویٰ دائر کیا جو دو ملزمان کے نام وارنٹ گرفتار اور ایک ملزم کے نام سمن جاری ہو کر ۱۲ کی تاریخ پیشی مقرر ہوئی جو یہ مقدمہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پیش ہوا۔ مدعیان کیطرف سے کلارنس کرک پیٹرک صاحب بیرسٹر ایٹ لا تھے اس پیشی پر ایک ملزم حاضر عدالت ہوا اور دو ملزمان پر وارنٹ کی تعمیل نہیں ہوئی لیکن ملزمان کے وکیل نے عدالت سے درخواست کی کہ عدالت حکم دے کہ ان دونوں ملزمان کی ضمانت داخل کر دی جائے تاکہ ملزمان حاضر عدالت ہو جائیں لیکن مدعیان کے وکیل نے اس بات کو منظور نہیں کیا اور جواب دیا کہ جب تک ملزمان حاضر عدالت نہ ہوں گے اس وقت تک ان کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وارنٹ کی تعمیل ابتک نہیں ہوئی۔ اس پر عدالت نے ۱۸ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ چنانچہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو یہ مقدمہ پیش ہوا فریقین کیطرف سے وکیل پیروکار رہتے۔ پنڈت جمنا داس بھی حاضر تھا رامچند مالک مطبع بھی خود حاضر عدالت ہوا۔ جو عدالت نے پانسو روپیہ کی ضمانت نقدلی۔ مگر پنڈت شمبو دت شرما غیر حاضر تھا۔ اسوجہ سے کوئی کارروائی مقدمہ نہیں ہوئی اور ۳۱ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پھر پیشی مقرر ہوئی۔ (سناتن دھرم گزٹ)

حضرت حکیم الامّت کا دوسرا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر نماز میں ایک خاص قسم کا فیضان اور انوار نازل ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ان میں ہوتا ہے اور ہر ایک شخص اپنے ظرف اور استعداد کے موافق ان سے حصہ لیتا ہے **پھر امام** کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے اور بیعت کے ذریعہ دوسرے بھائیوں کے ساتھ تعلقات کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے۔ ہزاروں کمزوریاں دور ہوتی ہیں جنکو غیر معمولی طور پر دور ہوتے ہوئے محسوس کر لیتا ہے اور پھر ان کمزوریوں کے بجائے خوبیاں آتی ہیں جو آہستہ آہستہ نشو و نما پا کر اخلاق فاضلہ کا ایک خوبصورت درخت بن جاتے ہیں۔

یہ مت خیال کرو کہ ہم یہاں آتے ہیں اور کچھ نہیں لے جاتے ہیں بہت کچھ ساتھ لے جاتے ہیں مگر یہ لینا اپنی استعداد کے موافق ہوتا کر جس جس قدر انسان اپنا دل صاف کرتا اور نیکی کے قبول کرنے کی اہلیت رکھتا ہے اسی کی قدر وہ ان فیضانوں سے حصہ لیتا ہے۔

جسطرح ہر بچہ پرورش پاتا اور نشو و نما پاتا ہے اسیطرح ہر نیکیوں اور بدیوں کا بھی نشو و نما ہوتا ہے۔ جو شخص مامور کی صحبت میں رہ کر ایک دم میں چاہتا ہے کہ تبدیلی ہو جاوے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن ہم اُس کا قانون قدرت اسی طرح پر پاتے ہیں کہ تدریجی ترقی ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کون صاف دل اور پاک فطرت ہوتا ہے لیکن انکے کمالات اور ترقیات کے سلسلے پر اگر نظر کیجاوے تو وہ بھی تدریجی ہوتے ہیں اگر کمالات تدریجی نہ ہوتے تو چاہیے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر یکدفعہ ہی سارا قرآن شریف نازل ہو جاتا تئیس برس میں کیوں نازل ہوا؟ دیکھو کسان جو دانہ زمین میں ڈالتا ہے کیا وہ دوسرے ہی دن اُسکے کاٹنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے نہیں ایک اچھا خاصہ عرصہ تک اسے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا کے اس صریح اور بیّن قانون کو توڑ کر جو چاہتا ہے کہ پھونک مارنے سے ولی ہو جاوے تو وہ میری رائے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہنسی کرتا اور اُسے آزماتا ہے۔

اس لیے ضروری یہ بات ہے کہ انسان عرصہ دراز تک خدا تعالیٰ کے مامور کی صحبت میں حسن ظن اور ارادت کے ساتھ بیٹھے۔ اور وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اسکے نمونہ کو اختیار کرے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کرے اور اسکو نیکیوں اور اخلاق فاضلہ کا وارث بنا دے۔ میں کسی اور کی بابت کوئی رائے نہیں دے سکتا اپنی نسبت کہتا ہوں اور اپنی کمزوریوں پر نظر کر کے خیال کرتا ہوں کہ میں اس کا قادر ہے ایک گھنٹہ کے لیے بھی باہر جانا اپنی موت سمجھتا ہوں بجز ایسی حالت اور صورت کے کہ مجھے حضرت امام نے حکم دیا ہو۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں مگر یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو اسقدر جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن رہنا بھی ان کے لیے ہزاروں موتوں کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ان کے جتنے کام بگڑتے ہیں وہ یہاں ہی آ کر بگڑتے ہیں جتنے مریض ہوتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر ہوتے ہیں۔ ہزاروں ہزار عذر کرتے ہیں یہ بات مجھے بہت ہی ناپسند ہے مجھے ایسے عذر سنکر ڈر لگتا ہے کہ ایسے لوگ ان بیوتنا عورۃ کے الزام کے نیچے نہ آجائیں۔ پس جب یہاں آؤ تو امام کی صحبت میں رہ کر ایک اچھے وقت تک فائدہ اُٹھاؤ۔ کسل اور بُعد اچھا نہیں ہے خدا کرے ہمارے احباب میں وہ مزہ دار صحبت پیدا ہو جو وہ اُس ذوق اور لطف کو محسوس کر سکیں جو ہم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ستار ہے اور جب تک کسی بدیاں انتہا تک نہ پہونچ جاویں اور احاطت بہٖ **خطیئتہ** نہ ہو جاوے اور حد سے تجاوز نہ کر جاوے خدا تعالیٰ کی ستاری کام کرتی ہے بعد اس کے پھر ستر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لیے اس سے پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کر سکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کر دے اسکی تریاق توبہ کا فکر کرو۔

اسلام ایسا پاک مذہب ہے کہ اس نے **کونفیشن** جیسی گندی تعلیم نہیں دی کہ پادری کے سامنے انسان اپنی تمام بدیوں اور کمزوریوں کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام نے اسکے **بالمقابل** **توبہ** کا پاک مسئلہ رکھا ہے جس میں انسان اپنے مولیٰ کریم کے حضور اپنے درد دل کا اظہار کرتا ہے اور خاص اسی کے حضور کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے ملائکہ تک کو اس میں شرکت کا موقع نہیں دیتا۔

انسان میں کمزوریاں ضرور ہیں اور ان کے دور کرنے کے لیے اجتماع ایک عمدہ چیز ہے۔ جیسا کہ کے لیے تم بلائے گئے ہو وہ کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کا نمونہ دیکھنے کے واسطے یہ تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں یہ وقت دیا اور پھر اس عالیشان انسان کی شناخت کی توفیق دی جو اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔

یہ وہ وقت ہے کہ اس میں پھر پتہ لگے گا کہ انسان کسطرح ترقی کرتا ہے تدریجی کمال حاصل کرتا کر کسطرح اسکے دشمنوں کو ناکامی اور نامرادی حاصل ہوتی ہے اور وہ اور اُسکی جماعت بامراد اور فائز المرام ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جسطرح صحابہ کی روحانی تربیت ہوئی اور انکی تکمیل ہوئی اسیطرح اب پھر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے جو اسیطرح پر کمالات روحانی حاصل کرے۔ خدا تعالیٰ کا کلام اب پھر نازل ہو رہا ہے جس سے قرآن کریم کی صداقتوں کی تازہ بتازہ تائید ہوتی ہے اور اسکے ثمرات و برکات کا تازہ بتازہ نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسطرح پر تحدیاں ہوتی تھیں اور کسطرح پر مخالف قومیں باوجود سر توڑ کوششوں اور مخالفتوں کے بھی ان تحدیوں کے جواب سے عاجز اور لاجواب ہوتی تھیں ہماری سنی سنائی باتیں تھیں۔ مگر آج دکھایا جاتا ہے کہ وہ تحدیاں اسطرح پر ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا راستباز مامور اور مسیح اللہ تعالیٰ کے منشا اور تائید سے قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے آج تحدیاں کر رہا ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کسطرح پر مخالف شرمندہ ہو رہے ہیں اور وہ ان تحدیوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ساری قوم کو بلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم جسکو چاہو اپنے ساتھ ملا لو اور اسکا مقابلہ کرو مگر میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر یہ شخص کاذب ہے (معاذ اللہ) جیسا کہ یہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ عربی کا ایک صیغہ کا بھی نہیں جانتا اور اس نے کوئی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی مگر وہ خدا تعالیٰ کی تائید سے بول رہا ہے اسکے کلام میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کام کرتی ہے۔ اور یہ انسانی طاقت میں ہرگز ہرگز نہیں کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر سکے اگر انسان کی طاقت بھی ایسا کر سکتی تو پھر خدا خدا ہی نہ رہتا۔ ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے نہ نکلنے ہی نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ راستباز ہے اور خدا تعالیٰ اسکی تائید کر رہا ہے اور وہ کاذب کی تائید نہیں کیا کرتا۔

غرض

یہ وہ زمانہ ہے کہ ہم پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تازہ کمالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں یہ بات بالکل سچی ہے کہ اگر یہ شخص نہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور معجزات ایک افسانہ سے بڑھ کر نہ ہوتے جواب واقعات اور مشاہدہ کے رنگ میں نظر آرہے ہیں اور یہ سب کچھ اسی کے طفیل سے ہے جسکے بلانے سے تم آج یہاں جمع ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں صحابہ بعض اللہ تعالیٰ کے جلال و غیرت کے اظہار کے لیے دور و دراز کے سفر کرتے تھے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے تھے وہی رنگ یہاں دکھایا جاتا ہے کہ ایک جماعت کو آخر طیار کیا ہے جو جنگلوں کو طے کرتی ہوئی اور سمندروں کو چیرتی ہوئی دور و دراز بلاد میں جائے گی اور اسکی غرض کیا ہوگی؟ اللہ کے جلال کا اظہار اسکی گم شدہ توحید کو پھر دنیا پر ظاہر کرنا۔ کیسی پاک اور مبارک غرض ہے آج سفروں کے لیے ہر قسم کی آسایش اور سہولت کے بہم پہونچنے کی وجہ سے لوگ دور و دراز ولایتوں کے سفر کرتے ہیں اور آئے دن ایسے مسافر روانہ ہوتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں ان کی غرض کیا ہوتی ہے؟ دنیا اور صرف دنیا

کوئی ولایت کو جاتا ہے ماں باپ اور احباب اور وطن سے جدا ہوتا ہے اسلیے کہ وہاں جا کے بیرسٹری کا یا کوئی اور امتحان پاس کرے اور دنیا کمالے۔ پھر وہاں سے وہ کیا لاتا ہے۔ علمی یا عملی طور پر خدا کے نہ ہونے کا اقرار یہ تو روحانی ترقی ہوتی ہے اور مارل اینڈ سوشل اصلاح جو وہ کر کے آتا ہے وہ تم میں سے اکثر کو ایسے لوگوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئی ہوگی لیکن آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک جماعت سفر کرتی ہے لیکن اس سفر کی غرض خدا اور صرف خدا ہے۔ ان لوگوں کی حالت پر جب میں نظر کرتا ہوں تو میرے دل میں انکی عظمت بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ پاک اغراض اور مقاصد لے کر جاتے ہیں۔

یہ اپنے احباب اور عزیزوں سے جدا ہونگے جنگل اور بیابان کاٹتے ہوئے جاوینگے۔ اور ایسے ایسے مقامات پر یہ پہنچیں گے جہاں کہ ہمیں انکی کچھ بھی خبر نہ ہوگی کہ ان کے ساتھ کیا گذر رہی ہے اگر وہ کسی مصیبت اور مشکلات میں مبتلا ہو جاویں جو سفروں میں ممکن ہے (اور ہماری دعا ہے کہ وہ ان مصائب اور مشکلات سے محفوظ رہیں آمین) تو تم میں سے کون ہو جو انکی اُسوقت مدد کر سکے گا۔ کوئی بھی نہیں کیونکہ وہ تم سے اتنے دور ہوں گے کہ اول تو اطلاع آنی مشکل اور اگر آئے بھی تو بہت دیر کے بعد۔ اور پھر وہاں تک پہونچنا بہت مشکل اور روپیہ اور وقت چاہے گا۔ مگر یہ لوگ ان تمام مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے طیار ہو گئے ہیں انھوں نے اپنے اعزہ اور احباب کی محبت وطن کی الفت اور آرام کی پروا نہیں اور اس سفر کو مقدم رکھا۔

تازہ الہام مقام گورداسپور

(۱) اَنْتَ مِنِّیْ وَ مِنْکَ
(۲) عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

خطبہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

قرآن شریف کے متعلق اسی نے اگر بتایا کہ اس میں خوارق اور معجزات کی وہی طاقت موجود ہے جو پہلے تھی۔ وہ کرامات دکھلا سکتا ہے مہبط وحی ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن شریف کی تاثیر اور قوت اب نہیں رہی۔ تو اس کا کیا فائدہ وہ چھتا جسمیں سے مصری نکل گئی ہے۔ تو وہ کیا کام آسکتا ہے لیکن اگر اس میں مصری موجود ہو تو وہ بیشک اس قابل ہے کہ آنکھ سے دیکھو اور ہاتھ اوسکی طرف لپکے۔

تمام مسلمانوں اور قوموں نے اپنی کتابوں کی نسبت یہ دعوے کر رکھا تھا کہ وہ اس چھتے کیطرح ہیں جسمیں مصری نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ کے اس جری اور مسیح نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ نہیں اسمیں مصری موجود ہے۔ وہ بدستور شفا اور نور اور رحمت اور ہدایت ہے اس کے برکات و انوار اس کی ثمرات اور نتائج بلاتفاوت ہو کر اب بھی اسکی پیروی سے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ اس مہبط وحی کے وقت تھے۔

اور پھر یہ دعوے نرا دعویٰ ہی نہیں رہا بلکہ اس نے پر زور دلائل اور تحدیوں کے ساتھ اس کو ثابت کر کے دکھایا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے مگر افسوس ظالم طبع انسان ایسے محسن اور محبوب سے انکار کرتا ہے۔ اسیطرح جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل اور کتاب اللہ کے مطابق لوگوں میں حقیقی اور لذیذ ایمان بالکل نہ رہا تھا جو اس نے آکر پیدا کیا ہے اس نے واضح اور قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہ ساری ہستیاں حق ہیں کیا یہ چھوٹا احسان ہے؟

پھر قرآن شریف کا عظیم الشان اور مایہ ناز مسئلہ دعا کا تھا جو اس مجید کتاب کے اول اور آخر میں لکھا ہے یعنے جیسے پہلے اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کی آخر میں قل اعوذ برب الناس کہکر پھر اس مسئلہ دعا کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن اس زمانہ میں ایک گروہ تو سرے سے دعا کو محض لاشے سمجھتا تھا اس کے نزدیک دعا پر ایمان لانیسے بڑھکر بے وقوفی ہی کوئی نہیں جو مانتے تھے اون کا ماننا نہ ماننا برابر ہو چکا تھا اسلیے کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نظر نہ آتا تھا جو قبولیت دعا کے نمونے دکھلا سکتا ہو اور جب دعا جیسی نعمت سے اہل عالم بےبہرہ ہو چکے تھے اور علمی و عملی طور پر اس سے ناواقف تھے تو اس اعتقاد پر ہی ہنسی کیجاتی تھی تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کس پایہ کا ہوگا کیونکہ دعا ہی ایک ایسی شے ہے جو ایمان باللہ کو مضبوط ہی نہیں بلکہ زندہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کو اور اس کی تصرفات و اقتدار کو جو وہ کائنات پر رکھتا ہے دکھا دیتی ہے۔ اس خدا کے مسیح نے ہی آکر اس مسئلہ کو بھی زندہ کیا اور قبولیت دعا کے تازہ بتازہ نمونے منکرین دعا کے سامنے پیش کیے اور انہیں پکار کر کہا۔

قصہ کوتاہ کن ببین ز ما دعا مستجاب

اس قسم کی آواز اس زمانہ میں کسی طرف سے نہیں آتی تھی اور آ کیونکر سکتی جب تک کوئی اس مقام اور مرتبہ پر پہونچا ہوا نہ ہوتا۔

مجھے ہمیشہ حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف قرآن مجید اول اور آخر میں دعا کے مہتم بالشان مسئلہ کیطرف توجہ دلاتا ہے۔ اور شروع ہی میں یہ دعا سکھلاتا ہے کہ منعم علیہ کی راہ ہمیں دکھا یعنے انبیاء علیہم السلام کے برکات عطا کر اس میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا تھا کہ ہر زمانہ میں قرناً بعد قرن ان کے برکات اور تاثیرات زندہ رہیں گی۔ اگر کوئی شخص بھی ان برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہونا مقدر نہیں تھا تو پھر یہ دعا کیوں تعلیم کی۔ کیا آج تک ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوا جو لکھ سکے کہ میری دعا قبول ہوئی ہے۔ قوم زندہ قوم اسیوقت تک ہے جب تک اس میں دعا کا زندہ نسخہ موجود ہے۔ اگر دعا نہیں تو قوم کو مردہ کہنا چاہیے۔

اس لیے قرآن کریم نے پہلے منعم علیہم کے برکات کے نزول اور حصول کی دعا سکھائی۔

اور آخر میں خاتمہ بالخیر کیلیے سلسلہ یا اخدا کی راہوں کے دشمن خناس سے بچایا۔

لیکن اگر خدا کا مسیح نہ آیا ہوتا تو جیسے اور بہت سی صداقتوں کا خون ہو گیا تھا یہ مسئلہ بھی جاتا رہا تھا۔

غرض یہ اصلاح تو اس نے اندرونی طور پر کی ہے یا یہ کہو کہ احقاق حق کیا ہے۔ اب میں مختصراً دکھانا چاہتا ہوں کہ ابطال باطل کیواسطے کیا کیا ہے سب سے بڑھکر ایک باطل جسنے سارے حقوں پر حملہ کرنے کیلیے سارے زور لگائے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا وہ باطل جس نے اللہ تعالیٰ کے مقدسین راستبازوں اور نبیوں کی بے ادبی کی ہے۔ وہ عیسائی مذہب ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جو ایک عاجز انسان اور تمام بشری کمزوریوں کے تخمیر لاغر کو خدا اور اس کو عرش پر زندہ خدا کہتا ہے اور پھر مسیح کو ایک طرف خدا کا فرزند اور خود خدا مان کر پھر اس کو لعنتی مان کر خون گرایا ہوا مان کر اپنی نجات کا موجب قرار دیتا ہے۔ ایک کوبرا (زہریلا سانپ ہے) جو راستی کو ہلاک کر رہا ہے ابھی آدم کی انشری کو نگل رہا ہے۔ اس آدم ثانی نے آکر آدم اول کا انتقام لیا ہے۔ اور ظاہر کر دکھلایا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح یا کوئی اور خدا ہو۔ آدم زاد کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی کی لعنتی موت اور خون بنی آدم کی رستگاری اور نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔

اے عزیزو! اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ اس آدم ثانی نے اس باطل کا سر کس طرح کچلا ہے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمہاری روحیں وجد کرتیں اور تم قدوس قدوس کہتے ہوئے سجدوں میں گر پڑتے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ستائش اور اسکی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے سجدوں کو گرما دیتے خطبہ میں میں چونکہ مفصل بحث اس پہلو پر نہیں کر سکتا کیونکہ وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لیے میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر جو عیسائی مذہب پر چلایا گیا ہے وہ موت مسیح کا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ جس سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہجاتا۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو جاوے جیسا کہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ مر گیا تو پھر وہ خدا نہیں ہو سکتا اور پھر جب اوسکی صلیب سے نجات اور رہائی ثابت ہو گئی کہ وہ صلیب پر نہیں مرا تو کو بجائے خود صلیبی موت کو نجات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن تاہم جس عقیدہ کی بنا پر یہ مسئلہ مانا گیا ہے اگر وہی غلط ثابت ہو تو باقی کیا رہجاتا ہے۔ یہ یقیناً یاد رکھو کہ عیسائی مذہب کا سارا دار و مدار اس لکڑی پر ہے جس پر مسیح لٹکایا گیا اور اس پر اسکی موت انکے مذہب کی جان ہے۔ مگر اب دلائل قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اس لکڑی پر نہیں مرا اس لیے کہ وہ خدا کا راستباز اور برگزیدہ نبی تھا اور اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مر گیا ہے۔ مسیح کی موت نہیں ہوئی بلکہ یہ عیسائی مذہب پر موت آگئی ہے اور ان کے گھروں میں ایک ماتم بپا ہے۔

احمق نادان مسلمان چلاتے اور چیختے ہیں اور عیسائیوں کی حمایت کیلیے چلاتے ہیں کہ نہیں مسیح زندہ ہے۔ مگر وہ غلطی پر ہیں اور اس سے آگاہ نہیں میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کی موت میں اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ اور سب سے بڑھکر خدا کا زندہ ہونا اسی پر ثابت ہوتا ہے اسی ایک مسئلہ سے اس زبردست باطل کو کچل دیا گیا۔

پھر ایک دوسری قوم جس نے اس ہندوستان میں پرورش پائی اور یہاں ہی کے رہنے والی ہے اس باطل کے پیالوں کو گھونٹ پی کر زندہ ہوئی تھی اس کے لیے اس کے گھر ہی میں سے نیوگ کا ایک مسئلہ دکھا کر اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کے اعتقاد میں دکھایا کہ وہ ایسے خدا کو مانتی ہے جو ایک ذرہ کو بھی پیدا نہیں کر سکتا اور اپنے کسی عاشق زار اور پکے بھگت کو بھی نجات نہیں دیسکتا۔

غرض احقاق حق اور ابطال باطل کیلیے جو کچھ اس نے کیا ہے اسے غور سے دیکھو پھر تمہیں اسکا حسن اور خوبصورتی نظر آئیگی۔

اب ان امور پر غور کرو اور سوچ کر جواب دو کہ کیا یہ وہی مسیح موعود نہیں ہے جسکے لیے کہا گیا تھا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ جیسے بادل کے برسنے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں اسیطرح یہ وہ ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں کہ جرمن چلا اٹھا ہے کہ انسان کو خدا بنانا حماقت ہے۔ انگلستان چلا اٹھا ہے کہ عیسائی مذہب کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ برکات اللہ علیک وصلوٰۃ اللہ علیک ایھا المسیح

اب رسول کریم کی عزت کے دن آگئے ہیں اس لیے ہم سب ملکر خدا کے برگزیدہ مسیح کی مدد کریں اور وہ یہ ہے کہ پاکیزہ چال چلیں اور دل سے اسکی نصرت کی دعائیں کریں۔

تازہ الہامات

۳۱ مئی ۱۹۰۴ء۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً

یکم جون ۱۹۰۴ء (۱) انی انا الرحمٰن ساجعل لک سہولۃ فی امرک

(۲) انی انا التواب من جاءک جاءنی

(۳) ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

(۴) سلام علیکم طبتم

(۵) عفت الدیار محلہا ومقامہا (متعلق طاعون)

(۶) (رؤیا) عطر کی شیشی ہاتھ میں ہے ہاتھوں پر اور پگڑی پر عطر مل رہے ہیں۔

احسانِ عام

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک

۱- اپنے ہم جنسون سے شفقت اور نرمی برتنی تمام نوع سے خیر اندیشی اور ان کا بھلا چاہنا بلکہ اپنی منفعت پر غیر کی منفعت کو مقدم رکھنا۔ اپنے دشمنون، مخالفون۔ اور بدخواہون سے احسان و مروت اور عموماً دوستی کرنا بلکہ اپنے مخالفون کی خطاؤن سے درگذر کرنا اپنے دشمنون کی بدخواہیون کو معاف کرنا ان کی عداوت اور ایذا دہی پر صبر کرنا۔ اور برائی کے عوض ہمیشہ بھلائی کرنا۔ یہ عمدہ اور افضل محاسن اخلاق ہین۔ جو ہمارے اسلام اور قرآن نے ہم کو سکھلائے ہین۔ ہرچند کہ حکمائے سابقین کئی زمانون کے تجربہ اور عرصہ دراز کی فکر و غور سے ایسے محاسن اخلاق کے قریب قریب پہنچے تھے۔ اور نہ کوئی ایک ہی حکیم تھا جس نے یہ سب عمدہ مکارم اخلاق کی باتین سکھلائی ہون گو مختلف ورسعد و حکیمون اور فیلسوفون نے بہت کچھ سرد و گرم زمانہ دیکھ کر ان مین سے بعض بعض باتین محاسن اخلاق کی بیان کین الا چونکہ انسانی خیالات تھے جن کا ٹھیک ٹھیک ہر ملک و مزاج کی مختلف طبیعتون کے اندازہ کے موافق ہونا ان حکیمون کی عقل کی دور اندیشی سے باہر تھا اور خیالات انسانی افراط و تفریط سے بھی خالی نہ تھے۔ لہذا ان پر وثوق کلی اور اعتبار قطعی بغیر وحی کے انکشاف کے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ وحی الٰہی جس کا انکشاف تمام عالم پر قرآن کے ذریعہ سے ہوا۔ اس وحی کامل نے ان سب اخلاق حسنہ کو تمام و کمال ہر ایک زمانہ اور ملک کے مناسب حال اور اندازہ کے موافق ہم لوگون پر ظاہر و منکشف کیا +

۲- اس بارہ مین جو احکام ہم کو قرآن شریف کے ذریعہ سے ملے ہین وہ ایسی وضع اور صورت مین نہین ہین کہ ان کو کسی خاص سورت یا رکوع مین بہ حیثیت مجموعی جمع کرکے رکھا ہو جو کہ تصنع اور تکلف سے خالی نہ ہوتا۔ اور جس سے گویا ایک طرح کی دکھلا دینے کی ترکیب اور ظاہری بندش پائی جاتی بلکہ تمام مصحف مین ان پاک احکام اور عمدہ اخلاق کو ہر ایک قسم کے ذکر مین ایسی ہی مصلحت سے متفرق بیان کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والون کو ہر وقت اور ہر مضمون کے ساتھ ان نیکیون اور اخلاق کی تنبیہ اور یاد دہانی ہوتی رہے اور اس وحی کے جس مقام کو بلا قصد اور بلا تعین پڑھا جاوے وہین پر ان مین سے کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور پائی جاوے +

۳- ہم کو قرآن مجید یہ بات سکھلاتا ہے کہ ہم کو لازم ہے کہ بدی کے عوض مین نیکی کرین۔ اور صاف صاف یہ حکم ہے کہ ہم اپنے دشمنون سے برائی کے عوض مین بھلائی کرین۔

(۱) ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار (رعد ۳)
جو لوگ برائی کے عوض مین بھلائی کرتے مین انہی لوگون کے لئے دار آخرت ہے۔

(۲) اولئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ (قصص ۵)
ان لوگونکو دو ہرا اجر ملیگا۔ اس لئے کہ انہون نے صبر کیا۔ اور بھلائی کرتے ہین برائی کے بدلے۔

(۳) ادفع بالتی ھی احسن (مومنون ۶)
بری بات کا جواب وہ کہہ جو کہ بہتر ہے۔

یہ صاف سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہم کو محض حکماً یہ بات سکھلا دی یا ہم اس کو بلا تصدیق محض ایمان کی راہ سے تسلیم کرلین۔ نہین بلکہ ایسی نیکی کرنیکی بدیہی دلیل اور صریح نتیجہ بھی بتلا دیا۔

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم۔ (حم سجدہ)
برابر نہین نیکی اور نہ بدی برائی کے جواب مین تو کہہ اس سے بہتر پھر تو دیکھے کہ جس مین تجھ مین دشمنی تھی جیسے دوستدار ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے۔

(۴) پھر قرآن ہم کو یہ بھی سکھلاتا ہے کہ بدلا لینا گو معروف یا مقتضائے عدالت ہو۔ اور ایسا کرنا سہل بھی ہے مگر اس کی کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہے کہ مخالفون کی خطائین اور برائیون کو معاف کرو اور عموماً درگذر کرو۔

وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ (شوریٰ ۳۸)
برائی کا بدلہ برائی ویسی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوار دے تو اسکا ثواب ہے اللہ کے ذمے۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین (نحل)
اگر بدلا لو تو بدلا لو اسیقدر جتنی تم کو تکلیف پہنچے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنیوالونکو لئے۔

ولمن صبر وغفر ان ذلک من عزم الامور۔ (شوریٰ)
اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہ ہمت کے کام ہین۔

فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ (بقر)
سو معاف کرو اور درگذر کرو جبتک بھیجے اللہ اپنا حکم۔

فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین (مائدہ ۲)
سو معاف کر اور درگذر کر ان سے۔ اللہ بیشک دوست رکھتا ہے نیکی والون کو۔

فاصفح عنھم وقل سلام۔ (زخرف)
سو تو درگذر کر ان کیطرف سے اور کہہ سلام۔

ان آیات محکمات مین قرآن نے کئی طرح پر ہم کو نصیحت کی کہ برائی کرنیوالون کو معاف کرو۔ بدلا نہ لو بلکہ صبر کرو بخشش دو درگذر کرو اور مخالفون سے نیکی کرو ان پر احسان رکھو۔

(۵) اور اس سے زیادہ اور بھی صاف صاف کہدیا۔
یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم۔ (تغابن)
اے ایمان والو بعضی تمہاری جورؤین اور اولاد دشمن ہین تمہاری۔ سو ان سے بچتے رہو۔ اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔

دیکھیے اس مین دشمنون کے حق مین بھلائی اور احسان کیواسطے کیسی تاکید کے الفاظ فرمائے ہین معاف کرنا۔ درگذر کرنا۔ بخشش دینا۔ اور اس پر بھی اخیر مین اشارہ کیا ہے کہ خدا غفور و رحیم ہے پس تم بھی اپنے دشمنون سے ایسی خصلت بخشش اور رحم کی اختیار کرو۔

(۶) قرآن شریف نے ہم کو یہ بات بھی اچھی طرح سے واضح کردی کہ ہماری یہ خصلت کہ ہم اپنے دشمنون سے مہربانی کرین۔ ان کی برائیون سے درگذر کرین۔ کیون پسندیدہ ہے اور ہم کیون ایسی رعایتین اور عنایتین اپنے مخالفون سے کرین۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم۔ (نور ۳)
اور چاہیئے کہ معاف کرین اور درگذر کرین۔ کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ معاف کرے تم کو۔

اس مین صاف سمجھا دیا کہ چونکہ تم اپنے گنہگارون خطاکارون۔ دشمنون اور مخالفون سے ایسا شیوہ عفو و غفران کا اختیار کروگے تو خدا بھی تمہاری خطاؤن سے درگذر کریگا۔

اس فقرہ مین "الا تحبون ان یغفر اللہ لکم" بڑی حکمت بھری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہین کہ خدا ہماری خطاؤن کو معاف کرے تو لازم ہے کہ ہم بھی اپنے خطاکارون کی تقصیرین معاف کرین۔ اگر ہم توقع رکھتے ہین کہ خدا ہم کو بخشے تو ضرور ہے کہ ہم بھی اورون کی خطائین بخشدین یہ آیت ہم کو صاف یہ سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ خدا سے یہ دعا کرین کہ جیسے ہم اپنے تقصیرون کو معاف کرتے ہین ویسے ہی خدا بھی ہماری تقصیرین معاف کرے۔

(۷) باہم کی معاشرت مین (خواہ ہمارے اہل معاشرت مسلمان ہون یا غیر مسلمان دوست ہون یا مخالف) عدل و احسان برتنا اور انصاف مدنظر رکھنا ایک حکم محکم اور امر لازم ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (نحل)
اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنیکو اور بھلائی کرنیکو۔

وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ)
آپس مین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور شر مدد کرو گناہ پر اور زیادتی پر۔

پھر اس سے بھی واضح کرکے صاف سمجھا دیا کہ کسی قوم کی عداوت تم کو عدل کرنے سے نہ باز رکھے اور کسی جماعت کی دشمنی تم کو انصاف کرنے سے نہ روکے بلکہ تم سب اپنے دوستون سے اور دشمنون سے عدل اور احسان اور انصاف برابر قائم رکھو۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی (مائدہ ۲)
اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کیلئے گواہی دو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو۔ عدل کرو۔ یہی بات لگتی ہے تقویٰ سے۔

(۸) بعضے نکتہ چین ظاہر بین مخالفان اسلام نے ان ظاہر اور روشن احکام سے تغافل کرکے ایسا گمان کرلیا کہ گویا قرآن ایسے احکام عفو عام بخشش تام اور محاسن اخلاق سے خالی ہے اور اسی قدر پر اکتفا نہ کیا اور بھی ترقی کرکے سمجھے کہ قرآن مین بعض احکام ان نیکیون کے خلاف ہین۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

تمام محاسن اخلاق کے پیشوا اور سب نیکیون کے نمونے ہمارے پیغمبر خدا ہین۔

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔
اور ہم کو ان کے افعال کا کیا اچھا نمونہ ملا ہے کہ وہ اپنے سب دوستون اور دشمنون سے کمال نرمی شفقت اور رحمت سے پیش آتے ہین اور یہ صرف دعویٰ ہی نہین ہے بلکہ اس کی دلیل بھی بدیہی موجود ہے کہ اگر پیغمبر خدا کے اخلاق ایسے نہ ہوتے تو یہ جتنے لوگ ان کے ساتھ جمع ہوئے تھے اور مخالفین تھے ان سے ٹوٹ کر آملے تھے ان مین سے ایک بھی نہ آتا کسی بدمزاج خشونت کرنیوالے کے پاس کوئی نہین آتا بلکہ یہ شفقت اور اخلاق نرم دلی اور ملاینت ہی ہے جو سب کو اپنا ہو یا بیگانہ کھینچ لاتی ہے۔ دیکھو وہ آیت قرآن جو ہمارے مضمون کی زینت عنوان ہے اس پر پھر نظر کرو اور پڑھو کہ خدا پیغمبر سے فرماتا ہے

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم۔
یہ کچھ خدا ہی کی مہر ہے کہ تو ان کو نرم دل ملا اور اگر تو سخت اور سنگدل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر۔

پس ہم کو قرآن شریف کے احکام اور پیغمبر کے نمونہ سے بھی واجب و لازم ہے کہ ہم اپنے دشمنون اور مخالفون سے بھی نرمی و محبت سے پیش آوین ان سے بھی نیکی اور بھلائی کرین اور باہم پیار و اخلاص برتاؤ کرین تاکہ بدگمانونکی غلط فہمی ہماری قول اور فعل سے دور ہو جاوے +

(۹) مگر اسمین شک نہین کہ فرق مراتب ضرور ہے

ہم کو عام محبت کا حکم ملا ہے مگر یہ مراد نہیں کہ جو محبت خاص کی اہل ایمان سے کیجاتی ہے اس کا مرتبہ عام محبت سے زیادہ ہے یعنی وہ اخلاق غیر ایمان والوں سے بھی [illegible]۔ چنانچہ جو شدت کفار کی سرزنش میں ان سے عصیان کی فرمائی فساد [illegible] (اگرچہ وہ بھی نرمی اور سلامتی کے ساتھ) ان سے برتی جاتی ہے۔ اور جو محبت ایمانی اور خاص دوستی جس کی ایمان کی حیثیت سے [illegible] مستحق ہیں۔

(علاوہ اس عام دوستی کے جو تقاضائے فطرت [illegible] ہر ایک انسان کو کرنی چاہئے) ان دونوں باتوں کی تفاوت پر اس آیت میں اشارہ ہوا ہے

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم +

محمد رسول اللہ کا اور جو اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں۔

یہی فرق اور امتیاز ہے جو مندرجہ بالا اور اس کے ہم مضمون آیتوں میں بیان ہوا ہے۔ اور اسی فرق اور امتیاز کے اعتبار پر قواعد جنگ اور قتال میں نامناسب ہے کہ مسلمانوں کے گروہ کے آدمی مخالفین اور مقاتلین سے محبت کر کے اپنی ضعف اور شکست کا باعث ہوں۔ مگر صاف صاف کہدیا کہ جو دشمن اور مخالف تم سے دین کی بابت قتال نہیں کرتے ان سے نیکی اور انصاف کرو۔ کیونکہ خدا نیکی کرنے والوں اور انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ صرف انہیں لوگوں سے ایسی دوستی منع کیگئی ہے۔ جو کہ دین کی بابت مسلمانوں سے لڑتے تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کو گھروں سے نکالا اور اس پر ایک دوسرے کی مدد کی۔

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون۔ (ممتحنہ)

اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔ اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو۔ اللہ صرف منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے۔ اور مدد کی تمہارے نکالنے پر کہ ان سے کرو دوستی۔ اور جو کوئی ان سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہیں گنہگار

پس جنگ و قتال کی حالت کا ایک خاص قاعدہ ہماری معاشرت کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ ہماری حسن معاشرت کا حکم عام ہی ہے۔

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔

(۱۰) یہ بات کہ منافقوں اور کافروں سے ان کی شرارت اور فساد کی وجہ سے ان کی سرزنش اور تنبیہ اور تغلیظ فی القول کرنے میں وہ رعایت عام دوستی اور صلح و آشتی کی بھولنی چاہئے۔ اور یہ سرزنش بھی نرمی و سلامتی کے ساتھ کرنی چاہئے اس کے ثبوت میں قرآن شریف کے یہ احکام ہیں

۱۔ فاصفح عنہم وقل سلام

سو درگذر کر ان سے اور کہہ سلام ہے۔ (زخرف)

۲۔ اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما۔

اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت۔

۳۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن (نحل)

بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت کر کر بھلی طرح اور بحث کر اس طرح جو احسن ہو۔

۴۔ ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن۔

نہ جھگڑو تم اہل کتاب سے مگر اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو۔

۵۔ واعرض عنہم وعظہم وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ (نساء)

اور ان سے درگذر اور ان کو نصیحت کر اور ان کے حق میں پکی بات کہہ۔

ان آیتوں کے حکم سے ہم کو لازم ہے کہ جب ہم اہل معاصی اور کفار سے سرزنش کریں اور ان کے فساد اور ناخداترسی پر ملامت کریں تو اس کو نیک طریقہ سے نرمی کیساتھ بحال اخلاق سمجھاویں۔

(۱۱) اس مقام پر مسئلہ اکراہ کا بیان بھی ضرور ہے کہ آیات قرآن مجید میں تو مخالفوں سے ایسی نیکیاں اور نیک سلوک کرنیکا حکم ہے اور فہمائش اور سرزنش میں بھی اخلاق کی رعایت پر ضرور ہے تو ایسی صورت میں مسلمان ہونے پر مجبور کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے پاس ایک ذخیرہ عدم اکراہ کے احکام کا موجود ہے جس سے یہ شبہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مذہب کے باب میں زبردستی کا حکم ہوا ہو یا کبھی جبر کیا گیا ہو۔

(۱) فذکر انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر۔ (غاشیہ)

پس تو سمجھا تیرا کام سمجھانا ہے تو ان پر داروغہ نہیں

(۲) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تہتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ (نور)

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ پھر اگر تم منہ پھیر دو گے تو اس کا ذمہ ہے جو اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو تم پر رکھا۔ اگر اس کا کہنا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا

(۳) فان تولوا فانما علیک البلاغ۔

پھر اگر وہ پھر جاویں تو تیرا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے

(۴) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا۔

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھکو نہیں بھیجا ان پر نگہبان

(۵) اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الہ الا ھو واعرض عن المشرکین (انعام)

تابعداری کر تو خدا کی جو تجھ پر اترے حکم تیرے رب کا کوئی شریک نہیں ہے اور مت التفات کر مشرکوں کی طرف۔

(۶) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس)

اب کیا تو زبردستی کریگا لوگوں پر کہ ہو جاویں با ایمان

(۷) وما انت علیہم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف وعید۔ (ق)

اور تو نہیں ان پر زور کرنیوالا سو سمجھا قرآن سے اس کو جو ڈرا میرے وعدے سے۔

(۸) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین (تغابن)

کہا مانو اللہ کا اور رسول کا پس اگر وہ پھر جاویں تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے

(۹) ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ (دھر)

یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے۔

(۱۰) لکم دینکم ولی دین۔ (کافرون)

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔

(۱۱) لا اکراہ فی الدین۔

دین میں کچھ زبردستی نہیں۔ (بقر)

(۱۲) یہ سب آیات محکمات ہیں جو مکہ اور مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ یعنی اس زمانہ کے لئے بھی جب اسلام میں ضعف تھا۔ اور اس وقت کی بھی ہیں جب اسلام کو تمکنت اور شوکت حاصل ہوئی مگر چونکہ کسی حالت میں جبر و اکراہ جائز نہیں رکھا گیا اس لئے وہی ایک بات ہر جگہ صاف صاف بیان کی گئی۔ اور ایسا ہی برتا بھی گیا چنانچہ عین جدال و قتال کی حالت میں بھی باوجود طرفین کی مخالفت کے جو مشرک طلبگار امن ہو کر جماعت اسلام کیطرف چلا آتا تو اس کو صرف قرآن کے پاک احکام اور نصائح سنانے ہی کا حکم تھا اور جب وہ سن چکے تو اس کو وہیں پہنچا دو جہاں اس کو امن کی جگہ ہے۔ حالانکہ یہ موقع اکراہ و جبر کا تھا مگر ایسی بات تو کبھی قرآن شریف میں روا نہیں رکھی گئی

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانہم قوم لا یعلمون۔ (براۃ ۵)

اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب تک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو جہاں وہ نڈر رہے یہ اسواسطے کہ وہ لوگ جانتے نہیں

یہ آخری فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ ان لوگوں کو اسلام کے محاسن اور قرآن کے مکارم اخلاق کی خبر نہیں۔ اس لئے وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام کیا چیز ہے۔ پس ان کو مسلمان کرنیکا یہی ذریعہ ہے کہ ان کو قرآن سنایا جاوے اور اس کی افضل تعلیم اور عمدہ نصائح سننے والے کے دل میں اثر کریں۔

(۱۳) یہاں ذکر مقاتلات اسلامی کا آگیا اور ہم کو اس کے ضمن میں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوگا۔ مقاتلات اسلامی کی منشا صرف مدافعت تھی اور یہی غرض تھی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان سے ضعفائے مسلمین کو نجات ملے اور ان کو بے روک ٹوک خدا کی عبادت کا موقع ملے۔ اور مخالفوں کی زیادتی اور موذی کفار کا ظلم و ستم دور کیا جاوے اور ان کی لڑائی بند ہو جاوے یہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبراً مسلمان ہو جاویں

لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد (حج)

اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے [illegible] اور مدرسے اور عبادتخانے اور مسجدیں

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا (نساء)

کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ میں نہ لڑو حالانکہ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ یارب ہم کو اس شہر سے جس کے لوگ ظالم ہیں نکال لے۔

عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا (نساء)

قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کافروں کی

اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مدافعت کی لڑائی میں ابتدا مخالفوں کیطرف سے ہونی چاہئے کیونکہ انہیں کے ظلم و عدوان پر تو مدافعت کی ضرورت پڑی اور یہی بات قرآن شریف میں بھی منصوص ہے۔

وھم بدؤکم اول مرۃ۔ اور مسلمانوں کو حکم ہوا تھا کہ تم ہرگز ابتدا نہ کرو ولا تعتدوا

(۱۴) مخالفوں سے تو علی العموم قرآن شریف میں ایسی نیکیاں اور احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عین حالت جنگ و جدال کی وہ شفقت اور کریمانہ برتاؤ ہے جو سورہ براءۃ کی پانچویں آیت سے نقل کیا گیا کہ جو مشرک مسلمانوں کی پناہ میں آوے اس کو قرآن کے احکام و نصائح سنا کر یہاں تک اس سے رعایت کیجاوے کہ جہاں اس کے امن کا مقام ہو وہاں اسے بخیر و عافیت پہنچا دیا جاوے۔ اب لڑائی کے بعد مغلوب اور مقید مخالفوں کیواسطے عام حکم دیدیا کہ یا انہیں احسان رکھکر مفت چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو۔

حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا ذلک ولو یشاء اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلوا بعضکم ببعض (محمد)

پھر جب خوب قتال کر چکو تو قید کر لو اور بعد اس کے یا احسان رکھکر چھوڑ دو جبتک کہ لڑائی بند ہو جاوے۔ پھر خدا چاہے تو بدلہ لے ان سے مگر وہ تم کو جانچتا ہے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم اپنے ناظرین کی توجہ اپنی سرکلر کیطرف مبذول کرا چکے ہیں فی الحال اسپر کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہاں ذرا صبر اور استقلال کے ساتھ اس معاملہ کے حل کا انتظار کرنا چاہیئے اور اپنی تاثیر نفخان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کتنے دلونکو ہلا سکتی ہے۔ جہاں ایک طرف میں اپنی تاثیر نفخان کا امتحان ہو جاویگا۔ وہاں قوم کی بیداری یا غفلت کا بھی اندازہ ہو سکیگا۔ قوم اگر توجہ نہ کریگی تو اسپر غفلت کا الزام عاید ہو گا کیونکہ اب اس میں اخبار کا مذاق پیدا ہو گیا ہے اور وہ اپنے لئے ضرورت اخبار کو محسوس کرتی ہے یہ وقت ہے کہ اہل الرائے اصحاب قلم احباب میں اور ہمارے اور اپنے فرائض پر پوری بحث کریں۔ اسوقت جو خاموش رہیگا وہ یقیناً قومی گناہ کا ارتکاب کریگا۔

ہر شخص جو کچھ بھی رائے اخبار کے متعلق رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اسے ظاہر کرے اخبار کی اصلاح اور بہتری کیلئے جو خیال اس کے دل میں پیدا ہوا اسے ظاہر کئے بغیر نہ رہے۔

اب ہم جو خطوط گذشتہ اشاعت کے بعد وصول ہوئے ہیں ان کے خلاصے درج کرتے ہیں

خلاصہ خطوط

۱۴۔ ایس ایم یوسف احمد صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں الحکم کے احسان ہمارے دل میں وہ بیرون از تحریر ہیں کیونکہ گھر بیٹھے ہمارے امام کی خبریں اور کلمات طیبات پہونچاتا ہے اور جس سے ہم لوگ فیضیاب ہوتے ہیں اللہ تعالی اسکو جزا دے گا اور اس کے صلے میں ہم کو مناسب ہے کہ ہم بھی الحکم کی اشاعت میں سعی کریں اور حتی المقدور خریدار پیدا کریں اسلئے ایک خریدار اپنے پاس سے قیمت دیکر پیدا کیا آئندہ بھی خریدار بڑھانے کی کوشش کیجاویگی آپ بھی اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ وقت معین پر پرچہ شایع ہو تا کہ اس کی سعی کریں۔ کیونکہ جب آپ خریداروں کی پوری طور سے خدمت کرینگے تو خریدار ایسے نہیں جو آپ کے اخبار کیلئے سعی نہ کریں۔

ایڈیٹر۔ یہ سارا رونا تو اسی امر کیلئے ہے کہ اخبار کی کمزوریوں کی اصلاح ہو۔ اور سائز مکمل ہو۔ اور اسکی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اخبار کی مالی حالت مستحکم ہو۔ اگر میری تجویز پر سواد عظم بھی عمل کریں تو میں خیال کرتا ہوں کہ اسباب کی بنا پر اخبار کے سائز کی تکمیل کی اچھی صورت نکل آئیگی۔

۱۵۔ بابو کریم اللہ صاحب فورٹ لاہور یوں تحریر فرماتے ہیں سابقہ مدد رری کی خاص عزت اور شکریہ کے آپکا چھپا ہوا ملفوف دربارہ توسیع اشاعت الحکم بہت دن ہوئے مجھے ملا تھا جواب دینے میں غیر معمولی دیر ہو گئی معاف فرماویں انشاء اللہ میں ہمیشہ اس امر کی سعی میں رہونگا کہ کسطرح الحکم کیلئے جدید خریدار پیدا کروں۔

ایڈیٹر۔ میری دو تجویزیں ہیں انپر مزید توجہ دلاتا ہوں۔

۱۶۔ حکیم مولوی نور محمد صاحب مالک شفاخانہ نوری موکل لکھتے ہیں بجواب آپ کی ہل چٹھی کے عرض ہے کہ خاکسار شروع سال سے انشاء اللہ حسب ارشاد آپکی معلومہ قیمت پر اخبار خریدا کریگا یا خریدار اخبار بنانے میں بھی ساعی رہونگا۔

ایڈیٹر۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ یوں آپکا اختیار ہے جب سے چاہیں خرید کریں لیکن کیوں اس نیک تحریک پر ابھی سے عمل نہ ہو۔

۱۷۔ سید روشن صاحب نا ندیر سے لکھتے ہیں وہ آپ کا ٹکٹ زدہ لفافہ وصول ہوا کیفیت مرقومہ واضح ہوئی سے تشکر اس روپیہ بہا کے مقابل دس روپیہ کچھ قدر نہیں رکھتے ہیں لیکن ایک غیر مواجب والا اسقدر بوجھ اٹھا نہیں سکتا معاف فرماویں

ایڈیٹر۔ اللہ تعالی آپ کا حامی اور مددگار رہے۔ آمین

۱۸۔ چودہری غلام احمد خان صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات سری نگر سے لکھتے ہیں + آپکی خاص چٹھی دربارہ توسیع الحکم صادر ہو کر باعث مشکوری ہوئی۔ مجھے بغیر آپکی تحریک کے ہمیشہ الحکم کی توسیع کا خیال رہا ہے۔ (ایڈیٹر بے شک)

اس چٹھی کے جواب میں کم از کم ایک خریدار تو فی الحال دیا جاوے اس لئے ایک دوست سے بھی الحکم کا خریدار بننا منظور کرالیا ہے لیکن وہ اس شرط پر راضی ہیں کہ میں ایک اور چار روپیہ سالانہ والا اخبار جسکے وہ حامی ہیں خرید کروں میں نے یہ بھی منظور کرلیا ہے انشاء اللہ توسیع الحکم کیواسطے آئندہ بھی کوشش جاری رہیگی دعا کریں کہ خدا کامیاب کرے میں بذریعہ خطوط کئی دوستوں کو تحریک کرتا رہتا ہوں۔

ایڈیٹر۔ چودہری صاحب واقعی الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے ہمیشہ ساعی رہے ہیں جسکی جزا اللہ تعالی انہیں دیگا جس طرز پر آپ نے الحکم کیلئے یہ خریدار دیا ہے وہ آپ کی خاص محبت اور تعلق کو بتاتا ہے جو الحکم کے ساتھ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ یہ خریدار تو انہوں نے اپنی جیب سے دیا ہے۔

۱۹۔ منشی نذیر الدین احمدی صاحب بہاموں سے لکھتے ہیں کہ میں دس روپیہ پر الحکم کا خریدار ہوں توسیع اشاعت کیلئے ساعی رہتا ہوں البتہ غیر ملک اور غیر قوم ہونیکے باعث اثر کم ہوتا ہے۔

۲۰۔ عالیجناب سردار محمد یعقوب خان ممبر سیستان کمیشن ایک گرامی نامہ نہایت ہمدردی سے لکھتے ہیں جسکا اقتباس ہم آئندہ دینگے سردار صاحب کیطرف سے الحکم کی پسندیدگی اور اسکے کام کو قابل ہے۔ آپ کی رائے نہایت قابل قدر جسکی وجہ یہ ہے کہ آپ سیستان کمیشن جیسی اہم اور ذمہ داری کے نازک کام میں شریک ہونے کے باوجود قومی درد کو محسوس کررہے ہیں اور قومی اصلاح کی تڑپ آپ میں موجود ہے۔

الحکم کی ہر دو درخواستوں کے متعلق باوجودیکہ آپ ابھی تک غالباً اس سلسلہ کے ممبر نہیں ہیں نہ صرف لکھتے ہیں بلکہ عملی نمونہ پیش کرتا ہوں دس روپیہ سالانہ قیمت ہمیشہ کیلئے آپ منظور فرماتے ہیں اور دس روپیہ اس سال کیلئے بھیجدیئے دس خریداروں کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ میرے علاقہ اور ملک میں یعنے کوئٹہ والے اور جیکب آباد کیطرف بلوچ قوم علمی مذاق سے ناآشنا محض ہے اس لئے انہیں اخبار کی اشاعت مشکل امر ہے تاہم میں کوشش کرونگا اور کمیشن کے واپس آنے پر میں اپنی گرہ سے بطور امداد یک مشت کچھ روپیہ روانہ کرونگا۔ ہم سردار صاحب کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

اپنے اس لمبے خط میں سردار صاحب نے مسلمانوں کی حالت پر بھی ریویو کیا ہے جسکو ہم انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت میں آپ ہی کے الفاظ میں درج کردینگے۔ سردار صاحب کے مرسلہ دس روپیہ پہونچ گئے ہیں سردار صاحب اگر اس علاقہ کے رؤسا اور خوانین میں الحکم کیلئے تحریک کریں اور اس وقت ان کا منصب اور رسوخ انہیں اچھا موقع دیتا ہے تو وہ الحکم کیلئے بلوچستان میں بہت سے خریدار پیدا کر سکتے ہیں جو دس دس روپیہ سالانہ پر الحکم خرید سکتے ہیں بلکہ خاص طور پر الحکم کی مدد کر سکتے ہیں اور اگر یہ خیال ہو کہ ان لوگوں میں اردو زبان اچھی طرح رائج نہیں ہے تو ان لوگوں کی خاطر الحکم کے **چار صفحہ** زائد فارسی میں کردیئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ کم از کم **دو سو خریدار** الحکم کیلئے سردار صاحب ہم پہونچائیں جو دس روپیہ سالانہ دینے کو رضامند ہوں۔ اس صورت میں الحکم ان لوگوں کیلئے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہو سکیگا۔ اور بلوچستان کی ان خوانین اور چیفس کو جو کچھ فائدہ پہونچیگا اس کا بہت بڑا ثواب سردار صاحب موصوف کو ہوگا۔ اگر سردار صاحب مسلمانوں کے ادبار و زوال کو محسوس کرتے ہیں اور انکی ترقی کی راہ اسلام ہی پر قائم ہونا سمجھتے ہیں جو بالکل درست ہے تو اس خدمت کیلئے انہیں قدم آگے بڑھانا چاہیئے کیونکہ الحکم کے نزدیک بھی مسلمانوں کی ترقی کا اصل راز یہی ہے کہ وہ **اسلام کے سچے پیرو ہو جائیں**۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سردار صاحب اس خدمت دین کے پہلو کو فراموش نہ کرینگے۔ اور بلوچستان کے رؤسا میں یہ مبارک تحریک کرینگے۔

عجیب واقعات

چین اب تک بڑے تاریک توہمات کا گہر بنا ہوا ہے۔ شمالی چین میں ایک گھنٹہ ہے جو ایک صدی سے ہر وقت بجتا رہتا ہے۔ یہ نتیجہ کسی مشین (کل) سے پیدا نہیں کیا جاتا بلکہ کل شہر کے باشندگان بخوشی ایک ٹیکس دیتے ہیں جسکی آمدنی سے ہر وقت گھنٹہ بجانے کیلئے کافی ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ جب ایک تہک جاتا ہے۔ تو اسکی جگہہ دوسرا لے لیتا ہے۔ اس شہر کے چینی باشندوں کا عقیدہ ہے کہ گھنٹہ کی ہر ایک چوٹ کے ساتھ ایک شیطان کا کام تمام ہوتا ہے اسطرح انکے خیال کے مطابق شیطانوں کی جماعت کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر شیطان بد چلن۔ جاندار کا نام ہے تو شیطان تو اسوقت بڑھ رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید شمالی چین کے اس شہر کی گھنٹی کی ہر ایک چوٹ بجائے ایک شیطان کو دور کرنے کے دو نئے شیطان پیدا کر رہی ہے۔

شہر ڈریسڈن (دارالخلافہ سلطنت ملک سکسنی) میں ایک اندھا چلا جاتا تھا۔ سڑک میں چلتی ہوئی ایک گاڑی کا دھکا اس کے سر کو لگا۔ معلوم ہوا کہ اس صدمہ کا اثر یہ ہوا کہ اندھے کی آنکھیں کھل گئیں۔

ہمعصر پاینیر بیان کرتا ہے کہ ویسٹ انڈیز کے حصہ برٹش گنی میں خاص تجربات ہو رہے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ گنوں سے بہ نسبت حال کے پچیس یا تیس فیصدی زیادہ شکر نکالی جا سکتی ہے اور بہار کے زمینداروں کو اسطرف متوجہ کرتا ہے کہ اس ترکیب کو دریافت کرکے اس سے فائدہ اٹھاویں کیونکہ اسوقت ہندوستان میں ممالک غیر کی کھانڈ بہت آتی ہے جو ملک کی ادبار پر زیادہ اثر ڈالتی ہے۔

منجملہ دیگر سائینس کی ترقیوں کے فرانس نے علم طب و جراحی میں بھی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ حال میں ایک شخص کو دل میں کسی نے چھری بھونک دی نیلیپن ہاسپٹل میں زخمی کو لے گئے تو ایک سرجن نے چھاتی میں سوراخ کرکے دلکو نکالا۔ ایک اسسٹنٹ نے دلکو تہام رکھا اور سرجن نے زخم کو سی کر دلکو پھر اندر داخل کر دیا کل کار روائی سوا منٹ میں ختم ہو گئی۔ انسانی عقل نے جسقدر حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ کاش انسانی اخلاق بھی ایسی ترقی کرتے۔

شہر چیکاگو (ملک امریکا کی ایک دوکان کی مستورات لیڈی کلرک) ملبار کی لڑکی کو عرصے میں ان سکو ایسی مشق ہو گئی ہے کہ ہر ایک سکہ کی قیمت نگاہ سے ہی کر لیتی ہے۔

ایک جرمنی کی کارگر نے ایک قسم کی گھڑی ایجاد کی ہے جسمیں کبھی کنجی لگانی نہیں پڑتی اس کے متعلقہ ظہر ان میں خود بخود کنجی لگ جایا کریگی۔ اور اسکی گھڑی کی رفتار سب کا وقت ایک ہی رکھیگی۔ جرمن مستقل مزاج ہیں اور اس لئے ایجادوں میں کمال دکھلاتے ہیں۔

محمد جان

نور الدین پر ریویو

نمبر ۴

ریویو کے اس نمبر میں ہم فاضل مصنف کا اپنا ریویو دینگے اور اس کے بعد اس ریویو پر نظر ثانی کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز

کیا ہماری کتاب عام پسند ہوگی

ابی اللہ عن تصحیح غیر کتابہ
وکل کتاب غیرہ ذل کاتبہ

الہی کتابیں ہی ابتک عام پسند نہیں۔ لاہور جیسے دار السلطنت شہر میں کوئی قرآن کریم ابتک پوری صحت کے ساتھ طبع نہیں ہوا۔ نہ کوئی اعلیٰ علمی کتاب جو الکتاب قرآن کریم کی خادم ہو طبع ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے۔ اور یہ امر کسی مامور و مجدد دین کو بھی نصیب نہیں ہوا کہ اس کی محنت و کارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہیں کہ ہزاروں انبیا جو مذہبی باتوں کو جنون یقین کرتے ہیں کہ ہمیشہ غائب و ناصر ہیں اور مذہبی مقتداؤں میں تو وہی ہے جس کو کہا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔ (پ سورہ ن) دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتیں جن کو لوگ لکھتے ہیں اور لکھتے رہیں گے (ان کے مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا) کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں کیونکہ وہ تمام تحریریں تیری صداقت کی گواہ رہیں گی۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مجنون تو خلیق نہیں ہوتے اور تو خلق پر کیا خلق عظیم پر ہے آپکی مقناطیسی جذب اور آپ کے اخلاق ہی تھے کہ ارب عرب آپ کے حکم پر اپنے خون کو پانی کیطرح بہاتے تھے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تیری محنت کا بدلہ غیر محدود و غیر منقطع اور مجنونوں کے افعال و محنت کا تو کوئی بدل ہی نہیں ہوا کرتا۔ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ مجنون کے افعال و اقوال منتج ثمرات خیر اور منتج کسی نیک نتیجہ کے نہیں ہوا کرتے۔ اور تیرے اقوال اور تیرے افعال کا نتیجہ تو بھی دیکھیگا اور دوسرے لوگ بھی دیکھیں گے اور یہ کیسی سچی پیشگوئی نکلی۔ دنیا میں صرف آپ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ مائدہ) کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ نصر) کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اس پر بھی نہ ماننے والوں نے نہ ماننا پڑا تھا۔

میں نہ مامور نہ مجدد۔ یہ میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجدد۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا۔ بیتیس سوال کے جواب تک ہمیں موقع لگا کہ ہم اپنے جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکیں بلکہ ہمارے بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اس کو نہیں دیکھا۔ ہاں میرے پیارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا اور کہیں کہیں بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہمارے مدرسہ کے علما کو افسوس نہ ان باتوں کی دلچسپی ہے اور نہ اپنے محدود کاموں کی فرصت ہے کہ وہ بھی اس کتاب کو سن سکتے یا دیکھتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو ان سعید الفطرتوں کے حق میں نافع کریگا جو اس کے علم میں ہیں (غرض)

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ ہے۔ اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کی خلق سے یہ تمام مخلوق ہے وہ وراء الورا محیط کائنات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ وَهُوَ الْاَوَّلُ۔ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَهُوَ الْاٰخِرُ ہے جبکہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہے تو سوفسطائی دہریہ مسیحی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سناتن جو اللہ تعالیٰ کو علت۔ لا بشرط بشرط لا کہن مانتا ہے اور وجودی نیچری۔ آریہ سماجی جس کے نزدیک الٰہ خالق ارواح خالق مادہ۔ خالق زمانہ۔ خالق فضا اور ان کی گن۔ کرم۔ سبھاؤ۔ خواص افعال۔ عادت کا خالق نہیں کیوں پسند کرینگے

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ وہ متکلم ہے اپنے پیاروں سے کلام کرتا ہے۔ ارادہ مشیت سے اس کے کام ہوتے ہیں ۔ وہ کلام کرتا رہا۔ کرتا رہتا ہے اور کلام کرے گا۔ اس کی کلام و تکلیم پر کبھی مہر نہیں لگی۔ پس جو لوگ اس کو گم صم مانتے ہیں مثلاً برہمو اور نیچری اور جو لوگ کہتے ہیں دو ہزار برس سے وہ خاموش ہے اور صرف چاری آدمیوں سے سرشتی کی ابتدا میں بولا تھا یا جو کہتے ہیں کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک بات کرکے اب خاموش ہے اور جن کا وہم ہے کہ گونگے کیطرح بے اختیار ہے وہ کیوں پسند کرنے لگے

(۳) ہم مانتے ہیں کہ ملائکہ ہیں انپر اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور رسولوں نبیوں پر ہمارا ایمان ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول رب العالمین مانتے ہیں پھر ان باتوں کے مخالف کیوں پسند کرنے لگے۔

(۴) ہمارے نزدیک ہر ایک شخص اپنے اعمال کا ذمہ وار اور جواب دہ ہے اور ہم عفو مغفرت۔ شفاعت بالاذن کے معتقد ہیں۔ پس ہماری باتوں سے کفارہ کا قائل کب راضی ہوا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو (کما) عفو والا نہ مانے وہ کیونکر راضی ہو۔

(۵) ہم صحابہ کرام۔ اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوبکر و عمر سے لیکر معاویہ مغیرہ تک اویس قرنی اور حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع عکرمہ تک اور اہل بیت میں خدیجہ و عائشہ سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام آئمہ اہل بیت علیہم السلام ان سب کو بحمد اللہ اپنا محبوب اور واجب پیارا اعتقاد کرتے ہیں۔ قال الامام علیہ السلام (؟)

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ آل محمد است

پس رافضی۔ شیعہ۔ خارجی۔ ناصبی۔ جبریہ قدریہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ تعامل اسلام کے منکر۔ احادیث صحیحہ کے منکر اور ان کو تو وہ طوفان کہنے والے کب پسند کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ معمولی کتب تواریخ بلکہ امور تاریخیہ لغت وکتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہیں۔ ہم آئمہ تصوف۔ آئمہ فقہ۔ آئمہ حدیث آئمہ کلام کی تعظیم و تکریم کو ضروری یقین کرتے ہیں۔ اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المومنین مانتے ہیں ہاں ان لوگوں کی آثار باقیہ۔ فتوح الغیب و فتح الربانی للسید الشیخ عبدالقادر الجیلانی عوارف للشیخ شہاب الدین السہروردی جسکو میرے ابن عم حضرت فرید الدین گنج شکر چشتی ہمیشہ اپنے درس میں رکھتے تھے اور وہ نسخہ جسے حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا ابتک جالیوں میں موجود ہے۔ منازل السائرین شرح مدارج السالکین۔ طریق الہجرتین۔ مجمع الفوائد و زاد المعاد للشیخ الاسلام الشیخ ابن قیم۔ و فصل الخطاب لخواجہ محمد پارسا مکتوبات لشیخ مشائخنا المجدد احمد السرہندی و فتوحات مکیہ ابن عربی الکتاب الصحیح للامام البخاری الموطا لامام دار الہجرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف ابو یوسف امام آئمہ فقہ و حدیث و تصانیف امام محمد الشیبانی و طحاوی الام للشافعی محلی و فصل لابن حزم۔ السنن الکبرٰی للبیہقی۔ درء تعارض العقل والنقل والرد علی المنطقیین۔ و منہاج السنہ للشیخ الاجل رئیس المتکلمین والفقہا والمحدثین والمفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحرانی والمطالب العالیہ للامام الرازی۔ فتح الباری لابن حجر فتح القدیر و تحریر لابن ہمام۔ اور تمام تصانیف حافظ ذہبی۔ جیسے دول الاسلام میزان و تذکرہ وغیرہ۔ حجۃ اللہ البالغہ لشیخ مشائخنا شاہ ولی اللہ دہلوی نیل الاوطار شوکانی ایسی موجود ہیں مصنف خدا پرست دیکھنے انہیں کے ساتھ ہیں ابن المنذر ابن قدامہ ابو یعلیٰ۔ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ اور میں سچے دل سے علی وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہوں کہ یہ سب لوگ مصداق تھے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ کے (پ سجدہ) اور انکی دعائیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (پ فرقان) ضرور ہی قبول ہوئیں پس بڑی ہی بے نصیب ہیں وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہیں اور اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے بھید سے ناواقف ہیں انکی عملی حالتیں انپر خود ملامت کرتی ہوں گی اگر فطرۃ سلیمہ باقی ہے بحمد اللہ ہم نے ان سب کے اسفار طیبہ کو خوب غور سے دیکھا ہے اور ہم علی وجہ البصیرۃ اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں میں اور اولیاء میں سے تھے۔ ہم نے لغت میں بخاری۔ اصمعی ابو عبید۔ ابو عبیدہ۔ مفردات۔ راغب نہایہ۔ مجمع البحار اور لسان العرب اور صرف و نحو میں سیبویہ۔ ابن مالک۔ ابن ہشام اور سیوطی۔ اور قرأۃ میں شاطبی اور ابو عمرو دانی اور معانی و بیان میں عبدالقاہر جرجانی مصنف دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ اور سکاکی مصنف مفتاح العلوم اور ادب میں اصمعی اور تفاسیر میں روایۃً ابن جریر۔ ابن کثیر۔ شوکانی کی فتح القدیر اور درایۃً اور روایۃً و درایۃً دونوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ اور فقط درایۃً میں تفسیر کبیر کو آئمہ سلف کے بعد انتخاب کیا ہے۔ قریب زمانہ کے ہندوستانیوں میں جو اصحاب تصنیف گزرے ہیں انہیں صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ کو میں ممتاز انسان اور مصفیٰ الذہن جانتا ہوں۔ میں حضرت مسیح کی وفات کا قائل ہوں اور میرا کامل یقین ہے کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچکر اپنی موت سے مر چکے۔ اس امت میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مغضوب اور ضال تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ پس وہ مسیح موعود علیہ السلام بھی موجود ہے جس کی ہم میں نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی معہود اور اس وقت کا امام بھی ہے۔ اور انہیں میں موجود ہے وہ اختلافوں میں حکم ہے۔ ہم نے اسکی آیات بینات کو دیکھا اور ہم گواہی دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر حشر اجساد جنت و نار ابدی سے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر اسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے انکے مقتداؤں میں ابن حزم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے اسکی تائید میں صرف دو قول بیان کئے ہیں۔ آدم ایک شخص اہل اللہ میں سے ہے استاذ۔ صالح اور ثقہ امین انکا نام عبداللہ الغزنوی ہے ملک پنجاب میں مشہور ہے ہمارے امام علیہ السلام نے

اور وہ خاتم النبیین رسول رب العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل پر رویا میں دیکھا ہے اور یہ بسبب ان کی کمال اتباع سنت کے تھا - وہ بہت خوبیوں کو جامع اور علمی و عملی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے انکو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہوا تھا انہوں نے ابن حزم کے بارہ میں توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال میں لاتے ہیں اس پر عبداللہ المرحوم کو الہام ہوا - ہاں میں اس وقت تک عبداللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہوں اور اسی یقین پر اس الہام کو شایع کرتا ہوں ~~~

گفتگوئے عاشقان در کار رب
جوشش عشق ست نے ترک ادب
ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش
نے ادب ماند درو نے عقل و ہوش
ہاں و ہاں ترک حسد کن با شہان
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
ہر مسیحے تو بازی میکنی
با ملائک ترک و تازی میکنی

اس لیاقی کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کوچہ گنبد والان کے پاس بھی ہے اور اس کا نام عبدالحق ہے وہ بھی حسن ظن کے قابل ہے - ولا ازکی علی اللہ احدا دوم حضرت امام سیوطیؒ نے اپنی بے نظیر کتاب الاشباہ والنظائر کی جلد سوم صفحہ ۳۱۰ میں لکھا ہے -

قال فیہ جواب سائل سأل عن حرف لو لشیخنا وسیدنا - الامام العالم العلامۃ الاوحد الحافظ المجتہد الزاھد - العابد - القدوۃ - امام الائمہ - قدوۃ الامہ - علامۃ العلماء وارث الانبیاء - آخر المجتہدین - اوحد علماء الدین برکۃ الاسلام - حجۃ الاعلام برھان المتکلمین - قامع المبتدعین ذی العلوم الرفیعۃ - والفنون البدیعۃ - محی السنہ - ومن عظمت بہ علینا المنۃ - وقامت بہ علی الاعداء الحجۃ - واستبانت ببرکتہ وھدیہ المحجۃ - تقی الدین ابی العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ الحرانی منارہ - وشید من الدین ارکانہ

دُوسری تحریک

جس کا میں نے صفحہ اول پر ذکر کیا ہے - لین صاحب کی عربی انگریزی ڈکشنری کے متعلق ہے - مخدومنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب کی تحریک پر اس کتاب کیلئے چندہ کی تحریک ہوکر بڑا حصہ اسیوقت جمع ہوگیا تھا - اب اس میں صرف پندرہ بیس روپے کی کمی ہے اس چندہ میں بڑی بڑی رقمیں ۵۰ از حضرت مولویصاحب موصوف - ۵۰ از نواب محمد علی خانصاحب ۵۰ از شیخ رحمت اللہ صاحب - اور ۵۰ ایک اور صاحب کی طرف سے پہونچ چکے ہیں اور اس کے علاوہ پانچ چھ روپے کے قریب اور چندہ ہوگیا تھا - کمی مذکورہ بالا کو پورا کرنے کیلئے ایک صاحب ہمت ہی کافی ہے اور اگر زیادہ حصہ لینے والے ہوں تو خدائے تعالےٰ ان سب کو اس کا اجر دے گا -

جو صاحب ان چندوں میں حصہ لین وہ منی آرڈر کے کوپن میں اس امر کی تصریح کردیں کہ کس مد میں ان کا روپیہ جائے -

خاکسار محمد علی - منیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور - ۱۴ مئی سنہ

ریمارک

عرصہ سے ہمارے پاس بعض کتابیں بغرض ریمارک آئی ہوئی ہیں اور افسوس ہے کہ ہم ان پر رائے زنی نہیں کرسکے جسکی وجہ یہ ہے کہ بدوں پڑھے رائے زنی کرنا لاتقف مالیس لک بہ علم کے خلاف کرنا ہے اور ایک طرح پبلک کو دہوکا دینا ہے - ہاں اگر دوست نوازی غرض ہو اور خواہ نخواہ کسی رسالہ یا کتاب کی تعریف کر دینا مقصود ہو تو بجائے اس کے کہ اس پر اندہا دہند رائے لکھی جاوے بہتر ہے اخبار نویس اپنے خریداروں سے اس کتاب کیلئے سفارش کردیوے کہ ہماری خاطر سے اس کا ایک ایک نسخہ خرید لیا جاوے - لیکن ہم نے کبھی پسند نہیں کیا کہ بلا دیکھے کسی کتاب پر ریویو یا معمولی ریمارک کریں یہی وجہ ہے کہ اکثر دیر تک بعض کتابیں پڑی رہتی ہیں - مندرجہ ذیل کتابیں اسوقت ہمارے پاس زیر ریویو

کلیات غالب کامل - جو شحنہ ہند کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے اور جسپر اب تک ریویو نہ ہونے کیلئے وہ کئی بار بالواسطہ شکایت بھی کرچکے ہیں - ہم نے ابھی تک اسے نہیں پڑھا - اسلئے ابھی معذور ہیں -

ارکان الاسلام - جسکو منشی سراج الدین احمد خانصاحب ایڈیٹر زمیندار لاہور نے تالیف کیا ہے اس کتاب کو سرسری نظر سے تو ہم پڑھ چکے ہیں اس لئے اسپر سرسری رائے تو یہی ہے کہ یہ کتاب بہر حال آجکل کے نوجوانوں کیلئے مفید ہے - خصوصاً ایسی حالتمیں کہ اس سے بہتر کوئی کتاب موجود نہیں + یہ کتاب ۱۴۴ صفحوں پر اچھے کاغذ پر بہت عمدہ چھپی ہے مضامین کو نہایت سلیس بنانیکی کوشش کیگئی ہے قیمت ۸/ ہے ہمارے خیال میں یہ کتاب بے شک عورتوں اور بچوں کو پڑہائی جانی چاہئے - اور اگر اسلامی انجمنوں کے مدارس میں داخل درس کردیجاوے تو بہت کچھ مفید ہوسکتی ہے -

ہمیں اس کتاب کو پڑہتے ہوئے اسکے صفحہ ۱۲۱ پر یہ فقرہ پڑہنے کا اتفاق ہوا کہ "البتہ ہم **حضرت کو خاتم النبیین مانتے ہیں کیونکہ آپکے بعد کسی پیغمبر صاحب شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں**" اس فقرہ میں صاحب شریعت کا لفظ خوب چھپا ہوا ہے مگر بعد میں مصنف نے اسکو سرخ سیاہی سے قلمزن کیا ہے - جس کے متعلق ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک **صحیح عقیدہ** کو چھپانے کی بیجا کوشش کی ہے - ہمارے محترم ہمعصر منشی سراج الدین احمد خان صاحب ہمیں اس بے لاگ بات کے لکھنے پر معاف رکھیں گے کہ یہ خیال غالباً انکو بعض لوگوں سے جنبداری سے پیدا ہوا ہے ورنہ سچی بات یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت خواہ نیا ہو یا پرانا آنیوالا نہیں - اگر وہ اس عقیدہ کو صراحت سے بیان کرتے تو شاید انپر **احمدی** ہونیکا الزام عاید کیا جاتا جو انہوں نے پسند نہیں کیا مگر دین کے معاملہ امر حق کے اظہار میں انہیں کسی شخص کی پروا نہیں کرنی چاہئے - اگر انکا یہی عقیدہ ہے تو ان کو قلمزن کرنیکی کیا ضرورت! ہاں اگر وہ اس کو نہیں مانتے تو یہ جدا امر ہے - بہرحال کتاب قابل قدر ہے -

تیسری کتاب فیصلہ قرآن معروف بہ تکذیب قادیانی ہے جسکو حکیم حافظ محمد الدین نے معمولی کاغذ کے ۹۰ صفحوں پر چھاپ کر مرکو بیجنا چاہا ہے اس کتاب پر چونکہ تفصیلی ریمارک کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں انشاء اللہ العزیز - اسلئے کسی اگلی اشاعت پر ملتوی کرتے ہیں اس کتاب کا جب ریویو شایع ہوگا تو انشاء اللہ ناظرین کو اچھا خاصہ دل بہلانیکا موقع ملیگا جس سے انکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہمارے علماء کتابوں پر تقریظیں کیسے لکھتے ہیں آیا پڑھکر یا یونہی منہ زبانی کو ہم تو مراحاجی بگو پر عمل کرلیتے ہیں - ہم اصل کتاب سے فقرون کے فقرے درج کرینگے اور اس پر علماء کی تقریظ دکہائینگے کہ وہ کیا کہتے ہیں مکذب کی اس کتاب کی تردید کیلئے یہی کافی ہے -

تاج و فشان - پر اگلی اشاعت میں ریمارک کرینگے انشاء اللہ

مراسلت

حضرات ناظرین - کل مجھے ایک ایسی مجلس میں جانیکا اتفاق ہوا جو کہ ایک لاوارث متوفی کے اثاث البیت کو بموجب اسکی وصیت کے تقسیم کرنیکیلئے قرار پائی تھی - چنانچہ اس کارروائی کی انجام دہی کیلئے ایک جناب مولینا و بالفضل اولینا صاحب طلب کئے گئے متوفی چونکہ زبانی وصیت کرگیا تھا اسلئے مولانا صاحب اسکی وصیت کے مطابق اسکے مال کی تقسیم کا مسودہ ایک سادے کاغذ پر لکھنے بیٹھے - جب تحریر کرتے ہوئے یہاں تک لکھ چکے کہ "بموجب وصیت متوفی فلاں اسکا مال بتفصیل ذیل تقسیم کیا گیا ہے" میں نے عرض کی جناب اتنا اور بھی یہاں لکھدیجئے کہ اگر متوفی لوٹکر واپس آجائے تو اس صورت میں وہ اپنا مال واپس لے سکتا ہے - یا کم از کم اس تقسیم میں سے کچھ حصہ اسکو بھی رکہدینا چاہئے ایسا نہو کہ وہ بیچارہ اگر آ نکلے تو در در کیلئے بہیکہ مانگتا پہرے -

یہ سنکر مولانا صاحب نے فرمایا کہ بڑی گہری بات کی تم نے بال سے باریک کہی - اور اتنی موٹی عقل - لاحول ولا قوۃ - استغفراللہ - میں نے کہا کہ جناب یہ لاحول اور استغفار پڑہنے کا کون موقعہ ہے - میں نے تو اس مرحوم کی بہتری کیلئے کہا ہے تو آپ فرماتے ہیں مجھے تیری سمجھ پر افسوس آتا ہے تجھے اتنی بھی سمجھ نہیں حالانکہ چھوٹے بچے تک جانتے ہیں کہ جو متوفی ہوا پھر وہ لوٹکر کبھی واپس نہیں آیا + میں نے عرض کی کہ بندہ نواز یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ متوفی کبھی لوٹکر نہیں آسکتا - مگر قرآن شریف میں خداتعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے انی متوفیک ورافعک - اگرچہ متوفی کے بعد انہیں رفع بھی ہوچکا ہے مگر پھر بھی سنا جاتا ہے کہ وہ پھر بھی واپس دنیا میں تشریف لانیوالے ہیں - چونکہ آپنے بھی اس شخص کو متوفی لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ غریب بھی واپس آجائے تو بیچارہ کہاں دربدر مارا مارا پھریگا کیسے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ -

میری اس تقریر سے جناب مولانا صاحب میرا اصلی مطلب تاڑ گئے - تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ دیکھنا نامعقول نے کہاں کی بات کہاں تک پہنچائی - عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ متوفی کا اور ہی مفہوم ہے خدائے انہیں صلیب کے نزدیک تک بھی نہیں آنے دیا تھا پھر متوفی ہو کیسا میں نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا پیر و مرشد تو گویا آپکا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر بھی مرتے تو متوفی کا مفہوم درست ہوتا - تو معلوم ہوا کہ پھر دوبارہ اسی لئے ان کو آنیکی تکلیف دیجاتی ہے کہ ایکدفعہ تو وہ بیچارے صلیب سے بچ نکلے تھے مگر اب کی آمد پر تو ضرور پھانسی دئے جائیں کیونکہ متوفی کا مفہوم جو درست کرنا ٹھہرا برین عقل و دانش بباید گریست بس اب کیا تھا مولانا صاحب کے لام کاف بکنے جم اور استغفار پڑھنے لگے کہ الامان مارے غصہ کے انکا چہرہ تمتمانے لگا - میں نے تو جانا کہ اب مجھے کچا ہی کہا جائیگا - مگر یہی خدا کا شکر ہے کہ ان حضرات کی طاقت زباندرازی تک ہی قدرت نے محدود کر رکھی ہے - نا معلوم ہاتھ پاؤں ہوتے تو کیا کر گذرتے - یہودیوں نے تو ایک عیسیٰ کو سولی پر چڑہایا تھا اور خدا نے اپنے فضل سے انہیں صلیبی موت سے بچا لیا تھا لیکن ۔۔۔ ہونے کی گیا اتنا وحشی آپ ہی کہ وہ پھر دوبارہ آئینگے تو کیا پھر یہودیوں کو بھول گئے ہیں - یہ سنتے ہی مولانا صاحب بڑا اعلان ۔۔۔ ہم عزیبا نواز جب آپ جیسے حجی ایسی مجلس میں دوبارہ نہیں آسکتے تو ہمارا مسیح کو باوجود متوفی ہونے کے ۔۔۔

اگر انکا بس چلے تو سنیکڑوں کو ہر روز پھانسی دیا کریں + الغرض مولانا صاحب بیت ہی برافروختہ ہوکر مجھ سے بگڑ بیٹھے - سب دوستوں نے روک کر کہا کہ آپکو لاشریعت سمجھا ہے آپکو پھر دوبارہ آنیکی تکلیف ہوگی تو آپ فرماتے ہیں کہ کون مردود جیتے جی ایسی مجلس میں پھر دوبارہ آئیگا - میں نے عرض کی ۔۔۔

دیکھو کالم اول

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا۔

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

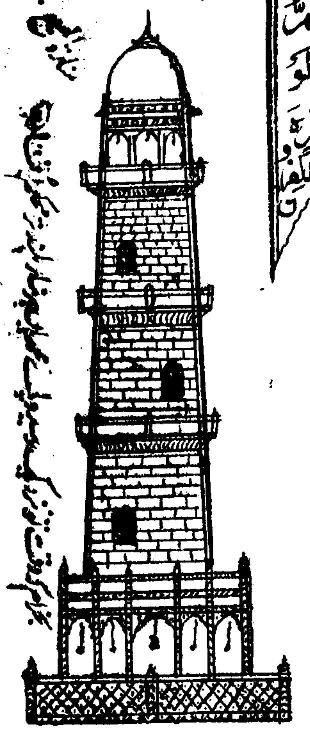
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے ... صہ
خواص و معاونین سے ... عہ
ہندوستان سے باہر ... ے
غیر مذاہب والوں سے ... ے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع یا روپیہ سے کم آمدنی والوں سے ... ۱۲

نمبر ۱۹ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۴ء | جلد

حضرت اقدس کے ملفوظات میں سے چھوٹے چھوٹے جملے

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ کیا کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ میں بھی **ریا** آوے؟ اسپر **فرمایا** کہ کبھی چڑیا خانہ گئے ہو میں نے کہا کہ ہاں فرمایا دیکھو وہاں شیر چیتے اور دوسرے حیوانات ہوتے ہیں کبھی یہ خیال وہاں جا کر دل میں آسکتا ہے کہ ان کے سامنے لمبی لمبی نماز پڑھیں کبھی یہ خیال وہاں جا کر ریاکار سے ریاکار کے دل میں بھی نہیں آسکتا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ حیوانات ہماری جنس سے تو نہیں ہیں تو پھر ریا کہاں رہی ریا تو ہمجنسوں سے ہوتی ہے تو اہل اللہ کس سے ریا کریں ان کے سامنے دوسرے لوگوں کی وہی مثال ہے جیسے چڑیا خانہ میں جانور بھر کر ہوئے ہیں

*

مولانا موصوف نے فرمایا کہ ایکدن کی یہ بات یاد ہے کہ کسی نے ذکر کیا کہ منشی الٰہی بخش اور اسکا ترجمان منشی عبد الحق کہتا ہے کہ الہام وہ ہے جو پورا ہو جاوے اور جو نہ ہووے وہ شیطانی کام ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کعبہ معظمہ میں داخل ہو کر اگر خدا تعالےٰ کی قسم دیجاوے تو میں کہونگا کہ میرے الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن جس شخص نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو وہ ہرگز یہ جرأت نہیں کر سکتا۔ کبھی وہ شخص جو کامل یقین رکھتا ہے اور وہ جو مشکوک ہے برابر ہو سکتے ہیں؟

*

مولانا موصوف تریاق القلوب جب تالیف ہو رہا تھا اور ابھی ابتدائی اوراق طبع ہو رہے تھے جس مجلس کے یہ نوٹ ہیں اس میں تریاق القلوب کا قصیدہ سنا رہے تھے یہ شعر

عجب حادثہ بنیاد دین ز جا ببرد
اگر زملت باطل شناس جدا باشد

پڑھا اور فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے خاص طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میرے خلق کی پیروی کر میں نے عرض کی کہ دعا کرو۔ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک بار میرے ساتھ عہد دوستی باندھا ہو تو مجھے اس قدر اس کی رعایت ہوتی ہے کہ اگر اس نے شراب پی ہوئی ہو تو بھی میں بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا لاؤنگا۔ یعنی جب تک وہ خود ترک نہ کرے ہم خود نہ چھوڑینگے۔ پس اگر کوئی اپنے بھائیوں کو ترک کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا۔

*

مولانا موصوف کہتے ہیں کہ ایکدفعہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مومن مومن کبھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ کفر اس سے مایوس نہ ہو جاوے فتح مسیح کو ایک بار ہم نے رسالہ بھیجا اسپر اس نے لکیر پر لکیر کھینچکر واپس بھیجدیا اور لکھا کہ جس قدر دل آپ نے دکھایا ہے کسی اور نے نہیں دکھایا۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نے خود اقرار کر لیا کہ ہمارا دل دکھا۔ پس ایسی مضبوطی ایمان میں پیدا کرو۔ کہ کفر مایوس ہو جاوے کہ میرا قابو نہیں چلتا۔ اشداء علی الکفار کے یہ معنی بھی ہیں۔

*

طاعون کا ذکر تھا کثرت سے اموات پر ذکر کرتے فرمایا۔ دعائیں کیجاویں بجز اسکے انسان مکر اللہ سے بچ نہیں سکتا۔ مگر دعاؤں کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالےٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔

*

فرمایا اسوقت دنیا میں خدا تعالےٰ کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ اگرچہ لوگ برائے نام خدا تعالیٰ کے قائل تھے مگر اصل بات یہ ہے کہ ایک قسم کی دہریت پھیل رہی تھی اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑے ہیں مگر اب وقت آگیا ہے کہ لوگ خدا تعالےٰ کی شناخت کریں۔ خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو توڑنا اس سے بڑھ کر جبانت کیا ہوگی یہ تو اس کا مقابلہ ہے۔

*

بمقام گورداسپور ۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو خلیفہ رجب الدین صاحب کو خطاب کر کے طاعون کے متعلق ذکر فرما رہے تھے۔ اثناء ذکر میں فرمایا۔

بخاری میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالےٰ مومن کو یکدفعہ نہیں پکڑتا ہے پھر اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے پھر پکڑتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے یہ حالت گویا تردد سے مشابہ ہے پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ خدا پچھتایا۔ میرے الہام میں بھی **افطر و اصوم** اسی رنگ کے الفاظ ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ جس مومن کے وجود میں خلق اللہ کا نفع ہو اور اسکی موت شماتت کا باعث ہو وہ کبھی طاعون سے نہیں مرے گا۔ میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جسکو **میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو** جو شناخت کا حق ہے۔

*

امام اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے مامور ہو کر آوے۔ انہیں اللہ تعالیٰ ایک جذب کی قوت رکھ دیتا ہے جسکی وجہ سے سعادت مند روحیں خواہ وہ کہیں ہوں انکی طرف کھچی چلی آتی ہیں جذب کا پیدا ہونا اپنے اختیار میں نہیں ہے بناوٹ سے یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ کہ جو لوگ خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اسبات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ انکو رجوع ہوں اور اسکی تعریفیں کریں۔ بلکہ ان لوگوں میں طبعاً مخفی رہنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور ہوئے تھے تو انھوں نے بھی عذر کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار میں رہا کرتے تھے وہ تنہائی پسند کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ خود انکو باہر نکالتا ہے اور مخلوق کے سامنے لاتا ہے۔ انمیں ایک حیا ہوتی اور ایک انقطاع انمیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ انقطاع تعلقات صافی کو چاہتا ہے اسلیے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ لیکن وہی انقطاع اور صفائی قلب اللہ تعالیٰ کی نظر میں انکو پسندیدہ بنا دیتی ہے اور وہ ان کو اصلاح خلق کے لیے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ جیسے حاکم چاہتا ہے کہ اُسے کارکن آدمی ملجاوے اور جب وہ کسی کارکن کو پا لیتا ہے خواہ وہ انکار بھی کرے مگر وہ اُسے منتخب کر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مامور کرتا ہے وہ ان کے تعلقات صافیہ اور صدق و وفا کی وجہ سے انکو اس قابل پاکر انہیں اپنی رسالت کا منصب سپرد کرے

بالکل سچی بات ہے کہ انبیا علیہم السلام پر اس قسم کا جبر کیا جاتا ہے وہ کوٹھڑیوں میں بیٹھکر عبادت کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسیکو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جبرًا اُن کو کوٹھڑی سے باہر نکالتا ہے پھر اُن میں ایک جذب رکھتا ہے اور ہزارہا مخلوق طبعاً انکی طرف چلی آتی ہے۔

اگر فریب ہی کا کام ہو تو پھر وہ سرسبز کیوں ہو۔ یہ پیر گدی نشین آرزو رکھتے ہیں کہ لوگ انکو سجدہ کریں اور انکی طرف آویں۔ مگر مامور اس شہرت کے خواہشمند نہیں ہوتے ہاں وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مخلوق الٰہی اپنے خالق کو پہچانے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرلے۔ وہ اپنے دلمیں بجز اس کے کچھ نہیں سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی انکو ہی پسند کرتا ہے کیونکہ جب تک ایسا مخلص نہ ہو کام نہیں کر سکتا ہے۔ ریاکار جو خدا کی جگہ اپنے آپ کو چاہتے ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں اسلیے خدا انکو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ دنیا کے آسایش و آرام کے آرزومند نہیں ہوتے۔

ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ریاکار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور عظمت منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جنکو خدا پسند کرتا ہے وہ طبعاً اس سے متنفر ہوتے ہیں انکی ہمت اور کوشش اسی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو وہ ایسی حالت میں ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ دنیا ان کو نہ پہچان سکے مگر ممکن نہیں ہوتا کہ دنیا انکو چھوڑ سکے کیونکہ وہ دنیا کی فائدہ کے لیے آتے ہیں۔

ان لوگوں کے جو دشمن اور مخالف ہوتے ہیں ان سے بھی ایک فائدہ پہونچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات انکے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں اور حقائق و معارف کھلتے ہیں انکی چھیڑ چھاڑ سے عجیب عجیب انوار ظاہر ہوتے ہیں اگر ابوجہل وغیرہ نہ ہوتے تو قرآن شریف کے تیس سیپارے کیونکر ہوتے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی فطرت والے ہی اگر سب ہوتے تو ایک دم میں وہ مسلمان ہو جاتے۔ ان کو کسی نشان اور معجزہ کی حاجت ہی نہ ہوتی۔ پس ہم ان مخالفوں کے وجود کو بھی بے مطلب نہیں سمجھتے۔ انکی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے اور انکی نصرت اور تائیدات کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔

غرض خدا کے ماموروں کا یہ خاص نشان ہوتا ہے کہ وہ اپنی پرستش کرانا نہیں چاہتے جسطرح پیر وہ لوگ پوجے جانے کے خواہشمند ہیں چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی پوجا کراوے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے انسان سجدہ کیے جانے کے مستحق نہ ہوں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ایک مرید اس مرشد سے ہزار درجہ اچھا ہے جو مکر کی گدی پر بیٹھا ہوا ہو کیونکہ مرید کے اپنے دل میں کھوٹ اور دغا نہیں ہے خدا تعالیٰ اخلاص کو چاہتا ہے ریاکاری پسند نہیں کرتا ہے۔

خریداروں کا فرض

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ خط وکتابت کیوقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکیگی اور بعض اوقات اس کا جواب ہی نہ ہو سکے گا کیونکہ بفضلہ تعالیٰ تعداد خریداران ترقی پر ہے۔ (مینیجر)

احاطۂ کچہری

۹ رمئی ۱۹۰۸ء

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درختوں کے سایہ میں حسب معمول تشریف فرما تھے کہ دینانگر کے ہندو رئیس آپ کی زیارت کو تشریف لائے انکے ساتھ اور بھی چند آدمی تھے انھوں نے نہایت ادب اور احترام کے ساتھ سلام عرض کیا اور پھر طاعون کی مصیبت کا رونا شروع کیا اور کہا کہ بڑا اختلاف مذاہب کا ہو گیا ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔

اس زمانہ میں نرا اختلاف مذاہب ہی نہیں رہا اختلاف مذاہب کے سوا لوگوں نے خدا تعالیٰ کو بالکل چھوڑ دیا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق یہ عذاب نازل کیا ہے۔ کیونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے شرارتوں اور چالاکیوں کی کوئی حد نہیں رہی ہے طاعون کو اللہ تعالیٰ نے مامور کرکے بھیجا ہے جو اسکے نوکر کیطرح ہے خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ اور ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا یہ اور بدبختی ہے کہ باوجودیکہ طاعون ایک خطرناک ڈرانے والا ہے مگر اسپر بھی حق کیطرف توجہ نہیں کرتے اور خدا کی باتوں کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور دل پاک و صاف نہیں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جبتک اہل دنیا اپنے چلن اور تبدیلی نہیں کرینگے اس وقت تک یہ عذاب کو نہیں اُٹھائے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو اسطرف بھی بالکل توجہ نہیں ہے جب کسی گاؤں یا شہر میں بیماری پڑتی ہے تو چند روز کے لیے ایک خوف پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ خوف بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں اور نہ ایسا کہ اسکے ذریعہ کوئی اصلاح کریں بلکہ موت کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ہم بھی مر نہ جاویں اور یہ جائیداد اور اسباب کسی دوسرے کے قبضہ میں نہ چلا جاوے یونہی ذرا سا وقفہ ہوتا ہے پھر وہی شرارت اور شوخی۔ اور نہیں ڈرتے کہ اسکے دورے بہت لمبے ہوتے ہیں۔

رئیس۔ جناب بظاہر زمانہ اچھا بھی معلوم ہوتا ہے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ بھگتی وغیرہ بھی کرتے ہیں

حضرت دل نہیں ہیں جو کچھ ہے پوست ہی پوست ہے ظاہر داری کے طور پر اگر کچھ کیا جاتا ہے تو کیا جاتا ہے۔

دل والے روح ہی اور ہوتی ہیں انکی آنکھیں صاف ہوتی ہیں انکی زبان صاف ہوتی ہے اُن کے چال چلن میں ایک خاص امتیاز ہوتا ہے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لرزاں ترساں رہتے ہیں نری زبان درازی سے کوئی اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتا مجازی حکام کو جو اصل حالات سے ناواقف ہیں کوئی خوش کر لیوے مگر اللہ تعالیٰ کی نظر تو دل پر ہے اور وہ دلوں کے مخفی در مخفی خیالات تک کو جانتا ہے۔ پس جب تک انسان سچے دل سے خدا تعالیٰ کیطرف نہیں آتا ریاکاری اور ظاہر داری سے کچھ نہیں بنتا خدا تعالیٰ بھی تبدیلی چاہتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئی جب لوگ تبدیلی کرینگے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کچھ حصہ بھی لوگوں کا درست ہو جاویگا تو اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ یہ تو وہی چالاکی ہے کہ لوگوں کے سامنے نیک بنتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا متقی اور خدا ترس ظاہر کرتے ہیں اور اندرونی طور پر بڑی بڑی خرابیاں ان میں موجود ہوتی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے ظاہری بحث و مباحثہ میں ہزاروں مذہب پیدا ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اسکے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف نہ ہو تو یہ چالاکیاں اور بھی خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہیں چاہیے تو یہ کہ انسان خدا کے ساتھ معاملہ صاف کرے اور پوری فرمانبرداری اور اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع کرے اور اسکے بندوں کو بھی کسی قسم کی اذیت نہ دے۔ ایک شخص گیروے کپڑے پہنکر یا سبز لباس کرکے فقیر بن سکتا ہے اور دنیا دار اسکو فقیر بھی سمجھ لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو اسکو خوب جانتا ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔ پس طاعون کا اصل اور صحیح علاج یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اسکی حدبندیوں کو نہ توڑے اور اسکی مخلوق کے ساتھ رحم کرے۔ بدمعاملگی نہ کرے اور یہ سب کام اخلاص کے ساتھ کرے لوگوں کو دکھلانے کی نیت سے نہ کرے۔ اگر اس قسم کی کوئی تبدیلی کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرے گا۔

رئیس۔ جناب لوگ باہر جاتے ہیں اور اسکو بھی مفید سمجھتے ہیں مگر مولوی لوگ مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم گھروں سے نکلنے میں خدا کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ مولویوں کے ایسے فتوے دینے سے بھی بہت سے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت اللہ تعالیٰ تو علاج سے منع نہیں کرتا ہے علاج بھی اُسی نے رکھے ہیں۔

فرمایا لوگ دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتے کیونکر طرح طرح قسم قسم کے منصوبے کرتے ہیں اور ریاکاریوں سے کام لیتے ہیں۔ مگر جب تک خدا تعالیٰ کسیکو منتخب اور برگزیدہ نہ کرے کچھ نہیں ہو سکتا

دیکھو کیسے کو بھوک پیاس لگتی ہے تو وہ روٹی کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے اسی طرح بیمار لوگ کے علاج بھی ہیں۔ ادویات اشیاء میں خواص بھی اسی کے رکھے ہوئے ہیں یہ مولویوں کی غلطی ہے جو ایسا کرتے ہیں اور لوگوں کو تباہ کرتے ہیں خدا تو منع کرتا ہے کہ انسان عذاب کی جگہ پر نہ رہے لیکن ہاں جب بیماری شدت کے ساتھ پھیل جاوے تو یہ مناسب نہیں کہ انسان اس گاؤں یا شہر سے نکل کر کسی دوسرے گاؤں یا شہر میں جاوے اور یہ اسلیے منع ہے کہ جو لوگ وبا زدہ گاؤں سے نکلتے ہیں وہ متاثر آب و ہوا سے نکل کر دوسری جگہ کو متاثر کرتے ہیں اور پھر بیمار ہو کر مر جاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ بھی منع ہے کہ جہاں وبا پڑی ہوئی ہو وہاں بھی کوئی آدمی تندرست چلا جاوے لیکن یہ کبھی منع نہیں ہے کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر باہر کھلے میدانوں میں اور کھیتوں میں نہ جاویں بلکہ ضروری ہے اور اس سے عموماً فائدہ پہنچتا ہے۔ جہاں طاعون ہو فوراً اس گھر کو خالی کر دینا چاہیے اور باہر کھیتوں یا کھلے میدانوں میں بے شک چلے جاؤ۔ بلکہ ایسا کرنا ضروری ہے۔

رئیس۔ جناب تعجب ہی ہے کہ خدا کے ہوتے ہوئے یہ غضب ہو رہا ہے۔

حضرت۔ یہ خدا تعالیٰ کی باتیں ہیں ان میں دخل نہیں دینا چاہیے خدا نے تو خود دنیا پر یہ غضب نازل کیا ہے اگر لوگ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لاتے تو اسقدر شرارتیں جو زمین پر ہو رہی ہیں نہ کرتے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر جاتے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ خدا کا اقرار کر کے پھر دنیا پر ظلم اور فساد ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے حکموں کی ہرگز پابندی نہیں کی جاتی تو یہ تو ایک قسم کی خدا کے ساتھ ہنسی ہے پھر خدا تعالیٰ اسکو کب پسند کر سکتا ہے۔ اب یہ غضب آیا ہے جو دنیا کو سیدھا کرے گا خود اسی نے بھیجا ہے وہ اپنے اسرار کو آپ ہی جانتا ہے ہم لوگوں کو اسکی قدرتوں میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ جب وقت آ جاوے گا وہ خود رحم فرماوے گا اور اس عذاب کو اٹھائے گا وہ ظالم نہیں ہے وہ تو ارحم الراحمین ہے۔

رئیس حضور اب تو رحم ہونا چاہیے آپ ہی کچھ کریں +

حضرت میں دیکھتا ہوں کہ ابھی دنیا کی اصلاح ہوتی ضروری ہے ہم تو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اسلیے ہر ایک فعل کو سراسر حکمت سمجھتے ہیں۔ یہ عذاب جو اس نے نازل کیا ہے یہ بھی حکمت سے خالی نہیں ہے لوگوں کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکو تکلیف نہیں ہے اگر وہ اس تکلیف کو محسوس کر لیتے تو میں دیکھتا ہوں کہ ان میں تبدیلی شروع ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ الغرض یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے ہم اسکی قضاء و قدر پر ہر طرح راضی ہیں اور اُسے دیکھتے ہیں البتہ جب وہ خود ہمارے دل میں یہ بات ڈالے گا تو ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہماری دعاؤں کو سن لے گا اور سب کچھ کرے گا۔ فی الحال تو جو ہو رہا ہے اسکی عین مرضی کے موافق ہو رہا ہے جب تک وہ پسند کریگا ہوتا رہے گا۔ اصل علاج یہی ہے کہ خدا سے صلح کی جاوے۔

اسقدر تقریر کے بعد رئیس مذکور
اپنے احباب کو لیکر نیاز مندی
سے سلام کر کے رخصت ہوا +

بہرحال یا مسیح الخلق
عدوانا کی پیشگوئی اسطور پر
ہر طرح سے پوری ہو رہی ہے
(ایڈیٹر)

لاہور میں جو لوگ طاعون سے محفوظ رہنے کے لیے نماز پڑھنے کے واسطے زیارتیں لیکر نکلتے ہیں اُن کا ذکر ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا

جو لوگ اب باہر جا کر نمازیں پڑھتے ہیں اور زیارتیں نکالتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی نہیں کرتے سچی تبدیلی کا ارادہ نہیں معلوم ہوتا + ورنہ پھر وہی شوخی اور بیباکی کیوں نظر آ رہی ہے اگر سچی تبدیلی ہو تو ممکن نہیں کہ طاعون نہ ہٹ جاوے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف جب میں کہتا ہوں کہ سچی تبدیلی کرو اور استغفار کرو۔ خدا تعالیٰ سے صلح کرو تو میری ان باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے اُڑاتے ہیں اور اب خود بھی دعا ہی اسکا علاج بتلاتے ہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ طاعون ان کے ہی سبب سے آیا ہے کیونکہ انھوں نے جھوٹے دعوے کیے تھے مجھے ان کی ان باتوں پر بھی تعجب اور افسوس آتا ہے کہ میں تو جھوٹے دعوے کر کے سلامت بیٹھا ہوں حالانکہ بقول ان کے طاعون میرے ہی سبب سے آیا ہے اور مجھے ہی حفاظت کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ عجیب معاملہ ہے +

یہ بات تو ان عدالتوں میں بھی نہیں ہوتی کہ صریح ایک مجرم ہو وہ چھوڑ دیا جاوے اور بیگناہ کو پھانسی دیدی جاوے۔ پھر کیا خدا تعالیٰ کی خدائی ہی میں یہ اندھیر اور ظلم ہے کہ جس کے لیے طاعون بھیجا جاوے وہ تو محفوظ رہے اور اسکو سلامتی کا وعدہ دیا جاوے اور وہ ایک نشان ہو اور دوسرے لوگ مرتے رہیں +

میں کہتا ہوں اسی ایک بات کو لیکر کوئی شخص انصاف کرے اور بتاوے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے وہ سلامت رہے اور اسکو یہ وعدہ دیا جاوے کہ تیرے گھر میں جو ہوگا وہ بھی بچایا جاویگا اور دوسروں پر چھری چلتی رہے؟ یہ تو وہی شیعوں کی سی بات ہے وہ کہتے ہیں کہ نبوت دراصل حضرت علی کو ملنی تھی اور انہیں کے واسطے جبرئیل لائے تھے مگر غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی اور تئیس سال تک برابر یہ غلطی چلی گئی۔ اور اسکی اصلاح نہ ہوئی۔ ایسا ہی اب بھی غلطی لگ گئی جنکی حفاظت کرنی تھی وہ تو مر رہے ہیں اور جو حفاظت کے لائق نہ تھے انکی حفاظت کا وعدہ ہو گیا!!! بھلا اس قسم کی باتوں پر کوئی تسلی پا سکتا ہے

ایک امرتسری ملا کا ذکر آیا کہ وہ کہتا ہے کہ ایک سال گذر گیا تو کیا ہوا ابھی آگے دیکھنا چاہیے۔

فرمایا وہ تو ایک سال کا کہتا ہے ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے وہ بالکل سچا ہے اور اسکے دورے تو ستر ستر سال تک ہوتے ہیں وہ منتظر رہیں اور دیکھیں کیا ہوتا ہے ہم بھی انکے ساتھ انتظار کرتے ہیں + وہ ہماری نسبت اگر کوئی خبر خدا سے پاتے ہیں تو شائع کر دیں ہمکو تو جو کچھ خدا نے بتایا ہے ہم نے تو اسکو شائع کر دیا ہے اور دنیا کو معلوم ہو گیا ہے وہ صبر کے ساتھ اب انجام تک دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

یہ لوگ ہماری نسبت طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں وہ آخر انہیں پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں ایک بٹالوی مولوی نے ایک مرتبہ کہا کہ قادیان میں طاعون پڑی ہوئی ہے اور خود اُن کو بھی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ یہ ان کی امانی ہیں کیا گلٹی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نکل سکتی ہے۔ جب تک آسمان پر ایک تغیر نہ ہو زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا +

ان دنوں جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی ہم خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے ہمارے گھر کے ادھر اُدھر سے چیخیں آتی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اسطرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے۔ اُس نے محض اپنے فضل و کرم سے اسے محفوظ رکھا جیسا اُس نے فرمایا تھا۔ اور آئندہ بھی ہم اُسکے فضل و کرم سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہماری حفاظت فرمائے گا

اس کے بعد ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا درست ہے؟

فرمایا شریعت نے اسکو مباح رکھا ہے ایسی پابندیوں پر شریعت نے زور نہیں دیا بلکہ شریعت نے تو **قد افلح من زکّٰھا** پر زور دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرمینیوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں کھا لیتے تھے اور بغیر اسکے گذارہ بھی تو نہیں ہوتا ہے

ایک شخص نے تسبیح کے متعلق پوچھا کہ تسبیح کرنے کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا

تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پوری کرے اور یا توجہ کرے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پوری کرنے کی فکر کرنے والا سچی توبہ کر ہی نہیں سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور کاملین لوگ جنکو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انھوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت سمجھی اہل حق تو ہر وقت خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں انکے لیے گنتی کا سوال اور خیال ہی بیہودہ ہے کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گن کر لیا کرتا ہے؟ اگر سچی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور پوری توجہ الی اللہ ہو تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر گنتی کا خیال پیدا ہی کیوں ہوگا۔ وہ تو اسی ذکر کو اپنی روح کی غذا سمجھے گا۔ اور جسقدر کثرت سے کرے گا زیادہ لطف اور ذوق محسوس کرے گا اور اس میں اور ترقی کرے گا۔ لیکن اگر محض گنتی مقصود ہوگی تو وہ اسے ایک بیگار سمجھ کر پورا کرنا چاہے گا۔ (رپورٹ)

وطن کو خط

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب وطن! السلام علیکم۔ وطن مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱ میں جو آپنے رسالہ ابطال پر ریویو کیا ہے یہ بالکل غلط ہے اس فاش غلطی کا باعث غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وہ تمام دلائل جو اثبات وفات مسیح اور قبر سرینگر پر شائع کیے ہیں آپنے انکو بغور نہیں پڑھا ورنہ ایسی فاش غلطی کی ہرگز آپ سے امید نہ تھی اور نہ یہ امید ہو سکتی ہے کہ آپ وطن جیسے قومی اخبار کو کسی لالچ کی وجہ سے بدنام کرینگے۔ اب عرض یہ ہے کہ اول تو اس غلط ریویو کو واپس لے لیں یا [illegible] ہمارے وہ تمام دلائل جو وفات مسیح اور اسکی قبر سرینگر کشمیر کے متعلق شائع ہو چکی ہیں سلسلہ وار وطن میں درج فرماویں اور پھر رسالہ ابطال کو ابتدا سے آخر تک ساتھ ساتھ درج اخبار کرتے جاویں تاکہ ناظرین اخبار پر رسالہ ابطال کی اصلیت کھل جاوے۔

جناب کے اعلیٰ دماغ میں یہ بے بنیاد بات کیونکر سما گئی ہے کہ اسلامی پہلوان مہدی الزمان کے مقابلہ میں عیسویت کی حمایت یا مولویت کے توہمات ہی کوئی چیز ہیں جنکو آپ مرزا صاحب کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ میری ان چند سطور کو وطن کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر جواب بالصواب سے ممنون فرماوینگے۔ واللہ اگر ایسا ریویو کسی اور اخبار میں ہوتا تو ہمیں کچھ بھی پرواہ نہ تھی۔ مگر وطن میں ایسی فاش غلطی دیکھ کر بحیثیت [illegible] کے سکوت ناگوار گذرتا ہے۔ جناب مرزا صاحب نے جن دلائل سے وفات مسیح کو ثابت کیا [illegible] نہیں پادری صاحبان توڑ سکیں [illegible] ابطال [illegible] خاکسار محمد [illegible] از [illegible]

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لیے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بےخبر ہے۔ وہ جو اس کے لیے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لیے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لیے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ اور تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن مقدم رکھیں گے اُنکو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اسکی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لیے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لیے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی جسکو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیے تھا۔ اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اسکی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُسوقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دیوے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوے سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اسکو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بےنصیب کیے جاؤ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اسکو چنتا ہے وہ اس کے پاس آ جاتا ہے جو اُسکے پاس جاتا ہے جو اُسکو عزت دیتا ہے وہ اُسکو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُسکی طرف آ جاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اُسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں اور یہ میں دوری نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اُس کے مر جانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی خبر اس آیت میں ہے کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت فلما توفیتنی کے یہی معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اسکو ہمیشہ کے لیے اس لیے زندہ رہنے دیا کرتا لوگ مشرک اور بیدین ہو جاویں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اسکو زندہ سمجھا جائے اسکو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اُسکو مردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ملنے میں نہیں آتے یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کے کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ تینے مردہ روحوں میں عیسےٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے۔ (باقیست)

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریرین

(جو الحکم کے کالموں مین شایع ہوئی ہین)

ضرورتِ قرآن

قرآن شریف کی ضرورت پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی کتابین موسےٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم کیلئے تہین لہذا انکی ہدایتیں بہی عام فائدہ کے لیے نہین تہین بلکہ ہر ایک حکم مین خاص قوم ملحوظ تہی مگر قرآن شریف کا مدنظر کوئی خاص قوم نہین ہے بلکہ تمام قومین مین مثلاً توریت کہتی ہے کہ تو خون نہ کر تو اس کا مدعا یہ ہے کہ اے یہودی قوم تو خون مت کر اور قرآن بہی کہتا ہے کہ تو خون مت کر مگر اس کا مدعا یہ ہے کہ اے تمام دنیا تو خون مت کر مثلاً توریت کہتی ہے کہ تو زنا مت کر پس اس کا خاص مدعا یہ ہے کہ اے قوم یہود تو زنا مت کر اور قرآن بہی کہتا ہے کہ تو زنا مت کر اور اس کا خاص مدعا یہ ہے کہ اے باشندگان تمام دنیا تم زنا مت کرو۔ پس جبکہ قرآن اسلئے ہے کہ تمام دنیا کو امر معروف اور نہی منکر سنا دے اور توریت اسلئے آئی ہے کہ تا صرف یہود کو امر معروف نہی منکر سنا دے تو کیونکر توریت کافی ہوسکتی تہی اور یہ بات انسان کے اختیار مین تہی کہ خود بخود توریت کی محدود بیان کی توسیع کر دیتا بلکہ اس توسیع کے لیے نئی وحی کی ضرورت تہی جو توسیع کی بنیاد ڈالتی اور وہ قرآن ہے غرض کسیطرح توریت قرآن کا کام نہین دیسکتی توریت کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی دس بیس آدمی کی دعوت کرے اور انکی خوراک کے اندازہ پر روٹی پکا دے اور انکے بیٹہنے کے اندازہ پر فرش بچہا دے اور انکی سب باتون کا اندازہ پر کرے اور قرآن کی یہ مثال ہے کہ جیسے کوئی دس لاکہ آدمی کی دعوت کرے اور ان کے اندازہ پر کہانا اور فرش اور گہر وغیرہ طیار کرے اور نیز قرآن کا منشا رہا کہ تمام اقسام کی بد چال اور بد عقائد کو دور کرے اور جہان تک خدائی پیدائش اور مخلوقات مین قیامت تک خرابیان ہونی ممکن ہے ان خرابیون کو دور کرے لیکن توریت کا منشا صرف اسقدر رہا کہ جو جو امراض یہود کو لاحق تہی ان کا علاج کرے سو یہ قرآن شریف کے انکو لیے ضرورتین ہین۔

اسمین شک نہین کہ یسوع خاص بنی اسرائیل کے لئے آیا تہا اور اس کے مخاطب صرف اسرائیلی تہے پس اس صورت مین کفارہ کا منصوبہ جو گہڑا گیا ہے۔ علاوہ اس کے اس بطلان کی جو ہم لکہ چکے ہین دوسری قومون کو اس سے کچہ غرض نہین اور یسوع نے صاف اقرار کر دیا ہے کہ مین بنی اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کیلئے آیا ہون۔ پس جس حالت مین وہ اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کے لیے آیا تو اس کا کفارہ کل جہان کیلئے کیونکر ہو سکتا ہے جس کے لیے آیا ان کے لیے مرنا تہا دوسرون کو اسکی موت یا زندگی سے کیا غرض چنانچہ اس نے صرف اسی قدر کہا کہ مین صرف اسرائیل کی گم شدہ بہیڑون کو اٹہانے آیا ہون بلکہ متی باب آیت پانچ مین صاف طور پر اپنے شاگردون کو وصیت کی چنانچہ اس باب کی آیت پانچ مین یہ عبارت ہے ان بارون کو یسوع نے فرماکے بہیجا کہ غیر قومون کی طرف نجانا۔ اور سامریون کی کسی شہر مین داخل نہ ہونا۔ پہر اسی باب کی آیت ۲۳ مین لکہا ہے کہ جب وہ تمہین ایک شہر مین ستاوین تو دوسرے مین بہاگ جاؤ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تم اسرائیل کے سب شہرون مین نہ پہر چکو گے جب تک کہ ابن آدم نہ آلے۔ اس آیت سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کو اسرائیل کی قوم کو تبلیغ کرنا منظور تہا اور یہ بہی ان آیات سے نکلتا ہے کہ اسوقت یہودی لوگ تمام دنیا مین متفرق ہو چکے تہے اور انکے ہر ایک شہر مین جا کر دو تین سال کا کام نہ تہا سو اس عبارت کا تمام مطلب حل ہو جاتا ہے کہ جب اروشلیم اور اس کی گرد نواح کے یہودیون نے یسوع کو منظور نہ کیا تو اس نے اپنے شاگردون کو نصیحت کی کہ وہ اور شہرون مین جہان جہان یہودی ہین جاوین۔ اور کسی مقام مین یہہ جو لکہا ہے کہ یسوع تمام جہان کیلئے آیا تہا اس کے بہی یہی معنے ہون گے کہ تمام جہان کی یہودیون کے لیے۔

محمد الدین عیسائی نے یہ اعتراض پیش کیا کہ دنیا کے قوانین مین یہ بات نہین پائی جاتی کہ اگر کسی پر کوئی جرم ثابت ہو تو وہ مثلاً یہ عذر پیش کرے کہ مین اس قدر غریبون کو کہانا کہلایا کرتا ہون اور وہ عذر منظور ہو جاوے بلکہ سزا جرم کی ضرور ملتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب جگہہ کوئی ایسی نیکی ہو کہ جرم کا موازنہ کرے بے شک اس سے گناہ معاف ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص پہانسی دینے کے لائق تہا اسی عرصہ مین ایک شہزادہ کو جو غرق ہو کر مرنے لگا تہا موت سے بچا لیا سو اتنی بڑی نیکی ضرور بادشاہ کے حضور مین اسکی شفیع ہو جائیگی۔ اور وہ موت سے بچایا جائیگا بے شک گناہ کیلئے حدود مقرر ہین قانون انسانی مین اور خدا کی کتابون مین بہی مگر بڑی نیکی ان حدود کو بہی ضرور مساوی ہے۔ جو زانی سنگسار کئے جانیکے لائق ہو اگر اسلام کی حمایت مین ایسے وقت مین اس سے کوئی بہاری نیکی ہو جائے جبکہ اسلام تباہ ہونیکو تہا اور اس نے بچا لیا تو بیشک وہ نیکی اسکی شفیع ہو جائیگی اسی اصول پر ہے جو لکہا ہے جو اسلام سب گناہون کو ہدم کرتا ہے کیونکہ بڑی بہاری نیکی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئٰتِ مگر اکثر حدود کے وقت مین یہ ثابت ہونا مشکل ہے کہ اس شخص سے ایسی نیکی ہوئی ہے جو حد کو مانع آگئی ہے اسلئے جرائم کے حدود نہین رکہین پہر اگر وہ شخص اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقیقت مین نیک بخت ہے۔ تو اس حد کا بہی اس کو بڑا ثواب ملیگا اور شہداء مین داخل ہوگا عیسائی بہی اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی عیسائی چوری کرے تو ضرور اس کو سزا ملیگی سو یہ سزا دنیا کو انتظام کیلئے ہے خدائی سزا سے نیکی کرنیوالا ضرور بچ جائیگا۔ قرآن صاف ہدایت کرتا ہے کہ ہر ایک گناہ توبہ سے بخشا جاتا ہے۔

یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ نبی نبوت کا دعوےٰ آپ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ بہی اس کتاب مین جو اس پر نازل ہوئی ہے بیان فرماتا ہے کہ یہ نبی یا رسول ہے مگر متی اور یوحنا نے کبہی دعویٰ نہین کیا کہ ہم نبی ہین اور نہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی تصدیق ان کتابون مین موجود ہے بلکہ عیسائیون کا عقیدہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ مسیح کے رسول ہین اور یسوع نے ان پر الہام کیا ہے ایسی صورت مین اور بہی مشکل پڑتی ہے کیونکہ پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یسوع درحقیقت خدا ہے اور اگر یسوع خدا نہین تو عیسائیون کو بہی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ نبی نہین خاص کر موحد عیسائی یونی ٹیرین کو تو قطعی طور پر یہ اقرار لازم ہے کیونکہ وہ یسوع کے خدا ہونیکے قائل نہین ہین اس لئے ماننا پڑا کہ یہ چارون انجیلیں الہامی نہین ہین پس جس صورت مین ان اناجیل کا الہامی ہونا ثابت نہین ہو سکتا تو جو بیانات جو انمین درج ہین تو وہ اسطور سے قبول کرنیکے لائق نہین جیساکہ ایک الہامی امر کو انسان آنکہ بند کر کے قبول کرے بلکہ یہ سوانح ہین جو لوگون نے اپنی طرف سے لکہی ہین لیکن سوانح کے قبول کرنیکے لئے تین امر کی ضروری شرط ہے (۱) اول یہ کہ سوانح نویس کاذب نہ ہو کیونکہ کاذب کے قول پر کچہ اعتبار نہین دوسری کہ سوانح نویس کے حافظہ مین خلل نہ ہو تیسری یہ کہ سوانح نویس اپنے چشم روئیت بیان کرے۔ لیکن یہ تینون شرطین انجیلون مین نہین پائی جاتین اسلئے گو ان مین کتنے ہی معجزات درج ہون تب بہی وہ قبول کرنیکے لائق نہین ہم اسجگہ اناجیل کے تحریف کا دعویٰ نہین کرتے کیونکہ تحریف مین یہ امر تسلیم کیا جاتا ہے کہ کسی وقت مین کتابین صحیح تہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ کسی وقت مین بہی یہ کتابین صحیح نہین تہین ہان ضرور ہے کہ ایک انجیل حضرت عیسیٰ بحیثیت نبی ہونے کے نازل ہوئی ہوگی مگر وہ انجیل مین موجود نہین ہے ایسی انجیل کی ہی قرآن نے بہی تصدیق کی ہوگی اگر کہین کسطرح وہ انجیل گم ہوگئی تو مین کہتا ہون کہ اسیطرح جیساکہ عبرانی انجیل گم ہوگئی

عیسائیون نے روپیہ کے ذریعہ سے اور مال کی طمع سے لوگون کو مرتد کر کے اس ملک مین بد چلنی کو بڑہا دیا ہے اکثر لوگ جب انکی آئندہ امداد سے نومید ہو جاتے ہین تو فی الفور اسلام کیطرف رجوع کرتے ہین لیکن جو بد چلنی ان کے دلون مین رائج ہو چکی ہے اور مفت خوری کی عادت پڑ جاتی ہے اس لیے وہ اسلام مین کام کے بہی نہین رہتے۔ کبہی مسلمانون کیطرف آتے ہین کبہی عیسائیون کیطرف جاتے ہین اور بعض متلاشی سے ٹہگ مین پہرتے رہتے ہین۔ اور بعض کسی جگہ اپنے تئین عیسائی ظاہر کرتے ہین اور کسی جگہ مسلمان غرض شکم پرستی کی عادتین پختہ ہو جاتی ہین

حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا ایک بڑی بہاری بہید پر دلالت کرتا تہا اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ مرد کی طرف سے سلسلہ بنی اسرائیل مین نبی کا تارک کر دیا اور صرف ماں کی سمت سے یسوع بنی اسرائیل مین سے کہلایا۔

مسیحائی طور پر یہ عادت یا یون کہو کہ انسانی مسیح کی خاصیت ثابت ہوگئی ہے کہ وہ زہر کہانے کا بہی عادی ہو جاتا ہے بعض کو دیکہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی وقت مین کئی تولہ افیون کہا لیتے ایسا ہی بعض کو مین نے بچشم خود دیکہا ہے کہ ایک خطرناک وزن دہتورہ کا کہا لیتے ہین جس سے کم مین انسان بلا توقف مر سکتے ہین بعض سم الفار کہانیکے عادی دیکہے گئے جس سے دو انسان بالضرور مرجائین اور کسیطرح جان بر نہو سکین پس اس سے یہ فلاسفی پیدا ہوتی ہے کہ روحانی زہر یعنے گناہ کیلئے بہی کوئی ایسا ہی قانون طبع مقدر ہے شاید ہم اگر جسمانی قانون مین کچہہ زیادہ غور کرین تو اس دلیل کو پالین۔

یکم جون ۱۹۰۵ء قبل از شام (بحاضری مولوی الٰہی بخش صاحب بنارسی ودیگر احباب)

رقیمہ خواجہ کمال الدین صاحب

دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے وہ جب چاہے اُس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کرسکتا ہے جسطرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جسکے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے جسمیں وہ راحت اور سرور مومن کو ملتا ہے کہ جسکے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آسکتا ہے ہیچ ہے بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا کے نزدیک ہوجاتا اور اُسے اپنی طرف کھینچتا ہے جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہوجاتا ہے تو خدا کو بھی اُسپر رحم آجاتا ہے اور خدا اُس کا متولی ہوجاتا ہے اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہوجاتی ہے دیکھئے کہ جب انسان حد بلوغت پر پہنچتا ہے تو اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگتا ہے تو ناکامیاں اور قسما قسم کے مصائب کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے وہ اپنے بچنے کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے دولت کے ذریعہ اپنے تعلق حکام کے ذریعہ قسما قسم کے حیلہ و فریب کے ذریعہ وہ بچاؤ کے راہ نکالتا ہے لیکن مشکل ہے کہ وہ ان میں کامیاب ہو بعض وقت اُسکی ناکامیوں کا انجام خودکشی ہوجاتی ہے اب اگر ان دنیا داروں کے غموم ہموم و تکالیف کا مقابلہ اہل اللہ یا انبیاء کے مصائب کے ساتھ کیا جاوے تو انبیاء علیہم السلام کے مصائب کے مقابل اول الذکر جماعت کے بالکل ہیچ ہیں لیکن یہ مصائب و شدائد اس پاک گروہ کو رنجیدہ یا محزون نہیں کرسکتے انکی خوشحالی اور سرور میں فرق نہیں آتا کیونکہ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تولی پا چکے ہیں دیکھو اگر ایک شخص کا ایک حاکم سے تعلق ہو اور مثلاً اُس حاکم نے اُسے اطمینان بھی دیا ہو کہ وہ اپنے مصائب کے وقت اُس سے استعانت کرسکتا ہے تو ایسا شخص کسی ایسی تکلیف کے وقت جسکی گرہ کشائی اُس حاکم کے ہاتھ میں ہے عام لوگوں کے مقابل کم درجہ رنجیدہ اور غمناک ہوتا ہے تو پھر وہ مومن جس کا اس قسم کا بلکہ اس سے بھی زیادہ مضبوط تعلق احکم الحاکمین سے ہو وہ کب مصائب شدائد کے وقت گھبراوے گا انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں آتی ہیں اگر انکا عشر عشیر بھی اُن کے غیر پر وارد ہو تو اُس میں زندگی کی طاقت باقی نہ رہے یہ لوگ جب دنیا میں بغرض اصلاح آتے ہیں تو انکی کل دنیا دشمن ہوجاتی ہے لاکھوں آدمی ان کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں لیکن یہ خطرناک دشمن بھی اُن کے اطمینان میں خلل انداز نہیں ہوسکتے اگر ایک شخص کا ایک دشمن بھی ہو تو وہ کسی لحظہ بھی اُسکے شر سے امن میں نہیں رہتا چہ جائے کہ ملک کا ملک انکا دشمن ہو اور پھر یہ لوگ با امن زندگی بسر کریں ان تمام ناکامیوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کریں یہ برداشت ہی معجزہ و کرامت ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی استقامت اُن کے لاکھ معجزوں سے بڑھکر ایک معجزہ ہے کل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت۔ سلطنت دنیوی وجاہت۔ حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اس شرط پر دینا کہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ لا الٰہ الا اللہ سے رک جاویں لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالتمآب کا قبول کرنا اور فرمانا کہ میں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا میں تو حکم خدا کے ماتحت یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور دوسری طرف سب تکالیف کی برداشت کرنا یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے یہ سب طاقت اور برداشت اُس دعا کے ذریعہ عطا ہوتی ہے جو مومن کو خدا نے عطا کی ہے ان لوگوں کی دردناک دعا بعض وقت قاتلوں کے سفاکانہ حملہ کو توڑ دیتی ہے حضرت عمر کا آنحضرتؐ کے قتل کے لیے جانا آپ لوگوں نے سنا ہوگا۔ ابوجہل نے ایک قسم کا اشتہار قوم میں دے رکھا تھا کہ جو جناب رسالتمآب کو قتل کرے گا وہ اُس سے بہت کچھ انعام و اکرام کا مستحق ہوگا حضرت عمر نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے ابوجہل سے معاہدہ کیا اور قتل حضرت کے لیے آمادہ ہوگیا۔ اُسکو کسی عمدہ وقت کی تلاش تھی دریافت پر اُسے معلوم ہوا کہ حضرت نصف شب کے وقت خانہ کعبہ میں بغرض نماز آتے ہیں۔ یہ وقت عمدہ سمجھکر حضرت عمر سرشام خانہ کعبہ میں جا چھپے آدھی رات کے وقت جنگل میں سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آنی شروع ہوئی حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ جب آنحضرت سجدہ میں گریں تو اُسوقت قتل کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درد کے ساتھ مناجات شروع کی اور سجدہ میں اسطرح حمد الٰہی کا ذکر کیا کہ حضرت عمر کا دل پسیج گیا اُنکی ساری جرأت جاتی رہی اور اُس کا قاتلانہ ہاتھ سُست ہوگیا نماز ختم کرکے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر کو چلے تو اُنکے پیچھے حضرت عمر ہو گئے آنحضرتؐ نے آہٹ پاکر دریافت کیا اور معلوم ہونے پر فرمایا کہ ای عمر کیا تو میرا پیچھا نہ چھوڑے گا حضرت عمر بددعا کے ڈر سے بول اُٹھے کہ حضرت میں نے آپ کے قتل کا ارادہ چھوڑ دیا میرے حق میں بددعا نہ کیجیے گا چنانچہ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ وہ پہلی رات تھی جب مجھ میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی سو میرے نزدیک شق القمر کا معجزہ ایسا زبردست معجزہ نہیں جیسے رسول پاک کی استقامت ایک معجزہ ہے اسمیں شک نہیں کہ ضرورت وقت کے لحاظ پر انبیاء علیہم السلام معجزہ دکھلاتے ہیں اور وہ تو روحانیت اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن ان سب معجزات سے بڑھکر استقامت ایک معجزہ ہے۔ آج چوبیس سال مجھے گذر گئے جب میں نے دعوی وحی و الہام کیا جو لوگ میرے پاس رات دن بیٹھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور گواہ اسبات کے ہیں کسطرح خدا تعالیٰ ہر روز مجھے اپنے کلام سے مشرف کرتا ہے اور کسطرح جو مجھپر ظاہر کیا جاتا ہے وہ پورا ہوتا ہے کیا میں ہر روز افترا کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ بھی اسقدر صابر ہے کہ ایسے مفتری کو مہلت دے رہا ہے پیغمبر صاحب کو تو یہ حکم کہ اگر تو ایک افترا مجھپر باندھتا تو میں تیری رگ گردن کاٹ دیتا جیسے کہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین سے ظاہر ہوتا ہے اور یہاں چوبیس سال سے روزانہ افترا خدا پر ہو اور خدا اپنی سنت قدیمہ کو نہ برتے بدی کرنے میں اور جھوٹھ بولنے میں کبھی مداومت اور استقامت نہیں ہوتی آخر کار انسان دروغ کو چھوڑ ہی دیتا ہے لیکن کیا میری ہی فطرت ایسی ہو رہی ہے کہ میں چوبیس سال سے اُس جھوٹھ پر قائم ہوں اور برابر چل رہا ہوں اور خدا بھی بالمقابل خاموش ہے اور بالمقابل ہمیشہ تائیدات پر تائیدات کر رہا ہے پیشگوئی کرنا یا علم غیب سے حصہ پانا کسی ایک معمولی ولی کا بھی کام نہیں یہ نعمت تو اُسکو عطا ہوتی ہے جو حضرت احدیت میں خاص عزت اور وجاہت رکھتا ہے اب دیکھ لیا جاوے کہ خدا تعالیٰ نے کسقدر پیشگوئیاں میرے ہاتھ پر پوری کیں براہین احمدیہ اٹھاؤ جسمیں جو آئندہ حالات درج ہیں اُنکو دیکھا جاوے اور پھر میرے آجکل کے حالات کو دیکھا جاوے کہ وہ تمام کسطرح پوری ہوئے پھر جو نشانات مسیح موعود کے زمانہ کے آثار میں موجود ہیں وہ کسطرح اس زمانہ میں پورے ہوگئے رمضان میں کسوف خسوف کا ہونا ریل کا جاری ہوکر اونٹنیوں کا حجاز میں بھی بند ہوجانا طاعون کا نمودار ہونا یہ سب علامات ہیں جو زمانہ مہدی کے ساتھ مختص ہیں یہ خدا نے کیوں پورے کیے کیا ایک کذاب اور مفتری علی اللہ کی رونق افزائی کے لیے جو چوبیس سال سے برابر افترا باندھ رہا ہے آخر میں میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ عمر کا کوئی بھروسہ نہیں یہ وقت ہے اسکو غنیمت سمجھا جاوے یہ خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں ان سے منہ موڑنا خدا تعالیٰ کی حکم عدولی ہے دیکھو ایک مجازی حاکم کا پیادہ اگر آجاوے اور پیادہ جس حکم کو لاتا ہے اُسکی پرواہ نہ کی جاوے تو پھر یہ حکم عدولی کیسے بدنتائج پیدا کرتی ہے چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کی حکم عدولی دنیا میں جب کبھی کوئی خدا کا مرسل آوے گا وہ انسان ہی ہوگا اُسکے اوضاع و اطوار انسانوں والے ہی ہونگے آخر فرشتہ تو نہیں آتا۔ یہ لوگ اُسکے لوازم انسانیت سے گھبرا جاتے ہیں اور اُنکی آنکھوں کے سامنے ایک حجاب ہے جو اُسکے جامۂ نبوت کو چھپائے ہوئے ہیں لیکن یہ حجاب ضروری ہے جس میں ہر ایک نبی مستور ہوتا ہے مبارک ہے وہ جو اس حجاب کے اندر اُس شخص کو دیکھ لے

مذہبی دُنیا پر سرسری نظر

اب غفلت چھوڑ دو | **پنجاب امریکن پریسبٹرین چرچ مشن کی رپورٹ**

نمبر ۶ کا خلاصہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے حسب ذیل شائع کیا ہے " ہندوستانی طلباء تک بہت آسانی سے ساتھ رسائی ہوتی ہے اور اگر ان کے ساتھ دوستی اور ہمدردی کا برتاؤ کیا جاوے تو اغماض نہیں کرتے وہ نصیحت و نصیحت کو قبول کرتے ہیں یہ بات بہت صحیح طور سے بیان کیجا سکتی ہے کہ ان لوگوں کا انتظام آسانی ہوسکتا ہے اور ایسے طلباء شاذ و نادر میں پائے جاتے ہیں جو معمد نافرمان اور ناتربیت پذیر ہوں وہ اپنے اُستادوں کی خاص طور پر عزت کرتے ہیں اور بڑے ذہین اور دانا ہوتے ہیں انکی طبیعت موم کیطرح ہوتی ہے ان میں ثبات و استقلال اور ایسی اخلاقی قوت کم ہوتی ہے جسکی وجہ سے اپنے عقائد میں مستحکم رہیں ابھی تک اسبات کی ضرورت پائی جاتی ہے کہ اوصاف مندرجہ بالا ان میں پیدا کیے جاویں اور ان اوصاف کے پیدا کرنے میں ترقی کی جاوے اور ہمارے یقین میں

عیسائی تعلیم کا فرض ہونا چاہیے۔ کہ انکو اس کام کی تکمیل میں مدد دیں ان کے دلوں میں سچے عقائد پیدا کر دیں اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات بالکل عیسائیانہ کر دیں۔ یہ رپورٹ ہے جو عیسائی مذہب کی کوششوں اور ان کے اغراض و مقاصد کے اظہار کا سب سے بہتر ذریعہ ہے اس وقت جو لوگ اپنی اولاد کی مذہبی تعلیم سے غافل اور لاپروا ہیں وہ اپنی اولاد پر سخت ظلم کر رہے ہیں اور ہماری رائے ہے کہ جو مسلمان مسلمان کہلا کر اپنی اولاد کو شریعت کی واقفیت سے غافل اور بے بہرہ رکھتے ہیں اور انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اولاً ہم ان کو مروجہ علوم سے اور مدرسہ کے سرٹیفکٹ حاصل کر لینے کے قابل بنا دیں وہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق کی ایک رنگ میں خلاف ورزی کرتے ہیں روحانی طور پر یہ بھی قتل اولاد ہے کہ اسکو مذہبی علوم سے ارکھا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمان اپنی ذریت کو مسلمان بنانے اور مسلمان رکھنے کی ضرورت کو محسوس کریں گے۔

فرانس میں [illegible]

پیرس کے ایک مشہور عالم و فلسفی والنیر صاحب نے حال میں ایک ضخیم کتاب ہزار صفحہ سے زیادہ کی لکھی ہے جو عیسائی مذہب کے واسطے منجنیق ثابت ہوئی ہے اس کتاب سے کلیسیا کی قیامت آگئی اسنے دیکھا کہ اگر وہ اگر سے اسکی تردید کی تو دلیل کا جواب دلیل ہے اور حجت کا جواب حجت ہے اور وقت [illegible] جھگڑوں کو طول دینے کے لیے کافی نہیں جیسا کہ ہم مختلف فرقوں اور مذہبوں [illegible] رہے ہیں کہ انھیں باہم لڑتے ہوئے برس گذر گئے مگر ایک نے بھی دوسرے کا [illegible] تسلیم نہیں کیا اس غرض سے کلیسیا نے اپنی خاص قوت سے کام لیکر کل مسیحیوں پر اس کتاب کا پڑھنا حرام کر دیا۔ اور حکم دیا کہ مصنف پر بہشت حرام ہے [illegible] اپنے دوستوں میں اس [illegible] اور کتاب کے بار بار چھپنے کی آواز سنکر [illegible] ہوئے ہیں۔

پیرس کے عیسائی کلیسیا نے جو جواب دیا فی الحقیقت مضحکہ خیز ہے مگر اصل یہ ہے کہ جہالت کسی کی میراث نہیں [illegible] اس اور اسی قسم کی دوسری تحریروں سے جو یورپ اور دیگر عیسائی ملکوں میں آ رہی ہیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ اب وہ وقت بہت ہی قریب ہے کہ عیسائیت کا بوریا بستر بالکل الٹ جاوے۔

تربیت اولاد

تہذیب نسوان لاہور میں بچوں کو قصور پر تنبیہ کے عنوان سے ایڈیٹر صاحبہ اخبار مذکور نے ایک عمدہ آرٹیکل لکھا ہے۔ چونکہ ہمکو علم ہے کہ الحکم کے پڑھنے والی بعض بیبیاں بھی ہیں [illegible] ہم انکے فائدہ کے لیے [illegible] اور دوسری مستورات کے [illegible] کے لیے عموماً اس مضمون کو [illegible] درج کرتے ہیں۔

بچوں کو قصور پر تنبیہ

بچوں کی پرورش اور تربیت وغیرہ کا کام ہم عورتوں ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود ہم مستورات ہی اچھی تربیت کے طریق سے [illegible] نہیں۔ اور ہم نہیں سمجھتیں [illegible] بچوں کی کس طرح تربیت کرنی چاہیے۔ عام [illegible] میں یہ کہا کرتی ہیں کہ [illegible] آگے [illegible] ہے اور وہ ہی اصول کے مطابق [illegible] بچوں کو ڈرا نیر دبا اور مطیع بنایا [illegible] ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ [illegible] اور بیجا سختیاں بچہ کو بالکل ڈھیٹھ [illegible] ہیں۔ رفتہ رفتہ بچہ اسکو اپنی ماں کی عادات میں جاننے لگتے ہیں۔ ماں گھر کے [illegible] ہزار طرح کے ڈراوے دے بچوں کے بھاتے نہیں گذرتا۔ وہ جس کھیل یا شوخی میں مشغول ہوتے ہیں بدستور اسمیں لگے رہتے ہیں۔ ماں تک جھک کر تنگ آ جاتی ہے تو لاچار بچہ کو مارنے پیٹنے ہے۔ [illegible] کے باعث بچہ روتا [illegible] اس کے بعد پھر وہی کا ہی کا [illegible] پھٹے پر پیوند پڑی اور پھسل گئی [illegible] ہے کہ ماں کی ایسی تنبیہ کا کیا خاک اثر ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے کہ بچہ کے معصوم جسم کو ناقابل برداشت مار کی سختیاں ہوتی جائیں [illegible] مائیں ایسی ہوتی ہیں کہ غصہ میں اکثر اپنے بچوں کو اسقدر مارتی ہیں کہ ادھموا کر دیتی ہیں اور جب انکا برا حال ہو جاتا ہے تو پھر خود بھی تنگ آ کر رونے لگتی ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ بعض وقت کی بچوں کی حرکتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ماؤں کو نہایت سخت غصہ آتا ہے اور بے اختیار بچے جھڑکنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر جب یہ معلوم ہو جاوے کہ ہمارا یہ کہنا بجائے فائدہ کے بچہ کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے تو ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے دل پر جبر کرے اور سخت برداشت سے کام لے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مار سے ہزار درجہ بہتر پیار میں طاقت ہے [illegible]

جو بچے پیار پیار میں سمجھائے سمجھائے جاتے ہیں وہ بہ نسبت مار کھانے والے اور ظلم کرنے والی ماں کے پیار کرنے والی ماں کا کہنا بہت جلد مان لیتے ہیں۔ اور سیدھی راہ اختیار کرتے ہیں۔

بچہ جب غصہ اور غضب کی حالت میں ہو تو اسکو جھڑکنا نہ چاہیے۔ ورنہ جھڑکنا اسکے دل کی بھڑکتی آگ پر مٹی کے تیل کا سا کام کرے گا اور اس کا غضب اور زیادہ بڑھتا جائے گا۔ ایسی حالت میں اگر یہ امید ہو کہ پیار اخلاص سے بچہ نہ مانے گا تو اسکو اس کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ جب وہ تھوڑی دیر تک رو رو کر اپنے دل کا بخار نکال لے گا تو پھر خود بخود نرم ہو جائے گا۔ پھر اسوقت اگر کوئی ذرا بھی اسکو منانا چاہیے گا تو وہ فوراً من جائے گا۔ جب وہ من جائے اور معلوم ہو جائے کہ اب اسکا مزاج ٹھنڈا ہو گیا ہے تو اسوقت اسکو آہستگی اور محبت کے ساتھ اسکا قصور جتانا اور سمجھانا چاہیے۔ ایسی صورت میں بچہ ضرور نادم اور پشیمان ہوگا۔ اور اسکے دل پر ماں کی بات کا اثر بہت زیادہ ہوگا بچہ تو پھر بچہ ہی ہے اور اسکا دل نہایت نازک پھول کے مانند ہوتا ہے خود بڑے بڑوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب ان کے سر پر غصہ کا جن سوار ہو تو انکو لاکھ حق کی بات کہو اور سمجھاؤ۔ مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتی پر نہیں آتی۔ بلکہ یہ سمجھانا طبیعت کے اور بھڑکانے کا باعث ہو جاتا ہے۔ لیکن جب غصہ اتر جائے اور اسوقت سمجھایا جائے تو البتہ بہت آسانی سے بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔

مائیں جو اپنے بچوں کو اچھے اٹھان پر اٹھانا چاہتی ہیں یہ خواہش کرتی ہیں کہ ہمارے بچوں میں بڑوں کی سی عادتیں ہو جائیں۔ اور وہ بچپن کے کھیل کود شوخی شرارت کو بالکل چھوڑ کر بڑے بوڑھوں کی طرح بچکے بیٹھے رہا کریں۔ گویا ان کے خیال میں یہ بڑی تعریف کی بات ہوتی ہے۔ لیکن ماؤں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کسی طرح وہ کوشش کر کے اپنے بچوں کو ایسا بنا ئیں گی بھی تو یہ ان کے حق میں مفید نہیں ہوگا۔ بچوں کا چلبلا پن اور اچھل کود ہی ان کی اصلی صحت اور تندرستی کی نشانی ہے۔ اسی سے ان کے دل میں امنگ پیدا ہوتی ہے اور ان کے ہاتھ پاؤں میں چستی آتی ہے۔ مجھے ایک بچہ کا حال معلوم ہے کہ وہ بیچارا اسی قسم کے دباؤ کے باعث ایسا سہم گیا تھا کہ تمام دن چپ چاپ چارپائی پر بیٹھا رہتا تھا کسی کھیل کود میں شامل نہیں ہوتا تھا اسکے باعث اس بیچارہ کی صحت بہت ہی خراب ہو گئی اور اسکے چہرہ پر سے بچوں کی سی چلبلاہٹ اور چستی سب جاتی رہی تھی بعض لوگ انکی اس غریب طبیعت کی بہت تعریف کرتے تھے

لیکن ہمارے خیال میں بچہ کو ایسا مردہ دل بنا دینا سخت بیجا ظلم اور غرور و غفلت میں ڈالنا ہے بچوں کو حتی المقدور انکی اچھل کود سے کبھی روکنا ٹوکنا نہیں چاہیے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے کھیل کود میں ایکدوسرے کو یا اپنے تئیں نقصان نہ پہونچائیں۔ ماں کو چاہیے کہ وہ خود اپنے بچوں کے کھیل کود میں دلچسپی لیں اور بچہ کی دلی امنگ کو بڑھائیں تاکہ انکا گھر کا جھڑک کر اسے مردہ دل نہ بنائیں بچہ کو سمجھانا چاہیے کہ کس کس موقعہ پر اسے کھیلنا کودنا چاہیے اور کس موقع پر نہ کھیلنا چاہیے۔ بعضی مائیں تو بالکل ادنیٰ سی ادنیٰ باتوں پر جن پر ضرور چشم پوشی کر لینی چاہیے بچوں کو گھر کنے اور جھڑکنے لگتی ہیں۔ مثلاً بچے نے اپنی سوئی اٹھالی یا انگشتانہ لے کے ہاتھ میں پہن لیا اسی پر انھوں نے اسے بیسیوں سنانی شروع کیں۔ حالانکہ اگر محبت سے وہ ان سے یہ چیزیں مانگتی تو وہ ضرور حوالہ کر دیتا جہاں تک ممکن ہو بچہ کو گھرکنے جھڑکنے اور مار کوٹ سے باز رہنا چاہیے۔ اس بچہ کا دل بے انتہا نرم ہوگا جس نے کبھی اپنے جسم پر ماں کی دو انگلیاں بھی لگتی ہوئی نہ دیکھی ہوں گی۔ مگر اسکے مقابلہ میں اس بچہ کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جائے گا جو اپنے دل اپنی ماں کے ہاتھوں مار کی سختیاں اٹھانے کا عادی ہو چکا ہوگا۔ ایسے بچوں کے دل میں اپنی ماں کی خاک عزت نہیں ہوتی ان کو جب ماں کا خوف دلایا جاتا ہے تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارا کیا کر لیگی بہت کریگی تو دو تین تھپڑ لگا دیگی سو ہمیں اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنی ہی گود کا بچہ ایسا دیدہ دلیر کر دیا جائے کہ وہ ماں کی کچھ پروا ہی نہ کرے ایسے بچہ سے آیندہ کیا امید ہو سکتی ہیں +

مجبوری و معذوری

میں کسی دوسری جگہ الحکم کے دیر سے شائع ہونے کے متعلق لکھ چکا ہوں ۱۰ جون سے لیکر ۱۸ جون تک مجھے گورداسپور رہنا پڑا۔ اور پھر ۱۴ کو گورداسپور جاکر واپس آنا پڑا۔ اسلیے ۱۷۔ اور ۲۴ کا اخبار بجائے دو نمبروں میں شائع ہونے کے ایک ہی نمبر میں شائع ہو سکا ہے اور اسے ۱۰ و ۱۷ جون کا مجموعہ سمجھنا چاہیے۔ اور نمبر ۱۹ و ۲۰ [illegible]

ایڈیٹر

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت اس دور دراز ملک کی سفر کی جو طیاری ہوئی ہے تو اسکی کیا غرض ہے؟ اسکی غرض یہی رہی ہے جو صحابہ کے سفر کی تہا۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ اور اسلام کی عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرنا۔ اس وقت ایک قوم موجود ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات ایک عاجز انسان کو دیکر رکھی ہیں اور اسے خدا بناکر دنیا کو منوانا چاہا ہے یہ قوم عیسائیوں کی قوم ہے وہ مسیح کو خالق اشیاء میں شافی مانتے ہیں محیی مانتے ہیں اور عالم الغیب مانتے ہیں۔ اور سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمان جو ایک ہی حقیقی خدا کے پرستار ہیں وہ اعتقادی طور پر ان کے ساتھ ہی ہیں یعنے اسی قسم کی صفات مسیح میں یقین کرتے ہیں وہ یہ جدا امر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو خدا نہیں مانتے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ خدائی کے صفات ان میں یقین کرتے ہیں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی ایک مثال یاد دیا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی شخص کسی مردہ کو کہے کہ یہ مر گیا ہے لیکن دوسرا شخص کہے کہ ہاں اسکی نبض بھی نہیں چلتی۔ بدن بھی سرد ہے کسی قسم کی حس وحرکت باقی نہیں ہے لیکن ہے زندہ عیسائی تو صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ وہ خدا ہے مگر مسلمان اپنی غلط فہمی سے یہ کہتے ہیں کہ نہیں خدا تو نہیں ہے یہ غلط ہے البتہ وہ شافی ہے اسیطرح جسطرح اللہ شافی ہے غیب دان ہے مردوں کو زندہ کرنیوالا بھی ہے۔ حی وقیوم ہے پہر باقی اس کے خدا ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ مسلمانوں نے ایک اور بات بھی مسیح کے متعلق مان رکھی ہے جو دوسرے انبیاء میں وہ نہیں مانتے کہ صرف مسیح ہی مس شیطان سے پاک ہے میں جب ان باتوں کو سنتا ہوں تو سخت حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ وہ جو موحد کہلاتے ہیں۔ ان کا اعتقاد اس قسم کا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کو زندہ کرنے کیواسطے اور اس عقیدہ کو دور کرنے کے لئے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا ہے کہ ہمارے بعض احباب سفر کریں اور جو کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں انکی تصدیق کرا دیں۔ مسیحی مذہب کی شکست کے لئے اس سے بڑھ کر کارگر حربہ نہیں ہو سکتا کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرا ہے اور صلیب پر نہیں مرا اس حربہ کی حقیقت سے وہ لوگ خوب مزا اٹھا سکتے ہیں جو عیسائی مذہب کے اصولوں سے واقف ہیں اور ان کو ان کے ساتھ کبھی کلام کرنے کا موقع ہوا ہے۔

غرض اس بات کیلئے یہ اہتمام کیا گیا ہے یہ تو میرے نزدیک ایک چھوٹی سی بات ہے جو حضرت امام کے اس جوش کا نمونہ ہے جو توحید کے قائم کرنے کیلئے اس کو دل میں ہے والا وہ دکھ اور کیفیت جو اس کے دل و دماغ میں پہونچی ہے تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ نہ وہ دل ہے اور نہ وہ مزا اور لذت ہے اسی توحید کے پہیلانے کیواسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کو کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑی تہیں پہر آج یہ کام آسان کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس وقت تو مشکلات اور بھی بڑھے ہوئے ہیں۔

اس لئے بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے اور ہر شخص اسقدر توجہ نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کیطرف سے ہی اسکی تائید نہ ہو تم جانتے ہو جس شخص نے سارے جہان میں قرآن شریف کی عظمت کا بیڑا اٹھایا ہے اس کو کسقدر مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

الغرض

چونکہ قرآن شریف کی عظمت ہی اسے مقصود ہے اس لئے اس کے واسطے یہ ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات اٹھانے کو ہر وقت طیار رہتا ہے اور یہی اس کی کامیابی کی دلیل ہے۔ کہ کوئی مشکل اور تکلیف اس کو حوصلہ کو پست نہیں کر سکتی۔

پہر دوسری بات جو سکہائی گئی ہے منعم علیہ بننے کیواسطے وہ شفقت علی خلق اللہ ہے یعنے **مما رزقناھم ینفقون** اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے رہو یہاں کوئی چیز مخصوص نہیں فرمائی۔ بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو زبان دی ہے خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے اظہار کیواسطے پس اس سے یہ کام لو۔ حق گوئی کیلئے اسے کہولو۔ جب کوئی آپ کے مقابلہ میں گندہ دہنی کر رہا ہو تو جادلھم بالتی ھی احسن پر عمل کرکے [illegible] نہایت [illegible] معقول اور مدلل طریق سے [illegible] بند کرنے کی کوشش کرو۔ اور [illegible] کے بالمقابل ایک اعلیٰ درجہ کا [illegible] حفظ [illegible] قائم کرو جبکہ مخالف قسم قسم کے زہر [illegible] (روحانی) مواد پہیلا [illegible] ہے۔ تو شائستہ باتوں سے ان کو دور [illegible] اسیطرح اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو خدا کے لئے مخلوق کی ہمدردی اور بہلائی میں خرچ کرو اور ایسا ہی اگر اللہ تعالیٰ نے مال [illegible] دیا ہے غرض جو کچھ دیا ہے اسے [illegible] مخلوق کی ہمدردی اور نفع رسانی [illegible] خرچ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگ [illegible] بناتے ہیں لیکن وہ [illegible] نہیں دیتے بلکہ اسے معمولی طور پر گہر کے استعمال کیلئے رکھ لیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کو خدا کے فضل سے نیا ملتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو اس قابل بنایا ہے کہ وہ نیا کپڑا [illegible] تو وہ کیوں پرانا اپنے کسی غریب اور نادار بہائی کو نہیں دیتا اگر نیا جوتا ملا ہے تو کیوں پرانا کسی اور کو نہیں [illegible] الا ایسی ہمت اور حوصلہ [illegible] نیا دینا تو اور بھی مشکل ہو جائیگا [illegible] ایمان کیلئے دو ہی [illegible] لامر اللہ اور شفقت [illegible] ان دونوں کی برابر رعایت [illegible] مومن نہیں ہو سکتا۔ کیا تم [illegible] ایک ٹانگ کسی کی کاٹ [illegible] نہ اٹھاویگا۔ اسیطرح [illegible] ہے شفقت علیٰ خلق اللہ مگر میں کہتا ہوں کہ اسپر زیادہ توجہ ہی نہیں [illegible] وجہ ہے کہ ایمان کا پہلا جزو تعظیم لامر اللہ بھی نہیں رہی ہے۔ پس اسمیں ہرگز سستی اور غفلت نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گذاری یہی ہے کہ اوس کی مخلوق کو نفع پہونچایا جاوے۔ خدا کی مخلوق کو نفع پہونچانا درازی عمر کا باعث ہوتا ہے۔ کون ہے جو نہیں چاہتا کہ دنیا میں لمبی عمر پاوے۔ ہر شخص کے دل میں کم و بیش یہ آرزو موجود ہے مگر لمبی عمر کے حاصل کرنے کا اصل اور سچا طریق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہونچایا جاوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے۔ **واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** درازی عمر کا ایک اور نسخہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ وہ استغفار ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ عمر سے تمتع اٹھاوے وہ اس نسخہ پر عمل کرے۔

اس لئے

جہانتک تم سے بن پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور پہر جو کچھ اس نے دنیا سے اسکی مخلوق کی نفع رسانی کیواسطے اسے خرچ کرو۔ دل دیا ہے۔ تو پوری توجہ کے ساتھ دعائیں ہی مانگتے رہو اپنے لئے اور اپنے اور دوسرے لوگوں کیواسطے میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ منشا الٰہی یہی ہے کہ اوس کی مخلوق کے ساتھ نیک سلوک ہو اس اصل کو کبھی مت بہولو کیونکہ منعم علیہ بننے کے واسطے اس پر عمل کرنا بڑا ہی ضروری ہے۔

جسقدر صداقتیں موجود ہیں اور جو احکام اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں ان سب پر عمل کرکے دکہاؤ۔ تاکہ نتیجہ میں سکینت پاؤ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یقین کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کرے اور اس کی نواہی سے بچے۔ جب انسان اس قسم کا بن جاتا ہے کہ الغیب پر ایمان لاتا ہے اور خدا کی عبادت کرتا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرتا ہے تو پہر خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ہم اس کا بدلہ کیا دینگے؟

اولٰئک ھم المفلحون۔

یہ لوگ مظفر و منصور ہو جائیں گے دنیا میں بامراد اور کامیاب ہونیکا یہ زبردست ذریعہ ہے۔ اور اس کا ثبوت موجود ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لائف پر نظر کرو۔ انکی کامیابیوں اور فتحمندیوں کی اصل جڑ کیا تہی؟ یہی ایمان اور اعمال صالحہ تو تہے ورنہ اس سے پہلے وہی لوگ موجود تہے وہی اسباب تہے وہی قوم تہی لیکن جب ان کا ایمان [illegible] پر [illegible] اور [illegible] میں صلاحیت [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] موفق وہ دنیا میں بہی [illegible] ہو گئے تاکہ انکی اس دنیا [illegible] یہاں آخرت کی کامیابیوں [illegible] ایک دلیل۔ اور نشان [illegible] نسخہ صرف کتابی نسخہ نہیں ہے بلکہ ایک تجربہ شدہ [illegible] کا آزمودہ نسخہ ہے [illegible] استعمال کرتا ہے [illegible] وہ [illegible] کامیاب ہو گا اور [illegible] گروہ میں داخل ہو جاویگا پس اگر تم چاہتے ہو کہ بامراد ہو جاؤ تو تم [illegible] منعم علیہ ہو [illegible] دیکہو [illegible] نسخہ [illegible] استعمال [illegible]

[illegible]

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی ایک تقریر

(ایڈیٹر اپنے الفاظ میں)

آج میرے دل میں خیال آیا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو جو وصیت فرمائی وہ یہ ہے۔

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

یعنی اے میرے بیٹو اسلام پر تمہاری موت ہونی چاہیے۔ وہ کیا اسلام ہے؟ جس کی تعلیم ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے کی ہے حقیقت میں یہ قابل غور امر ہے چھوٹی سی بات نہیں اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو ابو الملۃ اور ابوالانبیاء کہلایا وہ بات کیا تھی جس نے اوس کو اتنا بڑا رتبہ دیا۔ میں جب اس سوال پر غور کرتا ہوں تو پھر میرے دل میں یہی آتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ وہ اسلام ہی تھا جس نے اون کو اسقدر معزز اور بزرگ بنا دیا۔ قرآن شریف میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہا کہ تو **مسلمان بن جا** اس نے کہا کہ میں تو رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا یہ کیسا اخلاص اور سعادت ہے کہ حکم پاتے ہی معاً اسکی تعمیل کر دی اور پھر سے الفاظ ہی میں نہیں قرآن شریف حضرت ابراہیم کی لائف کے بعض حصوں کو اسکے ثبوت میں پیش کرتا ہے مثلاً کہا **اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى**۔ وہ ابراہیم جس نے پوری وفاداری کی اور صدق و ثبات کے ساتھ اسلام پر قائم رہا یا مثلاً کہا **اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ**۔ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں امتحان کرنا چاہا تو اوس نے انکو پورا کر دکھایا۔ یا انکی زندگی کے واقعات میں سے وہ عظیم الشان واقعہ کہ ایک رؤیا کی بنا پر اپنے بیٹے کو نذر دینے سے دریغ نہیں کیا۔ حالانکہ اوسکی تاویل اور اور تعبیر ہو سکتی تھی اور حقیقتاً تعبیر ہی تھی۔ یعنی ذبح کر دیا جاوے مگر اس عاشق صادق نے پھر کو پسند نہیں کیا بلکہ اسی پر عمل کرنے کو ہو گیا۔ مگر میرا مطلب اسوقت اور میرا مقصد اس بیان میں صرف یہ دکھانا ہے

کہ عملی طور پر لسانی طور پر ہر غم و خوشی کے وقت میں وہ اسلام جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسکا علم ہوا۔ اسکا اظہار اسلام نے اندر کیا ہے۔ جہانتک میں نے خدا کے کلام میں غور کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر کی ہے مجھے ایک ایسا مختصر جامع قول اور فعل اور نمونہ و نشان نظر آیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اور کوئی اہل مذہب نہیں دکھا سکتا۔ وہ کیا ہے؟ وہ **الحمد للّٰہ** کا لفظ ہے جو قرآن شریف کے شروع ہی میں ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کیلئے اسپر غور کرے کہ اوس کے اندر کیا حقیقت مخفی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ تم میں سے بہت ہی تھوڑے ہیں جنہوں نے اسپر غور کی ہو۔

اگرچہ یہ الفاظ ہم ہر نماز میں مونہہ سے کہتے ہیں لیکن بہت ہی کم اسپر غور کیا ہوگا کہ اسکی حقیقت کیا ہے؟ میں نے اس کلمہ میں غور کی ہے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ الحمد للّٰہ اتم تسلیم اور معرفت کی تعلیم دیتی ہے کہ اس سے پرے کوئی انسانی غایت اور رکھنہ نہیں ہے۔

طرح طرح کی مصیبتوں کا نشانہ انسان ہوتا ہے زندگی کے ہر ہر قدم پر مکروہ اور ناگوار واقعات اسے پیش آ جاتے ہیں ان مصیبتوں اور مکروہات کے پیش آ جانے کے باوجود بھی اسکی طبیعت میں رضا بالقضا اور ملکہ دیرپا دی کی سچی صلح اور راستی کا پیدا ہو جانا اور پھر الحمد للّٰہ دل و زبان کے اتفاق سے نکلنا آسان بات نہیں ہے۔ زبان اگر دل اور روح کے اتفاق کے بغیر لاکھوں مرتبہ الحمد للّٰہ کہتی ہے تو اسکی کچھ حقیقت اور اثر نہیں جو طوطے کیطرح ایک بات کو رٹنا ہے لیکن اگر بصیرت اور معرفت کے ساتھ دل و زبان کی یکتائی سے ایک مرتبہ بھی کہا جاوے تو وہ انسانی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب کر دکھلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر سے سالمت اور مصالحت انسانی زندگی کا اصل منشا ہے۔ اور یہی حقیقی اسلام کا مفہوم ہے کیونکہ اسلام کے معنی انقیاد اور فرمانبرداری کے ہیں اللہ تعالیٰ کے جمیع احکام اور اسکے قضا و قدر پر راضی ہو جانا اور سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے بکمال راحت اور خوشی کے ساتھ ظاہر کرنا ایک مسلمان زندگی کا مقصود ہے۔

پس جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کے احکام اور قضا یا کو مان لیتا ہے اور ہر دکھ سکھ میں اسکی طرف قدم بڑھاتا اور اسی سے صلح کرتا ہے تو اسلام کی حقیقت اس کے اندر پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اگر وہ بظاہر تو ان باتوں کا اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور ارادوں پر ایمان لاتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں لیکن جب امتحان اور ابتلا کا وقت آتا ہے تو دل میں اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتا اور اسکی ستائش سے مونہہ موڑتا ہے تو وہ اسلام کی حقیقت کو اپنے اندر رکھنے والا نہیں ٹھیرتا۔

یہ تو ناممکن محض ہے کہ انسانی زندگی کو پرخطر راستہ میں ابتلاؤں اور مصائب کا سامنا نہو۔ بلکہ ضروری ہے کہ مختلف قسم کے واقعات اس کو پیش آتے رہیں مثلاً ایسا اتفاق ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کہ ایک شخص عظیم الشان جائیداد کا مالک اور لوگوں کا مشار الیہ ہے بیٹھا ہوا اپنے اہل معاملہ سے باتیں کر رہا ہے اور ہر طرح سے اپنی کامیابیوں اور خوش قسمتیوں پر نازاں ہے۔ اسی اثنا میں بذریعہ تار خبر آتی ہے کہ اسکی فلاں کوٹھی یا فرم جس میں کئی لاکھ کا سامان تھا آگ لگ جانے سے بالکل راکھ سیاہ ہو گئی ہے۔ اب ایک عجیب تبدیلی اسکی حالت پر ہوئی ہے۔ وہ شخص جو کئی لاکھ کا مالک تھا ایکدم میں مفلس قلاش ہو گیا ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ اس واقعہ کے بعد معاً کسی نہ کسی نماز کا وقت آگیا ہے اور وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے وہ جو الحمد للّٰہ کہتا ہے **موٴمن** فورق اور شرح صدر سے کہیگا؟

ابھی بہت دیر نہیں گذری کہ وہ اس نقصان کو سن تلملاتا اور نعل در آتش ہو رہا تھا۔ کہ ساری عمر کا اندوختہ خاک میں مل گیا اور آئندہ کی امیدوں پر پانی پھر گیا جن لوگوں کے تعلقات فرم سے تھے انہوں نے تقاضے شروع کر دیئے غرض ان افکار اور ہجوم میں مبتلا وہ خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ سچا مسلم اور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قضا پر راضی رہنے والا ہے تو اسوقت اس کا الحمد للّٰہ کہنا منافقانہ رنگ میں نہیں ہوگا بلکہ وہ اسی شرح صدر اور اطمینان سے کہیگا جسطرح پر اس سے پہلے کہتا تھا مگر اس حالت کا پیدا ہونا اور میسر آنا آسان امر نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے جس کو کثرت دعا اور صحبت صادقین جذب کرتی ہے میں خوب جانتا ہوں اور مدتوں اس پر غور کرتا رہا ہوں کہ انسانی زندگی میں بیداری کا اصل وقت نماز ہے۔ جس میں وہ دنیا اور اسکے تعلقات سے بظاہر الگ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے راز و نیاز کے اظہار کیلئے حاضر ہوتا ہے اس نماز میں اگر اوسکے دل و زبان یکساں نہیں تو کچھ فائدہ اسے حاصل نہیں ہوگا بجز اس کے کہ چند کلموں کو وہ طوطے کیطرح رٹ لیگا اور کچھ ٹکریں مارکر واپس چلا جاویگا۔

نماز کو الحمد للّٰہ سے کیوں شروع کیا ہے؟ میں نے اس پر بہت ہی غور کیا ہے اور ایک بصیرت اور ذوق کے ساتھ میں ابھی تک اس نتیجہ پر آیا ہوں کہ اس ایک کلمہ میں علاوہ اور بہت سے مضامین لطیفہ کے جو اس کے اندر موجود ہیں صوفی ازم کی جان رضا بالقضا۔ توکل۔ فنا بقا وغیرہ اس کلمہ میں ہے۔ اور **اسلام** کی حقیقت اس میں جامع ہے۔

غور کرو جس مصیبت زدہ شخص کا میں نے ذکر کیا ہے وہ ایسے صدمہ عظیمہ کے بعد نماز میں کھڑا ہوتا ہے یا تو وہ پہلے درجہ کا منافق ہے اور یا اعلیٰ درجہ کا مخلص اور وفادار بندہ اگر روح اللہ تعالیٰ کا کوئی شکوہ اور گلہ محسوس کرتی ہے کہ اوس نے اسکی جائیداد کو تباہ کر دیا اور اس اتلاف سے زندگی بھی اسکو گویا محال اور وبال جان ہو گئی ہے تو اس نے الحمد للّٰہ کہنے میں جھوٹ بولا ہے۔ اس کی روح تو الحمد للّٰہ نہیں کہتی وہ تو بدظنی کرتی اور شکوہ کرتی ہے۔ زبان سے الحمد للّٰہ کہا کیا اثر رکھیگا لیکن اگر سچ مچ روح بھی اوس کی اللہ تعالیٰ کے حضور الحمد للّٰہ کہتی اور اس اتلاف مال پر بھی اس میں سکینت اور اطمینان موجود ہے اور کوئی شکوہ نہیں کرتی تو سمجھنا چاہیئے کہ اس میں وہ معرفت تامہ پیدا ہو گئی ہے۔ جو اس کلمہ کے اندر رکھی گئی ہے اور اسلام کی حقیقت اس میں پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اس آیت کا سچا مصداق ٹھیر گیا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

باوجودیکہ شکن غم و ہم کے واقعات کو چلا ہونے سے بھی کوئی غم اس پر اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اور کوئی مصیبت اور دکھ اسے دکھ میں نہیں ڈال سکتا۔ یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں آگ گلزار ہو جاتی ہے اسی مقام کو حاصل کرنے والا پانی میں ڈالا جاتا مگر پانی اسے غرق نہیں کر سکتا لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ **معرفت تامہ** یہ رضا بالقضا یہ مقادیر الٰہی سے مصالحت حاصل کیونکر ہو؟ کیونکہ یہی تو انسانی زندگی کا مقصد اور منشا ہے۔ اس کے بغیر موٴمن کبھی موٴمن نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے ہر مسلمان کا یہ پہلا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے طریقوں پر غور کرے کیونکہ ابدی سکینہ اور اطمینان قلب کا یہی سچا ذریعہ ہے۔

کاش لوگ اس پر غور کرتے اور صرف زبان سے کہہ دینے ہی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ وہ اس کی حقیقت کو اپنے دل میں جگہ دیکر منشار الٰہی کے پورا کرنے والے ٹھیرتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پر تدبر کیا جاوے تو روح اللہ تعالیٰ کے جلال اور ہیبت سے پانی پانی ہو کر خدا تعالیٰ کیطرف بہتی اور اپنی ساری خوشیوں اور لذتوں کا انتہا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات بابرکات کو پاتی۔ مگر میں اس لطف اور ذوق کو جو اس میں محسوس کرتا ہوں کسطرح تعبیر ظاہر کروں۔ الفاظ ملتے نہیں۔ طرز ادا آتا نہیں ہاں اتنا کہتا ہوں کہ میں جب ایک طرف **الحمد للّٰہ** کی باریک در باریک فلسفی پر غور کرتا ہوں اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر نظر کرتا ہوں تو بے اختیار ہو کر **میری روح** وجد میں آجاتی ہے

ہم اور ہمارے ناظرین

اس ہفتہ کی رپورٹ جو اس عنوان کے نیچے ہم دیتے ہیں ہر چند وہ بہت ہی کم قابل ذکر ہے تاہم اس کا اظہار ضروری ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے نمبرون کے ریمارک پڑھکر ہمارے ناظرین میں ایک خاص تحریک اور جوش پیدا ہو جاتا مگر ابھی تک وہ شاید اس خیال میں ہیں کہ یہ تحریکین معمولی تحریکین ہیں جنپر غور کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اپنی ہمت کے موافق اس تحریک میں شریک اور شامل ہو۔

گذشتہ اشاعت کے بعد صرف ایک خط اس تحریک کے متعلق پہونچا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

منشی عبدالعزیز صاحب سیر تہہ کی لکھتے ہیں۔

مین اس وقت آپ کی اس کہلی چٹہی کا جواب عرض کرتا ہون جو ماہ گذشتہ کی ۱۵ تاریخ تک میرے ذمہ تہا۔ مگر خالی جواب دیتے ہوئے مجھے حیا مانع رہی معاف فرماوین آج دس روپیہ کا منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہون اور آئندہ بہی انشاء اللہ جب تک ہو سکے گا یہی قیمت ادا کیا کرونگا۔ نئے خریدار پیدا کرنے کی غرض سے میرے ہاتھ مین الحکم جیسا گرامی قدر پرچہ اس وقت ایک ہی نہین اور سب کے سب اکثر لوگون کو تحریک کرنے کی غرض سے تقسیم کرتا رہا مگر افسوس جب کبہی وہ قدر نہین ہوئی جو ہونی چاہئے تو بار بار دل پر کیا افسوس۔ اللہ تعالی آپ کو اور آپ کے الحکم کو ترقی بخشے اور ہم لوگون کو اس سے مستتع ہونے کی توفیق بخشے۔ مین انشاء اللہ کوشش کرتا رہونگا کہ الحکم کی اشاعت مین توسیع ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ جو محبت اور قدردانی آپ نے الحکم کیلئے ظاہر کی ہے وہ قابل رشک ہے۔ دس روپیہ سب پہونچ چکے ہین۔ مین محض اس خیال پر کہ آپ کو حسب تحریک توسیع اشاعت مین مدد ملے ہفتہ وار دس کاپیان الحکم کی آپ کے پاس بہیجا کرونگا۔ منشی عبدالعزیز صاحب الحکم کے لئے خاص جوش اور عشق رکہتے ہین اس سے پہلے بہی آپ نے ایک مرتبہ بطور ڈونیشن مجھے مدد دی جس کے ذریعہ بہت سے غریب اور غیر مستطیع احباب مستفید ہوئے اور آپ کی اب بہی یہ حالت ہے کہ اپنا پرچہ بہی دوسرون کو بغرض تحریک دیدیتے ہین یہ ایثار کی عمدہ مثال ہے۔

توسیع اشاعت یا تحریک توسیع اشاعت کے متعلق کوئی اور خط قابل اندراج نہین آیا۔ جو صاحب ذاتی طور پر خریدار ہوئے ہین اون کا ذکر اس کالم مین نہین ہوتا۔ البتہ سہ ماہی رپورٹ مین ذکر کرونگا۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس مرتبہ سہ ماہی رپورٹ گذشتہ سہ ماہی سے شاید کم ہو۔

الحکم مین ایک نیا کالم کہولا جاوے

مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی تحریک کرتے ہین کہ الحکم مین ایک صفحہ تاویل الاحادیث والرویا الصالحۃ کے لئے وقف کر دیا جاوے۔ آپ لکہتے ہین کہ اگر یہ کالم کہولا جاوے تو بڑا مفید اور موثر ہوگا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر یا دیگر اشخاص جو رویا دیکہین تاویل و تعبیر کیلئے الحکم مین شائع کر دین۔ ناظرین الحکم تاویل کرین جس کی تاویل و تعبیر کا ظہور مشاہدہ مین موؤل یعنے بتانے والے کی تاویل کے مطابق ظاہر ہو۔ اس کو رائی یعنے رویا دیکہنے والا کچہ انعام دیوے جو رویا مشتہر اور ڈراؤنی والی ہون ان کے متعلق معبر ل رائے کو علیحدہ کارڈ کے ذریعہ استغفار و انابت کی ہدایت کرے اور تاویل ذکر کرے اس باب سے ناظرین الحکم حظ وافر اور تاویل الاحادیث کا علم ستکار اً حاصل کرینگے۔

ایڈیٹر۔ ہین تو کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ کثرت رائے ناظرین پر موقوف ہے اور انعام کی شرط نامناسب ہے۔

تعبیر طلب

مولانا موصوف ایک رویا بغرض تاویل درج کرتے ہین۔

رویا

مین نے دیکہا ہے کہ کسی شخص نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی ہے صرف فارم دیکہا ہے رقم نہیں دیکہی پونڈ کی رقم کو ضرب دی کہ اس کے روپیہ معلوم ہو جاوین کہتے ہین ضرب دینے کے بعد چہتیس ہزار روپیہ حاصل ضرب ہوا۔ (کوئی صاحب تعبیر لکہین)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور ہی تشریف فرما ہے۔ ۹ و ۱۰ جون ۱۹۰۴ء کو آپ قادیان رہے آپ کی طبیعت الحمدللہ اچہی ہے۔

خاندان رسالت کے ممبر بہی خیریت سے ہین۔

۲۔ بزرگان ملت خداوند کے فضل و کرم سے تندرست دارالامان مین موجود ہین۔ خدمت دین مین معروف ہین مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ چلے گئے۔

۳۔ موسم خوب بدل گیا ہے خوب گرمی پڑتی ہے۔ اندہیان آتی ہین اور کبہی کبہی خفیف سا تقاطر بہی ہو جاتا ہے۔

حالات مقدمہ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ مین ۱۶ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہے جسمین مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے گواہ استغاثہ کرم الدین پر کرم الدین جرح کرے گا اور ثناء اللہ امرتسری پر جرح ہوگی۔

مقدمہ بنام کرم الدین مین شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے اور کرم الدین اور فقیر محمد پر فرد قرار داد جرم مرتب ہوکر سنائی گئی۔

کرم الدین نے پہر شہادت استغاثہ پر جرح کرنی چاہی چنانچہ بابو غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پر مکرر جرح بہی ہو چکی ۱۳ جون ۱۹۰۴ء کو حافظ عبدالقدوس صاحب پر جرح ہوگی اور میرا ایڈیٹر الحکم مستغیث پر اور ۱۸ جون ۱۹۰۴ء کے لئے مولوی عبدالکریم صاحب کو بہی مکرر جرح کیلئے بلایا گیا ہے۔

الہامات

۱۔ ۸ جون ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور ایک الہام کا خلاصہ

خدا تیرا دوست ہے اسی کے صلاح و مشورہ پر چل

۲۔ دوبارہ الہام ہوا

عفت الدیار محلہا و مقامہا

انی احافظ کل من فی الدار

اعلیک سکل النعیم

معذرت

امسال مقدمہ کی مصروفیت کیسبب اس قسم کی ناگہانی واقع ہوئی ہے کہ مین ابہی تک الحکم کو ٹہیک تاریخ پر شائع کرنے سے محض نا قابل ہون لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ جو لوگ اس وقت شکایت کرتے ہین کہ زید سے اخبار نہ پہونچا ہے وہ مجہے معذور سمجہین مقدمہ کی مصروفیت کی سا تہہ ہی کاتب اور پریس مین کی قلت اور دقت بہی خاص طور پر ہو رہی ہے۔ جس کا انتظام اس طرف کی فراغت کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس قسم کے مشکلات درپیش ہین اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے امید ہے کہ دور کریگا۔ یہ اطلاع عام کافی سمجہ لی جاوے اور بار بار خط لکہکر تکلیف نہ دی جاوے۔ کیونکہ خطوط کا جواب لکہنے کیواسطے بہی مجہے موقع اور فرصت نہین محرر مطبع کی خدمات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دارالامان سے غیر حاضری کیوجہ سے آپ کے دولت کدہ پر منتقل ہوئی ہوئی ہین۔

(ایڈیٹر)

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات

ہم نے الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس امر پر زور دیا تہا کہ امرتسر ڈویژن کی اصلاح حالت اور درستی انتظام کیلئے ضرورت ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ کی اعلیٰ اتہارٹی مناسب سمجہکر موجودہ سپرنٹنڈنٹ جناب محمد فضل حسین صاحب کو اسی ڈویژن مین مستقل کر دین تاکہ وہ ایک معقول عرصہ تک اپنی اس ڈویژن مین کام کرین چنانچہ اسی بات کے لئے ہم نے الحکم مین خصوصیت کے ساتہہ ہم نے اس سوال پر بحث کی تہی اور ہم نے جناب پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکخانجات اور صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کی خدمت مین دفتر الحکم سے خاص جوش کی ساتہہ توجہ دلائی بہیجے گئے تہے اور ہمین انتظار تہا کہ اس پر توجہ کی جاوے آج ہم خوشی کے ساتہہ ظاہر کرتے ہین کہ

ڈاک کے اعلیٰ افسروں نے نہ صرف خلیفہ صاحب کو سپرنٹنڈنٹی کے عہدہ پر مستقل فرمایا ہے بلکہ **راستہ ڈویژن** میں آنکریم ہی سنہ ۱۹ء سے مقرر کر دیا گیا ہے ہم اس تقرری پر خلیفہ صاحب کو **مبارکباد** دیتے ہیں مگر دراصل یہ امر ہمارے لئے سب سے زیادہ مسرت اور مبارکباد کا باعث ہے کہ ہماری تحریر رائیگان نہیں گئی ہے اور شنوائی ہوئی اور اس پر مناسب نوٹس لیا گیا۔

خلیفہ صاحب اپنے فرائض کو خوب سمجھتے ہیں انہوں نے اس سے پیشتر بھی ہماری ان تحریرات پر جو اس ڈویژن کے متعلق اصلاح امور میں لکھی ہیں نوٹس لیا ہے اور آئندہ بھی ہم انکی ذات سے توقع کرتے ہیں کہ وہ بہت کچھ اصلاحیں کریں گے۔ اور ہماری ان تحریروں کو جو ڈاکخانہ کے متعلق نکل رہی ہیں پورے غور سے پڑھیں گے

مدرسہ تعلیم الاسلام کی موجودہ ضرورت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک خاص ضرورت کیلئے بالخصوص مدرسہ کی سرپرست اپیل کی تھی اس پر برادرم منشی عبدالعزیز صاحب کی چٹھی کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے ابھی تک اس چٹھی کی اشاعت کا موقع نہیں ملا۔ تاہم جن بزرگواروں نے مدرسہ کی اس ضرورت کو محسوس کیا ہے اور اس کے لئے رقوم بھیجی ہیں ان کی رسید ذیل میں دکھائی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ منشی محمد عبدالعزیز صاحب کی تجویز پر اگر عمل درآمد ہو گیا اور قوم نے اس اپیل کو پانسو روپیہ کے لئے محدود نہ سمجھ لیا بلکہ اپنی جگہ وہ رقوم بھیجتی رہی تو یہ اپیل مدرسہ کی کئی ایک پیش پا افتادہ ضروریات پر اپنا مفید اثر ڈالے گی۔

اب ہم بغیر کسی مزید تمہید یا تحریک کے رسید دیتے ہیں۔

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور	مبلغ صد روپیہ
ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	عہ
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلیگراف ماسٹر	سے
منشی محمد اسماعیل صاحب ہیڈ ماسٹر	عہ
شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد	عہ
	۱۲
میزان	ماعہ

پانسو کی رقم میں تو ماعہ میں سو کسات سو روپیہ چار آنہ کی کمی باقی ہے۔ جسکو جلد تر پورا ہونے کی امید ہے

مذہبی تعلیم

عام مدارس میں جس طرح پر تعلیم دیجاتی ہے اور جس کا مذہبی رنگ جو نہیں جاتا ہے سونکے سے اسکی بحث مباحثہ ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی بالکل لا مذہب ہے اور ہندوستان میں مذہبوں اور عقیدوں کی وہ کثرت ہے کہ اگر مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جاوے تو دنیاوی ہی پست ہو جاوے اس لئے تعلیم کے قانون یا ضوابط اور قواعد میں دینیات کا کچھ ذکر نہیں۔

جہاں تک خیال ہے سب سے پہلے مشنریوں نے اس بے طریقہ تعلیم کی شکایت کی تھی اس بنا پر کہ اس میں مذہب کا کچھ لحاظ نہیں اس کے مسلمانوں نے یہ تحریک کی۔ اب ہندوستان کا تمام تعلیمیافتہ طبقہ بلا لحاظ رنگ و روپ کے یہ صدا بلند کر رہا ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا جاوے انکی حجت بڑی قوی ہے وہ کہتے ہیں کہ جو سائنس اور علوم لڑکوں کو پڑھائے جاتے ہیں ان کے اثر سے نوجوان طالب علموں کے دلوں سے پچھلے مذہبی خیالات تو مٹ جاتے ہیں اور انکی بجائے کوئی نیا مذہبی خیال جاگزین نہیں ہوتا اس کا آج یہ نتیجہ ہے کہ جو لوگ استادوں کو مثل باپ کے سمجھتے تھے اور باپ کو خدا کے دوسرے درجہ پر تصور کرتے تھے وہ لوگ جو سچائی اور نیکوئی اور وضع داری وراثۃً امتیاز رکھتے تھے ان کی اولاد اس نئی تعلیم کی بدولت نہ بڑوں کا لحاظ کرتی ہے نہ نیک و بد میں تمیز کرتی ہے نہ اخلاق و آداب کی پابند ہے بلکہ برعکس آزادگی پر فخر کرتی ہے۔ تہذیب اخلاق کے یہ معنے ہیں کہ آدمی اپنے نفس کا تحفظ کرے۔ اور رکھ باتیں جن سے نفس گریز کرتا ہے۔ وہ عزیزوں کی دلداری کے لئے اختیار کرے اور اگر اس کے خلاف نفس ہی کے احکام مانیں اور اسکو آزادی سے موسوم کریں تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے آزاد انسان میں اور اس حیوان میں کیا فرق ہے جو بالکل اپنی مرضی کا تابع ہے جب چاہتا ہے لات مار کے اپنے تئیں ہلا دیتا ہے اور اپنے ہمجنسوں کا کچھ خیال نہیں کرتا۔

مذہب کو ہمارے عالمان شریعت یا دوسرے قوموں کے مذہبی پیشوا چاہے کتنا ہی الگ رکھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذہب کا سب سے پہلا کام انسان کی دنیاوی زندگی کا تزکیہ اور تصفیہ ہے بلکہ شاید اگر یہ کہا جائے کہ مذہب کی علت غائی تھا یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام مدارج اور تمام قالبوں کو جلا دے اور انسان کو بھی آسایش دیکھی خوشی حاصل کرنے میں مدد دے تو ہرگز بیجا نہ ہوگا دنیا کی کسی مذہب کی شریعت اٹھا کر دیکھو اصول کی باتیں سب میں ایک سی ہیں۔ خاصکر جہاں تک کہ اخلاق کو تعلق ہے البتہ عبادت کے طریقے یا مذہبی رسمیں ادا کرنے کے راستے ضرور مختلف ہوں گے اگر ان لوگوں باہم اکتسابی بکر زندگی بسر کرنی نہایت ضروری کچھ تو اخلاق کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف احتیاج مندی کی وجہ سے خلیق ہونا چاہیے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلق اور تواضع دوسرے کے لئے اسقدر مفید نہیں جسقدر کہ اپنے لئے مفید ہے۔ اخلاق کا سنگ بنیاد ادب ہے یہ سب سے پہلی صفت ہے جو انسان کو سیکھنی چاہیے کیونکہ طفولیت میں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور آئندہ زندگی میں یہ صفت برابر انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور آخیر تک ساتھ دیتی ہے۔ جوان ہو کر جب برابر کے لوگوں سے ملتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں یا ان کی عزت کرتے ہیں یا بوڑھے جب چھوٹوں سے شفقت اور جان نثاری سے پیش آتے ہیں۔ تب بھی اسی صفت کا اثر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شریعت میں ادب کی سخت تاکید کی ہے مسلمانوں کے یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کے بعد اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ والدین میں گویا بچپن ہی سے ادب کی تاکید کی گئی ہے جب طفولیت کا زمانہ ختم ہوتا ہے اور تعلیم کا زمانہ آتا ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ والدین سے الگ ہو کر ایک غیر جگہ جائیں۔ جہاں استاد یا معلم کی حکومت ہوتی ہے اس لئے مذہب تاکید کرتا ہے کہ استاد کو مثل باپ کے سمجھیں جس سے یہ مطلب ہے کہ جو ادب بچپن میں والدین کے ساتھ رہکر حاصل کیا ہے وہ ضائع نہ ہو جائے۔ بچپن کی عادتیں پختہ نہیں ہوتیں۔ اگر ادب والدین ہی کے مقابلہ میں لازم قرار دیا جاتا اور استاد کے پاس رہکر ادب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو بچہ ادب بالکل بھول جاتا تعلیم کے طویل زمانہ میں یہ عادت پوری طرح پختہ ہو جاتی ہے بلکہ طبیعت ثانی بنجاتی ہے اور پھر آخر تک اس کے مٹنے کا کچھ کھٹکا نہیں رہتا غور سے دیکھو تو استاد کا ادب باپ سے زیادہ کرنا چاہیے یعنی یہ کہ تعلیم کے زمانہ میں ادب کرنے کی عادت کو راسخ کر سکے ہیں اور عادتوں کو راسخ ہو سکتا ہے یہی زمانہ ہے یہ ایک عجب بات ہے کہ والدین خاصکر استاد کی اتنی تعظیم کرنا کہ وہ خدا کی عبادت کے قریب پہنچ جائے گا۔ خاص مشرقی قوموں کی عادت ہے اہل یورپ کو ہمیشہ اس بات کی شکایت رہتی ہے کہ ان کے طالب علم استاد کا اتنا ادب نہیں کرتے۔ چنانچہ بہت عرصہ ہوا مسٹر ہاریسن نے اسی مضمون پر ایک عمدہ آرٹیکل میگزین میں لکھا تھا لیکن ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے ایشیائی اخلاق اور ایشیائی آداب کا شین لباس اتارتے وقت ادب کی پگڑی بھی سر سے اتار دی ہے۔ مدرسوں اور کالجوں کے کمروں میں جس طرح استاد سے یہ لوگ پیش آتے ہیں خدا کسی بے تکلف دوست سے بھی نہ ... کسی زمانہ میں استاد کی کسی بات کی زینت ... اور اس لئے تعلیم کا اثر انکی اخلاق پر کچھ نہیں ہوتا۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب ہی کی زبان نہیں اور ... کا کیا ... نہیں کی جاتی ... پر کیجاتی ہے جس کا اثر کچھ نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو ایسا کہ جیسا غبارے میں سوراخ ایسا مصنوعی اخلاق عملی زندگی کے بہت چھوٹے سے صدمے سے مٹ جاتا ہے اور انسان اور بہتر ہونے سے پہلے بداخلاقیوں کا شکار بن جاتا ہے تعلیمیافتہ نوجوانوں میں مذہب کی طرف سے جو مذہب میں آج کیفیت اور بے رغبتی محسوس ہوتی ہے ہمارے اسلاف اسکو یورپین اور انگلش لٹریچر کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اس کا فیصلہ قطعی بہت مشکل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ لٹریچر قوم کے خصائل کی عکسی تصویر ہے اور یورپ کی غفلت کی آج یہ حالت ہے کہ قریب قریب یونیورسٹیوں میں دینیات کو نصاب تعلیم سے خارج کر دیا ہے فرانس اور جرمنی کے اعلیٰ تعلیمگاہوں میں اسکی کچھ وقعت نہیں انگلستان کی کیمبرج اور اسفورڈ یونیورسٹیوں میں دینیات کا مضمون لازمی نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی نابالغ طالب علم اپنے والدین کا سرٹیفکیٹ پیش کر دے تو اوس کو گرجا کی حاضری معاف کی جاتی ہے۔ البتہ اڈنبرگ کی یونیورسٹیوں میں ابھی تک سینٹ انڈریو کا جان ناکس کے نام کی عظمت کرتا ہے اور یہاں دینیات کو لازمی سمجھتے ہیں یورپ کی اس درجہ تک تو جہلی دیکھکر ہم کو اک لحاظ سے بہت تعجب ہوتا ہے اگر ہم کسی وقت اعلیٰ مثلاً انگلینڈ۔ فرانس جرمنی کی کانسٹی ٹیوشنل تاریخ پڑھو اور دیکھو کہ اس کی گورنمنٹ اور سوسائٹی نے کیونکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے یہ درجہ حاصل کیا ہے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہر ملک کی کانسٹیٹیوشن کی بنیاد یونان اور روم کی کانسٹیٹیوشن پر ٹھہری ہوئی ہے اور جب یونانیوں اور رومیوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قوم دنیا میں اس سے زیادہ مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی تو وہ قدیم مصری تھے۔ ورنہ یورپ میں یونانیوں سے زیادہ کوئی قوم مذہبی نہ تھی۔ ہمارے نزدیک یورپ اندلس کے عربی فلاسفروں کی تصانیف سے متزلزل ہوا تثلیث کے قائل ہو کر ابن رشد قرطبی اندلسی کے رسائل متعلق "ہمہ اوست" انکی سمجھ آئے اور اسلئے ان سے قلوب متحرک ہو کر بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس کی نسبت ہم آئندہ نمبر میں بحث کریں گے۔

(تیز آسفی مدراس)

تناسخ کا رد ا

قاعدہ ہے کہ جسوقت ترقی کا آفتاب کسی خطۂ زمین پر اپنے چہرہ کو دکہاتا ہوا چمکتا ہو اسوقت علم کی پہیل جانیوالی روشنی ان آنکہون سے عقل پر پڑے ہوئے پردے اسیطرح اٹہا دیتی ہے جسطرح دہوپ ان تیرگی کے کالے کالے دہوؤن کو مٹا دیتی ہے جو روئے عالم پر چہائے ہوئے اندہیرے یا جہالت کی تاریکی کے کھینچے ہوئے نقشے تعبیر کیے جا سکتے ہین۔ لیکن افسوس تجربہ نے ثابت کر دیا کہ اس آفتاب کی روشنی سے صرف وہی آنکہین فائدہ اٹہا سکتی ہین جنکی بینش کا دائرہ وسیع اور جنکی دانش کا پایہ بلند ہو یا دوسرے لفظون مین اس عقلمند کی آنکہین جس کو بہلائی برائی مین تمیز اور نیک و بد مین امتیاز ہو مگر اونکی نسبت جنکی آنکہ پر تعصب کی پٹی چڑہی ہوئی ترقی کے چمکتے ہوئے آفتاب اور علم کی پہیلی ہوئی روشنی سے ویسی ہی بے فیض ہے۔

جیسے فی زمانہ ان آریون کی وہ کم بین آنکہین جنپر تعصب اور جہالت کا جالا چہایا ہوا ہے جو انکو دیکہنے نہین دیتا کہ دنیا مین کیا کچہہ جہان بین ہو چکی اور کیا روز بروز ہوتی جاتی ہے وہ آنکہین بند کئے دن رات اسی کورانہ اندہیرے مین رہا کرتے ہین "دیکہیے اب کی مرتبہ گدہے کا جنم ہوتا ہے یا الو کا" ان کے خیالات کی اواگون ایک کی فرضی اور وہمی اواگون کی نقشے ان کی آنکہون کے سامنے کہینچ کہینچ کر اون کو مسخ بنائے ہوئے ہے اور انکا خدا اون کو گدہے بیل بنانے کی دہمکیان دیکر اس جادوگر کا پارٹ کر رہا ہے جسکو ہم حضرت موسیٰ کے سامنے سامری کی حیثیت مین کہڑا ہوا پاتے ہین۔ ان کے سب سے بڑے مذہبی ایکٹر کا قلم ثبوت تناسخ کے وسیع اسٹیج پر پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

"مسئلہ اواگون کی رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہین ایک کرم جونی دوسرے بھوگ جونی۔ کرم جونی مین کام کیے جاتے ہین اور بھوگ جونی مین کرمون کی سزا بہگتنی پڑتی ہے۔ جس جسم مین سمجہنے کی طاقت اور نیک و بد یا نیکی تمیز دیگئی ہے وہ کرم جونی ہے۔ اور جس جسم مین نہین دیگئی وہ بھوگ جونی ہے۔ اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بھوگ جونی ہین[ا]۔ چونکہ حیوان بھوگ جونی ہین وہ نیک یا بدکام نہین کرسکتے۔ جسطرح جیلخانہ کے قیدی کو سزا کی میعاد گذار نے کے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہوتی ہے اور وہ پہر جس درجہ جسمانی سے متنزل ہوا تہا اسی درجہ مین انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کی نسبت بُرا یا اعمال سے نہین[ب]۔"

اے مذہبی الو کہے نیل کو ڈہیلانے والے مکان یا آریون کے خدا واقعی تو نے نفیس زمین نرالی رفارم پیدا کی۔ اب آج سے تجہکو تیرے ذلیل یقین آ یہ ظالم اور جابر نہ کہینگے۔ لیکن ہم انکو اسطرف توجہ دلاتے ہین کہ جب انسانی حالت کرم جونی قرار پائی اور بھوگ جونی کی نیک و بد کا اس پر کچہہ اثر نہ رہا۔ پہر بہی اگر پیدایشی اندہے بہرے لنگڑے پیدا ہون تو بیشک ان کا وہی خدا اپنے من گہڑت قوانین کا پابند نہین بلکہ وہ ایک ظالم بادشاہ ہے جس نے قوانین بنانے پس ایسے ظالم خدا کو چہوڑ کر اس خدا کے آگے سر جہکانا چاہیے جو کہ ظالم نہین جابر نہین جادوگر نہین بلکہ تمام مخلوق کا خالق ہے معبود ہی قادر ہے جس کی قانون قدرت کے آگے چہوٹے بڑے سب ایک سے ہین ہان انکی حالتون کا تفاوت اور انکی نوع کی تفریق اسکی قدرت اور صنعت کی ان گن نمونے ہین جن پر اہل بصیرت کی آنکہین اور انکے دل کسطرح مفتون ہو کر اس ایک صانع اکمل اور قادر سلطان کیطرف لگی ہوئی ہین جو اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو صبح و شام رزق دیتا ہے پالتا ہے پرورش کرتا ہے اور پہر ایک محبت سے اپنی طرف واپس بلاتا ہے۔ (نامہ نگار از ہردوئی)

ردِّ تناسخ ۲

مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات اور نباتات کی زندگی کے درمیان ایک نہایت تعجب خیز مشابہت موجود ہے کہ یہی روح حیوان تناسخ کے طریق سے شجر و نباتات مین منتقل ہوتی ہے یا اہل اسلام کسطرح حق پر آجاینگے اور صدق دل سے جان لینگے کہ انسانی روح کسی قالب مین منتقل نہین ہوتی بلکہ نباتات کی طرح خدائی فیضان سے مدارج اعلے و ادنیٰ جو کہ اوس کی ذات کیلئے بہتر و مناسب خدا نے مقدر کئے ہیں حاصل کرتی ہے۔

جسطرح انسان و حیوان کے بدن مین ایک قوت مدبرہ ہے جو کہ مضر اشیاء و ردی اسباب کو جسم سے خارج کرتی اور جرح و زخم کو بہرتی اور غذا کو جزو بدن بناتی ہے ویسے ہی نباتات مین بہی ایک قوت ہے جو درخت کے جسم سے مضر اشیاء اور ردی اسباب کو خارج کرتی اور چوٹ کے زخمون کو بہرتی اور غذا ارضی و ہوائی و شمسی کو درخت کے جسم کے جزو بناتی ہے جسطرح انسان کے پہیپہڑے مین سے خراب ہوا نکلتی اور دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتی ہے ویسے ہی درخت کے جسم سے کاربونک ایسڈ نکلتا ہے۔ اسی واسطے رات کے وقت درخت کے نیچے سونے سے منع کرتے ہین کہ رات بہر درخت کے سانس لینے کا ربونک ہوا خراب کہ اس کے جسم سے خارج ہوتی ہے بدن حیوان مین ضرر اثر کرنے اور مشاہدہ سے بہی ثابت ہوا کہ جسطرح انسان کے لئے دن معیشت اور رات آرام کیلئے ہے ویسے ہی درخت کیلئے بہی دن روشنی اور ہوا سے روزی کی تلاش کا وقت اور رات وقت آرام ہے۔ چنانچہ نباتات سوتی بہی ہے اور جاگتی ہے لباس کی بابت نباتات حیوانات سے کم نہین جسطرح مور پنکہہ سنوارتا اور بن مین اپنی زیب و زینت پر اتراتا اور ناچتا ہے اسیطرح موسم بہار مین نباتات بہی طرح طرح کے سبز و سرخ لباس پہنتی اور انواع و اقسام کی شاخین نکالتی اور پہولون کے ہار اور بیلون کی بہار کی چہرہ دکہا دکہا باغ مین اتراتی ہے نباتات بہی مثل حیوانات کی نر و مادہ ہین فارسلنا الریاح لواقح ہوا کے ذریعہ نر درخت کا اثر مادہ پر موثر ہو جاتا ہے۔

درختون کا بہار پر آنا اون کا شباب انکی مستی جسطرح بچے نے نمو ہوتی ہے اسیطرح درخت کا سونا جاگنا بیمار ہونا تندرستی وغیرہ بہی نباتات کی شاخون وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہے۔ جسوقت آسمان پر ابر آتا ہے درخت ادہر نگہہ لگتا ہے اور جسوقت برستا ہے درخت سو جاتے ہین ادہر مطلع صاف ہوا ادہر انکی آنکہہ کہلی۔ بعض درخت رات بہر اور بعض بارش بہر پتے بند کر لیتے اور شاخین جہکا لیتے ہین جسطرح کہ کڑک مرغی بچون کے غم مین پڑ جاتی ہے وہ مضمحل سے نظر آتے ہین مگر دہوپ کہلنے کے ساتھہ ہی وہ غنچون کیطرح خود بخود کہل جاتے ہین اور چہوٹے چہوٹے پرندون کیطرح خوش و خرم لہلہاتے نظر آتے معلوم ہوتے ہین اور بارش اور شب کے وقت نباتات کے سکڑنے یعنے پتون کو بند کر لینے کی وجہ اغلب یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی اندرونی حرارت غریزی کی حفاظت کرتی ہے مبادا کہ وہ اندرونی رطوبت کے ساتھہ بہاپ بن کر اڑ جائے اور وہ اسکی تباہی کا باعث ہو۔ (باقی پھر)

[ا] مشاہدہ کی رو سے یہ تقسیم بالکل خیالی اور وہمی معلوم ہوتی ہے۔ انسانی جون بہی بھوگ جونی معلوم ہوتا ہے کہ اس مین انسان اندہا لنگڑا وغیرہ پچہلے اعمال کی پہل سے پیدا شدہ بیان کیا جاتا ہے پس انسانی وجود اس اعتبار سے کرم جونی ...

(بقیہ حاشیہ کالم اول) نہ رہا۔ میں اندہے بہرے پیدا ہوگی اسکی سزا ملنا ہی منشر جیا کیونکہ یہ سب کام اس کے بھوگ جونی مین ہوتے ہین اور اندہا پن اس کے بھوگ جونی ہونیکا بدیہی ثبوت ہے ویسے ہی ہم دیکہتے ہین کہ بندر طوطی مینا وغیرہ جانورون مین نیک و بد سمجہنے تحمل حرص چوری زنا ڈکیتی جملہ جرائم حیوانات مین موجود ہین اور جب اُن کو تعلیم دی جاتی ہے تو وہ اس تعلیم کے موافق عمل کرنے لگ جاتے ہین اس اعتبار سے جسکو پنڈت صاحب نے بھوگ جونی خیال کیا ہے بھوگ جونی نہین۔ فہم و تمیز پائے جانے کے سبب کرم جونی ہے انکی بہی سزا انکو ملنی چاہیے۔ بندر ریچہ طوطا وغیرہ حیوانات اکثر بخوبی نوع اور انسان وغیرہ کے ساتہہ احسان کرتے ہین پہر ان کو اس کا نیک ثمر لینا چاہیے۔ اور ان کا قالب حیوانی بھوگ جونی نہین ہوسکتا بلکہ کرم جونی ہی ہے آپ کی تقسیم ہی صحیح نہین۔

[ب] جیل کی تمثیل صحیح نہین سبب یہ کہ جس قالب مین جرم کیا اسی قالب سمیت وہ جیل مین سزا پاتا ہے دوئم جیل کے عمل پر بہی سزا ہے جو قیدی جیل مین شرارت سے باز نہ آئے اسکو جیل مین بہی سزا ملتی ہے اور نیک چلنی کو تخفیف دی جاتی یعنی محض قید سے اسکا وقت پورا کیا جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ کالم دوم) اور انکو دوسرے کی اہل سے چہوڑ دیتے ہین یہان پرمیشور کی جناب مین اپیل کی سماعت نہین اور تمثیل غلط ہونیکا علاوہ قیدی جانتا ہے کہ مین فلان جرم کی سزا پا رہا ہوتا اور یہ حیوانی قالب غرضی قیدی بالکل نہین جانتا کہ مین قیدی یا فلان جرم کی بابت گرفتار ہون بلکہ خوشیان مناتا اور جون چہوڑنے یعنے مرنے کو ناپسند کرتا موت سے بہاگتا اور بد جان جہاتا ہے۔

پنڈت جی کی رائے غلط ہے اگر یہ واقعی عمل ہے تو اس تناسخ کی رو سے جسکو وہ مانتے ہین ہر قالب مین جاکر روح کو دوسری سزا کا مستحق ہونا چاہیے کیونکہ حیوانات مین پیدا ہو کر یہ انسانی حالت سے زیادہ تر خوشیان مناتا مزے اڑاتا نفسانی شہوانی حظ اٹہاتا ہے اور نفسانی اغراض کے روکنے سے انسان سے زیادہ تر غصہ لاتا اور دشمن جان ناصح ہوتا ہے تمثیل کے طور پر جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب کے دولت کدہ پر بیان کا طوطی ذرا سامنے رکہ دیجیے اور کوئی چیز لیجیے اور طوطی

(بقیہ حاشیہ کالم سوم) کے حصہ نہ کھینچ پہر دیکہیے وہ اپنے مربے کو اوبی بی اوبی بی کہکر کیسے پکارتا ہے اور اگر مربے نے امداد نہ دی تو کیسی کیسی سلواتین سناتا اور غصہ لاتا ہے۔

اسی پر تمام حیوانات کو خیال فرما لیجیے اور تناسخ کا فرضی و وہمی ڈہکوسلا جی سے ہوا کیجیے۔ بھوگ یونی کی برابر عیش اور آزادانہ زندگی کرم یونی مین نہین اس عیش کدہ اور آرام گاہ کو جیل و سزا خانہ سمجہنا اون کو راحت کہنا کسی درجے کی نافہمی ہے البتہ کرم یونی کے دکہون کو دیکہہ کر اگر کوئی یہ کہے کہ کوئی سانڈ یا گہوڑا یا گدہا یا بیل بھوگ یونی کی کرنی کا پہل ہے وہ کیسے کرم یونی مین پیدا ہوا ہے انسان بنا ہے تو قدر کر سکن کہا تا کہیا پاتو ہین کہ انسان کیسا ہی بلند ہو رہی کا بہیک گنہی لگی دکہہ مین مبتلا ہوتا اور تشویش آ گہیر کر جاتا ہے۔

ہمہ لا مانسی حسرت دنیا دیدیم
چون بہ مانکہہ گبر و مسلمان نتم

دیکھو ثبوت تناسخ صفحہ ۱۹۷

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیحؑ اور دونو مین سے افضل کون ہے!

یہ واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور بزرگی صاف طور پر ثابت ہے اور کسی انصاف پسند کو ہماری تحقیق سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن ہمارا اصل مدعا یہ ہے کہ حضرت مسیح ایک درویش سیرت اور بے زن و فرزند مجرد آدمی ہے اور علاوہ اسکے ان حقوق سے جو انسان کو متاہل ہونے کے بعد معلوم ہوتے ہین محض ناواقف تھے اسی لئے انکی تعلیم مین کمال نقص اور خامی پائی جاتی ہے۔ ایک جگہ وہ فرماتے ہین کہ کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزون کی آپ ہی فکر کرلیگا" (متی ۶ باب ۳۴) اب اگر بنی نوع انسان اس حکم کی* پیروی کرتے تو آج دنیا مین سوائے تہیدستی اور فاقہ مستی کے اور کچھ نہ ہوتا اور ہم نہین سمجھ سکتے کہ ایسی تعلیم سے دنیا کا انتظام کہانتک چل سکتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی تمدنی حالت بالکل ناقص اور ناتمام تھی۔ اور وہ قوانین تمدن و سیاست سے محض ناواقف تھے اور انکی تعلیم سوسائٹی اسے بالکل خالی تھی۔ پس اسلئے ضرور ہوا کہ ایک کامل انسان پیدا ہو جو دنیا کے تمام نشیب و فراز اور حقوق عباد اور معاش و معاد کے جملہ قوانین اور قواعد اور ایمان و عرفان کے تمام مراتب و مدارج سے پورا واقف ہو آخری زمانہ مین سب نقصانون کے پورا کرنے اور تمام شرائع کی تکمیل کیلئے بھیجا جائے۔ اسی کی طرف حضرت مسیح نے انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲ و ۱۳ مین اشارہ کیا ہے کہ میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر اب تم ان کی برداشت نہین کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہین ساری سچائی کی راہ بتا دیگی۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو ناقص اور نامکمل کہا اور اور یہ جتا دیا کہ میرے بعد آنیوالا یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لانیوالا ہوگا اور تمام سچائی کی راہون کا رہنما اور بنی نوع انسان کی تمام ضرورتون کا متکفل اور تمام نقصانون کا پورا کرنیوالا ہوگا اور اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ اسکی تعلیم میری تعلیم سے اکمل اور اتم ہوگی۔ کیونکہ وہ ساری سچائی کی راہ یعنی شریعت کاملہ لیکر آویگا اور کامل ہو

وسیتا ہوا وہ ____ علم ہوگا۔ اور مین اسکی نسبت نہیں اور کمزور ہون کیونکہ مین ساری سچائی کی راہ تمہین نہین بتا سکا۔

پس حضرت مسیح کے اس ایسے صاف اقرار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور افضل ہونا ثابت ہوگیا اور اسی باب ۱۶ کی آیات ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ مین حضرت مسیح یون فرماتے ہین و لیکن مین تمہین سچ کہتا ہون کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پھر اگر مین جاؤن تو مین اسے تم پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھیرائیگا گناہ سے اس لئے کہ وے مجھپر ایمان نہ لائے۔ راستی سے اس لئے کہ مین اپنے باپ پاس جاتا ہون اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔"

ان آیات مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے کامل طور پر اپنے حواریونکی تسلی نہین فرمائی بلکہ انکو ایک اور کامل تسلی دہندہ کی امید دلائی اور یہ جتلا دیا کہ مین تسلی دینے والا یعنے کامل شفیع نہین ہون بلکہ میرے بعد ایک اور اولوالعزم نبی آنیوالا ہے جسکی تعلیم میری تعلیم سے کامل اور اسکی شفاعت تمام گنہگارونکی مغفرت کا اعلےٰ وسیلہ ہوگی اور وہ بے ایمان یہودیون کو جو مجھپر ایمان نہین لائے ان کی اس گناہ اور بے ایمانی کے باعث تقصیروار ٹھیرائیگا اور میرے منجانب اللہ اور کلمۃ اللہ ہونیکی راستی اور صداقت کو دنیا پر ظاہر کریگا اور میرے مخالفونکو میری راستی کے باعث جھوٹا ثابت کریگا اور یہ ظاہر کرادیگا کہ مین خداتعالیٰ کی طرف سے دنیا پر آیا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسی کیطرف چلا گیا ہون اور جو شیطان کی اطاعت اختیار کرینگے۔ ان کو عدالت یعنے خداتعالیٰ کی شریعت سے مجرم ٹھیرائیگا۔ پس ان تمام باتون کو آنحضرت صلعم نے پورا کیا۔ یعنے حضرت مسیح کے مخالف بے ایمان یہودیون کو ان کے کفر اور گناہ کے باعث تقصیروار اور جھوٹے ٹھیرایا اور حضرت مسیح کا منجانب اللہ اور ایک راستباز نبی ہونا اور دنیائے فانی سے متوفی ہوکر ہمیشہ

*: نوٹ کالم اول۔ قرآن کریم مین اسکے برخلاف یہ تعلیم ہے کہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ سورہ جمعہ یعنی جب تم پوری طور پر عبادت الٰہی کے حقوق پورے کر چکو تو پھر زمین مین پھیل جاؤ اور خداتعالیٰ کے فضل کو ڈھونڈو یعنی جایز اور حلال طریق سے مال پیدا کرنیکی کوشش کرو تاکہ تم نجات پاؤ یعنی اپنے سارے وقتون کو کمائی اور دولت کے پیدا کرنے مین مت صرف کرو۔ مگر بقدر ضرورت پیدا کرکے پھر خداتعالیٰ کی یاد مین لگ جاؤ اسمین تم فلاح اور برکت پاؤگے + پس یہی حسن معاشرت کا کامل اور پاک طریق ہے جس سے خداتعالیٰ کے لازمی اور مقدم حقوق کے ادا سے بھی سبکدوشی حاصل ہوتی ہے اور دنیا جو عالم اسباب ہے اسکی ضرورتین بھی پوری ہوتی جاتی ہین +

کیلئے مرفوع الی اللہ ہونا تمام جہان پر ثابت کردیا اور شیطان کے تابعدارون کو ابدالآباد کیلئے شریعت کی عدالت سے تقصیروار ٹھیرایا اور کفارہ کے گندے اور ناپاک مسئلہ سے دنیا کو نجات بخشکر نیک اعمال اور توبہ کی طرف سب کو توجہ دلائی اور بموجب آیت ۱۶/۱۴ کے کہ وہ میری بزرگی کریگی آنحضرت صلعم نے حضرت مسیح کی بہت بزرگی کی اور آپکی دنیا مین عزت قائم کردی۔ پس ان آیات سے حضرت مسیح کا اپنی طہارت اور عزت کیلئے اور نیز اپنے اتباع کی کامل تسلی اور کامل ایمان کیلئے آنحضرت صلعم کیطرف بہت بڑا احتیاج ثابت ہوتا ہے اور یہی آنحضرت صلعم کی فضیلت خاصہ کی دلیل ہے اور انجیل مرقس ۱ باب ۷ و ۸ مین ہے کہ یوحنا منادی کرتا تھا کہ میرے پیچھے ایک مجھسے زورآور آتا ہے اور مین اس لایق نہین کہ جھک کر اوس کی جوتیون کا تسمہ کھولون۔ مین نے تمہین پانی سے بپتسمہ دیا۔ پر وہ روح القدس سے بپتسمہ دیگا۔ اور انہین دنون مین ایسا ہوا کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آکر یردن مین یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔

ان آیات سے ہویدا ہے کہ یہ پیشین گوئی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہے اور باقرار یوحنا یعنی یحیی بن زکریا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہین کیونکہ یوحنا خود کہتا ہے کہ مین اس لایق نہیں کہ جھک کے اسکی جوتیون کا تسمہ کھولون یعنی وہ مجھسے زبردست اور بزرگ اور معظم ہے اور مین اسقدر بھی نہین کہ اسکی ادنےٰ خدمت بجا لا سکون کیونکہ مجھ مین اور اسمین ایک بین فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مین نے تمہین صرف پانی سے بپتسمہ دیا پر وہ تمہین روح القدس یعنی وحی پاک (قرآن کریم) سے بپتسمہ دیگا چنانچہ قرآن کریم کی آیۃ کریمہ **صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون** اسی بپتسمہ کیطرف اشارہ کرتی ہے کہ جس کی تشریح حضرت یوحنا نبی نے اپنی اس پیشگوئی مین کی۔ یعنی اللہ کا اصطباغ اور اللہ کے اصطباغ سے کسکا اصطباغ یعنی بپتسمہ بہتر ہے اور ہم تو خاص اسی کی عبادت کرنیوالے ہین۔

اور اس پیشگوئی کی خصوصیت آنحضرت صلعم کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت مسیح یوحنا کے پیچھے نہین آئے بلکہ اسوقت موجود تھے اور نیز یوحنا کے معاصر بلکہ شاگرد تھے۔ کیونکہ اس آیت مین لکھا ہے کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آکر یردن مین یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا پس حضرت مسیح بوجہ شاگردی حضرت یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کے ان سے افضل بھی نہین ہو سکتے اور نہ بعد مین آئے ہین پس یہ پیشگوئی مختص بہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی اور اس سے فضیلت حضور کی بوجہ اتم و اکمل ثابت ہوئی

اور پھر جو لکھا ہے کہ تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا کہ اس سے بپتسمہ پاوے پر یوحنا نے اسے منع کیا اور کہا کہ مین تجھسے بپتسمہ پانیکا محتاج ہون اور تو میرے پاس آیا ہے۔ متی ۳ باب یہ بیان اور یوحنا کا وہ قول کہ جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکین (متی ۱۱ باب ۳) باہم متعارض ہین۔ کیونکہ انجیل متی سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مسیح یوحنا سے بپتسمہ پانے کیلئے ناصرت جلیل سے یردن مین آیا تو اسوقت یوحنا نے یہ لفظ کہے کہ مین تجھ سے بپتسمہ پانیکا محتاج ہون۔ اس کو کہا اور پھر اسی انجیل مین یہ لکھا ہے کہ یوحنا نے اپنی گرفتاری کے بعد قید کی حالت مین جبکہ یسوع جلیل کو چلا گیا ہوا تھا اپنے دو شاگردون کو مسیح کے پاس بھیجکر پچھوایا کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکین۔ دیکھو متی ۱۱ باب ۱۳

پس اگر یوحنا کو مسیح کو بپتسمہ دینے کے وقت اس بات کا علم ہوتا کہ یہی مسیح ہے اور مجھسے افضل ہے تو پھر جلیل مین اپنے دو شاگردون کی معرفت اس سے یہ کیون پچھواتا کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکین پس اس اختلاف سے پایا جاتا ہے کہ کسی کا ایک بیان ضرور غلط ہے خواہ پہلا خواہ پچھلا اور بصورت تعارض دونو بیان ساقط الاعتبار ٹھیرینگے پس اس تناقض اور تعارض کی وجہ سے یوحنا والی پیشگوئی کا خاتم الانبیاء کیساتھ اختصاص اور بھی بوضاحت ثابت ہوگیا۔

اور دوسری گواہی حضرت یوحنا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین وہ ہے کہ اس نے یہودیون کے جواب و سوال مین اپنے موعود نبی ہونے سے انکار کیا۔ یعنی وہ نبی جس کی توراۃ مین موسیٰ نے خبر دی تھی۔ اور یہودیون کو برطبق پیشگوئی علاوہ مسیح کے اس موعود نبی کی انتظار تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ مین مسیح نہین ہون۔ تب انہون نے اس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے اس نے کہا مین نہین ہون پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہین تب انہون نے اس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم انہین جنہون نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دین تو اپنے حق مین کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ مین جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا۔ بیابان مین ایک پکارنے والے کی آواز ہون کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو۔ اور یہ فریسیون کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور انہون نے اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔ پس کیون بپتسمہ دیتا ہے۔ یوحنا ۱ باب ۲۰ سے ۲۵ تک

ان آیات سے بصراحت ثابت ہے کہ یہودیون کو ایک بزرگ اولوالعزم نبی کی انتظار تھی اور وہ اس موعود نبی کو سوائے الیاس کے علیحدہ آنیوالا جانتے تھے۔ اور وہ نبی کیکر اسے تعبیر کرتے تھے اور اسکی نسبت یوحنا نے انکار کیا۔ کہ مین وہ نہین ہون اور نہ مسیح ہون۔ تب وہ

یہودیوں نے تاکیداً سوال کیا کہ اگر تو مسیح بھی نہیں اور الیاس بھی نہیں ہے۔ اور وہ نبی نہیں ہے تو اور کون ہے پس اوس نے یہی جواب دیا کہ میں بیابان میں ایک پکارنیوالے کی آواز ہوں۔

پس بلاشک وہ نبی کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مخصوص ہوا۔ اور حضرت مسیح سے اس لفظ کو کچھ مناسبت نہیں کیونکہ یہود کو جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں علاوہ مسیح کے ایک اولوالعزم مرسل کی انتظار تھی اور نبی سے وہ موسیٰ والی پیشگوئی کا موعود اور مبشر نبی مراد رکھتے تھے۔ مسیح اس پیشگوئی کا مصداق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس بالضرورت ثابت ہوا کہ یہ آنحضرت صلعم کے حق میں یوحنا کی مخصوص شہادت ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اب کیا ضرورت ہے؟

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مدرسہ کی ایک تازہ اور اشد ضرورت کیلئے پانچسو روپیہ کی تحریک کی تھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت مولانا موصوف نے جن احباب کو خصوصیت کیساتھ متوجہ کیا تھا وہ توجہ کر رہے ہیں چنانچہ ذیل میں ہم اپنے محترم بھائی منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ کی ایک تحریر شائع کرتے ہیں جو اسی تجویز کی عملی تائید ہے۔ ماسٹر صاحب اور ہمارے بھائی منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ دینی خدمات میں اپنے مال کو صرف کر نیمیں ہمیشہ خوشی اور لذت محسوس کیا کرتے ہیں اور کوئی ایسی تحریک نہیں ہوتی جسمیں یہ بزرگ بڑھکر حصہ نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ انکو اس سے بھی بڑھکر خدمات دین کا موقع دے۔

ہم اب کسی زائد تمہید کے بدون منشی صاحب کا اصل خط جو انہوں نے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے نام بھیجا ہے شائع کرتے ہیں۔ امید ہے ہمارے وہ بزرگ احباب جن کو اس خط میں مخاطب کیا گیا ہے اس حسن ظن کو جو سلسلہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اور پھر ہمارے محترم بھائی منشی محمد اسمٰعیل صاحب نے انکی مالی خدمات کو لحاظ سے انپر کیا ہے صحیح ثابت کر دکھائیں گے اور اپنے اپنے حصّہ کی رقم جلد بھیجکر مدرسہ تعلیم الاسلام کی اس موجودہ ضرورت کو رفع کر دینگے۔ خدا تعالیٰ انکو اور ساری قوم کو توفیق دے آمین

وہ تحریر یہ ہے:-

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

کو ایک سخت ضرورت کا پیش آنا مورخہ ۲۴ / مئی کے پرچہ الحکم میں ظاہر کر کے مبلغ پانچسو روپیہ کی ضرورت تبلائی گئی ہے چونکہ دینی خدمات کی اشاعت کا خاص اور بڑا ذریعہ یہی مدرسہ ہے اسلئے ہماری اپنی اس معتقدانہ جماعت خاص کر صاحبان ذیل سے استدعا ہے کہ فی الحال وہی ۱۵ صاحبان جنکے نام نیچے لکھے ہیں اگر اس قلیل مطلوبہ رقم کو حصہ رسدی پورا کر دیویں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے صرف ۳۳ ہی حصہ میں آوینگے جو حوصلہ مند بھائیوں کے نزدیک کچھ زیادہ نہیں ہے۔ باقیماندہ جماعت سے جو روپیہ آویگا وہ مدرسہ کے دیگر ضروری کام میں صرف کیا جاوے۔ امید ہے کہ ہماری پیش کردہ تجویز کو ہمارے بھائی منظور فرماویں گے۔

نیاز مندان
محمد اسمٰعیل و عبدالعزیز ماسٹر ٹیلر از میرٹھ

(شیخ رحمت اللہ صاحب۔ منشی تاجدین صاحب
سید محمد حسین صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب
حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ شیخ نور محمد صاحب
منشی محمد نواب خان صاحب۔ خواجہ جمال الدین صاحب
منشی عبدالعزیز صاحب۔ محمد اسمٰعیل
شیخ عطار محمد صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب
منشی عزیز بخش صاحب۔ بابو غلام محمد صاحب۔ بابو غلام احمد صاحب)

مکرمی برادر مولوی عبدالکریم صاحب دام عنایتکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
مبلغ ۶۳ خدمت عالی میں روانہ کئے جاتے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے کہ مبلغ ۳۳ نیاز مند محمد اسمٰعیل کیطرف سے اور مبلغ ۳۰ ماسٹر عبدالعزیز صاحب کی طرف سے ہے صفحہ دوئم پر جو مضمون ہے مہربانی فرماکر پرچہ الحکم میں آئندہ ہی پرچہ میں درج کرادیجئے ہماری دلی خواہش ہے کہ وہی ۱۵ اشخاص جن کے نام آپنے تحریر فرمائے ہیں اُس رقم مطلوبہ کو حصہ رسدی ادا کر دیویں۔

راقم نیاز
محمد اسمٰعیل ماسٹر ٹیلر رائل بریگیڈ نمبر ۳

احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

کچھ عرصہ ہوا کہ میاں احمد نور صاحب نور زرکنقان مولانا مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانیکو اسلئے مخدومی و مکرمی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے تحریک کی تھی اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چھوٹی سی خدمتمیں پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جاویگی تعمیر مکان کا کام شروع بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن آج تک جو اس تحریک پر اسکیلاہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے سوائے ان رقوم کے جنکا ذکر اس تحریک میں بھی کیا گیا تھا صرف ۳۰ روپیہ کی رقم جسمیں بڑا حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب شیخ عطار محمد صاحب اور سیر ایبٹ آباد کا ہے وصول ہوئی ہے جو بالکل ناکافی ہے۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاوے ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہے اس کو بھی برباد ہونیکا اندیشہ ہے اس کیلئے ضرورت ہے اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں بہت جلدی جسقدر ہو سکے روپیہ بھیج کر اس کام کے سرانجام دینے میں مدد دیں اور رقم مطلوبہ کو جس کا اندازہ دوسو تک کیا گیا ہے پورا کر دیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اس سلسلہ میں آئے دن دینی کاموں کیلئے چندوں کی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ دینی خدمت کا یہی وقت ہے جو صاحب توفیق رکھتے ہوں وہ ضرور اس کار خیر میں حصہ لیں۔ رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہیں۔

شیخ رحمت اللہ ۱۰ عہ شیخ عطار محمد صاحب ۱۰ عہ
چندہ معرفت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب قادیان ۱۰ عہ
مفتی محمد صادق صاحب ۱ عہ مولوی شیر علی صاحب ۱ عہ
میاں نواب الدین صاحب ۸ عہ سید محمد علی شاہ صاحب نے علاوہ ۵ عہ چندہ کے ایک کوٹھے کی چھت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہے۔ مولوی امام الدین صاحب مدرس گولیکی ۱ عہ بابو شاہدین گولڑہ ۱ عہ۔ میاں خیر الدین گارڈ و عبدالعزیز کوہاٹ ۱ عہ منشی نذیر الدین بہاموں ۸ عہ

[illegible]

مخمس فی المدح حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان بروز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصنفہ ایس۔ این احمد احمدی خلف ایس۔ ایم یوسف احمد ہیڈ کلرک دفتر کمیشنر سکنہ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ

سلک گہر ہی رشتہ وہ ہی سخن میرا | گویا ہے موتیوں کا خزانہ دہن میرا
مہ گل مسیح شان ہے چلن میرا | سرسبز یہ فضا ہے ہمیشہ چمن میرا
مداح ہوں میں اس شہ عالیمقام کا
جو جان تن ہے خاص رسول انام کا

یہ مصطفےٰ کا گلشن دلکی بہار ہیں | دیکھو آسمان کو یہ ماہ کمال ہیں
بر اشتباہ و برج اسد کے ہلال ہیں | اور آفتاب دولت دین بے زوال ہیں
یہ مصطفےٰ کی جان ہے اور دل کا چین ہیں
یہ مصطفےٰ کی جان ہیں مہدی حسین ہیں

بوئے گل یا من ہیں یہ مہر میں سیر ہے | بستان احمدی کی صنوبر میں سیر ہیں
[illegible] | قتل عدو کو تیز و سکہ ہیں سیر ہیں
مردود ہیں جو ہر کہتی ہیں نقیض اس جناب کو
نمرود میں جلیں گے وہ تاریخ عذاب سے

[illegible] وقت پانکا قدم آرا | آیا ہے جس کی شان میں الاان دلیا
قرآن میں یہ جسکی تفصیل ہے لکھا | یہ مرتبہ جو انکو دیا حق اے فنا
ازا تبلغ سنت نبوی ہے بالیقین
چلتی ہیں اب قدیم نقیدہ مخبر مسنین

سرتاج اولیا زمان ہیں بے سیر ہیں | باغ دعا کو سرو روان ہیں بیسر ہیں
مفتاح قفل رمز نہاں ہیں بیسر ہیں | یہ ترز فکر وہم و گمان سے بیسر ہیں
بے شبہ بے نظیر ہیں اور بے عدیل ہیں
کافی یہ ہے کہ نور خدائے جلیل ہیں

مسیح رسل کو ماہ ہیں لاریب یہ سیر حقیقت شاہ ہیں
یہ کیفیت الرقت کی راہ ہیں | یہ شمع معرفت ہیں یہ نور الٰہ ہیں
سرگرم انکو فیض قدم سے ولی ہوئے
اور [illegible] سے بدل کر علی ہوئے

اسی عرض ہی نصیر کی [illegible] | بارگاہ تیری ہمیشہ زوال
تیری سوا کسے نہیں طاقت کمال | آیا ہوں تیرے در پہ نہ بھیجی سوال
اس مرتبے کے عیوض میں مجھ کو یہ صلہ ملے
سایہ میں مہدی پاک کے مجھ کو جگہ ملے

امرتسر پٹھانکوٹ لائین

بٹالہ کا ریلوے سٹیشن اور کمی عملہ

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں ہم نے ریلوے سٹیشن بٹالہ کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور محکمہ ریلوے کے اعلیٰ افسروں کو توجہ دلائی تھی کہ بٹالہ کا ریلوے سٹیشن امرتسر پٹھانکوٹ لائین پر سب سے بڑا ریلوے سٹیشن ہے۔ اس لئے کہ وہ تجارت کی بڑی بھاری منڈی ہے اور بلحاظ آبادی کے بھی ایک بڑا شہر ہے۔ چنانچہ اس سٹیشن پر کام کی کثرت، اور لوگوں کی آمدورفت ہی اس امر کا موجب ہوئی تھی کہ ہم نے حکام ریلوے کو ایک تیسری ٹرین کے جاری کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور افسران بالادست نے اس ضرورت کو محسوس کرنے پبلک کے فائدہ کیلئے اولاً تیسری ٹرین صرف بٹالہ تک ہی جاری کی تھی جو اب براہ پٹھانکوٹ تک آتی جاتی ہے۔ مگر یہ نتیجہ ہے کہ جب تیسری ٹرین بڑھائی گئی تھی جو کثرت آمدورفت مسافران اور دیگر تجارتی امور کے باعث ہوئی تھی تو اس کے ساتھ ہی عملہ میں بھی کسیقدر زیادتی کی جاتی مگر افسوس ہے کہ محکمہ ریل کی کفایت شعاری اور کثرت منافع کے خیال نے غریب کلرکوں پر رحم ہونے دیا۔ اسپر ہم نے الحکم کی کسی گزشتہ اشاعت میں اس پر حکام کو توجہ دلائی کہ کم از کم بکنگ آفس میں اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی مدد کیلئے ایک کلرک اور بڑھا دیا جاوے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کم از کم ایک زائد سنگنلر دیا جاویگا۔ لیکن ابھی تک توجہ نہیں کی گئی۔ اگرچہ بیچارہ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جہانتک اس سے ممکن ہوتا ہے وقت معینہ سے پہلے سے ٹکٹ دینے شروع کر کے گاڑی کے جانے تک ٹکٹ دیتا رہتا ہے لیکن پھر بھی اسکی مشکلات کچھ کم رحم طلب نہیں ہیں۔ مسافروں کی آرام اور رفع تکالیف کیلئے از بس ضرور ہے کہ ایک زاید کلرک کم از کم بکنگ آفس میں بڑھایا جاوے ہم امید کرتے ہیں کہ افسران ریلوے ہماری اس مکرر یاددہانی پر توجہ فرمائیں گے۔ اور جیساکہ ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں ویسا درجہ کے مسافروں اور مستورات کے گذرگاہ کیلئے بھی الگ انتظام ہونا چاہیے۔

کیا تار اندر مکان بن گیا ہے؟

بٹالہ ریلوے سٹیشن پر سکنہ حلوائی جن دوکانات ملحقہ سرائے میں رہتے ہیں ان میں سے آخری دوکان کا ایک حصہ ریلوے کی حدود کے اندر بنا ہوا معلوم ہوتا ہے تار ریلوے والوں کی حدود اگر اس لائین کا ذمہ دار انجنیر اس سوال پر غور کرے گا تو کوئی مفید نتیجہ برآمد ہونے کی توقع ہے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن

گورداسپور ریلوے سٹیشن کے عملہ ماتحت کو پبلک کی آسائش کا اور اپنے فرض منصبی کو مدنظر رکھکر اسیقدر مزید احتیاط سے کام کرنا چاہیے تاکہ کسی قسم کی کسی کو جائز شکایت کا موقع نہ ملے ہمارے پاس عملہ ماتحت میں سے ایک شخص کے اخلاقی برتاؤ کے متعلق ایک ناگوار شکایت آئی ہے۔ ہمارے پاس شکایت کرنے کی بجائے بہتر طریق یہ ہے کہ سٹیشن ماسٹر کو فی الفور اطلاع دیجاوے یا کارڈ کو اطلاع دیجاوے۔ اور پھر ذمہ دار افسروں کو ...

چونکہ ... مستورات کے گذرنے کے لئے کوئی جداگانہ انتظام نہیں اور نہ زنانہ ... موجود ہیں اس لئے انہیں لوگوں سے ہر شخص کو سابقہ پڑتا ہے۔ اگر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی عزت کا پاس نہ کریں تو یہ سخت افسوس ہوتا ہے۔ اسلئے اسی جگہ پر اور بھی احتیاط چاہیے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ سٹیشن ماسٹر صاحب گورداسپور توجہ فرمائیں گے۔ ہم جب تک اصل واقعات کی تصدیق نہ کرلیں اسکے متعلق خصوصیت سے کچھ کی ضرورت نہیں سمجھتے بجز اسکے کہ مسافروں کی ذراسی تکلیف بھی ناقابل عفو غلطی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ہماری جان گئی اور ان کی اد شہیر کی کا معاملہ ہوجاتا ہے۔ کسی کو دو منٹ دیر سے ٹکٹ ملا اور وہ بیچارہ گاڑی سے رہ گیا تو بہت سا نقصان ہو گیا۔ یا کسی عورت کو گذرتے ہوئے ناگزیر واقعہ پیش آگیا۔ پس جہانتک ممکن ہے ان لوگوں کو مسافروں کی آسائش اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کا بہت ہی بڑا خیال رکھنا چاہیے۔

گورداسپور ہیڈ

گورداسپور کے ہیڈ آفس کے متعلق ہم بعد میں چند مضامین افسران محکمہ ڈاک کی توجہ کیلئے لکھیں گے۔ لیکن اس سے پیشتر کہ ہم اس سلسلہ کو شروع کریں ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن اور پوسٹماسٹر گورداسپور کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اسپر توجہ کریں۔

مظلومان پوسٹ آفس

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی

طپیدن دل مرغان رشتہ در پارا

تمام ہندوستان کے محکمہ ڈاک کے لاکھوں ملازموں کی قسمت کا مالک اور حاکم عیالداری کے ضروریات اور حوائج اور زندگی کے آسائش و آرام کیلئے ہزاروں روپیہ تنخواہ پانیوالا۔ سردیوں میں کلکتہ کی معتدل آب و ہوا اور گرمیوں میں شملہ کی سرد اور خوشگوار موسم کے مزے اڑانیوالا۔ اعلیٰ طبقے کے جنٹلمینوں اور لیڈیوں کی دلفریب اور فرحت افزا سوسائٹی کا دلدادہ ایک افسر ایک ایسے بدقسمت اور بدنصیب شخص کی مصیبتوں کی قدر کیا جان سکتا ہے جس نے اپنی جوانی کے بیس سال محکمہ ڈاک کی چٹھی رسانی میں گذارے ہوں۔ سات آٹھ روپیہ ماہوار میں اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالا ہو اور بڑھاپے کے قریب آکر ناکردہ گناہ موقوف کیا گیا ہو۔ یہ بیگناہ شخص اگر اپنی مصیبتوں اور اور ظلم رسیدگیوں کی نسبت مسٹر فنشا صاحب بہادر سی ایس آئی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی خدمت میں اپیل کرے۔ اور وہاں سے مہینوں تک جواب نہ آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مسٹر فنشا کو شاید یہ خیال ہے کہ جسطرح تین چار ہزار روپیہ کی تنخواہ پانے والا افسر اپنی نصف یا نصف سے زائد تنخواہ بچاکر ضرورت کے وقت کام چلا سکتا ہے اسیطرح ایک سات یا آٹھ روپیہ تنخواہ

کتنے ... دنوں ... بال بچے در بدر خراب ہو ... لئے مہینوں تک اور بہت سے ... میں برسوں تک اپیل کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

ناتک سابق چٹھی رسان کھنہ ضلع لودہیانہ حال موقوف شدہ نے اوائل فروری میں پوسٹماسٹر جنرل کی معرفت اپنی اپیل ڈائرکٹر جنرل کو بھیجی تھی اور افسوس کہ آجتک کہ مئی کا آخر ہے اور چار ماہ گذرنے آئے ہیں کوئی جواب نہیں پہونچا۔ باوجودیکہ مسٹر ولسن صاحب بہادر پوسٹماسٹر جنرل پنجاب ایک روشن ضمیر تجربہ کار اور ہمدرد افسر ہیں اور باوصفیکہ انہیں محکمہ ڈاک کی ملازمت میں عرصہ دراز گذر چکا ہے لیکن محکمہ ڈاک کی لغو اور فضول اور غیر مفید ضوابط احکام اور نقشہ جات وغیرہ نے کام اس قدر بڑھا دیا ہے کہ افسران بالادست کو عرض دہندوں کی عرضیاں اور اپیل کنندوں کے اپیل پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کلرک نوٹ لکھ دیتے ہیں اور انہیں نوٹوں پر ان پاینہ کا حکم چڑھ جاتا ہے۔ ناتک کے مقدمہ میں جو خلاف ضابطہ اور خلاف قیاس اور خلاف کانشنس کارروائی سرزد ہوئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر ولسن نے اس کے مقدمہ کی مثل کو دیکھا ہی نہیں ورنہ صاحب ممدوح ایسا صریح ظلم جو ناتک پر ہوا ہے کبھی روا نہ رکھتے۔

ہم اس مقدمہ کے حالات اور اپیل کے وجوہات آیندہ اشاعت میں درج کریں گے لیکن ہم نہایت ادب کے ساتھ پوسٹماسٹر جنرل صاحب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ ایسے ایسے نازک مقدمات اور علی الخصوص چٹھی رسانوں اور چھوٹے چھوٹے ملازموں کی اپیلیں صرف کلرکوں کے نوٹ پر فیصلہ کرنا داخل انصاف نہیں ہے۔ ہزآنر سر ڈینزل ابٹسن سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اپنے عہد میں سکرٹریوں کو بالکل منع کر دیا تھا کہ جو مسلہ جات ان کی پیشی کیلئے آئیں ان پر کوئی نوٹ درج نہ کیا جاوے اور جہانتک ہمارا خیال ہے ان کا زمانہ پنجاب کی تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ (زمیندار)

روپیہ اُڑ گیا

ہم نے الحکم میں جب ڈاکخانے کے محکمے کے متعلق بعض مضامین کا سلسلہ شروع کیا تھا تو اس میں سے پہلا مضمون ہم نے نوٹ سسٹم کے متعلق لکھا تھا کہ نوٹ سسٹم کا استعمال بعض غریب کلرکوں اور دوسرے ماتحتوں کو سخت نقصان پہونچا دیتا ہے۔

اس کے ضمن میں ہم نے دیوی دتا مل ایک کلرک کا ذکر کیا تھا اس ذکر کے ساتھ ہی ہمارا ماتھا ٹھنکا تھا کہ اس بیچارے کو ہی مضامین کا محرک سمجھا جاوے گا حالانکہ ہماری اس بیچارے سے کوئی خط و کتابت یا راہ و رسم کبھی نہ تھی اور نہ ہے۔ آخر جس خطرہ کا ہمکو اندیشہ تھا وہ سنیاسا مرتک ہو کر رہا۔ یہ تو نہیں کہا گیا کہ دیوی دتا مل الحکم کے مضامین کا محرک تھا بلکہ وہ ایک آفت میں مبتلا ہو گیا ہے اگرچہ ہم ابھی تک اس کے متعلق کہنے کیلئے تیار نہیں کہ حق کیا ہے؟ کیونکہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں بن رہی ہیں۔ آج ہم فی الحال اس مقدمہ کا مختصر سا تذکرہ اور عام حالات بتاتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ سیالکوٹ سے ایک تھیلہ ڈاک کا بند شدہ ذونیرہ کے نام کا ریلوے سٹیشن ٹھانکو پر آیا جہاں دیوی دتا مل متعین تھا اس میں ایک کیش بیگ معمولہ ایک سو چالیس روپیہ بھی تھا۔ دیوی دتا مل نے اس تھیلہ کو کھولنے کے بغیر عام قاعدہ اور اعتبار کے موافق اس کو لیکر صندوق میں رکھ دیا جس کے اوپر لالہ گنپت رائے انسپکٹر ڈاکخانجات کی کرسی بچھی ہوئی بیان کیجاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت وہیں تھے آخر جب ڈاک کی روانگی کا وقت آیا تو دیوی دتا مل نے انسپکٹر صاحب کی کرسی اٹھا کر تھیلا نکال کر حوالہ ڈاک کیا۔ اس ڈاک کے ہمراہ تانگہ پر انسپکٹر صاحب اور بعض ملازمان ڈاکخانہ اور شاید ایک ڈپٹی انسپکٹر بھی سوار ہوئے۔ وہ ذونیرہ پہونچکر وہ روپیہ اس تھیلے سے کہا جاتا ہے برآمد نہیں ہوا۔ اس پر اسوقت جو معمولی اطلاع کے کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ بعد میں سنا ہے پولیس نے تلاشی لی مگر کچھ برآمد نہیں ہوا۔ پھر دیوی دتا مل نے دفتر کی بعض شکایات کے متعلق پی ایم جی کو لکھا اور اپنے پاس کسی تحریری ثبوت نا واجب سختی کے ہونے کا حوالہ دیا

جس پر پی ایم جی صاحب نے اپنا ایک پرنسپل اسسٹنٹ وہاں بھیجا اور سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی میں وہ تحریری ثبوت اس سے لیا گیا اور دیوی دتا مل اب معطل ہے پھر دوبارہ پولیس نے تلاشی لی۔ مگر کچھ برآمد نہیں ہوا مقدمہ تفتیش کے لئے حوالہ پولیس ہے۔ دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے یہ واقعات عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں ہم تفصیلی واقعات اور اصل واقعات کو لکھنے کیلئے کسی واقف کار کو توجہ دلاتے ہیں۔

تفصیلی واقعات کے موصول ہونے پر اس معاملہ پر پوری روشنی ڈالی جا سکے گی اور ہم اپنی رائے کے اظہار کے بھی قابل ہو جائینگے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب نے جبکہ انکو معلوم ہو گیا تھا کہ روپیہ گم ہو گیا ہے اسی وقت چاہئے تھا کہ واپس آکر تفتیش کرتے مگر اس وقت انہوں نے واپس آنا ضروری نہیں سمجھا۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ بہر حال اس وقت تک ہوائی خبریں ہیں۔ لالہ گنپت رائے صاحب انسپکٹر سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ اگر نامناسب نہ ہو تو وہ اصل حالات بھیجکر ہمکو شکر گذاری کا موقع دیں۔

(باقی پھر)

مظلومانِ پوسٹ آفس

دوسری جگہ ہم نے نانک بخش مظلوم سابق چٹھی رسان ڈاکخانہ کمنہ کے مقدمہ کے حالات بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا جو درج کئے جاتے ہیں۔

نانک بخش چٹھی رسان بائیس سال کا ملازم تھا اور نو سال کامل سے ڈاکخانہ کمنہ میں کام کرتا رہا تھا۔ وقوعہ مقدمہ سے پہلے جس کا ذکر ہم آگے کرینگے وہ نہایت نیکنام رہا۔ سب پوسٹماسٹران کمنہ اور انسپکٹران سب ڈویژن نے اس کے کام کی نسبت پہلے کبھی شکایت نہ کی سوا اس کی سروس بک ہمیشہ بے داغ رہی۔ لیکن جب لالہ لچھمن داس سب پوسٹماسٹر نے ڈاکخانہ کمنہ کا چارج لیا تو اس کو نانک سے ایک قسم کی عداوت پیدا ہو گئی۔

نانک اس نفرت اور کدورت کی وجہ بتلاتا ہے کہ چونکہ لچھمن داس ہندو تھا اور کفایت شعاری کی وجہ سے کوئی نیچ کا ملازم نہ رکھ سکتا تھا اسکی قدرتی خواہش یہ ہوئی کہ نانک بخش مسلمان کی جگہ کوئی ہندو چٹھی رسان ہو جو اس کے پرائیویٹ کام مثلاً پانی لانا کھانا پکانا بھی

کر سکے۔ آتے ہی سب پوسٹماسٹر نے اسکو کہنا شروع کیا کہ اپنی تبدیلی کی درخواست کرے لیکن نانک کو بھی عرصہ دراز کی سکونت کی وجہ سے کمنہ کے ساتھ دلبستگی ہو گئی تھی اور اس لئے وہ تبدیلی کی درخواست خود بخود نہ کر سکا۔ علاوہ ازاں اس نے یہ بھی خیال کیا کہ خود بخود تبدیلی کی درخواست کر دینے سے وہ سفر خرچ اور ٹرانزٹ پے سے محروم ہو جائے گا۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ نانک کا بیان یا خیال کہاں تک صحیح ہے مگر بتیس ۳۲ سالہ ملازمت محکمہ ڈاک کے تجربہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اکثر سب پوسٹماسٹر اور پوسٹ ماسٹر چٹھی رسانوں اور ہرکاروں سے پرائیویٹ کام لیتے ہیں پانی بھرواتے اور کھانا پکواتے ہیں اور اس لئے پوسٹماسٹر اور سب پوسٹماسٹر ہندوؤں کو پسند کرتے ہیں یہ کسی مذہبی تعصب سے نہیں۔ بلکہ صرف اس خیال سے کہ ہم مذہب ماتحتوں سے افسروں کے پرائیویٹ کاروبار میں زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ اور ہندو پوسٹماسٹر اور سب پوسٹ ماسٹر چھوت چھات کے زیادہ قائل ہوتے ہیں۔ وہ اس قسم کی سہولتوں کے قدرتی طور پر زیادہ خواہشمند ہوتے ہیں اور اس لئے ممکن ہے کہ لچھمن داس سب پوسٹماسٹر کمنہ کی یہ خواہش ہو کہ نانک بخش مسلمان چٹھی رسان کی بجائے کوئی ہندو چٹھی رسان آ رکھے۔

بہر صورت باہمی کدورت اور نفرت کی کوئی وجہ ہو لچھمن داس نے ...... جون سنہ ۱۹ء کی صبح کو اس عذر پر (خواہ وہ عذر صحیح تھا یا بناوٹی) کہ نانک دیر سے حاضر ہوا ہے اسکو مارا اس مار پیٹ میں رول چوبی سے اس کا ایک دانت بھی توڑ دیا اور دفتر سے نکال دیا۔ اور سنا جاتا ہے کہ بذریعہ تار کے صاحب سپرنٹنڈنٹ علاقہ کو اسکی شکایت کر دی۔

نانک بخش نے جب دیکھا کہ اسے مار پیٹ بھی ہوئی ہے اور رپورٹ بھی ہو گئی ہے۔ تو بقول مرتا کیا نہ کرتا اس نے تھانہ میں جا کر اپنی رپورٹ درج روزنامچہ کرا دی۔ بعد تحقیقات موقعہ اور شہادت ڈاکٹر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بہ علت ضرب شدید زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند لچھمن داس کو چالان کر دیا والہ لچھمن داس نے اس مقدمہ کی جواب دہی کے لئے ڈھائی ماہ کی رخصت حاصل کی۔ حالانکہ اس کام کیلئے صرف ہفتہ دو ہفتہ کی رخصت کافی تھی۔

اس مقدمہ میں کمنہ کی تاسیل اسسٹنٹ لو جو عیسائی تھے دوکاندار وغیرہ اور ساہوکاروں نے اور ڈاکخانہ کے ہرکاروں نے لچھمن داس کے خلاف شہادت دی مگر نانک کی بدقسمتی کہ لالہ سنت رام صاحب مجسٹریٹ نے تمام شہر کے معززین کی گواہی کو غیر معتبر اور غیر مستند

خیال فرما کر نانک کا استغاثہ کو خارج کر دیا ہم مجسٹریٹ کے فیصلہ پر سر دست اپنی رائے مفصل آئندہ لکھینگے فی الحال اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ لالہ سنت رام صاحب کی عدالت نے لچھمن داس سب پوسٹماسٹر کے بیان کو معتبر خیال کیا اور ایسا کرنے کے وجوہات جو درج فیصلہ ہیں وہ بہت قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتیں لیکن تعجب تو یہ ہے کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب نے اس فیصلہ کو صحیح باور کر کے یہ حکم دیا کہ چونکہ نانک بخش کی غلط رپورٹ کی وجہ سے لچھمن داس کو ڈھائی ماہ کی رخصت بلا تنخواہ لینی پڑی اور اس سے اس کا ڈیڑھ سو روپیہ کا نقصان ہوا۔ لہذا یہ ڈیڑھ سو روپیہ نانک بخش ادا کرے اور جب تک نہ ادا کرے بحال نہ کیا جائے۔

نانک چٹھی رسان عیالدار آدمی تھا سات آٹھ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تھا پچھلے پانچ سات سال کی قحط سالیوں کی وجہ سے ایک حبہ بھی پس انداز نہ کر سکا اس لئے اتنی گراں رقم کا یکمشت ادا کرنا اسکی طاقت اور استطاعت سے خارج تھا اور اگرچہ کسی طرح بھی وہ اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ وار نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم اس نے حاکم مذکور کی منت سماجت کی بہت سی عذر و معذرت اور منت و سماجت کے بعد یہ درخواست کی کہ یہ رقم ایک دو روپیہ ماہوار کی قسط سے اسکی تنخواہ سے وضع کیجائے۔

آخرش پوسٹماسٹر جنرل صاحب نے نانک بخش کو سال ڈیڑھ سال کی معطلی کے بعد عدول حکمی کے جرم میں موقوف کر دیا۔ پوسٹماسٹر جنرل کے اس خلاف انصاف خلاف قانون اور خلاف مقتضائے رحم فیصلہ پر بھی ہم اپنی رائے کا اظہار کسی آئندہ موقعہ پر ملتوی کرتے ہیں۔ اور صرف اس اطلاع پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ مظلوم نانک نے پوسٹماسٹر جنرل صاحب کے فیصلہ کی اپیل صاحب ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کو چار ماہ سے بھیجی ہے۔ لیکن تا حال جواب نہیں آیا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء — رجسٹرڈ ایل ۲۷ — منارۃ المسیح موعودؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اَنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

واللہ متم نورہ و لوکرہ الکافرون

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ باشد زقادیاں ہیں | دو ابینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

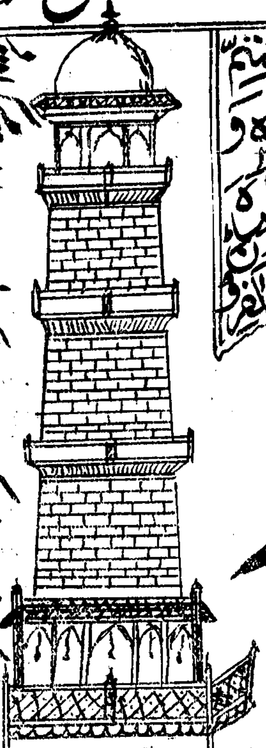
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	۴
خواص و معاونین سے	۵
ہندوستان سے باہر	۷
غیر مذاہب والوں سے	۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے	(۲ و ۱۲ آنہ)

نمبر ۲۱ — دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۷ء — جلد



کلمات طیبات امام الزمان

علیہ الصلٰوۃ والسلام

تسبیح پھیرنے کے متعلق

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک صاحب نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لیکر ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ... ہوا کرتا تھا۔ اور ... کی وجہ سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آتی ہیں اور انہوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ ان روایات میں باہم اختلاف ہے حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقع کے ہوتی تھی مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزت نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزت کر اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس

اور تمام نیکیوں کو ترک کر دیا جاوے یہی نیکی ہے۔ ایسا ہی اسی طرح پر تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اب یہ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا نماز کے بعد ہی ہے تو ۳۳ مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ ۳۳ مرتبہ والی بات ... ہے ... جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذت سے یاد کرتا ہے اسے شمار سے کیا کام وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر۔

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ۳۳ مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپ نے اسے فرمایا کہ ۳۳ مرتبہ کر لیا کر اور یہ جو تسبیح ہاتھ میں لیکر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حالات سے آشنا ہو تو اسے معلوم ہو جاوے گا کہ آپ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہنچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تھے رات کو جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ کو اپنے بستر پر نہ پایا مجھے خیال گذرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپ کو نہ پایا۔ پھر میں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کی طرح پر زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں

سجد لک روحی وجنانی

اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ ۳۳ مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے ہرگز نہیں۔

جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے وہ ذکر الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہے نہیں کہ تسبیح لیکر دانہ شماری کرے کسی نے کہا ہے

دل کا منکا صاف کر تسبیح کے

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا سے سچا تعلق پیدا کرے۔ تب وہ کیفیت پیدا ہوگی

اور وہ ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔

پھر پوچھا گیا کہ نماز والی نیا تعداد رکعت کیوں رکھی ہے؟

فرمایا

اس میں اللہ تعالیٰ نے اور اسرار رکھے ہیں جو شخص نماز پڑھے گا وہ کسی نہ کسی حد پر تو آخر رہیگا ہی اور اسی طرح پر ذکر میں بھی ایک حد تو ہوتی ہے لیکن وہ حد وہی کیفیت اور ذوق و شوق ہوتا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے جب وہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بس کر جاتا ہے

دوسرے یہ بات حال والی ہے قال والی نہیں جو شخص اس میں پڑتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے۔ اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہیگا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک تاجر نے ۷۰ ہزار کا سودا لیا اور ۷۰ ہزار کا دیا مگر وہ ایک آن میں بھی خدا سے جدا نہیں ہوا پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ آ سکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہیگا اسی طرح پر جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کو رونا ... نہیں جتنا عارف کے ہنسی میں ... وہ بھی نتیجہ ہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں نگین ہوتا ہے یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر ... رکھ دیتا ہے

تہذیبی دنیا پر سرسری نظر

ہاں ضرور یہ بھی وقت ہے | اخبار انگلشمین کلکتہ کے حوالہ سے معلوم ہوا ہے کہ

شنگھائی میں ۰ سے زیادہ جاپانی سوداگر مسلمان ہو چکے ہیں اور مسلمانان شنگھائی نے شیخ عبداللہ کو لنڈن سے درخواست کی ہے کہ وہ مذہب اسلام پر چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھیں جن کا ترجمہ جاپانی زبان میں کیا جاوے گا ۔

عقائد اسلام پر فلسفیانہ بحث کرنا اور اسی اسلوب سے اسلام کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنا جو اسلام سے کچھ بھی واقف نہیں ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا ۔ اس خبر کو پڑھ کر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ چین میں باوجودیکہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے لیکن ایک کوئی ایسا متبحر عالم معلوم نہیں ہوتا جو نو مسلموں کو عقائد اسلام کی پوری پوری تلقین کر سکے ورنہ اسکی کیا وجہ سمجھی جاوے آئی کہ کیوں شیخ لورپول سے ایسی درخواست کی گئی ۔

امر یہ ہے کہ **حقیقی اسلام کی** اشاعت کا مرکز جیسا کہ علم الٰہی میں مقدر ہو چکا تھا **قادیان** ہے جہاں خدا کے **برگزیدہ بندہ** نے نزول فرمایا ہے اسلیے احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ ان دور دست ممالک میں اسلام کی حقیقی روشنی کو پہونچانے کی فکر کریں اور جہاں تک انسے ممکن ہے سعی کریں ۔ ہماری ذاتی رائے ہے کہ ہمارے سلسلے کے قدر حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب جیسے بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ **عقائد اسلام** پر زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے موافق مختصر اور عام فہم رسالے لکھیں جنکو قوم انگریزی اور دوسری زبانوں کے ذریعہ سے ان لوگوں تک پہونچانے کی فکر کرے جو اسلام کی طرف آتے ہوئے نظر آرہے ہیں ۔ یہ وقت کا کام ہے اہل قلم فرض قلم سے کام لیں اور اہل دل اپنے طالوں کو نثار کریں ورنہ یہ تو یقین ہے کہ مامور کی دعائیں تو ایک انقلاب مذہبی پیدا کر کے ہی رہینگی ۔

مسلمانوں اور آریہ سماجیوں کو آج کل مذہبی مناظروں کا | آجکل کے مذہبی مناظروں پہ نقشہ

بہت شوق پیدا ہو چلا ہے اور آئے دن کسی نہ کسی مقام پر ایسے مذہبی مناظروں کا دنگل قائم ہوتا ہے جس میں وہی پہلوان بار بار اترتے ہیں اور وہی مضمون ان کے زیر بحث ہوتا ہے اور وہی دلائل دُہرائے جاتے ہیں ۔ ہم حیران ہیں کہ سمجھدار آریہ اور دانشمند مسلمان ایسے مذہبی مباحثوں سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں بجز اسکے کہ غریب مسلمانوں اور ایسا ہی آریوں کا روپیہ برباد ہو اور آئندہ کے لیے عداوت اور بغض بڑھے اور جو لوگ کم علم اور سادہ لوح ہیں ان میں بد اعتقادی اور شک کو ترقی دیں مذہبی مناظرات کے لیے اب قلم کا میدان کھلا ہے ۔ اور وقت پریس کی طاقت سے کام لینا چاہیے اور مباحثات کا موجودہ رخ بالکل بدل دینے کے قابل ہے ہر ایک اہل مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں اور کمالات بیان کرے اور یا اگر مباحثہ بھی کرنا ہو تو خاص شرائط کے ماتحت ہو اور ان نشانات میں ہو جو حقیقی مذہب کے عملی نتائج یا ثمرات کہلا سکتے ہیں نری الفاظوں اور لسانیوں سے اب کوئی کسی پر کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور منوا سکتا ہے بلکہ حقیقی مذہب کے منوانے یا یوں کہو کہ حقیقی مذہب کی حجت ملزمہ قائم کرنے کا اب وہی طریق ہے جو خدا کے مسیح موعود نے اختیار کیا ہے ۔ اور اسی لیے اسکو وہ فتح عطا ہوئی ہے کہ اسے سزاوار ہے ۔

چہ میتہا براد ندارہی جوار را
کو تا بدکس کہ بیند اپنا تہار

نگینہ میں مباحثہ

نگینہ ضلع بجنور میں اسی ماہ کی ۵ تاریخ سے مسلمانوں اور آریوں کے درمیان ایک مذہبی مناظرہ کا دنگل قائم ہوا مضمون زیر بحث الہام تھا اور اپر بحث کرنے والے وہی پرانے مناظر ثناء اللہ امرتسری (جنکی بابت میں علماء اسلام نے بڑی شدومد سے فتوٰی کفر دیا ہے) اور ماسٹر آتمارام صاحب امرتسری تھے ۔ ستیاناس ہے کہ ثناء اللہ نے فتوی کفر نے میدان مباحثہ میں برا اثر پیدا کیا خواہ کچھ بھی ہو ان مباحثوں میں بجز تضیع اوقات اور صرف زر کے کوئی فائدہ فریقین کو نہیں ہوتا البتہ حریصان شہرت و نمود کا مطلب کسی نہ کسی پیرایہ میں پورا ہو جاتا ہے ۔

خریداران اپنا حساب جلد بیباق فرماویں اور ہمکو وی پی لینے کے لیے ہروقت طیار رہیں

مینیجر

آہ! تیسرا پتھر

مسلمانوں کی حالت اس حد تک تنزل ہو چکی ہے کہ اگر کوئی اہل دل انسان سنن الٰہیہ پر نظر کرنے والا ہو تو وہ چیخ اٹھیگا کہ ہر وقت مسلمانوں کی اصلاح اور درستی کیلیے بالضرور کوئی ایسا شخص آنا چاہیے جو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمت رکھتا ہو اور اسی کام کے لیے مامور ہوا ہو ۔ اگرہ کے اخبار میں فرخ آباد سے کسی نامہ نگار نے ایک قطعہ تاریخ چھپوایا ہے جو اسنے اپنی تیسری لڑکی کے پیدا ہونے پر لکھا ہے یہ قطعہ تاریخ کیا ہے اچھا خاصہ نوحہ ہے جو اس تقریب پر کیا گیا ہے ۔ وہ شعر جسمیں مادہ تاریخ ہے یہ ہے ۔

شیشۂ دل توڑنے کے واسطے
آج حاجی تیسرا پتھر ہوا

جس باپ کے خیالات اپنی معصوم بچی کی نسبت ایسے ہوں کون امید کر سکتا ہے کہ وہ باپ پوری غور و پرداخت اسکی تعلیم و تربیت کے لیے کرے گا ۔

ہمیں اس قطعہ کو پڑھ کر نہایت ہی افسوس ہوا انتہا اور ہمیں تعجب ہے کہ بجز معصر وکیل کے کسی ہمعصر نے اسپر توجہ نہیں کی ۔ یہ مسلمانوں کی اندرونی بگڑی ہوئی حالت کا ایک راز ہے جو کھل گیا ہے ۔ اگر **قرآن** کریم پر نظر ہوتی اگر **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبدیلی جاہلیت عرب کے اس قسم کے خیالات میں کی تھی معرفت ہوتی تو اس قسم کا شعر کسی نیک دل مسلمان اور نازک قلب مومن کے منہ سے ہرگز ہرگز نہ نکل سکتا ۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اب وہی حالت ہو رہی ہے جو کسی زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی تھی جسطرح پر اس جہالت کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اسی طرح آج بھی وہی ضرورتیں پیش آگئی ہیں اور جبکہ وہی اسباب وہی صورتیں سامنے نظر آرہی ہیں وہی امراض دامنگیر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہی نسخہ اور علاج اسوقت کارگر نہ ہو یا اسکی ضرورت نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اسوقت **وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ** کی جماعت کو پیدا کرنے والا امام پیدا کیا ہے جو اسی طرز اور نقش قدم پر چلنے والا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ۔ اسی لیے وہ سچے معنوں میں

غلام احمد

پھر یہ امر اس رنگ میں تو **ضرورۃ امام کا** مؤید ہے ۔ لیکن ابھی ایک اور بات ہے جو اپر ہم لکھنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ شخص جو اپنی لڑکی کا نام پتھر رکھتا ہے اور اسے شیشۂ دل کی توڑنے والی ٹھیراتا ہے کیا اس سے اسکے خیالات پر روشنی نہیں پڑتی؟ اگرچہ **دختر کشی کا قانون** لڑکیوں کی حفاظت کر رہا ہے اور یہ گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات میں سے ہے مگر ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ جو باپ اپنی لڑکی کے لیے ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسکی مناسب غور و پرداخت میں سستی اور عدم توجہی ضرور کرے گا اسلیے ان خیالات کو مدنظر رکھکر ہم چاہتے ہیں کہ مقامی حکام اس معصومہ کی نسبت مناسب نگہداشت کریں اور اسلامی یتیم خانوں کے مہتمموں کو چاہیے کہ ایسے سنگدل باپ کو ایسی لڑکی کی پرورش سے سبکدوش کریں تاکہ اسکے شیشۂ دل کو اس معصومہ کو دیکھ دیکھکر ٹھیس نہ لگتی رہے ۔ ایسے باپ سے کیا امید ہو سکتی ہے ۔ **واذا الموءدۃ سئلت**

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

افسوس! صد افسوس!!

تضمین بر شعر حضرۃ اقدس علیہ السلام

ہے آرزو وہ منہ سے کچھ اپنے سنائے آج
اعجاز عیسوی کا تماشا دکھائے آج
دلکو ہمارے محو تماشا بنائے آج
اور قادیاں میں لطف سے ہمکو بلائے آج
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہم کو ملائے آج

مالک ہوا ہے ہماری وہی جسم و جان کا
احمد کہ ہے غلام اور آقا جہان کا
کوئی نہیں زمانہ میں ایسا اسکی شان کا
دلمیں ہمارے شوق ہے جب قادیان کا
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

آوارہ عمر ہیں پھر اسلیے کہاں کہاں
گلزار دہر میں نقص ہے یا کوئی ویران
اب دلمیں آرزو یہی رکھتا ہے ناتواں
آنکھیں ہوں میری اور تری خاک آستاں
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

[illegible]

۔۔۔ سلم کر دیے تاکہ کسی ناگہاں حادثہ کے وقت بائیاذنہ قلت کا سوال آ ۔۔۔ ایڈیٹر

...کشش سے اجو ملائے وہاں مجھے
...کا اب ستاتا ہے نے تڑا دیاں مجھے
کچھ تو دیجے مسیح زماں مجھے
...پاس امام جہاں مجھے
دل مل رہے ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

میں چاہتا تھا پہونچوں کسطرح قادیاں
اٹھا اثر دعا کا ہوا میری ناکھا ں
دور آپڑا ہوں اور وطن ہی میں بیاں
پہونچا نے قادیان میں تو امکان کہاں
دل کر رہا ہو ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

...بیتاب ہوں جدا ہیں جو مسیح وہ نوریہ
جنکو مسیح کہتے ہیں یقین وہ آفریں
فرقت میں کسطرح ہو ملاح دل حزیں
صبر و قرار و تاب میسر ذرا نہیں
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

عبد الکریم قوت بازو امام کے
ہیں فخر جبکہ امت خیرالانام کے
مونس ہیں جو مسیح علیہ السلام کے
فرقت میں ان کی کیا ہوں یہ لکو تھام کے
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

یعقوب علی سے ملنے کا ہے اشتیاق اب
یہ زندگی فراق میں ہے تلخ اب
ہمکو ستا رہا ہے بہت کچھ فراق اب
ہوتا نہیں خوشی کا یہاں اتفاق اب
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

روز دکے وقت شب میں کہاں تک بکا کروں
طوفان اشک سے کب تک بپا کروں
صدمے بھلا فراق کے کب تک سہا کروں
قابو میں دل نہیں مرا اکبر میں کیا کروں
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

اکبر شاہ خان صاحب اکبر نجیب آبادی
ہنگام احمدی حال وارد

حضرت اقدس کا ایک خط ایک انگریز کے نام

میرے پیارے دوست ۔
آپ کی محبت اور اخلاص سے بھری ہوئی چٹھی پہونچی جس کے مضمون پر مطلع ہونے کر اور آپ کی خیر و عافیت کے پانے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی افسوس کہ میں بباعث نہ ملنے کسی انگریزی خواں کے کسی قدر دیر کے بعد اس چٹھی کو لکھتا ہوں میں تا تحریر خط ہذا ہر طرح سے معہ اہل و عیال خیریت سے ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالے حافظ رہے نہیں کو دنیوی مکروہات اور آزمائشوں سے بچا کر اپنے خاص اور جاودانی رحمتوں سے متمتع فرمائے میرے دل میں دن بدن بوجہ آپ کی استقامت اور استقلال طبیعت اور غیر متبدل خلوص کے آپ کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ آپ جیسا ایک یک رنگ دوست پانے سے میں نے ایک خزانہ پایا ہے یا ایک شہباز میرے قبضہ میں آیا ہے جس سے بڑے بڑے نیک نتیجوں کی امید رکھتا ہوں اور آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم روز بروز اپنی محبت اور معرفت اور وفا اور ثبات اور استقلال اور استقامت میں آپ کو ترقی بخشے اور میرے دل سے آپ کے دلکو ایک کر دیوے اسلام سے آپ کا محبت رکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دلکو ہدایت مستقیم اور سلیم پیدا کیا ہے اور ایک اجنبی قوم کے لیے آپ کو چراغ ہدایت بنانا چاہا ہے کیونکہ وہ دین جو آئینہ عالم پر نظر ڈالکر اسکی پوری صورت ہم دیکھ سکتے ہیں وہ اسلام ہی ہے ۔ اسلام کوئی نئی بات نہیں سکھاتا اور نہ کوئی نیا معبود پیش کرتا ہے اور نہ کوئی غیر طبعی اور اجنبی طریق نجات کا اس نے ایجاد کیا ہے اور نہ خدا تعالے کے صفات کاملہ میں سے جن پر صحیفہ فطرت شہادت دے رہا ہے کچھ کم کرتا ہے اور نہ نالائق صفتیں اسکی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ تعلیم قرآنی ان نقوش اور خطوط کی تفصیل کنندہ اور شارح اور یاد دلانے اور غلطی سے محفوظ رکھنے والی ہے جو خدا تعالے کے افعال میں منقش ہیں قرآن شریف کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہی ہے کہ اسمیں ایک ذرہ تصنع اور بناوٹ کی بو نہیں پائی جاتی ۔ انسان کے تمام قوی جو انکی فطرت میں پائے جاتے ہیں وہ قرآنی تعلیم کے سامنے ایسے ہیں کہ گویا وہ ایک قالب ہے جو بالطبع اس روح کے لینے کے لیے تقاضا کر رہا ہے جو شخص اس دین کی پوری صورت دیکھ لیوے اور طبع سلیم رکھتا ہو تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اس نعمت کے قبول کرنے سے محروم رہ جاوے اسی غرض سے وہ رسالہ تالیف کیا گیا ہے جس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں افسوس کہ میں بباعث اپنی ان مجبوریوں کے جنکی تفصیل طول طلب ہے جلدی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کر سکا اگر میں انگریزی خواں ہوتا تو یہ مشکلات مجھے نہ آتیں بہرحال امید رکھتا ہوں کہ اب میری دوسری چٹھی کوئی حصہ رسالہ کا ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں پہونچے گی یہ نہیں وعدہ کر سکتا کہ کب تک مگر امید رکھتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق کوئی بہت دیر اسمیں نہیں ڈالے گا خدا تعالے آپ کے ساتھ ہو اور وہ دن لاوے کہ جیسے خط و کتابت کے ذریعہ سے ایک روحانی ملاقات حاصل ہو رہی ہے خارجی ملاقات سے بھی مسرور اور خوشحال ہو جاویں آمین

والسلام
آپ کا مخلص دوست غلام احمد
قادیان ضلع گورداسپور

تعبیر الرؤیا

مکرمی اڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ ۱۰ رجون سنہ ۱۹۰۴ء کے اخبار الحکم میں مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی نے ایک اپنا رؤیا برائے تعبیر لکھا ہے اور اخبار میں تعبیر الرؤیا کے لیے ایک کالم کھولنے کے واسطے تحریک کی ہے ۔ اسمیں شک نہیں کہ علم تعبیر الرؤیا ایک نہایت ہی ضروری اور مفید علم ہے اور قوم میں اس کا مذاق پیدا کرنا کئی ایک مشکلات کے حل کا موجب ہو سکتا ہے ۔ یہ علم انبیا علیہم السلام کو بطور موہبت الٰہی عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت یوسف پر اپنے احسانات کے درمیان یُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ بھی بیان فرمایا ہے ۔ اور حدیث میں خواب کو نبوۃ کا چھیالیسواں حصہ بیان کیا گیا ہے ۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کتب تعبیر الرؤیا کو کتب تفاسیر القرآن میں شامل فرمایا کرتے ہیں کیونکہ انبیا کے حالات اور اقوال کی کتب کی تفسیر کے واسطے یہ علم بہت ہی مدد دینے والا ہے ... مثال کے طور پر میں اس جگہ دو باتیں بیان کرتا ہوں ۔ اول انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت

اس سے آگے دیکھو کالم ۴

عیسیٰ نے جب وہ کوئی تیس سال کی عمر کے تھے یوحنا کو اپنا پیر پکڑا اور طلب دریا یردن انکے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کر کے فقہ موسوی کے مطابق دریا میں غسل کیا تب ان پر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور انہیں ایک کبوتری نظر آئی جو ان پر اتری ۔ اب یہ ایک رؤیا تھا اور کتب تعبیر الرؤیا میں میں نے پڑھا ہے کہ جو کوئی خواب میں کبوتری کو دیکھتا ہے اسکی اولاد کثیر بعد میں پیدا ہوجائیگی ۔ سو دیکھنا چاہیے کہ مسیح کا رؤیا کیسا سچا ہوا کہ انکی اولاد (امت) نے انکو خدا بنایا ۔ وہ جو اسکو نیک کہنے والے سے لڑنے لگتا تھا اسکو عرش پر بٹھایا گیا ۔ سبحان اللہ ۔
دوم نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا جسکی تعبیر یہ ہے کہ مسیح موعود کی نبی کریم کے ساتھ بسبب کمال متابعت اور معرفت کے کمال یگانگت ہوگی ایسا کہ ہر دو کا جینا اور مرنا گویا ایک ہی رنگ کا ہوگا منم محمد و احمد منم مسیح زماں ۔ غرض یہ علم ایک ضروری روحانی علم ہے بلکہ اخبار میں اسکے واسطے کالم کھولنے میں ایک مشکل کا سامنا ہے ۔ ایک تو یہ ہے کہ خواب کی تعبیر بہت مشکل امر ہے بسا اوقات آدمی کچھ سمجھتا ہے اور پورا ہونے کے وقت کچھ اور نکل آتا ہے اور ہمیشہ ایک ابتلا کا خوف ہے ۔ حضرت اقدس کی خدمت میں کئی لوگ اپنی خوابیں پیش کیا کرتے ہیں مگر بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کوئی خوابوں کی مفصل تعبیر کیا کریں ۔ دوسرا ہر ایک شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ دنیا کے آگے اپنی خواب تعبیر کیواسطے پیش کرے اور اخبار کے کالم سب کیونکر کھلے رہیں ۔ سوم سب خوابیں بھی اس لائق نہیں ہیں کہ انکی عام اشاعت کی جاوے ۔ جو صاحب اس کالم کے کھولنے کے متعلق اپنی رائے لکھنا چاہیں وہ ان باتوں پر ضرور غور کر لیں ۔ چونکہ مولوی صاحب اپنا خواب اخبار میں درج فرما چکے ہیں اسواسطے میں اسکی تعبیر جو میری سمجھ میں آئی ہے بیان کر دیتا ہوں ۔ مولوی صاحب نے دیکھا ہے کہ کسی نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی مگر انہوں نے صرف فارم دیکھا ہے رقم نہیں دیکھی ۔ پونڈ سونے کا ہوتا ہے اور سونا خواب میں اچھا نہیں ہوتا بلکہ اسکا مراد ہم و غم ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے لیے کچھ ہم و غم کا سامان کہیں بنا ہے لیکن مولوی صاحب نے رقم نہیں دیکھی صرف فارم دیکھا ہے ۔ فارم انگریزی لفظ ہے اور اسکے معنی ہیں شکل و صورت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے غم و ہم ایک صورت تو پیدا ہوئی مگر انشاء اللہ وہ ہم و غم کا مصیبت ہے اللہ تعالیٰ ان تک نہ پہونچائے گا ۔ پھر مولوی صاحب نے پونڈ کی رقم کو ضرب دی ہے یعنی ضرب کا ایک عمل ہے ۔ اسمیں اشارہ ہے کہ مولوی صاحب اس ہم و غم سے بچنے کے لیے کچھ ریاضت کریں یعنی دعا استغفار توبہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہو جاویں ضرب اصطلاح صوفیہ میں ریاضت کا نام ہے جیسا کہ کہتے ہیں لا الٰہ الا اللہ کی ضرب لگائی جاتی ہے تب اس ضرب کے نتیجے ...

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی۔ مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم عین حمل میں نکاح کیونکر کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لیے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز۔ اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بدباطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ ان کے لیے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لیے اس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو ان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اس پر ایمان لائے ہم نے اس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لیے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہے ہم نے اسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے سو جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے۔ لیکن جب تو دعا کے لیے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا کیا تو اس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا۔ بلکہ تیری بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لیے ایسے بیخود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلہ سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بیا اینجا مسیح ہست مہدی زمان بینی
رگ گردن تا جسکی چو کٹ رہی ہر سر و جوان بینیا
امام وقت کو آ دیکھ جیو تا ب تو جہان بینیا
نہ لٹ جائیگی کچھ تیری یہاں اک سر یان بینیا
چہ گویم بالتو گر آئی جیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اگر دل مین ترے شوق بہار باغ جنت ہو
جو تو چاہے کہ دل سے دور تیری رنج و کلفت ہو
تو تو اگر امام وقت سے بے شبہ بیعت ہو
یہان دونون جہان کی تجھ کو حاصل عزت ہو
چہ گویم بالتو گر آئی جیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

یہان ہر نحو است مثل فاروق و ابوذر ہے
نہ یاد خالق اکبر سے غافل کوئی دم ہو ہے
اگر قہر و غضب کا بھی خدا کی کچھ تجھے ڈر ہے
تو آ تو اس جگہ امن و امان کا اب بھی گھر ہے
چہ گویم بالتو گر آئی جیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

تعجب ہے کہ تجھ کو تیر مہدی تو نے پہچانی
نہ قدر و وقعت و عظمت امام وقت کی جانی
مرض مہلک ہے لازم ہے تجھے بیشک دوا کھانی
تو کر عزم سفر آخر کہ بالکل یہ ہے آسانی
چہ گویم بالتو گر آئی جیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اگر تو درد دل کو چاہتا ہے یہ کہ اچھا ہو
ترے سینہ مین جاری معرفت کا ایک دریا ہو
تو سب کچھ چھوڑ کر آ کر اد ہر تو قرار تو ہو
بتاؤن کیا کہ حاصل سمجھ بے تجھکو کیا کیا ہو
چہ گویم بالتو گر آئی جیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

راقم
اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر خریداری تحریر کرنے مین تساہل کر جاتے ہین جس سے تعمیل مین دقت پیش آتی ہے اور جواب نہین دیا جاتا۔ (مینیجر)

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام و پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔

جیسا کہ یہودی علماء پہچان چکے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم اپنے دعوے نبوت مین سچے اور راستی پر ہین مگر علمائے اہل کتاب دنیاوی ننگ و ناموس۔ جاہ و جلال مین کمی آنے سے دلی اعتقاد ظاہر نہین کرتے تھے اور ان راستبازون کو ہر دار سے لوگون کے سامنے نفرت ظاہر کرتے تھے ویسا ہی آجکل کے اکثر ملاؤ علماء و سجادہ نشین حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام سے بظاہر منکر ہوکر کنارہ کشی کر رہے ہین۔ چنانچہ خداوند تعالٰی ہر دو گروہ کی اندرونی حالت کا نقشہ قرآن کریم مین کھینچکر بتاتا ہے۔ الذین اتیناھم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے وہ پیغمبر خدا کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ کوئی اپنے بیٹون کو پہچان لیتا ہے اور بیشک اہل کتاب مین سے ایک گروہ سچ بات کو جان بوجھکر چھپا رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا برادرم بابو فیروز علی سٹیشن ماسٹر باکسوال نے میرے آگے زبانی بھی ذکر کیا اور ایک خط مین مندرجہ ذیل بیان حلفاً لکھا ہے جو بجنسہ یہان درج کیا جاتا ہے۔

اللہ جلشانہ کیواسطے ایک سچی شہادت بندہ غالباً سنہ ۹۶ یا ۹۷ مین جن دنون مین بمقام سٹیشن گولڑہ تعینات تہا اوس وقت مین سامین پیر مہر علیشاہ کے مریدون مین سے تہا۔ ایک ڈاک خانہ کا چپڑاسی جو باشندہ گجرات کا تہا جس کا نام محمد یا و نہین رہا گو وہ حضرت اقدس سے غائبانہ تعلق نہین رکھتا تہا لیکن مداح تہا اُس سے مین نے جب حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود کی تعریف سنی اور کچھ مجمل طور پر دعوی مسیحیت کی بابت سنا تو مین نے گولڑہ مین جاکر پیر مذکور نے مفصلہ ذیل الفاظ بیان کئے جو بطور حلفی شہادت کے مین ارقام کرتا ہون۔ *

پیر مہر علیشاہ کے الفاظ۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ بعض مقامات منازل سلوک مین ایسے ہین کہ وہان اکثر بندگان خدا پہونچکر مسیح اور مہدی بن جاتے ہین بعض اون کے ہم رنگ ہوجاتے ہین۔ یہ مین نہین کہہ سکتا آیا یہ شخص (یعنے حضرت اقدس) منازل سلوک مین اوس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جس کا وعدہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امت سے کیا ہے۔ مذاہب باطلہ کیواسطے یہ شخص شمشیر بران کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔ انتہی"

مذکورہ بالا بیان پیر صاحب گولڑی کا ہے جو انہون نے بابو فیروز علی کے روبرو کیا۔

اگر پیر مہر علیشاہ کا یہ اعتقاد نہین تہا یا آجتک اون کا دلی اعتقاد یہ نہین ہے جو انہون نے کئی دفعہ اپنے مریدون کے روبرو بیان کیا تو ایک اشتہار اس قسم کا شایع کر دین کہ خداوند تعالے جہوٹے کو پہلے موت دے بس جلدی فیصلہ ہو جائیگا۔

راقم
خاکسار محمد فضل احمدی چنگوی مقام چنگا تحصیل گوجرخان

چند سوالات از علماء و مجتہدین اہل تشیع

۱۔ کیا یہ قرآن مجید جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کامل مکمل بے کم و بیشی و بے نقص وہی قرآن ہے جو محمد صلعم پر نازل ہوا اور کل ضروریات دینی و دنیوی کا مشتمل ہے۔

۲۔ حدیث نبوی کہان تک واجب التعمیل ہے اور اس کا معیار صحت کیا ہے۔

۳۔ اگر حدیث معارض قرآن مجید ہو تو عمل کس پر ہوگا۔

۴۔ شیعہ صاحبان اپنے آپ کو دیگر فرقہ ہائے اسلام کے سامنے کو نسے دلائل و براہین قرآن حمید کی رو سے اقرب الحق اور ناجی قرار دیتے ہین۔

۵۔ اصول دین۔ توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ معاد۔ کس نے وضع کئے ہین اور کب اور ان مین باہمی کیا ربط ہے۔

۶۔ صفات اللہ مین سے خاصکر صفت عدل کیون دوسرا اصل مقرر کیا گیا ہے۔

۷۔ نبوت کے اقسام از روئے لغت و شریعت کیا ہین۔

۸۔ امامت کے معنے از روئے لغت و شریعت مع اقسام۔

۹۔ رسول۔ نبی۔ امام۔ انمین کیا فرق ہے۔

۱۰۔ امامت کے اندر ایسا اخفا ہوتا ہے جیسا کہ نبوت مین اگر نہین تو منکر امام کی موت موت جاہلیت کیون قرار دیگئی ہے۔

۱۱۔ منصب امامت مثل منصب نبوت وہبی ہے یا۔

۱۲۔ تعداد آئمہ کی دلیل کتاب اللہ سے کیا ہے۔

۱۳۔ اگر آئمہ علیہم السلام منصوصی امام ہین تو ہر ایک امام کے متعلق نص پیش کی جاوے نیز اس بات کے لئے کہ امامت ایک ہی خاندان سے مخصوص ہے۔

۱۴۔ آئمہ علیہم السلام پر کن امور کے متعلق وحی ہوتی تہی۔

۱۵۔ حدیث امام اور حدیث نبوی صلعم مین تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

۱۶۔ حضرات آئمہ کی دعوت کو اہل زمانہ نے کیون قبول نہ کیا اور اپنے اسی وقت مین ان کو کہانتک کامیابی حاصل ہوئی۔

۱۷۔ محمد مصطفے خاتم النبیین ہین تو ختم نبوت اور تکمیل دین کے بعد امامت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۱۸۔ اور اگر ضرورت ہے تو اہل اسلام کی موجودہ حالت اور زمانہ کی ضرورت امام کو چاہتی ہے یا نہ۔

۱۹۔ کیا آئمہ علیہم السلام غیب کی خبرین قبل از وقت خداوند تعالے سے علم پاکر متابعین کو سنایا کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی خبر پوری ہوئی اس کی کوئی نظیر ہے۔

۲۰۔ ماموران الٰہی کی شناخت کا کوئی معیار الہامی کتابون مین رکہا گیا ہے۔ اگر ہے تو اسکی تشریح ہو۔

۲۱۔ امام المنتظر صاحب کب اور کہان اور کس غرض کیلئے پیدا ہوئے تہے کب اور کس جگہہ سے کتنی عمر مین غائب ہوگئے تہے اور اس غیبت سے کیا فائدہ ہوا کسی شخص کو خاص خدمت اور خاص وقت کے لئے محفوظ کر رکہنے کی کوئی نظیر ہے۔

۲۲۔ امام مہدی صاحب کہان ہین زمانے کے زیر اثر اور لوازم بشریت کے ماتحت ہین یا نہ۔

۲۳۔ امام مہدی صاحب کب تک ظہور فرماوینگے اور ظاہر ہوکر کیا کرینگے۔ کوئی پیشگوئی ہو۔

۲۴۔ امام مہدی صاحب ماقبل کے گیارہ اماموں سے افضل ہون گے۔

۲۵۔ تنازعہ حیات اور وفات مسیح ابن مریم کے پیش ہونے پر قرآن نے کیا فیصلہ دیا ہے۔

۲۶۔ کیا کوئی شخص مسلمان کہلاکر حضرت مسیح ابن مریم کو محی خالق محی قیوم مان سکتا ہے۔

۲۷۔ اگر مسیح ابن مریم مانند دیگر انبیاء علیہم السلام کے فوت ہو چکے ہین تو مسیح کی آمد ثانی کے متعلق اخبار و آثار کے کیا معنے ہوسکتے ہین۔

۲۸۔ مسیح ابن مریم اس امت مین آکر کیا کریگا اور وہ امام مہدی صاحب سے افضل ہوگا یا نہ۔

۲۹۔ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کیون مثیل موسے قرار دیا ہے۔

۳۰۔ آیہ استخلاف مین جو خلفائے محمدیہ کو مثیل خلفائے موسویہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مماثلت کے کیا معنے ہین۔

راقم
محمد رمضان علی بن ملا محمد عبد الرزاق

---

* پیر گولڑوی سے دربارہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام استفسار کیا گیا کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے بارے مین کیا خیال ہے جس کے جواب مین *

نورالدین پر ریویو

نمبر ۵

نمبر ۴ مین ہم نے فاضل مصنف کا اپنا **ریویو** نورالدین پر دیا ہے۔ جس مین اولاً نہایت ہی لطیف پیرایہ مین مصنف نے کتاب مین بعض چھاپہ کی اغلاط کے رہ جانے کا ذکر کیا ہے۔ پھر ضمناً علامہ موصوف نے **تعلیم الاسلام** کالج قادیان کے مدرسین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خدمت دین کیلئے اہل قلم بنین اور پھر ایک عجیب رنگ مین عقائد صحیحہ کو پیش کیا ہے یا بالفاظ دیگر یون کہو کہ اپنا مذہب بتا دیا ہے اور پھر **نورالدین** کے مصنف نے اس ریویو مین ان امور پر بحث کی ہے جو ہمارے ریویو کا چوتھا اور پانچوان جزو تھا یعنے نورالدین متکلم کی نظر مین زمانہ حال کی ضرورت کیا اسکے لئے کون سی کتابین موجود ہین۔ اب ہم ریویو کے اس نمبر مین چھٹے حصہ پر کچھہ لکھین گے یعنے نورالدین کے

مضامین کی تلخیص اور نورالدین کی خصوصیت

نورالدین کی پہلی چار جزو ن مین **۱۴ فقرون** پر مشتمل ایک دیباچہ لکھا گیا ہے **فقرہ اول** مین **اسلام** کے لفظ مین جو عظیم الشان پیشگوئی ہے اس کو فلسفیانہ رنگ مین پیش کیا ہے۔ اور اس طرز پر اس پیشگوئی کو **اینے لائیز** کیا ہے کہ ایک دہریہ اور سٹیزمیٹ کو بھی اسکے سوا چارہ نہین رہتا۔ یہ پیشگوئی قرآن کریم کی صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کی حقانیت پر ایک روشن دلیل ہے۔ شروع کتاب مین اس فقرہ کے اندراج سے ہی نورالدین کے مصنف نے دکھایا ہے کہ **اسلام** ایک ایسا بین اور واضح **مذہب ہے** کہ اسکی سچائی پر خارجی دلائل اور براہین کی حاجت ہی نہین۔ پھر اسی فقرہ مین قرآن کریم کی ابدی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مکہ اور مدینہ کے فتن دجال سے محفوظ رہنے کی پیشگوئیون پر ایک لطیف بحث کی ہے اگر **تارک** کی ساری کتاب کے جواب مین صرف یہی ایک فقرہ لکھہ دیا جاتا تو بھی ہماری رائے مین کافی جواب تھا۔

پھر اس فقرہ کے آخری حصہ مین فاضل مصنف جہان ایک طرف جہاد کی **حقیقت** پر روشنی ڈالی ہے وہان زمانہ حال کی قلمی جنگ کی تاریخ لکھہ ڈالی ہے۔ اور اس اعتراض کا کافی جواب دیا ہے جو بعض ناواقف اور نادان مسلمانون کیطرف سے کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریون اور مسیحیون کو اسلام کو گالیان دلائی ہین۔ فقرہ نمبر اول کے اس حصہ مین صفائی کیساتھہ دکھایا گیا ہے کہ جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین دفاعی جنگ کرنی پڑی تھی۔ اسیطرح پر اس زمانہ مین مسیحیون اور آریون نے اسلام پر حملے کرنے مین ابتدا کی ہے اور ہم نے جو کچھہ لکھا ہے دفاعی طور پر لکھا ہے۔

اس کے بعد چونکہ **آریہ سماج** کے بالمقابل یہ کتاب لکھی ہے اس کے فاضل مصنف نے مذہبی مناظرہ مین خود دیانندجی آریہ سماج کے بانی مبانی کی کتابون سے اصول مناظرہ کو پیش کیا ہے۔ ان اصولون کو پیش کرنے سے مصنف کی غرض و غایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا **تارک اسلام** کو دکھایا ہے کہ اس نے اسلام پر اعتراض کرنے مین **دیانندجی** کے مجوزہ قواعد مناظرہ کو بھی ترک کر دیا ہے (اگرچہ خود دیانندجی نے ان اصولون کو ترک کیا ہے)

ان **اصولون** کے بیان کرنے مین ہی نورالدین کے مصنف نے تارک کی ساری کتاب کا قلع قمع کر دیا ہے۔

چونکہ تارک اسلام اور دوسرے معترضین اسلام نے قرآن شریف پر اپنی کم سمجھی یا عناد کی وجہ سے حملے کئے ہین اس لئے فاضل مصنف نے عام لوگون کے فائدہ کے لئے قرآن کریم کو فہم کے عام **چودہ** اصول بیان کر دیئے ہین جن کو مدنظر رکھہ کر اگر قرآن کریم کا ترجمہ کیا جاوے اور اس پر غور کی جاوے تو کوئی اعتراض پیدا ہی نہین ہوتا۔ ان اصولون کو بیان کرنے کے بعد خود مصنف کہتا ہے کہ اگر وہ ہم بال برابر یہ لحاظ رکھتا کہ خدا کی عظمت و جبروت کو مدنظر رکھتا اور اپنے تئین اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے ہوتے ہون اور وہ لغت سے ثابت ہون وہی معنے کئے جاوین تو اس قاعدہ سے اس کو مندرجہ ذیل سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم مل سکتا تھا۔

یعنے نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۷۱ و ۷۴ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵

اس **فقرہ** کے خاتمہ مین آریہ سماج کے عام تعلقات پر ایک پولیٹیشن کی نظر سے فاضل مصنف نے نظر کی ہے اور ساتھہ ہی ایک سنجیدہ مذاق کے رنگ مین **آریہ مذہب** کے ستون کو گرایا ہے۔ اور وید کے ترجمون اور تفاسیر کے غیر معتبر ہونے کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ آخری پیراگراف اس فقرہ کا اسطرح پر ختم کیا ہے۔

"اور اپنے بارے مین اعتراضون سے یون بچاؤ کر لین کہ تمام پران اور آرین تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہین مہارشی کی کتابون سے کیونکر کوئی اعتراض کرے تو فرماوین سوامی جی بھاشہ زبان نہین جانتے تھے ان کے ستیارتھہ اور ویدون کے بھاوارتھہ اور ناگری ترجمہ مین جاہل پنڈتون کی شرارتون کا دخل ہے یہ قابل اعتقاد نہین اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزارون آریہ سماجی کیا حق و حقیقت کو ویدک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہین مین نے تو اب تک ایک بھی لائق ویدک سنسکرت پڑھا آریہ سماجی نہین دیکھا بلکہ منشی رام جی تک یا سو کے ترجمہ بھروسہ کا ہے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ سنہ ۱۸۹۱ء مین لیکھرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانندجی کے مہان بھاشہ مین ارتھہ افرتھہ ہین اور بھاوارتھہ غلط۔ دیکھو منشی رام کی بھوسکا صفحہ ۳ و ۴ و ۵"

اس طرح پر پہلا فقرہ ختم کیا گیا ہے گویا اس فقرہ مین خدا تعالیٰ کی ہستی **اسلام** کی سچائی۔ قرآن کریم اور نبی رؤف الرحیم کی صداقت پر بحث کی ہے اور پھر انڈیا کے مذہبی مناظرات کی تاریخ اور جہاد کی حقیقت پر بحث ہے پھر **آریون** پر انہین کے بانی مبانی پنڈت دیانند صاحب کے مقرر کردہ اصول مناظرہ کے روسے حجت ملزمہ قائم کر کے اس رنگ مین ترک اسلام کا جواب دیا ہے۔ اور پھر قرآن کریم کو فہم کے چودہ اصول بتائے۔ اور صرف ایک ہی اصل کے ذریعہ تارک کو پینتیس سوالات کا جواب دیا۔ اور آخر مین آریہ **سماج** کے ساتھہ مباحثہ کرنیکا ایک اصل بتایا اور ان کی **کتابون** کے بے اعتبار ہونے کا انہین کی تحریرون سے ثبوت دیا ہے۔ اسطرح پر اس فقرہ مین چار مختلف طریق سے تارک کا رد کیا گیا ہے اور **اسلام** اور قرآن کریم کی عظمت دکھائی گئی ہے۔ (باقی آیندہ)

روسیونکا قدیم مذہب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان مین سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو ایک خیمہ الگ گاڑ کر اور اس مین تھوڑا سا کھانا پانی وغیرہ رکھکر بیمار کو اس مین ڈالدیتے ہین اور جب تک وہ بیمار رہتا ہے نہ کوئی اس کے پاس جاتا ہے نہ اس سے بات چیت روا رکھتا ہے خصوصاً غلام و ملوک کی تو بہت ہی مٹی خراب ہوتی ہے۔ اگر مریض تقدیر سے اچھا ہو گیا تو پھر ان مین آکر ملتا ہے اور اگر قضا ہی آگئی اور مر گیا تو اسے لیجا کر جلا آتے ہین لیکن جلاتے اسی صورت مین ہین کہ مرنے والا کوئی وجیہ دو لتمند ہو ورنہ بیچارے غلام وغیرہ تو مرنے کے بعد وہین چھوڑ دیئے جاتے ہین اور کتے و گدھ انکی بوٹیان نوچ نوچکر اپنا پیٹ بھرتے ہین۔

اگر کوئی چور گرفتار ہو جائے تو اسکی یہ سزا ہوتی ہے کہ گلے مین رسی باندھکر کسی بلند اور تنہا درخت مین لٹکا دیتے ہین اور اسکی لاش وہین لٹکی سوکھا کرتی ہے اور باد و باران کی شدت سے جب وہ رسی ٹوٹتی ہے تو لاش زمین پر گر جاتی ہے۔

جب کوئی رئیس مرتا ہے تو اس کی لاش کے ساتھہ عجیب عجیب حرکتین کیجاتی ہین۔ ادنےٰ بات یہ ہے کہ جلا دی جاتی ہین۔ مین مدت سے مشتاق تھا کہ موقع ملے تو دیکھون کہ امرا و روسار کی مرنے کے بعد کیا گت ہوتی ہے۔ اتفاق سے میرے زمانہ قیام ہی مین ایک بڑے آدمی کا انتقال ہو گیا۔ پہلے اس کے لئے ایک چھت دار قبر بنا کر اس مین دفن کیا گیا اور اوپر سے قبر کو پاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد کفن وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔ دس دن مین اس سے فرصت ملی۔ امرا کے مردے پہلے اسطرح دفن کر دیئے جاتے ہین وجہ یہ ہے کہ غریب آدمی کو تو فوراً مردے کو ایک چھوٹی سی کشتی مین رکھکر جلا دیتے ہین لیکن امیر کے مرنے پر اسکے کچھہ بیاہ و کیلئے دفن کر کے اسکا مال و منال جمع کرتے ہین اور اس کو تین حصے کر کے ایک تو وارثون کو دیا جاتا ہے اور دوسرے حصے سے مرنے والیکی تجہیز و تکفین کی تیاری ہوتی ہے اور باقی تہائی دولت کی شراب خریدی جاتی ہے۔ جیسے نعش کو جلائی کر دن قوم جمع ہو کر پیتی پلاتی ہے۔ یہ لوگ پرلے درجے کے شرابی ہوتے ہین۔ دن رات شراب ہی مین مدہوش نظر آتے ہین۔ مرتی مرتی پیالہ ہاتھہ سے نہین چھوڑتے ان اقوام مین بھی ہندوستان کی آریہ قومون کیطرح ستی ہونیکی رسم ہے مگر یہ زیادہ تر لونڈیون سے مخصوص ہے جب کوئی امیر مرتا ہے تو لوگ مرنیوالے کی لونڈیان سے جو بمنزلہ بیویون کے ہوتی ہین دریافت کرتے ہین کہ تم مین سے کون اپنے خاوند کے ساتھہ مرنا اور جلنا چاہتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بدنصیب اسکا اقرار کر لیتی ہے۔ اقرار کرنے سے وہ کسیطرح اپنے وعدہ سے نہین پھر سکتی بلکہ اسی وقت سے دو لونڈیان اس پر مسلط ہو جاتی ہین جہان وہ جاتی ہے یہ بھی سایہ کیطرح ساتھہ ہوتی ہین۔ مگر ہر طرح سے اسکی خدمت بجا لاتی ہین۔ نہلانے دھلانے کی خدمت بھی انہین کے سپرد ہوتی ہے اور اس کی تجہیز و تکفین کا سامان بھی یہی کرتی ہین۔ تعجب ہے کہ اس خودکشی کرنے والی کنیز کے دل پر ان دنون مین ذرا بھی میل نہین آتا وہ ہر وقت نہایت ہشاش بشاش

دارالامان کا ہفتہ

رت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
ناندان خدا کے فضل و کرم سے
تا ۲۳ جون ۱۹۰۴ء
رلیف لگیگی۔ مگر اسی

حکیم الامۃ اور مولانا
خیریت سے ہیں۔
م بنام کرم الدین وغیرہ
و مقرر تھی لیکن ما رتاریخ
اکر جناب مجسٹریٹ
دائر ہوا اپنے صاحبزادہ
مدد کی رخصت پر تشریف
جون پر ملتوی ہوا۔
ے مقدمہ کی مقرر تھی وہ
ملتوی ہوا۔ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء
ط عبد القدوس صاحب قدسی پر جرح
مقدمہ اڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ
رت منجانب مستغاثہ دیکھی ہیں۔ اور
مولوی عبد الکریم صاحب و اڈیٹر الحکم پر جرح کرنے کو
۲۹ جولائی ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔
حضرت اقدس کے مقدمہ میں استغاثہ کی شہادت میں
دو گواہ مولوی غلام محمد قاضی تحصیل چکوال اور ایک
محمد جی قاضی تحصیل جہلم پیش ہونے تھے مولوی غلام محمد
کا سمن تعمیل نہیں ہوا۔ اس کیلئے مکرر ۹ جولائی ۱۹۰۴ء
کیلئے سمن جاری ہوا۔ اور مولوی محمد جی حاضر
تھے انکی شہادت کیلئے ۲۸ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔
پیسہ اخبار میں جو مضمون کسی نے شائع کرایا ہے
کہ فریقین کو بعض لوگ صلاح دیتے ہیں کہ صلح ہو جانی
تو اچھا ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہتے
ہیں کہ بعض نیکدل اور شریف لوگوں نے یہ سلسلہ
چھیڑا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو
سکے۔ کیوں کامیاب نہیں ہوئے؟ اس کا جواب انشاء اللہ
العزیز کسی دوسرے وقت مفصل حالات
شائع ہونے پر مل سکیگا۔

امور منزلیہ

۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
مین دختر نیک اختر پیدا ہوئیں۔
بچہ کی حالت صحت اور حضرت ام المومنین
کی طبیعت بہت اچھی ہے۔ دعا ہے اس مولود مسعود کو
خیر و برکت کا موجب بنا دے۔ آمین۔
ام (دخت کرام ...) [illegible]

مدرسہ تعلیم الاسلام اور توجہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں متواتر توجہ دلائی گئی ہے کہ
سر دست مدرسہ کو پانسو روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے
لئے اکثر احباب نے چندہ بھیجا ہے۔ اور ابھی تک یہ رقم پوری
نہیں ہوئی ہے۔ پانسو روپیہ کی خاص ضرورت محض
اس بنا پر پیش کی گئی ہے کہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس
عنقریب اگست ۱۹۰۴ء میں تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ
کرنیوالے ہیں اور ان کے آنے سے پیشتر بعض کمرے
جنکی اشد ضرورت ہے بن جانے ضروری ہیں۔ چنانچہ تعمیر
کا کام شروع ہو چکا ہے اور برسات بھی قریب آگئی ہے
اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو اس تعمیر کا کام ختم ہونا ضروری ہے
اور یہ منحصر ہے روپیہ پر۔ لہذا ہم تمام مخلص احباب کو توجہ دلاتے
ہیں کہ وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں۔ امید ہے کہ چند
سطور کافی سمجھی جاوینگی اور الحکم کی اگلی اشاعت تک
ہم یہ ظاہر کرنے کے قابل ہو سکیں گے کہ پانسو روپیہ
کی رقم پوری ہوگئی۔

اسی کے ضمن میں میاں احمد نور صاحب مہاجر
شاگرد مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کے مکان
کیطرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ برسات کے شروع ہونے
سے پہلے اس کا ختم ہو جانا بہت ضروری ہے ورنہ ایک
جو روپیہ اس پر خرچ کیا گیا ہے۔ وہ بھی خدانخواستہ
ضائع ہو جائیگا۔ اسلئے قوم جلد توجہ کرے اور
دو سو روپیہ کی رقم جو اس مکان کیلئے مانگی گئی ہے
پوری کر دے۔

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آموں کیواسطے
مشہور ہے۔ جو لوگ وہاں سے آم منگوانا چاہیں انہیں
معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ
کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی
کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کے ہاں
ملیحائے انبہ کا ایک کارخانہ ہے پس جن بھائیوں کو شاہ آباد
کے آموں کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکھیں
اس سے دو فائدہ ہونگے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہوگا
دوسرے عمدہ چیز مل سکیگی۔ اور قیمت میں جہانتک ان سے ممکن ہوگا
رعایت کرینگے۔ گویا قومی تجارت اور قومی ہمدردی کی قدر
کرنیوالوں کو ایسے موقعوں کی تلاش رہنی چاہیئے۔ ماہ جون اور
جولائی میں حسب ذیل قیمت ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کے مختلف قسم کے آموں
سے بھرا ہوا پارسل دس سیر وزن کا جس میں خالص آم ۸ سیر ہوں گے
مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن عہ
اور بیس سیر کا پارسل القیمت صہ۔ ریلوے محصول
خریدار صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ پہل قدرے خام بھیجے
جاتے ہیں جو تین چار روز رہنے سے بخوبی پختہ ہو جاتے
ہیں۔ تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خان
صاحب احمدی رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے
کرنی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح

ایک اسلام کے فاضل نے لکھا تھا کہ حضرت مسیح
جو تعلیم لوگوں کو دیتے ہیں آپ انہوں نے ہرگز اس پر عمل کر کے
نہیں دکھایا۔ نہ انہیں کوئی اخلاق کی خوبی تھی جسکی
شان یہ ہے کہ صرف زبانی باتیں نہ ہوں بلکہ عملی طور پر ان کا
نمونہ دکھایا جاوے اور نیز موقعہ اور محل کا بھی خیال ملحوظ ہو کیونکہ
تلوار نہ چلا سکنا کوئی اخلاقی خوبی نہیں۔ ہاں تلوار چلانے کی طاقت
رکھتے ہوئے پھر تلوار میان میں ڈال لینا اعلیٰ درجہ کی اخلاقی
خوبی ہے ایسا ہی انتقام نہ لے سکنا کوئی خوبی نہیں۔ ہاں انتقام
لینے کی طاقت رکھتے ہوئے درگذر کرنا البتہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق
خوبی ہے ایسا ہی حقیقی حلم کیلئے سخت گوئی پر طاقت رکھنا شرط
ہے۔ حقیقی شجاعت کیلئے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ
سخت ہے مسیح نے نہ کوئی شجاعت دکھائی۔ نہ حقیقی عفو کا خلق
ان سے ظاہر ہوا۔ نہ کوئی اور اخلاقی خوبی انکی پائی جاتی ہے
جو علم اخلاق کے نزدیک خوبی کہلائی جا سکے (دیکھو کتاب
اخلاق جلالی و اخلاق ناصری وغیرہ)

ایک شخص کا کبیرہ گناہ سے معصوم ہونا ایک معمولی بات ہے
دنیا میں سینکڑوں آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے ہوئے اور صاحب
نفس مطمئنہ موجود ہیں۔ مگر اعلیٰ درجہ کی اخلاق کی
خوبی رکھنا واقعی ایک کمال ہے جسکی وجہ سے ایک شخص انسان
کامل کہلانے جانے کے لائق ہے اور وہ صرف ایک
ہی شخص ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم

اب یہ ایک بالکل صاف بات تھی اور مسلم امر کہ واقعی
حضرت مسیح میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی۔ کیونکہ انکی کوئی
اخلاقی خوبی شجاعت۔ صداقت۔ عفو۔ حلم۔ سخاوت وغیرہ
محک امتحان پر نہیں رکھی گئی اور نہ کسی امر کا ثبوت ملتا ہے
مگر ایک ظریف عیسائی نے جسکی مذاق آمیز
تحریر کی وجہ سے ہم اسے مسخرہ عیسائی کا لقب دیتے
ہیں ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء کے پرچہ نور افشان میں ایک
عجیب ظرافت آمیز لطیفہ لکھا ہے۔ ظریف موصوف
حضرت مسیح کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (قدرت انتقام ہاتھ
ہوتے معاف کرنا) کا ثبوت اسطرح دیتے ہیں (اور دیکھو
یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار
کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا
دیا۔ تب یسوع نے کہا اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو
تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائیں گے۔ کیا تو نہیں
جانتا کہ میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں اور وہ
فرشتوں کی بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کردیگا
پر نوشتوں کی بات کہ یونہی ہونا ضروری ہے کیونکر
پوری ہوگی (متی ۲۶ باب ۵۱-۵۴)

واہ مسخرے صاحب واہ!! آپ نے خوب ہی حضرت مسیح
کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (صفت عفو) ثابت کردی۔
مسیح کا انتقام پر طاقت اور قدرت رکھنا یہاں
کہاں پایا جاتا ہے۔ بلکہ ایسا تو حضرت مسیح نے
پہلے درجہ کی بزدلی کی وجہ سے کیا۔ کیونکہ اس وقت
حضرت مسیح کو ایک بڑی جماعت مخالفین نے
تلواروں اور لاٹھیوں سے گھیر لیا تھا۔ اور یسوع کو
گرفتار کرکے لے چلے تھے (متی ۲۶ باب ۴۷ تا ۵۹)
ایسے وقت یسوع کی ایک شاگرد نے غصہ والا کا کان

کاٹ کر کان اڑا دیا۔ حضرت مسیح نے ڈر کر ہوئی ہوئے
تلوار میان میں کرنیکا حکم دیا تاکہ اسکی وجہ سے مجھے جلدی
قتل نہ کر دیں۔ یسوع کو تو اسوقت اپنی کمزوری اور بزدلی
کی بزدلی کا حال بخوبی معلوم تھا۔ چنانچہ واقعی اسکے
سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان پر کچھ بھروسہ
نہیں تھا (متی ۲۶ باب ۵۶) پطرس نے ایسی حالت
میں اپنے خداوند کا انکار کیا۔ بلکہ لعنت بھی کی (متی
۲۶ باب ۶۹-۷۵) پس ایسے طامع اور مطلبی لوگوں
کا کیا بھروسہ تھا ان کے بھروسہ پر حضرت مسیح کی
کیا طاقت اور جرأت ہو سکتی تھی تا سمجھا جاسکے کہ
حضرت مسیح نے قدرت رکھتے ہوئے تلوار میان
میں کرنے کا حکم دیا۔ البتہ یہ ایک لطیفہ اور مذاق
ضرور ہے جسکی وجہ سے ہم نے محرر مضمون کو
مسخرے کا خطاب دیا۔

انجیلی مسیح کو تو جب کبھی تنہائی میں موقع ملتا رہا اپنے
دوستوں کو یہی ہدایت کرتا رہا۔ کہ جس پاس نہیں
کپڑے بیچ کر تلوار لے۔ (لوقا ۲۲ باب ۳۵) اور
یہ کہہ کر میں دنیا میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے
آیا ہوں (متی ۱۰ باب ۳۴) اور لوگوں کو سانپ
سانپ کے بچے۔ حرامزادے وغیرہ وغیرہ الفاظ
سے یاد کرتا رہا۔ پس مسیح کی پرائیویٹ زندگی کی
حالت تو یہ تھی۔ کہ وہ بے بسی میں بھی تلوار لینے کی
ہدایت کرتا تھا اگر اسے اختیار ملتا تو خدا جانے کیا کرتا

اس بے بسی میں تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پس اس فاضل اسلام کا قول بالکل ٹھیک ہے
کہ واقعی یسوع میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی۔ جس
کے لئے محل اور موقعہ اور قدرت اور وسعت شرط
ہے۔ لیکن عجیب تماشا کیا ہے۔ جس نے محض
مسخرے طور پر یسوع کے اس واقعہ کو پیش کر دیا ہے
جبکہ اسے گرفتار کرکے قتل کے درپے تھے اور ایسی
حالت میں محض ڈر اور خوف کے مارے یسوع
نے اپنے شاگرد سے کہا کہ میان میں تلوار میان میں کر
یہ موقعہ شمشیر زنی کا نہیں جو تلوار سے مارتے ہیں خود
تلوار سے مارے جائیں گے۔

پس سچ یہی ہے کہ عیسائیوں کے ابن اللہ میں اعلیٰ
خوبی اخلاق کی ہرگز نہ تھی بلکہ ان کے لئے عصمت بی بی از
بیچارگی کے یہ سب اخلاق و فضائل منہ کی باتیں
ہیں۔ انجیلی مسیح اصل اخلاق کی خوبی کے رنگ سے
ہرگز رنگین نہیں تھا۔

ہاں اخلاق اعلیٰ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی میں ضرور چمک رہے ہیں کہ باوجود
۱۳ برس مکہ میں کفار مکہ نے آنحضرت صلعم کو سخت
سے سخت ایذائیں دیں۔ راستے میں کانٹے بچھائے
نماز پڑھتے ہوئے اوجھڑیاں اوپر ڈالیں پتھر مار کر
سخت مجروح کیا۔ تین برس تک شعب ابی طالب
میں قید رکھا۔ دانت توڑے۔ آپ کے رفقاء کو
جان سے مارا۔ زندہ درگور کیا۔ جلتی ہوئی ریت
پر پھینکا۔ مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد بھی پیچھا
پیچھا نہ چھوڑا۔ فوجیں چڑھا لائے۔ اور کیا کچھ
تکالیف نہیں۔ جو آپ کے وجود مسعود کو نہ پہنچائیں

مگر جب آپ نے ان پر فتح اور اقتدار حاصل کیا تو ان سب باتون کو بالکل فراموش کر دیا اور زبان تک نہ لائے ایسے وقت مین جبکہ کفار مکہ کو قطعی امید تھی کہ ابھی اپنے گذشتہ قصورون کی بدلے مین تہ تیغ ہوئے جاتے ہین آپ نے ان اخلاق اعلےٰ کو کام مین لاکر جو بجز ایک خدائی آدمی کے کسی مین پائے نہین جا سکتے۔ سب کو معاف کر دیا اور ¹لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ کہا جسکے یہ معنی ہین کہ آج تمہارا کوئی قصور نہیں۔ مین نے تم کو بخشا اللہ بھی تم کو بخشے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ خدائی عفو اور رحم کا نمونہ دکہایا۔

ایسا ہی آنحضرت ؐ کے دیگر اخلاق و اوصاف کا حال ہے کہ دنیا مین اونکی نظیر ہرگز ہرگز نہین پائی جاتی۔ آپ کی **سخاوت** کا یہ حال تہا کہ باوجود بادشاہ عرب ہونے کے آپ کے گہر مین بجز فقر و فاقہ کے کچھ نہین تہا چنانچہ بخاری اور مسلم مین بالاتفاق لکہا ہے کہ آنحضرت ؐ کے گہر والے دو دن برابر بہی جو کی روٹی سے آسودہ نہین ہوئے یہانتک کہ آنحضرت ؐ اور آپ کے اہل بیت کئی کئی رات خالی پیٹ سو رہا کرتے تہے۔ اور جب کہانا کہاتے تہے تو اکثر اوقات کہانا آپ کا جو کی روٹی غذا ہوتا تہا۔ کیا عیسائی لوگ آنحضرت ؐ کا اس خصوص مین مقابلہ کر سکتے ہین جن کے خداوند مسیح کا نام ہی کہاؤ پیؤ اور گنہگارون کا یار بن گیا ہے اور جس نے محض طمع کے مارے ایک انجیر کو سکہا کر بد دعا دی تہی۔ دیکہو سچا فقر یہی ہے کہ باوجود سب کچھ موجود ہونے کے سب کچھ محتاجون کو بانٹ دیا جائے اور آپ فقر و فاقہ مین قناعت کرین۔ سو یہی وصف آنحضرت ؐ مین تہا۔ جو کچھ آپ کے پاس آتا فوراً خدا کی راہ مین یا اعلاء کلمۃ الحق مین صرف کر دیتے بہت سے حاجتمندون کو آپ نے ریوڑ کے ریوڑ بکریاں بخشدین۔ دوسرون کو اپنے اوپر ہمیشہ مقدم رکہا اور سچ مچ الفقر فخری آپ کے شایان شان تہا۔

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر باشہد ان لا الٰہ الا اللہ

عیسائیون کی خداوند مسیح کی نسبت انجیل سے ہرگز ثابت نہین کہ کبہی کسیکو ایک کوڑی بہی عطا کی ہو۔ باوجودیکہ آپ کے پاس روپیون کی تہیلی بہی موجود رہتی تہی۔

ایسا ہی آنحضرت کی **شجاعت** کا حال تہا

آپ یہان تک بہادر تہے کہ عرب کے بڑے سے بڑے پہلوان **غورث** کو آپ نے زمین پر پچہاڑ دیا۔ خدا کے دشمنون کو ہمیشہ چور چور کر دیا۔ اور اپنی نسبت پیشین گوئی فرمائی کہ مین ہرگز دشمنون کے ہاتہ سے نہ مارا جاؤنگا (واللّٰہ یعصمک من الناس) مگر یسوع نے دنیا مین کوئی شجاعت کا نمونہ نہین دکہایا۔ بلکہ آپ ہی ایسی ذلت اور خواری کے ساتہ مصلوب ہوئے اور مارے گئے کہ خدا دشمنون کے بہی نصیب نہ کرے بیشک اگر یسوع سچی شجاعت دکہاکر دشمنون کے ہاتہ سے مارا جاتا تو اوس کا نام بہادرون کی لسٹ مین لکہا جاتا تاکہ مگر اب تو بلکہ الٹا کفر کے جرم مین مجبوراً پکڑا گیا اور پہانسی دیا گیا۔

آنحضرت ؐ کے **علم و تحمل و اخلاق** کا یہ حال تہا کہ آپ نے کبہی کسی شخص کو گالی نہین دی۔ نہ بدزبانی کی۔ حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسبت فرمایا کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم یعنی تو اعلےٰ سے اعلےٰ اخلاق پر مخلوق ہے مگر یسوع نے اپنی قوم کے لوگون کو ہمیشہ گالیان نکالین۔ انہین بد اور حرامکار کہکر پکارا۔ سانپ کے بچے خطاب دیا اور کوئی کسر اٹہا نہ رکہی۔

آنحضرت ؐ کی **تواضع و انکسار** یہان تک کہ آپ نے فرمایا کہ لا تفضلونی علیٰ یونس مجہے یونس نبی پر فضیلت مت دو۔ مگر یسوع نے اپنے تئین سب انبیاء سے برتر ٹہرانے کیلئے ان کو چور اور بٹمار خطاب دیا (یوحنا ۱۰ باب ۸)

آنحضرت کے **ورع و اتقا** کا یہ حال تہا کہ آپ نے کسی اجنبی عورت کو ہاتہ مین ہاتہ نہین دیا۔ نہ خلوت مین کسی عورت کے ساتہ کبہی بات چیت کی۔ مگر یسوع ہمیشہ بیگانہ عورتون سے کہلا اختلاط وار تہا اور کہتا رہا جس کے مخالف کو یورپ کی عورتون کا مخالف تہذیب تہا ہے اور عیسائی ہمیشہ خوش عقیدگی سے ہرگز کچہ جواب نہین دیتے۔

آنحضرت کی **عبادت** کا یہ حال تہا کہ آپ ساری ساری رات خدا کی عبادت اور تہجد مین گذار دیا کرتے تہے۔ تہجد مین آپ کے پاؤن مبارک ورم کر جاتے مگر یسوع کی عبادت اور شب گذاری کی بابت کچہ ثابت نہین۔

حضرت رسول کریم صلعم کی تعلیم کا یہ اثر تہا کہ آپ کی زندگی ہی مین عرب کے لوگ وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بن گئے اور سارا عرب آپ کے جیتے جی مسلمان ہوگیا اور صحابہ کرام دین و دنیا کے بادشاہ ہوگئے اور دنیا مین ایسی ترقی اور تہذیب کی روح پہونکی کہ اس کی دنیا مین نظیر نہین ہے۔ مگر یسوع کی تعلیم کا اثر خاک بہی نہین ہوا۔ بارہ حواری بہی سارے کے سارے ضعیف الاعتقاد اور بے ایمان رہے ان مین سے ایک نے تو ۳۰ روپیہ رشوت لیکر یسوع کو پکڑوا دیا اور باقی سب فرنٹ ہوگئے

حضرت رسول کریم ؐ کا **دفع** کمال عزت کے ساتہ ہوا۔ مگر عیسائیون کا یسوع (معاذ اللہ) لعنتی موت سے مرا۔ اور ملعون ہوا۔

یہ تو یسوع اور جناب محمد رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا مجمل مقابلہ ہے۔ ہم بڑے خوش ہونگے اگر لارڈ بشپ صاحب یا کوئی اور عیسائی جناب رسول کریم ؐ کے ساتہ ان باتون مین یسوع کا مقابلہ کر کے دکہلائے۔ اور حقیقی اعلےٰ اخلاق کا انہین پتہ دے سکے۔ کیا وہ یسوع جو خدا ہو کر اپنے تئین نیک سمجہنے سے بہی انکار کرتا ہے (متی ۱۹ باب ۱۶۔ مرقس ۱۰ باب ۱۷) ماں کی ایسی سخت بے ادبی کی کہ اسے بڑی توبیخ سے کہا۔ کہ اے عورت مجہے مجہہ سے کیا کام (یوحنا ۲ باب ۴) یارون کو جہوٹ بولنے کی ترغیب دی (مرقس ۸ باب ۲۶۔ متی ۱۶ باب ۱۳۔ ۲۰) جہوٹا وعدہ کیا (لوقا ۲۳ باب ۴۳) سبت کی حرمت توڑی (متی ۱۲ باب ۱۔ ۹) فاحشہ عورات سے پیار کرتا رہا۔ حرام کی کمائی سے پرہیز نہ کی (یوحنا ۱۱ باب ۵۔ ۱۲ باب ۳ وغیرہ) مرادون کے نکتے ہیکل سے الٹ دیئے۔ دو ہزار سورون کے غولون کو جو پرایا مال تھے پانی مین ڈبو دیا۔ انجیر کے درخت کو اپنی جسمانی غرض سے سکہا دیا (متی ۲۱ باب ۱۹۔ یوحنا ۹ باب ۱۵ وغیرہ) ایسا شخص اس ذات مقدس کے مقابل نکل سکتا ہے۔ جو ماں باپ کی اول درجہ کی تعظیم کرنیوالا۔ شروع ہی سے امین و صادق کے لقب سے ملقب۔ صادق الوعد۔ شریعت کا اعلےٰ درجہ کا متبع۔ فاحشہ عورات سے سخت پرہیز کرنیوالا۔ اور سید الاتقیا زبدۃ الاصفیا اور حقیقی اخلاق کا مالک تہا۔

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک)

سلسلہ کی بعض زیر باریون سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک دیجاوین بالسلئے اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدینگے وہ نہ صرف ایک عمدہ ذخیرہ کتابون کا جمع کرینگے بلکہ سلسلہ کی اعانت کرنیوالے ٹہرینگے پس ہم عام اعلان کرتے ہین کہ ذیل کی کتابون مین آخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک ہم ا

چوتہائی قیمت

کرینگے جو چاہے

نام کتاب	
ازالہ اوہام ہر دو حصہ	
آریہ دہرم (رد آریہ)	
ست بچن (باوا نانک ؒ اور دیانند کا)	
تقریر ...... نماز پر اور وحدہ	
حضرت اقدس کی تیس سالہ تیر	
(الہام متناسخ وید اور قرآن)	
سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب	
تفسیر سورۃ تبت	
فیصلہ آسمانی	۲/
تحذیر المومنین۔ فتوی کفر کا لطیف جواب	۹/
نوحک لنتک	۱/
شمس بازغہ۔ پیر گولڑی کا رد	۴/
سوار السبیل ؑ	۱۰/
رد تناسخ و شیعہ از حکیم الامۃ	۲/
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات)	
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا اور تقریرین	۴/
برہان الحق (در رد نصاریٰ)	۱/
تفسیر القرآن پارہ اوّل	۳/
رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء	
نمونہ قرآن مجید۔ معہ انتخاب نیسرنا القرآن	
فیض احمدی	
قصیدہ ضوابط الاسرار	
وفات مسیح پنجابی	۲/
اصلاح الفکر (رد آریہ)	۲/
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	
سلک مروارید۔ عورتون کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ	
النصیح (عیسویت کے خواص نشانات)	۲
نور القرآن جلد دوم (عیسائیونکا جواب)	
برکات الدعا و اصول التفسیر	

پورے سٹ کے خریدار کو صرف چہہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جائینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

ا؎ شامی ہیویون کا ہونا تقدس کے برخلاف نہین۔ حضرت داؤدؑ کی سو اور حضرت سلیمانؑ کی ایک ہزار حضرت ابراہیم کی تین تہین۔ مگر وہ بڑے مقدس اور راستباز نبی ہین۔ ایسی ہی کرشن چندر اور رامچندر وغیرہ اوتار تہے نیوگی اور نیوگن دونون دس کے پاس جا کر مقدس رہ سکتے ہین اور مکتی حاصل کرسکتے ہین۔ یہ آریہ اور نور افشان کے نوٹ کا جواب ہے۔

ل؎ کتب سابقہ کے برخلاف تثلیث کی تعلیم دی اپنے تئین ابن اللہ اور خدا کہا بہی اسکو کفر کیا جسکے جرم مین سولی دیا گیا۔ دیکہو انجیل ۱۱

٭ جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے دس ہزار فوج یزید کا مقابلہ کر کے دنیا مین اول درجہ کی شجاعت دکہائی۔ اور شجاعت کے ان سے فخر حاصل ہوا۔

پائونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر ۱۱

ہم نے گذشتہ دو نمبروں میں بڑی صفائی سے ذکر کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مرحوم ایک معزز رئیس اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار دوست اور معتقد رہ چکے تھے۔ پھر ڈاکٹر گریسولڈ کا کسی اور کا حضرت مسیح موعود کو آبائی پیشہ **وفا فروشی** قرار دینا اس بغض اور عداوت کو ظاہر کرتا ہے جو راقم مضمون مذکور کو آپ کے ساتھ ہے۔ پھر آگے چل کر **پائونیر** پیپر کا نامہ نگار ایک اور خطرناک غلط بیانی کا ارتکاب کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

"غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں اشتہاروں اور پیشین گوئیوں اور دیات کے ذریعہ سے وبا کے زمانہ میں بہت کچھ کر ڈالا آخر کار گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کی کارروائی کو بند کیا۔"

اس بے معنی فقرہ نے شاید پائونیر کے کالموں میں کبھی شائع ہوا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اسکی کارروائی کو بند کیا واقعات صحیحہ کے صریح خلاف اور متضاد ہے اور ایسے ہی آپ کی کارروائی کو وردیات اور لاف زنی پر محمول کرنا اور شرمناک غلطی ہے۔

اگر یسوع ناصری کی نسبت ایسا کہا جاوے کہ اس نے لاف زنی کے ذریعہ سے چند شاگرد جمع کئے تھے تو کوئی عجیب امر نہ تھا کیونکہ خود عیسائی مورخین اور مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ حواری لالچی اور دنیا دار تھے اور وہ یسوع کے ان وعدوں پر کہ میں بادشاہ ہوں وغیرہ پر ہوں گے اور اس کی شاگردی میں بڑے خیال داخل ہوئے تھے کہ اسکی بادشاہت ہوگی تو ہم ارکان دولت ہوں گے اور اسی خیالی سلطنت کے خواب دیکھ دیکھ کر بیچاروں نے کپڑے بیچ بیچ کر تلواریں اور ہتھیار بھی خریدے مگر وہ سلطنت نہ ملنی تھی نہ ملی اور بیچارے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے آخر بعض نے لعنت بھیجی اور کسی نے گرفتار کرا دیا۔ اس قسم کی لاف زنیوں کا ثبوت سارا ذخیرہ عہد نامہ جدید کے اوراق میں ملے گا اور غلط گو پائونیر اور اس کا نامہ نگار اور ڈاکٹر گریسولڈ صاحب سے ناواقف نہیں ہوں گے

لیکن حضرت مسیح موعود کے متعلق اس قسم کا کہنا خطرناک غلطی ہے۔ یہ پائونیر کے کالموں میں ہوئی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے یسوع ناصری کو واقعی سزا ملی تھی۔ اور الزام بغاوت ہی اس پر عائد کیا لیکن حضرت مسیح موعود کی وفاداری سیرت اور خدمات کا تو خود گورنمنٹ نے بھی اعتراف کیا ہے۔

وبا کے دنوں میں حضرت مسیح موعود نے جو کچھ کیا ہے وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بھی وفاداری اور بنی نوع انسان کی حقیقی بہی خواہی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت پنجاب میں سگریگیشن کے قواعد کے متعلق خطرناک غلط فہمی ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسی غلط بیانی اور غلط فہمی کی وجہ سے پنجاب کے طاعون زدہ حصے کے بعض مقامات پر رعایا میں جوش اور بدمزگی بھی پیدا ہو گئی تھی اس وقت لوگوں کی اصلاح خیال اور گورنمنٹ کی تدابیر اور انتظامی تجاویز کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے میں کامیاب ہونے والا شخص اگر کوئی تھا تو وہ یہی **مرزا غلام احمد** صاحب تھے جنہوں نے خاص قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ کے لئے اشتہار دیا اور خصوصیت کے ساتھ اسی مقصد کے لئے لوگوں کو جمع کر کے مذہبی طور پر گورنمنٹ کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کی اور سگریگیشن کے قواعد کے مفاد ذہن نشین کئے اور پھر ان تقریروں کو عام اشتہاروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ ملک کے ہر ایک حصہ میں پھیلا دیا اور وہ زہر جو طاعون کے ساتھ گورنمنٹ کی نسبت غلط خیال کا پھیل رہا تھا۔ اسے دور کر دیا۔ یہ کارروائی تو البتہ اس شخص نے **ایام وبا** میں کی تھی جسکی قدر خود گورنمنٹ نے بھی کی چنانچہ مندرجہ ذیل چٹھی اس کے متعلق لکھی گئی اور لاہور کے معزز روزانہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ذیل کا نوٹ شائع ہوا۔

ترجمہ

چٹھی نمبر ۲۱۳-ایس

منجانب ایچ جے مارو صاحب بہادر جونیر سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور

شملہ مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر میں اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام روئداد کو جو ۲ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلقہ ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد و بیماری طاعون کے لئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اس وقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا۔

حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ میں اس جلسہ کے شکریہ کا اظہار کر دوں جو کہ اس جلسے کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی۔

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۸ء

ترجمہ

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ میں جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کو رفع ہونے کیلئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نورالدین نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید میں جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی۔ اس ناصہ ور کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنیوالوں کو دیگئی ہے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دینا چاہتی ہے جھوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کیلئے بھی نہیں تسلیم کرنا چاہئے اور سخت خطرہ کی حالت میں مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتوں کا اپنے گھروں سے کھلے میدان میں سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانک کر آنا اسلام کے اصولوں کے برخلاف نہیں۔

جیسے غدر کے طوفان بے تمیزی میں آپ کے والد ماجد نے ایک گرانقدر امداد گورنمنٹ عالیہ کو دی تھی اسی طرح اس طاعون کے طوفان بے تمیزی میں آپ نے اس طریق پر مدد دی کہ لوگوں کے ناجائز اور بیہودہ خیالات کی اصلاح کی اور اسطرح اس فساد عظیم اور بلوے کے درمان کو روکدیا۔ جس کے پھیلنے کا ملک میں سخت اندیشہ تھا۔ یہ کام تو بیشک آپ نے ایام وبا میں کیا ہے اگر یا پائونیر یا اس کے نامہ نگار کے نزدیک یہ قابل قدر کام نہیں تو نہیں ہم نہیں کہنا چاہتے کہ وہ گورنمنٹ اور رعایا کے خیرخواہ سمجھے جا سکتے ہیں اور پھر یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کی کارروائی کو بند کیا ایک ایسی غلطی ہے جسکی تردید اور تلافی آسان نہیں اور اس میں گورنمنٹ پر بھی ایک پہلو سے حملہ کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ خواہ مخواہ اپنے وفادار اور عقیدت کیش خاندانوں کے ساتھ گویا پرخاش رکھتی ہے۔ تعجب پر تعجب یہ کہ اس فقرہ کے ساتھ راقم مضمون تسلیم کرتا ہے کہ۔

"اس کا خاندان غدر میں خیر خواہ تھا چنانچہ سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب تذکرہ رئیسان پنجاب میں بھی ذکر کیا ہے۔"

گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی پر پائونیر کے ان الفاظ میں حملہ کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی کارروائیوں کو خواہ مخواہ پبلک کی نظر میں مخدوش ٹھیرایا ہے جو **صریح غلط اور بے سر و پا** ہے گورنمنٹ انگلشیہ نے کبھی بھی مرزا صاحب کے کام میں مداخلت نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ وہ کارروائی تو سراسر رحمت اور برکت ہے ملک کی اخلاقی اور تمدنی حالت کی اصلاح کے لئے ہے کیونکہ **مذہبی اصلاح اور روحانی فلاح** ساری برکتوں اور خوبیوں کا سبب ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس آرٹیکل کے پہلے ہی نمبر میں شائع کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب اپنے کام میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور لاکھوں انسان آپ کی پاک تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اپنا مذہبی فرض سمجھنے لگے ہیں۔ اس کے بعد پائونیر کے نامہ نگار نے اپنی کم علمی اور ناواقفیت کی وجہ سے آپ کی **وفاداری** اور خیر خواہی سرکار پر حملہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ

"یہ اس بات کا بھی دعوٰے کرتا ہے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا بڑا خیر خواہ ہوں مگر یہ دعوٰے بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔ کہتا ہے کہ میرا فتوٰے جہاد کے خلاف ہے۔

پانچ سال ہوئے سر سکیمر روتھ ینگ کو ایک میموریل میں اس نے لکھا تھا کہ جہاد کے مسئلہ سے انکار کرتا ہی ہوں کیونکہ مسیح موعود اور مہدی مان لیا ہے۔"

اس فقرہ میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ خیر خواہی کا دعوٰے بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔

اس کے بالکل غلط اور سر تا سر غلط ہونے میں کوئی شبہ اور کلام ہی نہیں ہو سکتا۔

(باقی آئندہ نمبر میں)

٭ اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نورالدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے بجائے اس کے جیسا کہ واقعی امر ہے مرزا غلام احمد لکھنا چاہئے تھا۔ ایڈیٹر

ردّ تناسخ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ الحکم نمبر ۱۹ (۲۰))

جیسے درخت اور بوڑھے انسان اور نو عمر درخت اور نو عمر انسان کی ایک ہی حالت ہوتی ہے جسطرح بوڑھے آدمی بیٹھے بیٹھے سوتے ہیں لحاف بستر کی پروا نہیں کرتے ویسے ہی بوڑھے درخت بھی پتے بند کئے اور شاخ جھکائے بغیر سو جاتے ہیں اور نو عمر درخت سونے کے وقت نہایت ملائم اور ان کے کونپل مرجھا جاتے ہیں گویا نیچہ بباعث نیند کے سست ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حیوانات میں خاصہ ہے کہ کوئی تیس سال کوئی بیس دن کا کوئی بارہ یا چودہ برس سے زیادہ عمر کا ہو کر توالد و تناسل میں پڑتا ہے ویسے ہی نباتات کی حالت ہے بعض درخت دو سال میں بعض دوسرے برس بعض بارہ سال کے ہو کر بارور ہوتے ہیں۔ صغر سنی میں پھول پھل نہیں لاتے اور جیسا کہ زینت و آرائش اور بہت حیوانات میں پائی جاتی ہے ویسے ہی نباتات میں بھی نظر آتی ہے۔ سانپ بچھو انسان وغیرہ کی جنس طرح حیوانات موسم پر کانچلی اور لباس بال وغیرہ بدلتے ہیں ویسے ہی ہر موسم پر درخت بھی اپنا بانا بدلتے اور نئی پوشاک پہنتے ہیں غیرت کے متعلق بھی یہی حیوانات سے نباتات کو تو غیرت ہے جسجگہ ایک نباتی تخم اگا وہاں چھ ہزار روپے کا تخم بیکار رہا یعنی اگنے کا نہیں۔ بالفرض کوئی قلم کرے تو اس پر دوسری جنس کا پیوند چڑھایا جائے تو قطع نسل کا باعث ہوگا۔ ترقی کا۔ آفرین و غیرت ہو تو ایسی ہو لیکن یہ غیرت کسے کیونکر میں بھی کم کم موجود ہے کہ شرارت نفس کے باعث اگر اپنے غیر جنس سے جفت ہو جاوے تو آئندہ سے قطع نسل ہوگی جسطرح پیوندی پھل کے بار آور درخت نہیں اگا کرتے ہی تخم سے فرزند نہ ہوگا۔

ان آتشانوں پر افسوس کہ باوجود علم و عقل سے بہرور ہونے کے حیثیت نباتی و حیوانی سے بھی تعلیم حاصل نہیں کرتے اور ترقی نسل کیلئے اپنے تخم کی جگہ غیر کا تخم بونا جائز سمجھا خیال کرتے ہیں اور نیوگ کو موجب ترقی کا باعث سمجھتے ہیں۔ حیوانات کی طرح بھی حد حساب سے باہر ہے اور نباتات کی بھی کئی کئی ہزار برس کی عمر ہوتی ہے کوئی سو برس کا ہو کر مرتا ہے حد ہا تخم چل جاتے ہیں اگنے ہی نہیں۔

قصبہ بار ضلع بلند شہر میں کھرنی کے درخت کی بابت جو ایک دن بائنڈنگ کے وقت گئے ہوئے جان کر دیکھا میں جیکو آج تک تخمیناً پانچ ہزار سال کا عرصہ ہوا اور اس مضبوطی سے سالہ قائم ہیں کہ ابھی تک گر نیکا ارادہ نہیں ہوا ہر بار ور ہوتے اور خلقت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ انسان کو بھی ان سے فیض و سالی کا سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ عمر و فضل کی زیادتی نفع خلائق پر مبنی ہو۔ کسی طرح ہزار برس جیا اور نوح کسوٹ کی سواکچھ نہ کیا تو کیا کیا۔

بگو گفت لقمان کہ نازیستن
به از سال ها بر خطا زیستن

نباتی طاقت حیوانی طاقت سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے چنانچہ بعض درخت حیوان خوار ہوتے ہیں اور اپنی طاقت سے زور سے حیوان کو زمین پر سے اٹھا کر شاخوں میں چھپا لیتے اور اس کا خون پی جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ایک انگریز جہاز کسی ایسے مقام پر شکار کھیلنے گئے تھے اور ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا اتفاقاً گئے کے وقت کی آواز نہ آئی آپ نے بہر گرد دیکھا کہ اپنی کا کتا درخت کی شاخوں کیطرف خود بخود اٹھا چلا جاتا ہے اور ایسا ہوا کہ وہ شاخوں میں جا کر لٹک گیا اور آپ دور کھڑے تماشا دیکھا کئے جب ماجرا دریافت کر نیکو درخت کے قریب ہو گئے تو درخت کی کشش نے ان کو بھی کھینچنا شروع کیا اور وہ فوراً وہاں سے ہٹ کر علیحدہ ہوئے اور جان گئے کہ یہ خونی درخت کشش کے ذریعہ حیوانات کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور خون پی جاتا ہے وریدی اور شرائین جیسا کہ بدن انسانی و حیوان میں کام کرتی ہیں ویسے ہی درخت کے اندر ایک قسم کے رگ و ریشے ہیں جو غذا کو برابر تقسیم کرتے رہتے ہیں انسان نا تہہ سے جو شئے منہ میں ڈالتا اور زور سے معدہ میں پہنچاتا ہے نباتات میں اس کے تنہ اور ریشے میں وہ کشش موجود ہے کہ ہر طرف سے اپنی غذا کھینچ کر موضع بموضع تقسیم کر دیتی ہے۔ آلمرین کھجور اور ناریل اس قوت پر جو اونچی اونچی ہوتی جڑ ان میں رہتی اور غذا کو زمین سے تلاش کر کے ۹۰ اور ۱۰۰ فٹ تک پھینکتی اور درخت کی چوٹی پر پہنچاتی ہے۔

نباتات میں ایک طاقت دوسری قسم کی بھی ہے جو اسکو زمین کی کشش سے مدد ہوا کی و عکس پیل سے محفوظ رکھتی ہے جسطرح انسان اپنے جسم کے ہر حصہ بدن اور کپڑے وغیرہ کو آپ سنبھالے رہتا ہے اسکی قوت کے زور سے درخت بھی جو سالخوردہ ہو کر سر بریدہ ہو کر تا دم آخر اپنے اور ٹہنی کی کشش مدام کرتا اور بار و برگ کو سنبھالے رہتا ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے دشمنوں سے بچتا ہوا کترا کر جاتا ہے ویسے ہی چھوٹا درخت اپنے سے بڑے درخت سے بچکر فضا میں سر نکالتا ہو اور بڑے درختوں کی تیز تاثیر جانے کیو جہ سے۔ ومن نعمّرہ ننکّسہ فی الخلق افلا تعقلون۔ اور جیسا انسان جب بوڑھا ہو کر ہوش و حواس سننا دیکھنا ذائقہ شامہ حافظہ وغیرہ عمر بہر کا ذخیرہ جو دنیا پر آ کر حاصل کیا تھا دنیا میں ہی اپنی ذات سے الگ کر دیتا اور بہرہ گونگا اندھا بدو دلنڈ نرا اللہا ہو کر بیک اجل کا منتظر رہتا ہے کہ کب آئے اور کب چلوں اور شروع شباب میں عریض ہوا کالا ہوا اندر بن جاتا ہے ٹھیک یہی دیکھتا نباتی پرانے درختوں کا حال بھی ہوا اور پتے اور کونپلیں اور سبزی جو ان کو باغ دنیا میں موصول ہوئی تھی جس کے بہرہ در ہو کر وہ ستارہ جیسے اور آسمان بلندی کی جو طرف سے سر نکالتے تھے وہاں سے بولت میں اکثر صفت بیرحالی ہے نہ پھول نہ پھل نہ پتے رفتہ رفتہ سوکھا پنڈ بن بہتا کے کانٹے لگا کھڑا رہتا ہے۔ آخر جیسا جنازہ آدمی کا چتا پر جلتا ہے درخت بھی ویسے ہی ایندھن ہو سوختہ بن جاتا ہے۔

فیا اہل التناسخ کیا یہ تمام تقلیبات کرنباتات میں عیاں ہیں ان کا کوئی مطلب نہیں کیا یہ اپنی ذات کی آپ ہی پیشور ہیں اگر کوئی مطلب ہے اور یقیناً ہے جس کی تصرف نے یہ سب کچھ ان میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو بتاؤ روح حیوانی ان میں منتقل ہو کر آتی ہے یا نہیں اگر آتی ہے تو بندت دیانند کا وہ دعوے باطل ہوا کہ جو انہوں نے اپنی چیلوں کو سکھایا ہے کہ روح حیوانی نباتی قالب میں نہیں آتی اور ہر پھول پھل ساگ پات بھی گوشت کے حکم میں داخل ہوا کہ جو اس کا حکم ہے وہی اس کا ہوا کیونکہ اس سے حیوانات اور نباتات ہر دو روح حیوانی کا چولا اور جامہ قرار پائیں اگر گوشت کھانا جائز ہے تو نباتات کا کھانا بھی جائز ہے اگر جائز نہیں تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔

اگر نباتات میں روح حیوانی منتقل ہو کر نہیں آتی بلکہ نباتات میں ہی قادر مطلق نے کوئی ایسی طاقت رکھدی ہے جس کا یہ سب تماشا ہے اور درختوں کی چھوٹائی بڑائی وغیرہ خدا تعالی نے اپنی قدرت سے کی ہے کسی درخت کی کرنی یا عمل پر وقوع میں نہیں آئی تو حیوانات میں بھی اسی ذات واحد نے اپنا تصرف جاری رکھا ہے اور علم و حکمت کی مقتضا کے موافق چیونٹی ہاتھی اونٹ الو کتا گدھا وغیرہ بنایا ہے کسی کے عمل سے نہیں اور بلا ریب اسی کی حکمت کا مقتضا پورا ہوا اور ہو تا ہے اس کار خانہ میں غیر کا تصرف مطلق نہیں۔

اہل تناسخ کے دعاوی باطل اور دلائل لا طائل ہیں قائل تو جواب کا ضامن (ایڈیٹر) دالندیم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیر

جب نبی عربی امی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ملک میں دعوت حق اور تبلیغ احکام الٰہی شروع کی تو آپ کے انفاس طیبہ اور برکات روحانیہ کی تاثیرات سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے راستبازوں اور وفاداروں کی ایک جماعت عنایت فرمائی جو صحابہ کے پاک لقب سے مشرف ہیں وہ یہ لوگ تھے کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کا ایسی طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں کے زمانہ میں جو سخت ابتلا اور مصیبت کا وقت تھا۔ جان و مال اور رفاقت سے ساتھ دیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلعم کو تبلیغ احکام الٰہی کے لئے ایک جہان کا مقابلہ پیش آیا ہوا تھا۔ اور تمام فراعنہ عرب سخت شورش اٹھا رہے تھے اور ہر طرف ذلت کے منصوبے باندھے جاتے تھے اور ہر جا سے آپ کے اس مقصد کے لئے بیزاری ہی کی پیش آتی تھی اور ہر کہ ومہ اشاعت توحید کے لئے سد راہ بنا ہوا تھا۔ اور حضور کی تنہائی اور بیکسی کا یہ عالم تھا کہ یہ بات ہی امید آپ لوگوں کے گھروں میں جا جا کر کلام الٰہی سناتے اور بیہودہ لعنت دیکھا کئے جاتے تھے اور کوئی آپ کو اپنے پاس بیٹھا کر ٹھکانہ بھی نہ دیتا تھا اور آپ منزل بمنزل اور قریہ بقریہ پکارتے پھرتے تھے کہ من یووینی ومن ینصرنی حتی ابلغ رسالۃ ربی۔ یعنی کوئی ہے کہ مجھے ٹھکانا دے اور میری مدد کرے تاکہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کروں اور وہ جنت کا وارث ہے۔ اس نازک وقت میں صحابہ نے اپنی عزت اور ناموس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے قربان کیا یہانتک کہ کاٹ ڈالے گئے اور گھروں سے نکالے گئے اور جلا وطن کئے گئے اور بظاہر آنحضرت صلعم کی ناکامیابی اور کمزوری جتے کہ ہجرت دیکھکر بھی متزلزل الایمان نہ ہوئے۔ بلکہ حضور کی تمام آئندہ کامیابیوں اور اسلام کی ترقیات کی پیشگوئیوں پر پورا ایمان رکھتے رہے اور عرفانی اور ایمانی ترقیات کے اعلے مدارج پر فائز ہوتے رہے۔

اور حضور صلعم پرلے درجہ کا صادق القول اور صادق الوعد ثابت رہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی حضور علیہ کی نسبت کبھی کوئی بدگمانی اور سوء ظنی پیدا نہ ہوئی اور آپ نے بھی ان میں سے کبھی کسی کو بے ایمان اور ضعیف الاعتقاد نہ پایا۔

خاص ہجرت کے وقت جو سخت نازک اور خوف قتل کا وقت تھا۔ حضور نے علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر خواب پر سونے کا حکم دیا اس نے فوراً بخوشی خاطر قبول کیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جبکہ دشمنوں کے تعاقب کا کلی یقین اور گرفتاری کا سخت ڈر اور جان کا پورا خطرہ تھا آپ نے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔ وہ بلا تامل سب کچھ چھوڑ کر حضور کے ہمراہ ہو لیا۔ ان میں ادنیٰ نہیں پوچھتا۔ کہ یا حضرت میں ایسے خطرناک مقام میں سوؤں ۔ اور کوئی نہیں کہتا۔ کہ میں آپ کی بظاہر ناکامیابی اور دشمنوں کی نگاہ میں ذلت اور جلا وطنی اور خوف جان کے وقت میں اپنا گھر اور جان و مال اور عیال و اطفال چھوڑ کر کیوں آپ کے ہمراہ چلوں۔ کسی کو یہ شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بڑی بڑی فتوحات اور توحید کے پھیل جانے کی پرزور پیشگوئیاں اور لمبے چوڑے دعوے کیا ہوئے غرض کہ بڑی صفائی اور راستی اور بڑی صداقت اور ایمان کے ساتھ ان لوگوں نے اسلام کی خدمت میں اور آنحضرت کا ساتھ دیا اور مالوں اور جانوں کو آپ پر قربان کیا۔ یہ حضور کی روحانی برکات کے نتائج اور آپکی پاک تعلیم کی تاثیرات اور ثمرات تھے۔ لاریب صحابہ کو آنحضرت کی سچائی اور راستبازی پر پورا بھروسہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا یقین تھا اور یہی یقین انکی ایمانی ترقیات کا موجب اور روحانی مدارج کے ارتقا کا زینہ تھا۔ گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی رضامندی کے آخری مکان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

حضرت مسیح کی روحانی تاثیر

حضرت مسیح ابتدائی عمر میں یہودیوں کے بڑے بڑے عالموں کے درس میں جو کہ یہ اناجیل نامی حضرت موسیٰ کی شریعت اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کے کتابیں پڑھتے اور سیکھتے رہے۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۲ آیت ۴۰ لڑکا بڑھتا اور حکمت سے بھرتے روح میں قوت پاتا رہا یعنی علم سیکھتا اور نفسانی کمالات پیدا کرتا رہا۔ ایضاً لوقا ۲ باب ۴۶ و ۴۷ اور ایسا ہوا کہ انہوں نے تین روز پیچھے اسے ہیکل میں استادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے انکی سنتے اور ان سے سوال کرتے پایا اور پھر آپ نے یوحنا اصطباغی یعنی حضرت یحییٰ بن زکریا کے پاس روحانی ترقی کے لیے بیعت پایا اور وہ اس وقت سے انہوں نے رسالت کا کام شروع کیا۔ یعنی تبلیغ احکام الٰہی اور وعظ کرنے لگے۔ اول اول چند اشخاص ایمان لائے۔ جنکو حواری کہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) شمعون پطرس (۲) اندریاس۔ (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتلما (۷) محصول لینے والا متی (۸) توما (۹) حلفئی کا بیٹا یعقوب (۱۰) لبی جو تدی بھی کہلاتا (۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہودا اسکریوطی۔ سب آپکے بارہ شاگرد ہیں اور انہی کو آپ نے بنی اسرائیل کے لیے واعظ بناکر بھیجا۔

اب زیادہ تر قابل غور یہ بات ہے کہ جن لوگوں کو حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے بھیجا اور حضرت مسیح کی طرف سے نبوت کا کام کرنے لگے ان کا اپنا ایمان پایہ کہاں تک تھا۔ سو ان میں بڑا مخلص اور مقرب حواری شمعون پطرس تھا جس کے حوالے حضرت مسیح نے بہشت کی کنجیاں بھی کر دی تھیں۔ اس میاں پطرس صاحب نے حضرت مسیح کی گرفتاری اور پیشی کے وقت قیافا نام سردار کاہن کے روبرو ایک لونڈی کے اتنا کہنے سے کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ ضعیف الایمانی اور بد اعتقادی اور بزدلی کی وجہ سے حضرت مسیح پر لعنت کی اور تین بار قسم کھا کر ان کا انکار کیا (دیکھو متی ۲۶ باب ۶۹ سے ۷۵ تک) دوسرا یہودا اسکریوطی ہے۔ جو اپنے تقرب کی وجہ سے حضرت مسیح کے شامل ایک طباق میں کھانا کھاتا تھا اور مسیح نے اسے بارہ میں تخت کا مالک اور اسرائیلیوں کی عدالت کرنیوالا ٹھہرایا تھا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۲۳۔ ایضاً متی ۱۹ باب ۲۸۔ اس نے سردار کاہنوں سے منصوبہ گانٹھ کر صرف تیس روپیہ کے لالچ سے بڑے نفاق اور فریب کے ساتھ حضرت مسیح کو پکڑوا دیا اور سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے ہمراہ مسیح کے پاس لے آیا اور نفاقیہ تعظیم سے اس کا نشان دے دیا کیونکہ اس نے ان سے کہہ رکھا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۱۴ و ۴۸) حضرت مسیح نے اس سے پہلے اسے کہہ دیا تھا کہ تو مجھے پکڑوائیگا اور اگر تو پیدا نہ ہوتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا اس لفظ سے یہودا کی نہایت شقاوت اور بدبختی ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باقی شاگردوں کی نسبت بھی حضرت مسیح نے کہا۔ کہ تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے۔ چنانچہ وہ سب ہی گرفتاری کی سخت مصیبت کے وقت میں حضرت مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور کسی نے بھی ساتھ نہ دیا دیکھو متی ۲۶ باب ۳۲ و ۳۵ و ۳۱ (۵۶) اب اس سے ان سب کے ایمان کا کمال اور انکی روحانی ترقی کی غایت اور مسیح کی نسبت راسخ الاعتقادی کا اندازہ ظاہر ہوگیا۔ اور بعض جگہ حضرت مسیح نے ان کو کم ایمان اور شیطان۔ اور ضعیف اعتقاد بھی کہا ہے اور لوقا ۲۴ باب ۲۵ میں ہے کہ تب اس نے انسے کہا کہ اے نادانو اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست مزاجو کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح دکھ اٹھائے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مسیح کو ان کی نسبت انکی بداعتقادی اور بے اعتقادی کا کامل یقین تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہی سے مسیح کی نسبت سست اعتقاد اور بیوفا رہے اور مرقس ۱۶ باب ۱۴ میں ہے۔ آخر وہ ان گیارہ حواریوں کو جب وے کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور ان کی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی کیونکہ وے انکی باتوں پر جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا یقین نہ لائے اور ایک مقام پر حضرت مسیح نے ان میں رائی کے برابر ایمان ہونے کی بھی نفی کی ہے۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۲۰ آیت) اور ایک جگہ پھر فرمایا اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا کب تک تمہاری برداشت کرونگا۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۱۷ آیت۔ غرض کہ ان سب آیات سے حواریوں کا ناقص الایمان بلکہ حضرت مسیح کی طرف سے سخت بے اعتقاد ہونا واضح طور پر پایا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی زندگی میں کبھی بھی ان کی نسبت خوش اعتقاد اور فرمانبردار نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کمال ایمان سے بہرہ مندی حاصل کی۔

عیسائیوں کے خدا کے بیٹے کے اخلاق

عفو

عیسائیوں کے خدا میں عفو کی اصلی خوبی ہرگز نہ تھی عفو میں خلق کا کمال یہ ہے کہ ایک انسان دشمن کو انتقام لینے کی قدرت رکھتے ہوئے اس کو درگذر کرے عیسائیوں کے خدا کو کبھی حقیقی عفو کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ اس نے کبھی دشمن پر قدرت ہی نہیں پائی کہ قدرت کے بعد اس کا معاف کرنا جو اصل اخلاق ہے سمجھا جاوے۔ عیسائی آپ ہی کہدیں کہ یسوع کو یہ موقعہ کب ملا کہ وہ یہود کے سزا دینے پر قادر ہوتا اور پھر درگذر کرتا ہاں یہ اخلاق فاضلہ ہمارے سید و مولا افضل الانبیاء فخر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں ضرور شان چمک رہا ہے کیونکہ کفار مکہ نے آپ کو سخت سے سخت دکھ دیئے۔ آخر کار آپ کے قید و قتل پر آمادہ ہوئے۔ جسکی وجہ سے آپ اس نابکار قوم کے درمیان سے ہجرت ہی کر گئے۔ مگر جب آپ نے ان پر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی خونریزیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے تو آپ نے انپر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی خونریزیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے تو آپ نے ان سب کو بخش دیا اور کہا کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا ثم اطلقا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین تم پر کوئی ملامت نہیں۔ خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ عیسائیوں کی اگر قسمت ہو تو اب بھی اس کتاب صداقت کو شناخت کریں اور مردہ پرستی سے باز آئیں۔

حلم و تحمل

حلم و تحمل کا یسوع صاحب میں نام و نشان تک نہیں تھا اور ہم افسوس کہتے ہیں کہ وہ لوگوں میں تعلیم دیتا رہا کہ مبارک وہ ہیں جو حلیم ہیں مگر آپ کبھی حلم و کلام میں نرالا بلکہ ہمیشہ جھجھوروں کیطرح بات بات پر یہودیوں کو ستا اور گالیاں دیتا رہا تلوار تو اس کے ہاتھ میں نہ تھی پہلا حربہ صرف زبان اس کے ہاتھ میں تھی سو اسے خوب چلاتا اس زمانہ کے لوگوں کو بدا اور حرامکار کہکر پکارا کسی کو سانپ اور کسی کو سانپ کا بچہ وغیرہ کہا اور کوسنے میں کسیطرح کمی نہ کی۔ خدا جانے اگر یسوع کو کچھ اختیار دیا جاتا یا اس کے ہاتھ میں زور ہوتا تو کیا کچھ کرتا ع اس بے بسی پہ ذوق بشر کا یہ حال ہے کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے ہاں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلیٰ درجہ کا حلم و تحمل تھا۔ آپ نے کبھی کسی کو صریح الفاظ میں بد اور حرامکار کہکر نہیں پکارا نہ کسی کو سانپ یا سانپ کا بچہ کہا ہاں ان کی اخلاق بد پر نہایت مشفق کیطرح ضرور کہا اور سوا حق کے کچھ نہ کہا۔ کیا کوئی عیسائی

اسلام اور عیسائیت

عیسائیوں نے بیشک علوم و فنون کی دستگیری کی۔ مگر کب؟ جب مذہب کے پابند ہو سے چرچ کے نامحدود تسلط سے آزاد ہو گئے اور سینٹ جانی تھامس اور اس کے ہم خیالوں کو نزدیک عیسائی نہ رہے۔ ورنہ لندن میوزیم اور کتب خانہ پیرس کا حال اس زمانہ میں وہی ہوتا جو کتب خانہ اسکندریہ کا جولیس سیزر کے عہد میں ہوا۔ تاریخ کرانیکل وہ ہولناک سمان یاد کر جب مقدس عیسائیوں نے حکمائے مصر کی کتابوں میں آگ لگائی ہے۔ اسکندریہ کے لاٹ پادری نے ایک ملکی بغاوت کے الزام پر سارا کتب خانہ اسکندریہ اسیرع جلا کر خاک سیاہ کرا دیا جسطرح ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں دہلی کا عظیم الشان شاہی کتب خانہ باغیوں کی بدولت دنیا کے جناب نعمت بچھڑ گیا۔ وہاں اسکندریہ میں تھیوفیل نے حکماء و سلاطین مصر کی کتابیں جلا دیں

اور ... دہلی مین علماے ہند وستان مغلیہ ... کتب خانے دریا برد کر دئے گئے ... شاہی فرمان کے ذریعے ... اسکندریہ کی عام علمی تصنیفات ... اور اس کے بیس برس بعد ... مورخ نے ان برباد شدہ ... ہولناک تصویر کھینچی ہے لیکن ... ہندوستان مین پچاس برس کو ... گذرا مولوی فضل حق صاحب ... کے سوا کسی نے اس چشم دید ... آنسو بھی نہ بہائے۔ اس ... بلکہ ایسے کہ

... کی غالب

... اور جان عزیز

... بعد سیریل کا زمانہ آیا۔ یہ اسکا ... مشہور ...... مقرر اور لکچرار ... مین ان دنون ایک خاتون کا ... و فلسفہ مین بڑا شہرہ تہا۔ علوم ... بڑے بڑے اہل علم اس کو ... تسلیم کئے ہوئے تہے۔ اس ... درس مین علم مابعد الطبیعہ خصوصًا ... بحث مین اکثر بحث ہوتی تہی ... ہم کو کہان جانا ہوگا اور ... بات کا علم ممکن ہے۔ مقدس ... سیریل کو اس کی برداشت نہوئی ... خاتون (جس کا نام ہیپاٹی تہا) ... بلکہ قدیم مصریون کے مذہب ... اس جرم پر کہ صاحب علم ... درسگاہ مین جاتی ہوئے اس کو ... کپڑے اتار لئے اور اسی ... کلیسا مین لائے۔ وہ ایسی ... نہ تہی کہ پیشوایے مذہب ... کرتے۔ نہین قتل کے بعد ... گوشت ہڈیون سے الگ ... اور بقیہ کے واسطے بہتر سمجہا ... نذر کر دیا جائے۔ مورخ کہتا ... گورنمنٹ نے اس ... تحقیقات کی اور سیریل سے ... باز پرس ہوئی۔ غالبًا یہ پہلا ... تہا جب گورنمنٹ نے یہ قاعدہ مقرر ... کہ "جہان غرض آمد ہنر پوشیدہ شد" ... عیسائیت کا کرشما عقیدہ ہے جسمین دو فرقو ... نزاع نہ ہوئی ہو اور اختلاف کا فیصلہ ... خونریزی سے نہ کیا گیا ہو۔ تاریخ بتلا ... رہی ہے کہ سرزمین مصر لہو سے رنگی ... ہے حضرت مریم کی عبادت مین اختلاف ... انہین خدا کی ماں فرض کرنے مین ... گروہ لڑ رہے ہین۔ تلوارین چل رہی ہین اور عیسائیون کے پاک خون سے سطح خاک لالہ زار بنی ہوئی ہے مذہب کے قانون مین یہ بات داخل تہی کہ

مسیح کا جو پیرو نہین وہ ہلاک ہوگا اور ہلاک ہونے والا زندگی کا مستحق نہین ہے۔ اعمال الرسل کے پانچوین اصحاح مین دیکہو۔ حنانیا نامے ایک شخص نے اپنی املاک بیچ کر کچہہ قیمت خود چہپا کر رکہہ لی اور بقیہ رسولان مسیح کے پاس لایا۔ پطرس حواری کو حقیقت حال پر اطلاع ہو چکی تہی۔ بڑی ملامت و سرزنش کی اور پطرس کا معجزہ اسکی جان لیل۔ سفیترہ (حنانیا کی بیوی) کو اصل معاملہ سے تو واقفیت تہی مگر بعد کی سرگذشت کا اسکو علم نہ تہا۔ تین گھنٹے کے بعد وہ بہی حاضر خدمت ہوئی۔ پطرس نے بات کے چھپا رکہنے کے جرم پر اس کی بہی ایسی خبر لی کہ بیچارے کی جان پر آ بنی (اعمال الرسل۔ اصحاح پنجم از آیت ۱ تا ۱۱۔ صفحہ ۱۵۱)۔

انسان کو مال و متاع مین کچہہ خود اپنے واسطے اٹہار کہنے اور مذہبی پیشواؤن کو ہی یہ نہ دینے کی سزا اگر تو سزائے موت ہے پہر اس بدنصیب کی زندگی پر کیون نہ موت کو ترجیح دیکہائے جو اعتقادًا مقتدایان ملت کا ہمصفیر نہو۔ کیتہولک اعتقادات کے مخالفین کی بابت پوپ النوسان سوم فرماتے ہین "منکرین کی اولاد کیواسطے حیات کے علاوہ کسی چیز کا بہی باقی چہوڑنا جائز نہین۔ ان کو زندہ رہنے دینا ہی عنایت و احسان ہے" یعنی منکرین کا جرم انہین تک نہ رہتا بلکہ مرض متعدی کیطرح اس کا سکر وب اولاد مین بہی سرایت کرتا ہے۔

لا تزر وازرة وزر اخرے ایک کی خطا پر دوسرے کو مصادرہ روا نہین۔ اسلام سے عیسائیت کا اس بات مین مقابلہ کیا جائے۔ وہان باپ دادا کے افعال پر پکڑے جاتے ہین یہان خود اپنے گناہ پر بہی استغفار سے نجات ملجاتی ہے۔

فرق ست ز آب خضر کہ ظلمات جائے اوست
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

علم وہنر کے ساتھ عیسائیت کی گاؤزوری

تلمیذ

قسطنطین ... اس کے بعد جب عیسائیون کو زور ہوا ہے تا مرگ ... رہی علم دشمنی ... عیسائیت کی تاریخ مین نہین ملتا ... ہان مذہبی نزاع و مجادلات مین البتہ ... یہ ہے کہ علم کا اٹہتا ہوا جوش کبہی تو سلطنت ... قوت سے کبہی مذہبی انجمنون کے رعب و داب سے اور کبہی خونریزی سے دبا دیا گیا ہے۔ مذہب کی تائید مین ... علم سے دشمنی رہی۔ جب اس کا شعلہ بلند ہوا تعصب کے طوفان سے فرو کر دیا گیا۔

میرا مقصود بحث مادی نہین ورنہ مدعیان علم کو اس بحث مین یہ بہی معلوم ہو جاتا کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی ہے یا عیسائیت کی۔ پادریون کی باہم لڑائیان اور اختلاف عقاید کے مجادلات ایک طرف عیسائیت کی تائید مین غیر مذہب والون پر جو وحشیانہ حملے ہوئے ہین یا خود سلاطین یورپ مین رؤساے مذہب کی اغوا سے جسقدر خونریزیان ہوئی ہین وہ ہمارے عنوان بیان سے خارج سہی لیکن واقفکارون کی وسعت نظر سے خارج نہین ہین۔

اسپین مین اسلامی سلطنت قائم ہونے کے بعد یورپ پر علم کا پرتو پڑا اور علم و مذہب کا مخاصمہ اسوقت شروع ہوا جب اندلس کے مدرسون مین نوجوان نے تعلیم پا کر عیسائیت کی تاریک دنیا مین علمی روشنی ڈالنا چاہی۔ یا حروب صلیبیہ مین یورپین مجاہدون نے مسلمانون کے خیالات سے متاثر ہو کر عیسائی دنیا مین ایک نیا تغیر پا لیا۔

کروسیڈ وار سے ہزارون صلیبی مجاہدین واپس آئے اور مسلمانون کیطرف سے ایسے اچہے خیالات مشتہر کئے جو کلیسائی تعلیم کے خلاف تہے۔ پادریون نے مشہور کر رکہا تہا کہ مسلمان بت پرستون کی ایک جماعت کا نام ہے جو بیت المقدس (اورشلیم) پر متغلب ہو کر توحید اور دین حق کی تجلی کرا ... ہین اور اس پاک سرزمین کو ہر طرح ... اور فضیلتون سے خالی کر رکہا ہے ... درندے اور جالار ہین۔ ... وہ وحشی ... مجاہدون نے ارض ... وغیرہ وغیرہ صلیبی ... فلسطین سے واپس آکر ظاہر کر دیا کہ جب ... آنکہون پر پردہ پڑجاتا ہے۔ مسلمان ... نہایت پاکیزہ خیال اوصاف ذی مروت ... اور آشتی پسند، وفادار اور صاحب ... ہین۔

اہوکن فلاسفر اڈورڈ فارنکس صاحب فرماتے ہین کہ خلیفہ حکم ثانی نے اسپین کو ایک بہشت بنا رکہا تہا۔ یہود اور عیسائی امن و امان و آزادی کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تہے۔ پطرس صاحب لکہتے ہین کہ اندلس مین اکثر علماء یورپ کے دور دراز شہرون سے علم ہیئات کی تعلیم حاصل کرنے آتے تہے حتی کہ انگلستان کے طالبعلمون کی جماعت بہی اندلس مین نظر آتی تہی۔ یہ تمام طلبہ وہان بآرام و آسایش ٹہرائے جاتے تہے۔ اور ہر طرح انکی خبرگیری کیجاتی تہی ایوان خلافت معلوم ہوتا تہا کہ ایک جلیل القدر کتب خانہ یا دار الصنائع ہے جس مین کتابون کی نقل زرکاری جلد سازی اور ہر قسم کی صنعتون کی فراوانی دیکہہ دیکہہ کر خدا کی قدرت یاد آتی تہی کاغذ سازی کا طریقہ جس کو اہل عرب نے ایجاد کیا تہا۔ اندلس سے یورپ مین بہی رائج تہا۔ اور پہر چہاپے اور آلات طبع نئے انکشافی خیالات کی اشاعت آسان ہوگئی۔ ہسپانیہ اور وینس کی عزلت ... مسلمانون کے ساتہہ مبادلۂ خیالات سے عیسائیون مین بہت کچہہ تغیر ہو چلا تہا اب کسا ... برس کی وجہ سے باقی وقت بہی نہ رہا تہی اور ہر شخص کو اپنے مافی الضمیر کا شائع کرنا آسان ہوگیا۔

علامہ ابن رشد[1] کی تصنیفات کا جب چرچا ہوا تو یورپ نے اسکو قبول عام کی سند دی۔ عقلیات کی تحصیل و تکمیل کا انحصار و اقتصار انہین کتابون پر تہا۔ بہت تہوڑے دنون مین نہ صرف قرطبہ و اشبیلیہ بلکہ یورپ کی تمام مہذب دنیا مین یہی کتابین نصاب درس مین داخل ہوگئین۔ مسیحیت نے اب جا کر مخالفت شروع کی اور مذہبی پیشواون نے عام فرمان جاری کیا کہ کتب مقدسہ یا کلیسا کی تعلیم کے خلاف جو شخص قولًا یا فعلًا کسی امر کا مرتکب ہو۔ وہ گردن زدنی سوختنی اور ... مگر ... ہر ... دی روز نیس کی فقط یہ رائے ... ظاہر کی تہی کہ قوس قزح جنگی کمان نہین ... ہے کہ خدا ... مین ... بندون سے ... کے نقطون مین ... شعاع آفتاب کی ... وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ... صرف اتنی بات پر ... وار ... سلطنت ایکلی ... لیا اور ... مین ... اس کی لاش اور کتابیں عدالت کے حکم سے جلا دی گئین۔ اور تجویز مین وجہ یہ لکہی گئی کہ اسکی خواہش یہی کہ ... اور انگلستان کے کلیسائیون مین مصالحت ہو جائے۔ اس مصالحت کی خواہش سے بڑہ کر کیا گناہ ہوگا! اور ... کے وزن پر آفتاب کی شعاعون کی عکس سے قوس قزح کا قائل ہونا بہی گناہ کبیرہ ہے مگر مصالحت کا معاملہ تو اکبر الکبائر ہے جو معاف ہو سکتا ہی نہین۔

---

[1] ابن رشد کا نام محمد بن احمد بن رشد تہا۔ ابوالولید کنیت تہی۔ قرطبہ دار السلطنت اسپین مین ۵۲۰ہجری مین پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے علم و فضل اور فقاہت کا خاندان تہا۔ آبا و اجداد موروثی قاضی تہے۔ مورخین کی رائے ہے کہ ارض عرب مین ایسا دانشمند کوئی پیدا نہین ہوا۔ ... ارسطو کی جس خوبی سے تنقید کی ہے وہ آجتک کسی کو نصیب نہین ہوئی علوم حکمیہ کی ابتدائی تحصیل ابن العزل وغیرہ سے کی تہی لیکن اصلی استاد انکی طبع خداداد تہی۔ درس و تدریس اور کتب بینی کے علاوہ کوئی مشغلہ نہ تہا۔ ابن الابار ... لکہتے ہین کہ بجز ... شب زفاف یا جس روز کہ ان کے والد کا انتقال ... اس کے سوا اور کبہی قاضی موصوف نے تصنیف و تالیف ناغہ نہین کی۔ اکثر شاگرد یہودی یا عیسائی تہے اہل یورپ انکو صاحب فن تسلیم کرتے ہین اور ... وسیع تحقیقات کرا ... ہین ... سلیم خوری نے کتاب ... مین انکی طول لائف لکہی ہے اور نہایت مبسوط و بسیط کر ساتہہ فضائل مناقب بیان کئے ہین۔ حال مین ... صاحب رسالہ المجاہد ... (اسکندریہ کا عربی رسالہ ہے) ان کے حالات مین فلسفہ ابن رشد ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے ... علاوہ ... مثلاً کتاب التحصیل اختلاف صحابہ و تابعین مین ... بدایۃ المجتہد فقہ مین، کتاب التہافت علم کلام مین، وغیرہ وغیرہ۔ آخر الذکر تہافۃ الفلاسفہ امام غزالی کی تردید مین ہے۔ اس سکتہ ... کہا ہے

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریر

گذشتہ اشاعت سے آگے

بامراد اور کامیاب ہونے کی راہ تو بیان ہو چکی۔ محروم کی راہ جو بتائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جن لوگوں نے خلاف ورزی کی اور تیرے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھ لیا وہ مومن نہیں ہوں گے۔

یہ کیسی سچی بات ہے کہ جب انسان کسی شئے کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتا ہے وہ اس کے حصول کے لیے کوئی سعی نہیں کر سکتا آخر محروم رہ جاتا ہے۔

یہی حال اُن لوگوں کا ہوا۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اس انکار کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو مساوی سمجھا نتیجہ اسکا ایمان سے محرومی ہوئی۔ اور انجام کار وہ اُن تمام کامیابیوں اور فتوحات سے جو اہل ایمان لوگوں کے حصہ میں آئیں بالکل بے نصیب اور محروم رہے۔

یہ **کتاب مجید** جو ہمیں دیگئی ہے ساری خوبیوں اور کمالات سے بھری ہوئی ہے لیکن جو شخص اس کتاب کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھے وہ اُن انعامات اور برکات سے جو اس کتاب کے پڑھنے اور پھر عمل کرنے سے ملتے ہیں کیونکر بہرہ ور ہو سکتا ہے؟ وہ یقیناً یقیناً محروم رہیگا اور اسے ایمان نصیب نہیں ہوگا لیکن اگر سلیم الفطرۃ انسان اپنے قویٰ سے کام لے اور اسکو یوں ہی نہ چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسکو محروم نہیں چھوڑے گا۔ اس کا نام **شکور** ہے وہ اسکی ضرور قدر کریگا اور اسپر اپنی نعمت کے دروازے بیشک کھول دے گا اسے فہم قرآن عطا کرے گا اور ایک ذوق کے ساتھ توفیق عمل نصیب ہوگی۔

اسبات کو میں بار بار بیان کروں گا اور تم خوب یاد رکھو کہ بامراد اور کامیاب ہونے کی راہ یہی ہے کہ اس کتاب کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ اگر اس کتاب کو کوئی چھوڑتا ہے اور عدم وجود کو برابر سمجھتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسباب محرومی طیار کرتا ہے۔ اس فعل پر خدا تعالیٰ سے اُسے اولاً یہ سزا ملتی ہے کہ غور کرنے والا دل چھین لیا جاتا ہے وہ حقائق اور معارف کو سوچ نہیں سکتا۔ اور اسی طرح پھر دیکھنے اور سُننے کے قویٰ بھی بیکار ہو جاتے ہیں وہ حق کا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا۔

پس متقی بننے کی راہ تو یہ ہے کہ مومن بالغیب ہو۔ اعمال صالحہ پر چست اور چالاک ہو تمام صداقتوں پر کاربند ہو جزا و سزا پر ایمان لانے والا ہو کسی صداقت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور دل سے کام لے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔

بہت سے دل اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے فوری جوش یا بعض خارجی اثروں کی وجہ سے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن جناب الٰہی کے حضور سے فتویٰ ملتا ہے کہ مومن نہیں ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو اس اصل سے بھی بہت سے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں۔ میں اپنا نام نور الدین کہلاتا ہوں کوئی شمس الدین جمال الدین کمال الدین کہلاتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی یہی نام ہے؟ اگر آسمان پر نہیں تو کچھ فائدہ اور حاصل نہیں۔

اسی طرح پھر مومن وہی ہے جو آسمان پر مومن ہو اور کافر وہی ہے جس کا نام آسمان پر کافر ہو دنیا کی نظر میں مومن یا کافر ہونا کوئی اثر اصل بات پر نہیں ڈال سکتا۔

عرض

بعض لوگوں کا خدا تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے کہ وہ بکتے ہیں ہم مومن ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا فتویٰ ان کے متعلق یہی ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں اگر ہمارے مخالف اس بات کو سمجھتے کہ ہمارا تجویز کردہ نام کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا بلکہ حقیقت ان اسماء کے اندر ہے جو خدا تعالیٰ کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔ تو انھیں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے سمجھنے میں کیا دقت اور مشکل پیش آئی تھی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ کے پاک نام کا ادب ان کے دل میں ہوتا تو وہ ایک شخص کے مُنہ سے یہ سُنکر کہ **خدا نے میرا نام ابن مریم رکھا ہے** اس قدر جوش غضب سے نہ بھر جاتے۔ وہ سمجھ لیتے کہ جب ہم اپنے بچوں کے نام یوسف موسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم رکھ لیتے ہیں تو کیا اللہ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کا نام ابن مریم رکھ دے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ان باتوں سے محض بے خبر ہیں اور انھوں نے قرآن شریف میں کبھی غور نہیں کی۔ پس ایسے لوگ جنکی نسبت خدا تعالیٰ کا فتویٰ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں انھوں نے کیا کیا ہے؟ خدا کو چھوڑ دیا ہے اور اس جماعت کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومنین کی جماعت ہے۔ ان لوگوں میں نہ تاب مقابلہ ہے نہ قوت فیصلہ ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا فیصلہ اور مقابلہ ابھی نہیں کر سکتے جبکہ ابتدا ہے جب اور ترقی ہوگی تو کب کر سکیں گے ان کا یہ مرض تو بڑھتا ہی نظر آتا ہے اس جھوٹ کا بدلا عذاب الیم ہے۔

اب یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ایک شخص بظاہر اچھے لباس میں لوگوں کے سامنے آتا ہے نمازی بھی نظر آتا ہے لیکن کیا اسے اتنی ہی پر مطمئن ہو جانا چاہیے ہرگز نہیں؟ اگر یہی انسان کفایت کرتا ہے اور اپنی ساری ترقی کا مدار اسی پر ٹھیراتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کیطرف سے اسے یہ سرٹیفکیٹ نہ مل جاوے کہ وہ **مومن** ہے وہ مطمئن نہ ہو سعی کرتا رہے اور نمازوں اور دعاؤں میں لگا رہے تاکہ کوئی ایسی ٹھوکر اُسے نہ لگ جاوے جو ہلاک کر دے۔ عام طور پر تو یہ فتویٰ اسی وقت ملیگا جبکہ سعادت مند جنت میں داخل ہوں گے اور شقی دوزخ میں لیکن خدا تعالیٰ یہاں بھی التباس نہیں رکھتا اسی دنیا میں بھی یہ امر فیصل ہو جاتا ہے اور **مومن** اور **کافر** میں ایک بین امتیاز رکھدیتا ہے جس سے صاف صاف شناخت ہو سکتی ہے ہر ایک شخص ان آثار اور ثمرات کو جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ہیں اسی دنیا میں بھی پا سکتا ہے اگر سچا مومن ہو۔ بلکہ اگر کوئی شخص اس دنیا میں کوئی اثر اور نتیجہ نہیں پاتا ہے تو اُسے استغفار کرنی چاہیے اندیشہ ہے کہ وہ آخرۃ میں اندھا اُٹھایا جاوے۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس سوال کو چھیڑا ہے اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ بہشتی زندگی اور اسکے آثار اور ثمرات اسی عالم سے شروع ہو جاتے ہیں جو شخص سمجھتا ہے وہ نوری نہیں نے جاتا وہ آخرۃ میں کیا پائے گا۔ اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جو آپ نے دوسرے مذاہب باطلہ کے رد کے لیے پیش کیا ہے؟ کہ اگر تم میں سے کوئی نجات یافتہ ہے تو وہ آئے میرے ساتھ ثمرات و نتائج میں مقابلہ کرے؟ اور کوئی نہیں آتا۔

پس

یہ تو بالکل سچا فیصلہ ہے کہ مومن اور کافر کی عام شناخت کا تو وہی وقت ہے جبکہ ایک فریق جنت میں جاوے گا اور دوسرا دوزخ میں لیکن چونکہ بہشتی اور جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اسلیے یہ کہنا بھی بالکل درست ہے کہ اسی عالم میں اللہ تعالیٰ کے اس فتوے کا پتا لگ جاتا ہے۔ اسلیے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم زمینی اور خیالی باتوں پر صبر کر کے ہو اپنے نیئے تو اپنی تجویز کردہ ناموں پر خوش۔ بلکہ اس فکر میں لگے رہو کہ آسمان سے تمہیں سرٹیفکیٹ مل جاوے میں اسپر بھی یقین رکھتا ہوں کہ حقیقی مومن خدا تعالیٰ سے براہ راست بھی **مومن ہونے کا فتویٰ حاصل کر لیتا ہے** جس کا زندہ نمونہ ہمارا **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہے جسکو کھلے الفاظ میں حکم دیا گیا ہے

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ

یہی وجہ ہے کہ ان فتووں اور کاغذات کی جو اسکے خلاف شائع کیے جاتے ہیں وہ ایک پرکاہ کی برابر بھی وقعت نہیں سمجھتا۔ اسے پرواہ نہیں کہ اسے کن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ وہ اسکے جواب میں کیا کہتا ہے؟

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

اسے کیوں ان مخلوق پرستوں کے فتووں کی پرواہ نہیں صرف اسلیے کہ خدا تعالیٰ سے اس نے سن لیا ہے کہ وہ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ہے اور مومنین کے ثمرات و برکات اسپر نازل ہو رہے ہیں۔

آج کل بہت سے **متصوفین** اور کمزور دل کی مخلوق ایسی ہے کہ جنکا اصول ہے

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

یہ لوگ جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی اپنے آپ کو بنا لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اخلاص اور حنفیت چاہتا ہے جب تک یہ بات پیدا نہ ہوگی کچھ نہیں۔ بہت سی لوگ اسوقت ایسے بھی ہیں جو ہم سے ملتے ہیں تو ہماری باتوں کو سنتے اور پسند کرتے ہیں۔ لیکن جب انکو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں ہمارے ساتھ نہیں ملجاتے تو کہتے ہیں کہ ہم شامل تو ہو جائیں مگر حکام کی نظروں میں کھٹکنے لگتے ہیں اور مالی مشکلات کے لیے بلایا جاتا ہے اور بہتر تو ہم آپکے ہی ساتھ ہیں ظاہر کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ لیکن جب اپنے مدیروں کو ملتے ہیں تو پھر مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو آپ ہی کی رسم کے تابع ہیں اور آپکے ہی ساتھ ہیں ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔ ایسے تم جو حضرت اقدس کے ساتھ ہو اپنے دلکو ٹٹولو اور اپنے اعمال اور افعال پر نظر کرو کیا تم میں وہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ تم اسکے لیے اپنی قوم برادری کو چھوڑ دینے کے لیے طیار ہو۔ کیا تم ان مشکلات کو خوشی سے برداشت کر سکتے ہو جو اسکی خاطر تمہیں پیش آئیں؟ اگر تمہارا دل اسکے لیے قوت پاتا ہے اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ آمادہ ہے تو سمجھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر مشکلات کی برداشت نہیں قوم اور برادری کا ڈر دھمکاتا ہے تو پھر دعا کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں استقلال اور قوت عطا کرے کیونکہ اسکے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور اسکے فضل حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ تم دعا میں لگے رہو۔ اپنے اعمال میں نیک تبدیلی کرو۔

باقی آیندہ

عیسائیونکی دوزخ

پیشوایان دین مسیحی نے بہت طول طویل دوزخ کا بیان کیا ہے اس کی موجودگی اس کی گوناگون تکالیف اس کی مادیت کے قائل ہیں انہون نے اس کے نام رکھے ہیں ۔ اس کے مقام کا پتہ بتایا ہے اور اس کی بابت صدہا قسم کی رائیں دی ہیں جہنم کی تکالیف کے حصے کئے گئے۔

پوپ ہی روم نے جہنم کی عام تکالیف کا ذکر کیا ہے پادری ایڈمبرو جہنم کی تکالیف کو چودہ قسم کا بتاتے ہیں جنمین سات روحانی اور سات جسمانی ہیں سینٹ اسٹیفن کا بیان ہے اگر کوئی شخص دوزخ کی تکالیف کو ایک نگاہ سے ہی دیکھ لے تو فوراً اس کا دم نکل جائے اور ایک لمحہ بھی وہ زندہ نہ رہ سکے ۔ دوزخ کی خاص تکالیف یہ ہیں رونا۔ دانت پیسنا۔ تاریکی۔ بدبو۔ مایوسی جنگ۔ خوف۔ کمزوری۔ کیڑے۔ شیاطین کی صحبت وغیرہ۔ ہر تکلیف بہ کثرت لوگ تعین ہیں ۔ اور ان ہی کے ذریعے دیجاتی ہے جو گنہگار اپنے گناہون کے مطابق سزا دئیے جاتے ہیں ایک ہی آگ ہے ۔لیکن وہ سب پر یکسان نہیں اثر کرنے کی۔

بعض بطریقون کی رائے کے مطابق جہنم میں کچھ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ مکانات نہیں ہیں بلکہ ایک گہری خندق ہے ۔ ان ہی لوگون کا بیان ہے۔ اگرچہ وہان طرح طرح کی تکلیفین ہیں مگر مکانات نہیں ہیں۔

آدم اسکاٹس کا بیان ہے کہ سود خوار کو سونا گلا کے پلایا جاوے گا۔ ریورینڈ واہب التعلیم سے فرانس کہتے ہیں کہ جہنمیون کو موت ضرور آئیگی مگر ان کی موت ایسی ہو گی جیسے گھاس کی جو بیلون کے کھرون کے نیچے روندی جاتی ہو بظاہر وہ نیست ونابود ہو جاتی ہے۔ گھاس کی جڑین پوشیدہ زمین میں باقی رہتی ہین وہ ہمیشہ اسیطرح زندہ رہین گے اور اسی طرح مرین گے۔

بطریق جان کا بیان ہے دوزخی مرنا چاہین گے مگر موت ان سے بھاگے گی۔ انہین چار قسم کی سزاسے تکلیف دیجائیگی۔ شرم۔ خوف مایوسی۔ اور درد۔ ان کی شرم ایک کوئی پردہ نہوگا ان کا خوف بغیر کسی امید کے۔ ان کی ملامت بغیر کسی فائدے کے اور ان کا درد بغیر کسی رحم کے ہوگا۔

میے روم اور تڑالین نے بار ہا دوزخ کی آگ کی ایک اصلیت قبول کر کے اس کی تپش سخت ہونیکا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ دوزخ کی آگ گندھک اور رال سے بنا ہے اور اس کے جانور سے عذاب کے فرشتے ہیں۔ کافر اس آگ میں جلائے جائین گے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ غیر مادی روح کیونکر جلائی جائیگی تو انہون نے بیان کیا کہ غیر مادی آگ سے۔ پھر سوال کیا کہ مادی اجسام ہمیشہ تک کیونکر جل سکتی ہیں۔ جواب دیا خداوند ان میں ایسی زندگی دے گا کہ وہ جلنے پر بھی تروتازہ رہین گے۔

والٹر نے سسٹر سین سے اپنے آقا ولیم جولیس کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ تم اس ضلع کو جانتے ہو جو دل کنبرک اور ڈربی تھیلیس کے مابین واقع ہے ۔ غرض کرین تم سے بیان کرتا ہون کہ اگر وہ ضلع اور اس کے چار کوسے کے بن جاوین اور جہان تمہارے آقا کی روح ہے اس مقام پر بھیجدئیے جائین تو وہ ویسے جلدی پگل جائین کہ تم ایک آنکھ کا اشارہ بھی نہ کرسکو یعنی وہان اتنی آگ ہے ۔ دوزخ کی آگ کا رنگ دھندلا اور سیاہ ہے۔ روشنی کا نام بھی نہیں ۔ لہان تاریکی عیان ہے۔ دوزخ مین سردی کثرت ہے مگر پانی کا نام نہیں ۔ عام طور پر دوزخ مین جو کیڑے ہین وہ مادی نہیں ہین۔

دوزخ کی کیفیت کہ ایک اور پوپ نے یہ بیان کیا ہے ۔ایک اتھاہ (یعنی جسکی تھاہ نہ ہو) گڑھا جہان دوزخی تاریکی مین قید کئے جاتے ہین اور جو دائمی زنجیرون سے جکڑے ہوتے ہین ایک انگیٹھی روشن رہتی ہے جسکی آگ کبھی بجھنے کی نہین جہان دانت پیسنا اور رونا ہوتا ہے جہان سانپ بچھو کنکھجورے ۔ زہریلے جانور ہمیشہ زندہ رہتے ہین ۔ جہان بھوک اور زاری کی مدت ہے ۔ اور جہان ایک گھنٹہ کی تکلیف یہان کی ایک صدی کی جان کندنیون سے بھی زیادہ دردناک ہے بہانیون کی دنیا تمام اخلاقی اور جسمانی مصائب کا عالم ایک دائمی رات کی زمین اور غیر فانی مایوسی کا مقام ہے ۔ ربانی غضب کا آتش خیز جیلخانہ ۔ جہان نالہ وبکا کی صدائین بلند ہو رہی ہین اور اگر وہان کی آہ وزاری کی آوازون کا دنیادی واویلا وبکا و غل وشور سے مقابلہ کیا جاوے تو دنیاوی آوازین اس کے مقابلہ مین موسیقی خیز اور راحت بخش معلوم ہون گی۔

جری شیلر کا بیان ہے کہ ہر دوزخی کا جسم نہایت متعفن اور سڑا ہوا ہے مقابلہ دس لاکھ کھلے ہوئے اور سڑے ہوئے کتون کے سینٹ بینڈ نیورا کا بیان ہے کہ دوزخی کی پوری کیفیت نہین سمجھ سکتے مفروض کرو کہ ایک شخص کو برفستانی ایک مین اوڑھی رات کو ایک ایسے عمیق جیلخانہ مین قید کرو جہان برف کے ڈھیر لگے ہون ۔ تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ اور وہان نہ میز ہو نہ آگ ہو نہ بچھونا ہو اور سارے دن مین اسے ایک سوکھا ہوا روٹی کا ٹکڑا اور اندھیرے کے جنگل مین سبز رنگ کا پانی کسی رسی کے ذریعے سے ڈول کے پہنچا دو گویا یہ حالت دوزخ کی حالت سے مقابلے کرتے ہزار ہا عیش نہے دیا دو ہے ۔ دوزخی سب شیطان کے کمرے مین بند کردیئے جائین گے اور ہر ایک کمرے مین ایک ارب دوزخی ہون گے وہ اسطرح بند ہون گے جسطرح اینٹین آتشدان مین لگادی جاتی ہین یا جیسطرح لکڑی کی چھت مین جیسا کیجاتی ہے یا جیسطرح نمک بھونتے وقت مچھلی مین لگا دیتے ہین یا جیسے بھیڑ بکرین ہوتی جہنمی اپنے ہمسایہ سے نفرت کرین گے اور ان مین باہمی وہ دشمنی ہوگی کہ بس چلے تو ایک دوسرے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور دانتون سے پیس کر چبا ڈالین ۔ اولوالعزمانہ جوش ۔ آرام و آسائش کی فکر ۔ زندگی کا آفتاب دوزخ مین نام کو بھی نہ ملیگا ۔ دوزخ مین محبت کا نام ونشان نہین۔ وہ خودکشی کی آرزو کرین گے مگر اپنے کو قتل نہ کرسکین گے ۔ وہان موت مین زندگی ہے اور ایسی موت ہے جس کو کبھی فنا نہین ۔

انہین گزشتہ اور آئندہ سے کوئی تسکین نہ ہوگی نیند کبھی انہین نہ آئیگی ۔ موسمون کا اختلاف انہین محسوس نہ ہوگا ۔ ان کے پاس جنتری ہوگی نہ ستارے دوزخ مین گھڑی نہین ہے ۔ بریڈنی کہتا ہے کہ ایک جہنمی یکایک اپنی مصیبت کے بستر کو مٹھا کے دریافت کریگا کہ کیا وقت ہے ۔ ایک آواز اوس کے جواب مین تاریکی سے پیدا ہوگی اور کہیگی کہ ابدیت ۔ اگرچہ دوزخ مین کوئی گھڑی نہین ہے پھر بھی انہین علم اور حس کی ایک گھڑی دی جائیگی ۔ جس سے ہر وقت وہ اپنے تکالیف اور مصائب کا اندازہ کرسکین گے ۔ مریض رات بھر اپنے بستر پر کروٹین بدلا کرتا ہے اور رات کی گھڑیان گنتا ہے ۔ اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ شب نے کوچ کیا ۔ رفتہ رفتہ پرند بھی چہچہانے لگتے ہین اور آفتاب بھی سامنے سے طلوع ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔ اس مریض کی تکلیف مین کسی قدر کمی آجاتی ہے اور تھوڑی دیر اسکی آنکھ لگ جاتی ہے ۔ مگر ان مین سے ایک چیز بھی دوزخ مین نہوگی ۔ نہ دوزخ مین طلوع آفتاب ہوگا اور نہ نیند نہ شب کی شبنم نہ پرندون کا شیرین گانا ۔ ہان اگر ہوگا تو یہ ۔ شیطان ۔ تاریکی ۔ شکستہ خاطری اور مایوسی ۔

سینٹ امیڈس کہتے ہین کہ دوزخی یہ غل مچاتے ہین ۔ ہائے ہائے افسوس ہمارے غم پر حیف ہماری تکلیف پر جو ہمیشہ اٹھانی پڑیگی ۔ لمبے لمبے ۔ آہ آہ اے ابدیت تو کیا چیز ہے ؟ ہائے ہائے تو وہ چیز ہے جس کی کوئی انتہا نہین ۔ ہائے ہائے موت تجھ کو تلاش کر کے مرنے کی آرزو ہے مگر موت نہین آتی ۔ ہائے ماں اور باپ اور تمام وہ لوگ جن سے ہم محبت کرتے تھے خدا ہی رکھتین ہمیشہ تم پر نازل کرے ۔ اب ہمین تمہارا دیدار کبھی نصیب ہوگا اور کبھی تم سے محبت کرنے کا موقع آئیگا ہم تم سے ہمیشہ ہی کے لئے جدا ہوگئے ہین آہ آہ مفارقت آہ آہ ۔ دائمی مفارقت تو کتنی پر وحشت ہے۔

آہ آہ ہمین کچھ نہین چاہیئے ۔ صرف ہماری یہ خواہش ہے کہ ایک چکی کا پاٹ قائم کیا جائے جو اتنا چوڑا ہو جتنی کل زمین اور اسکی موٹائی اور بلندائی اتنی ہو کہ ہر طرف سے وہ آسمان سے مس کرے اور پھر تو ایک چڑیا سے پرندکو حکم دے کہ وہ صرف ایک ہزار برس مین ایک پھیرا کرے اور اس پاٹ مین سے رائی کے دانہ کے $\frac{1}{۱۰}$ حصہ برابر اٹھائے تو ہم سے وعدہ کر کہ جب اس صورت سے یہ پرند کل پاٹ اٹھالو تو ہم تمہین دوزخ سے رہائی دیدینگے مگر افسوس یہ بھی نہین اور اتنی مدت کے بعد بھی ہماری رہائی ممکن نہین۔

جوتاجر کہ اپنے ہمسایون کے ساتھ ویسا ہی تجارت گران قیمت پر فروخت کرتے ہین ان کے لئے اس قسم کی دوزخ ہوگی کہ جس کوٹھڑی مین وہ قید کئے جائین گے اس کا دروازہ صرف اتنا بڑا ہوگا کہ ایک چھوٹی سی چوہیا چلی جائے مگر جانے کے بعد وہ بھی نہ نکل سکیگی اسی دردناک کوٹھڑی مین وہ شاعر قید کئے جائین گے جنہون نے حسن کی ہجو عرکی ہجو کی اور وہ لوگ جو اپنے عالی نسب اور حسب اور جلیل القدر عہدے پر فخر کرین گے ان کا قیام بھی اسی کوٹھڑی مین ہوگا ۔ تمام نجومی کافر اسی آتش خیز مقام مین ہمیشہ کے لئے رکھے جائین گے۔

سنہ ۱۷۰۹ء مین ایک کتاب شائع ہوئی تھی جسکا نام ڈیکر کا خواب تھا ۔ جس خواب مین ڈیکر نے آگے دوزخ کی پوری کتاب کھول کر دی تھی جس کتاب مین اس نے بہت سی عجیب وغریب چیزین پڑھین جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مین نے روحانی گھوڑے پر سوار ہو کر دیکھا تو کھولتے ہوئے پانی کے چشمے اور پگلی ہوئی دھات کے دریا بہ رہے تھے اور ان مین دوزخی نالہ وبکا کی صدائین بلند کر رہے تھے ۔ ملٹن کی دوزخ جو زمین کی تہ مین واقع ہے مختصر اس کا بیان یون کیا گیا ہے ایک جنوبی قطبی ملک آگ اور برف سے پر خوفناک اولون اور ہمیشہ جلنے والی گندھک سے بھرا ہوا ہے اس کا فاصلہ آسمان سے ہمارے سلسلہ دنیا کے تین نصف قطرون کے برابر ہے ۔ شیطان کا قدآسمان تک پہنچا ہے ۔ چار ناری دریا کافرون کے علم الہی سے نکلے ہین ۔ اس خبر اقبالی بصورت کمینہ کشتی متنہ بھی ہمزبان ہے دوسری طرف خود فراموش کے طوفان مین ایک منجمد برف کا بڑا اعظم ہے یہان تمام جہنمی تیز قدمون سے جلتی ہوئی آگ سے منجمد برف کا بڑا اعظم ہے ۔ یہان تمام جہنمی تیز قدمون سے جلتی ہوئی آگ سے منجمد برف کے بڑا اعظم پر دوڑ کر دوزخ کے دروازون پر ۔۔۔ ہوگا اور انکی صورت ۔۔۔ ان کی اصلی حقیقت کی واقف ہو جائین گے۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

(خاص الحکم کیلئے)

سب سے پہلے انسان پر خدا تعالیٰ کی صفت قہاری کی واقع ہوتی ہے کیونکہ یہ امر نہایت بدیہی اور محسوس ہے جو ایک طاقت عظمیٰ نے ہر ایک چیز کو اپنا مقہور اور مغلوب کر رکھا ہے جو لوگ خدا کی تمام صفات سے منکر ہو جاتے ہیں وہ بھی اس امر بدیہی سے انکار نہیں کر سکتے جو بجز ایک ذات باریتعالیٰ کے آزادی مطلق کسی چیز کو حاصل نہیں۔ اشرف المخلوقات انسان ہے جو خود اپنے نفس کو باعتبار علم اور عقل اپنی کے اور تمام مخلوقات پر ترجیح دیتا ہے مگر وہ بھی اپنے نفس کو مجبور ہی پاتا ہے ایک انگل اپنا قد بڑھا نہیں سکتا ایک دن اپنا عمر کا زیادہ نہیں کر سکتا۔ پس ہر یک چیز کا مقہور اور مغلوب ہونا ایک قاہر کی ذات پر اول دلیل ہے اور جسطرح بچے کو بوقت شروع سن تمیز کے پہلے پہل بدیہیات پر اطلاع ہوتی ہے اسیطرح جو شخص بیدار بشریت کے غفلت خانہ سے پہلے پہل متنبہ ہو کر کچھ دیکھتا ہے وہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت قاہریت کو تمام زیر و بالا پر محیط پاتا ہے اور کسی چیز کو اس کے پنجہ تصرف سے باہر نہیں دیکھتا پس اس عظمت کے مشاہدہ سے اول قدم جو وہ خدا کی طرف رکھتا ہے وہ توبہ ہے اور سرکشی سے پرہیز کرنا ہے۔

شاید اس بات پر کوئی شخص کچھ زیادہ بحث کرے کہ صفت قہاری کی خدا کی تمام صفات میں سے اجلیٰ بدیہیات کس دلیل سے ہو سو واضح ہو کہ صفت قہاری کی اجلیٰ بدیہیات اس وجہ سے ہے کہ یہ مسئلہ نہایت ہی واضح ہے کہ دنیا میں کسی مخلوق کیلئے ایسی آزادی حاصل نہیں کہ جس میں اوس کی ساری مرادیں حاصل ہوں۔ گو ایک شخص خدا سے منکر بھی ہو پر وہ بھی اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار نہیں کہہ سکتا اس کو بھی جب موت اور اس عالم فانی سے گذر جانا یاد آتا ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو نہایت ہی لاچار اور مجبور پاتا ہے پس وہ اگرچہ اپنی نادانی سے ایک ذات قاہر کا منکر ہے پر تب بھی وہ مقہور ہونے سے تو منکر نہیں ہو سکتا بس یہی مقہور ہونا اس کی کمر کو بھی توڑتا ہے پس ظاہر ہے کہ دنیا میں صفت قہر کی بہت ہی واضح ہے کہ جس سے دہریہ بھی مقہور اور محزون ہیں بلکہ یہ ایسی بدیہی صفت ہے کہ حیوانات لایعقل بھی اس سے بیخبر نہیں۔ ہر یک حیوان جو دوسری چیز سے ڈرتا ہے وہ اپنی مقہوریت کا قائل ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو عام طور پر آزاد سمجھتا تو کسی چیز سے نہ ڈرتا پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ صفت قہر کے ایک اولی شے ہے۔ جو دنیا میں بہ بداہت مشہود اور محسوس ہے اور چونکہ انسان کی طبیعت میں یہ فطرتی ترتیب ہے جو بوقت شروع زمانہ تمیز کے پہلے پہل علم بدیہیات اور محسوسات کا اس کو حاصل ہوتا ہے اسیطرح جب وہ طفولیت روحانی سے تمیز روحانی کی طرف قدم رکھتا ہے تو پہلے پہل اوس پر وہ صفت جناب باری کی کھلتی ہے جو سب صفات سے زیادہ تر بدیہی اور محسوس ہے یعنی صفت قاہریت اسکی کہ جس سے بندہ ناچیز صدہا طرح کی مجبوریوں میں بند ہے اور موت اور بیماری اور درد اور دکھ اور صدہا طرح کی لاچاری حکیم مطلق نے اوس پر وارد کر رکھی ہے سو ان ہزارہا لوگوں کو ہر روز مرتے دیکھ کر اور ہزارہا طرح کی لاچاریاں مشاہدہ کر کے نہایت بدیہی طور پر سمجھ جاتا ہے کہ میں آزاد نہیں بلکہ مقہور اور مجبور ہوں۔ اور اگر انسان اپنے زمانہ بدو تمیز پر نظر ڈالے تو ہر یک شخص اس بات کا اقرار کرے گا جو پہلے پہل اسی بات کی تمیز اس کو حاصل ہوئی ہے جو اس پر خلاف مراد حالات وارد ہوتی ہیں اور وہ آزاد نہیں پس اس سے ثابت ہے جو پہلے پہل صفت قاہریت باریتعالیٰ کے انسان پر مشہود ہوتی ہے اور وہی طبعاً تمام صفات پر مقدم ہے۔ پھر دوسری مرتبہ جب نظر دقیق سے انسان ملاحظہ عالم کرتا ہے تو تمام عالم کو خداوند تعالیٰ کے آلاء اور نعماء سے پر پاتا ہے اور اسکی رحمت کو ہر یک چیز پر محیط دیکھتا ہے تو پھر اس ملاحظہ ثانی سے اس پر امید اور توکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے اول ملاحظہ قاہریت سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔

پھر تیسری مرتبہ جب نظر ذوقی سے عالم کو دیکھتا ہے تو خود خداوند تعالیٰ کو ایک حقیقی نعمت پاتا ہے اور لذات اعلیٰ اسی کے وصال کو مشاہدہ کرتا ہے یہ انسان کی آخری نظر ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی نظر نہیں۔

پس پہلے پہل انسان کو خدا کی قاہریت پر نظر پڑتی ہے اور پھر اسکی لطف اور احسان پر نظر ڈالتا ہے اور پھر آخر کار اسے کو محبوب حقیقی سمجھ کر اس کی محبت میں فانی ہو جاتا ہے۔

یعنے وہ پہلا خیال جو انسان کو خدا کی طرف کھینچتا ہے وہ یہی ہے جو دنیا مقام فانی ہے یہی پہلا خیال ہے جو ہر یک شخص بروقت رجوع کرے کیطرف خدا کے دل میں قائم کر لیتا ہے کوئی دنیا کو فانی سمجھتا ہے کوئی اپنے موت کے دن کو قریب دیکھتا ہے کوئی اپنے عزیزوں اور پیاروں کی موت کو یاد کرتا ہے غرض پہلے پہل خدا کی قاہریت ہی اس کے دل پر اثر ڈالتی ہے کیونکہ خدا کی قاہریت بہت ہی بدیہی اور زبردست ہے جو انسان کو آپ آکر جگا دیتی ہے اور کہتا ہے ... وہ خواب غفلت میں سوتا اس کو اٹھا دیتی ہے۔

شرک تین قسم پر ہے ایک بہت ظاہر اور بدیہی اور وہ یہ ہے جو بلا تعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزوں کو خدا کا شریک قرار دینا۔ دوسرا شرک وہ ہے جو ظاہر اور بدیہی نہیں بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے انہی کو سوچ سمجھ کر فاعل حقیقی ایک ذات خدا کو سمجھا۔ یعنے اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اسکی دریافت کرنے میں دخل ہے مگر مجرد نظر اور فکر سے وہ دریافت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو بجز وجود باری تعالیٰ کے اور کو جو دوں کو تمام نیست و نابود سمجھنا اور اسی شرک کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قد افلح من زکّٰىها کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت کے نہیں ہو سکتا سو یہ آیت محبت تام کی طرف آرہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تعریف

الحمد للہ رب العالمین۔ تمام محامد جو عالم میں موجود ہیں اور مصنوعات میں پائی جاتی ہیں وہ حقیقت میں خدا کی ہے تعریفیں ہیں اور اسی کی طرف راجع ہیں کیونکہ جو خوبی مصنوع میں ہوتی ہے وہ حقیقت میں صانع کی ہی خوبی ہے یعنے آفتاب دنیا کو روشن نہیں کرتا حقیقت میں خدا ہی روشن کرتا ہے اور چاند رات کی تاریکی نہیں اٹھاتا حقیقت میں خدا ہی اٹھاتا ہے اور بادل پانی نہیں برساتا حقیقت میں خدا ہی برساتا ہے اسیطرح جو ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے بینائی ہے اور جو کان سنتے ہیں وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی شنوائی ہے اور جو عقل دریافت کرتی ہے وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی دریافت ہے اور جو کچھ آسمان کے اور زمین کے عناصر اور صاف چمکدار کنارے ہیں اور ایک خوبصورتی اور تروتازگی دیکھ مشہود ہو رہی ہے حقیقت میں وہ اسی صانع کی صفت ہے جس نے کمال اپنی صفت کا ملہ سے ان چیزوں کو یا اعلیٰ اللہ جیسا جاننے کی غصا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ ایک رحمت شامل حال ہے جس رحمت سے اس کا بقا اور وجود ہے اللہ پھر صرف اسی پر اختصار نہیں کیا بلکہ ایک چیز کو اپنے کمال اعلیٰ تک پہونچاتا ہے جس سے قدر و قیمت اس شے کی کھل جاتی ہے پس حقیقت میں محسن اور منعم بھی وہی ہے اور جامع تمام خوبیوں کا بھی وہی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ الحمد للہ

رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم

مالک یوم الدین

اس جگہ ایک اور نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جسقدر بڑے عالم ظاہری میں اوصاف باری مشہود اور محسوس ہو رہے ہیں ویسے ہی باطنی طور پر بھی اس کے اوصاف ہیں مثلاً ایک روشنی تو وہ ہے جو بذریعہ اپنے مصنوع چاند اور سورج کے خدا تعالیٰ دنیا پر چمکاتا ہے اس کے مقابلہ پر ایک روشنی بھی ہے جسکی چاند اور سورج کتب الہامیہ ہیں جیسی وہ روشنی چاند اور سورج سے نکلتی ہے اور اکثر حصہ عالم کو گھیر لیتی ہے ایسی ہی یہ روشنی بھی کتاب الہامی سے نکلتی ہے اور اکثر معمورہ پر پڑتی ہے اور جسطرح چاند اور سورج کی قوت کو تمام افعال طبع کائنات الارض میں کسی نہ کسی قدر دخل ہے۔ مثلاً گو ہم ہوا ہی کو سنتے ہیں اور صرف بچوں کی درستی سے لیکن علت العلل اس کے چاند اور سورج کی طاقت ہے اسی طرح ہماری تمام کہانیوں سننے دیکھنے چلنے پھرنے سونے جاگنے میں۔ چاند اور سورج کے تصرفات پائے جاتے ہیں کچھ انہیں نظری اور کچھ بدیہی ہیں اسی طرح کتب الہامیہ کی طاقت سے نظام عالم مقصود ہے اور جو شخص عقل پر کفایت کر کے کتب الہامیہ سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی چراغ کو روشن کر کے آفتاب سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے۔

ممکن کا وجود بغیر علت کے قائم نہیں رہ سکتا پس مخلوقات کے وجود کی علت خدا کی خالقیت یعنے خلقت کو پیدا کیا تا خالقیت سے شناخت کیا جاوے اور اسکی بقا کی علت خدا کی رحمانیت اور رحیمیت ہے۔ یعنے ایک عرصہ تک باقی رکھنا تا رحیمیت اور رحمانیت سے شناخت کیا جائے اور ان کے وجود ثانی کی علت خدا کی صفت مجازیت ہے یعنے پھر وجود بعد موت کے اس علت سے بخشتا ہے کہ تا مجازیت سے شناخت کیا جاوے سو خدا کی ان تین صفتوں سے دنیا برقرار ہو اور کیا عجب ہے جو دنیا میں جو یہ مشہور ہے ... مذکور ہے۔ جو تشنود دنیا کی برقرار رکھنے کیلئے تین قدم رکھے تو یہی تین صفتوں کیطرف اشارہ ہو۔ (باقی ہے)

مضامین متعلق محکمۂ ڈاکخانہ

ملازمان ڈاکخانہ اور کثرت کار

مشق اندوہ ستے اک روز نہیں ہین بیکار
میرے ہفتہ مین بھی تا نہین کوئی اتوار

اس سے پہلے ہم نے محکمۂ ڈاکخانہ کے اعلےٰ افسرون کو **نوٹ سسٹم** کی بد استعمالی کے بُرے نتائج پر توجہ دلائی تھی۔ اگرچہ ہم نہین کہہ سکتے کہ اس پر کہانتک توجہ ہوئی۔ مگر ہم جانتے ہین کہ جو امور قابل اصلاح ہماری نظر مین ہین ہم انہین مکرر سہ کرر پیش کرتے ہی رہین گے خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ ایک قطرہ بھی متواتر اور مسلسل پتھر پر پڑتا رہتا ہے۔ جبکہ اس پر اثر کئے بغیر نہین رہتا تو پھر یہ کیونکر ناممکن ہو کہ ہم متواتر چلاتے رہین اور کوئی شنوائی نہ ہو۔ آخر ایک دن آ جائیگا کہ یہ تحریرین اعلیٰ حکام کو اپنی طرف متوجہ کرکے رہین گی۔
پس ہم کو یہ امر کبھی مایوس کرنے والا نہین ہوگا کہ ہماری فلان تحریر پر توجہ ہوئی ہے یا نہین بلکہ ہمارا عمل حافظ کے اس شعر پر رہے گا۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

آج ہم اس امر پر کچھ لکھنا چاہتے ہین کہ ملازمانِ ڈاکخانہ کو کسقدر کثرت سے کام کرنا پڑتا ہے جو شعر اس مضمون کے عنوان مین لکھا گیا ہے یہ بالکل محکمۂ ڈاکخانہ ہی کے ملازمون کے حسب حال ہے **اتوار** کے دن جبکہ قریباً کل دنیا پر تعطیل ہوتی ہے یہ محکمہ اس دن بھی (گو کچھ تعطیل کرتا ہے) اپنے اسیران بلا کو نہین چھوڑتا۔
یون کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ محکمۂ ڈاکخانہ مین آٹھ گھنٹہ کی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن **عملی طریق** بتا رہا ہے کہ ہیڈ آفسون اور سب آفسون مین کلرکون سب پوسٹ ماسٹرون اور پوسٹ ماسٹرون کو آٹھ گھنٹہ تک بھی بعض اوقات کام سے فرصت نہین ہو سکتی اور اس پر بھی کثرت کار کا سوال کبھی پیش نہین ہوتا کسی کارگذاری پر جواب طلب ہو جانا بہت سہل اور آسان ہے۔
اگر ڈاکخانون کے **کاروبار** کے اوقات پر نظر کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ جو اوقات انسان کے آرام کرنے یا حفظ صحت کے اصولون کے موافق ضروری تفریح اور سیر و تفریح کے ہین وہی خصوصیت کے ساتھ ڈاکخانہ مین مصروفیت کے ہین۔ مثلاً صبح و شام کی ہوا خوری صحت کے لئے بہت ضروری ہے لیکن ڈاکخانہ کو بدقسمت کلرک اس سے بکلی محروم ہین اگر کوئی شاذ و نادر طور پر مستثنیٰ ہو تو جدا امر ہے۔ ہم بطریق کلی کلام کرتے ہین۔ یہی وقت عموماً ڈاک کی ڈلوری یا ڈسپیچ کے ہوتے ہین۔
صبح سویرے اٹھ کر جہان ہر شخص اپنے ضروری حوائج سے فارغ ہوکر اور اپنے مذہبی طریق پر اگر خدا نے اسے توفیق عطا کی ہو خدا کی عبادت کرکے دن بھر کے لئے طبیعت کو مستعد اور تازہ دم کرنے کیلئے سیر کو نکلتا ہے اس وقت ڈاکخانہ کا غریب کلرک یا سب پوسٹ ماسٹر آنکھین ملتا ہوا حوائج ضروری سے بھی فارغ نہ ہوکر ڈاک کی تھیلی کو جلد جلد کھول رہا ہے تاکہ ڈلوری مین دیر نہ ہو جاوے۔ اس وقت اس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔
اور اسی طرح پھر شام کو جبکہ **مزدور** بھی دن بھر کی محنت و مزدوری کے بعد طبیعت کو بحال کرنے کے لئے نکلتے ہین یہ بیچارہ ڈاک کی تھیلیون کے بند کرنے کے فکر مین ہوتا ہے کہ کہیں ڈاک کی روانگی مین دیر نہ ہو جاوے۔ اور پھر مورد عتاب ہونا پڑے۔
۱۲ بجے کے وقت بھی جبکہ قلی اور مزدور دو ایک دو گھنٹہ کیلئے کار و بار چھوڑ بیٹھتے ہین اور کھانا کھا کر آرام کرتے ہین یہ بیچارہ بدن کو جلا دینے والی لو مین کھڑکی کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اور شام کو جانے والی ڈاک کے لئے روزانہ حساب کتاب طیار کر رہا ہے یا اس ڈاک مین شامل ہونے والے دوسرے کاغذات کی ترتیب و درستی مین مصروف ہے۔ سرکاری کاغذات کے علاوہ پبلک کے ساتھ بھی اسے اسی وقت متوجہ ہونا پڑتا ہے۔
وہ لوگ جو خس کی ٹٹیون کے اندر پنکھون کے نیچے بیٹھے ہوئے ہین۔ جنکو دفتر مین بھی ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان میسر ہین وہ ایک غریب کلرک یا سب پوسٹ ماسٹر کے حالات پر کب نظر کر سکتے ہین جو بادسموم کے جھونکون مین بیٹھا ہوا جھلا جا رہا ہے
غرض جو وقت عام لوگون کی سیر و تفریح طبع اور آرام کے ہوتے ہین وہ ان اسیران بلا کی ضروری حاضری اور کثرت کار کے ہوتے ہین۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ اگر ان محروم القسمت لوگون کو باہر بیس کی بجائے پندرہ روپیہ کی بھی آمدنی ہو جاتی اور وہ اپنا پیٹ پالنے کے قابل ہوتے تو ہرگز ہرگز اس قفس مین مبتلا ہوتے۔
اگلے نمبر مین ہم ڈاکخانہ کی تعطیلات پر ریمارک کرین گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ملازمانِ ڈاکخانہ کی ماتمیان

معزز ہمعصر زمیندار نے ایک مرتبہ اسی عنوان سے ایک نظم شائع کی تھی جو اس حصہ مضامین کے لئے مفید سمجھ کر ہم بھی درج کرتے ہین

ماتمیانِ ڈاک سرکاریم
رنج بہ بنیاد دین سے آریم
بابلا نیم کز قفس ڈر در
سیل پروا ز ہمگی داریم
مرغ شاخ درخت خشک ہین ہم
نہ بہ نقصان نہ منفعت داریم
ما بجائے عبیر خاک در ش
خاک پائے چار بر داریم
بندۂ بندگان انگریزیم
خادم خادمان سرکاریم
ڈاک واگرفتہ بر سر خود
از مقامات دور مے آریم
یہ ہے اس کا بدل کہ پہلی کو
زر تنخواہ را بکف آریم
لیک گاہے جو میشود وضعات
ہر دم از دیدہ خون ہمے باریم
شب بہ بیداری کنیم کار تمام
ہر سحر کار تازہ مے داریم
لیک شاکر ہین پھر بھی قسمت پر
حرف شکوہ نہ ہو زبان آریم
بندین جنگلون مین دفتر کے
او فتادہ جدا ز گلزاریم
تن ہمہ باقی نہین رہا جز پوست
ہر جہہ بینی ہمہ تکلہ نہ او ست

راقم

اوستاد کے مصرعہ پہ لگاتے ہین گرہ ہم
اصلاح سے دل کیجیو خورسند ہمارا

ایک شخص شراب کی دوکان پر بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ کاش جس قدر آدمی اب خواندہ ہین اتنے نہ ہوتے اور لکھنا تو دنتون کو بھی نہ آنا چاہیے۔
دوسرے نے دریافت کیا کہ کیا آپ تعلیم کے سخت مخالف ہین؟ کیا آپ مدینا کو پیچھے لیجانا چاہتے ہین۔ اس نے جواب دیا نہین مین ڈاکخانہ کا کلرک ہون حقیقی تعلیم جو ہتی جاتی ہے اوسی قدر ہمی ہم لوگون کی شامت آتی جاتی ہے +

ڈاکخانہ مین جوبن کا مہینا

ڈاکخانہ مین جون کا مہینا بھی ایک عجیب خاص یادگار ہے جبکہ بیمار رہنے تا کہ روکتاہ ملازمان ڈاکخانہ کو ایک روپیہ جرمانہ ہوجاتا ہے یہ لفظ بظاہر ہر ایک دل مین کھٹکیگا کہ یہ جرمانہ کیسا ہے؟ لیکن ہم اپنے ناظرین کو زیادہ انتظار مین نہ رکھین گے اور انہین بتا دین گے کہ یہ ایک روپیہ فی الحقیقت جرمانہ ہی ہے گو اس کا نام ڈاکخانہ والون نے **گارنٹی فنڈ** رکھا ہوا ہے۔ **گارنٹی فنڈ** اس قدر وسیع مضمون ہے کہ اس پر بہت کچھ تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے مجوزہ مضامین مین سے یہ بھی ایک ہے اس وقت ہم اس پر کسی لمبی بحث کا موقع نہین پاتے اگلی اشاعت مین اس پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھین گے۔ انشاء اللہ +

ہمارے دفتر کی فروختنی کتابین

سلک مروارید	۲؍
النصیح	۲؍
الانذار	۴؍
رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء	۱۲؍
تفسیر القرآن پارہ اول	۱۲؍
برہان الحق	۸؍
نمونہ قرآن مجید دو سپارے	۲؍
انجیل مرقس کی تحقیق	۱؍
سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب	۳؍
حضرت اقدس کی پرائیوٹ تحریرین	۲؍
اصلاح النظر	۲؍
حضرت اقدس کی تقریر اور خط	۲؍
تفسیر سورہ تبت	۲؍
مباحثہ حیات و وفات مسیح	۴؍

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃ

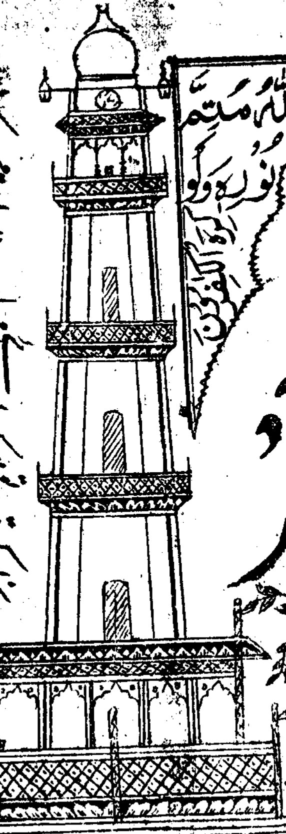
وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

مسیح موعود کی صلحکاری و امان کا علم

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تہا خدا کے حکم کے ساتہہ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹہاتا ہے اور اپنا نام غازی رکہتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جہنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

الحکم



چہ گویم با تو گر آں چہ بادر قادیاں بینی | دوا ہیں شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے عہ
خواص و معاونین سے ۷ے
ہندوستان سے باہر غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و مسکین یا کم آمدنی والے لوگوں سے عا ۱۲/

جلد ۸ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مخمس

(بر اشعار حضرت اقدس)

در مدح و ثنائے باریتعالیٰ

نور ہے پہیلا ہوا ہر اک طرف اس یار کا
ہے زمین سے آسمان تک جلوہ اس غفار کا
ہر طرف آئے نظر نظارہ اس دلدار کا
کسقدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

جب سے دیکہا ہم نے جلوہ اس رخ پر نور کا
ہوش میں اپنے نہیں ہیں اور نہیں کچہہ بہی پتا
ہر طرف ڈہونڈہتے ہیں اسی کو ایسا دیوانہ ہوا
چاند کو کل دیکہ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچہ کچہ تہا نشان اس میں جمال یار کا

جب سے اس مہوش کو دیکہا کچہہ عقل و ہوش ہے
یا وہ الفت سے دل اپنا ہوا مدہوش ہے
ساقی قدرت سے بس آواز نوشا نوش ہے
اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچہہ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب نقشہ تیری صنعت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب نقشہ تیری حکمت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جذبہ تیری الفت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکہیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

آسمان میں ہر طرف جلوے تیرے موجود ہیں
اور زمین میں بہی شعاعیں نور کی موجود ہیں
چاند میں آثار سارے روشنی موجود ہیں
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارہ میں تماشا ہے تیری چمکار کا

نور سے تیرے ہوئے موجود سب جن و ملک
ہے ہر اک موجود کی چمکا رہی تیری چمک
تب چمک اٹہیں یہ روحیں جب پڑی تیری جہلک
تو نے خود روحوں پہ چہڑکا ہاتہہ سے اپنے نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

تو نے ہر شے کو عطا خاصیتیں کیں خاص خاص
کوئی خاصہ ماورا اس سے جو تو نے بخشا اختصاص
تہہ تک تیری قدرت کی پا سکتے نہیں عوام و خاص
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں ہیں رکہے خواص
کون پڑہہ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری حکمت کی کوئی بہی انتہا پاتا نہیں
تیری صنعت کی کوئی بہی انتہا پاتا نہیں
تیری عظمت کی کوئی بہی انتہا پاتا نہیں
تیری قدرت کی کوئی بہی انتہا پاتا نہیں
کس سے کہل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

سارے پہولوں میں نزاکت ہے تیرے اس حسن کی
گلرخوں میں سب صباحت ہے تیرے اس حسن کی
سرو بستان میں رعونت ہے تیرے اس حسن کی
خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تیرے گلزار کا

مہوشوں کی ہر چمک میں خلق پاتی ہے تجہے
دلرباؤں کی ادا ہر دم سہاتی ہے تجہے
وہ خرام ناز محبوبان بتاتی ہے تجہے
چشم مست نازنین ہر دم دکہاتی ہے تجہے
ہاتہہ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

غازۂ رخ میں تیری سارے نجوم و آفتاب
ہے عجب ابر حیرا چہرہ کی تیرے آب و تاب
روشنی رخ کی تیرے کون لا سکتا ہے تاب
آنکہہ کے اندہوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تہا قبلہ تیرا رخ کافر و دیندار کا

عاشقوں کیواسطے قامت تیرا ہے رستخیز
گیسوئے مشکین کا کہل جانا عجب ہے فتنہ خیز
ہیں تیرے تیر مژہ مانند خنجر زخم ریز
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جہگڑا غم اغیار کا

ہجر میں تیرے ہماری جان آئی ناک میں
غم کا اک طوفان امڈ آیا دل غمناک میں
بیکسی کا شور اپنے پڑ گیا افلاک میں
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درمان ہو کچہہ اس ہجر کے آزار کا

تیرے بن آتا نہیں ہے چین مجہ کو دلبرا
رات کٹتی ہے مری اختر شماری میں سدا
رات بہاری دن پہاڑ آتا ہے اس بیمار کا
اک گہڑی بہی کل نہیں پڑتی مجہے تیرے سوا
جان گہٹتی جاتی ہے جیسے دل گہٹے بیمار کا

بیعت کا خط

بخدمت جناب مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔

از خاکسار سیدہ بیگم بنت سکندر شاہ قوم کشمیری ہشت زوجہ حکیم شیخ نور محمد مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور عرض ہے کہ حضور اقدس مجہے بہی میرے خاوند کیطرح اپنی بیعت میں قبول فرماویں اور خاکسار کے حق میں دعا کریں اور میرا نام بیعت کرنیوالوں میں شامل کریں اس کے سوا میرا خاوند میری طرف سے ایک روپیہ ہوار چندہ پیش کرتے ہے سے زیادہ پیش کیا کریگا۔ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۴

بقلم خود سیدہ بیگم۔ (از لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اسے ضرور پڑھو

لاہور کے پیسہ اخبار میں مصالحت کے متعلق افواہاً ایک نوٹ چھپا تھا اور ایسا ہی جہلم وغیرہ میں بعض غلط واقعات مصالحت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدمات میں مصالحت کے اصل واقعات کو شائع کر دیا جاوے۔ ایڈیٹر

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میرے ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے۔ اصل اور جڑھ ان مقدمات کی یہ ہے۔ کہ ماہ جولائی و اگست ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضلدین کے نام پہنچے۔ اور اُن خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ جو کتاب پیر مہر علیشاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے رد میں لکھی ہے دراصل اُس میں پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے۔ اور ایک شخص مسمّی محمد حسن فیضی متوفی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام درج کر دیئے ہیں اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجدیا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرانیکا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے اسی وقت ملے جبکہ میں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا سو وہ خطوط میں نے کتاب نزول المسیح میں درج کر دیئے۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی اُن خطوط کی بنیاد پر ایک مضمون اپنے اخبار میں مع نقل خطوط درج کیا۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم الدین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کی طرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کیا۔ جس میں اُس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم نے ملہمیت کی آزمائش کے لئے مجھے یہ دھوکا دیا۔ اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے۔ اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر انکو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے۔ پھر اس دھوکے کے ذریعہ چند روپے بھی حاصل کئے۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ سراج الاخبار کے ان مضامین میں میری نسبت سخت الزام لگائے اور یہ شائع کیا کہ گویا میں بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے۔ اور گویا میں اپنے دعوے میں کذاب اور مفتری ہوں۔ پس چونکہ یہ تحریر اُس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو بفضل خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے بہت ہی بُرا اثر ڈالتی تھی۔ اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی۔ اور اس بیجا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی روحانیت کا خون ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ میں اپنی بریت ثابت کرانیکیلئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کیطرف رجوع کرتا۔ لیکن میں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم الدین خود اس مضمون کی تردید کرے۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اُس نے کوئی تردید نہ کی تو میں نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنیکیلئے اسقدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمان میں جو کرم دین کے مضامین سے تین ماہ بعد شائع ہوئی اسقدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر یہ الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے یہ الفاظ دراصل وہی تھے جنکا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایتاً و صراحتاً ظاہر کر چکا تھا۔ اور مان چکا تھا کہ میں نے دھوکہ دیا دغا دیا خلاف واقعہ خطوط لکھائے جعلی دستخط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ۔ مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی اگر مولوی کرمدین بجائے ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اُس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا۔ میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں پھر بھی اسے معاف کر دیتا۔ اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ میں اس سے صلح کر لوں اور اس کا گناہ بخشدوں۔ لیکن اے ناظرین ہم لوگ مصلح قوم بنکر خدا تعالیٰ کیطرف سے آتے ہیں وہی اُن مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں وہ انکے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں اور جبتک وہ الزام انکے سر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہو لیں۔ تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کیلئے اپنے سر پر رکھیں۔ یوسف جو ایک نبی تھا اُسپر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اُس کو قید کیا گیا اور پھر مدت کے بعد معافی دی گئی تو اُس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا۔ بلکہ صاف کہا کہ جبتک نالائق تہمت سے میری بریت نہو میں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا۔ اسیطرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جھوٹا الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا جاوے تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا۔ لیکن بعض خیرخواہان قوم نے اس بات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے۔ یہانتک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیکدل اور دور اندیش اعلیٰ افسران اور حکام نے بھی اپنی رضامندی اسپر ظاہر کی کہ میں اس مستغیث سے صلح کر لوں خود صاحب مجسٹریٹ نے جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار پنڈ دادنخان نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کی کوشش کی۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو۔ آخر میں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر عدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ ہذا اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء اُسکے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس سے صلح کر لونگا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کیلئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جاویگا۔ لیکن مولوی کرم الدین نے اس بات کو نہ مانا۔ پھر صلح کیلئے یہ دوسری تجویز سوچی گئی۔ کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو تحریریں علیحدہ علیحدہ لکھی جاویں۔ میری طرف سے یہ تحریر ہو کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے الفاظ کذاب بہتان لئیم مولوی کرم الدین کے متعلق یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء مولوی کرم الدین کے ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسیطرح کرم دین یہ تحریری بیان پیش کرے۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف منسوب کئے گئے ہیں اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوئے میرے نہیں ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خان صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب ہمراہ لے گئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنا قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی۔ مصالحت کرانیوالوں نے مسودہ مجوزہ کو پسند فرما کر کہا کہ یہ مسودہ اب کسیطرح قابل اعتراض نہیں البتہ اسمیں لفظ لعنت ثقیل ہے اسکو کسیطرح بدلدیا جاوے راقم نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی سطور حسب ذیل تجویز کر دی کہ میں یہ مقدمہ انصاف کیلئے خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرمدین کے پاس پیش کیا گیا تو اُس نے منظور نہ کیا۔ اور یہ عذر کیا کہ میں قسم نہیں کھاتا حالانکہ عدالت میں بھی اُسکا حلفیہ بیان ہو چکا تھا اور جب اسکو حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اسکو کہا گیا کہ جب عدالت میں روبرو رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ میں نے یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہیں تو پھر وہی حلفیہ بیان اب دینا ہے۔ اسپر مولوی موصوف نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی۔ الا بالضرورت اشد قسم کھانا جائز نہیں۔ اسلئے میں قسم نہیں کھاتا۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے۔ اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا:-

"میں اقرار صالح کرتا ہوں سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے میں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء جن سے میں انکاری ہوں درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کیلئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں"۔

اس مسودہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ "خدا کے حضور میں" وغیرہ وغیرہ سے بھی قسم کی بو آتی ہے صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تصریح نہ کیجاوے۔ آخرکار بہت بحث کے بعد جو آخیری مسودہ تاریخ ۱۱ ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے:- "میں کرمدین باقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو پہنچے ہیں اور مضامین جو ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار میں شائع ہوئے وہ میرے نہیں ہیں اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے تو میں انصاف اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں"۔ اسکے مقابل اپنے مضمون ذیل منظور کیا:- "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو الفاظ کرمدین کے متعلق کذاب بہتان لئیم لکھے ہیں وہ یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ استغاثہ جات کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے"۔ جب مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم الدین کو دکھلائے گئے تو اس نے کہا کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جاوے۔ اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کیلئے سپرد کرنے کی بھی نکال دیجاوے اور کوئی تصریح نہ کیجاوے۔ جسکی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے برخلاف پیشگوئیاں کیجاتی ہیں گی۔ سو اسکے متعلق بھی شرط مان لی گئی تھی تا کہ مصالحت ہو جاوے۔ لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا مجھے اس اشتہار کو جسمیں صرف سادہ اور سچے واقعات لکھے ہیں اشاعت کرنیکی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تا اُن پاکدل اور نیک نیت عالی حکام کو واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے جو انکو میرے خاندان سے ہے مجھے اس وجہ سے کہلا بھیجا کہ میں مصالحت کر لوں۔ نیز اُن پر روشن ہو جاوے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر ناجائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے ہیں جسکے دفعیہ کیلئے میں نے کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھدیا کہ میری آبروریزی کرنیوالا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرا توہین کنندہ کذاب ہے اور اسکا یہ فعل کمینوں کا ہے جس پر میں عدالت میں کھینچا گیا۔ لیکن حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کر کے میں پسند کرتا ہوں کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو سکے تو پھر خدا کی عدالت سے کرا لوں اور معاملہ کو طے کر دوں۔ البتہ گول مول مصالحت پر میں راضی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا میں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہے تو بالمقابل میں بھی اس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں کہ اُسدن ہر دو مسودات داخل دفتر ہو سکتے ہیں میں نے اپنے بیان کو ارادتاً سخت کر کے سخت اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ یہ اشتہار اس لئے ہے شائع کیا گیا ہے کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو۔

نوٹ: یاد رہے کہ کرمدین نے عدالت میں اپنے حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ خطوط اسنے بھیجے ہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں اسنے وہ مضمون لکھے جو اسکے نام پر شائع ہوئے۔

المشتہر میرزا غلام احمد رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور۔ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت ہو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا یہ سچ سچ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اس وقت ہو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بےخبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہے وہ انسان جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلاسفروں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام میں سکھایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلا دیں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھلائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر اسے پاؤ گے تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھائے گا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے* اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے۔ تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمانی فیوض کی راہیں جن کی اس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آ جائے گا۔ اس دودھ کیلئے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئے گا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑے۔ کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کیلئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اسمیں اپنے محبوب کیلئے جائیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا الخ

یعنے اے نیکو اور اے بدو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کیلئے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اس کو کھا جائے گی پس مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو گا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کیلئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل سزا ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے** جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسےٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اس کا رفع نہیں ہوا۔ اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **الخیر کلہ فی القرآن** کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔

* قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔

** دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یوں نماز چاہئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتی ہے سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی۔ منہ

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ*

آپ نے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ میں کہوں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے کہ خدا تعالیٰ نے کیا کچھ قرآن میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا کا ہو جاوے۔ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند۔ اب خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کی طرف آنا چاہتا ہے اور فی الواقعہ اس کا دل ایسا نہیں کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کیلئے جبتک کافی حصہ اپنا ان کی طلب میں خرچ نہ کر دیں وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اس کی ایک مقدار مقرر کر دے اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا بلکہ تھوڑا حصہ اس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فائدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں کہ ایک قطرہ سے اس کی پیاس دور ہو سکے۔ اسیطرح جو شخص بھوکا ہو وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ یا اس کے رسول پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہری رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بے سود ہے جبتک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے جو روحانی زندگی کیلئے ضروری ہے۔ صرف یہ خیال کریں مسلمان ہوں کافی نہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے (خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اسکو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہیں لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جبتک عملی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون الخ

یعنی کیا انسانوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم صرف آمنا کہکر ہی چھٹکارا پالینگے اور کیا وہ آزمائش میں ڈالے نہ جاوینگے سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو ہی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں آجکل اس زمانہ میں جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے مصالح کے برخلاف پاتے ہیں یا بعض حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ کسی انکار کر بیٹھتے ہیں ایسے لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جبتک انسان خدا کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بیوفا نوکر کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو نوکر صدق و وفا نہیں دکھلاتا وہ قبولیت نہیں پاتا۔ اسیطرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ میں چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کیلئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے یاد رکھے کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکیگا اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا اس لئے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ خدا جو مالک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر ابھی حاصل نہیں ہوتا ہے خدا ہی یہ امر دلمیں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے سوا اس کے لئے دعا درکار ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دیجاتی ہے مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا اگر تم میں جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہے تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آویں اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ پیدا ہو جاوے دیکھو قرآن میں سورۃ یوسف میں آیا ہے۔ ”ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان را برھان ربہ“ یعنے جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی تھا

اعداس کی متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چلا تھا اگر ہم نہ روکتے۔ اسمیں سر یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جاننے سے مراد ہے کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اسقدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آویں۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان میں یا عقل میں اثر نہیں۔ اصلی نقص قوت جاذبہ میں ہے۔ جبتک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور ہمارے مسائل سو وہ بھی بالکل صاف ہیں۔ مثلاً قرآن کی یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس میں ایک جواب سوال ہے خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے پوچھیگا کہ کیا تو نے لوگوں کو ایسی تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ بار خدایا جبتک میں زندہ رہا اور ان میں رہا میں نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ البتہ جب تو نے مجھکو مار دیا تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ میرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے کہ خود مسیح اپنی وفات کا اقرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسائی اگر بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جبتک میں ان میں زندہ رہا تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قائم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہیں تو بالضرور مسیح مر چکا الوہیت مسیح بھی درست ہے۔ پھر مسیح کا یہ کہدینا کہ مجھے تو ان کے بگڑنے کا علم نہیں جیسے کہ اسی آیت سے پایا جاتا ہے کیا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا۔ اگر ان کا دوبارہ دنیا میں آنا درست ہے کیونکہ یہ سوال و جواب قیامت کو ہوگا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا میں آکر چالیس سال رہنا ہے۔ اور عیسائیوں اور کفار کو قتل کر کے اسلام کو پھیلانا ہے۔ تو بالضرور انہوں نے عیسائیوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھکر وہ دوبارہ اس دنیا سے تشریف لیجاوینگے تو پھر جناب مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور میں دروغ بیانی ہے کیا وہ احکم الحاکمین نہ کہیگا کہ تو تو دوبارہ دنیا میں گیا اور تو نے دیکھ لیا کہ میری امت بگڑ چکی تھی۔ ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی و دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب ہے یہ جائیکہ ایک عالم الغیب حاکم کی جناب میں ایسی دروغ بیانی کیجاوے۔ تو گویا اس آیت نے بڑی صفائی کے ساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کر دیا اور دوسری طرف ان کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانیکا بطلان کر دیا اس کے مقابل جب ہم حدیثوں پر غور کرتے ہیں تو وہاں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت رسالتمآب نے فرمایا

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ میں نے جناب مسیح کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ حضرت یحییٰ کا مر جانا اور ان کا اس جماعت میں داخل ہونا جن کی قبض روح ہو چکی ہے ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح جو بلا قبض روح و انتقال کرنے کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو جو دنیا سے مر چکا ہے اب ایک طرف قول خدا اور دوسری طرف رؤیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات مسیح اور ان کا دوبارہ دنیا میں واپس نہ آنا قطعی ثابت ہو گیا۔ اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آویں تو یہی سمجھا جاویگا کہ سچی ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے ان کے حال پر تو یہ سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے ؎

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نہ رہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

رہا یہ کہ آنیوالا کون ہے اس کا فیصلہ بھی قرآن و حدیث نے کر دیا ہے۔ سورہ نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کے خلفاء اس امت میں سے ہوں گے۔ بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اب ایک طرف قرآن و حدیث بنی اسرائیل مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہیں۔ دوسری طرف بھی قرآن و حدیث آنیوالے مسیح کو اسی امت میں سے ٹھہراتے ہیں تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے۔ اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے اور یہ بھی مانا ہے کہ مسیح ہی بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا صدی میں سے بائیس سال گذر گئے اور اس وقت تک مجدد نظر نہیں آیا آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تھا وہ کہاں ہے۔ مہدی کا نشان کسوف و خسوف تھا جو رمضان میں ہونا تھا۔ اس کسوف و خسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے مہدی نہ آیا اگر یہ کہا جاوے کہ نشان تو ہو گیا لیکن صاحب نشان بعد میں آویگا تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے اور قسم قسم کے فسادات کی بناء ہے اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدویت کے مدعی ہو جاویں تو پھر ان میں کون فیصلہ کریگا۔ ضروری ہے صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ ممبر و منبر پر چڑھکر صدی کے سر پر آنے والے اور کسوف و خسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بنگئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہو گئے لیکن یہ لوگ اپنی ضد سے باز نہیں آتے۔ کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو گیا لیکن خدا کی اس نشان کی قدر نہ کیگئی۔ اسیطرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن و حدیث میں ایکسا در بلا کیطرف اشارہ تھا جو کسوف و خسوف کے

---

* یہ تقریر حضرت اقدسؑ نے بمقام گورداسپور ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بعد از نماز عصر کی تھی۔ تحریک کا باعث چند احباب حیدر آباد دکن کے تھے جنہوں نے اسدن حضور علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

آسمانی نشان کے بعد آنیوالی تھی اور وہ طاعون ہے جو وہ بھی مسیح کے زمانہ سے وابستہ تھی یہ ایک خطرناک مصیبت ہے جسکی طرف ہر ایک اولوالعزم نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے لاکھوں آ گئی۔ لاکھوں انسان تباہ ہو گئے اور نہ معلوم کب تک اسکی تباہی چلتی رہیگی۔ لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے اسے ابتک ان لوگوں نے نہ پہچانا۔ اسیطرح زمین اور آسمان نے شہادت دی۔ لیکن ان شہادتوں کو ردی سمجھا گیا۔ خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکہا دیگا ایک مجازی حاکم عدول حکمی پسند نہیں کرتا تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلا سزا چھوڑیگا آپ۔ اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دینا تہا قرآن کی

واذا العشار عطلت

اور حدیث میں آیا ہے اونٹنیاں بیکار ہو جاوینگی۔ کیونکہ اس زمانہ کا پتہ بتلایا حدیث نے مسیح کے نشان میں یون لکہا۔

لیترکن القلاص فلا یسعی علیها

پہر یہ نشان کیا پورا نہوا ہے کہ اس سرزمین میں بہی جہان آج تک اونٹنی کی سواری تہی اور بغیر اونٹوں کے گذارہ نہ تہا۔ وہان بہی اس سواری کا انتظام ہو گیا اور چند سالوں میں اونٹوں کی سواری کا نام و نشان نہیں ملیگا۔ اونٹنیاں بیکار ہو گئیں۔ مقرر کردہ نشان پورے ہو گئے۔ لیکن جس کا یہ نشان تہا۔ وہ پہچانا نہ گیا یہ امور بہی میرے اختیار میں تہے کہ ایک طرف تو میں دعویٰ کرون۔ اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاوین۔ کیا آسمانی نظام پر بہی میرا دخل ہے جو کسوف وخسوف موعود کو پیدا کر لیتا یا میرے ہاتھ میں کوئی ایسے مواد ہیں جن سے زمین پر موعود طاعون پیدا ہو گئی یا حج کا رکنا جو یہ بہی مسیح کا نشان تہا۔ کیا یہ بہی میرے اشارہ سے ہوا۔ اسیطرح بیسیون نشان زمانہ مسیح کے ساتھ وابستہ ہے وہ سب پورے ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کونسی حجت کو ان پر پورا نہیں کیا لیکن ان کا انکار ابہی اسیطرح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ میں دہریت پہیلی ہوئی ہے جو خفیہ خفیہ سب دلوں پر اثر کر رہی ہے خشیت الٰہی دن بدن مفقود ہو رہی ہے۔ کان رکھتی ہیں پر سن نہیں سکتے۔ آنکھیں رکہتی ہیں پر نہیں دیکھتی دل رکھتے ہیں پر نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ انکار ہے۔ ورنہ معاملہ تو بہت ہی صاف تہا۔ میری کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر اتمام حجت کیگئی ہے اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ وریشہ کاٹ دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے۔

ایک امور کی شناخت کے تین طریق ہیں نقل عقل۔ تائیدات سماوی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کی مؤید ہیں۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کو آنیکا زمانہ مقرر کر دیا ہے حتی کہ صدی اور سال بہی مقرر کر دیا ہے۔ تمام عیسائیوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق مسیح کی آمد کا وقت آ چکا ہے اور مسیح ابھی تک آیا نہیں۔ اس لئے بعض علماء اخیر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد کلیسیا کی ترقی ہے جو ہو چکی ہے۔ اسیطرح ہماری کتب کے مطابق بہی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے حجج الکرامہ والے نے لکہا ہے کہ کل اہل کشوف اسیطرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کیلئے چودہوین صدی مقرر ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی اسی زمانہ کیلئے چراغ الدین کہا ہے غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودہوین صدی سے آگے نہیں گیا اگرچہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔ چودہوین صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تہا کہ دین اسلام چودہوین رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھیگا جسطرح چاند کا کمال چودہوین رات کو ہوتا ہے اسیطرح اسلام کا کمال کل دنیا میں چودہوین صدی میں ظاہر ہوگا۔ تیرہوین صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدی سے علماء سے بعضیوں نے بہی نجات مانگی تہی۔ یہ لوگ چودہوین صدی کے لئے منتظر تہے۔ لیکن جب صدی آگئی تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے اسی طرح قرآن میں ذکر ہے۔

ولما جاءهم كتب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به

اہل کتاب منتظر تہے کہ پیغمبر کے آنے پر وہ اس کے ساتھ ملکر کفار سے جنگ کرینگے۔ لیکن جب پیغمبر آیا تو انکار پر آمادہ ہو گئے۔

عقل کے نزدیک بہی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام میں شور پڑ جاتا تہا۔ لیکن اب لاکہوں مرتد ہو گئے ہیں رات دن مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں اسلام کی بیخکنی کیلئے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں عقل پسند نہیں کرتی کہ جس خدا نے

انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون

کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے کہ شریف گہرانوں کی اولاد دشمن اسلام ہو کر جا بجا پہر رہی ہے اور کہلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے ہر ایک قسم کی گالی اور سب وشتم میں ان کو نا دیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکہا جاوے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے اور میں تم کو سچ کہتا ہون کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تہا۔ سو خدا کی وجود کا یہ بہی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبہالا۔

تائیدات سماوی بہی اگر دیکھی جاوین تو یہان بہی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کرون جو ہر روز میں اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے قطع نظر اس کے صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکہا جاوے جو ۲۴ برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی جو اس وقت مکہ مدینہ مصر بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گہروں میں پہنچ گئی اب اس کتاب میں مثلاً لکہا ہے کہ خدا کی طرف سے مجہے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آویگا کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوین گے (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا اور تیری شہرت کیجاویگی تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ پہر لکہا کہ لوگ کثرت سے آوینگے اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گہبرا (ولا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس) پہر آخر کار فرمایا

اذا جاء نصر الله والفتح۔ وانتهى امر الزمان الينا۔ اليس هذا بالحق

یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاویگا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے اکثر لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجہے کوئی جانتا نہیں تہا حتے کہ قادیان میں بہی بہت کم لوگ ہونگے جو مجہے پہچانتے ہونگے پہر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابہی پوری نہیں ہوئیں لیکن جسقدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے وہ طالب حق کیلئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کیا ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آجکل کے واقعات کا نقشہ کہینچ سکتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق کا مرجع ہوگا خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکہ کر میں کہہ سکتا ہون کہ جسقدر نشانات خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے لیکن امت میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچہہ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جسکی امت میں ہونیکا مجہے فخر حاصل ہے پہر میں کہتا ہون کہ آج کل کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو آزما لو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل میں لاؤ خدا تعالیٰ کی نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہان تو نشانوں کا دریا بہ رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں جو دس بارہ سال ہوئے خدا تعالیٰ نے مجہے فرمایا۔

انی مهين من اراد اهانتك وانی معين من اراد اعانتك

اس ایک الہام کو کسقدر مختلف مواقع اور محل پر میرے دوستوں کو پورا ہوتے دیکہا۔ کس طرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کے لئے بڑے اشتہار اور کسطرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہو گئے اسکی ایک مثال نہیں بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں ہان یہ ضرور ہے کہ ان نشانات کو دیکہکر بہی لوگ ابہی گمراہ ہیں سو بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہیں ایک سعید دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزاروں نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورت میں مومن کیلئے ضرور ہے کہ وہ دعا میں لگا رہے آپ نے جو آج مجہسے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے چاہیئے کہ آپ مجہسے اکثر ملاقات کرین اور اس تعلق کو مضبوط کرین جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے جو شخص زندہ ایمان رکہتا ہے وہ دنیا کی پرواہ نہیں رکہتا دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دنیا پر دین کو مقدم رکہنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکہتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے جو کبہی بہی نصرت کا منہہ نہیں دیکہتا۔ یہ بیعت اس وقت کام آ سکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے۔ اور اس میں ترقی کرنیکی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پہل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبیاری کرے اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کہاد زمین میں ڈالے نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پہل کی امید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا کہیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کہیت اسی کا رہیگا۔ جو پورا زمیندار ہے۔ سو اسیطرح کی تخم ریزی آپ نے بہی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکہے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے۔

...نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہئے میں دیکھتا ہوں کہ آجکل لوگ جسطرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے ان کی نمازوں میں اسقدر بھی رقت اور لذت نہیں ہوتی جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے شاید ان کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتا اسلئے میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں اور وہ لذت اور حضور جو دعا کیلئے رکھا ہے دعاؤں کو نمازوں میں کرنے پیدا کریں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جبتک نماز میں کافی لذت و حضور پیدا نہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کم مت گنواؤ ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے تو کوئی ہرج نہیں سو بہتر ہے نمازمیں دعائیں اپنی زبان میں مانگو جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہو سکتا سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو بزبان دعا اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تمکو حلاوت پیدا ہو جائے سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا کی رضامندی اور گناہ سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بنجاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے دنیا میں مومن کی مثال اس سوار کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے اور راہ میں بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کیلئے ٹھیر جاتا ہے لیکن ابھی گھوڑے پر سوار ہے اور کہ ابھی گھوڑے پر ہی کچھ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنالے وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنا لینے کی عزت ہے۔ خدا مومن کی عزت کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقررہ میں زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کر کے سست ہو جاتا ہے لیکن مومن زیادتی کرتا ہے نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔ مومن محض خدا کی خوشنودی کیلئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کے دل میں ایک درد ہے جو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بدن نوافل وحسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کے سایہ تلے آ جاتا ہے اسکی آنکھ خدا کی آنکھ اس کے کان خدا کے کان

ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا کی مخالفت نہیں کرتے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسکی زبان خدا کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اسقدر تردد نہیں ہوتا جسقدر مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے۔ یوں تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کیلئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑوں کیطرح مر جاتے ہیں لیکن مومن کا معاملہ دگرگوں ہے مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آئے دن طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت ان کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی یہ اس تردد کا اظہار ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے گویا اللہ تعالے اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ ایک انسان تردد کیحالت میں کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریوں سے اسے نجات دیکر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اسے معمولی انسانوں کیطرح ضائع نہیں کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے یہانتک کہ جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے اس کا پس خوردہ اوروں کیلئے شفا ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاویگا خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ تو نے کوئی نیک کام کیا۔ وہ کہیگا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا کہ فلاں مومن کو تو ملا وہ کہیگا۔ خداوندا میں ارادۃً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایکدن مجھے راستہ میں ملگیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخشدیگا پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے ... کہ خدا تعالےٰ فرشتوں سے دریافت کریگا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے وہ کہیں گے کہ ایک جگہ مومنوں کا تہا جہاں دنیا کا ذکر کا نام و نشان بھی نہ تہا۔ البتہ ذکر الٰہی آٹھ دن پہر ہو رہا ہے۔ ان میں ایک دنیا پرست شخص تہا ... خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میں نے اس دنیا دار کو اس ... ہمنشینی کے باعث بخشدیا۔

انہم قوم لا یشقیٰ جلیسہم

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی ابھی زمین پر ہوں وہ سجدہ سے سر اٹھا دیکر بخشدیئے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبت الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضائع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضائع ہوا۔ دنیا ناخنوں تک انکو ضائع کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ ضائع نہیں ہوتے جو خدا کیلئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت وجلال کا تخت نشین ہوا۔ ایک ابوبکرؓ ہی کو دیکھو۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بیشک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں قسم قسم کی مالی اور جسمانی مصائب اٹھاتے ہیں اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے کہ جبتک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے بہشت میں نہیں جاتا بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار ہوتا ہے دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے اسیطرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ کافر کیلئے دوزخ بہشت کے رنگ میں اور مومن کیلئے بہشت دوزخ کے رنگ میں متمثل کیا جاتا ہے کافر جو دنیا کا طالب ہے دنیا میں منہمک ہو کر سگ دنیا ہو جاتا ہے۔ مومن ایک عاشق ہے جو دنیا کو ... طلاق دیکر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ عشق ہی ہے جو اسے ہر قسم کی تکلیف سہنے کیلئے آمادہ کر دیتا ہے مومن کا رنگ عاشق کا ہوتا ہے اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے۔ اور اپنے معشوق یعنی خدا کیلئے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنیوالا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اس کے حضور میں قائم ہوتا ہے دنیا کی کوئی لذت اسکی لذت نہیں ہوتی۔ اس کی روح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے معشوق کیطرف سے استغنا دیکھکر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے التفاتی بھی معلوم کر کے وہ کبھی ... نہیں ہارتا بلکہ ہمیشہ قدم آگے ہی رکھتا ہے۔ اور درد دل زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ مومن عاشق کیطرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو عشق کمال سے ہو محبت میں سچا جوش اور عہد عشق میں ثابت قدمی ایسی کوٹ کوٹ کے بہری ہو کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں لا نہ سکے اور معشوق کی طرف سے کبھی بے پرواہی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا موجود ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اٹھے اور خیر خواہی کیلئے اضطراب پیدا ہو اور اسکی اعانت کیلئے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو بشریت سے الگ کر کے الوہیت کے سایہ میں لا ڈالتا ہے جبتک اس حد تک درد اور عشق نہ پہونچ جائے کہ جسمیں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جائے اس وقت تک انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جائے اور اسکی رضا

میں داخل ہونا بھی محال ہوتا ہے اور اسکی مخلوق کیلئے ایسا درد ہونا چاہئے جسطرح ایک نہایت ہی مہربان والدہ اپنے ناتوان پیارے بچے کیلئے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایک تعلق چاہتا ہے اور اس کے حضور میں دعا کرنے کیلئے تعلق کی ضرورت ہے بغیر تعلق کے دعا نہیں ہو سکتی پہلے بزرگوں کی بھی اسی قسم کی باتیں چلی آتی ہیں کہ جن سے دعا کرنیوالوں کو دعا کرانے سے پہلے تعلق ثابت کرنے کی تاکید کی۔ خواہ مخواہ بازار میں چلتے ہوئے کسی بے تعلق کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تو میرا دوست ہے اور نہ ہی اس کیلئے درد دل ہی ہوتا ہے اور نہ ہی جوش دعا پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق اسطرح نہیں ہو سکتا کہ انسان غفلت کاریوں میں مبتلا بھی رہے اور صرف منہ سے دم بہرتا رہے کہ میں نے خدا سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔ اکیلی بیعت کا اقرار اور سلسلہ میں نام لکھا لینا بھی خدا سے تعلق پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کیلئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس بات پر قائم ہونیکو کہتے ہیں کیونکہ جبتک دنیا کیطرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کیلئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہؓ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئی جہان میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہنچا ہے جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جبتک دل میں اس کا اثر نہو۔ چھلکوں سے کیا ہاتھ آ سکتا ہے محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہئے علت غائی حال ہی ہے مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق ومالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے کہ بے اختیار اس کیطرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم طاری ہو جاتا ہے تو اسوقت اس کیفیت سے گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بنجاتا ہے۔

مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

مین نے ایک لمحہ کیلئے بھی شہرت کو پسند نہین کیا مین بالکل تنہائی مین تہا اور تنہائی ہی مجہکو بہاتی تہی۔ شہرت اور جماعت سے جس نفرت سے مین دیکہتا تہا اس کو خدا ہی جانتا ہے مین تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تہا اور یہی میری آرزو تہی۔ خدا نے مجہپر جبر کرکے اس سے مجھے باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تہی۔ مگر اس نے میری خلاف مرضی کیا کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تہا۔ اس کام کیلئے اس نے مجہے پسند کیا اور اپنے فضل سے مجہکو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے میرا اسمین کچہ دخل نہیں۔ مین تو دیکہتا ہون کہ میری طبعیت اس طرح واقعہ ہوئی ہے کہ شہرت اور جماعت سے کوسون بہاگتی ہے اور مجہے سمجھ نہین آتا کہ لوگ کسطرح شہرت کی آرزو رکہتے ہین۔ میری طبعیت اور طرف جاتی تہی لیکن خدا مجہے اور طرف لیجاتا تہا مین نے بار بار دعائین کین کہ مجہے گوشہ مین ہی رہنے دیا جائے مجہے میری خلوت کے حجرے مین چھوڑ دیا جائے لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت مین تہا اسکو سنوارو۔ انبیاء کی طبعیت اسی طرح واقعہ ہوئی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے کسی نبی نے شہرت کی کبہی خواہش نہین کی۔ ہمارے نبی صلعم بہی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تہے آپ عبادت کرنیکیلئے لوگون سے دور تنہائی کی غار مین جو غار حرا تہی چلے جاتے تہے۔ یہ غار اسقدر خوفناک تہی کہ کوئی انسان اس مین جانے کی جرات نہ کرسکتا تہا۔ لیکن آپ نے اسکو اسلئے پسند کیا ہوا تہا کہ وہان کوئی ڈر کے مارے بہی نہ پہنچیگا آپ بالکل تنہائی کو چاہتے تہے شہرت کو ہرگز پسند نہین کرتے تہے مگر خدا کا حکم ہوا

یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ۔ اس حکم مین ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تہی اب چھوڑ دین۔ بعض لوگ بیوقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہین کہ گویا مین شہرت پسند ہون۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ مین ہرگز شہرت پسند نہین خدا نے جبر سے مجہکو مامور کیا ہے اور وہی گواہ ہے کہ مین شہرت پسند نہین ہون۔ مین تو دنیا و ہزار دن کوسون بہاگتا تہا۔ اسلئے لوگون نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے اور شہرت پسند ہوتے ہین انکو اس گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہین ہوسکتی ہم تو دنیا کو نہین چاہتے اگر وہ چاہین اور اسپر قدرت رکہتے ہین تو سب دنیا لیجائین۔ ہمین انسے کوئی گلہ نہین۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل مین ہے نہ دنیا کے ساتہہ ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہئے اس طبعیت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا مگر ہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو قربان کردیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل مین تجلی کرتا ہے تو پہر وہ پوشیدہ نہین رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسا ہی پوشیدہ کرے مگر بہید پانیوالے اور تاڑنیوالے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہین۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہوجاتی ہے اور اسی اوس کے سارے وجود پر چہا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس سے ظاہر ہوجاتے ہین کہ وہ اگر ہزارون پردون مین چہپے اور اپنے آپ کو چہپائے مگر چہپا نہین رہتا۔ سچ کہا ہے

عشق و مشک را نتوان نہفتن۔

جن لوگون کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چہپاتے ہین جس سے انکے دل لبریز ہوتے ہین بلکہ اس کی افشا پر وہ شرمندہ ہوتے ہین کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندہ کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہین آیا جس کا خدا سے راز نہین ہوتا۔ اسی راز کو چہپانیکی خواہش انکے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اسکو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہین چاہتے وہی ان کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہین انکو ملتا نہین اور جو نہین چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

جبتک انسان ادنیٰ حالت مین ہوتا ہے اس کے خیالات بہی ادنیٰ ہی ہوتے ہین اور جسقدر معرفت مین گرا ہوا ہوتا ہے اسی قدر محبت مین کمی ہوتی ہے معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص مین محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے اَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ سے یہی تعلیم ملتی ہے صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکہتا ہے کہ وہ اسکو کبہی نہیں چھوڑیگا۔ خدا تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکہلاوے اور اس پر ظن نیک رکہے تا وہ بہی وفا دکہلاوے مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہین۔ یہ تو اپنے ہوا و ہوس کے بتون کے آگے جہکتے رہتے ہین۔ اور انکی نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم نہین سمجہتے اسکے وعدون پر ذرہ ایمان نہین رکہتے اگر اللہ تعالیٰ کے وعدون پر ایمان رکہتے کہ وہ کریم و رحیم ہے تو ابہی ان پر رحمت اور وفا کے ثبوت نازل کرتا۔ سہ

گر وزیر از خدا بترسیدے
ہمچنان کز ملک ملک بودے

شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے اول سے آخر تک پڑہنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سے بدظنی مت کرو۔ اللہ کا ساتہہ نہ چھوڑو۔ اسی سے مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان مین مومن کی مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میدان مین مین تیرے ساتہہ ہون۔ وہ اس کے لئے ایک فرقان پیدا کر دیتا ہے جو اس کے وعدون پہ بہروسہ نہین کرتا وہ بدظنی کرتا ہے جو شخص خدا سے نیک ظن کرتا ہے وہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک مین مبتلا ہوجاتا ہے جب انسان اس بات کو سمجہتا ہے کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اس کو وعدے ٹلتے نہین تو وہ اسپر جان فدا کرتا ہے اور در پردہ وہ خدا سے عشق کرتا ہے۔ ایسا انسان خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دیکہہ لیتا ہے۔ طرح طرح سے اس کی مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اس پر نازل کرتا ہے اور اس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور وفا کا چہرہ دکہاتا ہے۔ لیکن بیوفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

متعلق اشتہار

* فٹ نوٹ

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام مین قسم کہانا منع ہے تمام نیک انسان مسلمانون مین سے ضرورتون کے وقت قسم کہاتے آئے ہین۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی ضرورتون کے وقت قسم کہائی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بارہا قسمین کہائین خود خدا تعالیٰ نے قرآن مین قسمین کہائین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت مین مجرمون کو قسمین دلائی گئین۔ قسمون کا قرآن شریف مین صریح ذکر ہے۔ شریعت اسلام مین جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو یا پیچیدہ ہو تو قسم پر مدار رکہا جاتا ہے اور صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے اسمین لکہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرکے قسم کہاکر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے جو تمہارا امام ہوگا وہ تم مین سے ہی ہوگا یعنی اسی امت مین سے ہوگا آسمان سے نہین آئیگا۔ پہر صحیح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمون کا ایک باب باندہا ہے۔ اس باب مین بہت سی قسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکہی ہین جو درج کم نہین۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۳ کتاب الایمان والنذور مین صفحہ ۱۳۹ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمون کا ذکر ہے۔ قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَکَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلۡ اِیۡ وَرَبِّیۡۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ یعنے تجہسے پوچہتے ہین کہ کیا یہ حق ہے کہہ مجہے خدا کی قسم ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف مین یہ آیت ہے وَاحۡفَظُوۡۤا اَیۡمَانَکُمۡ۔ یعنی جب تم قسم کہاؤ تو جہوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف مین یہ آیت بہی ہے اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَیۡهِ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ یعنے شخص ملزم چار قسمین خدا کی کہائے کہ وہ سچا ہے اور پانچوین قسم مین یہ کہے کہ اسپر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جہوٹا ہے اب دیکہو کہ اس جگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمین دیجاتی ہین اور قرآن شریف کے رو سے لغو یا جہوٹی قسمین کہانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمین کہانا بہی منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا اور گستاخی ہے اور ایسی قسمین کہانا بہی منع ہے جو نیک کامون سے محروم کیا ہون جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی تہی کہ مین آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہینا دونگا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَیۡمَانِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا یعنے ایسی قسمین مت کہاؤ جو نیک کامون سے باز رکہین۔ یہ وہ آیت ہے جو مولوی کرمدین نے پیش کرکے کہا کہ قسم کہانا درست نہین۔ تفسیر مفتی ابوالسعود مفتی روم مین زیر آیت وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَیۡمَانِکُمۡ لکہا ہے کہ عرضہ اسکو کہتے ہین کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے حاجز اور مانع ہوجائے اور لکہا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق مین ہے جبکہ انہون نے قسم کہائی تہی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شراکت اسکی حدیث افک مین کچہ خیرات نہین دونگا۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت مین فرماتا ہے کہ ایسی قسمین مت کہاؤ جو تمہین نیک کامون اور اعمال صالحہ سے روکدین نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ حسم کے لئے ہو۔ منہ

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجے کے آمون کیواسطے مشہور ہے۔ جو لوگ وہان سے آم منگوانا چاہین انہین معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کی طرف سے لکہا ہے انبہ کا ایک کارخانہ ہے پس جس بہائی کو شاہ آباد کے آمون کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکہین۔ اس سے دو فائدے ہونگے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہوجاویگا دوسرے عمدہ چیز ملیگی ساتہہ ہی قیمت مین جہان تک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے۔ قومی تجارت اور قومی کامون کی قدر کرنیوالون کو ایسے موقعون کی تلاش رہنی چاہئے۔ ماہ جون اور جولائی مین حسب ذیل ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کے مختلف قسم کے آمون سے بہرا پارسل دس سیر وزن کا جسمین خالص آم ۸ سیر ہونگے مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن ۲ اور ۲۰ سیر کا پارسل بقیمت للعہ محصول ریلوے محصول خریدار صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ پہل قدرے [illegible] ہین جو تین چار روز رکہنے سے بخوبی پختہ [illegible]

تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہیئے +

حکیم الامتہ کا وعظ دوسرا جلسہ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عجیب و عجیب تقریروں یا تحریروں سے کامیاب ہو سکتے ہیں اور اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عارضی طور پر بظاہر بعض لوگوں کو کامیابی نظر بھی آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کامیابی کوئی کامیابی نہیں ہوتی بلکہ ناکامی و نامرادی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کا انجام خطرناک طور پر برا ثابت ہوتا ہے کامیابی کا اصلی راز اور گر تقویٰ اللہ ہی ہے کیونکہ اس کے ساتھ روح القدس کی تائید ہوتی ہے جس سے وہ کلام الٰہی کے اسرار اور نکات کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کی تقریر اور تحریر میں اللہ تعالیٰ ایک نور اور برکت رکھ دیتا ہے اسمیں ایک اثر ہوتا ہے جو سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں پر پڑتا ہے اور لوگ اس کی طرف کھینچ لاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی کامیابی کی اصل جڑ یہی ہے۔ پس تم جو کامیابی چاہتے ہو اس اصل کو مضبوط پکڑے رکھو اور ہر ایک کام کو محض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا جوئی کیلئے کرو اس میں اپنے اغراض و مقاصد کو قربان کر دو۔ ورنہ ذاتی اغراض اس میں شریک ہو کر اس کی برکت اور خوبی کو کھو دینگے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں اپنے مخالفوں سے بہت کچھ سننا پڑتا ہے اور ایسے موقع بھی آجاتے ہیں کہ تمہیں ان سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ایسے وقت کے لئے یاد رکھو کہ دشمن کے لئے طیار ہو کر تائید الٰہی پر بھروسہ کر کے دعا مانگتے رہو۔ کبھی مناظرات اور مباحثات کی خود خواہش نہ کرو لیکن اگر مقابلہ پیش آجاوے تو میرے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گفتگو کار کی خواہش کرو۔ اختلافی مسائل کے حل کیلئے آسان طریق یہی ہے۔ کہ ان کو لکھ رکھو تاکہ ہر وقت نظر پڑتی رہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اس کے لئے بھی دعا مانگتے رہو کیونکہ ہر ایک مسئلہ میں ہدایت کی راہ بتا دینا خدا ہی کا کام ہے۔

ان علینا للھدیٰ

جب انسان سچا دل لیکر جناب الٰہی میں تضرع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مولا کریم تو جانتا ہے میں تیری رضا کیلئے سعی اور مجاہدہ کرتا ہوں اس راہ میں تو ہی مجھے مدد دینے والا اور تیرے ہی فضل سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اختلافی مسائل اور مشکلات کو میتوں کے بننے اور ہواؤں کے جھونکوں میں حل کر دیتا ہے ہاں اخلاص ہو۔

اللہ تعالیٰ نے استغنیٰ کو کبھی پسند نہیں کرتا کیونکہ غنا مخلوق کو نہیں رہ گیا ہے میں بار بار تم لوگوں کی توجہ دعا کی طرف منعطف کرتا ہوں کیونکہ ام الکتاب دعا ہی سے شروع ہوتی ہے۔ جو بخت ہیں وہ لوگ جو دعا سے محروم ہوئے۔ اور تکبر اور خود پسندی کے خطرناک مرض میں مبتلا ہوگئے۔

منافقوں کے خصایل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ پس تم کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو چھوٹے سے چھوٹے بھائی کو بھی حقیر مت جانو ورنہ مقابلہ میں خدا ہنسی میں اڑا دیتا ہے۔ تم نے وہ اشتہار شاید سنا ہوگا یا پڑھا ہوگا جو ہمارے رحیم و کریم امام نے دیا تھا کہ

اپنی آوازوں کو قابو میں رکھو دوسرے پر حملہ کرتے ہوئے شرم و حیا سے کام لو۔

تم اپنی آوازوں کو نکالتے وقت اس ارشاد کو مدنظر رکھو تاکہ ایسا نہو کہ تم خلاف ورزی کرنیوالوں میں ٹھیرو۔ قرآن شریف کو پڑھو عمل کرنے کے لئے کیونکہ اس کی تلاوت کا اصل مقصد یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ترک اسلام پر نالش

دہرم پال فوآریہ کی کتاب ترک اسلام پر فوجداری استغاثہ کرنے کی دہلی میں تجویز ہوئی ہے چنانچہ دہلی کے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ۵ر جولائی ۱۹۱۳ء کو صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے مسلمانوں کی جانب سے ایک درخواست پیش کی کہ رسالہ ترک اسلام کے مصنف پر فوجداری مقدمہ کرنے کی اجازت دیجاوے صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ درخواست بنابر منظوری گورنمنٹ میں بھیجدی ہے۔ اس نالش سے کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ آئندہ کے لئے آریہ صاحبان اپنی تحریروں میں اعتدال سے کام لینگے اور بغیر ثبوت کوئی بات پیش نہ کر دیا کریں گے۔

کرنال میں آریہ عیسائیوں کا مقدمہ

سناتن دہرم گزٹ فرخ آباد سے کہ توصیف

ظاہر ہے کہ آریہ لوگ اپنے جوش میں تمام مذاہب کی سخت توہین کیا اپنی تحریروں میں اور کیا تقریروں میں برابر کرتے ہیں بلکہ خود ان کے سوامی دیانند جی نے اپنی پوتھی ستیارتھ پرکاش میں کل مذاہب کی نہایت اشتعال بخش نندیا اور مذمت کی ہے فی الحال اس نندیا کا ایک گل کرنال میں کھلا ہے سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبارست دہرم پرچارک میں خبر دیتے ہیں کہ ۵ر جون کو صدر بازار کرنال میں پنڈت دہرم دیو اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے اپنے دوران لیکچر میں عیسائی مذہب کے اصولوں کے بابت بہی کچھ دیا کہا دیا تھا جس پر چند دیسی عیسائی بڑے ناراض اور جوش میں آکر پنڈت جی اور دس دیگر سماجک پرشوں پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کر دیا ہے جسکی تاریخ پیشی ۲ر جولائی مقرر ہوئی ہے۔ افسوس۔

عیسائیت کا مدار اسوقت ہوائی قلعوں پر ہے

پرچارک لکھتا ہے کہ یہ کہنا سچ ہوگا کہ عیسائیت کا مدار اسوقت محض ہوائی قلعوں پر ہے

یورپ اور امریکہ سے صاف آواز آرہی ہے کہ اس وقت ان ممالک میں عیسائیت جان کندنی کی حالت میں ہے . . . . جو عیسائیت مردہ انسان میں زندہ روح پہونکنے کی دعویدار تھی اس کی جان کندنی کی حالت افسوسناک ہے لیکن امر واقعہ کو بدل کون سکتا ہے۔ دن بدن پرانے بائیبل کے مسئلے بدلتے جاتے ہیں اور ان کو جواب دینے والے خود عیسائی پادری ہیں۔ کوئی زمانہ تھا جب انگلستان کا بائیبل پر بنا ہوا حاشیہ چڑہا نیوالا پادری گردن زدنی سمجھا جاتا تھا لیکن اس وقت کثرت رائے ان پادریوں میں ہو رہی ہے جو بائیبل سے نئے نئے اختلافات ظاہر کر رہے ہیں ایسے مایوسی کے زمانہ میں عیسائی پادریوں نے ہندوستان کو اپنی امیدوں کا نشانہ بنایا ہوا تھا لیکن یہاں بھی ان کی ہوائی گلی بند ہوگئی۔ آریہ سماج سے پرچار کا نتیجہ محض پنجاب۔ ممالک متحدہ، بہار اور راجپوتانہ میں ہی نمودار نہیں ہوا بلکہ مدراس اور بنگال تک میں بھی اسکی ہیبت نے لوگوں کو عیسائی ہونے سے روک دیا ہے۔ البتہ مدراس کے جاہلوں میں عیسائیت کام کر رہی ہے۔ لیکن ان ممالک سے عیسائیوں کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تبدیل مذہب کرنا پادریوں کیلئے کچھ فخر کا باعث نہیں ہو سکتا۔ باوجود ان سب باتوں کے ولائیت میں وڈسیسٹر کے لشپ صاحب نے بیان کیا کہ بشپ مدراس کی معرفت انہیں معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ لوگوں پر مردم شماری میں عیسائیوں کی تعداد و بڑھنے کے حال نے بڑا اثر کیا اور کہ ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ شاید اسی عکسی ہوائی قلعہ پر اس وقت کی عیسائیت کی بنیاد ٹھیر رہی ہے۔ بشپ صاحب کے اس خواب پر اخبار پایونیر نے انہیں بہت آڑے ہاتھوں لیا ہے اور بتایا ہے کہ جب ہندو ازم کے تیز جیت ہونے کے آثار چاروں طرف سے دکھائی دیتے ہیں اور مسلمان ایک بہی عیسائی ہونے کیلئے تیار دکھائی نہیں دیتا۔ تو بشپ مدراس کا یہ دعوے کیسا فضول ہے۔ پایونیر کا خیال ہے کہ گو بھیل گونڈ۔ وغیرہ قوموں میں کچھ اثر عیسائیت کا ہوا ہے لیکن دیہاتی لوگ جو کہ آبادی کا ۹/۱۰ حصہ ہیں۔ عیسائیت کے برخلاف ہیں یا اس سے بے پرواہ ہیں۔ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ دنیا کا آئندہ ایک دہرم اگر کوئی ہونیوالا ہے تو وہ عیسائی مذہب نہیں ہے۔ عیسائیت کے اندر علم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھے جانے کیلئے طاقت موجود نہیں اور نہ ہی اس کے اندر ذی عقل انسانوں کو سچی شانتی دینے کی طاقت ہے۔ ایسی حالت میں ہم بار بار اسی خیال کو دوہراتے تھے جو کہ سمجھدار یورپین اور ہندوستانی کئی مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں کہ عیسائی پادریوں کو غیر ممالک کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اپنی آوارہ بھیڑوں کو جمع کر کے ایک قاعدہ کے اندر رلانے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے فرض ان کا یہ ہے کہ وہ بگڑے ہوئے عیسائیوں کو درست کریں۔ اور اگر ان پر کامیابی ہو جاوے تب دوسری طرف کا رخ کریں۔

مختلف خبروں کا گلدستہ

اشٹ ڈیوین۔ ایک پر رانک برہمن نے اپنے پوجا کرنے کی شوکی مورتی مع سامان پوجا جو قیمتی [illegible] کا تہا مقابلہ چار روپیہ کے ایک ساہوکار کے پاس رہن کر دیا اور خود سفر پر چلا گیا واپسی پر فک الرہن کرانا چاہا تو ساہوکار منکر ہوگیا مقدمہ عدالت میں دائر کر دیا ہے۔ خوب ہوا ایک مصنوعی خدا گروی رکھا گیا اور بذریعہ عدالت اس کے دلائے جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

پیرس میں اس وقت قہوہ کے بنے سگریٹ طیار کئے جاتے ہیں یہ ٹی ہے مشہور ہے کہ ان کے پینے سے تمباکو سے نفرت ہو جاتی ہے لیکن کیا قہوہ کی زہریلی خاصیت تمباکو سے کم اثر رکھتی ہے۔

انگلستان کے ایک پادری صاحب نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں ہوتے اس پر ایک اخبار کے عیسائی نامہ نگار نے پادری صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب پادری نے فرشتہ نما ذہن جا کر خود اطمینان نہیں کیا تو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں نامہ نگار نے بائبل سے حوالہ جات بھی دیے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کی تعلیم کے خلاف انگلستان میں زبردست آواز اٹھ رہی ہے اور رفتہ رفتہ کل بائبل کی تعلیم کا اسی طرح خاتمہ ہو جاوے گا۔

روس کے پائلکیٹش کے شہر لیڈیکوکاس میں ایک بارہ سالہ لڑکی ہے جس کے جسم میں مقناطیسی طاقت کہا جاتا ہے کہ جب چیز کے پاس وہ پہونچتی ہے وہی گھومنے لگ جاتی ہے اگر وہ کھانے کی میز کے پاس جاوے تو کل اوپر رکھی ہوئی چیزیں ناچنے لگ جاتی ہیں بوتلیں ہوا میں اٹھ اور گر کر چکنا چور ہو جاتی ہیں زمین کے کنکر اور پتھر اڑنے لگتے ہیں ویسے لڑکی بالکل تندرست ہے اور ان واقعات کو دیکھ کر کھل کھلا کر ہنس پڑتی ہے ڈاکٹروں نے ملاحظہ کیا لیکن کچھ حل نہیں کیا لڑکی کے غریب والدین خیال کرتے ہیں کہ لڑکی پر کوئی بھوت سوار ہے جس کو نکالنے کے واسطے وہ ایک پادری کو بلا رہے ہیں۔ عجب خدا کی شان ہے۔ چندہ ہو رہا ہے کہ اسے سینٹ پیٹرز برگ میں خاص ڈاکٹروں کے ملاحظہ کے لئے بھیجا جاوے سچ تو یہ ہے۔

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

امریکہ کے کپتان ڈاکٹ باٹس صاحب نے ایک کل کی گاڑی بنائی ہے۔ جو پیرون کے ذریعہ سے چلتی ہے شہر کے گلی کوچوں میں ایک گاڑی کا اڑتے چلا جانا بھی ایک عجیب نظارہ ہوتا ہوگا گو اس گاڑی کی کلا کئی مرتبہ بگڑ چکی ہے تاہم کپتان باٹس اپنی دھن کے پکے ایسے برابر چلائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں امیر لوگ اپنا وقت بھی ضائع کرنے میں تو سائنس کے چکلوں پر۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے زردار اپنی عمر کو کاہلی اور بیہودہ دین میں برباد کرتے ہیں کاش کہ یہاں کے امیر بھی بجائے عیاشیوں میں روپیہ بگاڑنے کے ایسے مشغلوں پر روپیہ خرچ کرتے۔

جرمنی میں ایک مشین ایجاد ہوئی ہے کہ اگر کسی مکان میں آگ لگ جاوے تو اس مشین کے ذریعہ سے کل مکان میں پانی پہونچایا جا سکتا ہے

رنگون میں ایک مدراسی سوداگر نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور اس کے جسم کے ٹکڑے جھیل میں پانی کے اندر دبا دیئے پولیس نے صبح کے وقت ایک شخص کو ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے بہکی بہکی باتیں کرتے پایا اور کسی شبہ میں اس کی تلاشی لی تو خون آلود کپڑے ملے اس کو حراست میں رکھا گیا بعد دو پہر ایک کتا اپنے مالک کے لڑکے کا سر اپنے منہ میں ڈالے ہوئے لاتا ہوا پایا گیا اور وہ پہچانا گیا پھر اس کتے کی رہبری سے پولیس نے لاش کا پتہ لگایا اور کتا سمجھتا جاتا تھا کہ پولیس اسکی تلاش کر رہی ہے اور مجھ کو راہنمائی کرنا چاہئے آخرکار اس شخص نے اقبال کیا کہ اس نے زیور کے لالچ میں بچہ کو مار ڈالا اس وحشیانہ قتل اور کتے کی سراغ رسانی کا رنگون میں عام چرچا ہے۔

جاپانیوں کی فوج میں ہر ایک سپاہی کے پاس کاغذ کی دیگچیاں ہوتی ہیں۔ دیچو نامی ایک شخص ان کا موجد ہے۔ یہ دیگچیاں جاپان کے معمولی ہلکے کاغذ کی بنی ہوئی ہیں پہلے ان میں پانی بھر کر ان کے اوپر پانی ڈال دیا جاتا ہے اس کے بعد وہ آگ پر رکھدی جاتی ہیں اور دس منٹ میں پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہ دیگچیاں آٹھ دس مرتبہ کام میں لائی جا سکتی ہیں انکی قیمت قریب قریب ایک پینی کی ہوتی ہے

لنڈن کے اسقف اعظم نے نہایت افسوسناک آواز بلند کر کے لوگوں کو بیدار کرنا چاہا ہے کہ لنڈن میں دینداری نہایت کم ہوتی جاتی ہے اور کہ عیسائی مذہب بہت تنزل پر ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ جہاں اب دو نئے گرجے ہر سال تعمیر ہوتے ہیں۔ وہاں ہر سال پانچ نئے گرجے تعمیر ہوا کریں اور ایک لاکھ پونڈ سالانہ خرچ کرنے سے لنڈن کی روحانی ترقی قائم رہ سکتی ہے اس پر کینن ریلین ایڈورڈس نے جو ایک دوسرے نامور پادری ہیں اخبار ڈیلی میل کو لکھا ہے کہ تیس سال پہلے جو والدین اتوار کو دو مرتبہ گرجا کو جاتے تھے اب انکی اولاد ایک مرتبہ جاتی ہے اور انکی اولاد کی اولاد ایک مرتبہ بھی نہیں جاتی اس لئے ہمیں نئے گرجے بنانے سے کچھ فایدہ نہیں پہلے پرانے گرجے بہت ہیں ان میں نئے دل والے آدمی بٹھا دیں جو محنت سے کام کریں۔ آر ہی ڈیکن صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ لنڈن کی آبادی میں ہر سو میں ۱۸ کس گرجا کو جاتے ہیں اور ۸۲ فیصدی نہیں جاتے ان ۱۸ میں سے بھی ۱۸ رومن کیتھولک ہیں تو گویا صرف دس فیصدی پراٹسٹنٹ گرجا جاتے ہیں۔

ضرورت ہے

۱۔ میں بجائے خود اور میرے معزز کرمفرما جنکو الحکم کے ساتھ سچی ہمدردی ہے ایک عرصہ سے اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ الحکم کے لئے کم از کم فی الحال ایک لایق محنتی سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو میری غیر حاضری میں ترتیب اور ضروری انتظام کر سکے۔ اس کام کے لئے موزون اور مناسب وہ شخص ہوگا جو الحکم کی خدمت اپنا فخر سمجھے اور قادیان دار الامان میں رہنے کا جس کو خصوصیت سے شوق ہو کیونکہ ایسا شخص اپنے ذاتی اغراض کو قربان کرنے کیلئے طیار ہو سکے گا اور قلیل معاوضہ پر بھی جو فی الحال الحکم دے سکیگا شکر گذاری کے ساتھ گذر اوقات کر سکے۔ اس خدمت کے لئے درخواست کرنیوالا شخص انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کا مذاق رکھتا ہو اور اخبار نویسی کا بھی اسے مذاق ہونا ضروری ہے۔ تقریروں کو قلمبند کرنے کیلئے زود نویس ہو اور ان کو ترتیب دے سکتا ہو دینیات سے باخبر ہو کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ جانتا ہو۔ ان امور میں اگر کسیقدر بھی مذاق ہوگا تو ایڈیٹر الحکم اسے اپنے مطلب کیلئے مناسب تربیت کرنے کیلئے انشاء اللہ آمادہ ہوگا۔ فی الحال جو شخص رکھا جاوے گا تنخواہ ۱۵ سے ۲۰ ماہوار تک علی قدر لیاقت دیجاویگی انٹرنس پاس اور دینیات سے عمدہ واقفیت رکھنے والے شخص کو ترجیح دی جاوے گی۔

۲۔ ایک عمدہ خوشنویس (کاتب) کی جس کا عربی اور اردو دونو دستخط عمدہ ہوں زود نویس بھی ہو۔ اخبار کی کتابت کا تجربہ ہو تنخواہ ۱۰ سے ۱۵ ماہوار تک دیجاویگی کارگذاری کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ سنگساز کو ترجیح دیجاوے گی۔

۳۔ دو تجربہ کار پریس مین تنخواہ ۸ سے ۱۰ ماہوار تک کارگذاری ۸۰۰ فی روپیہ

تمام درخواستیں ایڈیٹر و منیجر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں

نوٹ جن معاصرین کے ساتھ الحکم کا تبادلہ ہے وہ براہ کرم اس اعلان ضرورت کو ایک ایک مرتبہ اپنے جراید میں چھاپ دیں۔

ناظرین الحکم بھی سعی کریں کہ مطلوبہ آدمی ملجاویں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں ۶ر جولائی سے لیکر ۱۲ر جولائی تک اعلیٰحضرت کا قیام گورداسپور رہا۔

۲۔ موسم میں برسانی رنگ شروع ہو گیا ہے۔ پہلا چھینٹا پڑ چکا ہے ابر محیط آسمان ہے۔

۳۔ مقدمات کی کیفیت اور خبراتن سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ میں شہادت صفائی شروع ہے اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور گواہ صفائی گذر رہے ہیں۔ کرم الدین کے اپنے مقدمہ میں شہادت استغاثہ میں سے مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی شہادت باقی ہے جو ۹ر جولائی ۱۹۰۴ء کو ہونیوالی تھی مگر نہیں ہو سکی پھر ۱۲ر جولائی ۱۹۰۴ء پر مقدمہ ملتوی ہو کر آخر ۱۹ر جولائی پر ملتوی ہو چکا ہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ ۱۸ر جولائی ۱۹۰۴ء پر ملتوی ہوا ہے

ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ توجہ کریں

۶ر جولائی ۱۹۰۴ء کی صبح کو جبکہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یکہ میں سوار گورداسپور جا رہے تھے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور میاں سراج الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور پیدل جا رہے تھے۔ کیونکہ باقی یکے ابھی قادیان سے چلے نہ تھے تو قادیان کی حد سے نکلتے ہوئے تین آدمیوں نے یکہ پر ڈاکہ مارنا چاہا۔ خوش قسمتی سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے انکو دیکھ لیا اور پھر تینوں رفیقان سفر للکار کر ان کی طرف لپکے تو بمصداق چور کے پاؤں کہاں وہ الٹے پاؤں بھاگ نکلے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق واللہ یعصمک من الناس اپنے برگزیدہ بندہ کو بچا لیا۔ مزید حالات معلوم کرنے سے اس قسم کے بعض بد وضع لوگوں کی خبر ملتی ہے۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی نیک نیتی اور مستعد مزاجی سے ہمیں امید ہے کہ خصوصیت سے اس طرف توجہ کریں گے میاں حاکم علی کنسٹبل متعینہ قادیان بھی اس تفتیش میں بطور خود مصروف ہے امید کیجاتی ہے کہ جلد ان بدمعاشوں کا سراغ لگایا جاوے گا۔

احمدیہ ریڈنگ روم

اگرچہ ہمارا ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ دفتر الحکم کے متعلق جو اخبارات تبادلہ میں آتے ہیں وہ ایک خاص وقت پر ایک ترتیب کے ساتھ عام لوگوں کو مطالعہ کیلئے رکھے جاویں۔ لیکن ہم عملی صورت میں اس تجویز اور ارادہ کو نہیں لا سکتے تھے قادیان کے بعض سمجھدار اور اخبار بین لوگوں کی درخواست پر آخر یہ انتظام کرنا پڑا۔ چنانچہ سند رجہ بالا نام سے دفتر الحکم کے متعلق خاص طور پر ایک ریڈنگ روم عام لوگوں کے فایدہ کے لئے ہم یکم اگست ۱۹۰۴ء سے کھولدیں گے۔ انشاء اللہ العزیز اور اسکے متعلق ضروری قواعد بھی اگلی اشاعت میں چھاپ دیں گے۔ اس ریڈنگ روم کے متعلق کوئی چندہ نہیں لیا جاویگا (ایڈیٹر)

کلمات طیبات

۱۹ جون سنہ ۱۹ء

متقی کون ہے

ایک مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بفضلہ الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کو حضرت اقدس سے ارادت حاصل تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک پر وہ بحث و مباحثہ کی غرض سے یہاں آئے تھے حضرت اقدس کے روبرو تو ان کی کوئی کلام ہم نے نہ سنی حضرت مولوی نور الدین صاحب سے البتہ کلام کرتے رہے جس میں نووارد مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور چونکہ ہم ان کو متقی اور راستباز تسلیم کرتے ہیں اس لئے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ضد اور تعصب وغیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادت سے حق کا طالب ہے اور اس نے کسی شخص کو متقی سمجھ کر اس کی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میرے نزدیک وہ اُس وقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس پر حقیقت کو واضح نہ کر دے کیونکہ مواخذہ کے لئے ضروری ہے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ہو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ جو ہلاک ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھ کر ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھ کر زندہ ہو۔

نووارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اس کی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جائے اس لئے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مسئلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا تو انہوں نے جواب دیا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے سمجھے گا ویسا معاملہ اُن سے کرے گا۔ انسان کوئی آدمی کسی کو متقی کیونکر یقین کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اور فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے ان امور میں اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کے نشانات بیّن ہوتے ہیں نہ اور لوگوں کے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سید احمد شاہ صاحب سندھی نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کسے کہہ سکتے ہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپ نے دعویٰ کیا تو اس وقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہودی عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالیٰ تو ان متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو ان کی وجاہت تھی اس میں فرق آتا دیکھ کر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر ان کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔

حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جس کی خواہ آبرو جائے ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آگئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اُس کا عملدرآمد اس پر ہو یا نہ ہو اور وہ جھوٹ بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے۔ تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شے وہی کارآمد ہوتی ہے جس کا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ منہ میں لینے سے اُسے سیری حاصل نہ ہو گی اور نہ جان کو بچا سکے گا جب تک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اوک نہ لے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جب تک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہر ایک کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اس کے اندر ضرور ہو گی اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت تو کسی کو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے۔ بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شے ہے۔ جب تک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤساء کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لئے ہر ایک ذلت برداشت کرنے کو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے۔

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقوے کو وہاں تک نبھایا جہانتک ان کی طاقت تھی بشریت کی قوی نے جہانتک ان کا ساتھ دیا برابر تقوے پر قائم رہے حتیٰ کہ ان کی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے انہوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے ظاہر ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اپنی طاقت تک تو ہم نے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی آگے چلنے کیلئے اور نئی طاقت تجھ سے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے۔ ؎

ما بداں منزل عالی نتوانیم رسید
ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جبے وغیرہ بنتے تھے اس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کئے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جبے وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتوں بھی یہی حال تھا۔ عجب بخل ریا۔ نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنہوں نے حق کی قبولیت سے ان کو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھ دیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اسے خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ٹلا جاوے۔ وہ کب متقی ہو سکتا ہے۔

۲۱ر جون سنہ ۱۹ء

حضرت اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ وزیرآباد میں ایک حافظ صاحب ہیں وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام ابھی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو شخص دلیری کرکے شوخی کی راہ سے قسم کھاتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اُس نے قسم کھانی ہے تو تین باتوں کی قسم کھانی چاہیئے ایک تو یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں تَوَفَّيْتَنِي کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اُن تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے اُن کا بجسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو یہ آیۃ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جس قدر نبی گذرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان تین باتوں میں اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روئیت اور صحابہ کا اجماع سب آجاتا ہے۔ پس ان تین باتوں پر وہ قسم کھاوے اور چوتھی بات یہ بھی ملا لے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جو الہامات ہم سناتے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اس میں میں نے کوئی بد نیتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا وبال مجھ پر نازل ہو۔

فرمایا اگر یہ لوگ منہاج نبوت کو معیار ٹھیرا دیں تو آج فیصلہ ہوتا ہے

اس مقام پر نواب محمد علی خان صاحب نے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھ سے حضور کے بارے میں بحث کرنی چاہی میں نے اُسے کہا کہ اول تم سب کتابیں حضرت مرزا صاحب کی مطالعہ کرو اگر اس میں سمجھ نہ آئے تو ایک ماہ تک قادیان چلکر رہو اور وہاں مرزا صاحب کے حالات وغیرہ کو آنکھ سے دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کرے۔

استحقاق اعمال سابقہ تو کسی پر وید کا نزول نہیں کر سکتا تھا۔

ویدک مت کے لطائف

ویدک مت کے مطابق عورت مرد کی تفریق بھی تفریق اعمال پر مبنی ہے چنانچہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش اردو ترجمہ متھارام ایڈیشن صفحہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں "وہ (روح) ہوا۔ خوراک۔ پانی یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ دوسرے کے جسم میں پرمیشور کی پریرنا (حکم سے) داخل ہوتا ہے جو داخل ہو کر آہستہ آہستہ ویرج میں جاکر حمل میں قائم ہو کر جسم قبول کرکے باہر آتا ہے۔ اگر عورت کے جسم میں دھارن کرنیکے لائق اعمال ہوں تو عورت اور اگر مرد جسم قبول کرنیکے لائق اعمال ہوں۔ تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے انتہی۔ پس اگر ایک صدی تک عموماً اعمال حسنہ مرد یا عورت ہی کے پیدا ہونیکے لائق ہوں تو یہ تفریق بھی کیسے ہوگی سب مرد ہی ہوں گے یا سب عورتیں ایسی حالت میں نسل انسانی کسطرح چلے گی اور دنیا کا کیا انتظام ہوگا؟ +

پس صاف ظاہر ہے کہ ویدک مت میں یہ تفاوت بھی نہیں کہ سب لوگ وید کی ہدایت پر عمل کریں حالانکہ دین الٰہی میں یہ تقاضا ضرور ہونا چاہیے۔ گو بعض لوگ بوجہ کوتاہ اندیشی یا غفلت وغیرہ کے اسپر عمل نہ کریں مگر اسکے قواعد خود ایسے نہ ہونے چاہییں کہ لوگ اس سے مجبوراً رکے جائیں۔

ایک اور لطیفہ سنیئے پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں اور آریہ مسافر میگزین جالندھر اپنے رسالہ آریہ میگزین ماہ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۳۴ وغیرہ میں اسطرح فلاسفی چھانٹتے ہیں کہ جسطرح عمدہ کھیتی کا پیدا کرنا بہت کچھ کسان کی خاص تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح نالائق اولاد کا پیدا کرنا یا لائق اولاد پیدا کرنے کی تدبیر خاص ماں اور باپ کے اختیار میں ہے اور وہ اسوقت ہو سکتا ہے جب والدین ہمیشہ اپنے افعال اسی قسم کے رکھیں جس قسم کی اولاد پیدا کرنیکی وہ خواہش رکھتے ہیں اور ماں کی خواہش کا اثر بہت کچھ گرбھاوان سے لیکر اسوقت تک کہ بچہ شکم مادر سے برآمد نہیں ہوا بچہ پر پڑتا ہے اور عورت جس قسم کا دھیان کرتی ہے اسی قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے اسی واسطے نیک اولاد پیدا کرنے کے لیے عورت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ آریہ میگزین صفحہ ۳۴ ان آریوں کے مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ نیک اور خواہش کے موافق طاقتور۔ اعلیٰ دماغ اولاد کا پیدا کرنا صرف ماں باپ کے اختیار میں ہے۔ اگر والدین چاہیں تو رشی منی۔ جوگی لڑکے لڑکیاں پیدا کر سکتے ہیں (آریہ مسافر میگزین صفحہ ۳۰) +

لیکن ستیارتھ پرکاش کے تناسخ کے باب میں بالکل اسکے برخلاف پنڈت دیانند جی نے فلاسفی کی اسطرح ٹانگ توڑی ہے کہ اولاد کا برا یا بھلا اپاہج یا کامل الاعضا وغیرہ ہونا صرف تناسخ پر موقوف ہے جسطرح انسان کے اعمال سابقہ ہوتے ہیں ویسا ہی جنم مل رہتا ہے۔ خواہ لاکھ تدبیر کرے سہ

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر گو لاکھوں عمر سیتی رہے

جب نیکی زیادہ اور بدی کم تب دیوتا یعنی علما کا جسم ملتا ہے اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے اسمیں بھی نیکی بدی کے اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ ہونیکی وجہ سے انسان وغیرہ میں بھی اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ انتہیٰ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۸)

اب دیکھیے ان دونوں حالات میں کسقدر تضاد ہے پہلے خیال کے رو سے تو اولاد کا برا یا بھلا قوی یا ضعیف۔ کامل الاعضا یا ناقص القویٰ ہونا صرف ماتا پتا کی تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہے (جیسا کہ اہل اسلام بھی مانتے ہیں) اور دوسرے اعتقاد کے رو سے ماتا پتا کی تدبیر و احتیاطات کو پیدایش انسانی میں ذرا بھی تعلق نہیں رہتا جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسا جنم مل رہتا ہے پس یہ تمام امور خلاف قانون قدرت تناسخ کے ماننے سے پیدا ہوتے ہیں اور اس سے اظہر من الشمس ہے کہ عقیدہ تناسخ محض ایک بچہ کا افسانہ ہے جسکو قانون قدرت کے ساتھ ذرا بھی تطابق نہیں +

ایک اور اعجوبہ سنیئے وید کے موافق ہوم میں گھی کا استعمال لازمی ہے اور گھی کا پیدا ہونا صرف پاپوں کے طفیل ہے۔ اگر کوئی جیو گائے کا جنم نہ لے تو گھی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں ہوم کی رسم کیونکر ادا ہوگی جس میں گھی کا استعمال لازمی ہے۔ ہاں بوجہ گھی نہ ہونے کے اسوقت جو دیانندی ہون کرنے سے قاصر اور مجبور رہیں گے تو پھر وہ گائے بھینس بنکر دوسرے دیانندیوں کے ہون ادا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ بالعجب ان سب سے بڑھکر قابل حیرت پنڈت دیانند جی کا وہ ارشاد ہے جو ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۲۵۰ میں ہے کہ "ایشور نے چاروں وید دنیا کے ابتدا میں صرف انھی چاروں رشیوں (اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرا) پر اسلیے نازل فرمائے کہ وہی چار جیووں سے زیادہ پوتر آتما تھے اور انکی برابر اور نہیں تھے اسلیے پاک علم کا نزول انہی پر ہوا +

یعنی سابقہ کلپ میں ہی چار الہام الٰہی کے قابل تھے اسی وجہ سے انپر وید نازل کیے گئے پنڈت جی کے اس فرمان سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر سابقہ کلپ میں کوئی بھی الہام پانے کے قابل نہ نکلتا تو کسی پر وید کا نزول نہ ہوتا۔ اور دنیا ... تھا پس ظاہر ہے کہ اگر سابقہ دنیا میں کوئی بھی قابل الہام نہ نکلے تو کسی پر وید نازل نہ ہوں گے۔ اور ایسا ہی اگر اور بھی بے شمار اشخاص قابل الہام نکلتے آئیں تو انپر چاروں وید کے علاوہ اور وید بھی نازل ہوں گے۔ فتفکروا یا اولی الالباب

ایک اور اعجوبہ سنیئے۔ ہر نئے کلپ میں نئی پیدایش کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ جنموں میں کئی پرشوں کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل ہوتے ہیں ورنہ نئی کلپ میں نئی مخلوق کا وجود ہی نہ ہوتا۔ کوئی ان فلاسفہ دوراں و افلاطونان زماں (دیانندیوں) سے پوچھے۔ کہ کبھی اگر پہلے کلپ میں کسی شخص کے اعمال بھی بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل نہ ہوں تو پھر ایشور کیا کرے۔ وہ سنسار کو کسطرح رچے۔ ایسی حالت میں کیا ہمیشہ کے لیے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر نہ بیٹھ رہے گا اور ابد تک نئی مخلوق کے پیدا کرنے سے قاصر اور مجبور نہ ہو جائے گا +

اسکے سوا ابتدائے آفرینش میں جو حیوانات کتا بلا وغیرہ مواصلت پیدا کیے جاتے ہیں انکی پیدایش کی وجہ کیا ہے کیا انکے بھی اعمال سابقہ ہی بلا مواصلت پیدا ہونے کے مستوجب ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو درصورت اس قسم کے اعمال نہ ہونے کی نئی کلپ میں ایشر ان کا جسم کیونکر لا سکتا ہے۔ ذرا سوچکر حوالہ وید سے جواب دینا چاہیے +

پھر اگر بلا مواصلت پیدا ہونے کی وجہ صرف خاص قسم کے اعمال سابقہ ہی ہوتے ہیں۔ تو اب کوئی شخص بلا مواصلت پیدا ہوتا ہوا نظر کیوں نہیں آتا۔ کیا پھر چار ارب سال تک کسی شخص کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونیکے لائق نہیں ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ بناوٹ کے لیے بھی عقل چاہیے۔ آریئے بلا ثبوت ہر بات کی وجہ وجہ تناسخ وغیرہ اپنے دل سے تراش لیتے ہیں اور ثبوت خاک بھی نہیں دے سکتے سچ ہے سہ

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

اور مزا دیکھیے پنڈت درشنانند المعروف بہ پنڈت کرپارام جگراؤی جو ویدک دھرم کو لوہے کی لاٹھ سے سوگنا مضبوط بتلاتے ہیں وہ اپنے پرچہ نمبر ۱ مباحثہ دیوریا میں دیانندی پنتھ کو تار عنکبوت سے بھی سست اسطرح ثابت کرتے ہیں کہ وید کے چاروں رشی مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور یہی وجہ انپر نزول وید کی ہوئی اول تو یہ بات بالکل بلا ثبوت ہے کہ یہ شخص مکتی سے واپس شدہ شخص تھے اسلیے مہبط وحی والہام قرار پائے۔ دیانندی لوگ وید یا کسی دیگر معتبر کتاب سے اثبات کا ہرگز نمونہ نہیں دے سکتے۔ صرف انکی دل خوش کن اعتقادی باتیں ہیں۔ لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ یہ شخص ضرور مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور اسی وجہ سے انپر وید پرگٹ ہوئے تو پھر اسمیں مشکل یہ آپڑیگی۔ کہ اگر کسی کلپ کے شروع میں مکتی سے واپس شدہ شخص کوئی بھی نہ ملا تو پھر وید کا نزول کس پر ہوگا؟ کیا مکتی سے واپس شدہ پرش کے انتظار میں دنیا کروڑوں اربوں سال تک بے ہدایتی نہ رہیگی؟ +

اور دنیا کے مدتوں تک بے ہدایتی رہ سکنے پر ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب اپنی کتابوں میں صاف لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی جنھوں نے دنیا کے سامنے یہ وید کی تعلیم پیش کی۔ وہ مکتی سے واپس شدہ شخص تھے۔ اب انھوں نے علم کا فرض پورا کیا۔ آئندہ جنم میں یوگ کا فرض پورا کرینگے۔ اور پھر نجات پا جائیں گے۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے خدا کو پنڈت دیانند جی کا انتظار کرنا پڑا کہ وہ مکتی سے واپس آجائیں اور لوگوں کو وید کی تاویلات سنائیں اس سے پہلے لاکھوں سال تک دنیا بے ہدایتی رہی۔ اور خدا نے کسی پرش کے ذریعہ سے نہ بتایا کہ بھائیو اگنی۔ وایو وغیرہ سے عناصر مراد نہیں جنکی تم پوجا کر رہے ہو بلکہ اس سے مراد خدا ہے۔ دنیا گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئی۔ مگر خدا نے کسی شخص کے ذریعہ سے یہ بات نہ بتائی اسلیے کہ کوئی شخص نجات سے واپس شدہ نہ تھا۔ مکتی سے واپس شدہ شخص کے انتظار کے بغیر وہ ایسا کسطرح کر سکتا۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے پنڈت دیانند جی کے نجات سے واپس جانے کا انتظار کیا گیا تو اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر کروڑ ہا کلپ تک کوئی شخص بھی نجات سے واپس شدہ ایشور کو نہ ملے تو وہ ہرگز ہرگز وید کا نزول کسی پر نہیں کر سکتا۔ اور دنیا ابد الآباد تک بے ہدایتی رہ سکتی ہے فتفکروا یا اولی الالباب +

خریداران الحکم کی خدمت میں

جنکے ذمہ ۱۹۰۱ء کا بقایا ہے یا جنھوں نے ۱۹۰۲ء کی قیمت نہیں بھیجی ہم وی پی ارسال کریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ قدردان اور بہی خواہان الحکم ضرور وصول کرکے ہماری مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہوں۔ لہذا سب احباب وی پی لینے کے لیے طیار رہیں اور وصولی میں پہلوتہی اور پس و پیش نہ فرماویں کہ اسمیں کارخانہ کا سخت نقصان ہے + والسلام

مینیجر

عجب کہ وید کے نزول کے بعد پھر کسی دوسرے شخص کے اعمال والہام کے نزول کے قابل نہیں ہوتے۔

ملفوظات احمدیہ

۲۴ جون سنہ ۱۹۰۴ء

فرمایا۔ صدقہ۔ صدق سے لیا گیا ہے جب کوئی شخص خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔

دوسرا۔ دعا۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا بھی ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا۔ اگر یہ دو باتیں میسر آجاویں تو اکسیر ہیں۔

فرمایا۔ تقدیر مبرم بھی دو قسم ہوتی ہے حقیقی مبرم اور غیر حقیقی مبرم۔ غیر حقیقی مبرم وہ ہے جو اصل میں تو مبرم نہیں مگر مبرم کی شکل میں واقع ہوگئی ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کا کام جہاں ہوتا ہے بیٹھے بٹھائے ہو جاتا ہے اور دعا کرنیکی ضرورت بھی نہیں پڑتی کیونکہ خدا کے دو نام ہیں۔ رحمٰن اور رحیم رحمانیت میں محنت کشی اور مجاہدہ نہیں ہوتا۔ محض فضل ہوتا ہے جیسے انبیاء بیٹھے بٹھائے ہوتے۔ حکم دیتا اور نبوت ملجاتی ہے۔

فرمایا۔ آج صبح کی نماز کے قریب یہ الہام ہوا تھا۔

خدا تیری ساری مرادیں پوری کردیگا

فرمایا پچیس برس ہوئے ہیں کہ مجھے رؤیا ہوا۔ کہ فرشتہ نے مجھے نان دیا اور کہا یہ تو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے۔ ایک بار فرشتہ انگریز کی شکل میں بائیس برس کی عمر کا آیا اور اس کے سامنے میز دھری ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ جواب دیا کہ۔

نان میں درشنی آدمی ہوں

اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں۔ میں اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے میں ایک دالان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھڑی سے ایک برقع پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی۔

میں اس گھر سے جانیکو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی

جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔

۸ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

احاطۂ عدالت

فرمایا۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے رہنے کا نہیں اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونیوالے ہیں اور اس کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے جو دائمی ہے۔ جو لوگ اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھکر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول کر لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا جنم آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے دکھوں میں ڈالدیا ہے۔ ان دونوں کو وہاں جاکر اس کا بدلہ ملیگا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے واسطے ہے جس سے خدا راضی ہو۔

بعض لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے اور بعض اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالکر خدا کو راضی کرتے ہیں۔

ایک شخص کے دو خدمتگار ہیں۔ ایک کو وہ اپنے کام اور سفر پر روانہ کرتا ہے کہ جہاں اس کو شتر سواری ملتی اور نہ سایہ ہے بلکہ پیدل چلنا اور سخت گرمی اور دھوپ اور لو کا سامنا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ جس کو جتنی تکلیف ہوگی اس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا۔ پس پھر ان دونوں خدمتگاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ہے۔ اسیطرح لنگڑے۔ اندھے۔ اپاہج۔ غریب۔ فقیر وغیرہ لوگ جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان کو جبکہ اس آخری جہان میں بلکہ بدلہ ملنا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ ہم گونا گون جنم ان پیر اور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض کریں جو دکھ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ تو ثواب حاصل کرنے کو دیئے ہیں۔ جبکہ وہ رحم کرنے والا ہے تو کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسیطرح بدلہ دیتا اور دیتا رہیگا۔ پس اپاہج اور اندھے وغیرہ کو اپنی ان نقائص خلقت کا بدلہ قیامت میں ملجاویگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص شاہی گھر میں پیدا ہوا ہے اور سارے سامان عیش و نشاط مہیا ہیں پر وہ باریک در باریک دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا ہے ایسے سکھوں میں ہو کہ جو اس امیر زادے کو کبھی میسر نہیں پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اس سے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہر حال یہ دنیا چندروزہ ہے انسان کیا سمجھے کہ میری عمر کسقدر ہے۔ جنم کی شکی بات کو قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہیں۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کرکے مرجاتا ہے تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مرجاتے ہیں۔ تو انہوں نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پچھلے جنم میں فلاں علم حاصل کیا تھا۔ ہزاروں جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا۔ مگر جب واپس آیا وہ پہلے علم و عمل ضائع ہوتے رہے۔ جسطرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا ہے بلکہ یہاں کا پہلا آتا ہی اسکو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں کیا یاد رکھیگا اور نجات کسطرح حاصل کریگا جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک ان کو یاد نہیں رہتا اور جب آتا ہے خالی ہاتھ ہی آتا ہے کچھ تو ساتھ لاوے۔ اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے ہیں دم بند ہوگیا ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اور روح رخصت ہوگیا ہے اسیطرح تم اس کے واپس آنیکا ثبوت پیش کرو تو ہم مان لیتے ہیں۔ واپس آنیکا ثبوت تو یہی تہا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاتے ہیں پس بغیر ثبوت کے ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ بڑا مولوی اور بڑا پنڈت بن کر اس جگہ سے رخصت ہوا تھا واپس آکر کچھ بھی یاد نہیں۔ جب وہاں جاکر سب کچھ بھول آتا ہی تو کسطرح معلوم ہو کہ یہ وہی دوسرا جنم لیکر آیا ہے اگر صرف اس کمی بیشی کو پورا کرنیکے واسطے جنم مانتے ہیں تو ہم یوں کیوں نہ مان لیں کہ جسطرح یہاں تکلیف اٹھاتا ہے اوسیطرح وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ عطا نہیں کرسکتا مثلاً دیانند مرگیا ہے آجاوے تو ہم اس کو کسطرح شناخت کرسکیں گے کہ ستیارتھ پرکاش یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھکر سنا دیوے۔ پڑھا ہوا آدمی اگر بھینس کی شکل میں بھی آجاوے تو چاہئیے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولے۔ ہاں صوفیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ ع

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس سے کچھ اور معنے ہیں یعنے جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلی اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جسطرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اوسمیں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ غصہ۔ کینہ۔ خودپسندی۔ نخوت۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں اور دن بدن جوں جوں اسکی غذائیت بڑھتی جاتی ہے شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاق فاضلہ دور کیئے جاتے ہیں اور اسیطرح ایکوقت پہنچنے پر سے کمال انسانی پر جا پہنچتا ہے اور یہی اوس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنے کبھی کتے کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اوس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسیطرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک کا راستہ جائیگا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اون کا قرآن بھی اقراری ہے۔ غالباً یہی تناسخ ہند میں بھی تہا مگر بے علمی سے وہ کہ نکل گیا اور سمجھ الٹی ہوگئی۔

مگر دنیا میں یہ بات کہ کوئی شخص ان بیٹھا کر وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہئیے تہا کہ وہ اسی کو دریافت کرکے ناراستی کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہاں ضد۔ تعصب اور ہٹ دہرمی ماننے نہیں دیتی۔

مکھیاں شہد بناتی ہیں۔ ریشم کا کیڑا ریشم بناتا موتی کا کیڑا موتی بناتا۔ بیل گھوڑے گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے بنائی ہے اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جنم پورا کرکے کل گائیں پس مکھیاں بیل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے چاہئیں۔ تو پھر یہ چیزیں اور نعمتیں ایک وقت آئے یہ دنیا سے نابود ہو جانی چاہئیں۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں جنکے بغیر انسان کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو۔ یا خدا کی حکمت مانو۔ مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے گذارہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔

اطلاع ضروری

مقدمات کی تاریخیں آجکل کچھ اس انداز سے پڑتی ہیں کہ گورداسپور کا قیام دن بدن بڑھتا جاتا ہے اگرچہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر جنکی عدالت میں مقدمات دائر ہیں بجائے خود بہت کوشش کرتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو مقدمات ختم ہو جائیں کیونکہ بہت پرانے ہوگئے ہیں اور اسکا لئے وہ تاریخوں کے مقرر کرنے میں بہت بڑی احتیاط فرماتے ہیں لیکن چونکہ آپ افسر خزانہ بھی ہیں اور خزانہ کا کام بہت کثرت سے رہتا ہے۔ بعض ایام میں بجز التوائے تاریخ دوسرا کام ہمارے مقدمات کا نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ عموماً کام

(جاری)

۳ سارا دن گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بیکار اور منتظر آواز بیٹھے رہنا پڑتا ہے لیکن اس انتظار کی حالت میں اخبار کیلئے مضمون لکھنا یا کوئی اور کام کرنا قریباً مشکل ہے اسی قسم کی وجوہات ہیں جو اخبار کے دیر سے شائع ہونے کا موجب ہو رہے ہیں۔ آج کا اخبار ۱۷ اور ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کے دو نمبروں کے قائمقام شائع ہوتا ہے۔ یہ ساری فروگذاشتیں ناظرین کی نیاض نظر سے معافی کی اپیل کر رہی ہیں اور ہم مجبور ٹھہرائے گئے ہیں۔

[illegible]

سکہ کی ابتدا اسلام میں

دنیا میں وہ کون ہے جو اسکی نخرالی کی ناز آفرین اداؤں کا دل سے دالہ و شیدا یا اُس کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو اسکی ابتدا اسکی ترقی اور اُس کے حالت موجودہ پر اسکی تاریخ سے واقف ہوں جسطرح یہ کہ سکہ کی ابتدا قدیم سلطنت لیڈیا میں جہان کے دولتمند بادشاہ قارون کا نام اہل نخرالی کے عشق کے لحاظ سے آجتک ضرب المثل ہے ہوئی اور پھر یونانیوں اور رومیوں میں بتدریج ترقی پاکر تمام عالم میں پھیل گیا اوس پر بحث کرنا تو ایک طول امل ہے کیونکہ اس وقت ہم صرف اسلامی سکہ کی ابتدا پر بحث کرنا چاہتے ہیں

ابتدا میں جبکہ جماعت انسانی کی ضرورتیں محدود ہوتی ہیں تبادلہ سے کام چل جاتا ہے لیکن جب ترقی تمدن کے ساتھ مختلف افراد کی ضرورتوں میں مختلف طور پر ترقی ہوتی ہے تو کسی ایسی چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے جو سب اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے ذریعہ تبادلہ بن سکے اور چونکہ ایسی شے کے مقبول عام ہونے کے لئے علاوہ دوسری صفات کے ضرور ہے کہ (۱) کمیاب ہو (۲) بدقت حاصل ہو سکتی ہو (۳) وزن کے اعتبار سے جسامت میں کم ہو۔ (۴) بطور خود بھی اُس کی قدر و قیمت ہو (۵) سخت ہو اس وجہ سے قدیم سے دنیا نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا ہے کہ جیسی قابلیت چاندی اور سونے میں ذریعہ تبادلہ بننے کی ہے ویسی کسی دوسری شے میں نہیں ہے پس اسی وجہ سے یہ قیمتی دھاتیں عام اشیاء کی خرید و فروخت میں استعمال ہونے لگیں۔ لیکن جب تجربہ سے ثابت ہوا کہ حرص و طمع ایسی چیز ہے کہ انسان کو دغا و فریب کی طرف مائل کرتی ہے اور رفتہ رفتہ ان دھاتوں تک بھی اس کا سلسلہ پہنچا تو کسی ایسی معیار کی ضرورت داعی ہوئی جس سے باسانی خالص و قلب میں تمیز ہو سکے اور چونکہ صنعت و حرفت اور تجارت و سلطنت سب کے کاروبار کے لئے کسی عام ذریعہ تبادلہ کی ضرورت تھی اس لئے سلطنت ہی نے اس کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا اور ان دھاتوں کے مختلف ٹکڑوں کو اپنی خاص علامت ثبت و منقوش کر کے جاری کیا تاکہ ہر شخص کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکے یہی ابتدا سکہ کے چلن کی ہے۔ عرب میں قدیم زمانہ میں کوئی ملکی سکہ رائج نہ تھا۔ بلکہ جس جس حصہ ملک پر جس سلطنت کا اثر تھا یا تجارتی تعلقات تھے اُسی کا سکہ وہاں رائج تھا۔ جنوبی عرب میں جہان قدیم سے یمنی تمدن پھیلا ہوا تھا حمیری سکے رائج تھے اور وسط عرب میں جو سلطنت ایران کے زیر اثر تھا ساسانی سکوں کا رواج تھا۔ اور شمال میں جہاں رومی سلطنت کا سایہ پڑا تھا وہاں رومی درہم و دینار عام طور پر مروج تھے۔ جب ہمارے ہادی برحق نے جزیرہ نمائے عرب میں کلمۂ حق کا اعلان کر کے اسلام کی تبلیغ کی تو جس زمانہ تک کہ اسلام کے بیرونی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے وہی قدیم سکے رائج رہے لیکن جب نور اسلام نے دوسرے ممالک کو روشن کیا اور جدید تجارتی ضرورتوں اور تجارتی وسعت کے لحاظ سے یہ دیسی سکوں کی تعداد جو قدیم زمانہ میں اہل عرب کی محدود ضرورتوں کیلئے کافی تھی ناکافی ثابت ہوئی تو جس طرح بہت دوسرے مفید انتظامات کی بنیاد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ میں پڑی تھی۔ اسطرح سکہ کو بھی پہلی دفعہ ممالک اسلامیہ میں ضرب ہونے کی عزت اسی متبرک عہد میں ۱۸ھ میں حاصل ہوئی لیکن چونکہ طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جن اشیاء سے انوس ہو جاتی ہے اُس کو بہت ہی مشکل سے ترک کرتی ہے اور گو سمجھدار لوگ علم و عقل کے رو سے خاصہ طبیعت کو روک بھی لیتے ہیں مگر جاہل و ناداں لوگ تو اس کے ہاتھ میں بالکل بے بس ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایسی چیز ہے جس کو جاہلوں اور عالموں دونوں بلکہ جاہلوں سے بیشتر اور عالموں سے کمتر سابقہ پڑتا ہے اس لئے اس کا بدلنا کچھ آسان کام نہیں ہے اور اگر ایسا قصد بھی کرتے ہیں تو بہت ہی بتدریج اور آہستہ حصول مرام کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ بھی بڑی دقت تھی کہ صرف مسلمانوں ہی میں لین دین محدود نہ تھا۔ بلکہ تجارتی کاروبار کی ضرورتوں نے دوسری قوموں سے تعلقات قائم رکھنے پر بھی مجبور کیا تھا۔ اور اس لئے خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے استحکام سلطنت مقدم تھا یہی وجہ تھی کہ ابتدا میں سکہ جب ضرب کیا گیا ہے تو نہ اس کا نام یا وزن بدلا گیا اور نہ صورت و ہیئت چنانچہ جو سکے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مضروب ہوتے تھے وہ درہم و دینار رومی لفظ دینار یس اور دیس اور درہم لفظ درخیم اور فلس لفظ فالس سے نکلا ہے اور اسیطرح ہیئت کے اعتبار سے رومی اور ایرانی ٹھپہ قائم رکھے گئے صرف اُن پر نام یا کوئی برکت کا کلمہ عربی زبان کا بڑھا دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا کوئی سکہ ہماری نظر سے نہیں گذرا لیکن ایڈورڈ ٹامس نے جن ساسانی سکوں کی تصویریں دی ہیں اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں نام بھی عربی زبان میں نہیں لکھے تھے بلکہ بنانے والے اور دارالضرب کا نام بھی دری زبان میں لکھا جاتا تھا۔ اور اُن پر ایک طرف خسرو پرویز کی صورت اور دوسری طرف آتش قربانگاہ اور دو موبدوں کی تصویر بنائی جاتی تھی۔ سب سے زیادہ اس قسم کے سکے زیادہ ابن اثیر کے زمانے کے پائے جاتے ہیں کیونکہ وہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔ اس کے بعد جب عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس وجہ سے کہ اکثر مختلف قیمتوں اور عیار کے سکے رائج تھے اور ان کی وجہ سے عام طور پر کاروبار میں نہایت خرابی پڑتی تھی اس طرف توجہ فرمائی اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کے حکم سے حارث ابن عبداللہ ابن ربیعہ المخزومی نے ۷۰ھ میں سکے بنانے شروع کئے۔ مگر یہ سکے بھی بالکل ایرانی وضع کے تھے۔ صرف اتنا فرق تھا کہ ایک طرف الفاظ "برکت اللہ" اور دوسری طرف "اللہ" اور بڑھا دیئے جاتے تھے لیکن چونکہ عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ خلافت مختصر چندروزہ تھا۔ اور یوسف بن حجاج کے ظالم گرم ہاتھوں نے بہت ہی جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ کے سکے زیادہ عرصہ تک مروج نہیں رہے۔ ابتدا میں ایرانی طرز کے سکوں کے مضروب ہونے کی یہ وجہ تھی کہ دارالضرب قسطنطنیہ تو جاری تھی اس لئے ممالک شام وغیرہ میں سکوں کی کمی ہوتی تھی۔ تو وہاں سے پوری ہو جاتی تھی

تھی۔ مگر برخلاف اس کے دارالضرب ایران ساسانیوں کی تباہی کی وجہ سے بند ہو گئی تھی اور اس لئے وہاں سلطنت اسلامیہ ہی کو جدید سکے بنانے پڑے غرضیکہ عبداللہ بن زبیر کے زمانہ تک سکوں کی وہی قدیم شان قائم رہی۔ لیکن جب خلیفہ عبدالملک بن مروان نے یوسف بن حجاج کی سختی اور تدبیر ملکی کی بدولت ممالک اسلامیہ کو اندرونی بغاوتوں اور قضیوں سے پاک کیا تو خلافت اسلامیہ کی سطوت و جبروت میں یہانتک ترقی ہوئی کہ اُس نے قرابین کی پیشانی سے تثلیثی طغرا کو نکالکر توحیدی طغرا قائم کیا۔ اس پر جسٹی نین دوم قیصر روم کی رسم قدیم کے پیرا اختیار کی جانے سے مایوس ہو کر یہ دھمکی دی کہ میں اپنے سکہ میں نعوذ باللہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کے ساتھ ایسے منقوش کراؤنگا جو تم کو نہایت ناگوار گذرینگے اور چونکہ ہمارا سکہ عالمگیر ہے اس لئے ساری دنیائے اسلام میں باسانی پھیل جائیگا یا یہ ہو جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ قیصر روم نے ان طغروں کی پیشانی پر جو اس کے پاس خلیفۂ اسلام کے یہاں سے آتے تھے قل ہو اللہ احد اور آنحضرت صلعم کا نام نامی دیکھکر پیچ و تاب کھایا اور ایسی دھمکی دی معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنت بنی امیہ دمشق میں قائم ہوئی تو انہوں نے رومیوں کے تثلیثی طغرا اور طراز کو محض علامات حکومت و سلطنت سمجھکر اختیار کر لیا اور گو بعد میں اُس کے معنی سمجھ بھی گئے۔ لیکن چونکہ اندرونی بغاوتوں اور آئے دن کے فسادوں کیوجہ سے اتنی قوت نہ تھی کہ رومی غیظ و غضب کا مقابلہ کر سکتی اس لئے انہوں نے اُنکو نہیں بدلا لیکن جب عبدالملک کے زمانہ میں سلطنت کی بنیاد قوی ہو گئی تو اُس نے پہلی ہی سرزنش پر اس غلط طریقہ کو بدلا یہ بھی قیصر روم کو نہایت ناگوار گذرا لیکن چونکہ اسکی رعایا کی منصفانہ بغاوت نے جیسا اگبن نے لکھا ہے جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے اس سے کوئی بدنتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ اصل وجہ یہ ہے کہ اگر قیصر روم دھمکی نہ بھی دیتا تو تمدنی ضرورتیں خود اس امر پر مجبور کرتیں کہ ممالک اسلامیہ میں سکہ بنایا جاوے کیونکہ اس زمانہ میں ممالک محروسہ کے حدود ایکطرف تو سرحد چین سے ملے ہوئے تھے اور دوسری طرف خلیج بسکے سے ٹکر کھاتے تھے پس گویا قیصر روم کا دھمکی دینا بارود میں شعلہ ہو گیا اور عبدالملک بن مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کی صلاح و مشورہ سے جن کو بوجہ علم و فضل اور دانش و فرہنگ کے حکیم بنی امیہ کا معزز خطاب دیا گیا تھا ۷۶ھ میں اسلامی سکہ بنانا شروع کیا۔ مختلف تاریخوں کے دیکھنے سے ایک عجیب اختلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ۷۴ھ میں سکہ ضرب ہوا اور اکثر کا اس پر اتفاق ہے۔ جیسا کہ ہم نے بھی لکھا ہے کہ ۷۶ھ میں سکہ کا رواج ہوا لیکن اگر غور و سکوں کو علامہ مقریزی کی بیان سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں جو سکہ عبدالملک نے بنوایا تھا اس میں بڑی حد تک رومی شان قائم رکھی گئی تھی یعنی اس میں عبدالملک نے خود اپنی تصویر بنائی تھی جسکی کمر سے تلوار لٹکتی تھی۔ اب ہم چند قدیمی سکوں کی تفصیل بتاتے ہیں

(۱) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت سر پر تاج اس پر صلیب سیدھے ہاتھ میں ایک کرہ اُس پر اور اسکی داہنی طرف لفظ "بحمص" عربی خط میں اور بائیں طرف یونانی لفظ ([illegible]) محمود + طرف ثانی۔ حرف (M) اس پر ایک ستارہ اور دو دائرہ اور حاشیہ پر یونانی لفظ ([illegible]) اور اس کے نیچے عربی لفظ "طیب"۔

(۲) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت جسم سیدھا ہاتھ اوپر کو اٹھا ہوا برچھا لئے ہوئے دوسرے ہاتھ میں ایک کرہ جس پر صلیب جڑی ہوئی بائیں طرف "بسم اللہ" سیدھی طرف [illegible]۔ طرف ثانی (M) اس پر صلیب حاشیہ میں ([illegible]) اس کے نیچے "طیب"۔

(۳) طرف اول دو قد آدم صورتیں ہر ایک کے ہاتھ میں عصائے شاہی جس پر صلیب لگی ہوئی اور ان صورتوں کے بیچ میں "محمد رسول اللہ" اور حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ"

(۴) طرف اول قد آدم صورت بال بڑے بڑے اور ایکطرف کمر سے تلوار لٹکتی ہوئی حاشیہ پر "محمد رسول اللہ" طرف ثانی (M) حاشیہ پر "ایلیا فلسطین"

(۵) طرف اول۔ صورت نصف جسم چہرہ سامنے اور بال لمبے حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ" طرف ثانی شاہی [illegible]

(۶) طرف اول کھڑی صورت جو غیر بینی ہوئے ہاتھ سینہ تک اٹھا ہوا اس ہاتھ میں تلوار [illegible] کمر سے لٹکتی ہے اور حاشیہ پر خط کوفی میں "عبداللہ عبدالملک امیر المومنین" لکھا تھا۔ طرف ثانی [illegible] صلیب جس کا سرا چار سیڑھیوں پر قایم ہے اُس کو سیدھی طرف "یقضی بہٖ" اور الٹی طرف "داف"۔ حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ"۔

(۷) دینار طلائی۔ طرف اول وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ" حاشیہ پر محمد رسول [illegible]

سلا - المقریاوی

عیسائیوں کی دوزخ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دروازہ سے اس تخت تک ایک پل بنا ہوا ہے جس میں فن عمارت کی حد ہی ختم ہو گئی ہے۔ ان کے علاوہ ملٹن نے دوزخ کی تکالیف کا جو بیان کیا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کا شاعرانہ ہے۔ گر اس نے بہ نسبت اپنے پیشوایان دین کے دوزخیوں کو زیادہ تکلیف نہیں دی۔

قرین کتاسن ال کہتا ہے کہ دوزخی ایک پنجرے میں بند کیا جائیگا اور پھر اس پنجرے میں آگ لگا دی جائیگی اور وہ ہمیشہ تک جلتی رہیگی۔ پھر اسی پنجرے میں اس کے بال کھسوٹے جائینگے۔ دو دیو اس پر ہر وقت حملہ کرینگے ان دیوؤں کی صورت نہایت ہی ڈراونی ہو گی۔ ان کا جسم سانپوں کا سا اور ان کے بازو ایسے چاقو رکھتے ہوں گے جن کا دھڑ سیر کا اور دل شیر کا ہوتا ہے اور اس کا دھڑ بھی اسی قسم کے بالوں کا ہوگا اس کے کاٹنے کے نشان بالکل عیاں ہوں گے۔

یہ کتاب جس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بالتفصیل ذکر ہے سنہ ۱۸۰۰ء میں چھپی تھی اس کے دیباچہ میں مؤلف کہتا ہے کیا تمہیں خیال ہو کہ میں نے دوزخ کی تکالیف کے بارے میں مبالغہ نہیں کیا۔ اگر میں نے پورے حصہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس کتاب میں تصاویر بھی بنائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کو کیونکر تکلیفیں پہنچائی جائیں گی۔ کسی دوزخی کے جسم میں آگ لگی ہوئی ہے اور کسی سانپ لپٹ رہے ہیں کسی پر اژدہے کی آگ کے گولے پڑ رہے ہیں۔ اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ باب ہیں اور ان میں خاص خاص تکالیف کا بیان ہے ایک باب میں صرف تکالیف کی تعداد اور جہنمیوں کے رہنے کے کمروں کا ذکر ہے۔ جنمیں ظالم۔ کنجوس۔ خدا کا فرماں اور باشی عورتیں رکھی جائیں گی۔ سب بالوں کا نتیجہ یہ ہے کہ بے ایمان دوزخی ہونے کی نشانی ہے۔

"ایلیس" دین کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں ایک فرشتہ دوزخ کی سیر کرانے لے گیا جہاں میں نے دیکھا کہ آتش کا ایک سیلاب آرہا ہے اور جتنی تکالیف کہ بہت فکر کے بعد انسان کے خیال میں آسکتی ہیں سب کی سب وہاں زیادہ تعمیل ہو گئی ہے۔

جونا تھن ایڈورڈس کا بیان ہے کہ دوزخی جب ایک زمانہ دراز تک دوزخ میں گذار چکیں گے یعنی جو زمانہ جس میں چاند سورج اور تمام سیارے اور ستارے وجود میں آکر ختم ہو جائیگا اور وہ لاکھوں ہزار برس گذر جائیں گے لیکن پھر بھی دوزخ سے نجات دیکھ سکیں گے تو انہیں یہ جواب ملیگا کہ تمہیں کوئی امید نجات کی نہ کرنی چاہئے تمہیں ہرگز ایک لمحہ کا بھی آرام نہ دیا جائیگا۔ اور جب تم ایسے زمانہ ہزار ہا طے کر لوگے تو اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ جتنی تکالیف تمہارے لئے خاص کی گئی ہیں ان کا ایک لاکھواں حصہ بھی تم نے پورا نہیں کیا اب تمہارے رہنے کی جگہ درد دینے والا میدان ہے اور روئی تمہارے آنسو کر رہا ہے۔ تمہارے اجسام جو کروڑ ہا برس سے جل رہے ہوں گے اب بھی اسیطرح نازک رہیں گے اور تمہیں غیر فانی عرصہ تک ان ہی اجسام پر برداشت کرنا پڑیگی۔

ایک اور پیشوا کہتے ہیں کہ آرچبشپ کا قول ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو ایک تکلیف میں دیکھیں گے بچے اپنے ماں باپ کو جان کنی میں نظر کرینگے۔ لیکن بیان ہے کہ خاوند والی کو دیکھینگی اور خاوند اپنی بیویوں کو قطرہ قطرہ سے ملاحظہ کرینگے۔ مگر ایک دوسرے کے درد کا دوا کوئی علاج نہ کر سکے گا۔

ایچ کلوسنل اپنی کتاب کو اس بیان سے شروع کرتا ہے۔ تمام ایسی چیزیں وسط میں رکھی جاتی ہیں۔ بیچ سیوے کے بیچ میں جاتا ہے جو بہ نسبت تنگ راستہ کے زیادہ آسان ہے۔ فلسفی۔ بادشاہ۔ سلطنت۔ شاعر۔ مورخ۔ مصور۔ ریاضی دان۔ بہادر۔ حسین مستورات۔ سب دوزخ میں جائینگے۔

عیسائیوں کی دوزخ

(نمبر ۲)

جان بنیڈ نے کتاب لیس مرائرس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بیان کیا ہے لیکن اس کا رجحان زیادہ جسمانی تکالیف سے روحانی تکالیف کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے اور اس میں نہایت دلچسپی سے بیان لکھا گیا ہے جس کے چند فقرے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ "شیطان پارہ پارہ ہو کے اپنی بد اعمالیوں کی وجہ کے ساتھ دوزخ میں پھینکا جائیگا۔ موت مثل ایک سیاہ داغ کے تمام سر کی جائیگی۔ اور پھر آسمان دوزخ کی آگ میں جلایا جائیگا شعلے مارتی ہوئی آگ اس دنیا کو خاک سیاہ کر دیگی اور اس کا نام اور نشان صفحہ ہستی پر باقی نہ چھوڑیگی۔ شیطان غریبوں کی آہ وزاری پر خندہ کریگا۔ دوزخ کی عمیق غار کے وسط میں خون اور آنسوؤں کے سمندر کے بیچ ایک سیاہ محل بنایا گیا ہے جسپر دائمی گھٹا کی اندھیرا ہیں۔ بر بار میں کی ایک خشک درخت اس کی دیوار سے لٹکا ہوا ہے جسپر فرعون کا پھریرا ربانی روشنی کے ساتھ لہراتا رہتا ہے"۔

ہولاس اپنی کتاب لورس آف نائم میں یہ تحریر کرتا ہے کہ دوزخ کی دیوار اتنی بلندی کی امید جد وجہد سے بھی اس پر نہیں جا سکتی ہے۔ مگر ہمیں صورتوں کا نشان دوزخ کی آگ میں ملیگا۔ وہ کیڑے ہونگے جنکی خوراک انسان کے دل ہیں اور جو کبھی نہ مرینگے۔ اس کتاب میں بھی تصویریں بنائی گئی ہیں اور دکھایا ہے کہ کیڑے کیونکر دوزخیوں کے دل کھا رہے ہیں اور وہ اس درد سے کیونکر تڑپ رہے ہیں۔

وی اے تھشیڈ اپنی کتاب پرو افرابلوڈی میں جو سنہ ۱۸۶۲ء میں طبع ہوئی تھی لکھتا ہے کہ اگر حق پوچھو تو یہ ہے کہ ان کی روحیں بھی جند ہونگی اور تمہیں انگیٹھے جلتی ہوئی چاندی کے ان کی ہتھیلیوں پر رکھی جائیں گی اور جب وہ نہیں مارینگے سب ہی پھینکدیں گے تو پھر گھڑے اچھل کر ان کی ہتھیلیوں پر آ پڑینگے ہم پر یہ بیتا کیوں ڈالی گئی اور یہ مصیبتیں بڑے بڑے پادریوں اور بطریقوں کے نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہونے لگی۔ وہ خود دریافت کرینگے کہ دوزخ تو کتنی دور ہے اور جو کچھ عذاب کی عجیب و غریب باتیں تیری نسبت بیان کیگئی تھیں ان میں سے ایک بھی غلط نہیں نکلی۔

اس کتاب میں آگے چل کے یہ بیان ہوا ہے "دوزخ میں گرجے بنے ہوئے ہیں۔ پادری وعظ کہنے والے ہونگے۔ شیر خوار نابالغ بچے دوزخ میں نہیں ہیں دوزخ میں تھیٹر بھی بنا ہے ناچ گھر بھی ہیں۔ کمروں میں میزوں پر طرح طرح کا مال بھی سجے ہوئے ہیں۔ کھانا بھی تیار ہوا ہے۔ کھانا نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جو عرضیاں دوزخی روانہ کریں یا عذاب کی نسبت باہم خط و کتابت کرنا چاہیں وہ پہنچ سکیں۔

پادری ریورنڈ جے فرنس نے ایک کتاب سائٹ آف ہیل نامی تصنیف کی ہے جس کے دیباچہ میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ میں نے بچوں کے بارے میں تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں سخت دردناک اور دوزخ کے خوفناک عذابوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "سولہ برس کی لڑکی جلتے ہوئے دوزخی صحن پر برہنہ پا پھرائی جائیگی اور ایک لڑکے کے گلے میں آگ کی جلتی ہوئی شعلوں کا طوق ڈالا جائیگا اور ایک شیر خوار بچہ آتشیں تنور میں سخت درد ناک ہو تڑپتا اور غل مچاتا نظر آئیگا"۔

سینڈ برگ کا بیان ہے کہ آفتاب بھی دوزخ ہے اور کل دوزخی مرنے کے بعد آفتاب میں چلے جاتے ہیں جو کتاب اس شخص نے دوزخ کے بیان میں تصنیف کی ہے اسکی نام ٹرپولس ایک بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں نہایت دلچسپ طریقہ سے حالات دوزخ بیان کئے ہیں چنانچہ دوزخ کی شکل اور صورت کی نسبت یہ تحریر ہوا ہے کہ بہشت پر مربع گول مثلث ہر لیکن عام طور پر اس پر اتفاق ہے کہ دوزخ مربع شکل کی ہے گو اس کا رقبہ ٹھیک طور پر نہیں معلوم جب ملکہ الزبتھ مرگئی اور جیمس اول تخت نشین ہوا تو ایک آئرش پادری نے جس کا نام سیلڈن تھا گرجا میں جاکے یہ وعظ کہا۔ شاید تم دریافت کرو کہ یہ باتیں کس نے بیان کیں تو تم سمجھو کہ اس قسم کے سوال اور ایسی باتیں گرجا میں کرانی زیبا نہیں باتیں جو ہم بیان کریں انکو حق سمجھو اور یہ نہ دریافت کرو کہ یہ باتیں ہمیں کہاں سے معلوم ہوئی ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان آزمائش میں ضرور پڑیگا اور ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اسکی کیا کیفیت ہوگی بلکہ زیادہ مخلوق یقیناً دوزخ میں جاویگی۔ تمام بڑے بڑے منصفوں اور فلاسفروں کیلئے دوزخ کے سخت ترین طبقے تیار کئے گئے ہیں۔ افلاطون۔ ارسطو۔ سقراط۔ سراجین۔ ایپک ٹیٹس یہ سب دوزخی ہیں۔ اور دوزخ میں ان کی جگہ تجویز کیگئی ہے۔

غالباً پچاس برس ہوئے ہوں گے کہ ڈاکٹر انیس ایک امریکن پادری نے اس مضمون پر گفتگو کی۔ مایوسانہ حالت نے ایک وعظ کہا اور انہوں نے بیان کیا کہ دہریے کافر موحد صوفی سب دوزخ میں جائینگے۔ صرف اہل تثلیث کیلئے جنت بنی ہے۔ ڈاکٹر برڈکس کہتا ہے کہ جہنمی وہ ہیں جو گناہ کو گناہ نہ سمجھیں اور بری باتوں کو برا نہ خیال کریں اور اپنی فطرت کی بہت سی باتوں کو نہ مانیں۔

فرمیس لولیو نے ایک دلچسپ کتاب مشرکوں اور بت پرستوں کی آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے اسکی اشاعت سترہ صدی کے آغاز میں ہوئی۔ اس کتاب کا نام "دی اینی میلس بیگے نورم ابری لوکو" ہے۔ اس کتاب میں عالمانہ بحث کیگئی اور بڑے بڑے علماء کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس کے پورے ۹۰۰ صفحے ہیں۔ اس کتاب میں سب سے زیادہ افسوسناک مقام وہ ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت ہرزہ درائی کیگئی ہے۔ چونکہ عیسائیوں کا یہ مقولہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بی بی کے کہنے سے اخیر زمانہ میں بت پرستی کرنے لگے تھے اس لئے اس مصنف نے انکی بعض پیاری اور خاص بی بیوں کی فہرست دیدی ہے اور انہیں جہنمی قرار دیا ہے۔

اینٹی بنیشن نے ایک کتاب صرف آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے جسمیں اس نے خیشا عورت سسیکا تھامس کو جہنمی قرار دیا ہے۔

سویڈن کے پارک لی برٹی سے بحث کی ہے اور آخیر میں اوس نے پولوس مقدس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو جہنمی قرار دیا ہے اور جارج ثانی اور لوئیس چہار دہم کو فرشتوں کے زمرہ میں شامل کر دیا ہے۔

گبولی مس پیری سٹن سس نے ان شیاطین کو جو دوزخ میں متعین ہوں گے ۴۴۴۴۵۵۵۶ تعداد لکھی ہے اور یہ بھی لکھدیا ہے کہ حسب ضرورت انکی تعداد

من برابر اضافہ ہوتا جائیگا۔ ان شیاطین کی خارجی شکلیں اور اندرونی حالت بھی مفصل طور پر ظاہر کی گئی ہے۔ انکے اجسام خالی نہیں ہیں بلکہ وہ کسیقدر روحانیت رکھتے ہیں یا روحانی اجسام کے مشابہ ہیں۔ جوہان وائر نے کئی ہزار صفحہ کی کتاب اسی بیان میں لکھی ہے جس میں یہ تحریر کیا ہے کہ دنیا شیاطین کا مسکن ہے وہ لکھتا ہے کہ چھیاسٹھ شہزادے شیاطین میں ہیں جنکی رعایا کی تعداد چھتیس لاکھ چھبیس ہزار نو چھبیس ہے۔ شیاطین کی شکل عام طور پر بکرے کے مشابہ ہے دو سینگ آگے ہوتے ہیں اور دو پیچھے مگر وہ مینڈک۔ مکھی اور بندر کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ملیک نے شیطان کو مکڑی کی صورت میں دیکھا تھا اس کا یہ بھی بیان ہے کہ شیطان سوائے فاختہ اور بھیڑ کے ہر جانور کی شکل میں حلول کر سکتا ہے افریقہ والوں کا شیطان سفید رنگ کا ہوتا ہے اور اہل یورپ کا شیطان سیاہ رنگ کا۔ بوڑھا شیطان سانپ ہے جس نے حضرت آدم کو بہکا کر جنت سے نکالا تھا اسکی اس دنیا میں حکومت ہے اور وہی اس کا مطلق العنان حکمران ہے ہوا اور تاریکی پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔

لیو سیفر نے شیطان کی شکل اژدہے کی بتائی ہے اور اس کے سر پر سات تاج۔ دس سینگ اور بڑی لمبی چوڑی دم بیان کی ہے اس کے دو ماتحت معتمد کام کرنیوالے ہیں ایک ان میں سمندری ہے جس کے ایک آنکھ زیادہ ہیں تاج ہیں یہ تیندوے کی صورت میں ظہور کرتا ہے اس کے پیر ریچھ کے اور دم شیر کی ہوتی ہے۔ دوسرا معتمد زمینی ہے۔ جو پائے کے نام سے مشہور ہے اس کے صرف دو سینگ ہوتے ہیں۔

اسکے بعد لیو سیفر نے جنات کا بیان کیا ہے اور ان کی تقسیم کر کے لکھا ہے کہ جنات بھی ہیں میں فرشتے بھی ہیں اور ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے۔ اس کے سوا جنات کا ایک گروہ سمندر میں رہتا ہے جو ہمیشہ جہازوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے ان ہی جنات میں وہ گروہ بھی ہے جو ہمیشہ لوگوں کی بیماری کے گھر میں۔ کسی کا مال غائب کر لینے میں لگا رہتا ہے۔ بعض جنات میں ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو پوشیدہ خزاین کا پتا بتا دیتے ہیں۔

ڈاکٹر لوئیس ڈی مولن جو ۱۶۸۸ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر تھا لکھتا ہے کہ میں اصل مقدس شاہد ہوں کہ حضرت آدم سے لیکے ہمارے وقت تک ایک لاکھ میں سے ایک شخص بمشکل دوزخ کے عذاب سے بچا ہوگا پروفیسر مذکور کا یہ عام اصول ہے کہ کل کاذب جہنمی ہیں کیوریو لکھتا ہے کہ سات اور بارہ برس کی عمر کے بچے جنت میں جائیں گے اور باقی سب جہنمی ہیں جتنی اس دنیا کی آبادی ہے وہ سب جہنمی ہے۔

عام طور پر دوزخ کے چار حصے کئے گئے ہیں سب سے نیچے کے حصے میں جنات رکھے جائیں گے اور اسی درجہ میں ان جہنمیوں کی روح بھی داخل ہوگی جنکے اجسام قیامت کے بعد اس میں ڈال دیں گے۔ دوزخ کے دوسرے درجہ کو اعراف کہتے ہیں جہاں آگ ہمیشہ روشن رہتی ہے مگر کبھی کبھی اسکی تپش کم بھی ہو جاتی ہے تیسرے درجہ میں وہ بچے ہونگے جو بپتسمہ لینے سے پہلے مر گئے ہیں۔ چوتھے درجہ میں بڑی عمر کے لوگ داخل کئے جائیں گے۔

تیسرے درجہ میں دوزخیوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملیگی۔ یہ بیان کیا ہے کہ انسانی آبادی کے $\frac{1}{4}$ کی تعداد ان بچوں کی شمار کرنی چاہیئے جو بغیر بپتسمہ لئے فوت ہو گئے۔

پادریوں کا بڑا گروہ اس طرف گیا ہے کہ قوی اور دولتمندوں کیلئے نہیں بلکہ محض کمزوروں اور غرباء کیلئے دوزخ بنائی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیگناہی کوئی چیز نہیں ہے اور ہم اسکی حقارت کرتے ہیں۔ دوزخ مثل مکڑی کے جالے کے ہے جو بے جرم غریب مکھی کو قید کر لیتا ہے۔

کرنیل انگرسول نے جانوروں کی کہانیوں کی ایک کتاب لکھی ہے جسمیں وہ تحریر کرتے ہیں۔ شیر کہتا ہے والدین مشکل میں ہوں اگر کوئی شخص میرے لئے جرم کا مشکل ہو تو اسے کچھ میرے لطف قدم پر شکار کو دیکھے لومڑی کہتی ہے ہمیں یہ ندولت دنیا کی معافی دیگئی ہے۔ بھیڑیا کہتا ہے میں گوالیے پر اس لئے حملہ کرتا ہوں کہ بھیڑ کو اس کے قبضہ سے نجات دوں

بندر کہتا ہے وہ میں ہی ہوں جسکو شریر کہتے ہیں ایکدن میں بہت بھوکا تھا ایک بستی میں جا نکلا وہاں میں نے چار راہبوں کی بجٹ کٹیا کھالی۔

پھر وہ لکھتا ہے اصل مطلب یہ ہے جب تمہیں طبیب کسی ایسی چیز کو کھاتے دیکھیگا کہ وہ تمہیں جسمانی قوت پہنچانیوالی ہے تو وہ تم کو مچاویگا نہ کھاؤ تمہارے لئے یہ زہر ہلاہل ہے جب تمہیں خدا نیک اعمال کرتے دیکھتا ہے جو تمہارے روحانی مرض کا باعث ہیں تو وہ کہہ دیتا ہے کہ تم جہنمی ہو۔ فقط

یہانتک ہم نے عیسائیوں کے پیشواؤں کی کتابوں سے دوزخ کا بیان انتخاب کیا ہے جو صدہا برس تک یورپ میں مروج رہیں اور اب بھی مذہبی کتابوں میں انکی یہی کیفیت ہے۔ ان تمام بیانات کو غور سے پڑھکر تخیل ہی کے طور پر کوئی شخص ایک بیانا نقشہ عذاب دوزخ کا نہیں کھینچ سکتا۔

جہاں شیر خوار بچوں کیلئے ایک طبقہ دوزخ تجویز کیا گیا ہے وہاں پادریوں کی سنگدلی اور بے رحمی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہم اس بات پر زیادہ بحث نہیں کرتے صرف اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ جو کچھ بیان ہوا ہے۔ اس میں ایک عجیب بات یہ پائی جاتی ہے کہ ہم اسکی کوئی تاویل نہیں کر سکتے خاص خاص لوگوں کا نام گن گنا اور معدودے کو دوزخیوں میں شمار کرنا ایک ایسا العیاذ باللہ ہے کہ تعجب کے ساتھ افسوس ہوتا ہے کہ مذہب مسیحی کی بداخلاقی اور صریح اور علانیہ نیکی سے روگردانی معلوم ہوتی ہے۔ بہت سے پہلو بحث کے تنگیلے ہم نے اپنے ناظرین کیواسطے چھوڑ دیئے ہیں تاکہ انہیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی دوزخ کا مقابلہ کرنے میں لطف حاصل ہو۔

(کرزن گزٹ)

ہندوستان کے ڈاکخانجات کی بعض عجیب باتیں

صیغہ ڈاکخانجات کی کارروائیاں ہمیشہ پُراز دلچسپی ہوتی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں سچے واقعات اور اعداد و شمار قلمرو ہند کے ڈاکخانجات کی بابت لکھے جاتے ہیں۔ صرف دو وصد ڈاک خانوں کی کیفیت ہی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اس صیغہ کی بعض حیرت انگیز باتیں معلوم ہوتی ہیں ہندوستان کا ڈاکخانہ تاجروں کیواسطے روپیہ اور خریدار فراہم کرتا ہے زندگی کا بیمہ کرتا ہے نمک فروخت کرتا ہے اور بہت سے اور معمولی کام کرتا ہے۔

دنیا میں ڈاکخانہ کے سوا کوئی اور دوسری چیز نہیں ہے۔ جس سے تمام لوگوں کا تعلق یکساں ہو۔ ہم غیر ممالک سے تعلقات میں شرح محاصل پر لڑ بیٹھتے ہیں۔ رعایتوں سے بھی بارہا جنگ وجدل کی نوبت پہنچتی ہے۔ تجارت اور بیوپار میں مخاصمت کے لئے ایک سو ایک اسباب موجود ہیں۔ الغرض مذہب میں بھی یہ خوبی نہیں ہے کہ جبر سے نزاع اور مخالفت کی برہنہ شمشیر غلاف میں رہے۔ لیکن ڈاکخانجات میں نقائص مذکورہ بالا میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ اور یہی وہ عام تعلق ہے جس نے تمام دنیا میں ایک رشتہ اتحاد قایم کر رکھا ہے۔ ستر سال سے کم گذرے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے ڈاکخانے تکلیف و دقت کی مجسم شکل تھے۔ اس صیغہ کی باہمی تعلقات اور اطلاع دہی کا سلسلہ منقطع نظر آرہا تھا مگر آج وہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا میں ڈاکخانوں کا انتظام ایسی خوبی سے نہیں ہے۔

جیسا ہندوستان میں ہے۔ قدیم زمانے کے انتظام میں ترقی کا بہت کچھ موقع تھا۔ چونکہ بمبئی سے اوکمنڈ تک چٹھی کا محصول (اوٹکمنڈ اس وقت میں دارالخلافہ تھا) تیرہ آنے تھا۔ اور اوکمنڈ سے بمبئی تک چٹھی پندرہ آنے میں آتی تھی۔ خود بمبئی احاطہ کے اندر اخبار روانہ کرنے کو چار آنے صرف ہوتے تھے۔ اور اگر مدراس بھیجنا ہوتا۔ جو اس وقت ایک گمنام احاطہ تھا۔ تو اوزرزائد پانچ آنے لگانے پڑتے تھے۔ اور آج کل کیا کیفیت ہے ایک زبردست براعظم میں اس سرے سے اس سرے تک بہ رقم رسل رسایل جاری ہے۔ کروڑہا باشندوں کو ہر روز اور ہر گھنٹہ میں ڈاک تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مقررہ وقفہ کے بعد بیرونی دنیا کی برابر خبر ملتی ہے۔ اگرچہ اعداد کے زبانی پڑھنے میں صرف ایک خشک کیفیت معلوم ہوتی ہے لیکن دلوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ذیل کے واقعات۔ جو ڈاکخانجات ہند کے گزشتہ سال کی روئداد سے لئے گئے ہیں جو ڈائرکٹر جنرل کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے بہت دلچسپ حالات ثابت ہونگے۔ بادی النظر میں یہ بات پڑھنے سے دل افسردگی ہوگی کہ ہر ایک ... کہ ہر ایک (۱۲۶) مربع میل میں ایک ڈاکخانہ ہے۔ لیکن چونکہ ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے اور بہت سے مقامات پر شیر۔ لنگور اور ہاتھی رہتے ہیں۔ تاہم ڈاکخانہ آہستہ آہستہ لیکن رسوخ سے تہذیب کے فوائد پہیلا رہا ہے۔ اور بارہ ماہ میں جس کی ابتدا روئداد سال گزشتہ سے سمجھنا چاہیئے۔ اس نے اس رقبہ کو چاروں طرف کم کر کے تین مربع میل فی ڈاکخانہ کم کر دیا ہے۔

ہندوستان کی آبادی (۲۸۵۲۵۵۰۲) ہے جن میں سے صرف (۱۲۰۴۴۹۳) گزشتہ مردم شماری کی رپورٹ کے بموجب لکھ پڑھ سکتے ہیں کل رقبہ (۱۵۱۲۴۹۱) مربع میل ہے اور کل ڈاکخانجات (۱۱۹۸۶) یعنی (۱۰۰۵) خواندہ اشخاص کیلئے ایک ایک ڈاکخانہ ہے۔

اس وسیع رقبہ پر رسل رسائل کا سلسلہ یا تو ریلوے کے ذریعہ جاری ہے جو (۲۰۸۹۵) میل پر پہیلی ہوئی ہے۔ یا سٹیمروں کے ذریعہ جن کا گشت (۱۹۱۲۴۷) میل پر رہتا ہے۔ یا گھوڑا گاڑیوں کے ذریعے سے جنکی آمد ورفت (۵۵۰۲۳) میل پر ہے یا ہرکارہ اور کشتیوں کے ذریعے سے جن کی دوڑ (۸۲۴۳۴۷) میل پر رہتی ہے۔ نمونے کے طور پر ایک ہرکارہ کی کیفیت ایک تصویر میں دکھلائی گئی ہے جیسی اسکی خوبصورت تصویر ہے وہ ویسا ہی وفادار اور معتبر ہے۔ علاوہ منی آرڈروں کے جن کا حال علیحدہ لکھا جاویگا ہندوستانی ڈاکخانوں نے سال بھر میں (۴۲۰۷۶۹۱) چیزیں ایک معرفت پہنچائیں اس سے خواندہ آبادی میں فی کس ۴۲ ... اوسط نکلتا ہے تعلیمی اعزاز ... سے ڈاکخانہ کو حاصل ہوگی۔ جبکہ ... تہذیب پہیلانے والے کارندے اس وسیع مملکت میں کام کریں۔ ہیں اضلاع متحدہ سے جو خط و کتابت کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اسکی تعداد ۷۶ لاکھ ۳۲ ہزار ۹ سو ۴۳۔ اور ممالک غیر سے (۲۹۶۰۶۰۶) ہے۔

ان خطوط کی ایک بڑی تعداد کلکتہ کے ڈاکخانے کے ہاتھ میں سے نکل کر روانہ ہوتی ہے وہ شاندار عمارت ہے جسکی خوبصورتی اور عظمت کے آگے سینٹ مارٹن لی گرینڈ کی عمارت ہیچ ہے رنگون علاقہ برہما کا صدر ڈاکخانہ بہت نفیس اور دلفریب عمارت ہے لیکن نمونہ مشرقی طرز کا ہے۔

تمام سال میں (۱۰۹۰۳۷۴۵) چیزیں مختلف ڈیڈ لیٹر آفسوں میں پہنچیں جن میں سے (۸۲۴۵۳۰) کامیابی کے ساتھ مکتوب الیہوں کو پہنچا دی گئیں۔ اور ما بقیہ (۲۰۱۹۱۸۰) فرستندوں کو واپس دی گئیں۔

یہ امر دریافت ہوا کہ (۱۰۴۱۱) چیزین بغیر پتہ و نشان لکھے ہوئے ڈاک مین ڈالدی گئین جو ڈیڈلیٹر آفسون مین کہولی گئین اُن مین سے (۲۸۸۲۰) روپیہ ۵ آنہ ۷ پائی (۱۴۴) پونڈ ۵ شلنگ (۱۸۰) فرینک و (۲۴۳) ڈالر کی قیمت کی مالیت برآمد ہوئی۔ ان مین سے بہت سی رقوم صحیح و سالم مالکون کو واپس دیگئین۔ اگرچہ باقی رقوم کے لئے ابتک دعوی کرنیوالون کا انتظار ہے۔

روپیہ بھیجنے کا بہت سہل و معقول طریقہ بذریعہ منی آرڈر ہے گذشتہ سال (۲۴۵۰۴۵) روپے اسی طریقہ سے روانہ ہوئے تھے۔ درحالیکہ تار کا منی آرڈر جس مین خرچ زیادہ ہوتا ہے اس کے عوض مین اس کی کاربرآری بہی بہت جلد ہو جاتی ہے۔ تار والے طریقے سے (۱۸۴۸۷۸۱) روپیہ روانہ ہوا۔ علاوہ ازین ممالک غیر کو منی آرڈر پونڈ کی رقوم مین روانہ ہوئے اُن کی تعداد سال تمام مین (۳۴۹۴۵) پونڈ ۱۷ شلنگ ۳ پنس تہی۔ ہندوستان کی وسیع قلمرو میں ڈاکخانہ کی خدمت ہمیشہ خیریت اور سلامتی سے انجام نہین پاتی۔ بعض وقت سیلاب ملک کے بڑے بڑے قطعون کو تباہ کر دیتے ہین اور ریلوے لائین جس پر ڈاک جاتی ہے پانی کی طغیانی سے بہ جاتی ہے۔ چنانچہ پچھلے دنون ایک ڈاک گاڑی کو سخت نقصان پہونچا تہا۔

بہت سے لوگون کو یہ بہی معلوم ہے کہ ڈاکخانجات مین بینک کا بیوپار بہی ہوتا ہے۔ جو باشندون کو کفایت شعار بنانے کی غرض سے قایم کیا گیا ہے اگرچہ اس کا اصول یہ ہے کہ غیر سرکاری بینکون سے اس کو رقابت نہین ہے۔ بلکہ روپیہ امانت رکہنے والون کے لئے یہ قید بہی لگی ہوئی ہے کہ دو سو روپے سال سے زیادہ جمع نہ کرسکین تاہم اس مد کا حساب (۱۷۵۸۰۷) روزنامچون سے زیادہ مین درج ہوتا ہے جس سے ایک بڑی رقم (۹۴۲ کے) لاکہہ روپے کی ظاہر ہوتی ہے۔ سال گذشتہ مین جمع کرنے والون کو سود مین (۲۷ ½) لاکہہ روپیہ دیا گیا تہا۔

ہندوستان کے ڈاکخانون کی خدمات صرف اسی پر ختم نہین ہوتین۔ اگر یہ تفصیل کیجاوے کہ ڈاکخانے تاجرون کے واسطے اُن کے مال کی قیمت کس طرح وصول کرتے ہین اور پہر اُن کے پاس پہنچاتے ہین۔ زمیندار لگان کس طرح ادا کرتے ہین۔ گورنمنٹ کی آمدنی اور نمک کے محصول کو جمع کرتے ہین گورنمنٹ کی پنشن تقسیم کرتے ہین۔ کونین فروخت کرتے ہین۔ اور زندگی اور اشیائے مرسلہ کا بیمہ کرتے ہین تو یہ مضمون طویل ہو جائے۔ ان تمام خدمات کو ہندوستان کے ڈاکخانے ایسی شائستگی اور کامیابی سے انجام دیتے ہین جس کو دیکہہ کر حیرت ہوتی ہے اور اس تمام کارکردگی اور خوش اسلوبی مین

ہندوستان کے ڈاکخانے روز بروز مقبول ہوتے جاتے ہیں اور جس کا ڈاکخانے کو ... دل پر اپنا سکہ بٹہلاتے جاتے ہین۔ ہندوستانیون کے نزدیک گورنمنٹ کا کوئی صیغہ ایسا نہین ہے جس کا اعتبار ڈاکخانے سے زیادہ ہو۔ چونکہ ہندوستانی فطرتاً لکیر کے فقیر ہوتے ہین۔ اور بے اعتباری کی دنیا مین پرورش پاتے مین لہذا اُن کو گورنمنٹ کے قوانین مین شبہ کرنے کے لئے بہت سی وجوہات ہوتی ہین۔ اور اس بارے مین وہ معذور بہی ہین۔ گورنمنٹ کا ملکی انتظام گو اپنی طرز مین کیسا ہی کامل ہو۔ تاہم سرخ کوٹ والا گرگس۔ دست دراز چپراسی اور بہولی لومڑیان۔ ذلیل طبیعت۔ حریص۔ پولیس و کیل اپنے داؤ سے کب چوکتے ہین۔ درآنحالیکہ رشوت خوار پولیس کا آہنی پنجہ مجرمون کو فوجداری عدالتون مین خوب ہی دباتا ہے۔ لیکن ڈاکخانہ جس کو نمود کی ذرا پرواہ نہین ہے۔ ایمانداری کا وہ صدر مقام ہے۔ جہان شبہ کے واسطے کسی طرح گنجایش نہین ہے۔ خواہ کلکتہ کا صدر ڈاکخانہ ہو۔ یا گانون کا بے حیثیت ڈاکخانہ ہو۔ دونون جگہ ذلیل سے ذلیل ہندوستانیون پر توجہ کیجاتی ہے۔ اور سادگی اور ایمانداری سے برتاؤ ہوتا ہے۔ روپے کے عوض مین جو گانون والون کو چہوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا ملتا ہے۔ وہ اس کو لاٹ صاحب کی چٹہی سمجہنے لگتے ہین۔ خواہ کوئی صورت کیون نہ ہو اس چٹہی کا لحاظ ہر حالت مین ہوگا۔ کیونکہ اس کے خیال مین ذیجاہ اور خوش وجاہت ملک معظم قیصر ہند اس کا ساہوکار ہے۔

چین کی حدود مین چہوٹے ڈاکخانون سے رام بخش بلند حوصلہ ہندوستانی جو چین مین زیادہ مزدوری حاصل کرنے کی امید پر چلا گیا ہے کچہہ روپیہ جمع کرکے اپنی پردہ نشین ڈرپوک جورو کو روانہ کرتا ہے۔ اور اس کی یہ خواہش ہے کہ یہ روپیہ فی الفور پہنچ جائے۔ وہ تار کے منی آرڈر کا مطلب سمجہتا ہے اور بلا تامل اسی کا کمیشن ارسال کرتا ہے پس لاٹ صاحب کی چٹہی لیکر اپنے ٹہکانے پر چل دیتا ہے۔ وہ ایک دن کی مزدوری اور کمانے نہیں پاتا کہ ڈاکخانے تمام براعظم مین ہوکر اس کے قحط زدہ وطن مین وہ سربستہ الفاظ پہنچا کر نہ صرف اس کی جورو کا دل خوش کردیا۔ بلکہ تمام محلہ والے خوش ہوگئے۔ ادہر روپیہ بہیجنے والا ایک دور دراز ملک مین اپنے دل مین اطمینان رکہتا ہے۔ کہ اُس کا محنت کا کمایا ہوا روپیہ محفوظ حالت مین میرے اہل و عیال کو مل جائیگا۔

(روزانہ پیسہ)

ہم خرما وہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک)

مطبع کی بعض زیر باریون سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص عایت کے ساتہہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک دیجاویں

اسلئے اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدین گے وہ نہ صرف ایک اچہا ذخیرہ کتابون کا جمع کرینگے بلکہ مطبع کی اعانت کرنیوالے ٹہرینگے

پس ہم عام اعلان کرتے کہ ذیل کی کتابون مین اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک

ہم ایک چوتہائی قیمت کی رعایت کرین گے جو چاہے فایدہ اٹہائے

نام کتاب	قیمت
ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن (باوا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضونکا جواب)	۱۰/
تقریر نماز پر اور وحدت وجود پر خط	۲/
حضرت اقدس کی تیس سالہ تاریخی مضامین الہام۔ تناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۱۲/
سراج الدین عیسائی کی چار سوالونکا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت	۲/
فیصلہ آسمانی	۱۲/
تحفۃ المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۸/
فلک اشک	۱/
شمس بازغہ (پیر گولڑی کارد)	عہ
سواء السبیل	۱/
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامت)	۲/
الانذار (جلسہ طاعون کی حالات اور تقریرین)	۴/
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا	۱/
برہان الحق (رد نصاری)	۳/
تفسیر القرآن پارہ اول	عہ
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۶ء	۴/
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی	۱/
قصیدہ ضوابط الاسرار	۱/
وفات مسیح پنجابی	۲/
اصلاح النظر (رد آریہ)	۱۲/
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	۱/
سلک مروارید (عورتون کے لئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴/
النصح (عیدین کے خواص و نشانات)	۲/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیونکا عجیب فرقہ)	۴/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲/

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف چہہ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوین گے۔

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

مظلومان پوسٹ آفس

(باہر لنگر وندے تے بہکے مرن فقیر)

اس پنجابی مثل کے معنے یہ ہین کہ باہر تو لنگر تقسیم ہورہے ہین اور گہر کے بہائی بہوکے مر رہے۔ یہ مثل ڈاکخانہ پر بعینہ صادق آتی ہے۔ اہالیان ڈاکخانہ تمام فوج کی پنشن تقسیم کرتے اور نہ صرف فوج والون کو سہولت اور آرام دیتے ہین بلکہ سرکاری مصارف مین بہت کچہہ سہولت کا باعث ہوتے ہین۔ لیکن جب تیس تیس سال کی ملازمت کے بعد وہ خود پنشن پاتے ہین تو انہین خزانہ ضلع کے کلرکون اور چپراسیون کی آستانہ بوسی کرنی پڑتی ہے اور بعض دفعات کچہری کے دروازہ پر دہکے کہاتے پہرتے ہین۔ جو پنشنرز ان محکمہ ڈاک مقامات صدر ضلع سے فاصلہ پر بود و باش رکہتے ہین انہین صدر تک کے بُعد مسافت کی اور اخراجات اور تکالیف علاحدہ اٹہانے پڑتے ہین۔

افسران محکمہ ڈاک کو بخوبی معلوم ہے کہ ملازمان محکمہ ڈاک کو تمام سرکاری ملازمون سے زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے جبکہ اور محکمجات مین زیادہ سے زیادہ آٹہہ گہنٹہ کام ہوتا ہے تو محکمہ ڈاک مین کم سے کم بارہ گہنٹہ کی حاضری ہوتی ہے دوسہرہ دیوالی یا عید بقر عید کو چہٹی انہین نہین ملتی گرمیون سردیون مین انہین آرام نہین ملسکتا کیا ڈائرکٹر جنرل صاحب ڈاکخانجات کوئی ایسا انتظام نہین کرسکتے کہ پنشنران محکمہ ڈاک کو پوسٹ آفس کے ذریعہ سے پنشن ملاکرے گورنمنٹ کا یا محکمہ ڈاک کا اسمین کوئی ہرج نہین (زمیندار)

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

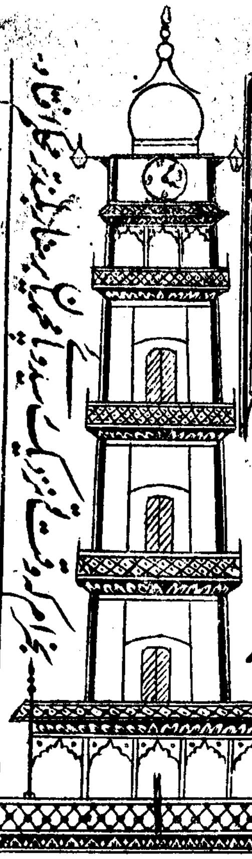
انہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بدار قادیان بینی | روا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر
تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے
کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد
ختم ہو جائیں گے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد
نہیں ہے ہماری طرف سے
امان اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ/
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	سے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے	عہ ۱۲؍ ۱۲؍

نمبر ۲۳ و ۲۴ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ و ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

ریمارک

مرقع جنگ ترکی و یونان - یہ تین سو ستر صفحہ کی کتاب جسمین ۲۰۶ کے قریب نقشے اور تصاویر ہیں منشی عبد القادر صاحب نائب مالک رمی پریس سہارنپور نے ساڈ ہورہ کے سٹیم پریس مین چھپوا کر حصہ اول کے نام سے شایع کی ہے۔ اسمین سلطان عبد الحمید خان صاحب فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کے آجتک کے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ دئیے ہیں۔ اور ساتھ ہی آل عثمان اور جزیرہ کریٹ و یونان کے واقعات بھی درج کئے ہیں تصویروں اور نقشوں کے ذریعہ سلطنت ترکی جزیرہ کریٹ اور یونان کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کو واضح کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تصاویر اور نقشہ جات کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ ہم سرسری طور پر اس کتاب کو دیکھ سکے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ لائق مصنف نے بہت محنت اور کوشش سے واقعات کو جمع کیا ہے اور عمدہ طور پر ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں ترکوں کی بہادری اور دیانت داری کا پتہ لگتا ہے وہاں یونان کی چالاکیوں اور شورہ پشیوں

کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے قیمت عہ مصنف سے مل سکتی ہے*

برق اسلام - لزآریہ دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب ایڈیٹر انوار الاسلام کے قلم سے شایع ہوا ہے۔ آریوں کے ساتھ علمی مقابلہ مین انوار الاسلام عرصہ سے اچھا کام کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے اسکو خاص مہارت حاصل ہے اگرچہ ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خوشہ چین ہے لیکن کبھی اس کا نام نہین لیا۔ اور اسطرح وہ ایک شہادت حقہ کے چھپانے کا خطاکار ہے۔ یہ رسالہ ۳۲ جز دپر شایع ہوا ہے اور قیمت صرف ۴ر رکھی ہے جو اصل لاگت کے برابر ہے۔

ترک وید جو حصہ اسمین لگایا گیا ہے بہت لطیف ہے۔ البتہ دیباچہ ہم نے پسند نہین کیا جو **ذاتیات** پر نوک جھونک ہے۔ تاہم یہ کتاب قابل قدر ہے۔ اور کثرت سے شایع ہونی چاہیئے مصنف سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔

اتحاد اور دلگداز - مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے اتحاد ہندر وروزہ اور دلگداز رسالہ ماہواری پر شایع کرنے شروع کئے ہین **اتحاد** کے اغراض و مقاصد ہندو مسلمانون مین اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا ہے اور دلگداز

کی وہی شان اور آن ہے جو پہلے تھی اور جس غرض کے لئے وہ پہلے جاری ہوا تھا وہی اب بھی مقصود ہے دونو کی قیمت چار روپیہ سالانہ ہے۔ مولویصاحب موصوف سے درخواست کرنے پر جاری ہوسکتے ہیں۔

گولڈن ٹریژری پرائمر - قاضی محمد جلال الدین صاحب مراد آبادی بہت سی مفید کتابون کے مولف ہین۔ یہ کتاب بھی انکی ہی تالیف ہے جو انہون نے انگریزی خوان مبتدیون کے لئے تیار کی ہے جسمین تدریجا طالب علم کو ترقی کرنے کے اصول پر سبق تیار کئے گئے ہین اور ساتھ ہی روزانہ کاروبار خط کتابت اور تار نویسی وغیرہ امور کے نمونے دئیے گئے ہین یہ کتاب ان لوگون کیلئے جو بطور خود انگریزی پڑہنا چاہتے ہین مفید ہے قیمت ۵ر محمد زمان برادرز مراد آباد سے ملیگی *

تاج و نشان - یہ کتاب انجمن ترقی اردو کے واسطے لکھی گئی ہے اس کے جدت پسند مولف کی تالیفات سے متعدد کتابین ہین جنمین سے ایک گنج شایگان بھی ہے۔ یہ کتاب ۱۸ر قیمت پر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد سے مل سکتی ہے۔ گو قیمت زیادہ کہی جاسکتی ہے مگر نفس مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب قابل قدر ہے اس کے

مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔
دیباچہ۔ تاج۔ معرکہ۔ تاج شاہان ایران۔ پیشوادیان۔ کیانیان۔ ساسانیان۔ سامانیان۔ غزنویان۔ خوارزمیان۔ چنگیزیان۔ تیموریہ۔ صفویہ۔ افشاریان۔ قاچاریان۔ تاج شاہان روم۔ قبل از اسلام۔ سلاطین عثمانیہ۔ شاہان و امراء انگلستان۔ شاہان روس و متفرق سلاطین یورپ۔ شاہان اودھ۔ و متفرق شاہان ہندوستان۔ سلاطین تیموریہ۔ شاہزادگان تیموریہ ہندوستان۔ بیگمات شاہان تیموریہ۔ تاج شاہان مختلف متعلقہ ہندوستان۔ متفرق و مختلف تاج سلطنتون کے شاہی فوجی و متفرق نشان۔ فوجی وردیون کے نشان۔ سلطنتون۔ بادشاہوں اور رؤسا کے نشانات۔ تاج۔ نشانات و مقر کو جو بعد کو دستیاب ہوئے۔ سلطنتون کے پھریرے اون کی رنگینی والیان ریاست و مشاہیر ہندوستان کے مہرے و نشان۔ قطعات تاریخ۔ ضمیمہ کتاب۔ تاج و نشان متفرق

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ نہایت پیاری نعمت ہی یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانیوالا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کیطرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقاد والو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ جبتک ... کہ قیامت آجاوے خدا تمہیں نعمت وحی الہام اور مکالمات اور مخاطبات الہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھیگا اور کہیگا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جاوے گا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو۔ لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوےٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں ہے خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور ان کا برا دن ان سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جبتک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جس کی نسبت چاہیگا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کریگا تمہیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنائی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہارے تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی کرو۔ نجات کے لئے الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ شرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بد نظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدائے نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھ خدا کی راہ نہیں ملیگی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا۔ اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں فقط انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تواصوا بالمرحمہ پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کو ہر یک ناپاکی پر صبر کر اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے الطیبات للطیبین قرآن کا یہ منشاء ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو بے غیرتی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کرے اور تو مر جاوے اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کیلئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضایع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کیلئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بیقیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور قرآن انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کر کہ وہ درست ہو جائیں اور اسی بارے میں فرماتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنیوالا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کیطرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربی یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو تم اپنے دل کو جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے نفوس کے قبضہ میں چھوڑو ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہئے پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کرو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

(باقی آئندہ)

خدا کی ہستی ۴

والدین کا ایک عزیز بچہ ہے جو نہایت ناز و نعم سے اُن کے کنار تربیت مین پلا ہے اسکے کچھ سوتیلے بہائی ہین جو برداشت نہین کر سکتے کہ والدین کا التفات اور نظر شفقت اسکی طرف ان سے زیادہ مبذول ہو۔ وہ آپسمین مشورہ کرتے ہین کہ اسے ایسی دور جگہ پھینکدین جہان وہ بغیر کسی متکفل اور ولی کے ہلاک ہوجاوے اور اسکے بعد اس کا وجود ان کی رقابت اور رشک کی آگ کو اشتعال دینے والا نہ رہے اور والدین کی محبت سوجی انہین کیطرف مائل ہوجائے۔ آخرکار لطایف الحیل سے وہ اس معصوم لڑکے کو جنگل مین دور لیجا کر ایک کنوئین مین پھینکتے ہین۔ اسوقت یہ نظارہ قابل دید ہے کہ ایک معصوم لڑکا جسکی نظر بجز اپنے والدین کی گود کے یا ارد گرد کی چند محدود چیزون کے اور کسی وسیع چراگاہ مین کبھی چرنے کیلئے چھوڑی نہین گئی اور اس صغرسنی کے ساتھ وہ زمانہ کی نشیب و فراز سے بھی بہت ناواقف اور سادہ بچہ ہے عام آدمی کی نگاہ کیا توقع کر سکتی ہے کہ اس تاریک کنوئین مین ایسی حالت مین دیکھے ظاہر ہے کہ اگر ایک معمولی بچہ ہے تو اسے بہت جلد تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر جان دینی چاہئے لیکن خدا کی کتاب مین جسے ہم خدا کی کتاب نہ صرف تحکم سے کہتے ہین بلکہ اسلئے کہ وہ ایسے حکیمانہ واقعات کو اپنے اندر رکھتی ہے اور ان سے اپنے عظیم الشان لانیوالے کے ثبوت ہستی کیلئے نشان پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ اس بھیانک اور خوفناک منظر مین اسے ایک آواز آئی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا وہم لایشعرون۔ مین تجھے قسم کھا کر یقین دلاتا ہون کہ تجھ پر ایک وقت آنیوالا ہے کہ تیری پوزیشن اس رفعت اور اس پایہ کی ہوگی کہ تو اپنی شان و شوکت اور جلال مین ان لوگون کو جنہون نے سمجھکر یہ مفسدانہ کارروائی کی ہے۔ انکی اس شرارت اور مفسدہ کی خبر دیگا اور وہ اپنی پستی اور ذلیل حالت اور تیری شوکت اور جلالت کے سبب سے تجھے نہین پہچانتے ہونگے۔

اب یہان ہر ایک سلیم الفطرت کو غور کرنی چاہئے کہ یہ کیسی آواز ہے اسکی وجہ سے فکر کرنی چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ آواز اس معصوم بچے کے توہمات اور تخیلات یا تجارب اور فراست کا سرجوش تھی۔ دوم یہ کہ آیا وہ بالالفاظ پوری ہوئی یا ایک فضول گپ کیطرح ہوا مین ملگئی۔

خدا کی کتاب نے اس ترکیب اور اسلوب عبارت مین اپنی الوہیت کا جلال اور اپنا ہمہ علم اور ہمہ قدرت ہونا ثابت کرنیکیلئے لفظ تنبئنہم کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے موکد کیا جس سے غرض یہ ہے کہ یہ اخبار غیب قطعی اور یقینی ہے۔ یہ ترکیب اپنی ذات مین ذرا سے تامل کے ساتھ اسطرف رہنمائی کرتی ہے کہ یہ آواز اس بچہ کے اندر سے پھوٹی ہوئی نہین اسلئے کہ اسکا منشاء یہ ہے کہ یقیناً اور قطعاً ایسا وقت آنیوالا ہے اور کوئی چیز اسکو ٹال نہین سکتی کہ تو کامیاب ہوگا اور تیرے بدسگال دشمن تیری آنکھونکے سامنے ذلیل ہونگے ہمارے پاس اس بات کا تصور کرنے کیلئے کوئی وجہ نہین اور نہ عقل سلیم ایک لحظہ کیلئے بھی اس تصور کو گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس آواز کو اس بچہ کا توہم یا اسکے کسی تجربہ اور فراست کا نتیجہ قرار دین واقعات نے ہمین ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ یہ آواز اس ہستی کیطرف سے اس ناتوان بے علم بچہ کے کان مین آئی جو عالم کی تصریف اور تصرف پر قادر ہے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ہمین آئندہ دیکھنا چاہئے کہ اس قادر مطلق آواز دہندہ نے اس عالم کون و فساد مین واقعات کو کسطرح اپنے منشا کے مطابق ترتیب دیا۔ اصل مقصود تو یہ تھا کہ اس مہجور و مخذول بچہ پر ایک زمانہ ایسا لایا جائے کہ وہ کامیابی کے تخت پر تاج عزت پہن کر بیٹھا ہو اور اسکے دشمن اسکے سریر شوکت کے آگے دست بستہ کھڑے ہون اس غرض کے سرانجام دینے کیلئے جسقدر انقلاب اور تغیرات ظہور مین آئے وہ صاف طور پر ہمین یقین دلاتے ہین کہ یہ تمام کارروائی اس ہمہ علم اور ہمہ قدرت پاک ذات کی ہے جو اپنے منشاء کے مطابق عالم کی تغیر اور تبدل پر ہر آن اور ہر شان مین قادر ہے۔ یہ خاندان جسکا ممبر یہ معصوم بچہ اور اسکے بد اندیش دشمن ہین کنعان کا رہنے والا ہے۔ ان کے گرد و پیش اسوقت ایک ہی ملک تھا جو ہر قسم کی امید اور بیم کا مرجع تھا۔ یہ لوگ اپنے پاس کسی قسم کی حکومت اور شوکت نہین رکھتے تھے لیکن اس پیشگوئی کے موافق ضروری تھا کہ یہ بچہ کسی زبردست حاکمانہ رنگ مین جلوہ گر ہو اسکے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہین ہوسکتی تھی کہ مصر کی عظیم الشان سلطنت مین اسے اقتدار اور جلال حاصل ہو۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ واقعات اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کسطرح اپنی اونچائی اور لمبائی سے سکڑ کر ایک ایسے مرکز پر آکر ٹھہرتے ہین کہ جس سے یہ غرض بخوبی حاصل ہوجائے۔ مصر کا ایک قافلہ جو کسی غرض کے لئے دور دراز سفر کو نکلا ہوا ہے اس کنوئین کے پاس فروکش ہوتا ہے جہان بیکس بچہ پڑا ہے ان کا ایک فرد پانی کی تلاش مین اس کنوئین پر آتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ صرف حقیر اور بیتمیز پانی کو پاتا اور پی کر بہت جلد اسے بھول جاتا ایک ایسی گران بہا دولت اسے ملتی ہے کہ جس کے احساس سے وہ چیخ اٹھتا ہے کہ یا بشری ہذا غلام۔ اللہ اللہ یہان تو ایک خوبصورت لڑکا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ قافلہ اس لڑکے کو مصر مین پہونچاتا ہے اور آخرکار بعد بہت سے انقلابات کے مصری گورنمنٹ مین نہایت ہی ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر منصوب کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہین کہ کنعان مین غلہ کی مصیبت اس سختی سے واقع ہوئی کہ کنعانیون کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زندگی کے بقا کیلئے مصر کیطرف رجوع کرین۔ اگرچہ ان دنون مین مصر ان ملکون کے لئے تجارت غلہ کی ایک بڑی مشہور منڈی تھی اور کنعان اور اسکے نواح کے لوگ غلات کیلئے وہین آیا کرتے تھے مگر یہ نازپروردہ اسرائیلی خاندان بہت کم اس سفر کیلئے مجبور ہوتا تھا۔ الحاصل حضرت اسرائیل کے گیارہ بیٹے اپنے باپ سے رخصت لیکر غلہ کی تجارت کیلئے مصر مین آتے ہین اسوقت تک ان کو کوئی علم نہین کہ ان کے لئے مصر مین کیا مقدر ہے وہ اس پر از بیداد کارروائی کو اپنے ننھے مظلوم بھائی کی نسبت زمانہ کی درازی کے سبب سے لوح حافظ سے بکلی مٹا چکے ہوئے ہین اور اپنے اعمال کے نتائج کی ذرا بھی پروا یا توقع نہین رکھتے وہ اپنے زعم مین اس امید سے لبریز ہین کہ وہ مصر مین اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے جاتے ہین اور بہت جلد دامن مقصود کو گوہر مراد سے بھرکر اپنے والد کی حضور مین حاضر ہونگے۔ مگر وہان ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو انکی امیدون اور گمانون مین کبھی آنہین سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کا حکیمانہ ارادہ چند واقعات کے واقع ہونے کے بعد انہین ایک ایسے عظیم الشان شخص کے سامنے لاکر کھڑا کرتا ہے جسے وہ تو نہین پہچانتے مگر وہ انہین جانتا ہے اسوقت کی کیفیت اور نظارے کو دل کی کیفیات اور قدرتون سے بھری ہوئی کتاب کا مطالعہ کرنیوالا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے جبکہ اس موجودہ وقت کے باجلال گورنر یوسف ابن یعقوب نے اور اس پرانے وقت کے کنوئین مین پھینکے ہوئے ناتوان بے بس معصوم بچے نے جس کے کان مین وہ دلربا آواز آئی تھی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا۔ اس موجودہ وقت کے عاجز گر کسی پرانے وقت کے مغرور ناعاقبت اندیش گروہ کو بجواب اُن کے اس قول (ءانک لانت یوسف) کے کہا۔

قال انا یوسف وہذا اخی قد من اللّٰہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین۔ ہان مین یوسف ہون اور یہ میرا بہائی ہے اللہ نے ہمپر احسان کیا اور اس رتبہ پر ہمین پہونچایا۔ اللہ کا یہ ایک قانون قدرت ہے کہ وہ متقی اور صابر کو کبھی ضایع نہین کرتا۔

ان واقعات مین اس رنگ اور پہلو سے غور کرنی چاہئے کہ انسان کی منصوبہ بازی اور تدبیر کیا مقاصد اپنے سامنے رکھتی ہے اور ان مقاصد کے بہم پہونچانے کیلئے ایسے سامان اور مواد پیدا کرتی ہے کہ جنپر اس مقصود پیش نہاد کے حاصل ہوجانے کے لئے قطعی کارگر ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے یا بلفظ دیگر یون کہو کہ ایک میکر لیٹ عام تجربہ اور استقرار کی بناپر علت و معلول کے صحیح سلسلہ کو مدنظر رکھکر وہ اسباب اور مواد بہم پہونچاتا ہے کہ جنکی نسبت اسکا پورا ناتجربہ اسکو ہمیشہ مفید ہونیکا یقین دلا چکا ہے۔ لیکن باین ہمہ ایسے علل اور اسباب پیش آجاتے ہین جو اسکی تمام ساختہ پرداختہ کو خاک مین ملا دیتے ہین یہان اس واقعہ مین غور کرو اسرائیل کے فرزند اپنے سوتیلے بہائی یوسف کے استیصال کیلئے وہ تمام تدبیرین کر چکے ہین جو مادی انسان کر سکتے ہین اور فی الحقیقت ایسی ہی تدبیرین کسی مخالف کے ہلاک کرنے کیلئے دنیا مین ہوا کرتی ہین اور ہزارون واقعات گذرے ہین جنہون نے ان تدبیرون کے کارگر اور مفید ہونے کے ثبوت بھی دیے ہین مگر وہ کیا بات ہے جو ان تمام منصوبون اور کاروائیون کا تار و پود ادھیڑ دیتی ہے یہ ظاہر بات ہے کہ قانون قدرت مین ایسی باتونکی نظیرین بہت ملتی ہین اور ان سب مین ہم بڑی حکومت اور پورے زور سے یہ دعویٰ کرتے ہین کہ ایک قادر ہمہ علم ہستی ہے جو اجازت نہین دیتی یا اسکی غیرت اس بات کو روا نہین رکھتی کہ انسان ذرات کون و فساد پر متصرف ہوکر ہمہ قدرت اور ہمہ ہستی بنجائے۔ مگر اس جگہ ایک اور بڑی عظیم الشان بات ہے جو علوم نظریہ کی طرح دقیق اور حیرت انگیز نہین بلکہ ایک بدیہی امر ہے اور وہ یہ ہے قبل از وقت ایک پیشگوئی اور دعوے کا موجود ہونا ایسے وقت مین جبکہ دنیا کی کوئی فراست کوئی حدس کوئی تخمین کوئی استقرار کوئی تجربہ حکم نہین لگا سکتا کہ واقعات عالم اس مدعی کے پاؤن اسیطرح چوم لینگے جسطرح اس دعوے کے لفظون سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ساری کارروائی مین بڑی دلچسپ بات جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی بین دلیل ہے۔ یہی ہے کہ زمین کے فرزندون نے ایک منصوبہ کیا اور اس مین اُس آواز کے منطوق کے موافق جو جلالی پیشگوئی سے بھری ہوئی تھی اور ایک ناتوان اور بے سامان بچے کے منہ سے نکلی تھی نامراد اور ناکام رہے قرآن شریف مین یہ واقعہ بطور پیشگوئی کے لکھا گیا ہے۔ اس قصہ یوسف سے یہ غرض ہے

کہ کوئی شخص بعد و دا اور سرسری نگاہ سے اسکیطرف التفات نہ کرے مگر جب اس زمانہ کے واقعات اور لوازم پیش نظر رکہے جائیں جب عی کے منہ سے یہ پُر زور لفظ نکلے تو بے اختیار اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ عالم الغیب متصرف عالم خدا کے الفاظ ہیں جن دنوں مین یہ وحی یا غیب کی بات اس کتاب مین لکہی گوئی مصنف ایسے گمنامی کے گوشہ مین زندگی بسر کرتا تہا کہ قرب وجوار کے بہت سے لوگ بہی اسے نہ جانتے تہے۔ نہ وہ ان دنوں مین گوشۂ تنہائی کی لذت اور راحت کے سبب کسی کو دیکہنا پسند کرتا تہا اور نہ اس نے اپنے گرد و پیش کوئی ایسا دلچسپی کا سامان جمع کر رکہا تہا کہ کسی کے دل مین اس کے دیکہنے کی کشش یا خواہش پیدا ہوتی لیکن بتدریج اس پر ایسا وقت آیا کہ جس نے اس اخبار غیب کو حرفاً پورا کیا اور آج ایک عالم اپنی آنکہوں سے اسکی سچائی کا بے اختیار اعتراف کرتا ہے۔ اس کی مطابق اور بمو جب اسی کتاب مین ایک دوسری وحی بہی درج ہے لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یعنی خدا کی مخلوق سے تکبر اور تحقیر سے پیش نہ آنا اور خلقت کی کثرت اور ہجوم سے ملول اور دلگیر نہ ہونا۔ اس دراو عجیب آواز نے خود اس آواز کا یہ وحی صاف بتاتی تہی کہ یہ شخص ایک وقت مین خلق اللہ کا مرجع و مآب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب اس خبر غیب کی سچائی کے اتنے گواہ ہین کہ جن کا گنتا نہایت مشکل ہے پہر اسی زمانہ مین اس کتاب مین ایک اور وحی درج ہوئی جس نے بڑی صفائی اور قوت کے ساتہ ان تمام انقلابات اور فتن کی خبر دی جو مدتون سے عجیب ترتیب سے اس شخص کی زندگی مین واقع ہو رہے ہیں۔

اسیطرح امرتسر کے مقام مین عیسویت کے ایک بڑے نامی زعیم اور وکیل کے ساتہ مباحثہ کرنے کے بعد جبکہ علمی رنگ مین اسلام کی سچائی کے دلائل کے بیان کرنے سے فارغ ہو چکا یہ پیشگوئی کی کہ خدائے عالم الغیب اور قادر نے مجہے اطلاع دی ہے کہ اسلام اور بانی اسلام کے منجانب اللہ ہونے اور خدائے اسلام کے حیّ قیوم و قادر مطلق خدا ہونے کا ثبوت اور عیسویت کے مردہ مذہب اور بے برکت ہونے اور یسوع مسیح کے ایک ضعیف اور بیکس انسان ہونے اور خدائی کے صفات مین سے اس کے قطعاً حصہ دار نہ ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ میرا حریف مقابل پندرہ مہینے کے عرصہ مین بشرطیکہ اس اثنا مین حق کیطرف رجوع نہ کرے اس جہان سے رخصت ہو جائیگا۔ یہ بڑی دلیری اور قوت کی بات ہے جو مسلمان اور عیسائیون کے ایک بڑے مجمع مین روز روشن مین کی گئی۔ اسوقت ان الفاظ کی عظمت اور ہیبت جو سامعین کے قلوب پر طاری ہوئی اس کا صحیح اندازہ حاضرین کے سوا دوسرا شخص کم کر سکتا ہے اگرچہ اس وقت بہی بعض ایسے دل تہے جو ان الفاظ کی قوت اور متکلم کی جمعیت باطن اور متانت ظاہری اور وجاہت کو مطالعہ کر کے یقین کر اُٹہے کہ یہ الفاظ ایک ضعیف العلم اور محدود الطاقت انسان کے نہین ہو سکتے۔ مگر آخر کار ہر ایک موٹی اور باریک نظر کے سامنے بدیہی طور پر اس پیشگوئی کا نظارا واقع ہوا۔ اس پیشگوئی مین اصل مغز اور سِر اور مقصود ایک شخص کی موت تہی جو انسانی علم اور قیاس اور حدس سے بالاتر پیشگوئی تہی لیکن محدود اور کم اندیش عقلون کے نزدیک پہر بہی اس دعوے مین ایک التباس ممکن تہا کہ کوئی شخص یہ قیاس کرتا کہ پیشگوئی کرنیوالا ایک حاذق طبیب ہے اور حریف مقابل گو بالفعل چست چالاک ہے۔ مگر بوڑہا ہے اسلئے نہایت قرین قیاس ہے کہ بعض آثار اور قرائن سے جو کسی علم کی بنا پر پیشگوئی کرنیوالے کے نزدیک بیّن ہون۔ اور دوسرون کے نزدیک مخفی یہ دعوے کیا گیا ہو۔ مگر اس دوسرے شق نے جو ایک الگ اور ایسی ہی زبردست پیشگوئی تہی یہ ثابت کر دیا کہ یہ ساری باتین خدائے عالم الغیب کیطرف سے تہین ایک شخص کی نسبت جو ایک مذہب کا مسلم وکیل اور ساری عمر اس کی طرف سے غیر قومون کے ساتہ بحث کرنے والا اور اپنی قوم مین دیانت امانت اور اتباع مذہب مین مشہور رہا۔ اسکی نسبت یہ دعوے کرنا کہ ہلاکت تو بہرحال اسکے لئے مقدر ہے اور وہ ضرور مریگا۔ مگر ایک وقت اس اثنا مین اسکی زندگی مین ایسا بہی آئیگا کہ اس سچائی کا جو اس کے مقابل مدعی نے اپنے پُر زور پُر تحدی الفاظ مین اس کے سامنے پیش کی ہے اس پر رعب پڑیگا اور وہ برخلاف اپنے عقیدے کے اپنے ایمان مین متزلزل اور متردد ہو کر ایک خام شکی کیطرح بزدل ہو جاویگا اور اس انسان خدا پر جسے وہ آلفا اومیگا کہتا تہا اس کا ایمان نہ رہے گا۔ اسلئے وہ چند دن کیلئے اس سزا موت سے بچ رہیگا۔ چنانچہ آخر کار اس لمبی دوڑ مین جو عجیب نظارون کے ساتہ واقع ہوئی۔ یہ ثابت ہو گیا کہ اس نے اس استقامت اور استقلال سے جو عیسوی مذہب پر ایمان اور انسان خدا پر توکل کرنیکے سبب سے اسے چاہیے تہی۔ اپنے تئین بالکل بے بہرہ ثابت کر دیا۔ اس نے دوست دشمن پر اپنی سرگردانیون اور پریشانیون اور شہر بشہر نقل مکان کرنے اور کسیطرح بہی کسی اپنے حامی و ناصر سے تسلی نہ پانے سے ثابت کر دیا کہ اس کے دل پر اس پیشگوئی کی سچائی نے بڑے زور سے پنجہ مارا تہا۔ آخر کار جونکہ وہ اصل سچائی کے اختیار کرنے سے جس کا مقصد اسلام پر بہتر طور پر ایمان لانا تہا محروم رہا وہ خدا تعالےٰ کی اس ہیبت ناک گرفت سے مخلصی پا سکا جسکی نسبت پیشگوئی مین خبر دیگئی تہی خدا کی پیشگوئی کی سچائی پر دشمنون نے پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ جبکہ انہون نے اپنے ضمیرون اور واقعات کے خلاف یہ مشتہر کیا کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہین کیا۔ یعنی وہ عیسویت پر ایمان اور توکل مین مستقیم الحال رہا۔ مگر پیشگوئی کرنیوالے نے جو غیبی طاقتون سے معمور تہا۔ ان بے دلیل دعوون کے مقابل مین سکوت اختیار نہ کیا۔ اس نے پہلے سے زیادہ قوت کے ساتہ یکے بعد دیگرے چار اشتہار دیئے جنمین ایکہزار سے چار ہزار تک روپیہ کا انعامی وعدہ تہا۔ اس شرط پر کہ عبداللہ آتہم جو اس پیشگوئی کا نشانہ تہا ایک مجمع مین کہڑا ہو کر بقسم کہدے کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہین کیا۔ اس سے دو باتین حاصل ہونگی ایک یہ پیشگوئی کرنیوالے کی مسلم اور مشہود وجاہت اور اس کے تمام دعاوی ہمیشہ کیلئے خاک مین ملجاینگے اور ملحقاً اسے زرکثیر کے نقصان کا متحمل ہونا پڑے گا لیکن عبداللہ آتہم جو اپنی بساط اور کائنات سے پورا واقف تہا قسم کہانے اور میدان مین نکلنے کی جرأت نہ کر سکا اور یون ان تمام الفاظ کی سچائی پر اور خدا کی ہستی کے ثبوت پر ابدی مہر لگا کر اس جہان سے رخصت ہوا۔

ایک اور واقعہ جو ملک پنجاب اور ہندوستان مین باوجود سات برس کے گذرنے کے ابتک ہزارہا کانون مین زندہ اور تازہ گونج رہا ہے یہ ہے کہ آریہ قوم مین ایک شخص لیکہرام نے جو اسلام کے خلاف بڑی تیز زبانی اور بیباکی سے بولتا تہا اس خدا کے نبی سے درخواست کی کہ اگر اس کا دعوے سچا ہے اور وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسلام سچا مذہب ہے تو اسے بہی کوئی بین نشان دکہایا جاوے مرزا غلام احمد نبی اللہ نے عالم الغیب قادر مطلق خدا کیطرف توجہ کی۔ خدا نے فرمایا کہ یہ شخص چہ برس کے عرصہ مین عذاب اور سختی کے ساتہ ہلاک ہو جائیگا۔ یہ ممکن تہا کہ کوئی رحمت اور فضل کا نشان ایسے موقعہ پر دیا جاتا جو اس شخص کیلئے حق کیطرف ہدایت کا موجب ہوتا۔ مگر اس شخص کی ثابت شدہ سنگدلی اور بدزبانی اور دلآزاری جزا لے مطابق کی سنت کے طور پر تقاضا کرتی تہی کہ اس کے وجود کے ذریعہ سے ایک ایسا نشان ظاہر ہو جو طبایع پر ایک زلزلہ اور رعب ڈالدے آخر جبکہ مقررہ میعاد کے گذرنے مین بہت تہوڑا عرصہ باقی رہگیا تہا۔ آریہ سماج کا مشہور قوی مضبوط الجثہ اور تیس برس سے کچہ اوپر عمر کا نوجوان لیکہرام لاہور مین شہاب اسیطرح مارا گیا جسطرح پیشگوئی کے حرف دعوے کرتے تہے۔ جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہین کہ خدا کے کلام مین جو اس شخص کی نسبت نازل ہوا۔ اسکی بہیانک موت وقت موت اور طرز موت کا ایک عرصہ پہلے وہی نظارا دکہا گیا تہا جسے وقوعہ کیوقت حاضر اور ناظر لوگون نے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ پیشگوئی کے ان اشعار مین جو ذیل مین درج کئے جاتے ہین ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

بترس از تیغ بُرّان محمدؐ مین ایک ماتہہ کی تصویر دکہلائی ہے جسکی انگشت سبابہ اشارہ کرتی ہے اس عنوان کیطرف جو لیکہرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی۔ اس شخص کی موت نے آریہ سماج کے گہرون مین وہ ماتم اور شیون برپا کیا جس کا بیان کرنا مشکل ہے تمام پنجاب مین اسطرف سے اُسطرف تک ایک شور پڑ گیا اس لئے نہین کہ وہ ایک آریہ سماج کا ممبر تہا بلکہ اس لئے کہ وہ آریہ سماج کے جدید مذہب اور تازہ جوشون اور نئے دعوون کا لانظیر حامی اور مویّد اور مجسم تصویر تہا آریہ سماج کو اس بات کے احساس نے بہت تکلیف دی کہ ان کے مذہب کے مخالف غلام احمد نبی اللہ کی پیشگوئی کے مطابق لیکہرام کا مرنا ان کے مذہب کی خوفناک ذلت اور رسوائی کا باعث تہا اس لئے انہون نے اس کے بعد قاتل کی تلاش مین ان تمام انسانی زورون اور ذریعون کو استعمال کیا جو ایک طاقتور اور نو دولت قوم ایسے موقعہ پر کر سکتی ہے اس کے علاوہ رحمدل اور فیاض گورنمنٹ نے بہی ان کی مدد مین کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا مگر تعجب کی بات ہے کہ قاتل کا کوئی سراغ نہ لگا۔ اگرچہ گورنمنٹ اور پہر انگلش گورنمنٹ جو رعایا کے حالات کے جاننے مین تمام دنیا کی گورنمنٹون سے زیادہ باخبر اور تیز بین ہے خوب جانتی تہی اور جانتی ہے اور اس بات کے لئے اس کے پاس کافی ذریعے ہین کہ مرزا غلام احمد علاوہ اس کے ایک مسلّم پاک زندگی بسر کرنیوالا بے شر انسان تہا جس کا دعوے اور نیا دعوے یہ تہا کہ وہ عالم مین پاکیزگی امن اور صلح اور خدا سے سچا تعلق اور بنی آدم سے پاک محبت پہیلانے کے لئے مامور ہوا ہے۔ اور اس کا خاندان یعنے اس کا باپ اور بہائی گورنمنٹ کے نزدیک وفاداری اور جان نثاری مین مسلم تہے۔ اور اس لئے گورنمنٹ کو اس خوفناک قتل کے متعلق شبہ کرنے کی کوئی گنجائش تہی کہ اس کا بانی مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہین لیکن ظاہری قانون کی پابندی کی ایک فرقہ رعایا کے استغاثہ کی تائید نے گورنمنٹ

کہ حامل قرآن علیہ صلوات الرحمان بھی یوسف کیطرح ایسے ہی واقعات مین مبتلا ہوگا یعنی اسکا آغاز اور انجام بلاتفاوت یوسف کیطرح ہوگا یہ قصہ ایک پیشگوئی کرنیوالے پر ایسے وقت مین وحی کیا جاتا ہے یا یون کہو کہ ایسے وقت مین اس پیرایہ مین وہ اپنے حال کی نسبت پیشگوئی کرتا ہے جبکہ وہ بھی یوسف کی طرح اپنی قوم اور بھائیون کی طرف سے ناگفتنی ظلمون اور بیداد گریون کے اندھے کنوئین مین پھینکا گیا تھا۔ اور اس کنوئین سے نکلنے کیلئے اس کے ہاتھون مین کوئی زمینی سامان اور مادہ نہ تھا۔ اس کے بالمقابل اس کے حریف یوسف کے ظالم بھائیون سے بدرجہا زیادہ قوی بدرجہا زیادہ باسامان تھے مگر کیسے جلال اور شوکت پیرایہ مین یہ آواز اس کے منہ سے اس کے مخالفون کے کانون مین پڑتی ہے لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین یوسف اور اس کے بھائیون کے واقعات مین نشان ہین ان لوگون کیلئے جو اس شخص کے آغاز اور انجام اور واقعات زندگی کی نسبت دریافت کرتے ہین۔ اس بات کے ثابت کرنیکیلئے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئیان ورا صل آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی مین۔ جو یوسف کے قصہ کے پیرایہ مین بیان کی گئی ہین۔ ہمین زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہین پڑتی اس لئے اس عظیم الشان نبی کے واقعات زندگی ایسے صاف اور واضح ہین کہ کسی اور دعوے کرنیوالے کی زندگی مین اس صفائی اور وضاحت کی نظیر نہین ملتی اس یوسفی مثیلیت کے اثبات کیلئے ہم مختصراً دکھاتے ہین کہ کسطرح محمد رسول اللہ کے دشمنون نے آپکے استیصال کیلئے منصوبے کئے۔ مکہ مین تیرہ برس تک وہ دکھ دیئے جو ایک معمولی انسان کے تباہ کرنے کیلئے بہت کافی تھے۔ آخرکار مکے سے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا اور اپنے وطن سے بہت دور ایک بیگانہ سرزمین مین آپ پناہ گزین ہوئے۔ مکے کے ان قومی دشمنون نے اس مسافر پر اس اوپری بستی مین بار بار حملے کئے یہانتک کہ آخرکار مدینہ کی ... ان طاقتور قومون کو جو اسرائیل کے باقی فرزندون سے وہان سکونت پذیر تھین اور دولت اور ثروت اور طاقت مین اپنی اس پاس کی قومون مین ممتاز تھین اس مہجور خویش و بیگانہ کی تباہی کیلئے اپنے ساتھ ملا لیا غرض ایک شخص کے ہلاک کرنے کیلئے جسقدر منصوبے زمینی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ عرب کی متفق قومون نے اس نبی کے استیصال کیلئے کئے مگر جیسا کہ قبل از وقت پر تحدی پیشگوئی نے خبر دی تھی وہ کامیاب ہوا اور ایسا کامیاب ہوا کہ اسکی کامیابی کی کوئی نظیر دنیا مین نہین وہی شخص جو ناقابل بیان ظلمون کا نشانہ بنکر ننگے پاؤن ننگے سر صرف ایک رفیق طریق کے ساتھ مردانہ بیابان مین رستون کو کاٹتا ہوا اور کیپڈنڈیون سے کتراتا ہوا بہت دنون کے بعد مدینہ مین پہونچا تھا۔ آخر دس ہزار جان نثارون کے ساتھ اس زمین مین داخل ہوتا ہے جہان سے اس کے دشمنون نے نکالکر اپنے آپکو بڑے کامیاب اور بامراد سمجھے اور اسکو بیاک تنے کی خوشی پر اس مین کئے بیہارون کی چوٹیون پر چراغان کی روشنی کرتے ہین۔ آج وہ ان کی تمام سرزمینون اور املاک پر اور سب سے زیادہ انکے مقدس معبد پر متصرف ہوکر اس کے دروازے پر مین کھڑا ہوتا اور ان کے تمام معبودون کو جنکی تاثیر اور ضرر اور نفع پر وہ تمام مادی لوگ بھروسہ کرتے اور انہین متصرف عالم مانتے تھے توڑنیکا حکم دیتا ہے اور اس کے سامنے وہ بڑے بڑے منا دید اور جبل اور عمائد اسیطرح کھڑے ہوئے ہین جسطرح یعقوب کے فرزند مصری یوسف کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوئے تھے یہ وہ لوگ ہین کہ جو عرف اور شریعت اور عقل کے نزدیک اپنے ناجائز افعال کے ذریعہ سے واجب القتل ٹھہر چکے ہوئے ہین اور وہ خود بھی اس بات کو محسوس کرتے ہین کہ اب کسیطرح قابل عفو نہین وہ کامیاب انسان ان سے پوچھتا ہے کہ تم میری نسبت اب کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہو وہ کہتے ہین کہ تو کریم ابن کریم ہے۔ اسلئے ہم تجھ سے توقع کرم اور رحم کی رکھتے ہین وہ ان کے جواب مین فرماتا ہے۔ آج مین بھی اپنے بھائی یوسف کیطرح تمہین کہتا ہون لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اس قول سے ثابت کرتا ہے کہ تمام سورہ یوسف درحقیقت اسی کے واقعات زندگی کی نسبت پیشگوئی تھی۔

اب ہم ایک طالب حق کو اسطرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ ان پیشگوئیون مین اس نگاہ سے غور کرے کہ کیسے وقتون اور کیسے حالات کے ماتحت ہوکر ایک شخص زلزلہ ڈالنے والی تحدی اور دعوے سے ایک بات منہ سے نکالتا ہے۔ اور وہ آخرکار حرفاً پوری ہوجاتی ہے اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ تمام پیشگوئیان ایک قادر علیم حلیم کیطرف سے ہوتی اور اس کے وجود پر ایک بین دلیل کا کام دیتی ہین۔

اسیطرح قرآن شریف مین خدا یتعالے کی ہستی کے ثبوت مین بنی اسرائیل کے عظیم الشان ہادی حضرت موسےٰ کا واقعہ بیان کیا ہے جبکہ وہ فرعون مصر کیطرف گئے اور اسکے تخت کے سامنے کھڑے ہوکر باوجود ایک ناتوان اور ضعیف اور بے سامان انسان ہونیکے کس شوکت اور قوت سے اس متکبر بادشاہ کو کہا قد جئناک بآیۃ من ربک والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ ہم تیرے پاس اپنی سچائی کا نشان لائے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو حق پر ہے وہ سلامت رہیگا اور اسکا مخالف ہلاک ہوجائیگا۔ اور دعوے سے کہا انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولیٰ —

یعنی ہمکو خدا تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ ہمارے مکذب اور روگردان پر عذاب نازل ہوگا۔ یہان یہ بات غور طلب ہے کہ بظاہر کامیابی اور نجات کے سامان کس شخص کے پاس ہین اور غریب مسکین کون شخص ہے کیا کوئی مادی عقل کوئی مادی فراست اسوقت عین اس حالت مین جبکہ بنی اسرائیل کے منبع نے ایک بادشاہ کو بظاہر گستاخانہ لہجے مین یہ دہمکی دی۔ یہ حکم لگا سکتی تھی کہ ان دونون مین سے جو کمزور ہے وہ غالب رہیگا اور جو قوی ہے۔ وہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور کیا یہ دعوے ایسے اقران انسان کے منہ مین اگر حرفاً پورا ہو جائے کہلا ثبوت ایک قادر مطلق ہمہ علم ہستی کا نہین۔ یہان یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کیا اس متکلم اور اس مخاطب کو کچھ بھی واقفیت اور شعور تھا کہ وہ کسطرح کامیاب ہوگا اور وہ کیونکر ہلاک ہوگا لیکن آخرکار قابل دید یہ امر ہے کہ ایک شخص کیلئے نجات کا اور دوسرے کیلئے ہلاکت کا سامان اسطور سے نمودار ہوا جو نہ تو ان مین سے کسی کی قدرت مین تہا اور نہ وہم و گمان مین آسکتا تہا ایک عرصہ کے بعد حضرت موسےٰ اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر مصر سے بہاگتے مین کچھ راستہ طے کرنیکے بعد ایک ایسی خوفناک روک سامنے نظر آتی ہے جسکو دفعہ کرنا انکی انسانی طاقت مین نہین۔ دریا اپنی پوری طغیانی کے ساتھ راہ مین حائل ہے کوئی پل نہین کوئی کشتی نہین بہاگنے والے تردد اور اضطراب مین دریا کیطرف دیکھ رہے ہین اتنے مین ایک شدید آندہی اور غبار کے نمودار ہونے اور چہٹنے کے بعد فرعون اور اسکا جرار لشکر تعاقب کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے مظلوم بنی اسرائیل ان دشمنون کو دیکھکر اپنے نجات دہندہ سے کہتے ہین۔ "یا موسےٰ انا لمدرکون"۔ یعنی اے موسےٰ اب ہمین کوئی شک نہین اور یہ قطعی بات ہے کہ اب ہم پکڑے گئے اور ہمارے لئے کوئی نجات کی راہ اور مفر نہین۔ مگر حضرت موسیٰ انکے جواب مین کہتے ہین "کلا ان معی ربی سیھدین"۔ یعنی ایسا ہرگز ہرگز نہین ہوگا جیسا تم گمان کرتے ہو اس لئے کہ میرا رب یقیناً میرے ساتھ ہے اور وہ ضرور مجھے کامیابی اور نجات کی راہ دکھائیگا اس مقام مین یہ امر غور طلب ہے کہ جبکہ ہزارون آدمی مشاہدہ اور تجربہ سے ایک نتیجہ پر پہونچکر پورے یقین سے کہتے ہین کہ حسب عادت اور عرف کے اب کوئی نجات اور فرار کی راہ نہین۔ ایک شخص کس بل پر ان سے بڑھکر یقین اور قوت کے لفظون مین دعوے کرتا ہے کہ ان معی ربی سیھدین کہ میرا پروردگار جسنے مجھے تمہاری نجات کیلئے پالا اور پرورش کیا ہے اور بڑے بھاری کام مجھ سے لینے ہین وہ مجھے ضائع نہین کرے گا اور یقیناً مجھے کامیاب کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے علم اور اسکی قوت کا نتیجہ نہین بلکہ یہ الفاظ اسکے منہ مین اس قادر ہستی کے ڈالے ہوئے ہین جسکا دست تصرف اس عالم کے ذرہ ذرہ پر کھلے طور پر حکمران ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت مین قادرانہ پیشگوئیون اور تحدیون سے بڑھکر اس عالم مین اور کوئی ذریعہ نہین اور قرآن شریف کی بڑی بھاری خصوصیت اور اسی کتاب کے ساتھ یہ صفت مخصوص ہے کہ اسمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت مین اور ثبوت ہستی باریتعالیٰ مین انہین علمی نشانونکو (جو ابد الآباد تک زندہ رہنے والے ہین اور کسی سائنس اور مادی علم کی طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کرسکے) دائمی اور ابدی معجزہ قرار دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہم ثابت کرچکے ہین کہ قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنے لانیوالے کی صداقت نبوت اور ثبوت ہستی باریتعالےٰ کو غیبی مقتدر پیشگوئیون پر موقوف رکہا ہے اور درحقیقت یہی ایک علمی معجزہ ہے جو قرآن کریم کے نبوت اور دلائل کے درخت کو ہر زمانہ مین عاجز جدیدہ کے سموم اور صرصر کے مقابلہ مین بے برگ و بے ثمر ہونے سے بچاتا ہے لیکن اسلئے کہ اس کا یہ دعوے جو اس نے اپنی نسبت کیا ہے کہ مین مبارک کتاب ہون یعنی میرے برکات اور ثمرات ہمیشہ زندہ رہین گے خدا تعالیٰ نے اسمین یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ دعوے یا پیشگوئیان یا خدا سے مکالمات جو اس نے ان انبیاء کی نسبت بیان کی ہین جن کا ذکر اس کتاب مین آیا ہے اس کے حقیقی پیروون مین وہ علامتین ہمیشہ پائی جاتی ہین۔ چنانچہ ہر زمانہ مین قرآن شریف کی برکات سے نور حاصل کرنیوالون نے اس زمانہ کے موافق ان باتون کے ثبوت دیئے ہین لیکن اسوقت ہم گذشتہ داستانونکو چھوڑکر حال کے زمانہ کے ایک خادم قرآن کا ذکر کرتے ہین جسنے اس علمی اور عقلی زمانہ مین بڑی قوت اور دلیری سے یہ دعوے کیا ہے کہ اسکو وہ تمام معجزات اور طاقتین اور صفتین دیگئی ہین جو تمام انبیاء کی نسبت قرآن شریف مین مذکور ہوئی ہین ہم قطع نظر ان تمام بلند اور عجیب اور واقعی دعوون کے جو اس انسان کامل نے کئے ہین اور سوا ان کے بین ثبوت دیئے ہین اس مضمون کے موضوع کے لحاظ سے صرف انہی پیشگوئیون پر التفا کرتے ہین جنکی مقتدرانہ غیب پر مشتمل ہونیکے سبب خدا یتعالےٰ کی ہستی کا بین ثبوت ملتا ہے منجملہ ان کے ایک وہ پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے جو بیس پچیس برس پیشتر براہین احمدیہ مین لکھی گئی ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو دنیا کے مختلف ملکون مین مختلف قومون اور مذہبون کے ہاتھون مین موجود ہے اور وہ پیشگوئی یہ ہے یاتون من کل فج عمیق یاتیک من کل فج عمیق۔ یعنی لوگ تیرے پاس زمین کے اطراف اکناف سے جوق جوق آئینگے اور تیرے پاس زمین کی ہر طرف سے تحائف اور ہدیے آئینگے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو...

(باقی)

مرزا غلام احمد صاحب کی خانہ تلاشی کیطرف متوجہ کیا۔ ناگہان ایک دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ اپنے ماتحت افسرون کے قادیان مین آیا اور مرزا صاحب کے تمام کاغذات اور کتابین جہان جہان پڑی تہین بڑی محنت سے ان کی پڑتال کی جس سے غرض یہ تہی کہ شاید اس قتل کے متعلق کوئی پہلی تجویز کردہ خط وکتابت یا کسی ہوئے منصوبے کی اطلاع ملجائے مگر سچائی نے ان افسرون کو بڑی صفائی سے اپنا پلہ پاک کرکے دکہایا۔ ممکن ہے کہ کسی ناواقف اور غور نہ کر سکنے والے دل مین یہ شبہ اندر ہی اندر قایم ہو کہ یہ خفیہ قتل مرزا صاحب کے اشارے سے ہوا ہو اور جیساکہ کبہی کبہی ہوتا ہے اسباب تحقیق وتفتیش کی عدم تکمیل کے سبب سے اس امر کی پردہ داری نہ ہوسکی ہو۔ لیکن یہ ملاحظہ اس شبہ کو بڑی صفائی سے رد کرتا ہے جب دیکہا جائے کہ مرزا صاحب کے گردوپیش کون لوگ رہتے ہین ان کے تمام امور مین خواہ جلوت کے متعلق ہون خواہ خلوت کے اگر کچہ مداخلت اور مشاورت ممکن ہوسکتی ہے۔ تو کن لوگون کی ہے ایک گروہ ایسا ہے جو زمانہ کا پورا مزاج شناس خوب سرد وگرم سے واقف نئی تعلیم کی معراج پر پہونچا ہوا گہری نگاہ سے دیکہنے والون ہر ایک امر کو تنقید اور تحقیق کی محک پر کسنے والے۔ بی اے ایم اے تک ڈگری یافتون نوجوانون کا ہے ایک گروہ بوڑہے سن رسیدہ خدا کے لئے یا سچائی کے لئے سچائی کے سیکہنے اور سچائی کی حمایت کیلئے دولت جاہ اور دنیوی وجاہت کو چہوڑکر نہایت غربت اور خاکساری مین زندگی بسر کرنیوالون کا ہے ان کے چال چلن دوست اور دشمن مین بے داغ بے عیب اور معروف ہین ان کے علم اور فضل اور تقوے اور دیانت داری اور راستبازی کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ سچ کے لئے جان اور مال اور آبرو کا دینا انہین آسان سے آسان ہے اور باطل اور جہوٹ ان کے نزدیک ہر مکروہ شے سے زیادہ مکروہ ہے رات دن قرآن شریف کی تعلیم اور اشاعت مین سرگرم ہین۔ ایسا ہی مختلف جنسون اور مذاقون کے لوگ جن کا درحقیقت ایک ہی مقصد سچائی کو دیکہنا اور سچائی کو حاصل کرنا ہے اس جگہ بیٹہے ہین۔ ان مختلف طبقون کے لوگون کو بڑے وثوق سے یہ یقین ہے کہ انہین مدعی نبوت کی زندگی کا پبلک اور پرائیویٹ حصہ روز روشن کیطرح عیان ہے انہین بصیرت سے یہ یقین ہے کہ ان کے سوا مرزا صاحب کی تدبیرون اور تجویزون کو عملدرآمد مین لائیگا اگر کوئی ممکن آلہ ہوسکتا ہے تو وہی ہین یا ہین ہمہ پر سب لوگ۔ . . . . اس ذوق اور ایمان سے بہرے ہوئے ہین اور ہر وقت اور موقع پر

شہادت دینے اور دینے کو تیار ہین کہ لیکہرام کی الموت کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے منہ مین عالم الغیب تادر مطلق خدا نے دی اور وہ آخر کار اسیطرح پوری ہوئی۔ جسطرح تمام راستباز نبیون کی باتین پوری ہوا کرتی ہین وہ اس بات پر بلاتذبذب ایمان رکہتے اور دلایل اور قراین سے اپنے ایمان کی پختگی اور صحت پر ناز کرتے ہین کہ ان کی احمدی قوم مین سے کوئی فرد اس قتل کا مرتکب نہین ہوا۔ اگر پیشگوئی طرف سے اسکے الفاظ سے صراحت یا کنایہ سے یا اسکے اعمال وافعال سے کسی قسم کی بو اس کارروائی کے متعلق انہین محسوس ہوتی تو سب سے پہلے اس سلسلہ اور اس کے بانی کو سخت نفرت سے چہوڑنے والے وہی ہوتے اس لئے کہ اس انسان کو انہون نے راستبازی اور سچ کی خاطر قبول کیا تہا۔ اور اس راہ مین جو قربانیان ممکن ہوسکتی تہین انہون نے اپنے ہاتہون سے دی تہین۔ غرض خدا کی ہستی کے ثبوت کیلئے اخبار غیب کی پیشگوئیون سے بڑہکر اور کوئی دلیل نہین اور یہ عزت اور فخر صرف قرآن کو حاصل ہے کہ جیسا شروع مین اس کے لانیوالے نبی اپنے سنجانب اللہ ہونے کیلئے ان علمی اور بین ثبوتون پر اپنا مدار کار رکہا تہا اتبک ہی وہی بابرکت سلسلہ زندہ موجود ہے منجملہ خدا کی ہستی کے ثبوتون کے ایک یہ بات ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی قوت اور تحدی سے دنیا مین شائع کی ہے کہ قریب نوے برس تک اس کی عمر ہوگی اور اس اثنا مین اسکی آنکہین اور اس کے مفاصل ان ناتوانیون اور تباہیون سے محفوظ رہین گے جو عادتاً ایسے اوقات مین بوڑہون پر نازل ہوا کرتی ہین۔ یہ دعوے متفرق کتابون مین صاف صاف لفظون مین مشتہر کیا گیا ہے بڑی خوبصورتی اس پیشگوئی کی اسوقت معلوم ہوتی ہے جب یہ دیکہا جاوے کہ مدعی کی جسمانی حالت دعوون کے وقت مادی نگاہ مین کس قسم کی ہے۔ یہ بات تمام واقفون پر روشن ہے کہ دو بیماریان اس شخص کے ساتہ ہمیشہ لازم رہتی ہین ایک بیماری جسم کے اوپر کے حصے یعنی سر سے تعلق رکہتی ہے جس کے شدید جوش کیوقت بر اطراف کا وہ غلبہ ہوتا ہے کہ گرم کیا ہوا لوہا بہی جسم پر لگانے سے بے اثر ثابت ہوتا ہے دوسری بیماری جسم کے حصہ زیرین سے تعلق رکہتی ہے وہ ہے پیشاب کی کثرت اور ہضم کا اپنے اعتدال پر نہ رہنا یہ دو مرض ہین اس قسم کی کہ عام انسان ان مین مبتلا ہوکر بہت تہوڑی زندگی پاتے ہین لیکن با این ہمہ ایک شخص بڑی قوت سے یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا نے مجہہ کو کہا ہے کہ مین تجہے حیات طیبہ کا شرف بخشونگا اور تو اتنی لمبی عمر مین ارذل عمر کے نشانون مین سے کوئی نشان نہ دیکہیگا۔ یہ دعوے بلاتکلف ثابت کرتا ہے کہ وہ اس توانا ہستی کیطرف سے ہے جسکی حکومت کا مجہا طوعاً وکرہاً ہر ایک ذرہ عالم نے گردن پر اٹہا رکہا ہے۔ ورنہ اگر عرف اور عادت

مین ایسا دعوے کرنیکی کسی عام منہ کو جرأت ہوسکتی ہے تو اسکی نظیر بتاؤ۔ ایک اور بڑی دلیل ثبوت ہستی باری تعالٰے یہ ہے کہ کوئی مامور مرسل جذام۔ برص۔ صرع۔ نابینائی۔ فالج اور ایسے خبیث امراض و اسقام مین مبتلا نہین ہوا جو عرف مین لوگون کے تنفر اور کراہت کا باعث ہوتی ہین۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ ایسے گہنونے امراض مین مبتلا ہوتے تو وہ اصلاح عالم کا کام جس کے لئے وہ آئے تہے کبہی پورا نہ ہوسکتا اور یہ امراض ہی ان کی تکذیب کیلئے کافی دلیل ہوجاتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان امراض کے ذرات یا کیڑون مین عقل اور تمیز کا مادہ ہے کہ جسکی وساطت سے وہ افراد انسانی پر حملہ کرنے کے وقت ایسی کہلی تفریق کرتے ہین۔ یہ تو صحیح نہین پہر اس امر کے ماننے کے سوا کیا چارہ ہے کہ اس عالم پر ایک بصیر اور خبیر اور علیم اور لطیف ہستی حکمران ہے جسکی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے درحقیقت یہ تمیز ہی بڑا نشان ہے اس قادر کے وجود پر۔ وللہ الحمد۔

عبدالکریم از قادیان۔

ہم اور ہمارے ناظرین

کئی ہفتون سے اس عنوان کے ماتحت مین ہم اپنے ناظرین کی ان کوششون اور مساعی کا ذکر نہین کر سکی جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق کر رہے ہین یا بعض عالی ہمت احباب اسکے معاونین کے زمرہ مین داخل ہو رہے ہین۔ اسکی وجہ وہی پہلی وجہ یعنی ایسا ہی اخبار کے بدیر شایع ہونے اور دو نمبرونکا مجموعہ شایع ہونیکا باعث بہی وہی پہلا باعث ہے۔ اللہ تعالٰی چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہین ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ ہوکر اپنے مرکز پر آ رہے۔

الحکم کیلئے اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ خوشی کی بات ہے کہ الحکم کیلئے فی الحال عارضی طور پر ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ملگیا ہے۔ جنکی حسن خدمات اور عمدہ کارگذاری سے امید کیجاتی ہے کہ وہ انشاء اللہ بہت جلد بالاستقلال اس خدمت کے اہل ثابت ہوجائینگے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کام کا چارج لین ناظرین کو مختصر طور پر ان سے انٹروڈیوس کرادین یہ صاحب مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی ہین جنکو اخبار نویسی کا عمدہ مذاق ہے اور فن اخبار نویسی کیطرف بہی توجہ ہے۔ مصر کے عربی اخبارات مین مضامین لکہنے کا شوق ہے اور مصر کے مشہور رسالہ الجامعہ مین مضامین کے مقابلہ مین انعام بہی حاصل کر چکے ہین۔

اگرچہ اس کے پہلے ان کو کسی اخبار کے ساتہ تعلق نہین رہا لیکن انکی محنتی طبیعت امید دلاتی ہے کہ وہ الحکم کیلئے ایک مفید آدمی ثابت ہون۔ غرض انکی قابلیت کے جوہر جو کچہ بہی ہونگے وہ خود الحکم مین ظاہر ہوجاینگے۔ ہم چاہتے تہے کہ وہ بہت جلد اپنے کام کا چارج لے لیتے لیکن وہ بعض مجبوریون کیوجہ سے یکم ستمبر سے پہلے چارج لے نہین سکتے۔

کاتبون کی ضرورت بدستور ہے ابہی تک کوئی کاتب نہین ملا ہے۔ الحکم کے ناظرین جو لودہانہ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ اور امرتسر وغیرہ مین رہتے ہین اگر وہ سعی کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ عمدہ خوشخط اور زود نویس دو کاتب بکار ہین ان کو ۱۰ روپیہ سے لیکر ۱۵ روپیہ تک اور اس سے بہی زیادہ ۲۰ روپیہ تک بہی تنخواہ دینے کو ہم طیار ہین۔ شرائط ملازمت اور کارگذاری وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کرلیا جاوے۔

مقدمات کے متعلق

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ مین فرد جرم لگ جانے کے بعد قاعدہ اور قانون کیموافق ملزم کرم الدین ایڈیٹر الحکم اور دوسرے گواہان استغاثہ پر کر رجرح کر چکا ہی اور گواہان صفائی مین سے بہی تین گواہ گذر چکے ہین اور صرف دو گواہ باقی ہین جو ابہی تک حاضر نہین ہوسکے۔ یعنی فضل الدین ایڈیٹر اخبار وفادار لاہور اور محمد حفیظ۔ ابہی تک وہ گواہ حاضر نہین ہوئے۔ اب ۲ اگست سنہ ۱۹۰۳ء اس غرض کیلئے مقرر ہوئی ہے کہ ان گواہون کی حاضری کا آخری فیصلہ کیا جاوے۔

مقدمہ حضرت اقدس مین شہادت استغاثہ ختم ہوچکی ہے اور وہی فرد جرم بابو چند ولال صاحب سابق مجسٹریٹ نے لگایا تہا بحال رکہا گیا۔ اس مرحلہ پر جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے عدالت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی کہ عدالت کو شہادت استغاثہ پر غور کرلینی چاہئے۔ کیونکہ ملزم کو بری کرنے کیلئے کافی مسالہ اسمین موجود ہے اور اگر بعد غور بادی النظر مین کوئی جرم پایا جاتا ہو تو ہم شہادت صفائی پیش کرنیکو بہی طیار ہین لیکن چونکہ ہماری حالت بہت نازک ہے اس لئے کہ ہماری مخالفت مین جہوٹ بولنا گناہ نہین سمجہا جاتا۔ پس اگر ہم اپنے فریق کے گواہ پیش کرینگے تو ان کے مرید ہونے کیوجہ سے شہادت کو کمزور کہا جاویگا۔ اور غیر وہ ہین امید نہین کہ وہ اظہار حق کی جرأت کرین۔ اس لئے ہم مجبور ہونگے کہ بعض اعلٰی عہدہ دارون کو شہادت مین پیش کرین جنہین انگریز بہی ہون جنپر کسی قسم کی طرفداری اور دہڑہ بندی کا وہم بہی نہین ہوسکتا۔ اسلئے ان کثیر مصارف اور وقت کے لحاظ سے جو ایسی شہادت کیلئے بکار ہے نظر کرکے جناب اگر غور کرلین تو بہت جلد فیصلہ ہوجاتا۔ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مین اس امر کیلئے موقع دونگا لیکن مجہے قانون دکہا دیا جاوے کہ فرد جرم کے بعد ایسا ہوسکتا ہے۔ اسکے لئے ۳ اگست سنہ ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے۔

الہامات جو بمقام گورداسپور ہوئے

(چونکہ اخبار بدیر شایع ہوا اسلئے ۲۹ جولائی تک کے الہامات درج کردئیے ہین) ایڈیٹر

۲۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء۔ ایک نظارہ دکہایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے پر الہام ہوا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ انا انزلناہ للمسیح الموعود۔ ۲۹ جولائی (۱) مبارک سو مبارک (۲) آسمانی تائیدین ہمارے ساتہ ہین (۳) ہجوک قائما وذکوک دائماً ✦ ایک پہلا الہام جو

(جار

طاعون کے متعلق دو سوالوں کا جواب

ذیل میں ہم برادر مکرم مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ ہم جواب کے ساتھ اصل خط بھی شائع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

حضور عالی

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کے سوالوں کا مفصل جواب دیکر اس عاجز کو ممنون و مشکور کریں گے۔ آپ کی بہت بڑی عنایت و مہربانی ہو گی۔

ا۔ فی زمانہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ جو شخص مریض طاعون کے پاس بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ رہتا سہتا ہے تو اس کو بسبب اجرام طاعون کے اس کے ن داخل ہونے سے مرض طاعون ہو جاتا سول اللہ نے اس بات کو نفی اور باطل ہرائیت کرنا مرض کا ایک سے دوسرے تا لا عدوی ولا ھامۃ ۃ ولا صفر۔ مسلم

ب کسی جگہ طاعون پھیلتا ہے۔ تو ب شہر والوں کی خوشی سے یا حکماً صاف ہوا دار کھلے میدان میں خط صحت کے باہر نکل جانے کا ہین۔ مگر رسول اللہ نے حکم دیا ہے الطاعون کالفا ر من صابر فیہ لہ اجر شہید ن عمرؓ کے عہد خلافت میں جب شام پر چڑھائی کو جا رہا تھا تب ن طاعون ظاہر ہوا اس وقت ے کیا انتظام کیا تھا۔ اور ان کا

یا کسی آیت یا حدیث سے ثابت .. دوران وبار طاعون میں لوگ یدانون میں نکل جاوین مگر اس طاعون ۔ ہ شہر کے حد ہی میں رہیں۔

خادم رستم علیخان مقام آگرہ مالوہ۔ سط ہند۔ رسالہ نمبر ۳۹ + مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی جناب ڈاکٹر رستم علیخان صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۴ء حضور اقدس مسیح موعود کی خدمت میں پہونچا۔ جس میں آپ نے یہ دریافت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا عدوی ولا ھامۃ الخ اور آج کل تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مرض طاعون متعدی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ طاعون سے بھاگنا گناہ ہے۔ لیکن فی زمانہ طاعونی جگہ سے نکلکر باہر رہنا مفید پایا گیا ہے اور ایسا ہی آپ نے دریافت کیا ہے کہ طاعون کی جگہ کو چھوڑنے سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حکم تھا اور گاؤن سے نکل کر کھلے میدان میں جانا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ ان سوالات کے جواب میں حسب الحکم حضرت اقدس مہدی معہود علیہ السلام آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف لا عدوی ولا ھامۃ صحیح ہے مگر اس حدیث کو دیگر احادیث کے ساتھ جو اسی بارے میں آنحضرت صلعم سے مروی ہیں ملاکر پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ فر من المجذوم فرارک من الاسد۔ یعنی کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ پس اگر اول الذکر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں تو دوسری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امراض متعدی بھی ہوا کرتی ہیں۔ اور رسول اللہ کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حکمت اور طبابت کے رنگ میں جو خواص اشیاء میں ہیں ان کا ابطال آنحضرت صلعم نے نہیں کیا۔ بلکہ لا عدوی ولا ہامۃ فرمانے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کوئی شئے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ مشرکین کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ بسبب بت پرستی کے توہمات میں بہت غرق ہوتے ہیں اور ہر ایک خوشی یا رنج کو خدا کے سوائے کسی دیوی دیوتا یا کسی درخت یا پرندہ یا کسی اور مادی چیز کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اُسی کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندو چیچک کے وقت چیچک کی پوجا کرتے ہیں۔ اور عرب بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے کہ فلان ستارے نے ہم پر بارش برسائی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام بت پرستیوں اور توہمات کی بیخ کنی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اس واسطے آپ نے ہر بات میں توحید کا سبق دیا اور اس معاملہ میں لوگوں کے اس اعتقاد کو اڑایا کہ بیماریاں خود بخود آتی ہیں اور خود بخود چلی جاتی ہیں اور اُن کو سکھایا کہ عدوی اور ھامۃ کچھہ چیز نہیں۔ سب اشیاء خدا کی خادم ہیں اور بغیر اس کے حکم کے نہ کوئی بیماری پڑھہ سکتی ہے اور نہ اور کوئی دکھہ یا تکلیف کسی کے نزدیک آ سکتا ہے۔ یہ ایک خالص توحید تھی جسکی طرف آنحضرت نے قوم کو توجہ دلائی ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ اشیاء کے طبعی خواص کا انکار کیا جائے۔ کیونکہ عدوی کے متعلق خود جذامی سے بھاگنے کی حدیث موجود ہے اور ھامۃ کے متعلق ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطٰن و ھامۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ھامۃ دراصل کوئی شئے نہیں تو پھر اس سے خدا کی پناہ مانگنا کیا معنے رکھہ سکتا ہے۔ اور دنیا کے تجربہ و مشاہدہ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حالت میں ہمیشہ طاعون یا کوئی اور بیماری اپنے خواص متعدی ہونے کے ظاہر نہیں کرتی۔ گذشتہ سال میں بہت سے شہروں میں کئی لوگوں نے بوجہ ہمدردی کے یا بوجہ معقول مزدوری کے لالچ کے یہ پیشہ اختیار کیا تہا کہ طاعونی مردوں کو گھروں میں سے اٹھاکر باہر لے جاتے اور دفن کرتے یا جلاتے اور باوجود ایسے متعفن مکانات میں داخل ہونے کے اور اپنے ہاتھہ سے مردوں کو اٹھانے اور اتنی دور لے جانے کے وہ سب صحیح و سلامت رہے اور کچھہ اثر اُن پر نہ ہوا اور ایسا ہی کئی لوگ اپنے عزیز مریضوں کی خدمت میں برابر معروف رہے اور بسا اوقات وہ مریض مر بھی گیا اور متوفی کے کپڑے وغیرہ بھی پس ماندوں نے استعمال کئے مگر اُن کو خدا نے بچا لیا۔ پس یہ صحیح نہ ہوگا کہ یہ قاعدہ کلیہ بنایا جائے کہ طاعون کی مرض ایسی متعدی ہے اور اُس کی یہ خاصیت ایسی طاقتور ہے کہ ہرگز نہیں ٹلتی ایسا خیال انسان کو رفتہ رفتہ توحید سے باہر نکال لے جاتا ہے اصل بات وہی ہے جو آنحضرت صلعم نے فرمائی کہ سب کچھہ خدا تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اگر آپ اس قدرت نمائی کا زبردست نشان دیکھنا چاہیں تو قادیان میں دیکھہ سکتے ہیں۔ جہان کہ گذشتہ دو سال سے طاعون پڑتا ہے اور بہت سے واقعات موت ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے گھر کو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ محفوظ رکہتا ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ جب دیوار بدیوار جو گھر ہیں اُن میں برابر واردا تیں ہوتی ہیں تو کس چیز نے اُن کیڑوں کو جو ساتھہ کے گھر میں ہیں اس بات سے روکدیا ہے کہ اس گھر میں آ جاوین اور اگر اس گھر میں آ گئے ہیں تو کس چیز نے اُن کو روک دیا ہے کہ اپنے فعل سے وہ بالکل بیکار پڑے ہیں۔ کیا یہ واقع امر اس کے واسطے کافی دلیل نہیں ہے کہ سب کچھہ خدا تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے اور دراصل عدوی اور ھامۃ کچھہ شئے نہیں ہے۔

ایسا ہی طاعونی علاقہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے متعلق اصل حدیث اسطرح ہے۔ الطاعون رجز اُرسل علےٰ طائفۃ من بنی اسرائیل فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ۔

یعنے طاعون ایک عذاب ہے جو یہود کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جس وقت تمہیں خبر لگے کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو اسمین نہ جاؤ اور اگر تم اس شہر میں پہلے سے موجود ہو اور طاعون واقع ہو جائے تو پھر ایسا نہ کرو کہ وہان سے بھاگ کر کہیں اور جگہ چلے جاؤ۔

یہ حدیث آپ کے سوالات پر اور نیز طاعون کے عام حالات پر بہت روشنی ڈالتی ہے۔

اوّل تو لا تقدموا سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے طاعون کے متعدی ہونے کے خواص کیطرف سے اشارہ کر کے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان ایسے جگہ پر جاکر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

دوم۔ اگر ایک جگہ پھیل جائے تو وہاں سے دوسرے شہروں میں پھیلنے کے ذریعہ کو لا تخرجوا فرارا کا حکم سنا کر روک دیا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص گندی ہوا سے یکدفعہ بھاگ کر دوسرے شہروں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں ہوا صاف ہوتی ہے تو اس کے اندر کا مادہ خراب اُس صفائی کی برداشت نہ کر کے جلد بھڑک اُٹھتا ہے اور اگرچہ اپنے شہر میں وہ شخص بخیریت ہوتا ہے تاہم دوسرے شہر میں اگر وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اُس کی بیماری اس تمام شہر کے واسطے موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ پس اس بات سے رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مطعون شہر سے بھاگ کر دوسرے شہروں کو خراب کرتا پھرے اور اگر اس بات پر ہندوستان میں عمل ہوتا تو بہت سے مصائب سے لوگ بچ جاتے۔ لیکن یہ اخراج اس وقت منع ہے جب کہ طاعون واقع ہو جائے یعنے خوب پڑ جائے۔ لیکن ابتدا ابتدا میں نکل جانا فلا تقدموا کے حکم کے نیچے ہے جب آدمی دیکھے کہ کسی جگہ طاعون پڑنے لگا ہے تو پھر وہان رہنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس واسطے وہان سے نکل جانا جائز ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون ایک عذاب

اور یہود کے ساتھ اُس کی خاص مناسبت ہے اور اُس کے آئندہ واقع ہونے کے متعلق آنحضرت نے اس حدیث میں ایک اشارہ کیا ہے اور سمجھایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو ایسے وقت میں نازل ہوتا ہے جبکہ لوگ یہود خصلت ہو جائیں اور تمہارے درمیان بھی ایسا ہوگا اور اُسوقت تم نے ایسا کرنا اور ایسا نہ کرنا۔ بس یہ پیشگوئی اس زمانہ میں پوری ہوئی ہے۔ کوئی ہے جو غور کرے اور سوچے اور فائدہ اٹھائے + لیکن یہ بات کہ آدمی اگرچہ دوسرے شہروں میں نہ جائے تاہم یہ مناسب ہے کہ اُسی شہر کے ارد گرد اچھی ہوا میں جا رہے۔ یہ بات بھی اِسی حدیث سے اور آیت **والرجز فاهجر** سے ثابت ہے کیونکہ جب طاعون ایک رجز ہے اور رجز اور رجز مترادف الفاظ ہیں جن کے معنے میں گندگی تو انسان کو چاہیے کہ گندگی سے بچنے کی کوشش کرے طبعًا بھی جب آدمی کے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو وہ اُن کو بدلتا ہے اور مکان کی صبح شام صفائی کرتا ہے اور جس جگہ بدبو ہو وہاں سے اٹھ کر اور جگہ جا بیٹھتا ہے۔ پس جب گلی کوچوں میں طاعون کی گندی ہوا پھیل جائے تو ایسی گلی کوچوں کو چھوڑ دینا اور اچھی ستھری جگہ جا بیٹھنا فطرتًا ایک عمدہ اور مفید امر ہے اور اسی پر عمل کرکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت جبکہ نشیب زمین میں طاعون پڑا تو اُن اصحابہ کبار کے مشورے کے بعد جو حضرت رسول کریم کی صحبت سے اکثر مستفیض ہو چکے تھے فوج کو وہاں سے ہٹا کر اونچی جگہ یعنے پہاڑی پر چڑھا دیا تاکہ اُس جگہ کی گندی ہوا سے سب بچکر صاف ہوا میں آجاویں اور انتشار ہو جب صفائی ہو جائیگی حضرت عمرؓ کا یہ فعل قرآن شریف اور حدیث قدسی کے متابعت کے مطابق تھا اور یہ حدیث جو آپنے تحریر کی ہے کہ الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ لہٗ اجر شہید۔ یعنی طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جنگ سے بھاگنے والا اور اُس میں صبر کرنے والے کیواسطے شہید کا اجر ہے + یہ حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ عدوی والی حدیث یعنی طاعون کو بجائے خود ایک قادر مقتدر چیز سمجھ کر انسان کو اُس سے خوف نہیں کھانا چاہیے بلکہ اس کو خدا کے ہاتھ میں اور خدا کی ایک خادم سمجھنا چاہیے اور اس سے بھاگ کر دوسرے شہروں میں جانا انسان کو نجات نہیں دے سکتا بلکہ خدا کے حکم کے مطابق انسان کو چاہیے کہ اپنی جگہ پر قیام رکھے اور صبر کرے پھر اگر حاکم خداوندی کی اطاعت میں مارا بھی جائے تو بسبب اس اطاعت اور صبر کے اُس کے واسطے شہید کا سا اجر ہے۔ یہ معنے تو اس حدیث کے صاف ہیں۔ لیکن اصل میں اس حدیث شریف میں ایک پیشگوئی ہے۔ یعنی ایک زمانہ میں ایک ایسا طاعون پڑیگا جو مومنوں اور غیر مومنوں کے درمیان جنگ کا حکم رکھتا ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں کافر بذریعہ جنگ کے جو اُن کے لئے عذاب الٰہی تھا ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی اُس زمانہ میں غیر مومن بذریعہ طاعون کے ہلاک ہوں گے اور اُس وقت دو قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک وہ جو غیر مومن ہوں گے وہ طاعون کو بُرا مانیں گے اور اُس سے بھاگنے کی کوشش کریں گے مگر اُن کے واسطے کوئی مفر نہ ہوگا وہ اس جنگ میں بہرحال ہلاک ہوں گے۔ اور دوسرے مومن ہوں گے جو طاعون کو ایک نشان الٰہی سمجھیں گے اور اُس کی قدر کریں گے اور وہ اُن کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا اور وہ صبر کے ساتھ اُس کے نتائج کو دیکھیں گے۔ اگر ان میں سے فوت بھی ہو جائیگا۔ تو جیسا کہ جہاد کے وقت مرنے والے مومن شہید ہوتے ہیں ایسا ہی وہ بھی شہید ہوں گے۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیشگوئی ہے جو اس زمانہ میں آکر پوری ہوئی ہے۔ امید ہے کہ یہ بیان آپ کے لئے کافی ہوگا۔ اور اگر کسی اور میں شبہ باقی ہو تو پھر تحریر فرماویں۔ والسلام۔

آپ کا خادم

عاجز محمد صادق۔ گورداسپور

تقریر حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہٗ ربہٗ

۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء ۱۰ بجے صبح کے

۱۔ تمت کلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمات اللہ ۔ الآخرہ۔

پھر سوال ہوا کہ اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ الہام اور ماموروں کا سلسلہ بند ہو گیا ہے + فرمایا۔ کیا کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ اب الہام اور ماموروں کا سلسلہ بند ہو گیا اور کیا اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی حاکم نہیں اُس نے تفصیل کے ساتھ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب دی ہے وہ بھی اس کو جانتے ہیں کہ ضرور یہ رب کی طرف سے ہے۔ تیرے رب کی باتیں پوری ہو چکی ہیں اُن کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

کیسی سیدھی بات ہے۔ کلمہ بات کو کہتے ہیں۔ پھر کیا لا مبدل لکلمات اللہ کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ قرآن کو کوئی شخص غلط نہیں لکھ سکتا۔ یا کیا حافظ لوگ بعض وقت اس کو غلط نہیں پڑھتے۔ پھر کیا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ کوئی شخص اُس کو بدلا نہیں سکتا۔ یا کیا آئندہ کوئی کلمہ نازل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تیرے رب کی بات صدق اور انصاف سے ٹھیک پوری ہوئی اور کبھی کوئی اللہ کی باتیں بدلانیوالا نہیں۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا پورا ہو کر رہتا ہے۔ مثلاً فرمایا انا لننصر رسلنا۔ تو ہمیشہ پورا ہوا۔ نبی کریم کو تسلی دی کہ تیرے ساتھ بھی وعدے ہوئے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور تیرے دشمن ناکام ہوں گے یہ باتیں پوری ہو کر ہی رہیں گی۔ پس تیرے رب کی باتیں سچی ہیں یعنے جو کچھ پیشگوئیاں خدا نے رسول کی نسبت بتلائی ہیں یہ اٹل ہو کر رہینگی اور ضرور پوری ہونگی مثلاً کفار مکہ کو کہا تجزون بما کنتم تعملون۔ یہ اٹل ہے۔ اور ضرور بدلہ ملکر رہیگا پھر کیسی پوری ہوئی۔

پھر کہا یہ لوگ مال خرچ کریں گے تیری مخالفت میں مگر ان کو اُس کے خرچ پر سوائے افسوس کے کچھ نہ ملیگا اور مغلوب کئے جاویں گے۔ کیا یہ بات اٹل پوری ہوئی کہ نہیں۔ کیونکہ وہ تو۔ صدقًا ہیں۔ یعنے سچ ہو کر رہنے والی ہیں ایک دفعہ عروہ نے آنحضرتؐ سے آکر کہا کہ یہ تمہارے ساتھ مختلف قوموں کے لوگ ہیں۔ ایک جتھا نہیں۔ یہ تمہارے اڑے وقت پر کام نہیں آوینگے اور میں اس کا تجربہ کار ہوں۔ تمہیں اس میں ندامت ہوگی۔ مگر یہ اُس کا ظن تھا۔ اور یہ ظن غلط نکلا۔

اب بھی لوگ اسلام کی بربادی کے سامان تلاش کر رہے ہیں۔ مگر دیکھو کہ انہیں کے گھر میں اسلام گھستا جاتا ہے۔ اور ایک دن اُنکا یہ ظن کہ اسلام برباد ہو جائیگا غلط نکلیگا۔ یہ کیسی سیدھی بات ہے کسی احمق نے اسی آیت پر یہ بھی کہا ہے کہ انجیل مبدل نہیں ہوئی ہم کہتے ہیں کہ یہ تو صاف بات ہے کہ وہ انجیل جو مسیح کی زبان میں تھی یہ نہیں۔ کیا مسیح اردو یا انگریزی بولتا تھا سوائے اس کے لا مبدل کے معنے اور کوئی بن سکتے ہی نہیں۔

پھر فرمایا ہے۔ قد جاءك نبإ المرسلین۔ یعنے گذشتہ انبیاء کی باتیں تیرے پاس پہونچی ہیں یعنے جس طرح ان کے مخالف ہمیشہ ہلاک ہوتے رہے اسیطرح اب تیرے مخالفوں کی بات بھی اٹل ہے۔ پھر فرمایا ہے۔ انا لننصر رسلنا کیا یہ پوری ہوئی کہ نہیں۔ مثلاً مرزا صاحب کی مخالفت پر لوگوں نے کتنا زور لگایا ہے۔ مگر وہی لا مبدل لکلمات اللہ کیسا پورا ہو رہا ہے۔ اندر ہی اندر کشش ہو رہی ہے۔ کوئی ہے جو اس کو ٹلا دیوے۔

۲۔ عربی سیکھنے میں ہماری یہ رائے ہے کہ عربی پانچ قسم کی ہوتی ہے پہلے سوچے کہ اس کو کونسے قسم کی ضرورت ہے۔

اوّل قرآن کریم کی عربی۔ یہ تو قرآن ہی پڑھنے سے آویگی۔ دوئم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی۔ یہ آنحضرتؐ کے کلمات یعنے احادیث کے پڑھنے سے آویگی۔ سوئم۔ صحابہ و تابعین و آئمہ دین کی عربی۔ یہ صحابہ و تابعین آئمہ دین کے اقوال پڑھنے سے آویگی۔ چہارم ان بدمعاشوں اور شہدوں اور جاہلیت کے شعراء خطبا کی عربی۔ جو زمانہ جاہلیت میں گذرے ہیں۔ یہ اُن کے اشعار و خطب پڑھنے سے آویگی۔

اب قرآن کے سیکھنے کے اصول یہ ہیں۔

اوّل تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے متعلق ابتدائی حالت اتنی تو ہو کہ ایک شخص پہلے طور پر گو خدا کی ہستی کو نہیں جانتا۔ مگر جتنے علوم دنیا میں شروع ہوئے ہیں پہلے فرضی طور پر شروع ہوئے ہیں۔ جیسے یوکلڈ۔ پھر بات فرض سے شروع ہوئی اور انجنیئرنگ اور اسٹرانومی تک جا پہونچے۔ مگر بشرطیکہ فرض سچا اور مفید ہو پھر خدا کی ہستی کو غیب الغیب رنگ میں فرض کرے۔ جیسے قرآن نے فرمایا۔ **یؤمنون بالغیب**۔ اور اُسی طرح اپنے رنگ میں پکارے۔ اور غرباء اور مساکین کی مدارات اور کرے۔ اور فرضی طور پر ہی یہ بھی مانے خدا کسی کو کچھ عطا بھی کرتا ہے مکالمہ بھی ہوتا ہے پھر فرضی دعاء امداد سے کام لے۔ اس کے سوا سیدھی راہ مل سکتی ہی نہیں۔ دیکھو ایک پولیس انسپکٹر کو ایک کہے کہ فلاں شریف آدمی کے گھر میں اپنا مال مسروقہ رکھا ہوا ہے وہاں پہونچ کر تلاشی لے لیتا۔ نہیں کرتا کہ یہ تو چور اور [illegible] کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ بالغیب کہتے ہیں۔

پھر دعاؤں میں اعلےٰ درجہ فاتحہ ہے۔ یہ سیدھی اور صاف یہ ایک ایسی دعا ہے کہ اگر اِس نہ ہو تو کوئی مذہب اس سے اُ اور نہ اس کی مثل لا سکتا ہے۔ میں نے ایک برہمو سے پوچھا کہ تمہارا کیا ہے اُس نے کہا دعا۔ میں نے کہا کہتے ہو کیا کس طرح۔ میں نے کہا مشابہ دہ وہ کیونکر۔ میں نے کہا تم اپنی کوئی اعلےٰ درجہ

دعا رسنا دو تو سہی - پھر اس کو شرم آگئی اور کچھ دیر چپ ہو کر کہا کہ آپ ہی سنا دین مینے کہا دعوے تمہارا اور سناؤن مین - خیر اس کے اصرار کرنے پر - مین نے سورۂ فاتحہ مین بہت ساری باتین ، نظر رکھکر سنانا شروع کیا تو اس نے جھٹ نوٹ بک نکالکر نوٹ کرنے شروع کر دیئے اور کہا کہ اصل دعا رہی ہے۔

پھر قرآن سمجھنے کا خاص قاعدہ جو میرا اپنا مجرب ہے پہلا تو یہ ہے جو مین نے بیان کیا ہے + دوسرا تقویٰ کے بعد جب قرآن پڑھے تو اپنا خیال و اعتقاد - اپنا ارادہ اپنی خواہش - مقدم نہ رکھے - بلکہ یہ خیال رکھے کہ جو قرآن کا حکم ہوگا وہی میرا ایمان ہوگا - پھر دعا کر کے شروع کرے اور یون یقین کرے کہ یہ قرآن اسوقت مجھپر نازل ہو رہا ہے - مین آدم ہون یا فرشتہ یا ابلیس و شیطان - مین فرعون ہون یا موسےٰ - وغیرہ وغیرہ کل قرآن کو اپنے اوپر چسپان کرتا جاوے۔

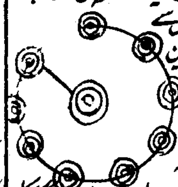
پھر ایک نوٹ بک پاس ہو جو بات سمجھ مین نہ آوے اس کو اس مین درج کرتا جاوے پھر جب اس طرح ایک دور قرآن کا ختم کرے تو پھر - بیوی کو بلاوے کہ آؤ اب دو شخصون پر قرآن نازل ہو رہا ہے - پھر ... ایک نوٹ بک رکھے - پھر تیسری دفعہ خاص خاص دوستون - احباب اور خادمون کو اور بچون کو بلا کر سناوے - کہ اب ان سب پر قرآن نازل ہو رہا ہے - پھر چوتھی دفعہ عوام مسلمانون کو سناوے - اور پانچوین دفعہ غیر مذاہب کو سناوے - اسطرح پر خدا تعالےٰ رفتہ رفتہ کل مشکلات کو حل کر دیگا مجھے ایک دفعہ الہام ہوا - کہ قرآن کے متعلق کوئی مخالف تم پر اگر کسی قسم کا اعتراض کریگا تو ہم تمہین فوراً مکمل بتا دیویں گے۔ پھر مین نے لوگوں متذکرہ بالا طریق سے قرآن سیکھا ہے۔

۳ - مسیح کے متعلق۔

لڑکے چار قسم کے ہوتے ہین اول وہ جو بالکل باپ کے خط و خال اور عادات و اطوار - بلکہ امراض بھی - لیکر آتے ہین۔ دوئم وہ جو باپ کے نہ لے اور ماں اور اس کے رشتہ دارون کے رنگ پر ہوتے ہین - سوئم وہ جو نہ ماں اور نہ باپ اور نہ ان کے رشتہ دارون کے طرز پر ہوتے بلکہ بالکل نرالے ہوتے ہین - چہارم وہ جو طرز انسانیت سے باہر ہوتے ہین - بلکہ صرف چارپایون کی طرح پر ہوتے ہین۔

اسمین سِر یہ ہے کہ جس وقت نطفہ رحم مین جاتا ہے - تو ہزار ہا عورتین ایسی ہوتی ہین اس کل پانی کو باہر نکالدیتی ہین - انسان گن نہین سکتا کہ کتنی دفعہ جماع کیا اور صرف ایک بچہ پیدا ہوا - پھر جنکی اولاد ہوتی ہے اون کی کثرت سے تو منی خارج ہوجاتی ہے اور ایک تھوڑا سا خاص حصہ اندر رہجاتا ہے - باقی سب باہر چلا آتا ہے - اور چھٹانک بھر مین سے صرف ایک کیڑی کے برابر اندر رہتا ہے اس مین بھی سیکڑون جانور ہوتے مگر وہ بھی سب ضایع ہو جاتے۔

مثلاً دیکھو آم کے پھول - پہلے ان کو آندھیان ضایع کر دیتین پھر کیری کو کچھ تو جانور کھا لیتے اور کچھ انسان اور بہت سارے حصہ کو اس مین سے ہی ہوا گرا دیتی - پھر جو باقی رہتے اس مین سے چٹنی - اچار اور مربہ کے واسطے توڑے جاتے - پھر جو ان سب صدمون کے بعد باقی رہجاتے وہ بھی سارے کے سارے ایک دم نہین پکتے - پھر مصلحت الٰہی ایسی ہی کہ کروڑ در کروڑ پھول مین سے سو پچاس پھل پکتا ہی اسی طرح عورت کو بھی ایک شہوت کا جوش ہوتا ہے - پس علم والے لوگ جانتے کہ جسطرح مرد کے اندر سے رطوبت نکلتی اور اوسیقدر عورت کے اندر سے بھی نکلتی ہے اور وہ بھی اوسیطرح ضایع ہوتی جسطرح مرد کی - پھر لکھا ہے کہ کوئی خاص حصہ ماں کا اور کوئی خاص حصہ باپ کا اسمین پیوست ہوجاتا ہے اور اسکی یہ شکل بنتی ہے۔  - پھر اس کے درمیان والا ٹکڑا اسمین سے نکلکر الگ جا کھڑا ہوتا پھر اس کی بھی شکل بنجاتی ہے پھر اس کا درمیانی ٹکڑا الگ جا کھڑا ہوتا اور اس کی پھر یہی شکل بنتی علےٰ ہذا القیاس ایک عرصہ کے بعد ایک مدور شکل مین ایک اسطرح کی صورت بنتی



پھر ان کل شکلون میسے جو ہزار در ہزار ہوتی ہین صرف ایک کا بچہ بنتا باقی سب ضایع ہوجاتی ہین - چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتھ کتنا بڑا گیند کا لوتھڑا نکلتا - جو وہ ضایع شدہ اجزا ہوتے ہین اسمین سِر یہ ہے کہ جو حصص کچھ قابلیت رکھتے ہین وہ چن کر الگ کر لیئے جاتے ہین پھر اون کے اخلاق اور عادات اس بچہ مین آجاتے ہین - اسمین غذاؤن اور ملکون کی آب و ہوا کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے - اب معلوم نہین کہ جس جز کا بچہ بنا ہے وہ ماں کا جز یا باپ کا - رہا ان باپ کا ہونا نہ ہونا وہان ہی مرزا صاحب نے مانا ہے - کہ مریم کا خاوند کوئی شخص یوسف نامی تھا - رہی یہ بات کہ مسیح کس کے نطفہ سے تھا - پھر اب ہمین تو ویسے بھی یہ پتہ نہین لگ سکتا کہ وہ بچہ باپ کے اجزا سے ہوتا .. .. یا ماں کے اجزا سے پیدا ہوتا سیکڑون باپ ایسے ہین کہ جنہون نے اپنی عمر کے بیسیون برس کوشش مین ضایع کر دیئے اور کوئی بچہ پیدا نہوا فقط۔

متقی کون ہے

۱۹ جون سنہ ۱۹۰۴ء

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اسکو جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہین ہو سکتا متقی کو تو ترسان اور لرزان ہونا چاہیئے کیا دنیا مین ایسا ہوا ہے کہ جو بیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجھے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اُس سے مواخذہ نہین کرتا اس طرح سے تو دنیا مین اندھیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور یہان تو ہزارون مین زمانہ الگ پکار رہا ہے - احادیث منکم منکم کہہ رہی ہین سورہ نور مین بھی منکم لکھا ہے قساوت قلبی اور بہائم کیطرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے تھے کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بھی ہو چکے کسوف و خسوف بھی ہو لیا - طاعون بھی آگئی - حج بھی بند ہوا ان سب باتون کو دیکھکر اگر اب بھی یہ لوگ نہین مانتے تو ہم کیونکر جانین کہ ان مین تقویٰ ہے ہم نے بار بار کہا کہ آؤ اور جن باتون کا کہ تم کو سوال کرنیکا حق پہونچتا ہے وہ پوچھو - ہان یہ نہین ہوگا کہ قرآن شریف تو کچھ کہے اور تم کچھ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اس کے مخالف ہون - مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہین حالانکہ وہ جب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور کہتے ہین کہ چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا - کیا تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کیجاوے سچے تقوے کا پتہ قرآن سے ملتا ہے کہ دیکھ لیوے کہ تقوے والون نے کیا کیا کام کئے +

روح اخوت

مذکورہ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض ہمری بھائی ایسے ہین کہ انہون نے بیعت کی ہوئی ہے اور راہ ظاہر بھی رکھتے ہین اگر بعض اقوال و حرکات اُن سے بیجا ظاہر ہوتی ہین - بعض اُن مین سے احادیث کے قایل نہین - اس پر حضرت اقدس نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقہ کے نہین ہوتے - خدا تعالےٰ بھی قرآن شریف مین مومنون کے طبقات بیان کرتا ہے منھم ظالم لنفسه ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ۲۲/۱۴ کہ بعض اُن مین اپنے نفسون پر ظلم کرنیوالے ہین اور بعض میانہ رو اور بعض سبقت کرنیوالے - دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تو ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تھی - ایمان مین بھی اور عمل مین بھی - لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی سے آپ نے ایک ٹکڑا زمین کا مسجد بنانے کے لئے طلب کیا اُس نے عذر کیا اور کہا کہ مجھکو آپ درکار ہے اب یہ اسقدر گناہ کی بات ہے کہ خدا کا رسول مسجد کیلئے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونے کے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر وہی صحابہ تھے کہ جنہون نے اللہ کیلئے اپنے سر کٹوا لئے - ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے - ایک سال انسان کچھ کرتا ہے دوسرے سال کچھ - لیکن اگر بدظنی کرین تو اسکی مثال یہ ہوگی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض مین مبتلا ہے اور ہم اُسے ایک دو دن دوا دیکر نکالدین - اور پورے طور پر لگ کر اُس کا علاج نہ کرین - ہمارا کام تو رات دن اُن کے لیئے دعا تضرع اور ابتہال مین لگا رہنا ہے سالکین کا یہ کام نہین ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑ کر لوگون سے متنفر ہوتے رہین ابھی یہ لوگ قابل رحم ہین اور خدا تعالےٰ انکی اصلاح کے سامان کر رہا ہے علاوہ ازین سب ایک درجہ کے نہین ہوتے صحابہ مین سے بعض اس درجہ کے تھے کہ عنقریب نبی کے درجہ پر پہونچ جاوین اور بعض ادنےٰ درجہ کے جیسے دریا مین موتی بھی ہوتا ہے اور مونگا بھی اور سیپ بھی اور دوسری اشیاء مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھکر اُس کے لئے دعا کرین لیکن اگر وہ دعا نہین کرتے اور اُس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہین تو گناہ کرتے ہین کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہین ہو سکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی لی اور نالی مین بیہوش ہو کر گرا - دوسرے نے

صوفی سے شکایت کی اُس نے کہا تو بڑا ہی بیوقوف ہے کہ اُسکی شکایت کرتا ہے اور ہمارا کر اُٹہا نہین لاتا۔ وہ اسیوقت گیا اور اُسے اٹہا کر لے چلا۔ کہتے ہین کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اُسے اٹہا کر لیجا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تہا کہ تو نے اپنے بہائی کی غیبت کیون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچہا تو فرمایا کہ کسیکی سچی بات کا اسکی عدم موجودگی مین اسطرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اسمین نہین ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اُس کا نام بہتان ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا ۲۶ع اسمین غیبت کرنیکو ایک بہائی کے گوشت کہانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بہی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان مین عیب کرنیوالے بہی ضرور ہوتے ہین اور اگر یہ بات نہین ہے تو پہر یہ آیت بیکار ہو جاتی ہے اگر مومنون کو ایسا ہی مطہر ہونا تہا اور اُن سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پہر اس آیت کی کیا ضرورت تہی۔ بات یہ ہے کہ ابہی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہین جیسے سخت بیماری سے کوئی اُٹہتا ہے۔ بعض مین کچہہ طاقت آگئی ہے پس چاہئیے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اوس کے لئے دعا کرے اور اگر دونون باتون سے فایدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجہے جب خدا نے اُنکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہئیے کہ کسی کا عیب دیکہکر سر دست جوش نہ دکہایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے قطب اور ابدال سے بہی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتے ہین بلکہ لکہا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بہی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہین ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اُس کی اصلاح کیلئے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بہائی کو ترک نہ کرنا چاہئیے بلکہ اُس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئیے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہین ہے کہ عیب دیکہکر اُسے پہیلاؤ اور دوسرون سے تذکرہ کرتے پہرو بلکہ وہ فرماتا ہے تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمۃ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہین مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکہکر اُسے نصیحت کیجاوے اور اس کے لئے دُعا بہی کیجاوے دعا مین بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بہی نہین کرتا عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئیے جب پہلے کم از کم ۴۰ دن اُس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے۔ خدا داند بپوشد و ہمسایہ نداند و خروشد۔ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہین ہوتا اور شور کرتا پہرتا ہے۔ خدا کا نام ستار ہے تمہین چاہئیے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہین ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ مین جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اسکی اشاعت اور غیبت کیجاوے۔

شیخ سعدی کے دو شاگرد تہے ایک ان مین سے حقایق و معارف بیان کیا کرتا تہا اور دوسرا جلا بہنا کرتا تہا آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب مین کچہہ بیان کرتا ہون تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہین سکتا۔ جبتک رحم۔ دعا ستاری اور مرحمۃ آپسمین نہ ہون۔

مرثیہ

بر شہادت حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از سید قربان علی صاحب معافیدار ریاست مالیر کوٹلہ

یا دے ہولا نہ تہا ابتک غم آل عبا
دشت کابل مین کہچا پہر نقشہ کرب و بلا
تو گل باغ حیا پژمردہ آب وفا
باد صرصر بد داغون نے پریشان کر دیا
سرزمین وحشیون مین کیا پڑ معاملہ علم
گردن سید پہ ستے مین سدا تیغ جفا۔
یعنی حضرت مولوی شہزادہ عبد اللطیف
جو شہ کابل کا تہا اخوند زادہ سرلفا
جس نے اپنے ہاتہ سے رکہا تہا شہ کے سر تاج
کیا ہی بخشا شہ نے ان کو تاجپوشی کا صلا
کسطرح اُس بیگناہ کو لائے مقتل مین کہ ہو
سنگساری کے لئے وہ سنگدل اور پرخطا
وہ گلوئے نازک اور وہ شدت طوق گران
اور وہ زنجیر سلسل مین مقید دست و پا
ضعف بضعف نازان کہ تہے سب گہر کر یہ بلا
دلین لیکر پہلا پہر مارنے کی التجا
ضرب اول سے سر اقدس جہکا سوئے زمین
جان بحق تسلیم ہو کر ذات کو سجدہ کیا
اور کہا یارب رہے دایم امام مسیح جو
جان کی کچہہ پروا نہین سو جان اُن پر ہون فدا
دیکہہ صبر اور استقامت سید مظلوم کی
تہا فرشتون کی زبان پر آفرین و مرحبا
حشر مین کیا عالمون پر یہ نہین ہوگا سوال
تم مسلمان تہے۔ یا خونریز سبط مصطفا
اے دل اللہ پڑہ تو روح سید پر درود
تاب لکہنے کی نہین پُر سوز سنکر مرثیا
صبر کر قربان کہ ہوگی حق و باطل مین تمیز
دن قیامت کے یہ خود ہی فیصلہ ہو جائیگا

(البدر)

تعبیر الرؤیا

اخویم مفتی محمد صادق صاحب نے الحکم مورخہ ۲۴ جون مین جو میری رؤیا کی تعبیر ظاہر فرمائی ہے وہ واقعی درست معلوم ہوتی ہے یہ تاویل مفتی صاحب کے وسعت علم و صحت فراست پر دال ہے کیونکہ اس رویا کے بعد مین نے خواب مین دیکہا ہے کہ میرے ہاتہ مین ایک چہوٹی سی سونے کی ڈبیا ہے جسکا منہ کہلا ہے اور وہ روپیون سے بہری ہوئی ہے معبرین کے معانی و اشکال اور اوصاف و خواص کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ لہذا ہر ایک چیز جو خواب مین دیکہی جاوے اوس کی تاویل اوس کی عربی وغیرہ نام وشکل و اوصاف و خواص سے لینی چاہئیے ابن سیرین فرماتے ہین الذھب لا یحمد فی التاویل لکراھۃ لفظہ و صفرۃ لونہ و تاویلہ حزن و غرم مال۔

یعنی اگر خواب مین سونا دیکہا جاوے تو اس کی تاویل اچہی نہین ہوتی کیونکہ لفظ ذہب خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رائی کا کچہہ چلا جاوے گا یعنی کچہہ نقصان ہوگا اور سونے کا زرد رنگ بہی اچہا نہین لہذا اس کی تاویل غم و نقصان مال ہے۔ والفضۃ یحمد فی التاویل لحسن لفظہ کالفیض والفضل والفوز والفایدۃ والفرح و صفاء لونہ۔ یعنی اگر کوئی شخص خواب مین چاندی دیکہے تو اوسکی تاویل اچہی ہوتی ہے کیونکہ لفظ فضۃ فیض و فضل اور فوز و فایدہ اور فرح پر اور اس کا رنگ صفائی و چمک پر دلالت کرتا ہے میری پہلی اور دوسری رؤیا ایک ہی واقعہ پر دلالت کر رہی ہین کیونکہ دونون رویا مین ذہب و فضہ کا واقعہ ہے سونے کے خواص و اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اس غم و نقصان کے بعد نتیجہ تقویت دل و فیضان و فضل ہوگا۔ پس مجہے خواب مین ذہب یعنے سونے کا ایک ٹکڑا اور فضہ کے بہت ٹکڑے دکہلائے جانے سے یہی مراد ہے کہ تہوڑے سے غم و نقصان کے بعد فضل و فیضان و فایدہ و فوز بکثرت حاصل ہوگا اور یہ بات ان مع العسر یسرا کے مطابق ہے کیونکہ ہر عسر کا لازمی نتیجہ یسر ہوتا ہے۔ میری دانست مین اس رویا کا واقعہ اس رؤیا کے دکہلائے جانے کے بعد مجہہ پر واقعہ ہو چکا ہے اور اب فضل و فیضان ایزدی کا امیدوار ہون کیونکہ آجکی رات کو مین نے خواب مین خالص چاندی یعنے بہت سے روپے دیکہے ہین۔ معبرین لکہتے ہین والدراھم تدل علی الکلام فان کانت جیادا فانھا کلمۃ و کلام حسن و تقضا حاجۃ او صلاۃ و عدد الدراھم عدد اعمال البر والدراھم الواسعۃ تدل علی دنیا واسعۃ یعنی روپے کئی بات پر دلالت کرتے ہین اگر خواب مین کہرے روپے دیکہے جاوین تو ان سے مراد علم اور اچہی بات اور روائے حاجت اور نماز کی اور بہت سے روپے اعمال نیک اجرا بہت سے نیکیون پر دلالت کرتے ہین اور کشایش رزق و دنیاوی کی خبر دیتے ہین۔

بہر حال رویا مین اشیائے مرئیہ کے معانی و اشکال و خواص کا لحاظ کرنے سے صحت تعبیر مین مدد ملتی ہے عربی زبان مین اکثر الفاظ کا پہلا حرف اپنے معانی مقصودہ پر دال ہوتا ہے جس لفظ کے پہلے حرف ذال یا نون واقع ہو اسمین خرد جرو پراگندگی و ریختگی و ذہاب کے معنے پائے جاتے ہین مثلاً ذہب بمعنے سونا۔ اور چلا جانا۔ ذاب بمعنے گلنا گداختن۔ ذرء بمعنے پراگندہ۔ ذرے جو ہوا مین اُڑتے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی مثال نون۔ مثلاً نفق۔ خرچ کرنا مال سے مال مفید کا نال کر خرچ کرنا۔ نفث۔ جو خون سینہ سے نکلے۔ نفذ۔ نفوذ۔ جاری کرنا و جاری ہونا۔ نثر۔ پراگندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس لفظ کے پہلے حرف جیم و نون آوین وہان خفا و پوشیدگی کے معنے پائے جاتے ہین مثلاً جنین جو بچہ ماں کے پیٹ مین ہوتا ہے جنت جس زمین مین کثرت سے درخت ہون اور وہ درختون سے چہپی ہوئی ہو جنۃ۔ ڈہال کو کہتے ہین جس کے ذریعہ آدمی اپنے آپ کو چہپا کر کسی کے حملہ سے بچائے۔ جن۔ ایک پوشیدہ مخلوق الٰہی کو کہتے ہین جو ہماری نظرون سے چہپے رہتے ہین۔ پوشیدگی عقل۔ عقل کا در پردہ ہونا۔ جس لفظ کے پہلے حرف ق آوے اسمین توڑنے اور قطع کے معانی پائے جاوینگے۔ مثلاً قرض۔ مال

۴ حصہ کاٹنا کہ کسی کو دینا۔ قصم۔ دانتون سے توڑنا۔ قص۔ کاٹنا۔ چہوٹا کرنا۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے قصوا الشوارب یعنی موچہون کو کاٹو۔ قسم۔ بانٹنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ قصر۔ کوتاہ کرنا۔ چہوٹا کرنا۔ کم کرنا۔

سکہ کی ابتدا اسلام میں

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان سکون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر (۴ و ۶) کے غالباً وہی سکے ہیں جن کے ابتدا میں ضرب کئے جانے کا علامہ مقریزی نے ذکر کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مورخون کے جو بیانات در بارہ تقدیم و تاخیر ہیں اُن میں در اصل کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ رومی طرز کا سکہ پہلے سے ضرب ہوتا تھا مگر خاص عربی عبارت کا سکہ ۷۶ھ میں ضرب ہوا۔ اگر دوسرے پہلو سے ان سکون پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ کس قدر آہستہ آہستہ خالص اسلامی سکہ کی ترویج کے لئے راستہ صاف کیا گیا ہے۔ سکہ نمبر (۱) مین تو کوئی تصرف سوائے اس کے نہین کیا گیا کہ کوفی خط مین لفظ "بحمص" لکھدیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سکہ ممالک اسلامیہ مین مضروب ہوا ہے اور دوسری طرف اس خیال سے کہ لوگ اس کو جدید سمجھکے کہین بُرا یا جعلی نہ سمجھین لفظ "طیب" منقوش کر دیا گیا۔ دوسرے سکہ مین رومی و عیسائی علامتون کو قایم رکھکر بسم اللّٰہ کو داخل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف رفع شک کیلئے پھر لفظ طیب لکھا گیا ہے۔ تیسرے سکہ مین رومی و عیسائی علامتون کو قایم رکھکر ساتھ کے ساتھ اپنی مذہبی اعتقاد کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے اور ایک طرف دو صلیبون کے مابین "محمد رسول اللّٰہ"۔ اور دونون طرف حاشیہ پر "لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ" لکھدیا گیا۔ تثلیث و توحید کا یہ عجب اتحاد ہے اور اس سکہ پر "طیب" کے لفظ کے نہ ہونے سے پایا جاتا ہے کہ اب لوگ اسلامی سکہ سے مانوس ہو چلے تھے۔ چوتھے سکے سے اور بھی ترقی ظاہر ہوتی ہے کہ علامت صلیب غیر موجود ہے اور پانچوین سکے مین تو خالص وحدانیت کا اظہار ہے گویا کہ ایک سورت بھی موجود ہے۔ چھٹے سکہ مین پوری طرح یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہ سکہ خلیفہ اسلام کا ضرب کیا ہوا ہے۔ مگر اس کے ساتھ بنظر احتیاط علامت صلیب کو قائم رکھا ہے گو کہ اسکی شکل ایسی بدل دی ہے چاہو تو اُسے کچھ اور سمجھ لو اور رفع شک کیلئے لفظ "واف" بھی لکھدیا ہے۔ یہ چھ سکے مسی ہین اور اس سے بھی اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح آہستہ آہستہ خلائق کو خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے تیار کیا گیا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ مسی سکہ ایک تو تعداد مین زیادہ ہوتا ہے دوسرے امیر و غریب سبھی کے ہاتھ مین جاتا ہے تیسرے اُس کی قیمت اس قدر کم ہوتی ہے کہ کسی کو شبہ ہو جائے تو بھی اس کا ملین مشکل سے ترک سکتا ہے۔ جب عام طور پر ان ناقص اسلامی سکون کو رواج ہو گیا اور ممالک مقبوضہ مین بھی وہ بے تکلف چلنے لگے اور ادہر مسلمانون مین بھی خالص اسلامی سکہ پر تصویر ہونے سے ایک قسم کی برہمی پیدا ہوگئی عبد الملک نے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ۷۶ھ ہجری مین خالد بن یزید کے مشورہ سے خالص اسلامی سکہ جاری کیا۔ اس سکہ مین وہی عبارت تھی جو سکہ نمبر (۷) مین ہے۔ جو ایک سال بعد کا ہے۔ اس مین تمام رومی و عیسوی علامات ترک کرکے صاف صاف لفظون مین خدا کی وحدانیت اور رسول کے نبی برحق اور دین اسلام کے صراط مستقیم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور عیسائیون پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان کا دین باطل اور ہمارا دین حق ہے ان پر زور جملون کے کندہ کرنے سے قیصر روم کا جواب دینا مقصود تھا۔ اور شاید یہ پولٹیکل خیال بھی ہو کہ ایسے پرجوش فقرے لکھنے سے سکون کے مروج ہونے مین مسلمانون کے مذہبی جوش سے بھی مدد ملے گی لیکن میرے خیال مین اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان پرجوش الفاظ سے تثلیث کے مقابلہ مین توحید کی خوبی اور عظمت کا اظہار ہو اور لوگون کو معلوم ہو جائے کہ بے جان تصویرون سے فصیح الفاظ زیادہ موثر اور معنی خیز ہوتی ہین جب یہ سکہ جاری ہوا تو اُس پر سورہ اخلاص کے کندہ ہونے سے مسلمانون مین پھر ایک جوش پیدا ہوا کہ سکہ ایک ایسی چیز ہے جو مطہر اور غیر مطہر سب کے ہاتھ مین جاتا ہے اس لئے اُس پر ایسی متبرک سورۃ کا منقوش کرنا مناسب نہین ہے۔ لیکن چونکہ اُس سے اعلائے کلمۃ اللّٰہ مقصود تھا اس لئے اس قسم کی نکتہ چینیون کی پرواہ نہین کیگئی اور وہ چند روز مین خود بخود دب گئین۔ سکہ نمبر (۸) کے دیکھنے کو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خالص چاندی کا تھا۔ اور چونکہ اُس کا دور بڑا تھا اس لئے اسمین چند الفاظ اور بھی بڑہا دیئے گئے۔ ہر قسم کے سکون کے نام آخر تک وہی رہے جو رومیون مین قدیم سے مروج تھے غرضکہ ۱۰۵ھ ہجری تک سکہ کی یہی صورت رہی مگر سنہ مذکور مین اس قدر ایجاد اور ہوئی کہ دار الضرب کا نام بھی لکھنے لگے ۱۲۸ھ ہجری مین ابو مسلم خراسانی بنی عباس نے اپنا سکہ جاری کیا اور اس مین اپنی دعوت کے اعلان کیلئے بعض عبارتون کا اضافہ کیا اُسکی صورت یہ تھی۔

طرف اول۔ وسط مین "لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ" اس کے گرد مین "لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" اور حاشیہ پر "بسم اللّٰہ ۔ ضرب ۔ فی ۔ سنہ ثمان و عشرین و مئۃ"۔

طرف ثانی۔ وسط مین۔ "اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد" حاشیہ پر حسب معمول "محمد رسول اللّٰہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون" مگر علامات وقف نہ تھین۔

یہ پہلا سکہ ہے جو علاوہ خلفائے وقت کے کسی شخص نے چلانے کی جرأت کی لیکن اس باغی نے بھی اصلی عبارت کے بدلنے کا خیال نہین کیا بلکہ فقط ایک ایسی عبارت بڑہا دی جس سے اُسکی پالیسی کا اظہار ہوتا تھا اگرچہ کوئی خاص ضرورت نہین ہے۔ لیکن جتلانا اس امر کا جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ خلفائے بنی عباس مین پہلا درہم جو عبداللہ السفاح کی ۱۳۲ھ ہجری مین تخت نشینی کے بعد مضروب کرایا اس مین بھی بنی امیہ کے درہم سے کچھ زیادہ تغیر و تبدل نہین کیا گیا۔ بلکہ تقریباً اس کو اسی حالت پر قائم رکھا البتہ وہ آیات قرآنی جن کے منقوش کئے جانے پر اہل تقوےٰ کو اعتراض تھا۔ خارج کر دیگئین۔ اسکی صورت یہ ہے:۔

طرف اوّل۔ وسط مین "لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ" حاشیہ پر "بسم اللّٰہ ضرب ہذا الدرہم بالکوفہ سنہ اثنین وثلثین ومئۃ"

طرف ثانی وسط مین "محمد رسول اللّٰہ"

حاشیہ پر "محمد رسول اللّٰہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"۔ اس مین منصور کے زمانہ مین اس قدر اور ترمیم ہوئی کہ طرف ثانی مین ولیعہد کا نام بھی اسطرح پر درج ہونے لگا۔

بما "امر بہ المہدی محمد بن امیر المومنین"

اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کا نام لکھا جانا شروع ہوا اور ہارون الرشید کے زمانہ مین یہ رواج عام ہو گیا کہ جس صوبہ کے دار الضرب مین سکہ مضروب ہوتا تھا وہان کے والی کا نام بھی اُس پر منقوش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے اکثر درہم اور بعض دینار ہمارے ذخیرہ مین بھی موجود ہین۔ اسلامی سکہ بنی عباس کے دور کے آخر تک تہوڑے سے اختلاف سے قریب قریب اسی شکل پر رہا۔ چونکہ قدیم سے سکہ اور خطبہ علامت شاہی سمجھا جاتا رہا ہے اور مسلمانون مین صدہا حکمران خاندان ہوئے ہین اس لئے اسلامی سکہ کا مضمون نہایت دلچسپ اور اُس سے تاریخ پر گہری روشنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن اُس کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیئے۔

چونکہ مجھکو کئی سال سے سکون کے جمع کرنے کا خبط ہوگیا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے بہت سے سکے جمع کئے ہین۔ اور اس فن شریف مین کسی قدر ملکہ حاصل ہونے کے لئے سخت محنتین بھی کی ہین۔ اس لئے اگر زمانے نے فرصت دی اور ناظرین نے اس مضمون کو پسند کیا۔ تو کبھی کبھی خاص خاندان کے سکون کے حالات لکھے جایا کرینگے (محمد عزیز مرزا)

چودہوین صدی

ملفوظات احمدیہ

۱۱ تاریخ مئی ۱۹۰۴ء بوقت ۱ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی احمدی جماعت کے جو لوگ کہتے ہین کہ طاعون سے ہم بچے رہین گے اسکی وجہ کیا ہے حکیم صاحب نے اس کے جواب مین جو کچھ اس سے تقریر کی تھی وہ سنائی پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرماتا ہے

قادیان پر طاعون کا اثر

ان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح ہوگا۔ کوئی بستی اس سے خالی نہ رہیگی۔ بعض ایسی ہونگی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دین یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائیگی ویرانہ اور تہ دا جڑے ہوئے کھنڈرا ہو جائینگی۔ اُن کا کوئی نشان بھی نہ رہے گا لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلان بستی تھی۔ لیکن پھر بھی پتہ نہ ملے گا۔ گویا طاعون جاروب ویرانی کو دنیا سے صاف کر اور کوئی آثار اس کے نہ چھوڑیگی بعض قریہ ایسے ہون گے کہ جنکو کم و بیش عذاب چھوڑ دیا جائے گا۔ اور صفحہ دنیا سے اُن کا نام نہ مٹایا جائیگا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھ عذاب انہین نازل کیا جائیگا اور تازیانہ کرکے عذاب ہٹا لیا جائیگا بہت سے شہر فنا ہون گے گروہ فنا نہ اسیطرح اللّٰہ تعالیٰ نے قادیان کو قسم مین شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اویٰ القریۃ سے مراد یہی ہے کہ اور طرح ہمارے گاؤن کو طاعون جاروب بالکل تباہ نہ کرے گی کہ لوگ تلاش کر

کہکہان قادیان واقعہ تھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان بستیوں کیطرح خدا اسکو تباہ نہ کرے گا بلکہ یہ بھی رہیگی الا بطور تازیانہ کچھ سزا دے کر اس کو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار جلسوں میں بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ (انہ اٰوی القریۃ) سے مراد یہی ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ **طاعون جارف** سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو۔

خدا نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ باوجود گنہگار ہونے کے اللہ تعالیٰ بغیر عذاب کے چھوڑ دے۔ ایکطرف تو قرآن میں یہ لکھا ہے کہ **طاعون** سے کوئی بستی خالی نہ رہیگی اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ **لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم** کے الہام سے ظاہر ہے یعنے لوگوں نے جب اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بھڑکایا اور بد عملیوں نے اپنی حالتوں کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقوے و طہارت کی ہر ایک راہ کو چھوڑ دیا اور بجائے اس کے طرح طرح کے فسق و فجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتھ دھو دیا دہریت اندھیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا۔ تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکھیں اور اسکی طرف رجوع کریں بعض بستیاں **مھلکوھا** میں داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی اور بعض معذبوھا میں داخل ہونگی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی۔ **قادیان** مہلکوہا میں داخل نہوگی یہی مراد الہام انہ اٰوی القریۃ سے ہے گناہوں کی سرزنش کرنے کیلئے خدا نے یہاں بھی طاعون **نازل** فرمائی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ **لولا الاکرام لھلک المقام** یعنے قادیان مہلکوہا میں داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تکریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوہا میں داخل نہیں کیا گیا جو بچے ہیں اور جو بچینگے وہ تمہارے اکرام کیوجہ سے بچینگے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ **لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم**۔ دوسری طرف **انہ اٰوی القریۃ** کے اگر یہ معنے ہوں کہ **قادیان** بالکل بچیگی تو ان دونوں کے درمیان تضاد واقعہ ہوتا ہے۔ دو ضدین جمع نہیں ہو سکتیں۔ ہم نے کبھی انہ اٰوی القریۃ کے یہ معنے نہیں سمجھے۔

طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی میں آئیگی یہ بھی عجیب بات ہے کہ جہاں کسی نے دعویٰ کیا کہ **فلان** مقام میں طاعون نہیں تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ **دھلی** والوں نے بڑے زور سے لکھا تھا کہ دو وجوہ سے وہاں طاعون نہیں آتی اور نہ آئیگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بہت صفائی رکھتے ہیں دوسرے مچھروں کا وہاں نہ ہونا۔

اب گزٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی طاعون آگئی۔ لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اسکی سرزمین میں ایسے اجزاء ہیں کہ اسمیں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکھینگے کہ کیا ہوگا۔ کئی گاؤں اور دیہات بالکل تباہ ہو جائینگے۔ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جائیگا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہینگے لیکن یہ حالت کبھی **قادیان** پر وارد نہ ہوگی۔

یہ ایک لمبی بیماری ہے عمروں تک چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قطعے اس نے برباد کر کے جنگل کر دیئے۔ شہروں کے شہر ویرانے بنا دیئے۔ سیکڑوں کوس ایسے غیر آباد کئے کہ جانور بھی زندہ نہ رہے اس کے آگے تو بڑے بڑے شہر بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بڑے سے بڑے آباد شہر کو بھی اگر جا ہے تو دو تین دن میں صاف کر سکتی ہے۔

۲۴ جون ۱۹۰۴ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل میں **دعا** ہے۔ نماز کا ایک لفظ جو بولتا ہے۔ وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں۔ مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گذرتا ہے اور اسکی ندا کی پرواہ نہیں کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کر کر طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کیلئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے۔

الیٰ ربک یومئذ ن المستقر

اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے کیونکہ اس دن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کی حالت ہے کہ **طاعون** کے بارے میں خواہ کوئی حیلہ حوالہ کریں ہرگز کام نہ آویگا۔ آخر مستقر خدا تعالیٰ ہی ہوگا۔ لوگ جب اس کو مانینگے تب وہ اس سے رہائی دیگا۔

این المفر بھی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسرے آفات میں تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے۔ مگر **طاعون** میں کوئی مفر نہیں ہے۔ صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی۔

خدا کیطرف ظلم کبھی منسوب نہیں ہو سکتا جو صادق ہوگا وہ ضرور اپنے **صدق** سے نفع پاویگا یہ وہی دن ہے جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ **ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم**۔

ویدک مت کے لطائف

ایک اور لطیفہ سنئے۔ ویدک تعلیم کے رو سے تمام نباتات بھی آریوں ہی کی مسخ شدہ اور متناسخ شدہ روحیں ہیں۔ یجروید باب ۱۹ منتر ۴۷ کا ترجمہ بھومکا مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۶ میں ملاحظہ ہو۔ ایشور کا ایڈیشن ہے۔ اس سنسار میں ہم دو پرکار کے جنم سنتے ہیں۔ ایک آدمی کے جرم کا حاصل کرنا۔ دوسرا نیچے کے درجے کے۔ حیوان پرند کیڑے۔ درخت وغیرہ بننا۔ انہی دونوں بھیدوں سے سب دنیا کی روحیں اپنے اپنے پاپ اور پن کے پھل حاصل کرتے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۸ میں ہے۔ جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ کام بد کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔ کیا اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دیانندی پنتھ فلسفہ کا گھر ہے۔ جو شخص نباتات میں بھی آریوں کی روحیں گھسی ہوئی اعتقاد کرتا ہے اور نہ صرف نباتات میں بلکہ درخت کے ساتھ ابھی وغیرہ کا لفظ موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ **دیانندی** لوگ پتھر کنکر۔ خاک وہ پھل۔ چیزوں میں آریہ پرشوں کی روحیں گھسی ہوئی مانتے ہیں۔ وہ کبھی دنیا میں فلسفہ کا نام لے یا کسی طرح کی شیخی بگھارے۔

ان بیان سے ویدکی قدامت کافور ہو رہی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ وید دنیا کے ابتدا میں نہیں۔ بلکہ اس وقت کے ہیں جبکہ اس قسم کے تجربے عام ہو چکے تھے اور سننے سنانے تک نوبت آ پہنچی تھی اس کے سوا سننے والا کون ہے۔ خدا یا انسان اگر خدا ہے تو کس سے سنتا ہے اگر انسان ہے تو وید خدا کا الہام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ فتدبر۔

این خیال است و محال است و جنون

دیانندیو اگر واقعی تمام درختوں اور نباتات میں تمہارے بھائی بندوں ہی کی روحیں متناسخ شدہ اور عقوبت میں گرفتار ہیں۔ تو آپ لوگ سبزی اور نباتات وغیرہ کہاں اپنے پیٹ میں ٹھسا ٹھس ڈال رہے ہیں یہ کیا بات ہے کہ تم اپنے بھائی بندوں کو اپنے ہاتھوں سے اس طرح تلف اور ضایع کرو۔ آپ کو ان پر درد اور رحم کیوں نہیں آتا کیا انصاف ہے کہ ہری ہری سبزی اور عمدہ عمدہ درختوں کو کاٹ کر اپنے بھائیوں کی متناسخ شدہ روحوں کو دکھ اور ایذا پہنچاؤ۔ کیا ایشر سبزی کہانے کا حکم دیسکتا ہے۔ جبکہ یہ بھی تمہاری مانند جیو آتما ہیں کیا یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ... ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کہلا دے۔ ستھیارتھ صفحہ ۹۲ اور کیا اگر درخت وغیرہ نباتات میں بھی دیانندیوں ہی کی روحیں گھس رہی ہیں۔ تو گھاس پات کو اس پاپ پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور پھر تم لوگ گوشت کہانے پر مسلمان اور دیگر اقوام کو کیوں منع کرتے ہو جبکہ آپ سبزی و نباتات کی شکل میں اپنے بھائی بندوں کا گوشت کہاتے ہو۔ تم بھی سبزی ترکاری۔ درخت وغیرہ کا استعمال کیوں نہیں چھوڑتے۔ تا کہ دنیا تمہارے وجود سے خالی ہو کر خس کم جہان پاک کا مصداق ہو۔ ملے ملئے وہ مذہب جو گھاس پات سبزی درخت وغیرہ میں انسانی روحیں (جیو آتما) تسلیم کرے۔ وہ دوسرے کے مذہب پر اعتراض کرنے کی جرات رکھے

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

بہائیو یہ تو اس زمانہ کا ویدک دھرم ہے۔ جب دنیا ساری جاہل تھی۔ اور گھاس پات درخت وغیرہ ہر شے میں انسانی روحیں مانتی تھی۔ اب سائنس کا زمانہ ہے اس قسم کے باطل اعتقادات اور بیہودہ خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور خدا سے ڈرتے ہوئے **دین اسلام** پر ایمان لاؤ۔ جو دنیا کے تمام انبیاء و اولیاء رشیوں مہاتماؤں کا مذہب تھا۔ وید نے نہ کبھی مکتی کا راستہ دکھایا اور نہ دکھائیگا۔ ابھی وقت ہے ورنہ غلطی کہاؤ گے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

ایک اور لطیفہ لیجیئے۔ وید مین درج ذیل منتر درج ہین کہ اے ایشور ہم کو دودھ دینے والی گئو۔ گھوڑے گائین وغیرہ وغیرہ عطا فرما۔ چنانچہ منجملہ انکے ایک منتر یجر گاسکے بھینس کی درخواست۔ اے پرمیشور آپ کی عنایت سے ہمین اس آشرم (خانہ داری) کے اندر گائے بھینس بکری وغیرہ جانور۔ اور زمین، حواس علم کی روشنی اور راحت وخوشی وغیرہ جو لی حاصل ہون اور سب چیزین ہمارے لئے موافق ہین۔ اور مذکورہ بالا اشیاء حاصل ہونے علاوہ گھر مین اپنے پینے کا سامان عمدہ اور گھی اور شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیاء خورد و نوش موجود ہون۔ مذکورہ بالا چیزون کو مین اپنی حفاظت اور سکھ کے لئے ہم پہونچاتا ہون ان کے حصول سے مجھ کو عمدہ بہبودی مین اعلےٰ مقصد انسانی یا موکش کا سکھ اور دنیوی راحت یعنی اقبال وحشمت نصیب ہو۔ اور ہم دوسرون کی بھلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونون قسم کے سکھ کو ترقی دین یجر وید ادھیا ۳ منتر ۴۳ مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۰۱۔

پھر وید مین ایشور کا ارشاد ہے۔ پرمیشور اس راج مین جہان دھرم کی پابندی ہوتی ہے قایم ہوتا ہون جس ملک مین علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے۔ وہ میرا مقام مالوف ہے مین اس راج مین فوج کے گھوڑون اور بیلون کو عطا کرتا ہون (یجر وید ادھیائے ۱ منتر ۱۰) بھومکا صفحہ ۱۴۱۔

پھر یجر وید ادھیا ۱۲ منتر ۸۷ مین ہے، بوٹیون کی مانند سکھ دینے والی سندر دیوان۔ اتا مین تیرے تمکو عمدہ طریق سے نزدیک ہو کر نصیحت کرون اے مرد کی والی نیک اولاد مین ماتا تیرے گھوڑون وغیرہ گائے وغیرہ۔ زمین وغیرہ کپڑے وغیرہ۔ اور جان کی خالص خدمت کرون۔

پھر یجر وید ۵ باب ۲۸ منتر مین ہے اے بچہ والے مہمان کی بی بی جیسے تو اپنے بچون اور ہاتھی۔ گھوڑون۔ گائے وغیرہ حیوانون سمیت اپنے گھر مین بڑی مستحکم ہے ویسے ہی بچہ کرنے والا تیرا خاوند بھی بڑا مضبوط ہے۔ تو دونون میان بی بی گھی وغیرہ خوشبودار چیزون سے آسمان و زمین کو بھر دو اے بچہ کرنیوالی عورت تو بے حساب دولت والی اپنے بچہ سمیت

واہ یہ عجیب فلاسفی ہے زمین و آسمان گھی وغیرہ خوشبودار چیزون سے بھر دینا۔ اتنی خوشبودار چیزین آئین گی کہان سے۔ اور اگر ہون بھی لیکن۔ تو دنیا کی دیگر اشیاء کہان جگہ پائینگی واہ آریہ ست تیرا فلسفہ اور واہ دیانندی پنتھ تیرا بنانے والا (ایڈیٹر)

اب تو اور تیرا خاوند دنیا کو سایہ کر سوالا ہو جاو دیانند جوا! کیا اس پر بھی وید کو ایشور کرت یعنی یعنی خدا کا کلام مانو گے۔ کیا وہ خدا جس نے تمام جانورون کو ان کے اعمال کی سزا مین حیوانی قالب بخش رکھا ہے۔ آپ ہی یہ دعا سکھا سکتا ہے کہ لوگو اس ایشور سے گایان۔ بھینس۔ بکری۔ گھوڑے۔ گھی۔ اور شہد وغیرہ وغیرہ مانگو۔ کیا وہ آپ ہی ایسی دعا کی ہدایت دے سکتا ہے۔ جس سے خدا کی نافرمان۔ پاپی۔ اور مورد غضب حیوانات پیدا ہون۔ کیا ایشور کی خود ایسی مرضی ہو سکتی ہے کہ لوگ ضرور گائیان۔ بھینس۔ بکری اور شہد کی مکھیان وغیرہ بنین تاکہ دوسرے آریون کے کام آئین۔ اگر سارے نیک اعمال ہو جائین تو ان چیزون کا۔ تو ان چیزون کا تو وجود ہی نہ ہوگا۔ پھر ایسی دعا سکھانا اور تعلیق بالمحال کیا خدا کا کام ہو سکتا ہے اور جس کتاب مین ایسی ایسی قابل اعتراض باتین لکھی ہین کیا وہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے؟ کیا خدا خود ہی ان چیزون کے مانگنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔ جن کا وجود گناہون اور پاپون پر موقوف ہے۔ اے ہے آریو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا؟ کیا اسلام کی مخالفت کی یہ سزا نہین ہے۔ جو ایسے ایسے بیہودہ اعتقاد کے قائل ہو گئے۔ سوچو اور غور کرو۔

پھر آریہ مسافر میگزین جالندھر بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰ مین ایک وید منتر کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے جسطرح بار بار ہل جوت کر کھیتی کیجاتی ہے اسطرح وہ پرمیشور میرے لئے اعلےٰ چیزون اور جمار دشمنون کے ساتھ گئو وغیرہ مفید جانورون اور غلہ کو میری ضرورت کے موافق بار بار حاصل کرتا ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ گائے وغیرہ مفید جانورون کے پیدا ہونے کو احسانات الٰہی مین سے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ گائے وغیرہ حیوانات کا جنم لینا غضب الٰہی کا نشان ہے۔ نہ خدا تعالےٰ کی رحمت یا احسان کا اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو اس کے برخلاف اسمین یہ دعائین ہوتی۔ اے خدا تعالےٰ انسان کو گائے وغیرہ کے جنم لینے سے محفوظ رکھ دنیا مین کسی انسان کو گھوڑا یا گائے نہ بنا نہ کہ ان مغضوب جانورون کی پیدائش کو احسانات الٰہی کے موقعہ پر ذکر کیا جاتا اور اس سے وید اور تناسخ ایسا اثر رکھنے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اور صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وید انسان کی ادنیٰ اور سطحی خیالات کا ایک ذخیرہ جسمین بے سوچے سمجھے اس قسم کے متضاد خیالات اور متناقض بیانات بھرے ہین جس کو حق اور حقانیت راستی اور صداقت سے تعلق تک بھی نہین ✤

تین سوالونکا جواب

حضرت حکیم الامۃ کے حضور ریاست لس بیلہ سے الحکم کے ایک معزز خریدار نے تین سوال بغرض جواب بھیجکر خواہش کی ہے کہ ان کا جواب بذریعہ الحکم شائع ہو اس لئے حضرت حکیم الامۃ نے مناسب سمجھا کہ عام فائدہ کے لئے ان سوالات کا جواب شائع کر دیا جاوے

ایڈیٹر

سوال اوّل وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا مین ضمیر موتہ کیون مسیح علیہ السلام کیطرف راجع نہ سمجھی جاوے جس سے کہ کل اہل کتاب کے آن پر ایمان لانے کا منشاء آیتہ پورا ہو۔ ورنہ کل اہل کتاب کے آن پر ایمان لانے کی بشارت کے معنے ناقص رہ جاتے ہین۔

الجواب قرآن کریم کی کسی آیت کے معنے کرنے کے لئے منجملہ بہت سے اصولون کے یہ اصل یاد رہنے چاہئے۔ کہ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید مین تلاش کئے جاوین اور پھر اسماء الٰہیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنی نہ لئے جاوین۔ ایسا ہی تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے اور سنن الٰہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے اور لغت عرب اور محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ پھر عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہین معانی باہر نہون۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہون۔ کتب سابقہ کے مسلمہ حصون کے خلاف نہون۔

قرآن مجید کے ترجمہ کرنے مین جن لوگون نے ان اصولون اور دوسرے اصولون کی پرواہ نہین کی انہون نے غلطی کھائی ہے خصوصاً نصرانی نیچرین و مخالفین اسلام اس اصل کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہین اور افسوس کہا جاتا ہے کہ اکثر مسلمان بھی ان اصولون سے ناواقف ہین ورنہ ہم جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق استشہاد قرآنی پیش کرتے ہین ان کے سمجھنے مین انہین دقت نہوتی۔

مثال کے طور پر آپ اسی آیت کو لیجیے جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو معنے ہمارے مخالف اس آیتہ کے کرتے ہین کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئیگا۔ یہ معنے اگر کئے جاوین تو اس سے ایسی قباحت لازم آتی ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہو سکتا اور قرآن مجید مین عظیم الشان اختلاف پیدا ہو جاوے گا۔ حالانکہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اسمین اختلاف نہین جیساکہ فرمایا ہے لو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا۔ کیونکہ اس صورت مین معنے آیت کے یہ ہون گے کہ مسیح کے آنے پر سب اہل کتاب اسپر ایمان لے آئین اب جائے غور ہے کہ کیا مسیح کی آمد ثانی پر وہ سب اہل کتاب جو اسوقت سے پہلے مرچکے ہونگے پھر زندہ ہو جائین گے؟ جو صریحاً باطل ہے اور کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہین رکھ سکتا۔ اور اگر یہ ہو کہ صرف اس زمانہ کے اہل کتاب ایمان لائین گے۔ تو پھر کل کل نہ رہا۔

پھر دوسری خرابی ایسے معنے کرنے مین یہ ہوگی کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح کو بطور وعدہ بشارت دیتا ہے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة۔ یعنے اللہ تعالیٰ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکھیگا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ قیامت تک مسیح کے منکرون کا وجود رہیگا، پھر اس آیت کے یہ معنے کسطرح صحیح ہونگے؟ اس کے سوا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة یعنے ہم نے قیامت تک عیسائیون اور یہودیون مین عداوت اور بغض ڈالدیا ہے۔ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۳۔

اس آیت سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے، کہ یہودیون اور عیسائیون مین قیامتہ تک بغض اور عداوت کا رہنا لازمی ہے۔ لیکن اگر آیتہ ان من اهل الکتٰب کے وہی معنے تسلیم کئے جاوین تو اس آیتہ کا مضمون صادق کسطرح ٹھہرے گا۔

پھر ایک اور آیتہ ہے۔ والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة یہ آیت بھی اسی مضمون کی ہے اور پھر ایک اور آیتہ ولا یزالون مختلفین بھی یہی ظاہر کرتی ہے۔

ان تمام آیات پر یکجائی نظر کرنے سے یہ امر نہایت صفائی کے ساتھ کھل جاتا ہے کہ یہود اور عیسائیون مین قیامت تک مخالفت اور عداوت باقی رہیگی۔ لیکن اگر سب ایمان لے آئین تو پھر ان آیات کی معاذ اللہ۔ تکذیب کرنی پڑے گی بلکہ قرآن مجید پر اعتراض کرنے کا موقع دینا ہوگا۔ اور ہماری تو سمجھ مین ہی نہین آتا کہ یہودی اور عیسائی باہم کل کسطرح ہو سکتے ہین کیونکہ یہودی مسیح کی نبوت تک کے بھی قائل نہیں بلکہ آن کو معاذ اللہ ملعون ٹھہراتے ہین اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہین۔

در توارات مین کسی نبی کے آنے کی کوئی بشارت دی نہین گئی۔ اگر بفرض محال ان کی بات بھی لیا جاوے کہ وہ توارات کو چہوڑ کر مسیح کو مان لین گے تو وجہ اختلاف باقی رہتی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہودیون نے اول مسیح کا کیون انکار کیا؟ اسکی وجہ تو وہی ملاکی نبی کا صحیفہ تہا جسمین مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آنا لکہا تہا۔ اور یہی سوال علماء یہود نے مسیح سے کیا تہا۔ جنہون نے ایلیا کی جگہ یوحنا بتایا۔ اب اگر دوبارہ آنے والا خواہ وہ بفرض محال آسمان سے ہی کیون نہ نظر آجائیں یہودی جب تک ایلیا کو اترتا نہ دیکہہ لین گے ایمان ہی نہین لاسکتے۔ پس ایسا خیال قرآن کریم کی ان آیات کے بالکل مخالف ہے بلکہ عقلی دلائل اور مشاہدہ بہی اس کے خلاف ہے اور علاوہ مسیح پر ایمان لانے سے مسلمانون کو فائدہ اور خوشی ؟ اسمین یہ تو کوئی ذکر نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین گے۔ غرض یہ معنے جس رنگ اور پہلو سے دیکہو غلط ہین۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آیتہ کے وہ معنے کئے جاوین جو قرآن کریم کی کسی آیتہ کے متعارض واقع نہ ہون بلکہ مصدق اور موید ہون۔ چنانچہ ہم ذیل مین بیان کرتے ہین ان کی تاویل رکیکہ کی بہی ضرورت نہین اور قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرتے ہین اس آیتہ سے اوپر قتل اور ان کے مصلوب ہونے کی بحث اللہ تعالی نے شروع فرمائی ہے۔ جیسا و قولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔ وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا

اور یہودیون کے اس قول پر نظر کرو کہ ہم نے یقینا مسیح عیسی ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے قتل کر ڈالا حالانکہ انہون نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی لیکن یہ تو ہوا کہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا اور بے شک جو لوگ قتل مسیح مین اختلاف کرتے ہین وہ اس بارہ مین شک مین ہین ان کو اس قتل کا یقینی علم نہین وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہین یہودیون نے یقینا یقینا اس کو قتل نہین کیا۔ بلکہ اللہ تعالی نے ان کو طبعی موت سے وفات دیکر ان کا رفع کیا (جو مقتول یا مصلوب کا نہین ہوتا) اور اللہ تعالے عزیز و حکیم ہے۔

اور کوئی بہی اہل کتاب مین سے نہین جو قتل مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لا رہا ہو۔ اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہوگا۔ ان آیات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان آیات مین مختلف طرز اور رنگ مین نفی قتل کی ہے۔ اور یہی مضمون زیر بحث چلا آتا ہے۔ اور یہ واقعات اور مشاہدہ صحیحہ کے موافق ہے کیونکہ ہر ایک یہودی اور عیسائی نے مسیح کے اس **قتل بالصلیب کو اپنا ایمان مانا ہے** عیسائی تو اس پہانسی کو کفارہ کے رنگ گناہون مین ایمان مانتے ہین اور یہودی ان کے رد دعاوی نبوت کے ابطال کیلئے۔ ایسی صورت مین لیومنن بہ کے معنے کیسے کہلے اور صاف ہین۔ ہر ایک یہودی اور عیسائی اس پر ایمان لایا ہے اور لا رہا ہے اور لاوے گا۔ امید ہے کہ اسقدر تصریح اس آیت کی کافی سمجہی جاوے گی۔ اگر اس پر کوئی اور کلام ہو تو اس پر سیر نظر کیجا سکتی ہے

سوال دوم۔ سود کے جواز یا عدم جواز پر جو آجکل بحثین ہو رہی ہین جناب مرزا صاحب کا اس بارہ مین کیا ارشاد ہے۔

الجواب

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور متعدد مرتبہ سود کے متعلق مختلف پیراون مین پوچہا گیا ہے آنحضرت جیسا کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور تعامل اسلام سے پایا جاتا ہے ہر قسم کے سود کو حرام بتاتے ہین اور کسی صورت مین اس کے جواز کے قائل نہین اور رہون بہی کسطرح جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے یمحق الله الربوا۔ اللہ تعالی نے ربا کے محق کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا الذين ياكلون الربوا لا يقومون الا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس۔ یعنے وہ لوگ جو سود لیتے ہین نہین اٹہین گے قیامت کے دن مگر اسطرح جیسے شیطان نے مس کر کے انہین دیوانہ بنا دیا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهده یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کہانیوالے سکہلانیوالے اور اس کے گواہون اور وثیقہ لکہنے والون پر لعنت کی ہے۔ اس سے بڑہکر اور تہدید کیا ہو اللہ تعالی سود کو حرب من اللہ ٹہہراتا ہے۔

غرض اللہ تعالے نے اس کو حرام ٹہہرایا ہے، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لعنت بہیجتے ہین تعامل اسلام مین کوئی اس کا مجوز نہین پہر اس کے جواز کی کونسی دلیل شرعی ہو سکتی ہے یہانتک مشاہدہ صحیحہ مین بہی اس کے خلاف ہے۔

بڑے بڑے **بنکون** کے دیوالے نکلتے آپ نے دیکہے نہین تو اخبارات مین ضرور پڑہے ہون گے۔ یہ آفت اسی سود کی وجہ سے آئی ہے۔ اور ایسے باریک در باریک اسباب کے ذریعہ سے آتی ہے کہ دوسرے اس کو نہین سمجہہ سکتے۔

جن لوگون نے سلطنت لکہنؤ کے زوال کے [illegible] کی ہے وہ منجملہ اسباب کے [illegible] سود کو بہی ٹہہراتے ہین جو پرامیسری نوٹون کے رنگ مین لکہنؤ کے اعیان سلطنت مین مروج ہوا تہا اور آخر انکو اپنے روپیہ کے ضائع ہونیسے بچانے کیلئے وہ رنگ اختیار کرنا پڑا جو سلطنت کی تباہی کا موجب ہوا۔

غرض سود ہر حال مین قطعًا منع ہے

سوال سوم۔ موتی کی سماعت یا کلام و طعام کے ثواب کے متعلق مرزا صاحب کیا فرماتے ہین۔

الجواب

سماع موتے حدیثون سے ثابت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ حاجت روا بہی ہین مجہے ان لوگون پر افسوس آتا ہے جو برخلاف حدیث **سماع موتی** کے تو قائل نہین لیکن مردون سے حوائج طلب کرنے مین تامل نہین کرتے۔

ثواب کے متعلق یاد رہے کہ موتی کو نفقہ کی کا دعا کا ثواب ضرور پہونچتا ہے روزہ اور حج کے ثواب کے لئے بہی احادیث موجود ہین + کلام کے ثواب کیلئے علماء ربانی کی شہادت موجود ہے کہ انہون نے کشف مین دیکہا گو بعض احادیث اور آثار بہی اسی باب مین ہین گو انہین ضعف ہے البتہ حضرت صاحب کی زبانی نہین سنا کہ کلام کا ثواب کسطرح پہونچتا ہے۔ دعا اور جنازہ کی نماز کا ثواب پہونچنا آپ نے فرمایا ہے +

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک)

سلسلہ کی بعض زیر باریون سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتہہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک بیچا دین اسلئے اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدین گے وہ نہ صرف ایک اچہا ذخیرہ کتابون کا جمع کرلین گے بلکہ سلسلہ کی اعانت کرنیوالے ٹہہرین گے + پس ہم عام اعلان کرتے ہین کہ ذیل کی کتابون مین اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک ہم **ایک چوتہائی**

قیمت کی رعایت کرین گے

جو چاہے فائدہ اٹہائے۔

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ/
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن۔ (باوا نانک صاحب کے حالات اور ویانند کے اعتراضوں کا جواب)	۱۰/
تقریر نماز یا اور وحدت وجود پر خط	۲/
حضرت اقدس کے تیس سالہ پرانے مضامین (الہام تناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر)	۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت ۲/ فیصلہ آسمانی	۲/
تشحیذ الموسنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۸/
فک الشک اسوار السبیل نمبر ۲	۱/
شمس بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	عمہ/
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامتہ)	۱/
الانذار۔ (جلسہ طاعون کی حالات و تقریرین)	۲/
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور مین دعا	۱/
برہان الحق (رد نصاری)	۳/
تفسیر القرآن پارہ اول	عہ/
رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۶ء	عمہ/
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی۔۔ رد وفات مسیح پنجابی	۲/
قصیدہ ضوابط الاسرار	/
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲/
دعوت الحق نمبر ا و ۲	۱/
سلک مروارید (عورتون کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴/
النصح (عبد مومن کے خواص و نشانات)	۲/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیون کا عجیب)	۴/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲/

پورے سٹ کے خریدار سے صرف چہہ روپے علاوہ محصولڈاک لئے جاوین گے

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اسلام اور عیسائیت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

محکمہ تفتیش اور مطبوعات کی نگرانی

چھپنے والی کتابوں کی نگرانی کا ایک محکمہ قائم ہوا اور مصنفین اور چھاپنے والے پابند کیے گئے کہ کتابیں یا تو محکمہ تفتیش کی اجازت سے چھاپیں یا لاٹ پادری سے قابل طبع ہونے کی تصدیق حاصل کریں۔ جو شخص خلاف ورزی کرتا کتابیں تلف کر دی جاتیں۔ پریس ضبط ہو جاتے اور وہ خود یا خود ہو کر کلیسیا سے محروم کر دیا جاتا۔ محکمہ تفتیش کو تاکید تھی کہ کیتھولک عقائد کے خلاف کوئی کتاب شائع نہ ہو۔ کلیسیا سے محرومی کے علاوہ اصحاب مطابع پر سخت جرمانہ بھی ہوتا تھا۔

محکمہ مذکور پادری مارکمینڈا کی درخواست پر قائم کیا گیا۔ غرض یہ تھی کہ فلسفہ کی روک تھام ہو اور جنوبی فرانس داخل میں ابن رشد کے شاگردوں اور شاگردوں کے مستفیدین سے اندیشہ تھا کہ علم و فضل کے عام چرچے سے عیسائیت کو نقصان پہونچے گا۔

محکمہ نے نیک نیتی سے اپنے فرائض انجام دیے اور اٹھارہ برس کی مدت میں (۱۴۸۱ء عیسوی سے ۱۴۹۹ء تک) اُس کے حکم سے دس ہزار دو سو بیس شخص زندہ جلائے گئے اور چھ ہزار آٹھ سو ساٹھ شخص شہر میں تشہیر کے بعد پھانسی دیے گئے۔ اور ستانوے ہزار تئیس شخصوں کو مختلف سزائیں دی گئیں اور عبرانی زبان میں جس قدر توراۃ کے نسخے تھے سب جلا دیے گئے۔

اس مقدس محکمے میں تحقیقات کا دستور یہ تھا کہ ملزم کو حوالات میں رکھ کر سخت سے سخت سزائیں دیجاتیں۔ آخر وہ الزام کو تسلیم کر لیتا اور بے گناہ مصنف کو چار و ناچار اپنی قسمت کا آخری فیصلہ بے رحم پادری کی ناانصافی کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ لاٹران کی بھی کونسل نے ۱۲۱۵ء میں باتفاق آراء یہ حکم نافذ کیا کہ ابن رشد کی فلسفی کتابیں جو دیکھے اُس پر لعنت کیجاوے۔ پادریوں نے ابن رشد پر۔ ابن رشد کی کتابوں پر۔ ان کے دیکھنے والوں پر لعنت بھیجنا ایک قسم کی عبادت سمجھتے تھے۔ لیکن طلبگاروں کا شوق اس پر بھی معدوم نہ ہو سکا۔

محکمہ تفتیش نے ان مجرموں کو جو تحصیل علم کے پیچھے دیوانے ہو رہے تھے۔ سراغ لگانا شروع کیا۔ اور طلب علم کے الزام کے ساتھ تحقیقات بدعت کی بھی ایک شاخ لگا دی گئی۔ شہروں میں گھروں میں۔ تہخانوں میں۔ محلوں میں۔ سطبلوں میں۔ غاروں میں۔ جنگلوں میں۔ غرض کہ در شگاف و فوق و تحت و ہر طرف۔ جہاں کہیں مجرموں کے ملنے کا شبہ ہوتا تلاشی لیجاتی اور اس فرمان واجب الاذعان پر پورا عمل درآمد ہوتا کہ۔ "میں امن و امان کیلئے نہیں بلکہ تیغ زنی کے لئے آیا ہوں۔"

"تارک الدنیا راہب عبادتگاہوں سے۔ پادری گرجا گھروں سے۔ شہزادے اپنے مکانات سے۔ اور عوام الناس کھیتوں۔ کارخانوں۔ اور اپنی اپنی دکانوں سے پکڑ بلائے جاتے تھے عقوبت شدیدہ کے ذریعہ سے تہمت کا اقرار کرایا جاتا تھا اور پھر ان کے حقمیں عدالت انہیں تعزیرات کی تجویز کرتی جو ایسے فتنہ انگیز مذہبی باغیوں کے سزاوار تھی۔ یعنی قتل و احراق۔

مجمع لاٹران نے مقرر کیا کہ کنفشن کی رسم کیتھولک مذہب کے طریق پر ہوا کرے اور لوگوں کے خیالات کا اس ذریعہ سے اندازہ کیا جائے لڑکی یا بیوی یا بہن یکشنبہ کو گرجا میں حاضر ہوتی پادری صاحب آمرزش کی امید دلا کر اس کے خیالات۔ اُس کے باپ بھائی شوہر کے خیالات دریافت کرتے۔ گھر کے واقعات پوچھتے۔ ہفتے بھر کی ہر چھوٹی بڑی جائز اور ناجائز کارروائیوں کی جانچ کرتے۔ اثنائے کلام میں اگر زبان سے لغزش ہوتی تو شبہ پڑ جاتا اور اب حسن اعتقاد کا ہزار سرٹیفکٹ پیش کیا جائے مگر وہاں تحقیقات ضرور شروع ہو جاتی۔ بالخصوص طلب علم کے اشتباہ پر فوراً تعزیری کارروائیوں کا آغاز ہو جاتا۔

یورپ میں اس مقدس محکمے کی ایسی ہیبت بیٹھ گئی کہ علمی شغل کیطرف کسی کی توجہ ہوئی نہیں کہ طوق و زنجیر سے اسکی تواضع نہ کی گئی ہو۔ سیگلڈیس صاحب لکھتے ہیں کہ اُس زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ۔ عیسائی ہو کر گھر میں اپنی موت سے مرنا ممکن ہی نہیں۔

۱۴۸۱ء میں اس محکمے کی ابتدا ہوئی۔ اس وقت سے ۱۸۰۸ء تک تین سو ستائیس برس ہوئے۔ مقدس محکمے نے اس مدت میں تین لاکھ چالیس ہزار شخصوں کو سزا دی جن میں دو لاکھ زندہ جلا دیے گئے۔ گویا اس گناہ عظیم کی معمولی اور ابتدائی سزا یہ تھی کہ ملزم زندگی سے محروم کر دیا جائے۔ سچ ہے ہم تم ہے نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا۔

مسلمانوں یہودیوں اور عام اہل علم کے ساتھ عیسائیوں کی خصومت

پادریوں کو یقین تھا کہ ابن رشد کی کتابیں فلسفہ کا سرچشمہ ہیں۔ ابن رشد خود مسلمان تھے اور ان کے حلقہ درس میں عیسائیوں کے علاوہ یہودی بھی شریک تھے اور ان خیالات کی اشاعت میں وہ بھی متہم تھے۔ اہل اسلام اور یہود۔ دونوں فرقوں پر کلیسیا کا غضب نازل تھا ۳۰ مارچ ۱۴۹۲ء کو حکم ہوا کہ جو یہودی اصطباغ مسیحی قبول نہ کرے اُس پر فرض ہے کہ جون سے پہلے ہسپانیہ سے ملک بدر ہو جائے۔ بعد اخراج پھر اگر واپس آئے تو اس کو موت کی سزا دیجائیگی صاحب جائیداد پر لازم ہے کہ املاک منقولہ و غیر منقولہ سب فروخت کر ڈالے اور دام نقد لینے کی بجائے زر قیمت کا رقعہ یا تمسک لکھا لے۔

یعنی ماہ جون میں یہودیوں کے جلاوطن ہونے کے بعد۔ اُن کے مال و اسباب پر تصرف و قبضہ مباح ہے۔ دام نقد دینا نہیں محض رقعہ لکھدینا ہے۔ دوبارہ ملک میں آ سکتے نہیں پھر قیمت کسطرح وصول کریں گے۔ اسی پر کفایت نہیں کی گئی بلکہ یہ بھی حکم تھا کہ دراسپین کا کوئی باشندہ کسی کام میں یہودیوں کو مدد نہ دے "غریب یہودی اس طرح نکال باہر کیے گئے۔ ایک جان لیکر بھاگے تھے۔ وہ بھی نہ بچ سکی۔ صعوبت سفر کی وجہ سے اکثر راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

عیسائیت کے آسمانی مذہب ہونے کا ثبوت اُس کے طریق عمل ہی سے واضح ہے۔ سبحان اللہ اسلام پر تیغ زنی کا الزام رکھیں اور مسلمانوں کو وحشی کہیں اور خود با صد ہزار تہذیب یہ شرمناک سلوک کریں!

تو نے سودا کے تئیں ذبح کیا کہتے ہیں
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں

فروری ۱۵۰۲ء میں منادی کی گئی کہ اشبیلیہ اور اس کے مضافات سے دشمنان خدا اور یا مغربی مسلمان نکل جائیں۔ قید یہ لگائی گئی کہ جو مسلمان معمودیہ قبول نہ کرے۔ اپریل سے قبل ہسپانیہ چھوڑ دے اور یہودیوں کیطرح مال و متاع کسی زمانے میں قیمت ملنے کی امید پر فروخت کر ڈالے (احکام کی مراد اس زمانے سے زیادہ قیامت تھا) اس کے علاوہ ایک اور بھی شرط تھی کہ یہاں سے نکلکر بلاد اسلام میں نہ جائیں اور نہ ایسے راستے سے سفر کریں جس سے اسلامی شہروں میں پہونچ سکتے ہوں۔ درصورت خلاف ورزی سزائے موت دیجائیگی۔

ان خانماں بربادوں کو ظاہرا اخراج کا حکم تھا لیکن فرمان کا منشاء یہ تھا (اور یہی ہوا) کہ جتنے مسلمان ہیں سب نکال دیئے جائیں۔ سامان سفر ان کے پاس نہیں۔ بلاد اسلام میں وہ جا نہیں سکتے۔ عیسائی اُن کے خون کے پیاسے۔ دار الحرب میں آشتی کیسی؟ اور ہوسپی لوز زاد راہ تھا نہیں بھوک سے مرنا لازمی تھا۔ پیروان انجیل نے اس دردانگیز طریقے سے ایک جماعت کثیر کی مسلمان اور صاحب علم ہونے کے جرم پر۔ جان لی اور اہل زمانہ کے نزدیک یہ عادلانہ حکم اعلیٰ مذہبی خدمت سمجھا گیا۔

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے ناز معشوقانہ تھا

یہ نہ سمجھو کہ ہسپانیہ کی مسیحی گورنمنٹ کو مسلم آزاری سزاوار ہوئی۔ نہیں اس بے دردی کا مزہ اس کو پورا ملا اور مل رہا ہے۔ مسلمانوں کی جلاوطنی سے اس کو طرح طرح کے نقصانات پہنچے ملک کی صنعت حرفت۔ زراعت اور خوشحالی سب پر زوال آیا اور وہی ہسپانیہ کا ملک جسکو ایک زمانے میں عیسائی باغ بہشت سے تشبیہ دیتے تھے۔ اب وہ اسکی سرسبزی بہشت شداد کے وجود کی طرح ہے۔

۱۵۵۶ء میں جب فیلیپ و تخت نشین ہوا تھا۔ تو اسپین کی سلطنت وسعت و آبادی کے لحاظ سے اُس وقت تمام دنیا میں ممتاز تھی۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ۔ چاروں براعظم میں اس کے سکے بیٹھے ہوئے تھے۔ اوشنیا میں اُس کا اقتدار تمام یورپ سے زیادہ تھا۔ لیکن خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ دراصل اُسی کمال کے وقت سے زوال شروع ہوا۔ حکومت میں گھن لگ گیا اور روز بروز اندر ہی اندر حالت خراب ہوتی گئی۔

ظالمانہ حکومت کا شباب اور ابتدائی ترقی خوش آئند اور نظر فریب ہوتی ہے لیکن ظالم کی عمر کوتاہ ہی فیلیپ کا بیٹا بادشاہ ہوا ہی تھا کہ اُس کے آغاز عہد میں شمال افریقہ کی اسپینش نو آبادیاں بارگنڈی۔ میلس۔ سسلی اور سیلان کو مجبوراً اُسی کو دینا پڑا

۱۶۱۸ء میں مانگا۔ سیلون اور جاوا قبضہ سے نکل گئے
۱۶۴۰ء میں پرتگال
۱۶۴۸ء میں ہالنڈ اور بلجیم
۱۶۹۷ء میں روسیلون۔ سارڈینیا اور جزیرہ ...
۱۷۱۳ء میں جبل طارق (جبرالٹر)
۱۸۰۳ء میں لوسیانا۔ ۱۸۰۹ء میں ٹرینڈاڈ
۱۸۱۹ء میں فلوریڈا۔

۱۸۱۰ء سے ۱۸۲۵ء تک یعنی فقط دس پندرہ برس کی مدت میں میکسیکو۔ وینیزویلا۔ کولمبیا۔ اکویڈور۔ پیرو۔ بالیویا۔ چیلی۔ ارجنٹائن۔ گوئٹے مالا۔ نکاراگوا۔ پاٹاگونیا۔ ہندوراس (راس ہند و) نکاراگوا اور سلواڈور۔ اسپین چھین لے گئے۔

۱۸۹۸ء میں کوبا۔ پورٹو ریکو۔ فیلپائن اور ماریانہ قبضے سے نکل گئے۔ اسطرح اسپین کی وہ سلطنت جسکی وسعت انگریزی حکومت کیطرح کبھی آفتاب غروب ہوتا تھا۔ ایک ذراسے رقبے میں محدود ہو کر رہ گئی ہے

پروانہ ازان سوخت کہ با شمع در افتاد
با سوختگان ہر کہ در افتاد بر افتاد

(باقی)

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء

مہر نبی بخش المعروف عبدالعزیز نمبردار بٹالہ نے عرض کیا کہ مین علاقہ بارے صرف اس خیال پر آیا ہون کہ ایک تفسیر قرآن لکھون۔ جس سے لوگون کے شکوک اور غلط معانی کی اصلاح کرون اگر آپ مجھے امداد دین تو مین موجودہ ثابت شدہ فلسفہ کے مطابق ترجمہ کرکے دکھلاؤن۔

فرمایا۔ ہمارا مشرب تو کسی سے نہین ملتا ہم تو جو کلمہ خدا سے پاتے ہین خواہ اسکو عقل اور فلسفہ مانے یا نہ مانے ہم اس کو ضرور مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہین البتہ اہل عقل سے جو لوگ عقل کی پیروی کرتے ہین وہ آپ کی اس بات پر توجہ کرین تو خوب ہے آپ مولوی نورالدین صاحب سے مشورہ لین آجکل تراجم کثرت سے شایع ہورہے ہین کہ مروجہ فلسفہ کی پیروی مین شایع ہوتے ہین مگر ہمارا مذہب یہ نہین ہے۔ پر مین تمکو ایک نصیحت کرتا ہون اس کو ضرور غور سے سن لو۔ اگر خدا تعالے نے تم سے کوئی ایسا عظیم الشان کام لینا ہوتا تو تمہارا ریہ اور دماغ اچھا بناتا۔ مگر یہ مصلحت الہٰی ہے کہ وہ اچھا نہین بنایا گیا بلکہ کمزور بنایا گیا ہے

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

تم اپنے آپ کو خوش باش رکھو اور خدا کی منشاء کے خلاف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کل یعمل علی شاکلتہٖ ہر ایک شخص کرتا اور کرسکتا ہے مگر اپنی بناوٹ پر۔ مثلاً ایک شخص کو تھوڑا ہی صدمہ دیکھکر غشی لاحق ہو جاتی ہے۔ اب اس کو میدان جنگ مین تلوار دیکر بھیجا جاتا ہے کیا وہ صف بندی توپون کی آواز ہی سنکر ہی نہ مرجاویگا مین نے خود قادیان مین ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ بکرا ذبح ہوتا ہوا دیکھ لیتا تو اس کو غش ہو جاتا۔ تو اگر قصاب کا کام اس کے سپرد کیا جاتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ آپ ارادہ کرتے مین اختلاف مٹانے کا اور دماغ اور ریہ آپ کا بہت خراب ہے ایسا نہ ہو کہ بیماری مہلک ہو کر تمہارے اپنے اندر ہی اختلاف پیدا ہو جاوے انسان قوے تو بیشک ہر شخص کو ملتے ہین مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ دھوکہ نہین کھاتا۔ پس آپ پر اس محنت کا پہلے بد اثر ہو چکا ہے۔ آپ تم سے کم پہلے تمام لوگون سے دریافت کرلین کہ آپ اس محنت کے قابل ہین یا نہین۔ مین تو بمصداق المستشار مؤتمن۔ کے ایک امین اور شفیق ناصح ہو کر آپ کو صلاح دیتا ہون کہ آپ کے قوی ایسے نہین کہ اس محنت کو برداشت کرسکین۔ دوزخ کے سات دروازے ہین اور بہشت کے آٹھ ......

...... جس رنگ سے اللہ تعالے چاہے یقین عطا فرما دیوے۔ صحابہ کرام .. نے علوم فلسفہ وغیرہ کہان پڑھے تھے۔ جو اسرار الہٰی طبعیات اور فلسفہ وغیرہ مین بھرے پڑے ہین جو شخص ان سب کو طے کرنا چاہتا ہے وہ جاہل اور بے نصیب رہیگا۔ مثلاً آگ گرم اور مہلک ہے۔ اس بات کو تو ہر شخص دریافت کر سکتا ہے۔ پر جب اوس کے ولمیں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیون گرم ہے اور کیون مہلک ہے تو یہان فلسفہ ختم ہو جاویگا پس اسرار الہیہ کو حد تک کوئی نہین پہونچ سکتا۔

تو کار ... زمین کے نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

پہلے ضرور ہے کہ اپنے گہر اور نفس کی صفائی کرو بعد مین لوگون کیطرف توجہ کرنا۔

دنیا مین چار موٹی باتین ماننے کے قابل تہین۔ ملائکہ۔ روح انسانی اور اس کا بقا بعد از مرگ۔ جنات کا وجود۔ خدا تعالیٰ کا وجود۔ لوگون نے سب سے پہلے جنات کا انکار کیا۔ پہر ملائکہ کا۔ پس دو باتون کو اور شاکر۔ اپنی اور خدا کی روح کے قایل ہو بیٹھے۔ یعنے کچھ کرنا اور کچھ نہ کرنا افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض۔ اسمین پھر دہریون نے ہی کمال کیا ہے کہ کچھ بھی نہ مانو اور سب کا انکار کرو۔

منشی صاحب مذکور نے سوال کیا کہ قرآن کریم مین بہت سارے لفظ زاید ہوتے ہین اور ان کے معنے نہین کئے جاتے۔ اب یا نہیر ہونا چاہیے۔

فرمایا۔ قرآن کریم بلکہ ہر زبان مین قراین ہوتے ہین اور یہ ایسے بہت سارے محاورے ہوتے ہین آپکو صرف ونحو سے واقفیت نہین۔

منشی صاحب نے کہا کہ مین نے صرف ونحو کو خوب پڑھا ہے۔

فرمایا۔ موجودہ مروجہ صرف ونحو ناقص ہے اور آپ نے صرف ونحو کو کمال تک بہی نہین پہونچایا۔ ہر ایک زبان کا ایک خاص محاورہ ہوتا ہے جبتک انسان کی مادری زبان نہ ہو یا اس زبان مین اتنا کمال نہ ہو کہ مشابہ مادری ہو جاوے تب تک وہ اس کو سمجھ نہین سکتا۔ پس اس امر کو واقفان زبان سے دریافت کرو اور دیکھو۔ قومی محاورات مین کوئی اہل علم اعتراض نہین کرسکتا۔

پہر سوال کیا کہ بعض لفظ لکھنے مین آتے اور پڑھنے مین نہین آتے +

فرمایا۔ انگریزی زبان ہی کو لیلو اس مین بہی بہت ایسے لفظ ہین جو لکھنے مین تو آتے پر پڑھنے مین نہین آتے۔ مین پہر بہی کہونگا کہ آپ کو صرف ونحو کی واقفیت بالکل نہین یہ باتین عمر کہاکے حاصل ہوتی ہین آپ کی عمر اس وقت آرام چاہتی ہے اور خیال آپ کو یہ لگ گیا ہے۔

پہر مجھے اس بات کا بہی ڈر ہے کہ کہین وہ آپ یہ نہ کہدین کہ مجھے قرآن کی خدمت سے روکدیا ہے۔ بہرحال مین تو پہر بہی یہی کہونگا اور بطور نصیحت کہونگا کہ راحت سے زندگی بسر کرو آپ کا ریہ بہت خراب ہے کوئی مہلک بیماری نہ ہو جاوے۔ تمان ان لوگون کیواسطے دعا کر چہوڑو کہ اللہ تعالے ان کو ہدایت دیوے اور قرآن سمجھنے کی ہر ایک کو توفیق دیوے۔ مخلوق کے تم ٹھیکہ دار نہین۔ اپنے آپکو مشکلات مین نہ ڈالو اور نہ تمہارے قوی خدا تعالے نے اس لایق بنائے ہین۔ مین تو ہمیشہ آپکو یہی کہونگا اور یہی نصیحت کرونگا۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔ والسلام۔

مختلف خبرین

زخم سے خون بند کرنیکا ایک عجیب نسخہ ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا ہے اس نے تجربہ کیا کہ زخمی کے بدن سے جسوقت سخت خون بہ رہا ہو اگر اس کو راگ سنانے لگجاوین تو یا تو خون کا بہاؤ بالکل بند ہو جاوے گا یا کم ہو جاویگا ڈاکٹر موصوف اس عجیب نظارے کی وجہ دریافت نہین کرسکتا تہا لیکن اب سمجھا گیا ہے کہ نغمہ کا اثر زخمی کو غشی کیحالت مین لے آتا ہے جس کے باعث دلکی حرکت اسقدر کم ہو جاتی ہے کہ خون کا دورہ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔

افریقہ کے ایک تاجدار کے پاس لنڈن مین ڈیپوٹیشن گیا کہ وہ افریقہ کے باشندون مین شراب خواری کو رایج ہونے دین۔ اس عاقل نے جواب دیا کہ جب تک یورپ والے شراب بھیجے جائینگے افریقہ کے باشندے خریدے جائینگے اگر مے نوشی بند کرانی ہو تو یورپ سے چالان بند ہونا چاہیئے۔ جب تک کسی برائی کی جڑ کو نہ اکہاڑا جاوے تب تک شاخون کے کاٹنے کی کوشش عبث ہے۔

شاہنشاہ چین سخت بیمار ہین۔ یہ خبر چارونطرف اخبارون مین پہیل رہی ہے لیکن شاہنشاہ موصوف کی بیماری دنیا کیحالت پر کچھ بہی اثر نہین ڈال سکتی کیونکہ اصل مالک ملک چین کی انکی والدہ ماجدہ ہین جو ان کے مرتے کوئی دوسرا کھلونا تخت پر بیٹھا دین گی۔

کابل مین بندوق وغیرہ سامان جنگ بنانے کے کارخانے امیر عبدالرحمٰن کے وقت سے ہی کہلے ہوئے ہین۔ اسوقت کل کارخانجات مین محض ہیزم کا خرچ چار لاکہہ روپیہ سالانہ سے کم نہین ہے۔ اس بڑے خرچ مین تخفیف کرنے کیلئے امیر حبیب اللہ خان نے سوچا ہے کہ بجلی سے ایندھن کے اخراجات مین بہت سی بچت ہو جاویگی مگر اسوقت امیر صاحب کو جملہ ہتھیار اور سامان جنگ بڑا مہنگا پڑتا ہے۔ اگر سیدھا یورپ سے بنا بنایا منگاوین تو شائد زیادہ فرستا پڑے لیکن پایونیر لکھتا ہے کہ یورپ سے سامان خراب منگاتے ہین جو دقتین پڑینگی ان کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امیر اپنے ملک کے اندر اطمینان کیساتھ حرب طیار کرا رہا ہے۔

پوپ روم اسوقت ایک عجیب طرح کی عیسائی مذہبی سوداگری کی بیچکنی کے درپے ہو رہا ہے رومن کیتھولک عیسائیون مین مردون کیلئے دعائین پڑھکر انہین بہشت مین پہونچانے کا ٹھیکہ پادریون نے رکھا ہے۔ جہان یورپ کا ہر ایک آدمی بینکون مین حساب رکھتا ہے اور خرچ کرتے وقت اپنے بینک پر چک لکھ دیتا ہے اسیطرح رومن کیتھولک پادری بہی اپنے بلون کا سارا بھگتان مردون کیلئے خطے پڑھکر کیا کرتے ہین۔ اخبار کی قیمت اسطرح ادا ہوتی ہے کہ اخبار کا خریدار پادری ایک سارٹیفکٹ اپنے افسر سے دستخط کراکے اور خود بہر کے بھیج دیتا ہے۔ کہ بمقابلہ قیمت اخبار کے اسقدر خطبے پڑھدونگا اخبار کے مالک اس سارٹیفکٹ کو خطبے پڑھانیکے امیدوارون کے پاس فروخت کرکے نقد قیمت جمع کر لیتا ہے۔ اسیطرح ہوٹل وغیرہ کے بلون کی ادائیگی بہی ہوتی ہے۔

روئی کی پیداوار پارسال بہت کم ہوئی تہی۔ اب کے سال باموقع روئی کا بیج بویا گیا ہے۔ دیکہئے نتیجہ کیا نکلتا ہے جسطرح پہر بارش شروع ہوئی ہے اگر اسیطرح باقاعدہ ہوتی رہی تو امید ہے کہ جسطرح پارسال گیہون کی فصل نے ملک کو خوشحال کردیا تہا اسیطرح امسال ... روئی کی فصل بیڑا پار کردے گی۔ افسوس کہ اس ملک مین باوجود ذرایع آبپاشی عمدہ موجود ہونے کے بہی ذرا سی مسانگ بارش سے ہی فصل کی دگرگون حالت ہو جاتی ہے +

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باز گرانی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	ے / ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع وسن رسیدہ کم آمدنی والے لوگوں سے	عہ / ۱۲

نمبر ۲۵ و ۲۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

حضرت اقدس گورداسپور میں

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ جب تک مقدمہ کی پیروی ضروری ہے اس وقت تک عارضی طور پر گورداسپور ہی میں جا ٹھہریں۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے گورداسپور میں ایک اور وسیع مکان پہلے مکان کے علاوہ لیا گیا ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور دوسری خادم مستورات رہیں گی۔ مہمانوں کیلئے وہی پہلا مکان اگر کافی نہ ہوا تو تجویز ہے کہ کوئی اور وسیع مکان لیا جاوے۔

ناعاقبت اندیش لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عزم و استقلال پر بجائے اس کے کہ غور کرتے اور کوئی مفید سبق لیتے اپنی معمولی کورچشمی کی وجہ سے ہنسی اڑاتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں۔ اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ۔

انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ سے جو لوگ واقف ہیں اور جنہوں نے اس پر غور کیا ہے وہ حضرت حجۃ اللہ کے اس استقلال و عزم سے نہایت مفید سبق لیتے ہیں اور ان کے ایمان ترقی کرتے ہیں لیکن سنت اللہ کے موافق ضروری ہے کہ ایک گروہ ایسا بھی ہو جو زادتہم رجسا الیٰ رجسہم کا مصداق ہو۔ بہرحال ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو اعلیٰ حضرت انشاء اللہ العزیز گورداسپور تشریف لیجانے کے عازم ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے آپ گورداسپور میں مقیم رہیں گے۔ اس لئے احباب جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپ کے فیض سے مستفیض ہونے کیلئے قادیان آنے کیلئے طیار ہوں وہ دوسری اطلاع تک گورداسپور تشریف لاویں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہیں۔

۲۔ بارش ابھی ختم ہو چکی ہے۔ اور ابھی بر جمیلا آسمان ہے

۳۔ ۹ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو جناب بابو ہری چرن داس صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر حلقہ جالندھر نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کا معائنہ کیا۔ آپ ایک با اخلاق اور علم دوست بزرگ ہیں اور سادگی پسند ہیں۔ معائنہ کے تمام وقت میں ہم آپ کے ساتھ تھے۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی جب ہم یہ دیکھتے تھے کہ ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے وہ تمام ضروری کاغذات جو انسپکٹر صاحب کو مطلوب ہو سکتے تھے اپنی فراست اور قابلیت سے قبل از وقت طیار کر رکھے تھے جنکو دیکھ کر انسپکٹر صاحب نہایت محظوظ ہوئے۔ اور رجسٹروں کی صفائی سے بھی بہت خوش ہوئے۔ دوران معائنہ میں جب وہ نصاب تعلیم کا نقشہ دیکھ رہے تھے نصاب میں عبرانی دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا کہ عبرانی کون پڑھاتا ہے جب مفتی صاحب نے کہا کہ میں پڑھاتا ہوں اور میں نے اسمیں بی اے پاس کیا ہے تو آپ کو اور بھی حیرت ہوئی۔ مفتی صاحب نے عبرانی پڑھنے کی غرض بھی بتلائی کہ بائیبل کو اصل زبان میں پڑھنے کیلئے اس زبان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے پڑھایا جاتا ہے۔ غرض آپ نہایت غور و خوض کے ساتھ معائنہ کرتے رہے اور سند رجسٹر ولایت ہائے رائے بک میں لکھی ہے جو ہم اپنی قوم کی توجہ کیلئے درج کرتے ہیں بعض ضروری ریمارک ہم پھر کبھی لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

رائے انسپکٹر صاحب

میں نے ۹ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو تعلیم الاسلام قادیان ہائی اسکول کا معائنہ کیا۔ منظوری مدرسہ کے شرائط کی پوری تفصیل جناب انسپکٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ کے بعد ایک نیا بورڈنگ روم اس مدرسہ کی عمارات میں بڑھایا گیا۔ فیس کی شرح سرکاری اور بورڈ سکولوں کی شرح سے ۵/۱ کے قریب ہے۔ اور رعایتی فیس اور نصف فیس والے طلبار کی تعداد بھی ضابطہ تعلیم پنجاب کے مطابق کیگئی ہے۔ قواعد مابین المدارس کی ٹھیک ٹھیک پابندی کیجاتی ہے۔ مدرسین کے علاوہ میں ایک اور مدرس بی۔ اے زیادہ کیا گیا ہے تمام رجسٹر صاف اور مکمل ہیں۔ مدرسہ طاعون کیوجہ سے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء تک بند رہا ہے۔ تمام مکانات صاف ستھرے ہیں اور اس مدرسے کے تمام کاروبار میں ایک ایسی سنجیدگی اور حسن انتظام کی خوشبو آتی ہے جو نہایت ہی قابل تعریف ہے میری رائے میں یہ مدرسہ اب بالکل اس قابل ہے۔ کہ سررشتہ تعلیم اسکو منظور کرے۔

حاضری طلبار حسب ذیل ہے۔

ہائی ڈیپارٹمنٹ		
ففتھ ہائی	۸/۸	
فورتھ ہائی	۳/۳	میزان ۱۱/۱۱
مڈل		
سوم مڈل	۷/۷	
دوم "	۱۲/۱۲	میزان ۳۰/۳۰
اول "	۱۱/۱۱	
اپر پرائمری		
پنجم پرائمری	۱۴/۱۴	
چہارم "	۱۵/۱۵	
سوم "	۲۰/۲۳	میزان ۹۳/۹۷
دوم "	۱۶/۱۸	
اول "	۲۳/۲۴	
کل مسلمان	۱۳۵	میزان ۱۳۸
ہندو	۳	

میں ہیڈ ماسٹر مدرسہ یعنی مفتی محمد صادق صاحب کا بہت ہی ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے مدرسہ کے معائنہ میں اور رجسٹروں کے ملاحظہ کرنے میں بہت ہی مدد کی ہے۔ مقام قادیان ۹ اگست سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

اکثر لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ جلسۃ الوداع کیا چیز ہے؟ انہیں معلوم رہے کہ جن دنوں حضرت مسیح موعودؑ کتاب مسیح ہندوستان میں تالیف کر رہے تھے انہیں ایام میں معلوم ہوا تھا کہ نصیبین میں حضرت مسیح ناصری کے بعض آثار ہیں جن سے ان کے اس سفر کا پتہ ملتا ہے اور تصدیق ہوتی ہے کہ وہ کشمیر میں آگئے ہیں اور ایک عرصہ تک یہاں رہ کر آخر نجات پا گئے اور سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے جہاں اب تک ان کی قبر یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے قرین مصلحت سمجھا تھا کہ ایک کمیشن اپنی جماعت کی بھیجی جاوے جو ان آثار و حالات کی خود تفتیش اور تحقیقات کرے۔ اور پھر اسی راستہ سے جو حضرت مسیح نے کشمیر آنے کیلئے تجویز کیا تھا، واپس کشمیر سے ہوتے ہوئے دار الامان پہنچ جاویں ان احباب کو رخصت اور وداع کرنے کیلئے ایک جلسہ تجویز ہوا تھا جس کا نام جلسۃ الوداع رکھا گیا تھا۔ اگرچہ بعض پیش آمدہ امور ضروریہ کی وجہ سے اس کمیشن کا بھیجا جانا اسوقت ملتوی ہو گیا تھا اور ابھی ملتوی رہا ہوا ہے۔ لیکن اس تاریخ پر ایک جلسہ ہوا۔ بزرگان ملت نے وعظ کیے (جو پہلے چھپ چکے ہیں) اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ جو ہم ذیل میں درج کرنا شروع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت کی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تاکہ میں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھا دوں خصوصیت کے ساتھ یہ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی

مذہب اس کے غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کیلئے خطرناک زہر ہیں۔ اور انسان کی روحانی قوتوں کیلئے نشوونما اور ترقیوں کیلئے ایک روک ہیں منجملہ ان کے ایک بڑا مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جس میں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دار مدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے معصوم یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا جس طرح ہر راستباز اپنے زمانے میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں۔ اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کرا دیں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالےٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں جس سے ان کی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی ....

.... اور آخر انہیں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہیں ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہیں گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر پڑی اور مسلمانوں کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر نازل ہوں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا جس کی نبوت آپ کی مہر سے نہ ہو) بھی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم سچی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح علیہ السلام کا

صاف اقرار وفات کا قطعی طور پر موجود ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہیں کیونکہ اس موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی بھی موت ہے۔ اسی غرض سے میں نے کتاب مسیح ہندوستان میں لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کیلئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت میں سے چند آدمیوں کو بھیجوں جو ان علاقہ جات میں جا کر ان آثار کا پتہ لاویں جن کا وہاں موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھ کر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستوں کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب مل کر ان کے لئے دعائیں کریں کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کیلئے رخصت ہوں اور کامیاب ہو کر واپس آئیں۔

اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس قدر شواہد اور دلائل ہم کو اس امر کے دیے ہیں جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے کبھی اس سے سیر نہیں ہوتا اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جس قدر ثبوت اور دلائل اور مل سکیں وہ اچھا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو نصیبین کی طرف بھیجتے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی تبلیغ کر رہے تھے اور قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے تھے) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیے۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہاں کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آ جائیں گے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کروں گا اور میں بیمار ہوں میرے لئے دعا بھی کریں اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ روضۃ الصفا ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مضمون اس سے بھی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین میں ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو آئے ہیں۔ سارا علم تو اللہ تعالےٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر میں انشاء اللہ حقیقت کھل جاوے گی اور اصل معاملہ صاف ہو جاویگا ممکن ہے کہ اس سفر میں ایسی تحریریں پیش ہو جاویں یا ایسے کتبے نکل آئیں جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہوں یا حواریوں میں سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ مل جاوے۔ اور اس قسم کے بعض امور نکل آویں جو ہمارے اس مقصد میں مؤید ثابت ہو سکیں۔ اس غرض میں نے اپنی جماعت میں سے تین آدمیوں کو

اس سفر کے لئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی دینا چاہتا ہوں جو بطور تبلیغ کے ہو۔ اور جہاں جہاں وہ جاویں اس کو تقسیم کرتے رہیں۔ اسطرح اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔ اور میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کیلئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ انہیں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور اور وہ تعمیل کیلئے طیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت طیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بزدلی بھی تھی چنانچہ جب ان کو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحواریین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی۔ اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز و وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے۔ اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلاتے ہیں۔ جس دن سے میں نے نصیبین کی طرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر میں مامور کیا جاؤں اور وہ دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لیکن میں ان درخواستوں سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین اور میاں جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کیواسطے تجویز کر لیا تھا۔ اس واسطے مجھے ان

احباب کی درخواستوں کو واپس دینا پڑا تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے قبول اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرے گا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائیں گے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان امر نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کس کو علم ہو سکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں ہے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑیں گی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو ریا اور دوسرے اغراض شہرت وغیرہ کے نہ ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہر وجہ کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہو سکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی ان کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کریں گے اور وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کو طیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئیں گی۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ ساعۃ العسرہ میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنے صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے ان کو افسوس نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شائع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے لیکن جو محض اللہ تعالیٰ کیلئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کیلئے کمربستہ ہوتا ہے اس کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالآباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے ان کا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اسطرح پر بیان ہونے میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اس وقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جب کہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں۔

ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ایمان قوی نہ ہو کچھ نہیں ہوتا جسقدر ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشوونما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سدراہ نہیں ہو سکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کرے گا۔

میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اسکی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اسمیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پا لیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اسنے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے اسکی مثال یہی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضروری ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اس کے موافق ایک مکان ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کر دے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا دے۔ نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو سامان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو انسانوں کو دیئے گئے ہیں۔ قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اب اگر کتے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کہ انہیں وہ قویٰ نہیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دیئے ہیں اور ہم اس کی مائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اسیطرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے۔ اور اسطرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پا کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے نکل دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کیطرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ کوئی حقیقی مومن ہو اور

صرف اعمال صالحہ کو بجالاوے اور وہ اہل حق کا دشمن ہو۔ حالانکہ یہ لوگ ہمکو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا گیا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دلوں میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرنے والے ٹھہریں لیکن یہ تب ہوتا کہ انہیں حقیقی اعمال صالحہ اور ایمان خدا پر ہوتا اور وہ یوم الجزا سے ڈرتے اور لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ

معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں

(۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) معجزات برکات و روحانیہ (۴) معجزات تصرفات خارجیہ نمبر ۱و۲و۳ کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جنکو ہریک زمانہ میں ہریک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید امر کیطرح ادراک کرسکتا ہے۔ لیکن نمبر ۴ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن و جمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات کسیقدر اسمیں پائے جائیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلےٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کو قرآن شریف اپنی بےمثل و مانند ہونیکے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا
یعنی ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن و انس یعنی تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیے تو وہ ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہونگے کہ ایسی ہی کتاب انہیں ظاہری و باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی بھی مدد کریں اور پھر دوسرے مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ یعنے اس کتاب (قرآن شریف) سے دینی حقیقت باہر نہیں رہی بلکہ یہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پھر ایکجگہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ یعنے ہمنے یہ کتاب (قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پھر فرماتا ہے یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنے یہ قرآن شریف وہ پاک اوراق ہیں جنمیں تمام آسمانی کتابوں کا مغز اور لب لباب بھرا ہوا ہے اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔
یعنے اے منکرین اگر تم اس کلام کے بارہ میں جو ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھ شک میں ہو یعنی اگر تم اس کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورۃ جو انہیں ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن پتھر (بت) اور آدمی ہیں۔ یعنی بت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہیں اگر دنیا میں بت پرستی و شرک و بے ایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو وہ آگ بھی افروختہ نہوتی تو گویا اس کا ایندھن یہی چیزیں ہیں جو علت موجبہ اس کے برافروختہ ہونے کی ہیں اور پھر ایکجگہ فرماتا ہے۔ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ یعنی یہ قرآن جو تمپر اوتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اوتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں تا لوگ کلام الہی کی عظمت معلوم کرنے کے لئے غور اور فکر کریں یہ تو قرآن شریف میں ان اعجازی کمالات کا ذکر ہے جو خود اسکے نفس نفیس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن با ینہمہ تصرفات خارجیہ کے اعجاز بھی قرآن شریف میں بکثرت درج ہیں اور اس قسم کے معجزات جمال قرآن کے لئے بطور اس زیور کے ہیں جو خوبرو کو پہنایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کے محتاج نہیں گو اس سے اس کی آب تاب کسیقدر اور بڑھ جاتی ہے اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہانتک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیسکر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرارت کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا یعنی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس ارادہ کی خبر دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر فتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت ہی گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس وفادار اور جان نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر دیں اس وقت اور اس مصیبت کے وقت میں بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ نہ تھا ہاں ہر وقت اور نیز اس پرخطر سفر میں وہ مولیٰ کریم ساتھ تھا جس نے اپنے اس کامل و وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا تھا سو اس نے اپنے اس پیارے بندے کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا گیا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہونچ گئے تھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے کیونکہ خدا تعالےٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دیدیئے اور اسی طرح اذن الہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکا میں پڑھکر ناکام واپس چلے گئے از انجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کیلئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بد دعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا یہ چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کر دیں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جلشانہ نے جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور خدا تعالےٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ و درماندہ اور پریشان کر کے وہیں رکھا اور ان کی لاشیں انہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک نشان بتلا رکھے تھے ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرفات الہیہ کا (جو خارق عادت ہیں) قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ کیونکر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کر کے پھر ایک قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و مصر و ممالک ما بین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تھوڑے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نمائے عرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا اور ان ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی ایسی حالت بیسامانی اور پھر ایسی عجیب و غریب فتوحات پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے اسکی نظیر صفحہ تاریخ دنیا میں کسی جگہ پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں غرض قرآن شریف تصرفات خارجیہ کا ذکر بھی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ ذرا نظر کھولکر دیکھو تو اس پاک کلام کا ہریک مقام تائیدات الہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کھینچکر دکھلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اول حالت میں ایک خورد تخم کیطرح دنیا میں بویا گیا اور پھر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں بطور خارق عادت کے کیسا بزرگ و عظیم القدر ہو کر اکثر حصہ دنیا میں پھیل گیا اور ہریک موقع پر کیا کیا عجیب تائیدات الہیہ اسکی حمایت میں ظہور میں آتی رہیں۔

اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہیں) اسیقدر کافی سمجھکر ان معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں جو قرآن شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکی بطنی اور نفسی خاصیتیں ہیں کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی مشہود اور وجود کے قوی الاثر ہیں جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک منصف کی نظر میں بالضرور قابل یقین ٹھہر سکتے ہیں۔ سو اول جاننا چاہیے کہ معجزہ عادات الہیہ میں سے ایک ایسی عادت یا یوں کہو کہ قادر مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارق عادت کہنا چاہیے پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ جو

پاک نفس لوگ عام طریق و طرز انسانی ترقی ... کو چھوڑ کے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قرب الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ حسب حالت ان کے ایک ایسا عجیب معاملہ ان سے کرتا ہے کہ وہ تمام حالات انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر خارق عادت دکھائی دیتا ہے اور جس قدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصات عشق و محبت میں دور تر چلا جاتا ہے اسی قدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تابان ظہور میں آتے ہیں جب تزکیہ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اس سے بطور خوارق عادت ہی ہوتا ہے چونکہ آنحضرت سید الکل تام اور سید المرسلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لئے تمام سراپا وجود ان کے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوتا تھا وہ بباعث تبدل تام اس کے غایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اولین آخرین کی نظریں خیرہ ہو جاتیں کیونکہ اگرچہ کلام الٰہی فی نفسہ کلام انسانی سے ایسا ہی ممیز ہے جیسا خدا انسان سے تمیز تام رکھتا ہے لیکن باوجود اس کے فیضان وحی حسب استعداد و حالت صفوت و اخلاق فاضلہ و ملکات صالحہ وحی یاب ہوا کرتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یعنے یہ کہ وہ پاک کلام بہت فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اترا ہے سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی ہیں مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق و ذوق سے بھری ہوئی وارداتیں اور درد دل اور جوش محبت اور صدق و صفا و تبتل و وفا و توکل و رضا و نیستی و فنا اور شورشیں اپنے عشق مولیٰ کے ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جو قادر مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل و اتم طور پر پیدا کئے تھے اور پھر اس کے اتباع سے ہر ایک مومن کامل کے دل میں بھی باذنہ تعالیٰ پیدا ہو جاتے ہیں اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالت کمالیہ تک نہیں پہنچے ان کا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کی طرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دے سکتی جیسے ظاہر ہے کہ ابتدا امر کا تخم مقام نہیں ہو سکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جانکنی اور محنت اور مدت تک زمین کھودنے کے

وہ پانی نکل نہیں سکتا اسیطرح آتش شوق الٰہی جبتک اپنے کمال اشتعال کی حالت میں نہ آوے تب تک اس کے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے لیکن جب وہ کمال طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کیلئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائک حفاظت میں شمار کیجاتی ہے پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک وارداتیں اور پاک جوش اور پاک ذوق اور پاک حزن اور پاک اخلاق ظہور جب اپنے اشتعال در کمال کیحالت میں ہوں تو ان نیک اور ہوشیار چوکیداروں کیطرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازوں پر چاروں طرف دن رات پہرہ کیلئے کھڑے رہتے ہیں سو ہر چند اس محل کے سارے دروازے کھلے ہیں (یعنی ہر قسم کی قوتیں اور استعدادیں اگر باعث تقتید و محافظین بجز مسرد ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی ناپکار چیز اندر نہیں جا سکتی اور اگر کتا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مار کھاتا ہے لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک و ہوشیار چوکیدار نہیں گو اسمیں ٹھنڈی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں اور کتے اسکی چیزوں کو پلید کرتے رہتے ہیں سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت و عصمت و تبتل و محبت کامل و تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اس جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر امیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور جسجگہ یہ مرتبہ کمال تمام کا نہیں اس جگہ وحی بھی اس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلی و اصفیٰ تھے اس لئے خدا تعالیٰ جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین اور آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہی اس لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقوی و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اسکی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ

کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اسمیں درج نہ ہو کوئی فکر ایسے براہین عقلیہ پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جسمیں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔

. . . .

معرفت حقانی کے عطا کرنے کے لئے تین دروازے قرآن شریف میں کھلے ہوئے ہیں ایک عقل یعنے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کیلئے جہانتک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں صناعت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علوم طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقائق فلسفہ و طریق جدل و مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزون طور پر بیان کیا ہے جس سے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کھلتا ہے۔ پس یہ طرز بیان جو خوارق العادت ہے از قسم اعجاز عقل ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت میں کوشش و مغززنی کی وہ بباعث نقصان عقل اپنے ان علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے اور نہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکے اور نہ اوروں کو فائدہ دینی پہونچا سکے بلکہ اکثر ان کے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض ان میں سے کسیقدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کرکے راہ راست کو چھوڑ دیا پس یہ الٰہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جس کے استدلال میں کوئی غلطی نہیں اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی اور اس کے ثبوت کیلئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عزاسمہ اور اسکی توحید و خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان قرآن شریف کا ایسا محیط و حاوی ہے جس سے بڑھکر ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کر سکے اگر کسیکو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عزاسمہ یا اوس کی توحید یا اوس کی خالقیت یا کسی دوسری الٰہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے تا بالمقابل قرآن شریف میں سے وہی دلائل

یا ان سے بڑھکر اس کو دکھلائے جاویں جسکو دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں غرض یہ دعوے اور یہ تعریف قرآنی لاف و گزاف نہیں بلکہ حقیقت میں حق ہے اور کوئی شخص عقاید حقہ کے اثبات میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتا جس کے پیش کرنے سے قرآن شریف غافل رہا ہو قرآن شریف باواز بلند بیسیوں جگہ اپنے احاطہ تامہ کا دعوے پیش کرتا ہے چنانچہ بعض آیات ان میں سے اس ... میں درج بھی کر چکے ہیں سو اگر کوئی طالب حق آزمائش کا شایق ہو تو ہم اس کی تسلی کامل کرنے کیلئے مستعد اور طیار اور ذمہ وار ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس پر غفلت اور لاپروائی اور بیقدری کے زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں جو صدق دل سے طالب حق ہو کر اس خاصیت عظمیٰ و معجزہ کبریٰ کی آزمائش چاہیں بلکہ وہ اسی میں اپنی بے خبری سمجھ لیتے ہیں کہ بات کو سنتے ہی انکار کر دیں لیکن ظاہر ہے کہ صرف اس بات کے کہنے سے کہ ہم نہیں مانتے یا ہم اسکو خلاف عقل یا خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں امر متنازعہ فیہ انفصال نہیں پاتا اور حق پسندوں کا یہ طریق ہرگز نہیں۔

ایک شخص کو ایک امر متنازعہ فیہ کے اثبات کیلئے میدان میں کھڑے دیکھکر اور آواز دیتا اور بلاتے منکر پھر اسکی طرف رخ نہ کریں اسے آزمائش نہ دیکھیں اور دور بیٹھے یونہی کہتے رہیں کہ اس کی سب باتیں جھوٹ اور بے اصل ہیں کیا یہ شیوہ کسی واقعی راستباز کا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ دوسرا دروازہ معرفت الٰہی کا جو قرآن شریف میں نہایت وسیع طور پر کھلا ہوا ہے دقایق علمیہ ہیں جس کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہیئے وہ علوم کئی قسم کے ہیں اول علم معارف دین یعنی جسقدر معارف عالیہ دین اور اسکی پاک صداقتیں ہیں اور جسقدر نکات و لطایف علم الٰہی ہیں جنکی اس دنیا میں تحصیل نفس کیلئے ضرورت ہے ایسا ہی جسقدر نفس امارہ کی بیماریاں اور اس کے جذبات اور اسکی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ ان کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جسقدر تزکیہ و تصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات و خواص و لوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفاء تام قرآن مجید میں بھرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو دوسرے علم خواص روح و علم نفس ہے جو ایسے احاطہ تام سے اس کلام معجز نظام میں اندراج پایا ہے کہ جس کو غور کرنیوالے سمجھ سکتے ہیں کہ بجز خادر مطلق کے یہ کسی کا کام نہیں۔

مختصر نوٹ اور نکات

مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق جو یہ مشہور ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ دراز تک غار میں مخفی رہے گا ناعاقبت اندیش اسکی اصل حقیقت کو نہیں پہچان سکے خلافت راشدہ کے واجب التکریم مصنف نے (رب اجزہ جزاء الاوفی) اس راز کو کہولا ہے اسطرح پر کہ اس غیبوبت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک عرصہ تک قوم کی نگاہ سے مخفی اور غیر معروف رہیگا لیکن حواشی اور عوارض نے اس حقیقت کو چہپا دیا اور واقعہ صحیحہ کو فسانہ کا رنگ دیکر اسے یہ لباس پہنا دیا کہ اسے صدیوں تک غار میں چھپا دیا۔

فی الحقیقت یہ عقدہ جو اسطرح پر کھولا گیا ہے حضرت مہدی مسعود کی پاک لائف پر غور کرنے سے بہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور آپ کے بعض الہامات بہی اسکے موید ہیں مثلاً **کان ان تعان و تعرف بین الناس** سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا ہے کہ دنیا آپکے قدر و مرتبہ سے محض ناآشنا تہی۔ تب ہی تو خدا تعالے فرماتا ہے اب وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جاوے اور تو اہل عالم میں شناخت کیا جاوے۔ اور اسی کا موید ایک اور الہام جس میں گویا زمین حضرت مسیح موعود کو خطاب کر کے کہتی ہے کہ اے ولی اللہ میں تجھے شناخت نکرتی تہی۔ غرض امام منتظر کے غائب رہنے کی یہی حقیقت ہے۔

یہہ غیبوبت اور خفا حضرت مہدی مسعود ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک مرسل اور مامور کے حصہ میں آئی ہے۔ اور وہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مامور و مرسل ایک گمنامی کی حالت میں رہ کر اور کچھ عرصہ تک دنیا کے فرزندوں سے کذاب مفتری اور دوکاندار کہلا کر آخر خدا تعالے کی نصرتوں اور تائیدوں کے مورد ہوئے پھر یک دفعہ بہت سے سعید انکی طرف رجوع لائے اور زمین ان کی گواہی کے لئے بول اوٹہی اور آسمان سے آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ یہ خدا کے سچے **مہدی** اور خلیفہ ہیں۔

قرآن کریم میں رب اور الله اسموں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے لکہا ہے۔

قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہنچانا خدا تعالے کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہاں جہاں خدا تعالے نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم میں بحث چہیڑی ہے دلیل میں اپنے اسم رب کو ذکر فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیاء کو مسخر کیا اور خدمت میں لگا دیا ہے ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ انسان کی روح کی تربیت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شئے ہے اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا۔ اور جہاں نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارہ میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں وہاں نبوت کی حمایت و دفاع میں اسم الله کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کر کے خداوند تعالے کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں غیرت اور جوش بہی اسی کو آنا چاہیئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے

یاد رکہو آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ اپنے منہ بند کر لینگے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹہنڈے ہو جائینگے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانے سے پہلے بات کو پا جائے۔ اگر سخت خونخواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بد ظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے مگر کہاں وہ پہلی بات اور کہاں یہ ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوی کردہ را نبود زیب دختری

سو اے میری پیاری قوم! اس وقت کو غنیمت سمجھ یہہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے سر پر آسمان و زمین کے خدا نے کوئی مجدد اپنی طرف سے نہ بہیجا بلکہ (معاذ الله) کافر اور دجال بہیجا تا دنیا میں فساد پہیلائے۔ اے **قوم**! نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی کا کچھ لحاظ کر اور خدا سے ڈر اور نعمت کو رد مت کر ؎

عاقل ہشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

شرمناک اغواء

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ قادیان میں ایک ۔۔۔ کشمیری نے ایک کنواری لڑکی قوم کشمیری کو جسکے والدین مرچکے ہیں اور وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کی نگرانی میں یہاں ہی رہتی تہی۔ اغوا کر لیا ہے۔ یہہ مقدمہ رائے بہورام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر ہو گیا ہے جو لڑکی کے نانے کی طرف سے کیا گیا ہے۔ قادیان کی کل کشمیری قوم اس شرمناک حرکت پر ناراض معلوم ہوتی ہے۔ لڑکی ابہی تک گم ہے معلوم نہیں اسے کہاں رکہا گیا ہے اس اغواء میں بعض عورتوں اور مردوں کی شمولیت بیان کی جاتی ہے۔ امید ہے عدالت سے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔

(ایڈیٹر)

ایک آریہ کا قتل

فرید کوٹ کا سٹیشن ماسٹر قتل کیا گیا ہے جسکو آریہ اخباروں نے خوب رنگ دیا ہے ہم اسپر مفصل پھر لکھیں گے اسکے صحیح واقعات جو روزانہ پیسہ میں شائع ہوئے ہیں فی الحال درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

بابو تلسی رام آریہ خیالات کا آدمی تھا۔ چند روز سے اوس نے اپنے ایک دو ہم خیالوں کے شورہ سے فرید کوٹ میں آریامت کی اشاعت چاہی۔ آخر نے ایک دفعہ فیروزپور سے لیکچرار منگوایا۔ اوس کے لیکچر ہونے کے لئے اجازت ہونے کی محکمہ وزارت میں درخواست کی۔ وزیر صاحب نے اجازت دی لیکچر ہوے۔ لیکچرار چلا گیا اور وزیر صاحب کوہ کسولی تشریف لے گئے۔ تو ان دنوں ایک شخص مسمی ہرنام سنگہ لیکچرار کو لاہور یا کسی اور جگہ سے منگوا کر شہر میں بلا اجازت لیکچر شروع کرا دیئے۔ لیکچر ہونے لگے۔ تو لیکچرار نے دوسرے مذاہب کے حق میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے شروع کئے۔ اس وجہ سے عام رعایا ناراض ہوئی کہ ایسے توہین آمیز لیکچر فرید کوٹ میں کبہی نہیں ہوے۔ اور اب بہی نہیں ہونے چاہئیں چنانچہ مدار المہام صاحب کے واپس آنے پر باشندگان شہر کیطرف سے یہ شکایت پیش ہوئی۔ جس پر حکم ہوا کہ آئندہ لیکچر سوائے منظوری خاص ہز ہائنس بہادر نہ دیئے جائیں۔

۲۰-تاریخ کو اثناء لیکچر میں گوپی نامی جو تہوڑے عرصہ سے پٹیالہ سے آکر یہاں پان فروشی کی دوکان کرتا تہا۔ ہتک آمیز الفاظ نہ سن سکا۔ اور کہہ اوٹہا کہ میں اس کی تردید میں کل لیکچر دونگا۔ اس پر لیکچرار اور سٹیشن ماسٹر ناراض ہو گئے۔ ناراضگی کی نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ گوپی ۲۱-جولائی کو سٹیشن پر گیا۔ تو سٹیشن ماسٹر نے اوس سے دوچار ہو کر۔ اوس کو سخت زد و کوب کیا۔ گوپی سے ایک راضی نامہ پر انگوٹھے بھی لگوا لئے۔

شرابی اور مدہوش ہونے کا اقبال بہی راضی نامہ میں کسی دوسرے آدمی سے لکھوا لیا۔ جب وہ سٹیشن ماسٹر کے پنجہ سے نکلا۔ تو فی الفور اوس نے ریلوی پولیس اور ٹریفک افسروں کے پاس شکایتی تار اور عرضیاں بھیجیں ایک استغاثہ عدالت میں پیش کیا۔ کہ اوس کا ملاحظہ ڈاکٹر سے کرایا جاوے۔ ڈاکٹر نے ملاحظہ کر کے لکہا۔ کہ وہ مدہوش اور نشہ خوردہ نہیں ہے مگر عدالت ریاست سے یہ وجہ بیان کرکے۔ کہ موقعہ واردات حدود ریاست سے باہر ہے۔ کوئی مزید کارروائی استغاثہ کی نہ کی۔ گوپی خاموش ہوا۔

مگر سٹیشن ماسٹر نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ صدہا آدمیوں کے روبرو اوس کو ایسی فحش گالیاں دیں۔ کہ کوئی کمینہ سے کمینہ آدمی کو بہی نہیں دیتا۔ اسیطرح سٹیشن ماسٹر بازار میں آتے جاتے اوس کو دہمکاتا۔ اور اوسکا اشتعال زیادہ کرتا تھا۔ اس کے برف کی ڈلیوری نہ کی۔ بلکہ سٹیشن پر نیلام کرا دی جس سے اوسکا زیادہ نقصان ہوا۔ اور اشتعال زیادہ بڑہا۔

اتفاقاً ۲۳-جولائی کو ۹ بجے رات کے گوپی دوکان پر بیٹھا تھا۔ سٹیشن ماسٹر نے اوس کے پاس سے گذرتے ہوئے اوس کو ڈنڈا دکھا کر دہمکایا۔ اسپر اوسکو غصہ آگیا۔ جب سٹیشن ماسٹر واپس آیا۔ تو آگے بڑہکر اول اوس کے چہرہ پر پسی ہوئی مرچوں کا برادہ پھینکا۔ وہ آنکھوں کو دامن قمیص یا کوٹ کو صاف کرنے لگا تو چاقو اوس کے پیٹ میں چبھو دیا جس سے اوس کے فم معدہ اور جگر اور معدہ پر زخم کاری لگا۔ مجروح نے لاٹھی کا وار کیا۔ مگر خالی گیا گوپی سیدہا کوتوالی میں پہونچا اور کہا کہ میں بابو سے اپنا بدلہ لے آیا ہوں۔ پولیس نے اوسکو گرفتار کیا فی الفور موقعہ پر پہونچے۔ مجروح کو ہسپتال میں بہیجا ڈاکٹروں سے پوری امداد علاج کی پہنچائی۔ سول سرجن ریاست نے تندہی سے علاج شروع کیا۔ اور اہلکاران منتظم نے کامل تاکید سے تفتیش شروع ہونے کا حکم دیا۔ جابجا اطلاعیں اور رپورٹیں بذریعہ ارجنٹ تاروں کے بھیجیں۔ ہوش آنے پر مجروح نے جو کچھ بیان کیا تہا۔ اوس کے مطابق مقدمہ کی کارروائی چلائی۔ مجروح ۲۳-کی ۹ بجے شب سے ۲ بجے دوپہر ۲۴-تاریخ تک ۱۵ گھنٹہ فرید کوٹ کے ہسپتال میں رہا۔ ۲-بجے حسب خواہش اوس کے متعلق کے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اور وہاں ۱۱ بجے رات تک رہا۔ بعدہ حسب تجویز صاحب سول سرجن فیروزپور مال گاڑی میں فیروزپور پہنچایا گیا۔ وہاں جا کر ۹ بجے شام تک زندہ زیر علاج رہا۔ ۹ بجے شام کے مرگیا سارے واقعہ کا یہ صحیح اور مختصر قصہ ہے۔ اس سے شور مچانے والے اخبارات کی بے خبری معلوم ہوتی ہے عدالت ریاست نے پولیس کی تفتیش کے بعد مجسٹریٹی تحقیقات باقاعدہ کر کے مقدمہ سپرد سشن کر دیا ہے۔ عدالت سشن فیصلہ کرے گی تو نتیجہ معلوم ہوگا لیکن بعض حلقوں میں یہ خبر گرم ہے۔ کہ جن اخبارات نے غلط واقعات چھاپے ہیں۔ اور غلط اتہام لگائے ہیں اون پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

(عمل)

جھوٹے نبی اور عیسائی

ایک مرتبہ ایک عیسائی صاحب نے لمنسر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ آپ جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں تو وہ جو انجیل متی میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی آئیں گے وہ کون ہیں؟ اس سوال کا جواب شیخ الہ دین صاحب لودیانوی نے بھیجا ہوا تھا جو بعض وجوہات سے اب تک چھپ نہ سکا۔ اسے فائدہ ناظرین کیلئے اب ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

جناب مارکوئیس صاحب وہ جھوٹے نبی اور مسیح آپ کے بھائی بندوں اور بزرگوں عیسائیوں ہی میں سے ہوئے تھے شاید اور بھی ہوتے رہیں گے۔ دیکھئے انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑیوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۰۱ سطر اول میں لکھتا ہے۔ بھیڑیوں کے لباس میں۔ بھیڑیں تو عیسائی لوگ ہیں یہ جھوٹے نبی بھی عیسائیوں کی صورت بنکر آویں گے یہ بڑی مصیبت ہے کیونکہ اگر وہ بشکل مخالف آتے تو ان سے بچنا آسان ہوتا پر وہ تو بشکل بھائی آویں گے اگرچہ باطن میں بھیڑیئے ہیں تو بھی لباس بھائیوں کا رکھتے ہوں گے اور دل میں فریب ہوگا۔ تو جناب مارکوئیس صاحب پادری عمادالدین کی تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹے نبی خود عیسائیوں میں سے ہی ہونگے پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۱۱۲ میں پادری عمادالدین لکھتا ہے کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے نہ میری روح میں بلکہ ان کی زبان پر میرا نام تھا اور روح ان میں ابلیس کی تھی۔ سبحان اللہ انجیل کے واعظوں کی کیا عمدہ تعریف ہو رہی ہے جن کا سامان صرف زبانی اور اندر روح شیطانی اور اس پر خوبی یہ کہ منصب نبوت دیا جاتا ہے[1]۔ اور انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۴۱۵ سطر ۹ میں لکھتا ہے دنیا فریبی لوگوں سے بھری ہوئی ہے نہ صرف باہر بلکہ کلیسیا میں یہ لوگ ہوتے ہیں۔ جناب مارکوئیس صاحب غور فرمائیں کہ پادری عمادالدین کی زبانی بخوبی معلوم ہو گیا کہ دنیا فریبیوں سے بھری ہوئی ہے مگر بہ نسبت دنیا کے عیسائی احاطوں میں فریبی لوگ کثرت ہیں اور یہ بات پادری عمادالدین کی نہایت ہی صحیح ہے کیونکہ ہمارا بھی یہی تجربہ ہے[2] اور جناب پطرس حواری کی بھی یہی رائے تھی کہ وہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوں گے۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت اول جیسے جھوٹے نبی اس قوم میں تھے یعنی یہودیوں میں ویسے جھوٹے معلم تم میں بھی ہوں گے جو ہلاک کرنیوالی بدعتیں پردہ میں نکالیں گے اور اس خداوند کا جس نے انہیں مول لیا انکار کریں گے اور آپکو جلدی ہلاک کریں گے اور بہتیرے ان کے فساد کی پیروی کریں گے جناب پطرس کی زبانی ثابت ہو گیا کہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوئے ہیں اور حضرت یوحنا حواری کا فرمانا بھی مطابق جناب پطرس کے ہے۔ دیکھو اول یوحنا باب ۲ آیت ۱۸۔ اے بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مسیح کا مخالف آتا ہے سو ابھی بہت سے مخالف ہوئے ہیں اس لئے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے وے ہم میں سے نکلے۔ اور کتاب اعمال باب ۲۰ آیت ۲۹ میں پولوس کا قول یوں منقول ہے۔ کیونکہ یہ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیئے تم میں آویں گے اور خود تم میں سے مرد اٹھیں گے جو الٹی باتیں کہیں گے کہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔

پادری عمادالدین کتاب اعمال کی تفسیر تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۱۸۵ سطر ۱ میں لکھتا ہے۔ کہ خود تم میں سے یعنی افسیوں میں سے دیکھو ہمناؤس اور سکندر افسیوں میں سے شریر اٹھے ہیں اول تمطاؤس اور نقلاس ایک بدعتی ایسی جگہ سے نکلا تھا جس سے نقیلائی فرقہ نکلا مکاشفات باب ۲ آیت اول سے ۶ تک اور ایک شخص فلیطس بھی تھا اس جگہ کا دوم تمطاؤس اور وہ قیامت کا منکر ہو بیٹھا تھا ہمناؤس کے ساتھ ملکر اور فگلس اور ہرموگنس بھی نکلے تھے جو پولوس سے پھر گئے تھے۔ دوم تمطاؤس اور دوسرا خط تمطاؤس کا خاص افسیوں کو لکھا گیا تھا اور اسیطرح یوحنا رسول بھی افسس میں بیٹھا ہوا تھا کہ وے ہم میں سے اگر خاص افسیوں سے مراد ہے تو اوپر دکھلایا گیا کہ کیسے کیسے اور کون کون لوگ بدعتی وہاں سے نکلے اور جو لفظ تم میں سے خاص عیسائی جماعت پر اشارہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ عیسائی بعضے بدعتی فرقے بھی نکلیں گے اور بعض شریر عیسائی اٹھیں گے۔ چنانچہ ایسا آجتک دیکھتے ہیں کہ کلیسیائی ظاہر میں سے بعضے شریر اٹھتے ہیں اور بدعت نکالتے ہیں منہ سے بولتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے غیرت مند ہیں مگر وہ پھاڑنیوالے بھیڑیئے ہیں اور لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اسلئے کہ وہ اندر سے ہیں اندر کا دشمن مشکل سے پہچانا جاتا ہے پر باہر کا دشمن دور سے نظر آتا ہے پر جو دشمن اندر سے اٹھتے ہیں ان سے زیادہ خوف ہے۔ میں راقم اس کتاب کا کلیسیا کے اندرونی دشمنوں[3] سے اسقدر ستایا گیا ہوں کہ اتنا دکھ باہر کے دشمنوں سے میں نے نہیں پایا تب میں ان بے رحموں کی کیفیت سے زیادہ واقف ہوں انہیں ہرگز خدا کا خوف نہیں نہ کچھ پرواہ دین کے جلال کی ہے صرف پیٹ کے بندے ہیں اور دوسروں کو بھی پیٹ کا بندہ جانتے ہیں اور رات دن بیٹھے ہوئے بیکار منصوبے باندھا کرتے ہیں تو یوں کہیو میں یوں کہونگا میں اسطرف سے یہ آفت اٹھواؤں گا تو اسطرف سے یوں کر ڈالیو بھائی افسوس اس فرقہ کے لوگوں پر کہ کلیسیا میں پاکیزگی اور خوبی نہیں آنے دیتے اور بھائیوں کے دل خراب کرتے ہیں اور انہیں پراگندہ کرتے ہیں لباس دینداری کا ہے مگر چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسیح کے پاس سے چلے جاویں تو ہم خوب کلیسیوں میں حکومت کریں۔ سب عیسائیوں کو اپنی طرف اسوقت دیکھنا چاہیئے کہ آیا میں تو ایسا شخص نہیں ہوں۔ اور کہنا چاہیئے کہ اے خداوند میں ہوں تب خداوند بتلا دیگا کہ تو نے خود کہا

جناب مارکوئیس صاحب اب تو پادری عمادالدین ڈیڈی کی کے بیان سے آپکو اچھی طرح اور بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ شریر اور بدعتی لوگ جو انجیل کی منادی کرتے تھے اور واعظ کہلاتے تھے جن کے حق میں پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۱۲ میں فرما چکے ہیں کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہونگے نہ میری روح میں بلکہ انکی زبان پر میرا نام تھا اور روح انہیں ابلیس کی تھی یہی شیطان مجسم انجیل منادی اور واعظ قدیم سے سچائی کے دشمن عیسائیوں میں ہی ہوتے ہیں خواہ ان کو جھوٹے نبی فرقہ عیسائیوں میں سے ہوئے ہیں اور زمانہ حواریں میں یہ شریر بکثرت ہو گئے تھے چنانچہ انہیں کیطرف میاں پولوس صاحب اشارہ کرکے فرما رہے ہیں دیکھو خط دوم قرنتھیوں باب ۱۱ آیت ۱۳۔ کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورتوں کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں۔

کیوں حضرت مارکوئیس صاحب مسیح کے رسولوں کے زمانے میں جب جھوٹے رسولوں نے اپنی صورت وشکل مسیح کے رسولوں سے بعینہٖ ہی مشابہ بنالی ہوگی تو عام بندگان خدا کو ضرور دھوکہ لگا ہوگا اور اس فریب اور دھوکہ میں اکثر لوگوں نے ان فریبیوں اور شکل وصورت تبدیل کرنیوالوں کو از راہ غلطی اصل رسول خیال کر لیا ہو تو جائے تعجب کیا ہے اور ان دغاباز اور جھوٹے رسولوں نے مؤلفین اناجیل کیطرح انجیلیں بھی لکھی ہوں تو ممکن ہے اور وہ انجیلیں پھیل بھی گئی ہوں اور شاید ہو سکتا ہے یہی انجیلیں جو عیسائی لئے پھرتے ہیں وہی ہوں کیونکہ انجیلوں کا شمار قریباً دو سو تک ہو گیا ہے۔ اب اناجیل مروجہ حال اور دیگر انجیلوں میں مابہ الامتیاز کی کوئی صورت نہیں دل میں احتمال پیدا ہو گیا اور جہاں احتمال ہوگا وہاں یقین ہونا غیر ممکن ہے اور ہم تو مؤلفین اناجیل کو بھی جھوٹے نبی جانتے ہیں کیونکہ انہیں علامات نبوت وپیغمبری مقرر کردہ فورمن صاحب مندرجہ کتاب تیغ وتبر عیسوی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳ یعنی معجزہ وپیشین گوئی اور نیک چال چلن اور عمدہ کتب تعلیم ان چاروں شرائط کا ثبوت مؤلفین اناجیل میں بالکل پایا نہیں جاتا۔ اگر کوئی مرد میدان عیسائی ثبوت دے سکتا ہے تو بسم اللہ کرکے اول جناب متی صاحب سے شروع کر دے اور نمبروار کل مؤلفین اناجیل میں شرائط چہارگانہ کا ثبوت دے ورنہ بدوں ثبوت نبوت وپیغمبری انکو جھوٹے نبی خیال کرے۔

الراقم

یکے از خادمان مسیح موعود علیہ السلام۔

[1] انہیں انجیلی واعظوں کو اصطلاح انجیل میں جھوٹے نبی کہا گیا ہے۔

[2] دیکھو رسالہ [illegible]

[3] یہ اندرونی دشمنوں کا اشارہ پادری صاحب کا ان عیسائیوں کیطرف ہے جنہوں نے آپکی کتاب ہدایت المسلمین کو اشیائی کتابوں سے نسبت دی ہے اور خاص آپکے تثلیثی عقیدہ پر تمسخر کیا ہے۔ دیکھو اظہار عیسوی کے ریمارک ۱۴

ضروری اطلاع

خط وکتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر چٹ تحریر کرنے میں تساہل کر جاتے ہیں جس سے تعمیل میں وقت پیش آتی ہے اور جواب نہیں دیا جاتا

(منیجر)

حکیم الامت کا وعظ عورتون کو

(۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء بعد عصر)

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتہا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا۔ الآیۃ۔

یہ آیتین قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتدا کی ہین انہین خدا نے ایک گہر والون کو وعظ فرمایا ہے اس گہر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بی بیون سے اوس واعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے اور وہ وہ گرامی ذات ہے جس کے لیے دنیا کو یہ حکم ہوا کہ۔ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اسکی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنیوالا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہین کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف مین ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ مگر کچہ ایسے بہی ہوتے ہین کہ محبوب کی تکلیف دیکہتے اور اس کو دور نہین کر سکتے۔ اس لئے کہ اونہین طاقت دور کرنے کی نہین ہوتی مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجہ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو پہر تم میرے محبوب بنجاؤگے۔ جب تم اس کے محبوب بنجاؤگے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالےٰ مہیا کرے گا پس اللہ تعالےٰ نے اس پاک بندے سے گہر مین وعظ کروایا اس لئے کہ ہم اوس پر عمل کرکے فضل اور ابدی آرام حاصل کرین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بی بیون کو سنایا وہ بی بیان کیسی تہین الطیبات للطیبین۔ الآیۃ۔

پس ان بیبیون کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے۔ اس لئے یہ وعظ مجہکو دو طرح سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے پہلے رسول اللہ کے اتباع کا حکم دوسرے اوس کے سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو وعظ سناؤن۔

اب بتاتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادے سے کیا۔ اسمین خدا کا ارشاد بہی تہا کہ وعظ سناؤ اس سے ہم کیا فائدہ اٹہا سکین۔ سنین اور سنائین اور اس کے اغراض پر غور کرکے عمل کرین۔

آجکل دنیا مین ایک بیماری ہے نہ صرف عورتون مین بلکہ مردون مین بہی کہ جب ہم کسی راستباز کے اعمال احکام اور چال چلن بیان کرتے ہین تو اکثر وقت بہت لوگ شیطانی اغوا سے کہدیتے ہین کہ یہ کام ہم سے نہین ہو سکتا نہ ہم رسول ہین نہ رسول کی بی بی۔ میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بہی الزام آتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہین ہو سکتا۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے۔ پہر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہین سکتے۔ تو ہمین اون کی اتباع کا حکم کیون ملا۔ میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا متبع خدا نے ہمکو بنایا ہے ہم ضرور کر سکتے ہین۔ اور جن سے روکا ہے اس سے ہم رک سکتے ہین۔ پس مین یقین کرتا ہون کہ خدا نے جو حکم دئے ہین انکو ہم کر سکتے اور اس کے موانعات سے ہم رک سکتے ہین۔

رسول صلعم اور آپ کی بیبیان جب مدینہ مین تشریف لائے۔ تو مدینہ مین کوئی مکان۔ باغ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تہا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تہی۔ اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تہی جیسے آجکل لوگون کو لنگر سے کہانا ملتا اور مہمانخانہ مین چارپائی ملتی۔ بلکہ اس وقت ان چیزون مین سے کچہ بہی نہ ملتا تہا۔

پہر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرت سے سخت چہیڑ کی یعنے دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑہا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے ان باہر والون کو بہگا دیا اور یہود کو اس پاداش مین ہلاک کیا۔ اور ان کے کل اموال آنحضرت کے سپرد کئے۔ اس پر کمزور طبائع کی عورتون کو خیال آیا کہ اب ہمین آسائش ہو جاویگی اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی اپنے گہر والون سے کہدو کہ اگر تمہارا اصل منشاء دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہین کچہ دیکر علیحدہ کر دیتے ہین۔ اور اگر یہ منشاء ہے کہ خدا راضی ہو اس کا رسول راضی ہو۔ آئندہ سکہ پاؤ۔ تو یاد رکہو کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہین کرتا۔ اے نبی کی بیبیو اگر تم مین سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دوہرا عذاب ملیگا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم مین سے خدا اور رسول کی اطاعت کریگی اور عمل صالح کریگی دوگنا اجر دینگے۔ اے نبی کی بیبیو کیا تم عام عورتون کیطرح تہوڑی ہو نہین۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جسمین کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو سہل اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گہرون مین بیٹہی رہو اگلے جاہلون کیطرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکہو نماز کو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی تحقیق ارادہ کر لیا ہے خدا نے یہ کہ دور کر دے تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گہر والو۔ اور تمہین پاک کرے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیون کا حکم ہے تم مین اگر ہماری ام المومنین ہین۔ تو حکم کیلئے ان کے لئے ہے۔ کہ تمہارے لئے دنیا اور اوسکی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشاء نہین جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرۃ کا ارادہ کرینگی تو خدا اونہ ضائع نہ کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتون پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کرینگی اپنا نیک نمونہ دوسری عورتون کو نہ دکہاوینگی تو بہت بڑا جواب دہ ہونا پڑیگا۔ خدا کا منشاء ان کیلئے بہی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیبیون کیلئے تہا۔

اب جسقدر بیبیان انکے ماتحت ہین۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کرینگی۔ ہماری ایک چہوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہین رکہتی پر ہمین دیکہکر کاغذ قلم۔ دوات سے لکیرین ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اسطرح پر واقع ہوئی ہے تو عورتین بہی نمونہ کی محتاج ہین۔ بہت سی عورتین باہر سے آتی ہین۔ اگر وہ وہی نمونہ یہان آکر بہی دیکہین جو ان کے اپنے دنیاوی گہرون مین ہے تو پہر وہ سست اور کاہل ہو جاوینگی۔ پہر اگر یہان چستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکہینگی تو خود بخود نمونہ بنینگی۔

پہر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتین اسے دیکہکر نیکی کا نمونہ بنین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کا ایک نمونہ صرف ایک نمونہ سناتا ہون وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت مین ہماری ام المومنین کی مان تہی۔ سچا تقوے انسان حاصل کر ہی نہین سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیان اور اغماض اس رشتے سے کرنے پڑتے ہین مین نے ایک حدیث مین پڑہا ہے کہ یہ بطال لوگ جنکا کوئی رشتہ بی بی بچہ نہین بڑے ناقابل اعتبار ہین۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جب اپنا دعوے اظہار کیا وہ آپکی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تہین سناتے ہی اس بی بی کو یہ بہی کہا کہ مین مامور ہوا ہون اسلئے اپنی جان کا بہی مجہے ڈر ہے۔ یہ نمونہ تعجب انگیز نہین۔ اسوقت ہمارے مرشد و مولا بہی تن تنہا ہین۔ ہنود و سکہ۔ آریہ۔ عیسائی۔ شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومین دشمن رشتہ دار دشمن۔ سرکار بہی موجود نہین۔ غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ بغیر خدا کون اونکی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکہتے ہین۔ کہ مین خود ابہی تک اس حد تک نہین پہونچا جسے مین چاہتا ہون۔ مین نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے کہ مین ایک ایسے جنگل مین جانا چاہتا ہون جسکی راہ مین لوہے کے کانٹے ہین پہر ہم بظاہر دیکہتے ہین کہ ہمین کوئی دشواری نظر نہین آتی۔ مجہکو جہان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ محبت ہے وہان اس بی بی سے بہی اسیطرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرت کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب دیا جو بخاری مین درج ہے۔ کہ میری روح آپ پر قربان ہو گئی ہے، فرمایا۔ کلا واللہ۔

نہین حضور ہرگز نہین ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبہی ذلیل نہین کرے گا۔ آپ تو رحم کا بڑا بہاری لحاظ کرتے ہین۔ پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ دارون سے محبت کیجاتی ہے جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے پیارے خاوند وہ ذلیل نہین ہوتا۔

پس تم بہی رشتہ دارون سے خاص خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے۔

آپ تو دکہیارون کے دکہ اٹہاتے ہو۔ اور دکہیون اور رشتے ماندون کی مدد کرنیوالا خدا کے حضور ذلیل نہین ہوتا۔

پہر آپ کے حضور جو لوگ آتے ہین وہ وہ چیز پاتے ہین۔ جو جہان مین انکو میسر نہین آسکتی یعنے خدا کے قرب کی راہین آپ سے ملتی ہین۔ اور آپ سچ بولتے ہین۔ اور مزدورون کے وقت آپ ہمیشہ لوگون کے شریک ہوتے ہین اسیطرح کے لوگ کبہی ذلیل نہین ہوتے۔

پس یہ ایسی باتین ہین کہ جو سچے طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہین۔ یہ کلمہ اوس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہے اور ان ہزار لوگون کیواسطے راہ ہدایت ہوا جب لوگ دیکہتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اور کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کا پاک نمونہ ہونے کیلئے خدا نے ان آیات مین آگاہ کیا ہے۔ کہ جو عورتین رسول کے گہر مین رہتی ہین۔ خدمتگار ہون یا اصیل ہون۔ خدا تمہارے لئے چاہتا کہ تمہارا اصل ارادہ زینت دنیا نہو بلکہ خدا اور رسول کی اتباع اور آخرت کی بہلائی ہو۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو۔ کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پہل اٹہاتا۔ پر جسکی غلطی دیکہکر دوسرون نے اثر پذیر ہوتا ہے۔ اس کو دو غلطیون کا پہل ملیگا۔ اسیطرح تمہارے لئے نیکی کے عوض مین اجر بہی دوہرا ہے۔ مثلاً اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کا گناہ کرتے ہین۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہین کہ اس کے ہمنشینون کے اعمال جب ایسے ہین تو خود اس کے کیسے ہون گے۔

پس تم بہی دوہری جواب دہ ہوگی اول اپنی ذات مین۔ دوسرے وہ نقص بہی تمہارے ذمہ ہے جو تم کو دیکہکر دوسری عورتون نے تمہاری اتباع کا نمونہ گہڑا۔

خدا کی اتباع کرو تا کہ خدا تمہارے کل دلدر دور کرے اور تم پر اپنی مہربانی کرے۔

واعظ باتین تو بہت کرتا ہے۔ پر مین دیکہتا ہون کہ واعظ کو مشکلات بہی بہت ہین۔ مین بچپن سے وعظ کرنیکا عادی ہون۔ پر مجہے بہت تجربہ ہوا ہے کہ واعظ کو وعظ مین بڑی بڑی دقتین پیش آتی ہین۔ اگر واعظ صرف یہی بات کرے کہ نیکی عمدہ چیز اور بدی بری چیز ہے۔ تو پہر یہ تو ہر ایک فرد

بلکہ بری بھی جانتا ہے۔ اس کے بیان کی حاجت کیا ہے۔ مگر واعظ کو ہمیشہ تفسیر میں دقت ہوا کرتی ہے۔ اول کوئی شخص اُن بداعمالیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہے جو واعظ بیان کر رہا ہے پر وہ سمجھتا کہ واعظ مجھکو بر سر عام بدنام کر رہا ہے اور واعظ سے بدظن ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا ظن بڑی چیز ہے۔ ہاں واعظ کو بھی اسمین فرق ضرور ہے کیونکہ اگر کہو لکہ اُن بیماریوں کا ذکر کر تو لوگ سمجھتے کہ ہمیں طعنہ دے رہا ہے۔ اگر سبب یہ ہے تو وعظ کیا ہوا۔ پس بیبیوں کو اس بات سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے کہ اگر میں بیان میں کسی ایسی بیماری کا ذکر کروں جو کسی کے اندر موجود ہو تو وہ یہ بدظنی نہ کرے کہ میں اس کو بدنام کرنا چاہتا ہوں یا اس کو طعنہ دے رہا ہوں۔

میں تمہارے گھر کو قابل عزت سمجھتا ہوں اور اس پر جان و مال قربان کرنے کو طیار ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ ہے اگر اب بھی تم ایسے الزام لگاؤ تو میں بری ہوں

تیسری غلطی یہ ہے کہ انسانی کمزوری ہے انسان دوسرے کی غلطی دیکھکر بدظن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نزدیک ترازو میزان ہے جس کے لئے فرمایا۔ من ثقلت موازینه فهو فی عیشة الراضیه۔ پس میری طبیعت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھدی ہے کہ انسان کے بہت سارے اعمال صالح پر نظر ڈالا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا۔

پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہیں تو یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ کسی کو نشانہ بناویں بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کر دے کہ ان کے اندر سے بیماری دور ہو جائے پس میں عورتوں کی بیماریوں کا ذکر کرونگا کیونکہ مجھکو گول بات پسند نہیں ہوتی۔

(۱) عورتوں کی عادت بد دعا کی ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہوشیار عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہیں کہ جہنم میں عورتیں بہت جاوینگی اسکی کیا وجہ ہے فرمایا اس لئے کہ تم بڑی لعنت دینے والی قوم اور خاوندوں کی کافر ہو۔ ایک انسان تمام عمر تمہارے ساتھ نیکی سے گذار دے پھر ایک دن کی تکلیف سے تم کہدیتی ہو کہ میں نے تم سے کبھی سکھ نہیں پایا۔ اسیطرح اولاد۔ جان۔ مال کو بددعا دیتی ہیں پر ایک وقت ایسی ہوا آتی کہ وہی دعا قبول ہو جاتی۔ جریج نام ایک شخص کو ماں نے نماز میں بلایا۔ اور اس نے تین دفعہ بلایا۔ انہوں نے ماں کو تو کچھ جواب نہ دیا پر نماز میں دعا کی کہ خدایا ان صلوات وامی مگر اس عورت نے کہا خدایا یہ بڑا نیک بنا پھرتا ہے اسکو موت نہ دیجو جبتک کنجنی کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ ایک فاحشہ نے اس کو بدی کیلئے بلایا پر اس نے انکار کیا مگر اس نے انکار کیا مگر اس کو کسی اور جگہ سے

حمل ہو گیا جب بچہ پیدا ہوا تو عورت نے اوس پر منسوب کیا لوگوں نے اس کو مارا مگر اس بچے نے اسکی بریت کی شہادت دی پس بیبیوں کو چاہیئے ایسی باتوں میں خوب احتیاط سے کام لیں۔

ایک بی بی کے پاس سے ایک امیر گذرا۔ بچہ کو وہ دودھ پلا رہی تھی کہا خدایا میرا بچہ بھی ایسا ہی امیر ہو مگر اس بچے نے کہا خدایا میں ایسا بننا نہیں چاہتا۔ پھر ایک پلیٹی ہوئی عورت گذری تو اس بی بی نے کہا کہ خدایا میرے بچہ کو ایسا نہ کریو۔ اس بچے نے کہا کہ خدایا مجھے ضرور ایسا کریو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ امیر ظالم تھا اور وہ عورت نیک تھی۔

(۲) عیب عورتوں میں تمسخر کا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان قابو میں رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم زبان سے بھی پکڑے جاوینگے۔ فرمایا زبان دوزخ میں اوندھا گرا دیتی ہے۔ ہنسی ٹھٹھے میں یہ قاعدہ ہے کہ انسان دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے ابلیس کا گناہ تھا یہی کہ انا خیر منه۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو ممکن ہے کہ وہی تم سے اچھا ہو۔ زبان کو قابو میں رکھنا بڑی خوبی کی بات ہے انسان زبان سے ہی مسلمان اور زبان ہی سے کافر بنتا ہے۔ اور اسی سے مومن اور اسی سے منافق بنتا ہے

(۳) تیسری بات ہماری پاک کتاب میں سورۂ نور ہے۔ تم میں جو پڑھی ہوئی ہیں وہ پڑھکر عمل کریں اور جو پڑھنا نہیں جانتیں وہ دوسروں سے سنکر عمل کریں۔ اس فضل سے پہلے جو خدا نے مجھپر مرزا صاحب کے تعلق سے کیا ہے۔ میرا مولا پہلے بھی مجھپر بڑے بڑے فضل کرتا رہا ہے جنمیں سے ایک یہ فضل تھا کہ میں شاہ عبد الغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہل ہند نے سورۂ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے نزدیک اسکو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اسپر ضرور غور کرو اوسمیں سب سے پہلے زنا کی مذمت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگہبان بنے۔

خدا تعالیٰ نے اس سورت شریف میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کیوقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے۔ وہاں حضرت صدیقہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسی ذہین۔ ذکی۔ اور نبی کریم کے چال چلن پر گہری نظر کرنیوالی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے اسکا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرت تہجد کسطرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرت کی سوانح عمری دریافت کی فرمایا کان خلقه القرآن یعنے قرآن اگر کوئی قول ہے تو نبی کریم اس کا عامل ہے دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھی۔

اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے میں ایک ہار تھا۔ کس چیز کا۔ سلیمانی منکے اور کچھ لونگ اوس میں پروئے ہوئے تھے وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے کو گئیں تو ہار ٹوٹ پڑا اس کو ڈھونڈنے لگیں۔ یہ نو برس کی بیاہی گئیں اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئیں تھیں اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں تھیں اس عرصہ میں مسلمانوں نے بہت انقلاب دیکھے چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں ساربانوں نے ان کا ڈولا اونٹ پر کسدیا اور چلدیئے کسی کو معلوم نہوا کہ آپ اوسمیں نہیں ہیں۔ جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے جوانی کے ایام تھے۔ نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا ہے کہ گری پڑی چیز اٹھا لاوے چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب اس نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہے اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے۔ اور زور سے انا للہ پڑھا۔ آواز سنکر آپ جاگ اٹھیں۔ پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا اور وہ پھر لشکر میں لیکر پہنچا لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کی وجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بیمار تھیں ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا ایک روز آپ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی ساتھ والی بڑھیا رستہ میں گر پڑی (عورتیں بات دل میں نہیں رکھ سکتیں) گرکر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی۔ بی بی نے منع کیا۔ غرض تین دفعہ اسیطرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں۔ تجھپر لوگوں نے تہمت لگائی ہے۔ اور اسمیں میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسلئے اسکو گالی دیتی ہوں۔ پس صدیقہ اسیدن اپنے میکے میں چلی آئی۔ ایک مہینہ کے بعد آنحضرتؐ ان کے پاس آئے اور کہا عائشہ اگر تجھسے غلطی ہوئی ہے تو توبہ استغفار کر اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کر دیگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے۔ کل انبیاء۔ اولیاء۔ مرسل۔ اوس کی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اسی بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا۔ لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خیرا۔ الی آخرہ۔

جب عائشہ رضہ کے حق میں تم لوگوں نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمانی سے کیوں کام نہ لیا پس میں تمہیں یہی فقرہ سنانا چاہتا ہوں کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا فرماتا ہے کہ کیوں تم نے ایسی باتیں سنکر نہ کہدیا کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے پھر عورتیں اسپر بڑے بڑے منصوبے باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑے بڑے حکایات چلاتی ہیں۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے

اس سورۂ شریف میں ایک اور حکم فرمایا ہے الخبیثات للخبیثین۔ والخبیثون للخبیثات الآیۃ یعنے اچھوں کیلئے بیبیاں بھی اچھی ہوتی ہیں اس کے واسطے برے کلمات نہ نکالو۔

پھر فرمایا یہ کہدو۔ قل للمومنات یغضضن من ابصارهن۔ الآیۃ کہ اپنی آنکھیں نیچے رکھیں شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں پر بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت بے پردہ ہو۔

(۴) ایک اور بات ہے بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں۔ اور عورتیں ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے۔ تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریمؐ تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کسکو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریمؐ کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہؓ صدیقہ کنواری تھیں طلاق بھی آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت زینب کو آنحضرتؐ نے تلاش کر کے زید سے نکاح کرایا۔ مگر اس نے طلاق دیدی پس پھر بڑی بدقسمت ہے وہ عورت جو مطلقہ کو طعن دیتی ہے۔

پھر قرآن نے حکم دیا ہے۔ کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے نہ آویں۔ قبل از نماز فجر۔ دوسرے اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے

پھر اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے + پھر کمال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بنایا ہے۔

(۵) ایک اور عیب ہے۔ کہ بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں۔ بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہیں ہوتا۔

(۶) بعض عورتیں اولاد کے صدمہ پر الفاظ ناشائستہ کہدیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس صابرہ کو دوزخ سے بچا لیتا ہے۔ جو اولاد کے صدمہ پر صبر اور استقلال دکھاتی ہے۔

(۵) عام طور پر عورتین چہوٹے چہوٹے گناہون کی پرواہ نہین رکہتی ہین۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کیطرف دیکہکر اپنی اولاد کیواسطے کیسی دعائین مانگی ہے۔

عورتون کیلئے پڑہنا پڑہانا، کہنا وغیرہ اول کی بات ہے۔ اس کے بغیر ان کو مسائل سے پوری واقفیت نہین ہوسکتی۔

مین نے کسی عورت کو اپنی عمر مین نہین سنا کہ اذان کے ساتہہ اذان پڑہتی ہو جو طریق مسنون ہے۔

بالآخر مین دعا کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ تمہین عمل صالح کی توفیق دیوے۔ تمہارے اندر ہی اعظم اور خدا کا پاک نمونہ موجود ہے۔ تم سخت غلطی کے نیچے ہو کیونکہ باہر کی عورتین تمہارے نمونہ کو دیکہکر قدم بقدم چلینگی۔ تمہاری زبانین پاک ہون۔ تمہارے اندر بدگمانیون کے تخم ناپید ہون۔ خدا کی سچی کتاب تمہارا دستور العمل ہو اور خدا تمہین اسکی توفیق دیوے اور تمہین قرآن کریم کا تابع بناوے۔ تمہاری اولاد کے واسطے تمہارے منہ سے نیک دعائین نکلین۔

ایک دفعہ حضرت زینبؓ اپنے کپڑے گیری مین رنگنے لگین آنحضرتؐ باہر سے تشریف لائے اور کپڑے رنگتے ہوئے دیکہکر واپس تشریف لیگئے۔ حضرت زینبؓ تاڑ گئین کہ آپ کس بات کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہین۔ نبیون کے گہر مین ہر وقت الٰہی رنگ چڑہتا ہے جس کا ذکر صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ مین ہے۔ رنگینیاں اس کے مقابل مین کیا چیز ہین۔ پس یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ بناوٹ، زیور اور لباس سے خوش نہین ہوتا۔ بلکہ نیک بی بیون کی بناوٹ اور زیوران کے نیک عمل ہین۔ خدا تعالیٰ کم سے کم میری بی بیون کو ہی اس بات کی توفیق دیوے کہ وہ یہ نہ کہین کہ یہ ان زبانی ہی باتین ہین۔ آمین۔ والسلام

ملفوظات احمدیہ

۱۲ جون بمقام گورداسپور

طعام اہلکتاب پر فیصلہ کن تقریر امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہورہا تہا اسی مین یہ ذکر بہی آگیا کہ دودہ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینون مین بند ہوکر ولائیت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستہرا ہوتا ہے۔ اور ایک خوبی ان مین یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتہہ سے نہین چہوا جاتا۔ دودہ تک بہی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے اس پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ چونکہ نصاریٰ اس وقت ایسی قوم ہوگئی ہے جسنے دین کی حدود اور اس کے حلال و حرام کی کوئی پرواہ نہین رکہی اور کثرت سے سور کا گوشت انہین استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہین اوس پر بہی خدا کا نام ہرگز نہین لیتے بلکہ جہٹکے کیطرح جانورون کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کردیئے جاتے ہین۔ اس لئے شبہ پڑسکتا ہے کہ بسکٹ اور دودہ وغیرہ جو ان کے کارخانون وغیرہ کے بنے ہوئے ہون انہین سور کی چربی اور سور کے دودہ کی آمیزش ہو اسلئے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودہ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقویٰ اور ناجائز ہین۔ جبحالت مین کہ سور کے پالنے اور کہانے کا عام رواج ان لوگون مین ولائیت مین ہے تو ہم کیسے سمجہہ سکتے ہین کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کرکے ارسال کرتے ہین۔ انہین کوئی نہ کوئی حصہ اسکا نہ ہوتا ہو۔

اس پر **ابو سعید** صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت مین یون عرض کیا کہ رنگون مین بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزون کا تہا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑہ لاکہہ روپیہ کے خرید لیا جب اس نے حساب وکتاب کی کتابون کو پڑتال کرکے دیکہا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بہی اس کارخانہ مین خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والون نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ مین استعمال کرتے ہین کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزین لذیذ نہین ہوتین اور ولایت مین بہی یہ چربی ان چیزون مین ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کسقدر تقویٰ اور باریک بینی پر تہا۔ لیکن چونکہ ہم مین سے بعض ایسے بہی تہے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بہائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد مین ابتک موجود ہین جن کو اس قسم کے دودہ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس لئے ان کو ہی مد نظر رکہکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کہانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بہی اشیاء کو بہت غلیظ رکہتے ہین اور انکی کڑاہیون کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہین۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جسمین شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اس کے یہی معنے ہون گے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گہر مین تو نہ کہایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتہہ سے کہالیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بہی مشکوک الحال ہو تو اس کا کہانا بہی نہین کہا سکتے۔ مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اسے حرام و حلال کی خبر نہین ہے تو ایسی صورت مین اس کے طعام یا طیار کردہ چیزون پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ اسی لئے ہم گہر مین ولایتی بسکٹ استعمال نہین کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوایا کرتے ہین۔

عیسائیون کی نسبت ہندوؤن کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگون مین مل جل گئے ہین اور ہر جگہ انہین کی دوکانین موجود ہین اور سب شئے وہان ہی سے ملجاوے تو پہر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہئے۔

علاوہ ازین میرے نزدیک اہلکتاب سے غالباً مراد یہودی ہی ہین کیونکہ وہ کثرت سے اس وقت عرب مین آباد تہے اور قرآن شریف مین بار بار خطاب بہی انہین کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اس وقت تہی جو کہ حلت اور حرمت کے مسئلے بیان کرسکتی تہی اور یہود کا اس پر اس امر مین جیسے عملدرآمد اسوقت تہا ویسے ہی اب بہی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہین ہے۔ اس پر ابو سعید صاحب عرب نے عرض کی کہ اہل الکتب مین کتاب پر الف لام بہی اسکی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بہی واضح ہوگیا۔

(واضح ہو کہ یہودی لوگون کا کہانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے ان کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمین اس لئے ان لوگون کی ایسے کہانون کو انشراح صدر سے کہا لینے مین کوئی قباحت نہین ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد ہی ہے ہمارے محترم بہائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال کے متعلق جو کچہہ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایکدن میرے ذہن مین یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد ہی گذرا ہے اور اس وقت جو دجال موجود ہے وہ اس کا ظل اور اثر ہے۔ کیونکہ موجودہ عیسویت دراصل وہ عیسویت نہین ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جس نے ہر ایک حرام کو حلال کرلیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اسکی ایک آنکہہ ہی تہی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچہہ اس کا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ مکاشفہ مین آپکو وہی دکہایا گیا ہو اور اس کے متبعین نے ہی یہ تمام ایجادین کی ہین جسکو دجال کی صنعت اور کارنامون کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا ہان ایسا ہی ہوسکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم صدقات وخیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہان یہ بات ٹہیک ہے اس پر لوگ اعتراض کرتے ہین کہ تقدیر کے دو حصے کیون ہین تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتین پیش آتی ہین۔ اور انسان بالکل مایوس ہوجاتا ہے لیکن دعا و صدقات وخیرات سے آخرکار وہ صورت ٹل جاتی ہے پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شئے نہین ہے اور جو کچہہ ہے مبرم ہی ہے تو پہر دفع بلا کیون ہوجاتا ہے۔ اور دعا و صدقہ وخیرات وغیرہ کوئی شئے نہین ہے اور جو کچہہ ہے مبرم ہی ہے تو پہر دفع بلا کیون ہوجاتا ہے اور دعا و صدقہ وخیرات وغیرہ کوئی شئے نہین ہے بعض ارادے الٰہی صرف اس لئے ہوتے ہین کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پہر صدقہ وخیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کردیا جاوے۔ دعا کا اثر تب زیادہ ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اور وقت مناسب ملجاوے اور کوئی نقص نہ ہو تو ہر ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پہر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے ہم نہین پہنچتے۔ طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہین آتی اور دلمین گداز پیدا نہین ہوتا۔ نماز، سجدہ وغیرہ جو کچہہ کرتا ہے اسمین بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہین۔ اور تقدیر مبرم ہے۔

اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خانصاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار پڑا تہا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پہر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔

آپ نے فرمایا کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بہی لکہتے ہین کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے۔ اس پر شارح شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہین سکتی پہر اس کے کیا معنے ہین آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہین ایک مبرم حقیقی ہے اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہین سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آنی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اس پر موت نہ آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہین ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جسمین مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہون اور قریب عزت نہ ملنے کے نظر آوین اس کا نام مجازی طور پر مبرم رکہا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیاء بہی ملکر دعا کرین کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہین ٹل سکتی۔

الہام فرمایا کہ ہمکو یہ فقرہ الہام ہوا "خدا تیری ساری مرادین پوری کردیگا"

فرشتون پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب مین ہمیشہ خوبصورت لڑکون کی صورت وشکل مین نظر آتے ہین۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اپنے چند ایک سابقہ رویا بیان فرمائے۔ جن کو ہم اس نیت سے درج کردیتے ہین کہ ان مین سے اگر کوئی شائع نہین ہوا تو اب ہو جائے۔

رؤیاء ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹہے اور ایک عجیب ولی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجہے وہ دولی دکہلا کر کہتا ہے کہ یہ ہمارا

لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اس رؤیا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

رؤیا ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اسکی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رؤیا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ لذت پاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کی طرف حقیق اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا شور مچانا اس کے کام آیا نہیں کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسے اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ مشکل یہ ہے کہ دنیا دار وں کو ان کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں کہ وہ روح کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام ہے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوا اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کرے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گھر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لئے کہا الرجال قوامون علی النساء۔ اسی کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور ولا یخاف عقبٰہا سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے پس ماندوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اسوقت اسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء
مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر حصہ ان میں سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھ کر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سینکڑوں کوس سے سفر کرکے یہ لوگ

آتے ہیں صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کیخاطر خدا تعالےٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور ان کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام طور پر نہیں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے با اخلاق پیش آتا ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں

وجودی کہاں سے پیدا ہوئے ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ ان کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں۔

فرمایا کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے ہوتے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت تنگی در پیش آتی ہیں جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اسمیں اسلام کے آداب مدنظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام میں تو ان کا پتہ نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف دھوکا لگا ہوا ہے جو راستباز لوگ گذرے ہیں وہ اصل میں فنا نظری کے قائل تھے اس کے یہ معنے ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ الی اللہ کی طرف رکھے اور اسقدر فانی اسمیں ہو کر گویا اور کسی شئے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اسے نظر نہ آوے ہر ایک شئے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی کے اور کچھ نہیں ہے رہا۔ اس مسئلہ میں غلطی واقعہ ہو کر آخر فنا وجودی تک نوبت آ گئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شئے نہیں ہے اپنے آپ کو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب پھیلا ہے کہ فنا نظری کے شوق میں اولیاء اللہ سے کچھ ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جنکی الٹی تاویل کرکے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری کمال انسان کا حق ہے کہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جدائی نہ دیکھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے لیکن فنا وجودی ایک من گھڑت بات ہے جیسے ذوق شوق محبت صدق اور وفا اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

فنا نظری کی مثال وہی ہے جو ماں اور بچے کی ہے کہ اگر کوئی بچے کو کچھ مارے تو درد ماں کو ہوتا ہے۔ سخت تعلق جو محبت کا ہے یہ اسی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک سچی اور حقیقی محبت ہوتی ہے۔ لیکن وجودی کا مدعا جھوٹا ہے یہ وہ کرے جو خدا پر محیط ہو۔ وجودی چونکہ ترک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس لئے طاعت محبت۔ عبادت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

(البدر)

ایرانی چٹھی نمبر ۲

(تربت حیدری (ایران) سے ہمارے ایک مکرم بھائی وہاں کے کسی قدر حالات لکھتے ہیں جو امید ہے ہمارے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے
(ایڈیٹر)

اس ملک کے حالات آپ سے پوشیدہ ہوں گے عجب حال ہے تمام دنیا سے بیخبر ہیں اور وہی پرانی لکیر کے فقیر۔ گھروں میں کوچوں میں بازاروں میں مرثیہ پڑھتے پھرتے ہیں۔ امام حسین کے لئے آنسو بہانے سے بڑھکر کوئی عبادت ان کے نزدیک بہتر نہیں ہے۔

یہاں جو سب سے معتبر ملا ہے اس سے میں نے تذکرہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لا چکے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ ان کی کوئی کتاب منگاؤ میں دیکھوں گا۔ اس لئے التماس ہے کہ عربی کی تصانیف میں سے ایک دو کتابیں بذریعہ وی پی ارسال کریں۔ معرفت دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان بھیجیگا۔ کیونکہ وہاں سے قیمت وصول ہو جائیگی اور بعد ازاں سرکاری ڈاک میں کتابیں میرے پاس پہنچ جائینگی یہاں کے لوگ ذہین تو ہیں مگر بڑے متعصب کیونکہ مطالعہ نہیں کرتے۔ پڑھیں گے بھی تو مرثیے اور بس۔

یہاں تین گروہ ہیں ایک تو ملاؤں کا گروہ جنکی حکومت بادشاہ سے بھی قوی تر ہے۔ اسکی تفصیل آگے چلکر بیان کرونگا۔ دوم اہلکار لوگ جو قریب قریب لامذہب ہیں مگر ظاہرداری کے سخت پابند۔ سوم سوداگر اور دوسرے پیشہ ور لوگ جو ملاؤں کے گرویدہ ہیں۔

ملاؤں کے گرد کی یہ مثال ہے کہ جو فتوے وہ دیدیں لوگ اس کی پابندی کو اشد ضروری سمجھتے ہیں اور حکومت اسمیں دست اندازی کرنا چاہے تو بغاوت پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہو چکے ہیں چنانچہ ایک تازہ واقعہ آجکل ہی ہوا ہے۔ سبزوار میں جو کہ مشہد اور طہران کے مابین ایک آباد شہر ہے کوئی ۳۵ یا چالیس ارمنی سوداگر بھی رہتے ہیں یہ لوگ عیسائی ہیں اور اکثر روس کے رعایا ہیں اور بعض

ایران کی رعایا بھی ہیں۔ مالدار بھی ہیں۔ کوئی بیس روز کا ذکر ہے کہ ایک ارمنی تاجر نے ایک سید کرایہ کش کو ایک چپت ماری کرایہ کی کمی بیشی پر کچھ تکرار تھی۔ اس سید نے جاکر شہر میں لوگوں کو خبر کر دی کہ میں سید ہوں اور اس عیسائی نے مجھکو بے عزت کیا ہے یہ سنکر تمام شہر اٹھ آیا اور اس ارمنی کو پیٹ کر مجتہد کے پاس لے گئے۔ اور باقی لوگوں نے دوسرے تمام ارمنیوں کے مکانات گھیر لئے مجتہد صاحب جو کہ نجف اشرف سے تشریف لا رہے تھے۔ اور مشہد کو زیارت کیواسطے جا رہے تھے چند یوم کیلئے سبزوار میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہ ارمنی جس نے سید کو بے احترام کیا ہے واجب القتل ہے مگر فی الحال اسکو بہت مار دے جاویں اور قید کیا جاوے۔ جب ہم زیارت سے واپس آوینگے آخری فیصلہ صادر کرینگے اور باقی تمام عیسائیوں کو حکم دیا کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ اور شہر سے باہر جاکر رہو اور لوگوں کو کہا کہ ان عیسائیوں سے معاشرت اور لین دین حرام ہے یہ کہکر مجتہد صاحب مشہد کو تشریف لے گئے اور حکمران سبزوار کو لکھ گئے کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرو۔ حکمران مجبور تھا کیونکہ اگر تعمیل نہ کرے تو بغاوت کا ڈر ہے۔ اس نے اس ارمنی کو بیت لگوائے اور قید کر دیا۔ جب لوگ دوسرے عیسائیوں کے گھروں پر حملہ آور ہوئے تو حکمران نے ان کے گھروں کو تالے لگا دیئے تاکہ ان کا مال محفوظ رہے اور ارمنی سب کے سب سوائے اس ایک کے جو قید تھا بھاگ گئے اور جاکر تار گھر میں پناہ گزین ہوئے اور وہاں سے ظل سلطان یعنے بادشاہ کے بھائی کو تار دیا گیا کہ ہمارا جان و مال غیر محفوظ ہے اور ہمارے لئے یہاں سے نکلنے جانے کا حکم مجتہد صاحب نے دیا ہے مگر ہم نے لوگوں سے روپیہ لینا ہے تا وقتیکہ ہم اپنا روپیہ وصول نہ کریں ہم نہیں جا سکتے اس نے جواب میں تار دیا کہ تم کو مجتہد کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ شہر سے نکل جاؤ اور جسقدر روپیہ تمہارا لوگوں پر ہوتا ہے خواہ کروڑوں روپیہ ہو میں خود اپنی گرہ سے ادا کروں گا۔ بشرطیکہ تم ثبوت پیش کرو۔ ابھی تک ارمنی لوگ تار گھر میں پناہ گزین ہیں اور فریاد کر رہے ہیں مگر کوئی پرسان حال نہیں دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو کچھ ملا لوگ کہدیں اسکی تعمیل حکومت پر ضروری ہے ورنہ شورش تیار ہے کیونکہ عام لوگ بری طرح سے ملاؤں کے گرویدہ ہیں۔ حکومت کے پاس کافی سپاہ نہیں ہے اور پولیس کا تو نام نہیں ہے۔ تربت حیدری اور مشہد خراسان میں دو بڑے شہر ہیں یہاں بھی پولیس نہیں ہے اور کچھ فوجی انتظام نہیں ہے۔ اگر چار آدمی بگڑ جاویں تو ان کے پکڑنے کے واسطے وہ ترکیب نہیں۔

یہان ہر ایک ضلع کا سال بسال اجارہ ہوتا ہے۔ مثلاً صوبۂ خراسان کا ایک اجارہ ہوتا ہے جس بڑے آدمی نے زیادہ روپیہ شاہ کو دیا اور وزیر وغیرہ کو معقول نذرین دین اسکے نام ایک سال کا ٹھیکہ ہوگیا۔ اس کے دوسرے سال اگر اس شخص نے کچھ زیادہ دینا منظور کیا تو ٹھیکہ اُسیکا رہا ورنہ اگر اس سے بڑھکر کسی نے دیا تو ٹھیکہ منتقل ہوکر اُس کے نام ہوجاتا ہے۔ یعنے ایک رقم مقررہ بادشاہ لے لیتا ہے اور اس کو حاکم مقرر کردیتا ہے وہ پھر زمینداروں سے جسقدر جی چاہے وصول کرے حکومت کو اسمین کچھ دخل نہین۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حکمران ٹھیکہ دار کے پاس کوئی فوج سوائے چند ایک چپڑاسیون کے جنکو فراش کہتے ہین نہین ہے۔

قتل اور قید کا اس حکمران کو اختیار ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی بندون اور اعتباریون کو اپنے ماتحت چھوٹے چھوٹے سب ڈویژنون کا حاکم مقرر کردیتا ہے اور ان سے معقول رقمین لے لیتا ہے پھر وہ ملکر بھی اپنی حسب مرضی لوگون سے جسقدر روپیہ چاہین وصول کرلیتے ہین۔ ہر شہر اور قصبہ مین ملا موجود ہین۔ یہ ہندوستان کے عام مولویون کے مشابہ ہین مگر خدا کے فضل سے ہندوستان والون کا کچھ اختیار نہین ہے۔ کیونکہ حکومت زبردست ہے مگر یہان یہ حال ہے کہ جسقدر شکرانہ دو اسی حیثیت کا فتوٰی لیلو۔ دو شخص ایک ملا کے پاس فریاد لیگئے ایک نے پچاس روپیہ شکرانہ دیا اسکے حق مین فتوٰے ملگیا دوسرے کو معلوم ہوا وہ زیادہ پہلے سے شکرانہ لیکر حاضر ہوا تو ملا جی نے پہلے کو پکڑ منگوایا اور فتوٰی لیکر چاک کردیا اور دوسرے کے حق مین فیصلہ کرکے فتوٰی پر مہر کردی۔

عجب تماشا ہے روحانیت کا نام نہین جو کچھ ہے روپیہ ہے یہان کے فتوے روپیہ کے ماتحت ہین۔

دوسرا گروہ اہلکارون کا ہے ان کا حال یہ ہے کہ زبانی فیصلے ہوتے ہین کہ لکھت نہ پڑھت نہ کوئی قانون نہ دستور العمل جیسا جی مین آتا ہے کرتے ہین اور پھر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ طہران سے جب ایک تار آجاتا ہے کہ آپ معزول ہین سیدھے طہران چلے آئین وہان جاکر خدا جانتے انکی کیا گت ہوتی ہے۔ پنشن کا دستور اس ملک مین نہین ہے۔ اس ملک مین اہلکار عموماً کارگذار یعنے اسسٹنٹ فارن سکرٹر اور پوسٹ ماسٹر اور تار ماسٹر اور دار و غہ چنگی ہوتے ہین دوسری کوئی اسامی ہی نہیں یہی سرکاری اسامیان ہین سوا اس کے کوئی محکمہ نہین حکمران ٹھیکہ دار ہوتا ہے اس کے پاس صرف ایک دو منیز را ہو یعنی منشی ہوتے ہین باقی کارروائی سب زبانی ہوتی ہے۔

تیسرا گروہ عام سوداگر پیشہ دکاندار اور کاسب یعنی دستکار لوگون کا ہے وہ دن بھر اپنا کام کرتے ہین دنیا کی کوئی خبر نہین اپنے اپنے کام مین مصروف رہتے ہین۔ سرکاری اسکول صرف طہران مین ہے جسمین فارسی اور انگلیسی پڑہائی جاتی ہے اور کسیقدر نقشہ اور حساب بھی سکھلایا جاتا ہے اور کسی جگہ سرکاری اسکول چھوڑ پرائیویٹ بھی نہین ہے ہان ایک آدھ مدرسہ ہوتا ہے وہ بھی ایسی جگہ مین جیسے مشہد اور تربت۔ جو خراسان کے دو بڑے شہر ہین۔ ان مدرسون مین قرآن شریف اور فارسی پڑہائی جاتی ہے اور وہ بھی بے ترتیبی سے جیسے ہمارے ہان ہندوستان مین پرانے مکتب ہوا کرتے تھے۔ خراسان کا صوبہ قریب قریب پنجاب کے برابر ہے۔ کسی شہر یا قصبہ مین پولیس نہین تھانہ نہین میونسپل کمیٹی نہین کچھ نہین بلکہ بعض بعض قصبون مین پڑہا لکھا آدمی ہی نہین۔ ہر ایک گاؤن مین ایک کتخدا یعنے نمبردار ہوتا ہے وہ بھی ایک بڈھا آدمی جسے لوگ خود بخود کتخدا کہتے ہین ورنہ وہ مقرر شدہ نہیں ہوتا اور نہ اس کا کچھ اختیار ہوتا ہے۔ ہان ہر گاؤن مین ملا ضرور ہے جس کے ہاتھ مین سب لوگون کی باگ ہوتی ہے۔ مرثیہ خوان بھی کثرت سے ہین اور آسودہ ہین۔

نیاز مند حسین علی۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

جاپان اور مسیحی مذہب

عیسائی مذہب کے پوری اپنی ناکامیابی کا شاذ و نادر اقرار کرتے ہین اور جبتک وہ ہر پہلو سے مجبور نہین ہوتے اپنی کمزوری کو ظاہر نہین کرتے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان مین ان عیسائی مشنریون کو پوری ناکامی ہوئی ہے۔ کیونکہ حال مین ایک مشنری نے پادریون کے مجمع مین بیان کیا تھا کہ جاپانی مسیحی مذہب کیطرف اور ملکون کی طرح ملتفت نہین ہوتے۔ اور ظاہر اجو نکہ انکو چین و کوریا وغیرہ مین زیادہ رسوخ پیدا کرنے کی خواہش ہے بدھ ازم اور کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیم کے دلدادہ نظر آتے ہین۔ مسیحیون کے لئے یہ نئی بات نہین ہے نہ صرف جاپان بلکہ اور جگہ اب ان کا قدم جمنا مشکل ہوگیا ہے۔ اسکی وجہ بظاہر اسباب میٹریلسٹ لوگون کی نگاہ مین سائنس کی ترقی ہے۔ لیکن دراصل اسکا باعث ایک روحانی امر ہے اور وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہے۔ خواہ اس کے زبردست دلائل اور کارگر حربے جو عیسوی مذہب کے قلعون پر پڑ رہے ہین کسی جگہ پہونچے ہون یا نہ پہونچے ہون مگر انتشار روحانیت کے ساتھ اندر ہی اندر دلون مین عیسائی مذہب کی کمزوری اور بیہودگی کھل چکی ہے۔ غیر قومون کا عیسائی ہونا تو ایک امر خطیر ہے اب تو عیسائیون کو عیسائی رکھنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔

اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہین آتا

آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا ہرد واری اخبار ڈاکٹر نشی کانت چٹرجی کے مسلمان ہونے پر عجیب ریمارک کرتا ہے جو دانشمند پبلک کے پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے آپ لکھتے ہین کہ "سابق ڈاکٹر نشی کانت اب سچ مچ عزیز الدین ہی ہوگئے ہین اخبار بنگالی کے ایک کارسپانڈنٹ نے لکھا تھا کہ ابھی اس خبر پر اعتبار نہ کیا جاوے لیکن یہ تحریر کچھ وقعت کے قابل نہین ہوئی۔ اس واقعہ سے جو نتیجہ مسلمان صاحبان نکالتے ہین وہ ٹھیک نہین ہے۔ محض ایک آدمی کے مسلمان ہونے سے خواہ وہ کیسا ہی تعلیم یافتہ کیون نہ ہو محمدی مذہب سچا ثابت نہین ہوسکتا۔ میری رائے مین کوئی بھی مذہب محض اسلئے سچا نہین کہا جاسکتا کہ چند ایک تعلیم یافتہ آدمی اسمین خوشی سے شریک ہوگئے ہین۔ اسوقت تبدیلی مذہب کی کئی وجوہات ہوا کرتی ہین۔ یہ سب زن، زمین اور زر کی تعریف مین آجاتی ہین جو لوگ ان وجوہات سے محرک ہوکر تبدیل مذہب کرتے ہین وہ تو دل کے کچے ضرور ثابت ہوتے ہین لیکن اسلئے ان کا قبول کیا ہوا مذہب سچا نہین ہوسکتا۔"

پرچارک کے قانون دان ایڈیٹر کی قلم سے نکلا ہوا یہ نوٹ عجیب و غریب منطق کو ظاہر کررہا ہے جسکی ایجاد کا فخر ہردوار کے گورو کل کو ہونا چاہئے۔ اگر یہ سچ ہے کہ کسی شخص کے کسی مذہب کے قبول کرنے سے وہ مذہب سچا نہین ٹھہر سکتا تو آریون کی عجیب دانشمندی ہے کہ وہ مسٹر پال (نو آریہ) کے آریہ ہوجانے کو ویدک دھرم کی سچائی کی دلیل ٹھہراتے ہین؟ ہم اس کو ممکنات سے مانتے ہین کہ کوئی شخص زن، زمین اور زر کے لالچ سے تبدیل مذہب کرے لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ آیا اس قسم کی تحریکین مسلمانون مین ملسکتی ہین یا آریون مین۔ اگر تبدیل مذہب کی یہ فلاسفی گورو کل کے مکہ اور مشاتا کے نزدیک صحیح ہے تو غالباً انہین اس بات کا جواب دینے مین بہت مشکل ہوگی کہ کیون نہ کہا جاوے جو لوگ آریہ مذہب اختیار کرتے ہین خصوصاً غیر اقوام کے لوگ ان کے مدنظر نیوگ کے دل خوش کن نظارے ہی ہوتے ہین اور اسی کے ساتھ ان کی ساری امیدین وابستہ ہوتی ہین وہ آریہ مذہب کے اصول تو ایسے ہین کہ انکی تردید کیلئے ان صاف الفاظ مین بیان کردینا ہی کافی ہے۔ شاید پرچارک کے ایڈیٹر کو اپنے اس نوٹ کو ابنہایت افسوس سے پڑھنا پڑے۔

آپ کے فتنہ باز بچے نہیں آئے

خدا کی شان ہے کہ عیسائیون نے اب محسوس کرلیا ہے کہ عیسائیت کا چراغ اب ٹمٹمارہا ہے اور دلون پر اس کا اثر نہین رہا۔ لنڈن کے اخبار میل مین آرچ ڈیکن سنکلیر نے اسی امر مین بحث کی ہے وہ کہتے ہین کہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ لنڈن کی آبادی کا صرف ۱۸ فیصدی حصہ ایسا ہے جو کسی مذہبی پرستش کی جگہ مین حاضر ہوتا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مذہبی مکانون مین عیسائیون کے کل فرقون کے گرجا اُن کے علاوہ یہود وغیرہ کی عبادت گاہین بھی داخل ہین ڈاکٹر سنکلیر کا خیال ہے کہ اگر زیادہ پادری مقرر کئے جاوین تو زیادہ آدمی گرجا کی حاضری مین شامل ہون۔"

عیسائیت کے حامی اب اس کے کرم خوردہ ستون کے کھڑا رکھنے کی مختلف تجویزین کرتے ہین مگر سب لاحاصل ہین وہ جسقدر مساعی اس کے سنبھالنے مین کرین گے اوسیقدر اس کے جلد گرنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ

قضا آسمان است این بہر حالت شود پیدا۔

جدید اقوال مسیح

روز انہ پیسہ رقمطراز ہے کہ حال مین مصر سے دو یورپین عالمان علوم قدیمہ مصریہ نے ایک ایسا قدیم دستی کا پپائرس (ایک قسم کا کاغذ) دریافت کیا ہے جس کا نام "مسیح کے جدید اقوال" ہے چنانچہ یورپ مین یہ کتاب چھپ گئی ہے اور بعض لوگون نے اسے انجیل مقدس کا ضروری اضافہ تسلیم کرلیا ہے اس پپائرس کے دریافت کرنیوالون کا نام مسٹر بی پی گرینفل اور مسٹر اے ایس ہنٹ ہے۔ اس کتاب کی نسبت یورپین مورخ طرح طرح کی رائین دے رہے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ طامس کی انجیل ہوگی جو گم ہوچکی ہے بعض کے نزدیک یہ وہ انجیل ہوگی کہ جس سے یہودیون کے خیال کے موافق اسکندریہ کے کلمنٹ نے اقتباس کیا ہے۔ بہرحال ان اقوال کو بالکل بے اصل اور لغو اب تک کسی نے نہین کہا۔ گو ابتک یہ بھی فیصلہ نہین ہوا کہ یہ انجیل مقدس کا کون سا جزو ہین اور یورپ کے مذہبی علماء اس پر بہت کچھ غور و فکر مین مصروف ہین۔

اطلاع

کارخانہ کی طرف سے مطبوعہ کارڈ بغرض صفائی حساب جاری کئے گئے ہین۔ اسلئے جن بزرگون کے نام پہونچین وہ جلد جواب دین۔ منیجر

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

ہمارے گھر مرزا صاحب (عالیجناب مرزا غلام مرتضےٰ خانصاحب مرحوم) پچاس برس تک علاج کرتے رہے وہ اس فن طبابت میں بہت مشہور تھے مگر ان کا قول تھا کہ کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے سچ فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کوئی اثر نہیں کر سکتا

ایک شخص نے پوچھا کہ حکام اور برادری سے کیسا سلوک کریں؟ - فرمایا ہر ایک سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی اطاعت اور وفاداری ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وہ ہمارے حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے۔ میں اسکو بڑی بے ایمانی سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری سچے دل سے نہ کیجاوے۔

برادری کے حقوق ہیں انسے بھی نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ البتہ ان باتوں میں جو اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے خلاف ہیں ان سے الگ رہنا چاہیئے۔

ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالےٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔

جب اللہ تعالےٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب دعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی خدا تعالےٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبھی دعا قبول کرتا ہے اس لئے میں تو جبتک اذن الٰہی کے آثار نہ پالوں قبولیت کی کم امید کرتا ہوں اور اسکی قضا و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیت دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں کیونکہ اس رضا بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا

لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی۔ اور دوسری جگہ فرمایا انما یتقبل اللّٰہ من المتقین۔

حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی فرمایا

قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔

یہود بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر انہیں نہیں آئے تھے مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فایدہ پہنچایا۔ اگر ان کے اعمال اچھے ہوتے تو وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالےٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پا لونگا جو بالکل خیال خام ہے۔ کبھر کہتا ہے کہ اچھا ہوا ہم نے چماروں کے گھر جنم لیا۔ کبھر اچھا ہوا ہم نیچے بیلے سب کو کریں سلام۔ خدا تعالےٰ وفاداری اور صدق کو پیار کرتا ہے اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے لاف و گزاف اسے راضی نہیں کر سکتے۔

فرمایا قرآن شریف تو رفع اختلاف کے لئے آیا ہے اگر ہمارے مخالف رافعک الیّ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ مسیح جسم سمیت آسمان پر چڑھ گیا تو وہ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہود کی یہ غرض تھی؟ اور وہ یہ کہتے تھے کہ مسیح آسمان پر نہیں چڑھا! ان کا اعتراض تو یہ تھا کہ مسیح کا رفع الی اللّٰہ نہیں ہوا۔ اگر رافعک الیّ اس اعتراض کا جواب نہیں تو پھر چاہیئے کہ اس اعتراض کا جواب دیا اور دکھایا جاوے۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کیلئے یہاں آنا چاہتا ہوں **فرمایا** یہ نیت ہی فاسد ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال یہاں رہنا چاہیئے یہ نیت تو ہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہو۔ پھر جو کچھہ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(ایڈیٹر۔ بعینہ اسی مضمون پر حکیم الامتہ نے ایک دوست بھائی کو نصیحت کی تھی البتہ اس میں اتنا ایزاد کیا تھا کہ مجھے اگر ایک پیسہ بھی ملجاتا ہے تو اسے خدا کا فضل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ پیسہ تو میرا مقصود نہیں ہے۔ اسلئے اگر تمہیں مدرسہ یا کسی اور جگہ سے چند روپے ملتے ہیں تو تمہیں بھی شکر گذار ہونا چاہیئے۔)

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا۔

کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اسکی آواز پہنچ جاوے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اسکو فایدہ پہونچا سکتا ہوں تو فایدہ پہونچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے اگر تم کچھہ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور انسے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے راستہ میں ایک بوڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دیکر ہٹا دیا میرے دل پر چوٹ سی لگی اس نے وہ خط مجھے دیا میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اسپر اسے بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

مجھے بڑے ہی کشف میں سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ یہانتک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

اور یہ بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہاں تک برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اللہ تعالےٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا۔ اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اسطرف رجوع کرے گی۔

مرات العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر ڈگبجے سنگھ صاحب بہادر مرحوم والی بلرام پور او دھ نے ہزار ہا روپے کے صرف سے تیار کرایا تھا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اور ولیوں اور حکیموں کے حالات بھی اسمیں مرقوم ہیں قیمت عہ۔ (ملنے کا پتہ) وکٹوریہ پیپر آفس سیالکوٹ

عام خبر کردو کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبروں لودہیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے نمونے نئے و جدید جنتری معہ فہرست دیگر مال فرمایش ٹکٹ نصف آنہ سے لگا کر تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلت

(لاہوری مولوی اور اُسکی نادانی)

تعجب ہے کہ یہ نادان مولوی البقرۃ کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھتا ہے کہ امام حسین نور سے پیدا ہوا۔ اور مرزا صاحب ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا۔ میں اس احمق سے سوال کرتا ہوں اور سوال کیلئے الفاظ میں ہوگا اسلئے کہ اُس نے رعایت تہذیب اخلاق کو برسر طاق رکہکر اسقدر ناشایستہ الفاظ اور دریدہ دہنی سے کام لیا ہے کہ معمولی آدمیوں کو پس پشت ڈالدیا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔

(سوال) اگر تمہارا مزعوم حسین نور سے پیدا ہوئے تو تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمہارے علی نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا تہا اور حسین کا وجود انعقاد نطفہ طرفین کا نتیجہ نہیں تہا۔ کیا حسین شکم والدہ میں چہ ماہ یا نو ماہ تک نہیں رہے تھے کیا پہر اسیطرح جسطرح اور بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پیدا نہیں ہوئے تھے بعد پیدائش اسیطرح نشو و نما نہیں پائے تھے جسطرح اور بچے پاتے ہیں تم نور کی تعریف میں لکھتے ہو (جو شئے فی ذاتہ روشن اور غیر کو روشنی دیتا ہو۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا چنانچہ امام حسین کا بھی سایہ نہ تہا۔ فوالسلم)

اے نادان اور بے عقل مولوی شمر نے جسوقت گلے پر تلوار چلائی تھی اسوقت سایہ تہا یا نور تہا یا اصلی جسم تہا جسوقت تو نوخون میں سر رکہا گیا اسوقت کسا یہ تہا یا جسم اور نیزہ پر شام سے کوفہ اور دمشق کو جو سر پہرایا گیا۔ وہ نور کا سر تہا یا اصلی جسم کا سر نہیں نہیں مصنوعی سر ہوگا۔ تمہارے نوری نے کسقدر کفار کو مسلمان کیا دین محمدی کی کس قدر اشاعت کی یزید اور اس کے لشکر میں کتنے ایک کو روشنی بخشی۔ تم کہتے ہو کہ خون حسین بعد شہادت صدہا کفار کو مسلمان کیا مہربانی کرکے پانچ کافروں کے نام بقید ولدیت و قومیت و سکونت درج کرکے شائع کردو اور وجہ مسلمان ہونیکی تحریر کرکے بتلاؤ کہ وہ کسجگہ پر کسطرح ظہور پذیر ہوا تہا۔ اے بے شعور اور بے تمیز جبکہ حسین زندہ تہا تو یزید اور اس کے لشکر نے اس کو نہ مانا۔ حالانکہ حسین نے ان کے روبرو بڑے لکچر دیئے اور تقریریں کیں۔ نصائح اور دلائل پیش کئے۔ افسوس کہ اسوقت کوئی اعجازی رنگ بھی نہ دکھلایا کاش ایک خارق عادت نشان سے دو سو یا تین سو کو اپنی طرف ملا لیتا اس وقت تو اس کا زندہ وجود بے اثر محض ثابت ہوا پھر مرکر معجزے نے دکھلانا

کیا فائدہ یہ دعویٰ تمہارا نرا جھوٹ اور بہتان ہے قرآن میں لکھا ہے کہ کیا مردہ اور زندہ برابر ہو سکتے ہیں۔ پھر اے نادان مولوی تمہاری اس الف لیلا کو کہنے جاتا ہے یعقاتل حسینی اور تواریخ جس کا نام ہے تم نے نہیں لکھا۔ (چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد) مولویصاحب جس کا بدن اور جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا وہ انسان تھا یا نور تھا اے دانشمند مولوی یہ تو بتلا۔ نور کی یہ گت بنتی ہے۔ جیسے اسکی بنی وہ ایک انسان تھا اور انسان کا بچہ وہ ضرور قطرہ منی سے پیدا ہوا تھا۔ منی سے خون اور خون سے مضغہ اور علقہ وغیرہ مدارج سے تکمیل وجود گذار کر بصورت طفل جسم والدہ سے زمین پر گرا تھا زمانہ کے تمام اثرات کے ماتحت تھا عام انسانوں جیسے عام اس کے اقوال اور افعال تھے چلتا پھرتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ کھاتا۔ پیتا۔ تکتا رہتا۔ غرضیکہ سب باتیں جو ایک انسان سے وقوع میں آتی ہیں اس کے وجود میں ثابت تھیں۔ اسی شمر اسکی سینہ پر بیٹھا اور حلق کے الٹی طرف گردن سے اس کا سر کاٹا اس وقت اس نے شمر سے بہت الحاح زاری اور التجا کی کہ دیکھ میں رسول اللہ کا نواسا ہوں سید ہوں غریب الوطن ہوں عیالدار مسافر ہوں مگر اس نے نہ مانا۔ یہ سب کام جو اس سے صادر ہوئے انسانوں جیسے تھے اے نادان نور سے ایسے افعال صادر نہیں ہوتے ورنہ نظیر بتلا۔ دانا اور اہل علم تمہاری ان تحریروں پر ہنستے ہیں۔ ایک محقق کی نگاہ میں تمہاری تمام کتابیں جو اپنے نامہ اعمال کیطرح تم نے سیاہ کی ہیں کچھ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔

اے مغضوب الغضب انسان تابوت پرستی نے تیرا ستیاناس کر دیا ہے ذرا سوچ تو سہی کہ تم ایک اشرف المخلوقات گروہ سے نکال کر ایک شخص کو کیا کیا بناتے پھرتے ہو اپنے زبان سے جو کچھ کہتے ہو وہ صاف اور کھلے لفظوں میں کیوں نہیں کہتے کہ درحقیقت وہ خدا تھا انسان کے وجود میں آکر امت رسول کی لئے شہادت قبول کی اور لوگوں کو نجات دلائی۔

از بہر استان تبہ روزگار بود
ورنہ حسین را بشہادت چہ کار بود

بہ عقیدہ اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ خدا انسان کی شکل میں آکر مخلوق کیلئے پھانسی پر چڑھا کفارہ ہونے کا مسئلہ اور کفارہ حسین کا مسئلہ باہم ملتے جلتے ہیں + ایسے ہی تحریرات کا جواب مرزا صاحب سے طلب کرتا ہے۔ اے نادان مرزا صاحب امام الوقت ہیں مسجد اقصیٰ کے بیٹھنے والے ملا نہیں۔ اعرض عن الجاہلین اور فاعرض عنہم کتاب مجید میں موجود ہے۔

پھر تم سے مقابلہ امام الوقت کا کام نہیں دیکھ اور سوچ دنیا تمہارے کسی کام نہ آوے گی ایک دن ضرور آنا ہے جو خدا کے روبرو تم حاضر کئے جاؤگے اس وقت بغیر پشیمانی اور کچھ نہ بنے گی خدا کے برگزیدوں کو گالیاں نکالنا اچھا کام نہیں آ خدا سے ڈر اور تحقیق کر اپنے علمی گھمنڈ پر نہ اترا علماء یہود جو آنحضرت صلعم کی بعثت کے منتظر تھے اسی گھمنڈ اور انانیت میں آکر صراط مستقیم سے بھٹک گئے اس وقت یہ امام جو پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں صبغۃ اللہ ہوں مہدی ہوں مسیح موعود ہوں اس کے جا اور منہاج نبوت کے محک پر اسکی صداقت اور عدم صداقت کو دیکھ۔ برغالی اور شہرستانی علامہ علی یا خواجہ نصیر کے اقوال کو نہ دیکھ۔ منہاج نبوت پر ایک انسان کی خصوصیت کو پرکھ۔ جو دلائل آنحضرت صلعم کی صداقت کے واقعی اور صحیح قرآن اور حدیث صحیح اور تعامل سے ثابت ہیں ان کے مطابق مرزا غلام احمد امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل میں آنکھ کھول اور قرآن پڑھ اور قرآنی دلائل سے مقابلہ کر منہاج نبوت کو مدنظر رکھکر پھر دیکھ کہ وہ سچا ہے یا نہ۔ وہمی اور خیالی بھوت کو دل سے نکال کوئی قریشی یا ہاشمی امام غار یا جزیرہ میں موجود نہیں ہے تمہارے وہمی اور کمزور عقاید تم کو حقیقت تک نہیں پہونچنے دیتے مرد میدان بن نذر دنیا زکی آمدنی کو خدا کے لئے تامل ہیچ سمجھ خدا سے بہت دعا کر انانیت چھوڑ اور عجز و انکسار سے انکشاف حقیقت کیلئے خدا سے دعا مانگ اس سے توفیق صراط مستقیم کی درخواست کر عطا کرنا اس کا کام ہے

زجنس شکست آنچہ پیدا شود
ازین بارگاہ قیمتش واشود
شکست تو اینجا درستی نماست
کہ جبر کرم سربسر مومیاست

والسلام علی من اتبع الہدیٰ
خاکسار نذر علی از پشاور

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور

عرش عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا جو کہ قبل ازیں کئی دفعہ شائع ہو چکی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جھگڑا عبث ہے احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اسے جسم کہو۔ تو پھر خدا کو بھی مجسم کہنا چاہیئے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کو علو جسمانی نہیں کہ جس کا تعلق جہات سے ہو۔ بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بھی ایک بدعت ہے۔ جو کہ پیچھے ایجاد کی گئی۔ صحابہ نے اس کو مطلق نہیں چھیڑا تو اب یہ لوگ جھگڑا کر نافہم لوگوں کو پینچ گلے ڈالتے ہیں۔ لیکن عرش کے اصل معنے اس وقت سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی دوسری تمام صفات پر بھی ساتھ ہی نظر ہو۔

۲۱ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

متفرق اقوال ایسی ہوا چلی ہے کہ گناہ کا چھوڑنا عیب خیال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی گناہ کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ تو اُسے ایک حسرت ہوتی ہے۔ کہ اب یہ ہاتھ سے گیا۔ اگر خدا کی عظمت کو مدنظر رکھکر بھی گناہ کیا جاوے تو بھی اس کا بوجھ ہلکا ہو جاوے۔ لیکن اس کا خیال کسے ہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

مسئلہ تعظیم قبلہ سوال ہوا کہ اگر قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرکے سویا جاوے تو جائز ہے کہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے سائل نے عرض کی۔ کہ احادیث میں اسکی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بنا پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس نے قرآن شریف پر پاؤں رکھکر کھڑا ہوا کرے۔ تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا ہرگز نہیں۔ (ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب)

اکرام ضیف اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ داخل ہوا ذراسی بھی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپ کی روح میں جوش شفقت ہوتا ہے اس امر کے اظہار کیلئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کر دیتے ہیں۔

۲۶ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہئے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جاوے پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہدے اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ بعد ازیں حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا۔ کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو وہ بہم پہونچاویں۔

سکل شام کو بعد از نماز مغرب دو نوجوان اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور کے کلارک جن میں سے ایک صاحب مسلمان تھے اور ایک عیسائی حضرت کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ چونکہ مسلمان صاحب کا تعارف جناب مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تھا۔ اس لئے مفتی صاحب نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا مختصر حالات کے استفسار کے بعد حضور عیسائی نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ اول یہ سکھ مذہب کے تھے۔ اور ان کے والد عیسائی ہیں اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ آجکل اگر دنیا سے خدا کے جاویں تو ایک ضمیمہ کتاب ملا رہتی ہے لیکن تعجب ہے۔ کہ سکھ جیسے مذہب کو چھوڑ کر جس میں توحید کی تعلیم ہے۔ آپ نے عیسائی مذہب کو کیسے پسند کیا اس کے بعد متفرق طور پر مزاج پرسی وغیرہ ہوتی رہی۔ اور بوقت رخصت حضور نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ قیام بہت تھوڑا ہے۔

ضرورت شادی

ہمارے ایک عزیز احمدی بھائی منشی محمد سلیمان صاحب مدرس رائے کوٹ ضلع لودیانہ جو قوم سے تجار ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی کا ایک بچہ رہ گیا تھا۔ قضاء الٰہی سے وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ منشی محمد سلیمان صاحب ہمارے ہم جماعت ہیں اور ہم ان کے حالات سے بہت کچھ واقف ہیں وہ ایک سلیم الطبع اور نیک سیرت نوجوان ہیں انکی عمر اسوقت تیس سال کی ہوگی۔ جو بھائی منشی صاحب موصوف سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست یا ایڈیٹر الحکم کے توسط سے خط و کتابت کریں۔ منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اگر کوئی خواندہ لڑکی مل جاوے تو نور علیٰ نور ہے ورنہ خیر

کچھ تازہ حالات

اخبار چونکہ دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے ہم وہ تازہ حالات بھی درج کئے دیتے ہیں جو تاریخ اشاعت تک قابل اشاعت سمجھے گئے ہیں۔ اڈیٹر۔

۱۔ **حضرت** حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۴۔ اگست کو دارالامان سے روانہ ہو کر براہ بٹالہ گورداسپور پہنچ گئے۔ وہ بڑا مکان جسکا ذکر صفحہ اوّل پر کیا گیا ہے فی الحال بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں ملسکا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مکان میں جو پہلے بر لب تالاب لیا ہوا تھا فروکش ہونا پڑا۔

مہمانوں کی رہائش کیواسطے فی الحال اس مکان کے سامنے ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا ہے۔ اور احاطہ کچہری میں ایک اور چھوٹا شامیانہ لگایا گیا ہے۔

۲۔ **مقدمات** کے حالات مختصر طور پر یہہ ہیں کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۰۴ء کو ہمارے مقدمہ میں۔ کرم الدین کے باقی ماندہ دو گواہان صفائی پیش ہونے تھے جنکے واسطے اسکو ۲۹۔ جولائی ۱۹۰۴ء کو دستی سمن دئے گئے تھے مگر آج بجز اڈیٹر دہلی پنچ کے دوسرا گواہ حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ اسپر تعمیل سمن ہوئی۔ کرم الدین نے خود بیان کیا کہ اس کا پتہ نہیں ملسکتا ہے کہ وہ غازی گھاٹ گیا ہوا ہے۔ عدالت نے اڈیٹر دہلی پنچ کا بیان قلمبند فرمایا اڈیٹر مذکور نے جس طرز اور شان سے شہادت حقہ ادا کی وہ اس نوٹ سے بخوبی ظاہر ہوگی جو آخر عدالت کو کرنا پڑا اور جو روئداد مقدمہ شائع کرتے وقت ہم شائع کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

۱۵ اگست کو اڈیٹر دہلی پنچ مکرر ری اگزامینیشن کے لئے پیش ہوا۔ اسی تاریخ کو مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین کے دوسرے گواہ صفائی کا بھی فیصلہ کر دیا۔ جسکے نام اس سے پہلے ہی دو تین مرتبہ سمن جاری ہو چکے تھے مگر وہ حاضر نہیں ہوا تھا۔ یا اسپر تعمیل سمن نہیں ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہے کہ لاہور جیسے شہر میں تعمیل سمن نہو۔ بہر حال مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین سے پوچھا کہ کیا تم کوئی اور گواہ صفائی کے سوا دینا چاہتے ہو جسکے جواب میں کرم الدین نے کہا کہ اسوقت نہیں۔ بالآخر مجسٹریٹ صاحب نے شہادت صفائی کو ختم کر دیا اور آخری تقریروں کے واسطے ۱۸۔ اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ اس تاریخ پر کرم الدین اپنی تحریری تقریر پیش کریگا۔ اور اسکے بعد **وکیل سلسلہ** خواجہ کمال الدین صاحب اسکا جواب تحریری پیش کرینگے۔ ان تقریروں کے بعد مجسٹریٹ صاحب آخری فیصلہ ہمارے مقدمہ میں سنا دینگے۔ اس لحاظ سے ہمارا مقدمہ ختم ہو چکا ضابطہ کی کل کارروائی بجز تقریروں کے ہو چکی ہے امید کیجاتی ہے کہ اس مہینے کے آخر یا ستمبر کی ابتدائی تاریخوں میں اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو مجسٹریٹ صاحب ہمارے مقدمہ کا آخری حکم سنا دینگے۔ اب انجام پر نظر ہے

اور وقت دعا ہے

حضرت حجۃ اللہ کے مقدمہ میں مجسٹریٹ صاحب نے شہادت استغاثہ پر مکرر جرح کرنے کے لئے ۱۵ اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی تھی۔ اور اس تاریخ کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور منشی برکت علی صاحب منصف بٹالہ بلائے گئے تھے اُنپر ہمارے مقدمہ کے بعد جرح کی گئی۔

اور باقی شہادت استغاثہ اور خود کرم الدین پر جرح کے واسطے ۱۷۔ اگست ۱۹۰۴ء اور ۱۸ اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

الہامات اور کشوف

(۲۶۔ جولائی سے ۲۹۔ جولائی تک بمقام گورداسپور)

۱۔ ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۴ء۔ بوقت فجر۔ دیکھا کہ ہم قادیان گئے ہیں اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک عورت نے کہا السلام علیکم اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے خیر و عافیت سے آئے۔

۲۔ ۲۷۔ جولائی ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے۔ پھر الہام ہوا۔ انّا انزلناہ فی لیلۃ القدر

انا انزلناہ للمسیح الموعود

۳۔ **۲۹۔ جولائی**۔ دیکھا کہ بڑے مرزا صاحب مرحوم (یعنی جناب مرزا غلام مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم۔ اڈیٹر) نے ایک بڑی کوئی سیاہ رنگ کی بنوائی ہے جو کہ چابی با فندہ لیکر آیا ہے۔ اور گویا مرزا مرحوم کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ اس کام (یعنی کوئی نالش کرنی ہے یا ایسا ہی کوئی کام ہے) کے لئے بنوائی تھی۔ لیکن اب آپکا ارادہ اسکے لئے نہیں تو رکھ چھوڑو کسی اور کام آئے گی۔

الہامات۔ ۱۔ مبارک سو مبارک

۲۔ آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔

۳۔ اجرک قائم و ذکرک دائم

اسسٹنٹ اڈیٹر کے مرسلہ مضامین

ہمارے نائب اڈیٹر نے الحکم کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعض مضامین مصر کے مشہور رسالہ الہلال سے لیکر بھیجے ہیں جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ انمیں سے ایک مضمون مہر اور اوسکے نقوش کی تاریخ پر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کی مہروں کے نقوش دئے ہیں۔ یہہ مضمون بہت ہی دلچسپ ہوتا۔ اگر مہر کی اصل شکل بھی دکھائی جاسکتی۔ ہم نے جب الحکم کو اوّل ہی اوّل شائع کیا تھا اور الحکم امرتسر سے شائع ہوتا تھا اوسوقت انگلستان کے بعض اخبارات مثل پیرسن بکلی کی طرز پر جس میں ڈاک خانہ کے ٹکٹوں کے ذریعہ ایک تاریخ پیش کی جارہی تھی۔ ہمیں اکابر و مشاہیر کے نقش مواہیر کا خیال پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمنے الحکم مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۸۹۷ء اور ۱۷۔ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس سلسلہ کو شروع کیا تھا۔ اسلئے تتمیم کی خاطر انمیں جو کچھ چھپا ہے وہ بھی ہم اسکے ساتھ ہی لکھے دیتے ہیں۔ اس میں اور اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی مہروں میں کسیقدر فرق ہے۔

دوسرا مضمون اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب نے الہلال سے ادیان الامم یعنے مذاہب عالم ترجمہ کرکے بھیجا ہے۔ ہم نے ایک ۱۸۹۷ء میں مذہبی دنیا کے عنوان سے اقوام عالم کے معبودوں کا سلسلہ لکھنا چاہا تھا مگر چند نمبروں کے بعد ہم اسے جاری نہ رکھ سکے کیا عجب اب مکمل ہو جاوے۔ یہ سلسلہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت سے یا اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب کے دارالامان تشریف لے آنے پر شروع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(اڈیٹر)

تاریخ الخواتم و نقوشہا

ترجمہ از الہلال (مصر)

مُہریں اور اُن کی تاریخ

مُہر کا رواج بہت پرانا ہے۔ قدیم زمانوں میں مہروں کا رواج بڑے بڑے لوگوں میں تھا۔ پھر بتدریج ان کا رواج عوام میں بھی ہونے لگا۔ بعض مُہر میں صرف اپنا نام کندہ کراتے اور بعض اوس میں عبرت انگیز و موعظت کے کلمات کھدواتے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں مہروں میں جو کلمات و نقوش کھدوائے گئے اون کی اشکال مندرجہ ذیل ہیں۔

{اوّل ہم الحکم سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جسکا ذکر ہم نے انٹروڈکٹری نوٹ میں کیا ہے (اڈیٹر)}

نقش مواہیر اکابر و مشاہیر

حضرت رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ابو القاسم **محمد** بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم ۱۱ھ **محمد رسول اللہ**۔ محمد خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔

خلیفۃ الرسول صاحب الغار امیر المومنین سیدنا عبد اللہ العتیق **ابوبکر** بن الصدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ۱۳ھ۔ **عبد ذلیل لرب جلیل**۔ پروردگار بزرگ کا ذلیل بندہ۔

سراج اھل الجنۃ امیر المومنین سیدنا ابو حفص **عمر الفاروق** بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ھ **کفی بالموت واعظا یا عمر** اے عمر موت نصیحت کے لئے بس کرتی ہے۔

ذی النورین امیر المومنین سیدنا ابو لیلیٰ۔ **عثمان بن عفان** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۵ھ **آمنت باللہ الذی خلق فسوی** میں اسکو مانتا ہوں جس نے پیدا کرکے سنوارا۔

سیف اللہ المسلول امیر المومنین سیدنا ابو تراب۔ **علی بن المرتضیٰ** بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۴۰ھ **الملک للہ** تمام ملک اللہ کا ہے۔

سبط الرسول سیدنا ابو محمد **امام حسن مجتبیٰ** بن علی مرتضے رضی اللہ عنہما ۴۹ھ **لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین** پرستش کے قابل بجز خدا کے کوئی نہیں جو حقیقی کھلا ہوا بادشاہ ہے۔

سید الشہداء سبط الرسول سیدنا ابو عبد اللہ امام حسین بن علی مرتضے رضی اللہ عنہما۔ ۶۱ھ **لکل اجل کتاب** ہر مقرری وقت کی لکھت ہو چکی

امام سجاد زین العباد سیدنا ابو بکر علی بن الحسین رضی ۹۵ھ **وما توفیقی الا باللہ** میرے لئے نیکی کے اسباب کر دینا خدا کا کام ہے۔

امام باقر سیدنا ابو جعفر محمد بن سجاد رضی اللہ عنہ ۱۱۴ھ **رب لا تذرنی فردا** میرے پروردگار مجھے تنہا مت چھوڑ۔

امام کاظم سیدنا ابو ابراہیم موسیٰ بن امام جعفر بن امام باقر رضی اللہ عنہ ۱۸۳ھ **الملک للہ وحدہ** تمام ملک اسی خدا کا ہے جو یگانہ ہے۔

امام رضا سیدنا ابو الحسن علی بن کاظم رضی اللہ عنہ ۲۰۳ھ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کسی کو کسی کام کرنے میں توانائی اور زور حاصل نہیں مگر خدا سے۔

امام نقی سیدنا ابو جعفر ثانی محمد بن رضا رضی اللہ عنہما ۲۲۰ھ **القدرۃ للہ** ہر طرح توانائی خدا کو ہے

امام عسکری سیدنا ابو محمد زکی بن نقی رضی اللہ عنہما ۲۶۰ھ **اللہ ربی وھو عصمتی من خلقہ** میرا پروردگار خدا ہے مجھے مخلوق کے شر سے بازرکھنا اسی کا کام ہے۔

امام مہدی سیدنا ابو القاسم محمد بن عسکری رضی اللہ عنہما ۲۶۴ھ **لہ مقالید السموات والارض** آسمان کی کنجیاں اسی کے ہاتھ ہیں۔

(باقی آئندہ)

قادیان کا ڈاک خانہ

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء سے قادیان کا ڈاک خانہ بجائے بیس کے چالیس کے گریڈ میں ہو گیا ہے۔ یعنے آئندہ یہاں جو سب پوسٹ ماسٹر ہوگا اسے چالیس روپیہ ماہوار ملا کریں گے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ یہاں کا ڈاک خانہ بڑے گریڈ میں ہو گیا لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے پبلک کو کیا فایدہ ہوگا؟ اس سوال کا جواب صاف ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ قادیان کا ڈاک خانہ اپنے کثرت کار کی وجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور یہ کام اب اس حد تک پہونچا ہوا ہے کہ ایک آدمی کے سنبھالنے اور کرنے کا نہیں ہے۔ اگرچہ اس وقت موجودہ سب پوسٹ ماسٹر اپنی قابلیت اور ہوشیاری کی وجہ سے اطمینان بخش کام کر رہا ہے جیسا کہ افسران معائنہ کنندگان کو بھی معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اب ایک آدمی کا کام نہیں ہے ایک آدمی اگر سو روپیہ تنخواہ کا بھی یہاں بھیجدیا جاوے اور سٹاف بڑھایا نہ جاوے تو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔

ہم حیران ہیں کہ ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کے سامنے ایسی تجویز کیونکر پیش کی گئی جو کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ابھی کافی وقت موجود ہے اور ڈائرکٹر جنرل صاحب اپنی اس تجویز پر نظر ثانی کر سکتے ہیں اس لئے صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کو جو قادیان کے حالات سے اور یہاں کے کاروبار سے بخوبی باخبر ہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرائیں۔

جہاں تک ہم قادیان کے ڈاک خانہ سے بوجہ کاروبار تعلق رکھنے کے واقف ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کی آمدنی بے شک اس قابل ہے کہ اس کی ترقی ہو لیکن ساتھ ہی سٹاف بھی بڑھایا جانا ضروری ہے۔ قادیان کے ڈاک خانہ کی موجودہ ضروریات جنکو ہم محسوس کرتے ہیں ہماری نظر میں یہ ہیں۔

خاص قادیان کے لئے ایک اور چٹھی رسان بڑھا دیا جاوے ایک پیکر ہو اور مکان بھی چونکہ بہت ہی تنگ اور تاریک ہے اس لئے کوئی معقول کرایہ کا مکان جو خوب وسیع اور عمدہ ہو ڈاکخانہ کے واسطے لیا جاوے اور اچھا مکان ہماری رائے میں پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملے گا۔ کیونکہ قادیان میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کی کثرت کی وجہ سے مکانات ملتے نہیں اور اگر ملتے ہیں تو معمولی سے معمولی مکان بھی بہت کرایہ پر ملتا ہے اور یہ مکان **کثرت کاروبار** کے باعث **احمدی** محلہ میں ہونا چاہئے۔ ممکن ہے بعض تنگدل اور متعصب لوگ اس کو پسند نہ کریں لیکن ڈاک خانہ کے افسران اعلیٰ خوب جانتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کا سارا **مدار احمدی** قوم کے سر پر ہے کیونکہ احمدی قوم کے دو ہفتہ وار اخبار دو تین ماہواری رسالے اور اس کے علاوہ اشتہارات اور کتب کی روانگی کثرت سے ہے۔ بلا مبالغہ **ڈاک خانہ** کا سارا کام اسی قوم کا ہے۔ اسلئے آئندہ ڈاک خانہ کیلئے اگر بڑا مکان تجویز ہو تو افسران ڈاک خانہ کو ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ احمدی محلہ میں ہو۔ اگر افسران ڈاک خانہ نے منظور کیا تو ہم بھی کوشش کریں گے کہ موزوں موقع پر کوئی مکان مل جاوے۔ لیکن عمدہ مکان جیسا ہم نے پہلے کہا ہے پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملے گا۔ ان ضرورتوں کے **علاوہ** ڈاک کی روانگی اور رسید کی کیلئے یکہ کا انتظام ہونا چاہئے برسات کے موسم میں جسقدر تکالیف کا سامنا ڈاک خانہ والوں کو کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتے ہیں یا بیچارے مصیبت کے مارے ہرکارے کر سکتے ہیں جو تیرتے ہوئے آتے ہیں اور بارش اور پانی کی وجہ سے ڈاک کا بوجھ معمولی سے دوگنا ہو جاتا ہے۔ اور جسدن انگلش میل روانہ کرنی پڑتی ہے اسدن تو اور بھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈاکخانہ کی مقررہ شرح پر کوئی قلی یا مزدور یا یکہ ملتا نہیں اور ڈاک خانہ والوں کو زیادہ دینے کی اجازت نہیں ہے اسلئے سب پوسٹ ماسٹر کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض اوقات فہر درویش بر جان درویش اپنی گرہ سے مزید کرایہ دیکر ٹٹو یا یکہ یا قلی بھیجنا پڑتا ہے کیونکہ ڈاک کو تو روک نہیں سکتے۔ ان سب کے علاوہ جو ضروری امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک یہاں اور بڑھانا چاہئے جو سب پوسٹ ماسٹر کے کام میں ہاتھ بٹائے۔

پس اگر عملہ نہ بڑھایا جاوے تو پھر کچھ فایدہ بڑے گریڈ کا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چالیس کے گریڈ میں رکھکر سارا مطلوبہ عملہ بھم پہنچانا شاید مشکل ہو۔ اسلئے ہمارے خیال میں اگر سپرنٹنڈنٹ صاحب توجہ کر کے صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر کو توجہ دلائیں تو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ یہ انتظام ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈاکخانہ کو تیس کے گریڈ میں رکھکر بیس ماہوار کا ایک کلرک اور بڑھا دیں غرض ان ضروریات سے صاحب سپرنٹنڈنٹ ناواقف نہیں ہیں اس لئے ان کی خدمت میں زیادہ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرنے کیلئے زور دینگے۔

بٹالہ سٹیشن پر حلوائی

ریلوے سٹیشنوں پر پہلے حلوائیوں اور دوسرے دوکانداروں کو ایک مقررہ رقم بطور ٹھیکہ کے ادا کرنی پڑتی ہے۔ جس کا برا اثر مسافروں کی صحت اور مال پر یہ پڑتا تھا کہ وہ خراب اور مضر صحت اشیاء عموماً فروخت کرتے اور گران قیمت پر فروخت کرتے۔ اس شکائت کو پبلک اخباروں میں بار بار دوہرایا گیا آخر ریلوے کی نالائق اتھارٹیز نے عموماً اور لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے ان شکائتوں کو محسوس کیا اور وہ ٹھیکہ کی بیخ اڑا دیگی۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ دوسرے سٹیشنوں کا ہم ذکر نہیں کرتے بٹالہ سٹیشن جس کے متعلق ہمیں بارہا آنے کا اتفاق ہوا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ وار آفیسران نے ہماری تحریروں پر مناسب نوٹس لیا ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلے اس سٹیشن پر ایک ہی حلوائی تھا اب کچھ عرصہ سے ایک دوسری دوکان بھی کھل گئی ہے۔ اور یہ دونوں دوکانوں میں ایک قسم کا **مقابلہ** ہو رہا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جہاں **مقابلہ** ہو وہاں ہر ایک دوکاندار اپنی اشیاء کی ارزانی اور عمدگی کی کوشش کرتا ہے مگر یہاں یہ بات نہیں ہے ہم ایک صحیح اور ذاتی واقعہ افسران محکمہ ریلوے کی توجہ کیلئے لکھتے ہیں ۲۸ جولائی ۱۹۰۵ء کو دو بجے کی گاڑی میں ہم گورداسپور کیطرف جا رہے تھے۔ ضرورتاً سٹیشن پر ایک حلوائی سے جو اس دوسری دوکان والا تھا ہمیں کچھ پوری لینی پڑی۔ **پوری** بجائے خود باسی اور اس کے ساتھ بالکل کچی بھاجی جو تندرست آدمی کو ان ایام میں بیمار کرنے کا کافی سامان تھی ہمیں دیگئی۔ ہم نے دوکاندار کو جب کہا کہ ایسی اشیاء کیوں بیچتے ہو اسکی اطلاع سٹیشن ماسٹر کو دیجاویگی تو اس نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ ہمیں اسکی پرواہ نہیں بے شک اطلاع کر دو۔ ایسے بیباک جواب کے انداز سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو مسافروں کے جان و مال کی کسقدر پرواہ ہے اور وہ کس دیدہ دلیری سے خراب اور مضر صحت اشیاء بیچتے ہیں۔

آخر ہمکو سٹیشن ماسٹر کو اطلاع دینی پڑی۔ ہمارے ناظرین شاید اس جواب کے سننے کیلئے طیار ہونگے جو سٹیشن ماسٹر نے اس کے متعلق دیا۔ اکو وہ پوری اور بھاجی دکھائی گئی۔ انہوں نے ایک بہشتی کو دکھائی جسنے اس کے باسی اور خراب ہونے کی تصدیق کی (اسوقت ممکن ہے وہ ان کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے خواہ انکار کر دیں) اس پر سٹیشن ماسٹر کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ مناسب ایکشن لیتے مگر انہوں نے ہم سے کہا کہ کیا کیا جاوے؟

سٹیشن ماسٹر۔ یہ ترکاری کچی ہے؟

ہم۔ ہاں دیکھیے آپکے سامنے ہی اور کچی ہے

سٹیشن ماسٹر۔ پھر پختہ کیسی ہوتی ہے؟

ناظرین عموماً اور ریلوے کی نالائق اتھارٹیز خصوصاً غور کریں کہ ان کو ہماری شکائت کا یہ جواب دینا چاہئے تھا ہم نے تو ان کو جواب دیا کہ میں یہاں آپکے حلوائیوں کو باورچی کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ کچی اور پکی چیز آپ بھی سمجھ سکتے ہیں اور یہ بھی خوب جانتا ہے۔

غرض سٹیشن ماسٹر نے ایک معمولی امر سمجھ کر اس کو ٹالدیا۔ کیا ایسی حرکات سے ان حلوائیوں اور دوسرے لوگوں کے حوصلے نہیں بڑھیں گے کہ وہ مسافروں کی کیسہ بری کریں اور مضر صحت اشیاء ان کے ہاتھ پر فروخت کریں سٹیشن ماسٹر بٹالہ کا اس شکائت پر توجہ نہ کرنا ایک ایسا امر ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر ان کو اس حلوائی کی خاطر منظور ہے تو یہ جدا امر ہے وہ اپنی جیب خاص سے جو چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اسکو مضر صحت اشیاء فروخت کرنیکی اجازت دیں یا کم از کم پبلک کی شکایات پر توجہ نہ کریں یہ امر بذات خود کتنا ہی خفیف ہو لیکن اسکا اثر غریب مسافروں کی صحت اور مال پر پڑتا ہے۔ اور اس کا ذمہ وار سٹیشن ماسٹر ہے جو اگر اپنے فرض منصبی کو نگاہ رکھکر ان لوگوں کے خوانچوں کی سٹیشن پر آنے سے پڑتال کریں یا مناسب شکائت پر تنبیہ کریں تو انہیں جرأت نہو۔ بجائے کہ سٹیشن ماسٹر کا توجہ نہ کرنا ان کو دلیر کرتا اور خود سٹیشن ماسٹر صاحب کی ذات کے متعلق غور کرنے کا موقع دیتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس پر مناسب نوٹس لیا جاویگا۔ ورنہ پھر ہمیں ایسے امور کے متعلق اور بھی کچھ لکھنے کیلئے موقعہ ہے ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی نالائق اتھارٹیز اگر ڈائرکٹر صاحب کی جو اس لائن پر مامور ہیں یہ ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ سٹیشن پر ان اشیاء کا معائنہ کیا کریں۔

بٹالہ سٹیشن کے عصمت گروس کے متعلق ہمارے پاس بعض شکایات پہونچی ہیں سٹیشن ماسٹر صاحب امید ہے بجائے خود توجہ کریں گے اور مزید حالات لکھنے کی ضرورت نہ رہنے دیں گے۔

ایک قریشی نوجوان جسکی عمر پچیس سال کے قریب قریب شادی کرنیکا خواہشمند ہے۔ ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت ہو۔

ایک شریف اور معزز **اہل امن خاندان** کی ایک لڑکی کے رشتہ کرنے کی ضرورت ہے جو اپنی ہی قوم میں کیا جائے گا۔ درخواست کنندہ احمدی ہو تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہو۔ پہلے شادی نہ ہوئی ہو۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں و جو بذریعہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت ہوگی۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا اقرار

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

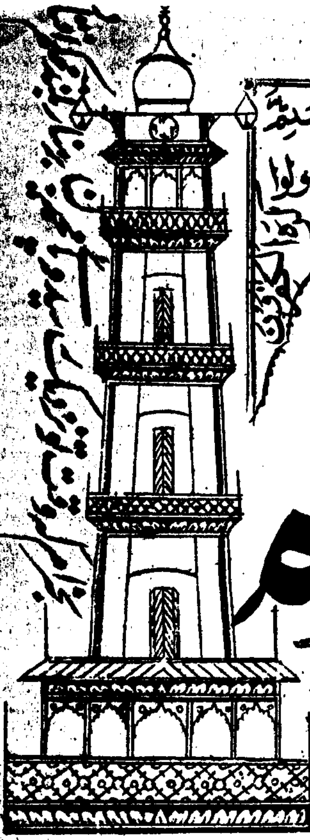
چہ گویم باز گر آں جہاد قادیانی | دوا ہم شفا ہم غرض ما الا ما بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام ۔۔۔ عے
خواص و معاونین سے ۔۔۔ صہ/
ہندوستان سے باہر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۱۲/
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے اگر لکھیں ۔۔۔ ۱۲/

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون



جلد (۸) | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱- اگست و ۱۰- ستمبر ۱۹۰۴ء | نمبر ۲۹ و ۳۰

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہمنے لکھا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور تشریف بری کے متعلق ایک مفصل اور مستقل آرٹیکل ہم لکھنا شروع کریں گے ۔ لیکن ۳- ستمبر کو جو عظیم الشان جلسہ لاہور میں ہوا ۔ اور جو لیکچر حضرت خلیفۃ اللہ کا اس میں پڑھا گیا اُس کا جلد تر شایع ہونا ضروری سمجھا گیا اور دوسرے حالات کا بعد میں شایع ہو جانا کچھہ غیر موزوں اور نامناسب نہیں ہو گا ۔ اس لیئے ہم ذیل میں اس جلیل الشان لیکچر کو جو اس سفر کی جان اور اصل غرض ہے ۔ بغیر کسی قسم کی تمہید کے درج کرتے ہیں ۔ اور مفصل حالات جو اس سفر کے متعلق ہم لکھنا چاہتے ہیں انکا سلسلہ اگلی اشاعت سے انشا اللہ شروع کریں گے ۔

(ایڈیٹر)

اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب

{وہ عظیم الشان لیکچر جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۳- ستمبر ۱۹۰۴ء کو بمقام لاہور دیا ۔ ایڈیٹر}

اوّل میں اوس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ایسی پُر امن گورنمنٹ کے سایہ میں جگہ دی ہے جو ہمیں اپنے مذہبی اشاعت سے نہیں روکتی اور اپنے عدل اور دادگستری سے ہر ایک کانٹا ہماری راہ سے دور کرتی ہے سو ہم خدا کے شکر کے ساتھہ اس گورنمنٹ کا بھی شکر کرتے ہیں +

بعد اس کے اے معزز سامعین اس وقت میں اون مذہبوں کی نسبت جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں کچھہ بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ اور جہاں تک مجھے طاقت ہے میں تہذیب کی رعایت سے بات کرونگا تاہم میں جانتا ہوں کہ طبعًا بعض انسانوں کو اون سچائیوں کا سننا ناگوار معلوم ہوتا ہے جو ان کے عقیدہ اور مذہب کے مخالف ہوں سو یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کہ اس فطرتی نفرت کو دور کر سکوں ۔ بہر حال میں سچائی کے بیان میں بھی ہر ایک صاحب سے معافی چاہتا ہوں +

اے معزز صاحبان ۔ مجھے بہت سے غور کے بعد اور نیز خدا کی متواتر وحی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ اس ملک میں مختلف فرقے بکثرت پائے جاتے ہیں اور مذہبی اختلافات ایک سیلاب کی طرح حرکت کر رہے ہیں ۔ تاہم وہ امر جو اس کثرت اختلافات کا موجب ہے وہ درحقیقت ایک ہی ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے اندر سے قوت رُوحانیت اور خدا ترسی کی کم ہو گئی اور وہ آسمانی نور جس کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے وہ قریبًا بہت سے دلوں میں سے جاتا رہا ہے ۔ اور دنیا ایک دہریت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے یعنی زبانوں پر تو خدا اور پرمیشور ہے اور دلوں میں ناستکمت کے خیالات بڑھتے جاتے ہیں ۔ اس بات پر یہ امر گواہ ہے کہ عملی حالتیں جیسا کہ چاہیئے درست نہیں ہیں ۔ سب کچھہ زبان سے کہا جاتا ہے مگر عمل کے رنگ میں دکھلایا نہیں جاتا ۔ اگر کوئی پوشیدہ راستباز ہے تو میں اوس پر کوئی حملہ نہیں کرتا مگر عام حالتیں جو ثابت ہو رہی ہیں وہ یہی ہیں کہ جس غرض کے لیئے مذہب کو انسان کے لازم حال کیا گیا ہے وہ غرض مفقود ہے دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدائے تعالیٰ کی سچی محبت اور اوسکی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک رکن مذہب کی ہے ۔ اوس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں ۔ مقام افسوس ہے کہ دنیا میں مذہبی رنگ میں تو جنگ و جدل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ۔ مگر روحانیت کم ہوتی جاتی ہے ۔ مذہب کی اصلی غرض اوس سچے خدا کا پہچاننا ہے ۔ جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اوس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ غرض اس زمانہ میں بالائے طاق ہے اور اکثر لوگ دہریہ مذہب کی کسی شاخ کو اپنے ہاتھہ میں لیئے بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی شناخت بہت کم ہو گئی ہے اسی وجہ سے زمین پر دن بدن گناہ کرنے کی دلیری بڑھتی جاتی ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ جس چیز کی شناخت نہو نہ اوسکا قدر دل میں ہوتا ہے اور نہ اوس کی محبت ہوتی ہے اور نہ اوس کا خوف ہوتا ہے تمام اقسام خوف اور محبت اور قدر دانی کے شناخت کے بعد پیدا ہوتے ہیں ۔ پس اس سے ظاہر ہے ۔ کہ آجکل دنیا میں گناہ کی کثرت بوجہ کمی معرفت ہے اور سچے مذہب کی نشانیوں میں سے یہ ایک عظیم الشان نشانی ہے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت اور اوس کی پہچان کے وسائل بہت سے اوس میں موجود ہوں تاکہ انسان گناہ سے رُک سکے اور تا وہ خدا تعالیٰ کے حسن و جمال پر اطلاع پا کر کامل محبت اور عشق کا حصہ لیوے ۔ اور تا وہ قطع تعلق کی حالت کو جہنم سے زیادہ سمجھے یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جانا انسان

کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحت حقیقی ہے جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ تمام خواہشیں جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہیں دوزخ کی آگ ہیں اور اون خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ اون جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ انسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے بڑے زور سے بہہ رہا ہے اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے کامل معرفت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہے سے ہی توڑ سکتے ہیں یہ امر زیادہ دلائل کا محتاج نہیں کہ قدردانی اور محبت اور خوف یہ تینوں امور معرفت یعنی پہچاننے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک بچہ کے ہاتھ میں مثلاً ایک ایسا ٹکڑا ہیرا کا دیا جائے جس کی کئی کروڑ روپیہ قیمت ہوسکتی ہے تو وہ صرف اوس کی اوسی حد تک قدر کرے گا جیسا کہ ایک کھلونے کی قدر کرتا ہے اور اگر ایک شخص کو اوس کی لاعلمی کی حالت میں شہد میں زہر ملاکر دیا جائے تو وہ اوس کو شوق سے کھائیگا اور یہ نہیں سمجھیگا کہ اس میں میری موت ہے۔ کیونکہ اوس کو ایسے شہد کی معرفت نہیں لیکن تم دانستہ ایک سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈال نہیں سکتے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ایسے کام میں مرنے کا اندیشہ ہے ایسا ہی تم ایک ہلاہل زہر کو دیدہ و دانستہ کھا نہیں سکتے کیونکہ تمہیں یہ معرفت حاصل ہے کہ اس زہر کے کھانے سے مرجاؤگے پھر کیا سبب ہے کہ اوس موت کی تم کچھ بھی پروا نہیں کرتے جو خدا کے حکموں کے توڑنے سے تم پر وارد ہوجائیگی ظاہر ہے کہ اس کا یہی سبب ہے کہ اس جگہ تمہیں ایسی معرفت حاصل نہیں جیسا کہ تمہیں سانپ اور زہر کی معرفت حاصل ہے یعنی اون چیزوں کی پہچان تمہاری یقینی ہے اور کوئی منطق اس علم کو توڑ نہیں سکتی۔ یہ معرفت تامہ انسان کو اون تمام کاموں سے روکتی ہے جن میں انسان کے جان یا مال کا نقصان ہو اور ایسے رکنے میں انسان کسی کفارہ کا محتاج نہیں کیا یہ سچ نہیں کہ بدمعاش لوگ جو جرائم کے عادی ہوتے ہیں ہزاروں ایسے نفسانی جذبات سے دستکش ہوجاتے ہیں جن میں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ دست بدست پکڑے جائینگے اور سخت سزائیں دیجائینگی۔ اور تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ روز روشن میں ایسے دوکانوں کے لوٹنے کے منصوبے نہیں کرسکتے۔ جن میں ہزارہا روپے کھلے پڑے ہیں اور اون کے رستہ پر بیسیوں پولیس کے سپاہی ہتھیاروں کے ساتھ دورہ کر رہے ہیں۔ پس کیا وہ لوگ چوری یا استحصال بالجبر سے اس لئے رکتے ہیں۔ کہ کسی کفارہ پر اون کو پختہ ایمان ہے۔ یا کسی صلیبی عقیدہ کا اون کے دلوں پر کچھ اثر ہے۔ نہیں بلکہ محض اس لئے کہ وہ پولیس کی کارگزاریوں کو پہچانتے ہیں۔ اور اون کی

تلواروں کی چمک سے اُن کے دلوں پر لرزہ پڑتا ہے اور اون کو اسبات کی معرفت تامہ حاصل ہے کہ وہ دست درازی سے ماخوذ ہوکر ضرور شکنجہ میں کھینچے جائینگے اور اس اصول پر صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی پابند ہیں۔ ایک حملہ کرنے والا شیر جلتی ہوئی آگ میں اپنے تئیں نہیں ڈال سکتا گو کہ اوس کے دوسری طرف ایک شکار بھی موجود ہو۔ اور ایک بھیڑیا ایسی بکری پر حملہ نہیں کرسکتا جس کے سر پر مالک اوس کا معہ ایک بھری ہوئی بندوق اور کھینچی ہوئی تلوار کے کھڑا ہے۔ پس اے پیارو یہ نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے معرفت تامہ کا محتاج ہے۔ نہ کسی کفارہ کا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر نوحؑ کی قوم کو وہ معرفت تامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی ہے تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی۔ اور اگر لوطؑ کی قوم کو وہ پہچان بخشی جاتی تو اون پر پتھر نہ برسنے۔ اور اگر اس ملک کو ذات الٰہی کی وہ شناخت عطا کی جاتی جو بدن پر خوف سے لرزہ ڈالتی ہے تو اوس پر طاعون سے وہ تباہی نہ آتی جو آگئی۔ مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اور نہ اوس کا نتیجہ جو خوف اور محبت ہے کامل ہو سکتا ہے۔ ایمان جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور محبت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور خوف جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور معرفت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ اور ہر ایک غذا اور شربت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ کیا تم بھوک کی حالت میں صرف ایک دانہ سے سیر ہوسکتے ہو۔ یا پیاس کی حالت میں صرف ایک قطرہ سے سیراب ہوسکتے ہو۔ پس اے سست ہمتو اور طلب حق میں کاہلو۔ تم تھوڑی معرفت سے اور تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کیونکر خدا کے بڑے فضل کے امیدوار ہوسکتے ہو۔ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پُر کر دینا اُسی قادر توانا کا فعل ہے اور اپنی عظمت کا خوف کسی دل میں قایم کرنا اوسی جناب کے ارادہ سے وابستہ ہے اور قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی۔ اوس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی ہے۔ اور جسکو خوف اور محبت کامل دی گئی اُس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔ پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں۔ اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں۔ جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی

اور رضا سے گردن آگے رکھدینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالےٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماءھا ولٰکن ینالہ التقوی منکم۔ یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔

اب جاننا چاہئے۔ کہ مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے۔ اُس تک پہنچایا جائے اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اوس کے حسن وجمال کو دکھاتی ہیں۔ اور کہیں اوس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل میں پہنچتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ کوئی بھی اوس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدا ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا۔ اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اُس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اوس کے ساتھ زندہ ہے وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اسکے ساتھ قائم ہے۔ اوس نے ہر ایک چیز کو اوٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اوسکو اوٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اوس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اوس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اُسی کے ہاتھ سے چمکا۔ اور اوسی کی ذات کا پرتوہ ہے وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اوس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں۔ جو اوس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ اور اوس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہیں۔ جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا۔ اور تمام ذرات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدایش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کی گئیں۔ اور یہ سب

اوس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدہ کرم کے سبب سے بنائی گئی غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اوس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہوچکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں (۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے اور اوس کی تشریح کی کچھ ضرورت نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے کہ خدا کی ذات ہر ایک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے منزہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اوس کی تعلیم کی پیروی کرکے عیبوں سے پاک ہو۔ اور وہ فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا۔ اوس ذات بیچون کا اُس کو دیدار نہیں ہوگا وہ مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہوگا اور تاریکی اوس سے جدا نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے دیکھنے کے لئے اسی دنیا میں حواس ملتے ہیں اور جو شخص ان حواس کو ساتھ نہیں لے جائیگا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ اس آیت میں خدا تعالےٰ نے سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس ترقی کا طالب ہے اور انسان اوس کی تعلیم کی پیروی سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ قرآن شریف میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جسکے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اسی دنیا میں دیدار الٰہی میسر آسکتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اوس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے۔ پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جنمیں کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی عمل اوس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں نہ اُن کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں اور نہ اون میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو۔ بلکہ چاہئے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اوس کے یہ بھی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے نہ ہوا نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا اون پر بھروسا کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کرکے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز

بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اوس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اوس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا بھی ہے اور اسکے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں ۔ پس اوس نے افتاں و خیزاں ہر حال اپنے تئیں اوس چشمہ تک پہنچا دیا اور اپنی لبوں کو اوس چشمہ پر رکھدیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا ۔ اور پھر قرآن میں ہمارا خدا اپنی توحید کے بارے میں فرماتا ہے قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوًا احد ۔ یعنی تمہارا خدا ۔ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اوسکی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اوس کی صفات کے مانند ہیں انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اوس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور باایں ہمہ غیر محدود ہے انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے ایسا ہی انسان کے پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں ۔ اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہو گا ۔ اس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنی تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو پھر اس سے آگے آیۃ ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بذات ہے اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی ۔ یہہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے اور اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے ۔ ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربٰی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی ۔ یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قائم ہو جاؤ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو یعنی ایسے لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا ممنون منت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو جیسا کہ ماں

اپنے بچہ سے فقط طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے ۔ اور فرمایا کہ خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کے کافر نعمت بنو اور اسی آیت کی تشریح میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے ۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا ۔ یعنی کامل راستباز جب غریبوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہیں نہ کسی اور غرض سے دیتے ہیں اور وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہہ خدمت خاص خدا کے لئے ہے اس کا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو ۔ اور پھر سزا جزا کے بارے میں فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللّٰہ ۔ یعنی بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے ۔ دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض آنکھ اور گالی کے عوض گالی ۔ اور جو شخص معاف کر دے مگر ایسا معاف کرنا جس کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کوئی خرابی یعنی جسکو معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سدھر جائے اور بدی سے باز آجائے تو اس شرط سے معاف کرنا انتقام سے بہتر ہو گا اور معاف کرنے والے کو اس کا بدلہ ملے گا یہ نہیں کہ ہر ایک محل بے محل میں ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری بھی پھیر دی جائے یہ تو دور از حکمت ہے اور بعض اوقات بدوں سے نیکی کرنا ایسا مضر ہو جاتا ہے کہ گویا نیکوں سے بدی کی ہے ۔ اور پھر فرمایا ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ۔ یعنی اگر کوئی تجھ سے بدی کرے تو تو اوس سے زیادہ نیکی کر اور اگر تو ایسا کرے گا تو مابین تمہارے اگر کوئی عداوت بھی ہو گی تو وہ ایسی دوستی سے بدل جائیگی کہ گویا وہ شخص ایک دوست بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے ۔ اور فرمایا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا ۔ ولا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرا منھم ۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور ۔ وقولوا قولا سدیدا واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ۔ یعنی چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے کا گلہ مت کرے کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردے بھائی کا گوشت کھاؤ ۔ اور چاہئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اونچی ذات اور ان کی کم ہے ۔ ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں اور خدا کے نزدیک تو زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ نیکی اور پرہیزگاری سے حصہ لیتا ہے قوموں کا تفرقہ کچھ چیز نہیں ہے اور تم برے ناموں سے جن سے لوگ چڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں انکو مت پکارو ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بدکار رہے گا اور بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں اور جب

بات کرو تو حکمت اور معقولیت سے کرو ۔ اور لغو گوئی سے بچو اور چاہئے کہ تمہارے تمام اعضا اور تمام قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اس کی اطاعت میں لگو اور پھر ایک مقام میں فرمایا الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ۔ ثم لترونھا عین الیقین ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم ۔ اے وے لوگو جو خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کیا یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو اور غفلت سے باز نہیں آتے یہ تمہاری غلطی ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا پھر میں کہتا ہوں کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہو جائے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچ کر کے اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر اگر اس سے بڑھ کر تمہیں معرفت ہو جائے تو تم یقین کامل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور ہر یک عیاشی اور بے اعتدالی سے پوچھے جاؤ گے یعنے عذاب میں ماخوذ ہو کر حق الیقین تک پہنچ جاؤ گے ۔ ان آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین تین قسم کا ہوتا ہے ۔ ایک یہ کہ محض علم اور قیاس سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی دور سے دہواں دیکھے اور قیاس اور عقل کو دخل دیکر سمجھ لے کہ اس جگہ ضرور آگ ہو گی ۔ اور پھر دوسری قسم یقین کی یہ ہے کہ اس آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے پھر تیسری قسم یقین کی یہ ہے کہ مثلاً اوس آگ میں ہاتھ ڈالدے اور اس کی قوت احتراق سے مزہ چکھ لے پس یہ تین قسمیں ہوئیں ۔ علم الیقین ۔ عین الیقین ۔ حق الیقین ۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے ۔ اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہہ جہنمی زندگی ہے اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر یک شخص اطلاع پا لیتا ہے اور اگرچہ اسوقت اطلاع پاوے جب کہ دفعۃً مال و متاع اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام اور عزت کا پاس کرکے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے حضور میں پوچھا جائیگا ۔ گنہ کو چھوڑتا ہے اوسکو دو بہشت عطا ہونگے ۔ (۱) اول اسی دنیا میں بہشتی زندگی اس کو عطا کی جاوے گی اور ایک پاک تبدیلی اس میں پیدا ہو جائیگی ۔ اور خدا اس کا متولی اور متکفل ہو گا دوسرے مرنے کے بعد جاودانی بہشت اس کو عطا کیا جائیگا ۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اس کو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا ۔ پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے انا اعتدنا للکافرین سلاسلا واغلالا وسعیرا ۔ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا ۔ عینا یشرب بھا عباد اللّٰہ

یفجرونھا تفجیرا ۔ ویسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا عینا فیھا تسمٰی سلسبیلا یعنی ہم نے کافروں کے لئے جو محبت دل میں نہیں رکھتے اور دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں ۔ زنجیر اور طوق گردن اور دل کے جلنے کے تیار کر رکھے ہیں ۔ اور دنیا کی محبت کی ان کے پیروں میں زنجیریں ہیں اور گردنوں میں ترک خدا کا طوق ہے جس سے سر اوٹھا کر اوپر کو نہیں دیکھ سکتے اور دنیا کی طرف جھکے جاتے ہیں اور دنیا کی خواہش کی ہر وقت ان کے دلوں میں ایک جلن ہے ۔ وہ جو نیکوکار ہیں ۔ وہ اسی دنیا میں ایسا کافوری شربت پی رہے ہیں جس نے ان کے دلوں میں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی کر دی ہے اور دنیا کی پیاس بجھا دی ہے کافوری شربت کا ایک چشمہ ہے جو ان کو عطا کیا جاتا ہے ۔ اور وہ اس چشمہ کو پھاڑ پھوڑ کر نہر کی صورت پر کر دیتے ہیں تا نزدیک اور دور کے پیاسوں کو اس شریک کریں اور جب وہ چشمہ نہر کی صورت پر آجاتا ہے اور قوت ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الٰہی نشو و نما پانے لگتی ہے تب ان کو ایک اور شربت پلایا جاتا ہے جو زنجبیلی شربت کہلاتا ہے ۔ یعنی پہلے تو وہ کافوری شربت پیتے ہیں جس کا کام صرف اسقدر ہے کہ دنیا کی محبت ان کے دلوں پر سے ٹھنڈی کر دے بعد اس کے وہ ایک گرم شربت کے بھی محتاج ہیں تا کہ خدا کی محبت کی گرمی ان میں بھڑکے کیونکہ بدی کا ترک کرنا کمال نہیں ہے پس اسی کا نام زنجبیلی شربت ہے ۔ اور اس چشمہ کا نام سلسبیل ہے جس کے معنی ہیں کہ خدا کی راہ پوچھ ۔ اور پھر ایک مقام میں فرمایا قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسٰھا ۔ یعنی نفسانی گرفتاریوں سے وہ شخص نجات پا گیا اور بہشتی زندگی کا مالک ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک بنا لیا اور ناکام اور نامراد رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو زمین میں دھنسا دیا اور آسمان کی طرف رخ نہ کیا اور چونکہ یہ مقامات صرف انسانی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتے ۔ اس لئے جا بجا قرآن شریف میں دعا کی ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا ۔ اور پھر فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون یعنے اگر میرے بندے میرے وجود سے سوال کریں کہ کیونکر اس کی ہستی ثابت ہے ۔ اور کیونکر سمجھا جائے کہ خدا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں میں اپنے پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی آواز سنتا ہوں اور اس سے ہم کلام ہوتا ہوں ۔ پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسے بنا دیں کہ میں اس سے ہمکلام ہو سکوں اور مجھ پر کامل ایمان لاویں تا ان کو میری راہ ملے ۔ اور پھر فرمایا ہے ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ

ہماری راہ میں اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور محنتیں کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ اور پھر فرماتا ہے کونوا مع الصادقین یعنی اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو۔ اور کوشش بھی کرو اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔ کیونکہ اس راہ میں صحبت بھی شرط ہے یہ تمام احکام وہ ہیں۔ جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہونچاتے ہیں کیونکہ جیساکہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھدینا اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضا میں محو ہو جانا اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بنا پر۔ اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا۔ جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خداتعالےٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اس کو زندگی بخشتی ہے۔ اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اسکی کنہ تک نہیں پہونچتیں۔ وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جیساکہ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۰ یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہیں پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔ تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے اور اسکی نور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔ تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے۔ اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے۔ بلکہ اسی جگہ اور اسی دنیا میں دیدار اور جنت کی نعمتوں کو پالیتا ہے جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جسکی ذات اور صفات میں اور کوئی شریک نہیں اور یہ کہکر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کیسے ہی زلزلے آویں اور بلائیں نازل ہوں۔ اور موت کا سامنا ہو۔ اون کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا۔ اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور خدا اُن سے ہم کلام ہوتا ہے اور کہتا ہے

کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو اور گذشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں اسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ پس تم اس سے خوش ہو اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں اور یہ ایسے وعدہ نہیں کہ جو پورے نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں اہل دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جسکے سچے پیرووں کو خداتعالےٰ نے تمام گذشتہ راستبازوں کا وارث ٹھہرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتیں اس امت مرحومہ کو عطا کر دی ہیں۔ اور اُس نے اس دعا کو قبول کر لیا ہے جو قرآن شریف میں آپ سکھلائی تھی اور وہ یہ ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہمیں وہ راہ دکھلا۔ جو اون راستبازوں کی راہ ہے۔ جن پر تو نے ہر ایک انعام اکرام کیا ہے۔ یعنی جنہوں نے تجھ سے ہر ایک قسم کی برکتیں پائی ہیں۔ اور تیرے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ہیں اور تجھ سے دعاؤں کی قبولیتیں حاصل کی ہیں۔ اور تیری نصرت اور مدد اور راہ نمائی اُن کے شامل حال ہوئی ہے اور اُن لوگوں کی راہوں سے ہمیں بچا۔ جن پر تیرا غضب ہے اور جو تیری راہ کو چھوڑ کر اور اور راہوں کی طرف چلے گئے ہیں یہ وہ دعا ہے جو نماز میں پانچ وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ اندھا ہونے کی حالت میں دنیا کی زندگی بھی ایک جہنم ہے اور پھر مرنا بھی ایک جہنم ہے اور درحقیقت خدا کا سچا تابع اور واقعی نجات پانے والا وہی ہو سکتا ہے جو خدا کو پہچان لے اور اوس ہستی پر کامل ایمان لے آوے اور وہی ہے جو گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔ اور خدا کی محبت میں محو ہو سکتا ہے۔ پس جس دل میں یہ خواہش اور یہ طلب نہیں کہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ یقینی طور پر اس کو نصیب ہو وہ ایک مردہ دل ہے اور جس دین میں یہ قوت نہیں کہ اس کمال تک پہنچاوے اور اپنے سچے پیرووں کو خدا کا ہمکلام بناوے وہ دین منجانب اللہ نہیں ایسا ہی جس کسی نبی نے اس راہ کیطرف لوگوں کو نہیں چلایا کہ خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کے طالب ہوں اور کامل معرفت کے خواہاں ہوں۔ وہ نبی بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے اور وہ خدا پر افترا کرتا ہے کیونکہ انسان کا عظیم الشان مقصود جس سے وہ گناہوں سے نجات پا سکتا ہے۔ یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کی سزا جزا پر اس کو پورا یقین آوے مگر اس غیب الغیب خدا پر کیونکر یقین حاصل ہو جب تک اوس کیطرف سے انا الموجود کی آواز نہ سنی جاوے اور جب تک کہ انسان اس کیطرف سے کھلے کھلے نشان مشاہدہ نہ کرے کیونکر اس کی ہستی پر یقین کامل آوے۔ عقلی دلائل سے خدا کے وجود کا پتہ لگانا صرف اس حد تک ہے کہ عقل سلیم زمین اور آسمان اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم کو دیکھکر یہ تجویز کرتی ہے کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے۔ مگر یہ دکھلا نہیں سکتے کہ فی الحقیقت صانع ہے بھی اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے۔ صرف ایک خیال

ہے اور ہے ایک امر واقعہ کا ثبوت ہے اور دونوں میں فرق کھلا کھلا ہے۔ یعنی پہلی صورت میں صرف ضرورت صانع بتلائی گئی ہے اور دوسری صورت میں اُس کے فی الواقع موجود ہونیکی شہادت دی جاتی ہے غرض اس زمانہ میں کہ مذاہب کی باہمی کشاکش کا ایک تند و تیز سیلاب چل رہا ہے۔ طالب حق کو اس اصل مقصود کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کہ مذہب وہی سچا ہے جو یقین کامل کے ذریعہ سے خدا کو دکھلا سکتا ہے اور خدا کی ہم کلامی کا شرف بخش سکتا ہے اور اس طرح اپنی روحانی قوت اور روح پرور خاصیت سے دلوں کو گناہ کی تاریکی کو چھڑا سکتا ہے اور اس کے سوا سب دھوکہ دینے والے ہیں اب ہم اس ملک کے چند مذاہب پر نظر کرتے ہیں کہ کیا وہ خداتعالےٰ کی معرفت کے بارے میں یقین کامل تک پہنچا سکتے ہیں اور کیا اون کی کتابوں میں یہ وعدہ موجود ہے کہ وہ خدا کے یقینی مکالمہ سے شرف حاصل کرا سکتے ہیں اور اگر موجود ہے تو کیا اس زمانہ میں اُن میں سے کوئی اس کا مصداق پایا بھی جاتا ہے۔ پانچویں سو سب سے پہلے قابل ذکر وہ مذہب ہے جو مسیحی مذہب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ اس مذہب کے بارے میں ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیحی صاحبوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ مسیح کے زمانہ کے بعد الہام اور وحی پر مہر لگ گئی ہے۔ اور اب یہ نعمت آگے نہیں۔ بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اب اس کے پانے کی کوئی بھی راہ نہیں اور قیامت تک نومیدی ہے اور فیض کا دروازہ بند ہے اور شاید یہی وجہ ہوگی کہ نجات پانے کے لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی ہے اور ایک نیا نسخہ تجویز کیا گیا ہے۔ جو تمام جہان کے اصول سے نرالا اور سراسر عقل اور انصاف اور رحم سے مخالف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام جہان کے گناہ اپنے ذمہ لیکر صلیب پر مرنا منظور کیا تا اُن کی اس موت سے دوسروں کی رہائی ہو۔ اور خدا نے اپنے بے گناہ بیٹے کو مارا تا گنہگاروں کو بچاوے۔ لیکن ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس قسم کی مظلومانہ موت سے دوسروں کے دل گناہ کی پلید خصلت سے کیونکر صاف اور پاک ہو سکتے ہیں اور کیونکر ایک بےگناہ کے قتل ہونے سے دوسروں کو گذشتہ گناہوں کی معافی سند مل سکتی ہے بلکہ اس طریق میں انصاف اور رحم دونوں کا خون ہے کیونکہ گناہ گار کے عوض میں بےگناہ کو پکڑنا خلاف انصاف ہے اور نیز بیٹے کو اس طرح ناحق سخت دلی سے قتل کرنا خلاف رحم ہے اور اس حرکت سے فائدہ خاک نہیں اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اصل سبب گناہ کی سیلاب کا قلت معرفت ہے پس جب تک ایک علت موجود ہے تب تک معلول کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیشہ علت کا وجود معلول کے وجود کو چاہتا ہے سو جائے حیرت ہے کہ یہ کیسا فلسفہ ہے کہ گناہ کرنیکی علت جو قلت معرفت ہے بار ہا بیٹھا ہے۔ وہ تو سر پر موجود کھڑی ہے مگر معلول اسکا جو ارتکاب گناہ کی حالت ہے وہ معدوم ہو گئی ہے تجربہ ہزاروں گواہ پیش کرتا ہے کہ بجز معرفت کامل کے نہ کسی چیز کی محبت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ کسی چیز کا خوف

پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کی قدردانی ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کسی فعل یا ترک فعل کو یا تو خوف کی وجہ سے کرتا ہے اور یا محبت کی وجہ سے۔ اور خوف اور محبت دونوں معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس جب معرفت نہیں تو نہ خوف ہے اور نہ محبت ہے۔ اے عزیزو۔ اور پیارو اس جگہ راستی کی حمایت اس بیان کے لئے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ خداتعالےٰ کی معرفت کے بارے میں حضرات مسیحیوں کے ہاتھ میں کوئی امر صاف نہیں ہے۔ وحی کے سلسلہ پر تو پہلے سے مہر لگ چکی ہے اور مسیح اور حواریوں کے بعد معجزات بھی بند ہو گئے ہیں۔ رہا عقلی طریق۔ سو آدم زاد کو خدا بنانے میں وہ طریق بھی ہاتھ سے گیا اور اگر گذشتہ معجزات جواب محض قصوں کے رنگ میں ہیں پیش کئے جائیں تو اول تو ہر ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ خدا جانے اون کی اصل حقیقت کیا ہے اور کس قدر مبالغہ ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مبالغہ کرنا انجیل نویسوں کی عادت میں داخل تھا چنانچہ ایک انجیل میں یہ فقرہ موجود ہے کہ مسیح نے جو کام کئے اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا میں سما نہ سکتے۔ اب دیکھو کام بغیر لکھنے کے تو دنیا میں سما گئے لیکن لکھنے کی حالت میں وہ دنیا میں نہیں سمائینگے۔ یہ کس قسم کا فلسفہ اور کس قسم کی منطق ہے کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟ ماسوا اسکے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات موسےٰ علیہ السلام کے معجزات سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں اور ایلیا نبی کے نشانوں کا جب مسیح کے نشانوں سے مقابلہ کریں تو ایلیا کے معجزات کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر معجزات سے کوئی خدا بن سکتا ہے تو یہ سب بزرگ خدائی کے مستحق ہیں اور یہ بات کہ مسیح نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہا ہے یا کسی جگہ کتاب میں اُسکو بیٹا کہا گیا ہے۔ ایسی تحریروں سے اُسکی خدائی نکلنا درست نہیں ہے + بائبل میں بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے بلکہ بعض کو خدا بھی۔ پھر مسیح کی تخصیص بیوجہ ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی کہ کسی دوسرے کو اون کتابوں میں بجز مسیح کے خدا یا خدا کے بیٹے کا لقب نہ دیا جاتا تب بھی ایسی تحریروں کو حقیقت پر حمل کرنا نادانی تھا۔ کیونکہ خدا کے کلام میں ایسے استعارات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مگر جس حالت میں بائبل کی رو سے خدا کا بیٹا کہلانے میں اور بھی مسیح کے شریک ہیں تو دوسرے شرکاء کو کیوں اُس فضیلت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ غرض نجات کے لئے۔ اس منصوبہ پر بھروسہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور گناہ سے باز رہنے کو اس منصوبہ سے کوئی بھی تعلق نہیں پایا جاتا بلکہ دوسرے کی نجات کیلئے خودکشی کرنا خود گناہ ہے اور میں خداتعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز مسیح علیہ السلام نے اپنی رضامندی سے صلیب کو منظور نہیں کیا بلکہ شریر یہودیوں نے جو چاہا اُن کو کیا اور مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے باغ میں ساری رات دعا کی اور اوس کے آنسو جاری ہو گئے تب خدا نے بباعث اوس کے تقویٰ کے اوس کی دعا قبول کی اور اوس کو صلیبی موت سے بچا لیا جیساکہ خود انجیل میں بھی لکھا ہے پس یہ کیسی تہمت ہے کہ مسیح نے اپنی رضامندی سے خودکشی کی... ہم قبول کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نبی تھے

ط - اور اون کا عمل بند ہو جانے سے تھے - جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے - لیکن وہ لفظ جو اون کی نسبت یا دوسرے نبیوں کی نسبت جو کتابوں میں وارد ہیں - اُن سے یہ اونکو اور کسی اور نبی کو، خدا بنا سکتے ہیں اس امور میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میری نسبت خداتعالےٰ کی پاک وحی میں وہ اعزاز اور ...... (دیکھو آگے صفحہ)

اگر اُس کے لفظ سو جو رہیں کہ میں نے کسی انجیل میں حضرت مسیح کے بارے میں نہیں دیکھے اب میں کیا یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں حقیقت میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ رہی انجیل کی تعلیم سو ہماری رائے یہ ہے کہ تعلیم کامل وہی ہے جو تمام انسانی قویٰ کی پرورش کرے۔ نہ صرف یہ کہ محض ایک پہلو پر اپنا تمام زور ڈال دے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ کامل تعلیم پہلے قرآن شریف نے ہی پائی ہے جو ہر ایک امر میں حق اور رعایت کی حکمت رکھتا چلا آتا ہے۔ مثلاً انجیل میں کہا گیا ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے مگر قرآن شریف ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ یہ حکم ہر حال اور ہر محل میں نہیں بلکہ موقع اور محل دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ صبر چاہتا ہے یا انتقام کو اور عفو کو چاہتا ہے یا سزا کو۔ اب ظاہر ہے کہ یہی قرآنی تعلیم کامل ہے اور بغیر اس کی پابندی کے انسانی سلسلہ تباہ ہو جاتا ہے اور نظام دنیا بگڑ جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تو شہوت کی نظر سے بیگانہ عورت کی طرف مت دیکھ مگر قرآن شریف میں ہے کہ نہ تو شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورتوں کو دیکھنے کی عادت کر کہ یہ سب تیرے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔ چاہیے کہ ضرورت کے موقع پر تیری آنکھ بند کے قریب ہو اور دھندلی سی ہو اور کھلی کھلی نظر ڈالنے سے پرہیز کر کہ یہی طریق پاک دل کو محفوظ رکھنے کا ہے۔ اس زمانہ کے مخالف فرقے شاید اس حکم سے مخالفت کریں گے کیونکہ آزادی کا نیا نیا شوق ہے مگر تجربہ صاف بتلا رہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔ دوستو! کھلی کھلی بے تکلفی اور نظر بازی کے کبھی نتیجے اچھے نہیں نکلتے۔ مثلاً جس حالت میں ابھی ایک مرد نفسانی جذبات سے پاک نہیں اور نہ جوان عورت نفسانی جذبات سے پاک ہے پھر اُن دونوں کو ملاقات اور نظر بازی اور آزادی کا موقعہ دینا گویا اُن کو اپنے ہاتھ سے گڑھے میں ڈالنا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ بغیر زنا کے طلاق درست نہیں۔ مگر قرآن شریف جائز رکھتا ہے کہ جہاں مثلاً خاوند اور عورت دونوں باہم جانی دشمن ہو جائیں اور ایک کی جان دوسرے سے خطرہ میں ہو اور یا عورت نے زنا تو نہیں کیا مگر زنا کے لوازم پیدا کئے ہیں اور یا اس کو کوئی ایسی مرض ہو گئی ہے جس سے تعلق قائم رکھنے کی حالت میں خاوند کی ہلاکت ہے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو گیا ہے جو خاوند کی نظر میں طلاق کا موجب ہے تو ان سب صورتوں میں طلاق دینے میں خاوند پر کوئی اعتراض نہیں۔

اب پھر ہم اصل مقصود کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ یقیناً یاد رکھو کہ حضرات مسیحیوں کے پاس نجات اور گناہ سے بچنے کا کوئی حقیقی ذریعہ موجود نہیں کیونکہ نجات کے معنے بجز اس کے اور کوئی معنے نہیں کہ انسان کی ایسی حالت ہو جائے کہ گناہوں کے ارتکاب پر دلیری نہ کر سکے اور خدا تعالیٰ کی محبت اس قدر ترقی کرے کہ نفسانی محبتیں اس پر غالب نہ آ سکیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حالت بجز معرفت تامہ کے پیدا نہیں ہو سکتی اب جب ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہیں تو ہم اس میں کھلے طور پر وہ وسائل پاتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو سکے اور پھر خوف غالب ہو کر گناہوں سے رک سکیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہو جاتا ہے اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور انسان خدا سے علم غیب پاتا ہے اور ایک محکم تعلق اس سے پیدا ہو جاتا ہے اور دل خدا کے وصال کیلئے جوش مارتا ہے اور اس کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور دعائیں قبول ہو کر اطلاع دی جاتی ہے اور ایک دریا معرفت کا جاری ہو جاتا ہے جو گناہ سے روکتا ہے اور پھر جب ہم انجیل کی طرف آتے ہیں تو گناہ سے بچنے کیلئے صرف انہیں ایک غیر معقول طریق پاتے ہیں جس کو ازالہ گناہ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ عجیب کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسانیت کی کمزوریاں تو بہت دکھلائیں اور خدائی کی کوئی خاص قوت ظاہر نہ ہوئی جو غیر سے انکو امتیاز دیتی۔ پھر وہ مسیحیوں کی نظر میں خدا کر کے مانے گئے۔

اب ہم آریہ مذہب پر مختصر طور سے نظر کرتے ہیں کہ گناہ سے بچنے کیلئے اُن کے مذہب میں کیا سامان پیش کیا گیا ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ صاحبوں کی وید نے تو سرے سے آیندہ زمانے کیلئے خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ اور آسمانی نشانوں سے انکار کر دیا ہے۔ پس وید میں سے اس کامل تسلی کو ڈھونڈنا کہ کسی کو خدا کے **انا الموجود** ہونے کی آواز آوے اور خدا دعاؤں کو سنکر اُن کا جواب دیوے اور نشانوں کے ذریعہ سے اپنا چہرہ دکھلا دے ایک عبث کوشش اور لاحاصل تلاش ہے بلکہ اُن کے نزدیک یہ تمام امر محالات میں سے ہیں لیکن صاف ظاہر ہے کہ کسی چیز کا خوف یا محبت بغیر اس کی رویت اور کامل معرفت کے ممکن ہی نہیں اور صرف مصنوعات پر نظر ڈالنے سے کامل معرفت ہو نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے محض عقل کے پیروؤں میں ہزاروں دہریہ اور نا شناخت والے بھی موجود ہیں۔ بلکہ جو لوگ فلسفے کے پورے کمال تک پہنچتے ہیں وہی ہیں جن کو پورے دہریہ کہنا چاہیے۔ اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ عقل سلیم زیادہ سے زیادہ صرف اس حد تک کام دے سکتی ہے کہ مصنوعات پر نظر ڈالنے سے بشرطیکہ دہریہ پن کا رنگ اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہ تجویز کر سکتی ہے کہ ان چیزوں کا کوئی خالق ہونا چاہیے نہ یہ کہ وہ خالق فی الواقعہ موجود بھی ہے اور پھر عقل ہی اس وہم میں گرفتار ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب کارخانہ خود بخود چلا آتا ہو۔ اور طبعی طور پر بعض چیزیں بعض کی خالق ہوں۔ پس عقل اس یقین کامل تک نہیں پہنچا سکتی جس کا نام معرفت تامہ ہے جو قائم مقام دیدار الٰہی ہے اور جس سے کامل طور پر خوف اور محبت پیدا ہوتے ہیں اور پھر خوف اور محبت کی آگ سے ہر ایک قسم کا گناہ جل جاتا ہے اور نفسانی جذبات پر موت آ جاتی ہے اور ایک نورانی تبدیلی پیدا ہو کر تمام اندرونی کمزوریاں اور گناہ کی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں لیکن چونکہ اکثر انسانوں کو اس کامل پاکیزگی کی پروا نہیں ہے جو گناہ کے داغ سے بالکل صاف کر دیتی ہے اس لئے اکثر لوگ اس ضرورت کو محسوس کر کے اس کی تلاش میں نہیں لگ جاتے۔ بلکہ ایسے تعصب پر ہو کر مخالفت ظاہر کرتے ہیں اور لڑنے کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور آریہ صاحبوں کا مسلک تو بہت ہی قابل افسوس ہے کہ وہ معرفت تامہ کے حقیقی وسیلے سے تو قطعاً نومید ہیں اور عقلی وسائل بھی انکو انتہا میں نہیں

سے ہے۔ کیونکہ جب کہ ان کے نزدیک ذرہ ذرہ عالم کا انادی ہے جو خود بخود ہے اور کسی کے ہاتھ سے وجود پذیر نہیں ہوا اور تمام ارواح بھی مع اپنی تمام قوتوں کے انادی ہیں جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ تو اُن کے ہاتھ میں پرمیشر کی ہستی پر کونسی دلیل باقی رہی اور اگر کہیں کہ ذرات عالم کا باہم جوڑنا اور روحوں کا اُن میں داخل کرنا یہ پرمیشر کا کام ہے اور یہی اُس کی ہستی پر دلیل ہے تو یہ خیال نادرست ہوگا۔ کیونکہ جس حالت میں ارواح اور ذرات خود بخود ایسے شکتی مان ہیں کہ قدیم سے اپنے وجود کو آپ سنبھالے ہوئے ہیں اور اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں تو کیا وہ خود بخود باہم اتصال یا انفصال نہیں کر سکتے۔ اس بات کو کوئی قبول نہیں کریگا کہ باوجود اس کے کہ تمام ذرات بینے پر بالذات اپنی ہستی اور وجود میں کسی دوسرے کو محتاج نہیں اور باوجود اس کے کہ تمام ارواح یعنی جیو اپنی ہستی اور وجود میں اور اپنے تمام قویٰ میں کسی دوسرے کے محتاج نہیں مگر پھر بھی اپنے اتصال اور انفصال میں کسی دوسرے کے محتاج ہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جو ناستک مت والوں کیلئے ایک سخت کا شکار ہے اور اس سے ایک آریہ بہت جلد ناستک مت میں داخل ہو سکتا ہے اور ایک چالاک دہریہ ہنسی ہنسی میں اُس کو اپنے پیچ میں لا سکتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے اور رحم بھی آتا ہے کہ آریہ صاحبوں نے شریعت کے دونوں پہلوؤں میں سخت غلطی کھائی ہے یعنی پرمیشر کی نسبت یہ عقیدہ قائم کیا ہے کہ وہ مبدء تمام مخلوق کا نہیں اور نہ سرچشمہ تمام فیوض کا ہے بلکہ ذرات اور انکی تمام قوتیں اور ارواح اور انکی تمام قوتیں خود بخود ہیں اور انکی فطرت میں اسکے فیض سے محروم ہیں پھر خود سوچ لیں کہ پرمیشر کی کیا ضرورت ہے اور کیوں وہ مستحق پرستش ہے اور کس وجہ سے وہ سرب شکتی مان کہلاتا ہے اور کس راہ سے اور کس طریق سے وہ شناخت کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اس کا جواب دے سکتا ہے۔ کاش ہماری ہمدردی کسی دل میں اثر کرے۔ کاش کوئی شخص گوشہ تنہائی میں بیٹھے اور ان باتوں میں فکر کرے۔ اے قادر خدا اس قوم پر بھی رحم کر جو ہمارے پرانے ہمسایہ ہیں۔ ان میں سے بہت سے دل حق کی طرف پھیر دے کہ تجھے سب قدرت ہے۔ آمین۔ یہ پہلو تو پرمیشر کے متعلق ہے جس میں اس قدر اس کی خالقیت کی حق تلفی ہے اور دوسرا پہلو جو آریہ مت مخلوق کے متعلق پیش کرتا ہے۔ انہیں میں سے ایک تو تناسخ ہے یعنی بار بار روحوں کا طرح طرح کی جونوں میں پڑ کر دنیا میں آنا۔ اس عقیدہ میں سب سے پہلے یہ امر عجیب اور حیرت انگیز ہے کہ باوجود دعویٰ عقل کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ پرمیشر اس قدر سخت دل ہے کہ ایک گناہ کے عوض میں کروڑہا برس تک بلکہ کروڑہا اربوں تک سزا دیتا جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اُس کے پیدا کردہ نہیں ہیں اور ان پر اس کا کوئی بھی حق نہیں ہے بجز اس کے بار بار جونوں کے چکر میں ڈالکر دکھ میں ڈالے۔ پھر کیوں انسانی گورنمنٹ کی طرح صرف چند سال کی سزا نہیں دیتا ظاہر ہے کہ لمبی سزا کیلئے یہ شرط ہے کہ سزا یافتوں پر کوئی لمبا حق بھی ہو مگر مسلمات میں تمام ذرات اور ارواح خود بخود ہیں تو پھر کیسی اس کا اُن پر احسان نہیں بجز اس کے کہ سزا کی غرض سے طرح طرح کی جونوں میں اُن کو ڈالے۔ پھر وہ کس حق پر لمبی سزا دیتا ہے۔ دیکھو اسلام میں باوجودیکہ خدا فرماتا ہے

کہ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک روح کا میں ہی خالق ہوں اور تمام قوتیں انکی میرے ہی فیض سے ہیں اور میرے ہی ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی سہارے سے جیتے ہیں پھر بھی وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ یعنے دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دور دراز مدت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت دستگیر ہوگی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اسی آیت کی تشریح میں ہمارے سید و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے۔ یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد ونسیم الصبا تحرک ابوابہا یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اسکے کواڑوں کو ہلائیگی لیکن افسوس کہ یہ قومیں خدا تعالیٰ کو ایک ایسا جابر اور کینہ ور قرار دیتی ہیں کہ کبھی بھی اس کا غصہ فرو نہیں ہوتا اور بیشمار اربوں تک جونوں میں ڈالکر پھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ اور یہ اعتراض صرف آریہ صاحبوں پر نہیں حضرات مسیحیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ ایک گناہ کی وجہ سے ہمیشہ کی جہنم تجویز کرتے ہیں جس کا کبھی انتہا نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ ارواح انسانی اور انکی تمام قوتوں کا خود خالق ہے اور اس نے آپ ہی بعض طبائع میں ایسی کمزوریاں رکھ دی ہیں کہ وہ مرتکب گناہ کی ہو جاتی ہیں اور ایک گھڑی کیلئے صرف اس حد تک چلتی ہیں جو اس حقیقی آمری کی ساز کی ان کے لئے مقرر کر دی ہے تو پھر وہ ضرور کسی قدر رحم کے لائق ہیں کیونکہ ان کے قصور اور کمزوریاں فقط اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس خالق کا بھی اس میں بہت سا دخل ہے جس نے ان کو کمزور بنایا اور یہ کیسا انصاف ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سزا دینے کیلئے صرف تین دن مقرر کئے مگر دوسرے لوگوں کی سزا کیلئے ابدی شہرایا جس کا کبھی بھی انتہا نہیں اور چاہا کہ وہ ہمیشہ اور ابد تک دوزخ کے تنور میں جلتے رہیں۔ کیا رحیم کریم خدا کو ایسا کرنا مناسب تھا بلکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے بیٹے کو زیادہ سزا دیتا کیونکہ وہ بوجہ خدائی قوتوں کے زیادہ سزا کا متحمل ہو سکتا تھا خدا کا بیٹا جو ہوا اس کی طاقت کے ساتھ دوسروں کی طاقت کب برابر ہو سکتی ہے جو غریب اور عاجز مخلوق ہیں۔ غرض حضرات عیسائی اور آریہ صاحبان اسی ایک ہی اعتراض کے دام میں ہیں اور اس کے ساتھ بعض نادان مسلمان بھی۔ لیکن مسلمانوں کے دو ہو کر کہنے میں خدا کے کلام کا قصور نہیں خدا نے تو کھول کر فرما دیا کہ ان کا اپنا قصور ہے۔ اور اسی طرح کا قصور ہے جیسا کہ وہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیتے ہیں اور دوسرے آسمان پر بٹھا رہے ہیں اور خدا کے کلام قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ مدت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور گذشتہ روحوں میں داخل ہو گئے مگر یہ لوگ تا حال آسمان سے ان کی آمد ثانی کا انتظار کر رہے ہیں پھر ہم اصل کلام کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ دوسرا پہلو تناسخ کے بطلان کا یہ ہے کہ وہ حقیقی پاکیزگی کے برخلاف ہے کیونکہ جب ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسی کی ماں فوت ہو جاتی ہے اور کسی کی ہمشیرہ اور کسی کی لڑکی

مقدمہ ایڈیٹر بحکم بنام کرم الدین کا ۱۵ ر ستمبر کو فیصلہ سنایا جاوے گا

تو پھر اس پر کیا دلیل ہے۔ کہ اس عقیدہ کے قائل اس غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ایسی جگہ نکاح کریں جہاں نکاح کرنا وید کے رو سے حرام ہے۔ ہاں اگر ہر ایک بچہ کے ساتھ اس کے پیدا ہونیکے وقت میں ایک لکھی ہوئی فہرست بھی ہمراہ ہو جسمیں بیان کیا گیا ہو کہ وہ پہلی جون میں فلاں شخص کا بچہ تھا تو اس صورت میں ناجائز نکاح سے بچ سکتے تھے مگر پرمیشر نے ایسا نہ کیا گویا ناجائز طریق کو خود پھیلانا چاہا پھر اسوا اس کے ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ اسقدر جونوں کے چکر میں ڈالنے سے فائدہ کیا ہے اور جبکہ تمام مدار نجات اور مکتی کا گیان یعنے معرفت الہی پر ہے تو یوں چاہیئے تھا کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے گیان کا خالی دنیا میں آجاتا ہے اور ایک آوارہ اور فضول خرچ انسان کیطرح تمام پہلا اندوختہ برباد کرکے مفلس نادار کیطرح منہ دکھاتا ہے اور گو ہزار مرتبہ اس نے وید مقدس کو پڑھا ہو ایک ورق بھی وید کا یاد نہیں رہتا پس اس صورت میں جو جونوں کے چکر کے رو سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ ذخیرہ گیان اور علم کا جو ہزار مصیبت سے ہر ایک جون سے جمع کیا جاتا ہے وہ ساتھ ساتھ برباد ہوتا رہتا ہے نہ کبھی محفوظ رہیگا اور نہ نجات ہوگی اول تو حضرات آریہ کے اصولوں کے رو سے نجات ہی ایک محدود میعاد تک ہے پھر اس پر یہ مصیبت کہ سرمایہ نجات کا یعنے گیان جمع ہونے نہیں پاتا یہ بدقسمتی رد ہونی نہیں تو اور کیا۔

دوسرا امر جو مخلوق کی پاکیزگی کے مخالف آریہ صاحبوں کے عقائد میں داخل ہے وہ نیوگ کا مسئلہ ہے۔ میں اس مسئلہ کو وید مقدس کیطرف منسوب نہیں کرتا مگر اس خیال سے میرا دل کانپتا ہے کہ میں اس قسم کی باتوں کو وید کیطرف منسوب کروں جہانتک میرا علم اور کانشنس ہے میں یقین کرتا ہوں کہ انسانی فطرت ہرگز قبول نہیں کریگی کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو جو خاندان اور عزت رکھتی ہے محض بچہ لینے کی خاطر دوسرے سے ہم بستر کرا دے حالانکہ اُس بیوی کا تعلق زوجیت کا اپنے شوہر سے قائم ہے اور وہ اسکی بیوی کہلاتی ہے اور نہ میں اسبات کو پسند کرتا ہوں کہ خود بیوی ایسی حرکت پر خود آمادہ ہو حالانکہ اس کا خاوند زندہ موجود ہے انسان تو انسان ہے یہ غیرت تو بعض حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے مادہ کی نسبت ایسا روا نہیں رکھتے میں اسکی زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا سر اسر ادب اور محبت سے آریہ صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں تو بہت بہتر ہوگا پہلے ہی یہ ملک حقیقی پاکیزگی کے مقام سے بہت متنزل ہے پھر اگر عورتوں اور مردوں میں ایسی ایسی باتیں بھی رواج پکڑ گئیں تو معلوم نہیں کہ اس ملک کا کیا انجام ہوگا ساتھ ہی میں ایک اور عرض کیلئے جرأت کرتا ہوں کہ گو آریہ صاحبوں کو اس زمانہ میں مسلمانوں سے کیسی ہی نفرت ہو اور اسلام کے عقائد سے کیسی ہی بیزاری ہے مگر برائے خدا پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہدیں کہ اسمیں بہت سی خرابیاں ہیں جو بعد میں معلوم ہونگی یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امارہ کے ماتحت چل رہا ہے اور وہ اپنی نفسانی جذبات سے ایسے مغلوب ہیں کہ اُس کے جوشوں کی کیفیت کچھ بھی خداتعالیٰ کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھکر بدنظری سے باز نہیں آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں کہ خراب دل سے بیگانہ مردوں کی طرف نگاہیں کرتی ہیں اور جب فریقین کو باوجود انکی اس خراب حالت میں ہونیکے پوری آزادی دیجائے تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔ ہاں جب یہ لوگ درحقیقت پاک دل ہو جائیں گے اور انکی اماّرگی جاتی رہیگی اور شیطانی روح نکل جائیگی اور انکی آنکھوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جاویگا اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت قائم ہو جائیگی اور وہ ایک پاک تبدیلی کرلینگے اور خدا ترسی کا ایک پاک چولا پہن لینگے تب جو چاہیں سو کریں کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے خوجے ہونگے گویا وہ مرد نہیں ہیں اور انکی آنکھیں اسبات سے اندھی ہونگی کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں یا ایسا بدخیال دل میں لا سکیں۔ مگر اے پیارو خدا آپ تمہارے دلوں میں الہام کرے۔ ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو اور اگر ایسا کرو گے تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤ گے۔ یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ تھی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ

کل جگ ہے

اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خواری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں اور خداتعالیٰ کے احکام کی دلوں سے عظمت اُٹھ گئی ہے زبانوں پر سب کچھ ہے اور لکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جاوے۔

اے دوستو اب طاعون سر پر ہے اور جہاں تک مجھے خداتعالیٰ سے علم دیا گیا ہے ابھی بہت سا حصہ اُسکا باقی ہے بہت خطرناک دن ہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ مئی تک کون زندہ ہوگا اور کون مر جائیگا اور کس گھر پر بلا آئیگی اور کس کو بچایا جاویگا پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دیجاتی ہے تب وہ خدا کی سزا سے کسیطرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کرلو اور قبل اس سے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے یعنے طاعون کے زور کا دن جسکی نبیوں نے خبر دی ہے تم خدا سے صلح کرلو وہ نہایت درجہ کریم ہے ایک دم کے گداز کرنیوالی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے رحیم و کریم ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین ✦

حصہ دوم تقریر

اے عزیز سامعین! اب میں اپنے ایک دعویٰ کی کی نسبت جو میں نے اس ملک میں شائع کیا ہے آپ کی خدمت میں کچھ بیان کرونگا۔ یہ بات عقل اور نقل سے ثابت ہے کہ جب دنیا میں گناہوں کی تاریکی غالب ہو جاتی ہے اور زمین پر ایک قسم کی بدی اور بدکاری پھیل جاتی ہے اور روحانیت کم ہو جاتی ہے اور گناہوں سے زمین ناپاک ہو کر اور خداتعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ایک زہریلی ہوا چلنے لگتی ہے تو اس وقت رحمت الہی تقاضا فرماتی ہے کہ زمین کو دوبارہ زندہ کرے جسطرح جسمانی موسموں کو دیکھتے ہو کہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ایک زمانہ خزاں کا ہوتا ہے کہ اسمیں درختوں کے پھولوں اور پھلوں اور پتوں پر بلا آتی ہے۔ اور درخت ایسے بدنما ہو جاتے ہیں جیسے کوئی مرض دق سے نہایت دبلا ہو جاتا ہے اور اسمیں خون کا نشان نہیں رہتا اور چہرہ پر مردہ پن کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں یا جیسے کسی جذامی کا جذام انتہا درجہ تک پہونچکر اعضا گرنے لگتا ہے۔ پھر دوسرا زمانہ درختوں پر وہ آتا ہے جسکو موسم بہار کہتے ہیں اس موسم میں درختوں کی صورتیں ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتی ہیں اور پھل اور پھول اور خوشنمائی سے ظاہر ہو جاتے ہیں یہی حالت نوع انسان کی ہے کہ تاریکی اور روشنی نوبت بنوبت ان پر وارد ہوتی رہتی ہے کسی صدی میں وہ خزاں کے موسم کیطرح انسانی کمال کے حسن سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں اور کسی وقت آسمان سے ان پر ایسی ہوا چلتی ہے کہ ان کے دلوں میں موسم بہار پیدا ہونے لگتی ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہی دونوں موسم انسانوں کے لازم حال رہے ہیں سو یہ زمانہ بھی جسمیں ہم ہیں بہار کی ابتدا کا زمانہ ہے پنجاب پر خزاں کا دور زمانہ اسوقت زور میں تھا جس وقت اس ملک پر خالصہ قوم حکمران تھی۔ کیونکہ علم نہیں رہا تھا اور ملک میں جہالت بہت پھیل گئی تھی اور دینی کتابیں ایسی گم ہو گئی تھیں کہ شاید کسی بڑے خاندان میں دستیاب ہو سکتی ہونگی بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا یہ زمانہ نہایت برکت کا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کی قرون کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور اس زمانہ کی برکتیں اسکی ابتدائی بہار سے ظاہر ہیں۔ ہاں یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی منہ رکھتا ہے بعض منہ تو حقیقی خداشناسی اور راستبازی کے برخلاف ہونیکی وجہ سے خوفناک ہیں۔ اور بعض منہ بہت بابرکت اور راستبازی کے مؤید ہیں مگر اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ انگریزی حکومت نے انواع و اقسام کے علوم کو اس ملک میں بہت ترقی دی ہے۔ اور کتابوں کو چھاپنے اور شائع کرنیکے ایسے سہل اور آسان طریق نکل آئے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں ان کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور جو ہزارہا مخفی کتب خانے اس ملک میں تھے وہ بھی ظاہر ہوگئے۔ اور شہروں سے بھی دیہات میں علوم کے رنگ میں زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا ایک نئی قوم پیدا ہوگئی۔

یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتیں دن بدن کالعدم ہوتی گئیں اور اندر ہی اندر دہریت کا پردہ چڑھنے لگا گورنمنٹ انگریزی کے احسان میں کچھ شک نہیں۔ اسقدر اپنی رعایا کو بھلائی پہنچایا اور معدلت گستری کی اور جابجا امن قائم کیا کہ اسکی نظیر دوسری گورنمنٹوں میں تلاش کرنا عبث ہے۔ جسقدر کہ اس گورنمنٹ نے اپنی رعایا کے حواس کا دائرہ پورا وسیع کر دیا ہے اور رعایا کو دیگر وہ اکثر لوگ بجز دین کے اس کی امداد کے عوض میں جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجا لانا چاہیئے تھا بجائے اس شکر کے اکثر دلوں میں اسقدر غفلت اور دنیاپرستی اور دنیاطلبی اور لاپرواہی بڑھ گئی کہ گویا سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہم پر کسی کا بھی احسان نہیں اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اسی قانون قدرت کے رو سے گناہوں کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ بباعث سخت دلی اور غفلت کے موجودہ حالت اس ملک کی نہایت خطرناک ہو گئی ہے جاہل اور شریر لوگ جو درندوں کی طرح ہیں وہ قابل شرم جرائم مثلاً نقب زنی اور زناکاری اور قتل ناحق وغیرہ سنگین جرائم کے ارتکاب میں مشغول ہیں اور وہ لوگ اپنی طبیعت اور جوش نفس کے مطابق طرح طرح کے دوسرے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ شراب خانے دوسری دکانوں سے زیادہ آباد معلوم ہوتے ہیں۔ اور دوسرے فسق و فجور کے پیشے بھی دن بدن ترقی میں ہیں عبادت خانے محض رسم ادا کرنے کیلئے تعمیر کئے گئے ہیں غرض ملک پر گناہوں کا ایک سخت خطرناک جوش ہے اور اکثر لوگوں کا نفسانی شہوات بوجہ پورے امن اور کمال آسائش کے اس قدر جوش میں آگئے ہیں۔ کہ جیسے جب ایک پر زور دریا کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ایک رات میں ہی اردگرد کے تمام دیہات کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ دنیا میں ایک نہایت درجہ پر تاریکی پیدا ہو گئی ہے۔ اور ایسا وقت آگیا ہے۔ کہ یا تو خدا دنیا میں کوئی روشنی پیدا کرے۔ اور یا دنیا کو ہلاک کر دیوے۔ مگر ابھی اس دنیا کے ہلاک ہونے میں ایک ہزار برس باقی ہے۔ اور دنیا کی زینت اور آرام اور آسائش کیلئے جو نئی نئی صنعتیں زمین پر پیدا ہوئی ہیں۔ یہ تغیر بھی صاف طور پر دلالت کر رہا ہے کہ جیسے خداتعالیٰ نے جسمانی طور پر اصلاح فرمائی ہے وہ روحانی طور پر بھی بنی نوع کی اصلاح اور ترقی چاہتا ہے کیونکہ روحانی حالت انسانوں کی جسمانی حالت سے زیادہ گر گئی ہے۔ اور ایسی خطرناک حالت پر آپہنچی ہے کہ جہاں نوع انسان غضب الہی کا نشانہ بن سکتی ہے ہر ایک گناہ کا جوش نہایت ترقی پر پایا جاتا ہے۔ اور روحانی طاقتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں یا چراغ ایمانی انوار بجھ گئے ہیں۔ اور اب عقل سلیم بداہت اسبات کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ اس تاریکی کے غلبہ پر آسمان سے کوئی روشنی پیدا ہونی چاہیئے کیونکہ جیسے جسمانی طور پر زمین کی تاریکی کا دور ہونا قدیم سے اسبات سے وابستہ ہے کہ آسمانی روشنی زمین پر پڑے۔ ایسا ہی روحانی طور پر بھی یہ روشنی صرف آسمان سے ہی اترتی اور دلوں کو منور کرتی ہے جب سے کہ خدا نے انسان کو بنایا ہے اس کا قانون قدرت یہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ نوع انسان میں ایک وحدت نوعی پیدا کرنیکیلئے

ان میں سے ایک شخص یہ ضرورت کے وقت میں اپنی حضرت کا مظہر ٹھہراتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اپنی کامل محبت کا جام اس کو پلاتا ہے اور اسکو اپنی پسندیدہ راہوں کی پوری بصیرت بخشتا ہے اور اس کے دل میں جوش ڈالتا ہے کہ تا وہ دوسروں کو بھی اس نور اور بصیرت اور محبت کی طرف کھینچے جو اسکو عطا کی گئی ہے اور اس طرح باقی لوگ اس سے تعلق پیدا کرکے اور اسی کے وجود میں شمار ہو کر اور اسکی معرفت سے حصہ لیکر گناہ سے بچتے اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قانون قدیم کے لحاظ سے خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ خبر دی ہے کہ جب آدم کے وقت سے چھ ہزار برس قریب الاختتام ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی پھیل جائیگی اور گناہوں کا سیلاب بڑے زور سے بہنے لگے گا اور خدا کی محبت دلوں میں بہت کم اور کالعدم ہو جائیگی تب خدا محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب کے آدم کی طرح اپنی طرف سے روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی اور محبت اور معرفت کی روح پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائیگا۔ کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اس کی روح پر اپنی ذاتی محبت کا عطر ملے گا اور وہ وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر کھڑا کیا جائیگا اور شیطانی لشکر اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اور تمام ذریت کے ساتھ اور تمام تدبیروں کے ساتھ اس دن اس روحانی جنگ کے لئے تیار ہو کر آئیگا۔ اور دنیا میں شر اور خیر کی کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی ہوگی جیسے کہ اس دن ہوگی کیونکہ اس دن شیطان کے مکائد اور شیطانی علوم انتہا تک پہنچ جائیں گے اور جن تمام طریقوں سے شیطان گمراہ کر سکتا ہے وہ تمام طریق اس دن مہیا ہو جائیں گے تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک روحانی لڑائی ہے خدا کے مسیح کو فتح ہوگی۔ اور شیطانی قوتیں ہلاک ہو جائیں گی اور ایک مدت تک خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی اور توحید زمین پر پھیلتی جائیگی اور وہ مدت پورا ہزار برس ہے جو ساتواں دن کہلاتا ہے بعد اس کے دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ سو وہ مسیح میں ہوں اگر کوئی چاہے تو قبول کرے اس جگہ بعض نادان جو شیطان کے وجود سے منکر ہیں وہ تعجب کریں گے کہ شیطان کیا چیز ہے پس ان کو یاد رہے کہ انسان کے دل کے ساتھ دو کششیں ہر وقت نوبت بہ نوبت لگی رہتی ہیں ایک کشش خیر کی اور ایک کشش شر کی پس جو خیر کی کشش ہے شریعت اسلام اس کو فرشتہ کیطرف منسوب کرتی ہے اور شر کی کشش ہے اسکو شریعت اسلام شیطان کیطرف منسوب کرتی ہے اور مدعا صرف اسقدر ہے کہ انسانی سرشت میں دو کششیں موجود ہیں کبھی انسان نیکی کی طرف جھکتا ہے اور کبھی بدی کیطرف۔ میرے خیال میں ہے کہ اس جلسہ میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے اس بیان کو کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ رکھتا ہوں انکار کی نگاہ سے دیکھیں گے اور تحقیر کی بھری ہوئی نگاہ سے میری طرف نظر کرینگے لیکن میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ ابتدا سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ پہلے خدا کے ماموروں اور مرسلوں کو دل آزار باتیں سننی پڑتی ہیں۔ نبی بعیرت نہیں مگر اپنے زمانہ ابتدائی میں۔ وہ نبی اور رسول اور صاحب کتاب اور صاحب شریعت جسکی امت کہلانے کا ہم سب کو فخر ہے اور جسکی شریعت پر سب شریعتوں کا خاتمہ ہے۔ اسکی سوانح کیطرف نگاہ کرو کہ کس طرح تیرہ برس تک مکہ میں تنہائی اور غربت اور بیکسی کے عالم میں منکروں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں اور کیونکر تحقیر اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنے رہے اور آخر مکہ سے بڑے ظلم اور تعدی سے نکالے گئے لیکن خبر تھی کہ آخر وہ کروڑہا انسانوں کا امام اور پیشوا بنایا جاوے گا۔ سو یہی سنت الہی ہے کہ خدا کے منتخب لوگ اول اول حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں کہ ابتدا میں خدا کے فرستادوں کی شناخت کر سکتے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ جاہل لوگوں کے ہاتھوں سے دکھ اٹھاویں اور طرح طرح کی باتیں ان کے حق میں کہی جاویں اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاوے اور گالیاں دی جاویں جب تک کہ وہ وقت آوے کہ ان کے قبول کرنے کیلئے خدا دلوں کو کھولدے۔ یہ تو میرا دعویٰ ہے کہ جو میں نے بیان کیا لیکن وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اسکو دور کرکے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کردوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے انکی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی قوت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کیلئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کیلئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جبسے خدا نے مجھے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بےخبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دیکر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کردیگی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے۔ یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے۔ اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لاوے ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آ رہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہیں چنانچہ حضرات مسیحی یہ خیالات شائع کر رہے ہیں کہ عنقریب تمام دنیا کا یہی مذہب ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کرکے مان لینگے اور یہودی جو بنی اسرائیل کہلاتے ہیں ان کو بھی اندرون میں نیا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ ان کا ایک خاص مسیح جو ان کو تمام زمین کا وارث بناویگا ابھی دنیا میں نہیں آیا ہے ایسا ہی اسلام کی پیشگوئیاں بھی جو ایک مسیح کا وعدہ دیتی ہیں۔ ان کے وعدہ کا دن بھی ہجرت کی چودھویں صدی تک ہی ختم ہوتا ہے اور عام مسلمانوں کا بھی خیال ہے کہ ایسا زمانہ قریب ہے کہ جب تمام زمین پر اسلام پھیل جائیگا اور بعض شاستر دھرم کے پنڈتوں سے میں نے سنا ہے کہ وہ بھی اپنے ایک اوتار کے ظاہر ہونے کا زمانہ اسی زمانہ کو قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخری اوتار ہے جس سے تمام زمین پر دھرم پھیل جائیگا اور آریہ صاحبان اگرچہ کسی پیشگوئی کے قائل تو نہیں تاہم اس ہوا کی تاثیر سے جو چل رہی ہے وہ بھی ہمت اور کوشش کر رہے ہیں کہ ایشیا اور یورپ اور امریکہ اور جاپان وغیرہ ممالک میں انہی کا مذہب پھیل جاوے اور عجیب تر یہ کہ بدھ مذہب والوں میں بھی نئے سرے سے یہی جوش پیدا ہو گیا ہے اور زیادہ تر ہنسی کی بات یہ ہے کہ اس ملک کے چوہڑے یعنی بھنگی بھی اس فکر میں پڑ گئے ہیں کہ کسی طرح وہ دوسری قوموں کی زد اور دست برد سے بچیں اور ان کو بھی کم سے کم اپنے مذہب کی حفاظت کی ایک طاقت حاصل ہو جائے۔ غرض اس زمانہ میں ایک ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنی قوم اور اپنے مذہب کی ترقی کا بڑے جوش سے خواہاں ہے اور چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں کا نام و نشان نہ رہے جو کچھ ہوں وہی ہوں اور جس طرح سمندر کے تلاطم کے وقت ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اسی طرح مختلف مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں بہرحال ان تحریکوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کرکے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے۔ اور اسی زمانہ کی نسبت جو تلاطم امواج کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا**

اس آیت کو پہلی آیتوں کے ساتھ ملا کر یہ معنی ہیں کہ جس زمانہ میں دنیا کے مذہب کا بہت شور پڑے گا اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیسا کہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے تب آسمان و زمین کا خدا اس تلاطم امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں ان سب کو جمع کرے گا۔ جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔ تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے اور ان میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائیگی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائیگا اور ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ یہ پیشگوئی کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے دنیا میں شائع کی ہے پوری نہ ہو جائے۔ اور خدا نے اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی۔ صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ اس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی۔ اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنی معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے کتابیں کثرت سے ہو جائیں گی (یہ چھاپنے کے آلات کی طرف اشارہ ہے) اور ایک یہ کہ ان دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائیگی کہ اونٹوں کو بیکار کردیگی اور اسی کے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہنچا سکیں گے اور ایک یہ کہ ان دنوں میں آسمان پر ایک ہی مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور ایک یہ کہ اس کے بعد زمین پر سخت طاعون پھیلے گی یہاں تک کہ کوئی شہر اور گاؤں خالی نہ رہیگا جو طاعون سے آلودہ نہ ہو اور دنیا میں بہت طاعون پڑیگی اور دنیا ویران ہو جائیگی کہ بعض بستیاں بالکل تباہ ہو جائیں گی اور ان کا نام و نشان نہ رہے گا اور بعض بستیاں ایک حد تک عذاب میں گرفتار ہو کر پھر ان کو بچایا جاویگا یہ دن خدا کے سخت غضب کے دن ہوں گے۔ اس لئے کہ لوگوں نے خدا کے نشانوں کو جو اس کے فرستادہ کیلئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے قبول نہ کیا اور خدا کے نبی کو جو اصلاح خلق کیلئے آیا رد کر دیا اور اس کو جھوٹا قرار دیا۔ یہ سب علامتیں اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں پوری ہو گئیں عقلمند کیلئے یہ صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کیلئے ظاہر ہو چکی ہیں۔ یہ تمام علامتیں جو مسیح موعود کے زمانہ کے بارہ میں ہیں اگرچہ حدیثوں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اس جگہ میں نے قرآن شریف کو پیش کیا ہے اور ایک اور علامت قرآن شریف نے

مسیح موعود کے زمانہ کیلئے قرار دی ہے کہ ایک جگہ فرماتا ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ یعنے ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس ہے پس چونکہ دن سات ہیں اس لئے اس آیت میں دنیا کی عمر سات ہزار برس قرار دی گئی ہے لیکن یہ عمر اس آدم کے زمانہ سے ہے جس کی ہم اولاد ہیں خدا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا تھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ کون تھے اور کس قسم کے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار۔ برس میں دنیا کا ایک دور ختم ہوتا ہے اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کیلئے دنیا میں سات دن مقرر کئے گئے تا ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح کے کتنے دور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے افسوس کہ حضرات عیسائیان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کیلئے معطل اور بیکار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی امتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اسکے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دور سات ہزار برس تک ہے یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسانوں کے سات دن۔ یاد رہے کہ قانون الٰہی نے مقرر کیا ہے کہ ہر ایک امت کیلئے سات ہزار برس کا دور ہوتا ہے اسی دور کیطرف اشارہ کرنے کیلئے انسانوں میں سات دن مقرر کئے گئے ہیں غرض بنی آدم کی عمر کا دور سات ہزار برس مقرر ہے اور اسمیں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گذر چکا تھا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گذر چکے تھے جیسا کہ سورہ والعصر میں یعنے اسکے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ فرما دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جب وہ سورہ نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسیقدر مدت گذر چکی تھی جو سورہ موصوفہ کے عددوں سے ظاہر ہے اس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گذر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ

موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئیگا اور مسیح کے نام سے پکارا جائیگا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ یہ تمام نشان ایسے ہیں کہ تدبر کرنیوالے کیلئے کافی ہیں اور ان سات ہزار برس کی قرآن شریف اور دوسری خدا کی کتابوں کے رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا ہے) اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے مسلط ہونے اور گمراہی کا زمانہ ہے جو قرون ثلثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اسکے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں اس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں اس تقسیم کو تمام انبیاء نے بیان کیا ہے کسی نے اجمال کے طور پر اور کسی نے مفصل طور پر اور یہ تفصیل قرآن شریف میں موجود ہے جس سے مسیح موعود کی نسبت قرآن شریف میں سے صاف طور پر پیشگوئی نکلتی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ تمام انبیاء اپنی کتابوں میں مسیح کے زمانہ کی کسی نہ کسی پیرایہ میں خبر دیتے ہیں اور نیز دجالی فتنہ کو بھی بیان کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی پیشگوئی اس قوت اور تواتر کی نہیں ہوگی جیسا کہ تمام نبیوں نے آخری مسیح کے بارہ میں کی ہے۔ تاہم ایسے لوگ بھی اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی صحت سے بھی منکر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے اس پیشگوئی کو ثابت کرو۔ مگر افسوس کہ اگر وہ قرآن شریف کو سوچتے یا اسمیں غور کرتے تو انہیں اقرار کرنا پڑتا کہ پیشگوئی قرآن شریف میں نہایت صراحت سے موجود ہے اور اس قدر صراحت سے موجود ہے کہ دانا کیلئے اس سے بڑھکر تفصیل کی حاجت نہیں۔ سورہ تحریم میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کو ابن مریم کہلائیں گے کیونکہ اول مریم سے ان کو تشبیہ دیکر پھر مریم کیطرح نفخ روح انہیں بیان کیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اول وہ مریمی وجود رکھ کر اور

اس سے ترقی کر کے پھر ابن مریم بن جائیں گے جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں اول میرا نام مریم رکھا اور فرمایا یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّةَ یعنے اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو جاؤ اور پھر فرمایا یَا مَرْیَمُ نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِ الصِّدْقِ یعنے اے مریم میں نے صدق کی روح تجھ میں پھونک دی (گویا استعارہ کے رنگ میں مریم صدق سے حاملہ ہوگئی) اور پھر آخر میں فرمایا یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ یعنے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا پس اس جگہ مریمی مقام سے مجھے منتقل کر کے میرا نام عیسےٰ رکھا گیا اور اسطرح ابن مریم مجھے ٹھیرایا گیا تا وہ وعدہ جو سورہ تحریم میں کیا گیا تھا پورا ہو۔ ایسا ہی سورہ نور میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام خلیفے اسی امت میں سے پیدا ہوں گے اور قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس امت پر دو زمانے بہت خوفناک آئیں گے ایک وہ زمانہ جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آیا اور دوسرا وہ زمانہ جو دجالی فتنہ کا زمانہ ہے جو مسیح کے زمانہ میں آنیوالا تھا جس سے پناہ مانگنے کیلئے اس آیت میں اشارہ ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور اسی زمانہ کیلئے یہ پیشگوئی سورہ نور میں موجود ہے وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا اس آیت کے معنے پہلی آیت کے ساتھ ملا کر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دین پر آخری زمانہ میں ایک زلزلہ آئیگا اور خوف پیدا ہو جائیگا کہ یہ دین ساری زمین پر سے گم نہ ہو جائے تب خدا تعالیٰ دوبارہ اس دین کو روئے زمین پر متمکن کر دیگا اور خوف کے بعد امن بخش دیگا جیسا کہ دوسری آیت میں فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ یعنے خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اسلئے بھیجا کہ تا دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کر دے یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور پھر یہ آیت کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور قرآن شریف کے رو سے مسیح موعود کے زمانہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مشابہت ہے۔ عقلمندوں کیلئے جو تدبر کرتے ہیں یہ ثبوت قرآنی تسلی بخش ہے۔ اور اگر کسی نادان کی نظر میں یہ کافی نہیں ہیں تو پھر اسکو اقرار کرنا چاہیے کہ توریت میں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی پیش خبری ہے کیونکہ وہ الفاظ بھی محض مجمل ہیں اور اسی وجہ سے یہود نے ٹھوکر کھائی اور قبول نہ کیا۔ مثلاً اگر صاف لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ پیشگوئی ہوتی کہ مکہ میں پیدا ہونگے اور آپکا اسم مبارک محمد ہوگا۔ اور آپکے باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام عبد المطلب ہوگا اور آپ بنی اسماعیل کے خاندان میں سے ہونگے اور مدینہ میں ہجرت کرینگے۔ اور موسیٰ کے اتنی مدت بعد پیدا ہوں گے۔ تو ان نشانوں کے ساتھ کوئی

یہودی انکار نہیں کر سکتا تھا اور حضرت مسیح کی پیشگوئی کی نسبت تو اور بھی مشکلات سے یہودیوں پر پڑیں جنکو وہ ابتک واقعی مشکل خیال کرتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح کی نسبت پیشگوئی یہ کہ وہ مسیح ظاہر نہیں ہوگا۔ جبتک کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آوے۔ مگر الیاس تو ابتک نہ آیا اور خدا کی کتابوں میں یہ شرط تھی کہ وہ سچا مسیح جو خدا کیطرف سے آئیگا ضرور ہے کہ پہلے اس سے الیاس دوبارہ دنیا میں آجاوے۔ حضرت مسیح کیطرف سے یہ جواب تھا کہ اس فقرہ سے مراد مثیل الیاس ہے نہ کہ اصل الیاس مگر یہودی کہتے ہیں کہ یہ خدا کے کلام کی تحریف ہے نہیں تو اصل الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی نسبت جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ باریک ہوتی ہیں تا شقی اور سعید میں فرق ظاہر ہو جاوے۔

پھر ماسوا اس کے یہ بات ظاہر ہے کہ جو دعوےٰ راستی پر مبنی ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک ہی ثبوت نہیں رکھتا بلکہ اس ہیرے کیطرح جس کے ہر ایک پہلو میں چمک نمودار ہوتی ہے وہ دعوےٰ بھی ہر ایک پہلو سے چمکتا ہے سو میں زور سے کہتا ہوں کہ میرا مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ اسی شان کا ہے کہ ہر ایک پہلو سے چمک رہا ہے اول اس پہلو کو دیکھو کہ میرا دعوےٰ منجانب اللہ ہونے کا اور نیز مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہونے کا قریباً تیس برس سے ہے یعنی اس زمانہ سے بھی بہت پہلے ہے کہ جو براہین احمدیہ ابھی تالیف نہیں ہوئی تھی اور پھر براہین احمدیہ کے وقت میں وہ دعوےٰ اسی کتاب میں شائع کیا گیا جس کو چوبیس برس کے قریب گذر چکے ہیں اب دانا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جھوٹ کا سلسلہ اسقدر لمبا نہیں ہو سکتا اور افتراء کرنے والا شخص کیسا ہی کذاب ہو وہ ایسی بد ذاتی کا اس قدر لمبا نہیں ہو سکتا۔ ماسوائے اس کے اس بات کو کوئی عقلمند قبول نہیں کرے گا کہ ایک شخص قریباً تیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور ہر ایک صبح اپنی طرف سے الہام بنا کر اور محض اپنی طرف سے پیشگوئیاں تراش کر کے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے اور ہر ایک دن یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا؟ اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس بات میں جھوٹا ہے نہ اس کو کبھی الہام ہوا اور نہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوا اور خدا اس کو ایک لعنتی انسان سمجھتا ہے مگر پھر بھی اسکی مدد کرتا ہے اور اسکی جماعت کو ترقی دیتا ہے اور ان تمام منصوبوں اور بلاؤں سے بچاتا ہے جو دشمن اسکے لئے تجویز کرتے ہیں۔ پھر ایک یہ دلیل ہے جس سے میری سچائی روز روشن کیطرح ظاہر ہوتی ہے اور میرا منجانب اللہ ہونا پایہ ثبوت پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا یعنی براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب کہ میں ایک گوشہ تنہائی میں اس کتاب کو تالیف کر رہا تھا اور بجز اس خدا کے جو عالم الغیب ہے کوئی میری حالت سے واقف نہ تھا۔ تب اسی زمانہ میں خدا نے مجھے مخاطب

حفظ صحت

دیکھو سلسلہ کے لئے الحکم مورخہ ۱۷ و ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

جوانی کے ضایع کرنے کا طریق صرف یہی نہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں بلکہ بعض ادیب عالم و فاضل جو فسق و فجور سے مجتنب رہتے ہیں۔ وہ بھی اپنی جوانی کی قیمت و قدر نہیں جانتے اور بعض اپنے ہی ایجاد کئے ہوئے طریقوں کو غیر سفر جان کر جوانی بلکہ اپنی جان کو اون میں تباہ کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اون بدعتی صوفیوں کو جو حبس نفس اور غیر مشروع دائمی چلہ کشیاں کرنے اور صائم الدہر بنتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک صوفی کا ذکر ہے کہ وہ مرید کو حبس نفس یعنی دم کشی کا طریقہ تبلانے لگے تا شاید مرید کا دماغ و نشش کمزور تھا مرید کو تھوڑے ۔۔۔ کے بعد دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا یعنی مر گیا جو شخص ان مہلکات ۔۔۔ نہ ہو وہ معذور ہے لیکن جو دیدہ ۔۔۔ مہلکات کو اختیار کرے وہ اپنی جان ۔۔۔ مائل ہے لہذا وہ قابل ملامت ہے۔

جب تمہارے رخسارے سرخ اور چہرہ بشاش اور آنکھیں روشن ہوں اور باوجود ان باتوں کے جب کوئی کام کرنے لگو تو تمہارے قوا تمہارا ساتھ نہ دیں اور ملول خاطر ہو جاؤ تو جان لو کہ تم بیمار ہو یہ بیماری پٹھوں اور ذہن میں نہیں ہے بلکہ یہ بیماری تمہارے دل و دماغ میں ہے کیونکہ کسی کام کے افراط سے یہ دو تو عضو یعنی دل و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں جس سے نوجوان آدمی جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے اسراف و فضولیات میں جو انسان مستغرق رہتا ہے اوس کی عقل کند اور دل ضعیف ہو جاتا ہے اور تھوڑے خوف سے اوسکا دل دھل جاتا ہے اور خفقان پیدا کر لیتا ہے وساوس اور خواطر کا اوس پر غلبہ رہتا ہے اور بے موقع غصہ و غضب ظاہر کرتا رہتا ہے بڑی بھاری آفت یہ ہے کہ اوس کی یہ حالت اوس کی بیماری کو اور بھی زیادہ کرتی ہے جو اوس کی ہلاکت کا موجب ہوتی ہے بسا اوقات اس قسم کے اکثر اشخاص خودکشی کر لیتے ہیں آجکل یورپ اور امریکہ میں اکثر خودکشیوں کی واردات کا یہی باعث ہے اسراف و فضولیات سے اپنی جوانی کو محفوظ رکھو کیونکہ تمہارے بڑھاپے کا ذخیرہ دراصل جوانی ہی ہے۔ اگر تم اس کو اوائل ہی میں صرف کر ڈالوگے۔ تو آخر بے خرچ رہ جانا دریغ ہے

وخیر الزاد التقویٰ۔

نَم بَاکِرًا تُعَمَّر طَوِیلًا

یعنی سویرے سو تو عمر دراز ہوگی

جو آدمی دراز عمر ہو کر کئی پشتوں تک زندہ رہا ہو اور بڑے بڑے کام کئے ہوں۔ جب اگر کی زندگی کی کیفیت پر غور کروگے تو اوس میں یہ بات ضرور پاؤگے کہ وہ سویرے سویا کرتا تھا اور اوس کی دن کی محنت و مشقت کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ نیند اوس کی مفقود راحت کے عوض میں آجاتی تھی وجہ یہ کہ کوئی انسان بغیر نیند راحت و آرام نہیں پا سکتا ہے جیسا کہ پانی و ہوا جو ضروریات زندگی میں ضروری ہیں سہل جانے سے لوگ اون کی قدر نہیں کرتے ایسا ہی نیند کی بھی قدر نہیں کرتے۔ اگر ان چیزوں کو قیمتاً خریدنا پڑے تب اون کی قدر ہو۔

پس فقیر و مفلس اپنا سارا دن کام کاج میں گذارتا اور رات کا کچھ حصہ طعام و لباس میں صرف کرتا ہے جب اوس کو ایک روپیہ مل جاتا ہے تو پہلی پہل اس کے دل میں آٹا و گوشت و لباس خریدنے کا خیال گذرتا ہے لیکن نیند و ہوا و پانی کے خریدنے کا کچھ اہتمام نہیں کرتا اور جب تک ان اشیاء میں سے کوئی ایک اوس سے بند نہ کی جاوے وہ ان اشیاء کی سخت ضرورت کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ پس پانی کی وہی لوگ قدر کرتے ہیں جنکو خشک بیابان اور دور دراز جنگلوں کا سفر پیش آیا ہو اور اون میں پانی کا گھونٹ تک نہ ملتا ہو اور ہوا کی سخت ضرورت کی قدر تو اس طرح محسوس ہو سکتی ہے کہ خیال کرو تمہارے سینہ سے اگر ایک لمحہ بھر ہوا رک جاوے تو کسقدر تکلیف و مصیبت کا سامنا ہوگا۔ پانی و ہوا کی طرح جسم کے لئے نیند کی بھی سخت ضرورت ہے کہتے ہیں کہ ایک چینی سوداگر نے اپنی عورت کو مار ڈالا تو اوس کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اوس پر پہرہ مقرر کیا جاوے اوسکو سونے نہ دیں اوسکو بیداری کا عذاب دیا جاوے۔ تا کہ آخر اسی حالت بیداری میں مر جاوے پہلے پہل سوداگر اس سزا کو پھانسی کی نسبت بہت خفیف سمجھ کر خوش ہوا اور اوس کو پھانسی پر فضیلت دی چنانچہ اوسکو زندان میں بھیجکر اوس پر پہرہ دار مقرر کئے گئے کہ اوسکو سونے سے مانع رہیں۔ پس پہلا ہفتہ پورا اس پر نہیں گذرا تھا کہ وہ چلا اوٹھا اور ہر قسم کی سزا سے بیداری کو بہت سخت سمجھا اوس نے گورنمنٹ چین کی طرف توسلاً عریضہ لکھا بھیجا کہ بیداری کی سزا مجھ سے اوٹھا کر باقی جو سزا گورنمنٹ چاہے مجھ پر ولد

کر دے۔ خواہ پھانسی دے خواہ جلا دے خواہ غرق کر دے خواہ تلوار یا بندوق سے مار ڈالے یا توپ سے اوڑا دے یا جس طریقہ سے گورنمنٹ کی مرضی ہو مجھے مار دے مگر بیداری کی سزا میرے پر سے مرحمت فرما کر اوٹھائی جاوے۔ آخر وہ اسی طریقہ سزا یعنی بیداری میں انیسویں دن سخت قلق و اضطراب میں ہو کر مر گیا۔ کچھ مدت گذری ہے کہ میں نے کسی انگریزی اخبار میں لارڈ سالسبری متوفی کی نسبت پڑھا تھا کہ جب اوسکو شہر یعنی بے خوابی کے مرض لاحق ہوئے اور وہ اس مرض سے سخت دق ہو رہا تھا ایک رات کو احاطہ میں ٹہلنے لگا اوس نے دربان اپنے ایک ادنےٰ نوکر کو دیکھا کہ خوف خراٹے بھر کر سو رہا ہے تو اس نے حیرت سے چیخ ماری اور کہنے لگا کہ کاش میں اسکی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ پر۔

پندرہویں لوئس کو دمیان نے قتل کرنا چاہا تھا تو اوس کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اوس کو چار مضبوط ستونوں کے درمیان جکڑ کر اوس پر کرم کیا ہوا اور کھولتا ہوا تیل اور جلتی ہوئی گندھک ڈالتے رہیں اور کچھ مدت کے بعد اس کے جسم سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کاٹ کر اوسکو ہلاک کیا جاوے قبل ازاں کہ اس پر یہ عذاب وارد ہو باوجود اس خوف موت اور فراق عالم کے اوس پر نیند غالب آجاتی تھی اور اگر پہرہ دار تنبیہ چٹکے لے کر کانٹے سے اوسکو بیدار نہ کرتے تو وہ نیند میں ایسا مستغرق ہو جاتا تھا کہ گویا وہ اپنے بال بچوں میں سویا ہوا ہے اور دمیان نے اپنے مرنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ مجھ پر بیدار رکھنے کا عذاب سارے عذابوں سے سخت تر ہے نیند ضروریات زندگی سے ہے اگرچہ ہم کو قیمتاً خریدنی نہیں پڑتی بلکہ نیند کی ضرورت طعام سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ انسان طعام کے بغیر دراز مدت تک بھوکا رہ سکتا ہے۔ لیکن بیدار آدمی دراز مدت زندہ نہیں رہ سکتا۔ رات کو نیند کی اشد ضرورت ہے اکثر نوجوان دیکھے جاتے ہیں کہ وہ جسقدر کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسقدر نیند کا اہتمام نہیں کرتے بعض اشخاص ساری ساری رات قمار خواری اور جوے بازی میں بیدار رہ کر گذار دیتے ہیں۔

جب نیند غلبہ کرے تو فوراً سو جانا چاہیئے جس قوت و طاقت کو انسان بیداری میں کھو دے اوس کا بحال کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ بات گذرے کہ نیند کا اعتبار کمیت میں ہے نہ کیفیت میں۔ جب کسی کو سات گھنٹے سونے کی حاجت ہو تو اس میں کچھ فرق نہیں کہ خواہ وہ دن میں سات گھنٹے نیند کرے یا رات کو۔

جواب:۔ دن کا سونا رات کی بیداری کا عوض ۔۔۔ لیکن دن کا سونا غیر طبعی ہے جو راحت و آرام جسم کو نیند سے ملتا ہے وہ دن کی نیند سے میسر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان عموماً ابتدائی

پیدائش سے دن کو جاگنے اور رات کو سونے کا عادی ہو جاتا ہے اور یہ اس کی طبیعت میں ایک ملکہ راسخہ ہو جاتا ہے۔

خالق لیل و نہار نے دن معاش و کسب روزی کے لئے مقرر کیا ہے اور رات کو راحت و آرام و نیند کے لئے نامزد فرمایا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا النہار معاشا یعنی دن کو ہم نے اس لئے بنایا ہے کہ تم اس میں روزی کماؤ اور کسب معاش کرو۔ وجعلنا اللیل لباسا لتسکنوا فیہ یعنی ہم نے رات کو پردہ دار بنایا ہے کہ تم اس میں آرام پاؤ۔

بالتحقیق رات اور دن کی تاثیرات میں بڑا فرق ہے جب آدمی رات کو سوتا ہے تو اوسکی سارے دن کی ماندگی و کوفت و تکان جاتی رہتی ہے پٹھے اپنے اپنے مقام پر راست و درست ہو جاتے ہیں دل میں فرحت و دماغ میں سرور پیدا ہوتا ہے جب آدمی دن کو سو کر جاگتا ہے تو سر بھاری اور نوجہل زبان کا مزا کڑوا معلوم ہوتا ہے بسا اوقات دل میں تنگی اور اخلاق میں درشتی پیدا ہو جاتی ہے حاذق اطباء دن کی نیند کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔ والنوم فی النہار یورث الامراض الرطوبیۃ والنوازل ویفسد اللون الا القیلولۃ وھی النوم قبل الزوال ساعۃ لیشرط الاعتدال یزید فی العقل ویوجب الاستراحۃ من الاعیاء الحادث من الیقظۃ بشرط ان لا یفرط۔ یعنی دن میں نیند کرنے سے جسم میں رطوبتی و بلغمی امراض پیدا ہوتے ہیں اور جسم کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ مگر قیلولہ جو کہ صبح کا کھانا کھا کر زوال سے پیشتر ۔۔۔ سونے کی حالت میں ایک گھنٹہ تک نیند کی جاوے تو عقل میں ترقی ہوتی ہے اور بیداری کی کوفت و ماندگی دفع ہو جاتی ہے بشرطیکہ نیند زیادہ نہ ہو ۔۔۔ انسان سارے دن کی نسبت صبح کے کام میں زیادہ چست و چالاک ہوتا ہے اسکا سبب رات کی نیند کے رات کا سامان ہے۔

لہذا سویرے سونا اور سویرے جاگنا انسان کے لئے صحت و راحت کا عمدہ وسیلہ ہے ؎

رات کو سونا سویرے صبح کو اوٹھنا شتاب
صحت و دولت بڑھائے عقل کو دے آب و تاب

ایسے ہی انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے۔

Early to bed and early to rise is the way to be healthy and wealthy and wise

یعنی سویرے سونے اور سویرے جاگنے سے انسان تندرست رہتا ہے اور اوسکی صحت و دولت و عقل میں ترقی ہوتی ہے واضح رہے کہ نیند سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان چارپایوں کی طرح جنکا پیشہ ؎

خواب و خور جز پیشۂ انعام نیست
خفتگاں را بہرہ از انعام نیست

ہے اون کا مصداق بنکر ساری رات نیند میں غافل پڑا رہے بلکہ کچھ حصہ رات کا سوے اور کچھ حصہ عبادات ایزدی نماز و استغفار میں گذارے جو لوگ آخری حصہ رات میں اذکار الٰہی میں شاغل ہوتے ہیں اون کی قرآن کریم نے یہ صفت بیان فرمائی ہے یبیتون لربھم سجدا و قیاما و بالاسحار ھم یستغفرون۔ آخری حصہ رات میں اور بالخصوص علی الصباح نماز کے وقت سونے سے انسان امراض جلدیہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے

بیت الحکمت اندلس

یعنی

اندلس کا طلسم گھر

آج کل اندلس کے نام سے (جس کا دوسرا نام اسپین ہے*) ہر شخص واقف ہے اس ویران مگر سرسبز و شاداب جزیرہ میں وہ لوگ (یونانی) آباد ہوئے جو عام طور پر علوم و فنون کے موجد سمجھے جاتے ہیں [1] جنہوں نے اپنے ملک کی حفاظت کیلئے سیکڑوں تدبیریں کیں جنمیں سے ایک بیت الحکمت ہے جو اس کی حفاظت کا ایک بڑا سبب سمجھا گیا۔ اہل یونان جو حکمت اور دانائی میں مشہور ہیں سکندر کے عہد حکومت سے پہلے یہ لوگ مشرق میں رہتے تھے جب اہل فارس کا غلبہ ہوا تو مشرقی بلاد سے یونانی بیدخل ہو کر اندلس (اسپین) میں آباد ہو گئے۔ جزیرہ اندلس اس زمانہ میں ویران تھا۔ مگر طوفان نوح کے زمانہ سے یہ جزیرہ ایسا ویران ہو گیا کہ اس سرزمین کو دیکھکر کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا تھا کہ کبھی یہاں آبادی ہوگی اور یہ جزیرہ اندلس بن یافث بن نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے جس سے اس کی وجہ تسمیہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔

اب ہم صرف بیت الحکمت کا حال لکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کیا تھا۔ اور کس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا۔

ہمیشہ سے یونانیوں کا خیال تھا کہ جنگ و جدال بیفائدہ چیز ہے کیونکہ اس میں بجز اتلاف نفوس انسانی کے اور کوئی معتد بہ فائدہ متصور نہیں۔ اسی خیال نے ان کو جنگ و جدال سے باز رکھا بلکہ زیادہ تر ان کی کوشش کا دارومدار تحصیل علوم ایجاد و فنون پر منحصر تھا۔ اور انہوں نے شہر کی آراستگی اور زیب و زینت میں اپنی بیبہا اور قیمتی کوششوں کو صرف کیا جسکی وجہ سے یہ شہر تمام ممالک میں آپ ہی اپنی نظیر بن گیا بلکہ دنیا کے تمام شہروں کے مقابلہ میں اس شہر کو عروس بلاد یا فردوس البلاد کا خطاب بالکل بجانب حقدار سمجھا گیا خصوصاً شہر طلیطلہ اپنی دلربا زیب و زینت کی وجہ سے یونان کا دار السلطنت و دار الحکمت قرار پایا جو عین وسط جزیرہ میں واقع تھا۔

قدرتی طور پر اندلس آب و ہوا اور پیداوار کے لحاظ سے تو بے نظیر ہی تھا مگر خوشنما خوش وضع اور دلچسپ عمارات کے ایسے اسباب تھے جو اس کے حسن و جمال کو دوبالا کر رہے تھے۔

اس شہر کی خوبیوں پر نظر کرنے کے بعد اندلسیوں کو یہ بہت ہی سچا خیال پیدا ہوا کہ بربری اور عرب (جو ان کے پڑوسی ہمسائے تھے) بالضرور ہمارے شہر پر حملہ کریں گے [1] اسی خیال سے انہوں نے اپنے شہر کی حفاظت کیواسطے متعدد اور مختلف وضع قطع کے طلسم گھر بنائے اخیر پر انہوں نے جو طلسم گھر بنایا اس شہر کی حفاظت کیلئے ان سب میں بھی ممتاز سمجھا گیا۔ اور جسکی وجہ سے غیر اقوام کو اس ملک پر فتح پانا دشوار بلکہ قریب محال کے ہو گیا۔ اندلس میں متعدد حکمران تھے اور اس جزیرہ میں جو شہر جانب مشرق تھا وہ فارس کے نام سے موسوم تھا فارس کے بادشاہ کی ایک حور وش جمال لڑکی تھی جس کے حسن و جمال کا تمام اندلس میں چرچا تھا۔ اندلس کے ہر ایک حکمران کی یہ خواہش تھی کہ فارس کی شاہزادی سے میں ہی نکاح کروں۔ چنانچہ اندلس کے تمام بادشاہوں نے فارس کے حکمران کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ شاہزادی کو اپنے سے بیاہ دے۔ شاہ فارس ان حکمرانوں سے کچھ ایسا عاجز اور دبا ہوا تھا کہ ان میں سے کسی کی دلشکنی گوارا نہیں کرسکتا تھا ورنہ صاف طور پر کسی کو انکاری جواب دیسکتا تھا اگر وہ ایک کو راضی رکھنا چاہتا تھا تو فوراً دوسرے کی ناراضی کے خیال سے اوس کو روک دیتا۔ آخر کو وہ بہت مجبور ہوا۔ اور اپنی بیٹی کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور اس سے یہ بھی کہدیا کہ میں ان سب میں سے کسی کو ناراض نہیں کرسکتا۔

بادشاہ اور شاہزادی کا مکالمہ

شاہزادی ۔ ابا جان آپ بہت پریشان اور متفکر معلوم ہوتے ہیں۔

بادشاہ (شہزادی کے سامنے چند خطوط ڈالکر) دیکھو میرے متفکر ہونیکا تمام ذخیرہ اسمیں ہے۔

شاہزادی (خطوط کو پڑھکر) ابا جان یہ بھی کوئی مشکل بات ہے آپ مطمئن رہئے میں بہت ہی سہل تدابیر سے ان سب کو سمجھا دونگی۔

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کیا تدبیر ہے

شاہزادی ۔ (اپنے باپ سے مخاطب ہوکر) آپ ان سب کو یہ لکھ بھیجئے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اسی کی رائے پر رکھا ہے وہ جس کو پسند کریگی اس سے بیاہ دینے کا میں ذمہ وار ہوں۔ جب وہ میرے پاس پیغام بھیجیں گے تو میں چند شرطوں پر اپنا نکاح قبول کروں گی جن کا ایفا ان سے دشوار ہوگا اور جو بادشاہ میری شرطیں قبول کریگا میں اسی سے نکاح کرونگی۔

بادشاہ وہ کیا شرطیں ہیں

شاہزادی میں پہلی شرط یہ پیش کروں گی کہ جو بادشاہ عالم اور حکیم ہوگا وہی میرے ساتھ نکاح کرنیکا مستحق ہوگا۔ اور حسب موقع اور شرائط بھی زیادہ کرتی رہونگی۔

اس تدبیر سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان سلاطین کو اس مضمون کے خط لکھ بھیجے کہ میں اس مقدمہ میں تمکو کچھ جواب نہیں دیسکتا کیونکہ میں نے شاہزادی کو اس امر کا اختیار دیدیا ہے وہ جسکو پسند کریگی اس سے نکاح کر دیا جائے گا۔ اور تم بلا وساطت غیری براہ راست شاہزادی سے درخواست کرو۔

جب تمام سلاطین اندلس اس امر سے مطلع ہوئے تو انہوں براہ راست شاہزادی کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔

شاہزادی نے ان سب کو لکھ بھیجا کہ میں اس بادشاہ سے نکاح کروں گی جو عالم اور حکیم ہو جب سب بادشاہوں نے نامہ پڑھا تو وہ بادشاہ جو محض بے علم تھے خود ہی خاموش ہو گئے لیکن ان سب میں دو بادشاہ بڑے فاضل اور حکیم تھے انہوں نے فرداً فرداً شاہزادی کو لکھ بھیجا کہ میں حکیم ہوں۔ ان دونوں کی درخواست سے بادشاہ پھر متفکر ہوا

شاہزادی ۔ ابا جان آپ پھر متفکر معلوم ہوتے ہیں۔

بادشاہ (شاہزادی کے سامنے ان دونوں کے خط ڈالکر) یہی سبب ہے۔

شاہزادی ۔ یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں ہے، آپ بالکل مطمئن رہیں میں جواب لکھ کر بھیجتی ہوں۔

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کونسی صورت ہے جو میری فکر کو دور کرے۔

شاہزادی میں ان سے ایسی درخواست کرتی ہوں کہ وہ ہمارے ملک کی حفاظت کیلئے دو طلسم گھر بنا دیں اور جو کوئی پہلے بنا دے وہی مستحق نکاح ہوگا۔

اس تدبیر سے بادشاہ خوش ہوا۔

پھر شاہزادی نے ان دونوں کو جواب لکھ بھیجا۔

ایک کو تو یہ لکھا کہ آپ مجھ کو ایک طلسمی پن چکی فلاں جنگل میں بنا دیجئے اور وہ ہمیشہ آب شیریں کی نہر کے ذریعہ سے بغیر کسی خرچ عامل و آلات کے چلا کرے۔

اور دوسرے کو یہ لکھ بھیجا کہ میں جس شہر میں ہوں وہ شہر بربری ظالموں کی دست درازی سے محفوظ نہیں ہے۔ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کیلئے ایک ایسا طلسم گھر بنا دیجئے کہ ہمیشہ آرام و عافیت سے ظالم بربریوں کے ظلم سے بے خوف بسر کر سکیں۔

اور یہ بھی شرط ہے کہ جو کوئی پہلے اپنا کام پورا کرے گا وہی میرے ساتھ نکاح کرنے کا مستحق ہوگا۔

ان دونوں نے اس اخیر شرط کو بھی بسر و چشم قبول کرکے کام شروع کر دیا جس بادشاہ نے پن چکی بنانیکا اقرار کیا تھا کاریگروں کو جمع کرکے کام شروع کروا دیا۔ اور سینکڑوں سنگتراش انجنیئر کی ہدایت کے مطابق پتھروں کے کاٹنے اور تراشنے میں مشغول ہوئے اور آب دریا کے کنارے پر مقام دقاق اور کے درمیان پن چکی کی بنیاد ڈالی گئی اور ساتھ ہی کاریگروں نے پتھر جمانا شروع کیا اور پتھروں کی ساخت میں لانے میں انہوں نے اپنی صناعی کا اعلیٰ نمونہ دکھا دیا۔ آب شیریں کی نہر بھی بہت جلد تیار کر دیگئی۔ جو اس چکی کے لئے ایک غور دانش کا کام دیسکتی تھی چنانچہ آجتک مقامی دقاق اور سینہ اور جزیرہ خضراء میں اوس کے ٹوٹے پھوٹے نشان ہیں [1] لیکن اسکی تعمیر میں بہ نسبت پن چکی کے تعمیر کے کسی قدر مدت صرف ہوئی اسلئے کہ اس بادشاہ نے طلسم گھر کو جس وضع پر بنانا چاہا تھا اسکی رصدگاہ بنانے سے بہت دیر لگی۔ مگر پھر بھی وہ اسکی تعمیر میں رات دن مصروف رہا۔ اس نے ساحل بحر پر ایک بالو کے میدان میں مربع بنیاد کا رنگ ڈالکر ایک گنبد دار شروع کیا اسکی تعمیر میں سفید رنگ کا پتھر لگایا گیا۔ اس رصدگاہ کا حصہ پائیں زمین میں اسقدر تھا جسقدر اس کا حصہ سطح زمین سے سطح پر ایک بلند تھا۔ اس طلسم گھر میں علاوہ اور طلسمی چیزوں کے جو ایک صندوق میں ودیعت رکھی گئی تھیں طلسم کی سطح پر ایک بربری کی سی برنجی مورت جس کا طول تخمیناً ساٹھ یا ستر درع تھی نصب کیگئی تھی اس مورت کے اور سے

---

* اندلس یا اندلوسیہ اسپین کے حصہ جنوبی کا نام ہے ذکر تمام اسپین کا۔

[1] قدیم مورخین کا قول ہے کہ حکمت زمین کے تین حصوں میں تقسیم کیگئی۔ یونانیوں کے دماغوں پر۔ اہل چین کے ہاتھوں پر۔ عرب کی زبان پر کذا قال ابن خلقان۔

[1] چونکہ بربری وحشی اور زبردست تھے بے خوف و خطر اندلس میں آیا جایا کرتے تھے اندلسیوں کی یہ مجال نہیں کہ ان کو روک سکتے اور بربری یونانی ایسا ڈرتے تھے جیسے جنگل میں شیر سے بھیڑ بکری ڈرا کرتے ہیں اور بربری ظلم و زیادتی سے ان کے دلوں میں عداوت پیدا ہوگئی تھی آخر کو ان دونوں قوموں میں عداوت اسقدر بڑھ گئی کہ ایک قوم کے آدمی کو دوسرے آدمی کی صورت دیکھنا ناگوار گذرنے لگا۔ مگر پھر بھی بربری اندلسیوں کے محتاج تھے اسلیے کہ جزیرہ اندلس میں پیداوار بہت ہی اچھی ہوتی تھی جو اس جگہ کے سوا بربریوں کو اور کہیں سے نصیب نہیں ہو سکتی تھی۔ غرضیکہ قدرتی طور پر طرفین میں کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے تھے جس کے سبب سے ایک قوم دوسری قوم کی محتاج تھی۔ کذا قال ابن خلکان۔

[1] بعض مورخین یہ لکھتے ہیں کہ یہ ٹوٹے پھوٹے نشان اس پل کے آثار ہیں جو سکندر نے سینہ سے جزیرہ تک عبور کرنے کے لیے بنایا تھا۔ کذا قال ابن خلکان۔

حصہ کا قطر قریب ایک ذراع کے تھا۔ اس مورت کے دیکھنے سے کاریگروں کی اعلیٰ درجہ کی صناعی ظاہر ہوتی تھی اس مورت کے سر سے پاؤں تک لٹکے ہوئے تھے وہ نیچے آکر ایک چادر کی صورت معلوم ہوتی تھی اس پیتلا طلسم گھر کے اوپر کی سطح پر کھڑا ہوا ہمیشہ ایک انگل کے ذریعہ سے سیٹی بجایا کرتا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک کنجی بھی دیدی گئی تھی وہ اپنی اسی انگلی سے جسمیں کنجی تھی دریا کی طرف یہ اشارہ کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ادھر آنے کا قصد نہ کرے" علاوہ اس کے اس طلسم گھر میں عجیب عجیب کرشمے تھے جو مختلف مورتوں کی شکلوں کے پیرایہ میں جلوہ گر تھے اور یہ بھی ایک عجیب و غریب کرشمہ تھا کہ جب کبھی ادھر اتفاقاً بربریوں کا جہاز آجاتا تھا تو اُس مورت کے ہاتھ سے کنجی گر پڑتی تھی۔

پن چکی اور طلسم گھر بنانے والے دانشمند ہر ایک حکیم کی یہ خواہش تھی کہ میں ہی پہلے اپنا وعدہ وفا کروں تا کہ شاہزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا مستحق ہو جاؤں کیونکہ آخیر شرط جس پر ایک کی کامیابی منحصر ہے وہ یہی تھی کہ دونوں میں سے جو کوئی پہلے اپنا وعدہ پورا کرے گا اسی کو نکاح کا استحقاق حاصل ہوگا۔ پن چکی بنانے والا حکیم بہت جلدی کے ساتھ اپنا کام پورا کر چکا مگر قدرتی طور پر یہ بات منظور تھی کہ دونوں طلسم تیار ہو جائیں اس واسطے ایک دوسرے کے کام کے اختتام سے خبر نہ ہونے پائی۔

جس روز پن چکی بنانے والا اپنے کام سے فارغ ہوا تو اس نے شہر میں منادی کر دی کہ اب صرف نہر میں پانی دوڑنا رہ گیا ہے اور پن چکی چلائے جانے کا دن بھی معین کر کے اشتہار دیدیا کہ فلاں روز چکی چلیگی جب اوس نے چکی چلا دیا تو اوس وقت طلسم گھر والے کو خبر ہوئی کہ حریف مقابل بازی جیت گیا اسوقت وہ مورت پر صیقل کر رہا تھا جو طلسم گھر کے اونچی سطح پر بنائی گئی تھی وہ یہ حال دیکھکر مایوس ہو گیا اور فوراً چھت سے گر کر مر گیا۔ اور شرط کا میدان پن چکی بنانے والے کے ہاتھ رہا اور شاہزادی سے نکاح کیا۔ (عروج)

وفات

اطلاع بھائیو اخبار کے کسی گوشہ میں درج

دنیائے بے ثبات میں کیا ہو ہمیں ثبات
جس گھر میں ہم مقیم وہ گھر ہی سفر میں ہے
ہستی جو ہے وہ مٹتے ہو گئے چھوڑ کر مجھے
کچھ ہے۔ تو بیکسی کا سہارا سفر میں ہے

اے چارہ ساز لذت سوز نہاں نہ پوچھ
میں کیا بتاؤں لطف جو درد جگر میں ہے
یا رب شب فراق میں آتی نہیں ہے نیند
دل میں خیال یار ہے نقشہ نظر میں ہے
ہمدم نہ منع کر مجھے رو لینے دے زار زار
دریا کا جوش آج میری چشم تر میں ہے

برادران السلام علیکم

ہمارے دینی بھائی سید میر گل شاہ صاحب ۱۴؍ اگست کو فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے عجیب و غریب حالات موت کا تذکرہ میں پھر کسی وقت مفصل طور پر کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس وقت برادران طریقت کی خدمت میں صرف اتنی عرض ہے کہ جو احمدی بھائی میری اس اطلاع کو دیکھے وہ ضرور سید میر گل شاہ صاحب کا جنازہ پڑھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یہ وہ صاحب ہیں جن کا ذکر عسل مصفّی کے صفحہ میں بھی مصنف نے کیا ہے ان کو احمدی ہونے کی وجہ سے باپ سید فتح علیشاہ نے عاق کر دیا تھا اس سبب سے خدا نے ان پر اتنا فضل عظیم کیا کہ مرض موت میں برابر نماز پڑھتے رہے اور درود اور استغفار کا ورد کرتے رہے اور اور آخیری کلام اون کا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ ہوا۔ اور بعد وفات چہرہ اسقدر نورانی ہوا کہ مخالفین بھی حیران تھے۔ صبح کو مولوی عبد الرحمٰن نے فتویٰ دیا کہ یہ مرزائی ہے اس کا جنازہ جائز نہیں ہے جب عوام کا خیال اٹھا دیکھا تو پھر خود ہی بمعہ تمام مخالفین کے نماز جنازہ پڑھا۔ مبارک ان کو جو احمدی ہونے کی وجہ سے والدین سے عاق ہوتے ہیں میں پھر کہتا ہوں کہ بہت ہی مبارک ہے وہ انسان جو اس امام آخر الزمان کے اتباع کی وجہ سے کفر اور کذب اور استادوں اور والدین سے عاق ہونے کا خطاب پاتا ہے۔

والسلام مع الاکرام

راقم محمد یٰسین خاطر حزین از واتہ ضلع ہزارہ

جنگ کی مخالفت

کونٹ لیو ٹالسٹائی نے موجودہ جنگ روس و جاپان کی مخالفت میں لمبی چوڑی مراسلتیں شائع کی ہیں جنمیں مذہباً ثابت کیا ہے کہ یہ جنگ محض شیطان کی انگیخت ہے جس نے روسیوں اور جاپانیوں کے سر پر سوار ہو کر جادہ راستی سے گمراہ کر دیا ہے اور وہ اپنے اپنے مذہبی اصولوں کو بھول کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ہم اس کے مضمون کو مفصل درج کرنے سے پہلے اس کے مختصر حالات بیان کرنے مناسب خیال کرتے ہیں۔ یہ روسی نسل کا امیر ابن امیر ہے اسوقت اسکی عمر چھہتر برس کی ہوگی اس کی شکل و شباہت بالکل فقیرانہ ہے۔ مگر جسمانی قوت اور دماغی طاقت میں اب بھی جوانوں کے کان کترتا ہے۔ یہ عالم شباب میں فوج میں بھرتی ہوا۔ مگر محاربہ کریمیا کے بعد فوجی ملازمت سے مستعفی ہو کر تالیف و تصنیف میں مصروف ہوا۔ اور مذہبی تصانیف کیطرف خصوصیت کے ساتھ توجہ مصروف کی اور ناول نویسی کے میدان میں سب سے بڑھکر گوئی سبقت لے گیا۔ اور اپنے ملک کے بے زبان کاشتکاروں کی حمایت پر کمر بستہ ہوا۔ جو ۱۸۶۱ء تک قانوناً اپنے متمول مالکانِ زمین کے غلام تھے اور ان کے ساتھ بالکل غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا تھا اور گو کاشتکاروں کو آزادی ملنے سے مالکانِ اراضی کی مطلق العنانی غارت ہوتی تھی۔ تاہم کونٹ ٹولسٹائی زبردست تحریروں کا روسی ارکان سلطنت و اعیان مملکت کے دلوں پر اسقدر بھاری اثر ہوا کہ انہوں نے کاشتکاروں کی آزادی کے مخل تمام قوانین منسوخ کر کے ان کو مالکوں کے زبردست پنجہ سے رہائی دی جس کے باعث رعایا کے اُس طبقہ کے لوگ قدرتی طور پر اس کے جاں نثار و فدا ہوئے۔ اور یہ روسی سنگدلوں کے پنجہ سے محض اپنی ہر دلعزیزی کے باعث جانبر ہوا۔ ورنہ جو لوگ اس کے ہاتھوں سے نالاں تھے وہ بلا مبالغہ اس کا کچومر ہی نکال دیتے۔

الحکم میں قبل ازیں اس کا ایک خط بنام مفتی محمد صادق صاحب چھپ چکا ہے۔

کونٹ لیو ٹولسٹائی نے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ مراسلتوں کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ اپنی زبان میں شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

باب اول

پھر جنگ۔ اور پھر رنج و محن کا سامنا جو بالکل ضروری نہیں اور ناحق گلے ڈالی جاتی ہے جس کے واسطے لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ عوام الناس کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اور بے شمار اشخاص کو ترتیغ کرایا جاتا ہے۔

لاکھوں کیا آدمی (جو ایک جانب تو بدھ مذہب کے پیرو ہیں جن کے عقیدہ میں انسانوں کو چھوڑ حیوانوں تک کو بھی ہلاک کرنا گناہ کبیرہ میں داخل ہے اور دوسری جانب عیسائی ہیں جن کا پہلا اصول ایک دوسرے سے برادرانہ الفت اور محبت کرنا ہے) جنگلی درندوں کی طرح ایک دوسرے کو ہلاک کرنے اذیت پہونچانے اور جور و ستم کا مورد کرنے کے لئے خشکی اور تری پر تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ کیا یہ خواب ہے یا فی الواقعہ ظہور میں آرہا ہے؟ ایک ایسا عالم پیدا ہو رہا ہے جس کے دیکھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کاش یہ رویہ بھی نہ ہو بلکہ عالم خواب سے عالم بیداری کے بعد نام و نشان بھی نظر نہ آوے۔ مگر افسوس یہ خواب نہیں بلکہ دردناک امر واقعہ ہے۔

تاہم دور اندیش سمجھ سکتے ہیں کہ کسطرح جاپانی دھوکا دیکر اپنے کھیتوں سے جدا کئے گئے ہیں۔ حالانکہ اون کو بچپن سے سکھایا گیا ہے کہ بدھ مذہب صرف زندہ حیوانوں پر ہی ترس کرنا نہیں سکھاتا بلکہ اپنے دیوتوں کے آگے قربانی کرنے میں بھی اسی قسم کی احتیاط کا درس دیتا ہے۔ اور اسیطرح غریب واحد لوگ تولا۔ یا کجنی نوگوراڈ کے پڑوس سے لائے گئے ہیں جن کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ دین عیسوی میں حضرت عیسیٰ مسیح۔ مریم اور حواریوں وغیرہ کی عبادت کیجاتی ہے۔ با ایں ہمہ صدیوں کے جبر اور دھوکہ سے دنیا کا سب سے بڑا گناہ یعنی بھائیوں کو قتل کرنا اس طرح ان کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ گویا ان کے لئے اسی میں نعمت دنیا و عقبیٰ پائی جاتی ہے اور صالح اور نیکبختوں کا دنیا میں سب سے بڑا اور پہلا فرض یہی ہے کہ ہزاروں میلوں کے فاصلوں سے جا کر اپنے بھائیوں کو قتل کریں۔

لیکن جن لوگوں کو ذہین اور عقیل ہونے کا دعویٰ ہے وہ کسطرح جنگ کا وعظ اور اپنے اس دعوے کی تائید کر سکتے ہیں اور خود اس کے خطروں کو برداشت کرنے کے بغیر اپنے سادہ لوح بھائیوں کو لڑائی کے واسطے بھیجنا داخل ثواب سمجھ سکتے ہیں؟ یہ ذہانت کے پتلے اگر اپنے آپ کو عیسائی سمجھتے ہیں تو قانون عیسوی کو کسطرح نظر انداز کر سکتے ہیں؟ لیکن جنگ کے مظالم۔ لغویت اور حماقت کی نسبت جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ صفحہ قرطاس پر موجود ہے جو کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے وہ زبان زد خلائق ہے۔ پس جنگ کے بانی اس لئے ذہین اور عقیل ہونگے کہ خود سب کچھ جانتے ہیں اور سر کٹانے والوں کو الو بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ چنانچہ انکی ایک بڑی تعداد نے اس بات کا علی الاعلان پبلک کے سامنے اعتراف کیا ہے۔ دیکھئے کہ ہیگ کی کانفرنس میں کیا ہوا تھا۔ اور اس بارہ کی تمام کتب و رسالے۔ اخبارات اور پمفلٹ وغیرہ اور وہ سپیچیں کیا کہہ رہی ہیں جنمیں زور دیا گیا تھا کہ تمام سلطنتیں اپنے تنازعات کا بذریعہ ثالثی فیصلہ کرایا کریں۔ کون سمجھدار شخص کہہ سکتا ہے کہ سلطنتوں کی ہمیشہ سے آپس میں مورچہ بندیوں کے استحکام اور جنگی طاقت کو تقویت دینے کے بارہ میں جو ریت چلی آئی ہے۔ محض اسے خون خرابہ یا دیوالیہ ہونا مد نظر نہیں تھا۔ دانشمند لوگ خوب جانتے ہیں کہ انسانوں کے پسینہ کی کمائی کا کروڑہا روپیہ جنگوں کی تیاریوں میں صرف

چڑھایا جاتا ہے اور جنگ کے میدان میں کٹوایا جاتا ہے۔ ہیکل وجیہہ جوان اسوقت غارت کئے جاتے ہیں۔ جو وقت ان کی کمائی کیواسطے نہایت ہی موزون ہوتا ہے (چنانچہ گذشتہ جنگ میں قریباً ڈیڑھ کروڑ جوان تباہ کئے گئے ہیں) اور رسم غلامی کے استیصال کیواسطے معرکوں میں جو روپیہ غارت کیا گیا وہی بطور زر فدیہ ادا کرنے سے غلام آزاد کرائے جا سکتے تھے۔

سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جنگ کمینہ حیوانی جذبات کو جوش میں لاکر انسان کو متبدل کرکے حیوانوں سے بدتر بنا دیتی ہے جنگ کی تائید میں کوئی بھی زبردست اور اطمینان دلانے والی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ فرانسیسی کے ڈی مونتی نے جو نہایت فصیح و بلیغ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں کیا فصاحت چہانٹی تھی جبکہ انہوں نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر بیان کیا تھا کہ ہر ایک انسانی مصیبت سے نتائج نیک پیدا ہوتے ہیں۔ لڑائیاں ہمیشہ ہوتی آئی ہیں لہذا آئندہ بھی رزمگاہ گرم ہوتے رہیں گے گویا اگر انسانوں کی بداعمالیاں نتائج نیک کی آڑ میں جائز ٹھہرائی جاتی ہیں۔ ذہانت کے تمام مدعی اس قسم کی فلسفے کے حسن وقبح سے واقف ہیں۔ مگر جب معرکہ شروع ہو جاتا ہے تو انہی ذہانت کے چلتے پرزون کے متعلق کی بھی کایا پلٹ جاتی ہے۔ چنانچہ کل ہی جو لوگ جنگ کی برائیاں بیان کر رہے تھے حتی المقدور انسانوں کو ذبح اور انسانی مساکنوں کو غارت ہونے کے در پے ہو رہے ہیں اور انہی لوگوں کو سفتہ لوں میں بھیج رہے ہیں جو اپنی محنت کی کمائی سے ان چلتے پرزون کے پیٹ بھرتے ہیں اور ان کی عیش وعشرت کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

باب دوم

یہ ظلم مکذب اور حماقت بعید از فہم ہے کہ وہی کہ وہی زار روس جو تمام قوموں سے دنیا کی سطح پر امن قائم رکھنے کی التجا کر رہے تھے اب علانیہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند امن کو قائم رکھنے کیواسطے کوشش کی جسکا میں ہمیشہ دل وجان سے حامی رہا ہوں (حالانکہ عملی طور پر لوگوں کے املاک پر قبضہ کر لیا اور مال مسروقہ کی حفاظت کیلئے اپنی افواج کو تقویت دینے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی) مگر افسوس اب جاپانیوں کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا پڑا۔ جیسا کہ انہوں نے روسیوں کے ساتھ کیا۔ یعنی کہ جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہیں اور خونریزی کے اعلان میں تائید ایزدی کے واسطے دعائیں اور التجائیں کیجاتی ہیں حالانکہ دنیا میں انسانوں کو قتل کرنے کیواسطے کوئی گناہ عظیم نہیں۔ اور دوسری جانب شہنشاہ جاپان بھی اسی قسم کے دہن میں محو ہیں۔

اندونون کے سائنس اور قانون دان (مثلاً ایم مارٹینف اور مارٹن) یہ ثابت کرنے میں بہمہ تن ساعی وکوشان ہیں کہ پچھلے دنوں امن کیواسطے جو بے تکی ہانک لگائی تھی۔ اور اندونون کی جنگ میں جو غیروں کے املاک پر قبضہ کرنے سے جنم لیگئی ہے کوئی ضد نہیں۔ اس پولیس کے حامی شستہ وبرجستہ فرانسیسی زبان میں یہ ثابت کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں (حالانکہ وکس شنود یا نشنود ما پر عمل کر رہے ہیں) کہ ارتباط یکجہتی وامن قائم رکھنے کی کوشش کے بعد (یا دوسرے الفاظ میں دنیا کو دھوکا دینے کی کوششوں کے بعد) گورنمنٹ روس کو مجبوراً اس سوال کے حل کرنے کیواسطے یہ معقول ڈھنگ اختیار کرنا پڑا ہے (یعنی کہ انسان ہلاک کئے جائیں) دوسری طرف مدبران جاپان بھی اسی اور بیش بین میں ہیں۔ قطع نظر اس کے سائنس کے جاننے والے مورخ اور فلسفہ دان زمانہ حال کا گذشتہ ایام کے ساتھ مقابلہ کرکے دقیق نتائج نکال رہے ہیں کہ قوموں کے حرکات وسکنات کے قوانین کیسے ہیں۔ اور گوروں اور کالوں کے اور مذہب والوں اور عیسائیوں کے تعلقات کیا ہیں۔ اور ان نتائج سے عیسائیوں نے انہوں سے بدمذہب والوں کی ہلاکت کو جائز ٹھہرا رہے ہیں۔ اسیطرح جاپانی سائنسدان بجائے خود اعلیٰ کالی چاول کی شگفتگی دیکھا ہے ہیں اور بڑی مسرت کے ساتھ اتحاد کے ساتھ آگے بڑھ بڑھ کر معرکہ ہلاکت کی تائید میں دلائل قاطع اور براہین ساطع پیش کر رہے ہیں۔

روسی اخبار نوٹیس شرم کو بالائے طاق رکھکر جھوٹ فریب اور مکاری سے جسطرح بن پڑے یہی راگ الاپ رہے ہیں کہ روسی ہرطرح نیچے زبردست اور نیک وپارسا ہیں جاپانی جھوٹے گروہ اور ناقص العقل ہیں اور جو لوگ روسیوں انگریزوں اور اہل امریکہ کے معاند ہیں وہ سب شریر النفس اور ناعاقبت اندیش ہیں اور دوسری جانب جاپانی اخبار بھی اسی قسم کے منطق چھانٹ رہے ہیں۔

ان لشکری اشخاص کا تو ذکر ہی کیا ہے جو بلحاظ پیشہ ہلاکت کیواسطے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ مدعیان ذہانت کے جوق در جوق مثلاً پروفیسر ملکی ریفارمر۔ طلبا رشتہ دار۔ سوداگران جاپانیوں۔ انگریزوں۔ اور اہل امریکہ کوس رہے ہیں جنگجو بالکل ہی بے اعتنائی سے دیکھ رہے تھے۔ اور بلاکسی اکراہ واجبار کے زار کی تائید کر رہے ہیں اور اس کو یقین دلا رہے ہیں کہ اسکی خاطر اپنی جانیں نثار کرنے کو تیار اور آمادہ ہیں۔

اس بدبخت مبتلائے معصیت نوجوان نے جو تیس کروڑ جانوں کا لیڈر تسلیم کیا جاتا ہے بارہا لوگوں کو دھوکہ دیا ہے اور پھر اپنے بیان کی خود تردید کرنیکو مجبور ہوا ہے اور بزرگ اپنی افواج کا شکریہ ادا کرتا ہے اور انہیں برکت دیتا رہا ہے جن کو یہ محض ہلاکت اور ان املاک کی حفاظت کیواسطے اپنا کہتا ہے جن کی نسبت یہ اپنا ملک ہونے کا ہرگز دعوے نہیں کر سکتا۔

متمول لوگ تو اپنی حرام کی کمائی کا بڑا حصہ بھی ہلاکت کے کام کے واسطے یا زخمیوں کی دیگر مدعا کیواسطے نہیں دیتے جسکا اخیر میں اسی کے ساتھ تعلق ثابت ہو۔ مگر غریب محتاج جن سے بیس لاکھ پونڈ سالانہ وصول کیا جاتا ہے جنگ کے موقعوں پر پائی پائی ادا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ بے شغلے آوارہ گردوں کو حوصلہ دلاتی ہے کہ زار کی تصویریں اٹھا کر تعصبات کے گلی کوچوں میں آفرین اور تحسین کے گیت گاتے پھرین اور حب الوطنی کی آڑ میں بے اعتدالیاں کرنیکے واسطے لائسنس لئے پھرین اور تمام روس ملک میں شاہی محل سے لیکر بعید سے بعید دیہات تک گرجوں کے پادری جو عیسائی کہلاتے ہیں اس خداوندی یادگار میں دعائیں مانگ رہے ہیں (جو لوگوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ پیار کرنیکا حکم دیتا ہے اور خود بھی محبتکا خداوند کہلاتا ہے) کہ وہ انہیں ہلاکت کے شیطانی کام میں مدد دے۔ (باقی آئندہ) (وطن)

مبارک

ہندوستان

اس نام کا جدید اخبار پنجاب کے دار السلطنت لاہور سے ۲۶ اگست ۱۹۱۳ کو نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس اخبار کے اجرا کی غرض اور موضوع اس کے نام میں مذکور ہے اگر ہندوستان اپنے خاص مفہوم کیطرف نہ گیا بلکہ اس نے عام مفہوم کو مدنظر رکھکر ہندوستانیوں کی خدمت شروع کی (جسکی ہمیں توقع ہونی چاہئیے) تو کچھ شک نہیں کہ اخباری دنیا میں یہ ایک مفید اور قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر ہمارے پرانے دوست منشی دینا ناتہ صاحب حافظ آبادی ہیں جنہوں نے کئی سال تک پیسہ اخبار کے ایڈیٹوریل سٹاف میں قابلیت کے ساتھ کام کیا ہے۔ اور جہاں انکو اخبار کے مفید اور باذاق بنانے کا خاص تجربہ حاصل ہوا ہے ہمیں ذاتی علم ہے کہ اس اخبار کے اجرا پر ہمارے ملک نے نہایت مسرت کے ساتھ اسکا خیر مقدم کیا ہے جو منشی دینا ناتہ صاحب کی حوصلہ افزائی کیلئے کافی ہے جہاں تجارتی ویسی پرسیں ایک اخبار نویس کی قابلیت اور تجربہ کسی اخبار کی شہرت اور قدر سے تعلق رکھتا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو منشی دینا ناتہ صاحب کی ایڈیٹری میں حاصل ہے۔ اللہ کامیاب کرے اور ترقی اتفقت اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں

کہ خدا تعالیٰ ہمارے منشی صاحب کو کامیاب کرکے اور وہ ہندوستان کیلئے ایک مفید ملکی خادم ثابت ہوں۔ اس اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے جو بلحاظ حجم کے لحاظ سے زیادہ ہے۔ کاغذ اور چھپائی بھی مزید اہتمام اور توجہ کو چاہتی ہے۔ منشی دینا ناتہ صاحب نے اسی اکیڈمی کی تعداد میں شائع کرنا شروع کیا ہے اور تاجروں کیلئے اپنے اشتہار دینے کیلئے خصوصاً توجہ دلائی ہے یہ ہمیں وہ ہندوستان لاہور سے منگوا سکینگے۔

اطلاع ضروری

بارہا گذارش کیگئی ہے لیکن ہمارے ناظرین کچھ ہم سے زیادہ مصروف اور عدیم الفرصت ہیں کہ وہ اپنی اس خط وکتابت میں جو اخبار کے متعلق ہوتی ہے اپنا نمبر خریداری نہیں لکھتے۔ اور انہیں یہ یقین ہو کہ بدوں نمبر دیئے انکے کارپردازوں کو کوئی تکلیف انکی فرمائش کی تعمیل میں نہیں ہوتی۔ اگر وہ ایسا سمجھتے ہیں تو یقیناً غلطی پر ہیں۔ آئندہ کیلئے یہ یاد رہے کہ کسی ایسی تحریر کی تعمیل ہرگز نہ ہوگی جس میں نمبر خریداری نہ ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ نمبر خریداری رجسٹر کا ایک نمبر ہے علاوہ ہوتا ہے جو نام کے ساتھ چھپا ہوتا ہے۔ پس آئندہ کسی ایسے بزرگ کے خط کی تعمیل نہ ہوگی تو کار خانہ بری الذمہ ہوگا۔

۲۔ ایسے بزرگ جو الحکم میں اپنے تبدیل ہونے پر تبدیل پتہ کی اطلاع دفتر میں نہیں بھیجتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری تبدیلی کا علم ہو جائیگا۔ اور جب اخبار بدر پہونچتا ہے یا نہیں پہونچتا تو پھر شکایت کرتے ہیں۔ ایسی شکایتوں پر اسوقت توجہ ہوگی جب تبدیلی پتہ کی اطلاع دیجائیگی۔

۳۔ عدم رسی اخبار کی شکایات اسی ہفتہ کر دینی چاہئے جس ہفتہ اخبار نہ پہونچے۔ بعض اخبار دو دو نمبروں کے نام سے شائع کئے گئے ہیں اسلئے بدیر شائع ہوئے ہیں لیکن ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کے بعد انشاء اللہ باقاعدہ ہفتہ وار اخبار پہونچیگا۔

۴۔ بعض خریداران الحکم باوجودیکہ الحکم میں صفائی حساب کیلئے بار بار نوٹس دیا گیا ہے توجہ نہیں فرماتے اور نہ خطوط پر توجہ کرتے ہیں اور بصورت ارسال وی پی امانت میں رکھکر مہذب پیرایہ میں انکار کرکے چٹھی رسان کے ذمہ شکایت واپسی تھوپتے ہیں ہم ان کی مہربانی اور خوش معاملگی ورنیکی کا یہی بڑا ثبوت سمجھیں گے کہ وہ اپنے قلم سے اگر چندہ اخبار نہیں دے سکتے تو خریداری جاری نہیں رکھ سکتے۔ الگ سمجھیں کہ اخبار بند کر دیا جاوے اور اور ارشیم کے بعد ہم تمام بقایا داروں کے نام وی پی اسقدر رقم کے عوض کہ ان کے ذمہ ہے بھیج دینگے اگر وہ انکار کرینگے تو آئندہ اخبار بالکل بند کر دینگے اور وصولی بقایا کیلئے قوم کے کیلئے اور آج ہمسایہ احباب مدد لینگے۔ یہ کوئی مستحسن اور مناسب بات نہیں ہے۔ لیکن ان قومی جفاکاروں کا بدو ناش کرتے رہا جاوے جو ایک طرف تو وعدہ پر وعدہ کرتے جاتے ہیں اور اخبار بند کرنیکی صورت میں شکایت کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ بے سلوک روا رکھتے ہیں کہ زر واجب بھی نہیں دینا چاہتے چہ جائیکہ وہ اپنا قومی اخبار

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ



الحکم

چہ گویم باز گر آئی بیا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی مرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ

نمبر (۳۱) | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۴ء | جلد (۸)

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اوٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلعم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور سے تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں اور

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفر لاہور کے متعلق جو مضمون ہم بطور خود لکھنا چاہتے ہیں اور جو اس اشاعت سے شروع ہونا چاہئے تھا۔ اس سے پہلے بہت زیادہ ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی وہ پبلک تقریریں جو عام لوگوں کے سامنے مختلف اوقات میں ہوئی ہیں شائع کر دی جاویں۔ کیونکہ اس سلسلہ مضمون میں شاید کسقدر طوالت ہو جانے کی وجہ سے ان تقریروں کی اشاعت میں زیادہ دیر ہو جاوے۔
(ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

جو ۲۸۔ اگست ۱۹۰۴ء کو صبح کے سات بجے کے قریب ڈیڑھ ہزار سے زیادہ مجمع کے درمیان آپ نے فرمائی۔

ایام برکت و مسرت

سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن انکی توبہ منظور ہوئی تھی اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور انمیں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔

لیکن

یوم توبہ

یاد رکھو کہ یہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے ہی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواکرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا! اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے ؟ جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے۔ ؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں ؟

اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا) دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے + توبہ کرنے والا گنہ گار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اسکے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اسکے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بد کرتوتوں سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے + تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بد عملوں کی پاداش میں طیار ہو رہا تھا بچایا جاویگا اور اسطرح پر وہ وہ چیز پالیتا ہے جسکی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔

تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے اور اس نا امیدی اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصود کو پالے تو اس کو کس قدر خوشی حاصل ہوگی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا بار بار ذکر کیا گیا ہے احادیث اور کتب سابقہ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکلکر توبہ کے ذریعہ نئی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرف سے اسکے قریب ہو۔ عذاب الٰہی اسکے کھا جانے کو طیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو اس بُعدا اور ہجر کا موجب تھیں توبہ کرکے خدا تعالیٰ کی طرف آجاوے۔ وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے۔ اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اسکے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہو گئی ہے پھر بھی وہ توبہ کرکے امن میں داخل ہو

پس

یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ

کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے۔ اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے قریب کیا جاتا ہے۔

(اور)

اسی لحاظ سے یہہ دن جس میں ہم میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا) یوم توبہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے وعدے کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخشدئے گئے اور وہ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ کے نیچے آگیا ہے۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ اوس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو۔ بلکہ عمل کے نیچے آجاوے یہہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دئے جاویں۔ بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔

دیکھو انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا سا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات اوسکا کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے شخص نسلاً بعد نسل تلاش حریف میں رہتا ہے کہ موقع ملے تو بدلہ لیا جاوے۔ لیکن اللہ تعالےٰ بہت ہی رحیم کریم ہے انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی نسلوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ رحیم کریم خدا ستر برس کے گناہوں کو ایک کلمے ایک لحظ میں بخش دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ نہیں وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رسان اور نفع بخش ہے اور اسکو وہ لوگ خوب محسوس کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو۔

نزول بلا کی فلسفی

بہت سے لوگ اس امر سے غافل ہیں کہ انسان پر جو بلائیں آتی ہیں وہ بلا وجہ یونہی آجاتی ہیں۔ یا اون کے نزول کو انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسا خیال بالکل غلط ہے۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ ہر بلا جو اس زندگی میں آتی ہے یا جو مرنے کے بعد آئیگی جسکا ہمیں یقین ہے اسکی اصل جڑ گناہ ہی ہے۔ کیونکہ گناہ کی حالت میں انسان اپنے آپکو ان انوار اور فیوض سے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں پرے ہٹا دیتا ہے اور اس اصل مرکز سے جو حقیقی راحت کا مرکز ہے ہٹ جاتا ہے اسلئے تکلیف کا آنا اس حالت میں اسپر ضروری ہے

اقسام بلا

یہہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور انہیں مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہیں خطرناک غلطی اور گناہ ہے۔ ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور اون بلاؤں میں جو خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے کہ ان کے اسباب ہی مختلف ہیں۔

نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں انہیں انکو ایک صبر جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا او مصیبت انکے لئے مدرک الحلاوت ہو جاتی ہے وہ اس سے لذت اوٹھاتے ہیں اور روحانی ترقیوں کے لئے ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کی درجات کی ترقی کے لئے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ جو ترقیات کے لئے زینہ کا کام دیتی ہیں۔ جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اوٹھاتا۔ وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا۔

دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذت ہوتی ہے جو اسے کشاں کشاں آگے لئے جاتی ہے برخلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بدکرداری کی وجہ سے اسپر آتی ہے وہ وہ مصیبت آتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے جو اسکی زندگی اسکے لئے وبال جان کر دیتی ہے وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہہ سلسلہ مر کر بھی ختم نہیں ہوگا۔

غرض

بلاؤں کے نزول میں ہمیشہ سے قانون قدرت یہی ہے کہ جو بلائیں شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں وہ الگ ہیں اور خدا کے راستبازوں اور پیغمبروں پر جو بلائیں آتی ہیں وہ اونکی ترقی درجات کے لئے ہوتی ہیں۔

بعض جاہل جو اس راز کو نہیں سمجھتے وہ جب بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس بلا سے فائدہ اوٹھائیں اور کم از کم آئندہ کے لئے مفید سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں کہدیتے ہیں کہ اگر ہم پر مصیبت آئی تو کیا ہوا۔ نبیوں اور پیغمبروں پر بھی تو آجاتی ہیں حالانکہ ان بلاؤں کو انبیاء کے مشکلات اور مصائب سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ جہالت بھی کیسی بری مرض ہے کہ انسان اس میں قیاس مع الفارق کر بیٹھتا ہے۔ یہہ بڑا دھوکہ واقعہ ہوتا ہے جو انسان تمام انبیاء کی مشکلات کو عام لوگوں کی بلاؤں پر حمل کر لیتا ہے۔

پس

خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انبیاء اور دوسرے اخیار و ابرار کی بلائیں محبت کی راہ سے ہیں خدا تعالےٰ اونکو ترقی دیتا جاتا ہے اور یہہ بلائیں وسائل ترقی میں سے ہیں۔ لیکن جب مفسدوں پر آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انکو اس عذاب سے تباہ کرنا چاہتا ہے وہ بلائیں انکے استیصال اور نیست و نابود کرنے کا ذریعہ ہو جاتی ہیں یہہ ایسا فرق ہے کہ دلائل کا محتاج نہیں ہے کیونکہ جب اچھے آدمی جو خدا تعالےٰ کو مقدم کر لیتے ہیں اور یہہ بھی نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کیوں کرتے ہیں بہشت اور دوزخ انکے دل میں نہیں ہوتا۔ اور نہ بہشت کی خواہش یا دوزخ کا ذکر ان کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے بلکہ وہ طبعی جوش اور طبعی محبت سے خدا تعالےٰ سے محبت کرتے اور اسکی اطاعت میں محو ہوتے ہیں اپر جب کوئی بلا آتی ہے تو وہ خود محسوس کر لیتے ہیں کہ یہہ ازراہ محبت ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ان بلاؤں کے ذریعہ ایک چشمہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ سیراب ہوتے ہیں اور ان کا دل لذت سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کی محبت ایک فوارہ کی طرح جوش مارنے لگ جاتی ہے تب وہ چاہتے ہیں کہ یہ بلا زیادہ ہو تاکہ قرب الٰہی زیادہ ہو اور رضا کے مدارج جلد طے ہوں +

غرض

الفاظ وفا نہیں کرتے جو اس لذت کو بیان کر سکیں جو اخیار و ابرار کو ان بلاؤں کے ذریعہ آتی ہے۔ یہہ لذت تمام سفلی لذتوں سے بڑھی ہوئی ہے اور فوق الفوق لذت ہوتی ہے۔ یہہ مصیبت کیا ہے؟ ایک عظیم الشان دعوت ہے جس میں قسم قسم کے انعام واکرام اور پھل اور میوے پیش کئے جاتے ہیں۔ خدا اسوقت قریب ہوتا ہے۔ فرشتے اپنے مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے مکالمہ کا شرف عطا کیا جاتا ہے اور وحی اور الہام سے اسکی تسلی اور سکینت دی جاتی ہے + لوگوں کی نظر میں یہہ بلاؤں اور مصیبتوں کا وقت ہے مگر در اصل یہ اثر وقت اللہ تعالےٰ کے فیضان اور فیوض کی بارش کا وقت ہوتا ہے۔ سفلی اور سطحی خیال کے لوگ اسکو سمجھ نہیں سکتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ بلاؤں اور غموں ہی کا وقت ہے جو مزا آتا ہے اور راحت ملتی ہے۔ کیونکہ خدا جو انسان کا اصل مقصود ہے اسوقت اپنے بندے کے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن جو دیا گیا ہے غم کی حالت میں دیا گیا ہے پس تم بھی اسکو غم کی حالت میں پڑھو

غرض

غرض میں کہانتک بیان کروں کہ ان بلاؤں میں کیا لذت اور مزا ہوتا ہے اور عاشق صادق کہانتک ان سے محظوظ ہوتا ہے۔ مختصر طور پر یاد رکھو کہ ان بلاؤں کا پھل اور نتیجہ جو ابرار و اخیار پر آتی ہیں۔ جنت اور ترقی درجات ہے اور وہ بلائیں اور غم جو مفسدوں اور شریروں پر آتے ہیں انکی وجہ شامت اعمال اور تاریک زندگی ہے اور اس کا نتیجہ جہنم اور عذاب الٰہی ہے۔ پس جو شخص آگ کے پاس جاتا ہے ضرور ہے کہ وہ اس کی سوزش سے حصہ لے اور اسے محسوس کرے اور اسے دکھ پہونچے لیکن جو ایک باغ میں جاتا ہے یقینی امر ہے کہ اس کے پھلوں اور پھولوں کی خوشبو سے اور اس خوبصورت نظارہ کے مشاہدہ سے لذت پاوے۔

عذاب الٰہی بلا کا علاج

اب واضح رہے کہ جس حالیں وہ بلائیں جو شامت اعمال کیوجہ سے آتی ہیں اور جسکا نتیجہ جہنمی زندگی اور عذاب الٰہی ہے ان بلاؤں سے جو ترقی درجات کے طور پر اخیار و ابرار کو آتی ہیں الگ ہیں کیا کوئی ایسی صورت بھی جو انسان اس عذاب سے نجات پاوے؟

اس عذاب اور دکھ سے رہائی کی بجز اس کے کوئی تجویز اور علاج نہیں ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے جب تک سچی توبہ نہیں کرتا یہہ بلائیں جو عذاب الٰہی کے رنگ میں آتی ہیں اسکا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا جو اس بارے میں اسنے مقرر فرما دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی جب تک کوئی قوم اپنی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی اللہ تعالےٰ بھی اسکی حالت نہیں بدلتا۔

خدا تعالےٰ ایک تبدیلی چاہتا ہے اور وہ پاکیزہ تبدیلی ہے جب تک وہ تبدیلی نہ ہو عذاب الٰہی سے رستگاری اور مخلصی نہیں ملتی۔ یہہ خدا تعالےٰ کا ایک قانون اور سنت ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی کیونکہ خود اللہ تعالےٰ نے ہی یہ فیصلہ کر دیا ہے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

پس

جو شخص چاہتا ہے کہ آسمان میں اسکے لئے تبدیلی ہو یعنی وہ ان عذابوں اور دکھوں سے رہائی پائے جو شامت اعمال نے اسکے لئے طیار کئے ہیں اس کا پہلا فرض یہہ ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی کرے جب وہ خود تبدیلی کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے موافق جو اوس نے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں کیا ہے اسکے عذاب اور دکھ کو بدلا دیتا ہے۔ اور دکھ کو سکھ سے تبدیل کر دیتا ہے۔

جب انسان کے اندر تبدیلی کرتا ہے تو اوس کے لئے ضرور نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو بھی دکھاتا پھرے وہ رحیم کریم خدا جو دلوں کا مالک ہے اسکی تبدیلی کو دیکھ لیتا ہے کہ یہہ پہلا انسان نہیں ہے۔ اسلئے وہ اسپر فضل کرتا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نماز روزہ اور دوسرے اشغال اذکار سے ریا کیا کرتا تھا۔ تاکہ لوگ اسے ولی سمجھیں۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگ اسے ریاکار سمجھتے تھے یہانتک کہ بچے بھی جس راستہ سے وہ گذرتا تھا اسکو ریاکار اور فریبی کہا کرتے تھے۔ ایک رات تک اسکی حالت ایسی ہی رہی۔ آخر اس نے سوچا کہ اس طریق سے کوئی فائدہ تو نہیں ہوا بلکہ حالت بدتر ہی ہوئی ہے اس لئے اسکو چھوڑ دینا چاہئے۔ پس اس نے چھوڑ دیا اور ملامتی فرقہ کا سا طریق اختیار کر لیا مسلمانوں میں ملامتی ایک فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور بدیوں کو ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگ انہیں برا کہیں۔ اسیطرح پر وہ اپنی نیکیوں کو چھپانے لگا۔ اور اندر ہی اندر اللہ تعالےٰ سے سچی محبت کرنے لگا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھا ہے کہ جس کوچہ سے گذرتا عام لوگ اور بچے بھی اسے کہتے کہ خدا رسیدہ ہے

دلی ہے بزرگ ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کرنا مشک اور عطر کی طرح ہے۔ جو کسی طرح پر چھپ نہیں سکتا یہی تاثیریں ہیں۔ سچی توبہ میں جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اوس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے پھر اوسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خدا اوس کے دوستوں کا دوست اور اوس کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور وہ تقدیر جو شامت اعمال سے اوس کے لئے مقرر ہوتی ہے وہ دور کی جاتی ہے۔
اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کسقدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور یہہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اوس کا حافظ اور نگران ہو جاتا ہے۔ اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے۔ اور ان منصوبوں سے جو دشمن اسکے لئے طیار کرتے ہیں اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہہ فضل اور برکت کسی سے خاص نہیں بلکہ جسقدر بندے ہیں خدا تعالےٰ کے ہی ہیں اسلئے ہر ایک شخص جو اوس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر کی پیروی کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہو گا۔ جیسے یہ شخص توبہ کر چکا ہے وہ ہر ایک سچی توبہ کرنے والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ پس یہ توبہ جو آج اسوقت کی گئی ہے یہہ مبارک اور عید کا دن ہے اور یہہ عید ایسی عید ہے جو کبھی میسر نہیں آئی ہوگی ایسا نہ ہو کہ تھوڑے سے خیال سے ماتم کا دن بنا دو۔ عید کے دن اگر ماتم ہو تو کیسا غم ہوتا ہے کہ دوسرے خوش ہوں اور اس کے گھر ماتم ہو موت تو سب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جس کے گھر عید کے دن موت ہو وہ کسقدر ناگوار ہوگی۔
قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان ایک نعمت کی قدر نہیں کرتا۔ وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ دیکھو جن چیزوں کی تم قدر کرتے ہو اون کو صندوقوں میں بڑی حفاظت سے رکھتے ہو۔ اگر ایسا نکرو تو وہ ضائع ہو جاتی ہے اسیطرح اس مال کا جو ایمان کا مال ہے چور شیطان ہے اگر اس کو بچا کر دل کے صندوقوں میں احتیاط سے نہ رکھو گے تو چور آئیگا اور لے جائیگا۔ یہہ چور بہت ہی خطرناک ہے دوسرے چور جو اندھیری راتوں میں آکر نقب لگاتے ہیں وہ اکثر پکڑے جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں لیکن یہہ چور ایسا ہے کہ اسکی عمر بہت ہے اور ابھی پکڑا نہ جائیگا یہہ اسوقت آتا ہے جب گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے کیونکہ چور اور روشنی میں دشمنی ہے۔ جب انسان اپنا منہ خدا کی طرف رکھتا ہے اور اسی کی طرف رجوع اور توجہ کرتا ہے تو وہ روشنی میں ہوتا ہے اور شیطان کو کوئی موقع اپنی دستبرد کا نہیں ملتا۔
پس کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہمیشہ روشنی رہے اگر غفلت بڑھ گئی تو یہہ چور آئیگا اور سارا اندوختہ لے جائیگا اور برباد ہو جاؤگے۔ اسلئے اس اندوختہ کو احتیاط اور اپنی راستبازی اور تقویٰ کے ہتھیاروں سے محفوظ رکھو یہہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے ضائع ہونے سے کچھ حرج نہ ہو۔ بلکہ اگر یہہ اندوختہ جاتا رہا۔ تو ہلاکت ہے اور ہمیشہ کی زندگی سے محروم ہو جاؤگے۔

تنبیہ اور تبلیغ

یاد رکھو یہہ طاعون کے دن ہیں معلوم نہیں ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے شروع میں کیا ہو؟ جہانتک خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ بہت خطرناک دن آنے والے ہیں اس لئے ہر ایک شخص جو چاہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے غضب سے محفوظ رہے وہ اسیوقت سے طیاری کرے جب تک غضب الٰہی نازل نہیں ہوتا اور اس کے آثار نمودار نہیں ہوتے تو ہر شخص واجب الرحم ہوتا ہے لیکن جب آثار نمودار ہو جاویں پھر عذاب نہیں ٹلتا۔
بہت سے لوگ بیباک اور جرأت کرنے والے ہوتے ہیں وہ شوخی سے کہہ دیتے ہیں کہ صدہا وبائیں بلائیں اور ہیضے وغیرہ آتے ہیں ایسا ہی طاعون بھی ہے۔ لیکن یہہ ان کی بدبختی اور شقاوت ہے جو ایسی جرأت پیدا ہوتی ہے وہ نہیں جانتے کہ یہ برے دنوں کی نشانی ہے جب بلائیں دنیا میں آتی ہیں اور دنیا کو تباہ کرتی ہیں۔ تو شامت اعمال سے ہی آتی ہیں۔ ہمیشہ سے گناہ ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ ان صورتوں میں ہی عذاب اور بلا آئی ہے اور ان گناہوں کے بدلے میں سزا دی گئی ہے۔ پھر یہہ شوخی اچھی نہیں اس کا نتیجہ بہت ہی برا ہے یہہ وقت تو ایسا ہے کہ خدا سے صلح کرو اور پاک تبدیلی کرو۔ نہ یہہ کہ شوخی و شرارت سے پیش آؤ۔
یاد رکھو یہہ طاعون ایک خطرناک عذاب الٰہی ہے جو اسوقت نازل ہوا ہے اس کو حقیر مت سمجھو اس کا انجام اچھا نہیں ہے خدا تعالےٰ کی کتابوں میں یہہ ایک نشان مقرر کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے نشانوں کو جو شخص حقارت سے دیکھتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے۔
میں کھول کھول کر بیان کرتا ہوں کہ اس عذاب کی مخلصی کے لئے سچی توبہ اور پاک تبدیلی کی ضرورت ہے اور بجز اس کے چارہ نہیں۔
پس ابھی وقت ہے اس کے لئے طیاری کرو۔ شوخیوں اور شرارتوں سے باز آجاؤ۔ میں یہہ بات بھی بیان کرنی چاہتا ہوں کہ
مسیح موعودؑ کے زمانہ کے بہت سے نشانوں میں سے دو بڑے نشان ہیں جن میں سے ایک آسمان پر ظاہر ہوگا اور دوسرا زمین پر۔
آسمان کا نشان تو یہہ تھا کہ اوس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پر سورج اور چاند کو گرہن ہوگا۔ چنانچہ کئی سال گذرے یہہ نشان پورا ہو گیا اور نہ صرف اس ملک میں بلکہ دوسری جگہ امریکہ میں بھی پورا ہوا۔
دوسرا نشان یہی طاعون کا نشان تھا جو زمینی ہے۔ یہہ نشان بدن پر لرزہ ڈالدینے والا نشان ہے کئی سال سے یہ بلا اس ملک میں نازل ہو رہی ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ابھی تک غفلت اور بدمستی اسی طرح ترقی پر ہے۔
میں جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ آخر اس طاعون کی اسقدر شدت ہو جائیگی کہ دس میں سے سات مر جائیں گے۔ اور بعض بستیاں بالکل تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔
جہانتک اللہ تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابھی بہت خطرناک دن آنے والے ہیں۔ اسلئے میں ہر ایک کو جو سنتا ہے کہتا ہوں کہ دیکھو اسوقت ہر ایک نفس کو چاہیئے کہ اپنے نفس اپنی بیوی بچوں اور دوستوں پر رحم کرے۔
میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ رجوع کرنے والوں پر اپنا فضل کر دیتا ہے اور یہہ عذاب ٹل سکتا ہے پس چاہیئے کہ ہر شخص کوشش کرے اور سچی توبہ اور پاک تبدیلی کے ساتھ خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگے۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں سے بھی بعض آدمی طاعون سے مر گئے ہیں ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ موت تو ہر نفس کے لئے مقرر ہے اور ایک نہ ایک دن سب کو مرجانا ہے۔
اور طاعون سے صحابہ میں سے بھی بعض شہید ہو گئے تھے۔ غرض موت سے تو چارہ نہیں امیر و غریب ہندو مسلمان زن و مرد سب مرتے ہیں لیکن کسی موت پر اتنا رحم نہیں آتا جیسا اس موت پر کہ گھر کا گھر تباہ ہو جائے اور قفل لگ جاوے۔ اس لئے اول نسبت قایم کرو کہ ایسی موتیں کن لوگوں میں ہوئی ہیں۔
اس کے سوا یہہ بھی یاد رکھو کہ ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کا صحیح علم کہ وہ ایمان میں کس درجہ تک ہیں اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اب وہ لاکھ سے بھی زیادہ جماعت ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ کس حد تک کس کا ایمان ہے البتہ قیاسی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض کامل الایمان ہیں اور بعض اوسط درجہ کا ایمان رکھتے ہیں اور بعض ابھی ناقص درجہ پر ہیں۔

ایمان کے تین درجے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
منھم ظالم لنفسہ و منھم مقتصد و منھم سابق بالخیرات۔ یعنی تین قسم کے مومن ہوتے ہیں ایک تو ظالم لنفسہ ہوتے ہیں۔ انہیں گناہ کی آلائش موجود ہوتی ہے۔ بعض میانہ رو اور بعض سراسر نیک ہوتے ہیں اب ہمیں کیا معلوم ہے کہ کون کس درجہ اور مقام پر ہے۔ ہر ایک شخص کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ الگ معاملہ ہے جیسا کوئی اس سے تعلق رکھتا ہے ویسا ہی وہ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ جو لوگ کامل الایمان ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اسے امتیاز دے گا کیونکہ مومن اور کافر کے درمیان ایک فرقان رکھا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مومن سے وہ مراد نہیں ہے کہ صرف زبان تک ہی اس کی قیل و قال محدود ہو۔ اور صبح وہ ایمان کا کام کرے تو شام کو کفر کا کرے۔ ایک لقمہ وہ تریاق کا کھاتا ہے اور دوسرا زہر کا بھی کھا لیتا ہے ایسے شخص کو وہ فرقان اور امتیاز جو مومن کے مقرر کیا گیا ہے نہیں دیا جاتا۔ تم خود ہی سوچ لو کہ وہ مریض جو پرہیز نہیں کرتا ہے خواہ اوسکو کیسے ہی شفا بخش نسخے دے جاویں اور وہ کتنے ہی مجرب کیوں نہ ہوں لیکن اگر وہ پرہیز نہیں کرتا تو وہ نسخے اسکو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔
پس یہی حال بیعت کا ہے۔ اگر کوئی شخص بیعت تو کرتا ہے لیکن شرائط بیعت کو پورا نہیں کرتا اور اپنے اندر پاک تبدیلی جو بیعت کا اصل مقصد ہے نہیں کرتا تو وہ اپنے لئے وبال جان ہو جاتا ہے ہاں کامل الایمان اگر ہے اسکے ساتھ فرقان رکھا جاتا ہے اگر یہہ امتیاز نہ ہوتا تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ اور خدا تعالےٰ پر ایمان مشکل ہو جاتا۔ اس قسم کے نشانوں سے ہی خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان پیدا ہوتا ہے۔
اب میں پھر اس اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے مرے ہیں۔
اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ صحابہ میں سے جو بعض طاعون سے شہید ہوئے وہ اون کے لئے عذاب نہ تھی بلکہ صحابہ کا گروہ بڑھتا۔ اور ان کے لئے موجب شہادت ہوئی۔ دوسروں کے لئے وہ طاعون تباہی اور بربادی کا باعث ہوئی۔ یہی فرق ہے اگر کسی مومن کو طاعون ہو جاوے وہ اس کے لئے شہادت ہے۔ اور دوسروں کے لئے تباہی کا موجب۔ باایں ہمہ جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایک امر فارق ہوتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مومن کے ساتھ ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اسکو ایک بیّن امتیاز عطا کرتا ہے اور اسکو تباہ کرنا نہیں چاہتا۔ اسکی وہی مثال ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبت آتی ہے اور دوسروں پر بھی جو ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بڑھتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور دوسرے تباہ اور ذلیل ہوتے ہیں پس دہریوں کی طرح دھوکہ مت کھاؤ۔
وہاں اور رنگ ہے اور یہاں اور رنگ ہے۔ اس کے علاوہ یہہ بھی خوب غور سے سنو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں لڑائیاں ہوتی تھیں۔ اور وہ لڑائیاں عذاب کے رنگ میں تھیں کیونکہ کافر بار بار سوال کرتے تھے کہ آپ ہمیں کوئی نشان اور معجزہ دکھاؤ کہ ہم پر پتھر برسیں انکے بار بار کے سوالات پر ان کو وعدہ دیا گیا کہ میں تمہیں نشان دکھاؤں گا۔ اور وعدہ دیا گیا کہ وہ نشان تلوار کے ذریعہ ظاہر ہوگا۔ اب

صاف ثابت ہے کہ وہ عذاب کافروں کے واسطے تھا مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان جنگوں میں (جو قہری نشان کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے) صحابہ بھی شہید ہوئے۔ اب کیا کوئی یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ صحابہ جو شہید ہوئے تھے معاذ اللہ وہ تلوار ان کے لئے بھی عذاب تھی؟ ہرگز نہیں بلکہ صحابہ کی شہادت تو قوم کی ترقی اور فتوحات کا باعث ہوئی صحابہ کی قوم بڑھ گئی اور بالمقابل مخالفوں کا نام و نشان مٹ گیا اور ستیاناس ہو گیا اب کوئی پتہ دے سکتا ہے کہ ابوجہل کی اولاد کہاں ہے؟ اسکی بیخ کنی ہو گئی یہی مثال سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح پر اس میں شک نہیں کہ طاعون عذاب کی صورت میں نازل ہوا ہے اور اگر ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے فوت ہوئے ہیں تو اسپر شور مچانا یا اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ غور طلب یہہ امر قرار دینا چاہئے کہ کس طاعون سے نقصان کس کا ہوا اور فائدہ کسکو پہونچا؟ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جب طاعون شروع ہوئی ہے۔ اسوقت میری جماعت کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ مگر اسوقت دو لاکھہ سے بھی یہہ جماعت بڑہی ہوئی ہے اور یہہ ترقی طاعون کے سبب سے بھی ہوئی ہے طاعون نے میری جماعت کو بڑھایا ہے۔ اور مخالفوں کو گھٹایا ہے۔

مجھے وعدہ دیا گیا تھا کہ طاعون تیری ترقی کا موجب ہو گی سو اس وعدہ کے موافق یہہ جماعت بڑہ رہی ہے اور دو لاکھہ تک بڑہی ہے مگر مخالفوں کا تو دوہرا نقصان ہوا ہے کچھہ ان میں سے قبروں میں گئے ہیں اور کچھہ ہمارے پاس آگئے ہیں۔

اگر ہمارا نقصان اس سے ہوتا تو یہ جماعت جو بہت ہی مختصر اور قلیل تھی بالکل تباہ ہو جاتی اور آج کوئی اس کو جاننے والا بھی نہ ہوتا ان واقعات کو مدنظر رکھکر معترض کو چاہئے کہ دیکھے کیا یہہ اعتراض کوئی شے ہے؟

طاعون کی خبر آج سے نہیں ۲۳ برس سے براہین احمدیہ میں شایع ہو چکی ہوئی ہے اور اس لئے یہہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ بلکہ یہہ عظیم الشان قہری نشان ہے۔

غرض

طاعون نے ہمیں نقصان نہیں پہونچایا بلکہ فائدہ ہی دیا ہے اس کے ساتھہ ہی میں یہہ بھی ضرور کہتا ہوں کہ ایمان کے طبقات ہیں جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اسلئے ان طبقات کے لحاظ سے جو شخص کامل الایمان ہے وہ نافع الناس وجود ہے تبلیغ دین کرنے والا ہے وہ اللہ تعالٰے کے نزدیک قابل قدر ہے وہ طاعون سے ضرور بچایا جائیگا۔ بعض آدمی جنکی ایمانی حالت کمزور ہوتی ہے اور وہ اس درجہ پر نہ پہونچے ہوئے ہوں جہاں اللہ تعالٰے کی کو مومن کہتا ہے۔ اور ان کی ضرورت بھی کم ہو پھر ان میں سے کوئی اگر فوت ہو جاوے تو اس میں کیا حرج ہے۔ میں یہہ خوب جانتا ہوں کہ ایمان کے درجات ہیں اور ہر درجہ پر برکت ملتی ہے لیکن انمیں باہم فرق ضرور ہوتا ہے۔

دیکھو اسوقت آفتاب کی روشنی ہے آنکھیں کھلی ہیں ہر ایک چیز دور و نزدیک کی صاف اور واضح نظر آتی ہے جب آفتاب کی سلطنت ختم ہو جائیگی تو رات آئیگی اور عالم ہی اور ہوگا۔ اگرچہ اسوقت چاند یا ستاروں کی روشنی ہوگی مگر ان روشنیوں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا۔ ایسا ہی ایمان کے مراتب میں ترقی جریم ہے ایمان بھی ایک روشنی ہے۔ جس جس درجہ پر ایمان پہونچتا ہے اسی مرتبہ کے موافق روشنی اور پھل پاتا ہے جو چاہتا ہے کہ عمر زیادہ ہو اور اس قہری نشان میں ایک امتیاز پیدا کرے۔ اسکو لازم ہے کہ وہ کامل الایمان ہو اور اپنے وجود کو قابل قدر بنا دے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ لوگوں کو نفع پہونچاوے اور دین کی خدمت کرے۔ چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ

یہہ خوب یاد رکھو کہ عمر کہانے پینے سے لمبی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی اصل راہ وہی ہے جو میں نے بیان کی ہے بہت سے لوگ ہیں جو صرف کہانے پینے کو ہی زندگی کی غرض و غایت سمجھتے ہیں حالانکہ زندگی کی یہہ غرض نہیں۔

سعدی کہتا ہے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر دن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

جب انسان کا ایک اصول ہو جاوے کہ زیستن از بہر خوردن است اسوقت اس کی نظر پر نہیں رہتی بلکہ وہ دنیا کے کار و بار اور تجارت ہی میں منہمک ہو جاتا ہے اور خدا تعالٰے کی طرف توجہ اور رجوع کا خیال بھی نہیں رہتا۔ اسوقت اسکی زندگی قابل قدر وجود نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ

یعنی میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم اوسکی بندگی نکرو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہیضہ کی خطرناک وبا پڑی تھی اس سے پہلے اللہ تعالٰے نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ یہہ نظارہ دکھایا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک بہت بڑی لمبی نالی ہے جسپر قصابوں نے بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور چھریاں ان کی گردنوں پر رکھی ہوئی ہیں وہ آسمان کیطرف منہ کرکے دیکھہ رہے ہیں گویا آسمانی حکم کا انتظار کرتے ہیں میں پاس ہی ٹہل رہا ہوں اتنے میں میں نے یہی آیت پڑہی۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ

یہہ آیت سنتے ہی اونہوں نے چھریاں پھیر دیں اور وہ بھیڑیں تڑپنے لگیں انکو تڑپتے دیکھہ وہ قصاب بولے کہ تم کیا ہو؟ گوہ کہانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ غرض اس کے بعد ہیضہ کی وہ خطرناک وبا پڑی۔ پس جو انسان خدا تعالٰے کی طرف توجہ نہیں کرتا اسکا رتبہ اور قدر اس سے زیادہ نہیں ہوتا۔

کچھہ اپنی نسبت ﴿ بالآخر میں یہہ ... کہتا ہوں کہ میری نسبت جو مخالف لوگ مخالفت کرتے ہیں اور میرا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ دعائیں کرتے اور خدا تعالٰے سے میری نسبت کشف حقایق چاہتے تو ان کی آنکھیں کھل جاتیں۔ مگر افسوس ہے کہ اونہوں نے مخالفت میں حد سے زیادہ حصہ لیا اور میرے دعاوی پر نہ غور کی اور نہ میری کتابوں کو پڑھا اور نہ میری باتوں کو تعصب سے خالی ہو کر سنا۔ وہ مجھے دجال اور مفتری تو کہتے ہیں۔ مگر وہ اس امر پر غور نہیں کرتے۔ کہ کیا دجال اور مفتری بھی اس قسم کی کامیابی حاصل کیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر یہہ انسان کا اپنا سلسلہ ہوتا تو کبھی کا تباہ ہو جاتا۔ کیونکہ اس کے تباہ کرنے میں ہر طرف سے مخالفانہ کوشش ہو رہی ہے اور جب خدا تعالٰے کے بھی خلاف ہوتا تو وہ بھی اس کا دشمن ٹھہرتا۔ پھر کیا وجہہ ہے؟ کہ یہہ بجائے تباہ ہونے کے ترقی کر رہا ہے اسکی وجہہ یہی ہے کہ یہہ خدا کی طرف سے ہے انسانی کاروبار نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ میرا یہہ دعویٰ آج نہیں ہوا ہے بلکہ ۲۴ سال سے میں دعوے کر رہا ہوں۔ کہ خدا تعالٰے میرے ساتھہ ہمکلام ہوتا ہے اور اوس نے مجھے مامور کیا ہے۔

انسانی گورنمنٹ میں اگر کوئی شخص جھوٹا ملازم سرکار بنے تو وہ فوراً پکڑا جاتا ہے۔ اور سزا پاتا ہے تو یہہ ایسا اندھیر ہے کہ خدا تعالٰے کی گورنمنٹ میں ایک شخص مامور ہونے کا مدعی ہے اور بجائے اسکے کہ وہ پکڑا جاتا اور تباہ کیا جاتا اسے ترقی مل رہی ہے۔ کوئی بتا دے کیا جھوٹوں کے ساتھہ ایسا معاملہ ہوتا ہے؟ براہین احمدیہ چھپی ہوئی موجود ہے اس شہر میں اس کے بہت سے نسخے ہونگے اسکو پڑہو اور دیکھو کہ جو کچھہ اس میں درج ہے کیا آج بہت سی باتیں انمیں سے پوری نہیں ہو چکیں؟ اور کیا کوئی منصوبہ باز کر سکتا ہے کہ اسقدر عرصہ دراز پہلے جب کہ اپنی زندگی کا بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ ایک بات کہے اور پھر اتنے عرصہ کے بعد جس میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے وہ پوری ہو جاوے۔

میں جانتا ہوں کہ اسی شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں مجھے جاننے والے کتنے تھے میں سچ کہتا ہوں کہ میں ایک گمنامی کی حالت میں تھا سال بھر میں بھی کبھی ایک خط نہ آتا تھا۔ لیکن اس گمنامی کے زمانہ میں علیم و خبیر خدا نے مجھے خبر دی جو براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ کہ ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جبکہ فوج در فوج لوگ تیرے پاس آئیں گے میں لوگوں کو کہنچ کہنچ کر لاؤں گا۔ اور مالی نصرتیں بھی آئیں گی اور دنیا میں تیری شہرت ہو جائیگی۔ جیسے لکھا ہے

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ

اور پھر فرمایا

یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

اور پھر فرمایا۔

وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ

یعنی اب وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کی جاوے تیرے پاس دور دور راہوں سے لوگ آئیں گے اور دور دراز جگہوں سے تجھے تحایف اور مالی نصرتیں آئیں گی۔ اور پھر فرمایا کہ تیرے پاس کثرت سے مخلوق آئیگی اس لئے تو کمیں سے انکو قبول کرنا اور ان کی کثرت سے تھک نہ جانا غرض اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جو نہ صرف عربی زبان میں ہوئے۔ بلکہ فارسی میں ہوئے اردو میں ہوئے اور انگریزی میں بھی ہوئے جسکو میں جانتا بھی نہیں۔ اور ایک لمبا سلسلہ ان الہامات اور پیشگوئیوں کا چلا گیا ہے۔ اور جہاں براہین ختم ہوتی ہے وہاں یہہ الہام ہوا۔

دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا پر خدا اوسکو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کروں گا۔

مجھے حیرت آتی ہے جب میں ان لوگوں کے منہ سے سنتا ہوں کہ کوئی نشان دکھاؤ۔ ان نشانات پر وہ غور نہیں کرتے اور انکو حقیر سمجھتے ہیں۔

افسوس!

اور اور نشان مانگتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالٰے قادر ہے وہ نشان پر نشان دکھا رہا ہے۔ لیکن یہہ دانشمندی اور تقویٰ کا طریق نہیں ہے کہ پہلے نشانوں کو چھوڑ دیا جاوے۔ ان نشانوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھو مولوی محمد حسین صاحب وہ شخص ہیں کہ انسے بڑھکر کسی نے عداوت کا نمبر نہیں لیا۔ انہوں نے بنارس تک پھر کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا اور ہر قسم کی مخالفت میں اونہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی اب باوجود اس مخالفت کے اسکو قسم دیکر پوچھو کہ جب تم نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا اور یہہ پیشگوئیاں اور نشان اسمیں موجود تھے اسوقت ہمارا کیا حال تھا۔ کہاں تک میری شہرت تھی اور کسقدر لوگوں کو تعلق تھا۔ اور کیا اب ان الہامات کے موافق یہہ نشانات جو پورے ہوئے ہیں آپ بنائے گئے ہیں۔؟ اسوقت موجود تھے یا نہیں؟ اور اونہوں نے پڑھے تھے یا نہیں؟ اگر پڑھے تھے تو پھر سچ سچ کہو کہ ایسے زمانہ میں جب یہہ دعا سکھائی تھی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اور اس میں آپ گواہی دیتا ہے کہ میں اکیلا ہوں وہ الہامات جو جماعت کی ترقی اور میری قبولیت کے متعلق ہیں عظیم الشان نشان ہیں یا نہیں؟ اگر تعصب اور سنگ دل مانع نہ ہو تو اقرار کرنا پڑے گا۔

پھر اسی براہین میں یہ بھی موجود ہے کہ علماء ممانعت کریں گے کہ ترقی نہ ہو۔ لیکن میں ترقی دونگا اور یہہ سب لوگ جانتے ہیں اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسقدر مخالفت ہو رہی ہے۔ اور کیا اس مخالفت سے یہہ سلسلہ رک گیا یا اس نے ترقی کی؟ اگر کوئی ایسی نذیر دنیا میں موجود ہے اور کوئی شخص ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے جس میں ایک عرصہ پہلے

ایسی پیشگوئیاں درج ہوں اور وہ پوری ہوئی ہوں یقیناً یاد رکھو کہ کسی مفتری یا کذاب سے ایسا سلوک نہیں کیا جاتا اور اسقدر مہلت اور فرصت اسے نہیں دی جاتی اگر کوئی ایسا مفتری یا کذاب پیش کیا جاوے تو ہم قبول کرلیں گے پھر ایسی مخالفت کے متعلق یہہ خبر بھی دی گئی تھی کہ ہر مخالفت کرنے والا اپنے منصوبوں اور تجویزوں میں ناکام اور نامراد رہے گا خواہ وہ مولوی ہو یا فقیر ہو یا امیر ہو کوئی ہو اور اتنک واقعات نے اس امر کو سچا ثابت کر دکھایا ہے۔

اور میں کھلے دل سے بیان کرتا ہوں کہ میں خدا تعالےٰ کی اِن پیشگوئیوں اور اِن مکالمات پر جو میرے ساتھہ ہوتے ہیں ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ خدا کی دوسری کتابوں پر ایمان لاتا ہوں۔ اوس نے یہہ بھی مجھے فرمایا ہے کہ میں تجھے بہت برکت دوں گا۔ یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے وہ زمانہ خواہ کبھی آنے والا ہو۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح ہوگا۔ اس زمانہ کے لوگ دیکھیں گے یا اون کے بیٹے یا اون کے بیٹے غرض یہ ہوگا۔ ضرور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک نقطہ یا شعشہ نہ ٹلے گا۔

غرض

یہہ نشانات ہیں جنپر غور کرنا چاہیئے۔ اور ٹھنڈے دل سے سوچو کہ مفتری کو یہہ تائیدیں نہیں ملا کرتیں پھر بعض لوگ یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نشانات کو کیا کریں قرآن شریف کے خلاف مسائل پیش کیئے جاتے ہیں۔

مجھے ایسا کہنے والوں پر بھی افسوس آتا ہے کہ اگر ان کا قرآن شریف پر ایمان ہوتا تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے کیونکہ ہم نے بارہا ظاہر کیا ہے اور کتابوں میں شایع کیا ہے کہ ہم قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اگر کوئی شخص ایک آیتہ کا بھی انکار کرے وہ گمراہ اور جہنمی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے وہ کافر ہے مگر کیا کروں یہہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا نہیں مانتے اور انکار کرتے ہیں کہ مجھ میں اور ان میں بھی اختلاف ہے کہ یہہ لوگ کہتے ہیں کہ آیتہ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ الآیۃ کی ترتیب جو قرآن شریف میں ہے صحیح نہیں ہے مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے کلام کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا یا گمان کرنا خطرناک بے ادبی اور شوخی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی ترتیب صحیح ہے اور اسی لئے اسکے یہہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔ مگر یہہ لوگ اس ترتیب کو غلط (معاذ اللہ) ٹھیراتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ رافعک الیّ کی جگہہ رافعک الی السماء الثانیہ چاہیئے۔ اور اس کے بعد متوفیک چاہیئے۔ گویا کہ ان کے اعتقاد کے موافق خدا تعالےٰ کو غلطی لگی اس نے کہنا تو یہہ تھا یا عیسٰی انی رافعک الی السماء الثانیہ ومتوفیک اور کہدیا یہہ جو آیت میں درج ہے۔ اب میں قرآن کو چھوڑتا ہوں اور امر کے خلاف کہتا ہوں یا یہہ خود کرتے اور کہتے ہیں۔ انصاف سے بولو اگر یہہ تحریف نہیں تو کیا ہے۔ اسی پر مجھے کہا جاتا ہے کہ قرآن کے خلاف ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن کی تحریف ہے جس سے یہودیوں پر لعنت پڑی اور وہ سور اور بندر بنے یہودی جو تحریف کرتے تھے اون کے متعلق بھی یہی فرمایا ہے یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔

اور جب تم بھی اسی قسم کی تحریف کرتے ہو تو قرآن شریف پر تمہارا اچھا ایمان ہے۔

میں زور سے کہتا ہوں کہ کیا وہ دل خدا ترس ہے اور اس میں تقویٰ کا حصہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے کلام میں تصرف کرنا چاہتا ہے اگر تم سچے ہو اور تحریف نہیں کرتے تو پھر وہ حدیث صحیح پیش کرو جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رافعک الی [illegible] کی بجائے رافعک الی السماء الثانیہ چاہیئے اور یہہ متوفی سے پہلے ہے قرآن شریف میں جو لکھا ہوا ہے "غلط ہے" اور تم سن رکھو کہ ہرگز ہرگز کوئی شخص ایسی حدیث صحیح پیش کرنے پر قادر نہ ہوگا۔

جسقدر صاحب یہاں موجود ہیں۔ آخر ہوش و حواس رکھتے ہیں وہ انصاف سے کہیں کہ اگر کوئی شخص تمسک کو الٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ جعلسازی کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں اور وہ اس جعلسازی کی سزا میں جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ پھر یہہ اندھیر کیوں روا رکھا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے کلام کو الٹ پلٹ کیا جاوے۔ خدا سے ڈرو یہہ بہت خطرناک دلیری ہے۔ ہاں اگر صحیحین میں کوئی حدیث درج ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسطرح پیر فرمایا ہے تو پیش کرو ہم مان لیں گے لیکن اگر تم پیش نہ کرو اور نہیں کرسکوگے۔ تو یہہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ کہ خود کہدو اور دوسری غلطیوں کو قرآن شریف کی شرح کہا لو ہم بار بار تم سے پوچھیں گے کہ بخاری یا مسلم میں دکھاؤ کہ اس میں لکھا ہے کہ رافعک الی السماء الثانیہ پڑھا کرو۔

دیکھو ان باتوں پر غور کرو میرا یہہ مدعا نہیں کہ ہر ایک شخص محض اس وجہہ سے کہ وہ میرے ساتھہ عداوت رکھتا ہے اور تعصب نے اوس کے جوش کو بڑھا دیا ہے بے اختیار بول اوٹھے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ میں محض خدا تعالےٰ کے لئے کہتا ہوں انسان کی جھوٹی منطق کبھی ختم نہیں ہوتی ہے اس لئے میں مقابلہ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ لیکن میں اپنے دل میں مخلوق کی ہمدردی اور بہبودی کے لئے ایک جوش رکھتا ہوں جو خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اسلئے سچے دل سے کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ نے اپنے پاک کلمات سے مجھے خبر دی ہے۔ مت سمجھو کہ میں بیہودہ طور پر کہتا ہوں۔ بلکہ سچ سچ یہی بات ہے پس جلد بازی نہ کرو کہ جلدی صحیح نتیجہ پر پہنچنے سے روک دیتی ہے میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ اپنے سینے اور دل کو تھام نہیں سکتے اور یہہ مرض کثرت سے پھیل گیا ہے کہ مخالفت کی وجہہ سے حق بات پر کبھی غور نہیں کرتے اور یونہی کوئی بات سنی منہ پر جھاگ آجاتی ہے اور پھر جو زبان پر آتا ہے کہ دیتے ہیں مگر یاد رکھو یہہ امر تقویٰ کے خلاف ہے متقی کی زبان ڈرتی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کوئی بات منہ سے نکالے۔

میرا معاملہ اگر سمجھہ میں نہیں آتا تو طریق تقویٰ یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگو تاکہ وہ وہ خود تم پر اصل حقیقت کھولدے۔ خدا تعالےٰ کے کلام کی بے حرمتی نہ کرو ورنہ طریق نجات بھول جانے کا اندیشہ ہے۔ آج وقت ہے بصیرت سے کام لو۔

قرآن شریف قانون آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے اگر ہم اس میں تبدیلی کریں تو یہہ بہت ہی سخت گناہ ہے تعجب ہوگا کہ ہم یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر قرآن شریف کے لئے وہی روا رکھتے ہیں۔

مجھے اور بھی افسوس اور تعجب آتا ہے۔ کہ وہ عیسائی جلی کتابیں فی الواقع محرف مبدل ہیں وہ تو کوشش کریں کہ تحریف ثابت نہ ہو اور ہم خود تحریف کرنے کی فکر!!!

دیکھو افترا کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کے کلام میں تحریف کرنا یہہ بھی افترا ہے اس سے بچو۔

غرض

قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر مسیح کی وفات کا وعدہ دیتی ہے۔ اور جسقدر وعدے اس آیت میں رافعک الیّ سے شروع ہو کر آخر تک ہیں وہ ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں کہ پورے ہو گئے حالانکہ وہ سب بعد وفات ہیں پھر وفات کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔

علاوہ بریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخبر صادق ہیں جو مسلمان کہلا کر بھی آپ پر ایمان نہیں لاتا اور آپ کو مخبر صادق تسلیم نہیں کرتا وہ بڑی بد ذاتی کرتا ہے۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ میں نے مسیح کو دوسرے آسمان پر یحیٰی کے پاس دیکھا ہے اب کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہے یا نہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت وفات یافتہ نہ تھے بلکہ زندہ تھے تو پھر اس سوال کا کیا جواب ہے؟ کہ ایک وفات یافتہ سے کیا تعلق ہے؟ ان کی تو روح بھی ابھی قبض نہیں ہوئی تھی۔ ادنےٰ فہم کا آدمی بھی سمجھہ سکتا ہے کہ مردے کے پاس تو مردا ہی ہوسکتا ہے پھر یہہ کیا ہوا کہ مردے کے پاس زندہ جا بیٹھا!

یہہ صرف اپنی ہی غلطی ہے ورنہ سچ یہی ہے کہ حضرت مسیح بھی مر کر ہی یحیٰی علیہ السلام کے پاس گئے ہیں جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے قول سے یعنی قرآن شریف سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل یعنی رویت سے ثابت کر دیا۔ جو اس قول اور فعل کو نہیں مانتا اسے پھر میں کیا کہوں۔

ان دو گواہوں کے بعد اور کس گواہ کی حاجت ہے پھر یہاں تک ہی بات نہیں خود حضرت مسیح کا تو صاف اقرار بھی موجود ہے اور اس آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے تو اس سارے قضیہ کا فیصلہ ہی ہو جاتا ہے اس آیت سے پہلی آیتوں میں اسبات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح سے قیامت کے دن سوال کرے گا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ میری ماں کو اور مجھکو خدا بنا لو۔ حضرت عیسٰے اپنی بریت میں عرض کریں گے کہ میری کیا مجال تھی جو میں ایسی تعلیم دیتا۔ میں تو جب تک ان میں رہا انکو تیری توحید ہی کی تعلیم دیتا رہا جو تو نے مجھے دی تھی لیکن جب تو نے مجھہ کو وفات دیدی پھر تو ان پر نگران تھا اب غور کا مقام ہے کہ انی متوفیک میں جو وعدہ تھا وہ اس آیتہ فلما توفیتنی سے پورا ہوتا ہے ماسوا اسکے یہہ آیت حضرت مسیح کی موت اور اون کی دوبارہ آنے کے متعلق ایک فیصلہ کن آیت ہے اور یہہ اس قرآن کی آیت ہے جسکا حرف حرف محفوظ ہے اور جسکی حفاظت کا ذمہ وار خود اللہ تعالےٰ ہے جب کہ اس نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

افسوس مسلمانوں نے اس کتاب کی قدر نہیں کی!!! اس آیت میں مسیح علیہ السلام نے اپنی بریت دو صورتوں سے کی ہے اوّل تو یہہ کہ میری زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے کیونکہ میں انکو توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ دوم جب مجھے وفات دیدی مجھے کچھہ خبر نہیں۔

اب غور طلب امر یہہ ہے کہ حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہی ہیں تو صاحبو! پھر ان کے اس اقرار کے موافق یہہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابھی تک عیسائی بگڑے بھی نہیں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں وہ صحیح ہے حالانکہ یہہ واقعات صحیح کے خلاف ہے۔ عیسائی ضرور بگڑ چکے ہیں۔

صاحبو! اگر مسلمانوں کے اس خیالی عقیدہ زندہ آسمان پر جانے کو لیکر اور اس آیت کے موافق عیسائی مسلمانوں پر اعتراض کریں کہ ہماری تعلیم تمہارے اقرار کے موافق بگڑی نہیں ہے تو کیا جواب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہہ امر تو حضرت مسیح کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور زندگی تسلیم ہے تو پھر دوسری تعلیموں کے انکار کے لئے کیا عذر ہے!!!

میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ قرآن شریف پر ایمان لاویں اور وہ یہی ہے کہ مسیح کی وفات پر ایمان لاویں۔

دوسری بات جو اس آیت میں فیصلہ کی گئی ہے وہ اُن کی دوبارہ آمد کا مسئلہ ہے مسلمانوں میں غلطی سے یہہ عقیدہ مشہور ہوگیا ہے جس کی کوئی اصل نہیں کہ وہی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس برس تک اس دنیا میں رہیں گے صلیبوں کو توڑیں گے اور کافروں سے جنگ کرینگے وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کا مقام ہے کہ ایک نبی صادق کی نسبت یہہ عقیدہ رکھنا کہ اس نے جھوٹ بولا یہہ تو بے ایمانی ہے۔ ایک شخص اگر عدالت کے سامنے، جھوٹ بولے تو وہ حلف دروغی کی سزا پاتا ہے پھر علیم و خبیر عالم الغیب خدا کے حضور قیامتہ کے دن کسی نبی کو جھوٹ بولنے کی جرأت کب ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

لیکن یہہ عقیدہ جو میں نے ابھی بیان کیا ہے تسلیم کر لیا جاوے اور اس کو صحیح مانا جاوے تو پھر قرآن شریف چھوڑنا پڑے گا اور حضرت مسیح کو معاذ اللہ خدا تعالےٰ کے حضور قیامتہ کے دن جھوٹ بولنے والا قرار دینا پڑیگا۔ کیونکہ اگر یہہ سچ ہے کہ وہی مسیح اوتر آئے گا۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے سامنے ان کا یہہ جواب کہ **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم** صحیح نہیں کیونکہ ان کو تو اسوقت یہہ کہنا چاہئے کہ چالیس سال تک آسمان سے اوتر کر پھر زمین پر رہا اور میں نے جنگیں کیں۔ صلیبیں توڑیں اور خنزیروں کو مارا۔ کفار کو مسلمان کیا حالانکہ ان کے جواب میں ان باتوں میں سے کسی کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

پھر خدا کے واسطے سوچکر جواب دو کیا تم یہہ تجویز کرو گے کہ حضرت مسیح نے معاذ اللہ جھوٹ بولا اور کیا یہہ نبی کی شان ہے کہ خدا کے سامنے جھوٹ بولے جو شخص یہہ اعتقاد رکھتا ہے اور قرآن پر حملہ کرتا ہے وہ بدذات اور جہنمی ہے ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ملعون ہیں جو ہمسی بات کے لئے قرآن شریف پر حملہ کرتے ہیں۔

پس

یہہ آیت مسیح کی وفات اور اون کی دوبارہ آمد کے متعلق قول فیصل ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ وفات پاچکے ہیں اور وہ دوبارہ نازل نہیں ہونگے اور قرآن شریف سچا اور حضرت مسیح کا جواب بھی سچا ہے۔

ہاں

یہہ امر کہ آنیوالے مسیح سے پھر کیا مراد ہے تو یاد رکھو کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا اور اپنی تائیدوں نصرتوں اور نشانوں کے ساتھ اسے ثابت کیا وہ یہی ہے کہ آنیوالا اسی امت کا **ایک فرد کامل** ہے اور خدا تعالےٰ کی کھلی کھلی وحی نے ظاہر کیا ہے کہ وہ آنے والا

میں ہوں

جو چاہے قبول کرے۔

میرا یہہ **دعوےٰ** نرا دعویٰ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ زبردست ثبوت ہیں جو ایک سلیم الفطرت اور متقی کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ جب کسی مامور کو بھیجتا ہے تو تین ذریعوں سے اس کی سچائی کو ثابت کرتا اور اتمام حجت کرتا ہے۔

اوّل نصوص کے ذریعہ یعنی پہلی شہادتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔

دوم نشانات کے ذریعہ جو اس کی تائید میں اور اسکے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔

سوم عقل کے ذریعہ۔

بعض اوقات یہ تینوں ذریعہ جمع ہوجاتے ہیں اور اسوقت خدا تعالےٰ کے فضل سے یہہ سب ذریعہ میری سچائی کو ثابت کر رہے ہیں۔

پس

نصوص کے لئے یاد رکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بخاری اور مسلم میں جس آنے والے کی خبر دی ہے اسکے لئے یہی فرمایا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ بخاری اور مسلم میں **منکم** کا لفظ موجود ہے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ من بنی اسرائیل۔ (بلکہ آنے والے مسیح اور مسیح ناصری کا حلیہ بیان کرکے فرق کردیا ہے (ایڈیٹر)

اور قرآن شریف میں سورۂ **نور** میں استخلاف کے وعدہ میں بھی **منکم** فرمایا ہے۔ اب جبکہ قرآن اور حدیث کے نصوص آنے والے کو اسی امت سے ٹھہراتے ہیں یا باہر سے لاتے ہیں۔ اور قرآن شریف یہی زمانہ مسیح موعود کے آنے کا ظاہر کرتا ہے۔

دوم نشانات۔ وہ نشانات جو میری تائید میں ظاہر ہوچکے ہیں اور جو میرے ہاتھ پر پورے ہوئے ہیں انکی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے زندہ گواہ اسوقت لاکہوں انسان موجود ہیں میں نے اپنی کتاب نزول المسیح میں ڈیڑہ سو کے قریب نشان لکھے ہیں۔ اور بعض کا نقشہ بھی ذکر کیا ہے۔ تاہم وہ نشان جو میرے لئے ظاہر ہوئے وہ بھی تھوڑے نہیں ہیں اور انسانی طاقت میں یہہ نہیں کہ وہ ان باتوں کو اپنے لئے خود جمع کرے۔

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مسیح موعود اسوقت آئیگا جب چھ ہزار سال کا دور ختم ہوگا۔ اور عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک وہ وقت آگیا ہے۔

۲- قرآن شریف سے یہی ثابت ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئیگا جب کہ مسیح چودھویں صدی میں آیا تہا۔ (ایڈیٹر)

۳- پھر قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہوجائیں گے۔

جبکہ قرآن شریف میں ہے **وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** اور حدیث صحیح میں ہے۔ **وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْهَا**۔

اب آپ لوگ جانتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بھی ریل طیار ہو رہی ہے اس عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ ایک اخبار والے نے لکھا ہے کہ مکہ مدینہ والے بھی یہہ نظارہ دیکھیں گے کہ اونٹوں کی قطاروں کی بجائے ریل گاڑی وہاں چلے گی۔

قرآن شریف میں جو فرمایا **وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** اسکے متعلق نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ **عشار** حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں اسلئے یہہ لفظ اللہ تعالےٰ نے اختیار فرمایا۔ تاکہ یہہ سمجھ آجاوے کہ اسی دنیا کے متعلق ہے۔ کیونکہ حاملہ ہونا تو اسی دنیا میں ہوتا ہے۔

اسی طرح نہروں کا نکالے جانا۔ چھاپے خانوں کی کثرت اور اشاعت کتب کے ذریعوں کا عام ہونا اسی قسم کے بہت سے نشان ہیں۔ جو اسی زمانہ سے مخصوص ہے اور وہ پورے ہوگئے ہیں۔

ایسا ہی کسوف خسوف کا نشان جو رمضان میں ہوا یہہ حدیث اکمال الدین اور دار قطنی میں موجود ہے پھر حج کا بند ہونا بھی نشان تہا وہ بھی پورا ہوا۔ ایک ستارہ نکلنے کی نشانی تہی وہ بھی نکل چکا۔ طاعون کا نشان تہا وہ بھی پورا ہوگیا۔

غرض میں کہانتک بیان کرتا جاؤں یہہ ایک لمبا سلسلہ ہے طالب حق کے لئے اسقدر کافی ہیں۔

پھر

تیسرا ذریعہ عقل ہے۔ اگر عقل سے کام لیا جاوے اور زمانہ کی حالت پر نظر کی جاوے تو صاف طور پر ضرورت نظر آتی ہے۔

غور سے دیکھو **اسلام** کی حالت کیسی کمزور ہوگئی ہے اندرونی طور پر تقویٰ طہارت اوٹھ گئی ہے اوامر و احکام الٰہی کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اور ارکان اسلام کو ہنسی میں اوڑایا جاتا ہے۔ اور بیرونی طور پر یہہ حالت ہے کہ ہر قسم کے معترض اس پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنی حملہ کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کا نام و نشان مٹا دیں۔

غرض جس پہلو سے دیکھو اسلام کمزور ہوگیا ہے۔ وہ اسلام جس میں ایک بھی مرتد ہوجاتا تو قیامت آجاتی اس میں تیس لاکہ آدمی مرتد ہوچکا ہے۔ کیا ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ کا وعدہ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ** پورا ہوتا۔ اگر اسلام کی خبر نہ لی جاتی تو پھر اور کونسا وقت آنیوالا تہا۔

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

کیا خدا تعالےٰ اسوقت نصرت کرنے کا جب یہہ نام مٹ جائیگا۔ ایک طرف حدیث میں یہہ وعدہ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا۔ مگر اسوقت جو عین ضرورت کا وقت ہے کوئی مجدد نہ آئے؟ تعجب ہے تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تو وہ زمانہ کہ چودہ سو تک نبی آتے رہے اور یہہ امت جو خیر الامۃ کہلاتی ہے اور خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ باوجود امت مرحومہ کہلانے کے اس میں جب آئے تو دجال آئے اور پھر ایک دو نہیں تیس دجال گویا خدا کو خطرناک دشمنی ہے وہ اسکو ایسا اشتباہ کرنا چاہتا ہے کہ نام و نشان نہ رہے۔ افسوس! میری مخالفت میں یہہ لوگ ایسے اندھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے حضور شوخی اور بے ادبی کرنے سے باز نہیں آتے اسکو عملی طور پر وعدوں کا فرار دیتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان کرتے ہیں۔ دیکھو — میں کھول کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نفسوں پر رحم کرو

اس پیغمبر کی شان میں جو افضل الرسل ہے یہہ بے ادبی نکرو۔ کہ حضرت مسیح کو اس سے افضل قرار دو کیا تم نہیں جانتے کہ آپ کی وفات پر صحابہ کی کیا حالت ہوئی تہی وہ دیوانہ وار پہرتے تہے آپ کی زندگی انکو ایسی عزیز تہی کہ حضرت عمر رضہ نے تلوار کھینچ لی تہی کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو میں اوس کا سر اوڑا دوں گا۔

اس شور پر حضرت ابوبکر رضہ آئے اور اونہوں نے آگے بڑھ کر آپؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا کہ آپ پر خدا دو موتیں جمع نکرے گا اور پھر یہ آیت پڑہی۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل**۔ یعنی آنحضرت بھی ایک رسول ہیں آپ سے پہلے جسقدر رسول آئے ہیں سب وفات پاگئے ہیں صحابہ نے جب اس آیت کو سنا تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہہ آیت اب اوتری ہے انہوں نے معلوم کیا کہ آپ کے مقابلہ میں کوئی اور زندہ نہیں ہے۔

تم میں وہ عشق اور محبت نہیں جو صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تہی۔ ورنہ تم یہہ کبھی روا نہ رکھتے کہ مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل زندہ کہتے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر صحابہ کے سامنے اسوقت کوئی کہتا کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں تو انمیں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔ وہ اسقدر آپ کے عشق اور محبت میں فنا شدہ تہے۔

حسان بن ثابت نے اسموقعہ پر ایک مرثیہ لکہا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ
فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے میرے پیارے نبی تو تو میری آنکھوں کی پتلی تہی گیا۔ اور میرے دیدوں کا نور تہا بس میں تو تیرے مرنے سے اندہا ہوگیا اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں عیسیٰ مرے یا موسےٰ مرے کوئی مرے مجھ کو تو تیرے ہی مرنے کا غم تہا۔

صحابہ کی تو یہہ حالت تہی مگر اس زمانہ میں اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ نہیں افضل الانبیاء وفات پاگئے اور حضرت مسیح زندہ ہیں۔ افسوس مسلمانوں کی حالت کیا سے کیا ہوگئی میں خوب جانتا ہوں اور اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا پہلا اجماع مسیح کی وفات ہی پر ہوا تہا۔ پھر انکے خلاف کرنا یہہ کونسی عقلمندی اور تقویٰ ہے۔

میں یہہ مانتا ہوں کہ یہہ غلطیاں امتداد زمانہ کیوجہ سے ہیں۔ تقویٰ نہیں رہا۔ جہالت بڑھ گئی ہے روحانیت کا ہونا کم ہوگیا ہے راہ راست محجوب ہوگیا ہے۔ اور یہی امور ہیں جو **میری ضرورت کے داعی** ہیں۔

میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ ان باتوں پر غور کرو سوچو گھروں میں جاکر تنہائی میں سوچو کہ تم چاہتے ہو کہ اسلام اور سو سال تک آفتوں کا نشانہ بنا رہے اگر اتبک کوئی نہیں آیا تو پھر صدی کا سر تو چلا گیا بائیس برس گذر چکے اب اور سو سال تک انتظار کرو لیکن یاد رکھو کہ اگر مجھے قبول نہ کروگے تو پھر تم کبھی بھی آنے والے موعود کو نہیں پاؤگے۔

میں نے اتنی باتیں کی ہیں بعض مخالفوں کو فائدہ کی بجائے جوش آئیگا اور وہ بارجبت کیطرف توجہہ کرینگے بہتر ہے

حضرت اقدس کی تیسری تقریر

(جو ۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو بارہ ہزار سے زاید آدمیوں کے مجمع میں آپ نے حاضرین کی بے حد خواہش سے کی ۔ ایڈیٹر)

میں آپ سب صاحبوں کا شکر کرتا ہوں کہ آپ نے نہایت صبر اور خاموشی کے ساتھ میرے لیکچر کو سنا۔ میں ایک مسافر آدمی ہوں اور کل صبح انشاء اللہ چلا جاؤں گا۔ لیکن میں اس شکر اور خوشی کو ساتھ لیجاؤں گا۔ اور یاد رکہونگا کہ باوجود اختلاف رائے کے جس کی وجہ سے عموماً جوش پیدا ہو جاتا ہے آپ نے نیکی اور نیک اخلاق اور آہستگی سے میرے مضمون کو سنا میں یہ جانتا ہوں اور خود محسوس کرتا ہوں کہ مدت کے خیالات کو چھوڑنا سہل اور آسان نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کیسے ہی غلط کیوں نہ ہوں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ کہ انسان اپنے اندر علمی یا عملی تبدیلی کر سکے۔ لیکن جو اخلاق آپ نے دکھائے ہیں۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے عام طور پر یہ اجتماعی رنگ دکہایا ہے۔ وہ ایسا وقت اور زمانہ بھی لاوے۔ کہ دلوں میں بھی اتحاد اور اجتماع ہو۔ اس ملک کے تفرقہ نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اس ملک کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت بڑا اتحاد اور اتفاق تھا اور باوجود اختلاف مذاہب بھی انہیں قابل قدر میل ملاپ تھا۔ مگر اس زمانہ میں فرق آگیا۔ اور خدا کرے کہ یہ دور ہو جائے۔

یاد رکہو کہ تنگ دلی اور تنگ ظرفی کا نشان ہے، کہ انسان اختلاف شریعت و مذہب کی وجہ سے اخلاق کو بھی چھوڑ دے اختلاف رائے اور چیز ہے اور اخلاق اور۔ یہ انسانی اخلاق کی خوبی اور کمال ہے کہ باوجود اختلاف رائے کے اخلاقی کمزوری نہ دکہائے۔ آج کے جلسہ نے مجھے ایک تازہ امید دلائی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو یہ میل جول ترقی کرے گا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک طبیعت میں یہ استعداد نہیں ہوتی۔ کوئی شخص صبر اور خوش خلقی سے ایک مخالف رائے کو سن سکے۔ وہ اپنی رائے کو سنکر چپ نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے یہ خاموشی اور صبر مجھے امید دلاتا ہے۔ کہ اچھے نتیجے پیدا ہوں گے یہ بھی خوبی کی بات ہے کہ جب مخالف رائے کو سنے تو فوراً جواب دینے کو تیار نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ تو محض ہار جیت کی خواہش ہوگی لیکن اس رائے کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کیلئے اس پر صبر سے فکر کرنا چاہیئے اسی سے علم و حکمت پیدا ہوتی ہے اور علم و حکمت کی ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے بہتر ہے۔ دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم و حکمت کو فنا نہیں ہے۔ پس جو جلدی نہیں کرتا۔ بلکہ فکر کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے بصیرت اور معرفت عطا کر وہ اس حکمت کے خزانہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ آپ صاحبان اس خزانہ کے حاصل کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

میں آپ صاحبوں کی خدمت میں ادب عجز اور تواضع سے عرض کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ سنایا گیا ہے۔ آپ اس پر توجہ کریں۔ تاکہ میری محنت ضایع نہ ہو۔ جو کچھ میری قلم سے نکلا ہے اور میرے دوست مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ کسی کی دلآزاری یا استخفاف مذہب کی نیت سے نہیں لکہا بلکہ خدا گواہ ہے اور اس سے بہتر کون گواہ ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے سچے دل سے لکہا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے لکہا ہے اور میں جانتا ہوں۔ ع

سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل

چونکہ فرصت بہت کم ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بعض نے نہ سنا ہو۔ اس لئے ہم نے چہپوا دیا ہے اور شرط گنجائش ملسکتا ہے۔ پس اسکو پڑھکر توجہ کریں۔ اور مذہبی مخالفت کو عام مخالفت کا ذریعہ نہ بنادیں۔

مذہب تو اس لئے ہوتا ہے۔ کہ اخلاق وسیع ہو۔ جیسے خدا کے اخلاق وسیع ہیں۔ کوئی ہزاروں گالیاں اسے دے۔ وہ اس پر پتھر نہیں برسا دیتا۔ پس اسیطرح حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہو سکتا۔ تنگ ظرف خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی وہ دوسرے بزرگوں کو بھی بدنام کرتا ہے میں اس سے منع نہیں کرتا۔ کہ اختلاف مذہب بیان نہ کرو بیشک نیک نیتی سے اختلاف بیان کرو مگر اس میں تعصب اور کینہ کا رنگ نہ ہو۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات دو چار سال سے نہیں بلکہ صدہا سال سے چلے آتے ہیں۔ اس لئے خدا کرے کہ بہت سے دلوں میں جوش ڈالدے۔ کہ جو ان تعلقات کو دور نہ ہونے دیں۔ یہ بھی یاد رکہو کہ مذہب صرف قیل و قال کا نام نہیں۔ بلکہ جب تک عملی حالت نہ ہو کچھ نہیں خدا اُس کو پسند نہیں کرتا جسقدر بزرگ اسلام میں یا ہندوؤں میں اوتار وغیرہ گذرے ہیں۔ ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے عمل سے اُن سچائیوں کو جن کا وہ وعظ کرتے تھے ثابت کر دکہایا ہے۔ قرآن شریف میں بھی یہی تعلیم ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے آپکو درست کرو جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہیں ہے۔ وہ اگر زبان سے کام لیگا تو وہ مذہب کو بچوں کا کہیل بنا دے گا۔ اور حقیقت میں ایسے ہی مصلحوں سے ملک کو نقصان پہونچا ہے۔ ان کی زبان پر تو منطق اور فلسفہ جاری رہتا ہے مگر اندر خالی ہوتا ہے...

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نہایت خیر خواہی سے کہہ رہا ہوں خواہ کوئی میری باتوں کو نیک ظنی سے سنے یا بدظنی سے۔ مگر میں کہوں گا کہ جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ پہلے خود روشن ہو۔ اور اپنی اصلاح کرے دیکہو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاشی مارنا آسان ہے۔ لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے۔ وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے قدیم زمانہ کے رشی اور اوتار جنگلوں اور بنوں میں جا کر اپنی اصلاح کیوں کرتے تھے وہ آجکل کے لکھوں کی طرح زبان نہ کہولتے تھے جبتک خود عمل نہ کر لیتے تھے یہی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کی راہ ہے۔ جو شخص دل میں کچھ نہیں رکہتا اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کیطرح ہے جو جہگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بہر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجھی جاتی ہے۔

اس وقت میری نصیحت یاد رکہیں آج کے بعد آپ مجھے یہاں نہ دیکہیں گے اور میں نہیں جانتا کہ پہر موقع ہو یا نہو لیکن ان لفظوں کو سننے کی کوشش کرو میری نسبت خواہ آپ کا کچھ ہی خیال ہو لیکن یہ سمجھکر کہ ع

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نوشت است پند بر دیوار

میری نصیحت پر عمل کرو جو شخص خود زہر کہا چکا ہے وہ دوسروں کی زہر کا کیا علاج کرے گا اگر علاج کرتا ہے تو خود بھی مریگا اور دوسروں کو بھی ہلاک کریگا کیونکہ زہر اس میں اثر کر چکا ہے اور اس کے حواس چونکہ قائم نہیں رہے اس لئے اس کا علاج بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔ غرض جسقدر تفرقہ بڑہتا جاتا ہے اس کا باعث وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبانوں کو تیز کرنا ہی سیکہا ہے یہ بھی یاد رکہو کہ میرا یہ مذہب نہیں کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جہوٹے ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ وہ خدا جو تمام مخلوق کا خدا ہے وہ سب پر نظر رکہتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک ہی قوم کی پرواہ کرے اور دوسروں پر نظر نہ کرے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عالم کے دورے کیطرح کبہی کسی قوم پر وہ وقت آجاتا ہے اور کبہی کسی پر۔ میں کسی کیلئے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ کہ راجہ رام چندر اور کرشن جی وغیرہ بھی خدا کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکہتے تھے۔ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ان کی نندیا توہین کرتا ہے اسکی مثال کنوئیں کے مینڈک کی سی ہے جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہے جہاں تک ان لوگوں کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مجاہدات کئے اور کوشش کی کہ اسی راہ کو پائیں۔ جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔

پس جس شخص کا یہ مذہب ہو۔ کہ وہ راستباز نہ تھے۔ وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے۔ کیونکہ اس میں فرمایا ہے۔

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی کوئی قوم اور امت ایسی نہیں گذری جسمیں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔

میں باوا نانک صاحب کو بھی خدا پرست سمجھتا ہوں۔ اور کبہی پسند نہیں کرتا کہ ان کو برا کہا جائے میں ان لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جن کے دل میں خدا تعالیٰ اپنی محبت آپ بٹھا دیتا ہے۔ پس ان لوگوں کی پیروی کرو۔ اور دل کو روشن کرو۔ پہر دوسروں کی اصلاح کیلئے زبان کہولو۔ اس ملک کی شائستگی اور خوش قسمتی کا زمانہ تب آئیگا جب نری زبان نہ ہوگی۔ بلکہ دل پر وارد ہوگا۔ پس اپنے تعلقات خدا تعالیٰ سے زیادہ کرو۔ یہی تعلیم سب نبیوں نے دی ہے اور یہی میری نصیحت ہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

مرآت العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر دلیپ سنگھ بہادر مرحوم والی پنجاب نے پورا اور دس ہزار روپے خرچ کرکے تیار کرایا تہا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اولیوں اور حکیموں کے حالات بہی اسمیں مرقوم ہیں۔ قیمت ۸ روپیہ

ملنے کا پتہ
وکٹوریہ پیپر آفس سیالکوٹ

عام خبر کرد و کراشر بخش احمد جان

نالکان میں تمام شہر کرکے کو لودھیانہ پنجاب دیسی نرخ سے کرنے نصف نئے و جدید جنتری مندرجہ بالا و دیگر مفت بلانگٹ نصف قیمت سے لگاکر تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلات

رذیل کون ہوتے ہین

ایک صاحب مسمی حسن علی احمدی سنقام ر وانہ اردو بازار ضلع گورکھپور سے لکھتے ہین کہ یہان اگر کوئی شخص حایک یعنے بافندہ وغیرہ قوام کی اقوام مین سے جماعت احمدیہ مین داخل ہو تو مخالفین طعن و تشنیع اور ملامت کرتے اور اس کو کہتے ہین کہ جب کوئی خرابی ملت و مذہب مین واقع ہوتی ہے تو اول ایسی قومون سے شروع ہوا کرتی ہے۔ سائل کہتا ہے کہ اس قسم کے اعتراضات سے ہمارے ہم جماعت رنجیدہ خاطر ہوتے ہین۔

واضح ہو کہ اس قسم کے اعتراضات سابق انبیاء و اولیاء اور ان کے پیرو کون پر بھی ہوتے رہے ہین دیکھو پارہ ۱۲۔ سورہ ہود مین قوم نوح علیہ السلام کے رؤسا و امراء کا یہی اعتراض نوح علیہ السلام پر ہے کہ تیرے پیرو و تابعدار رذیل اور کمینے و نیچ ہین بڑے آدمی تیری تابعداری نہین کرتے۔ اس اعتراض کا کا جواب جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم مین نوح علیہ السلام کی طرف حکایۃً بیان فرمایا ہے قیامت تک وہی کافی ہے

اعتراض از جانب کفار

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ۔

جواب از جانب نوح علیہ السلام

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ وَيَا قَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتُهُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ ... وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔ ترجمہ پس قوم نوح کے منکر سرداروں نے کہا اے نوح ہم تجھ کو ایک معمولی اپنی شکل کا آدمی دیکھتے ہین اور ہم دیکھتے ہین کہ تیری پیروی کرنے والے رذیل یعنے نیچ و کمینے ہین اور بے عقل سے ان کو ہم پر کوئی فضیلت نہین ہم ان کو جھوٹا گمان کرتے ہین۔ جواب نوح سے لوگو تم کچھ تو سوچتے دیکھو مین اپنے پروردگار کی طرف سے اور بین دلایل پر قایم کیا گیا ہون جنکو نہ ماننے کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہین۔ اوس نے مجھ پر اپنی رحمت بھیجی ہے وہ تمکو دکھائی نہین دیتی۔ مین اس رحمت مین تمکو کس طرح شامل کرون جبکہ تم اوس کو ناپسند کرتے ہو۔ اے لوگو مین تم سے کچھ بدلہ اس تبلیغ پر نہین مانگتا میرا اجر خداوند تعالیٰ کے ذمہ ہے جن لوگون نے مجھے مان لیا ہے (جنکو تم رذیل و کمینے سمجھتے ہو) مین انکو کبھی نہ نکالونگا کیونکہ رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہو گئی ہے اپنے پروردگار کی طرف سے اون کو اس ایمان لانے کا بہلا بدلہ و ثواب ضرور ملیگا۔ بلکہ مین تو تم کو ہی نادان دیکھتا ہون (جن لوگون کے دلون مین خدا تعالےٰ نے ایمان لانے کیلئے القا کیا اور وہ میرے ساتھ شامل ہوگئے خواہ وہ امیر ہون یا غریب) اگر مین تمہارے کہنے سے اونکو کہدیدون تو خداوند تعالےٰ کے عذاب سے مجھے کون مدد کرکے بچائیگا تم فکر اور سوچ کیون نہین کرتے ہو۔ مین نہین کہتا کہ مین فرشتہ ہون اور جن کو رذیل و کمینے سمجھکر تمہاری آنکھین حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین مین نہین کہتا کہ خداوند تعالیٰ اون کو اس ایمان لانے کے بدلے کوئی بھلائی اور ثواب نہین دیگا کوئی امیر ہو یا غریب اگر وہ خلوص دل سے ایمان لائے تو ان کو ضرور ثواب ملیگا اون کے دلون کا اچھا واقف کار خداوند تعالیٰ ہی ہے اگر مین اونکو کہدیدون یعنی اپنی شمولیت سے الگ کر دون تو اسوقت ظالم ٹھیرتا ہون۔ پھر وہی سائل پوچھتا ہے

کہ مالکون مین کیا رذالت ہے

اگر رذالت کو معنے برائے و قباحت سمجھتے ہو تو یہ غلط فہمی ہے کیونکہ اکثر خادم اقوام مین عابد و زاہد و پارسا بہ نسبت بڑی اقوام کے زیادہ ہوتے ہین اور ابتدائی زمانہ سے سارے انبیاء و اولیاء کی صداقت و تصدیق کا حصہ زیادہ تر غریب لوگون نے لیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ سے سب سے پہلے خادم و غریب اقوام کو حصہ لیا ہے پس سچ رکھو کہ حق و حکمت و سچائی کی تصدیق غریبون و ادنی لوگون سے شروع ہوتی آئی ہے۔ دیکھو پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین۔ بَدَأَ الدِّينُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا۔ یعنی دین اسلام کی ابتدا غریب لوگون سے شروع ہوئی اور آخر زمانہ مین بادشاہون اور بڑی قومون سے دین اسلام نکلکر غریبون مین باقی رہیگا دیکھو صحیح بخاری مین یہ بات مشرح ہو چکی ہے پھر اگر رذالت کے معنے چھوٹائی ضروری سمجھو تو یہ صحیح ہے۔ مشاہدہ کا انکار کس طرح ہو سکے دنیا مین قومون کی چھوٹائی و بڑائی فاتح و مفتوح کس طرح خیال کیگئی ہے ہمیشہ فاتح بڑا اور مفتوح چھوٹا کہلاتا ہے ہمیشہ خادم چھوٹا اور مخدوم بڑا کر ... ہین سے سمجھ سکتے ہو کہ جو اقوام خادم ... ہین اگر وہ دیندار و پرہیزگار ہین خواہ ... بافندہ یا آہنگر یا حجام وغیرہ ہون وہ ... تعالیٰ کے نزدیک افضل و اکرم ہین۔

سائل نے بعد ازین مسئلہ کفو کی بابت استفسار کیا ہے کہتا ہے کہ اگر یہ قومین خراب و بری نہین تو ان کی دوسری بڑی اقوام کے ساتھ کیون نہیں رشتہ کی واضح ہو کہ کفو بلحاظ اسلام تمدن و دنیا ... مین ہے۔ قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یعنی اے لوگو ہم نے تمکو ایک ہی مرد و ایک ہی عورت سے پیدا کیا اور تمہاری کئی شاخین اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تمہاری آپسمین شناخت و پہچان باقی رہے یعنی اقوام خادم و مخدوم مین تمیز باقی رہے اور دنیا کی انتظام مین کوئی خلل واقع نہ ہو۔ خادم بننے سے انسان برا نہین ہوجاتا بلکہ بسا خادم از مخدوم بہتر خواہند بود خداوند تعالیٰ کے نزدیک اکرم و اشرف انسان تو متقی پرہیزگاری ٹھیرائے گئے ہین خواہ وہ کسی قوم سے ہون جیسا کہ فرمایا تعالیٰ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ جو انسان تم مین سب سے زیادہ متقی و پارسا ہوگا وہی خداوند تعالیٰ کی نزدیک بڑا اور شریف ہے موجودہ زمانہ کی بعض علماء و سجادہ نشین جن کی آبا و اجداد سالہا سال سے ان خادم اقوام خیاط۔ آہنگر۔ حایک وغیرہ تھے ہم بچشم خود دیکھتے ہین کہ اون کو بعض امرا و رؤسا نے بلحاظ تقوی اپنی بیٹیان نکاح کرکے دیدین۔ خدا تعالیٰ کی کلام کی صداقت اس تجربہ و مشاہدہ نے صاف کر دکھا دی۔ کہ بالحقیقت خدا تعالیٰ کے نزدیک شریف و کریم انسان وہی ہین جو پارسا و پرہیزگار ہین اور اس کی یہ سبق ہی ملتا ہے کہ بسا اوقات خادم تقوی و پارسائی سے مخدوم بنجاتا ہے۔ چنانچہ دیکھو شارح درمختار نے علماء کا کفو بادشاہ سے ثابت کیا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اوس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ علماء مین سے کس قوم کی عالم کا کفو بادشاہ سے ملتا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہان بھی فتوی عمومیت پر ہی ہے پس یہ جو شرح وقایہ مین لکھا ہے فحائک او حجام و کناس او دباغ لیس بکفو لعطار او بزاز او صراف و به یفتی۔ یعنی بافندہ اور حجام یا جاروب کش و چمڑہ کا کام کرنے والی کا کفو دوا فروش اور بزاز اور صراف سے نہین ملتی اور اس پر فتوی ہے پس یہ بات انتظام تمدن دنیا کی رو سے ہے۔ چنانچہ امام محمد فرماتے ہین۔ الشدید من الامور التی تکون شینا فی الاخرۃ فلا تبتنی احکام الدنیا علیہ۔ خداوند تعالیٰ نے تو صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ قومون کی فضیلت خدا تعالیٰ کی نزدیک کسب اور باپ دادون کی بڑائی کی سبب نہین ہوتی بلکہ تقوی و پرہیزگاری کے سبب ہوتی ہے حتیٰ کہ صالح مرد اور صالح عورات کا کفو بدکار عورات و بدکار مرد کو فقہاء نے ناجائز کہا ہے اگرچہ ایک جانب سے مرد یا عورت مین قومیت کی بڑائی ہو چنانچہ شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۔ فلیس فاسق کفوا لبنت الصالح۔ یعنی بدکار آدمی صالح مرد کی بیٹی کا کفو نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی امیر اور شریف زادہ ہو اور اسکو جذام و آتشک ہو گئی ہو تو جیسے کہ چھوٹا یعنی ادنیٰ قوم کا آدمی بھی اسکو اپنی بیوی بیٹی نہین دیگا۔ اور اس کے ساتھ رشتہ قایم کرنے سے نفرت ظاہر کریگا پھر جس انسان کے اندر کفر و شرک و بدعات کا جذام و کوڑھ موجود ہو تو اسکی ہمتائی اور اسکا کفو خداوند تعالیٰ نے کس کے ساتھ ثابت کیا ہو خواہ وہ کوئی شاہزادہ ہی ہو اسکا جواب ہر ایک فہیم و دانشمند و خود اس عالم کے پاس ہی ہوگا کہ اس کا رشتہ ابو جہل و ابولہب و فرعون اور اس کے اعوان و انصار سے ثابت ہوگا۔

ع کفر را کفو ہست بوجہل لعین
کفو اسلام است ختم المرسلین

عاجز عبدالحی ... اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم

مقدمات کا حال

ہمارے مقدمہ مین جیسا ناظرین کو معلوم ہوچکا ہے عدالت کی کل کارروائی ختم ہو چکی ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۴ کو مجسٹریٹ صاحب نے ۱۵ ستمبر ۱۹۰۴ کو فیصلہ سنانے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہ خبر لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار مین شائع ہوئی تھی۔ اس خبر نے ہمارے بعض دور کے احباب کو قدرتی طور پر بہت مشتاق بنا دیا یہانتک کہ ۱۶ ستمبر کی ڈاک مین خطوط کے بعض جوابی تار کے ذریعہ فیصلہ کی خبر مانگی گئی۔ لیکن ہم عام اطلاع کے لئے لکھتے ہین کہ ہمارے مقدمہ مین جیسا کہ معلوم ہوا ہے یکم اکتوبر ۱۹۰۴ کو مجسٹریٹ صاحب فیصلہ سنائین گے۔

مقدمہ بنام حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام مین شہادت صفائی گذر رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ آج طلبیدہ گواہ ختم ہوجائیں اور پھر وہ گواہ باقی رہین جو بذریعہ عدالت طلب نہیں ہوئے۔ بلکہ جیسا کہ ابتداءً کہا گیا تھا خود ساتھ لائے گئے ہیں۔ اس کے بعد تحریری بحث پیش ہوگی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیالکوٹ تشریف بری کا ارادہ فی الحال ملتوی ہو گیا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۴ سے آجتک مندرجہ ذیل رویا اور الہام ہوئے ہیں۔

۱۔ خواب میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور بیر پکے ہوئے پیش کئے ہیں۔

۲۔ نہایت خوشنما برفی ایک ڈبے میں دیکھی۔

۳۔ ایک اسیر کے نظارہ کے بعد الہام ہوا يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔ پھر بیداری ہوئی تو مرزا نظام الدین صاحب کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا کہ مقدمہ دیوار کے خرچہ کی اجرائے ڈگری والا روپیہ مجھے معاف فرمایا جاوے حضرت نے نہایت فراخدلی اور فیاضی سے معاف فرمایا۔ (یہ ایک عظیم الشان اخلاقی معجزہ ہے جس پر ہم انشاءاللہ کسی دوسرے وقت لکھیں گے (ایڈیٹر) (الہم کوئی کہتا ہے ہماری قسمت آپ کے دوار)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مع اہل بیت ۱۳ ستمبر ۱۹۰۴ سے گورداسپور تشریف لیگئے ہیں۔ ۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب لاہور سے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے پھر گورداسپور حسب الطلب حضرت حاضر ہوئے تھے مگر پھر واپس تشریف لے گئے۔ مولانا مولوی سید محمد حسن صاحب فاضل امروہی دارالامان میں موجود ہیں آپ نے میرٹھ میں نہایت ہی قابلیت کے ساتھ مخالفین پر اتمام حجت کیا ہے اور عجیب عجیب فلسفیانہ مضامین اور قرآن کریم کے اسرار و نکات بیان کئے جو عنقریب شائع ہونگے۔

۳۔ دارالامان میں ہفتہ زیر اشاعت میں خاطر خواہ بارش ہوئی۔

ضروری اطلاع

۱۰ ستمبر کا الحکم اپنے وقت پر چھپ چکا تھا مگر اسکے پہلے صفحوں میں جو مضمون درج ہوا ہے اسکی اشاعت فی الحال بعض وجوہات کی بنا پر بے وقت تھی اسلئے وہ صفحے شائع نہیں کئے باقی کچھ صفحے شائع کئے جا رہے ہیں (ایڈیٹر)

(عبدالحی)

بلاغ لقوم عابدین

(از میر مہدی حسین صاحب)

اک شور جو دنیا مین مذاہب کا پڑا ہی
ظاہر ہے ظہور احمد مرسل کا ہوا ہے
ساون کی گھٹا آئی ہے ای لوگو خبردار
بیدار ہو سونے کا نہین وقت ذرا ہی
مشرق سے چلی آئی ہے وہ باد بہاری
مغرب کی طرف زور سے رخ اوس نے کیا ہے
سب آمد مہدی کے نشان ہوچکے ظاہر
وہ صور سرافیل کھڑا پھونک رہا ہے
اب حشر بپا ہے ای ظالمو میدان مین آؤ
لاہور زمین تبلیغ کا ہنگامہ بپا ہے
کیون سوتے ہو ای بیخبرو جلدی سے جاگو
سوچو تو بہت دیر کا دنیا مین پڑا ہی
جو اب بھی نہ جاگیگا وہ پچھتائیگا
طاعون سے یہ حکم الہی سے کہا ہے
مہدی کے سوا کون ہدایت تمہین دیگا
اے قوم مسلمان یہ اک غور کی جا ہے
لاہور جو پنجاب کے صوبہ کا ہے مرکز
وہان مہدی ہدایت تمہین دینے کو گیا ہی
ہان غافلو یہ وقت نہ ہاتھ سے گنواؤ
اب عذر و بہانہ کوئی جائز نہ روا ہے
عیسی جسے کہتے تھے فلک پر وہ نہین ہے
یہ مہدی و عیسی تمہین خالق نے دیا ہے

مطلع

کہتا ہون نہین گر کوئی برا مانے تو کیا ہے
اوس عیسے مریم سے مسیحا یہ بڑا ہے
گو شعبدہ زا تھے وہ ولیکن یہ بجا ہے
انکو کا ملا معراج فلک سے ہی سوا ہے
عصیان کے مریضون کی دوا کرتے ہین عیسی
پر صدق کی شیشی کے بہی لالانکو کہا ہے
زندہ کیا مجہہ مردہ صد سالہ کو دم سے
بیمار ہزارون ہین پہ یہ دست شفا ہے
ای مولویو تم کو خدا جلد سنبھالے
کیا دل سے کسی کو تمہین کچھ خوف خدا ہے
جو مہدی و عیسے تو محمد کا خلف ہے
تسلیم کرو اس مین محمد کی رضا ہے
کیا نور محمدی جو ہو آئینہ سے اتر
گر دیکھو تو یہ [illegible]
مرسل کو خدا کے نہ ستاؤ نہ ستاؤ
مرزا جسے کہتے ہو وہ مقبول خدا ہے
بھیجا اسے خالق نے تمہاری ہی خاطر
یہ لوگ اثر و عیسی صبح و مسا کے
چلاتے تھے تم جب کیلئے آہ و فغان سے
تم نے یہ ادعی کے تمہین انکار روا ہے

کیا بھول گئے جامی و حالی کے وہ شیون
کس درد سے ان دو نون نے کی عرض دعا ہے
جامی کو اگر آپ نے دیکھا نہین صاحب
حالی تو ابھی آپ مین موجود کھڑا ہے
واللہ کہ خون ہوتا ہے پڑہکر جگر اسکو
کس حال سے حالی نے قصیدہ یہ لکھا ہے

خلاصہ قصیدہ الغیاثیہ حالی

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہان جس سے چراغان
اب اس کی مجالس مین نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ گودون مین پلا تہا حکما کی
وہ عرصہ تیغ جہلا و سفہا ہے
دیکھے ہین یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
یہان نکلے مین سو دکہ [illegible]
اور سکر روان شہر مین مدت سے تباہی
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی
دیندارون مین پر آب ہے باقی نہ صفا ہے
گو دین کو جو کہتے ہو نہین ذلت سے ہماری
امت تیری ہر حال مین راضی برضا ہے
ہم نیک ہین یا بد ہین پر آخر ہین تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
ڈر ہے کہین یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زمان میٹ رہا ہے
سوتے ہین کہان مولوی الطاف حسین آج
کیا یاد نہین اونکو ہی اپنی لکہا ہے
اسلام کی جانب سے وکیل اونکو بناکر
ہر مولوی و مفتی کی گویا یہ صدا ہے
ہان حالی گستاخ ذرا آنکھ تو کھول
منظور خدا آپکی یہ عرض و دعا ہے
پہر جسکی یہ الحمد کا نسخہ ہے یہ احسان
کیون دل کی قساوت نے تمہین پھیر لیا ہے
حالی نے اگر حالت موجودہ یہ لکھا
کیون مرسل یزدان سے منہ موڑ رہا ہے
بازآؤ یہ شعار یہ تکفیر کہان تک
تم جسکے جاہوتے ہو وہ ظل خدا ہے
بوجہل کے احوال سے عبرت کرو حاصل
انجام تو معلوم ہے جو اسکا ہوا ہے
طاعون نہ چھوڑے گی مکذب کے جگر کو
آغوش مین آکر اسے کیا جانا روا ہے
اے اہل جہان آج یہ کیا کھیل بنا ہے
کیون بغض و عداوت پہ ہر اک شخص تلا ہے
صادق کی اگر تم کو نہین طاقت تصدیق
بدگوئی پہ کس نے تمہین مجبور کیا ہے
کیون گالیان دینا تمہین خوش آتا ہے لوگو
بتلاؤ قصور آپ کا کیا ہمنے کیا ہے
کچھ سوچ کے جاؤ نہ کرو اپنی تو ورزش
کس ملک مین اور قوم مین یہ ظلم روا ہے
پچھلون کے فسانے تمہین کیا یاد نہین ہین
مغضوب علیہم کا تو کچھ ذکر سنا ہے
پتھر بھی پگھل جاتے ہین جب خوف خدا سے
اب دیکھو کیا آپکے سینہ مین دہرا ہے
یہ موج نے لکھا ہے بڑے جوش تعصب
دیکھین کے اثر آپ پہ کیا اسکا ہوا ہے

مذاہب عالم

دیانة الاوسترالتین

یعنی آسٹریلیا والون کے اعتقادات

(ترجمہ از الہلال)

آسٹریلیا بحر اوقیانوس مین ایک عظیم الشان جزیرہ ہے جسکی مساحت تیس لاکھ مربع میل ہے جبتک پرتگال والون نے ابتدائی سترہوین صدی مین اسکو دریافت نہ کرلیا تہا باقی چارون براعظمون کے باشندون کو اسکی کچھ بہی خبر نہ تھی۔ اس جزیرہ کے باشندے نہایت جاہل و بے تمیز ہین باقی دنیا کے لوگون سے بہت ادنی خیال کئے جاتے ہین جب پہلے پہل یہ جزیرہ دریافت ہوا تو دیکھا گیا کہ اس کے باشندے کسی چیز کو سجدہ نہ کرتے تھے اور نہ لفظ خالق کے معنی سے آشنا تھے لیکن وہ ارواح خبیثہ کے معتقد تھے اور ان کا یہ اعتقاد تہا کہ ارواح خبیثہ رات کو پھرتے ہین اور لوگون کو آسیب پہنچاتے ہین اور منترون جادو و تعویذ دہاگے اور جہاڑ پہونک سے شفا ہو جاتی ہے۔ اون کا گمان تہا کہ جادوگر اور جہاڑ پہونک والے لوگ دوسرے آدمیون سے بہت افضل و اعلی ہوتے ہین اور وہ ہوا مین اڑکر آدمیون کی نظرون سے غائب ہو جاتے ہین اور بارش برسانے اور بجلیان گرانے اور ہوائین چلانے پر قادر ہوتے ہین۔

آسٹریلیا کے لوگ خواب کو صحیح سمجھتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ بحالت نیند روح جسم سے الگ ہو کر دوسری ارواح کو ملتی ہے

آسٹریلیا کے بعض قبائل کا اعتقاد ہے کہ عالم کی بعض موجودات خود بخود پیدا ہو گئین اور پہر انہون نے باقی کائنات و موجودات کو پیدا کیا۔ وہ کہتے ہین آسمان مین ایک باپ ہے جسکے ہاتہ مین جملہ مخلوقات و موجودات کا تصرف ہے اور اس کے تین بیٹے ہین۔ کہتے ہین ایک خوفناک سانپ نے انسانون پر تسلط کیا ہوا ہے اور جملہ فساد و گناہون و بدیون کا وہی باعث ہے

جنوبی آسٹریلیا کے باشندون کا اعتقاد ہے کہ آفتاب و ماہتاب اور سیارے ستارے زندہ اجسام مین وہ کسی زمانہ مین آباد تھے اور پہر چلے گئے۔ جب کوئی آدمی انہین سے اچانک مرجاوے تو اوسکی موت کو کسی دشمن کے جادو سے منسوب کرتے ہین اور اس دشمن کے ڈہونڈنے کا انہون نے یہ طریقہ مقرر کر رکہا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اوسکی قبر کے گرداگرد خوب جاروب کر دیتے ہین اور مٹی کو ہموار کر دیتے ہین کہ چلنے والے کے قدم اوس پر ظاہر دکہائی دین خواہ اوس پر کوئی کیڑا یا کیڑا ہی چلنے والا ہو پہر پہلے پہل جو حیوان و جانور اس مقام مین چلے اسکی قدم کی رخ کیطرف دشمن کو سمجھتے ہین جس طرف کو جان لین تو میت کے قریبی وارث کو مقرر کرتے ہین کہ وہ اس طرف چلا جاوے جب سامنے سے کوئی خیمہ یا گہر آ جائے وہان ٹہر جاتا ہے اور دشمن وہان گمان کیا جاتا ہے بعض اوقات اسیطرح اون کو کئی سو میل جانا پڑتا ہے

جب وہ اپنے سامنے کے کسی گہر مین جا پہونچتا ہے تو وہان جا ٹہرتا ہے اور صاحب خانہ مین سے کسی ایک کو ساحر گمان کرتا ہے اور ان کے سامنے ایک دعوتی کہانا تیار کرتا ہے جو شخص اوس طعام مشرق کی طرف ہو اوس کو باعث [illegible] جادوگر سمجہکر مار دیتا ہے۔

ان کا یہ اعتقاد بہی ہے کہ جو مردہ دفن نہ کیا جاوے اوسکی روح ارواح خبیثہ مین جا ملتی ہے جو زمین مین بہٹکتے پہرتے ہین۔ بعض اہل آسٹریلیا کا اعتقاد ہے کہ اونکی روحین خلیج سمندر کے جزیرون مین رہتی ہین

جزائر کوینز لینڈ کے بعض لوگون کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد ان کے چہرے سفید ہو جاتے ہین۔ اون کے اس اعتقاد کی اصل یون ہے کہ ابتدا مین جب اون کا کوئی مر جاتا تو اوس کو وہ خود کہا لیتے تھے۔ جب سیاہ فام آدمیون کا چمڑا اتارتے تو چمڑے کے نیچے سے سفید جلد دیکہکر اون کا یہ اعتقاد ہو گیا کہ روحین سفید ہو جاتی ہین اون کے اس اعتقاد کی یہ بات بہی موید ہوئی کہ جب انہون نے اول دفعہ سفیدی دیکھی تو اس کو انہون نے اپنے گذشتہ مرے ہوئے مردون کی روحین گمان کر لیا مشہور ہے کہ کسی سیاح نے ذکر کیا ہے کہ ایک عورت جسکا بیٹا جنگ مین مارا گیا تھا مجہے اوس نے اپنے بیٹے کا روح گمان کر کے سخت رونے اور پکارنے لگی ہان ہان بعینہ یہ وہی میرا بیٹا ہے۔ آسٹریلیا والون کے نزدیک ماتم کیلئے طریقے ہین جب کوئی رئیس و حاکم مر جاتا ہے تو اسکی لاش کو کسی درخت پر رکہکر جلا دیتے ہین اکثر بیوہ عورتین اپنے سر منڈوا لیتی ہین ان کے ماتم کا رنگ سفید مقرر ہے جب اون کا کوئی آدمی مر جاوے یا گم ہو جاوے تو سفید پٹی ماتمی نشان کے سینے پر باندھتے ہین ان بعضون کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد روح زندہ ہو جاتی ہین اور وہ اکیلے بہٹکتے پہرتے ہین یا کسی دوسرے جسم مین داخل ہو جاتی ہے اہل آسٹریلیا دوسری حالت کو افضل سمجھتے ہین اس لئے کسی خویش و قریب کے مرنے سے بہت تضرع وزاری مین رہتے ہین کہ مبادا اسکی روح کہین اکیلی بہٹکتی نہ پہرتی ہو اونکی یہی آرزو ہے کہ وہ کسی جسم مین داخل ہو بعضون کا یہ اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد روحین آسمان کے بلند مقامات مین چڑھ جاتے ہین اور اپنی اجسام کو کبہی کبہی دیکھنے کیلئے اتر آتے ہین

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کیا چیز ہے؟ اسلام ایک آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کرکے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا تعالیٰ سے یوں پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہمارے تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کے رو سے اسلام ہے۔

اسلام انسان کے نفسانی جذبات پر موت وارد کرتا ہے اور سفلی زندگی سے اس کو نکال دیتا ہے۔ پھر روحانی زندگی کیلئے اس موت کے بعد جو شربت دیا جاتا ہے وہ دعا فاتحہ کا شربت ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ روحانی اور کامل تعلق پیدا ہونے کا ذریعہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے اسلام اور دعا فاتحہ ہے۔ یعنی اول اپنی تمام زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دینا اور پھر اس دعا میں لگے رہنا جو سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے تمام اسلام کا مغز یہ دونوں چیزیں ہیں۔ اسلام اور دعا فاتحہ۔ دنیا میں خدا تک پہنچنے اور حقیقی نجات کا پانی پینے کیلئے یہی ایک اعلیٰ ذریعہ ہے جو قانون قدرت نے انسان کی اعلیٰ ترقی اور وصال الٰہی کیلئے مقرر کیا ہے۔

تبادلہ

چکڑالوی بدعت کی قلعی الحکم کی بعض اشاعتوں میں کھولی گئی تھی جس پر خود اس کا ہمنوا آرگن بھی بے سرو پا مضمون لکھتا رہا مگر اب چکڑالوی اور اس کے حاشیہ نشینوں کو خیال پیدا ہوا ہے کہ غیر از قرآن دیکھنا حرام ہے۔ اس لئے وہ آئندہ الحکم سے تبادلہ نہیں کر سکتے کیونکہ الحکم بھی غیر از قرآن ہے۔ یہ اس کارڈ کا مفہوم ہے جو چکڑالوی کے ... سے مسدودی تبادلہ کیلئے موصول ہوا ہے ہم نے تو پہلے بھی چکڑالوی ہی کی درخواست پر تبادلہ جاری کیا تھا اور اب بڑی خوشی سے بند کرتے ہیں لیکن ناظرین کی دلچسپی کیلئے کسی اگلی اشاعت میں وہ خطوط ضرور چھاپ دینگے تاکہ اسکی حقیقت کھل جاوے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم نے چکڑالوی سے جو بالمشافہ گفتگو کی ہے وہ بھی درج کریں گے۔

کفارہ اور فطرت

فطرت انسانی کبھی اس بات کو روا نہیں رکھتی کہ ایک کے گناہ دوسرے پر لاد دیئے جاویں اور نہ خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے جس شخص کے پیٹ میں درد ہو دوسرے کے دوا کھانے سے وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید کے سر میں درد ہوا اور خالد نے اپنے سر میں پتھر مارا ہو اور زید تندرست ہو گیا ہو عیسائیوں نے اس عقیدہ کی رو سے نہ صرف اپنی جان ہی پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر بھی خطرناک حملہ کیا ہے کہ (معاذ اللہ) وہ لوگوں کو گناہ کے زہر سے مرتا ہوا دیکھ کر ان کے لئے کوئی تریاق تو پیدا نہ کر سکا اس کا علاج اگر سوچا تو یہی سوچا کہ آپ ہی اپنا بیٹا بن کر صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتا ہوا لٹک گیا (تعالیٰ شانہٗ)

ویدک ام الفنون یا نیچر لطیفہ

اکثر آریہ واعظوں اور دوسروں

آریوں کے منہ سے سنا ہے کہ ویدک زبان ام الالسنہ ہے اور وید ام الفنون ہے ہرچند ان کا یہ دعویٰ کبھی عملی رنگ میں دنیا کے سامنے اس روشنی اور ایجاد کے زمانہ میں پیش نہیں ہوا لیکن تو بھی آرین لٹریچر میں یہ دعویٰ کیا مزید جاتا ہے ہم نے اس دعویٰ پر بہت غور کیا ہے اور یہ معاملہ نہیں ہوتا کہ جس حال میں وید ام الفنون ہے تو کیا وجہ ہے؟ کہ حضرات آریہ چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہیں کیوں وہ ان نئی کلوں اور ایجادوں کو پیش نہیں کرتے جو انہوں نے وید مقدس کی بدولت کی ہیں۔ یا ان فنون اور ایجادات کا اصول اسوقت تک معلوم ہی نہیں ہوتا جبتک یورپ یا امریکہ کے کسی موجد کی ایجاد پیٹنٹ ہو کر مشتہر نہ ہو جاوے؟

ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ آرین الہیات کے موافق اب دنیا میں کسی پر الہام تو ہوتا ہی نہیں اور وید ام الفنون ہیں اور یہ ثابت شدہ صداقت ہے کہ ایجادات یورپ اور امریکہ میں ہو رہی ہیں تو کیا ماننا پڑے گا کہ ایڈیسن وغیرہ موجدوں پر وید کا الہام ہو رہا ہے؟

پھر

ایک اور امر بھی قابل استفسار ہے کہ کیا وید دانی کا کوئی بھی عالم موجود ہے یا نہیں اور خود پنڈت دیانند بھی اس کے عالم تھے یا نہیں؟ اگر کوئی عالم ہے تو اس نے ایجادات وید سے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کی ہیں انکی ایک فہرست پیش کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی نہیں تو پھر یہ دعوے تو گویا بے تفسیر سے ... کا مصداق ہو

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نمازوں۔ مذہبی وعظوں۔ جلوسوں۔ تصویروں اور اخبارات کی تحریروں وغیرہ سے پاگل ہو کر لکھوکہا آدمی جنگی درندوں کی تا... قابل دید ہے اور قسم قسم کی جانستان اسلحہ سے مسلح ہیں۔ اپنے والدین، بیوی اور بچوں کو روتے دھوتے چھوڑ کر ایسے ایسے مقامات پر جا رہے ہیں۔ جہاں کہیں نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے ان لوگوں کے سر قلم کریں جن کے ساتھ نہ تو پہلے ان کی صورت آشنائی ہی ہے۔ اور نہ ہی ان بیچاروں نے ان کا کوئی گناہ کیا ہے۔ ان کے پیچھے ایسے ڈاکٹر اور نرسیں لگی ہوئی ہیں جو اپنے خیال میں اپنے شہروں میں تو سادہ۔ امن پسند اور محنتی لوگوں کی خدمت نہیں کر سکتیں۔ مگر صرف ان کے کام آ سکتی ہیں جو ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں مصروف ہیں اور جو لوگ پیچھے گھروں میں ہیں۔ وہ میدان معرکہ اور رزمگاہوں کی خبریں سنکر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جب ان کے کانوں میں آواز پڑتی ہے کہ فلاں معرکہ میں بشمار جاپانی تہ تیغ کئے گئے ہیں تو اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس کا نام انہوں نے خدا رکھا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ ان کی علو ہمتی کا اظہار سمجھا جاتا ہے اور جو لوگ اس بارہ میں ان کے ہمصفیر نہ ہوں یا ان کو غلطی سے واقف کرنے کی جرأت کریں یہ انہیں ملک کے غدار اور بیوفا سمجھتے ہیں۔ اور جو غریب روسیوں کے ہاتھوں سے ان کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں

باب سوم

گویا یہ وہی بات ہوئی کہ والٹیئر۔ مونٹسکیو۔ پسکل۔ سوفٹ۔ کانٹ۔ اوسپینوزا یا صدہا دیگر مصنف اس دنیا کے سطح پر کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے جنہوں نے اپنی زبردست تحریروں سے جنگ کو لغو اور خلل دماغ کا نتیجہ ثابت کیا ہے اور دنیا کے سامنے اس کے ظلموں بداخلاقیوں اور وحشت کا خاکہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

اس وقت جو کچھ ہمارے چاروں طرف ظہور میں آ رہا ہے۔ جب ہم اس کی طرف نگاہ کرتے ہیں جو تمام خطروں سے بڑھکر جو ہماری خطرہ آمیز نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی عقل کیسی نحیف اور کمزور ہو گئی ہے۔

وہی خاصیت جو انسان کو حیوانوں کے درجہ سے نکال کر اعلیٰ و برتر کرتی ہے (یعنی عقل) وہی نکمی اور زائل ہو گئی ہے۔ نہیں بلکہ شوریدہ پشت ہو گئی ہے جسطرح کہ لگام گھوڑے کے سر سے نکلکر اس کی ٹانگوں میں پھنس جانے سے اسکی رفتار کو روک دیتی ہے اور اس کو دیوانہ کر دیتی ہے۔

اسیطرح آجکل انسانوں کو خلل دماغ ہو گیا ہے۔ یہ تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ایک بت پرست جو خواہ یونانی یا روسی نسل سے ہو یا برائے نام عیسائی ہو جس کو انجیل کی تو مطلق خبر نہ ہو مگر دین عیسوی کی ہدایات پر اندھا دھند عمل کرتا ہو۔ یہ صرف لڑائی ہی نہیں کر سکتا بلکہ لڑائی کے کارناموں پر فخر کر سکتا ہے۔ لیکن دین عیسوی کا سچا معتقد جو برادرانہ محبت کی خوبیوں سے خوب واقف ہو اور ہمارے زمانہ کے کتب فلسفہ اور صنعت و حرفت سے بہرہ یاب ہو کسطرح اپنے کندھوں پر بندوق اٹھا کر یا توپ کے پاس کھڑا ہو کر بنی نوع انسان کے ہجوم کی طرف ہلاک کرنے کی نیت سے نشانہ کر سکتا ہے۔؟

ابی سینیا کے حبشیوں اور روسیوں اور یونانی لوگوں کو تو یہ ترغیب دیجا سکتی ہے کہ یہ اپنی کانشنس کے مطابق لڑائی میں شریک ہوں اور اس کو کار ثواب خیال کریں لیکن ہم چاہتے ہوں یا نہ چاہتے ہوں پھر بھی عیسائی کہلاتے ہیں اور دین عیسوی کی نسبت کچھ خواہ کچھ ہی تاویل کیجائے پھر بھی اس کا عام اصول ہمیں ایک ایسا معراج بخشتا ہے جس سے ہم جنگ کی لغویت اور اس کے مظالم کو محسوس کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور خوب معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ بالکل اس کے مخالف ہے۔ جو کچھ کہ ہمارے نزدیک سعادتمندی اور راستبازی میں داخل ہے۔ لہذا جو کچھ جنگ کے حامیوں نے کیا ہے وہی ہم یقین استقلال الفاظ میں سے نہیں کر سکتے ہمارے جرم کا خیال ضرور ہمارے دل میں جاگیگا اور قاتل کے سے فیلنگ ہمارے دماغ میں گذرینگے جو شخص ہلاکت کا کام شروع کر کے اپنی شعور کو اپنی روح پر منتوش کرتا ہے۔ اپنے آپ کو خارج از عقل یا جوشیلا بناتا ہے اور اپنے خطرناک مذموم فعل کو اچھی طرح مکمل کر سکتا ہے۔ اسوقت روسی سوسائٹی کے اعلیٰ مدارج کے دماغوں میں جو غیر معمولی اور پاگلانہ خیال سمائے ہوئے ہیں یہ محض اس کام کی معصیت کے علم کا اظہار کرتے ہیں جو اندنوں سرزد ہو رہا ہے اس مضمون کی منکرانہ اور جاہلانہ ... کہ شہنشاہ کی اور ملک کی پرستش ثواب میں داخل ہے اور اس کے واسطے اپنی جانیں نثار کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے (یا بوشیر الفاظ میں اپنی جانیں نہیں بلکہ دوسروں کی جانیں نثار کرنے کیلئے) اور ان کے املاک کی سینہ سپر ہو کر حفاظت کرنا چاہیئے جو دوسروں کیلئے غضب کئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے تمام میٹنگوں اور کلبوں کی تیاری اور جنگی بیڑے اور ریڈ کراس سوسائٹی امداد جو گورنمنٹ کی نذر کیا گیا ہے (اور یہ اپنی رعایا سے اسقدر روپیہ جمع کر سکتی ہے جسقدر کہ اسکی مرضی ہو) جس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ جنگ کا اعلان کرنے کے بعد ضروری جنگی بیڑا تیار کرے اور مجروحوں کی خبرگیری کے وسائل بہم پہونچائے۔ یہ تمام کفر کی نمازیں جنگی خبریں قصبات اور دیہات سے اخبارات کے پاس

بھیجی جاتی ہیں۔ اور یہ تمام جلوس جو قوم کی مسرت و انبساط کیواسطے نکالے جاتے ہیں۔ اور اخبارات کو خوف دلاتا جس سے علی العموم مشہور ہونیکا کوئی اندیشہ نہیں کیا جاتا۔ اور تمام احمقانہ اور وحشیانہ خیالات جو روسی سوسائٹی کے مغزوں میں سما گئے ہیں۔ اور بتدریج لوگوں تک بھی پھیلائے جاتے ہیں۔ یہ سب اسی خطرناک فعل کے ظہور کا اظہار کر رہے جو ہمارے سرزد ہو رہا ہے۔

آزاد اور سیدھے لوگ فیلنگ لوگوں کو خوب جتا رہی ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں ہرگز نہیں کرنا چاہیئے لیکن جس قاتل نے قتل عام شروع کر دی ہے اب وہ اسکو بند نہیں کر سکتا۔ پس روسیوں کا خیال ہے کہ جس خونریزی کی بنیاد ڈالی گئی ہے یہ جنگ کی تائید کیواسطے ناقابل تردید دلیل ہے۔ پس جو جنگ چھڑ گئی ہے۔ اب بند نہیں ہو سکتی ہمارے زمانے کے بہت تعلیم یافتہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں لہذا اگر یہ انکی سمجھ میں بھی آ جائے کہ جو کام انہوں نے شروع کیا ہے وہ سراپا بدی سے مملو ہے۔ پھر بھی اس کے کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ پس اسطرح وحشی پاگل مدہوش ہلاکت کا کام کئے چلے جاتے ہیں۔

باب چہارم

کسی سپاہی یا نان کمشن افسر سے جو اپنے بوڑھے والدین بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر میدان کارزار میں گیا ہو پوچھو کہ کیوں ان لوگوں کو قتل کرنے کیواسطے مستعد اور کمربستہ ہو رہا ہے جن کی اس نے کبھی شکل بھی نہیں دیکھی۔ پہلے تو آپ کے اس سوال سے حیران ہوگا۔ کیونکہ یہ سپاہی ہے اور اس لئے اپنی حلف کا پابند ہے اور اپنے کمانڈروں کے احکام بجا لانے کو مجبور ہے اور پھر جب آپ اس کو بتا دیں گے کہ جنگ یعنی بنی نوع انسان کا قتل کرنا احکام انجیل کے خلاف ہے چنانچہ مقدس نوشتوں میں لکھا ہے "تو کسی کو ہلاک مت کر"، تو یہ فوراً اس کا جواب دیگا کہ "اگر ہمارے لوگوں پر حملہ کیا گیا ہو تو پھر کیا کرنا چاہیئے؟ بادشاہ کی خاطر اور دین کیواسطے جنگ کرنا عین ثواب ہے"، (چنانچہ ایک شخص نے میرے سوال کا جواب دیا۔ کہ "اگر کوئی شخص اس چیز پر حملہ کرے جو کچھ ہمارے نزدیک مقدس ہے تو پھر کیا کیا جائے؟" میں نے پوچھا کہ "وہ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟" اس نے کہا کہ "مثلاً جھنڈے پر۔") اگر آپ اس سپاہی کے دل پر منقوش کریں کہ خدا کا حکم صرف جھنڈے سے ہی بہت ضروری نہیں بلکہ دنیا میں ہر ایک شئے سے اعلیٰ و برتر ہے تو پھر یا تو یہ خاموش ہو جائے گا یا خفا ہو کر حکام کے پاس رپورٹ کر دیگا۔

پھر کسی جنرل سے پوچھو کہ وہ میدان جنگ میں کیوں جاتا ہے تو یہ آپ کو صاف کہیگا کہ میں جنگی آدمی ہوں جنگی اور آبائی ملک کی حفاظت کیواسطے بہت ضرورت ہے گو ہلاکت کا عیسائی قانون کے خلاف ہونا اس کو ذرہ بھی نہیں کھٹکتا۔ پس یہ قانون کا قصور نہیں بلکہ قانون کی ترمیم کا سقم ہے جس سے یہ لوگ واقف کئے گئے ہیں اور سپاہیانہ حیثیت میں یہ ہمیشہ یہی کہیگا کہ "اس موقعہ پر جبکہ آبائی ملک پر افتاد پڑی ہوئی ہے بحث کرنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے۔"

پھر ڈپلومیٹ لوگوں سے پوچھئے کہ کیوں یہ [illegible] ڈپلومیسی جنگ کو ہوا دیتے ہیں؟ تو یہ فوراً جواب دینگے کہ یہ دراصل اپنی مستعدی کے اظہار سے قوموں میں امن قائم رکھنا چاہتے ہیں اور یہ مدعا خالی تصوروں سے ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ ڈپلومیٹک کارروائی یا جنگ کیلئے ہمیشہ تیار رہنے سے حاصل ہو سکتا ہے جسطرح کہ ملٹری اشخاص اپنی کارروائیوں کے متعلق سوال کرنے کے بجائے کوئی عام سوال پیش کر دیتے ہیں اسطرح ڈپلومیٹ لوگ بھی روس کے مفاد کا یا دیگر بادشاہوں کی [illegible] یا یورپ میں طاقت کی میزان کا تذکرہ کر دیتے ہیں اور اپنے افعال و اعمال کو چھپا جاتے ہیں۔

پھر اخبار نویسوں سے پوچھئے کہ یہ کیوں اپنی تحریروں سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں تو ان کے پاس سوا اس کے کوئی جواب نہیں ہوگا کہ جنگ بالعموم ضروری اور مفید ہے بالخصوص موجودہ جنگ اور اسکی تائید کیواسطے جھوٹی منطق چھانٹنا شروع کر دینگے اور جنگی آدمی اور ڈپلومیٹ کیطرح غیر متعلقہ سوال پیش کر دینگے۔ یا قوم۔ ملک یا تہذیب اور یورپینوں کے عام فائدہ کا رونا شروع کر دینگے۔ اگر آخر میں قائل کرنے سے یہ مان بھی جائیں گے کہ جنگ کرنا اچھا نہیں تاہم اسبات پر مصر ہونگے کہ اسوقت جنگ کا بند کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ انکو بحیثیت روسی اپنی اعلیٰ اور برتر پوزیشن۔ لوکل سلف گورنمنٹ۔ ڈاکٹروں اور ڈاکٹر اس کی عزت کا خیال ہے۔ اسلئے بحیثیت مجموعی یہ بحث کرنیکا موقعہ نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے۔ یہی زار کا جواب ہوگا جو اس تمام کارروائی کا ذمہ وار ہے۔ اسکو بھی سپاہی کیطرح اس سوال سے حیرت ہوگی کہ آیا اب جنگ ضروری ہے؟ کہ جنگ کو بند کرنے کا ایماء شاق گذرے گا اور کہے گا کہ اب اس بات سے گریز نہیں ہو سکتا جبکہ تمام قوم متقاضی ہے اور گو یہ دل سے جنگ کو مذموم خیال کرتا ہو اور سطح عالم سے اس کا نام مٹانے کیواسطے زمین و آسمان کے قلابے ملانے کو تیار ہو تاہم موجودہ حالات میں نہ تو اس کا اعلان کرنے سے گریز کر سکتا ہے اور نہ اسکی اجرا کو روک سکتا ہے کیونکہ یہ روس کی عظمت اور شان و شوکت کیواسطے ضروری ہے لیکن ہر ایک شخص سے جب یہ سوال دریافت کیا جائیگا۔ تم جس حال میں اپنے آپ کو قانون عیسوی کا پابند کہتے ہو اور یہ وہ قانون ہے جس سے صرف یہ ہی کسی کو قتل کرنے ہی کی ممانعت نہیں بلکہ ان کے ساتھ برادرانہ پیار کرنیکا حکم ہے تو کیوں تم لوٹ مار اور ہلاکت کیواسطے جنگ میں شریک ہوتے ہو تو یہ ہمیشہ یہی جواب دیگا کہ میں اپنے آبائی ملک۔ ایمان۔ حلف عزت۔ تہذیب یا تمام انسانی ذات کی آئندہ بہبودی کیواسطے جنگ میں شریک ہوتا ہوں۔ الغرض یہ لوگ ہمیشہ جنگ کی تیاریوں میں یا اس کے متعلق بحث و مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور جو کچھ وقت ان کاموں سے بچتا ہے وہ آرام کرنے میں بسر کرتے ہیں اور اسطرح ان کو اپنی زندگی کی بابت سوچنے اور بحث کرنے کیواسطے کوئی وقت نہیں ملتا۔ (باقی آئندہ) (ادمن)

مادر مہربان

عربی اخبار مصر ثمرات الفنون بیروت کے سابقہ نمبروں میں کسی نامہ نگار نے تعلیم و تربیت کے بارے میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کا ترجمہ ہم ناظرین الحکم کیلئے چھاپ دیتے ہیں۔

وہ عورت جو بیش قیمت الماس و جواہرات و زیورات سے مزین اور عمدہ و اعلیٰ لباسوں میں ملبوس ہو اور اس کے گرد و اگرد خادمہ و سہیلیاں ہر وقت موجود رہتی ہوں اور وہ جلال و بزرگی کے تخت پر ہر وقت متمکن ہو اور جملہ مخلوقات اس کے حکم کے ماتحت ہو۔ کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اکثر اوقات اپنی سہیلیوں وغیرہ کی زیارت و ملاقات ہی میں صرف کرتے ہو چغلی غیبت۔ اس کا اکثر کام ہو اور بیہودہ و لاطائل کلاموں و کاموں میں پڑنا اس کا مشغلہ ہو۔ کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اپنے بچوں کو گالیاں دے اور ان کو مارے و گھورے اور اون کے لئے موت و ہلاکت و امراض و بلاؤں کی آرزو کرے اور انکو بدلہ و انتقام لینے کی غرض سے جھڑکیاں دے کیا وہ مادر مہربان کہلا سکتی ہے۔

جو عورت اپنے بچوں میں کبر و انانیت و غرور و بیکاری کا بیج بوئے اور ان کو اپنا برا نمونہ دکھلائے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت دولتمند و غنی ہو کر دنیا سے پیار و محبت میں بخل بے شمار رکھتی ہو اور فقراء و مساکین کو ٹالے اور نرمی و رحم و رفق سے اغماض و کنارہ کشی کرے اور اگر مفلس و تنگدست ہو تو کام کرنے سے دل چرائے اور اپنی اور اپنے کنبے کی پرورش کیلئے دوسروں کے پاس جا کر دست سوال پھیلائے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اپنی اولاد کے منہ و لباس گندہ و میلا ہونے کے باعث اون کی طرف نظر بھی نہ کرے اور انکی سختی و درشتی کلام اور انکی خباثت و غصہ کے باعث نہ اونکی بات سنے اور نہ انکو اپنے پاس بیٹھنے دے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

مادر مہربان وہ ہو سکتی ہے جو سب سے پہلی اپنی واجبات دینی ادا کرنے اور عام و خواص کے نزدیک اپنی عادات و سیرت کو درست رکھنے کا بہت اہتمام کرتی ہو۔ مادر مہربان وہی ہو سکتی ہے جو عقل و دانائی سے اپنے بچوں کے دلوں میں اخلاق فاضلہ و اوصاف حمیدہ مرکوز و منقش کرے اور انکو اپنا پاک نمونہ دکھلاتی رہے ان کی زبان پر کلمات تحمید و تسبیح پروردگار کا ورد و [illegible] فرضی عبادات ایزدی کی انکو مشق کرائے۔ اور حتی الامکان اخلاق رذیلہ و عادات بد سے انکو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے

فرض کرو کہ ایک کنبہ ہو جسمیں ایک باپ ایک ماں اور چار بیٹے ہوں جن کا گھر شہر کے کسی کونہ میں شگوفوں و سبزے و درخت کی شاخوں وغیرہ سے بشکل چمن بنا ہو۔ اس کے ایک کمرہ میں ایک عورت صاف لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہو جس کے چہرہ سے وقار و متانت ٹپکتی ہو اور وہ اپنے وطن کا کوئی کپڑا سی رہی ہو اپنے زانوؤں کے سہارے اپنے ننھے بچے کو لٹایا ہو اور اس کو شیریں آواز سے سلا رہی ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے دو بیٹے مدرسے سے گھر میں داخل ہوں اور ان کے چہروں پر حشمت و مہابت کے آثار موجود ہوں اور بندہ وقار و خضوع سے والدہ کو سلام کریں اور اس کے ہاتھ چوم کر با ادب بیٹھ جاویں اور اپنی والدہ کے حکم کے منتظر ہوں کہ وہ اسکی تعمیل کریں تو ایسے بچوں میں نزاہت و طہارت و پاکیزگی کے آثار ضرور پاؤ گے جو انکی مادر مہربان نے ذریعہ ان کے دلوں میں مرکوز و منقوش کئے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے بچوں سے پوچھتی ہے کہ آج کے دن جو بات تم نے سیکھی ہے وہ سناؤ۔ وہ بہت صاف اور واضح طور سے اپنی والدہ کے آگے بیان کر دینے میں تھوڑی دیر کے بعد باپ گھر داخل ہوتا ہے اور اس کے دو بڑے بیٹے بھی ساتھ ہیں جو کام کاج کر کے تھکے ماندے ہو کر گھر پہنچے ہیں جونہی وہ گھر پہنچتے ہیں وہ بڑی بشاشت و کشادہ روئی و تبسم کر پیش آتی ہے جس سے انکو سارے دن کی محنت و کلفت بھول جاتی ہے اور رات کی روٹی جو کچھ میسر ہو بڑی محبت و الفت و اتفاق سے سب اکٹھے مل کر تناول کرتے اور رازق مطلق کا شکر بجا لاتے ہیں اسوقت انسانیت پکارتی ہے کہ میں جس چیز کو ڈھونڈتی تھی پالیا ہاں میں نے اپنی گم شدہ چیز کو پالیا۔ یہی وہ مادر مہربان و ام صالحہ ہے جو حقیر و غریب گھر میں ہے اور اس میں صفات و اعمال مطلوبہ موجود ہیں خوشخبری ہو اس گھر کو جسمیں ایسی مادر مہربان و ام صالحہ موجود ہو۔ ❖

مذہبی دنیا پر نظر

ہندوستان میں آج کل نت نئی مذہبی سوسائٹیاں جنم لے رہی ہیں۔ اور ابھی سوسائٹی جنم ہی لیتی ہے۔ کہ اسکے فرقے در فرقے پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر ان کا باہمی جائداد وغیرہ کی نسبت جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ پرانے مٹھو وغیرہ کے متعلق بھی آئے دن مقدمات دیوانی عدالتوں میں دائر ہوتے رہتے ہیں۔ ان سب کی راہبری کے لئے کام دینے اور آئندہ کے جھگڑوں سے چھڑانے کے لئے سکاٹلنڈ کی عیسائی پریسبٹیرین چرچ کے متعلق ایک پادری کی تقریر پر اس جگہ کے عیسائیوں نے اپنا نا منظور کرنے کا استحقاق جتلایا۔ جس میں پارلیمنٹ کے ہاؤس آف لارڈز نے قرار دیا۔ کہ عام عیسائیوں کو ایسے انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسپر ۴۹۶ پادریوں اور پرافیسروں نے اپنے مالی حقوق محض اپنے آقا کی آواز کے مطابق چلنے کی خاطر چھوڑ دئے۔ اور تقریباً پندرہ روپیہ سالانہ کی آمدنی کو جواب دیدیا۔ ان لوگوں نے علیحدگی اختیار کر کے بڑے جوش سے کام کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انکی قائم کردہ "فری چرچ سکاٹلنڈ" میں پچاس برسوں کے اندر ہی ۱۲۶۸ پادری ہوگئے۔ جن کے ممبران کی تعداد چار لاکھ سے زیادہ ہوگئی۔ اور جن کے پیروان کی تعداد پندرہ لاکھ سے کم نہیں سمجھی جاتی اسکے پاس ۱۰۶۹ گرجا گھر اور اسکے مطابق سامان بھی اکٹھا ہوگیا۔ جب انہوں نے اسقدر ترقی پکڑی تو پرانی "پریسبٹیرین چرچ" نے ان کو پھر سے اکٹھے ہو جانے کے لئے متحرک کیا۔ اس پر بڑی بھاری کونسل ہوئی۔ اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو کثرت رائے سے فیصلہ ہوا۔ کہ "فری چرچ" اور "یونائٹیڈ پریسبٹیرین" دونوں آپس میں ملجاویں۔ فری چرچ کے عام جلسہ میں ۶۴۳ رائیں ملنے کے حق میں تھیں۔ اور ۲۷ رائیں برخلاف تھیں۔ دوسرے دن سائنیڈ کی اتفاق رائے سے یونائٹیڈ فری چرچ ایک عام جلسہ میں بنائی گئی۔ جسمیں چھ ہزار آدمی جمع تھے۔ قلت رائے نے کثرت سے علیحدگی اختیار کر کے نہ صرف اپنی آرگینیزیشن ہی علیحدہ بنالی۔ بلکہ اپنے چرچ کی کل جائداد کے قبضہ کا دعوے کیا۔ جو بوقت انکی علیحدگی کے موجود تھی سکاٹ لنڈ کی ماتحت عدالتوں میں برابر فیصلہ کثرت رائے کے حق میں ہوتا رہا۔ لیکن جب خاتمہ پر مقدمہ برٹش ہاؤس آف لارڈز میں گیا۔ قبل مقدمہ کے بحث شروع ہونے کے کثرت رائے کیطرف سے راضی نامہ کا سوال پیش کیا گیا۔ اور علاوہ ساڑھے سات لاکھ روپیہ کے بہت سے گرجا کے مکان بھی پیش کئے گئے۔ لیکن قلت رائے والوں نے اس کو ایک اصول مذہبی کا سوال قرار دیکر راضی نامہ کرنے سے انکار کیا۔ آخر کار بحث شروع ہوئی۔ اور ۸½ دنوں تک برابر جاری رہی اور ہاؤس آف لارڈز نے فیصلہ یہ دیا۔ کہ چونکہ "فری چرچ" کے جلسہ عام کو مذہبی عقائد کی نسبت نئے قواعد بنانے کا اختیار نہیں تھا۔ اور چونکہ انہوں نے ایسا کیا۔ اسلئے کل جائداد وغیرہ ان کو ملنی چاہیئے۔ جو کہ ان کی عقاید پر اب تک قائم ہیں۔ جنکی بنا پر کہ ۱۸۴۳ء میں اصل اول "فری چرچ" پریسبٹیرین چرچ" سے علیحدہ ہو کر قائم ہوئی تھی۔ گو بعض انگریزی اخباروں کی رائے اس فیصلہ کے برخلاف نظر آتی ہے۔ تاہم میری رائے میں یہ فیصلہ بالکل ان اصولوں کے مطابق ہوا ہے۔ جو کہ ایک مذہبی تحریک کے محرک ہوا کرتے ہیں۔ کسی مذہب کے کام میں کوئی بھی آدمی اسلئے دان یا چندہ نہیں دیتا۔ کہ وہ کثرت رائے کے مطابق خرچ ہوگا۔ بلکہ وہ محض اس خیال سے دیتا ہے۔ کہ فلان فلان عقائد کے پھیلانے میں یہ روپیہ مدد دیگا۔ اسلئے انصاف تو چاہتا ہے۔ کہ اگر کثرت کی رائے اصل عقائد سے انحراف کر جاوے۔ تو جو جائداد یا دھن کہیں خاص عقائد کے پھیلانے کیلئے جمع کیا گیا ہے۔ وہ انہیں کے پھیلانے میں خرچ کیا جاوے۔ انگلستان تو میں لوگ شریف ہیں۔ اور اس لئے جہاں عدالت نے فیصلہ دیا۔ فوراً اپنے فرائض کو سمجھ لیتے ہیں یہ انگلینڈ کا ہی حوصلہ ہے۔ کہ لبرل پارٹی کی تمام کثرت رائے اپنے برخلاف دیکھکر لارڈ روزبری فوراً لیڈر شپ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں ٹھیک اسکے برخلاف "مان نہ مان میں تیرا مہمان" کا مسئلہ عملاً جاری ہے۔ اور ایسی حالت کی موجودگی پر جو نیک نیت آدمی سوسائٹیوں کے بکھیڑوں سے علیحدہ ہو کر پرماتما کا بھجن کرتے ہوئے اپنے ہم جنسوں کی سیوا کرنا چاہیں۔ ان کو بزدل اور کمزور کہا جاتا ہے۔ اس ملک میں ابھی شخصی ترقی کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ جب تک کم از کم ایک کروڑ آدمی محض اپنی شخصی ترقی میں لگ کر اپنے آپ کو آدرش نہ بنالیویں۔ تب تک اس جگہ سوسائٹی کی ترقی کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ لیکن جو بیل کولہو میں جوت لئے گئے ہیں۔ وے کیا کریں۔ انکے لئے تو سے نہ جائے ماندن نہ جائے رفتن کا معاملہ ہے

اس شراب میں خاص مسیحی اثر ہوگا

عیسائیوں کے رومن کیتھولک فرقہ میں ایک مٹھ کا نام چارٹر لوز ہے۔ وہاں کے پادری ایک طرف تو مسیح کا ورد کرتے ہوئے مالا جپتے اور دوسری طرف شراب کی نہایت اعلیٰ کشید کرتے۔ نامہ نگار اخبار ڈیلی نیوز پیرس سے لکھتا ہے۔ کہ یہ مٹھ اپنے پادریوں کی پاک زندگی کیلئے مشہور نہیں ہے بلکہ محض پادریوں کی کھینچی ہوئی شراب کی نفاست کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اب چونکہ اعلیٰ برانڈی کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اس مٹھ کے پادریوں نے بھی اپنی شراب کی طیاری کے لئے کم قیمت کی برانڈی خود بنانی شروع کر دی ہے

ہندوستان کے لئے تو یہ خبر کچھ نئی نہیں۔ کیونکہ یہاں مذہبی مٹھوں کے ماتحت شراب کی دوکانیں اور گانجہ چرس۔ بھنگ وغیرہ کی صرف دوکانیں ہی نہیں کھلی رہتیں۔ بلکہ مٹھ میں استعمال کے لئے یہ سامان اکٹھا جمع رہتا ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں کے لئے یہ خبر واقعی حیرت انگیز ثابت ہوگئی۔ لیکن آریہ سماجی لوگ بھول جاتے ہیں۔ کہ جب مسیح کے لہو کی جگہ شراب پینے کی اجازت عیسائیوں کے مذہب دیتا ہے۔ تو پادریوں کا مے فروشی سے روزی پیدا کرنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔

انتہائے دنیا و وجود قیامت پر عقلی و نقلی دلائل

نوٹ دیکھو سلسلہ کیلئے الحکم مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء

خداوند کریم قیامت و حشر و نشر کے بارے میں بہت سی آیات پیش کرتا ہے۔ جن کے معنے بجز آخروی زندگی۔ قیامت کے تاویلاً بھی اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ مثلاً وہ مقام قابل غور ہے جہاں خدا تعالےٰ جملہ بنی نوع آدم کی پیدائش کا احوال بترتیب بیان کر کے اسکے بعد فرماتا ہے ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔ پس یہ وہی قیامت ہے جو رب العالمین فی جملہ مخلوق بنی آدم اولین و الاخرین کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں مرکر بھی اٹھینگے۔ والاخرۃ خیر و ابقیٰ۔ آخروی زندگی اچھی اور دیرپا ہے۔ سچ ہے اس دنیا میں کچھ پائداری نہیں۔ مشاہدہ بھی یہی سبق دیتا ہے۔ ولعذاب الاخرۃ اشد و ابقیٰ آخرت میں عذاب ہوگا۔ تو بھی دیرپا اور ثواب ملے گا۔ تو وہ بھی پائدار ہوگا۔ سینکڑوں انسان یہاں باوجود استحقاق عذاب و ثواب یونہی گذر جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کا پورا پورا حساب قیامت کو ہوگا۔ خداوند تعالےٰ دنیا کی زندگی کو ناقص و ناتمام فرماتا ہے۔ وما الحیوۃ الدنیا الا لھو و لعب۔ اس کے بدلے مصفیٰ اور پاک زندگی ضرور چاہیئے۔ پس وہ آخرت میں ہی ملیگی ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان۔ زندگی تو آخرت میں ہی ہے گی۔ یہاں تو موت ہی موت ہے صلحا و اہل اللہ کو جو یہاں حیات طیبہ ملتی ہے وہ اس آخروی زندگی کا ابتدا ہوتا ہے۔ یہ بات داخل فطرت انسانی ہے۔ اور قدرتاً ہر ایک دانشمند و احمق و عالم و جاہل و مہذب و غیر مہذب چاہتا ہے۔ اور ہر ملک و ملت کے لوگ ہر زمانہ میں یہ آرزو رکھتے اور چاہتے ہیں۔ کہ ان کو اولاد سے یا دیگر اشیاء یادآور سے پس از مردن یاد کیا جاوے۔ اور جملہ صلحا و انبیاء کی یہی خواہش رہی کہ اولاد سے۔ خیر جاری سے یا کسی دوسرے نیک پیرایہ سے دنیا میں اپنی یادگار چھوڑ جاویں۔ جو ان کے لئے باعث یادگار ہو۔ اس خواہش میں بقائے روح ہی کا خیال مضمر ہے۔ کیونکہ اگر آدمی مرنے سے محض معدوم ہو جاتا۔ تو دنیا میں یادگار رہنے سے اسکو کیا فائدہ تھا۔

سوال۔ بعض انسان بقائے روح کو مستبعد سمجھتے ہیں۔ **جواب**۔ ہم کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جملہ ارواح کو کلمات اللہ فرماتا ہے۔ پس جبکہ انسان ضعیف البنیان فونوگراف جیسے آلات میں اپنے کلمات و الفاظ کو دراز مدتوں تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ تو خداوند تعالےٰ خالق ارواح و اشباح کے آگے اپنے کلمات یعنے ارواح کا محفوظ رکھنا کون سی مشکل بات ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو اس عالم کا وجود ایک انسان کی طرح دیکھوگے جس کا ہر ایک جز بمنزلہ اعضائے انسان کے ہے جیسا کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو اسکے اعضائے شنوائی و بینائی وغیرہ میں ضعف و کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بالآخرہ مر جاتا ہے۔ ایسا ہی اس عالم کا ہے۔ ایک دن ضرور اس پر مرض الشیب کا غلبہ ہو کر اس کا خاتمہ ہوگا۔ اب ہم کتاب نورالدین سے اثبات قیامت من القرآن کے دلائل نقل کرتے ہیں۔ جو حضرت مولانا نورالدین صاحب نے لکھتے ہیں (اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالا مضمون ہے اور اس طرز کو میں نے کہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے ایک نہایت پیارے دوست جو بسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان تھے۔ انہوں نے مجھے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کھیتوں سے تشبیہ۔ سونے اور جاگنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر احیاء کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ مینے عرض کیا۔ مولنا آپ ریاضی دان ہیں۔ اس لئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ جو مثبت تو قیامت ہے۔

اربعہ متناسبہ کا قاعدہ رول آف تھری آپکے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ صحیح ہے۔ مینے عرض کیا۔ کہ نیاز مند یہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم سے حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور بطور مثال چند آیات سناتا ہوں۔ سورہ بقرہ پہلے پارہ میں آتا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون ؀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جہاں در قادیاں بینی ۔ دوا مئی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوار

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارے طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

نمبر (۳۲) ۔ دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء ۔ جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلہ میں)

(دوسرا نمبر)

۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کی تقریر

۲ ستمبر کو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے آپ کی تشریف آوری نے حاضرین کے لطف و خوشی کو بے حد بڑھا دیا حکیم الامۃ کا جامع وعظ جو سورۃ کوثر کی تفسیر پر مشتمل تھا ہوا۔ بعد نماز جمعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام زائرین اور مشتاقان زیارت کے اصرار و خواہش پر اجلاس فرما ہوئے۔

حاضرین میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے آگے بڑھنا چاہتا تھا ایسے بڑھے ہوئے جوش زیارت اور شوق ارادت میں انتظام کا ہونا کوئی آسان امر نہ تھا۔ دھکے پر دھکا کھاتے تھے اور لوگ بڑھتے جاتے تھے۔ آخر جب حضرت کا حکم سنا کہ بیٹھ جاؤ جو جہاں کھڑا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ وہ نظارہ جن لوگوں نے دیکھا ہے اسکا لطف اور اثر کچھ وہی دل محسوس کر سکتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس طیبہ کا کچھ ایسا اثر پڑ رہا تھا کہ اس مجمع پر نگاہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا پتہ لگتا تھا اور صاف سمجھ میں آتا تھا کہ یہ جذب اور کشش کسی مفتری اور کذاب کو نہیں دیا جاتا۔ آپ خاموش بیٹھے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ایک ارادتمند کی طرف سے عرض کیا کہ وہ کچھ سنانا چاہتا ہے فرمایا **ہاں سنا دو**۔ اس پر اس شخص نے نہایت پر درد اور پر جوش لہجہ میں بزبان پنجابی کچھ اشعار سنائے جن میں حضرت حجۃ اللہ کی بعثت آپ کی صداقت پر بحث تھی اور بالآخر اہل لاہور کو خطاب تھا کہ دیکھو! مسیح موعود تمہارے گھر مہمان ہو کر آیا ہے تمہارا فرض تو یہ ہے کہ تم اس کا اکرام کرو اور نہ یہ کہ سب و شتم سے کام لو۔ مہمانوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک مناسب نہیں اور پھر طاعون کے زور اور حملوں سے ڈرایا تھا۔ یہ نظم بہت ہی موثر اور رقت خیز تھی جسکو سنکر اکثر حاضرین رو رہے تھے + نظم ختم ہو جانے کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تمام مسلمان جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کی غرض دین ہے یہ میں جانتا ہوں کہ کوئی تھوڑا جوش رکھتا ہے کوئی زیادہ لیکن کچھ نہ کچھ غرض دین کی رکھتا ضرور ہے۔

یقیناً سمجھو کہ ہر شخص اپنے اندازہ کے موافق عمر کا ایک حصہ کھا چکا ہے بڑی عمر ہو گئی ہے تب بھی تھوڑے دن باقی ہیں اور تھوڑی ہے تب بھی تھوڑے ہی باقی ہیں کیونکہ گذرنے والے زمانہ کو ہمیشہ تھوڑا خیال کیا جاتا ہے پس یاد رکھو کہ انسان جو اس مسافر خانہ میں آتا ہے اسکی اصل غرض کیا ہے؟ اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے جن اور انس کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مد نظر رکھیں وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اوس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے ہاں اسوقت پتہ لگتا ہے۔ جب قابض ارواح آ کر جان نکال لیتا ہے۔ پس اس دھوکہ سے خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ مرنے کا وقت آ جاوے اور تم خالی کے خالی ہی رہو۔ یہ شعر اچھا کہا ہے۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار

یکدفعہ ہی پیام موت آ جاتا ہے اور پتہ نہیں لگتا انسانی ہستی بہت ہی ناپائیدار ہے ہزار ہا مرضیں لگی ہوئی ہیں بعض ایسی ہیں کہ جب دامنگیر ہو جاتی ہیں تو اس جہان سے رخصت کر کے ہی رخصت ہوتی ہیں۔

جبکہ حالت ایسی نازک اور خطرناک ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک خدا سے صلح کرے۔ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم کریم حلیم۔ تواب اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکے گناہ بخش دیتا ہے

لیکن

دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آ جاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے کہ انسان

ہزاروں عیب کرکے بھی رجوع کرتا ہے تو بخشدیتا ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے (بجز پیغمبروں کے جو خدا تعالے کے خلق میں رنگے جاتے ہیں) جو چشم پوشی سے اسقدر کام لے - بلکہ عام طور پر تو یہہ حالت ہے - جو سعدی نے کہا ہے -

خدا دانند و بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد

پس

غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے - یہہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ مواخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کرے - لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اسکے غضب پر سبقت رکھتا ہے -

اسلام اور دوسرے مذاہب

یہہ دین یعنی اسلام جو سچا مذہب ہے اور جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملا ہے اس کی سچائی کی یہہ زبردست علامت ہے کہ انسانی ضمیر اور فطرت جس قسم کا خدا چاہتی ہے قرآن کریم نے ویسا ہی خدا پیش کیا ہے - یعنی اس قسم کے صفات سے متصف اسے بیان کیا ہے -

لیکن

چونکہ مقابلہ کے بغیر کسی کی خوبی اور عمدگی کا پتہ نہیں لگ سکتا - اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر مقابلہ دوسرے مذاہب سے کیا جاوے - اگرچہ ہمارا یہہ مذہب ہے اور قرآن شریف سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم کا ایک ہی خدا ہے لیکن جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ مثلاً ہندؤں کا خدا تو اس سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ وہ خدا جو اپنے خیالات اور عقاید کے موافق ہندؤں نے پیش کیا ہے یا عیسائی جس قسم کا تسلیم کرتے ہیں - نعوذ باللہ یہہ کبھی بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ کسی اور خدا کی مخلوق ہیں -

غرض

جب ہم اس خدا کا مقابلہ ان خداؤں سے (جو دوسرے لوگوں نے پیش کئے ہیں) کرتے ہیں تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ خدا جو قرآن شریف نے یا اسلام نے پیش کیا ہے **وہی حقیقی خدا ہے** - مثلاً اسی مسئلہ عفو گناہ کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے خواہ انسان کتنے ہی گناہ کرے لیکن جب سچے دل سے توبہ کرے اور آیندہ کے لئے گناہوں سے باز آجاوے تو اللہ تعالے اوسکی توبہ قبول کرلیتا اور اس کے گناہ بخشدیتا ہے - لیکن اس کے بالکل مقابل ہندوؤں نے جس خدا کو پیش کیا ہے وہ اس کے متعلق ہمیں یہہ بتاتے ہیں کہ وہ ایسا خدا ہے کہ وہ ایک گناہ کے بدلے کروڑوں جونوں میں ڈالتا ہے اور جو کیڑے - پسو - مچھر - درند - چرند یہانتک کہ پانی اور ہوا کے کیڑے یہہ سب انسان ہی ہیں جو اپنی شامت اعمال کیوجہ سے سزائیں بھگتنے کے واسطے ان جونوں میں آئے ہوئے ہیں - دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جقدر مخلوقات انسان کے سوا نظر آتی ہیں وہ سب انسان کے گناہوں کے طفیل ہے - اور خدا تعالے کو (معاذ اللہ) اتنک ان پر کوئی رحم نہیں آتا اور وہ ایسا سخت دل بخیل ہے کہ وہ رحم کرہی نہیں سکتا -

جب یہہ عقیدہ رکھا جاویگا کہ ہر ایک گناہ کی سزا میں ضرور کئی کروڑ جونوں میں جانا پڑیگا - تو گناہ کی معافی اور رحم اور کرم پرمیشر میں کہاں پایا گیا ؟ کیونکہ جونوں کے اس چکر سے تو کبھی نجات ہی نہیں ہے ؟ حالانکہ فطرت انسانی ایک ایسا خدا چاہتی ہے جو انسانی کمزوریوں پر رحم کرتا ہو اور انسان کے **نادم اور تائب** ہونے پر اسکے قصوروں کو معاف کردے - کیونکہ خود انسان میں بھی یہہ **وصف** ایک حد تک پایا جاتا ہے پھر تعجب کی بات ہوگی کہ انسان تو توبہ اور معافی پر قصور معاف کردے اور خدا تعالے ایسا کینہ توز (معاذ اللہ) ہو کہ اسے کسی طرح رحم ہی نہ آوے ؟ یہہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے بلکہ صحیح اعتقاد وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے - کہ - **خدا تعالے بڑا ہی کریم اور رحیم ہے اور وہ سچے رجوع اور حقیقی توبہ پر گناہ بخش دیتا ہے** -

اس کے بالمقابل عیسائی جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ اور بھی عجیب ہے - وہ خدا تعالے کو رحیم تو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ رحیم ہے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہتے ہیں کہ رحم بلا مبادلہ نہیں کرسکتا - جبتک بیٹے کو پھانسی ندے لے اسکا رحم کچھہ بھی نہیں کرسکتا - تعجب اور مشکلات بڑھ جاتی ہیں جب اس عقیدہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاتی ہے اور پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ **خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی بھی دیا لیکن یہہ نسخہ رحم پھر بھی خطا ہی گیا** -

سب سے اول تو یہہ کہ یہہ نسخہ اوسوقت یاد آیا جب بہت سی مخلوق گناہ کی موت سے تباہ ہوچکی اور اونپر کوئی رحم نہ ہوسکا - کیونکہ پہلے کوئی بیٹا پھانسی پر نہ چڑہا - اور علاوہ بریں اگرچہ یہہ بات سمجھہ میں نہیں آتی کہ زید کے سر میں درد ہو اور بکر اپنا سر پتھر سے پھوڑے اور یہہ سمجھا جاوے کہ اس نسخہ سے زید کو آرام ہوجاویگا لیکن اسکو بفرض محال مان کر بھی اس نسخہ کا جو اثر ہوا ہے وہ تو بہت ہی خطرناک ہے جبتک یہ نسخہ استعمال نہیں ہوا تھا - اکثر لوگ نیک تھے اور توبہ و استغفار کیتے تھے اور اللہ تعالے کے احکام پر چلنے کی کوشش کرتے تھے مگر جب یہہ نسخہ گھڑا گیا کہ ساری دنیا کے گناہ **خدا** بیٹے کے پھانسی پانے کے ساتھ معاف ہوگئے - تو اس سے بجائے اس کے کہ گناہ رکتا گناہ کا ایک اور سیلاب جاری ہوگیا اور وہ بند جو آگے سے پہلے خدا کے خوف اور شریعت کا لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا - جیسا کہ یورپ کے حالات سے پتہ لگتا ہے کہ اس مسئلہ نے وہاں کیا اثر کیا ہے - اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہئے تھا پھر جب یہہ بات ہے اور حالت ایسی ہے تو ہم کیونکر تسلیم کریں کہ وہ خدا جو اس رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ **حقیقی خدا** ہے -

اس قسم کی غلط تعلیمیں دنیا میں جاری ہوچکی ہیں اور **حقیقی خدا** کا چہرہ چھپا ہوا تھا جو اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشنس اور فطرت چاہتی ہے - اور اسکا پورا پورا بیان خدا تعالے کی سچی کتاب **قرآن مجید** میں ہے -

میں اسوقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھہ کر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھہ کہونگا جو مسلمان ہیں اور انہیں سے خطاب کرونگا -

رَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا

یاد رکھو — قرآن شریف

حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے یہہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں -

عمل نکرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جسکو اسپر اعتقادی نہیں اور وہ اسکو خدا تعالے کا کلام ہی نہیں سمجھتے یہہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اسپر عمل نکریں توکسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے انمیں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں - پس ایسے آدمی جو خدا تعالی کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفا اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے یہہ علم اسکو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے - اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھدیتا اور **سیراب** ہوکر اسکے لطف و شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر - اور اسوقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کردیتی ہے اس شخص کی حالت بہت ہی **عبرت بخش اور نصیحت خیز** ہے - مسلمانوں کی حالت اسوقت ایسی ہی ہورہی ہے - وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی **قرآن شریف** ہے جسپر ہمکو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں اس کی پرواہی نہیں کی جاتی - ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھہ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں **بلکہ خدا تعالے کے حکم** اور ایما سے اسطرف بلاوے تو اسے **کذاب** اور **دجال** کہا جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی - !!!

مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان **نعمت** سمجھیں اور اس کی قدر کریں - اسکی قدر یہی ہے کہ اسپر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالے کس طرح انکی **مصیبتوں** اور **مشکلات** کو دور کردیتا ہے **کاش !** مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالے نے انکے لئے یہہ ایک نیک راہ پیدا کردی ہے اور وہ اسپر چل کر فائدہ اٹھائیں -

یقیناً یاد رکھو

کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہے اور اسکی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالے اسکو انہیں برکات کا حصہ دیتا ہے ایسی برکات اسے دیجاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے وہ بہت ہی بڑھکر ہوتی ہیں - انہیں سے ایک عفو گناہ بھی ہے - کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالے اوس کے گناہ بخش دیتا ہے -

دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اسلئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں - انمیں سے بعض تو یہہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو ہمکو جونوں میں جانا پڑے گا - اور معافی نہیں ملسکتی عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لاکر اگر گناہ ہوجاتے تو پھر صلیب مسیح کوئی فائدہ نہیں دے سکتی - کیونکہ مسیح دو مرتبہ صلیب پر نہیں چڑہے گا - تو کیا یہہ بات صاف نہیں ہے کہ ان دونوں کے لئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے - کیونکہ صدور گناہ تو رک نہیں سکتا - اگر خدا تعالے کی کسی نعمت کا شکر نکرے تو یہہ بھی گناہ ہے اور غفلت کرے تو یہہ بھی گناہ ہے - اور ان گناہوں پر بھی جونوں میں جانا پڑے گا + یا مسیح کو دوبارہ صلیب نہیں دیا جاوے گا - اس لئے کلی طور پر مایوس ہونا پڑیگا -

مگر

اللہ تعالے نے **مسلمانوں** کو یہہ تعلیم نہیں دی ان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے جب انسان اسکی طرف رجوع کرے اور اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کرکے اس سے خواستگار معافی ہو اور آیندہ کے لئے نیکیوں کا عزم کرے تو اللہ تعالے اسے معاف کردیتا ہے - اسلئے میں کہتا ہوں کہ میری باتوں کو متوجہ ہوکر سنو ایسا نہو کہ یہہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہ جائیں اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اوٹھاؤ - اور یہہ تمہارے دل تک نہ پہونچیں - نہیں بلکہ پوری توجہ سے سنو اور انکو دل میں جگہ دو اور اپنے عمل سے دکھاؤ کہ تم نے انکو سرسری طور پر نہیں سنا اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں بلکہ گہرا اثر ہے -

گناہ اور اوس کے نتایج اور اون سے نجات

اسبات کو بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسی زہر ہے جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے - اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالے کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے - اور اس قابل نہیں ہوتا کہ یہہ نعمت اسکو مل سکے جس جس قدر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اسی اسی قدر خدا تعالے سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ روشنی اور نور جو خدا تعالے کے قرب میں اسے ملتی تھی اس سے پرے ہٹتا جاتا ہے اور تاریکی میں پڑکر ہر طرف سے آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہوجاتا ہے - یہانتک کہ سب سے زیادہ خطرناک **دشمن شیطان** اسپر اپنا قابو پالیتا ہے اور اسے ہلاک کردیتا ہے -

لیکن

اس خطرناک نتیجہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالے نے

ایک سامان ہی رکھا ہوا ہے اگر انسان اس سے فائدہ اوٹھائے تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے اور پھر خدا تعالےٰ کے قرب کو پا سکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے؟

رُجُوع اِلَی اللہ یا سچّی تَوبَہ

خدا تعالےٰ کا نام تَوّاب ہے وہ بھی رجوع کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ سے دور ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ اس سے بعید ہوتا ہے لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے اسلئے اوسکا نام تواب ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع برحمت کرے۔

دنیا کی تکلیفوں کی وجہ

انسان جسقدر مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں اوسپر آفتیں آتی ہیں یہ سب شامت اعمال ہی سے آتی ہیں۔ میں نے پہلے ہی بیان کیا تھا کہ لوگ ایک دہوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئیں تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبتیں آتی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے انکی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مصائب میں لذت ہوتی ہے وہ قرب الٰہی کے بڑہانے کا موجب ہوتی ہیں انسے محبت بڑہتی ہے اور انکا فوق العادۃ استقلال اور رضا و تسلیم اعلےٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتی ہے برخلاف اس کے یہہ مصیبتیں اور بلائیں دنیا میں جو گناہ کی شامت سے آتی ہیں انمیں درد اور تکلیف کے علاوہ خدا سے بُعد ہوتا ہے اور ایک تاریکی چہا جاتی ہے آخر بالکل تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہہ ایک زہر ہے زہر کہا کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کہا کر یہہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائیگا خطرناک غلطی ہے یقیناً یاد رکھو جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ آخر مریگا اور ضرور مریگا۔

اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بہیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اس لئے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اس کے تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔

قدیم سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے کہ جب دنیا پر گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے اور انسانوں میں عبودیت نہیں رہتی اور عبودیت اور الوہیت کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے انسان سرکشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے اسکی آگاہی اور تنبیہ کے لئے اپنا ایک مامور بہیج دیتا ہے۔

وہ دنیا میں آکر اہل دنیا کو اس خطرناک عذاب سے ڈراتا ہے جو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے آنے والا ہوتا ہے۔ اور ان کو اس زہر سے جو گناہ کی زہر ہے بچانا چاہتا ہے جو سعید الفطرت ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھہ ہو جاتے ہیں اور سچی توبہ ارکے فائدہ اوٹھاتے ہیں لیکن شریر النفس اپنی شرارتوں میں ترقی کرتے اور اسکی باتوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑا کر خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں اور آخر تباہ ہو جاتے ہیں

آجکل یہی زمانہ آیا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ کے ساتھہ جو سچا تعلق عبودیت کا ہونا چاہیئے اور جو محبت اپنے خالق سے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟

ہر ایک شخص اپنی جگہ غور کرے اور اپنے نفس پر قیاس کرکے دیکھے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھہ اس کے تعلقات کس قدر ہیں۔ آیا وہ دنیا اور اسکی شان و شوکت کو اپنا معبود سمجھتا ہے یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے؟ اسکے تعلقات اپنے نفس اہل و عیال اور دوسری مخلوق کے ساتھہ کسی قسم کے نہیں؟ انمیں خدا تعالےٰ کا خوف کس درجہ تک ہے؟ ان باتوں پر جب آپ غور کریں گے اور خالی الذہن ہو کر غور کریں گے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہہ وہ وقت آیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھہ کوئی رشتہ اور پیوند لوگوں نے رکہا ہی نہیں ہے۔ اکثر ایسے ہیں جو خدا تعالےٰ کے وجود اور ہستی ہی کا یقین نہیں رکھتے اور جو بعض مانتے ہیں کہ خدا ہے انکا ماننا نہ ماننا برابر ہو رہا ہے کیونکہ وہ تقوی اللہ اور خشیۃ اللہ جو خدا تعالےٰ پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی انمیں پائی نہیں جاتی۔ گناہ سے نفرت اور احکام الٰہی کی پابندی اور نواہی سے بچنا نظر نہیں آتا۔ پھر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ یہہ لوگ فی الحقیقت خدا تعالےٰ پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ

از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں
(ایڈیٹر)

اور ماسوا اس کے یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھہ جب تک کامل اور پورا تعلق نہ ہو وہ برکات اور فیوض جو اس تعلق کے لازمی نتائج ہیں حاصل نہیں ہوتے اس کی مثال ایسی ہے کہ جہاں ایک پیالہ پانی کا پی کر سیر ہونا ہو وہاں ایک قطرہ کہانتک مفید ہو سکتا ہے اور تشنہ لبی کو بجہا سکتا ہے۔ اور جہاں دس تولہ دوا کہانی ہو وہاں ایک چاول یا ایک رتی سے کیا ہوگا؟ اسی طرح پر جب تک انسان پورے طور پر خدا تعالےٰ کا مطیع اور وفادار بندہ نہیں بنتا اور کامل نیکی نہیں کرتا اسوقت تک اوسکے انوار و برکات ظاہر نہیں ہوتے + ادہوری اور ناتمام باتوں سے بعض اوقات ٹھوکر لگتی ہے۔ ایک شخص نیکی کو اسکے کمال تک تو پہنچاتا نہیں اور اس سے ان ثمرات کی توقع کرتا ہے جو اس کے درجہ کمال پر پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ نہیں ملتے تو آخر سچی اور پاک تعلیم سے بدظن ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ کچھہ بھی نہیں۔

بہت سے لوگ اسطرح پر بھی گمراہ ہوئے ہیں لیکن میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جو تعلیم دی ہے اور جس طریق پر نیکی کی راہیں بتائی ہیں انپر اور اس درجہ تک عامل ہونے سے انسان وہ تمام کمالات اور برکات حاصل کر سکتا ہے جنکا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی پاک تعلیم کی سچی اور کامل پیروی سے ولی اللہ اور ابدال بنتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ یا ابدال بننے کے لئے کوئی خاص راہ ہے جو قرآن شریف میں نہیں ہے وہ سخت نادان اور غلطی پر ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس سے یہہ درجے بھی حاصل ہوتے ہیں ولی یا ابدال کیا کرتے ہیں؟ یہی کہ وہ سچی تبدیلی کر لیتے ہیں اور قرآن شریف کی تعلیم کا سچا متبع اپنے آپ کو بناتے ہیں اور نیکی کو اس حد اور درجہ تک کرتے ہیں جو اس کے کمالات کے لئے مقرر ہے۔ یہی نماز روزہ زکوٰۃ صدقات وغیرہ وہ بھی بجالاتے ہیں لیکن اون میں اور دوسرے لوگوں میں اسقدر فرق ہے کہ وہ اس حد تک ان اعمال صالحہ کو بجالاتے ہیں کہ انمیں ایک قوت اور طاقت آجاتی ہے اور ان سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جو دوسروں کی نظر میں خوارق ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ اعمال صالحہ کو پورے طور پر بجالاتے ہیں۔ پس جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اسکو ادہورا اور ناقص نہیں چہوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے جو چاہے بن سکتا ہے ہاں یہہ سچ ہے کہ اسکے واسطے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے اور دعا کی تعلیم بھی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جسکے لئے جا بجا ہدایت کی گئی ہے بلکہ اس کا شروع ہی دعا سے ہوا ہے۔ اس بات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر کسی شخص کو زندہ رکھنا مقصود ہے تو ضرور ہے کہ اسکو پوری غذا دی جاوے۔ چند دانوں پر اس کی زندگی کی امید کرنا خیال خام ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ میں زندگی حاصل کرنے کے لئے پوری نیکیوں کا کرنا ضروری ہے۔ جو اس طریق کو چہوڑتا ہے وہ آج نہیں کل مر جاوے گا۔ قرآن شریف نے اسی اصل کو بتایا ہے جو زیادہ حظ اٹھانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ زیادہ توجہ کرے۔

اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت (جس سے مخالف بغض رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکھنا چاہیئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکہتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے چاہا ہے کہ یہہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکہاوے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے انمیں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ رہے وہ خدا تعالےٰ کے ساتھہ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا۔ وہ یاد رکھے کہ دشمنوں کی اس آرزو کو پورا کر دیگا وہ یقیناً انکے سامنے تباہ ہو جاوے گا خدا تعالےٰ کے ساتھہ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی یعنی بنی اسرائیل جنمیں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور خدا تعالےٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چہوڑ دیا سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی خدا تعالےٰ کا غضب اونپر ٹوٹ پڑا اور انکا نام سور اور بندر رکہا گیا + یہانتک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بھی اونکو خارج کیا گیا۔ یہہ کسی قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسیطرح یہہ قوم جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالےٰ اسپر بڑے بڑے فضل کریگا لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالےٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چہوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جاوے گا اور خدا تعالےٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھہرو۔

امتیاز ذات

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی؟ جنمیں نبی اور رسول آتے تھے۔ لیکن کیا ان کی اس اعلےٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالےٰ کے حضور ہوا جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ انکا نام سور اور بندر رکہا گیا اور انہیں اسطرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہہ مرض لگا ہوا ہے خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھہ بھی چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں اونہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا کہ میں پیغمبر زادی ہوں قیامت کو یہہ ہرگز نہیں پوچہا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے وہاں تو اعمال کام آئیں گے میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے قرب سے زیادہ دور پہینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شے ہے کہ وہ محروم کر دیتا

علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سید ہوں حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے مرنے کے بعد اسکا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں یہہ فرماتا ہے۔

من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

کوئی بُرا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں کی اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نکرو کہ یہہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ **ہاں** ضروری یہہ ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو خدا تعالےٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اسی حال میں اللہ تعالےٰ کی تائید اور اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں۔ اور ان باتوں کو ہم اپنے **عمل اور حال** سے ثابت کریں نہ صرف **قال** سے اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اسلئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہوگا۔

لیکن اگر ہم خدا تعالےٰ کے نافرمان اور اس سے قطع تعلق کر چکے ہیں تو ہماری ہلاکت کے لئے کسی کو منصوبہ کرنے کی ضرورت نہیں کسی مخالفت کی حاجت نہیں وہ سب سے پہلے خود ہم کو ہلاک کر دے گا۔

ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے جب بنی اسرائیل نے خدا تعالےٰ کی نافرمانی اختیار کی اور انہوں نے گناہ کیا خدا تعالےٰ نے اس قوم کو ہلاک کیا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر انہیں موجود تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ گناہ سے سخت بیزار اور متنفر ہے وہ کبھی پسند نہیں کرسکتا کہ ایک شخص بغاوت کرے اور اوسکو سزا نہ دی جاوے۔

یہہ بات بھی خوب یاد رکھو کہ گنہگار خدا تعالےٰ پر ایمان اور یقین نہیں رکھتا اگر ایمان رکھتا تو ہرگز گناہ کرنے کی جرأت نکرتا۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ چوری کرنے والا یا زانی یا بدکار اپنے فعل کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اسکا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ سچا ایمان تو گناہ سے دور کرتا ہے اور اور شیطان کی کشتی میں وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص علانیہ بدکاری میں مبتلا ہے اور دوسری خطا کاریوں سے باوجودیکہ ان کی برائی سے آگاہ ہے باز نہیں آتا تو پھر بجز اس کے اور کیا کہنا پڑے گا کہ وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر ایمان رکھتا تو کیوں ان بدیوں سے نہ بچتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا گناہ سے سخت بیزار ہے اور اسکا نتیجہ بہت ہی بُرا اور تکلیف دہ ہے۔

نفس کی تین حالتیں

نفس کی تین حالتیں ہیں یا یہہ کہو کہ نفس تین رنگ بدلتا ہے بچپن کی حالت میں نفس زکیہ ہوتا ہے یعنی بالکل سادہ ہوتا ہے۔ اس عمر کے طے کرنے کے بعد پھر نفس پر تین حالتیں آتی ہیں سب سے اوّل جو حالت ہوتی ہے اسکا نام نفس امارہ ہے اس حالت میں انسان کی تمام طبعی قوتیں جوش زن ہوتی ہیں اور اس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے دریا کا سیلاب آجاوے اسوقت قریب ہے کہ غرق ہو جاوے یہہ جوش نفس ہر قسم کی بے اعتدالیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن پھر ایک حالت اور بھی آجاتی ہے جسکا نام نفس لوامہ ہے۔ اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ بدی پر ملامت کرتا ہے اور یہہ حالت نفس کی روا نہیں رکھتی کہ انسان ہر قسم کی بے اعتدالیوں اور جوشوں کا شکار ہوتا چلا جاوے جیسا نفس امارہ کی صورت میں تھا بلکہ نفس لوامہ ایسے بدیوں پر ملامت کرتا ہے یہہ سچ ہے کہ نفس لوامہ کی حالت میں انسان بالکل گناہ سے پاک اور بری نہیں ہوتا مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اس حالت میں انسان کی شیطان اور گناہ کے ساتھ ایک جنگ ہوتی رہتی ہے کبھی شیطان غالب آجاتا ہے اور کبھی وہ غالب آتا ہے مگر نفس لوامہ والا خدا تعالےٰ کے رحم کا مستحق ہوتا ہے اسلئے کہ وہ بدیوں کے خلاف اپنے نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے اور آخر اسی کش مکش اور جنگ و جدل میں اللہ تعالےٰ اسپر رحم کر دیتا ہے اور اسے وہ نفس کی حالت عطا ہوتی ہے جسکا نام مطمئنہ ہے یعنی اس حالت میں انسان شیطان اور نفس کی لڑائی میں فتح پا کر امن و امان اور نیکی کے قلعہ کے اندر آکر داخل ہو جاتا ہے۔ اور جس قلعہ کو فتح کرکے سلطنت ہو جاتا ہے اسوقت یہہ خدا پر راضی ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ اسپر راضی ہوتا ہے کیونکہ یہہ پورے طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اطاعت میں فنا اور محو ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھ اسکو پوری صلح اور رضا حاصل ہوتی ہے چنانچہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا ہے اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر آجا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

رضا بالقضا

جبکہ خدا تعالےٰ کی رضا سے رضا انسانی مل جاوے۔ یہہ وہ حالت ہے جہاں انسان اولیا اور ابدال اور مقربین کا درجہ پاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالےٰ سے مکالمہ کا شرف ملتا ہے اور وحی کی جاتی ہے اور چونکہ وہ ہر قسم کی تاریکی اور شیطانی شرارت سے محفوظ ہوتا ہے ہر وقت اللہ تعالےٰ کی رضا میں زندہ رہتا ہے۔ اس لئے وہ ایک ابدی بہشت اور سرور میں ہوتا ہے انسانی ہستی کا مقصد اعلےٰ اور غرض اسی مقام کا حاصل کرنا ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جو اسلام کے لفظ میں اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے کیونکہ اسلام سے سچی مراد یہی ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کرلے۔

مگر

دعا کی ضرورت

یہہ سچ ہے کہ یہہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا ہاں اس میں کلام نہیں کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے انسان کمزور ہے جبتک دعا سے قوت اور تائید نہیں پاتا اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کرسکتا۔ خود اللہ تعالےٰ انسان کی کمزوری اور اس کے ضعف حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

خلق الانسان ضعیفا

یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اسکی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے **عالی درجہ اور ارفع مقام** کے حاصل کرنے کا دعوےٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اسکے لئے **دعا** کی بہت بڑی ضرورت ہے **دعا** ایک زبردست **طاقت** ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالےٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔

ہاں نری دعا خدا تعالےٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لاکے اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام لے اسباب سے کام نہ لینا اور نری **دعا** سے کام لینا یہہ **آداب الدعا** سے ناواقفی ہے اور خدا تعالےٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور **دعا** کو لاشئے محض سمجھنا یہہ **دہریت** ہے یقیناً سمجھو کہ **دعا بڑی دولت** ہے جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئیگی وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اسپر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائیگا اور اسکی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔

اسلئے

یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اسکی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے۔ یہی دعا اسکے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

اسلام کا خاص امتیاز

یہہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہہ تمغہ اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جب کہ ان کا یہہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے ہیں اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے۔ انکو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ!

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعا کیوں کرینگے؟ جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہہ خاص اکرام **اسلام** کے لئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہہ **امت مرحومہ** ہے لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جاویں اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں تو پھر کس کا گناہ ہے؟ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود **طالب موت اور تشنہ ہلاکت** ہے اس صورت میں تو چاہئے کہ اس پر منہ رکھ دے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔

یہہ میری نصیحت ہے جسکو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے ۳۰ سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ انمیں سے وہ نصیحت کونسی ہے جسپر اگر مضبوط ہو جاویں اور اسپر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ **کلید اور قوت دعا** ہے دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالےٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے؟ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لئے یہہ تو کچھ بھی نہیں۔

دعا اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالےٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور موثر ہونا اسوقت ہوتا ہے جب انسان کمال درد دل۔ اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے اور اوسکو پکارے۔ ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانہ الوہیت کی طرف بہ نکلے۔ یا جسطرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اسکی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالےٰ

سے کیجاوے اسکی آواز اس کا لب ولہجہ ہی اور ہی ہوتا ہے اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کر سارے اعضا اس سے متاثر ہو جاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو۔ دل میں درد اور رقت ہو اعضا میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو اسکی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانہ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہوگا۔ چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے کہ میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو مجھے پاک کرے۔ جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا اور استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک **نور** اور **سکینت** اس کے دل پر نازل ہوگی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کرے گی اور غیب سے ایک قوت عطا ہوگی جو گناہ سے بیزاری پیدا کر دے گی اور وہ ان سے بچیگا۔ اس حالت میں دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا کہ گویا ہزاراں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لے جاتے تھے اور یا یکدفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں اور آزاد ہو گیا ہے اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور رجوع تھا اس حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی۔

یہ ایک زبردست **صداقت** ہے جو اسلام میں موجود ہے اسکا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اسکا زندہ **ثبوت** ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس امر کو سمجھ لے اور وہ دعا کے راز سے آگاہ ہو جاوے تو اس میں اسکی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اور اس صورت میں سمجھو کہ گویا اس کی ساری ہی مرادیں پوری ہو گئی ہیں۔ ورنہ دنیا کے ہم و غم تو اس قسم کے ہیں کہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

جو شخص رو بدنیا ہوتا ہے وہ تھوڑی دور چل کر رہ جاتا ہے کیونکہ نامرادیاں اور ناکامیاں آخر آکر ہلاک کر دیتی ہیں لیکن جو شخص ساری **قوتوں** اور **طاقتوں** کے ساتھ رو بخدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کے لئے اسکے سب حرکات و سکنات ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ دنیا کو بھی ناک سے پکڑ کر اسکا خادم بنا دیتا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں بہت فرق ہوتا ہے دنیا دار تو دنیا کا دیوانہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ رو بخدا شخص جسکی دنیا خادم کی جاتی ہے دنیا اور اس کی لذتوں میں کوئی لذت نہیں پاتا بلکہ ایک قسم کی بدمزگی ہوتی ہے کیونکہ وہ لطف اور ذوق دنیا کی طرف نہیں ہوتا بلکہ کسی اور طرف ہو جاتا ہے۔

انسان جب خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالیٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھ شک نہیں دنیا بھی اسکے پاس آجاتی ہے مگر راحت کے طالب اور ہو جائیں گے وہ دنیا اور اس کی راحتوں میں کوئی لذت اور راحت نہیں پاتا۔ اسی طرح انبیاء اور اولیا کے قدموں پر دنیا کو لا کر ڈالدیا گیا ہے مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا۔ کیونکہ انکا رخ اور طرف تھا۔ یہی قانون قدرت ہے جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے تو وہ لذت اسے نہیں ملتی لیکن جب خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر دنیا کی لذت کو چھوڑتا ہے اور اسکی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی یہ ایک مستحکم اصول ہے اسکو بھولنا نہیں چاہیئے۔ خدایابی کے ساتھ دنیایابی وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اسے تمام مشکلات سے نجات ملیگی اور ایسے طور پر اسے رزق دے گا کہ اسے علم بھی نہ ہوگا یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکے رزق کا کفیل ہو۔ لیکن یہ بات جیسا کہ خود اسنے فرمایا تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور کوئی امر اس کے ساتھ نہیں بتایا کہ دنیوی مکر و فریب سے یہ باتیں حاصل ہونگی۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اسے مل جاوے وہ یہ راہ اختیار کرے اگر اس راہ کو تو چھوڑتا ہے اور اور راہیں اختیار کرتا ہے تو پھر ٹکریں مار کر دیکھ لے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ہونگے جنکو یہ نصیحت بری لگے گی اور وہ ہنسی کریں گے لیکن وہ یاد رکھیں کہ آخر ایک وقت آجاویگا کہ وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجھیں گے اور پھر بول اٹھیں گے کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضائع کی لیکن اسوقت کا فہم کچھ کام نہ دیگا۔ اصل موقع ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اور پیغام موت آجائیگا میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ مہربان ہو جاوے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ ناراض ہو تو پھر کوئی بھی کام نہیں آسکتا۔ جب اسکا غضب آگیا تو دنیا میں کوئی مہربان نہ رہے گا خواہ کیسا ہی مکر و فریب کرے۔ تسبیحیں ڈالے بھگوے اور سبز کپڑے پہنے مگر دنیا اسکو حقیری سمجھے گی۔ اگر چند روز دنیا دھوکا کھا بھی لے۔ تو بھی آخر اسکی قلعی کھل جائے گی اور اس کا مکر و فریب ظاہر ہو جاویگا لیکن جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے آیا ہے دنیا اس کی کتنی ہی مخالفت کرے وہ اپنی مخالفت اور منصوبوں میں کامیاب نہ ہوگی۔ اس کو گالیاں دے لعنتیں بھیجے لیکن ایک وقت آجائیگا کہ وہی دنیا اس کی طرف رجوع کرے گی اور اسکی سچائی کا اعتراف اسے کرنا پڑیگا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ جسکا ہو جاتا ہے دنیا بھی اوس کی ہو جاتی ہے۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ابتداً اہل دنیا انکے دشمن ہو جاتے ہیں اور ہر قسم قسم کی تکلیفیں دیتے اور اس کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں کوئی پیغمبر اور رسل نہیں آیا جسنے دکھ نہ اوٹھایا ہو مکار فریبی دوکاندار اس کا نام نہ رکھا گیا ہو۔ مگر باوجود اسکے کہ کروڑہا بندوں نے اسپر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے پتھر مارے گالیاں دیں اونہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی کوئی امر انکی راہ میں روک نہیں ہو سکا۔ وہ دنیا کو خدا تعالیٰ کی کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لیکر آئے تھے اسکے پہونچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان تکلیفوں اور ایذا رسانیوں نے جو نادان دنیاداروں کی طرف سے پہونچیں اونکو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوتے یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مشکلات انپر آسان کر دیں اور مخالفوں کو سمجھ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا انکے قدموں پر آگری اور انکی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔

یقیناً یاد رکھو

تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے یہانتک کہ آپ پر سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ کو تبلیغ رسالت میں کسقدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں۔ اور کفار نے کس حد تک آپ کو ستایا اور دکھ دیا۔ اس مخالفت میں اپنی ہی قوم اور چچا اور دوسرے بزرگ سب سے بڑھ کر حصہ لینے والے تھے آپ کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا زمانہ اتنا لمبا ہوا کہ تیرہ برس تک اپنی قوم سے ہر قسم کے دکھ اوٹھاتے رہے۔ اس حالت میں کوئی نہیں کہ سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہوگا۔ کیونکہ ہر طرف مخالفت کا بازار گرم تھا۔ اور خود اپنے رشتہ داری تشنہ خون ہو رہے تھے۔ جدی اور برادری کے لوگوں نے جب قبول نہ کیا تو اوروں کو اور بھی مشکلات پیش آگئے۔ غرض اس طرح پر آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مصیبتوں کا زمانہ دراز ہو گیا

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام کی قومی تبلیغ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کے مشکلات پیش نہیں آئے کیونکہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے انکو فوراً قبول کر لیا تھا۔ اس لئے قوم کی طرف سے کوئی دکھ اور مصیبت یا روک انکو پیش نہیں آئی۔ لیکن برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی قوم سے مشکلات اور انکار کا مرحلہ پیش آیا۔ پھر ایسی صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیسی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی ہیں جو آپ کے کمالات اور فضائل کا سب سے بڑھ کر ثبوت ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے اذن و امر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپ کو یہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا۔ لکھا ہے کہ جب آپ نے قریش کی دعوت کی اور سب کو بلا کر کہا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اسکا جواب دو یعنی میں اگر تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی بھاری فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ اس گھات میں بیٹھی ہوئی ہے کہ موقع پاکر ہلاک کر دے۔ تو کیا تم باور کر لوگے سب نے بالاتفاق کہا کہ بیشک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے اس لئے کہ تو ہمیشہ سے **صادق** اور **امین** ہے جب وہ یہ اقرار کر چکے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اتنی بات کہنی تھی کہ سب آگ ہو گئے اور ایک شریر بول اوٹھا **تبالک سائر الیوم**۔

افسوس جو بات اون کی نجات اور بہتری کی تھی نافہم اندیش قوم نے اوسکو ہی برا سمجھا اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے اب اسکے بالمقابل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھو بنی اسرائیل باوجودیکہ ایک سخت دل قوم تھی لیکن اونہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر فوراً ہی اوسکو قبول کر لیا اور اسطرف موسیٰ علیہ السلام سے افضل کو قوم نے تسلیم نہ کیا اور مخالفت کے لئے تیار ہو گئے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آئے دن قتل کے منصوبے ہونے لگے اور یہ زمانہ اتنا لمبا ہو گیا کہ تیرہ برس تک برابر چلا گیا۔ تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپ نے جسقدر دکھ اوٹھائے اون کا بیان ہی آسان نہیں ہے۔

قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذارسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور ادہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی۔ اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جسطرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔

اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اسلئے ان کی تکالیف اور ایذارسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ مطبع کا بقایا ہے انکے نام وی پی روانہ ہو رہے ہیں وہ جلد تر اپنے حساب بے باق کرنے کی فکر کریں کیونکہ اس سال کے ختم ہونے میں اب صرف تین ماہ رہ گئے ہیں۔

(مینیجر)

مراسلت

مرزا صاحب اور اُن کے ارشاد

سراج الاخبار مورخہ ۵ - ستمبر میں اس عنوان سے ایک مضمون کسی منصف مزاج مسلمان کی طرف سے چھپا ہے جس میں طاعون اور تسبیح کے متعلق چند اعتراض ہیں ہم اون کا جواب صرف اسلئے دیتے ہیں کہ اس مضمون کا راقم طالب حق معلوم ہوتا ہے جس کی دلیل یہہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے حتی الوسع نہایت تہذیب سے لکھا ہے - ورنہ ہمارے مسلمان بھائی حضرت اقدس کے مقابلہ میں تہذیب سے کام لینا غالبًا گناہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ انکے طرز عمل سے ثابت ہے) امید ہے وہ ایک ٹھنڈا دل لیکر اس سے استفادہ کی کوشش کرینگے واللہ الموفق والمعین!

(ا) صرف ہندوستان پر ہی عذاب الٰہی کیوں نازل ہے - دوسرے ممالک (جہاں شراب خواری انسان پرستی زیادہ ہے) میں کیوں نہیں -

(ا) آپ اگر اخبار دیکھنے کے عادی ہیں تو یہ امر آپ سے مخفی نہیں رہ سکتا کہ طاعون نہ صرف ہندوستان میں ہے - بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چنانچہ پچھلے دنوں ایک مشہور مخالف اخبار نے ظاہر کیا تھا - کہ اگر کوئی شخص طاعون کے عالمگیر ہونے کا دعوے کردے تو وہ جھوٹا نہیں -

(ب) پھر عذاب الٰہی کئی صورتوں میں نازل ہوتا ہے اگر دوسرے ممالک میں طاعون نہیں - تو طاعون کے قائم مقام اور بہت سی بلائیں مثل غرق - حرق - خسف وغیرہ ذلک وارد ہیں - جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے - اور جسکے کان ہوں وہ سنے !!

(ج) بے شک یورپ کے لئے خاص مہلت ہے اور ہونی چاہئے کیونکہ بوجہ دور ہونے کے وہ لوگ ابھی ایک حد تک معذور سمجھے گئے ہیں - اور ہندوستان والے اس لئے سب سے پہلے ماخوذ ہیں کہ ان میں خدا کا فرستادہ مدت سے آچکا ہے اور اپنے عظیم الشان نشانوں سے اپنی صداقت پر مہر لگا چکا ہے - پس باوجود اس بات کے کہ ہر طرح سے حجت قائم ہو چکی ہے جو لوگ شوخی و شرارت سے باز نہیں آتے وہ ضرور ماخوذ ہوتے ہیں -

یہہ ایک بدیہی مثال ہے کہ اپنے اقربا پر بہ نسبت دور افتادوں کے جلدی اور زیادہ افسوس آتا ہے

(د) آپ کو معلوم ہوگا - کہ ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت تو سارے جہان کے لئے تھی مگر عذاب الٰہی (جو جنگ اور قحط کی صورت میں نازل ہوا تھا) سب سے پہلے عرب ہی ماخوذ ہوئے تھے -

(ہ) حضور علیہ الصلوٰۃ یہہ بات اپنی مختلف تحریروں میں بیان فرما چکے ہیں کہ عذاب صرف اختلاف مذاہب سے نہیں آتا بلکہ شوخی و شرارت سے آتا ہے - ایسا ہی جب لوگ گناہوں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں - تو پہلے ہیں رسول بھیجکر اللہ تعالےٰ اون پر حجت پوری کرتا ہے پھر عذاب نازل فرماتا ہے چنانچہ فرمایا ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا -

پس آپ کا یہہ خیال غلط ٹھہرا - کہ یورپ میں ہم سے زیادہ دہریت یا گناہ ہے وہاں عذاب کیوں نہیں آیا قطع نظر اس سے کہ شراب خواری - زنا - فسق و فجور کی عادت بجائے خود ایک جہنمی عذاب ہے -

(و) ہندوستان میں اگر بعض قصبات اور دیہات وبائے طاعون سے خالی ہیں تو آپ گھبرائے نہیں اپنے اپنے وقت پر انمیں سے ہر ایک ماخوذ ہو جائے گا - بموجب آیت وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا قبل یوم القیمۃ اور حسب پیشگوئی سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام -

(ز) فہرست احمدی جماعت کے شائع کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں - یہہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ احمدی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے آپ دور کیوں جاتے ہیں اپنے ضلع یا تحصیل یا شہر ہی کی طرف خیال رکھئے کہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں -

(ح) اسبات کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے کہ کون زیادہ گناہ گار - شوخ - شریر قابل اخذ ہے پس تمہارا اعتراض بے جا ہے کہ فلاں شخص یا گروہ یا گاؤں کیوں ابھی تک ماخوذ نہیں ہوا - میرے دوست! کئی بھیڑوں کی شکل میں بھیڑئے ہیں -

(ط) احمدی جماعت کے آدمی بھی طاعون سے مرتے ہیں - اور بے شک مرتے ہیں - یہہ شہید ہوتے ہیں جیسے کہ ایک ہی تلوار تھی - جو صحابہ کو شہید اور منافقین کو مرید بناتی تھی - پس یہہ فیصلہ آپ اپنی عقل خداداد سے فرما لیجئے کہ طاعون کتّے کی موت ہے یا شہادت -

(ی) اہل سنت وجماعت کا عقیدہ رکھنے والا ہم اسے نہیں سمجھتے - جو خلیفۃ اللہ کا منکر ہے - کیونکہ آیت استخلاف صاف فرما رہی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون سنت رسل وجماعت الناس تو یہی تھی "مرجانا" مگر یہہ اہل سنت وجماعت بھی اچھے ہیں جو خلاف سنت وجماعت عیسےٰ کو ابھی تک زندہ کہے جاتے ہیں -

(۲) حضور پرنور کا یہہ فقرہ "گنتی کو پورا کرنے کی فکر والا سچی توبہ نہیں کر سکتا" آپ نے غور سے نہیں پڑھا - ورنہ آپ تسبیح پر اعتراض نہ کرتے حضرت اگر رکعتوں میں تعداد ہے یا سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳ بار پڑھنے کا ارشاد ہے -

(ا) نماز تسبیح میں دس بار کلمہ تمجید پڑھا جاتا ہے تو یہہ گنتی ایسی گنتی نہیں جس کو گننے کی فکر حضور قلب میں خلل انداز ہو سکے - کیا کبھی ان مذکور بالا ارشادوں کے پورا کرنے کے لیئے کسی کو تسبیح کی حاجت ہوئی ہے یا تکلیف مالا یطاق سے کام لینا پڑا ہے؟

(ب) یہ گنتی تو شارع اسلام علیہ السلام نے وحی الٰہی سے مقرر فرمائی - مگر یا وہاب کو آٹھ ہزار بار پڑھنا یا قصیدہ غوثیہ کا چالیس بار قطب کی طرف منہ کرکے پڑھنا کس کا حکم ہے کیا باوجود اس بات کے کہ اکملت لکم دینکم کی صریح ندا آچکی ہے کسی صوفی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے عبادت کا طریق ایجاد کرے یا کسی وظیفہ کی خاص تعداد مقرر کرے - ہم پوچھتے ہیں جس صوفی نے قصیدہ غوثیہ چالیس بار پڑھنے یا کسی اسم کو لاکھہ بار پڑھنے کا ارشاد کیا - وہ کس حیثیت سے کیا ہے کیا (ج) اپنے قیاس سے کام لیا ہے؟ اور کیا اسے لا قیاس فی التقدیرات مشہور مسئلہ فقہ کہ تقدیرات میں قیاس نہیں چل سکتا - یاد نہیں رہا - پس فرمائے اسنے کہاں سے یہہ مسئلہ استنباط کیا اگر کہو الہام الٰہی سے - تو آپ ہمیں مبارکباد دیجئے کہ آپ ہی کے قول سے ہمارا دعوےٰ ثابت ہو گیا - عوام الناس کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ وحی بند ہو چکا ہے مگر آپ تو کہہ رہے ہیں وحی تشریعی و غیر تشریعی کے دونوں سلسلے جاری ہیں - کیونکہ دین میں کوئی خاص عبادت اور پھر اس کی تعداد مقرر کرنا صرف شریعت کا حق ہے پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جب شربت کا گلاس جو ہر قسم کی خوشبوؤں سے معطر ہو - آپ کی پیاس بجھانے کے لئے کافی - موجود ہو - تو اسکو چھوڑ کر محض پانی کے گلاس کی طرف متوجہ ہونا حماقت یا ناقدرشناسی - ناسپاسی ہے یا نہیں - کیا نماز انسانی کمالات کے لئے کافی نہیں کیا اس سے دین و دنیا کے حاجات پورے نہیں ہوتے - جو دوسرے وظائف کی طرف دوڑے جاتے ہو - گویا آپ اپنے اس طرز عمل سے شریعت اسلامی کا نقص ثابت کر رہے ہیں - جو بات رسول صلعم نے صحابہ کو نہیں فرمائی اوس پر کیوں عامل ہو گیا من احدث فی امرنا ھذا کا وعید بھول گئے -

واذکر اللہ کثیرًا اصریحًا وارد ہو چکا ہے اب اوس کو گنتی سے محدود کرنا اصلاح شریعت نہیں تو اور کیا ہے - کثیرًا کہنے سے یہی مقصود تھا کہ تحدید نہ کرو ہاں حد بست کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اوس کے رسول مقبول کو پہنچتا ہے - دوسری یہہ بڑی غلطی ہے کہ اللہ کے ذکر کے یہہ معنے سمجھے جائیں ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہنا یہہ تو مفید نہیں حضرت اس ذکر سے یہہ مراد ہے کہ انسان ہر وقت ہر لحظہ ہر منٹ یہ خیال رکھے کہ "اللہ" ہے جب کوئی کام کرنے لگے سمجھ لے کہ آیا اسکے حکم سے کرتا ہوں یا نہیں؟ اور یاد کرے کہ "اللہ" ہے - پس وہ اس طریقہ پر چل کر کبھی گناہ پہ قادر نہ ہو گا -

(۳) ایک دانہ سے ہزاروں دانے ہوتے دیکھکر اگر آپ نے محدود نیکی کے عوض دائمی جنت ملنے کا ثبوت پایا - تو ساتھ ہی کل شیٔ ھالک الا وجھہ الا ماشاء ربک - فعال لما یرید سبقت رحمتی علی غضبی - پر غور کرکے یہہ بھی سمجھ لیجئے کہ یاتی علی جھنم زمان لم یبقی فیھا احد جو حدیث رسول العالمین ہے -

(۴) اگر آپ نے یہہ فقرہ "عجز و نیاز کی دعاؤں میں اللہ تعالےٰ نے تحریک رکھی ہے" سچے دل سے لکھا ہے تو للہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بارہ میں دعا کرنا شروع کیجئے کہ اگر یہہ امام صادق ہو تو مجھے اس کی بیعت نصیب کر - کل قسم کے مخالف خیالات سے پاک ہو کر - پھر آپ پر حق ظاہر نہ ہو جائے تو میرا ذمہ - اخیر میں - پھر آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ خدا کے لئے آپ سوچیں نبی شرعی ہونے کا دعوےٰ مرزا صاحب کرتے ہیں یا وہ سجادہ نشین جو تعداد مقرر کرکے نئے نئے وظیفے جنکی سنت رسول میں کوئی سند نہیں بتاتے ہیں -

راقم - احمدی گجراتی

سوال

کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں

واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت اس آیت کے کیا معنی ہیں یہہ آیت قیامت کے متعلق ہے یا دنیا کے اگر اس آیت کے یہہ معنی کئے جاویں - اور جب پوچھا جاوے زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کو کہ وہ کس گناہ سے ماری گئی ہیں - تو اس قسم کی پرسش تکلیف مالا یطاق میں داخل ہے جو شان ایزدی سے بعید ہے بھلا نوزائیدہ بچہ جو مثل مردہ کی ہوتا ہے اور تمیز خیر و شر کمالہ سے خارج ہوتا ہے اوس سے خداوند تعالےٰ کیوں پوچھے گا - اگر کہو کہ قیامت میں لوگوں کو زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے بارے میں پرسش ہوگی کہ اونہوں نے اون کو کیوں قتل کیا تو یہہ معنی بھی قرآن کریم کی دوسری آیات کے برخلاف ہیں صحیح نہیں کیونکہ قیامت میں مجرموں سے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی بلکہ مجرم علامت گناہ سے پہچانے جائینگے اور گرفتار ہونگے بقولہ تعالےٰ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان یعرف المجرمون بسیماھم فیوخذ بالنواصی والاقدام یعنی قیامت میں جن اور انسانوں سے اونکے گناہ نہیں پوچھے جائینگے بلکہ گناہگار اپنے گناہ کی علامت سے پہچانے جاوینگے اور اون کے گناہ کے بدلہ از سر تا پا اونکی گرفت ہوگی ایک دوسری آیت میں بھی یوں ہی آیا ہے ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون یعنی گناہ گاروں سے اونکے گناہوں کی قیامت میں پرسش نہ ہوگی بلکہ وہ علامت ذنوب سے گرفتار ہونگے - فرض کرو کہ مجرم کی گرفت گویا پرسش ہی میں داخل ہے مگر کیا قیامت میں یہی ایک گناہ اہل دنیا کا پیش کیا جاوے گا دنیا میں ہزاروں گناہ شرک - کفر - زنا - قتل - سرقہ - راہزنیاں وغیرہ جو روز مرہ واقع ہوتی ہیں کیا اون کی پرسش و گرفت نہ ہوگی کیا قوم قریش و یہود میں یہی ایک گناہ بزمانہ نبوی مروج تھا اور نہ تھے جو ایک ہی گناہ کی پرسش قیامت میں ہوگی - المختصر - دنیا میں گناہ بہت ہوتے ہیں بتاؤ اس آیت میں ایک ہی گناہ کی پرسش کا کام مہتم بالشان کیوں ٹھہرایا گیا ہے - الخ - (رسائل یکے از ناظرین الحکم)

تعلیم الاسلام سکول ریکاگنائیزڈ ہوگیا

تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ساتھ تعلق رکھنے والی احمدی قوم بالخصوص یہ خوشخبری سنکر بہت ہی محظوظ ہوگی کہ آخر ہمارے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی مساعی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی خوش انتظامی تعلیم الاسلام سکول کے ریکاگنائیزڈ کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ والحمد للہ علٰی ذالک۔

ہمارے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے کہ اس سے پہلے دو دفعہ جناب انسپکٹر صاحب نے معائنہ کیا تھا تاکہ وہ سکول کے متعلق ہر قسم کے امتحان اور تجربہ کے بعد ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کے حضور اس کے ریکاگنائیزڈ ہونے کیلئے رپورٹ کریں چنانچہ ہر دو معائنوں میں انسپکٹر صاحب نے سکول کی تعلیمی۔ مالی۔ انتظامی اور اخلاقی غرض ہر قسم کی حالت پر اطمینان ظاہر فرمایا اور معائنہ سے بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ انکی رائے ہم اس سے پہلے اپنے وقت پر شائع کر چکے ہیں۔ شاید بہت سے لوگ اس مطلب کو نہ سمجھ سکیں کہ سکول کے ریکاگنائیزڈ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟

اس لئے مختصر طور پر بتا دینا ضروری ہے کہ اس سے پہلے ہمارے سکول کے طالبعلم جو پنجاب یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کرتے تھے وہ وظیفہ اس سکول میں انکو نہیں ملسکتا تھا اس لئے یا تو وہ اس وظیفہ سے محروم رہتے اور یا اس سکول کی برکات کو چھوڑ کر اور ایسا ہی دوسرے سکولوں کے طالبعلم جو وظیفہ حاصل کرتے۔ وہ یہاں کے سکول میں محض اسوجہ سے داخل نہیں ہوسکتے تھے۔ کہ انکو اس وظیفہ سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ اور علاوہ اس کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں جو لڑکے بھیجے جاتے تھے وہ گویا پرائیویٹ طالبعلم سمجھے جاتے تھے لیکن آئندہ کیلئے وہ طالب علم سرکاری سکولوں کے طالبعلموں کی حیثیت سے جائیں گے اور ہر قسم کے یونیورسٹی کے وظائف اس سکول میں ملا کریں گے۔ اس انتظام سے مدرسہ کی ترقی کیلئے بہت ہی وسیع میدان کھل گیا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ وہ لوگ جو اپنی اولاد کے اخلاق اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور سرکاری سکولوں کے کثیر اخراجات بھی برداشت نہیں کرسکتے وہ قادیان کے سکول اور کالج سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اپنے بچوں کو یہاں داخل کریں گے باہر کے طالبعلموں کیلئے پہلے سے ایک بورڈنگ ہوس کھلا ہوا ہے۔

ہم جناب ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے ضلع گورداسپور کے تمام پرائمری اور مڈل سکولوں میں اس امر کی اطلاع کرا دیں کہ ہمارا سکول ریکاگنائیزڈ ہوگیا ہے اور یہاں یونیورسٹی کے وظائف طالبعلموں کو ملا کریں گے تاکہ وہ طالب علم جو محض اس ایک امر سے اس سکول میں داخل ہونے سے محروم رہتے تھے فائدہ اٹھائیں۔

ہم ذیل میں اس چٹھی کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو جناب انسپکٹر صاحب کے دفتر سے اس امر کی اطلاع کیلئے ہمارے سکول میں آئی ہے۔

قادیان سکول کے ریکاگنائیزڈ ہونے پر ہم **احمدی قوم** کو مبارکباد دیتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اب قوم کی ذمہ واریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ مدرسہ کی **مالی امداد** کا استحکام بہت ہی ضروری امر ہے چونکہ اب طالبعلموں کے بکثرت آنے کی توقع ہے اس لئے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارتوں کو بھی وسیع کرنا پڑیگا پس آنے والی ضرورتوں کیلئے قوم کا فرض ہے کہ ابھی سے تیار رہے اور ہمیں اپنی قوم پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے کالج اور سکول کی وقعت کو برآئینہ قائم رکھنے کیلئے ساعی رہیگی۔

اس چٹھی کے درج کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم جناب ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کی عنایت کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے کمال مہربانی سے ہمارے سکول کو ریکاگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں داخل فرمایا۔ اور ہمارے انسپکٹر صاحب حلقہ جالندھر بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس امر کی سفارش کی اگرچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا لیکن ہمارا فرض ہے کہ انکی مہربانی اور نوازش کو نہ بھولیں۔

وہ چٹھی یہ ہے۔

نقل چٹھی آمدہ از ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بطرف انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۱۴۵۴۸

تمہاری چٹھی مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۳ء نمبر ۲۱۴۲ کے جواب میں میں آپ کو اس اطلاع دینے کا مجاز ہوں کہ قادیان ہائی سکول ریکاگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے تاوہ اپنے لڑکے ہائی سکول کے وظیفوں اور پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں بھیج سکے۔

رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کو بھی اسبات کی اطلاع دیگئی ہے۔

دفتر انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر۔ مدارس منٹ نمبر ۱۲۸۶ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۳ء شہر جالندھر۔

قادیان ہائی سکول کے ہیڈماسٹر کو ایک نقل اس چٹھی کی برائے اطلاع روانہ کیگئی۔

دستخط ہیڈ کلرک انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ خاندان رسالت گورداسپور تشریف فرما ہیں دارالامان میں حضور کی غیر حاضری خدام دارالامان سخت اضطراب کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں + دارالامان کی تجارت۔ رونق پر اس غیر حاضری کیوجہ سے بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ وہ بازار جہاں دن بھر قادیان کی حیثیت کے موافق خرید و فروخت کیوجہ سے خوب رونق رہا کرتی تھی۔ اب قریباً اجاڑ معلوم ہوتا ہے اور تمام لوگ نہایت اضطراب اور اشتیاق کے ساتھ خدام والا کی واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں خدا کرے کہ بہت جلد حضور کی تشریف آوری سے دارالامان کا ستارہ چمکے۔ آمین

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت حکیم الامۃ جیسا کہ پہلے ہی ظاہر کیا جا چکا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلبی پر گورداسپور تشریف لیگئے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ ہفتہ زیر اشاعت نصیب اعدا حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز رہی۔ اب آرام ہے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹ تشریف لیگئے ہوئے ہیں۔ یہاں دارالامان میں مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا دم غنیمت تھا۔ لیکن جذبہ عشق نے انہیں بھی گورداسپور کھینچ بلایا۔

۳۔ تعلیم الاسلام سکول اور کالج ۱۷ ستمبر ۱۹۰۳ء سے کھل گیا ہے۔ اور بورڈر آرہے ہیں۔ مدرسہ کے کھلنے کیوجہ سے احمدی محلہ کی رونق پھر بڑھنے لگی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

۴۔ قادیان میں سناتن دھرم سبھا کے قیام کی عرصہ سے تجویزیں ہو رہی تھیں۔ اور پنڈت شام لال صاحب نام ایک شخص نے بھجن منڈلی سے اس کا شروع بھی کر رکھا تھا آخر سناتن دھرم کے ریسوں کو جوش آگیا اور انہوں نے ۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء کی صبح کو باہم مشورہ کیلئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جسمیں قریباً قصبہ کے تمام سربرآوردہ ہندو موجود تھے + باہم صلاح و مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ بے شک دھرم سبھا قائم ہونی چاہئے اور اس کیلئے فی الحال سری گوبند پور سے جہاں ۲۴-۲۵-۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء کو سناتن دھرم سبھا کا جلسہ ہے ایک دو لائق پنڈت لائے جائیں تاکہ وہ آکر اپنے منتر پڑھیا کتھاؤں سے اہل قصبہ کو بیدار کریں اور **باقاعدہ سناتن دھرم سبھا** قائم کر دیں چنانچہ اس مطلب کیلئے آج کئی آدمی قادیان سے سری گوبند پور جا رہے ہیں۔ اس ابتدائی جلسہ کیلئے ان لوگوں نے مختصر سی رقم بھی چندہ کے طور پر جمع کی ہے اور عند الضرورت اور بھی چندہ جمع کرنیکو طیار ہیں۔

فی الحال پنڈت جرتی پرشاد صاحب پردہان اور حکیم دیارام صاحب اپ پردہان اور پنڈت [illegible] سکرٹری اور لالہ کرم چند صاحب نائب سکرٹری اور لالہ دہنپت رائے اور لالہ سنورام صاحب خزانچی اور لالہ [illegible] صاحب اور لالہ دہنپت رام انسپکٹر ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ سبھا جیت ترقی کریگی کیونکہ ان لوگوں نے سبھا کی ضرورت کو خوب محسوس کیا ہے۔ پنجاب کے مختلف شہروں کی سناتن دھرم سبھاؤں سے امید ہے کہ وہ اپنی اس قادیان والی سبھا کو ہر قسم کی علمی مدد دیکر تقویت پہونچائیں گے۔ چاہئے کہ سناتن دھرم کے متعلق جسقدر رسالے یا اخبار نکلتے ہیں وہ اس سبھا کو بھی بھیجے جاویں۔

مقدمات کی خبر

مقدمات کے متعلق اس سے زیادہ اب کوئی خبر نہیں کہ مقدمہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی عدالت کی کل کارروائی ختم ہوگئی یعنے شہادت صفائی ہوچکی۔ وکلا فریقین کی تقریریں ہوچکیں اب آئندہ تاریخ یکم اکتوبر مقرر ہوئی۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں یکم اکتوبر آخری حکم سنانے کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ ...... اب وقت دعا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور وہ سپرد ہے۔

سپردم بتو مایۂ خویش را

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ۔ عجیب اور جامع کتاب جو مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم میں چھپ رہی ہے اس کے مؤلف جناب مکرم بابو سید وزارت حسین صاحب منٹگمری میں۔ سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے۔ ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیں گے (انشاء اللہ العزیز) ۲۶۰ صفحہ تک یہ کتاب چھپ چکی ہے اور باقی صفحے پریس میں جاچکے ہیں اپنی مضمون آرہے ہیں۔ فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کر سکتے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہونے پر خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے اور نہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

عام خبر گردو کا سٹر بی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبردون لاکیسانہ پنجاب دیسی کپڑے کو نئے نئے ڈیزائن بنوتی ہیں فہرست و نمونہ مفت طلب کرو

نوٹس — کونٹ ٹالسٹائی کا مضمون جو بعنوان جنگ کی مخالفت الحکم میں شائع ہو رہا ہے اسکے ختم ہونیکے بعد ہم اس پر ریمارک کرینگے۔ ملا

[illegible]

العهدة النبوية وعهد الامام عمر بن خطاب

مخالفان اسلام جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر و بجبر و اکراہ پھیلایا گیا ہے وہ اس عہد نامہ نبوی ﷺ بانی اسلام اور ان کے جانشینوں کے عہد ناموں کو دیکھیں جو وہ اپنی پوری قوت و طاقت کے وقت نصاریٰ وغیرہ کو لکھکر دیتے رہے ہیں۔ ہمارے مخالفین ان قابل وثوق معاہدوں کو پڑھکر غور کریں کہ ان کے اعتراض بالکل بیجا ہیں ۔۔۔

۔۔۔ ان تحریروں کو پڑھکر سوچو کہ بانی اسلام اور اس کے جانشینوں کی کس قدر شفقت علی خلق اللہ و خیر خواہی ثابت ہوتی ہے

(العهدة النبوية)

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتبه محمد بن عبد الله الى الناس اجمعين رسوله مبشرا ونذيرا ومؤتمنا على وديعة الله في خلقه لئلا يكون للناس حجة بعد الرسل وكان الله عزيزا حكيما۔ كتبه لاهل ملة النصارى ولمن تنحل دين النصرانية من مشارق الارض ومغاربها قريبها وبعيدها فصيحها وعجميها معروفها ومجهولها جعل لهم عهدا۔ فمن نكث العهد الذى فيه وخالفه الى غيره وتعدى ما امره كان لعهد الله ناكثا ولميثاقه ناقضا وبدينه مستهزئا وللعنة مستوجبا سلطانا كان او غيره من المسلمين۔ وان احتمى راهب او سائح في جبل او واد او مغارة او عمران او سهل او رمل او بيعة فانا اكون من ورائهم اذب عنهم من كل غيرة لهم بنفسى واعوانى واهلى وملتى واتباعى لانهم رعيتى واهل ذمتى وانا اعزل عنهم الاذى في المؤن التى يحمل اهل العهد (كذا) من القيام بالخراج الا ما طابت له نفوسهم وليس عليهم جبر ولا اكراه على شئ من ذلك ولا يغير اسقف من اسقفيته ولا راهب من رهبانيته ولا حبيس من صومعته ولا سائح من سياحته ولا يهدم بيت من بيوت كنائسهم وبيعهم ولا يدخل شئ من مال كنائسهم في بناء مساجد المسلمين ولا في بناء منازلهم فمن فعل شيئا من ذلك فقد نكث عهد الله وعهد رسوله ولا يحمل على الرهبان والاساقفة ولا من يتعبد جزية ولا غرامة وانا احفظ ذمتهم اينما كانوا من بر او بحر في المشرق والمغرب والجنوب والشمال وهم في ذمتى وميثاقى وامانى من كل مكروه وكذلك من يتفرد بالعبادة في الجبال والمواضع المباركة لا يلزمهم مما يزرعونه لا خراج ولا عشر ولا يشاطرون لكونه برسم افواههم ولا يعاونون عند ادراك الغلة ولا يلزمون بخروج في حرب وقيام بجزية ولا من اصحاب الخراج وذوى الاموال والعقارات والتجارات مما هو اكثر من اثنى عشر درهما بالجملة في كل عام ولا يكلف احد منهم شططا ولا يجادلون الا بالتى هى احسن ويحفظون تحت جناح الرحمة ويكف عنهم اذية المكروه حيثما كانوا وحيثما حلوا وان صارت النصرانية عند المسلمين فعليه برضاها وتمكنها من الصلاة في بيعها ولا يحال بينها وبين هوى دينها ومن خالف عهد الله واعتمد بالضد من ذلك فقد عصى ميثاقه ورسوله ويعاونوا على مرمة بيعهم ومواضعهم وتكون تلك مقبولة لهم على دينهم وفعالهم بالعهد۔ ولا يلزم احد منهم بنقل سلاح بل المسلمون يذبون عنهم ولا يخالف هذا العهد ابدا الى حين تقوم الساعة وتنقضى الدنيا۔

ترجمہ — یہ عہد نامہ ہے جس کو محمد بن عبداللہ خدا کے رسول مبشر و نذیر اور اس کے امین نے لکھا ہے تاکہ اوس کے بعد لوگوں کا کوئی عذر و بہانہ باقی نہ رہے اللہ تعالیٰ غالب اور استوار کار ہے اس عہد نامہ کو میں نے مشرق و مغرب نزدیک و دور کے عیسائیوں اور اہل عرب و عجم اور عرب معروف و غیر معروف نصاریٰ کے لئے لکھا ہے۔ مسلمانوں میں سے جس نے اس عہد کو توڑا اور اس سے تجاوز کیا وہ خدا تعالیٰ کا وعدہ شکن ہوگا اور اپنے دین کا خود ناقض ہوگا اور وہ خدا کی لعنت کا سزاوار بنے گا خواہ کوئی بادشاہ ہو یا رعیت

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح وغیرہ پہاڑ۔ جنگل۔ آبادی صحرا ریگستان۔ اور عبادت گاہ میں حمایت کا خواستگار ہو تو میں مع اپنے اعوان و انصار و اہل بیت و تابعداروں کے اون کی حمایت کیلئے اون سے اون کے دشمنوں کی مخالفت کرونگا۔ کیونکہ وہ میری رعیت اور میری اہل ذمہ یعنے میرے وعدہ پر ہیں اور میں دشمنوں کی ایذا و ضرر و تکلیف موا عدہ و الوان اس مالیہ سے بدلہ رفع کرونگا جسکی ادائیگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر اون کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جاوے۔

کسی بشپ کو اس کے عہدے سے اور کسی راہب کو اسکی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اس کی عبادت گاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جاوے اون کا کوئی گرجا و عبادت گاہ ویران و منہدم نہ کیا جاوے ان گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل نہ کی جاوے جس نے ایسا کام کیا اوس نے خدا اور رسول کی وعدہ شکنی کی۔ اور راہبوں اور بشپوں یعنے مذہبی پیشواؤں پر کوئی جزیہ اور تاوان نہ رکھا جاوے اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ وہ جنوب کو ہوں یا شمال کو میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ دار ہوں۔ اور وہ میرے ذمہ اور میرے وعدہ پر ہیں اور وہ ساری کاروبار سے میرے امان میں ہیں۔ اور جو انسان پہاڑوں اور ایسے مقامات متبرکہ میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہوں جو کچھ وہ بوتے ہیں اوس اون سے نہ خراج اور نہ عشر لیا جاوے اور غلہ کی کمی پر اون کے امداد کا ذمہ نہیں جنگ میں نکلنے ان پر لازم نہ ٹھہرائی جاوے اور نہ آن سے جزیہ لیا جاوے۔ خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ درہم سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جور و ظلم سے حصول مال کی زیر بار تکلیف نہ کیا جاوے کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آوے تو ان سے بحسن اخلاق اور تہذیب کلام پیش آنا چاہیے اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر سایہ فگن رہے اور ایذا اون سے رفع کی جاوے اور جس نے خدا کا وعدہ توڑا اور اسکی ضد پر کھڑا ہوا اوس نے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی اون کے عبادت خانے و مکانات کے مرمت میں اون کو امداد دیجاوے اور یہ بات اون کے دین میں مقبول ہے اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم نہ ٹھہرایا جاوے بلکہ مسلمان ان سے مدافعت کرینگے اور اس عہد کی تاقیام قیامت و اختتام زمانہ مخالفت نہ کیجاوے۔

التجا بحضور حضرت مسیح موعود

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت اقدس میرے حقمین دعا کیجئے
رحم و شفقت کی نظر بہر خدا اب کیجئے
تو مسیح وقت ہے اور مہدی آخر زمان
مٹ گیا ہے تیرے دم سے کفر کا نام و نشان
دربدر پھرتا ہے اب یہ دردمند خانہ خراب
کر دعا میرے لئے تیری دعا ہے مستجاب
ظاہر اقدس سے بیشک دور افتادہ ہوں میں
لیک باطن میں ہمیشہ در پہ استادہ ہوں میں
نام تیرا ہے مجھے ہر وقت ہی وِردِ زبان
تیرے مقدم پر خدا نے کر دیئے کیا کیا نشان
تیرا کیا بگڑا زمانہ حسد سے گو دشمن گیا
تو خدا کا اور خدا بیشک ہی تیرا بن گیا
واقعی تو مردِ میدان اور خدا کا شیر ہے
تیرے حقمیں لفظ بد کہنا بڑا اندھیر ہے
اے مسیح وقت جس دن سے ہوا پیدا ہے تو
بس محمد مصطفےٰ کا عاشق شیدا ہے تو
تو نہیں ڈرتا کسی سے دین کے کاروبار میں
دم بخود ہیں سب مخالف آپکی سرکار میں
جا بجا چرچا ہوا دنیا میں تیرے نام کا
بج رہا ہے اب نقارا ہر طرف اسلام کا
دین کا ڈنکہ بجایا تو نے جب للکار کر
دین احمد سے گئیں سب غیر قومیں ہار کر
ہے غضب لوگو نہ پہچانا تو آکر ماسوا کو
اپنی پھونکوں سے بجھاتے ہو خدا کے نور کو
او سیانے لوگو تمہیں جو ن جون غصہ ستا گیا
حق کی جانب سے مگر اس کا قدم بڑھتا گیا
اس نے دکھلائے تمہیں تائید میں لاکھوں نشان
پھر بھی تم اندھے کے اندھے ہی رہے اے مہربان
سچ یہی ہے جب نکل آتا ہے خورشید جہان
شپرک کی آنکھ ہو جاتی ہے اندھی بیگمان
حق کی رحمت کو بھلا کیوں سدِّ راہ ہوتے ہو تم
عمر بھر کا کیسلئے اندوختہ کھوتے ہو تم
کس رہے ہو تم اوسے نابود کرنے پر کمر
میرا مولا خود ہی کر دیگا تمہیں زیر و زبر
دین و ایمان یون نہ تکفیر و تشنیع میں کھونا چاہیے
اس ہنسی ٹھٹھے پہ بیشک تم کو رونا چاہیے
حق تعالیٰ کا اگر غیظ و غضب بڑھ جائیگا
دیکھنا طاعون کا طوفان بہت چڑھ جائیگا
گو روغضبِ الٰہی کس لئے ہوتے ہو تم
اپنے ہاتھوں سے بدی کا بیج کیوں بوتے ہو تم
اس روش سے اے عزیزو باز آنا چاہیے
مہر خاموشی تمہیں لب پر لگانا چاہیے
ہے ہمارا تو نہیں یہی حکم محمد مصطفےٰ
تم برا کہنا کسی کے حق میں مت رکھو روا

[illegible]

م وقت جب گذرا تو آخر کو بہت پچھتاؤ گے — ہے یہی سچ ہاتھ مل کر رہ جاؤ گے + اور اس کی علم و عقل نے حیران سب کو کر دیا — کاسۂ دین ہو چکا خالی تھا آکر بھر دیا ہے

استفسار اور انکے جواب

سوالات جواب طلب مرسلہ سید نواب علی شاہ صاحب حکیم از کرناہ علاقہ کشمیر

کیا امام الہمام مہدی خلیفۃ اللہ کے متعلق آسمان سے کوئی آواز آئیگی

۱۔ عام علماء کا خیال ہے کہ جب مہدی پیدا ہوگا اس وقت آسمان سے آواز ہوگی کہ ھٰذا امام مہدی خلیفۃ اللہ اور ایک ندی الیہ ہذا آسمان سے نہیں آئی۔

۲۔ وَآوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس آیت میں واقعہ صلیب سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسیٰ اور اس کی والدہ ظالموں سے بھاگ کر شام میں آگئی تھی۔

۳۔ بی بی مریم والدہ حضرت عیسیٰ کی قبر کہاں جبکہ حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے تو انکی قبر بھی وہاں ہونی چاہیئے۔

۴۔ فخر بنی آدم سرور عالم حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج معہ وجود خاکی ہوا تھا یا روحانی طور پر۔

۵۔ ملا لوگ جو اسقاط مردہ کیلئے لیتے ہیں یعنی مردہ کے تمام عمر کے گناہوں کا کفارہ شمار کرکے اوس کے عوض قرآن شریف یا کچھ نقد جنس پس ماندگان میت سے لیتے ہیں احادیث صحیحہ اور قرآن شریف میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۔ تعویذات لکھنے اور لوگوں کو دینے کی نسبت کیا حکم ہے۔

جواب (۱) آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے واضح ہو چکا ہے کہ امام الہمام مسیح موعود و مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی ہزار سال دنیا کی عمر کی ہوگی اور اس وقت قیامت کبریٰ کی طرح کوئی ایسا نشان منکشف نہیں ہوگا جس سے ایمان بالغیب کا خود دریا یہ غیب کا پردہ قیامت تک یوں ہی اویزاں رہیگا اس کا محض انکشاف خدا تعالیٰ نے نہ قبل از یں کبھی کیا اور نہ آئندہ قبل از قیامت بالکل ایسا انکشاف کرے گا جس سے ایمان بالغیب کی حکمت ضائع ہو جاوے جب اس قسم کے ظاہر باہر پکارنے والی ندا آسمان سے ہر ایک کو سنائی جاوے تو پھر ایمان بالغیب کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ اس وقت کسی مہدی و مسیح کی ضرورت رہتی ہے خداوند تعالیٰ نے متقی تو ان ہی انسانوں کو فرمایا ہے جو یؤمنون بالغیب سے حصہ لیتے ہیں۔ پھر یاد رکھو کہ جو لوگ مسیح موعود کو آسمان سے سامنے اترتے اور مہدی کے متعلق ظاہر باہر آسمانی آواز کے منتظر ہیں ان لوگوں کا ایمان اس آیت قرآنیہ کے بموجب کہاں ہے اور وہ کس زمرہ میں داخل ہوں گی بس کیا ظہور مہدی و مسیح کے وقت یہ آیت شریف قرآن کریم سے نکالی جاویگی۔ حاشا وکلا یہ جو احادیث میں ہے کہ ہذا المہدی خلیفۃ اللہ کی آواز آسمان سے آئیگی ایسی احادیث استعارات اور مجازات کے پیرایہ میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

مہدی خلیفۃ اللہ کی گواہی کیلئے آسمانی آواز جیسا کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھی تو ماہ رمضان عرصہ دس سال سے یعنے ۱۳۱۱ہجری میں آسمان ہی سے ظاہر ہو چکی ہے گو بہروں اور گران گوشوں نے اس الٰہی آواز کو نہ سنا پیغمبر خدا صلی اللہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ۔

ترجمہ۔ دار قطنی نے امام محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں وہ کبھی نہیں ظاہر ہوئے یعنی کبھی کسی دوسرے کیلئے نہیں ہوئے جب زمین آسمان کو پیدا کیا گیا اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی راتوں کے اول میں ہی چاند گرہن لگنا شروع ہوگا اور اسی مہینہ کے نصف باقی میں سورج گرہن ہوگا۔ کذا رواہ البیہقی وغیرہ من المحدثین۔

عرصہ دس سال سے اس بات کے سب ہندو و عیسائی و مسلمان وغیرہ اس ملک گواہ ہیں کہ یہ واقع آسمان سے نرالی قسم کا ماہ رمضان میں ظاہر ہو چکا ہے دیکھو اپریل سنہ ۱۹۰۳ء کے کل ہندوستان و پنجاب کے اخبارات اس خبر کو شائع کر چکے ہیں دیکھو تیرہ سو سال پیشتر پیغمبر خدا صلعم کے ذریعہ خدائی آواز لوگوں میں مشتہر ہو چکا تھا کہ ہمارے مہدی کیلئے آسمان میں یہ نشان ہوگا پھر جبکہ مہدی کے وقت یہ نشان آسمان میں ظاہر ہوگیا تو اس خدائی آواز کی تصدیق میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو کہے کہ خسوف کسوف والی پیشگوئی خدائی آواز نہیں۔ اب دیکھو چاند گرہن اور سورج گرہن کا واقع ماہ رمضان میں پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہو چکا ہے امام آخر الزمان علیہ السلام کیلئے یہ گواہی آسمانی مقرر تھی خواہ اس کو صوت اللہ یعنے آواز خدا یا ید اللہ یعنے دست خدا کہو ہر دو یکساں ہے۔

امام آخر الزمان کی تصدیق و سچائی کیلئے زمینی آوازیں بھی بہت مدت سے متواتر ظاہر ہو رہی ہیں دیکھو تیرہ سو سال قبل از وقت جو پیشگوئی کی گئی کہ مہدی کے وقت میں زمین غیر معمولی اور سخت طاعون پھیلیگی اب وہ پیشگوئی کیسی زبردست نشانات سے ظہور پذیر ہو رہی ہے اب تو مہدی کی تصدیق کیلئے زمین و آسمان پکار اٹھے ہیں۔ ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق او استادہ اند
می درخشد چون قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنان کہ در انکار ہا افتادہ اند
این زمین آنان و زآسمان آید ندا
مقبلے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

ظہور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض اور ظہور دجال جس کے پاس بہشت و دوزخ ہوگا اور آفتاب کا اپنی غروب کی جگہ سے طلوع کرنا وغیرہ سب استعارات و مجازات کے پیرایہ میں پیشگوئیاں فرمائی گئی ہیں۔ فرض کرو کہ ان پیشگوئیوں کا ظہور اپنی اصلی شکل پر ہو جاوے تو نتیجہ تک نہیں کہ اس بات کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ شکوک و شبہات لوگوں کے دلوں سے جاتے رہیں جیسا کہ قیامت کے دن حقیقت کے منکشف ہونے پر کوئی شک و شبہ نہیں رہیگا پھر جب شکوک رفع ہو جاویں اور حجاب و پردہ غیب بالکل کھل جاوے تو اس دن اور قیامت میں کون سا باقی فرق رہجاویگا۔ قرآن کریم میں تو بصراحت آچکا ہے کہ کافر قیامت تک شکوک و شبہات میں رہینگے یہانتک کہ قیامت اچانک آجاویگی کما قال اللہ تعالیٰ۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْھَا لِوَقْتِھَآ اِلَّا ھُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَۃً یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ایک اور دوسری جگہ فرمایا وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ السَّاعَۃُ بَغْتَۃً اَوْ یَاْتِیَھُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ۔ ترجمہ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کب ہے ٹھہراؤ اوس گھڑی کا تو کہدے اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے اوس کے وقت کو کوئی ظاہر نہیں کرتا مگر وہی بھارا ہے اوس کا آنا سا کنان آسمان اور زمین پر وہ تم پر اچانک آ جاویگی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا تو اوس کا متلاشی ہے کہدے اس کا علم خداوند تعالیٰ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ دوسری آیت۔ منکر ہمیشہ عذاب قیامت سے شک میں ہی رہینگے یہانتک کہ وہ گھڑی اون پر اچانک آجاویگی یا اون پر سخت دن کا عذاب آ پہونچیگا اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ منکر شک میں ہی رہینگے۔ حتیٰ کہ قیامت اچانک آجاویگی لہذا ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں جب ہی موافقت ہو سکتی ہے کہ احادیث کو استعارات و مجازات پر محمول کیا جاوے کیونکہ قرآن کریم حاکم ہے اور احادیث محکوم ہیں بموجب قرآن کریم و احادیث نبویہ ظہور دجال و یاجوج ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ سب کچھ منصہ ظہور پر آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں ان سب کی تشریح کر دی ہے جو طالب ہو کتب من کان متعطشا للتحقیق

(باقی آئندہ)

کرۂ آفتاب ہماری زمین کیطرح آباد ہے

امریکہ کا ایک مشہور و معروف اشٹرونومر یعنے منجم سیمسی ینگ کہتا ہے کہ آفتاب ہماری زمین کی طرح آباد ہے اس کا بیان ہے کہ کرہ آفتاب کے گرداگرد ایک ایسی ہوا کا خول ہے جسکی قوت کہربائی و حرارت میں مادہ سلبیہ موجود ہے آفتاب کہربائی قوت کا مرکز ہے جسکی طرف مدام بجلیوں کی لہروں کے دریا و ندیاں بہتی رہتی ہیں جب بجلیاں اوس ہوائی کرہ میں پہونچتی ہیں تو مادہ سلبیت کے باعث آگے نہیں جاتے ہیں بلکہ اسی کرہ ہوائی میں چلتی رہتی ہیں یہ وہی تجلیاں ہیں جو ہوائی کرہ میں درخشاں ہو کر گولی شکل میں نظر آتی ہیں اور آفتاب اوس ہوائی کرہ کے درمیان بہت دور واقع ہے اور آباد ہے۔

ٹائمز آف انڈیا ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

ہم کہتے ہیں قرآن کریم کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ نئی دنیا کو بذریعہ آلات جدیدہ اب مشاہدہ ہوا ہے کہ اجرام سماوی میں بھی زمین کیطرح آبادی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تیرہ سو سال قبل از یں خبر دی گئی ہے کہ دیگر اجرام سماوی میں بھی آبادی ہے اور ان میں ہماری زمین کیطرح آدمیوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے رسول مامور مبعوث ہوتے ہیں ہم اپنے اس دعوے کو الحکم کی کسی آئندہ اشاعت میں قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مبرہن و ثابت کریں گے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

مذاہب عالم

دیانۃ جزائر کالیڈونیا الجدیدۃ وجزائر سلیمان

نئے جزائر کالیڈونیا بحر اوقیانوس مین اسٹریلیا سے مشرق کی طرف ہین جنکو سٹر کوک نے ۱۷۷۴ء مین دریافت کیا تہا ان جزائر مین آجکل فرانسیسی آبادیان ہین اور جزائر سلیمان جو جزائر کالیڈونیا سے شمال کی طرف واقع ہین باشندگان کالیڈونیا کی زبان مین معبود کو اُس لفظ سے پکارتے ہین جس کے معنے الاموات یعنے مردون کے ہین جب اُن کا کوئی رئیس یا امیر مرجاوے تو اُس کے لئے دعائین کرتے اور پہر ناچتے اور گاتے ہین۔

باشندگان اس قوم کا اعتقاد ہے کہ جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس جزیرہ سے مغرب کی طرف اُڑ جاتی ہے اور سمندر مین تیرتی ہوئی ایک مقام رو ماتماس مین جو ارواح کا مسکن ہے جا ٹہیرتی ہے اون کا اعتقاد ہے کہ اوس مقام مین نیک اور بد ارواح اکٹہی ہوتی ہین اور نیک ارواح کو وہان لذیذ کہانے ملتے ہین۔

باشندگان کالیڈونیا کے اعتقاد مین آنکہون کا معبود الگ ہے اوس کے لئے ورد اور وظیفے پڑہتے ہین تاکہ وہ اُنکی آنکہون کو توانائی و طاقت بخشے کہ وہ دشمن کی تیر تفنگ جو اُن کی طرف چلائے جاتے ہین اُن کو دیکہ کر اپنے آپ کو بچا سکین اون کے نزدیک کانون کا معبود الگ ہے جس سے وہ دشمن کی خبر طلب کرتے ہین۔ باشندگان تانا کا اعتقاد ہے کہ ایک خالق امراض و آفات ہے۔

جب اون کا کوئی آدمی بیمار ہو جاوے تو دریائی گہونگے کی کرنائی بجاتے اور اس کو خالق امراض و وبا کا ورد و وظیفہ جانتے ہین۔ اور اس کے آگے دعائین کرتے ہین کہ بیمار کا باقی طعام نہ جلا دے کیونکہ اون کا اعتقاد ہے کہ مریض کا باقی طعام و روزی جو اس نے آئندہ زندگی مین کہانا ہے خالق امراض کے جلا دینے سے بیمار مرتا ہے۔

اہل کالیڈونیا کاہنون کی بڑی تعظیم و تکریم اور ان کی پوجا کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ کاہن بارش برسا سکتے ہین ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا کاہن مقرر ہے اور ان سب پر ایک بڑا کاہن ٹہرایا رہتا ہے۔

باشندگان **تانا** بعض درختون اور پتہرون کی پوجا کرتے ہین اور بتون کی پوجا کی رسم اون مین بالکل کوئی نہین بلکہ بت و تماثیل وغیرہ کا اون مین نام تک کوئی نہین جانتا۔

لیکن باشندگان جزائر تلیکو و جزائر ہیبریڈیز کا کوئی گہر بتون سے خالی نہین یہان تک کہ ایک گہر مین تین سو بت تک تعداد مین بنائے ہوئے اور ان کو مردون کے لباس پہنائے پائے جاتے ہین

کاہنون اور جادو ٹونے والون پر بڑا ایکا اعتقاد رکہتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ ٹہاکرون نے یہ جزائر فتح کرکے اونمین مرد و عورات پیدا کر دیئے ہین کالیڈونیا مین مسٹر ٹرنر نے ایک قبر کہدی جسکے گرداگرد تیر اور برچہیان اور تیر زمین مین گاڑے ہوئے تہے پوچہنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی بڑے آدمی یعنی امیر و رئیس کی قبر ہے مسٹر ٹرنر بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مردہ کو سب لباس اور سیپ کے کنگن وکڑے پہناتے ہین اور مردہ کی انگلیان بطور یادگار کاٹ لیتے ہین۔ قبر مین بٹہا کر اوس کا سارا جسم سر کے سوا دفن کر دیتے ہین پہر دس دن کے بعد اوس کا سر جسم سے الگ کرکے اس کے دانت نکالکر مردہ کی طرف سے یادگار کے طور پر رکہ لیتے ہین۔ باشندگان جزائر سلیمان ارواح موتی کی بہت عزت کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ عام لوگون کی روحین کسی دوسرے جزیرہ مین جاکر حیران و پریشان بہٹکتی رہتی ہین اور کاہنون و رئیسون کی ارواح اپنے خویش و اقربا ہی مین رہتے ہین اور مصائب و تکالیف مین اون کی امداد کرتے اور ان کی حاجتین ادا کرتے ہین وہ جادو ٹونے کے لئے آدمیون کو بڑا مانتے ہین مختلف گروہ انسانی کے ان اعتقادات سے ہی **فوق کل ذی علم علیم** کا سبق ملتا ہے جو از روئے فطرت تسلسلاً ایک فوق الکل طاقت قادر مطلق تک جاکر خیال منتہی ہو جاتا ہے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

سلطان المعظم سلطان محمد ۵ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ریلوے لائن کا کام مدینہ منورہ سے ہی شروع کیا جاوے اور اس کو جلدی ریلوے لائن شام سے ملحق کیا جاوے لسان الحال روزانہ مورخہ ۲ رجماد الثانی۔ بیروت۔

واذا العشار عطلت جو قرآن کریم مین **ویترك القلاص فلا یسعی علیها** جو حدیث مین پیشگوئی کی گئی تہی۔ اسکے متعلق یہ! اب دیکہو مسیح موعود کی تصدیق کیلئے خداوند تعالیٰ کس زور سے انسانون سے کام لے رہا ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ مسیح موعود ہی کے زمانہ مین مکہ و مدینہ مین ریل کا کام جاری ہوگا۔ اور اس کی زندگی مین یہ کام ملک حجاز مین مکمل ہو جائیگا۔ صاحب اہن کی پہر آسمان سے اترنے والے کا انتظار عبث ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب پنجم

ہماری عیسائی دنیا اور ہمارے زمانہ کے لوگ اس شخص کی طرح ہین جو راستے سے گمراہ ہوکر جسقدر آگے نکلتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کو اپنی گمراہی کا زیادہ تر علم ہوتا جاتا ہے اور جسقدر اس کے شک و شبہات بڑہتے جاتے ہین۔ اسیقدر مایوسی سے جلد تر پیشقدمی کرتا ہے کہ جلد کہین جلد کسی ٹہکانے لگے۔ مگر آخر کار ایک وقت آجاتا ہے۔ جبکہ اس کو صاف دکہائی دینے لگتا ہے کہ جس راستے سے یہ گذر رہا ہے اس کو بے انتہائی و دق میدانون اور ریگستانون کو لیجا رہا ہے۔ اندنون یہی حال عیسائی زندگی کا ہے اور اسمین مطلق شک نہین رہا کہ اگر ہمارا یہی حال رہے۔ اور اپنی پرائیویٹ زندگی مین صرف اپنی اور اپنی سلطنت کی بہبودی کی فکر کرین۔ اور اس بہبودی کو بزور قائم رکہنا چاہین۔ تو بلا شبہ ایک سلطنت سے دوسری سلطنت پر جبر و تشدد کرینگے اور اپنے آپ کو زیادہ تر تباہ اور خستہ حال کرتے جائینگے اور اپنی پیداوار کا بڑا حصہ جنگی بیڑے کا صدقہ کرینگے۔ اور جنگون مین ایک دوسرے کو ہلاک کرنے سے زیادہ تر بداخلاق اور غیر مہذب ہوتے جائینگے۔

اگر ہم اپنی زندگی کو تبدیل نہین کرینگے تو یقیناً ہماری یہی حالت ہوگی جو اوپر بیان کیگئی ہے جس عالم گمراہی اور تاریکی مین ہم پڑے ہوئے ہین یہ ہمین نظر آنے لگ گیا ہے اور سادہ لوح اعدد ضرور دیکہ سکتے ہین کہ اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلہ پر زیادہ سے زیادہ تر مسلح کرنے سے اور ایک دوسرے کو جنگ مین ذبح کرنے سے ہم ایک ہی تنکے کے عنکبوت ثابت ہونگے جنکو ایکدوسرے کو تباہ کرنے کے بغیر دنیا مین کوئی دوسرا کام ہی نہین۔

کوئی سچا سنجیدہ فہمیدہ اور عقلمند شخص اس خیال سے اپنی تسکین نہین کر سکتا کہ پیچیدہ طاقت کے میزان کو ہم پلہ کرنے سے اصلاح کیجانی ممکن ہے جیساکہ کسی زمانہ مین اہل روما نے یا چارلس اعظم یا نپولین یا سقدر پوپ نے یا اتحاد ثلاثہ نے خیال کیا تہا۔

بالعموم ایک ہی ایسی سلطنت یا یونین کا قائم کرنا ممکن ہے جسمین سب یورپین سلطنتین شامل ہو جاوین۔ کیونکہ ان کی مختلف قومین ان کو کبھی ایک ہونے نہین دینگی۔ کیا مختلف قومون کی نااتفاقیون کے باہمی تصفیہ کیواسطے انٹرنیشنل عدالت کا قائم کرنا ممکن ہے؟ ہرگز نہین۔ وہ قوم اس عدالت کے فیصلہ کو کسطرح منظور کریگی جسکے پاس لاکہون مسلح جوانون کی جمعیت کا گھمنڈ ہو۔ ایسے لوگون کو غیر مسلح کرنا تو کسی سلطنت کو پسندیدہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسکا آغاز کریگی بلکہ یہ سلطنتین ایک دوسرے سے بڑھکر ممالک اسلحہ تیار کرنے مین مصروف رہینگی غبارے اور نیز ایسے گرے ایجاد کئے جاوینگے جنکی زہریلی ہوائین جسں دم سے لوگون کی جانین لین اور یہ گولے دشمنونکی سپاہ پر آسمان کی جانب سے بذریعہ غبارون کے برسائے جاوینگے۔ اور پہر جو ایک قوم کے پاس موجود ہوگا۔ وہ دوسری قومون کو بھی بہم پہونچانا پڑیگا۔ اور ان کی یہی کوشش ہوگی کہ ممالک اسلحہ کی ایجادون کے میدان مین ایک دوسرے سے بڑھکر سبقت لیجاوین تاکہ دنیا کی تاریخ کے صفحون پر ان کا نام زیادہ تر روشن رہے۔

ایم نوراولیف اور پروفیسر مارٹنز کی اسپیچین سب سے بڑھکر جنگ جاپان کوریگ کی کانفرنس متعلقہ امن کے متعلق ظاہر کر رہی ہین اور ان سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ کہان تک اپنی خیالات کو بذریعہ سپیچون کے ظاہر کر سکتے ہین اور انمین جہوٹی منطق کو کسقدر دخل ہے۔ خیال و ریسپیچ سے انسانی مستعدی کی ہدایت کا کام نہین لیا جاتا۔ بلکہ اس جنگ کی مستعدی کو خواہ یہ کیسی ہی مذموم اور مبتذل ہو جائز ٹہرانے کی سعی کیجاتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جنگ بوئر اور موجودہ جنگ جاپان نے اس بات کو یہان تک ثابت کر دیا ہے کہ اسمین شک کرنے کی مطلق گنجائش نہین رہی جنگ کو مسدود کرنے کے تمام ہتہیار سامنے اسوقت ایسا ہی اثر رکہتے ہین جیساکہ دو لڑنے والے کتون کو سمجہایا جاوے کہ آپس مین بجائے لڑائی کرنے کے گوشت کا ٹکڑہ تقسیم کرلین۔ ورنہ یہ ٹکڑہ تو پاس گذرنے والا کتا مفت اوڑا لیجائیگا۔ اور یہ آپس ہی لڑتے ہی رہجائینگے۔ پس ہم اندہا دہند آگے بڑہتے جاتے ہین۔ ہرگز ٹہر نہین سکتے اور انتہا کے قریب تر پہونچ رہے ہین۔ ہر ایک عقلمند موجودہ انسانی پوزیشن پر غور کر سکتا ہے کہ اس کا ابدی انجام کیا۔ تو اس کو اس پوزیشن سے نکلنے کا کوئی رستہ نظر نہین آئیگا جو بلا شبہ تباہی اور غارت نازل کر رہا ہے پس سیاسی معنون کو چہوڑکر جو زیادہ تر پیچیدہ ہوتے جاتے ہین۔ ان مختلف ممالک کے باہمی ارتباط جو اپنے آپکو ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح کرنے مین مصروف ہین اور ہر دم

بلکہ گویا اسلئے تیار ہیں۔ صاف بتا رہے ہیں کہ جو انسان مہذب کہلاتے ہیں کس تباہی اور بربادی کی سڑک پر رواں ہیں۔

باب ششم

دو ہزار سال گذرے ہیں کہ یوحنا نبی نے اور پھر حضرت عیسیٰ مسیح نے لوگوں کو بتایا تھا کہ اب وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ سو توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ (مارک کی انجیل باب ۱ آیت ۱۵) اگر ایسی حالت نہیں ہو گے تو تم سب تباہ ہو جاؤ گے (لوقا باب ۱۳ آیت ۵)

لیکن لوگوں نے اپنے کانوں کو ان کی بات سے آشنا نہ کیا۔ اور جس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ اب پوری ہو رہی ہے۔ مگر افسوس ہم اس سے بےخبر ہیں۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنی نجات کے ذریعوں کو نظر انداز کرنا نہیں چاہیئے۔ ہمیں ضرور دیکھنا چاہیئے کہ کیا ان کے علاوہ جو ہماری متبذل زندگی پر نازل ہو رہی ہیں پہلے صرف ملٹری تیاریاں اور ان کے بعد جنگ ہمیں ضرور تباہ کریں گی اور ان سے بچنے کے جو وسائل انسانوں نے ایجاد کئے ہیں بالکل غیر موثر ثابت ہوں گے کیونکہ قوموں کا ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح ہونا ہرگز نہیں ختم ہوگا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ مسیح کے ارشادات ایسے اہم ہیں اور پیشگوئی کرنے والوں کو بھی ہمارا زمانہ اس وقت مد نظر تھا عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ ایسی بات سوچو۔ یعنی ہر ایک شخص نے جو کام شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کر کے اپنے آپ سے سوال کرے کہ میں کون ہوں؟ اور ان سوالوں کا جواب دے کر فیصلہ کرے کہ جو کچھ میں کرتا ہوں یہ میری آخری منزل مقصود کے موزون ہے؟ ہماری دنیا اور ہمارے زمانہ کے ہر ایک شخص کو جو عیسوی کی تعلیم سے مس رکھتا ہو مناسب ہے کہ ایک لمحہ کیلئے اپنی مستعدی کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی منصب کو خواہ یہ بادشاہ وزیر۔ سپاہی۔ اخبار نویس وغیرہ کا ہو بالائے طاق رکھے اور اپنے آپ سے دریافت کرے کہ میں کون ہوں؟ اور میری آخری منزل کیا ہے؟ اس کو بالیقین یہی جواب ملیگا کہ میں ایک بالاتر طاقت سے دنیا میں بھیجا گیا ہوں جسکی زمانہ کی کوئی انتہا نہیں اور کچھ عرصہ یہاں گذار کر مر جاؤں گا یعنی یہاں سے نابود ہو جاؤں گا اور جو ذاتی سوشل اور دنیاوی انسانی خواہشات میرے پیش نظر ہیں۔ یا لوگوں نے میرے گلے منڈھے ہیں۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ہیچ ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ دو دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ ۔ لہٰذا میری یہ تمام ہوسیں میری زندگی کے اس مدعا کی تابع ہونی چاہئیں جسکو حاصل کرنے کیواسطے میں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ میرا آخری مدعا۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ناقابل الحصول تو ہے تاہم اس مدعا کی ہستی میں کچھ شک نہیں۔ اور میرا سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ میں ان کے حصول کا آلہ بنوں یعنے دنیا میں میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے خدا کے کام میں مصروف ہو جاؤں اور اس کے کام کو پورا کروں" اپنی منزل مقصود کو سمجھنے کے بعد ہماری دنیا اور زمانہ کے ہر ایک شخص کو خواہ یہ بادشاہ یا سپاہی ہو ضرور ان فرائض سے اغماض کرنا پڑیگا جو اس نے اپنی مرضی سے اختیار کئے ہوں یا دیگر لوگوں کی جانب سے اسپر لاحق کئے گئے ہوں۔

بادشاہ کو ہمیشہ کہنا چاہئے کہ قبل اس کے کہ میں نے سلطنت کی بنسبت فرائض کا بار اپنے سر پر لیا۔ میں نے آنے کے ساتھ ہی اس بات کو پورا کرنے کا معاہدہ کیا ہو جسکی مجھے دنیا میں بھیجنے والی طاقت متقاضی ہے۔ میں ان تقاضوں کو صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اپنے دل میں خود محسوس کرتا ہوں۔ یہ قانون عیسوی میں پائے جاتے ہیں جس پر میرا ایمان ہے۔ یعنے مجھے اسکی مرضی پر متوکل ہو کر وہی فرائض ادا کرنے چاہئیں جن کا مجھ سے تقاضا کیا جاتا تھا۔ مجھے اپنے پڑوسی سے پیار کرنا چاہیئے جن سے مجھ سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ اسکی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے جو میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میرے ساتھ کریں مگر سوال یہ ہے کہ کیا میں اس پر عمل کرتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں پر حکومت کرتا ہوں۔ اور جبر و تشدد کرنا میرا شیوہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھکر جنگوں میں شریک ہوتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے ایسا کرنا چاہیئے۔ مگر خداوند کا فرمان ہے کہ مجھے اس کے بالکل برعکس کرنا لازم ہے۔ لہٰذا بیشک میرے کان بہرے ہو جائیں۔ سلطنت کا سردار ہونے کی حیثیت سے مجھے ٹیکسوں کی وصولی وغیرہ میں جبر کرنے اور سب سے بڑھکر جنگ چھیڑنی چاہیئے جنمیں اپنے پڑوسیوں کو ہلاک کرنا پڑے۔ مگر مجھے ہرگز اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہی جواب دینا چاہیئے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا کروں گا۔

سپاہی کو بھی اپنے سوالوں کا یہی جواب دینا چاہیئے جس کو لوگوں نے مارنے کا سبق دیا ہے اور وزیر کو بھی جس نے جنگ کی تیاری کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور اخبار نویس کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے جو جنگ کیواسطے ابھارتا ہے۔ اسیطرح وہ بے امید پوزیشن خود بخود تباہ ہو جائیگی جو لوگوں نے نہ صرف بلحاظ جنگ اختیار کی ہوئی ہے بلکہ تمام دیگر آفات کے خیال سے بھی کرو ان خویش آمدنی پیش ہے کا مصداق ہو رہی ہے گو یہ کیسی ہی عجیب بات معلوم ہو تاہم اسمیں شک نہیں کہ جو آفات انسانوں پر اپنی کرتوتوں سے نازل ہوتی ہیں ان سے نجات پانے کا صرف یہی ڈھنگ ہے جس کیواسطے کوئی بیرونی دباؤ درکار نہیں۔ بلکہ اندرونی طاقتیں کام دیتی ہیں۔ اور قریباً ایک ہزار نو سو سال گذرے ہیں کہ یہ طریق حضرت عیسیٰ مسیح نے بتایا تھا یعنے ہر ایک انسان کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ وہ میں کون ہوں؟ اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے؟"

باب ہفتم

ہمارے زمانہ کے لوگوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد کا کوئی مذہب نہیں جس سے ان کی ہدایات اور رہنمائی ہو سکے۔ یہاں میری اس مذہب سے مراد ہے جو انسان اور خدا کے مابین تعلق پیدا کرے اور اسے تمام انسانی مستعدی کو علی العموم اعلیٰ برتر ہدایت مل سکے۔ جس کے بغیر لوگ حیوانوں کے سطح پر آتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی فروتر جاتے ہیں۔ یہ بربادکن تو انائی بلا جو ہمارے زمانہ میں ایک خاص طاقت سے نمودار ہو گئی ہے اسکا باعث یہی ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی ہدایت کیواسطے کوئی معقول سبیل نہیں رہی۔ اور انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو صنعتی دریافتوں اور ترقیات پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے اور قدرت کی طاقتوں کی جانچ میں لگ گئے ہیں اور کوئی معقول بالاتر طاقت ان کی ہدایت کے واسطے نہیں رہی۔ اس لئے ان کی کوششوں سے ان کی حیوانی خواہشیں پوری ہونے لگی ہیں مذہب سے محروم ہو کر وہ لوگ جن کو قدرت کی طاقتوں پر بہت بھاری اقتدار حاصل تھا محض بچے رہ گئے ہیں جن کے ہاتھوں میں بارود یا گیس کے کھلونے دیئے گئے ہیں ہمارے زمانہ کے لوگوں کو جو طاقت حاصل ہے اور جسطرح یہ اس کو خرچ کر رہے ہیں ہم ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اخلاقی ترقی کے لحاظ سے ان کو ریلوں۔ جہازوں۔ فوٹو گرافی وغیرہ کے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اور صرف لوہا اور فولاد کی دستکاری کے پیچھے پڑ گئے ہیں جس سے یہ اپنی بری خواہشوں اور دل لگیوں کو اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی ہوسوں کو پورا کر رہے ہیں۔

تب زندگی کی ان تمام ترقیوں۔ اور اس طاقت کو جو انسان نے پیدا کر لی ہے اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس کو صفحہ روزگار سے نیست و نابود کر دیں کیواسطے کیا کرنا چاہیئے؟ یہ طاقت جو لوگوں نے پیدا کر لی ہے۔ خواہ یہ کیسی ہی بری طرح استعمال کیجاتی ہو مگر چند دنوں میں قوموں کے جو اجتماع قائم ہو گئے ہیں ان کو تبدیل کرنا اور انہیں نئی زندگی دینا لازمی ہو گیا ہے۔ پس ایسے سررشتے قائم کرنے کیواسطے جن سے محدود ہے چند لوگ بڑی تعداد کو لوٹ بنانے سے رک جائیں اور علم کو پھیلائیں۔ سرگرمی سے کوشش کیگئی ہے اور اب بھی کیجا رہی ہے۔ سلطنتوں کی حدود و تبدیل ہوگئی ہیں۔ ملکی سررشتہ بدل گئے ہیں اور علم کو فروغ ہو گیا ہے مگر باوجود خلط ملط ہونے اور ملکی سررشتوں کے جدید انتظام اور علم کو فروغ ہونے کے انسان وہی حیوان کے حیوان رہ گئے ہیں۔ جو ہر وقت ایک دوسرے کو پھاڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اور بدستور بری خواہشوں کے غلام ہیں۔ اور جب تک کہ انہیں مذہبی ہدایت نہیں ملتی بلکہ نفسانیت اور اپنی پرانی شہیوری اور بیرونی دباؤ کے تابع ہیں۔ ترقی کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔

انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں۔ یا تو اس کو غلام ہو کر رہنا چاہیئے۔ یا خدا کی خدمت کرنا چاہیئے۔ اس کے واسطے نجات کا یہی نسخہ ہے کہ اپنی مرضی کو خدا کے تابع کر دے اور دل و زبان سے کہے کہ "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" جو شخص مذہب سے محروم ہو کر اپنی اور دوسرے لوگوں کی خواہشوں کے تابع ہو گیا ہے وہ کبھی حیوانوں یا غلاموں کے زمرہ سے نہیں نکل سکتا کیونکہ صرف مذہبی پابندیاں ہی اس کو اس متبذل حالت سے نکال سکتی ہیں۔ جن کو یہ خیرباد کہہ چکا ہے *(باقی دارد)

ولیعہد جاپان کی شاہانہ عنایت

ولیعہد جاپان کا نام یوشی ہیتو ہے کہتے ہیں کہ وہ فقرا اور مساکین پر بڑی مہربانیاں کرتے ہیں مساکین و یتیموں کو دوست رکھتے اور بیوہ و یتیموں پر دلسوزی کرتے ہیں وہ ابتک اپنے شہر سے کبھی باہر نہیں نکلے اور باوجود اس کے اکثر ملکوں کے احوال اور ان ملکوں کے باشندوں کی عادات و اخلاق سے واقف ہیں انکی زوجہ کا نام شاہزادی کوجو ہے جو شاہی خاندان سے ہے اور اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں ولیعہد جاپان کو حسن اخلاق میں ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ ایک دن وہ ہیاشی کے قریب بطور تفریح طبع گشت کر رہے تھے راستہ میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا اس بڑھیا کا عصا گم گیا تھا جس کے تکیہ پر وہ چلتی پھرتی تھی اور بغیر عصا کے چل نہیں سکتی تھی جب ولیعہد کو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنا قیمتی عصا اسکو دیدیا بڑھیا بڑی شکرگزاری سے عصا لے لیا پھر بڑھیا نے درخواست کی کہ آپ اپنے نام و مقام رہائش سے مجھے اطلاع دیں تاکہ میں آپ کے گھر پہنچ کر آپکی لاٹھی آپکو پہنچا دوں شاہزادہ نے کہا کہ میرا نام شاہزادہ یوشی ہیتو ہے اور میرا مقام رہائش محل ہے پس یہ لاٹھی تم اور ولیعہد جاپان کی جانب سے بطور یادگار عطا کیگئی ہے بڑھیا نے خم ہو کر شاہزادہ کے قدم چومنے چاہے مگر شاہزادہ نے بشدت لطف اور مہربانی سے قدم چومنے سے منع کیا اور تم ہم کہاں چلے گئے۔ اور آپ کی زبان حال باواز بلند پکار رہی تھی کہ از رخ جمیلا و لونی غیر موضعہ۔ فلا یضیع جمیلا اینما زرعا۔ ابنی جہان

لاہور اور انسداد طاعون کی تجاویز

اس ضلع اور شہر کی خوش قسمتی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جہاں کا حاکم اعلیٰ ایسا رعایا کی بہبودی اور بہتری میں شب و روز مصروف ہو۔ شہر لاہور اور اس کا ضلع بھی ایسا ہی خوش قسمت ہے جہاں جناب سی جی ہیلی فیکس صاحب سی ایس ایسا رعایا پرور اور ہی خواہ رعایا ڈپٹی کمشنر ہے۔

صاحب موصوف کی دور بین نگاہ طاعون کے ان شدید حملوں کو مشاہدہ کر رہی ہے جو اگر خدانخواستہ لاہور پر ہوئے تو گورنمنٹ اور رعایا کو خطرناک تکلیف میں ڈالدیں گے۔ اسلئے صاحب موصوف ایک عرصہ سے ان تجاویز اور تدابیر میں مصروف ہیں جو بظاہر اسباب ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے میں حفظ ما تقدم کے طور پر مفید ہیں۔ صاحب موصوف نے باشندگان شہر کو مختلف طریقوں اور صورتوں سے ان تجاویز پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے لیکن یہ شہر کی بدقسمتی ہوگی اور اس کے ذمہ دار وہ اہل الرائے ہوں گے جو اپنی سوسائٹی میں معزز اور بارسوخ ہیں اگر ان تجاویز پر عمل نہ کیا گیا یا ان کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کی سعی نہ کی گئی۔ اس لئے لاہور کے ہر سمجھدار اور ذی اثر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان تجاویز اور ہدایات کو جو صاحب موصوف وقتاً فوقتاً مشتہر کرتے رہتے ہیں کثرت سے پھیلائیں اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کیلئے مفید تجویزوں اور مشوروں سے صاحب موصوف کو مدد دیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام نے (اپنی اس معرفت اور بصیرت کی بنا پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے عطا ہوئی ہے اور طاعون کے متعلق جو علم اسے دیا گیا ہے) اپنے قیام لاہور کے وقت بھی اپنی حیثیت اور منصب کے لحاظ سے اہل لاہور کو پیغام پہنچایا کہ وہ اپنے اندر ایک تبدیلی کریں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری نگہداشت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے متعلقین پر رحم فرماوے اور اسطرح وہ اس خطرہ سے جو طاعون کے باعث آنیوالا ہے محفوظ رہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کس قدر سعید فطرت لوگ ہوں گے جنہوں نے ان باتوں کو جو حضرت کے منہ سے نکلی ہیں اپنا دستور العمل بنایا ہوگا۔ بہرحال سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ممبر جو اس طاعون کے **نشان** کی عظمت سے واقف ہے اپنے مرشد و مولا کے نقش قدم پر چلنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو ہر ایک تجویز پر عمل کرے اور دعاؤں سے اس عذاب سے بچنے کیلئے کوشش کرتا رہے اور دوسروں کی بہتری میں بھی ساعی ہو۔ اسی بنا پر ہمارے ایک مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی ان تجاویز پر (جو آپ نے حال میں مشتہر کی ہیں) غور کر کے **دو مفید امر** صاحب موصوف کی توجہ کیلئے پیش کئے ہیں جو ان کی چٹھی سے معلوم ہوں گے۔ ہمیں امید ہے کہ صاحب موصوف ان تجاویز پر پوری توجہ فرمائیں گے۔ حکیم صاحب موصوف کی یہ سعی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس جوش اور ارادت کو ظاہر کرتی ہے جو اسے **گورنمنٹ** کی وفاداری اور فرمانبرداری میں ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا بھی پتہ دیتی ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر **سی جی فیکس صاحب** سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبروں بالخصوص **انجمن فرقانیہ لاہور** کو سب سے زیادہ اپنی تجاویز پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی کوشش کرنیوالا پائیں گے۔ اور جہانتک ان سے ممکن ہوگا وہ ان کے نیک ارادوں میں ان کے سچے معاون ثابت ہوں گے اسلئے کہ ان کو ان کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہی تعلیم دی گئی ہے۔ اب ہم وہ چٹھی جو حکیم صاحب موصوف نے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے نام انگریزی زبان میں جناب کو بھیجی ہے ترجمہ کر کے ذیل میں چھاپتے ہیں

بعالیخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور

عالی جناب

جناب کی ان مطبوعہ چٹھیوں کے حوالہ سے (جو انسداد طاعون کی چند تجاویز و ہدایات پر مشتمل تھیں اور جو ہندو مسلمان سربرآوردگان قوم کے نام تھیں) میں التماس کرتا ہوں کہ وہ تجاویز جو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے جمع کی گئی ہیں میری رائے ناقص میں اس قابل ہیں کہ انہیں تمام ہی خواہان قوم عمل کریں۔ میں حتی الوسع ان تجاویز کو مشہور کروں گا اور لوگوں کو ان پر عمل کرنے کی ترغیب دونگا ان تجاویز کو زیادہ موثر بنانے کیلئے میں نہایت عاجزی سے مندرجہ ذیل دو تجویزیں پیش کرتا ہوں اور اگر جناب ان پر توجہ فرمائیں گے تو یہ امر میرے لئے موجب فخر ہوگا۔

اولاً۔ متوفی کے کپڑوں کے متعلق (جو عام دستور ہے کہ وہ ملاں یا برہمن اور بعض اوقات مہتر کو دیئے جاتے ہیں) یہ ایک ایسا پرانا دستور ہے کہ آسانی کے ساتھ دور نہیں ہو سکتا۔ اس میں کچھ شک نہیں تعلیم یافتہ یا رائج الوقت مساعی اس کے زور کو کم کرنے میں ایک حد تک مفید ہوں گی مگر عوام کی جہالت ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوگی۔ اس لئے میری رائے ناقص میں یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوگی اگر ایک اشتہار اردو اور ہندی میں جناب کا دستخطی شائع ہو جسمیں نہایت شفقت کے ساتھ ملاؤں اور برہمنوں کو نصیحت کیجاوے کہ طاعون سے مرجانیوالوں کے کپڑے انکی زندگی کیلئے بہت ہی خطرناک اور مضر ہیں اور بعض اوقات قلیل سا نفع سارے کنبہ کی موت کا موجب ہو جاتا ہے اور ایسا ہی داروغوں اور جمعداروں کو ہدایت کیجاوے کہ وہ خاکروبوں کو جان کے اس خطرہ سے آگاہ کر دیں جسمیں طاعونی مریضوں کے کپڑوں کے لینے سے وہ اپنے آپ کو ڈالیں گے۔

ثانیاً۔ چارپائیوں کے متعلق بھی کچھ شک نہیں سمجھدار اور آسودہ حال لوگ طاعونی مردوں کی چارپائیوں کو جلا دینا یا ان کو ڈس انفیکٹ کرنا پسند کریں گے۔ اور اس پر عمل بھی کریں گے لیکن جب طاعون کا حملہ پوری شدت سے ہوتا ہے اسوقت لوگ جرأت اور حواس کھو بیٹھتے ہیں اور وہ دیوانوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا واقع ہوتا ہے کہ جب متوفی کے رشتہ دار اسکی تدفین میں مصروف ہوتے ہیں ایک اور عزیز مبتلا ہو جاتا ہے اور ان کے قبرستان سے واپس آنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور اسیطرح پر متواتر حملے ہوتے اور جانیں ضائع ہوتی ہیں اور جہاں جہاں طاعون پھیلی ہے اور ایسی وارداتیں اکثر واقع ہوئی ہیں۔ ان حملوں اور نقصانوں سے پس ماندگان وفور غم و جوش اور اندوہ کیوجہ سے بالکل دیوانے ہو جاتے ہیں ایسے مواقع پر ان سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ جو اس تکلیف اور مصیبت کا خیال بھی کر سکیں جو چارپائیوں کی وجہ سے آئے گی۔ اور نفی الحقیقت ان کو ایسا ہوش ہی رہتا ہے۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کئی ہزار چارپائیاں جناب کے حکم سے طیار کیجاویں اور ان کے اخراجات یا تو گورنمنٹ ادا کرے کیونکہ وہ کثیر التعداد روپیہ لوگوں کو طاعون سے بچانے کیلئے صرف کر رہی ہے اور اگر یہ امر ناقابل عمل ہو تو آسودہ حال لوگوں سے اس مقصد کیلئے چندہ لیا جاوے اسطرح پر مطلوبہ رقم بڑی آسانی سے جمع ہو سکتی ہے یہ چارپائیاں میونسپل کمشنروں کی تفویض میں رہیں مثلاً ہر ایک کے پاس پچاس چارپائیاں ہوں جن کو ضرورت کے وقت غریب لوگ استعمال کر سکیں ایسا ذخیرہ میری رائے ناقص میں بہت مفید ہوگا اور وہ خطرہ جو متاثر چارپائیوں کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑی حد تک کم ہو جاویگا۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جاوے تو [illegible] میرے نام کے محاذ اس چندے میں لکھے جاویں۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسی مہربان گورنمنٹ اس ملک کے لوگوں کی حفاظت اور مدد کیلئے ہمیشہ تک رہے اور ایسے افیسر کی عمر دراز ہو جو شب و روز رعایا کی بہبودی کی تجویزوں کے سوچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ (آمین)

میں ہوں جناب کا فرمانبردار خادم
حکیم محمد حسین قریشی احمدی حویلی کابل مل لاہور

آریوں سے ایک ہندو لڑکی کا سوال

بغیر کسی حاشیہ یا ریمارک کے مندرجہ ذیل سطور جنکی راقمہ ایک ہندو لڑکی ہے۔ [illegible] اخبار سے نقل کیجاتی ہیں۔

دو سات سال کی عمر میں میرا بیاہ ہونا بیان کیا جاتا ہے میں سال کی عمر کی تھی جبکہ میرے برائے نام خاوند نے دوسری شادی کرلی میں کبھی ان کے گھر میں نہیں گئی مجھکو بدسلوکی اور نفرت سے دیکھا جاتا رہا۔ (جیسا کہ میری والدہ بیان کرتی ہے) میں نے آریہ بہائیوں کی بدولت تعلیم حاصل کی۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میرا چال چلن ہی زمانہ اچھا رہا۔ میری برادری والے کہتے ہیں کہ قانوناً اور رواجاً میری شادی نہیں ہو سکتی۔ میرا پہلا خاوند اور اس کے لواحق مجھکو بوجہ تعلیم یافتہ ہونے کے کنجری اور کرانن سمجھتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تم ہمارے واسطے مرگئی ہو۔ میرے پہلے خاوند کی دوسری بیوی اور دو بچے موجود ہیں۔ میں آجتک اپنی والدہ کے زیر حفاظت رہی ہوں۔ مگر اب میری والدہ سخت بیمار ہے۔ اور کوئی میرا رشتہ دار میرا پرسان حال نہیں۔ میں سچ بیان کرتی ہوں کہ میں اکیلی اپنی جوانی کے دن نہیں کاٹ سکتی۔ آریہ بہائیوں اور ہندوؤں سے یہ سنکر کہ میں ہندو رہ کر قانوناً اور رواجاً بیاہ نہیں کر سکتی میرا کئی بار دل چاہا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں مگر عیسائیوں کا مذہب مجھے پسند نہیں آتا گو موجودہ تکلیفات ہر روز میرے من میں عجیب کشمکش پیدا کر رہی ہیں۔ میں راست راست بیان کرتی ہوں کہ میں ایک معمولی عورت ہوں۔ یوگن اور ویراگن نہیں ہوں اور ایسے حالات میں میں نے پرورش پائی اور رہتی ہوں۔ کہ مجھکو اس بات کا گمان تک نہیں آتا کہ میں بغیر شادی کے پاک صاف رہ سکوں گی۔ علاوہ ازیں اکیلی رہنے کی وجہ سے جو خوف اپنی عزت کے خطرہ میں رہنے کا ہے۔ وہ میں ہی جان سکتی ہوں۔ بعض آریہ سماجی بہائیوں نے ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دیکر یہ فرمایا کہ بھی نہیں کہ قانوناً میری شادی نہیں ہو سکتی بلکہ شاستر کے انوکول بھی میرا بیاہ نہیں ہو سکتا۔ پس اب میں آخری طور پر سماج کے چیدہ پرشوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آیا مجبوری کیلئے سوائے نیوگ۔ یا یوگن۔ یا بیراگن بنکر زندگی کاٹنے کے کوئی اور بھی علاج ہے۔ یا نہیں یعنی میں کسی یوگت مرد کے ساتھ بیاہ کر سکتی ہوں یا نہیں۔

ترجمہ کیا۔ اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہوگئے ہو۔ پس کوئی نہیں جزا نشو اسکی جو ایسا کرے۔ تم میں سے۔ مگر یہ کہ ذلیل ہو۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

مدینہ کے بارعب بنی اسرائیل دریہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ و حشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی۔ اور یہاں تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دھمکیاں دیں۔ ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے۔ اسمیں دو خبریں ہیں۔ اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے۔ اور یہ امر بظاہر محال تھا۔ کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی تھی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں تم پر عذاب ہوگا یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں۔ پھر نتیجہ بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب وصاحب جاہ و حشم تمام قبائل عرب کے جن کو احزاب کہتے ہیں سامانوں پر پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب جلاوطن کئے گئے۔ ان کا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبریں تھیں۔ اور انکے مقابل میں دو واقعات ہیں۔ جنکے متعلق وہ خبریں تھیں ایک خبر نے اپنے واقعہ کے ساتھ صداقت کی مہر لگا دی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت بھی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلایل۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پ مومن) ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہنے پر چلتے اور مانتے ہیں نصرت امداد و تائید دیتے ہیں اور دیتے رہینگے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں مرسلوں اور انکے پیرو ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح یہ کس دبے بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت ور جماعت نے ان کے ساتھ کیا گیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت کا نام و نادم ہوئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرت مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دونوں میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی کو

مناسبت ہے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسےٰ علیہ السلام کے مابین جنگ رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے۔ جو مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسےٰ علیہ السلام انکی شرارتوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرت کے مستحق ہوں گے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ ۲۴ مومن) پھر دیکھو۔ ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوۃ سے قیامت کو ثابت و محکم کردیا ہے۔

عایذ منافقین مدینہ کو کہا۔ کہ شرارتوں سے باز آجاؤ والا اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤگے۔ جیسے اس ذیل میں آیا ہے۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ توبہ) اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دینگے اس دنیا میں۔ اور انکے لئے عذاب آخرت میں ہے ایک اور خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی والی وارث نہ ہوگا۔ اور تیسری خبر ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ پھر دیکھو یہ تینوں خبریں کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ اس دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ تینوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں۔ تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤگے۔

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم سے ملسکتی ہیں

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ/۸
آریہ دہرم (رد آریہ)	/۴
ست بچن { بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب }	/۱۰
تقریر بابت بیلا اور وحدت وجود پر خط	/۲
حضرت اقدس کی تیس سالہ پرانے مضامین الہام کیا ہے۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	/۰۲
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	/۲
تفسیر سورۃ تبت	/۲
فیصلہ آسمانی	/۰۲
تحذیر المومنین (تذکرۃ الکفر کا لطیف جواب)	/۸
ہلاک الشک	/۱
شمس بازغہ (پیر گولڑی کارد)	عہ
سوا السبیل نمبر ۲	/۰۱
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامۃ)	/۲
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریریں)	/۴
ساسانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	/۱
برہان الحق (رد نصاریٰ)	/۳

تفسیر القرآن پارہ اول	عہ/۳
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء	عص
نمونہ قرآن مجید بموافق یسرنا القرآن	/۳
فیض احمدی	/-
قصیدہ ضوابط الاسرار	/-
وفات مسیح پنجابی	/۲
اصلاح النظر (رد آریہ)	/۰۲
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	/۱
سلاسلہ مرواریہ { عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ }	/۴
النصیحہ (عہد مومن کے خواص ونشانات)	/۲
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	/۳
برکات الدعا و اصول التفسیر	/۲

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

الحکم کے پچھلے نامکمل فائل

الحکم جن گرانبہا موتیوں کا امین ہے انکی قدر ہر شخص نہیں کرسکتا۔ لیکن اسکی قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ریناٹک سے (جہاں کے ایک عظیم الشان کتب خانہ موسومہ بہ حمیدیہ میں الحکم اول کے اول جاری ہوا تھا اور اب تک جاری ہے) ایک معزز شخص الحکم کے کل فائل خریدکر منگواتا ہے باوجودیکہ وہ اردو نہیں پڑھ سکتا۔ اور اس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ وہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرائیگا۔ اس سے جہاں ایک طرف اس بزرگ کی ہمت اور قدردانی کا پتہ لگتا ہے وہاں الحکم کی قبولیت اور اس کے مضامین کی خوبی اور عمدگی کا ثبوت ملتا ہے۔

دفتر الحکم میں چند مکمل فائلوں کے علاوہ الحکم کے بعض نامکمل فائل بھی موجود ہیں جو صاحب لینا چاہیں وہ خط و کتابت کرکے قیمت کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ فی الحال ان اخبارات کے دوبارہ چھپنے کی نوبت نہیں آسکتی ہے ہاں ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کے مضامین آیندہ نسلیں مختلف طریقوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گی (انشاء اللہ العزیز) بہرحال یہ ایک گرانبہا نغمت ہے جو اس وقت تھوڑے داموں ملسکتی ہے یہ فائل ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۳ء تک کے موجود ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر۔

اطلاع بغرض اصلاح

۲۰ جون سنہ ۱۹۰۴ء کو ایک منی آرڈر تعدادی صہ؎ دفتر الحکم میں نصیر احمد نمبر ۱۰۴ رجمنٹ کمپنی ممبئی کی طرف سے آیا ہے جو الحکم کی سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت ہے۔ لیکن نمبر خریداری درج نہیں رجسٹر سیاہہ میں یہ رقم درج ہے لیکن رجسٹر خریداران میں درج نہیں ہوسکی نمبر ۱۱۶۲ کے خریدار کا نام نصیر احمد ہے جو امروہہ تشریف رکھتے ہیں کیا خریداران الحکم میں سے مندرجہ بالا رقم بھیجنے والے بزرگ اطلاع دینگے کہ انکا نمبر خریداری ۱۱۶۲ ہی ہے یا کوئی اور ہے۔

ایڈیٹر و مینیجر

قرآنی صداقت اور عیسائیون کی جہالت

ذیل کا مضمون جو ہمارے ایک مکرم بھائی منشی الہ دین صاحب لودہانوی نے لکہا ہے عرصہ کے بغرض اندراج آیا ہوا، ہمین افسوس ہے کہ ہم بہت عرصہ پہلے اسکو شایع نہین کر سکے تاہم وہ اپنے مضمون کی خوبی کیوجہ سے اب بہی ویسا ہی موثر اور مفید ہے جو ایک عرصہ پہلے ہوتا۔ ایڈیٹر

اخبار نور افشان نمبر ۲۹ دسمبر ۳۶ - جلد ۲۶ مین ایک مضمون جسکی سرخی مراتب ذات پاک خداوند یسوع مسیح از قرآن از جانب ایس۔ پی۔ جی جمون حال وارد رڑکی - ہماری نظر سے گذرا صاحب مضمون حقیقت مین تو ایک جاہل آدمی ہے جسکو بہ نسبت مختلف عیسائی فرقون کا بالکل حال معلوم نہین اور نہ یہودیون کے اختلاف مذاہب اس کو خبر ہے افسوس اس کمزوری کی حالت مین قرآنی تعلیم پر نکتہ چینیان کرنا اپنی جہالت کی ہنسی خراب کرانا ہے اب ہم اس عیسائی کا جواب دیکر اس کی کمزور تحقیق کا اپیل بندگان خدا کے حضور پیش کرتے ہین - قولہ سلئے ناظرین نور افشان ہمارے پیارے نجات دہندہ یعنے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کو محمد صاحب نے حضرت مریم مبارکہ کے ساتھ تعلق سمجہکر اسکی آلہی ذات کو محض باہری وظاہری الفاظ مین مانا جو کہ انکی غلطی اور عدم معلومات پر صاف صاف دلالت کر رہا ہے جیسا کہ ہمارا دعویٰ آیت ذیل سے ثابت ہو رہا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ ترجمہ کافر ہوئے وے لوگ جنہون نے کہا اللہ وہ ہے مسیح جو مریم کا بیٹا ہے جواب اسمین کچہ شک نہین تہے کہ ایک عاجز بندے کو خدا بنایا جاوے پہر بندے کو خدا بنانے والے اگر کافر نہین تو اور کون ہوگا باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ پیغمبر علیہ السلام نے عیاذاً باللہ غلطی اور عدم معلومات سے مسیح کو خدا جاننے والون کو کافر کہا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ ایک طرف انبیاء علیہم السلام کے قائلین کی جماعت دوسری طرف خدا اسکے عاجز بندون کو خدا یا خدا کا اوتار ماننے والے عیسائی اور عیسائیون کے ہم عقیدہ ہندو جو خدا کو کئی مرتبہ مختلف انسانون اور حیوانون کے وجود مین اوتار دہارنا تسلیم کرتے ہین انبیاء علیہم السلام کی جماعت سے کے بالمقابل اپنے خدا کے نمونے کا کوئی ایسا فعل فوق العادت پیش کرین جسکی نظیر تمام انبیاء علیہم السلام

کے معجزات مین پائی نہ جاوے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ فردا قیامت تک مسیح اور کرشن کی خدائی کے قائل کوئی فعل اپنے فرضی خداون کا انبیاء کی جماعت کے متبع لوگون کے سامنے پیش نہین کر سکتے پہر کس بہروسہ پر مسیح یا کرشن کو خدا بنایا جاتا ہے سو جو اہد فکر کرو قرآنی دعویٰ توڑنا آسان نہین کیا کوئی عیسائی مسیح کا بندہ اپنے فرضی خدا مسیح کا فعل انجیل سے ایسا دکہا سکتا ہے جسے انبیاء پاک کی تمام جماعت عاجز ہو گئی ہو ہرگز نہین ہرگز نہین او عیسائیو خیال کرو جو معجزات انبیاء سابقین نے کئے اور بائیبل مین اب موجود ہین اُن سے بڑہ کر تم نے یا تمہارے بڑون نے مسیح کا کون ساکام فوق الفوق دیکہا جسکی وجہ سے تم مسیح کی خدائی کے قائل ہو گئے جب تک اس اعتراض کا جواب نہ دو قرآنی دعویٰ جون کا تون برقرار ہے۔ قولہ قادیانی صاحب بہی اس مغالطہ مین پڑہ کر سفید کو بے فائدہ رات دن سیاہ کر رہے ہین اس لئے ایسے صاحبان کی آگاہی کیلئے مین نے یہ مضمون شروع کیا تا کہ وے اپنی روح کو بے خبری کی حالت مین برباد نہ کرین جواب - حضرت مرزا صاحب مرشد برحق امام صادق مسیح الزمان مہدی دوران قادیانی صاحب مغالطہ مین پڑے ہوئے نہین بلکہ عیسائیان گم گشتہ راہ ہدایت اور مبتلائے ضلالت کی سچی خیر خواہی کیلئے دن رات اپنی نوک قلم سے نور افشانی کر رہے ہین عیسائی نور کے دشمن اور ظلمت کے دوست مثل شپرک کے نور سے آنکہین چرا رہے ہین تو یہ ان کا قصور ہے دیکہو حضرت مرزا صاحب نے ایک چہوٹا سا اشتہار ۲ مارچ ۱۸۹۷ء مین جسکی سرخی خدا کی لعنت اور کسر صلیب ہے دیا تہا اس اشتہار مین از روئے لغات عرب لعنت کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ ملعون اسکو کہتے ہین جو ہر ایک خیر وخوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب مین پڑے یعنی اوس کا دل بکلی سیاہ ہو جاوے اور بڑی نیکی سے لیکر چہوٹی تک کوئی خیر کی بات اوسکے نفس مین باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اس کا اندر مسخ ہو جائے یعنے کتون اور سورون اور بندرون کی خاصیت اس کے نفس مین پیدا ہو جائے - یہ لعنت کے معنے لغات عرب مندرجہ ذیل سے بیان ہوئے ہین - لسان العرب ایک پرانی تالیفات مین سے ہے اور ۲ المحیط اور محیط اور اقرب الموارد نمبر دوم وسوم وچہارم عیسائیون کی تالیفات سے ہین جو حال مین بمقام بیروت چہپکر شایع ہوئی ہین اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابون مین پائی جاتی ہین لعنت کے یہ معنے لکہے ہین ۔ اور خط گلتیون باب ۳ آیت ۱۳ مین مسیح کو لعنتی لکہا ہے اور یہ لعنت بموجب عقیدہ عیسائیون کی مسیح پر صلیبی موت کی وجہ سے یعنے کفارہ ہونے سے پڑی ہی مسیح کا آخری دم تو لعنت ہی کی حالت مین نکلا

اور لعنت کے معنے اوپر ظاہر ہو چکے ہین کہ تمام خیر و برکت سے بکلی محروم ہونا اور یہ بات اہل کتاب خود مانتے ہین کہ نیک وبد اعمال انسان صرف اس زندگی ہی مین کر سکتا ہے بعد از مرگ نہ نیکی ہو سکتی ہے اور نہ بدی اور یہ امر ظاہر ہے کہ خدا کا قرب نیکیون سے حاصل ہو سکتا ہے بعد از مرگ مسیح کوئی نیکی نہین کر سکتا پہر قرب آلہی اس کو کیونکر حاصل ہوا - اے عیسائیو تم ہی ایمان سے کہو کہ تم حضرت اقدس مرزا صاحب سے جل بہن کر کباب تو ہوئے مگر تمہاری طرف سے اس لعنت نامہ کا کیا جواب ہوا - ہم دعوے کرتے ہین کہ قیامت تک کوئی عیسائی اس لعنت نامہ کا جواب نہین دیسکتا اور سچ بہی ہے حضرت مسیح موعود کا جواب دینا کوئی آسان بات نہین ہے پادری مارٹن کلارک صاحب جنے ڈبل پادری خود مان گئے کہ جناب یعنے حضرت مرزا صاحب نے ایسی دلیل طلب کی ہے جسمین کسی کا شک نہیں صاف اقرار کرتا ہون کہ مین عاجز ہون مین کیا بلکہ خدا بہی عاجز ہے۔ دیکہو جنگ مقدس ۲۹ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۸ سطر ۱۰ سطر ۶ بعد امرتسر ریاض ہند پریس - اے پیارے ناظرین کیا ایسی زبردست تحریرون کو بدون جواب بے فائدہ خیال کرنا مخبوط الحواس آدمی کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے۔ قولہ واضح ہو کہ جب مسیح ابن مریم کہا جاتا ہے تو مراد اس سے انسانیت ہوتی ہے نہ الوہیت مسیح جیسا کہ انجیل جلیل مین لکہا ہے ابن آدم ابن داؤد واسی طرح سے یہ بہی اسکا نام ہے یعنے ابن مریم جو کہ اسکی انسانی ذات پر دلالت کرتا ہے جواب مسیح کو ابن داؤد قرار دینا مولف انجیل متی کا جب درست ہوتا ہے کہ پہلے مسیح کا حقیقی باپ مان لیا جاوے پہر اوسکا خاندان حضرت داؤد سے سلسلہ نسب بہی ملایا جاوے سو یہ بات عیسائیون کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ عیسائی حضرت مسیح کو کسی انسان کا فرزند نہین مانتے بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہین پہر از راہ تحکم مسیح کو ابن داؤد کہنے سے کیا معنے اگر عیسائی یون کہین کہ حضرت مریم جناب داؤد علیہ السلام کی نسل سے تہی اسلئے مسیح کو ابن داؤد مولف انجیل متی نے لکہا ہے - تو اس کے دو جواب مین پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہودیون مین عام دستور تہا کہ سلسلہ نسب لڑکیون کی طرف سے بالکل جاری نہین کرتے تہے مریم کے فرزند کا سلسلہ جسکو خود عیسائی بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہین اس کو داؤد کے سلسلہ نسب مین داخل کرنا کیا معنے - جواب دوم انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ مین حضرت مریم کو اس الیسبات کا رشتہ دار لکہا ہے اور یہ پاک بی بی حضرت الیسبات حضرت زکریا علیہ السلام کی جنکو یہود اور عیسائی کاہن مانتے ہین زوجہ تہی اور کاہن ہمیشہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان مین سے ہوا کرتے تہے کیونکہ عہدہ کہانت خاص نبی ہارون کے لئے مخصوص بحکم خداوندی ہو چکا تہا دیکہو کتاب گنتی باب ۲۵ آیت ۱۱ و ۱۳ - اور خروج باب ۲۸

آیت ۱ لاویان کتاب ۲۸ باب ۲۸ - آیت ۴۳ - اور حضرت مریم کا رشتہ حضرت الیسبات اور زکریا سے خود بخود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مریم بہی بنی ہارون میں سے تہین اور حضرت داؤد نبی یہودا سے تہے پہر مریم کا صاحبزادہ ابن داؤد کیونکر ہو سکتا ہے اگر کسی عیسائی کے دل مین یہ خیال گذرے کہ یوسف نجار نبی یہودہ تہا جیسا کہ انجیل متی کے باب اول نسب نامہ سے ظاہر ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ سے مریم بہ سبب رشتہ دار ہونے حضرت الیسبات اور حضرت زکریا بن ہارون علیہ السلام کے بنی لاوی ثابت ہو چکی ہے اور یہ مسئلہ توریت مین فیصلہ شدہ ہے کہ ہر ایک خاندان کا لڑکا اپنے ہی خاندان مین بیاہا جاوے دیکہو کتاب گنتی باب ۳۶ آیت ۸ کیا ہو سکتا ہے کہ یوسف نجار نبی یہودہ ہو کر بنی لاوی کے خاندان مین خلاف شریعت شادی کرے حاصل مطلب اگر میان لوقا کا اعتبار کرین تو مسیح ابن داؤد نہین ٹہرسکتے اور متی مسیح کو ابن داؤد کہنے والا کاذب ثابت ہوتا ہے اگر متی کی تحریر تسلیم کیجاوے کہ مریم ویوسف نجار نبی یہودہ ہی تہے تو میان لوقا کا مریم کو الیسبات کا رشتہ دار قرار دینا اور بنی ہارون خیال کرنا سراسر جہوٹ ہو جاویگا اگر ہم جب تحقیق متی یوسف نجار کو بنی یہودہ اور موافق خیال لوقا کے مریم کو بہ نسبت رشتہ ہونے الیسبات و زکریا کے بنی لاوی تسلیم کیا جاوے تو یوسف نجار کا مریم سے رشتہ یعنے منگنی ہونی از روئے توریت حرام شرعی ہے ہم نہین جانتے کہ عیسائی کس کج بحثی پر بدون تحقیق مسیح کو ابن داؤد کہتے ہین۔ قولہ صاحب قرآن نے اسکی الوہیت وبشریت مین امتیاز کرکے الزام نہین دیا بلکہ بغیر دریافت کئے پکار اٹہے کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ کہا نا کہایا کرتے تہے افسوس ایسی سمجہ پر یہ دلیل انکی صاف ظاہر کرتی ہے کہ بالکل حقیقی راز سے وے بے خبر تہے صرف مجازی معاملہ سمجہکر اسکی باطنی ذات سے انکار کر دیا - جواب جو کہانا کہایگا وہ تمام اوجہزون کا محتاج بہی ہوگا محتاج خدا نہین ہو سکتا کیا کوئی عیسائی اس کا ثبوت دیسکتا ہے ایک شخص محتاج بہی ہے اور اسکو کسی محتاج الیہ کی حاجت نہین جب اس کا ثبوت نہین تو مسیح محتاج خدا بہی نہین - قولہ اور قرآن مین یون لکہدیا

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ ترجمہ اور جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تہا لوگون کو پکڑو مجہکو اور ماں میری کو معبود سوائے اللہ کے

لہ مرقس باب ۱۲ آیت ۳۱ مین خود حضرت مسیح ابن داؤد ہونے سے انکار کرتے ہین - اب ہم مسیح کا اظہار کرین یا مولف اناجیل -

کے گا پاک ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے کہ کہوں میں کہ وہ چیز نہیں ہے واسطے میرے حق۔ پس اس آیت سے تو صریحاً روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ محمد صاحب نے بالکل عیسائی مذہب کی بنیاد کو دریافت و تجسس نہ فرمایا اور ناحق بے جا الزام لگا کر غریب مسیحیوں کو متہم کروانا اور ملزم ٹھہرایا چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں آج تک یہ خیال تمام قرآنی بھائیوں میں چلا آتا ہے لہذا انکی ہدایت اور آگاہی کیلئے خداوند کریم نے اپنے خاص لوگوں کو یہ ملاپ بخشا تاکہ وے اس کے کلام کو پھیلاویں اور بھولوں کو راہ حق پہ لے آویں اور اصل حقیقت کو کھولدیں۔ پس میں نے بھی مناسب سمجھا کہ اشارتاً اس بیان پر اپنے قرآنی بھائیوں کی خاطر کچھ لکھوں تا مخفی نہ رہے کہ عیسائی ہرگز اس کو نہیں مانتے کہ حضرت مریم خدا تھیں اور نہ یہ انجیل جلیل ہی میں لکھا ہے۔ **جواب۔** افسوس [illegible] جہالت کند آدمی را [illegible] میرا مکاشفانی اور مرقسی بھائی اول اسلام کی پاک کتاب قرآن شریف پہ نکتہ چینی کرنے پر زبان کھولتا ہے اور کہیں کی معلومات تاریخی نہیں [illegible] مشہور ہے کہ عیسائی ہرگز کبھی نہیں [illegible] حضرت مریم خدا تھیں یا [illegible] نظیر رہتے ہیں [illegible] خدا ترس انصاف فرماویں یہ اس عیسائی کی سراسر غلطی اور محض بے وجہ شوخی ہے عیسائی حضرت مریم کو خدا بنتے تثلیث میں داخل نہیں کرتے اور قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ عیسائی مریم کو تثلیث میں داخل کرتے تھے ہم قرآنی صداقت کیلئے چند شہادتیں اس عیسائی کے شرمندہ کرنے کی خاطر علماء مسیحی کی بیان نقل کرتے ہیں۔ پہلی شہادت پادری ڈاکٹر ولیم میور صاحب اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے عقیدوں میں شاید تثلیث میں مریم دوسرا اقنوم یعنے معبود ہے یقین ہے کہ یہ خیال یوں پیدا ہوا کہ اندلون مشرق کے عیسائیوں نے واقع میں مریم کا احترام بے حد بیان تک کیا کہ اسکی پرستش کی۔ شہادت دوم جارج سیل صاحب کا مقدمہ ترجمہ قرآن اور ترجمہ مذکور آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا ہے کہ مورخین مشرق نے ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ عیسائیوں میں تھا اون کے نزدیک تثلیث یہی تھی یعنے خدا اور عیسیٰ اور مریم۔ شہادت سوم کتاب تیغ و سپر مسیحی مولفہ پادری نورمن مطبوعہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۲۹۔ بیشک سب عیسائی عیسیٰ کو پوجتے ہیں اور ان میں سے ایک فرقہ ہے جو مریم کو بھی پوجتا ہے شہادت چہارم پادری عماد الدین کی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۳۴۸ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے فرقہ تو سیہ کا اعتقاد تھا کہ خدا مشترک ہے درمیان خدا اور عیسیٰ اور مریم کے اور یہ تینوں خدا ہیں۔ علاوہ اس فرقہ کے اور فرقہ اور بھی عیسائیوں میں تھا جسکو کولیرنز کا فرقہ کہتے ہیں یہ فرقہ عرب میں تھا اس فرقہ کے لوگ حضرت مریم کو تثلیث میں داخل کرتے اور ان کے لیے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے اور شروع ہی مذہب عیسوی میں یہ بحث شروع ہوگئی تھی کہ تثلیث بعض کے نزدیک خدا و عیسیٰ اور مریم کو شمار کرتے تھے اور بعض بجائے مریم کے روح القدس کو داخل کرتے تھے اس داخل خارج کا سلسلہ ۱۹۵ برس تک عیسائیوں میں جاری رہا دیکھو تواریخ موشیم اور دیگر تاریخوں میں اس کا مفصل بیان موجود ہے۔ کیوں میرے مکاشفانی ومرقسی بھائی دیکھا شریر عیسائی بھائی تو مریم اقرار کرتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی تھے کہ حضرت مریم کو خدا جان کر پوجتے اور اس کو تثلیث میں داخل کرکے تین خداؤں کا مثلث تعویذ بنا کر ناحق لوگوں کے گلے میں ڈالتے تھے اور تو سراسر جھوٹ بولکر ناحق منکر ہوتا ہے کہ مریم کو کسی عیسائی نے خدا تسلیم نہیں کیا تیرے جھوٹ بولنے سے قرآنی صداقت پر حرف آ سکتا ہے۔ **قولہ** درحقیقت وہ یعنے مریم ایماندار اور نیک ذات اور پاک دامن عورت تھی جسکو خدا نے مہربانی سے منظور فرما کر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لیے بھیجا۔ **جواب۔** لو میری مکاشفانی ومرقسی بھائی تمہاری قلم سے ہی حضرت مریم کا اقنوم دوم یعنے خدا کا دوسرا حصہ ہونا ثابت ہوگیا ناظرین عبارت مندرجہ ذیل پر غور فرماویں **جس کو خدا نے مہربانی سے منظور فرما کر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لیے۔**

لفظ جس کو۔ منظور فرما کر۔ اپنے اقنوم دوم کو ان تینوں الفاظ کی ضمیر حضرت مریم کی طرف رجوع کرتی ہے دیکھو قرآنی صداقت اسکو کہتے ہیں کہ منکر کی زبان پر بھی حق جاری ہوگیا۔ اور رہا حضرت مریم کو ایماندار جاننا یہ مذہب اسلامیوں کا ہے عیسائی مریم کو ایماندار نہیں جانتے یہ تمہاری اے مکاشفانی ومرقسی بھائی صریح غلطی ہے مریم کا یسوع پر معہ اپنے دیگر فرزندوں سمیت ایمان نہ لانا انجیل اور مفسرین نے تسلیم کرلیا ہے دیکھو انجیل متی باب ۱۲ آیت ۴۶ سے ۵۰ تک اور تفسیر انجیل متی خزینۃ الاسرار مصنفہ پادری کلارک و پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۳۰ سے صفحہ ۲۳۲ تک ملاحظہ فرما کر آپ شرمندہ ہو سکتے اب ہم آپ کو سچا قرار دیں یا آپکی انجیل اور آپکے مفسرین کو اس بات کا فیصلہ آپ خود ہی کرلیں۔ **قولہ۔** نمبر ۳۶ جلد ۲۶ صفحہ ۲۔ مخفی نہ ماند آنجناب محمد صاحب نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ ایک اور الزام لگایا جو کہ سورہ توبہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ۔

ترجمہ۔ کہا یہود نے عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں اگلوں کی بات کے مشابہ۔ دیکھو اول آیت مذکورہ بالا کا حوالہ صحیح نادرست ہے یا نہیں۔ آپ نے کیسے بے خوف ہو کر اہل یہود کو ملزم گردان ڈالا کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہیں کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا؟ اے پیارے قرآنی بھائیوں ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر قرآنی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا۔ اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ کہنا سچ ہے کہ متعصب دانائی کی بینائی کو دور کردیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے اسمیں ذرا شک نہیں کہ اہل یہود بجز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو خاص نہیں سمجھے اور نہ اس کے برابر۔ اگر محمد صاحب یہ کہتے کہ

قالت الیهود موسیٰ ابن اللہ

تو یہ پھبتی۔ اوہو سمجھے یاد آگیا شاید عثمان جامع قرآن سے سہو نہ ہو گیا ہو یا شاید حضرت ہی کا منشا لطف ہو مرزائی میں ذرا اپنے وہی مولی سے تو دریافت فرماؤ کہ درست کیا ہے اور معہ حوالہ توریت کے پیش کرو ورنہ اس قرآنی غلطی کی تصحیح فرماؤ کیونکہ یہودی ہرگز عزیز کو ابن اللہ نہیں مانتے سراسر یہ سفید الزام ان بیچاروں پر ہے۔

جواب۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الزام مت لگاؤ کہ تم پر الزام لگایا جاویگا عیب مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اسیطرح تم پر عیب لگایا جاویگا متی باب ۷ آیت ۲ اب سنو انجیل متی باب ۲ آیت ۲۳۔ اور آپ ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جاکے رہا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کے مشن کو ترقی دینے کیلئے متی نے یہ لکھدیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام فرماگئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ اے مکاشفانی ومرقسی بھائی اور دیگر پادری صاحبان سچ کہیو کہ آیت مذکورہ بالا سراسر جھوٹ ہے یا نہیں مولف انجیل متی نے کیسے بے خوف ہو کر انبیاء سابقین پر جھوٹی تہمت لگادی کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہو۔ اے پیارے مکاشفانی ومرقسی بھائیو ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر اس انجیلی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ سنا کہ فلاں نبی نے فرمایا کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ سچ ہے کہ متعصب دانائی کی بینائی کو دور کردیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے سچائی کا نور ایمانداروں کے قلب پر چمکتا ہے مگر اس روایت مذکورہ بالا یعنے انجیل متی باب ۱۷ آیت ۱۳ اور مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴۔ اوہو مجھے یاد آگیا شاید شیطان کسی نوری فرشتے کی صورت میں ہو کر خط اول قرنتیوں باب ۱۱ آیت ۱۴ کے موافق انجیل متی کے مولف کو کہہ گیا ہوگا کہ انبیاء سابقین فرماگئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا یا شاید حضرت متی ہی کا مغالطہ ہو میرے پیارے دوست مکاشفانی ومرقسی بھائی ذرا مہربانی فرما کر اپنے فرضی کبوتر یعنے روح القدس سے تو دریافت فرمائیں کہ یہ گپ شپ مندرجہ انجیل متی باب ۲ آیت ۲۳ کا اصل پتا کیا ہے معہ حوالہ باب و آیت توریت یا دیگر کتب انبیاء سے خوب معلوم کرلینا متی کیطرح صرف کوئیں میں اینٹ نہ پھینک دینا ورنہ اس انجیلی غلطی کا صریح اقرار کرلو۔

جواب تحقیقی۔ سورہ توبہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اس کے پانچویں رکوع میں حضرت عزیز کو خدا کا بیٹا کہنا یہود کا بیان ہوا ہے اور بوقت نزول سورہ مبارک یہود کثرت سے مدینہ میں آباد تھے اون کے روبرو ہمیشہ یہ سورہ مبارک تلاوت کی جاتی تھی گر کبھی کسی یہود نے اس بات سے انکار نہیں کیا ان کا اس بات پر سکوت کرنا قرآنی صداقت پر ایک کامل دلیل ہے اور یہود ساکن مدینہ کی طرف منسوب کرنا اس قصہ عزیز ابن اللہ کو اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب حدیث میں موجود ہے دیکھو سعید ابن جبیر اور عکرمہ نے روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان ابن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے یہود تھے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ ہم کیونکر تمہاری تابعداری کریں تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور عزیز کو ابن اللہ نہیں سمجھتے۔ اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو یہود مدینہ میں رہتے تھے ان میں سے چند آدمیوں کا یہی مذہب تھا۔ اب یہود کے اس عقیدہ کا ثبوت ہمارے مکاشفانی بھائی توریت سے مانگتے ہیں دیکھو اخبار نور افشاں نمبر مذکور کا صفحہ ۳۔ سطر ۱۴۔ ہائے افسوس اس کرشان نے علم تاریخ کا بھی خون کردیا جو عزیز کے ابن اللہ ہونے کا ثبوت توریت سے طلب کرتا ہے میرے پیارے مکاشفانی بھائی توریت حضرت عزیز علیہ السلام کی پیدائش سے ایکہزار اونا ۴۹ برس پہلے تھی اس میں عزیز کا احوال تلاش کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی سیاں پولس کا حال [illegible] حضرت نوح میں ڈھونڈے۔ اگر ہمارے مکاشفانی بھائی کے دل میں خیال ہو کہ اچھا توریت میں نہ سہی کسی اور کتاب عہد عتیق میں سے مسلمان ثبوت دیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم چند روایتیں اول انجیل سے نقل کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

مظلومان پوسٹ آفس

قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب

گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ پنجاب کی رعایا کے ہر ایک فرد بشر کو جو امن وچین اور آرام وآسائش نصیب ہوا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں نعمتوں میں سے ایک ڈاک خانہ جات اور تار برقی کا اجرا ہے۔ جن کی بہت سی اصلاحیں ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ رعایا کا فرض ہے۔ کہ اس احسان اور عنایت کا شکریہ زبان سے۔ قلم سے۔ اور اپنے ہر ایک قسم کے اقوال وافعال سے ادا کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ملازمین ڈاک پر جو دن بدن بوجھ پڑتے گئے۔ اور پڑ رہے ہیں۔ جن کی بدولت ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہو رہی ہے۔ وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ اس سے قطع نظر کیجاوے۔ بلکہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ بہت جلدی اس کا تدارک وانتظام کرے۔ کیونکہ اگر رعایا کو ایسا آرام ملے۔ جس میں ملازمان ڈاکخانوں کی قربانیاں ہوا کریں۔ تو ایسا امن اور آرام کس کام کا۔

پوسٹ ماسٹروں اور سب پوسٹ ماسٹروں وغیرہ کی آسامیاں جو معزز اور ممتاز گنی جاتی ہیں۔ یہ صرف دل خوش کن ہی الفاظ ہیں۔ اگر انکی اصل حقیقت پر غور کی جاوے۔ تو پولیس ملازموں سے بڑھکر اور کسی محکمہ کے ملازم زیادہ تڑپتے اور رنج ومعصیت میں مبتلا نہ ہونگے۔ درجہ دوم کے ڈاک خانے۔ جن کے پاس اپنے منصبی کاموں کے علاوہ بیس بیس پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ برانچیں ہیں۔ ان کے ماتحت بیسیوں کام اور دیتے ہیں۔ مثلاً روانگی اور تقسیم ڈاک۔ ٹیلی گراف۔ رجسٹریاں۔ بیمے۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ فروخت ٹکٹ وغیرہ۔ باوجود اس کثرت کام کے کام کرنے والے صرف دو آدمی یعنے سگنیلر اور سب پوسٹ ماسٹر اور اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار پڑ جاوے۔ یا کسی ضروری کام کے لئے دو تین دن کی رخصت حاصل کرے۔ تو کام کا سارا بوجھ ایک آدمی کے سر پر۔ یہ خدا کی مخلوق صبح کے ۵ بجے کام شروع کرتے ہیں۔ اور دس بجے رات تک برابر کڑوں کے سوگ میں مشغول رہتے ہیں صرف دوپہر کو ایک آدھ گھنٹہ ان کو فراغت ہوتی ہے جس میں بعض کو خود چولہا چوکنا یا بازار اور تنور کا خرابہ اور جلا سڑا کھانا منگوانا پڑتا ہے۔ ملاحظہ انصاف کہ جس شخص کے صبح سے لیکر رات کے ۱۰ بجے تک پورے ۱۷ گھنٹے نوکری میں خرچ ہوں۔ وہ اپنے بدن کی ہوش کب سنبھالے۔ اور تفریح کا کونسا وقت نکالے۔ اسکی زندگی تو قیدیوں اور خاکروبوں وغیرہ سے بھی بہت بری ہے۔ کیا کوئی انصاف پسند آدمی بتا سکتا ہے۔ کہ سوائے ڈاک خانہ والوں کے کسی اور محکمہ کے ملازم کو بھی ۱۶-۱۷ گھنٹے نوکری دینی پڑتی ہے۔ اور پھر دس بجے رات سے لے کر ۵ بجے صبح تک اس عرصہ میں بھی ضروری ٹیلیگرام کسی نے دینا ہو یا ڈاک لینی دینی ہو۔ تو نہایت سرعت اور جلدی کے ساتھ ان لوگوں کو نوکری پر جانا پڑتا ہے۔ نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو تنگ آکر ان بیچاروں کو نوکری چھوڑنی پڑتی ہے۔ یا مہلک امراض شائد دق۔ سل۔ وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ بھلا جو شخص ہندوستان کے دنوں بہادوں یا مئی جون کے مہینوں میں مری کین یا لال ٹین جلا کر رات کو کام کرے۔ اس کی نظر جاتی نہ رہے اور اس کا دماغ پراگندہ نہ ہو۔ تو اور کیا ہو۔ مگر کسی کو ان کے ساتھ کیا ہمدردی۔ اور ان کی جان کی کیا پرواہ ہے۔ اسلئے کہ جب مرجاتے ہیں۔ تو سرکار کو اور ایسے ہی لکھے پڑھے آدمی مل جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ رخصت کی درخواست کرتے ہیں۔ تو یا تو سرے سے نامنظوری کا حکم آتا ہے۔ یا بہ مشکل تمام ملتی ہے۔ تو تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے۔ اس کثرت کار میں ان بیچاروں سے اگر کوئی چیٹی منسٹ ہو جاوے۔ یا کوئی لفظ ٹیلیگرام میں کم وبیش ہو جاوے۔ تو کٹے اروڈران کے نام آتے ہیں۔ جن سے ان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں ان سے جوابات طلب ہوتے ہیں۔ کیس مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور اوسط اور بڑے فروگذاشتوں کے پاداش میں جرمانے تنزل۔ معطلی۔ موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ ملازمان ڈاک خانہ میں کسی خوش قسمت ہی کو پوری تنخواہ ملتی ہوگی۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ کام بہ نسبت سابق سہ چند چہار چند ہوتا جاتا ہے۔ اور کام کرنے والے صرف وہی دو نوکر۔ سوائے سب پوسٹ ماسٹروں کے ڈاک خانہ والوں کیلئے سرکاری مکان تو کوئی شاذ ونادر ہی ہوتا ہے۔ ہاں شہروں میں مکانات کرایہ پر لے رکھے ہیں جنمیں سے اکثر تنگ تاریک ہوتے ہیں۔ اور پھر ایسی گلیوں میں جو سیلی اور تعفن اور گندگی سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اور جن سے سرکاری جیلخانوں کی کوٹھریاں بدرجہا بہتر اور مصفا ہوتی ہیں۔ چند یوم کا عرصہ گذرا ہے کہ ہمارا ۹ بجے رات کے شہر گوجرات کے اس کوچہ میں گزر ہوا جس میں فی الحال ڈاک خانہ کا دفتر ہے۔ اسوقت گرمی کی شدت تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ تعفن اور حبس کا یہ عالم تھا۔ کہ سانس رکتی تھی۔ ایسے مکان میں سب پوسٹ ماسٹر ٹیلی گراف کا کام کر رہا تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی اعلے افسر ڈاک خانہ اسوقت وہاں جانا چاہتا۔ تو ممکن نہیں تھا۔ کہ وہاں پانچ منٹ تک بھی وہاں بیٹھ سکتا۔ ایسا ہی اکثر ڈاک خانوں کا حال ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے۔ چنانچہ سانگلا ہل پوسٹ آفس کے متصل ایک مکان میں ہم ۲ تا ۷ اگست ۱۹۰۴ء کو دو رات دن رہے۔ اور چونکہ تو ڈاک خانہ ہمارے سامنے ہی تھا۔ تمام دن اور کچھ حصہ رات کا ان لوگوں کو کام کرتے دیکھتے رہے۔ چونکہ یہ شہر بھی ایک تجارتی منڈی ہے۔ اسلئے یہاں کا ڈاک خانہ بھی سیکنڈ کلاس ڈاک خانہ ہے۔ مگر یہی دو ہی کلارک یعنی ایک پوسٹ ماسٹر اور دوسرا سگنیلر۔ یہ دونوں خدا کے بندے ۵ بجے صبح کے کام شروع کرتے۔ اور کہیں رات کے نو دس بجے ڈاک خانہ کو بند کرتے تھے۔ کام کی یہاں اس قدر کثرت تھی۔ کہ گویا دن کو میلا لگا ہوا تھا۔ ہمنے ایک رجسٹری کراتے وقت ایک بابو سے پوچھا۔ کہ آپ کو فرصت کس وقت ملتی ہے۔ تو اس نے نہایت حزین اور حسرت بھرے لہجہ میں جواب دیا۔ کہ ہاں ملے گی۔ جب ہم مرجاوینگے۔ یا بیماری وغیرہ کیحالت میں رخصت حاصل کرینگے اس جواب سے جو ہمارے دل کو صدمہ پہنچا۔ اس کا اثر ابھی تک ہمارے دل پر ہے۔

ہمنے ایک نہایت عجیب بات جو اس ڈاک خانہ میں دیکھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس ڈاک خانہ کے پیون کی تنخواہ مبلغ چار روپے تھی۔ سبحان اللہ! چالیس پچاس ٹیلیگرام ہر روز تقسیم کرنا۔ پھر روانگی اور تقسیم ڈاک کے کام میں مدد دینا اور صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا اور اس پر اتنی بڑی بھاری تنخواہ کہ اٹھائے بھی نہ اٹھ سکے۔ یعنی چار روپے۔ شاید اس میں بھی اعلیٰ افسران نے کوئی حکمت سوچی ہوگی۔ حالانکہ ریلوے سگنیلر بھی دو دو کس ہر ایک درجہ کے سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ اور پیون چھ چھ سات سات روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بنی نوع انسان اس قابل ہیں۔ کہ اعلیٰ افسران ان کیحالت پر رحم فرماویں۔ اور اگر ان ڈاک خانوں میں کم از کم دو دو کلارک اور ایزاد کئے جاویں۔ تو یہ موجودہ تکلیف رفع ہو جاوے۔

امید ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب ہماری ان ناچیز سطور پر غور فرماوینگے۔ گو ہمارا ان ملازموں کے ساتھ ظاہراً کوئی ذاتی تعلق یا علاقہ نہیں ہے۔ تاہم ان ملکی بھائیوں کی یہ حالت ایک انصاف پسند آدمی سے دیکھی نہیں جا سکتی۔ فقط۔

* انسپکٹری کے زمانہ میں ہمیں ایک غب ڈاک خانہ روڈ چینوٹ میں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ گرمی کے دن تھے۔ اور مکان ایسا تنگ اور گرم تھا۔ کہ اسمیں دو منٹ کھڑے ہونے سے بعد دم گھٹنے لگا۔ مگر بیچارہ سب پوسٹ ماسٹر اسی تنگ تاریک مکان میں گرمیوں کی راتوں کو لمپ کے سامنے میز پر بیٹھکر کام کر رہا تھا اور بہت سے ڈاک خانہ جات میں یہی حال دیکھا گیا۔ ۱۲

جام شہادت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سندرجہ بالا عنوان سے اخوندزادہ سید مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ایک مرثیہ چھاپا گیا ہے جس جوش سچی محبت اور درد ورقت کے ساتھ وہ مرثیہ لکھا گیا ہے وہ پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ ایسا عظیم الشان اور سبق آموز واقعہ ہے جس کا تازہ رکھنا ایمانی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ہمارے مکرم بھائی ثاقب صاحب کا ایک گرامی نامہ احمدی قوم کے نام الحکم میں شائع ہونے کیلئے آیا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری قوم شہید موصوف سے نہایت درجہ کی محبت رکھتی ہے اور اس کے دلوں میں اس جلیل القدر انسان کی بہت بڑی عظمت ہے اسلئے کہ وہ قطعاً آیات اللہ میں تھا یہ وہ شخص تھا جس کیلئے چوبیس پچیس برس پیشتر اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ اسلئے یہی ہمارا فرض ہے کہ اس نشان کو تازہ رکھیں۔ جام شہادت کی نو سو کا پیاں چھاپی گئی ہیں جو صرف مفت قیمت کی ہیں یعنی ۲ پائی ایک ملیک کی قیمت ہے ہماری جماعت کے صرف ۹ اولوالعزم ہمت کریں تو یہ ٹریکٹ مفت تقسیم ہو سکتا ہے اسلئے ہم احمدی قوم کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جلد اس ٹریکٹ کو خرید لے۔ تمام درخواستیں خانصاحب محمد اسمعٰیل خانصاحب احمدی ثاقب مالیر کوٹلہ کے نام جانی چاہئیں۔ اب ہم خانصاحب موصوف کی وہ تحریر درج کرتے ہیں۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ چند سطور ارسال ہیں۔ نہایت بے تکلفی سے لکھی ہیں۔ عنایت فرما کر شائع فرما دیں۔ اور آپ اخبار کو ہر بار بھیج دیا کریں تھے ممنون ہوں گا۔

جام شہادت اور الحکم کی تشنہ لبی

میں نہایت شکر گذاری کیساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے جیسے قلیل البضاعت آدمی کے کلام یا سخن کو الحکم جیسا معزز اور قوم احمدی کا آرگن نظر عزت سے دیکھے۔ اور جب سے مجھے ایڈیٹر صاحب الحکم سے قدیمانہ نیاز مندی کا تعلق ہے اور الحکم کی خیر خواہی کا لحاظ حاصل ہے میں ہمیشہ دیکھتا ہوں ایڈیٹر صاحب عزیز الحکم کو ہر ایک کالم میں کے خزف ریزہ اشعار کو اعلیٰ شاہ پارے کیطرح جگہ دیتے رہتے ہیں۔ اور قوم احمدی کی میری نظروں کو وہ آبرو بخشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور اسکا شکریہ مجھپر واجب ہے۔ یہ نظمیں یا تو قصائد مدحیہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی شان میں تھے یا احمدیت کی تائید میں۔ دوسری نظمیں تھیں جنکو الگ ٹریکٹ کیصورت میں چھاپنے کا کبھی خیال نہیں آیا گو بعض احباب نے مجھے اس امر کی تحریک بھی کی۔ مگر میں نے اس طرف رخ نہیں کیا تھا۔ اور نہیں ہوا ایک نظم مدیۂ ثاقب یعنی کشتی نوح کی تعلیم کی نظم ہے جسکو حضرت اقدس علیہ السلام اور بزرگان ملت نے پسند فرمایا۔ اور جس میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے دو ایک طالب علموں کی کمیٹی صاحب امام قبالہ المسیح کے سامنے پیش کر دی گئی ہے جس کو اسی چھاپ کر اور اسکا منافع مدرسہ فنڈ میں جمع فرمانیں اس نظم کا اکثر حصہ ہمارا پیارا الحکم قوم کے سامنے پیش کرتا رہا ہے اور اس امر کا ثبوت دیتا رہا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کس قدر میرے کلام کے پیاسے ہیں۔

مدت سے بوجہ مصروفیت وقیام کوٹلہ میرے خامہ کی زبان اسلئے الحکم کی خدمت سے قاصر رہی۔ اس دورانفا ق میں زمانہ میں ایڈیٹر صاحب کی آتش شوق تیز تر ہو گئی اور جام شہادت کو شائع ہوتے ہی خم کا خم منہ کو لگا لیا اور تلچھٹ تک چاٹ گئی اور ڈکار بھی نہ لیا خدا کرے ہماری قوم میں بہت سے ایسے بادۂ محبت پینے والے اور جام شہادت کے مزہ چکھنے والے پیدا ہوں سے حریفان بادہا خوردند ورفتند تہی خمخانہا کردند ورفتند۔ اس انشاء پرداز کی رنگ آمیزی۔ رنگ سازی سے مطلب نہیں کہ اسکو ہم کیا کہیں اور جیسا چھپا کیوں مگر کیا اور یہ بھی ظاہر کرنا ہے کہ دانا اور معاملہ سنج ایڈیٹر صاحب کی سامنے مطلوب نہیں اصل جیو ہے کہ ٹریکٹ کی اشاعت پر اسکا کیا اثر ہوگا۔ فرحت

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا الہام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ع ...ے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے ... فرمایا ہے کہ ... جلد ...

الحکم

چہ کویم با تو گر آں چیز ... وا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ
معاونین سے ... ۵ر
... سے باہر ... ے
... والوں سے ... ۱۲
... کے غیر مستطیع درس ... سے کم آمدنی والے لوگوں سے ... ۱۲

نمبر (۳۳) | دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء عیسوی | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے مین)

(تیسرا نمبر)

لیکن اس کے مقابل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اوّل تو اپنی ہی قوم آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالف ہوگئی اور ایذارسانی کے درپے ہوئی۔ اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔ جب انکو بتایا گیا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام صرف ایک خدا کے بندے اور رسول تھے تو انکو آگ لگ گئی کیونکہ وہ تو ان کو خدا بنائے بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر حقیقت کھولدی۔ یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جسکو خدا بنا لیتا ہے اور اپنا معبود مانتا ہے اسکا ترک کرنا آسان نہیں ہوتا بلکہ پھر اسکو چھوڑنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کا یہہ اعتقاد پختہ ہو گیا ہوا تھا اسلئے جب اونہوں نے سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے مصنوعی خدا کو انسان بنا دیا تو وہ دشمن جان بن گئے اور اسیطرح پر یہودیوں میں بہت سی مشرکانہ رسومات پیدا ہو گئی تھین اور وہ حضرت مسیح کا بالکل انکار رکھتے تھے جب انکو متنبہ کیا گیا تو وہ بھی مخالفت کے لئے اٹھہ کھڑے ہوئے

وہ تو حضرت مسیح کو معاذ اللہ مکّار اور کذّاب کہتے تہے بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بتایا کہ تم انکو کذاب کہنے میں خود کذّاب ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کا ایک برگزیدہ نبی ہے۔ اسکے علاوہ انکی مخالفت کی ایک بڑی بھاری وجہہ یہ ہوئی کہ وہ اپنی بے وقوفی اور کم فہمی سے یہہ سمجھے بیٹھے تہے کہ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے آئیگا۔ کیونکہ توریت میں جیساکہ سنت اللہ ہے آخری نبی کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ ایسے الفاظ میں ہے جس سے اونکو یہہ شبہ پیدا ہو گیا تہا۔ وہاں لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے۔ وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی کر بیٹھے حالانکہ اس سے مراد بنی اسماعیل تھی پس جب انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوےٰ سنا کہ وہ خاتم الانبیا ہیں تو اون کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا اور جو کچھہ وہ توریت کی اس پیشگوئی کے موافق سمجھے بیٹھے تہے وہ غلط قرار دیا گیا اسلئے ان کے آگ لگی اور وہ مخالفت کے لئے اٹھہ کھڑے ہوئے۔

پیشگوئیوں کے متعلق سنت اللہ

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ یہی ہے کہ اون میں خفا اور ابتلا کا بہی ایک پہلو ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہہ پہلو نہ رکھا جاوے تو پھر کوئی اختلاف ہی نہ رہے اور سب کا ایک ہی مذہب ہو جاتا۔ مگر خدا تعالےٰ نے امتیاز کے لئے ایسا ہی چاہا ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک ابتلا کا پہلو رکھدیتا ہے کوتاہ اندیش۔ ظاہر پرست

اس پر اڑ جاتے ہیں اور اصل مقصد سے دور جا پڑتے ہیں۔ اسی طرح پر ان یہودیوں کو یہہ مشکل پیش آئی کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شکمیں پڑ گئے۔ اگر تورات میں وہ پیشگوئی صاف الفاظ میں ہوتی کہ آنیوالا نبی بنی اسماعیل میں سے ہوگا اور اسکا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ اسکے باپ کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب ہوگا۔ اور اسکی ماں کا نام آمنہ ہوگا تو یہودی کیونکر انکار کرتے؟ مگر انکی بدقسمتی سے پیشگوئی میں ایسی صراحت نہ تھی وہاں لکھا تھا کہ تیرے بھائیوں میں سے وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی سمجھتے رہے۔

الیاس اور مسیح کی آمد ثانی کا فیصلہ

ایسا ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے وقت بھی یہودیوں کو ٹھوکر لگی تہی۔ ملاکی نبی میں حضرت مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کے آنے کی پیشگوئی درج ہے۔ جب حضرت مسیح آگئے اور اونہوں نے دعویٰ کیا تو یہودی مخالفت کے لئے اٹھہ کھڑے ہوئے کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے۔ اس لئے وہ انکار کرتے تھے چنانچہ اونہوں نے خود حضرت مسیح سے یہی سوال کیا کہ الیاس کا آنا جو مسیح سے پہلے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟ حضرت مسیح نے کہا کہ آنے والا الیاس آگیا ہے یعنی وہ یوحنا ابن ذکریا کے رنگ میں آیا ہے چاہو تو قبول کرو مگر یہہ بات انکی تسلی کا موجب کیونکر ہو سکتی تھی

وہ اسبات پر اڑے رہے کہ وہاں کسی مثیل کے آنے کی خبر تو دی نہیں گئی وہاں تو خود ایلیا کے آنے کا وعدہ ہے اس بنا پر وہ انکار کرتے رہے اور دکھہ اور تکلیفیں بہی پہونچاتے رہے۔ یہانتک کہ اب بہی یہودی یہی یقین رکھتے ہیں میرے پاس ایک فاضل یہودی کی کتاب ہے اس نے اس مسئلہ پر ایک لمبی بحث کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ ہم اس مسیح کو کیونکر قبول کر سکتے تہے جبکہ اس سے پہلے ایلیا نہیں آیا یہہ شخص جو یسوع مسیح ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اسکا دعوےٰ بناوٹی اور جہوٹا ہے کیونکہ وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کی جہوٹی تاویل کرتا ہے ہم اسکے خالہ زاد بہائی یحیٰی کو کیونکر ایلیا سمجھہ لیں پھر وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ ہم کسطرح پر اس شخص کے دعوے کو تسلیم کر لیں جبکہ ہمیں یہ خبر دی گئی تھی کہ پہلے ایلیا آئیگا اس میں کسی مثیل کا وعدہ نہیں کیا گیا آخر میں کہتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ نے قیامت کو ہم سے سوال کریگا کہ کیوں اس مسیح کو قبول نہیں کیا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کہول کر اسکے سامنے رکھدیں گے۔

اس قسم کے مشکلات ان لوگوں کو کیوں پیش آئے؟ اسکی وجہہ بجز اسکے کچھہ نہیں کہ اونہوں نے خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں پر غور نہیں کیا اور ظاہر الفاظ پر اڑے رہے۔

اسی قسم کے مشکلات اس وقت مسلمانوں کو پیش آئے ہیں لیکن اگر غور کیا جاوے تو ان کی سامنے

تو کوئی نظیر اور فیصلہ موجود نہ تھا لیکن انکے سامنے تو دوبارہ آنیکا مقدمہ فیصل شدہ موجود ہے جو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدالت سے فیصل ہو چکا ہے۔ انہوں نے تاویل کرکے بتا دیا تھا کہ دوبارہ آنے والے شخص سے مراد وہی نہیں ہوتا۔ پھر کس قدر افسوس ہے ان پر کہ یہ اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھاتے لا یلدغ المومن من جحر واحد۔ یہودیوں انہیں پتھر سے ٹھوکر لگی اور وہ [illegible] ہو گئے اسی پتھر سے یہ ٹھوکر کھاتے ہیں؟ یہودی اسوقت دنیا میں موجود ہیں انکی کتابیں موجود ہیں ان سے دریافت کر لو کہ کیا انکا یہ عقیدہ تھا یا نہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آئیگا؟ اور ملاکی نبی کی کتاب میں پیشگوئی درج ہے یا نہیں؟ اور پھر عیسائیوں سے پوچھو اور انجیل میں اس فیصلہ کو پڑھو جو مسیح نے خود کیا ہے۔ [illegible] مصیبت [illegible] ان مسلمانوں نے اس سے کیا سبق سیکھا یہودی عقیدہ ہے [illegible] وجہ [illegible] یہودی واصل جہنم ہوئے [illegible] کیا یہ بھی چاہتے ہیں؟ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان عقلوں کو کیا ہو گیا اگر حضرت مسیح کا وہ فیصلہ جو انہوں نے الیاس کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے صحیح نہیں ہے تو پھر مجھے جواب دیں کہ حضرت مسیح سچے پیغمبر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں تو کوئی کلام اور شبہ ہی نہیں کہ ان کے آنے سے پیشتر الیاس کا آنا ضروری [illegible] آسمان سے نہیں آیا [illegible] حضرت مسیح کیونکر سچے نبی ٹھہر سکتے؟ اس عقیدہ فاسدہ سے یہی نہیں کہ یہودیوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی رسالت سے انکار کرنا پڑے گا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی معاذ اللہ ناکمل [illegible] ٹھہرے گی کیونکہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آمد اور بعثت حضرت مسیح کے بعد ہے اور جب ابھی تک مسیح ہی نہیں آیا تو پھر اسلام کیونکر صحیح ہوگا؟ [illegible] تمہاری ذرا سی ٹھوکر کا اثر کہاں تک [illegible] ہے؟ —

[illegible] حقیقت یہی ہے اور سچا فیصلہ وہی ہے جو حضرت مسیح نے کر دیا تھا۔ اس سے منہ پھیرنا اچھا نہیں ہے۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

غرض انبیاء علیہم السلام کو اپنی تبلیغ کی راہ میں بہت سی مشکلات ہوتی ہیں اور ان کے مصائب میں [illegible]

[illegible]

ہماری جماعت

[illegible]

اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معًا دوست، رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے یہانتک کہ بعض وقت ماں۔ باپ اور بھائی۔ بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم کے روادار نہیں رہتے۔ اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے اس قسم کے بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو! کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو ان پر اس قسم کے مشکلات اور مصائب آئیں۔ اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قایم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے

غائبانہ دعا کرو

کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کرکے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سنکر بھی صبر کرو بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو۔ جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو۔ لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آجاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔

یقینًا یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اسکا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پہ چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ میں ان لوگوں سے کسقدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور بعض کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں بیرنگ خطوط آتے ہیں جنکا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقینًا جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور میں اعتبار نہیں کرتا کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھکر تو شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو کہ یہ کبتک گالیاں دیں گے آخر یہی تھک کر رہ جائینگے۔ ان کی گالیاں انکی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا لیکن میں یقینًا جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے۔ پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کب پروا کر سکتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہونچایا ہے انکو یا مجھے؟ انکی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ان میں سے ہی تو آئے ہیں یا کہیں اور سے انہوں نے میرے کفر کے فتوے لگائے لیکن اس فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلا گیا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ اس فتویٰ کا اثر ہوتا اور میری راہ میں وہ فتویٰ کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا۔ لیکن جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پیچھاں کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔ [illegible]

[illegible] جو اپنے پورے [illegible] ہاتھ کر لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے ترک نہ ہو [illegible]

[illegible] گالیاں دیں۔ میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بے باکی سے زبان کھولتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوہڑے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں۔ جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔

ولنعم ما قیل

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(ایڈیٹر)

ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراض [illegible] کہ وہ [illegible] خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔ (آمین)

ایسے گالیاں دینے والے خواہ [illegible] کریں خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ جانتے ہیں کہ ایک پیسہ کا کارڈ ہی ضایع ہوگا مگر نہیں جانتے کہ اس پیسہ کے نقصان کے ساتھ نامۂ اعمال بھی سیاہ ہو جائے گا پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ گالیاں دی کیوں جاتی ہیں کیا صرف اس لئے کہ میں کہتا ہوں قرآن شریف کو نہ چھوڑو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کرو۔

غضب کی بات ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہو کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور پھر زمین پر نہیں آئیں گے مگر یہ [illegible] ماننے میں نہیں آتے اور اس عقیدہ مخالفت قرآن شریف پہ اڑتے ہیں۔

اگر میں نہ آیا ہوتا اور خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قایم نہ کیا ہوتا تو یہ جو کچھ چاہتے کہتے کیونکہ انکو بیدار کرنے والا اور آگاہ کرنے والا ان میں موجود نہ تھا لیکن اب جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے اور میں وہی ہوں جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم قرار دیا ہے تو پھر میرے فیصلہ پر چون و چرا کرنا ان کا حق نہیں تھا۔ طریق تقویٰ تو یہ تھا کہ میری باتوں کو سنتے اور غور کرتے انکار کے لئے جلدی نہ کرتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے آنے کے بعد انکا حق نہیں ہے کہ یہ زبان کھولیں کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور حکم ہو کر آیا ہوں۔

اس مقام پر پہونچکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز اور تقریر میں ایک خاص جلال اور شوکت تھی جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپکی عظمت جو آپ کے دل میں ہے معلوم ہوتی تھی۔ تقریر میں غیر معمولی زور تھا اور وہ [illegible] کی طرح بہہ رہی تھی۔ [illegible] کہ اس [illegible] کوشش [illegible] کا قلمبند کیا ہے۔

(ایڈیٹر)

ابھی بہت زمانہ نہیں گذرا کہ مقلد غیر مقلدوں کی غلطیاں نکالتے اور وہ ان کی غلطیاں ظاہر کرتے اور اسطرح پر دوسرے فرقے آپس میں درندوں کی طرح لڑتے جھگڑتے تھے ایک دوسرے کو کافر اور نجس بتاتے تھے۔ اگر کوئی تسلی کی راہ موجود تھی تو پھر اسقدر اختلاف اور تفرقہ ایک ہی قوم میں کیوں تھا؟ غلطیاں واقع ہو چکی تھیں اور لوگ حقیقت کی راہ سے دور جا پڑے تھے ایسے اختلاف کے وقت ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ خود فیصلہ کرتا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ایک حَکَم انہیں بھیج دیا۔ اب بتاؤ کہ میں نے کیا زیادتی کی ہے یا کیا قرآن شریف سے کم کر دیا ہے جو میری مخالفت کے لئے اسقدر جوش پیدا ہوا ہوا ہے۔

یہہ سچ ہے کہ اس وحی کی بنا پر جو خدا تعالیٰ کی کامل اور مجید کتاب کی شرح میں ہے میں نے کہا کہ مسیح مر گیا ہے۔ لیکن اس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ کیوں یہہ قرآن شریف کو غور سے نہیں پڑھتے کیا انکو شرم نہیں آتی ہے۔ کہ یہہ مسلمان کہلاتے ہیں موحد کہلاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء اور خیر البشر تسلیم کرتے ہیں لیکن جب وہی لفظ توفی کا آپ پر آتا ہے تو اوس کے معنے موت کرتے ہیں اور جب مسیح پر آتا ہے تو زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں! انکی غیرت کو کیا ہوا؟ یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہتک کیوں روا رکھتے ہیں، کیا قرآن شریف میں

نعلمها و نتوفينك

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آیا اور وہی لفظ مسیح کے لئے متوفیک اور فلما توفیتنی میں آیا ہے۔ پھر یہہ کیا ہو گیا کہ ایک جگہ کچھہ اور معنے اور ایک جگہ کچھہ اور۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کمزور نبی سمجھا ہے!!! جو انہیں زمین میں دفن کرتے ہیں اور مسیح کو آسمان پر چڑھاتے ہیں!!!

اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی تو آپ کے جلال اور شوکت کے لئے غیرت ہے تو کیوں نہیں کہدیتے کہ وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تب میں بھی سمجھہ لیتا کہ یہ مسیح کی خصوصیت نہیں ٹھہراتے۔ مگر موجودہ حالت میں میرا دل گوارہ نہیں کر سکتا کہ اس قرآن شریف کے ایسے معنے کروں جو خود قرآن شریف اور لغت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے خلاف ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان کا باعث ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ جو شخص یہہ کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں وہ کافر ہے۔ وہ سچ کہتا ہے۔

اس خصوصیت کے پیدا کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ۲۰ لاکھ مرتد ہو گیا۔

خدا کے واسطے اسقدر ظلم نہ کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور رتبہ کو گھٹایا جاوے جو اس عقیدہ سے برابر گھٹتی ہے کہ وہ تو زمین میں دفن کئے گئے اور مسیح آسمان پر اوٹھایا گیا۔ مسیح ہرگز زندہ نہیں رہا۔ وہ مر گیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک اور خود مسیح نے اقرار کیا کہ فلما توفیتنی۔

میں پھر کہتا ہوں کہ عیسائیوں کو اعتراض کا موقع نہ دو۔ میری باتوں کو سنو اور غور سے سنو اور پھر اپنی جگہہ پر جا کر سوچو!!!

حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سب سے پہلی تقریر

لاہور میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پہلی تقریر ۲۱۔ اگست ۱۹۰۴ء کو ہوئی تھی۔ نیاز مند ایڈیٹر الحکم تاریخ مذکور پر اس لئے غیر حاضر تھا کہ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۴ء کو بغرض پیروی مقدمہ اسے گورداسپور حاضر ہونا تھا۔ اسلئے یہہ تقریر برادرم بابو محمد افضل صاحب نے قلمبند کی تھی۔ اسے ہی ہم اپنے ناظرین کے روحانی فائدہ کے لئے درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے۔ اور نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد احباب کی درخواست پر آپ ایک کرسی پر رونق افروز رہے۔ میاں فیروز الدین صاحب نے آگے بڑھ کر نیاز حاصل کی۔ حضرت اقدس نے چند نصائح فرماتے ہوئے تقریر کا سلسلہ یوں شروع کیا۔

گناہ سے بچنے کا ذریعہ خوف ہے

دیکھو یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو۔ کہ میں گناہ سے پرہیز کرونگا۔ یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف انکی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے۔ بلکہ خدا کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہوگی۔ جبکہ دلوں میں تبدیلی اور خدا کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے۔ تو وہی برے خیالات اور حالات رہے۔ تو اس سے کیا فائدہ۔ یقیناً مان لو۔ کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے اگر یہہ نہیں تو ہرگز ممکن نہیں۔ کہ انسان اون سب گندوں سے بچ سکے۔ جو کہ اوسے مصری پر چونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ مگر خوف ہی ایک ایسی شے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو۔ تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔ مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اسے معلوم ہو۔ کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے۔ یا پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے۔ اور موت آئی۔ تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک نہیں بھٹکتے۔ اس کی وجہہ صرف خوف ہے۔ پس جبکہ لا یعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں۔ تو انسان جو عقلمند ہے اُسکو کسقدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے یہہ امر بہت ہی بدیہی ہے۔ کہ جس موقعہ پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے۔ اس موقع پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا مثلاً طاعون زدہ گاؤں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جاوے تو اوئی ہی جرأت کر کے نہیں جاتا۔ حتی کہ اگر حکام بھی حکم دیویں۔ تو بھی ترساں اور لرزاں جاوے گا اور دل پر یہ ڈر غالب ہوگا کہ کہیں مجھکو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورا کر کے وہاں سے بھاگے۔ پس گناہ پر دلیری کی وجہہ ہی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا۔ لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو۔ اسکے لئے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے۔ جسقدر خدا کی معرفت زیادہ ہوگی اوسیقدر خوف زیادہ ہوگا ؎

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

اس امر میں اصل معرفت ہے۔ اور اس کا نتیجہ خوف ہے معرفت ایک ایسی شے ہے۔ کہ اسکے ہوتے ہوئے انسان ادنیٰ اونیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے۔ جیسے پسو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس کیا وجہہ ہے۔ کہ خدا جو قادر مطلق ہے۔ اور علیم و بصیر ہے۔ اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔ اُس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہہ اسقدر جرأت کی ہے۔ اگر سوچ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ معرفت نہیں۔

بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹولکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو بغیر اس کے یقین کامل ہرگز نہیں ہو سکتا وہ اسیوقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو۔ وہاں ساتھہ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھہ سے نہ چھوڑو۔ اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ اور ساتھہ ہی ساتھہ دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھہ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا کی مدد ساتھہ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔

نماز جو کہ پانچوقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی ارشاد ہے۔ کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اوسے محفوظ نہ رکھیگا تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہوگی نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کیطور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے۔ کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے۔ جہانتک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں۔ وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا۔ تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اسکے قلب پر گرا ہے اور نفس امارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سم قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے اور جس نے اوسے پیدا کیا اوسی کے پاس اس کا علاج ہے

[illegible]

کبھی یہ دعویٰ نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ کہ تم اپنے آپ کو مزکّی مت کہو۔ وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی کون ہے جب انسان کے نفس کا تذکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اوسکا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔

اور جیسے ماں بچہ کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اوسکے دل پر گر کر کل دنیاوی اثروں کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے لیکن ایسی حالت میں بھی اوسکو ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہئے کہ اب یہ طاقت مجھہ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہوگی جیسے دیوار پر دھوپ ہو تو اوسکے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی اسی پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اوس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں۔ آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہونگا تو پھر تو کہاں سے روشنی لیگی اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اوسے اپنے ساتھہ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اوسکی بھی یہی وجہہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور انکو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ کہ وہ چھن جاوے نادان لوگ لاعلمی کی وجہ سے یہ کہتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ مسیح استغفار نہ کرتا تھا حالانکہ یہ بات کسی قسم کے نازکی نہیں بلکہ رونے اور افسوس کرنے کی ہے اگر وہ استغفار نہ کرتا تھا تو گویا اوس نور سے بالکل محروم تھا جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کو عطا کیا کرتا ہے کوئی نبی جسقدر زیادہ استغفار کرنیوالا ثابت ہوگا اوسیقدر اوسکا درجہ بڑا اور بلند ہوگا لیکن جسکو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اُس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے۔ اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ اُسے دائمی طور پر رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں

اور نبی ہو یا کوئی اور سب خدا سے انہیں حاصل کرتے ہیں سچے نبی کی یہی علامت ہے کہ وہ اوس روشنی کی حفاظت بذریعہ استغفار کے کرے - استغفار کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے - اور زیادہ اور ملے اسی کی تحصیل کے لئے پنجگانہ نماز بھی ہے تاکہ ہر روز دل کھول کھول کر اس روشنی کو خدا سے مانگ لیوے جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے کہ وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض سے رہائی پا سکتا ہے وہ لوگ بہت بیوقوف ہیں جو دوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر اون میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دعا ہو - فلاں مقدمہ ہے یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے - لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے - جسمیں ایمان یا ان تاریکیوں کے دور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو - بعض خطوط میں یہہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر مجھے پانچسو روپیہ مل جاوے تو میں بیعت کر لوں - بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھڑانا چاہتے ہیں وہی پہلے طلب کیجاتی ہیں اسی لئے میں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں - بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ہے اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں جیسے کسی کا لڑکا مر گیا تو شکایت کرتا ہے کہ بیعت تو کی تھی یہ صدمہ مجھے کیوں ہوا اوس نادان کو یہہ خیال نہیں آتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ پیغمبر تھے مگر آپ کے گیارہ لڑکے فوت ہو گئے مگر کبھی شکایت نہ کی کہ خداوند تو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا میرے بچے کیوں مار دئے غرضیکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہیئے اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہئے کہ میں بادشاہ ہی بن جاونگا یا ایسی کیمیا حاصل ہو جائے کی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تو اسلئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں سے لوگوں کو چھڑا دیویں - ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا کی طرف آتے ہیں اور اسکے لئے ہر ایک دکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا انکو اور انکی اولاد کو ہرگز ضایع نہیں کرتا حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو گیا کہ صالح آدمی کی اولاد ضایع ہوئی ہے خدا تعالےٰ خود اسکا متکفل ہوتا ہے لیکن ابتدا میں ابتلا کا آنا ضروری ہے تاکہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جاوے -

شعر

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

دوسرے ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو دکھلا دے کہ جو ہماری طرف آنیوالے ہیں وہ کیسے مستقل مزاج اور جفاکش ہوتے ہیں - کہ مار پر مار کہاتے ہیں لیکن منہ نہیں پھیرتے پہلے اور جب وہ ثابت قدم نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ اون سے وہی سنت برتتا ہے جو منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہئے -

ابتلا ضرور ہے اور خدا ظالم نہیں

خدا سے زیادہ پیار اور رحم اور محبت کرنی کوئی نہیں جانتا لیکن اخلاص ضروری ہے کوئی دل سے اسکا ہو پھر دیکھے کہ آیا مخلص کی دستگیری اور کفایت اسکی خوبی ہے کہ نہیں لیکن جو اوسے آزماتا ہے وہ خود آزمایا جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اسلام لایا اور بعد ازاں اندھا ہو گیا - اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کرنے سے مجھپر یہ آفت آئی - اسلئے کافر ہو گیا آنحضرت نے اوسے بہت سمجھایا لیکن نہ مانا حالانکہ اگر وہ مسلمان رہتا تو خدا تو اس بات پر قادر تھا کہ اوسے دوبارہ بینائی بخشتا - لیکن کافر ہو کر دنیا سے تو اندھا تھا دین سے بھی اندھا بن گیا مجھے فکر ہے - کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ خدا کو آزماتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خود آزمائے جائیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مجھپر ایمان لاوے - اوّل وہ مصائب کے لئے تیار رہے مگر یہہ سب کچھہ اوائل میں ہوتا ہے اگر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اوسپر فضل کر دیتا ہے کیونکہ مومن کے لئے دو حالتیں ہیں اوّل تو یہ کہ جب ایمان لاتا ہے تو مصائب کا ایک دوزخ اوس کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس اوسے کچھہ عرصہ رہنا پڑتا ہے اور اس کے استقلال کا امتحان کیا جاتا ہے اور جب وہ اُس میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو دوسری حالت یہ ہے کہ اس دوزخ کو جنت سے بدلدیا جاتا ہے جیسے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالےٰ سے یہاں تک قرب حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کی آنکھہ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا اور کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور ہاتھہ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں اسکی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ من عادلی ولیًا فاذنتہ للحرب یعنی جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے - وہ جنگ کے لئے تیار ہو جاوے اسقدر غیرت خدا کو اپنے بندے کے لئے ہوتی ہے - پھر دوسری جگہہ فرماتا ہے کہ مجھے کسی شئے اسقدر تردد نہیں ہوتا کہ جسقدر مومن کی جان لینے ہوتا ہے اور اسی لئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے اور پھر اچھا ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کی جان لینا چاہتا ہے مگر پھر اوسے مہلت دیدیتا ہے اور کچھہ عرصہ دنیا میں رہ لیوے -

جماعت کو اصلاح اخلاق کی ضرورت ہے

اس جماعت کو طیار کرنے سے غرض یہی ہے - کہ زبان کان - آنکھ - اور ہر ایک عضو میں تقوےٰ سرایت کر جاوے - تقوےٰ کا نور اسکے اندر اور باہر ہو - اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو - اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو - میں نے دیکھا ہے - کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے - تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے - اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں - ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھہ حصہ نہیں ہوتا - اور میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے - کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے - اور اس کا جواب نہ دے ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے - چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے - اور سب سے عمدہ ترکیب یہہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے - تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اسکی اصلاح کر دیوے - اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں - ویسے خدا کا بھی قانون ہے - جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی - تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھہ نہیں - خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا - کہ حلم اور صبر اور عفو جو عمدہ صفات ہیں - ان کی جگہ درندگی ہو - اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے - تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے - لیکن مجھے افسوس ہے - کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعدا ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں -

اصلاح کے لحاظ سے خَلق اور خُلق میں فرق

یہہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کل یعمل علےٰ شاکلتہ بعض آدمی اگر ایک قسم کے اخلاق میں عمدہ ہیں - تو دوسری قسم میں کمزور - اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے - تو دوسرے کا بُرا - لیکن تاہم اس سے یہہ لازم نہیں آتا - کہ اصلاح ناممکن ہے خلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں - بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں - آنکھہ - کان - ناک - وغیرہ جسقدر اعضا ظاہری ہیں - جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے یہہ سب خَلق کہلاتے ہیں - اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے - مثلاً عقل - فہم - شجاعت عفت - صبر وغیرہ اس قسم کے جسقدر قوےٰ سرشت میں ہوتے ہیں - وہ سب اسی میں داخل ہیں - اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خَلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے مثلاً اگر ہاتھ چھوٹا پیدا ہوا ہے - تو اسکو بڑا نہیں کر سکتا لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو - تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے - ذکر کرتے ہیں - کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا - اور اس نے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا - جسے حکم تھا - کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے - تو اوّل اسکا حلیہ بیان کرو اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کر کے پھر اگر قابل ملاقات سمجھتا - تو ملاقات کرتا - ورنہ رد کر دیتا - ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کے لئے آیا - دربان نے اطلاع دی - اس کے نقوش کا حال سنکر افلاطون نے ملاقات کا انکار کر دیا - اس پر اس شخص نے کہلا کر بھیجا - کہ افلاطون سے کہدو - کہ جو کچھہ تم نے سمجھا ہے - بالکل درست ہے - مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنی اصلاح کر لی ہے - اسپر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دیدی - پس خُلق ایسی شئے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اگر تبدیلی نہ ہو سکتی تو یہ ظلم تھا - لیکن دعا اور عمل سے کام لوگے تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکوگے - عمل اس طرح سے کہ اگر کوئی شخص ممسک ہے تو وہ قدرے قدرے خرچ کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے آخر کچھہ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھہ لیگا - اور اس کی عادت امساک کی دور ہو جاوے گی - اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان حائل ہو جاتی ہے -

[illegible]

اللہ تعالےٰ کا یہہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے - اسکا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے - مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدۃ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں - وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں ملکر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے - کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اوسی قوت دیوے حتی کہ حج بھی اسی لئے ہے - اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قایم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے کی ہے - کہ اوّل یہ حکم دیا - کہ ہر ایک محلہ والے پانچوقت نمازوں کو محلہ کی مسجد میں ادا کریں - تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دور کر دیں - اور آپس میں تعارف ہو کر انس پیدا ہو جاوے - تعارف بہت عمدہ شئے ہے - کیونکہ اس سے بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے - حتی کہ تعارف الا

دشمن ایک نا آشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو - تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے - وجہ اس کی یہہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عاضی شے ہوتا ہے - وہ تو دُور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے - پھر دوسرا حکم یہہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں - کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے - اس لیئے یہہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں - آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے - پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی - کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لیئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں - غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا - کہ آپس میں الفت اور اُنس ترقی پکڑے افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام فلسفہ کیسا پکا ہے دنیوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے لیکن خدا کے احکام میں ڈھیلاپن اور اس سے بکلی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں - کونسا ایسا مسلمان ہے جو کم از کم عیدین میں بھی نماز نہ ادا کرتا ہو - پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اوسے قوت بخشیں -

اصلاح نفس و اخلاق کا بڑا ذریعہ اور اخلاص کی ضرورۃ

نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے - جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ کونوا مع الصادقین - یعنی تم خدا کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو - تاکہ اون کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے - جو مذاہب کہ تفرقہ پسند کرتے ہیں - اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدت جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں - اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا - کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے -

درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے - کہ دعا کے ذریعہ سے خدا کی پاک محبت حاصل کیجاوے - ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے اور ایسی حالت میسر ہو کہ جسقدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہو کر ایک مصفا فطرت کیطرح بن جاوے - جب تک یہہ حالت میسر نہ ہوگی تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے - لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کو بھی پسند کیا ہے اور اسی لیئے فالمدبرات امرا کہکر قرآن شریف میں قسم بھی کھائی ہے - جب وہ اس مرحلہ کو طے کرنے کے لیئے دعا بھی کریگا - اور تدبیر سے بھی اس طرح کا کام لیگا - کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اسکو حارج ہیں - ان سب کو ترک کر دیگا - اور رسم عادات اور بناوٹ سے الگ ہو کر دعا میں مصروف ہوگا - تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کرے گا یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ کچھہ عرصہ دعا کر کے رہ جاتے ہیں - اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اسقدر دعا کی مگر قبول نہ ہوئی - حالانکہ دعا کا حق تو اون سے ادا ہی نہ ہوا - تو قبول کیسے ہو - اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو - یا سخت پیاس ہو - اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے - کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی تو کیا اسکی شکایت بجا ہوگی - ہرگز نہیں - جب تک وہ پوری مقدار کھانے اور پینے کی نہ لیگا - تب تک کچھہ فائدہ نہ ہوگا - یہی حال دعا کا ہے - اگر انسان لگ کر اسے کرے اور پورے آداب سے بجا لاوے - وقت بھی میسر آوے تو امید ہے - کہ ایک دن اپنی مراد کو پالیوے - لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مر گئے (گمراہ ہو گئے) اور صدہا ابھی آئندہ مرنے کو طیار ہیں - ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شے ہے جو اسے پاک کرے اسی طرح وہ بد اعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں - ان کے ہوتے ہوتے چند دن کی دعا کیا اثر دکھا سکتی ہے - پھر عجب - خود بینی تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہوتے ہیں جو عمل کو ضایع کر دیتے ہیں -

نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے - اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اُسے قید رکھو گے - تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جاوے گا - اور یہہ بجز خدا کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً - عمل صالحہ سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو - صلاحیت ہی صلاحیت ہو - نہ عجب ہو نہ کبر ہو نہ نخوت ہو نہ تکبر ہو نہ نفسانی اغراض کا کوئی حصہ ہو نہ رو بخلق ہو - حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو صرف خدا کی محبت سے وہ عمل صادر ہو - جب تک دوسری کسی قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کھائے گا - اور اس کا نام شرک ہے کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چاہ یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے ایسا انسان جس دن اس میں فرق آتا دیکھے گا - اوسی دن قطع تعلق کر دیگا - جو لوگ خدا سے اس لئے تعلق باندھتے ہیں کہ ہمیں مال ملے یا اولاد حاصل ہو یا ہم فلاں فلاں امور میں کامیاب ہو جاویں ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہیں - اور ایمان بھی خطرہ میں ہے - جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پہونچا - اوسی دن ایمان میں بھی فرق آجاویگا - اسلئے پکا مومن وہ ہے جو کسی سہارے پر خدا کی عبادت نہیں کرتا -

راستبازوں کی ہیئت

راستبازوں کی ایک یہ بھی نشانی ہے - کہ مصیبت سے ان کو چڑ ہوتی ہے - اور جب ایسے موقع پر شیطان دخل دیکر ان کو بہکانا چاہتا ہے - تب ان کی غیرت جوش مارتی ہے اور بجائے اس کے کہ اون کا قدم پیچھے ہٹے - وہ آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں - کہ شیطان ہمیں پیچھے ہرگز نہیں ڈال سکتا - شیطان بھی ایسے موقع پر ہر ایک قسم کے منصوبے اس کی لغزش کے لیئے پیش کرتا ہے - مال - اولاد - عزت - آبرو - خلقت کی ملامت طعن - تشنیع وغیرہ سب نقصانوں سے ڈراتا ہے لیکن وہ اوّل ہی سے فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم ان نقصانوں کی کچھہ پرواہ نہ کرینگے - آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کے نزدیک ایک مخنث کی بھی کمتر ہوتا ہے لیکن جس کا دعوےٰ تو ایمان کا ہوتا ہے - اور دماغ میں اغراض نفسانی بھرے ہوئے ہوتے ہیں - تو شیطان بڑی آسانی سے اپنا تسلط اس پر بٹھاتا ہے اور جس راستے چاہتا ہے چلاتا ہے - خوب یاد رکھو - کہ سفلی خواہشات سے شیطان کا مقابلہ ہرگز نہ ہو سکے گا -

شیطان کے وجود کا ثبوت

ممکن ہے کہ بعض لوگ یہاں ایسے ہوں کہ جو شیطان کے وجود ہی سے منکر ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے وجود سے انکار بھی نادانی ہے کیا وہ مشاہدہ نہیں کرتے - کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں - بیٹھے بیٹھے ایک لہر اسکے دل میں آتی ہے - کہ نیکی کروں اور اکثر اوقات وہ اس کا ایسا پابند ہو جاتا ہے - کہ بلا اسکے تقاضائے پورا کئے کے رہ ہی نہیں سکتا اور اسی طرح کبھی اس کے دل میں ایسی لہر اٹھتی ہے - جو کہ بدی کی طرف رغبت دلاتی ہے اور وہ اٹھکر کنجروں کی طرف چلا جاتا ہے - پس یہ قوتیں - جن میں سے بدی کے محرک کا نام شیطان رکھہ لو - انسان کے لیئے یہ ضروری نہیں - کہ وہ ابتدائی مراحل میں ہر ایک شے کی حقیقت کو سمجھ لیوے جیسے جیسے بتدریج اس کی معرفت ترقی کرتی ہے - ویسے ویسے وہ باریک در باریک امور کو سمجھتا جاتا ہے - آسمان کے ستاروں کو دیکھو - کہ وہ اوّل سوئی کے نقطوں کے اور کچھہ معلوم نہیں ہوتے - مگر جب انہیں نقطوں کو دوربینوں سے دیکھا جاوے - تو کسقدر عجائبات معلوم ہوتے ہیں اور سابقہ معرفت اس کے آگے ہیچ نظر آتی ہے اور انسان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ میں نے اسکو نقطہ کیوں سمجھا ایسے ہی شیطان اور فرشتہ کے وجود کا حال ہے کہ اونکو اوّل نقطوں کی طرح ماننا پڑتا ہے اور پھر اس دوربین سے جو انبیاء لیکر آتے ہیں دیکھا جاوے تو اون کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے یہ تو جملہ معترضہ تھا جو کہ درمیان میں آگیا -

پھر میں اصل مطلب کو بیان کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو -

عورتیں بت پرستی کی جڑ ہیں پردہ کی ضرورت اور فلاسفی اور ضمناً اصلاح نفس کے منازل

عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبایع کا میلان زینت پرستی کیطرف ہوتا ہے - اور یہی وجہہ ہے - کہ بت پرستی کی ابتدا انہی سے ہوئی ہے - بزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے - کہ ذرا سی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتھہ جوڑنے لگ جاتی ہے اس لیئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں - پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - الرجال قوامون علی النساء - اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قوےٰ زیادہ دیئے گئے ہیں - اسوقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں - ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیجکر دیکھیں تو سہی - کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے - یا مختلف - ایک طرف تو اوسے حمل ہے - اور ایک طرف جنگ ہے - وہ کیا کر سکے گی - غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قوےٰ کمزور ہیں - اور کم بھی ہیں - اس لیئے مرد کو چاہیئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے -

یورپ کیطرح بے پردگی پر بھی یہ لوگ زور دے رہے ہیں - لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں - یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے - جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے - ذرا ان کی اخلاقی حالت کو اندازہ کرو - اگر اس آزادی اور بے پردگی سے اون کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لینگے کہ ہم غلطی پر ہیں - لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اون کے تعلقات کسقدر خطرناک ہوں گے - بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں - اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھہ نہ ہوگا مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے - پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو - اگر یہہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اسقدر قوت ہو - کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اسوقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے یا نہیں ورنہ موجودہ حالت میں اسبات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو - گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھہ دینا ہے - ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ کو غور نہیں کرتے کم سے کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں - کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے - قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور

نگاہ دیکھنے کو مد نظر رکھکر عجب جال تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قل للمومنین

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔

کہ تو ایمان والوں کو کہدے۔ کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ اور اپنی سوراخوں کی حفاظت کریں یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جسمیں کان وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے۔ کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالے روکتا ہے۔ آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے۔ (تعدد ازدواج اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو) ہر چہ دانا کند کند ناداں لیکن بعد از خرابیے بسیار۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پر زور دیتے ہیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہیں حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوستان پر ہے کہ اس نے ان کو تہذیب سکھائی۔ اور اسکی تعلیم ایسی ہے۔ جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔

> خربستہ بہ گرچہ دزد آشنا است

یہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہے کہ اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جب ان کو ذراسی تحریک ہوئی۔ تو حد اعتدال سے ادہر ادہر ہو گئے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جب ان کو ذراسی تحریک ہوئی۔ تو حیث حد اعتدال سے ادہر ادہر ہو گئے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز دخل نہ دیا جاوے۔ ذرا اپنے دلوں میں غور کرو۔ کہ کیا تمہارے دل راجہ رام چند اور کرشن وغیرہ کیطرح پاک ہو گئے ہیں پھر جب وہ پاکدلی تم کو نصیب نہیں ہوئی۔ تو بے پردگی کو رواج دیکر بکریوں کو شیروں کے آگے کیوں رکھتے ہو بہت بعد عناد اور تعصب اور ضد وغیرہ سے تم لوگ دیدہ و دانستہ اسلام کے ان پاکیزہ اصولوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ جن سے تمہاری عفت برقرار رہتی ہے۔ عقل تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو نیک بات جہاں سے ملے وہ لے لیوے کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی ہے اور یہ اشیاء خواہ کہیں ہوں آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہونگی۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ اسلام کے نام سے چڑکر تم نیکی کو ترک نہ کرو ورنہ یاد رکھو۔ کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر اس کا ضرر ہے۔ تو تم ہی کو ہے۔ ہاں اگر تم لوگوں کو اطمینان ہے کہ سب بھگت بن گئے ہو اور نفسانی جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے۔ اور قوائے پرمیشر کی رضا اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہیں کرتے۔ تو پھر ہم تم کو منع نہیں کرتے بے شک بے پردگی کو رواج دو لیکن جہانتک میرا خیال ہے۔ ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہیں۔ اور تم میں سے جسقدر لوگ لیڈر بنکر قوم کی اصلاح کے در پے ہیں۔ انکی مثال سفید قبر کی ہے جس کے اندر بجز ہڈیوں کے اور کچھ نہیں کیونکہ انکی صرف باتیں ہی ہیں عمل وغیرہ کچھ نہیں۔

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے۔ کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اسکی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے۔ اور ذراسی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر پس انسان کا فرض ہے۔ کہ اسکی اصلاح کرے۔ اور اسکی اصلاح کی حالتوں کے لحاظ سے اس کے چار نام مقرر کیے گئے ہیں۔ اول اول نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ کہ جسکو نیکی بدی کی کوئی خبر نہیں ہوتی اور یہ حالت طفلگی تک رہتی ہے۔ پھر نفس امارہ ہوتا ہے کہ برائیوں کی طرف ہی مائل رہتا ہے۔ اور انسان کو طرح طرح کے فسق وفجور میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اسکی بڑی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو کبھی چوری کرتا ہے کوئی گالی دے یا ذرا خلاف مرضی کام ہو۔ تو اسے مارنے کو طیار ہو جاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو تو گناہوں اور فسق فجور کا سیلاب بہہ نکلتا ہے۔ دوسرا نفس لوامہ ہے کہ اس میں بدیاں بالکل دور تو نہیں ہوتیں مگر ہاں ایک پچھتاوا اور حسرت و افسوس ہر سبب اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اور جب بدی ہو جاوے تو اس کے دل میں نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور تدبیر کرتا ہے۔ کہ کسی طرح گناہ سے بچے اور دعائیں لگتا ہے۔ کہ زندگی پاک ہو جاوے اور ہوتے ہوتے جب یہ گناہ سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نام مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت میں وہ بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے جیسے کہ خدا بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ دنیا اصل میں گناہ کا گھر ہے۔ جسمیں سرکشیوں میں پڑکر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے نفس امارہ کی حالت میں تو اس کے پاؤں کی زنجیریں ہی زنجیریں ہوتی ہیں۔ اور لوامہ میں کچھ زنجیریں باقی تو نہیں ہوتی ہیں۔ اور کچھ اتر جاتی ہیں۔ مگر مطمئنہ میں کوئی زنجیر باقی نہیں رہتی۔ سب کی سب ٹوٹ جاتی ہیں اور وہی زمانہ انسان کا خدا کی طرف پکے رجوع کا ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے کامل بندے ہوتے ہیں جو کہ نفس مطمئنہ کے ساتھ دنیا سے علیحدہ ہوویں اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کرے تب تک اسے مطلق علم نہیں ہوتا۔ کہ جنت میں جاویگا یا دوزخ میں پس جبکہ انسان بلا حصول نفس مطمئنہ کے پوری پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تو اب خواہ آریہ ہوں۔ یا عیسائی۔ کون سی عقلمندی ہے۔ کہ قبل اس کے کہ یہ نفس حاصل ہو وہ بھیڑیوں اور بکریوں کو اکٹھا چھوڑ دیں۔ کیا انکو امید ہے کہ وہ پاک اور بے شر زندگی بسر کرینگے یہ ہے سر اسلامی پردہ کا۔ اور میں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کیلئے بیان کیا ہے جنکو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آریہ لوگ اس سے بہت کم مستفید ہوں گے۔ کیونکہ ان کو تو اسلام کی ہر ایک بھلی بات چڑ ہو

استقدر تقریر ہو چکی تھی کہ اس اثناء میں خلیفہ رجب الدین صاحب نے آواز بلند سے لاہور کی پبلک کیطرف سے حضرت مرزا صاحب کو تائید کیفرورت کا سوال پیش کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں کو یہ دخل اس لیئے ناگوار ہوا۔ کہ خدا کا فرستادہ نور فراست سے جس ضرورت کو محسوس کرکے کلام فرما رہا تہا۔ اسکی توجہ ادہر سے پھر گئی۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تحریک بھی مصالح ایزدی سے باہر نہیں۔

آپ نے فرمایا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ میں نے بہت سی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے یہ بات سمجھادی ہوئی ہے کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا ذکر اور وعدہ اجمالاً قرآن میں اور تفصیلاً احادیث میں پایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اسے نہیں مانتے قرآن شریف کی رو سے ان کا نام فاسق ہے اور احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو اس مسیح کو نہیں مانتا وہ گویا مجھے نہیں مانتا۔ اور جو اسکی معصیت کرتا ہے گویا میری معصیت کرتا ہے۔

لوگ مخلوق کو دہوکا دیتے ہیں اور غلطیوں میں ڈالتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی نیا کلمہ یا نماز تجویز کی ہے۔ ایسے افتراؤں کا میں کیا جواب دوں۔ اسی قسم کے افتراؤں سے وہ ایک عاجز انسان مسیح علیہ السلام کو تین خدا بنا بیٹھے ہیں۔ دیکھو ہم مسلمان ہیں۔ اور امت محمدی ہیں اور ہمارے نزدیک نئی نماز بنانی۔ یا قبلہ سے روگردانی کفر ہے۔ کل احکام پیغمبری کو ہم مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو ٹالنا بھی بدذاتی ہے اور ہمارا دعوے قال اللہ اور قال الرسول کے ماتحت ہے۔ اتباع نبوی سے الگ ہو کر ہم نے کوئی کلمہ یا نماز۔ یا حج۔ یا ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد نہیں بنائی۔ ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اس دین کی خدمت کریں۔ اور اس کو کل مذاہب پر غالب کرکے دکہاویں۔ قرآن شریف کی اور احادیث کی جو تخمیر خدا سے ثابت ہیں۔ اتباع کریں۔ ضعیف سی ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو ہم واجب العمل سمجھتے ہیں اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب مانتے ہیں۔ اور دوسری بات یاد رکھو۔ کہ مجھے کبھی یہ خواہش نہیں ہوئی۔ کہ لوگ مجھے مانیں بلکہ مجھو تو ان جماعتوں سے ہمیشہ سے نفرت ہے اور اگر میں ملتا ہوں یا ان لوگوں میں آکر بیٹھتا ہوں۔ تو اپنی مرضی سے ہرگز نہیں ملتا۔ بلکہ اللہ تعالے مجھے مجبور کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تو ایسا کر۔ ایسی حالت میں بتلاؤ اگر میں اسکی بات نہ مانوں تو کیا کروں میں تو رات دن وحی کے نیچے کام کرتا ہوں۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سچے طور سے مانو۔ آپ کو ماننا یہ ہے کہ آپ کے وصایا اور احکام پر عمل درآمد کیا جاوے اور انہیں میں سے یہ بات بھی ہے۔ کہ جب وہ مسیح موعود (علیہ السلام) آوے۔ تو تم سب اس کے ساتھ ہو جانا۔ میرے ماننے کی مثال یہ ہے جیسے ایک آقا اپنے نوکر کو کہے۔ کہ فلاں شخص میرا مہمان آتا ہے تم اسے لاکر کھانا کھلاؤ اور ہر طرح کی تعظیم اور تکریم کرو لیکن نوکر اس کے جواب میں یہ کہے۔ کہ میں تو صرف آپ کو مانتا ہوں مجھے کسی دوسرے کی تعظیم و تکریم سے غرض نہیں ہے۔ اور نہ اسکی خواہش ہے تو اب سوچ کر دیکھو کہ کیا اس نے اپنے آقا کو مانا ہرگز نہیں مانا۔ کیونکہ جس بات میں وہ راضی ہوتا ہے اس کے کرنے سے تو اسے انکار ہے۔ پس یاد رکھو کہ تم لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی طور پر اسوقت مانوگے۔ جبکہ آپ کے احکام اور وصایا کو مانوگے۔ جس نے آخری حکم کو توڑا اس نے سارے حکموں کو توڑا۔ سوچو تو سہی کہ اگر ایک شخص تمام عمر نماز روزہ ادا کرتا رہے۔ لیکن آخری وقت بجائے لا الہ الا اللہ کے رام رام کہے۔ تو کیا وہ نماز روزہ اس کے کام آویگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک فرمادیا کہ اس امت کی دو دیواریں ہیں ایک میں اور ایک مسیح۔ اور اس کے درمیان آپنے فیج اعوج فرمایا ہے جنکی نسبت ارشاد ہے۔ کہ وہ نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں پس جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک ٹیڑہا گروہ قرار دیتے ہیں۔ تو ہم ان کی باتوں کو کیوں قبول کرلیں۔

اس موقعہ پر ایک وزیرآبادی متعصب مولوی نے مداخلت کی۔ اور بیہودگی کی راہ اختیار کرکے بیجا شور اور کلام شروع کیا۔ اول تو حضرت اقدس اسے ملایمی سے سمجھاتے رہے مگر جب معلوم ہوا۔ کہ اسکی غرض رفع شکوک و شبہات نہیں۔ صرف مناظرہ کا ایک اکہاڑا قائم کرنا چاہتا ہے تو اس سے اعراض کیا۔ اور فرمایا کہ مباحثہ کا دروازہ تو ہم بند کر چکے ہیں۔ اب اس میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔ اس پر بعض متعصب طبائع نے شور کرنا شروع کیا۔ آخر مصلحت وقت دیکھکر مولوی صاحب کو بیجا مداخلت سے روکا گیا۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو ان کو جبراً احاطہ سے باہر کر دیا گیا۔ اس اثنار میں جو کلام حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے ہم یکجائی طور پر درج کرتے ہیں۔ (باقی آیندہ)

مہر الٰہی

مورخہ ۲ اکتوبر کو بوقت ساڑہے ۱۱ بجے حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا۔ **قد جاء الدین من النصرۃ ثم سعود من النصرۃ** +

الفضل ماشہدت بہ الاعدا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر مسٹر کارلائل ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں لکھتا ہے۔

"پس ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور نہی باطن شخص تہا اور نہ ہم اس کو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں جو سخت درخت پیغام اس نے دنیا کو دیا بہر حال ایک سچا اور حقیقی پیغام تہا۔ اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تہا (قصور فہم ایڈیٹر) مگر اس کا مخرج وہی ہستی تہی جسکی تہاہ کسی نے بہی نہیں پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جہوٹے تہے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تہے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تہا جو قدرت کے وسیع سینہ میں دنیا کو منور کرنے کو نکلا تہا اور بے شبہ اس کے لئے امر ربانی یونہی تہا"

یہی فاضل مصنف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عزم و استقلال کے عظیم الشان معجزہ پر جو ابو طالب کو جواب دیتے وقت آپ سے صادر ہوا۔ (یہ واقعہ یون ہے کہ قریش نے ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ آنحضرت کو تبلیغ سے روکیں اور انہوں نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ "اپنی اور میری جان کو ہلاکت سے بچائیے اور اتنا بوجہ مجہ پر نہ ڈالئے جو میری طاقت سے زیادہ ہو۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا اگر یہ لوگ اس مطلب سے کہ میں اس امر عظیم کی بجا آوری چہوڑ دون (بفرض محال) آفتاب و ماہتاب کو میرے دائین اور بائین لا رکہیں تو بہی میں اسکو ہرگز ترک نہ کرون گا تا وقتیکہ خدا اپنے دین کو سب ادیان پر غالب کر دے ایڈیٹر) لکہتا ہے

"بلا شبہ آپ خاموش نہیں رہ سکتے تہے کیونکہ جس امر حق کا آپ اعلان فرماتے تہے اس میں وہی فطرتی قوت موجود تہی جو سورج اور چاند یا قدرت کے اور مصنوعات میں ہے اور خدائے قادر مطلق کی مرضی کے بغیر سورج اور چاند اور تمام قریش بلکہ تمام انسان اور اور موجودات عالم آپ کو خاموش نہیں کر سکتے تہے۔"

اسی اخلاقی معجزہ پر مسٹر باسورتہ سمتہ لکہتا ہے

یہ کلام اور یہ چلن ایک جہوٹے مدعی سالت کا نہیں ہو سکتا

پہر یہی مصنف ایک مقام پر لکہتا ہے کہ "جو کچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکہتا تہا وہ بیان کرتا تہا اور وہ بے شک دیکہتا تہا۔ اور اگر کسی شے کی حقیقت پر کہنے کیلئے اس کے نتائج کو قبول کیا جا سکتا ہے تو جو کچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نظر آتا تہا۔ وہ بے شبہ سچ تہا۔ کیونکہ اس سے اس کو اپنے عالیشان کام میں تقویت ہوتی تہی"

ریورنڈ جی۔ ایم راڈویل صاحب ایک عیسائی فاضل نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے وہ اس ترجمہ کے دیباچہ میں لکہتا ہے کہ "عرب کے سیدہے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو ...... بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور دیوتاوں کی پرستش کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے۔ اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج کی تعداد کو گہٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کیلئے برکت اور قدوم حق تہا"

مقدمات

۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے الحکم میں ہم نے وعدہ کیا تہا کہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو (جو ہمارے مقدمہ کے فیصلہ سنانے کیلئے مقرر تہی) مقدمہ کا فیصلہ سنکر وہ فیصلہ منتظر ناظرین کیلئے چہاپ دیں گے لیکن اس تاریخ پر جناب مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ نہیں سنایا بلکہ آئندہ تاریخ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء مقرر کی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ میں بہی ۸ اکتوبر آئندہ تاریخ پیشی مقرر ہوئی ہے۔

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو چونکہ عام خبر تہی کہ فیصلہ سنایا جاویگا اسلئے احاطہ کچہری میں گورداسپور کے بہت سے لوگ فیصلہ سننے کیلئے آئے ہوئے تہے خدا جانے وہ کن آرزوؤں کو ساتہ لیکر آئے ہوں گے مگر آخر ان کو جانا پڑا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت بہی گورداسپور میں اس تاریخ پر بہت بڑہ گئی تہی کوئی اڑہائی تین سو کے قریب احباب۔ کراچی حیدر آباد سندھ۔ پشاور۔ وزیر آباد۔ راہون ضلع جالندھر۔ کپورتہلہ۔ قادیان۔ لاہور۔ امرتسر نارووال۔ دینا نگر۔ بٹالہ والہ۔ وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے تہے۔

حضرت مسیح موعود کا کیمپ گورداسپور

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح خوش ہیں۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور فاضل امروہی بہی حضور ہی کے ساتہ گورداسپور مقیم ہیں۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں الہام ہوا۔

انی مع الرسول فقط

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا وقت تبدیل ہو گیا ہے۔

۲۔ گذشتہ ہفتہ میں جو خبر اغوا کی لکہی گئی تہی خوشی کی بات ہے کہ فریقین میں باہم صلح ہو گئی۔

۳۔ سناتن دہرم سبہا قائم ہو چکی ہے۔ اور کسی پنڈت کو بلانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔

۔ غالباً ہمارے لوکل چہٹی رسان میاں فضل الٰہی کے دوست سنکر خوش ہوں گے کہ جہاں وہ اور سپرڈاکخانجات ترن تارن ہو کر گئے ہیں وہاں انکی یہ ترقی دوہری مبارک ثابت ہوئی ہے کہ اوس کی دوسری شادی ہو گئی ہے۔

قادیان کا ڈاکخانہ یا پبلک ہوٹل

ہمارے ڈویژن کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ڈاکخانجات خوب آگاہ ہیں کہ قادیان کا ڈاکخانہ جس مکان میں ہے وہ کسی صورت میں ڈاکخانہ کیلئے موزون اور مناسب نہیں۔ وہ معمولی ایک چہوٹی سی دوکان ہے جس کے ایک تیرہ و تار کوٹہڑی میں جسکو کسیقدر روشن کرنے کی کوشش کیگئی ہے ریکارڈ اور تہیلے وغیرہ رکہے جاتے ہیں جسمیں اصولی الماریون اور میز وغیرہ کے رکہنے کے بعد سب پوسٹماسٹر کو بہی غالباً مکان مذکور اجازت نہیں دیتا کہ وہ آزادی کے ساتہ اسمیں چل پہر سکے۔ اس کے آگے ۵ ہاتہ کے برابر ایک کوٹہڑی ہے جسمیں سب پوسٹماسٹر بیٹہتے ہیں انکی میز کرسی اور لوکل چہٹی رسان کے بیٹہنے کے بعد کسی اور شخص کا وہاں رکہے جانا حرام مطلق ہے

جس روز ہم اخبار روانہ کرنے کیلئے جاتے ہیں اس دن پوسٹماسٹر صاحب عجب کشمکش اور گہبراہٹ میں ہوتے ہیں کیونکہ ان کا کمرہ تو اجازت نہیں دیتا کہ وہاں اخبار کا تہیلہ الٹ دیا جاوے اس لئے باہر کے ایک چہوٹے سے برآمدہ میں جہاں دو آدمی بمشکل بیٹہ سکتے ہیں اخبار کا تہیلہ رکہے جانے کے بعد خود ان کو دہلیز پر بیٹہ کر اور کبہی بیرونی سیڑہی پر بیٹہ کر سارٹ کرنے کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اس کے متعلق زیادہ توجہ دلانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خود اس مکان کو دیکہ چکے ہیں۔ ہمارے خیال میں ایسے تنگ و تاریک کوٹہڑی جیلخانہ کے قیدیوں کو بہی نہیں دیئے جاتے۔ چہ جائیکہ وہ ڈاکخانہ کے قابل ہوں۔ یہ مکان بمشکل ایک آدمی کے بیٹہنے کے قابل ہے اور ڈاکخانہ کیلئے جہاں بیسیوں اور صدہا آدمیوں کی روزانہ آمد و رفت ہو ایک کہلا مکان ہونا چاہیے۔ قطع نظر اسکے کہ سب پوسٹماسٹر اور دوسرے متعلقین ڈاکخانہ کے بیٹہنے کے وہ ناقابل ہے اور حفظ صحت کے اصولوں کے مطابق نہیں سب پوسٹماسٹر چہٹی رسانوں کے کام کی نگرانی بمشکل کر سکتا ہے اس لئے اس مکان کو بدل لینا چاہیے مگر یہ ضروری امر ہے کہ موجودہ کرایہ پر جو دو روپیہ ہے عمدہ مکان ملنا مشکل ہے جبتک کرایہ مکان چار پانچ روپیہ ماہوار تک نہ بڑہایا جاوے کا عمدہ مکان نہیں ملیگا۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس ضرورت کو محسوس کریں گے اور بہت جلد اس انتظام کیطرف توجہ کریں گے کیونکہ آئندہ موسم خطرناک ہیں یعنی طاعون کے ایام ہیں اسلئے حفظ صحت کے لحاظ سے بہی کشادہ مکان ضروری ہے۔ اگر کرایہ معقول دیا جاویگا تو عمدہ سے عمدہ مکان ڈاکخانہ کیلئے مل سکتا ہے۔

مراۃ الجہاد

اسلام کی ایک دلچسپ عجیب اور جامع کتاب مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم میں چہپ رہی ہے اسکے مولف ہمارے مکرم بہائی سید وزارت حسین صاحب مونگہیری ہیں۔ سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتہ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں انکے جواب قابلیت کے ساتہ دیئے گئے ہیں خصوصیت سے لکیم آر پی تفتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دینگے (انشاء اللہ العزیز) ۱۹۲ صفحہ تک کتاب چہپ چکی ہے اور ۲۰۰ صفحہ تک بس میں جا چکی ہے ابہی مضمون آرہا ہے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچہ نہیں کہ سکتے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسکی کثرت کے ساتہ اشاعت ہو درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہونے پر خریداروں کو جلد بہیجدی جاوے ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب توجہ کرین

شکوہ جوریار کا یا شوربختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو تہے سب بہلا کہنے کو ہین

منظلومان پوسٹ آفس کے متعلق متعدد آرٹیکل الحکم کے کالمون مین نکل چکے ہین لیکن اس لحاظ سے کہ انپر توجہ ہوئی یا نہوئی ہنوز روز اول ہے۔ یہ ہم کہہ نہین سکتے کہ پوسٹ ماسٹر جنرل تک ان اخبارات کی رسائی نہین کیونکہ ہم خود ہر ایک نمبر جسمین محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق کوئی مضمون ہوتا ہے صاحب موصوف کے نام بہیجتے ہین ہان اس بات کے ہم کفیل اور ذمہ دار نہین ہو سکتے کہ وہ پرچہ ان تک ڈاکخانہ کے ہمراہ جاکر پہونچا بہی آوین۔

بہرحال پوسٹ ماسٹر جنرل سے اس قدر توقع ہمین ضرور ہے کہ جسوقت یہ معاملات ان کی نظر سے گذرے انپر ضرور غور کیا جائیگا۔

ہم نے بارہا لوٹ سسٹم کے متعلق صاحب ممدوح کی خدمت مین عرض کیا ہے اور ان کو اس کی بد استعمال کے برے نتائج سے آگاہ کیا ہے آج ہم انکی گریڈیشن لسٹ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ اس سوال پر بہت غور کرین گے۔

ہم نے پہلے بہی اس امر پر لکہا ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ مین جو ترقیان دیجاتی ہین ان کا کوئی خاص اصول ابتک ہماری سمجہ مین نہین آیا کیونکہ ڈاکخانہ کے ملازمین ہمیشہ اس کے شاکی پائے گئے ہین کہ عموماً ترقیان دیتے وقت رسوخ سے کام لیا جاتا ہے۔ گریڈیشن لسٹ ڈاکخانہ نوٹس مین شایع کی جاتی ہین لیکن تجربہ عموماً یہ بتاتا ہے کہ یہ صرف دکہانے کے دانت ہین اور کہانے کے دانت درحقیقت اور ہین اگر اس لسٹ کے موافق ترقیون کا معیار قائم نہین رکہا جاسکتا تو کیا ضرورت ہے کہ اس کو شایع کیا جاوے۔ یا اس کو شایع کرکے پہر اس کی پرواہ نہ کرنا یہ اس لسٹ کی عدم ضرورت کو ثابت نہین کرتا۔ کیونکہ مفت مین اسقدر خرچ اسکی طبع وغیرہ کا ڈاکخانہ پر ڈالا جاتا ہے وہ روپیہ بہی بمد بحث جمع کیا جاوے۔ اور نہین تو خزانہ سرکار ہی پر پڑہو۔

بہرحال

یہ شکایت عام ہوچلی ہے کہ گریڈیشن لسٹ کے موافق علی العموم ترقیان نہین ملتی ہین یا کم ملتی ہین۔ چنانچہ ہم ذیل مین چند نام پیش کرتے ہین۔ جن کو ترقیان دی گئی ہین لیکن دراصل گریڈیشن لسٹ کے موافق وہ ترقی کے مستحق نہ تہے

پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب اگر توجہ کرین تو مستحق لوگون کے حقوق کی حفاظت کا خاص انتظام کر سکتے ہین اگر ان لوگون کو جن کے نام ہم ذیل مین دیتے ہین گریڈیشن لسٹ کے موافق ترقی ملی ہے اور ہمین غلطی لگی ہے تو ہم صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کے شکرگزار ہون گے اگر وہ اس غلطی کے رفع کرنے کی ہمین اطلاع دین گے۔ اور اگر کسی غلطی سے ان لوگون کو ترقیان ملی ہین تو ہم ان کے انصاف سے امید رکہتے ہین کہ وہ حق دارون کو حق دین گے۔

وہ نام یہ ہین

(۱) مسٹر ای۔ سٹوٹ کلرک لاہور یکم ستمبر ۱۹۱۳ء کو للعہ کے گریڈ سے ھے کے گریڈ مین ترقی یاب ہوئے ان صاحب کا درجہ نمبر ایکسو تیسوان (۱۳۰) تہا۔ تعجب نہین اندہیر کی بات ہے کہ ۱۲۹ مستحق امیدوارون کو پہاندکر یہ ھے کے گریڈ مین کیونکر چلے گئے اگر کوئی خاص وجہ ترقی کی تہی تو چاہیے تہا کہ عام طور پر اعلان کردیا جاتا تاکہ ان ۱۲۹ امیدوارون کو تسلی ہوتی اور وہ اپنی قابلیت کا موازنہ کرکے خود کر لیتے۔ جہانتک ہم دیکہتے ہین کوئی وجہ بجز سیاہ و سفید کے سوال کے اور نظر نہین آتی۔ لیکن اگر صرف یہی وجہ ہے تو پہر بیچارے غریب ہندوستانیون کا یہ اپنا قصور تو نہین ہے کہ وہ ہندوستان مین کیون پیدا ہوئے گورنمنٹ کی فیاض نظر کیہان ہے بلکہ ہندوستانی مفتوح قوم ہونے کی وجہ سے یہ زیادہ مراعات کے مستحق ہین۔

(۲) مسٹر جے سمسن صاحب کلرک لاہور ۱۵ فروری سنہ ۱۹۱۴ء کو ھعہ سے ۶۰ کے گریڈ مین ترقی یاب ہوئے۔ حالانکہ آپ کا نمبر بچاسوان تہا اور ۴۹ امیدوارون کو پیچہے ڈال کر آپ آگے نکل گئے۔ اگر آپ کی ترقی کی یہی رفتار رہی تو اندیشہ ہے کہ بہت سے غریب یا بیچ آپ کی تیز رفتاری مین کچلے جائین گے۔

(۳) مسٹر پی فلپس کلرک لاہور ۶ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو ھعہ سے ۸۰ کے گریڈ مین ترقی یاب ہوئے اپنے پندرہ امیدوارون کو پیچہے رکہا۔ ابہی کچہ نام ہمارے پاس باقی ہین جن کو ہم کسی اگلی اشاعت مین پیش کرین گے۔

فی الحال ہم یہ تین کیس صاحب موصوف کے سامنے پیش کرتے ہین۔ اور انصاف چاہتے ہین کہ وہ بیچارے غریب مستحقین کے حقوق کی نگہداشت کرین۔ باقی آئندہ

ڈاکخانہ کا نیا سرکلر

معزز معاصر ہندوستان نے ڈاکخانہ کے جدید سرکلر گورمکہی کے سیکہے جانے کے متعلق بحث پر قابلقدر ریمارک کیا ہے کہ کیا یورپین بہی گورمکہی سیکہین گے یا وہ مستثنیٰ کئے جاوین گے۔

یہ ایک الگ امر ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ گورمکہی حروف سیکہنے کی قید اڑا دے لیکن تجربہ اور تجارتی کاروبار بتاتے ہین کہ گورمکہی طرز تحریر عام نہین ہے اگر ڈاکخانون کی چٹہیات کا اندازہ کیا جاوے کہ گورمکہی مین کسقدر آتی ہین تو شاید ہی بمشکل نکلین پہر ایسے سرکلر سے کوئی فائدہ خاص تو نظر نہین آتا۔ خیر افسران ڈاکخانہ مجاز ہین جس قسم کے قوانین چاہین نافذ کرین لیکن یہ ضروری امر ہے کہ وہ سب پر جاری ہون کسی کو مستثنیٰ نہ کیا جاوے۔

یہ تحریک قابل قدر ہوتی اور گورنمنٹ کا منشا بہی خوب پورا ہوجاتا اگر محکمہ ڈاکخانہ والے گورمکہی زبان مین امتحان پاس کرنے والے ملازمان ڈاکخانہ کیلئے خاص انعام رکہدیتے مگر یہ ذرا سختی ہے علاوہ بریں کل کو شاید ہندی کرمکٹ سیکہنا بہی لازمی کرنا پڑے اور ہر بیچارے ڈاکخانے والون پر کام کا اسقدر بوجہ ہے کہ ضروری حوائج فطریہ کیلئے بہی کافی وقت نہین ملتا اور اس پر طرہ یہ کہ یہ بال اور پرتش لیکر کسی شبنگ سنگہ صاحب کی تلاش کرتے پہرین۔ بعض ایسے مقامات بہی ہوتے ہین جہان کوئی پرتا لکہا ہوتا ہی نہین وہان گورمکہی سیکہنے کیلئے کیا انتظام ہوگا۔ یہ سرکلر بہت کچہ اصلاح و ترمیم کے قابل ہے جسپر ہم پہر لکہنا چاہتے ہین۔

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ سٹیشن کے متعلق ہمین متعدد مرتبہ لکہنا پڑا ہے اور ہم افسران ریلوے کے شکرگزار ہین کہ انہون نے ہماری تحریرون پر قابل قدر توجہ کی تہی۔

حال مین ہمین معلوم ہوا ہے کہ بابو کرم چند صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی تبدیلی کی خبر آئی ہے جہانتک پبلک کی بہتری اور آرام اور اپنے فرض منصبی کی بجاآوری کا سوال ہے اس حد تک ہم بابو کرم چند صاحب کی تبدیلی کی کوئی وجہ نہین پاتے۔ بابو کرم چند صاحب کی خوش اخلاقی سے پبلک کو آرام ہوتا رہا ہے۔ اور ان کے جانے سے بظاہر پبلک کو تکلیف پہونچنے کا احتمال ہے یہ ہم جانتے ہین کہ بعض ناعاقبت اندیش جن کی کارستانیان بابو کرم چند صاحب کی موجودگی مین انکی دیانت داری کی وجہ سے چل نہین سکتی مین کوشش کرتے ہین کہ ان کو تبدیل کر دیا جاوے لیکن اگر عام لوگون سے یہ سوال ہو تو ہم یقیناً کہتے ہین کہ پبلک ہمارے ساتہ متفق ہوگی۔

ریلوے اہتمام نیز اگر پبلک کی آسائش کا خیال رکہتی ہین اور ضرور رکہتی ہین ریلوے اہتمام نیز اگر دیانتدار ملازمون کی قدر کرتی ہے اور ضرور کرتی ہے تو ہم یہ کہنا ضروری سمجہتے ہین کہ بابو کرم چند ایسے لایق اور قابلقدر شخص کو بٹالہ سٹیشن سے ہرگز تبدیل نہین کرنا چاہیے ورنہ ہمین اندیشہ ہے کہ آگے دن سٹیشن کی شکایتون کا سلسلہ جاری ہوجاوے۔

ہم امید کرتے ہین کہ یہ مختصر نوٹ ہمین آئندہ کہنے سے مستغنی کردے گا۔ اگر اس پر توجہ نہ کیگئی تو

صدائے اسلام

نالہ صدائے درد ہے سوز دل ہی کیون نہ ہو
روکہا ہے پہر بہی معجزہ افسون ہی کیون نہ ہو
جز اہل درد کس کو مزہ آئے گا بہلا
لطف و بیان خوب ہے مضمون ہی کیون نہ ہو

گلشن عرفان کو دینے رنگ و بو آیا ہون مین
اس چمن مین بن کے آئین نمو آیا ہون مین
درد دل ہی حضرت انسان کے دکہون کی ہے دوا
ولمین بنکر درد دل کی آرزو آیا ہون مین
جس سے مستون کو پلایا تہا خلیل اللہ نے
بزم مین لیکر وہی جام و سبو آیا ہون مین
ناامیدون کو سنایا مین نے پیغام امید
ساتہہ لیکر مژدہ لا تقنطوا آیا ہون مین
روح کو ہون قبلۂ حق کے لئے قبلہ نما
دل مین بنکر راز جان کی جستجو آیا ہون مین
ظلمت کفر شکی چہائی تہی گہٹا چارون طرف
مہر وحدت ہون چمکنے سو بسو آیا ہون مین
تہا یہ بازار جہان مین اک متاع کس مپرس
گوہر حکمت کی بنکر آبرو آیا ہون مین
بہائی بہائی نوع انسان کو بنادون گر سبہی
ان مثانے ہستی غیر و عدو آیا ہون مین
درد سے الفت ہے مجہکو مفسدی سے بیر ہے
اس پہلانے جہان مین پیار سو آیا ہون مین
سنت باری کی ہے احکام مین میری جہلک
اصل فطرت کے مطابق ہوبہو آیا ہون مین

سب رسولون کی زبانون پر میرا افسانہ تہا
شمع بزم راز تہا مین ہر نبی پروانہ تہا
اختلاف فرع کی گو ڈال رکہی تہی نقاب
جلوہ گر اول سے میرا عارض جانانہ تہا
دم میرا بہرتا تہا موسیٰ میرا شیدا تہا خلیل
عیسیٰ مریم بہی میرے حسن کا دیوانہ تہا
دور آخر مین کیا کامل مجہے اس نور نے
جسکی شمع بزم کا روح الامین پروانہ تہا
جلوہ گر وہ نور تہا اس کے جبین ناز مین
دیدۂ موسیٰ جسکے جسکی حیرت خانہ تہا
تاڑنے کو ناز کو جلتے ہین ارباب نظر
میم کے پردہ مین چہپا ناز معشوقانہ تہا
سب بنی آدم کو اس نے ایک کنبہ کردیا
اس کے حسن خلق سے اپنا ہر ایک بیگانہ تہا
بن گیا فیض قدم سے اس کے فردوس بریں
ورنہ ریگستان یثرب کیا تہا اک ویرانہ تہا
اس کا کیا اک شغل انسان کی محبت سے بہرا
اس کا اک اک قول السوز انہ ہمدردانہ تہا
اس کے ہاتہون سے بنا ایک نخل سبز و باردر
مین خلیل اللہ کا بوٹا ہوا اک دانہ تہا

مجبوراً ہمین اس سازش کا افشا کرنا پڑے گا جو بابو کرم چند کی مخالفت مین لگی ہے اور ان اسباب کو بہی بتانا پڑے گا۔ جو اس سازش کے محرک ہوئے ہین۔

(عبد)

(باقی)

مسلمان بہادر عورتیں

اُم آبان

یہ معزز خاتون عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی اور حضرت آبان بن سعید کی پیاری بیوی تھیں بروز جنگ اجنادین واقع ملک شام ان کا نکاح آبان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جب ان کے خاوند جنگ دمشق میں شہید ہوئے تو اس وقت تک ان کے ہاتھوں کی مہندی کا رنگ باقی تھا اور ان کے کپڑوں سے خوشبو عطر عروسی آتی تھی۔ اس لڑائی میں وہ یا یا وہ اس جنگی عورتوں کی جماعت میں تھیں جنکی خاندانی شجاعت مشہور و معروف تھی۔ جب انہوں نے اپنے شوہر کے شہید ہونے کی خبر سنی تو وہ گھبرا کر رزم گاہ کیطرف گئیں۔ دامن لٹکنے کیوجہ سے وہ اس دقت قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی تھیں۔ اس پریشانی حالی سے گرتی پڑتی تھیں جب انکی لاش پر آئیں تو انہوں نے بجز صبر و شکر کے اور کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہ نکالا اسکی لاش سے مخاطب ہو کر صرف اتنا ہی کہا کہ

هنئت بما اعطيت مضيت الى الحور العين الحوا رب العالمين الذى جمع بيننا ثم فرق والله لاجهدن حتى الحق بك لانى مشوقة ۔ اليك لم ازومنك ولم تزومنى ولكن بالله الا ان يغضنى انتى حرام على ان يلاومسنى بعدك احد فقد حبت نفسى فى سبيل الله عسى ان الحق بك وارجوان يكون ذالك عاجله۔

ترجمہ۔ جو کچھ تمہیں عطا ہوا وہ تمہیں مبارک ہو۔ تم حور عین کے پاس اپنے پروردگار کے جوار میں گئے جس نے ہمیں اور تمہیں ایک جا جمع کیا۔ اور پھر جدا کر دیا۔ خدا کی قسم میں یہاں تک جہاد کرونگی کہ تم سے ملجاؤنگی کیونکہ میں تمہارے پاس آنے کی خواہشمند ہوں۔ نہ میں تم سے بے پروا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔ لیکن خدا نے میرے عیش کو منغص کیا حرام ہے کہ تمہارے بعد کوئی مرد مجھے چھوئے میں نے اپنے نفس کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے قریب ہے کہ میں تم سے ملوں۔ اور امید ہے کہ یہ امر جلد واقع ہو۔"

راوی نے بیان کیا ہے کہ اُم آبان سے زیادہ صابر کوئی شخص دیکھنے میں نہیں آیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد اُم آبان نے اپنے شوہر کی لاش اسی مقام پر دفن کی جہاں وہ شہید ہوئے تھے اور ان کے جنازہ کی نماز خالد بن ولید اور دوسرے دلاوران اسلام نے پڑھی۔ انکی تو مشہور ہے جب وہ خاک میں چھپا دیئے گئے تو پھر اُم آبان اون کے لئے نہ روئیں اور نہ وہاں ٹھہریں وہ اپنے ہتھیاروں کے پاس آئیں اور ان سے آپنے آپکو مسلح کیا۔ انہوں نے ڈھال تلوار لگاکے ڈھاٹا باندھا۔ اور وہ اپنی زنانہ ہیئت مردانہ وضع کے ساتھ بدل کر میدان کارزار میں پہنچیں پھر انہوں نے اس دروازے لوگوں سے دریافت کیا جس پر ان کے شوہر مارے گئے تھے۔ یہ دروازہ توما کے نام سے مشہور تھا۔ جو ہرقل بادشاہ کا داماد تھا۔ اور اسی نے انہیں شہید کیا تھا۔ وہ شرجیل بن حسنہ کی جماعت میں ملگئیں۔ اور کافروں سے ایک سخت جنگ کی۔ اُم آبان کو فن تیر اندازی میں کمال تھا۔

حضرت شرجیل بن حسنہ نے بیان کیا ہے کہ بروز جنگ دمشق در توما پر میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں صلیب تھی۔ یہ رومی سردار توما کے آگے تھا۔ اور ہماریطرف اشارہ کر کے کہتا جاتا تھا کہ" اے خداوند صلیب کو اور اس شخص کو جس نے اس سایہ میں پناہ لی ہے مدد دے۔ اور اے خداوند مسیح کو ظاہر کر اور ان پر غلبہ دے"۔ شرجیل کہتے ہیں کہ میں اسکی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اُم آبان نے تیر چلایا جو ٹھیک نشانہ پر لگا۔ اسیوقت اس رومی کے ہاتھ سے صلیب گر پڑی جسمیں چمکتے ہوئے جواہر جڑے تھے۔

جب یہ صلیب مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی۔ تو عیسائیوں کے دل پر سخت چوٹ لگی جوش مذہبی سے آگ ہو کر انہوں نے بحیثیت اجتماعی لشکر اسلام پر ایک نہایت ہی سخت حملہ کیا اور صلیب کو حضرت شرجیل بن حسنہ کے ہاتھ سے چھیننا چاہا۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب شرجیل بن حسنہ نے توما کو سخت ہی غصہ کے ساتھ اپنی طرف حملہ آور دیکھا تو انہوں نے زمین پر صلیب پھینکی اور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی اور اس کے مقابلہ کیلئے آگے بڑھے توما صلیب کو زمین پر گرا دیکھکے اپنے بہادران لشکر کو آواز دی۔ اوس آواز پر اس کے سپاہی بغرض کمک اس کے پاس آگئے جب اُم آبان نے یہ ماجرا دیکھا تو انہوں نے اپنے لشکر کے غازیوں سے پوچھا" یہ کون شخص ہے جو لشکر اسلام پر اس سختی سے حملہ آور ہے" لوگوں نے کہا" یہ بادشاہ ہرقل کا داماد توما ہے جس نے تمہارے خاوند سعید بن العاص کو قتل کیا ہے"۔ یہ سنکر اُم آبان نے سخت حملہ کیا اور وہ توما کے قریب دوڑ کر پہنچیں۔

انہوں نے اپنا تیر کمان میں جوڑ کے توما کیطرف چلایا یہ دیکھکے چاروں طرف سے کفار رومیوں نے اُم آبان کو آکر گھیر لیا اور ان پر وار کرنے لگے لیکن اُم آبان نے انکی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر ایک تیر کمان میں جوڑ کر ان کے افسر توما کیطرف سیدھا کیا جب بسم اللہ کہکر انہوں نے تیر چھوڑا تو وہ اسیوقت توما کی بائیں آنکھ میں جا لگا جبکہ وہ شرجیل بن حسنہ پر غالب ہوا ہی چاہتا تھا اور صلیب اٹھانے ہی کو تھا۔ اس تیر کے لگتے ہی وہ پیچھے پھرا۔ اور اُم آبان نے دوسرا تیر کمان میں جوڑنا چاہا۔ لیکن توما کے ہمراہیوں نے اسے اپنی ڈھالوں میں چھپا لیا۔ اس وقت اُم آبان متواتر تیر چلاتی تھیں

اشعار

اُمَّ اَبَانَ فَاطْلُبِیْ تبارك
اے اُم آبان تو بدلا لے

صُوْلیْ عليهم صولة المتدارك
ان پر تو سخت سزا دینے والا حملہ کر

قد ضج جمع الروم من نبالك
تیرے تیروں نے رومی چلا اٹھے ہیں

اقسمت لاحدث عن المعارك
میں نے قسم کھائی ہے کہ معرکوں کو بیان کروں

ولكنت ما عشت لكم بتارك
اور رہیوں گی تمہاری جدائی کے بعد

واقدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اُم آبان نے ایک کو تیر مارا جو اس کے سینہ میں لگا۔ اس کے زخم سے وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر انہوں نے اوس پر دوسرا تیر چلایا جو اسکی گردن میں جا کر بیٹھا۔ اور وہ اس کے صدمہ سے راہی ملک عدم ہوا۔

جب توما۔ اُم آبان کا تیر کھا کے میدان جنگ سے بھاگا تو اس نے اپنے شہر میں پہنچکے دم لیا۔ تیر اس کی آنکھ میں اس زور سے اتر بیٹھا تھا۔ کہ اس کا نکالنا دشوار تھا اس کی قوم کے بڑے بڑے معزز نصرانی جو اس کے گرد جمع تھے۔ اس تیر کی نکالنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ توما کی آنکھ میں سے نکلتا نہیں تھا۔ اور توما درد سے نالہ و فریاد کرتا تھا۔ جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو تیر کی ڈانڈ کاٹ دیگئی اور اوس کا پیکان آنکھ ہی میں قائم رہا۔ اس زخمی آنکھ پر پٹی باندھے جانے کے بعد اس سے میدان جنگ میں پھر جانے کیلئے کہا گیا۔ لیکن اوس نے دروازہ کے باہر قدم تک نہ رکھا۔

خالد بن ولید کو اُم آبان کی اس بہادری توما کے زخمی ہونے اور صلیب کا ہاتھ آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ جب آدھی رات ہوئی اور میدان کارزار بدستور گرم رہا۔ تو ہر ایک شخص اپنے قریب والے آدمی سے لڑنے لگا۔ اور اپنے اور پرائے کی کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ اُم آبان شرجیل بن حسنہ کے ساتھ تھیں۔ اس رات معرکہ کارزار میں ان سے بڑا صبر و استقلال ظاہر ہوا۔ وہ متواتر لشکر مشرکین پر تیر چلاتی تھیں۔ جو انکا تیر ایک کافر کو قتل کرتا تھا۔ انہیں رومی مرد سمجھتے تھے جب صرف ایک ہی تیر ان کے پاس باقی رہا تو وہ اسے لیکر لشکر مخالف کے دائیں بائیں دیکھنے لگیں۔ اتنے میں ایک رومی آدمی ان کے قریب آیا۔ اُم آبان نے پھرتی سے یہ تیر اسکی طرف چھوڑا جو اس کے سینہ میں جا کر بیٹھا۔ تیر کے لگتے ہی اس رومی آدمی نے اپنے قوم کو آواز دی اور اُم آبان کو جھپٹ کر حملہ کیا۔ اس آواز کے سنتے ہی اسکی قوم پھر اسکی اعانت کیلئے پھری اور ناگہاں دوڑ کے اُم آبان کو گرفتار کر لیا مگر اس مسلمان بہادر عورت کے تیر کا گھایل پھر جان بر نہ ہوا۔

جب رومی اُم آبان کو قید کر کے لیچلے تو دفعتاً ایک مسلمانوں کی جماعت نے اس واردات کو دیکھا۔ ان میں سے عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق۔ اور آبان بن عثمان رضی اللہ عنہم نے یہ ملاحظہ فرمائے کہ اُم آبان کو دو سوار رومی پکڑے ہوئے لئے جاتے ہیں اور وہ فریاد کرتی جاتی ہیں کافروں پر جھپٹ کر حملہ کیا اور ان دونوں رومی سواروں کو قتل کر کے اُم آبان کو رہائی دی۔

اس لڑائی کے علاوہ اُم آبان اور معرکوں میں بھی شریک رہی ہیں اور کئی مقامات پر دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئی ہیں۔

اس تاریخی واقعہ سے ثابت ہے کہ مسلمان عورتیں بھی فوجی کاموں میں حصہ لیتی رہی ہیں اور برابر مقابلہ کرتی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں گذرا ہے اور انہیں کے زمانہ خلافت میں اور عورتیں بھی ان لڑائیوں شریک ہوئی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

. . . .

اس زمانہ کی ہندی مسلمان جو ہندو وزیچ میل جول کرا اپنے تمام عہد اور صفیہ اسلامی باتوں کو بنظر استعجاب دیکھتے ہیں اور قرآن شریف کو چھوڑ کر منوجی کے شاستر پر چلتے ہیں عورتوں کے تمام جائز حقوق کی ہرگز پروا نہیں کرتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مظلوم اسلام کو اپنے ہندی رسم و رواج سے اپنا بدنام کر رکھا ہے کہ جاہل اشخاص غیر مذہب ان بدعتوں کو اسکیطرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ اسلام وہ پاک دین ہے جو دنیا و دین دونوں میں ایک قسم کا اعلےٰ درجہ کا مہذب اور لائق بنا دیتا ہے جسقدر عورتوں کو اسلام نے حقوق عنایت فرمائے ہیں وہ اور کسی مذہب اور قانون نے نہیں دیئے

(مسلم نسواں)

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب (۸)

جو لوگ کہ مذکورہ بالا عملی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں وہ کہیں گے کہ جو بدی ہم پر نازل ہے اُس سے مخلصی حاصل کرنے کیواسطے صرف چند آدمیوں کا نہیں بلکہ بالعموم سب آدمیوں کا اپنی حالت پر غور کرنا لازم ہے۔ اور اس کے بعد یہ سب ایک ہی طرح خدا کی مرضی کا بجا لانا اور پڑوسی کی خدمت کرنا اپنا عین فرض سمجھیں گے۔

کیا یہ ممکن ہے؟ میں جواب دیتا ہوں کہ یہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ ایسا نہ ہونا ناممکنات میں داخل ہے۔ انسانوں کا اپنی حالت پر غور نہ کرنا ناممکنات میں داخل ہیں۔ کیونکہ انسان اپنی ہستی کے مدعا کو معلوم کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نے ہمیشہ اپنے آپکو یہی سوال کیا ہے۔ اور اس کو اپنی ذہنی استعداد کے مطابق یہی جواب ملتا رہا ہے۔ ہمارے زمانہ کے لوگ بھی قانون زندگی کو تسلیم کرنے اور لوگوں کے ساتھ محبت اور انکی خدمت کرنے کے اصول کو سمجھنے کی ساتھ بجز اس کے کوئی دوسرا جواب نہیں دیکھتے کہ انسانی زندگی کے مدعا کی نسبت صرف یہی معقول جواب ہو سکتا ہے۔ اور ایک ہزار نو سو سال گذرے ہیں کہ یہی دین عیسوی میں ظاہر کیا گیا تھا اور انسانی ذات کی ایک بڑی تعداد کو اس کا علم ہے۔

یہی جواب ہمارے زمانہ کی عیسائی دنیا کے لوگوں کے دلوں میں چھپا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہو کر ہماری زندگی کا ہادی نہیں ہوتا کیونکہ ایک طرف تو وہ لوگ جو سائینس دان کہلاتے ہیں اس بھاری غلطی میں پڑے ہوئے ہیں کہ مذہب انسانی ذات کی ترقی میں محض ایک زینہ ہے جس کے بغیر انسان کا گذارہ ہو سکتا ہے اور یہ لوگ اس خیال فاسد کو ابتدائی تعلیم پانے والوں میں شائع کر رہے ہیں۔ اور دوسری جانب متعدد لوگ بعض دفعہ دانستہ اور بسا اوقات بے خبری سے لوگوں کے دلوں میں دین عیسوی کی نسبت بے سرو پا تعصب پیدا کرنیکی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

اگر یہ دونوں حیل اور فریب غارت کئے جاتے تب سچا مذہب جو پہلے ہی لوگوں کے [illegible] پنہاں ہے عالم شہود میں آسکتا [illegible] عا حاصل کرنے کیواسطے [illegible] قانون کو سمجھنا چاہئے کہ تمام لوگوں کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنے کا اصول اور نیز یہ قاعدہ کہ "جو چیز تم خود پسند نہیں کرتے [illegible]" انسانی تھیوریوں کی ایک بڑی تعداد کا سرسری یا عارضی ماحصل نہیں جسکو کسی دوسرے خیال کے تابع کر سکیں بلکہ یہ ایک پختہ اصول ہے جو دوسرے خیالات سے اعلے اور برتر رہنا چاہئے۔ اور یہ ازلی خداوند کے ساتھ انسان کے غیر متغیر تعلقات سے پیدا ہوا ہے اور سب مذہبوں کا مذہب ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ عمل کرنا چاہئے۔

قطع نظر اس کے جو لوگ دین عیسوی کی آڑ میں مذہبی تعصبات پھیلاتے پھرتے ہیں۔ انہیں خوب سمجھنا چاہئے کہ یہ تمام ہدایتیں اور رسم و رواج جنکی یہ تائید اور منادی کرتے پھرتے ہیں صرف غیر ضروری ہی نہیں بلکہ بدرجہ غایت مضر اور مخرب ہیں۔ اور انسان سے اس بڑی مذہبی سچائی کو مخفی کرنیوالی ہیں۔ جو خدا کی مرضی کو پورا کرنے سے۔ اور لوگوں کی خدمت کرنے سے اور اس قاعدہ سے حاصل ہوتی ہے کہ ہمیں لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ ہمارے ساتھ کریں۔ یہ عیسائی مذہب کے بڑے اصولوں میں سے ایک نہیں بلکہ انجیل کا سالم عملی مذہب ہے ان لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ انسان کی عمدہ زندگی کے واسطے مذہب کا ہونا لابدی امر ہے اور یہ مذہب اس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں پہلے ہی موجود ہے۔ پس جو لوگ دانستہ یا نادانستہ کلیسیائی تعصبوں سے لوگوں کو احمق بنا رہے ہیں وہ اس حرکت سے باز آجائیں۔ اور لوگوں کو یہ تلقین دینے کی کوشش کریں کہ دین عیسوی میں نہ تو اصطباغ اور نہ ہی کسی ہدایتوں وغیرہ کی پابندی لازمی ہے بلکہ صرف یہ اصل اصول ہے کہ اپنے پڑوسی سے محبت کریں اور دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا کہ چاہتے ہیں کہ دوسرے ان کے ساتھ کریں اسی میں سب قانون اور نبیوں کے صحائف آجاتے ہیں۔

اگر جھوٹے عیسائی اور سائنس دان پہلے یہ سادی صاف اور ضروری سچائیاں خود سمجھ جائیں اور پھر بچوں اور ناتعلیم یافتہ لوگوں میں ان کی منادی کرنا شروع کر دیں اور اپنی پیچیدہ اور غیر ضروری تھیوریوں کی وعظ کو چھوڑ دیں تو پھر سب لوگ اپنی زندگی کے مدعا کو یکساں سمجھ سکیں گے اور اپنے سچے فرائض پر عمل کرنے لگیں گے۔

باب (۹)

لیکن اب جبکہ ہمارے دشمن روس میں ہمارے کاٹ رہے ہیں اور ہمارے لوگوں کو تہ تیغ کر رہے ہیں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا ہم اپنے دشمنوں کو اپنے مقبوضات تباہ کرنے دیں؟ اور اپنی [illegible] کی پیداوار ان کو [illegible] دیں اور اپنے آدمیوں کو ہلاک کرنے دیں یا [illegible] دیں۔

قبل اس کے کہ جنگ کی کارروائی شروع کی گئی تھی (بلا لحاظ اس کے کہ کون شخص اس کا آغاز کرنیوالا تھا) ہر ایک واقف کار اور بیدار شخص کو یہی کہنا اور سوچنا چاہئے تھا کہ میری زندگی کے مدعا کو پورا [illegible] کے متعلق [illegible]۔ جاپانیوں یا روسیوں کے حقوق کے ساتھ کوئی سروکار نہیں میری زندگی کا مدعا صرف یہی ہے کہ میں اسکی مرضی کو پورا کروں جس نے مجھ کو یہ زندگی بخشی ہے اور میں اس مرضی کو خوب جانتا ہوں۔ اور وہ یہی ہے کہ میں اپنے پڑوسی سے پیار کروں اسکی خدمت بجالاؤں اور عارضی سرسری اور ظالمانہ تقاضوں کے حلقہ میں آکر راہ راست سے گمراہ نہ ہوں۔ اور کیا وجہ ہے کہ اپنی زندگی کے دائمی اور بے بدل قانون پر عمل نہ کروں۔؟ اگر کوئی خدا ہے تو مجھ سے مرنے کے بعد یہ دریافت نہیں کریگا کہ میں نے چینیا سو کو اس کے گوداموں سمیت یا پورٹ آرتھر کو بحیثیت مجموعی سلطنت روس کے دشمنوں کی دستبرد سے کیوں نہ بچایا۔ جو بطور ودیعت میرے سپرد نہیں کئے گئے تھے۔ بلکہ مجھ سے یہ دریافت کریگا کہ میں نے اس زندگی کو کس طرح استعمال کیا جو اس نے میرے زیر اقتدار کی تھی؟ اور میں اس کو اس مصرف میں کیوں نہ لایا جس واسطے یہ تیار کر کے میرے حوالہ کی گئی تھی؟ کیا میں نے اس کے قانون کو پورا کیا ہے؟

اب سوال کی بابت کہ جنگ کے چھڑنے کے بعد مجھے کیا کرنا چاہئے؟ یہی جواب ہے کہ جو شخص اپنی زندگی کے مدعا کو سمجھتا ہے خواہ اس کا دنیاوی منصب کچھ ہی ہو۔ خواہ جنگ شروع ہو یا نہ ہو۔ خواہ ہزار ہا روسی یا جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہوں۔ خواہ صرف پورٹ آرتھر ہی نہیں۔ بلکہ سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو بھی مسخر کیا گیا ہو۔ میں بجز اس کے کچھ نہیں کر سکتا جو کہ خداوند خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ لہذا میں بحیثیت انسان نہ تو [illegible] اور نہ [illegible] اور نہ ہدایت دینے اور نہ مدد کرنے سے اور نہ تحریک اور تعریف لانے سے جنگ میں شریک ہو سکتا ہوں۔ خدا کی مرضی کے خلاف عمل نہ کرنے سے منشا جو کچھ وقوع میں آئے۔ وہ تو میں نہیں جانتا۔ اور نہ جان سکتا ہوں۔ لیکن میرا یہ اعتقاد ہے کہ خدا کی مرضی کو بجالانے سے وہی نتیجہ نکلیگا جو میری ذات اور نیز دیگر سب لوگوں کیواسطے مفید ہوگا۔

اگر ہم روسی اس وقت جنگ کو چھوڑ دیں اور جو کچھ جاپانی ہم سے چاہتے ہیں وہ دینا منظور کر لیں تو آیا یہ اس کے نتیجہ سے نہایت ڈر [illegible]۔

لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اوس مذہب کے لوگوں میں قائم ہونے سے انسانی ذات کو وحشیانہ حرکات اور ذاتی تباہی سے نجات ملتی ہے جو پڑوسی سے پیار کرنا اور اسکی خدمت کرنا سکھاتا ہے۔ تب ہر ایک جنگ اور جنگ کا ہر ایک گھنٹہ اور اسمیں میرا شریک ہونا اس ممکن نجات کو زیادہ تر مشکل اور بعید کرتے ہے۔

پس روسیوں کا۔ جاپانیوں کے مطالبوں کو منظور کرنا گویا تباہی اور بربادی سے مخلصی حاصل ہونے کے مساوی ہے۔ حالانکہ جسقدر جنگ کا پھیلاؤ کیا جائیگا۔ اسیقدر جنگ کی مصیبتوں سے مخلصی حاصل کرنے کے ذرائع ہم سے دور اور بعید ہوتے جائیں گے۔

اگر یہ صورت ہو تاہم جواب دیا جاتا ہے کہ جنگ تب ہی ختم ہو سکتی ہے۔ جبکہ سب لوگ یا ان کا بڑا حصہ اس میں شریک ہونے سے انکار کرے۔ لیکن ایک شخص کا انکار کرنا خواہ وہ زار روس یا سپاہی ہو بلا ضرورت اور کسی کو ذرہ بھی فائدہ پہنچانے کے بغیر اس کیلئے وبال جان ہوگا۔ اگر اس وقت زار روس جنگ کو چھوڑ دے تو اس کو تخت چھوڑنا پڑیگا اور عجب نہیں کہ قتل کیا جاوے۔ اور اگر کوئی معمولی شخص ملٹری سروس سے انکار کر دے تو یا تو جیل یا [illegible] فوج کو بھیجا جائیگا۔ یا بندوق کی گولی سے ہلاک کیا جاوے گا۔ پس کیوں کوئی شخص ناحق اپنی قیمتی زندگی کو تباہ و غارت کرے جس سے سوسائٹی کو فائدہ پہونچا سکتا ہو؟ مگر یہ ان لوگوں کا عام سوال ہے جو اپنی زندگی کے مدعا پر غور نہیں کرتے اور اس لئے اس کو بالکل نہیں سمجھتے۔

لیکن جو شخص اپنی ہستی کی غرض کو سمجھتا ہو یعنی کہ مذہبی آدمی ہو وہ کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ یہ اپنے فعل کے قیاس کئے ہوئے نتائج کے تابع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی ہستی کے مدعا سے واقف ہوتا ہے کارخانہ کا کاریگر کارخانہ میں جاکر اپنا متعلقہ کام کرتا ہے۔ اور اپنی محنت کے نتیجہ کے متعلق غور نہیں کرتا۔ اسیطرح سپاہی اپنے کمانڈر کی مرضی بجالاتا ہے۔ اور مذہبی آدمی بھی وہ کام کرتا ہے جو خدا نے اس کے واسطے مقرر کر چھوڑا ہے اور اس کے نتیجہ کو نہیں سوچتا۔ پس مذہبی شخص کو اس سوال سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ آیا تھوڑے یا بہت لوگ وہی کام کرتے ہیں جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور نہ اس کو سوچنا پڑتا ہے کہ جو کچھ یہ کرتا ہے۔ اس کا اثر اس پر کیا ہوگا اسکو صرف اسقدر معلوم ہے کہ میرے لئے زندگی یا موت ہے اور وہ زندگی یا موت اسی خدا کے ہاتھوں میں ہے جس کا حکم میں بجالا رہا ہوں

(باقی)

پس مذہب کو یا بہ انسانی امر خیال ہے اور نہین کر سکتا۔ یہ اسطرح کرنا چاہتا ہے۔ یا کہ اسلئے ایسا کرنے سے اس کی ذات کو یا دوسرے شخصون کو فائدہ ہوگا۔ بلکہ اس خیال سے کرتا ہے کہ اس کی زندگی خدا کے ہاتھون مین ہے لہذا یہ اس کے بغیر کچھ نہین کر سکتا۔

باب (۱۰)

لیکن دشمنون کا کیا حال ہے جو ہم پر حملہ آور ہین؟ حضرت عیسیٰ مسیح کے بارہ حواریون کی تلقین مین بیان کیا گیا ہے کہ اپنے دشمنون سے پیار کرو تمہارا کوئی دشمن نہین رہیگا۔

اس جواب مین محض لفاظی نہین کیگئی۔ جیسا اکثر لوگ دشمنون کے ساتھ پیار کرنے کی سفارش کو مبالغہ سمجھا کرتے ہین بلکہ اس کی مراد کچھ اور ہی ہے۔

دشمنون سے پیار کرو یعنی جاپانیون اور چینیون سے جن سے مجہول لوگ نہین متنفر کرنے کی کوششون مین لگے ہوئے ہین۔ پیار کرنے کے معنے یہ ہین کہ انہین افیون سے زہر دینے کا حق حاصل کرنیکے واسطے قتل کرو۔ جیسا کہ اقوام یورپ نے کیا۔ اور ان کا ملک لینے کے واسطے انہین ہلاک نہ کرو۔ جیسا کہ فرانسیسیون۔ روسیون اور جرمن لوگون نے کیا۔ اور ان کو نقصان پہونچانے کے واسطے انہین زندہ دفن کرنے کی سزا نہ دو اور نہ انہین بالون سے اکٹھا باندھو اور نہ دریا کے امور مین انہین غرق کرو جیسا کہ روسیون نے کیا۔

شاگرد اپنے استاد سے بڑھکر نہین ہوتا اس کے لئے اپنے استاد جیسا ہونا ہی کافی ہے۔ زرد رو لوگون سے جن کو ہم اپنا دشمن کہتے ہین محبت کرنے کے یہی معنے ہین کہ ان لوگون کو عیسوی کے نام سے آدم کے زوال۔ شفاعت اور قیامت وغیرہ کی لغو تعصبات کی تعلیم نہ دیجائے اور انہین دوسرون کو دہوکا دینے یا ہلاک کرنیکا درس نہ دیا جائے۔ بلکہ انہین انصاف بے تعصبی۔ رحم اور محبت کرنیکا سبق دیا جائے اور یہ صرف زبانی جمع خرچ پر ہی ختم نہ کیا جائے بلکہ اپنی زندگی کی نیک مثال انکے پیش کیجائے۔

ہم انکے ساتھ کیسا سلوک کرتے رہے ہین اور اب کر رہے ہین۔

بیشک اگر ہم اپنے جاپانی دشمنون کے ساتھ محبت کرتے بلکہ اب بھی محبت کرنا شروع کرین۔ تو ہمارا کوئی دشمن نہین رہیگا۔ خواہ یہ ان لوگون کو کیسا ہی حیرت انگیز معاملہ معلوم ہو جو ملٹری نقشون۔ تہذیب سامان جنگ و پولیٹیکل خیالات۔ مالی معاملات

اور سیاسی امور وغیرہ وغیرہ مین مصروف ہون اور جن کے ذریعہ سے یہ انسانی ذات کو مصیبتون سے مخلصی دلانا خیال کرتے ہون۔

اور انسان کو نہ صرف جنگ کی مصیبتون سے بچانا چاہتے ہون بلکہ تمام مصائب سے جو لوگ اپنے اعمال و افعال سے اپنے اوپر نازل کرتے ہون۔ تو یہ مدعا شاہون اور شہنشاہون کی معرفت حاصل نہین ہو سکتا۔ جو امن کے واسطے اتحاد قائم کر سکتے ہون۔ اور نہ ان لوگون کی معرفت جو شاہون یا شہنشاہون کو تخت سے اتار سکتے ہون۔ یا شاہی سلطنتون کی جگہ پبلک گورنمنٹ قائم کر سکتے ہون اور یہ مدعا نہ تو امن کی کانفرنس کے منعقد کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ سوشلسٹ فرقہ کے بدمعاشون کے پروگرام پورا کرنے سے اور نہ خشکی یا تری پر فتوحات حاصل کرنے یا زمین اٹھانے سے۔ اور نہ کتب خانون یا یونیورسٹیون سے۔ اور نہ لیکچر و لیو بیج ذہنی مشقون سے جنکو سائنس کہتے ہین۔ بلکہ محض ایسے سادہ اور معمولی لوگون کی طفیل ہو سکتا ہے جیسے دکو کھوبور۔ ڈروجن۔ اور لکسو وک۔ روس مین ٹروی۔ ہالنڈ مین۔ نزارینس آسٹریا مین اور کانڈیز فرانس مین گذر رہے ہین۔ اور یہ کسی بیرونی تبدیلی سے نہین ہو سکتا بلکہ اس کی مرضی لانے سے ہوتا ہے جس نے ان کو دنیا مین بھیجا اور صرف ایسے لوگ اپنے آپ مین اور اپنی روحون مین خدا کی بادشاہت کو سمجھکر کسی بات کو آجا نگاہ بنانے کے بغیر خدا کی وہ بیرونی بادشاہت قائم کر سکتے ہین جس کے ہر ایک روح انسانی ترس رہی ہے۔

ان بلاؤن سے مخلصی محض اسطرح ہو سکیگی جس کے واسطے کوئی دوسرا ذریعہ نہین۔ دنیا کے لوگون کو جس مصیبت سے تکلیف پہونچ رہی ہے۔ محض اسوجہ سے ہے کہ یہ عارضی طور پر اپنا مذہب چھوڑ بیٹھی ہے۔

بعض لوگون نے مذہب اور سائنس کے مابین جو اس زمانہ کے لوگون نے حاصل کیے مین تفاوت کا درجہ دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ بالعموم مذہب ضروری نہین۔ لہذا یہ مذہب کے بغیر رہتے ہین اور یہی دوسرے لوگون سے منادی کرتے رہتے ہین۔ اسیطرح دوسرے لوگ بھی انکی تقلید کرنے لگ جاتے ہین اور خالی بیرونی رسوم پر اعتقاد رکھتے ہین جن سے انسانون کی رہنمائی نہین ہو سکتی۔ تاہم جو مذہب ہماری موجودہ ضروریات کو پورا کر سکتا ہے موجود ہے اور سب لوگ اس سے واقف ہین اور عیسائی اہل دنیا کے دلون مین چھپا ہوا ہے اور اس کو عالم شہود مین لانے کے واسطے مناسب ہے کہ تعلیم یافتہ اور لوگون کے لیڈر اس بات کو سیکھے کہ خود سمجھین کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور

اس کے بغیر اس کی زندگی کی اصلاح نہین ہو سکتی اور جس کا نام انہون نے مذہب کہا ہوا ہے۔ یہ مذہب کا کام نہین دیسکتا اور جو دی اقتدار لوگ خالی مذہبی ضوابط و آئین کے مدعی ہین۔ وہ دلوںمین خوب سمجھ جائین کہ یہ مذہب نہین بلکہ سچے مذہب کمو نرسائی حاصل کرنے مین رکاوٹین ہین بس آدمی کی نجات کے بعض یقینی اسباب یہی ہین کہ یہ وہ کام کرے جو اس کے سچا مذہب اختیار کرنے مین حائل ہو۔ (باقی آئندہ)

استفسار اور انکے جواب

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۳۲ صفحہ ۹)

باقی جواب سوالات مرسلہ نواب علی شاہ از کرنا ہلا کشمیر

جواب (۲) وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ ترجمہ۔ اور ہم نے مریم و مسیح کو تکلیف و مصیبت سے بچا کر ایک بلند ٹیلے پر پناہ دی جو چشمہ دار اور ان کے لئے قرارگاہ تھا۔ سابق مفسرون اور مورخون نے اس ٹیلے کو معین نہین کیا ادہر ادہر دیکھ بہال کر آخر شک و شبہ مین ہی واللہ اعلم لکھکر چلے گئے۔ شکی بات انسان کو ہمیشہ قلق و اضطراب مین رکہتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو بات قرآن کریم مین نازل فرمائی گئی ہے۔ وہ ازالہ شک و شبہ و وہم و گمان کو دور کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ دیکھو مفسرین اور مورخون کے اقوال اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام مین کتنا بڑا تناقض و اختلاف ہے ابن اثیر اپنی تاریخ مین مفسرین کی رائے لکہتا ہے ان مریم حملت المسيح الى مصر بعد ولادته ومعها يوسف وهي الربوة التي ذكرها الله تعالیٰ وقيل دمشق وقيل بيت المقدس وقيل غير ذالك يعنی مریم علیہا السلام مسیح کو پیدائش کے بعد مع یوسف نجار مصر مین لیگئی یہی وہ ٹیلہ ہے جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم مین ذکر کیا ہے اور بعض کہتے ہین وہ ٹیلہ دمشق ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ ٹیلہ بیت المقدس ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ ٹیلہ کوئی اور مقام ہے۔

مفسرین اور مورخین نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہی کچھ ہے کسی نے کوئی مقام مقرر نہین کیا سب نے ٹکرین چلائین اور اٹکلین لگائی ہین مگر خدا نے ربوہ کا ذکر اس پیرایہ سے کیا ہے کہ وہ بالکل قابل اطمینان اور تسلی دہ ہے مورخین اور مفسرین نے جو اقوال لکھے ہین انکو پڑھکر

غور کرو کہ وہ کسقدر اطمینان و تسلی سے دور کرنے والے اور شکوک و شبہات پڑہانے والے ہین پس اطمینان بخش و تسلی دہ وہی قول ہے جو خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم مین بیان فرمایا ہے۔ وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ اس آیت مین مسیح اور اس کی والدہ کے متعلق اور اس مقام کا حال جو کچھ بیان فرمایا گیا ہے وہ صاف ظاہر ہے (۱) اول خداوند تعالیٰ نے مسیح اور اسکی والدہ کو ایک سخت مصیبت کے بعد ہی پناہ دی[2] مین ایسے لیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ پر واقع صلیب سے پہلے کوئی ایسا سخت واقع نہین گذرا جیسا کہ مسیح کو صلیب پر مارنے کیلئے یہودیون نے کوشش کی تھی۔[1]

(۲) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مسیح اور اس کی والدہ کو اس واقع کے بعد کسی دوسرے ملک مین لے گیا اگر وہ دمشق و مصر مین دوسرے واقع کے بعد جاتے تو وہان یہودی فریسی ان کو پہر تکلیف وایذ پہونچاتے کیونکہ وہ ان ممالک مین بکثرت موجود تھے جو دعوے مسیح کو سنکر غضبناک ہو رہے تھے۔ رسولون کا کام دعوت الی اللہ ہوتا ہے انکی زندگی صرف اسی کام پر وقف ہوتی ہے جب یہ کام پورا ہو جاوے تو وہ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہین وہ جہان ہون دعوت الی اللہ مین مشغول رہتے ہین مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کیطرف پیغمبر ہو کر آئے تھے بنی اسرائیل کے بارہ فرقون مین سے دس فرقے قبل ازین جلاوطن کیے گئے تھے اور براستہ فارس۔ کابل و کشمیر مین آکر آباد ہوئے تھے انہی دس فرقون کیطرف مسیح علیہ السلام بھی براہ فارس کابل مین ہوتے ہوئے کشمیر مین آکر قیام پذیر ہوئے اور بنی اسرائیل کو دعوت کرتے رہے کابل و کشمیر و سرحدی مقامات کے لوگ سب بنی اسرائیل ہین اور خود بیان کرتے ہین کہ ہمارے اصلی آباؤ اجداد اپنے ملک سے جلاوطن کیے گئے تھے۔

(۳) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ربوہ یعنی ٹیلہ کوئی عظیم الشان ہے جسمین تنوین برائے تعظیم موجود ہے جغرافیہ کی رو سے کوہ ہمالہ زمین کے سب دنیا کے پہاڑون سے بلند ہے اور کشمیر بھی کوہ ہمالہ کے اندر واقع ہے۔

(۴) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ نے اس ٹیلہ پر ایک ہی تمام یا تا دم آخر زندگی بسر کی ہے اور اس ٹیلہ پر انکی قرارگاہ ہے۔

(۵) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس مقام کا پانی چشمہ دار اور بکثرت ہے اور وہ مقام بہ نسبت دیگر مقامات دنیا بہت

---

[1] انتائی صاحب ... سے بڑے کہاتے ہین مغربی دہریت کا جلوہ گاہ بگاہ دکہاتے جاتے ہین۔ [2] لفظ ایواء کسی سخت مصیبت کے بعد کسی کو پناہ دامن دینے مین استعمال کیا جاتا ہے

بنہ ہے جو خدا کی گاپانی صاف و خوشگوار ہے
(۶) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ کسی دوسرے ملک سے آکر اس مقام پر قیام پذیر ہوئے اور اس کو اپنا قرارگاہ ٹھہرایا۔
(۷) مذکورہ بالا امور مسیح اور اسکی والدہ کیلئے مخصوص انعام الٰہی میں سے تھے اور خدا تعالٰے نے ان کو یہ انعام عطا کرنے کے بعد پھر ان سے تا دم زیست سلب نہیں کیں کیونکہ یہ بات خداوند تعالٰے کی شان سے بعید ہے ہر ایک رسول نے جب اپنے ملک سے ہجرت کی تو دوسرے مقام میں جب اوس کو پناہ ملی تو پھر وطن سے اس کو نکالا نہیں گیا کیونکہ وہ مقام اس پیغمبر کیلئے خاص ماویٰ الٰہی کا ہوتا ہے مصر اور دمشق و بیت المقدس والی سب باتیں شکی ہیں کشمیر میں مسیح کے آنے کی تواریخ گواہ۔ قوم بنی اسرائیل خود گواہ اون کے شہروں اور گاؤں کے نام گواہ قرآن کریم گواہ۔ یوز آسف نبی نام گواہ۔ امام الہمام مسیح الموعود و مہدی المسعود خلیفۃ علیہ السلام گواہ۔ جو شخص اتنے معتبر گواہوں کو نہ مانے اوس کا دل سیاہ۔

جواب سوم ۔ بی بی مریم والدہ مسیح علیہ السلام کی قبر بھی کشمیر میں ہے مگر اس کی قبر کا نشان ابتک موجود و مشخص رہنا خداوند تعالٰے کے نزدیک قبر مسیح کیطرح ضروریات میں سے نہ تھا اب تک مسیح کی قبر کے نشان کا رہنا نصاریٰ اور ان کے ہم قیاسوں پر اتمام حجت کیلئے تھا ہزار ہا پیغمبر و رسول زمین میں سمائے ہیں اون کی قبروں کے نشان مٹ گئے ہیں موسیٰ علیہ السلام کی قبر اور اسیطرح اور صدہا انبیا و اولیا کی قبروں کے نشان نہیں ملتے۔

خداوند تعالٰے کا قرآن کریم میں تاریخ اور جغرافیہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ انسانی ہدایت مقصود و مطلوب ہے لہذا وہ قرآن میں اسقدر پیغمبروں کا بیان کرتا ہے جسقدر آیندہ ازمنہ کے لوگوں کے لئے مفید ہو۔ اگر قرآن میں ہر پیغمبر و رسول کی سوانح عمری و واقعات و وفات اور اون کے مکانات کا ذکر کیا جاتا تو اس کو کوئی پڑھ نہ سکتا اور اصلی مقصد و مطلب گم ہو جاتا خیر الکلام ما قل و دل۔

جواب ۴ ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روحانی ہوا تھا وہ اعلیٰ قسم کا مکاشفہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اکثر معتبر رواۃ کا اسی پر اتفاق ہے حضرت امام غزالی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں اس بات کی تائید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کو معراج روحانی ہوا تھا۔

جواب ۵ ۔ مردہ کو مالی بدنی عبادات کا ثواب بشرط خلوص نیت پہونچ سکتا ہے صدقہ و خیرات میں خلوص نیت و اقتدای نبوی شرط ہے۔ ملا لوگوں نے جو حیلے استقاط وغیرہ کے تراشے ہوئے ہیں وہ غلط ہیں۔ قرآن کریم و نقدیات و غلہ کا قبرستان میں لیجانا اور قرآن کو چکر دینا وغیرہ وغیرہ طریق نبوی نہیں اور نہ صحابہ کرام کا یہ عمل تھا اور نہ ائمہ کرام و فقہا کرام نے اس طریق کا انبساط کیا بلکہ بعض یہ جہلائے سندھ و پنجاب کا اپنا ہی تراشندہ طریق ملا لوگ اس کا نام حیلۃ الاسقاط فی ذنوب المیت رکھتے ہیں یہ رسوم سب غلط ہیں انکی کوئی سند قرآن کریم و احادیث نبویہ اور فقہ کی کتابوں میں نہیں ہے جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں وہ سخت خطا کار ہیں مردہ کیلئے خلوص دل سے دعا کرنا اس کا جنازہ پڑھنا۔ اس کیلئے روزہ رکھنا اس کیلئے حج کرنا اوس کیلئے مساکین و یتامیٰ کو نقد و غلہ دینا۔ کنواں تالاب مسجد بنوانا کار ثواب میں داخل ہے ان اشیاء کا اوس کو ثواب پہونچ سکتا ہے قرآن کریم و احادیث نبویہ سے ثابت ہے مگر خواہ مخواہ لوگوں کو دکہلاوے کیلئے اور نمود و نمایش کی غرض سے مردہ کے پیچھے قبرستان میں غلہ و نقدیات و قرآن کریم کو لیجانے سے حبط اعمال کا اندیشہ ہے یہ کام کبھی نہ کرنا چاہیے اگر قبرستان میں جانے مردہ کے پاس جا کر صدقہ و خیرات تقسیم کریں تو بدعات مخترعہ سے مجتنب رہکر بغیر سمعہ و ریا خیرات مستحقین میں تقسیم کرنا چاہیئے۔

(۶) تعویزات کے لکھنے میں ایک قسم کا شائبہ شرک محسوس ہوتا ہے احادیث صحیحہ میں اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ہمارے حضرت اقدس امام الہمام نے کبھی کسی کو تعویذ نہیں دیا۔

پڑھکر دم کرنا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلعم اذا اوی فراشہ نفث فی کفیہ بقل هو الله احد وبالمعوذتين جميعا۔ ثم يمسح بهما وجهه وما بلغت يداه من جسده قالت عائشة فلما اشتكى كان يأمرني ان افعل ذالك به۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم اپنے بستر پر بیٹھتے تو ہر سہ قل پڑھکر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر پھونک کر اپنے چہرہ کو اور جہاں تک آپ کے ہاتھ اپنے جسم پر پہونچتے پھیر دیتے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کو کوئی درد ہوتا تو مجھے حکم فرماتے کہ تم مجھے دم کرو۔ کذا فی صحیح البخاری۔

شامت اعمال ما آورد ایام چنین ما

مسلمانوں کی بدقسمتی سے انکی اصلاح کی باگ ان ہاتھوں میں لگئی ہے جو کسیطرح سے بھی اس عظیم الشان کام کے اہل نہیں کہے جا سکتے **اصلاح قوم** کا منصب خود بخود ریفارمر بنجانے سے حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ چند دل خوش کن تقریروں یا تحریروں پر اس کا مدار ہے بلکہ **مصلح قوم** فی الحقیقت وہ ہوتا ہے جو **خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خاص غرض اور مقصد کیلئے مامور ہوا ہو** اس سوا جو شخص نمود و نمایش کے خیال سے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیتا ہے یہی نہیں کہ وہ ناکام رہتا ہے بلکہ قوم کو بعض اوقات ایسی غلط راہ پر ڈالدیتا ہے جو اسکی ہلاکت اور تباہی کا موجب ہو جاتی ہے علاوہ بریں **اصلاح قوم** کی بہترین راہ ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ اسکی **مذہبی حالت** کو درست کیا جاوے جو اخلاقی۔ تمدنی۔ سیاسی۔ مجلسی۔ تجارتی غرض ہر ایک قسم کی بہتری اور بھلائی کو جامع ہوتی ہے لیکن اس زمانہ میں کچھ ایسی الٹی گنگا بہنے لگی ہے کہ جڑ کو کاٹ کر اسکی شاخوں کی پرداخت کا سوال حل کیا جاتا ہے اسی قسم کی اصلاح کا خیال ایک مسلمان گریجویٹ مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے کو پیدا ہوا ہے جنہوں نے ہندوستان ریویو کے اگست نمبر میں ایک مضمون اور کیا تعلیم یافتہ مسلمانوں کا الگ فرقہ نہیں کے نام سے شائع کرایا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے کیا لکھا ہے اس کا بھول جانا اسکے ذکر سے بہتر تھا لیکن محض اس خیال پر کہ (یہ مضمون اسلام کے مخالفوں نے اپنے اخبارات میں لیا ہے) ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کچھ لکھا جاوے ہم اس مضمون پر انشاء اللہ بالتفصیل لکھیں گے یا کوشش کریں گے کہ اپنے مخدوم و محسن حضرت حکیم الامۃ سے کچھ لکھوا لیں۔ فی الحال ہم اسکا خلاصہ دیدیتے ہیں۔ مسٹر سجاد حیدر صاحب نے لکھا ہے کہ سب انگریزی دان چھوٹے چھوٹے اختلاف کو چھوڑ کر مفصلہ ذیل اہم امور میں باقی مسلمانوں سے اختلاف رائے رکھتے ہیں مگر اخلاقی جرأت کی کمی ہے کہ وہ اپنی عملدرآمد نہیں کرتے
ا۔ اسلام کثرت ازدواج کو جایز نہیں رکھتا (۲) اسلام میں پردہ کی تاکید نہیں (۳) از روے شرع معاملات تجارت میں سود لینا جایز ہے (۴) طلاق کے بارے میں کسی حد تک احکام سخت ہونے چاہیئے (۵) قانون وراثت اور دیگر قوانین متعلقہ تمدن ناقابل ترمیم نہیں ہیں (۶) بسا اوقات رعایت قومی بالائے طاق رکھدینی چاہیے (۷) قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں علوم جدید کا لحاظ رکھنا چاہیے انسانی علوم میں جو سب سے اخیر اضافہ ہوا ہے قرآن کی تفسیر کرتے وقت زیر نظر رہے۔ دیگر کئی ایک امور ہیں جنمیں تعلیم یافتہ اور باقی مسلمانوں میں اختلاف ہے سب کی تفصیل نہیں کیجا سکتی مثال کے طور پر قرآن اور نماز اردو میں یا ایسی زبان میں پڑھنا چاہیے جسے پڑھنے والا جانتا ہے دیکھو میگزین مذکور کا صفحہ ۱۶۵۔

مسٹر سجاد حیدر ہی پہلا مسلمان نہیں جس نے مسلمانوں کی ایسی ہمدردی کرنی چاہی ہو۔ بلکہ ان سے پہلے اور ینٹل میان شاہ دین صاحب نے اس سال کے مارچ کے نمبر میں مسٹر سید کے حیثیت مذہبی ریفارمر کے عنوان سے جو آرٹیکل لکھا ہے انہوں نے اسمیں یہی سفارش کی ہے کہ زمانہ کے تقرر اوقات کی ضرورت نہیں اور روزہ میں صحت ہی ضبط اوقات نماز بیجا ہے اور روزہ سوسائٹی کی ابتدائی حالت میں مناسب حال تھے اب انکی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ دیکھو صفحات ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ اخیر پردہ مسلمانوں کو ایک نہایت مفید (بخیال خویش) مشورہ دیتے ہیں کہ ان کے طریق معاشرت میں مستورات کا رنگ ہونا چاہیئے۔ ورنہ مسٹر ریان کا مقولہ جو انہوں نے بیس برس ہوئے بیان کیا تھا ہماری حالت پر صادق آجائیگا کہ یہ بنی نوع انسان کی اعلیٰ درجہ کی خدمت کرنا ہے کہ ان کو اسلام کی قید سے آزاد کیا جاوے" اور قریباً اسی قسم کی بحث مسلمانوں کے مشہور اخبار ابزرور میں بھی ہو رہی ہے۔ تعجب!!!

غرض

مسلمانوں کیحالت بہت ہی کچھ قابل رحم یا قابل افسوس ہو رہی ہے اور اسکی بڑی وجہ وہی ہے جو ہم نے شروع میں بیان کی ہے **زمام اصلاح** وہ لوگ اپنے ہاتھوں میں **لینا چاہتے ہیں جن کو خدا تعالٰے نے اس منصب پر مامور نہیں کیا** یہ حالت ہے جو اندرونی طور پر مسلمانوں کی ہو رہی ہے اور اس پر بھی بعض خیال کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت اور حفاظت کا باوجود وعدہ حفاظت کوئی آسمانی انتظام نہیں کیا؟ یہ انکی غلط فہمی اور قیاس برنفس خود ہے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کی **حفاظت** کا آسمانی انتظام فرمایا ہے اور ایسے ایک **مامور** کو اس غرض کیلئے بھیجا ہے **لیکن اسکو شناخت کرنا یہ خدا کے فضل پر موقوف ہے** ہم اسکا پتہ دیتے ہیں کیا عجب سعادت مند روحیں اس سے فایدہ اٹھائیں۔ وہ **مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے جو **مسیح موعود** کے نام سے آیا ہے مبارک وہ جو اسکو قبول کرے مسٹر سجاد حیدر اور اور نیٹل میاں شاہ دین صاحب اور سید طلا حسین احمد صاحب بی۔ اے کے مضامین اس قابل ہیں کہ اہل نظر مسلمان ان پر قلم اٹھائیں اور مسلمانوں کی ذریت کو اس برے اثر سے بچانے کی کوشش کریں جو ایسے مضامین سے پہونچ سکتا ہو۔ ہم ان لوگوں کی نیت پر کوئی حملہ نہیں کرتے بلکہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کیلئے کوشش کرتے ہیں لیکن وہ کیا کریں معذور ہیں۔ مغربی فلسفہ اور سائنس کے اثر سے متاثر ہیں اور اسلام کے کمالات سے بے خبر ہیں یا کم سے کم تصانیف کا سلسلہ موجود نہیں ہے اور جو موجود ہے (سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام کی تصنیفات) ادھر توجہ نہیں باوجود آزاد خیال ہونے کے توجہ نہیں چونکہ یہ مضامین انگریزی میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں اسلئے اگر ہم اپنے محترم معاصر **ریویو آف ریلیجنز** کو توجہ دلائیں کہ وہ ان مضامین پر **پرزور مضامین شایع کرے** تو ہم حق بجانب ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ اس کے پیش نظر یہ مضامین ہوں۔ بہر حال ہم انشاء اللہ عنقریب اس قسم

ـــــ قرض کہ مصر و شام میں پہلے حادثہ پر مسیح کو پناہ ملی تو دوسرے حادثہ سے بچائے جانے میں ماوی کا ذکر کہاں ہے

(عهدة الامام عمر بن الخطاب)

الصادرة لصفرونيوس بطريرك القدس الشريف فى ٢٠ ربيع الاول سنة ١٥ الهجرة

"بسم الله الرحمن الرحيم"

الحمد لله الذى اعزّنا بالاسلام واكرمنا بالايمان ورحمنا بنبيه محمد صلى الله عليه وسلم وهدانا من الضلالة وجمعنا به بعد الشتات والّف قلوبنا ونصرنا على الاعداء ومكن لنا من البلاد وجعلنا اخوانا متحابين واحمدوا الله عباد الله على هذه النعمة. هذا كتاب عمر بن الخطاب لعهد وميثاق اعطى الى البطرك المبجل المكرم وهو صفرونيوس بطرك الملة الملكية فى طور الزيتون بمقام القدس الشريف فى الاشتمال على الرعايا والقسوس والرهبان والراهبات حيث كانوا واين وجدوا ويكون عليهم الامان. وان الذمى اذا حفظ احكام الذمة وجب له الامان والصون منا نحن المؤمنين ومن يتولى بعدنا ولينقطع عنهم اسباب جوائحهم بحسب ما قد جرى منهم من الطاعة والخضوع وليكن الامان عليهم وعلى كنائسهم وديارا تهم وكافة زياراتهم التى بيدهم داخلا وخارجا وهى القمامة وبيت لحم مولد عيسى عليه السلام كنيسة الكبراء والمغارة ذات الثلاثة ابواب قبلى وشمالى وغربى وبقية اجناس النصارى الموجودين هناك وهم الكرج والحبش والذين ياتون للزيارة من القبط والافرنج والسريان والارمن والنساطرة واليعاقبة والموارنة تابعين البطرك المذكور. ويكون متقدما عليهم. لانهم اعطوا من حضرة النبى الكريم والحبيب المرسل من الله وشرفوا بختم يده الكريم وامر بالنظر اليهم والامان عليهم. كذلك نحن المؤمنين نحسن اليهم اكراما لمن احسن اليهم. وليكونوا معافين من الجزية والخفارة والمواجب ومسلمين من البلايا كافة فى البر والبحور وفى دخولهم الى القمامة وبقية زياراتهم لا يوخذ منهم شئ. واما الذين يقبلون الى زيارة القمامة فيودى النصرانى الى البطرك درهما وثلث من الفضة وكل مومن ومومنة يحفظ ما امرنا به سلطانا او حاكما او والى يجرى حكمه فى الارض غنى ام فقير من المسلمين المومنين والمومنات وقد اعطى لهم مرسومنا هذا بحضور جم الصحابة الكرام عبد الله وعثمان بن عفان وسعد بن زيد وعبد الرحمن بن عوف وبقية الاخوة الصحابة الكرام فليعتمد على ما شرحنا فى كتابنا هذا ويعمل به ويبقى فى يدهم. وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله واصحابه والحمد لله رب العالمين حسبنا الله ونعم الوكيل. فى عشرين من شهر ربيع الاول سنة ١٥ للهجرة النبوية) وكل من قرا مرسومنا هذا من المومنين وخالفه من الآن والى الدين فليكن لعهد الله ناكثا ولرسوله الحبيب مبغضا.

من قاموس الادارة والقضا - نقلا عن مجموعة منشئات سلاطين وفريدون بك - (الهلال)

ترجمہ - سب حمد اس خداوند تعالے کو سزاوار ہے جس نے اسلام اور ایمان کی دولت سے ہم کو عزت دی اور سرفراز کیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے ہم پر رحم کیا اور ہم کو گمراہی سے نکالا اور پراگندگی کے بعد اکٹھا کیا اور ہمارے دلون مین الفت ڈالدی اور دشمنون کے مقابلہ مین ہماری مدد کی اور ہمین ملک مین متمکن کیا اور ہم کو آپس مین دوست کر دیا۔

اسے بندگان خداوند تعالے کی اس نعمت عظمیٰ پر اُس کا شکر ادا کرو۔

یہ عہدنامہ از جانب عمر ابن خطاب کے جو مکرم و معظم صفرنیوس بشاپ قدس شریف ساکن طور زیتون کیلئے اور رعایا اور پادریون اور راہب مردون اور عورتون کیلئے لکھا گیا ہے کہ وہ جہان مقیم ہون ان کو ہماری طرف سے ہر قسم کے گزند و تکلیف سے مامون و محفوظ رکھنے کیلئے کوشش ہوگی اور ذمی جب احکام ذمہ یعنے عہدنامہ کی حفاظت کرے تو ہماری طرف سے اس کے مال و جان کی دشمنون و دزدون اور راہزنون سے حفاظت کرنی واجب و لازم ہے ہم اور ہم سے بعد کے حاکم اس امر کے ذمہ وار ہین - اور بسبب اطاعت و انقیاد ان سے گزند کے اسباب منقطع کیے جاوین اور ان پر اور ان کے گرجون و گرجا گھرون اور زیارت گاہون مین وہ جہان ہون ہر جگہ امن و امان کے اسباب مہیا رہین اور زیارت گاہون سے مراد قبہ اور بیت لحم جہان مولد عیسیٰ علیہ السلام ہے اور تین دروازہ والا مشرقی و شمالی و مغربی والی غار ہے اور باقی نصاری جو ان مقامات مین موجود ہون اور وہ کرد اور حبشی اور قبطی اور فرنگی اور شامی اور ارمنی اور نسطوری اور یعقوبی وغیرہ اور بشاپ مذکور کے تابعدار ہین اون پر امن مقدم ہونا چاہیے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو امن ملا ہے اور ان کو آنحضرت کے خاص دست مبارک کی مہر عطا ہوئی ہے اور آنحضرت نے اُن کیلئے الطاف اور امن کی تاکید فرمائی ہے ایسا ہی ہم بھی اون کو امن و امان مین رکھنے کے ساعی ہین اور ان سے بھلا کرین گے اور جو ان سے بھلائی و احسان کرے ہم بھی اس کے ساتھ احسان کرینگے اور جزیہ اور مواجب اون سے معاف رہین اور جنگلون و دریاؤن مین بلاؤن و تکالیف سے اون کو مسلم و محفوظ رکھنے کی کوشش رہے قمامہ اور باقی زیارت گاہون مین داخل ہونے سے ان سے کچھ نہ لیا جاوے اور جو لوگ قمامہ کی زیارت کو آوین تو نصرانی بشاپ صاحب کو ایک درہم اور تین ردیہ دین ہر ایک مومن مرد ... مومنہ عورت ہمارے اس حکم کو محفوظ رکھین سلطان ہو یا حاکم ہو یا والی ہو نصاری کو ہماری یہ دستاویز ایک کثیر جماعت صحابہ کرام عبد اللہ و عثمان بن عفان و سعد بن زید و عبد الرحمن بن عوف اور بہت سے باقی صحابہ کے روبرو عطا کی گئی۔

جو کچھ ہم نے اس عہدنامہ مین تشریح کر دی ہے اس کو معتبر سمجھکر اس پر مدام عمل کیا جاوے اور یہ عہدنامہ اُن کے پاس رہے خداوند تعالیٰ کی رحمت و سلام ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم اور آنحضرت کے آل و اصحاب پر نازل ہو اور حمد خداوند تعالے پروردگار جہان کو سزاوار ہے خداوند تعالیٰ کافی اور اچھا وکیل ہے۔

(مورخہ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۵ ہجرۃ النبویۃ)

جس مومن نے ہمارا یہ عہدنامہ پڑھکر مخالفت کی وہ خدا تعالیٰ کے عہدنامہ کا توڑنے والا اور اس کے رسول کا دشمن ٹھیرے گا۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بخیال خویش خبطے دارد | یسوع مسیح

کے اصلی اور حقیقی مشن کے خلاف (جو صرف اسرائیل کی گم شدہ بھیڑون کی تلاش تھا) عیسائیون کو یہ خواہش ہمیشہ رہی ہے کہ وہ اس ملک کو خوب پامال کرین اور ہر مذہب و ملت کے لوگون کو عیسائی بنا دین - عیسائی بنانے کے واسطے جن جن ترکیبون اور تدبیرون سے کام لیا جاتا ہے ان کا بیان کرنا یہان ضروری نہین بہرحال اس خیال یا خبط نے بعض اوقات عیسائیت کی اشاعت کے دلدادون کو عجیب و غریب نکتہ آفرینی کا موقع دیا ہے۔

کلکتہ کے بشپ ویلڈن صاحب کی تجاویز سے ہمارے ناظرین ناواقف نہین ہون گے جنہون نے گورنمنٹ کو سرکاری مدارس مین انجیل کی تعلیم لازمی کر دینے کی بیہودہ اور بدنام کن تجویز بتائی تھی اور ایسا ہی ناظرین الحکم کو یاد ہوگا کہ ہمارے مشنری مزاج لیفٹیننٹ گورنر سر اینڈریو فریزر صاحب کے اس لکچر کا مفہوم معلوم ہوگا جو آپ نے ولایت جاکر ایک مجمع مین دیا تھا جس مین غریب اور وفادار ہندوستانیون کی وفاداری کو عیسائیت ...

ہو سکے ۔ یہ اتہپر مشروط قرار دیا تھا اور مسٹر
سر ٹیسل گرفین صاحب کو بڑی دیوان کا رتقرر
میں اشتہار تردید کرنی پڑی تھی ۔ بہر حال یہ خوش
فکر لوگ ولایت میں بیدا ہوتے رہتے ہیں
حال میں لارڈ ایڈیٹر نائکس صاحب نے لنڈن
کے نامور اخبار ٹائمز میں برٹش گورنمنٹ کو
عجیب و غریب صلاح دی ہے کہ تمام ہندوستان
کو عیسائی بنایا جاوے اس سے یہ فائدہ
ہوگا کہ ہندوستانیوں کی تفرقہ بازی دور ہو کر
وہ سب ایک مذہبی رشتہ میں منسلک
ہو جائیں گے ۔ اور ہندوستان میں انگریزی راج
کے استحکام کا موجب ہوں گے ۔

اس پر ہمعصر پیر کا رقمطراز ہے کہ گورنمنٹ
انگلشیہ کو عیسائی مذہب کی اشاعت کی صلاح
اس بنا پر دی گئی ہے کہ اس سے مختلف اقوام
ہند ایک ہو جائیں گی مگر گورنمنٹ اس صلاح
کو ہرگز نہیں مانے گی کیونکہ وہ ہندوستان میں
ایسے مذہب کا نشو و نما گوارا نہیں کر سکتی
جو یہاں کے مختلف گروہوں کو ایک بناوے
ہم اس خیال پر الحکم کی اگلی اشاعت میں
انشاء اللہ ایک مبسوط نوٹ لکھیں گے ۔

بقایاداران کیلئے مجتمع اطلاع

ہر ہفتہ یہ ناگوار اطلاع شائع کرتے ہوئے
ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ابھی تک خریداران
الحکم میں بہت سے ایسے بزرگ موجود ہیں
جن کے ذمہ نہ صرف سال رواں کا ہی چندہ
واجب الادا ہے بلکہ پچھلا بقایا بھی موجود ہے

اور اگر کل بقایا کی فرد تیار کر کے پیش کیجاوے
تو قوم یہ سنکر حیران ہوگی کہ دو ہزار روپیہ کے
قریب بقایا موجود ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ اگر
ساری کی ساری وصول ہو جاوے تو کارخانہ
الحکم کو ایک معقول اور بیش قیمت مدد بہم پہنچ جاوے
لیکن افسوس ہے کہ تحریری تقاضوں اور اخبار
میں متواتر اطلاعوں کا کوئی مفید اثر ابھی تک
نظر نہیں آیا اس لیے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ
بعد اختتام سقدیات غالباً سال نو کے آغاز میں
اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا ۔ اور اسباب میسر
آ جائیں تو ہم اپنا کوئی ایجنٹ مختلف مقامات پر
روانہ کریں اُس کے اس سفر کی غرض جہاں
بقایا داروں سے بقایا وصول کرنا ہوگی وہاں وہ
الحکم کی **توسیع اشاعت** کا کام بھی کریگا
کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ الحکم کی توسیع اشاعت کا خیال
بہت ہی سست ہو رہا ہے اگرچہ ہم خوش ہو رہے
ہیں کہ قوم میں اخبار بینی کا **مذاق** پیدا کرنے
میں الحکم کو خدا کے فضل سے پوری کامیابی
حاصل ہوئی ہے لیکن اس **مذاق** کو موثر اور
مفید بنانے کیلئے الحکم کی وسعت اشاعت کی
ضرورت ہے ۔ اور وہ مبنی ہے ان لوگوں کی مساعی پر
جو الحکم کے سلسلہ فوائد کا تجربہ کر چکے ہیں ۔ آخر میں
پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ بقایا داران بہت جلد اپنے
اپنے مطالبات کو ادا کر دیں ۔ کیونکہ آج کل
سال کا آخری حصہ ہونے کی وجہ سے روپیہ کی
اشد ضرورت ہے ۔ ایڈیٹر و مینجر

عام خبر کر دو کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان
کارخانہ گرگران لودہیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے
نمونے [illegible] و جدید جنس کی معہ فہرست دیگر مال
مفت بلکہ ٹکٹ نصف کردہ سے لگا کر تقسیم کرتے ہیں

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم سے بکجائی ملتی ہیں

لیڈی کرزن کی علالت ہفتہ رواں کا سب سے
اہم واقعہ ہے اور اگر یہ بھی لکھدیا جاوے
کہ اس علالت کی تشویش نے جنگ روس و
جاپان کی دلچسپی کو پیچھے ڈالدیا ۔ تو شاید مبالغہ
نہ ہوگا ۔ آخر تار برقیوں کے مطابق مریضہ
کی حالت میں کسی قدر افاقہ ہوا ہے لیکن اتنا
نہیں کہ مریضہ کی نسبت یہ کہا جا سکے کہ اب وہ
خطرہ سے نکل گئیں ۔ لارڈ کرزن ہر وقت
مریضہ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں ۔ صرف ۲۸ ستمبر
شام کو تھوڑی دیر کیلئے سیر کو باہر گئے تشویش
و اضطراب کا یہ عالم ہے کہ ان کا چہرہ بیماروں سے
زیادہ زرد و ضعیف معلوم دیتا ہے سرکاری
طور پر اعلان کر دیا گیا کہ لارڈ کرزن کا سفر ہند
بوجہ علالت لیڈی کرزن ملتوی ہوگیا ۔ اور
فی الحال اُنکی روانگی کی تاریخ مقرر نہیں کی
جا سکتی ۔

قرآنی صداقت اور عیسائیوں کی جہالت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

[illegible]

کتابوں میں درج نہ ہو تو کیا حرج ہے کیونکہ آپ کے بزرگ پادری فنڈر نے قبول کر لیا ہے کہ ہر نبی نے اپنی سب باتیں اپنی کتاب میں داخل نہیں کیں۔ اور یہ بھی مان لیا ہے کہ کوئی ایک بات تواتر سے پچھلے نبیوں اور حواریوں کو پہنچی ہو اب ہو سکتا ہے کہ قصہ حضرت عزیر علیہ السلام کا یہود میں تواتر سے مشہور ہو کسی نبی کی کتاب میں بیان نہ ہوا ہو۔ یا یہودی نار سے دشمن اسلام کے اپنے بڑوں کے عقاید سے جو اکثر قلیل یہودیوں کا اعتقاد تہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے جھوٹ بولکر یا بعد اپنے بڑوں کے دہوکہ دیتے ہوں تو جائے تعجب نہیں۔ **قولہ** دوسرا جز تو البتہ صحیح ہے کہ تمام عیسائی یسوع مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں بلکہ اپنا پیارا خداوند اور نجات دہندہ ماننے میں صرف مانتے ہی نہیں بلکہ ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ نے اپنی جانوں کو اسکی محبت میں محو ہو کر اس پر سے تصدق و قربان کر ڈالا **جواب** ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائیوں کا مسیح کی محبت میں اپنی جانیں قربان کرنا یہ تو سراسر تحکم ہے۔ کیا ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائی مسیح پر اپنی جانیں قربان کرنیوالے مسیح کے صحبت یافتہ حواریوں سے غیرت ایمانی میں کچھ زیادہ تھے دیکھو خاص حواری اول تو مسیح کو تنہا چھوڑ کر گتسمنی باغ سے بھاگ ہی گئے تھے انجیل مرقس باب ۱۴۔ آیت ۵۰ اس پر شاید اور سیان پطرس جان کے خوف سے جھوٹی قسمیں کہا کر اور مسیح پر لعنت کر کے مسیح کی نبوت یا بقول شما الوہیت سے روگردان ہو گیا تھا کیا یہ ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائی بقول آپ کے مسیح پر جانیں قربان کرنیوالے پطرس حواری سے بڑھے ہوئے تھے افسوس آپکی عقل پر کہاں مسیح کے خاص شاگرد اور صحبت یافتہ اور کہاں زر سیم و دینار کے بندے عام عیسائیوں کا مرتبہ حواریوں سے زیادہ تصور کرنا آپ جیسوں کمزور عیسائیوں کا کام ہے **قولہ** یہی معلوم ہوا کہ انجیل جلیل میں ابن اللہ ہونا بصاف طور سے اپنے حقیقی یسوع مسیح نے ثابت کر دیا کہ جسمیں ذرا حجت نہیں اور نہ مجال کلام ہے کہ چون و چرا زبان پر لا سکیں **جواب**۔ ابن اللہ ہونا دیگر بندگان کا تو اکثر خود مسیح نے اپنی زبان سے فرما دیا ہے انجیل متی باب ۵ آیت ۹۔ مبارک وے جو صلح کرنیوالے ہیں کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے۔ خدا کی فرزندی میں مسیح کی کیا خصوصیت ہے حضرت یعقوب خدا کا اکلوتا فرزند خروج باب ۴ آیت ۲۲۔ حضرت داؤد خدا کا پہلوٹھا بیٹا زبور ۸۹۔ آیت ۲۷۔ جناب کے انصاف ہے کہ جب اور صدہا خدا کے بیٹے بائیبل میں مرقوم ہیں … مسیح بھی … یہ اسوقت کا عام محاورہ تھا اگر … بندگان … کو خدا کے بیٹے کہا

خطاب خدا کی طرف سے عطا ہوا کرتا تہا مگر یہ محاورہ قرآن نے موقوف کر دیا کیونکہ اسمیں ایک قسم کے شرک کا وہم تہا۔ **قولہ** اس مقام پر یہ بھی یاد رہے کہ مسیح یسوع ابن اللہ محمد صاحب کے معنوں کے موافق نہیں کیونکہ وے تو اسکی اصلی ماہیت کو نہیں سمجھے اور نہ انہوں نے سمجھنے کا مادہ ہی تہا صرف مجازی معنے سمجھ کر اسکا تبرا بالخیر کر دیا۔ جیسا کہ ہم گذشتہ بیانات میں ذکر کر آئے ہیں اعلے اور حقیقی معنے ان کے خیال شریف میں نہیں آئے ہیں اس لئے ہم سے قرآنی بیان ہو سکا ہے کہ ابن اللہ کے حقیقی معنے سمجھو تاکہ تمہاری ضمیر میں ضلالت کو چھوڑ کر روشنی میں شاد ماں ہوں۔ **جواب**۔ اس مقام پر یہ بھی یاد رہے کہ مسیح ابن اللہ حقیقی معنوں سے نہیں … حقیقی فرزند خدا … باپ کے نطفے سے پیدا ہو … اس بات کو عیسائی بھی نہیں مانتے … عام بندگان خدا کی طرح جن کا بائیبل میں جابجا ذکر مذکور ہے مسیح بھی … اور عیسائی بے سمجھے اسکو خدا … مسیح ابن مریم کو ناحق خدا بنا رہے ہیں کیا عیسائیوں نے انجیل میں نہیں پڑھا کہ مخالفین نے مسیح پر تھوکا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھ کر تمسخر کیا اے عیسائیو تم … خدا کہ … میں نہیں اتر آیا جاتا۔ لحظ گلتیوں باب … آیت ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا کیوں مجھے اکیلا چھوڑا یہ کلمات کہتے چیخ چلاتے دار فانی سے بموجب عقیدہ عیسائیوں کے مسیح کوچ کر گئے۔ اب عیسائی حزقیل باب ۲۸ آیت ۹ کی عبارت پڑھکر مسیح کی فرضی خدائی سے جلدی توبہ کریں اور وہ یہ ہے کیا تو اس کے آگے جو تجھے قتل کریگا پھر کہیگا کہ میں الہ ہوں لیکن تو اپنے قتل کرنیوالے کے ہاتھ میں الہ نہیں بلکہ انسان ٹھہریگا کیا اس آیت کے بموجب مسیح ہو اپنے قاتلوں کے سامنے دعوے خدائی کر سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں جب مسیح اپنے قاتلان یہودوں کا خدا ثابت نہ ہوا تو مسیح کی خدائی کا قائل ہونا عیسائیوں کا یہودیوں کی نظر میں ذلیل ہونا ہے۔ **قولہ** دیکھو محمد صاحب نے اپنی سمجھ کی خوبی و صفائی بیان تک ہی نہیں دکہائی بلکہ الزام کی طغیانی کو حد درجہ تک پہنچا دیا جیسا کہ اس قرآنی آیت سے واضح ہو رہا ہے آیۃ

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۵

ترجمہ پکڑا انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو رب اپنا سوائے اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حکم یہی ہوا تہا کہ بندگی کریں ایک معبود کی۔ لاریب فیہ یہ الزام تو محمد صاحب کا بالکل بے موقع ہے اور عناد قلیل ظاہر کیونکہ یہودی اور عیسائی اپنے عالموں اور درویشوں کو دنیا پروردگار ہرگز نہیں مانتے تھے بلکہ وے تو اپنے سچے معبود کی بندگی اور عبادت بجالاتے تھے۔

جواب۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ استنبول جلد چوتھی کے صفحہ ۳۳۳ میں اس آیت کی شرح میں لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ ارباب سے یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ معتقد اپنے مولویوں اور درویشوں کی بیچ امر اور نہی انکی ہے اور نقل کیا ہے کہ تحقیق عدی بن حاتم تہا نصرانی پس آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پیغمبر خدا اسوقت تلاوت کرتے تھے … جب پہنچے اس آیت تک۔ تو کہا عدی بن حاتم نے پیغمبر علیہ السلام سے کہ نہ تھے ہم پرستش کرتے انکی … اپنے عالموں اور درویشوں کی … عدی … تم اس چیز کو کہ حلال کیا ہے اللہ نے … اسکو … حرام جانتے تھے تم بھی اسکو اور حلال کرتے تھے تم اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اسکو اللہ نے پس حلال جانتے تھے تم بھی اسکو پس کہا عدی نے ہاں پس فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے یہی پرستش انکی۔ اب ہم اس حدیث شریف کی تصدیق کیلئے علماء نصاریٰ کا خدا کے حرام کردہ کو حلال قرار دینا بیان کرتے دیکھو کتاب احبار باب ۱۱۔ آیت ۷۔ میں حکم خداوند تعالیٰ سور کا قطعی حرام ہونا یوں بیان ہوا ہے کہ سور کا کہ اس کا کھر … ہے پر وہ جگالی نہیں کرتا وہ بھی ناپاک ہے تمہارے لئے تم ان کے گوشت میں سے … نہ کہاؤ اور نہ انکی لاشوں کو چھونا کیونکہ یہ ناپاک میں تمہارے لئے۔ اور کتاب استثنا باب ۱۴ آیت ۸۔ اور کتاب یسعیاہ باب ۶۵۔ آیت ۴۔ کتاب یسعیاہ باب ۶۶۔ آیت ۱۷۔ میں بھی سور کا حرام ہونا مذکور ہے۔ اب اس حرام خداوندی کو بلا دلیل علماء نصاریٰ نے حلال کر دیا۔ دیکھو پادری عماد الدین کی کتاب تعلیم محمدی مطبوعہ آفتاب پنجاب کے صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۴ میں لکھا ہے کہ سور کا گوشت نہ حرام ہے نہ نجس بلکہ جیسے بکری بھیڑ کا گوشت پاک ہے ایسے ہی وہ بھی ایک گوشت ہے جس کا جی چاہے کہائے جس کا دل چاہے نہ کہائے کیوں میرے مکاشفاتی بہائی حرام و حلال کی حدیں مقرر کرنا اور ہدایت بندگان کیلئے قانون شرعی اپنے انبیاء پاک کی معرفت تجویز کرنا یہ منصب خداوند تعالیٰ ہی کی ذات پاک کا خاص ہے۔ خدائی منصب میں کسی بشر کا دخل دینا اور اس دخل کو عام بندگان کا منظور کرنا گویا اس دخل دینیوالے

بشر کو خدا ٹھہراتا ہے اور یہی منشاء ہے آیت شریف مذکورہ بالا کا اب مین مکاشفاتی بھائی اور دیگر عیسائیون سے دریافت کرتا ہون کہ سور کا حرام ہونا کلام الٰہی سے ثابت ہے اور کسی چیز کا حرام یا حلال ٹھہرانا یہ منصب اور کام خداوند تعالےٰ کا ہے۔ پادری عماد الدین نے منصب اور کام خداوندی مین دخل دیکر محض اپنے دل کے چاؤ سے خدا کے حرام کردہ اور نجس جانور سور کو حلال اور پاک مثل بھیڑ بکری کے ٹھہرانا بیشک خدائی ہمسری کا دعوے ہے اور اس پر عیسائیون کا سکوت کرنا اور سور کو پادری عماد الدین کے کہنے کے بموجب حلال اور پاک جاننا لاریب فیہ اربابًا من دون اللّٰہ کا مصداق بنتا ہے کیا عیسائیون نے پادری عماد الدین پر کبھی سوال کیا کہ جناب پادری عماد الدین صاحب خداوند تعالےٰ کے حرام کردہ سور کو حلال جو بتاتے ہو تمہارے پاس کیا دلیل ہے کیا حضرت عیسیٰ نے کہین انجیل [illegible]

[illegible]

جواب کہ میرے [illegible] اسلام پر جہاد کا الزام لگانا [illegible] یشوع بن نون اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لڑائیان پر نظر کی ہوتی خیر اب آپ کے اس فقرات کا جواب دیتا ہون کہ اول

اسلام مین اہل کتاب پر جہاد جائز نہ رکھا گیا تھا اب چونکہ مخالفت کا بازار گرم ہو گیا تھا اسلئے کسی نہ کسی بہانہ سے ولی بے چارون کو قتل کے ذریعہ سے ٹھنڈا کیا چاہتے ہین۔

حضرت مسیح آپ کے فرضی خدا یسوع اول مین تو سیدھے لوگون کو گستہ کہ مبارک وے جو صلح کرنیوالے ہین کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوین گے۔ [illegible] جب مخالفت کا بازار گرم ہو گیا تو پھر یون حکم [illegible] لگا کہ یہ مت خیال کرو کہ مین زمین پر صلح کرنے آیا صلح کرانے نہین بلکہ تلوار چلانے آیا ہون۔ [illegible] تلوار چلانے کا شوق یہان تک آپ کو فرضی خدا کا ازحد غلبہ کیا تھا جو اس عشق مین بے تحاشہ بول اٹھے کہ جس پاس نہیون اپنے کپڑے بیچکر تلوار خریدے [illegible] پھر یہ نہین کہ تلوار خرید کر خاموش ہی رہتے ہون بلکہ [illegible] میرے ان دشمنون کو جنہون نے نہ چاہا کہ مین ان پر بادشاہی کرون یہان لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو [illegible]

[illegible]

[illegible] پروٹسٹنٹ لوگ [illegible] مین پروٹسٹنٹ بنا لیکیلیو۔ شکنجہ۔ پھانسی

جلد تار تار نا۔ گھر سے گھر نا۔ اسطرح ظلم کام مین لاکر انگلنڈ والون کو پروٹسٹنٹ بنایا شکنجہ مین لٹکا اور سخت بیرحمی سے مار نا اور ٹکڑے ٹکڑے جوڑ جوڑ جدا کر نیکا مفصل بیان دیکھو بکل ہسٹری جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۳ سے ۳۴۶ تک دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔

مسکین الدین

مذاہب عالم

دیانۃ سکان زیلاند الجدیدۃ

یعنے نو دریافت شدہ زیلانڈ باشندونکے رسومات واعتقادات

جدید زیلانڈ مشرقی آسٹریلیا و تسمانیا سے جنوب کی طرف ایک بڑا جزیرہ ہے جس کو سنہ ۱۶۴۲ء مین مسمی تسمان باشندہ آسٹریلیا نے دریافت کیا تھا اور پھر سنہ ۱۷۶۹ء مین مسٹر کوک اس جزیرہ مین وارد ہوا اور ایک سال رہ کر وہان کے باشندون کے اخلاق و عادات وغیرہ [illegible]

[illegible]

ان کے زعم کے [illegible] مشرف [illegible] ہین۔ اول دیوتا آدمیون اور جنگون کا ہے

دوسرا دیوتا رزق بلاکشت و درو کا موکل ہے تیسرا دیوتا ان جانورون کا خالق ہے چوتھا دیوتا ہواؤن و آندھیون و بادلون کا خالق ہے پانچوان دیوتا کشت و درو کے اسباب سے رزق مہیا کر دینے کا خالق ہے چھٹا دیوتا ہوام ارضی و پرند سماوی کا خالق ہے۔ ان کا گمان ہے کہ بالا بتدا زمین و آسمان متصل و متحد تھے یعنے باہم ملے ہوئے تھے۔ دیوتاؤن مین تنازع ہو گیا اس لئے زمین و آسمان جدا ہو گئے۔

زیلانڈیون کا اعتقاد ہے کہ ارواح کیلئے اجسام سے الگ ہونے کے بعد دو مقام رائج ہین یعنی فضا اور ریحا یعنی سمندر مین۔ ان کا خیال ہے کہ باطنی بیماریون و امراض کے باعث جادوگر ہوتے ہین اور وہ تعویذات و جھاڑ پھونک سے دفع ہو جاتی ہین

ان کا اعتقاد ہے کہ انسان کو زندگی مین ہی گناہ کی سزا مل جاتی ہے اور یہ عذاب سابقہ دیوتے بھیجا کرتے ہین۔

اہل زیلانڈ حکام و کاہنون کی یکسان تعظیم و تکریم کرتے ہین اکثر کاہن منصب قضا و انصاف پر ہوتے ہین۔ کاہن کے منصبی کام [illegible] اول قوانین تابو یعنے لوگون کو حلال و حرام بتانے اور بیمارون کو شفا دینے اور [illegible] وغیرہ میں حاضر ہو اور [illegible] کرے اور موقعہ جنگ پر مشورہ دے اور [illegible] فال بتائے اور مردون کو بلائے [illegible] کہا ہے کہ اہل زیلانڈ مردہ کو دفن نہیں کرتے بلکہ دریا مین پھینک دیتے ہین اور حکام و کاہنون کی لاشون کو بوری یا چٹائی مین لپیٹ کر صندوق مین ڈال دیتے اور ایک طرف سے اسکو سوراخ رکھتے اور [illegible] کو کسی درخت پر لٹکا دیتے ہین۔

موجودہ اقوام جو بعض جزائر مین اپنے امراء و روساء کی پرستش کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین خداوند تعالیٰ کیطرف سے [illegible] رسل مبعوث ہو چکے ہین اور جو عظمت الٰہی لوگون کے دلون مین مرسلون نے [illegible] کے باعث وہ دلون سے [illegible] ہو گئی اور اسکی جگہ تدریجاً امراء و روساء و علماء کی عظمت نے گھر بنا لیا۔ دور نہ جاؤ مسیح علیہ السلام نبی و مرسل الٰہی تھے وہ عظمت و توحید ایزدی کو دلون مین قائم کرنے کیلئے آئے تھے اب نصاریٰ کے دلون مین بجائے اُس کے مسیح کی عظمت نے یہانتک گھر کیا ہے کہ اس کو ان [illegible] دوستون نے ابن خدا بلکہ خدائی کا لقب دیا۔

الغرض ہم نے زمین کے جس قطعہ کے لوگون کا احوال مطالعہ کیا اون سے وَاِنْ مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ کی تصدیق ہوتی ہے یعنی ہر ایک گروہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو گذرے ہین۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

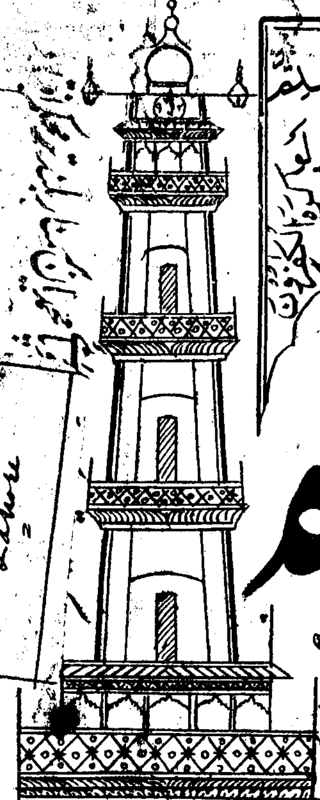
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے



الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ بہار قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

سالانہ

خواص و معاونین	عہ
ہندوستان سے باہر	۷
غیر مذاہب والوں سے	۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع ورثہ بیس سے کم آمدنی والے لوگوں سے	۱۲/

نمبر ۳۴ و ۳۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

چوتھا نمبر

فرمایا کہ شکوک کے رفع کرنے کے لئے اگر کوئی راستی اور نیک نیت سے آوے تو ہم اسے سمجھا سکتے ہیں اور اب تو زمانہ ایسا ہے کہ اللہ تعالے خود ایک معلم کی طرح سمجھا رہا ہے۔ یہ اس کی عادت میں داخل ہے کہ جب دنیا میں گناہ اور بے ایمانی بڑھ جاوے اور ردی اخلاق اور ردی عادات ترقی پکڑ جاویں تو ایک شخص کو اصلاح کے لئے مامور کرے۔ اسلام اسوقت دو آفتوں کے ماتحت ہے۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی اندرونی خود عالموں کا اختلاف اور مسلمانوں کا دنیا کی طرف میلان۔ اور بیرونی وہ آفت جو عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ پس کیا ابھی تمہارے نزدیک مہدی اور مسیح کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ایک اعتراض یہ پیش کرتے ہو۔ کہ اسی امت میں ہم دجال آنیوالے ہیں۔ اے بدقسمتو کیا تمہارے لئے دجال ہی رہ گئے کہ اگر ایک آتے ہی ایمان کرتا ہے نہ رہنے میں کوئی کسر رہ جاوے۔ تو پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا حتے کہ تیس دجال آویں۔ تاکہ ایمان کا نام و نشان نہ رہے۔ اس طرح تو موسےٰ علیہ السلام کی امت ہی اچھی رہی کہ جس میں پے در پے چار سو نبی آیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے وقت تو عورتوں سے بھی خدا نے کلام کیا۔ کیا امت محمدیہ کے مرد بھی اس قابل نہ ہوے کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا۔ پھر یہ تبلاؤ۔ کہ یہ امت مرحومہ کس طرح ہوئی۔ اس کا نام تو بدنصیب ہونا چاہئیے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ سو برس گذر گئے اور جسقدر فیوض اور برکات تھے۔ وہ سب سماع کے حکم میں آ گئے۔ نبی اب اگر خدا انکو تازہ کرکے نہ دکھائے تو صرف قصہ کہانی کے رنگ میں انکو کون مان سکتا ہے۔ جب کہ تازہ طور پر خدا کی مدد نہیں۔ نصرت نہیں تو خدا کی حفاظت کیا ہوئی۔ حالانکہ اس کا وعدہ ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

جب متعصب مولوی صاحب نے طاعون کا ذکر کیا کہ آپ کے مرید کیوں مرتے ہیں۔ اور اس کا علاج کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو آپ نے فرمایا کہ کسوف وخسوف کا علاج بھی کچھ سوچا ہے۔ اس وقت بحث تو نشانوں کی ہے۔ نہ کہ علاج کی۔ ہاں جو کامل طور پر مجھے قبول کرتا ہے وہ ضرور محفوظ رہیگا۔ لیکن اس کا مجھ کو علم نہیں۔ کہ وہ کون ہے میں کسی کے سینہ کو چیر کر نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام کا بھی ایک گروہ طاعون سے شہید ہوا تھا۔ مگر دیکھو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم طاعون سے ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ خدا تعالی نے بھی اپنے بندوں میں امتیاز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا ہے۔

"منہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات" اسکے بعد آپنے جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ

ضروری بات یہ ہے

کہ تم لوگ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تقوےٰ اور طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے اور مخالف لوگوں کا حساب الگ ہے۔ جنہوں نے قسم کھائی ہے۔ کہ کیسی ہی سچی بات کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبول نہ کریں گے اللہ تعالے نے بھی ان کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو ہی قبول کریں گے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے کہ عمدہ شئے یا بات جو پیش کیجاوے۔ وہ اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ قرآن شریف احادیث اور عقلی دلائل اور نشان پیش کئے مگر یہ لوگ ان کی پروا نہیں کرتے۔ صرف ایک بات کو نشانہ بناتے ہیں۔ پس جبکہ خدا نے نہ چاہا۔ کہ ایک مذہب ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو خدا نے فہم سلیم عطا کیا ہے اون کو چاہئے کہ وہ شکر کریں کیونکہ فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا نے خود پاک کیا۔

ابھی ہماری جماعت کے بہت سے لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہراً وہ ہم سے الگ ہیں۔ لیکن دراصل ہم میں سے ہیں۔ ہمیں خود ان کا علم نہیں لیکن امید ہے کہ اپنے اپنے وقت پر وہ آجاوینگے۔ خود ایک شخص نے لاہور میں ملاقات کی اور کہا کہ میں آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا معاف کرو اب میرے شکوک رفع ہو گئے ہیں اور ہزاروں خطوط اس قسم کے آئے ہیں کہ اول میں ابوجہل تھا اب توبہ کرتا ہوں۔ بعضوں نے بذریعہ خواب کے مانا اور اکثر کو خود آنحضرت صلعم نے کشف میں یا خواب میں کہا کہ تم قبول کرلو جو لوگ بغض کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی تیز دھار کو روک لیویں مگر وہ کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ اگر انسانی کاروبار ہوتا تو آجتک کب کا تباہ ہو جاتا مجھے دعوی کئے ہوئے ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ کیا ایک مفتری کو اسقدر مہلت ملسکتی ہے کہ اگر کسی کو عقل فہم اور موت کا ڈر ہو۔ تو وہ براہین کے وقت کو دیکھے۔ کہ جو پیشگوئیاں اس میں ہیں۔ وہ کیسے پوری ہو کر رہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے ہدایت نہ دے۔ اور وہ دل کے تالے نہ کھولے۔ تو کس طرح سمجھ میں آوے۔ کوئی بتاوے تو سہی۔ کہ جب سے دنیا ہوئی ہے کسی مفتری نے اس قسم کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ خدا سے خوف کرنے والے کے لئے تو ایک ہی نشان کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اسقدر کثیر نشانوں سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

غرض مدعا یہ ہے

کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو ہدایت

……قبول کرتے ہیں۔ نہ کہ منکروں کے لئے ……

جن کیواسطے اللہ کا قانون ہے تم خدا سے پناہ مانگو کہ اون کے لئے جو قانون ہے اوس میں تم کو داخل نہ کرے ہمیشہ نیک دل خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ نہ خیال کرو کہ یہ لوگ مذہب میں پکے ہیں بڑے بز دل ہوتے ہیں قہر الٰہی کا ذرا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن یاد رکھو کہ یہ ایسا زمانہ ہے جسکے لئے سب نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں اور جیسے مختلف نہریں ملکر ایک دریا بن کر نکلتی ہیں اسی طرح ان پیشگوئیوں کا سیلاب بہ نکلے گا۔ اور آدم۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ وغیرہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ سب پورا ہو کر رہیگا بعض رحمت کے نشان بھی ہونگے مگر اون سے انہی کو حصہ ملیگا جو عاجز فروتن اور خائف اور تائب ہونگے اور جو منکر ہیں وہ قہری نشان سے حصہ لینگے اگرچہ یہ لوگ اسوقت انکار کو نہیں چھوڑتے اور صرف ماں باپ یا جاہل لوگوں سے سن سنا کر غلط عقاید پیدا کئے ہوئے ہیں لیکن خدا تعالے زبردستی سب کچھ چھڑا دیگا زبردست سے لڑنا نادانی ہے۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ اگر یہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اسکی شاہ رگ کاٹ دیتے پھر یہ کیا وجہ ہے کہ اگر میں خدا پر افترا کرتا ہوں اور اتنی مدت تیس سال کے قریب ہو چلا ہمیشہ اسکی طرف سے وحی لوگوں کو سناتا ہوں اور وہ جانتا بھی ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ لیکن میری تائید کرتا ہے اور ہلاک نہیں کرتا ہے وہ کیسا خدا ہے کہ ایک جھوٹے سے اتفاق کر بیٹھا ہے اور ہزاروں نشان اوسکی تائید میں دکھاتا ہے۔ نئی سواری بھی اسکے لئے نکالی۔ کسوف و خسوف بھی اسکے لئے ماہ رمضان میں کیا طاعون بھی گویا خدا نے جہان کو دھوکہ دیا اور جو کام دجال نے کرنا تہا وہ خود آپ کیا تا کہ مخلوق تباہ ہو۔ ذرا سوچو کیا خدا کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے۔ کہ ایک کذاب مفتری اور دجال کی وہ اسقدر مدد کرے اور مولوی لوگ جو خود کو اس کا مقرب جانتے ہیں اون کی دعا ہرگز قبول نہ ہو جو لڑائی یہ لوگ لڑتے ہیں وہ مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے ہے میں تو کچھ شے نہیں ہوں خدا سے لڑائی والا کبھی با برکت نہیں ہو سکتا میں تو اس بات کو سوچ کر ڈرتا ہوں اور مجھے لرزا پڑتا ہے کہ افترا ہو اور خدا چپ کرکے بیٹھا رہے اگر ان کے نزدیک یہ افترا ہے تو چاہئے کہ دعا کریں کہ خدا اسے نیست کر دے یا دعا کریں کہ حضرت مسیح کو آسمان سے اوتاریں عیسائی محققین نے بھی آخر کار مسیح کے آسمان سے آنے سے تنگ آکر اور میعاد گذرتی دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ کلیسیا ہی مسیح کو مسیح مان لو یہی مسیح کا نزول ہے اون کو بھی آخر کار نزول کو استعارہ کے رنگ میں ہی ماننا پڑا اور احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ تمام خلفاء اسی امت میں سے ہونگے قرآن شریف بھی یہی کہہ رہا ہے۔ اور سب جگہ منکم کا لفظ موجود ہے۔ مگر نہ معلوم کہ ان لوگوں نے مسیح بنی اسرائیل کہاں سے بنالیا کیا یہ تھوڑا انتشار ہے کہ نہ کوئی واعظ ہے۔ نہ لیکچرار۔ اور ہماری ترقی برابر ہو رہی ہے بھلا اگر اون کو طاقت ہے تو روک دیں اللہ تعالے خود لوگوں کو ادہر رجوع دلا رہا ہے مصر سے بھی بیعت کی درخواست آئی۔ یورپ میں تحریک ہے امریکہ میں تحریک ہے۔

میں پھر جماعت کو

تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکھو تقویٰ طہارت میں ترقی کرو۔ تو اللہ تعالے تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور ان لوگوں سے وہ خود سمجھ لیوے گا۔ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

اور خوب یاد رکھو

کہ اگر تقوےٰ اختیار نہ کروگے اور اس نیکی سے جسے خدا چاہتا ہے کثیر حصہ نہ لوگے تو اللہ تعالے سب سے اوّل تم ہی کو ہلاک کرے گا کیونکہ تم نے ایک سچائی کو مانا ہے۔ اور پھر عملی طور سے اس کے منکر ہوتے ہو۔ اس بات پر ہرگز بھروسہ نہ کرو۔ اور مغرور مت ہو۔ کہ بیعت کر لی جب تک پورا تقوےٰ نہ اختیار کروگے۔ ہرگز نہ بچوگے۔ خدا کا کسی سے رشتہ نہیں۔ نہ اس کو کسی کی رعایت منظور ہے جو ہمارے مخالف ہیں۔ وہ بھی اسی کی پیدائش ہیں۔ اور تم بھی اسی کے مخلوق ہو۔ صرف اعتقادی بات ہرگز کام نہ آوے گی۔ جب تک تمہارا قول اور فعل ایک نہ ہو۔ ان لوگوں کی حالتوں پر غور کرو۔ کہ جب توفّی کا لفظ مسیح کے لئے آوے تو اس کے معنے آسمان پر جانے کے کرتے ہیں۔ اور جب وہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہو۔ تو اس کے معنے وفات پانے کے کرتے ہیں۔ پس خدا چاہتا ہے۔ کہ عملی راستی دکھاؤ تا کہ وہ تمہارے ساتھ ہو۔ رحم۔ اخلاق احسان۔ اعمال حسنہ۔ ہمدردی اور راستی ہیں اگر تم رکھوگے تو تمہیں معلوم ہے۔ [illegible] بارہا بتلا چکا ہوں۔ کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اسکی امت نے خدا کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ اون میں موجود تہا۔ مگر پھر بھی بجلی سے ہلاک کئے گئے۔ پس اگر تم بھی ایسے کروگے تو میری موجودگی کچھ کام نہ آوے گی۔

اب ہم ان لوگوں کو کہاں تک سمجھائیں۔ بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں اور ان کے لئے کافی اتمام حجت ہو چکا ہے۔ حضرت یوسف پر توفّی کا لفظ استعمال کریں تو اوس کے معنے موت کے ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ لفظ آوے تو اوسکے معنے موت کے ہوں۔ ساحرین موسیٰ کے لئے وہی لفظ آوے تو معنے موت کے ہوں لیکن جب مسیح پر بولا جاوے تو اوس کے معنے آسمان پر جانا کرتے ہیں یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیونگے کیا یہی اون کی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور یہ کیسی دلیری اور شوخی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک جس کی دنیا کو ضرورت تہی۔ وہ تو تیرہ سو برس گذر رہے۔ کہ خاک میں دفن ہیں۔ اور آپ ۶۳۔ برس کی عمر میں فوت ہو جاویں۔ اور مسیح آجتک آسمان پر کوئی بتلاوے۔ کہ وہاں کیا کر رہا ہے۔ اس کا وعدہ تہا۔ کہ میں بنی اسرائیل کیطرف آیا ہوں اور کتنی قومیں بنی اسرائیل کی باقی تہیں کہ آسمان پر جا بیٹھا اور وعدہ بھی پورا نہ کیا اور پھر عقل نقل اور کتاب اللہ کے برخلاف ہے یہ سب دلائل ہیں جو کہ ایک مومن کے لئے کافی ہیں اور بجز اسکے کہ عیسیٰ کو فوت شدہ مانا جاوے اور کوئی ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کا نہیں ہے۔ میں تو اس شخص سے بہت خوش ہوں کہ جسنے کتاب حیات النبی لکھی ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر کو زندہ کہے وہ کافر ہے کیونکہ آخر محبت کی کچھ بھی تو علامت چاہئے۔ بعض نئے نئے لوگوں نے جو عیسائیوں میں سے اسلام میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی ہوگی کہ عیسیٰ اتنک زندہ ہے۔ تب ہی تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہرگز یہ باور نہ کیا کہ آپ فوت ہوگئے بلکہ ایسا کہنے والے کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے آخر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اگر اس مسئلہ کو حل کیا کہ سب نبی فوت ہوگئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہوگئے تب اونکو یقین آیا۔

اب عیسائیت کا اثر غالب آگیا ہے۔ اور جو محبت مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہئے تہی۔ وہ نہیں رہی۔ ہزاروں رسالے اور اخبار نکالتے ہیں۔ لیکن کسی نے آجتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا رسالہ نہ نکالا پس اب خدا چاہتا ہے کہ آپ کی عزت کو دنیا میں قائم کرے کئی کروڑ کتب اسلام کی رد میں لکی گئیں۔ کیا اب بھی خدا کو لازم نہ تہا کہ کوئی ذریعہ قائم کرکے آپ کی عزت کو ظاہر کرے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی مانتے ہیں اور سب سے اشرف جانتے ہیں۔ اور ہرگز گوارا نہیں کرتے۔ کہ کوئی عمدہ بات کسی اور کی طرف منسوب کیجاوے جب کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی معجزہ طلب کیا کہ آسمان پر چڑھ کر دکھاویں۔ تو آپ نے فرمایا۔ سبحان ربی اور انکار کر دیا دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا آسمان پر بٹھادے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم قرآن سے کیا بالکل کتابوں سے دکھا سکتے ہیں کہ جسقدر اخلاق اور خوبیاں کل انبیاء میں تہیں۔ وہ سب کی سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع تہیں۔ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس اگر آسمان پر جانا کوئی فضیلت ہو سکتی تہی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے کب باہر رہ سکتے تھے۔ آخر یہ لوگ پچھتا دینگے۔ کہ ان باتوں کو ہمنے کیوں نہ مانا۔ یہ لوگ ایک وار تو آنحضرت کی ذات پر کرتے ہیں۔ کہ ایک معجزہ آسمان پر جانے کا لوگوں نے مانگا مگر خدا نے آپکی پروا نہ کی۔ اور عیسیٰ کو یہ عزت دی کہ اوسے آسمان پر اٹھالیا۔ اور دوسرا حملہ خود خدا پر کرتے ہیں۔ کہ اس نے اپنی قوت خلق سے مسیح کو بھی کچھ دیدی خبر سے تشابہ الخلق ہو گیا۔ جواب دیتے ہیں کہ خدا نے خود مسیح کو یہ قدرت دی تہی۔ اے نادانوں۔ اگر خدائی نے تقسیم ہونا تہا۔ تو کیا اسکے حصہ گیر عیسےٰ ہی رکھے گئے تھے۔ آنحضرت صلعم کو کیوں نہ حصہ ملا۔

اسقدر تقریر ہو چکی تہی مگر بعض جانثاروں نے بہت وقت گذر جانے کی درخواست کی۔ تا کہ آپکی طبیعت کو زیادہ صدمہ نہ ہو اور سلسلہ تقریر ختم ہو جاوے چنانچہ حضور نے دعا پر اسے ختم کیا۔ اور تشریف لے گئے ہم بھی اللہ تعالے سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان تمام وصایا پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے۔ اور جو یقین اور محبت اور غیرت دینی حضرت مسیح علیہ السلام کو عطا کی ہے۔ اس میں سے ایک وافر حصہ ہمیں عطا کرے۔ آمین۔

(اڈیٹر)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے کسی دوسرے مقام پر سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی ایک مختصر سی تحریر ہم نے چھاپی ہے جو ہمارے ناظرین کی از بس توجہ کی محتاج ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام بظاہر احمدی قوم کی قومی انسٹیٹیوشن ہے لیکن یاد رکھو کہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالے کا قایم کردہ سلسلہ ہے؟ اور ضرور ہے تو یہ درسگاہ ایک عالمگیر درسگاہ ہوگی جو کل روئے زمین کے لئے وہ فلاسفر اور صوفی اور عالم پیدا کرے گی جو حقیقی اسلام پیدا کیا کرتا ہے۔ اسلئے آج اسکی حفاظت اسکی دستگیری جو ایک مٹھی جو سے ہو سکتی ہے اور جو ثواب اور اجر اس میں ہے قریب ہے کہ ایک زمانہ آجاوے جو ہزاروں لاکھوں روپیے کے دینے میں اسقدر ثواب نہ ہو۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ اس مدرسہ کی امداد عظیم الشان دینی خدمت ہے اسکی اہمیت اسی سے ثابت ہے کہ خدا کا مرسل و مامور ان پنجگانہ شاخوں میں سے (جو خدا تعالے نے اسکے سلسلہ کی اشاعت کے لئے مقرر کی ہیں) ایک شاخ کے ضروری چندہ میں سے وضع کرکے چندہ دیدینے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ پس کسقدر ضرور ہے کہ ماہوار مستقل چندہ سے مدرسہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے۔

علوم القرآن

نمبر ۱

اس امر سے زیادہ کیا چیز حیرت انگیز ہو سکتی ہے کہ مذہب اسلام کی روح و رواں جو کچھ کہو قرآن ہے، تاہم آجکل مسلمانوں کو جسقدر قرآن کے ساتھ بے اعتنائی ہے کسی چیز سے نہیں، عربی کے موجودہ درس میں ہر علم و فن کی کتابیں کثرت سے داخل ہیں، لیکن فن تفسیر کی صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین، اور بیضاوی، جن میں سے پہلی اسقدر مختصر ہے کہ اُس کے الفاظ وحروف .... قرآن مجید کے الفاظ وحروف کے برابر برابر ہیں، اور دوسری گو چنداں مختصر نہیں لیکن اُس کے صرف ڈہائی پارے درس میں داخل ہیں، جو کتاب کا پانچواں حصہ بھی نہیں۔

منطق و فلسفہ کی مدت تحصیل پانچ برس ہے، اور اور علوم پر بھی ایک متعدبہ زمانہ صرف ہوتا ہے لیکن قرآن مجید اور تفسیر کی تحصیل کے لئے پورا سال بہر گوارا نہیں کیا جاتا، عربی علوم وفنون کی کتابیں کثرت سے چھپ چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور خصوصاً فن حدیث کا سرمایہ تو اسقدر وجود میں آگیا ہے کہ اگلوں کے وہم وخیال میں بھی نہ تہا۔ لیکن قرآن مجید کے متعلق دو ایک معمولی درسی تفسیروں کے سوا، آجتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ تو ظاہری بے پروائی کی کیفیت ہے، معنوی حیثیت سے دیکھو تو اس سے بھی زیادہ افسوسناک حالت ہے، تمام مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کا معجزہ ہونا اسکی فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے ہے، لیکن کیا ہمارے علما اس دعوے کو ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن مجید کی انشا پردازی کی کیا خصوصیات ہیں؟ قرآن مجید نے، بلاغت کے کیا کیا نئے اسلوب پیدا کئے شعرائے جاہلیت نے مدح و ذم، فخر و ثنا۔ شادی وغم۔ عزم و استقلال، نیکی و رحمدی، جوش واثر کے مضامین کو جس پایہ تک پہونچایا تہا قرآن مجید نے انہی مضامین کو کس رتبہ تک پہونچا دیا؟ تو کیا ہزاروں علما میں سے ایک بہی ان سوالوں کا معقول جواب دے سکیگا!

ادب و بلاغت پر موقوف نہیں، فقہ۔ اصول علم کلام سب کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ لیکن ہمارے علما خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ علوم مذکورہ کے مسائل کو انہوں نے قرآن مجید سے سیکھا ہے یا ہدایہ و تلویح وعقائد نسفی سے۔؟

یہہ شکایت نئی نہیں، تقریباً چھ سو برس سے یہی حالت ہے، اس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ قرآن مجید کے متعلق نئی تالیفات کا سلسلہ بند ہو گیا، بلکہ افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ قدما کی نادر اور بیش بہا تصنیفات ناپید ہو گئیں، خاص قرآن مجید کے اعجاز پر قدما نے بہت سی کتابیں لکھیں تہیں جنمیں سے آٹھ یا نو کتابوں کا تذکرہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں کیا ہے، لیکن لوگوں کی بدمذاقی سے، انمیں سے صرف باقلانی کی ایک کتاب رہگئی ہے، جو اس باب میں معمولی درجے کی تصنیف ہے، اگرچہ ابوبکر عربی اسی کو احسن الکتب کا خطاب دیتے ہیں۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام سے آجتک قرآن مجید کے متعلق جو کچھ علمی سرمایہ مہیا کیا گیا، اُس پر ایک مختصر ریویو کیا جائے جس سے ایک طرف تو ثابت ہوگا کہ ہمارے اسلاف نے اور علوم کی طرح اس فن کو کس قدر وسیع کیا تہا اور کیا کیا نکتہ آفرینیاں کی تہیں، دوسری طرف یہ ظاہر ہوگا کہ قدما نے گو اپنے زمانہ کے موافق تحقیقات وتدقیقات کا حق ادا کر دیا تھا، تاہم آج اور بہت سے نئے پہلوؤں سے ان مسائل پر بحث کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید جسوقت نازل ہو رہا تہا اسوقت جو لوگ موجود تہے، وہ اگرچہ اس کے مطالب ومعانی کے سمجہنے میں کسی معلم یا اُستاد کے محتاج نہ تہے تاہم بعض بعض مقامات میں جہاں زیادہ اجمال ہوتا تہا یا کوئی قصہ طلب بات ہوتی تہی، لوگ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تہے، آنحضرتؐ کے بعد فتوحات کی ترقی اور تمدن کی وسعت کی وجہ سے احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں اور اس ضرورت سے قرآن مجید کی آیات احکامیہ پر غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑی۔ صحابہ میں سے جو لوگ علم وفضل میں زیادہ ممتاز تہے انہوں نے اسطرف زیادہ توجہ کی، ان بزرگوں میں سے حضرت علی سب کے پیشرو تہے، ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری کا درجہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس کے حلقۂ درس نے نہایت وسعت حاصل کی، اور سیکڑوں ہزاروں شاگرد ہو گئے، انمیں سے مجاہد۔ عطار بن رباح۔ عکرمہ۔ سعید بن جبیر سب سے ممتاز تہے، ان بزرگوں کے سوا جن لوگوں نے فن تفسیر پر توجہ کی وہ حسن بصری۔ عطار بن سلمۃ خراسانی۔ محمد بن کعب القرظی۔ ابو العالیہ۔ ضحاک بن مزاحم قتادہ زید بن اسلم ابو مالک وغیرہ ہیں غالباً سب سے پہلے اس فن کی ابتدا کی وہ سعید بن جبیر تہے، عبد الملک بن مروان نے ان سے تفسیر لکہنے کی درخواست کی، چنانچہ انہوں نے اسکی فرمایش کے موافق تفسیر لکہکر دربار خلافت میں بہیجی اور اس کا نتیجہ دفتر شاہی میں داخل کیا گیا، عطار بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ درحقیقت یہی تفسیر [1] ہے۔

اس طبقہ کے بعد ایمہ مجتہدین اور اون کے معاصرین مثلاً سفیان بن عیینہ۔ شعبہ، یزید بن ہارون عبد الرزاق ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے تفسیریں لکھیں، اسکے بعد عام رواج ہو گیا اور سینکڑوں ہزاروں تفسیریں تصنیف ہو گئیں اور ہوتی رہیں تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا اور یہہ سلسلہ تفسیر سے بہی زیادہ مفید تہا، کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی، کسی نے اسباب نزول پر کتاب لکہی، کسی نے صرف اون الفاظ کو جمع کیا جو غیر زبان کے الفاظ ہیں۔ کسی نے امثال قرآنی کو یکجا کیا، کسی نے آیات مکررہ کے نکات بیان کئے، اس قسم کے مضامین کی تعداد ۸۰ کے قریب پہونچی اور قریباً ہر ایک پر الگ الگ مستقل تصنیفیں لکہی گئیں [2]، ان مضامین میں سے بعض بعض پر تمام بڑے بڑے ایمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور ہزاروں کتابیں طیار ہو گئیں۔

یہہ تصنیفات اگرچہ بیشمار ہیں لیکن ان سب کو چھ قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) فقہی۔ جسمیں صرف اُن آیتوں کو یکجا کیا ہے جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے مثلاً احکام القرآن اسمٰعیل بن اسحاق۔ احکام القرآن ابوبکر رازی، احکام القرآن قاضی یحیٰ بن اکثم۔

(۲) ادبی۔ ان تصنیفات میں قرآن مجید کا فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے معجز اور بے نظیر ہونا ثابت کیا ہے، اسی سلسلہ میں وہ تصنیفات بہی داخل ہیں جو قرآن مجید کی حقیقۃ ومجاز، تشبیہات و استعارات، تکرارات، وجوہ ترتیب، صنایع، وبدایع، وغیرہ وغیرہ پر لکہی گئی ہیں۔

(۳) تاریخی۔ قرآن مجید میں انبیا سے سابقین اور اور بزرگوں کے جو قصے مذکور ہیں انکی تفصیل اور مزید حالات۔

(۴) نحوی جسمیں قرآن مجید کے نحوی مسائل سے بحث کی ہے۔ مثلاً اعراب القرآن رازی وغیرہ۔

(۵) لغوی۔ یعنی قرآن مجید کے الفاظ مفردہ کے معانی اور انکی تحقیق۔ مثلاً لغات القرآن ابو عبیدہ وغیرہ۔

(۶) کلامی۔ جن آیتوں سے عقائد کے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اُن پر بحث ان مضامین سے فقہی مباحث پر جو کچھ لکہا گیا اسپر اضافہ کی بہت کم گنجایش ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس بحث پر بڑے بڑے ایمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور چونکہ شروع ہی سے ان مسائل کے متعلق الگ الگ فرقے بن گئے تہے، کسی فریق نے تدقیق کا دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ امام شافعی، قاضی یحیٰ بن اکثم (استاد ترمذی) ابوبکر رازی، جس پایہ کے لوگ تہے سب کو معلوم ہے، ابوبکر رازی کی تصنیف آج بہی موجود ہے اور ہماری نظر سے گذر چکی ہے، اسی طرح لغات قرآن اور مسائل نحویہ پر جو کچھ لکہا گیا اس سے بڑہ کر نہیں لکہا جا سکتا۔

فصاحت وبلاغت کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکہی گئیں، جو اعجاز القرآن کے نام سے مشہور ہیں، ان میں فصاحت وبلاغت کے تمام اقسام سے بحث کی ہے، سب سے پہلے غالباً جاحظ المتوفی ۲۵۵ھ نے اس موضوع پر لکہا، پھر محمد بن یزید واسطی۔ عبد القادر جرجانی۔ رمانی خطابی۔ زملکانی، امام رازی۔ ابن سراقہ قاضی ابوبکر باقلانی نے بسیط اور مفصل کتابیں لکہیں، یہ کتابیں آج بالکل ناپید ہیں۔

میں نے قسطنطنیہ اور مصر کے تمام کتب خانے دیکھے لیکن ایک کتاب کا بہی پتہ نہ لگا۔ البتہ قاضی باقلانی کی تصنیف موجود ہے، جسکا نسخہ میں نے خدیو کے کتب خانہ سے لکہوا کر منگوایا تہا اور اب وہ چھپ بہی گئی ہے اس کتاب کی نسبت ملکی ابن العربی کا قول ہے کہ اس بحث پر کوئی کتاب اسدرجہ کی تصنیف نہیں ہوئی، ابن العربی کی رائے پر اگر اعتماد کیا جائے تو اسلاف کی علمی حالت پر سخت افسوس ہوگا کیونکہ باقلانی کی کتاب گو انشا پردازی کے لحاظ سے بلند رتبہ ہے بلکہ اصل مضمون کی حیثیت سے محض ایک ملایانہ تصنیف ہے۔

عبد القاہر جرجانی جو فن بلاغت کا موجد ہے اسکی اعجاز القرآن ہم نے نہیں دیکہی لیکن اسکی دو کتابیں دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغت جو خاص فن بلاغت میں ہیں ہمارے پیش نظر ہیں، ان کتابوں میں اس نے جو نکتہ آفرینیاں کی ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں اور اس لئے قیاس ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید پر اس نے جو کچھ لکہا ہوگا بیش بہا ہوگا۔ اسی طرح جاحظ کی تصنیف بہی بے نظیر ہوگی، لیکن چونکہ پانچ چھ سو برس سے قوم کا علمی مذاق بالکل پست ہو گیا ہے اس لئے لوگ ابن العربی، باقلانی ہی کی تصنیف کو بہترین تصانیف قرار دیتے ہیں۔

اعجاز القرآن کے سلسلہ کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں جن میں انشا پردازی کی خاص خاص قسموں سے بحث کی ہے مثلاً ابن ابی الاصبع نے قرآن مجید کے صنایع وبدایع پر مستقل کتاب لکہی، عز الدین بن عبد السلام نے قرآن کے مجازات کو یکجا کیا، ابو الحسن ماوردی نے قرآن کی ضرب الامثال جمع کیں اور اون کی خوبیاں دکھائیں، علامہ سیوطی نے سورتوں کے طریق ابتدا میں ایک رسالہ لکہا جسکا نام الخواطر السوانح فی اسرار الفواتح ہے، ابن القیم نے کتاب التبیان اس بحث پر لکہی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کثرت

حاشیہ [1] یہ تفصیل میزان الاعتدال ذہبی تذکرۂ عطار بن دینار سے ماخوذ ہے۔

[2] دیکھو اتقان فی علوم القرآن کا دیباچہ۔

سے قسمیں کیوں کہائی ہیں۔

قصص اور حقایق اشیاء کے متعلق تصنیفات کا جو سرمایہ ہے وہ درحقیقت شرم کا باعث ہے اور افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ تفسیر کے اجزاء میں سے جو حصہ سب سے زیادہ عوام میں مقبول اور متداول ہے، اور سلسلہ بہ سلسلہ تمام اسلامی لٹریچر میں سرایت کر گیا ہے، وہ یہی حصہ ہے، انبیاء اور صلحا سے سابقین کو افسانے جو یہودیوں میں پہیلے ہوئے تہے، وہ نہایت مبالغہ آمیز اور دور از کار تہے، قرآن مجید میں نہایت اجمال کے ساتھہ صرف اُن واقعات کو بیان کیا گیا جو فی نفسہ صحیح تہے، اور جن سے طبائع پر کوئی اخلاقی عمدہ اثر پڑتا تھا، ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کو ایک متن قرار دیا اور اس کی شرح میں وہ تمام بیہودہ افسانے شامل کر دیئے جنکے سامنے بوستان خیال کی بہی کچہہ حقیقت نہیں، حقائق اشیاء کے متعلق جو کچہہ قرآن مجید میں مذکور تہا، اوس کے ساتہہ بہی یہی سلوک کیا گیا، چاہ بابل، کوہ قاف سکندر ذوالقرنین یاجوج ماجوج وغیرہ وغیرہ کی نسبت جو روائتیں مسلمانوں میں پہیلی ہوئی ہیں، وہ انہیں تفسیروں کی بدولت ہیں علامہ ابن خلدون نے اس کے متعلق مقدمۂ تاریخ میں نہایت محققانہ مضمون لکہا ہے ہم اس کی عبارت اس موقع پر بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں۔

وقد جمع المتقدمون فی ذالک .... الا ان کتبهم ومنقولاتهم تشتمل علی الغث والسمین والمقبول والمردود والسبب فی ذالک ان العرب لم یکونوا اهل کتاب ولا علم وانما غلبت علیهم البداوة والامیة واذا تشوقوا الی معرفة شیٔ مما تتشوق الیه النفوس البشریة فی اسباب المکونات وبدء الخلیقة واسرار الوجود فانما یسألون عنه اهل الکتاب قبلهم ویستفیدونه منهم وهم اهل التوراة من الیهود ومن تبع دینهم من النصاریٰ واهل التوراة الذین بین العرب یومئذ بادیة ولا یعرفون من ذالک الا ما تعرفه العامة من اهل الکتاب فلما اسلموا بقوا علی ما کان عندهم مما لا تعلق له بالاحکام التی یحتاطون لها مثل اخبار بدء الخلیقة وما یرجع الی الحدثان والملاحم وامثال ذلک وهؤلاء مثل کعب الاحبار ووهب بن منبه وعبد اللّٰه بن سلام وامثالهم فامتلأت التفاسیر من المنقولات عندهم وتساهل المفسرون فی مثل ذلک وملؤا کتب التفسیر من هذه المنقولات، واصلها کما قلنا عن اهل التوراة الذین یسکنون البادیة ولا تحقیق عندهم بمعرفة ما ینقلونه من ذالک الا انهم بعد صیتهم وعظمت اقدارهم لما کانوا علیه من المقامات فی الدین والملة فتلقیت بالقبول من یومئذ[۱]

ترجمہ:۔ اور اس باب میں متقدمین نے بڑا ذخیرہ جمع کیا لیکن ان کی تصنیفات اور روایتوں میں نیک و بد، مقبول و مردود، سب کچہہ شامل ہے، اسکی وجہہ یہ ہے، کہ اہل عرب لکہے پڑہے نہ تہے، اور اُن کے اوپر بالکل بدویت و جہالت غالب تہی اور جب اون کو اشیاء کی دریافت کا شوق ہوتا تہا جو طبایع بشری کا اقتضاء ہے مثلاً آفرینش عالم کے اسباب، دنیا کی ابتداء وجود کے اسرار، تو ان باتوں کو وہ لوگ یہودیوں سے دریافت کرتے تہے یا اون عیسائیوں سے جو یہودیوں کے مقلد تہے اور اس زمانہ کے یہود ایسے ہی جاہل تہے جیسے بادیہ نشین عرب، ان کو صرف وہی معلومات تہی، جو عوام اہل کتاب کو ہوتی ہیں پہر جب یہ لوگ اسلام لائے تو اُن اُمور کے متعلق جو احکام شرعی سے تعلق نہیں رکہتے تہے مثلاً دنیا کا آغاز، واقعات قدیمہ، اور قصص انبیاء، اون کے خیالات وہی رہے جو پہلے سے تہے، ان اسلام لانے والوں میں کعب احبار۔ وہب بن منبہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ تہے، اس لئے تمام تفسیریں ان کی روایتوں سے بہر گئیں، اور اس قسم کے امور میں مفسرین سہل انکاری کرتے ہیں، اس لئے ان لوگوں نے تفسیر کی کتابوں کو انہی روایتوں سے بہر دیا اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان روایتوں کا ماخذ وہی توراۃ والے تہے جو صحرا نشین تہے اور ان کو ان روایتوں کے متعلق کچہہ تحقیق حاصل نہ تہی لیکن چونکہ مذہبا ان لوگوں کا پایہ بلند تہا اور قوم میں ان کو شہرت اور عظمت حاصل تہی اسلئے وہ روائتیں قبول عام پا گئیں

علامہ ابن خلدون نے جو کچہہ لکہا محدثانہ تحقیق بہی تمامتر اسی کی تائید کرتی ہے، انبیاء سابقین اور زمین و آسمان وغیرہ کی آفرینش کے متعلق جو کچہہ تفسیروں میں مذکور ہے، وہ عموماً قدماء مفسرین سے ماخوذ ہے، یعنی مجاہد۔ سدی ضحاک مقاتل بن سلیمان کلبی۔ ان میں سے تین مقدم الذکر نے صحابہ کا زمانہ پایا تہا، اور ان سے روائتیں حاصل کی تہیں، مقاتل نے ۱۵۰ہ ہجری میں وفات پائی کلبی بہی اسی دور کے مفسر ہیں، نقلی مضامین کے متعلق آج جسقدر تفسیریں ہیں سب انہی بزرگوں سے ماخوذ ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ فن تفسیر میں تمام لوگ مقاتل کے وظیفہ خوار ہیں، سدی کی نسبت جلال الدین سیوطی نے کتاب الارشاد سے نقل کیا ہے کہ امثل التفاسیر تفسیر السدی

حاشیہ:۔ [۱] مقدمہ ابن خلدون باب علوم القرآن۔

[۲] میزان الاعتدال ذہبی۔

یعنی تمام تفسیروں میں سدی کی تفسیر سب سے اچہی ہے، امام طبری کی تفسیر کے متعلق تمام علما کا اتفاق ہے کہ صحت و تنقید میں لاجواب ہے، لیکن یہہ تفسیر بہی زیادہ تر سدی اور ضحاک سے ماخوذ ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے اتقان باب ہشتاد دہم میں تصریح کی ہے۔

ان بزرگوں کا یہ حال ہے کہ مجاہد کی تفسیر کی نسبت جب لوگوں نے امام اعمش سے دریافت کیا کہ اس میں غلطیاں کیوں پائی جاتی ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے، ضحاک کی نسبت محدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ وغیرہ سے انہوں نے جو روائتیں کی ہیں سب مخدوش ہیں یعنی انکی صحت میں کلام ہے، اسکے ساتہہ یحیٰی بن سعید قطان نے جو اسماء الرجال کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ ضحاک میرے نزدیک ضعیف الروایت ہیں، سدی کا یہ حال ہے کہ امام شعبی سے کسی نے کہا کہ سدی کو قرآن کے علم کا حصہ ملا ہے، مقاتل کی نسبت وکیع کا قول ہے کہ کذاب تہا، محدث نسائی فرماتے ہیں کہ مقاتل جہوٹ بولا کرتا تہا، عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ مقاتل کی تفسیر بہت اچہی تہی کاش وہ ثقہ بہی ہوتا، جوزجانی نے لکہا ہے کہ مقاتل نہایت دلیر دجال تہا، محدث ابن حبان نے لکہا ہے کہ مقاتل قرآن مجید کے متعلق یہود و نصاریٰ سے وہ باتیں سیکہا کرتا تہا جو ان کی روایتوں کے مطابق ہوتی تہیں، کلبی کی نسبت تو عام اتفاق ہے، کہ انکی تفسیر دیکہنے کے قابل نہیں، امام احمد بن حنبل، دارقطنی، امام بخاری، جوزجانی۔ ابن معین سب نے تصریح کی ہے کہ وہ ناقابل اعتبار تہا، ابن حبان کا قول ہے کہ کلبی کا کذب و دروغ اسقدر ظاہر ہے کہ اس میں کچہہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں[۱] ایک ضمنی تذکرہ میں ان بزرگوں کے اسقدر پردہ دری شاید موزوں نہ تہی، لیکن ان لوگوں نے اسلام کو جسقدر نقصان پہونچایا ہے اسکا کم سے کم یہی صلہ تہا، انہی حضرات کی روائتیں ہیں جن سے تفسیر کبیر۔ کشاف، بیضاوی اور اور سیکڑوں ہزاروں کتابیں مالامال ہیں، مسلمانوں میں آج جو عجائب پرستی، زود اعتقادی اور غلط خیالی ایک خاصہ بن گئی ہے انہی کی روایات اور منقولات کی بدولت ہے۔

(الندوۃ)

[۱] ان لوگوں کے یہ اقوال میزان الاعتدال ذہبی سے ماخوذ ہیں۔

تفسیر القرآن دوسرا پارہ

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل اور اشاعت کے متعلق مجہے کئی مرتبہ اعلان کرنا پڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ جب جب اسکے متعلق اشتہار دیا مجہے اس کی تکمیل کا پورا خیال ہی رہا لیکن قدرتی طور پر ایسے اسباب پیش آ گئے ہیں کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور مجہے اپنے معزز ناظرین سے شرمندہ ہونا پڑا تاہم یہ امر میرے لئے ہمیشہ فکر کا موجب ہی رہا اور میری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجہے توفیق دے کہ میں اس خدمت قرآن کریم کے باعث فخر و نجات کام کو سرانجام دوں۔ جہانتک میری طاقت اور حق سعی ہے اسکے لحاظ سے میں آجکل تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل کے کام میں مصروف ہوں میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء تک اس کام سے بالکل فارغ ہو جاؤں گا۔ کاتب لکہہ رہا ہے اور پریس چہاپ رہا ہے۔ ساری توفیقیں چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتہہ میں ہیں اسلئے اس کی تائید و توفیق کے بغیر کچہہ بہی نہیں ہو سکتا۔ پس وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے از حد مشتاق اور منتظر ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجہے توفیق عطا فرماوے۔ مجہے اس امر کے اظہار کی کچہہ ضرورت نہیں ہے کہ یہہ پارہ اپنی جدید طرز بیان اور طریق ترتیب میں کیسا ہوگا کیونکہ ایک بڑا حصہ اسکا ناظرین کے پاس پہونچ چکا ہے۔ اس پارہ کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ ساتہہ ہی ماسواری سلسلہ کا تیسرا نمبر چہپنا شروع ہو جاویگا کیونکہ اسکا مسودہ طیار ہے اور حضرت حکیم الامۃ اسے عرصہ ہوا دیکہہ چکے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے اتنی ترمیم کر دینی مناسب سمجہی ہے کہ اسکی تقطیع ۲۷×۱۷ کے نصف کی بجائے ۲۹×۲۲ کے ½ کے برابر کر دونگا اور بجائے دو جز کے اڑہائی جزو کر دیا جاوے گا انشاء اللہ العزیز۔

مرتب تفسیر القرآن

ایک نظر ادہر بہی

قرض

کسی سے قرض لینا گویا اس سے محبت قطع کرنا ہے قرضدار قرض خواہ کی نظروں میں ذلیل و حقیر معلوم ہوتا ہے اور کبھی کبھی قرضدار کو قرض خواہ کی زبان سے تحقیر کرنیوالے کلمات سننے پڑتے ہیں مگر اس کا جواب دینے سے صرف اس وجہ سے معذور ہو جاتا ہے کہ قرضدار ہے اور خاموشی کو اپنی پشت پناہ سمجھتا ہے بازار میں قرضدار آزادی کے ساتھ نہیں جا سکتا نہ کہیں میلوں ٹھیلوں میں اطمینان کے ساتھ سیر کر سکتا ہے کیونکہ ہر وقت اسے یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں میرا قرضخواہ نہ مل جائے اور چار دوستوں کے سامنے ذلیل نہ کر دے قرض دار کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے جن دوستوں کے یہاں روزمرہ آمد و رفت رہتی ہے دلچسپ جلسے ہوا کرتے ہیں قرض داران صحبتوں سے لطف نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں میرا قرض خواہ اس رنگین طبیعت دوست کا دوست نہ ہو اور اگر اوس نے میری قرضداری کا معاملہ اس سے کہدیا ہوگا تو بھرے جلسہ میں ذلت اٹھانا ہوگی منہ پر عرق آجائیگا ساری شیخی کرکری ہو جائیگی پھر ان لوگون کو کبھی منہہ دکہانیکے قابل نہ رہونگا۔ اس لئے قرضدار اکثر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے ملنے جلنے سے تنفر ظاہر کرتا ہے اور اپنے مکان پر بھی کسی دوست سے ملاقات کرنا اس کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اپنے نوکرون سے وہ کہدیتا ہے کہ دیکھو اگر کوئی شخص ہماری ملاقات کو آئے تو یہ کہدینا کہ میان اس وقت مکان میں موجود نہیں ہیں قرضدار تنہائی میں بیٹھکر بھی کوئی مفید کام کر نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دل ہی دل میں خیالی پلاؤ قرضہ کے ادا کرنے کے واسطے دل میں پکایا کرتا ہے اکثر لوگون کو۔ ایسے ہی ایسے افکار میں مبتلا ہو کر سل و دق کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اپنی تندرستی سے ہاتھ دہو بیٹھتے ہیں اور قرضہ کا بوجہ اپنے لواحقین پر دھر جاتے ہیں۔ قرضدار دروغگوئی کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ جب ایک قرض دار آکر تقاضا کرتا ہے تو اس سے وعدہ کرتا ہے کہ ۱۵ ار تاریخ کو تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا جس سے قرض خواہ کے دل کو کچھ اطمینان ہو جاتا ہے مگر جب مہینہ کی ۱۵ آتی ہے تو قرضدار مکان پر موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ اندر ہی سے بیٹھے بیٹھے حیلے حوالے کر دیتا ہے کبھی مکان پر موجود ہی نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اتفاق سے موجود ہوتا بھی ہے تو بیمار بن جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میں باہر آنے سے معذور ہوں قرض خواہ مایوس ہو کر چلا جاتا ہے۔ قرضدار اشد ضروری کاموں ۔۔۔ سے پوشیدہ راستوں سے بازار جاتا ہے اگر اتفاق سے کوئی قرض خواہ اسی راستہ میں دور سے نظر پڑ گیا تو فوراً قرض دار کا منہہ زرد پڑ جاتا ہے جسم پر پسینہ آنے لگتا ہے قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے چلنے میں پیر لڑکھڑانے لگتے ہیں ہاتھ اور پیرون کی انگلیان ٹھنڈی ہو جاتی ہیں ہوش و خرد باختہ ہو جاتے ہیں جب خدا خدا کرکے قرض خواہ قریب آجاتا ہے تو قرض دار قبل اس کے کہ قرض خواہ کوئی لفظ منہ سے نکالے بڑی متانت سے سلام کرتا ہے اور خوب لمبے چوڑے جملوں سے مزاج پرسی کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیون جناب تبلائیے تو سہی کہ آپ کا کتنا روپیہ ہے مجھے تو یاد نہیں رہا اور نہ میں نے کبھی کو معاملہ صاف کر دیتا سب حساب کیا ہوا رکہا ہے صرف تعداد معلوم نہ ہونیکی وجہ سے معاملہ التوی میں پڑ گیا اور یہ کہکر کہ انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ فوراً نظروں سے اوجہل ہو جاتا ہے۔ قرض خواہ کو اتنا موقع نہیں دیتا کہ وہ کوئی لفظ تقاضا کا زبان سے نکالے بعض قرضخواہ خصوصاً مہاجن بڑے بیباک ہوتے ہیں عدالت میں رجوع کر دیتے ہیں تو پھر قرضدار کا اعتبار گورنمنٹ کے سامنے سے بھی جاتا رہتا ہے۔ خدا قرض سے پناہ میں رکھے ماحصل کلام یہ ہے کہ قرضدار کے دل کو کسی وقت اطمینان نہیں رہتا وہ ہر وقت پریشانی کے عالم میں بدحواس سا رہتا ہے زندگی اس کے سر پر صرف ایک بعد ابار ہوتی ہے نہ کوئی فصل کا میوہ اسکو بہلا معلوم ہوتا ہے نہ کسی کہانے میں مزہ آتا ہے بلکہ اصل یوں سمجھئے تو اسکی قوت ذائقہ ہی تشریف لے جاتی ہے قرض دار کی طبیعت ڈرپوک ہو جاتی ہے ذرا سے کھٹکے پر اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے نتیجہ اس ساری تحریر کا یہ ہے کہ قرض دار مخلوق خدا کی نظروں میں ذلیل حقیر مفلس قاطع محبت دروغگو بے شرم ثابت ہوتا ہے رب العالمین اس مہلک مرض سے ہر شخص کو بچائے۔

(سول اینڈ ملٹری نیوز)

آرمینیا کی مسلمان کردی عورتین

اخبار لٹریری ڈائجسٹ رقمطراز ہے کہ شہر دینا میں ایک لیڈی ڈاکٹر مسمی مارگریٹ نے آرمینیا کی مسلمان کردی عورتون کی حالت پر ایک لیکچر دیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ گھرونکی اکثر چیزیں عورتون کی بنائی ہوئی ہیں۔ عورتیں ہی دور دور دراز سفر پہ جاکے ریشم کے کیڑے جمع کرتی ہیں۔ سوت کاتتی ہیں، اور کپڑون کے رنگنے میں بڑی مشاق ہوتی ہیں۔ وہی جنگلوں میں جاکر مختلف رنگ تیار کرنیکیلئے پہول لاتی ہیں۔ ان باتون سے مرد محض ناواقف ہیں۔ ان عورتون میں ورزش جسمانی پائی نہیں جاتی ہے۔ ان کے مردون کا یہ کام ہے کہ وہ جنگل سے لکڑیان کاٹ کر لاتے ہیں اور ان کے فروخت سے اپنا پیٹ پالتے ہیں یہ غریبون کے اہل و عیال کی حالت بہت خراب ہے جنکی عمر فاقہ کشی میں گذرتی ہے باوجود اس غربت کے وہ اپنے بچون کی بڑی پرداخت کرتے ہیں۔ والدین اپنی لڑکیون سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور انکی نسبت یہ اون کا عام مقولہ ہے کہ لڑکیان گلاب کی کلیان ہیں جو بغیر کامل غور و پرداخت کے ہرگز نشو و نما نہیں کر سکتی ہیں۔ اس قوم کے مرد اپنی بہنوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کے معین اور مددگار رہتے ہیں۔ جب ان میں لڑکیون کی شادی ہوتی ہے۔ تو اس کے اخراجات کا کل بار نوشاہ کی گردن پر پڑتا ہے۔ دولہن کے کپڑے دولہا ہی بنواتا ہے۔ گھر میں بیوی یا بیوی کی ماں کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ اور تمام گھر کے آدمیون کو اسکی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔

یہ لیڈی ڈاکٹر مسلمان کردی عورتون کی نسبت بیان کرتی ہے کہ وہ بڑی بہادر ہیں آلات حرب کا استعمال خوب جانتی ہیں گھوڑے کی سواری میں شہسوار ہیں۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں تو اپنے بچے کو پیٹھ سے باندھ لیتی ہیں۔ فن شہسواری میں وہ ایسی کامل ہیں کہ بڑے بڑے ماہر فن سواران کے آگے کان پکڑتے ہیں۔ باوجود امور خانہ داری میں مصروف رہنے کے وہ اپنے مردون کی قوت بازو ہیں۔ اتفاقاً جب کوئی عورت چورون کے نرغہ میں گھر جاتی ہے تو وہ بڑی جوانمردی کے ساتھ ان سے مقابلہ کرتی ہے۔ ان مردون کو بڑی نظر حقارت سے دیکھتی ہیں جو میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ جب کوئی مرد کسی کنواری لڑکی سے شادی کی درخواست کرتا ہے تو لڑکی یہ سوال کرتی ہے کہ تم نے کتنے قافلے لوٹے اور کتنے گھوڑے اور ہتیار چھینے ہیں۔

طبعی حکمائے یورپ معجزۂ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلعم

حکمائے یورپ کی دقیق تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ اجسام طبعیہ و موالید ارضی خصوصاً جمادات وغیرہ میں یہ خاصیت ہے کہ انسانی کردار و حیوانات کے حرکات و آواز جو ان کے متصل و اندر واقع ہو رہے ہیں وہ انہیں خود بخود منقش ہوتے رہتے ہیں مثلاً سنگ خارا وغیرہ جو کہ تراشے جاتے ہیں اور اونچی اونچی عمارتیں کہ بنائی جاتی ہیں اور گھرون میں جو کچھ ہوتا ہے از قسم موت و حیات و بیماری و تندرستی اور شادی اور دعوت کے جلسے اور فسق و فجور و عبادات اور آپس کی گفتگو وغیرہ وغیرہ جو واقعات لحظہ بلحظہ ہوتے رہتے ہیں وہ سب ان مکانات کی در و دیوار میں منقش ہو جاتے ہیں پیغمبر خدا علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے جسکی تصدیق خداوند تعالےٰ نے حکمائے یورپ سے کرائی ہے کیونکہ حکمائے یورپ پر جو بازاب بذریعہ آلات و اسباب کہلا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو تیرہ سو سال قبل ازین بذریعہ وحی خدا ظاہر فرما گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس مقام پر کسی شخص نے کوئی نیک کام کیا وہ مقام اوس کے لئے قیامت کو شافع ہوگا یعنے اوس کے نیک کام کا گواہ ہے گا اور جس مقام پر کسی سے کوئی بدکام کیا وہ مقام اوس کے لئے دوزخ کا طلبگار ہوگا۔ (کیونکہ امکنہ میں افعال و اقوال بطور گواہ نقش رہتے ہیں) اس پر محی الدین ابن عربی نے لکہا ہے کہ جس مقام پر کسی شخص سے کوئی بدی سرزد ہو جاوے وہان نیکی کرکے اوس کا تدارک کرلے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی حالت ازحد محتاج امداد ہے۔ اس واسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہو وہ جلد ارسال فرمادین۔ اور علاوہ اس کے نگمشت عطیہ سے مدد دین۔

حضرت کا حکم ہے کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دین اور جو نہ دے سکین وہ اپنے لنگر کے چندے کا چوتہا حصہ کاٹ کر مدرسہ مین دیدین۔ بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔ یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئین۔ حضرت کے نام یا دوسرے عہدون کیونکہ اسمین حضرت کو تکلیف ہے اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہون۔ والسلام

محمد صادق عفی اللہ عنہ قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

مرآة الجهاد

اس نام کی ایک دلچسپ عجیب در جامع کتاب مسئلہ جہاد کے بارے میں الحکم میں چھپ رہی ہے اس کی مؤلف ہمارے مکرم بھائی سید وزارت حسین صاحب مونگیری ہیں سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفون کی طرف سے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دئیے گئے ہیں خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصری فہرست دینگے (انشاءاللہ العزیز) ۲۱۶ صفحہ یہ کتاب چھپ چکی ہے الحمد للہ ۳۴ صفحہ تک پریس میں جا چکی ہے ابھی صفحوں کا اندازہ ہے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے ہم نہ پاستے ...

(ایک فیصلہ حضرت حکم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے)

راولپنڈی میں احباب میں اس امر پر اختلاف تھا کہ بعد نماز جمعہ مسجد سے چلے جانا چاہئے اور مسجد میں بیٹھ کر اخبارات وغیرہ کا سننا یا سنانا اور دوسرے قومی کام نہ کرنے چاہئیں۔ اس پر انہوں نے صحیح حکم کیلئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے رجوع کیا یہ دلچسپ اور مفید خط و کتابت قابل دید ہے اسلئے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

خلاصہ خط جماعت راولپنڈی۔ بنام مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ

"ہم راولپنڈی میں بعد نماز جمعہ چند احمدی بھائی اسی جگہ بیٹھ کر مسائل پر بحث وغیرہ کرتے ہیں اکثر ہفتہ کے بعد ان کو یہ موقع ملتا ہے کہ مل کر بیٹھتے ہیں اور اپنی جماعت اور حضرت صاحب کے حالات ایک دوسرے سے دریافت کرنیکا موقع ملتا ہے لیکن ایک بھائی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں بعد نماز جمعہ فانتشروا فی الارض کا حکم ہے اور یہ صیغہ امر ہے پس کیا باہم بیٹھنا جائز ہے یا نہیں "

اس پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مندرجہ ذیل ریمارک کرکے برادرم مفتی محمد صادق صاحب کے پاس بھیجدیا

برادرم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ خط آپ غور سے پڑھ لیں حضرت حجۃ اللہ کی جلیل اللہی کی طرف سے اس پر ضرور کچھ لکھدیں میرے نزدیک خفیف سی باتوں پر لوگ نزاع پیدا کرتے ہیں یہ بڑے عیب کی بات ہے اور تفرقہ جماعت کا موجب ہے ہر شخص اپنی جگہ مجتہد بن بیٹھتا ہے جمعہ کے بعد مسجد میں صلاح اور مشورہ نیک کیلئے بیٹھنا کوئی گناہ کی بات نہیں مسلمانوں کی انجمن ہی مسجد کا مقام ہے .... خدا کا حکم فانتشروا فی الارض ایک غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اجازت کی غرض سے ہے ہر متنفس کیلئے وجوبی نہیں۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم

اس پر برادرم مفتی صاحب نے مندرجہ ذیل عریضہ حضرت امام علیہ السلام کے حضور بھیجا مع اصل خط

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احباب راولپنڈی میں ایک اختلاف ہوا ہے کہ بعد نماز جمعہ مسجد میں اسی جگہ بیٹھ کر برادران احمدیہ کا باہم ملاقات کرنا۔ مسائل دینیہ پر بحث کرنا اپنی جماعت سے متعلق کتب اخبارات وغیرہ سننا یا سنانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک فریق کہتا ہے کہ ایسا کرنا فانتشروا فی الارض کے حکم کی مخالفت ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ دینی اغراض کیلئے بیٹھنا جائز ہے والسلام۔ عاجز محمد صادق ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء

حضرت حکم کا فیصلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایسی بحث غلط فہمی سے ہے اصل بات یہ ہے کہ اغراض صحیحہ دینیہ کے لئے بعد نماز مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے اور یہ حکم بطور رخصت ہے نہ بطور فرض کے۔ چونکہ عیسائیوں کی تعطیل کے دنوں میں قطعاً بیکاری فرض تھی وہ اپنی دکانیں بند رکھتے تھے اس کے روکنے کیلئے یہ حکم ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تمہیر حرام نہیں ہے کہ بعد نماز جمعہ سارا دن بیکار رہو۔ البتہ بانگ نماز سنتے ہی مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اور پھر تمہیں رخصت ہے کہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ یہ حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا پس کلوا واشربوا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے روزہ بھی نہ رکھو اور ہمیشہ کھاتے پیتے رہو۔ غرض یہ حکم اہل کتاب کے رد میں ہے اور اس سے اصل مطلب رخصت ہے نہ فرضیت جیسا کہ سنت سے ظاہر ہے والسلام

مرزا غلام احمد

ایڈیٹر۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جو مشورے قادیان میں مدرسہ یا میگزین وغیرہ کے متعلقہ امور کیلئے ہوں ہمیشہ بعد نماز مسجد ہی میں ہوتی رہی ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۱ اکتوبر کا دن ساکنان دارالامان کیلئے یوم عید سے کم نہ تھا جبکہ انہیں اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دارالامان میں واپسی کی خبر ملی۔ اس تاریخ کو اعلیٰ حضرت بعد دوپہر دارالامان پہونچے + ایڈیٹر الحکم نے اس موقع پر الحکم کا ایک خاص پرچہ شایع کیا جو آج اخبار میں شائع کیا جاتا ہے + دارالامان میں واپس ہونیکر حضرت اقدس کی طبیعت کو فرق سفر کی وجہ سے کسیقدر ناساز رہی لیکن الحمدللہ حضور کی طبیعت بالکل صاف ہے آپ اور خاندان رسالت کے تمام افراد خدا کے فضل و کرم سے خوش ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم سیالکوٹ میں ۔ وایل میں آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی لیکن آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی حالت صحت عود کر آئی اور آپ تبلیغ کے کام میں زور شور سے معروف ہیں پبلک لیکچر بھی ہوتے ہیں ۱۶ اکتوبر کو ایک پبلک لیکچر ہونے کی خبر تھی۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں مولوی قطب الدین متعلق شفاخانہ حضرت حکیم الامت کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کیلئے والدین کیلئے فرط ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرماوے۔

۴۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب سابق خوشنویس الحکم اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب کے گھر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بچے پیدا ہوئے۔ جن کے نام علی الترتیب **فرقان الرحمن** اور بشارت احمد رکھے گئے ہیں۔

۵۔ خفیف سا ترشح ہو جانے کی وجہ سے موسم کسیقدر تیزی کا رنگ اختیار کرنے لگی ہے گاؤں میں موسمی بخار کی چھیڑ چھاڑ ہے۔

۶۔ ہمارے محترم معاصر ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مولانا مولوی محمد علی صاحب مصروفیت مقدمہ کی وجہ سے ستمبر میں میگزین کیلئے بہت ہی کم وقت دیسکے اور ابھی مقدمہ کے متعلقہ مزید کارروائیوں سے ہی انہیں فرصت نہیں ہوئی کہ آپ کی محترمہ اہلیہ کی ناسازی طبیعت نے انہیں اور بھی معروف وقفا بنادیا ہے۔ مولوی صاحب علاج کیلئے لاہور ٹھہرے ہوئے ہیں ساتھ ہی مقدمہ کے متعلق ابھی کام باقی ہے ہمارا خیال ہے کہ انکی یہ مناسب اور ضروری مصروفیت انکو بھی میگزین کی اشاعت موقوف نہیں کسیقدر توقف کا موجب ہوگی۔ اگرچہ مولوی صاحب بہت کوشش کر رہے ہیں کہ جلد شایع ہو جاوے مگر غالباً آخر اکتوبر تک اشاعت ہو سکیگی۔ اور ستمبر اور اکتوبر کا انگریزی میگزین اکٹھے شائع ہوں گے۔

۷۔ قادیان کی سنانتن سبھا باقاعدہ کام کرنے لگی ہے ۱۶ اکتوبر کو اس نے نگر کیرتن بھی کیا ہے آریہ سماج نے لڑکیوں کیلئے ایک مدرسہ کھولا ہے۔

۸۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جماعت سیالکوٹ نے مدعو کیا ہے اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو تو منظور فرما لیا ہے لیکن ابھی معلوم نہیں کہ جانے کیلئے کونسا وقت مقرر ہے۔

۹۔ بنارس سے مولوی الٰہی بخش اور منشی عبدالرزاق صاحب اور شیخ شارق صاحب تشریف لائے اور مستفیض ہوکر واپس تشریف لیگئے۔

ہم اور ہمارے بقایادار

رلایا خون میری آنکھ کو تیری خواب غفلت نے
میری تقدیر میں لکھا تھا رونا کلک قدرت نے

جب کبھی مجبور ہو کر ہمیں اپنے بعض لاپروا بے اعتنا نگار خریداران الحکم کی خاطر کچھ لکھنا پڑتا ہے تو عجب قسم کی گھبراہٹ اور ندامت اگر دل پر مستولی ہوتی ہے گھبراہٹ اسلئے کہ قلم اٹھائے بغیر چارہ نہیں ہوتا اور ندامت اسلئے کہ گویا شکوہ قوم کیلئے زبان کھولنی پڑتی ہے۔ الحکم ایسے اخبار بلکہ قومی آرگن کیلئے یہ کسقدر تکلیف دہ ہے کہ اس کے بقایا داروں کی فہرست ختم نہیں ہوتا اور ہماری عرضداشتوں پر یہ لوگ جن کے ذمہ بقایا ہے توجہ نہیں کرتے۔ بحالیکہ الحکم ان کا ایسا واجب الاحترام پرچہ ہے جسکی ضرورت اور خدمت متفق اللفظ ہو کر قوم نے تسلیم کرلی ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتا باوجودیکہ اسکی ضرورت کو ضرورت حقہ تسلیم کیا جاتا ہے باوصفیکہ اسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے لیکن جب اس کے جائز مطالبات کا سوال پیش ہوتا ہے تو جو ہاتھ عرصہ تک الحکم کے لینے کیلئے کھلا رہتا تھا یکدم بند ہو جاتا ہے ہمارا منشوء ہمیں مشورہ دیں اور کوئی راہ بتائیں کہ جس طرح ہم ان **قومی بیدادگروں** سے مخلصی حاصل کریں جن کے ذمہ مطبع کا کئی کئی سال کا بقایا واجب ہے اور جب ان سے تقاضا کیا گیا تو اولاً وعدوں سے کام لیا اور جواب خطوط سے فراموشی اختیار کی آخر وی پی واپس کرنے کا طریق اختیار کیا۔ غالباً ہمارے ہی خواہ ہمیں مشورہ دینگے کہ ایسے لوگوں کے نام اخبار جاری ہی نہ کیا جاوے لیکن اسکا کیا علاج کرو وہ کہتے ہیں ہم احمدی ہیں اور قیمت ادا کردینگے +

اس قسم کی مشکلات نے اخبار جیسے عظیم الشان قومی کام کی راہ میں جو روک پیدا کر رکھی ہے اسے دوسرے محسوس کریں نہ کریں مگر اسے دیکھکر مضطرب ہو جاتے ہیں پچھلے بقایا کے وصول کرنے کیلئے ہم **قوم** کے جلیل القدر بزرگوں اور اپنے اپنے مقامات کے اہل اثر لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم ان کے پاس بقایا کی فہرستیں بھیجدیں اور وہ بقایا داران حضرات سے مطالبہ کرکے واجب الادا رقوم وصول کریں۔ اگر اس طریق پر ہمارے محترم ناظرین ہمیں مدد دینے کیواسطے آمادہ ہو جائیں تو یہ بقایا جلد وصول ہو جاوے اور مطبع کی بہت سی ضروریات پوری ہو جائیں۔ ہم اس قسم کی ناگوار تحریک کی ضرورت سے سخت گھبراتے ہیں مگر ہمارے معاون (انہیں معاون ہی کہا جاوے کیونکہ در اصل اعانت ہی ان کا کام ہونا چاہیئے) ہمیں مجبور کر دیتے ہیں ہم نے بارہا عرض کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اخبار لیکر قیمت دینی نہیں چاہتا۔ تو کیا حرج ہے وہ اخبار بند کرنے کیلئے لکھدے ہم اس اعلان کے ذریعہ سے بقایا دار حضرات کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مطبع کے اجراء شدہ وی پی واپس وصول کریں یا بذریعہ منی آرڈر اپنے مطالبات بھیجدیں کیونکہ ہم آئندہ بذریعہ کارڈ بھی تقاضا نہیں کریں گے یہ اطلاع آخری ہے اس کے بعد اگر وی پی واپس آئے یا انہوں نے چندہ نہ بھیجا تو یکم نومبر کو ہم ایسے طیار شدہ فہرستیں ان کے مقامی اہل اثر بزرگوں کے پاس بھیجدیں گے اور ان کے نام اخبار بند کر دینگے آئندہ جبتک وہ پیشگی نہ دیں جاری نہ ہوگا۔ ہمیں تو بڑی خوش معاملہ خریدار بہت لاپرواہ خریداروں سے اچھے ہونگے اگر اس پر بھی کوئی توجہ نہ ہوئی تو ہم مجبوراً اپنا کوئی ایجنٹ وصول بقایا کیلئے روانہ کرینگے فی الحقیقت ہماری طرف سے ایسی کراہت تحریر کا شائع کرنا سخت افسوسناک ہے کہ آٹھ سال سے ایک اخبار قوم کی خدمت کر رہا ہے اور وہ خدمت جسکی اہلیت خدا تعالیٰ کے نزدیک سقدر ہے کہ اسنے خاتم الخلفاء اس غرض کیلئے بھیجا ہے سات ہزار برس کے موعود کا وہ خادم ہو اور پھر وہ قوم جو اس موعود کی خدمتگزاری کا فخر رکھتی وہ اتنا بھی نہ کر سکے کہ اپنے ایسے قومی آرگن کو آئے دن کی تکلیفوں سے مستغنی کر دے۔ اور اس حالت کو مضبوط کرنیکیلئے الحکم کی اگلی ہی اشاعت میں ہمارے قوم)

اخبارات پر ایک ... نکالا شایع کیا جائیگا (انشاءاللہ) جو قوم کے سنجیدہ اور فہیم لوگوں کی توجہ کیلئے لکھا گیا ہے!

م اللہ ہم انہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اسے نہ صرف پڑھیں بلکہ اس کے متعلق جو کچھ بھی انکی رائے ہو ہم کو اس سے اطلاع دیں جیسے ہم بالکل راستی الحکم میں چھاپ دینگے اور اسطرح ایک ضروری قومی سوال کا فیصلہ

ہمارے تعلیم یافتہ مسلمان اور اسلام

از ماست کہ بر ماست

ہر کسے از دست غیر نالہ کنان
سعدی از دست خویشتن فریاد

دنیا میں جب کسی غافل و سست قوم کی شامت اعمال سے ایام نکبت و ادبار نمودار ہوتے ہیں تو وہ تلافی مافات و آئندہ احتیاط کیلئے غریق مبتلا کی طرح ہر تنکے کا سہارا ڈھونڈتی ہے و مصلح ہمدرد و تدابیر صائبہ کے نہ ملنے سے حیران و پریشان ہوکر ادہر ادہر دیکھتے پہاڑی ہے ایسے موقعہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ جس قوم کا ایسا حال ہو اس کے ہر فرد منہمک فی الدنیا کی تدابیر و عندیات و آراکین درست اور خواہ مخواہ قابل عمل درآمد ہوا کرتی ہیں آجکل یہی حال اہل اسلام کا ہے۔ قرآن کریم جس نے ہزاروں پشتوں کی بگڑی ہوئی اقوام کو سنوارا اور اس پر عمل کرنے سے اون کے دینی و دنیاوی معاملات ایسے درست و صاف اور اونکی ملٹری و سول تدابیر ایسی صائبہ و صحیحہ ہیں جنکو سلاطین و شاہنشاہان دنیا دیکہکر داد تحسین و آفرین دیتے تہے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی بہی کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ اہل اسلام قرآن کریم کے احکام و قوانین کو ترک کر دینگے اور ان پر ایام نکبت و ادبار نمودار ہونگے اور ان کے ہر فریق کی جداجدا رائیں و عندیات ہونگی یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ہم ہیں یہ زمانہ مصلح وقت و ناصح ہمدرد کا سخت متقاضی ہے اور بزبان حال بلند پکار کر کہہ رہا ہے

مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

آجکل بعض کہنے لگے ہیں کہ عورت کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں اور تجارتی معاملات میں سود لینا جائز ہے کثیر الازدواجی نامشروع و ناموزون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض اشخاص نئی روشنی کے دلدادہ کہتے ہیں کہ تقسیم وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہ موجودہ زمانہ کے موافق نہیں اوسمیں ترمیم و تنسیخ کیجاوے۔

چنانچہ ہندوستان و پنجاب کے اسلامی و مخالفان اسلام انگریزی وار دو اخبارات نے ان مضامین کو بکثرت لیا ہے اور انپر رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس علی گڑھ کالج کی تعلیم یافتہ پارٹی اور ان کے ہم خیال ازیری ریفارمروں کی تعداد جو اس قسم کے خیالات رکہتے ہیں ترقی میں ہے۔ قرآن کریم نے کامل و مکمل احکام و قوانین ابدالآباد کیلئے تا قیام قیامت نوع انسان کی بہبودی کیلئے پیش کئے ہیں جنکو اقوام غیر مذاہب نے بہی سب بدل و نعمت سمجہکر پسند کیا اور اون سے مستفیض ہوئے۔ مخالفان اسلام جو کچہہ اعتراضات کی بوچھاڑ و حملے اسلام پر کر رہے ہیں وہ اب کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں اور اسلام کے اندرونی خیر خواہوں کا یہ حال ہے کہ بدست خود اس کو بگاڑ کر مخالفوں کے ہاتہوں میں مار پیٹ کے لئے دے رہے ہیں۔ الٰہی الامان کیا اب مجدد اسلام و مسیح موعود کی ضرورت کوئی خواہان قوم محسوس نہیں کرتے

آسمان را حق بود گر سنگ بارد بر زمین
بر پریشان حالئے اسلام و قحط المسلمین

تعبیر الرویا

میرا خواب اور اسکی تعبیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخی مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جماعت کے لوگوں سے تو آپکی تعریف تعبیر خواب کی نسبت سنا ہی کرتا تہا مگر الحکم نے اسکی تصدیق کر دی۔ مجہکو آج رات ایک خواب آیا ہے جس کی تعبیر کا میں بڑا مشتاق ہوں براہ مہربانی تعبیر جلدی بہیجیے گا

وھواھذا - میں ایک ایسی جگہ میں ہوں جو میں نے پہلے کبہی نہیں دیکہی لوگ کسی تقریب پر بکثرت جمع ہیں ایک پرانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے وہان آیا۔ مولوی صاحب پورانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹہے ہیں۔ وقت نماز سمجہکر میں نے تنہا نماز شروع کر دی چونکہ وہ سامنے سے گذر رہا تہا اسلئے میں اسے دیکہتا تہا اور بہت سے لوگ دیکہتے تہے مگر نہ تو وہ خود بند ہوتا تہا اور نہ لوگ ہی اسے روکتے تہے آخر میں نے سلام پہیر دیا اور اسے پکڑ کر تہانہ میں لیجا کر پولیس کی سپرد کر دیا اس کے بعد میری آنکہہ کہل گئی اور میں تہجد کیلئے اٹہہ کہڑا ہوا۔ براہ مہربانی تعبیر سے مطلع فرمائیگا۔ والسلام

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد سیالکوٹی ٹکسالی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی اخویم منشی غلام محمد صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سے گورداسپور تشریف لائے ہیں۔ یہ عاجز آنجناب کی خدمت میں حاضر ہے آج تک تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر ہے۔ دیکہئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ لوگ متفرق خبریں اڑاتے ہیں۔ مگر جو خبر خدائے علیم کی طرف سے اپنے بندے کو ملی ہے وہ یہ ہے۔ اِنّی مَعَ الرَّسُوْلِ فقط

آپ کا جوابی کارڈ قادیان سے واپس ہوکر اسجگہ گورداسپور میں ملا - میں نے آپکے خواب پر بہت غور کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ آپکے حق میں اچہا ہے۔ اور اسکی تعبیر میرے نزدیک اسطرح سے ہے: - پورانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے۔ پرانا مکان بوسیدہ ہوکر اصلی خوبصورتی اور حسن سے گرجاتا ہے اور اسکی وہ حالت نہیں رہتی جو ابتدا میں تہی یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کی حالت بہ سبب مرور زمانہ درست نہیں رہی بلکہ بہت سی قباحتیں اسمیں پیدا ہوگئی ہیں جو قابل اصلاح اور قابل درست ہیں اسمیں لوگوں کا اجتماع ہے - یعنی قوم کا اجماع اوسی بوسیدہ اور خراب حالت پر ہوگیا ہے چنانچہ عام اجماع امت کا اس وقت عمدگی پر نہیں - بلکہ رفتہ رفتہ جو خرابیاں مسائل دینیہ میں پڑ گئی ہیں انہیں پر مضبوط ہو بیٹہے ہیں اور انکی تجدید نہیں کرتے ملا کے کپڑے پورانے ہیں - یعنی علماء کی حالت ردی اور خراب ہے۔ ان کا دین پاک اور صاف نہیں رہا۔ اسمیں سیل کچیل اور رخنہ اندازی بہت بڑہ گئی ہے۔ آپ نے سمجہا کہ وقت نماز ہے اور خوب سمجہا۔ بےشک یہ وقت ایسا ہے کہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہونا چاہئے۔ ورنہ تباہی کا خوف ہے۔ آپ نے سورہ الحمد پڑہی۔ یعنی سورہ فاتحہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اور اسپر عمل کیا۔ اس سے اشارہ ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ سورہ الحمد کے ساتہہ ہمارے امام احمد کو خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ آپنے تین مستقل تفسیریں سورہ الحمد کی لکہی ہیں اور ہمیشہ اپنی ہر تقریر میں سورہ الحمد کا خاص ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور سورہ الحمد میں اس زمانہ کے متعلق اور اس مسیح کی آمد کے متعلق پیشگوئی بہی ہے۔ اور میں نے پہلی کتب مقدسہ میں پڑہا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی میں اس کے ہاتہہ میں ایک چہوٹی سی کتاب ہوگی۔ جسکا نام فاتح ہوگا۔ جسکی سات آیتیں ہونگی۔ غرض الحمد پڑہنے سے یہ مراد ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ کوئی شخص معترض سے آپکی قمیص کاٹتا ہے وہ کوئی منافق رفیق ہے جو آپکے دین میں رخنہ ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ نے اوس کو پکڑ لیا اور تہانہ میں لے گئے۔ یعنی آپنے اوسکی مخالفت کا ایسے طور سے اندفاع کیا کہ وہ اپنی کوشش میں نامراد ہوکر ایسا ہوگیا کہ گویا تہانہ یعنی کالعدم ہوگیا۔ خواب کے آخری حصہ میں کسیقدر ابتلا ہے جس کے واسطے دعائے مغفرت اور کچہہ صدقہ دیدیں۔ باقی خیر ہے۔ والسلام۔ جو میرے خیال میں آیا عرض کیا۔ والعلم عند اللہ

آپ کا خادم محمد صادق۔

رویا تعبیر طلب

میں نے خواب دیکہا ہے کہ ایک کمیت رنگ گہوڑے پر سوار ہوں۔ کوئی صاحب اسکی تعبیر لکہیں۔ ایک احمدی۔

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی میں

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور میں دائر تہے) عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہوگیا

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ جو ۲۶ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو ختم ہو چکا تہا۔ اس کا حکم ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سنا دیا گیا مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین و فقیر محمد کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارے عذرات غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ جرمانہ۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر ۴۰ جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض۔ اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تہا۔ اسمیں بہی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانسو ۵۰۰ روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دو سو ۲۰۰ روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی۔ لیکن ہمارے ناظرین خصوصاً ہمارے احمدی احباب جو سنن الٰہیہ سے واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خدا تعالےٰ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتہہ آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔ جو عدالت عالیہ سے ہوگا۔

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابہی مقدمہ عدالت اعلیٰ میں جانیوالا ہے۔ اس لئے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجہتے ہیں۔ مخالفین اپنی عادت کے موافق مختلف قسم کی افواہیں اڑائینگے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ جو ہم نے لکہدیا ہے۔

طاعون موسم کی برودت کے ساتہہ طاعون کی خدمت ہندوستان و پنجاب میں بڑہتی جاتی ہے ہفتہ پیوستہ میں اموات کا شمار ۳۲۳۴ تک جا پہونچا ہے جو اس سے پہلے ہفتہ کی نسبت قریباً دو ہزار بڑہا ہوا ہے۔

اس کا اصلی علاج - تقوی۔ دعا و استغفار و عجز و انکسار بحضرت خداوند غفار اور اس نسخہ ایمان و العمل کو استعمال کرنا چاہئے جو حضرت امام الہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت وغیرہ کے آگے پیش کیا ہے۔

ایک مسلمان کی گھبراہٹ

اخبار ہنکاری مورخہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء میں کسی .... عبدالرحیم نام کی طرف سے مندرجہ ذیل اعتراضات شائع ہوئے ہیں ہم اول اعتراضات کو نقل کر کے پھر اون کے جوابات بترتیب شائع کریں۔

میں عرصے سے برائے نام مسلمان ہوں۔ باوجود بہت سے مذہبی مطالعے کے مذہب اسلام سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ اور کئی ایک رکاوٹیں پیش آئی ہیں۔ جن سے دل نہایت بیقرار ہو رہا ہے۔ کئی دفعہ بعض مولوی صاحبان اور دیگر مسلمان بھائیوں سے عرض کیا گیا۔ جن سے بجائے غصہ اور لڑائی پر تیار ہو جانے کے کوئی تشفی بخش جواب نہ ملا۔ اور جب کسی مسئلہ پر ان کو قائل کیا گیا تو یہ کہہ ٹال دیا کہ "شرع مبارک میں تمہاری عقل نہیں پہنچ سکتی ہے" لیکن ان باتوں سے دل کو کیا تسلی ہو سکتی تھی۔ آخر میں یہی بن آیا کہ دلی خیالات کو کسی اخبار میں درج کرا دیا جائے شائد کوئی صاحب توجہ فرما کر تسلی بخش جواب دیں۔ جس سے دل کو تسکین ہو۔ مذکورہ بالا خیالات میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱) اسلام میں نجات کس طرح ہوگی۔ اور نجات شدہ آدمی کہاں رہیں گے۔ وہ جگہ کتنی دور ہے اور کس جگہ واقع ہے۔ نجات شدہ لوگ مجسم ہونگے یا غیر مجسم۔ انکی سب سے بڑھکر خوشی کیا ہوگی۔ کیونکہ میں نے جہانتک اسلام کی کتابیں مطالعہ کی ہیں یہی پایا جاتا ہے کہ نجات میں حور و غلمان اور شراب سے بڑھکر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ اگر واقعی یہی ہے تو اس میں سوائے شہوت پرستی اور نفسانیت کے اور کیا ہے۔

(۲) نماز پانچ وقت کی بجائے ایک وقت کیوں نہیں پڑھی جاتی۔ پانچ وقت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے۔ حالانکہ وہی مطلب ایک دفعہ پڑھنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بار بار قواعد کرنے میں کیا فلاسفی ہے۔ کیا بیٹھ کر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی۔

(۳) روزے رکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور اگر اسمیں کوئی طبی فائدہ ہے۔ تو ایک خاص مہینے میں روزے رکھنا کیا معنے رکھتا ہے۔

(۴) بموجب علم طب کے ایک آدمی ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتیں نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اسلام میں ایک وقت میں چار عورتیں رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود نمونہ بنکر دکھلایا نہیں! نہیں۔ بلکہ اپنے فرمان سے بھی دگنا کر دکھایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔

(۵) قرآن شریف کا حکم ہے کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (یعنی خدا کے حکم کے بغیر ایک ذرہ تک نہیں ہلتا) تو کیا جو گناہ یا ثواب ہم کرتے ہیں۔ یہ سب خدا کی طرف سے ہیں یا کچھ اور۔

(۶) کہتے ہیں کہ اسلام میں بت پرستی ناجائز ہے تو حاجی لوگوں کا حضرت صاحب کی قبر کے گرد طواف کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور جہانتک مجھے معلوم ہے حج کا مقصد یہی ہے۔

(۷) حدیث شریف میں مسلم سے روایت ہے کہ چند صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے بلکہ واجب (اول) کسی مسلمان کی آبرو بچانے کیلئے (دویم) اپنے گناہ چھپانے کیلئے (سویم) دو آدمیوں میں صلح کرنے کیلئے (چہارم) دشمن کو دھوکہ دے کر مارنے کیلئے (پنجم) شوہر کو اپنی زوجہ کے رضامند کرنے کیلئے۔

اور امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی بات میں فائدہ ہو تو جھوٹ جائز ہے۔

جوابات متعلق سوالات نمبر اول ودوم وسوم وچہارم

طریق نجات و فرقہ ناجیہ کا حال سورہ بقر کے ابتدائی آیات میں جہاں سے قرآن کریم شروع ہوتا ہے مفصل مذکور ہے پس جو شخص طالب نجات ہو وہ اس طریق کو اختیار کرے تو اس کا نتیجہ نجات ہوگی دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جس نے شروع ہی میں مسئلہ نجات کو حل کر کے دکھایا ہے اس کتاب میں دعوی کیا گیا کہ اس میں کوئی بات قابل شک و شبہ نہیں یعنے اس کتاب میں طریق نجات کو بار بار ایسا مفصل و مبین و ظاہر کیا گیا ہے کہ طالب نجات کو اس کتاب کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے حصول نجات میں بالکل کوئی امر قابل شک و شبہ والتباس باقی نہیں رہتا اور وہ خود متیقن و مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی پیروی سے واقعی فرقہ ناجیہ میں انسان داخل ہو جاتا ہے۔

اب ہم سورہ بقر کی ابتدائی آیات مع ترجمہ لکھتے ہیں جنمیں فرقہ ناجیہ و طریق کا ذکر ہے۔

الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ — یہ وہ کتاب ہے (جسکی بابت اگلی کتب و صحف منزلہ الہیہ میں خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں گم گشتگان تیہ ضلالت کیلئے وہ ہادی ہوگی اور بیان طریق نجات کے بارے میں اس کتاب میں کوئی امر قابل شک و شبہ نہیں بلکہ طریق نجات بہ فصل و تشریح بیان کیا گیا ہے **خدا ترس آدمی** جو متقی بننا چاہے اور طریق نجات ڈھونڈھے اس کے لئے یہ کتاب سیدھا راہ نجات بتاتی ہے۔ مگر طالب نجات کیلئے لازم ہے کہ اس کا پہلا قدم ایمان بالغیب ہو جس شخص نے ایک مقام کو کبھی دیکھا نہ ہو اور کسی مقام سے اوس مقام کی طرف جانا ہو اسکو کسی واقف راہ کے کہنے پر اوس مقام کی طرف ریلوے وغیرہ کے ذریعہ روانہ ہونا پڑیگا لاکھہ در لاکھہ مخلوق موجود ہے جو بذیدہ ممالک و شہروں میں راہ شناس آدمیوں کے کہنے سے جا پہنچے ہیں جن لوگوں کو ممالک شرقیہ سے ممالک غربیہ یعنے امریکہ کو جانا ہو اون کو جہازوں میں بسا اوقات شرقی سمندروں کا سفر کرنا پڑتا ہے اور بالآخر مغرب میں یعنے امریکہ میں جا پہنچتے ہیں جبکہ دنیا میں بھی ایمان بالغیب کے سوا شہروں اور ممالک ندیدہ کا سفر نہیں ہو سکتا بلکہ دوسروں کے کہنے پر چلنا پڑتا ہے تو آخروی راہ پر چلنے کیلئے انبیاء و رسولوں کی تقلید بالاولی انسب ہوگی ایمان بالغیب حصول کمالات فوز مرام اور ساری مرادوں کی کنجی ہے۔ **وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ**۔ فرمایا کہ جو لوگ طالب نجات ہیں وہ اوقات مقررہ پر نماز یعنے التجا بحضرت ایزدی کرتے رہتے ہیں جیسا کہ جسم کی تقویت کے لئے بار بار غذا کی ضرورت پڑتی ہے ایسا ہی روح کی صحت و صفائی و تقویت کیلئے نماز یعنے روحانی غذا کی ضرورت انسان کو بالاولی ہے تعجب ہے کہ سائل کہتا ہے نماز ایک ہی وقت کیوں نہ مقرر ہوئی۔

ہم سائل سے عرض کرتے ہیں کہ تم ہفتہ میں ایک ہی دن روٹی کھا لیا کرو۔ کفایت بھی ہوگی اور جسمانی قوت کا بھی حال ملاحظہ ہو جاوے گا۔ لوگ اجسام فانیہ کو تر و تازہ رکھنے و تقویت کیلئے دن میں کئی کئی بار غذا کھاتے ہیں اگر روحانی غذا کیلئے رات دن میں پانچ وقت مقرر ہوں تو کیا حرج ہے۔ صبح و شام کے مبارک وقتوں میں تمام اقوام نے خداتعالی کی عبادت کرنا فرض کی ہے مگر سائل اب صرف ایک ہی بار کہنا چاہتا ہے تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ تغیر اوقات کا اثر جیسا جسم پر واقع ہوتا ہے ایسا ہی روح پر بھی ہوتا ہے لہذا تغیر اوقات میں خداوند تعالے نے انسان کو حکم فرمایا کہ وہ ان اوقات متغیرہ مقررہ میں اوس لایزال ولا متغیر ذات کے حضور میں ملتجی ہو کر روحانی تقویت کیلئے روحانی غذا طلب کرتا رہے اگر نماز کے اوقات معین و مقرر نہ کئے جاتے تو انسان لیت و لعل میں کئی کئی ایام غفلت میں گذار دیتا اور دنیاوی اشغال کے باعث اسکی نماز کی کبھی نوبت ہی نہ آتی جب انسان کیلئے کسی کام کا مقررہ وقت میں ادا کرنا حکماً لازم ٹھہرایا جاوے تو وہ اسکی ادائیگی کے لئے ہر وقت مستعد رہتا اور مقررہ وقت پر بجا لاتا ہے۔

ایک بزرگ لکھتے ہیں انسانیکہ بہ نسبت اذکار و عبادات و امتثال اوامر الہیہ توجہ او زیادہ بر اکل و شرب و خواب باشد فیضان عالم قدس و خیرات عالم علوی از وجود او منقطع و نام او بزمرہ بہائم ثبت گردد و نعم قال القائل ع

خواب و خور جز پیشہ انعام نیست
خفتگان را بہرہ از انعام نیست

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ طالب نجات کو لازم ہے کہ خداداد رزق۔ مال۔ دولت۔ علم۔ قوت کو خداوند تعالے کی راہ میں صرف کرتا رہے فقرا و مساکین و یتامی کی ہمدردی کرے اور اسکی ضعیف مخلوق کی ہر طرح امداد میں کمربستہ رہے اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهٖ۔ یعنے مخلوق بمنزلہ اللہ تعالیٰ کے کنبہ کے ہے پس جو کوئی اوسکی مخلوق سے بھلا کرے وہ خداوند تعالے کا محبوب ہے

سائل کہتا ہے روزے رکھنے میں کیا فائدہ ہے سال میں ایک ماہ کے روزے کیوں ہوتے ہم لکھتے ہیں جس آدمی نے کبھی بھوک و پیاس محسوس نہ کی ہو اس کو بھوکوں اور پیاسوں کی ہمدردی کم ہوگی۔ اگر سال میں کم از کم ایک ماہ تک ہر ایک انسان پر بھوک و پیاس لازم ٹھہرائی جاوے تو اس کے دل میں غربا و ضعفا کی ہمدردی کا سبق کالنقش فی الحجر ہو جاوے گا علاوہ ازیں سال میں ایک ماہ کے روزے گویا روحانی و جسمانی حالت کیلئے ایک اعلا قسم کا مسہل تجویز کیا گیا ہے جو مصفی اخلاط جسم و مزکی روح و مصلح اخلاق ہے ایک خاص ماہ رمضان کے روزے مقرر کرنے میں وہی راز ہے جو تعین اوقات نماز میں ہے۔

سائل کہتا ہے نجات یافتہ آدمی کہاں رہیں گے ہم کہتے ہیں نجات یافتہ آدمی جنت میں رہیں گے بہشت اور دوزخ۔ جنت و جہنم سرگ و نرک یعنی دکھہ و سکھہ کے دو مراتب انسان کے آخروی منازل میں جملہ اقوام عالم کے نزدیک مشہور و معروف ہیں یہ مسلم شدہ بات ہے کہ جیسا کہ ادویہ مفرحہ وغیرہ معتدلہ کے استعمال سے جسم میں بے اعتدالی و نقصان کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی افعال بد کے ارتکاب سے روحانی حالت پر افعال کے مناسب کچھ آثار منقش ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ادویہ مفرح و معتدلہ کے استعمال سے جسم میں اعتدال و فرحت کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی اعمال صالح کے بجالانے سے روح پر اعمال کے مناسب کچھ آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور اس عالم سے گذرنے کے بعد وہ آثار معتدلہ و غیر معتدلہ عالم برزخ میں انسان کی جسمانیت و روحانیت کیں بحالت مناسبہ خود متشکل ہو جاتے ہیں اور ان سے انسان کو دکھہ و سکھہ محسوس ہوتا رہتا ہے ہم اس مسئلہ کو دوبارہ بدیگر پیرایہ دوہراتے ہیں مشاہدہ و تجربہ گواہ ہے کہ جس آدمی کے مزاج میں بلغم کا غلبہ ہو بظاہر اوس کے منہ سے پانی آتا ہے اور منہ کا ذائقہ پھیکا۔ رنگت سفید اور کمی پیاس محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اسکو دریا اور سیلاب اور گدلے پانیوں کی ندیاں اور نالے و نہریں دکھائی دیتے ہیں اور بسا اوقات اپنے آپ کو اون میں ڈوبا ہوا گمان کرتے ہیں جسکی مزاج میں صفرا کا غلبہ ہو بظاہر تشنگی و خشکی زردی رنگت جسم محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب

جنگ وجدال فتنہ و فساد کے حالات مشاہدہ کرتا ہے جسکی مزاج میں سودا کا غلبہ ہو بظاہر وہ سست و کاہل و سستی محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اوس کو تنگ و تاریک مقامات نظر آتے ہیں پس جیسا کہ اخلاط کے آثار کا جسم و روح دونو پر منقش ہو جانا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسا ہی اعمال کے آثار کا بھی جسم و روح دونوں پر منقش ہو جانا مسلم ہو چکا ہے اور وہی انسان کیلئے آخروی منازل میں دکھ و سکھ کا باعث ہوتے ہیں اور وہی اعمال امکنہ و باغات و انہار و فواکہ و نار وغیرہ اشکال میں جسمانی طور پر متشکل ہو جاوین گی۔

فصل

دوزخ و جنت ہمین عمل است

ہر چہ کارے بد روی اے باعمل

سائل کہتا ہے جنت کتنی دور ہے۔

ہم کہتے ہیں جنت سے انسان اتنا دور ہے جتنا انسان اعتقادات صحیحہ و اعمال صالحہ ذریعہ میں خلاق فاضلہ کا ملکہ راسخہ ہو جاوے تو اس کے لئے اس دنیا میں ہی جنتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔

کما قال اللہ تعالے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - **ترجمہ**۔ یعنی مرد ہو یا عورت جس نے عمل کئے اچھے اور اس کے اعتقادات صحیح ہوں تو ہم اس کو پاک زندگی عطا کرینگے ایسے لوگوں کو ہم اون کے اعمال کا بدلہ اچھا دیا کرتے ہیں۔

سائل کہتا ہے کہ جنت و دوزخ میں انسان کی جسم ہی جاویگی یا صرف روح ہی کو سکھ و دکھ ملے گا۔

سائل کے اس سوال کیلئے ہم حضرت اقدس **مسیح موعود** کی تقریر کا خلاصہ درج کرتے ہیں جسمیں اس سوال کا مفصل جواب آجاوے گا۔

خدا تعالی نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کیلئے پیدا کیا ہے پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہیں کر سکا تو کیونکر امید رکھیں۔ کہ ان نا متناہی ترقیات کو جو نا پیدا کنار میں بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لیگا سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال کا ملہ صادر ہونے کیلئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھہ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کیلئے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کی قسم سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات میں اسکی بہت مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک معمولی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے **میں اسمیں صاحب تجربہ ہوں مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے** اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنیوالوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں **اور میں زور سے کہتا ہوں** جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے جیسا کہ آنکھہ شیرینی چیز کا مزہ نہیں بتلا سکتی اور زبان کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ صرف عقل کے ذریعہ سے انکا عقدہ حل نہیں ہو سکتا خدا نے اس دنیا میں مجہولات کو جاننے کیلئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہیں پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اسے پا لوگے۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو جو بدکاری اور گمراہی میں پڑ گئے اپنے کلام میں مردہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور نیکو کاروں کو زندہ قرار دیا ہے اسمیں بھید یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل رہے انکی زندگی کے اسباب جو کھانا پینا اور شہوتوں کی پیروی تھی منقطع ہو گئے اور روحانی غذا میں انکو کچھہ حصہ نہ تھا۔ پس وہ درحقیقت مر گئے اور وہ صرف عذاب اٹھانے کیلئے زندہ ہوں گے اسی بھید کیطرف اللہ جلشانہ نے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے وَمَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ یعنے جو شخص مجرم بنکر خدا کے پاس آئیگا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے وہ اسمیں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہیگا مگر جو لوگ خدا کے محب ہیں وہ موت سے نہیں مرتے کیونکہ ان کا پانی اور روٹی ان کے ساتھہ ہوتی ہے پھر برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالم بعث ہے اس زمانہ میں ہر ایک روح نیک ہو یا بد یا صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کرے گی اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کیلئے مقرر کیا گیا ہے جسمیں ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جائے گا اور ہر ایک شخص اپنے جزا کے انتہائی نقطہ تک پہونچیگا۔ یہ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ خدا سے یہ کیونکر ہو سکے گا کیونکہ وہ ہر ایک قدرت کا مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - ترجمہ۔ طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھہ اوتارا گیا ہے اوس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابیں اور صحیفے سابقہ انبیاء و رسولوں پر نازل ہوئے اون کو بھی مانے۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور طالب نجات وہ ہے جو پیچھے آنے والی گھڑی یعنے قیامت پر یقین رکھے اور جزا و سزا مانتا ہو أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - ترجمہ۔ یعنی جن لوگوں میں مذکورہ بالا اوصاف موجود ہوں وہ لوگ اپنے پروردگار کی سیدھی راہ پر ہیں اور وہی لوگ نجات یابندہ اور فرقہ **ناجیہ** کے لوگ ہیں یہی طریق نجات ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے یہ راستہ کیا صاف اور سیدھا ہے طالب نجات کو لازم ہے کہ وہ اپنی عقل کو الہام و وحی الہی کے ماتحت چلائے ورنہ بہک جائیگا۔

سائل کہتا ہے اہل جنت کیلئے سب سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی۔

ہم کہتے ہیں سب سے بڑھکر اہل جنت کی خوشی کا موجب دیدار الہی اور حصول رضائے ایزدی ہوگی۔ **لقولہ تعالیٰ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَٰلِكَ** - یعنی خدا تعالے کی رضامندی سب خوشی سے بڑھکر ہے۔

سائل آخروی جنت کی نعماء پر اعتراض کرتا ہے

ہم کہتے ہیں نعماء جنت جن کا وعدہ خداوند تعالی نے مومنوں کیلئے فرمایا ہے وہ و نیائے دنیہ کیطرح نہیں ہونگی بلکہ نعمائے آخرت کے بارے میں یوں وارد ہے أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ یعنی صالح بندوں کیواسطے ایسی نعمتیں تیار رکھی ہیں جنکو ابتک انسانی آنکھوں نے نہیں دیکھا اور انسانی کانوں نے نہیں سنا اور نہ کسی انسان کے دلپر اون کا کبھی تصور و خیال گذرا ہے آخروی نعمتیں اس دنیا کی نعمتوں کی نا مدار میں

سائل کہتا ہے حور و غلمان وغیرہ کا جنت میں مردکے ساتہہ ہونا شہوت پرستی ہے **ہم** کہتے ہیں مرد و عورت کا تعلق دائمی ہے جنت میں مردوں کے ہمراہ دنیا والی اپنی عورتیں اور بچوں کے ساتہہ ہونے میں کونسی قباحت لازم آتی ہے۔ قرآن کریم میں صاف موجود ہے کہ جنتی مردوں کے ساتہہ انکی اپنی جنتی عورتیں داخل ہوں گی اور ان کے اپنے بچے جو قبل از بلوغت مرے میں وہ اپنے والدین کے ساتہہ جنت میں داخل ہوں گے۔ بہلا انصاف تم ہی کہو کہ جنتی عورات اپنے جنتی شوہروں کے ساتہہ جنت میں نہ جائیں تو اور کہاں جائیں۔ کیا تمہارے نزدیک ان کیلئے جزا و سزا کوئی مقرر نہیں۔

مرد کو خدا تعالی نے قوی بنایا ہے اسکا پاسا عورت سے زبردست ہے عورت بمنزلہ خادم ہے قوی اور زبردست کیلئے زیادہ خدام و خدمتگار چاہئے قوی آقا کی خدمتگذاری ایک دو خدام سے کما حقہ باہم نہ پہونچ سکے تو وہ چار تک کہہ سکتا ہے تجربہ اس بات کا شاہد ہے تمہارا خیال بلی غلط ہے اور نہ تم طب سے واقف ہو اگر تم طب سے واقف ہوتے تو یہ کیوں اعتراض کرتے کیا عبادت ہمیشہ ہمیشہ کر نہیں ہو سکتی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جو زیادہ عورات اپنے نکاح میں لائی ہیں وہ بغرض تبلیغ اسلام تہیں جو آنحضرت صلعم سے مسائل اسلامیہ سیکھکر دوسری عورات کو تبلیغ اسلام کرتی تہیں اور چونکہ پیغمبر خدا صلعم کے بعثت سے پہلے عرب میں نکاحی عورات کی کوئی مقررہ حد بست نہ تہی اوسی رسم کے موافق آنحضرت نے چار سے زیادہ عورات اپنے نکاح میں بغرض تبلیغ اسلام لائی تہیں جب آنحضرت کو بذریعہ وحی ممانعت ہو چکی تو پہر کوئی عورت آپ نے نکاح میں نہیں لائی تہی اور خداوند تعالی نے مرد کیلئے چار عورات سے تجاوز کرنا منع فرما دیا چونکہ پیغمبر کی مطلقہ عورت سے بھی امتی کیلئے نکاح ناجائز ٹھہرایا گیا تہا اسلئے جو عورات بوقت نزول وحی حد بست چار موجود تہیں انکو طلاق نہیں دیگئی ورنہ ایک کو طلاق دی جاتی اور طلاق سے انکی دل شکنی ہوتی تہی کیونکہ ان کو بغرض تبلیغ اسلام نکاح میں داخل کیا گیا تہا۔

جواب نمبر ۵۔ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ یہ نہ خداوند تعالی کا کلام ہے اور نہ رسول کی حدیث ہے۔ جواب نمبر ۶۔ کعبہ ایک خالی مکان ہے جو بنایا ہوا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے اس مکان میں کیا بلکہ اس کے نزدیک بھی کوئی قبر نہیں پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کعبہ سے تین سو میل کے فاصلہ پر دور۔ مدینہ منورہ میں ہے کعبہ کا نام تک نماز میں نہیں آتا صرف قومی اتفاق و اتحاد کیلئے خداوند تعالے نے ایک جگہ مقرر کردی کہ سب اسلامی دنیا ملکر اس طرف کو منہ کرکے سجدہ کریں۔ یہ تو حکم ایزدی کے آگے سجدہ ٹھہرا بت پرستی کہاں کہو کعبہ کو تو ہم ایک خالی مکان خالی از ضرر و نفعان جانتے ہیں سجدہ اوس ذات کیلئے کرنا چاہئے جو نافع و ضار ہو سو وہ پروردگار ہی کی ذات ہے۔ جبکہ تم مقصد اسلام سے ناواقف ہو

کہ کعبہ کو تم نے قبرستان قرار دیدیا تو تم کو خاک تسلی و تشفی ہوگی پہلے اسلام سے پختہ واقفیت پیدا کرو + حج میں جانا۔ سارے اسلامیوں کا ایک ہی مبدا اسلام میں جمع ہو کر ایک دوسرے کے اخلاق فاضلہ سے مستفید ہونے اور اسلامی بہبودی وخیر کے وسائل باہم پیدا کرنے اور تحصیل استفاضہ الٰہیہ کا مقصد ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲۔ جھوٹ کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں سخت ممانعت آچکی ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے واجتنبوا قول الزور۔ یعنی جھوٹی بات سے پرہیز کرو اور پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ اگر تم مارے جاؤ جلائے جاؤ تمہارا گلا گھونٹا جائے مگر تم جھوٹ نہ بولو مسلم میں کوئی ایسی حدیث نہیں اور نہ امام غزالی علیہ رحمۃ کا یہ قول ہے۔

اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں سے التماس ہے کہ ان سوال وجوابات کو اپنی اخبارات میں درج فرمادیں۔

قانونِ انسداد دختر کشی اور مسیح موعود کا زمانہ

مورخہ ۲۴ ستمبر کے الحکم میں آیت وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ کے متعلق ایک سوال شائع ہوا ہے۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔ یعنی اور ایک زمانہ آئے گا کہ اسمیں زندہ مدفون اور زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے متعلق پرسش ہوگی کہ انکو کس گناہ کے بدلہ میں مارا جاتا ہے۔ سائل پوچھتا ہے کہ یہ آیت آخرت کے متعلق ہے یا دنیا کے۔ اگر یہ آیت آخرت کے متعلق ہی تو اسمیں ایک ہی قسم کے گناہ کے مواخذہ و پرسش کی تخصیص کیوں کیگئی ہے کیا آخرت میں لوگوں کو اور گناہ۔ شرک۔ قتل۔ زنا۔ دزدی۔ راہزنی۔ جھوٹ بہتان وغیرہ کی پرسش اور مواخذہ نہ ہوگا کیا یہ گناہ اور گناہوں کی بہ نسبت کبیرہ ٹھہرایا گیا ہے۔ باقی گناہ صغیرہ ہیں جو اسکی پرسش بتخصیص بیان کیگئی ہے۔

جواباً معروض ہے کہ یہ آیت دنیا کے متعلق ہے آخرت میں ذرہ ذرہ کی جانچ و پڑتال ہوگی اور ہر ایک نیکی و بدی صغیرہ و کبیرہ کا وزن و حساب ہوگا کما قال اللہ تعالےٰ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۔ ترجمہ۔ جو کوئی ایک ذرہ بھر نیکی کرے اوسکا بدلہ اوس کو ملے گا اور جو کوئی ایک ذرہ بھر بدی کرے اوس کی سزا اوسکو ملیگی [illegible] ہے کہ جب دنیا کی کسی مادی چیز کا ذکر بتخصیص ہو تو اس کے ساتھ کسی متہم بالشان اور اعلےٰ و قابل عزت نشان کے ظہور کا مدعا ہوتا ہے۔ مثلاً بروز جمعہ ابوالبشر آدم علیہ السلام رونق افروز منصہ ظہور و سریر آرائے مملکت دنیا ہوئے وغیرہ وغیرہ بروز دوشنبہ حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ علیہ وسلم زینت بخش عالم شہادت ہوئے۔ بروز یکشنبہ حضرت عیسی علیہ السلام تولد ہوئے اب دیکھو ان ایام کی عمومیت کو عظیم الشان انسانوں کے ظہور نے تخصیص بخشدی ہے انسانوں کے دلوں میں ان ایام کی تعظیم و تخصیص انہیں ظہور نشانات الٰہیہ اور عظیم الشان انسانوں کے لحاظ سے مرکوز ہوگئی ہے الغرض جس زمانہ و جس دن میں کوئی عظیم الشان واقع دنیا میں ظہور پذیر ہو وہ دن و زمانہ زبانی زد عوام و خواص ہوجاتا ہے اور مرور از منہ کے ساتھ ہی اوس کا لحاظ دلوں میں بطور یادداشت مرکوز چلا جاتا ہے۔

نوشیروان کی معدلت گستری و انصاف پروری کا زمانہ اب تک ضرب المثل ہے حتی کہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو مبارک و میمون گنا ہے اور آپ کے قول میں بھی اس زمانہ کی وقعت تھی۔ علی ہذا القیاس اور کئی امثلہ زمانہ کے متعلق ہیں پس جیسا کہ ایام و از منہ کو کسی عظیم الشان نشان و انسان کے ظہور سے وقعت و عظمت ملتی ہے ایسا ہی اس آیت میں ایک عظیم الشان انسان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے **قانون انسداد دختر کشی** کے زمانہ کو تخصیص و عظمت دیگئی ہے۔ . . . .

. . . اور اس زمانہ کو مبارک و میمون گنا گیا ہے کیونکہ اسمیں دختر کشی کے قدیمی اور مسلسل گناہ کا استیصال و انسداد ہوا اور یہ ہر دو نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں یعنی **قانون انسداد دختر کشی** کے پاس ہونے کا زمانہ مستدعی مسیح موعود ہے اور مسیح موعود کا زمانہ قانون انسداد دختر کشی کا مستدعی ہے کیونکہ یہ نشان قبل از وقت مقرر ہوچکے تھے اور اپنے زمانہ کو پاکر مقتضی ظہور ہوا اور ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوئے چنانچہ اس آیت کے ما بعد کی آیات مصرح ہیں۔ جیسا کہ اجرائے ریلوے و ظہور طاعون بکثرت اور حج کا بند ہونا۔ اور کسوف و خسوف آفتاب و ماہتاب کا ماہ رمضان میں ہونا مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق پہلے سے نشان مقرر کئے گئے تھے اور یہ نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون ٹھہرائے گئے تھے ایسا ہی نشان قانون انسداد دختر کشی کا تھا۔ دختر کشی کا ارتکاب ابتدائے از منہ سے چلا آتا ہے تیرہ سو سال سے پہلے دختر کشی کا حال قرآن کریم اور تواریخ میں مفصل مذکور ہے یہ گناہ اور گناہوں کی طرح مختلف اقوام میں متوارث و متواتر چلا آتا ہے اتنیک ہندوستان و پنجاب میں لاکھا لڑکیاں ہر سال ماری جاتی تھیں اور ان عاجزہ ناکردہ گناہ مقتولوں کے بدلہ میں کسی کو مواخذہ و پرسش نہ ہوتی تھی رسم ستی کا ذکر بھی اس ضمن میں ہے یہ رسم ہنود میں ہزارہا سال سے مروج تھی یعنی مردہ شوہر کے ساتھ اوسکی نوجوان بیوہ کو بھی زندہ ہی جلادینا گویا زندہ ہی درگور کردن مروج تھا وہ رسم بھی اسی زمانہ کی حدود کے اندر رفع کیگئی اس عاجز فرقہ انسانی کے حق میں بڑی مدتوں سے ہند و پنجاب میں گویا ہراں قیامت برپا رہتی تھی جب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا قدوم میمنت لزوم ہوا تو خداوند تعالیٰ نے اس ارتکاب بے رحمی و دو خوت کا انسداد گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ شروع کردیا۔ دیکھو **قانون انسداد دختر کشی ایکٹ نمبر ۸ مجریہ ۱۸۷۰ء** پھر اوس عظیم الشان جلسہ کے احوال مطالعہ کرو جو امرتسر میں **۱۸۵۶ء میں بغرض انسداد دختر کشی** گورنمنٹ برطانیہ ہند کی طرف سے منعقد کیا گیا تھا جسمیں تمام مہاراجگان و نواب و امراء و رؤسا اس بے رحمی کی انسداد کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔

الغرض۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ سے ہے اور اس زمانہ کی ابتدا مسیح موعود کی پیدائش سے شروع ہوتی ہے یہ آیت سورہ تکویر پارہ ۳۰ میں ہے اس سورۃ میں اس آیت کے پہلی سب آیات کا تعلق بھی اسی زمانہ سے ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میں شرح ہوچکا ہے اور باقی آیات کا مطلب بلکہ ساری سورۃ کی تفسیر ایک مستقل رسالہ کی شکل میں انشاء اللہ عنقریب شائع کیا دیجی۔ آیت مذکورہ بالا کے معنے بجز اس زمانہ کے اور کسی زمانہ کے متعلق قائم نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ آیت قانون انسداد دختر کشی سے متعلق ہے اور وہ اسی زمانہ میں پاس ہوا یہ رسم پنجاب سے قریباً بالکل کم ہوگئی ہے مگر ہندوستان کے بعض حصوں میں قدرے باقی ہے جسکی انسداد کیلئے محسن گورنمنٹ برطانیہ ہند چنانکہ شائد و باید بجد سرگرم کوشاں ہے۔

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں بعنوان مندرجہ ذیل اخبار ہند وستانی سے یوں ناقل ہے

صوبجات متحدہ میں دختر کشی

رپورٹ سال گذشتہ مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۱۴ء آخری رپورٹ متعلقہ عملدرآمد قانون دختر کشی ہے جو گورنمنٹ کو بھیجی گئی ہے۔ شکر خدا کہ یہ مجرمانہ رجحان ان صوبجات سے دور ہوا اور دختر کشی کی خوفناک رسم قریب قریب بالکل مٹ گئی۔ مین پوری کا ایک ضلع ہے جس پر شبہ قائم ہے مگر اس کی خاص نگرانی رکھی جائیگی اور انسپکٹر جنرل پولیس آئندہ سے کارروائی ایکٹ کے متعلق ایک باب پولیس رپورٹ میں شامل کیا کریں گے۔ سال گذشتہ میں ۱۳ اضلاع پر اس قانون کا اثر رہا۔ تعداد زیر اعلان مواضعات کی ۲۰۶ سے گھٹ کر ۱۹۰ رہ گئی۔ اعلانی فہرست دیہات کی آبادی ۱۵۴۷۰۳ سے گھٹ کر ۱۵۱۱۲۰ یکم اپریل ۱۹۱۴ء کو رہ گئی۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی نسبت پیدائش فی سو ۶۶۔۵۷ لڑکے اور ۳۴۔۴۳ لڑکیاں ہوئیں۔ اوسط ۶ سال سے کم عمر بچوں کا یوں رہا لڑکے ۵۸۔۲۷ فیصدی اور لڑکیاں ۴۱۔۷۳ فیصدی۔ پیدائش کا اوسط فی ہزار بجائے ۱۵۸۱ کے ۶۷۔۵۰ ہوگیا مگر صوبہ کا اوسط ۴۶۔۱۳ فی ہزار رہتا۔ لڑکیوں میں اموات کا اوسط زیادہ تھا مگر ظاہر ہے کہ لڑکیوں کی بہلا کم خبرگیری کرتے ہیں ۲۱۵ لڑکیوں کی نعشیں روکی گئیں اور ۱۱ لاشوں کا ڈاکٹری امتحان لیا گیا۔ جالون میں ثابت ہوا کہ ایک لڑکی بھوکی رکھکر عمداً ماری گئی جس کے ماں اور باپ عدالت سیشن جج سے حبس دوام کے سزایاب ہوئے۔ مین پوری میں ناہنجار ٹھاکروں پر ایک ایک روپیہ جرمانہ اس علت میں ہوا کہ انہوں نے لڑکیوں کی پرداخت میں کوتاہی کی۔ ایک شخص پر ۲۵ روپیہ جرمانہ ہوا جالون کے واقعہ کے علاوہ ہم یہ دیکھکر خوش ہوئے کہ دختر کشی کا جرم جاتا رہا۔ اور تھوڑے روز کے بعد جن کمبخت گھرانوں میں لڑکیوں کو اذیت دیجاتی یا بھوکی رکھی جاتی ہیں وہاں سے بھی یہ عیب دور ہو جائے گا۔

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مورخہ ۸؍ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں ہے کہ ہندوستان میں برٹش عملداری سے پہلے دختر کشی کا عام طور پر رواج تھا لیکن یہ برٹش حکومت کا ہی فیض سمجھنا چاہیے کہ دختر کشی کا رواج اس ملک سے قریباً معدوم ہوگیا۔

سوال۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

ترجمہ یعنے خداوند تعالےٰ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے سب جو کچھ زمین میں ہے۔ زمین میں حلال اشیاء کے علاوہ حرام بھی ہیں کیا وہ بھی انسان کیلئے ہیں۔ کوئی صاحب اس کا جواب لکھیں۔ **ناظر الحکم**

عام خبر گرد و کرما سٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبرون لدھیانہ پنجاب ولیتی کپڑے کے نمونے نئے نئے و جدید جنتری مع فہرست و گیر مال مفت بلکہ ٹکٹ لفف کرکے لگاکر تقسیم کرتے ہیں۔

اطلاع ضروری

جو صاحب اخبار یا کتابوں کے متعلق ایڈیٹر و منیجر مطبع سے خط و کتابت کریں جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ روانہ کریں + ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

پرچہ کو ہر ہفتہ ۱۰ و ۱۷ – ۲۴ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

بدل اشتراک سالانہ

خواص و معاونین سے عہ
ہندوستان سے باہر ہے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲ روپے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع (یعنی کم آمدنی والے لوگوں سے) عہ

نمبر (۳۸ و ۳۹) — دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء — جلد (۸)

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سیالکوٹ میں

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جیساکہ الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو چکا ہے ۲۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے اور ۳ - نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کو قبل دوپہر دارالامان میں واپس تشریف لے آئے ہیں۔ ناظرین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کے حالات سننے کے لئے مشتاق ہیں ہمیں افسوس ہے کہ ہم سفر میں رہ کر وہ حالات جو ہم خود لکھنا چاہتے تھے اب تک نہیں لکھ سکے اور وہ بزرگ اور خدام جو الحکم کے ایڈیٹر کے لکھے ہوئے حالات کو پڑھنے کے مشتاق تھے ابتک ہمیں کسی نہ کسی رنگ میں انکے لکھنے کے لئے یاد دلاتے رہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ انہیں کوئی خواہش تمدنی اور تحریر کی نہیں ہے دوستی لیکن یہ انکا حسن ظن ہے کہ وہ اسکی قلم کے نتائج اور ترتیب خیالات کو پسند کرتے ہیں۔

بہرحال ہم اگرچہ امید رکھتے ہیں کہ سفر کے حالات کا ایک مفصل بیان الحکم کے ایک علیحدہ نمبر میں شائع کر دیں گے مگر اس مضمون کو کسی دوسرے موقع کے واسطے (جب اللہ تعالیٰ توفیق دے) ملتوی کرکے سفر سیالکوٹ کے حالات سنانے کی کوشش کرتے ہیں اور جہانتک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی توفیق ہماری مدد کرے گی ہم کوشش کرینگے کہ اس مضمون میں نری لفاظی اور رنگ آمیزی سے کام نہ لیا جاوے بلکہ ان باتوں کو چھوڑ کر اظہار حقائق کی سعی کی جاوے اور جہانتک ممکن ہو اس کے لئے سادہ سے سادہ اور سلیس سے سلیس طرز بیان اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ حقائق بیان کے واسطے کیسے ہی سیدھے سادے الفاظ ہی کیوں نہ استعمال کئے جاویں انکے اندر جو روشنی اور قوت جذب ہوتی ہے وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی اسکا اثر دیرپا اور عمدہ نتایج کا موجب بنتا ہے برخلاف اس کے الفاظ کی آرائش میں بعض اوقات نفس مضمون کا خون ہو جاتا ہے اور بلند نظری اور غور کی طبیعت پیدا نہیں ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ اسقدر تمہید اور دیگر نوٹ کے لکھنے میں ہم نفس مضمون سے دور جا رہے ہیں یا نفس مضمون کی طرف دور چلے گئے ہیں اسلئے اب اس کو یہیں ختم کرکے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے اصل مضمون کو شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سفر اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت اور فطرت کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ آپ کنج تنہائی کو ہمیشہ پسند فرماتے رہے ہیں کہ حد یہ کہ آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر باہر نہ نکالتا تو میں اسی گوشۂ تنہائی کو بساغنیمت سمجھتا تھا اور میری ساری راحت اور خوشی اسی میں تھی لیکن جب اصلاح خلائق کا بار عظیم آپ کے دوش مبارک پر رکھا گیا تو آخر آپکو مخلوق کیطرف نزول کرنا پڑا۔

تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ہی کم سفر کرتے ہیں۔ اور جیساکہ دنیا کے مشہور پیروں یا فقیروں کا قاعدہ ہے کہ سالانہ یا ششماہی ٹیکس وصول کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں حضور کے مقاصد سے یہ امر بہت ہی دور واقع ہوا ہے۔ یہاں جہانتک ہمارا علم ہے اسوقت تک حضرت حجۃ اللہ علیٰ الارض مسیح موعود نے ان سفروں کے ماسوا جو دعویٰ مسیحیت کے اوایل میں امرتسر۔ لودہانہ دہلی۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ پٹیالہ وغیرہ کے کئے تھے۔ دس بارہ سال کے اندر آپ قادیان سے باہر نہیں نکلے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ چونکہ آپ کی ہر ادا ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی خفی و جلی وحی کے ماتحت ہے جب تک اذن الٰہی کسی سفر کے لئے نہیں ہوا آپ دارالامان سے باہر نہیں گئے۔ ہم جب ان ذرایع تبلیغ پر نظر کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں تو بے اختیار درود پڑھنے کے لئے جی چاہتا ہے اور اس عظیم الشان بزرگ کی عظمت

مسیح موعود کی جزئی فضیلت اور فضیلت کلیہ

جاتی ہے .... چھاپہ خانوں کی ایجاد۔ ڈاکخانوں کا اجرا۔ علوم فوٹوگرافی۔ فوٹو گرافی کی ترویج۔ تار برقی۔ اور اخبارات کی کثرت غرض اسقدر ذریعے آکر اکٹھے ہوئے ہیں کہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور ایک مقام پر بیٹھا ہوا ایک شخص کل دنیا کو ایک وقت میں تبلیغ کر سکتا ہے۔ جہانتک انبیاء سابقین کے حالات قرآن کریم اور صحیح تاریخ سے ملتے ہیں ہم بلا مبالغہ اور بلا خوف لومۃ لائم لکھنے کو آمادہ ہیں۔ کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسقدر سامان اور ذرایع بہم پہونچائے ہیں

وہ معمولی انسان نہیں بلکہ عظیم الشان ہے اور مسیح موعود کی اس فضیلت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت شان کا پتہ لگتا ہے جنکا یہ نائب ہے۔

غرض

ذرایع تبلیغ کی کثرت بجائے خود ایک پہلو سے ظاہر کرتی ہے کہ مسیح موعود کو ت سے سفر کرنے پڑینگے (لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا)

علاوہ بریں جب ہم ان ں پر نظر کرتے ہیں جو آپ کے سلسلہ عالیہ کو ا لئے خود تجویز فرمائی ہیں اور خ نے فتح اسلام میں ہی کیا ہے تو سفر دو اس میں بھی نظر نہیں آتا بلکہ تیسری پ کے ایک قسم کی شاخ تقلل اقامت کا اکثر ہ جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لئے یہاں ضروری سمجھتے ہیں۔

تیسری شاخ

اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ شاخ بھی برابر نشو ونما میں ہے اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے۔ اور جسقدر اون میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہونچایا گیا اور انکے مشکلات حل کر دئے گئے۔ اور اون کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خداتعالےٰ کو ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید موثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالےٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلمبند ہو کر شائع کیا گیا باقی جسقدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریر دل لی ملتے رہتے ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تہا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقت میں مختلف مجالس اور محافل میں اون کے حال کی مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلمین کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط علمی سرمایہ دکھانا منظور ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتی اور جو اپنے دل سے اُبلتا تہا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تہے اون کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تہے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تہے۔ بلکہ اون کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مبتلا پاکر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تہے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تہے اور اون کی گفتگو میں الفاظ تہوڑے اور معانی بہت ہوتے تہے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور وارد ین اور صادرین کی استعداد کی موافق اور اون کی ضرورتوں کے لحاظ کر اور اون کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کہلا رہتا ہے۔ کیونکہ بُرائی کو نشانہ کے طور پر دیکھکر اوس کے روکنے کے لئے نصایح ضروریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونیکی حالت میں متصور ہے۔ اور کسی حالت میں ممکن نہیں وجہ یہی ہے کہ خداتعالےٰ نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور اون کی شرف صحبت میں مشرف ہونیکا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی مشاہدہ کرکے انکی اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میز رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خداتعالےٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تہا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی ان کے امر کو محدود رکھتا اور آیندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا لیکن خداتعالےٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقوے طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں اور یہ دونو سلسلے باہم لازم ملزوم ہیں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلایق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جنکو خداتعالےٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلا شبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلایق کی صرف کاغذوں کے گہوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہو سکتی اسکے لئے اسی راہ [illegible] مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خداتعالےٰ کے پاک نبی [illegible] رہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکہتے ہی اس [illegible] کو مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اوس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تہی اور کمال اعتقاد اور [illegible] اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تہی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تہی۔ مگر وہ کیسی اور کسقدر سرکش اور ستمگر اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دور اور مہجور رہنی والی تہی اسبات کو بائبل کو پڑہنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی حالی یگانگت پیدا کرلی تہی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہوگئی تہی۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تہے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تہی۔ سو یہ بہاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہونچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اون کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ درحقیقت ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنیکا نتیجہ تہا۔ سو اسی بنا پر [illegible] بر اس سلسلہ کے قایم رکہنے کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑہا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑہانے کے لئے شوق رکہتے ہوں اور اون پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اون کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پہیل جائے اور حقارت اور ذلت کا یہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دہو دیا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند خدا نے مجہے بہیجا اور کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔

المختصر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کم سفر کرتے ہیں اور زیادہ تر تبلیغ کے لیئے اِن ذرایع سے کام لیتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے آپکے زمانہ کے لئے نہیں بلکہ آپکی خدمت کے لئے پہلے سے مہیا کر دئے ہیں۔ پھر سوال ہوگا کہ اس سفر کا باعث کیا ہے؟

باعث سفر ایفاء عہد

اعلیٰ حضرت مقدمات گورداسپور کے دوران میں چند روزہ فرصت ملنے کے باعث لاہور تشریف لے گئے تہے اور اس تشریف بری سے ہی حضور کا مقصد وہ ایفاء عہد تہا جو آپ نے جماعت لاہور سے لاہور جانے کے متعلق ایک عرصہ پہلے کیا ہوا تہا۔ چنانچہ ہمارے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں ہیں۔ قیام لاہور کی تقریب پر جہاں قریباً پنجاب کے مختلف شہروں سے احباب جمع ہوئے تہے جماعت سیالکوٹ بہی حاضر ہوئی تہی اس موقع پر جماعت سیالکوٹ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیالکوٹ تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا اور اس کریم النفس وجود نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اس درخواست کی قبولیت میں نہ جانے کن کن دردمند روحوں کی نیم شبی دعاؤں کا جذب تہا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ بلا لیا۔

جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے تاگے میں چلے آئینگے سرکار بندھے

بسا اوقات ایسے ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے ہیں جن میں طلب صدق و صفا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کے ساتھ مقام عشق میں ہوتے ہیں لیکن سفر کرکے اس تک پہونچ نہیں سکتے ان لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کوئی ایسا سامان بہم پہنچا دیتا ہے جو خدا کے مرسل کسی نہ کسی ذریعہ سے ان تک پہونچ جاتے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کی حرکت اور ادا اللہ تعالےٰ کے اشارات کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ عظیم الشان مصالح پر مبنی ہوتی ہے اسلئے بعد میں ان اسرار کا ظہور بہی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سفر کے مقاصد اور اغراض جو ظاہر ہوئے ہیں وہ بعد میں ہم انشاء اللہ دکہائیں گے۔ مختصر یہ کہ حضور نے سیالکوٹ جانیکا وعدہ فرمالیا۔ اور جماعت سیالکوٹ نے نہایت مستعدی اور کمال جوش کے ساتھ سیالکوٹ واپس جاکر مکانات وغیرہ کا انتظام شروع کر دیا۔ مقدمات سے فرصت پاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دارالامان واپس تشریف لے آئے۔ اور جماعت سیالکوٹ نے پورے انتظام اور تہیہ اسباب کے بعد حضور کی خدمت میں تشریف بری کی تاریخ کے تعین کے لئے درخواست کی اور اپنا آدمی بہیجدیا۔ چنانچہ ہمارے عزیز بہائی میاں محمد رشید صاحب اس خدمت پر مامور ہو کر قادیان آئے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ان دنوں کچھ ناساز تہی۔ اسلئے فرمایا کہ دو چار روز کے بعد جواب دونگا۔ حضور کا منشاء استخارہ مسنونہ کا بہی تہا کہ گویا بعد استخارہ جواب دیا جاوے گا۔ آخر ۲۷- اکتوبر ۱۹۰۴ء تاریخ روانگی مقرر ہوئی۔ اور حضور نے تاریخ مقررہ پر سب سے پہلی گاڑی میں بٹالہ سے سوار ہونے کے لئے حکم دیدیا۔

آپکا خارق عادت استقلال اور جاہ طلبی سے نفرت

میاں محمد رشید صاحب تاریخ لیکر قادیان سے واپس سیالکوٹ کو روانہ ہو چکے تو سیالکوٹ سے ان کے نام ایک کارڈ آیا جس میں یہ خواہش کی گئی تہی کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخلہ شہر سیالکوٹ میں دن کے وقت ہو اسلئے حضور ایسی گاڑی میں آئیں جو دن کو داخل ہو۔ سیالکوٹ والوں کو یہ خواہش کئی مصالح پر مبنی تہی۔ منجملہ اسکے بڑی مصلحت یہ تہی کہ رات کو کثرت انبوہ میں انتظامی مشکلات نہوں۔ دوسرے حضور کے مشتاق زیارت کثرت کے ساتھ وہاں جمع ہونے والے تہے اور کل شہر اس دن کا انتظار کر رہا تہا اسلئے دن کو یہ نظارہ قابل دید اور اثر انداز ہو سکتا تہا۔ لیکن سیالکوٹ کی جماعت کا عموماً اور ہمارا خصوصاً ایمان بڑہ گیا جب دیکہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عزم کو عزم بالجزم ثابت کر دکہایا اگر آپ کی بجائے کوئی دنیوی جاہ وحشم یا استقبال و نمایش کا بہوکا یا گری نشین ہوتا تو وہ پسند کرتا کہ جسقدر مجمع اوس کے دیکھنے کو آئے

فٹ نوٹ:- چودہ برس پہلے کا ذکر ہے اور [illegible] چودہ سال میں یہ تعداد جو اکہے سے بہی بڑہ گئی ہوگی۔ یاد رہے کہ آنے والے مہمان مریدہی نہیں ہوتے بلکہ ہر قسم کے [illegible] مسلمان عیسائی سکہ۔ انگریز سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایڈیٹر

اور جسقدر شان و شوکت سے اوسکی سواری نکلے وہ تہوڑی ہے لیکن یہ خدا کا برگزیدہ جو محض اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات میں لذت اور ذوق پاتا ہے۔ ایسی شہرت کا حریص اور اسیر نہیں بلکہ وہ کمال ذوق و مستی میں کہتا ہے۔ ؎

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را
نمے باید مرا ایکذرہ عزتہائے ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
حریص عزت و تجزم ازاں روزیکہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را

غرض

حضور نے اپنے اس ارادہ میں ہرگز ترمیم نفرمائی۔ باوصفیکہ سیالکوٹ سے ایک اور آدمی بہی اس غرض سے بہیجا گیا لیکن حضور نے جو عزم کر لیا تہا اسے بدلنا مناسب نہ سمجہا۔ اور حقیقت میں یہ عدم ترمیم ارادہ بہی **نشان نمائی** کا باعث ہوئی جیسا کہ سیالکوٹ میں داخلہ کے متعلق ہم دکہائیں گے۔

خداتعالےٰ کے ماموروں کا استقلال ہی ایک ایسی کرامت ہوتا ہے جو ناعاقبت اندیش لوگ انہیں مجنون (دہتی) کہہ اٹہتے ہیں۔ اس استقلال میں ایک باریک رستہ ہوتا ہے جو اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو اپنے مولا کریم سے انہیں ہوتا ہے گویا وہ ان امور کو جو دوسروں کی نظر میں وہمی اور شکی ہوتے ہیں اپنی آنکہ سے مشاہدہ کرتے ہیں اسی لئے نہ انکا قدم ہٹتا ہے اور نہ وہ تہکتے ہیں اور نہ درماندہ ہوتے ہیں۔ اس امر کو ہر شخص نہیں سمجہ سکتا البتہ وہ لوگ جو ایمان باللہ کی لذت سے آشنا ہیں اس سے لطف اٹہا سکتے ہیں ضمناً بات آگئی ہے۔ استقلال کی ایسے ایک موقع کا تذکرہ بہی خالی از فائدہ نہ ہوگا جب حضور نے گورداسپور جانے کا ارادہ فرمایا تو اتفاقاً ایسی شدید بارش ہوئی کہ راستے بالکل بند ہو گئے اور استقدر پانی [illegible] کہ یکہ اور گاڑیاں ہرگز چل نہ سکتی تہیں خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اسی پانی میں پیادہ پا بوجہ تاریخ مقدمہ گورداسپور جانا پڑا اور وہاں جا کر جب خواجہ صاحب اور مولانا مولوی محمد علی صاحب سے راستہ کی تکالیف کا ذکر کیا تو وہ بہت گہبرائے اور بہر طرہ یہ ہوا کہ وہ مکان جس کا انتظام کیا گیا تہا عین وقت پر لینے سے اسی دن اس کے ملنے سے قطعاً مایوسی ہوگئی ایسی صورت میں ہم لوگ جو گورداسپور میں موجود تہے سخت گہبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ مکان کا انتظام نہیں راستہ ٹہیک نہیں اور حضرت اقدس کے ہمراہ بچوں اور مستورات کا ساتھ ہے۔ بعد مشورہ یہ رائے ہوئی کہ دو آدمی اسیوقت بہیجے جاویں جو حضرت کو اس سفر سے روک دیں۔ اسوقت حضرت مولوی محمد علی صاحب کی فراست اور ایمان نے بڑا ہی مزا دیا انہوں نے کہا کہ بہیجنے کو آدمی بہیجدو سب کچہ مشکلات عرض کردو مگر یہ قوم (ماموران) اپنے ارادوں سے باز نہیں رہا کرتی کیونکہ ان کا استقلال بہی راستہ ہوتا ہے آخر وہی ہوا۔ حضرت اقدس راستہ کی ان خطرناک تکالیف پر فتح پاتے ہوئے گورداسپور پہونچ ہی گئے۔ ہماری غرض اس واقعہ سے قصہ گوئی نہیں بلکہ یہ دکہانا مقصود ہے کہ ان لوگوں کا استقلال خارق عادت استقلال ہوتا ہے۔

غرض

حضرت اقدس نے جو گاڑی روانگی کے لئے تجویز کی تہی وہی قایم رکہی اور اس بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب دارالامان سے روانہ ہوئے۔

روانگی از قادیان

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کا نظارہ قادیان میں ایک قابل دید نظارہ تہا جبکہ خداتعالےٰ کا برگزیدہ بندہ اور اسکا پاک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ کے سفر کے لئے دارالامان سے چلنے کو طیار تہا۔ کل احمدی قوم وہاں موجود تہی۔ کچہ تو حضرت اقدس کی مشایعت کے لئے اور کچہ آپ کے ہمراہ جانے کو طیار تہے۔ مدرسہ کے بہت سے طالب علم اور استاد اور بہت سے لوگ بٹالہ تک آپ کے ہمراہ چلنے کو آمادہ تہے۔ بہرحال ۴ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت اپنے خدام کے زمرہ میں دارالامان سے روانہ ہوئے۔ ایک درجن سے زیادہ یکے خدام حضور کے ہمراہ تہے اس سفر میں حضور کے ہمراہ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور خاندان رسالت کے دوسرے ممبر بہی تہے۔ اسلئے رتہہ کے علاوہ فینس بہی ساتھ تہی۔ یہ شاندار قافلہ جس میں خداتعالےٰ کا برگزیدہ مسیح موعود جا رہا تہا عجیب شان سے روانہ ہوا۔

مسیح موعود اور مسیح ابن مریم

مسیح ابن مریم کو بہی بعض اوقات اپنے ملک میں سفر کرنا پڑا تہا اور انکی جو حالت ہوتی تہی وہ ان لوگوں سے جنہوں نے انجیل پڑہی ہے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہانتک کہ کوئی انہیں جانتا بہی نہ تہا۔ سب سے زیادہ جلال انجیل میں وہ بیان کیا گیا ہے جب وہ ایک گدہی کے بچے پر سوار جا رہے تہے۔ اسکے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کو وہ جلال اور شوکت نصیب ہوئی ہے جسکے لئے ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ صاحب انجیل کو ہرگز نہیں ملی بلکہ اس کا عشر عشیر بہی نہیں ملا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ صحف سابقہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی دو آمدوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ایک تو وہ پہلی آمد ہے اور دوسری وہ آمد ہے جو جلالی اور پر شوکت آمد ہے۔ خود عیسائیوں نے بہی اسی امر کا اعتراف کیا ہے اور یہ اعتراف انکو مجبوراً کرنا پڑا ہے کیونکہ پہلی آمد بہی کمزور اور ناقص تہی کہ آخر انکو اس جلال و شان کو دوسری آمد پر ملتوی کرنا پڑا اور حقیقت بہی اسیطرح پر ہے۔ دراصل ساری شان و شوکت اور جلال اسی دوسری آمد کے لئے رکہا گیا تہا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حصہ میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا کا برگزیدہ کہتا ہے۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چہوڑو + اس سے بہتر غلام احمد ہے

بہرحال ایک عجیب شان کے ساتھ حضور روانہ ہوئے۔

حضور کا پیادہ پا سفر

اعلےٰ حضرت کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ آپ چہل قدمی کرتے رہتے ہیں اور گو ایک عرصہ سے سلسلہ سیر صبح کا بند ہے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضور کو اس امر کا خاص شوق ہے اور یہ طریق آپکی صحت کے لئے علی العموم عمدہ اور مفید ہے۔ جب سے حضور نے ہوش سنبہالا ہے اور تنہائی اختیار کی ہے یہ معمول آپکا ثابت ہے کہ بیت الذکر کے سامنے صحن میں ہمیشہ ٹہلتے رہتے تہے بلکہ ہمارے ناظرین اس بات کو سنکر حیران ہونگے کہ آپ اکثر تالیفات کا کام بہی ٹہل کر ہی کیا کرتے ہیں صحن کے دونو طرف چہوٹے چہوٹے طاقچوں میں دوات رکہی اور ٹہلتے ٹہلتے لکہتے گئے۔ ٹہل کر پڑہنا تو اکثر نے سنا ہوگا مگر یہ کم دیکہا یا سنا ہوگا کہ ٹہل کر لکہا بہی جاتا ہے غرض اسی عادت اور مذاق کے موافق نصف راستہ طے کر لینے کے بعد حضور نے پا پیادہ سفر اختیار کیا اور پالکی سے اتر کر پیدل چلتے رہے اور آپکے ساتھ بہت بڑا مجمع خدام کا بہی پیدل چلتا رہا۔ اور قریب آٹہہ بجے کے حضور بٹالہ پہنچ گئے۔

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ ریلوی سٹیشن سے سیالکوٹ تک ایک سکنڈ کلاس اور ایک تہرڈ کلاس ریزرو کرائی گئی تہی بٹالہ سٹیشن پر جماعت بٹالہ نے آکر شرف نیاز حاصل کیا۔ ایک صاحب نے عرض کیا۔

"کہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی محنت و تکلیف نہ اٹہانی پڑے اور کمال حاصل ہو جاوے"

اسپر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

حصول کمال کیلئے مجاہدہ شرط ہے

کہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ گذرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اور سعی اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کر لیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں صوفیائے کرام کے حالات میں لکہا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر ان سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پہونک مارنے سے ولی ہو جاویں۔ ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا ہے کہ پہونک کیواسطے بہی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ پہونک بہی دور سے نہیں لگتی۔

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لیس للانسان الا ما سعی یعنی کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ خداتعالےٰ کا مقرر کردہ قانون ہے پہر اس کے خلاف اگر کوئی کچہ حاصل کرنا چاہے تو وہ خداتعالےٰ کے کاموں کو توڑتا ہے اور اسے آزماتا ہے اسلئے محروم رہیگا۔ دنیا کے عام کاروبار میں بہی تو یہ سلسلہ نہیں ہے کہ پہونک مار کر کچہ حاصل ہو جائے یا بدوں سعی اور مجاہدہ کے کوئی کامیابی مل سکے۔ دیکہو آپ شہر سے چلے تو سٹیشن پر پہونچے اگر شہر سے ہی نہ چلتے تو کیونکر پہونچتے۔ پاؤں کو حرکت دینی پڑی ہے یا نہیں اسی طرح سے جسقدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اول انسان کو کچہ کرنا پڑتا ہے جب وہ ہاتہہ پاؤں ہلاتا ہے تو پہر اللہ تعالےٰ بہی برکت ڈالدیتا ہے اسی طرح پر خداتعالےٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔ اسلئے فرمایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ پس کوشش کرنی چاہئے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے۔

اس قسم کے ذکر اذکار اور خدام کی ملاقات میں گاڑی کا وقت آپہونچا۔ اور دس بجے کے قریب گاڑی نے روانگی کا وسل دیا۔ پلیٹ فارم پر ایک خاص ازدحام تہا۔ اور عام لوگ حضرت اقدس کی زیارت کر کے سرور حاصل کر رہے تہے۔ قادیان کی جماعت جو سٹیشن تک حضرت اقدس کو پہونچانے گئے تہے واپس روانہ ہوئی اور چند ہی منٹ کے اندر گاڑی سٹیشن سے نکل کر نظروں سے غائب ہوگئی اور خدا کا محبوب امرتسر کی طرف روانہ ہوا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن

بٹالے سے گاڑی روانہ ہو کر درمیانی سٹیشنوں سے گذرتی ہوئی ۱۱ بجے کے قریب امرتسر پہونچی۔ امرتسر کی جماعت نے پہلے ہی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بذریعہ عریضہ عرض کر رکہا تہا کہ وہ کہانا لیکر حاضر ہونگے۔ اور حضرت نے ان کی دعوت کو منظور فرمایا تہا گاڑی کے پہونچنے سے پہلے ہی امرتسر کی جماعت سٹیشن پر استقبال اور حصول زیارت کے لئے حاضر تہی۔

لیکن حضرت اقدس کا نام اور دعوی کوئی ایسی چیز نہیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نکرے اسلئے گاڑی کے پہونچتے ہی ہر طرف سے لوگ دوڑے ہوئے گاڑی کے سامنے آکہڑے ہوئے اور خود احباب کو مصافحہ کرنا مشکل ہو گیا ایک دوسرے سے پہلے چاہتا تہا کہ میں آگے بڑہوں۔ جن لوگوں نے یہ نظارہ دیکہا ہے خوب سمجہ سکتے ہیں کہ کس قدر کشش دلوں میں پیدا ہوئی تہی۔ موافق تو موافق مخالف بہی کہچے چلے آتے تہے۔ اس مقام پر کچہ لوگوں نے حضرت کے سلسلہ میں بذریعہ **بیعت** شامل ہونے کا فخر حاصل کیا۔ امرتسر کی جماعت نے مسافران سیالکوٹ کو بڑی فیاضی اور فراخدلی سے گاڑیوں میں کہانا کہلا دیا۔ گاڑی کی روانگی تک ایک میلہ سا لگا رہا۔ جو لوگ گاڑی میں سوار ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسوقت مستقل سے مستقل مزاج ایک قسم کی گہبراہٹ اور جلدی میں ہوتا ہے۔ کہ مبادا سوار ہونے سے رہ نہ جاؤں۔ لیکن اس وجود میں کچہ ایسی خوبی اور جذب تہا کہ دیوانہ وار مسافر اسی کی طرف تکتے تہے اور انہیں یہ خیال ہی نہ ہوتا تہا کہ گاڑی میں سوار ہونا ہے۔ کاش وہ لوگ جو مخالفت پر اٹہے ہوتے ہیں ان باتوں پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا یہ جذب کشش کسی مفتری منصوبہ باز کو دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۲ بجے کے بعد گاڑی نے امرتسر سٹیشن کو چہوڑا اور بہت سی روحوں کو اسی شوق میں مضطرب چہوڑ کر آگے نکل گئی۔

اٹاری سٹیشن

اس دن ریلوی لائن کے اردگرد کے دیہات میں

کچھ ایسی ہوا چلی ہوئی تہی کہ گاڑی کے سٹیشن پر پہونچنے سے پہلے ہی ایک معمولی سے معمولی سٹیشن پر بہی ایک خاصہ اژدہام اور ہجوم زائرین کا ہوتا تہا بجا لیکہ کوئی شخص کسی کو کہنے نہیں گیا تہا اور ابہی حضور کی روانگی کی خبر عام طور پر شائع بہی نہ ہو چکی تہی اس سٹیشن پر بہی غیر معمولی مجمع ...... پر موجود تہا لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ امرتسر کے سٹیشن ماسٹر نے چند آدمیوں کو صرف اندر آنے کی اجازت دی یہ بڑا بہاری روحانی ظلم ہے۔ جو ان لوگوں پر کیا گیا ہے جنکو باہر رکہا گیا اگرچہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نیک ارادوں کیوجہ سے ثواب حاصل کرنے والے انشاء اللہ تعالیٰ ٹہریں گے لیکن **سٹیشن ماسٹر** صاحب کی بے جا سختی نے ان کو اس مقصد عظیم سے روکے رکہا جسکے لئے وہ آئے تہے ریلوے اتہارٹیز کو ایسے امور پر نوٹس لینا چاہیے اگر ایسے سٹیشنوں پر پلیٹ فارم ٹکٹ نہ ہوں تو کیوں **اجازت** لے کر اندر جانے والوں کو روکا جاوے بجا لیکہ وہ ایک نیک غرض اور پاک مقصود کے لئے جاتے ہوں دنیا میں تو ممکن ہے کہ ایسے سٹیشن ماسٹر سے کوئی استفسار نہ ہو لیکن خدا تعالیٰ کے حضور وہ ضرور **یصدون عن سبیل اللہ** کے زمرہ میں جوابدہ ہوگا۔ بہرحال جن لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی تہی وہ نہایت اخلاص سے آکر ملے اور اپنے احمدی بہائیوں اور اپنے سید و مولا امام کے حضور انہوں نے دودھ کی دعوت پیش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور ساتہہ ہی ٹکٹ لیکر خود بہی سوار ہوگئے اور اس چند منٹ کی صحبت احباب کو بہی انہوں نے اکسیر سمجہا۔

وارگا سٹیشن

وارگا ایک مختصر سا فلیگ سٹیشن ہے وارگا ایک چہوٹا سا گاؤں ہے جہاں عیسائیوں نے اپنا احاطہ بنایا ہوا ہے اور کچھ مشنری عورتیں یہاں رہتی ہیں ان کی سعی اور کوشش نے یا بالفاظ دیگر انکے مفاد کے لئے یہ سٹیشن بنا ہوا ہے۔ اس سٹیشن پر خدا کے فضل و کرم سے بابو محمد ایوب بکنگ کلرک احمدی ہے جسے ریلوی کام کی کثرت کی وجہ سے شاید بہت کم فرصت قادیان آکر حضرت کی زیارت کی ملتی اور اس تقریب پر اس جنگل میں پڑی ہوئی روح کو سیراب ہونے کا موقع خود بخود مل گیا۔

میانمیر

ایک بجے کے بعد گاڑی میانمیر سٹیشن پر پہونچی۔ جو ایک فوجی چہاؤنی ہے امرتسر کی جماعت اس مقام پر اتر کر دوسری گاڑی میں واپس ہوئی یہاں بہی بعض مخلصین کو زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

لاہور سٹیشن

ریلوی سٹیشن پر یوں تو عام طور پر ایک عجیب دلکش نظارہ ہوتا ہے۔ لیکن آج غیر معمولی رونق اور بیہڑ بہاڑ تہی۔ احمدی جماعت تو لازماً موجود تہی مگر دوسرے لوگ بہی جو مذہبی معاملات سے دلچسپی رکہتے ہیں۔

سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کو موجود تہے لاہور کے ریلوی سٹیشن پر اس کثرت سے اژدہام تہا کہ وہاں کے روزانہ پیسہ اخبار کو بہی باوجود مخالفت کے اسکا اعتراف کرنا پڑا ہے اور ابہی قریباً دو مہینے قبل حضرت اقدس لاہور میں رہ کر آئے تہے اس صورت میں اگر قیام لاہور میں آپ کو پوری کامیابی نہ ہوئی ہوتی تو چاہیئے تہا کہ اسوقت دوسرے مذاہب کے لوگوں میں سے ایک بہی وہاں نہ ہوتا لیکن احمدیوں کے سوا۔ ہندو مسلمانوں کے فہمیدہ لوگوں کا ایک خاصہ مجمع اس تقریب پر تہا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے نام میں کچھ عجب کی تاثیر اور جذب ہے جو مخالف سے مخالف کو بہی اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چہوڑتا۔ اور جب ہم آج سے پچیس برس پیشتر پر نظر کرتے ہیں اور حضرت اقدس کے حالات کو سنتے یا پڑہتے ہیں تو اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ یہ اثر اور جذب اسی اسوقت سے پیدا ہوا ہے جب سے کہ حضرت احدیت نے مامور کرکے اصلاح دنیا کے لئے بہیجا ہے۔ سچ ہے ؎

برکسے چوں مہربانی مے کنی + از زمینی آسمانی مے کنی
خود کنی و خود کنائی کار را + خود دہی رونق تو این بازار را

غرض ریلوی سٹیشن پر ایک صف آرا فوج معلوم ہوتی تہی جو رب الافواج کے برگزیدہ کے استقبال اور زیارت کے واسطے موجود تہی۔ یہاں بہی مسافروں اور اجنبیوں کا یہ حال تہا کہ خواہ نہ خواہ اسی گاڑی کی طرف متوجہ ہوتے تہے۔ پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام رکہا۔ اور یہاں چونکہ گاڑی کو کچھ عرصہ تک ٹہیرنا تہا اسلئے لاہور کی احمدی جماعت کو اچہا موقع حصول ملاقات کا مل گیا۔

۲ بجے کے قریب آخر گاڑی نے اس سٹیشن کو بہی الوداع کہا۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ لاہور کے ریلوی سٹیشن پر بہی بہت سے لوگوں کو اندر آنے سے روکا گیا تہا۔ اور پلیٹ فارم ٹکٹ بہی بند کر دیا تہا۔ انگریزی انسپکٹر انتظام کے لئے موجود تہا۔

بادامی باغ

بادامی باغ کے سٹیشن پر ہمارے محترم معظم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا مولوی صاحب نے سمجہ لیا تہا۔ کہ لاہور کے سٹیشن پر ملاقات کرنا کوئی سہل امر نہیں ہے اسلئے وہ بادامی باغ آملے اور چونکہ مقدمہ کے متعلق انہیں لاہور میں رہ کر کام کرنا تہا اسلئے یہاں سے ہی واپس ہوئے۔ اور گاڑی حدود لاہور سے نکل گئی۔ مسافران سیالکوٹ نے گاڑیوں میں ہی نماز ظہر ادا کرنی شروع کر دی۔

اسیطرح پر دوسرے سٹیشنوں پر حضرت کی زیارت کے لئے لوگ آتے تہے۔ آخر گاڑی گوجرانوالہ کے سٹیشن پر پہونچی۔

گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع خاص گوجرانوالہ کے علاوہ اردگرد کے دیہات سے آئے ہوئے لوگوں کا جمع موجود تہا بیان کرنیوالے کہتے ہیں کہ اس مجمع کی تعداد کسی حالت میں سات آٹھ سو سے کم نہ ہوگی۔ اس مجمع میں کثرت کے ساتھ اہل ہنود بہی تہے۔ حضرت اقدس کی گاڑی کے سامنے ایک میلہ لگا ہوا تہا۔ احمدی احباب نے مصافحہ کیا اور خدا کے برگزیدہ پر سلام کہا۔ وقت معینہ پر گاڑی یہاں سے بہی چلی گہکڑ کے سٹیشن پر بہی باوجودیکہ وہ ایک چہوٹا سا سٹیشن ہے پچاس سے زیادہ آدمیوں کا مجمع تہا۔ جس **شوق** جوش اور اخلاص سے یہ لوگ آتے تہے اور گاڑی کی طرف لپکتے اور دوڑتے تہے وہ نظارہ کچھ قابل دید ہی تہا۔ اسے کسی جرنلسٹ کا قلم تو کیا شاعر کی بلند پروازی بہی ادا نہیں کر سکتی۔

ان زائرین کو بہی چند منٹ کی ملاقات کے بعد شوق زیارت تیز کرکے گاڑی نے وہیں چہوڑا اور وہ سراسیمہ ہو کر دوڑتی ہوئی گاڑی کی طرف دیکہتے رہے اور گاڑی سیٹیاں مارتی ہوئی گویا خدا کے محبوب کو اپنا سوار سمجہکر اتراتی ہوئی سٹیشن سے نکل گئی۔ اور تہوڑی دیر کے بعد وزیرآباد سٹیشن پر جاکر کہڑی ہوئی۔

وزیرآباد ریلوی سٹیشن

وزیرآباد ایک جنکشن سٹیشن ہے جہاں سے سیالکوٹ کی طرف گاڑی جاتی ہے۔ اور ایسا ہی لائلپور وغیرہ کیطرف بہی یہاں ہی سے گاڑی جاتی ہے غرضیکہ یہی وہ سٹیشن ہے جہاں سے حضرت اقدس نے سیالکوٹ کی طرف جانا تہا اور سیالکوٹ یہاں سے قریباً ایک گہنٹہ کی راہ تہی۔

اس سٹیشن پر بہت بڑا مجمع زائرین کا موجود تہا۔ اور جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ وزیرآباد میں ابہی احمدی جماعت کی تعداد بہت تہوڑی ہے تو اس کثرت سے آئے ہوئے لوگوں کا دیکہنا حیرت میں ڈالتا تہا۔ اور خصوصاً اس وجہ سے بہی کہ وزیرآباد میں حافظ عبدالمنان جیسا مخالف موجود ہے۔ اور وہ اپنی جگہ اپنا فرض سمجہتا ہے کہ لوگوں کو سلسلہ عالیہ سے بدظن کرتا رہے اور کوئی دقیقہ کوشش کا داخل ہونیسے روکنے میں اٹہا نہ رکہے۔

وزیرآباد کے سٹیشن پر اسقدر انبوہ فی الحقیقت غیر معمولی بات تہی۔ جس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی عظمت اور شوکت کا پتہ لگتا تہا۔ چونکہ ریزرو ڈ گاڑیوں کو کاٹکر اس ٹرین کے ساتہہ لگانا تہا۔ جو سیالکوٹ جانے والی تہی۔ اسلئے ان گاڑیوں کو دور نالہ پلکو کے پل تک لیجانا پڑا۔ اس وقت خیال کیا جاتا تہا کہ اب لوگ الگ ہو جاوینگے مگر لوگوں کا بڑہتا ہوا شوق گاڑی کے دونوں طرف انکو لے بہاگا اور انہوں نے یہ بہی خیال نہیں کیا کہ مبادا ہم کچلے جائیں۔ گاڑی کے ساتہہ ساتہہ دونوں طرف مخلوقات بہاگی جاتی تہی۔ آخر وہ گاڑیاں کاٹ کر سیالکوٹ والی ٹرین سے لگا دی گئیں اور لوگوں کا ہجوم بدستور اسوقت تک رہا جب تک کہ گاڑی سٹیشن سے نکل گئی۔

وزیرآبادی احباب کی دعوت

اس امر کا اظہار اس موقع پر نکرنا غالباً سخت ناانصافی ہوگی کہ ہماری وزیرآبادی جماعت کے معزز رکن شیخ غلام رسول اور شیخ احمد جان صاحب مالکان کارخانہ سوڈا واٹر نے نہایت فراخدلی کے ساتہہ حضرت اقدس اور آپ کے ہمراہی جماعت کی دعوت لیمونیڈ سے کی۔ کثرت کے ساتہہ انہوں نے پانی کی بوتلیں اپنے بہائیوں کی خدمت میں پیش کیں یہہ **اخوت** یہ محبت بجائے خود حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت ہے کہ اس شخص کی تعلیم میں وہ اثر اور قوت ہے کہ مختلف طبقات کے لوگوں کو ایک کر دیا ہے اور امیر غریب سب ایک پلیٹ فارم پر کہڑے کر دئیے ہیں غرض گاڑی سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوئی۔ چونکہ کثرت مخلوق اور ہجوم میں بہت سے لوگوں کو حضرت اقدس سے مصافحہ کرنے کا شرف نہ مل سکا تہا اسلئے اکثر احباب ساتہہ ہی گاڑی میں سوار ہوگئے اور سیالکوٹ اور وزیرآباد کے درمیانی سٹیشنوں پر جہاں جسکو موقع ملا اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوا۔

سوہدرہ

سوہدرہ ایک چہوٹا سا سٹیشن ہے جہاں گاڑی بہت ہی کم عرصہ غالباً منٹ دو منٹ کہڑی ہوتی ہوگی اس دوڑ دہوپ اور کم فرصتی کو بہی غنیمت پاکر اکثر خدام حضرت نے شرف نیاز حاصل کر لیا علیٰ ہذا القیاس دوسرے سٹیشنوں پر بہی ایسا ہی ہوتا رہا۔ آخر منزل مقصود آپہونچا۔ یعنی

سیالکوٹ ہاں پیارا سیالکوٹ۔ بلکہ مبارک سیالکوٹ

سیالکوٹ کے متعلق ہم نے جو یہ الفاظ لکہے ہیں انہیں مبالغہ نہیں بلکہ اپنی تہ میں حقیقت ہے جو ہم بعد میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ کچھ ایسا قابل دید تہا کہ کسی جادو نگار کا قلم اور نازک خیال شاعر کا دماغ بہی اس نظارہ کو ادا کرنے کے قابل نہیں۔ پہر کہا جاتا ہے۔ کہ مصور اور فوٹوگرافر کسی اچہی طرح دکہا سکتا ہے۔ مگر اے ہمارے پڑہنے والو یقیناً سمجہو کہ اس مقام پر مصور کا قلم بہی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور فوٹوگرافی بہی (باوصفیکہ آج اس فن میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئی ہیں) کہاں دکہانے سے عاجز ہے۔ وہ نظارہ فی الحقیقت **قابل دید** ہی تہا۔

اس نظارہ کے دیکہنے والے ایک دو نہیں ہزارہا انسان تہے پہر انہیں ہر طبقہ اور ہر عہدے کے لوگ تہے۔ سیدہے سادے پرانے زمانہ کے بڑے بوڑہے۔ بچہ نوجوان۔ امیر۔ غریب۔ حکام۔ حضرت اقدس کے مخلص۔ مخالف۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکہہ۔ پہر انہیں سے عالم و جاہل۔ شاعر۔ صوفی اور فلاسفر مزاج۔ غرض ہر قسم کے لوگ تہے اور ہر ایک اپنی اپنی نظر اور آنکہہ سے اس نظارہ کو دیکہہ رہا تہا پہر اسقدر متضاد خیالات متضاد طبیعتوں کے لوگوں کے نکتہ خیال کو آن واحد میں پا جانا ایک معمولی جرنلسٹ کے لئے آسان نہیں ہے۔

لیکن ہم اپنے ناظرین کو مایوس کرنا نہیں چاہتے ہم انہیں مختلف نظروں سے اس نظارہ کو خدا تعالیٰ کے فضل پر بہروسہ کرکے دکہانے کی کوشش کرینگے ممکن ہے کہ ہم اس میں پورے کامیاب نہ ہوں کیونکہ بہرحال وہ پہر ہماری اپنی نظر ہے۔ لیکن **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ**۔ ہمارے ناظرین

ہماری آنکھ سے مختلف نظروں کو معائینہ کریں - اور یہ بھی کسی تائید یافتہ روح کے فیض کا اثر سمجھیں جو ایک کمزور شخص مختلف نظروں کو آن واحد میں ایک نظر سے دیکھ لیتا ہے -

سیالکوٹ ریلوے سٹیشن کا نظّارہ عام نظر میں

ہر چند جماعت سیالکوٹ نے کوشش کی تھی کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی ایسی گاڑی میں وہاں پہونچیں جو دن کے وقت سیالکوٹ پہونچتی ہو لیکن ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے کسی حال میں بھی اپنے پروگرام کو نہیں بدلا اور جس گاڑی میں روانہ ہونیکا عزم فرما چکے تھے اسی گاڑی میں روانہ ہوئے اور یہ گاڑی سیالکوٹ سٹیشن پر چھ بجے کے بعد پہونچی جب کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور تاریکی اپنا اثر سطح زمین پر ڈال رہی تھی -

ایسی حالت میں ایسے وقت میں لوگوں کا اپنے کاروبار چھوڑ کر سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کے لیئے آنا کوئی معمولی بات نہ تھی - اصل تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جگہ کچھ ایسے کھنچے گئے تھے کہ وہ رک سکتے ہی نہ تھے -

جس طرف نظر جاتی تھی آدم زاد ہی آدم زاد نظر آتا تھا - ہمارے احباب سیالکوٹ کو غالباً اس نظارہ کو دیکھ کر اپنی اس تجویز یا خیال پر ضرور تاسف ہوا ہوگا جو انہوں نے حضرت اقدس کے دن کی گاڑی میں آنے کے متعلق سوچا تھا کیونکہ اس وقت کی بیشمار مخلوق کا جمع ہو جانا انکی امیدوں سے بڑھا ہوا تھا - بلکہ ہم صاف طور پر یوں کہیں کہ انکا ایمان بڑھ گیا ہوگا - کیونکہ گاڑی کے پہونچنے کا یہ وقت ایسا تھا جبکہ لوگ اپنے دن کے کاروبار سے فارغ ہو کر آرام کرنے کے لیئے گھروں کو جاتے ہیں مگر آج انہیں کوئی غیر معمولی کشش تھی جو انکو بجائے آرام کرنے کے دکھ اٹھانے کے لیئے کھینچے لاتی تھی کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اسقدر انبوہ اور ہجوم میں آرام کے ساتھ چلنا ناممکن ہے انہیں علم تھا کہ دھکے پر دھکے پڑیں گے اور پولیس اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے امن قائم رکھنے کے لیئے مناسب موقع کارروائی کر کام لے گی - لیکن ان لوگوں کو پولیس کی جھڑکیاں اور گھرکیاں ایک دوسرے کے دھکے کھانے منظور تھے دن بھر کی کوفت میں اس کوفت اور تکان کا اضافہ پسند خاطر تھا لیکن سٹیشن پر

مرزائے ما

کو دیکھنا ضروری تھا - تھوڑی دیر کے لیئے اس امر پر سوچو کہ اگر یہ جذب اور کشش حضرت مسیح موعود کا نہ تھا تو کون تھا جو شہر میں منادی کرنے گیا تھا - کہ تم شام کو چھ بجے کے بعد (جبکہ دن بھر کی محنت مزدوری سے تھکے ماندہ ہو کر آرام کرنے جاتے ہو) گھر کی بجائے سٹیشن پر آجانا اگر عام طور پر منادی بھی کرائی جاتی اور لوگوں کا فرض قرار دیدیا جاتا بلکہ کچھ سزائے جرمانہ ہی مقرر ہو جاتی کہ جو نہ آئے گا اسے سزا دیجائے گی -

اور مسیح موعود کی بجائے کوئی اور شخص آنیوالا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ جرمانہ ادا کرنا پسند کرتے لیکن نہ آتے پر نہ آتے - برخلاف اس کے آج سے ایک ہفتہ سے بھی زیادہ عرصہ پہلے سے مخالف مولویوں اور یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق لوگوں نے بہت کوشش کی تھی کہ کوئی شخص سٹیشن پر نہ جاوے اور اگر کوئی مسلمان وہاں گیا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائیگی اس قسم کے اقرار اور حلف لوگوں سے ان دشمنان حق نے لیئے تھے لیکن دلوں میں کچھ ایسی زبردست تحریک اور جوش تھا کہ انہوں نے ان لوگوں کے فتویٰ کے موافق طلاق واقع کر لینا آسان سمجھا لیکن یہ اپنی روح پر گراں سمجھا کہ وہ سٹیشن پر نہ آئیں -

ایسی حالت کا اندازہ کر کے اور اس مخالفت کے جوش کو دیکھ کر خدا کے محبوب کی عظمت اور بھی دل میں بڑھ جاتی ہے اور سچ مچ یقین نہیں بلکہ **عین الیقین** ہو جاتا ہے کہ یہ **جذب** اور **کشش** اسی کی راستبازی اور حقانیت کا تھا - جو ہزاروں ہزار سلاسل کو توڑ کر کھینچ لاتا تھا -

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ

براہین احمدیہ میں عرصہ دراز گذرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو مندرجہ حاشیہ الفاظ میں بشارت دی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کیجاوے - پس اس سے بڑھ کر تعرف **بین الناس** کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے - ہم **اہل دل** اور **اہل انصاف** لوگوں کے پاک جذبات کو اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ پچیس سال پیشتر ایک شخص اس امر کو شایع کرتا ہے اور آج حرف بحرف وہ پیشگوئی بلا تفاوت ہوئے اسی رنگ میں پوری ہوتی ہے -

غرض

اس نظارہ کو جب ہم عام نظر سے دیکھتے ہیں اور مولویوں اور مخالفوں کے مسلمانوں سے سٹیشن پر نہ آنے کے عہد اور قسم لے لینے کے بعد اسقدر مجمع کو پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے اختیار سر جھک جاتا ہے - اور اسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے کہ یا رب

بر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

سٹیشن پر اور سٹیشن سے شہر تک مخلوقات کا اندازہ بروایات مختلفہ ۱۲ سے پندرہ ہزار تک کیا گیا ہے اور یہ کہنا تو ہرگز مبالغہ نہیں کہ جس راہ سے آپ شہر میں داخل ہوئے - اس راہ پر سٹیشن سے لیکر فرودگاہ تک دوکانوں اور مکانوں کی چھتوں اور بازار کے دور و یہ میں آدم زاد کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا - اور اس حصہ کی تمام مخلوق گویا امڈ رہی تھی -

سٹیشن پر انتظام

سیالکوٹ کے مقامی حکام خصوصاً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے قیام امن اور انتظام کے لیئے پہلے سے پوری تدابیر کی ہوئی تھیں - اسقدر انبوہ میں ممکن تھا کہ کسی نہ کسی قسم کی کوئی بد نظمی ہو مگر حکام سیالکوٹ نے اپنے حسن انتظام سے اسکو ناممکن کر دکھایا - انہوں نے جو کچھ کیا اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے کیا لیکن وہ پھر بھی ہماری خاص شکر گذاری کے قابل ہیں اور خدا کرے کہ ایسے حکام ہر جگہ ہوں - ہمارے مخدوم آغا محمد باقر خان صاحب آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ بھی ہمہ تن انتظام میں مصروف تھے - اس نوجوان رئیس کو ایسا مستعد اور خوش اخلاق پاکر ہماری طبیعت میں خاص ذوق پیدا ہوا اور آرزو ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان مسلمان رئیسوں کو اس قسم کی مستعدی اور خوش اخلاقی اور اپنی اصلاح نفس کا خیال عطا کرے - کیونکہ یہی لوگ قوم کا سر ہیں -

بہر حال انتظامی حالت قابل اطمینان ہی نہ تھی بلکہ قابل شکر گذاری تھی -

انتظام روشنی

شام کے بعد چونکہ وہاں گاڑی پہونچی تھی اور تاریکی دمبدم پھیلتی جاتی تھی جماعت سیالکوٹ نے روشنی کا کافی انتظام کر دیا تھا - اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر بطور خیر مقدم مہتابیاں چھوڑی گئیں ہم نے اس نظارہ کو مختلف رنگوں اور نظروں سے دکھانا چاہا ہے اور اسی لیئے عام نظر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسپر مختلف نظریں ڈالنے کے لیئے وہ مقام رکھیں جہاں ہم لیکچر کا تذکرہ کریں گے - کیونکہ وہ دونوں نظارہ ایک ہی قسم کے ہیں -

المختصر

سٹیشن پر بڑا ہجوم تھا - اور اس ہجوم کے حسب حال مقامی حکام کا پورا انتظام تھا - احمدی جماعت نے اس پلیٹ فارم پر (جہاں ریزرو گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں جو احاطہ سٹیشن کے دوسری طرف سرائے مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کے متصل لب سڑک واقع ہے) روشنی کا پورا انتظام کر رکھا تھا - جیساکہ ہم بیان کر چکے ہیں -

شہر کو روانگی

پورے انتظام کے ساتھ بیشمار مخلوق کو ایک طرف کر کے پلیٹ فارم کا وہ حصہ بالکل خالی کرالیا گیا اور عین گاڑی کے دروازہ پر حضرت کی سواری کی گاڑی لاکر کھڑی کر دی گئی اور حضرت حجۃ اللہ اور ام المومنین اور دوسرے ممبران خاندان رسالت جدا جدا گاڑیوں میں امن اور آرام کے ساتھ سوار ہو گئے -

اور جب سب احمدی احباب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سیالکوٹ گئے تھے آرام سے گاڑیوں میں سوار ہو گئے تو یہ شاندار جلوس پولیس اور مقامی حکام کے مناسب موقع انتظام کے ساتھ شہر کی طرف روانہ ہوا - گاڑیوں کے آگے مہتابیاں چھوڑی جاتی تھیں اور گاڑیوں کے دونوں طرف وہ ہزارہا مخلوق ساتھ ساتھ بھاگی جاتی تھی - خدا کا جری ایک کھلی گاڑی میں بیٹھا ہوا اس انبوہ و اژدہام میں جا رہا تھا - اور لوگ اس کے دیدار کے لیئے دوڑے جا رہے تھے - ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں اور سیالکوٹ کی سنجیدہ پبلک اور اسوقت کے ڈیوٹی پر متعین حکام خوب جانتے ہیں کہ اس قسم کا نظارہ پہلے کسی آدمی کے لیئے نہیں دیکھا گیا -

یہ گاڑیاں گویا انسانوں کی سڑک پر جاری تھیں راستہ میں ہر در و دیوار اور ہر سقف و مکان پر آدمی ہی آدمی موجود تھے - اور یہ عجیب بات تھی کہ بعض لوگ زیارت کے لیئے باوصفیکہ مخالف تھے یہ کہتے تھے کہ ہم تو مرید ہیں نہیں نہ ہونگے - اس سے اس محبت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے عام لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی - راستہ میں جو لوگ بازاروں کی چھتوں پر تھے انہوں نے ٹھیک اسوقت جب حضور شہر میں داخل ہوئے ایک چراغان کر دی اور یہ ایسا داخلہ معلوم ہوتا تھا جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھ داخل ہوئے تھے - ہم اس سر کو بھی بعد میں کسی دوسرے موقعہ پر لکھیں گے - (انشاء اللہ تعالےٰ)

فرودگاہ

فرودگاہ کے لیئے جناب حکیم حسام الدین صاحب کا محلہ تجویز ہوا تھا - کل مہمانوں کے لیئے کچھ اوپر دس ملتے جلتے مکانات خالی کرائے گئے تھے کہ وہ سارا محلہ جہاں یہ مہمان فروکش تھے ایک محلہ کی بجائے ایک ہی مکان کا حکم رکھتا تھا -

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متعلقین کے لیئے میر حکیم حسام الدین صاحب کا **ایوان** تجویز ہوا تھا - چنانچہ حضور وہاں فروکش ہوئے - اور دوسرے خدام اعلیٰ حضرت اپنے اپنے مقام پر جو پہلے سے انکے لیئے تجویز ہو چکے تھے -

سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا حسن انتظام اور مہمان نوازی

سیالکوٹ کی جماعت نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ تشریف آوری کی دعوت کرتے وقت خوب سمجھ لیا تھا کہ سیالکوٹ میں کس قدر مجمع مہمانوں کا ہو جاویگا - اور سیالکوٹ کی جماعت نے لاہور میں آکر اس مجمع کو دیکھ بھی لیا تھا

لاہور میں بجائیکہ حضرت اقدس کی تشریف بری ہوئی تھی اور انکی خبر بعد میں احباب کو پہونچی پھر بھی ایک معقول تعداد احباب کی جمع ہو گئی تھی لیکن سیالکوٹ میں جماعت سیالکوٹ نے خوب سمجھ لیا تھا کہ یہاں لاہور کی نسبت مجمع احباب کثرت سے ہوگا - کیونکہ سیالکوٹ ایک طرح پر سنٹر (مرکز) میں واقع ہے اور گوجرانوالہ - گجرات - جہلم وغیرہ اضلاع کی جماعتیں سہولت سے وہاں حاضر ہو سکتی تھیں - اس لئے اہل سیالکوٹ کو لاہور کی نسبت بہت بڑے پیمانہ پر مہمان نوازی اور آسایش احباب کا انتظام کرنا پڑا تھا - اور انہوں نے پہلے ہی سے ان امور کو سوچ لیا تھا - علاوہ بریں لاہور میں جو بعض احباب کو بعض امور میں شکایت پیدا ہو گئی تھی ان امور کو بھی جماعت سیالکوٹ نے مدنظر رکھ لیا تھا - حقیقت یہ ہے کہ ایسے مجمعوں کا انتظام اور انکی آسایش و آرام کا پورا لحاظ رکھنا سہل اور آسان نہیں ہوتا - لاہور میں چونکہ امر اتفاقی تھی اس لئے اگر کوئی وجہ شکایت احباب کو بھی پیدا ہوئی تو وہ بالکل نظرانداز کرنے کے قابل ہے - اور سیر چشمی سے بعید ہے - علاوہ بریں میزبانوں اور مہمانوں میں فی الحقیقت کوئی تفریق نہ تھی ہم تو ایسے ہی لاہور کی جماعت کی عالی ہمتی کے مخلص ہیں جو اس نے ہمیں مہمان بنایا بجائیکہ میزبان ہی تھے - سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے (جو ہمیشہ سابقت فی الخیرات کی حریص رہی اور خدا کے فضل سے اسے یہ امتیاز بھی حاصل ہو چکا ہے) اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ کسی نوع کی تکلیف کسی بھائی کو ہو - انہوں نے اس سے پہلے کہ خدا کا مسیح و مہدی اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر انکا مہمان ہو ہر قسم کی ضروریات کا کافی سے کافی زیادہ ذخیرہ جمع کر لیا تھا - اور اس سے جہانتک ہم سمجھتے ہیں - انکی غرض کوئی نمود و نمائش نہ تھی بلکہ ایسا خیال بھی انکی نسبت کرنا ہمارے نزدیک بدظنی ہے اصل غرض انکے دلوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اکرموا الضیف یعنی مہمانوں کی عزت کرو - کی تعمیل تھی اور خداتعالے کے برگزیدہ محبوب مسیح و مہدی کی سنت کی تقلید - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی پاک مجلس میں بیٹھنے کی عزت حاصل کر چکے ہیں اور کثرت سے انہیں موقع ملا ہے - یا جو ہمارے اخبار کے پڑھنے والے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اعلے حضرت حجۃ اللہ کے دل میں مہمان کی کسقدر عزت ہوتی ہے وہ انکی خاطرداری اور تواضع کے لئے کسقدر بیقرار ہوتے ہیں بار بار عملہ مہمان خانہ کو تاکید ہوتی ہے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پاوے اور مہمانوں کو الگ کہا جاتا ہے کہ یہاں آپ بے تکلفی سے رہیں جس چیز کی ضرورت ہو براہ راست مجھے فوراً اطلاع دو -

غرض ایک دو مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ حضرت اقدس نے عملہ مہمان خانہ کو تاکید کی ہے - اور اکرام ضیف سنت الانبیا ہمیشہ سے چلی آتی ہے -

پس جماعت سیالکوٹ نے اسی سنت الانبیا پر اور پھر انبیاء علیہم السلام کے زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پر قدم مارا - اور مہمانوں کی تواضع اور انکی دلجوئی اور آرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا قادیان میں اول اول جب سالانہ تعطیلوں کی تقریب پر احباب جمع ہونے لگے اور اس مدرسہ میں سب کے سب قریباً مبتدی تھے بعض سے چھوٹی چھوٹی باتوں اور کھانے پینے کی قسموں پر کچھ تکرار ہوئی تو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اس امر کو نہایت کراہت سے دیکھا اور ایک اشتہار کے ذریعہ جماعت کی اصلاح کی خواہش ظاہر کی اور لکھا کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جبتک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھیرا دے - اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے - اور میں باوجود اپنی صحت و تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے - تو میری حالت پر افسوس ہے - اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں - اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں - اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے - تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں - اور اپنی نمازوں میں اسکے لئے رو رو کر دعا کروں - کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور سے بیمار ہے - اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چین بجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں - کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکا دل نرم نہ ہو جبتک اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں - خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر بات کرنا مقبول الہی بننے کی علامت اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں - اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی لینا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے الخ - خود اس قسم کے نصائح اور ہدایات آپ نے جماعت کو دی تھے - انکا عملی نمونہ بلا مبالغہ اس تقریب پر ہم نے جماعت سیالکوٹ میں پایا (خداتعالے ایسی توفیق ہم سب کو دے - آمین) انہوں نے اپنے آرام کو چھوڑ کر سب سے مقدم کر لیا تھا کہ دوسرے احمدیوں کو آرام پہونچے اپنے گھر مہمانوں کے لئے خالی کر دئے - انکی خاطرداری اور آسایش کے لئے ہر مکان میں ضروری سامان پہلے سے مہیا کر رکھا تھا - کوئی کمرہ یا کوٹھڑی ایسی نہ تھی کہ جس میں روشنی پانی کا کافی سامان نہ ہو کسی سامان کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی کہ وہ یہ کہے کہ مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے - بیماروں کے لئے الگ پرہیزی کھانا طیار ہوتا تھا - جس چیز کیلئے کوئی مہمان درخواست کرے ہم نے نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ کسی نے انکار کیا ہو - بازار میں عطاروں کی دوکانیں مخصوص کر دی تھیں جہاں سے مریض ہر وقت جو دوا چاہیں مفت لے سکتے تھے - لہ

تقریر پر تاثیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

بعد نماز جمعہ - ۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۴ء

بیعت تو اعمال صالحہ کا تخم ہے

میں اون لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں

بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی - جسطرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے - پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اوسکو ختم کر دے اور آئندہ آبپاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم بھی ضائع ہو جاوے گا - اسیطرح انسان کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے - پس اگر انسان نیک عمل کر کے اوس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع جاتا ہے - تمام مخلوقات مثلاً مسلمان ہی سہی اپنے مذاہب کے فرائض میں پابند ہیں مگر اوس میں کوئی ترقی نہیں کرتے - اسکی وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کے بڑھانے کا خیال اون کو نہیں ہوتا اور رفتہ رفتہ وہ عمل رسم میں داخل ہو جاتا ہے پس مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تو کلمہ پڑھنے لگے - ہندوؤں کے گھر میں ہوتے تو رام رام کرتے -

یاد رکھو کہ بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے - اگر ساتھ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی شرط لگا لے تو ترقی ہوتی ہے - مگر یہ مقدم رکھنا

دین کو دنیا پر مقدم کرنا

تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ امداد الہی کی سخت ضرورت ہے - جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ہے - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہونچ جاتے ہیں - جسطرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے - اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر - تو فضل الہی وارد نہیں ہوگا - اور بغیر امداد الہی کے تبدیلی ناممکن ہے - چور - بدمعاش - زانی - وغیرہ جرائم پیشہ لوگ ہر وقت ایسے نہیں رہتے بلکہ بعض وقت انکو ضرور پشیمانی ہوتی ہے - یہی حال ہر بدکار کا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں نیکی کا خیال ضرور ہے - پس اس خیال کے واسطے اسکو امداد الہی کی بہت ضرورت ہے - اسی لئے پنجوقتہ نماز میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا - اوس میں ایاک نعبد - فرمایا - اور پھر ایاک نستعین یعنی عبادت بھی تیری ہی کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں - اسمیں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے - یعنی ہر نیک کام میں - قویٰ - تدابیر - جد و جہد سے کام لینے پر اشارہ ہے - نعبد - کی طرف - کیونکہ جو شخص نری دعا کرتا اور جد و جہد نہیں کرتا وہ پھر بامراد نہیں ہوتا جیسے کسان بیج بو کر اگر جد و جہد نہ کرے تو پھل کا امیدوار کیسے بن سکتا ہے - اور یہ سنت اللہ ہے - اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور کلبہ رانی کرتا ہے یہ تو ضرور زیادہ کامیاب ہوگا - دوسرا کسان محنت نہیں کرتا یا کم کرتا ہے - اسکی پیداوار ہمیشہ ناقص رہیگی جس سے وہ شاید سرکاری معمول بھی ادا نہ کر سکے - اور وہ ہمیشہ مفلس رہے گا - اسی طرح دینی کام بھی ہیں - انہیں میں منافق - انہیں میں سے نکلے انہیں میں صالح - انہیں میں ابدال - قطب - غوث - بنتے ہیں - اور خدا کے نزدیک درجہ پاتے ہیں - اور بعض چالیس چالیس برس سے نماز پڑھتے مگر ہنوز روز اول ہی ہے اور کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی - تیس روزوں سے کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتے - بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور مدت کے نماز خواں ہیں مگر ہمیں امداد الہی نہیں ملتی - اسکا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادات کرتے ہیں ترقی کا کبھی خیال نہیں - گناہوں کی جستجو ہی نہیں - سچی توبہ کی طلب ہی نہیں - پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں ایسے انسان بہائم سے کم نہیں - ایسی نمازیں خدا کیطرف سے وبال لاتی ہیں - نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتھ ترقی لیکر آوے - جیسے طبیب کے زیر علاج ایک بیمار ایک نسخہ دو دس روز استعمال کرتا ہے پر اوس سے اسکو روز بروز نقصان ہو رہا ہے جب اتنے دنوں کے بعد فائدہ نہ ہو تو بیمار کو شک پڑ جاتا ہے کہ یہ نسخہ ضرور میرے مزاج کے موافق نہیں - اور بدلنا چاہئے پس رسم اور رسمی عبادت ٹھیک نہیں -

اپنی زبان میں دعا

نمازوں میں دعائیں اور درود جو ہیں یہ عربی زبان میں ہیں مگر تم پر حرام نہیں کہ نمازوں میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کرو - ورنہ ترقی نہ ہوگی - خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جسمیں تضرع اور حضور قلب ہو - ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں - جیسا کہ فرمایا - ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں - یہاں حسنات کے معنے نماز کے ہیں - اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے - پس کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو - اور بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے - جب زمیندار کو زمینداری کا ڈھب آ جاوے گا تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہونچ جاوے گا - اور کامیاب ہو جاوے گا - اسی طرح تم خدا کی ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو - اور دعا کرو کہ یا الہی میں ایک تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں - میری راہنمائی کر - ادنے اور اعلے سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اوس کو بھی شرم آ جاویگی پھر خداتعالے سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے - پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے نماز کا دوسرا نام دعا ہی ہے جیسے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم - پھر فرمایا - واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے

لہ {ضروری نوٹ} حضرت اقدس کی اس تقریر کو جو اس سے آگے درج ہے ہم پہلے لکھ چکے تھے لیکن یہ مضمون اندازہ سے بڑھ گیا ہے اسلئے اسکے سلسلے کے لئے اب صفحہ ۸ کالم ۲ سطر ۱۳ سے آگے پڑھو -

پس میں بہت ہی قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے - بعض لوگ اوسکی ذات پر شک کرتے ہیں - پس میری ہستی کا نشان یہہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو - میں تمہیں پکارونگا - اور جواب دونگا - اور تمہیں یاد کرونگا - اگر یہہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو - کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو - اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے - وہ شخص تو تمہاری آواز سنکر تمکو جواب دیگا - مگر جب وہ دور سے جواب دیگا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہیں سکوگے - پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری - دور ہوتی جاوے گی تو تم ضرور آواز کو سنوگے - جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہہ بات نابود ہو جاتی کہ اوسکی کوئی ہستی ہے بھی پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اوس کی آواز کو سن لیں - یا دیدار یا گفتار - پس آجکل کا گفتار قایم مقام ہے دیدار کا ہاں جبتک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اسوقت تک ہم سن نہیں سکتے جب درمیانی پردہ اٹھ جاوے گا - تو اوس کی آواز سنائی دے گی - بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ تیرہ سو برس سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ بند ہو گیا ہے - اسکا اصل میں مطلب یہ ہے کہ اندھا سب کو ہی اندھا سمجھتا ہے - کیونکہ اوس کی اپنی آنکھوں میں جو نور موجود نہیں - اگر اسلام میں یہ شرف بذریعہ دعاؤں اور اخلاص کے نہ ہوتا تو پھر اسلام کچھ چیز بھی نہ ہوتا اور یہ بھی اور مذاہب کی طرح مردہ مذہب ہو جاتا -

اسلام کا خاص امتیاز

پس تم ان مردوں کی طرف خیال مت کرو - جو خود بھی مردہ اور اسلام کو بھی مردہ بناتے ہیں یہ تو درحقیقت ایسا مذہب ہے کہ جس میں انسان ترقی کرتا ہوا فرشتوں سے مصافحہ جا کرتا ہے - اور اگر یہہ بات نہ تھی تو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کیوں سکھایا - اسمیں صرف جسمانی اموال کی طلب نہیں کی گئی بلکہ روحانی انعام کی درخواست ہے - پس اگر تم نے ہمیشہ اندھا ہی رہنا ہے تو پھر تم مانگتے کیا ہو - یہہ دعا فاتحہ ایسی جامع اور عجیب دعا ہے کہ پہلے کبھی کسی نبی نے سکھلائی ہی نہیں - پس اگر یہ نرے الفاظ ہی الفاظ ہیں اور اس کو خدا نے منظور نہیں کرنا تو ایسے الفاظ خدا نے ہمیں کیوں سکھلائے - اگر تمہیں وہ مقام ملنا ہی نہیں تو ہم پانچ وقت کیوں ضایع کرتے ہیں - خدا کی ذات میں بخل نہیں - اور نبی اور انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ اون کی پوجا کی جاوے - بلکہ اس لئے کہ لوگوں کو تعلیم دیں کہ ہماری راہ اختیار کرنے والے ہمارے ظل کے نیچے آجاویں گے - جیسے فرمایا - اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ - یعنی میری پیروی میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے - آنحضرت پر محبوب ہونیکی بدولت یہہ سب اکرام ہوئے مگر جب کوئی اور شخص محبوب بنے گا - تو اوس کو کچھہ بھی نہیں ملے گا - اگر اسلام ایسا مذہب ہے - تو سخت بیزاری ہے ایسے اسلام سے - مگر **ہرگز اسلام ایسا مذہب نہیں** - آنحضرت تو وہ مایدہ لائے ہیں کہ جو چاہے اوس کو حاصل کرے وہ نہ تو دنیا کی دولت لائے اور نہ مہاجن بنکر آئے تھے - وہ تو خدا کی دولت لائے تھے اور خود اوسکے قاسم تھے پس اگر وہ مال دنیا نہیں تھا - تو کیا وہ گٹھڑی واپس لیگئے - پس سچ ہے جس اندھے کے پاس روشنی موجود نہیں وہ کیسے دعوے کر سکتا ہے - کہ میں روشنی رکھتا ہوں اور تقسیم کر سکتا ہوں - دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا - انبیاء تو علے وجہ البصیرت آتے ہیں - پس جو لوگ یہہ کہتے ہیں - کہ وہ بصیرت کسی کو نہیں ملے گی - تو گویا یہہ خود اس دنیا سے اندھے ہی جاوینگے -

اگر انکا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سچا ہوتا تو یہہ یقین رکھتے کہ وہ آسمانی مال تقسیم کرنے آئے تھے اور انکا عقیدہ نہ ہوتا کہ یہ امت تمام امتوں سے فوقیت حاصل کرے گی - حالانکہ مانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو وحی ہوئی تھی اب بتاؤ کہ انکے مردوں کو بھی کبھی ایسی وحی ہوئی ہے - لاہور میں ایک مولوی سے میری بحث ہوئی محدث کے لفظ پر کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ محدث وہ ہے جو خدا سے مکالمہ کرتے اور یہ بات حضرت عمرؓ کے متعلق تھی تو اوس مولوی نے جواب دیا کہ چونکہ اسلام کو آنحضرت کے بعد مکالمہ الٰہی نصیب نہیں اسلئے حضرت عمرؓ کو یہہ عہدہ نصیب نہیں ہوا - گویا اس امت میں تو دجال ہی آتے رہیں گے -

مسیح کے متعلق جس زمانہ کی اطلاع احادیث وغیرہ میں دیگئی ہے وہ یہی زمانہ ہے - سورہ نور اور بخاری میں - **منکم** کا لفظ صاف ہے - آثار تمام نمودار ہو گئے ہیں - کسوف و خسوف رمضان میں ہو گیا - طاعون آگئی - یہہ کیسے کھلے نشان تھے - لیکن لوگ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے - نہ تو یہ تارے ہیں - اور نہ خدا مارنے والا ہے - آخر تم جانتے ہو کہ نتیجہ کیا ہوگا - یہی کہ وہ پاک خدا جیتے گا - باوجود اسقدر کھلے نشانات کے جواب یہہ دیتے ہیں کہ تیس دجالوں میں سے یہہ بھی ایک دجال ہے - او کمبختو تمہارے حصہ میں دجال ہی دجال رہ گئے ہیں - بیرونی اور اندرونی بلائیں تمپر آئیں - اور خدا کی طرف سے بھی آیا تو دجال ہی آیا - اول تو تم خود بخود مرتے جاتے تھے - اب ایسی حالت میں خدا نے تم سے یہہ سلوک کیا کہ مرتے کو مارنے کی تجویز ٹھہرائی - کیا خدا کو تم سے کوئی ایسی ہی سخت عداوت تھی کہ سختی پر سختی کر رہا ہے - یہہ انسانی غلطیاں ہیں - تم لوگ ان سے ہوشیار رہو - خدا بڑا کریم و رحیم ہے - جب کسی کے کپڑے پر ہفتہ گذر جاتا ہے تو اسکو فکر لگ جاتی ہے کہ اسکو صاف کرایا جاوے - پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا پر سو کی جگہ ایک سو بیس برس گذر گئے پر خدا نے تجدید دین کی کوئی تجویز نہ کی اور بجائے تجدید کے دجال بھیجکر اوس کی تخریب کی - اسوقت ۲۹ لاکھہ مسلمان عیسائی ہو چکا ہے - یہہ وہ قوم تھی اگر اس میں سے ایک شخص بھی عیسائی ہوتا تھا تو حشر بپا ہو جاتا تھا دوسری طرف ایک اور خبیث قوم نے سر اٹھایا ہے وہ مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر آریہ بنا رہی ہے مگر ان ہمارے مسلمانوں کو یہی خیال آتا ہے کہ ابھی ہمارے اندر دجال ہی پیدا ہوا ہے - اور خدا نے بھی ان کے ساتھ یہہ دھوکہ کیا کہ دجال کو صدی کے سر پر بھیجا تاکہ ان کی رہی سہی امید بھی باقی نہ رہے - معلوم ہوا کہ تمہارے اندر بڑے بڑے خبث اور گناہ پوشیدہ ہیں جنکی تمہیں یہہ سزا مل رہی ہے - خدا تعالیٰ نے تو فرمایا ہے - اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ - ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی محافظت کریں گے یعنی جب اس کے معانی میں غلطیاں وارد ہوں گی تو اصلاح کے لئے ہمارا مامور آیا کریگا - پس تم میرے اوپر خیال مت کرو - بلکہ صدی کے ابتداء بیرونی حملوں - اور اندرونی اعمال کو دیکھکر - تم خود غور اور فکر کرو کہ آیا دجال کی ضرورت ہے - یا مہدی اور مسیح کی -

تعصب بڑی بلا ہوتی ہے - تعصب والوں نے تو کسی رسول کو بھی نہیں مانا - اور اونکو دوکاندار قرار دیا ہے - حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتے رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ضرور ہمیشہ ساتھ رہی ہے اور رہیگی - قرآن کریم کا ابتداء - بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہے - رحمان بے مانگے دینے والا - اور رحیم محنت کو نہ ضایع کرنے والا - پس اسوقت رحمانیت اور رحیمیت کہاں گئی - سوچو تو سہی کہ یہہ اوس کے مناسب حال ہے یا کیا؟ اصل میں جب انسان تعصب پر آتا ہے - تو آنکھ دھندلی ہو جاتی ہے اور جب اوسمیں ترقی کرتا ہے تو وہ نور چھین لیا جاتا ہے - پس ہدایت پانے کا طریق اشتہار بازی نہیں - ان لوگوں سے پوچھو کہ تم ایک دفعہ بھی میرے پاس آئے ہو - اور اپنے اعتراضات کا جواب پوچھا ہے - یا کم سے کم میری تصانیف کو ہی دیکھا ہے - تو جواب دینگے کہ میاں ہم کو ان باتوں کی فرصت نہیں - پھر تمنے جھٹ دجال کا فتوی کیوں لگا دیا - پھر ہمنے دین میں کون سی تحریف کی ہے - تم منہ سے نماز اور روزہ کا نام لیتے ہو - اور میں کہتا ہوں کہ انکی روحانیت لو - صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ وہ خدا کہتا ہے جسنے مجھے مامور کیا ہے - اور [illegible] لئے کہ تمہارے پوست میں کیفیت داخل ہو جاوے -

ہاں تمہارے ہمارے درمیان مسیح کا جھگڑا ضرور ہے - لیکن خدا کی کلام سے زیادہ سچا گواہ اور کوئی نہیں ہو سکتا - ہمیں دوسرے کے قول سے کیا غرض ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول - حق اور سچ ہیں - مگر جو قرآن کریم کے خلاف نہ ہوں - پس ہمیں ایمان محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے قصوں پر جو احادیث میں درج ہیں - قرآن کریم کو مقدم رکھیں - پس ہم تو قرآن کریم کو ترجیح دیتے ہیں - اور جو احادیث قوی طور صحیح ہیں وہ ضرور قرآن کے ساتھ ہیں - اور ہمارے دعوے میں ہماری موید ہیں - پس ہمارا اور ان لوگوں کا اور کوئی اختلاف نہیں بجز اس کے کہ یہ پوست پر قناعت کرتے ہیں - اور ہم مغز کو چاہتے ہیں - مسیح کی موت کا قرآن نے خود - **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ** - میں فیصلہ کر دیا ہے - اگر ہم قبول کریں کہ مسیح ناصری آجتک زندہ ہے تو ہمیں یہ بھی قبول کرنا پڑیگا - کہ عیسائی بھی آجتک راہ راست پر ہیں - اور اسکی قرآن کریم خود تردید کرتا ہے - تَكَادُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ يَتَفَطَّرْنَ - الآیۃ میں - مجھے میرے خدا نے ہزار ہا وحیوں میں مامور کیا ہے - اور وہ وہی بات ہے جو تیرہ سو برس پہلے سے لکھی ہوئی تھی - ہمارا اور انکا کوئی جھگڑا نہیں - اگر شرم و حیا اور ایمان ہو - یہ بھی نہیں - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کل لوگ مسلمان ہو گئے تھے - نہیں - مگر وہی کہ جنکے حق میں سعادت تھی - پس ہمارا کام تو سمجھانا ہے - پس جو شخص مسیح کو زندہ مانتا ہے وہ جھوٹا ہے اور خدا کا منکر ہے - اور جسکو خدا نے مامور کیا ہے اوسکو تو تازہ علم اوسکی وفات کا دیا ہے - پھر اگر انہوں نے مسیح کو ماننا نہیں تو وہ حکم کس بات کا ہوگا - اور ہر ایک مذہب والا اوسکا فیصلہ کسطرح مانیگا - **حکم** کا لفظ تو صاف دلالت کر رہا ہے کہ ضرور اون لوگوں میں اختلاف اور اغلاط ہونگے جنکا وہ آکر فیصلہ کریگا - پس ہم تو سچا اتباع نبی کریم اور ترک اغلاط طلب کرتے ہیں اور بس -

پس ہمارے لوگ ہمارے مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں اون کی درشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں - چونکہ یہہ خیالات مدت مدید سے اون کے دلوں میں ہیں رفتہ رفتہ ہی دور ہونگے - اسلئے نرمی سے کام لیں - اگر وہ سخت مخالفت کریں - تو اعراض کریں - مگر اسبات کے لئے اپنے اندر قوت جاذبہ پیدا کرو - اور قوت جاذبہ اوسوقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنوگے - اور اگر تم صادق نہیں تو تمہاری نصیحت ایسی ہے - جیسے پرنالہ کا پانی موجب فساد ہوتا ہے پس صادق کے واسطے ورزش کی اشد ضرورت ہے - جیسے ایک پہلوان کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے کہ مقابلہ کر سکو - اگرچہ وہ بھی تمہارے جیسا آدمی تھا - جسمانی نشو و نما میں اوس نے ترقی اور ورزش کر کے یہ طاقت حاصل کی پس تم روحانی قوی میں ورزش کر کے روحانی پہلوان یعنی صادق مومن بنو - جو شخص اپنا نشو و نما نہیں کرتا - وہ تو اپنے کنبہ کو بھی درست نہیں کر سکتا - پس قوت روحانی پیدا کرو دیکھو - نبی - رسول - سب ایک ایک ہو کر ہی [illegible] ہیں - مگر وہ صادق اور جاذب تھے - مال کی [illegible] اور کمزوری جدا چیز ہے - روحانی قوت ہونی چاہیئے - ہاں کشش میں بھی وہی سعادت مند

نوٹ ضروری - صفحہ ۱۳ پر جو مضمون جنات کے متعلق ہے جیسا کہ اس کے آخر میں نام دیا گیا ہے وہ مولوی محمد فضل صاحب کی ذاتی رائے ہے - ضرور نہیں کہ اکابران امت اس رائے کے پابند ہوں - ایڈیٹر

ہیں جنکو کچھ مناسبت ہوتی ہے - مثلاً - انجن
دے ہے تو فائدہ نہیں دے سکتا ہے - اگر خوب
ہے تو گاڑی بھی لے جاویگا - پس گرم اور
نا شیر سومت ہو - اس ہماری جماعت کے واسطے
دا کا وعدہ ہے کہ دنیا میں پہیلے گی - پہر اگر طاقت
ے اور اس کے پہیلانے والے اور لوگ ہونگے
و تم نے کیا حاصل کیا -

[illegible]

اب سوال یہ ہوگا کہ طاقت کسطرح پیدا ہوتی ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ صادق اور پکا بندہ بن جاوے تا کسی زلزلہ سے برگشتہ اور منہ پہیرنے والا نہ ہو - صحابہ کرام سارے ہی باخدا اور عاشق تہے مگر آنحضرت اون سے بڑہ کر ایسے وفادار تہے کہ کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تہا - اسی لئے آپ کو سانپوں اور درندوں اور خاردار کانٹوں والا جنگل اُس کے درندے حیوانات انسانی شکل میں دکہلائے گئے پہر ملک بہی ایسا اونکے سپرد کیا کہ جس سے بڑھکر دنیا میں کوئی شریر النفس نہ تہا - پہر آپ ایسے وقت پر کہ تمام مردہ اور فساد کی جڑہ تہے جیسے فرمایا ظہر الفساد فی البر والبحر - اور گئے ایسے وقت پر کہ فرمایا - الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الآیہ -

اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیۃ - اس کو معجزہ کہتے ہیں - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی محبت الٰہی اور قوت جاذبہ آنحضرت کے اندر تہی - پس خدا کے خاص بندوں اور غیروں میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ قوۃ ایمانی اور استقامت ایسی ہو - کہ کسی رکاوٹ شدید سے باز نہ رہے - اس صفت سے جسکو جتنا حصہ ملا ہے اوتنا ہی وہ برکت کا موجب ہوگا میرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکہو - (۱) نفس امارہ کے مقابل پر تدابیر اور جدوجہد سے کام لو - (۲) دعاؤں سے کام لو - (۳) سست اور کاہل نہ ہو اور تہکو نہیں -

ہماری جماعت بہی اگر بیج کا بیج ہی رہیگی - تو کچھ فائدہ نہ ہوگا - جو ردی رہتے ہیں خدا انکو بڑہاتا نہیں - پس - تقوی - عبادۃ اور ایمانی حالت میں ترقی کرو - اگر کوئی شخص مجھے دجال اور کافر وغیرہ ناموں سے پکارتا ہے تو تم اسبات کی کچھ بہی پرواہ نکرو - کیونکہ جب خدا میرے ساتھ ہے تو مجھے اِن کے ایسے بدکلمات اور گالیوں کا کیا ڈر ہے - فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام کو کافر کہا تہا - ایک زمانہ ایسا آگیا - کہ پکار اٹہا - کہ میں اوس خدا پر ایمان لایا جسپر موسی اور اوس کے متبع ایمان لائے ہیں - ایسے لوگ یاد رکہو کہ مخنث اور نامرد ہوتے ہیں - یہہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے ایک بچہ بعض اوقات اپنی ماں اور باپ کو بہی ناسمجہی کی وجہ سے گالی دیدیتا ہے - مگر اوس کے اوس فعل کو کوئی بُرا نہیں سمجہتا -

پس یاد رکہو کہ نری بیعت اور ہاتہہ پر ہاتہہ رکہنا کچھ سود مند نہیں - جب کوئی شخص شدہ بیمار

سے مرنے کے قریب ہو جاوے - یا شدۃ بہوک سے مرنے تک پہونچ جاوے - تو کیا اوسوقت ایک قطرہ پانی یا ایک دانہ کہانیکا اوسکو موت سے بچا لیگا - ہرگز نہیں جسطرح اوس بدن کو بچانیکے واسطے کافی خوراک اور کافی پانی بہم پہونچانے کے سوائے مفر نہیں - اسیطرح پورے جتن سے - تہوڑی سی نیکی سے تم بہی بچ نہیں سکتے - پس اس دہوکہ میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہدیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے - ہدایت بہی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اوسکو پہر نئی زندگی دی جاتی ہے - اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے - اللہ تعالےٰ نے بہی اسی ابتدائی حالت کیواسطے فرمایا - یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم - یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو اپنے امراض کو دور کرو - دوسروں کا فکر مت کرو - ہاں رات کو اپنے آپکو درست کرو - اور دنکو دوسروں کو بہی کچھ ہدایت کر دیا کرو - خدا تعالےٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے - اور تمہاری کمزوریوں کو تمسے دور کرے - اور اعمال صالح اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے -

(آمین) - والسلام

بہ تسلسل مضمون صفحہ ۶ کالم ۲

قادیان والونکا خاص احترام

گو حفظ مراتب نکنی زندیقی ہمارے حضرت عموماً اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے ہیں - اور عام طور پر بہی مراتب اور مدارج کا لحاظ رکہا جاتا ہے - سیالکوٹ کے بہائیوں نے دار الامان کے مسافروں اور مہمانوں کا اس تقریب پر خاص احترام کیا جس سے جماعت سیالکوٹ کی اس محبت کا پتہ لگتا ہے - جو اسے اپنے آقا و محبوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے - ورنہ ہم اپنے اندر کوئی خاص قابلیت اور فخر اس احترام کے لئے بہ استثناء بزرگان ملت نہیں رکہتے ہاں بزبان مہدی ہم کہہ سکتے ہیں -

گلے خوشبوئے در حمام روزی - رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری - کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم - ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد - وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

اس بیٹی کو تو یہ کہنے کا موقعہ تہا کہ جمال ہمنشیں در من اثر کرد - لیکن ہم خدا تعالےٰ سے اس اثر کے حصول کے لئے دعا کرتے ہیں - دار الامان والوں کے لئے خصوصاً یہ التزام تہا کہ ہر شخص کا کہانا اسکے .. پر پہونچا دیا جاتا تہا - اور ایسا ہی دوسرے ضعفاء اور مریض احباب کو انکی حسب خواہش کہانا طیار کرکے مکان پر پہونچا یا جاتا اور باقی سب احباب کو ایک وسیع صحن میں حسب دستور کہانا کہلایا جاتا تہا - مختصر یہ کہ مہمان نوازی کے پورے لوازمات کو اِن لوگوں نے ادا کیا ہر شخص جس فرض پر متعین تہا اسنے نہایت دیانتداری اور کمال مستعدی کے ساتہہ اسے ادا کیا اسلئے ہم کسی خاص

شخص کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرسکتے کیونکہ بجائے خود ہر ممبر جماعت سیالکوٹ کا خاص تعریف اور شکر گذاری کے قابل ہے - خدا کرے کہ اس قسم کی ہمت - استقلال - اور فروتنی اور محبت و یگانگت ہم سب میں پیدا ہو - اسکے بعد اگر کسی جماعت نے کبہی اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کو دعوت دی تو امید ہے کہ سیالکوٹ کی جماعت کا انتظام اور التزام ہمیشہ نمونہ سمجہا جاویگا - ہم اس سلسلہ میں مخدومنا حکیم میر حسام الدین صاحب کا خاص ذکر کریں گے اور کسی دوسرے مقام پر - انشاء اللہ العزیز)

ہاں اسقدر اور اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جماعت لاہور کے بعض معزز ارکان مثل خلیفہ رجب الدین صاحب اور میاں معراج الدین صاحب نے بہی اس تقریب پر انتظامی امور میں جماعت سیالکوٹ کا ہاتہہ بٹانے میں سرگرمی دکہائی - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

خیر مقدم

ہم ذوق مضمون کے سلسلہ میں کچھ ایسے محو ہوئے کہ اس امر کا ذکر نہیں کرسکے کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے داخلہ شہر میں جماعت سیالکوٹ کی طرف سے چہپا ہوا خیر مقدم بہی تقسیم ہوا تہا اور اکثر جگہ خصوصاً اس محلہ اور اِن مکانات میں جہاں مہمان فروکش تہے لگایا گیا - اس خیر مقدم پر مندرجہ ذیل دو شعر تہے -

اے آمدنت باعث آبادی ما
ذکر تو بود زمزمہ شادی ما
سایہ گستر باد یارب بردل شیدائے ما
حضرا مہدی ما عیسےٰ ما مرزائے ما

عرض

اعلےٰ حضرت ۲۷ - کی شام کو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت کے ساتہہ سیالکوٹ پہونچ گئے اور اسی محلہ میں جہاں قریباً ۲۷ برس پیشتر آپ ایک گمنامی کی حالت میں رہ چکے تہے آج ایک عظیم الشان انسان کے رنگ میں فروکش ہوئے - اسی سلسلہ مضمون میں "حضرت اقدس سیالکوٹ میں بحیثیت ایک .. کے" ایک جدا عنوان ہے -

مہمانوں کی کثرت آناً فاناً بڑہ رہی تہی - اور آنیوالی ٹرین ایک معقول تعداد مسافروں کی اس تقریب پر لا رہی تہی - جنکو نہایت مسرت کے ساتہہ میزبانان سیالکوٹ

اھلاً وسھلاً ومرحباً

کہنے کو طیار رہتے تہے -

پہلا جمعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کو جمعہ کا دن تہا اسلئے نہایت کثرت کے ساتہہ لوگ اسی مسجد میں جو اعلےٰ حضرت کی فرودگاہ سے بالکل ملی ہوئی ہے اور میر حکیم حسام الدین صاحب کی مسجد کہلاتی ہے - وقت مقررہ سے پہلے ہی جمع ہوگئے تہے - مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے نماز جمعہ پڑہائی اور خطبہ سورۃ جمعہ پر پڑہا - ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خطبہ قلمبند نہیں کیا جاسکا ورنہ وہ بہت ہی ضروری تہا - اگر خدا تعالےٰ نے چاہا اور حضرت مولانا کو توفیق ملی تو انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ کسی وقت خود اسے بطور ایک مضمون کے لکہدیں

بعد نماز جمعہ بہت سی مخلوق بیعت کے لئے آگے بڑہی -

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ
وَانْتَهٰى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا
اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ

مسیح ابن مریم کا تو یہ حال تہا کہ ایک ہی دن میں پانچسو آدمی مرتد ہوگیا تہا - اور یہاں یہ حال تہا - کہ کثرت کے ساتہہ داخل سلسلہ ہوتے تہے - براہین احمدیہ میں مندرجہ حاشیہ ایک الہام چہپا ہوا موجود ہے - اور یہ عظیم الشان پیشگوئی تہی جو عرصہ سے پوری ہورہی ہے - سیالکوٹ والوں نے اپنی آنکہہ سے اسکو پورا ہوتا ہوا دیکہہ لیا - یہہ ناممکن اور محال تہا کہ سب لوگ حضرت کے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہہ کر بیعت کرتے اسلئے یہ قرین مصلحت سمجہا گیا - کہ لاہور کی طرح پگڑیاں ڈالدی جاویں - چنانچہ بارہ پگڑیاں مختلف سمتوں میں ڈالدی گئیں اور اسطرح پر مختلف جماعتوں نے بیعت توبہ کی -

بیعت کے بعد اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ نے مناسب موقع وہ تقریر کی جو ہم نے صفحہ ۶ پر درج کی ہے اور صفحہ ۸ کے دوسرے کالم تک چلی گئی ہے -

حکیم الامۃ کی مجلس پر ایک نظر

حضرت حکیم الامۃ اپنے اس خداداد فن طبابت اور کچھ قرآن فہمی ایثار اور بنی نوع انسان کی خدمت کے سچے جوش میں پنجاب ہی نہیں بلکہ دور دور تک مشہور ہیں اور خاص سیالکوٹ میں تو اسوجہ سے کہ جموں میں آپ ایک مدت مدید تک شاہی طبیب رہ چکے تہیں پوری شہرت رکہتے ہیں پس آپ کا ورود سیالکوٹ والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ تہا ہر قسم کے روحانی اور جسمانی مریض آپ کے دردولت پر آموجود ہوئے - یہہ دیکہہ کر اکثر لوگوں کو تعجب ہوتا تہا کہ ستر برس کے قریب کا ایک بوڑہا بغیر کسی قسم کے تکیہ یا سہارہ کے کسطرح دن بہر مختلف امراض کے مریضوں کو دیکہتا رہتا ہے اور تہکتا نہیں اور صرف یہی کام نہیں - کوئی آتا ہے اور ایک اعتراض قرآن کریم یا اسلام پر یا حضرت اقدس کی ذات پر کردیتا ہے اُس کے لئے لمبی لمبی تقریریں بہی کرنی پڑتی ہیں - کہانے کے اوقات میں غیر معمولی توقف ہوجاتا ہے - لیکن پہر یہ کس بلا کا انسان ہے جو نہیں تہکتا - یہہ نکتہ ہر شخص کے سمجہنے کا نہیں ہے اسکے لئے ایمان کی چاشنی ہونی چاہئے - یہہ لوگ جسمانی غذا سے نہیں بلکہ روحانی غذا سے زندہ ہیں - الا بذکر اللہ تطمئن القلوب خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے -

اس میں کچھ شک نہیں کہ زمانہ اور حوادث کا اثر انکے جسم پر ہوتا ہے لیکن ذکر الٰہی جو ہر وقت انکی مجلس میں ہوتا رہتا ہے - اور یہ کرتے رہتے ہیں وہ انکے قویٰ کی تقویت اور نشو و نما کا باعث ہے - غرض

آپ کا شغل یہی رہا کہ روحانی اور جسمانی مریضوں کا مداوا کرتے رہے۔ شہر کے مختلف حصوں میں بھی آپ کو بعض مریضوں کے دیکھنے کے واسطے جانا پڑا۔ اور مختلف مذاق اور مختلف خیال کے لوگوں سے مذہبی گفتگو ئیں بھی ہوتی رہیں آپ نے ایک جامع وعظ بھی انہیں دنوں میں فرمایا جو ہم انشاء اللہ کسی دوسری جگہ درج کرینگے۔

حضرت اقدس کی ناسازی طبع

ناظرین پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ گورداسپور سے واپس آکر کوفت سفر وغیرہ وجوہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسیقدر ناساز ہو گئی تھی۔ اور جو لوگ آپ کے فیض صحبت سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ذرا سی غیر معمولی محنت اور تکلیف آپ کی پرانی بیماری برد اطراف کی محرک ہو جاتی ہے۔ اسلئے ابھی طبیعت پورے معنوں میں بحال نہ تھی جو سفر سیالکوٹ اختیار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی کی تعمیل میں یعنی لا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس کے ارشاد کے موافق وہاں ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو انبوہ خلائق میں زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے اور تقریر کرنے کی وجہ سے حضور کی طبیعت دوران سر وغیرہ سے ناساز ہو گئی۔ اسلئے ۲۹ اور ۳۰۔ اکتوبر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف نہ لا سکے اس عرصہ میں مہمانوں کی اور بھی کثرت ہو گئی۔ ان دو دنوں میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فارغ نہیں رہے بلکہ بہت سے زن و مرد مختلف اوقات میں داخل سلسلہ ہوتے رہے اور حضور انہیں شامل سلسلہ کرتے رہے اور مناسب موقع پند و نصائح سے کام لیتے رہے۔

قادیان کو واپسی کا ارادہ

مہمانوں کی دید کثرت ہو رہی تھی۔ اور ہر ٹرین میں آنے جانے والے مسافر تار ہے تھے کہ یہ سلسلہ آمد کا برابر جاری ہے اسلئے اعلیٰ حضرت کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا حد سے زیادہ مخلوق کا مجمع ہو کر جماعت سیالکوٹ کے لئے ابتلا کا موجب نہ ہو جاوے اس لئے آپ نے ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو واپسی کا ارادہ فرمایا واپسی کی خبر جماعت سیالکوٹ کے کانوں میں پہنچنا تھا کہ وہ قریباً بد حواس ہو گئے پاس ادب سے کچھ عرض کرنے کی جرأت نکرتے تھے دل تھا کہ اندر ہی بیٹھا جاتا تھا حیران تھے کہ کریں تو کیا کریں میر حکیم حسام الدین صاحب نے حضور کے اس ارادہ کو بہت ہی محسوس کیا اور اس پیرانہ سالی میں اس خبر سے بہت ہی مضمحل ہو گئے۔ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچے اور اس ارادہ کے التوا کے لئے عرض کیا اور اپنے تو خاطر خوردنی اور سامان دعوت کی فراہمی اور کثرت کا ذکر کیا۔ حضرت اقدس کو میر صاحب موصوف کی خاطر بہت ہی عزیز ہے حضور نے اس ارادہ کو ترک فرما دیا اور ۳۔ نومبر تک ملتوی کر دیا۔

حضور کے اس ارادہ واپسی سے یہ ثابت ہوا کہ آپ اپنے خدام پر حد سے زیادہ مہربان اور انکے سود و زیاں کو اپنا سود و زیاں سمجھنے والے ہیں یہہ پسند نہیں کیا کہ میں یہاں بیٹھا رہوں اور جماعت کو تکلیف ہو خدا کے واسطے اہل عقل ناظرین حضرت کے اس خلق کا ان پیروں اور مشایخوں سے مقابلہ کریں جو اپنی سالانہ یا ششماہی ٹیکس کے وصول کرنے کے لئے دہرنا مار کر بیٹھہ جاتے ہیں۔ اور پروا نہیں کرتے کہ مرید مرے یا بچے مگر ان کا نذرانہ ادا کرے۔ چونکہ ان کی اس قسم کی فطرت پست ہوتی ہے اسکے بالمقابل مرید اسے بلا سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ دفع ہو۔ یہانتک کہ بعض اوقات مرید و مرشد میں نوبت تکرار بھی پہونچ جاتی ہے۔ جب حالت ایسی ہو تو ایسی صورت میں مرشد کیا فیض پہونچا سکتا ہے اور مرید کیا فائدہ پا سکتا ہے وہ رشتہ اور وہ تعلق جو دونوں میں قایم ہونا چاہئے نہیں ہوتا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

آپ تو ڈوبے تھے برہمن ساتھ لیا جمان

برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود کا یہہ نمونہ اور یہ فعل آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے اور اسکے بالمقابل انکی صداقت اور حقیقت اور فیض صحبت کے اثر کی زبردست دلیل وہ فعل ہے جو جماعت سیالکوٹ سے سرزد ہوا یعنی انکو سرخ موت نظر آتی تھی کہ اعلیٰ حضرت اسقدر جلد وہاں سے رخصت ہوا کریں۔ وہ اپنا جان و مال نہ صرف اس پاک ذات پر نثار کرنے کو ہمہ تن آمادہ تھے بلکہ اپنے پیاروں کی خدمت کے لئے بھی انکے گھر وقف اور دروازے کھلے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہہ ایک لمبا مضمون مرشد و مرید کے تعلقات کی اصل غرض و مقصد پر لکھا جا سکتا ہے لیکن ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور عقلمندوں کے غور کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

عرض

جماعت سیالکوٹ کے اس اظہار محبت اور اصرار پر حضرت اقدس نے اپنا ارادہ ۳۰۔ نومبر ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا۔ اب اس التوا ارادہ اور قیام سہ روزہ میں یہہ تجویز ہوئی کہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے ایک پبلک لیکچر اسلام پر دیا جاوے

لیکچر کا ارادہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض و مقصد زندگی احیاء اسلام اور تبلیغ اسلام ہی ہے آپ نے بڑی خوشی کے ساتھہ باوجود اس ضعف و دورہ مرض کے اس امر کو پسند فرمایا کہ آپ کا ایک پبلک لیکچر ہو۔ ۳۰۔ اکتوبر کو یہ تجویز ہوئی اور ۲۔ نومبر ۱۹۰۴ء کو یہہ لیکچر دیا جانا تجویز ہوا۔ دو تین دن کے قلیل عرصہ میں اس ضعف و ناتوانی کی حالت میں لیکچر کا طیار کرنا آسان امر نہ تھا۔ لیکن خدا کی تائید اور نصرت جس شخص کے شامل حال ہو وہ سب تکلیفوں اور مشکلات پر فتح پا لیتا ہے۔

لیکچر کی طیاری بھی ایک نشان ہے

اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو آپکا اس لیکچر کو طیار کرنا جو ۲۔ نومبر کو ایک بڑے مجمع میں پڑھا گیا عظیم الشان معجزہ ہے اور ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ جس قدر عظیم الشان تحدی کی کتابیں حضور کے قلم سے نکلی ہیں وہ ایسی ہی جلدی اور حالت ضعف و مرض میں لکھی گئی ہیں۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ انسانی طاقت کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی نصرت اور تائید ہے۔

۱۳۔ تاریخ تک حضرت باہر تشریف نہ لا سکے اور اس عرصہ میں ناظرین بے قرار اور مضطرب دیوانہ وار آپ کے ایوان کے نیچے ہزار کوچہ میں پھر رہے تھے اور کسی نہ کسی حیلہ سے چاہتے تھے کہ زیارت ہو جاوے مگر حضور کی ناسازی اسپر بیعت مستورات کا سلسلہ پھر مضمون لیکچر کے لکھنے کا ارادہ سب باتیں مل ملا کر انہیں پوری کرنی نہیں اور جوں جوں دیر ہوتی تھی اسیقدر جوش زیارت بڑھتا جاتا تھا۔ آخر اس بڑھے ہوئے اضطراب اور جذبہ عشق نے اپنا کام کیا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کی زیارت کے لئے بہت لوگ جمع ہیں اور سخت گھبرائے ہوئے ہیں خواہ ایک دو منٹ ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لیجلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

یہہ ۳۱۔ اکتوبر کا دن تھا اور بعد دوپہر عرض کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ابھی مضمون بھی شروع نہیں کیا اب میرا ارادہ ہے کہ اسے لکھوں اور بیعت کا سلسلہ بھی کثرت سے جاری ہے۔ اگر میں نیچے اترونگا تو پھر معذور رہ جائیگا۔

اسپر عرض کیا گیا کہ حضور صرف ایک دو منٹ کے لئے اس دریچہ میں بیٹھہ جاویں اور لوگ گلی میں کھڑے ہو کر زیارت کر لیں گے۔ اس تجویز کو حضور نے منظور فرمایا کہ سیڑھی کے قریب دریچہ میں سے لوگ زیارت کر لیں۔

اسوقت وہ کوچہ آدمیوں سے پٹا پڑا تھا جس میں ہندو سلمان۔ بوڑھے جوان سب موجود تھے اس کوچہ سے لیکر بازار تک اور مسجد اور مکانوں کی چھتوں پر آدمی ہی آدمی تھے۔ اور کوچہ میں تو اسقدر انبوہ تھا کہ اگر کوئی تہالی پھینک دیجاتی تو یقیناً یقیناً سروں ہی پر سے چلی جاتی۔

اس انبوہ اور ازدحام کو دیکھہ گھبرائے کہ مبادا کوئی بوڑھا یا کمزور آدمی نیچے آکر نہ کچلا جاوے کیونکہ ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا۔ ہم کن الفاظ میں ان نظاروں کو ناظرین کے سامنے پیش کریں وہ وقت قابل دید تھا اور بے اختیار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی آپ کی زبان میں مخاطب کر کے کہا جاتا تھا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لیجلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

آخر کوئی ایک ہی منٹ میں حضرت اقدس محض اس خیال سے کہ کوئی ضعیف و ناتوان کچلا جاوے گا۔ اٹھہ گئے۔ اور لوگ حسرت دیدار دل ہی میں لیکر منتشر ہو گئے۔

یہہ غناء ذاتی بھی صداقت کا نشان ہے

اس مقام پر ہم اپنے ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اس دنیا کے تعلقات سے بالکل الگ ہوتے ہیں وہ جبراً قہراً باہر نکالے جاتے ہیں ورنہ وہ اپنے گوشہ تنہائی کو پسند کرتے ہیں اور پھر مامور ہونے کے بعد انہیں ایک خاص قسم کا غنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہی غناء انکے حق پر ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔

لاہور میں جب حضرت اقدس کئی دن تک باہر تشریف نہ لائے۔ تو بازاروں اور لوگوں میں عجیب عجیب قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی تھیں جن کی تردید ہم نے روزانہ پیسہ اخبار کے ذریعہ سے کی تھی + بہر حال ان دنوں ہم ایک اخبار نویس کے دفتر میں اسے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اس نے ہم سے پوچھا کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو باہر کیوں نہیں نکلتا! ہم نے اس سے کہا کہ جس امر پر آپ ٹھوکر کہاتے ہیں وہی انکی سچائی کا ثبوت ہے۔ اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل۔ مگر اس دلیل کے سمجھنے کے لئے انصاف شرط ہے۔ دیکھو! اگر یہہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اسکا مقصد اور غرض دنیا کو ٹھگنا ہوتا جیسا کہ بعض احمق خیال کرتے ہیں تو اس کو چاہئے تھا کہ باہر آکر بیٹھتا اور مریدوں کے حلقہ میں شہر میں ادہر اُدہر پھرتا کیونکہ آدمیوں کے ساتھہ تعلقات بڑھانا ہی تو اسکی غرض ہوتی۔ مگر وہ تو ان باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ بزرگان ملت جنکو ناعاقبت اندیش ہمعصر حصہ دار بتلاتے ہیں وہ بھی تو اس کو مل نہیں سکتے کیا دنیا طلب اور منصوبہ باز ایسے ہوتے ہیں اور نہیں ایسی قسم کا غنا ہوتا ہے آپ ایمان سے کہیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ لوگوں کو پھانسنے والا شخص متقی باوجود دیکہ لوگ اس سے ملنے کی آرزو کریں اور وہ نہ ملے ؟ اسپر ایک اخبار نویس سے کوئی جواب تو نہ بن آیا بجز اس کے کہ کہدیا کہ آپ تو

اعتقادِ من لبس آت

کے مصداق ہیں۔ ہم نے کہا کہ اعتقاد یونہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی قابلیت اور رعب اس شخص میں نہو۔ آپ میری بات کا جواب دیں کہ جو اعتراض آپ کی تکذیب دعوے کے رنگ میں کیا جاتا ہے وہی تصدیق دعویٰ کی دلیل ہے یا نہیں اسپر اسے خاموش ہی ہونا تھا۔

پس

اصل یہ ہے کہ یہہ استغنا ان لوگوں کا فی الحقیقت انکی سچائی کی دلیل ہوتا ہے وہ مخلوق سے بلحاظ انکی ہمدردی اور خیر خواہی کے بہت ہی قریب ہوتے ہیں مگر مخلوق کی طرف اپنی احتیاج سے بہت ہی دور ہوتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ابناء دنیا ان باتوں کو جو خیر و خوبی کی ہیں اور جو سراسر حسن ہیں بد نما دیکھتے ہیں۔ اور یہہ آج ہی نہیں ہوا ہمیشہ سے اسیطرح ہوتا آیا ہے کہ ان عقل کے اندھوں کو اسی مقام پر ٹھوکر لگی ہے جہاں معارف و حقایق کا خزانہ ہوتا ہے۔ اسلئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول لاریب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے قرآن کریم کے جس مقام پر اعتراض کیا ہے غور سے دیکھا گیا ہے تو وہی مقام حکمت و معرفت ایک بیش قیمت خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر انہیں نظر نہیں آتا۔

ایک دن میں لیکچر طیار ہو گیا

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی دوپہر تک حضرت نے لیکچر کا لکھنا شروع نفرمایا تھا۔

نوٹ صفحہ ۱۵ پر جس نوٹ کا حوالہ ہے وہ ۲۴ نومبر کے الحکم میں نکلے گا انشاء اللہ۔

در بیعت بھی ناسازی ہی تھی - ادہر سلسلہ مبایعین بوجہ ہے عدیم الفرصتی ہی تھی - تاہم یہ حیرت انگیز بات تھی کہ ۲ - نومبر ۱۹۱۰ء کو چھپا ہوا لیکچر پڑہا گیا - اس لیکچر کی طیاری میں ایک ہی دن صرف ہوا - لیکچر کے متعلق عام طور پر مندرجہ ذیل اشتہار چھاپکر تقسیم کیا گیا اور شہر کے مختلف حصوں اور نمایاں جگہوں پر چسپاں بھی کر دیا گیا -

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلے علے رسولہ الکریم

حضرت میرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی
مسیح موعود کا لیکچر
اسلام پر

یہ لیکچر ۲ - نومبر ۱۹۱۰ء کو بدھ کے دن صبح سات بجے بمقام سیالکوٹ سرائے مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں وکشمیر سنایا جاویگا - **مولوی عبدالکریم صاحب** اس لیکچر کو پڑھکر سنائینگے - اور حضرت **میرزا صاحب** خود بھی تشریف فرما ہونگے حضرات سامعین کو چاہیئے کہ ٹھیک وقت پر تشریف لاویں - کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی - نہایت متانت اور خاموشی سے لیکچر کو سننا ہوگا -

المشتہران

حکیم حسام الدین - چودہری محمد سلطان کمشنر میونسپل

آغا محمد باقر خان آنریری مجسٹریٹ

چودہری نصر اللہ خاں پلیڈر - چوہدری محمد امین پلیڈر

ضروری نوٹ :- میرا ارادہ تہا کہ اس نمبر میں ساری روئداد شایع کردوں لیکن جب اس مقام تک میں پہونچا اور مجھے معلوم ہوا کہ سارا مسودہ اس نمبر میں نہیں آ سکے گا - اگرچہ اسی ایک ہی مضمون کا پڑہنا ناظرین کو ناگوار نہ گذرتا - تاہم مناسب معلوم ہوا کہ کچھہ حصہ دوسرے مضامین کا بھی ہو اسلئے باقی حالات سفر سیالکوٹ کے اگلے نمبر میں انشاء اللہ شایع کر سکوں گا -

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بہائی میاں رحمت اللہ صاحب جولاہو کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندہر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں - اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانیکی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں - میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں - انکی عمر ۔ سال کی ہے اور لکھے پڑہے ہیں - جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور انکے حالات سے واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میاں رحمت اللہ خدا کے فضل وکرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے - جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندہر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط وکتابت کرے +

نئی دنیا میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا احمدی

ملک امریکہ سے ایک دل خوش کن آواز آئی ہے جسے ہم اپنے ناظرین تک پہونچاتے ہیں - ہمارے مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب علے التموم مغربی دنیا میں بذریعہ خط وکتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے ذیل میں ہم مفتی صاحب کا خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مسٹر اینڈرسن کے خط کے بعد بغرض اندراج الحکم لکہا ہے فی الحال اتنا ہی کافی ہے آئندہ اگر ممکن ہوا تو صاحب موصوف کے گرامی نامہ کا پورا ترجمہ درج کریں گے -
ایڈیٹر

بخدمت صاحب ایڈیٹر الحکم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

مسٹر حسن اینڈرسن ساکن ملک امریکہ جنکے ساتھہ ڈیڑہ سال سے میری خط وکتابت مذہبی امور میں ہو رہی تھی اپنے خط مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۰ء میں درخواست کرتے ہیں - کہ انکا نام درج رجسٹر مبائعین حضرت مرزا صاحب کیا جاوے اور نیز اون کی خواہش ہے کہ ان کے متعلق یہ خبر عام طور پر میگزین احمدیہ وغیرہ میں شایع کی جاوے تاکہ سب دوست اُن کے واسطے دعائے استقامت کریں - مسٹر موصوف ایک لائق ڈاکٹر یورپ کی اکثر زبانوں مثلاً فرنچ - جرمن - نارویجی - وغیرہ کے عالم ہیں اور اپنے پیشہ ڈاکٹری سے اپنا گذارہ کرتے ہیں - انکو اسلام کے ساتھہ بڑی محبت ہے اور اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی مانتے ہیں اور ملک امریکہ میں پہلے احمدی ہیں -

محمد صادق عفی اللہ عنہٗ والسلام

ڈاکٹر شیخ محمد شریف صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام میں

ہمارے مکرم ومحترم دوست ڈاکٹر شیخ محمد شریف احمدی حصول رخصت پر اپنے گہر بٹالہ تشریف لائے تہے ایک دن فرصت کا نکال کر وہ دارالامان بھی حاضر ہوئے - اور انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ کیا - معائنہ کے بعد جو رائے ڈاکٹر صاحب نے لکھی ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

سب سے اول قاضی نظیر حسین صاحب نے مدرسہ کا اپنی جماعتیں سے معائنہ کیا تہا انہوں نے جس طرح پر مدرسہ کا معائنہ کیا وہ معائنہ کنندگان کے لئے ایک نمونہ ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکابر جو یہاں آتے ہیں وہ سرسری نظر سے مدرسہ کو دیکھتے ہیں حالانکہ قومی کام کی حیثیت سے انہیں اسے بڑی دلچسپی سے دیکھنا چاہئے - بہرحال ڈاکٹر صاحب کی رائے بعد معائنہ یہ ہے -

میں مولوی محمد صادق صاحب کا نہایت ہی مشکور ہوں کہ آپنے مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے معائنہ کے لئے بلایا - عرصہ قلیل میں اس درسگاہ کی ایسی عظیم الشان ترقی میرے لئے حیرت اور تعریف کا باعث ہوئی - اس بارے میں ہیڈ ماسٹر اور دوسرے افسران مدرسہ کی کوشش ہر طرح سے قابل تعریف ہے - اسلئے اپنے کامل وثوق کی مثال لئے میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے چھوٹے بھائی کو یہاں تعلیم کے لئے بھیجدوں -

(دستخط) محمد شریف اسسٹنٹ سرجن

مدرسہ ہی کے متعلق ایک بات

چونکہ عیدالفطر کی تقریب قریب آرہی اسلئے ہم اپنی قوم کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عید فنڈ کی وصولی میں غیر معمولی سعی اور کوشش کرنی چاہئے - کیونکہ اس فنڈ سے مدرسہ کی آ تی ضرورتوں کا بہت بڑا حصہ پورا ہو جایا کرتا ہے جب سے سکول ہائی اسکول ہو گیا ہے - اسوقت سے مدرسہ کی ضروریات بہت کچھہ بڑہ گئی ہیں - اور ان ضرورتوں کا پورا کرنا قوم ہی کے ہاتھہ میں ہے -
ہر شہر اور گاؤں کی انجمن احمدیہ عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدے -

کچھہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکرگزار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کرکے باخوف خدا اپنا بقایا صاف کر دیا ہے اور مطبع کے بہیجے ہوے وی پی وصول کر لئے ہیں -

۱ - اور ہم آج اون احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۱۰ء سے اونکے نام اخبار بہیجنا بند کر دینگے - اور اس طرح پر آخر سال تک کچھہ بھی فائدہ ہوگا - اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لاکر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکہا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچھہ افسوس کرینگے -

۲ - سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھئے - اسلئے اطلاع دی جاتی ہے - کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱ - دسمبر ۱۹۱۰ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بہیجا جاوے گا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب دل اطلاع دیجاوے گی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت ہے - کہ وقت پر واجب ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ڈونیشنوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استثنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اس کی تحریک پر توجہ کرکے امداد ضرور تو انکو قادیاں سے دور رہ کر ہی محسوس کیا ہے - کسی شخص کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ اسے ڈونیشن دے - اور نہ کبھی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے - یہ ایسی باتیں ہیں جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں - بہرحال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکھا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو اِن سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنےٰ کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو ابھی سے سوچ لینا چاہئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں -

۳ - یہ قاعدہ بھی کر لیا جاویگا کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بحالیکہ اسے پہلے اطلاع دی گئی ہو اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اسکے نہ پہنچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اس کی اطلاع نہ پہونچ سکے اسے مستثنےٰ کرکے ہر واپس شدہ وی پی پر نام خارج کر دیا جاویگا - اس سال مطبع کو اس حصہ میں بھی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہ بھی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے انسے وی پی پیشتر وصول نہیں کیا گیا وہ اس مرتبہ شامل کر لیا جاویگا -

تفسیر القرآن اور اسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی دی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شایع ہو چکا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بھی ہو گیا - لیکن ابھی تک بعض ایسے اصحاب معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک باقی اجزاء کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں - اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں ہاں اگر اطلاع دینے پر نہ بہیجے جاویں تو ہم ذمہ دار ہیں جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوے ہیں اور انکے پاس مکمل پارہ ہی پہونچ گیا ہے - انہیں چاہیئے کہ وہ اجزا واپس بہیجدیں - درخواست میں صاف لکہا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے کبھی کبھی ناسازی کی بھی شکایت ہو جاتی ہے -

۲ - حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ ...

۳ - بزرگان ملت خدا کے فضل وکرم سے تندرست ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی ہے - شکایت اسہال کی تہی -

۴ - کوئی نئی تالیف مطبع میں نہیں چھپ رہی ...

۵ - رمضان کا پہلا روزہ یہاں جمعرات ...

۶ - سناتن دہرم سبہا قادیان باقاعدہ ہو گئی ہے - ایک پنڈت صاحب اس سبہا کے ... ہوئی ہیں - اور ...

مقدمہ کے متعلق اپیل حضرت اقدس کے متعلق ...

ریمارک

یوگی اور اسکا پیغام – اس نام کا ایک چھوٹا سا ۲۸ صفحہ کا ایک انگریزی رسالہ ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے اور اسکے ساتھ ہی ایک کارڈ بھی پہونچا کہ اس رسالہ کو بغیر پڑھنے کے کوئی رائے ظاہر نہ کی جاوے ہم نے اس مختصر رسالہ کو پڑھا ہے اور اسپر اظہار رائے کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں کر سکتے جو ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز نے لکھا ہے۔ اسلئے اسے یہاں درج کرنا ہی کافی ہے۔ "یوگی اور اسکا پیغام"

اس نام کا ایک رسالہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مصنفہ سوامی دہرم انند مہا ورتی صاحب ہمارے پاس ریویو کے لئے پہونچا ہے اس رسالہ میں دو لیکچر درج ہیں۔ جو سوامی صاحب نے یو۔ پی مشن میرج اجمیر اور اکسفورڈ مشن ہوسٹل ہال کلکتہ میں دئے تھے ان دونوں لیکچروں میں سے ایک کا عنوان "عیسی مسیح عجیب و غریب یوگی" اور دوسرے کا عنوان "انجیل مقدس پیغام یوگی" ہے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ سوامی صاحب یوگی سے کیا مراد سمجھتے ہیں ہم انہیں کے اپنے الفاظ سے اقتباس کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "یوگی وہ ہوتے ہیں جو جتنی دفعہ چاہے مرے موت اس کے قبضہ میں ہوتی ہے" پھر وہ کہتے ہیں کہ "یوگ کی قوت سے تمہیں مفصلہ ذیل باتیں حاصل ہو سکتی ہیں" گذشتہ واقعات کا تمہیں علم ہو سکتا ہے موجودہ اور آیندہ کی تمہیں خبر ہو سکتی ہے۔ تمام بیماریوں سے تم بچ سکتے ہو۔ دوسرے لوگوں کے خیالات تم پڑھ سکتے ہو۔ پانی میں ڈوبنے کے بغیر تم رہ سکتے ہو اور آگ میں جلنے کے بغیر ٹھہر سکتے ہو۔ زہر کو تریاق بنا سکتے ہو۔ تم اتنے مضبوط ہو سکتے ہو کہ تم پر کوئی تیغ نہیں پا سکتا۔ تم اپنا جسم چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں داخل ہو سکتے ہو۔ اپنی مرضی سے جب چاہو مر سکتے ہو۔ تم دیوتاؤں کی طرح کھیل کود کر سکتے ہو۔ جو کچھ تم چاہو حاصل کر سکتے ہو۔ تمہارے کاموں کو کوئی بات روک نہیں سکتی۔ جو صورت تم چاہو اختیار کر سکتے ہو۔ ہوا کی طرح تیز چل سکتے ہو۔ تم اپنے کثیف جسم سے ہر جگہ جا سکتے ہو۔ تم دور سے سن سکتے ہو۔ بغیر پانی کے زندہ رہ سکتے ہو۔ تم کو دور دراز کی چیزیں نظر آ سکتی ہیں۔ تم عورتوں اور مردوں کے دلوں پر حکمرانی کر سکتے ہو۔ ان دعاوی کو سنکر ناظرین منتظر ہوں گے کہ انکا ثبوت کیا ہے اور کون سی دلیل ان کی تائید میں دیجا سکتی ہے مگر سوامی صاحب کی کتاب اس سے بالکل خالی ہے۔ اور یہ سب دعاوی نرے دعاوی ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ "اس قسم کے یوگی اسوقت تک کوہ ہمالیہ اور تبت میں پائے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں بھی بڑے بڑے باکمال یوگی موجود ہیں"۔ بقول سوامی صاحب ان کی تعداد ۵۰۰ مرد اور ۱۳ عورتیں ہے۔ لیکن اس کے نام اور پتے سوامی صاحب کسی مصلحت کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے شاید اس لئے کہ حقیقت معلوم نہ ہو جائے سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ایک ایسے یوگی کو جانتے ہیں جس کی عمر ۲۶۰ سال کی ہے۔ اور ایک یوگن اونہوں نے دیکھی ہے جس کی عمر ۵۰۰ برس بیان کرتے ہیں۔ یہ کہانیاں بچوں کے خوش کرنے کے لئے تو خوب ہیں۔ لیکن ان فضول دعاوی کو ایک ایسے ہی دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا۔ یہ سوامی صاحب کا ہی کام تھا ان باتوں سے اون کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یوگیوں میں ایسی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یسوع مسیح بھی ایک یوگی تھا کیونکہ اوس کی نسبت بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں لیکن تعجب ہے پھر تو وہ انسان ثابت ہوا خدا یا ابن خدا جو سوامی صاحب اوسے بنانا چاہتے ہیں کیونکر ہوا۔ یا اونہیں یہ کہنا پڑے گا کہ ہر ایک یوگی خدا یا خدا کا بیٹا ہوتا ہے + الغرض یسوع مسیح بھی اون کے نزدیک اسی قسم کا یوگی تھا۔ جس کی سوامی صاحب نہایت مبالغہ آمیز تعریف اور مدح کرتے ہیں اور جسکی فضول ثناخوانی کرتے ہیں۔ اس یوگی پر وہ ایسے فریفتہ ہیں کہ اوس کی تعریف کرتے وقت انہوں نے واقعات کو نظر انداز کرکے اپنے ولولوں اور جوشوں کو زبردست الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ہم مسیح کو بنظر تعظیم دیکھتے ہیں اور اون کو خدا کا سچا نبی جانتے ہیں۔ لیکن ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی عیسائی اس سے کبھی انکار کر سکتا ہے۔ کہ دوسرے نبیوں کی طرح یسوع مسیح کو بھی اسکے زمانہ کے لوگوں نے گالیاں دیں اور ذلیل کیا اور حقارت سے دیکھا۔ اور بہت تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے اسے ابتدائے دعویٰ میں سچا مسیح شناخت کیا۔ مگر اس کے متعلق مصنف کتاب زیر ریویو فرماتے ہیں کہ "ایشیا کے سخت مزاج لوگ سب کے سب روحانی غفلت سے بیدار ہو گئے۔ اور پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ عرب اور سکندریہ اور ترکستان اور تاتار اور شام اور یونان اور ایران نے تعجب ہو کر سوال کیا۔ کہ یہ عجیب نوجوان کون ہے! یونانی فیلسوفوں اور ربیوں نے اپنی عالمانہ تحقیقاتیں اس مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع کیں کہ یہ بے نظیر انسان کون ہو سکتا ہے بادشاہ اور زمیندار حیرت زدہ ہو کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ ان کے بیہودہ زنا اس کی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ شعرا اور سائنس دان تحیر میں پڑ گئے دیو اور شیاطین اسکے حکم کے آگے کانپتے تھے۔ بڑی طغیانی کرنے والے سمندر اور سخت تیز چلنے والی ہوائیں اسکے حکم کی تعمیل کرتی تھیں۔ مردے قبروں میں سے نئی زندگی لیکر اٹھے۔ قانون دان اور منطقی لوگ اس کے لفظوں پر فدا ہو گئے۔ اسکی آسمانی فصاحت کے سامنے پنڈتوں اور حکماء کی شہرت مٹ گئی۔ ربانیوں اور ربانیوں نے اپنی قیمتی کتابیں پرے پھینکدیں۔ مجوسیوں اور جادوگروں نے پیشگوئیاں کرنی چھوڑ دیں اور ربیوں اور سردار کاہنوں نے شرم کے مارے اسکے سامنے چہروں کو چھپا لیا"۔ لیکن واقعات کیا ہیں؟

جب یسوع نے اپنا دعوئے مسیحیت کیا تو ساری یہودی قوم نے اسکی سخت مخالفت کی۔ جھوٹا اور فریبی کہا مفتری اور کذاب قرار دیا گالیاں دیں۔ اور ہر طرح سے اوس کے دعویٰ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ صرف چند ماہی گیر اور چھوٹی ذات کے مرد اور کچھ عورتیں تھیں جو اوس کے ساتھی ہوئے۔ بنی اسرائیل نے اسے اپنا نجات دہندہ نہ مانا۔ یونانیوں اور رومیوں نے اُس کے صادق یا کاذب ہونیکے سوال کو ایک لمحہ کے لئے بھی ضروری نہیں سمجھا اور نہ اُسے کچھ وقعت ہی دی اور آخرکار اُسے مفسدہ پرداز خیال کرکے اور یہودیوں کو حکومت کے مقابلہ میں سرکشی کی ترغیب دینے کے جرم میں رومی گورنمنٹ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ سرزمین شام سے باہر اُسے کوئی نہ جانتا تھا۔ اور عرب اور ترکستان اور تاتار اور یونان اور ایران اور روم وغیرہ اسکی ہستی سے بھی بالکل بیخبر تھے۔ ربی اور سردار کاہن اسے مفتری اور کذاب سمجھتے تھے۔ اور اسکو اور اسکی والدہ کو (ان دونوں پر سلام ہو) سخت عیوب سے متہم کرتے تھے رومی سپاہیوں نے اسے گرفتار کیا۔ حراست میں رکھا۔ مقدمہ چلایا۔ جرم اسکے ذمہ ثابت پایا۔ اور صلیب پر سزا دینے کے لئے چڑھا دیا۔ سوامی صاحب کے "بہادر ان نبرد آزما جو اوس کی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے"۔ صرف وہ نہایت کمزور دل حواری ثابت ہوئے۔ جنہوں نے آخری وقت میں اوس سے بیوفائی کرکے اُس کا ساتھ تک نہ دیا۔ ابتدا میں تو اُس کا استقبال اسی الٰہی قانون کے مطابق ہوا۔ جو قرآن کریم میں درج ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون یعنی لوگوں پر افسوس ہے! کوئی رسول اون پاس نہ آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہ اڑایا" +

معلوم ہوتا ہے کہ سوامی صاحب اثبات کی احتیاط نہیں کرتے کہ جو بات وہ منہ سے بیان کر رہے ہیں کہاں تک صداقت رکھتی ہے۔ مثلاً سوامی صاحب اپنے لیکچر میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یسوع مسیح کو تمام نبیوں سے افضل اور تمام انبیاء کا سردار بیان کیا ہے اور قرآن کریم مسیح کا شاہزادہ امن کا نام رکھتا ہے۔ اور اسکو تمام کاہنوں سے مقدس اور بلند رتبہ لکھتا ہے۔ یہ بڑی سخت غلط بیانی ہے اسی سے دوسری کتابوں وید وغیرہ کے حوالجات کی صحت یا عدم صحت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوامی صاحب اسلام سے بالکل ناواقف ہیں۔ ایک اور جگہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن تمہیں یہ نہیں بتاتا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ حالانکہ قرآن صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ وما صلبوہ۔ یعنی وہ (یہودی) بذریعہ صلیب کے بھی اسے مار ڈالنے پر قادر نہ ہو سکے"۔ اسکے دلائل صاف ہیں۔ قرآن کریم مسیح کو خدا کا سچا نبی بیان کرتا ہے۔ اور بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر وہ صلیب پر مر گئے تو پھر سچے نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پرانے عہدنامہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کاٹھ یعنی صلیب پر مرجاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے مردود ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے بیزار اور خدا اُس سے بیزار ہوتا ہے اسمیں شک نہیں کہ مسیح کو یہودیوں نے صلیب پر کھینچا لیکن وہ وہاں مرا نہیں۔ کیونکہ کلام خدا میں لکھا ہے ولکن شبہ لھم۔ وہ (یہود) شک میں پڑ گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اوس کو مردہ خیال کر لیا۔ حالانکہ وہ درحقیقت مردہ نہ تھا۔ مجھے یہ بات دیکھکر سخت رنج ہوا ہے کہ سوامی دھرم انند مہاورتی جیسے مشہور و معروف انسان اسلام جیسے عظیم الشان مذہب سے ایسے ناواقف ہوں جو ہندوستان کے پانچویں حصہ سے زیادہ کا مذہب ہے +

بعض امور اس رسالہ میں ایسے ہیں جو واقعی قابل تعریف ہیں۔ اول یہ کہ مسیح کے ہندوستان میں آنے کی تائید کی گئی ہے۔ دوسرے مسیح مذہب کے ماننے والوں پر اس مذہب کے جو اثر ہوئے ہیں ان کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ذیل کی عبارت خاص توجہ کے لایق ہے "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کے اچھے دن اب گذر چکے ہیں۔ آجکل اس مذہب میں پاریہ۔ چنڈال چمار چوہڑے۔ گوالے اور اسی قسم کے نیچ اور خبیث لوگ داخل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ملک کے لئے وبال جان ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اختلاط سے اعلےٰ سوسائٹی کی ذلت ہوتی ہے۔ یہ بیہودہ نالایق شرابی بدمعاش بھوکے مرتے شریر لوگ اب ہندوستانی نو عیسائی لوگوں میں لاکھوں میں شمار ہو سکتے ہیں اور اعلےٰ قوموں کے لوگ ابھی تک عیسائیت کے اثر سے بالکل بچے ہوئے ہیں۔ ان نیچ ذاتوں کے بہت سے لوگوں کو بجائے اچھی حالت میں کرنے کے عیسائیت نے اور بھی پست حال کر دیا ہے۔ کثرت سے ایسے لوگوں کی حالت بالکل خراب ہو گئی ہے اور ان کے اخلاق گر گئے ہیں اور پہلے کی نسبت وہ بد چلنی میں اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ دیسی عیسائیوں میں سے ۹۹ فیصدی ایسے ہیں جن کے اخلاق بہت پستی میں گرے ہوئے ہیں۔ ذہنی قوائے کے لحاظ سے وہ ہندوؤں سے دس ہزار درجہ کم ہیں۔ اور روحانی حالت ان کی ایسی ہے کہ گویا وہ ہندوستانی عیسائیت کی کتاب حساب میں اتنے صفر ہیں"۔

تو عیسائیوں کی یہ تصویر عیسائی مذہب کے ایک دشمن نے نہیں بلکہ ایک نہایت دلدادہ عاشق نے کھینچی ہے۔ اور یہ ایسی سچی باتیں ہیں کہ ان کی صداقت بہت دفعہ خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کی ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پہلوں سے پہچانا جاتا ہے تو عیسائی مذہب نے اپنے حامیوں کو ناپسندیدہ پہل دیا ہے جسطرح ہندوستان میں عیسویت نے لوگوں کو قعر ذلت میں ڈالدیا ہے اسی طرح افریقہ میں بھی اس نے لوگوں کے اخلاق پر برا اثر ڈالا اور ان کو اور بھی نیچے گرا دیا ہے۔ برعکس اس کے اگر اسلام کے پاک اثر کو جو افریقہ کے نومسلموں کی حالت سے ثابت ہوتا ہے اور جسے خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کیا ہے دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اور ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسائی مذہب کے دن اب پورے ہو چکے ہیں۔

یسوع مسیح اور اسکے مذہب اور بائیبل کی کوئی کتنی ہی تعریف کیوں نہ کرے اگر...... عیسائی مذہب کا اثر وہی ہے جس کو سوامی صاحب تسلیم کرتے ہیں تو یہ ساری تعریف عبث ہے کیونکہ واقعات اسکو جھوٹا ٹھہرا رہے ہیں یہ رسالہ

مختصر نوٹ اور نکات

دعا کی قبولیت ایک عظیم الشان فضل اور خارق عادت نشان ہے جو خدا تعالیٰ کے ولیوں کو دیا جاتا ہے۔ بس جس قدر انسان اس فضل سے حصہ پاتا ہے اسی اندازہ اور ظرف کے موافق وہ خدا تعالیٰ کی تولی میں آتا جاتا ہے اور اسے وہ حالت جو قبولیت **دعا کی حالت** کہلاتی ہے میسر آتی جاتی ہے۔ اور وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دعا یا بد دعا کے لئے اہل اللہ کا دل چشمہ کیطرح کہ فعہ یہ ہوتا ہے اور فی الفور ایک **شعلہ نور** آسمان سے گرتا ہے اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ (مولیٰ کریم ہمیں بھی اس نعمت سے حصہ دے آمین)

ہمارے پیارے رسول سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اذا وقع العبد فی الہانیۃ الرب ومہیمنیۃ الصد یقین ورھبانیۃ الابرار لم یجد احد یاخذ بقلبہ۔ یعنے جب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اسکی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اوس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اسکو لے لیتا ہے اور ابرار کی طرح اسکو غیروں کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑے کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہی ہے۔

ایک لطیفہ (رمضان میں کسوف و خسوف کے متعلق) جو مہدی موعود کا ایک نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور وہ پورا ہو چکا ہے (حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے)

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے۔ اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے دیگئے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء امت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کیطرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعے سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمانی اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے۔ اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کیا تھا انکو کر دیا آسمان نے اسکی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جنکو پہلی کتابوں سے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اسوقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے۔ اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آجتک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں۔ اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مسیح موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کیطرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے۔ سو اس کے زمانہ میں علماء کا اس سے منہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اسکی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اسکی مخالفت کریں گے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آدیں گے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بیدین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنیوالوں کے رد کیلئے **محمد** رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ **محمد** ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ کیونکہ انہوں نے علم اور معرفت کی روشنی پاکر پھر اس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہیئے تھا۔ اور ضرور یہ تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتدا میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائیگا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دیکر اس نوشتہ کو پورا کر دیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب

۱۱ر نومبر ۱۹۰۳ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اے مومنو خدا سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور مرو مسلمان ہونے کی حالت میں۔

تمام نیکیوں کی جڑ خدا کا خوف ہے اور تمام بدیوں کی جڑ اوس سے نڈر ہونا ہے۔ گناہ سے بڑھکر موذی اور سخت زہر دنیا میں کوئی نہیں۔ تمام زہروں کا اثر جسم تک محدود رہتا ہے اور جسم کو ہی ہلاک کرتی ہیں۔ لیکن خدا کی نافرمانی اور گناہ روح کو ہلاک کرتی ہے۔ بڑی غلطی اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ اس غلطی میں پڑ جاتے ہیں کہ اگر وبا یا بیماری آئی ہے تو اپنی جان اور جسم کو اوس سے محفوظ رکھا جاوے۔ یا کوئی شخص جب ایک چیز کو تیز کرے کہ یہ زہر ہے تو اسکو نہیں کھاتا یا سانپ کی سوراخ میں انگلی ڈالنے کی جرات نہیں کر سکتا مگر خدا کی نافرمانی بڑی جرات اور دلیری سے کیجاتی ہے۔ اگر انکو معلوم ہو کہ خدا کی کیسی پاک ذات ہے اور اوس سے تعلق پیدا کرنے میں کیسی راحت اور لذت ہے تو یقین ہو جاوے کہ دنیاوی لذات اوس کے مقابل میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتے۔ جب انسان کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ خواہ مال کی ہو۔ خواہ جان کی خواہ بیٹوں کی اور خواہ تجارت کی۔ یا ایسی بیماری آجاوے کہ جسمیں تمام رشتہ دار پہلو تہی کر گئے ہوں۔ ایسے وقت میں دلبر دلکو راحت دیسکتی ہے نہ شہر۔ اور تمام راحت والی چیزیں خواہ کہانے کی ہوں خواہ پہننے کی کچھ لذت اور راحت نہیں دیسکتیں۔ اسوقت اگر لذت اور راحت دیسکتی ہے تو ایک ہی چیز ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔ یہ وہ عرفانی ایمان ہو جسکو اسکے تجربہ کے چکہنے کے چہوتے۔ چکہا ہوا ہو۔ اسکے کلام کو۔ رؤیا۔ خواب۔ الہام۔ کشف اور صحبت صادقین سے سن چکا ہو تو جیسی تسلی اور راحت اوس وقت اسکو اس ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ میں ایمان سے مسیح موعود کے دربار میں حاضر ہو کر سچے دل سے کہتا ہوں۔ اور کسی چیز سے ایسی راحت نہیں ملتی۔ پھر ہم یہ بات ان لوگوں کو جنکو نہ تو خود اسکا تجربہ ہے اور نہ انکے تجربہ کاروں کی صحبت میں کبھی بیٹھے ہیں۔ ہم کسطرح سمجھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ جسطرح کسی چیز کی پیاس فطرتاً پانی کے سوا نہیں بجھ سکتی حالانکہ لال اور موتی کے مقابل میں وہ ایک بہت ہی ادنیٰ چیز ہے۔ پھر لاکھ لال اور موتی جمع رہو کبھی بھی پیاس پانی کے سوا سرد نہیں ہوگی۔ اسیطرح ہر ایک چیز ہوا پانی اور غذا سے زندہ رہتی ہے۔ پھر جسطرح جسم کیلئے مفید میں جسمانی قویٰ کیواسطے اسیطرح روحانی قویٰ کیواسطے غذا ہی ایک مفید غذا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے یا اللہ میں بھوکا ہوں تو مجھے سیر کر دے۔ میں پیاسا ہوں تو مجھے کہانا کہلا۔ میں پیاسا ہوں تو مجھے پانی پلا۔ کیا واقع میں رسول اللہ صلعم ان چیزوں کے محتاج تھے۔ نہیں بلکہ سب کچھ تھا۔ مگر یہ کہانا پینا اور پہننا ایسا ہے کہ اسکے استعمال کے بعد پھر اسکی ضرورت خود کر آتی ہے۔ پھر خدا کی پینے والے کبھی پیاسے نہیں ہوتے۔ اور خدا کے کہانیوالے کبھی بھوکے نہیں ہوتے۔ اور وہ غذا۔ پانی اور روشنی ہے جسکی سیرابی سے دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں محسوس کر سکتا ہوں کہ سرد پانی کا کیا مزہ ہوتا ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں۔ عمدہ پلاؤ اور عمدہ گوشت اور بہاروں کے نظاروں وغیرہ میں کیا مزہ ہوتا ہے۔ پھر خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ قرآن کریم۔ نماز۔ خدا کی تقدیس اور ذکر الٰہی کا ایسا مزہ ہے کہ اسکے سامنے یہ سب ہیچ ہیں۔ بدبخت ہے وہ شخص جو ذرہ سے نمک کی زیادتی پر بے چین ہو جاتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے کہ آج کہانیکا مزہ نہیں آیا۔ پھر جب نماز میں اسکو مزہ نہیں آتا۔ تو کبھی اسکا افسوس زبان تک بھی نہیں لاتا۔ مخلوق کو خدا مانتا اور ہر ایک ذرہ سے ایسا ڈرتا جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ پھر اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا سے تعلق اور مہر ہو جاتا ہے اور اس لئے بزدل اور پاگل ہو جاتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔ وجعلنا فی اعناقہم سلاسل واغلال۔ یعنے خدا سے غافل رہنے والوں کے پاؤں میں زنجیر ڈالدیا جاتا ہے کہ وہ اسطرف کو چل نہیں سکتے اور گردن میں طوق ڈالا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف جا نہیں سکتے۔ اور آسمان کیطرف دیکھ نہیں سکتے ✦ دنیا میں دو قسم کی مخلوق ہے۔ اول زمین پر پیٹ کے بل چلنے والی۔ دوئم دوسری سیدھا چلنے والی جیسے نبی کریم کو فرمایا۔ قد نری تقلب وجہک فی السماء۔ یعنے تو بار بار آسمان کیطرف شوق سے دیکھتا ہے۔ خیر یہ ساری مخلوقیں صرف پیٹ کیطرف جھکی ہوئی ہیں۔ لاٹ صاحب ملکہ کا کتہ ہی کیوں نہ ہو چلتے ہوئے اوسکی ناک زمین پر ہی گری ہوئی ہوگی اسی لئے قرآن کریم میں اسکی مثال دی ہے یعنے جو لوگ خدا اور اسکے لوگوں سے تعلق نہیں رکہتے۔ زبان نکالکر ہانپتا پھریگا۔ اوسکی فطرت میں ہی آگ دبی ہوئی ہے۔ پس جو لوگ زمینی مقاصد پر متوجہ ہیں وہ بظاہر جسم انسانی تو رکھتے ہیں لیکن انسانی کمالات سے بے بہرہ ہیں۔ خدا تعالیٰ آدم اون لوگوں کا نام رکھا ہے جو چلتے پھرتے سوتے جاگتے۔ ہر حالت میں آسمان کیطرف ٹکٹکی لگائے رکھتے ہیں۔ زبان بولے یا نہ بولے خلوت میں ہوں یا جلوت میں۔ قلب فوق کیطرف یعنے خدا کی طرف کھلا ہوا ہے کہانے پینے سے کوئی شوق اور ذوق نہیں رکہتے کھانے پینے پر صرف اس لئے کہ خدا کا حکم ہے۔ خدا اون کے تعلقات کو خوب دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اسوقت ان دنیاوی چیزوں سے بالکل بے تعلق ہوتے ہیں اوسوقت اونپر یہ الہام ہوتا کہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اور یہی مومن کامل کی نشانی ہوتی ہے کہ گذشتہ کتابوں اور حکی میں پیدا ہو جانے کا اوسکو کوئی غم نہیں ہوتا اور آئندہ کی تکالیف اور ...

کیا حوا کی توبہ قبول ہوئی تھی

مین نے ایک دفعہ حضرت حکیم الامت سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل دو سوال کئے تھے

سوال (۱) قرآن کریم مین آدم و حوا علیہما السلام کی لغزش کا ذکر ہے۔ ۔ آدم علیہ السلام کی قبول توبہ کا حوالہ مذکور ہے چنانچہ فرمایا

فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

یعنے خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر رجوع برحمت کیا کیونکہ وہ رجوع برحمت کرنیوالا مہربان ہے۔ اسمین علیہ ضمیر واحد ہے جو صرف آدم علیہ السلام کیطرف راجع ہے حوا علیہا السلام کی قبول توبہ کا ذکر نہین۔ کیا حوا علیہا السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی یا نہین۔

سوال (۲) دنیا مین اگر کسی عورت نے بتدریج کئی شوہر کئے ہون مثلاً ایک شوہر کرے تو وہ مرجاوے پھر دوسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے پھر تیسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے علی ہذا القیاس اب سوال یہ ہے کہ اس عورت کا جنت مین کس خاوند کے ساتھ ازدواج دلاپ ہوگا۔ والسلام۔

راقم محمد فضل از مقام گوندل تحصیل ۔۔۔ یکم اپریل ۱۸۹۸ء

جواب از جانب حکیم الامت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قرآن کریم مین یہ طرز ہے۔ کہ ادنیٰ سے اعلیٰ جانب کا ذکر فرما کر ادنیٰ سے اعراض فرماتا ہے تاکہ استدلال بالا ولے سے کام لے لین۔

پس جناب حوا کا ذکر اسلئے ترک فرمایا ہے۔

جنت مین ازدواج ہوگا اور حسب استعداد و مناسبت دنیوی بی بیون سے مرد کو بی بی ملیگی علی العموم دنیوی بی بیان وہان اپنے شوہرون کو نہ ملین گی۔ دیکھو قرآن کریم مین صاف لکھا ہے کہ امراۃ لوط اور امراۃ نوح کا کیا حال۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جنتی مردون کو انکی استعداد اور روحانی مناسبت کے لحاظ سے جو بی بی مناسب ہوگی ملیگی پس پہلے شوہر دوسرے تیسرے چوتھے خاوند کا نتیجہ ہوگیا کیونکہ گو ایک عورت نے چند خاوند دنیا مین کئے آخر اسکی مناسبت تامہ کسی ایک سے ہوگی اور وہی بی بی اپنے روحانی مناسبت والے خاوند کی بی بی اور وہی روحانی مناسبت والا اسکا خاوند ہوگا۔ والسلام

نورالدین از قادیان ۔ ۷ اپریل ۱۸۹۸ء

ایک نظر ادہر بھی یہ کارخانہ عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی ارنیل: یہ تیل ہمارے کارخانہ نے ایجاد ہوا ہے بالوکو سفید ہونیسے روکتا ہے نیز آنکھون درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۱ر محصول ڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا تسنیم نوشہرہ

جواب دلچسپ سوال

سائل کہتا ہے مندرجہ ذیل آیات مین اون جنون کا ذکر ہے جو انسانی نظرون سے پوشیدہ ہین۔

وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن۔ انا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا و شھبا۔ انا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ شھابا رصدا۔

ترجمہ۔ ۱۔ انسانون کے مرد جنون کے مردون سے پناہ ڈھونڈتے تھے ۲۔ ہمنے آسمان کو ٹٹولا تو اوس کو سخت چوکیدارون اور شعلون سے بھرا ہوا پایا۔ ۳۔ ہم آسمانی بات سننے کے مقامون مین بات سننے کیلئے جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو کوئی بات سننی چاہے تو شعلے کو چوکیدار پاتا ہے۔

معروض ہے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ ۳۲۰ مین آیت اول الذکر کے تحت لکھا ہے

قال جمہور المفسرون ان الرجل فی الجاھلیۃ اذا سافر فامسی فی قفر من الارض قال اعوذ بسید ھذا الوادی او بعزیز ھذا المکان من شر سفھاء قومہ فیبیت فی جوار منھم حتی یصبح۔

ترجمہ۔ سارے مفسرون کی رائے ہے کہ جاہلیت کے زمانہ مین جب کوئی شخص کسی طرف سفر کرتا اور راستہ مین اوس کو کسی وادی یا دہ مین رات آجاتی تو ایک خالی جگہ مین ڈیرہ جما دیتا اور پکار کر کہدیتا کہ مین اس وادی یا اس مکان کے سردار وعزیز کی پناہ مین آگیا ہون اوسکی جاہل قوم کی شرارت سے پس وہ اون کی پروس مین صبح تک بآرام رات گذارتا۔

ہم کہتے ہین کہ یہ طریق پہلے ہی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ اب بھی ترکستان و سرحد افغانستان وغیرہ اکثر پہاڑی بلاد و علاقہ جات مین یہی طریق ہے کہ جب کوئی مسافر آدمی کسی گانون و قصبہ مین اترتا اور شب باشی کرنا چاہتا ہے تو وہان کے سردار و سرگروہ کی حمایت و پناہ مین رات گذارتا ہے تاکہ کوئی اسکو گزند نہ پہونچائے اور اس کا مال و اسباب و زاد نہ چھینے۔

صدہا لوگ اس بات کا بذات خود تجربہ کر چکے ہین کہ سرحد نواب انب کے علاقہ سے پرے اور چترال سے لیکر ملا نجم الدین ملا ہڈا کے وطن تک اور وہان سے جنوب مغرب کی جانب تیراہ اور بلاد افریدیہ و وزیرستان کے دیہات مین۔ اور مکہ و مدینہ کے درمیانی قصبات و دیہات مین ایسے مسافر جن کے پاس کچھ مال و اسباب ہو سردار و نمبردار دہ کی حمایت و پناہ کے سوا بمشکل رات گذار سکتے ہین بلکہ بعض علاقون مین مسافر روز روشن مین بھی بجز کثیر قافلہ کے سفر نہین کر سکتے اور بیر قافلہ بجز گارڈ کے سفر نہین کر سکتا۔ دیکھو ہر ہفتہ مین انڈیا سے جو قافلہ افغانستان کو جاتا ہے اوس کے ساتھ گورنمنٹ ہند و امیر کابل کی جانب سے بدرقے و گارڈ ہوتی ہے ایسا ہی مکہ مدینہ کے درمیان اور عرب کے بعض دیگر مقامات مین جو قافلے سفر کرتے ہین وہ بحکم سلطان روم درمیانی علاقہ کے سردار و روساء کی حفاظت کے ذمہ و پناہ مین سفر کرتے ہین پس حاصل مطلب یہ ہے کہ اس آیت مین مسافرون کیلئے پہاڑی روساء و امراء کی پناہ و حمایت کا ذکر ہے۔

آیت (۲) تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۱ جلد ہشتم مین لکھا ہے

اللمس المس فاستعیر للطلب لان الماس طالب متعرف یقال لمسہ والتمسہ۔ **ترجمہ** یعنے لمس اور مس استعارۃً طلب اور ڈھونڈنے کو کہتے ہین اور ماس طالب کو کہتے ہین مثلاً کہتے ہین لمسہ والتمسہ یعنے اوس کو ڈھونڈا۔ یہ قول حکایۃً خداوند تعالیٰ نے نجمین کیطرف سے بیان فرمایا ہے یس معنے یہ ہوئے کہ ہم نے ڈھونڈا آسمان کو اوس کو پایا بیر احفاظ یعنے موانع شدید اور شہب یعنے وبال کی نظر جن سبب ہم اپنے مقصد کو حاصل نہین کر سکتے۔ زمانہ جاہلیت مین ستارے ٹوٹنے سے شگن بدلیتے تھے اور بدفالی و ناکامی اور وبال کے علامت جانتے تھے اوس بنا پر خداوند تعالیٰ نے نجومیون کی بدفالی و ناکامی و وبال کا حال فاتبعہ شہاب مبین و شہبا وغیرہ کے استعارے مین بیان فرمایا ہے نجمین کی ناکامی و وبال کا حال فاتبعہ شہاب ثاقب کے پیرایہ مین نہایت فصاحت سے بیان فرمایا گیا ہے گویا فاتبعھم الشؤم والخسران والحرمان فیما املوا ایک مقام مین آیا ہے رجوما للشیاطین۔ رجوما کے معنے تخمینے کئے ہین۔ شیاطین سے مراد ان شیاطین کا ہے۔ بالغیب انکل بحوبات کہنے کو آدمیون کے شیاطینون کیلئے بنایا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو نجوم سے احکام بتاتے ہین سارے کبار مفسرین اس مقام پر متفق ہین کہ شیاطین سے مراد شیاطین الانس ہین جو کہتے تھے کہ ہمکو آسمانی خبرین ملجاتی ہین اور ستارون کے حساب سے اونکو سعد و نحس ٹھیرا کر پیشگوئیان کرتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے رجوما للشیاطین ای جعلنٰھا ظنونا و رجوما للغیب للشیاطین الانس وھم الاحکامیون من المنجمین۔ صفحہ ۳۲۰ یعنے یہ ہوئے کہ ہم نے آسمان کے برجون و ستارون کو شیاطین الانس سے محفوظ رکھا ہے اور وہ ان سے کوئی بھی صحیح پیشگوئی حاصل نہین کر سکتے۔ لوگون کا اعتقاد تھا کہ نجمین آسمانی باتین سن لیتے ہین یعنے آسمان اور ستارون کے ذریعہ انکی پیشگوئیان درست ہوتی ہین خداوند تعالیٰ نے سورہ صافات مین اون کے اس خیال کی نفی فرمائی۔

لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحورا ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شھاب مبین۔

ترجمہ یعنے نہین سن سکتے ملاء اعلیٰ کی باتکو اور ڈالا جاتا ہے انپر شہاب ہر طرف سے مردود ہو کر مگر جسنے اوچک لیا اوچک لینا اوس کے پیچھے پڑتا ہے شہاب روشن لیکن اور مقام مین لکھا ہے۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین یعنے ہمنے محفوظ کیا ہے آسمانکو ہر ایک رجیم شیطان سے مگر جو چرا لیوے سننے کو پیچھے پڑتا ہے اس کے شہاب روشن اس آیت کا مطلب مین اور سورہ صافات کے مطلب مین کچھ فرق نہین سورہ صافات مین خطف الخطفۃ یعنے۔۔۔۔۔۔ اوچک لینا فرمایا اور یہ نہین بتایا کہ کیا اوچکا یعنے اگر منجمین بحساب نجوم کسی فرد یا سلطنت یا آئندہ زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی کر بھی بیٹھتے ہین تو اس کا نتیجہ برعکس دیکھکر خسران و حرمان کا شہاب اون کے پیچھے پڑتا ہے منجمین زمانہ سابق اور حال کی پیشگوئیان ستارون کی حرکت اور ہبوط و عروج اور منازل و بروج اور کواکب کے سعد و نحس ہونیسے احکام کا بتادینا ہے وہ سب غلط اور جھوٹ ہوتی ہین مگر بعض صحیح ہوتی ہین مثلاً کسوف و خسوف کی پیشگوئی یا کواکب کے اقتران اور ہبوط و عروج کی پیشگوئی اسی امر کو جو درحقیقت ایک حسابی امر مطابق علم ہیئت کے ہے خداوند تعالیٰ نے دو جگہ ایک جگہ بلفظ استرق السمع اور دوسری جگہ خطف الخطفۃ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسکے ساتھ فاتبعہ شہاب ثاقب سے اس سے زیادہ منجمین کی پیشگوئی کو معدوم کر دیا ہے دنیا مین اب بھی منجم موجود ہین جو پیشگوئیان کرتے ہین مگر مامور ربانی و رسول یزدانی حضرت مسیح موعود کی الہی پیشگوئیون نے سب کو خاک مین ملا دیا ہے کیونکہ بموجب آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی خدا تعالیٰ کسی انسان کو بجز برگزیدہ رسول کے سوا اپنے بھید پر مطلع نہین کرتا۔ صرف مامور من اللہ کی پیشگوئیان صحیح ہوتی ہین آجکل کوئی منجم و کاہن و ملہم حضرت مسیح موعود کے بالمقابل پیشگوئی نہین کر سکتا اگر کوئی شخص آنحضرت کے بالمقابل کھڑا بھی ہو تو فاتبعہ شہاب ثاقب ناکامی و حرمان کا شعلہ اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ منجمین کا خسوف و کسوف نیز چاند گرہن و سورج گرہن اور دیگر ستارون کی عروج و زوال کی پیشگوئیان کرنا اور ان کا صحیح ہونا۔ یہ امر ایسا ہے جیسے کوئی ریلوے کے ٹائم ٹیبل دیکھکر کہدے کہ فلان ریلوے لائن پر جو ریل چلتی ہے اور جسکی سپیڈ فی گھنٹہ اتنی مقرر ہے وہ فلان شہر سے فلان وقت گذر رہی ہو تو یہ سب کا حساب ہوا پیشگوئی کیا ہوئی۔ الہی پیشگوئی وہ چیز ہے جسمین انسانی علم و حساب و حواس کا ہرگز دخل نہ ہو سکے اور فوق از طاقت انسانی ہو مثلاً یہ کہ کسی کے گھر مین اتنے سال کے بعد بیٹا پیدا ہوگا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے چارون بیٹون کے بارے مین جو پیشگوئیان کی تہین ظہور مین آگئین۔ یا یہ کہ اتنے سال کے اندر فلان شخص مر جائیگا جیسا کہ لیکھرام پشاوری و آتہم اور دیانند سرستی کے بارہ مین حضرت اقدس نے پیشگوئیان کی تہین اور ظہور مین آگئین یا یہ کہ اتنے سال تک فلان شخص زندہ رہیگا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے قریباً بیس سال سے اپنی عمر کے بارے مین اسی سال کی پیشگوئی کی ہے باوجود سخت ضعف و بیماری کے خداوند تعالیٰ اس پیشگوئی کو ظہور مین لا رہا ہے اور ۔۔۔ حضرت کی عمر ۶۵

اوائل علوم عربیہ در حکمت عربیہ

بقیہ مضمون گذشتہ

واسے اہل اسلام ایک ہی قوم ہے جسنے اپنے علوم وصنائع اور دریافت حقائق واسرار پر فخر ظاہر کیا ہو اس قوم کی شان سے یہ نہین ہے کہ قدمائے علوم کی طرف مستند ہو یا عناصر وطبیعت پرست لوگون کی طرف منسوب ہو قریب قریب ہر شخص پر یہ امر واضح ہے کہ قوم عرب ایک قوم جاہل ہے سوا شعر گوئی اور خطبہ گوئی کے خط وکتابت سے بالکل ناواقف ہے اور تحصیل علوم ومعارف وحکم وصنائع سے بے بہرہ نہین کیونکہ یہ معلوم ہے کہ صحرائیت ان لوگون کے خمیر مین ہوگئی ہے اور شائستگی سے یہ قوم بمراحل دور ہے جس سے صنائع وغیرہ کے ترقی ہوتی ہے بلکہ یہ ایک وحشی قوم ہے اور اس قوم مین تمام وہ اسباب موجود ہین جن سے جہالت اور وحشت خمیر مین آجاتی ہے - صحرائیت انمین ہزارہا سال سے راسخ ہو چکی تہی - جسکی دلیل یہ ہے کہ انکی زمین پر شہر بہت کم آباد ہین اسی سے صنعتون کی بہی قلت ہوگئی ہے سوا یمن باقی اور حجر کی دباغت کے اور یہی دونون بڑی بضاعت ان لوگون کی ہے جو قومین مثل عاد وثمود وعمالقہ وجدیس وقوم تبع واذواے یمن وغیرہ کہ فنا ہوگئی ہین ان کا کچہہ اعتبار نہین اسلئے کہ یہ قومین اگرچہ اعلئے درجہ شائستگی وتن آسانی وفضول خرچی پر پہونچ گئی تہین اور زمانہ انکی سلطنت وشائستگی کا بہت دراز رہا ہے - دستکاری انکی مستحکم رہی ہے - صنعتین انکی وافر ہی ہین اس کے اصول وقواعد انمین بہت راسخ رہے ہین تاہم یہ لوگ اہل فارس کیطرح کبہی علم وحکمت ونظر ومعرفت کیلئے مشہور نہین رہے - یہ قومین اور دیگر سلطنتین اگرچہ قدامت کی تہ مین فنا ہوگئین مگر صنعتین انکی برائی نہین ہوئین - یہ جو کچہہ تہا وہ یمن وبحرین وعمان وجزیرہ وغیرہ مین تہا - لیکن اعراب حجاز وبطحا ودیگر عرب خالص لوگون کو کسی ملک وسلطنت کا اتفاق نہین ہوا چند قبیلون کی سرداری کے سوا جو باہم دن رات علانیہ اور پوشیدہ طور سے لڑا بہڑا کرتے تہے - یہی لوگ دور ترین خلق خدا مین علم وصنعت سے - کیا امید کیجا سکتی ہے اس گروہ جاہل سے جو لکہنا تک نہین جانتی اور نقش وکتابت سے ناواقف تہی - سلطنت آل تبع مین خط انتہائی درجہ خوبی ودرستی واستحکام پر آگیا تہا - سبب یہ تہا کہ یہ سلطنت اعلیٰ مرتبہ شائستگی وعیش وآرام پسندی پر پہنچ گئی تہی - اس خط کو خط حمیری کہتے تہے [illegible] منتقل [illegible] تبع کر [illegible]

انہون نے از سر نو ملک عراق مین سلطنت عرب قایم کرائی تہی - لیکن ان لوگون کی تحریر مثل آل تبع کے اس حد تک خوشنمائی وکمال پر نہ تہی کیونکہ یہ سلطنت بہ نسبت اس سلطنت کے شائستگی اور عیش پسندی مین کم مرتبہ تہی اور شوکت وقوت بہی اسکی ویسی نہ تہی اس کے بعد یہ خط حیرہ سے منتقل ہوکر اہل طائف وقریش مین آیا چنانچہ مشہور ہے کہ سفیان بن امیہ نے لکہنا اہل حیرہ سے ..... سیکہا تہا - بعض کہتے ہین کہ حرب بن امیہ نے اسلم بن سدرہ سے سیکہا تہا - بعض کی رائے ہے کہ ان لوگون نے تحریر اہل عراق کے باشندگان آیاد سے سیکہی تہی مگر اس رائے کو ابن خلدون پسند نہین کرتے - اس گمان سے کہ بنی ایاد اگرچہ ملک عراق مین آکر رہ پڑے تہے مگر تاہم انکی صحرائیت بحال رہی - اور تحریر شائستگی کی صنعتون سے ہے ان کا قول ہے کہ یہی رائے زیادہ تر لائق قبول ہے کہ اہل حجاز نے خط وکتابت اہل حیرہ سے سیکہی اور اہل حیرہ نے قوم تبع سے اور قوم حمیر سے کہتے ہین کہ قوم حمیر کا ایک خاص خط تہا جسکے حروف بالکل علیحدہ ہوتے تہے اور کوئی شخص بغیر ان کے اذن حاصل کئے اسے سیکہہ نہ سکتا تہا اور اس کو قلم مسند کہتے تہے - حمیر سے مضر نے خط عربی سیکہا مگر یہ لوگ چونکہ صحرائیت ان کے خمیر مین تہی اس لئے عمدہ طور پر نہین لکہہ سکتے تہے چونکہ بہ نسبت اہل یمن واہل عراق واہل شام کے شائستگی سے یہ دور تہے پس خط عربی صدر اسلام مین پوری طور پر درست ومستحکم نہوا تہا بلکہ اوسط درجہ پر بہی نہ پہونچا تہا کیونکہ قوم عرب کی صحرائیت اور وحشت مزاجی معلوم ہے اور یہ قوم صنائع سے بہت دور واقع ہوئی ہے - یہی سبب ہے کہ رسم الخط قرآن شریف کا چونکہ صحابہ کا صدر اسلام مین بنایا ہوا ہے اور انکی تحریر کچی اور بالکل خام تہی اسی وجہ سے اس زمانہ کے طرز تحریر سے بلحاظ خوبی ومتانت نہایت مختلف ہے - خط عربی رفتہ رفتہ حسن وخوبی ومتانت مین ترقی کرتا گیا جون جون سلطنت عرب کو ترقی ہوتی گئی اور قوم عرب مختلف شہرون مین پہیلتی گئی یہان تک کہ خط کوفی پیدا ہوا جس کے موجد جناب مشہور امیر المومنین علی بن ابی طالب ہین جس وقت کہ لوگ بصرہ اور کوفہ مین رہ پڑے تہے اس کے بعد یہ خط حسن [illegible] مین ترقی کرتا رہا یہان تک کہ بنی عباس نے بغداد کی بنیاد ڈالی اسوقت خطوط عربی اول درجہ کی ترقی پر پہونچ گئے کیونکہ بغداد کی آبادی بیحد بڑھ گئی تہی اور دار الاسلام ومرکز دولت عرب ہوگیا تہا جب یہ حال قوم عرب کا صرف تحریر وخط کے بارہ مین تہا کہ جو کوئی نظری یا عقلی صنعت نہین بلکہ تمدنی اور پیشہ وری کی صنعتون سے متعلق ہے اور جسقدر تعلیم وشائستگی اور آبادی بڑہتی جاتی ہے اسیقدر یہ صنعت قوت سے فعلیت مین آتی جاتی ہے تو پہر ان لوگون کے مراتب ترقی علمی اور ثقافے کا کیا ذکر اور ریگا کمالات عقلی ومسائل ملکی کے استخراج - فلسفی نظر ولف رصدی آلات - زائچون - تقاویم - ستارون کے سالانہ ماہانہ گردشون کے حساب لگانے اور دیگر

مباحثات علم ہیئت کا کیا ذکر خلاصہ یہ کہ قوم عرب اس زمانہ مین انتہائی مرتبہ پر صحرائیت مین ڈوبی ہوئی تہی - وحشت اسکے خمیر مین بیٹھ گئی تہی - شائستگی اور تمدن سے بمراحل دور تہی اور عیش پسندی سے جو باعث وضع علوم وایجاد صنائع وحرفت وغیرہ ہوا کرتی ہے اس سے بہت دور تہی - اس سبب سے یہ زمانہ قوم عرب کا زمانہ جاہلیت کہلاتا ہے اور یہ قوم امی مشہور ہے ہان صرف معدودے چند شخص یہود ونصاریٰ ومجوس سے ایام حج مین بغرض تجارت یہان آجایا کرتے تہے اور مکہ معظمہ مین اپنا مال تجارتی بیچ کر اور جو کچہہ منفعت ہونیوالی ہوتی تہی وہ لیکر اپنے اپنے شہرون کو روانہ ہوجایا کرتے تہے علاوہ برین یہ لوگ خود بہی شرک وبت پرستی کیلئے مثل عبادت صلیب ولقا ویر حضرت عیسیٰ وحضرت مریم وحضرات حوارین وحضرت عزیر اور ملائکہ وغیرہم صلوات اللہ علیہم کیلئے مشہور تہے تو ان سے کیا امید ہوسکتی تہی کہ قوم عرب کو توحید خالص کیطرف ہدایت کرتے اور نظر حکمی کے راہ بتاتے کیونکہ ان کے مذہب کی صورت خود دیگر حکمی تہی اور عقل سلیم کو ان کے دین وملت کا منظر نہایت کریہ نظر آتا تہا یہ حال اس زمانہ کا تہا کسی قدیم سیرت یا ترقی کردہ قومون کی کسی پرانی کتاب مین مثلاً روم ویونان وغیرہ قومون کے جنہون نے عرب کا جغرافیہ اور تاریخ لکہی ہے جو صدر اسلام سے پانچسو برس پیشتر بلکہ اس سے زاید تصنیف کی تہین اور انمین سے اکثر جو یونانی سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین وہ مین نے دیکہہ ڈالی ہین انمین سے کسی کتاب مین نہین پتہ ملتا کہ قوم عرب کے واسطے کبہی کوئی ایسا زمانہ آیا ہو جو یہ ثابت ہو کہ اس قوم کیلئے بہی کوئی کالج دار العلم اور یونیورسٹی وغیرہ لایا ہوا اور ان مین فلسفیات وانتقاد عقلی مین کبہی کتابین تصنیف ہوئی ہون - ہان صرف سکندر یونانی کی یہ تجویز ہوئی تہی کہ عرب کو مرکز تجارت خارجیہ وداخلیہ قرار دے کہ دور دست قومین یہان آکر تجارت کرین مگر مقدر نے اوسکی اس بارہ مین موافقت ومساعدت کی اور رشتہ اجل مین اجل اسکی دامن گیر ہوگئی اس لئے اس کا مقصد قوت سے فعلیت مین نہ آسکا - البتہ کچہہ لوگ اس قوم مین پرانے زمانہ مین ایسے تہے جنہون نے دقیق نظرون سے اور ملت ابراہیمی کی سنتون پر عمل کرنے سے جو انکی ملت پر باقی رہ گئے تہے اپنی تکمیل کرتے تہے مگر دین حق کا پہیلانا اور اسکی دعوت کا منتشر کرنا ان کا کام نہ تہا ورنہ عرب کا یہ حال تہا کہ انمین ایک بڑا گروہ تو بت پرستی پر جہکا ہوا تہا - اور ایک دوسرا گروہ حشر ونشر بعد الموت کا منکر تہا اور ایک اور گروہ خود الحاد کو انکار وجود صانع عالم پر ڈہالا ہوا تہا یہ سب باتین مزید تہین انکی فطری وحشت وطبعی عداوت وبلادت پر اور تمدن طبعی سے بمراحل دوری پر حال یہ تہا کہ انکی بستر خانہ جنگی قوم وقبیلون کی لوٹ مار بیگناہ خون بہانے اور مال لوٹ لینے پر تہی (البیان) (باقی آئندہ)

ایک تقریر کا خلاصہ

مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۹ء

ایک شخص کیطرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہین اور ان کا لڑکا فوت ہوگیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہوگئے ہین آپ انکی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہین فرمایا - دلکی بیقراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے - دیکہو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچہ ہون ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اوسکا اپنا پیارا تو کیا وہ اوس اجنبی بچہ کیخاطر اپنے بچہ کی محبت چہوڑ دیگا - نہین - بلکہ ہرگز نہین - پس جب انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہین بالکل خدا کا ہوجانا اور کسی حالت مین اوس سے بیوفائی نہ کرنا - پہر اولاد کے حقمین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ فاحذروھم - کہ مال اور اولاد تمہاری دشمن ہین ان سے ڈرتے رہو - کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو مرتد ہوجاوے - بدکار ہو - چور یا ڈاکو بن جاوے - مرجاوے تو پہر ویسے ابتلا آجاتا ہے - پس ہر حالت مین موجب فتنہ وابتلا ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا کہ اگر یہ بچہ مرگیا ہے تو کیا ہوا - اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا دیکہو آنحضرت کے ۱۱ بچے فوت ہوئے - ایمان تو وہ ہوتا ہے جسمین تغیر نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے - ہان اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو مین نہین سمجہہ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوےٰ کرسکے اور وہ کیون ایسا دعوےٰ کرتا ہے - ہم نہین جان سکتے کہ ہماری اولاد کیسی ہونگی - صالح ہونگی یا بدمعاش اور نہ ان سے ہمکو کوئی احسان ہے اور خدا کے تو ہمپر لاکہون لاکہہ احسان ہین - پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اوس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کیطرف تعلق لگاتا ہے - ہان خدا کے حقوق کے ساتہ مخلوق کے حقوق کا بہی خیال رکہو - اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پہر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ - ہرچہ از دوست میرسد نیکوست - اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بہی نہین آتا - وہ بہی تو وہان ہی آجاتا ہے جہان اسکو تہوڑی سی بہی گنجایش ملجاتی ہے - جب خدا کو مقدم رکہا جاتا ہے تو برکات کا نزول ہوتا ہے - پہر کسی دوست سے اگر تم ایسے باتون مین بدعہدی اور جہوٹ اور عہد شکنی سے کام لو تو وہ تمہین کبہی عزیز نہین رکہیگا - پہر وہ تو رب العالمین اور احکم الحاکمین ہو رب العزت ہے -

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات - یعنے ثمرات سے مراد اولاد ہے - اور یہ خدا کیطرف کے ابتلا ہوتے ہین اور یہی انسان کا امتحان ہوتا ہے - ہان یہ باتین اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے توبہ استغفار سے اسکی کثرت کرو - اور - ربنا ظلمنا انفسنا وان لم ترحمنا لنکونن من الخاسرین پڑہا کرو - اور اسکی کثرت کرو - خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کریگا - خدا کا دامن نہ چہوڑنیوالا گنہگار ہوکر بہی بخشا جاتا ہے - ہان تعلق توڑنا بری بات ہے اور یہ زہر قاتل ہے - پس توبہ استغفار کرو اور نمازون مین دعائین کرتے رہو - اللہ تعالےٰ تمہارا پروردگار ہو - والسلام -

اسلام اور تمدن و ترقی

مخالفین اسلام نے اکثر کہا ہے کہ اسلام صرف وحشی قوموں کو ایک حد تک شائستہ اور مہذب بنا سکتا ہے لیکن اعلیٰ درجہ کے تمدن کے موافق نہیں اور اس وجہ سے وہ اعلیٰ درجہ کا تمدن نہیں پیدا کر سکتا۔

اس مسئلہ کے طے کرنے کا آسان اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ دریافت کیا جائے کہ تمدن و ترقی کے بزرگترین اصول کیا ہیں، اور وہ اسلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں!

تمدن کے مہمات اصول حسب ذیل عنوان میں محدود کئے جا سکتے ہیں اور دنیا میں جب کبھی کسی قوم نے تمدن میں ترقی کی ہوگی، یا آئندہ کرے گی تو انہی اصول پر کی ہوگی اور کرے گی، یورپ انہی اصول پر عمل کرنے سے آج تمدن کے انتہائی زینے تک پہنچ گیا ہے۔

(۱) انسان کی تمام ترقیوں کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ وہ اعلیٰ ترین مخلوق ہے اور تمام کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی لئے ہے کہ انسان اس سے تمتع اٹھائے، سب سے پہلے قرآن مجید نے اس اصول کی تعلیم کی

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا۔

ہم نے انسان کی بناوٹ بہت ہی بہتر بنائی۔ اور آسمان و زمین کی چیزوں کو تمہارا مسخر کیا

(۲) انسان کی تمام ترقیوں کی بنیاد یہ ہے کہ اس کو یہ یقین ہو کہ اس کے خیر و شر، ترقی اور تنزل، عروج اور زوال کا مدار، تمام تر اسکی سعی اور کوشش پر ہے اور دنیا اور دین کی تمام کامیابیاں محض اسکی کوششوں پر موقوف ہیں قرآن مجید نے اس اصول کو نہایت توضیح اور تاکید کے ساتھ بیان کیا۔

لیس للانسان الا ما سعیٰ لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت (البقرۃ)

انسان کیلئے اتنا ہی ہے جتنی اسکی کوشش ہے انسان کے نفس کو جو فائدہ پہونچتا ہے اسکی کمائی کی بدولت، اور جو نقصان پہونچتا ہے اسی کے کرتوت کی بدولت۔

ولا تکسب کل نفس الا علیها (انعام)

اور جو کوئی براکام کرتا ہے تو اس کا وبال اوسی پر پڑتا ہے۔

اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیها قلتم انی هذا قل هو من عند انفسکم (آل عمران)

کیا جب ایسا ہوگا کہ تم پر کوئی مصیبت پڑے حالانکہ اس کے دوچند تم پہلے پڑ چکی ہے تو تم کہوگے کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی، اے محمد کہدے کہ یہ خود تمہاری ہی ذات کیوجہ سے ہے،

ذالک بان الله لم یک مغیرا نعمۃ انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم (انفال)

یہ اس لئے کہ خدا جب کسی قوم کو کوئی نعمت دیتا ہے تو پھر اس کو بدلتا نہیں جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (روم)

لوگوں کے کرتوت کی بدولت تمام خشکی و تری میں فساد پھیل گیا

ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (حمعسق)

تم پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خود تمہارے کرتوت کی بدولت۔

اسلام نے اس مضمون پر اسقدر زور دیا کہ قرآن مجید میں جا بجا تصریح ہے کہ بندہ جب ایک کام کرتا ہے تو خدا بھی اسی کے موافق کرتا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یهدیهم ربهم بایمانهم (یونس)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے خدا ان کو ان کے ایمان کیوجہ سے ہدایت کرتا ہے۔

ان الذین لا یومنون بایت الله لا یهدیهم الله والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا (عنکبوت)

جو لوگ خدا کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، خدا ان کو ہدایت نہیں کرتا اور جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلاتے ہیں۔

یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم (احزاب)

مسلمانو! خدا سے ڈرو اور ٹھیک بات بولو، تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دیگا۔

یا ایها الذین امنوا ان تنصروا الله ینصرکم ویثبت اقدامکم (محمد)

مسلمانو! اگر تم خدا کی مدد کروگے تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھیگا۔

فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم (صف)

پھر جب وہ لوگ کج ہوئے تو خدا نے بھی انکے دلوں کو کج کیا۔

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (رعد)

خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

ان آیتوں میں خدا نے اپنے کلام کو بندہ کے کام سے متاخر رکھا ہے فلما زاغوا الخ میں بیان کیا کہ جب ان لوگوں نے کجی کی تو خدا نے بھی ان کے دلوں کو کج کردیا یا ایها الذین امنوا اتقوا الله الخ میں یہ کہا کہ مسلمانو! پرہیزگاری اختیار کرو، اور ٹھیک بات کہو تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دیگا۔"

اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے اور جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

وهو القاهر فوق عباده - قل کل من عند الله۔

اور وہ اپنے بندوں پر بالا دست ہے، کہدے کہ سب کچھ خدا ہی کیطرف سے ہے۔

عیسائی اکثر طعنہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو کاہلی اور پست ہمتی پائی جاتی ہے وہ اسی مسئلہ قضا و قدر کا اثر ہے اور اسی لئے مسلمانوں کا تنزل خود ان کے مذہب کا لازمی نتیجہ ہے۔

اس اعتراض کو اگرچہ بعض توکل پیشہ علما اور صوفیہ نے اپنے طرز عمل سے قوی کردیا ہے لیکن درحقیقت یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔

اس کا سرسری جواب تو یہ ہے کہ یہی قضا و قدر کا اعتقاد تھا جسکی بدولت صحابہ میں سے ایک ایک شخص ہزاروں آدمیوں کے دل میں گھس جاتا تھا اور سینکڑوں کو خاک میں ملا کر صحیح سلامت نکل آتا تھا، اگر آج اسی جوہر کو ہمارے علما و صوفیہ اپنی شکستہ پائی اور کاہلی کیلئے استعمال کرتے ہیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور۔

* تحقیقی جواب یہ ہے کہ بیشبہ اسلام نے انسان کو مختار کل قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی احتیاط رکھی ہے کہ یہ اعتقاد الحاد کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ انسان کے مختار ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ خدا کوئی چیز نہیں، اس لئے انسان قادر مطلق ہے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے لیکن اوس نے انسان کو اپنے افعال کا مختار بنایا ہے اس لئے انسان جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، اسلام نے پہلے معنی کی نفی کی ہے اور اسی بنا پر قرآن میں آیا ہے کہ

وما تشاؤن الا ان یشاء الله

تم کسی بات کو نہ چاہوگے جب تک کہ خدا نہ چاہے۔

جس کا یہ مطلب ہے کہ تمکو جو مشیت اور ارادہ کی قوت دی گئی ہے یہ خدا نے ہی دی ہے۔ اگر خدا نہ چاہتا تو تم میں یہ قوت بھی نہ ہوتی۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ

قل کل من عند الله

یعنی جو کچھ دنیا میں ہے سب کی علۃ العلل خدا ہی کی ذات ہے

اس امر کا قطعی فیصلہ کہ اسلام نے اختیار کی تعلیم کی تھی یا جبر کی، اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اسلام کے مرکز تھے، جو اسلام کی مجسم تصویر تھے، جو اسلام کی ایک ایک ادا سے واقف تھے، یعنی صحابہ انہوں نے کیا سمجھا؟ اور ان پر اسلام کی تلقین کا کیا اثر ہوا؟ تاریخ بداہۃً شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیم نے ان کو اختیار، عزم، استقلال اور حوصلہ کا مجسم پیکر بنا دیا تھا۔

(۳) تمدن کی ترقی کا سب سے بڑا اصول مساوات کا اصول ہے، یعنی یہ کہ تمام انسانوں کے حقوق مساوی ہیں۔ فلاسفر گوندرسیہ کا قول ہے کہ "حقوق انسانی کے سمجھنے کا پہلا دیباچہ مساوات ہے اور مساوات ہی تمام اخلاق حسنہ کی بنیاد ہے۔"

لیکن اسلام کے قبل تک یہ خیال کسی قوم اور کسی ملک میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تعزیرات کے متعلق مہذب سے مہذب قوموں کا طرز عمل یہ تھا کہ مجرموں کے رتبے اور درجے کے لحاظ سے سزائیں دیجاتی تھیں۔ لاروس اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے کہ "روم اسپارٹا میں ایک ہی جرم کی سزائیں مختلف ہوتی تھیں یعنی مجرم کی حیثیت اور درجے کے لحاظ سے سزا ہوتی تھی"، اس کے بعد مصنف مذکور نے اس ناانصافی اور ظلم کی تفصیل کی ہے اور روم سے لیکر فرانس تک کے واقعات گنائے ہیں، اخیر میں لکھا ہے کہ ۱۷۸۹ء کے ہنگامے نے یہ تمام امتیازات مٹا دیئے کیونکہ اس نے خود ان القاب و خطابات کو مٹا دیا جو لوگوں کی ذاتی عزت یا وراثت کے اعزاز کی بنا پر قائم تھے۔

فلاسفر فرنگ لکھتا ہے کہ "مساوات کی بنیاد پچاس برس سے یورپ کی بعض قوموں میں پڑی ہے اور اب دوسرے حصوں میں بھی پھیلتی جاتی ہے"؟

فلاسفر مذکور مساوات کی ابتدا پچاس برس سے بتاتا ہے، لیکن اسلام میں بارہ سو برس پہلے یہ اصول قائم ہو چکا تھا، قرآن مجید میں ہے

یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم

لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے ٹھہرائے اس غرض سے کہ ایک دوسرے پہچانے جائیں لیکن خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو پرہیزگار ہو۔

یہ صرف الفاظ نہ تھے بلکہ اسلام کا نظام اسی اصول پر قائم ہوا، اور اسلام جب تک اسلام تھا اسی اصول پر قائم رہا۔ عرب میں قبائل کے مدارج مقرر تھے جو قبیلہ زیادہ شریف اور معزز تھا اس کا ایک آدمی دوسرے قبائل کے متعدد آدمیوں کے برابر مانا جاتا تھا، یعنی معزز قبیلہ کے ایک آدمی کے خون کے بدلہ میں، دوسرے قبائل کے کئی آدمی قتل کئے جاتے تھے، اسیطرح غلام کے خون کے معاوضہ میں آقا قتل نہیں کیا جا سکتا تھا، اسلام نے اصول مساوات کی بنا پر یہ تفرقے بالکل مٹا دیئے۔ قریش جنکو یہ غرور تھا کہ جنگ بدر میں انہوں نے انصار کے مقابلہ سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ انصار ہمارے ہمسر نہیں ہیں ان کے لئے عار ہے، وہ حبش اور ایران کے زرخرید غلاموں کے برابر کر دیئے گئے۔ ابوسفیان جو تمام قریش کا سردار رہ چکا تھا اور جس کو خود رسول اللہ صلعم کے حریف مقابل ہونے کا دعویٰ تھا جب اسلام لایا تو اسکو بلال و صہیب کا ہمرتبہ ہو کر رہنا پڑا، حالانکہ بلال و صہیب دونوں عجمی زرخرید غلام تھے۔

جبلہ بن الایہم عرب کا مشہور بادشاہ تھا جب وہ اسلام لایا تو اس نے چاہا کہ ایک عامی آدمی کے مقابلہ میں اسکی عزت مرجح تسلیم کی جائے، لیکن عمر فاروق نے جو اسلام کی اصلی تصویر تھے گوارا نہ کیا اور وہ اسی ضد پر مرتد ہو کر عیسائیوں سے جا کر ملا۔

حضرت عمر فاروق نے جب شام کا سفر کیا اور بیت المقدس میں داخل ہوئے، تو ان کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور خود ان کے ہاتھ میں اونٹ کی باگ تھی، حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ خلیفۂ اسلام کی جاہ و شوکت دیکھنے کیلئے گھروں سے نکل آئے تھے۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں جنکا شمار نہیں کیا جا سکتا، نتیجہ عام کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ تمام مورخین نے لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا ظلم جو شروع ہوا وہ تنح عن الطریق (راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ) کا کہنا تھا، یعنی اوائل اسلام میں بڑے سے بڑا آدمی، کسی معمولی آدمی کو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ذرا ہٹ جاؤ، اول جو ظلم شروع ہوا وہ اسی لفظ کا استعمال کرنا تھا۔ باقی آئندہ۔

سلسلہ ۹ از کتاب الکلام

* نوٹ شبلی صاحب کا یہ خیال ہماری رائے میں صحیح نہیں ہمارا مذہب لا جبر ولا اختیار ہے ہم نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ صفحہ ۱۹ پر دیا ہے ایڈیٹر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض علماء و سجادہ نشینوں کا انکار

جیسا کہ بخار والے انسان کو میٹھی چیز کا ذائقہ پھیکا اور کڑوا معلوم ہوتا ہے ایسا ہی خود بین و خود بین اور متکبر انسان کو مرض خود بینی و کبر کے باعث جو اس کے دل پر حائل ہوتی ہے حق کی شیرینی کڑوی محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ بات مسلم شدہ ہے کہ انسان کے اچھے اور برے خلق و خو میں اس کے اندر اپنا اثر جماتے اور اپنا رنگ ظاہر کرتے رہتے ہیں یعنی انسان سے ہر قول و فعل کے ساتھ الٰہی فعل بھی بطور نتیجہ مترتب ہوتا رہتا ہے۔ پس کبر و خود رائی جیسے مکروہ و قبیح خلق کا نتیجہ انسان کیلئے اعراض عن الحق و اصرار علے الباطل صادر ہوتا رہتا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں اس بات کی طرف اشارہ فرماکر انسان کو متنبہ فرماتا ہے سأصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذالک بانھم کذبوا بآیاتنا وکانوا عنھا غافلین۔

ترجمہ۔ میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے ان کو جو بڑائی ڈھونڈتے ہیں ملک میں ناحق اور اگر دیکھیں راہ سیدھی تو اس پر نہیں چلتے اور اگر دیکھیں الٹی راہ تو اس کو سیدھی راہ سمجھ کر اس پر چلتے ہیں۔ نتیجہ ہے اس بات کا ہے کہ انہوں نے ہمارے بھیجے نشانات کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر رہے۔

چمگادڑ جو نور آفتاب کو نہ دیکھ سکے تو آفتاب کا کیا قصور ہے۔ قصور چمگادڑ کی ہی طرف منسوب ہوگا۔

جیسا کہ اجسام بعض اعراض و خواص کو قبول کر لیتے ہیں ایسا ہی ارواح کا حال ہے جیسا کہ صحیح و تندرست انسان کو مقوی غذا و شیرین شربت خوش ہضم و خوشگوار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی حالت حق منکسر المزاج سلیم القلب کے دل میں سچی بات اثر پذیر ہوتی ہے متکبر و خود رائے انسان روحانیت کے رو سے بیمار ہے ایک ہی غذا ہے جو تندرست کو مفید اور اچھی اور بیمار کو مضر و خراب معلوم ہوتی ہے۔ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔ روحانی بیمار کے دل میں بحالت کبر و خود رائی کوئی صداقت و سچائی داخل نہیں ہو سکتی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جس شخص کے دل میں ذرہ بھر کبر ہو وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا اور ایک حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے لا یدخل الایمان فی قلب من کان فیہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جس دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہو اس میں ایمان داخل نہیں ہوتا یہ نفی ایمان منکر آیت و حدیث متفق شدہ مصنف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام جو باوصاف وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہیں اور با علام و الہام و وحی خدا دعوی کرتے ہیں کہ میں خداوند تعالیٰ کیطرف سے ہوں ان کے بمقابل جو انسان خود رائے ہو اس کے دل میں سچائی کس طرح داخل ہو سکتی ہے۔

کبر را بگذار حق روشن ببین
دیدہ حق بین بپوش از کبر کین

(محمد فضل خان اسسٹنٹ ایڈیٹر)

تعبیر الرویا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں ایک زمین پر چلتا تھا کہ ایک چھوٹا سا سانپ رنگ میں سیاہی مائل کاسنی جیسا سیر اوس کا گردن کے قریب سے کچلا ہوا اور جیسا کہ جوتے سے کچلا ہوا ہے۔ میرے جوتے سے ٹھوکر کھا کر سامنے گرا دیکھا تو مردہ اور خشک ہو گیا تھا پھر زمین کی طرف خیال ہوا تو دیکھا کہ ارد گرد تمام زمین میں چوہوں نے زمین کھود کھود کر مٹی نکالی ہوئی ہے اور ان کے سوراخوں میں جو بکثرت ہیں سانپ اس طرح سے کہ ایک ایک سوراخ میں دو دو تین تین سانپ ہیں سر ان کے سوراخوں کے اندر ہیں اور باقی حصہ باہر رکھتے جاتے مجھے نہیں مردہ ہے تھا پھر میں نے ایک کو ہلایا تو ایک نے کچھ تھوڑی سی حرکت کی جس سے مجھے خیال ہوا کہ چوہوں نے ان کو پکڑ کر اپنے سوراخوں میں ڈالا ہوا ہے اور ان کو کھا رہے ہیں اور اندر لیجا رہے ہیں گے۔ فقط

خاکسار نواب علی شاہ احمدی کرناہ۔ علاقہ کشمیر

تاویل

سانپ اخلاق سفلہ نفسانیہ ہیں جو راہی کے نفس سے زائل ہو رہے ہیں اخلاق متضادہ جو مشابہ چوہوں کے ہیں اخلاق سفلہ کو کھا رہے یعنے زائل کر رہے ہیں اور ان کو قابو کر رکھا ہے خواب میں سانپ کی دو ہی طرح تعبیر آتی ہے (۱) کوئی خارجی دشمن (۲) انسان کا اندرونی دشمن نفس جو سارے جہان کے دشمنوں سے سخت ہے اس خواب میں سانپوں سے مراد نفسانیہ شہوات اور شیاطین [illegible] زیر و زبر ڈال رہے ہیں۔ اور راہی کا نفس اصلاح پذیر ہو رہا ہے اگر خواب میں بہت سے سانپ یا ایک ہی سانپ کئی سروں والا دیکھا جاوے تو اس سے مراد اکثر اوقات انسان کو اپنے نفس کی حالت کیطرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

قصہ نفس ار بپرسی اے پسر
قصہ دوزخ بخوان با ہفت در
نفس انسان از وبلائے ہائل است
لیک بازہم بروجودش نائل است

(محمد فضل اسسٹنٹ ایڈیٹر)

الحکم عنداللہ

نبی بخش صاحب رام نگر ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ میری نظر کمزور ہے میں اخبار پڑھ نہیں سکتا میرے نام جو پرچہ آتا ہے وہ کسی اور کے نام عنداللہ جاری کیا جاتا ہے۔

ہم صاحب موصوف کی رائے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے ان کی علمی خیرات کو وسیع کرنے کیلئے اتنا کرتے ہیں کہ اگر کوئی دو صاحب اڑھائی اڑھائی روپیہ قیمت بھیج دیں تو باقی کی اس رقم سے کہ پوری کر دیجائیگی۔ اور اخبار ایک کی بجائے دو آدمیوں کو مل سکیگا۔

استفسار و جواب

زوجہ مفقود الخبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۳ اکتوبر ۱۹۰۴ء الحکم میں مفقود الخبر کی زوجہ کی نسبت جو فتوے آپ نے تحریر فرمایا ہے اسکی زیادہ تشریح و توضیح مطلوب ہے یہ امر واضح نہیں کیا گیا کہ مفقود الخبر کی زوجہ کتنی مدت کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے ایسا وقوعہ میرے وہ میں خاص کر زیر بحث اور موجود ہے لہذا معروض ہے کہ عنداللہ بصراحت تمام معہ آیات قرآن و حدیث شریف وغیرہ جو کچھ معلومات ہوں الحکم کے ذریعہ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں والسلام جملہ جماعت احمدیہ کو السلام علیکم۔

راقم عاجز ملک عادل شاہ و مدار شاہ احمدی از مقام ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

خریدار الحکم نمبر

السلام علیکم۔ نکاح زوجہ مفقود الخبر والے مسئلہ پر کسی آئندہ پرچہ الحکم میں روشنی ڈالیں ایک احمدی نے نکاح کرنا ہے اور قبل ازیں عورت کا خاوند ۱۸ سال سے گم ہے

راقم ضیاء الدین بحکم چوہدری سجاول خان۔ جگراؤن

جواب! گمنام شخص کی عورت چار سال انتظار کرے

واضح ہو کہ مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق جو فتویٰ نوے سال تک کے انتظار کرنیکا مشہور ہے وہ متاخرین میں سے کسی کی غلطی سے بعض کتب میں داخل ہو گیا جو سراسر قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و عقل و مشاہدہ و اصول فقہ کے برخلاف ہے اور اسکی کوئی سند نہیں اس غلط ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اس میں ایسی شرط رکھی گئی ہے جو بالعموم انسانی طاقت سے بڑھی ہے شاذ و نادر ہی مرد و عورت نوے سال تک زندہ رہ سکتے ہیں مفقود الخبر کی زوجہ کا نوے سال تک انتظار گویا مرنے تک اوس کو نکاح ثانی سے ممانعت بتائی گئی ہے اور یہ بات قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و فقہائے عظام کے برخلاف ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذالک فقد ظلم نفسہ

ترجمہ۔ حاصل مطلب یعنے عورات کو جب تم طلاق دے چکو یا ان کے خاوند مر جاویں اور انکی عدت کی میعاد گذر جاوے یا ان کے خاوند مفقود الخبر ہو جاویں جنکی زندگی کی خبر کئی سال سے نہ پہنچے تو عورت کو یا ان کے والیوں کو نکاح ثانی کی خواہش ہو تو مت روکو کیونکہ ایسے حال میں عورات کو نکاح سے روکنا عورات اور ان کے والیوں کے حق میں مضر ہے اور اگر تم ان کو نکاح سے روکو گے تو حد زوالی سے تجاوز کرنے کے مستوجب ٹھہرو گے اور جس نے ایسا کام کیا اوس نے اپنا ہی برا کیا۔

بخاری مطبوعہ مصر صفحہ جلد سوم میں لکھا ہے وقال الزھری فی الاسیر یعلم مکانہ لا تتزوج امراتہ ولا یقسم مالہ فاذا انقطع خبرہ فسنۃ سنۃ المفقود۔

ترجمہ۔ زہری فرماتے ہیں کہ جس قیدی کا مکان زندان معلوم ہو اوس کی عورت کسی سے نکاح نہ کرے اور اس کا مال تقسیم نہ کیا جاوے اور جب اوسکی خبر منقطع ہو جاوے تو وہ گم شدہ قرار دیا جاوے اور ایسے شخص یعنے گم شدہ کی زوجہ کچھ سال کا انتظار کرے۔

اعلام الموقعین جلد اول صفحہ ۱۶۱ میں حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قد ثبت عن عمر ابن خطاب انہ اجل امراۃ المفقود اربع سنین وامرھا ان تتزوج فقدم المفقود بعد ذالک فخیرہ عمر بین امراتہ وبین مھرھا۔ وقد قال بعض المتاخرین من اصحاب احمد ان مذھب عمر فی المفقود یخالف القیاس والقیاس ان زوجۃ القادم بکل حال الا ان نقول الفرقۃ تنفذ ظاھرا وباطنا فتکون زوجۃ الثانی بکل حال وغلا قول بعض المخالفین لعمر فی ذالک فقالوا لو حکم حاکم بقول عمر فی ذالک لنقض حکمہ لبعدہ عن القیاس وطائفۃ ثالثۃ اخذت ببعض قول عمر وترکوا بعضہ فقالوا اذا تزوجت ودخل بھا الثانی فھی زوجتہ ولا ترد الی الاول وان لم یدخل بھا ردت الی الاول۔ قال شیخنا

من خالف عمر لم يهتد إلى ما اهتدى إليه عمر ولم يكن له من الخبرة والقياس مثل خبرة عمر وهذا إنما يتبين وهو وقف العقود إذا تصرف الرجل في حق الغير بغير إذنه هل يقع باطلا أو موقوفا على إجازته فيه قولان مشهوران هما روايتان عن أحمد إحداهما أنها تقف على الإجازة وهو مذهب أبي حنيفة ومالك رحمهما الله تعالى والثانية أنها لا تقف وهو أشهر قولي الشافعي وهذا في النكاح والبيع والإجارة وظاهر مذهب أحمد التفصيل وهو أن المتصرف إذا كان معذورا لعدم تمكنه من الاستئذان وكان به حاجة إلى التصرف وقف العقد على الإجازة بلا نزاع عنده وإن أمكنه الاستئذان أو لم تكن به حاجة إلى التصرف ففيه نزاع فالأول مثل من عنده أموال لا يعرف أصحابها كالغصوب والعواري ونحوها فإذا تعذر عليه معرفة أرباب الأموال ويئس فإن مذهب أبي حنيفة ومالك وأحمد يتصدق بها عنهم فإن ظهروا بعد ذلك كانوا مخيرين بين الإمضاء والتضمين وهذا مما جاءت به السنة في اللقطة فإن الملتقط يأخذها بعد التعريف ويتصرف فيها ثم إن جاء صاحبها كان مخيرا بين إمضاء تصرفه وبين المطالبة فهو تصرف موقوف لما تعذر الاستئذان ودعت الحاجة إلى التصرف وكذلك الموصي بما زاد على الثلث وصية موقوفة على الإجازة عند الأكثرين وإنما يجيزون بعد الموت فالمفقود المنقطع خبره إن قيل إن امرأته تبقى إلى أن يعلم خبره بقيت لا أيما ولا ذات زوج إلى أن تبلغ من القواعد أو تموت والشريعة لا تأتي بمثل هذا فإذا أجلت أربع سنين ولم يكشف خبره حكم بموته ظاهرا فالصواب ما قضى به أمير المؤمنين عمر ابن خطاب وخلفاء الراشدون رضي الله تعالى عنهم في المفقود الخبر وزوجته قال شيخنا وقد تأملت من هذا الباب ما شاء الله فرأيت الصحابة أفقه الأمة وأعلمها۔

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے گمنام کی عورت کی میعاد انتظار چار سال ٹھہرائی تھی اور عورت کو حکم فرمایا کہ چار سال کے بعد نکاح کر لے پھر اس کے بعد اوس کا گمنام خاوند آ گیا تو حضرت عمر نے اوس کو اس کی عورت اور مہر کے درمیان اختیار دیا کہ یا عورت لے لو یا مہر اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ گمنام کے بارہ میں حضرت عمر کی رائے خلاف قیاس ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ وہ بہرحال پہلے خاوند کی عورت ہو مگر ہم (ابن قیم) کہتے ہیں کہ جدائی کا حکم ظاہر و باطن نافذ ہو سکتا ہے پھر جب عورت کی جدائی پہلے خاوند سے ہو چکی تو وہ بہرحال دوسرے کی عورت ہے۔ بعضوں نے حضرت عمر کی اس امر میں سخت مخالفت کی اور کہا کہ اگر کوئی حاکم اس امر میں حضرت عمر کے قول پر حکم کرے تو وہ ٹوٹ جاوے گا اور قیاس ہونے کے باعث قابل اعتبار نہیں۔ اور تیسرے گروہ نے حضرت عمر ابن خطاب کی کچھ بات پر عمل کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جب دوسرے کے نکاح میں عورت آ گئی اور وہ دخول کر چکے تو وہ دوسرے خاوند کی عورت رہی اور پہلے کو نہ دی جاوے اور اگر دوسرے نے دخول نہیں کیا تو پہلے خاوند کو دی جاوے۔

ہمارے شیخ (یعنی شیخ ابن تیمیہ) نے کہا ہے کہ جس نے حضرت عمر ابن خطاب کی اس رائے سے خلاف کیا اوس نے غلطی کی۔ اور صحیح بات کو نہ پایا۔ اون کی دانش و قیاس حضرت عمر کی دانش و فہم قیاس کی طرح نہیں ہے یہ بات قاعدہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے مال میں بغیر اس کے اذن کے تصرف کرے تو آیا اوس کا تصرف اسکی اجازت پر مردود و موقوف ہو سکتا ہے یا نہیں اسمیں دو روایتیں امام احمد حنبل سے مشہور و معروف ہیں۔ پہلے یہ کہ تصرف اجازت پر موقوف ہے اور یہ رائے حضرت امام ابی حنیفہ و امام مالک کی ہے دوسری روایت یہ ہے کہ اجازت پر موقوف نہیں ہے اور یہ بات شافعیؒ سے مشہور و معروف ہے اور یہ بات نکاح اور بیع اور اجارہ میں ہے احمد حنبل کی اسمیں یوں تفصیل آئی ہے کہ جب تصرف کرنے والا اذن طلب کرنے سے معذور ہوا اور اس کو تصرف کرنے کی حاجت ہو تو یہ عقد اجارہ پر اوس کے نزدیک بلا نزاع جائز ہے اور اگر اذن لینا ممکن ہو یا تصرف کرنے کی حاجت نہ ہو تو اس میں نزاع ہے۔ پس پہلا مسئلہ یوں ہے کہ کسی شخص کے پاس کسی کا مال ہو اور صاحب مال معلوم نہ ہو۔ تو جب صاحب مال کی شناخت و پہچان ناممکن ہو اور اس کے دریافت سے ناامیدی ہو تو حضرت امام ابی حنیفہ و مالک و احمد کہتے ہیں کہ وہ بطور صدقہ کسی کو دیدینا چاہئے اور اگر صدقہ کرنے کے بعد صاحب مال آ جاوے تو اجازت اور ضمانت پر اس کو اختیار ہے یعنے یا صدقہ کی جازت بحال رکھے یا صدقہ کر دینے سے اتنا مال لے لیوے۔ افتادہ یعنے کسی کی گری ہوئی چیز کے ملجانے کے بارے میں احادیث میں یوں ہی آیا ہے افتادہ چیز کے پانیوالا اوس چیز کو معروف و مشہور کر کے اٹھا لیوے اور تصرف کرے پھر جب افتادہ چیز کا مالک آوے تو اس کو اجازت تصرف اور مطالبہ میں اختیار دیا گیا ہے پس یہ تصرف اوس وقت جائز ہے کہ جب اذن لینا مشکل ہو اور تصرف کی ضرورت ہو۔ اور ایسا ہی ثلث سے زیادہ وصیت کرنیوالے کی وصیت بہتوں کے نزدیک اجازت پر موقوف ہے۔ اور یہ وصیت موت کے بعد جائز رکھتے ہیں پس گمنام آدمی جس کی خبر منقطع ہو اگر کوئی کہے کہ اوس کی عورت اس کے گمنام خاوند کی خبر معلوم ہونے تک منتظر رہے تو اس حالت میں وہ عورت مرنے تک نہ بیوہ اور نہ شوہردار رہتی ہے اور شریعت اسلامیہ نے ایسی بات کو ناجائز رکھا ہے۔ پس جب اسکی عورت چار سال منتظر ٹھہرائی جاوے اور گمنام کی کوئی خبر نہ ملے تو بظاہر اوس کی موت کا حکم نافذ ہونا چاہئے۔

پس گمنام اور اوسکی زوجہ کے بارے میں صحیح وہ بات ہے جس کا فتوےٰ حضرت عمر ابن خطاب نے دیا اور خلفاء الراشدین نے اس پر عملدرآمد کیا ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس امر میں میں نے بہت فکر کیا اور صحابہ کرام کو ساری امت کے لوگوں سے زیادہ سمجھدار و عالم پایا۔

موطا امام مالک صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ فخر المطابع دہلی میں لکھا ہے۔

عن مالك عن يحيى بن سعيد ابن المسيب ان عمر ابن الخطاب قال أيما امرأة فقدت زوجها فلم يدر أين هو فإنها تنتظر أربع سنين ثم تعتد أربعة أشهر وعشرا ثم تحل۔

ترجمہ۔ امام مالک ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا ہے جس عورت کا خاوند گم ہو جاوے اور اس کی خبر نہ ہو وہ عورت چار سال تک اوس کا انتظار کرے پھر چار سال کے بعد چار ماہ دس دن عدت میں رہے پھر نکاح کر لے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اسی فتوے پر عمل درآمد رہا ہے اور آجکل کے سمجھدار لوگ بھی اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ والسلام (عاجز ...)

(... مدینہ منورہ میں کس تاریخ کو داخل ہوئے اور کس کے مکان پر اترے تھے)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود دوشنبہ کے دن اٹھا کر رکھا ہجرت بھی دوشنبہ کے دن کی اور انتقال بھی دوشنبہ کے دن ہوا۔

جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز مدینہ ہوئے وہ دن دوشنبہ کا تھا بارہ تاریخیں ربیع الاول کی گذر چکی تھیں آفتاب قریب زوال پہونچ گیا تھا اہل مدینہ خبر تشریف آوری سنکر بغرض استقبال آئے تھے لیکن آفتاب کے قریب زوال ہو جانے سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آ رہے تھے اس اثنا میں آنحضرت صلعم کو معہ ابو بکر صدیقؓ کے ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھکر اس طرف دوڑ پڑے آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سلام بن خیثمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثوم بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور ابو بکر صدیقؓ بنو الحرث میں الخزرج میں حبیب بن اساف یا بخیال بعض خارجہ بن زید کے مکان پر مقیم ہوئے دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ پنجشنبہ تک آنحضرت صلعم قبا میں مقیم رہے اور اسی اثنا میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی جمعہ کے دن نماز آپ نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جسکو آپ نے بطن وادی میں ادا کیا۔ بنو سالم بن عوف نے آپکو ٹھیرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپ نے یہ فرمایا کہ میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائیگی وہیں میں ٹھہروں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے چنانچہ آپ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار رضی اللہ عنہم آپکے پس و پیش یمین و یسار چلے۔ ہر شخص کے دل میں یہی آرزو تھی کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر ٹھیرے ہر متنفس اسیکی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہونچا اور ان لوگوں نے ناقہ کا مہار پکڑنا چاہا آپ نے فرمایا دعوها فإنها مأمورة یعنی اس کو چھوڑ دو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے مامور ہے پھر آپ کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گذر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کے مہار پکڑنے کا قصد کیا یعنی سعد بن عبادہ و منذر بن عمرو بھی تھے آپ نے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی خاموش اور اسیکی نظروں سے ناقہ کو دیکھنے لگے۔ بعد اس کے بنو حارث بن الخزرج کیطرف گذر ہوا یہاں سعد بن الربیع و خارجہ بن زید و عبد اللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کیا پھر ناقہ بنو حارث بن الخزرج سے نکلکر بنو عدی بن النجار (عبد المطلب کے ننہیال) میں پہونچا ان لوگوں سے بھی آپ نے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے تا آنکہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں بیٹھ گیا جہاں کہ اسوقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے ابن مالک کے اون دونوں دو لڑکے سہل و سہیل تھے جو معاذ بن عفراء کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ مقام کوئی مسجد نہ تھا بلکہ کھنڈر اور چند درخت کھجور کے تھے اور مشرکین کی قبریں تھیں اور مربد (چارپاؤں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپ ناقہ پر سے نہ اترے تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دیر دور چلکر لوٹا اور اسی مقام پر آ کر پھر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا آنحضرت ناقہ سے اترے۔ ابو ایوب آپ کا اسباب جو کچھ تھا اپنے گھر اٹھا لے گئے اور آنحضرت بھی انہیں کے مکان پر ٹھیرے۔ مالکان مربد نے اس زمین کو آپکو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بقیمت خرید فرما لیا بعد ازاں آپ نے قبور مشرکین اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنیکا حکم دیا اور بنفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوگئے انصار و مہاجرین بھی بنانے میں شریک تھے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑے اور گارے سے بنائی گئی تھیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور شاخوں سے درست کی گئی۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مشن سکولوں کا خاص مقصد کیا ہے

مشن سکولوں کے اجرا سے مشنریوں کی کیا غرض ہے؟ اسکا نہایت صاف الفاظ میں مشنریوں کے منہ سے مل گیا ہے - اگرچہ اس سے پیشتر ہی عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ ان سکولوں کی غرض وغایت نوجوانوں کو عیسائی بنانا ہے لیکن پادریوں نے علی العموم اسکا صاف لفظوں میں کبھی اعتراف نہیں کیا بلکہ وہ تعلیم کو عام کرنا اپنا مقصد بتایا کرتے ہیں حال میں دہلی کی مشنری سوسائٹی نے اپنی سالانہ رپورٹ میں یہہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ مشن کے تعلیمی سلسلہ کی تنخواہیں قلیل ہیں اسلئے گریجوایٹ عیسائی ادہر متوجہ نہیں ہوتے اور مشن سکولوں میں تعلیم کا پیشہ اختیار کرنے سے بھاگتے ہیں اسکا علاج یہی ہے کہ فنڈ بڑھا کر معقول تنخواہوں پر لائق استاد سکولوں میں تعلیم دینے پر مقرر کئے جائیں تا کہ **اہل کو عیسائی بنانے کا کام کامیابی سے سرانجام پا سکے!**

یہہ ہے اصل غرض مشن سکولوں کے قیام و اجرا کی۔ وہ لوگ جو اپنی ذریت کو عیسائیت کے پنجہ سے بچانا چاہتے ہیں مشن سکولوں کو دور سے سلام کریں۔

آریہ سماج میں تین تیرہ

آریہ سماج میں خانگی جنگی کا پہوڑا جو اندر ہی اندر پک رہا تھا آخر وہ ناسور بن کر نکلا ہے - گھاس پارٹی اور ماس پارٹی کا جھگڑا پہلے ہی کچھ کم نہ تھا کہ اب مہاتما پارٹی میں تین تیرہ ہونے لگی - امرتسر کے اخبار تہکار کیا ہے آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے ایک جلسہ کی پروسیڈنگ لطور ضمیمہ شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک نزاعات باہم پیدا ہو گئی ہیں ان جلسہ کا یہی نتیجہ ہوا کہ مہاتما پارٹی کے لیڈر لالہ منشی رام صاحب کو آریہ سماج سے قطع تعلق کرنا پڑا - انکے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں آریہ سماج کے سدہانتوں میں کسی قسم کا شبہ پڑ گیا ہے یا وہ آریہ سماج کو پسند نہیں کرتے مگر وہ کسی مصلحت سے آئندہ آریہ سماج کے ممبر نہیں رہیں گے۔

لالہ منشی رام صاحب کا ایک قومی لیڈر ہونے کی حیثیت سے فرض تھا کہ وہ پبلک کو زیادہ تعجب میں نہ ڈالتے بلکہ صاف الفاظ میں اپنے قطع تعلق کے وجوہات پیش کریں اگرچہ انہوں نے اپنے اخبار ست دہرم پرچارک میں "تو برائے وصل کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی" کے عنوان سے ایک گونہ مضمون لکھا ہے جسکا مطلب در اصل بطن شاعر میں ہے اور یہہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ معزز معاصر **"ہندوستان"** نے بھی اسی قسم کی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ وہ **قطع تعلق** کی وجہ کے عنوان سے ایک نوٹ میں ظاہر کرتا ہے کہ یہہ شعر اپنی زبانی بول رہا ہے کہ مہاتما منشی رام جی حالات موجودہ میں اپنے وجود کو آریہ سماج کے اتحاد کی بجائے آریہ سماج کے نفاق کا موجب خیال کرتے ہیں اور چونکہ وہ نہیں چاہتے کہ انکی وجہ سے سماج میں نفاق پیدا ہو وہ اس پبلک ارگنیزیشن کی ممبری سے دست بردار ہوتے ہیں لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مہاشے موصوف باوجودیکہ سماج میں ہر کہ ومہ اون کی عزت کرتا ہے سماج میں نفاق پھیلانے کا موجب کیونکر ہو سکتے ہیں اس سوال کا جواب بھی آپ نے دیا تو ہے لیکن میرے **خیال میں واضح اور موثر نہیں ہے بلکہ حل طلب اور تشریح طلب اور پردہ پوشی اور رازداری کا پہلو لئے ہوئے ہے** - میری رائے اس جواب کے متعلق بہت مذکور کی ہے اسلئے لالہ منشی رام صاحب کا فرض ہے کہ اصلیت کو اخلاقی جرأت سے کام لیکر ظاہر کریں - جو جواب اس سوال کا لالہ منشی رام نے دیا ہے اوس کو بھی ہم یہاں درج کر دیتے ہیں۔

"جبکہ یقین ہو گیا کہ بہت سے بھائی محض میری شخصیت کے باعث اپنے دہرم سے پست ہو رہے ہیں تب تو سہن نہ ہو سکا اور میں نے دڑھ سنکلپ کر لیا کہ پنجاب کے آریہ سماجوں کی آرگنیزیشنوں سے قطع تعلق کر لوں مجھے یقین ہے کہ جب تک ان بھائیوں کو جو محض میرے آریہ سماج سے تعلق رکھنے کی وجہ سے دکھ محسوس کر رہے ہیں - یہ نتیجہ نہ ہو جائے کہ میرا آریہ سماج کی آرگنیزیشنز سے کوئی تعلق نہیں رہا - تب تک انکے ہردے شانت نہوں گے اس لئے میں سب بھائیوں کی اطلاع کے لئے اعلان دیتا ہوں کہ میں آج سے آریہ سماج کا ممبر نہیں ہوں۔"

خاموشی بہترین پالیسی ہے

روزانہ پیسہ اخبار میں اس عنوان سے ۲۸ اکتوبر کی اشاعت میں مسٹر سجاد حیدر بی - اے کے مضامین پر (جو انڈین ریویو الہ آباد میں شائع ہوئے ہیں) مسلمان اخباروں میں نوٹس لینے پر افسوس ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ملکر سخت افسوس ہوتا ہے - کہ مسٹر سجاد حیدر بی - اے نے مدینۃ الاسلام بغداد میں بیٹھے بیٹھے جو نئی اوپج کی لی تھی اور مسلمانان ہندوستان کی **ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی** سے بیزار ہو کر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مثل برہمو سماج کے اپنا جداگانہ فرقہ بنا لینے کی رائے دی تھی اسپر اکثر اسلامی معاصرین ضرورت سے زیادہ بحث کر رہے ہیں جس سے خواہ مخواہ اسکی وقعت بڑہتی ہے اور آزاد خیال اصحاب کو قیود مذہبی سے نکل جانے کا موقع ہاتھ آتا ہے جو مضمون اپنے بوجھ سے خود ہی دبا ہوا ہو اسکو سر اٹھانے کا موقع دینا گویا اپنے ہاتھ سے خود نقصان مول لینا ہے ایسی دور از کار تحریروں کے حق میں خاموشی بہترین پالیسی ہے۔

ہم نے پیسہ اخبار میں ان سطور کو نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار نے اس مشورہ اور رائے کے ظاہر کرنے میں کیوں ایسی "خاموشی بہترین پالیسی ہے" پر عمل نہ کیا - پیسہ اخبار کی تحریر صاف ہے اور اسکے سمجھنے میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی اسلئے ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ مسٹر محبوب عالم صاحب نے مسٹر سجاد حیدر بی اے کے مضمون کی در پردہ تائید کی ہے کیونکہ وہ ان مسائل مہم کو جو مسٹر سجاد حیدر نے اپنے مضمون میں پیش کئے ہیں برنگ دیگر ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی کہتا ہے - اور اسپر بحث کرنے کی عدم ضرورت خود مضمون کی گرانباری کی وجہ سے بتاتا ہے - ہم حیران ہیں یہ اخبار کا ایڈیٹر ہجوم افکار کی وجہ سے کیا کہہ رہا ہے کہ وہ بخیال خویش اسلام کی حمایت کر رہا ہے لیکن اوس کے الفاظ معزت رسان معلوم ہوتے ہیں - کیا پیسہ اخبار نہیں جانتا کہ اخفاء حق کرنے والا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان اخرس ٹھیرایا ہے۔

سجاد حیدر کے مضمون پر جسقدر بحث کی جائے وہ تھوڑی ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ جی کھول کر اس پر بحث کریں - ہم آزاد خیال لوگوں سے ایسے بدظن نہیں ہیں کہ وہ قبول حق سے خواہ مخواہ گریز کریں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے پر مصر ہوں اگر اون کو معقول طریق پر سمجھایا جاوے تو وہ سمجھ سکتے ہیں ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا انکو اور آئندہ ذریت کو ہلاک کرنا ہے پس اسلامی اخبارات جسقدر بھی ان مضامین پر لکھیں گے وہ کم ہے اور خاموشی بوقت گفتن خطرناک پولیسی ہے پیسہ اخبار آگے چلکر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اخبارات کے قیمتی کالموں کو ایسے مباحثوں سے پاک رکھنا چاہئے لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں اس قسم کے مضامین کثرت سے چھپ جاتے ہیں لیکن ایڈیٹر صاحب کثرت کار کی وجہ سے غور نہیں کر سکتے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہیں - اگر وہ چاہیں تو ہم اونکو ایک طویل فہرست ایسے مضامین کی دینے کو تیار ہیں۔

سوامی دیانند مہا بہارتی اسلام پر

امرت بازار پترکا میں سوامی دیانند مہا بہارتی کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ ربع صدی تک اسلامی شریعت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اگر تعصب کو بالائے طاق رکھکر اسلامی مسائل پر غور کیا جاوے تو ہم لوگ ہنود اور وشنو اس نفاق کو جو ہندو دہرم اور عرب کے بزرگ پیغمبر کے متبعین میں حد فاصل ہے دور کر کے **شعائر اسلام کے ذریعہ سے ہندوستان کو مرفہ الحال اور عقلمند بنا سکتے ہیں۔**

جزاک اللہ احسن الجزاء! ہمارے آریہ صاحبان ذرا وچار کریں -!!

سوئٹزرلینڈ میں مذہبی کانگرس

سوئٹزرلینڈ میں ۴ ستمبر تک ۵ استمبر سے لیکر ایک عالمگیر مذہبی کانفرنس رہی ہے ابھی تک اس کے مفصل حالات شائع نہیں ہوئے یا کم از کم ہم تک نہیں پہونچے - پارسیوں کی طرف سے دادا بہائی نوروزجی اس میں بطور ڈیلیگیٹ شریک ہوئے - اسلامک سوسائٹی لنڈن کی طرف سے بھی کوئی شخص اسلام کو ریپریزنٹ کرنے کے لئے گیا تھا - مذہب کی یہ عالمگیر تحریک اور مذاہب پر غور و فکر صاف کر رہی ہے - کہ یہہ مسیح موعود کے انفاس قدسیہ ہے جو اسلام کو جملہ مذاہب پر غالب کرنے آیا ہے۔

مزاروں کی پرستش کا خبط محض ہندوستانیوں کو ہی نہیں

پرچارک کہتا ہے کہ یورپ کے لوگ باوجود ہزار تالو ہمات کے ایشیا والوں کو عموماً اور ہندوستانیوں کو خصوصاً بت پرست کے نام سے پکارتے ہیں عیسائیوں کے رومن کیتھلک فرقہ کے پیرو جن کی تعداد کئی کروڑ ہے تمام بت پرست اور مردم پرست ہیں۔ اور اون سے بڑھکر گریک چرچ کے ماننے والے عیسائی ہیں زار روس اسی موخر الذکر فرقہ کے دنیاوی شہنشاہ ہیں - گذشتہ ایام میں جب اون کے فرزند ارجمند کی پیدائش پر خوشیاں منائی گئیں تو اس موقع پر ایک دلچسپ کہانی بھی سنائی گئی، جو خاص شہنشاہ روس کے اہل خانہ سے تعلق رکھتی ہے - زارینہ کو دو سال ہوئے خواب آیا تھا - کہ اگر بیتر کی اچھیا ہے - تو میری مزار میں سے پس ماندہ (مقدسات) اٹھا کر دوسری جگہ میں منتقل کر دو - تمہارے لڑکا پیدا ہو جائیگا - زارینہ نے یہ خواب زار کو سنایا اور بتلایا کہ یہ ذکر ایک سینٹ سے آیا ہے - جو کہ خواب میں میرے سامنے تھا لیکن میں اوس سینٹ کا نام بھول گئی ہوں - صبح ہوتے ہی زار نے حکم دیا کہ تمام سینٹوں کی تصاویر منگائی جاویں - جب وہ تصویریں شہنشاہ روس کی بیگم کے سامنے آئیں تو زارینہ نے سینٹ سیرف کو پہچانا - اسپر زار روس اور ملکہ دونوں اوس مزار پر پہونچے - اور کہدوا کر اوس سینٹ کی مقدسات نکلوائی گئیں - جس سے زارینہ کے اب لڑکا پیدا ہوا اس حکایت پر ہزارہا روسی لوگ اپنی مرادوں کے لئے سینٹ سیرف کے مزار پر جا رہے ہیں تو ہمارے کسی خاص ملک یا فرقہ کے مدنظر میں نہیں آئے بلکہ جہاں مذہبی امور کی کھوج اور تحقیقات کرنے میں کفر سمجھا جاتا ہے وہاں ہی آئے دن اس قسم کے کمزور خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شموئیل علیہ السلام کی قبر جو بیت المقدس کے قریب ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے اور مرور ایام سے خستہ و شکستہ ہو گئی ہے اور لوگ وہاں زیارت کے لئے بکثرت آتے ہیں اسکی مرمت کی جاوے اس مزار کے متعلق ایک مدرسہ بھی ہے اسکی بھی توسیع ملحوظ ہے اسلئے دونوں کے مصارف کا اندازہ ایک لاکھ پچاس ہزار قرش کیا گیا ہے تجویز ہے کہ ۹۸ ہزار قرش خزانہ عامرہ سے دئے جاویں - اور باقی باون ہزار خزانہ اوقاف سے۔

لنڈن میں عالی شان مسجد بننے کی خبریں پہلے بھی پہونچ چکی ہیں

احمدی جماعت کی خاص توجہ کے قابل

سود سے بچنے کی کوئی تدبیر ضرور ہونی چاہئے

جناب امام ہمام علیہ السلام سے مختلف بھائیوں نے مختلف پیرایوں میں سود کی نسبت استفسار کیا۔ مگر حضور پرنور نے یہی فرمایا کہ کسی صورت میں بھی (خواہ کیسی ہی مجبوری ہو) سود لینے یا دینے کی اجازت نہیں۔ اور میرے خیال میں یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے حضرت اقدس کے صادق ہونے پر۔ کہ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور قرآن مجید کی کس قدر عظمت آپ کے دل میں معرفت منزل میں ہے۔ کہ ایک ذرا سی تبدیلی بھی ان احکام میں جائز نہیں رکھتے۔ اس پر بھی بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ اپنا علیحدہ مذہب نکالنا چاہا ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے۔ جو احمدی بنتا ہے۔ عموماً اس کے بھائی۔ بہن۔ ماں۔ باپ۔ خویش۔ اقارب آشنا۔ احباب اس سے منہ پھیر لیتے ہیں بجائے اس کے کہ کچھ فائدہ پہنچائیں اس کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے میں ساعی ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ذرائع امداد میں فرق آجاتا ہے۔ حالانکہ ضرورتیں اسی طرح شامل حال رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں روپیہ کے قرض لینے کی بڑی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ مگر روپیہ نہیں مل سکتا۔ جب تک کہ سود دینے کا وعدہ نہ کرے جو ناجائز ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ بیچارا احمدی کیا کرے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے متقی بندہ کی ضرورتوں کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی مخرج پیدا کر دیتا ہے مگر پھر بھی ہمیں صرف توکل سے کام لینے کی بجائے کچھ تدبیر سے بھی کام لینا چاہئے۔ کیا آپ اتنا نہیں کر سکتے (ضرور کر سکتے ہیں!) کہ قرض حسنہ دینے والی ایک کمیٹی قایم کر دیں جس کے ذریعہ سے ہر ایک احمدی اپنی ضرورت صحیحہ کے لئے روپیہ لے سکے اور پھر اسے ایمانداری اور دیانت سے ادا کر دے اور

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

کے مطابق لئے ہوئے سے زیادہ بھی دیدیا کرے مگر یہ شرط نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس طرح سے سود بن جائے گا۔ میں نے تحریک کر دی۔ اب اس تجویز کو عملی صورت میں لانا آپ صاحبوں کا کام ہے۔ والسلام علیکم۔ (احمدی گجراتی)

البشریٰ

کچھ عرصہ گذرتا ہے آپ نے اپنا قابل قدر قیمتی اور مفید خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ عربستان میں تبلیغ کا کام البشریٰ سے (عربی رسالہ ماہواری) سے لیا جائے۔ جہانتک مجھے علم ہے قوم نے بڑی خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ ایسے اسباب پیش آگئے کہ آپ اس تجویز کو عملی لباس نہ پہنا سکے۔ اب میں آپ کو یاد دہانی کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں کہ یہ رسالہ ضرور جاری ہونا چاہئے۔ ایک کالم میں عربی اور ایک میں اوسکا ترجمہ فارسی۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل ہونے پر سیدنا المسیح الموعود کی دعاؤں کی برکت سے سب مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ مولوی محمد فضل خانصاحب آپ کو ایک اچھے عربی داں مل گئے ہیں اور بھی کئی بھائی عربی ادب سے واقفیت رکھتے بلکہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

(احمدی گجراتی)

(میرے دلچسپ سوالات)

سلام علیکم۔ میں بہت شکر گذار ہوں آپ کا۔ کہ میرے ضروری سوالوں کی طرف آپ نے توجہ مبذول فرمائی مگر گستاخی معاف۔ ابھی وہ سوالات ٹھیک طور سے حل نہیں ہوئے چند شبہات باقی ہیں۔ ان کو بھی دور فرمائیے۔

پہلے سوال کے جواب کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں نے آپ سے یہ دریافت نہیں کیا کہ مسیح موعود (روحی فداہ) بعض انبیاء سے افضل ہے یا نہیں۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے اور میرے پاس اس عقیدہ کی نسبت کئی دلیلیں ہیں۔ بلکہ ابن سیرین سے بڑھ کر خود امام الوقت علیہ السلام کا قول ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

موجود ہے۔ مگر میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ ہم یہ کہنے کا حق بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ کہ مسیح موعود تمام انبیاء (علیہم السلام) (سوائے سید المرسلین صلعم) سے افضل ہے اور کن دلائل کی بنا پر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی زیر نظر رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کو بھی ہدایت کہا گیا ہے۔ بس۔ "افضلیت کا مسئلہ صاف الفاظ میں حل ہونا چاہئے۔ نہ کہ آپ ان کا مرتبہ خود سمجھ سکتے ہیں" ایسے الفاظ سے!۔

دوسرا جواب جنوں کے متعلق ہے آپ نے ثابت کیا ہے کہ یہ جن بھی جنس انس ہے۔ جزاک اللہ۔ مگر قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ سے مراد بدوؤں کا ایک گروہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اسی سورۃ میں اس آیت سے آگے أَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ اور پھر أَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝ اور أَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ لاہم پڑھتے ہیں کیا وہ بدوی آسمان کی طرف جاتے اور انہی پر شہاب ثاقب پڑتے تھے۔

آپ نے ایک ایسی مخلوق کا ذکر تو کیا ہے جو ہماری نظر سے غایب ہے مگر وہ جن تو سب کے سب آپ نے شیطان بنا دئے! نظر برین وجوہات یہ جواب کی مزید توجہ کا خواستگار ہے۔

تیسرا سوال اسقدر بے پروائی سے ٹالا جانے کے قابل نہ تھا۔ حضرت من! لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ اٹل ہے جبھی تو میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ بہاء اللہ بعد از دعوے وحی چالیس سال تک زندہ رہا۔ اور اوسکی کل عمر اسی سال ہوئی۔ یہ تحقیق کر لیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قایم رہا اور ۱۲۶۹ھ میں اس نے دعوے کیا۔ نہ کہ اخیر عمر ۱۳۰۱ھ میں۔ اور وہ باب کا خلیفہ نہیں تھا۔ بلکہ باب نے تو بتایا کہ اس کا ظہور مجھ سے اعلےٰ ہے جو کام میں نے نہیں کیا۔ وہ کریگا۔ باقی رہا اس کے اعتقادات کا پتہ نہ چلنا۔ سو اسکا یہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔ فی الحال ہم اس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ پھر دوسری باتوں کا بھی اظہار ہو جائے گا۔

(احمدی گجراتی)

بے جا الزام

مرزا حیرت کے متعلق آپ نے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے۔ بہت خوب لکھا ہے۔ مگر میں آپ سے اتنا کہنے کی اجازت مانگتا ہوں۔ کہ اول ناظرین کرزن گزٹ اپنا یہ تو اطمینان کر لیں کہ مرزا حیرت ان سے ہم عقیدہ بھی ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس سے صرف اس لئے ناراض ہیں کہ فرماتے ہیں مسیح فوت ہو گیا۔ اور میں مسیح موعود ہوں۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کیا مرزا حیرت خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کر سکتے ہیں کہ واقعی انکا یہ عقیدہ ہے کہ ابن مریم (علیہ السلام) فوت نہیں ہوا بلکہ بجسد عنصری آسمان پر آج تک زندہ موجود ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جناب حیرت ہرگز ایسا نہیں کرینگے۔ ہاں یہ لکھدیں تو لکھدیں کہ تفاسیر میں ایسا لکھا ہے۔ مگر ہم تفاسیر کی نہیں پوچھتے ہم تو ان کا اعتقاد دریافت کرتے ہیں۔ پھر مولوی حیرت صاحب سے سوال ہے کہ آیا وہ ان احادیث کے ظاہری معنے لیتے ہیں یا نہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ ابن مریم آخر زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور اس سے پہلے ایک مہدی آئیگا جو جہاد کریگا اس سوال کا جواب بھی آپ نہیں دینگے اگر دینگے تو گول مول۔ غرض ناظرین گزٹ پہلے ان دونوں سوالوں کا جواب لیکر دریافت تو کریں کہ آیا وہ جس شخص کی تحریروں پر خوش ہو رہے ہیں وہ ان کا ہم مشرب بھی ہے یا نہیں۔ اسکے بعد ہماری عرض ہے کہ مہربانی فرما کر مولوی حیرت اگر حیات مسیح کے قایل ہیں۔ تو جو دلائل وہ رکھتے ہیں۔ پیش کریں اور وفات مسیح کے بارہ میں جو ثبوت دئے گئے ہیں ان کا رد کریں۔ اور بحث کو علمی صورت میں لائیں یہ کیا؟ کہ ادھر ادھر کی باتیں بنا کر دو صفحے سیاہ کر دئے جائیں کیا کوئی شخص بتلا سکتا ہے کہ آج تک کوئی بھی ایسا مضمون نکلا ہے جسمیں کوئی علمی بات ہو۔ صرف بے جا الزام ہیں۔ جیسے لکھ دیا۔ "جو شخص طاعون کی بیماری سے مرتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے"

اور میرا مرید بھی طاعون کی ... سلسلہ ... اب خدا کو حاضر ناظر جان کر خود ہی ... حضرت امام الوقت نے یہ عبارت لکھی ہے۔ اگر لکھی ہے تو حوالہ پیش کرو۔ ہم آپ کی قتمندی کے مقر ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ بجز اس کے کہ افسوس کریں کیا کر سکتے ہیں؟ پھر یہ اعتراض ہے کہ اپنے نام کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں۔ افسوس ان کو مسیح موعود کی شان کا پتہ نہیں۔ ذرا کتب احادیث دیکھئے اور قرآنی آیات پر تدبر کیجئے۔ پھر یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔

آخیر پر یہ لکھ کر اس تحریر کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ مولوی حیرت کئی بار یہ بات لکھ چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہم کو یہ جواب دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب کو (جہاں تک میں خیال کرتا ہوں) یہ معلوم بھی نہ ہو۔ کہ مرزا حیرت ہمارے برخلاف کچھ لکھ رہا ہے! اور ذرا غور کریں تو صاف کھل جائے کہ حضرت اقدس کو آپ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ ان کی کسی بات کو کسی آیت یا حدیث سے آپ نے رد کر کے نہیں دکھایا۔ اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ ایک صاحب کرزن گزٹ میں سوال کرتے ہیں کہ مولوی سید محمد احسن امروہوی تا حال مرزا صاحب کے حواریوں ہی میں شمار ہیں یا مستعفی ہو چکے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھلا جس شخص نے ابتدا سے اس سلسلہ کی تائید اپنے پر فرض خیال کی اور جسکا ایمان تقلیدی ایمان نہ ہو بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ ہو اور پھر خاص اصول مناظرہ کی پابندی سے بہت سی لاجواب کتابیں تصنیف کر چکا ہو۔ جنکا جواب آج تک کسی سے نہیں ہو سکا وہ کس طرح ممکن ہے کہ مستعفی ہو جائے۔ کچھ تو خیال کرنا چاہئے ہم نہیں سمجھ سکتے اس قسم کے سوالات سے کیا مقصود ہے۔

احمدی اور ہم

سود سے بچنے کی تجویز

ہمارے مکرم احمدی گجراتی نے اس عنوان کے ماتحت جس ضرورت کو محسوس کیا ہے لاریب ایک قومی ضرورت اور انسان کی تمدنی ضروریات میں سے ہی ہم اسکے متعلق سردست کچھ کہنا نہیں چاہتے بلکہ قوم کے سربرآوردہ اور اہل علم احباب کی رائے کے لئے سننے کے مشتاق ہیں۔

البشریٰ البشریٰ کے متعلق میرا عزم بالجزم ہے آمین یہی خیال جس کی قوم نے غیر معمولی خوشی کے ساتھ اسکا خیر مقدم کیا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ اس خدمت پر خادم مجھے کسقدر صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری قوم میں اکثر بزرگ عربی لکھنے کا اعلیٰ مذاق رکھتے ہیں لیکن پھر بھی مجھے خود اس فن میں دسترس رکھنی ضروری ہے۔ .... لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ قوم ان ضرورتوں کو خود محسوس کرے تاہم میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے کسی نہ کسی وقت کا میاب کر دیگا۔ میں اس وقت کا انتظار کرتا ہوں جب مولیٰ کریم مجھے اس مبارک کام کے آغاز کی توفیق دے۔ بزرگان ملت کو بھی اس طرف اس وقت تک توجہ نہیں ہو سکتی جب تک کوئی محرک موجود نہ ہو۔ علاوہ بریں میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس سے پہلے جو کام ایڈیٹر الحکم قوم اور ملت کی خدمت کے رنگ میں کرنا چاہتا ہے نہیں باقاعدگی کا رنگ اختیار کرے یعنی الحکم باقاعدہ ہو جاوے اور تفسیر القرآن باقاعدہ ہو جاوے۔ اور یہ امور منحصر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل اور قوم کی توجہ پر۔ +

دلچسپ سوالات کے جوابات اور آپ کے مزید شبہات پر مزید روشنی کا التماس انشاء اللہ جلد تر کوشش کی جاوے گی +] **حیرت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ** ہم نے ارادہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکی حیرت انگیز ان تحریروں پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اس نے شائع کی ہیں نوٹس لیں اور انشاء اللہ حتی الوسع جلد ممکن ہو گا ایک مسلسل سلسلہ اسکے متعلق شروع کیا جائیگا حیرت صاحب آپ کے سوال کا ...

عجیب و غریب مذہبی کتابین

(دفتر الحکم سے ہی ملسکتی ہین)

ازالہ اوہام۔ ہر دو حصہ (یہ لاثانی کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے مین ... کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کلام ... اور ... نمونہ نمبروار توڑ لے ہے) قیمت عہ

آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے ... خصوصیت کے ساتھ ... نیوگ کے ... نتائج لوگون کو دکھائے اور آریہ کے ان اعتراضون ... کا جواب ... جو وہ اسلام پر کرتے ہین قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے ... تیسری دفعہ چھپا ہے قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول ... [illegible] ... قیمت ...

فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلم معجز نشان سے نکلا ہے۔ قیمت ... ۳ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب ... قیمت ۴ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تحریر کیا تھا اور چند عقائد پیش کرتے تھے اسکا کافی اور وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک کے پاس ہونی چاہیے قیمت ۸ر

شمس بازغہ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ...... عہ

تفسیر سورہ تبت۔ سورہ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضونکا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر۔ قیمت ۲ر

سوال السبیل نمبر ۲۔ ایک ہندوستانی مولوی خط و کتابت ... ار

فک الشبہات امرتسری مولوی کے اعتراضونکا جواب قیمت ۱ر

رد نسخ و شیعہ۔ حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر ... [illegible] ... عجیب ... فرمائی ہے ... مخطوط ... ہر پڑھنے والا ...

بھیجے گئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکی قبولیت ہوئی ہے۔ قیمت ...... عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ اسی طرز اور طریق پر ... چھپا ہے قیمت ... عہ

تفسیر القرآن پارہ سوم بطور رسالہ ماہوار۔ یہ تفسیر پارہ اول کی تفسیر کے بعد اصرار پر بطور رسالہ ماہوار طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن معدودے چند تحریر ہوئے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آگئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے۔ گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ر۔ سالانہ قیمت عہ

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اسی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر

رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء۔ دار الامان مین سنہ ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے نہین زبردست تقریرین بیان فرمائین بعد حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے اور معارف پر اچھوتے لیکچر دیئے۔ یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر کی ایک قابل دید انٹروڈکشن لکھا ہے قیمت عہ

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنہ ۱۸۹۸ء مین قادیان مین ایک **جلسہ طاعون** سے متعلق کیا گیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی ... کا اظہار ... اور جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تقریرین کا مجموعہ۔ قیمت ۳ر

اصلاح النظر حضرت حکیم الامۃ ... [illegible]

ایکدیسک عنوانات متعلقہ نمبر دوم کا جواب جسکو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی قیمت عہ

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار ... وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ... ۸ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ... ۸ر

شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۱ر

دعوۃ الحق نمبر ۱-۲۔ انجیل کی حقیقت قیمت ... ۸ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

التصحیح (اشعار مین حضرت مسیح موعود کے خوارق و نشانات) قیمت عہ

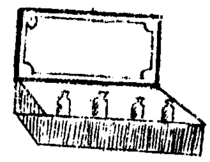
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ...... ار

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہین قیمت ۳ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور



اعلیٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر۔ طلسمی اور علمی معنویات ... کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چار عدد شیشی ... بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام خونی اور جلدی بیماریون کو جڑ سے دفع کرتی اور ... شیشی نمبر ایک جوہر ... شیشی نمبر ۲ ... من ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال مین مرد اور عورت لڑکے بچے اور بوڑھے سب کو ... [illegible] ... **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** ... [illegible]

[illegible]

... اکسیر ہے قیمت فی بکس ... علاوہ ان کے ... [illegible] ... مخصوص عورتون کیلئے ہر مرض کی دوا مین اس دواخانہ مین موجود ہین جن کا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان مین نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے ... ملاحظہ فرمایئے جسمین کل دواؤنکی تفصیلی حالات و طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہین آپ اپنا پتہ و نام ... صاف لکھئے ... **نوٹ** ... ہندوستان کیلئے اشاعت ... ہر جگہ ایجنٹونکی ضرورت ہے ...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال تقیمگنج شہر بنارس

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

انه اوی القریه

الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

دوا مین شفا مین غرض دارالامان مین | چہرہ کرم با نگرانی جہاد رقادیان مین

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد (۸) | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر (۴۰)

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تہا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹہاتا ہے اور اپنا نام غازی رکہتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور ...

غیر مذاہب والون سے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم
آمدنی والے لوگون سے

ملفوظات مین سے کچھ

تین عیسائیونکی ملاقات

آج تین عیسائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ ایک نوجوان تہے جو کہ ایک صاحب کے بیٹے تہے اور باقی مین سے ایک صاحب ڈاکٹر صاحب تہے۔ جو کہ ضعیف العمر تہے۔ اور ایک قاضی صاحب پشاوری جوان مرد تہے ایک صاحب انمین سے وہ تہے۔ جنہون نے تحقیق مذاہب کی بنا پر نیازمندانہ طور پر حضرت اقدس سے کسی زمانہ مین خط وکتابت کی تہی جسکی وجہ سے کمال شوق حضور علیہ السلام کی زیارت کا تہا۔

خانقاہون مین سے ایک مشہور خانقاہ کی جہان اکثر لوگ مشرکانہ عقائد کی بنا پر زیارت وغیرہ کیلئے جاتے ہین۔ وہانکی نسبت ایک عیسائی صاحب نے ذکر کیا۔ کہ جالندہر کے ضلع مین لوگون سے وہ یہ کہا کرتے مین کہ ایک سفید کبوتر کی شاگمین سکر و رکہے قبر پر تہاویتہ ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ صاحب مزار کی روح اسمین حلول کر آئی ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ کبوتر ہمیشہ نہین چہوڑتا اسکے بعد حضرت اقدس اور عیسائی صاحبون مین کی گفتگو ہوئی جس مین اکثر روئے سخن ڈاکٹر صاحب کی طرف ہی تہا۔

حضرت اقدس۔ اور آپ کا آنا کس تقریب پر ہوا

ڈاکٹر صاحب۔ صرف زیارت کی غرض سے کیونکہ ایک عرصہ سے شوق تہا۔

حضرت اقدس۔ مگر تاہم ایسی کونسی تقریب ہوئی کہ آپ آگئے

ڈاکٹر صاحب۔ مین نے رخصت لی تہی اور بال بچون کو لیکر آیا تہا۔ وہ لاہور مین ہین۔ اور خود ادہر آیا ہون بڑا باعث رخصت کا آپکی ملاقات ہی تہی۔

حضرت اقدس۔ اب رخصت کے کتنے دن باقی ہین

مفتی صاحب۔ (حساب کرکے) ۱۷ دن باقی ہین

حضرت اقدس۔ تو اب آپ کو یہ ایام یہان ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئین۔

حکیم نورالدین صاحب۔ یہ تو آج ہی رخصت ہوتے تہے۔ رات اگر مین نے رکہہ لیا ہے۔

حضرت اقدس۔ جب رخصت ہمارے لئے لی تو رخصت کے ایام ہمارے پاس گذارنے چاہئین۔

عیسائی قاضی صاحب۔ اتنی فرصت نہین زیارت مقصود تہی سو ہو گئی۔

حضرت اقدس۔ ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرکے اب یہ کیا صلاح ہے۔ کتنے دن رہو گے۔

عیسائی قاضی صاحب۔ نے پہر چلے جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت اقدس۔ یہ مہمانداری کے ادب کے خلاف ہے اور آپ کے ارادے کے بہی برخلاف ہے۔ کہ اسقدر جلدی کیجاوے۔ میرا ارادہ جمعرات کو بٹالہ جانیکا ہے تب تک مین یہ آپکے چلیں گے

اس اثنا مین نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت اقدس نے حکم فرمایا کہ انکی خوابگاہ اور بستر اور خوراک وغیرہ کا انتظام بہت عمدہ طور سے کردیا جاوے۔ کہ کوئی تکلیف نہ ہو اور ہر سہ صاحبان تشریف لے گئے۔ دوسرے دن احمدی عمارات اور کارخانون کو دیکہکر رخصت ہو گئے

۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

ایک شخص بیمار کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ انسان حالت تندرستی مین صحت کی قدر نہین کرتا ذکر ان ایام مین اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرے تا کہ وہ ہر گہڑی اسکا ناصر ہو اور جب بیمار ہوتا ہے۔ تو پہر دوبارہ صحت اس لئے طلب کرتا ہے۔ کہ اپنی دنیا کے امور مین مبتلا ہو (اگر اس کا ارادہ خدمت دین ہو۔ تو اسکا صحت کا طلب کرنا گویا منشائے الٰہی کے مطابق ہو

اسی بیمار کی نسبت ذکر ہوا۔ کہ اس نے کئی سو روپیہ لوگون سے لینا ہے مگر صرف چند روپیہ ان کے کاغذات مین باقی تمام زبانی لین دین ہے اور اسکی دو لڑکیان بہی ہین بعض احباب نے تجویز کیا۔ کہ جو کچہہ قوم لوگون کے ذمہ ہین اور وہ تحریر مین نہین آئیگا۔ تو چاہئے کہ اب دو آدمی گواہ مقرر کرکے اس کی زندگی مین وہ رقمین ان مقروضون کی بتوائی جاوین اور تحریر کرایا جاوے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اسکی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بڑے ثواب کی بات ہے ممکن ہے کہ اگر وہ مرجاوے تو بیچاری لڑکیون کو ہی کچہہ فائدہ پہونچ جاوے۔

یہ مین نے اس لئے لکہا ہے۔ کہ اس قسم کی احتیاطین کو ایسے نازک موقعون پر مد نظر رکہا جاوے۔ اور سہل انگاری سے ان معاملات کو ترک نکیا جاوے۔ ایڈیٹر

اہل اسلام کی وحدت اور اخوت پر ذکر ہوا کہ عیسائیون نے بہی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مسلمان اگرچہ مسجد مین داخل ہو جاوین۔ تو انمین بادشاہ اور فقیر غریب کی کوئی تمیز نہین رہتی ... کسی کو حق نہین کہ کسی قسم کا امتیاز کرے۔ حالانکہ عیسائیون گرجے اس سے محروم ہین۔ خاص انگریزون کے گرجون مین عام عیسائی لوگ داخل نہین ہو سکتے ... درجہ بدرجہ چوکیان لگی ہوئی ہوتی ہین اور روسن کیتہولک تو نشست کا ہوتا ہے ... ہین۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہمارے مسجد مین یہ ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ سب یکسان نظر سے دیکہا جاتا ہے۔ مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ ہماری مسجد مین تو خود امام الوقت بہی مقتدی بنکر نماز پڑہتا ہے (اسمین ... کی اسقدر شان ہے۔ کہ مسیح بہی اسکا مقتدی ہے اور اس امت کے عالم لوگ اس کے امام ہین۔

قادیان کے مہمانخانہ کے متعلق ضروری نوٹ

مہمان کی تو اضع کے متعلق ... کہ لنگرخانہ کے ... دیا ...

اعتنا ہم کو مد نظر رہتا ہے۔ مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھکر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں۔ تو یہ ہمارا حق ہے۔ کہ انکی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کیلئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو۔ تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں اسطرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔ بیان کیا گیا کہ حضور بعض لوگ جو مسافر خانہ میں نو واردوں سے مذہبی مناظرے شروع کر دیتے ہیں اور اپنے اپنے خیال اور رائے کے موافق کلام کرتے ہیں جو کہ بعض اوقات بے محل اور حضور کے منشا کے خلاف بھی ہوتی ہے اور نو وارد متلاشی آدمی اس سے اندازہ لگاتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کا یہی مشرب ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلطی ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ نو واردوں کے لئے ابتلا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ کہ اس قسم کی کلام ہرگز نہ ہونی چاہیے ہمارے بعض مناظرین کو چونکہ نصاریٰ کے ساتھ کلام کرنی پڑتی ہے اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں۔ تو محل اور موقع کے لحاظ سے ان کو یسوع کی نسبت اسی قسم کے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ اور وہ مقتضائے وقت ہوتا ہے مگر ہر ایک آدمی اس کا اہل نہیں ہے اور دوسرے لوگ اکثر کسی نبی کی شان میں بھی کوئی کلمہ گستاخی یا بے ادبی کا استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ گناہ کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہ گمان کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح یا دوسرے انبیاء ایک معمولی آدمی تھے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور مقرب تھے۔ قرآن شریف نے مصلحت اور موقعہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک لفظ اس قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کہ جہاں آپکے بہت سے انوار و برکات اور فضائل بیان کئے ہیں وہاں بشر مثلکم بھی کہدیا ہے۔ مگر اس کے ہرگز معنے نہیں ہیں کہ آنحضرت فی الواقعہ عام آدمیوں جیسے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ آپکی شان میں اس لئے استعمال فرمایا۔ کہ دوسرے انبیاؤں کیطرح آپکی پرستش نہ ہو۔ اور آپ کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آپکے فضائل و مراتب ہی سلب کر دئیے جاویں۔

آخر کار تجویز ہوا۔ کہ ایک صاحب ذی وجاہت وذی اثر کے ماتحت میں مہمانوں کی تواضع کا اہتمام دیا جاوے

۵ نومبر ۱۹۰۴ء بعد مغرب

طاعون کے ذکر پر فرمایا۔ کہ کسوف اور خسوف کے ساتھ ہی قرآن شریف میں این المفر آیا ہے جس سے یہی مراد ہے۔ کہ طاعون اس کثرت سے ہوگی۔ کہ کوئی جگہ پناہ کی نہ رہیگی پھر الہام عفت الدیار محلہا ومقامہا کے بھی یہی معنے ہیں

حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود باعث ابتلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کی نسبت فرمایا کہ ان کا وجود دنیا کیلئے ابتلا ہی ثابت ہوا ہے یعنے ابتلا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ جو منکر ہوئے وہ بھی دوزخی تھے اور جو ان پر ایماندار ہیں۔ وہ بھی دوزخ کے کندے ہیں۔ جیسے۔ کہ عیسائیوں کے عقائد اور عملی حالت سے واضح ہے پھر مسلمان بھی انپر ایمان رکھتے تھے۔ وہ بھی غلو کر کے اور آسمان پر بٹھا کر مغضوب ہوئے۔ پس صرف مسیح کا وجود ہی اس قسم کا ہے۔ کہ جس کا دوست بھی جہنم میں اور دشمن بھی جہنم میں۔ اس قسم کا ابتلا کسی اور نبی کے وجود کے ساتھ نہیں ہے۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

عام طور پر بعض احمدی احباب کا یہ خیال ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو احمدی جماعت میں داخل نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ آج ایک استفسار کے جواب میں جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اس امر میں جس تشدد سے کام لیا گیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور صرف اسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئیے۔ جو کہ باوجود اتمام حجت ہونے کے پھر بھی شرارت اور فساد اور بغض و عناد سے قبول حق سے انکار کرتے ہیں۔ استفسار یہ تہا۔ کہ ایک شخص نے بذریعہ خط کے دریافت کیا کہ میں جہاں نوکر ہوں وہاں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں پر ابھی اتمام حجت پورے طور پر نہیں ہوا اور وہ بے خبر ہیں۔ جب اتمام حجت ہوئے گا۔ اور وہ انکار کریں گے اور اس قسم کی مشکلات پیش آویں گے۔ تو خود اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کر دیگا۔

حضرت حکیم الامت کی سنی ہوئی واقعات

شیخ عبد الحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمیٰ سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ عمدہ کتاب ہے۔ اسکی قیمت مصنف نے ۴ چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہو گئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرانا چاہتے ہیں۔ ایک ہزار ۱۰۰۰ کاپی اسکی موجود ہے۔ پس احمدی احباب اگر ہر ایک شہر میں ...کا بیان اسکی اصل قیمت پر...

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ہر ایک چیز کو موت کیوں لگائی گئی

ہر ایک چیز چاہتی ہے کہ چونکہ میرا خالق لا انتہا ہے اسیطرح میں بھی لا انتہا بن جاؤں۔ پھر جب وہ بڑھنا چاہتی اور اپنی حد سے بڑھنے لگتی تو اسکی زیادتی کو نابود کیا جاتا ہے۔ اور اس کے صرف وہی اجزا باقی رکھے جاتے ہیں جو اسکی تخم ریزی کیلئے باقی رہ سکیں تاکہ اس کا نام و نشان دنیا سے نابود نہ ہو جاوے۔ مثلاً اگر ایک گائی ہو اور وہ ۹ ماہ کے بعد ایک بچہ دیوے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اون پھر بچہ پیدا ہوں اور رفتہ رفتہ ان کے بچہ پیدا ہوتے جاویں اور وہ سب محفوظ رہیں تو ایکہزار برس کے بعد دنیا میں کل جگہ صرف گائیوں سے ہی پر ہو جاوے۔ اور انسان اور دوسری مخلوقات کیواسطے جگہ باقی نہ رہے۔ یا مثلاً اگر بڑھ کے درخت کے تمام بیجوں کو محفوظ رکھ لیا جاوے اور ان سب سے بڑھ پیدا ہوں اور سب محفوظ رہیں تو کچھ عرصہ کے بعد دنیا میں سوائے بڑھ کے اور کچھ نظر نہ آوے علیٰ ہذا القیاس۔ ہم جب بچہ تھے تو ہمارا قد تھوڑا تھا اور آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اس حد تک پہونچا۔ تو پھر آیندہ اسکی ترقی بند ہوگئی۔ پس اسیطرح ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے جب وہ اس حد تک پہونچ جاتی تو پھر اسکو روک دیا جاتا ہے

ضرورت قرآن

ایک شخص پادری نے کتاب لکھی ہے۔ عدم ضرورت قرآن اور اسکی دلیل یہ لکھی ہے کہ چونکہ یہ ساری صداقتیں پہلی کتابوں میں موجود ہیں اسلئے اسکی ضرورت نہیں **فاما الجواب**۔ انجیل کی ساری تعلیم تو تورات میں موجود ہے۔ پھر انجیل کی ضرورت نہ تھی۔ توریت کی تعلیم قانون بابلیوں میں موجود تھی پس توریت کی ضرورت نہ تھی۔ قانون بابلیوں کی تعلیم وید میں موجود تھی پس قانون کی ضرورت نہ تھی اور ویدک تعلیم زندوست میں موجود تھی پس ویدک ضرورت نہ تھی۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ احکام بچپن میں موجود ہیں پس کسی کتاب کی بھی ضرورت نہ تھی۔

پھر ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا۔ نا القرآن کے کیا معنے ہیں۔ جبکہ قرآن کے معانی بہت گہرے اور مشکل ہیں۔

جواب۔ اگر ہم یا عقل یا کتب سے متفرق طور پر صفات الٰہیہ اگر تلاش کرنے پڑتے۔ تو کتنا مشکل ہوتا۔ یہ ہم پر قرآن کا احسان ہے کہ جہاں بہر کے متفرق اقوال سچائی اور توحید سے بہرے ہوئے ہمارے لئے یکجا کر دئیے پہر ہمیں یہ دقت ہوتی کہ جہاں بہر کی کتابیں جو بعض ملتیں اور بعض کا ملنا ناممکن ہوتا۔ تلاش کر کے انکو پڑھتے اور پہر ان میں سے سچ اور جہوٹ کو الگ کرتے اور نکما سے مدد کی تمیز کرتے پہر اس سب کو کسی خاص زبان میں ایک جگہ جمع کرتے ہا سقدر تضیع اوقات اور ان تمام دقتوں سے قرآن کریم نے ہم کو بچا لیا۔

۲۔ پہر برہمو کہتا ہے کہ یہ سب احکام کانشنس میں ہیں ہے۔ انکی اطلاع کی ہمیں ضرورت نہ تھی۔ پہر پہلے کوئی شخص ماں سے نکاح کرتا اور اس سے جماع کر کے بچہ پیدا کرتا اور پہر اوس کے بد نتائج معلوم کرتا۔ تو پہر وہ کہہ سکتا کہ ماں سے جماع کرنے سے یہ نقصان ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئیے۔ پہر کوئی دوسرا شخص کہتا کہ تمہاری تحقیقات اور تجربہ غلط ہے ہم تجربہ کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے ہم کو ان ساری دقتوں سے بچا لیا

۳۔ پہر قرآن کریم نے تمام دعاوی کو دلائل سے ثابت کر دکہایا ہے

۴۔ پہر قرآن جامع ہے تمام مختلف چیزوں کا جیسے فرمایا۔ نزلنا علیک الکتاب لتبین لہم الذی اختلفوا۔ پارہ ۱۴۔ یعنے قرآن کریم اختلافات کو بیان کرنے کے واسطے آیا ہے۔ مثلاً کسی نے آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسی۔ وغیرہ انبیا کی موت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو صرف مسیح کا ہی ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آنحضرت کے تیرہ سو برس بعد ہی ہوگا۔

پہر اسکی مثال دی ہے۔ انزل من السماء ماء یعنے یہ غلہ اناج وغیرہ کا میسر ہوا اور زمین میں موجود ہوتا ہے پہر جبتک آسمان سے پانی نازل نہ ہوا اوس سے انہیں نشو و نما پیدا نہ ہوں تب تک وہ غذا تمہارے کہانے کے قابل کب ہو سکتی ہے۔ اور پہر سے ہمارا مینہ آوے نیچے سے وہ دانہ نشو و نما پاوے۔ تب تم اوسکو حاصل کر سکتے ہو۔ پس تعلیم تو دنیا میں ضرور ہوتی ہے جبتک آسمانی بارش یعنے الہام نازل نہ ہو وہ تعلیم نشو و نما نہیں پا سکتی۔

پہر فرمایا۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ۔ دودہ۔ اسی چارہ وغیرہ میں موجود ہوتا ہے۔ پہر کیا تم انہیں سے اوس کو الگ کر سکتے ہو۔ ہرگز نہیں پس دین کی حقیقت کو اسطرح ہی ایک کل ہونی چاہئیے۔ کہ وہ تمہیں الگ کر کے دیوے۔ اور یہ کل انبیاء ہے۔ پہر فرمایا۔ ومن ثمرات النخیل والاعناب تیسرا نشو و نما۔ عمدہ میوہ اور پہل وغیرہ یہ بہی سب پیشتر میں موجود تھے۔ پر جو درخت ہم نے اس کام پر لگائے ہیں کہ کہجور کو کہجور اور انگور کو انگور کر دے۔ ان کے سوائے تم انکو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور نہ کہا سکتے ہو۔

پہر فرمایا۔ واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا۔

یہ چوتہا نشو و نما۔ جب انسان بڑا ہو جاتا ہے تو اس کو ادویات کی ضرورت پیش آتی ہے اور لاکہوں بوٹیوں کا خلاصہ شہد ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت بہی نہیں مکہی کی وحی سے حاصل ہوتی۔ پہر جب انسان کو وحی ہوتی ہے تو کیا وہ مکہی کی وحی سے بہی گئی گذری ہوگی۔ اور کیا مکہی کو تو وحی کی ضرورت ہے اور انسان کو اسکی کوئی ضرورت نہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سیالکوٹ مین

(نمبر دوم)

تلافی مافات گذشتہ اشاعت کے بعد ہمین ہمارے مکرم بہائی میرزا خدا بخش صاحب نے تاریخی نکتہ خیال سے یاد دلایا کہ اس امر کا تذکرہ رہ گیا ہے کہ دارالامان سے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت اقدس کے سفر کے انتظام کے متعلق مختلف احباب کو مختلف خدمات سپرد کردی گئی تہین چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب گاڑی کے ایذاور وکرانے اور سواری کا انتظام کرنے پر مامور تہے اور خود جناب مرزا خدا بخش صاحب انتظام اسباب کے منتظم تہے ۔ اس تلافی مافات کے بعد اب ہم سلسلہ سابقہ سے آگے چلتے ہین ۔

لیکچر گاہ جیساکہ ہمارے ناظرین کو اشتہار لیکچر کے پڑہنے سے معلوم ہو چکا ہے لیکچر کیلئے ہز ہائنیس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کی وسیع سرائے (جو ریلوے سٹیشن کے متصل واقع ہے) تجویز ہوئی تہی چنانچہ یکم نومبر کی شام کو بڑی عجلت اور تیزی کے ساتھ اس مین شامیانون کا انتظام کیا گیا ۔ اور دریون کا فرش بچہایا گیا ایک مختصر سا پلیٹ فارم طیار کر لیا گیا اور کرسیون وغیرہ کو ترتیب سے لگا یا گیا ۔

غالباً ہمارے ناظرین حیران ہون گے کہ جب کہ لیکچر کا دیا جانا قرار پا چکا تہا پہر عین وقت پر یہ انتظام کیون کیا گیا ؟ کیون نہ پہلے سے سب کام آراستہ کر لیا گیا اصل بات یہ ہے کہ پہلے لیکچر کیلئے اسی محلہ مین جہان حضرت حجۃ اللہ فروکش تہے ۔ جناب سید میر حسن صاحب کا ایک خالی میدان لیکچر کیلئے تجویز ہوا تہا ۔ لیکن بعد میں مکان کی تنگی کے سوال نے جماعت سیالکوٹ کو تبدیل لیکچر گاہ کیلئے متوجہ کیا ۔ اس لئے اسقدر جلدی مین وہ سب سامان جو ایک جگہ لگا یا گیا تہا اکہاڑنا پڑا ۔ اور اس کے بعد اسے دوسری جگہ نصب کرنا کوئی معمولی بات نہ تہی ۔ مگر ہمارے مستعد اور جوان ہمت احباب نے جس خوشی اور جانبدستی سے یہ انتظام کیا وہ حیرت انگیز تہا ۔ سب سے بڑھکر جس امر نے ہمین متعجب کیا وہ میر حکیم حسام الدین صاحب کا اس پیرانہ سالی مین کام کرنا تہا ۔ مختصر یہ کہ لیکچر گاہ راتون رات تمام ضروری سامان سے آراستہ کیا گیا ۔ لوگون کو جگہ نہ ملنے کا اسقدر خیال تہا کہ بہت سے لوگ تو رات ہی کو وہان سو رہے اور اکثر علی الصباح اٹہ کر فجر کی نماز سے ہی پہلے وہان جا ہونچے ۔

ہم اور ہمارے مخالف لیکچر جس کامیابی سے ہوا ۔ اور لیکچر کے سننے والے کسقدر مشتاق تہے اس کا ذکر ہم ذرا آگے چلکر بیان کرین گے ۔ پہلے یہ دکہانا ضروری سمجہتے ہین کہ ہمارے مخالفون نے کیا کیا اور خدا تعالے نے برگزیدہ کی راہ مین وہ کسطرح تاک لگاکر بیٹہے اور کس کس طرح انہون نے سیالکوٹ کی اسلامی پبلک کے وہان جانے سے روکا اور آخر اپنے اس مقصد مین انہین کسقدر ناکامی ہوئی ۔ یہ سب امور اس قابل ہین کہ نہایت تدبر اور غور کن طبیعت کے ساتہ انپر نظر کیجاوے ۔

مخالفت کا سلسلہ کب سے شروع ہوا اس سلسلہ مخالفت کی ابتدائی تاریخ وہ تہی جب ہمارے محسن و مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر مسلمانون کے لیڈر (یہ الہامی فقرہ مولوی صاحب کی شان مین ہے) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالی نے وطن قدم رکہا تہا ۔ سیالکوٹ مین مولویصاحب کی آمد کیا تہی ع

اک آواز مین سوئی بستی جگا دی ۔

ان کا وہان قدم رکہنا تہا کہ مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی جوش مین آنے لگا ۔ اور جب انہون نے سیالکوٹ مین تقریر کرنے کا اشتہار دیا اور ان کی ایک تقریر مین ایک سیالکوٹی ملا اپنی شتاب کاری کے باعث نکالا گیا تو اس نے ایک خطرناک جوش پیدا کر دیا ۔ اور اپنی چیخ و پکار سے اپنے دوسرے ہم مشربون کو اکٹہا کرنے کا منصوبہ کیا گیا ۔ کہ جہانتک ممکن ہو مخالفت کیجاوے ۔

یہ مخالفت ہمارے سلسلہ کی سچائی کا ثبوت ہے

اس مخالفت کو دیکہ کر ہمین حیرت نہین بلکہ خوشی ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ہمارے سلسلہ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے ۔ اگر اس سلسلہ مین سچائی نہ ہوتی اور وہ خدا تعالے کی طرف سے نہوتا تو اسکی ہرگز ہرگز مخالفت نہ کیجاتی ۔ یہ مخالفت اس امر پر کامل دلیل ہے کہ یہ سلسلہ خدا تعالی کیطرف سے ہے ۔

صداقت کی مخالفت کیون کیجاتی ہے ؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان چونکہ حق کا دشمن ہے وہ اسکی اشاعت کو پسند نہین کرتا اس لئے مختلف صورتون اور شکلون مین وہ اسکی مخالفت کے مشن کو پورا کرتا ہے ۔

حقیقت مین حیران کر دینے والی بات ہے کہ دنیا مین بہت سے بدکار ۔ فاسق ۔ فاجر ۔ امن عامہ کے دشمن جرائم پیشہ لوگ موجود ہین لیکن انکی مخالفت کیلئے اسقدر جوش اور تحریک کبہی پائی نہین جاتی جسقدر ایک مامور من اللہ اور مصلح ربانی کی مخالفت کیلئے جوش اور غضب ہوتا ہے ۔ انبیاء علیہم السلام کی پاک سیرۃ کو پڑہو اور غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ابناء دنیا نے ان پر اپنے زعم فاسد مین زمین کو تنگ کر دیا اور ہر طرح سے ان کی مخالفت پر تلے تہے لیکن آخر خدا تعالی نے انہین کامیاب کیا ۔ اس مخالفت مین ایک سر یہی ہوتا ہے کہ خدا تعالی کی ہستی اسکی قدرت اور تصرف پر ایک **زندہ ایمان** پیدا ہو ۔ کیونکہ وہ انسان جو خدا تعالے کی طرف سے آتا ہے مادی دنیا والے تو اپنے اسباب اور منصوبون سے اسپر ٹوٹ پڑتے ہین پہر اسکا بامراد ہونا اور کامیاب ہونا اگر خدا تعالی کی تائید اور تصرف سے نہین ہے تو پہر ہمین کوئی بتائے اور جز اُسکی کامیابی کی کیا ہوتی ہے ۔

غرض

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی سیالکوٹ تشریف بری اور پہر سیالکوٹ مین انکی تقریرون کے عام اثر نے جب سعادت مندون کو اپنی طرف متوجہ کیا تو آدم کے ابتدائی دشمن نے اپنی ہلاکت کو محسوس کرتے ہوئے **مخالفت حق** کا پہلو اختیار کرنا چاہا اس کے بعد ہمارے مخالف لوگون نے امرتسر لاہور اور دوسرے مقامات سے جہان ان کو موقع ملا ان لوگون کو بلایا جو اس سلسلہ کی مخالفت اور تلخ اور نازیبا مخالفت مین دستار فضیلت حاصل کر چکے تہے جون جون حضرت اقدس کی آمد کا شہرہ سیالکوٹ مین ہوتا گیا اور آنے کے دن قریب ہوتے گئے اسیقدر مخالفت کا بازار گرم اور تیز ہوتا گیا ۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ظاہر کیا ہے ۔ ان لوگون نے سیالکوٹ کے مسلمانون سے کوئی دقیقہ اس قسم کے معاہدہ کرنے مین نہ چہوڑا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے ہرگز نہ جائین گے ۔ جب وہ اس قسم کے معاہدون اور روزانہ وعظون مین بہی کامیاب نہ ہوئے اور ہزارون ہزار مخلوق حضرت کی زیارت کیلئے پہونچی ۔ تو دوسری کوشش انہون نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کی شروع کی قرآن شریف مین آدم اور ابلیس کے مقابلہ مین پڑہا کرتے تہے ۔

قال فبما أغويتني لأقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم ولا تجد أكثرهم شاكرين.

اوس نے کہا کہ مین تیرے بندون کو ضرور ضرور راہ راست سے پہیر دون گا اور کبہی آگے سے کبہی پیچہے سے کبہی دائین سے کبہی بائین سے انپر حملہ کرون گا ۔ اور انہین اغوا کرون گا اور انکو ناشکر اور ناسپاس بنا دون گا ۔

ایسا ہی قرآن شریف مین ہم پڑہتے تہے وإذا قيل لهم تعالوا إلى ما أنزل الله وإلى الرسول رأيت المنافقين يصدون عنك صدودا اور اسیطرح مختلف مقامات قرآن مجید مین ایسے لوگون کے تذکرے پڑہتے تہے جو یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ٹہرائے گئے ہین لیکن ہم سچ کہتے ہین کہ اگر خدا تعالے کا مامور اور رسول نہ آیا ہوتا تو ان آیات کی تفسیر جو کچہ ہی ہوتی وہ خیالی ہوتی مگر اب واقعات دکہاتے ہین اور یہی قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے ۔

غرض

ہمارے مخالفون نے اپنی پہلی کوشش مین ناکام اور نامراد رہکر اس لیکچر مین لوگون کو جانے سے روکنے کی جو کوششین کین انمین سے یہان ہم فی الحال ایک ذکر کرتے ہین ۔ جس سے دوسری ساعی کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ اگرچہ کسی دوسرے مقام پر مخالفون کے چلنج پر بہی ہم نظر کرین گے ۔ انشاء اللہ تعالے ۔

لیکچر مین جانے سے روکنے کی کوشش ناظرین لیکچر کے اشتہار مین پڑہ چکے ہین کہ حضرت اقدس کے لیکچر کا وقت سات بجے رکہا گیا تہا اس لئے ہمارے مخالفون نے جیساکہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوگا وعظ کا وقت ساڑہے چہ بجے صبح رکہا یعنے ادہ گہنٹہ پیشتر اور پہر جس راستہ سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا گذر تہا ۔ اور جو جو راستہ مخلوق کے آنے کے تہے ان تمام راستون کو روکا گیا جیساکہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے جو ہم یہان دیتے ہین ۔

اعلان

جمیع اہل اسلام کو واضح ہو کہ کل بروز بدہ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء بوقت صبح ۶ بجے علمائے کرام حنفیہ کا مقامات ذیل پر وعظ شروع ہو گا سب اہل اسلام تشریف لاکر ثواب دارین حاصل کرین

تقسیم مجالس وعظ مولویصاحبان حنفیہ وزیدہ مورخہ ۲ نومبر بوقت ۶ بجے

نام مقام	نام علمائے کرام
۱ مسجد کلان دو دروازہ	جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب امرتسری
〃	جناب مولوی نور محمد صاحب واعظ بمبئی حال وارد سیالکوٹ ۔
۲ اوطاق آغا محمد شہباز خانصاحب	مولوی نور اللہ شاہ ملتان محمد بخش صاحب لاہوری و مولوی خیر شاہ صاحب ۔
۳ متصل دروازہ سرائے	عالیجناب سید جماعت علیشاہ صاحب و حافظ ظفر علیصاحب ۔
۴ مکان مستری عبد اللہ ترکہان متصل سرائے	مولوی نور الحسن صاحب مولوی غلام اللہ صاحب قصوری

المعلن

ماسٹر کرم الہی بی ۔ اے مختار وغیرہ

اس اشتہار کو پڑہکر ناظرین ممکن ہے اس نتیجہ پر پہونچین کہ پہر تو جلسہ مین پوری ناکامی ہوئی ہوگی لیکن نہین مخالفون کی **خلاف** امید جلسہ پوری کامیابی کے ساتہ ہوا ۔ اور ان کا منصوبہ انہین پر پڑا اپنے ان کو اپنے مقاصد مین پورا ناکام ہونا پڑا وہ چاہتے تہے کہ لیکچر سننے کو واسطے کوئی متنفس بہی وہان نہ جاوے اور اپنی طرف سے انہون نے سارے ناکے اور راستہ روکے تہے ۔ وقت مقررہ سے پہلے کا وقت مقرر کیا تہا مگر عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔

انکی شور و پکار سے جسقدر لوگ جمع ہوئے تہے بجز بعض متعصب مخالفون کے خود ان کے ہی پاس کوئی متنفس نہ رہا ۔

غرض

مخالفون نے اپنی جگہ یہ انتظام کیا تہا ۔

حضرت کا جلوس یون تو کل یوم ہو فی شان ہوتا ہی ہے مگر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کی صبح سیالکوٹ مین عجیب و غریب صبح تہی جو لا انتہا برکات اور سعادتیں لوٹتے ہوئے اہل سیالکوٹ کے واسطے آئی تہی سعادتمندون خدا ترسون نیکدل راستی اور سلامتی کے فرزندون کے واسطے برکات کا تحفہ پیش کر رہی تہی ۔ دشمنان حق اور خدا تعالی کے سرکشون اس کے مامور و اہل کے دشمنون کیلئے ان کے حسب حال برا نتیجہ پیش کرنیوالی تہی ۔ آج وہ دن تہا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر گاہ کو جا رہے تہے یا دہ خدا تعالی کے تازہ فضلون اور انعامات کو پیش کر رہا تہا

(نوٹ صفحہ ۲ پر جو غیر احمدی کے پیچہے نماز کا مسئلہ درج ہے وہ صحیح نہین ہے ۔ ایڈیٹر)

... سے بازار کی دورویہ دوکانین بام و در ... بہ سر نظر اٹہاؤ آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے۔

مخالف ملان جسقدر روعظ کہکر لوگون کو زیارت سے روکتے تہے اسیقدر زور کیساتہہ لوگ اوبر آ رہے تہے۔ قریباً ساڑہے چہہ بجے اعلیٰ حضرت اپنے ایوان سے نیچے اترے۔ ملاقات کرنیوالے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے آخر یہ انتظام کیا گیا کہ اسوقت مصافحہ کرنیوالون کو روکدیا جاوے۔ حضرت ابہی مکان

برکت دینا سے اترے نہ تہے کہ ایک شخص میان نیاز علی نام نے حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب کے توسط سے نہائت عجز والحاح سے عرض کیا کہ حضور جب لیکچر گاہ کو تشریف لے چلین تو میرے گہر مین قدم ضرور رکہدین تاکہ آپ کا مبارک قدم میرے گہر مین برکات کا موجب ہو۔ یہ حسن ارادت و عقیدت حضرت اقدس کو اس کے گہر لے گیا اور دو مین منٹ اس کے گہر مین ٹہیر کر حضرت تشریف لے آئے۔

روانگی لیکچر گاہ کو اور اپنی گاڑی مین تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بیٹہے ہوئے تہے۔ بازار مین گاڑیون کا اچہا خاصہ سلسلہ تہا قریباً پندرہ سولہ گاڑیان یکے بعد دیگرے کہڑی تہین۔

انتظام حکام مقامی حکام نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قیام امن کیلئے پورا انتظام کر رکہا تہا۔ عالیجناب سردار محمد یوسف صاحب سٹی مجسٹریٹ خاص کر اس انتظام کیلئے مامور تہے جنہون نے کمال دیانتداری پورے انصاف اور دانشمندی کے ساتہہ اس فرض کو ادا کیا۔ سردار صاحب نے باوجود اس سن وسال کے جس مستعدی سے امن کو قائم رکہا اور انتظام کیا بلا مبالغہ کہتے ہین کہ انہین کا حصہ ہے۔

وہ نرے مجسٹریٹ ہی نہ تہے بلکہ پورے سپاہی تہے اپنے ہاتہہ سے سب انتظام کرتے تہے اور ہمین حیرت ہوئی جب دیکہا کہ وہ ابتدائے لیکچر سے اخیر تک اڑہائی گہنٹے کے قریب جلسہ گاہ مین برابر کہڑے رہے۔ ایک سکنڈ یا طرفۃ العین کیلئے بہی کوئی سہارا نہین لیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکدل حکام کو گورنمنٹ کی بہتری اور رعایا کی بہلائی کیلئے دیر تک سلامت رکہے۔ وہ شہر اور وہ رعایا بہت ہی خوش قسمت ہے جہان ایسے مستعد مزاج جوان ہمت سرگرم حکام ہون خیر یہ تو ضمنی بات تہی۔ پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام کیا تہا۔ انسپکٹر پولیس صاحب بہی اس جلوس کے ساتہہ تہے۔ وہ نظارہ عجیب تہا جبکہ خدا کا مسیح ہزارون ہزار انسانون کے درمیان دو گہوڑون والی گاڑی پر بیٹہا ہوا جا رہا تہا۔ اور اس کے راستے تمام در و دیوار اور کوٹہے زن و مرد سے لدے ہوئے تہے اور اس کا دیدار کر رہے تہے۔

مسیح اور مسیح موعود اس نظارہ کو دیکہہ کر ہمین غریب مسیح ناصری یاد آ گیا۔ جو نہائت حسرت بہرے لہجے مین کہتا ہے۔

آہ! لومڑیون کے لئے ماندین اور ہوائی پرندون کے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہین کہ اپنا سر دہرے۔ یہ الفاظ یا اسی کے ہم معنی الفاظ کیسے شکستہ خاطر اور گمنام شخص کی حالت کو ظاہر کرتے ہین برخلاف اس کے خدا کا یہ برگزیدہ مسیح موعود عجیب خداداد شان اور شوکت کے ساتہہ جلوہ گر ہوا ہے وہ گمنام تہا لیکن ان کا نام **آفاق مین پہیلایا گیا** اسی کے موافق جو خدا نے اسے کہا کہ مین تیرا نام آفاق مین پہیلاؤن گا۔

وہ تنہا تہا لیکن لاکہون انسانون کو اس کا قادر خدا کہینچ کر اس کے قدمون پر زندہ کرنے کے لئے لے آیا اسی کے موافق جو پہلے سے کہا تہا کہ

یَأتُونَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ ٭ وَیَأتِیکَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ

انہین باتون کو مد نظر رکہکر اور دوسرے وجوہات فضیلت کو دیکہہ کر ہم کہتے ہین کہ خدا کے جری کو سزاوار ہے اور فی الحقیقت سزاوار ہے جو کہے

ابن مریم کے ذکر کو چہوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس دورویہ انسانون کی سڑک مین یہ جلوس گذرا لوگ گاڑی کے ساتہہ بہاگے جاتے تہے اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے کچہہ عجب نہین کہ کئی بیچارے مجروح ہوئے ہون۔ مگر یہ عجیب کشش اور جذب تہا کہ ایسی حالت مین بہی لوگون کو کہینچے لئے جاتا تہا۔

دوکانین اس روز جلسہ مین شریک ہونے کی خوشی یا شوق کی وجہ سے بند تہین اور وہان آدمی ہی آدمی کہڑے نظر آتے تہے۔

مخالفون کے مجمعے راستہ مین گذرتے وقت مخالفون کے اڈون اور مجمعون پر بہی ہم نے ایک نظر کی۔ وہان کیا ہو رہا تہا ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجہکر بغیر کسی تعصب یا ضد کے کہتے ہین کیونکہ ہم تو ان مخالفون اور سب و شتم کرنیوالون کو اس کہیت کی کہاد سمجہتے ہین وہ اس بازار کی رونق کا ذریعہ ہین اور اس حسن کی خوبیون کے اظہار کا باعث۔ نعم ما قیل۔ ؎

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
در جہالت ہاست عز و فر عقل تام را
حجت صادق ز نقض و قدح روشن تر شود
عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

اس بات پر ہم مخالفون کے مجمع کے متعلق حالات بیان کرتے ہوئے ہرگز مبالغہ یا تعصب سے کام نہ لین گے ان مجمعون مین ہم کوئی دو ڈیڑہ سو سے زیادہ ادمی مجتمع نہین دیکہہ سکے۔

جو لوگ سڑک پر دورویہ **حضرت اقدس** کی زیارت کے لئے کہڑے ہوئے تہے ان کو اس مجمع مین شامل قرار دینا خطرناک غلطی ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خدام کی سواری ان مجمعون کے پاس سے گذری تو ان لوگون نے کیا کیا؟ اس کا ذکر کرنا شاید اس کے بہول جانے سے بہتر ہوتا۔ مگر نہین ہم دکہانا چاہتے ہین کہ انہون نے کیا کیا؟

ان کے اشتہار کو پڑہکر ہمین خیال ہوا تہا کہ ان وعظ کے مجمعون مین جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے قرآن کریم کے حقائق اور معارف بیان ہوتے ہون گے لیکن ہماری حیرت اور تعجب اور اس کے ساتہہ ہی افسوس ہی بڑہ گیا جب دیکہا کہ وہان گالیون کے سوا اور کوئی شغل نہین۔ ان کی گالیان سن کر حضرت حجۃ اللہ کے استغنا اور کمال اغراض نے آپ کے قول کی فعل سے تصدیق کرا دی جو فرمایا ہے

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگون کو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گہٹایا ہم نے

حضور **واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما** اور **اعرض عن الجاہلین** پر عمل کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

ان وعظ کے اڈون سے گالیون کے سوا دوسری آواز جو آتی تہی وہ یہ تہی کہ خبردار کوئی سرائے مین نہ جاوے مگر اس آواز کے ساتہہ ہی لوگ جو برابر جا رہے دوڑے جاتے تہے اور کچہہ بہی اثر انپر نہ ہوتا تہا۔ شور مچانے والون کی رنگین پہول بہول جاتی ہین اور مخلوق کی دوڑ دہوپ کی خاک اڑا کر اور بہی ان کی آواز پر برا اثر کر رہی تہی۔ ہم بہی اس نظارہ کو دیکہتے ہوئے گذر گئے۔

اور مسلمانون کی اس حالت پر تاسف کرتے ہوئے خوش ہوتے تہے کہ یہی حالت بداس **مسیح موعود** کی ضرورت کا **زندہ ثبوت** ہے اگر یہ حالت ان لوگون کی نہ ہوئی ہوتی۔ تو کچہہ ضرورت نہ تہی کہ کوئی مسیح و مہدی آکر انکی اصلاح کرتا۔ وہ لوگ تو جوش مخالفت مین اندہے ہو کر گالیان دیتے تہے اور **دانشمند عاقبۃ المکذبین** کے نظارون سے سبق لینے والے انہین ہی **مسیح موعود** کی صداقت پر دلیل لاتے تہے۔ غرض

پہر لیکچر گاہ یہ سارا جلوس لیکچر گاہ مین داخل ہو گیا اسوقت لوگون کا اضطراب اور کشمکش بہی عجیب لطف بخش تہی ہر شخص کوشش کرتا تہا کہ مین اسی جگہ بیٹہون جو قریب تر ہو جہان سے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور معزز لیکچر پڑہنے والے کو دیکہہ سکے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ دو اسی سرزمین سیالکوٹ مین اپنی عمر کا نمایان حصہ بلکہ وہ حصہ جو عنفوان شباب کا حصہ کہلاتا ہے گذار چکے تہے۔ یعنے حضرت اقدس مسیح موعود بہی سیالکوٹ مین چوتہائی صدی بیشتر کے قریب رہ چکے تہے اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تو خاص سیالکوٹ کے باشندے اور وہین کے رہنے والے ہین۔ حاضرین اور باشندگان سیالکوٹ کی نگاہ مین حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور تکریم تو بہر حال ہونی ہی تہی مگر سیالکوٹ مین مولوی عبدالکریم صاحب بہی خاص عزت اور تکریم کی نظر سے دیکہے جاتے ہین جو مولوی صاحب کی پاک **سیرۃ** کا عمدہ گواہ ہے۔

پہر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ ہر شخص چاہتا تہا کہ وہ نمایان جگہ حاصل کرون اور جہانتک جس سے ممکن ہوا وہ اپنے اس مقصد مین کوشش کرتا رہا۔

سامعین سامعین کے مجمع مین ہر مذاق ہر مشرب اور ہر مذہب کے لوگ موجود تہے سامعین کی ٹہیک مقدار بتانا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ ہزارون انسان وہان موجود تہے اور خوشی کی بات ہے کہ شہر کی کل فہمیدہ اور معزز پارٹی وہان موجود تہی یہ ہماری اپنی ہی رائے نہین بلکہ جب ہم لیکچر کے بعد فارغ ہو کر شہر مین بعض کارخانون کے دیکہنے کو گئے جن کا تذکرہ ہم کسی دوسرے وقت انشاءاللہ کرین گے تو ہمین سیالکوٹ کے ایک مشہور و معروف کارخانہ سپورٹس ورکس کے معزز مالک سردار گنڈا سنگہ اوبرائے صاحب سے ملنے کا موقع ملا۔ وہ بہی لیکچر گاہ مین موجود تہے۔ ہم نے ان سے پوچہا کہ آپ کے خیال مین لیکچر گاہ مین سیالکوٹ کی معزز اور ذی علم سوسائٹی کس حد تک موجود تہی انہون نے فرمایا کہ میری اپنی رائے یہ ہے کہ قریباً کل معزز اور تعلیم یافتہ سوسائٹی ہندو مسلمانون اور سکہون کی وہان موجود تہی۔ انہون نے یہ بہی فرمایا کہ میری رائے مین اتنا بڑا مجمع کسی لیکچر کے سننے کیواسطے کبہی نہین ہوا۔ ہان مقلدون اور غیر مقلدون کا جب باہم مباحثہ یا جہگڑا ہوا تہا اسوقت تو ایک بہت بڑا مجمع تہا اس کے بعد شاید مین نے اتنا بڑا مجمع سیالکوٹ مین نہین دیکہا۔ حقیقت مین سردار صاحب کی رائے بالکل صاف اور درست تہی سامعین مین تو شاید مجسٹریٹ وکلا دوسرے تعلیم یافتہ لوگ اور معزز اصحاب جو ہر قوم مین سمجہے جاتے ہین موجود تہے۔

نشست گاہ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ایک لکڑی کا پلیٹ فارم بنایا گیا تہا جس پر حضرت اقدس کی نشست تہی اور بہی اونچی تہی تاکہ سب لوگ اطمینان کے ساتہہ زیارت کر سکین۔ پلیٹ فارم پر چند کرسیان رکہی گئی تہین جن پر شہر کے اکثر عمائد تشریف فرما تہے۔

اور شامیانون کے نیچے دری کا فرش تہا جس کے تین طرف یعنے اگلا حصہ چہوڑ کر ہر سے لوگ آ رہے تہے چہوڑ کر کرسیان بچہا دی گئی تہین جس پر تعلیم یافتہ معزز اور فہمیدہ پارٹی سیالکوٹ کی تشریف فرما تہی۔

انتظام اس موقع پر بہی انتظام کا وہی رنگ تہا جو ہم پہلے بیان کر آئے ہین۔

حضرت اقدس لیکچر گاہ مین جیسا کہ ابہی ہم نے اوپر بیان کیا ہے لکڑی کے پلیٹ فارم پر ایک نمایان جگہ پر ایک کرسی بچہی ہوئی تہی اس پر بیٹہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ جبہ پہنے ہوئے جلوہ افروز تہے آپ کا نورانی چہرہ۔ غض بصر کا عملی سبق دینے والی آنکہین ناظرین اور سامعین کو اپنی طرف خصوصیت سے متوجہ کر رہی تہین۔ آپ کی شکل و شباہت انبیاء بنی اسرائیل کا سا نمونہ دکہا رہی تہی۔ غرض حضور کچہہ اس شان سے جلوہ افروز تہے کہ ہمارا قلم اسے ادا نہین کر سکتا دل بے اختیار آپ کی طرف کہینچے جاتے تہے

ہم اپنی اندرونی کیفیت کا ذکر کر سکتے ہیں کہ اس وقت خواہ مخواہ نیکی۔ خدا ترسی نوع انسان کی خدمت کے خیالات موجزن تھے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس وقت پاک تحریک کرنے میں مصروف ہیں۔ اور ان ملائکہ کے نزول کا باعث یہی خدا رسیدہ بزرگ تھا حضور کے ساتھ ہی کرسی پر حضرت حکیم الامت اور آپ کے ساتھ ہی ایک میز کے سامنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرما تھے

جلسہ کی کارروائی کا آغاز

چاروں طرف قدرتی طور پر سناٹا اور خاموشی تھی۔ کہ یکایک اس مہر خاموشی کو ایک معزز بیرسٹر نے توڑا یعنے کھڑے ہوکر فرمایا۔

میں اس جلسہ کیلئے جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کو پریسیڈنٹ ہونے کیلئے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب منظور کریں گے۔

اس تجویز کی جو بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جناب مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا نے کی تھی تائید ہوئی۔ اور حضرت حکیم الامۃ افتتاحی تقریر پر کھڑے ہوگئے

حکیم الامۃ کی افتتاحی تقریر

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کی سرائے میں منعقد ہونے والے آج کے جلسہ نے جب حضرت حکیم الامت کو افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوتے دیکھا تو کچھ بھی تعجب نہیں کہ ایسوسی ایشن آف آئیڈیاز نے حکیم الامۃ کی اس حالت کیطرف متوجہ کیا جب آپ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کے خاندان کے خاص طبیب تھے۔ اور ایک ممتاز عہدہ دار تھے وہی شخص آج محض خدا کے لئے اور صرف خدا ہی کیلئے درویشانہ (ایسی درویشی پر ہزاروں سلطنتیں نثار ہوں) حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور پبلک کو سنائے جانے والے لیکچر کیلئے اپنی افتتاحی تقریر میں خطاب کرتا ہے۔

مولویصاحب کا بجائے خود وجود حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک زندہ لیکچر تھا اور یوں آپ کی صداقت پر یہ چوتھی عینی دلیل تھی یعنے پہلی دلیل تو وہ جذب و کشش تھا جو حضرت اقدس کی زیارت کیلئے عوام میں پیدا ہوگیا تھا اور دوسری دلیل مخالفین کی حالت اور تیسری دلیل خود اعلیٰحضرت کا وجود مبارک اور چوتھی دلیل حکیم الامۃ کا اپنا وجود۔

غرض حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سامعین کو خطاب کیا۔

دنیا میں بہت سے جلسے ہوا کرتے ہیں ان کے اغراض اور مصالح مختلف ہوتے ہیں۔ بعض جلسے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ انہیں ملکی اور سیاسی امور پر بحث ہوتی ہے بعض جلسے اس غرض سے ہوتے ہیں کہ انہیں کسی خاص قوم کی اصلاح کیلئے غور کیا جاتا ہے۔ اور بعض اصلاح اخلاق کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن آج حسن اتفاق سے اور خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ایک موقع دیا ہے کہ ایک لیکچر سنیں اور پھر اس کے مضامین پر غور کریں۔

بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو ایک بات سنتے تو ہیں لیکن چونکہ اوس پر غور نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کا سننا اور نہ سننا برابر ہو جاتا ہے اور جب انہیں پتہ لگتا ہے کہ ہم اس کے فوائد سے محروم ہوگئے ہیں تو اسوقت انہیں دست افسوس ملنا پڑتا ہے اس مضمون کو قرآن شریف کی ایک آیت میں نہایت ہی لطیف طور پر بیان کیا ہے کیونکہ انسان ایک وقت اپنی غفلت پر پچھتاتا ہے مگر اسوقت اس سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا چنانچہ فرمایا ہے۔

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

کاش! ہم ان باتوں کو سنتے اور پھر عقل سے کام لیکر انپر غور کرتے تو آج ہم دکھوں میں نہوتے۔ یہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے وہ باتیں نہ سنیں اور انپر غور نہ کیا جیسی آج اس لیکچر کے ذریعہ آپ لوگوں کو سنائی جانی مقصود ہیں۔

عقل انسان کے اندر ایک قوت اور طاقت ہے جسکا صحیح استعمال انسان کو بری کارروائیوں سے بچالیتا ہے اور جلد بازی اور شتاب کاری سے روک کر غور کرنے اور سوچنے کی عادت پیدا کرتا ہے۔

عقل کے معنے روکنے اور باندھنے کے ہیں چونکہ یہ انسان کو جذبات نفسانی کے روکنے کے لئے کام دیتی ہے اس لئے عقلمند وہی ہوتے ہیں جو اپنے جذبات پر حکومت کرتے ہیں۔ اور نہایت اطمینان اور سکینت کے ساتھ ایک بات کو سنتے ہیں اور غور کرتے ہیں۔ اسوقت سننے والے عقلمند ہیں یا کم از کم کافی تعداد عقلمندوں کی ہے اور وہ فائدہ کے لئے سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو وہ سننے کا موقعہ دے۔ جو سننے کا حق ہے یعنے آپ توجہ سے سنیں اور انپر بہت غور کریں اور ان کو مفید پاکر عمل کریں کیونکہ یہ معمولی آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کا کلام ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوکر آیا ہوں۔ پس اس لحاظ سے اور بھی ضروری ہے کہ آپ بہت توجہ سے سنیں اور عمل کریں قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

یستمعون القول فیتبعون

یعنے اچھی باتوں کو سنتے ہیں اور پھر ان کے متبع ہوجاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا کہنا کافی ہے۔

اب مولوی عبدالکریم صاحب وہ لیکچر جو حضرت صاحب نے لکھا ہے آپ کو پڑھکر سنائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور آپ لوگوں کو سننے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

حضرت حکیم الامت یہ افتتاحی تقریر کر چکے تو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے مولوی عبدالکریم صاحب کا

حضرت اقدس کا لیکچر اسلام

نام لیکچر کے اشتہار میں ہی عام طور پر دیا گیا تھا۔ یہ واقعات چونکہ ایک تاریخ کا جزو بننے والے ہیں اس لئے ان پر پوری روشنی ڈالنا اور جو جو نتائج حقہ ان سے نکل سکتے ہیں ان کو پیش نہ کرنا لکھنے والے کی خطرناک اور ناقابل عفو فروگذاشت کے مرتکب ٹھیریں گے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسقدر تفصیل سے بحث کریں۔

جن لوگوں کو عام لیکچروں کے سننے کا موقع ملا ہو وہ خوب جانتے ہیں کہ لیکچر کی اغراض کو پورا کرنے کیواسطے کیا کیا طریق اختیار کئے جاتے ہیں سب سے اول لیکچرار وہ تجویز کیا جاتا ہے جو قوم کا مشار الیہ ہو اپنے علم و فضل اور زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی کے علاوہ وسیع معلومات رکھتا ہو۔ اور جہانتک ممکن ہو سننے والوں کے مذاق سے آشنا ہو اپنے مطالب کو فصاحت بلاغت سے ادا کر سکے۔ پھر اس کے لیکچر کیلئے اشتہار دینے والے وہ شخص ہوں جن کا پبلک میں عام رسوخ ہو۔ اور پھر مقام وہ پسند کیا جاتا ہے جو عام گذرگاہ کے موقعہ پر ہو۔ غرض ان امور کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اب اس مقام پر ہمارے ناظرین ذرا غور کریں۔ اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں کہ لیکچر ایسے عظیم الشان انسان کی طرف سے تھا جو دنیا میں غیر معمولی شہرت رکھتا ہے۔ لیکن جب سننے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس لیکچر کے پڑھنے والا وہ خود نہیں ہے تو عام قاعدہ کے موافق انہیں مایوس ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن سیالکوٹ جیسے شہر میں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی زاد بوم ہے جہاں اس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا ہے اگر وہ وہاں کی پبلک میں ایک وقیع اور ممتاز انسان نہوتا اور اپنے تقوے اور نیک چلنی کیوجہ سے خاص امتیاز حاصل نکرچکا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ناممکن تھا لوگ اسطرف اس قدر توجہ کرتے۔ حضرت مولویصاحب کا نام ہی اہالیان شہر کی کشش کیلئے ایک ضمانت تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے مولویصاحب کو وہ زبان اور فصاحت عطا کی ہے کہ دوسرے کو اسوقت تک ہماری جماعت میں یہ فضل نہیں ملا۔ ہم نے حضرت حکیم الامت سے بلا واسطہ خود سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص بہت بڑی ترقی کر رہا ہے اور مجھ سے بڑھ گیا ہے حکیم الامۃ کا پایہ اور رتبہ اپنے رنگ میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے مگر این گلے را رنگ و بوئے دیگر است حضرت اقدس کی زبان مولوی عبدالکریم ہی کے منہ میں سمجھی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبھی اسے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان نیز مسلمانوں کا لیڈر فرمایا۔ اجتک جسقدر جلسوں میں حضرت اقدس کا کوئی تحریری مضمون پڑھا گیا۔ اس کے پڑھنے والا یہی شخص تھا۔ جلسہ مذاہب میں اسلام کی فلاسفی والا مضمون پڑھنے والا یہی تھا۔ لاہور کا پچھلا لیکچر بھی یہی پڑھا ان سب سے بھی دور پیچھے ۱۸۹۳ء میں آتھم کے ساتھ جب مباحثہ ہوا اسوقت بھی پڑھنے والا یہی تھا اور یہ لیکچر بھی یہی پڑھتے ہیں۔

یہ سعادت یہ فخر خدا تعالیٰ نے مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے رکھا ہے اور دوسرے کو اسوقت تک اس میں شریک نہیں کیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

لیکچر کے وقت مولویصاحب کی کیا حالت تھی؟

غرض مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب کبھی کوئی ایسا اتفاق مولویصاحب کو لیکچر پڑھنے کا ہوا ہے جہانتک ہم نے دیکھا ہے بجز ۱۸۹۳ء کے مولویصاحب کی طبیعت ہمیشہ ناساز رہی علی العموم نکمہ میں گگروں کیوجہ سے تکلیف رہتی ہے لاہور کے جلسہ پر بھی آپ بیمار تھے لیکن محض خدا کے فضل سے آپ نے جس کامیابی سے لیکچر کو ختم کیا وہ ایک نشان تھا۔ سیالکوٹ میں مولویصاحب کی حالت صحت اور بھی بگڑ گئی تھی بہت ہی نحیف اور نزار ہوگئے تھے۔ اور اسوقت جبکہ لیکچر پڑھنے کے لئے آپ کھڑے ہوئے پوری صحت اور تندرستی کی حالت میں نہتے اس لئے مولویصاحب موصوف کا لیکچر کو پڑھنا اور اسے ختم کرنا یہ بھی حضرت اقدس کی سچائی کی ایک زبردست دلیل تھی۔

مولویصاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا

اس مضمون کو سنانے سے پہلے میں تبرک کے طور پر چند آیات قرآن شریف کی پڑھونگا اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کو شروع کرونگا یہ کہکر آپنے یہ آیتیں پڑھیں۔

یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغدٍ واتقوا اللہ ان اللہ خبیرٌ بما تعملون ۝ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفٰسقون ۝ لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ اصحٰب الجنۃ ھم الفائزون ۝ لو انزلنا ھٰذا القراٰن علیٰ جبلٍ لرایتہ خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون ۝

ان آیات کو تلاوت کرنے کے بعد آپنے وہ مطبوعہ لیکچر جو اسلام کے نام سے چھپ کر شائع ہوا ہے پڑھنا شروع کیا اس امر کے اظہار کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کے لیکچر کے پڑھنے کے وقت عام جلسہ میں پورا سکوت اور امن تھا اور لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے تھے کسی مرحلہ یا مقام پر کوئی بدنظمی یا عدم توجہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ سامنے کے سامعین کو باوجودیکہ دھوپ آگئی تھی لیکن وہ ذرا بھی اس سے افسردہ خاطر نہیں ہوئے۔ اس شوق نے انہیں دھوپ کا احساس بھی ہونے نہیں دیا۔

لیکچر میں کیا ہے؟

اس لیکچر میں سب سے اول اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان ایک کھلا کھلا اور بین امتیاز دکھایا اور بتایا کہ انمیں بگاڑ کیوں پیدا ہوتے ہیں ان بگاڑوں کو ضرورت اسلام کے دلائل ثابت

تیا چنانچہ ان الفاظ مین آپ نے اسے ادا فرمایا۔ دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کیجائے تو معلوم ہو گا۔ کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لئے نہین کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہین۔ بلکہ اس لئے۔ کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کیطرح ہو گئے جسکا کوئی باغبان نہین اور جسکی آبپاشی اور صفائی کیلئے کوئی انتظام نہین۔ اس لئے رفتہ رفتہ انمین خرابیان پیدا ہو گئین۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور انکی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیان پھیل گئین اور روحانیت جو مذہب کی جڑھ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ انکے ہاتھ مین رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تہا۔ کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اس لئے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی۔ اور اسکو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کسی کوئی بندہ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گذرا۔ کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو انکی رسم اور عادت مین داخل ہو چکی ہے لیکن خدا تعالے نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ اس آخری زمانہ مین جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودہوین صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانون کو غفلت مین پاکر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینون کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہین ہوئی اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ انمین روحانیت باقی نہ رہی۔ اور بہت سی غلطیان ان مین ایسی جم گئین۔ کہ جیسے بہت مستعمل کپڑہ پر جو کبھی دہویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانون نے جنکو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفس امارہ سفلی زندگی کی آلائشون سے پاک نہ تہے۔ اپنی نفسانی خواہشون کے مطابق ان مذاہب کے اندر بیجا دخل دے کر ایسی صورت ان کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھہ اور ہی چیز ہین۔ شلاً عیسائیت کے مذہب کو دیکھو۔ کہ وہ ابتدا مین کیسے پاک اصول پر مبنی تہا اور جس تعلیم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیش کیا تہا۔ اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل پر ناقص تہی کیونکہ ابھی کامل تعلیم کا وقت نہین آیا تہا۔ اور کمزور استعدادین اسکی لائق بھی نہ تھین تاہم وہ تعلیم اپنے وقت کے مناسب حال نہایت عمدہ تعلیم تھی وہ اسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تھی جسکی طرف توریت نے رہنمائی کی لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیون کا خدا ایک اور خدا ہو گیا جس کا توریت کی تعلیم مین کچھ بھی ذکر نہین اور بنی اسرائیل کو اسکی کچھ بھی خبر نہین ہے۔ اس لیئے خدا پر ایمان لانے سے تمام سلسلہ توریت کا الٹ گیا۔ اور گناہون سے حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیئے جو ہدایتین توریت مین تہین وہ سب درہم برہم ہو گئین۔ اور تمام مدار گناہ سے پاک ہونے کا اس اقرار پر آگیا کہ حضرت مسیح نے دنیا کو نجات دینے کے لیئے خود صلیب قبول کی اور وہ خدا ہی تھے۔ اور نہ صرف اسیقدر بلکہ توریت کے اور کئی ابدی احکام توڑ دیئے گئے۔ اور عیسائی مذہب مین ایک ایسی تبدیلی واقعہ ہوئی کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خود بہی دوبارہ تشریف لے آوین تو وہ اس مذہب کو شناخت نہ کر سکین نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جن لوگون کو توریت کی پابندی کی سخت تاکید تھی۔ انہون نے یکلخت توریت کے احکام کو چھوڑ دیا۔ مثلاً انجیل مین کہین حکم نہین۔ کہ توریت مین تو سور حرام ہے اور مین تم پر حلال کرتا ہون۔ اور توریت مین تو ختنہ کی تاکید ہے اور مین ختنہ کا حکم منسوخ کرتا ہون پھر کب جائز تہا۔ کہ جو باتین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نہین نکلین۔ وہ مذہب کے اندر داخل کر دی جائین۔ لیکن چونکہ ضرور تہا۔ کہ خدا ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا مین قایم کرے اس لئے عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کے لیئے بطور ایک علامت کے تھا۔ یہ بات بہی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بھی بگڑ چکا تہا۔ اور تمام ہندوستان مین عام طور پر بت پرستی رائج ہو چکی تھی اور اسی بگاڑ کی یہ آثار باقیہ مین۔ کہ وہ خدا کو اپنی صفات کے استعمال مین کسی مادہ کا محتاج نہین۔ اب آریہ صاحبون کی نظر مین وہ پیدایش مخلوقات مین ضرور مادہ کا محتاج ہے۔ اس فاسد عقیدہ سے ان کو ایک دوسرا فاسد عقیدہ بھی جو شرک سے بھرا ہوا ہے قبول کرنا پڑا یعنی یہ کہ تمام ذرات عالم اور تمام ارواح قدیم اور انادی ہین۔ مگا فسوس کہ اگر وہ ایک نظر غایر خدا کی صفات پر ڈالتے تو ایسا کبھی نہ کر سکتے۔ کیونکہ اگر خدا پیدا کرنیکی صفت مین جو اس کی ذات مین قدیم سے ہے انسان کیطرح کسی مادہ کا محتاج ہے تو کیا وجہ کہ وہ اپنی صفت شنوائی اور بینائی وغیرہ مین انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج نہین۔ انسان بغیر توسط ہوا کے کچھہ سن نہین سکتا اور بغیر توسط روشنی کے کچھہ دیکھہ نہین سکتا۔ پس کیا پرمیشر بھی ایسی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ بھی سننے اور دیکھنے کے لئے ہوا اور روشنی کا محتاج ہے۔ پس اگر وہ ہوا اور روشنی کا محتاج نہین۔ تو یقیناً سمجھو کہ وہ صفت پیدا کرنے مین بھی کسی مادہ کا محتاج نہین یہ منطق سراسر جھوٹ ہے کہ خدا اپنی صفات کے اظہار مین کسی مادہ کا محتاج ہے انسانی صفات کا خدا پر قیاس کرنا۔ کہ نیستی سے ہستی نہین ہو سکتی۔ اور انسانی کمزوریون کو خدا پر چسپان کرنا بڑی غلطی ہے انسان کی ہستی محدود اور خدا کی ہستی غیر محدود ہے۔ پس وہ اپنی ہستی کی قوت سے ایک اور ہستی پیدا کر لیتا ہے یہی تو خدائی ہے اور وہ اپنی کسی صفت مین مادہ کا محتاج نہین ہے ورنہ وہ خدا نہو۔ کیا اس کے کامون مین کوئی روک ہو سکتی ہے؟ اور اگر مثلاً چاہے کہ ایک دم مین زمین و آسمان پیدا کر دے تو کیا وہ پیدا نہین کر سکتا ہندؤن مین جو لوگ علم کے ساتھ روحانیت کا بہی حصہ رکھتے تھے اور نری خشک منطق مین گرفتار نہ تھے کبہی ان کا یہ عقیدہ نہین ہوا جو آجکل پرمیشر کی نسبت آریہ صاحبان نے پیش کیا ہے۔ یہ سراسر عدم روحانیت کا نتیجہ ہے +

پیسہ اخبار مین حضرت اقدس کی جو زبانی تقریر چھپی تھی اور جس کو ہم نے اس وقت روزانہ پیسہ مین چھپوایا تہا۔ بعض لوگون نے اپنی غلط فہمی سے اس سے یہ سمجھہ لیا تہا کہ حضرت مسیح موعود نے گویا کل مذاہب کو سچا قرار دید یا ہے۔ یہ نتیجہ جو غلط تہا حضرت اقدس کے کسی فقرہ سے نہین نکالا گیا تہا۔ بلکہ پیسہ اخبار مین جو تقریر چھپی ہے اس مین کوئی بھی فقرہ ایسا نہین ہے جس کے یہ معنے ہو سکین . . . . . .

. . . .

. . . .

بلکہ جس فقرہ کو ٹھوکر کا باعث قرار دیا گیا ہے وہ پیسہ اخبار مین یون ہے "وہ یہ ہی یاد رکھو کہ میرا یہ مذہب نہین کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جھوٹے مین" اس فقرہ مین بالکل کا لفظ اس وہم کو قطعاً دور کر رہا ہے۔ غرض پیسہ اخبار کے نامہ نگار کی تحریر غلط نہ تھی اور نہ وہ اس نتیجہ کو پیدا کرنیوالی تھی۔ بلکہ ان لوگون کی اپنی غلطی تھی جنہون نے اس سے ایسا نتیجہ نکال لیا غرض اسلام اور دوسرے مذاہب مین ایک امتیاز بتا کر پہر آپ نے عیسائیت موجودہ کی حقیقت کو بیان کیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلایل بیان فرمائے منجملہ ان کے ایک یہ فرمایا کہ آپ اس وقت تشریف لائے جب ضرورت تھی اور اسوقت دنیا سے گئے جب اس کام کو پورے طور پر کر لیا۔ اسی کے ضمن مین آپنے ان تبدیلیون کا ذکر فرمایا جو حضور کی ذات بابرکات سے ہوئین۔ یعنے عرب کے وحشیون کو آپ نے بہائم سے انسان بنایا پھر انسانون سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانون سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت انمین پھونک دی۔ اور سچے خدا کی ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا" اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونو نامون محمد اور احمد کا فلسفہ بتایا اور اس کے ضمن مین اپنے زمانہ کی طرف اشارہ کیا اور زمانہ کے ساتون ہزارون کی تشریح فرمائی۔ اور اپنی ضرورت دکہائی۔ اور وہ آثار جو اس زمانہ کے لئے بتائے گئے تہے ان کا پورا ہونا دکہایا۔

(باقی آئیندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلے حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اسیقدر ناساز رہی۔ خاندان رسالت کے تمام ممبر خیریت سے ہین۔

۲- بزرگان ملت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہین۔

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کرشن اوتار پر ایک مبسوط رسالہ لکھنا چاہتے ہین۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات

(۱) الہام

روز نقصان بر تو نیاید

رویا

(۲) مولوی حکیم نورالدین صاحب نے نماز جہری مین سورۂ فاتحہ پڑھکر الفارق وما ادراک ما الفارق پڑھا

رویا

(۳) حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد حضرت کو کچھ دیر تک نہین ملا حضرت کو تشویش اور فکر ہوئی اسکی تلاش کر رہے ہین تب حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ یہ مبارک موجود تو ہے پھر حضرت نے تین سجدہ شکر کے کئے زمین پر۔

الہام۔ غلام قادر آئے گھر نور اور برکت سے بھر گیا۔ رد اللہ الی۔

رویا۔ اپنے آگے بہت سی کنجیان دیکھین جو شاید دو ہزار کے قریب ہیں یا زیادہ۔

مقدمہ کے متعلق

مقدمہ کے متعلق اپیل کو دائر ہونے کی خبر پہلے لکھ چکے ہین ۲۶ر نومبر ۱۹۰۴ء کو پیشی کیلئے تاریخ مقرر تھی مگر جناب سشن جج صاحب نے درخواست اپیل پر غور کر کے تاریخ مقررہ سے پہلے ہی فیصلہ کر دیا اور ۶ر جنوری ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کر کے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری ہو گیا ہے ۶ر جنوری کو مقدمہ انشاء اللہ پیش ہوگا۔ احباب دعا فرماتے رہین +

ریمارک

سیاحت فتح خانی - یعنی اونریبل نواب فتح علی خان قزلباش - سی - آئی - ای صاحب رئیس اعظم لاہور کا سفرنامہ - ہم نواب صاحب کے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے سیاحت فتح خانی کی ایک جلد دفتر الحکم میں بھی بھیجی ہے - ہم نے اس کتاب کو شروع سے لیکر آخیر تک پڑھا ہے - یہ سفرنامہ نواب صاحب موصوف کے اس سفر کا ہے جب آپ بزمرہ ایلچی شہنشاہ ہند کی رسم تاجپوشی پر انگلستان تشریف لیجاتے تھے - کتاب مذکور ۱۵۰ صفحہ پر اور قطعات تاریخ ملاکر ۲۰۳ صفحوں پر چھپی ہے - چھپائی لکھائی اور کاغذ وغیرہ جملہ مراتب اعلیٰ درجہ کے ہیں - یہ کتاب نواب صاحب موصوف نے خاص طور پر مفت تقسیم کی ہے - اگرچہ کتاب مذکور ایسی ہے کہ اس کے بعض حصے انتخاب کے طور پر درج کئے جاتے - مگر افسوس ہے ہم کو گنجائش کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکے تاہم مختصر الفاظ میں اتنا کہتے ہیں کہ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور نہایت قابلیت سے اسے مرتب کیا گیا ہے -

تاہی ما فات یعنی مولانا شبلی اور مسئلہ تقدیر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولانا شبلی صاحب کا لکھا ہوا مضمون "اسلام اور تمدن وترقی" ہم نے الندوہ سے لیکر شایع کیا تھا - اس میں مسئلہ تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہوئے مولانا شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام نے انسان کو **مختار کل قرار دیا ہے** اس فقرہ پر ہم نے بذریعہ ایک فٹ نوٹ کے لکھا تھا کہ ہماری رائے میں یہہ خیال اونکا صحیح نہیں اس پر ایک نوٹ اسی اشاعت میں لکھنا چاہا تھا مگر افسوس ہے کہ ہم نہیں لکھ سکے اسلئے آج اس وعدہ کا ایفا کرتے ہیں -

ہمارا مذہب لاجبر ولا اختیار ہے

(یہ ممکن ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے ہی ایسا سمجھنے میں غلطی کہائی ہو اگر اس کی اس غلطی پر اسے تنبہہ کر دیا جاوے تو وہ اعتراف کے لئے طیار ہے -)

لاجبر ولا اختیار جو ہم اپنا مذہب (اسلام کا منشاء) پیش کرتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام نہ تو انسان کو اس قسم کا مجبور قرار دیتا ہے جو معترضین اسلام مسئلہ تقدیر کو اپنی غلط فہمی سے نشانہ بناکر پیش کرتے ہیں اور نہ اس قسم کا مختار بناتا ہے جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر امر میں کامل اختیار رکھتا ہے جو چاہے سو کرے -

حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی ہمیں بتاتی ہے کہ بعض قوتیں انسان کی اپنے حیطہ اختیار واقتدار میں ہیں اور ان سے کام لینا یا نہ لینا انسان کے اختیار میں ہے - مثلاً ہاتھ سے کام لینا یا زبان سے بولنا آنکھ سے دیکھنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں کہ ان پر اسکا کچھ بھی دخل واختیار نہیں ہے جیسے زبان میں ذائقہ کی قوت یا آنکھ میں دیکھنے کی قوت - انسان نہیں کہہ سکتا کہ میٹھی چیز کہاوے اور زبان کو کہے کہ تو اسے تلخ ظاہر کر یا آنکھیں کہلی ہوں اور وہ آنکھ کو کہے کہ فلاں چیز دیکھ اور فلاں نہ دیکھ - یا اندر ہی اندر جو انسان میں نشو ونما ہوتا ہے کہیں ہڈیاں بن رہی ہیں کہیں خون بن رہا ہے - غرض انسان انکے بنانے یا نہ بنانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے - پس یہ قوی اسکے اختیار اور اقتدار سے باہر ہیں - جب یہ دو قسم کا قانون انسان کے اندر کام کر رہا ہے تو ایسی صورت میں انسان کو مجبور مطلق یا مختار مطلق کہنا سراسر غلطی ہے - اور اسی اصل پر غور نہ کرنے کی وجہ سے مسئلہ تقدیر پر نادان لوگوں نے اعتراض کئے ہیں -

پہلے پہل سوال ہوتا ہے کہ تقدیر کیا ہے ؟

تقدیر کا مفہوم اور مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کو ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے جیسے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتی آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جل جائے گا - وغیرہ وغیرہ -

یہ اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کی وجہ ہے جو تقدیر ایسے مسئلہ پر جو تمام بلند پروازیوں کی جڑ ہے - اعتراض کیا جاتا ہے -

ہم بلا تامل کہتے ہیں کہ جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا معترضین تقدیر کے نزدیک نامناسب ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی صحیح نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اپنی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے کہ نہ اسے مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق -

جن اعمال وافعال میں وہ مجبور مطلق ہے اپر شریعت اسلامی کا کوئی فتویٰ سزا یا جزا کا نہیں ہے - جیسے ہم نے اوپر بیان کیا ہے مثلاً ہڈیوں کے بننے یا انسان کے نشو ونما کے متعلق کہ فلاں اتنا لمبا ہو - یا رنگ ایسا ہو اس پر شریعت کا کوئی فتویٰ نہیں ہے ہاں جن افعال پر انسان کو اقتدار اور اختیار ہے اور وہ اعمال اس کی طاقت کے اندر ہیں ان پر وہ حکمرانی کرتا ہے - مثلاً آنکھ سے دیکھنا اور آنکھ کو بند رکھنا یہ انسان کے اختیار میں تھا اسلئے حکم ہوا کہ **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم** - مومنین سے کہدو کہ نگاہیں نیچی رکھا کریں - زبان سے بولنا یا نہ بولنا اسکے اختیار میں تھا اسلئے زبان کے متعلق احکام صادر ہوئے - غرض جن جن قوی پر انسان کو اختیار ہے - انہیں کے متعلق احکام شریعت ہیں - یہی وجہ ہے کہ ملت اسلام کا باپ - ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے **واذا مرضت فھو یشفین** جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے - پس ہمارے نزدیک کسیقدر اختصار کے ساتھ یہ حقیقت ہے -

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں عید الفطر کی تقریب کے قریب آجانے کی وجہ سے ہم عید فنڈ کی طرف احمدی قوم کو توجہ دلا چکے ہیں آج ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کا کارڈ جو انہوں نے بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے شایع کرتے ہیں - وھو ھذا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عید الفطر کا مبارک دن قریب آرہا ہے - اس واسطے میں آپکو بموقعہ یاد دلاتا ہوں اور چندہ عید فنڈ ایک روپیہ عہ فی کس احمدی ممبر اور صدقہ فطر مدرسہ کے تیامیٰ اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کرکے جسقدر جلد ہو سکے بنام مہتمم مدرسہ ارسال فرماویں بسبب کالج بننے اور مدرسہ کے سرکاری منظور ہو جانے کے عمارت اور سامان اور ملازمین مدرسہ اور وظائف غربا اور کتب خانہ وغیرہ امور کے واسطے بہت سے فنڈ کی ضرورت ہے جسکا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے - والسلام -

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ضلع گورداسپور

نواب علی شاہ صاحب کی خواب کی تعبیر

الحکم مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ء میں نواب علی شاہ صاحب ساکن کشمیر نے اپنا ایک خواب چھپوایا ہے جس میں انہوں نے ایک زمین میں چلتے چلتے پہلے ایک سانپ اور پھر بہت سے سانپ مرے ہوئے چوہوں کے کہائی ہوئی اور چوہوں سے کہاتے جا رہے ہوئے دیکھے ہیں - مولوی محمد فضل صاحب نے جو تعبیر کی ہے وہ بجائے خود ہے لیکن میرے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے

نواب علی شاہ میں لفظ نواب کے معنے نائب اور خلیفہ کے ہیں اور علی شاہ یعنی بلند بادشاہ خود باری تعالیٰ ہے جس کا خلیفہ یعنی حضرت مسیح موعود اس وقت اس زمین پر وارد ہوا ہے - وہ دنیا کے واسطے رحمت تھا مگر بدقسمت دشمن بسبب اپنے شامت اعمال کے اسی سے ٹہوکر کہا گرے - آدم اور شیطان کے مقابلہ میں اونہوں نے شیطان کا طرف لیا اسلئے وہ سانپ کی شکل میں دکھائی دئے - جو آدم کا پورانا دشمن ہے - چوہا فاسق ہے عربی میں اس کو فویسق کہتے ہیں - فسق بدعہدی کا نام ہے - ابتداء سے پیغمبروں کے ذریعہ سے اور خاصکر حضرت خاتم الانبیاء کے ذریعہ سے جو عہد اہل کتاب سے لیا گیا تھا کہ وہ دجال کے فتنہ کے وقت مسیح کا ساتھ دیں گے - لوس عہد کو ان لوگوں نے فسق کیا - یہی فسق ان لوگوں کو کہا رہا ہے - اور وہ بجائے اوپر آسمان کی طرف چڑہنے کے نیچے زمین میں دہس رہے ہیں اور اخلد الی الارض کا مصداق بن رہے ہیں - سطاعون کا کیڑا بھی زمین سے ہی نکلتا ہے اور چوہوں کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچتا ہے - اس خواب سے ملک کشمیر کے طاعون زدہ ہونے کا بھی خوف ہے -

یہہ تعبیر میرے خیال میں خواب کو پڑہتے ہوئے بے ساختہ آئی ہے - واللہ اعلم بالصواب -

محمد صادق - عفی اللہ عنہ
قادیان

کچھہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکر گذار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کرکے یا خوف خدا سے اپنا بقایا صاف کر دیا ہے اور مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی وصول کرتے ہیں -

ا - اور ہم آج اون احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۰۰ء سے اون کے نام اخبار بھیجنا بند کر دینگے - اور اسطرح پر آخر سال تک کچھہ بھی فائدہ ہوگا اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لاکر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکھا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچھہ افسوس کرینگے -

سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھیے - اس لئے اب اطلاع دیجاتی ہے کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱ - دسمبر ۱۹۰۰ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بھیجا جاوے گا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب معمول اطلاع دیجاویگی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ وقت پر واجب چندہ ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ڈونیشنوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استغنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اس کی تحریروں پر توجہ کرکے ان تجویزوں کو قادیان سے دور رہ کر بھی محسوس کیا - کسی شخص کو یہہ موقع نہیں ملا کہ وہ ۱۵ سے ڈونیشن دے - اور نہ کبھی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے - یہ ایسی باتیں ہیں - جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں - بہرحال آیندہ کے لئے اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم کو جاری رکھا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو ان سات آٹھہ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنےٰ کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو اپنی جگہ سوچ لینا چاہئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں -

یہ قاعدہ پختہ کر لیا جاوے گا - کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بجائیکہ اوسے پہلے اطلاع دیگئی ہو

اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اوس کے نہ پہونچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اسکی اطلاع نہ پہونچ سکے اور ستغنے کرنے پر واپس شدہ وی پی پر نام خارج کردیا جاویگا۔ اس سال سلیع کو اِر حصہ میں بھی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہہ بھی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے اون سے وی پی کمیشن وصول نہیں کیا وہ اس مرتبہ شامل کرلیا جاویگا۔

تفسیر القرآن اور اوسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شایع ہوگیا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بھی ہوگیا۔ لیکن ابھی تک بعض ایسے بھی معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک باقی اجزا کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں۔ اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں۔ ہاں اگر اطلاع دینے پر نہ بھیجے جاویں تو ہم ذمہ وار ہیں۔ جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور ان کے پاس مکمل پارہ بھی پہنچ گیا ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اجزا واپس بھیجدیں درخواست میں صاف لکھا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے۔

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی میاں رحمۃ اللہ صاحب موضع جولاہور کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندہر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکہتے ہیں اپنی اہلیہ کے فوت ہوجانے کی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں۔ اون کی عمر ۳۰ سال کی ہے۔ اور لکھے پڑھے ہیں۔ جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور اون کے حالات کی واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میاں رحمت اللہ خدا کے فضل و کرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے۔ جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندہر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت کرے۔

ایک اور بھائی طالب نکاح ہے

[illegible] احمد صاحب نو مسلم جو ایک شریف گھرانہ کے [illegible] (اور [illegible] سے مسلمان ہیں۔ اور [illegible] سے احمدی ہیں اور خاص قادیان [illegible] کے لئے شیر فروشی کا کام کرتے ہیں) [illegible] ہیں شیخ صاحب اپنا

گذارا رکہتے ہیں نوجوان اور نیک ہیں۔ اور تعلق پر وہ اپنے کاروبار کو بڑہا سکتے ہیں ہمارے اپنے خیال میں ایک دیندار اور متقی آدمی تو مال و دولت کی پروا نہیں کرتا۔ البتہ شرافت نیک چلنی۔ اور پرہیزگاری کو مقدم کرلیتا ہے۔ کیونکہ متقی کے لئے یہ سامان خود مولیٰ کریم ہوجاتا ہے۔

ایک ضروری بات

اکثر احباب اور خریداران الحکم نے وقتاً فوقتاً ہمیں لکھا ہے اور زبانی بھی جب انہیں ملاقات کا موقع ہوا ہے تو فرمایا ہے کہ جو نئی کتاب دفتر الحکم سے یا قادیان سے شایع ہو ہمیں بلا تکلف بذریعہ وی پی بھیجدی جایا کرے۔ ہم نے ایسے بزرگواروں کے نام باقاعدہ اپنے کسی رجسٹر میں اپنی لاپروائی یا غفلت سے درج نہیں کئے۔ اور پھر ایسے بزرگوں سے شرمندہ ہونا پڑا اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل طور پر ایسے خریداروں کے نام نوٹ کرلئے جاویں اسلئے بجائے اس کے کہ سب صاحب ہمیں اطلاع دیں صرف وہ بزرگ براہ کرم اطلاع دیں جنکا نام درج رجسٹر کیا جاوے ہم آخر دسمبر ۱۹۰۵ء تک ایسے تمام بزرگوں کی یادداشت مکمل کرلینگے۔ اس کے بعد جو بزرگ اس سلسلہ میں اپنا نام نہ کہیں گے انکے سوا کل خریداران الحکم کو خریداران کتب جدید سمجھ لیا جاوے گا۔ اور پھر ہر جدید کتاب انکی نسبت میں بھیجدی جاویگی۔ اس لئے ہر ایک بھائی اس امر پر غور کرکے ہمیں اطلاع دے اگر وہ نام درج نکرنا چاہیں۔ (ایڈیٹر الحکم)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی علمی عملی دلچسپیوں کا سامان

ایڈیٹر الحکم نے ان دنوں دو جدید کتابیں خود لکھی ہیں اور دو کتابیں تالیف کی ہیں پہلی دو کتابوں میں سے ایک کا نام

نماز اور اسکی حقیقت

ہے۔ اس عجیب اور قابل قدر کتاب کی خوبیوں سے اطلاع پانے کے لئے ہمارے ناظرین ۱۰ دسمبر کے الحکم کا انتظار کریں جس میں اسکا مفصل اشتہار ہے فہرست مضامین دیا جاویگا جس انداز اور اسلوب پر اسکو ایڈٹ کیا گیا ہے ہم بجائے خود دیکھتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاویگا۔

دوسری کتاب

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مستورات کے دلچسپ سلسلہ کا دوسرا نمبر یا

موتیوں کی لڑی کا دوسرا حصہ

ہے جو انہیں ایام مبارک رمضان میں لکھا جارہا ہے اس رسالہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت اور اوسکی صداقت کو عجیب طرز پر دکھایا ہے مشنری عورتوں کے ہتکھنڈوں

سے بچنے کی راہ بتلائی ہے اور عام فہم اور سلیس فقروں میں عیسائی مذہب کے رد کا کارگر حربہ سکہایا ہے اسلامی تعلیم کی خوبیوں اور قرآن کریم کے زندہ اعجاز کا ثبوت دیا ہے۔ وہم پرستی اور رسم پرستی کے نقصانات۔ فقیروں کے ہتکھنڈے ٹونے ٹوٹکوں کی خرابیاں دکہائی گئی ہیں۔ اس کتاب کا مفصل اشتہار مع فہرست مضامین بھی اسی اشتہار میں دیا جاوے گی (انشاء اللہ)

اسکے سوا

دو قابل قدر اور ضروری کتابیں اور تالیف ہوئی ہیں اور وہ دونو کاتب لکھ رہے ہیں۔ انمیں سے ایک کا نام غالباً

خطبات کریمیہ

ہوگا۔ یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہوگی جس میں سے ہر ایک حصہ میں ۱۷ خطبہ ہونگے یہہ خطبے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مختلف میں پڑھے ہیں۔ اس سے کتاب کی خوبی اور عظمت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ ہر جگہ قریباً جمعہ کی نمازوں میں یہی خطبے پڑھے جاتے ہیں۔

دوسری کتاب

جو تالیف ہوچکی ہے اور کاتب لکھ رہا ہے وہ مجاہد المسیح یا اسی قسم کے کسی مناسب نام سے موسوم ہوگی۔ اس کتاب میں وہ اردو و فارسی اشعار جمع کئے گئے ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ثنا و نعت میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب حضرت حجۃ اللہ سے رابطۂ ایمان و محبت بڑہانے کے لئے کارگر اور مجرب نسخہ ہوگی اپنی طرز کی نئی درثمین کہلائیگی۔

ان چاروں کتابوں کے لئے دفتر الحکم کے سوا اور کہیں درخواست نہیں کرنی چاہئے قیمت کی نسبت ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمان

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مکتوبات کو خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو عرصہ سے اون کی تلاش و جستجو میں تہا بہت بڑی مقدار میں جمع کرلیا ہے۔ اور ابھی کر رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ بھی ان گراں بہا اور اچھوتے حقائق کو ناظرین الحکم کے لئے پیش کیا ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ ان مکتوبات کو پانچ مختلف جلدوں میں چہاپ دیا جاوے اور جہانتک ممکن ہو اور اسباب میسر آسکیں تو فوراً کی جاوے۔ کہ وہ خوشخط عمدہ اور صحیح چہپیں اس کے لئے مدد کرنا اس قوم کا فرض ہے۔ جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کو شناخت کرچکی ہے اور اس کے کلمات طیبات کی قدر سمجھتی ہے۔ صحت کے لئے

بزرگان ملت کی امداد کی ضرورت ہے جس کے لئے مجھے امید ہے کہ انہیں دریغ نہ ہوگا اور وہ اس کام میں مجھے مدد دینا اپنا روحانی فرض سمجھیں گے۔ ان مکتوبات کو میں بندیلوذیل پانچ حصوں پر تقسیم کروں گا۔

اوّل۔ وہ مکتوبات جو اسلام کے مسائل یا کسی آیت کی تفسیر کے متعلق ہیں۔

دوم۔ وہ مکتوبات جو تعبیر خواب وغیرہ کے متعلق ہیں۔

سوم۔ وہ مکتوبات جو مختلف مذاہب کے رد میں ہیں۔ اسی میں وہ مکتوبات بھی شامل ہوں گے۔ جو مختلف مذاہب کے لیڈروں یا گدیوں کے نام لکھے گئے ہوں۔

چہارم۔ وہ مکتوبات جو اتمام حجۃ اسلام یا اپنی ذات کے متعلق معترضین یا مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو لکھے۔

پنجم۔ وہ مکتوبات جو شاہان وقت کو لکھے ہیں بظاہر یہ ایک عظیم الشان کام ہے لیکن میں اپنی قوم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اوس کا ناچیز اور بیچمیرز خادم تو خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس خدمت کے سرانجام دینے کے قابل ہوگا۔ اس لئے یہ مجموعہ جہانتک اسے فراہم کرلیا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی مکتوب ہے تو اس کا فرض ہے کہ اوس کی نقل یا اصل بہیجدے۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ضروری دینی خدمت کے پورا کرنے میں مخل کرنے میں شریک ہوگا + مکتوبات کے اوّل ایک دیباچہ انشاء اللہ قابل دید ہوگا۔ جس کے لکھے جانے کی میں حضرت حکیم الامۃ یا مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب سے درخواست کرونگا ورنہ جو کچھ برا بہلا ہوگا خود لکھکر ان بزرگوں کے سامنے بغرض اصلاح رکھدونگا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اگر ناظرین الحکم مجھے اطلاع دیں کہ وہ کس کس قدر جلدیں خرید کرلیں گے تو میں اس قابل ہوسکتا ہوں کہ اندازہ کرلوں کہ کس قدر جلدیں چہپوائی جاسکیں۔ کیونکہ جسقدر زیادہ جلدیں طبع ہونگی اوسیقدر رعایت ہوسکتی ہے۔ (ایڈیٹر الحکم)

مفت راحت

اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible] پر اخویم شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکہ دار کمسریٹ انبالہ نے نہایت فیاضی سے ۱۰۰ جلد جام شہادت پوری قیمت پر خرید فرماکر احقر کے پاس بغرض مفت تقسیم کے امانت رکہی ہے جناب موصوف چاہتے ہیں کہ جہاں یہ مرثیہ نہیں پہونچ سکا وہاں پہونچ جائے۔ اسلئے میں بذریعہ نیاز نامہ ہذا التماس کرتا ہوں کہ جو صاحب اسکے شایق ہیں اور اسکو پڑہنا چاہتے ہیں تو ۱ر کا ٹکٹ بہیجکر مجھ سے منگوالیں۔ حسب گنجایش نسخہ روانہ کردئے جائیں گے۔ اور شکریہ کا کارڈ بخدمت شیخ صاحب موصوف بمقام انبالہ چھاونی بازار بہیجد[illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اے بے خبر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

ہم جب عیسائی مشنریوں کی ان کوششوں پر نظر کرتے ہیں جو وہ اپنے مذہب کی اشاعت اور اسکی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کیلئے کر رہے ہیں تو شرم آجاتی ہے کہ اس مذہب کی اشاعت کیلئے تو یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں جو اخلاقی مجلسی مذہبی اور بالآخر سیاسی پہلو سے بنی نوع انسان کیلئے خطرناک دشمن ہے۔ اور ہم وہ دین اور مذہب لیکر جس کیلئے ان الدین عند اللہ الاسلام فرمایا گیا ہے سست اور کاہل ہیں۔ اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل۔ اس وقت عیسائی مذہب کے مشنری اور مبلغ جسقدر سعی اپنے مذہب کی پابجائی کیلئے کر رہے ہیں اسقدر بلکہ اس سے بہت کچھ بڑھکر سعی مسلمانوں کو قرآن کریم کی اشاعت (علمی اور عملی) کیلئے کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کچھ نہیں ہے۔ اسلام مذہب تمام انسانی کمالات اور اخلاق فاضلہ کے حصول کا سچا ذریعہ ہے۔ پھر مسلمانوں کا اس کی اشاعت سے بے خبر رہنا سخت ظلم ہے۔ ہمیں حال میں معلوم ہوا ہے کہ ملک نٹال میں زیر انجمن [illegible] کیلئے جو فنڈ قائم کیا گیا تھا اس کے منتظم اب ملک کی پہاڑی زبان میں انجیل کا ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالمقابل ایک ہم ہیں کہ قرآن کریم کو اپنی ہی زبان میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ لیکن وقت سستی کا نہیں۔ یہ دن بہت نزدیک ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس شرک عظیم کے بت کے توڑنے کا ارادہ فرمایا ہے جو انسان پرستی کی صورت میں تراشا گیا ہے۔ اسوقت [illegible] دنیا میں خدا تعالیٰ اسکے منشا کو پورا کرتا ہے اور اس [illegible] ضرورت ہے اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کریم کی خدمت میں کمربستہ ہو جائیں۔ اپنے عمل سے اسکی تعلیم کی خوبیوں اور کمالات کو ظاہر کریں اور زور بیان سے اسکی اشاعت کریں۔ پہلا حصہ تو ہر مسلمان کو میسر آسکتا ہے دوسرے حصہ [illegible] جو ایک تا حد میں وہ ان لوگوں کی مدد کریں جو اس خدمت کو کرنا چاہتے ہیں۔

آریہ سماج میں جنگ

آریہ سماج میں ایک عرصہ سے باہم کشاکشی ہو رہی ہے لیکھرام کے قتل پر دونو فریقوں میں باہم صلح وصفائی کی تجویزیں ہوئی تھیں لیکن چند روز سے زیادہ قائم نہ رہ سکیں۔ آخر پھر دونو فریق ایک دوسرے کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ فریقین کے اخبارات میں جو جو در افشانیاں ایک دوسرے کے متعلق کی گئیں ان کے دہرانے کی اب ضرورت نہیں۔ اب مہاتما پارٹی میں بھی دو فریق ہو رہے ہیں۔ ایک لالہ منشی رام صاحب کا فریق ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جس کے طرفدار ماسٹر آتمارام صاحب وغیرہ ہیں۔

پچھلے دنوں لاہور میں عہدہ داروں کے انتخاب وغیرہ کے متعلق آریہ پرتی ندی سبھا پنجاب کا جلسہ تھا۔ اسمیں تو جو کارروائی ہوئی ہے افسوس ہے ہم اسوقت سے بیان نہیں کر سکتے۔ پھر دوسرے وقت اگر گنجائش اور توفیق ملی تو ہم لکھیں گے (انشاء اللہ) تاہم اسکا نتیجہ بظاہر خطرناک ہوا ہے لالہ منشی رام صاحب آریہ سماج کے ممبر نہیں رہے اور اب ان دونو فریق میں جو دال بٹ رہی ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل تحریر سے ہوگا۔

اور وہ تحریر یہ ہے۔

آریہ اخباروں کی باہمی چھیڑ چھاڑ

لالہ منشی رام جی [illegible]

گوروکل جی نے سماج کی ممبری سے استعفا دیدیا اور سماج کے جملہ آرگنیزیشنوں سے علیحدگی اختیار کرکے گوروکل کے ساتھ اس وقت تک تعلق رکھنا منظور کیا کہ جب تک آریہ پرتی ندی سبھا ان کو گوروکل میں رکھنا منظور کرے اور کسی دوسرے قابل شخص کو منتخب نہ کرے۔ لالہ منشی رام جی اپنی علیحدگی کی وجوہات اپنے اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر میں جبکہ علیحدگی کا اعلان کیا گیا صاف صاف ظاہر نہیں کی نہیں [illegible] لالہ منشی رام جی ازادانہ نگاری کی نسبت حیرت انگیز خیال کیا گیا تھا مگر بھکاری نے وجوہات علیحدگی ظاہر کئے جانے کا فائدہ اٹھا کر ظاہر کیا کہ ۱۴ر اکتوبر کا واقعہ کہ جس کا ذکر لالہ منشی رام جی کے "اعلان علیحدگی" میں ذکر کیا گیا ہے۔ آریہ پرتی ندی سبھا کی پریزیڈنٹی کا اشارہ کرتا ہے اور علیحدگی کی وجہ یہ ظاہر کی کہ ۱۴ر اکتوبر کے جلسہ انتخاب عہدیداران پرتی ندی سبھا پنجاب میں لالہ منشی رام جی پریزیڈنٹ سبھا بننا چاہتے تھے اور چونکہ وہ پریزیڈنٹ نہیں بنائے گئے۔ اس لئے وہ آریہ سماج کی ممبری سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اسپر لالہ [illegible] داس بی اے المعروف مہاشہ [illegible] ایڈیٹر [illegible] بھکاری کے جواب میں اس معاملہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

آریہ سماجیوں کی بنائی ہوئی پرتی ندھی سبھا کے خود غرض لیڈر شہرت حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ منشی رام جی کو گرانے کی کوشش کر رہے تھے ان خود غرض لوگوں نے اپنی عظمت کا سکہ جمانے کیلئے مہاتما جی کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بجائے اس کے کہ مہاتما جی کے مستعفی ہونے سے پشیمان ہوں کہتے ہیں آج لالہ رلیا رام جی بھکاری کے پروپرائیٹر اپنی کمیٹی لالہ آتمارام جی اودیشک آریہ پرتی ندی سبھا سے اخبار میں درج کرتے ہیں کہ مہاتما منشی رام جی سماج سے اس لئے الگ ہو گئے کہ وہ پریزیڈنٹ سبھا بننے کے خواہشمند تھے اور ان کو چونکہ یہ عہدہ نہیں ملا اس لئے وہ الگ ہو گئے۔ ماسٹر آتمارام جی کا کیا قصور جبان سے اون کو کہہ ملگیا۔ آپ کے بنگلہ کوئی زمانہ تھا جبکہ مہاتما منشی رام جی لیڈر تھے اور عرصہ تک ماسٹر جی کی اپنی جیب سے روپوں سے امداد کرتے تھے۔ اس وقت ماسٹر جی مہاتما جی کے گن گایا کرتے تھے۔ لیکن اب چونکہ مہاتما جی دنیوی قسمت کو چھوڑ کر گوروکل کے سیوک بن گئے اور ماسٹر جی کو اب دوسرے اصحاب نے امداد دینی شروع کی۔ تو ماسٹر جی نے بھی اپنی گروشدلی [illegible] ماسٹر جی اب سینہ پر ہاتھ رکھکر بتلاویں کہ مہاتما منشی رام جی سبھا کی پریزیڈنٹی کا خواہشمند ہے یا یہ کہ سبھا کی پریزیڈنٹی اس کے پاؤں چومنے کو تیار ہیں۔ آپکی ایک سبھا کیا سینکڑوں سبھائیں اس کے پاؤں چومنے کو طیار ہیں مہاتما منشی رام جی نے خود سبھا کی پریزیڈنٹی چھوڑی تھی۔ ورنہ کب لوگ آپکے یوجنہ لالہ رلیا رام یا پنڈت رام بھجدت کا پریزیڈنٹ بننا پسند کرتے تھے۔ سنہ ۱۹[illegible]ء کے انتخاب میں جبکہ لالہ منشی رام جی گوروکل سے [illegible] سبھا کے ممبروں نے ان کو پریزیڈنٹ نہیں چنا تھا۔ اس وقت آپنے کیوں اعتراض نہ کیا۔ لیکن انہوں نے خود ہی استعفا دیدیا۔ اور پھر انترنگ سبھا نے پنڈت رام بھجدت کو پریزیڈنٹ بنا دیا۔ افسوس ہے کہ جو لوگ مہاتما جی کے بوٹ کے تسمے کھولنے کے قابل نہیں ہیں۔ آج وہ مہاتما جی کے لعل چلن پر حرف رکھنے کو آمادہ ہوتے ہیں جنکو مہاتما جی نے اپنے ہاتھوں سے ابھارا اور اٹھایا۔ آج وہ ان کو نیچے گرانے کو آمادہ ہو رہے ہیں۔

ماسٹر آتمارام جی ایڈیٹر بھکاری نے ۱۱ر نومبر کی اشاعت میں "ایک نادان دوست کی غلط بیانی" کے عنوان کے ذیل میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع کیا۔

مہتہ جیمنی جی کی عادات سے جو اشخاص واقف نہیں [illegible] ان کی کل تحریرات کو سچ سمجھنا شائد مشکل نہ ہو لیکن جو انکی عادات اور [illegible] سے واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انکی تحریرات میں کہاں تک راستی ہوتی ہے۔ گذشتہ [illegible] مہتہ جی نے [illegible] مہاتما منشی رام جی کا [illegible] ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ جب تک مہاتما منشی رام جی لیڈر ماسٹر جی کی مدد اپنی جیب خاص سے کرتے رہے تب تک یہ انکی تعریف کرتے رہے جب انہوں نے یہ مدد کرنی چھوڑ دی تب سے یہ مخالف ہو گئے کسی نے سچ کہا ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے برا ہے۔

مہاشے منشی رام جی کے اس نادان دوست کی تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ مہاتما جی نے ہمیں اپنا بھانڈ رکھا ہوا اور وہ خود کس درجہ کے داتا ہو گئے۔ جو اپنی تعریف کرانے کیلئے ہمیں اپنی جیب خاص سے مدد دیتے ہوں گے۔ مہتہ جی میں اگر دیانتداری ہوتا تو اصل واقعات کو ہرگز غلط پیرایہ میں بیان نہ کرتے۔ یہ سراسر سفید جھوٹ ہے جو مہتہ جی نے ہماری نسبت لکھا ہے۔ ہماری کیشتا بری سے آجتک ناک دم اٹھائے ہوئے آپ ایک عرصہ دراز سے بلا نکتہ چینی کی جگہ ذاتی کینے اور سراسر لغو حملے ہم پر کر رہے ہیں لیکن ہم نے آپکی کسی لیلاؤں کو آجتک کسی اخبار میں اشارۃً تک نہیں دیا۔ اگر آپ جھوٹ لکھنے سے باز نہ آئے تو جہاں ہم اپنی ذات کے متعلق کل واقعات بے کم وکاست پبلک کے آگے رکھیں گے وہاں ہمکو مجبوراً آپ کی جالندھر، لدھیانہ، پٹیالہ، ملتان وغیرہ کی لیلاؤں کا مفصل ذکر کرنا پڑیگا اور اس کا جو نتیجہ نکلے گا۔ اوس کو آپ جیسے پڑھے لکھے مہذب انسان کیطرح اگر آپ میں ہمت تھی تو دلائل اور واقعات کی بنا پر یہ ثابت کرتے کہ مہاشے منشی رام جی نے اس سال پردھان بننے کی خواہش و کوشش وغیرہ نہیں کی۔

مہتہ جی ہم سے حد سے زیادہ آگے گئے اور لغو حملے کئے۔ لیکن چونکہ آپ باز نہیں آتے اب ہم آیندہ آپ کی ذاتی باتوں کو مفصل درج کرنے کیلئے اگر مجبور ہوئے تو پھر آپ اور آپکے دوست ہمیں کوئی دوش نہ دیں۔ ہاں یہ دعویٰ ہمارا رہیگا۔ کہ جو بات ہم لکھیں وہ محض واقعات کی بنا پر ہو۔

پادریصاحبان! گھر کی خبر لیجئے

عیسائی مشنری دور دراز ولایتوں سے اگر ہندوستان میں تو عیسائیت کی تبلیغ اور اشاعت میں ہر قسم کی کوششوں کو جائز اور مباح رکھتے ہیں اور گھر سے دور لوگوں کو صلیب پرستی اور مردہ پرستی کیطرف عجیب عجیب طریقوں سے کھینچ رہے ہیں مگر اپنے گھر کی ان کو خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

۱۳ر ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے کرسچن ہیرلڈ میں عیسائی دنیا کو بیدار کرنے والی نہیں گھبرا دینے والی ایک خبر شایع ہوئی ہے جو ہر چند ہندوستان کے نو مرید عیسائیوں کیلئے دلشکن ہو مگر ہمارے لئے نئی نہیں بلکہ ہمارا ایمان بڑھانے والی ہے کیونکہ اس سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اس سے پتہ ملتا ہے جو کسر صلیب کیلئے آیا ہے۔ چنانچہ کرسچن ہیرلڈ لکھتا ہے۔

سینٹ لوئیس میں ورلڈز فیر کے ضمن میں جو انٹرنیشنل کانگرس ہونیوالی ہے وہ اپنی غیر معمولی نوید میں عجیب طرح کا اعلان کرتی ہے جس کو پڑھکر عیسائی دنیا کو حیرت ہو رہی ہے۔ شکاگو کی مشہور نمائش کے وقت دنیا کے تمام مذہب والوں کو موقع دیا گیا تھا کہ وہ ایک عام پلیٹ فارم پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور انسان کے عالمگیر اخوت کا اہتمام کریں۔ مگر فری تھاٹس یعنے آزاد خیال والوں کو اس موقعہ سے محروم کر دیا گیا تھا۔ مگر سینٹ لوئیس کی نمائش نے ان کے وکیلوں کو بھی شریک ہونے کی دعوت دی ہے۔ منتظمین نمائش جن کا [illegible] آزادانہ عبارت میں اظہار خیال کرتے ہیں واقعی ان کی حق پسندی کے شایان ہے وہ لکھتے ہیں "مسیحی مذہب کے منجانب خدا والہامی ہونیکا دعویٰ [illegible] جھوٹا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسیحی مذہب کے ڈھکوسلے اور فریب کو بطور غلط واقعہ کے دنیا کی نگاہ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ "مسیحی اصول سچے نہیں ہیں" اور انٹرنیشنل کانگرس سامعین و معقولات

استفسار وجواب

صُورِ قیامت

سوال۔ قرآن کریم اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو پہلے صور یعنے کرنا پھونکا جاویگا اور سب مخلوق جمع ہو جاوینگی۔ جب دوبارہ کرنا پھونکی جاویگی تو سب مردے جی اوٹھیں گے اور خداتعالیٰ کے حضور میں اکٹھے ہو جاوینگے کتاب کشف القلوب میں لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الٰہی فرشتہ ہے وہ اوس کرنا کو لیکر منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الٰہی ہو کرنا پھونک کر زمین و آسمان کو درہم برہم کر دے کیا یہ بات سچ ہے کہ جسمانی طور پر آسمانوں میں کوئی فرشتہ کرنا لیکر منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ ان اللّٰہ یعرف الناس من امور الاخرة بامثال ماشوھد فی الدنیا ومن عادة الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العساکر فالنفخ فی الصور استعارة والمراد منه البعث والحشر یجوز ان یکون تمثیلاً لدعاء الموتی فان خروجھم من قبورھم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ امور آخرت لوگوں کو ان مثالوں سے سمجھاتا ہے جن کو لوگوں نے دیکھا ہے یہ بات آدمیوں کی عادت میں ہے کہ لشکروں کے کوچ اور اکٹھے کرنے کیواسطے قرنا بجاتے ہیں پس قرآن میں قرنا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جائز ہے کہ تمثیل مردوں کے بلانے کی ہو کیونکہ مردوں کا قبروں سے نکلنا لشکر کے اجتماع کیطرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعثت وحشر کا اور تبدیل حالت کا جسطرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع ہو جاتے ہیں اور لڑنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گرد و در گرد وہ آموجود ہوتے ہیں اسیطرح ... حشر میں ارادہ ایزدی سے جسطرح کہ اس ... سنت میں مقرر کیا ہوگا وقت موعود میں ... اوٹھیں گے اور جمع ہو جاوینگے اس حالت کا نفخ صور ... استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن مجید میں کوئی صور ... مراد نہیں اور نہ یہ کہ اوس کو فرشتے لئے ہونگے اور اس کو ... [illegible]۔

ایک نظر ادہر بھی۔ ... عطر ... عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی، ... ہمارے کارخانہ ... جاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ... آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ... بذمہ خریدار

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم — اکثر اہل ہنود کا یہ مقولہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد انسان پھر پیدا ہوتا ہے۔ اوس کا نام اواگون رکھا ہے۔ جیسا انسان فعل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل میں مثلاً بیل۔ گھوڑا۔ گدھا۔ کتا وغیرہ جو نمیں آتا ہے کیا یہ اون کا مقولہ ٹھیک ہے۔ اور اپنے قول کی تائید میں یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب عاجز کیوں بنایا اگر ہم اس بات پر یہ اعتراض کریں کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشدیتا ہے اور نہ بشکل حیوانات پیدا کرکے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہیں اوس کا ویسا ہی نتیجہ پاتے ہیں مثلاً اگر گندم بوتے ہیں تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے نہ نخود وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عابد کو اور ایک گنہگار کو برابر رتبہ پر رکھے۔ اگر یہ ہے تو خدا منصف نہیں اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ جہانگیر اوورسیر محکمہ آبپاشی سنبل مدرسہ۔ ریاست گوالیار

جواب نمبر اول۔ اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہوگا اور جونوں میں جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قوی یہ کافی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ بات ہے تو سابقہ جنم کا علم ہونا انسان کو ضروری ہے تاکہ متنبہ رہتا اور جس غلطی و گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم لینا پڑا تھا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم میں تھا۔ اور یہ کہ موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے میں ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چھوٹے سے جملے میں شاہدہ میں لاکر رد کر دیا ہے واللّٰہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا۔ **ترجمہ** خدا نے تمکو تمہاری ماؤں کے شکموں سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہیں ہوتا اس لئے تمکو پہلے کا کچھ علم وخبر نہیں۔ کیونکہ تمہاری روحیں تمہارے جسموں کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہیں اگر تناسخ کو تسلیک مانا جاوے تو پھر خداوند تعالیٰ پر ظلم کا اتہام لازم آتا ہے کیونکہ اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہیں دیا جس کے بدلے میں وہ کسی دکھ یا مصیبت وغیرہ میں مبتلا ہے تاکہ آئندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم۔ پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل کے یہی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا میں سارے ہی آدمی بادشاہ وامیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اوس میں باورچی خانہ کے علاوہ بیت الخلا یعنے ٹٹی بھی موجود ہو اگر صرف چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہیں چاہئے ہر ایک کیلئے اپنے مقام پر ہونا ہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ اور رعایا کا ہونا بمقام رعایا ہی انصاف اور مبنی بر حکمت ہے

جواب نمبر سوم۔ اگر ہم جیسا کرتے ہیں ویسا ہی اس کا نتیجہ پاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ ٹال نہیں سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے چکر پر گردش ہے اور جبکہ ارواح بھی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کیطرح انادی ہیں اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتی ہیں تو اب آریہ بتائیں کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ دو ہی باتیں مشکل تھیں اول ارواح کی پیدائش دوم انکی مکتی و نجات۔ پھر آریوں کے عقیدہ کے مطابق جبکہ ارواح خود بخود خدا کیطرح انادی و ازلی ہیں اور ان کو مختلف اجسام میں آکر اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات و مکتی حاصل ہوتی ہے اور پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح میں دخل ہے اور نہ ان کی نجات میں تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے اعتقاد والوں کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریوں نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹھہرایا ہے بلکہ آریہ بالحقیقت دہریے ہیں۔

جواب نمبر چہارم۔ خداوند تعالیٰ نے عابدوں کیلئے صرف مرنے پر ادوبار نہیں رکھا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے سچے عابدوں سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی میں وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہیں مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا میں نہ پالیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینه حیوة طیبة ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴۔ سورہ نحل

ترجمہ جو مرد وعورت نیک عمل کریں ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی میں عطا کرتے ہیں اور ان کو اعمال کا بہت اچھا اجر دیتے ہیں۔

یہ صرف وعدہ ہی نہیں بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام میں ہزارہا متنفس ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں

. . . . — . . . . جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا میں پاکر خداوند تعالیٰ کی نعمت کی یوں تحدیث کرتے ہیں۔ اور دنیا میں صداقت اسلام کا خدا کیطرف سے سچا نشان رہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں۔

پائیم ز لطف یار بجنت خزیدہ است
در فضل و در حبیب بہشت است ساختم
با دہشت بر دل پر سوز من وزد
صد نکہت لطیف و ہر دو مجسم
ہر لحظہ خورم ز جام وصال دوست
ہر دم انیس یار علیٰ رغم منکرم
کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
کانکانہم و نہ نشس اغیار بر ترم
مرا جنت علیا است مسکن وماوا
چرا بسر بلاد این تشیب جا باشد
ازان قفس بریدم برون کہ دنیا نام
کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شد ہست گذر
مقام من چمن قدس و اصطفا باشد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے سچے قول وفعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لاکر اسی پر قائم رہتے ہیں اون پر خداوند تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکھوں وتکلیفوں کے ظہور یا حوادث کیوقت دلاسا واطمینان دلاتے ہیں کہ مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے کارساز و مددگار ہیں تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جس کا تمہارے لئے وعدہ تھا۔ خداوند تعالیٰ کے متقی وخدا ترس بندے ان وعدوں کا ایفا اپنی جان پر اس دنیا میں مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے،

جواب ومما یدخل فی قرینة حال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر من الطیب ان من جملة دلیل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق به ما یدفع الحس والمشاھدة او یکون منافیا لدلالة الکتاب القطعیة او السنة المتواترة او الاجماع القطعی

تدریب الراوی صفحہ ۹۹ یعنی تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ موضوع ہونیکی ان قرینوں میں سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابوبکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث اسطرح عقل کے خلاف ہو کہ اسکی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اس ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواترہ یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

استفسار و جواب

صُورِ قیامت

سوال۔ قرآن کریم اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو پہلے صور یعنے نرسنگا پھونکا جاویگا اور سب مخلوق جمع ہو جاویگی۔ اور جب دوبارہ نرسنگا پھونکا جاویگا تو سب مردے جی اوٹھینگے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں اکٹھے ہو جاوینگے۔ کتاب کشف القلوب میں لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الٰہی فرشتہ ہے وہ اوس نرسنگا کو لیکر منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الٰہی ہو کر نرسنگا پھونک کر زمین و آسمان کو درہم برہم کر دے کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ جسمانی طور پر آسمانوں میں کوئی فرشتہ کرنا لیکر منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ ان اللہ یعرف الناس من امور الاخرة بامثال ما شوھد فی الدنیا ومن عادة الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العساکر فالنفخ فی الصور استعارة والمراد منه البعث والحشر یجوز ان یکون تمثیلاً لدعاء الموتی فان خروجھم من قبورھم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ امور آخرت لوگوں کو ان مثالوں سے سمجھاتا ہے جن کو لوگوں نے دیکھا ہے یہ بات آدمیوں کی عادت میں ہے کہ لشکروں کے کوچ اور اکٹھے کرنے کیواسطے قرنا بجاتے ہیں پس قرآن میں قرنا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جائز ہے کہ یہ تمثیل مردوں کے بلانیکی ہو کیونکہ مردوں کا قبروں سے نکلنا لشکر کے اجتماع کیطرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعثت و حشر کا اور تبدیل حالت کا جسطرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع ہو جاتے ہیں اور لڑنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر دو درگروہ موجود ہوتے ہیں اسیطرح روز حشر میں ارادہ ایزدی سے جسطرح کہ اوس نے اپنی سنت میں مقرر کیا ہی ہوگا وقت موعود میں سب لوگ اوٹھینگے اور جمع ہو جاوینگے اس حالت کو نفخ صور سے استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن مجید میں کوئی صور نرسنگا متعارف مراد نہیں اور نہ یہ ہے کہ اوس کو فرشتے لئے ہوں گے اور اس کو پھونکینگے۔

ایک نظر ادہر بھی۔ یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ مگر تیل یہ شیلی خاص ہمارے کارخانہ [illegible] بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے زلہ نکمون درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ذمہ خریدار

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم

اکثر اہل ہنود کا یہ مقولہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد انسان پھر پیدا ہوتا ہے۔ اوس کا نام اواگون رکھا ہے۔ جیسا انسان فعل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل میں مثلاً بیل۔ گھوڑا۔ گدھا۔ کتا وغیرہ جونوں میں آتا ہے کیا یہ اون کا مقولہ ٹھیک ہے اور اپنے قول کی تائید میں یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب محتاج کیوں بنایا اگر ہم اس بات پر یہ اعتراض کریں کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشدیتا ہے اور نہ بقبل حیوانات پیدا کر کے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہیں اوس کا ویسا ہی نتیجہ لیتے ہیں مثلاً اگر گندم بوتے ہیں تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے نہ نخود پیدا ہوتے ہیں پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عابد کو اور ایک گنہگار کو برابر مرتبہ پر رکھے۔ اگر یہ ہے تو خدا منصف نہیں اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ جہانگیر اورسیر محکمہ آبپاشی سنبل گدہ ریاست گالیار

جواب نمبر اول۔ اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہونا اور جونوں میں جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قویہ کافی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ بات ہے تو سابقہ جنم کا علم ہونا انسان کیلئے ضروری ہے تاکہ متنبہ رہے اور جس غلطی و گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم لینا پڑا تھا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم میں تھا۔ اور یہ کہ موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے میں ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چھوٹے سے جملے میں مشاہدہ میں لاکر رد کر دیا ہے واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا۔ **ترجمہ** خدا نے تمکو تمہاری ماؤں کے شکموں سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہیں ہوتا اس لئے تمکو پہلے کا کچھ علم و خبر نہیں۔ کیونکہ تمہاری روحیں تمہارے جسموں کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہیں اگر تناسخ کو ٹھیک مانا جاوے تو پھر خداوند تعالیٰ پر ظلم کا اتہام لازم آتا ہے کہ کیوں اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہیں دیا جس کے بدلے میں وہ کسی دکھ یا مصیبت وغیرہ میں مبتلا ہے تاکہ آئندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل قویہ کے یہی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا میں سارے ہی آدمی بادشاہ و امیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات میں سے یہ بات بھی ہے کہ ادسمیں باورچیخانہ کے علاوہ بیت الخلا یعنے ٹٹی بھی موجود ہو اگر صرف چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہیں چاہیئے ہر ایک لئے اپنے مقام پر ہونا ہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ و رعایا کا ہونا بمقام رعایا ہی انصاف اور مبنی بر حکمت ہے

جواب نمبر سوم اگر ہم جیسا کرتے ہیں ویسا ہی اس کا نتیجہ پاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ سے ٹال نہیں سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے محور پر گردش ہے اور جبکہ ارواح بھی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کیطرح انادی ہیں اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتے ہیں تو اب آریہ بتائیں کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ دو ہی باتیں مشکل ہیں اول ارواح کی پیدائش دوم اُنکی مکتی و نجات۔ پھر آریوں کے عقیدے کے مطابق جبکہ ارواح خود بخود خدا کیطرح انادی و ازلی ہیں اور ان کو مختلف اجسام میں آکر اپنے اعمال کے نتائج بھگتنی پڑتے ہیں اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات و مکتی حاصل ہوتی ہے اور پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح میں دخل ہے اور نہ اونکی نجات میں تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے اعتقاد والوں کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریوں نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹھہرایا ہے بلکہ آریہ بالحقیقت دہریئے ہیں۔

جواب نمبر چہارم۔ خداوند تعالیٰ نے عابدوں کیلئے صرف مرنے پر ہی ادہار نہیں رکھا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے سچے عابدوں سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی میں وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہیں مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا میں نہ پالیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوة طیبة ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴۔ سورہ نحل

ترجمہ جو مرد و عورت نیک عمل کریں ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی میں عطا کرتے ہیں اور ان کو اعمال کا بہت اچھا اجر دیتے ہیں۔

یہ صرف وعدہ ہی نہیں بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام میں ہزارہا متنفس ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں

. . . .

. . . . . . — — — . . . . . جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا میں پاکر خداوند تعالیٰ کی نعمت کی یوں تحدیث کرتے ہیں۔ اور دنیا میں صداقت اسلام کا خدا کیطرف سے سچا نشان رہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں۔

پائیم ز لطف یار بجنت خزیدہ است
[illegible]
باد بہشت بر دل پرسوز من وزد
صد نگہت لطیف و بہ دود مجمرم
ہر لحظہ خورم ز جام وصال دوست
ہر دم انیس یار علے رغم منکرم
کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
کانجا نہم فہم و دانش اغیار برترم
مرا جنت علیا است مسکن و ماوا
چرا بسر بلا این نشیب جا باشد
ازان قفس بدم بروں کہ دنیا نام
کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدہ است گذر
مقام من چمن قدس و اصفیا باشد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام میں خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے سچے قول و فعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لاکر اسی پر قائم رہتے ہیں اون پر خداوند تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکھوں تکلیفوں کے ظہور یا حوادث کیوقت دلاسا و اطمینان دلاتے ہیں کہ مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے کارساز و مددگار ہیں تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جسکا تمہارے لئے وعدہ تھا۔ خداوند تعالیٰ کے متقی و خدا ترس بندے ان وعدوں کا ایفا اپنی جان پر اس دنیا میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے

جواب دمایدخل فی قوتیعال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر من الطیب ان من جملة دلیل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق بہ ما یدفع الحس والمشاھدة او یکون منافیا لدلالة الکتاب القطعیة او السنة المتواترة او الاجماع القطعی

تہذیب الراوی صفحہ ۹۹ یعنی تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ موضوع ہونے کی ان قرینوں میں سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابوبکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث اسطرح عقل کے خلاف ہو کہ اسکی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اس ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

ایک شامی کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

ہمارا احباب تک تجربہ و مشاہدہ ہے ہم نے معلوم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت آرزو ہے کہ ممالک مغربیہ امریکہ - یورپ - افریقہ وغیرہ میں اسلام کی تبلیغ و تکمیل اشاعت ہو اور آپ ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آرزو و برکت و ہمت و دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ریویو آف ریلیجنز جو ایک ماہواری رسالہ بزبان انگریزی برائے تبلیغ اسلام قادیان سے شائع ہوتا ہے اس نے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں ایک ہل چل ڈال دیا ہے اور عیسائی دنیا پکار اٹھی ہے کہ بس اب مذہب عیسویت کا خاتمہ ہو گیا۔ امریکہ و انگلستان وغیرہ میں بعض لوگوں نے تو اسلام قبول کر لیا ہے اور یورپ کی کئی روحیں جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی مستعدی ظاہر کر رہی ہیں۔ قریباً عرصہ چند سال کا گذرا ہے کہ قادیان میں دو شخص ایک بغدادی اور ایک شامی بقصد زیارت حضرت مسیح موعود وارد ہوئے شامی جو قوی ہیکل نوجوان آدمی تھا اوس نے قادیان میں پڑھنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت حکیم الامۃ کے حلقہ درس میں شامل ہو گیا اور کتب وغیرہ جس چیز کا اوس نے احتیاج ظاہر کیا اوس کیلئے مہیا کیا گیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بات سنکر بہت خوشی ہوئی کہ یہ شخص یہاں سے اپنی تعلیم کا نصاب پورا کر کے عربی بولنے والے ممالک میں جا کر تبلیغ کریگا مگر قادیان جو کہ ایک معمولی قصبہ ہے جسکی آبادی غالباً تین ہزار آدمی کی ہوگی اسمیں سیاحت منش آدمی کی طبیعت اگر نہ لگے تو کچھ تعجب نہیں۔ شامی نے چند ماہ کے بعد ظاہر کیا کہ حج کا موسم قریب ہے میں حج کو جانا چاہتا ہوں حضرت اقدس کو ایک رقعہ لکھا اور کچھ روپے طلب کئے۔ اس کا نام محمد قدسی مشہور تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد قدسی کو مندرجہ ذیل جواب بصیحۃ لکھا جس کو ہم بعینہ یہاں درج کرتے ہیں میں نے یہ خط محمد قدسی سے لیکر نقل کر لیا تھا

محمد فضل

السلام علیکم - بلغ الی مکتوبک فالاسف کل الاسف انک ما تفہمت ما قصدنا لک انک تطلب تنشر الاسلام ولنا اردنا ان ترزق من لب الاسلام و روحہ ولو کنت تخاف اللہ لفکرت فی امرنا وفیما یبغی اللہ بہ واعلم ان عملا من الاعمال لا یفید لاحد من دون ان یعرفنی و یعرف دعوای ودلائلی فالخیر کل الخیر لک ان تتوب من خیال ذہابک بعد العید وتلبث عندنا برہۃ من الزمان تتعلم علما انا نا اللہ ولا اعلماء ی فلعل ذالک فی الحج قبل تصحیح الایمان والی ارسل الیک اربعۃ روبیۃ فانفق فیما حدث لک من الضرورۃ فان شئت فالبث واملک فان شئت فاذہب بہذا الزاد منا ولیس لک فی ذہابک خیر بل خسران مبین ولکن کیف المہلک وانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور والسلام علی من اتبع الہدی۔

الراقم المتوکل علی اللہ احمد عفی اللہ عنہ

ترجمہ - السلام علیکم - مجھے تمہارا خط پہونچا بڑا افسوس ہے جس بات کا ہم نے تمہارے لئے ارادہ کیا تھا تو اس کو نہیں سمجھتا تو اسلام کا چھلکا طالب کرتا ہے اور ہم نے ارادہ کیا تھا کہ تجھے اسلام کے مغز ور روح سے بہرہ ور کیا جائے اگر تجھے خوف خدا ہوتا تو ہمارے کام اور جس امر کیلئے ہمیں خداوند تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اوس میں فکر کرتا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اعمال کسی کو کوئی عمل فائدہ نہیں دیسکتا سوا اس کے کہ مجھے اور میرے دعوے اور میرے دلایل کو پہنچانے اور سمجھے۔ تیرے لئے ساری بھلائی اسمیں ہے کہ عید گئے بعد جانے کے خیال کو چھوڑ دو اور ہمارے پاس کچھ زمانہ رہکر اوس علم کو سیکھو جو علم ہم کو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے میں نہیں جانتا کہ صحت ایمان کے پہلے تجھے حج کو جانے میں کیا فائدہ حاصل ہوگا میں تجھے چار روپیہ بھیجتا ہوں جو ضرورت پیش ہے اسمیں خرچ کرو اگر چاہو تو یہاں ہی رہو اور اگر جانا چاہو تو اسی خرچ کے ساتھ ہمارے طرف سے رخصت ہو تیرا یہاں سے جانا اچھا نہیں بلکہ سراسر نقصان و زیان ہے لیکن میں تجھے کسطرح سمجھاؤں کہ آنکھیں نابینا نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ نابینا ہیں خدا سلامت رکھے ہر ایک ایسے شخص کو جو اسلام کا سچا تابعدار ہے۔

(الراقم المتوکل علی اللہ الاحد احمد عفی اللہ عنہ)

محمد مصطفے صلعم کا آخری خطبہ بموسم حج

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ہذا بہذا الموقف ابدا - ایہا الناس ان دماءکم واموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ہذا وحرمۃ شہرکم وستلقون ربکم فیسئلکم من اعمالکم وقد بلغت فمن عندہ امانۃ فلیودہا الی من ائتمنہ علیہا۔

فاعقلوا ایہا الناس واسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی وترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنۃ نبیہ۔

ایہا الناس اسمعوا قولی واعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم وان المسلمین اخوۃ فلا یحل لامرء من مال اخیہ الا ما اعطاہ ایاہ من طیب نفسہ الا بلغت قالوا اللہم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اللہم اشہد۔

ترجمہ - اے لوگو میری بات کو سنو شاید اس سال کے بعد تمکو اس مقام میں آئیندہ ہرگز نہ ملوں گا - اے لوگو تمہارے خون و مال تم پر اس دن اور اس مہینہ کیطرح حرام ہیں جب تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال پوچھیگا میں نے اپنی رسالت پہونچا دی جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ صاحب امانت کو ادا کرے۔

اے لوگو سمجھو اور میری بات کو سنو میں نے اپنی بات تمکو پہنچا دی اور میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر چلا ہوں کہ اگر تم نے اسے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ خدا کی کتاب قرآن کریم اور اس کے نبی کا اس پر عمل ہے اے لوگو میری بات سنو اور اس پر عمل کرو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے مسلمان آپس میں بھائی ہیں کسی مسلمان پر کسی بھائی کا مال حلال نہیں ہے مگر اسقدر جو وہ اسکو خود اپنی رضامندی سے دے میں نے اپنی رسالت پہونچا دی ساری مخلوق جو موقف میں حاضر ہو کہنے لگی بیشک آپ نے اپنی رسالت پہونچا دی۔ پس پیغمبر خدا صلعم نے پکار کر کہا اے اللہ گواہ رہ

ملفوظات میں سے کچھ

۲۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء

مسئلہ ظہر کے وقت ایک صاحب کی خاطر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے ایک مسئلہ حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ یہ ایک شخص ہیں جن کے پاس بیس بائیس ہزار کے قریب روپیہ موجود ہے - ایک سکھ ہے وہ ان کا روپیہ تجارت میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور ان کے اطمینان کی اس نے تجویز کی ہے - کہ یہ روپیہ بھی اپنے قبضہ میں رکھیں لیکن جس طرح وہ ہدایت کرے - اسی طرح ہر ایک شے خرید کر جہاں لیے - وہاں روانہ کریں - اور جو روپیہ آوے وہ امانت رہے - سال کے بعد وہ سکھ دو ہزار چھ سو روپیہ ان کو منافع کا دیدیا کرے گا - یہ اس غرض سے یہاں فتوی دریافت کرنے آئے ہیں کہ یہ روپیہ جو انکو سال کے بعد ملیگا - اگر سود نہ ہو تو شراکت کر لی جاوے حضرت اقدس نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے خود بھی کام کرنا ہے اور انکی محنت کو دخل ہے اور وقت بھی صرف کریں گے - اس لئے ہر ایک شخص کی حیثیت کے لحاظ سے اسکے وقت اور محنت کی قیمت ہوا کرتی ہے - دس ہزار اور دس دس لاکھ روپیہ لوگ اپنی محنت اور وقت کا معاوضہ لیتے ہیں - لہذا میرے نزدیک تو یہ روپیہ جو انکو وہ دیتا ہے - سود نہیں ہے - اور میں اسکے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں - سود کا لفظ تو اس روپیہ پر دلالت کرتا ہے جو مفت بلا محنت کے (صرف روپیہ کے معاوضہ میں) لیا جاتا ہے اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے - اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے - ۔

جو صاحب اس مسئلہ کو دریافت کرنے آئے تھے - اونکی دینداری واقعی میں قابل رشک ہے - کہ اسوقت جبکہ مسلمانوں نے حلال و حرام کی تمیز کو خیر باد کہکر صرف زر اندوزی کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے - یہ صاحب استفسار کے لئے اسقدر سفر درانطے کر کے آئے صرف اس غرض سے کہ کہیں اس لین دین میں سود نہ ہو جاوے - اللہ تعالیٰ اس زمانہ کے کل اہل اسلام کو اسی قسم کی توفیق دیوے - کہ وہ اپنے معاملات میں دین کو مقدم رکھیں - آمین - ایڈیٹر

ظہر کی نماز سے پیشتر حضور علیہ السلام نے کچھ روپیہ جن کی تعداد غالباً ۸ یا دس ہوگی - ایک مخلص مہاجر کو یہ کہکر دیئے کہ چونکہ موسم سرما ہے - آپکو کپڑوں کی ضرورت ہوگی - اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا - خود حضور علیہ السلام نے اونکی ضرورت کو محسوس کر کے یہ رقم عطا کی جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپکو مخلص خدام کی ضرورت کا کسقدر خیال ہے -

گناہوں سے معصوم انبیاء ہیں - لیکن دوسرے لوگ توبہ و استغفار کے ذریعہ سے اون سے مشابہت پیدا کر لیتے ہیں -

۲۱ - اکتوبر ۱۹۰۴ء

الٰہی رحمت سے مغفرت ایک صاحب کے رشتہ دار کسی وجہ سے قید ہو گئے تھے اون کے ذکر پر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے عرض کی - کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ اوسے خود استغفار کی تاکید کی جاوے اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا - کہ بعض لوگ جو استغفار کے لائق ہیں وہ تو استغفار کرتے ہیں - اور دوسروں کو محض خدا کی رحمت سے بھی رہائی ملجایا کرتی ہے - جن طبیعتوں میں کجی ہے - اون کے لئے اس کی رحمت وسیع ہے ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا - کہ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی فارسی زبان میں بھی کلام کی ہے - تو آپ نے فرمایا ہاں - ایک دفعہ یہ فقرہ الہام ہوا تھا -

ع این مشت خاک را اگر نہ بخشم چہ کنم

روس و جاپان کی جنگ پر لطیفہ اس جنگ کی ذکر پر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر خونریز جنگ ہے - کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہ آنی چاہیے - جاپان کا بدھ مذہب ہے - اور اس کی رو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے - روس عیسائی ہے - اور ان کو چاہیئے - کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کرے - تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں ✦ (البدر)

(رجان)

(۴) تمدن کی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ، اور ترقی تمدن کی بہت بڑی علامت، مذہبی نفرت اور مذہبی جبر کا دور کرنا ہے، دنیا جب سے آباد ہے ہمیشہ ہر ملک میں، ہر قوم میں، ہر سلطنت میں یہ طریقہ رہا کہ غیر مذہب والوں پر جبر کیا جاتا تھا، ان کو مذہبی آزادی نہیں دیجاتی تھی۔ ان سے نفرت اور حقارت کی تلقین کیجاتی تھی اور مختلف طریقوں سے لوگوں کو تبدیل مذہب پر مجبور کیا جاتا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا کا یہ مذاق تھا اور یہ گویا انسان کی فطرت ہو گئی تھی کہ جب دو شخصوں میں کسی رائے اور خیال کے متعلق اختلاف ہوتا تھا، تو اس کا اثر معاشرت کے تمام امور پر پڑتا تھا یعنے دونوں میں جنبیت پیدا ہو کر منافرت اور عداوت کی حد تک نوبت پہونچتی تھی۔

سب سے پہلے اسلام نے اختلاف مذہب اور دیگر تعلقات کے حدود جداگانہ قائم کئے یعنی یہ بتایا کہ اگر کسی شخص سے مذہب میں اختلاف ہو، تو اس کا اثر عام معاشرت پر نہیں پڑنا چاہیئے، والدین کے جہاں حقوق بیان کئے وہان فرمایا کہ

وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا

اگر وہ دونوں اس بات پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کر جسکا تجکو علم نہیں ہے (یعنی اگر والدین شرک پر مجبور کریں) تو تو انکا کہنا نہ مان لیکن دنیا میں ان سے اچھا برتاؤ کر

پھر عام طور پر فرمایا۔

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

جن لوگوں نے تم سے مذہبی جنگ نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، انکی نسبت خدا تم کو منع نہیں کرتا کہ تم ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرو، بے شبہ خدا انصاف کو پسند کرتا ہے۔

اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس مسئلہ کا اصلی فلسفہ بتا دیا یعنے خدا نے انسانوں کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ انکی صورت۔ سیرت۔ خیال مذاق اور رائے میں اختلاف ہو۔ اس لئے اس بات کی خواہش کرنا کہ تمام لوگ خواہ مخواہ متحد الخیال ہو جائیں گویا فطرت انسانی کو مٹانا ہے اس نکتہ کو قرآن نے ان لفظوں میں ادا کیا۔

ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک خلقھم (ھود)

اور اگر خدا چاہتا تو تمام آدمیوں کو ایک ہی امت بناتا لیکن لوگ ہمیشہ مختلف رہیں گے بجز ان کے جنپر خدا کا رحم ہو اور خدا نے اسی لئے ان لوگوں کو بنایا ہے۔

ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا

اور اگر خدا چاہتا تو دنیا کے تمام آدمی مسلمان ہو جاتے

ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ (مائدہ)

اور اگر خدا چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بناتا

ولو شاء اللہ ما اشرکوا (انعام)

اور اگر خدا چاہتا تو لوگ شرک نہ کرتے۔

ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی (انعام)

اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔

افلم ییأس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا (رعد)

کیا مسلمان مایوس نہیں ہو کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔

ولو شاء اللہ لجعلھم امۃ واحدۃ (حمعسق)

اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بناتا۔

ولو شاء لھداکم اجمعین (نحل)

اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لاتا۔

ولو شئنا لآتینا کل نفس ھداھا (سجدہ)

اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کر دیتے۔

بعض وقت جناب رسول اللہ کو باقتضائے بشریت کافروں کی سرکشی اور بے پروائی گران گذرتی تھی۔ اسپر قرآن مجید میں یہ آیت اتری۔

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین۔

اور اگر ان کی کشی تجہ پر گران گذرتی ہے تو اگر ممکن ہو تو زمین کے اندر سرنگ تلاش کرو یا آسمان میں سیڑھی بہم پہونچاؤ تاکہ ان کو کوئی معجزہ دکھاؤ (تو کر دکھا) اور اگر خدا چاہتا تو سب کو راہ راست پر متفق کر دیتا۔ تو دیکھ جاہل نہ بن۔

لیکن چونکہ اکثر انسانوں کی فطرت ایسی ہی بنائی ہے کہ وہ ہدایت اور وعظ و پند سے حق بات کو قبول کر لیتے ہیں، اس لئے اسلام نے وعظ اور پند کے ذریعہ سے دعوت اسلام کی اجازت دی اور فرمایا

وادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل)

لوگوں کو اپنے خدا کے راستہ کیطرف بلا، بذریعہ حکمت کے اور بذریعہ وعظ کے اور لوگوں سے بحث کر معقول طریقہ سے

فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر

لوگوں کو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو کچھ داروغہ نہیں

فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (مزمل)

تو جس کے جی میں آئے وہ اپنے خدا کی راہ اختیار کرے۔

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین

کیا تو لوگوں کو زبردستی مسلمان کرنا چاہتا ہے۔

اعتقاد اور یقین ایسی چیز ہے جو دل سے متعلق ہے اس لئے کوئی شخص کسی کے دل میں کوئی یقین جبر اور زبردستی سے نہیں پیدا کرسکتا، اس بنا پر مذہب میں جبر کرنا بالکل بیفائدہ چیز ہے، لیکن یہ نکتہ اسوقت تک دنیا کی سمجھ میں نہ آیا جب اسلام نے یہ نہیں کہا کہ۔

لا اکراہ فی الدین (آل عمران)

مذہب کوئی زبردستی کی چیز نہیں۔

ژول سیمان جو فرانس کا بہت بڑا فاضل گذرا ہے لکہتا ہے کہ مذہبی آزادی کو کچھ بہت دن نہیں گذرے کیونکہ دنیا کی تمام تاریخیں درحقیقت مذہبی تعصب اور کینہ وری کا مجموعہ ہیں اس کے بعد فاضل مذکور نے قرون اولی سے عہد وسطی تک مذہبی تعصب کے واقعات تفصیل کے ساتھ گنائے ہیں، اخیر میں لکہا ہے کہ بالآخر فلسفیانہ روح نے ۴ اگست ۱۷۸۹ء کو مذہبی آزادی پر بحث کی لیکن یہ خیال وجود میں اس وقت آیا جب یہودیوں کو ۱۷۹۱ء میں ظلم سے نجات دی گئی تاہم چونکہ فرنچ رزولیوشن کا طریق انتظام اچھا نہ تھا اس لئے وہ مذہبی آزادی کو مضبوط بنیاد پر قایم نہ کرسکا۔"

یہ فاضل (ژول سیمان) جس چیز کی ابتدا ۱۷۸۹ء بیان کرتا ہے، اسلام میں بارہ سو برس پہلے قایم ہو چکی تھی، لیکن چونکہ فاضل مذکور، اسلام کی حقیقت اور تاریخ سے واقف نہ تھا اس نے دوسرے قوموں کی بنا پر تمام عالم کی نسبت عام رائے قایم کی اور اسکو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔

(۵) ترقی تمدن کے بڑے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر قایم کئے جائیں اسلام سے پہلے تمام دنیا کا عمل اس اصول کے خلاف تھا۔ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اسکی تلقین کی چنانچہ یہ بحث نہایت تفصیل کے ساتھ کتاب الکلام میں مذکور ہے۔

(۶) کسی قوم کی ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اس کے ہر فرد کو من حیث القوم سلف آمیزیعنی اپنے آپ عزت کا خیال دلایا جائے، اسلام نے ابتدا ہی سے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا۔

کنتم خیر امۃ

تم تمام قوموں سے بڑھکر ہو۔

للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین

عزت خدا کے لئے ہے اور اس کے رسول کیلئے اور مسلمانوں کے لئے۔

قرون اولی میں یعنی جب تک اسلام اسلام رہا یہ خیال مسلمانوں میں اسقدر جاگزین تھا کہ قوم کا ہر ہر فرد من حیث القوم اپنے آپ کو افضل ترین عالم سمجھتا تھا، یہی سلف آمیز کا خیال تھا جو ان مسلمانوں کے ہر قسم کی حوصلہ مندیوں اولوالعزمیوں بلند خیالیوں کا باعث تھا، تاریخوں میں تم نے پڑھا ہوگا کہ ایک معمولی درجہ کا مسلمان بھی قیصر و کسری کے دربار میں کس دلیری اور آزادی کے ساتھ سوال و جواب کرتا تھا۔

(۷) ترقی کا مقدم ترین اصول علم ہے اسلام نے علم کو گویا لازمہ اسلام قرار دیا، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں علم کی تحصیل کے متعلق کثرت سے جو ہدایتیں ہیں ان سے قطع نظر، واقعات پر نظر ڈالو تاریخ ہر ہر قدم پر اس بات کی شہادت دینے کیلئے موجود ہے کہ اسلام دنیا میں جہان جہان گیا علم کو ساتھ لیکر گیا، وہ قومیں جو ازل سے جاہل اور امی رہتی آئی تھیں، جب دن اسلام لائیں علم و فن سے معمور ہو گئیں، عرب ابتدا میں علم سے جاہل تھا یہان تک کہ اسلام کے اوایل تک بڑے بڑے شعرا لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے تھے، رؤبہ جو مشہور شاعر تھا لکہا پڑہا تھا، لیکن ایک موقع پر جب اس کو کچھ لکھنا پڑا تو اس نے حاضرین سے نہایت لحاح کے ساتھ درخواست کی کہ یہ راز کہیں ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ میری بڑی بدنامی ہوگی، لیکن یہی عرب اسلام کے وجود کے ساتھ علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ اور امام شافعی، امام مالک، زہری جیسے مجتہدین وہاں پیدا ہونے لگے، ترکوں کی قوم ہزاروں برس پہلے سے موجود تھی لیکن انکا کمال یہ تھا ع

چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

یہی ترک تھے جنمیں اسلام لانے کے ساتھ حکیم ابونصر فارابی اور امیر خسرو اور سیکڑوں علما و شعرا پیدا ہو گئے۔ جن جن قوموں نے دنیا میں اسلام قبول کیا ان سب کا شمار کرو اور دیکھو۔ کہ اسلام کے قبل ان کی علمی حالت کیا تھی، اور کیا ہو گئی۔ صاف نظر آئیگا کہ علم اسلام کے عنصر میں داخل تھا۔

(۸) ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ نظام حکومت جمہوریت کی بنا پر قایم کیا جائے اس اصول پر اسلام نے اسقدر زور دیا کہ خود آنحضرت کو اسکی پابندی کا حکم ہوا۔

وشاورھم فی الامر

اور لوگوں سے مشورہ کر۔

حالانکہ وحی و الہام کے ہوتے ہوئے آپ کو کسی مشورہ اور صلاح لینے کی کیا حاجت تھی، مزید تاکید کیلئے مسلمانوں کی امتیازی خصوصیت یہ قرار دی۔

وامرھم شوری بینھم

ان کا کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔

(۹) ترقی کا بڑا اصول یہ ہے کہ تقسیم عمل کے اصول پر کام کیا جائے، یعنی ہر فرقہ ایک خاص کام میں مشغول ہو، تاکہ اس کام کو بوجہ خصوصیت کے نہایت اعلی درجہ تک ترقی دے سکے یورپ میں یہ اصول یہاں تک ترقی کر گیا ہے۔ کہ طبیبوں اور حکیموں میں سے خاص خاص امراض کے الگ الگ طبیب ہیں، اور وہ ان امراض کے سوا اور بیماریوں کے علاج سے واسطہ نہیں رکھتے، خود قدرت نے اسی اصول پر عمل کیا ہے، ہاتھ، پاؤں، سر، دل، دماغ کے کام الگ الگ تقسیم کر دیئے ہیں، اسلام نے ان اصول کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا۔

ۓ قرآن مجید میں بہت سی آیتیں اس قسم کی موجود ہیں جنمیں یہ حکم ہے کہ غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت نہ رکھو انہیں آیتوں کو ہمارے ظاہر بین علما ہر موقع پر پیش کرتے ہیں بلکہ وہ آیتیں ان کافروں سے مخصوص ہیں جو مسلمانوں سے مذہبی لڑائی لڑتے ہیں چنانچہ خود خدا نے اس آیت کے بعد تصریح کر دی اور فرمایا کہ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم یعنی خدا تو ان لوگوں سے دوستی رکھنے کو منع کرتا ہے جو تم سے مذہب کے بارہ میں لڑے اور تمکو تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکال دینے پر اعانت کی۔

مکتوبات حضرت امام الزمان

ایک صاحب المعروف سید عبداللہ بغدادی جو قبل ازین قادیان مین کچھ عرصہ رہکر اب اپنے وطن کو واپس چلے گئے ہین ابتدا مین وہ اہل التشیعہ کے مشرب پر تھے دارالامان قادیان مین کسی شخص کے ساتھ یزید کے بارے مین اون کا تکرار ہوا جس کے باعث جانبین مین طیش آگیا عبداللہ بغدادی نے اس امر کی شکایت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے پاس لکھکر بھیجی۔ راقم حروف نے عبداللہ بغدادی کا خط اور اوسپر جو جواب حضرت اقدس نے اسکو لکھا استفادہ کیلئے نقل کر لئے تھے جو یہان بمعہ ترجمہ درج کئے جاتے ہین۔

خط عبداللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسئلۃ - ان کان احد من المسلمین یلعن یزید افھل یجوز ان یلعن مرۃ لسبب انہ لعن یزید اثم تسئل من عنایتکم ان تبین لنا ما قدر یزید وما شانہ وھل یجوز علیہ اللعنۃ ام لا وھل ھو ظالم ام لا انتونا من علومکم الجزیۃ افادنا اللہ منہا والسلام۔

(اقل العباد خادمکم عبداللہ)

ترجمہ۔ ایک مسئلہ درپیش ہے کہ اگر کوئی شخص حضور کے مخلصین میں سے ہو اور وہ یزید کو لعنت کرتا ہو تو کیا جائز ہے کہ اوس شخص پر کوئی شخص اس سبب سے ہزار بار لعنت بھیجے کہ وہ یزید کو ملعون کہتا ہے پھر میں حضور سے دریافت کرتا ہوں ظاہر فرماویں کہ یزید کا کیا قدر اور اسکی کیا شان تھی کیا یزید پر لعنت بھیجنی جائز ہے یا نہیں کیا یزید ظالم تھا یا نہیں اپنے علوم جزیہ سے ہمیں فتوے رحمت کریں تاکہ ہم بہرہ مندی حاصل کریں۔

کمترین خادم عبداللہ۔

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علموا ان الاقوال التی تنسب الی یزید لا اعلم بالیقین انہا کیف وقعت والاخبار مختلفۃ والروایات کثیرۃ فمن التقوی ان لا یلتفت الانسان الی لعن الآخرین ویخشی من فسق نفسہ ویجاھد لتزکیتہا فان فسق یزید لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم لکل عضو من اعضاء الانسان سیرۃ تمیز بہا عند اللہ ایہا فلا و لسان لکم الحسن السیر والسلام (غلام احمد عفی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ واضح ہو جن افعال کی نسبت یزید کیطرف منسوب کیجاتی ہے مجھے یقینا معلوم نہین کہ وہ کسطرح واقع ہوئے اس امر مین خبرین مختلف اور روایتین بہت ہین۔ تقوے کی یہ شرط ہے کہ انسان دوسرون کی لعنت کی طرف التفات نہ کرے (بلکہ) اپنے ہی نفس کے فسق سے ڈرتا رہے اور اسکی تزکیہ وتصفیہ مین کوشش کرے۔ کیونکہ یزید کا گناہ تمکو کچھہ ضرر نہین دیتا۔ اگر اسکی شرارت تھی تو اوسکا وبال یزید پر ہی پڑیگا۔ لقولہ تعالےٰ۔ یا ایھا الذین آمنوا لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ یعنے اے ایمان والو اگر تم خود ہدایت یافتہ ہوگئے تو گمراہ آدمی تمکو ضرر نہین پہونچا سکتا۔ انسان کے ہر اندام مین خداتعالےٰ نے نیک سیرت کی خاصیت رکھی ہے جس کے اظہار کے لئے خداتعالیٰ انسان کو نہ عوض کرتا ہے۔ پس انسان کی زبان کی نیک سیرتون مین سے ایک یہ ہے کہ اوس کو بدگوئی سے روکے۔ والسلام

(غلام احمد عفی اللہ عنہ)

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سلمکم اللہ تعالیٰ علی رؤس المسترشدین والمستفیضین اے امام الدین امین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وادا بے فدویانہ ما وجب۔ حضور کے عنایات کا ازبس مشکور ہون خداوند کریم حضور کو نیک جزا عطا فرماوے۔ چونکہ نیاز مند خوگردہ الطاف ہے لہذا بار بار جرات کرتا ہے امید کہ ابتغاء مرضات اللہ معاف فرماکر ہر حالت مین اپنی فیاضی اور دریا دلی کو ملحوظ فرمایا کرین کہ کمترین نیاز کو بجز اس فخظ الرجال مین اور کوئی مربی نظر نہین آتا۔

۱۔ احمدی امام اور غیر احمدی مقتدی ہو تو جماعت کے ثواب کے بارہ مین اگر حضور کوئی رائے نہین دے سکتے۔ تو براہ عنایت حضرت امام الزمان علیہ السلام سے فتوے لیا جاوے۔ اور ممتاز فرمایا جاوے۔

۲۔ کتنے سال کا ہو جو اس کو شرعاً مکلف قرار دیا جائے

۳۔ مسلمان غیر احمدی کو مسلمان بولا جاوے یا اون کو کیا سمجھا جاوے۔

۴۔ محتلم صبح کی نماز کیلئے بوجہ ضعف اور بزدلی اور خوف سردی کے غسل کر لینے سے عاری ہے تو نماز کو نکر ادا کرے۔ بعد طلوع آفتاب غسل کرکے ادا کرے یا پہلے کسیطرح تیمم کرے۔ وضو کرنے سے عاری نہین ہے صرف اسوقت غسل کرنے سے وہم مین پڑتا ہے۔

۵۔ جنبی بحالت جنب قرآن شریف یا اور درود و استغفار پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

۶۔ اثنا نماز مین اگر ٹوپی یا پگڑی سجدہ مین گر پڑے یا تہ بند کا بند ڈھیلا ہوجاوے یا تہ بند کھل جاوے تو کیا کرے۔

۷۔ امام احمدی ہے گروہ وتر کی نماز حنفی علما کی رائے پر پڑھتا ہے یعنے تین رکعت یکجا بیک سلام پڑھتا ہے اور دو رکعت کے بعد قعدہ مین عبدہ ورسولہ تک پڑھکر تیسری رکعت مین بعد قرات دعا قنوت پڑھتا ہے پس اس کے پیچھے نماز وتر کی پڑھ لیا وے یا نہ۔ اگر نہ پڑھ سکے یعنی چھٹ جاوے تو پھر حکم نماز وتر کے پڑھنے کا کسطرح ہے مفصل ارشاد ہو۔ اور دعا قنوت کیا اسمین منع ہے۔

۸۔ مسجد کا کہنہ ردی اسباب متولی مسجد اپنی رائے سے کسیکو دیسکتا ہے یا تبدیل تغیر کرسکتا ہے۔

۹۔ مال مسجد یعنے ایک مسجد کے بہت فرش اور ڈول وغیرہ بکثرت جمع ہین دوسری مسجد محتاج ہو تو کیا متولی مسجد ہی مسجد سے اوس مسجد کی امداد کرسکتا ہے یا نہ۔

۱۰۔ ایک مسجد کی تعمیر کیلئے روپیہ جمع ہوا اب بعد اختتام تعمیر اگر روپیہ کچھ بچ جاوے تو اوسکو کسی محتاج مسکین پر خرچ کر لینا جائز ہے یا نہ۔

۱۱۔ مقتدی خلف الامام کسقدر بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے بعض ایسا پڑھتے مین جو امام ہی سنتا رہتا ہے بعض اس کے خلاف ہین لہذا تصدیع ہے کہ تسبیح و قرات وتکبیر مقتدی مخفی ہو یا کسطرح ہو۔ باقی آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ

۱۲۔ تصویر سراسر تنویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم لوگ کس غرض سے خرید کرین۔ یعنے کیا نیت ہو۔ آیا بطور زیارت و تبرک کے اوس کو احمدی روزمرہ یا کوقت جوش ارادت کے زیارت کر لیا کرین یا کسطرح چونکہ مرکز اسلام آج قادیان شریف ہے لہذا یہ حضور کو ہی تکلیف دیجاتی ہے امید ہے کہ معاف فرمایا کرینگے

نماز جمعہ مین فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہے یا کم وبیش بعد فرض کتنی رکعتین ہین مفصل ارشاد ہو

کمترین خادم الحمداللہ بخش ولد شیخ محمد بخش قانون گوئے۔ بہرہ محلہ قانون گویان۔

جواب

آپنے جسقدر سوال پوچھے ہین۔ انکی نسبت گذارش ہے۔ ہمارے امام کا یہ مذہب ہے کہ ہم قرآن اور حدیث مین جو مسائل موجود ہون اون قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کیا جاوے۔ اور جو مسائل قرآن اور حدیث مین موجود نہین۔ اون مسائل پر علی العموم لوگ حنفی مذہب پر عمل کرلین۔ یہ ایک اصل ہے جسپر آپ اپنے سوالون کو آسانی سے حل کرسکتے ہین۔ جب ہمارے لئے امام نے ایک قاعدہ بناد یا کہ ہم قرآن کریم پر عمل کرین اور پھر احادیث صحیحہ پر۔ اور اگر وہ کوئی مسئلہ نہ پاوین تو حنفی مذہب کو دستورالعمل کرلین تو ہمین دقت ہی کیا رہ گئی۔

دوسری ایک اصل ہی قابل یادگار ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور قرآن کریم مین اسکی اصل موجود ہے۔ مثلاً لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اور نبی کریم نے فرمایا ہے تم مین سے برے مین وہ لوگ جو کثرت سوال سے حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرا بیٹھتے ہین۔

۱۔ جمعہ سے پہلے جسقدر اللہ تعالےٰ توفیق دیوے سنتین پڑھو۔ کوئی حدبندی نہین۔ دو ہون چار ہون چھ ہون یا اس سے بھی زیادہ۔

۲۔ حضرت صاحب کی تصویر آپکے لئے بالکل بے فائدہ ہے۔ کسیطرح مفید نہین۔ یہ تصویر صرف اس لئے بنوائی گئی تھی کہ یورپ اور امریکہ والے لوگون کے سامنے پیش کیگئی کہ آیا یہ شخص کیا غلط و ظالم ہے جنہین بالکل نظر آتا ہے۔ پس جو لوگ اصل کو دیکھ سکتے ہین اونہین نقل کی ضرورت ہی کیا ہے اس بارہ مین البدر نے ایک مضمون حضرت کی زبانی لکھا ہے۔

۳۔ مقتدی الحمد شریف اتنا پڑھے کہ امام ہرگز نہ سنے اگر امام کو سنائیگا تو اس کو تنازع کہتے ہین اور حدیث مین تنازع منع ہے اسیطرح تسبیح وغیرہ بھی آہستہ پڑھے ہان دوسرون کو آگاہ کرنے کیلئے تکبیر کا اونچا کرنا شرعاً جائز ہے۔ مسجد کا بچا ہوا روپیہ مساکین کو دے سکتا ہے

۴۔ ایک مسجد کا مال اگر بالکل اوس مسجد کی حاجتون سے زیادہ پڑا ہوا ہو تو دوسری مسجد کو دیسکتا ہے

۵۔ مسجد کا کہنہ اور ردی اسباب نیک متولی اپنی رائے سے اسمین تبدیلی کرسکتا ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح

۶۔ یہ سوال کہ ایک احمدی امام وتر اور طرح پڑھتا ہے اور حنفی اور طرح پڑھتے ہین بڑے تعجب انگیز ہے کیونکہ وتر تین رکعت بیک سلام جیسے حنفی پڑھتے ہین شرع اسلام مین ثابت ہین اور وتر تین رکعت دو سلام سے بھی ثابت ہین پس اگر احمدی تین رکعت وتر بیک سلام حنفیون کیطرح پڑھتا ہے تو اس نے خلاف سنت نہین کیا۔ اور ہم نے خود اسطرح بہت دفعہ پڑھے ہین۔

۷۔ اثنا نماز مین تہ بند اور پاجامہ ڈھیلا ہوجاوے تو اوس کو ٹھیک سنوارے۔

۸۔ جنبی بحالت جنب درود استغفار بلکہ قرآن بھی پڑھ سکتا ہے۔

۹۔ صبح کی نماز بوجہ خوف اور خوف سردی تیمم سے جائز ہے جبکو مرض کا ڈر ہو۔ اور مسلمان بزدل نہین ہوکرتا۔

۱۰۔ مسلمان کے معنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل فرمادیئے ہین مشکوٰۃ کے ابتدا مین لکھا ہوا ہے مسلمان وہ ہے جو۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اور پانچ وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے زکوٰۃ دے حج کرے۔ اور ایک حدیث مین لکھا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ جب مسلمان کی یہ تعریف ہے تو ایک احمدی اگر یہ کام نہین کرتا تو وہ مسلمان نہین

۱۱۔ بلوغ کی حد عام طور پر ۱۵ برس ہے اور مال و اسباب سپرد کرنیکیواسطے پچیس برس ہے ایک سوال کی نسبت آپنے مجھے حکم دیا ہے کہ مین امام سے پوچھون میری عادت نہین کہ مین آپنے سوال کیا کرون مجھے تو اونکا دیکھنا اور ان کے رد میں پانا اور ان کے اقوال سننا ایسے مقدم ہیں کہ مجھے خود سوالوں کی ضرورت نہیں۔ لیکن آپ براہ راست اگر دریافت فرمائیں تو آپکو بھی نیا علم حاصل ہوجاویگا میں امید کرتا ہوں کہ آپکے سوالوں کے

عجیب و غریب مذہبی کتابیں

دفتر الحکم سے ہی مل سکتی ہیں

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ عدیم النظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے مسیح ابن مریم کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کی اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے) قیمت عہ

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے ازالہ اوہام کردیا خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ کے ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ قیمت ۸؍

نماز پر تقریر۔ اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲؍

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول اعلیٰ حضرت کی بیس سالہ پرانے مضامین - الہام - مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲؍

مسیحی الدین عیسائیکے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت حکیم الامت کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲؍

توضیح المرام اسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۱۲؍

نور القرآن - حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب تیبت قیمت سہ

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسیقدر کردینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تجویز کیا تھا۔ اور چند عقائد پیش کئے تھے اسکا کافی اور وافی جواب ایک لاجواب کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئے قیمت ۸؍

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب قیمت عہ

تفسیر سورہ تبت۔ سورہ تبت پر ایک آریہ کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱؍

سواء السبیل نمبر ۲ - ایک ہندوستانی مولوی کے خطوکتابت۔ قیمت ۱؍

فک الشک امرتسری مولوی کی اعتراضوں کا جواب قیمت ۱؍

رد نسخ و شیعہ - حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے پہنچ گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے باہر بھی اس کو قبولیت ہوئی ہے۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم اسی طرز و طریق پر چھپا ہوا ہے

تفسیر القرآن پارہ سوم - بطور رسالہ ماہوار۔ یہ تفسیر ناظرین تفسیر کے بعد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی مگر بعض مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاءاللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸؍ رسالانہ قیمت ۱؎

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام کرنے کیغرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ... سہ

رپورٹ جلسہ ۱۹۰۶ء۔ دار الامان میں ۱۹۰۶ء میں دسمبر کے آخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمیں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے اور معارف پر اچھوتے لیکچر دئے۔ یہ سب تقریریں یکجا جمع ہیں علاوہ بریں رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر الحکم کے ایک قابل قدر دیباچہ لکھا ہے قیمت عہ

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء میں قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز پر گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریروں کا مجموعہ۔ قیمت سہ

اصلاح النظر (حضرت حکیم الامت کی خاص ارشاد پر

ایڈیٹر الحکم نے ایک کتابچہ اعتراضات متعلقہ نظام کا جواب لکھا جسکو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی قیمت ۱؍

متفرق کتابیں

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۸؍ ۔ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۱؍

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۸؍

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق۔ عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے قیمت ۱؍

دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت قیمت ۸؍

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

المنصح (نظم میں عبد مومن کی خواہشات) قیمت ۱؍

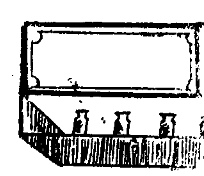
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ... ۱؍

نمونہ قرآن مجید۔ جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہیں۔ قیمت ۳؍

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور



انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز الکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔